رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قُل یٰاَہلَ الکتابِ تعالَوا الیٰ کلمۃٍ سواءٍ بیننا و بینکم الّا نعبدَ الّا اللہَ ولا نُشرکَ بہٖ شیئاً ولا یتّخذَ بعضُنا بعضاً ارباباً من دونِ اللہ فان تولّوا فقولوا اشہدوا بانّا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ماہوار ایڈیشن

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ | لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۰ ذیقعد ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۳۷ء | نمبر ۸

متاعِ محبت

(حضرت مسیح موعودؑ)

قربانِ تست جانِ من اے یارِ محسنم ‖ با من کدام فرق تو کردی کہ من کنم

از جود دادہ ہمہ آں مدعائے من ‖ وز لطف کردہ گذرِ خود بمسکنم

ہیچ آگہی نبود ز عشق و وفا مرا ‖ خود ریختی متاعِ محبت بدامنم

ایں خاکِ تیرہ را تو خود اکسیر کردہ ‖ بود آں جمال تو کہ نمود است احسنم

ایں صیقلِ دلم نہ بزہد و تعبد است ‖ خود کردہ بلطف و عنایات روشنم

فصلِ بہار و موسمِ گل نایدم بکار ‖ کاندر خیالِ روئے تو ہر دم بگلشنم

چوں حاجتے بود بادیبِ دگر مرا ‖ من تربیت پذیر ز ربِّ مہیمنم

سہل است ترکِ ہر دو جہاں گر رضائے تو ‖ آید بدست اے پنہ و کہف و مامنم

در کوئے تو اگر سرِ عشّاق را زنند
اوّل کسیکہ لافِ تعشّق زند منم

ماہوار ایڈیشن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۵ | یوم چہارشنبہ ۲۰ ذیقعد ۱۳۵۵ ہجری | نمبر ۸

وصیتوں کی مفید و تعمیری تحریک

اشاعت اسلام کی ایک مستقل بنیاد

گزشتہ سالانہ جلسہ پر "وصیتوں کی تحریک" کی صورت میں ایک نہایت ہی مفید و عظیم الشان کام کا آغاز کیا گیا ہے۔ اگر اس پر کما حقہٗ توجہ کی گئی۔ اور صاحب جائیداد احباب نے اس میں پورا حصہ لیا۔ تو انشاء اللہ اس کے نتائج بہت ہی بابرکت اور شاندار ہونگے۔ اور یہ تحریک صحیح معنوں میں اشاعت اسلام کی ایک مستقل بنیاد قرار پائیگی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۲۵ دسمبر ۱۹۳۶ء کے خطبۂ جمعہ میں پہلی مرتبہ اس تحریک کو پیش کرتے ہوئے اس کے مختلف پہلوؤں پر کافی تفصیل سے اظہار خیال فرمایا تھا۔ یہ جلسہ سالانہ کا پہلا دن تھا۔ بیرونی احباب بھی اس وقت کثیر تعداد میں موجود تھے۔ علاوہ ازیں یہ خطبہ ۱۸ جنوری کے پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے لہذا امید ہے یہ تفصیلات بہت بڑی حد تک احباب کی یاد میں محفوظ ہوں گی حضرت ممدوح نے اس ذکر کے بعد کہ ہمارا قومی نظام حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت پر جو "الوصیۃ" کے نام سے موسوم ہے قائم ہے ارشاد فرمایا تھا کہ

"اب میں وہ بات بتانا چاہتا ہوں۔ جو ہمارے کام میں کمزوری کی وجہ ہوئی۔ آپ شائد خیال کریں گے۔ کہ بڑی بڑی وجوہات بیان کروں گا۔ نہیں وہ بات بالکل مختصر ہے ہم نے "الوصیۃ" کو علمی رنگ میں تو لے لیا۔ اور اس پر اپنے نظام کی بنیاد رکھی لیکن افسوس ہم نے اس کے عملی حصہ کیطرف توجہ نہ کی۔ موجودہ کمزوری اور سست رفتاری کی وجہ یہی فروگزاشت ہے . . . . . . "الوصیۃ" کا ایک یہ بھی مقصد تھا۔ کہ جس طرح ہم زندگی میں دین کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔ اسی طرح موت کے بعد بھی ہماری جائیدادوں اور مالوں کا کچھ حصہ اس پر صرف ہو۔ آپ شائد یہ سمجھتے ہوں کہ یہ تجویز صرف بہشتی مقبرہ میں جا گزین کے ساتھ ہی مخصوص تھی اگر ایسا سمجھا جائے تو یہ لفظ پرستی ہوگی۔ خدا کا بہشت بہت وسیع ہے۔ وہ کناؤں اور گھاؤں کے اندر نہیں سماتا۔ وہ اس قدر وسیع ہے کہ انسانی دماغ اس کی وسعت کا اندازہ بھی نہیں کرسکتا۔ اسی بہشت کا وارث بنانے کے لئے حضرت صاحب نے "الوصیۃ" میں یہ ہدایت کی تھی کہ جو کچھ ایک شخص کماتا ہے۔ اس کا کچھ حصہ خدمت دین کے لئے دیتا ہے یا حضرت صاحب نے یہ بیش قیمت اصول بتایا۔ کہ خدمت دین کا جو او

مرنے کے بعد بھی جاری ہے"!

بعد ازاں حضرت ممدوح نے فرمایا تھا۔ کہ قرآن کریم نے ہر اس شخص پر جو مال چھوڑتا ہے وصیت فرض قرار دی ہے۔ اور اس وصیت سے مراد خیراتی اور دینی کاموں کے لئے وصیت ہے۔ نہ کہ رشتہ داروں اور قریبیوں کے لئے نیز آپ نے فرمایا۔ کہ از روئے شریعت ایک تہائی مال کی وصیت ہو سکتی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کا "الوصیۃ" میں یہ ارشاد ہے کہ وصیت دسویں حصہ سے کم نہ ہو۔ ان وصیتوں کے ذریعہ جو روپیہ فراہم ہوگا۔ اسے کس طرح صرف کیا جائیگا؟ اس کے متعلق حضرت ممدوح نے فرمایا تھا۔ کہ:-

یہ کل کا کل مستقل سرمایہ کے طور پر محفوظ رہے گا جس کی آمدنی اور منافع سے ہمیشہ دین کا کام ہوتا رہے گا۔ اس کے منافع اور آمدنی کو کس طریق پر خرچ کیا جائے گا؟ اس کا فیصلہ انجمن ہی کرے گی لیکن اس وقت میں اپنا ایک خیال بتانا چاہتا ہوں۔ میرے خیال میں اگر کوئی وصیت کرنے والا کسی خاص غرض کے ساتھ اپنی وصیت کو مخصوص کردے۔ تو اس کا روپیہ اسی کام پر صرف ہونا چاہیئے۔ اور جو مخصوص نہ کرے۔ تو اس کا روپیہ اشاعت قرآن پر صرف ہو۔ اور ہماری یہ کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ دنیا کے تمام ممالک کے اندر ان کی زبانوں میں قرآن شریف کا ترجمہ کرکے پہنچا دیں۔ اگر ہم ایسا کرسکیں تو یہ ایک اس قدر عظیم الشان کام ہوگا۔ جس سے آجتک ساری اسلامی دنیا قاصر رہی ہے

اولاد کی محبت ایک زبردست چیز ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اولاد کی فلاح و بہبود اور اس کے مستقبل کا خیال ہر ایک انسان کا اخلاقی و شرعی فرض بھی ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس وہم کے ازالہ کے لئے کہ اس قسم کی وصیتوں سے کسی کی اولاد کی فلاح و بہبود پر ناگوار اثر پڑیگا۔ بالکل بجا طور پر ارشاد فرمایا تھا کہ:-

"فرض کیجئے اگر ایک شخص اپنی اولاد کے لئے پچاس ہزار روپیہ چھوڑتا ہے تو وہ اگر اس میں سے پانچواں یا دسواں حصہ یعنی دس ہزار یا پانچ ہزار روپیہ دین کے لئے بھی چھوڑ جائے۔ تو اس سے اس کی اولاد کی بہبودی میں کوئی فرق نہیں آسکتا مگر اس سے قوم کی بہبودی

اتنی بلند ہو جاتی ہے۔ اور اس کی بنیاد
کہ آنے والی نسلیں تم پر رحمت بھیجا کر
کا ایک بلند مینار تعمیر کردو گے جس کی
ہدایت کا موجب ہوگی"

مندرجہ بالا سطور میں حضرت ممدوح
ان کے اپنے الفاظ میں پیش کردئے ہیں۔ تاکہ احبا
باتیں از سر نو تازہ ہو جائیں اس کے بعد ہم غرض
کو کامیاب کرنے کیلئے قوم کی اجتماعی کوششوں کی
نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ زمانہ کے انقلا
ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ ہمارے فر
اور مقدس ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی نہایت
کے دور میں جبکہ اولاد آدم اپنے خالق و مالک کو
اور مذہب کی ضرورت سے انکار کر رہی ہے
کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا۔ اس کے گم کردہ
پر جھکانا کوئی آسان کام نہیں۔ اس کے لئے خاص
تیاری کی ضرورت ہے۔ موجودہ حالات کی
کہ اس فرض کی ادائیگی آئندہ نسلوں کے لئے

لہذا ضروری ہے۔ کہ ہم موجودہ حا
کے پیش نظر ایک ایسی مضبوط بنیاد رکھیں جس
شاندار عمارت آسانی سے تعمیر ہوتی جائے۔ وصیتوں کی
غرض کے لئے ایک مضبوط بنیاد ثابت ہو سکتی ہے
بڑی حد تک روحانی رنگ میں بھی۔ کیونکہ جو اصحا
کی صورت میں مال دیں گے۔ ان کے جذبات خلوص
اور آئندہ نسلوں کی تقویت کا موجب ہوں گی

چند بزرگ مثلاً خان بہادر میاں
ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، جناب حاجی
رام پور۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
وصیتیں کرچکے تھے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ
نے دوران جلسہ میں وصیتوں کا اعلان کیا لیکن
ہے جس کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ تحریک
طبقے کے اندر محدود ہے۔ ضرورت اس امر کی
اور مفید تحریک قوم کے اندر عام ہو جائے
کمانے والے احمدی اس میں حصہ لیں بیا
اور موجودہ سال کے پروگرام میں اس کو
تحریک کو عملی صورت دینا ایک ایسا مرحلہ ہے
نسلوں کی دینی جد و جہد یا زیادہ صاف الفا
ناکامی کا کافی حد تک انحصار ہے

اس معاملہ میں قانونی لحاظ سے بھی
کے کارکنوں نے چند ماہر قانون دانوں کے
ہے۔ جو چند روز میں طبع ہو جائے گا

نوجوانان جماعت احمدیہ

۱۵ جنوری کے خطبہ
جماعت کی سست رفتار
انہیں چند بیش قیمت نہ
حضرت ممدوح کے ار
احمدیان میں بیدار
احمدیہ ینگ مین

ہوگئے ہیں۔ چند روز ہوئے ان کا سالانہ انتخاب ہوا تھا جس کی کیفیت گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہیں۔ اس میں متعدد ایسے نوجوان منتخب ہوئے ہیں جن سے جوش و ہمت کے ساتھ اچھی امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں ان میں سے ایک دوست کی خدمات اور قربانیاں تو ما شا اللہ اس پایہ کی ہیں جس پر جماعت کے ہر ایک نوجوان کو رشک آنا چاہیئے۔

علاوہ ازیں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ مرکزی ایسوسی ایشن کے ارباب انتظام اس بات کے لیئے کوشاں ہیں کہ بیرونی جماعتوں کے نوجوان بھی اپنے اپنے مقامات پر ایسوسی ایشنز قائم کرکے اس کا الحاق مرکزی ایسوسی ایشن کے ساتھ کردیں۔ اس کے لئے انہوں نے ڈیڑھ روپیہ سالانہ معمولی فیس رکھی ہے جس کے عوض مرکزی ایسوسی ایشن رسید بکیں وغیرہ مہیا کرے گی۔ یہ ایک عمدہ تجویز ہے اگر اس پر عمل کیا گیا تو تمام نوجوانان جماعت میں نئے جوش کے علاوہ ان کی دینی و قومی سرگرمیوں میں کیسانی و ہم آہنگی پیدا ہو جائے گی اور ان کی یہ منظم کوششیں نہایت مفید اور موثر نتائج مرتب کرنے کا موجب ہوں گی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کو ان کے نیک عزائم میں کامیاب کرے اور انہیں پورے جوش و خلوص کے ساتھ خدمت دین کی توفیق بخشے آمین۔

آخر پر ہم اپنے نوجوان دوستوں کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے کے محولہ بالا خطبہ کی ایک نصیحت پھر یاد دلانا چاہتے ہیں جو ہر وقت ان کے پیش نظر رہنی چاہیئے آپ نے انہیں مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ :-

> "میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ جس کام کو ہاتھ ڈالو مضبوطی سے ڈالو اس کو کرتے چلے جاؤ۔ اپنی گرفت کو کبھی کمزور نہ ہونے دو۔ یہی بات کامیابی کی کنجی ہے۔ جب ایک کام کو ہاتھ میں لے لیا تو جب تک جسم میں جان ہے اسی تڑپ اور شوق سے اس کو کرتے جاؤ جس تڑپ اور شوق سے اس کی ابتدا کی تھی۔ قرون اولیٰ میں مسلمانوں کی کامیابی کی وجہ یہی بات تھی۔ اگر آج تم بھی اپنا یہی اصول بنالو تو دنیا میں دوبارہ پھر وہی نقشہ قائم ہو سکتا ہے۔"

احراری ملزموں کی افسوسناک روش

جب سے کامریڈ محمد حسین امرتسری نے مولوی مظہر علی صاحب کے بیان کردہ خطوط کے چربے شائع کئے ہیں مسلمانوں میں مجلس احرار کے خلاف غم و غصہ اور نفرت و حقارت کے جذبات عام ہوگئے ہیں۔ احراری لیڈروں کی انفرادی و جماعتی امانت و دیانت اور اخلاق کے متعلق بہت ہی افسوسناک آرا کا اظہار بکثرت کیا جارہا ہے اور ان کے گزشتہ اعمال و کردار کے متعلق بہت سی ایسی ناگفتہ باتیں سرعام بیان ہورہی ہیں جو اب تک پبلک کو معلوم نہ تھیں۔

جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں یہ معاملہ ہر لحاظ سے اہم ہے اور اسے نظر انداز کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی۔ اگر مولوی مظہر علی صاحب کے عذر وہ پبلک کے نزدیک عذر لنگ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا کے مطابق یہ خطوط جعلی ہیں تو پھر کامریڈ محمد حسین کا فعل یقیناً جعل سازی ہے جس کی سزا انہیں ملنی چاہئیے اگر خطوط اصلی ہیں تو بھی معاملہ کی نوعیت بالکل واضح ہوجاتی

ہے۔ مسلمانوں کو فیصلہ کرنا چاہیئے کہ "حیات ملی کے ان سوداگروں" کے ساتھ کیا سلوک مناسب ہے اور سوچنا چاہیئے کہ اس قسم کے سنگین جرائم کا ارتکاب کرنے والے مجبور ہو کر [illegible] تسلیم کرنا مسلمانوں کی حیات ملی کی انتہائی تذلیل

دیگر احراری لیڈروں کی حیثیت اس

کرنے کا حق ملنا چاہیئے اور مدعی

جعل خطوط چند نالشوں یا مرکا کی

ہلنے۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر

ان کو صحیح طریق پر استعمال

چارہ جوئی کی دھمکیاں

رہے ہیں یا ایک مقامی روزنامہ کے "مطائبات نگار" کی بے معنی تحریروں میں پناہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ ان تحریروں کی دھجیاں تو ملزموں کے سابق مداح روزنامہ "زمیندار" کے فکاہات نویس نے اڑا کے رکھ دی ہیں۔ باقی رہی قانونی چارہ جوئی سو عدالت بھی کسی مبصر کی رائے پر ہی فیصلہ کرے گی۔ علاوہ ازیں تمام احراری لیڈروں کو فریق مخالف کی بے پناہ جرح کا نشانہ بننا پڑے گا۔ ہم ملزمین کو ان کے فائدہ کے لیئے مشورہ دیتے ہیں کہ اگر ان پر عائد کردہ الزام صحیح نہیں تو وہ کامریڈ محمد حسین کی پیش کردہ تجویز کو منظور کرلیں اور اگر یہ خطوط اصلی ہیں تو پھر انہیں ذرا اخلاقی جرات سے کام لے کر اس شرمناک و سنگین جرم کا اعتراف کرلینا چاہیئے۔ ایک عقلمند کا قول ہے کہ اعتراف جرم بے گناہی سے دوسرے درجے پر ہے۔

کامریڈ محمد حسین کا اعلان

معاصر "انقلاب" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ کامریڈ محمد حسین صاحب نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ ان کے پاس احراری ملزموں کے اس قسم کے کم و بیش اٹھارہ خطوط ہیں آیندہ وہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب صدر مجلس احرار کے بعض ایسے خطوط شائع کریں گے جو مجلس احرار کے روپیہ کی تقسیم پر حیران کن روشنی ڈالنے والے ہیں۔ ایک اور ذمہ دار شخص کی زبانی ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ملزموں کا ایک انیسواں خط بھی پکڑا گیا ہے جس کے مطالعہ سے عجیب و عجیب رازوں کا انکشاف ہوتا ہے۔ ہمارے خیال میں ان تمام خطوط کا جلد از جلد شائع کر دینا قومی مصالح کے لحاظ سے از حد مفید ہوگا اس طرح پبلک مزید حالات سے آگاہ ہو کر زیادہ صحیح رائے قائم کرنے کے قابل ہوسکے گی۔ علاوہ ازیں ہم ہر طبقہ و خیال کے تمام ذمہ دار مسلمان اکابر کی خدمت میں درخواست کریں گے کہ اس معاملہ کا فیصلہ از حد ضروری ہے۔ مدعی کو اثبات جرم اور ملزمین کو جواب دہی کے لیئے مجبور کرنا چاہیئے۔ اس بارہ میں مفروضہ مصلحتیں، شخصیتیں اور دوستیاں حائل نہیں ہونی چاہیئے بلکہ اس کام کو ہر حالت اور ہر قیمت پر انجام دینا چاہیئے۔ اگرچہ لیڈر کہلانے والے اشخاص کو اثبات جرم کی صورت میں مسند قیادت سے کان پکڑ کر اتار دیا جائے تو اس میں یقیناً قوم کا کوئی نقصان یا بدنامی نہیں البتہ اس قسم کے خطرناک مجرموں کو خاموش اور پوشیدہ لوٹ مار کی اجازت دیدینا قوم کے لیئے مہلک ثابت ہوسکتا ہے۔

"الفضل" کی قادیانی تہذیب

اخلاقی پستی اور غیر مہذبانہ انداز تحریر کے لحاظ سے "الفضل" بھی میر قاسم علی صاحب کے اخبار "فاروق" کی سطح پر آرہا ہے جو ان "قابلیتوں" کی وجہ سے ایک ناقابل رشک شہرت حاصل کرچکا ہے۔ "الفضل" کے ایک تازہ مضمون کا عنوان ملاحظہ ہو :-

"امیر غیر مبائعین آتش حسد کے انگاروں پر" (۲۱- جنوری ۱۹۳۷ء)

مضمون میں جس اخلاق اور خوش بیانی کا مظاہرہ کیا گیا ہے اس کا اندازہ اس عنوان ہی سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ ہم اس سے قبل بھی اپنے معاصر کو اطمینان دلا چکے ہیں کہ "قادیانی جماعت" میں کوئی ایسی خوبی موجود نہیں جس کی وجہ سے ہم اس پر حسد و رشک کریں۔ البتہ ہمیں قادیانی دوستوں کی بے راہ روی پر افسوس ضرور ہوتا ہے۔ پیر پرستی کی ایک گدی، اندھا دھند اعتقاد رکھنے والے عقل باختہ مریدوں کا ایک گروہ۔ منافقوں کی پیداوار اور خدمت دین کے کام کی بجائے سیاسی اور صنعتی امور میں انہماک، اندرونی سازشیں اور ناگفتہ بہ باتوں کا چرچا یہ ہے قادیانی جماعت کی کل کائنات۔ الحمد للہ ان میں سے کم از کم ہمارے لئے کوئی چیز قابل رشک و حسد نہیں۔ ہمارے معاصر کو بالکل مطمئن رہنا چاہیئے۔ ہم قادیانی خلافت کی ان "برکات" میں حصہ دار بننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔

یہ تو عنوان کی کیفیت ہے۔ باقی مضمون میں جو سخت کلامیاں اور دشنام طرازیاں کی گئی ہیں ان کے جواب میں ہم صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں

کہ کوئی شرم و حیا سے بے نیاز ہو کر سر بازار اپنے کپڑے اتار پھینکے [illegible] آدمیوں کے لیئے اپنی آنکھیں بند کرلینے کے سوا اور کوئی چارہ [illegible]

جناب خلیفہ قادیان کے بعض ارشادات کی یاد [illegible]

اس قسم کی اخلاق سوز و غیر مہذبانہ تحریروں کی تمام [illegible] کارکنان "الفضل" پر عائد نہیں کی جاسکتی کیونکہ اگر ذرا گہری نظر سے [illegible] جائے "قادیانی تہذیب" کے ان مظاہروں کا سلسلہ قصر خلافت کی [illegible] و اشارات اور قادیانی اکابر کی ذہنیت و پسند سے جا ملتا ہے کیونکہ [illegible] اکابر جن چیزوں کی حوصلہ افزائی کریں گے اخبارات انہی کو فروغ دیں [illegible] لہٰذا یہ ہمارے معاصر کے ساتھ بے انصافی ہوگی اگر ان حرکتوں کی تمام ذمہ داری اس پر ڈال دی جائے۔ باقی رہا یہ معاملہ کہ حسد کا جہنم کس کے سینے میں دھک رہا ہے اور آتش حسد کے انگاروں پر کون [illegible] ہے؟ اس کا سب سے پہلا نشان تو ہمارے معاصر کو اپنے اسی عنوان [illegible] مضمون سے مل سکتا ہے۔ مزید تلاش و جستجو کے لیئے اسے جناب خلیفہ [illegible] کا گو بھی شلجم کے چھلکوں والا "پرانہ معارف و حقائق" خطبہ مطالعہ [illegible] یا ان کے "ڈھائی ٹوٹیاں تے فتو باغبان" کے ارشاد عالی [illegible] چاہیئے۔ ایک معمولی عقل رکھنے والا شخص بھی وہ خوبیں [illegible] کو تلاش کرسکتا ہے۔ اس قسم کے "دھواں دھار" خطبات [illegible] کے مطالعہ کے بعد حسد کے آتش کدے کا ٹھکانا بھی باسانی معلوم [illegible] ہے۔ "الفضل" کو کم از کم اس بارہ میں اپنی عقل سے تھوڑا بہت [illegible] لینا چاہیئے۔ امید ہے ان گزارشات کی روشنی میں ہمارا معاصر [illegible] نتیجہ پر پہنچ جائے گا ویسے ہم مزید خدمت کے بھی حاضر ہیں لیکن [illegible] ہمارے لیئے بے حد ناخوشگوار ہوگا۔

"بچت فنڈ"

حال ہی میں برلن سے مندرجہ ذیل دلچسپ خبر موصول ہوئی ہے جو تمام احباب جماعت کے لیئے قابل غور ہے :-

"حکومت جرمنی نے کھانوں کی ایک فہرست شائع کی ہے اور عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ ہر مہینے میں صرف انہی کھانوں کا استعمال کریں جو حکومت نے ان کے لئے مقرر کردیے ہیں۔ اس نئی سکیم کا مطلب یہ ہے کہ جرمنی کو [illegible] خور و نوش کے معاملہ میں بالکل آزاد بنادیا جائے۔ خوراک کے متعلق ان نئی تجاویز میں عوام کو گوشت کی بجائے سبزی کے استعمال کی زیادہ تلقین کی گئی ہے اور آلو۔ شکر۔ جما ہوا دودھ۔ دہی۔ مصنوعی شہد مچھلی وغیرہ پر زور دیا گیا ہے اعلان کیا گیا ہے کہ کوئی باشندہ انڈوں۔ مرغیوں۔ چاول اور پھل کا استعمال اپنی موجودہ ضروریات سے زیادہ نہ کرے"

یہ خبر کسی تبصرہ کی محتاج نہیں۔ اس اپیل کا مقصد یہی ہے کہ [illegible] جرمنی دیگر معاملات کی طرح خوراک کے متعلق بھی اپنے ملک کو آزاد بنانا چاہتی ہے اسی قسم کی تدبیریں ہیں جن کی وجہ سے شکست خوردہ [illegible] کی زنجیروں میں جکڑا ہوا جرمنی چند سال کے عرصہ میں آزاد و خود مختار [illegible] ہمارے ہاں بھی ایک "بچت فنڈ" کی تحریک موجود ہے [illegible] پابندیاں نہیں۔ صرف اس قدر مطالبہ ہے کہ ہفتہ میں ایک دن [illegible] روز اخراجات خورد و نوش میں کچھ کمی کردی جائے اور اس طرح [illegible] اشاعت کے لیئے چند پیسے بچا کر مندوقچی میں ڈال دیئے جائیں۔ [illegible]

(باقی نوٹ برصفحہ [illegible])

فیصلہ کن مباحثہ سے جناب خلیفہ قادیان کا افسوسناک گریز

مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری کے عذرات لنگ

(از مدیر)

جناب خلیفہ صاحب کی بے محل و تعجب انگیز خاموشی

افسوس جناب خلیفہ قادیاں ہماری جماعت کی مخلصانہ دعوت کے جواب میں بدستور فیصلہ کن مباحثہ سے گریز فرما رہے ہیں۔ اور مولوی اللہ دتہ صاحب صرف اپنی طویل نویسی کی عادت کو پورا کر رہے ہیں۔ جناب خلیفہ صاحب خود بہت کچھ لکھ سکتے یا کہہ سکتے ہیں لیکن دو لفظ اس کے متعلق لکھنا یا بولنا پسند نہیں کرتے۔ کہ آیا وہ ساٹھ کروڑ مسلمانوں کی تکفیر کے متعلق کوئی دلیل پیش کرنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ جب وہ مسئلہ نبوت پر بحث کی آمادگی ظاہر کر چکے ہیں۔ تو اس دوسرے مسئلے پر جس سے انہوں نے اتحاد اسلام کی بنیادوں کو پاش پاش کیا ہے۔ خود کیوں دو لفظ نہیں لکھ دیتے؟ اگر ان کی خود لکھنے میں کسر شان ہے۔ تو کسی خطبہ میں ہی بیان کر دیں کہ ہم ساٹھ کروڑ مسلمانوں کی تکفیر کرنے کے بعد اب اس کی تائید میں کوئی دلیل دینے کے لئے تیار ہیں یا نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلعم تو فرمائیں کہ ایک مسلمان کو بھی کافر کہا جائے تو کفر الٹ کر کہنے والے پر پڑتا ہے۔ اور جناب خلیفہ صاحب ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو ایک جنبش قلم سے کافر بنا دیں۔ اور پھر اختلافی مسائل پر بحث کا ذکر آئے تو یہ مسئلہ ان کے نزدیک اس قابل ہی نہیں کہ اس کی تائید یا تردید میں کوئی دلیل دینے کی ضرورت ہو۔

جناب خلیفہ صاحب کی خدمت میں درخواست

اس میں شک نہیں کہ اس سے پہلے ایک وجہ موجود تھی۔ کہ وہ اس مسئلہ پر خاموشی اختیار فرماتے لیکن اب تو اسمبلی کے انتخابات کے متعلق جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اب پانچ سال کے لئے وہ پھر آزاد ہیں۔ اس لئے ہم ان سے التجا کرتے ہیں کہ اس فرصت میں وہ اس مسئلہ پر ایک گہری نگاہ ڈال لیں اور اگر یہ مسئلہ اسی قابل ہے۔ کہ اپنے عقائد کی اساس اس کو بنایا جائے تو وہ اس پر فیصلہ کن بحث کر لیں۔ اور اگر وہ دیکھتے ہیں۔ کہ قرآن و حدیث کی موجودگی میں اور حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ کے ہوتے ہوئے کہ

"میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا"

مسلمانوں کی تکفیر عملاً قرآن و حدیث کا اور خود حضرت مسیح موعود کا انکار ہے۔ تو ایک سچے مسلمان کی طرح اس سے توبہ کریں۔ اور اعلان کر دیں۔ کہ ہم کسی کلمہ گو کو دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیتے دوسرے کے کندھے پر رکھ کر بندوق چلانے میں کوئی معقولیت نہیں یہ تو یقینی بات ہے کہ جس وقت انہوں نے مسئلہ تکفیر ایجاد کیا۔ اس وقت مولوی اللہ دتہ کا مشورہ نہیں لیا تھا اب مولوی صاحب کی لایعنی اور طویل تحریروں کے نیچے پناہ لینے سے کیا بن جائے گا؟

مولوی اللہ دتہ صاحب کے "کمالات تناقض"

مولوی اللہ دتہ صاحب کا محولہ بالا مضمون کافی طویل ہے "الفضل" کے تقریباً پانچ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ مگر حسب معمول وہ زیادہ تر غیر متعلق اور بے فائدہ باتوں پر مشتمل ہے۔ انکی ژولیدہ بیانی سے ہر ایک پڑھنے والے کو پریشانی ہوگی لیکن ہم ان کے ممنون ہیں۔ کہ انہوں نے خلیفہ صاحب کی تائید میں جو کچھ فرمایا ہے۔ نادانستہ طور پر خود اس کی تردید کر دی ہے ان کے ان "کمالات تناقض" نے ہمارے کام کو بہت آسان کر دیا ہے۔

قادیانی مولوی فاضل کی نرالی منطق

ان کا سب سے بڑا کمال یہ ہے۔ کہ وہ مسئلہ تکفیر کے متعلق بڑی دیدہ دلیری سے یہ غلط بیانی کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اس پر بحث سے کبھی انکار نہیں کیا۔ اور انکار پر ڈٹے ہوئے بھی ہیں۔ اور بار بار فرما رہے ہیں۔ کہ مسئلہ تکفیر پر علیحدہ بحث کی ضرورت نہیں کیونکہ مسئلہ نبوت پر بحث کے دوران میں عدم تکفیر کو بطور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے۔ اگر مولوی صاحب مذکور کی یہ منطق درست ہے۔ تو پھر ایسا کیوں نہ کیا جائے۔ کہ محض مسئلہ تکفیر پر بحث ہو جائے اور جناب خلیفہ صاحب قادیاں اثبات نبوت کو بطور دلیل پیش فرما دیں لیکن یہ صورت نہ ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ نہ دوسرے کے لئے۔ ہم تو فیصلہ کن مباحثہ کے طالب ہیں۔ اور دونوں مسائل کی صفائی چاہتے ہیں کسی چیز کا ضمناً ذکر اور بات ہے۔ اور اس کو امر تنقیح طلب قرار دیکر اس پر دلائل پیش کرنا اور بات ہے یہ ایک مسئلہ قانونی مسئلہ ہے جس سے قادیانی مولوی فاضل کو بے خبر نہیں ہونا چاہیئے۔

مسئلہ تکفیر ایک مستقل موضوع بحث ہے

یہ کہنا یقیناً دھوکا ہے۔ کہ جب مسئلہ نبوت کا فیصلہ ہو گیا۔ تو مسئلہ تکفیر کا فیصلہ خود بخود ہو جائے گا۔ کیونکہ کوئی ایسا جج نہیں جو مسئلہ نبوت پر بحث سن کر فیصلہ دے دے اور لوگ اس کے فیصلے کو تسلیم کر لیں۔ سننے والوں کو خود فریقین کے دلائل کا موازنہ کرکے رائے قائم کرنی ہے کہ دونوں جماعتوں کے درمیان جو اختلافات ہیں ان میں راستی پر کون ہے۔ اور غلطی پر کون ہے۔ جب مسئلہ تکفیر دونوں جماعتوں میں ایک زبردست وجہ اختلاف ہو بلکہ اختلاف کی ابتدا اسی سے ہوئی ہے۔ تو پھر اس کو ایک مستقل موضوع بحث قرار دینے سے انکار کیوں؟ اور اس پر تبادلہ خیالات کے بغیر مباحثہ فیصلہ کن کسطرح ہوگا؟

مولوی اللہ دتہ صاحب کی بدحواسی

معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون لکھتے وقت مولوی اللہ دتہ صاحب پر ایسی کیفیت طاری ہوتی رہی ہے جسے افسوس بدحواسی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

> "غیر مبائع اصحاب مت گمان کریں۔ کہ ان کے ساتھ کسی اختلافی مسئلہ پر ہم بحث نہیں کرنا چاہتے۔ وہ بخوشی ہم سے خلافت مسئلہ احمد تکفیر۔ اسباب اختلاف وغیرہ مسائل پر بھی بحث کریں لیکن ہم ہرگز نہیں چاہتے۔ کہ نبوت پر بحث ادھوری رہ جائے۔ یہ اساسی مسئلہ ہے"

لیکن ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہ اگر تکفیر و نبوت دونوں مسائل پر بحث کیجائے۔ تو مسئلہ نبوت پر بحث ادھوری کس طرح رہ جائے گی! بحث ادھوری تو اس طرح رہتی۔ کہ ہم کہتے۔ کہ صرف مسئلہ تکفیر پر بحث کی جائے ہم تو بار بار گزارش کر رہے ہیں مگر نبوت پر بھی بحث ہو۔ اور مسئلہ تکفیر پر بھی مولوی صاحب ہیں کہ وہ کمال بہادری سے تمام اختلافی مسائل پر بحث کیلئے آمادگی بھی ظاہر فرماتے ہیں۔ اور اسی سانس میں مسئلہ تکفیر پر بحث سے انکار بھی فرما دیتے ہیں۔ اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں۔ کہ اس طرح مسئلہ نبوت پر بحث ادھوری رہ جائیگی۔ ہم انہیں یقین دلاتے ہیں۔ کہ مسئلہ تکفیر پر بحث سے مسئلہ نبوت کی بحث ہرگز ادھوری نہیں رہ سکتی اگر ان کو ہمارے چیلنج پر بحث

پریشان کر دیا ہے۔ تو وہ کسی ایسے آدمی سے جن کے ہوش [illegible] پوچھ کر اپنی تسلی کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر مولوی صاحب کو یہ خطرہ ہے کہ [illegible] پر بحث سے قادیانی نبوت فنا فی اللہ ہو جائے گی تو اور بات ہے

مسئلہ تکفیر اختلاف کی بنیاد ہے

ہم تو قبل ازیں بھی اس بات کو صاف کر چکے ہیں۔ کہ [illegible] صرف ایک مستقل مسئلہ ہے۔ بلکہ اسی کی وجہ سے جماعت میں [illegible] ہوا۔ اور دو گروہ بنے اس سے قبل مسئلہ نبوت کے متعلق [illegible] قطعاً کوئی اختلاف نہ تھا جناب خلیفہ قادیاں اگر [illegible] ان تمام واقعات کا علم ہے۔ اور وہ ان کے انکار کی جرأت [illegible] از راہ کرم وہ ارشاد فرمائیں۔

(۱) کیا یہ سچ نہیں کہ حضرت مولینا نورالدین [illegible] مسئلہ کفر و اسلام میں اختلاف ہوا۔ اور اس وقت مسئلہ نبوت [illegible] نہیں آیا۔

(۲) کیا یہ سچ نہیں کہ آپ کے مشہور مضمون "مسلمان [illegible] جو خدا کے سب ماموروں کو مانے" میں ایک جگہ [illegible] کی گئی جو آج قادیانی جماعت کے نزدیک غیر احمدیوں کے [illegible] کہ نبی کا منکر کافر ہوتا ہے چونکہ حضرت مرزا صاحب نبی [illegible] کافر ہے۔

مسئلہ تکفیر ہر لحاظ سے مقدم اور ضروری ہے

ہم نے فیصلہ کن مباحثہ کی دعوت اس لئے دی [illegible] کے افراد اور عام پبلک کو باہمی اختلاف کے تعلق [illegible] میں آسانی ہو۔ فریقین کے دلائل دو جماعتوں کے امیروں [illegible] ان کے سامنے آ جائیں چونکہ اختلاف اسی مسئلہ تکفیر پر شروع [illegible] مسئلہ ہر لحاظ سے مقدم اور ضروری ہے۔

مسئلہ تکفیر پر بحث سے گریز کا غیر معقول عذر

جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں۔ کہ مسئلہ نبوت [illegible] کی گدی نشینی کے بعد پیدا ہوا۔ یہ دراصل قادیانی جماعت [illegible] کے لئے ہی اٹھایا تھا۔ مولوی اللہ دتہ صاحب کا بار بار اسی بات [illegible] میں بھی انہیں چیلنج دیا گیا تھا۔ کہ وہ حضرت صاحب کی قسم [illegible] عقلمند کے نزدیک مسئلہ تکفیر پر بحث سے گریز کی معقول [illegible] میں اگر آپ کو یہ دعوت دی گئی تھی۔ تو اس وقت آپ کی [illegible] خاموش۔ ہاں آپ کا اس کو لیکر شور مچانا "شنیدہ کہ بعد از جنگ [illegible] بایدزد" کا مصداق ہے آخر اس وقت کیوں اتنی [illegible] اختیار کی گیا اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ جناب خلیفہ صاحب نے [illegible] مسئلہ نبوت کو پختہ نہ کیا تھا۔ اور یہانتک لکھ دیا تھا۔ کہ [illegible] لفظ نبی صرف چند روزہ مصلحت کے ماتحت استعمال کرتے [illegible]

جناب خلیفہ قادیاں کا ایک فیصلہ کن [illegible]

چنانچہ اسی زمانہ میں انہوں نے محمد عثمان صاحب کے [illegible] تھا۔ وہ ہمارے قادیانی دوستوں کو فراموش نہیں [illegible] صاحب نے صاف لکھا تھا!

لانبوت کے متعلق میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ رب احمدی حضرت مسیح موعود کو ظلی نبی مانتے ہیں لیکن چونکہ حضرت صاحب کے درجے کو اس وقت بہت گھٹا کر لکھا جاتا ہے۔ اس لئے "مصلحت وقت" مجبور کرتی ہے کہ آپ کے اصل درجے سے جماعت کو آگاہ کیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر یہ صرف چند روزہ بات ہے اور بطور علاج ہے"

اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت تک مسئلہ نبوت پختہ ہوا تھا، حالانکہ مسئلہ کفر اس سے دو تین سال پیشتر سے چلا آتا تھا۔ اور ۱۹۱۴ء میں دونوں جماعتوں میں تفرقہ کا موجب ہو چکا تھا۔ اس وقت ابھی یہ احساس موجود تھا کہ حضرت صاحب ہیں تو ظلی نبی مگر مصلحت وقت کے لحاظ سے انہیں نبی کہہ لینا جائز ہے۔ کیونکہ درجہ گھٹایا جاتا ہے۔ اس لئے اس زمانہ کے ہمارے چیلنج کے جواب میں وہ خاموش رہے۔ علاوہ ازیں مولوی اللہ دتہ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ اس وقت بھی جو چیلنج ہماری طرف سے دیا گیا تھا۔ اس میں بھی کہا گیا ہے کہ حضرت صاحب کی قسم نبوت پہ مباحثہ کر لیا جائے یعنی آیا یہ وہ نبوت ہے جس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے یا محض ظلی نبوت یعنی ولایت ہے جس کے انکار سے کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہو سکتا پس مسئلہ کفر تو اس وقت بھی نساتھ تھا۔

یہ ۱۹۳۵ء کے چیلنج کا جواب ہے

بہر حال اب جس چیلنج کا جواب دیا گیا ہے وہ ۱۹۳۵ء کا چیلنج ہے جس کا جواب دو سال بعد ملا۔ اس چیلنج میں صاف طور پر مسئلہ کفر و اسلام اور مسئلہ نبوت پر بحث کے لئے دعوت دی گئی ہے۔ تو اگر کوئی وجہ بتا دیجاتی کہ مسئلہ کفر و اسلام پر بحث کی کیوں ضرورت نہیں تو ہم دوسری بات پر بھی غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ضمناً بحث کفر و اسلام پر ہو جائے گی تو ہم کہتے ہیں کہ پھر صرف کفر و اسلام پر بحث کر لی جائے ضمناً نبوت پر بحث ہو گی

خلیفہ صاحب کے گریز کی اصل وجہ

گریز کی اصل وجہ یہ ہے کہ جناب خلیفہ صاحب کے بہت سے مرید بلکہ غیر احمدیوں کے کفر کے قائل نہیں اور میاں صاحب نہیں چاہتے کہ ان کے خلاف منشاء کوئی بات کہہ کر ان کو ہاتھ سے گنوا بیٹھیں۔ تعلیمی بیعت "نبوت کی بھول بھلیاں میں" تو قائم رہ جاتی ہے مگر "کفر و اسلام" کے ٹھوس مسئلے کے سامنے وہ قائم نہیں رہ سکتی۔ اس لئے کہ جن کو پیر کافر بتاتا ہے انہیں مرید مسلمان کہتے ہیں۔ اور چونکہ مسلمان کو کافر کہنے والے پر کفر الٹ کر پڑتا ہے اس لئے [illegible] کے نزدیک مرید کافر بنتے ہیں اور مریدوں کے نزدیک پیر کافر بنتا ہے

ہم دونوں مسائل کی صفائی چاہتے ہیں

مگر اس مسئلے کا صاف ہونا ضروری ہے کیونکہ اس مسئلہ کفر و اسلام سے تو خود کلمہ منسوخ ٹھہرتا ہے۔ اور ایک نئے دین کی بنیاد پڑتی ہے ہم بحث کو کھیل بنانا نہیں چاہتے۔ بلکہ ہر دو مسائل کی صفائی چاہتے ہیں۔ ادھوری بحث کی جو صرف مسئلہ نبوت پر ہو اور کفر و اسلام زیر بحث اس میں نہ آسکے نہ ہم نے دعوت دی ہے۔ اور نہ اس ادھوری کی قبولیت کی ہمارے نزدیک کوئی وقعت ہے

جناب خلیفہ صاحب کے بیانات میں تناقض

مولوی اللہ دتہ صاحب کو ہماری باتوں میں تناقض نظر آتا ہے مگر اپنے گھر کے مذہ تناقض کا شہتیر انکی آنکھ سے مخفی ہے کیا یہ صحیح نہیں کہ جناب خلیفہ صاحب نے

(۱) پہلے کہا کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں دعوے نبوت کیا اور اس [illegible] سے قبل کی تمام کتابیں منسوخ ہیں۔

(۲) اس کے بعد کہا کہ دعوی نبوت ۱۹۰۱ء میں کیا۔ اس سے قبل کی کتابیں منسوخ نہیں۔

(۳) پھر بعد ازیں حلفیہ بیان دیتے ہوئے کہا کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۸۹۱ء میں دعوی نبوت کیا۔

مولوی صاحب کی آنکھوں پر تعصب اور پیر پرستی کی پٹیاں بندھی ہوئی ہیں۔ انکی وجہ سے انہیں دکھائی نہیں دیتا لیکن ہر ایک صاحب نظر دیکھ سکتا ہے۔ کہ جناب خلیفہ صاحب کے مندرجہ بالا ارشادات ایک امر واقع کے بیان میں تناقض ہے۔ آراء ضروریات مختلف زمانوں میں مختلف ہو سکتی ہیں لیکن واقعات تبدیل نہیں ہو سکتے۔

مسئلہ تکفیر کے متعلق خود قادیانی جماعت میں اختلاف موجود ہے۔

مسئلہ تکفیر پر بحث اس لئے بھی ضروری ہے۔ کہ خود قادیانی جماعت کے مختلف طبقات و افراد کے خیالات و عمل بھی اس کے متعلق مختلف ہیں جناب خلیفہ صاحب کے بہت سے مرید اب بھی غیر احمدیوں کے کفر پر مصر ہیں جنہیں سے ایک ہمارے مخاطب مولوی اللہ دتہ صاحب بھی ہیں چنانچہ انہوں نے اس مضمون اور اپنے گزشتہ مضامین میں غیر احمدیوں کو بڑی شد و مد سے کافر قرار دیا ہے بعض قادیانی حضرات کا عقیدہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ مثال کے طور پر ہم جناب خان بہادر ولادر خان صاحب ریٹائرڈ آفیسر پشاور کا اسم گرامی پیش کر سکتے ہیں۔

جناب خلیفہ صاحب کے طرز عمل میں انقلاب

اس بارہ میں خود جناب خلیفہ صاحب کے عمل میں بھی زبردست انقلاب ہو چکا ہے۔ ایک وقت تھا۔ کہ وہ کہتے تھے۔ کہ ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو کافر کہیں ان کا فرض ہے ہمیں کافر کہیں اب یہ شدت نہیں رہی آج کل غیر احمدیوں کے کفر کے اعلان سے حتی الامکان اجتناب کیا جاتا ہے گو دل میں کفر موجود ہو ۱۹۳۵ء میں ہم نے بار بار اس بارہ میں جناب خلیفہ صاحب سے سوالات کئے لیکن انہوں نے واضح الفاظ میں اپنے عقیدہ کے مطابق غیر احمدیوں کو کافر نہ کہا۔ بلکہ یہاں تک نرمی برتی جانے لگی ہے کہ تلقین کی جاتی ہے غیر احمدیوں کو کافر نہیں "ناقص الایمان" کہو

جناب خلیفہ صاحب کی خدمت میں گزارش — خود صفائی سے بات کریں

ہم جناب خلیفہ صاحب کی خدمت میں پھر گزارش کریں گے کہ وہ خود کیوں صفائی سے بات نہیں کرتے؟ اپنی مشہور کتاب "آئینہ صداقت" میں انہوں نے واضح الفاظ میں فرمایا تھا کہ

> "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے
> خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا
> وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں" (صـ ۳۵)

کیا وہ اب تک اس تحریر پر قائم ہیں؟ اگر قائم ہیں تو مسئلہ تکفیر پر بحث سے انکار کے کیا معنی؟ اگر قائم نہیں تو صاف اعلان کر دیں تاکہ دنیا کو آپکی تبدیلی عقیدہ کا پتہ لگ جائے۔ اور مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری کی تماش کے مرید اپنا شوق تکفیر پورا کرنے کے لئے اور کوئی مرکز تکفیر تلاش کر لیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جملہ امور کو نہایت وضاحت اور صفائی سے جناب خلیفہ صاحب کے سامنے رکھ دیا ہے۔ جناب خلیفہ صاحب کا فرض ہے۔ کہ وہ بھی خوف گریز کو چھوڑ کر خود قلم اٹھائیں اور بات کو صاف کر دیں کہ

(۱) کیا دونوں جماعتیں مسئلہ تکفیر پر الگ ہوئیں یا نہیں اور غیر احمدیوں کے کفر و اسلام کی بحث جماعت میں ۱۹۱۱ء سے چلی آ رہی ہے۔ یا نہیں؟ حالانکہ نبوت کی بحث ۱۹۱۴ء میں اختلاف کے بعد شروع ہوئی۔ اور عرصہ تک میاں صاحب صرف اسے مصلحت وقت قرار دیتے رہے۔

(۲) کیا اب مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق دونوں جماعتوں میں اختلاف موجود ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو نبوت کیساتھ یہ مسئلہ صاف ہونا بھی ضروری ہے۔

ادھوری بحث تضیع اوقات ہے

ان کے بغیر مباحثہ کو فیصلہ کن کہا ہی نہیں جا سکتا۔ اگر اس مسئلہ کے متعلق جناب خلیفہ صاحب کو اب اختلاف نہیں رہا تو وہ واضح الفاظ میں اعلان فرما دیں اگر جناب خلیفہ صاحب موجودہ گریز کو چھوڑ کر دونوں مسائل پر بحث کیلئے آمادگی ظاہر کریں تو شرائط طے ہو سکتی ہیں ورنہ ادھوری بحث محض تضیع اوقات ہے۔

(بقیہ صـ ۸)

کا سالن کھانے والے اس روز ایک سالن پر اکتفا کیا کریں [illegible] والے دال کھا لیا کریں دال پر گزارہ کرنے والے چٹنی کے ساتھ [illegible] بس اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ اگر اس تجویز پر سارے [illegible] باقاعدگی سے عمل ہو تو اس فنڈ سے کئی مشن چل سکتے ہیں [illegible] بارہ میں ابھی بہت زیادہ احساس اور باقاعدگی کی ضرورت ہے [illegible] تو اپنے ملک — کرہ ارض کے ایک محدود خطے کو آزاد [illegible] کے لیے اپنی خورد و نوش پر اس قدر پابندیاں بخوشی منظور کر [illegible] اللہ کے دین کو۔ اسلام کے جھنڈے کو دنیا میں سربلند کرنے کے [illegible] ہم کیا آسان تحریک پر بھی عمل نہیں کر سکتے ہیں؟

ایک سکھ پروفیسر کا مظاہرہ تعصب

ہمیں چند ذمہ دار نوجوانوں کی طرف سے ایک مراسلہ [illegible] ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ چند روز ہوئے۔ کہ ایف۔ [illegible] سکھ لیکچرر نے "مغلیہ سلطنت کے زوال کے اسباب [illegible] پر لیکچر دیتے ہوئے نہایت نازیبا اور دل آزار الفاظ میں [illegible] کے زوال کا حقیقی سبب قرآن کی تقلید تھا۔ اسی کتاب کی [illegible] کو برباد اور مسلمانوں کو گمراہ کیا۔ اس کے بعد لیکچرار نے حضرت [illegible] رحمۃ اللہ علیہ پر نہایت ناپاک حملے کئے۔ جب مسلمان طلبہ نے [illegible] یہ الفاظ واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ تو اس شخص نے انتہائی [illegible] سے جواب دیا کہ جو طالب علم میرا لیکچر سننا پسند نہیں [illegible] نکل جائے کالج کے مسلمان طلبہ اس واقعہ سے بید متاثر ہوئے [illegible] مطالبہ ہے کہ اس سکھ لیکچرار کو اسکی غلطی کا کما حقہ احساس [illegible] مجبور کیا جائے۔

مسلمانوں کے لیے قرآن۔ اسلام اور پاک سیرت [illegible] کی شان میں بدزبانی و گستاخی ہر حالت میں انتہائی رنجدہ [illegible] کسی صورت میں بھی خاموشی سے برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن [illegible] میں ایک ذمہ دار استاد کی طرف سے تعصب و جہالت کا یہ مظاہرہ [illegible] ناقابل برداشت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سکھ لیکچرار [illegible] ہونے کے علاوہ اول درجہ کا جاہل بھی ہے۔ اس کو تاریخ عالم کی [illegible] روشن حقیقت بھی معلوم نہیں کہ ابتدائے اسلام میں عرب [illegible] آئے اور اسی قرآن کی پاک تعلیمات کی وجہ سے چند برسوں [illegible] دنیا پر چھا گئے۔ مسلمانوں کا زوال اس وقت سے شروع ہوا [illegible] قرآنی تعلیمات پر عمل چھوڑ دیا۔ سلطنت مغلیہ کی بربادی کا [illegible] احکام قرآنی سے روگردانی تھی۔ ہم جانتے ہیں کہ الیف [illegible] عیسائیوں کے ایک تبلیغی ادارہ کی طرف سے جاری ہے [illegible] پاسداری کے سلسلہ میں اس سے کسی قسم کی توقعات [illegible] ہوگا۔ لیکن اس کالج کے ارباب انتظام ہمیشہ رواداری [illegible] موجودہ پرنسپل ڈاکٹر ایس۔ کے۔ دتا۔ کی اصول پسندی [illegible] زبانی ہم سن چکے ہیں۔ لہذا ہم یہ کہنے کی جرأت کر [illegible] صوبہ کی اعلیٰ درجہ کی درسگاہ کے اندر اس قسم کی حرکتیں [illegible] اس کالج کی نیک نامی کے صریح منافی ہیں۔ پرنسپل صاحب [illegible] اس سکھ لیکچرار کو معذرت اور اپنی اصلاح کے لیے [illegible] انکار کرے تو کالج میں اس کے وجود کو ہرگز گوارا نہ کریں [illegible]

معاصرین کے افکار

الیکشن کی برکات

ہندوستان کی سیاسی دنیا میں بہار کا موسم آگیا۔

کون کہتا ہے۔ کہ موسم بہار کے لئے جوش جنون "صرف شاعرانہ تلازمہ ہے؟ —— اور ہر ہاتھ گریبان کے چاک کرنے میں لگ گیا! ہندو ہندوؤں سے لڑیں گے۔ مسلمان مسلمانوں سے۔ دوست دوستوں سے، عزیز عزیزوں سے، بھائی بھائیوں سے، اور جدید ترین برکت یہ ہے کہ بہنیں بہنوں سے۔ ہر ہر امیدوار سیکڑوں نہیں ہزاروں بے دریغ صرف کریگا۔ اور ہر ہر صوبہ سے کئی کئی سو امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔ صوبہ بھر کے مصارف قانوناً جائز اور قانوناً ناجائز کی میزان کہاں تک پہنچیگی؟ اعداد اگر لاکھوں پر جا کر رک جائیں۔ تو سمجھئے کہ ہر طرح کفایت ہی کفایت رہی۔ پھر ملک بھر میں کتنے صوبے ہیں۔ ہر ہر صوبہ کی میزان جوڑ کر۔ بڑی میزان سارے ملک کیلئے لگائیے شمار کہاں تک پہنچا؟ گننے اور جوڑنے کی ہمت ہے؟ —— حساب نہ لگ سکے تو جانے دیجئے۔ تخیل تو بہرحال پہنچ ہی سکتا ہے۔
—— سنتے تھے، ادھر شب برات آئی اور اُدھر لڑکوں نے آتشبازی میں بے دریغ روپیہ پھونکنا شروع کر دیا۔ الیکشن کی ان پھلجھڑیوں کے بعد بڑوں بوڑھوں کا اب بھی منہ ہے کہ لڑکوں کو کچھ کہہ سکیں؟

ووٹ کسے دینے جا رہے ہو؟ کیا کہا؟ فلاں کو؟ اجی لاحول ولا قوۃ۔ تم بھی کس حماقت میں مبتلا ہو۔ سمجھدار ہو کر اس کمبخت کے دام میں پھنس کیسے گئے؟ اس مردود کی بے ایمانیوں کی تمہیں خبر ہی نہیں؟ اول نمبر کا بدمعاش ہے جعلساز ہے۔ فریبیا ہے۔ مکار ہے۔ اور اسکی حرکتیں بھی تم نے کچھ سنیں؟ انجمن ..... کا روپیہ وہ کھا گیا..... کے مقدمہ میں جھوٹی گواہی وہ دے آیا..... کے ساتھ دو پکڑا گیا۔ نہ اُسے بولنا آتا ہے نہ لکھنا۔ اور حضرت کی ذات کی بھی کچھ خبر ہے؟ ذات کے ..... ہیں۔ قسمت سے بڑھ گئے ہیں۔ شریفوں میں بیٹھنے کے قابل نہیں۔ اپنا ووٹ تو مجھ خادم کو عنایت کیجئے۔ میری تقریر کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ تحریر میں میرا لوہا سب مانے ہوئے ہیں۔ قوم کی خدمت کرتے میری عمر گزر گئی۔ میرے خلوص کی، ایثار کی، مثال ڈھونڈھے سے بھی نہ ملیگی۔ میں شریف ابن شریف۔ فلاں کا لڑکا، فلاں کا پوتا ہوں — یہ نمونہ ہے امیدواروں کی زبانی گفتگوؤں، اور تحریری اعلانات کا! اس کا نام جمہوریت ہے۔ یہ سوراج کی منزل کی طرف یہ آزادی کی راہ کا پہلا قدم ہے۔

اس انقلاب سے قبل ذہنیت کی اس قلب ماہیت سے پہلے شرافت آپ کے ہاں کس چیز کا نام تھا؟ آپ کی مشرقیت کو، آپ کی اسلامیت کو اس طرز خیال سے۔ کوئی بھی مناسبت تھی لوگ آپ کو بڑھانا چاہتے۔ اور آپ پیچھے ہٹتے۔ دوسرے آپ کے اوصاف بیان کرتے۔ اور آپ شرم سے پانی پانی ہو کر یہی کہتے۔ کہ یہ گنہگار بھلا کس قابل ہے۔ اس ہیچمیرز کو آتا کیا ہے۔ یہ صف اول میں بیٹھنے والا بڑوں کے سامنے آنے کی کیا مجال رکھتا ہے۔ ایک دن وہ تھا، اور ایک دن آج کا ہے۔ شاعر ہوتے اور شاعری کئے بغیر "مدح خود می گوید" کے مضامین نوک زبان اور قلم اپنے مناقب و محامد کے "مینفسٹو" کی تصنیف میں مشغول — اس کا

راک فیلر کی دولت مندی کا راز

راک فیلر کون ہے؟

دنیا کا سب سے بڑا دولت مند۔ اس نے کروڑوں روپے کمائے اور کروڑوں خیرات کئے۔ نہ اس کی کمائی کی انتہا اور نہ فیاضی کی انتہا۔

راک فیلر لکھتا ہے کہ میں کیوں دولت مند بن گیا! پھر خود ہی سوال کا جواب دیتا ہے۔ مجھے تین چیزوں نے دولت کی چوٹی پر کھڑا کر دیا۔ محنت نے وقت کی پابندی نے اور دیانتداری نے۔

راک فیلر لکھتا ہے۔ میری دولت مندی کا سب سے بڑا راز محنت ہے۔ بچپن سے آج تک میرا دل کبھی محنت سے نہیں گھبرایا۔ ابتداء میں میری تنخواہ بہت ہی اوسط تھی۔ لیکن میں سردی کے موسم میں ٹھٹھرتا ہوا، آدھی آدھی رات تک اپنے کام کو ختم کرنے کے لئے محنت کرتا رہتا تھا۔ میرے دوست افسوس کیا کرتے تھے۔ کہ میں اس قدر تھوڑی تنخواہ پر اس قدر سخت محنت کیوں کرتا ہوں؟ لیکن مجھے خود اپنی محنتوں پر آج تک افسوس نہیں ہوا۔ میری دولت مندی کا دوسرا راز یہ ہے۔ کہ میں نے اپنے ہر ایک کام کے لئے ایک وقت مقرر کیا تھا۔ اور میں اس وقت میں اپنے مقررہ کام کو ضرور پایۂ تکمیل تک پہنچا دیتا تھا۔ آج کل کے نوجوان کہتے ہیں۔ "ایک کام صبح کو کر لیا تب کیا؟ شام کو کر لیا تب کیا! میں نوجوانوں کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ کہ صبح اور شام میں تو بڑا فرق ہے۔ اپنے ضروری کاموں میں ایک منٹ کا فرق ڈالنا بھی مردانگی سے دور ہے۔ اور ترقی کی راہ میں حارج ہے۔ جو لوگ کہ وقت کی قدر نہیں کرتے، وقت اُن کی قدر نہیں کرتا اور جن لوگوں کی وقت قدر نہیں کرتا۔ انہیں تمام دنیا ٹھکرا دیتی ہے۔

میری ترقی کا تیسرا راز یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کے ساتھ میرا تعلق پڑا، میں نے ہمیشہ ان کے ساتھ اپنا معاملہ صاف رکھا۔ دوران ملازمت میں میرے سامنے کئی ایسے مواقع آئے کہ میں اپنے مالکوں کی کافی رقم غائب کر سکتا تھا۔ اور مجھے اپنی غریبی کی وجہ سے روپے کی ضرورت بھی سخت تھی۔ لیکن میں نے کبھی بد دیانتی نہیں کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں اپنے مالکوں میں ایمان دار مشہور ہو گیا بلکہ میں ایمان دار مشہور ہو گیا اور اپنے گاہکوں میں ایمان دار مشہور ہو گیا۔ اسی ایمانداری کی وجہ سے میرے مداحوں، قدر دانوں اور گاہکوں کا حلقہ روز بروز وسیع تر ہوتا چلا گیا اور اسی ایمانداری کا ثمرہ ہے کہ آج میں دنیا کا متمول ترین آدمی ہوں۔

راک فیلر کی کہانی سنائی جا چکی ہے۔ اب ہم مسلمانوں سے سننا چاہتے ہیں کہ وہ کیا ہیں اور کیا بننا چاہتے ہیں اور جو کچھ بننا چاہتے ہیں کس طرح بننا چاہتے ہیں؟ راک فیلر کے بیان میں نام صرف راک فیلر کا ہے ورنہ راک فیلر جن اصولوں پر کام کرتا ہے۔ وہ راک فیلر کے نہیں ہیں۔ وہ اصول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ ماتم ہے کہ مسلمانوں کی دولت تھی اور راک فیلر لے گیا اور ہم لوگ جو اس دولت کے حافظ و وارث تھے محروم ہیں۔

مُلّا اور اسلام

(از صوفی غلام مصطفٰے صاحب ایم۔ اے لکچرار گورنمنٹ کالج لاہور)

علمِ مُلّا

مسجد میں سلامت نہیں دیں کا ناموس ‖ مُلّا کی اذاں بن گئی صوتِ ناقوس
مکتب سے ہوئے ہیں علم و حکمت رخصت ‖ اب رہ گئے حافظ صراح و قاموس

جہلِ مُلّا

ہر جہل کو عرفان سمجھ لیتے ہیں ‖ ہر کفر کو ایمان سمجھ لیتے ہیں
کیا بندے ہیں جو بندوں کے ارشاد کو بھی ‖ اللہ کا فرمان سمجھ لیتے ہیں

نیّتِ مُلّا

ایمان کی تعبیر بگڑ جاتی ہے ‖ قرآن کی تفسیر بگڑ جاتی ہے
مُلّا کی بدل جاتی ہے جس دم نیّت ‖ اسلام کی تقدیر بگڑ جاتی ہے

شغلِ مُلّا

تحمید سے کچھ غرض نہ تکبیر سے کام ‖ قرآن سے واسطہ نہ تفسیر سے کام
عقبیٰ کی اُسے فکر نہ دنیا کا خیال ‖ مُلّا کو مسلمان کی تکفیر سے کام

مارٹن لوتھر کا استقلال

مارٹن لوتھر عیسائی مذہب کا سب سے بڑا مبلغ و مصلح تھا۔ وہ مسیحیت کو پوپ کے استبداد سے آزاد کرانے کے لئے اٹھا تھا۔ لیکن کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

ایک دن لوتھر جمہور کی کم التفاتیوں اور اپنی کمزوریوں پر دل ہی دل میں نادم ہو رہا تھا۔ کہ اس کی بیوی ماتمی لباس پہنے غمگین صورت بنائے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس کے پاس آئی۔

"کون مر گیا ہے"؟ لوتھر نے متحیرانہ طور پر بلند آواز میں پوچھا اس کی بیوی نے مغموم لہجہ میں جواب دیا۔ "آہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آسمان پر خدا کا انتقال ہو گیا ہے"۔

مولوی مظہر علی کے ایک خط کا عکس

مولوی مظہر علی صاحب کے جن خطوط کا تذکرہ آج کل اخبارات میں بکثرت ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک کا عکس پیش کیا جاتا ہے۔

پہلا صفحہ

گورداسپور
۲۴ جولائی ۱۹۳۵ء

برادر مکرم چودری صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ میں دورہ سے واپسی پر دارالحکام دفتر پہنچا۔ لیکن آپ موجود نہ تھے۔ زبانی طور پر تمام واقعات مولوی محمد شفیع صاحب سے کہہ آیا تھا تا آپ تک پہنچا دیں۔ شاید وہ بیان نہ کر سکے ہونگے۔ احتیاطاً دوبارہ عرض کرتا ہوں:۔

۱۴ جولائی کو شاہی مسجد کا اعلان بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ پبلک کا رجحان ہماری طرف پلٹ چکا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ بہ تدبیر خوبی کے دن دو بار ایسا ہی پہلا سا مختصر بیان شائع کر دیا جایا کرے۔ تا کہ مولوی ظفر علی خاں یا اسکی پارٹی کا ایجی ٹیشن ٹوٹ جائے۔ مکمل قبضہ و اقتدار حاصل ہو جانے کے بعد یہ ایجی ٹیشن فوراً ختم کی جا سکتی ہے۔ یہ امر [illegible]

دوسرا صفحہ

معاملہ نہایت اہم ہے۔ اگر اس میں حصہ لیتے ہیں اگر کامیابی ہو گئی تو پھر ظفر علی خاں کا ہو گا۔ کیونکہ اس تحریک کا لیڈر تسلیم کیا جا چکا ہے۔ اور ہماری ساری مجلس کا وجود خطرے میں پڑ جائیگا اور اگر ناکامی ہوئی تو ظفر علی کی ناکامی بہت مشکل ہے۔

شاہ صاحب کو [illegible] یقین دلائیں کہ مسجد ایجی ٹیشن میں شامل ہونے سے جماعت فنا ہو جائیگی۔ انہیں مذہبی رنگ میں یہی قائل کیا جا سکتا ہے۔

مولانا حبیب الرحمن سے معلوم ہوا ہے کہ ہم لوگوں [illegible] بعد کچھ [illegible] ہو رہے ہیں۔ انفرادی طور پر متعدد آدمیوں نے ایجی ٹیشن میں شامل ہونے کا وعدہ بھی کر رکھا ہے۔ خدا کے لئے انہیں سمجھا دیں۔ ان کی شرکت سے ہماری تمام سکیم فیل ہو جائیگی۔

[illegible] اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا [illegible] کی [illegible] ہو گا

مظہر علی اظہر

کیا مولوی نذیر حسین صاحب حنفی المذہب تھے؟

وہابیان کرام سے ایک سوال

۱۳۰۰ھ میں مولوی صاحب مذکور معہ حاجی سلیمان صاحب ساکن جوناگڑھ (کاٹھیاوار) حج بیت اللہ کے لئے گئے تھے۔ وہاں جب ان کے غیر مقلدانہ وہابی خیالات کی تنقید کی گئی۔ تو ہر دو نے اپنے عقائد سے توبہ نامہ لکھ کر دے دیا جو اخبار نور الانوار کانپور مطبوعہ ۵ جنوری ۱۸۸۴ء کے ساتھ بطور ضمیمہ شائع ہوا تھا۔ جو ایک بزرگ دوست کی مہربانی سے آج تک محفوظ رہا۔ اور جو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ کہ وہابیوں کے شیخ الکل کے خیالات موجودہ زمانہ کے بے راہ وہابیوں کے لئے باعث عبرت کا کام دیں۔ وہ خط وکتابت ذیل ہے عربی دار دو ترجمہ اصل سے لیا گیا ہے:

انا العرفان السید المولوی محمد نذیر حسین الدہلوی والحاج
المولوی سلیمان ابن الحاج اسحاق الجوناکدی من مرشدی
الفرقۃ الضالۃ الوہابیۃ من غیر المقلدین وصلا الی
مکۃ المکرمۃ فلما ظہر حالہما احضرا فی المحکمۃ الملیۃ واستتابا
باقنایا عن العقیدۃ الضالۃ الجدیدۃ والطریقۃ الخبیثۃ
الوہابیۃ بین یدی حضرۃ المشیر المفخم والدستور المکرم
والوزیر المعظم والی ولایۃ الحجاز دولتلو السید
عثمان نوری پاشا لا زالت شمس اجلالہ من افق الاقبال
بازغۃ وکتبا بقلمہما ما ترجمتہ ہذا وکذلک تاب کل من
کان عقیدتہ کعقیدتہما من رفقائہما وممن اقام بمکۃ المکرمۃ
وذالک فی السادس والعشرین من ذی الحجۃ من عام
۱۳۰۰۔

(ترجمہ عبارت عربی) لاکن بعد حمد و نعت کے پس مولوی سید نذیر حسین صاحب حاجی مولوی سلیمان ابن حاجی اسحاق جوناگڑہی مرشد فرقہ گمراہ وہابیہ کے غیر مقلدین سے آئے دونوں مکہ معظمہ میں۔ پس جب ظاہر ہوا ان دونوں کا حال حاضر کئے گئے وہ محکمہ ملیہ میں اور طلب توبہ کی گئی ان دونوں سے پس توبہ کی دونوں نے عقیدہ گمراہ جدیدہ سے اور طریقہ خبیثہ وہابیہ سے بارگاہ مشیر معظم مور دستور مکرم وزیر مفخم والی ولایت حجاز دولتلو السید عثمان نوری پاشا میں ہمیشہ رہے آفتاب ان کے اجلال کا مطلع اقبال سے چمکنے والا اور لکھا ان دونوں نے اپنے قلم سے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اور اس طرح توبہ کی اس نے جس کا عقیدہ مثل ان کے عقیدے کے تھا۔ ان کے رفیقوں سے اور قائم تھے مکہ معظمہ میں اور یہ واقعہ چھبیسویں تاریخ ماہ ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ ہجریہ کو ہوا

ترجمہ ما کتب المولوی نذیر حسین دہلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامدا ومصلیا۔ اما بعد فان العاجز
السید محمد نذیر حسین دہلوی متبع السنۃ والجماعۃ عقیدۃ و
وفعلا وانا اعلم ان خلافہا من المذاہب کلہا سوء سواء
کان من الرافضیۃ والخارجیۃ والوہابیۃ وانی افتی موافقا
للمذہب الحنفی وانا حنفی المذہب وتبت مما اخطائت
وصلی اللہ تعالے علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین
الراقم السید محمد نذیر حسین بقلمہ

(نقل تحریر مولوی نذیر حسین دہلوی) حامدا ومصلیا۔ اما بعد عاجز سید نذیر حسین متبع سنت والجماعت عقیدۃ وفعلا اس کے خلاف جتنے مذہب ہیں خواہ رافضی خواہ خارجی خواہ وہابی سب کو برا سمجھتا ہوں اور موافق مذہب حنفی کے فتوے دیتا ہوں اور حنفی المذہب ہوں وتبت مما اخطائتہ وصلی اللہ تعالے علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین فقط
الراقم سید محمد نذیر حسین بقلم خود

ترجمہ ما کتب المولوی الحاج سلیمان الجوناکدی

الحاج سلیمان ابن الحاج اسحاق الحنفی المذاہب آلان تبت
مما اخطائت واقول ان مذہب الوہابیۃ باطل الف مرۃ
وانا علی مذہب الحنفی الامام الاعظم وباللہ التوفیق و
ہو الرفیق صحیح الحاج سلیمان جوناکدی

(نقل تحریر مولوی حاجی سلیمان ساکن جوناگڈھ) حاجی سلیمان ولد حاجی اسحاق حنفی المذہب انچہ خطا کردم از و توبہ است مذہب وہابی باطل است الف مرۃ۔ مذہب حنفی امام اعظم دارم باللہ التوفیق وہو نعم الرفیق فقط صحیح حاجی سلیمان جوناکدی (طبع فی المطبعۃ المیریۃ الکائنۃ بمکۃ المحمیۃ)

کیا ہندوستان کے وہابیان کرام اپنے ان بزرگوں کی مندرجہ بالا تحریریں موجودہ شاہ حجاز کے سامنے رکھنے کو تیار ہیں۔ اور ان دونوں حاجیوں کا یہ لکھنا کہ وہ حنفی المذہب ہیں اور اسی کے مطابق فتوے دیتے ہیں کہاں تک سچ ہے؟

یہ اللہ تعالے کا خاص فضل ہے کہ موجودہ شاہ حجاز اور اس کے کارکن ایسے تنگ دل نہیں کہ وہ مسلمانوں کے فروعی اختلافات کی بنا پر کسی جماعت مسلمانان کو اس طرح تنگ کریں۔ جیسا کہ سابقہ حکومتوں میں ہوتا رہا

(باقی پوٹ میں)

سالِ نو کے خطابات

اس مرتبہ سال نو کے خطابات کی فہرست یکم فروری کو شائع ہوئی اس تاخیر کی وجہ سابق شاہ ایڈورڈ ہشتم کی دست برداری سے پیدا شدہ حالات تھے۔ اس فہرست میں سے مندرجہ ذیل حضرت کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اس عزت افزائی پر ہم ان سب کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

آنریبل خان بہادر مولوی عزیز حق صاحب وزیر تعلیم بنگال سی آئی ای
کیپٹن سردار شیر محمد خان صاحب۔ ایم۔ ایل۔ اے — نائٹ ہڈ (سر)
خان بہادر رحمت اللہ اسسٹنٹ انجنیر ملٹری انجنیر سروس صوبہ سرحد — ایم۔ بی۔ ای
خان بہادر سلطان محمد خان پرسنل اسسٹنٹ گورنر صوبہ سرحد — ایم۔ بی۔ ای
خانصاحب چودہری حسن علی صاحب پنجاب سول سروس لاہور — خان بہادر
خانصاحب حاجی فرید خان آنریری مجسٹریٹ خانیوال — خان بہادر
خانصاحب چودہری قائم علی صاحب ذیلدار بدوکی ضلع سیالکوٹ — ״
خانصاحب محمد افضل خان صاحب گورنر کشمیر — ״
خانصاحب چودہری ظفر حسین خان ڈپٹی ڈائرکٹر آف اسٹیبلشمنٹ ریلوے بورڈ۔ ریلوے ڈیپارٹمنٹ آف انڈیا — ״
شیخ عبد الغنی صاحب قائمقام سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ جیل کیمبل پور اٹک — خانصاحب
سید غلام حسین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ وٹرنری ڈیپارٹمنٹ رہتک — ״
سید محمد امیر شاہ بی۔ اے تحصیلدار ڈیرہ اسمٰعیل خان صوبہ سرحد — ״
ملک محمد یوسف خانصاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر (بلوچستان) — ״
طاہر حسین صاحب قریشی محافظ عازمان حج بغداد برطانوی قونصل خانہ بغداد — ״

مراسلات

(ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں)

مہاجرین بخارا و ترکستان

مقیم ہند کو دولت اسلامیہ جمہوریہ ترکی آغوش عاطفت میں لینے کیلئے تیار ہے

الغازی حاجی محمد زکریا بے آفندی کا ہمدردانہ جواب

خاکسار نے بحیثیت صدر جمعیت عمومی سعادت مہاجرین بخارا و ترکستان روسی۔ ایک عریضہ ماہ جون ۱۹۳۶ء مشتمل بر کوائف مصائب مہاجرین بخارا و ترکستان مقیم ہند بخدمت عالیہ وزارت خارجہ دولت جمہوریہ ترکی بھیجا تھا۔ اور استدعا کی تھی۔ کہ ان مصیبت زدوں کو جو حقیقتاً ملی و نسلی اعتبار سے ترک و تاجیک ہیں۔ دولت جمہوریہ ترکیہ اپنی آغوش عاطفت میں لے لے۔ تاکہ یہ مہاجرین دیار غربت میں تباہ و برباد ہونے سے بچ جائیں۔ چنانچہ الحمد للہ والمنۃ میری عرضداشت کو جمہوریہ ترکی نے شرف قبولیت بخش کر ان مہاجرین کو ترکی آنے کی نہ صرف دعوت عمومی دی ہے۔ بلکہ وعدہ کیا ہے۔ کہ ترکی جمہوریت ان کی ہر طرح سے مدد بھی کرے گی۔ بشرطیکہ یہ لوگ بہ رضا و رغبت اپنے خرچ سے ترکی حدود میں پہنچ جائیں اس ضمن میں یہ اطلاع اور بھی قابل مسرت ہو گی۔ کہ جمہوریت عالیہ ترکیہ نے اس سلسلہ میں سفیر کبیر ترکی مقیم کابل کو بھی مہاجرین بخارا و ترکستان مقیم افغانستان کو ترکی بھجوانے کے احکام بھیجے۔ چنانچہ اکثر مہاجرین براہ کراچی وغیرہ اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے ترکی پہنچ چکے ہیں۔ بہرکیف ذیل میں اس مراسلہ کا صحیح ترجمہ دیا جاتا ہے۔ جو مجھے نامعلوم وجوہ کی بنا پر بڑی دیر سے محکمہ ڈاک نے پہنچایا ہے۔ میں متمنی ہوں کہ اطراف و اکناف ہند میں جس قدر مہاجرین بخارا و ترکستان (روسی) ہیں جمہوریہ ترکیہ کی اس دعوت سے فائدہ اٹھا کر اپنی مصیبتوں کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ براہ کرم فوراً خاکسار کو اپنے ارادے سے اطلاع دیں۔ تاکہ انکی بابت روانگی عمل کرنے میں آسانی ہو۔ والسلام۔ (محمد زکریا)

(نقل مراسلہ) از جانب۔ سفیر کبیر دولت جمہوریہ ترکی مقیم لندن۔

بنام۔ الغازی حاجی محمد زکریا بے آفندی رئیس جمعیت عمومی سعادت مہاجرین بخارا و ترکستان لاہور (ہندوستان)

محترم بندہ۔ حسب تحریر جناب مورخہ ۲۔ جون ۱۹۳۶ء نمبر ۲۳۳ بنام وزارت خارجیہ جمہوریہ ترکی۔

اطلاعاً عرض ہے۔ کہ امسال دولت جمہوریت ترکی نے اپنے سالانہ بجٹ میں ترک مہاجرین رومانیہ و بلغاریہ کے واپس لانے کی تجاویز کے لیے ایک خاص رقم منظور کی ہے لہذا فی الحال دوسرے ممالک سے ترک مہاجرین کے لانے کے لیے کوئی رقم بجٹ میں نہیں ہے تاہم اگر مہاجرین ترکستان و بخارا جو آج کل ہندوستان میں موجود ہیں۔ اپنے خرچ پر ترکی آنا چاہیں تو جمہوریت ترکی ان کی ہر طرح سے ہمدردانہ اعانت ترکی پہنچنے پر کرنے کے لیے تیار ہے۔ والسلام

(دستخط سفیر کبیر ترکی)

فہرستیں بھیجنے کا پتہ:۔

الغازی حاجی محمد زکریا بے آفندی۔ لاہور۔

جمعیت عمومی سعادت مہاجرین بخارا و ترکستان۔ ڈھولن وال لاہور

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— پنجاب اسمبلی کے انتخابات ختم ہو رہے ہیں۔ چاروں طرف سے اتحاد پارٹی کے امیدواروں کی کامیابی کی خبریں آ رہی ہیں اڑیسہ اسمبلی کے انتخابات کے جو نتائج اب تک مشتہر ہو چکے ہیں۔ ان کے مطابق کانگرس کو نمایاں اکثریت حاصل ہو چکی ہے۔

—— بہار اسمبلی کے بھی کافی تعداد میں کانگرسی امیدوار کامیاب ہو چکے ہیں۔

—— پشاور یکم فروری۔ صوبہ سرحد میں انتخابات کا ہنگامہ گرم ہے۔ کانگرسی امیدواروں کے کثیر تعداد میں کامیاب ہونے کی توقع ہے

—— امرتسر یکم فروری۔ پنجاب اسمبلی کے انتخابات کا آج آخری مرحلہ طے ہو رہا ہے۔ ووٹوں کی کانٹ چھانٹ کا کام شروع ہو گیا ہے کہ ۳ فروری تک نتیجہ برآمد ہو جائیگا۔

—— جھانسی ۳۱ جنوری۔ آج پنڈت جواہر لعل نہرو صدر کانگرس کے ایک حادثہ سے بال بال بچ گئے۔ ڈرائیور کی پھرتی آڑے آئی۔ ورنہ کار چھکڑے سے ٹکرا جاتی تو شدید نقصان ہوتا۔

—— نئی دہلی۔ یکم فروری۔ آج صبح چاندنی چوک میں کپڑے کی ۲۳ دکانوں کو آگ لگ گئی۔ تقریباً ایک لاکھ روپے کا نقصان ہوا فائر بریگیڈ نے تین گھنٹے کی جد و جہد کے بعد بمشکل شعلوں پر قابو پایا

—— لاہور میں آج کل چوری کی وارداتیں کثرت سے ہو رہی ہیں۔ جن کی وجہ سے پبلک میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔

—— نئی دہلی یکم فروری۔ اسمبلی کا اجلاس جاری ہے۔ آج صدر نے اعلان کیا کہ اسمبلی کے حسب ذیل پروگرام کی گورنر جنرل نے منظوری دے دی ہے۔ ریلوے بجٹ ۱۷ فروری کو پیش کیا جائے گا۔ اس پر عام بحث ۱۹ فروری کو ہو گی۔ اور مطالبات از ۲۳ و ۲۴ ۲۵ و ۲۶ فروری کو پیش کئے جائیں گے۔

—— خواجہ سر ناظم الدین بنگال اسمبلی کے انتخاب میں ناکام رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ کئی کامیاب امیدواروں نے آپکی خدمت میں اپنی سیٹیں پیش کی ہیں۔ مسلمان پبلک اس بات پر اظہار افسوس کر رہی ہے۔ کہ سر موصوف انتخاب میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور اس طرح مسلمانان بنگال اسمبلی میں اپنے محبوب رہنما کی قیادت سے محروم رہ گئے۔

—— پٹنہ یکم فروری۔ بہار کے وزیر اعظم آنریبل سید عبد العزیز اسمبلی کے انتخاب میں کامیاب ہو گئے آپ یونائیٹڈ مسلم پارٹی کے لیڈر ہیں۔

—— جموں ۳۱ جنوری۔ کرنل کالون وزیر اعظم ۸ فروری کو عازم انگلستان ہو نگے۔ افواہ ہے کرنل اوگلوی کشمیر کے وزیر اعظم مقرر کئے جائیں گے۔

—— جموں ۳۱ جنوری معلوم ہوا ہے۔ کہ جموں و کشمیر کے راجپوتوں میں اب تک دختر کشی کی رسم پائی جاتی ہے۔ حکام ریاست اس کے انسداد کے لئے سخت تدابیر اختیار کر رہے ہیں۔

—— ٹوکیو یکم فروری۔ جدید وزارت قائم ہو گئی ہے۔ جنرل ہیاشی وزیر اعظم ہوں گے۔

—— حکومت ایران نے جبری تعلیم کے لئے حکم صادر کر دیا ہے اس حکم کے مطابق ہر عمر کے ایرانی کو ایک خاص مدت تک اپنے آپ کو لکھا پڑھا ثابت کرنا ہوگا۔ ملک بھر میں بے شمار نائٹ سکول جاری کئے جا

ممالک خارجہ

—— لندن ۲۹ جنوری۔ ایوان عام میں آج ایک سوال کے جواب میں سر جان سائمن نے اعلان کیا کہ بحالات موجودہ شہزادی الزبتھ ہی تخت انگلستان کی واحد وارث ہیں۔

—— افواہ ہے کہ مجاہد ریف غازی عبد الکریم کو حکومت فرانس جلد رہا کرنے والی ہے۔ اس افواہ سے ہسپانوی باغیوں میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ چونکہ سارے مراقش میں ان کا اثر و رسوخ ہے نیز ہسپانوی بھی ان کی مراجعت کے خلاف ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اہل ریف نے جنرل فرانکو کو ہسپانوی امور کے آخری فیصلے کے لئے ہر قسم کی امداد دی ہے۔ اور جنرل مذکور نے اس کے عوض اس سے وعدہ کیا ہے۔ کہ خانہ جنگی ختم ہونے کے بعد مراقش کو مکمل آزادی دے دیجائیگی اہالی مراقش کا خیال ہے۔ کہ اگر غازی عبد الکریم نے جنرل فرانکو امداد دینے میں مزاحمت کی تو جنرل فرانکو سے جو معاہدہ ہوا تھا۔ وہ فسخ ہو جائے گا۔

—— بیت المقدس کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ فلسطین کے گذشتہ سال کے انقلاب کے سبب سے فلسطین کی حکومت پر دس لاکھ پونڈ کا بوجھ پڑا ہے۔

—— ماسکو ۲۸ جنوری۔ روس کی جنوبی یورال ریلوے کے مینجر کنائریف پر غداری کا جو مقدمہ چل رہا ہے۔ اس کے سلسلہ میں ملزم کی طرف سے اس بات کا اقرار کیا گیا ہے۔ کہ ۱۹۳۴ء میں پندرہ سو کوششیں روسی ٹرینوں کو تباہ کرنے کے لئے کی گئیں اور ۱۹۳۵ء میں دو ہزار ایسی کوششیں ہوئیں۔

—— ماسکو ۲۹ جنوری۔ ایک کارخانہ کے مزدوروں کو زہر دینے کی کوشش کے الزام میں ٹراٹسکی کے دوسرے لڑکے گاشیڈوف کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

—— میکسیکو کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ ٹراٹسکی کو جب اپنے دوسرے لڑکے کی گرفتاری کا حال معلوم ہوا۔ تو اس نے اس گرفتاری کو ذاتی انتقام پر محمول کیا۔

—— ایک بیان میں ٹراٹسکی نے کہا۔ کہ غالباً ملزم کو انتہائی اذیتیں پہنچائی جائیں گی۔ یہ اقدام سٹالن کی فطرت کا آئینہ دار ہے۔ اس سے پیشتر بھی وہ میری دو لڑکیوں کی موت کا ذمہ دار ہو چکا ہے۔

—— ماسکو ۳۱ جنوری۔ مقدمہ سازش روس کے سلسلہ میں تیرہ ملزموں کو سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ سنٹرل اگزیکٹو کونسل نے ان کے اپیل کو نامنظور کرتے ہوئے سزائے موت کو بحال رکھا۔ انہیں گولی کا نشانہ بنا دیا جائے گا۔

—— پیرس یکم فروری۔ ایک کمیونسٹ اخبار رقمطراز ہے۔ کہ تیرہ سازشیوں کو موت کا نشانہ بنا دیا گیا۔

—— برلن ۳۱ جنوری۔ کل نازی اقتدار کی چوتھی سالگرہ کی تقریب میں ریشتاغ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اور ہر ہٹلر کے اختیارات میں مزید چار سال کی توسیع کی گئی اور اسے ریشتاغ کا صدر منتخب کیا گیا۔

—— گذشتہ دنوں امریکہ میں شدید سیلاب آیا۔ لاکھوں آدمی بے خانماں ہو گئے۔ کروڑوں روپے کا مالی نقصان ہوا اور بارشوں کا سلسلہ جاری ہے۔

—— برلن ۳۱ جنوری۔ ہر ہٹلر نے ایک حکم کے ذریعہ جرمنوں کو نوبل پرائز قبول کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سرخ دین ولد اللہ بخش ذات سیہو سکنہ چک ۴۵ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۴-۱۲-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۵-۱۲-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ نمبر ۱ منجملہ قواعد مفاہمت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ ملک شیر ولد پٹھانہ ذات چھیال سکنہ چک نمبر ۱۲ الف تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے ۲۲-۱-۳۷ بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم ۲۲-۱-۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا چاہئے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲۵-۱۲-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی پٹھانہ ولد عادل ذات سیال سکنہ جلال بھروانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۳-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے

تحریر مورخہ ۲۵-۱۲-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی امام شاہ ولد کبیر شاہ ذات سید سکنہ نیکوکارہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۳-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۱۴-۱۲-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حاجی محمد ولد منظام ذات قریشی سکنہ کندریال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۴-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے

تحریر مورخہ ۲۵-۱۲-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شیر ولد امیر ذات کملانہ سکنہ بھمی بلچی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۵-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے

تحریر مورخہ ۲۵-۱۲-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱ منجملہ قواعد مفاہمت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ ملک غلام شاہ ولد سلطان شاہ ذات قریشی سکنہ پیر عبدالرحمٰن تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے ۲۵-۱-۳۷ بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم ۲۵-۱-۳۷ مقرر کیا ہے لہٰذا چاہئے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲۵-۱۲-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی علی ولد میراں بخش ذات گوجر سکنہ چک ۴۹۱ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۹-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے

تحریر مورخہ ۲۵-۱۲-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی جے چند رامچند ولد میا داس ذات برہمن سکنہ قادر پور تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳۰-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۵-۱۲-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد کریم ذات بھروانہ سکنہ چک ۴۹۲ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳۱-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے

تحریر مورخہ ۲۵-۱۲-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد نواب ولد پٹھانہ ذات جابانہ سکنہ ادھوآنہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور مورخہ ۳۰-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۵-۱۲-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی باہو ولد لعل ذات کھارا سکنہ کوٹ خیر شاہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲-۲-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۳-۱۲-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
چندہ [illegible] شلنگ سالانہ

ٹیلیفون ۲۰۰۷

جلد ۲۵ — لاہور - یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ فروری ۱۹۳۷ء — نمبر ۹

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پاک اور سچے اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے

حقیقی اخلاق فاضلہ جنکے ساتھ نفسانی اغراض کی کوئی زہریلی آمیزش نہیں وہ اوپر سے بذریعہ روح القدس آتے ہیں سو تم ان اخلاق فاضلہ کو محض اپنی کوششوں سے حاصل نہیں کر سکتے جبتک تم کو اوپر سے وہ اخلاق عنایت نہ کئے جائیں۔۔۔ یاد رکھو کہ سچے اور پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے جن میں کوئی غیر شریک نہیں کیونکہ وہ جو خدا میں محو نہیں ہوتے ہیں وہ اوپر سے قدرت نہیں پاتے ہیں اسلئے انکے لئے ممکن نہیں کہ وہ پاک اخلاق حاصل کر سکیں سو تم اپنے خدا سے ربط پیدا کرو ٹھٹھا، ہنسی، کینہ وری، گندہ زبانی۔ لالچ، جھوٹ، بدکاری، بد نظری، خیالی دنیا پرستی، تکبر، غرور، خود پسندی، شرارت، کج بحثی سب چھوڑ دو پھر یہ سب کچھ (اخلاق فاضلہ) تمہیں آسمان سے ملیگا جبتک وہ طاقت بالا جو تمہیں اوپر کیطرف کھینچ کر لیجائے تمہارے شامل حال نہو اور روح القدس جو زندگی بخشتا ہے تم میں داخل نہو تب تک تم بہت ہی کمزور اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہو بلکہ ایک مردہ ہو جس میں جان نہیں اس حالت میں نہ تو تم کسی مصیبت کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ نہ اقبال اور دولتمندی کی حالت میں کبر اور غرور سے بچ سکتے ہو اور ہر ایک پہلو سے تم شیطان اور نفس کے مغلوب ہو سو تمہارا علاج تو درحقیقت ایک ہی ہے کہ روح القدس جو خاص خدا کے ہاتھ سے اترتی ہے تمہارا منہ نیکی اور راستبازی کی طرف پھیر دے تم ابناء السماء ہو نہ ابناء الارض اور روشنی کے وارث ہو نہ تاریکی کے عاشق تم شیطان کی گذرگاہوں سے امن میں آجاؤ کیونکہ شیطان کو ہمیشہ رات سے غرض ہے دن سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ پورانا چور ہے جو تاریکی میں قدم رکھتا ہے۔

(کشتی نوح)

بندگان الٰہی کے اوصاف

اور اللہ تعالیٰ کے حقیقی فرمانبردار وہ ہیں جو زمین پر فروتنی اور انکساری سے چلتے ہیں۔ اور جب نادان اور جاہل لوگ انسے خطاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلام۔ اور وہ جو رات بارگاہِ الٰہی میں سجدوں اور قیاموں میں بسر کرتے ہیں۔ اور وہ جو دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب پھیر دے۔ کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔ بے شک وہ بڑی قرارگاہ اور ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا کرتے ہیں اور نہ کنجوسی سے کام لیتے ہیں اور (ان کا خرچ) اس (دونوں حالت) کے درمیان اعتدال پر ہے۔ اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی جان کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ سوائے اس کے کہ انصاف چاہے قتل نہیں کرتے اور نہ زنا کرتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب لغو امر پر گزرتے ہیں بزرگانہ طور پر گزر جاتے ہیں۔ اور وہ کہ جب انہیں رب کی آیتوں سے نصیحت کی جاتی ہے۔ تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیبیوں سے اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی راحت عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا

(الفرقان)

بے شک وہ مومن کامیاب ہیں۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنیوالے ہیں۔ اور جو لغو بات سے منہ پھیرنے والے ہیں اور جو پاکیزگی کیلئے کام کرتے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔۔۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کو نگاہ رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جو وارث ہیں جو فردوس ورثہ میں لیتے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

(المومنون)

مکتوبات کے حوالہ کا مطالبہ
قادیانی عجز کا عبرتناک منظر

(از مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

دسمبر ۱۹۳۵ء میں سالانہ جلسہ کے موقع پر میں نے قادیان میں وہاں کے علماء سے یہ سوال کیا۔ کہ اگر امتی نبی کے لفظ سے جو حقیقت الوحی کے صفحہ ۳۹۰ پر استعمال ہوا ہے حضرت مسیح موعود کی مراد "محدث" نہیں ہے۔ تو پھر مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں یہ کہاں لکھا ہے کہ امت محمدیہ کے کسی فرد کے ساتھ جب مکالمہ و مخاطبہ بکثرت ہو تو اسے نبی کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود تو لکھتے ہیں کہ مجدد صاحب نے مکتوبات میں ایسا لکھا ہے لیکن مکتوبات میں کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ البتہ وہ یہ ضرور لکھتے ہیں۔ کہ جب ایک امتی کے ساتھ خدا کا کلام بکثرت ہو۔ تو اسے محدث کہتے ہیں۔ اور یہ حوالہ خود حضرت مسیح موعود کی متعدد تحریروں میں پہلے نقل شدہ موجود بھی ہے پس جبکہ قادیانی جماعت کا مذہب یہ ہے کہ ایک امتی جسے بکثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل ہو جس میں امور غیبیہ بھی بکثرت ہوں تو ایسا شخص محدث نہیں بلکہ نبی کہلاتا ہے تو ان پر فرض ہے کہ مکتوبات امام ربانی میں سے یا تو ایسا خط نکال کر دکھائیں یا یہ تسلیم کریں کہ حضرت مسیح موعود کا اس جگہ ایک امتی کے لئے لفظ نبی کا استعمال بطور مجاز ہے اور اس لفظ سے مراد محدث ہی ہے۔ جیسا کہ مکتوبات میں "ایسے محدثا" لکھا ہے۔ اور اگر یہ بھی تسلیم نہیں تو پھر یہ اقرار کریں کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یا تو دانستہ تحریف کی ہے۔ اور یا ان سے سہواً غلطی ہو گئی چونکہ حقیقت الوحی کے صفحہ ۳۹۰ - صفحہ ۳۹۱ کی تمام بحث میں باقاعدہ پیشگوئی مندرجہ احادیث حضرت خاتم النبیین صلعم حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص قرار دیا ہے۔ اس لئے یہ تو غلط ہے کہ سہواً یا سبقت قلم سے مجدد صاحب کے حوالے سے لفظ نبی لکھا گیا ہو۔ بلکہ سیاق و سباق سے ایسا معلوم ہوتا ہے اور یہی حق ہے کہ اس موقع پر نبی کا لفظ دیدہ دانستہ لکھا گیا ہے پس جب تک قادیانی حضرات ایسا حوالہ مکتوبات میں سے نہ دکھائیں ان کے لئے دو باتوں میں سے ایک کا اقرار کرنا لازمی ہے یعنی یا تو وہ تسلیم کریں۔ کہ نبی سے مراد مجاز؟ نبی یا محدث ہے اس لئے کوئی اعتراض نہیں۔ اور یا وہ یہ تسلیم کر لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیدہ دانستہ تحریف سے کام لیا ہے (نعوذ باللہ من ذالک ثم نعوذ باللہ من ذالک الهفوات)

ابو البشارت صاحب کی گالیاں اور بے معنی باتیں

یہ مطالبہ بیسیوں مرتبہ کیا جا چکا ہے اور ۱۹۳۶ء میں تو میں نے بار بار قادیانی "علماء کرام" کو چیلنج کیا کہ وہ میدان میں نکلیں اور ایسا حوالہ دکھائیں۔ ورساتھ ہی دعوے کیا۔ کہ وہ تا قیامت ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے پھر ہم نے یہاں تک لکھا۔ کہ جو کوئی قادیانی مولوی صاحب یہ حوالہ ڈھونڈھ کر نکالیں ہم انہیں معمولی محنتانہ کی بجائے معقول انعام دیں گے اس پر ایک مدت تک قادیانی علمائے کرام جان بوجھ کر خاموش ہی رہے پھر جب انہیں میدان میں لانے کے لئے بار دھائی پر بار دھائی دینگی تو ان میں سے ابو البشارت صاحب نے گالیاں اور ادھر ادھر کی باتوں میں وقت گزارا۔

مولوی محمد علی صاحب اظہر کا مضمون

معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بار بار کے مطالبہ سے بعض قادیانی سعید الفطرت نوجوانوں کو بھی علمائے قادیان کو ادھر متوجہ کرنا پڑا۔ آخر جناب مولوی محمد علی صاحب اظہر جو مدرسہ احمدیہ میں استاد ہیں جنہوں نے قادیان میں مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں ایسا مکتوبات میں سے ضرور دکھاؤں گا۔ میدان میں آئے۔ اخبار فاروق کے غالباً چھ سات نمبروں میں آپ کا بہت لمبا جواب نکلا میں ہر دفعہ بڑے شوق سے اخبار کو پڑھتا کہ کہیں اصل سوال کا جواب نظر آئے مگر ہر دفعہ مایوسی بڑھتی گئی۔ میں دہلی میں قادیانی حضرت سے پوچھتا کہ بھائی میرے مطالبہ کا اگر کہیں جواب ہو تو دکھاؤ وہ بیچارے شرمندگی سے بات کو ٹال دیتے رہے۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

یہاں تک کہ آخری قسط جو شائع ہوئی تو اس میں جناب ماسٹر اظہر صاحب نے میری کتاب "ختم نبوت کی حقیقت" میں سے بمصداق ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ایک حوالہ پیش کیا جس میں امت محمدیہ کے کاملین کو کمالات نبوت ملنے کا حضرت مجدد صاحب نے ذکر کیا ہے۔ اور لوگوں کو کہا ہے کہ اس میں شک کرنے والے نہ ہو۔ اظہر صاحب نے اس سے یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ جب کمالات نبوت مل گئے۔ تو مجدد صاحب قائل ہو گئے کہ نبی آ سکتا ہے اور مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بھی وہ قائل ہیں پس لاہوری جماعت کا مطالبہ پورا ہو گیا۔

کمالات نبوت اور منصب نبوت دو نوالگ چیزیں ہیں

مگر یہ جواب بالکل غلط ہے کیونکہ کمالات نبوت کا ملنا اور بات ہے اور نبی ہونا اور بات۔ چنانچہ خود حضرت میاں صاحب نے اپنے رسالہ "القول الفصل" میں بھی اقرار کیا ہے کہ کمالات نبوت اور منصب نبوت دو الگ چیزیں ہیں۔ اور خود مجدد صاحبؒ نے بھی مکتوبات میں اس بات کو صاف کر دیا ہے۔ پس یہ جواب بھی غلط ہے۔

اس حوالہ مکتوبات میں تو یہ ہے کہ امت کو کمالات نبوت سے حصہ ملتا ہے اور کمالات نبوت کا ملنا ختم نبوت کے منافی نہیں مگر یہ کہیں نہیں لکھا۔ کہ ایک امتی جس کو کمالات نبوت سے کامل حصہ دیا جائے وہ نبی کہلاتا ہے۔ یا یہ کہ ایک امتی جسے کثرت مکالمہ و مخاطبہ مشتمل بر غیب کا درجہ حاصل ہو وہ نبی کہلاتا ہے۔ اس لئے میں بھی منتظر رہا کہ شاید ماسٹر اظہر صاحب ہمارا مطلوبہ اور اپنا موعودہ حوالہ آگے چل کر پیش کریں گے اس لئے تھوڑے دن اور انتظار کرتا رہا لیکن جب زاں بعد اخبار کے دو نمبر اور نکلے اور میرے مطالبے کا ذکر نہ آیا۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ قادیان سے جو زیادہ سے زیادہ جواب دیا جا سکتا تھا۔ وہ آ چکا اب قادیانی حضرات کے تمام مضامین کا ایک جواب لکھ کر ایڈیٹر[1] اخبار پیغام صلح کو بھیج دیا۔ مگر غالباً ذرا مضمون لمبا ہونے کی وجہ سے وہ مضمون شائع نہ کیا گیا لیکن امسال سالانہ جلسہ پر بعض اپنے ہی احباب نے شکایت کی۔ کہ جب آپ نے بار بار مطالبہ کیا۔ تو پھر فاروق میں مسلسل کئی جواب نکلے اور آخرش ماسٹر اظہر صاحب نے آپ کی ہی کتاب میں سے ایک حوالہ پیش کر کے لکھا کہ مکتوبات کا یہی حوالہ ہے جس کی بنا پر مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقت الوحی میں ایک امتی کو کثرت مکالمہ مخاطبہ پانے کے باعث مجدد صاحب کے حوالہ سے نبی لکھا ہے تو آپ کا فرض تھا۔ کہ آپ جواب الجواب لکھتے یہ سمجھ کر کہ جواب غلط ہے یا کمزور ہے خاموش ہو جانا نامناسب ہے میں نے جواب دیا۔ کہ باوجود یکہ ماسٹر اظہر صاحب کا مضمون بالکل کمزور اور "عذر گناہ بدتر از گناہ" کے مصداق ہے۔ تو بھی میں نے ناواقفوں کو مغالطے سے بچانے کے لئے مفصل جواب لکھ کر اخبار پیغام صلح کو بھیج دیا تھا لیکن یہ میرا قصور نہیں کہ وہ شائع نہیں ہوا۔

اصل مطالبہ کا جواب دو

مخدومی جناب ڈاکٹر شمس الدین صاحب جو جناب میاں صاحب کے خاص مرید ہیں جن کی وجہ سے مجھے بھی جناب میاں صاحب کی ملاقات کا ایک موقعہ مل گیا۔ انکی اہلیہ مرحومہ کے جنازہ کے ہمراہ مجھے قادیان جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے اپنے پرانے مطالبہ کو جو دہرایا۔ تو مجھے اظہر صاحب کے مضمون کی طرف متوجہ کیا گیا۔ اسلئے یہ مضمون سپرد قلم کر کے پھر قادیانی حضرات کو عموماً اور ماسٹر محمد علی صاحب اظہر کو خصوصاً پوچھتا ہوں کہ وہ بتائیں۔ کہ میرے اصل مطالبہ کا گزشتہ تمام سال میں انہوں نے کیا جواب دیا سوال صاف ہے جواب بھی صاف چاہیئے مجھے گالیاں دینا اصل مطالبہ کو پورا نہیں کر سکتا۔ بلکہ جواب سے عجز کی دلیل ہے۔ ہاں مجھے جو چاہے کہہ لو مگر ساتھ ہی اصل مطالبہ کا جواب تو دیدو

میر محمد اسحاق صاحب

قادیانی جماعت کے علماء میں سے میرے نزدیک جناب میر محمد اسحٰق صاحب بہت تیز فہم اور صحیح صحیح جواب دینے کی کوشش کرنے والے ہیں کاش وہی اس مشکل سے قادیانی حضرات کو نکالنے کی کوشش کریں مگر وہ عقلمند ہیں وہ کبھی ایسی غلطی کرنے والے نہیں جس کا نتیجہ بجز شرمندگی اور کچھ نہ ہو وہ خاموش رہ کر اپنی عزت بچا لیں گے اسلئے مجھے ان سے امید جواب نہیں ہے

مولوی جلال الدین صاحب کا گول مول جواب

مولوی جلال الدین صاحب شمس بہت ہوشیار قادیانی مناظر اور بڑے عالم ہیں مگر وہ تو ولایت جاتے وقت مجھے ٹال گئے۔ اور کہہ گئے کہ مکتوبات میں آیت فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کے تحت میں لکھا ہے کہ اظہار علی الغیب خاصہ نبوت ہے۔ یا یہ کہ جس پر اظہار علی الغیب ہو وہ نبی ہی ہوتا ہے۔ مگر جب میں نے یہ کہا کہ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ اس آیت میں نبی کا لفظ تک نہیں ہے۔ اور نہ مکتوبات میں اس سے ایسا استدلال کیا گیا ہے۔ تو بات کو گول مول کر کے معاملہ ٹال دیا۔ اس لئے وہ بھی اس مطالبہ کو حل نہیں کر سکتے۔ ورنہ ان کے پاس خود میری ہی مکتوبات امام ربانی کی کاپی موجود ہے جس کو پڑھ کر میں نے جگہ جگہ حوالوں کو نشان کر دیا ہے۔ اس میں وہ اب ہی ہمارے اصل مطالبہ کو پورا کر کے دکھائیں مگر ناظرین یاد رکھیں کہ وہ بھی اب لنڈن کی ہوا کھا چکے ہیں۔ اس لئے وہ اس مصیبت کو کبھی اپنے گلے نہ ڈالیں گے۔ بلکہ ممکن ہے کہ ماحول کے اثر کے ماتحت کہہ دیں کہ واقعی مکتوبات میں ایسا کوئی حوالہ نہیں ہے۔

ابو العطاء مولوی اللہ دتا صاحب

بھی اس وقت قادیانی علماء میں سب سے بڑے مناظر ہیں۔ بلکہ جناب میاں صاحب کی نیابت کے طور آپ حضرت امیر کو مباحثہ کی دعوت دے چکے ہیں۔ مگر یہ مولوی صاحب بھی غالباً اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح ضرور جانتے ہیں۔ کہ ایسا کوئی حوالہ مکتوبات میں نہیں ہے بلکہ مکتوبات میں "محدث" کا لفظ ہی آیا ہے۔ اس لئے وہ بھی اس طرف توجہ نہ کریں گے

ایک مغالطہ

قادیانی بزرگوں نے مجھ سے دوران گفتگو میں یہ کہا کہ خود مولوی محمد علی صاحب لکھ چکے ہیں۔ کہ تمام مسائل اختلافی کی جڑ مسئلہ نبوت ہے اس پر سب سے پہلے بحث ہونی چاہیئے۔ لیکن اب مولوی صاحب اس مسئلہ پر بحث کی بجائے "تکفیر اہل اسلام" پر بحث کرنے کے لئے اڑ گئے ہیں

میں نے کہا کہ یہ بھی سچ ہے کہ مسئلہ کفر و اسلام منکرین مسیح موعود کا حل حضرت مسیح موعود کے منصب کے حل ہو جانے سے بھی ہو جاتا ہے اگر یہ ثابت ہو کہ حضرت مسیح موعود اس قسم کے نبی ہیں جن کے انکار سے "ھم الکافرون حقا" کا فتویٰ سرزد ہوتا ہے۔ تو پھر کفر و اسلام پر بحث کی کوئی ضرورت نہیں مگر جبکہ حضرت مسیح موعود نہ اس قسم کے نبی ہیں اور نہ

[1] گزشتہ سال خاکسار کئی ماہ رخصت پر رہا۔ غالباً میری عدم موجودگی میں یہ مضمون ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵   یوم یکشنبہ ۲۵ ذیقعد ۱۳۵۵ھ ہجری   نمبر ۹

اطاعت امیر ــــ راز حیات

اسلامی امارت اور ڈکٹیٹرشپ میں فرق

(از مسلم بی۔ اے)

جماعتی ترقی اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ افراد جماعت میں یک جہتی اور اتحاد کا عمل کا فقدان ہو۔ اور اتحاد عمل مرکزیت اور اطاعت امیر کے بغیر وہم و گمان کے سوا کچھ نہیں اور ترقی و عروج اس کے بغیر کار محال علاوہ ازیں بہت کم انسان ایسے پائے جاتے ہیں جو عقل و خرد کی رہنمائی سے خود بخود ایک کام پر لگ جائیں۔ اور وہ بھی ذاتی امور میں۔ اس سے جماعتی استحکام کو کچھ نسبت نہیں۔ اگرچہ انفرادی ترقی کچھ حد تک جماعتی عروج میں مؤید و مفید ہوتی ہے لیکن صحیح جماعتی زندگی اور عروج تاوقتیکہ تمام افراد ایک جذبہ نظام اور لیڈر کے ماتحت سرگرم نہ ہوں خیال باطل ہے کیونکہ ایک کا نمونہ احسن دوسرے کی کوتاہیوں، خامیوں اور کمزوریوں کو بالواسطہ یا بلاواسطہ دور کرتا رہتا ہے۔ اور اس کی بدولت کمزور عنصر بھی غیر معمولی قوت ارادی کے ساتھ طاقتوروں کے دوش بدوش گامزن رہتا ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے جبکہ ایک واجب الاطاعت امیر کے ہاتھ میں جماعت کی باگ ڈور ہو۔ تمام افراد اس کے اشارے پر حرکت کریں۔ سب کی نگاہیں اس کے ہونٹوں کی جنبش پر ہوں اور جونہی اس کی زبان فیض ترجمان سے کوئی حکم مترشح ہو۔ سب بلا حیل و حجت اس پر عمل پیرا ہوں۔ کیونکہ عمل میں حجت و تکرار سم قاتل ہے۔

بظاہر ایسے امیر کا تسلیم کرنا طبع کو ناگوار گزرتا ہے خود سر ان ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ کہ اس میں پیر پرستی اور شخصی غلامی کا رنگ جھلکتا ہے مگر یہ قلت تدبر اور کوتاہ بینی کا نتیجہ ہے۔ تاریخ عالم اور اقوام دنیا کی ترقی کے اسرار سے ناواقفیت ہے تاریخ کے اوراق سر دور میں اس کی شہادت دیتے ہیں کہ بہت سے گروہ باوجود اپنے نقائص کے صرف ایک امیر کی اطاعت کی وجہ سے کامیاب ہوئے جب تک عنان ایسے امیر کے ہاتھ میں نہ ہو جس کے ہاتھ پر عملی طور تن من دھن کی قربانی کی بیعت نہ کی ہو مستقل اور پائندہ ترقی محال ہے۔

قرآن حکیم کی تعلیم اس کی زبردست مؤید ہے۔ اور قرآن اولیٰ کے مسلمانوں نے حضور صلعم کے ہر اشارے پر جان و مال لٹا کر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم اے پیغمبر میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ لوگ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ اپنی تمام اختلافی باتوں میں تجھے حکم نہ مان لیں اور پھر اطاعت کا حکم آپ تک محدود ہی نہیں کر دیا۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے عام کر دیا چنانچہ فرمایا۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اے مسلمانو! اللہ اس کے رسول اور اپنے امیر وقت کی اطاعت کرو۔ یہاں امیر کو نائب رسول ظاہر فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی ہر وقت جماعت کے سر پر امیر کے وجود کو لابد اور ضروری قرار دیا ہے۔ اور ایسے صاحب حکم فرمایا ہے جس کی اطاعت قرآن و سنت کی روشنی میں ویسے ہی ہو۔ جیسے اللہ اور اس کے رسول صلعم کی۔ ہاں اگر وہ قرآن و سنت کے خلاف چلے۔ تو اس سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ ان تنازعتم فی شیئٍ فردوہ الی اللہ والرسول اور جیسے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا۔ ان احسنت فاعینونی وان زغت فقومونی اگر میں اچھا کام بتاؤں تو تمہیں لازم ہوگا کہ میری مدد کرو اور اگر میں کجی اختیار کروں تو تم مجھے سیدھا کرو۔

قانون فطرت بھی اس پر شاہد ہے۔ نظام شمسی کو لو۔ تمام اجرام سماوی اقسامت سے منسلک ہیں مرکزی شخصیت کا وجود اٹل ہے صحابہ کرام یا دیگر امم کے اولوالعزمیوں پر نگاہ دوڑاؤ۔ کہ وہ تمام ایک مرکزی وجود کی بدولت اور زیر قیادت آگے بڑھے ورنہ قرآن پاک آج بھی موجود ہے۔ اس کے مطالب کی تشریح بھی واضح اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نبی کریم صلعم کا اسوۂ حسنہ بھی موجود۔ مگر مسلمان پھر بھی تشتت و افتراق۔ ذلت و مسکنت کا شکار ہیں سبب ایک ہی ہے۔ جماعتی زندگی کا فقدان جو واجب الاطاعت امیر کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

شاید آپ اسے ڈکٹیٹرشپ سمجھیں۔ اور جھٹ آپ کے اذہان میں مسولینی اور ہٹلر کی مطلق العنانی اور استبدادیت کے سیاہ نامہ اعمال کا تصور پیدا ہو جائے۔ کہ انہوں نے ہزارہا انسانوں کو اپنے اقتدار کے قائم رکھنے کے لئے محض اختلاف رائے کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کر لیں کہ واجب الاطاعت امیر کا نام نہ لو کیونکہ یہ تباہی ہے لیکن بغور دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہٹلر کا واجب الاطاعت ہونا تباہی کا پیش خیمہ نہیں۔ اس کی ڈکٹیٹرشپ اس لئے ننگ انسانیت ہے۔ کہ اس میں ایک شخص کے ذاتی خیالات کی پیروی کرنی پڑتی ہے اس کا ہر درست و غلط حکم ماننا لازمی ہے۔ اس کی رائے غلط بھی ہو سکتی ہے اور صحیح بھی۔ مگر اسلامی امارت نے جہاں واجب الاطاعت امیر کا ماننا لابد قرار دیا ہے وہاں اس کو ہٹلرانہ غلطیوں سے پاک کر دیا ہے۔ اسلام میں ڈکٹیٹر کے ذاتی افکار کی کوئی وقعت ہی نہیں۔ اس کا ہر لفظ قانون نہیں۔ بلکہ اسے خود عوام کی طرح مساوی طور پر ایک قانون کے تابع ٹھہرایا ہے۔ واجب الاطاعت امیر کا کام ایک ایسے قانون کا نافذ کرنا ہے جو ہر کس و ناکس کے لئے بلا استثنا ہے۔ جو شاہ و گدا۔ عربی و عجمی، سیاہ و سفید ہر ایک متنفس پر حاوی ہے اور خود امیر بھی اس میں شامل ہے۔ ہاں یاد رہے۔ کہ پیر پرستی کی لعنت سے بالکل خلاف ہے پیر ایک مذہبی ڈکٹیٹر ہوتا ہے جس کے مقلد قرآن و سنت سے بے نیاز ہو کر اس کی ہر غیر اسلامی حرکت و ارشاد کی بھی اطاعت ضروری سمجھتے ہیں۔ اور پیر خود احکام الٰہی کی پابندی سے آزاد ہوتا ہے اور ارباباً من دون اللہ کی صف میں آ جاتا ہے جیسا کہ آج کل کے پیر ہیں لیکن ضروری ہے کہ ایک مرکزی شخصیت موجود ہو جس کا ہر حکم اس قانون کے ماتحت واجب التعمیل ہو اور کوئی فرد جماعت اس کی بجا آوری میں چون و چرا نہ کرے اس امارت کی بہترین مثال زمانہ امارت ابوبکرؓ و عمرؓ ہے وہ قرآن کے تابع تھے لیکن کیا مجال کہ کوئی ان کے احکام سے سرمو انحراف کر سکے دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ حضرت عمرؓ کا نام ہر کہ و مہ کے دل پر رعب طاری کر دیتا تھا۔ اور آپکی سیادت و قیادت میں امارت کی وجہ سے مسلمان دنیا پر چھا گئے۔ ہاں ضروری امور میں امر ھم شوریٰ بینھم پر عمل یہی حکم قرآنی ہے امیر قوم ثقہ اور مدبر افراد قوم سے رائے لے مگر جس وقت ایک فیصلہ ہو جائے تو پھر امیر قوم اس کا سختی سے نفاذ کرے کہ اس میں راز حیات ہے

میں افراد قوم سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنی موجودہ حالت پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اگر ہم چاہتے ہیں کہ بسرعت تمام ترقی کریں تو وہ جماعتی زندگی کے بغیر ناممکن ہے۔ اور جماعتی زندگی واجب الاطاعت امیر کے بغیر بے معنی بات ہے۔ پس آؤ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہر ارشاد کی تکمیل اپنا وظیفہ حیات بنائیں اور تمام ایک ہی رنگ میں رنگین ہو کر خدا کے فرمودہ وعدوں کو حاصل کریں

قادیاں کے سالانہ جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد

قادیاں کے سالانہ جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کے متعلق مدت سے ایک معمہ بنا چلا آ رہا ہے جس کو آج تک کوئی ماہر ریاضی قادیانی دوست حل نہیں کر سکا چنانچہ اس سے قبل بھی کئی دفعہ محترم مدیر "پیغام صلح" انکی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرا چکا ہے۔

۱۹۳۵ء کے سالانہ جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد مختلف اخبارات میں قریباً چالیس ہزار شائع کروائی گئی تھی۔ اور ۱۹۳۶ء کے جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد جو اخبارات میں شائع کروائی گئی ہے وہ بیس ہزار کے قریب ہے۔ خاکسار راقم الحروف کو بھی عرصہ دو سال کے بعد اس دفعہ قادیاں کا سالانہ جلسہ دیکھنے کا شرف حاصل ہوا گو ایکدن ہی کیلئے اور وہ بھی آخری دن۔ آخری دن پچھلے پہر جناب خلیفہ صاحب کی ایک خاص تقریر ہوتی ہے جس کے لئے خاص اہتمام کیا جاتا ہے جناب ممدوح نے اپنی تقریر شروع کرنے سے پیشتر منتظمین جلسہ کو مخاطب

کر کے فرمایا۔ کہ جب وہ موٹر پر سوار ہو کر جلسہ گاہ کی طرف آ رہے تھے تو قریباً دو تین ہزار کے قریب آدمیوں کو انہوں نے قادیان کے بازاروں میں گھومتے ہوئے دیکھا تھا۔ ان کو بلانے کا انتظام کیا جائے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ کہیں وہ اپنی لاپرواہی کی وجہ سے تقریر کے سننے کے ثواب سے محروم رہ جائیں۔ نیز منتظمین جلسہ گاہ کی کارگزاری پر افسوس فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ اگرچہ ان کو اطلاع دیدی گئی تھی۔ کہ پنڈال گزشتہ سال سے وسیع بنایا جائے۔ تاہم اگر وہ خود جلسہ شروع ہونے سے ایک روز قبل جلسہ گاہ میں آکر پنڈال کو نہ دیکھ لیتے اور اس کو اور وسیع نہ کروا دیتے تو تمام لوگ کہاں سما سکتے۔ یہ بات نہ صرف میرے ہی لئے بلکہ تمام اہل دانش و خرد کے لئے ایک معمہ ہے۔ کہ جب اس سال گزشتہ سالوں سے پنڈال بہت وسیع بنایا گیا تھا۔ اور اسمیں بھی اہل قادیان کے بیان کردہ بیس ہزار آدمیوں کی تعداد مشکل سما رہی تھی۔ تو گزشتہ سال اس سے چھوٹے پنڈال میں چالیس ہزار کا مجمع کس طرح سما سکا تھا۔ اگر کوئی قادیانی ماہر ریاضی اس معمہ کو حل کر سکے۔ تو میں اس کا بہت ممنون ہوں گا۔ اگر سابقہ سالوں کی طرح کسی ماہر ریاضی کے جواب سے محروم ہی رہنا پڑا۔ تو مجھے جناب مدیر "الفضل" اور ان کے ہمراہیوں سے تو پوری پوری توقع ہے۔ کہ وہ اپنے مخصوص انداز محبوب اور دلپسند الفاظ میں ضرور نوازیں گے۔ جس کے لئے پیشتر ہی ان کا شکریہ ادا کر دیا جاتا ہے۔

(خواجہ محمد عبداللہ از راولپنڈی)

تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوانوں کیلئے ایک ضروری اطلاع

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

حکومت پنجاب نے ماہ اگست ۱۹۳۶ء میں محکمہ صنعت و حرفت پنجاب کی زیر نگرانی ایک ایمپلائمنٹ بیورو قائم کیا تھا جس سے یہ مقصود تھا کہ مالکان کارخانجات اور بے روزگاروں کے مابین ربط و ضبط پیدا کیا جائے۔ اور گریجویٹوں اور انٹرمیڈیٹ کالجوں اور ثانوی مدارس اور صنعتی و حرفتی اسکولوں اور اداروں کے فارغ التحصیل طلبا میں بیروزگاروں کے متعلق اعداد و شمار فراہم کئے جائیں اس بیورو کے قیام کے متعلق مقامی اخباروں میں ایک سرکاری اعلان کی اشاعت کے ذریعہ اطلاع عام دی گئی تھی۔ اور صوبہ بھر کے بے روزگاروں کو مدعو کیا گیا تھا۔ کہ وہ اپنا نام درج رجسٹر کرانے کی غرض سے درخواستیں ارسال کریں۔ اگرچہ اس اعلان کے جواب میں بے روزگاروں نے تھوڑی ہی تعداد میں درخواستیں بھیجی ہیں لیکن پنجاب کے کارخانوں اور دیگر بڑی بڑی کاروباری فرموں کے مالکوں نے ٹیکنیکل اور کلیریکل اسامیوں کو پر کرنے سے پیشتر اپنی ضروریات کے متعلق اکثر بیشتر صورتوں میں بیورو کو مطلع کر دیا ہے بیورو سے جن مختلف اسامیوں کو موزوں اشخاص کے ذریعہ پر کرنے کے لئے کہا گیا ہے ان کا اندازہ مندرجہ ذیل فہرست سے لگایا جا سکتا ہے۔

(۱) مکینیکل انجینئر (۲) الیکٹریکل انجینئر (۳) مکینک (۴) فٹر (۵) ٹرنر (۶) لوہار (۷) ساحن اور روڑجس فٹر (۸) سٹیم اینڈ آئل انجن ڈرائیور (۹) الیکٹریشن (۱۰) فائرمین (۱۱) مختلف مشینوں کے واسطے آپریٹر (۱۲) ایکسپلر مین (۱۳) ٹیننگ مین (۱۴) سگریٹ فیکٹریوں کے لئے آپریٹر (۱۵) سگریٹ فیکٹریوں کے لئے کٹر (۱۶) ٹیسٹر اور تمباکو کو ملانے والے (۱۷) بڑھئی (۱۷) سیل ایجنٹ (۱۸) کلرک (۱۹) ٹائپسٹ (۲۰) سٹینوگرافر (۲۱) آڈیٹر (۲۲) اکاؤنٹنٹ وغیرہ وغیرہ

موجودہ دور کا عظیم ترین خادم اسلام

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

"غالباً دور حاضرہ کے کسی انسان نے تجدید اسلام کی اس قدر طویل اور بے نظیر خدمات سرانجام نہیں دیں جس قدر مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے انجام دی ہیں"۔ (رکیتھال مرحوم)

حضرت امیر کی ذات بابرکات نے جو اسلام کی خدمات جلیلہ سرانجام دی ہیں اس کا اعتراف منصف مزاج لوگ وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں۔ ذیل میں ایک خط کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جو اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ کاش کہ مسلمان اس بطل جلیل کی خدمات اور قربانیوں کی قدر کرتے جس نے اپنی تصانیف سے ربع صدی سے اسلام کی تعلیم کو نہایت خوش اسلوبی سے شرق و غرب میں پھیلا کر دنیا کی مسلم اور غیر مسلم اقوام کے قلوب کو صاف کیا ہے اور اس شجر طیبہ کی قدر کرتے جس کا آپ شیریں پھل ہیں۔ (مسلم)

"انتہائی جذبات تشکر کے ساتھ اعماق قلب سے آپ کے لئے سال نو مبارک کا خواہاں ہوں۔ آپ نے قرآن شریف کے ترجمے اور کتاب ریلیجن آف اسلام کی تصنیف سے موجودہ صدی میں اسلامی دنیا کی عظیم ترین خدمت سرانجام دی ہے ان خیالات اور نکات سے جو ہم آپ کی تصانیف سے حاصل کرتے ہیں آج ہم اس قابل ہیں کہ غیر مسلموں کے اسلام پر اعتراضات کا مقابلہ کر سکیں۔ درحقیقت آپ اسلام میں ایک نئے دور کے بانی ہیں۔ آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ نوجوانوں اور عمر رسیدہ لوگوں کے گروہ کلبوں اور گھروں میں مسلسل آپ کی تصانیف کے مضامین پر بحث و تمحیص کرتے ہیں آپ کے خیالات اور تفاسیر نے ان سخت دل ملاؤں کے دلوں میں بھی بیداری کے آثار پیدا کر دئے ہیں جن کے زاویائے نگاہ محدود اور تنگ ہیں۔

ہم سب کی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو صحت اور عمر خضر عطا فرمائے تاکہ آپ زندگی کے مشن کو جاری رکھ سکیں۔ ہمیں آپ کے قلم سے اور کتب کی اشتہا ہے۔ جس آزادی اور بے نظیر خوبصورتی سے آپ اسلام کو پیش کر رہے ہیں۔ اس نے اسلام کی عالمگیر فتح اور غلبہ کو یقینی بنا دیا ہے۔ میرے ایک بدھ دوست نے چند دن گزشتہ تعجب سے فرمایا "کیا اسلام یہ ہے؟ مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس قدر دلربا اور دلکش ہے" اس روشنی اور علم و حکمت کے زمانہ میں جہاں اس امر کی توقع کی جاتی ہے کہ تمام چیزیں دلائل اور سائنس کے معیار پر پوری اتریں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کی کتابوں کے بغیر ہم کیا کرتے۔ ...... خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دل میں آپ کی بحیثیت مفسر و معلم اسلام جو محبت اور قدر و منزلت ہے اس کا اظہار الفاظ کی قدرت سے باہر ہے"

آپ کا مخلص بھائی
اے۔ ایم بخاری۔ جے۔ پی۔
پروکٹر اینڈ نوٹری۔ متارا۔ سیلون

اتوار کی وجہ سے اخبار ایک دن دیر سے پہنچ رہا ہے۔ معذور سمجھیں

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— ماسٹر عطا الٰہی صاحب بٹالہ کی ہمشیرہ محترمہ تین چار ماہ کی علالت کے بعد انتقال فرما گئی ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے جنازہ غائبانہ پڑھایا۔

—— چودھری سلطان علی صاحب بدوملہی کی اہلیہ محترمہ چار ماہ مختلف امراض کی اسیرہ رہکر ۱۳ فروری کو فوت ہوگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان حادثات جانکاہ میں ہمیں مرحومین کے لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دو سعید روحوں کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ احباب جنازہ غائبانہ ادا کریں۔

—— ڈاکٹر عطا محمد صاحب وٹرنری اسسٹنٹ بھوگپور ضلع جالندھر کے فرزند برادرم ظہور احمد شاہ صاحب گزشتہ بی۔ اے کے امتحان میں کامیاب ہوگئے تھے جس کی خوشی میں آپ نے پانچ روپے بطور عطیہ اشاعت اسلام کے لئے عطا فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

—— خانصاحب بابو منظور الٰہی صاحب کے صاحبزادے راجہ فضل الٰہی صاحب کسی جگہ کے لئے کوشش کر رہے ہیں احباب کامیابی کی دعا کریں۔

—— حکیم غلام مصطفےٰ صاحب قریشی سکنہ چک ورکاں کے صاحبزادے بشیر احمد صاحب میوہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر فضل حسین صاحب کی صاحبزادی عزیزہ رشیدہ بدستور علیل ہیں۔ تکلیف زیادہ ہے۔

—— ڈاکٹر سعید احمد صاحب زیر علاج ہیں۔ بفضلہ آگے سے بہت بہتر ہیں۔

—— جناب خلیفہ فضل حسین صاحب علیل ہیں۔

—— حکیم مرزا خدابخش صاحب مصنف عسل مصفےٰ بہت کمزور ہو چکے ہیں۔

ان بزرگوں اور عزیزوں کو دعاہائے سحرگاہی میں یاد رکھئے اور ان کے علاوہ دیگر دوستوں کے لئے بھی بصمیم قلب دعا کرتے رہئیے۔

سلسلہ احمدیہ کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے احباب سے درخواست ہے کہ مجھے میرے اکلوتے بھتیجے عبدالرؤف کے لیے دیندار تعلیم یافتہ رشتہ کی ضرورت ہے جو گھر میں دینیات کے درس و تدریس کا سلسلہ اور آوازہ حق جاری رکھ سکے۔ لڑکا دین کا پابند اور سلسلہ کا شیدائی ہے۔ کاروبار خدا کے فضل سے اچھے پیمانہ پر کر رہا ہے۔

(مولوی) محمد رمضان عبدالرؤف بھیروی
منڈی بہاؤالدین۔ ضلع گجرات)

—— چودھری رحمت خانصاحب بی ٹی کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ انہوں نے اس مبارک تقریب پر مبلغ ۲/- روپے اشاعت اسلام میں دئے ہیں جزاہ اللہ

خو ۲ رجسٹر میں ایسے آدمیوں کی تعداد جو ٹیکنیکل قابلیت کے مالک ہوں۔ بہت ہی کم ہے۔ یہ اطلاع ان لوگوں کی واقفیت کیلئے شائع کی جا رہی ہے۔ جو روزگار کی تلاش میں ہیں۔ بیورو میں اپنا نام درج کرانے کے فارم بذریعہ درخواست صاحب ڈائرکٹر صنعت و حرفت پنجاب لاہور سے دستیاب ہو سکتے ہیں

(لاہور مورخہ یکم فروری ۱۹۳۷ء نمبر ۱۳۶)

السٹریٹڈ ویکلی کا حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمہ پر کمینہ حملہ

مسلمانوں کی غیرت ملی کو چیلنج

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے باہمی نفاق کی وجہ سے شاہان وسلاطین اسلام کے خلاف ہمسایہ قوموں نے کس دیدہ دلیری اور نتائج سے بے پروائی سے دشنام طرازی شروع کر رکھی ہے۔ تاریخ اسلام کا روشن سے روشن پہلو بھی ان کی دستبرد سے نہیں بچ سکا۔ ان کی افترا پردازی ایسے ایسے ظلمات پیدا کرتی ہے۔ کہ جو ان کی سیاہ باطنی کا آئینہ دار ہوتی ہیں۔

ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کو انگریزوں کا پیشرو ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ فتح کے بعد ستہ ہی افواج کے ساتھ ساتھ مؤرخین کی ایک جماعت بھی ہندوستان کے اتحاد قوم کو بکھیرنے کے لئے اتری جنہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے ہندوؤں اور مسلمانوں کے مطلع محبت کو گھنگھور گھٹاؤں سے آلود کر دیا۔ یہیں تک بس نہیں کی بلکہ اپنے زیر تربیت ایک ایسی جماعت ہندوستانیوں کی تیار کی جس نے اپنے آقاؤں کے کان بھی کتر دئیے نتیجہ کے طور پر ہندوستان کی موجودہ حالت ملاحظہ فرمائیے۔

السٹریٹڈ ویکلی نے بارہا مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کیا ہے اور یہ ایسا اخبار ہے۔ کہ شاید جس کا دل مسلمانوں کو ستا کر ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا اور بر اسلام، شارع اسلام (فداہ ابی وامی) کی ذات عالی کے بعد اب سلاطین اسلام پر بھی ٹوٹ پڑا ہے۔ حضرت اورنگ زیب عالمگیر کی شخصیت سے کون واقف نہیں۔ آپ کے متعلق ۲۰ دسمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ تخت نشینی کے بعد اورنگ کو راجپوت دلہن کی تلاش ہوئی۔ وقت کی خوبصورت حسینہ اور روپ نگر کی راجکماری تھی۔ پیغام بھیجا باپ رضامند تھا۔ راجکماری نہیں چاہتی تھی۔ اس نے راناراج سنگھ کو لکھا۔ کہ مجھے نجات دلاؤ۔ اور بیاہ لو خط کے الفاظ انگریزی نقل کرتا ہوں:۔

"Shall a Rajputni of the purest blood be the wife of a monkey-faced barbarian."

حضرت عالمگیر رحمۃ نے دو ہزار سپاہ بھی ساتھ دی تھی۔ کہ رضامندی حاصل کر کے دلہن کو دار الخلافہ میں لے آئیں راناجی بجلی کی طرح پہنچا ایک ایک مسلمان سپاہی کو قتل کیا۔ اور راجکماری کو لیکر یہ جا وہ جا۔۔۔۔ اس پر حضرت اورنگ زیب رح غصے سے بیتاب ہو گئے۔ اور فوج کشی کی"

دوسرا واقعہ جسونت سنگھ والئی کابل کے بیٹے کے متعلق ہے کہ اورنگ زیب رح نے جسونت سنگھ کی وفات پر ریاست اپنی سلطنت میں شامل کرنی چاہی خورد سال بچے کو قید کر لیا۔ تاکہ مسلمان کرلے رانی اور اس کے مصاحبوں سے اورنگ زیب رح کی ملاقات کے متعلق لکھا ہے کہ پر فریب مسکراہٹ (With all his guileful charm) سے پیش آیا لیکن ایک نہ چلی۔

پھر لکھا ہے کہ راجپوتوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں بے عزتی کے خوف سے تمام عورتوں کو تہ تیغ کیا تاکہ وہ

(Should not be dishonoured by the barbarian)

وحشی ہاتھوں سے بے عزت نہ ہوں

پھر اسلام کو بذریعہ شمشیر پھیلانے کے ظلم کی طرف بارہا اشارہ ہے

بالآخر حضرت عالمگیر رح کے واقعات زندگی کو مجملاً بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

The aged Aurangzeb after a long life distinguished by talents, bigotry, and wickedness died a broken man in Ahmadnagar.

یہ مضمون کسی سی۔ اے کینکیڈ صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ ان کا مقصد شیطان جانے کیا ہے؟ لیکن الفاظ سے جو شروع سے لیکر آخر مضمون تک استعمال کئے گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام دشمنی اور ہندوستانی برادری میں منافرت ہی مقصود ہے۔

میں مسلمان مؤرخین اور پروفیسران تاریخ اسلام سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ باتیں سن کر مسلمان نوجوانوں کے دلوں سے اپنے درخشندہ ماضی کی یاد ہی محو نہیں ہو رہی۔ بلکہ اس سیلاب کے زیر اثر ان سے کبھی کبھی اسلامی تاریخ سے ایسی بے تعلقی کا اظہار ہوتا ہے کہ جو آپ کی قوم کے مستقبل کے لئے زہرناک ہے۔ میں نے تو بڑے بڑوں کو ان لغو اعتراضات کا اعتراف کرتے سنا ہے۔ خدا کے لئے اپنے فرض کو پہچانئے اور قوم کی تاریخ کو ان اعتراضات سے پاک کرنے کی کوشش کیجئے۔

مضمون نگار نے جس کمینگی کا اظہار کیا ہے۔ اور جس بد تہذیبی سے حضرت عالمگیر رح کی ذات اور مسلمان قوم کی شرافت پر حملہ کیا ہے۔ اسے کوئی حساس مسلمان برداشت نہیں کر سکتا ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ پرزور اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔ (نامہ نگار)

"اسلام کو یورپ اور امریکہ میں پھیلانے کی احسن تجویز"

(ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۷)

جب سے کتاب **ریلجن آف اسلام** طبع ہوئی ہے میرے دل میں یہ تڑپ رہی ہے۔ کہ اس کی کچھ کاپیاں یورپ اور امریکہ کے ان لوگوں کے نام بھیجی جائیں جو اسلام کے متعلق کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ تاکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ اسلام کی صحیح تعلیم سے واقف ہو کر تبلیغ اسلام کے کام میں ہمارے معاون ہو جائیں۔ اور دوسرے یہ کہ جہازی لائبریریوں میں اس کی کچھ کاپیاں بھیجی جائیں جہاں ہر ملک کے انگریزی خواں اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں مگر اس وجہ سے کہ قوم پر چندوں کا کافی بوجھ ہے۔ اس کے لئے کوئی عام تحریک کرنا پسند نہیں کیا۔

اس وقت ایک دوست نے جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ ایک سو روپیہ مجھے دیا۔ کہ اسے جہاں مناسب سمجھوں خرچ کردوں میں نے اس خیال سے کہ شاید یہ ایک بنیاد بن جائے جس سے وہ میری خواہش پوری ہو جائے انکی اجازت سے اسے کتاب ریلجن آف اسلام کی اشاعت پر خرچ کرنا تجویز کیا ہے۔ کیونکہ یہ کتاب نہ صرف مسلمانوں کے لئے مفید ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے بلکہ تبلیغ اسلام کے بھی بہترین ذرائع میں سے ہے۔

سر دست میں چاہتا ہوں کہ اس کی دو سو کاپی کی مفت تقسیم کا انتظام ہو جائے جس میں سے ایک سو کاپی یورپ اور امریکہ کے مستشرقین کے نام بھیجی جائے۔ اور ایک سو جہازی لائبریریوں میں جب معمول ہر کتاب پر بھجوانیوالے کا نام ہوگا۔ کہ یہ عطیہ فلاں صاحب کی طرف سے ہے۔ انجمن کا قریباً ہمیشہ سے یہ طریق کار ہے۔ کہ تبلیغ اسلام کیلئے نصف قیمت پر کتابیں دے دیتی ہے پس اس غرض کیلئے کتاب کی قیمت بجائے دس روپے کے پانچ روپے ہوگی اور ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ہوگا۔ یوں ایک کتاب پر ساڑھے چھ روپے خرچ ہوگا جماعت میں اگر کوئی ایسے احباب ہوں جو اس میں حصہ لینا چاہیں۔ تو جتنی کاپیاں وہ بھجوانا چاہیں ساڑھے چھ روپیہ فی کاپی کے حساب سے ان کی قیمت بنام محاسب بھیجکر مجھے بھی اطلاع دیدیں۔

خاکسار **محمد علی**

بقیہ حصہ صفحہ ۵ کا

چونکہ حضرت صاحب حقیقی نبی نہ تھے چنانچہ آپ نے کبھی بیاسی تراسی کتب میں اپنے متعلق لفظ "حقیقی" استعمال نہیں کیا۔ اس لئے آپ کو یہ خطرات تھے۔ اور اپنی جماعت کو منع کیا۔ مگر مولانا! کیا کبھی وقت حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کے متعلق لفظ نبی بولنے پر کسی جماعت یا کسی فرد کو خطرات محسوس ہوئے۔ حاشا و کلا کبھی نہیں تو آپ نے ان لوگوں کی نبوت پر کیوں ہاتھ صاف کیا ہے جن کو نہ ماننے بغیر کوئی مسلمان مسلمان ہی نہیں رہ سکتا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

بات یہ ہے کہ آپ کا منشا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی حقیقی نبوت ثابت ہو جائے۔ خواہ تمام انبیاء کو نبوت سے جواب دینا پڑے

قادیان میں ایک غیر احمدی قاضی صاحب تھے۔ ایسی بچر باتیں کرنے پر سید قاسم علی نے ان کو "قاضی لم یتق" کا خطاب دیا آپ نے تو اس کے بھی کان کتر ڈالے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرمائے آمین

راہ خدا میں پانچ گریجوایٹ درکار ہیں؟

کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس کے نوجوان اپنی زندگیاں حق و صداقت کی خاطر قربان نہیں کر دیتے۔ جماعت کو اس وقت ایسے پانچ گریجوایٹ نوجوان درکار ہیں جو اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کرنے کے لئے تیار ہوں اور تحقیق مذہب (Religious Research) میں اپنے آپ کو لگا دیں ایسے احباب کی درخواستیں آخر فروری سے قبل پہنچ جانی ضروری ہیں۔ زمانہ تعلیم میں گزارہ کی کفیل جماعت ہوگی اور عرصہ تعلیم کا انحصار حالات پر ہوگا

(سیکرٹری)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

آہ شیخ گلاب دین صاحب

گزشتہ کسی اشاعت میں جناب شیخ گلاب دین صاحب وکیل بھاٹی دروازہ لاہور کی افسوسناک و اچانک وفات کی خبر اخبار پیغام صلح میں درج ہو چکی ہے۔ مرحوم کا اصلی وطن سیالکوٹ تھا لیکن عرصہ دراز سے لاہور میں مقیم تھے۔ آپ کا شمار یہاں کے سرکردہ و تجربکار وکلا میں ہوتا تھا۔ قانونی حلقوں میں آپ کی رائے نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی۔ ویسے بھی شہر کے قدیم وضع و روشن خیال بزرگوں میں ایک نمایاں درجہ رکھتے تھے آپ کی ذات وضعداری، سادگی، بلند اخلاقی اور صلح پسندی کا ایک قابل قدر مجموعہ تھی۔ اور انہی خوبیوں کی وجہ سے شرفا شہر آپ کی عزت کرتے تھے۔

مرحوم ہمیشہ مفید قومی تحریکوں میں حصہ لیتے رہے۔ اور اسلامی اداروں کی خاموشی سے امداد فرماتے رہے کبھی شہرت کی خواہش نہ کی ہماری جماعت کے بھی قابل ذکر معاون تھے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان سلسلہ سے مخلصانہ دوستانہ مراسم رکھتے تھے۔ اور اکثر دفعہ تشریف لاتے رہتے تھے کئی مواقع پر آپ نے مالی امداد کے علاوہ کارکنان انجمن کو اپنے مفید قانونی مشوروں سے بھی مستفید فرمایا۔ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم سے تو آپ کے بہت پرانے تعلقات تھے۔ اور دونوں بزرگوں نے ان تعلقات کو آخر دم تک اس خوبی و پسندیدگی سے نبھایا جس کی مثالیں بہت ہی کم ملتی ہیں مرحوم کی عمر غالباً ساٹھ سال سے متجاوز تھی لیکن اس کے باوجود صحت اچھی تھی۔ شام کے وقت بعض کاموں سے فارغ ہو کر گھر پہنچے اور حرکت قلب بند ہو جانے سے یکایک انتقال ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

میت سیالکوٹ لیجا کر سپرد خاک کی گئی۔

شیخ گلاب دین صاحب مرحوم جیسے بزرگوں کی وفات ذاتی تعلقات کے علاوہ قومی نقطہ خیال سے بھی بہت بڑا نقصان ہے مجلسی معاشرتی لحاظ سے ان کا طرز زندگی کہ پرانہ قدامت پسندی اور نئی روشنی کی اندھی تقلید کے درمیان اعتدال و میانہ روی کا علم رکھتا ہے ہماری قدیم سوسائٹی کی وضعداریاں اور دیگر قابل فخر خصوصیات انہی کے ساتھ رخصت ہوتی جارہی ہیں مسلمانوں کی نئی پود جو مغربی تہذیب سے آراستہ ہو رہی ہے۔ ان خصوصیات سے محروم ہے

ہم شیخ صاحب کے صاحبزادوں و دیگر افراد سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

فرانسیسی زبان کے رسالہ کی امداد

الجیریا کے ایک دوست کی تحریک پر میں نے اپنے احباب سے تھوڑی سی امداد کی درخواست کی تھی۔ اور امید تھی کہ ایک آدھ ہی اسے پورا کر دے گا لیکن تعجب کی بات ہے کہ جن دوستوں سے توقع تھی۔ وہ ابھی تک خاموش ہیں اور امدادی رقم بہت ناکافی جمع ہوئی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے پرجوش دوست اس یکصد روپیہ کی حقیر رقم کو بہت جلد پورا کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ رسالہ کا اجرا جلد ہو جائے (خاکسار محمد منظور الٰہی)

چند عقائد وہابیہ

اول یہ ہے کہ خدائے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہیں چنانچہ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ مرادآباد مصنفہ مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین صاحب کے صفحہ ۵ میں مندرج ہے۔ دوئم یہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام تبلیغ احکام میں بالاتفاق معصوم ہیں حالانکہ مولوی حسین خاں اپنی کتاب رد تقلید بکتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۱۲ میں انبیاء علیہم السلام سے بھول چوک کا ادعا دینے میں مقر ہے۔ اور اسکی صحت پر مولوی نذیر حسین صاحب و شریف حسین وغیرہما اکابر غیر مقلدین کے مواہیر ہیں۔ سوئم یہ ہے کہ حضرت کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہیں چنانچہ نصر المومنین مصنفہ اخون محی الدین پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین صاحب کے صفحہ ۲ وصفحہ ۱۲ میں الف و لام خاتم النبیین کو عہد خارجی لکھا ہے۔ کہ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ بعض کے خاتم ہیں نہ سب کے۔ حالانکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین سب کے ہیں۔ چہارم حدیث احاد یعنی سوائے حدیث متواتر کے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ثابت نہیں ہوتا جس کا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوا ایک دو معجزے کے صادر نہیں ہوا کیونکہ سوائے قرآن کے اور معجزات حدیث متواترہ سے ثابت نہیں چنانچہ کتاب دلیل محکم مصنفہ مولوی نذیر حسین صاحب مطبوعہ دہلی میں موجود ہے پنجم اجماع کل امت جس کی سند ہم کو معلوم نہ ہو حجت شرعی نہیں ہے چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۱۳۱ اور کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۲۶۳ میں موجود ہے ششم مجتہد کا قیاس شرع میں معتبر نہیں۔ چنانچہ معیار الحق کے صفحہ ۹۷ میں اور کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۲۶۳ میں موجود ہے۔ ہفتم مسئلہ رجعت کے قائل ہیں۔ یعنی حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں سب مردے جو ان کی محبت میں مرے ہیں۔ قبور سے قبل قیامت زندہ ہو کر ان سے مستفید ہوں گے چنانچہ کتاب دراسات اللبیب مصنفہ مولوی معین مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۱۹ میں موجود ہے ہشتم حضرت ابوبکرؓ اور ان کے ہمراہی ارث فدک میں حضرت فاطمہ زہرہؓ میں خطا پر ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۲ میں موجود ہے نہم حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت فاطمہ زہرہؓ کے ساتھ اور حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے ساتھ کینہ رکھتے تھے چنانچہ کتاب اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور مصنفہ مولوی عبداللہ محمدی معروف مجتہد ساکن مئو متصل احمد آباد کے صفحہ ۹۶ میں مذکور ہے۔ دہم چاروں اماموں کے پیرو اور چاروں طریقوں کے متبع یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور چشتیہ وقادریہ ونقشبندیہ ومجددیہ یہ سب لوگ کافر ہیں۔ اسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۷۰ میں مذکور ہے۔ (رسالہ جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد مطبوعہ گلزار محمدی لاہور) ضرورت ہے کہ جن کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ ان کا مطالعہ کر کے وہابیوں کے بزرگوں کے اصل الفاظ نقل کئے جائیں کیونکہ موجودہ وہابی حضرت مسیح موعودؑ کے دلائل سے متاثر ہو کر ان میں سے کئی مسائل بالکل چھوڑ چکے ہیں۔ اور باقی ماندہ کو آہستہ آہستہ چھوڑتے جارہے ہیں۔ (الفضل)

ہندو راج کے قیام کی گہری سازش

معاصر انقلاب کا ایک قابل توجہ انکشاف

چند ہفتے پیشتر ہم نے "دیا نند سالویشن مشن" کے عنوان سے ایک شذرہ لکھا تھا۔ جس میں قارئین کو بتایا تھا۔ کہ کچھ مدت سے ہوشیارپور میں اس نام کی ایک آریہ سماجی پارٹی قائم ہے جس کی شاخیں پنجاب کے علاوہ یوپی اور سی۔ پی۔ بہار۔ آسام بنگال اور بمبئی میں قائم ہو چکی ہیں۔ اس مشن کے متعلق جو مزید حالات معلوم ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا تمام تر پروگرام خفیہ اور پر اسرار ہے۔ اور اس کے بیشمار پرچارک اور کارکن ملک کے تقریباً ہر حصے میں نہایت خاموشی سے مصروف کار ہیں۔ اس مشن کے پروگرام کی جو شقیں ہمیں بعض ذرائع سے معلوم ہوئی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) والیان ریاست کو چاہیئے کہ اپنی قوت اپنے رسوخ اپنی بخشش اور دوسرے طریقوں سے کام لیکر مسلم رعایا کو شدھ کرنے کی کوشش کریں۔

(۲) برطانوی ہند کے بڑے بڑے ہندو افسر اور عہدہ دار خفیہ طور پر اپنے جتھے بنالیں۔ اور اختیار و اقتدار کے تمام عہدوں پر قبضہ کر کے مسلمانوں کا حق مارنے کی کوشش کریں۔

(۳) ہندو مدرسین ہندو پروفیسروں اور ہندو مولفین کا فرض ہے کہ دوران تدریس میں اور اپنی تالیفات کے ذریعے سے مسلمانوں کو اسلام سے بیگانہ بنانے اور انہیں ویدک دھرم کے قریب تر لانے کی انتہائی سعی کریں۔

(۴) مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کو اغوا کرنے کے لئے ایسی ہندو عورتیں مقرر کی جائیں جو مسلمان عورتوں کا سا بھیس بدل کر یہ کام سر انجام دیں۔ اور مسلمان عورتوں کو اغوا کر کے ہندوؤں سے ان کی شادیاں کر دی جائیں۔

(۵) خفیہ پرچارکوں کی ایک جماعت تیار کی جائے جو اپنی شکل صورت متقی مولویوں کی سی بنا کر اور اسلامی لباس پہن کر مسلمانوں کے درمیان رہیں۔ اور کام کریں ان کا فرض ہوگا۔ کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرتے رہیں۔ اور اپنے خاص طریقوں سے کام لیکر غیر معلوم طور پر ہندویت کا پرچار بھی کرتے رہیں۔

(۶) جہاں جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہو۔ وہاں مسجدوں قبرستانوں اوقاف اور دوسری مذہبی عمارتوں کے متعلق مسلمانوں کے ساتھ لڑائی اور جھگڑا اور مقدمہ بازی جاری کر دی جائے

(۷) بعض ایسے کرائے کے ٹٹو "مسلمان" خریدے جائیں۔ جو مسلمان قوم اور مسلمان لیڈروں، مسلمان بادشاہوں اور مسلمان والیان ریاست کے خلاف مضمون لکھیں مسلمانوں کے اخباروں کو مالی امداد دے کر انہیں ہندوؤں کی حمایت پر آمادہ کیا جائے۔ اسلام کے خلاف خاص مضامین حقیقی یا مفروضہ مسلمان مقالہ نگاروں کی طرف سے شائع کرائے جائیں

(۸) ہندو سرمایہ دار ساہوکار، رؤسا اور راجہ متحدہ طور پر مسلمانوں کو اقتصادی اعتبار سے ہندوؤں کے زیر اقتدار رکھنے کی کوشش کریں۔

(۹) ہندو قوم تحریر و تقریر کے ذریعے سے مسلمانوں کے معاملات میں مداخلت کرتی رہے۔ مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دے ان تمام کوششوں کا نصب العین صرف یہ ہے کہ آریہ چکرورتی راج قائم ہو جائے۔ اور ملیچھ مغلوب ہو جائیں۔

واقعات سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان تدابیر پر نہایت زور شور سے عمل کیا جارہا ہے۔ مسلمان عورتوں کے اغوا زیادہ ہو رہے ہیں ہر مقام پر ہندو مسلمانوں سے متصادم ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض ہندو اخبارات میں نام نہاد مسلمان مقالہ نگاروں کے نام سے ایسے مقالات بھی شائع ہو چکے ہیں جن میں اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت کی گئی ہے۔ ہندو سرمایہ دار برابر مسلمانوں کو زیر کرنے کی تدبیروں میں مصروف ہیں۔

یہ انکشافات مختلف اسلامی اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن اب تک حکومت نے اس "مشن" کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا جس

اپنے منکران دعویٰ کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اس لئے پہلے کفر و اسلام پر بحث ہو تو مسئلہ آسانی سے حل ہو جاتا ہے خصوصاً اس لئے کہ جماعت میں اختلاف کا باعث اولین مسئلہ کفر و اسلام ہی ہوا ہے۔ واقعات گواہ ہیں کہ یہی حق ہے

خادم گجراتی کی طبع آزمائی

"مکتوبات کے حوالہ" کے مطالبہ میں ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی نے بھی طبع آزمائی کی ہے اور ان کا جواب خلاصۃً حسب ذیل ہے

"حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ پر مکتوبات کی اصل عبارت نقل نہیں فرمائی۔ اور نہ لفظی ترجمہ کیا ہے۔ بلکہ اپنے الفاظ میں اس کا صحیح مفہوم فرمایا ہے حضرت نے اصل الفاظ جہاں نقل فرمائے ہیں وہاں نبی کا لفظ نہیں بلکہ محدث ہی کا لفظ ہے۔ دو صورتیں ممکن ہیں یا تو مکتوبات کے حوالہ کا وہی مطلب ہے جو حضرت نے لکھا۔ اور یا اس کے خلاف ہے۔ تو اندریں صورت ماننا پڑے گا کہ مکتوبات کی عبارت قرآن مجید کے خلاف ہے۔ لہذا غلط ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

کہ امور غیبیہ کی کثرت سوائے نبی کے اور کسی پر نہیں ہوتی پس حضرت مسیح موعود نے امام ربانی کی طرف وہ مفہوم منسوب فرمایا ہے جو قرآن مجید کے مطابق ہے۔ اور اگر کہو کہ مفہوم وہی درست ہے جو حضرت نے تحریر فرمایا ہے۔ تو اعتراض باقی نہ رہا۔ بہرحال تم وہ معنی کرتے ہو جس سے حضرت امام ربانی کی کسر شان ہوتی ہے اور حضرت نے وہ معنے کئے ہیں جو قرآن مجید کے مطابق ہیں فہموا

(قادیانی مکمل تبلیغی پاکٹ بک صفحہ ۴۲۳)

خادم صاحب کے جواب پر ایک نظر

خادم صاحب کا یہ جواب بالکل غیر معقول ہے کیونکہ اگر مرزا صاحب نے مجدد صاحب کے لفظ محدث کا مفہوم لفظ نبی سے ادا کیا ہے تو اس کے تو یہی معنے ہیں۔ کہ حقیقت الوحی کے صفحہ ۳۹۰ پر نبی کا لفظ بمعنی محدث ہے اور مکتوبات میں محدث کا لفظ بمعنی نبی ہے۔ پس یہ تو قادیانی عقیدہ کے خلاف ہے ایک مصنف کے لفظ کو اپنے خیال کے مطابق بدل کر اس طرح لکھ دینا۔ کہ معنوں میں زمین و آسمان کا فرق پیدا ہو جائے۔ یقیناً تحریف لفظی و معنوی ہے اور ایسی تحریف کر کے یہ کہہ دینا۔ کہ جناب ہم نے تو کسی کے الفاظ کو قرآن و حدیث کے مطابق اسلئے کر دیا۔ کہ ان کی عزت بچ جائے۔ محض حیلہ و بہانہ ہے جسے سر تحریف کرنے والا کہہ سکتا ہے۔ یہ کہنا کہ مجدد صاحب کی عزت کی خاطر محدث کی بجائے نبی لکھ دیا ہے۔ اس کے تو یہ معنے ہوئے کہ پہلے مجدد صاحب کی عزت کا خیال نہیں رکھا اور پھر حقیقت الوحی کے بعد بھی جب اسی حوالہ کی بنا پر محدث کا لفظ بولا تو مجدد صاحب کی بے عزتی کر دی اور اسوقت یہ خیال نہ آیا کہ قرآن مجید میں تو فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ہے اور رسول سے مراد نبی ہی ہے۔ محدث نہیں

اصل حقیقت

یقیناً یہ سب بچر خیالات ہیں اصل حقیقت صرف اس قدر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک اسی کا اور محدث مترادف الفاظ ہیں۔ اور محدث بھی رسولوں میں شامل ہے۔ اور اس پر اظہار علی الغیب ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے بارہا تحریر فرمایا ہے۔ اسی واسطے آپ نے مکتوبات کا مفہوم بیان کرتے ہوئے محدث کی بجائے نبی کا لفظ لکھ دیا ہے۔ اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے

خادم صاحب نے اپنے جواب میں یہ تسلیم کر لیا ہے کہ حقیقۃ الوحی میں جو مکتوبات کا حوالہ ہے۔ وہ وہی ہے جس میں محدث کا لفظ آیا ہے۔ جو عربی میں ہے اور ازالہ اوہام وغیرہ میں حضرت مسیح موعود نقل کر چکے ہیں ورنہ بعض قادیانی اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ حقیقت الوحی کے حوالہ میں صرف مکتوبات کا ذکر ہے۔ معلوم نہیں کونسا مکتوب ہے جسمیں نبی کا لفظ آیا ہے۔

ایک طرف تو تمام قادیانی علماء یہ کہتے ہیں کہ دیکھو ایک غلطی کے ازالہ میں حضرت مسیح موعود نے محدث کہلانے سے انکار کر دیا ہے اور نبی کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن پھر مجدد صاحب کے لفظ محدث کا صحیح مفہوم لفظ نبی میں بتلاتے ہیں۔ خدا کے بندو جب کہ محدث کا مفہوم بخیال شما لفظ نبی کے مفہوم سے الگ ہے۔ تو مسیح موعود کو کبھی مکتوبات کے حوالہ سے اپنے مضمون کو مدلل نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ مکتوبات کا مفہوم حضرت مرزا صاحب کے اس مفہوم کے تو صریح خلاف ہے۔ جو قادیانی آج سمجھ رہے ہیں۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ وہ سلطان القلم اتنی بات بھی لکھنی نہ جانتا تھا کہ مکتوبات میں محدث کا لفظ مجدد صاحب نے غلط استعمال کیا ہے صحیح لفظ نبی چاہیے جو قرآن کے مطابق ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک

خادم صاحب کی تحریر کا اصل مطلب

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ خادم صاحب مانتے ہیں کہ مکتوبات میں کوئی ایسا حوالہ نہیں جس میں شیخ مجدد الف ثانی رحمہ نے کثرت مکالمہ مخاطبہ مشتمل بر امور غیبیہ کو پانے والے امتی کو نبی لکھا ہو۔ اور یہی ہمارا دعویٰ ہے۔ جسے سیدھے طور پر ماننے کی بجائے خادم صاحب نے ایچا پیچی سے تسلیم کر لیا ہے

ممکن ہے کہ کوئی قادیانی سرکاری گواہ الناس حق کی خاطر بول اٹھے اور خواہ مخواہ وقت ضائع کرے اور پھر فاروق کے متعدد پرچے اظہر صاحب کی طرح سیاہ کرے۔ اس لئے ہم انہیں جناب میاں صاحب کا ایک جواب بھی سنا دیتے ہیں۔

جناب میاں صاحب کا جواب

ایک دفعہ ایک مخلص احمدی ڈاکٹر صاحب نے جناب میاں صاحب کی خدمت میں ادب سے سوال کیا۔ کہ حضور مکتوبات میں کہاں لکھا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقت الوحی کے صفحہ ۳۹۰ پر بحوالہ مجدد صاحب لکھا ہے تو جناب میاں صاحب نے فرمایا۔ کہ مجھے فارسی نہیں آتی ہے مجھے تو قرآن آتا ہے۔ قرآن مجید کے لفظ لفظ سے مسیح موعود کی نبوت ثابت کر سکتا ہوں آپ کسی فارسی دان مولوی صاحب سے مطلوبہ حوالہ دریافت کر لیں۔ ڈاکٹر صاحب نے قادیانی علماء سے بھی پوچھا مگر وہ بھی نہ بتا سکے اور ڈاکٹر صاحب باوجودیکہ جناب میاں صاحب کے مخلص مرید ہیں۔ مگر وہ اب تک قائل ہیں۔ کہ اس مطالبہ کا جواب کہیں نہیں ہے۔ اگر جناب میاں صاحب اپنی جماعت کے علماء کو حکم دیں کہ مجدد صاحب کے مکتوبات کو وہ آپس میں بانٹ لیں اور ایک ایک لفظ پڑھ کر ہمارے مطالبہ کو پورا کر دیں۔ تو بھی ناممکن ہے۔ کہ وہ مکتوبات میں سے نبی کا لفظ دکھا سکیں۔ بلکہ وہ محدث کا لفظ ہی پائیں گے!

ایمانداری سے اعلان کر دیں

اور اگر ایسا ہی ہو تو ایمانداری یہ ہے کہ جناب میاں صاحب اعلان کر دیں۔ کہ تمام ان کے ماننے والے تسلیم کر لیں۔ کہ حقیقت الوحی میں مجدد صاحب کے حوالہ سے جو نبی کا لفظ لکھا گیا ہے۔ وہ بطور مجاز ہے جس سے مراد محدث ہے نہ کچھ اور یہی وجہ ہے۔ کہ وہیں حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں کہ

"نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالےٰ سے بکثرت شرف مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں" "حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۰"

مکتوبات میں یہی محدث کی تعریف لکھی ہے۔ لہذا حضرت مسیح موعود کا محدث کی بجائے نبی لکھنا بطور مجاز ہے

(ڈاکٹر عمرالدین احمدی از دہلی ۲۰-۲-۳۷)

تار کا پتہ مسلمان لاہور
جسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فَلْ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
نزدِ فتح نمایاں بنام ما باشد

الضحٰی خیرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ۔ چھ روپے
ششماہی۔ تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
چندہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳۷ء — نمبر ۱۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں!

حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا الخیر کلہ فی القرآن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہی ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی۔ اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو۔ جو تمہیں دی گئی ہے۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے۔ جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔

(کشتی نوح)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— مورخہ ۶ رفروری کی شام کو ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام بریڈلے محمڈن ہال لاہور میں ایک کامیاب و بارونق جلسہ بصدارت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی منعقد ہوا جس میں غیر از جماعت حضرات بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم و نعت کے بعد صاحب صدر نے غیر مذاہب کے متعلق واقفیت حاصل کرنے پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ فجی نے فجی میں تبلیغ اسلام کے موضوع پر تقریر شروع کی۔ سب سے پہلے آپ نے مختصراً ملک کے عام حالات اور تاریخ پر روشنی ڈالی۔ پھر آریہ سماج کی سرگرمیوں پر تبصرہ فرمایا اور ان تمام واقعات کو اختصار سے بیان کیا جو چار سالہ قیام کے دوران میں ان کو فجی میں پیش آئے۔ الحمدللہ اس عرصہ میں کسی مخالف اسلام کو احمدی مبلغ کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ فاضل مقرر نے وہاں مسلمانوں کی سیاسی اور معاشرتی اصلاح کے سلسلہ میں جو کام کیا ہے اس کے تذکرے کے بعد فرمایا کہ ضرورت ہے کہ ”جماعت احمدیہ کے نوجوان ہمت کر کے تمام دنیا میں دین اسلام کا جھنڈا بلند کریں۔“ ساڑھے نو بجے شب جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

—— انجمن کے عہدہ داروں میں کچھ تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ ملک شبیر محمد خانصاحب بی۔ اے جموں آنریری جنرل سکرٹری اور مولوی مرتضےٰ خاں صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ سکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔

—— چودھری امجد خانصاحب جرنی مین محکمہ ریلوے لاہور ۹ رفروری ۱۹۳۷ء کو مزید ٹیکنیکل تعلیم حاصل کرنے کیلئے انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کرے اور ہر قسم کی ابتلاؤں سے محفوظ رکھے ان کے والد بزرگوار چودھری عبدالمجید خانصاحب نے بڑی بھاری مالی قربانی کر کے انہیں اپنے اخراجات پر بھیجا ہے۔

آریہ اخبارات پر ایک نظر

آریہ سماج اپنے مسلمہ اصولوں کو تیزی سے چھوڑ رہا ہے۔ اکثر معاملات میں اسکی حیثیت دو کشتیوں کے سوار کی سی ہو رہی ہے اور یہ دورخی اس کو نامعقولیت کے اتھاہ سمندر میں غرق کر رہی ہے۔ آریہ سماجیوں کو سوامی دیانند کی تعلیم توحید پہ بہت ناز ہے۔ حالانکہ آریہ سماجی توحید اسلامی توحید ہی کی ناکمل و ناقص نقل کے سوا اور کچھ نہیں۔ آریہ سماجی اخبارات ایک طرف مسلمانوں اور عیسائیوں کے سامنے فخریہ اس ناقص توحید کو پیش کرتے ہیں اور ان سے اپنے سناتن دھرمی بھائیوں سے مورتی پوجا پہ آئے دن مناظرے مجادلے ہوتے رہتے ہیں اور دوسری طرف وہ اسی بت پرستی کی لعنت کی حوصلہ افزائی بھی کر رہے ہیں۔ کسی جگہ غریب اچھوتوں کو داخلہ مندر کی نام نہاد اجازت مل جائے۔ تو "پرکاش" "آریہ گزٹ" اور "پرتاپ" [illegible] دوسرے سماجی اخبارات خوشی سے اچھل پڑتے ہیں۔ اور اسکو آریہ سماج اور سوامی دیانند کی فتح قرار دیکر مجنونانہ انداز میں رقص شروع کر دیتے ہیں اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ یہ حرکت ان کے دعوے توحید سے بالکل برعکس ہے۔ گذشتہ دنوں مہاراجہ ٹراونکور نے مجبور ہو کر اچھوتوں کو داخلہ مندر کا حق دیا تھا۔ اس موقع پر بھی آریہ سماجی اخبارات نے اسی قسم کا مظاہرہ کیا۔

آریہ سماج کی [illegible]

"پرکاش" نے حال ہی میں ایک [illegible] ڈاکٹر چینیر کزنز کی شدھی کی خبر ایک انگریز ودوان کا آریہ دھرم میں پرویش کے عنوان سے نہایت طمطراق سے چھاپی ہے۔ [illegible] ڈاکٹر صاحب [illegible] فلسفہ اور [illegible] میں سے ہیں۔ انہوں نے حسب دستور شدھ ہونے کے بعد ایک بیان بھی شائع کیا ہے [illegible] وہ فرماتے ہیں:۔

"میں بہت عرصہ سے ہندوؤں سے گہرا تعلق پیدا کر رہا ہوں۔ اگرچہ میں سنسکار [illegible] میں شامل ہو رہا ہوں۔ مگر ممالک غیر میں میں نے ہندو سنسکرتی کی دیا [illegible] ہندو علوم و فنون سے مجھے گہری دلچسپی ہے۔ میں بہت عرصہ سے یوگ سادھن کر رہا ہوں۔ ۲۰ برس سے میں ترش [illegible] ہوں اور ویدک [illegible] میں اپنے دھرم کو پورا کرنے اور موکش کو حاصل کرنے کا یقین رکھتا ہوں"

(پرکاش [illegible] ۱۹۳۶ء)

اس بیان کا مقصد [illegible] یہ ہے کہ ڈاکٹر چینیر کزنز کافی مطالعہ و تحقیق اور غور و فکر کے بعد شدھ ہوئے ہیں۔

[illegible] ڈاکٹر صاحب کا بیان [illegible] شدھی کی کیفیت [illegible] کزنز [illegible] ہندو دھرم [illegible] کر لیا۔ ان کا نام [illegible] رکھ دیا گیا

..... ڈاکٹر کزنز ایک ریشمی دھوتی اور لمبا کرتہ پہنے ہوئے سنسکار منڈپ میں آئے اور پرویش سنسکار کے سماپت (ختم) ہونے پر شری پدمانابھ کے مندر میں جو ریاست ٹراونکور کا سب سے بڑا مندر ہے گئے اور وہاں انہوں نے دیوی کی پوجا کی۔ ان کے مندر میں جانے سے یہ ثابت ہو گیا کہ مہاراج (ہز ہائینس مہاراجہ ٹراونکور) نے پچھلے دنوں جو مندر کھول دینے کی آگیا دی۔ اس کی رو سے اب ایسے ہندو بھی مندروں میں جاسکتے ہیں جو جنم کے لحاظ سے ہندو نہیں۔"

سمجھ میں نہیں آتا کہ ڈاکٹر چینیر کزنز کی شدھی اور دیوی کی پوجا میں "پرکاش" اور دوسرے آریہ سماجیوں کے لئے فخر و مسرت کا کیا موقع ہے آریہ سماج توحید کا بہت بڑا دعویدار بنا پھرتا ہے۔ اسلام کی خوشہ چینی کر کے جو کچھ اس نے حاصل کیا ہے اس کو وہ ویدوں کی تعلیم و خوبی بتاتا ہے۔ سوال ہو سکتا ہے کہ ایک مدعی توحید کے لئے دیوی کی پوجا پر اظہار مسرت کے کیا معنی؟ ظاہر ہے کہ ڈاکٹر موصوف شدھ ہونے یا کم از کم ہندو دھرم کا مطالعہ شروع کرنے سے قبل ہرگز دیوی کی پوجا نہ کرتے ہوں گے اب انہوں نے بت پرستی شروع کر دی۔ گویا وہ ایک بہت بڑی گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔

"پرکاش" کے مدیر و مالک مہاشہ کرشن نے ڈاکٹر کزنز کی اشدھی پر ایک طویل نوٹ رقم فرمایا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"ہمارے دربھاگیہ سے وید کا دروازہ دنیا کے لئے بند کر دیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا نے وید کے دھرم کا بائیکاٹ کر دیا۔ لوگ اس میں سے جاتے تو رہے لیکن آنے کی کوئی صورت نہ رہی۔ پربھو کا دھنیہ واد ہے جنہوں نے صدیوں کے بعد دیانند جیسا رشی بھیجا جس نے اس بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہ لوگ کیا کہیں گے۔ سچائی کا پرکاش کیا۔ اور لوگوں کو بتایا کہ تمہارا دھرم جیسے تم نے اندھا بنا رکھا ہے۔ وہ سمندر سے بھی وشال ہے۔ وچاروں کے سمندر میں جو لہر مہرشی دیانند نے چلائی تھی۔ یہ اسی کا پھل ہے کہ جنوبی ہند جیسے کٹر ریاست میں ایک جنم کے انگریز کو شدھ کیا گیا اور اس کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھی"

جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ کزنز بت پرست بن گئے ہیں اور بقول ان کے یہ ہندو دھرم کے طویل و وسیع مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ برخلاف اس کے سوامی دیانند مورتی پوجا کے ہمیشہ مخالف رہے۔ تو یہ شدھی سوامی دیانند کا کارنامہ کس حساب سے ہو گئی؟ باقی رہی یہ بات کہ جنوبی ہند کے کٹر سناتنیوں نے ایک جنم کے انگریز کو شدھ کر لیا۔ سو ہندو قوم ضرورت کے وقت ہر ایک فعل پر آمادہ ہو جایا کرتی ہے اور ہر کام بلا تکلف کر گذرا کرتی ہے۔ حکمران قوم کے ایک فرد کو برائے نام اپنے مذہب میں شامل کرنا تو کوئی بات نہیں۔ افغان اور مغل بادشاہوں کے وقت میں تو راجپوت راجے مہاراجے اپنی عقیدتمندی کے بڑے بڑے ثبوت دے چکے ہیں۔ ویدک اور ہندو دھرم کی وسعت و مساوات کی دنیا اس وقت ہی قائل ہو سکتی ہے جب جنم کے ہندو اچھوتوں کو اپنے برابر مذہبی و مجلسی حقوق دیں اور ان سے روٹی بیٹی کے تعلقات قائم کریں۔ جنوبی ہندوستان کے کٹر سناتن دھرمی تو رہے ایک طرف۔ اس کا حوصلہ شمالی ہندوستان کے روشن خیال آریہ مہاشوں کو بھی نہیں۔

کلام مہجور

قادیانی حضرات سے خطاب

(از جناب خواجہ غلام نبی صاحب مہجور)

حضرت احمد کی جو عزت ہمارے دل میں ہے	قادیان والوں کی وہ لیلیٰ ابھی محمل میں ہے
کفر مسلم کی تجھے تاویل اب کرنی پڑی،	حامیٔ تخت خلافت تو بڑی مشکل میں ہے
بدزبانی شیوۂ اہل صفا سے دور ہے،	کیا ہی جنس گراں مایہ ترے حاصل میں ہے
نام اصحاب محمدؐ سے جلا جاتا ہے تو،	نار وزرخ ذکر "پیغامی" تری محفل میں ہے
حضرت اقدسؑ کی تحریروں کو تو منسوخ کر،	قدر انکے نقطہ نقطہ کی ہمارے دل میں ہے
میری آنکھوں کا تو تنکا بھی تجھے آیا نظر	اور خود شہتیر تیرے دیدۂ باطل میں ہے
بھائی محمودی! تجھے ہم کس طرح دکھلا سکیں	جسقدر تیرے لئے مہر و محبت دل میں ہے
مشتعل ہوتا ہے مثل شعلہ ہائے خار و خس	کسقدر آشفتگی یارب دل جاہل میں ہے
حضرت محمود سے ہم کو نہیں ہے دشمنی	یہ عقائد کی لڑائی تو حق و باطل میں ہے

اہل باطل کس طرح مہجور حاصل کر سکیں
لطف جو کچھ پیروی مرشد کامل میں ہے

ہمارے لائق مبلغ جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے جزائر فجی میں آریہ سماج کو جو عبرتناک و تاریخی زک دی ہے اس کی کیفیت اخبار بین حضرات کو بخوبی معلوم ہے آریہ مہاشوں کے دل بھی اسے بخوبی محسوس کر رہے ہیں۔ مرزا صاحب کے فجی پہنچنے سے قبل انہوں نے بہت اودھم مچا رکھا تھا لیکن احمدی مبلغ کی للکار سے یہ چوہوں کی طرح اپنے بلوں میں گھس گئے اور سماج مندروں سے باہر نکلنے کا انہیں حوصلہ نہ رہا۔ اب مرزا صاحب چار سال کے بعد ہندوستان آگئے تو ان کی غیر موجودگی میں آریہ مہاشوں نے پھر اپنے بلوں سے سر نکالا۔ "پرکاش" میں فجی کو ان شکست خوردہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ — یوم پنجشنبہ ۲۸ ذیقعد سنہ ۱۳۵۴ ہجری — نمبر ۱۰

اسلام کو یورپ اور امریکہ میں پھیلانے کی احسن تجویز

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک ضروری اپیل

(ازالہ اوہام ص ۷۷۳)

صلیبی جنگوں کے زمانہ میں متعصب و ناکام عیسائیوں نے اسلام اور حضرت رسول کریم صلعم کے خلاف سر کچلے ہوئے سانپ کی طرح جو زہر چکانیاں کی تھیں، ان کے اثرات صدیاں گذر جانے کے بعد اب بھی موجود ہیں عیسائی پادریوں کی حرکات سے قطع نظر یورپ کے علمی و تعلیمی حلقوں میں تعصب اور جہل کے ایسے ایسے مظاہرے ہوتے رہتے ہیں جن کو کوئی مسلمان بھی صبر و تحمل سے برداشت نہیں کر سکتا۔ اخبار بین حضرات واقف ہوں گے کہ حال ہی میں نیو کالج آکسفورڈ کے وارڈن نے ایک تاریخی کتاب "ہسٹری آف یورپ" کے نام سے لکھی جس میں اس ذلیل و جاہل انسان نے حضرت کریم صلعم کی ذات اقدس کے خلاف نہایت شرمناک بہتان طرازی کی ہے ایک جگہ اس بدبخت نے حضور صلعم کے متعلق لکھا ہے۔ کہ نعوذ باللہ "وہ ظالم، بدکار، شہوت پرست اور جاہل تھا۔ حوصلہ۔ جرأت۔ احتساب نفسی کا مادہ اسمیں مفقود تھا" یقیناً یہ الفاظ اس شخص کے قلم سے نکل سکتے ہیں جو اول درجہ کا کینہ فطرت، بے علم۔ اخلاق دشمن، اور متعصب ہو۔ آکسفورڈ انگلستان کا ایک بین الاقوامی شہرت رکھنے والا علمی و تعلیمی مرکز ہے اسمیں بہت سے مسلمان طلباء بھی مصروف تعلیم ہیں۔ اس مرکز کے اندر ایک ذمہ دار عہدیدار کی طرف سے ایسی ذلیل حرکت یقیناً انگریز قوم اور حکومت برطانیہ کے لئے باعث صد ذلت و بدنامی ہے۔

اسلامی اخبارات میں وارڈن مذکور کی اس بیہودہ گوئی و دریدہ دہنی کے خلاف نہایت غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے اس سے قبل بھی انگلستان میں متعدد انگریز اہل قلم سے ایسی ذلیل حرکتیں سرزد ہو چکی ہیں لیکن آجتک حکومت برطانیہ نے ان صداقت دشمن و مسلم آزار، لوگوں کے خلاف کوئی حرکت نہیں کی خدا جانے وہاں کا ضابطہ قوانین اس لحاظ سے ناکارہ ہے۔ یا انگلستان کے حکام ہی بے حس و غفلت آشنا ہیں۔ انگریز قوم سے مسلمانوں کے روابط بالکل ظاہر ہیں۔ برٹش امپائر نے ہمیشہ اس بات پر اظہار فخر و مسرت کیا ہے کہ دنیا کی تمام سلطنتوں کے مقابلہ میں اس کے جھنڈے کے نیچے زیادہ مسلمان آباد ہیں۔ اس لحاظ سے وہ اپنے آپ کو ایک "اسلامی سلطنت" قرار دیتی ہے لیکن ان باتوں کے باوجود وہ مسلمانوں کے مذہبی احساسات و جذبات سے مجرمانہ حد تک غافل ہے متعصب و جاہل انگریز اہل قلم آئے دن اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ناقابل برداشت غلط بیانیاں اور بدزبانیاں کرتے ہیں لیکن برٹش قانون حرکت میں نہیں آتا۔ انگلستان کے ارباب حکومت کو بہت جلد اس فروگذاشت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے حکومت ہند کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ وزیر ہند کو مسلمانوں کے جذبات احساسات سے نہایت قوت و وضاحت کے ساتھ آگاہ کر دے۔

لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یورپ و امریکہ میں کسی قانون کے ذریعہ اس قسم کی حرکتوں کا کامل ازالہ بہت مشکل ہے۔ گذشتہ صدیوں میں پادریوں نے اس کثرت سے اسلام اور حضرت نبی کریمؐ کے خلاف غلط بیانیاں اور زہر چکانیاں کی ہیں کہ تمام یورپین اقوام کا ماحول انسے تاریک و مسموم ہو گیا ہے اس کو صاف کرنے کے لئے زبردست تبلیغی جد و جہد کی ضرورت ہے مغربی ممالک کے باشندوں کے سامنے اسلام اور شارع اسلامؐ کی ایک بالکل غلط اور ممتاریک تصویر پیش کی جاتی ہے۔ اگر اس کے مقابل صحیح اور روشن تصویر پیش کر دی جائے۔ تو یقیناً بہت بڑا انقلاب ہو سکتا ہے۔ اس طرح نہ صرف اس قسم کی دل آزار تصنیفات و مضامین کی اشاعت بند ہو جائیگی۔ بلکہ بیشمار یورپین باشندے اسلام کے قریب ہو جائیں گے ظاہر ہے کہ یہ مقصد مغربی زبانوں میں صحیح اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتا ہے حضرت مسیح موعودؑ کی توجہ شروع ہی سے اسکی طرف تھی۔ انگریزی زبان میں تبلیغی رسالہ کا اجرا، قرآن مجید کی انگریزی تفسیر کا خیال اس پر گواہ ہیں۔ چنانچہ "ازالہ اوہام" میں فرماتے ہیں کہ :-

"سو میری صلاح یہ ہے کہ . . . . عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں (یورپ و امریکہ) میں بھیجی جائیں۔ اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو۔ تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا۔ کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ایسا ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے۔ اور مجھ میں داخل ہے"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا انگریزی ترجمہ و تفسیر مدت ہوئی شائع ہو چکی ہے یورپ، امریکہ اور خود ہندوستان میں اس سے جو فوائد حاصل ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ ان کا ایک زمانہ معترف ہے۔ اور اس طرح ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود کی شاخ کون ہے۔

گذشتہ سال حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگریزی زبان میں ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی ضخیم کتاب "ریلیجن آف اسلام" لکھی ہے جس میں اسلامی عقائد و تعلیمات اور فرائض و مسائل کے متعلق سیر حاصل اور دلنشین انداز میں بحث کی گئی ہے۔ اشد ترین مخالفین نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ اس موضوع پر یہ نہایت کامیاب، مفید اور اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ بہتر سے بہتر تصنیف بھی اسی حالت میں اچھے نتائج پیدا کر سکتی ہے جبکہ اسے لوگوں تک پہنچایا جائے ہمیں یقین ہے کہ اگر یہ کتاب یورپ و امریکہ کے علمی و تعلیمی حلقوں میں پہنچ جائے۔ تو اسلام اور حضرت نبی کریمؐ کے خلاف بہت سی تکلیف دہ و دل آزار غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے اس کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے چند روز ہوئے ایک اپیل فرمائی ہے۔ جو گذشتہ اشاعت میں احباب کی نظر سے گذری ہوگی اس میں وہ فرماتے ہیں کہ

"جب سے کتاب ریلیجن آف اسلام طبع ہوئی ہے میرے دل میں یہ تڑپ رہی ہے۔ کہ اسکی کچھ کاپیاں یورپ اور امریکہ کے ان لوگوں کے نام بھیجی جائیں جو اسلام کے متعلق کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ تاکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔ تو وہ اسلام کی صحیح تعلیم سے واقف ہو کر تبلیغ اسلام کے کام میں ہمارے معاون ہو جائیں اور دوسرے یہ کہ جہازی لائبریریوں میں اس کی کچھ کاپیاں بھیجی جائیں۔ جہاں ہر ملک کے انگریزی خواں اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں مگر اس وجہ سے کہ قوم پر چندوں کا کافی بوجھ ہے اس کے لئے کوئی عام تحریک کرنا پسند نہیں کیا"

اس امر کا ذکر کرنے کے بعد کہ ایک دوست نے سو روپیہ کی رقم دی ہے۔ کہ اسے جہاں مناسب سمجھوں خرچ کروں۔ میں نے اس رقم کو "ریلیجن آف اسلام" کی تقسیم پر خرچ کرنا تجویز کیا ہے۔ حضرت ممدوح نے لکھا ہے۔ کہ

"سر دست میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کی دو سو کاپی کی مفت تقسیم کا انتظام ہو جائے جس میں سو کاپی یورپ اور امریکہ کے مستشرقین کے نام بھیجی جائے۔ اور ایک سو جہازی لائبریریوں میں۔ حسب معمول ہر کتاب پر بھجوانے والے کا نام ہوگا۔ کہ یہ عطیہ فلاں صاحب کی طرف سے ہے۔ انجمن کا قریباً ہمیشہ سے یہ طریق کار رہا ہے۔ کہ تبلیغ اسلام کے لئے نصف قیمت پر کتابیں دے دیتی ہے پس اس غرض کے لئے کتاب کی قیمت بجائے دس روپے کے پانچ روپے ہوگی۔ اور ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک کا ہوگا اگر کوئی ایسے احباب ہوں جو اسمیں حصہ لینا چاہیں۔ تو جتنی کاپیاں وہ بھجوانی چاہیں ساڑھے چھ روپیہ فی کاپی کے حساب سے انکی قیمت بنام محاسب بھیجکر مجھے بھی اطلاع دیں"

ہمارے خیال میں اس تحریک میں جماعت کے تمام دوستوں کو حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ بظاہر یہ ایک معمولی تحریک معلوم ہوتی ہے لیکن اس سے نہایت عظیم الشان نتائج مرتب ہونگے یورپین مصنفین کو اس کتاب کے ذریعہ اسلام کے متعلق صحیح معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ وہ قلم جو آج کل اسلام کی مخالفت میں زہر اگل رہے ہیں۔ انکی اشاعت میں کسی نہ کسی حد تک ضرور معاون ہو جائیں گے متعصب پادریوں اور سیاستدانوں کے ایک خاص طبقہ کو چھوڑ کر باقی یوروپین لوگ معقول بات کو بالعموم تسلیم کر لیتے ہیں۔ ہندوستانیوں کی طرح انہیں ضد اور ہٹ نہیں ہوتی علاوہ ازیں وہ

مولوی مظہر علی کیوں خاموش ہیں؟

مولوی مظہر علی صاحب سکرٹری مجلس احرار کے خطوط کے جو پے شائع ہوئے ہیں۔ انہوں نے اسلامی حلقوں میں اضطراب اور احراری لیڈروں کے خلاف شدید غم و غصہ کے جذبات پیدا کر دئیے ہیں خطوط کا شائع کرنے والا شخص بار بار دعویٰ کر رہا ہے۔ کہ خطوط اصلی ہیں۔ وہ ذمہ دار مسلمانوں کے ایک بورڈ یا سرکاری ممبر کے فیصلہ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے لیکن مولوی مظہر علی صاحب اور ان کے رفقا ابتک مہر بلب سادھے ہوئے ہیں۔

ابھی یہ خطوط شائع نہ ہوئے تھے۔ کہ مولوی مظہر علی صاحب کو کسی ذریعہ پتہ چل گیا۔ کہ انکی سازش قوم فروشی کا بھانڈا اخبارات اور پوسٹروں کے چوراہے میں پھوٹنے والا ہے۔ اس پر انہوں نے اعلان کر دیا کہ میرے نام سے کچھ خطوط شائع ہونے والے ہیں انکو کوئی وقعت نہ دی جائے وہ جعلی ہیں اسکے بعد جو انکے خطوط شائع ہوئے۔ اور پبلک نے ان کو جعلی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور چاروں طرف سے لعنت و ملامت کا اظہار ہونے لگا مولوی صاحب نے خطوط شائع کرنیوالے شخص کو بذریعہ تار نوٹس دیا خط کے جعلی ہونے کا اعلان کرو اور معافی مانگو ورنہ قانونی چارہ جوئی کیجائیگی لیکن اسنے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسرے خط کا چربہ شائع ہوگیا... بعد ازاں اخبار "انقلاب" اور "زمیندار" کیخلاف مقدمہ دائر کرنے کا عزم کیا گیا لیکن یہ بھی گیدڑ بھبکی ہی ثابت ہوا۔ اب کئی ہفتے سے سب احراری لیڈر خاموش ہیں۔ مگر ان کی یہ خاموشی زیادہ دیر کے لئے برداشت نہیں کی جاسکتی۔ مولوی مظہر علی انتخاب سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اب انہیں بہت جلد صفائی پیش کرنی چاہئیے۔ یا اگر الزام صحیح ہے۔ تو اپنے شرمناک جرم کا صاف الفاظ میں اقرار کرنا چاہیے

مراسلات

امرتسر میں ینگمین احمدیہ ایسوسی ایشن کا قیام

دوستو! اب مقصد کوشش فقط کوشش نہیں
بلکہ اب کوشش کو تا انجام پہنچانا بھی ہے

آج مورخہ ۷ فروری ۱۹۳۷ء بمکان میاں عطاء اللہ صاحب ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا۔ مندرجہ ذیل اصحاب عہدہ دار منتخب ہوئے ہیں۔

صدر۔ میاں عطاء اللہ صاحب (ہماری جماعت کے پرانے مخلص) سکرٹری۔ شیخ محمد طفیل۔ اسسٹنٹ سکرٹری۔ مسٹر عبدالحمید صاحب متعلم و مسٹر نصیر بخش صاحب متعلم۔ محاسب۔ مسٹر محمد نذیر بی۔ اے۔

ہر ممبر کے لئے ۴ر چندہ (مقامی ضروریات کیلئے) لازمی قرار پایا۔ دو روپے چندہ اسی نشست میں وصول ہوگیا۔ یہ تجویز بھی پیش ہوئی کہ شہر امرتسر میں کوئی خاص کمرہ احباب جماعت کے اکٹھے ہونے کے لئے لیا جائے جس میں ایسوسی ایشن کا دفتر ہو جس کے لئے میاں عطاء اللہ صاحب صدر محترم نے ایک سال کے لئے اس کا کرایہ ۵ روپے ماہوار کے حساب سے اپنے ذمے لیا (جزاک اللہ)

اس انجمن کے مقاصد مختصراً عرض ہیں:۔

(۱) نوجوانوں میں بیداری پیدا کرنا۔

(۲) تقریروں اور تحریروں سے احمدیت اور حضرت مرزا صاحب کے مشن کی صحیح تصویر لوگوں کے سامنے پیش کرنا۔

(۳) جماعت کو منظم کرنا اور احباب میں اسلامی اخوت پیدا کرنا

اس میٹنگ میں شامل ہونے کے لئے مولوی محمد یار صاحب مبلغ انجمن لاہور سے تشریف لائے تھے۔ ان کی اس نظر عنایت کا شکریہ اور تمام حضرات جن میں سے بابو ثناء اللہ صاحب اور بابو عبدالرحمن صاحب ہیڈ کلرک سول سرجن خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنہوں نے اس میٹنگ میں شامل ہونے کیلئے اپنا قیمتی وقت خرچ کیا۔ ان کا بھی شکریہ۔ دعا ہے کہ خداتعالیٰ اس ایسوسی ایشن کو اپنے مقاصد میں کامیاب کرے آمین

(سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن امرتسر)

موگا ضلع فیروزپور میں ختم نبوت پر لیکچر

۲ و ۳ فروری ۱۹۳۷ء کو رات کے وقت بڑے بازار اور چوک موگا میں شیخ محمد نقیب صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے "ختم نبوت" - "نبوت مرزا صاحب" اور "مسئلہ کفر و اسلام" پر منشی الٰہی بخش صاحب اور حکیم ابوالمظفر ظہور احمد صاحب ناظم شفاخانہ ہمدم صحت موگا کی صدارت میں دو لیکچر ہوئے۔ ہر ایک مسئلہ کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی کتب سے حوالے پڑھ کر سامعین کو سنائے گئے یہ سب عقائد جمہور اسلام کے عقائد کے عین مطابق پائے گئے۔ جنہیں سامعین نے از حد پسند کیا۔ اور وہ انگشت بدندان رہ گئے۔ کہ یہ مرزا صاحب کے عقائد ہیں۔ قادیانی لوگ تو مرزا صاحب کے عقائد ہمارے سامنے کچھ اور ہی پیش کرتے رہے ہیں جو اسلام کے بالکل خلاف تھے، یعنی یہ کہ حضرت نبی کریمؐ کے بعد نبی آسکتے ہیں، چنانچہ مرزا صاحب نبی ہیں جو ان کو نہ مانے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ایسے عقائد لوگ سن کر سخت مشتعل ہو جاتے۔ مرزا صاحب کو گالیاں دیتے رہے۔ بعض اوقات انہوں نے لاٹھی سے بھی کام لیا اور احراری لیکچرار منگا کر مقابلہ کرانے پر سینکڑوں روپے خرچ کرتے رہے ہیں جس کا ہمیں افسوس ہے۔ مگر اس کا گناہ ان کی گردن پر ہے۔ شیخ صاحب نے قادیانی خلیفہ صاحب اور قادیانی جماعت کے بڑے بڑے علماء کے عقائد بھی سنائے جو وہ ۱۹۱۴ء سے قبل رکھتے تھے اور کل جماعت احمدیہ کی طرف سے دنیا میں پیش کئے جاتے تھے۔ موجودہ عقائد ۱۹۱۴ء کے بعد گھڑے گئے ہیں۔ سوائے کفر و اسلام کے مسئلہ کے کہ وہ ۱۹۱۲-۱۳ء میں خلیفہ صاحب رکھتے تھے۔ اور قریب قریب اسی زمانہ میں انہوں نے اسے اختراع کیا تھا۔

قادیانیوں کی موجودگی میں اکثر اصحاب نے کھڑے ہو کر اقرار کیا کہ ہم غلطی سے جناب مرزا صاحب کو گالیاں دیتے رہے ہیں۔ آئندہ ایسا نہ کریں گے۔ ان کی تعلیم و عقائد تو عین اسلام کے مطابق ہیں۔ وہ رسول کریمؐ کے سچے عاشق اور خادم اسلام معلوم ہوتے ہیں۔

قادیانی حضرات کی حرکات

یہ ذکر کرنا نامناسب نہ ہوگا۔ کہ قادیانیوں کی ذہنیت کچھ ایسی مسخ ہو گئی ہے۔ کہ ان کو یہ لکچر ایک آنکھ نہیں بھایا۔ بجائے اس کے کہ لکچر سے خوش ہوتے اور اس وجہ سے کہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ بدزبانی نہ کریں گے۔ شیخ صاحب کے اور پبلک کے مشکور ہوتے سخت ناراض ہوئے ہیں۔ لوگوں کو تو کافر کہتے ہی تھے۔ شیخ صاحب کو مرتد، اکفر اور

محترمہ جہاں آرا بیگم شاہنواز کی کامیابی

لاہور رسول سٹیشن کے نسوانی حلقہ کے انتخاب کا نتیجہ نکل آیا ہے محترمہ جہاں آرا بیگم شاہنواز بھاری اکثریت سے کامیاب ہوگئیں۔ مدمقابل خواتین کو بہت ہی کم ووٹ ملے اس کامیابی پر ہم بیگم صاحبہ موصوفہ کو مع محترمہ لیڈی شفیع کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

وہ معزز و معاملہ فہم خواتین بھی لائق مبارکباد ہیں جنہوں نے بیگم صاحبہ جیسی لائق خاتون کو اپنے ووٹ دیکر کامیاب کیا ہمیں امید ہے بیگم صاحبہ اسمبلی میں اپنے فرائض کو نہایت خوبی و ذمہ داری سے ادا کرینگی (انشاءاللہ)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی دریام ولد بھیانہ ذات سپرا سکنہ ٹھٹھہ چند دکلاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ 　　　تحریر مورخہ ۱-۲-۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

جناب پروفیسر محمود علی صاحب جالندھری کا "اسلامی محاکمہ"

قرآن، حدیث، بزرگان اُمّت اور مسیح موعود علیہ السلام کی علمی دلائل کا مظاہر

(از مسلم بی۔ اے)

گزشتہ ستمبر پروفیسر محمود علی صاحب نے ایک ٹریکٹ موسوم "اسلامی محاکمہ" تصنیف فرمایا۔ چونکہ آپ نے حضرت صاحب کی تعلیم کو سامنے نہ رکھ کر سب کچھ تحریر کیا تھا۔ اس لئے کچھ ضروری نہ سمجھا گیا کہ اس پر خامہ فرسائی کی جائے لیکن اس خیال سے کہ پروفیسر صاحب اور عوام الناس ہماری خاموشی کو شکست کے مترادف نہ سمجھیں مختصراً اس محاکمہ پر کچھ تبصرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ پروفیسر صاحب کی تصانیف کے پیش نظر اس امر کی توقع ہو سکتی تھی کہ وہ جو کچھ تحریر فرمائیں گے اس میں مستند دلائل دینگے مگر اس رسالہ پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب نے بجائے تحقیق کا راستہ اختیار کرنے کے اپنے دماغ میں قائم کردہ خیالات کی بنا پر سولہ صفحات سیاہ کر دئے ہیں اور بس۔ انصاف و دیانت کا تقاضا یہ تھا۔ کہ آپ اپنی پیش کردہ تحریر کی تائید میں قرآن و حدیث اور کتب حضرت مجدد سے استدلال کرتے مگر تمام رسالہ کو پڑھ جایئے۔ اس امر کا التزام نظر نہیں آئے گا۔ بہرحال میں پروفیسر صاحب کے مضمون کا ماحصل پیش کرتا ہوں تاکہ لوگ حقیقت سے باخبر ہوں۔

پروفیسر صاحب نے سب سے پہلی بات جو جماعت احمدیہ کے خلاف تحریر کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے اعمال و عقائد حضرت مسیح موعود ع کے خلاف ہیں۔ اور "قادیانی مرزا صاحب کو علانیہ نبی مانتے ہیں جس کے ساتھ مرزا صاحب کے اور ان کے تمام عقائد و اعمال منطبق ہیں" (ص۳)

دعویٰ بلا دلیل

اس سے زیادہ عجیب بات کیا ہو سکتی ہے۔ کہ محترم بزرگ دعوے پیش کرتے ہیں مگر بلا دلیل۔ آخر اس انطباق کی دلیل کیا ہے؟ کیا آپ کا فرض نہیں تھا۔ کہ ایک طرف مجدد صاحب کے حوالہ جات پیش کرتے اور اس کے مقابل قادیانیوں کے عقائد و اعمال سے ان کی تطبیق ثابت کرتے لکھا تو صرف یہ کہ "بیشک اگر مرزا صاحب نبی ہوں۔ تو قادیانیوں کا یہ طرز عمل بالکل صحیح ہوگا" چونکہ پروفیسر صاحب نے اس امر سے بے اعتنائی برتی ہے۔ اس لئے میں انکی اس کمی کو پورا کرتا ہوں تاکہ ناظرین حضرت صاحب کی تحریرات کی روشنی میں اندازہ کر سکیں کہ کونسا فریق راستی پر ہے پروفیسر صاحب نے فریقین میں دو قسم کا اختلاف ظاہر کیا ہے۔ عقائد اور اعمال کا۔ عقائد میں ہمارا اور قادیانیوں کا حضرت صاحب کے متعلق دو باتوں میں اصولی اختلاف ہے۔ ختم نبوت اور تکفیر المسلمین

مسیح موعود اور اجرائے نبوت

ان دو مسائل پر جماعت احمدیہ نے بہت کچھ تحریر کیا ہے۔ حضرت صاحب نے متعدد تحریروں میں مدعی نبوت کو مفتری کاذب اور خارج از اسلام تحریر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا

"قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔" (ازالہ اوہام ص۷۶۱)

"اور اللہ تعالٰے کی عزت و جلال کی قسم کہ میں مومن اور مسلمان ہوں اور میں اللہ اور اس کی کتابوں اور رسولوں اور ملائکہ اور بعث بعد الموت پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور یہ بھی مانتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل اور خاتم النبیین ہیں۔ اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔" (حمامۃ البشریٰ ص۸)

"سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی۔ اور جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔" (اشتہار ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء)

"جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو۔ اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (مجموعہ اشتہارات ص۲۳۳)

تکفیر المسلمین اور حضرت مجددؒ

اس قسم کی بیشمار تحریرات موجود ہیں جس میں حضرت صاحب نے دعوے نبوت کا انکار اور ختم نبوت کا اقرار کیا ہے۔ مگر اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اب میں تکفیر کے متعلق آپ کے خیالات پیش کرتا ہوں۔

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" (تریاق القلوب)

اس کے نیچے مزید تشریح کے لئے یہ حاشیہ دیا ہے

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ اپنے دعویٰ کا انکار کرنیوالے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں۔ اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا"۔

ان تحریروں کو برحق گردانتے ہوئے جماعت احمدیہ حضرت صاحب کو غیر نبی جانتی ہے۔ اور ان کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھتی ہے۔ جو حضرت صاحب کے دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتے مگر آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اس کے خلاف قادیانی اجرائے نبوت کے قائل اور نئے نبی کے منکرین کو خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں۔ ان بینات کی موجودگی میں پروفیسر صاحب کی تحریر کہاں تک درست ہے کہ قادیانی اپنے عقائد میں مرزا صاحب کے ہمنوا ہیں۔

جماعت احمدیہ لاہور مسیح موعود کے عمل کی روشنی میں

اس اختلاف میں دوسرا حصہ اعمال کا ہے۔ حضرت صاحب کے طرز عمل کی روشنی میں اگر ہر دو جماعتوں کی عملی زندگی کا مطالعہ بنظر غور و انصاف کیا جائے تو غلط فہمیوں کے پردے اٹھ جاتے ہیں۔ اور آپ کی حقیقی پوزیشن الم نشرح ہو جاتی ہے لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ پروفیسر صاحب نے اس پہلو کو بھی بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ اور صرف اس قدر لکھ کر خاموش ہو گئے ہیں۔ کہ "تعلقات کو ترک کرنے کا۔ رشتہ مناکحت کو توڑنے کا۔ نماز جماعت سے علیٰحدہ رہنے کا اور نماز جنازہ میں شریک نہ ہونے کا حکم ان کے رہنما کی طرف سے مل چکا ہے۔" (ص۱۵)

ذیل کے فتاویٰ سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت صاحب کی صحیح پیرو جماعت احمدیہ ہی ہے۔ اور قادیانی جماعت نے آپکے مسلک سے کنارہ کشی کر لی ہوئی ہے۔ اور پروفیسر صاحب نے واقعات سے بےخبر ہونے کے باوجود اسقدر غلط بیانی کی جرأت کی ہے۔

غیر احمدی اور جنازہ

(۱) "سوال ہوا کہ جو آدمی اس سلسلہ میں داخل نہیں اس کا جنازہ جائز ہے یا نہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اگر اس سلسلے کا مخالف تھا۔ اور ہمیں برا کہتا تھا۔ اور برا سمجھتا تھا۔ تو اس کا جنازہ نہ پڑھو۔ اور اگر خاموش تھا۔ اور درمیانی حالت میں تھا۔ تو اس کا جنازہ پڑھ لینا جائز ہے"

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ حصہ اول ص۳)

(۲) "جو مخالف برا نہ بولتا ہو اس کا جنازہ جائز ہے" (بدر ۱۲ مئی ۱۹۰۷ء)

(۳) "متوفی اگر بالجہر مکفر اور مکذب نہ ہو تو اس کا جنازہ پڑھ لینے میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ علام الغیوب خدا کی ہی ذات ہے" (الحکم ۲۴ر اپریل ۱۹۰۳ء)

(۴) "حضرت صاحب کی وفات سے چند یوم قبل بھڈیار ضلع امرتسر کے احمدیوں نے غیر احمدیوں سے ایک عہد کیا۔ کہ "معمولی ننگ میں رہنے والے بے شر غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لیں گے" جس پر حضرت صاحب نے تحریر فرمایا "جو کچھ لکھا ہے بہت خوب اور مبارک ہے" (بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۹ء)

ان واضح فتاوے سے پر عمل پیرا ہو کر اگر احمدی بے شر غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھ لیں۔ اور اسے جائز سمجھیں تو "نئی شریعت" کے بانی اور حضرت کی تعلیم سے منحرف! اور قادیانی ان تحریرات کی صریح مخالفت کے باوجود اعمال میں حضرت صاحب کے صحیح پیرو؟ پروفیسر صاحب کو قادیانیوں کی وکالت کا حق حاصل ہے۔ مگر حق و انصاف کا خون کر کے نہیں نیز ناظرین غور فرمائیں۔ کہ ان فتاویٰ کا جاری کرنے والا نبوت کا مدعی ہو سکتا ہے؟

غیر احمدیوں کے ساتھ نماز کے متعلق ارشاد

۱۷ر مارچ ۱۹۰۸ء کو بلوچستان سے ایک غیر احمدی نے خط لکھا۔ کہ یہاں آپ کا ایک مرید ہے جو نہایت دیندار ہے مگر ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھتا آپ اسے حکم دیں کہ ہمارے ساتھ نماز ادا کیا کرے۔ اس کے جواب میں حضرت صاحب نے اپنے قلم سے لکھا:

"چونکہ عام طور پر اس ملک کے ملا لوگوں نے اپنے تعصب کی وجہ سے ہمیں کافر ٹھہرایا ہے۔ اور فتوے لکھے ہیں۔ اور باقی لوگ ان کے پیرو ہیں پس اگر ایسے لوگ ہوں۔ کہ وہ صفائی ثابت پیش کرنے کے لئے اشتہار دیدیں۔ کہ ان مکفر مولویوں کے پیرو نہیں ہیں۔ تو پھر ان کے ساتھ نماز پڑھنا روا ہے۔ ورنہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے وہ آپ کافر ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے پیچھے نماز کیونکر پڑھیں۔ یہ تو شرع شریف کی رو سے جائز نہیں"

(البدر ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۸ء)

تعلقات مناکحت

تیسری بات مناکحت کے متعلق ہے۔ حضرت صاحب کی کہیں ایسی تحریر نہیں ملے گی۔ کہ چونکہ ہم نبی ہیں۔ اور غیر احمدی دائرہ اسلام سے خارج اسلئے ان سے تعلقات رشتہ داری قائم نہ کرو۔ یا یہ کہ دوسرے مسلمانوں کو لڑکی دینی ناجائز ہے۔ معلوم نہیں پروفیسر صاحب کے ذرائع معلومات کونسے ہیں۔ اس کو دماغی اختراع نہیں تو اور کیا کہیں لیکن اس بات کا گلہ ہی کیا۔ انہوں نے تو کاغذ سیاہ کرنے تھے کر دئے۔ حضرت صاحب کا صرف ایک اشتہار ہے۔ جو اس معاملہ پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس اشتہار کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"چونکہ خدا تعالٰے کے فضل و کرم اور اسکی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ اور اب کئی لاکھ تک اسکی نوبت پہنچ چکی ہے۔ اسلئے قرین مصلحت معلوم ہوا۔ کہ ان کے باہمی اتحاد کو بڑھانے کے لئے اور نیز ان کے اہل و اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاح کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔ . . . کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلقات پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے۔ اور ہمارا نام دجال رکھتے ہیں۔ یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثناخواں اور تابع ہیں"

(فتاویٰ احمدیہ حصہ دوم ص۸)

اہل انصاف کی توجہ کے قابل

مذکورہ بالا حوالجات دیکھ لینے کے بعد کوئی منصف مزاج انسان نہیں کہہ سکتا، کہ حضرت صاحب نے غیر احمدیوں کو کافر قرار دیا۔ ان کے جنازے پڑھنے کی ممانعت کی۔ انکے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا مجھے کامل توقع ہے۔ کہ پروفیسر صاحب بھی دامن تقوی کو ہاتھ میں پکڑتے ہوئے اپنی غلط فہمی کا اقرار کریں گے اور اس بات کی خود ہی تردید فرمائیں گے کہ جماعت احمدیہ لاہور حضرت صاحب کے مسلک کے خلاف ہے۔ خدا کے فضل وکرم سے آج بھی اسی مقام پر کھڑی ہے جس پر اسے مجدد زمان نے کھڑا کیا تھا۔ اور انشاء اللہ اس پر قائم رہیں گے۔

حضرت صاحب کا دعویٰ مجددیت اور مجددین سابقہ

یہانتک تو پروفیسر صاحب کا روئے سخن جماعت احمدیہ لاہور کی طرف تھا کہ اس جماعت نے اپنے پیشوا کے خلاف "نئی شریعت" قائم کرلی ہے جس کی کہ اوپر یہ دلائل تردید کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت صاحب کی مجددیت کی بدیں وجہ مخالفت کرتے ہیں، کہ آپ نے مجدد ہونیکا دعوی کیا۔ اور اپنے آپ کو واجب الاطاعت کہا۔ اور پر نبی کا دعوی کیا وغیرہ۔ حالانکہ آپ سے پہلے کسی بزرگ نے ایسا نہیں کیا۔"

حضرت مرزا صاحب نے بیشک مجدد ہونیکا دعوی کیا مگر ایسے دعوے پہلے بزرگوں نے بھی کئے ہیں، ان حقیقی اطاعت صرف اللہ تعالیٰ اور رسول کے لئے ہے۔ پہلے بزرگوں میں سے صرف حضرت شاہ ولی اللہ کا قول نقل کیا جاتا ہے۔ قد کنت البنی اللہ سبحانہ خلعۃ المجددیۃ حین انتهمت بی دورۃ الحکمۃ . . . .

. . . . یعنی جب میرے سامنے حکمت کا دورہ کمال کو پہنچ چکا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مجددیت کا خلعت پہنایا۔

فھمنی ربی جل جلالہ انا جعلنک امام ھذہ الطریقۃ واوصلنک ذروۃ سنامھا وسددنا طرق الوصول الی الحقیقۃ القرب کل الیوم غیر طریقۃ واحدۃ وھو محبتک والانقیاد لک . . . . . فاھل المغرب واھل المشرق کلھم رعیتک وانت سلطانھم علموا اولم یعلموا فان علموا فازوا وان جھلوا خابوا

. . . . میرے رب جل جلالہ نے مجھے مطلع فرمایا ہے کہ۔ ہم نے تم کو اس طریقہ کا امام مقرر کیا ہے۔ اور اس کی اعلے بلندی تک پہنچایا ہے۔ اور ہم نے قرب کے روزسے باقی سب طریقوں کو حقیقت قرب الہی تک پہنچنے سے روک دیا ہے۔ سوائے ایک طریقہ کے اور وہ تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری کا طریقہ ہے۔ پس اہل مغرب اور اہل مشرق سب تمہاری رعیت ہیں۔ اور تم ان کے بادشاہ۔ خواہ تم کو وہ جانیں یا نہ جانیں پس اگر جانیں گے تو کامیاب ہونگے اور اگر جاہل رہیں گے تو ناکام ہوں گے

(تفہیمات الہیہ)

حضرت مرزا صاحب نے اس سے بڑھ کر کوئی بات نہیں فرمائی کیا پروفیسر صاحب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے متعلق وہی بات کہیں گے۔ جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق کہی ہے؟

پروفیسر صاحب کا اجرائے وحی سے انکار منافی قرآن ہے

پروفیسر صاحب نے تیسری قابل اعتراض بات یہ پیش کی ہے کہ احمدی اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب پر وحی نازل ہوتی ہے اور ان کے نزدیک وحی صرف نبی کی طرف ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی کی طرف نہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

"نبی کی تعریف قرآن نے صرف یہ کی ہے۔ کہ" انما انا بشر یوحی الی" اس میں بشر جنس اور یوحی الی فصل ہے۔ جو تمام انسانوں کو نبی سے علیحدہ کرتی ہے۔" ص۶ مگر نبی کی حقیقت ذاتی میں جو صفت داخل ہے۔ یعنی صاحب وحی ہونا وہ کسی اور انسان میں موجود نہیں۔" ص۷"

لیکن یہ خیال کہ وحی الہی انبیاء سے ہی مخصوص ہے۔ قرآن شریف کی تعلیم کی روشنی میں غلط ہے قرآن کریم میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ حضرت عیسیٰ کی والدہ کی طرف وحی کی حالانکہ وہ نبی نہ تھیں اور حواریوں کی طرف وحی کی اور وہ بھی نبی نہ تھے۔

(۱) "واوحینا الی ام موسیٰ الخ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی کہ اس کو دودھ پلاؤ۔ پھر جب اسکی نسبت تم کو خوف ہو۔ تو اس کو دریا میں ڈال دو۔ اور کچھ خوف نہ کرنا۔ نہ غمگین ہونا۔ ہم یقیناً اس کو تمہاری طرف لوٹائیں گے اور اس کو مرسلین میں سے بنائیں گے۔" (القصص)

(۲) اذ قالت الملئکۃ یمریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ الخ جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تم کو اپنے کلام سے بشارت دیتا ہے (آل عمران - ۴۴)

(۳) واذا وحیت الی الحواریین جب میں نے حواریوں کی طرف وحی کی (المائدہ)

یہ تینوں مثالیں غیر نبی کی ہیں ان آیات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ صرف وحی نبی ہی کو ہوتی ہے۔ قرآن کریم کا انکار کرنا ہے۔ پس ہمارے اس عقیدہ پر اعتراض کرنا قرآن کی مخالفت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کلیم اللہ تھے

بخاری شریف کی ذیل کی حدیث سے واضح ہوتا ہے۔ کہ یہ امت بھی اس نعمت سے محروم نہیں، اور اس میں ایسے بزرگ ہوتے رہے ہیں۔ اور ہوتے رہیں گے جن سے اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوتا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد منھم فعمر" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں میں جو تم سے پہلے بنی اسرائیل میں سے تھے۔ ایسے لوگ تھے کہ ان سے کلام کیا جاتی تھی۔ حالانکہ وہ نبی نہ ہوتے تھے۔ ایسے لوگوں میں سے کوئی انسان میری امت میں ہو تو وہ عمر ہے"

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مولو ولد سجادہ ذات لوہار سکنہ مالیانوالہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸ ۳/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔

تحریر مورخہ ۲۲ ۱/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کالو ولد ناجہ ذات سپرا سکنہ چک ۲۰۸ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸ ۳/۳۷ تاریخ پیشی برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے

تحریر مورخہ ۲ ۱۲/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ربو ولد شادہ ذات ساہل سکنہ چک ۱۲۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹ ۳/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے

تحریر مورخہ ۲ ۱۲/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رحمان ولد شمیر ذات سلوترہ سکنہ چک ۱۲۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ سا ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹ ۳/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔

تحریر مورخہ ۳ ۱۲/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سوہنا ولد اللہ رکھا ذات گگڑانہ سکنہ چک ۱۲۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹ ۳/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ ۱۲ ۱/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد۔ محمد ولد شاہو ذات گلوتر سکنہ بہلول پور تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹ ۳/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۱/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ زیادہ ناجہ ولد شہابلی ذات مصلی سکنہ چک ۱۳۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹ ۳/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ ۱۲ ۱/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان / لعل الدین ولد کریم بخش ذات دھرکان سکنہ ٹھٹہ چند وکلاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰ ۳/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔

تحریر مورخہ ۲ ۱۲/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی متول ولد احسان ذات کھرڑی سکنہ مالیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱ ۳/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔

تحریر مورخہ ۲ ۱۲/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد / نورا ولد سلطان ذات ارائیں سکنہ چنیوٹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱ ۳/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔

تحریر مورخہ ۲ ۱۲/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی خان ولد سوہنی ذات ہٹی سکنہ ٹھٹہ چند وکلاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱ ۳/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔

تحریر مورخہ ۲ ۱۲/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رحمان ولد اللہ داد ذات موچی سکنہ احمد آباد تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۲ ۳/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔

تحریر مورخہ ۱۵ ۱/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی [illegible] ولد [illegible] ذات [illegible] سکنہ چک نمبر ۱۳۱ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ [illegible] تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ [illegible]

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ساون رام ولد چندا رام ذات برہمن سکنہ مولانی سید تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ [illegible] تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۳ ۱۲/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی [illegible] خان ولد محمد خان ذات بلوچ سکنہ روڈو سلطان تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲ ۱۲/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی [illegible] داد ولد سلطان ذات بلوچ سکنہ کوٹ جاپو [illegible] تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ [illegible] تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲ ۱۲/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مہرداد ولد شہباد ذات [illegible] سکنہ [illegible] تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۴ ۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ دتا ولد رحیم بخش ذات قریشی سکنہ چنیوٹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۷ ۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ہدایت، غلام محمد، ولد بہاؤ ذات دولوآنہ سکنہ کابی تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۳ ۱۲/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مستقل وغیرہ پسران مغلا ذات چدہڑ سکنہ چک نمبر ۱۹۲ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۸ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۴ ۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منگا [illegible] ولد شہباد ذات [illegible] سکنہ [illegible] تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ [illegible] مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹ ۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی فضل حق ولد عبدالحق ذات پٹھان سکنہ ملیپور تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۰ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۳ ۱۲/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام خان ولد امیر خان ذات بلوچ سکنہ دولوانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۲ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۳ ۱۲/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی قائم ماں ولد احمد ذات میلی سکنہ نیاز بوانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۲ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲ ۱۲/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ مسلمان لاہور

جنرل نمبر ۸۳۸

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے
طلباء سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

الصلح خیر
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

ٹیلیفون ۲۰۰۷

جلد ۲۵ — لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ فروری ۱۹۳۷ء — نمبر ۱۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان قوت ایمانی سے تکالیف پر غالب آسکتا ہے

ہر ایک قدم جو صدق اور تلاش حق کیلئے اٹھایا جاتا ہے اس کیلئے بہت بڑا ثواب اور اجر ملتا ہے۔ مگر عالم ثواب مخفی عالم ہے جس کو دنیادار کی آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔

بات یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ باوجود آشکارا ہونے کے مخفی اور نہاں در نہاں ہے اور اسلئے الغیب بھی اسکا نام ہے۔ اسی طرح پر ایمان بالغیب بھی ایک چیز ہے جو گو مخفی ہوتا ہے مگر عامل کی عملی حالت سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس زمانہ میں ایمان بالغیب بہت کمزور حالت میں ہے۔ اگر خدا پر ایمان ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ لوگوں میں وہ صدق و حق کی تلاش اور پیاس نہیں پائی جاتی جو ایمان کا خاصہ ہے۔ خدا کی راہ میں سختی کا برداشت کرنا مصائب اور مشکلات کے جھیلنے کیلئے ہمہ تن تیار ہو جانا ایمانی تحریک سے ہی ہوتا ہے۔ ایمان ایک قوت ہے جو سچی شجاعت اور ہمت انسان کو عطا کرتا ہے۔ اس کا نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی میں نظر آتا ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے تو وہ کونسی بات تھی جو ان کو امید دلاتی تھی کہ اس طرح پر ایک بیکس ناتوان انسان کے ساتھ ہو جانے سے ہمکو کوئی ثواب ملیگا۔ ظاہری آنکھ تو اس کے سوا کچھ نہ دکھاتی تھی کہ اس ایک کے ساتھ ہونے سے ساری قوموں کو اپنا دشمن بنا لیا ہے جس کا نتیجہ صریح یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصائب اور مشکلات کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑیگا اور وہ چکنا چور کر ڈالیگا اس طرح ہم ضائع ہو جائینگے۔ مگر کوئی اور آنکھ بھی تھی جس نے ان مصائب اور مشکلات کو ہیچ سمجھا تھا اور اس راہ میں مرجانا ان کی نگاہ میں ایک راحت اور سرور کا موجب تھا۔ انہوں نے وہ کچھ دیکھا تھا جو ان ظاہر بین آنکھوں کے نظارہ سے نہاں در نہاں اور بہت ہی دور تھا۔ وہ ایمانی آنکھ اور ایمانی قوت تھی جو ان ساری تکلیفوں اور دکھوں کو بالکل ہیچ دکھاتی تھی آخر وہ ایمان ہی غالب آیا اور ایمان نے وہ کرشمہ دکھایا کہ جس پر ہنستے تھے اور جس کو ناتوان اور بیکس کہتے تھے اس نے اس ایمان کے ذریعہ ان کو کہاں پہنچا دیا۔ وہ ثواب اور اجر جو پہلے مخفی تھا پھر ایسا آشکارا ہوا کہ اس کو دنیا نے دیکھا اور محسوس کیا کہ ہاں یہ اسی کا ثمرہ ہے۔

(تقریر ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— گذشتہ اشاعت میں انجمن کے عہدہ داروں میں تبدیلی کے متعلق اطلاع دی گئی تھی جو نامکمل تھی۔ مکمل اطلاع درج ذیل کی جاتی ہے۔

(۱) ملک شیر محمد صاحب۔ شیخ محمد دین جان صاحب کی جگہ آنریری جنرل سیکرٹری۔

(۲) مولوی مرتضیٰ خانصاحب۔ بی۔ اے۔ چودھری فضل حق صاحب کی جگہ اسسٹنٹ سیکرٹری۔

(۳) ڈاکٹر الہ بخش صاحب۔ سید امجد علی شاہ صاحب کی جگہ اسسٹنٹ سیکرٹری۔

— چودھری حافظ حاجی محمد حسن صاحب وکیل گجرات کو اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے (الحمد للہ) اس خوشی میں ان کی اہلیہ محترمہ نے مبلغ پانچ روپے اشاعت اسلام فنڈ میں عنایت فرمائے ہیں (جزاہ اللہ)

پیغام صلح۔ ہم اس مسرت پر حافظ صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین

— چودھری عبد المجید صاحب بی۔ اے کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ ہم ان کی خدمت میں بھی مبارکباد عرض کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتے ہیں۔

— سید منور علی صاحب کا صاحبزادہ حصول روزگار کیلئے افریقہ گیا ہے احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ اس عزیز کو کامیاب کرے اور دینی و دنیوی ترقیاں عطا فرمائے۔ (آمین)

مکتوب برلن

ماہ جنوری ۱۹۳۷ء میں برلن مسجد اور جرمن مسلم سوسائٹی کا کام!

(ہمارے نامہ نگار مقیم برلن کے قلم سے)

۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء میں حسب دستور جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک لیکچر ہوا۔ مقررہ ایک جرمن خاتون تھیں۔ موصوفہ مدت سے جرمن مسلم سوسائٹی کی ممبر ہیں اور متعدد مرتبہ مشرقی ممالک کی زندگی، تمدن اور مذاہب وغیرہ کا بچشم خود ملاحظہ کر چکی ہیں۔ مشرقی ممالک کے متعلق آپ کی معلومات درجہ اول کی ہیں۔ اس لیکچر کا عنوان تھا "سیر مشرق بعید کا سفر اور جاپان اور جاوا وغیرہ میں مساجد کی زیارت"۔ آپ نے جاپان کے حالات بیان کرتے ہوئے وہاں اسلام کی اشاعت کا ذکر کیا اور بتایا کہ وہاں اسلام گو سردست کافی ترقی نہیں کر رہا مگر قابل یقین ہے کہ آئندہ چند سالوں میں جاپان کی آبادی کا بیشتر حصہ مسلمان ہو جائیگا۔ البتہ اسلامی لٹریچر اور کتب کی وہاں اشد ضرورت ہے۔ یہ لیکچر آپ نے میجک لینٹرن (جادو کی لالٹین) کی امداد سے دیا تھا اور متعدد تصاویر حاضرین کو دکھلائی تھیں۔ جن کی وجہ سے یہ لیکچر غیر معمولی طور پر دلچسپ اور پر از معلومات ہو گیا تھا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ لیکچر کے بعد ان کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی۔

اس لیکچر کے علاوہ ماہ جنوری میں تین اور اجتماع ہوئے۔ ۱۵ر اور ۲۹ر جنوری دونوں تاریخوں کو جمعہ کا دن تھا۔ شام کے ۸ بجے دو مجالس منعقد ہوئیں۔ جن میں صرف مسلمانوں اور اراکین جرمن مسلم سوسائٹی کو شرکت کا حق حاصل تھا۔ ان مجالس کا سلسلہ اس غرض سے شروع کیا گیا ہے کہ اسلامی مسائل پر کھل کر بحث و تبادلہ خیالات ہو سکے۔ اسی لئے ان میں صرف مسلمانوں اور اراکین جرمن مسلم سوسائٹی کو شمولیت کا حق ہے۔ ۱۵ر جنوری کو زیر صدارت جناب ڈاکٹر مرزا عزیز الرحمان صاحب "اسلام میں محبت، شفقت، نفرت اور بخشش کا مفہوم" کے موضوع پر تبادلہ خیالات ہوا۔ اس بحث میں علاوہ صاحب صدر کے ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن، ڈاکٹر ڈیورنٹ نے نمایاں حصہ لیا۔ اور بتایا کہ اسلام میں ان ہر سہ امور کا مفہوم عیسائیت کے عام مفہوم سے بالکل علیحدہ ہے۔ اسلام دشمن سے محبت کرنا ضرور سکھاتا ہے۔ مگر موقع محل کے مطابق۔ اگر نرمی اور محبت سے اصلاح نہیں ہوتی تو سختی اور سرزنش کا استعمال کرنا چاہئے۔ عیسائیت کا یہ اصول کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری گال اس کے آگے کر دو۔ یا کوئی قمیص مانگے تو کوٹ بھی اتار دو۔ نا قابل عمل ہے مگر اسلامی تعلیم اس کی متحمل ہو سکتی ہے۔ اسی طرح شفاعت کا مسئلہ بھی عمل ہیں، رفاقت اور یگانگت چاہتا ہے صرف زبانی دعوٰی پر نجات کا انحصار نہیں ہے۔ بحث کا سلسلہ جو نہایت پر لطف اور مؤثر تھا۔ رات کے گیارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔

۲۹ر ماہ جنوری کو "قسمت اور تقدیر" کا موضوع زیر بحث آیا۔ یہ اجلاس جناب حکمت بارتسہ، جرمن مسلم سوسائٹی کی صدارت میں منعقد ہوا اور جناب عبد القادر صاحب ہیمر، جناب شوماخر، ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ، ڈاکٹر مرزا عزیز الرحمان، ڈاکٹر ڈیورنٹ۔ محمد امین کنوپٹس نے بحث میں بڑی دلچسپی ظاہر کی اور بتلایا کہ اسلام عمل اور ذمہ داری کا مذہب ہے اور اس تصور کی قسمت جس کا نتیجہ کاہلی، سستی اور جمود ہو اسلام اور اسلامی تعلیم کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو انسانوں کے اعمال اور دیگر حوادث زمانہ کا قبل از وقوع علم ہونا اس امر کے مترادف نہیں ہے کہ انسان اپنے اعمال میں آزاد نہیں بلکہ مقید و مجبور ہے۔ یہ بحث بھی بڑی پر لطف اور دلچسپ تھی اور رات کے گیارہ بجے تک سلسلہ گفتگو جاری رہا۔

ان ہر دو مجالس کے علاوہ ۲۰ر جنوری کو اراکین جرمن مسلم سوسائٹی اور ان کے رفقاء و احباب کا ایک اجتماع ہوا۔ جس کو ایک "سوشل میٹنگ" کہنا چاہئے۔ سردی کی شدت کی وجہ سے حاضرین کی تعداد کافی نہ تھی۔ اس موقع پر ڈاکٹر مرزا عزیز الرحمان صاحب نے ایک مختصر سی تقریر کی اور جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

احباب کو یہ بخوبی معلوم ہے کہ عرصہ ڈیڑھ سال سے مسجد کی طرف سے مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام ہے جس میں ان کو عربی قرآن کریم اور نماز وغیرہ کے علاوہ دینیات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ کلاس اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیابی و خوبی سے چل رہی ہے اس کلاس میں چند ایک ترک اور تاتار بچے بھی داخل ہیں۔ ان کے والدین کی خواہش تھی کہ ان بچوں کے لئے ترکی زبان کی تعلیم کا بھی کوئی انتظام ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی سامان کر دیا۔ اس انتظام کے لئے ہم جناب علی عثمان اور بالخصوص جناب احمد تیمور صاحب لکچرار برلن یونیورسٹی کے ممنون ہیں جنہوں نے از راہ کرم ترکی تعلیم کو اپنے ذمہ لیا۔ چنانچہ یہ کلاس ہر اتوار کو مذہبی تعلیم کی کلاس کے بعد برلن مسجد میں منعقد ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جناب احمد تیمور صاحب کو جزائے خیر دے اور ان کی کوششوں کو بار آور کرے آمین ثم آمین۔

ان دو کلاسوں کے علاوہ عرصہ ایک سال سے عربی کلاس بھی جاری ہے جس میں جرمنوں کو ابتدائی عربی تعلیم دی جاتی ہے اور یہ کلاس بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے۔

(برلن ۲ر فروری ۱۹۳۷ء)

اسلام کو یورپ اور امریکہ میں پھیلانے کی احسن تجویز

ازالہ اوہام ص۶۷

جب سے کتاب "ریلیجن آف اسلام" طبع ہوئی ہے میرے دل میں یہ تڑپ رہی ہے کہ اس کی کچھ کاپیاں یورپ اور امریکہ کے ان لوگوں کے نام بھیجی جائیں جو اسلام کے متعلق کچھ لکھتے رہتے ہیں تاکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ اسلام کی صحیح تعلیم سے واقف ہو کر تبلیغ اسلام کے کام میں ہمارے معاون ہو جائیں اور دوسرے یہ کہ بڑی بڑی لائبریریوں میں اس کی کچھ کاپیاں بھیجی جائیں جہاں ہر ملک کے انگریزی خواں اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مگر اس وجہ سے کہ قوم پر چندوں کا کافی بوجھ ہے اس کے لئے کوئی عام تحریک کرنا پسند نہیں کیا۔

اس وقت ایک دوست نے جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے ایک سو روپیہ مجھے دیا۔ کہ اسے جہاں مناسب سمجھوں خرچ کروں میں نے اس خیال سے کہ شاید یہ ایک بنیاد بن جائے جس سے وہ میری خواہش پوری ہو جائے۔ ان کی اجازت سے اسے کتاب "ریلیجن آف اسلام" کی اشاعت پر خرچ کرنا تجویز کیا ہے۔ کیونکہ یہ کتاب نہ صرف مسلمانوں کے لئے مفید ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے بلکہ تبلیغ اسلام کے لئے بھی بہترین ذرائع میں سے ہے۔

سردست میں چاہتا ہوں کہ اس کی دو سو کاپی کی مفت تقسیم کا انتظام ہو جائے جس میں سے ایک سو کاپی یورپ اور امریکہ کے مستشرقین کے نام بھیجی جائے اور ایک سو بڑی بڑی لائبریریوں میں حسب معمول ہر کتاب پر بھجوانے والے کا نام ہوگا کہ یہ کتاب بہ فلاں صاحب کی طرف سے ہے۔ انجمن کا قریباً ہمیشہ سے یہ طریق کار ہے کہ تبلیغ اسلام کیلئے نصف قیمت پر کتب دے دیتی ہے پس اس غرض کے لئے کتاب کی قیمت بجائے دس روپے کے پانچ روپے ہوگی۔ اور ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ہوگا۔ یوں ایک کتاب پر ساڑھے چھ روپے خرچ ہوگا۔ جماعت میں اگر کوئی ایسے احباب ہوں، جو اس میں حصہ لینا چاہیں۔ تو جتنی کاپیاں وہ بھجوانا چاہیں۔ ساڑھے چھ روپیہ فی کاپی کے حساب سے ان کی قیمت بنام محاسب بھیجکر مجھے اطلاع دیں۔

خاکسار محمد علی

راہ خدا میں

پانچ گریجوایٹ درکار ہیں

کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس کے نوجوان اپنی زندگیاں حق و صداقت کی خاطر قربان نہیں کر دیتے جماعت کو اس وقت ایسے پانچ گریجوایٹ درکار ہیں، جو اپنی زندگیاں خدمت دین کیلئے وقف کرنے کیلئے تیار ہوں اور تحقیق مذہب ار [illegible]) میں اپنے آپ کو لگا دیں۔ ایسے احباب کی درخواستیں آخر فروری سے قبل پہنچ جانی ضروری ہیں۔ زمانہ تعلیم میں گزارہ کی کفیل جماعت ہوگی اور عرصہ تعلیم کا انحصار حالات پر ہوگا۔

(سکرٹری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ کرام اور سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۴ یوم سہ شنبہ ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۵ ہجری نمبر ۱۱

"الفضل" کی افسوسناک روش

بدزبانیوں اور غلط بیانیوں کا قادیانی مظاہرہ

ہمارے قادیانی معاصر "الفضل" کی یہ پرانی عادت ہے۔ کہ جب جناب خلیفہ قادیان یا اور کوئی قادیانی بزرگ ہمارے مقابلے پر لاجواب ہو جائیں تو یہ حق نمک ادا کرنے کے لئے اپنے کمالات خصوصی کا مظاہرہ شروع کر دیا کرتا ہے۔ فیصلہ کن مباحثہ سے جناب خلیفہ صاحب جس افسوسناک و عبرت انگیز طریق پر گریز فرما رہے ہیں اس کی کیفیت قارئین پیغام صلح کو بخوبی معلوم ہے اور قادیانی حضرات کی زبانیں خواہ کچھ کہیں مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری دنیا کو دھوکا دینے کی خواہ کتنی کوشش کریں۔ لیکن انکے دل اپنے خلیفہ صاحب کے اس گریز کو بخوبی محسوس کر رہے ہوں گے سوائے انکے جن کی عقلیں یکسر مفقود اور ضمیر بالکل مردہ ہو چکے ہیں۔

جناب خلیفہ صاحب تو ماشاء اللہ شروع ہی سے خاموش ہیں انکے سفیر خاص مولوی اللہ دتہ صاحب سے بھی مسئلہ تکفیر کو چھوڑ دینے کا کوئی معقول جواب بن نہ آیا۔ البتہ ہمارا معاصر اپنے کمالات خصوصی کے مظاہرے میں مصروف نظر آتا ہے۔ نئے نئے موضوع تلاش کرکے دلائل کی جگہ گالیاں ارشاد ہو رہی ہیں۔ واقعات کی بجائے غلط بیانیوں سے کام لیا جا رہا ہے۔ ذرا ذرا سی باتوں پر مقالات افتتاحیہ لکھے جا رہے ہیں صفحوں کے صفحے بلا تکلف سیاہ ہو رہے ہیں۔

یکم جنوری کے خطبہ جمعہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے برسبیل تذکرہ فرمایا تھا کہ قادیانی جماعت کی توجہ اصل کام یعنی اشاعت قرآن و تبلیغ اسلام سے ہٹ گئی اور وہ سیاسی امور میں منہمک ہو گئی ہے۔ دنیوی اور ظاہری باتوں پر اس کے ہاں زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اس سے مقصد صرف اپنی جماعت کو یہ نصیحت کرنا تھا کہ وہ اپنے اصل مقصد پر نظر رکھے اور اپنی ساری طاقت، اشاعت قرآن و تبلیغ اسلام پر خرچ کرے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے قادیانی جماعت کی غلط روش پر ہمدردانہ اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ :-

"ایک دوست نے بتلایا ہے کہ وہاں (قادیان میں) چند آدمی لاٹھیاں لیکر کھڑے رہتے ہیں۔ باقی لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور وہ کھڑے پہرہ دیتے رہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ایسی زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر ہے کہ انسان کو خدا کے آگے سر جھکاتے وقت بھی اطمینان میسر نہ ہو"

اس پر معاصر "الفضل" نے "امیر غیر مبائعین آتش حسد کے انگاروں پر" کے عنوان سے ایک طویل مضمون لکھا ہے۔ اس مضمون میں بدزبانی اور دشنام طرازی کا وہ مظاہرہ کیا گیا ہے کہ قادیانی جماعت کے اخلاق کا مرثیہ لکھنے کو جی چاہتا ہے۔ اس میں ایسی ایسی باتیں کہی گئی ہیں اور اس قسم کے رکیک الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جو صرف بازاری اور اخلاق باختہ آدمیوں کے ہاں کے لئے موزوں ہیں۔ ایک مذہبی جماعت کے آرگن کے لئے ہرگز زیبا نہیں ہو سکتے۔ اس سے قبل ہم ۲ فروری کی اشاعت کے ایک شذرہ میں اس مضمون کی طرف اشارہ کر چکے ہیں۔ اس کے بعد ۱۲ فروری کے "الفضل" میں دوسری قسط شائع ہوئی جو پیش نظر ہے۔ عنوان کے متعلق ہم اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ایسے رکیک اور غیر شریفانہ عنوانات قائم کرنے کے لئے کسی قابلیت کی ضرورت نہیں، ہر شخص ایسا کر سکتا ہے۔ شاید ہمارا معاصر اس کو کمال صحافت سمجھتا ہو اگر یہی الفاظ ہم قادیانی بزرگوں کو لوٹا دیں اور لکھ دیں کہ :-

"...... آتش حسد کے انگاروں پر"
"...... جل بھن کر کباب ہو گیا"
"...... کی بکواس اور خبث باطن"

تو یہ "الفضل" اور اس کے آقاؤں کے لئے ہرگز دلخوش کن نہ ہونگے لیکن ایسی حرکتوں کو ہم اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ جس نے اصول و متانت سے گفتگو کرنی ہو جس کے پاس دلائل ہوں وہ اس پست سطح پر آنا پسند نہیں کرے گا۔

دوسری قسط کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے :-

"جماعت احمدیہ میں مولوی محمد علی صاحب کا کینہ خاص شہرت رکھتا ہے۔ چنانچہ بعض بزرگوں کی روایت ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ بارہا غصہ و غضب کے غلبہ کی مثال میں مولوی محمد علی صاحب کا نام لیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے "دیکھو غضب کے وقت کس طرح ان میں رعشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور رنگت بالکل سیاہ ہو جاتی ہے (کشف الاختلاف صفحہ ۱۹)

"کشف الاختلاف" جناب خلیفہ قادیان کے "سرکاری گواہ" جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب کی کتاب ہے۔ یہ بتلانے کے بعد اس سفید جھوٹ کی تردید کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ مولوی سید سرور شاہ صاحب ایک ایسے قادیانی بزرگ ہیں۔ جن سے خلیفہ صاحب ایک بات کہلا سکتے ہیں۔ آپ واقعات کے خلاف بڑے بڑے معرکے کے حلفی بیانات دے چکے ہیں۔ یہ تو معمولی غلط بیانی ہے۔ آپ کے سپرد خدمت ہی یہی ہے۔ جب چاروں طرف سے کوئی جھوٹی سچی شہادت مہیا نہ ہو سکے تو یہ مولوی صاحب اس مشکل کو فوراً حل کر دیا کرتے ہیں۔ جب معمولی معمولی عدالتوں میں ایسے گواہ موجود رہتے ہیں۔ تو پھر دربار خلافت کے لئے یہ انتظام کیوں نہ ہو؟ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی متانت، تحمل اور بردباری کو ایک دنیا جانتی ہے اور جناب خلیفہ قادیان کا گوبھی شلجم کے چھلکوں والا مشہور خطبہ بھی سب کو یاد ہے۔ زیادہ کیا عرض کیا جائے حضرت مولانا نورالدین صاحب تو حضرت امیر کے خاص طور پر مداح تھے اور آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ حضرت مرحوم نے جناب خلیفہ صاحب کے نانا کے ترجمۃ القرآن کی اشاعت رکوا دی اور آپ کے سپرد انگریزی ترجمۃ القرآن اور اردو تفسیر کا کام فرمایا۔ کئی پاروں کا ترجمہ اور تفسیر مرض الموت کی حالت میں خود سنی اور اس قدر خوش ہوئے کہ فرط مسرت سے بارہا آپ کی پیشانی چومی یہ چیزیں شائع اور مقبول ہوئیں اور اس طرح ثابت ہو گیا کہ مترجم حضرت مسیح موعود کی شان کا ہے۔ اس موقع پر ہم اپنے معاصر کو حضرت مولانا نورالدین صاحب کا وہ تاریخی خط بھی یاد دلانا چاہتے ہیں جو حضرت مرحوم نے جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کو لکھا تھا جس میں جناب میاں محمود احمد صاحب کو نالائق اور بے وجہ جوشیلا کہا ہے۔ شاید یہی بات مولوی سرور شاہ صاحب کے خیال میں ہوگی جس کو الٹا کر دوسروں پر ڈالنا چاہا ہے۔

اس کے بعد معاصر "الفضل" نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قادیان میں مسجد کے اندر نماز باجماعت کے وقت ضرور کچھ آدمی لاٹھیاں لے کر کھڑے رہنے چاہئیں جو جناب میاں صاحب کی حفاظت کریں۔ اس بارہ میں ہمارے معاصر نے جو کچھ لکھا ہے وہ افلاس استدلال و کمی فہم کا بہت ہی افسوسناک مرقع ہے ارشاد ہوتا ہے کہ :-

"مسلمانوں کے لئے سب سے مقدم چیز قرآن کریم ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین امنوا خذوا حذرکم یعنی اے ایماندارو تمہیں چاہئے کہ تم اپنے بچاؤ کی فکر کرو"

اس کے بعد سورۃ نساء کی یہ آیت پیش کی ہے ولیاخذوا حذرھم واسلحتھم ...... مھینا۔ اگر خذوا حذرکم کا مطلب یہ ہے کہ عین نماز کے وقت مسجدوں کے اندر پہرے لگائے جائیں تو ماننا پڑے گا کہ گذشتہ ساڑھے تیرہ سو سال کے اندر اس حکم قرآنی پر عمل کی توفیق جناب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت ہی کو ملی۔ کیونکہ مسجدوں کے اندر اس طریق پر حضرت ہی کریم نے پہرہ لگوایا نہ صحابہ کرام نے، نہ اولیاء و مجددین نے، عہد نبوی کو دیکھو خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کے زمانہ اور طرز عمل پر نظر کرو۔ حضرت معاویہ کے متعلق اکثر مورخین کا بیان ہے کہ ان کی طبیعت شاہانہ شان و شوکت کی طرف راغب تھی۔ انہوں نے بھی ایسا نہ کیا۔ اور تو اور یزید کو بھی اس کی جرأت نہ ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرف جناب خلیفہ قادیان کے ساتھ ہی مخصوص تھا۔

اس کے بعد ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کے یہ احکام حالت جنگ کے متعلق ہیں یا حالت امن کے متعلق ہیں۔ جنگ کی صورت میں عین میدان جنگ میں تو صرف یہ حکم ہے کہ نصف آدمی دشمن کے مقابل پر رہیں اور نصف امام کے ساتھ نماز پڑھیں اور جب وہ پڑھ چکیں تو دشمن کے مقابل پر چلے جائیں اور باقی نصف امام کے ساتھ نماز ادا کرلیں۔ اس حالت میں بھی صفوں کے اندر پہرے دار کھڑے کرنے کا حکم نہیں اور نہ تاریخ سے کہیں ثابت ہے کہ مسلمانوں کے لشکروں میں نماز باجماعت کی صفوں کے اندر چند آدمی تلواریں یا بندوقیں لئے کھڑے رہتے تھے۔ حالت امن کیلئے تو اس قسم کے احکام سرے ہی سے نہیں پائے جاتے۔ خدا جانے قادیانی اپنے آپ کو حالت امن میں سمجھتے ہیں یا حالت جنگ میں۔ اگر حالت جنگ میں ہی سمجھتے ہوں تو کم سے کم نظیر تو یہ پیش کرنی چاہئے تھی کہ فلاں میدان جنگ میں رسول اللہ صلعم کی صفوں کے اندر چند آدمی اپنی حفاظت کے لئے کھڑے کئے گئے تھے۔

مصری وفد احمدیہ بلڈنگس میں

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع)

اخبار بین حضرات سے پوشیدہ نہ ہوگا کہ مصر سے علماء ازہر کا ایک وفد سیاحت ہند کی غرض سے آیا ہوا ہے اور آجکل لاہور میں مقیم ہے۔ نظر دیکھے اس قابل صد احترام وفد کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے احمدیہ بلڈنگس میں آنے کی دعوت دی تھی۔ جو بخوشی قبول فرمالی گئی۔ چنانچہ ۹ فروری کو ساڑھے دس بجے وفد کے معزز اراکین خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی کی معیت میں تشریف لائے۔ معزز اراکین کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ ابراہیم الگی بوط رئیس الوفد۔ شیخ عبدالوہاب۔ شیخ محمد اللہ داؤدی۔ مسٹر حبیب مسٹر صلاح الدین۔

اراکین وفد کی آمد اور استقبال

احمدیہ بلڈنگس میں حضرت امیر کے علاوہ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب، مولانا یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "دی لائٹ"۔ مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت وعبرانی۔ مسٹر محمد شریف صاحب بترا البانوی، مسٹر محمد خلیل صاحب البانوی۔ سید اسلم علی شاہ صاحب (مبلغ سپین)۔ مولوی عبدالوہاب صاحب مولوی فاضل۔ چودھری عبدالحق صاحب ایڈیٹر ینگ اسلام اور خاکسار راقم الحروف استقبال کے لئے موجود تھے معزز اراکین وفد نے نہایت گرمجوشی سے مصافحے کئے اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے دفتر میں رونق افروز ہوئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اراکین وفد سے اپنے احباب کا فرداً فرداً تعارف کرایا۔

حضرت مرزا صاحب اور تحریک احمدیت کا ذکر

اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیوار پر آویزاں ایک بڑے فوٹو کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا فوٹو ہے جو تحریک احمدیت کے بانی ہیں اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے تاریخ احمدیت پر مختصر مگر جامع الفاظ میں روشنی ڈالی اور وہ تمام وجوہ بیان فرمائے جن کی بنا پر آپ اور آپ کے احباب کو قادیان سے علیحدگی کی ضرورت محسوس ہوئی۔

حضرت مرزا صاحب کے دعاوی

حضرت صاحب کے اصل دعویٰ کے متعلق متعدد عربی حوالجات اراکین وفد کے آگے پیش فرمائے جو باواز بلند پڑھے گئے اور فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ ہاں مجاز اور استعارہ کے طور پر لفظ نبی کا استعمال ضرور ہوا۔ مگر اس کے لئے بھی حضرت مرزا صاحب نے صاف اعلان کیا کہ اگر یہ بھی مسلمانوں پر شاق گذرتا ہو تو اس لفظ نبی کو کٹا ہوا سمجھو اور اس جگہ لفظ "محدث" لکھ لو۔

مجاز اور استعارہ سے کیا مراد ہے؟

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس بیان پر شیخ محمد اللہ داؤدی نے دریافت فرمایا کہ اس جگہ مجاز اور استعارہ سے کیا مراد ہے؟ جواباً حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء گویا اس امت میں ایسے لوگ ہوتے رہتے ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے اور ایسے لوگوں کو محدث کہا جاتا ہے۔ اصطلاح لغت میں نبی اس کو کہا جاتا ہے جو خدا تعالیٰ سے اخبار غیب پائے۔ مگر اصطلاح شریعت اس سے الگ ہے۔ اصطلاح شریعت میں نبی اس کو کہا جاتا ہے جو خدا کی طرف سے کتاب اور شریعت یا بعض احکام شریعت لے کر آئے۔ اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد ایسے نبیوں کا آنا منقطع ہو چکا ہے حضرت مرزا صاحب کے متعلق لفظ نبی کا استعمال صرف اصطلاح لغت کے ماتحت ہوا۔ کہ حضرت صاحب کو ملہم ہونے کا دعویٰ تھا ورنہ اصطلاح شریعت کے مطابق نہ آپ نبی تھے نہ آپ کوئی کتاب اور شریعت لے کر آئے۔ علاوہ ازیں چونکہ مسیح موعود کے لئے حدیث میں لفظ نبی آیا ہے اور حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا تھا اس لئے بھی لفظ نبی آپ کے مجازی معنوں میں استعمال ہوا مگر حضرت مرزا صاحب نے مکرر صاف فرما کر اعلان کیا کہ جہاں جہاں آپ کی کتب میں لفظ نبی لکھا ہوا ہے اس کو کٹا ہوا سمجھو۔ اور وہاں لفظ محدث لکھ لو۔ اور یہ اس لئے کہ حضرت مرزا صاحب اس مجازی نبوت کو محدثیت تک ہی محدود سمجھتے تھے نہ کچھ اور

ہر ایک کلمہ گو مسلمان ہے

حضرت امیر ایدہ اللہ نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہرگز نہیں کہ جو حضرت مرزا صاحب کو نبی نہ مانے۔ وہ کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہے۔ ہم حضرت مرزا صاحب کو اس صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ اور ہر کلمہ گو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان (اشارہ فرماتے ہوئے) دیوار پر لگے اس قطعہ پر ہے۔

لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومناً

اس پر مفصل بحث کی اس طرح آپ کی طرف سے سلسلہ کلام کوئی ایک گھنٹے کے قریب جاری رہنے کے بعد اراکین وفد نے خود چند ایک سوالات کئے

مسئلہ وفات مسیح

پہلے انہوں نے دریافت کیا۔ کہ آپ میں و دیگر شیعہ سنی مسلمانوں میں عقائد کے لحاظ سے کیا فرق ہے؟ حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا کہ وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس خاکی جسم کے ساتھ زندہ چوتھے آسمان پر مانتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ وہ پھر واپس آئیں گے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی صریح شہادت کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم آخری نبی ہیں۔ آنحضرت صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔ اس لئے آنیوالا مسیح اسی امت کا ایک مجدد ہوگا۔ جو مسیح کے صفات اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اور اس کے ظہور کے وقت دنیا میں وہی حالات مسلمانوں میں پیدا ہوگئے ہوں گے۔ جو حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں یہودیوں میں پیدا ہو گئے تھے۔ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ قرآن کریم ایک محفوظ اور مکمل کتاب ہے اس کی کوئی آیت نہ پہلے کبھی منسوخ ہوئی۔ نہ آج ہے نہ آئندہ کبھی ہوگی تعلیم کے لحاظ سے ہم قرآن کریم کو سب پر مقدم کرتے ہیں اس کے بعد حدیث پر عمل کرتے ہیں اس کے بعد فقہ کے اور فقہ میں حضرت امام حنیفہ رحمۃ اللہ کے پیرو ہیں اور اصولی طور پر ہمارا دیگر مسلمانوں سے کوئی اختلاف نہیں۔

مسئلہ جہاد کے متعلق ہمارا عقیدہ

اس کے بعد معزز اراکین وفد نے دریافت فرمایا کہ مسئلہ جہاد کے متعلق آپ کا عقیدہ کیا ہے؟ جواباً حضرت امیر ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا

ل؎ اب لاہور سے چلا گیا ہے۔

اگر قادیانی حضرات پر حملے کا خوف بہت ہی طاری رہتا ہے۔ تو مسجد کے دروازے پر حفاظت کی غرض سے ایک دو آدمی مقرر کرسکتے ہیں۔ موجودہ صورت تو بالکل مضحکہ خیز اور رسول اللہ صلعم اور آپ کے عمل کے خلاف ہے۔ کہ مسجد کے اندر صفوں کے درمیان آدمی لاٹھیاں لے کر کھڑے رہیں۔ قادیانی ہر موقع پر منافقین کا رونا بیٹھتے ہیں۔ انکے دلوں پر ہر وقت ان کا ڈر مسلط رہتا ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ حضرت نبی کریم کے وقت بھی منافقین موجود تھے لیکن حضورؐ نے کوئی پہرہ مقرر نہ کیا۔ پھر خلفائے راشدینؓ یکے بعد دیگرے شہید ہوتے رہے لیکن انہوں نے بھی کوئی پہرہ مقرر نہ کیا۔ اس وقت بھی منافقین موجود تھے۔ حضرت مسیح موعود کا زمانہ تو ابھی کل کی بات ہے۔ آپکے زمانہ میں بھی مخالفت کا بے حد زور تھا۔ لوگ قتل کرنے کے ارادہ سے قادیان آیا کرتے تھے۔ یہ لوگ نمازوں میں بھی شریک ہوجاتے تھے۔ آپکی زندگی کا کوئی ایک واقعہ بتایا جائے۔ کہ آپ نے اس طرح مسجد کے اندر حالت نماز میں پہرہ مقرر کیا ہو۔ باقی رہا صحابہؓ کا حضرت نبی کریمؐ کے مکان پر پہرہ دینا۔ یا حضرت مسیح موعود کے مکان پر پہرہ کا موجود ہونا یہ ایک بالکل علیحدہ بات ہے۔ لوگ حالت امن میں بھی چور اور ڈاکوؤں سے حفاظت کے لئے پہرے کا انتظام کرلیتے ہیں۔ اچھے بھی بڑے بڑے شہروں میں پولیس کا انتظام ہوتا ہے دیہات میں چوکیدار ہوتے ہیں بھیکری پہرہ ہوتا ہے۔

یہ باتیں ہم مخالفت کی وجہ سے نہیں کہتے۔ بلکہ اس لئے عرض کرتے ہیں کہ قادیانیوں کی ان حرکتوں کی وجہ سے احمدیت کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہورہی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اور احمدیوں نے نئی شریعت بنا لی ہے۔ انہیں نماز اور مسجدوں کا احترام نہیں۔ وہ قادیانی دوستوں کی ان مضحکہ خیز یا جنونی حرکات کی ہیں۔ ورنہ ہمیں کیا کوئی کچھ کرے۔

باقی رہا "آتش حسد کے انگاروں" کا قصہ اس کے متعلق ہم ۳ فروری کی اشاعت میں یہ عرض کرچکے ہیں۔

"یہ معاملہ کہ حسد کا جہنم کس کے سینے میں دہک رہا ہے۔ اور آتش حسد کے انگاروں پر کون جل بھن رہا؟ اس کا سب سے پہلا نشان تو ہمارے معاصر کو اپنے اسی عنوان اور مضمون سے مل سکتا ہے مزید تلاش و جستجو کے لئے اسے جناب خلیفہ قادیان کے گوبھی شلجم کے چھلکوں والے پر معارف خطبہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے یا انکے "ڈالی بوٹیاں تے فتو باغبان" کے ارشادات عالی پر نظر کرنی چاہیئے۔ ایک معمولی عقل رکھنے والا شخص بھی دھوئیں کو دیکھ کر آگ تلاش کرسکتا ہے۔ اس قسم کے دھواں دھار خطبات کے مطالعہ کے بعد حسد کے آتش کدے کا ٹھکانہ بھی بآسانی معلوم کیا جاسکتا ہے"

کیا ان الفاظ سے ہمارے معاصر کی تسلی نہیں ہوئی مزید تشریح کی ضرورت ہے

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب مسٹر ریاض قریشی صاحب ایف۔ آر۔ اے ایس بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی۔ پی سی۔ ایس سب جج بہادر درجہ اول لودھیانہ

دعویٰ دیوانی ۵۶۳

مسمات پرکاش جیت ساکن برج سٹان مدعی

بنام جیتا ولد پیرا باز انکھ جیٹ برج سٹان تحصیل لودھیانہ مدعا علیہم

دعویٰ دخل اراضی بنام جیتا مدعا علیہم

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی جیتا مدعا علیہم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام جیتا مدعا علیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر جیتا مدعا علیہم مذکور تاریخ ۲۴/۳ کو اصالتاً و کالتاً یا مختارتاً مقام لودھیانہ بوقت دس بجے صبح حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۷/۱ ۲ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط حاکم　　مہر عدالت

ہندو اور آریہ اخبارات پر ایک نظر

ڈاکٹر دیش مکھ نے اسمبلی میں ہندو بیوگان کے حق وراثت کے متعلق جو بل پیش کیا تھا وہ منظور ہو گیا۔ اس قانون کے نفاذ سے ہندو بیوگان کی حالت کسی حد تک بہتر ہو جائے گی۔ انسانیت کا ہر بہی خواہ اس پر اظہار مسرت کرے گا۔ یہ ایک قدم ہے جو بدنصیب ہندو عورت کی بہتری کے لئے اٹھایا گیا ہے۔ اس قدم کو آگے بڑھنا چاہیئے۔

اس بل کی قدامت پسند ہندوؤں کی طرف سے شدید مخالفت کی گئی کیونکہ ہندو دھرم کے احکام اور ہندو سوسائٹی کے قواعد اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتے۔ سوامی دیانند جی بھی جنہیں آریہ سماجی ہندو قوم کا مصلح اعظم ظاہر کر رہے ہیں۔ ہندو بیوگان کی حمایت میں کچھ نہ کر سکے۔ سوائے اس کے کہ نیوگ کی لعنت کے جواز کا فتویٰ دیا۔

اس بل پر بحث کے دوران میں حکومت ہند کے لا ممبر این۔ این سرکار نے جو تقریر کی اس کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں

"ہندو عورت کی حالت سخت قابل رحم رہی ہے۔ اتنی قابل رحم کہ ہندوؤں کو اس پر شرم محسوس کرنی چاہیئے موجودہ ہندو سوسائٹی میں ہندو عورت کو جو درجہ حاصل ہے اس کو دلائل کے ذریعہ بھی منصفانہ نہیں قرار دیا جا سکتا"

ان الفاظ میں صاف طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ ہندو سوسائٹی کے اندر ــ جو کہ ہندو دھرم کے احکام کی بنیادوں پر قائم ہے، عورت کی حالت سخت قابل رحم ہے۔ ہم خوش ہیں کہ ہندوؤں کو اس خامی کا احساس ہو رہا ہے۔ اور وہ اس بارہ میں عملی کوشش بھی کر رہے ہیں لیکن اس قسم کی ہر ایک اصلاحی کوشش ہندو سوسائٹی کی عمارت کے لئے ایک زبردست زلزلہ ثابت ہوتی ہے۔ اور اس کا کوئی نہ کوئی ستون گر پڑتا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ ان اصلاحی کوششوں کے ذریعہ ہندو قوم کی ایسی حالت ہو جائے گی کہ اسے ہندو دھرم، ہندو تمدن اور ہندو تہذیب سے دور کا بھی واسطہ نہ رہیگا

---

۲۰ فروری کے "پیغام صلح" میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کا ایک خطبہ نکاح درج ہوا تھا جس میں حضرت ممدوح نے فرمایا تھا کہ

"اگر آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے مختلف امور کے متعلق جتنے اصول قائم کئے ہیں۔ وہ اس قدر دنیا کی ضروریات کے مطابق ہیں کہ باقی قومیں انکی طرف بے اختیار رجوع کر رہی ہیں۔ عیسائی ہوں یا ہندو، یا اور اقوام ہوں، سب اپنے تنگ دائرہ سے نکل کر اسلام کے وسیع اصولوں کو قبول کرتے چلے جا رہے ہیں وہ محسوس کر رہے ہیں کہ دنیا کی نجات ان اصولوں کے بغیر نہیں ہو سکتی"

اس کے متعلق آریہ سماج کی گھاس پارٹی کا آرگن "پرکاش" رقمطراز ہے کہ:۔

"لیکن ہم چاہتے ہیں کہ مولوی صاحب وہ اصول بھی تحریر کر دیں جن پر دوسری قومیں فریفتہ ہو رہی ہیں۔ دنیا کی نجات تو اسلام کے اصولوں سے کیا ہوگی اور اسکی آپ کو کیا فکر۔ ہاں اپنی فکر کیجئے کیونکہ تمام علماء اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ احمدی خارج از اسلام ہیں"

"پرکاش" کو جان بوجھ کر اس قدر بھولا نہیں بننا چاہیئے۔ بدھوا بواہ اور بیوگان کا حق وراثت اور چھوت چھات اور ذات پات کا انسداد، اور طلاق وغیرہ، اسلامی اصول نہیں تو اور کیا ہیں؟ آریہ سماجی تعلیم کی وجہ سے "پرکاش" کی عقل اور ذہنیت تو مایوس کن ہو گئی ہے۔ کیا اس کی آنکھوں کی بصارت بھی جاتی رہی ہے۔ کہ اس کو یہ چیزیں بھی نظر نہیں آتیں سوامی دیانند جی نے بدھوا بواہ کی اجازت نہیں دی بلکہ اس کا بدل نیوگ کو قرار دیا ہے۔ اور آج آریہ سماج اپنے گرو کے حکم کو ٹھکرا کر بدھوا بواہ کا سب سے بڑا پرچارک و علمبردار بنا ہوا ہے سماج مندروں میں بیواؤں کی شادیاں اہتمام سے رچائی جاتی ہیں۔ آریہ اخبارات میں نہایت طمطراق سے انکے اعلانات کئے جاتے ہیں بیوگان کے حق وراثت کے لئے ابھی اسمبلی میں جو قانون پاس ہوا ہے۔ آریہ سماجی اخبارات اور لیڈروں نے بھی اس کی زبردست حمایت کی تھی یہی حال چھوت چھات اور ذات پات کے انداد کا ہے سمجھوتے ہوتے ہیں۔ کم از کم زبان سے اچھوتوں کو بھائی کہا جا رہا ہے آریہ سماج میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو چکی ہے۔ جو ورن آشرم کو نابود کرنا چاہتی ہے جات پات توڑک منڈل قائم ہے۔ آریہ اور ہندو عورتیں پکار پکار کر طلاق کا حق مانگ رہی ہیں لیکن "پرکاش" کا تجاہل ملاحظہ ہو۔ کہ اس کے گرد و پیش جو کچھ ہو رہا ہے۔ اسے نہیں دیکھتا، اور الٹا ہم سے سوال کر رہا ہے۔

دنیا کی نجات یقیناً اسلام کے اصولوں سے ہوگی اور ہو رہی ہے اور اس کا فکر احمدی مبلغین ہی کو ہو سکتا ہے۔ جو اسلام کے بہترین و سچے ترین نمائندے ہیں انکو دنیا کی نجات کی فکر نہ ہوگی۔ تو کیا آریہ سماجیوں کو ہوگی۔ جن کا دھرم، تہذیب اور زبان کبھی ہندوستان کی حدود سے باہر نہیں گئیں۔ آریہ سماج نے زبانی دعوے تو بڑے بڑے کئے لیکن عمل کا خانہ اب تک خالی ہے۔ خود ہندوستان میں بھی آریہ سماج غیر ہندوؤں کو جذب نہیں کر سکا۔ باقی رہا مسلمان علماء کا فتویٰ۔ ذرا یہ طعنہ دینے سے پیشتر "پرکاش" کو ان فتووں پر غور کر لینا چاہیئے تھا جو گزشتہ ساٹھ ستر سال کے عرصہ میں سناتن دھرمی پنڈتوں نے آریہ سماج اور سوامی دیانند جی کے متعلق دئے ہیں۔ راما بائی وغیرہ کے قصے کو چھوڑیئے اس کا تعلق تو اخلاق و چال چلن سے ہے۔ عقائد کے متعلق بھی ان کا یہ خیال ہے کہ سوامی جی پکے ناستک دہریہ تھے اور آریہ سماجی اول درجے کے بے دھرم ہیں۔ ان کا کوئی دین مذہب نہیں اگر اس گزارش پر "پرکاش" کو اطمینان نہ ہوا تو انشاء اللہ حوالے بھی پیش کر دیے جائینگے

بسنت کا تہوار آتے ہی آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں پر ایک خاص قسم کا دیوانہ پن طاری ہو جاتا ہے۔ وہ مجنونانہ انداز میں حقیقت رائے کا فرضی قصہ اور آریہ سماجی مقتولوں کی تعریف بیان کرنے لگتے ہیں۔ ۱۴ فروری کے "پرکاش" میں مہاشہ کرشن نے جو مقالہ افتتاحیہ رقم فرمایا ہے۔ اسمیں ارشاد ہوتا ہے

"آریہ سماج ایک شاندار ماضی دیکھ چکا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس کے ایثار کا درجہ بلند رہا ہے۔ آریہ سماجی پرشوں نے نہ صرف اسے (آریہ سماج کو) اپنا من اور دھن ارپن کیا بلکہ اسے اپنا جیون بھی دیا ہے۔ اسکی خاطر انہوں نے بے شمار کشٹ اٹھائے ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے اپنی زندگی تک قربان کی ہے۔ . . . . دھرم ویر پنڈت لیکھرام کے ساتھ یہ سلسلہ شروع ہوا اور مہاشہ راجپال جی اس زنجیر کی آخری کڑی ہیں"

آریہ سماج کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ غیر مذاہب پر نامناسب نکتہ چینی اور بے معنی اعتراضات کرے۔ ان کے پیشواؤں کی توہین کا مرتکب ہو اور اس طرح ہندوستان میں فرقہ وارانہ منافرت اور فسادات کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔ یہی اس کا ماضی ہے۔ یہی اس کا حال اور مستقبل اس کا یہ ہوگا کہ آئندہ نسلیں آریہ سماجیوں کی ان حرکتوں پر اظہار نفرت کیا کریں گی۔ اور انکو ہندوستان کا سب سے بڑا دشمن قرار دیگی۔ باقی جن مقتولوں کے نام لئے گئے ہیں۔ ان کا کارنامہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ اول درجے کے دشنام طراز اور بدزبان تھے۔ سچ ہے کہ اس قسم کے لوگوں پر صرف آریہ سماج ہی فخر کر سکتا ہے۔

مثل مشہور ہے کہ گھر لگی آگ باہر گئی بسنت۔ یہ آریہ سماجیوں پر خوب صادق آتی ہے۔ اگر آریہ سماجی یا ان کا گرو دوسرے مذاہب پر فرضی و جاہلانہ اعتراضات کریں۔ دوسروں کے مذہبی پیشواؤں کے خلاف توہین آمیز و دل آزار کلمات کہکر اپنی بدزبانی و پست اخلاقی کا مظاہرہ کریں۔ تو یہ انکے نزدیک بہادری اور مذہبی خدمت ہے لیکن اگر دوسرا شخص ان پر اگر کوئی جائز اعتراض بھی کر دے تو فوراً آپے سے باہر ہو جاتے ہیں چند سال کا ذکر ہے۔ کہ گاندھی جی نے سوامی دیانند اور آریہ سماج کے مشاغل کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کر دیا تھا۔ اسپر تمام آریہ سماجیوں نے انکو گالیاں دینی شروع کر دیں حال ہی میں ایک سناتن دھرمی پنڈت گوپال مصر ہریانوی نے اپنی تحریروں میں چند سچی باتیں کہہ دیں۔ اسپر بھی تمام آریہ سماجی آگ بگولا ہو رہے ہیں۔ آرٹیکلوں اور ریزولیوشنوں کا ایک طوفان بے تمیزی بپا ہے۔

احمدیوں کے خلاف جو انگریزی زبان میں بیہودہ کتاب "مسز مولی نس" کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے مصنف کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے "پرکاش" لکھتا ہے

"یہ تازہ سرٹیفکیٹ مرزا صاحب بانی احمدیت کو "مسز مولی نس" کے مصنف کی طرف سے دیا گیا ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ احمدی حضرات بلا لحاظ اس کے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی سنبھال کر رکھیں"

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ گوپال مصر ہریانوی کے سرٹیفکیٹ کو مہاشہ کرشن مہاتما ہنسراج اور نارائن سوامی سنبھال کر رکھیں اور جب ضرورت ہو، نگا کر چاٹ بھی لیا کریں۔ شاید اسی طرح انکی بدزبانی کے مرض میں کسی قدر افاقہ ہو جائے۔

اخبار "آریہ گزٹ" اپنی ۷ فروری کی اشاعت میں ہندو تیرتھوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک سناتنی اخبار کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ

"ان تیرتھوں اور مندروں میں جو کچھ ہو رہا ہے قلم میں طاقت نہیں کہ اسکو بیان کر سکے۔ ان تیرتھوں میں شیطانوں اور بدمعاشوں نے بڑے بھاری اندرجال پھیلا رکھے ہیں۔ یہ بگلا بھگت اور شیطان نما انسان بڑے سے بڑے گناہ کو بھی معمولی بات سمجھتے ہیں . . . . . سینکڑوں گھرانوں کی باعصمت پاکیزہ عورتیں اور لڑکیاں ان شیطانوں کی ہوس کا نشانہ بن چکی ہیں اگر ہم ان خوفناک اور خطرناک کارستانیوں کا پورا نقشہ کھینچیں تو پبلک کانپ اٹھے"

(مدیر)

درخواست دعا

جناب سید طفیل حسین شاہ صاحب کی صاحبزادی عزیزہ رشیدہ ہر ستور علیل ہیں ان کی صحتیابی کیلئے خاص طور پر دعا کی جائے بیچاری بہت تکلیف میں ہیں۔

مختلف مغربی ممالک میں مسلمانوں کی حالت

ایک مسلمان سیاح کے مشاہدات و تاثرات

گذشتہ دنوں مشہور سیاح سردار اقبال علی شاہ کا ایک مضمون "مختلف یورپی ممالک میں مسلمانوں کی موجودہ حالت" کے متعلق انگریزی اخبارات میں شائع ہوا تھا جس کا ضروری حصہ درج ذیل ہے:-

یوگوسلافیہ

جنگ عظیم سے قبل یوگوسلافیہ کا کوئی وجود نہ تھا۔ اور جس سلطنت کو آج یوگوسلافیہ کہا جاتا ہے اس کے کئی حصے تھے۔ مثلاً سرویا۔ مانٹی نیگرو بوسنیا، ہرزیگوینا۔ اس وقت ان تمام علاقوں میں مسلمانوں کی تعداد سولہ لاکھ اسی ہزار کے قریب تھی۔ جنگ عظیم کے بعد سب ایک حکومت کے ماتحت آ گئے۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں بلغراد (دار الحکومت یوگوسلافیہ) میں مسلمانوں کی تنظیم کے لئے ایک جماعت مرتب ہوئی۔ ایک صاحب رئیس العلماء کے لقب سے اس کے صدر قرار پائے۔ اس کی دو شاخیں بن گئیں۔ ایک کا مرکز سراجیو ہے جو بوسنیا اور ہرزیگوینا کے مسلمانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسری کا مرکز "سکوپ جی" ہے جو جنوبی سرویا، مقدونیا اور مانٹی نیگرو کے مسلمانوں کی نگرانی میں ہے۔

مسلمانوں کی حالت

اس تنظیم کے ماتحت مسلمانوں کی حالت بہت بہتر ہو گئی ہے۔ ان کی آبادی میں کوئی بیس اٹھاون ہزار کا اضافہ ہو گیا ہے۔ بوسنیا اور ہرزیگوینا میں ایک ہزار ایک سو بیس مسجدیں ہیں جن کے ایک ہزار پانسو بائیس امام ہیں۔ عام مسلمان حنفی ہیں۔ صوفیا کے گروہوں میں سے بکتاشیوں، نقشبندیوں رفاعیوں اور مولویوں کا زور زیادہ ہے۔

محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ۷۰۸ ابتدائی مدارس ہیں جن میں دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ بعض سرکاری مدارس میں بھی مسلمانوں کے لئے دینی تعلیم کا انتظام ہے۔ چالیس کالج ہیں جن میں سے ایک کا نام مدرسۃ المفتی ہے۔ ایک کالج میں تیس لڑکیاں دینی تعلیم پا رہی ہیں۔ دور افتادہ علاقوں میں گرمائی سکولوں کا انتظام ہے جہاں بچوں کو دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ سراجیو میں ایک مدرسہ چار سو برس کا بنا ہوا ہے۔

حکومت کا مسلمان وزیر

حکومت یوگوسلافیہ کی کابینہ وزراء میں وزیر مواصلات مسلمان ہے جس کا نام ڈاکٹر محمد وسپاہو ہے۔ اس کی کوشش سے ایک شریعت اکاڈیمی بن گئی ہے۔ مسلمانوں کے لئے شرعی عدالتوں کا انتظام ہے جو سنہ ۱۹۲۹ء تک صرف ان علاقوں تک محدود تھیں۔ جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی لیکن اب یوگوسلافیہ کے ہر حصے میں پھیل گئی ہیں۔ جنگ عظیم میں اگرچہ مسلمان تباہ ہو گئے تھے لیکن مقام مسرت ہے کہ وہ اس کے بعد پھر سنبھل گئے اور اب ان کے قبضے میں کم و بیش اڑھائی ہزار اوقاف ہیں جن کی آمدنی میں گورنمنٹ کی طرف سے بھی معقول امدادی رقم شامل ہو جاتی ہے۔

البانیا

البانیا میں مسلمانوں کی آبادی دو تہائی ہے جو زیادہ تر صوفیا کے بکتاشی فرقہ میں شامل ہے۔ البانیا کے دار الحکومت تیرانہ میں مسلمانوں کا ایک عمدہ کالج ہے۔ عیسائی اقلیت کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات نہایت عمدہ ہیں۔ زیادہ تر مسلمان ایک ہی شادی کرتے ہیں۔ عورتوں کا پردہ بہت ملبوس ہے۔

تیرانہ کی آبادی کوئی بیس ہزار ہے جو زیادہ تر مسلمان ہے اس میں بھی عالیشان مسجدیں ہیں۔ مثلاً سلیمان پاشا کی مسجد۔ ادہم پاشا کی مسجد۔ ییلن میں علی پاشا کا قلعہ ہے۔ جہاں پاشائے مرحوم نے سنہ ۱۸۰۹ء میں لارڈ بائرن سے ملاقات کی تھی۔ سارا ملک اسلام کی گزری ہوئی شان و شوکت کے آثار باقیہ سے لبریز ہے۔ مسلمان اگرچہ بہت راسخ العقیدہ اور صادق الایمان ہیں لیکن دینی تعلیم زیادہ ترقی نہیں کر سکی

ہنگری

ہنگری میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار کے قریب ہے جن میں نو سو صرف بوڈاپسٹ میں آباد ہیں۔ انہیں تمام ملکی حقوق حاصل ہیں اور وہ مذہبی امور میں آزاد ہیں۔

یونان

یونان پر ترک چار سو برس حکمران رہے۔ سنہ ۱۸۲۹ء میں یونان نے ترکی اقتدار سے آزادی حاصل کی۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں جزیرہ کریٹ یونان کے حوالے ہو گیا۔ یونان کی ستر لاکھ آبادی میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ وہ زیادہ تر مشرقی اور مغربی تھریس میں آباد ہیں۔ ان کے لئے ایک مستقل مفتی مقرر کیا گیا ہے۔ یونانی پارلیمنٹ میں مسلمانوں کے نمائندے صرف چار ہیں۔

اس علاقہ میں کتنی مسجدیں ہیں۔ جن میں ڈھائی سو امام اور مؤذن مامور ہیں۔ جنگ عظیم سے قبل صرف سالونیکا میں ۳۴ مسجدیں تھیں جن میں سے بہت سی گرجوں میں تبدیل کر دی گئیں۔ یونانی مسلمانوں کی معاشرتی کلچرل اور اقتصادی حالت اچھی نہیں بتائی جاتی۔ حکومت کی ملازمتوں میں وہ شاذ نظر آتے ہیں۔ ان کی تعلیم کے لئے پانچ لاکھ ۳۳ ہزار درہم مقرر ہیں جو ان کی حقیقی ضروریات کا ایک حصہ بھی پورا نہیں کرتے۔ ان کا صرف ایک اخبار ہے جو پرانے ترکی رسم الخط میں شائع ہوتا ہے

بلغاریہ

بلغاریہ کی آبادی پچپن لاکھ ہے اس میں مسلمانوں کی تعداد ساڑھے سات لاکھ کے قریب ہے یہ مسلمان زیادہ تر کاشتکار ہیں۔ ان میں خواندگی بہت کم ہے۔ حکومت ان کی اقتصادی اور کلچرل حالت کو بہتر بنانے کے لئے کچھ نہیں کر رہی۔ اگرچہ مسلمان بہت اہم اقلیت ہیں لیکن پارلیمنٹ کے ۲۷۴ ممبروں میں سے مسلمانوں کو صرف دس نشستیں حاصل ہیں۔ ان کا ایک مفتی اعظم بھی ہے جو صوفیا (دار الحکومت بلغاریہ) میں رہتا ہے۔ وہ ایک مجلس شوریٰ کی مدد سے امام مقرر کرتا ہے۔ ترکی لائنوں پر مسلمانوں کے کوئی بیس مدرسے ہیں۔ بہت سے اخبار اور رسالے نکلتے ہیں۔ مسجدیں بہت سے شہروں میں ہیں اور دیہات میں بھی۔

رومانیہ

رومانیہ کی آبادی ایک کروڑ اسی لاکھ ہے جن میں سے دو لاکھ مسلمان ہیں۔ ان کی بڑی تعداد ڈوبروجہ اور کنسٹنزا، ڈوسٹرا اور جزیرہ اداقلعہ میں رہتی ہے۔ ترکی فتوحات کے ابتدائی دور میں اناطولیہ سے بہت سے ترک ہجرت کر کے ڈوبروجہ میں جا بسے تھے اور انہوں نے مسجدیں اور مینار تعمیر کئے تھے۔ زیادہ تر لوگ دہقانی اور کاشتکاری کرتے ہیں۔ وہ حکومت کے وفادار ہیں۔ سچے محب وطن ہیں۔ حکومت کو ان پر اعتماد ہے ان کا اقتصادی اور کلچرل درجہ بلغاری مسلمانوں کے مقابلے میں بہت اونچا ہے

ان کو مذہبی آزادی حاصل ہے ان کے اپنے مفتی ہیں۔ اپنی شرعی عدالتیں ہیں۔ دینی تعلیم کے لئے اپنے اسکول ہیں۔ دیوانی اور فوج میں ان کے ملازمین کی تعداد بھی کافی ہے۔ فوج کے بعض ممتاز افسر مسلمان ہیں مسلمان دستوں کے اپنے امام ہوتے ہیں۔ ڈاکٹروں، قانون دانوں اور انجنیئروں میں بھی مسلمان کافی ملتے ہیں۔ ان کے تین اخبار ہیں۔ دو سو امام، دو سو اکیتر خطیب اور ڈھائی سو مؤذن، قبادین کا گورنر مسلمان ہے کنسٹنزا کا نائب گورنر مسلمان ہے۔

کنسٹنزا میں حکومت نے مسلمانوں کے لئے ایک خوبصورت مسجد بنوا دی تھی جس کا نام مسجد شاہ کارل ہے۔ سنہ ۱۸۹۷ء میں بابا داغ میں ایک کالج بنایا گیا۔ جسے سنہ ۱۹۰۱ء میں مجیدیہ میں منتقل کر دیا گیا۔ سنہ ۱۹۱۲ء میں سلسٹریا میں ایک نیا کالج قائم ہوا۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں بخارسٹ میں ایک مسجد تعمیر ہوئی۔

پولینڈ

پولینڈ کے مسلمان جنگ میں تباہ ہو گئے تھے لیکن جب پولینڈ میں مستقل حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے پھر اپنی حالت سدھارنی شروع کی۔ حکومت نے انہیں گرانقدر مالی امداد دی۔ ان کے لئے مفتی امام، واعظ مقرر ہوئے۔ ان سب کو حکومت تنخواہیں دیتی تھی۔ دینی مدارس کے مصارف حکومت برداشت کرتی رہی۔ مسجد کے لئے مرحوم شاہ مصر نے پانسو پونڈ کی رقم عطا کی تھی۔ امریکہ کے تاتاری مسلمانوں نے گرانقدر مالی امداد کا وعدہ کیا۔ کہا جا سکتا ہے کہ پولینڈ کے دیہاتی مسلمانوں کی حالت اطمینان بخش ہے۔

قرآن کریم کے ایک ایک لفظ پر ایمان ہے۔ جو بات حضرت مرزا صاحب نے فرمائی تھی۔ اس کو لوگ غلط پیرائے میں پیش کرتے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے:۔

دجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذہ الزمن وھذہ البلاد یعنی اس وقت اس ملک ہندوستان میں شرائط جہاد معدوم ہیں جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ جس وقت اور جس ملک میں شرائط جہاد معدوم ہوں اس مسئلہ پر عمل ضروری ہے۔ اور ملک ہندوستان میں تو آپ حضرات دیکھ سکتے ہیں کہ حالات ایسے ہیں کہ جہاد بالسیف کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اور مسلمان کوئی ایسا جہاد کر رہے ہیں

جہاد صرف جہاد بالسیف تک محدود نہیں

ہاں ہم جہاد کو صرف جہاد بالسیف تک محدود نہیں سمجھتے بلکہ اس کے وہ وسیع معنے لیتے ہیں۔ جن معنے سے یہ قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ اس آیت میں وجاھدھم بہ جہاداً کبیراً یہ قرآن کریم کے ذریعہ سے جہاد ہے جو وقت اور ہر حال میں ہر ملک میں مسلمانوں پر فرض ہے۔ جہاد بالسیف کی ضرورت صرف کبھی کبھی پیش آتی ہے۔ خود قرآن شریف نے اسے دفاع تک محدود کیا ہے۔ جیسے کہ فرمایا:۔ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا یا فرمایا اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا

حضرت مرزا صاحب نے جہاد کو ہرگز منسوخ نہیں کیا

انہوں نے پھر دریافت کیا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ بانی احمدیت نے کہیں لکھا ہے کہ جہاد منسوخ ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب نے صرف جہاد کے اس غلط خیال کو منسوخ کیا ہے۔ جو بیان مسلمانوں میں عام طور پر پھیلا ہوا تھا کہ کسی غیر مسلم کو محض اس کے کفر کی وجہ سے قتل کرنا جائز ہے اور ایسے واقعات بھی یہاں ہوتے رہتے تھے۔ جہاد کے متعلق جو صحیح خیال ہے کہ دشمن تلوار اٹھائے تو تلوار کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جائے اس کو آپ نے کبھی منسوخ نہیں کیا بلکہ اس کے متعلق یہ فرمایا وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذہ الزمن وھذہ البلاد اس کی شرائط اس وقت اس ملک میں مفقود ہیں۔

رئیس الوفد ابراہیم الگی برطے نے فرمایا کہ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟ حضرت امیر نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں جہاد کے لئے تیار رہنے کا حکم دیا ہے جس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ جس ملک میں شرائط جہاد معدوم ہوں اور پرامن لوگ رہتے ہوں ان سے بھی تم خواہ مخواہ لڑتے پھرو۔ اور دوسرے من قوۃ سے مراد اس قسم کے سامانوں کو تیار کرنا ہے جس طرح کے سامان دشمن استعمال کرتا ہے ایسے ملک میں جہاں مسلمان امن میں ہیں انہیں چاہئے کہ وہ ہر طرح اپنے آپ میں قوت پیدا کریں۔ اس امن کی حالت میں تلوار اٹھانا منع ہے

زکوٰۃ اور حج کے متعلق سوال اور اس کا جواب

زکوٰۃ اور حج کے متعلق معزز اراکین نے دریافت فرمایا تو حضرت امیر ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ زکوٰۃ کے لئے ہم نے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق بیت المال قائم کر رکھا ہے۔ یتیموں اور محتاجوں کے علاوہ فی سبیل اللہ یعنی اشاعت اسلام پر اس مال کو خرچ کیا جاتا ہے۔ حج مکہ مکرمہ میں کیا جاتا ہے اور ہر سال ہماری جماعت کے لوگ حج کے لئے جاتے ہیں۔ گذشتہ سال ہماری جماعت کے قریباً بیس دوستوں نے حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا۔

اولی الامر منکم سے مراد

اس کے بعد معزز اراکین نے "اولی الامر" کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ کے گرامی قدر خیالات سننے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت نے جواباً فرمایا کہ "اولی الامر منکم" سے مراد تو مسلمان حکمران ہی ہے لیکن اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ مسلمانوں کو غیر مسلم حکومت کے ماتحت رہنا پڑے تو قیاس کے طور پر ہم اسی آیت سے حکم اخذ کرتے ہیں اور اس کی مثال ہیں خود نبی کریم صلعم کے زمانے میں ملتی ہے کہ جب مسلمان حبشہ میں ہجرت کر کے گئے تو ایک غیر مسلم بادشاہ کے ماتحت وفادارانہ زندگی بسر کی حتیٰ کہ جب اس بادشاہ کو ایک جنگ پیش آئی تو مسلمان اپنے غیر مسلم بادشاہ کی طرف سے لڑے بھی۔ اس پر اراکین وفد نے سوال کیا کہ اگر غیر مسلم بادشاہ کی وفاداری بھی کرنا ضروری ہے تو اس کا جواب کیا ہے کہ فرض کیجئے آپ کی احمدی جماعت کل ایک سو ہے وہ ایک غیر مسلم بادشاہ کے زیر سایہ زندگی بسر کر رہی ہے ان ایک سو احمدیوں میں سے پچاس احمدی فوج میں بھرتی ہیں، وہ غیر مسلم بادشاہ ان پچاس احمدی سپاہیوں کو حکم دیتا ہے کہ باقی کے پچاس احمدیوں کو قتل کر کے صاف کر دو ایسی حالت میں وہ پچاس احمدی سپاہی کیا کریں گے؟ اس کے جواب میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ تو آسان بات ہے۔ لاطاعۃ للمخلوق فی معصیۃ اللہ۔ یہ جواب سن کر اراکین وفد بے حد محظوظ ہوئے اور اس پر اختلافی مسائل پر گفتگو کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

انجمن کا طریق کار اور لٹریچر

بعد ازیں معزز اراکین وفد نے دریافت فرمایا کہ آپ کی انجمن کا طریق کار کیا ہے۔ جواباً حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہم دنیا کی مختلف زبانوں میں لٹریچر پیدا کر کے چاروں طرف اس کو پھیلاتے ہیں۔ قرآن کریم کی تفاسیر اردو، انگریزی اور ڈچ زبان میں شائع ہو چکی ہیں۔ جرمنی ترجمۃ القرآن مکمل ہو گیا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ اور خلفائے راشدین کی سوانح عمریاں لکھی گئی ہیں۔ قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کی سوانح عمری کی دس دس ہزار کاپیاں یورپ، امریکہ۔ جاپان وغیرہ ممالک کی لائبریریوں میں بھجوائی گئی ہیں۔

برلن - وی آنا اور جاوا کے مشن

اس کے علاوہ جرمنی میں ہم نے ایک مسجد بنوائی ہے۔ جس کی تصویر یہ سامنے دیوار پر موجود ہے۔ وی آنا (آسٹریا) میں ہمارا مشن کام کر رہا ہے جاوا میں جہاں پچاس ہزار کے قریب مسلمان عیسائیت کا شکار بن چکے تھے، ہم نے مشن کھولا۔ اور اب وہاں مرزا ولی احمد بیگ صاحب نہایت کامیابی سے کام کر رہے ہیں۔ یہ (ایک کاپی پیش کرتے ہوئے) ڈچ ترجمۃ القرآن وہیں سے شائع ہوا ہے۔ جاوا کے پادری کریمر نے بھی ہمارے مشن کی کامیابی کا اعتراف کیا ہے۔ ایک وہ وقت تھا۔ کہ ہالینڈ سے پادری جاوا آ کر مسلمانوں کو عیسائیت کی تبلیغ کرتے تھے۔ آج یہ وقت ہے کہ ہماری جاوا کی جماعت اپنا مشن ہالینڈ بھیج رہی ہے۔ اس خوشخبری پر اراکین وفد نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔

اچھوتوں میں تبلیغ اسلام

پھر حضرت امیر نے فرمایا کہ ہندوستان میں بھی ہمارے مشن کام کر رہے ہیں۔ ابھی حال میں ہی ہم نے جنوبی ہند ٹرانکور میں ایک مشن کھولا ہے۔ جہاں مسٹر بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کام کر رہے ہیں۔ اس پر معزز اراکین وفد نے دریافت فرمایا کہ آپ کی انجمن کے ذریعہ کتنے اچھوت داخل اسلام ہوئے ہیں؟ جواباً حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا۔ کہ پانچ ہزار اچھوت کے قریب ہمارے ذریعہ داخل اسلام ہو چکے ہیں۔ جن میں سے تین ہزار کے قریب آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے اس نوجوان (خاکسار راقم الحروف کی طرف اشارہ کر کے) کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ پانچ ہزار اچھوتوں کے قبول اسلام کی خوشخبری پر اراکین وفد بہت خوش ہوئے

اثناں بعد چائے اور پھلوں سے اہل مجلس کی تواضع کی گئی اور چند ضروری کتب معزز اراکین وفد کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی گئیں جنہیں شکریہ کے ساتھ قبول فرمایا گیا۔

مسلم ہائی اسکول کا معائنہ

اور پھر جلد حضرت مسلم ہائی اسکول کے ملاحظہ کے لئے تشریف لے گئے اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب جناب سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب نے سکول کے صدر دروازہ پر اراکین وفد کا استقبال کیا۔ اراکین وفد کے سکول کی اندرونی گراؤنڈ میں قدم رکھتے ہی اسکول کے دو نوجوان باکسنگ کا کھیل دکھانے کے لئے میدان میں اترے اور خوب جوش سے لڑے۔ پھر ایک نو عمر بچوں کی جوڑی نے بھی لڑائی لڑی۔ اور پھر گتکا کا کھیل دکھایا گیا جس پر اراکین نے خوش ہو کر واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ پڑھا اراکین وفد اسکول کی عمارت دیکھ کر خوش ہوئے اور پھر سب سے مصافحہ کر کے خوش خوش موٹر پر سوار ہو کر اپنی قیامگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

اراکین وفد کی فراخ دلی و روشن خیالی

آخر پر ہم یہ لکھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جتنا وقت معزز اراکین وفد نے احمدیہ بلڈنگس میں گزارا۔ اس تمام وقت میں انہوں نے اپنی فراخ دلی اور روشن خیالی کا قابل تقلید نمونہ پیش کیا۔ خدا کرے کہ ہمارے ہندوستان کے علماء بھی علماء مصر کے نمونہ سے سبق حاصل کریں۔ تنگ دلی اور فرقہ وارانہ تعصب سے آزاد ہو کر فراخ حوصلگی، رواداری اور روشن خیالی کا مادہ پیدا کریں

ہم معزز اراکین وفد کی تکلیف اور کرم فرمائی کا ایکبار پھر بذریعہ اخبار شکریہ ادا کرتے ہیں

رفتار عالم

—— لاہور ۱۲ر فروری۔ انتخابات کے نتائج کا اعلان ہو رہا ہے لاہور شہر کے ہندو علقہ میں ڈاکٹر گوپی چند بھارگو (کانگرسی) کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان کے مقابل جتنے امیدوار کھڑے ہوئے سب کی ضمانتیں ضبط ہو گئیں۔

—— لاہور ۱۲ر فروری جھجر (ضلع رہتک) کے ہندو حلقہ سے چوہدری چھوٹو رام (اتحاد پارٹی) کامیاب ہو گئے ہیں۔ کانگرسیوں، مہاسبھائیوں اور رنجیوں نے متفقہ طور پر ان کی شدید مخالفت کی تھی۔ ان کو اپنے حریف سے ۹ ہم ۱۱ ووٹ زیادہ ملے۔

—— مصری اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ محمل شریف ہونے کے راستہ حجاز کے لئے روانہ ہونے والا ہے۔ امید ہے کہ اس سال جلالۃ الملک فاروق شاہ مصر اور نحاس پاشا وزیر اعظم مصر بھی حج کے لئے تشریف لے جائیں گے۔

—— حیدرآباد دکن ۱۲ر فروری۔ اعلیٰحضرت حضور نظام دکن دربار کی جوبلی ۱۴ر فروری سے ۲۰ تک کی تاریخوں میں انعقاد پذیر ہو رہی ہے۔ اس کے لئے بڑا دلچسپ پروگرام مرتب کیا گیا۔

—— لاہور ۱۲ر فروری۔ گذشتہ دو روز سے بارش ہو رہی ہے جس کی وجہ سے سردی زیادہ ہو گئی ہے۔

—— بنگال ناگپور ریلوے کی ہڑتال ختم ہو گئی۔

—— لندن ۱۲ر فروری۔ حکومت برطانیہ وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں کر رہی ہے اس سلسلہ میں ۴۰ کروڑ پونڈ قرض لینے کی تجویز ہو رہی ہے۔

—— یوپی کی اسمبلی کے نتائج کا اعلان ہو رہا ہے۔ بہت سے حلقوں میں کانگرسی کامیاب ہو گئے ہیں۔ مسز چینتامنی۔ ڈاکٹر شفاعت احمد اور ان کی ہمشیرہ ناکام رہے ڈاکٹر شفاعت احمد دو حلقوں میں۔۔ کھڑے ہوئے تھے لیکن ایک میں بھی کامیاب نہ ہو سکے

—— صوبہ سرحد کی اسمبلی کے نتائج کا بھی اعلان ہو رہا ہے۔

—— راولپنڈی ۱۲ر فروری۔ گزشتہ رات سے شدید بارش کا سلسلہ جاری ہے جو آج سارا دن جاری رہا مری کی نواحی پہاڑیوں سے شدید برفباری کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

—— پٹنہ ۱۲ر فروری۔ بہار کے کانگرسی حلقوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو وزارتیں قبول کر لینے کے حق میں ہیں۔

—— پشاور ۱۱ر فروری۔ صوبہ سرحد کا پولنگ کل ختم ہو گیا۔ ایک ہفتہ کے اندر نتائج مکمل ہو جائینگے۔

—— لاہور کے زنانہ ہندو حلقہ سے پاربتی دیوی دختر لالہ لاجپت رائے آنجہانی (کانگرسی) بہت بڑی اکثریت سے کامیاب ہو گئیں۔

—— عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ فلسطین کے ہائی کمشنر نے ایک یہودی اور ایک عرب کو دعوت دی تھی۔ کہ ملک معظم کی تاجپوشی کی تقریب میں شامل ہو کر اپنی اپنی قوم کی نمائندگی کا فرض سرانجام دیں۔ سر آئی بن زدی یہودی نے جو

فلسطین سے ... کی نیشنل کونسل کے ممبر ہیں۔ اس دعوت نامے کو منظور کر لیا ہے

——— مسٹر امین بے عبدالہادی (عرب) نے بھی جو مسلم سپریم کونسل کے رکن ہیں پہلے اس مشروط دعوت نامہ کو قبول کر لیا تھا کہ میں جشن تاجپوشی میں ذاتی حیثیت سے شریک ہوں گا۔ اور اپنی ذات کے سوا کسی نمایندگی کا فرض ادا نہیں کروں گا نیز آپ نے اس امر کا بھی اعلان کر دیا کہ مجھے یہودی نمایندے سے سرو کار نہ ہوگا۔ مگر چونکہ ہائی کمشنر نے اس شرط کو نامنظور کر دیا تھا اسلئے آپ نے بھی اس دعوت نامہ کو ٹھکرا دیا ہے۔

——— برسلز ۱۳ار فروری اگر جرمنی نے فرانس پر حملہ کر دیا تو بلجیم فرانس کی امداد پر آمادہ نہیں ہوگا یہ انداز اس جواب سے لگایا گیا ہے، جو حکومت برطانیہ کے ایک استفسار میں حکومت بلجیم نے دیا ہے۔ یہ استفسار جدید معاہدہ لوکارنو کی تجاویز کے سلسلہ میں کیا گیا تھا۔ بلجیم ابھی تک اس نظریہ پر قائم ہے، جس کا اظہار شاہ بلجیم نے اپنی تقریر میں کیا تھا۔ نئے لوکارنو کے ماتحت بلجیم اپنی حفاظت کی ضمانت چاہتا ہے اور کسی دوسرے ملک کی حفاظت کا ذمہ دار نہیں بننا چاہتا۔ کہ اس کا فرض یہی ہے کہ وہ اپنی سرحدوں کی حفاظت کرے۔

——— برلن ۱۳ار فروری جرمنی میں ایک نیا قانون نافذ ہوا ہے جس کی رو سے تمام ریلوے ... اداروں اور کمپنیوں کی ملکیت سے نکل کر حکومت جرمنی کے قبضہ میں آگئی ہیں۔ وزیر ریل و رسائل ریلوں کا ڈائرکٹر جنرل مقرر کیا گیا ہے اور پرانے انتظامی اداروں کی بجائے وزیر داخلہ اور دوسرے وزراء کو انتظامی اختیارات تفویض کئے گئے ہیں۔ اس قانون کی رو سے ریلوں کے تمام ملازم سرکاری ملازم بن گئے ہیں۔

——— اویلا ۱۳ار فروری۔ باغیوں نے بڑے زور شور سے میڈرڈ کی تسخیر کے لئے ایک فیصلہ کن جنگ کا آغاز کر دیا ہے۔ توپخانہ کے طیاروں نے شدید بم باری کی، اور حملہ آور فوجوں کا بیان ہے کہ انہوں نے اہم ابتدائی مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

——— دہلی ۱۳ار فروری۔ ملک معظم جارج ششم نے اعلیٰ حضرت نظام حیدرآباد و برار کی سلور جوبلی کی تقریب میں پیغام تہنیت ارسال کیا ہے۔

——— پشاور ۱۳ار فروری۔ صوبہ سرحد کی اسمبلی میں مختلف پارٹیوں کا تناسب حسب ذیل ہے۔

کانگریس ۱۷ مسلم انڈی پینڈنٹ ۴ آزاد پارٹی (جس میں سر عبدالقیوم بھی شامل ہیں) ۱۸ آزاد ہندو ۱ اتمان زئی میں ایک نشست کا اعلان سوموار کو ہوگا۔

——— پشاور ۱۳ار فروری۔ کانگریس ۰۰۰۰ اکثریت حاصل کرنے میں ناکام رہی ترتیب وزارت کے متعلق قیاس آرائی ہو رہی ہے۔ غالباً غیر کانگریسی وزارت قائم کی جائے گی۔ سر عبدالقیوم کے حامی ہندو سکھ پارٹی اور مسلم انڈی پینڈنٹ پارٹی مل کر وزارت قائم کریں گے۔

——— چوہدری افضل حق رانا نصر اللہ خاں کے مقابلہ میں ناکام رہے آخر الذکر کو ۲۲۹ ووٹ زیادہ ملے

——— لاہور ۱۴ار فروری۔ آج صبح مشہور ماہر تجارت لالہ ہرکشن لال سابق وزیر پنجاب گورنمنٹ ڈائرکٹر پیپلز بنک آف ناردن انڈیا و بھارت انشورنس کمپنی دل کی حرکت بند ہو جانے کی وجہ سے اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپکی عمر ۷۵ سال کے قریب تھی لالہ جی کی وفات پر بطور اظہار غم لاہور کی قریباً قریباً تمام انشورنس کمپنیاں جن میں بھارت انشورنس کمپنی۔ تاج انشورنس کمپنی۔ لکشمی انشورنس کمپنی اور لاہور الیکٹرک سپلائی کمپنی قابل ذکر ہے بند کر دی گئیں۔

لالہ جی کی ارتھی کا جلوس ۲ بجے بعد دوپہر انکے مکان واقع ہال روڈ سے نکالا گیا۔ جس میں قریباً قریباً تین چار ہزار معزز ہندو مسلم سکھ معززین نے شرکت کی

——— روما ۱۲ار فروری۔ لیبیا کے ساحل کے قریب اطالیہ کے دو سو بحری جنگی جہاز مشقی جنگ میں شریک ہونگے یہ نقل و حرکت ۱۰ مارچ سے ۲۳ مارچ تک جاری رہے گی۔ مسولینی اس کا معائنہ اور متعدد اداروں کی رسم افتتاح ادا کریگا۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مولو ولد سمادہ ذات لوہار سکنہ مالیا نوالہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۲-۱-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کالو ولد ناجہ ذات سپرا سکنہ چک ۲۰۸ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸-۳-۳۷ تاریخ پیشی برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲-۱۲-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رجو ولد شادہ ذات ساہل سکنہ چک ۱۳۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲-۱۲-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رحمان ولد ٹھیر ذات سلوزہ سکنہ چک ۱۳۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۳-۱۲-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سوہنا ولد اللہ دتہ ذات گگڑ سکنہ چک ۱۳۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور ایک درخواست پیش کی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹-۳-۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

مورخہ ۱۲-۱-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد محمد ولد شاہو ذات گلو سکنہ بیلول پور تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۲-۱-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی زیادہ ناصر ولد شہابلی ذات مسل سکنہ چک ۱۳۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹-۳-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملے مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

مورخہ ۱۲-۱-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان لعل الدین ولد کریم بخش ذات دھرکیان سکنہ ٹھٹہ جنید وکلاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱-۳-۳۷ تاریخ پیشی برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲-۱۲-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی متعلی ولد احمان ذات کھوکھر سکنہ جابہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲-۱۲-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد پورا ولد سلطان ذات ارائیں سکنہ چنیوٹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲-۱۲-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی خان ولد سوہنی ذات بھٹی سکنہ ٹھٹہ جنید وکلاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲-۱۲-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رحمان ولد اللہ دتہ ذات موچی سکنہ احمد آباد تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۲-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۵-۱-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نادری ولد لبنہ ذات لونہ سکنہ چک نمبر ۱۳۱ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ار ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ مورخہ ۳/۳۷ ۱۲ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱/۳۷ ۱۱

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ساون رام ولد چندا رام ذات برہمن سکنہ مولائی ستید تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ار ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۱۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۲/۳۶ ۳

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حسن ثانی ولد محمد خاں ذات بلوچ سکنہ روڈ سلطان تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ار ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۱۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۲/۳۶ ۲

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی دادو ولد سلطان ذات بلوچ سکنہ چکن جایو تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ار ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۱۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۲/۳۶ ۳

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حیدر داد ولد شہاد ذات جپہ سکنہ شبہ سرسنگا تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ار ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے

تحریر مورخہ ۱/۳۷ ۱۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ دتہ ولد رحیم بخش ذات قریشی سکنہ چنیوٹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ار ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۱۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۲/۳۶ ۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ہدایت۔ غلام محمد۔ ولد بہاب ذات دوآنہ سکنہ کمابی تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ار ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ مورخہ ۳/۳۷ ۱۸ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۲/۳۶ ۳

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مستعلی وغیرہ پسران سعدا ذات جدبر سکنہ چک ۱۹۳ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ار ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۱۸ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱/۳۷ ۱۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منگیتہ ولد شہاد ذات نول سکنہ یک والا تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ار ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۳/۳۷ ۱۸ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکورہ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲/۳۷ ۹

خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی فضل حق ولد عبدالحق ذات پٹھان سکنہ علی پور تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ار ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۲۰ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۲/۳۶ ۳

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام خاں ولد امیر ذات بلوچ سکنہ دولوآنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ار ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۲۲ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۲/۳۶ ۳۰

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی قاسماں ولد احمد ذات سیلی سکنہ نیازیوالہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ار ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۲۲ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۲/۳۶ ۲

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قل یاھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

نوائے ما بہ ہر سعید خواہد بود
نقشِ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
مدیر مسئول
غلام نبی مسلم
(بی۔ اے)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ـ چھ روپے
ششماہی ـ تین روپے

طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ لاہور ـ یوم شنبہ مطبوعہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ فروری ۱۹۳۷ء نمبر ۱۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مصائب میں استقامت خاصہ انبیاء ہے

استقامت ایک ایسی چیز ہے کہ کہتے ہیں الاستقامۃ فوق الکرامۃ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں یہ استقامت ہی تو تھی کہ خواب میں حکم ہوا کہ تو بیٹا ذبح کر۔ حالانکہ خواب کی تعبیر اور تاویل بھی ہو سکتی تھی۔ مگر خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان اور دل میں ایسی قوت اور ایسی استقامت ہے کہ یہ حکم پاتے ہی سعی تعمیل کے واسطے تیار ہو گئے اور اپنے ہاتھ سے نوجوان بیٹے کو ذبح کرنے لگے۔ آج کل اگر کسی کا بچہ امراض میں مبتلا رہ کر مر جاوے تو خدا تعالیٰ کی نسبت ہزارہا شکوک پیدا ہو جاتے ہیں اور شکوہ شکایت کیلئے زبان کھولتے ہیں لیکن ایک ابراہیم ہے کہ بیٹے کی محبت کو کچل ڈالا۔ اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کو طیار ہو گیا۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۳ سالہ زندگی جو مکہ میں گذری۔ اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں۔ ہم تو ان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اٹھتا ہے۔ جب ان کا تصور کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی، فراخدلی، استقلال اور عزم و استقامت کا پتہ ملتا ہے۔ کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں۔ مگر اس کو ذرہ بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے منصب ادا کرنے میں ایک لحہ سست اور غمگین نہیں ہوا۔ وہ مشکلات اس کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکیں۔ بعض لوگ غلط فہمی سے کہہ اٹھتے ہیں کہ آپ تو خدا کے حبیب مصطفےٰ اور مجتبےٰ تھے۔ پھر یہ مصیبتیں اور مشکلات کیوں آئیں؟ میں کہتا ہوں کہ پانی کے لئے جب تک زمین کو کھودا نہ جاوے اس کا جگر پھاڑا نہ جاوے۔ وہ کب نکل سکتا ہے۔ کتنے گز گہرا زمین کو کھودتے چلے جائیں۔ تب کہیں جا کر خوشگوار پانی نکلتا ہے جو مایہ حیات ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ لذت جو خدا تعالیٰ کی راہ میں استقلال اور ثبات قدم کے دکھانے سے نہیں ملتی۔ جب تک ان مشکلات اور مصائب میں سے ہو کر انسان نہ گذرے۔ وہ لوگ جو اس کوچہ سے بیخبر ہیں۔ وہ ان مصائب کی لذت سے کب آشنا ہو سکتے ہیں اور کب اسے محسوس کر سکتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم ہے کہ جب آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی تھی۔ اندر سے ایک سرور اور لذت کا چشمہ پھوٹ نکلتا تھا۔ خدا تعالیٰ پر توکل اس کی محبت اور نصرت پر ایمان پیدا ہوتا تھا۔

(الحکم جون ۱۹۰۱ء)

غلبۂ اسلام اور احمدیت لازم و ملزوم ہیں
امام الزمان کی اتباع ہی کلید کامیابی ہے

(از جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب)

غیراز جماعت اصحاب کی طرف سے یہ دیرینہ اعتراض چلا آتا ہے کہ بے شک جماعت احمدیہ نے اسلام اور قرآن کی جو خدمات اس زمانہ میں سرانجام دی ہیں۔ وہ تو بے نظیر ہیں۔ مگر یہ جماعت بانی سلسلہ کے دعویٰ کو پیش کر کے خواہ مخواہ فروعی امور میں الجھ جاتی اور بیشتر حصہ مسلمانوں کو جالے اپنی تائید میں لگانے کے اپنا مخالف بنا لیتی ہے۔ ایسے رویہ سے کیا فائدہ اور اس طرز سے کیا حاصل؟ آخر جب مدعا و مقصد خدمت اسلام و اشاعت قرآن ہی ہے۔ جب آخری نصب العین دین حقہ کی نشرو ترویج ہے۔ تو پھر کس لئے فرقی تنازعات کو کھڑا کیا جاتا اور کیوں فروعی جھگڑوں میں الجھایا جاتا ہے۔

پھل سے محبت اور درخت سے نفرت

چنانچہ ابھی تازہ واقعہ ہے کہ ایک صاحب نے حضرت امیر قوم مولانا محمد علی صاحب کی خدمت عالی میں ایک عریضہ لکھا ہے کہ بلاشبہ آپ کی تصانیف نے دنیائے اسلام میں احیاء علوم حقہ کی لہر پیدا کر دی ہے اور سالہا سال آپ نے علوم قرآنی کو دوبارہ زندہ کیا ہے۔ مگر اس بات پر ضرور افسوس ہے کہ آپ اپنی تصانیف میں سلسلہ احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کا تذکرہ کر کے بہت سے مسلمانوں کو اپنی تصانیف سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر رہے ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ اپنی تصانیف کو ان باتوں سے الگ رکھا کریں۔ تا جاہل اور متعصب لوگ بھی ان سے متمتع ہو سکیں۔

حضرت امیر مسیح موعود کے ایک خادم ہیں

اس سوال پر دو پہلو سے غور کیا جا سکتا ہے۔ ایک اس پہلو سے کہ کیا جماعت احمدیہ کا کوئی فرد اس منبع نور و ایمان سے انکار کر سکتا ہے جس سے اس زمانہ میں احیاء کی لہر پیدا ہوئی۔ کیا اس کا اس بارہ میں یہ اختیار کرنا اخلاقی و روحانی اصولوں کے منافی تو نہ ہوگا؟ یعنی جب حقیقت یہ ہے کہ اس گئے گذرے زمانہ میں جو کچھ خدمت حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کے ہاتھوں اسلام یا قرآن مجید کی ہوئی یا جو کچھ خدمت اس بارہ میں کسی اور صاحب نے جو جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہوں کر دکھلائی۔ اور جب کہ امر واقعہ یہ ہے کہ نہ صرف اس خدمت کا سچا جذبہ اور محبت ایسے اصحاب نے حضرت مسیح موعود کے طفیل حاصل کیا۔ بلکہ یہ بھی کہ کامیابی کے تمام ذرائع اور صحیح علوم کے تمام وسائل بھی اسی مامور و مجدد زماں سے اخذ کئے تو پھر دنیا کی مخالفت و حماقت کو دیکھ کر یہ کہاں تک مناسب ہوگا کہ اس مبدء فیض کو پردہ اخفاء میں رکھا جائے۔ جو شخص بھی ذرا غور کرے گا اور وہ اخلاقی میدان میں کچھ قدم رکھتا ہوگا۔ وہ یقیناً یہی محسوس کریگا کہ ایسی طرز اختیار کرنا اس شجاعت جو انمردی کے صریح منافی ہے جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔

سوال کا دوسرا پہلو

لیکن اس سوال کے متعلق دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر بالفرض خدمت اسلام کے کام کو اس قسم کے طرز اختیار کرنے سے تقویت پہنچتی ہو تو کیا پھر ہمیں بڑے فائدے کی خاطر چھوٹی چیز کو قربان نہ کر دینا چاہئے اور دراصل جو اصحاب سچے دل سے ایسی تجاویز پیش کرتے ہیں۔ ان کے مدنظر یہی پہلو ہوتا ہے۔ وہ غلطی سے یہی یقین کئے بیٹھے ہیں کہ اشاعت اسلام کی تحریک کو حضرت مسیح موعود کی ذات گرامی اور ان کے دعویٰ کو پیش کرنے سے نقصان پہنچتا ہے اور اگر ان امور کو درمیان سے ہٹا دیا جائے تو تبلیغ کا میدان صاف ہو جاتا ہے۔

احمدیت کے نام پر اعتراض مناسب نہیں

یہ تجویز کوئی آج نئی پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ جب سے اس آسمانی سلسلہ کی بنیادیں قائم ہوئیں اسی وقت سے متعدد بار اس قسم کی باتیں سننے میں آئیں۔ جب حضرت مسیح موعود کے وقتوں میں ریویو آف ریلیجنز کا اجرا ہوا اور اس کے ذریعہ انگریزی زبان میں علوم دینی کی نشرو اشاعت شروع ہوئی تو اس وقت بھی لاہور کے ایک اخبار میں یہ تحریک پیش کی گئی کہ اگر جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کے متعلق مضامین اصل ریویو سے الگ کر دیئے جائیں۔ تو ریویو کی اشاعت میں بڑا اضافہ ہوگا۔ اور بہت سے لوگ جو ان وجوہ کے باعث فائدہ اٹھا نہیں سکتے۔ وہ بھی ان انوار سے بہرہ اندوز ہو سکیں گے اس وقت حضرت مولانا نے جو اس وقت ریویو کے ایڈیٹر تھے اس تحریک کا یہ جواب دیا تھا کہ یہ امر کلی ناقابل قبول ہے۔ اس لئے کہ جب آخری زمانہ میں غلبۂ اسلام حضرت مسیح موعود کے فیض سے مقدر ہے تو حضرت مسیح موعود کے نام اور دعویٰ کو الگ کر کے کس طرح دین کے غلبہ کی توقع ہو سکتی ہے۔ ریویو میں اس دعویٰ اور دلیل کو پچھتیس برس کا عرصہ گذر چکا ہے۔ آؤ ہم دیکھیں کہ زمانہ نے ان کی صداقت اور بطلان پر کس قدر گواہی دی۔

احمدیت کے بغیر تجدید اسلام ناممکن ہے

ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کیا اسلام کے دوبارہ غلبہ کی عملی راہ بغیر جماعت احمدیہ کے کہیں اور دکھلائی دیتی ہے؟ حضرت مسیح موعود نے نصف صدی کے قریب عرصہ گذرا۔ نہ صرف مسلمانوں کو غلبہ اسلام کی سچی راہ بتائی۔ بلکہ آپ کے سچے پیروؤں نے عملی رنگ میں اس راستہ کو قابل عمل اور نہایت کاری ہتھیار بھی ثابت کر دکھلایا یعنی اشاعت علوم دینیہ نہ صرف اعتقادی رنگ میں ایک قابل قدر خدمت ہے بلکہ آج زمانہ کے علوم و فلسفہ میں فتح و غلبہ کی کلید ہے۔

غیر احمدیوں کو اشاعت دین کی توفیق کیوں نہیں ملتی؟

پس جب نہ صرف علمی بلکہ عملی میدان میں حضرت مسیح موعود کا ہتھیار کارآمد ثابت ہوتا ہے تو سوال یہ ہے کہ غلبۂ اسلام کی اس عملی راہ سے غیر از جماعت اصحاب نے کیا فائدہ حاصل کیا؟ کتنے مشن اسلام کی اشاعت کے غیر مسلموں میں کھل گئے اور علوم حقہ کی کونسی نہریں دنیا میں انہوں نے بہا دیں؟ جہاں تک واقعات کا سوال ہے جواب نفی میں ملتا ہے غلبۂ اسلام کی حقیقی راہ پر مسلمان گامزن نہیں ہوئے۔ نہ عملی میدان میں کچھ حرکت انہوں نے دکھلائی۔ آخر کیوں؟ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کا نام اشاعت دین حقہ سے تنفر کا باعث ہے تو وہ خود ان امور سے دور رہ کر اسلام کی فتح کا موجب ہو سکتے تھے پھر کیا باعث ہوا کہ ان سے ایسا بھی نہیں ہو سکا؟ زمانہ کی اس گواہی سے اسقدر تو ثابت ہو گیا کہ غلبۂ اسلام اور جماعت احمدیہ دونوں لازم و ملزوم امور ہیں۔ جہاں غلبہ اسلام ہوگا۔ وہاں جماعت احمدیہ کا قدم ہونا ضروری ہے۔ البتہ یہ سوال ضرور دل میں اٹھیگا کہ آخر اس امر کے اندر حکمت کیا مخفی ہے کہ اسلام انحطاط کے دور کے بعد نیا غلبہ کا دور دکھلا نہیں سکتا۔ جب تک اس کا واسطہ و تعلق حضرت مسیح موعود سے نہ ہو؟ ایک محقق یہ چاہے گا کہ اسے دلائل دیئے جائیں کہ کیونکر آخری زمانہ میں غلبہ دین اور حضرت مسیح موعود لازم و ملزوم امور ہیں؟

غلبہ اسلام اور حضرت مسیح موعود کو قبول کرنا کیوں لازم و ملزوم ہے

سو دراصل حکمت اس کے اندر یہ ہے کہ تیرہ سو برس تک اسلام کے غلبہ کی راہ اس کے حکومت و سلطنت اور شان و شوکت میں غالب ہونے کی راہ رہی کیونکہ زمانہ کا رجحان اور طبائع کا میلان اسی امر کا متقاضی تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مشیت نے ان تقاضوں کو پورا کر کے اسلام کو اخلاقی و روحانی میدانوں میں فتح دی۔ لیکن آخری زمانہ میں ایک انقلاب مقدر تھا۔ سائنس اور فلسفہ کے غلبہ کی وجہ سے ذہنیتوں میں یہ انقلاب آیا کہ عام انسان کے نزدیک حق و بطلان کے پرکھنے کا معیار شان و شوکت اور عزت و تمکنت نہ رہے۔ بلکہ اس کی بجائے عقل فلسفہ اور انسانی سوسائٹی کے لئے کسی اصول کا مفید اور کارآمد ہونا معیار قرار پائے۔ جہاں پہلے زمانوں میں صداقت کے لئے یہ تلاش ہوا کرتی تھی کہ اس کا کہنے والا کیا ایک عام انسان کے نزدیک بزرگ، پارسا یا قوت و طاقت رکھنے والا شخص ہے۔ وہاں آج سچائی کے اصولوں کو پرکھنے کے یہ معیار قائم نہیں رہے بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ کوئی اصول عقل سے کس قدر مطابقت رکھتا ہے۔ انسانی زندگی کو کس قدر نفع بخش ہے۔ خلاصہ یہ کہ باطل و حق کے پرکھنے میں یہ عظیم الشان تبدیلی جو دنیا میں رونما ہو چکی ہے۔ اس کے مطابق اسلام کو بھی اپنے فاتحانہ ہتھیاروں کے بدلنے کی حاجت پڑی ہے ورنہ وہ پرانے ہتھیار اب کام نہیں دے سکتے۔ وہ کس قدر کند ہو گئے اور زمانہ کی روش نے انہیں بے کار و ردی کر دیا۔

لیکن سوال صرف یہ ہے کہ اس تبدیلی پر وہ یقین و ایمان کیونکر پیدا ہو۔ جو مسلمانوں کو عملی حرکت دیدے۔ اس کا جواب صرف ایک ہی ہے عقل بھی اسی بات کو چاہتی ہے کہ مذہب کے میدان میں اگر کوئی تبدیلی کی ضرورت ہو تو وہ آسمانی آواز ہی اسے پورا کرتی ہے اور ہمارا چالیس سالہ تجربہ بھی اسی امر پر شاہد ہے کہ باوجودیکہ مسلمانوں کے سامنے جماعت احمدیہ نے فتح و غلبہ اسلام کی ایک راہ واضح دکھلا دی اور باوجود انہیں خود بھی زمانہ کی تبدیلی سامنے دکھلائی دے رہی ہے۔ لیکن وہ اس تبدیلی کے لئے تیار نہیں۔ جو انہیں فتح و غلبہ کی چاہتی ہے۔ وہ اسلام کے فتح ہونے کے خواب اسی پرانے راستے سے دیکھ رہے ہیں۔ جن سے پہلے دور میں وہ مقدر ہوئی اور وہ وہی پرانے ہتھیار برت رہے ہیں جنہیں نہ صرف زمانہ قبول نہیں کرتا۔ بلکہ انہیں تنفر کی نگاہ سے دیکھتا ہے یہی تو وہ وجوہ ہیں جن کے ماتحت اس امت میں اللہ تعالیٰ مجدد مبعوث کرتا ہے تا انسانی عقل جب یقین کو خود پا کر عمل کے میدان میں حرکت نہیں کر سکتی۔ اس کا وہ نقص اور کمی آسمانی نور و ہدایت سے پورا کرے۔

مجددوں کی بعثت کی علت غائی

مجددوں کے مبعوث ہونے کی صرف ایک ہی وجہ تو ہے کہ زمانہ کے بُعد کے باعث جب ایمان و یقین کم ہو جائے اور دوسرا یہ کہ زمانہ کی تبدیلی سے جو علاج کے بدل میں ضرورت پیش آئے وہ آسمانی روشنی سے اس زمینی تاریکی کو دور کریں اور با خدا اخلاق کے انعام سے دوبارہ یقین پیدا کر کے عملی حرکت پیدا کریں۔ یہ ضروریات ہمارے زمانہ میں اشد و اکمل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اسی لئے اس وقت مجدد وقت کی قبولیت کی اشد ترین ضرورت و حاجت ہے۔ بوجہ عظیم الشان تبدیلی مسلمانوں کی ذہنیت میں ایک بڑے انقلاب کا پیدا کرنا لازمی ہے اور ایسا انقلاب فتح و غلبہ دین کے متعلق پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک یہ تسلیم نہ کیا جائے

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۵ یوم شنبہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۵ ہجری نمبر ۱۲

تشریح عقیدہ عشق مبت حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

عبد و معبود کا حقیقی تعلق

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسوۂ حسنہ

آج سے چھ ہزار سال قبل دنیا میں کفر و ظلمت کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ فسق و فجور، جور و ستم، اصنام پرستی۔ باطل پرستی کا دور دورہ تھا۔ انسان۔ احسان فراموش انسان۔ اپنے محسن حقیقی سے روگردانی کرکے شجر و حجر، اجرام سماوی اور مظاہر قدرت کے آگے سر عبودیت خم کرچکا تھا اور اس طرح اس جوہر کو برباد کرچکا تھا جس کی بدولت ملائکہ بھی اس کے سامنے سرنگوں تھے۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر ایک سرکش انسان عارضی و فانی شاہانہ جنون، چند روزہ حکومت اور دولت کے نشہ میں مست ہوکر انی انا اللہ کی آواز نکال رہا تھا۔ اور انا احی و امیت کا شور مچا رہا تھا

غیرت خداوندی جوش میں آئی۔ دست قدرت کو حرکت ہوئی معبودان باطل کی صفوں میں اضطراب بڑھا۔ شرک و کفر کے حلقوں میں گھبراہٹ کے آثار پیدا ہوئے۔ بہیمیت و ضلالت کے بادلوں میں روشنی پیدا ہوئی اور افق توحید پر ایک ستارہ چمکا جس نے زمانہ بھر کی گمراہی کے علی الرغم صدا بلند کی۔ انی وجہت وجہی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس بات پر گواہ رہے کہ میری توجہ کا مرکز وحید و ہستی بلند و برتر ہے جس کے ایک اشارہ سے ارض و سماء نیست سے ہست ہوئے اور میرے اس یقین کو کوئی اور چیز چھو تک نہیں سکتی۔

جور و استبداد کے ایک نمرودی دور میں ایک بظاہر معمولی انسان کا یہ نعرہ فضا میں ایک مستقل حرکت پیدا کر گیا۔ لیکن یہ آواز محض آواز نہ تھی بلکہ اس نے عمل کی شکل اختیار کی۔ معبودان باطل کی صف میں اولین درجہ مظاہر قدرت چاند، سورج وغیرہ کو حاصل تھا۔ اس مومن قانت نے لاحب الافلین کہہ کر ـــ ابراہیم علیہ السلام نے مسکت حجت پیش کی کہ میرا سر کسی ایسی چیز کے سامنے نگوں نہیں ہوسکتا جو مٹ جانے والی ہو۔ آباؤ اجداد کے بت کوتاہ بینیوں کی توجہ کے مرکز تھے۔ مگر اس مرد خدا کی ایک ضرب کارگر ثابت ہوئی۔ پتھر کا جزا در بے حس رہے۔ پرستار حمایت کے لئے بڑھے۔ آگ میں ڈالنے کی تجویز ہوئی۔ مگر وہ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوکر ہی رہ گئی۔

سب سے بڑا بت باقی تھا۔ نمرود نشہ حکومت میں بدمست خدائی کا دعویدار بن بیٹھا تھا اور سنگینوں کے سایہ میں خلقت کی گردنیں اس کے آستانہ پر سرنگوں تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نشہ توحید سے سرشار تھے، والذین اٰمنوا اشد حباً للہ کے مجسمہ۔ توحید کے شیدائی۔ خدائے متعال کے واحد پرستار کے دل پر اس کی خدائی کا جادو نہیں چلا۔ اس کی دولت حکومت، فوج، درباقت کا قلب مطمئن ـــ مومن ـــ پر ذرہ بھر اثر نہیں ہوا۔ ڈٹ کر اس کے دربار میں کہا کہ او سرکش و مغرور حقیر انسان اس خدا کی پرستش کر جس نے تجھے ملک دیا۔ جو میت سے ہست اور ہست سے نیست کرتا ہے اور جس کے قانون کے مطابق طلوع آفتاب مشرق سے ہوتا ہے مگر دولت کا نشہ اسے لے ڈوبا۔ فاعتبروا یا اولوا الابصار

کیا غیروں سے ہی یہ سلوک تھا۔ نہیں۔ محبت الٰہی کے مقابل پر اپنے عزیز، گھر بار، ملک سب ہیچ تھے۔ باپ کے متعلق جب متعدد واقعات سے یقین ہوگیا۔ انہ عدو للہ تبرء منہ کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے علیحدگی اختیار کی۔ قوم کا معاملہ سامنے آیا تو فرمایا انتم و اٰباؤکم الاقدمون فانہم عدو لی الا رب العٰلمین۔ تم سب اور تمہارے باپ دادا میرے دشمن ہیں سوائے خدائے پاک کے۔ بادشاہ سے لڑائی لی۔ قومی بتوں کو برباد کیا اور بالآخر تنگ آکر انی مہاجر الیٰ ربی کے الفاظ کہتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بابل کی سرزمین کو خیرباد کہہ گئے۔

بابل سے سینکڑوں میل دور کنعان کی سرزمین میں ایک پاکباز اور نیک سیرت انسان آباد ہے۔ رشد و ہدایت کا سبق اس کی زندگی کا مقصد ہے۔ بنی نوع کی ہمدردی اس کا وظیفۂ حیات ہے۔ اسی شغل میں زندگی کا بڑا حصہ گزر گیا۔ توحید کی رسالت میں بڑھاپے نے آلیا۔ زندگی کے آخری ایام آپہنچے۔ علم نبوت و صالحیت کے لئے وارث کی تلاش ہوئی۔ نگاہ حسرت سے آسمان کی طرف اٹھی۔ دعا فرمائی۔ رب ھب لی من الصالحین۔ الٰہی مجھے صالح اولاد عطا فرما۔ رحمت الٰہی جوش میں آئی۔ انابت استقبال کو بڑھی۔ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل سا فرزند عطا فرمایا۔ سن رسیدہ باپ کی خوشی کا کیا ٹھکانا تھا۔ مگر جب حضرت اسمٰعیل اس قابل ہوئے کہ حضرت ابراہیم کا کام میں ہاتھ بٹائیں تو خواب میں حکم ہوا کہ اس فرزند کو میری خاطر ذبح کرو۔

اُف کس قدر سخت امتحان ہے۔ آزمائش کا اندازہ لگانا مشکل ہے ایک انسان تمام تکالیف کا سامنا کرتا ہے والدین سے جدا ہوتا ہے خویش و اقارب سے قطع تعلق ہوجاتا ہے اور وطن عزیز سے مجبور ہوکر نکلتا ہے۔ بے یار و مددگار ایک بیابان میں رہائش اختیار کرتا ہے۔ بیوی کے علاوہ کوئی مونس نہیں کہ بڑھاپے میں ہاتھ بٹائے اور مشکلات کے بوجھ سے نجات دے۔ کہ اللہ تعالیٰ ایک بیٹا عطا کرتا ہے۔ بوڑھے والدین کی خوشی کی کیا انتہا ہوگی۔ اس پر کیا کیا امیدیں نہ لگا رکھی ہوں گی۔ اس کی تربیت میں کونسا دقیقہ فروگذاشت کیا گیا ہوگا۔ رسیدہ اور مضمحل قوتوں کو اس امید پر مصروف کار رکھا جاتا ہے کہ یہ پودا کسی وقت تناور شجر ہوگا اور اس کے سایہ سے مستفید ہوں گے۔ وہ وقت آتا ہے جب کہ وہ بیٹا باپ کی آنکھوں کا نور، والدہ کے جگر کی راحت باپ کے ساتھ کام کرنے کے قابل ہوجاتا ہے اور باپ سستانے کا ارادہ کرتا ہے کہ معاً حکم آجاتا ہے کہ اسے میرے راستے میں ذبح کرو۔ اپنے کلیجوں پر ہاتھ رکھ کر سوچو کہ کیا کیفیت ہوگی۔

کیا ابراہیمؑ کے قلب پر رائی کے دانہ کے برابر بھی اس نوری حکم سے اثر پیدا ہوا۔ یہ اس موحد اعظم کے جذبہ توحید پرستی کا آخری اور سخت ترین امتحان تھا۔ اس کوہ وقار انسان کے ارادہ میں جنبش تک پیدا نہ ہوئی۔ محبت معطی حقیقی ایک بار پھر غالب آئی اور آپ اس فتنۂ عظیم کو صاف کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔

قرآن شریف نے کن پیارے الفاظ میں اس واقعہ کا نقشہ کھینچا ہے۔ فلما بلغ معہ السعی قال یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ۔ جب حضرت اسمٰعیل اس عمر کو پہنچے کہ باپ کے ساتھ کام کرسکیں تو ابراہیمؑ نے فرمایا۔ اے میرے پیارے بیٹے میں خواب دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اس کے متعلق تیری کیا رائے ہے۔ یہ الفاظ کن بلند حقیقتوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔ خواب میں دیکھا ہے جو کہ عموماً تاویل طلب ہوتی ہے۔ مگر منشائے الٰہی کے آگے چون و چرا کی گنجائش نہیں ادھر باپ کا امتحان تو شروع تھا ہی کہ بیٹا کا امتحان بھی لے لیا گیا۔ یہ نہیں کیا کہ بیٹے کو پکڑا اور ذبح کر ڈالا۔ بلکہ پوچھا کہ بتا کیا رائے ہے۔ آہ۔ جان کس کو پیاری نہیں ہوتی۔ اور پھر وہ بچہ جو خدا کی کنہ کو پا ہی نہیں سکتا۔ اس سے توقع ہی کس بات کی۔ مگر وہ فرزند صالح تھا۔ وہ غلام حلیم تھا۔ ہاں وہ ایک موحد اور مومن باپ کا بیٹا تھا۔ اس کی تربیت ایک توحید پرست باپ کے سایہ میں ہوئی تھی۔ اور باپ نے اکلوتا بیٹا ہونے کے باوجود ناز و نعمت کا خیال ہوتے ہوئے بھی اپنے فرض منصبی کو پہچانتے ہوئے اسے خدا کا عاشق زار بنا دیا تھا۔ ایسے باپ اور بیٹے دنیا میں کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ اور آج کون شخص ہے جو باوجود مدعی ایمان و اسلام ہونے کے ایسا نمونہ دکھائے۔ باپ کا فرمان سن کر بیٹے کے چہرہ پر غم کے آثار ظاہر نہیں ہوئے اور جواب میں توقف بھی کوئی نہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے نام کے عاشق ہوتے ہیں۔ انہیں توقف سے کیا سروکار۔ آپ نے نہایت اطمینان سے فوراً عرض کیا۔ یاابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین اسے پیارے آبا! جس بات کا حکم آپ کو خالق نے ارشاد کیا ہے اسے کر گزریئے رہا میرا معاملہ تو آپ دیکھیں گے کہ میں راہ خدا میں ہر تکلیف کا خندہ پیشانی اور عالی حوصلگی سے مقابلہ کروں گا۔

باپ نے بیٹے کی رضا پاتے ہی پیشانی کے بل لٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے امتحان لینا تھا سو لے لیا۔ باپ اور بیٹا کامیاب اترے۔ ندا آئی۔ اے ابراہیم تو نے خواب کو سچ کر دکھلایا۔ تجھ پر سلام ہو۔ میں تیری اس سنت کو تاقیام قیامت جاری رکھوں گا۔

آج ہم پھر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ بکرے خرید کئے جائیں گے

اور ذبح کر کے ان کا گوشت تقسیم کیا جائے گا۔ یہ ہے ہماری قربانی کی حقیقت۔ لیکن کیا ہماری یہ قربانی قابل قبول ہے۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو گوشت کی ضرورت نہیں۔ وہ خون کا خواہشمند نہیں۔ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوٰی۔ اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا۔ بلکہ اس کو وہ جذبہ پہنچتا ہے جس کے ماتحت یہ قربانی کی جاتی ہے۔ تو قربانی دیتے وقت ہمارا فرض ہے کہ ہم اس خیال کو دل میں لے آئیں کہ اگر آج اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر اس کے نام کی عظمت کی خاطر ہمیں۔ جان۔ مال۔ گھر۔ بار۔ خویش و اقارب اور سب سے بڑھ کر اولاد کو بھی قربان کرنا پڑا۔ تو دریغ نہیں کریں گے۔ اگر تو قلب میں یہ تڑپ ہے۔ روح میں اس بات کا احساس ہے اور یقین اس بات کی گواہی دیتا ہے تو وہ قربانی قابل قبول ہے۔ ورنہ ہزار ہا بکروں کو ذبح کرتے جاؤ۔ دنیا کو خوش کرلو۔ تمہاری قربانی رائیگاں گئی۔ اور اپنے اپنے نفس کو دھوکا دیا۔

آج مسلمان کی قربانی حقیقی روح سے خالی ہے اس کا ہر کام حقیقت سے کوسوں دور ہوتا ہے۔ نہ توحید براہیمی کا نقشہ نظر آتا ہے اور ایثار اسمٰعیل کا۔ قربانی میں تو قوم کی بقا کا راز مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو دولت دین و دنیا نبی کریم صلعم کی طفیل ہمیں عطا کی تھی۔ اس کا دوام قربانی ہی سے وابستہ تھا۔ اور ہے۔ فرمایا۔ انا اعطینٰک الکوثر الخ کہ ہم نے بیشمار نعمتیں عطا کی ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ وہ برقرار رہیں تو اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور قربانی کرو۔ اس کا نتیجہ لازماً یہ ہوگا کہ تمہارا دشمن ہمیشہ خائب و خاسر رہے گا۔

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

آج پھر اسلام مصائب و آلام کے دور سے گذر رہا ہے۔ دہریت لامذہبیت، الحاد و زندقہ کی آگ بھڑک رہی ہے۔ اس زمانہ کا براہیم حضرت مسیح موعود کے عالم میں ظہور پذیر ہوا ہے۔ تاکہ اس آگ کو فرو کرے جیسا کہ فرمایا۔

ایں آتشے کہ داں آخر زماں بسوخت
از بہر چارہ اش بخدا نیر کو ژم

آپ کی بعثت کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ قوم کے افراد میں ابراہیمی ایثار و قربانی۔ للہیت اور توحید پرستی کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ ہم آپ کے جانشین ہیں۔ ہمارا فرض اولین ہے کہ آپ کے نقش قدم پر چل کر اپنے اندر براہیمی شان پیدا کریں اور وہ اسی طرح سے ہے کہ قربانی کرنے سے قبل اپنے قلوب کا جائزہ لیں کہ آیا ہم اس مسند منصب طالایمان ہیں کہ اگر ہمیں بھی راہ حق میں اس مرد حق کی طرح گھر بار۔ عزیز و اقارب۔ جان و مال۔ وطن۔ حتیٰ کہ اولاد عزیز کی قربانی بھی کرنی پڑے تو ہم بخندہ پیشانی اسے لبیک کہیں گے۔ اگر اس کا جواب نفی میں ہے۔ تو پہلے یہ ایمان پیدا کر لیجئے۔ دنیا کو دھوکا دیا جا سکتا ہے۔ مگر شرک کی موجودگی میں رضائے الٰہی حاصل نہیں کی جا سکتی۔ اگر آپ اپنے اندر یہ ایمان پیدا کر لیں تو وہ وقت دور نہیں کہ ارضی و سماوی طاقتیں آپ کے سامنے سرنگوں ہوں۔ ہے کوئی جو یہ قربانی ادا کرے۔

مسلمان قومی کارکن، قومی ادارے اور ان کے معترضین

مسلمان قوم بالعموم اور چند ایک خود فراموش احمدی صاحبان کا وطیرہ ہو گیا ہے کہ اپنے قومی کارکنوں پر ہر قسم کی ناجائز نکتہ چینیاں کرتے رہیں۔ بعض زمین کے کیڑے خود تو لوگوں کا پس خوردہ لیڈری اور ماموریت کی آڑ میں بے ڈکار ہضم کر جاتے اور اس پر گذران کرتے ہیں لیکن جب دوسرے قومی کارکنوں پر اعتراض کرنے بیٹھتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا خدا نے صرف انہیں کے ہاتھوں میں ترازوئے عدل دے رکھی ہے کہ جیسے وہ چاہیں۔ رگیدتے رہیں۔ بہرحال قومی کارکنوں کی تقسیم مندرجہ ذیل چند ایک شعبوں میں تقسیم ہو سکتی ہے۔

(۱) دنیاوی لیڈر جن میں بادشاہ، پریذیڈنٹ اور ان کے وزراء شامل ہیں۔ چونکہ یہ رات دن اپنے ممالک کے انتظام میں لگے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کے جملہ اخراجات قومی خزانہ سے ادا ہوتے ہیں۔ بادشاہوں اور ان کے رشتہ داروں اور تمام وزراء کے وظائف مقرر ہیں۔ پریذیڈنٹوں وغیرہ کے لئے سرکاری مکانات و اخراجات مقرر ہیں۔

(۲) ماتحت اقوام کے دنیاوی لیڈر جیسا اس ملک میں گاندھی۔ ان کے بھی سب اخراجات قوم کے ذمہ ہوتے ہیں۔

(۳) دینی لیڈر یعنی ماموران الٰہی چونکہ یہ بھی رات دن اصلاح قوم میں مصروف رہتے ہیں۔ اس لئے ان کے بھی اخراجات کا بوجھ قوم پر ہوتا ہے

(۴) غیر مامور دینی لیڈر۔ اگر قوم ان سے رات دن کام لینا چاہے تو ان کے جملہ اخراجات قومی خزانہ سے ادا کرے اور اگر قوم اس بات کے لئے تیار نہ ہو۔ تو پھر قوم ان کو پرائیویٹ کام کر کے اپنے اخراجات کے لئے آمد پیدا کرنے کی اجازت دے

(۵) غیر مامور دینی لیڈر جو اپنے آپکو ماموران الٰہی کی گدی پر بٹھا لیتے ہیں۔ مثل آجکل کے پیروں اور سجادہ نشینوں کے۔ جو قومی مال کو اپنی حسب مرضی خرچ کرنے پر اپنے آپ کو خود مختار سمجھتے ہیں

مندرجہ بالا شعبوں پر نظر کرنے سے پتہ لگ سکتا ہے کہ جماعت لاہور و جماعت قادیان کا موجودہ نظام ۴ و ۵ شعبوں کے تحت میں آتا ہے۔ جماعت قادیان اپنے امام کو قومی مال اور ہر ایک چیز کا مختار کل سمجھتی ہے اور وہ جس طرح چاہے اسے خرچ کر سکتا ہے قومی خزانہ سے ایک مقررہ رقم ماہوار لینے کے علاوہ مریدوں سے جس قدر نذرانہ وصول ہو۔ اس پر اس کا ذاتی حق سمجھا جاتا ہے

جماعت لاہور کا امام یا امیر رات دن قوم کے نظام میں مصروف رہتا ہے۔ قومی تحریکات کرنا جماعت پر جملہ اعتراضات کے جوابات۔ بذریعہ ٹریکٹ۔ رسالہ جات۔ پمفلٹ۔ اشتہارات بزبان اردو و انگریزی دینا اس کا فرض منصبی سمجھا جاتا ہے جو نذرانہ اسے وصول ہو۔ اس کا ایک پیسہ بھی وہ اپنے ذاتی مصرف میں نہیں لاتا۔ بلکہ قومی خزانہ میں جمع کروا کر رسید حاصل کر لیتا ہے۔ قوم اسے رہنے کے مکان کے علاوہ ایک مختصر رقم ماہواری کے لئے دیتی ہے۔ لیکن اگر وہ کوئی وقت بچا کر دماغ سوزی کر کے کچھ بال بچے کے گذارہ اور ان کی تعلیم و تربیت کے لئے کام کرے تو سب طرف سے زمین کے کیڑے رینگنا اور چلانا شروع کر دیتے ہیں۔ کیا قوم کا فرض نہیں کہ جب وہ رات دن ایک شخص سے کام لیتی ہے اور اسے ایک معزز اور ذمہ دار مقام پر کھڑا کر رکھا ہے۔ تو اس کی حیثیت کے مطابق اس کے گذارہ کا انتظام کر دے۔ تاکہ وہ اور اس کے اہل و عیال دنیا میں ذلیل و خوار نہ ہوں۔ یہ ظلم عظیم ہے کہ ایک شخص سے رات دن قومی کام بھی لیا جائے اسے معقول گذارہ بھی نہ دیا جائے۔ لیکن اگر وہ اپنی محنت سے کچھ اپنے گذارہ کا انتظام کرے تو اس پر اعتراض کیا جائے۔ آخر معترضین صاحبان جو فی الحقیقت بعض زمینی کیڑوں کی طرح مخبوط الحواس ہیں ہو گئے۔ اس نکتہ کو بھی حل کریں کہ وہ خود اگر اسی پوزیشن میں ہوں تو اس مشکل کو کس طرح حل کریں گے۔ اس کی صرف دو ہی صورتیں ہوں گی۔ یا قوم اپنے خزانہ سے اُن کے اور اُن کے اہل و عیال کے گذارہ کا انتظام کرے۔ ورنہ دوسری صورت میں ان کو قومی کام سے فرصت کے وقت اپنے گذارہ کا انتظام خود کرنے دے۔ یہ عجیب ذہنیت ہے کہ نہ کسی شخص کو گذارہ کے لئے کچھ دیا جائے اور اس سے امید یہ رکھی جائے۔ کہ وہ رات دن قومی کام بھی کرے۔ خود مع بال بچوں کے بھوکا رہے اور بچوں کی تعلیم و تربیت بھی نہ کرے یہ زمینی کیڑوں کی ذہنیت تو ہو سکتی ہے۔ لیکن کسی زندہ قوم کی نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں کے سامنے اسلامی تاریخ موجود ہے۔ جبکہ ہر ایک قومی کارکن کو حسب حیثیت وظیفہ ملا کرتا تھا۔ اور اس کے اہل و عیال کی کفالت بھی قوم کرتی تھی۔ آجکل چونکہ زمینی کیڑے دجال کی طرح اپنے خود ساختہ تقوے کا جال پھیلا کر قوم کے سادہ اور غریب لوگوں کو لوٹ رہے ہیں اس لئے وہ دوسروں کو بھی اپنے اوپر قیاس کر لیتے ہیں۔ ورنہ نرے دعوے سے مطلب ہونے کے کر کے سادہ لوحوں پر رعب جما کر ان کی جیبیں خالی کرنا اور خود کوئی قومی کام نہ کرنا۔ بلکہ قومی کارکنوں کو گالیاں دیتے رہنا یہ کام بجز زمین کے ذلیل کیڑوں کے اور کس کا ہو سکتا ہے۔

(ابو الفضل)

مسائل عید اضحیٰ

(از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱) خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہو اتنی ہی افضل ہے۔ نکمی یا ناقص قربانی قابل قدر نہیں ہوا کرتی۔ اسلئے بکرا یا بھیڑ یا دنبہ عمدہ اور تندرست ہونا چاہیئے کوئی عیب نہ ہو۔ یعنی لولا لنگڑا۔ کانا۔ کان یا سینگ جڑ سے کٹا ہوا نہ ہو۔ خصی ہونے کا کوئی حرج نہیں گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں بکرے کی عمر دو سال ... کی ہونی چاہیئے۔ یا اس سے زیادہ" دوندا " جس کے دو دانت سامنے کے بڑے ہوتے ہیں، موزوں ہوا کرتا ہے۔ بھیڑ یا دنبہ چھ ماہ کا بھی فقہا کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) قربانی کا وقت دس ذی الحجہ یعنی عید کے دن نماز عید و خطبہ کے بعد سے لیکر ۱۲ ذی الحجہ عصر کے وقت تک ہے۔ ایک کنبہ کی طرف سے ایک بکرا یا بھیڑ کافی ہے۔

(۳) قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے بعض قصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں جس سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے۔

(۴) قربانی کا خون اور گوشت خدا کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ دلوں کا تقویٰ خدا تک پہنچتا ہے۔ پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ در اصل وہ خدا کے حکم کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے۔ یعنی اپنے تمام جذبات حیوانی کو خدا کی رضا کے آگے وہ قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے جب تک یہ تقوے مدنظر نہ ہو۔ قربانی کے مقبول ہونے کی صورت نظر نہیں آتی

(۵) عید کے دن نہانا۔ صاف کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا۔ نماز عید پڑھنا۔ خطبہ سننا مسنون ہے۔ عید الفطر میں نماز سے پہلے کھانا سنت ہے لیکن عید الضحیٰ میں نماز عید کے بعد کھانا سنت ہے۔

عید کی نماز دو رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں یاد رہے دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ سے قبل یہ تکبیریں کہنی چاہیئں اور تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑنے چاہیئں قرات جہری ہوتی ہے۔ اور نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے۔ جس کے درمیان میں امام بیٹھتا نہیں خطبہ سننا نہایت ضروری چیز ہے۔ خطبہ کے درمیان میں لوگ ملنا جلنا اور بغلگیر ہونا شروع کر دیتے ہیں یہ جائز نہیں

نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا مسنون ہے۔ نماز کے بعد جماعت کی شکل میں راستوں سے گزرنا اسلام کی شوکت کا موجب ہے

قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے ایک ... خود کھائے۔ اور اس کے اہل و عیال کھائیں دوسرا حصہ ... دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے۔ تیسرا حصہ مساکین اور ... کو دے۔

عید کے دن باہم ملنا جلنا۔ کھانا پینا۔ خوشی کرنا منشائے ... ہے۔ نماز پڑھ کر گھروں میں گھس رہنا یا سو کر دن ... لینا۔ اس گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلط ہے۔

... ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کر کے ۱۳ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیریں کہنے کا حکم ہے۔ اور وہ یہ ہے

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد ۔ ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے

(۱۱) عید کی خوشی کے موقع پر بہت لوگ کپڑوں۔ کھانوں۔ اور بچوں پر خرچ کرتے ہیں ایسے موقع پر اشاعت اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنا چاہیئے۔ آج وقت کا تقاضا ہے۔ پس ایک روپیہ فی کس عید فنڈ میں دینا اسلام کی محبت پر دلالت کرتا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے مساجد فنڈ کے لئے جو اپیل کی ہے۔ وہ بھی ہر ایک دوست کے مدنظر رہنی چاہیئے جہاں جہاں ہماری جماعتیں ہیں وہاں مساجد کی تعمیر سلسلہ کے استحکام و ترقی کے لئے بے حد ضروری ہے

(۱۲) قربانی کی کھال خدا کی راہ میں دینی چاہیئے اشاعت اسلام اس کا بہترین مصرف ہے۔ قصاب کو اجرت میں دے دینا جائز نہیں

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت قدرے ناساز سی ہے تاہم بدستور خدمات دینیہ میں منہمک ہیں۔

—— جناب میاں محمد ایوب صاحب آئی سی۔ ایس کی شادی کی اطلاع درج ہو چکی ہے۔ اسکی اطلاع جب آپ کے برادر بزرگ جناب میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ کو بغداد میں پہنچی تو آپ نے اس تقریب کی خوشی میں پچاس روپے کی خطیر رقم برائے اشاعت اسلام عطا فرمائی۔

—— اخویم سید عابد علی صاحب سول انجینیر عراق نے تحریک ارشاد الٰہی میں تین صد روپیہ عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہر دو اصحاب کو جزائے خیر دے

—— اخویم ملک عبدالرحمٰن صاحب ملٹری اکونٹنٹ دہلی ہمارے مخلص دوست نوجوان ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو صحت و عمر درازی کے ساتھ اسلام کا خادم بنائے۔

—— ۱۴ / فروری کو ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن سفید ڈھیری ضلع پشاور کا سالانہ اجلاس ہوا۔ جس میں مولنٰنا عبدالہادی خانصاحب۔ صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب۔ پیر مدثر شاہ صاحب اور رفیق محترم سید اختر حسین صاحب گیلانی نے شمولیت فرمائی جلسہ بخیر و عافیت اختتام پذیر ہوا۔ اس میں نوجوانوں اور بچوں نے بالخصوص حصہ لیا جس کی روئداد علیحدہ شائع ہوگی

—— رفیق محترم سید اختر حسین صاحب ۱۶ فروری کو لاہور تشریف لے آئے آپ نے دو ماہ کی رخصت لی ہے۔ اور یہ وقت وہ مرکز ہی میں گزارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

—— مکرمی محمد نجم الدین صاحب حیدر آبادی گزشتہ دس سال سے قادیانیت اختیار کئے ہوئے تھے امسال قادیان جلسے پر جاتے ہوئے لاہور ٹھہرے ... چند روزہ تحقیق کے بعد آپ نے عقائد محمودیہ سے بیزاری کا اظہار کر کے حضرت امیر ایدہ اللہ کے دست مبارک پر تجدید بیعت کی ہے۔ اللہ تعالےٰ استقامت دے اور مسیح موعود کے مسلک پر قائم رکھے

—— چوہدری عزیز احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی سب جج ... سے تبدیل ہو کر منڈی بہاؤ الدین اور چوہدری فضل داد صاحب ... سے تبدیل ہو کر بطور ہیڈ کلرک سرکل رجسٹرار کو اپریٹو سوسائٹیز لاہور تشریف لے گئے احباب نوٹ کر لیں

—— نہایت رنج کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے۔ کہ ایم موسیٰ خان صاحب ... کی صاحبزادی محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔ اس حادثہ سے جو صدمہ متعلقین کو ہوا ہوگا۔ اس کا اندازہ کچھ وہی لگا سکتے ہیں موت و زیست کی ... ہمارے تاثرات سے بلند واقع ہوئی ہے

" انا للّٰہ وانا الیہ راجعون "

اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے احباب جنازہ غائبانہ ادا فرمادیں

—— میری اہلیہ کی وفات پر جن بزرگوں اور احباب نے براہ ڈاک ... سے اظہار ہمدردی فرمایا ہے ان حضرات کا میں شکریہ بذریعہ پیغام صلح ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ میرے لئے فرداً فرداً لکھنا باعث تکلیف ہے۔

(سلطان علی، از دہلی)

نوجوانان جماعت میں روح عمل کا احیا

آقائے نامدار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلی خواہش تھی۔ کہ سلسلہ احمدیہ کو قائم کر کے ایک متقین کا گروہ تیار کیا جائے۔ جن کی نشست و برخاست گفتگو۔ معاملات۔ اور ہر حرکت سے شان اسلامی مترشح ہو جائے ... کے نوجوانوں میں اس وقت جو آثار بیداری ہویدا ہیں۔ وہ تو ظاہر کر رہے ہیں کہ عنقریب ہی ایک زبردست گروہ فدایان اسلام کا متحد ہو کر دنیا کے سامنے آئیگا اور اسلامی اخلاق سے دنیا بھر میں مسلط ہو جائے گا۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ سفید ڈھیری۔ امرتسر۔ راولپنڈی۔ وزیر آباد وغیرہ میں ایسے ایسے تابناک گوہر موجود ہیں۔ کہ انکی نظیر کہیں اور تلاش کرنا قریب قریب نفس کو دھوکا دینا ہے۔ اس ضمن میں سفید ڈھیری کے فدائیان اسلام کا قدم سب سے آگے بڑھا ہوا ہے۔

لاہور کے نوجوان جس سرگرمی کا اظہار فرما رہے ہیں وہ بزرگوں کے لئے تازیانہ عبرت ہے مجھے اس بات کی انتہائی خوشی ہے پیغام صلح کے صفحات ایسے ہی نوجوانوں کے لئے کھلے ہیں نوجوانان اسلام اپنی کامیابی پر یقین کامل کیجئے اور وہ کامیابی مقدس ہے صلاحیت پیدا کرنے سے۔ مومن بننے سے اپنی منزل پر نگاہ کیجئے اور اسی کے مطابق تیاری کیجئے

حد سفت افلاک سے منزل مسلمان کی
ستارے جس کی گرد راہ ہیں وہ کارواں تو ہے

اسلامیہ کالج لاہور کی شاندار فتح

حسب دستور پنجاب یونیورسٹی کے طلبا کلکتہ میں کھیلوں میں شریک ہوئے مسٹر عبدالرحمٰن ایم۔ اے اسٹوڈنٹ اسلامیہ کالج لاہور نے جو جماعت کے پرجوش نوجوان ہیں ... انہیں شرکت کی ۱۲ تاریخ کو کلکتہ اور پنجاب یونیورسٹی کے مابین آدھے میل کی دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ رفیق مذکور نہ صرف ہر دو یونیورسٹیوں میں اوّل نکلے بلکہ گزشتہ ریکارڈ توڑ کر نیا قائم کیا آپ نے یہ فاصلہ ۲ منٹ ... اسکنڈ میں طے کیا۔ اس کامیابی پر ہم رفیق مذکور کے علاوہ کالج کے پرنسپل ... عبداللہ یوسف علی صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ ان کے دور میں محض انکی توجہ سے کالج روز افزوں ترقی کر رہا ہے

(نامہ نگار)

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(از جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی)

ہسپانوی مقبوضات (مغربی افریقہ)

مسٹر محمد صاحب سکرٹری لکھتے ہیں کہ آپ اس بات کو معلوم کر کے خوش ہوں گے۔ کہ یہاں کے گورنر جنرل نے ہماری سوسائٹی کو رجسٹر کرنے کی اجازت دیدی ہے اور میں نے دیہاتی مسلمانوں کو منظم کرنا شروع کر دیا ہے۔ مجھے آپ کے خط سے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ ہمارا دوست ہیپ شمس الدین ان علاقہ جات کا دورہ کر رہا ہے اور عنقریب ہمارے پاس بھی آئے گا۔ ابھی تک خود اس کا کوئی خط نہیں ملا جس کی انتظار ہے۔ یہاں کے موجودہ حالات کے مدنظر میرا ارادہ کچھ عرصہ کے لئے نائیجیریا چلے جانے کا ہے کیونکہ موجودہ لڑائی کے باعث بے روزگاری بڑھ رہی ہے اور ہمارے کئی دوست بے روزگار ہو چکے ہیں۔ نائیجیریا پہنچکر مفصل پتہ سے اطلاع دونگا گورنر جنرل کی چٹھی کی نقل ارسال ہے۔

سویڈن

انا نلسن صاحبہ لکھتی ہیں کہ میں نے قرآن کریم اور تمام کتب جو آپ نے بھیجی تھیں غور سے مطالعہ کرلی ہیں۔ میں نے ایک سویڈش ترجمہ قرآن کریم کا مطالعہ کیا تھا اور اب اس کا مقابلہ آپ کے ترجمہ سے کرکے پھر مطالعہ کیا ہے۔ میں ان تمام کتب کے لئے مشکور و ممنون ہوں۔ کیونکہ ان کے بغیر میں قرآن کریم کی نہایت ہی قیمتی آیات پر اطلاع نہ پاسکتی تھی۔ قرآن مجید فی الحقیقت دلچسپ کتاب ہے جس کے لئے میں آپ کی مشکور رہوں۔

شام

مسز شاہین صاحبہ لکھتی ہیں کہ جب میں امریکہ میں تھی تو آپ کا لٹریچر پہنچتا رہتا تھا۔ اس لئے اب جبکہ میں یہاں آگئی ہوں۔ آپ کی تحریک کے ساتھ پورے طور پر وابستہ رہنا چاہتی ہوں۔ میرے پاس نامکمل قرآن ہے۔ اس لئے مکمل ترجمۃ القرآن کی قیمت سے مطلع کریں۔ تاکہ میں اسے منگوا لوں۔ جہاں میں اب رہتی ہوں۔ وہاں اسلام کے بارہ میں لوگوں کو بہت کم علم ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اسلام کی صحیح تعلیم سے لوگوں کو آگاہ کردوں۔

عراق

اخویم سید تصدق حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر کے خطبہ ۲۰ر نومبر ۳۶ء سے مترشح ہوتا ہے کہ بعض احباب

جماعت کا خیال ہے کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور روپیہ مفت ضائع ہو رہا ہے۔ تعجب کا مقام ہے کہ احباب جماعت کے دماغوں میں یہ خیال کس طرح بیٹھ گیا۔ کہ یورپ میں تبلیغ کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر ہمارے یہ احباب ذرا دور بینی سے کام لیں تو انہیں معلوم ہو

تلک الایام نداولھا بین الناس

یہ نظم اسی عنوان سے جناب مہجور صاحب نے گذشتہ سال ارسال کی تھی۔ چونکہ غیر مطبوعہ ہے اس لئے ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

ٹوٹ جا ہاں اے طلسم کفر ملت ٹوٹ جا
اے پرستاران دربار خلافت چھوڑ دو
کچھ تاَمل کفر بھی سوچے نہ مردان خدا
روند ڈالا تم نے کشت احمد مختار کو
گانٹھ کے پورے جو تھے وہ آنکھ کے اندھے بنے
ظلمت پیری مریدی چھا گئی ہے نور پر
اٹھ گئی مذہب کی خدمت اور سیاست رہ گئی
کیا یہی تھا ہم کو فرمان مسیح قادیان

اے بنائے پیکر کبر و رعونت ٹوٹ جا
کر چکے ہو تم جو باطل کی حمایت چھوڑ دو
باغباں کہلا کے خود ہی باغ ویراں کر دیا
کس طرح دکھلاؤ گے منہ تم بڑی سرکار کو
دیکھتے ہی دیکھتے ہیں کیا سے کیا نقشے بنے
ہو گئی غالب ہوائے شرک شمع طور پر
قادیاں میں نام ہی کی احمدیت رہ گئی
الاماں اے ملت محمودیہ صد الاماں

زورقم یارب بگرداب بلا افتادہ است
مست صہبائے قیادت ناخدا افتادہ است

نیاز آگین مہجور

سکتا ہے کہ اسلام کے غلبہ کا راز یورپ کو مسلمان کرنے میں راز مضمر ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے لئے ابھی مزید وقت درکار ہے۔ اور بڑے ہی ایثار اور قربانی کے بعد یہ دن دیکھنا ہوگا۔ کیا حدیث نبوی، آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا۔ ہمارے ان احباب کو بھول گئی حضرت مسیح موعود کی بعثت کسر صلیب کے لئے مخصوص ہے اور یہ بغیر یورپ کو فتح کئے ہوئے ممکن نہیں۔ سکام کا بیج حضور لگا گئے اب اس کی آبیاری و حفاظت ہماری جدوجہد پر منحصر ہے۔ ایشیائی لوگوں کے دماغ مفلوج ہو چکے ہیں۔ یورپ کی تباہ کن تہذیب و تمدن کے اثر سے ایشیا مسحور ہو چکا ہوا ہے جو بھی چیز بھی ہو یا بری۔ یورپ میں انہیں دکھائی دیتی ہے اسے فی الفور قبول کر لیتے ہیں۔ قرآن کریم ان کے پاس ہے۔ مگر اسے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ چودہ سو برس پیشتر جاہلوں کی اصلاح کے لئے یہ موزوں تھا۔ اب یہ رسنڈ ورنا قابل عمل نہیں۔ آج یورپ ہی ایک ایسی ٹکسال ہے جس کی اصلاح میں ایشیا کی اصلاح کا راز پوشیدہ ہے۔ یورپ میں تبلیغ نہایت

ہی ضروری ہے۔ عذار الیسا کوئی غلط قدم نہ اٹھ یا جائے جس سے نہ صرف سلسلہ کے وقار کو صدمہ پہنچنے کا احتمال ہے۔ بلکہ اسلام کے لئے عظیم ترین نقصان کا باعث ہوگا۔

سیلون

مسٹر کے۔ سی۔ الیف صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے بار بار آپ کا ترجمۃ القرآن مطالعہ کیا ہے اور میں اس بات کے ظاہر کرنے سے اپنے دل میں خوشی پاتا ہوں کہ اس کے ذریعہ سے میں نے کئی متشکک الایمان آدمیوں کو پکا مسلمان بنا دیا ہے۔ ایک دوست نے مجھے جماعت احمدیہ کے انشقاق کے حالات بتائے اور یہ کہ آپ لوگ حضرت مرزا صاحب کو امام اور مجدد ہی مانتے ہیں۔ پیغمبر نہیں مانتے۔ مہربانی فرما کر اپنی جماعت کے مفصل حالات سے مجھے اطلاع دیں۔ تاکہ میں اس بارہ میں صحیح قدم اٹھا سکوں۔

ملایا

مسٹر نانی ٹوپو لکھتے ہیں کہ آپ کا خط و کتب پہنچ گئی ہیں۔ جن کے لئے آپ کا اور آپ کی جماعت کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ میں نے ایک دفعہ ان کا مطالعہ کر لیا ہے اور اب دوبارہ مطالعہ کر رہا ہوں۔ میں۔ ملائی۔ ڈچ اور انگریزی زبانیں جانتا ہوں اور ملانوں کے خیالات سے سخت متنفر ہوں اور اپنی زندگی علیحدگی میں بطور ایک تارک الدنیا گذار رہا ہوں۔

عرض حال

گذشتہ پرچہ اتوار اور سوموار کو پریس میں تعطیل ہونے کی وجہ سے ۱۶ر فروری کو نکلا۔ اب چونکہ ۲۲ر کو عید ہے اس لئے ۲۳ر فروری کا پرچہ نہیں نکلے گا۔ جس کی تلافی ۱۹ر کی بجائے ۲۰ر فروری کو ۱۲ صفحات کا اخبار نکال کر کی جا رہی ہے۔ اس کے بعد ۲۷ر فروری کو مہر ۱۲ صفحات کا پرچہ ہدیہ ناظرین عظام ہوگا۔ تبدیلی پر معذور سمجھیں۔

راہ خدا میں

پانچ گریجوایٹ درکار ہیں

کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک اس کے نوجوان اپنی زندگیاں حق و صداقت کی خاطر قربان نہیں کر دیتے۔ جماعت کو اس وقت ایسے پانچ گریجوایٹ درکار ہیں جو اپنی زندگیاں خدمت دین میں وقف کرنے کے لئے تیار ہوں اور تحقیق مذہب میں اپنے آپ کو لگا دیں۔ ایسے احباب کی درخواستیں آخر فروری سے قبل پہنچ جانی ضروری ہیں۔ زمانہ تعلیم میں گزارہ کی کفیل جماعت ہوگی اور عرصہ تعلیم کا انحصار حالات پر ہوگا۔

سیکرٹری

آنحضرت صلعم ایک سخی کی حیثیت سے

از ہمہ چیزے فزوں تر در ہمہ نوعِ کمال
آسماں ہا پیشِ اوجِ ہمتِ او ذرّہ وار (امام الزمانؑ)

اگر بغور دیکھا جائے تو دولت دنیا ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو خدا سے غافل بنا دیتی ہے اور اسے نبی نوع پر ایسے ایسے مظالم توڑنے پر آمادہ کر دیتی ہے کہ اس کے تذکرہ سے روح کانپ اٹھتی ہے۔ دنیا بھر کی موجودہ تباہ حالی اور افلاس کا نقشہ کس کے سامنے نہیں ہر ایک [illegible] کروڑہا لوگ [illegible] کو ترستے ہیں انکو پہننے کے لئے موزوں لباس اور رہنے کے لئے مکانات تک میسر نہیں [illegible] کیا یہ کافی ہے؟ ہرگز نہیں دنیا میں ایسے انسان موجود ہیں جن کے گودام اناجوں سے بھرپور اور جن کے [illegible] بینکوں میں جمع ہیں [illegible]

گویا ان کی محبت میں اندھے ہو کر وہ برادران نوع انسان کی [illegible]

اسلام نے ایسے مال کو فتنہ قرار دیا ہے۔ درحقیقت اقوام کی ترقی کا راز [illegible] کی جود و سخا میں مضمر ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ کہ مالوں کو راہ خدا میں صرف کرو اور کنجوسی [illegible] اپنی ہلاکت کے سامان پیدا نہ کرو خدا شناسی اور تقویٰ کا تقاضا بھی یہی ہے۔ تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی پیاری چیزوں کو راہ حق میں صرف نہ کرو۔ مومن کی شان میں بار بار آتا ہے کہ وہ اپنے مال صرف کرتے ہیں اپنے اموال سے جہاد کرتے ہیں۔ ان کے مالوں میں سائلین اور [illegible] وہ مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اس کے برخلاف سرمایہ جمع کر چھوڑنے والوں کے متعلق [illegible] کے روز اسی جمع شدہ سرمایہ سے انکی پشتوں اور پیشانیوں کو داغ دیا جائے گا۔ اور انہیں عذاب [illegible] کیا جائیگا۔

آقائے نامدار حضرت احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات [illegible] کامل نمونہ تھی۔ حضور اکرم صلعم نے قرآن کریم کے ہر حکم پر مکمل عمل کیا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ [illegible] درست ہے۔ کہ آپ کا خلق قرآن ہے۔ آپ جود و سخا کے بحر بیکراں تھے۔ دنیا میں آپ کا ثانی پیدا نہیں [illegible] کا مادہ آپ میں اس قدر تھا کہ تمام عمر کسی سائل کو "نہیں" کا لفظ نہیں فرمایا۔

آپ کے جود و سخا کے متعلق بے شمار روایات ہیں جن میں [illegible] مشتے از خروارے پیش کی جاتی ہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص [illegible] حاضر ہوا اور آپ کی بکریوں [illegible] آپ سے درخواست کی اس پر آپ نے تمام بکریاں [illegible] فرما دیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے اپنے قبیلہ [illegible] اسلام قبول کرو محمد صلعم ایسے فیاض ہیں [illegible] ہو جانے کی پرواہ تک نہیں کرتے۔

[illegible] قدر فیاضانہ پائی تھی کہ اگر سائل کے لئے کچھ پاس نہ ہوتا [illegible] اس سبب [illegible] ایک بدو [illegible] کہا کہ میری حاجت ہے خوف ہے کہ بھول نہ جاؤں۔ اس لئے ابھی پوری فرما دیجئے۔ آپ نے فوراً اس کی حاجت براری کر کے نماز ادا کی۔

بعض اوقات پاس کچھ نہ ہوتا۔ تو قرض اٹھا کر سائل کو [illegible] ایک دفعہ ایک سائل آیا اور حضور صلعم کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس کو ساتھ لیا کہ انتظام کر دیں [illegible] عرض کیا کہ اگر آپ کے پاس نہیں تو ذمہ داری تو جاتی رہی۔ قریب ہی ایک بزرگ نے کہا آپ دئیے جائیے اور عرش والے خدا سے نہ ڈرئیے وہ آپ کو محتاج نہیں کرے گا۔

جو مال آپ کے پاس آتا جب تک تقسیم نہ ہو جاتا آپ چین نہ [illegible] ایک دفعہ گھر میں تشریف لائے۔ تو چہرۂ انور متغیر تھا ام سلمہؓ نے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے۔ فرمایا کل جو آئے تھے شام ہو گئی اور وہ بستر پر پڑے رہ گئے۔

ایک شب آپؐ ابوذر غفاریؓ کے ساتھ ایک راستہ سے گزر فرما تھے ابوذر! اگر احد میرے لئے [illegible]

اکثر دستور مبارک تھا۔ کہ جب تک نقدی تقسیم نہ کر لیتے [illegible] ایک دفعہ [illegible] آپ کے پاس آیا حضرت بلال نے غلہ فروخت کر کے ایک یہودی کا قرض ادا کیا [illegible] اطلاع دی [illegible] مگر کوئی سائل نہ [illegible] آپ نے [illegible] بسر کی۔ دوسرے دن [illegible] کے مال راہ خدا میں دے دیا گیا۔ [illegible] کی اور گھر تشریف لے [illegible]

ایک دفعہ عصر کی [illegible] جلد اندر جا کر [illegible] باہر تشریف لے [illegible] فرمایا مجھے نماز [illegible] سونا گھر میں پڑا رہ گیا ہے گمان ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رات موجودہ گھر میں پڑا رہ جائے

[illegible] جا کر اسے خیرات کر دینے کو کہہ آیا۔

غزوہ حنین میں [illegible] آنحضرت صلعم [illegible] فرما کر آ رہے تھے۔ راہ میں بدوؤں کو خبر لگی کہ اس طرف سے آپ کا گزر ہونے والا ہے۔ دوڑ کر آئے اور آپ سے لپٹ گئے۔ کہ ہمیں بھی کچھ عنایت ہو۔ آپ ہجوم سے پریشان ہو کر ایک درخت کی آڑ میں [illegible] کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے دامن تھام لیا۔ یہانتک کہ چادر جسم اطہر سے جدا ہو گئی۔ فرمایا میری چادر دے دو۔ خدا کی قسم اگر ان جنگلی درختوں کے برابر بھی اونٹ میرے پاس ہوتے تو میں سب تم کو دے دیتا اور پھر تم مجھ کو بخیل نہ پاتے، نہ دروغگو نہ نامرد۔

لوگوں کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ جو مسلمان مر جائے اور اپنے ذمہ قرض چھوڑ جائے۔ تو مجھے اطلاع دو کہ میں اسکو ادا کروں گا۔ اور جو ترکہ چھوڑ جائے وہ وارثوں کا حق ہے۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔

ایک دفعہ آپ صحابہؓ کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ ایک بدو آیا اور آپ کی چادر کا گوشہ زور سے کھینچ کر بولا محمدؐ یہ مال نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے۔ ایک بار شتر دے۔ آپ نے اس کے اونٹ کو کھجوروں اور جو سے لدوا دیا۔

ایک دفعہ بحرین سے بے شمار رقم خراج میں آئی۔ اسے صحن میں ڈلوا دیا۔ جب [illegible] نماز کو تشریف لائے تو کسی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ نماز سے فارغ ہو کر تقسیم کرنے لگے۔ جو سامنے آتا اسے دیتے جاتے۔ حضرت عباسؓ کو اس قدر دیا کہ وہ اٹھا کر چل نہیں سکتے تھے۔ اسی طرح اور لوگوں کو بھی دیتے جاتے تھے جب کچھ بھی نہ بچا تو کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

قاعدہ ہے کہ اگر غلام مر جائے تو اس کا ترکہ آقا کو ملتا ہے۔ ایک دفعہ ایک غلام فوت ہو گیا۔ اس کی متروکہ جائیداد آپ کے پاس لائی گئی فرمایا کہ اس کا کوئی ہم وطن ہے۔ لوگوں نے کہا۔ ہاں ہے۔ فرمایا یہ تمام اشیاء اسی کے حوالہ کر دو۔

ایک دفعہ چند انصار نے آپ سے کچھ مانگا آپ نے دے دیا۔ پھر مانگا۔ پھر دیا۔ یہاں تک کہ پاس کچھ نہ رہا لیکن پھر وہ حاضر ہوئے اور درخواست کی فرمایا میرے پاس جو کچھ ہو گا اسے تم سے چھپا نہیں رکھوں گا

بعض اوقات چیز خریدتے اور قیمت ادا کر دینے کے بعد وہی چیز بطور عطیہ عطا فرما دیتے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ سے ایک اونٹ خریدا اور اسی وقت عبداللہ بن عمر کو عطا کر دیا۔

آپ کھانے پینے کی اشیاء میں بھی دوسروں کو شریک فرماتے کسی غزوہ میں [illegible] صحابہ ہمراہ تھے ایک بکری خرید کر ذبح کروائی اور کلیجی بھوننے کا حکم دیا۔ وہ تیار ہوئی۔ تو تمام صحابہ میں اسے تقسیم فرمایا اور غیر حاضروں کا حصہ محفوظ رکھ دیا۔

وفات سے قبل حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت فرمایا کہ کچھ رقم گھر میں ہے۔ جواب ملا کہ چند درہم ہیں فرمایا راہ خدا میں دیدو محمدؐ نہیں چاہتا کہ خدا سے ملے اور اس کے گھر میں درہم ہوں۔

یہ ہے نمونہ آپ کی سخاوت کا۔ قرآن شریف میں ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو۔ تو اس کے حبیب کی پیروی کرو۔ اس سے خدا کی خوشنودی وابستہ ہے اور جس فرد یا قوم کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو گئی اسے اور چاہیئے ہی کیا۔

زندہ آں شخصے کہ نوشد جرعۂ از چشمہ است
زیرک آں مردے کہ کرد است اتباعت اختیار
(مسیح موعودؑ)

(رحمانیہ)

اسلامی ڈکٹیٹر کی شان

(از رفیع جلالوی)

پیارے بچو! آج کل آپ اخبارات میں عام طور پڑھتے ہونگے۔ کہ بہت سے ملکوں کے حکمران ڈکٹیٹر ہیں۔ ڈکٹیٹر انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ اس سے مراد وہ شخص ہے۔ جس کے ہاتھ میں کسی ملک کی حکومت کی باگ ڈور ہو۔ اس کے ہاتھ میں ہر قسم کے اختیارات ہوتے ہیں وہ جو چاہے کرے۔ اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اردو میں ایسے شخص کو مختار مطلق یا آمر کہتے ہیں۔

اس وقت روس اور اٹلی کے ڈکٹیٹر سٹالن اور مسولینی ہیں۔ ان کی زبان سے جو لفظ نکل جائے۔ بس وہی قانون ہے۔ اور کیا مجال جو کوئی خلاف ورزی کر سکے۔ جرمنی کا ڈکٹیٹر ہٹلر ہے۔ کوئی شخص ملک بھر میں اس کے خلاف زبان پر حرف شکایت نہیں لا سکتا۔ حال ہی میں وہاں قانون پاس ہوا ہے۔ کہ جو شخص ہٹلر کے کسی کام پر نقطہ چینی یا اعتراض کرے گا۔ اسے لمبی مدت کے لئے جیل خانہ میں ڈال دیا جائے گا۔ انگریزی زبان کا ایک مقولہ ہے۔ کہ بادشاہ غلطی کر ہی نہیں سکتا۔ وہ تو پہلے وقت کی بات ہوگی۔ لیکن اگر یہ درست ہے بھی تو موجودہ ڈکٹیٹروں پر پوری چسپاں ہوتی ہے۔ اور حالت یہ ہے۔ کہ آج وہی شخص ان کے برخلاف ان کے ملکوں میں کچھ کہہ سکتا ہے۔ جو پہلے جان سے ہاتھ دھولے۔

یہ ڈکٹیٹر نسل انسانی کے لئے نہایت خطرناک ہیں اگر حالت یہی رہی۔ تو کسی وقت دنیا کی قوموں میں سخت جنگ ہوگی اور انسانی خون کی ندیاں بہہ جائیں گی۔

آپ سوال کریں گے "اسلام میں ڈکٹیٹروں کے متعلق کیا حکم ہے" یا "آیا خلفائے راشدین ڈکٹیٹر نہیں تھے؟"

یہ سوال معقول ہے یقیناً اسلامی خلیفہ مسلمانوں کا امیر ہوتا تھا۔ اور ہر قسم کا بندوبست اس کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ مگر وہ خود بھی اوروں کی طرح اسلامی قانون کا پابند ہوتا تھا۔ لوگوں پر اس کی اطاعت اور فرمانبرداری اسوقت تک ضروری ہوتی تھی۔ جب تک کہ اس کے احکام اسلامی قانون کے مطابق ہوتے تھے اور جب وہ قرآن کے خلاف چلتا تھا۔ تو لوگ اس کا حکم نہیں مانتے تھے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ (اسلامی ڈکٹیٹر) مقرر ہوئے جس وقت مسلمانوں نے آپکو اپنا امیر بنایا تو آپ منبر پر تشریف لائے۔ اور خدا کی حمد کے بعد فرمایا

"میں آپ سے کسی طرح بڑا نہیں ہوں۔ اگر میں غلطی کروں۔ تو مجھے غلطی سے خبردار کر کے سیدھا کرو۔ اور اگر میں شریعت کے مطابق درست کام کروں تو اس میں میری مدد کرو"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت ہی عظیم الشان صحابی گزرے ہیں۔ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد خلیفہ چنے گئے آپ ہر کام میں [illegible] نمونہ دکھاتے تھے۔ ایک دن آپ جب مسجد نبوی میں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے۔ تو لوگوں سے سوال کیا

"اے مسلمانو! بتاؤ۔ اگر میں اسلام کے اصول کی پیروی میں غفلت برتوں [illegible] مخالف چلوں اور دنیا پرستی کی طرف جھک جاؤں تو آپ اس وقت کیا کریں گے"

آپ کا یہ کہنا ہی تھا۔ کہ مجمع سے ایک مرد مومن اٹھا اور میان سے تلوار نکال کر کہا "اس وقت آپ کا سر اس تلوار سے اڑا دیا جائے گا۔"

حضرت عمرؓ نے یہ آزمانے کیلئے کہ وہ شخص اس قدر دلیر اور سچا تھا کس قدر [illegible] سے فرمایا "تم جانتے ہو کہ کیا کہہ رہے ہو اور کس کے متعلق یہ الفاظ زبان سے نکال رہے ہو"

"بیشک میں جانتا ہوں کہ میرے سامنے کون ہے۔ اور جو میں کہہ رہا ہوں وہ [illegible] درست ہے۔" اس نے دلیری سے جواب دیا۔

یہ الفاظ سن کر حضرت عمرؓ نے بے ساختہ فرمایا "الحمدللہ مسلمانوں میں ایسے [illegible] موجود ہیں جو غلطی ہونے پر عمر کو بھی تلوار کے زور سے سیدھے راستے پر لے آئیں گے"

پیارے بچو! یہ تھی شان اسلامی ڈکٹیٹروں کی۔ وہ اپنے آپ کو غریب سے غریب انسان سے بھی ذرہ بھر بڑا نہیں سمجھتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اسلام میں امیر و غریب، شاہ و گدا، گورے اور کالے میں کوئی فرق نہیں۔ یہ ڈکٹیٹر اسلام کی روح کا زندہ نمونے تھے۔ تاریخ میں انکے کارناموں کے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے قانون میں خلیفہ اور عام مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں تھا ایک دفعہ ایک شخص کو حضرت عمرؓ کیخلاف شکایت تھی اس نے زید بن ثابتؓ کی عدالت میں جو وقت کے قاضی (جج) تھے۔ شکایت کی۔ قاضی صاحب نے حضرت عمرؓ کو بلا بھیجا۔ کہ وہ عدالت میں آکر صفائی پیش کریں جونہی آپ عدالت کے کمرہ میں داخل ہوئے قاضی صاحب تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی جگہ بیٹھنے کیلئے پیش کی۔ "یہ آپکی پہلی ناانصافی ہے عدالت میں میں اور دوسرا شخص برابر ہیں" حضرت عمرؓ نے یہ الفاظ فرمائے اور مدعی کے پاس بیٹھ گئے۔

رفتار عالم

—— لندن ۱۷ فروری حکومت برطانیہ نے پنجسالہ نیا حربی لائحہ عمل تیار کیا ہے۔ نئے سامان جنگ کی تیاری میں ڈیڑھ ارب پونڈ کی منظوری دی گئی ہے اس رقم کا زیادہ تر حصہ بحری اور فضائی طاقت بڑھانے پر صرف ہوگا۔ ۵۰ نئے ہوائی مستقر قائم کئے جائیں گے۔ اس وقت تک میں محکمہ پرواز کے پچاس ہزار افسران موجود ہیں۔

—— استنبول۔ ترکی اور فرانس میں گذشتہ دنوں اسکندرونہ انطاکیہ اور سنجق کے متعلق جھگڑا پیدا ہوا تھا۔ اب دونوں حکومتوں میں معاہدہ ہو گیا ہے۔ سنجق اور انطاکیہ کو فرانس نے آزاد کر دیا ہے اور اسکندرونہ سے بھی تین سال کے بعد فوج ہٹالی جائے گی۔ اس ضمن میں فرانس کے سوشلسٹ وزیراعظم موسیو بلم انگورہ تشریف لے جا رہے ہیں۔

—— قاہرہ۔ اعلیحضرت شاہ فاروق والی مصر کا جشن تاجپوشی ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء کو منایا جائے گا۔

—— الجزائر میں اگرچہ حکومت فرانس کا قبضہ ہے۔ مگر وہاں کے غیور مسلمانوں نے کبھی فرانس کی قیادت کو تسلیم نہیں کیا۔ اور ایک مدت سے غلامی کا جوا اتار پھینکنے کی کوشش میں ہیں۔ حال ہی میں ایک ہزار سربر پوشوں نے جلوس نکالا۔ اور قصر حکومت کے سامنے نعرے لگائے کہ ہمیں حق دیا جائے کہ اپنا حاکم خود مقرر کریں۔ بعد ازاں جلسہ میں سید کامل خیرالدین معتمد مؤتمر اسلامی نے تقریر کے دوران میں فرمایا۔

"اب ہمارا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ اور ہم نے اب یہ ٹھان لی ہے کہ غیر ملکی حکومت کا طوق غلامی گردن سے اتار پھینکیں گے۔ کیونکہ ہم کو خدا نے آزاد پیدا کیا ہے اور خدا کے سوا ہم کسی کے محکوم نہیں رہ سکتے۔ غیر خدا کی غلامی ہمارے لئے کفر ہے۔ یورپ نہ سمجھے کہ شمشیر اسلام کند ہو گئی ہے۔ ہم کو یہ بھولا ہوا اصول یاد آ گیا ہے۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ ہم نے توہم پرستی کے راستہ پر چل کر خدا کو بھلا دیا جس کی بدولت ہم پر غیر خدا کی حکومت مسلط ہو گئی۔ مگر اسلامی جسم میں اب نئی روح پیدا ہو گئی ہے اور مواخات اسلامی کی بہر چین سے مراقش تک دوڑ رہی ہے۔ فرانس یہ نہ سمجھے کہ ہم تنہا ہیں۔ ہماری پشت پناہ دنیا کے ستر کروڑ مسلمان ہیں۔ ہم کو فرانسیسیوں سے کوئی عداوت نہیں لیکن ہم کو اپنا وطن عزیز ہے اور ہم فرانسیسیوں کو ہرگز اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے وطن پر قبضہ جمائیں اور اس کو نوآبادی بنائیں"

—— الیکشن کے سلسلہ میں کانگرس کو اکثر صوبوں میں زبردست کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ سی۔ پی میں ۴۳ ممبروں میں سے اس وقت کانگرس کے بیس ممبر منتخب ہو چکے ہیں۔

—— یو۔ پی میں کانگرس نے ۲۲۸ میں سے ۱۲۸ نشستیں حاصل کر لی ہیں۔

—— نئے آئین نے والیان ریاست کو بڑی مشکلات میں ڈال دیا ہے وہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے ان کے پہلے "خدائی حقوق" بحال رہیں تاحال وہ فیڈریشن میں شمولیت کا فیصلہ نہیں کر سکے۔ اس سلسلہ میں ۲۰ فروری کو ان کی ایک کانفرنس ہونی قرار پائی ہے۔

—— جنوبی امریکہ میں ایک شخص نے جنگ کے متعلق عورتوں کی آراء حاصل کیں۔ چنانچہ دس لاکھ عورتوں کی رائیں پہنچ چکی ہیں کہ جنگ نہیں ہونی چاہئے اور اس کے خلاف ایک بھی نہیں۔

—— ڈیوک آف ونڈسر نے مسز سمپسن سے شادی کرنے کا ارادہ کر لیا ہے شادی کا ماہ اول امریکہ ہی میں گذرے گا۔

—— فلسطین سے شاہی کمشن واپس چلا گیا ہے۔ اس تحقیقاتی عرصہ میں اسے بہت سے رازوں کا پتہ چلا ہے۔ مفتی اعظم نے سب سے بہتر طریق پر عربوں کے جذبات کی ترجمانی کی کہ اس وقت تک امن و امان ناممکن ہے۔ جب تک کہ (۱) یہودیوں کے داخلہ کو کلیتۂ روک نہ دیا جائے (۲) عربوں کی زمینوں کی فروخت ممنوع نہ قرار دی جائے (۳) فلسطین کو آزاد نہ کیا جائے (۴) معاہدہ بالفور کو منسوخ نہ کیا جائے (۵) اور انتداب کا خاتمہ نہ کیا جائے۔

—— نئی دہلی ۱۸ فروری۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی نے عید الضحیٰ کے موقعہ پر نقص امن کے پیش نظر دہلی میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے۔

—— لاہور ۱۸ فروری۔ بلدیہ لاہور کے ملازمین کو برطرف کیا جا رہا ہے تنخواہوں کی تخفیف کی جا رہی ہے۔ اس وقت تک تقریباً ایک سو ملازمین کو ملازمت سے جواب مل چکا ہے۔

—— الہ آباد ۱۸ فروری۔ پنڈت جواہر لال نہرو اپنا انتخابی دورہ ختم کر کے الہ آباد پہنچ چکے ہیں۔ آج آپ نے اپنا ووٹ رامیشور ناتھ ٹنڈن کانگرسی امیدوار برائے ایوان عالی کے حق میں ڈالا۔

—— سپین کی خانہ جنگی نازک صورت اختیار کر چکی ہے ہر قسم کے مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو بلا دریغ تہ تیغ کیا جا رہا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ والدین مصائب سے تنگ آ کر بچوں کو اپنے ہاتھوں قتل کر رہے ہیں۔ سپاہیوں کی یہ کیفیت ہے۔ باوجود محاذ جنگ پر ہونے کے رات کو آگ کے گرد اکٹھے ہو کر گیت گا کر دل بہلاتے رہتے ہیں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی جگن ولد لقمان ذات نول سکنہ چک ۲۶۹ ج۔ب تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۴ ۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۸ ۱۲/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سعد اللہ ولد کرم ذات بلوچ سکنہ چک ۱۷۲ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳ ۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۱ ۱/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نورا ولد وسادا ذات موچی سکنہ ٹھٹھہ کرنانہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۵ ۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۱ ۱۲/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سعی ولد قائم ذات چھر سکنہ ٹھٹھہ چندر کلاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۵ ۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۴ ۱/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد ولد سردار ذات جپہ سکنہ ٹھٹھہ ستو تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶ ۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۱ ۱/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد گھو ذات خانوآنہ سکنہ چک ۲۶۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۶ ۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۲ ۱/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بیا ولد کبیر ذات رجوکہ سکنہ چک ۲۱۳ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۷ ۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۵ ۱/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کھو ولد بلند ذات مر اسکنہ کوٹ امیر شاہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸ ۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۲ ۱/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسکہ سلطان ولد عبادا ذات سیال سکنہ طاہر دیہہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے . . . بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے مورخہ ۸ ۲/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۰ ۱/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نرنجنداس ولد متھراداس ذات رھون سکنہ چنیوٹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹ ۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرض خواہان مندرجہ بالا اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۰ ۱۲/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام محمد ولد خدایار ذات جھو سکنہ چک ۱۳ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۹ ۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۵ ۱/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی جلو ولد زیادہ ذات [illegible] سکنہ ٹھٹھہ چندر کلاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹ ۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۴ ۱/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

اہم ترین مقصد اسلام ... فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرحِ چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالکِ غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر پیغامِ صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۵ | لاہور - یوم شنبہ | مطبوعہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء | نمبر [illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا تعالیٰ کی اطاعت اور ہمدردی نوع انسان اختیار کرو

میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے کیا حاصل ہے کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو۔ تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان بن جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کیلئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو، ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اسی سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد افلح من زکّٰھا یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے نجات پا گیا۔

جواہر ریزے

قرآن مجید

اور اگر مومنوں میں سے دو گروہ [illegible] گروہ دوسرے پر زیادتی کرتا ہے تو اس [illegible] وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹے۔ پس اگر وہ [illegible] صلح کرا دو۔ اور انصاف کرو۔ اللہ انصاف [illegible] میں بھائی ہیں سو اپنے بھائیوں میں صلح کرا [illegible] تا تم پر رحم کیا جائے۔ اے لوگو جو ایمان لائے [illegible] کرے شاید وہ ان سے بہتر ہوں اور [illegible] دوسرے کو نام رکھو۔ ایمان کے بعد [illegible] ظالم ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو [illegible] بدگمانی گناہ ہے اور نہ ایک دوسرے [illegible] اور نہ ایک دوسرے کی چغلی کرو۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے [illegible] گوشت کھائے تو تم اس سے کراہت کرتے ہو اور اللہ [illegible] اللہ تعالیٰ رجوع برحمت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

حدیث شریف

(۱) چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(۲) کوئی شخص میرے صحابی کی نسبت [illegible] بات نہ کہے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں تمہاری طرف آؤں تو میرا سینہ صاف ہو۔

(۳) تم جانتے ہو غیبت کسے کہتے ہیں [illegible] اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا [illegible] اسی وقت کہ جب اسے ناپسند ہو [illegible] کہا کہ اگر وہ میرے بھائی میں موجود ہو [illegible] تو تم نے غیبت کی اور اگر موجود نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔

صنفِ نازک کی خودکشیوں پر ایک نظر

شادی کا نازک اور اہم ترین سوال

(از جناب مسٹر گنگولی ایم۔ ایس۔ سی کلکتہ)

حال ہی میں اخبارات میں یہ جگرخراش خبر شائع ہوئی ہے کہ کلکتہ میں ایک معزز بنگالی گھرانے کی چار نوجوان غیرشادی شدہ لڑکیوں نے خودکشی کرلی ہے یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ نہیں۔ بلکہ اس سے قبل بھی ایسے واقعات رونما ہوچکے ہیں۔ آئے دن کے ان حادثات کا تقاضا ہے۔ کہ ان کی علت پر غور و تدبر سے کام لیا جائے۔ آخر ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیئے۔ کہ سوسائٹی کی کون سی خرابیاں اس قدر دلخراش حالات کے پیدا کرنے میں مؤید ہیں۔ کیوں بالغ لڑکیوں کی شادیوں کا اہتمام نہیں ہوسکتا؟ اگر ان مظلوم لڑکیوں کی شادیاں ہوئی ہوتیں۔ اور وہ امن و راحت سے ایام زندگی بسر کرتیں۔ تو کوئی وجہ نہیں آتی۔ کہ وہ اپنے ہاتھوں موت کی آغوش میں چلی جاتیں

آؤ ہم اس پر غور و فکر دوڑائیں۔ بنگال میں اس وقت تعلیمیافتہ متوسط الحال لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کا مرحلہ نازک صورت اختیار کرچکا ہے۔ ہزارہا لڑکے اور لڑکیاں شادی نہ ہونے کیوجہ سے حیران و سرگرداں ہیں۔ اس کے کئی ایک اسباب ہیں۔ جہاں تک تو لڑکوں کا تعلق ہے۔ ان کے راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مالی حالت ہے متوسط درجہ کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کا کثیر حصہ اس قابل نہیں کہ وہ اپنی ضروریات پوری کرسکے۔ بیوی کی مدد تو بجائے دیگر رہی۔ اس کا بڑا سبب موجودہ سوشل نظام کی خرابیاں ہیں جس زمانہ میں باہمی سوشل نظام تھا اسوقت خاوند کی قابلیت یا نالائقی کا خاندان کی مالی حالت پر خاص اثر نہیں پڑتا تھا کنبہ میں ایک لڑکی کے اضافے سے اخراجات پر خاص زد نہیں پڑتی تھی لیکن موجودہ نظام کے ماتحت لوگ انفرادی اور علیحدگی کی زندگی کو اختیار کر رہے ہیں شہری زندگی کے اخراجات بڑھے ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک کو اپنی ذات کی فکر ہے جس کیوجہ سے پرانا نظام معاشرت ٹوٹ رہا ہے۔ یہ سوال علیحدہ ہے کہ آیا بحیثیت مجموعی کونسا نظام بہتر ہے۔ مگر اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ خاندانی ذمہ داریوں کے کم ہونے سے صوبہ میں شادیوں کا معاملہ پیچیدہ ہوتا جارہا ہے پہلے تو یہ تھا۔ کہ گھر کے سب آدمی کما کر ایک جگہ مل کر کھاتے تھے۔ اور اس طرح ایک دوسرے کا بوجھ تقسیم ہوتا رہتا تھا مگر آج انفرادی ذمہ داریاں نہایت خطرناک ثابت ہو رہی ہیں اور اب چونکہ شادی کی ذمہ داری تمام خاوند کی واحد ذات پر پڑتی ہوتی ہے۔ اس لئے اگر پہلے وہ اندھادھند شادی کرلیتا تھا تو اب کسی نتیجہ سے پہلے ایک۔ دو۔ تین یعنی متعدد مرتبہ نہیں۔ بلکہ ہر شب در روز غور کرتا ہے۔

اگرچہ بعض نوجوان اس وجہ سے شادی نہیں کرتے مگر صرف مالی چیلوں ہی اکثر نوجوانوں کے راستہ میں پتھر نہیں۔ اس کی نگاہیں اس سے بھی وسیع ہوجاتی ہیں ایکبارگی تمام خانگی معاملات پر نظر دوڑاتا ہے۔ اور بچوں کی تربیت بیماری اور دیگر اہم ضروریات کا سوال بھی اس کے سامنے آتا ہے۔ چونکہ قبل ازیں وہ زندگی والدین کی امداد سے بسر کرتا ہے اس لئے ابتداً وہ محسوس کرتا ہے کہ اکیلا اس کا بوجھ نہیں اٹھا سکیگا مغربی ممالک کے لڑکوں کی تربیت والدین سے علیحدہ ہوتی ہے اس لئے وہ جوانی کے ساتھ ساتھ خوداعتمادی کی قوت بھی پیدا کرلیتے ہیں لیکن یہاں حالت یہ ہے کہ لڑکوں کی تربیت گھر کی چاردیواری اور بزرگوں کے زیر سایہ میں ہوتی ہے۔ جو بہت حد تک خوداعتمادی کو زائل کر دیتا ہے

وہ راحت اور باہمی ایثار و محبت جو پہلے باہمی سوشل نظام میں تھا۔ آج مفقود ہوتا جارہا ہے۔ چند ہی سال پہلے حالت یہ تھی۔ کہ اگر ایک آدمی کم کماتا تھا یا بالکل ہی بے کار ہوتا۔ تو دوسرے بھائی کو مطلق احساس بھی نہیں ہوتا تھا اور وہ بدستور اپنے بھائی کے کنبے کی پرورش کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا اور اس بات کا خاص خیال رکھتا تھا۔ کہ اس کی بیوی اپنے اور دوسرے بھائی کے بچوں اور بیوی میں خوراک یا دیگر امور میں کسی بات کی تخصیص و تفریق نہ رکھے لیکن اب حالات دگرگوں ہیں۔ جونہی ایک بھائی کی آمد میں کمی دیکھی جاتی ہے۔ تو دوسرے کی بیوی زبان طعن دراز کرتی ہے۔ باہمی سخت کلامی تک نوبت پہنچتی ہے۔ اور دوسرے کا دل دکھانے اور ہر قسم کی تکلیف دینے میں کوئی رعایت نہیں کیجاتی۔ افسوس کہ تہذیب کی نشو و نما کے ساتھ عورتوں کی غلامی اور زن مریدی کا جذبہ ترقی پکڑ رہا ہے۔ اور اس کا اثر ہندوستان میں خاندانی رقابتوں کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے۔

پس ہر ایک نوجوان آج اس حقیقت سے باخبر ہے۔ کہ جونہی وہ تعلقات ازدواجیت میں جکڑا جائے گا۔ تو اسے علیحدہ مکان اور خانگی ضروریات کا مکمل انتظام کرنا ہوگا کیونکہ اس کی اہلیہ اس کے افراد خاندان کے ساتھ گزارا دقات نہیں کرسکے گی اگرچہ وہ شادی کے وقت یا معاً بعد علیحدہ نہ ہو تاہم دیر یا بزود اسے یہ تلخ گھونٹ پینا ہوتا ہے۔ اور ایسے نوجوانوں کے ساتھ یہ عام کیفیت ہوچکی ہے جو برسرکار ہوں اور جن کی بیوی تعلیمیافتہ اور جدید خیالات کی حامل ہو۔ پس اس غریب انسان کو شادی سے پہلے تمام قسم کے اخراجات کا اندازہ کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ دوسری صورت میں صرف ایک رقم لاکر دینی ہوتی تھی لیکن موجودہ بیکاری کی بڑھتی ہوئی رو کے پیش نظر کس قدر نوجوان اس قابل ہونگے۔ جو روشن خیال، جدید تعلیمیافتہ بیوی کے لئے سہولتیں اور آسائش کے لئے سامان مہیا کرسکیں گے کیونکہ اس بیوی نے تو خانگی امور میں ہاتھ تک بھی نہ ہلایا ہوگا۔ حالانکہ پہلی بیویاں کم از کم گھریلو کاروبار کو سنبھال کر خاوند کا اکثر بوجھ ہلکا کر دیتی تھیں۔

اگر ایک طرف نوجوانوں کو یہ باتیں شادی کرنے سے روکے ہوئے ہیں۔ تو دوسری طرف لڑکیوں کی شادی کی راہ میں بھی نازک اور اہم دقتیں حائل ہیں۔ اکثر لوگ جو معاملہ کی تہ کو پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ جہیز کا طریق سب سے بڑی مشکل کا باعث ہے لیکن حقیقت اس قدر نہیں دراصل رکاوٹ کا باعث وہ خیالات ہیں جو موجودہ تعلیم اور خاندانی تربیت کی موجودگی میں لڑکیوں کے دلوں میں پیدا ہوجاتے ہیں۔ انکی تعلیم اور خاندانی تربیت اس قابل نہیں بناتی کہ وہ امور خانہ داری کو سنبھالنے کی قابلیت پیدا کریں یا وہ ذرائع استعمال میں لاسکیں جن سے اخراجات کم سے کم ہوکر رہ جائیں بہت کم بنگالوں کی تعلیمیافتہ لڑکیاں ایسی ہیں جو گھر کے کاروبار سے واقف ہیں۔ اور کھانا وغیرہ پکانا تو علیحدہ رہا۔ وہ چولھے میں آگ جلانے کے طریق سے بھی بے بہرہ ہیں وہ گھروں میں اپنے بھائی بہنوں کو کھانا بھی نہیں کھلاتیں اور اگر حالات سے مجبور ہوکر انہیں کبھی ایسی کام کرنا پڑ جائے۔ تو وہ خود اور اس کے والدین انہیں بدقسمت سمجھتے ہیں۔ آج انہیں عملی طور پر نہیں سکھایا جاتا کہ محنت کی شان، ذاتی امداد و خودداری کس قدر بلند صفت ہے۔ اس کے برخلاف بالواسطہ یا بلاواسطہ انہیں عیش و عشرت اور فیشن کا دلدادہ بنایا جاتا ہے نتیجہ صاف ہے شادی کے متعلق انکے خیالات تبدیل ہوجاتے

ہیں۔ پھر وہ ایسا ہی خاوند چاہتی ہیں جو بہت خوبصورت ہو۔ اعلےٰ ڈگری رکھتا ہو۔ اس کی آمدنی معقول ہو جس سے وہ گھر میں نوکر وغیرہ رکھ سکیں اور اعلےٰ سے اعلےٰ طعام سے لطف اندوز ہوسکیں اور اگر خاوند کے پاس موٹر بھی ہو تو پھر کیا ہی کہنے ایک اور بات یہ بھی دیکھتی ہیں کہ خاوند کا کوئی رشتہ دار اسکے ساتھ یا سہارے پر نہ ہو۔ تاکہ وہ حسب خواہش من مانی کارروائیوں اور اخراجات میں آزاد مطلق ہوں۔

اب اس قدر خوبیوں کے انسان کا ملنا محال ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود یہ حقیقت ہے۔ کہ ہر لڑکی کے والدین ایسے ہی نوجوان کے متلاشی ہوتے ہیں۔ لڑکے کے والدین ایسی لڑکی کے متلاشی ہوتے ہیں۔ جو خوبصورت اور اعلےٰ تعلیمیافتہ ہو۔ دولت مند ہو۔ بہت سا جہیز لائے۔ اور لڑکے کے اخراجات کو بہت حد تک دور کرنے میں ممد ہو۔ بعض خاندانی بزرگی اور شہرت کا بھی اضافہ کرتے ہیں۔ ان حالات میں اگر کسی جگہ بات ہوتے ہوتے رہ جائے تو اپنی حماقت پر افسوس کرنیکی بجائے ایک دوسرے کی خودغرضی کا رونا رونے لگتے ہیں لیکن اگر والدین اس بات کے خواہشمند ہوں اور حقیقت شناس ہوں۔ کہ ہم نے لڑکے اور لڑکی کی زندگی کو بامسرت اور شاداں دیکھنا ہے۔ تو جہیز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور حالت یہ ہے کہ ہر لڑکی کا والد بڑے خاندان میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ مگر اپنی کمزوری کے باعث نامراد رہتا ہے۔

لڑکی کا باپ ایسے خیالی لڑکے کی تلاش جاری رکھتا ہے۔ اور کسی خوش قسمت سودے کے نہ ہونے تک لڑکی کو غیرشادی شدہ حالت میں بٹھا رکھتا ہے۔ اور اس بات کا مطلق خیال نہیں کہ اپنی بالغ غیرشادی شدہ دختر کو خوش رکھے اور کسی خاص طرف اسکی توجہ لگائے رکھے اس صورت میں شہری زندگی کے بداثرات بے کاری اور تنہائی [illegible] والدین پھر اس زمانہ میں سینما وغیرہ لے جانے سے [illegible] پردے پر ایسے ایسے منظر سامنے آتے ہیں۔ کہ [illegible] پڑجاتی ہیں۔ اگر ان واقعات کے سامنے نوجوان [illegible] جائیں۔ اور انکی امنگیں سینوں میں [illegible] رہ کر [illegible] ہونے کا مقام نہیں اور لازمی بات ہے کہ [illegible] اور دردانگیز حالت سے تنگ آکر وہ خودکشی کا ارتکاب کریں۔ مذہب یہ کہتا ہے کہ خودکشی گناہ ہے۔ اور اس سے آگے چل کر زیادہ سزا کا سامنا کرنا پڑے گا مگر موجودہ لامذہبیت کی تعلیم نے مذہبی تعلیم کی گرفت کو دلوں پر سے کمزور کر دیا ہوا ہے۔ اس وقت ایک معمولی [illegible] بھی اپنے آپ کو پہلے خدارسیدہ بزرگوں سے زیادہ فہیم خیال کرتا ہے۔ اور انکی نصائح کو توہمات سمجھتا ہے۔ اس قسم کے خواندہ لوگوں کی صحبت اور تعلیم سے ایک نوجوان لڑکی۔ بے ادبی، گستاخی اور ہدایات اسلاف کے ساتھ تمسخر کے سوا اور کیا سیکھے گی۔ انہیں زندگی پر غور کرنے کا مادہ ہی نہیں ہوتا۔ اور وہ حال ہی کو دیکھتی ہوئی مستقبل [illegible] رہے گی جب اس کی موجودہ زندگی ناخوشگوار ہوجاتی ہے [illegible] وہ اسی کو بہتر سمجھتی ہے کہ زندگی کا خاتمہ کرلے اور اس طرح آرام کے [illegible] میں قدم رکھے

ایک طرف اگر غیرشادی شدگان کی یہ حالت ہے تو دوسری طرف شادی شدگان کی حالت بھی غیرتسلی بخش ہو رہی ہے [illegible] ایک شخص اپنے لڑکے کیلئے "صنف موصوف" [illegible] نہیں [illegible] لیتی ہے۔ وہ اپنی شادی شدہ لڑکی کے سامنے [illegible] اور خاوند کے متعلقین کے برے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ [illegible] قصے سناتا ہے۔ جس سے لڑکی کی طبیعت پر برا اثر [illegible] خانگی زندگی بدمزہ ہوجاتی ہے۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے

خودکشی کے ایسے واقعات پر غور کرتے وقت [illegible] تمام باتوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے [illegible] اس بات کا [illegible] کی جاری ہے کہ حالات بہتر ہوں [illegible] کے سر [illegible] فرض ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ | یوم شنبہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ ہجری | نمبر ۱۳

کیا جماعت قادیان کی توجہ تبلیغ اسلام کے کام سے کم نہیں ہو گئی؟

(از سیدنا و مخدومنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

یکم جنوری ۳۷ء کے خطبہ جمعہ میں میں نے اشاعت اسلام کے جہاد کا ذکر کرتے ہوئے اپنی جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ اس کے بالمقابل شیطان خاموش نہیں بیٹھ سکتا بلکہ وہ طرح طرح کی فریب کاریوں سے اس کام کو کمزور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ میں اپنے الفاظ یہاں دوہراتا ہوں:۔

"صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ شیطان کی فریب کاریاں بہت خطرناک ہوتی ہیں وہ ایک کام کو اچھا کر کے دکھاتا ہے لیکن درحقیقت اس کا اثر مہلک ہوتا ہے۔ . . . کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ اشاعت اسلام و قرآن کا کام شروع ہو اور شیطان بیکار بیٹھا رہے۔ نہیں وہ اپنی پوری قوت اس کام کو کمزور کرنے پر صرف کریگا۔ چاہے وہ دلوں کو کمزور کر کے یہ کوشش کرے۔ چاہے وہ دنیا کو ایسے پرکشش رنگ میں دکھلائے کہ طبائع خودبخود ادھر مائل ہونے لگیں۔ . . . یہ وہی خطرناک جنگ ہے جس کے متعلق لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک عظیم الشان جنگ خدا کے لشکر اور دجال کے درمیان ہوگی۔ سو شیطان کی فریب کاریوں سے بچنا چاہئے۔ دنیا کو دلفریب رنگوں میں دکھلانا اس کے معمولی کارناموں میں سے ہے۔ . . . بعض کام ایسے ہیں جن میں بظاہر کوئی برائی نہیں ہوتی۔ لیکن شیطان اصل کام سے توجہ ہٹانے کے لئے انہیں سامنے لے آتا ہے اور توجہ اسی طرف پھیر دیتا ہے۔ مسلمانوں کے ہاں بڑی بڑی عمارتیں ہوں۔ محلات اور کوٹھیاں بن جائیں۔ کارخانے اور طرح طرح کی صنعتیں جاری ہو جائیں۔ اپنی ایک ریاست اور جاگیر بن جائے۔ بظاہر یہ سب اچھی باتیں ہیں ان میں کوئی برائی نظر نہیں آتی۔ فوجیں اور کوریں تیار ہو جائیں۔ رضاکاروں اور سپاہیوں کی خوبصورت وردیاں کسی ہوئی ہوں، نکریں پہنی ہوئی ہوں، ہاتھوں میں ڈنڈے اور ان کی کمروں سے خنجر اور چھرے بندھے ہوئے ہوں۔ جگہ جگہ ان کے پہرے ہوں۔ بظاہر یہ بھی اچھی بات ہے۔ سیاسی طاقت ہو۔ سیاسی امور میں رہنمائی کرنے والے لوگ ہوں۔ یہ بھی بظاہر کوئی بری بات دکھائی نہیں دیتی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ

ان کاموں کی وجہ سے اصل مقصد یعنی تبلیغ اسلام پر کوئی برا اثر تو نہیں پڑا"

اس کے بعد میں نے یہ بتایا تھا کہ:۔

"وہ علم جو حضرت مسیح موعود لائے تھے وہ معمولی نہ تھا۔ وہی۔ ہے وہ اصل چیز جس پر اس سلسلہ کی بنیاد قائم ہے۔ یہ علم کوئی دنیا کی چیز نہ تھی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا اور دنیوی ذرائع سے ایسا وسیع اور پاکیزہ علم حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔

اس علم کی اشاعت اور اس کے مطابق تبلیغ اسلام ہمارا اصل کام ہے"

اور میں نے اس بات پر اظہار افسوس بھی کیا تھا کہ قادیانی جماعت کی توجہ دوسرے کاموں کی طرف زیادہ ہو گئی ہے اور جو سلسلہ کی اصل غرض تھی یعنی خدا کے کلام کا دنیا میں پہنچانا۔ اس کی طرف سے توجہ ہٹتی جا رہی ہے میں نے پہلے ہی یہ بھی کہہ دیا تھا کہ:۔

"ہمارے قادیانی دوست ان باتوں سے ناراض ہو جاتے ہیں لیکن یہ واقعات ہیں ان کے اندر ایسی چیزیں چھپی ہوئی ہیں کہ ذرا پردہ اٹھا کر دیکھنے سے فوراً نظر آ جاتی ہیں۔ ایسی سکیموں میں پڑنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدمت دین، اشاعت اسلام اور دجال اور عیسائیت کو مغلوب کرنے کا جذبہ کمزور رہ جائے گا"

میں نے کسی کو گالی نہیں دی تھی۔ برا نہیں کہا تھا۔ لیکن اس خطبے کا نکلنا تھا کہ قادیانی اخبار اور اس کے ہاتفین نے ایک شور برپا کر دیا جس سے کچھ اختلاف ہو جائے انکو بے ایمان اور جھوٹا کہہ دینا تو قادیانی اصحاب کا محض تکیہ کلام ہے کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ "میرا دماغی توازن آجکل حد اعتدال پر قائم نہیں" یہ بھی مقام شکر ہے کہ اس کو "آج کل" پر ہی محدود رکھا گویا پہلے تیس بائیس سال اختلاف کے بعد وہ حد اعتدال پر تھا۔ کہیں مجھے بلعم باعور قرار دیا جاتا ہے "جس طرح بلعم باعور عرش سے فرش پر پھینکا گیا اسی طرح مولوی محمد علی بھی آسمان عزت سے زمین نحوست پر پٹک دیئے گئے" کہیں عزت سادات وحی کی نسل قرار دے کر میری "ازلی شقاوت اور بدبختی" کی تصویر کھینچی جاتی ہے کہیں مجھے یزید قرار دے کر اخرجنہ الیزیدیون کا مصداق ٹھہرایا جاتا ہے اور مجھ میں "بغض وعناد چونکہ کلیتہً سرایت کر چکا ہے۔ اس زہر کی موجودگی نے ان کے قوائے عقلیہ کو بھی مفلوج کر دیا ہے" میرا خیال تھا کہ یہ صرف چند مریدوں کے ذاتی خیالات ہیں۔ مگر اب معلوم ہوا کہ فی الحقیقت یہ سب پیر و مرشد کی کرمفرمائی کا نتیجہ ہے۔ ۸ جنوری کے پیغام صلح میں میرا خطبہ چھپا تھا اور ۱۵ جنوری کے خطبہ جمعہ میں میاں محمود احمد صاحب خود اپنی جماعت کو اس رستے پر ڈال چکے تھے۔ مگر باوجود اس کے کہ اس خطبہ کی ابتدا تحریک جدید جیسی زبردست چیز سے ہوتی ہے اس کو جلدی چھاپنا مصلحت نہ سمجھا گیا اور اب ایک ماہ بعد ۱۹ فروری کے اخبار میں اسے شائع

کیا گیا ہے تاکہ اس سے پہلے پہلے مرید اچھی طرح کوس لیں گے جو کچھ کہنا تھا اسے میرے

"حسد کا نتیجہ"

قرار دیا گیا ہے۔ یہ تو ایک معمولی بات ہے۔ [illegible] آگ" کا بھی خطاب مل چکا ہے اور گرمی [illegible] پا چکے ہیں" اور آج تک دنیا کی تاریخ میں ایسی کوئی بری جماعت ہی پیدا نہیں جیسے جماعت احمدیہ لاہور۔ تو ان خطابات کے سامنے [illegible] شکایت ہم منہ پر لائیں۔ لیکن اس تازہ خطبہ میں سوال [illegible] خدا جانے میاں صاحب نے میرا خطبہ خود پڑھا بھی یا نہیں۔ [illegible] اگر وہ خود پڑھتے تو میرے اعتراض کا ضرور جواب دیتے۔ [illegible] ہوتا ہے کہ انہوں نے مریدوں سے سن کر یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے [illegible] "یتیموں اور غریبوں کو کام سکھانا" بے دینی قرار دیا ہے۔

"ہم اپنے ہنر یتیموں اور مسکینوں کو بھی سکھائیں تو مولوی محمد علی صاحب ہمارے ایمان کا دیوالہ نکل گیا"

سارا خطبہ اسی بات کی تردید میں صرف ہوا ہے۔ میں نے یہ کہا [illegible] کی تردید سے کوئی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ میاں [illegible] مرید خوش ہو جائیں کہ حضرت صاحب نے کیسا اچھا جواب دیا ہے [illegible] میاں صاحب کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے خطبہ میں سے یہ نکال کر [illegible] میرے نزدیک کسی صنعتی کارخانہ کا جاری کرنا بے دینی ہے۔ میں نے [illegible] دوبارہ دیکھ لیا ہے اس کو پھر پڑھ لیں۔ چاہیں تو اصل خطبہ کو بھی [illegible] میرے وہ لفظ نقل کر دیں۔ جہاں میں نے یہ لکھا ہے کہ کسی صنعت [illegible] بے دینی ہے۔ میں نے تو خود یہاں تک کہا تھا کہ:۔

بڑی بڑی عمارتیں محلات اور کوٹھیاں بنوانا
طرح طرح کی صنعتیں جاری کرنا۔
اپنی ایک ریاست اور جاگیر بنانا
فوجیں اور کوریں تیار کرنا
چست وردیوں اور ڈنڈوں اور خنجروں کی نمائش [illegible]
سیاسی طاقت کا حاصل کرنا

یہ بھی سب اچھے کام ہیں۔ ان میں برائی کوئی نہیں۔ جو جماعت [illegible] کو ہنر سکھانے کا کام ہو تو میں اس کو بے دینی اور بے ایمانی قرار دوں [illegible] نے کلام کو اس طرح بگاڑنا جائز ہے تو میاں صاحب اور ان کے [illegible] سر در بجا طور پر میں بھی یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان لوگوں کے نزدیک

قرآن شریف کا ترجمہ کرنا بے دینی ہے۔

مگر قرآن کریم کا حکم ہے کہ لا یجرمنکم شنآن قوم علی الا تعدلوا [illegible] میاں صاحب اور ان کے اخبار کو بھی [illegible] و انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ

ان کاموں کی وجہ سے اصل مقصد یعنی تبلیغ اسلام پر کوئی برا اثر تو نہیں پڑا

اور اس بات کی دلیل کہ جماعت قادیان کی توجہ اس اصل مقصد [illegible]

[illegible]

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(از جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

ممالک متحدہ امریکہ

مسٹر اسمٰعیل ایس لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا خط ملا۔ اتنے دور دراز فاصلہ پر رہنے والے بھائیوں کا خط آنے سے دل کو راحت پہنچی ہے میں ساڑھے سات ڈالر روانہ کر رہا ہوں مجھے ایک جلد قرآن کریم بھیج دیں۔ میرا دراصل وطن ایشیا میں ہے۔ اور میرے آباؤ اجداد وہیں سے آکر یہاں سکونت پذیر ہوئے تھے ہمارا قبیلہ شناسہ ہے مجھے اپنے خاندان کا حال معلوم ہے۔ کہ میری پیدائش ایک عیسائی سلطنت میں ہوئی لیکن میں ہمیشہ سے مسلمان رہا ہوں۔ اور میرا والد بھی مسلمان تھا اور مجھے سکھایا گیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ میں نے یہاں کی لائبریری سے چند انگریزی قرآن مطالعہ کئے ہیں لیکن وہ ہمیشہ غیر تسلی بخش ثابت ہوئے کیونکہ وہ عیسائیوں کے ترجمہ شدہ تھے

مغربی دنیا کے عیسائی لوگ مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں لیکن مجھے انکی ذرہ بھر پروا نہیں میں انشاء اللہ ہمیشہ پکا مسلمان رہوں گا۔ آپ کا قرآن کریم پہنچنے پر میں اپنے دوسرے بھائی بہنوں کو اسلام کی صحیح تعلیم سے باخبر کروں گا امید ہے کہ آپ کی جماعت اس بارہ میں میری امداد کرتی رہیگی میں خوش ہوں گا۔ اگر علاوہ ہندوستان کے مصر و دیگر ممالک اسلامیہ کے دوست مجھ سے خط و کتابت کریں۔ میں کوشش کر رہا ہوں۔ کہ آپکے پاس آجاؤں۔ تاکہ تعلیم اسلام سے زیادہ واقفیت حاصل کر کے یہاں آکر کچھ خدمت اسلام کا کام کرسکوں میں اپنا فوٹو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں آپ اپنا اور دیگر کارکنان انجمن کا فوٹو بھیج کر مشکور فرمادیں

البانیہ

مسٹر زبیر لکھتے ہیں۔ کہ میں یہاں نارمل اسکول کا طالب علم ہوں میں نے بڑے بڑے ناظرین سے آپ کی جماعت کی خدمات اسلام کا حال سنا ہے جو آپ کی جماعت تمام دنیا میں بجا لا رہی ہے لیکن میں چاہتا ہوں۔ کہ میں خود بھی آپ کے سلسلہ کی تعلیم کی پوری پوری واقفیت حاصل کر دں۔ اتفاقاً مجھے ایک دوست سے ریلجن آف اسلام کا پراسپکٹس دستیاب ہوگیا جس نے میرے شوق مطالعہ علوم اسلام کو بہت کچھ بڑھا دیا مہربانی فرما کر مجھے اپنا لٹریچر جتنی جلدی ہوسکے بھیجکر مشکور فرمائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے تمام دوستوں کو ان خدمات کا بہترین بدلہ عطا فرمادے

جزائر فلپائن

مسٹر اڈمنڈز لکھتے ہیں۔ کہ میں اور میرے چار دوست عیسائی ہیں آپ کے اسلامی لٹریچر خصوصاً قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ میری اسلام سے خاص دلچسپی ہے۔ اور مجھے اور میرے دوستوں کو خاص خوشی حاصل ہوگی اگر آپ اپنا قیمتی اسلامی لٹریچر ہمیں بھیجکر مشکور کریں۔

سیرالیون (مغربی افریقہ)

مسٹر کالن لکھتے ہیں۔ کہ میں آپ کے ایجنٹ پیر شمس الدین صاحب کے دورہ کی مختصر روئداد بھیجتا ہوں۔ پیر صاحب کے پاس اسلامی کتب کا کافی ذخیرہ تھا جو کہ لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ خرید لیا۔ پیر صاحب یہاں میرے پاس آنریبل زومبا کے ہمراہ یکم دسمبر ۳۶ء کو پہنچے معمولی سلام وعلیکم کے بعد انہوں نے تمام احباب سے معانقہ کیا۔ کئی دوست جن کو میں نے ان کے آنے کی اطلاع دے رکھی تھی۔ دور دراز کے شہروں سے ان کی ملاقات کے لئے آئے۔ اور پیر صاحب کی بھائیوں کی طرح خاطر و مدارت کی۔ مسجد میں وہ پنج وقت جاکر امامت کراتے رہے ۴ دسمبر ۳۶ء جمعہ کی نماز کے بعد انہوں نے تین لیکچر دئیے اوّل اس مضمون پر کہ [illegible] کی موت صلیب پر واقع نہیں ہوئی دوم مسلمان مستورات میں تعلیم کی ضرورت۔ سوم مسلمانوں کو ہر شعبہ میں ترقی کی ضرورت یہ لیکچر پونے تین گھنٹوں میں ختم ہوئے [illegible] انگریزی میں تھے [illegible] میں نے یہاں کی زبان میں ان کا ترجمہ کر کے سنا دیا۔ [illegible] نے اپنے لوگوں کو خطاب کر کے مفید نصائح کیں [illegible] برخاست ہوگئی۔ ۷ دسمبر کو پیر صاحب نے واپس جانا تھا۔ اس لئے بہت سے لوگ معہ آنریبل زومبا کے انہیں الوداع کہنے کے لئے اسٹیشن پر [illegible] پیر صاحب کی کئی ایک فوٹو لی گئی تھیں۔ جو عنقریب آپ کو بھیجدی جائیں گی بہت سے رؤسا اور والیان ریاست نے اپنے اپنے شہروں میں پیر صاحب کو مدعو کیا جسے بخوشی قبول کر لیا گیا تھا۔ سردار موموگبو کے پاس ایک رات ٹھہرے۔ دوسری صبح اپنی موٹر کار ہمیں دے دی کہ شہر گلیما کو [illegible] چہاں کے بہت سے مسلمان پیر صاحب کی ملاقات کے لئے جمع ہو رہے تھے [illegible] ایک سرکردہ مسلمان کے گھر پر شب باش ہوئے [illegible] دسمبر کو پیر صاحب شہر [illegible] گئے مسٹر سیدیج کے پاس جو ہماری جماعت کے ممبر ہیں مقیم ہوئے یہ دوست بڑے مخلص اور پرجوش [illegible] ہیں۔ اور جماعت کی ترقی کے لئے بڑا مفید کام کر رہے ہیں۔ ۱۱ دسمبر کو شہر بو میں گئے۔ جہاں [illegible] محمد عثمان صاحب مدرس نے پیر صاحب کی دعوت کی اور مسجد میں لیکچر دلوائے۔ اور گردو نواح کے علاقہ کے مسلمان کثیر تعداد میں لیکچر سننے کے لئے آئے تھے۔ الحاج مصطفیٰ صاحب [illegible]

[illegible]

کا شکریہ ادا کرتا ہوں [illegible] پیر صاحب کو [illegible] سرانجام دی ہے [illegible] پیر صاحب کی [illegible] جو نہایت مفید کام سرانجام دے رہے ہیں [illegible]

شام

مسٹر سرکیشیلین لکھتے ہیں کہ ایک اخبار [illegible] آپ کی کتاب "ریلجن آف اسلام" مؤلفہ مولوی محمد علی صاحب کا ریویو دیکھا۔ فی الحقیقت یہ کتاب ایسی ہی ہے جس کی مجھے مدت سے تلاش تھی۔ میں نے اسلام کے بارہ میں عیسائی مصنفین کی بہت سی کتب مطالعہ کی ہیں۔ اور میری دلی خواہش تھی کہ کسی مسلمان عالم کی تالیف بھی اسلام پر مطالعہ کروں جس میں مسلمانوں کا نقطہ نظر اسلامی مسائل پر دیا گیا ہو مولوی محمد علی صاحب جیسے عالم کا نام [illegible]

پیغام عمل

(از محترمہ آمنہ تمیم صاحبہ جھنگ)

جس میں بس قوم کا سودا ہو وہ سر پیدا کر
درد ملت میں جو تڑپے وہ جگر پیدا کر

آنکھ سے دیکھ لوں اسلام گلشن میں بہار
آہ میں میری الٰہی وہ اثر پیدا کر

قائل خوبیٔ اغیار رہے دل تیرا
اپنے ہی عیب جو دیکھے وہ نظر پیدا کر

جو سکندر سے کیا خضر نے سب ہے معلوم
گرد صحرا سے تو ہمساز سفر پیدا کر

ہے تجھے مزرعۂ اسلام کے خرمن کی تلاش
شرط اوّل ہے یہی دیدۂ تر پیدا کر

نغمہ ہائے دم عیسیٰ ید بیضا تا کے
ہاں! اب اپنے ہی گریباں سے قمر پیدا کر

کیوں بھٹکتا شب دیجور میں ہے اے خورشید
اٹھ! اور اک شان سے پھر نور سحر پیدا کر

ہے گراں سنگ بہت جنس رضائے مولیٰ
چشم بینا سے تو دامن میں گہر پیدا کر

عبد و معبود کا ہے راز عبودیت میں
دست حیدر میں ید اللہ کا اثر پیدا کر

آمنہ منزل مقصود ہے گو دور دراز
قدم صدق کی گرمی میں شرر پیدا کر

میرے دل میں زبردست خواہش پیدا ہوئی کہ میں آپ کو اس بارہ میں لکھوں مہربانی کرکے مجھے ایک جلد بھیجدیں۔ میں ایک گاؤں میں رہتا ہوں جہاں سے بینک بیالیس کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اس لئے کسی دن وہاں جاکر چیک بھیج دوں گا۔ میں ایک متلاشی حق ہوں۔ اور آپ کا لٹریچر مجھے بہت مدد دے سکے گا۔ امید ہے آپ میری التجا قبول فرمائیں گے

آسٹریا

بیرن عمر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میں نے گزشتہ عید پراگ دارالخلافہ زیکوسلوویکیا میں ادا کی اور اس کی غرض یہ تھی۔ کہ ریاست ہائے بلقان کے مسلمان طلبا سے تعارف پیدا کیا جائے تا کہ ہم ایک متحدہ انجمن قائم کرسکیں وہاں مجھے بہت سے مسلمان طلبا سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور نہایت ہمدردانہ طور پر باہمی تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ تاہم ابھی تک میرے راستہ میں بہت سی مشکلات حائل ہیں۔ اور خصوصاً رومانیا کے مسلمان بعض تعصبات کا شکار ہیں۔ جو بدقسمتی سے عیسائیوں کی طرف سے ان کے خلاف برتی جاتی ہیں۔ وہ سوائے سرکاری زبان میں گفتگو کرنے کے دوسری زبانوں میں غیر ملکی مسلمانوں کے ساتھ گفتگو کرنے سے گھبراتے ہیں تاکہ انکو قومیت کا مخالف نہ سمجھا جائے اس لئے یہ بڑی مشکل حائل ہو گئی ہے۔ کہ دوسرے ممالک کے مسلمان انکی قومی زبان میں گفتگو کرنے کے ناقابل ہیں۔ اسی لئے میں اور محمد عبداللہ برکیس ہر دو شکاست میں ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں اب تک ان ممالک کے مسلمان لیڈروں کے ساتھ خط وکتابت کرنے سے ناکام رہا۔ یوگوسلیویا کی حالت بہت اچھی ہے۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کرلینے کے بعد ان ممالک میں خود دورہ کروں۔ خواہ وہاں سے کوئی جواب آئے یا نہ آئے۔ ایک نوجوان آپ لوگوں کے علمی کارناموں کا گرویدہ ہو رہا ہے اس لئے بہتر ہوگا کہ اسے اپنا مفت لٹریچر بہت جلد بھیجدیں۔ اور آئندہ بھی بھیجتے رہیں۔ حاجی محمد عبداللہ صاحب کے ساتھ مل کر اسلام کا کام کرنا مفید ثابت ہو رہا ہے وہ معہ اپنی مسلمان بیوی کے عنقریب ہمارے مکان پر آنیوالے ہیں۔ اس کے بعد یوگوسلیویا، بلغاریا اور اس کی دیگر اسلامی ریاستوں کا دورہ کرے گا۔ وسطی یورپ کی موجودہ سیاسی حالت نے خیالات کی آزادی کے پرانے اصول کو بہت حد تک محدود کردیا ہے اور مطابع اور زبان کی آزادی کو تو بالکل ہی سلب کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں یورپ کے لوگ عام طور پر باہمی رسہ کشی۔ لڑائی کے ڈر اور وسائل دولت گیری میں بہت مصروف ہیں۔ اس لئے بہت کم لوگ ہیں جو اپنی روحانی مصائب میں مذہب کی امداد کے خواہش مند ہیں۔ جو کہ بظاہر انکی نظر میں انکی تمام دنیاوی مصائب کا باعث بن رہا ہے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ ان نامساعد حالات میں بھی باہمی خیر خواہی۔ محبت۔ انصاف اور ہمدردی کا انسان کے لئے جو اسلام کی خصوصیات میں سے ہیں ایک مختصر سی جماعت بنجائے تاکہ کچھ نہ کچھ روحانی مرکز قائم ہو جائے۔ جب یورپ کی موجودہ بدامنی کی حالت دور ہو جائیگی ہم مفید کام کرسکے میرا خیال ہے کہ میرا یہ خاموش کام گو بظاہر نتیجہ خیز نظر نہ آئے لیکن آخر کار بہت مفید ثابت ہوگا۔ وسطی یورپ کے قریباً تمام بڑے شہروں میں میرے دوست موجود ہیں جن میں اسلام کے لئے راستہ صاف ہوتا جا رہا ہے اور اگر ایک دفعہ میری امید کی یہ خواب سچی ثابت ہو جائے۔ اور ہماری گورنمنٹ ذرا سی بھی اسلام کی ہمدردی کی طرف راغب ہو جائے۔ اور میں خدا کے فضل سے اس نیک کام کی توفیق پاسکوں۔ تو یہ امر ہندوستان سے ایک امام یہاں منگوانے کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ انشاءاللہ کام کے نتائج اس وقت کھلے طور پر ظاہر ہو جائیں گے جبکہ امام اسی طرح تعاون سے کام کرے۔ جیسا کہ میں کر رہا ہوں

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

احباب سے ضروری گزارش

(۱) ادائیگی چندہ کی یاددہانی کے متعلق دفتر میں یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ہر قسم کے بقایا جو کسی صاحب کے ذمہ واجب الادا ہوں۔ ان تمام کی نسبت ایک ماہ میں صرف ایک کارڈ یاددہانی کا بھیجا جائے احباب کرام سے التماس ہے کہ وہ بھی اس امر کا خیال رکھیں اور کارڈ ملنے پر یا تو اگلے ماہ حساب صاف کر دیں اور یا اس کی نسبت لکھ بھیجیں۔ کہ کب تک وہ ادا کرسکیں گے۔ تاکہ دفتر اس کے مطابق کارروائی کرے

(۲) اس سال سالانہ جلسہ کے موقع پر دوبارہ جماعت نے فیصلہ کیا کہ ہر فرد اپنا ماہوار چندہ ایک آنہ فی روپیہ آمد کے حساب سے ادا کرے۔ البتہ پچاس روپیہ سے کم آمد والے اصحاب تین پیسہ فی روپیہ دیں سب احباب اس طرف توجہ فرمادیں۔ اور اپنے اپنے ماہوار چندہ کو اس معیار پر لے آئیں۔ اشاعت دین کے بینظیر کام کو جس کا اعتراف بڑے سے بڑے دشمن کو بھی ہے۔ ہمارے بعض احباب کی بے توجہی سے نقصان پہنچتا ہے۔ اور آخر کار حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ کو اپنی توجہ اس طرف دینے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اگر ہمارے تمام احباب اپنے فرائض کو احسن طور سے سرانجام دیں تو نہ صرف خدمت دین کا کام خوش اسلوبی سے ادا ہو۔ بلکہ حضرت امیر قوم بھی اپنے ان مقاصد عالیہ میں زیادہ دلجمعی اور اطمینان سے اپنی توجہ کو لگا سکیں جن کی وجہ سے اس زمانہ میں دشمنان اسلام پر حیرت کا سکتہ طاری ہے۔

احباب پر لازم ہے کہ مقررشرح کے مطابق آئندہ ماہ سے اپنا چندہ ادا کرکے خدمت اسلام اور استحکام سلسلہ میں ممد و معاون ہوں

ڈاکٹر اللہ بخش
آنریری اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ

آنریری مبلغین

جلسہ سالانہ پر جن دوستوں نے اپنے نام آنریری مبلغین میں لکھوائے تھے۔ اس وقت تک ان میں سے صرف دو اصحاب یعنی چوہدری فضلداد صاحب اور منشی عبدالعزیز صاحب بہاولنگر کی پندرہ روزہ رپورٹیں باقاعدہ طور پر دفتر میں موصول ہوئی ہیں دفتر سے تمام آنریری مبلغین کو ہدایات جاری ہوتی ہیں۔ چاہیئے کہ باقی احباب بھی اس طرف توجہ مبذول فرمادیں۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ ہمارے دوست کام ضرور کرتے ہوں گے۔ لیکن جب تک کوئی رپورٹ ہمارے پاس نہ پہنچے ہم یہ خیال کرنے پر مجبور ہیں۔ کہ ایسے تمام احباب اپنے وعدہ کے مطابق کام میں حصہ نہیں لے رہے اس لئے تمام آنریری مبلغین صاحبان کی خدمت میں گزارش ہے کہ جب وہ کام میں کوتاہی نہیں فرماتے تو رپورٹ کے ارسال کرنے میں بھی ان کو سستی سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ رپورٹ ہی صرف ایک ذریعہ ہے۔ جس سے مرکز کو اطلاع ملتی رہتی ہے کہ فلاں فلاں دوست کام کر رہے ہیں چاہیئے کہ ہمارے دوست چوہدری فضلداد صاحب اور منشی عبدالعزیز صاحب کی مثال سامنے رکھ کر اس تھوڑی سی سستی کو دور فرمادیں والسلام

خاکسار عبدالحق

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شاہنواز ولد حیدر شاہ ذات سید سکنہ چنیوٹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۹/۴/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہوں

تحریر مورخہ ۱۴/۲/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کرم علی ولد راجہ ذات بار سکنہ چک ۲۴۱ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۹/۴/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۴/۲/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کرم علی وحید ولد سداد ذات سید حسن سکنہ چھجرانوالی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹/۴/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۵/۲/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ ضلع جھنگ

پتے درکار ہیں!

احباب جماعت کی خاص توجہ کے قابل

ہماری جماعت کے ایسے تمام نوجوان جو امسال انٹرنس کے امتحان میں شامل ہو رہے ہیں انکے یا انکے وارثاں کے پتے درکار ہیں تاکہ ہم یہ معلوم کرسکیں کہ انٹرنس کے بعد ان کا ارادہ تعلیم جاری رکھنے کا ہے یا کوئی کام سیکھنے کا۔ اور تعلیم جاری رکھنے کی صورت میں کیا وہ لاہور آکر پڑھینگے یا کسی دوسرے کالج میں داخل ہوں گے

احباب جماعت کو چاہیئے کہ اس طرف خاص توجہ فرمائیں [illegible] جماعت کے نوجوانوں کے مستقبل کے متعلق [illegible]

[illegible]

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ماہوار ایڈیشن

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے
طلباء سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس میں باہتمام شیخ محمد [illegible] ہوشیارپوری پرنٹر و پبلشر پیغام صلح [illegible] سے شائع ہوا

جلد ۲۵ — لاہور یوم پنج شنبہ مطبوعہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۳۷ء — نمبر ۱۴

کشتۂ محبتِ الٰہی کا مقام

(از حضرت مسیح موعود)

ملک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام
کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

ملکِ روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گذرے ہیں امیر و تاجدار

داغِ لعنت ہے طلب کرنا زمیں کا عزّ و جاہ
جس کا جی چاہے کرے اس داغ سے وہ تن فگار

کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
گر وہ ذلت سے ہو راضی اس پہ سو عزت نثار

ہم اسی کے ہو گئے ہیں جو ہمارا ہو گیا
چھوڑ کر دنیائے دوں کو ہم نے پایا وہ نگار

دیکھتا ہوں اپنے دل کو عرشِ ربّ العالمیں
قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اترا مجھ میں یار

کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشت خار

اس کے پانے کا یہی اے دوستو اک راز ہے
کیمیا ہے جس سے ہاتھ آ جائے گا زر بے شمار

تیرِ تاثیرِ محبت کا خطا جاتا نہیں !
تیر اندازو نہ ہونا سست اس میں زینہار

اقوام کی تخلیق اور پابندئ نظام

انفرادی زندگی قوم میں فنا ہو جانے میں ہے

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

ارتقاء زندگی علم الحیات کی روشنی میں

موجودہ علم الحیات کی تحقیق ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ زندگی کی ابتدا نہایت سادہ طریق پر ہوئی۔ یعنی پہلے پہل تمام زندگی خفیف اور چھوٹے جراثیم کی صورت پر تھی۔ جیسا کہ اس وقت ہم جانوروں کی ساخت میں یہ دیکھتے ہیں کہ ان کے بعض اعضا خاص افعال کے لئے مختص ہیں۔ ابتدا میں ایسا نہ تھا۔ بلکہ تمام کا تمام جسم ایک ہی عضو کا حکم رکھتا تھا۔ ایک ہی خانہ تھا اور اسی سے ہر قسم کے افعال صادر ہوتے تھے مگر وہ افعال بھی نہایت ابتدائی حالت کے ہوتے تھے۔ ارتقاء کے ساتھ کئی ایک جاندار جو الگ الگ رہنے کے قابل ہوتے تھے۔ آپس میں اکٹھے ہو کر رہنے لگے تا وہ بڑی دشمنوں کا مقابلہ زیادہ سختی سے کر سکیں۔ اس طرح کئی جانداروں کی ایک بستی سی بن گئی۔ مگر ان میں سے ہر ایک اپنی الگ الگ زندگی نبھانے کے قابل تھا اور ضروریات میں کسی دوسرے کا محتاج نہ تھا۔ لیکن ارتقا کی دوسری منزل کے ساتھ جانداروں کی وہ بستی مختلف فرائض کو آپس میں تقسیم کرنے لگی۔ یعنی جہاں پہلے بستی کا ہر فرد زندگی کے ہر فعل کیلئے خود مہیا ہوتا تھا۔ وہاں بعض جانداروں نے بعض افعال کو اپنے لئے چن لیا اور بعض نے دوسرے کام کو پسند کیا۔ غرضیکہ اس طرح انہوں نے تقسیم کار کے اصول پر عمل کرتے ہوئے زندگی کے مختلف افعال کو آپس میں بانٹ لیا۔ بعض نے افعال ہاضمہ کے لئے مختص ہو گئے اور بعض ایک جگہ سے دوسری جگہ خوراک کو تقسیم کرنے پر مقرر ہو گئے اور بعض حفاظت کیلئے مخصوص ہوئے۔ غرضیکہ وہ بستی جو ابتدا میں کئی ایک جانداروں کا مجموعہ تھی۔ منازل ارتقاء کے ساتھ ایک جانور بن گئی جس کے الگ الگ خانے اپنی جداگانہ حیثیت رکھنے کے بجائے اب ایک ہی جانور کے مختلف حصے بن گئے۔

ارتقاء کی اس منزل پر یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک حصہ کو دوسرے کی خبر ہو اور دوسرے کو پہلے کی حالت کا علم ہو تا کہ جسم کے تمام حصے آپس میں ارتباط و اتفاق سے کام کرنے والے ہوں۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے جو نظام جانداروں کے جسم کے اندر قدرت نے قائم کیا۔ اسے عصبی نظام کہا جاتا ہے۔ عصبی نظام بڑے جانداروں میں ایک مرکزی طاقت یعنی دماغ اور اس سے نکلنے والے پٹھے ہیں جو جاندار کے جسم کے ہر حصہ کو دماغ سے متعلق کرتے ہیں۔ جسم کا کوئی حصہ نہیں جو مرکزی طاقت سے وابستہ نہ ہو۔ اس کا فائدہ ظاہر ہے جسم کے ہر حصہ کی خبر مرکز کو ہوتی ہے۔ اور ضرورت کے مطابق مرکز ہر جگہ و مقام کو کوئی مناسب حکم کسی فعل کا کرتا رہتا ہے۔ مثلاً جب جسم کے ایک حصہ کو چوٹ لگتی ہے تو دماغ کو اعصاب کے ذریعے خبر پہنچ کر وہاں سے احکام صادر ہوتے ہیں اور گوشت کے پٹھے اس عضو کو ضرر رساں مقام سے فوراً ہٹا لیتے ہیں۔

ارتقائے حیات کے اصول

علم الحیات کے مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ ارتقاء زندگی کے میدان میں یکا ہونا نہیں بلکہ یہ جانب ہے یعنی ایک حالت مختلف حصے خاص افعال کے لئے مختص ہوتے جاتے ہیں اتنا ہی زیادہ وہ اپنی ضروریات کے لئے دوسرے حصوں کے محتاج بنتے جاتے ہیں۔ مختص الافعال ہونے کا فائدہ تو یہ ہے کہ وہ فعل جو پہلے نہایت سادہ اور ابتدائی حالت میں بجا لایا جاتا تھا۔ وہ اب ترقی یافتہ صورت میں صادر ہوتا ہے۔ مگر اس میں لیکن ہر ایک نقصان بھی ہے اور وہ یہ کہ ہر حصہ دوسرے حصہ پر منحصر ہوتا جاتا ہے۔ وہ آزادی جو پہلے ہر حصہ کو دوسرے سے مستغنی کرتی تھی۔ اسے اب وہ میسر نہیں۔ اب ہر حصہ مرکزی طاقت کے تابع ہے۔

زندگی کے ارتقاء کے دو موٹے اصول جو مترشح ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ اول مختلف حصص مختلف افعال سے مخصوص ہوں اور ہر حصہ اپنے اپنے فعل کو اعلیٰ سے اعلیٰ اور عمدہ سے عمدہ ترقی یافتہ صورت میں ادا کرنے والا ہو۔ دوم یہ کہ ہر حصہ بجائے خود مطلق العنان ہونے کے مرکزی نظام سے وابستہ اور اس کے ماتحت ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ منازل ارتقاء بھی طے ہوتی جائیں۔ افعال اعلےٰ سے اعلےٰ حالات پر پہنچتے بھی جائیں اور مختلف حصوں کی پہلی خود مختاری و آزادی بھی قائم رہے۔ مرکزی نظام جس قدر زبردست و طاقتور ہوگا اور جس قدر جذبہ اطاعت و فرمانبرداری سے جسم کے اعضاء مرکزی احکام کو بجا لائیں گے۔ اسی قدر جاندار کی زندگی بے تکلیف کٹے گی۔

انسانی سوسائٹی کا نظام

جس طرح مختلف جانداروں کے ملنے سے ایک بستی بنی اور پھر ساری بستی ایک ہی جاندار بن گئی۔ ایسا ہی انسانی سوسائٹی کا نظام ہے۔ ابتدا میں ہر انسان اپنی اپنی تمام ضروریات زندگی بجائے خود لاتا تھا۔ زندگی کے سارے افعال خورد و نوش سے پوشش و رہائش تک کے تمام لوازم ہر شخص اپنے لئے خود مہیا کرتا تھا۔ بے شک اس میں یہ فائدہ تو تھا کہ ہر انسان کامل طور پر آزاد تھا اسے دوسرے کی احتیاج نہ تھی۔ مگر یہ حالت بہت ہی ادنی اور ترقی سے بہت ہی دور تھی۔ جوں جوں مختلف انسانوں نے مختلف افعال کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کر لیا۔ توں توں ایک دوسرے کا محتاج ہونے لگا۔ اور جنگلی وحشی زندگی کی زندگی سے نکل کر تہذیب و تمدن میں قدم رکھنے لگا۔ اس کے لئے اسے نظام کی ضرورت محسوس ہوئی اور وہ نظام حکومت کی طاقت ہے۔

اس میں کیا شبہ ہے کہ حکومت کے ماتحت رہ کر افراد کو وہ آزادی حاصل نہیں جو اس سے بے نیاز ہو کر انہیں مل سکتی ہے مگر کوئی ادنیٰ عقل اس بات کو قبول نہ کرے گی کہ وحشیانہ آزادی تمدن و تعاون کی قید سے برتر و اعلیٰ ہے جس قدر تمدن و تہذیب میں ترقی ہوتی جائے گی اسی قدر انسانوں کو ایک دوسرے کی احتیاج زیادہ بڑھے گی اور اسی نسبت سے مرکزی نظام کی ضرورت محسوس ہوگی جس کا نتیجہ لازمی طور پر پابندی و اطاعت ہے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ جس طرح جاندار کے جسم کے اندر نظام عصبی وہ مرکزی طاقت ہے۔ جو تمام جسم کے حصوں سے ان کے مرتبہ و ضروریات کے مطابق یکساں سلوک روا رکھتی ہے اور نقطۂ نظر کسی خاص حصہ کی بہبود و رعایت نہیں۔ بلکہ جاندار کی یکجائی زندگی کو ملحوظ رکھ کر فیصلہ صادر کیا جاتا ہے ایسا ہی مرکزی حکومت کا نظام بھی تب ہی صحیح ہوگا۔ جب اس کے سامنے ساری قوم کا مفاد پیش نظر ہو۔ نہ کسی خاص طبقہ یا حصہ کی رعایت۔ لیکن جہاں مرکزی طاقت کا صحیح اصولوں پر قائم ہونا ضروری ہے۔ وہاں افراد کا مرکزی نظام کی تابعداری و اطاعت [illegible] بہبود کے لئے ویسا ہی لازم پڑا ہے۔ اگر مرکزی نظام [illegible] بہبود نہیں تو بالآخر نتیجہ بغاوت و سرکشی ظاہر ہو کر رہنے [illegible] دیر ہے۔ ایسا ہی اگر اطاعت و فرمانبرداری افراد میں [illegible] اثر بھی قومی ترقی کا سد راہ بن کر اپنا اثر دکھلائے گا۔

تجارتی اور تمدنی نظام

سیاسیات میں جس طرح حکومت مرکزی طاقت کا [illegible] ایسا ہی سوشل نظام میں سوسائٹی کی نمائندہ جماعت کا مقام [illegible] ہے تو یہ کہ جہاں حکومتوں کے قیام کا بیشتر باعث اس کی [illegible] ہے۔ وہاں سوسائٹی کے نظام کا انحصار زیادہ تر اس ایثار [illegible] جو سوسائٹی کے افراد اس کی خاطر دکھلانے پر قادر ہوں [illegible] سرمایہ پر قائم شدہ سوسائٹیاں کامیابی کے اس معیار پر نہیں [illegible] ترقی کی رفتار مغربی سوسائٹیوں نے دکھلائی ہے اس کی کیا [illegible] ہمارے ہاں بنک اور تجارتی کمپنیاں اور میونسپل کمیٹیاں [illegible] کیا افراد تجارت سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے۔ یا کیا اپنے [illegible] شہروں کو عمدہ رہنا ناپسند نہیں کرتے ہو سکتا ہے کہ کسی حد تک [illegible] وجوہ کی کمی بھی موجود ہو۔ لیکن اس کا زیادہ تر باعث کارکن [illegible] ان اخلاق سے معرا ہونا ہے جو ایسے نظام کے لئے ضروری [illegible] کارکن اصحاب کو مشترکہ سرمایہ و اشیاء کی وہ قدر و قیمت [illegible] صورت میں انہیں ہو جب وہ ان کی انفرادی ملکیت ہوں اور [illegible] ان فرائض کا احساس ہوتا ہے جو ان پر بحیثیت کارکن ہونے کے [illegible] ہیں۔ زیادہ تر وہ صاحب دخیل کار ہوتے ہیں۔ جنہیں [illegible] یا کمپنی کے فائدہ کے مدنظر کوئی انفرادی نفع دکھلائی دیتا ہے [illegible] جونہی وہ فائدہ کٹ گیا۔ وہیں ان کی تمام جد و جہد ختم ہو گئی [illegible] میں ظاہر ہے کہ جب مشترکہ مفاد کسی کے مدنظر ہی نہیں [illegible] تو کیسے وہ مفاد ارتقاء کی مشکل منازل طے کر سکتا ہے۔ کسی [illegible] تو افراد کی موت کو چاہتا ہے۔ افراد جس قدر اپنی جداگانہ حیثیت [illegible] کر کے سوسائٹی کے مفاد میں اپنے مفاد کو مدغم کرنے والے [illegible] قدر سوسائٹی کا نظام ترقی کرتا جائے گا لیکن اس کے برعکس [illegible] انفرادی نفع مقدم ہوتا جائے گا۔ اسی قدر سوسائٹی میں [illegible] انحطاط راہ پکڑتا جائے گا۔ اور اگر یہ کمزوری کارکن [illegible] تو اس کا نتیجہ جلد اور زیادہ مہلک ثابت ہوگا۔ ہمارے [illegible] کمپنیوں اور میونسپلٹیوں کے انحطاط کا زیادہ تر یہی باعث [illegible]

سوشل اور اخلاقی نظام

سیاسی تمدنی اور تجارتی نظام کے علاوہ انسان [illegible] ایک سوشل اور اخلاقی نظام کے قیام کا سلسلہ بھی ہمیشہ [illegible] اور رہے گا اور اس نظام کی ترقی کے قواعد بھی وہی ہیں جو [illegible] کے مطالعہ سے ملتے اور جو سیاسی و تمدنی نظام پر حاوی [illegible] اس جگہ کوئی اضافہ ہے تو یہ کہ سچے رنگ کا اخلاقی نظام [illegible] خصوصاً متقدر کارکن اصحاب سے اس سے بہت بڑھ کر ایثار [illegible] کا طالب ہے۔ جس قدر کسی دوسرے نظام میں درکار ہے [illegible] یہ ایک موت کو چاہتا ہے جو اگر افراد قبول کریں تو ان [illegible] نظام کو زندگی کا موجب ہوتا ہے۔ ورنہ جس قدر اس انفرادی [illegible] پیالہ کو لگاتے جائیں اسی قدر اخلاقی و روحانی نظام میں گراوٹ [illegible] جس قدر انبیاء یا مامور دنیا میں مبعوث ہوئے۔ ان [illegible] جو نصب العین رہا۔ وہ حقیقی معنوں میں اسی ذریعہ فنا [illegible] سے اخلاقی نظام کے بقا کی بنیاد میں پڑے باقی تمام [illegible] کے سامنے ادنیٰ حیثیت رکھتے ہیں۔ مثلاً جس قدر ضروری [illegible] تقاضوں کو پورا کرنے کے اور سامان مہیا لائے [illegible] روحانی [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور اہل بیت ہمارے سب مجدد و اکابر امت قابل احترام ہیں
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب ہوگا

جلد ۲۵ — یوم چہارشنبہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ ہجری — نمبر ۱۴

ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

میارا بزم بر ساحل کہ آنجا — نوائے زندگانی نرم خیز است
بدریا غلط و با موجش درآویز — حیاتِ جاوداں اندر ستیز است

گذشتہ زہرہ گداز مصائب اور مخالفانہ حملوں نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ جب تک ہم ایک مضبوط جماعت کی شکل اختیار نہیں کر لیتے جب تک ہم ایک زبردست قومی طاقت نہیں بن جائیں گے اور جب تک ہم ہر مخالفانہ یورش کا مردانہ وار ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہو جائیں گے۔ اس وقت تک ہم چین سے زندگی بسر کرنے کے قابل نہیں ہو سکیں گے۔

ہمارے ساتھ جو سلوک روا رکھا جا رہا ہے وہ نیا نہیں۔ بلکہ ابتدا سے سنت الٰہی یہی ہے۔ علاوہ کتب تاریخ کے قرآن کریم کے بیان کردہ قصص پر نگاہ دوڑائیے یہ حقیقت آپ کو واضح نظر آئے گی ہر نبی اور اس کی قوم کو طرح طرح کے آلام کا ہدف بنایا گیا۔ انہیں تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ ملک بدر کیا گیا اور ستم کے کونسے پہاڑ تھے جو ان پر توڑے نہیں گئے۔ نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی زندگیوں پر ہی نگاہ دوڑاؤ۔ انہیں قتل کیا گیا۔ عرب کی گرم ریت پر لٹایا گیا۔ پتھراؤ کیا گیا اور اس حد تک ظلم توڑے گئے کہ بالآخر انہیں گھر بار، خویش و اقارب مال و دولت سب سے ہاتھ دھو کر دور دراز مقامات پر پناہ لینی پڑی صفحہ ہستی پر ہزار ہا قومیں اٹھیں اور تباہ و برباد ہو کر رہ گئیں اور ان سب کا جرم کمزوری اور ضعیفی تھا ؎

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

گذشتہ واقعات سے قطع نظر اپنے ارد گرد نگاہ دوڑائیے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ایک طاقتور انسان کمزور پر سختی بھی کرتا ہے تو وہ نادم نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے اپنا حق سمجھتا ہے اور دیکھنے والے بھی طاقتور ہی کی تائید کرتے ہیں۔ امراء کے جور و ستم کی یہی وجہ ہے کہ مدمقابل کمزور ہوتا ہے

آج اگر ہم پر لوگ سختیاں کر رہے ہیں تو اس کا واحد سبب ہماری کمزوری ہے۔ عقائد کا اختلاف تو ہرگز نہیں۔ اس کا ایک ثبوت تو یہی ہے کہ جس مقام پر ہمارے آدمی بکثرت ہوتے ہیں وہاں کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور جس مقام پر قلیل۔ وہاں مار پیٹ بھی ہوتی ہے قبرستان میں دفن بھی نہیں ہونے دیتے۔ باہمی گفت و شنید نشست و برخاست کا مقاطعہ بھی ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کے عقائد کوئی اسلام سے علیحدہ نہیں۔ آپ کا قصور صرف اسی قدر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اس صدی کا مجدد مانتے ہیں لیکن دوسری جماعت کے بزرگ کو گالی نہیں دیتے قرآن کریم میں کمی بیشی نہیں کرتے۔ ارکان اسلام کے انکاری نہیں۔ بلکہ اس کے برخلاف مخالفین کے مقابلہ پر زیادہ اسلام کے خادم۔ مذہب کے شیدائی۔ دین سے باخبر اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دینے والے ہیں تو دشمنان سلسلہ کی مخالفت و معاندت اختلاف عقائد پر مبنی نہیں اور آپ کا واحد قصور کمزور ہونا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کو دیکھئے۔ ان میں سے ایسے بھی ہیں۔ . . . .
. . . جو احادیث کو خرافات کا پلندہ یقین کرتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو خلفائے ثلاثہ پر تبرا کرنا جزو ایمان سمجھتے ہیں اور قرآن کو موجودہ شکل میں محرف و مبدل اور بیاض عثمان گردانتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ہیں جو خطرناک تر بلکہ خلاف اسلام عقائد کے حامل ہیں۔ مگر ان کو کوئی نہیں پوچھتا ہے۔ ان کے جنازے نہیں روکے جاتے۔ ان کا بائیکاٹ نہیں کیا جاتا۔ وجہ صاف ہے؟ ان کا جتھہ ہے ان کے ہاتھ میں طاقت ہے وہ بد طینت انسانوں کا سر کچل سکتے ہیں۔

اور سچ تو یہ ہے کہ کمزور قوم کو دنیا میں رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ جو قوم ہر روز مصائب کی آگ سے گذرتی ہے۔ جس پر آئے دن جور و ستم کے آرے چلتے ہیں اور ہر ممکن طریق سے اذیتوں کا نشانہ کیا جاتا ہے اور اس کے باوجود اپنی بدبختی اور مظلومیت کے اسباب و نتائج پر غور نہیں کرتی اور تمام ذلتوں کے باوجود فکر فردا سے بے پروا رہتی ہے وہ جس قدر جلد صفحہ ہستی سے محو ہو جائے۔ اتنا ہی اس کے لئے بہتر ہے تاکہ آئے دن کی مشکلات سے نجات پا جائے۔

میں یہاں مضمون نویسی کر کے آپ [illegible]
اور نہ اس کی ضرورت محسوس کرتا ہوں کہ آپ [illegible]
گذشتہ پانچ چھ سال کے حالات کو آنکھوں [illegible]
دشمنوں نے کیا کیا دکھ دیئے۔ لیکن کیا آپ نے [illegible]
کچھ سوچا۔ کیا آپ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ حملہ [illegible]
اعادہ نہیں ہوگا۔ یہ خیال غلط ہے۔ دشمن کا حملہ [illegible]
سخت ہوگا تو اس حالت میں کیا ہم نا فرض [illegible]
سامان کر رکھیں۔

اس خیال کو دماغ سے نکال رکھئے [illegible]
کیا تو ہیں۔ آخر سمجھ جائیں گے اور راہ راست [illegible]
آویزش میں یہ خیال مہلک ثابت ہوا کرتا ہے [illegible]
آشتی و صلح پسندی اختیار کر لیں تو چشم [illegible]
اسی وقت کریں گے جب کہ آپ کے سامنے [illegible]
ہو جائیں گے۔ مگر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس وقت [illegible]

ہم نے مسیح موعود کا دامن اس لئے [illegible]
اور مصائب اٹھانے کا شوق ہے۔ بلکہ اس لئے [illegible]
کا صرف یہی ایک رستہ ہے تو آپ کے مخالف [illegible]
نہیں حق و صداقت کے دشمن ہیں۔ ورنہ آپ [illegible]
سنجیدگی اختیار کر کے دیکھ لیجئے۔ سر آنکھوں [illegible]
جائیں گے تو ان کی دشمنی مسیح موعود سے ہے [illegible]
کی صحیح روح سے ہے جب تک آپ اس کے [illegible]
رہیں گے۔ دشمنوں کی گرفت ڈھیلی نہیں ہوگی [illegible]
قوت کے ساتھ اپنے لشکروں کو لے کر حملہ کرتا [illegible]

مگر مشکلات کو دیکھ کر گھبرا نہیں [illegible]
کامرانی کا پیش خیمہ ہوتی ہیں۔ جس قدر انسان کو [illegible]
سامنا کرنا پڑتا ہے اسی قدر اس کی [illegible]
اور وہ اسی قوت سے میدان ترقی میں [illegible]
مشکلات کو دیکھ کر حوصلہ ہار دیتی [illegible]
سے محو ہو جاتی ہے۔ ہاں آپ اپنی [illegible]
سے ذرائع ہیں جن کے اختیار کرنے سے [illegible]
بام ترقی پر پہنچ سکتے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز [illegible]
پر مبسوط تبصرہ کیا جائے گا۔ مگر پہلی [illegible]
مضامین پڑھنا چھوڑ کر عمل کے میدان [illegible]

اسمائے گرامی معطی [illegible]

برائے تبلیغ احمدیت اسلام کی مفت تقسیم کے [illegible]
احباب کی طرف سے ۲۰ر فروری ۳۷ء [illegible]
ہیں جو شکریہ کے ساتھ درج ذیل کئے جاتے ہیں

نامعلوم الاسم صاحب معرفت حضرت امیر قوم [illegible]
بیگم شاہنواز صاحبہ لاہور معرفت حضرت امیر قوم [illegible]
[illegible] خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب [illegible]
جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب لاہور [illegible]
جناب نور محمد جان محمد اینڈ سنز سرینگر [illegible]
جناب ابو الفضل اجمل اکمل حکیم محمد امین صاحب کوئٹہ معرفت خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب [illegible]
معرفت شیخ میاں الٰہ بخش صاحب لائلپور [illegible]
جناب شیخ میاں ظہور احمد صاحب لائلپور [illegible]

میزان [illegible]

کوئی کلمہ گو کافر نہیں

(از امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم حقیقت رقم سے)

صرف اسی ایک بات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ مصلحین امت کو ہمیشہ کیسے کیسے علماء مکر و حیل اور فقہاء خون آشام سے سابقہ پڑا ہے؟ اور حکومت وقت کو مخالف کرنے کے لئے کیسے کیسے بے پناہ حیلوں اور فریبوں سے ان کے خلاف کام لیا گیا ہے؟ کسی فاسق شخص کے مہدی ہونے نہ ہونے کے اعتقاد کو اسلام کے عقائد سے کیا علاقہ؟ نہ یہ بنائے فسق و تقویٰ ہے۔ نہ معیار ایمان و کفر۔ اگر ایک شخص نے کسی داعی شریعت و آمر بالمعروف وناہی عن المنکر کو مہدی مان لیا۔ تو اس سے اس کے اسلامی عقائد میں کونسا فتور آ گیا؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہ انطباق علائم و آثار میں اس نے اجتہادی غلطی کی۔ اصل شے جو مطلوب شارع ہے۔ وہ تو صرف ایمان باللہ وبما جاء من عند اللہ ہے اور دیکھنا صرف یہ ہے۔ کہ وہ متقین میں سے ہے۔ یا نہیں؟ "متقین" کی تعریف قرآن نے اپنی پہلی صورت میں بتلا دی۔ الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون۔ پس جو شخص ان چیزوں کا ایمان و عمل رکھتا ہے۔ وہ اولٰئک علیٰ ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون میں داخل ہے۔ خواہ کسی کو مہدی تسلیم کرے خواہ دجال۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم البتہ یہ ضرور دیکھا جائے گا۔ کہ جس شخص کو مہدی تسلیم کرتا ہے وہ متقی ہے۔ یا مبتدع؟ اگر اس کی بدعات و محدثات یا اعمال غیر صالح ثابت ہو گئے۔ اور یہ بھی ان کا مصدق اور پیرو ہو گا۔ تو بلاشبہ اس پر وہ حکم دیا جائے گا۔ جس کا وہ شرعاً مستحق ہو گا۔ لیکن نہ بر بنائے اعتقاد مہدیت بلکہ بسبب عقائد و اعمال منکرہ اور اگر ایسا نہیں ہے۔ تو ایک جزئی مسئلہ میں اس کو غلطی پر سمجھ سکتے ہیں تخطیہ کر سکتے ہیں۔ لیکن نہ تو برا کہہ سکتے ہیں۔ اور نہ اس کے اسلام و ایمان میں شک کر سکتے ہیں۔ اگر اس کا عمل اچھا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت و اتباع اور ایثار فی اللہ وللہ میں تیز گام ہے تو یقیناً کل کو اللہ کے حضور وہی سب سے اونچا ہو گا۔ اور ہم سب اس کے نیچے ہونگے۔ اگرچہ ہم کتنے ہی کامل و اکمل اشعری و ماتریدی ہوں وہاں صرف غرور اشعریت و ماتریدیت کام نہ دے گا۔

وکل یدعی وصلا بلیلی
ولیلی لا تقر لھم بذاکا

افسوس جزئیات مذمومہ عقائد کے غرور باطل نے مسلمانوں کو جس قدر نقصان پہنچایا۔ کسی چیز نے نہیں پہنچایا۔ عمل صالح کی اہمیت بالکل جاتی رہی اور سارا دار و مدار چند مذمومہ عقائد پر آ کر رہ گیا۔ ایک شخص اس غرور میں کہ میں صرف الف سے لے کر ی تک عقائد نسفی کا مجسمہ ہوں۔ تمام مسلمانوں کو حقیر و گمراہ کہتا ہے اور سمجھتا ہے۔ کہ عمل صالح اور ایثار و محبت فی اللہ کوئی شے نہیں۔ ایک شخص تقویٰ و طہارۃ میں کتنا ہی اصلح ہو۔ لیکن اگر کسی ایک جزئی و ضمنی عقیدہ میں بھی مختلف ہوا۔ تو اس کی ساری عمر کی کمائی رائگاں گئی اور باوجود عمر بھر کے ایمان و عمل صالح کے کافر کا کافر ہی رہا جس کلمہ کے ایک بار اقرار کر لینے سے ابوسفیان احد کی مدد سے اسلام اور وحشی قاتل حمزہ کا خون حرام ہو گیا تھا۔ اور اگر ابوجہل بھی اقرار کر لیتا۔ تو اس کی ساری عمر کا کفر و طغیان محو ہو جاتا۔ آج ساری عمر اس کے ایمان و عمل میں بسر کر دیجئے۔ لیکن پھر بھی مومنوں کے گروہ میں شمار ہونے کا حق حاصل نہیں کر سکتے! افسوس تیرہ سو برس گزر گئے مگر کفر و ایمان کی گتھی آج تک نہ سلجھی۔

چہ سخن کفری و ایمانی کجاست؟
تو ز حسن در کفر و ایمان سپرو ورا

اصل یہ ہے۔ کہ اسلام نے باب عقائد میں صرف بنیادی چیزیں صاف صاف اور موٹی موٹی باتیں بتلا دی تھیں۔ اور اس کے بعد سارا دار و مدار عمل صالح پر رکھا تھا۔ بنی الاسلام علی خمس۔ الخ اور من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ ہر طرح کی فضیلت و مزیت کا معیار صرف تقویٰ اور اس کے مراتب بعضھا علیٰ بعض تھے۔ اور بس کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم جو شخص شہادتین کا اقرار کرتا تھا بمجرد اقرار مسلمانوں میں داخل ہو جاتا تھا۔ اور مسلمانوں میں سے جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں سب سے زیادہ ایثار جان و مال کرتا تھا۔ وہی سب سے افضل و اعلیٰ سمجھا جاتا تھا۔ صحابہ کرام کا پورا عہد گزر گیا۔ مگر کسی شخص کو ایک لمحہ کے لئے اس کا وہم بھی نہیں گزرا۔ کہ اسلام و ایمان اور فضیلت و بزرگی کا معیار عمل صالح اور تقویٰ و طہارت کے سوا اور بھی کوئی چیز ہو سکتی ہے۔ اس قسم کی روایتیں جو تم صحاح میں پڑھتے ہو "وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرون شیئا من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوٰۃ" تو ان کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ بنیاد ساری باتوں کی صرف عملی زندگی تھی۔ عقائد کے باب میں نہ تو کوئی اختلاف تھا۔ اور نہ فتنہ تفرق و تمذہب کی بنیاد پڑی تھی۔

لیلے و مجنوں ہم سے بودہ اند
پیش ازیں خوش روزگاری بودہ است!

لیکن اس کے بعد فتن و فساد اور بدعات و محدثات کا آغاز ہوا۔ اور اوائل بنو امیہ ہی میں عجمی اقوام کے اختلاط اور عجمی علوم ذہنیہ مہلکہ کے شیوع سے عقائد میں فتنہ کاوش و تعمق کی بنیاد پڑی جس کو اسلام نے نہایت سختی سے روک دیا تھا۔ کہ ھلک المتعمقون، اور نئے نئے سوال پیدا ہونے لگے۔ یہ حال دیکھ کر مجبوراً اہل حق و سنت کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اور باب عقائد میں سب سے پہلے رد و کد اور بحث و نظر کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہاں تک جو کچھ ہوا۔ بالکل ٹھیک تھا۔ اور ناگزیر۔ لیکن آگے چل کر یہ چیز حد اعتدال سے متجاوز ہو گئی عقائد کے رد و کد کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ لوگوں کی توجہ اسی کی طرف بڑھنے لگی۔ اور رفتہ رفتہ عمل کی طرف سے طبیعتیں بے پروا ہو گئیں۔ حتیٰ کہ آج یہ حال ہے۔ کہ اسلام و ایمان کا سارا دار و مدار محض چند جزئیات اختلافیہ عقائد کی محافظت پر آ کر ٹھہر گیا ہے۔ اور صرف انہی کے غرور و پندار میں ہر شخص مست رہتا ہے۔ عمل کی درستگی تقویٰ و طہارت کی اہمیت و تقدیم یک قلم فراموش کر دی گئی ہے۔ اور قریب ہے۔ کہ اسلام کے ارکان و شرائط سے عمل صالح کا رکن اس طرح معدوم ہو جائے۔ گویا وہ کوئی ضروری چیز تھا ہی نہیں۔ ساری جستجو اور کاوش صرف اسی کی ہوتی ہے کہ فلاں شخص کے عقائد کیسے ہیں؟ یعنی چند مذمومہ جزئیات غیر متعلقہ میں اس کے عقیدہ کا کیا حال ہے؟ اس کو کوئی نہیں دیکھتا۔ کہ اس کا عمل کیسا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں انفاق جان و مال کا کیا حال ہے؟ تقویٰ و طہارت نفس کے لحاظ سے کیسی زندگی کرتا ہے؟ بندوں کے ساتھ اس کا سلوک کیسا ہے؟ اور خدا کے خوف سے دل خالی رکھتا ہے یا بھرپور؟ لین دین میں سچائی اور دیانت ہے۔ یا نہیں؟ ایک شفیق باپ، رفیق بھائی۔ وفادار شوہر ہے

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کا سکوت

قادیانیوں کو حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے جو حسد ہے اور جوان کو شب و روز سوہان روح محسوس ہوتا ہے۔ اس کا بدترین مظاہرہ وہ رکیک اور شرافت کش الفاظ ہیں جو وہ آپ کی ذات اقدس کے متعلق تحریر و تقریر کے ذریعہ ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ اور ملولی الفضل مذکور بھی آج کل الفضل میں اسی سنت کے بقا میں کوشاں ہیں۔

اسی حسد و عناد کے مظاہرے کا دوسرا طریق یہ اختیار کیا جا رہا ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ کی مذمومہ علمی کمزوریاں کے پیش کرنے پر زور دیا جا رہا ہے۔ شہرت حاصل کرنے کا یہ سہل ترین طریق سہی۔ مگر ان کو اتنا بھی معلوم نہیں۔ کہ جس کی قلم نے بڑے بڑے معاندین سے خراج تحسین حاصل کیا ہے اور جس کی تصانیف نے باطل کی صفوں کو درہم برہم کر رکھا ہے وہ چراغ انکی نابکار پھونکوں کی زد سے بلند ہے اور اس کی قابلیت شہرت دوام حاصل کر چکی ہے

مولوی جالندھری صاحب نے تفسیر بیان القرآن کو اسی نقطۂ نگاہ سے پڑھا۔ کہ کہیں شائد اعتراض کی گنجائش ملے۔ آخر بڑی دور جا کر ان کو لفظ "قنوان" پر سر کھجلانے کی فرصت ملی اور نہایت طمطراق سے اپنی جہالت پر اخبار الفضل میں مضمون لکھ کر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ مولوی صاحب کو خیال تھا کہ میرا بلاد عربیہ میں چند سالہ قیام شائد آڑے آئے۔ مگر رفیقی سید اختر حسین صاحب کی ایک نگاہ سے مولوی صاحب کے اعتراض کی قلعی کھل گئی۔

مولوی صاحب کے سامنے حقیقت آ چکی ہے اب ان کا فرض تھا کہ اگر وہ خود درست ہیں۔ تو اس پر خامہ فرسائی فرماتے، اور اگر غلطی پر ہیں۔ تو لکھ دیں۔ کہ جو سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ نے تشریح فرمائی ہے وہ صحیح ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا آخری ارشاد ہے کہ اپنی غلطی کا اعتراف کر لینا ایماندار کی علامت ہے۔ اور اہل تقویٰ اور روحانیت پسند بزرگ جانتے ہیں۔ کہ نفس پرستی کو ہمیشہ سچائی کی خاطر قربان کر دینا چاہیئے۔

میں بھی اس کے متعلق خاموش رہتا۔ مگر ہمارے دفتر کے چپراسی محمد حنیف صاحب نے بار بار کہا ہے۔ کہ مولوی صاحب کو اس بات کی توجہ دلاؤں۔ چنانچہ میں اسی کے مطابق مولوی صاحب کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس بات کا نڈر ہو کر اعتراف کر لیں کہ بیان القرآن کی تشریح درست ہے۔ "بارگاہ خلافت" سے انہیں ہرگز ڈانٹ نہیں پلائی جائے گی۔ اور اگر ایسا ہوا بھی۔ تو مومن کا کام ہے۔ کہ وہ حق و صداقت کی خاطر ہر مشکل کا سامنا کرے

هم رحیم و غمگسار ہمسایہ ہے۔ یا ایک بے رحم وجود۔ بے حس پتھر۔ اور درندہ وحشتناک مخلوق؟ ان ساری باتوں میں "حسن" کے الگ کر دینے کے بعد اسلام کوئی چیز باقی نہیں رہتی؟ اس کا حال خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر چند مذموم جزئیات میں ہمارا ہم آہنگ ہے تو پھر ہمارے نزدیک اس سے افضل روئے زمین پر کوئی نہیں! یہی گمراہی یہود کی تھی۔ کہ صرف اسرائیلیت کے غرور میں بدمست رہتے تھے وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ یہی غرور عقائد کا فتنہ بہت ہی بڑا فتنہ ہے۔ اور آج مسلمانوں کی ہڈی ہڈی اسی سے گھلی جا رہی ہے۔ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

(التذکرہ ص ۴۹)

جناب خلیفہ قادیان سے مباحثہ کے متعلق فیصلہ کن گذارش

مولوی اللہ دتا صاحب نے فیصلہ کن بحث کے متعلق مضمون شائع کیا ہے جس کی ابتدا ہی ثالثوں والی شرط سے ہوئی ہے۔ قادیانی دوست ثالثوں والی شرط سے اس قدر گھبراتے ہیں کہ جونہی اس کا ذکر آیا بس ہوش وخرد کے طوطے اڑ گئے۔ گذشتہ مضمون میں پیغام صلح نے ثالثوں والی شرط کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ یہ بات پہلے متعدد بار دوہرائی جا چکی تھی۔ مگر اس کی عدم موجودگی سے مولوی صاحب کی جان میں جان آئی۔ کہ دیکھو ہم تو پہلے ہی کہتے تھے۔ یہ شرط بے معنی ہے "نگران کو یہ خیال ہے کہ ہماری یہ شرط بدستور قائم ہے۔ مولوی صاحب کو زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں۔ پیغام صلح نے اگر یہ لکھا کہ ایسا کوئی جج نہیں ہوسکتا کہ جس کے فیصلہ کو فریقین تسلیم کرلیں گے تو اس سے یہ کس طرح واضح ہوا کہ ہم نے ثالثوں کی شرط کو چھوڑ دیا ہے۔ ہم نے کبھی نہیں لکھا کہ ثالثوں کے فیصلہ کو فریقین تسلیم کرلیں۔ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے اور کسی ثالث کے فیصلے سے کوئی شخص اپنے مذہبی عقیدہ کو ترک نہیں کرسکتا۔ ہم ثالثوں کی شرط پر سختی سے قائم ہیں اور اس کی غرض صرف یہ ہے کہ واضح ہوجائے کہ کونسا فریق اس قدر زبردست دلائل رکھتا ہے کہ دوسرے فریق کے احباب کو بھی غلطی سے نکال کر اپنا ہمخیال بنا لیتا ہے۔ یعنی اگر چار دوست قادیان کے ہوں گے اور ان میں سے دوران بحث میں ایک یا دو ہمارے دلائل سے قائل ہوکر ہمارے حق میں فیصلہ دیں گے تو ہر دو جماعتوں کے افراد اور دیگر مسلمانوں کو حق وصداقت کے پرکھنے اور دلائل کا اندازہ کرنے کا موقع مل جائے گا۔ اور مقابلتاً بہت زیادہ لوگ حقیقت عقائد سے باخبر ہوجائیں گے

مولوی اللہ دتا صاحب نے مناظرانہ پیش بندی کے طور پر کہا ہے کہ احمدی اب پھر ثالثوں والی شرط پر اصرار کریں گے۔ مگر مولوی صاحب ہم نے اسے چھوڑا ہی کب ہے۔ یہ تو آپ کی "حسن ظنی" ہے جو ایسا سمجھ رہے ہیں مگر آپ ثالثوں والی تجویز سے گھبراتے کیوں ہیں اس لئے کہ میاں صاحب کو اپنے مریدوں کی ضعیف الاعتقادی کا یقین ہے۔ آپ کا اعتراض تو ایک ہی تھا کہ ہم کسی منافق کو جو آپ کی جماعت میں ہے ثالث تجویز کریں گے اس کا جواب ہم پہلے دے چکے ہیں کہ جس کے متعلق یہ کہہ دیا جائے کہ وہ منافق ہے ہم اسے چھوڑ دیں گے اور اس کا نام بھی شائع نہیں کریں گے۔ اور اگر اس بات کا ڈر ہے کہ اگر فیصلہ آپ کے خلاف ہوگیا تو اکثر لوگ ساتھ چھوڑ جائیں گے تو حق کی خاطر آخر مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہاں تو آپ پھر سن لیجئے کہ ثالثوں کی شرط قائم ہے۔

مولوی صاحب نے بجائے طریق فیصلہ اختیار کرنے کے بحث کی طرح ڈالنے کی کوشش کی ہے مگر ہم مسئلہ زیر بحث سے ادھر ادھر جا کر اپنا قیمتی وقت، اوراق اور پیش نظر امور کو ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارے نزدیک مسئلہ کفر واسلام ہی حقیقی توجہ کا مستحق ہے۔ اول تو اس لئے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد کاموں میں سے ایک یہ بھی کام تھا۔ کہ وہ تکفیر المسلمین کے فتنہ اور کفر سازی کی لعنت کو دور فرما کر مسلمانوں کو وحدت قومی کی سلک میں منسلک کردیں اور آپ نے ہی اس حقیقت کو مسلمانوں پر واضح کیا کہ کلمہ گو ہرگز ہرگز کافر نہیں ہوسکتا۔ کاش کہ آپ حضرت صاحب کے ان اشعار پر غور کریں۔

> اے کہ تکفیر مسلمانان کنی از جہل دکیں
> شرمت آید از خدائے عادل و ذی اقتدار
> سہل باشد از زبان خویش تکفیر کسے
> مشکل افتد آں زماں چوں پرسد از وے کردگار
> کلمہ گویاں را چرا کافر بنی نام اے اخی
> گر تو داری خوف حق رد بیخ کفر خود برآر
> گر کسی تکفیر قوم خود چہ کار ے کردہ
> روا گر مردی جہودے را باسلام اندر آر

اور اپنے مشن کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

" واضح ہو کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم بھی اسی کام کے لئے آئے تھے اور اس زمانہ میں آئے تھے جبکہ یہودیوں کے مسلمانوں کی طرح بہت فرقے ہوگئے تھے اور توریت کے ظاہر الفاظ کو انہوں نے پکڑ لیا تھا اور روح اور حقیقت اس کی چھوڑ دی تھی اور نکمی نکمی باتوں پر جھگڑے برپا ہوگئے تھے اور باہم کینگی اور کم حوصلگی کی وجہ سے بغض اور حسد اور کینہ ان متفرق فرقوں میں پھیل گیا تھا۔ ایک کو دوسرا دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اور شیر اور بکری کی عداوت کی طرح ذاتی عداوتوں تک نوبت پہنچ گئی تھی اور بباعث اختلاف عقیدہ اپنے بھائیوں سے محبت نہیں رہی تھی بلکہ درندگی پھیل گئی تھی اور باہمی رحم اور ہمدردی بکلی دور ہوگئی تھی اور وہ لوگ ایسے حیوانات کی طرح ہوگئے تھے کہ حقیقی نیکی کو ہرگز شناخت نہیں کرسکتے تھے اور تباغض تحاسد کا بازار گرم ہوگیا تھا اور صرف چند رسوم اور عادات کو مذہب سمجھا گیا تھا۔ سو آنحضرت صلعم نے اس امت کو بشارت دی تھی کہ آخری زمانہ میں تمہارا بھی یہی حال ہوگا۔ بہت سے فرقے تم میں سے نکل آئیں گے اور بہت سے متضاد خیالات پیدا ہو جائیں گے اور ایک گروہ دوسرے گروہ کو یہودیوں کی طرح کافر سمجھے گا۔ اور اگر ننانوے وجوہ اسلام کے موجود ہوں تو صرف ایک وجہ کو کفر کی وجہ سمجھ کر کافر ٹھہرایا جائے گا۔ سو باہمی تکفیر کی وجہ سے سخت نفرت اور بغض اور عداوت باہم پیدا ہو جائے گی اور بوجہ اختلاف رائے کے کینہ اور حسد اور درندوں کی سی خصلتیں پھیل جائیں گی۔ اور وہ اسلامی خصلت جو ایک وجود کی طرح کامل اتحاد کو چاہتی ہے اور محبت اور ہمدردی باہمی سے پر ہوتی ہے بکلی تم میں سے دور ہو جائے گی اور ایک دوسرے کو ایسا اجنبی سمجھے گا۔ کہ جس سے مذہبی رشتہ کا بکلی تعلق ٹوٹ جائے گا اور ایک گروہ دوسرے کو کافر بنانے کی کوشش کرے گا۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کی بعثت کے وقت یہی حال یہود کا ہو رہا تھا۔ اور اس اندرونی تفرقہ اور بغض اور حسد اور عداوت کی وجہ سے دوسری قوموں کی نظر میں نہایت درجہ کے حقیر اور ذلیل اور کمزور ہو جائیں گے اور اس معکوس ترقی کی وجہ سے جو اندرونی جھگڑوں کی طفیل سے کمال کو پہنچے گی۔ فنا کے قریب ہو جائیں گے اور کیڑوں کی طرح ایک دوسرے کے کھا جانے کا قصد کریں گے اور بیرونی حملوں کو اپنے پر وارد ہونے کے لئے موقع دیں گے جیسا کہ اس زمانہ میں یہودیوں کے ساتھ ہوا جو اندرونی نقاقوں کی وجہ سے ان کی ریاست بھی گئی اور قیصر کے تحت میں غلاموں کی طرح بسر کرنے لگے۔ خدا تعالیٰ نے [illegible] فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسا ہی تمہارا حال [illegible] مذہبی عداوتیں اپنے ہی بھائیوں سے [illegible] بغض اور حسد اور کینہ سے بھر جاویں گے [illegible] نہ تمہاری دنیا کی حالت اچھی رہے گی [illegible] اخلاق کی نہ خدا ترسی باقی رہے گی [illegible] اور پورے وحشی اور ظالم اور جاہل ہو جاویں گے [illegible] وہ علم جو دلوں پر نیک اثر ڈالتا ہے [illegible] رہے گا۔ . . . . تب اس یہودیت کی بیخ کنی [illegible] مسیح ابن مریم نازل ہوگا یعنی مامور ہوکر [illegible]"

(ازالہ اوہام تقطیع خورد صفحہ [illegible])

اگر جماعت کے اختلاف کی بنا کرلیا جائے [illegible] ہے۔ ادھر ادھر جانے کی ضرورت نہیں۔ واقفات [illegible] کا ہر فرد جانتا ہے کہ سب سے پہلے یہ بحث شروع ہوئی تھی کہ [illegible] منکر کافر ہے یا کہ نہیں۔ یہ ۱۹۱۲ء کا واقعہ ہے [illegible] جماعت میں باعث اختلاف نہیں تھا۔ جیسا کہ آپ نے [illegible] تسلیم کیا ہے

" غیر مبائعین ۱۹۱۳ء کے اخیر تک سیدنا [illegible] کو نبی اور رسول مانتے تھے "

ان الفاظ سے کم از کم اتنا تو عیاں ہے کہ [illegible] ۱۹۱۳ء کے بعد پیدا ہوا۔ اور ابتداءً مسئلہ کفر واسلام [illegible] اکابر قادیان اور بالخصوص میاں صاحب نے [illegible] درحقیقت وجہ اختلاف کیا ہوئی۔ مولوی صاحب [illegible] خدا کے ساتھ تعلق ہے۔ آخر ہم سے کر اس کے [illegible] خود ہی بتائیں کہ جس مسئلہ پر اصل تفرقہ ہوا۔ اسی مسئلہ [illegible]

دوسری وجہ اس مسئلے کی اہمیت کی یہ ہے کہ [illegible] کی اقوام کو ایک مقام پر جمع کرنا ہے: اللہ رب العالمین [illegible] اللعالمین اور نبی رحمۃ للعالمین کے الفاظ میں [illegible] اشارہ ہے۔ اسی لئے اعلان کر دیا کہ دین مکمل ہے [illegible] آخر الزمان ہیں جن کی نبوت کا دائرہ تا قیامت [illegible] تفصیلات کو مفصل طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ اب [illegible] کہ آنحضرت صلعم کے بعد ایسے نبی اور رسول آئیں گے [illegible] تو پھر ایک ایسے فتنہ کا دروازہ کھل گیا۔ جس کا نتیجہ [illegible] توحید کی وحدت کو پاش پاش کرنا ہے تو در اصل [illegible] کی روح پر ضرب کاری ہے۔ جیسے آج آپ فراخدلی سے [illegible] نماز ہوکر استعمال کر رہے ہیں۔ سوال یہ نہیں کہ یہ [illegible] پر مسلط ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ آیا اسلام کی وحدت [illegible] ہے کہ نہیں۔ تو ہمارے نزدیک یہ ایک اہم مسئلہ ہے [illegible] سمجھتے ہیں۔

مولوی صاحب کی ال بھولے پن سے لکھے ہیں [illegible] کو کافر نہیں کہتے تو پھر جماعت احمدیہ لاہور کیوں [illegible] کی جھوٹی دعویدار بن کر کفر کفر کی رٹ لگا رہی ہے مولوی [illegible] شاید معلوم نہیں کہ آپ دانستہ حقیقت پر پردہ ڈال رہے ہیں [illegible] میں حق کا بول بالا کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اسی [illegible] مسیح موعود نے لگایا اور یہی ہماری زندگی کی غرض [illegible] کی ہمدردی یا عداوت سے اس بات پر زور نہیں دے [illegible]

ﮯ مولوی صاحب ہی بتائیں کہ جس بات کو حضرت صاحب [illegible] فرض نہیں کہ حضرت صاحب کی اتباع میں ہم دلیل فرمائیں [illegible]

(ایام)

عرب مجاہدین کا رجز

ایک انگریز شاعر جیمس فلیکر کی ایک نظم کا ترجمہ

(از سید اختر حسین گیلانی مولوی فاضل)

ہماری رفتار تیر تقدیر سے بھی زیادہ تیز ہے۔

ہم اندھیری رات اور سحری کے وقت چلنے کے عادی ہیں۔

خبردار! خبردار!! اے زرد رنگ کے مغربی بادشاہو!

خبردار ہو جاؤ۔

ہم آندھی کی طرح آتے ہیں ـــــ جو تمہارے ہاتھی دانت کے خوشنما دروازوں کو آن واحد میں اڑا کر پھینک دے گی۔

تمہاری طرح ہم مخمل اور ریشم کے نرم و نازک بچھونوں پر سونے کے عادی نہیں۔ ہمیں اگر موت آئے تو ہم تمہاری طرح ایسے عظیم الشان محلات میں نہیں مرتے۔ جہاں عورتیں اور بچے چلا چلا کر دعائیں مانگ رہے ہوں۔

ہاں ہم سوتے ہیں ـــــ مگر خیموں کی رسیوں کے پاس کھلے میدان میں۔ اور جب اٹھتے ہیں ـــــ تو تکبیر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے

سورج اور چاند ہمیں روشنی کا کام دیتے ہیں

اور باد مخالف یا موافق سے ہمارے ارادوں پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

مشرقی ممالک سے لیکر جہاں ہاتھی پائے جاتے ہیں ــ بلغاریہ اور مراؤ (روس) تک ہم پہنچے۔

روم پر ہمارے اقبال کا ستارہ چمک رہا ہے

ہم سندھ سے ہسپانیہ تک بڑھتے چلے گئے

ہمارا نیزہ کیا تھا؟ ـــــ ایک صحرائی طبیب،

جس نے بہت سے دشمنوں کا دل کینہ عمل جراحی سے نکال دیا۔

اور ہماری ڈھالوں کے کرتب دیکھ کر استنبول میں دشمن کی فوج کے حوصلے پست ہو گئے۔ جب وہاں لڑائی کا طوفان موجزن ہوا۔

تو ہم نے اس میں بہادر و بزدل سب کو غرق کیا ـــــ

ہم نے سب کو کاٹ کر صحرا میں پھینک دیا ـــــ اور اپنے نغموں میں اپنے اللہ کی عظمت ظاہر کی۔
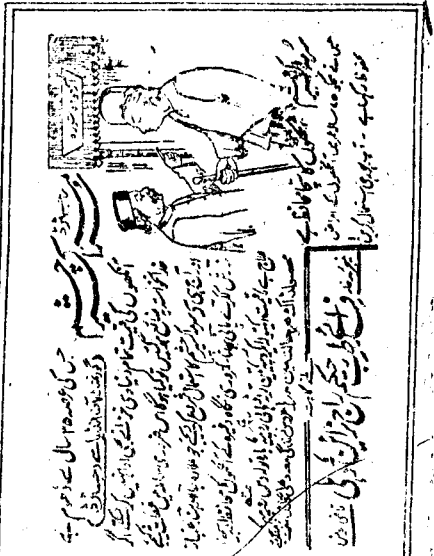
میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(از جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب)

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بڑے افضال ہم پر ہیں۔ ہماری تعلیم کا دائرہ صرف انڈونیشیا تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ ہمارے ڈچ۔ جاوی اور ملائی اخبارات کے ذریعہ سے ہر ماہ دور دراز ممالک مثلاً ہالینڈ۔ جنوبی امریکہ تک ہماری تعلیم پھیل اور مقبول ہو رہی ہے۔ ہمارے ڈچ ماہواری اخبار کا نام السلام ہے جو باقاعدہ شائع ہو رہا ہے۔ جاوی زبان کے اخبار کا نام مسلم ہے۔ یہ بھی ماہواری اور باقاعدہ شائع ہو رہا ہے۔ ملائی اخبار کا نام رسالہ احمدیہ ہے جو سہ ماہی باقاعدہ شائع ہو رہا ہے۔ ہمارے ہالینڈ مسلم مشن کی تحریک نے یہاں بہت جوش پیدا کر دیا ہے اور ہماری جماعت خوب جیتی سے کام کر رہی ہے لیکن مخالف بھی کچھ نہ کچھ شرارت کرتے ہی رہتے ہیں۔ وہ ہالینڈ میں مسلم مشنری بھیجنے کے مخالف نہیں لیکن حسد یہ ہے کہ وہ ہماری جماعت کا نہ ہو۔ گو خود وہ لوگ نہ تو تبلیغ اسلام کے لئے قدم اٹھاتے ہیں اور نہ مالی قربانیاں کرنے کو تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے کہ وہ اسلام کی موجودہ نازک حالت پر غور کر کے کچھ عملی کام اس کی خدمت کا کریں۔ گو وہ ہمارے راستہ میں روڑے اٹکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو کبھی ایسے فاسد ارادوں میں کامیاب نہ کرے گا۔ ہمارے مبلغین کی جماعت خوب ترقی کر رہی ہے اس وقت میرے پاس دس مبلغ ہیں جو دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ وہ چوبیس گھنٹے میرے پاس رہتے ہیں اور اس طرح مجھے ان میں بھی اسلامی روح پھونکنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر وہ سارے ملک میں پھیل جائیں گے اور جگہ جگہ جماعتیں خدمت اسلام کے لئے بنا دیں گے

شمالی امریکہ

مسز فاطمہ ڈنکن صاحبہ لکھتی ہیں کہ آپ کا خط اور نہایت عجیب غریب کتب پہنچیں۔ میں ان کو پڑھ کر بہت خوش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کو اس نیک کام کے لئے جزائے خیر دے۔ مہربانی فرما کر مجھے نماز کی ترکیب اور دیگر مسائل سے بخوبی آگاہ کریں۔ کیونکہ بعض دفعہ مجھ سے نمازیں ترک ہو جاتی ہیں۔ ان صورتوں میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کیا عورتوں کو بھی نماز پڑھنے سے پہلے اذان کہنی چاہئے۔ مجھے اور بھی مفید لٹریچر اسلام پر بھیجیں۔ اگر وہ قیمتاً فروخت ہوتا ہو تو قیمت سے اطلاع دیدیں۔ فوراً قیمت بھیجدی جائے گی۔

لائبیریا (مغربی افریقہ)

الحاج حمید صاحب لکھتے ہیں کہ پیر شمس الدین صاحب یہاں ۸ جنوری کو پہنچے اور چند دن ٹھہر کر آگے چلے گئے وہ نہایت خوش اخلاق اور نیک آدمی ہیں۔ افسوس ہے کہ وہ صدر جمہوریت سے نہ مل سکے کیونکہ صدر صاحب اندرون ملک میں دورہ پر گئے ہوئے تھے اس لئے پیر صاحب یہاں سے گولڈ کوسٹ کے لئے روانہ ہو گئے صاحب صدر کی واپسی پر میں آپ کو تمام حالات سے اطلاع دیدوں گا کیونکہ وہ تمام قرآن شریف اپنے ہمراہ اندرون ملک کے مسلمان رؤسا کو بطور تحفہ دینے کے لئے ہمراہ لے گیا ہے

نائیجیریا (مغربی افریقہ)

مسٹر میں لکھتے ہیں کہ مجھے یہ خط آپ کو لکھکر دلی مسرت [illegible] آپ مجھے کچھ اسلامی لٹریچر بہت جلد بھیجدیں۔ میں اس وقت تک عیسائی [illegible] دلی خوشی ہو گی۔ اگر آپ مجھے اسلام کی عمدہ اور پاکیزہ تعلیم سے آگاہ [illegible] اور کچھ مفید کتب رد عیسویت اور حقانیت اسلام پر بھیجدیں گے۔ میں [illegible] کے اصول تثلیث سے سخت متنفر ہو گیا ہوں اور اب صراط مستقیم [illegible] ہوں۔ میری رہنمائی فرمائیں۔

زولولینڈ (جنوبی افریقہ)

مسٹر جمشید لکھتے ہیں کہ آپ کا خط معہ ترجمۃ القرآن انگریزی [illegible] کے لئے تہ دل سے مشکور ہوں۔ اس کے مطالعہ سے میرے دل میں نور کی [illegible] سرور گئی۔ اس سے پہلے میں نے تعلیم اسلام سمجھنے کی بہت کوشش کی [illegible] کچھ سمجھ نہ آتا تھا۔ آپ کی کتب کے مطالعہ سے مجھے اسلام کی سچائی روز روشن کی طرح معلوم ہو گئی ہے قرآن کریم بنی نوع انسان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے اور جو شخص خدا کو پانا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ آپ کے ترجمۃ القرآن کا مطالعہ کرے۔ میں عربی زبان سیکھنا چاہتا ہوں۔ تا کہ قرآن کریم اور دیگر علوم اسلام جو عربی میں ہوں آسانی سے پڑھ اور سمجھ سکوں [illegible] کسی مفید کتاب کا پتہ دیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ پیشتر اس کے کہ میں مسجد میں کلمہ پڑھنے کے لئے داخل ہوں۔ مجھے نماز اور تمام اصول اسلام پر عملاً چلنے کی طاقت ہو۔

جزائر فلپائن

مسٹر ہدرو لکھتے ہیں کہ آپ کے خط کا جواب اتنی دیر کے بعد [illegible] کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔ اس کی وجہ ہماری سلطنت کے نظام کی تبدیلی تھی۔ جو ابھی تک جاری ہے جب سے ہمارے ملک کو آزادی ملی ہے تب سے اب تک ہمارا انتظام حکومت مستقل طور پر درست نہیں ہوا۔ بہت سے صوبہ جات اور قصبے بدل کر شہر اور میونسپل ڈسٹرکٹ بن گئے ہیں۔ اسی طرح اسامیوں میں تبدیلیاں جاری ہیں۔ ہمارا شہر پہلے صوبہ کا دار الخلافہ تھا۔ اب معمولی شہر رہ گیا ہے۔ اسی طرح یہاں کا گورنر [illegible] میور بن گیا ہے۔ میں برابر اشاعت اسلام میں باقاعدہ حصہ لے رہا [illegible] اور اب ہم ایک عالیشان مسجد بنانے کے لئے چندہ جمع کر رہے ہیں جیسا کہ منسلک رسید سے ظاہر ہو گا۔ تبنالٹر پھر آپ بھیج سکیں بھیجدیں یہ نہایت مفید کام کر رہا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵)

ہے تو دین اسلام سے۔ آپ لوگوں نے قرآن کی تعلیم کو پس پشت ڈال [illegible] کام شروع کر رکھا ہے جس کی نظیر گذشتہ مکفرین کے حالات سے ملتی [illegible] قرآن تو فرماتا ہے کہ لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست [illegible] کہ جو تمہیں اسلامی طریق کے مطابق سلام علیکم ہی کہہ دے اسے مت کہو۔ مگر آپ لوگ ان لوگوں کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں جو قرآن کو مانتے ہیں۔ نمازیں ادا کرتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں [illegible] خاطر جان و مال کی قربانیاں کرتے ہیں اور حتی الوسع خدمت [illegible] نہیں چوکتے۔ نبی کریمؐ تو فرماتے ہیں کہ جس نے ہماری طرح نماز [illegible] اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ [illegible] آپ ہیں کہ ان کی صریح نافرمانی کر کے شب و روز ایسے لوگوں کو [illegible] قرار دینے میں مصروف ہیں۔ خدا اور رسول صلعم کو چھوڑ [illegible] موعود کی تعلیم ہی دلوں میں رکھتے جو بار بار کہتے ہیں کہ [illegible] کسی کو کافر نہیں بناتا۔ اور جنہوں نے اپنے مخالفین کے جنازے [illegible] کی اجازت دی۔ اور آج آپ ہیں کہ ان کے اسوۂ حسنہ کے [illegible]

مولوی عبد الغفور صاحب قادیانی کا فتویٰ اور علمائے قادیان

(از جناب ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب راولپنڈی)

ان کی جگہ لینے والے جب تک باہر سے نہ آتے رہیں جماعت قائم نہیں رہ سکتی ۔ ۔ ۔ ۔ اس وقت میرے سامنے ہماری اپنی دو جماعتیں ہیں جو بہت کام کر رہی ہیں اور جو ہماری جماعت کے لئے بعض رنگوں میں ایک نمونہ ہیں۔ ایک تو جاوا کی جماعت ہے ان کی تعداد لاکھوں نہیں سینکڑوں تک ہے۔ مگر انہوں نے صرف اپنی بے نظیر قربانیوں سے ڈچ زبان میں تفسیر القرآن کا عظیم الشان کام کر لیا ہے بڑی بلند ہمتی ہے دوسری جماعت لنڈن کی ہے وہ نہ صرف ہر تحریک میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔ بلکہ ہر وقت توسیع کی فکر میں ہیں۔ انہوں نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ ہر ممبر ہفتہ میں ایک دن کچھ نہ کچھ کام توسیع جماعت کیلئے کرے اور دوستوں سے خط و کتابت کرے، اور ان کو رسالہ جات بھیجے۔ اگر ہم تمام اس کام کی طرف توجہ کریں تو لوگ ادھر دوڑے آئیں گے ہمارے اصول یقینی طور پر پسندیدہ ہیں۔ ہمارا کام ایسا ہے کہ لوگ مجبور ہو کر بھی اس کی تعریف کرتے ہیں۔ مگر ہم لوگوں کو ان اصولوں اور اس کام کی طرف بلانے میں مستعدی سے کام نہیں لے رہے۔ اگر ہر ایک دوست اپنا یہ فرض سمجھے کہ اس نے دوسرے لوگوں کو دعوت دینی ہے اور وہ ہفتہ میں ایک بار اس فرض کو ادا کرتا رہے تو جماعت بہت ترقی کر سکتی ہے جس قدر لوگوں کو وہ لکھے گا۔ ان میں سے اگر سب نہیں تو آدھے تو ضرور جواب دیں گے۔ پھر یہ سلسلہ جاری رہ کر بہتیرے لوگوں کو اصلی حالات معلوم ہونے پر ہماری طرف لے آئیگا

قوم کے سامنے ایک اہم پروگرام

تو میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہم نے ایک جمعرات کا دن اپنے کھانے میں کمی کیلئے مقرر کیا ہے کہ اس سے کچھ خدمت دین کا کام ہو۔ اسی طرح ایک اتوار کا دن وقت کی قربانی کے لئے مقرر کر لیں۔ ہر دوست اپنے پاس کچھ رسالے اور ٹریکٹ وغیرہ رکھے اور ہر اتوار کو وہ ایک وقت معین کر کے انہیں اپنے بعض دوستوں تک دستی یا بذریعہ ڈاک پہنچا دے۔ جماعت کے اندر جو لوگ آ جاتے ہیں ان میں قربانی کی بڑی زبردست روح پیدا ہو جاتی ہے ہم میں سے کئی لوگ ایسے ہیں کہ ایک ایک شخص گویا ایک ریاست کا حکم رکھتا ہے۔ ہمارے نوجوان ہیں جو اپنی آمدنیوں سے ستر ستر پچہتر روپے ماہوار چندہ دے رہے ہیں کیا ایسے نوجوانوں کو بڑھانے کی ضرورت نہیں۔ ہم میں ایسے خادم دین ہیں کہ ایک ایک شخص ایک ایک ہزار روپیہ چندہ خدا کے دین کی خاطر دیتا ہے ۔ جو نئے آدمی آئیں گے۔ ان میں سے بھی بہتیرے ہونگے جن میں یہی روح پیدا ہو جائے گی

قربانی کی ایک زندہ مثال

ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں صرف اس لئے کہ اس سے میرے دل پر بڑی دیر تک ایک خاص اثر رہا۔ ایک دوست آئے اور ایک ہزار روپیہ کے نوٹ میرے ہاتھ میں دے کر واپس چلے گئے ان کے جانے کے بعد میں اپنی میز پر سر جھکائے اس خیال میں ڈوبا رہا کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے پاکیزہ دل کے آدمی عطا فرمائے ہیں یہ دوست ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب تھے۔ نام اس لئے لیتا ہوں کہ آج کل وہ سخت مشکلات میں ہیں ان کی عزیزہ ان کی لڑکی بیماری سے سخت تکلیف کی حالت میں ہے اور یہ بیماری بڑی کہنہ ہو گئی ہے۔ اب ایک طرف بیماری اور اس کی پریشانی اور دوسری طرف خدا پر اس قدر زبردست ایمان۔ ورنہ آج تو اکثر لوگوں کی یہ حالت ہے کہ کوئی تکلیف آئے تو خدا کی شکایت بھی کرنا شروع کر دیتے ہیں تو جس جماعت کے اندر آ کر ایسے ایسے لوگ بن سکتے ہیں اس کی توسیع کی کس قدر ضرورت ہے پس اس کے لئے ہر ممکن کوشش کرو تاکہ اسلام کا یہ شجر بار آور ہو۔

بیماروں کے لئے دعا

بالآخر میں چند دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں اور آپ سے بھی کہتا ہوں کہ آپ دعا کریں۔ ان میں سے ایک تو ہمارے دوست ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب ہیں انہوں نے یہ وعدہ کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں یہاں کامیاب کرے

مولوی عبد الغفور صاحب قادیانی مبلغ کا فتوےٰ حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی روشنی میں قارئین کرام پیغام صلح کو یاد ہو گا۔ کہ ۳ دسمبر ۶۳ء کے پیغام صلح میں مولوی عبد الغفور صاحب کا ایک فتوےٰ شائع کروایا گیا جس میں مولوی صاحب نے تحریر کیا تھا۔ کہ "اگر کوئی مبلغ اپنی واقفیت کے حصول کے لئے کنجری کا ناچ دیکھ لے تو میرے نزدیک کوئی حرج نہیں کیونکہ مبلغ کسی چیز کے حسن و قبح کو اس طرح زیادہ واضح کر سکتا ہے۔ اگر شوق سے دیکھتا ہے تو زیادہ گنہگار ہے۔ الاعمال بالنیات"

میاں صاحب کی معنی خیز خاموشی

اس فتوے کے نیچے نوٹ کے طور پر میں نے جناب میاں صاحب اور ان کے مفتیوں سے استفسار کیا تھا۔ کہ وہ آیت "لا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا و ما بطن" کی موجودگی میں اس فتویٰ کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں مگر میری مایوسی کی کوئی انتہا نہ رہی جب تقریباً پونے دو ماہ گزر جانے کے باوجود بھی انہوں نے اس کے متعلق کچھ ارشاد نہ فرمایا۔ اسی سے ہمارے احباب یہ نہ سمجھیں کہ شاید آج کل جناب خلیفہ صاحب کچھ لکھنے سے معذور ہیں جیسا کہ انہوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے جواب میں آج تک ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ باوجودیکہ حضرت ممدوح نے کئی ایک بار ان کو براہ راست مخاطب بھی فرمایا ہے۔ لیکن ان کی بجائے مولوی اللہ دتا صاحب جو آج کل جناب خلیفہ صاحب کے نفس ناطقہ ہونے کے فرائض انجام دے رہے ہیں برمصداق مدعی سست گواہ چست طرح طرح کے دجل و فریب سے کام لیکر جناب خلیفہ صاحب کی کمزوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں بحث کرنے سے بار رکھنے کی کوشش میں اپنی طویل اور لایعنی تحریرات سے الفضل کے صفحات سیاہ کر رہے ہیں۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہے۔ کہ جناب خلیفہ صاحب نے مدیر الفضل کو صرف ایک اتنی سی بات پر کہ سابق شاہ ایڈورڈ ہشتم نے ایک عورت (مسز سمپسن) کی خاطر اتنی بڑی سلطنت پر لات مار دی ہے نہایت ہی غضبناک ہو کر ایک اچھی خاصی ڈانٹ پلاتے ہوئے ۲۴ دسمبر کے الفضل میں مدیر الفضل کی تردید میں ایک کافی لمبا مضمون لکھا نہ معلوم کہ وہ کونسا دین کا مسئلہ تھا۔ جس پر صاحب موصوف کو اس قدر غیرت آئی کہ اس کی تردید لکھنے کے بغیر چین نہ آیا۔ اور فتویٰ مذکور کے متعلق آج تک ٹس سے مس نہ ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون

اس لئے میں یہ خیال کرنے کے لئے مجبور ہو گیا ہوں کہ جناب خلیفہ صاحب اور ان کے مفتی بھی اس مسئلہ میں اپنے مبلغ کے ہمنوا ہیں۔ لہٰذا ضروری معلوم ہوا کہ اس فتویٰ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے روشنی بہم پہنچائی جائے۔ چنانچہ حضرت صاحب "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں تحریر فرماتے ہیں :-

قرآن کریم کی حکیمانہ تعلیم مسیح موعود کی تشریح کی روشنی میں

"ان آیات (قل للمؤمنین یغضوا ۔ ۔ ۔ حتیٰ رحمایتھا۔ ناقل) میں خدا تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفت کے حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی۔ بلکہ انسان کو پاکدامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلا دئے ہیں۔ یعنی اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا۔ کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا۔ نامحرموں کے قصے نہ سننا۔ اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس بدفعل کا اندیشہ ہو۔ اپنے تئیں بچانا۔ اور اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ

اس جگہ ہم بڑے دعوے کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں۔ صرف اسلامی سے ہی خاص ہے۔ اور اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے [illegible] کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوات کا منبع ہے جس سے [illegible] کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہو سکتا۔ یہی ہے کہ اس کے جذبات [illegible] محل اور موقع پا کر جوش مارنے سے نہیں رہ سکتے یا یوں کہو کہ [illegible] میں پڑ جاتے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں [illegible] نامحرم عورتوں کو بلا تکلف دیکھ تو لیا کریں۔ اور ان کی تمام [illegible] ڈال لیں۔ اور ان کے تمام انداز ناچنا وغیرہ مشاہدہ کر لیں لیکن [illegible] دیکھیں۔ اور نہ یہ تعلیم ہمیں دی ہے۔ کہ ہم ان بیگانہ جوان [illegible] سن لیں اور ان کے حسن کے قصے بھی سنا کریں لیکن پاک [illegible] ہمیں تاکید ہے۔ کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور ان کی [illegible] ہرگز نہ دیکھیں نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے [illegible] کی آوازیں . اور ان کے حسن کے قصے نہ سنیں [illegible] اور نہ ناپاک خیال سے۔ بلکہ ہمیں چاہیئے۔ کہ انکے سننے [illegible] سے نفرت رکھیں جیسا کہ مردار سے تا ٹھوکر نہ کھاویں [illegible] کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آویں [illegible] تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے [illegible] پاک رہیں۔ اسی لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی [illegible] ہے۔ کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے اگر ہم ایک [illegible] نرم نرم روٹیاں رکھ دیں۔ اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے [illegible] تک ان روٹیوں کا نہ آوے۔ تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی [illegible] نے چاہا۔ کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقعہ [illegible] بھی تقریب پیش نہ آئے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں [illegible] کی فلاسفی ص ۳۴-۳۵ چوتھا ایڈیشن)

خلیفہ صاحب کا عملی نمونہ

مندرجہ بالا تحریر سے جناب خلیفہ صاحب قادیان [illegible] بھی کافی سے زیادہ روشنی پڑتی ہے جس کا ارتکاب [illegible] کیا اور جس کا ذکر آپ نے خطبہ عید الفطر میں ان [illegible] جب میں ولایت گیا۔ تو مجھے خصوصیت سے خیال [illegible] سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں مگر قیام انگلستان [illegible] کے دوران میں مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ واپسی پر [illegible] فرانس آئے۔ تو میں نے چودھری ظفر اللہ خاں صاحب سے جو میرے ساتھ تھے۔ کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ [illegible] جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے نظر آ سکے وہ بھی [illegible] سے واقف تو نہ تھے۔ مگر مجھے ایک اوپیرا میں [illegible] جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اوپیرا سینما کو کہتے ہیں [illegible] چودھری صاحب نے بتایا۔ کہ یہ اعلیٰ سوسائٹی کی [illegible] جسے دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کی [illegible] ہے میری نظر چونکہ کمزور ہے۔ اس لئے دور کی چیز [illegible] اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر [illegible] نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں [illegible] ہیں۔ میں نے چودھری صاحب سے کہا [illegible] انہوں نے بتایا یہ ننگی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے [illegible] باوجود اسکے وہ ننگی معلوم ہوتی تھیں۔ ۔ ۔ اسی طرح [illegible] لوگوں کے شام کی دعوتوں کے گاؤن ہوتے [illegible]

الفضل ۲۷ جنوری حدیث نبی اللہ کا جواب

مسیح موعودؑ کے ادنیٰ خادم کے قلم سے

مسلم والی حدیث نبی اللہ ساقط الاعتبار ہے

ہرگز ہرگز حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسی حدیث میں مسیح موعود کو نبی اللہ نہیں فرمایا۔

مسیح موعود کے متعلق کوئی پیشگوئی کتب الہیہ میں نبی ہونے کی نہیں ہے

خود حضرت صاحب نے لکھا ہے "ما یعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ" (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲) اگر صحف اولیٰ میں مسیح موعود کے نبی ہونے کی کوئی پیشگوئی ہوتی۔ تو حضرت امامؑ اپنے متعلق یہ الفاظ نہ لکھتے۔ کہ میں ان معنوں میں نبی نہیں جن معنوں میں کہ پہلے نبی کہلائے ہیں۔ کیونکہ کتب الہیہ میں مسیح موعود کے نبی ہونے کی پیشگوئی کے یہی معنے ہوتے۔ کہ آپ بھی انہی معنوں میں نبی ہیں جن معنوں میں کہ پہلے نبی صحف اولیٰ میں نبی کہلائے ہیں۔ اور اسی بات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ پیشگوئی مسیح موعود کی کتب الہیہ میں نہیں ہے۔ باقی رہا قرآن مجید۔ سو اس بارہ میں حضرت امام نے دیباچہ براہین پنجم میں صاف اور کھول کر لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی پیشگوئی تو توریت و انجیل میں صاف لکھی ہے۔ مگر حضور رسول مقبول صلعم کے بعد قرآن مجید نے کسی دوسرے نبی کے آنے کا حوالہ نہیں دیا۔ دیکھو صفحہ ۳ و ۴

روئے زمین کی کتب حدیث سے بھی یہ ثابت نہیں۔ کہ فی الحقیقت حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے بعد کسی مسیح یا آنے والے کو نبی اللہ فرمایا ہو۔

حضرت صاحب خود توضیح مرام صفحہ ۲ میں تحریر فرماتے ہیں "آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی" لیکچر سیالکوٹ میں اپنے کو موعود امام الزمان لکھا ہے مگر نبی نہیں لکھا۔ حضرت نے خود اپنے متعلق لفظ نبی کو بطور استعارہ مجاز ہی فرمایا ہے حتیٰ کہ ۱۹۰۲ء کے بعد کی تصنیفات میں بھی یہی لکھا ہے مثلاً نزول المسیح حاشیہ صفحہ ۴۸ میں مرقوم ہے "محمدی مسیح کا نام ابن مریم رکھا گیا۔ . . . اور باعتبار ظہور صفات محمدیہ کے محمد اور احمد رکھا گیا۔ اور استعارہ کے طور پر رسول اور نبی کہا گیا" استفتا حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴ میں یہ لفظ بقلم جلی مرقوم ہیں "صیرت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ" میرا نام خدا کی طرف سے بھی مجازاً نبی رکھا گیا ہے۔ نہ حقیقتاً نبی۔ پس یہ کوئی اصول نہیں۔ کہ حضرت تو لفظ نبی اور رسول کو اپنے الہامات میں بھی بطور استعارہ اور مجاز استعمال ہوا ہو۔ بتائیں اور ہم اس سے حضرت کا دعویٰ ہی نبی اور رسول ہونے کا سمجھ لیں۔ کیا مجازاً یا استعارہ کے طور پر رسول اور نبی کہلانے والا بھی مدعی نبوت ہوتا ہے؟ "قل ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین"

اس طرح تو حضرت کو پھر مدعی الوہیت و ابنیت بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ مگر ہمیں اس خبط عشوا کے متعلق بحث کرنا مقصود نہیں ہے۔

مسیح موعود کے حدیث نبی اللہ سے نبی ہونے کا استدلال غلط ہے

اول تو مسلم کی حدیث کے سوا روئے زمین پر ایک بھی حدیث نہیں جس میں مسیح موعود کو نبی اللہ کہا گیا ہو۔ ترمذی میں یہی دمشقی حدیث اسی راوی سے منقول ہے۔ مگر اس میں نبی اللہ کا لفظ نہیں ہے جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ درمیان کے راوی یا خود مسلم نے لفظ عیسیٰ دیکھ کر نبی اللہ کا لفظ اپنی طرف سے اسمیں لگا دیا ہو۔ نہ کتب حدیث میں کوئی ایسی حدیث ہوتی جو اس لفظ نبی اللہ کو امام مسلم کی طرح چار دفعہ چھوڑ ایک دفعہ ہی مسیح موعود کے حق میں استعمال کرتی۔ پھر طرفہ یہ ہے۔ کہ حضرت صاحب نے خود امام مسلم کی اس حدیث کو ساقط الاعتبار ایک ظنی حدیث اور اس کو خلاف قرآن اور موضوع قرار دیا ہے۔ دیکھو تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۶

فرماتے ہیں: "اس کے مقابل پر وہی مسلم کی ظنی حدیث پیش کی جاتی ہے جس پر صدہا شبہات چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں۔ اور جو ظاہری الفاظ کی رو سے صریح قرآن شریف کے متناقض اور اس کی ضد پڑی ہوئی ہے کیا مسلم کی روایت کے لئے قرآن کو چھوڑ دیں۔ اور ایک ذخیرہ دلائل کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیں۔ کیا کریں۔ یہ بھی ہمارا مسلم پر احسان ہے کہ ہم نے تاویل سے کام لیکر حدیث کو مان لیا۔ ورنہ رفع تناقض کے لئے ہمارا حق تو یہ تھا۔ کہ اس حدیث کو موضوع ٹھہرا لیتے۔"

اب جب اس حدیث کا یہ حال ہے۔ اور ترمذی نے الفاظ نبی اللہ کے جو مسلم میں ہیں۔ روایت نہیں کیا۔ اور نہ کسی اور کذاب سے کذاب راوی کی کوئی ایسی حدیث ہے جس میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضور رسول مقبول صلعم کی طرف سے کوئی ایسے لفظ ہی نہیں ہیں۔ جو مسیح موعود کے حق میں نبی اللہ کے ہوں اب حدیثوں کے متعلق جو فتویٰ مسیح موعود کا ہے۔ وہ اعجاز احمدی صفحہ ۲۷ و ۲۸ پر یوں مرقوم ہے۔

> "ان حدیثوں کے درمیان اس قدر تناقض ہے کہ اگر ایک حدیث کے برخلاف دوسری حدیث تلاش کرو۔ تو فی الفور مل جائے گی × × × ایسی متناقض حدیثوں کے لئے ایمان ضائع کرنا کسی ابلہ کا کام ہے۔ نہ عقلمند کا × × × × ابتدا سے ہی حدیثوں کو بہت عظمت نہیں دی گئی۔ اور امام اعظم جو بخاری سے پہلے گزر چکے ہیں بخاری کی حدیثوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے × × × × × ماسوا اس کے اگر نہایت نرمی کریں۔ تو ان حدیثوں کو ظن کا مرتبہ دے سکتے ہیں۔ اور یہی محدثین کا مذہب ہے اور ظن وہ ہے جس کے ساتھ کذب کا احتمال لگا ہوا ہے۔"

اب جب حضرت نبی کریم رؤف رحیم رحمۃ العالمین کی کوئی حدیث کسی انسان کو اپنے بعد "نبی اللہ" کہنے کی ہے ہی نہیں۔ بلکہ حضور صلعم نے لا نبی بعدی فرما کر اس راوی کو جو حضور کے بعد عیسیٰ نبی اللہ کے آنے کی حدیث رسول کریم کی طرف منسوب کرتا ہے جھوٹا قرار دیا ہے۔ تو کسی مومن کے لئے اس بات کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ وہ کہے۔ کہ فلاں شخص حضور کے بعد حسب پیشگوئی رسول کریم نبی ہونے والا تھا۔ اور نہ ہی قادیان کی پیش کردہ حدیث کے مؤلف امام مسلم کو اس حدیث کی صحت کا ایسا یقین تھا جیسا کہ قادیان والے اس کو وحی آسمانی سمجھ رہے ہیں۔ وہ ایک روایت کو نقل کرنے والے تھے۔ ان کو کسی کے دل کا حال کیا معلوم۔ کہ لفظ نبی حضور کے دہان مبارک سے نکلے ہوئے وہ بیان کر رہا ہے۔ یا کسی کذاب راوی نے حضور کی طرف ان الفاظ کو منسوب کر دیا ہے۔ اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں اس حدیث کو لکھنے کے لئے کسی کو قلم دوات لانے کا حکم دیا تھا۔ اور نہ حضور نے اپنے سامنے اس کو لکھوایا تھا۔ جو اس پر اتنا زور دیا جا رہا ہے چونکہ قادیان کے ایمان کا دار و مدار یہی جعلی حدیث ہے۔ [illegible] لگا رہے ہیں۔ کہ کسی طرح لوگوں پر اثر ڈالیں [illegible] رہے ہیں۔ کہ الفاظ نبی اللہ حضور ہی کے فرمودہ ہیں [illegible] حاصل کلام یہ کہ مسلم کی اس حدیث میں الفاظ نبی اللہ [illegible] مسلم صاحب کو کوئی الہام نہیں ہوا تھا کہ یہ الفاظ رسول [illegible] اور نہ ہمارے حضرت مسیح موعود کو کوئی ایسا الہام ہوا [illegible] میں الفاظ نبی اللہ حضور رسول مقبول صلعم کی زبان [illegible] ہیں۔ اور ترمذی نے تو مسلم کی اس حدیث کو [illegible] لفظ نبی اللہ اسمیں سے ترک کر کے ان الفاظ کے [illegible] کا ثبوت بھی دے دیا ہے۔ جب ایک ہی حدیث [illegible] کا لفظ لکھتا ہے۔ دوسرا ترک کرتا ہے تو مشہور مقولہ [illegible] حدیث قابل استناد نہ رہی۔ اب کوئی اور حدیث پیش کرے [illegible] دنیا کی کتب حدیث چھان مارو کہیں بھی کوئی ایک حدیث [illegible] گی جس میں مسیح موعود کو نبی اللہ کہا گیا ہو۔ [illegible] اللہ ان کنتم صادقین فان تفعلوا ولن تفعلوا [illegible] الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔ خلاصہ کلام یہ کہ [illegible] سوائے مسلم کی (اس شتبہ موضوع ساقط الاعتبار [illegible] متناقض) حدیث کے نہیں ہے۔ جس میں مسیح موعود کو نبی [illegible] ہم دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ ایک بھی حدیث دنیا کے [illegible] آنے والے مسیح یا مہدی کو نبی اللہ کہتی ہو۔ پھر اگر [illegible] وحی آسمانی سمجھتا ہے۔ تو عیسیٰ سے مراد مثیل عیسیٰ [illegible] دوسرے علماء سوء کی طرح اصل عیسیٰ ہی [illegible] چسپاں کرو۔ کیونکہ وہ سچا مسیح ہے۔ اور اس کو [illegible] ہی کہا ہے۔ مگر قرآن مجید نے مسیح موعود یا موعود [illegible] یا اس حدیث میں اگر عیسیٰ سے مراد مثیل عیسیٰ [illegible] نبی ہی ہو سکتا ہے۔ ناعبر جیسا کہ علماء امتی کانبیاء [illegible] ہے۔ پھر جب لا نبی بعدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اور اس حدیث کے حدیث رسول ہونے سے [illegible] حتیٰ کہ حضرت صاحب کو بھی انکار نہیں۔ تو کیسے [illegible] مقبول صلعم ہی اپنے فرمودہ لا نبی بعدی [illegible] بعد نبی اللہ فرمائیں پس مسلم کی یہ حدیث [illegible] موضوع اور خلاف فرمودہ خدا اور رسول [illegible]

حضرت امام موعود نے جس جس جگہ یہ لکھا ہے [illegible] نبی کہا گیا ہے۔ ہر جگہ اس لفظ نبی کی تاویل [illegible] ہے۔ کہ حدیث میں جو لفظ نبی آیا ہے۔ یہ [illegible] (ایام الصلح) کہیں فرمایا ہے۔ آنے والے مسیح [illegible] نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی" (توضیح مرام [illegible] آنحضرت صلعم کے بعد کسی دوسرے نبی کے آنے [illegible] (براہین پنجم) نہیں صریح طور پر فرمایا ہے۔ کہ [illegible] نے پیش کی ہے خود مسلم کی دوسری حدیث [illegible] اور صریح ثابت ہوتا ہے۔ کہ نواس راوی نے اس حدیث [illegible]

نہیں فرمایا ہے یہ حدیث صریح قرآن [illegible] ہمارا حق ہے۔ کہ اس کو موضوع ٹھہرا لیں (تحفہ [illegible] کر اس حدیث کے موضوع مشتبہ ساقط الاعتبار [illegible] احادیث صریحہ کے بالکل خلاف ہونے کا ذکر کیا [illegible] بار اس حدیث کی تاویل سے مطلب ہی یہ تھا [illegible] مخالفین کے اس غلط خیال کی تردید کریں۔ کہ آنے [illegible] کیا پڑی تھی۔ کہ ہر جگہ اس لفظ نبی کی آپ تاویل [illegible] استعمال ہوا فرماتے۔ اور کبھی اسکو قرآن کے [illegible]

احمدیہ مسلم ینگ مین این ڈبلیو ایف پی کا سالانہ اجلاس

منعقدہ ۱۴ فروری ۱۹۳۷ء بمقام سفید ڈھیری

مختصر روئیداد

(۱) جلسہ گاہ کا انتظام وغیرہ مورخہ ۱۳ کی شام سے جلسہ گاہ کو آراستہ کرنا شروع کیا گیا۔ مہتمم جلسہ جناب کنڈل خانصاحب کی دوراندیشی و تجربہ کاری وجناب گلاب شیر خاں صاحب کی خدمات اور اخلاص قابل داد ہے اسی طرح جناب فضل عالی خان و کیفور خان و نوشاد خاں و مسٹر عبدالودود خاں نیز دیگر منتظمین جلسہ نے جلسہ گاہ کو نہایت اعلےٰ طریقہ سے آراستہ و پیراستہ کیا قالینوں۔ کرسیوں۔ اور چارپائیوں سے جلسہ کو آراستہ پر رونق بنایا اور جناب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید" سنہری کاغذ پر کاٹ کر سٹیج کی شان و شوکت کو دوبالا کیا گیا۔

اس جلسہ میں باہر سے آنے والے احباب میں سے سب سے پہلے جناب قبلہ عبدالہادی صاحب رئیس ہنوں معہ صاحبزادہ عبدالرب صاحب تشریف لائے۔

صدارت:۔ پہلے اجلاس کی صدارت جناب قبلہ عبدالہادی صاحب کے سپرد تھی۔ جنہوں نے سٹیج پر آکر صدارت کی کرسی کو رونق افروز کیا جناب فضل عالی خان صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا افتتاح کیا اس اجلاس کے مقررین صاحبان نے مختلف موضوع پر پر دلائل لیکچر دیئے۔ مثلاً (۱) صداقت مسیح موعود علیہ السلام (۲) ختم نبوت (۳) وفات مسیح (۴) اسلام کی رواداری دوسرے مذاہب سے۔ جنمیں سے برادرم فیض الرحمان و فضل مجید و شاہولی خاص طور پر قابل ذکر ہیں بعض چھوٹے عزیزوں نے جناب حضرت مسیح موعود کی کتب کی نظمیں نہایت موثر لہجہ میں سنا کر سامعین کو محظوظ کیا جن میں برخوردار شاہولی۔ فضل نعیم۔ عبدالسلام قابل ذکر ہیں۔

برادرم محمد عبدالرحمٰن صاحب نے اپنی تقریر بہ عنوان (اسلام کی دوسرے مذاہب سے رواداری) کو قرآن کریم کی پسندیدہ و فطرتی تعلیم اور حضرت رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بینظیر عملی زندگی اور نمونہ کے طور پر واقعات کو پیش کرکے اسلامی تعلیم کو بدنام کرنے والوں کے اعتراضات کو نہایت واضح طور پر رفع کیا۔

ان کے بعد جناب قبلہ پیر مدثر شاہ صاحب کی جامع تقریر نے سامعین کے خیالات کو دلائل کے ساتھ صاف کیا۔ فاضل مقرر نے اپنی تقریر کی بنیاد قرآن کریم کی اس آیت پر رکھی کہ "یحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن" مطلب یہ کہ کوئی مامور ایسا نہیں گزرا جس کے ساتھ استہزاء اور ٹھٹھا نہ ہوا ہو۔ پیش کرتے ہوئے جناب نے فرمایا کہ وفات مسیح کا مسئلہ ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ حیات مسیح ہمارے سید نا حضرت رسول کریم صلعم کی ختم نبوت کے منافی ہے۔ قرآنی آیت سے وفات مسیح ثابت کرکے نبوت کے دروازوں کو مسدود کیا۔ فاضل مقرر نے فرمایا۔ کہ اب چونکہ نبوت رسول کریم صلعم کے بعد ختم ہوگئی۔ اور ولایت شروع ہوگئی حدیث "علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل" کو پیش کرکے فرمایا۔ کہ بیشک اس حالت کے علما کی بڑی شان ہے۔ مگر یاد رکھیئے۔ کہ ہمیشہ مسیح کی اور ماموروں کی مخالفت بھی انہی علماء سو نے کی۔ امام حسینؓ کو کس نے شہید کیا۔ امام ابوحنیفہ پر کس نے فتوے لگائے۔ اور زندان میں بھی ڈلوایا امام مالکؒ عبدالقادر جیلانیؒ پر کفر کے فتوی لگائے گئے۔ چنانچہ سرہندی صاحب اپنے خط میں لکھتے ہیں۔ کہ سلوک کے بارے میں تمام درجے حاصل کرکے محبوبیت کے مقام تک جا پہنچا۔ جس پر جہانگیر بادشاہ وقت نے قید کروا دیا علیٰ ہذا القیاس

اس وقت زمانہ کے لئے حضرت مرزا صاحب اٹھے۔ چنانچہ ان پر بھی کفر کے فتوے لگائے گئے۔ حاضرین اس وقت تمام مباحثوں کو چھوڑ اس کی جماعت کے کام کو دیکھا جائے۔ کہ آیا انہوں نے اسلام کی مضبوطی کی یا دوسرے مذاہب کی

حضرت مرزا صاحب نے فرمایا۔ کہ یورپ جرمنی۔ آسٹریلیا وغیرہ مغربی ممالک میں اسلام کی صحیح تعلیم پہنچائی جائے۔ اور اشاعت اسلام عام ہو جائے۔ تو تمام سلطنتیں مسلمانوں کی ہو جائیں گی دوسرا کوئی راستہ فی الحال کامیابی کا نہیں۔ چنانچہ آج اسی غرض کے لئے ہمارا۔ جرمنی [illegible] وغیرہ میں تبلیغ اسلام کی اسی انجمن نے مشن کھول رکھے ہیں۔ کیا یہ کافروں کا کام ہے۔

فاضل مقرر نے فرمایا۔ کہ حضرت مرزا صاحب پر جو الزام لگا کر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں۔ وہ بالکل افترا ہے۔ چنانچہ سب سے بڑا الزام یہ ہے۔ کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا جس کے متعلق حضرت مرزا صاحب خود اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں "کہ نہ میں معجزات ملائکہ ولیلۃ القدر کا منکر ہوں۔ اور نہ ہی میں مدعی نبوت ہوں بلکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا مانتا ہوں۔ اور ان امور کا قائل ہوں جو کہ سنت والجماعت کے مسلمہ ہیں۔ اور دعویٰ نبوت میری طرف منسوب کرنا افترا ہے"

دوسرا الزام تکفیر المسلمین حوالہ تریاق القلوب "ابتداء سے ہی میرا یہ مذہب ہے۔ کہ میرے دعویٰ کی انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا"

حضرت مرزا صاحب کی کتاب حقیقۃ الوحی "پھر اس جھوٹ کو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ ہم نے بیس کروڑ مسلمانوں کو کافر کہا کافر ٹھہرادیں آپ اور الزام لگادیں ہم پر"

اسی طرح حدیث مجدد "ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ ..... الخ" بیان کرکے فرمایا۔ کہ مسلمانوں سے سلطنت گئی اتفاق گیا محبت گئی۔ دوسرے مذاہب باطلہ کا غلبہ ہونے لگا۔ تو کیا اس صورت میں مجدد کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ غور کریں مسلمانوں کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب کے بے شمار فرقے ہیں۔ اور مسلمانوں کے انکی نسبت بہت کم فرقے ہیں۔ باوجود اس قدر کثیر فرقہ بندی کے وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں تمام اختلاف کو چھوڑ کر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ہمنوا ہو کر تیار و متحد ہو جاتے ہیں مگر مسلمانوں کی بے اتفاقی و بے مروتی تمام پر عیاں ہے۔

پس اس لئے خداوند کریم نے ایک دوسری رنگ و مذہب والی حکومت کو ہم پر تسلط کردیا۔ تو کیا ایسے وقت کے لئے مجدد نہ آئے پس تمام بحثوں کو چھوڑ کر کام دیکھا جائے۔ کہ آیا یہ کیا کام کر رہے ہیں۔ انجیل کی اشاعت کرتے ہیں۔ گرجوں کی مرمت کرتے ہیں۔ یا مسجد ونگی تعمیر کرکے تبلیغ اسلام کرتے ہیں غرض فاضل مقرر نے قوی دلائل سے پر حقائق تقریر کرتے ہوئے سامعین کو محظوظ فرمایا۔

تقریر ملک کنڈل خانصاحب رئیس سفید ڈھیری آنریری مبلغ

آپ نے بعثت مجددین پر لیکچر دیا۔ کہ ہر صدی کے سر پر مجدد کا ظہور ہوا نواب صدیق حسن خان حجج الکرامہ میں تمام گزشتہ اولیا اور مجددین کے نام تحریر کر چکا ہے حدیث مجدد پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ یہ مسلمہ حدیث ہے کسی کو اس پر اعتراض نہیں۔ مجدد کا کام کسی نئی شریعت یا کتاب کا لانا نہیں بلکہ اسلام [illegible] غیر مذاہب نے کئے ہوں ان کا جواب براہین و دلائل سے دینا [illegible] عقائد باطلہ کی تردید کرنا ہے

چنانچہ آثار قیامہ و حجج الکرامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس صدی [illegible] کو دس سال باقی ہیں۔ اور جو مجدد اس ہندوستان میں ہوگا اگر اس وقت [illegible] ہوگا۔ تو اس پر لعن طعن کیا جائے گا چنانچہ اسی صدی کے مجدد حضرت مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ ہماری آنکھوں کے سامنے لگایا گیا۔

اس طرح جناب نے قرآنی آیت و احادیثی بیانات و انجیلی شہادت وغیرہ سے ثابت فرمایا۔ کہ حضرت رسول کریم صلعم کی اختتام نبوت پر [illegible] مرحومہ میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔

چونکہ زیادتی پشتو زبان والوں کی تھی۔ اس لئے جناب پیر مدثر شاہ صاحب و ملک کنڈل خانصاحب کی تقریریں پشتو میں ہوئیں۔

تقریر جناب سید اختر حسین شاہ صاحب گیلانی

لائق مقرر نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فرمایا کہ آپ [illegible] غور کریں۔ ظاہری فلسفے کو چھوڑ دیں۔ آج جس جگہ میں کھڑا ہوا ہوں اس کو میں [illegible] نئی دنیا تصور کرتا ہوں یہ وہ جگہ ہے۔ کہ اب تک انگریزی بڑی معرکہ آرائی [illegible] اس علاقہ کو فتح نہ کرسکے۔ تمام کوششیں کچھ دنوں کے بعد ضائع ہو جاتی [illegible] غور سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی صرف ایک [illegible] ان لوگوں میں روح پھونک دی۔ کیا شکر کا مقام ہے۔ کہ آج اس علاقہ [illegible] ہمارے سامنے روحانیت کے چشمے جاری کر دیئے۔ یہ کس کی فتح [illegible] اور کس نے یہ کام کر دکھایا۔ آج دنیا پر سرسری نظر دوڑایئے کہیں [illegible] کے لئے گھوڑ دوڑ ہے۔ کہیں لیجسلیٹو اسمبلی کا دور دورہ ہے کہیں [illegible] کے الیکشن ہو رہے ہیں۔ غرض کوئی بھی انسان ایسا معلوم نہیں ہوتا۔ کہ [illegible] کے کسی گورنمنٹ کے عہدے کا خیال نہ ہو مسٹر فرخ حسین اور مظہر [illegible] کی ممبری پر مقابلہ ہوتا ہے ہر ایک دوسرے کو کافر کہہ کے اپنا [illegible] جاتا ہے۔ اسی طرح احراری اور اتحاد ملت کا مقابلہ ہوا۔ دونوں [illegible] دوسرے پر فتوے لگائے معلوم ہوا۔ کہ یہ الیکشنی کافر ہیں جنہیں [illegible] کہیں مرزا صاحب کو جھوٹا کہیں۔ گالیاں دیں۔ مگر جو خدمت اسلام [illegible] پرست اور کامل ہستی نے کی ہے کوئی دوسرا بھی تو کر دکھلائے۔ ہم [illegible] اور خوش بھی ہوتے ہیں۔ کہ ادھر افغانستان کی حکومت مسلمان ہے اور ترکی وغیرہ اسلامی سلطنتیں ہیں۔ ان ہر اسلامی سلطنتوں میں غیر [illegible] مشن قائم کرکے تبلیغ کی۔ کیا ان سلطنتوں نے بھی اسلام کی تبلیغ کرنے [illegible] کوئی ارادہ کیا۔

آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پکار پر چند غریب ماہیگیروں کے اور کون مدد کو نکلا۔ ہمارے سیدنا سرور کائنات [illegible] صلعم کی کیا آرزو تھی۔ انکی زندگی کا مقصد کیا تھا قرآن کریم [illegible] "قل ان صلواتی ونسکی ـــ الخ"

آج کتنے مسلمان ہیں جنکی زندگی کا مقصد یہ ہو۔ بلکہ تمام دنیا [illegible] وقت مادہ پرستی اور دنیا پرستی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ظاہری فلسفے [illegible] اصلی چیز کو نقلی ثابت کرسکتا ہے۔ واقعات اس کی تردید کردیتے ہیں۔ [illegible] بیشک جو چاہیں کہیں۔ مگر دنیا تسلیم کرچکی ہے غیر مذاہب پر روشن [illegible] کہ اسلام کی مذمت کرنے والی واحد جماعت احمدیہ لاہور ہے۔ [illegible] قادیاں سے اٹھتا ہے۔ لوگ استہزاء کرتے ہیں۔ رسوا کرتے ہیں مگر خدا کی [illegible] دیکھو۔ انکی پکار پر بڑے بڑے عہدے چھوڑ کر لوگ گرد ہو جاتے ہیں [illegible] جنکے شاگرد بھی چیف جسٹس اور گورنری کا حق رکھتے ہیں۔

ہزاروں روپوں کی آمدنی پر لات مار کر فقر کی زندگی بسر کر [illegible] ہیں۔ اور اپنی زندگی کا مقصد ان صلواتی قرار دیکر اسلام کے [illegible] ہیں۔ وہ شخص کون ہے۔ آپ جانتے ہونگے وہ اسلام کا سپہ سالار [illegible]

اسلام کا پہلوان مولانا محمد علی صاحب جن پر آج خلیفۂ قادیان بھی حسد کی آگ میں جل رہا ہے۔ اس کے علاوہ آج دوسری دنیا کو دیکھو کیا کر رہے ہیں۔ اور ہمارے ان بزرگوں اور نوجوانوں کو دیکھو کیا دھن لگی ہے۔ غرض واقعات سے کب تک انکار کرتے جاؤ گے

اسی طرح لائق مقرر نے اپنی فاضلانہ تقریر سے سامعین کو محو کر رکھا تھا۔

دوسرا اجلاس

زیر صدارت جناب پروفیسر صاحب محمد فاضل صاحب ایم۔ ایس سی منعقد ہوا۔ ماسٹر غلام ربانی نے تلاوت قرآنی سے جلسہ کا افتتاح کیا جناب نفضل عالی صاحب۔ برخوردار محمد سلیم و محمد اشرف و عبدالسلام و سردار علی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی تصانیف سے نظمیں پڑھیں۔ تقریر جناب محمد نذر دس صاحب۔ انہوں نے آیت استخلاف اور رسولًا شاهدًا عليكم كما ارسلنا الى فرعون رسولا سے استدلال کرتے ہوئے سلسلہ مجددین کو سلسلۃ النبوت قرار دیا۔ بیان فرمایا کہ اس صدی میں سوائے حضرت مرزا صاحب کے کسی دوسرے نے مجددیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اگر کسی نے برائے نام پیش کیا تو اس کا نام بتلایا جائے مگر ہرگز ہرگز نہیں بتلا سکو گے۔ اعتراض کرنا آسان ہے۔ کام کرنا مشکل ہے بگاڑنا اور خراب کرنا آسان ہے سنوارنا اصلاح کرنا امر محال ہے اگرچہ صاحب مقرر نے معذرت پیش کی تھی۔ کہ یہ میرا پہلا موقعہ ہے مگر کافی دلائل سے سامعین کے دلوں کو مسخر کیا۔

ان کے بعد برادر عطاء الرحمٰن صاحب نے نظم پڑھی۔ جو کہ پُر معانی اور موثر تھی۔

فاضل مبلغ اسلام حضرت سید انتر حسین شاہ صاحب کی دوسری تقریر تھی۔ تلاوت فاتحہ کے بعد فاضل مبلغ نے اپنی ذہنی تکلیف کی معذرت پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ میں نے پہلی تقریر میں آپ کے سامنے عملی نمونہ یعنی حضرت مرزا صاحب کی عملی زندگی پر روشنی ڈالی تھی۔ کہ کس طرح روحانی تعلیم کو پھیلا گئے۔ اس لئے ہمیں بھی اور نوجوان بھائیوں کو بھی عملی پہلو اختیار کرنا چاہیئے۔ نہ کہ زیادہ بولنے کا پہلو۔

عرب کی ابتدائی حالت کو دیکھو ہر ایک مذہب انکی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ مگر ناکام۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہیں اپنے عملی نمونہ سے دلوں کو مسخر کر کے مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں جس کی بدولت قرآن کریم میں آتا ہے۔ ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين اسی واسطے ختم الرسل کہلاتے ہیں۔

میرے بزرگو! اور نوجوان بھائیو۔ آج مسیح موعود علیہ السلام پر طرح طرح کی بہتان طرازیاں ہو رہی ہیں۔ لوگوں کے ناقص خیالات ہیں کہ جب مسیح آئے گا۔ تو تمام دنیا اس پر ایمان لے آئے گی۔ بھلا یہ تو قانون خداوند کریم کے ہی منافی ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ عیسائیوں اور یہودیوں کے درمیان قیامت تک اختلاف رہیگا۔ تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ مسیح پر تمام دنیا ایمان لائے گی۔ علاوہ اس کے فخر رسل سرور کائنات صلعم پر تمام دنیا ایمان نہیں لائی۔ اب تک مخالفین موجود ہیں۔ زہر اگل رہے ہیں۔ اسی طرح قیامت کے دن کئی مرسل ایسے بھی ہونگے کہ ان پر صرف ایک ہی شخص ایمان لایا ہوگا

بہرحال کسی مامور کی صداقت اس بات پر نہیں۔ کہ تمام دنیا اس پر ایمان لائے۔ ہاں مسیح علیہ السلام کی آمد کی بڑی غرض یہ ہے۔ کہ لیظهره على الدين كله۔۔۔ الخ کہ وہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود تشریف لائے "یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر" کی احادیث کو عملی صورت میں پورا کیا۔ تمام خنزیر خصلت اور صلیب پرست مذاہب کو دلائل سے پاش پاش کر دیا۔ آج بڑے بڑے پادری احمدیت کے نام سے گھبراتے ہیں۔ اور احمدیت کا مقابلہ کرنے کی تاب نہیں لاتے۔ فاضل مقرر نے آپکے طے کردہ مباحثے اور احمد مسیح پادری وغیرہ کے واقعات کو پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ وہ احمدیت کا نام سن کر مباحثے سے گریز کرتے رہے۔

غرض سخت سے سخت مخالفین کو بھی حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو تسلیم کرنا پڑا ہے۔ ہمارے مولانا ظفر علی خان صاحب اپنی اخبار زمیندار ۷ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں فرماتے ہیں "کہ میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں۔ بڑے بڑے فلاسفر مرزا غلام احمد قادیانی پر اندھا دھند ایمان لا رہے ہیں۔ کیا خوب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ وہ فلاسفر جو ذرہ ذرہ پر سالہا سال غور کرتے ہیں۔ مگر اس معاملہ میں غور نہیں کرتے۔ کیا ہی افسوس کا مقام ہے اس طرح کہنا ہے۔ کہ یہ پورا تمام دنیا کے اندر پھیل گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

بزرگو اور عزیز بھائیو! یہ خدا کے ہاتھ کا لگا ہوا پودا ہے۔ اسمیں وہ روح۔ وہ طاقت وہ زندگی ہے۔ کہ مخالفین کو سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ فاضل مقرر نے اپنی فاضلانہ تقریر سے غیر از جماعت حاضرین کو بھی نہایت اعلیٰ طریق سے مستفید فرمایا۔

آخر پر صاحب صدر نے انعام فنڈ کو تقسیم فرمایا۔ جو کہ مبلغ تین روپیہ چار آنہ منتظمہ کمیٹی کی منظور کردہ رقم تھی اس طرح انعام پر تقسیم ہوئی تقریروں میں اول نمبر پر نفضل مجید و فیض الرحمٰن رہے۔ اخلاق۔ نماز۔ ایثار۔ اخوت محبت۔ ہمدردی۔ استقلال وغیرہ پر نفضل نعیم اول نمبر رہا۔ شاہ ولی۔ عبد الصمد۔ و عبد السلام نے نظم خوانی میں انعام پایا۔ ان کے علاوہ دو سکرٹریوں اور باقی بچوں کو بھی حوصلہ افزائی کے طور پر انعام دیا گیا۔

بعدہٗ جنرل سکرٹری نے نوجوانوں سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ جبتک جماعت اپنے اندر قوت عمل پیدا نہ کریگی اس وقت تک وہ یہ امید نہ رکھیں کہ ہم کامیاب ہونگے تمام نوجوانوں کے جذبات کو ابھارتے ہوئے کہا۔ کہ آج خیالات کو پس پشت ڈالتے ہوئے میدان میں کود پڑنا اور اپنی صحیح تعلیم کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا چاہیئے نیز بزرگوں سے عرض کی۔ کہ جہاں وہ ہمارے لئے دعا کریں۔ ساتھ ساتھ ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ہماری مدد بھی کریں۔ بعدہٗ ایسوسی ایشن کے صدر صاحب نے نہایت پر اثر لہجہ میں تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ میں تمام بزرگوں سے التجا کرتا ہوں۔ کہ ان نوجوانوں اور عزیز بھائیوں کے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ انکو دین کا حقیقی معنوں میں خادم بنائے۔ سید صاحب کی مختصر تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

(بقیہ صفحہ ۱۱)

اگر خدا اور رسول کے یہ الفاظ تھے۔ تو کس کی یہ مجال ہو سکتی ہے کہ خدا اور رسول جسے نبی کہے اس کو مجازی یا استعارۃً طور پر نبی کہا جائے۔ کیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو اللہ تعالےٰ کے سچے رسول تھے۔ کوئی شخص مجازی یا استعارۃً طور پر رسول کہہ کر مسلمان رہ سکتا ہے۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں اور مجاز کے معنی ہی تجاوز علی الحقیقۃ ہوتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ حضرت نے دو قسم کی نبوت اپنے ذہن میں قرار دی ہوئی تھی۔ ایک امتی نبوت یعنی امتیوں والی نبوت جس کو دوسرے لفظوں میں محدثیت فرمایا ہے۔ اور دوسری نبیوں والی نبوت جس کو حقیقی نبوت سے تعبیر کیا ہے۔ حضرت کو امتیوں والی نبوت کا اقرار ہے۔ یعنی محدثیت اور نبیوں والی نبوت سے ہر جگہ انکار ہے پس حضرت کو مدعی نبوت قرار دینا ایک ظلم اور افترا ہے۔ خدا اس ظلم اور افترا کی قادیان والوں کو ضرور سزا دیگا

ان الله لا يهدى من هو مسرف كذاب

اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت اور توبہ کی توفیق بخشے

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

۔۔۔ توسیع جماعت کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں تحریک کی۔ لاہور کی جماعت سے ۵۰ احباب نے ہفتہ میں ایک دن اس کام کے لئے دینے کا وعدہ کیا بیرونجات کی جماعتوں کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہیئے

اخبار احمدیہ

اخویم مرتضےٰ خان صاحب کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ [illegible] خادم دین بنائے۔

محترم نواب بیگم صاحبہ کنجاہ بیمار ہیں۔ انکے لئے دعا کی [illegible]

ماسٹر محمود احمد صاحب مرد ان سلسلہ میں مبتلا ہیں [illegible] سے دعا کریں۔

۔۔۔ چوہدری فضل حق صاحب کے چھوٹے لڑکے کو [illegible] کی وجہ سے پیشانی اور ناک پر سخت چوٹیں آئیں احباب اس کی [illegible] دعا فرمائیں۔

۔۔۔ سلسلہ کے بہت سے بزرگ اور دوست بیمار ہیں [illegible] لئے بالخصوص دعا فرمائیں

دہلی میں ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن قائم ہو گئی ہے [illegible] صاحب اس کے سکرٹری اور ڈاکٹر محمود احمد خان صاحب [illegible] ہوئے ہیں دوسری جگہ کے نوجوانوں کو بھی اپنے ہاں ینگ مین [illegible] قائم کرنی چاہیئے۔

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے زیر اہتمام [illegible] کو تمام جماعت کی خدمت میں ایک ڈنر دیا گیا۔ ڈنر نہایت کا[illegible] تقریباً تین صد احباب نے اسمیں حصہ لیا۔

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کا الحاق مرکزی [illegible] گیا ہے۔ اب ضرورت ہے۔ کہ بیرونجات کی ایسوسی ایشنز [illegible] کے ساتھ الحاق کے ریزولیوشن پاس کر کے ارسال فرمادیں اور [illegible] ایسوسی ایشنز مرکزی انجمن کے ساتھ ملحق ہو جائینگی۔

۔۔۔ آنریری مبلغین پندرہ روزہ رپورٹوں کی طرف [illegible] کیونکہ اس کے بغیر تمام پروگرام کا تکمیل کو پہنچنا دشوار ہے

۔۔۔ مسلم ہوسٹل لٹریری سوسائٹی کے ماتحت تقاریر کا [illegible] جس میں چوہدری فتح محمد صاحب نے اول انعام حاصل کیا [illegible] نے دوسرا انعام

تبصرہ

الجمعیتہ کا ذبیح نمبر

تقطیع ۲۹×۲۲/۴ صفحات ۱۰۰ قیمت ۸/

الجمعیتہ علمائے ہند دہلی کا سہ روزہ اخبار ہے عید الضحےٰ کے موقع پر اس کا خاص نمبر شائع کیا گیا ہے۔ یہ پرچہ بلند پایہ مضامین پر مشتمل ہے۔ اور قربانی کے متعلق تمام پہلوؤں پر مختلف علماء نے مبسوط تبصرہ کیا ہے۔ مضامین نہایت فلسفیانہ طرز پر تحریر شدہ ہیں۔ اور ان لغویات سے پاک ہیں جن کا بیان کرنا ایک وقت مولویوں کے لئے موجب فخر تھا چونکہ یہ نمبر فرقہ وارانہ بحثوں سے پاک ہے لیکن عامتہ المسلمین کے لئے اس کا مطالعہ ترقی علم کا موجب ہوگا

رسالہ کتابت۔ طباعت اور دیگر ظاہری محاسن کے لحاظ سے دیدہ زیب ہے۔ علم دوست احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ اس کا مطالعہ فرمائیں ہم اس کامیاب کوشش پر کارکنان الجمعیتہ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں

احباب لائلپور کا قابل تقلید ایثار

شیخ صاحبان لائلپور کی سعی سے مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے مندرجہ ذیل رقوم عطیہ جلسہ سالانہ میں موصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان احباب اور شیخ صاحبان کو جزائے خیر دے۔ ہم ان احباب اور شیخ صاحبان کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

نمبر شمار	اسمائے احباب	روپیہ	آنے	پائی
(۱)	جناب میاں حاجی محمد اسماعیل صاحب	۱۰۰	—	—
(۲)	جناب میاں حاجی مولا بخش صاحب	۱۷۰	—	—
(۳)	جناب میاں حاجی میاں محمد "	۱۷۰	—	—
(۴)	جناب میاں مولا بخش صاحب غلہ منڈی *	۵۰	—	—
(۵)	جناب میاں محمد حسین میاں فضل الرحمن صاحب	۲۰	—	—
(۶)	جناب بابو الٰہی بخش صاحب ایگریکلچرل اسسٹنٹ	۱۰	—	—
(۷)	جناب میاں محمد سعید صاحب	۱۰	—	—
(۸)	جناب میاں محمد شریف عبد الرحمان صاحبان	[illegible]		
(۹)	جناب میاں نور محمد صاحب	[illegible]		
(۱۰)	جناب میاں محمد اسلم صاحب پوسٹ ماسٹر	[illegible]		

* نوٹ:- شیخ میاں مولا بخش صاحب غلہ منڈی لائلپور کی طرف سے رقم موصول ہوئی ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے

- شیخ حاجی دوست محمد صاحب
- شیخ فخر الدین صاحب
- شیخ محمد محسن صاحب
- شیخ میاں مولا بخش صاحب غلہ منڈی
- شیخ محمد سعید صاحب
- شیخ محمد شفیع صاحب
- شیخ مولا بخش صاحب غلہ منڈی

سرکاری اعلان

پرنس آف ویلز رایل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون

پرنس آف ویلز رایل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون میں اس ٹرم کے لئے جو یکم اگست ۱۹۳۷ء سے شروع ہوگی چند خالی اسامیوں کے واسطے درخواستیں مطلوب ہیں۔

(۲) مقامی حکومت کی سفارش پر ہز ایکسیلینسی حضور کمانڈر انچیف طلبا کو نامزد کریں گے۔

(۳) پنجاب کے درخواست کنندگان ایک سلیکشن بورڈ (مجلس انتخاب) کے روبرو جس کے صدر ہز ایکسیلینسی گورنر بہادر ہوں گے۔ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۷ء کو بروز دوشنبہ گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں پیش ہونگے۔

(۴) مجوزہ بالا مجلس انتخاب کے روبرو پیش ہونے کی غرض سے درخواستیں اسی ضلع کے جہاں درخواست کنندہ عام طور پر سکونت رکھتا ہو۔ ڈپٹی کمشنر کی وساطت سے ایسی تاریخوں پر پیش کی جائیں۔ کہ وہ پرائیویٹ سکرٹری ہز ایکسیلینسی گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں ۱۲ اپریل ۱۹۳۷ء کو یا اس سے پیشتر پہنچ جائیں اس تاریخ کے بعد کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائیگا۔ درخواست کے فارم اور ہر قسم کی مزید واقفیت متعلقہ ڈپٹی کمشنر سے حاصل ہو سکتی ہے۔

(۵) درخواستوں کے ہمراہ مندرجہ ذیل دستاویزات ہونی چاہیئے

(الف) عمر کے متعلق سارٹیفکٹ

(ب) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں اس مضمون کا کہ میں ہندوستانی فوج۔ ایر فورس یا رائل انڈین نیوی میں ملازمت کو درخواست کنندہ کا مستقل پیشہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں

(ج) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں اس مضمون کا کہ مجھے مقررہ فیس کی مقدار کے متعلق علم ہے۔ اور میں مقررہ فیس ادا کر سکتا ہوں اور ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔

(د) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں اس مضمون کا کہ درخواست کنندہ غیر شادی ہے۔ اور جب تک وہ کالج میں رہے گا۔ اور بعد ازاں جب تک وہ انڈین ملٹری اکاڈیمی۔ رائل ایر فورس کالج کرینول یا رائل انڈین نیوی میں داخلہ کے لئے تعلیمی نصاب مکمل نہیں کر سکے گا۔ شادی نہیں کرے گا۔

(۶) درخواست کنندگان کی عمر گیارہ سال ہونی چاہیئے۔ اور یکم اگست ۱۹۳۷ء کو ۱۲ سال سے کم ہونی چاہیئے۔

(۷) جن درخواست کنندگان کو سلیکشن بورڈ منتخب کریگا انکا ۲۰ اپریل ۱۹۳۷ء کو انڈین ملٹری ہسپتال لاہور چھاؤنی میں طبی معائنہ کیا جائیگا۔

(۸) کالج بیشتر ان ہندوستانی یا اینگلو انڈین نوجوانوں کے لئے ہے جو بعد ازاں ہندوستانی بری افواج۔ انڈین ایر فورس یا رائل انڈین نیوی میں کمیشن حاصل کرنے کی غرض سے کسی کیڈٹ کالج میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اور ان صیغوں میں سے کسی ایک کی ملازمت کو اپنا مستقل پیشہ بنانے کے خواہشمند ہیں۔ اس جماعت کے طلبا کالج میں رعایتی فیس پر داخل کئے جاتے ہیں

اگر اس جماعت کے کسی ایک ٹرم کے لئے درخواست کنندگان کی اتنی بڑی تعداد اس ٹرم کے متعلق خالی آسامیاں پر کرنے کے واسطے ناکافی ہو۔ تو ایسے درخواست کنندگان جو مجوزہ بالا صیغہ جات میں سے کسی ایک کی ملازمت کو اپنی زندگی کا مستقل پیشہ بنانا نہیں چاہتے۔ وہ اتنی رقم ادا کرنے پر کالج میں داخل ہو سکتے ہیں جو حکومت ایک کیڈٹ کو کالج میں تعلیم دلوانے پر صرف کرتی ہے۔

(۹) اس کالج میں انگریزی طرز پر پبلک سکول کے معیار کی تعلیم کا انتظام ہے۔ درس کا تعلیمی نصاب ایسا ہوگا کہ اگر لڑکا کسی کیڈٹ کالج یا رائل انڈین نیوی میں داخلہ کے امتحان میں ناکام رہے تو وہ کوئی

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی راجہ ولد بھمن ذات گلو ترسکنہ گلوترانوالہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶/۵/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۳۰/۱/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی منگو ولد پٹھانہ ذات مغل سکنہ نور پور پل تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۵/۴/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام مقروضین مندرجہ بالا مقروض و دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۳۰/۱/۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام ولد بڈھا ذات گاذر سکنہ دسواسطانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱/۵/۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۳۰/۱/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کبیر ولد بہادر ذات بلوچ سکنہ چک ۲۴۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۷/۵/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۳۰/۱/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد [illegible]

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی خدا بخش [illegible] سکنہ [illegible] تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست [illegible] صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۹/۵/۳۷ تاریخ پیشی بمقام [illegible] سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ [illegible] دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً [illegible]

تحریر مورخہ ۳۰/۱/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین [illegible] قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد [illegible]

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد [illegible]

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد ولد [illegible] ذات [illegible] ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ [illegible] نے مورخہ ۷/۵/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے [illegible] کی ہے تمام مقروضین مندرجہ بالا مقروض و دیگر متعلقین [illegible] مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۳۰/۱/۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین [illegible] قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد [illegible]

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد [illegible]

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بخشا ولد مراد ذات [illegible] ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ [illegible] بورڈ نے مورخہ ۶/۵/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ [illegible] مقرر کی ہے تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین [illegible] مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۳۰/۱/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول [illegible] قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد [illegible]

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد [illegible]

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی جیون ولد شاہ محمد ذات [illegible] چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ [illegible] ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶/۵/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ [illegible] ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر [illegible] مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہوں

تحریر مورخہ [illegible]

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین [illegible] قرضہ ضلع جھنگ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

روزے بہ بہر سعید خواہد بود
فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون نمبر ۲۰۰

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے

طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
چندہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — نمبر ۱۵

لاہور یوم یکشنبہ مطابق ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۳۷ء

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پیر اور مشائخ ختم نبوت کے منکر ہیں

اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے نماز سے لذت و ذوق حاصل نہیں کیا۔ وہ روحانی لذت اور اس کے ذوق سے بالکل محروم ہیں اور وہ روح کی تسلی اور اطمینان کی حالت کو سمجھ ہی نہیں سکتے اور نہیں جانتے کہ وہ سرور کیا ہوتا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر ہمیشہ تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ مسلمان کہلا کر اس قسم کی بدعات جاری کرتے رہتے ہیں۔ اگر روح کی خوشی اور لذت کا سامان انہیں باتوں میں تھا تو چاہیئے تھا کہ حضرت نبی کریم جو عارف ترین اور اکمل ترین انسان دنیا میں تھے وہ بھی اس قسم کی کوئی تعلیم دیتے یا اپنے اعمال سے کچھ کر کے دکھا جاتے ہیں۔ ان مخالفوں سے جن میں بڑے بڑے مشائخ۔ گدی نشین اور صاحب سلسلہ لوگ ہیں۔ یہ پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت رسول خدا تمہارے ان ورد و وظائف چلہ کشیوں اور الٹے سید سے لٹکنے کو بھول گئے تھے اگر معرفت اور حقیقت شناسی کے یہی اصل ذرائع تھے۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ ایک طرف تو یہ لوگ قرآن شریف میں پڑھتے ہیں کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی اور دوسری طرف اپنی اپنی نئی ایجادوں اور بدعتوں سے اس تکمیل دین کو توڑ کر ناقص ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ ایک طرف تو یہ ظالم طبع لوگ مجھ پر افترا کرتے ہیں کہ گویا میں کسی مستقل نبوت کا دعوی کرتا ہوں جو صاحب شریعت نبی حضرت محمدؐ کے سوا الگ نبوت ہے اور دوسری طرف یہ لوگ اپنے اعمال کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کرتے کہ ایسی نئی نئی ایجادات و بدعات کو دین میں داخل کر کے یہ لوگ خود جھوٹی نبوت کا دعوی کرتے ہیں جبکہ شریعت اسلام کیا تھی خلاف خدا اور رسول نئی نئی باتیں شامل کرنے سے خوف نہیں کرتے اور اپنی طرف سے نئی شریعت بنا رہے ہیں۔ اگر کسی شخص کے دل میں ذرا بھی انصاف اور خدا کا خوف ہو تو وہ انصاف سے بتائے کہ کیا ہم رسول اللہ کی پاک تعلیم اور اعمال پر کچھ کمی بیشی کرتے ہیں یا کیا ہم قرآن شریف کے عین مطابق ہم تعلیم دیتے اور حضرت نبی کریم کو ہی اپنا سچا امام اور حکم مانتے ہیں۔ کیا ان کا ذکر ہم نے کسی کو بتایا ہے اور پاس انفاس نفی و اثبات کے ذکر اور اس کے علاوہ اور اور قسم کے اذکار و وظائف میں کسی کو سکھاتا ہوں۔ جب یہ بات نہیں اور ہرگز نہیں تو ہماری طرف کیوں دعوی نبوت منسوب کرتے ہیں۔

جواہر ریزے

قرآن مجید

اور نہ تو ہاتھ (خرچ میں) اپنی گردن سے بندھا ہوا رکھو اور نہ (جتنا کھل سکتا ہے) کھول رکھو۔ ورنہ تو ملامت کیا ہوا اور ماندہ ہو کر بیٹھ رہے گا۔ بے شک تیرا رب جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی دیتا ہے اور وہی اندازہ کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں سے خبردار (اور انہیں) دیکھنے والا ہے۔ اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے نہ مار ڈالو۔ ہم ہی انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ ان کا مار ڈالنا بڑی غلطی ہے۔ اور زنا کے قریب مت جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی کی بات ہے اور بری راہ ہے۔ اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے سوائے اس کے کہ انصاف چاہے۔ اور ظلم سے قتل کیا جائے اور ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے۔ مگر وہ قتل میں زیادتی نہ کرے اس لئے کہ اسے مدد دی گئی ہے۔ اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ۔ سوائے اس طریق کے جو نہایت عمدہ ہے۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو۔ کیونکہ ہر عہد کے متعلق بازپرس ہوگی۔ اور جب تم ناپو تو ماپ کو پورا کرو اور سیدھے ترازو سے تولو۔ یہ بہتر اور انجام کار بہت خوبی کی بات ہے اور اس کے پیچھے نہ لگنا جس کا تمہیں علم نہیں۔ کان، آنکھ اور دل سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔

حدیث شریف

سخی اللہ سے قریب ہے لوگوں سے قریب ہے جنت سے قریب ہے آگ سے دور ہے۔ بخیل اللہ سے دور ہے لوگوں سے دور ہے جنت سے دور ہے اور نار جہنم سے نزدیک ہے اور جاہل سخی اللہ کو عابد بخیل سے زیادہ پیارا ہے (ترمذی)

امین اور راستباز تاجر نبیوں۔ صدیقوں شہیدوں اور صالحین کی صف میں ہوگا۔ (ترمذی)

نوجوان کا سرخ خون اساس استحکام ملت

افقِ قومیت پر کامرانی کے آثار!

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

نہ ہو نومید نومیدی زوال علم و عرفاں ہے
امید مرد مومن ہے خدا کے رازدانوں میں

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

قوم کے نوجوان تیری گردن کیوں نگوں ہے؟ تیرے چہرے پر اداسی کے آثار کس لئے؟ تیرا قلب کس بات کیلئے مضطرب ہے۔ تیری روح کون سے گوہر بے بہا کے لئے بے چین؟ اور تیرے بحر قلب کی اتھاہ میں کن جذبات کی لہریں موجزن ہیں؟ اسلام کی بے بسی پر؟ اللہ اور اس کے حبیب صلعم پر اغیار کے مسموم حملوں سے؟ قوم کی بے راہ روی کو دیکھ کر؟ احباب جماعت کی روز افزوں غفلت باہمی اختلافی، عدم اخوت، مساوات پر؟ اور ہر طرف سے اپنوں اور بیگانوں کی مہلک یورش کی بنا پر؟

تیرا اندیشہ درست، اضطراب بجا۔ بے چینی حقیقت پر مبنی۔ مگر یاس و قنوط غلط۔ تیرا خیال ہے کہ تجھے مٹا دیا جائے گا؟ عشاق اسلام کو صفحۂ ہستی سے محو کر دیا جائے گا۔ اشاعت اسلام کے اس درخشندہ چراغ کو معاندین کی تند ہوا کے تھپیڑے بجھانے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ اور بزرگوں کے خون و پسینہ سے تعمیر شدہ یہ عالیشان عمارت حوادثات عالم کی نذر ہونے دی جائیگی اور خدا کا باجبروت ہاتھ دنیا کو تہ و بالا نہ کر دے گا؟

اے مجاہد و سرفروش آباد و اجداد کے جانشین ہوشیار ہو کہ تو غلبہ و کامرانی کے لئے پیدا کیا گیا ہے مشیت ایزدی یہی ہے کہ تجھ پر دینی و دنیوی سعادتوں کے دروازے کھول دیئے جائیں۔ فتح و ظفر کی راہیں تیرے قدموں میں لا ڈالی جائیں۔ مذہب و ملت کی فوقیت عظمت و سطوت تیرے مبارک ہاتھوں مقدر ہے۔ تو ہی پیغام الٰہی کا حقیقی حامل ہے تیرے ہی لئے زمین و آسمان کے خدا کی بشارتیں ہیں۔ تجھے ہی احمد آخر الزمان صلعم نے اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کا ابدی لقب عطا فرمایا ہے اور تیری ہی نسبت مسیح موعودؑ کی شبانہ روز دعائیں ہیں۔ اس لئے خبردار کہ زمین کی وراثت تیری جدوجہد کی انتظار میں ہے۔

مگر اس عظیم الشان و رفیع المرتبت کام کے لئے ضرورت ہے تیرے گرم خون کی۔ کہ استخلاص مذہب و ملت کا فدیہ نوجوان کی رگوں کا گرم اور متحرک خون ہے تونے آج تک اپنی طاقت کا اندازہ نہیں کیا۔ مرد مومن کی اک نگاہ سے تقدیریں پلٹ جاتی ہیں۔ اس کی ایک ترچھی نگاہ عالم میں ہنگامہ برپا کر دیتی ہے اور اس کی ایک نظر لطف دنیا کو رشک گلزار ارم بنانے کے لئے کافی ہے۔ اقوام و مذاہب کی تاریخ اس بات پر زندہ شہادت ہے کہ نوجوانوں نے جس قومی کشت کو اپنے خون سے سینچا وہ سرسبزی میں بے نظیر ہو گئی۔ اقوام عالم کی عمارت کی بنیاد کو اکھاڑ دیکھ تو تجھے وہاں سے نوجوان کی ہڈیاں اور خون کے قطرے باہم پیوست نظر آئیں گے۔

روس میں زار کی حکومت کا تخت کس نے تہ و بالا کیا؟ فرانس میں لوئیس شانز دہم کے ظلم و ستم کی آگ کو کس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بجھا دیا امریکہ کو برطانیہ کی غلامی سے کس نے نجات دلائی۔ ترکی۔ ایران اور افغانستان کو کس نے انتہائی پستی سے اٹھا کر ثریا کے کمال تک پہنچا دیا۔ وہ نوجوان ہی تو تھے جنہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو لٹا کر اس مقام کو حاصل کیا۔ ان انقلابات میں ہزارہا نوجوان موت کے گھاٹ اترے۔ دکھ دکھانے قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں اور اپنے اموال قوم کے استخلاص کی خاطر بے دریغ صرف کر دیئے اور آج ان کے کارنامے ان کے جانشینوں کے لئے مشعل ہدایت کا کام دیتے رہتے ہیں

ان نوجوانوں کی قربانیوں کے واقعات پڑھ کر روح کانپ جاتی ہے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے کہ انہوں نے ایک معمولی بات کے حصول کے لئے اس قدر تحیر زا ایثار کا ثبوت بہم پہنچایا۔ مگر ہمارے سامنے ایک نہایت ہی پاکیزہ اور بلند ترین نصب العین ہے۔ ہماری منزل مقصود نہایت دور ہے ؎

پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گرد راہ ہیں وہ کارواں تو ہے

اور وہ کیا ہے حصول وصال خداوندی تحصیل قرب الٰہی، اشاعت و تبلیغ اسلام، اعلائے کلمۃ اللہ اور تسخیر قلوب عالم۔ یہ مقصد جس قدر بلند ہے اسی قدر مشکل اور نفس کشی کا متمنی ہے۔ دنیا میں ہر زمانے میں مصلح یا اس کی قوم کو بے شمار آلام سے دوچار ہونا پڑا ہزارہا کو زندہ جلایا گیا۔ تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ وسوزن کا لبعہ کا تختہ مشق بنایا گیا اور تب جا کر کہیں ان کے صبر و استقلال کے انمول جوہروں کی وجہ سے انہیں کامیابی نصیب ہوئی۔ ہر قوم کی مذہبی تاریخ اس بات پر شاہد ہے۔ عیسائیوں کی تاریخ ایسے واقعات سے لبریز ہے مسیح اور آپ کے حواریوں کو ہر ممکن ایذا ملی حتیٰ کہ آپ کو دار پر بھی کھینچا گیا۔ خونی میری کے عہد میں ہزارہا پروٹسٹنٹ فرقہ کے عیسائی زندہ جلائے گئے اور ان میں سے ہزارہا لوگ گھر بار، مال و منال کو مذہب پر قربان کر کے امریکہ ہجرت کر گئے اور ان کی قربانیوں کا اثر ہی ہے کہ آج پروٹسٹنٹ فرقہ کے عیسائی تمام دنیا پر اپنے افکار و اقتدار کی وجہ سے مسلط ہیں۔ قرآن شریف میں انبیاء کے واقعات سے واضح ہے کہ ان کو ہر قسم کا دکھ دیا گیا۔ ان کے نام لیواؤں کو تباہ و غارت کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی اور بالآخر وہ تکالیف کی بھٹی میں پڑ کر کامیابی کی شکل دیکھتے رہے۔

صحابہ کرامؓ کو جو غلبہ حاصل ہوا وہ کس سے پوشیدہ ہے اور اپنی کی کامیابیوں کی بدولت تیرہ سو سال تک مسلمان پرانی دنیا پر قابض رہے مگر ان کی قربانیوں کی نظیر بھی ڈھونڈھے سے نہیں ملے گی مکے کی سرزمین کی گلیاں اور میدان آج بھی بزبان حال کہہ رہے ہیں کہ یہاں بیکس اور بے بس مسلمان عورتوں اور مردوں کو تہ تیغ کیا گیا۔ پاؤں میں رسیاں ڈال کر پتھروں پر گھسیٹا گیا جلتی ریت پر جلتی دوپہر کے وقت لٹا کر سینہ پر پتھر رکھا گیا صفوں میں باندھ کر اذیت دی گئی۔ طائف کے بازاروں میں پتھراؤ کیا گیا۔ راتوں میں کانٹے بچھائے گئے محض رضائے ایزدی کی خاطر گھر بار۔ زن و فرزند مال و دولت سب سے ہاتھ دھو کر مدینہ بھاگنا پڑا۔ اور یہاں کیا آرام نصیب ہوا۔ بدر کے میدان سے پوچھو۔ جہاں بے بس نہتے مٹھی بھر خدا پرستوں کو سہ گنا مسلح دشمن سے نبرد آزما ہونا پڑا۔ احد کے دامن سے دریافت کرو۔ جہاں ستر بے توحید کے سرشاروں کا بے گناہ خون بہا اور سرکار دو عالم صلعم کا دانت ٹوٹ گیا۔ غزوہ احزاب کا نقشہ آنکھوں کے سامنے لاؤ جہاں ہم ہا ہزار کے ٹڈی دل لشکر نے ایک ماہ تک کچلنے کی ناتمام کوشش کی اور لوگ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ بیر معونہ کا واقعہ فراموش نہ کرو۔ جہاں ستر مبلغین اسلام محض مسلمان ہونے کی پاداش میں شہید کر دیئے گئے

مگر یاد رکھو کہ ایسے افراد اور اقوام کو سورج اور چاند کی طرح منازل ترقی طے کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ تیرے سامنے بھی خدمت اسلام کا نصب العین ہے مگر اس کے لئے وہی قربانی درکار ہے جو صحابہ کرامؓ نے کی۔ اس لئے اٹھو اور ان حرص و ہوا کے تمام بتوں کو توڑ ڈالو کہ تو سبکسار ہو جائے۔ اسلام کی ترقی ایک فدیہ چاہتی ہے ایک قربانی کا مطالبہ کرتی ہے اور وہ ہے جان۔ مال اور ذاتی خواہشات کی قربانی۔

تمام برادران سلسلہ گوش ہوش سے پڑھیں کہ مذہب کی ترقی محض خیالات کی کاغذی اشاعت سے ناممکن ہے اس ذریعہ سے آج تک نہ کسی نے ترقی کی ہے اور نہ ہی کبھی ہوگی۔ یہ تبھی میسر ہوگی۔ جب ہم سب مل کر اپنی جانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کام میں کود پڑیں گے جب ہم اپنا فرض سمجھ لیں گے کہ ہم نے اسی پیغام کو گھر گھر پہنچانا ہے اور اپنا کام اس وقت تک نہیں چھوڑنا۔ جب تک ہر متنفس آستانہ خداوندی پر نہیں آگرتا۔ یہ وادی نہایت پرخار ہے۔ اس راہ میں جان کا خطرہ ہے مگر جان ہے ہی کیا چیز۔ اول تو یہ ہے ہی خدا کی امانت جس کے چلا جانے کا افسوس ہی کیا۔ دوئم موت حقیقی زندگی کی ابتدا ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ اپنے پیارے کی رضا حاصل کرتا ہوا جان قربان کر دے۔ جب تک لوگوں کی گالیاں نہ سنی جائینگی۔ ان کے ہاتھوں ذلت کا سامنا نہ ہوگا مار پیٹ نصیب نہ ہوگی۔ انتہائی تکالیف نہ جھیلی جائیں گی شجر اسلام سرسبز نہیں ہوگا۔

ترقی کا دوسرا رستہ مال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں بھی مالی و جانی قربانی کا حکم دیا ہے۔ وہاں مالی قربانی کو مقدم رکھا ہے اور یہ ہے بھی درست۔ جو شخص مالی قربانی کر سکتا ہے وہ جانی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قومی زندگی کے مترادف ٹھہرایا ہے اور فرمایا ہے کہ مالوں کو فراخدلی سے قومی امور پر صرف کیا کرو۔ اور اس فعل کو چھوڑ کر اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ آج وہی اقوام سرسبز و بامراد ہیں۔ جن کے افراد نہایت وسیع القلبی سے اپنی دولت کو قوم و مذہب کی بہتری پر صرف کرتے ہیں۔ مغربی اقوام اس امر میں پیش پیش ہے اور آج لامذہبیت کے زمانہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ تمام دنیا میں عیسائی مشن متمول عیسائیوں کی خیرات پر ہسپتال سکول اور تبلیغی مشن چلا رہے ہیں۔ ہندو قوم بھی اس ضمن میں آگے قدم بڑھا رہی ہے تو ضروری ہے کہ ہم سب کچھ اس راہ میں قربان کریں اور اپنے پاس صرف اتنا ہی رکھیں جو گذارہ کے لئے کفایت کرے۔ بسیار نہ پر پوری زکوٰۃ نکالیں۔ اگر آج یہ کام ہو جائے۔ اور اغنیاء قوم فقراء و غرباء قوم کو اٹھانے کی کوشش کریں تو چند ہی سالوں میں غربت و ناداری نام کو بھی نہ ہوگی

(باقی بر صفحہ ۹)

بحث کو کون ٹال رہا ہے؟
مولوی ثناء اللہ صاحب کی توجہ کے قابل

(از مولانا عمر الدین صاحب)

قادیانی اخبار فاروق مجریہ ۱۲ر جنوری ۱۹۳۷ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا ایک مضمون بعنوان "امیر پیغام بحث کو ٹال رہے ہیں" اخبار اہلحدیث سے نقل کیا گیا ہے جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:-

"مولوی محمد علی صاحب (لاہوری امیر) کہتے ہیں۔ مباحثہ دو مسائل پر ہو۔ (۱) تکفیر مسلمین (منکرین مرزا) پر (۲) نبوت مرزا پر۔ خلیفہ قادیان نبوت مرزا پر بحث کرنے کی منظوری دے چکا ہے مگر مسئلہ تکفیر پر خاموش ہے۔ مولوی محمد علی لاہوری کہتا ہے کہ مسئلہ تکفیر پر پہلے مباحثہ ہو۔ فریقین کی نیت کا اتہام تو ہم نہیں کرتے گو ہم ان رموز سے واقف ہیں۔ لیکن اتنا ضرور کہتے ہیں۔ ان دونوں مضمونوں میں سے مسئلہ نبوت اصل ہے اور تکفیر اس کی فرع ہے اس لئے خلیفہ قادیان نے لکھا ہے کہ:-

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں" (انوار خلافت ص ۹۰)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ قادیان اصولی بات کرتا ہے اور لاہوری امیر صاحب کسی مخفی غرض سے اس کو ٹال رہے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ کفر مرتب ہے انکار نبوت پر۔ پس بحث کا اصل مدار نبوت پر ہونا چاہئے۔ اس لئے ہم مناظرانہ حیثیت سے مولوی محمد علی صاحب کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس موقع کو غنیمت سمجھیں اور نبوت مرزا پر بحث کو ٹال نہ دیں۔" (اہلحدیث)

مسئلہ تکفیر کی اہمیت

میں نے اس مضمون کو جب پڑھا تو مولوی ثناء اللہ صاحب کو ایک خط لکھا اور جواب کے لئے ارکا ٹکٹ بھی بھیجدیا۔ مگر مولوی صاحب کا آج تک جواب نہیں آیا۔ اس لئے میں بذریعہ اخبار پیغام صلح مولوی صاحب کی خدمت میں پھر عرض کرتا ہوں۔

(۱) یہ سچ ہے کہ جناب میاں صاحب نے انوار خلافت میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی یعنی حضرت مرزا صاحب کے منکر ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ بحث جناب میاں صاحب کے مذہب پر ہے یا حضرت مسیح موعود کے مذہب پر۔ اگر جناب میاں صاحب کے مذہب پر بحث ہو تو بلاشبہ مسئلہ نبوت اصل ہے اور تکفیر اس کی فرع ہے۔ مگر بحث تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے منکرین کو کافر کہا ہے یا مسلمان۔ لاہوری جماعت کہتی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے منکرین کو اپنے انکار دعوے کی وجہ سے کبھی کافر خارج از اسلام قرار نہیں دیا۔ قادیانی جماعت کہتی ہے کہ کافر قرار دیا ہے اس لئے ان دو دعووں میں سے کون سا دعویٰ سچا ہے۔ جاننے کے لئے ضروری ہے کہ مستقل طور پر اس مبحث پر مناظرہ ہونا چاہئے۔

رہا یہ کہنا کہ چونکہ مرزا صاحب نبی ہیں اس لئے ان کے منکر کافر ہیں لہذا نبوت پر ہی بحث ہونی چاہئے۔ یہ بالکل فضول بات ہے کیونکہ جبکہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ خود مدعی اپنے منکروں کو کافر قرار دیتا ہی نہیں خواہ اس کی شان کتنی ہی بلند ہے۔ لیکن آخر وہ امت محمدیہ کا ایک فرد ہے اس لئے بفرض محال اگر نبوت ثابت بھی ہو جائے تو بھی مسئلہ تکفیر حل نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس پر مستقل طور پر خود مدعی کی تحریروں سے بحث نہ کی جائے

مباحثہ شملہ

یہی وجہ ہے کہ جب شملہ میں ۱۹۱۵ء میں دونوں جماعتوں میں مناظرہ ہوا۔ تو اس وقت اس بحث کو مستقل بحث قرار دیا گیا اور ثالث صاحب جو ایک بہت لائق اور سمجھدار مسلمان وکیل تھے۔ انہوں نے باوجودیکہ حضرت مرزا صاحب کو ظلی، بروزی، امتی، مجازی نبی قرار دیا اور حضرت عیسیٰ سے افضل۔ مگر پھر بھی یہی فیصلہ کیا کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے کے انکار کرنے والوں کو کافر نہیں کہتے۔ جب اس فیصلہ پر اپیل کی گئی۔ اور نظر ثانی کرائی گئی تو بھی ثالث صاحب نے یہی لکھا کہ:-

"میں نے تمام تحریروں کو پڑھ لیا ہے اور میں اپنی اس رائے کو بدل نہیں سکتا کہ مرزا صاحب نے محض اپنے دعوے کے منکر کو کہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا بلکہ یہی درست ہے جیسا کہ تریاق القلوب میں لکھا ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والوں کو کافر قرار دینا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو کامل شریعت لاتے ہیں۔ ان کے ماسوا کوئی ملہم یا محدث خواہ وہ جناب الٰہی میں کیسا ہی بڑا درجہ رکھتا ہو اپنے دعوے کے منکروں کو کافر قرار نہیں دے سکتا۔"

یہ فیصلہ کفر و اسلام کا غالباً میرے الفاظ میں ہے اور صحیح ہے جو چاہے وہ اصل فیصلے کو پڑھ لے۔

مسئلہ تکفیر پر الگ بحث ہونی کیوں ضروری ہے؟

مولوی ثناء اللہ صاحب نے فیصلہ کو پڑھ کر شملہ کی جامع مسجد ہال میں وکیل محمد عمر صاحب ثالث کی تعریف بھی بڑی کی تھی۔ بس اب ان کا تکفیر کے مسئلہ کو نبوت کی فرع قرار دینا ٹھیک نہیں۔

(۲) یہ امر بھی مسلمہ فریقین ہے کہ حقیقی نبوت یا نبوت مستقلہ آنحضرت صلعم کی ذات مبارک پر ختم ہو چکی۔ اب صرف ظلی، بروزی نبوت باقی ہے جو حسب مدارج متبعین آنحضرت صلعم کو ملتی رہتی ہے۔ اور مسیح موعود نے تمام امت میں سے بڑھ کر یہ انعام پایا اور آپ کو مجازاً نبی کا خطاب خدا اور اس کے آخری رسول خاتم النبیین کی طرف سے ضرور دیا گیا ہے لیکن آپ بہرحال آنحضرت صلعم کے امتی ہیں۔ غالباً مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی اس امر مسلمہ سے انکار نہ ہوگا۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں جن انبیاء کا ذکر ہے وہ تو سب کے سب حقیقی یا مستقل انبیاء ہیں اور انہیں کے منکروں کو کافر بھی قرار دیا گیا ہے۔ پس جب تک حضرت مرزا صاحب کو مستقل نبی نہ ثابت کیا جائے ان کے منکروں کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ لیکن یہ مسلمہ فریقین ہے کہ حضرت مرزا صاحب مستقل نبی نہیں ہیں بلکہ ان کی نبوت مستعار ہے۔ پس حضرت مرزا صاحب کی مستعار نبوت کے انکار سے کفر لازم آتا ہے یا نہیں۔ یہ بالکل ایک الگ سوال ہے اس کو نبوت کی فرع نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ یہاں وہ نبوت ہی نہیں ہے جس کا انکار کفر ہے۔ لہذا اس مسئلہ پر مستقل طور پر الگ بحث ہونا [illegible]

قادیانی گواہی

مقدمہ بہاولپور کے دوران میں مخالف مولویوں نے [illegible] مرزا صاحب کو تشریعی نبی ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل پیش کی [illegible] صاحب تریاق القلوب میں لکھتے ہیں کہ صاحب الشریعت نبی کے سوا [illegible] ملہم اور محدث ہیں ان کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ لیکن [illegible] صاحب نے اپنے منکرین کو کافر قرار دیدیا۔ لہذا مرزا صاحب [illegible] تشریعی ہونے کی وجہ سے کافر ہیں۔

اس کے جواب میں قادیانی گواہ مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے کہا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے منکروں کو اپنے دعوے کے [illegible] وجہ سے کہیں کافر نہیں کہا بلکہ وہ وجہ کفریہ بیان کی ہے کہ [illegible] مطابق آپ کے مخالف آپ کو کافر کہہ کر کافر ہو گئے ہیں۔ یہی وجہ تریاق القلوب میں بیان کی گئی ہے اور یہی وجہ حقیقۃ الوحی میں مذکور ہے۔ [illegible] یہ نتیجہ جو مخالف علماء نے نکالا ہے بالکل غلط ہے۔

یہی جواب مولوی جلال الدین صاحب شمس کا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس وقت میرے پاس نہ مقدمہ بہاولپور ہے اور نہ [illegible] ورنہ میں اصل الفاظ نقل کر دیتا۔ لیکن میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل [illegible] ہے۔ اگر قادیانی حضرات انکار کریں گے تو میں اصل عبارتیں نقل کر دوں گا۔

ہمیں تعجب ہے کہ یہ لوگ جب عدالت میں مخالفین کے کسی سوال پر تنگ آتے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں جو اوپر بیان ہوا۔ لیکن جب [illegible] مولانا محمد علی صاحب نبوت کے ساتھ مسئلہ کفر و اسلام پر مستقل [illegible] دعوت دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کفر و اسلام نبوت کی فرع ہے۔

فیصلہ کی بات

تمام قادیانی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ پیدائش آدم سے لے کر آج تک سوائے حضرت مرزا صاحب کے کوئی ظلی یا بروزی یا امتی [illegible] مجازی نبی نہیں ہوا۔ لاہوری جماعت اگرچہ حضرت مرزا صاحب کو ایک ولی ہاں بہت بڑا ولی اللہ مانتی ہے مگر وہ اس سے منکر نہیں کہ حضرت اقدس کو مجازاً نبی اللہ کا خطاب بھی ہے۔

اب فیصلہ یہ کرنا ہے کہ آیا ظلی بروزی مجازی امتی نبی کے [illegible] کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔

چونکہ ظلی نبی پہلے تو کوئی ہوا ہی نہیں۔ اس لئے ہم کسی نبی سے لے کر کوئی فتویٰ نہیں دے سکتے۔ اگر ظلی نبوت نبوت مستقلہ کی کوئی قسم ہو جائے تو بالبداہت باطل ہے تو البتہ ہم ظلی نبی کے منکروں کو مستقل انبیاء کے منکروں پر قیاس کر کے کفر کا فتویٰ لگا سکتے تھے۔ مگر مسلمہ [illegible] ہے کہ حضرت مرزا صاحب نہ حقیقی نبی ہیں نہ مستقل نبی بلکہ وہ [illegible] کے ایک ہی نبی ہیں۔ پس ایسے نبی کے منکروں کا فیصلہ خود اپنے [illegible] سے ہی ہونا چاہئے اس لئے مسئلہ کفر و اسلام منکرین حضرت [illegible] کو نبوت کی فرع قرار دینا بالکل غلط ہے۔

ختم نبوت کی بحث

اخبار الفضل میں بار بار مولوی اللہ دتا صاحب نے حضرت امیر کی تحریروں میں سے ایسے حوالے پیش کئے ہیں۔ جن میں حضرت امیر نے یہ لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی قسم نبوت کے فیصلہ کے ساتھ ہی کفر و اسلام کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور میری تحریر سے بھی [illegible] دیا ہے (دیکھو الفضل ۲۲ر فروری ۱۹۳۷ء) [illegible] صحیح نہیں نکالا۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب کی [illegible] کی ہے تو اس کے سیدھے معنے تو یہ ہیں کہ آیا ظلی، بروزی [illegible] حضرت مرزا صاحب کو دعوےٰ ہے۔ یہ ایسی نبوت ہے کہ جس کا انکار [illegible] نہیں ہے۔

اب یہ سوال تو نبوت ہی حل ہو سکتا ہے جبکہ ظلی [illegible]

کا ریکارڈ یا اسلام کا سوال مستقل بحث بنایا جائے مگر عجب ہے قادیانی حضرت امیر کی سوتی اور سیدھی بات کو ماننے کی بجائے التباس کی کوشش کئے جاتے ہیں اور مولوی ثناء اللہ صاحب بھی بلا وجہ بلا سوچے سمجھے لکھا مارتے ہیں کہ مسئلہ کفر و اسلام مسئلہ نبوت کی فرع ہے۔ خدا جانے ان لوگوں کی ہی عقل میں کچھ فتور ہے۔ یا ہم ہی اس بات سمجھانے سے قاصر ہیں۔

بحث بہر حال ہونی چاہیئے

میں سمجھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا تو شاید یہ منشا ہے کسی طرح بحث ہو جائے۔ کیونکہ میاں صاحب غلطی سے اس وقت کہہ بیٹھے ہیں کہ میں خود نبوت پر بحث کرونگا۔ ممکن ہے کہ کفر و اسلام کی وجہ سے نبوت پر بھی بحث نہ ہو اور یہ قیمتی موقعہ ہاتھ سے نکل جائے۔ سو اگر مولوی صاحب کا یہ خیال ہے تو وہ حضرت امیر کو دیانتداری سے یہ مشورہ دے سکتے تھے کہ جناب اس وقت تو میاں صاحب میدان میں نکلنے کو تیار ہیں۔ آپ بھی میدان میں نکل آویں۔ اب یہ نہ ہو کہ آپ کفر و اسلام پر بحث کا اقرار لیتے لیتے۔ میاں صاحب کو پیچھے ہٹ جانے کا موقعہ دیدیں اور پھر نبوت پر بھی بحث نہ ہو۔ مگر مولوی ثناء اللہ کا یہ کہنا کہ حضرت امیر بحث کو ٹال رہے ہیں۔ نری حماقت ہے کیا جو شخص دو مضمونوں پر مقابلہ کے لئے تیار ہے۔ اسے دو میں سے ایک مضمون پر بحث سے گریز کرنے والا کہہ سکتے ہیں۔ گریز کرنے والا تو وہ ہے جو ایک پر تو بحث کو طیار ہے لیکن دوسرے مضمون پر بحث سے جان بچاتا ہوا اس بحث کا نام بھی نہیں لیتا۔

میاں صاحب کے مرید کہتے ہیں کہ بحث کے وقت مرزا صاحب کے غیر نبی ہونے کے لئے مولانا محمد علی صاحب یہ بحث اس طرح کر سکتے ہیں کہ دکھا دیں کہ مرزا صاحب نبی نہیں ہیں کیونکہ وہ اپنے منکروں کو کافر قرار نہیں دیتے۔ اس طرح ضمناً یہ بحث ہو جائے گی۔ پس دوسرے لفظوں میں اس کا یہ مطلب ہوا کہ کفر و اسلام پر بحث تو ہو۔ مگر مستقل طور پر نہ ہو۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ جب حضرت مرزا صاحب کے منکروں کے کفر و اسلام کا سوال مستقل بحث ہو۔ پس قادیانی حضرات کو اس سے گریز نہیں کرنی چاہیئے۔ مگر وہ بھی ہوشیار ہیں۔ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ راہ ان کے لئے یقینی شکست کا راستہ ہے اس لئے وہ مشکل سے ہی ادھر آئیں گے۔ لیکن اگر وہ صاف اقرار کریں کہ وہ کفر و اسلام پر بحث نہیں کر سکتے۔ تو ہم مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت کی خدمت میں عرض کرینگے کہ وہ نبوت پر ہی بحث کر لیں۔

برلن میں عید الاضحیٰ

برلن مسجد کے ذریعہ یورپ میں نشر و اشاعت اسلام

۱۰ مارچ ماہ فروری کو زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی جناب ڈاکٹر عزیز الرحمان مرزا پی۔ ایچ۔ ڈی۔ نے ایک نہایت ہی بصیرت افروز، اور پر از معلومات لیکچر دیا۔ مضمون زیر بحث کا عنوان تھا "کیا یورپ میں اسلام کا کوئی مستقبل ہے"؟ ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ امام مسجد برلن نے جلسے کا افتتاح بذریعہ تلاوت قرآن مجید کیا۔ جس کے بعد فاضل لیکچرار نے اپنی تقریر شروع کی۔ اور بتایا کہ گو یورپین مستشرقین اسلام سے عرصہ سے واقف تھے۔ مگر اسلام کی قدرتے صحیح اور درست تصویر گزشتہ صدی ہی پبلک کے سامنے آنی شروع ہوئی۔ اور اس کے لئے ہم مسلم گبن۔ کارلائل۔ گوئٹے۔ سر اسپرنگر وغیرہ کے مرہون منت ہیں۔ موجودہ صدی میں خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے اسلام کو صحیح رنگ میں پیش کرکے ہر کس و ناکس سے خراج تحسین حاصل کیا ہے

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے ان تمام مالی۔ اقتصادی، تمدنی معاشرتی، سیاسی مشکلات کا ذکر کیا جو آج یورپ کے سامنے ہیں، اور جن میں مغرب الجھا ہوا ہے۔ اور پھر بتایا کہ کس طرح اسلام ان تمام مصائب کا حل بتاتا ہے۔ آپ نے ان تمام پہلوؤں پر کما حقہٗ روشنی ڈالی جس کا حاضرین پر بہت ہی اچھا اثر ہوا۔ اختتام لیکچر پر سامعین میں سے ایک صاحب ڈاکٹر ڈیورنیٹ نے قابل مقرر کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا۔ کہ آج ان پر واضح ہو گیا ہے کہ اسلام میں ہماری موجودہ مشکلات و مصائب کا علاج موجود ہے۔ اور آج کا لیکچر ان کے لئے فیصلہ کن ہے۔ صاحب صدر کے مختصر ریمارکس کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا جس کے بعد حاضرین کی چائے و بسکٹ سے تواضع کی گئی۔

۱۲ ماہ فروری کی شام کو حسب معمول مسلمانان برلن و ممبران جرمن مسلم سوسائٹی کا اجتماع ہوا۔ ڈاکٹر بوس ایڈووکیٹ صدر منتخب ہوئے مسئلہ زیر بحث تھا تحریک احمدیت۔ امام صاحب نے کم و بیش نصف گھنٹہ کے قلیل عرصہ میں مختصر طور پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد صدی چہاردہم کی حالات زندگی آپ کے تقویٰ و زہد پر تقریر کرتے ہوئے حاضرین کو آپ کے دعاوی وغیرہ سے آشنا کیا۔ اور بتایا کہ آپ کا اصل دعویٰ مجددیت کا تھا۔ اور مسیح اور مہدی کے خطابات آپکو اس لئے دئیے گئے کہ آپ کا کام عیسائیوں کی اصلاح کرنا تھا۔ چنانچہ آپ نے اسلام پر کم و بیش ۸۰ ضخیم کتب لکھیں اور ایک جماعت پیدا کی۔ جو آجتک آپ کے کام کو سنبھال رہی ہے اور موجودہ برلن مسلم مشن و مسجد اس جماعت کی کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ ازاں بعد آپ نے ان تحریکات کا ذکر کیا جو آپ کے ذریعہ عمل میں آئیں۔ اور بالآخر "جہاد" کے مفہوم کو بیان کرتے ہوئے آپ کے فتویٰ جہاد کی تشریح کی۔ اس کے بعد عام بحث شروع ہوئی جس میں لاہوری اور قادیانی جماعتوں کے اختلافات کو واضح کیا گیا جس کا حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا اور جلسہ رات کے ۱۱ بجے بخیر و خوبی سرانجام پایا۔

عید الاضحیٰ کا عظیم الشان اجتماع

۲۱ ماہ فروری کو زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی برلن مسجد میں مسلمانان عالم کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا۔ عید الاضحیٰ کی اطلاع مسلمانان برلن کو ایک، کم و بیش ایک ہفتہ قبل بذریعہ دعوتی رقعے دی گئی تھی۔ نماز کا وقت ۱۰ بجے مقرر تھا۔ مگر بعض احباب نو بجے ہی مسجد میں تشریف لے آئے جس سے ان کے جذبۂ اخلاص و محبت کا پتہ چلتا ہے۔ ۱۰ بجے مسجد میں عالم اسلام کے نمائندے عرب، ہندوستان، ایران، ترکیہ، افغانستان، عراق، یوگوسلاویہ جوق در جوق جمع ہونے شروع ہوئے۔ وقت مقررہ پر ایک عرب دوست نے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کیں۔ جس کے بعد امام مسجد ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب نے صلوٰۃ العید پڑھائی۔ اور خطبہ پڑھا خطبہ میں امام صاحب نے حج اور قربانی کا فلسفہ بیان کیا۔ اور بتایا کہ حج کا عظیم الشان اجتماع ایک قسم کی لیگ آف مسلم نیشنز ہے اور قربانی کی اصل غرض یہ ہے کہ ہم اپنی حیوانی خواہشات کو حق اور صداقت کے مقابلہ پر ہر وقت قربان کرنے کے لئے تیار رہیں

علاوہ ازیں قربانی میں معاشرتی پہلو بھی مد نظر ہے۔ لہذا قربانی کے گوشت کا ایک حصہ غربا، اور مساکین میں تقسیم ہونا اشد ضروری ہے تاکہ اخوت اور برابری کا مظاہرہ ہو سکے۔ اور غرباء بھی اس خوشی میں شامل ہو سکیں نماز اور خطبہ کے بعد مسلمانان عالم ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور دوپہر کے ۱۲ بجے یہ پر لطف اجتماع اختتام پذیر ہوا اور برادران اسلام عید مبارک کہتے ہوئے ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔

اسی دن شام کو ایک جلسہ مسجد کے وسیع ہال میں منعقد ہوا جس میں غیر مسلم احباب کثیر تعداد میں شامل ہوئے جلسہ کا افتتاح بذریعہ تلاوت قرآن کریم ہوا جس کے بعد جنرل سکرٹری جرمن مسلم سوسائٹی نے ایک مختصر سی تقریر میں حاضرین کا خیر مقدم کرتے ہوئے حکومت جرمنی کا شکریہ ادا کیا۔ کہ ہم اس کے زیر سایہ اپنے تمام مذہبی تہوار و مجالس بغیر کسی قسم کی مداخلت کے ادا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ۲۱ ماہ فروری کا دن ان بہادر جرمنوں کی یادگار کے لئے مقرر تھا جنہوں نے اپنے ملک، اور قوم کیلئے اپنی جانیں دی تھیں لہذا ان کے اعزاز میں کھڑے ہو کر ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی ازاں بعد پروفیسر ڈاکٹر براؤن جو برلن یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر ہیں نے لیکچر بعنوان "آنحضرت صلعم کا تقویٰ" دیا فاضل پروفیسر نے اول آنحضرت صلعم کی وہ تصویر پیش کی جو آج سے چند صدیاں پہلے یورپ میں رائج تھی۔ اور جس میں آنحضرت صلعم کو نعوذ باللہ مکار، دغا باز اور شہوت پرست تصور کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد بتایا کہ اب یہ تصویر آہستہ آہستہ بدل رہی ہے۔ اور آپ کی اصل تصویر جس کا نقشہ قرآن کریم میں نظر آتا ہے پبلک کے سامنے آ رہی ہے۔ پھر آپ نے بتایا۔ کہ مسلمانوں کے اخلاق فاضلہ کی ایک بڑی بھاری وجہ یہ ہے کہ وہ زندگی بعد الموت کے قائل ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کا اس بات پر محکم ایمان ہے۔ کہ اس زندگی میں ہمارے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ لیکچر کے بعد حاضرین جن کی تعداد یکصد سے زائد تھی، کی چائے اور بسکٹ سے خاطر تواضع کی گئی اور جلسہ رات کے ۱۱ بجے بخیر و خوبی سرانجام پایا۔

عید کے روز بعد از دوپہر کم و بیش ڈیڑھ صد زائرین مسجد دیکھنے تشریف لائے۔ انکے لیڈر ڈاکٹر فرانس لیٹا کی درخواست پر امام صاحب نے ایک مختصر سی تقریر بھی کی جس میں مسجد کی اہمیت محراب۔ قالین بردے نماز۔ اذان وضو وغیرہ پر واضح طور پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ مسجد نہ صرف عبادتگاہ ہے بلکہ مسلمانوں کے اجتماع کی جگہ ہے پھر رومن کیتھولک کے مقابلہ پر بتایا کہ مسجد میں کوئی تصویر نہیں ہوتی اسطرح نہ کوئی گانا بجانا۔ اسلامی تہوار کا ذکر کرتے ہوئے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی غرض و غایت کو بیان کیا اور حاضرین کو شام کے جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی

احباب یہ سن کر خوش ہونگے کہ مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ بفضلہ دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ علاوہ بچوں کی مذہبی تعلیم کے عربی کلاس جاری ہے اور اب

اسلام مذہب ہے ـــــ یا دین؟

(سید اختر حسین ۔ گیلانی کے قلم سے)

اسلام مذہب ہے یا دین؟ بظاہر ایسا سوال ہے ۔ جو بہت لوگوں کو متحیر کرنے کے لئے کافی ہو سکتا ہے ۔ میرے نزدیک اسلام مذہب نہیں ۔ بلکہ دین ہے ۔ اللہ تعالےٰ خود قرآن مجید میں فرماتا ہے "ان الدین عند اللہ الاسلام"۔ اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے ۔ قرآن مجید کسی مقام پر اسلام کو مذہب قرار نہیں دیتا حقیقت میں مذہب کا لفظ نظریہ کے معنے (School of Thought) دیتا ہے ۔ مگر اس کے مقابل دین کا لفظ قانون یا نظام اور لائحہ عمل پر استعمال ہوتا ہے ۔ قرآن مجید میں آتا ہے ۔ ما کان لیاخذ اخاہ فی دین الملک (یوسف) یوسف اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون کے مطابق لے نہیں سکتا تھا یہاں دین کو قانون کے ہم معنی استعمال کیا ہے ۔ پس مذہب اور دین میں ایسا ہی فرق ہے ۔ جیسا کہ خیال اور عمل میں ہے ۔ یہاں سے اسلام کے متعلق یہ امر واضح ہو جاتا ہے ۔ کہ یہ عام مذاہب کی طرح ایک مذہب نہیں ۔ یہودی عیسائی ۔ آریہ سماجی اور سناتنی جائیں اور خدا کی صفات ۔ مسئلہ تقدیر ۔ اور "ایک بر تین" کے مسائل پر فلسفیانہ اور منطقیانہ مباحث سے صفحات کے صفحات سیاہ کریں ۔ نجات اور رحم و عدل کے عقدوں کو حل کرنا ہی زندگی کا مقصد قرار دے لیں ۔ حنفی ۔ شافعی ۔ مالکی اور حنبلی ۔ رفع یدین اور آمین بالجہر پر اپنی تمام کوششیں صرف کر دیں مگر ـــــ اسلام ان امور سے ہماری توجہ کو بہت بلند کرتا ہے ۔ اسلام دین ہے ـــــ یہ وہ قانون ہے جو دنیا کی مشکلات کا حل کر سکتا ہے ۔ اسمیں اقتصادی ۔ سیاسی ۔ تمدنی ۔ معاشرتی ۔ اخلاقی اور روحانی بہبودی کی وہ تعلیم ہے ۔ جو کہیں اور جگہ سے نہیں مل سکتی ۔ مسلمانوں نے اس امر پر بہت کم غور کیا ہے ۔ کہ اسلام کے نازل ہونے کا مقصد کیا تھا ۔ حقیقت میں قرآن مجید ۔ نہ تو جنتر منتر کی کوئی کتاب تھی ۔ اور نہ ہی ہمیں خیالی بحثوں میں ڈالنے کے لئے نازل ہوئی تھی ـــــ قرآن مجید تو ایک قانون پیش کرتا ہے ـــــ ایک سوشل نظام پیش کرتا ہے جو بلحاظ برتری دنیا کی مشکلات کو حل کر دے گا ـــــ اگر آج مسلمان اس حقیقت کو سمجھیں تو اسلام دنیا کو فتح کر سکتا ہے ۔ کاش کہ ہمارے مد نظر یہ بات نہ ہوتی ۔ کہ ہم ایک پادری ۔ پنڈت یا کسی دوسرے فرقے کے مولوی کو مناظرہ میں نیچا دکھائیں ۔ اور یہی کامیابی کا نقارہ بجائیں ۔ بلکہ یہ امر ہوتا ۔ کہ اسلام کو ایک سوشل نظام کی حیثیت سے پیش کریں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقصد یہی تھا ۔ کہ اسلام کو دنیا پر غالب کر دیتے ۔ آپ نے مخالفین سے درخواست کی خدا کے لئے مجھے اپنا کام کرنے دو ۔ اور فضول بحثوں میں میرا وقت ضائع کرو ۔ مگر مسلمان قوم جو "چونچ بازی" و "کبڈی" کی بہت خواہشمند ہے ۔ یہ بات کہاں مان سکتی تھی ۔ جماعت احمدیہ آج بھی اس امر کی تمنا کرتی ہے ۔ کہ اگر ہمیں فروعی اور جزئی اختلافات پر اپنی توجہ صرف کرنے پر مجبور نہ کیا جائے ۔ تو ہم اسلام کو دنیا میں ایک بہترین نظام کی حیثیت میں پیش کر سکتے ہیں اور یہی وہ مولانا حضرت امیر ایدہ اللہ کی کتاب "ریلیجن آف اسلام" ـــــ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ۔ جسے ہم فخر سے دنیا میں پیش کر سکتے ہیں ۔

حقیقت میں ایک مولوی ۔ پنڈت یا پادری کو نیچا دکھانا ۔ خدا تین کی بجائے ایک ثابت کرنا ۔ یہ وہ امور ہیں جس سے ہم کوئی بڑا زبردست انقلاب پیدا نہیں کر سکتے ۔

وہ عظیم الشان انقلاب

اس طرح پیدا ہو سکتا ہے ۔ کہ ہم ان پادریوں ۔ مولویوں اور پنڈتوں کی بجائے ـــــ مسٹر ہٹلر ۔ مسولینی ۔ اور سٹالن جیسی شخصیتوں کو سامنے رکھیں ۔ ہم انہیں بتائیں کہ تم جن فسی ازم ـــــ سوشلزم ۔ یا کمیونزم پر ناز کر رہے ہو بے شک وہ بھی اپنی اپنی جگہ نظام ہیں ۔ مگر ان تمام میں سے بہترین نظام اسلام ہے ۔ ہم ان کے نظام کے ایک ایک شعبہ کے مقابلہ پر اسلام کے احکام رکھیں اور بتائیں ۔ کہ انکے نظام کی ہر کمی کو اسلام کا نظام تمدن و معاشرت پورا کرتا ہے ۔ ہم ان سے درخواست کریں ۔ کہ آؤ پنجسالہ پروگرام بناؤ ۔ جس طرح تم نے فسی ازم یا سوشلزم کو آزمایا ہے ۔ اسلام کو بھی آزماؤ ـــــ تم دیکھو گے ۔ کہ کس طرح تمہاری مشکلات حل ہوتی ہیں ۔ یہ وہ طریق ہے جس سے میرے نزدیک قوموں کی قوموں کو اسلام کا قائل کیا جا سکتا ہے ورنہ اس زمانہ میں انہی دقیانوسی بحثوں پر اڑے رہنا ہمیں اس آیت کا مصداق ثابت کرتا ہے ۔ وکاین من آیۃ فی السموات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون ۔ (یوسف) زمانہ ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم موجودہ زمانہ کی مشکلات کے حل کے لئے بہترین نظام پیش کریں ۔ اگر ہم اس طرف توجہ نہ کریں تو ہم اسلام کے ساتھ انصاف نہیں کر رہے ۔ اور ایسا راگ گا رہے ہیں جو موقعہ اور محل کے مطابق نہیں ۔

(باقی جب اللہ تعالےٰ چاہیگا)

اخبار احمدیہ

ـــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت دانت کے درد کی وجہ سے ناساز رہی بخار کی شکایت بھی ہو گئی جس کی وجہ سے حضور دو دن تک نیچے تشریف نہ لا سکے اب بخار کا آرام ہے ۔ دانت کی درد بھی جاتی رہی ہے ۔ مگر نقاہت موجود ہے ۔ احباب آپکی صحت کے لئے دعا فرماتے رہا کریں ۔

ـــــ شیخ محمد نصیب صاحب نے بابر ملتان وغیرہ کی طرف دورہ پر جانا تھا ۔ کہ اچانک آپکی صحت بگڑ گئی ۔ احباب دردِ دل سے انکے لئے دعا فرمائیں ۔

ـــــ جناب عبد العزیز ٹیلر ماسٹر صاحب امرتسر کا انتقال ہو گیا مرحوم نیک اور صالح بزرگ تھے ۔ سلسلہ سے محبت رکھتے تھے ۔ ہمیں اس غیر متوقع موت پر آپ کے پسماندگان بالخصوص آپ کے فرزند جناب برکت علی صاحب ٹرین کلرک فیروزپور سے دلی ہمدردی ہے ۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے ۔ اور پسماندگان کو صبر کی توفیق دے

حضرت امیر ایدہ اللہ نے بروز جمعہ جنازہ پڑھایا ۔ احباب بھی جنازہ غائبانہ ادا کریں

ـــــ ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب کی صاحبزادی صاحبہ ہنوز سخت تکلیف میں ہیں ۔ احباب خاص خلوص سے صحت کی دعا فرماویں

ـــــ جناب قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جو ایک ماہ قبل بمبئی تشریف لے گئے تھے ۔ ۶ر مارچ کو وہاں سے لاہور کا عزم کر چکے ہیں ۔ انشاء اللہ العزیز ۸ر مارچ کو لاہور وارد ہونگے احباب کو چاہیئے ۔ کہ آج سے انکے نام ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں ۔

ڈاکٹر بشارت احمد ۔ مسلم ٹاؤن ۔ ڈاکخانہ اچھرہ ۔ لاہور

رفتار عالم

ـــــ نئے آئین کے ماتحت پنجاب میں جو وزارت قائم ہوگی ۔ اس کے وزراء سر سکندر حیات ۔ چودھری چھوٹو رام ۔ ملک خضر حیات ٹوانہ میاں عبد الحی مسٹر منوہر لال ۔ سردار سندر سنگھ مجیٹھا ہونگے

ـــــ تمام صوبوں کے انتخابات کے نتائج نکل آئے ہیں ۔ اور مختلف قسم کی سیاسی پارٹیوں کی پوزیشن واضح ہو چکی ہے ۔ کانگریس نے ثابت کر دیا ہے ۔ کہ وہ ملک کی سب سے بڑی اور منظم جماعت ہے ۔ ذیل میں ان صوبوں کے نام ہیں ۔ جہاں اس نے نمایاں اکثریت حاصل کی ہے ۔

صوبہ	کل ممبر	کانگریس پارٹی
مدراس	۲۱۵	۱۵۱
بمبئی	۱۷۵	۸۸
اڑیسہ	۶۰	۳۶
یو ۔ پی	۲۱۸	۱۳۳
سی ۔ پی	۱۱۲	۷۱
بہار	۱۵۲	۹۷

ـــــ مجلس احرار لائلپور کے وائس پریذیڈنٹ شیخ رفیق صاحب آڑہتی غلہ منڈی مجلس احرار سے مستعفی ہو گئے ہیں ۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے ۔ کہ چونکہ مجلس احرار عامۃ المسلمین اور صوبہ کی خدمت کی بجائے مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کر کے مال اور وقت ضائع کر رہی ہے ۔ اس لئے استعفےٰ دے دیا ہے ۔ (خیر الزاد التقویٰ)

ـــــ لندن ۵ر مارچ پچھلے دنوں ادیس ابابا میں کسی حبشی نے اطالوی گورنر گریزیانی پر بم پھینکا تھا ۔ اس پر اطالویوں نے جو ظلم کیا ہے ۔ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے ۔ اطالوی فوج اور اطالوی مزدور رائفلوں پستولوں ۔ چاقوؤں ۔ لاٹھیوں اور اس قسم کے دوسرے اوزاروں سے مسلح ہو کر امن پسند حبشیوں کے محلوں میں داخل ہو گئے ۔ اور جو مرد ۔ عورت ۔ بوڑھا ۔ جوان ۔ بچہ سامنے آیا ۔ اسے بیدریغ قتل کیا ۔ اس کے بعد ڈائنامیٹ اور پٹرول کے کنستروں سے مکانات کو نذر آتش کر دیا گیا ۔ (بے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات)

ـــــ کانگریس نے ابھی تک عہدوں کے قبول کرنے کا فیصلہ نہیں کیا اگر کانگریس نے وزارتوں کے قبول کرنے کا فیصلہ کیا ۔ تو آل انڈیا کانگریس کمیٹی ایک ماتحت کمیٹی بنا دے گی ۔ جو اسمبلیوں میں کانگرسی وزراء کی سرگرمیوں کی دیکھ بھال کرتی رہیگی ۔ تا کہ معلوم رہے ۔ کہ کانگرسی وزراء کس حد تک آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے مقرر کردہ پروگرام پر عمل کرتے ہیں ۔ (نظام پائندہ باد)

ـــــ مسٹر حامد علیخان صاحب بی ۔ اے "مدیر ہمایوں" ۹ر مارچ کی شام کو ساڑھے چھ بجے لاہور کی نشرگاہ سے ایک مختصر افسانہ براڈکاسٹ کریں گے ۔

ـــــ منیجر صاحب پیغام صلح لکھتے ہیں کہ جن احباب کے ذمہ بقایاجات باقی ہیں ۔ ان کو اس ماہ کے اختتام پر مراسلہ کے ذریعہ یاددہانی کرائی جائے گی ۔ اگر انہوں نے خاموشی اختیار کی تو اسے رضامندی سمجھکر ان کے نام وی ۔ پی ارسال کر دیئے جائیں گے ۔ لہذا احباب اپنی رقوم آپ بھیج دیں ۔ ورنہ بصورت دیگر وی ۔ پی وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا

ـــــ دہلی میں غیر احمدیوں سے مناظرہ قرار پایا ہے ۔ مرکز سے جناب مولوی سید محمد امین صاحب گیلانی مولوی فاضل تشریف لے گئے ہیں احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں ۔

(بقیہ صفحہ ۲)

ایک خاص بات جس کی طرف نوجوان کی توجہ ضروری ہے وہ ہے انفرادی کوشش۔ اکثر اوقات نوجوان اس وجہ سے سست ہو جاتے ہیں کہ بڑے یا دیگر ان کے بھائی کام نہیں کرتے۔ یہ خیال نہایت ہی بوسیدہ ہے کیا اگر تمام لوگ خدا کو چھوڑ دیں گے تو وہ بھی ان کی پیروی کرنے کو دانشمندی خیال کریں گے۔

دوسری بات اپنی قوت پر اعتماد ہے۔ اکثر نوجوان دینی اور دنیوی کاموں میں دوسرے کی طرف امداد کے لئے دیکھتے ہیں۔ جو نہایت ہی پست امر ہے۔ دنیا کی تاریخ ایسے کروڑ ہا واقعات لئے بیٹھی ہے کہ مفلس و قلاش لڑکوں نے اپنی ذاتی محنت سے بلند ترین مقام حاصل کر لیا اور محض اپنی محنت سے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ انبیاء اور اولیاء، قائدین اقوام اور رہنمایان ملت کی زندگیاں دیکھ جاؤ۔ وہ اکیلے ہی ہوتے تھے۔ مگر اپنے یقین استقلال اور صبر سے کثیر التعداد لوگوں کو اپنے پیچھے لگانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس لئے تم پر لازم ہے کہ اپنی اپنی جگہ کام شروع کر دو۔ اور ہر لحظہ اس میں فنا رہو۔

اشاعت کے کام کو ترقی دینے کے لئے ایک مضبوط اور وسیع جماعت درکار ہے اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہر نوجوان باہمی اخوت اور مساوات کو مضبوط کرنے اور دوسروں کو سلسلہ میں داخل کرنے کی کوشش کرے یہ تو ناممکن ہے کہ بہت سے مبلغین کا انتظام کیا جائے۔ یہ کام نوجوانوں کی قربانیوں سے ہی ہو سکتا ہے انہیں چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو قربانیوں کے لئے پیش کریں دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائیں اور ہر شہر میں دین کی منادی دیں۔ تمام عالم میں تبلیغ کا عالمگیر نظام پیدا کریں۔ مختلف ممالک میں اپنی نوآبادیات قائم کرنے کی کوشش کریں۔ گھر میں سست و بیکار بیٹھ رہنا کسی حالت میں بھی مفید نہیں ہے۔ سفر ہر وقت وسیلہ ظفر ہے اس میں ان کا دینی اور دنیوی فائدہ ہے وہ اس طریق سے مختلف ممالک میں پہنچ کر تبلیغ و تجارت کا سلسلہ جاری کر سکتے ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ جماعت کے نوجوان اس امر کی تہ کو پہنچیں اور گھر کی بے معنی محبت کو چھوڑ کر دین و دنیا کی بہتری کی خاطر خدا کی وسیع زمین پر قدم رکھیں۔ دنیا میں بہت سے علاقے اور جزیرے ایسے ہیں۔ جہاں ایک سمجھدار انسان سب کچھ کر سکتا ہے۔

جماعت نے بیس سال کی بیرونی کوشش کے بعد اب اس امر کا فیصلہ کر لیا ہے کہ ایک نو جماعت کو وسیع کیا جائے اور دوسرے اسے اتحاد و محبت کی مضبوط زنجیر سے جکڑ دیا جائے کیونکہ مخالفت زمانہ بتا رہی ہے کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں اور خدمت دین کا وہ عظیم الشان کام جو اس مختصر سی جماعت نے شروع کر رکھا ہے اسے ہر قربانی سے برقرار رکھنا ہمارا اولین فرض ہے۔ مگر یہ کام تب ہی ہو سکتا ہے جب تمام بزرگان قوم نوجوانان سلسلہ ابھی سے اپنی اپنی جگہ پر تندہی سے سرگرم عمل ہو جائیں۔ اپنے بھائیوں سے تعلقات استوار کریں۔ اوروں کو شب و روز جماعت میں داخلہ کی دعوت دیں اور مال و جان اور وقت کی پوری پوری قربانی کریں۔

استحکام جماعت کی آخری شکل اطاعت امیر ہے جب تک کوئی جماعت ایک نظام کے ماتحت نہ ہو۔ اس کی ہر حرکت ایک آواز پر نہ ہو۔ اور وہ ہر ایک کام کو متحدہ طور پر نہ کرے۔ اس کی ترقی امر محال ہے۔ موجودہ حکومتوں کے نظام اور ترقی میں یہی حقیقت جلوہ پذیر ہے۔ مذہبی جماعتوں کی تاریخ بھی اسی کی موید ہے۔ اس لئے امیر جماعت کی امر معروف میں اطاعت کرو۔ اور ان کے ہر اشارے پر سب کچھ قربان کرنا سیکھو۔ خواہ اس میں بادی النظر میں نقصان کا اندیشہ ہی ہو۔ اگر آپ نے ان گذارشات کو غفلت کا شکار نہ ہونے دیا تو سمجھ لو کہ عروج کا دن قریب ہی ہے۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مفروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی راجہ ولد مکھن ذات گوندل سکنہ گلانہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶-۵-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے

تحریر مورخہ ۳۰-۱-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مفروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی ٹھٹھو ولد پٹھانہ ذات چھلی سکنہ نور پور پیل تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۵-۵-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض و دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۳۰-۱-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مفروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام ولد بڈھا ذات گادر سکنہ دوسہ اسلطانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے

تحریر مورخہ ۳۰-۱-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مفروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کمیر ولد بہادر ذات بلوچ سکنہ چک ۱۶۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۵-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۳۰-۱-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مفروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی خدا بخش، اللہ دتہ ولد اللہ بخش و الٰہی بخش ذات تیلی سکنہ [illegible] تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۶-۵-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے

تحریر مورخہ ۳۰-۱-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مفروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی احمد ولد وتہ ذات پادلی سکنہ [illegible] تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۷-۵-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض و دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۳۰-۱-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مفروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بخشا ولد مراد ذات سدو سکنہ [illegible] تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶-۵-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے

تحریر مورخہ ۳۰-۱-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مفروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی جیون ولد بہا چند ذات زرگر سکنہ [illegible] تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۶-۵-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے

تحریر مورخہ ۳۰-۱-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نمبردار ولد گہنہ ذات ننگن سکنہ سنگر تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۴/۳/۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۴/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ
قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غانہ ولد دبیل ذات نول سکنہ ... تحصیل وضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱/۶/۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۴/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ
قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رام لعل ولد رام دتہ مل ذات زرگر سکنہ گھیانہ تحصیل وضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۵/۵/۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض و دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۴/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ
قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۱ ضوابط مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ لشکر سوہنا ولد بھانا ذات ... سکنہ بلاک ۱۸۷ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم ۲۲/۳/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جاتا ہے مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مذکورہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ
قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بہادر ولد لدھے خان ذات بلوچ سکنہ ڈیپی گلگالہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۴/۴/۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۴/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ
قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی لعل ولد نقو ذات نول سکنہ چک ۱۹۲ تحصیل وضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱/۶/۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۴/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ
قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی رب نواز ولد بہادر خاں ذات بھٹہ سکنہ کوٹلہ محمد یوسف تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۲/۴/۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض و دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۴/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ
قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان ولد آدم ذات کاٹھیہ سکنہ چک ۱۹۲ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۳/۴/۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض و دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۳/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ
قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام حسین شاہ ولد لال شاہ ذات قریشی سکنہ پیر عبدالرحمن تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۱/۴/۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۵/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ
قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ربانہ ولد احمد ذات زرگر سکنہ نوشہرہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰/۴/۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۵/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ
قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ از قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی مولا بخش ولد میاں اللہ جوایا قوم دھرکان سکنہ احمد نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گزاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۶/۵/۳۷ بمقام چنیوٹ مقرر کی ہے۔ اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲۸/۲/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ از قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسماۃ شیخ بی بی بیوہ محمد گوتر سکنہ برج عمر تحصیل چنیوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گزاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۶/۵/۳۷ بمقام چنیوٹ مقرر کی ہے اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۸/۲/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ مسلمان لاہور

جسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
نورے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلحُ خَیرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ۔ چھ روپے
ششماہی۔ تین روپے

طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۳۷ء نمبر ۱۶

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ملاؤں کی مخالفت اور صبر کی تلقین

یہ بات بالکل سچ ہے کہ اسلام اپنی ذات میں کامل۔ بے عیب اور پاک مذہب ہے لیکن نادان دوست اچھا نہیں ہوتا۔ اس وابتہ الارض (آج کل کا ننگ اسلام ملاں) نے اسلام کا نادان دوست بنکر جو صدمہ اور نقصان اسے پہنچایا ہے۔ اس کی تلافی بہت ہی مشکل ہے۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کا نور دنیا پر ظاہر ہو اور دنیا کو معلوم ہو جائے کہ سچا اور کامل مذہب جو انسان کی نجات کا متکفل ہے۔ وہ صرف اسلام ہی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ لیکن ان ناعاقبت اندیش نادان دوستوں نے خدا تعالیٰ کے اس سلسلہ کی قدر نہ کی۔ بلکہ اسی کوشش میں ہیں۔ کہ یہ نور نہ چمکے۔ یہ لوگ اسے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ خوب یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یہ لوگ مجھے گالیاں دیتے ہیں لیکن مجھے ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں اور نہ ان پر افسوس ہے کیونکہ وہ اس مقابلہ سے عاجز آ گئے ہیں اور اپنی عاجزی اور فرومائیگی کو بجز اس کے چھپا نہیں سکتے کہ مجھے گالیاں دیں۔ کفر کے فتوے دے دیں۔ جھوٹے مقدمات بنائیں اور قسم قسم کے افترا اور بہتان باندھیں وہ ساری طاقتوں کو کام میں لا کر مقابلہ کر لیں اور دیکھ لیں کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ میں ان کی گالیوں کی اگر پرواہ کروں تو وہ اصل کام جو خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے رہ جاتا ہے اس لئے جہاں میں ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا۔ اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان کیلئے بھی مناسب ہے کہ ان کی گالیاں سنکر برداشت کریں اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں۔ کیونکہ اس طرح سے برکت جاتی رہتی ہے۔ انہیں چاہئے کہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں۔ یقیناً یاد رکھو عقل اور جوش کے درمیان خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آ جاتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو شخص صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اسے ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل اور فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے تاریکی سے پھر تاریکی پیدا ہوتی ہے۔

(الحکم جلد ۶ ۱۹)

فیصلہ کن مناظرہ سے جماعت قادیان کا گریز

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کے واہی عذرات پر ایک نظر

(از جناب صادق علی صاحب پٹیالہ)

سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے فیصلہ کن مناظرہ کے چیلنج کے جواب میں جناب خلیفہ صاحب قادیان کے وکیل مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کا مسیح موعود کے دعوئے نبوت پر بحث کے لئے اصرار اور مسئلہ تکفیر پر تبادلہ خیالات سے بلفظ انکار فی الواقعہ تعجب انگیز ہے۔ اگرچہ کمزوری جناب خلیفہ صاحب سے رونما ہوتی تو ہماری جماعت بھی ایک حد تک معذور گردانتی کیونکہ ہم جناب موصوف کے افلاس دینی اور کمی علم کو جانتے ہیں اور اس حقیقت سے بھی واقف ہیں کہ ان ہر دو مسائل میاں صاحب کے ... اور سیدنا حضرت مسیح موعود کی تحریرات میں ان کی کوئی ... لیکن ایک مرید کا اپنی طرف سے وکالت کرکے اپنے پیر کو کسی مسئلہ پر بحث کرنے سے بچانے کی کوشش کرنا معاملہ کو سخت مشکوک اور مشتبہ بنا دیتا ہے

قادیانی مریدوں کا واجب الاطاعت پیر سے انحراف

ہر ایک مرید کی یہ ایک فطرتی خواہش ہوتی ہے کہ اپنے پیر سے ہر مسئلہ کے متعلق زیادہ سے زیادہ روشنی حاصل کرے اور اس امر میں کوشش و سعی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے مگر یہاں یہ عجیب معاملہ نظر آتا ہے کہ ایک مرید اپنے پیر کو ایک معرکۃ الآرا مسئلہ پر بحث کرنے سے بچانے کے لئے سینہ سپر ہو رہا ہے۔ اور جماعت قادیان خاموش ہے۔ مریدوں کو تو یہ چاہیئے تھا کہ اپنے ہر امر میں واجب الاطاعت امام کو جو انہیں ظلمات سے نور کی طرف لیجانے کا مدعی ہے مجبور کرتے کہ وہ ہر دو مسائل کی بحث پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ اسمہ احمد کی پیشگوئی پر بھی جس کے متعلق اس نے دنیا جہان کے علما و فضلا کے سامنے اپنے خیالات پیش کرنے کا دعویٰ کیا ہوا ہے۔ بحث پر اصرار کرے۔ مسیح موعود کی تبدیلی عقیدہ اور غیر احمدیوں کے نماز جنازہ کے عدم جواز کو بھی الگ موضوع بنائے تاکہ ان کے اپنے دل بھی تو دریان سے ... اور شبہات کی غلط فہمیوں اور شکوک کا بھی ازالہ ہو جائے۔ یا کم از کم ان پر اتمام حجت تو ہو جائے۔ اگر قادیانیوں کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے اور وہ ان ہر دو مسائل میں اپنے تئیں علی وجہ البصیرت راستی پر سمجھتے ہیں۔ تو انہیں اس فیصلہ کن چیلنج سے فائدہ اٹھا کر ایک نعمت خداداد سمجھنا چاہیئے اور اس نادر اور عظیم الشان موقع کو ... میں پڑ کر اپنے ہاتھ سے ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

تلخ پیالہ کو ٹالنے کی کوشش

ہم نے اکثر قادیانی دوستوں کو اس امر پر افسوس کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ ڈپٹی عبد اللہ آتھم نے قرآن کریم پر تھوڑے اعتراض کئے کاش وہ اور زیادہ اعتراض کرتا تو تو لطائف قرآن اور زیادہ ظاہر ہوتا۔ اور حضرت مسیح موعود کی زبان مبارک سے قرآن کریم کے اور زیادہ معارف سنتے اور اپنے نور ایمان کو اور زیادہ تازہ کرنے کی سعادت ملتی۔ بلکہ بعض قادیانی دوست تو یہاں تک مبالغہ کیا کرتے ہیں کہ کاش عبد اللہ آتھم قرآن کریم کی ایک ایک آیت پر اعتراض کرتا تو اس طرح آج ہمارے ہاتھوں میں حضرت مسیح موعود کی اپنی لکھی ہوئی تفسیر ہوتی۔ مگر آج یہ الٹی گنگا بہتی نظر آتی ہے کہ ایک شخص جو اپنے علم و فضل کے لئے بین الاقوامی شہرت کا مالک ہے۔ میاں صاحب کو صرف دو مسئلوں کی دعوت دیتا ہے اور مرید اسلام کے واحد ٹھیکہ دار ہر امر میں واجب الاطاعت امام کو اس تلخ پیالہ کو پینے سے بچانے کے لئے ہر قسم کے مکر و فریب اور دجل سے کام لے رہے ہیں۔ تاکہ اس کی پردہ دری نہ ہو۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

مولوی اللہ دتا کی کوتاہ فہمی

میاں صاحب کے ایجنٹ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کی مسئلہ تکفیر پر بحث سے انکار کی بنا سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے ٹریکٹ ۳ فروری ۱۹۱۵ء کے محض ان الفاظ پر ہے کہ آپ نے اس ٹریکٹ میں یہ تحریر فرمایا تھا۔

> "میں تم کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آؤ سب سے پہلے ایک بات کا فیصلہ کر لو۔ اور جب تک وہ فیصلہ نہ ہو جائے۔ دوسرے معاملات کو ملتوی رکھو۔ اصل جڑ سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم نبوت کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ میں ایک حد تک ہم میں اتفاق بھی ہے۔ اور اس اتفاق کے ساتھ کچھ اختلاف بھی ہے جس قدر مسائل اختلافی ہم ہر دو فریق میں ہیں وہ اسی اختلاف مسئلہ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں"

قادیانی جماعت کو یہ چیلنج سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ نے ۱۹۱۵ء میں جماعت قادیان کی اس وقت کی حالت کو مدنظر رکھ کر دیا تھا جبکہ اس جماعت کی ذہنیت اس درجہ گری نہیں تھی جیسی کہ ہم آج دیکھتے ہیں۔ اس وقت جماعت قادیان میں اس قسم کے لوگ موجود تھے جو میاں صاحب کے مسیح موعود کے لئے لفظ نبی کو اس طرح استعمال کرنا پسند نہیں کرتا۔ اس وقت صرف مصلحت وقت سے ایسا کر رہا ہوں

میاں صاحب اور قادیانی جماعت سے ایک مطالبہ

یہاں ہم جناب میاں محمود احمد صاحب قادیان اور ان کے ایجنٹ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری بلکہ ان کی ساری جماعت سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آیا صرف حضرت مرزا صاحب ہی ایسے نبی ہیں جن کو ۱۹۱۵ء میں آپ سب لوگ نبی کہنا ناپسند کرتے تھے اور بعض مصلحت وقت کے لحاظ سے نبی کہہ رہے تھے یا کوئی اور بھی ایسا نبی آج تک دنیا میں پیدا ہوا ہے جس کو قادیانی دوست نبی سمجھتے ہوں۔ مگر اسے نبی کہنا پسند نہ کرتے ہوں۔ اور صرف مصلحتاً نبی کہہ رہے ہوں۔ ایسے دس بیس نہیں۔ تو ایک دو ناموں کی فہرست کے ہی ہم جماعت قادیان سے طلبگار رہیں۔ مگر خیر یہ تو ایک ضمنی سوال ہے جس طرح قادیانیوں نے اس سے قبل ہمارے سینکڑوں مطالبوں کا جواب نہیں دیا۔ اسی طرح اس مطالبہ کے جواب کیلئے بھی ہم اصرار نہیں کرتے۔ تو مطلب یہ ہے کہ ۱۹۱۵ء کا چیلنج ۱۹۱۵ء کی جماعت قادیان کی حالت کو مدنظر رکھ کر دیا گیا تھا اور آج جماعت قادیان کی یہ حالت ہے

کہ ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم مناظرہ سنگرور میں علی الاعلان یہ کہہ کر تحریر کرتے ہیں کہ ہم کسی حضرت مسیح موعود کی تاویل یا تشریح کو قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں ہیں۔ ہم نے تو صرف وحی الٰہی کے الفاظ کو دیکھنا ہے۔ اس میں حضرت صاحب کو نبی کہا گیا ہے۔ اس لئے ہم آپ کو نبی کہیں گے۔ اور یا الفضل میں کمال جسارت اور بے باکی سے یہ لکھا جا سکتا ہے کہ حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے کبھی ظلی یا بروزی یا مجازی نبی کہہ کر خطاب نہیں فرمایا اس لئے ہم حضرت مسیح موعود کو صرف نبی کہیں گے اور ساری قادیانی جماعت میں سے ایک شخص نہیں ہے جو مدیر الفضل کو یا اپنی جماعت کے کسی مبلغ کو اس بیباکی اور جرأت اور حضرت مسیح موعود کی اس توہین پر تنبیہ کر سکے بلکہ ساری جماعت قادیان اس شرمناک طرز استدلال پر خوش ہوتی ہے کہ مسیح موعود کا کچھ رہے یا نہ رہے ہم اس طرح ان کو نبی تو ثابت کر سکیں گے العیاذ باللہ

پیر پرستی نے دماغ ماؤف کر دیئے ہیں

پھر ۱۹۱۵ء میں قادیانی جماعت میں کچھ نہ کچھ تو علم کی روشنی تھی اور ان سے مسیح موعود کی قسم نبوت کو سمجھنے کی توقع ہو سکتی تھی مگر اب پیر پرستی کی لعنت نے قادیانی جماعت کے دماغوں کو اس حد تک ماؤف کر دیا ہے کہ ان کے عوام کا تو کیا ذکر ہے۔ ان کے مایہ ناز ... مولوی فاضل کی علمیت کا یہ حال ہے کہ وہ مسیح موعود کی نبوت کے اثبات میں حضرت میرزا صاحب کا یہ قول پیش کرتا ہے کہ جس مذہب میں نبوت نہیں۔ وہ مذہب مردہ ہے۔ اب ان قادیانی دوستوں سے کوئی پوچھے کہ جب آپ امت محمدیہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا اور کسی کو نبی نہیں مانتے تو کیا سرور کائنات حضرت رسول کریم صلعم کی وفات سے مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت تک دین اسلام مردہ ہی تھا اور اب ۱۹۰۸ء سے جبکہ حضرت مسیح موعود وفات پا گئے۔ یہ دین پھر مردہ ہے اور کیا آپ لوگ ایک مردہ لاش کے پیرو ہیں۔ اسلام کا مردہ ہونا قبول۔ مگر قادیانیوں نے یہ حوالہ دینا ضرور ہے کیونکہ اس میں نبوت کا جو لفظ ہے اور قادیانی محض یہی دیکھتے ہیں۔ یہ ہے قادیانیوں کی محبت اسلام ... یہ ہے ساری کی ساری قادیانی جماعت کا مبلغ علم۔ اسلام مردہ ہو یا زندہ۔ قادیانیوں کی جانے بلا۔ مگر میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کسی طرح ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۸ء تک نبی ثابت ہو جائیں۔ اب یہ حوالہ ایک قادیانی مولوی فاضل نے دیا ہے اور یہ محمودیت کو جڑ سے فنا کرنے والا حوالہ ہے۔ کیونکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس نبوت کے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود مدعی ہیں اس کو تمام مجددین و محدثین امت میں تسلیم فرماتے ہیں اور اس طرح ہر زمانہ میں اسلام کے زندہ مذہب ہونے اور دوسرے مذاہب پر تفوق کا یہ ایک زندہ ثبوت ہے کہ امت محمدیہ کو ہر زمانہ میں نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل رہا ہے۔

ظلی مولوی فاضل کا غلط استدلال

یہی مولوی فاضل ملکیپوری ختم نبوت پر الفضل کی جید اشاعت میں ایک طول طویل مضمون لکھتے ہیں اور خاتم النبیین کے معنی نبی گر ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں۔ اخبار کے بیشمار صفحات ضائع کرتے ہیں مگر مضمون کے عین اخیر میں اخبار الحکم ۱۹۰۳ء سے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے پاس عظمت سے تیرہ سو سال میں کسی کو نبی کا نام نہیں دیا۔ حالانکہ اگر ختم نبوت کے وہی معنی صحیح ہیں جو ہمارے قادیانی احباب کرتے ہیں۔ تو ختم نبوت کی عظمت کا تقاضا تھا کہ تمام صحابہ نبی ہوتے اور اگر ہر گاؤں میں دو چار نبی ہوتے۔ تو ہر شہر میں پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ ضرور نبی ہونے چاہئیں تھے۔ مگر فاضل قادیانی صاحب نے یہ حوالہ کیوں دیا۔ صرف اس لئے کہ اس سے چند سطر آگے سیدنا حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ اسلام کی عظمت کا پاس کر کے مسیح موعود کو نبی کے خطاب سے مشرف فرمایا۔ ان دو حوالوں پر کیا موقوف ہے اگر کوئی

(باقی صفحہ ۶ پر)

اخبار احمدیہ

——سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت بالفضل ایزدی متعال بالکل درست ہے

——چوہدری غلام باری صاحب انکم ٹیکس افسر منٹگمری بیمار ہیں۔

——محمد حنیف صاحب ملازم دفتر کی طبیعت علیل ہے

——جناب عبد الکبیر صاحب فخر دواہی کی طبیعت کچھ دنوں سے علیل ہے

——جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کی صاحبزادی کی طبیعت ہنوز ناساز ہے

——جناب ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب بیمار ہیں

——میرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی طبیعت قدرے ناساز ہے

——اہلیہ صاحبہ بابو دوست محمد صاحب دہلی بھی احباب کی دعاؤں کی مستحق ہیں۔

——مستری محمد اسمعیل صاحب مقدمات میں کامیابی کے لئے دعاؤں کے محتاج ہیں۔ احباب تمام دوستوں کے لئے صدق دل سے دعا فرمائیں

——چوہدری امجد خان صاحب جو ٹیکنیکل تعلیم کے لئے انگلستان گئے ہیں بخیریت پہنچ گئے ہیں احباب انکی کامیابی اور بخیر و عافیت سے واپسی کیلئے دعا فرماتے رہیں۔ انکے والد چوہدری عبد المجید صاحب نے ان کی ...ی کے لئے بھی دعاؤں کی ضرورت ہے

نہایت رنج سے تحریر کیا جاتا ہے کہ چوہدری عبد المجید صاحب مسلم ہائی سکول لاہور کا خوردسال بچہ رات قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا ہمیں اس صدمہ میں چوہدری صاحب اور آپکی اہلیہ محترمہ سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو اور انکے لواحقین کو صبر جمیل دے اور اس بچہ کا نعم البدل عطا فرمائے

ضرورت ملازمین

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے کوئٹہ کو رڑکی یا رسول یا کسی اور منظور شدہ ٹیکنیکل انجینئرنگ کالج و سکول کے پاس شدہ ڈرافٹسمینوں (نقشہ نویسوں) کی ضرورت ہے جن کی عمریں ۲۵ سال سے کم ہوں تنخواہ ۴۰ - ۵ - ۵۰ - ۶۰ روپیہ ماہوار علاوہ پرسنل لوکل الاؤنس کے۔ تمام درخواستیں امیدواروں کے دستخطی لکھی ہونی چاہئیں اور ریکارڈ کے ہمراہ چال چلن اور تعلیمی اسناد کی نقول ہونی چاہئیے۔ ۶ اپریل ۱۹۳۷ء سے پہلے درخواستوں کا پہنچنا ضروری ہے۔

چیف آرڈیننس افسر راولپنڈی آرسنل۔ راولپنڈی کو ائرلیس کی مرمت کی برانچ کے لئے سپروائزر کی ضرورت ہے۔ جسے علمی اور عملی طور پر وائرلیس کے آلات وغیرہ کا تجربہ ہو۔ الیکٹرک انجینئرنگ ڈگری یافتہ امیدوار کو ترجیح ہوگی تنخواہ ڈیڑھ سو سے دو سو روپیہ ماہوار ہوگی۔ درخواستیں ۲۹ مارچ سے پہلے پہنچنی ضروری ہیں

ڈائرکٹر آف آبزرویٹریز گنیش کھنڈ پونا (بمبئی) کو اپنے دفتر کے لئے ایک مسلمان کلرک کی ضرورت ہے۔ نیز تین چار عارضی کلرکوں کی جو حفظی وغیرہ کے سلسلہ میں کام کریں گے جن میں سے ایک کے مستقل ہو جانے کی امید ہے۔ اول انڈر گریجویٹ ہونا چاہیئے۔ انگریزی اچھی ہو۔ اور اکونٹنسی کا ڈپلومہ حاصل کردہ کو ترجیح ہوگی۔ موخر الذکر جگہوں کے لئے میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ اُمیدوار جاننے والوں کو ترجیح ہوگی۔ عمرہ ۲ سے کم ہو ... اور ۲۵ سال سے کم ہو۔ مؤخر الذکر کے لئے درخواستیں ۲ مارچ ۱۹۳۷ء سے پہلے پہنچنی ضروری ہیں۔ (محمد منظور الٰہی)

حادثہ جانکاہ

نہایت افسوس سے اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ جناب ملک غلام محمد صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار کی اہلیہ محترمہ گزشتہ ہفتہ ۲۸ فروری کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ملک صاحب حضرت اقدس مسیح الموعود کے پرانے خدام میں سے ہیں۔ حضور سے آپکو بے حد عقیدت ہے۔ اس حادثہ جانکاہ میں ہمیں ملک صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت فردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے کالت سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے

تقریب سعید

گزشتہ اتوار کو جناب شیخ میاں محمد صاحب کی دختر نیک اختر عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ کا جناب میاں بشیر احمد صاحب ولد میاں شمس الدین صاحب ساکن امرتسر سے عقد ہوا۔ دو ہزار روپیہ حق مہر قرار پایا۔ حضرت سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز امرتسر تشریف لے گئے اور آپ ہی نے خطبہ نکاح پڑھا۔ ہم اس مبارک تقریب پر ہر دو خاندان کے افراد کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تعلق کو باعث ... بنائے اور اس تعلق سے سلسلہ کو تقویت پہنچائے۔

برادران سلسلہ

قومی مشورہ کے تحت کچھ زرعی اراضی حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جس میں صرف اپنی جماعت کی کالونی ہوگی۔ جو احباب اس میں حصہ لینا چاہیں وہ دفتر سیکرٹری سے فوراً خط و کتابت کریں۔

(سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

(بقیہ صفحہ ۲ سے)

قادیانی دوست الفضل کے مکمل فائل مجھے دے سکیں تو ہر سال کی فائل میں سے بیسیوں قادیانی بوالعجبیاں دکھانے کا میں ذمہ لیتا ہوں اور سب کی سب کسی نہ کسی مولوی فاضل یا مبلغ کی قلم سے۔

ایسے حالات میں میاں محمود احمد صاحب سے محض نبوت مسیح موعود پر بحث کرنا فضول تضیع اوقات ہے۔ کیونکہ قادیانیوں کی اکثریت جہلا کی ہے وہ محض نبی اور رسول کے لفظ کو دیکھ لیتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ نبی اور رسول کا اطلاق لغوی اور مجازی طور سے غیر نبیوں پر بھی ہو سکتا ہے پڑھے لکھے قادیانیوں کا حال اوپر کے حوالوں سے ظاہر ہے جو لکھتے ہیں اسے سمجھتے نہیں جو پڑھتے اور سنتے ہیں اسے سوچتے نہیں۔ علاوہ ازیں حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی بنانے کی وجہ سے قادیانیوں کا معیارِ نبوت بھی نہایت پست ہو گیا ہے۔ چنانچہ قادیانیوں کے دلوں میں جو مسیح موعود کا نقشہ ہے وہ میں ذیل میں پیش کرتا ہوں۔

مسیح موعود "نبی اللہ" کا نقشہ قادیانی نقطۂ خیال سے

(۱) غلام احمد کی ترکیب غلط ہے یہ نام اصل میں "احمد غلام" ہونا چاہئے تھا۔

(۲) نبی اپنے دعوے کو سمجھا نہیں کرتے۔ مسیح موعود کا یہ کہنا غلط ہے کہ مامور کو اس کا دعویٰ نہایت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے چنانچہ حضور سرورِ کائنات رسول کریم صلعم کو اپنا دعویٰ تین یا چھ سال اور مسیح موعود کو اپنا دعوےٰ بارہ سال تک سمجھ میں نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ کی وحی ہی مامور کے اپنا دعوےٰ سمجھنے میں گڑبڑ کا باعث ہوتی ہے جہاں الٰہی مہر کی ضرورت ہوتی ہے وہاں اپنی وحی سے لوگوں کو معاف رکھتا ہے چنانچہ محض وحی کے نہ ہونے کی برکت سے ہی میاں محمود احمد کو روزِ ضلالت سے ہی صاف سمجھ میں آگیا کہ وہ مصلح موعود ہیں اور ساری جماعت کو بھی میاں صاحب کے مصلح موعود ہونے میں کوئی شبہ نہ رہا۔

(۳) مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ بارہ سال تک سمجھاتا رہا کہ آپ نبی ہیں۔ مگر آپ مسجدوں میں لوگوں کے سامنے حلف اٹھاتے رہے بار بار قسمیں کھا کر یقین دلاتے رہے کہ آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا افترا ہے کذب ہے۔ دجالیت ہے۔

(۴) جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ آپ فی الواقع نبی ہیں اور آپ کی قسمیں جھوٹی تھیں۔ بلکہ انکارِ نبوت کی وجہ سے خود آپ علیہ السلام اور آپ کے مریدانِ باصفا سب کے سب بارہ سال تک کافر رہے تو آپ نے ایک صاف دل اور سچے خدا ترس انسان کی طرح یہ اعلان نہیں کیا کہ نبوت سے انکار آپ کی غلطی تھی۔ بلکہ ایک مرید پر غلط الزام لگا دیا کہ ہمارا دعویٰ تو نبوت کا تھا۔ مگر مریدوں نے ہماری کتابوں کو نہیں پڑھا تھا۔ حالانکہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہونے کی وجہ سے وہ کتابیں منسوخ تھیں۔

(۵) مسیح موعود نے جھوٹ کہا تھا کہ نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے۔ خدا کا مسیح موعود کو نبوت سے انکار اور محدثیت کے اقرار کا کوئی حکم نہیں تھا۔

(۶) "نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا...... مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے...... الفاظ رسول، مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں۔ لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے" یہ غلط تھا۔ خدا نے مسیح موعود کو ایسا کوئی علم نہیں دیا تھا بلکہ یہ حوالہ ہی منسوخ ہے۔

(۷) مسیح موعود قرآن کریم کی آیات کے ایسے معنے کیا کرتے تھے، جن کی بنا پر نعوذ باللہ ان کو بعض مردود اور نادان کہا جا سکتا تھا اور سرورِ کائنات رسول خدا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین کی بجائے زحمت للعالمین سمجھا جا سکتا تھا۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

(۸) مسیح موعود کا فعل آپ کے قول کے مخالف تھا۔

(۹) مسیح موعود کے بعض منافق مرید آپ کو حوا محز سمجھتے تھے۔ مگر آپ انہیں جماعت سے خارج کر دینے کی جرأت نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ ان منافقین کو ہی اپنا سب سے زیادہ معتمد اور مخلص ظاہر کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ سلسلہ کا سارا کاروبار آپ نے منافقوں کے ہی سپرد کر رکھا تھا۔ اور تنہائی میں اپنے کمسن بیٹے کے پاس ان منافق مریدوں کی چیرہ دستیوں کے برخلاف احتجاج کیا کرتے تھے

(۱۰) مریدوں کے جور و ستم اور طعنوں سے ناراض ہو کر خدا کا مسیح اس بات پر بھی آمادہ تھا کہ تبلیغ رسالات الٰہی کو ترک کر کے سلسلہ سے الگ ہو جائے۔

مسئلہ تکفیر پر بحث سے گریز کیوں؟

یہ خدا کے مسیح کا۔ خدا کے مامور نبی کا مختصر سا خاکہ ہے جو قادیانی جماعت کے مسلمات اور ان کی اپنی تحریرات کو مدنظر رکھ کر نہایت اختصار سے تیار کیا گیا ہے۔ ورنہ بیشمار عیب اور بھونڈی باتیں ہیں، جو قادیانی دوست مسیح موعود کی طرف منسوب کرتے نہیں جھجکتے۔ مگر ہاں ہم آپ کو نبی بھی سمجھتے ہیں۔ ایسی حالت میں محض دعوے نبوت پر بحث سے کونسا مفید مدعا حاصل ہوگا۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ مسیح موعود کا دامن ان افتراؤں سے پاک ہے اور قادیانی جماعت نے بعض ناپاک اغراض کو مدنظر رکھ کر یہ بہتان وقتاً فوقتاً مسیح موعود پر لگائے ہیں اور ہم اکثر اوقات ان کی تردید بھی کر چکے ہیں۔ اس لئے مسیح موعود کی قسم نبوت کو سمجھنے کے لئے لازمی ہے کہ پہلے مسئلہ تکفیر پر بحث کی جائے

علاوہ ازیں مسئلہ نبوت مسیح موعود میں جیسا کہ مولوی اللہ دتا صاحب کے پیش کردہ حوالہ ٹریکٹ ۱۵ر فروری ۱۹۳۵ء سے ظاہر ہے۔ "ہمارا جماعت قادیان سے ایک حد تک اتفاق بھی ہے اور اس اتفاق کے ساتھ کچھ اختلافات بھی ہے" یہ جو اتفاق کے ساتھ کچھ اختلاف ہے یہ ابھی مسئلہ تکفیر کے متعلق ہے اس لئے ضرورت ہے کہ پہلے اسی مسئلہ کے متعلق بحث کی جائے۔ آخر قادیانی جماعت یا اس کا خلیفہ جو چیلنج کا مخاطب اول ہے۔ بتلائے تو سہی کہ اس کے مسئلہ تکفیر پر بحث سے گریز کے کیا وجوہات ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر سمجھیں" کیا یہ میاں صاحب کے اپنے الفاظ نہیں ہیں۔ جب اس فرض کی خوش اسلوبی سے بجا آوری اور دنیا پر اس فرض کی خوبیاں ظاہر کرنے کے لئے ان کے واسطے ایک موقع مہیا کیا جاتا ہے تو وہ اس سے کیوں فائدہ نہیں اٹھاتے اور کیوں پہلے فخر الدین صاحب ملتانی کو اور اس دفعہ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کو قربانی کے بکرے بنا کر آگے کر دیا ہے ان کا فرض ہے اور انسانیت کا تقاضا ہے کہ وہ پس پردہ بیٹھنا چھوڑ کر مردوں کی طرح میدان میں آئیں۔ آخر ان کا دعویٰ ہے کہ وہ روزانہ چودہ گھنٹہ اور بعض اوقات بائیس گھنٹہ کام کرتے ہیں وہ کونسے مخفی کام ہیں۔ جن میں وہ اس قدر مصروف رہتے ہیں۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انہیں ایک اہم چیلنج کا جواب لکھنے کی توفیق بھی نہیں ملتی۔

لفظ نبی ۔ ہم ۔ مسیح موعود

مولوی اللہ دتا صاحب نے پیغام صلح کا ۱۹۱۳ء سے پہلے کا ایک حوالہ کہ "ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں" بڑی جلی قلم سے پیش کیا ہے اور ہم نے اکثر قادیانیوں کو ریویو آف ریلیجنز کے وہ حوالجات جن میں مسیح موعود کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ہر وقت جیبوں میں ڈالے پھرتے دیکھا ہے مگر ان بیوقوفوں کو اتنا علم نہیں کہ ہم اب بھی مسیح موعود کے لئے لغت عرب کی رو سے نبی اور رسول کے الفاظ کا استعمال جائز سمجھتے ہیں مگر اصطلاح اسلام کی رو سے ختم نبوت کے بعد ہر ایک مدعی نبوت کو کافر دجال ملعون اور خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔

تقریباً ہر پڑھے لکھے قادیانی کو علم ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام، فتح اسلام اور توضیح مرام میں اپنے لئے لفظ نبی محض سادگی سے استعمال فرمایا اور پھر بعد میں اعلان فرما دیا کہ اگر یہ الفاظ مسلمانوں کے دلوں پر شاق گزرتے ہیں۔ تو وہ ان الفاظ (نبی و رسول) کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے میری طرف سے سمجھ لیں (مجموعہ اشتہارات حصہ اول ص۹) لیکن اس کے باوجود آپ اپنی بعد کی کتابوں میں لفظ نبی استعمال فرماتے رہے کیونکہ آپ تصریح فرما چکے تھے کہ آپ کی تحریرات میں اپنے لئے لفظ نبی سے مراد صرف محدث ہے۔ اسی طرح آپ نے ۱۹۰۵ء میں تحریر فرمایا کہ "اُس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک نہیں" (الوصیت ص۱۰) اب یہ تو ہر ایک احمق سے احمق سمجھ سکتا ہے کہ جو نبی ہے وہ امتی نبی نہیں۔ کسی کے نبی کہلانے سے نبوت محمدیہ کی ہتک ہے مگر امتی نبی کہلانے سے ہتک نہیں۔ لیکن بایں ہمہ دونوں جماعتوں کو اقرار ہے کہ اس کے بعد آپ اپنے لئے صرف نبی کا لفظ استعمال فرماتے رہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ آپ صاف تحریر فرما چکے تھے کہ اپنے لئے نبی کا لفظ استعمال فرمانے میں آپ کی مراد صرف امتی نبی ہے اور امتی نبی کی بھی تشریح فرما چکے تھے۔ کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی" (ازالہ اوہام ص۵۳۲) یہاں قادیانی دوستوں سے ضمناً ایک سوال دریافت کرنے کو دل چاہتا ہے۔ کیا وہ تخلیق دنیا سے اس وقت تک کے کسی دو نبیوں کے نام لے سکتے ہیں جن میں امتیت اور نبوت کی دونوں شانیں پائی جاتی ہوں۔ یا کسی محدث کا نام لے سکتے ہوں جن میں دونوں شانیں نہ پائی جاتی ہوں۔

"تفسیر المصنف بیکو کند بیان" کو سامنے رکھو

غرض جب بانی سلسلہ ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ تشریح فرما چکا کہ اپنے لئے لفظ نبی کے استعمال سے اس کی مراد صرف محدث ہے۔ اور جماعت اس عقیدہ پر قائم ہو چکی تو اب اگر خود بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے لئے یا آپ کا کوئی غلام آنجناب کے لئے لفظ نبی کروڑ دفعہ استعمال کرے۔ تو اس سے مراد محض محدث ہوگی۔ یہی دنیا جہان کے مصنفوں کا قاعدہ ہے۔ جب وہ ایک اصطلاح قائم کر کے اس کی تشریح کر دیتے ہیں تو پھر اسے آزادانہ بغیر مقیدات استعمال کرتے رہتے ہیں۔

دکھانے کی بات یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی یہ لکھا ہو کہ میں ایسا نبی ہوں جس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے یا حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے یا کسی اور مرید نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں کبھی منکرین مسیح موعود کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج لکھا ہو۔ یہی ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان مابہ النزاع ہے اور یہی اصل بات ہے جس کا پہلے فیصلہ ہونا ضروری ہے۔ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کو خوب معلوم ہے کہ خالی الفاظ قابل لحاظ نہیں ہوتے بلکہ وہ معنی قابل لحاظ ہوتے ہیں جو ان الفاظ کو پہنائے جائیں۔ رسالت اور نبوت کی حقیقت وحی نبوت ہے اور مسیح موعود کو اپنے اندر اس حقیقت سے انکار ہے یعنی وحی نبوت

نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور اتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگا دے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے (مجموعہ اشتہارات اپریل ۱۸۹۷ء) اب جب تک آپ مسیح موعود کی تحریرات سے یہ الفاظ نہ نکالیں کہ میری وحی وحی ولایت نہیں وحی نبوت ہے۔ رسول اور نبی کے الفاظ کے پیچھے کوئی حقیقت نہیں۔ بلکہ وہ محض استعارہ اور مجاز ہیں۔ جیسا آپ نے خود لکھا ہے:۔

"قادیانی دوستوں نے اپنے دلوں پر غلاف چڑھا رکھے ہیں اور پیر پرستی کی وجہ سے ان میں غور و فکر کا مادہ سلب ہو گیا ہے۔ ورنہ بات نہایت صاف تھی۔ قادیانی دوست باوجود اس شدت غلو کے حضرت صاحب کی وحی کو وحی شریعت نہیں سمجھتے۔ نہ یہ مانتے ہیں کہ آپ کی وحی قرآن کریم کی تنسیخ یا ترمیم کر سکتی ہے۔ بلکہ ابھی تک ہم نے ان میں سے کسی سے یہ بھی نہیں سنا کہ حضرت مسیح موعود کی وحی قرآن کریم کی تکمیل کرتی ہے۔ نہ ہی وہ آپ کی وحی کو عبادات میں پڑھتے ہیں۔ مسیح موعود کی نبوت کا قادیانیوں کے نزدیک ایک ہی مصرف ہے اور وہ یہ کہ اہل قبلہ کی تکفیر کی جائے یہی وجہ ہے کہ ہم آپ سے مسئلہ تکفیر پر سب سے پہلے بحث کرنا چاہتے ہیں۔ جب آپ بحیثیت جماعت یہ اعلان کر دیں گے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا تو ہم آپ سے نبوت مسیح موعود پر بحث کی کوئی ضرورت نہیں سمجھینگے۔ کیونکہ اس صورت میں نبی اور رسول کے الفاظ صرف عزت کا خطاب ہوں گے اور یہی حضرت صاحب کا الہام ہے۔ لک خطاب العزۃ۔ یہ تیرے لئے عزت کا خطاب ہے اور یہ ایسے خطاب ہوں گے جن کے نیچے حقیقت کوئی نہیں ہوگی اور یہی معنی ہیں۔ سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ اس طرح آپ لاکھ مرتبہ کروڑ دفعہ حضرت صاحب کو نبی اور رسول کہیں۔ یہ الفاظ حقیقت پر محمول نہ ہوں گے۔ اگرچہ پھر بھی جماعت کی عام بول چال میں ان کا استعمال پسندیدہ نہیں۔ کیونکہ عام مسلمانوں میں اس سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔" (خط مندرجہ الحکم ۱۹۰۸ء)

ہم نے اپنے اصول کو نہیں چھوڑا

باقی رہا یہ کہ پیغام صلح سے متعلق بزرگوں نے کبھی یہ لکھا تھا کہ ہم مسیح موعود کو اس زمانہ کا رسول، نبی اور نجات دہندہ مانتے ہیں یہ مجازی معنوں کی رو سے بھی درست ہے اور یہ کہنا کہ ہم حضرت صاحب کو اب نبی و رسول اور اس زمانہ کا نجات دہندہ نہیں مانتے سخت بد دیانتی ہے مگر ہم یہ اس طرح مانتے ہیں۔ جس طرح کہ ہم تمام مجددین کرام کو اپنے اپنے زمانہ کا نبی و رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں یعنی جس طرح وہ مجاز ہے یہ بھی مجاز ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ "بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا" (الوصیت صفحہ ۱) جیسا کہ سیدنا حضرت مولوی نور الدین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ میں تیرہ مسلم الثبوت اولیا کے کلام سے یہ الفاظ (نبی اور رسول) صاف صاف آپ کو دکھا سکتا ہوں (بدر مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء) جیسا کہ مولوی سرور شاہ نے لکھا کہ "میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں" (بدر مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء) یا جیسا کہ اس مشہور عالم قاضی محمد یوسف صاحب نے ۱۹۳۰ء میں تحفۃ النبوۃ میں لکھا کہ عمر بن عبد العزیز اپنے زمانہ کا نبی تھا (صفحہ ۸) حضرت رسول کریم کے بعد خلفاء نبی اور رسول تھے (صفحہ ۲۸) اور سب سے آخر جیسا کہ مولانا روم نے لکھا۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود اور حضرت مولوی نور الدین صاحب نے اسے سند پیش کیا۔ کو نبی وقت باشد اے مرید۔ یہ سب کیوں ہوا صرف اس لئے کہ مسیح ابن مریم سے حضرت میرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مماثلت تام ظاہر ہو کہ انہوں نے یہودیوں سے کہا کہ تمہارے بڑے بھی ابن اللہ کہلائے۔ مگر خلیفۃ المسیح پولوس نے مریم کے غریب بیٹے کو ابن اللہ بنایا اور دوسرے انبیاء کو اس عزت کے لائق نہ سمجھا۔ بعینہ اسی طرح قادیانی خلیفہ میرزا بشیر الدین محمود احمد نے حضرت میرزا صاحب کو حقیقی نبی قرار دیا اور ربانی مجددین کو اس خطاب کا سزاوار نہ سمجھا بلکہ قادیانی جماعت کا یہ تکیہ کلام ہو گیا کہ کیا حضرت مسیح موعود معمولی مجدد تھے۔ جو شخص سو سال میں ایک پیدا ہو۔ وہ قادیانی غالیوں کے نزدیک حقیر اور معمولی ہے مگر یہ سب اس لئے ہوا کہ مسیح ناصری کی مسیح قادیانی سے۔ ناصری خلیفۃ المسیح پولوس کی ہر امر میں واجب الاطاعت قادیانی خلیفہ میرزا بشیر الدین محمود احمد سے اور نصاریٰ کے کثیر گروہ کی قادیانی ضالین کی کثیر جماعت سے مماثلت پر ایک چمکتی ہوئی حجت اور روشن نشان ہو۔

گل است سعدی و در چشم دشمنان خار است

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے قادیانی سنت مستمرہ کے مطابق حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریرات میں تناقض اور خیالات و عقائد میں تبدیلی کی پرانی عادت کا طعن دیا ہے۔ کیا خیالات و عقائد میں تبدیلی کی عادت اور تحریرات میں تناقض فی الواقع معیوب امر ہیں آخر فطرت انسانی کے تقاضے زبردست ہیں۔ ہم تو یہ سمجھے ہوئے تھے۔ کہ قادیانی مذہب کی بنا ہی تحریرات میں تناقض اور عقائد میں تبدیلی کی پرانی عادت ثابت ہونے پر ہے اور یہ دونوں باتیں کسی علو مرتبت اور عظمت شان کی دلیل ہیں۔ اور قادیانی جماعت ان اوصاف کی والہانہ طور پر شیفتہ ہے۔ مولوی اللہ دتا صاحب کے مضمون میں ان ہر دو اوصاف عظمیٰ کو حضرت امیر کی طرف منسوب دیکھ کر اس دلی ارادت کی وجہ سے جو ہمیں سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ سے ہے۔ ہمیں ایک قسم کی راحت حاصل ہوئی تھی۔ کہ اب ہمارے حضرت امیر کو اگر نبی و رسول نہیں تو قادیانی دوست کم از کم ہر امر میں واجب الاطاعت امیر المومنین تو ضرور مان لیں گے۔ مگر جیسا کہ ہم اپنے مضمون میں واضح طور پر بیان کر چکے ہیں۔ نہ ہمارے امیر کی تحریرات میں کوئی تناقض ہے نہ ان کے عقائد میں کبھی تبدیلی آئی ہے۔ اسی وجہ سے وہ ایک چھوٹی سی غریب جماعت کے امیر ہیں۔ قادیانی دوستو! اس قسم کے طنز کرنے سے پہلے ذرا گردن جھکا کر تھوڑا سا اپنے دل کی طرف دیکھ لیا کرو۔ بس ایک نظر پھر تم پر چودہ طبق روشن ہو جایا کریں گے۔

مولوی ثناء اللہ کی تحریر کا سہارا

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے اپنی تجویز کی تائید میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے اخبار اہلحدیث کا ایک نوٹ بھی پیش کیا ہے۔ مگر سلسلہ کے ایک بدترین معاند کی طرف سے ایک تجویز کی تائید ہی اس امر کی کافی دلیل ہے کہ وہ تجویز نامعقول، ناقابل قبول اور مفاد سلسلہ کے خلاف ہے۔ قادیانیوں کو ۱۹۱۴ء سے ہی مکفرین مسیح موعود کی حمایت حاصل رہی ہے۔ اور ہمارا ہمیشہ سے ہی یہ وطیرہ رہا ہے کہ جب امر میں خلیفہ قادیان اور مکفرین میں توارد خیالات ہو اسے مردود سمجھتے ہیں۔ مولوی اللہ دتا صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ مکفر مولوی تو ایسے کاسہ لیس واقع ہوئے ہیں کہ جو بات قادیانی خلیفہ صاحب کو سلسلہ میں شتبہ طریق پر سوجھتی ہے۔ مکفرین کو ربع صدی پہلے یقینی طور پر معلوم ہوتی ہے اس قسم کی مثالیں تو بہت سی ہیں۔ مگر ہم مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر یہاں حضرت ایک پاکتا کرتے ہیں قادیانی دوستوں

کو چاہئے کہ اسے خوشخط لکھوا کر چوکٹھوں میں جڑوا کر اپنے کمرے میں آویزاں کر لیں۔ یا الفضل کے سرورق پر اس کے روزانہ شائع ہونے کا انتظام کریں۔

میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

"خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود چونکہ ابتدا میں نبی کی تعریف یہ خیال کرتے تھے کہ نبی وہ ہے جو نئی شریعت لائے یا بعض حکم منسوخ کرے۔ یا بلاواسطہ نبی ہو۔ اس لئے باوجود اس کے کہ وہ سب شرائط جو نبی کے لئے واقع میں ضروری ہیں آپ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے اور گو ان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے۔ بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے۔ اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے۔ کہ میں دعویٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا کسی اور میں پائی نہیں جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔"

(حقیقۃ النبوت صفحہ ۱۲۴)

مکفر مولوی

اس الزام کے جواب میں شاید یہ کہا جائے یا اس کے حواری یہ دو عذر پیش کریں اوّل یہ کہ ہر چند قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اس نبوت کا دوسرا نام محدثیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نبوت کے دعوے سے محدثیت کا دعویٰ مراد ہے۔ درحقیقت اور واقعی نبی ہونے کا دعویٰ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جواب یہ ہے کہ اگر قادیانی نے یہ بات کہہ دی ہے۔ کہ جس نبوت کا اس کو دعویٰ ہے۔ اور اس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا۔ اس کا دوسرا نام محدثیت ہے۔ اور اسی محدثیت کے ساتھ نبوت کا [illegible] کے [illegible] گئے ہیں اور [illegible] تشریح کر دی [illegible] نبوت اور [illegible] مراد ہیں ہو[illegible]

(فتویٰ تکفیر صفحہ ۷۶، ۷۷)

میاں صاحب کو میدان میں نکال لئے

اخیر میں ہم اللہ دتا صاحب جالندھری سے التماس کرتے ہیں کہ وہ میاں محمود احمد صاحب کی اس وکالت کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ ان کی اس قسم کی وکالت پیری مریدی کے تعلقات کو مضبوط بناتی اور کسی گہری مخفی سازش کا پتہ دیتی ہے بلکہ ان کو ان ہر دو مسائل پر بحث کرنے کیلئے رضامند کریں۔ ہاں اگر ان کو یا دوسرے قادیانی دوستوں کو دیگر اختلافی مسائل میں بھی ہم سے مزید دوستی حاصل کرنے کی خواہش ہو یا انہیں واقفیت بہم پہنچانی مقصود ہو تو وہ جناب میاں صاحب کو رضامند کر کے، ہمیں بھی الگ موضوع بنا سکتے ہیں ہمارا مناظرہ میں فتح و شکست کا خیال نہیں۔ بلکہ تحقیق حق اور تبلیغ حق ہی اصل مقصود ہونا چاہئے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بعدالت جناب شیخ عبد العلی صاحب بہادر

افسر مال اوّل ملتان

بہرداد ولد گنبد قوم راجپوت سیال ہراج سکنہ موضع کھگھر تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان

بنام: نو رام ولد چندہ رام وغیرہ ... رام افوام اروڑہ ... موضع سلار ورہن کنہ تحصیل کبیر والہ ... دھن رام ولد موہن رام ... یار رام ولد ... رام قوم اروڑہ ... تھا کرداس ولد ... سکھی رام ولد ... رام قوم اروڑہ ... سکنہ موضع چک حیدر آباد تحصیل کبیر والہ مستاجران فریق ثانیان

درخواست زیر دفعہ ۲ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۱۲ء انفکاک رہن ... حصہ نمبر کھیوٹ ۵ نمبر کھتونی ۲۰۰ تا ۲۰۲ رقبہ ... ۱۲ مرلہ ... حصہ کھیوٹ ۵۳ کھتونی ۲۰۷ تا ۲۰۸ رقبہ ... ۱۲ مرلہ ... موضع چک حیدر آباد تحصیل کبیر والہ

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

مقدمہ مندرجہ صدر میں تاریخ پیشی برائے سماعت مقدمہ ۳۰/۳/۳۷ بمقام ملتان مقرر کی گئی ہے۔ مدعا علیہم ... علیہ ... دیدہ دانستہ تعمیل سے گریز کر رہے ہیں اس لئے ان ہر دو مدعا علیہم کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ تاریخ مقررہ پر بنابر پیروی مقدمہ بوقت دس بجے صبح عدالت ہذا میں حاضر آویں۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج بتاریخ ... ۳۷ء دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

دستخط حاکم (مہر عدالت)

بعدالت جناب شیخ عبد العلی صاحب بہادر

افسر مال اوّل ملتان

دلاور ولد شیرہ قوم ... ساکن ... موضع ... دائرہ تحصیل ملتان

بنام بھائی سنگت رائے ولد بھائی دیربھان قوم اروڑہ ... محلہ ... اندر ... دروازہ ملتان حال وارد ... پوسٹ بکس ... دیربھان آسکرنداس

دعویٰ تردید اطلاعنامہ ... مدعی از مزارعگی رقبہ ۵ مرلہ خسرہ نمبر ۱۷۲۴ کھتونی نمبر ۳۶۸ کھاتہ نمبر ۱۷۲ ... دائرہ تحصیل ملتان محکمہ عدالت جناب چوہدری ... صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم زیر دفعہ ۷۷ ... ۱۲ ... ۳۷ء

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

مقدمہ مندرجہ میں تاریخ پیشی برائے سماعت مقدمہ ۳۰/۳/۳۷ بمقام ملتان مقرر کی گئی ہے۔ مدعا علیہ ... سنگت رائے تعمیل سے دیدہ دانستہ گریز کر رہا ہے۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا مدعا علیہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ تاریخ مقررہ پر بنا بر پیروی مقدمہ بوقت ٹھیک دس بجے صبح حاضر عدالت ہووے ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج بتاریخ ... ۳۷ء کو بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا

دستخط حاکم (مہر عدالت)

بلدیہ لاہور میں مسلمان ملازمین کی حقوق تلفی

مسلمانان احمدیہ بلڈنگس کا زبردست احتجاج

۵ مارچ ۱۹۳۷ء کو بعد نماز جمعہ مسلمانان احمدیہ بلڈنگس کا ایک جلسہ زیر صدارت ... منعقد ہوا جس نے بلدیہ کے عمال کی مسلم کشی پر اظہار رنج و غصہ کرتے ہوئے ذیل کا ریزولیوشن پاس کیا۔

"مسلمانوں کا یہ اجتماع عمومی اس امر پر اپنے دلی رنج اور افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ مسٹر ... ایڈمنسٹریٹر اور رائے بہادر لالہ ... داس مسلم ملازمین کو بلدیہ لاہور سے نہایت ناانصافی کے ساتھ موقوف کر رہے ہیں۔ اس کارروائی پر مسلم پبلک میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا ہے ہم کو افسوس ہے کہ حکومت کے ارباب بست و کشاد اس اہم معاملہ میں خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ کو چاہئے کہ ان سے اس بارہ میں بازپرس کرے۔ نیز مسلم نمائندوں کو بھی کوئی عملی قدم اٹھانا چاہئے۔ نیز یہ مجمع مسلمانان اس امر پر بھی اظہار افسوس کرتا ہے کہ جب سے نیا انتظام بلدیہ لاہور زیر ایڈمنسٹران معرض وجود میں آیا ہے تب سے کوئی نمایاں ترقی ... شہر لاہور کی حالت میں رونما نہیں ہوئی جس کے متعلق گورنمنٹ کو تحقیقات کرنی چاہئے"

(نامہ نگار)

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۹

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۴۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی
مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے

طلبا سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۵ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۳۷ء — نمبر ۱۷

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فاسق بھی درحقیقت دہریہ ہوتا ہے

دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو خدا کو مانتے ہیں اور دوسرے وہ جو نہیں مانتے اور دہریہ کہلاتے ہیں جو مانتے ہیں ان میں بھی دہریت کی ایک رگ ہے کیونکہ اگر وہ خدا کو کامل یقین کیساتھ مانتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس قدر فسق و فجور اور بے حیائی میں ترقی ہو رہی ہے ایک انسان کو مثلاً سنکھیا یا سٹرکنیا دیا جائے جبکہ اس کو اس بات کا علم ہے کہ یہ زہر قاتل ہے تو وہ اس کو کبھی نہیں کھائیگا خواہ اس کے ساتھ تم اسے کسقدر لالچ روپیہ کا دو۔ اس لئے کہ اس کو اس بات کا یقین ہے کہ میں نے اس کو کھایا اور ہلاک ہوا پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ گناہ سے ناراض ہوتا ہے اور پھر بھی اس زہر کے پیالے کو پی لیتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں زنا کرتے ہیں دکھ دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ بارہ بارہ آنہ یا ایک روپیہ کے زیور پر معصوم بچوں کو مار ڈالتے ہیں۔ اس قدر بیباکی اور شرارت و شوخی کا پیدا ہونا سچے اور پورے یقین کے بعد تو ممکن نہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان کو ہرگز یہ معلوم نہیں کہ یہ بدی کا زہر ہلاک کرنے میں سنکھیا یا سٹرکنیا کے زہر سے بھی بڑھ کر ہے۔ اگر ان کا ایمان اس بات پر ہے کہ خدا ہے اور وہ بدی سے ناراض ہوتا ہے اور اس کی پاداش میں سخت سزا ملتی ہے تو گناہ سے بیزاری ظاہر کرتے اور بدیوں سے ہٹ جاتے لیکن چونکہ گناہ کی زندگی عام ہوتی جاتی ہے اور بدی اور فسق و فجور سے نفرت کی بجائے محبت بڑھتی جاتی ہے اس لئے میں یہی کہوں گا اور یہی سچ ہے کہ آجکل دہریت پھیلا ہوا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک گروہ زبان سے کہتا ہے کہ خدا ہے مگر مانتا نہیں اور دوسرا گروہ صاف انکار کرتا ہے۔ حقیقت میں دونوں ملے ہوئے ہیں۔

جواہر ریزے

کفار کی سنت

(۱) رسولوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف یقیناً رسول ہیں اور ہمارے ذمے سوائے کھول کر بیان کرنے کے اور کچھ نہیں (بدبخت) لوگوں نے کہا کہ ہم نے تمہیں منحوس پایا ہے۔ اگر تم باز نہ آؤ۔ تو ہم تمہیں پتھر ماریں گے اور ہماری طرف سے ضرور تمہیں سخت تکلیف پہنچیگی۔ (یٰس)

(۲) کفار نے کہا۔ اے نوح اگر تو نہ رکا۔ تو تُو ضرور ان میں سے ہوگا جو سنگسار کئے جاتے ہیں۔

(۳) کفار نے کہا۔ اے شعیب بہت سی وہ باتیں سمجھ نہیں آتیں جو تو کہتا ہے اور ہم تجھے اپنے اندر کمزور دیکھتے ہیں۔ اور اگر تیری برادری کے لوگ نہ ہوتے تو ہم تجھے سنگسار کر دیتے اور تو ہمارے مقابلے میں غالب نہیں۔

سیرت

گھر والوں سے مایوس ہو کر نبی کریم طائف کی طرف اشاعت دین کے لئے گئے وہاں کے بدبخت سرداروں نے اوباش، کمینہ فطرت اور ذلیل لوگوں کو حضور صلعم کے برخلاف اکسایا جس پر انہوں نے آپ پر پتھروں کی بارش کی۔ آپ نے اس تکلیف کو سنت انبیاء کے مطابق کمال جوانمردی سے برداشت کیا حتیٰ کہ آپ خون کے کثرت سے بہنے اور درد کی زیادتی سے بیہوش ہو گئے اور حضرت زیدؓ آپ کو اٹھا کر شہر کے باہر لے آئے

جس قدر بڑی مصیبت برداشت کیجائے اسی قدر زیادہ اجر ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے پھر جو اس قوم سے راضی ہوا اس سے خدا بھی راضی اور جو اس سے ناراض ہوا اس سے خدا بھی ناراض (ترمذی)

امام الوقت کا انکار اور مخالفین کی ناکامی!

(از جناب بشارت احمد بقا۔ بی۔ اے غالب علم راولپنڈی)

مسلمانوں نے امام الوقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکفیر کر کے جو نقصانات اٹھائے ہیں ان کا اندازہ لگانا آسان نہیں۔ مسلمان قوم میں ذراسی کمزوری کا پیدا ہوجانا بھی بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ قوم اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین قوم ہے جس کے سپرد اسلام کی وراثت اس خیال سے کی گئی ہے کہ یہی اس کی جائز اور حقیقی وارث ہے۔ غیر مسلم دوست اعتراض کر سکتے ہیں کہ آخر ہمارے پاس اس بات کا ثبوت ہی کیا ہے کہ واقعی ہم محبوب خدا ہیں۔ اور ہمارے پاس خدا کو سہارا ہے اور کسی کا نہیں۔

اسلام کا خدا زندہ ہے

اس اعتراض کا جواب ہماری طرف سے تو یہی ہے کہ ہر وہ قوم جس کے پاس کوئی نہ کوئی آسمانی کتاب اور شریعت موجود ہے اور کسی نہ کسی ہم فرستادہ خدا کی معتقد ہے نعمت الہام سے بکلی محروم ہے۔ عیسائی قوم ہو یہودی ہو، ہندو ہو۔ کوئی بھی ان میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان رکھتے ہوئے اسے حقیقی معنوں میں محسوس نہیں کرتا۔ آج ان میں ایک بھی غیر مسلم نظر نہیں آتا جو علی الاعلان کہے کہ خدا تعالیٰ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ مجھ پر غیب کے راز کھلتے ہیں۔ لیکن ان تمام قوموں کے مقابلے میں آج ہم کئی مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ جو اس نعمت سے سرفراز ہیں اور ان پر شدت سے اظہار امور غیبیہ ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو بار بار آزمایا بھی گیا ہے اور یہ برحق نظر آئے ہیں

اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید کرتا ہے

پھر اس سے بڑھ کر ایک اور دلیل ہے کہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ ہر صدی کے شروع میں تجدید دین کے لئے مامور بھیجا جائے گا۔ چنانچہ ہم آج تک دیکھتے ہیں کہ واقعی اس حدیث کے ماتحت ہر صدی پر مجدد دین تشریف لائے۔ ان بزرگوں کے اکثر غیر مسلم لوگوں سے مقابلے بھی ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر جگہ مظفر و منصور کیا۔

مسلمانوں کی پست حالی

جس قوم کی بہبودی اور فلاح کے لئے خدا نے خود ہی انتظام کر دیئے ہوں۔ اگر زوال پذیر ہو جائے تو پھر رونے کا اور کوئی مقام نہیں۔ آج مسلمان تمام روئے عالم پر غافل اور اپنے فرائض سے لاپرواہ نظر آرہے ہیں تمام قومیں جن کو ہمارے گذشتہ بزرگوں نے ہزاروں میل پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ آج ترقی کی منازل طے کرتی چلی جارہی ہیں اور مسلم قوم کو میٹھی نیند میں کھونے کے لئے لوریاں دے رہی ہیں۔ سوائے ترکی کے ہمیں کوئی بھی آج اسلامی ملک نظر نہیں آتا۔ جو اپنی بقا اور زندگی کے لئے کوشاں ہو۔ اور ہر قسم کے آشوب سہہ کر بام کمال پر پہنچنے کے سامان پیدا کر رہا ہو۔ اس کی خوبیوں کی وارث اس کی ہمسایہ قومیں ہوئیں اور یہاں کی کمزوریوں کے آگے دامن پھیلا کر ذلت اور رسوائی کے تاریک گڑھے میں گر رہی ہے

ہندی مسلمانوں کی عبرتناک حالت

ہندوستان میں مسلمانوں کی زندگی ہر وقت خطرے میں رہی ہے لیکن قدرت کے احسانات کا کوئی اندازہ نہیں جس نے خطرے کی گھنٹی انتہائی اور تکلیفوں کے وقت بجا کر ان کو خبردار کئے رکھا . . . .

. . . .

. . . . آج پھر ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے آج پھر اسی خطرے کی گھنٹی کی ضرورت ہے لیکن خطرے کی گھنٹی تو اپنا فرض ادا کر چکی۔ صرف مسلمانوں کی غفلت اور بے راہروی کا یہ عالم ہے کہ سنتے ہوئے بھی نہ سنا

اور اپنی حالت کو نہ سدھارا۔

آج ہندوستان کے مسلمانوں میں اتفاق کا نام نہیں۔ انسانی ہمدردی اور جذبہ محبت نہیں۔ بھائی بھائی کا دشمن ہے۔ دوست دوست کا باپ بیٹے کا اور بیٹا باپ کا۔ الغرض عناد اور دشمنی نے ان کی ذہنیت کو بہت بری طرح بگاڑ دیا ہے اور ان کے دلوں میں احکام شریعت کا جن پر اسلامی عمارت روز بروز مضبوط ہونی لازمی ہے۔ احترام نہیں۔ وہ اب نہیں جانتے کہ ہماری شائستگی، وفاداری اور ہمدردی کیا چیز ہے۔ انہیں اتفاق اور صلح کی اصل حقیقت معلوم نہیں۔ ہاں اتنا ضرور جانتے ہیں کہ کسی طرح ایک دوسرے کو مٹا دینے کے سامان پیدا کرنے چاہئیں کس طرح اپنے بھائی کے خون سے اپنے ہاتھوں سے رنگنا چاہئے کس طرح اپنے فرقے کو اسلام کے دائرہ سے خارج کرنا چاہئے۔ کیسے کسی بزرگ اور خدا رسیدہ کو کافر قرار دے کر دار پر کھینچنا چاہئے۔

اور قوموں نے اپنے بنیادی اصولوں میں اختلاف ہوتے ہوئے بھی ایسا اتفاق کر دیا ہے کہ شک تک نہیں گذرتا۔ کہ آیا ان میں کسی قسم کا اختلاف ہے یا کہ سب لوگ جن سے قوم بنی ہے ایک ہی خیال رکھتے ہیں لیکن مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ فروعی اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے کے مقابل نبرد آزما ہیں۔

مسلمان کہلانے کیلئے کونسی باتیں ضروری ہیں

بنیادی اصول اسلام نے قائم کئے ہیں جن پر جو کوئی ایمان رکھے مسلمان کہلانے کا حقدار ہے اسے کوئی بھی دنیا کی طاقت دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتی۔ اس کا رشتہ اس مذہب سے اس قدر مضبوط ہو جاتا ہے کہ پھر ٹوٹنا محال ہو جاتا ہے کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔ ان پر تمام دنیا کے مسلمان متفق ہیں۔ کوئی بھی ان اصولوں میں اختلاف نہیں رکھتا۔ اگر اختلاف ہے تو صرف فروعات میں جن کو اس قدر اہمیت دینی چنداں ضروری نہیں کہ مسلمان ایک دوسرے کے قتل کرنے کے درپے ہو جائیں۔ بڑے بڑے یورپین مفکروں نے بھی اس امر میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور سب نے بیک زبان اسلامی تعلیم کی تعریف کی ہے اور اعتراف کیا ہے کہ اسلام ہی پہلا مذہب ہے جو دنیا میں امن اور سلوک کا پیغام لایا۔ اسی نے ہی انسانی ہمدردی کا جذبہ پیدا کر کے خلق خدا کی خدمت کیلئے مغرور اور سرکش انسان کو مجبور کیا۔

مسلمان اور ناشکر گزاری

لیکن افسوس تمام خوبیوں کے ہوتے ہوئے بھی مسلمان قوم روز بروز گرتی چلی جارہی ہے۔ اس کے لئے ترقی کی تمام راہیں بند ہو چکی ہیں۔ اس کی ذلت اور زوال کی وجہ اگر کسی کو معلوم ہوتی ہے تو وہ صرف جماعت احمدیہ ہے جس نے اپنی زندگی کا مقصد مسلمانوں کی حفاظت اور خواب غفلت سے بیدار کرنا بنا لیا ہے۔ اس چھوٹی سی جماعت کو نہ دن کو چین ہے نہ رات کو۔ لگاتار اپنی کوشش میں لگی ہوئی ہے اور باقی مسلمان سوئے ہوئے بھی "کافر کافر" کے نعرے لگا رہے ہیں۔

ذلت کا واحد سبب

سچی بات تو یہ ہے کہ چونکہ مسلمانوں نے اس زمانہ کے امام برحق کا عمداً انکار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی رحمت کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اور ان کو اپنی حالت پر رہنے دیا ہے۔ مسلمانوں نے اس کے غضب کو خود دعوت دی ہے اگر یہ لوگ سرکشی نہ اختیار کرتے تو کسی طرح بھی ناکام نہ رہتے اور بدبختیوں اور طعنوں کے استہزا اور طعنوں کا شکار نہ ہوتے۔ بنی اسرائیل خدا تعالیٰ کی نہایت ہی پیاری قوم تھی۔ لیکن جب وہ سرکش ہوئی۔ جب اس نے انبیاء اور مرسلین کو قتل کیا تو خدا تعالیٰ کی محبت غصے میں بدلی اور ان کو تھوڑے ہی عرصہ میں دنیا کی بدترین قوم بنا دیا۔ کیا اس طرح ممکن نہیں کہ مسلمان قوم بھی اگر مامورین من اللہ کی مخالفت کرے تو بھی ایسا ہی معاملہ ہو۔ اسلام اس موجودہ قوم کی وجہ سے زندہ نہیں۔ وہ زندہ اس لئے ہے کیونکہ وہ کسی قوم کا محتاج نہیں بلکہ قومیں اس کی محتاج ہیں اس لئے جو بھی قوم اسلام قبول کرے گی وہ مسلم کہلا کر موجودہ قوم کی جگہ لے گی۔ اس طرح پر اسلام تو زوال پذیر ہونے سے ہمیشہ محفوظ رہے گا اور سرکش مخلوق مٹی رہیگی

کوئی سچا رہنما نہیں ملتا

آج دنیا میں ہمیں کوئی بھی ملک اور قوم اپنے لیڈر کے بغیر نظر نہیں آتی۔ سیاسی معاملات ہوں یا مذہبی ہوں۔ ہر قوم دونوں قسم کے معاملات میں اپنے رہنما تلاش کر چکی ہے۔ دوسرے اسلامی ممالک کا تو ذکر نہیں وہاں تو ان کی اپنی حکومت ہے۔ البتہ جہاں تک ہندوستانی مسلمانوں کا تعلق ہے۔ ان کو لیڈر یا رہنما نہ ملنے کی وجہ سے جن جن مصائب اور آلام کا سامنا کرنا پڑا ہے وہ ایسے خطرناک ہیں کہ ان کے ادبار نے آج ان کی کمر دوہری کر دی ہے۔ مسلمانان ہند کیوں کسی لائق رہنما سے محروم ہیں۔ کیوں ابھی تک ان لوگوں نے اپنے جذبات، خیالات اور طبعی حقوق کا محافظ و ترجمان مقرر نہیں کیا۔ اپنی ہمسایہ قوموں کو کیا نہیں دیکھتے۔ ہندو قوم کے کتنے رہنما ہیں اور ان کو ان رہنماؤں کو کس قدر اعتماد ہے۔ وہ ان کے پسینوں کی جگہ خون بہاتے ہیں۔ وہ ان کو اپنا دیوتا اور مہاتما مانتے ہیں۔ انہیں فدائی ہستیوں میں شمار کر کے پوجتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کا یہ عالم ہے کہ آج ایک کو اپنا لیڈر مقرر کیا۔ اسے آسمان پر چڑھا دیا۔ اس کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ اس کی عزت افزائی کے لئے آسمان کے تارے نوچ لائے۔ بلند و روزان کی تعریفوں میں کتابوں کی کتابیں اور بے شمار اخباروں کے صفحات سیاہ کر ڈالے لیکن جونہی ایک سال گذرا تو وہی لوگ اس شخص کے بدترین دشمن ہو گئے۔ انہیں پھر نہیں سوجھتا کہ وہ کیا کر رہے اور دیر ازانہوں نے کیا کیا گوہر افشانیاں کی ہیں۔ ان کا حال یہ ہے کہ آج ایک امیر شریعت قرار دے کر اسے قابل اطاعت سمجھتے ہیں لیکن دوسرے دن جس کو امیر شریعت کہتے ہیں جس کو ایک دفعہ مخدوم اکبر اور محافظ ملت کے نام سے یاد کیا اسی کو پھر دوسری دفعہ اسلام کا دشمن۔ باطل پرست اور دروغگو کے اسماء گرامی سے موسوم کر دیا۔

افسوسناک بے حسی

جس قوم کی یہ حالت ہو وہ خاک ترقی کر سکتی ہے۔ وہ وارث قرآن و شریعت محمدیہ ہونے کا کیا فخر کر سکتی ہے؟ ایسی قوم تو اگر آج نہیں مٹی تو کل مٹ جائے گی۔ اس کی تو زندگی کا امکان ہی کوئی نہیں۔ مسلمان غیرت کی آگ کو سینوں میں مدت سے ٹھنڈا کر چکے ہیں۔ ان کے خون میں وہ جرأت کب کی مفقود ہو چکی ہے جس کو بندگان سلف نے نہایت مشکل سے پیدا کیا اور تمام دنیا پر اپنا سکہ جما لیا۔ جو گناہ، بدکاری، غفلت اور جرائم دوسری قومیں اپنے ملکوں یا سوسائٹیوں سے نکال چکی ہیں۔ وہ آج ان مسلمانوں کی آغوش میں پرورش پا رہے ہیں۔ جواہر لال نہرو آسمان سے نہیں اترے گا۔ لیکن اس کی قوم کیا بلکہ ہماری قوم بھی اس کی عزت کرتی ہے۔ لیکن ہم اس لئے کرتے ہیں کیونکہ اس کی قوم پوجتی ہے۔ وہ کسی جگہ چلا جائے تو ہندو مرد و عورت کے غول کے غول تنے ہیں اور ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ایک جگہ اکٹھے ہو کر اس کی تقریر سنتے ہیں۔ لیکن اگر بدقسمتی سے کوئی مسلمان رہنما کہیں چلا جائے تو ننانوے فیصدی مسلمانوں کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ یہاں کوئی زبردست انسان آیا تھا۔ جو کسی طرح جواہر لال نہرو اور مہاتما گاندھی سے کم نہ تھا۔

امام الزمان کی اتباع کے بغیر ترقی محال ہے

مسلمانوں کی عقل پر پردے کیوں پڑ گئے۔ وہ کیوں نہیں آنکھیں کھولتے

(باقی صفحہ ۴ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) مسیح یاد اقبال خیر الامم ہیں سب مجددوں کی ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۵ یوم دوشنبہ یکم محرم الحرام ۱۳۵۶ ہجری نمبر ۱۷

مسلمانوں کے اخلاق کا دیوالہ اور پولیس کی فرض ناشناسی!

کس بچشم یار صدیقے نہ شد گو بچشم خلق زندیقے نہ شد (امام)

مسلمان تعلیم قرآن سے جس قدر دور رہیں یہ کسی سے پوشیدہ نہیں گذشتہ دو سال کے واقعات نے یہ حقیقت اظہر من الشمس کر دی ہے کہ اس قوم کی اکثریت ایسے افراد پر مشتمل ہے جن کے نزدیک شرافت کوئی چیز نہیں جنہیں نہ اسلام کی تعلیم سے سروکار ہے۔ نہ اسلام اور نبی کریم صلعم کی عزت کا پاس۔ لاہور اور پنجاب کے مسلمان گذشتہ دو سال سے قومی جلسوں میں جس رذالت اور ضلالت کا ثبوت پیش کر چکے ہیں وہ ہر محب اسلام اور عاشق رسول خیر الانام صلعم کے لئے خون کے آنسو رلانے کے لئے کافی ہے اور آج کیفیت یہ ہے کہ اس بد تہذیب گروہ کی موجودگی میں کسی کی عزت، ناموس اور آبرو محفوظ نہیں۔

گذشتہ جمعرات کی شام کو انہوں نے اپنی روایتی بد تہذیبی کا جو افسوسناک مظاہرہ کیا ہے وہ پبلک کے سامنے آچکا ہے۔ ہم نے جلسہ کس غرض سے کیا تھا؟ کیا اس لئے کہ نبی کریم صلعم کو گالیاں دی جائیں؟ اسلام کی تعلیم کا مضحکہ اڑایا جائے؟ جلسہ کی غرض صرف یہ تھی کہ نبی کریم کی عظمت کو دنیا پر ثابت کیا جائے کہ سب سے بڑی عظمت آپ کی شان کی یہ ہے کہ تمام مذاہب کی کتب ان کی شاہد ہیں اور گذشتہ انبیاء نے آپ کی آمد کی خوشخبری اپنی اپنی قوموں کو سنا کر ان کی پیروی کی تلقین کی۔ یہ تھا وہ جرم عظیم جس پر بقول اخبار "زمیندار" اور "احسان" جلسہ گاہ کی کرسیاں توڑ دی گئیں اور سٹیج پر قمقموں کی بارش کی گئی۔ اور یہی نہیں بلکہ اینٹیں پھینکی گئیں جن سے جماعت کے نوجوان زخمی ہوئے اور یہ سب کس لئے ہوا کہ خدا کے رسول صلعم کی عظمت دنیا پر ظاہر نہ ہو اور اسلام کی اشاعت کا راستہ صاف نہ ہو۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ ایک عرصہ سے مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو چکا ہے جس کی فطرت میں شرارت گھر کر چکی ہے۔ جسے شرافت، اخلاق حسنہ اور شعار اسلام سے خدا واسطے کی دشمنی ہے جو خود غرضی کو اپنا شیوہ بنا چکا ہے اور جس کی زندگی اسی بات کے لئے وقف ہے کہ وہ شرفا کی پگڑیاں اچھالے۔ نیک نہاد اور پاکباز لوگوں کو تنگ کرے اور جو نہیں چاہتا کہ حقیقت اسلام سے لوگ باخبر ہوں۔ کیونکہ اسی میں اس کی موت ہے۔ کیا اس رذالت اور کمینگی کا ثبوت مہیا کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کو اسلام سے دشمنی ہے اس گروہ سوا اور کوئی [illegible] مندروں کے پیچھے ہوتے ہیں، سکھوں کے گردوارے [illegible] جاتے ہیں۔ [illegible]

ہیں جن میں اسلام، قرآن اور بانی اسلام صلعم پر ہر قسم کے رکیک ترین حملے کئے جاتے ہیں۔ ہزاروں کتب اور مضامین اسلام کے برخلاف شائع ہوتے ہیں مگر ان شریر النفس لوگوں کو ہرگز غیرت نہیں آتی ان کا جواب دینے کی توفیق نہیں ملتی۔ ان کے منہ آنے کی جرأت نہیں ہوتی اور ان کے جلسوں میں کبھی بھی جا کر کوئی بات نہیں کہہ سکتے۔ اور اگر کبھی شور کریں گے، پتھر پھینکیں گے، گالیاں دیں گے تو ان لوگوں کو جو اسلام کی تعریف کرتے ہیں، جو پیغمبر خدا صلعم کی عظمت کے لئے غیر مذاہب کی کتب کو بھی چھان مارتے ہیں اور جو ہر ممکن ذریعہ سے اسلام کو اتہامات سے پاک کرنے کے لئے تلے ہوئے ہیں؟ کیا انہی باتوں پر "زمیندار" اور "احسان" کو ناز ہے۔ کیا مولانا نصر اللہ خان عزیز صاحب کو اس قماش کے لوگوں پر فخر ہے کیا مدیر "احسان" کے نزدیک اسلام کی تعلیم کا یہی نچوڑ ہے؟ کیا اسلام کا دنیا میں آنے کا یہی مقصد ہے؟ کیا لا اکراہ فی الدین اور انسانیت اور [illegible] کا لفظ اسلام ہی کا مفہوم ہے۔ [illegible] ان لوگوں کے لئے جو قرآن کی تعلیم کو اپنی ہوس رانیوں کا ذریعہ سمجھے بیٹھے ہیں اور جو اغراض مشئومہ کی خاطر دین سے تمسخر روا رکھے ..... اور اسے بازیچہ طفلاں بنائے ہوئے ہیں۔

اگر تم لوگوں میں ذرہ بھر بھی خدا کا خوف ہے اور اس بات کا احساس ہے کہ مر کر خدا کے حضور پیش ہونا ہے تو بتاؤ کہ پتھر مارنا، اینٹیں پھینکنا، گالیاں نکالنا، آوازے کسنا کس کی سنت ہے؟ مسلمان کی؟ انبیاء کی؟ مصلحین کی؟ قرآن کریم کو اٹھا کر دیکھو وہ کیا پیش کرتا ہے۔ یہ تو کفار کی سنت ہے۔ کفار مسلمانوں سے یہ کہا کرتے تھے کہ ہم تجھے وطن سے نکال دیں گے۔ تجھے سنگسار کریں گے۔ قرآن شریف صاف بتاتا ہے کہ یہ کفار کی سنت ہے جو دلائل سے عاجز آ جاتے تھے اور اپنی اکثریت پر نازاں ہو کر شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر حق پرستوں کے ساتھ بدسلوکی پر اتر آتے تھے۔ جیسا کہ لکھا ہے:

(۱) کافروں نے رسولوں کو کہا کہ ہم نے تمہیں منحوس پایا ہے۔ اگر تم باز نہ آؤ تو ہم تمہیں پتھر ماریں گے۔ (یٰسین)

(۲) کفار نے کہا اے شعیب تیری بہت سی وہ باتیں سمجھ نہیں آتیں جو تو کہتا ہے اور تو ہم میں کمزور ہے۔ اگر تیری برادری کے لوگ نہ ہوتے تو ہم تجھے سنگسار کر دیتے (ہود)

(۳) کفار نے کہا اے نوح اگر تو نہ رکا تو تو ضرور ان میں سے ہوگا جو سنگسار کئے جاتے ہیں۔ (ہود)

یہی الفاظ تھے جو نمرود نے ابراہیم کو کہے تھے۔ اور ایسا ہی سلوک ان دشمنان حق اور پرستاران باطل نے تمام انبیاء اور صلحاء سے کیا۔ نبی کریم صلعم کی پاک زندگی میں اس کی واضح ترین مثال ملتی ہے۔ آپ پر طائف میں پتھروں کی بارش کی گئی۔ گلیوں میں سے گذرنے کے وقت کیچڑ اور مٹی سر پر ڈالی جاتی۔ پشت مبارک پر گندی آلائش [illegible] رکھی گئی۔ آپ کے صحابہ کرام صلعم کو زدوکوب کیا گیا، جام شہادت پلایا گیا، پتھروں پر گھسیٹا گیا، بائیکاٹ کیا گیا۔ مگر یہ سب کچھ کس نے کیا؟ مکے کے ازلی اور ابدی شقی القلب دشمنان اسلام کفار نے جن کی اتباع پر مسلمانوں کو ناز ہے اور جن پر اخبار زمیندار اور احسان بغلیں بجا رہے ہیں۔

نبی کریم صلعم کا یہ فرمانا بالکل برحق ثابت ہو چکا ہے کہ تم بھی یہود کے نقش قدم پر چلو گے۔ اور آج مسلمانوں نے اس کی تائید اپنے عمل سے کر دی ہے [illegible] اس لئے کہ ان کا ہر کام قرآن کے خلاف اور اسوہ نبی کریم صلعم کے [illegible] ہے) پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر تم ایماندار ہو اسی کو اسلام سمجھتے ہو جس کا مظاہرہ آج کل جلسوں میں ہو رہا ہے تو کیا اس کا ثبوت نبی کریم کی [illegible] زندگی سے دے سکتے ہیں؟ مگر یہ ہزار سر پٹکیں، کوئی بات ان کو اپنی بیہودگی کی تائید میں نہیں ملتی ہاں اگر ملے گی تو کفار مکہ کی سیرت سے۔

عوام الناس کی اس گندی ذہنیت کا خالق وہ طبقہ ہے جو مذہبی رہنما کی شکل میں ممبروں پر جلوہ گر ہے۔ ان میں اکثر ایسے ہیں جو نہایت دنی الطبع ہیں جن کا منتہائے زندگی اپنی خواہشات مشئومہ کی تکمیل ہے، اور اسلام کش اور امن پاش مظاہروں سے سادہ لوح لوگوں کو آلہ کار بنا کر باہمی مار پیٹ قتل و غارت اور خانہ جنگی کا بازار گرم رکھتا ہے۔ ایک مختصر گروہ ایسا بھی ہے جو ان بیہودگیوں کو خلاف اسلام سمجھتا ہے۔ مگر دنیاداری کی محبت غالب ہے وہ لوگوں کی تمام حرکات کو دیکھتے ہیں۔ مگر لب کشائی نہیں کرتے کہ لوگ ناراض ہو جائیں گے اور ان کی ظاہری زندگی میں فرق آتا ہے۔ گویا کہ ان کے ایمان عوام الناس کی رائے کے تابع ہیں اور اس بزدلی کو وہ مصلحت وقت کے [illegible] کی آڑ میں چھپاتے ہیں۔ تعلیم یافتہ لوگوں میں بھی بعض ایسے افراد ہیں جو مسلمانوں کی پست فطرتی سے آگاہ ہیں۔ غیر اقوام کے اخلاق اور ترقی پر بھی ان کی نظر ہے۔ مگر جب کبھی یہ قماش لوگ کسی بیہودگی، بداخلاقی اور بد تہذیبی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو یہ ان سے اظہار نفرت کرنے کی بجائے منہ چھوڑتے ہیں اور اس طرح [illegible] ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر یہ تمام لوگ لوگوں کو غیر اسلامی حرکات سے روکیں۔ ان کے افعال شنیعہ کی بلاخوف مذمت کریں اور ان کو ڈانٹیں تو کوئی وجہ نہیں کہ قوم کی بداخلاقی دور نہ ہو اور قوم اغیار کی نگاہوں میں عزت اور عظمت حاصل نہ کرلے۔

لیکن اس سے بھی خطرناک بصورت حالات حکومت کے کارکنوں کا رویہ ہے حکومت کا فرض ہے کہ وہ امن کو قائم رکھے، مظلوم اور کمزور جماعتوں کے حقوق کی حفاظت کرے اور ان کو وہ شہریت کے حقوق دلائے جو کہ دوسرے لوگوں کو حاصل ہیں لیکن جلسہ کے موقع پر پولیس کے آدمیوں نے جس تساہل، عدم توجہی اور جنبہ داری کا ثبوت دیا وہ اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ ان کے فعل کی زبردست مذمت کی جائے۔ فتنہ پرور لوگ شور مچاتے تھے۔ ہماری جانوں سے عزیز آقا نامدار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیتے تھے۔ پتھر اور اینٹیں پھینکتے تھے۔ ہمارے آدمیوں کو زدوکوب کرتے تھے اور پولیس والے یہ تمام ظلم دیکھتے رہے باوجود اپنی [illegible] کے۔ انہوں نے ان لوگوں کو روکنے کے لئے کوئی قدم نہ اٹھایا۔ بلکہ ان کو موقع دیا کہ وہ اپنی شرارتوں میں زیادہ دلیر ہو جائیں۔ ورنہ اگر وہ اپنے فرض کا احساس کرتے اور ان لوگوں کو گرفتار کر لیتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ یہ لوگ شرارت سے باز نہ آتے۔

یہ سب کچھ [illegible] خدا اور [illegible] نبی صلعم کا نام [illegible]

ان کی جگہ لینے والے جب تک باہر سے نہ آتے رہیں جماعت قائم نہیں رہ سکتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس وقت میرے سامنے ہماری اپنی دو جماعتیں ہیں جو بہت کام کر رہی ہیں اور جو ہماری جماعت کے لئے بعض رنگوں میں ایک نمونہ ہیں ۔ ایک نوجوانوں کی جماعت ہے ان کی تعداد لاکھوں نہیں دس بیس ہزار تک ہے ۔ مگر انہوں نے صرف اپنی بے نظیر قربانیوں سے ڈچ زبان میں تفسیر القرآن کا عظیم الشان کام کر لیا ہے بڑی بلند ہمتی ہے دوسری جماعت بغداد کی ہے وہ نہ صرف ہر تحریک میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں ۔ بلکہ ہر وقت توسیع کی فکر میں ہیں ۔ انہوں نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ ہر ممبر ہفتہ میں ایک دن کچھ نہ کچھ کام توسیع جماعت کیلئے کرے اور دوستوں سے خط و کتابت کرے اور ان کو رسالہ جات بھیجے ۔ اگر ہم تمام اس کام کی طرف توجہ کریں تو لوگ ادھر دوڑے آئیں گے ۔ ہمارے اصول یقینی طور پر پسندیدہ ہیں ۔ ہمارا کام ایسا ہے کہ لوگ مجبور ہو کر بھی اس کی تعریف کرتے ہیں ۔ مگر ہم لوگوں کو ان اصولوں اور اس کام کی طرف بلانے میں مستعدی سے کام نہیں لے رہے ۔ اگر ہر ایک دوست اپنا یہ فرض سمجھے کہ اس نے دوسرے لوگوں کو دعوت دینی ہے اور وہ ہفتہ میں ایک بار اس فرض کو ادا کرتا رہے تو جماعت بہت ترقی کر سکتی ہے جس قدر لوگوں کو وہ لکھے گا ۔ ان میں سے اگر سب نہیں تو آدھے تو ضرور جواب دیں گے ۔ پھر یہ سلسلہ جاری رہ کر بہتیرے لوگوں کو اصلی حالات معلوم ہونے پر ہماری طرف لے آئیگا

قوم کے سامنے ایک اہم پروگرام

تو میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہم نے ایک جمعرات کا دن اپنے کھانے میں کمی کیلئے مقرر کیا ہے کہ اس سے کچھ خدمت دین کا کام ہو ۔ اسی طرح ایک اتوار کا دن وقت کی قربانی کے لئے مقرر کر لیں ۔ ہر دوست اپنے پاس کچھ رسالے اور ٹریکٹ وغیرہ رکھے اور ہر اتوار کو وہ ایک وقت معین کر کے انہیں اپنے بعض دوستوں تک دستی یا بذریعہ ڈاک پہنچا دے ۔ جماعت کے اندر جو لوگ آ جاتے ہیں ان میں قربانی کی بڑی زبردست روح پیدا ہو جاتی ہے ہم میں سے کئی لوگ ایسے ہیں کہ ایک ایک شخص گویا ایک ریاست کا حکم رکھتا ہے ۔ ہمارے نوجوان ہیں جو اپنی آمدنیوں سے ستر ستر پچھتر روپے ماہوار چندہ دے رہے ہیں کیا ایسے نوجوانوں کو بڑھانے کی ضرورت نہیں ۔ ہم میں ایسے خادم دین ہیں کہ ایک ایک شخص ایک ایک ہزار روپیہ چندہ خدا کے دین کی خاطر دیتا ہے ۔ ۔ جو نئے آدمی آئیں گے ۔ ان میں سے بھی بہتیرے ہونگے جن میں یہی روح پیدا ہو جائے گی

قربانی کی ایک زندہ مثال

ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں صرف اس لئے کہ اس سے میرے دل پر بڑی دیر تک ایک خاص اثر رہا ۔ ایک دوست آئے اور ایک ہزار روپے کے نوٹ میرے ہاتھ میں دے کر واپس چلے گئے ان کے جانے کے بعد میں اپنی میز پر سر جھکائے اس خیال میں ڈوبا رہا کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے پاکیزہ دل کے آدمی عطا فرمائے ہیں یہ دوست ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب تھے ۔ نام اس لئے لیتا ہوں کہ آج کل وہ سخت مشکلات میں ہیں ان کی عزیز جوان لڑکی بیماری سے سخت تکلیف کی حالت میں ہے اور یہ بیماری بڑی کہنہ ہو گئی ہے ۔ اب ایک طرف بیماری اور اس کی پریشانی اور دوسری طرف خدا پر اس قدر زبردست ایمان ۔ ورنہ آج تو اکثر لوگوں کی یہ حالت ہے کہ کوئی تکلیف آئے تو خدا کی شکایت بھی کرنا شروع کر دیتے ہیں تو جب جماعت کے اندر آ کر ایسے ایسے لوگ بن سکتے ہیں اس کی توسیع کی کس قدر ضرورت ہے پس اس کے لئے ہر ممکن کوشش کرو تا کہ اسلام کا یہ شجر بار آور ہو ۔

بیماروں کے لئے دعا

بالآخر میں چند دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں اور آپ سے بھی کہتا ہوں کہ آپ دعا کریں ۔ ان میں سے ایک تو ہمارے دوست ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب ہیں انہوں نے یہ وعدہ کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں یہاں کامیاب ہم

مولوی عبد الغفور صاحب قادیانی کا فتویٰ اور علمائے قادیان

(از جناب ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب راولپنڈی)

مولوی عبد الغفور صاحب قادیانی مبلغ کا فتوےٰ حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی روشنی میں قارئین کرام پیغام صلح کو یاد ہو گا ۔ کہ ۳ ؍ دسمبر ۱۹۳۶ء کے پیغام صلح میں مولوی عبد الغفور صاحب کا ایک فتوےٰ شائع کر دیا گیا جس میں مولوی صاحب نے تحریر کیا تھا کہ " اگر کوئی مبلغ اپنی واقفیت کے حصول کے لئے کنجری کا ناچ دیکھ لے تو میرے نزدیک کوئی حرج نہیں کیونکہ مبلغ کسی چیز کے حسن و قبح کو اس طرح زیادہ واضح کر سکتا ہے ۔ اگر شوق سے دیکھتا ہے تو زیادہ گنہگار ہے ۔ الاعمال بالنیات "

میاں صاحب کی معنی خیز خاموشی

اس فتوے کے نیچے نوٹ کے طور پر میں نے جناب میاں صاحب اور ان کے مفتیوں سے استفسار کیا تھا ۔ کہ وہ آیت لا تقربوا الفواحش ما ظہر منھا و ما بطن کی موجودگی میں اس فتویٰ کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں مگر میری مایوسی کی کوئی انتہا نہ رہی ۔ جب تقریباً پورے دو ماہ گزر جانے کے باوجود بھی انہوں نے اس کے متعلق کچھ ارشاد نہ فرمایا ۔ اس سے ہمارے احباب یہ نہ سمجھیں کہ شاید آج کل جناب خلیفہ صاحب کچھ لکھنے سے معذور ہیں جیسا کہ انہوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے جواب میں آج تک ایک لفظ بھی نہیں لکھا ۔ باوجودیکہ حضرت ممدوح نے کئی ایک بار ان کو براہِ راست مخاطب بھی فرمایا ہے لیکن ان کی بجائے مولوی اللہ دتا صاحب جو آج کل جناب خلیفہ صاحب کے نفس ناطقہ ہونے کے فرائض انجام دے رہے ہیں بمصداق مدعی سست گواہ چست طرح طرح کے دجل و فریب سے کام لیکر جناب خلیفہ صاحب کی کمزوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں بحث کرنے سے باز رکھنے کی کوشش میں اپنی طویل اور لایعنی تحریرات سے الفضل کے صفحات سیاہ کر رہے ہیں ۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہے ۔ کہ جناب خلیفہ صاحب نے مدیر الفضل کو صرف ایک اتنی سی بات پر کہ سابق شاہ ایڈورڈ ہشتم نے ایک عورت (مسز سمپسن) کی خاطر اتنی بڑی سلطنت پر لات مار دی ہے نہایت ہی غضبناک ہو کر ایک اچھی خاصی ڈانٹ پلاتے ہوئے ۲۴ ؍ دسمبر ۱۹۳۶ء کے الفضل میں مدیر الفضل کی تردید میں ایک کافی لمبا مضمون لکھا نہ معلوم کہ وہ کونسا دین کا مسئلہ تھا جس پر صاحب موصوف کو اس قدر غیرت آئی کہ اس کی تردید لکھنے کے بغیر چین نہ آیا ۔ اور فتویٰ مذکور کے متعلق آج تک ٹس سے مس نہ ہوئے　　　انا للہ و انا الیہ راجعون

اس لئے میں یہ خیال کرنے کے لئے مجبور ہو گیا ہوں کہ جناب خلیفہ صاحب اور ان کے مفتی بھی اس مسئلہ میں اپنے مبلغ کے ہمنوا ہیں ۔ لہٰذا ضروری معلوم ہوا ۔ کہ اس فتویٰ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے روشنی بہم پہنچائی جائے ۔ چنانچہ حضرت صاحب " اسلامی اصول کی فلاسفی " میں تحریرات فرماتے ہیں :-

قرآن کریم کی حکیمانہ تعلیم مسیح موعود کی تشریح کی روشنی میں

" ان آیات (قل للمومنین یغضوا ۔ ۔ ۔ حق رعایتھا ۔ ناقل) میں خدا تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفت کے حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی ۔ بلکہ انسان کو پاکدامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلا دئے ہیں ۔ یعنی اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا ۔ کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا ۔ نامحرموں کے قصے نہ سننا ۔ اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس بد فعل کا اندیشہ ہو ۔ اپنے تئیں بچانا ۔ اور اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ

اس جگہ ہم بڑے دعوے کے ساتھ کہتے ہیں ۔ کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں صرف اسلام ہی سے خاص ہے ۔ اور اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے [illegible] کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوات کا منبع ہے [illegible] کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہو سکتا ۔ یہی ہے کہ [illegible] محل اور موقع پا کر جوش مارنے سے باز نہیں رہ سکتے [illegible] میں پڑ جاتے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں [illegible] نامحرم عورتوں کو بلا تکلف دیکھ تو لیا کریں ۔ اور [illegible] ڈال لیں ۔ اور ان کے تمام انداز ناچنا وغیرہ مشاہدہ کر [illegible] دیکھیں اور نہ یہ تعلیم ہمیں دی ہے ۔ کہ ہم ان بیگانہ [illegible] سن لیں اور ان کے حسن کے قصے بھی سنا کریں ۔ لیکن [illegible] ہمیں تاکید ہے ۔ کہ ہم نامحرم عورتوں کو [illegible] ہرگز نہ دیکھیں نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے [illegible] کی آوازیں　　اور ان کے حسن کے قصے نہ سنیں [illegible] اور نہ ناپاک خیال سے ۔ بلکہ ہمیں چاہیئے ۔ کہ [illegible] سے نفرت رکھیں جیسا کہ مردار سے تا ٹھوکر نہ کھاویں [illegible] کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش [illegible] تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور [illegible] پاک رہیں ۔ اسی لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی [illegible] ہے ۔ کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے اگر ہم ایک بھوکے [illegible] نرم نرم روٹیاں رکھ دیں ۔ اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے [illegible] تک ان روٹیوں کا نہ آوے ۔ تو ہم اپنے اس خیال میں [illegible] نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کاروائیوں کا [illegible] بھی تقریب پیش نہ آئے جس سے بدخطرات جنبش کریں [illegible] کی فلاسفی صفحہ ۳۴-۳۵ چوتھا ایڈیشن)

خلیفہ صاحب کا عملی نمونہ

مندرجہ بالا تحریر سے جناب خلیفہ صاحب [illegible] بھی کافی سے زیادہ روشنی پڑتی ہے جس کا [illegible] کیا اور جس کا ذکر آپ نے خطبہ عید الفطر میں [illegible]

جب میں ولایت گیا ۔ تو مجھے خصوصیت سے [illegible] سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں [illegible] کے دوران میں مجھے اس کا موقع نہ [illegible] فرانس آئے ۔ تو میں نے چوہدری ظفر اللہ [illegible] سے جو میرے ساتھ تھے ۔ کہا کہ مجھے کوئی [illegible] جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے [illegible] سے واقف تو نہ تھے ۔ مگر مجھے ایک [illegible] جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا ۔ [illegible] چوہدری صاحب نے بتایا ۔ کہ یہ [illegible] جسے دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ [illegible] ہے میری نظر چونکہ کمزور ہے [illegible] اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا ۔ [illegible] نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ [illegible] ہیں ۔ میں نے چوہدری صاحب سے [illegible] انہوں نے بتایا یہ ننگی نہیں بلکہ [illegible] باوجود اسکے وہ ننگی معلوم ہوتی تھیں [illegible] لوگوں کے شام کی دعوتوں کے [illegible]

(بقیہ صفحہ ۳)

کا میسر آجانا اس بات پر منحصر ہوتا ہے کہ پیروان طریقت ولایت نے اپنی عملی زندگی میں اس ورس فنائیت کو کس قدر جامہ پہنا کر دکھلایا۔ سچے اخلاقی نظام کے اندر اگر کسی فرد کو کوئی رتبہ یا مقام ملتا ہے تو نہ اس لئے کہ اس فرد کی بلندی و برتری قائم ہو بلکہ اس لئے کہ وہ فرد کسی خاص شعبہ خلق میں یا امام تقوی کے لحاظ سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور اس شخص کو نمایاں مرتبہ دینا گویا اس خلق کو نمایاں کرنا اور دوسرے افراد کو اس کی متابعت کر کے خلق کو دنیا میں ترقی دینا مدنظر ہوتا ہے اور باقی صادق انسان اس لئے اس کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار نہیں کرتے کہ انہیں ایسے شخص کا رعب یا اس کی حکومت کا خوف یا کسی دنیوی غرض یا طمع اس سے لاحق ہوتا ہے۔ ان کے جذبات خلوص و محبت، وفا و اطاعت اس لئے حرکت میں آتے ہیں کہ وہ اس کو فنائیت کے عالی میدان میں یعنی مشترکہ مفاد و نظام کے لئے سب سے زیادہ کوشاں و قابل پاتے ہیں۔ اگر مریدان باصفا کی طرف سے انفرادی مقاموں اور حیثیتوں اور ذاتی مفاد کو فنا کرنے میں کوئی کسر باقی نہ دکھلائی گئی ہو تو اس صورت میں کوئی ایسا سامان میسر آنے سے رک نہیں سکتا جو ان مقاصد عظیمہ کی سرانجام دہی کے لئے ضروری ہو اور اگر سلسلہ نقشبندیہ اصحاب اسی الہیہ سبق کو عملی زندگی میں بھلا دیں یا یاد رکھتے ہوئے اس پر کاربند ہونے کی حالت نہ پا دیں۔ نتیجہ اس کا مقصد و نظام پر ایک موت کا وارد کرنا ہوگا۔

مسلمان قوم کی موجودہ حالت

مسلمان قوم کا موجودہ نقشہ دو متضاد حالتوں کا مجموعہ ہے ایک طرف ان کے اندر پرانا نظام موجود ہے جو یا تو علماء کے رنگ میں ہے یا پیری مریدی کے رنگ سے وابستہ۔ اس نظام میں بلاشبہ یہ خوبی موجود ہے کہ افراد مرکزی طاقت کے حکم کو بلا چون و چرا قبول کر لیتے ہیں۔ شاید یہ کہا جائے کہ یہ تو خوبی نہیں بلکہ یہ نقص ہے اور اسی نقص کی وجہ سے یہ قوم اس قدر گر چکی ہے لیکن جیسا کہ علم الحیات کے اصولوں سے واضح و روشن ہے افراد میں اطاعت و فرمانبرداری کا پایا جانا نقص کی دلیل نہیں بلکہ برخلاف اس کے یہی تو وہ امر ہے جس پر تمام نظام کی بنیادیں قائم ہوتی ہیں۔ اگر نقص ہے تو مرکزی طاقت میں ہے کہ یا تو اس کا نصب العین قومی بہبود نہیں اور یا اس میں وہ قابلیت نہیں جو زمانہ کی حاجات کو سمجھ کر قوم کو قومی ترقی کی طرف لے جائے۔ ایسی حالت میں افراد کا فرض یہ نہیں کہ وہ نافرمانبرداری یا بے جا آزادی کے گرویدہ ہو جائیں البتہ نالائق یا ناقابل طاقت کی بجائے اخلاق، اہلیت و قابلیت کو برسر اقتدار لانے کی ضرورت ہے۔ دوسری حالت قوم کی مغربی تہذیب کی روش سے دور پہلی حالت کا ردعمل ہے یعنی عام طور پر نو تعلیم یافتہ طبقہ سرے سے کسی نظام کا قائل ہی نہیں۔ آزادی کی بے جا اور غلط تشریح نے اس نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ افراد نہ کسی اصول کے پابند ہیں نہ کسی نظام کی اطاعت کرنے والے اگر یہ طبقہ صرف اس قدر کہے کہ خراب نظام کی بجائے عمدہ نظام قائم کرنا چاہیئے۔ تو ایک بات بھی ہے لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب آج کل کے مغرب زدہ مسلمانوں کو کسی اخلاقی نظام سے وابستگی کے لئے بلایا جائے جیسا کہ جماعت احمدیہ لاہور ہے۔ تو وہ فوراً یہ کہہ دے گا کہ یہ فرقہ بازی ہے یہ اسلامی آزادی کے منافی ہے۔ گویا کہ اس کے نزدیک اسلام تشتت اور انتشار اور ایک مادر پدر آزاد شتر بے مہار رعیت کا نام ہے نہ کہ ایک نظام

جماعت احمدیہ لاہور کی لامثل دینی خدمات

جماعت احمدیہ لاہور آج خواہ کیسی ہی کمزور ضعیف کیوں نظر آئے مگر اس زمانہ میں یہ سوسائٹی مسلمان قوم کے اندر اپنی نظیر نہیں رکھتی اس لئے کہ اس کی تمام جد و جہد آج اس قسم کے سچے نظام کا پیدا کر دکھانا ہے اور اگرچہ یہ دعویٰ تو نہیں کہ اس جماعت کبھی غلطی نہیں ہوتی کیونکہ ایسا دعویٰ تو صرف انبیاء یا دیگر ماموروں کا حق ہے جو خدا تعالیٰ سے براہ راست طاقت پاتے اور استقامت و استقلال کے بلند

پر مادیات پر قائم ہوتے ہیں۔ تاہم تاریخ ضرور اس بات کو لکھے گی کہ چودھویں صدی میں بھی ایک جماعت ایسی موجود تھی جو مصلح زمانہ و مسیح زمان کی پیروی میں نہ صرف سچے اعتقادوں کی حامل تھی۔ بلکہ صحیح قسم کے نظام کے قیام کے لئے سچے دل سے کوشاں تھی جس میں نہ تو پیر پرستی کی خوش اعتقادیوں اور بے جا تقلید دلوں کو جگہ ہے۔ نہ ہی انتشار و پراگندگی کی اجازت بلکہ صحیح قسم کی اسلامی جمہوریت قائم کرنا مقصود ہے۔ اسجگہ مجھے یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ چونکہ اس جماعت کا کثیر حصہ انگریزی تعلیم سے متاثر ہے ایسا نہ ہو کہ اس کے افراد کے اندر اطاعت و فرمانبرداری کے جذبات طیبہ کم ہو جائیں۔ بے شک جہاں مرکزی نظام کو ہر وقت یہ ضرورت لاحق ہے کہ اس کے مدنظر نہایت صفائی سے خدمت حق و خدمت قوم ہی ہو۔ اور یہ امر روشن دماغ پر واضح ہے کہ حقیقت میں ایسی بات جماعت کے پیش نظر ہے ورنہ خدمت اسلام کا وہ بے نظیر کام کیونکر سرانجام دینے پر قادر ہو جاتی جسے کل عالم کے مسلمان کرنے سے عاجز ہیں۔ اور جہاں یہ ضرورت بھی اسے ہے کہ بلا رعایت افراد قومی مفاد کے نصب العین سے نہ ہٹے اور خدمت کی سرانجام دہی میں وہ ایسی زبردست طاقت کا ثبوت دے کہ بڑے سے بڑے معترض اور نکتہ چیں کی پرواہ نہ کرنے والی ہو وہاں افراد سلسلہ پر بھی یہ فرض لازم عائد ہوتا ہے کہ جماعتی اتفاق کے حسن نصب العین کی خاطر انفرادی حیثیتوں اور انفرادی نظریوں کو قربان کر دیں۔ اسی قربانی میں حیات ابدی ہے اور [illegible] قومی آزادی کا راز مضمر ہے۔ جہاں جماعت کا فیصلہ اور [illegible] وہاں دیوانہ وار اپنی اپنی رائے اور طریق عمل کو یک [illegible] جماعت کا ساتھ دینا سب سے بڑی شجاعت اور جوانمردی کا نمونہ دکھلانا [illegible] حیثیت کو مٹا دینا اور قومی مفاد کو مقدم کرنا ہی وہ سبق اولین ہے [illegible] کے اصول ارتقاء سے ہمیں دکھائی دیتا ہے اور یہی وہ درس ہے [illegible] کے لفظ لفظ سے ٹپکتا ہے بھر یہی وہ تجدید ہے جس کی طرف [illegible] ان الفاظ میں ہمیں خواب غفلت سے جگایا۔

میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا

جب تک مرکزی نظام کے سامنے خدمت دین کا اصول [illegible] اور اس میں بڑے سے بڑا مخالف بھی خاموش ہے کہ خدمت دین [illegible] جماعت احمدیہ لاہور ہی سرانجام دے رہی ہے تو پھر [illegible] مرکزی نظام کے سامنے اطاعت و فرمانبرداری سے سر تسلیم [illegible] آخر اگر یہ خدمت دین نہیں تو اور کیا ہے دین ہی تب ہے کہ خدمت [illegible] کے ماتحت ہو اور دنیا [illegible] تب ہے کہ آپ اپنے جذبہ یا اپنی رائے [illegible] اپنی ضروریات کو مرکزی نظام کی رائے یا ضروریات پر مقدم کر دیا [illegible] یہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ یہ مقام اسی نے کیا۔ جس نے اپنی انفرادی حیثیت [illegible]

قرآن مجید، بائیبل اور وید پر ایک نظر

(جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے قلم سے)

سخنہائے گفتنی

(۱) مجدد وقت نے اپنی سب سے پہلی تالیف براہین احمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی جو رسم پیدا کی ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ حضور رسالتماب سے قرآن مجید کے واسطے سے عشق کیا جائے مسیح موعود کی صداقت کے دلائل کثرت سے ہیں مگر حضرت صاحب کا عشق قرآن انکے صدق دعوی پر ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

حقائق و معارف قرانیہ کا ایک ناقابل تردید مرقع براہین احمدیہ جیسی بے مثل کتاب تھی، اور اسی مشکوٰۃ نبوۃ کی تجلی ان کی متعدد تصانیف میں جلوہ گر ہے

اسی کی ذیل میں ایک سعی ناتمام عنوان بالا کے ماتحت کی گئی ہے۔

(۲) اس بات کا مجھے اعتراف ہے کہ میں نہ مفسر ہوں نہ عربی کا کوئی بڑا عالم ہوں اور نہ فلسفی ہوں قرآن مجید کے عشق میں چند اذکار سمولایا ہوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر ہیں۔ نہ اس خیال سے کہ یہ کوئی قیمتی چیز ہے بلکہ اس نیت سے کہ رحمۃ للعالمین کا دربار ہے اور ہر عاشق خواہ کتنا ہی بے نوا ہو۔ نظر رحمت کا امیدوار ہے

(۳) یہ اذکار آریہ سماج کے اسلام کیخلاف صدہا اعتراضات کو پڑھ کر اور عیسائی پادری کی آئے دن کی خردہ گیریوں اور طعنہ زنیوں سے ٹکرا کر پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے اپنے دوستوں سے معذرت خواہ ہوں۔ کہ مجھے اس تقابل ثلاثہ کی ضرورت پیش آئی۔

(۴) میں نے اس مضمون کی ترتیب قرآن مجید کی ترتیب کے مطابق رکھی ہے۔ اس لئے کہ اس سے بہتر مجھے کوئی ترتیب پسند نہیں آئی

(عبدالحق ودیارتھی)

برہان اول قرآن مجید کی بےنظیر افتتاح

قرآن مجید کی ابتداء بلکہ اس کتاب مقدس کی ہر سورۃ کی افتتاح بسم اللہ سے ہوتی ہے۔ "اللہ کے نام کی مدد کے ساتھ" اللہ تعالیٰ جو خالق کائنات ہے۔ اس نے ہماری ہر ضرورت۔ احتیاج اور تڑپ کا جواب اس عالم اسباب میں پیدا کیا ہے۔ ہم اپنی طفلی۔ کمزوری اور بے مائگی کی وجہ سے اس کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی مدد اور اعانت ہی ہماری حفاظت۔ تربیت اور ترقی کے اسباب کو ہم تک پہنچاتی ہے پس انسان جو اپنی ذات سے فقیر محض ہے۔ اور اللہ تعالےٰ جو ذاتی طور پر غنی اور صمد ہے ان دونوں میں رشتہ اور تعلق صرف اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ فقیر اپنی ہر ضرورت اور احتیاج اس صمد باری کے دروازہ پر لے جائے۔ اور اسی سے مدد اور اعانت کا طالب ہو۔

بسم اللہ میں سب سے پہلا حرف با ہے۔ جو طلب اعانت کے لئے آتا ہے۔ یہ طلب، اعانت کا حرف انسان کی بے سر و سامانی اور اللہ تعالےٰ کی ذات غنی کے دو مختلف نظارے پیش کرتا ہے۔ یعنی بے نوا فقیر (انسان) کے جذبات اور احساسات ایک طرف ہیں۔ اور فیضان الٰہی کے موجزن چشمے دوسری طرف۔ بے بس۔ اور بیکس طفل نوزاد ایک جانب ہے اس کی ہر چیخ و پکار پر اپنی پوری توجہ اور کامل محبت کے ساتھ مائل ربوبیت دوسری طرف اس کا فرض ہے۔ روئے اور چیخے اس کی طرف اپنے ہاتھ پھیلائے۔ اور اس کی محبت کا تقاضا ہے۔ کہ وہ اس کی ہر ضرورت اور احتیاج پر دوڑ کر آئے۔ کسی الہامی صحیفہ کی اس قدر شاندار افتتاح مجھے نظر نہیں آئی۔ جو فطرت انسانی اور اس کے خالق و مولیٰ کی صفات کا یہ پر کیف مرقع کھینچ سکی ہو۔ فالحمد للہ رب العالمین

برہان دوم عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے پر لطیفہ

زبان عربی میں مفرد حرف با کے ایک معنی طلب اعانت یا استمداد ہیں سنسکرت زبان میں اسماء کے آخر پر ابھی، بھیہ، اور بھیام کی علامات اسی مفہوم کو ظاہر کرتی ہیں لیکن مفرد حرف با کے معنی سنسکرت زبان میں کچھ نہیں وہ صرف ایک آواز یا حرف با کا نام ہے۔ زبان انگریزی میں بائی (By) مصاحبت اور معیت ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے لیکن مفرد حرف بی (B) بے معنی اور محض ایک حرف کا نام ہے۔ علم الالسنہ کا یہ اصول اگر درست ہے کہ مرکبات مفردات سے بنائے جاتے ہیں۔ اور ابتدائی زبان بالکل سادہ تھی تو ظاہر ہے کہ سنسکرت انگریزی وغیرہ کے یہ تمام الفاظ جو معیت، اعانت اور استمداد کا مفہوم رکھتے ہیں مرکب ہونے کی وجہ سے عربی زبان کے مفرد حرف با سے لئے گئے ہیں۔ جو زبان عرب میں بے معنی نہیں بلکہ بیسیوں معنی رکھتا ہے

برہان سوم عربی حروف ہجا دنیا کی تمام زبانوں کی بنیاد ہے

عربی زبان کے حروف ہجا دنیا کی زبانوں کی بنیاد ہیں یہ امر لاطینی، یونانی، جرمن، فرنچ، عبرانی، سریانی، کلدانی اور انگریزی حروف کے نام کو ظاہر کرتا ہے۔ انگریزی میں الفابیٹ (ALPHABET) الف۔ بے۔ تے کا مرکب ہے یونانی۔ لاطینی وغیرہ زبانوں میں بھی قریباً قریباً یہی نام ہے۔ اے بی۔ سی۔ ڈی (A - B - C - D) درحقیقت ابجد کے اجزا ہیں۔ کے۔ ایل۔ ام۔ این (K - L - M - N) کلمن کی بریدہ ہے۔ کیو۔ آر۔ ایس۔ ٹی (Q - R - S - T) قرشت کے مقطعات ہیں ایکس۔ وائی۔ زیڈ (X - Y - Z) تخذ کے ترتیب پر ہیں۔ باقی کے حروف ابجد آدم کے عین مطابق تھے۔ کیونکہ انگریزی۔ حروف یونانی اور لاطینی کے حروف سے ماخوذ ہیں جن کی ترتیب ابجد آدم سے ملتی ہے۔ اس ترتیب کی بنا پر ان تمام زبانوں میں حرف با حروف ہجا کا دوسرا حرف ہے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ ابجد میں با کی قیمت دو کا عدد ہیں۔ یورپ کی تمام علمی اصطلاحات میں بائی (Bi, BY) کے معنی دو کا عدد ہیں مثلاً بائیسکل (Bycycle) دو پہیوں والا۔ اسی طرح بائی فولڈ (Bifold) بائی گیمی (Bigamy) بائی سیٹ (Biset) بائی فارم (Byform) وغیرہ وغیرہ

ہندوستان کی ملتانی۔ گجراتی زبانوں میں بیا۔ انگریزی میں بائی (By) سنسکرت میں بھیام۔ لاطینی میں (Be) ژندی میں ایبی یا ابوی۔ گاتھ میں Be اور بائی جرمن میں Be دو عدد کا مفہوم ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کی دلیل بالکل ظاہر ہے۔ کہ حرف با حروف ہجا میں دوسرا درجہ رکھتا ہے۔ مگر سنسکرت اور ہندوستان کی دوسری زبانوں میں با حروف ہجا کا دوسرا حرف نہیں۔ تو سنسکرت میں بھیام اور ملتانی و گجراتی وغیرہ میں بیا دو کے عدد کی علامت کیسے قرار پا گیا۔ سنسکرت اور اس کی بیٹی پوتیوں میں تو حروف ہجا کا دوسرا حرف کھا (کھ) ہے ایک پولیس کا مشکوک شخص کی خانہ تلاشی لیتا ہوا اگر کوئی چیز ڈھونڈھ نکالے جس کے متعلق صاحب خانہ شافی جواب نہ دے سکے کہ وہ اس نے کہاں سے پائی ہے اگرچہ اس نے اس کی کیسی ہی شکل مسخ کر دی ہو تو وہ چوری کی چیز سمجھی جائے گی۔

اس برہان سوم کے زیر عنوان ہم نے ثابت کیا ہے۔ کہ یورپ کی تمام زبانوں نے الفابٹ (الف۔ بے۔ تے) عربی سے لی ہے۔ مگر ایک ہوشیار پنڈت نے اپنے استاد کا حق نمک یوں ادا کیا۔ کہ ہر ایک چیز کی شکل مسخ کر دی۔ تاکہ دنیا ایجاد کا سہرا اس کے سر پر باندھ دے۔ لیکن اس سہرے کا ایک موتی ایسا بھی تھا جو اپنے رنگ کی شوخی اور چمک دمک سے در عدن ہونے کی شہادت دے رہا تھا موجودہ علم الالسنہ کی بنا پر دو کے عدد کا مفہوم ظاہر کرنے کے لئے با نہایت سادہ اور مفرد صورت ہے۔ مگر سنسکرت کا بھیام مرکب ہے۔ اور یہ قاعدہ مسلم ہے۔ کہ مرکبات مفردات سے ترکیب پذیر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ یورپین زبانوں کے الفاظ (Bi, Be, By) وغیرہ کا رشتہ عربی با سے بہت قریب ہے۔ اور بھیام سے بمراحل دور ہے اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ زبان سنسکرت کو عربی سے بگاڑ کر بنا لیا گیا ہے۔ دنیا کی تمام علمی زبانوں میں عربی ابجد آدم کی ترتیب موجود ہے۔ مگر سنسکرت اور اس کی بیٹی پوتیوں نے اپنی حقیقی ماں سے انحراف کیا ہے۔ اور سنسکرت میں اسماء کے آخر میں بھیام (علامت تثنیہ) اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ اس گھر میں بہت سا مال مسروقہ موجود ہے۔

برہان چہارم قرآن مجید کی علمی (scientific) ترتیب

حروف با کے بعد قرآن مجید کا پہلا لفظ اسم ہے جس کے معنی نام ہیں کسی چیز سے تعلق معیت۔ نسبت اور واسطہ پیدا ہو جانے کے بعد جسے حرف با ادا کر رہا ہے۔ انسان کے لئے اس چیز سے معرفت سب سے پہلی ضرورت ہے۔

علم کے تین درجے ہیں۔ احساس و شعور۔ ادراک۔ اور تصور Conception, Perception, Sensation

حیوان میں اشیاء کا احساس ہوتا ہے مگر فکر یا کنسپشن نہیں ہوتا کسی چیز کا نام رکھنا اسی فکر پر منحصر ہے کیونکہ اسم! درحقیقت اصل شے پر کسی نشان کا نام نہیں بلکہ دماغ کے اندر شے کے تصور پر علم یا نشان کو اسم کہا جاتا ہے۔ اور تصور حیوان میں نہیں۔ اسے کسی چیز کے موجود ہونے کا احساس تو ہوتا ہے لیکن اس پر غور و فکر کر کے معرفت حاصل کرنا یہ صرف انسانی روح کی خوبی ہے۔ (۲) کائنات عالم کے اندر جو کچھ موجود ہے اس کی حقیقت ہماری نگاہ سے مخفی ہے۔ ہمارے فہم اور فکر میں صرف اسماء آتے ہیں۔ اور انہی سے ہم علم حاصل کرتے ہیں۔ (۳) جو کچھ بھی اس عالم ہست میں وجود پذیر ہوتا ہے۔ اس سے بہت عرصہ پیشتر اس کا نام رکھا جاتا ہے۔ گویا نام پہلے آتا ہے اور شے بعد میں آتی ہے پس ہر چیز کا نام ہی اس چیز کی معرفت کا ذریعہ ہے اس لئے قرآن شریف نے اللہ تعالےٰ کی معرفت کا ذریعہ اس کا اسم یا نام قرار دیا ہے۔ وید اور بائیبل دونوں اس علمی ترتیب سے محروم ہیں رگ وید کی ابتدا اگنی کی تعریف سے یجروید کی اناج اور طاقت سے اتھروید کی پانی کے فوائد سے اور بائیبل کی زمین و آسمان کی پیدائش سے ہوتی ہے

برہان پنجم عربی زبان میں فلسفہ اسماء

دنیا کی قابل ذکر زبانوں میں کسی ہستی کے اظہار معرفت کیلئے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ آرین سلسلہ کی زبانوں میں جرمن۔ اینگلوسیکسن۔ ڈچ۔ آئس لینڈک۔ گاتھک۔ سویڈش۔ لاطینی۔ یونانی۔ سنسکرت۔ اور ژندی (فارسی)

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا الله ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون

لوئے ریاستے ہر سعید خواہد بود — سر نخ نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ: سالانہ - چھ روپے، ششماہی - تین روپے
طلباء سے: سالانہ چار روپے، ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے: پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر: غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۵ — لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۵ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۳۷ء — نمبر ۱۸

پیارے امام کا پیارا کلام

راہِ خدا میں زندگیاں وقف کرو

میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کیلئے وقف کر دی ہے اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دیدی ہے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کیلئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔ یاد رکھو کہ یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد و منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کیلئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے۔ کیا وہ اپنی زندگی کو کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اس للہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔ ... میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کیلئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مرو اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا ذوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کیلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جائے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا۔ تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا۔ اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو **وصیت** کروں اور یہ بات پہنچا دوں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی حیات چاہتا ہے اور حیات طیبہ و ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کیلئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی میری موت میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کیلئے ہیں اور حضرت ابراہیم کی طرح اس کی روح بول اٹھے۔ اسلمت لرب العٰلمین۔ جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا۔ خدا میں ہو کر نہیں مرتا۔ وہ نئی زندگی نہیں پا سکتا

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل اور غرض سمجھتا ہوں۔ پس تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو خدا کے لئے پسند کرتے اور خدا کیلئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔

(الحکم جلد ۴ صہ ۳۱)

ہم کس طرح ایک قوم بن سکتے ہیں

قومی ترقی مومنوں کی باہمی محبت ہمدردی۔ اتفاق ومساوات پر مشتمل ہے۔ اسلام کا مقصد دنیا میں صرف یہی ہے۔ کہ بنی نوع انسان کو باہمی مودت واتحاد کے سلسلہ میں جکڑ دیا جائے۔ توحید ذات باری تعالےٰ اور ختم نبوت کا یہی مطلب ہے۔ کہ آئندہ تفرقات سے نجات دلاکر پیروان اسلام کو وحدت قومی کے نشہ سے سرشار کر دیا جائے۔ اور یہی بات حقیقی اسلامی قومیت کے عروج کا پیش خیمہ ہے۔

صحابہ کرام کا بے نظیر جذبہ اخوت

نبی کریم صلعم کی توجہ سب سے پہلے اس امر کی طرف مبذول ہوئی۔ کہ کسی نہ کسی طرح صحابہ کرام کو اخوت ومساوات کی زنجیروں میں جکڑ دیا جائے۔ چنانچہ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ نے قوم سے فاقہ کشی اور دیگر عوارضات دنیوی دور کرنے کے لئے مسلمانوں میں رشتہ مواخات قائم کر دیا۔ ان جان نثاروں نے اپنے ان بھائیوں سے نسلی رشتہ داروں سے بھی بڑھ کر سلوک کیا اپنی املاک کو آپس میں برابر تقسیم کیا۔ یہاں تک کہ جس کے پاس دو بیویاں تھیں اس نے ایک کو طلاق دے کر اپنے روحانی برادر کے نکاح میں دیکر کا اظہار کیا ہمدردی کی یہ بے نظیر مثال تھی۔ جو آپ نے قائم کر دی حالانکہ اس سے قبل وہ ایک دوسرے کے شدید دشمن تھے

ایک زبردست نعمت

قرآن شریف نے اس حقیقت کی توضیح کرتے ہوئے فرمایا۔ واذکروا نعمة الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا۔ اے مسلمانو! اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کو یاد کرو۔ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پس اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور محض اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

صحابہ کرام میں اخوت ومساوات، ایثار واخلاص کا ایسا رنگ چڑھا کہ اس جذبہ میں ... ایک سے ایک بڑھ کر تھا۔

پاک وکامل نمونہ

نبی کریم کی دلی کیفیت کا نقشہ اللہ تعالےٰ نے یوں کھینچا ہے۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔ یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا ہے۔ جس پر تمہاری تکلیف شاق گذرتی ہے۔ وہ تمہاری بہتری کا حریص ہے اور مومنوں پر مہربان رحم کرنے والا ہے۔ آپ نے اس مہربانی وشفقت کا اظہار منہ سے اور دو لفظوں سے نہیں کیا۔ بلکہ سب کچھ لٹا کر۔ تکالیف برداشت کرکے اور ہر قسم کے آزار وآلام سہہ کر ثابت کر دیا۔ کہ قوم کی بہتری کے آگے آپ کو کسی بات کی پرواہ نہیں صحابہ کرام بھی رنگ میں رنگین تھے۔ اللہ تعالےٰ اس پر گواہ ہے۔ فرماتا ہے۔

سیسہ کی پگھلائی ہوئی دیوار

رضی اللہ عنہم کہ یہ مقدس اشخاص آپس میں رحیم ہیں انہی کی نسبت ہے۔ یوثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة۔ وہ اپنے آپ پر اپنے بھائیوں کی ضروریات کو مقدم رکھتے ہیں۔ گو خود انہیں تنگی ہی ہو اور پھر انہیں اتحاد اس قدر ہے۔ کہ وہ کالبنیان مرصوص یعنی سیسہ کو پگھلا کر تیار شدہ دیوار کی طرح ہیں یہی وہ روح تھی جس نے انہیں باوجود قلت کے کثرت اعدا پر غالب کر دیا۔ اور جس کی بدولت وہ ایک اقل قلیل مدت میں چار دانگ عالم پر چھا گئے ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ہم بھی اسی راہ پر مضبوطی سے قدم ماریں

اللہ کی مضبوط رسی

قرآن شریف نے صاف فرمایا ہے۔ واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ اور تفرقہ کی لعنت سے بچے رہو۔ تفرقہ اندازی ایک آگ ہے۔ جو قومی اتحاد وترقی کو جلا کر ان واحد میں بھسم کر دیتی ہے۔ معمولی تدبر سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔ کہ تفرقہ اقوام کی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ اطیعوا الله ورسوله ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم واصبروا۔ ان الله مع الصابرین اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو وظیفہ حیات قرار دو اور آپس میں کوئی جھگڑا پیدا نہ کرو ورنہ تم پھسل جاؤ گے۔ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اور مصائب کا مقابلہ ڈٹ کر کرو۔ کیونکہ اللہ یقیناً صبر کرنے والوں کا پشت پناہ ہے۔

ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

قرآن حکیم اور اسوۂ اسلاف کے پیش نظر ہم پر واجب ہے کہ باہمی اتحاد پیدا کریں۔ اتحاد کا مقصد یہ ہے۔ کہ ہم اپنے بھائی کی تکالیف کو اپنی تکلیف اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی خیال کریں جب کسی کو کوئی دکھ یا رنج پہنچے۔ تو اس کو پوری طرح محسوس کرکے اس کے درماں کے لئے سراپا عمل ہو جائیں۔ اور جب تک وہ خلاصی حاصل نہ کرے چین نہ لیں

متحد قوم کی مثال

نبی کریم نے ایک متحد قوم کی کیا ہی بے نظیر مثال بیان فرمائی ہے۔ کہ اے مسلمانو! تم سب ایک جسم کی مانند ہو۔ جب جسم کے کسی حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو تمام جسم بے قرار ہو جاتا ہے۔ اگر تم دنیا میں باعزت وباوقار زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ تو اسی طرح جونہی تمہارے کسی بھائی کو معمولی سا دکھ بھی پہنچے۔ تو اس وقت بے قرار ہو جاؤ۔ اس کے پسینے کی جگہ خون بہاؤ۔ اور اس کی ہر ممکن امداد کرو جب اصول کے مطابق ہر روحانی بھائی اس بات پر آمادہ ہوگا کہ وہ کسی نہ کسی طرح اپنے بھائی کی مدد کر سکے۔ تو ہر ایک کی مدد بھی ہوگی سب کی تکالیف کا ازالہ بھی ہوگا۔ اور وقت دور نہیں۔ کہ جب کوئی کسی کا محتاج بھی نہ ہوگا۔

حضور اکرم صلعم نے فرمایا۔ کہ مسلم قوم کی مثال ایک دیوار کی سی ہے جس کی اینٹیں ایک دوسری کو سہارا دیتی ہیں۔ بعینہ ہمیں بھی چاہیئے۔ کہ ہر وقت باہم یکدیگر سہارا دیں۔ اور جونہی قوم کا کوئی فرد کمزوری کے اسباب ظاہر کرے اس کو مضبوط کرنے کے لئے مصروف کار ہو جائیں

استحکام کا طریق

اس کا آسان طریق یہ ہے۔ کہ ہر شہر کے لوگ اپنے بھائیوں سے پوری پوری واقفیت رکھیں ایک دوسرے کو وقتاً فوقتاً ملتے رہیں باہم تحائف کے تبادلہ کا اہتمام کریں۔ کیونکہ ملاقات اور تعلقات کو بڑھانے کا آسان ترین ذریعہ ہے۔ حضورؐ کا فرمان ہے۔ کہ ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو۔ کہ اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ کونسا شخص کمزور ہے۔ اس کی کمزوری کا اندازہ لگائیں۔ اور بعد ازاں جماعتی طریق سے اس کی اخلاقی۔ مالی۔ اور ہر ممکن امداد فرمائیں۔ اس کو بہتر مشورہ دیں تا وہ اپنی پراگندہ حالت کو صحیح کرکے بہتر بنا سکے۔ اس کا بہترین علاج نماز میں ایک مقام پر جمع ہونا ہے۔ نماز کا مقصد پنجگانہ اذان کے ان دو فقرات سے واضح ہوتا ہے۔ کہ حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح۔ اے مومنو! اصلاح بہتری فلاح کی طرف دوڑو۔ گویا نماز میں یکجا ہوکر اور پھر ایک دوسرے کے حالات سے مکمل واقفیت بہم پہنچانا فلاح وبہبود کا پیش خیمہ ہے

خدمت قوم اور اسوہ رسول کریم صلعم

باہمی محبت ومودت کی ایک شق خدمت قوم ہے۔ ایک دوسرے کی خدمت باہمی قدر ومنزلت بڑھا دیتی ہے۔ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد میں اسی طرف اشارہ ہے۔ قوم کی خدمت کا جذبہ اس حد تک ہو۔ کہ فطرت ثانیہ کی حیثیت اختیار کرے۔ آقائے مدنی صلعم اور آپ کی صحبت گزیدوں کی مطہر ومقدس زندگیاں اس کا پورا نمونہ تھیں۔ حضورؐ کا دستور تھا۔ کہ یتامیٰ کی پوری خبرگیری کرتے۔ بیواؤں کی خدمت کرتے۔ مساکین کی ہر ممکن مدد فرماتے۔ خود فاقہ کشی کرتے مگر کسی سائل کو نوازش کریمانہ سے محروم نہ رکھتے ملازمین سے نہایت عمدہ سلوک سے پیش آتے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلعم کی دس برس خدمت کی۔ اس عرصہ میں آپ نے مجھے کبھی سخت الفاظ سے یاد نہیں فرمایا۔ اور جس قدر میں آپؐ کا کام کرتا تھا۔ اس سے بڑھ کر آپ میرا کام خود کر دیا کرتے تھے۔ آپ کی رحمت للعالمینی کا نتیجہ یہ تھا کہ لوگ خدا کی راہ میں سر کٹانے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ اگر ہم شہید بھی ہوگئے۔ تو بھی ہمارے یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کا نبی کریم صلعم کی شکل میں ہمارا بہتر مونس غمگسار اور خبر گیر موجود ہے۔ آپ علی العموم ہر روز مسلم آبادی کا چکر لگاتے۔ تاکہ کسی محتاج کی حاجت براری کریں۔ ہمارے پاس کوئی محتاج آئے۔ تو بھی اسے دھکیل مکان سے باہر کرتے ہیں۔ اور ایک وہ تھے۔ کہ محتاجوں کی تلاش تھی۔ آپ غریب بے کس اور نادار اشخاص کو بازار سے سودا سلف لا دیا کرتے۔ پانی لے آتے۔ اور ان کی ضروریات کا پورا پورا خیال رکھتے۔

صحابہ کرام اور نبی کریم صلعم کی اتباع

صحابہ کرامؓ کی بھی یہی کیفیت تھی۔ جمال ہمنشین نے پورا اثر کیا ہوا تھا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اپنے زمانہ خلافت میں بھی اس خدمت قوم پر عمل پیرا رہے۔ تاریخ کے اوراق اس پر گواہ ہیں۔ آیات قرآن اس کی تائید میں ہیں۔ کوئی نادار یتیم غریب بچہ اور مفلس بیوہ نہ تھی جسے بیت المال سے وظیفہ نہ ملتا ہو۔ حضرت عمرؓ نے یہانتک فرمایا۔ کہ اگر میں ایک سال اور زندہ رہا تو ان کے غربا کو امراء کے برابر کر دوں گا۔ بیسیوں بزرگ محتاجوں کے گھروں میں جاتے۔ اور ان کا ہر قسم کا کام مثلاً پانی لانا جھاڑو دینا۔ اور بازار سے سودا سلف خریدنا سرانجام دیتے تھے۔ بس پھر کیا تھا۔ اسلامی دنیا دار السلام بن گئی۔ بیواؤں اور یتیموں کی شب خیز آہوں اور نالوں نے دعا ہائے سحرگاہی کی صورت اختیار کر لی۔ مفلسی کا خاتمہ ہوگیا۔ دولت کی فراوانی ہوگئی مسلمان جھولیوں میں زکات لئے پھرتے تھے۔ مگر لینے والا نہیں ملتا تھا۔

حضرت مجدد صدی چہاردہم کی نصیحت

قرآن کریم نے بھی اسی جذبہ کے پیدا کرنے پر زور دیا ہے۔ نبی کریم صلعم نے صرف خادم القوم کو ہی سید ہم کا خطاب دیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ "قرآن شریف کے دو ہی بڑے حکم ہیں۔ ایک توحید واطاعت باری عزاسمہ۔ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے نوع کی۔ اور اس حکم کو اس نے تین درجہ پر منقسم کیا ہے۔ جیسے کہ استعداد دین بھی تین ہی قسم کی ہیں۔ اور وہ آیت کریمہ یہ ہے۔ ان الله یامرکم بالعدل والاحسان وایتای ذی القربیٰ ...... اس آیت کے یہ معنی ہیں۔ کہ اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو۔ اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرض نہ کرو۔ اور انصاف پر قائم رہو۔ اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنا چاہو۔ تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ تو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل نیکی کرے اور اس کے آزار کے عوض میں تو اس کو راحت پہنچائے۔ اور مروت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے۔ پھر بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے۔ اور وہ تو یہ ہے۔ کہ تو جس قدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجا لائے۔ اس سے کوئی اور کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو۔ بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو۔ جیسے شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش کسی خویش سے نیکی کرتا ہے۔ سو یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ماکفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ | یوم جمعہ ۵ محرم ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۱۸

امارت — غربت

"پس چہ باید کرد اے اخوان ما؟"

ان دنوں دہلی میں کانگرس کا اجلاس ہو رہا ہے۔ کانگرس کے صدر پنڈت جواہر لال نہرو اجلاس میں شمولیت کے لئے آئے تو بجائے دہلی کے سٹیشن پر گاڑی سے اترنے کے غازی آباد کے سٹیشن پر ہی اتر گئے۔ جب آپ پل پر سے گزر رہے تھے تو ایک شخص نے آپ کی فوٹو لینی چاہی۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ چند ہی قدم آگے آپ نے ایک خاکروب کو دیکھا جو جھاڑو دے رہا تھا۔ آپ جھٹ اس کے پاس گئے اور اس سے باتیں شروع کر دیں۔ اور کہا کہ یہ میرا دوست ہے۔ اور فوٹو کے منشی کو کہا کہ ہم دونوں کی فوٹو لے لو

اس واقعہ پر جس قدر غور کیا جائے اتنا ہی حیرت بڑھتی جاتی ہے کہ یہ شخص جس قدر نبی کریم صلعم کی سنت کا احیاء کر رہا ہے اس سے اکثر مسلمان بے بہرہ ہیں اور بے اختیار دل سے یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ آج اخوت و مساوات کے اس جذبہ کے لحاظ سے ہندوستان کا یہ کافر بڑے بڑے عمامہ پوشوں اور جبہ بردوشوں کی نسبت اسلام سے زیادہ قریب ہے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل مادر گیتی نے اپنی آغوش میں ایک جلیل القدر اور عدیم النظیر فرزند کی تربیت کی جس نے کروڑہا ستم رسیدہ مظلوم اور بے کس انسانوں کو غلامی و تعبد کی گہرائیوں سے نکال کر بام عروج پر پہنچایا جس نے کمزور و ناتوان مخلوق کو شاہان ذی وقار کے دوش بدوش لا کھڑا کیا۔ اور جس نے ایک ہی اشارے سے صدیوں کی پیدا شدہ عدم مساوات کی لعنت کی زنجیر کو توڑ کر رکھ دیا۔

سلامتی کے اس شہزادہ نے غربا اور مساکین کی یاوری کی۔ ان کے ساتھ ملنا جلنا، نشست و برخاست کو وظیفہ حیات بنایا۔ لاچار و ضعیف انسان کی حاجت براری اور امداد کرنا، زندگی بھر اپنا مطمح نظر قرار دیئے رکھا جس کی انتہائی خواہش تھی کہ "خداوندا! مجھے مسکین رکھ مسکین اٹھا اور مسکینوں کے ساتھ ہی میرا حشر کر"۔ اور جس نے وصیت کی "اے عائشہ غریبوں سے محبت رکھو اور ان کو اپنے نزدیک کرو۔ تو خدا بھی تم کو اپنے نزدیک کریگا"۔ قوم کے مساکین کے ساتھ آپ کو جس قدر محبت تھی۔ وہ اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ حضرت بلالؓ حبشی پردیسی غلام مفلس اور سیاہ رنگ تھے۔ مگر اس قدر [illegible] کی۔ اس کی جوتیوں کی آواز جنت میں بھی آپ کے آگے آگے سنائی دیتی تھی۔ اور

جس کی وفات پر بھی صدا بلند ہوئی سے

چل بسا آج زمانہ سے ہمارا آقا
مٹ گیا آج نقیب حشم پیغمبر

سلمان فارسی وطن سے ہزارہا میل دور تنگدستی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر ارشاد فرمایا کہ سلمان میرے اہلبیت میں سے ہیں حضرت زیدؓ کو غلامی سے آزاد کر کے بیٹا بنا لیا اور ان کے فرزند اسامہ کو کندھوں پر اٹھائے رکھتے کہ اسامہ میرا ہے اور میں اسامہ کا ہوں حضرت انس بن مالک آپ کے نوکر تھے مگر ان ہی کے الفاظ ہیں۔ کہ میں نے دس سال تک جس قدر خدمت کی۔ اس قدر کہیں بہت زیادہ آپ نے میرا کام کیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی شہادت ہی کافی ہے۔ جو فرماتی ہیں "خدا کی قسم! خدا آپ کو غمگین نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحم کرتے ہیں۔ مقروضوں کا بار اٹھاتے ہیں۔ غریبوں کی اعانت کرتے ہیں۔ مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں۔ حق کی حمایت کرتے ہیں۔ مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں"

لیکن مقام حسرت و تعجب ہے کہ آج وہی کام جو آپ کے نام لیواؤں کا تھا۔ وہ شخص سر انجام دیتا نظر آتا ہے۔ جسے بظاہر پیغمبر اسلام صلعم سے کوئی تعلق نہیں۔ آج بہت سے نفس پرست اور شکم پرور علماء مشائخ اور زعما مسلمانوں میں موجود ہیں۔ جو اسلام کی مساوات اور غربا نوازی میں صفحات سیاہ کرتے ہیں۔ جو مجالس اور جلسوں میں وعظ و تحتی تمس رکتب ما کتبناء ا رکا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی کریم صلعم غربا کے طبقہ میں اس طرح بیٹھتے تھے کہ آپ کے گھٹنے لوگوں کے گھٹنوں سے چھوتے تھے۔ مگر کس قدر شرم اور افسوس کا مقام ہے کہ آج یہ علماء سوء اپنے عمل سے اسلام کو پیغمبر اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی گردن غرور و تمکنت سے اکڑی رہتی ہیں۔ غربا کے ساتھ بیٹھنا تو کجا، ان کے ساتھ بات کرنے کو کسر شان سمجھتے ہیں۔ اپنے سوا دیگر لوگوں کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں

[illegible] امرا کا طبقہ اپنے زمانہ کا فرعون اور نمرود ہے۔ کسی غریب [illegible] رسائی نہیں۔ نشہ دولت نے ان کو انسانی ہمدردی قربانی اور [illegible] کر رکھا ہے۔ غرباء کی محافل میں

شرکت تو علیحدہ رہی۔ مساجد میں ان کے ساتھ نماز پڑھنے کو ہتک تصور کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج مساجد ان قسیا مرہ واکاسرہ کے وجودوں سے خالی نظر آتی ہیں۔

کیا یہی لوگ ہیں جو اسلام کے اجارہ دار ہیں؟ اپنی پر اسلام کو ناز ہے؟ یہی ہیں جو اپنے سوا دوسروں کو کافر اور قابل جہنم سمجھتے ہیں؟ کاش کہ یہ لوگ نہ ہوتے اور اسلام کی حقانی تعلیم سے سعید الفطرت افیار کو نفرت نہ ہوتی۔

کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ جن لوگوں کو دنیا کے کیڑے اور بے ایمان اور کافر سمجھا جاتا ہے۔ ان کے دلوں میں انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور وہ مفلوک الحال غربا میں نشست و برخاست رکھنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے۔ مہاتما گاندھی کو ہی لیجئے کہ ہندوستان کے ذلیل و حقیر ترین طبقہ یعنی اچھوتوں کی فلاح و بہبود کے لئے تندہی سے کوشاں ہیں۔ ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ وقت گزارتے ہیں اور اس کام میں آپ کے ساتھ ہزارہا لوگ اشتراک عمل کر رہے ہیں۔ جب کبھی وہ ریل میں سفر کرتے ہیں تو وہ تھرڈ کلاس کے ڈبہ ہی میں ہوتا ہے۔ آخر ان کے پاس دولت کی فراوانی بھی ہے۔ ہر قسم کی آسائش کا سامان بھی مہیا ہو سکتا ہے۔ مگر انسانی ہمدردی کا جذبہ نفسانیت پر غالب ہے اور وہ اس ستم رسیدہ طبقہ کی بہتری کے لئے ہر قربانی کر رہے ہیں۔

مہاتما گاندھی تو یہ نمونہ دکھاتا ہے۔ مگر مسلمان علماء و مشائخ اور امرا بدستور اپنے غریب بھائیوں کی تکالیف سے بے نیاز ہو کر نشہ غرور کا شکار ہیں۔ ان کے سفر بھی ہوں گے تو فسٹ یا سکنڈ کلاس میں رہائش ہوگی۔ تو سرمایہ داروں کے ہاں میل ملاپ ہوگا تو صرف امرا کے طبقہ میں۔ کاش کہ وہ حضرت عمرؓ کے سفر فلسطین کے اسوہ کو سامنے رکھتے۔

مجھے دوسروں سے کیا سروکار۔ ہماری جماعت اسوہ نبی کریم صلعم اور طریق صحابہ پر گامزن ہونے کی مدعی ہے۔ برادران سلسلہ اطمینان سے بیٹھ کر محاسبہ قلوب کر کے بتائیں کہ آج ہم میں سے کتنے ہیں جن کے دماغوں میں جاہ و ثروت کی ہوائیں سنکتے ہیں جو غربا سے میل جول رکھتے ہیں کتنے جو قومی اجتماعات میں شرکت فرماتے ہیں۔ اپنے غریب بھائیوں سے میل جول رکھتے ہیں ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں اور جن کے قلوب افلاس زدہ اور ستم رسیدہ کی حالت زار پر پسیجتے ہیں۔ کتنے ہیں جو ان کی مشکلات اور تکالیف کے ازالہ میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ جن کے دروازے مفلوک الحال بھائیوں کے لئے ہر وقت کھلے رہتے ہیں جو ان سے خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں اور تن من دھن کو ان کی فلاح و بہبود کے لئے وقف سمجھتے ہیں۔ اگر آپ غربا پرور ہیں تو دین و دنیا میں کامیابی آپ کے لئے مقدر ہے۔

جماعت میں ایسے احباب ہیں جن کی گردنیں باوجود امارت و دولت کے تواضع اور انکساری سے جھکی رہتی ہیں۔ اور جو اپنی فروتنی، انسانی ہمدردی قربانی اور حلم سے اسلاف کرام کا نقشہ پیش کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں ہم نہایت ہی فخر کے ساتھ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بطور نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔ ایک شخص آج جس کی نظیر دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جس نے اپنے قلم کے زور سے نہ صرف اسلام کی گمشدہ شہرت کو واپس کیا۔ بلکہ اسلامی دنیا تمام میں ایک انقلاب پیدا کر کے لوگوں کو خدمت اسلام کے صحیح جذبہ سے سرشار کیا۔ اس کی یہ حالت ہے کہ ایک مختصر سا مکان ہے جس میں ایک معمولی سا سادہ کمرہ دفتر کا کام دے رہا ہے۔ نہ عالیشان دفتر ہے اور نہ ہی وسیع اور خوبصورت جائے رہائش۔ لباس کو دیکھئے۔ تو دھائی گز لٹھے کا ایک پاجامہ، ساڑھے چار آنے گز والے کپڑے کی قمیص زیب تن ہے ایک پرانی رومی ٹوپی جو کہ رشک کلاہ شہنشاہی ہے۔ سر پر ہے۔ اور پٹو کا ایک کوٹ ہے اور بس۔ یہ ہے سادگی اس انسان کی جو دنیا میں شہرت دوام کا تاج حاصل کئے ہوئے ہے لیکن دنیوی تکلفات سے کوئی سروکار

نہیں دروازہ پر کوئی دربان نہیں کسی قسم کا کوئی پہرہ نہیں مسجد میں آنے سے کوئی عار نہیں۔ آپ انہیں پنجگانہ نمازوں میں اپنے بھائیوں کے ساتھ ایک ہی صف میں کمال سادگی سے ایستادہ پائیں گے۔ ہر شخص جو بات کہنا چاہتا ہے آپ سے بلا روک ٹوک گفتگو ہوتی ہے۔ آپ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں اور پیشانی پر کوئی شکن نہیں لاتے۔ اکثر اوقات ہوتا ہے کہ ایک اجنبی آپ کو سب میں مجمع احباب میں بیٹھے شناخت نہیں کر سکتا۔

مجھے میرے نہایت ہی عزیز بھائی سید اختر حسین گیلانی نے بتایا کہ گذشتہ دنوں جب آپ وزیر آباد تشریف فرما ہوئے تو تھرڈ کلاس کے ڈبے میں سفر فرمایا۔ آپ غربا کے دوش بدوش بیٹھے تھے اور ان کے گھنٹوں کے ساتھ گھٹنے چھو رہے تھے کس قدر انکسار۔ غرض اور تو اضع ہے جب اس فرشتہ سیرت انسان کی زندگی پر غور کرنے کا موقعہ ملتا ہے تو روح کو ایک قوت حاصل ہوتی ہے ... قرون اولیٰ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

ہمارا کام ہے کہ ہم سنت نبوی کو زندہ کریں اور اسلام کے اصولوں کی صداقت دنیا پر آشکارا کریں اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم اپنے ہر کام کو قرآن و سنت کی روشنی میں دیکھیں۔ ایمان کا مفہوم صرف یہی ہے کہ ہمارا اٹھنا بیٹھنا، چلنا، پھرنا۔ دوستی و دشمنی ہر چیز اسلام کے تابع ہو قرآن پر ایمان لانا اور پھر کسی ایک امر میں بھی اس سے اودھر ادھر ہونا صریح شرک، سرکشی۔ اور عصیان ہے۔ جب ایک انسان خدا کے حکم سے غفلت برتتا ہے . . . . تو اس وقت وہ یقیناً مشرک ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کو چھوڑ کر غیر اللہ سے رشتہ مودت جوڑتا ہے اور کوئی شخص خدا کے نزدیک مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اس کا ہر فعل منشائے الٰہی کے مطابق نہ ہو اور اس کے بغیر زبانی اقرار سے مسلمان تو کہلا سکتا ہے مگر خوشنودی رحمان کی بجائے غضب خداوندی کا مورد بنا رہتا ہے اور یہ ظلم عظیم ہے تو ہم پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی کریم صلعم کی سنت کی اتباع میں ہر بنی نوع کے ساتھ بلا تفریق محبت و ہمدردی سے پیش آئیں۔ پسماندہ اور تباہ حال لوگوں کی راحت کے لئے کوشاں رہیں۔ ان کے آرام کو اپنے آرام پر مقدم کریں۔ امیر و غریب کی تفریق کو دور کریں اور بالخصوص اپنے بھائیوں سے ایسا سلوک کریں کہ کوئی شخص یہ تمیز نہ کر سکے کہ آیا یہ دراصل سگے بھائی ہیں یا غیر قوم کے بنئے اور اسلام کو حقیقی معنوں میں پھیلانے کا یہی ایک گر ہے۔ ورنہ خالی عادی کی خدا کے ہاں کوئی قدر نہیں اور اس مسلمان سے جو محض زبانی اقرار کرتا ہے۔ مگر اپنے عمل سے دشمن سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے وہ کافر ہزار درجہ بہتر ہے۔ جو گو زبانی اقرار تو نہیں کرتا۔ مگر اپنے عمل سے آقائے مدنی صلعم کی سنت کو زندہ کرتا ہے۔

دیوان مادھو رام ورجنبہ کی مظلوم رعایا

مسلمانان جنبہ کو ایک مدت سے اس امر کی شکایت چلی آ رہی ہے۔ کہ ریاست جنبہ میں ان کے حقوق کو نہایت بیدردی سے پامال کیا جا رہا ہے ان پر ریاست کی ملازمتوں کے دروازے بند ہیں۔ اشاعت دین کی اجازت نہیں اور ہر ممکن کوشش بروئے کار لائی جا رہی ہے کہ یا تو ان کو ریاست سے نکل جانے پر مجبور کر دیا جائے۔ یا انہیں ذلیل و کمزور کر کے پھر ہندو دھرم کی آغوش میں واپس لایا جائے۔

اس کے خلاف مسلمان ایک مدت سے صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ محض مسلمان ہی اس متعصبانہ ذہنیت کا نشانہ ہو رہے ہیں۔ مگر واقعات بتا رہے ہیں کہ وہاں کی ہندو رعایا بھی اپنے آپ کو اسی تکلیف میں محسوس کر رہی ہے۔ جس کا مسلمان شکار ہیں اور آج وہ بھی سکام ریاست کی تیرہ ذہنیوں سے نالاں ہے۔

بات یوں معلوم ہوتی ہے کہ جب سے حکومت کے انتظام کی باگ ڈور دیوان مادھو رام کے ہاتھ میں آئی ہے۔ اس کی ہر روز ان رہی ہے کہ ہر ممکن طریق سے اپنے لواحقین کو ریاست کے تمام نظم و نسق پر مسلط کر دے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے غیر از خاندان کو نکالنے سے دریغ نہیں کرتا۔ اور آج حالت یہ ہے کہ عملی طور پر تمام محکمہ جات پر یا تو اس کے اقربا مسلط ہیں یا خوشامد پسند لوگ۔

ریاست کے باشندوں کو شکایت ہے کہ ریاست کی آمد کا معتدبہ حصہ اس خاندان کی تجوریوں میں چلا جاتا ہے اور رعایا کی فلاح و بہبود کی طرف مطلق توجہ نہیں برتی جاتی۔ ریاست میں اس وقت ایسے قابل تعلیم یافتہ نوجوان موجود ہیں۔ جو ہر قسم کی ذمہ داری کو بطریق احسن سرانجام دے سکتے ہیں مگر ان کی بجائے ایسے رشتہ داروں کو سرکاری ملازمتوں میں مقرر کر دیا گیا ہے جو اس کے کسی طرح بھی اہل نہیں۔

دیوان بہادر بجائے راہ راست اختیار کرنے کے چاپلوسیوں سے کام لے رہے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے اپنے نمک پروردہ لوگوں کو دیہات میں بھیجا کہ سادہ لوح دیہاتیوں سے دستخط کروا لاؤ کہ ہمیں کوئی تکلیف نہیں۔ دیہاتیوں کو جب اس چالاکی کا پتہ چلا تو انہوں نے ان شریر النفس لوگوں کو ڈانٹ بتلائی اور وہ اپنا سا منہ لیکر رہ گئے

اس کے علاوہ یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ صرف احمدی شرارت کرتے ہیں اور عام مسلمان نہایت امن سے زندگی گزار رہے ہیں۔ مگر اس افترا سے قبل یہ نہیں سوچتے کہ جن بے گناہ مسلمانوں کو جادو کے الزام میں چھ سال کے لئے جیل میں ٹھونس دیا گیا ہے۔ وہ غریب تو احمدی نہیں تھے۔ لوگوں کو مسلمان ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ ان پر ملازمتوں کے دروازے تنگ کئے جا رہے ہیں اور کئے جا چکے ہیں اور کیا یہ جو ہندو چیخ و پکار کر رہے ہیں۔ وہ سب احمدی ہی ہیں۔

دیوان بہادر کو چاہئے کہ وہ بجائے راہ کج اختیار کرنے کے ان تکالیف کے ازالہ کی کوشش کرے۔ جن میں جنبہ کی رعایا گرفتار ہے ان کو مذہبی آزادی دی جائے۔ ملازمتوں کے دروازے سب پر کھولے جائیں۔ رعایا کی بہتری کے لئے کوشش کی جائے۔ سب کو ایک آنکھ سے دیکھا جائے ورنہ مظلوموں کی آہوں کا دھواں ایک نہ ایک دن اپنا اثر دکھائیگا اور اس وقت سوائے حسرت و افسوس کے کچھ بھی ہاتھ نہ آئیگا

ایک المناک حادثہ اور عبرتناک سزا کی ضرورت

اخبارات میں ایک لرزا دینے والے دردناک حادثہ کی اطلاع ملی ہے کہ ۱۵ مارچ کی صبح کو ایک سترہ سالہ مسلمان شریف زادی کالج . . . لڑکی جب وہ کالج کے دروازہ پر تانگہ سے اتری تو چھ سات درندہ خصلت، شیطان سیرت، خبیث الطبع بدمعاش نوجوانوں نے اسے اٹھا لیا۔ اس کا منہ بند کرایا اور موٹر میں ڈال بھاگ گئے۔

یہ واقعہ اس قدر دلسوز ہے کہ اس کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی اور تصور ہی سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ درندگی اور حیوانیت کا یہ المناک مظاہرہ ہر شریف اور حساس شخص کے رونگٹے کھڑے کرنے والا ہے۔ آج کل لامذہبیت اور بے حیائی کی ہوا ہندوستان میں عام ہو گئی ہے سینما مخرب الاخلاق ناول، کالجوں کی بے تربیت تعلیم۔ ہندوستان کے لوگوں کو شرافت کے ان جوہروں سے معرا کر رہے ہیں۔ جن پر کبھی ملک کو ناز تھا۔ اور جن کے اپنی کی خاطر جان دینا کبھی ہندوستان کے ایک بہادر مرد کے لئے طرہ امتیاز اور باعث صد فخر و مباہات تھا۔ ایک شریف زادی کو اس طریق سے تنگ کرنا ہندوستانی سوسائٹی پر ایک نہایت ہی بدنما داغ ہے جس کو بزرگوں کی ارواح یقیناً نفرت و نفرین کی نگاہ سے دیکھتی ہوں گی۔

ایسے واقعات آئے دن ملک کے مختلف حصص میں وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور چونکہ ان کے انسداد کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں فرمائی گئی اس لئے ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایسے حادثات کے انسداد کے لئے ضروری ہے کہ اصلاحی جماعتیں بالخصوص متوجہ ہوں۔ کیونکہ جب تک ایسے حادثات ظہور پذیر ہوتے رہیں گے کسی شریف انسان کی زندگی امن میں نہیں اور کسی شریف خاتون کی عزت برقرار نہیں۔ اول تو کوشش ہونی چاہئے کہ ایسے ذرائع کو مسدود کیا جائے جو ان بیہودگیوں کے محرک ہوتے ہیں۔ مثلاً گندے ڈرامے، اخلاق سوز ناول اور لچر کتابیں۔ علاوہ ازیں زمانہ کو بیدار کیا جائے کہ وہ ایسے بدمعاشوں کو سوسائٹی میں ذلت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھیں اور عورتوں کے ناموس کی حفاظت میں جان پر کھیل جانے کو سعادت سمجھیں

لیکن سب سے زیادہ توجہ اس کام کی طرف حکومت کو کرنی چاہئے اس بات کے کہنے میں کوئی باک نہیں کہ سزا کے موجودہ قوانین اپنے مقصد کو پورا نہیں کر رہے جس کا ثبوت جرائم کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہے۔ سزا کا مقصد نہ صرف مجرم کی اصلاح ہو۔ بلکہ عوام الناس کے لئے مایہ عبرت ہو۔ مگر موجودہ صورت میں جیل خانوں میں سزا اس طریق سے مقرر ہے کہ ملزم جیل کو اپنے گھر کی طرح آرام دہ پاتا ہے۔

ہمارے خیال میں ضرورت ہے کہ جب یہ بدمعاش لوگ گرفتار ہو جائیں تو ان کو ایک سبق آموز طریق سے سزا دی جائے اور وہ اس طرح کہ شہر کے باہر موزوں مقام پر پبلک کے سامنے ان کو سختی سے کوڑے لگائے جائیں۔ تاکہ نہ صرف ان کو ہی آئندہ عبرت ہو۔ بلکہ دیکھنے والے بھی کانوں پر ہاتھ دھریں۔ کیا حکام اس تجویز پر غور فرمائیں گے؟

اس حادثہ میں ہمیں اپنی عزیز بہن اور آپ کے ورثا سے انتہائی درجہ کی دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ محترمہ اور دیگر تمام شریف زادیوں کو آشوب زمانہ سے محفوظ رکھے۔ احباب سلسلہ کو چاہئے کہ وہ ان ستم رسیدگان سے اظہار ہمدردی کریں اور اس قسم کی بدمعاشیوں کا سدباب کرنا اپنا اولین فرض سمجھیں۔

کسی اور کا نمونہ ہی اختیار کیجئے

دنیا میں ہر طرف یہ مشہور ہو چکا ہے کہ یورپ دہریہ ہو چکا ہے وہاں کے لوگ مذہب سے لاپرواہ ہو رہے ہیں۔ مگر واقعات بتاتے ہیں کہ اس پروپیگنڈہ کی تہ میں حقیقت بہت ہی کم ہے اس میں شک نہیں کہ مغربی دنیا میں ایک گروہ ایسا افراد کا ہے جو مذہبی قیود سے آزاد ہے۔ مگر اکثریت تاہنوز ایسے لوگوں کی ہے جو مذہب کے لئے دلوں میں جذبہ احترام رکھتے ہیں اور اس کی خاطر قربانیاں کرتے رہتے ہیں جس کا زندہ ثبوت عیسائی مشنوں کا وہ جال ہے جو وسیع ارض پر پھیلا ہوا ہے اور جس کے ماتحت لاکھوں روپیہ کے اخراجات سے ہزارہا سکول ہسپتال اور دیگر ادارے چل رہے ہیں۔

یہ روپیہ مغرب کے دولتمند تجار، امراء اور صاحب ثروت لوگوں کی جیبوں سے آتا ہے اور اس کے مصرف کی تہ میں لوگوں کو عیسائی بنانے کا جذبہ کارفرما ہے۔ حال ہی میں ہندوستان میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے انگلینڈ میں ۲۵ ہزار پونڈ کی اپیل کی گئی تھی جس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور عیسائیوں کی طرف سے چندہ کثیر تعداد میں جمع ہو گیا۔ یہ مثال اس حقیقت پر بین دلیل ہے کہ عیسائی لوگ مذہب کی خاطر قربانی کرنے میں سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں اور اس بات پر تلے بیٹھے ہیں کہ دنیا کو تثلیث کے چکر میں لا کر آرام لیں

اس کے برخلاف مسلمانوں کی حالت نہایت ہی قابل رحم ہے ان کے مذہبی جذبہ کی حقیقت زبانی تکرار، باہمی فتنہ و فساد اور تکفیر بازی تک محدود ہے امراء نشہ دولت میں بدمست ہیں۔ سرمایہ دار کی پونجی یا تو عیاشیوں کی نذر ہوتی ہے اور یا بھائیوں کی ایذا رسانی میں۔ ضرورت تو اس امر کی تھی۔ کہ

بچوں کا صفحہ

وہ کیا ہی اچھے دن تھے جب عمرؓ ہمارے آقا تھے

(از قلم جناب ماسٹر محمد یعقوب صاحب)

وہ بادشاہ تھے۔ ایسے بادشاہ جیسے حضرت محمدؐ رسول اللہ پیدا کرنے چاہتے تھے۔ باقی دنیا دار بادشاہوں کی طرح نہیں۔ کہ اپنے عیش و آرام میں رات دن بسر ہو رہا ہے۔ لیکن رعایا کی خبر ہی نہیں۔ نہیں۔ وہ رعایا کی حفاظت کرتے۔ اُن کے نگہبان تھے۔ رات اور دن صبح اور شام سوتے اور جاگتے آپ کو اُمت محمدیہ کی بہتری کا خیال دامن گیر رہتا۔ اور اسی مقصد کے لئے آپ ہر وقت کوشش میں لگے رہتے۔

آپ کی زندگی بہت سادہ تھی۔ معمولی غذا کھاتے۔ نہایت ادنےٰ قسم کے کپڑے کی پوشاک پہنتے کوئی سواری یا ٹھاٹھ نہ تھا۔ پیدل ہی ادھر اُدھر جاتے۔ کوئی محافظ نہ تھا۔ اللہ کے سوا محل نہیں۔ سادہ مکان میں رہتے سہتے۔ اور جب بازار میں کسی کام کے لئے تشریف لے جاتے تو رعایا کو معلوم بھی نہ ہوتا۔ کہ خلیفہ رسول اللہ جا رہے ہیں۔ تمام اپنے اپنے کاموں میں نہایت اطمینان سے منہمک رہتے۔

رات آرام کے لئے ہوتی ہے۔ چھوٹے بڑے بادشاہ و گدا۔ محلات والے اور جھونپڑیاں والے لانبی تان کر سوتے ہیں۔ تاکہ دن بھر کی تکان دور ہو۔ اور دوسرے دن کے لئے تازہ دم ہو کر اٹھیں۔ لیکن حضرت عمرؓ کی یہ عادت نہ تھی۔ سورج نے منہ چھپایا۔ تو حضرت عمرؓ نے شام کی نماز پڑھائی۔ کھانے سے فارغ ہوئے۔ اور عشاء کی قیادت کی۔ مسلمان اپنے اپنے مکانوں کو سدھارے۔ حضرت عمرؓ نے بھیس بدل گلی کوچوں کی گشت شروع کر دی۔ تاکہ دیکھیں۔ اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ کہ کوئی مسلمان دکھ درد میں تو نہیں کوئی بیوہ ایسی تو نہیں۔ جس کے یتیم بچے بھوکوں مر رہے ہوں۔ اور خلیفہ وقت کو علم بھی نہ ہو۔

ایکدن شام کو نکلے۔ تو گھپ اندھیرا تھا۔ سردی زوروں پر تھی۔ آپ عربی گنوار کے بھیس میں تھے۔ راستہ میں عباس مل گئے۔ فرمایا "عباس۔ آؤ"۔ عباس ٹھٹھک گئے۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ دیکھنے لگے۔ کہ یہ کون۔ یہ گنوار میرے نام سے کیونکر واقف ہے۔ غور سے دیکھا۔ تو عقدہ کھلا۔ معلوم ہوا۔ امیر المومنین اعرابی کے بھیس میں کھڑے ہیں۔

عباس بڑھے۔ السلام علیکم کہا۔ اور دریافت کیا۔ "امیر المومنین کہاں" فرمایا۔ اس اندھیری رات میں عرب کے قبیلوں کا چکر لگانے کا ارادہ ہے

ہر ہر خیمہ اور ہر ہر گھر کے قریب جاتے۔ ٹھہر جاتے۔ کان لگا کر سنتے آگے چل پڑتے۔ اسی طرح بہت سے خیموں کا طواف کیا۔ بہتیرے گھر دیکھ ڈالے۔

ایک خیمہ نظر آیا۔ ایک بڑھیا اپنے بچوں کے جھرمٹ میں بیٹھی تھی۔ بچے رو رہے تھے۔ چلا رہے تھے۔ بلک رہے تھے۔ سامنے چولھے پر ہنڈیا رکھی تھی۔ نیچے آگ جل رہی تھی۔ بڑھیا بچوں کو تسلی دے رہی تھی۔

"ٹھہرو۔ میرے پیارے بچو۔ ذرا صبر کرو۔ ابھی پک کر تیار ہو جائے گی پھر کھانا۔ خوب سیر ہو کر" لیکن آہ! اس محبت آمیز نرم آواز میں بھی لڑکھڑاہٹ تھی عمرؓ کے سینے پر تیر چل گئے۔ کانپ گئے۔ بچے بلک بلک کر ماں سے کھانا مانگتے تھے۔ لیکن ہر بار یہی جواب ملتا تھا۔ "ٹھہرو۔ پکنے دو۔ ابھی تیار ہوتا ہے خوب سیر ہو کے کھانا" عرصہ تک یونہیں بُت بنے کھڑے رہے۔ اور حالات پر غور کرتے رہے۔ بالآخر آگے بڑھے۔ داخلہ کی اجازت لی۔ اور سلام مسنون کے بعد نہایت شفقت آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ان بچوں کے رونے کی کیا وجہ ہے؟"

"یہ بھوک سے بدحال ہیں"

"ہنڈیا میں جو کچھ ہے۔ انھیں کھلایئے"

"ہنڈیا میں ہے کیا۔ جو ان کو کھلاؤں۔ یہ تو صرف دلاسے کے طور پر چڑھائی ہوئی ہے۔ چیختے پکارتے خود بخود سو رہیں گے۔"

امیر المومنین نے ہنڈیا سے ڈھکنا اٹھایا۔ پانی جوش مار رہا تھا اور ہنڈیا میں کنکریاں پڑی ہوئی تھیں۔ دریافت کیا۔

"اس کا کیا مطلب؟"

"بس یہی۔ کہ بچوں کو تسلی ہو۔ کہ کھانا پک رہا ہے۔ کھائیں گے اس سے ان کی امید بندھی ہوئی ہے۔ لیکن رونے دھونے سے نیند کا غلبہ ان کی آنکھوں کو بند کر دے۔ اور وہ سو رہیں گے۔"

"آپ کی یہ حالت کیوں ہے"

"میں لاوارث ہوں۔ نہ میرا بھائی ہے۔ نہ باپ۔ نہ خاوند اور نہ ہی کوئی قریبی ہے۔ کہ میری خبر لے۔

(باقی پھر)

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

بغداد

اخویم سید تصدق حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ روز عید الضحیٰ کی تقریب پر نماز عید آپ کے مکان پر احباب نے ادا کی۔ بارہ تیرہ دوستوں کا اجتماع ہو گیا تھا الحمد للہ۔ ایک دوست الہ دین شیر محمد صاحب نے بعد از نماز عید سلسلہ میں شمولیت اختیار کی۔ اس سے پہلے برادر حیات محمد صاحب اور ابراہیم آدم صاحب سچوانی داخل اسلام ہو چکے ہیں۔ عید کی شام کو اخویم سید عابد علی شاہ صاحب کے مکان پر دوستوں کا اجتماع ہوا۔ بغداد کے احباب سلسلہ کی ایک سال کی کارگذاری سے سب دوستوں کو آگاہ کیا گیا اور تنظیم، اتحاد، ایثار و قربانی پر مختلف احباب کی تقریریں ہوئیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب دوستوں کو خدمت اسلام کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔

جرمنی

ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک نومسلم کی فارم معہ فوٹو ارسال ہے۔ یہ خاتون ۱۲ر جنوری ۱۹۳۷ء کو حلقہ بگوش اسلام ہوئی۔ اس کا جرمن نام السلبیو ہے اور اسلامی نام عائدہ رکھا گیا ہے۔ یہ ہمارے ایک جرمن نومسلم بھائی رفیق کی تبلیغ کا نتیجہ ہے۔ جو خود ڈیڑھ سال سے مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ عنقریب ان ہر دو کی اسلامی طریق پر مسجد میں شادی ہو جائیگی۔

ٹرینیڈاڈ

لاہور کی ایک انجمن نے ہماری مخالفت کرنے کے لئے جزیرہ ٹرینیڈاڈ میں اپنا ایک مبلغ نذیر احمد نامی بھیجا تھا۔ کچھ عرصہ وہ خوب جھوٹ بول بول کر ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کرتا رہا۔ آخر وہاں کی اہلسنت والجماعت نے اسے زمین پر پٹک دیا۔ میاں نذیر احمد نے جو اعلان وہاں شائع کیا ہے۔ اس میں اپنی بے بسی کا رونا یوں رویا ہے۔

"انجمن سنت والجماعت ٹرینیڈاڈ نے مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۳۶ء کی شام کو اپنی ایک میٹنگ میں جو مسٹر مصطفےٰ صاحب اسکور کے مکان پر ہوئی فیصلہ کیا کہ اب انجمن مذکور کو میری خدمات کی بحیثیت مبلغ ضرورت نہیں۔ چنانچہ انجمن نے اپنا فیصلہ زبانی طور پر مجھ کو مسٹر مصطفےٰ اسکور کے مکان پر بلا کر سب ممبران کے سامنے سنا دیا جس میٹنگ میں موجود نہ تھا۔ اب ۲۹ر دسمبر کی شام سے میرا انجمن مذکور کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ درخواست علیحدگی منظور ہو تو انجمن پی جانے یا میرے خیال میں یہی وجہ ہے کہ میں باوجود علم رکھنے کے کارکنان انجمن کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی یا ان کے لئے گراموفون ریکارڈ نہیں بن سکتا۔"

یہ وہ شخص ہے کہ جس نے مبلغ کہلا کر ہمارے خلاف جھوٹ بولنے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ مسائل میں تو ہمارا مقابلہ کر نہ سکتا تھا۔ اس لئے دوسری قسم کا پروپیگنڈا کرتا رہا کبھی کہا کہ انجمن کا نہ کوئی ہائی سکول ہے۔ نہ اس کی عمارت اور نہ ہمارا قرآن ہندوستان میں کوئی خریدتا ہے ایک دفعہ لیکچر دیتے وقت اس نے جھوٹ بولا تو ٹرینیڈاڈ کے دوستوں نے اس پر گرفت کی۔ اس پر جواب دیا کہ لغزش زبان تھی۔ پھر کہا کہ خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے اور کہ خدا نے قرآن میں بھی غلطیاں کی ہیں۔ بہرحال اب میاں جی خیر و عافیت سے واپس تشریف لا رہے ہیں۔ لاہور کی اس انجمن کو چاہئے کہ اس کی واپسی پر سارے لاہور میں مٹھائی تقسیم کرے۔

چندہ جماعت بغداد

بتقریب عید الضحیٰ ۱۳۵۵ھ

اسماء چندہ دہندگان	عید فنڈ	مسجد فنڈ
جناب سید عابد علی صاحب	عمر	عمر
" ابراہیم آدم صاحب سچوانی	عمر	عمر
" سلطان علی صاحب	عمر	عمر
" اللہ جوایا صاحب	عمر	عمر
" محمد شیر گل صاحب	عمر	عمر
" عبد الحکیم صاحب الیکٹریشن	عمر	عمر
" الہ دین شیر محمد صاحب نجار	عمر	عمر
" ماسٹر فضل دین صاحب	عمر	عمر
" عبد الرحمٰن صاحب انصاری	عمر	عمر
" اسماعیل محمود صاحب اعظمیہ	عمر	عمر
" التفات حسین خاں صاحب	عمر	عمر
" سید تصدق حسین قادری	عمر	عمر
جنابہ والدہ ابراہیم القادری	عمر	عمر
" بنت تصدق حسین قادری	۱۰/	۱۰/
جناب مجید افندی	۱۰/	۱۰/
" ابراہیم ابن تصدق حسین	۱۰/	×
عزیزان فرزندان ماسٹر فضل دین صاحب	۱۲/	×
" " سید عابد علی صاحب	عہ/	×
عزیز فرزند عبد الرحمٰن انصاری	۲/	×
" " محمد شیر گل صاحب	۱/	×
" " ابراہیم آدم صاحب سچوانی	۴/	×
میزان	للعہ/ ۴ر	للعہ/ ۵ر

جزاہم اللہ احسن الجزاء

جلسے

سکرٹری صاحبان توجہ فرمائیں

بعض دوست فرداً فرداً بیرونی جماعتوں کے جلسوں کی تاریخیں مقرر کر کے مرکز کو صرف سات آٹھ روز کا نوٹس دے دیتے ہیں کہ فلاں فلاں مبلغ کا انتظام ہونا چاہئے۔ یہ بات نہایت تکلیف دہ ہوتی ہے اتنی جلدی مبلغوں کا انتظام کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اور پھر اس وقت جبکہ بہت سی جماعتیں ایک ہی وقت میں اپنے جلسے منعقد کر رہی ہوں۔ لہٰذا بیرونی جماعتوں اور مرکز کی سہولت کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔

(۱) جب کوئی جماعت اپنے جلسہ کے متعلق فیصلہ کرے۔ تو محض سکرٹری جماعت کی طرف سے اس کی اطلاع مرکز میں آنی چاہئے۔ فرداً فرداً احباب کی اطلاع آنے پر بعض وقت غلط فہمی ہو جاتی ہے۔

(۲) ایسے جلسوں کی اطلاع انعقاد سے کم از کم تین ہفتہ یا ایک ماہ پیشتر مرکز میں موصول ہو جانی چاہئے۔

ان ہدایات کے ماتحت اگر اطلاعات مرکز میں موصول نہ ہوئیں تو افسوس کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ دفتر انتظامات کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

مرتضےٰ خاں
اسسٹنٹ سکرٹری

نوجوانان احمدیت بیدار ہو جاؤ

احمدیہ ینگ مسلم ایسوسی ایشن امرتسر

"کسی قوم کی ترقی کا راز اس میں ہے کہ اس کے افراد کے قلوب ایک ہی نصب العین کی طرف ہوں۔"

"قوم افراد سے بنتی ہے اگر ہر ایک فرد کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہو جائے تو ساری قوم درست ہو سکتی ہے۔"

"نوجوانو! اگر ہمارے قدم اس کام میں آگے بڑھتے گئے تو امید ہے کہ بہت جلد ہم اس ملک میں جہاں آج مخالفت کا دریا امڈا ہوا ہے۔ بہت سے لوگوں پر اسلام اور احمدیت کی سچائی واضح کر دیں گے۔"

یہ چند اقتباسات کا خلاصہ ہے جو سکرٹری احمدیہ ینگ مسلم ایسوسی ایشن نے میٹنگ میں پڑھ کر سنائے۔ اس ایسوسی ایشن کی تیسری میٹنگ بصدارت میاں عطاء اللہ صاحب دفتر انجمن ہذا منعقد ہوئی جناب سکرٹری نے احمدیت اور بانیٔ احمدیت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے اچھی طرح تمام حصوں کو واضح کیا۔ اسی ضمن میں قوموں کے عروج و زوال کے متعلق مختلف اقتباسات سنائے۔ اس سے پہلے محمد اکبر صاحب نے تلاوت قرآن اور اشعار مسیح موعود سے میٹنگ کا آغاز کیا تھا۔

بعد میں صدر محترم نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تجویز ریلیجن آف اسلام کے متعلق پیش کی اور دوستوں کو ایک نظام کے ماتحت آنے پر زور دیا جماعت کو منظم کرنے کے لئے ممبران پر چند پابندیاں عائد کی گئیں مثلاً ان میں سے ایک یہ ہے۔ جو ممبر مقامی چندہ ہر ماہ کے پہلے ہفتے میں ادا نہ کرے اسے ایک آنہ جرمانہ کیا جائے گا۔ کوئی ممبر معقول وجہ کے بغیر میٹنگ سے غیر حاضر نہ رہے۔

بابو ثناء اللہ صاحب، عبد الرحمٰن صاحب سول سرجن اور شیخ فضل حق صاحب نے تجاویز پاس کرانے میں خاص رائے زنی کی۔ اس کے بعد دعا یہ میٹنگ ختم ہوئی۔

اس انجمن کی زیر نگرانی دوسرا ٹریکٹ "انہار حقیقت" کیا احمدیت نے اسلام میں تفرقہ ڈالا شائع ہو چکا ہے جس میں احمدیت اور تفرقہ اسلام پر ایک اچھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

آخر میں دوسرے شہر کے نوجوانوں سے میری درخواست ہے کہ وہ اب سستی چھوڑ دیں اور اپنے اپنے شہروں میں احمدیہ ینگ مسلم ایسوسی ایشن قائم کر کے احمدیت کی قوت کا موجب ہوں۔

(شیخ محمد طفیل سکرٹری)

انٹرنس

کے امتحان میں شامل ہونیوالے طلبا توجہ فرمادیں

جماعت کے ایسے نوجوان جو امسال انٹرنس کے امتحان میں شامل ہو رہے ہیں۔ مندرجہ ذیل امور کی طرف توجہ فرمادیں۔

(۱) کیا امتحان پاس کرنے کے بعد وہ اپنی تعلیم جاری رکھیں گے تعلیم جاری رکھنے کی صورت میں کیا وہ لاہور آنا پسند کریں گے یا کسی دوسری جگہ داخل ہونگے؟

(۲) امتحان کے بعد اگر ایسے دوست تعلیم جاری رکھنا نہیں چاہتے تو انہوں نے اپنے مستقبل کے متعلق کیا سوچا ہے؟ کیا وہ ملازمت تلاش کریں گے یا کوئی اور کام کرنا پسند کریں گے؟

مندرجہ بالا امور کی طرف طلبا خود یا ان کے ورثا خاص طور پر توجہ فرمادیں اور اپنی پہلی فرصت میں اس کا جواب ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔

سے یہ بات بھی معلوم ہو جائے گی کہ جماعت کے کتنے نوجوان امسال انٹرنس میں شامل ہو رہے ہیں اور ان کی ملازمت تعلیم کے متعلق بھی ہم کچھ سوچ سکیں گے۔ والسلام۔ خاکسار

عبدالحق سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

"زمیندار" سنت کفار کی تائید میں

جماعت احمدیہ لاہور کے ایک جلسہ عام میں مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی نے فاضل صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی صدارت میں "مثیل النبیین" کے موضوع پر لیکچر دیا تھا جس میں ثابت کرنا تھا کہ نبی کریم صلعم کے متعلق تمام کتب سابقہ میں آپ کی آمد کی پیشگوئی موجود ہے۔ مگر صرف اس جرم پر کہ یہ نیک کام احمدی کر رہے ہیں۔ مخالفین سلسلہ احمدیہ نے اپنی عادت مستمرہ کے مطابق اپنے اخلاق کا وہ مظاہرہ کیا جو کفار اسلام کے مقابل ہمیشہ کرتے آئے ہیں۔ مگر زمیندار کی بے حیائی کی کوئی حد نہیں۔ جس نے ان کے اس فعل کی تعریف کی اور بڑے فخر سے زمیندار ۱۱ر مارچ ۱۹۳۷ء میں لکھا ہے کہ احمدیوں کی اینٹ پتھر سے تواضع کی گئی اور گیس کے انڈے توڑے گئے۔ اس نے تو کمال بے شرمی کا اظہار کیا ہے۔ مگر ہمارے لئے خوشی کا مقام ہے کہ ہماری اس طریق سے تواضع کی گئی جس طریق سے طائف کے کفار اور غنڈوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع کی تھی۔ لیکن زمیندار کو اگر کوئی حیا ہے تو اسے چلو میں پانی ڈال کر ڈوب مرنا چاہئے۔ کہ اس کی تواضع بنی نوع "شاہ بخاری" کے چیلے چانٹے جن کے فعل کی تائید آج زمیندار کر رہا ہے۔ گذشتہ دنوں بہت سے جلسوں میں چھیڑ دن سے کرتے رہے ہیں اور سیدؔ اس کے سر پر بے شمار جوتے بیزار رسید کرتے رہے ہیں۔ یہ انہیں بندر، سؤر اور کتنے کتنا کہتے ہیں اور وہ اسے گندی گالیاں دیتے رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اخبارات میں چھپتا رہا۔ اور غیر مسلم دنیا ان کے اس اسلام کو بدنام کرنے والے فعل پر ماتم کرتی رہی ہے اور ان کے دوست ان کے اخلاق پر نوحہ کرتے تھے۔ کہ اب صرف ننگے ہو کر ناچنا باقی ہے۔ اگر یہ سلوک اچھا تھا تو اس وقت کیوں منایا گیا۔ اور گالیاں کیوں دی گئیں۔ پس لاہور کے احمدیوں کی مثال تو با خدا انسانوں سے جا ملتی ہے۔ مگر اس کی مثال گنڈوں سے۔ کیونکہ تاریخ بتاتی ہے۔ کہ انبیاء کو ہمیشہ کفار پتھراؤ کرتے آئے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی کئی ایک آیات بھی اس پر شاہد ہیں۔ جیسے قالوا لئن لم تنته یٰنوح لتکونن من المرجومین۔ اے نوح تو اگر باز نہ آیا تو ہم تجھے پتھراؤ کریں گے۔ جیسے قالوا انا تطیرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنکم۔ اگر باز نہ آئے تو ہم پتھراؤ کریں گے۔"

لیکن یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کہ کسی نبی یا انکے متبعین نے کبھی ایسی بیہودگی کا اظہار کیا ہو

شیخ محمد نصیب

سرکاری اطلاع

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

یہ امر واقفیت عامہ کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ ان دو ششماہی نصابوں کی بجائے جو پنجاب ایگریکلچرل کالج لائلپور میں ۳۰ر ستمبر اور یکم اکتوبر سے ۳۱ر مارچ تک ہر سال منعقد کئے جاتے تھے۔ حکومت پنجاب (وزارت زراعت) نے یہ انتخاب منظور فرمایا ہے۔ تاکہ اس میں زراعتی کاموں کے متعلق سالم ایک سال تک تربیت دی جا سکے۔ لہٰذا ایک سالہ میعاد کی آئندہ ورنیکولر جماعت پنجاب ایگریکلچرل کالج لائلپور میں یکم اپریل ۱۹۳۷ء سے جاری کی جائے گی۔

نیز فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو پنجابی طالب علم اس جماعت میں شامل ہوں ان سے

دہلی میں جماعت احمدیہ لاہور کی عظیم الشان فتح

مسلمانوں پر علما کی کذب بیانی ظاہر ہو گئی

انجمن سیف الاسلام دہلی جو درحقیقت جماعت احرار کی ایک شاخ ہے اس نے اپنے سالانہ جلسہ کے موقع پر ہم خادمان اسلام کو مباحثہ کا چیلنج دیا۔ باوجود اس امر کے جاننے کے کہ جماعت احمدیہ لاہور برادران اسلام سے الجھنا نہیں چاہتی پھر بھی انجمن سیف الاسلام نے اسلامی رواداری کو پس پشت پھینک کر ہمارے ساتھ غیر مسلموں کا سلوک کیا اور اس وجہ کو مدنظر رکھ کر ہم نے نہایت افسوس کے ساتھ ان کا چیلنج مباحثہ منظور کیا چنانچہ مباحثہ کے لئے ہماری طرف سے "وفات مسیح" کا مسئلہ پیش ہوا جس کو انجمن سیف الاسلام نے منظور کر لیا اور ان کی طرف سے مضمون "مرزا صاحب کا مذہب" پیش ہوا۔ جس کو جماعت احمدیہ نے منظور کر لیا۔

وفات مسیح پر مباحثہ

مورخہ ۶ر مارچ بروز ہفتہ بوقت ۹½ بجے صبح مباحثہ شروع ہوا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے ہمارے نوجوان فاضل دوست مولینا مولوی سید محمد امین شاہ صاحب بحیثیت مناظر پیش ہوئے اور انجمن سیف الاسلام کا وکیل مولوی نور محمد صاحب دیوبندی تھا۔ باوجود اس کے کہ ہمارے نوجوان مولوی سید محمد امین شاہ صاحب کا ایسے عظیم الشان مجمع میں تحریری مباحثہ کے لئے پہلا موقع تھا۔ مولانا نے اپنے علم و فضل اور تقریر میں روانی کے باعث حاضرین جلسہ کو مبہوت بنا دیا۔ چنانچہ کئی مسلمان بھائی یہ فرما رہے تھے۔ کہ احمدیوں کا اٹھارہ سالہ بچہ مولویوں کے قافیہ کو تنگ کر سکتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سید محمد امین شاہ صاحب کے علم اور زور بیان میں اور ترقی عطا کرے۔ انشاءاللہ چند سالوں کے اندر اندر مولانا موصوف ایک نہایت ہی زبردست مناظرانہ شخصیت کے واحد مالک تسلیم کر لئے جائیں گے۔

اس مناظرہ کے اثر کو زائل کرنے کے لئے چند غیر ذمہ دار جاہل طبقہ کے لوگوں نے مولانا مولوی عمرالدین صاحب اور سید صاحب کے ساتھ ناواجب حرکات بھی کیں۔ مگر چونکہ انجمن سیف الاسلام دہلی ان حرکات پر خود تاسف اور افسوس کرتی ہے اس لئے بحیثیت مسلمان ہم نے ان کو معاف کر دیا۔ اس مباحثہ میں ہمارے سید محمد امین صاحب کی ایک قیمتی کتاب "المنجمد" بھی ضائع ہو گئی جس کا افسوس ہے

حضرت مرزا صاحب کا مذہب

اس مضمون پر مباحثہ بروز اتوار مورخہ ۷ر مارچ کو پریڈ گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ گو ہفتہ کے روز قادیانی جماعت کے مباحثہ کے دوران میں کچھ آدمی زخمی بھی ہو چکے تھے۔ جس سے گمان تھا۔ کہ شاید اتوار کے روز پبلک زیادہ تعداد میں مباحثہ میں شریک نہ ہو سکے گی۔ مگر ہمارا گمان غلط ثابت ہوا۔ اور مباحثہ شروع ہونے سے پیشتر ہی مباحثہ کا مجمع کئی ہزار تک پہنچ گیا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مناظر جناب فضل . . . .

مولانا عمرالدین صاحب پیش ہوئے۔ اور ہمارے مخالف مسلمانوں کی طرف سے مولوی ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری۔ مولوی ابوالوفا صاحب نے حضرت مجدد الوقت کا پولیٹیکل مسلک پیش کر کے پبلک پر ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ ایسا شخص کیونکر مجدد ہو سکتا ہے۔ مولانا مولوی عمرالدین صاحب نے صحابہ کرام کے طرز عمل پر جو انہوں نے شاہ حبشہ کی مدد کے لئے اختیار کیا . . . . . . نیز حضرت سید احمد صاحب بریلوی اور حضرت مولینا مولوی اسمٰعیل صاحب شہید کی تحریرات سے انکا بھی یہی مسلک ثابت کیا جو حضرت مجدد وقت کا تھا۔ اور مولوی ابوالوفا سے دریافت کیا۔ کہ کیا مولوی ابوالوفا صاحب صحابہ کرام جنہوں نے شاہ حبشہ کی مدد کی۔ نیز حضرت مولینا شاہ اسمٰعیل صاحب شہید اور حضرت سید احمد صاحب بریلوی کی شان مقدس میں بھی اب وہی لفظ استعمال فرمائیں گے جو حضرت مسیح زماں صاحب کیلئے جائز سمجھتے ہیں۔ اور جب مولوی ابوالوفا صاحب سے یہ پوچھا گیا کہ اگر وہ گورنمنٹ انگریزی کے نافرمانبردار ہیں۔ تو وہ اور سب دیوبندی علما کے ایسا اعلان کیوں نہیں کرتے۔ اور منافقت جیسا الزام کیوں قبول فرما رہے ہیں۔ تو جناب مولوی ابوالوفا صاحب بالکل لاجواب ہو گئے یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل و کرم تھا۔ کہ حضرت مجدد الوقت کی صحیح پوزیشن پبلک پر ظاہر ہو گئی۔ اور دیوبندی اپنے مقصد میں خائب و خاسر ہو گئے الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

ہر دو مباحثہ کا اثر برادران اسلام پر نہایت اچھا ہوا۔ چنانچہ عام طور پر دہلی میں مولویوں کو برا کہا جاتا ہے۔ اور جماعت احمدیہ لاہور کی ہر دلعزیزی پھیل رہی ہے

مولینا مولوی حبیب الرحمٰن اور سید عطاءاللہ شاہ صاحب بخاری

مورخہ ۹ر مارچ کو مجھے مولوی ابوالوفا صاحب کو ملنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ جب میں انجمن سیف الاسلام کے دفتر میں گیا۔ تو جناب مولینا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب اور مولوی سید عطاءاللہ شاہ صاحب بخاری کیساتھ ملاقات کرنے کا موقع مل گیا۔ اور ہر دو مولوی صاحبان کے متعلق مجھے یہ کہنے میں قطعاً کوئی تامل نہیں کہ انہوں نے نہایت ہی خندہ پیشانی کے ساتھ مجھ سے گفتگو فرمائی۔ اور جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات دینی کی تعریف کی۔ بلکہ مولینا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا کہ اگر ہماری جماعت حضرت مجدد الوقت کو مسیح موعود منوانا چھوڑ دے تو سب سے پہلے وہ حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت میں شامل ہونے کے لئے طیار ہیں۔ کیونکہ جماعت لاہور بیشک ایک منظم جماعت ہے جس سے اسلام کی خدمت ہو رہی ہے میں ہر دو مولوی صاحبان کے متعلق یہ بھی اعلان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مسئلہ حیات و وفات مسیح میں ہر دو مولوی صاحبان اور مصری علماء کے اس فریق کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں۔ جو حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے قائل ہیں۔ اس لئے میں جماعت احمدیہ لاہور کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ مولینا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب اور مولوی عطاءاللہ شاہ صاحب بخاری کیساتھ محبت و پیار کیساتھ پیش آئیں اور انکی زیادتیوں کو معاف کر دیں ممکن ہے کہ آئندہ چلکر اس کے نیک نتائج ظاہر ہوں میرے ساتھ ہر دو مولویوں کا سلوک نہایت ہی قابل تعریف تھا جسکا میں بذریعہ اخبار اعلان کرتا ہوں

شیخ عبدالحق (سکرٹری انجمن اشاعت اسلام دہلی)

(عـــــ) ایک روپیہ ماہوار فیس وصول کی جائے پنجاب سے باہر کے طلبا کو ۵ روپیہ ماہوار فیس ادا کرنی پڑے گی۔ لیکن ایسے طلبہ صرف اسی صورت میں داخل کئے جا سکیں گے جب پنجابی طلب کافی تعداد میں داخل ہونے کی غرض سے نہ آئیں۔ داخلہ کے لئے درخواستیں صاحب پرنسپل پنجاب ایگریکلچرل کالج لائلپور کی خدمت میں فوراً ارسال کر دی جائیں۔

تبصرہ

اسلامی تاریخی افسانے

مؤلفہ ایس۔ ایچ۔ اختر سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۹۰ کتابت وطباعت وکاغذ عمدہ۔ قیمت ۵ر محصول ڈاک۔ ملنے کا پتہ:۔ دار الکتب اسلامیہ لاہور

ہمارے قابل فخر اور باہمت نوجوان شیر محمد صاحب اختر قابل صد مبارکباد ہیں کہ انہوں نے اسلامی تاریخی افسانے کے نام سے فرزندان اسلام کے حالات پر ایک قابل سبق آموز کتاب لکھی ہے۔ درحقیقت ایسی کتب کی اشد ضرورت محسوس کی جاتی رہی ہے جن میں افسانوں کے صورت پر اسلامی تاریخ کو قوم کے سامنے رکھا جائے اور اس ضمن میں یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ بچوں کے لئے ایسی کتب بالکل تحریر نہیں کی گئیں اور اس لحاظ سے فاضل دوست کا یہ اقدام تحسین کا مستحق ہے۔

کتاب چھوٹے چھوٹے اسلامی واقعات کا مجموعہ ہے جو کہ بذات خود ہی بچوں کے لئے سبق آموز ثابت ہوں گے۔ مگر ہمارے دوست نے اس میں ایک خاص روح پرور بات کا التزام رکھا ہے کہ جگہ جگہ ایک مسلمان کے حقیقی مقام اور تعلیم اسلام کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ذیل میں کتاب میں سے چند ایک برجستہ فقرات ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں جن سے کتاب کی اہمیت اور عظمت کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

قرآنی تعلیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"اسلامی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ وہ ہر ناکامی کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا اور قرآن کریم کے ارشاد پر عمل کرتا کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔"

"جب اپنے دشمن پر کامیاب نہ ہو سکا تو اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کہ صبر کامیابی کا ذریعہ ہے۔ مکمل شام کو رخ کیا۔"

ایک مسلمان کی زندگی کو دوسروں سے ممتاز دکھانے کے لئے بار بار وضاحت کیا ہے۔ جیسے:۔

"اور بس ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے فرض منصبی کو خوب اچھی طرح ادا کرے۔"

"وہ سچے آقا سے وفاداری کا عہد کر چکا تھا۔ مسلمان ہمیشہ اپنے عہد کو پورا کرتا ہے۔ اس لئے لاکھوں کی دولت کو ٹھکرا دیا اور اپنے فرض کو مقدم رکھا۔"

"اسلام کو آپ جیسے فرزندوں پر ناز ہے۔ وہ فرزند جو اپنے فرض کو سمجھتے ہیں اور جب فرض ادا کرنے کا وقت آئے تو اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ ان کے سامنے اور کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ مگر خدمت اسلام۔"

الغرض کہ اس طرز کے تابناک موتی کتاب کے ہر ورق پر بکھیرے گئے ہیں۔ جو یقینی ہے کہ ناظر کے دل و دماغ کو درخشاں کر کے رہیں۔

کتاب کا اسلوب بیان نہایت سادہ۔ عام فہم اور دلکش ہے۔ زبان کی شائستگی پر فاضل مصنف کا نام ہی سند ہے۔ آپ کے مضامین صوبہ کے بلند پایہ ادبی رسالوں میں اکثر نکلتے رہتے ہیں۔ جن کے پیش نظر اس بیان کے کہہ دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی کہ کتاب اپنے ظاہری و باطنی محاسن کے لحاظ سے اس طرز کی کسی کتاب سے پیچھے نہیں۔

ضرورت ہے کہ مسلمان ایسی کتاب نونہالان قوم کو پڑھنے کے لئے دیں تاکہ ان کے ذہنی اور اخلاقی قوائے نشوونما پا کر آئندہ تاریخ کو باعظمت بنانے میں ممد و معاون ہوں اور ہمارے نوجوان دوست کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ وہ اور زیادہ قوم کی خدمت کرنے کی طرف زیادہ جوش و ہمت کے ساتھ قدم اٹھائیں۔

غریبی اور بیکاری کا علاج ویدک سوشلزم میں ہے

ایک آریہ سماجی لیڈر کا پنڈت نہرو کو جواب

مندرجہ بالا ٹائٹل اور چھوٹی چھوٹی سرخیاں روزانہ "ملاپ" اخبار مؤرخہ ۴ر دسمبر ۱۹۳۶ء اور اسی سے ملتے جلتے الفاظ کی دو کرشن کاریاں روزانہ "پرتاپ" یکم جنوری ۱۹۳۷ء کی ہیں جن کی طرف ہمارے ایک بزرگ نے جواب کے لئے توجہ دلائی ہے۔ اکثر آریہ سماجیوں کے خیال میں آریہ سماج کی امداد جو رد ناولی ہے وہ صحیح نے اس غرض کے لئے وضع کی ہے کہ اس کے لئے وید کے نام پر ہر قسم کا جھوٹ بولنا نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ دنیا و عقبےٰ دونوں میں ثواب کا موجب ہے۔

ویدا ور سوشلزم کا جوڑ بھی ویدک ازم سے بھاگتے ہوئے نوجوانوں کو دوسرے پور کے لٹریچر کرنے کا مترادف ہے۔ ورنہ ہر ایک شخص جو ویدک دھرم کی الف بے سے واقف ہے جانتا ہے کہ ویدا ور سوشلزم دونوں میں اس قدر بُعد ہے جتنا "ملاپ" اور "پرتاپ" کے دفتر سے ماسکو میں ہے اگر لاہور اور ماسکو کو ملایا جا سکتا ہے تو ویدک سوشلزم کا جوڑ بھی لگایا جا سکتا ہے . . . . وید بالخصوص رگوید اور اتھروید پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ آریہ ورت میں دو قومیں ہیں۔ ایک آریہ (آقا) اور دوسرا داس (غلام) اور شودر (بد ترین غلام) برہمن جو آریہ کا سر اور منتر ہے۔ وہ ساری دنیا کی نعمتیں ہڑپ کرنے اور عیش و عشرت میں محو گئے کے لئے ہے۔ چھتری، ویش کی زندگی اور موت اسی کی جنبش لب اور تیغ ابرو کی منت پذیر ہے۔ شودر کو پرماتما نے اس کی راحت کی خاطر دکھ اٹھانے اور قربان ہونے کے لئے پیدا کیا ہے۔ پنڈت نہرو اور مہاشین (ملاپ اور پرتاپ) دونو کان کھول کر وید بھگوان کا ارشاد سن لیں۔

برہمنے برہمنم کشتراید راجنیم مرت عبید ولشیم تپسے شودرم
وید کے لئے برہمن۔ حکومت کے لئے کشتری۔ مال و دولت کے لئے بنیا اور دکھ اٹھانے کے لئے ایشور نے شودر پیدا کیا ہے۔

علم، حکومت اور مال و دولت ان تینوں سے محرومی کا نام دنیا میں دکھ ہے۔ جو شودر کی قسمت میں لکھ دی گئی ہے۔ کیا یہی سوشلزم ہے جس پر مہاشاؤں کو ناز ہے۔

(حضرت مولانا عبدالحق ودیارتھی)

ایک عزیز دوست کا تبادلہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سیالکوٹ میں ہمارے سلسلے کے ایک معزز اور ممتاز ممبر جناب ملک غلام سرور خاں صاحب ایس۔ ڈی۔ او سلسلہ ملازمت مقیم تھے۔ ملک صاحب ممدوح حسنات کا مجسمہ اور اخلاق فاضلہ کا پیکر ہیں۔ بفضل خدا آپ بعہدہ اسسٹنٹ گیریزن انجینیری پر ترقیاب ہو کر دہلی میں تعینات ہوئے ہیں اور ۴ر مارچ ۱۹۳۷ء کو ہفتہ کے روز سیالکوٹ سے دہلی تشریف لے گئے ہیں۔ بموقعہ روانگی احباب جماعت نے نیز ملک صاحب کے محکمہ کے معزز افسران نے نہایت اخلاص اور تپاک کے ساتھ ریلوے سٹیشن پر آپ کو الوداع کہا اور محبت اور عقیدت کے پھول آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ احباب جماعت نے آپ کی مفارقت کو خاص طور پر محسوس کیا۔ خداوند کریم آپ کو دین و دنیا میں کامیاب کرے۔ امید ہے کہ احباب دہلی اپنے اس معزز مہمان سے مل کر از بس مسرور اور محظوظ ہوں گے۔ چونکہ احباب دہلی میں سے کسی بزرگ کے ساتھ ذاتی نیاز حاصل نہیں ہے۔ اس لئے قبل از وقت ان کو اطلاع کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اس فروگذاشت کیلئے احباب سے معذرت کا خواستگار ہوں۔

خاکسار شیخ غلام حسین سکرٹری جماعت سیالکوٹ۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چودھری عزیز احمد صاحب بی۔ اے ایل ایل بی سب جج درجہ چہارم منڈی بہاؤالدین

نمبر مقدمہ ۳۴۳ بابت سال ۱۹۳۷ء

امر سنگھ ولد سکھا سنگھ قوم سکھ ساکنہ سید احتمیل پھالیہ مدعی

بنام

احمال ولد قائم قوم ترکھان ساکنہ سیدا ڈاکخانہ خاص تحصیل پھالیہ

مدعا علیہ

دعوے ۵۰۰ روپے

مقدمہ مندرجہ بالا عنوان میں احمال مدعا علیہ نے تعمیل سمن سے انکار کیا ہے۔ لہذا احمال مدعا علیہ کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۳/۳۷ ۳۰ کو حاضر عدالت ہذا آوے۔ ورنہ اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

مورخہ ۳/۳۷ ۹

دستخط حاکم (مہر عدالت)

اخبار احمدیہ

— سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا بخار اتر چکا ہے۔ مگر کھانسی کی شکایت اور نقاہت ہنوز ہے۔ احباب دعائے صحت کامل فرمائیں

تقریب مبارک

— ۷ر مارچ ۱۹۳۷ء کو جناب مستری محمد سلیمان خانصاحب کی صاحبزادی خورشید بیگم صاحبہ کا جناب مرزا محمد بیگ صاحب ساکن سامانہ حال مدرس بنوڑ سے عقد ہوا۔ دو صد روپیہ حق مہر قرار پایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ اس تعلق کو دونوں خاندانوں اور جماعت کیلئے استواری محبت کا باعث بنائے۔

— اخویم فضل محمد صاحب ریاست بہاولپور نے پٹوار سے رخصت لے کر اپنے ہاں دکان کھولی ہے۔ مسلمانوں کی خالص آبادی میں ہندو دکانداروں کا تسلط ہے جنکو ہمارے بھائی کا وجود کانٹا بن کر چبھ رہا ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ آپ کی کامیابی کی دعا فرمائیں

— ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب کو خدا نے فرزند عطا فرمایا ہے جسکی خوشی میں ڈاکٹر صاحب نے -/5 روپیہ بطور عطیہ اشاعت اسلام ارسال فرمائے ہیں جزاہ اللہ۔ ہم ڈاکٹر صاحب اور انکی اہلیہ محترمہ کو اس ولادت باسعادت پر ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو عمر دراز عطا فرمائے اور اسلام کا خادم بنائے۔

— ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب ڈیرہ غازیخان آجکل امرتسر میں صاحب فراش ہیں اور زیر علاج ہیں۔

— ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب کی صاحبزادی بیمار ہے۔ علاوہ ازیں جماعت کے اور بھی کئی ایک بزرگ علیل اور مشکلات میں مبتلا ہیں۔ احباب انکی بہتری کے لئے دعا فرمائیں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شہامند ولد منگلی ذات کلانہ سکنہ جلالپور تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۰-۲-۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بہادر ولد سجادل ذات سیال سکنہ جلالپور تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹-ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۰-۲-۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد عنایت خاں ذات بلوچ سکنہ ڈگری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹-ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۱-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۸-۲-۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ عنایت ولد امیر نواب ولد سلطان ذات سرپانہ سکنہ نندہ سرپانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۱-۳-۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا چاہیئے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مراد ولد نور ذات سیال سکنہ دعوت تک تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹-ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۲-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ رحمت ولد بہادر ذات کاٹھیہ سکنہ ٹگی کمنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹-ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۳-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۰-۲-۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سماعیل ولد شیر ذات کاٹھیہ سکنہ ٹگی کمنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹-ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۳-۳-۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا چاہئے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸ فروری ۳۷ء

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ حیدر خاں ولد احمد خاں ذات بلوچ سکنہ ٹاری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹-ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۹-۳-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا چاہئے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حسن خاں ولد احمد خاں ذات [illegible] سکنہ رحیم سگانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۵-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مؤرخہ ۴-۲-۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ شیر محمد ولد دیال ذات بھوجرا سکنہ چک نمبر ۲۶۲ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳۰-۳-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا چاہئے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸ فروری ۱۹۳۷ء

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی دریام ولد نور محمد ذات کملانہ سکنہ کھوکھراں کملانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹-ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰-۳-۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲-۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] ولد [illegible] کھوکھر سکنہ پیر لگھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹-ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۵-۳-۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا چاہئے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۱۱ فروری ۱۹۳۷ء

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ بشیر ولد شاہو حیات ولد عیلی ملا ولد مسٹر ذات سانسل چک ۱۳ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۵ ۵/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۳۷ء

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی پوگھی ولد نواب ذات ماچھی سکنہ چک ۲۳۳/۲ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶ ۵/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۹ ۲/۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی دادو ولد احول ذات مصل سکنہ احمد نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶ ۵/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۱ ۲/۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ذوالفقار محمد یار ولد امیر ذات گوندل سکنہ گلوترانوالا تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۶ ۵/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۱ ۲/۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی بورڈ قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سندھ ولد غلام ذات گوندل سکنہ احمد نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶ ۵/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۸ ۲/۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

نبی کریم صلعم کی غربا پر شفقت

خواجہ و مرعاجزاں را بندہ ۔ بادشاہ و بیکساں را چاکرے
ناتواناں را بر حمت دستگیر ۔ خستہ جاناں را بہ شفقت غمخورے
(مسیح موعودؑ)

دولت دنیا انسان کو خدا اور اس کی مخلوق سے غافل کر دیتی ہے اور بہت کم انسان ایسے ہوتے ہیں جو نشۂ دولت سے مدہوش ہو کر خدمت خلق سے بے نیاز نہیں ہو جاتے ہیں۔ انبیاء کے مخالف ہمیشہ وہی لوگ رہے ہیں جنہیں کچھ دنیوی جاہ و وقار حاصل ہوتا تھا۔ وہ نبیؑ اور اس کے متبعین سے استہزا کرتے ۔ اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں کسی کو خاطر میں نہ لاتے حضرت مسیحؑ نے یہ اگر فرمایا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گزرنا آسان ہے۔ مگر دولت مند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوگا۔ تو یہ بالکل درست ہے۔ بھلا جو شخص اپنے جیسے انسانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے ان سے حیوانوں کا سا سلوک روا رکھے۔ اس کے بھائی بند فاقہ کشی سے نان شبینہ کو ترسیں۔ تن ڈھانپنے کے لئے ایک چیتھڑے کے بھی محتاج ہوں۔ اور سردی اور گرمی کے اثر سے بچنے کے لئے پناہ سے محروم ہوں اور وہ ان کی تکالیف سے بے نیاز ہو کر عیش و طرب کی زندگی میں سرشار رہے تو بھلا یہ کب ممکن ہے کہ رب العالمین ایسے ظالم انسان کو بھی ظل رحمت میں جگہ دے

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی سب سے بڑی غرض یہی ہوتی تھی کہ وہ دنیا سے جور و ستم کو مٹائیں۔ چھوٹے بڑے۔ امیر و غریب۔ شاہ و گدا۔ گورے اور کالے کی تمیز کو دور کریں۔ اور مظلوم طبقۂ غربا کو ذلت و پستی سے نکال کر بڑے بڑے جبابرہ اور فراعنہ کے دوش بدوش لا کھڑا کریں۔ ان کی زندگی زیادہ تر غربا ہی میں گزرتی تھی۔ اور خدا کی قدرت ہے کہ نور ایمان کی چنگاری سے جنکے قلوب سب سے پہلے منور ہوتے تھے وہ یہی غریب ہوتے تھے۔

ہمارے نبی کریم صلعم بھی غربا اور مفلوک الحال لوگوں کو بلند کرنے آئے تھے۔ اس وقت مسلمان امیر بھی تھے۔ اور غریب بھی۔ دولت مند اور فاقہ کش بھی۔ مگر آپ کا برتاؤ سب سے یکساں تھا۔ اور آپ کی صحبت میں کسی کو یہ محسوس نہیں ہوتا۔ کہ اس سے غربت یا دولتمندی کی وجہ سے امتیازی سلوک کیا گیا ہے۔ اپنے پیشرووں کی اتباع میں کفار کہا کرتے تھے۔ اھٰؤلاءِ منَّ اللّٰہ علیھم من بیننا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے ہم لوگوں کو چھوڑ کر احسان کیا۔

مگر ان باتوں کا غریبوں کے آقا۔ مساکین کے غمگسار۔ مظلوموں کے حامی اور افتادگان کے دستگیر حضرت نبی کریم صلعم کے دل پر کچھ اثر نہیں تھا۔ اور آپ کی محبت غربا سے ہر دم روبہ ترقی ہی رہتی تھی۔ غربا کے ساتھ حسن سلوک کی آپ کے متعلق بہت سی روایات ہیں جن میں چند ایک درج ذیل ہیں۔ تاکہ آپ ان کو پڑھ کر خود بھی ان پر عمل پیرا ہوں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کے مزاج میں کسی قدر غرور کا مادہ تھا۔ اور وہ اپنے آپ کو غربا سے بالاتر سمجھتے تھے۔ آپ نے انکو خطاب کر کے فرمایا "تم کو نصرت اور روزی میسر آتی ہے۔ وہ انہی غریبوں کی بدولت ہے۔"

اسامہ بن زید سے فرمایا "میں نے درجنت پر کھڑے ہو کر دیکھا۔ کہ زیادہ تر غریب و مفلس لوگ اس میں داخل ہیں" حضرت مسیح کے مذکورہ قول کو سامنے رکھئے کہ سرور دیگراں رحمت عالمیاں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا تھا۔ اور غریب مہاجرین حلقہ باندھے ایک طرف بیٹھے تھے۔ اسی اثنا میں آپ تشریف لائے۔ اور انہیں کے ساتھ مل کر بیٹھ گئے۔ یہ دیکھ کر میں بھی اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا فقرائے مہاجرین کو بشارت ہو۔ کہ وہ دولتمندوں سے چالیس برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا۔ کہ یہ سن کر ان کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے۔ اور مجھے حسرت ہوئی کہ کاش میں بھی انہی میں ہوتا۔

ایک دفعہ آپ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اسی اثنا میں ایک شخص سامنے سے گزرا۔ آپ نے اپنے قریب ہی ایک صحابی سے دریافت فرمایا کہ اس کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ یہ امرا کے طبقہ میں سے ہیں۔ خدا کی قسم یہ اس لائق ہے۔ کہ اگر رشتہ چاہے تو کیا جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے۔ تو قبول کی جائے۔ یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے کچھ دیر کے بعد ایک اور صاحب اسی راستے گزرے آپ نے پھر اس سے استفسار فرمایا۔ اس کی نسبت کیا کہتے ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ یہ فقرائے مہاجرین میں سے ہے۔ اور اس لائق ہے۔ کہ اگر رشتہ چاہے تو واپس کر دیا جائے۔ اور سفارش کرے تو رد کر دی جائے۔ اور اگر کچھ کہنا چاہے تو سنا نہ جائے۔" ارشاد ہوا۔ کہ تمام روئے زمین میں اگر اس امیر جیسے آدمی ہوں تو اس سے یہ غریب بہتر ہے"

آنحضرت صلعم اکثر دعا میں فرمایا کرتے تھے "خداوندا! مجھے مسکین زندہ رکھ۔ مسکین اٹھا۔ اور مسکینوں ہی کے ساتھ میرا حشر کر" حضرت عائشہ نے دریافت کیا! یارسول اللہ صلعم یہ کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ یہ دولت مندوں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ پھر فرمایا۔ اے عائشہ! کسی مسکین کو اپنے دروازہ سے نامراد نہ پھیر۔ گو چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اے عائشہ غریبوں سے محبت رکھو۔ اور انکو اپنے سے نزدیک کرو۔ تو خدا تم کو اپنے سے نزدیک کریگا۔"

ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ نے کسی بات پر حضرت سلمانؓ و بلالؓ کو جن کا شمار فقرائے مہاجرین میں ہے۔ ڈانٹا۔ نبی کریم کو اس بات کی اطلاع ملی قلب پر رقت طاری ہوئی حضرت صدیق کو بلا کر فرمایا! کہیں تم نے ان لوگوں کو آزردہ تو نہیں کیا؟ یہ سننا ہی تھا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ گھبرا گئے۔ دوڑے دوڑے دونوں کے پاس آئے۔ اور معافی مانگی جس پر انہوں نے معاف کیا۔

مدینہ کی نواح میں ایک غریب عورت رہتی تھی۔ وہ بیمار پڑی۔ اور اس کے جینے کی کوئی امید نہ تھی۔ خیال تھا۔ کہ وہ آج کسی وقت مر جائے گی آپ نے لوگوں سے کہا۔ کہ وہ مر جائے۔ تو میں جنازہ کی نماز خود پڑھاؤں۔ تو اس کے بعد دفن کیا جائے اتفاق سے اسنے کچھ رات گئے انتقال کیا۔ اس کا جنازہ جب تیار ہو کر لایا گیا۔ تو آپ آرام فرما رہے تھے صحابہ اس وقت آپ کو تکلیف دینی مناسب نہ سمجھے۔ اور رات ہی کو دفن کر دیا۔ صبح کو آپ نے دریافت فرمایا۔ تو لوگوں نے واقعہ عرض کیا۔ آپ یہ سن کر کھڑے ہو گئے اور صحابہ کو ساتھ لیکر دوبارہ اس کی قبر پر جا کر نماز جنازہ ادا کی۔

حضرت جریر بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دن پہلے پہر ہم لوگ آنحضرت صلعم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک پورا قبیلہ مسافر وار حاضر خدمت ہوا انکی ظاہری حالت اس قدر خراب تھی کہ کسی کے بدن پر کوئی کپڑا ثابت نہیں تھا۔ برہنہ تن۔ برہنہ پا۔ کملیاں بدن سے بندھی ہوئیں۔ تلواریں گلوں میں پڑی ہوئی۔ انکی یہ حالت دیکھ کر آپ بے حد متاثر ہوئے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ اضطراب میں آپ اندر گئے باہر آئے۔ پھر حضرت بلالؓ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ نماز کے بعد آپ نے خطبہ دیا۔ اور تمام مسلمانوں کو انکی امداد و اعانت کے لئے آمادہ کیا۔

کس قدر ہمدردی تھی۔ آپ کو مساکین سے؟ اور یہی روح آپ نے اپنے صحابہ میں پھونکی تھی جس کی بدولت وہ ایک زبردست قوم بن گئے اور نصرت الٰہی ان کے استقبال کو بڑھی۔ اگر آج ہم بھی آپ کے نقش قدم پر چلیں جماعت کے بیکسوں کو اٹھائیں۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی کو مدنظر رکھیں۔ لازمی امر ہے کہ ہمارے دن بھی پھریں۔ عزت جاتی رہے۔ اور ہم بامراد ہوں۔

(مدیر)

(بقیہ صفحہ ۲)

برادران سلسلہ کی خاص محبت

حضرت صاحب نے کس قدر فصیح الفاظ میں خدمت خلق کو قرار توحید کے ہم پہلو بیان فرمایا ہے نیز فرمایا ہے "عزیزو اپنے سلسلہ کے بھائیوں سے خاص طور سے محبت رکھو۔ اور جب تک کسی کو نہ دیکھو کہ وہ اپنے سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہو گیا تب تک اسکو اپنا ایک عضو سمجھو"

صفات ذیل کے حامل بنئیے

ان حقائق و نشوا ہد کے بعد کیا میں آپ سے یہ عرض نہ کروں کہ خدمت خلق اور بالخصوص خدمت جماعت کو مقدم رکھو۔ جماعت کی بیواؤں۔ یتیموں۔ محتاجوں اور مریضوں کی پوری پوری خبرگیری کرو۔ لاوارث بیواؤں کے کام کر دیا کرو۔ یتامیٰ کی مثل والدین کی حفاظت اور دلجوئی کرو۔ کہ وہ بڑے ہو کر اپنے اور قوم کے لئے بہتر نوجوان ثابت ہوں۔ مریضوں کی عیادت کیا کرو۔ دوائی لا دیا کرو۔ محتاجوں اور مسکینوں کی حاجت براری میں کوشاں رہا کرو خواہ اس کے لئے کسی کا زیر بار ہی ہونا پڑے۔ کیونکہ مومن کی شان میں قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ وہ دوسرے کی خاطر اپنے نفس پر تنگی قبول کرتا ہے۔ اور پھر اس جذبۂ خدمت میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانیکی کوشش کرنی چاہئے قرآن حکیم میں اشارہ ہے۔ کہ فاستبقوا الخیرات نیکی اور خیرات میں ایک دوسرے سے بڑھ جاؤ۔ کیونکہ مومن نیکیوں پر حریص ہوتا ہے صحابہ کرام میں یہ روح کوٹ کوٹ کر بھری جا چکی تھی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی اس کام میں ایک دوسرے سے فوقیت لے جانے کی تڑپ اور جد و جہد ایک بین حقیقت ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ ایک ضعیفہ کے ہاں بہت سویرے جا کر سب کام کاج کر آتے۔ ایک روز جب آپ حسب معمول گئے۔ تو دیکھا۔ کہ کام کوئی اور ہی کر گیا ہے۔ یہ معاملہ لگاتار کچھ روز ہوتا رہا۔ آخر ایک دن نماز فجر کے بعد اس عورت کے ہاں جا کر چھپ گئے۔ دیکھا۔ کہ خلیفۂ وقت حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور سب کام کر کے لوٹ گئے۔ تو یہ جذبہ ہے جو کہ ہم میں پیدا ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی بھائی باہر ملازم ہے تو اس کے گھر کی ہر قسم کی خبرگیری کرنی ضروری ہے۔ اگر آپ میں یہ کیفیت پیدا ہو گئی تو ہر فرد کا دل اور گھر راحت کدہ بن جائے گا۔

کچھ بھی مشکل نہیں

بظاہر اس وقت ان خصائل کا پیدا ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے اور عمر رسیدہ بزرگوں سے اس امر کی توقع بھی کم ہی ہے مگر نئی نسل اس رنگ میں رنگی جا سکتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو احباب دولت کے غلط غرور اور دنیوی جھوٹی عزت کے وہم سے آزاد ہیں۔ اور اپنے آپ کو انسانوں ہی سے گردانتے ہیں وہ آج ہی سے اس حرکت بخش ہم کی طرف توجہ فرمائیں اور اپنی اولاد کو صحیح اسلامی پیروی اور خدمت خلق میں مصروف کر دیں انسے ایسی خدمات لینا شروع کر دیں تو انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب ہماری قوم دنیا کے لئے نمونہ اور امام ہوگی۔ اور دیگر لوگ اس میں شامل ہونے پر فخر کریں گے۔

(مسلم)

تار کا پتہ مسلمان لاہور

جسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

نوائے ما بہ ہر سعید خواہد بود

نوائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۱۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے

طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۹ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۳۷ء نمبر ۱۹

پیارے امام کا زندگی بخش کلام

اللہ تعالیٰ کی رحمت جذب کرنے کا گر

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں لذت نہیں آتی مگر میں بتلاتا ہوں کہ بار بار پڑھے اور کثرت کے ساتھ پڑھے تقویٰ کے ابتدائی مدارج میں قبض شروع ہو جاتی ہے۔ اس وقت یہ کرنا چاہیئے کہ خدا کے پاس ایاک نعبد وایاک نستعین کا تکرار کیا جائے شیطان کشفی حالت میں چور یا قزاق کھا جاتا ہے اس کا استغاثہ جناب الہٰی میں کرے کہ یہ قزاق لگا ہوا ہے تیرے ہی آسرا کرتے ہیں جو اس استغاثہ میں لگ جاتے ہیں اور تھکتے ہی نہیں وہ ایک وقت یا طاقت پاتے ہیں جب شیطان ہلاک ہو جاتا ہے۔ مگر اس قوت کے حصول اور استغاثہ کے پیش کرنے کے واسطے ایک صدق اور سوز کی ضرورت ہے اور یہ درد کے تصور سے پیدا ہوگا۔ جو ساتھ لگا ہوا ہے وہ گویا ننگا کرنا چاہتا ہے اور آدم والا ابتلا لانا چاہتا ہے اس تصور سے روح چلا کر بول اٹھیگی ایاک نعبد وایاک نستعین۔ غرض دل سے ایک نعرہ نکلنا چاہیئے جب تک درد دل سے فریاد نہ کرے ٹھیک نہیں ہے۔ ایسی چیخیں ہوں جن کو سنکر او ر دیکھکر دوسرا جو دیکھتا اور سنتا ہے اس نتیجہ پر پہنچ جائے کہ اس کی چیخیں کس فراق سے نکلتی ہیں۔ اس وقت نشان کے طور پر معاً ایک چیز دل پر ڈالی جاتی ہے۔ جو مختلف قسم کے خیالات اور وساوس کو معدوم کر دیتی ہے اور دل میں ایک رقت اور سوز کی حالت پیدا کر دیتی ہے اس وقت غیب کا ہاتھ دکھائی دیتا ہے جو شیطانی وساوس و شبہات کو بھسم کر جاتا ہے جب یہ حالت انسان پر وارد ہو جائے تو اس کو ضائع نہ کرے کیونکہ یہی وقت ہے جس میں دعائیں کرنے سے خدا کی خوشنودی اور رضا حاصل ہو سکتی ہے اور دنیا کیلئے بھی دعائیں کریں تو قبولیت کا شرف ان کو دیا جاتا ہے کیونکہ یہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے جو لوگ دین کو مقصود بالذات سمجھتے ہیں تو وہ دنیا کے لئے بھی اگر دعا کریں گے تو وہ دین ہی کے واسطے ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کے لئے بھی خدا ہی سے دعا کرنی چاہیئے غرض جب تک رقت کا وقت پیدا نہ ہو تکرار کرنا چاہئے بعض وقت پاؤں کے بھاری ہونے اور بدن کے چور چور ہو جانے کی حالت بھی رقت پیدا کر دیتی ہے۔ خدا رحیم و کریم ہے کسی مقدمہ والے سے پوچھو کہ کیسی تاریخیں ٹلتی ہیں کیسی کیسی پشیمانی اور مصیبت اٹھانی پڑتی ہے لیکن ساری حیرانیاں اور سرگردانیاں اس کو تھکا نہیں دیتی ہیں تاوقتیکہ حکم نہ ملے پوری مستعدی اور تیاری سے حاضر ہوتا رہتا ہے۔ مگر یہاں یہ حال نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں جو دکھ اٹھا کر کھڑا ہو۔ اور جس نے اس کی راہ میں کچھ بھی کھویا۔ اس نے اس سے کہیں زیادہ سکھ پایا اور حاصل کیا۔ یہاں تو محرومی ہے ہی نہیں۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین (الحکم جلد ۵ ملت)

جواہر ریزے

قرآن مجید

جو اللہ نے اپنے رسول کو بستیوں والوں سے مال غنیمت دلایا تو وہ اللہ کے لئے اور رسول کے لئے اور قریبیوں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ مال تمہارے دولتمندوں میں ہی نہ پھرتا رہے اور جو رسول تمہیں دیتا ہے وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکتا ہے۔ رک جاؤ۔ اللہ کا تقویٰ کرو۔ اللہ سزا دینے میں سخت ہے۔ وہ مال نادار مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکالے گئے۔ اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی سچے ہیں اور وہ اہل مدینہ جنہوں نے ان سے پہلے گھر اور ایمان میں جگہ بنائی۔ اور اس سے محبت کرتے ہیں۔ جو ہجرت کر کے ان کی طرف آتا ہے اور اپنے سینوں میں اس کی کوئی حاجت نہیں پاتا۔ جو ان کو دیا جاتا ہے اور اپنے آپ پر انہیں ترجیح دیتے ہیں۔ گو انہیں خود تنگی ہی ہو۔ اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچ جائے۔ تو وہی کامیاب ہیں۔ (الحشر)

حدیث شریف

(۱) دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئیگی۔ ایک وہ جو خدا کے خوف سے پُرنم ہوئی اور دوسری وہ جو خدا کی راہ میں نگہبانی کے لئے کھلی رہی۔ (ترمذی)

(۲) ہدایت پانے کے بعد کوئی قوم گمراہ نہیں ہوتی۔ جب تک وہ جھگڑا جھیلا نہیں کرتی۔ (ترمذی)

(۳) رات کا اٹھنا نیکبخت لوگوں کا طریقہ تھا جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور آدمی گناہوں سے رکتا ہے یہ بدی کیلئے کفارہ ہے اور جسم کو بیماری سے روکتا ہے۔ (ترمذی)

(۴) بیوہ عورت اور مسکین کی مدد کرنیوالے کی مثال اس شخص کی ہے جو خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے یا دن بھر روزہ رکھتا ہے یا رات بھر عبادت کرتا ہے (مسلم)

کیا حضرت مسیح موعود نے مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کی؟

جماعت احمدیہ کا مسلک اور تفرقہ کا الزام

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

جماعت احمدیہ لاہور کے مسلک کی نسبت بہت سے شکوک و شبہات دلوں میں گھر کر چکے ہیں۔ سب سے بڑی بدظنی جس کا شکار اکثر فہمیدہ طبقہ ہے اس امر کے متعلق ہے کہ یہ جماعت مسلمانوں سے بالکل ایک الگ جماعت کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ عام طور پر قاعدہ کلیہ کے رنگ میں اس جماعت کے افراد دوسروں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ اگرچہ کہا تو یہ جاتا ہے کہ دوسرے مسلمانوں میں بھی شامل کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے نزدیک ہر کلمہ گو مسلمان ہے لیکن عمل سے اس کا ثبوت نہیں دیا جاتا۔ بلکہ ایک لحاظ سے قادیانیوں کا مسلک زیادہ واضح ہے اس واسطے کہ وہ عقائد بھی وہی رکھتے ہیں جن پر ان کا عمل ہے نہ وہ نماز دوسروں کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ نہ ہی عقیدہ ان کا یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ مگر جماعت لاہور کا دو رویہ مسلک اگر منافقت و مداہنت پر مبنی نہیں تو کم از کم مجموعہ تناقضات ضرور ہے اور اس لئے عقل و فہم سے بالاتر ہے۔ یہ بڑا معمہ ایک درجہ اور ترقی کرتے ہیں اور وہ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے کہ یہ جماعت نماز میں کیوں شریک نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ یہ بھی الزام دیتے ہیں کہ یہ جماعت فرقہ وارانہ عقائد رکھتی اور ان کو منوانے پر اصرار کرتی ہے۔ مثلاً مسئلہ ... اشاعت دین قرار دیا ہے۔ لیکن جب اس جماعت میں کوئی صاحب داخل ہونا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو تسلیم کرے۔ اشاعت اسلام کے لئے ان فروعی مسائل کو درمیان میں لانا مقصد وحدت سے ایک گونہ دور ہونا اور دوسروں کو اپنے ساتھ ملانے سے الگ کرنا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ دو قسم کے معترضین ہیں۔ ایک وہ جو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو تسلیم کرنا فرقہ بازی قرار دیتے ہیں اور دوسرے وہ جو نمازوں کی علیحدگی کو مسلمانوں سے علیحدگی کے مترادف سمجھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ

کسی مذہب یا جماعت میں جب کبھی کوئی فرقہ پیدا ہوا تو ہمیشہ سے یہی اصول رہا ہے کہ علیحدگی اس فرقہ کی طرف سے کبھی عمل میں نہیں آئی۔ بلکہ عوام لوگ بجائے اسے اپنے سے الگ کر دیا کرتے ہیں۔ یہ امر عند العقل بھی قابل قبول ہے۔ کیونکہ جب کبھی اصلاح کے لئے کوئی جماعت پیدا ہوتی ہے تو وہ قلیل اور ضعیف ہوتی ہے۔ جمہور سے عدم تعاون اصلاحی جماعت کے نہ مفید مطلب ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے اس کی طاقت و قدرت ہوتی ہے پس یہ نظریہ قائم کرنا کہ اصلاحی جماعت خود جمہور سے علیحدگی اختیار کرتی ہے۔ صریحاً خلاف عقل اور خلاف تجربہ ہے۔ برخلاف اس کے یہ امر نہایت واضح ہے کہ جمہور جب کورانہ تقلید اور جہالت کے سبب اصلاحی جماعت کی ترقی کو خلاقی اصولوں سے روکنے پر قادر نہیں ہوتے تو وہ نئے ہتھیاروں پر اتر آتے ہیں اور تشدد و تعصب کے تمام ناجائز و ناروا طریقوں کو استعمال کرتے ہیں۔ علیحدگی کی وجوہ ہمیں تاریخ و تجربہ اور عقل سے یہی دکھلائی دیتی ہیں کہ اس کی ابتدا جمہور کی طرف سے عمل میں آتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے متعلق یہ امر کیسے قابل قبول ہے کہ علیحدگی کا اقدام اس جماعت کی جانب سے عمل میں آیا؟ بھلا یہ کیونکر عقل قبول کرے گی کہ حضرت مرزا صاحب جنہیں مسلمانوں کی اصلاح در پیش ہے اور جن کو کوئی طاقت و حکومت حاصل نہیں وہ ان سے علیحدگی کا رویہ اختیار کر لیں۔ واقعات سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود کی مخالفت ۱۸۹۱ء میں جبکہ آپ نے مسیحیت کا دعویٰ کیا شروع ہوئی۔ اس سے قبل ...

اس کے گیارہ بارہ سال بعد تک باوجودیکہ آپ جماعت بنا چکے تھے کسی قسم کی علیحدگی آپ نے اختیار نہیں کی۔ اگر فی الواقع آپ کوئی نیا مذہب بنانا چاہتے تھے اور حقیقتاً آپ کا منشا مسلمان قوم سے جدا ایک قوم کا بنانا تھا تو پھر بتلانا چاہیئے کہ کیا آپ نے دعویٰ کے ساتھ اور جماعت کے قیام کے وقت علیحدگی کا کوئی راستہ اختیار کیا؟ اگر امر واقع میں ایسی بات نہیں ہوئی تو صاف ظاہر ہے کہ علیحدگی آپ کے مدنظر نہ تھی۔ ہاں اصلاح مدنظر ضرور تھی۔

مخالفت نے جماعت احمدیہ کو علیحدہ کیا

۱۹۰۱ء تک حضرت مسیح موعود کی طرف سے کوئی ایسا امر سرزد نہیں ہوا جس سے یہ وہم بھی پیدا ہو سکے کہ آپ علیحدگی چاہتے ہیں۔ ہر جگہ احمدی دوسروں کی اقتدا میں نمازیں ادا کرتے رہے۔ تمام تعلقات ویسے کے ویسے بجا لانے کے متمنی رہے۔ لیکن باوجود اس کے یہ امر واقع ہے کہ ملاؤں اور ان کی پیروی میں جمہور نے انہیں علیحدہ کر رکھا تھا۔ اگر احمدی کسی جگہ نماز ادا کرنے چلا جاتا تھا تو اسے مسجد میں جانے سے روکا جاتا۔ اگر وہ نماز پڑھ لیتا اور انہی کی اقتدا میں۔ تب بھی مسجد کو ناپاک خیال کیا جاتا۔ عوام کو بھڑکایا جاتا اور ان حقوق سے احمدیوں کو محروم کیا جاتا جو اسلام نے ہر فرد کو دیئے۔ عورت و مردوں سے اگر کوئی فریق احمدی ہو جاتا تو نکاح ٹوٹنے کا نہ صرف فتوے دیا جاتا۔ بلکہ اس کے توڑنے پر تمام عملی کارروائی کی جاتی بات کا سننا اور کسی قسم کا اد نے تعلق بھی روا رکھنا حرام قرار دیا گیا۔ حضرت مرزا صاحب کا کسی جگہ لیکچر ہوتا تو ملا لوگ راستہ روک بیٹھتے اور جانے والوں کو منع کرتے۔ شامل ہونے والوں کو کافر و بے ایمان قرار دیتے۔ غرضیکہ اس تاریخی امر سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ابتدا میں بانی سلسلہ کی طرف سے کوئی اشارہ بھی علیحدگی کا عمل میں نہیں آیا۔ باوجودیکہ اس کے مخالفوں کی طرف سے ہر ایک وہ حرکت عمل میں آ چکی تھی جس سے جماعت احمدیہ کو وہ الگ کر سکتے تھے۔ نہ صرف مخالفوں نے الگ کر دیا تھا بلکہ وہ تو اس کے مٹا دینے پر اپنا تمام زور صرف کرتے تھے۔ غور کا مقام ہے۔ جب حالت یہ ہو کہ جمہور ایک اصلاحی جماعت کو نہ صرف علیحدہ کر دیں۔ تشدد و تعصب کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ بلکہ اس کے ملیامیٹ کرنے پر تل گئے ہوں۔ ایسی حالت میں وہ جماعت کیونکر ان کے اندر رہ سکتی ہے جب جمہور ایک کمزور و ضعیف گروہ کو ملانے کے لئے تیار ہی نہیں بلکہ مٹانے کے درپے ہیں تو وہ کونسا ذریعہ ہے جس سے وہ اصلاحی جماعت ان کے اندر رہ سکتی ہے؟

جماعت احمدیہ کی ہستی

متعصب و جاہل مخالف تو تب ہی جماعت احمدیہ کو اپنے اندر رکھنا گوارا کر سکتے ہیں جب یہ جماعت ان عقائد و اعمال سے توبہ کرے جن کو لے کر وہ کھڑی ہوئی ہے گویا دوسرے لفظوں میں نہ صرف مخالف خود اصلاحی عقائد و اعمال قبول کرنے کو تیار نہیں بلکہ قبول کر لینے والوں کو علیحدہ کر دینے اور انہیں کچل دینے پر آمادہ ہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کے خلاف بعینہ وہی سلوک پیش آیا۔ جو کفار نے ہر ایک اصلاحی گروہ سے روا رکھا۔ دکھ دیئے الزن لیقا انال ... میں درد دکھ

غرض دنیوی کہ ان اسلام کا۔ اور تنازعہ نہ جائداد و اموال کا ہے نہ خاندان و ملک کا کوئی جھگڑا درپیش ہے۔ سوال تو صرف ان خاص عقائد کا ہے۔ جن کو لے کر جماعت احمدیہ کھڑی ہوئی۔ پھر ان عقائد کے دینی امور میں جو سراسر اصلاحی حیثیت رکھتے اور زمانہ کی روش کو مدنظر رکھ کر اسلام کی خدمت و تقویت کا باعث ہیں۔ جب جمہور کا رویہ کمزور و ضعیف گروہ سے ایسا ہو۔ تو یہ گروہ اپنی ہستی کو برقرار رکھنے کے لئے کیا فیصلہ اختیار کرے۔ کیا وہ ان اصلاحی عقائد کو چھوڑ کر مخالفت و دشمنی کو ٹھنڈا کرے یا کم از کم کیا وہ ان عقائد و اعمال کو ظاہر ہی نہ لائے۔ تا مخالفوں کا غصہ جوش میں نہ آئے؟ اگر وہ دونوں امور میں سے کوئی مسلک اختیار کرے تو ممکن ہے مخالفت فرو ہو جائے۔ لیکن وہ اصلاح جس کے لئے ایسی جماعت کھڑی ہوئی وہ کیونکر ظہور میں آئے گی؟ سارا سوال تو ایک قوم کی اصلاح کا ہے جب اصلاحی گروہ خود ان اعتقادات و اعمال کو چھوڑ دے یا کم از کم ان کو مخفی رکھے تو اس قوم کی اصلاح کا ہے کو ہونے لگی اور اس کی بگڑی قسمت کیونکر سنور سکتی ہے۔

غرضیکہ جماعت احمدیہ کا اگر کوئی قصور ہے تو وہ یہ کہ اپنی ہستی کو برقرار رکھنے کے لئے وہ کیوں کوئی تدبیر اختیار کرتی ہے۔ کیوں وہ اصلاحی عقائد و اعمال کو پیش کر کے مخالفوں کو بھڑکاتی ہے اور جب مخالف اسی طرح اپنے اندر سے کاٹ کر الگ پھینک دیتے ہیں تو کیوں وہ پھر ان کے اندر آ کر شامل نہیں ہوتی۔

حق و باطل کا ٹکراؤ اور اصلاح کے دو طریق

اس میں کوئی شک نہیں کہ قوم کی اصلاح کے دو طریق ہوا کرتے ہیں ایک نا معلوم اور ہم آہنگی کا طریق ہے اور دوسرا ہیجان پیدا کرنے والا۔ جو طبائع سنجیدگی پسند واقع ہوتی ہیں۔ انہیں بالطبع موخر الذکر طریق کا پسند نہیں ہوتا۔ مگر طریق کار کا انتخاب طبائع کی مناسبت یا پسندیدگی سے نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس کا انحصار قوم کی حالت پر ہوا کرتا ہے جب قوم میں بگاڑ انتہا کا ہو۔ فساد کمال زوروں پر ہو تو یہ قانون قدرت ہے کہ اصلاحی تدبیر لازمی طور پر ہیجان پیدا کریں گی۔ کیا ہم نہیں دیکھتے کہ اگر پانی کا بہاؤ ایک طرف زوروں سے ہو۔ اور ہم اسے روکنا چاہیں تو ہماری کوششیں ایک تلاطم پیدا کریں گی؟ کیا یہ قانون قدرت نہیں کہ جب تضاد کمال کا ہو تو ان کی باہم رگڑ شور و غلغلہ پیدا کریں گی۔ جس قدر زبردست رو سے منفی اور مثبت بجلی کا تصادم ہوگا۔ اسی قدر دھماکہ اور چمک زیادہ ہوگا۔ جتنا تیز مقدار میں کھاری اور تیزاب کے اجزا ہوں گے۔ ان کے باہم ملنے سے اسی قدر شدید حرارت اور آواز پیدا ہوگی۔ ممکن ہے۔ اس سے وہ برتن ہی ٹوٹ جائے جس میں ان کی آمیزش ہوئی۔ بعینہ یہی حال حق و باطل کے ٹکراؤ کا ہے۔ جب فرق تھوڑا اور تضاد کم ہو۔ اس وقت ہیجان معلوم نہ ہوگا۔ اصلاح کا کام غیر معلوم و ہم آہنگی سے سرانجام پائے گا۔ لیکن برخلاف اس کے جب بگاڑ انتہا درجہ کا ہو تو اس کی اصلاح لازماً ایک طوفان و تلاطم کا موجب بنے گی۔ یہ امر اٹل ہے مگر جو طبائع غلطی سے مصلحت پسندی اور امن اس بات کا نام سمجھتی ہیں کہ کسی قسم کا ہیجان پیدا نہ ہو۔ وہ حق و باطل کے انتہائی تصادم کا نام فساد رکھتی ہیں۔ اور چونکہ حق اپنا قدم بڑھانا چاہتا ہے اس لئے حق پرست گروہ کی مدافعانہ کارروائیوں کو ہی بنائے فساد قرار دے دیتی ہیں۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

سوال صرف یہ ہے کہ کیا اس زمانہ میں مسلمانوں کی حالت معمولی اصلاح کو چاہتی ہے۔ یا کسی بڑی عظیم الشان تبدیلی کی متقاضی ہے؟ اگر تبدیلی معمولی امور میں درکار ہے تو بے شک اصلاح ایسے رنگ میں ہو سکتی ہے جو کوئی خاص ہیجان پیدا نہ کرے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر طبائع حق کی خاطر تبدیلی کو قبول کرنے کے لئے تیار رہیں تو اگرچہ تبدیلی عظیم الشان ہو۔ تب بھی آہستہ اور نرم پیرایہ میں اصلاح عمل میں لائی جا سکتی ہے

(باقی صفحہ ۸ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست و خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

عقیدہ جماعت احمدیہ کی اہم خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) مسیح موعود و مجدد آخر الزمان ... سب بزرگوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۴ — یوم سہ شنبہ ۹ محرم ۱۳۵۶ ہجری — نمبر ۱۹

چراغ مصطفوی ـــ شرار بولہبی

بطل حریت سیدنا امام حسینؓ اور یزید

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

آج سے تیرہ سو سال قبل کرب وبلا کے لق ودق بیابان میں توحید پرستوں کا ایک مختصر سا قافلہ نازل ہوا۔ ان کے پاس نہ دنیوی شان وشوکت تھی۔ نہ شاہی وجاہت اور ساز وسامان۔ اگر کوئی چیز ان کے لئے مایہ ناز تھی تو وہ دولت ایمان تھی۔ جو انہیں ورثہ میں ملی تھی اور جس کے ساتھ استغنا کا یہ حال تھا کہ شاہان عالم کی طاقتوں کو خیال میں نہیں لاتے تھے ان کے اردگرد ٹڈی دل دشمنوں کا ایک بے پایاں سمندر تھا۔ جو ہر قسم کے سامان سے لیس تھے جن کے پاس نیزے۔ تلواریں۔ تیر اور دیگر سامان حرب کا عظیم الشان ذخیرہ تھا۔ سامان خورد ونوش کی کثرت تھی۔ ایک وسیع سلطنت اعانت وامداد کے لئے موجود تھی اور ارادہ صرف ان مٹھی بھر نوجوان۔ بچوں اور عورتوں کو حلقہ عبودیت میں جکڑنا تھا۔

اسلامی حکومت کا سنہری زمانہ ہوا وہوس کی نظر ہو چکا تھا۔ دیو استبدادیت نے اپنے آہنی پنجہ سے جمہوریت اور آزادی رائے کا گلا گھونٹ دیا تھا۔ وہ جمہوری نظام جو فرزندان اسلام نے اپنے خون بہا کر دنیا میں قائم کیا تھا۔ جس نے جور واستبدادیت کے دورکو کالعدم کردیا۔ جس نے قیصر وکسریٰ کی اکڑی ہوئی گردنوں کو توڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے پیوند خاک کردیا۔ جس نے شاہ وگدا۔ امیر وغریب۔ عربی وعجمی کی تفریق وتمیز کو مٹا کر سب کو بین الاقوامی وحدت کی صف میں لا کھڑا کیا۔

اس پر از سر نو ملوکیت وشرک کے اثرات داخل ہو چکے تھے۔ حکومت قوم کی امانت ہونے کی بجائے شخصی ولایت بن چکی تھی اور شیطان پھر اس کوشش میں تھا کہ اسلام کی اس تیس سالہ کامیابی کا اثر زائل کر کے پھر فرزندان تاریکی کو غالب کردے

سلطنت کو شخصی وراثت قرار دینے کی سب سے پہلی کوشش حضرت امیر معاویہ نے کی۔ اور اپنی زندگی میں ہی اپنے بیٹے یزید کے لئے لوگوں سے بیعت متابعت لینی شروع کردی۔ غالباً یہ پہلی کوتاہی تھی۔ جو اسلام کے پیش کردہ جمہوری نظام کی پابندی میں کی گئی۔ یزید نے تخت حکومت پر متمکن ہوتے ہی اپنے بدخواہوں کا جائزہ لینا چاہا۔ بڑے بڑے اولوالعزم بزرگ مصلحت وقت کے پرفریب الفاظ کی آڑ میں خم کر بیٹھے کیونکہ ان کی نگاہیں اس قباحت تک نہیں پہنچی تھیں جو شخصی حکومت کی بدولت ملت اسلامیہ میں پیدا ہونیوالی تھی

مگر اس خطرناک مصیبت کے وقت بھی ایک ایسی ہستی موجود تھی جس نے اپنی ژرف نگاہی سے اسلام میں اس فتنہ کی ابتدا کو بھانپ لیا اور نہایت جوانمردی سے اس کی مقابلہ کرنے کو تیار ہوگئی۔ یزید کو معلوم تھا کہ امام حسینؓ کی ذات اپنی وسعت اثر کے لحاظ سے ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے اور ان کا وجود شخصی حکومت کے منافی ہے۔ اس لئے وہ چاہتا تھا کہ یہ کانٹا کسی طرح راستے سے ہٹ جائے۔ اطاعت سے خواہ نیست ونابود کردینے سے۔ چنانچہ اس نے آپؓ کو بیعت کے لئے لکھا۔ مگر وہ شخص جس نے نبی کریم صلعم کی آغوش میں پرورش پائی تھی اور جسے علیؓ سے حق پرست انسان کا فرزند ہونے پر ناز تھا جس کی گھٹی میں توحید الٰہی کا نشہ تھا جس کی رگوں میں صحابہ کرامؓ کا سا خون متحرک تھا جس کی زندگی کا مقصد اتباع اسلام تھا اور جو ہر بات پر دین کو مقدم سمجھتا تھا۔ اس نے یزید کے اس حکم کو ٹھکرا دیا۔

یزید کی بیعت کا انکار گویا مصائب وآلام کو دعوت دینا تھا اور اس پر آپ کو جن مشکلات سے دو چار ہونا پڑا۔ ان کا اندازہ کرنا ناممکن ہے آپ بے یار ومددگار رہے۔ دنیا بھر کی طاقتیں مخالفت پر تل چکی تھیں۔ وہ جو آپ کی حمایت کا دم بھرتے تھے آج یزید کی تائید میں تھے کسی طرف سے حوصلہ افزائی کی توقع نہ تھی۔ یزید کے لشکری گرفتاری کے ناپاک ارادے سے تعاقب میں تھے اس پر آپ کو مدینہ چھوڑ کر مکہ جانا پڑا۔ اور وہاں سے اپنے مٹھی بھر خویش واقارب کے ساتھ کربلا کے میدان میں پہنچے اور اس قدر تنگ کئے گئے کہ بالآخر اپنے اصول کی خاطر خاندان کے نونہالوں کے ساتھ جام شہادت نوش کر کے زندہ جاوید ہوگئے۔

بظاہر یہ واقعہ اہم نہیں تھا۔ شاید لوگ یہ بے سروپا خیال جانے دیتے ہوں کہ انہوں نے حاکم وقت کی نافرمانی کی اور قتل کئے گئے۔ مگر حقیقت بین نگاہیں جانتی ہیں کہ سیدنا حضرت امام حسینؓ کی شہادت اس سے بہت بلند معانی کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ آپ نے صبر واستقلال۔ قربانی وجان نثاری محبت دین اسلام اور ایمان باالتوحید کا وہ نمونہ دکھایا کہ تاریخ میں بہت کم مثالیں اس جیسی نظر آئیں گی۔ بھلا سوچو کہ سید الشہدا کو جان دینے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ ایک طرف تو یہ حالت تھی کہ اگر اتنا لفظ بھی زبان سے نکال دیتے کہ میں یزید کی بیعت کرتا ہوں تو ہر طرح کے آرام مہیا تھے۔ حکومت کے بڑے بڑے عہدے قدموں میں تھے اور دنیا جہان کی کوئی چیز نہ تھی۔ جو آپ کی خدمت میں حاضر نہ کی جاتی اور دوسری طرف دکھ تکلیف۔ بھوک وپیاس کی مصیبت اور موت کا سامنا ہے۔ مگر حق وصداقت کے اس کوہ وقار پیکر نے دیگر مسلمانوں کے برخلاف رضائے الٰہی کو ترجیح دی اور تمام مادی آسائشوں کو رد کردیا۔ اس راہ میں جن زہرہ گداز واقعات سے آپ کو دوچار ہونا پڑا وہ ناقابل بیان ہیں۔ آپ کے سامنے خاندان کے بچوں کو چن چن کر قتل کیا گیا۔ ضروریات زندگی سے محروم کیا گیا۔ اعزہ واقارب بھوک اور پیاس کی شدت سے آپ کی آنکھوں کے سامنے تڑپتے تھے۔ کس قدر کڑی آزمائش کا وقت تھا۔ اگر کوئی دنیا کا کیڑا ہوتا۔ تو جھٹ اپنی نہیں تو خویش واقارب کی تکالیف سے متاثر ہو کر حق سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ مگر عزم واستقلال کے اس پہاڑ میں ذرہ سی بھی جنبش پیدا نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ جان تک دیدی اور یزید کی غیر اسلامی حکومت کے آگے سر خم نہ کیا

دنیا آج آپ کی شہادت پر کتنی ہی نکتہ چینی کیوں نہ کرے مگر توحید کے جس بلند مقام پر آپ پہنچے ہوئے تھے۔ وہ ان لوگوں کے لئے ہی مخصوص ہے جو خاصان حق میں سے ہیں اور مادر گیتی ایسے فرزند شاذ ہی اپنی گود میں پالتی ہے لیکن کیا امام حسینؓ کی شہادت۔ توحید پرستی۔ قربانی۔ عزم اور حق گوئی کا مقصد صرف اسی قدر ہے کہ ہم ہر سال ان کا ذکر اذکار کر کے کچھ عرصہ رونے پیٹنے اور چلانے میں صرف کردیں۔ درحقیقت ایسے لوگوں نے ان کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور وہ اس مقام سے کوسوں دور ہیں جو کہ اس قربانی کی تہ میں مضمر ہے

آج دنیا میں ہر طرف یہ شور برپا ہے کہ استبدادیت اور ملوکیت نسل انسانی کے لئے لعنت ہے۔ ایک شخص واحد کا کیا حق ہے کہ وہ ایک قوم یا ملک کے لوگوں کے املاک وجائداد پر ناجائز تصرف رکھے۔ ان پر حکومت کرے اور ہزارہا مظلوم ومقہور انسانوں کی موجودگی میں لہو ولعب کی زندگی بسر کرے۔ لیکن یہ آواز نئی نہیں اور نہ ہی مغرب کے قومیت زدہ لوگوں کے افکار کا نتیجہ ہے بلکہ آج سے تیرہ سو سال پہلے اسلام کے اس بطل جلیل نے اسی کا نعرہ بلند کیا تھا اور دنیا بھر پر ثابت کردیا کہ مردان حق استبدادیت اور انانیت کے اباطیل کو نفرت اور حقارت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور اس لعنت کو نیست ونابود کرنے کے لئے جانوں پر کھیل جانے کو بھی عین سعادت سمجھتے ہیں۔

یہ نادر الوجود بزرگ مدت ہوئی ہم سے جدا ہوگئے۔ مگر ان کی روح زندہ ہے۔ کام زندہ ہے اور جذبہ حریت زندہ ہے۔ جو آج بھی ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ جب کبھی اسلام کی تعلیم پر کوئی حرص وخواہش کا غلام حملہ آور ہو۔ ظلم وجور نسل انسانی پر حاوی ہو۔ باطل حق کی آواز کے کچلنے پر میدان میں موجود ہو۔ اور اہل حق بزدلی کا جامہ پہن کر عافیت کے گوشوں میں دبک جائیں۔ تو مومن اس وقت ایک مرد مومن کا فرض ہے کہ وہ دنیا کی لعنت وملامت دکھ اور ایذا رسانی سے بے نیاز ہو کر حق وصداقت کا علم بلند کرے

آج اسلام کی کیا حالت ہے۔ مسیح موعود ہی فرماتے ہیں ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار وبیکس ہمچو زین العابدین

یہ صحیح نقشہ ہے اسلام کی حالت کا۔ خدا کا یہ پیارا دین کس مپرسی کی زندگی میں سے گذر رہا ہے۔ باطل اپنی پوری طاقت سے اس شمع کو بجھانے کی فکر میں منہمک ہے۔ مسلمان عملی طور پر اسلام کی تعلیم سے قطع تعلق کر چکے

ہیں۔ ان کے اعمال دین الٰہی کی مخالفت کا کامل نمونہ ہیں۔ دنیا میں مادیت پرستی کا دور دورہ ہے۔ سلاطین۔ امراء اور مشائخ غرباء کا خون چوسنے میں مشغول ہیں۔ انسانوں کی بستیوں سے مفلسی اور بے کسی کا دھواں اٹھ رہا ہے

اور ان تمام باتوں کا علاج صرف اسلام کی تعلیم میں ہے جس کا احیا ہر مسلم سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سیدنا امام حسینؓ کی قربانی اور استقامت کا جذبہ لے کر اٹھے۔ جان و مال، عزوجاہ، شہرت و عظمت۔ زن و فرزند سب کچھ راہ حق میں قربان کر دے۔ یہ ہے وہ سبق جو ہم امام ہمامؓ کی زندگی سے سیکھ سکتے ہیں۔ یہ ہے وہ تعلیم جو ہم اس عظیم الشان ہستی کی سیرت سے اخذ کر سکتے ہیں۔ . . .

اور یہی ہے طریق اس محبت کے اظہار کا جو ہمارے قلوب میں آپ کیلئے ہے

اخبار احمدیہ

—— سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اب بفضل ایزد متعال آرام ہے تاہنوز کمزوری کا اثر ہے۔ احباب دعاؤں میں یاد رکھیں

—— جماعت کے ایک مخلص اور قابل قدر بزرگ شیخ نور الدین صاحب کچھ عرصہ سے انتڑیوں میں ورم کی وجہ سے علیل ہیں اور ساتھ ہی بخار کی بھی شکایت ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ نہایت خلوص دل سے اسی ہستی کی بحالی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

—— جماعت کے اور بھی کئی ایک احباب بیمار اور مشکلات میں مبتلا ہیں جن کے لئے خصوصیت سے دعاؤں کی ضرورت ہے

تقریب سعید

نہایت خوشی کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے کہ جناب مولوی محمد رمضان صاحب سندھی ایڈ الدین کے صاحبزادے میاں عبدالودود صاحب کا عقد محترمہ زہرہ بیگم بنت جناب مرزا مولا بخش صاحب جہلم سے ہو گیا ہے۔ جس میں صدر وپیہ حق مہر قرار پایا۔ اس تقریب کی خوشی میں مولوی محمد رمضان صاحب نے دس روپے اشاعت اسلام اور پانچ روپے جلسہ کی مسجد احمدیہ کے لئے عطا فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ

ہم اس مبارک تقریب پر ہر دو خاندان کے افراد کو مبارکباد عرض کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس تعلق کو راحت و الفت کا باعث بنائے۔

احباب کی فوری توجہ کے قابل

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک احمدی کی اولاد احمدی نہیں ہوتی کئی دفعہ رفیقہ حیات بھی اس سے متفق نہیں ہوتی۔ ایسے حالات کے ہوتے ہوئے احمدیت کی بنیاد کو آہستہ آہستہ نقصان پہنچ رہا ہے آخر وہ وقت آجاتا ہے کہ جس گھر کا مالک دفتار احمدی تھا اس کے گذر جانے کے بعد اسی گھر میں احمدیت کا سلسلہ یک لخت ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔

یہ کس کا قصور ہے۔ کیا اس کی اولاد کا؟ کیا اس کی رفیقہ حیات کا؟

نہیں اور ہرگز نہیں۔ یہ اس کا قصور ہے جس نے اپنے بچوں کو احمدیت کی تعلیم نہیں دی ـــ جس نے اپنی رفیقہ کو احمدیت کی تصویر دکھانے کی کوشش نہیں کی؟

جس نے کبھی اپنے بچوں کو نماز جمعہ کے لئے ساتھ لانے، خدا اور اس کے رسول کی باتیں سنوانے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔

جس نے کبھی اپنے بچوں کو بتلایا ہی نہیں کہ بیٹا ہم احمدی ہوتے ہیں ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے

جس نے اپنے بچوں کو ایک جگہ بٹھا کر انہیں احمدیت اور بانی احمدیت کے متعلق واقعات ہی نہیں سنائے۔

جس نے اپنے بچوں کے سامنے احمدیت کی خوبیاں بیان ہی نہیں کیں۔ اور جس نے کبھی اپنے گھر میں تبلیغ کی کوشش ہی نہیں کی۔

یہ اس کا قصور ہے اس کی اولاد کا قصور نہیں ـــ

میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک احمدی کا بچہ ہاتھوں میں تنکی دبائے باہر نکلا۔

"کہاں گئے ہیں تمہارے ابا جی؟"

"باہر گئے ہیں" اس بچے نے کہا۔

"کب تک آجائیں گے؟"

"معلوم نہیں" یہ کہہ کر وہ بچہ دروازہ سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔

میں نے سوچا تھوڑی دیر انتظار کر لیا جائے تو بہتر ہے

میں نے اس بچے کو ایک ہاتھ سے پکڑ کر پوچھا۔ تم کون ہو؟

اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ ہاتھ چھڑانے کی کوشش میں بچہ ہٹا۔ میں نے سوال کو دوسرے طریقہ پر دریافت کیا۔

"کیوں بھائی تم جانتے ہو۔ احمدی کون ہوتے ہیں؟"

وہ بچہ میری طرف ایسے دیکھنے لگا۔ جیسے کبھی احمدی کا نام سنا ہی نہیں۔

میں نے اسے پوچھا۔ اچھا تم ہوتے کون ہو؟ ہندو ہوتے ہو یا سکھ؟

– – – – – !

"تو اب ود عیسائی ہو؟"

– – – – – !

"مسلمان ہوتے ہو؟"

– – – اس پر اس لڑکے نے حرکت کی۔

"مسلمان ہوتے ہو نا؟"

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پھر احمدیت کا نام سنا ہوا ہے؟" میں سمجھا تھا۔ اب ذرا کچھ بولے گا۔ لیکن میری مایوسی کی حد نہ رہی۔ جب اس نے کہا "نہیں ـــ"

"احمدیوں کا نام نہیں سنا؟"

"نہیں ـــ"

"مرزائیوں کا نام سنا ہوا ہے؟"

"مرزائی؟" اس نے پوچھا۔

میں نے کہا۔ "ہاں"۔

"ہم تو مرزائی نہیں!"

یہ افسوسناک حالت تھی۔ ایک احمدی کے گھر کی یہی بچے آگے جا کر احمدیت کے مخالف ہوں گے۔

اگر ذرا سی بھی کوشش کی جائے تو انہیں احمدی کیا جا سکتا ہے اور وہ آئندہ مخلص احمدی ہو سکتے ہیں توسیع جماعت کا یہ پہلا اور سب سے آسان قدم ہے۔ ہر ایک احمدی کو چاہئے کہ اس کے جتنے بچے ہوں انہیں احمدیت کے متعلق پوری واقفیت دلائے۔ تاکہ یہی بچے آئندہ جا کر احمدیت کے استحکام کا باعث ہوں۔

(شیخ محمد طفیل)

سکرٹری احمدیہ ینگ مسلم ایسوسی ایشن امرتسر

میثاق النبیین

(از جناب غلام رسول صاحب جانباز)

نہیں مجبور الطاف حق کا کنارا / ہدایت کا رب جس نے ساماں اتارا
ہوا جگ میں دار محمد پیارا / تو بے ساختہ ایک شاعر پکارا
دلم زندہ شد از خیال محمد
جہاں روشن است از جمال محمد

عیاں اس کا جلوہ ہوا بحر و بر میں / زمیں آسماں اور شمس و قمر میں
وہی ضوفگن ہے نجوم سحر میں / سمایا ہے وہ ہر بشر کی نظر میں
دو عالم ازاں نور مسرور گشتہ
ز صہبائے دیدار مخمور گشتہ

اناجیل و توراۃ میں نور اس کا / ہے ویدوں میں بھی ذکر مسطور اس کا
خدا کو جو مطلب تھا منظور اس کا / تو ہے ژند و استا میں مذکور اس کا
ہمہ صحف اولیٰ بشارت نمودہ
بتوصیف احمد زبان در کشودہ

کلیم خدا اور آدم صفی نے / خبر اس کی دی مہرشی دیاس جی نے
سلیمان نے داؤد و عیسیٰ نبی نے / بشارت دی ہر دیوتا و ولی نے
چنیں بود میثاق باری تعالے
کہ کردند تصدیق آں ذات والا

مسمّی بہ ہر اسم احسن وہی ہے / جو انجیل میں احمد ہاشمی ہے
وہ توراۃ میں گر محمد نبی ہے / تو وید ول میں نام اس کا مہارشی ہے
بہر وصف و توصیف موصوف بودہ
کہ در کار اصلاح معروف بودہ

گزارش کروں گا میں اہل جہاں سے / بہ خورد و بزرگ اور پیر و جواں سے
ہو جانا نزد آشنگی اس بیاں سے / سنیں آکے ودیارتھی کی زباں سے
بشنوید ایں قیل و قال محمد
وصلوا علیہ و آل محمد

(افسانہ)

احمدیت پر ایک نظر

(از جناب شیخ محمد طفیل صاحب مقیم امرت سر)

اسلم نے دروازہ کھول کر اپنا اسباب گاڑی کے ڈبے میں رکھ دیا۔ اور کھڑکی کے پاس ایک اچھی سی جگہ تلاش کر کے بیٹھ گیا۔ اپنی چھڑی بنچ پر رکھ دی ایک بازو کی کہنی کھڑکی سے باہر نکال کر سٹیشن کی طرف دیکھنے لگا۔

آج تک تمام دنیا کی نظریں آسمان کی طرف ہیں۔

ہندوستان بدنصیب ہندوستان نے

اپنا مستقبل

(جو خوشگوار ہونا چاہئے تھا)

ہاں - - - - - - - -

ہندوستان نے اپنے مستقبل کو تاریک تر بنا دیا

مذہبی جھگڑوں میں پڑ کر

مذہبی رنجشیں بڑھا کر

آہ بدنصیب - - - بدنصیب ہندوستان

یہ اس انگریزی نظم کا ترجمہ ہے۔ جسے اسلم اپنے منہ میں گنگنا رہا تھا۔ یہ عہد حاضر کے ایک نوجوان شاعر کے زور قلم کا نتیجہ تھی۔ اسلم نے ایک ہلکی سی آہ بھری۔ اور کھڑکی کی چوکھٹ پر اپنی انگلیاں بجانے لگا۔ پھر اس نے ایک نظر ادھر ڈالی۔ وہ ابھی تک اپنے ڈبے میں تنہا تھا۔ - - - گاڑی نے سیٹی بجائی۔ اور چل دی۔

اسلم نے ایک اطمینان کا سانس لے کر اپنے بیگ میں سے ایک کتاب نکالی اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ یہ ریلیجن آف اسلام تھی۔ جو اس کے ایک احمدی دوست نے لاہور سے چلتے وقت تحفۃً عنایت کی تھی۔ اسلم گو احمدی نہ تھا لیکن اسے احمدیت سے ایک خاص دلچسپی تھی۔ اور وہ تحریک احمدیت کو بہت اچھی نظر سے دیکھتا تھا۔ (گاڑی فراٹے بھرتی جا رہی تھی)

اسلم کے خیالات کے سلسلے کو گاڑی کے ٹھہرنے نے توڑ دیا ——

مسلمان پانی —— ہندو چائے —— پان بیڑی سگریٹ کی آوازوں نے تھوڑی دیر کے لئے اسلم کو پریشان کر دیا —— ایک اچٹتی ہوئی نگاہ اٹھا کر باہر کے نظارے کو دیکھا۔ اور پھر کتاب پر نظریں جما کر پڑھنا چاہا لیکن اتنے شور میں خیالات کو صرف کتاب پر جمع کرنا مشکل تھا۔ اس لئے کتاب میں انگلی رکھ اسے بند کر دیا۔

اتنے میں ایک صاحب کچھ تھکے ہوئے دروازہ کھول کر ڈبے میں داخل ہوئے اور قلی سے اسباب لیکر اسے مناسب جگہ پر رکھنا شروع کیا جب اس کام سے فراغت پائی تو اسلم کے سامنے بنچ پر بیٹھ کر اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا —— (معاف کرنا میں یہ کہنا بھول گیا تھا جو صاحب ڈبے میں داخل ہوئے۔ ایک مولوی معلوم ہوتے تھے)

انہوں نے اسلم کے ہاتھ میں احمدیہ انجمن کی کتاب دیکھ کر ایک زہریلی نظر سے اسلم کو دیکھا۔ جب گاڑی اس اسٹیشن سے روانہ ہوئی۔ تو انہوں نے اسلم سے بات کا بہانہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کونسی کتاب ہے؟"

اسلم۔ "ریلیجن آف اسلام" (ٹائیٹل دکھاتے ہوئے) مولانا محمد علی ایم۔ اے پریذیڈنٹ احمدیہ جماعت کی اسلام کے متعلق بہترین تصنیف ہے

مولوی صاحب۔ "آپ اس جماعت سے متعلق ہیں؟"

اسلم۔ "نہیں تو ——!"

مولوی صاحب نے یہ خلاف توقع جواب سن کر تھوڑی دیر کے لئے خاموشی اختیار کی۔ لیکن پھر کہنے لگے —— ایسے لٹریچر سے کوئی فائدہ نہیں معاف کرنا۔ میں نے حقیقت بیان کی ہے۔"

اسلم۔ "مجھے تو احمدیت کے لٹریچر میں اسلام کی صحیح تصویر ملتی ہے۔"

مولوی صاحب۔ "دیکھو سوچکر۔ جماعت مرزائیہ نے اسلام کو جس قدر نقصان پہنچایا۔ اس کی نظیر نہیں ——"

اسلم۔ "یہ آپ کا خیال ہی خیال ہے ورنہ ان تمام شکوک کا ازالہ احمدیہ جماعت کر چکی ہے۔"

مولوی صاحب۔ "مہربانی فرما کر آپ احمدیہ جماعت نہ کہیں بلکہ ان کے لئے مرزائی نام ہی صحیح ہے۔ احمدی تو ہم بھی ہیں۔"

اسلم۔ "لیکن جب یہ لوگ اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں تو ہمیں کیا حق ہے کہ انہیں کوئی اور نام دیں۔"

مولوی صاحب۔ "چونکہ اس جماعت کے متعلق متفقہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہ دائرہ اسلام سے خارج ہے تو پھر ہم انہیں کیسے احمدی کہیں۔"

اسلم۔ "ایسے کفر کے فتووں سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا۔ ورنہ دنیا میں آپ کو ایک مسلمان بھی ثابت کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ ہر ایک مامور من اللہ کی جماعت کے ساتھ لوگوں نے یہی سلوک کئے۔"

مولوی صاحب۔ "لیکن مرزا غلام احمد ان مامورین میں سے نہیں اس نے لوگوں کو صریح جھوٹ بول کر دھوکے دیئے ہیں۔ تو ہمات کو الہام سمجھ کر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ مجدد سے نبی اور نبی سے آنحضرتؐ اور پھر آنحضرتؐ سے بھی بڑھ گیا۔ آنحضرتؐ کی سخت توہین کی۔ حضرت امام حسین سید الشہدا کی ناقابل برداشت ہتک کی۔ خدائی کا دعویٰ تک کر دیا۔ حضرت آدم، موسیٰ عیسیٰؑ یعقوب۔ ابراہیم اور احمد و محمد بن گئے۔ ہزاروں جونیں بدلیں۔ کرشن جے سنگھ —

تمام پیشگوئیاں غلط۔ تمام الہام مہمل۔ آج بھی منصف مزاج ہوئی مرزائیوں کے سر پیٹنے دیتے - - - -"

اسلم۔ معاف کریں آپ کے تمام اعتراضات کا جواب بالتفصیل دیا جا چکا ہے۔ یہ مخالف احمدیت اور انہیں چھپاتے ہوئے اعتراضوں کو آگے دیتا ہے۔ جیسیوں دفعہ جواب دیئے۔ لیکن آپ ان کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے مرزا صاحب کا شعر ہے ؎

جان و دلم فدائے جمال محمد است

خاکم نثار کوچۂ آل محمد است

پھر آپ کیسے کہتے ہیں۔ انہوں نے رسول و آل رسول کی ہتک کی وہ تو اپنے آپ کو احمد کا غلام قرار دیتے ہیں۔ آپ نے ان کی تمام تحریرات کو معاف کرنا دشمنی کی نظر سے دیکھا ہے۔ خدائی کے دعوے کا جھوٹا الزام لگا کر مجھے دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ آدمؑ موسیٰؑ محمدؐ و احمدؐ بروز کے طور پر بننے سے نبیوں کی ہتک لازم نہیں آجاتی۔ پہلے امام اور مجدد بھی لیسے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دعوے کر چکے ہیں۔ پیشگوئیاں جہاں تک مجھے واقفیت ہے پوری ہوئی ہیں۔ اگر معنی لفظ کو سمجھو نہ آئے تو —— جے سنگھ پر آپ کو کیا اعتراض۔ غیر زبان کا لفظ ہے اس لئے مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ کوئی گنگا کو گنجز کہدے یا بنی اسرائیل کو [illegible] تو مسجد کے حجرے سے کوئی ملا اٹھ کر اس پہ ہنسی مذاق اڑانے لگ جائے - - - -"

مولوی صاحب۔ آپ نے جو کہا ہے کہ دوسرے ماموروں اور مجددوں نے مرزا صاحب سے بڑھ کر دعوے کئے تو عرض ہے وہ ہمارے لئے حجت نہیں

اسلم۔ کچھ انصاف کیجیے۔ مرزا صاحب کی مخالفت میں آکر مجددوں کا انکار کر بیٹھے۔ کل پھر قرآن کو بھی ناقابل قبول قرار دے دیں تو کون ذمہ دار ہوگا اس بات کا جواب نہیں آیا۔ سرے سے ہی انکار کر دیا۔ نہ یانس نہ بجے بانسری بجے بہت خوب۔"

مولوی صاحب۔ مرزائی تو ہم سے ہر میدان میں شکست کھاتے رہے۔ ہر جگہ میدان مار ارا۔ آپ کہتے ہیں تمام اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے —— یہ دیکھئے (یہ کہکر ایک کتاب اپنے سوٹ کیس میں سے نکالی۔ اور اسلم کو پیش کی) لیجئے اس کتاب کو آج چار پانچ سال ہونے کے قریب ہیں لیکن —— جناب عالی اس کے مصنف نے مرزائیوں کی قلعی توڑ دی۔ مرزائیت کے خلاف ایسی زبردست کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔ آپ نے اس کا جواب کہیں دیکھا۔ یہ حصہ دوم ہے حصہ اول اس وقت میرے پاس نہیں۔ تو وہ بھی آپ کو دکھاتا۔"

اسلم نے ٹائیٹل پر نگاہ جو ڈالی تو لکھا ہوا تھا۔

الکاویہ علی الغاویہ حصہ دوم

مصنف و مولف محمد عالم آسی عفی عنہ

اسلم نے ایک [illegible] کے بہت سارے ورق الٹ کر ورق گردانی میں سے پڑھنا شروع کیا۔ لکھا تھا۔

(۳۳) حدیث علیہ [illegible] سے جناب نے دو مسیح ثابت کر دیئے ہیں ایک سرخ رنگ کا تھا اور دوسرا گندم گوں۔ مگر عینی شہادت (فوٹو) بتا رہی ہے کہ جناب (یعنی مرزا صاحب) کا رنگ تو بالکل سفید تھا۔ اس لئے نہ آپ گندمی مسیح تھے نہ سرخ مسیح۔ بلکہ سفید مسیح تھے۔ اس کے علاوہ آپ اپنی کتاب تریاق [illegible] میں مسیح کو گورا بتا گئے تھے تو اس حساب سے چار مسیح بنتے ہیں۔ دو گورے ایک سرخ اور چوتھا گندم گوں۔" (الکاویہ حصہ دوم صفحہ ۲۵۸)

اسلم اتنی عبارت پڑھ کر مسکرانے لگا

مولوی صاحب۔ اس کتاب نے مرزائیوں کے دانت کھٹے کر دیئے ایسے زبردست دلائل دیئے ہیں کہ قیامت تک وہ جواب نہیں دے سکتے

اسلم۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے۔ کتاب کی معقولیت اسی سے ظاہر ہو رہی ہے ذرا یہ حوالہ پڑھئے۔

مولوی صاحب۔ اور کیا ٹھیک تو ہے۔ ورنہ مرزا صاحب کی فوٹو غلط ثابت کر دو۔ فوٹو میں تو بالکل سفید رنگ آیا ہے پھر ہم کیسے کہیں ——

اسلم۔ "مولانا آپ کی عقل پر مجھے رحم آتا ہے۔"

مولوی صاحب۔ "آگے تو صاف لکھا ہے۔ اگر مسیح ناصری کو سرخ مخلوط اللون ثابت کریں تو ہم بھی آنے والے مسیح کو سرخ گندمی تسلیم کریں"

اسلم۔ "لیکن یہ تو بتایئے کہ جس شخص کا سرخ رنگ ہو اس میں سفیدی کی جھلک ہوتی ہے یا نہیں؟"

مولوی صاحب۔ "بہرحال مرزا صاحب کا فوٹو بالکل سفید ہے اس لئے نہ سرخ مسیح تھے نہ گندم گوں۔"

اسلم۔ "جی چاہتا ہے مصنف کی نکتہ سنجی پر ماتم کروں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب نوبت یہاں تک آگئی اسی کتاب پر اترائے ہیں"

مولوی صاحب۔ "تب بھی۔ فوٹو ہی یہ بتلا رہا ہے۔"

اسلم۔ "یہ بات تو ایک مرتی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ یہ رسالہ میں [illegible] گلاب کے پھول کی تصویر ہے یہ ضرور سرخ ہوگا لیکن تصویر میں اس کا رنگ کالا اور کہیں سفید پڑ گیا۔ اب اگر کوئی آکر شور مچانا شروع کر دے کہ یہ پھول حقیقتاً سفید اور سیاہ ہوگا۔ تو اس کی عقل پر ہمیں ضرور تعجب ہونا چاہئے۔"

گاڑی ایک جھٹکے کے ساتھ ٹھہر گئی۔ اس اسٹیشن سے گاڑی بدلنے کی ضرورت تھی۔ اسلم نے پوچھا۔

"آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟"

"میں دہلی تک جا رہا ہوں"

اسلم۔ پھر تو خوب ساتھ ملا۔ اب دوسری گاڑی میں بیٹھ کر ہی گفتگو کریں

(باقی آئندہ)

رحمت الٰہی کی زندگی بخش بارش

از حاجی پورہ شہر سیالکوٹ۔

بخدمت اقدس واعلیٰ حضرت سیدنا حضرت امیر جماعت احمدیہ اشاعت اسلام لاہور دام ظلکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں [illegible] امیر [illegible] محمد سعید قریشی صدیقی بسلسلہ ملازمت خود عرصہ قریباً [illegible] سال ہندوستان کے مختلف مقامات میں رہا ہوں۔ اور بد قسمتی سے دوران ملازمت میں کوئی خاص صحبت مذہبی بزرگان سے نصیب نہیں ہوئی۔ گزشتہ مئی سنہ [illegible] سے بوجہ بیکاری اپنی جائے سکونت محلہ حاجی پورہ شہر سیالکوٹ میں آیا ہوا ہوں۔ خوش قسمتی سے میرے تمام خویش واقارب بھی طرح اپنے اپنے مذہبی [illegible] رنگے ہوئے ہیں [illegible] قریب میرے تمام رشتہ دار احمدی ہیں جو دو [illegible] میں منقسم ہیں میرے بہت نزدیکی رشتہ دار یعنی تایا امام محمد اکبر صاحب قریشی جماعت قادیاں کے ایک مخلص فرد ہیں میرا ایک بھانجا عزیز محمد مسعود صدیقی ایک قابل نمونہ نوجوان ہے جو آپ کی جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ عام طور پر یہ ہر دو اصحاب مجھے اپنے اپنے سلسلہ کی اس عرصہ ایک سال میں تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ بلکہ حتی الامکان میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی تصانیف بھی اس عرصہ میں مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ بلکہ آنحضرت اور میاں محمود احمد صاحب کے عقائد میں زمین و آسمان کا فرق دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا۔ کہ کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے جانبین کے دلائل ایک دوسرے کے روبرو سننے چاہئیں۔ چنانچہ اس بات کا اظہار میں نے اپنے تایا صاحب سے کیا کہ آپ کسی لاہوری احمدی سے میرے سامنے اپنے اختلافی مسائل پر گفتگو کریں تاکہ میں کسی نتیجہ پر پہنچ سکوں۔ انہوں نے نہایت مہربانی فرما کر میری اس عرض کو قبول فرمایا۔ اور اپنے مکان پر اپنی جماعت کے ایک مبلغ بابو فضل الدین صاحب سکرٹری تبلیغ کو دعوت دی۔ دوسری طرف سے میں نے اپنے بھانجے عزیز محمد مسعود صاحب صدیقی کو کہا۔ کہ جماعت احمدیہ قادیاں کے مبلغ سے تبادلہ خیالات کریں۔ چنانچہ ہفتہ عشرہ ہوا ہے۔ کہ یہ مجلس مناظرہ تایا امام کے مکان پر مابین بابو فضل الدین صاحب مبلغ قادیاں اور بابو محمد مسعود صاحب صدیقی رکن جماعت لاہور منعقد ہوئی۔ یہ مجلس ۸ بجے رات سے شروع ہو کر ۱۰ بجے رات تک رہی۔ دونوں جانب کے مناظرین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار نہایت خوش اسلوبی سے کیا۔ مبحث زیر بحث نبوت حضرت مرزا صاحب تھا۔ بابو فضل الدین صاحب مبلغ جماعت قادیاں مدعی تھے۔ انہوں نے قرآن شریف کی دو تین آیات سے نبوت حضرت مرزا صاحب ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اور حضرت مرزا صاحب کی تصانیف حقیقۃ الوحی، اور ایک غلطی کا ازالہ کی عبارتیں بار بار پیش کیں۔ اس کے جواب میں بابو محمد مسعود صدیقی نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی تصانیف کے بیسیوں حوالے انکار نبوت اور دعویٰ مجددیت محدثیت۔ اور مسیح موعود کے پیش کئے۔ حقیقۃ الوحی اور ایک غلطی کا ازالہ کی عبارتوں کو دوسری تصانیف سے اچھی طرح صاف کیا۔ بحث ۱۰ بجے رات تک رہی بحث میں دونوں جماعتوں کے افراد موجود تھے۔ قبلہ امام غلام حسین صاحب قریشی سکرٹری جماعت لاہور سیالکوٹ کی طبیعت اس دن کچھ ناساز تھی۔ اسلئے وہ اس مجلس میں شامل نہ ہو سکے اس بحث کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ حضرت مرزا صاحب مرحوم ومغفور کا دعویٰ نبوت تامہ ہرگز نہیں ہے۔ البتہ مجددیت، محدثیت اور مسیح موعود ہونیکے دعاوی ہیں۔ اخیر پر بابو محمد مسعود صدیقی نے بڑے زور سے چیلنج دیا۔ کہ حضرت صاحب نے اسی ۸۰ سے زیادہ کتب تصانیف کی ہیں کہیں سے ایک جگہ دکھا دو۔ کہ ہمارا دعویٰ نبوت کا ہے جس طرح واضح الفاظ میں محدثیت کا دعویٰ ہے لیکن اس کا جواب فریق مخالف کی طرف سے یہ دیا گیا۔ کہ ہم ڈائری کو بھی کتاب سمجھتے ہیں۔ اخیر پر تایا امام صاحب نے مجلس کی توسیع چاہی اور رفقت سوکی [illegible] شہر دے اور [illegible] پلا دے مابین۔ اس بحث کے بعد [illegible] کفر واسلام میری بیعت میں سد راہ رہا کیونکہ قادیانی حضرات کی طرف سے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جس شخص نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت نہیں کی اسکو حضرت صاحب نے دائرہ اسلام سے خارج کہا ہے میں نے اپنے تایا صاحب کو اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات کے لئے پھر عرض کی انہوں نے یہ شفقت پدرانہ منظور فرما کر اپنے مبلغ بابو فضل الدین صاحب کو بلایا یہ مجلس میرے چچا علی شاہ صاحب صدیقی کے مکان پر شب گزشتہ منعقد ہوئی اس مجلس میں احباب پہلی مجلس سے زیادہ تھے مبحث مابین کفر واسلام تھا جماعت لاہور کی طرف سے اس جماعت کے مقامی سکرٹری قبلہ امام غلام حسین صاحب صدیقی اور جماعت قادیاں کی طرف سے بابو فضل الدین صاحب مبلغ جماعت مقامی تھے مناظرہ سے پہلے تو دو مناظرین میں تھوڑی سی کشمکش ہوئی آخر کار ٹھیک نو بجے مناظرہ شروع ہوا جماعت لاہور کے نمایندہ اس مسئلہ کفر واسلام میں مدعی ہوئے۔ انہوں نے اپنی پہلی تقریر میں بروئے قرآن۔ حدیث۔ اور تصانیف حضرت مرزا صاحب ثابت کر دیا۔ کہ کوئی کلمہ گو جو اہل قبلہ ہے اسے حضرت مرزا صاحب نے کافر ہرگز ہرگز نہیں کہا پہلی مدعی کی تقریر ۔ منٹ کی تھی۔ بعد میں دو طرفوں کو ۵ منٹ دئے گئے۔ قبلہ امام شیخ غلام حسین صاحب سکرٹری جماعت لاہور کے دلائل پیش کردہ کو فریق مخالف نے مس تک نہیں کیا۔ بلکہ اس کے برعکس یہ کہتے رہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے غیر احمد یوں سے قطع تعلق کے لئے فرمایا ہے اور حقیقۃ الوحی کے سوال نمبر ۲ کو بار بار پڑھ کر سناتے رہے۔ حالانکہ اسی صفحہ پر صاف طور پر حضرت مرزا صاحب نے حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے۔ کہ مکفر میری تکفیر کی وجہ سے کافر ہیں۔ یہ بحث کا سلسلہ بارہ بجے رات تک رہا۔ قادیانی مبلغ بالکل اپنے دعویٰ کو ثابت نہیں کر سکا۔ اس کو بار بار کہا گیا۔ کہ نص قرآنی یا حدیث سے ثابت کیا جائے۔ کہ مسیح موعود کا منکر کافر ہوتا ہے یا کم از کم حضرت مرزا صاحب کی تصانیف سے دکھایا جائے۔ کہ ان کے دعوے کے انکار کی وجہ سے کافر ہوتا ہے۔

مناظرہ کے بعد بابو محمد مسعود صدیقی نے حاضرین کی تواضع چائے سے کی۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ ان ہر دو مناظروں اور اپنی ذاتی تحقیقات کے بعد آنحضور کو مخاطب کرنے کی جرأت کی ہے کہ میں آج سے آنحضور کے دست مبارک پر حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر یقین رکھتے ہوئے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں۔ اپنے سابقہ گناہوں کی توبہ کر کے اقرار کرتا ہوں کہ آیندہ اپنی زندگی میں انشاء اللہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ گر قبول افتد زہے عزو شرف۔ دعا فرمائیں کہ اللہ مجھ پر رحم فرمائے

احقر العباد۔

(محمد امیر ثاقب ولد محمد سعید قریشی سکنہ محلہ حاجی پورہ شہر سیالکوٹ)

خطبہ جمعہ

چونکہ حضرت سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت ناساز تھی اسلئے آپ خطبہ جمعہ نہ فرما سکے۔ احباب خطبہ جمعہ کا انتظار نہ فرمائیں

وہ کیا ہی اچھے دن تھے جب عمرؓ ہمارے آقا تھے

(گزشتہ سے پیوستہ)

"تم نے اپنی حالت کی امیرالمومنین کو خبر کیوں نہ دی کہ بیت المال سے تمہارے لئے وظیفہ مقرر ہو جاتا"

دکھ درد کی ماتی بولی "خدا عمرؓ کو تباہ کرے۔ خدا اس کے ستارے کو دھندلا کرے وہ بڑا ظالم ہے"

مسلمانوں کے بادشاہ نے یہ سن کر پھر پوچھا "بڑی بی۔ عمر نے آپ پر کیا ظلم کیا؟"

"ہاں۔ خدا کی قسم۔ اس نے مجھ پر بہت ظلم کیا۔ راعی کا سب سے پہلا فرض ہے کہ رعایا کے ایک ایک فرد کی خبر رکھے شاید اسے مجھ سا بھی کوئی مل جائے تنگدست کثیر اولاد والا۔ بے یار و مددگار تاکہ بیت المال سے اس کے زندہ رکھنے کا انتظام کرے۔

عمرؓ کو آپ کے حال کا کیسے علم ہو۔ وہ کیونکر معلوم کرے۔ کہ آپ کا کثرت اولاد اور ناتوانی سے یہ حال ہو رہا ہے۔ آپ کو چاہیئے تھا کہ اس کے پاس جاتیں۔ اور اپنے حال سے آگاہ کرتیں۔

"نہیں۔ ایسا نہیں خدا کی قسم شریف بادشاہوں کا فرض ہے کہ اپنی رعایا کی ضروریات کو پورا کریں۔ اور چھوٹے بڑے کا فرق نہ کریں۔ امیر غریب کو ایک نظر سے دیکھیں۔ شاید کوئی ایسا نادار بھی ہو۔ کہ تنگ دستی اور فاقہ مستی کے مارے جان سے بھی بیزار ہو۔ اور اتنا باحیا ہو۔ کہ اپنے بادشاہ کے آگے بھی دست سوال دراز کرنے کو حقیر سمجھتا ہو۔ شاہ اسلام اگر اس میں تساہل کرتا ہے۔ تو یہ اس کا ظلم ہے۔ یہ اسلام کی سنت ہے جو اس کو توڑے گا۔ وہ ظلم کرے گا۔"

"بڑی بی۔ آپ نے خوب کہا۔ اور سچ کہا۔ بچوں کو تسلی دیجئے۔ خدا آپ کے حال پر رحم فرمائے گا"

آدھی رات کا لگ بھگ تھا جب مسلمانوں کا بادشاہ کھری کھری باتیں سن کر خیمہ سے باہر نکلا اور سیدھا بیت المال کے دروازہ پر آ کر دم لیا، دروازہ کھولا۔ اور خزانہ میں داخل ہوئے۔

آٹے کی بوری اپنے شانوں پر رکھی۔ اور گھی کا مرتبان اپنے رفیق کے۔ دروازہ بند کیا۔ باہر کے پیٹوں کی آہوں کی عرش ہلا دینے والی سسکیاں ان کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔ دل پیچ رہا تھا رواں رواں زبان حال سے عمرؓ کو جلدی کا پیغام دے رہا تھا آٹے کا تھیلا کسی قدر بوسیدہ تھا آٹا چھن چھن کر ان کی داڑھی سفید ہو گئی تھی۔ آنکھوں میں آٹا۔ رخساروں پر آٹا غرضیکہ تمام چہرہ آٹے سے اٹا پڑا تھا۔ عمرؓ دوڑتے، ہانپتے جا رہے تھے۔ کبھی آہستہ کبھی پھر تیز سانس اکھڑ رہا تھا۔ ساتھی نے نہایت ادب سے عرض کی۔ کہ بوجھ مجھے اٹھانے کی اجازت دیجئے جواب دیا "قیامت کے دن میرا کون بوجھ اٹھائے گا۔ لوہے کے پہاڑوں کا اٹھانا آسان ہے۔ لیکن ظلم کا بوجھ خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا۔ اٹھانا محال ہے۔ اور خصوصاً اس بڑھیا کی فاقہ مستی کا ظلم۔ جو ننھی ننھی جانوں کو کنکریوں سے مطمئن کرنا چاہتی ہے۔ خدا کے ہاں میرا یہ گناہ کبیرہ ہے۔ جلدی چلو عباس جلدی چلو کہیں ہمارے پہنچنے سے پہلے وہ سو نہ جائیں"

خیمہ میں پہنچ کر آٹے کا تھیلا زمین پر رکھا۔ دوڑ کر ہنڈیا اٹھائی اور انڈیل ڈالی۔ دھوئی اور گھی ڈال کر چولھے پر رکھی۔ آگ کی طرف نظر اٹھائی۔ تو بالکل راکھ کا ڈھیر تھا۔ ایک دہکتا ہوا کوئلہ نکلا۔ لکڑیوں کیلئے ہاتھ بڑھایا۔ تو وہ بھی گیلی تھیں۔ کوئلہ کو درمیان میں رکھا۔ اور گھاس پھوس سے ڈھانپ دیا۔ اس کے چاروں طرف لکڑیاں جمائیں۔ اور لگے پھونکنے۔ آپ کی پیشانی زمین بوس تھی۔ راکھ اڑ اڑ کر داڑھی اور بالوں میں پڑ رہی تھی۔ گویا خدا کی درگاہ میں سجدہ ریز ہیں۔ آہ اس سے بڑی اور اس سے اچھی نماز کون سی ہے۔ وہ کون سی عبادت ہے۔ جو بندے کو آقا سے جوڑ دیتی ہے۔ وہ کون سی منزل ہے۔ جہاں پردے ہٹ جاتے ہیں۔ وہ غریبوں کی خبر گیری ہے۔ وہ بے کسوں اور تنگ دستوں کی ہمدردی ہے وہ لاوارثوں کی شفقت ہے۔ جو نہیں ہو سکتے جاتے تھے۔ اور راکھ اڑ کر داڑھی اور بالوں میں پڑ رہی تھی درد دھواں چھن چھن کر ریش سے گزر رہا تھا۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے

آگ روشن ہوئی گھی کے تڑ تڑ کرنے کی آواز آئی۔ تو اطمینان ہوا۔ دائیں ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ اور بایاں بوری میں ڈال رہا تھا۔ ایک سے حرکت دے رہے تھے۔ اور دوسری سے آٹا وغیرہ ہنڈیا میں ڈال رہے تھے بچوں کا عجب حال تھا۔ کھانے کو پکتا دیکھ کر خوشی سے پکانے والے کے گرد جمع ہو گئے۔ کمزوری سے بے چین تھے خوش بھی ہو رہے تھے۔ اور رو بھی رہے تھے۔

عمرؓ ایسے آدمی نہ تھے کہ ایک کام کو شروع کر کے ادھورا چھوڑ دیں۔ کھانا تیار کر کے برتن میں ڈالا۔ ایک دو کو اپنی گود میں بٹھایا۔ ایک دو کو سامنے۔ لقمہ اٹھا اٹھا کے ہر ایک کے منہ میں ڈالتے تھے۔ اور پیاری پیاری باتیں کرتے جاتے تھے۔ بچے کھاتے تھے۔ ہنستے تھے۔ کھاتے تھے۔ کبھی اپنی بوڑھی اماں کی طرف دیکھتے۔ اور کبھی اجنبیوں کی طرف۔ جن کی شفقت نے انہیں گردش کے بے رحم ہاتھوں سے بچایا تھا۔ تمام نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر ہنستے کھیلنے لگے۔ اور آخر کار سو گئے۔ عمرؓ نے خدا کا شکر ادا کیا۔

دوسرے دن بڑھیا کو بلا بھیجا اور بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا۔

آہ۔ وہ کیا ہی اچھے دن تھے جب عمرؓ ہمارے آقا تھے۔

پیارے مسلمان نونہالو۔ یہ چھوٹی سی کہانی میں نے اس لئے کہی ہے کہ آپ کے سامنے ایک مسلمان بادشاہ کی زندگی کا نمونہ رکھوں۔ تم نے دیکھا۔ کہ حضرت عمرؓ رعایا کے دکھ کو اپنا دکھ، اور رعایا کے سکھ کو اپنا سکھ سمجھتے تھے۔ اور ہر آن مسلمانوں کی حالت سنوارنے میں مصروف رہتے تھے یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمان آپ پر جان و مال قربان کرنے کو تیار رہتے تھے اور جہاں آپ کا پسینہ گرتا تھا وہاں اپنا خون بہانے کو اسلام کے لئے مرنا سمجھتے تھے۔

آج بھی اگر ہم میں اس پایہ کے لیڈر ہوں، جو اٹھتے۔ بیٹھتے۔ چلتے۔ پھرتے۔ ہر لحظہ قوم کے بچوں، بوڑھوں، لاوارثوں۔ بے نواؤں۔ اور یتیموں کو سہارا دیں۔ تو قوم ان پر فدا ہو جائے۔

عزیزو! "ایسے بنو۔ کہ قوم تم پر فدا ہو۔"

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شہامند ولد منتقل ذات کملانہ سکنہ جلال پور تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲/۳۷ ۱۲ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲/۳۷ ۱۰

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بہادر ولد سجاول ذات سیال سکنہ جلال پور تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۲ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲/۳۷ ۱۰

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد عنایت خاں ذات بلوچ سکنہ ڈگر تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۱۲ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ عنایت، امیر، نواب ولد سلطان ذات سریانہ سکنہ سندہ سریانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳/۳۷ ۱۴ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مراد ولد نور ذات سیال سکنہ دعوت تک تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۲۲ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲/۳۷ ۱۰

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رحمت ولد بہادر ذات کاٹھیہ سکنہ گگی تمنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۲۳ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲/۳۷ ۱۰

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ اسماعیل ولد شیر ذات کاٹھیہ سکنہ گگی تمنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳/۳۷ ۲۳ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر اصالتاً بورڈ کے سامنے پیش ہوں

تحریر مورخہ ۸ فروری ۱۹۳۷ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ حیدر خان ولد احمد خان ذات بلوچ سکنہ شاری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳/۳۷ ۲۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲/۳۷ ۸

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حسن خاں ولد احمد خاں ذات بلوچ سکنہ [illegible] تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۲۹ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲/۳۷ ۲

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ شیر محمد ولد سیال ذات [illegible] سکنہ چک ۲۲ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳/۳۷ ۳۰ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۸ فروری ۱۹۳۷ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی دریام ولد نور محمد ذات کملانہ سکنہ کھوکھراں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۷ ۲۰ تاریخ پیشی برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲/۳۷ ۱۰

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دریام ولد [illegible] ذات کھوکھر سکنہ شیر نگھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳/۳۷ ۵ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۳۷ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیار پوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۳۷ء — نمبر ۲۰

پیارے امام کا زندگی بخش کلام

مسلمان کون ہے

یہ خیال مت کرو کہ ہم مسلمان ہیں اور بس۔ اسلام بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اور شکر کرو۔ اس کے اندر فلاسفی ہے جو زبان کے کہہ دینے سے حاصل نہیں ہوتی۔ اسلام اللہ تعالیٰ کے تمام تصرفات کے نیچے آجانے کا نام ہے اور اس کا خلاصہ خدا کی سچی اور کامل اطاعت ہے۔ مسلمان وہ ہے جو اپنا سارا وجود خدا تعالیٰ کے حضور رکھ دیتا ہے۔ بدوں کسی امید پاداش کے من اسلم وجهه لله فهو محسن یعنی مسلمان وہ ہے جو اپنے تمام وجود کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے وقف کر دے اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دے اور اعتقادی اور عملی طور پر اس کا مقصود اور غرض اللہ تعالیٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہو۔ اور تمام نیکیاں اور اعمال حسنہ جو اس سے صادر ہوں وہ مشقت اور مشکل کی راہ سے نہ ہوں بلکہ ان میں ایک لذت اور حلاوت کی کشش ہو جو ہر قسم کی تکلیف کو راحت سے تبدیل کر دے۔ حقیقی مسلمان اللہ تعالیٰ سے پیار کرتا ہے یہ کہہ کر اور مان کر کہ وہ میرا محبوب اور مولا پیدا کرنے والا اور محسن ہے۔ اس لئے اس کے آستانہ پر سر رکھ دیتا ہے۔ ایک سچے مسلمان کو اگر کہا جائے کہ ان اعمال کے بدلے اسے کچھ نہ ملیگا اور نہ کوئی بہشت ہے نہ دوزخ۔ نہ آرام نہ لذت۔ تب بھی وہ اپنے اعمال صالحہ اور محبت الٰہی کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ اس کی عبادت اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت میں فنائیت کسی اجر یا ثواب کی بنا اور امید پر نہیں بلکہ وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ وہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی شناخت اور اسکی محبت و اطاعت کیلئے بنائی گئی ہے اور بجز اس کے اسکا کوئی مقصد اور غرض ہے ہی نہیں اس لئے وہ اپنی تمام خداداد قوتوں کو جب ان اغراض و مقاصد کیلئے صرف کرتا ہے تو اسے اپنے محبوب حقیقی کا ہی چہرہ نظر آتا ہے

جواہر ریزے

نماز جمعہ کا حکم

اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ جب جمعہ کے دن نماز کیلئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی آؤ اور کاروبار کو چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل سے تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔

اور جب تجارت یا کھیل دیکھتے ہیں تو اس کی طرف بھاگ جاتے ہیں اور تجھے کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔ کہہ دو۔ جو اللہ کے پاس ہے۔ وہ کھیل اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے (الجمعہ)

حدیث شریف

(۱) جو شخص متواتر تین جمعہ کی نماز سستی سے چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر سیاہی کی مہر کر دیتا ہے۔ (ابو داؤد)

(۲) آدمی کا لمبی نماز پڑھنا اور مختصر خطبہ پڑھنا اس کے سمجھدار ہونے کی علامت ہے (مسلم)

(۳) جمعہ کے دن جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو۔ تمہارا اپنے ساتھی کو کہنا کہ چپ رہو۔ ایک لغو قول ہے۔ (بخاری)

(۴) اگر تم میں سے کوئی تپتی ہوئی پتھریلی زمین پر نماز پڑھے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ جمعہ کے دن اپنے گھر میں بیٹھا رہے اور جب امام خطبہ دینے کے واسطے کھڑا ہو۔ تو لوگوں کی گردنیں پھاندتا اندر آئے (مالک)

(۵) جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور کسی کو نہلائے۔ مسجد میں سویرے چلا جائے اور سویرے کسی کو پہنچائے۔ پیدل چلے اور سوار نہ ہو۔ امام کے قریب بیٹھے۔ لغو اس نہ کرے اور خطبہ سنتا رہے اس کا ہر ایک قدم کا سال بھر کے روزے اور نماز کا اجر ہے (ترمذی)

موجودہ مخالفت اور جماعت احمدیہ کا مسلک

اشاعت کے کام سے مقدم حفاظت قوم ہے

(از جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر)

یہ تفصیل سے بیان کرچکا ہوں کہ کس طرح مخالفوں نے جماعت احمدیہ کے افراد کو بانی سلسلہ کے وقت میں اپنے سے الگ کرلیا اور کیونکر حضرت مسیح موعود جماعت کی حفاظت و توسیع کی خاطر مجبور ہوگئے تھے کہ علیحدگی اختیار کریں۔ جیسا کہ خود حضرت فرماتے ہیں:۔

بحمد اللہ کہ ایں قومے تعلق خود قطع کردہ
خدا از رحمت و احساں میسر کرد خلوت را

خدا تعالےٰ کے مامور نہ تو سیدری و شہرت کے خواہاں ہوتے ہیں نہ کوئی الگ جتھا و فرقہ بنانے آتے ہیں۔ البتہ اخلاقی جوہروں کی نشوونما اور خدمت خلق کا بلند و بے پناہ جذبہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور اس غرض کے ماتحت ایک جماعت کو قائم کرتے ہیں تا وہ اس کے ذریعہ ان مقاصد عظیمہ کو حاصل کرسکیں نہ انہیں کسی سے دشمنی و عناد ہوتا ہے۔ نہ وہ دنیاوی جاہ و جلال اور عزت و تمکنت کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ مگر اس سے چارہ کیا کہ روحانی و اخلاقی امور کا مظاہرہ ایک جماعت کے وجود کے بغیر ہو نہیں سکتا۔ اگر جماعت نہ ہو تو اخلاق فاضلہ کا مظہر کون ہو؟ اگر جماعت کی حفاظت و تربیت نہ کیجائے تو اصلاح کا کام کیونکر سرانجام پائے؟ اگر جماعت قائم نہ کی جائے۔ جسے سطحی نگاہ تفرقہ میں ایزاد کا موجب قرار دیتی ہے تو پھر وہ کونسا ذریعہ ہے جس سے دنیا میں حق و صداقت کا علم گاڑا جاسکتا ہے؟ اگر اس قوم کی حفاظت کے لئے جو اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر کھڑی ہے۔ جنگ و خونریزی بھی جائز و روا ہوسکتی ہے۔ تا وہ مٹ نہ جائے تو اس کی حفاظت و تربیت کے ادنےٰ سامان کیوں حرام ہوجاتے ہیں؟ سارا سوال تو یہ ہونا چاہیئے کہ کوئی جماعت کن اصولوں پر قائم ہے۔ وہ اپنے سامنے مقصد کیا رکھ رہی ہے۔ اس نے اپنی ترقی و توسیع کے لئے کیسے ذرائع اختیار کر رکھے ہیں۔ اگر کسی جماعت کی بنیادیں راستی کے اصولوں پر قائم ہیں۔ اگر اس کے سامنے دین حق کی نشر و اشاعت کا مبارک کام ہے اور اگر وہ اپنی ترقی و توسیع خالصتاً اخلاقی و روحانی ذرائع سے چاہتی ہے تو یقیناً وہ جماعت اس بات کی مستحق ہے کہ ہر صادق انسان اس کا ساتھ دینے والا بنے۔ نہ یہ کہ اسے تفریق و فساد کھڑا کرنے والی جماعت قرار دے کر اس سے الگ رہے کس قدر قابل افسوس بات ہے کہ محض اس امر کو قابل الزام ٹھہرایا جاتا ہے کہ علیحدگی و لُعدگیوں دکھلائی دے رہا ہے۔ یہ پہلے مضمون میں بیان کرچکا ہوں کہ جب فساد زیادہ اور اصلاح کا میدان وسیع ہو تو اصلاحی جماعت ضرور ہے خواہ مخواہ ممیز دکھلائی دے گی اگر اندھیرا اور روشنی میں فرق بین و نمایاں نظر آجاتا ہے۔ جب یہ پاس پاس ہوں تو حق و باطل کے مظہر کیونکر الگ الگ دکھلائی نہ دیں۔

اصلاحی جماعت کا وجود

ایک یہ بھی اصول ہے کہ چھوٹی چیز بڑی میں مل کر اسی کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ قلت کثرت میں خلط ملط ہو کر کثرت کا رنگ بدل دے البتہ اگر قلیل جماعت کثیر حصہ کی اصلاح چاہتی ہے تو اس کا صرف یہی طریق ہے کہ وہ اپنا مرکز و رابطہ الگ قائم کرکے سعید روحوں کو اپنے اندر جذب کرتی چلی جائے۔ جب اصلاح عظیم الشان ورنہ ہو فساد کثرت سے ہو کیا بلحاظ امور محتاج الاصلاح کے اور کیا بلحاظ تعداد کے تو اس وقت اصلاح اختلاط و ارتباط سے عمل میں نہیں آیا کرتی۔ بلکہ اس کا طریق صرف یہی ہے کہ اصلاحی گروہ ایک وجود اختیار کرکے اس میں دوسروں کو جذب کرتا جائے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ حضرت مسیح موعود ہرگز کوئی نئے اصول نہیں لائے۔ آپ کوئی نئی ہدایت یا شریعت لانے والے نہیں۔ علیحدگی سے کیا معنی؟ علیحدگی اسلام اور اس کے احکامات سے نہیں۔ بلکہ علیحدگی بگڑے ہوئے مسلمانوں کے معتقدات و افعال و اعمال سے ہو مثلاً حضرت مرزا صاحب کسی کلمہ گو کی تکفیر کے قائل نہیں۔ لیکن تکفیر کے مرتکبوں سے بیزاری کا اظہار ضرور کرتے ہیں۔ تا اس مہلک مرض کا سد باب ہو۔

اخلاص و جوانمردی کا تقاضا

جماعتوں کی ترقی و توسیع میں جسقدر دو جوہر کام کرتے ہیں۔ شاید کوئی اور اخلاقی جذبہ اتنا مؤثر نہ ہوتا ہو۔ وہ دو جوہر اخلاص اور شجاعت ہیں جب کوئی جماعت ان دو جوہروں سے مزین ہوجاتی ہے تو وہ فتح کرتی اور مخالفت کو فنا کرتی چلی جاتی ہے۔ اب جائے غور ہے کہ جب ایک جماعت حق و راستی کے صحیح و بلند اصولوں پر قائم ہو۔ دنیا کی اصلاح و امن اس کا مقصد ہو۔ اور مخالف اسے ملیا میٹ کرنے پر تُل چکے ہوں تو ایسے حالات میں جوانمردی کے جوہر کا کیا تقاضا ہے؟ کیا یہ مناسب حال ہے کہ وہ جمہور کے اندر مل جل کر دو زبان اور خفیہ مداہنت کے طریقوں سے اپنی ترقی چاہے۔ کیونکہ کھلم کھلا اظہار کی صورت میں تو مخالف اسے اپنے اندر ہی نہیں رہنے دیتے یا یہ کہ وہ جمہور کو للکار کر چیلنج کرے کہ وہ جس قدر ہوسکتا ہے اس کی بربادی پر زور لگا لیں اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے۔ اگر کسی ایسی جماعت کا جو حق و صداقت کے اصولوں پر قائم ہے بھی یہ تقاضا ہے کہ وہ باطل کو صاف صاف پکارے تو پھر اس جماعت کا جس کی بنیادیں خود خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھوں سے رکھی ہوں۔ دوہرا فرض ہے کہ وہ کسی رنگ میں بھی مخالفت و مخاصمت سے نہ دبنے والی ہو۔

حضرت مسیح موعود کی صداقت کی ایک دلیل

موجودہ وقتوں میں جو مخالفت حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف اٹھی ہے کئی وجوہ سے حضرت مرزا صاحب کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل ہے آپکی زندگی میں مخالفت آخر میں آکر سرد ہوتی چلی جارہی تھی۔ لیکن آپ الوصیت لکھتے وقت اپنی جماعت کو یہ نہیں کہتے کہ اب میدان صاف ہے اور فتح ہی فتح ہے بلکہ صاف لکھتے ہیں کہ دو مخالفتیں مامور خدا کی ہُوا کرتی ہیں۔ ایک اس کی زندگی میں اور دوسری اس کی وفات کے بعد۔ اور اسی کے مطابق خدا اپنی قدرتیں دکھلاتا ہے۔ چنانچہ یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے وقت جو طوفان مخالفت اٹھا تھا۔ اس جیسا طوفان پھر آپ کی وفات کے بعد کھڑا نہیں ہُوا۔ بجز اس موجودہ مخالفت کے۔ ایسا ہی جب آپکو متواتر اپنی وفات کے الہام ہوئے تو ساتھ ہی یہ الہام بھی ہُوا۔

لا نبقی لک من المخزیات ذکرًا و
لا نبقی لک من المخزیات ذکرًا

"تیرے لئے کوئی گندہ ذکر نہیں چھوڑیں گے۔ تیرے لئے کوئی مخزیات نہ رہیں گی"۔ اس الہام الٰہی میں بھی ایک ہی بات کو دو دفعہ دوہرانے سے کیا مقصد ہے۔ یہی کہ مخالفت ایک دفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ ہوگی۔ چنانچہ گذشتہ سالوں میں جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کے متعلق جو ہزلیات کہی گئیں۔ وہ اسی مخالفت کا ایک رنگ ہیں۔ جو آپ کی زندگی میں ہوئی۔ کونسا طریق ناراستی و جھوٹ کا ہے۔ جو آج مخالفوں نے استعمال نہیں کیا۔ کفر کے فتوے، بائیکاٹ کے تمام طریق، استہزا و جہل کے تمام لوازم آج برتے جاچکے ہیں۔ قبرستانوں میں مردے دفنانے سے روکا جاتا ہے۔ دیگر اسلامی انجمنوں سے احمدیوں کو نکالا جاتا ہے۔ یہ کوشش ہے کہ سیاسی حقوق میں احمدی مسلمانوں میں شامل نہ ہوں۔ جھوٹے مقدمے برپا کئے جاتے ہیں۔ جلسے کرنے سے روکا جاتا اور انسانیت سوز افعال کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ بات سننا تک روا نہیں۔ کسی تحریر کو پڑھنا گوارا نہیں۔ غرضیکہ کونسا وہ ذریعہ ہے جو اس جماعت کی بربادی و تخریب کے لئے خود مسلمانوں کی طرف سے آج اٹھایا نہیں گیا۔ کیا یہ وہی وقت نہیں جس کی خبر الہام الٰہی نے حضرت مسیح موعود کو وفات کے قریب دی تھی؟ کیا یہی وہ زمانہ نہیں۔ جب قدرت ثانیہ کے نزول کا وقت ہے؟

ایمان و یقین پیدا کرنے کی ضرورت

جہاں ایک طرف لامتناہی مخالفت و جہالت کو دیکھ کر اضطراب کا پیدا ہونا فطرت انسانی ہے اور ممکن ہے بعض کمزور طبائع یہ بھی پکار اٹھیں۔ متیٰ نصر اللہ۔ وہاں اسی مخالفت کے اندر ایمان و یقین کی تازگی کے سامان موجود ہیں کیسی صفائی اور روشنی سے مامور وقت کو دوسری مخالفت کی خبر دی گئی۔ اور کس قدر سچائی سے وہ پوری ہوئی تو اگر ایک بات الہام الٰہی کی ہماری نظروں کے سامنے پوری ہورہی ہے یعنی دوبارہ مخالفت کا اٹھنا تو کیا ہمارے لئے یہ موجب ازدیاد ایمان نہیں کہ یہ بھی مٹ کر رہے گی؟ جماعت احمدیہ کی ترقی یا قدرت ثانی کے نزول کا یہی وقت ہے اگر ضرورت ہے تو صرف یہ کہ مجدد وقت کے راستہ پر ایمان و یقین ہو۔ اور اس پر چلنے کی ہمت و جوانمردی۔ موجودہ مخالفت کا اٹھنا جماعت احمدیہ کی ترقی و توسیع کا نہ صرف باعث ہے۔ بلکہ یہ امر بطور لازم کے ہوگیا تھا۔ اس کے دو باعث ہیں۔ ایک یہ کہ قادیانی ضلالت سے دنیا آگاہ ہوجائے۔ اس لئے کہ جب تک مخالفت نہ اٹھی تھی۔ اور تکفیر اور اجرائے نبوت کے مہلک مسئلوں کا علم لوگوں کو نہ ہُوا تھا۔ اس وقت تک قادیانی گروہ کی ترقی لازمی تھی۔ موجودہ مخالفت نے بہت حد تک اس گمراہی سے عوام کو خبردار کردیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مخالفت کا زور جماعت احمدیہ لاہور کے خلاف بھی ویسا ہی ہے لیکن یہ امر اس کی ترقی میں روک نہیں۔ بلکہ ترقی کے دروازے کو کھولنے والا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور اپنی جماعتی ترقی و توسیع اور استحکام میں بہت سست ہوچکی تھی۔ اور ایسا دکھلائی دیتا تھا کہ غالباً اس جماعت کا وجود کچھ عرصہ کے بعد نہیں رہے گا۔ کیونکہ اکثر اس جماعت کے افراد بجائے دوسروں کو اپنے رنگ پر لانے کے خود انہیں کے نقش قدم پر جانے لگ پڑے تھے۔ گویا کہ بجائے اصلاح کرنے کے خود اصلاحی عقائد و اعمال کو بھول چلے تھے۔ کبھی یہ خدشہ آتا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے الگ جماعت کیوں بنائی۔ کیا اشاعت دین کا کام مل جل کر نہیں ہوسکتا کبھی یہ شبہ وارد ہوتا۔ کہ مسیح موعود کے دعوے میں کیا حکمت و راز مخفی ہے کبھی یہ گھبراہٹ ہوتی۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کو پیش کرنا اور انہیں منوانا کیوں ضروری ہے۔ لیکن موجودہ مخالفت نے تمام شکوک کو مٹا ڈالا ہے۔ اس لئے کہ جب ملا اور جمہور ان کی اقتدا میں ایک ایسی جماعت کو جو خالصتاً اشاعت دین پر کمربستہ ہے بھی برباد کرنے پر تلے ہیں۔ تو بجز علیحدگی کے اور کونسا راستہ ترقی و توسیع کا کھلا ہے۔

اطاعت امام و استغنائے عن الدنیا کا نمونہ

جماعت احمدیہ لاہور ان عقائد و اصول پر قائم ہے۔ جنہیں ہر سلیم العقل مسلمان قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں پاتا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ کونسا راستہ ہے جس کے ذریعے مسلمان اس جماعت کی اطاعت میں آجائیں۔ تا اشاعت دین کا میدان وسیع ہوجاوے؟ اس کا راستہ یہی ہے کہ پہلے اس جماعت کے افراد آپ امام وقت کی اطاعت

(باقی صفحہ ۴ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۵ | یوم شنبہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۲۰

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
بست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است وخسران وتباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حق ــــــ حکمت

غلبۂ اسلام اور حالات حاضرہ

مجھے راز دو عالم دل کا آئینہ دکھاتا ہے
وہی کہتا ہوں جو کچھ سامنے آنکھوں کے آتا ہے

وہ نظام جو ارتقاء نسل انسانی کے ساتھ ساتھ مختلف صورتوں میں مبدل ہوتا رہا۔ آخر کار آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل قرآن کی شکل میں مکمل ہو گیا۔ اس تکمیل کا کیا مفہوم تھا یعنی تاکہ آیندہ بنی نوع انسان کی ہر قسم کی مشکلات کا حل اسی میں موجود ہے۔ اور خواہ کسی قسم کی انفرادی یا اجتماعی الجھن پیش آئے۔ اس کی طرف رجوع کرنے سے وہ دور ہو جائیگی قرآن مجید خود اس بات کا مدعی ہے۔ کہ وہ ھدًی للناس ہے۔ گویا کہ نسل انسانی کی ہر شعبہ زندگی میں رہنمائی کرنے کا مدعی ہے۔ اور زندگی کا کوئی بلند سے بلند مرتبہ و مرحلہ نہیں۔ جہاں اس کی ہدایت کی ضرورت نہ ہو۔ اور یہ مشکل کشائی اور مسیحائی نہ کرے

قرون اولےٰ کے مسلمان کی انفرادی اور اجتماعی حالت پر ایک طائرانہ نگاہ دوڑایئے۔ ترقی کا کوئی شعبہ نظر نہیں آئے گا جس میں منتہائے کمال تک نہیں پہنچے تھے۔ انکی سیاسی عسکری تنظیمی برتری کی شہادت روم و ایران کے وہ تاجدار دینگے۔ جو بے شمار لشکر، سامان حرب اور دیرینہ استحکام کے باوجود بظاہر غیر منظم۔ فاقہ کش اور پراگندہ حال قوم کے سیلاب کے آگے خس وخاشاک کی طرح بہ گئے۔ انکی اقتصادی بہتری کی داستان ان دولتمندوں سے دریافت کیجئے جو جھولیوں میں زکات لئے پھرتے تھے۔ مگر کوئی مسکین ومفلس لینے والا نہیں ملتا تھا۔ علوم کے سرچشموں کی فراوانی ان علماء سے معلوم کیجئے مشرق ومغرب کی کتب کو چاٹ گئے۔ اور جنہوں نے دنیا جہاں کو علم کی روشنی سے وہ نور دیا۔ کہ یورپ میں آج اسی کی کرنیں ضو پاش ہیں۔ روحانیت اور اخلاقیات کی تعلیم جو ہندوچین اور دیگر ممالک عالم میں صفحات قلوب سے محو ہو چکی تھی۔ اس گروہ یا اخلاق و باوصاف کے ذریعہ زندہ ہوئی۔ اور اس نے ایسے ایسے عظیم القدر انسان پیدا کئے۔ کہ مثال محال ہے

ایک شخص جس کے پیش نظر موجودہ مسلمانوں کی ہمہ گیر کس مپرسی اور بے راہ روی کا نقشہ ہے۔ وہ حیران ہوتا ہے۔ کہ جب قرآن میں یہ قوت انقلاب موجود ہے۔ تو پھر آج مسلمان کیوں نکبت وادبار کی اتھاہ گہرائیوں میں گرے ہوئے ہیں؟ تو اس کا ایک ہی جواب ہے۔ کہ تعلیم قرآن سے بے اعتنائی کی وجہ سے۔

اس پر پھر سوال عاید ہوتا ہے۔ کہ کیا بے اعتنائی کا مطلب یہ ہے۔ کہ لوگ قرآن کے معانی سے بے خبر ہو گئے؟ جس کا جواب نفی میں ہے

بات دراصل یہ ہے۔ کہ قرآن کریم نے ہر زمان اور مکان کے لئے تعلیم دی ہے۔ ہر زمانہ میں ہر ملک اور قوم کے حالات مختلف ہوتے ہیں ضروریات اور مشکلات جداگانہ ہوتی ہیں۔ ایک فہمیدہ انسان کا کام ہے۔ کہ وہ اپنے حالات کا بغور مطالعہ کرے۔ لوگوں کی انفرادی اور اجتماعی امراض کی تشخیص کرے۔ اور اس کے مناسب حال قرآن کریم سے دوا تجویز کرے پہلے تاریکی کی نوعیت کا اندازہ لگائے اور پھر اس کے مطابق نور حاصل کر کے اسے دور کرے۔ یہ ہے دراصل حکمت جس سے اکثر حق پرستوں نے اغماض سے کام لیا۔ اور باوجود حق پر قائم ہونیکے دن بدن ذلت کا شکار ہوتے گئے اور اس کی وجہ حکمت، دور اندیشی۔ وسعت نظری اور قلبی اور تدبر کا فقدان تھا

مثال کے طور پر ابتدائی ایام میں جب کہ مسلمانوں کی حکومت ربع مسکون پر قایم ہو گئی۔ تو بجائے اس کے کہ وہ اپنے حالات کے مطابق سیاسی اقتصادی۔ اخلاقی اور روحانی مفاسد کی اصلاح کی طرف توجہ منعطف کرتے انہوں نے ایسے مباحث میں اپنی خداداد قوتوں کو ضایع کرنا شروع کر دیا۔ جو ابداً ازاں سیاسی۔ اخلاقی اور روحانی زوال کا پیش خیمہ ثابت ہوئے کہیں خلق قرآن پر اکھاڑے گئے ہوئے ہیں کسی کو طلاق کے مسئلہ میں سر بازار رسوا کیا جا رہا ہے۔ کہیں کسی کے کفر و اسلام پر جنگ جاری ہے کہیں تقدیر کے مسئلہ پر کشت وخون کا بازار گرم ہے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہی تعلیم جو عروج کی طرف رہنمائی کرتی تھی۔ انکی بربادی کا باعث بن گئی اور "یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا" کا نقشہ دنیا نے دیکھ لیا۔

اللہ تعالےٰ اس فساد مسلمین سے بے خبر نہیں تھا۔ اس نے انہیں قباحتوں کے دور کرنے کے لئے ایسے نفوس قدسی کی ترسیل کا انتظام کیا جن پر ضروریات حاضرہ کے مطابق معارف قرآنیہ کھلتے رہے۔ یہ مجدد تھے۔ جن کی وساطت سے اللہ تعالیٰ تجدید احکام دین کرتا رہا۔ اور تاریخ اسلام میں اگر کہیں احیائے قرآن کی جھلک نظر آتی ہے۔ تو اس کا باعث وہ روشنی تھی جو حقائق ومعارف قرآن کی شکل میں اللہ تعالےٰ ان پر کھولتا تھا

دور کیوں جائیے۔ آج سے نصف صدی پیشتر اسلام پر جو مصیبت نازل تھی۔ اس کی کیفیت ازبس خونچکاں ہے۔ قرآن اور بانیٔ اسلام صلعم پر جس قدر دریدہ دہنی سے حملے کئے گئے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس وقت بھی ان کا منہ توڑ جواب قرآن اور احادیث میں موجود تھا عربی دان علما بھی تھے۔ انہوں نے جواب دینے کی کوشش بھی کی۔ سرسید احمد خاں نے مدافعت اسلام میں کتب تحریر کیں۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ اسلام سے نفرت بڑھتی گئی اس کی وجہ صرف حکمت اور حالات حاضرہ سے عدم واقفیت تھی۔ مرض کی تشخیص درست نہیں ہوئی تھی۔ آخر ایک دیہاتی کو اللہ تعالیٰ حکمت ومعارف قرآن سے مستفید فرما کر کھڑا کرتا ہے۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے وہ ایک اقل قلیل مدت میں اسلام کے منور چہرہ سے اتہامات کی غلاظت کو صاف کر کے اسے آفتاب درخشاں کی شکل میں پیش کرتا ہے اور تاریکی کے تمام کیڑے اپنے اپنے بلوں میں جا دم لیتے ہیں۔ زمانہ نے اس انقلاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور آج بھی اس برگزیدہ انسان کے نام لیواؤں کی بدولت دیکھ رہے ہیں جن کی قلم کی جنبش اور لب کی حرکت سے معاندین کا زہرہ آب ہوتا ہے۔

اس مثال کے پیش کرنے سے میرا مقصد یہ ہے۔ کہ قرآن حکیم میں ہر قسم کے مفاسد کا علاج ہے۔ مگر ضرورت ہے کہ حکمت وزمانہ شناسی سے کام لیکر اسے دنیا کے سامنے رکھا جائے۔ مسلمانوں کی آج جو حالت ہے وہ نہایت ہی مضحکہ خیز ہے۔ جب کوئی بات دور اندیش انسان سالہا سال کے تجربہ کے بعد دنیا کی بہتری کے لئے پیش کرتے ہیں۔ یا مغربی ترقی یافتہ اقوام دنیا کے سامنے رکھتی ہیں۔ تو جھٹ کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ یہ بات تو قرآن مجید میں پہلے ہی موجود ہے۔ ہندوؤں کا بھی یہی حال ہے۔ یورپ کے لوگ آئے دن نت نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں۔ یہ بزرگ جب کبھی کسی مجلس میں ان ایجادات پر تبصرہ کرنے بیٹھتے ہیں۔ تو نہایت شان اور تمکنت سے فرماتے ہیں کہ مہاراج یہ تو سب ویدوں میں موجود ہیں پچھلے دنوں ایک مہاشہ جی نے لکھا تھا کہ سوشلزم بھی ویدوں میں موجود ہے جس کی مثال میرے خیال میں برہمن کشتری ویش اور شودر کے وجود سے پیش کرنی چاہیئے تھی۔ تو مسلمانوں کی مثال پیش کرنے سے میری مراد یہ نہیں کہ قرآن میں مشکلات کا حل نہیں ہے یقیناً ہے لیکن دیکھنا تو یہ ہے کہ آیا اس قدر بلند تعلیم کی موجودگی میں انکی حالت غیر اقوام سے بہتر ہے۔ یا دنیا کے سامنے جو مشکلات پیش آچکی ہیں۔ اس کا حل قرآن شریف سے حکمت ودلائل کے ساتھ اقوام عالم کے سامنے رکھ رہے ہیں۔ جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بدولت اللہ تعالےٰ نے ہمیں حق وحکمت سے سرفراز کیا ہے۔ اور معارف قرآنی سے آگاہ کر کے دنیا کی رہنمائی کا کام ہمارے سپرد کیا ہے۔ مجدد زمان کا شاگرد ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان کی تعلیم کے اس پہلو کو بالوضاحت نمایاں کر کے دنیا کے سامنے رکھیں جس کی آج ضرورت ہے۔ حضرت صاحب کے زمانے اور اس زمانہ میں زمین آسمان کا فرق پیدا ہو گیا ہے۔ اس وقت دشمن اسلام پر حملہ کرنے کو فرض منصبی قرار دئے ہوتے تھے۔ وفات وحیات مسیح پر زور دیا جا رہا تھا۔ مگر آج وہ رو بدل چکی ہے۔ اسلام کے حملوں کا دور ختم ہو چکا ہے۔ عیسائی اور آریہ سماجی مدت ہوئی دم توڑ چکے۔ مولویوں کی اکثریت وفات مسیح کو مان چکی ناسخ منسوخ کی بحثیں ختم ہو گئیں۔ اور میدان حیات میں ایسی مشکلات وارد ہو چکی ہیں جو آج سے بیس یا پچیس سال قبل کے واقعات سے بالکل مختلف ہیں۔

اس وقت دنیا مذہب کے نام سے متنفر ہے۔ خدا کی ہستی کا انکار ہے۔ اخلاق گر چکے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ دنیا آج سیاسی۔ اور اقتصادی مشکلات کا نشانہ ہے۔ مختلف ممالک کی باہمی رقابتوں نے دنیا کو ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنا رکھا ہے۔ ایک ملک دوسرے ملک کو برباد کر دینے کی فکر میں ہے۔ اور اسکی تہ میں روٹی کا سوال کارفرما ہے۔ دنیا کی اقتصادی

پیچیدگیاں نازک اور پیچیدہ صورت اختیار کر چکی ہیں۔ کروڑ ہا انسان نانِ شبینہ کے محتاج ہیں۔ انہیں رہنے کو مکان اور پہننے کو کپڑا میسر نہیں۔ لیکن اس کی وجہ دولت کی قلت۔ اور اجناس خورد و نوش کی کمی نہیں۔ کروڑ ہا روپے بنکوں اور سرمایہ داروں کی تجوریوں میں بے کار پڑے ہیں۔ لکھو کھا بوریاں گندم کی گوداموں کی زینت ہیں۔ تو جاننا چاہئے کہ عالم کو وہ سبب دامنگیر ہے جو اقتصادی و سیاسی گتھیاں ہیں جنہیں سلجھانے سے مدبران عالم ناکام رہ چکے ہیں۔

ان حالات کے پیش نظر ہمارا فرض یہ ہے۔ کہ حیات و وفاتِ مسیح کے مسئلہ ہی کو لئے بیٹھے نہ رہیں۔ یاد رکھئے کہ اس سے نہ کوئی قوم بن سکتی ہے۔ اور نہ ہی دنیا بھر کو وفاتِ مسیح کا قائل کر کے مسیح موعودؑ کی زندگی کو تسلیم کرایا جا سکتا ہے۔ ہمارا کام ہے۔ کہ ہم قرآن مجید کا مطالعہ ایک اور ہی نظر سے کریں۔ اور وہ ہے اقتصادی اور سیاسی نقطۂ نگاہ سے۔ ہمارا کام تو یہ ہے۔ کہ دنیا کو بیش آمدہ دقتوں سے نجات دلا کر دارالسلام میں داخل کریں۔ نہ کہ انکی رہنمائی اور پیروی کو مطمح نظر قرار دے رہیں۔ کہ جس دن مشکلات کا دوسری اقوام سلجھائیں گی ہم بھی انکے ساتھ ساتھ اسی کے مطابق زندگی گزارتے جائیں گے۔

یہ اسلام سے ناعلمی اور غداری کے مترادف ہے۔ اسلام دنیا میں غالب رہنے کے لئے ہے۔ اور ہم نے اس کے غالب کرنے پر بیعت کی ہوئی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام ایک قانون ہے جس میں تمام مشکلات کا حل موجود ہے۔ اور دنیا کا کوئی قانون اس مقام پر نہیں جس کے متعلق اس کا اپنا دعویٰ ہے۔ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس قانون کو اپنے رسول کے ذریعہ دنیا کو دیا ہے تاکہ دنیا کے تمام قوانین پر یہ ابد غالب رہے۔ تو اس خدائی تصدیق کی موجودگی میں کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کہ اگر آج ہم اسے دنیا کے سامنے بطور علاج پیش کریں۔ اور اسے دنیا قبول نہ کرے۔ مگر ضرورت ہے زبردست جدوجہد اور قربانی کی۔ اور ہمارے لئے یہ قربانی دشوار نہیں ہونی چاہئے۔ جب کہ ہم ممالک عالم میں دیکھتے ہیں۔ کہ تمام اقوام اپنے اپنے قوانین اور دساتیر اساسی کو رائج کرنے کے لئے ہر ممکن جانی اور مالی قربانی کر گزرتی ہیں۔

یہ بات تو آپ کے سامنے آگئی۔ کہ آج اسلام کے غلبہ کی کیا صورت ہے۔ میرے نزدیک اس غلبہ کے حاصل کرنے کا ایک ہی طریق ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم اسلام کی اقتصادی تعلیم کو لوگوں تک صحیح شکل میں پہنچائیں جس کی دو صورتیں ہیں علمی اور عملی۔

علمی طور پر اس طرح کہ ہم میں سے ہر شخص اور بالخصوص علم دوست ہر بھائی قرآن کریم کا مطالعہ ان حالات کی روشنی میں کرے۔ قرآن کریم کے پیش کردہ سیاسی اور اقتصادی نظام کو بہ نظر غائر دیکھے۔ نبی کریم صلعم اور صحابہ کرام بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نظام سلطنت کو سامنے رکھے اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے سیاسی اور اقتصادی نظام کو پڑھ کر انکے نقائص کو نوٹ کرے اور پھر انکو قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں دنیا کو بتائے۔ کہ انہیں یہ خامی ہے۔ اور اسلام اس کو اس طرح سے حل کرتا ہے۔ اس وقت بھی جو جماعت کے فرزند اقتصادیات، سیاسیات اور قانون کے ماہر ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ نہایت تیزی سے اس فرض کو سرانجام دیں۔ مگر یہ کام اختتام پذیر نہیں ہوگا۔ جب تک کہ متحدہ طور پر اس کے لئے کوشش نہ کی جائے جس کے لئے ضروری ہے۔ کہ ایک جماعت اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دے۔ کہ وہ تحقیق کا کام کرے۔ اور اسلام کے اصول دنیا کے سامنے پیش کرے۔ دنیا جنت انحفاری نہیں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو مشکلات عالم کا احساس رکھتے ہیں جو ان پر ہمدردانہ تدبر کر کے مفید مطلب پا کر عمل میں لانے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔

لیکن اس سے بھی موثر عملی پہلو ہے۔ اگرچہ اس کی بنیاد بھی علم پر ہی رکھی جا سکتی ہے۔ اسلام کے دستور کو عملی جامہ پہنانے میں دو گونہ فائدہ ہے ایک، تو یہ کہ ہماری قوم دنوں میں منتہائے مقام پر پہنچ جائے گی۔ کیونکہ میرا ایمان ہے اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ اسلام کا نظام ہر درجہ کا کامل ترین اور قریب ترین زینہ ہے۔ اور دوسرے اس سے دوسرے لوگ بھی حاصل کر کے اسے اپنانے کی طرف توجہ دیں گے۔

مجوزہ معاملات میں سے ہم اس پر بہت حد تک عمل کر سکتے ہیں۔ اور کوئی آئینی مشکل راہ میں حائل نہیں ہو سکتی ہے۔ مثلاً زکوٰۃ کا انتظام ہے حکومت کو اس سے کوئی تعارض نہیں ہوگا۔ ہر ذی مقدرت دوست زکوٰۃ اپنے اوپر فرض سمجھے جو کہ ہے ہی۔ اور وہ رقم غرباء قوم کو آباد کرنے پر صرف کی جائے وراثت کی تقسیم کا خاطر خواہ انتظام کیا جائے۔ اور اسے شرعی جامہ پہنایا جائے زمینوں کو اس طریق سے کاشت کیا جائے۔ یعنی جتنی کوئی کسان کاشت کر سکے اتنی اسے دی جائے اور باقی دوسرے کے سپرد کی جائے۔ اس سے مزارعین کی جماعت خوشحال ہوگی۔ قوم کے افراد کو تجارت پر لگایا جائے تجارت کے نئے سے نئے راستے تلاش کئے جائیں۔ قوم کی مستورات اور نوجوانوں کو ایسی تعلیم دی جائے جو انہیں زبردست قومی کیریکٹر پیدا کر دے۔ تمام اختلافات اور تنازعات کو تعلیم اسلام کی روشنی میں جماعت کے اندر ختم کیا جائے۔ اور جو شریعت کا فیصلہ ہو۔ اس کے آگے چون و چرا نہ کی جائے۔ اور ہر فرد کوشش کرے کہ اس کا ہر قدم اسلام کی تعلیم کے مطابق ہو۔

ان سطور کے پیش کرنے سے میرا مقصد یہ نہیں تھا۔ کہ میں اسلام کی تعلیم کی روشنی میں ان مشکلات کو حل کر دوں۔ بلکہ احباب و بزرگانِ سلسلہ کو توجہ دلانا تھا۔ کہ ہمیں حالات زمانہ کے مطابق کوشش کرنی چاہیئے۔ نفس العین ایک ہی ہے۔ گو حالات کے مطابق ذرائع حصول بدلتے رہتے ہیں جن سے فائدہ اٹھانا ہمارا کام ہے۔

مجھے امید ہے۔ کہ آپ مفہوم کو سمجھ چکے ہونگے۔ میں اس مختصر سی جگہ کے پیش نظر اس پر پوری روشنی نہیں ڈال سکا۔ آئندہ اشاعت میں کوشش کرونگا۔ کہ اسلام کے اقتصادی نظام پر کچھ روشنی ڈالوں۔

اخبار احمدیہ

—— سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اب بفضل ایزد تعالیٰ تندرست ہیں۔ صرف کھانسی کی معمولی شکایت ہے۔ آپ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

تقریب سعید

مقام مسرت ہے کہ اخویم میاں محمد امین صاحب ولد میاں عبد الواحد صاحب کا عقد محترمہ شہزادہ سلطان صاحب بنت جناب ناصر الدین صاحب سے ۲۶ مارچ ۱۹۴۷ء کو ہوا۔ خطبۂ نکاح سید اختر حسین گیلانی نے پڑھا۔ ایک ہزار روپیہ حق مہر مؤجل قرار پایا۔ اس تقریب کی خوشی میں میاں صاحب پانچ روپے بطور عطیہ اشاعت اسلام عطا فرماتے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ہم جانبین کو اس رشتہ پر مبارکباد عرض کرتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو فریقین کے لئے باعث خوشنودی بنائے۔

—— جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب۔ ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب حکیم خدا بخش صاحب اور دیگر احباب اپنی بیماری کے دوران میں آپ کی دعاؤں کے محتاج ہیں۔

—— مکرمی سید اختر حسین گیلانی مولوی فاضل اور شیخ محمد یوسف صاحب گرتھی جماعت دہلی کے سالانہ جلسہ میں شرکت فرمانے کے لئے دہلی تشریف لے گئے ہیں۔

—— امسال بعض نونہالانِ جماعت مختلف امتحانوں میں شریک ہو رہے ہیں۔ انکی کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔

ہماری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اس وقت میرا تمام وقت ہالینڈ مسلم مشن اور ڈچ ترجمۃ القرآن دوسرا ایڈیشن پر صرف ہو رہا ہے۔ اور ان کاموں کی اہمیت اور مشکلات کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کیونکہ ہمارے ذرائع نہایت محدود ہیں۔ اور ہماری سوسائٹی جس نے یہ عظیم الشان کام اپنے ذمے لے رکھے ہیں۔ محض چند غریب سرکاری ملازموں پر مشتمل ہے۔ جو دن کے وقت اپنے روزگار میں مصروف رہتے ہیں۔ اور رات کے وقت دینی کام کرتے ہیں۔ یہ محض خدا کے فضل کی بات ہے۔ کہ وہ اپنے اس کام کو نباہ رہا ہے۔ ورنہ ہماری ناچیز انسانی کوششیں کچھ نہیں کر سکتیں اس کام کے علاوہ اب اخویم سویدیو صاحب کتاب ریلجن آف اسلام کا بھی ڈچ زبان میں ترجمہ کر رہا ہے۔ اور اب تک نصف کتاب کے قریب ختم کر چکا ہے مجھے مناسب ہدایات و تجاویز بتانے کے لئے اکثر اس کے پاس بندونگ جانا پڑتا ہے اگر خدا کا فضل شامل حال رہا۔ تو ریلجن آف اسلام کا ڈچ ترجمہ اس سال کے آخر تک چھپ کر شائع ہو جائیگا احمدیت پر ہمارے اخبار السلام میں سلسلہ مضامین ڈچ زبان میں شائع ہو رہا ہے جن میں احمدیت کے ہر ایک پہلو پر پوری پوری روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس وقت تک تین نمبر شائع ہو چکے ہیں اور پانچ مضمون باقی ہیں جس کے تمام کے تمام آٹھ مضامین کتابی صورت میں شائع کر دئے جائیں گے۔

عراق

سید تصدق حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک مفت تقسیم کتاب ریلجن آف اسلام کی خبر بذریعہ اخبار پیغام صلح ہم مقیمان عراق کے کانوں تک پہنچی۔ اس وقت تک دس کتابوں کے عطیے دوستوں کی طرف سے وصول ہو چکے ہیں۔ یوم عاشورہ کو کرکوک اور خانقین سے احباب بغداد میں آنے والے ہیں۔ امید ہے کہ اس تعداد میں مزید اضافہ ہوگا۔۔۔۔ اخویم عبد الرحمٰن صاحب انصاری انگریزوں میں انگریزی ٹریکٹ و کتب تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا بہتر ثمر عطا فرمائے کاغذات منظوری کے لئے جانیوالے ہیں۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں پوری پوری کامیابی عطا فرمائے۔

آسٹریلیا

مسٹر رشید فرگسن صاحب لکھتے ہیں کہ میں یہاں کی زمیندارانہ زندگی پر ایک مختصر سا مضمون بیرن عمر صاحب کی تحریک پر اشاعت کیلئے بھیجتا ہوں اسے درج کرا دیں۔ اب میں سابقہ جگہ سے دوسری جگہ آگیا ہوں میں نے آپ کی تحریک پر ایک دوست کو خط لکھا تھا لیکن ابھی تک جواب نہیں آیا۔ میں اپنے کسی مسلمان بھائی یا بہن سے انگریزی میں خط و کتابت جاری رکھنا چاہتا ہوں۔ اگر جماعت کا کوئی دوست اسے پسند کرے تو اطلاع دیں امید ہے ہندوستان کے موجودہ سیاسی تغیرات ملک کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔ میں حتی الامکان اپنے دائرہ اثر میں تبلیغ کرتا ہوں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ایک کامیاب مناظرہ

۲۰ مارچ کو ہفتہ کی شب مسجد مبارک متصل اسلامیہ کالج لاہور میں "ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" کے متعلق اہل حدیث حضرات کے ساتھ ایک مناظرہ ہوا۔ ہماری طرف سے برادر عزیز سید محمد امین شاہ صاحب گیلانی مولوی فاضل اور فریق ثانی کی طرف سے عبدالعزیز صاحب نفس نفیس مناظر تھے۔

کافی تعداد میں احباب جماعت نے شرکت فرمائی۔ احمدیوں کی امن پسند طبائع کے تحمل کا روح پرور نظارہ قابل دید تھا۔ جب فریق مخالف نے استہزاء و تمسخر کی سنت قدیمہ کو عملی جامہ پہنا کر آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر کا نظارہ پیش کیا۔ اور قرآن کریم کی آیۃ "ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون" کا آپ کو مصداق ثابت کیا۔ لیکن احباب نے اس کے جواب میں جلسہ کو پرامن بنانے کی خاطر خاموشی اختیار کر کے دلوں میں سلف صالحین کی یاد تازہ کر دی

صدارت کے فرائض فریق مخالف کے ایک مولانا کے جو شاید اسی کام کے لئے پہلے سے تیار رکھے تھے سپرد کئے گئے جنہوں نے بات بات پر اپنی نہایت انصاف پسندی کا ثبوت دیا۔ اور قدم قدم پر روڑے اٹکاتے رہے۔ لیکن اسے بھی میرے عزیز بھائی نے نہایت فراخدلی سے برداشت کیا کیونکہ انکا مقصد تو تبلیغ ہی تھا خواہ کسی صورت میں ہو مناظرہ کامیاب رہا۔ اور اس کامیاب کا ثبوت یہی کافی ہے۔ کہ ایک سعادت کیش نوجوان کالجیٹ نے اسی جگہ میرے عزیز بھائی سے کہا کہ "اس مضمون کے متعلق تو میں سب کچھ جان گیا چند ایک خدشات جو میرے دل میں باقی ہیں۔ ان کے لئے یا تو مجھے وقت دیں۔ یا آپ میرے ہاں تشریف لائیں" اور اپنا ایڈریس بھی دے دیا۔

اس کامل فتح پر برادرم سید صاحب کو مبارکباد دیتے ہوئے تمام نوجوان احباب سے درخواست کرونگا کہ ایسے جلسوں میں حتی الامکان شرکت فرمایا کریں جو کہ فی الحقیقت تبلیغ کا موجب ہیں۔

آخر پر اپنے اہل حدیث دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مزید شورش برپا کرنے سے اجتناب کیا۔ اور آئندہ بھی ایسی ہی امید ہے

(خاکسار غلام رسول جانباز)

المناک وفات

انتہائی رنج و کرب کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے کہ سلسلہ کے ایک نہایت ہی مخلص اور ایثار پیشہ بزرگ ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب کی صاحبزادی صاحبہ ایک طویل علالت کے بعد دہم محرم الحرام کو اس دار فانی سے عالم بقا کو رحلت فرما گئیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ زاہدہ نعیم، متدین اور نیک تھیں۔ قرآن سے آپ کو خاص شغف تھا۔ کتب سلسلہ کا نہایت وسیع مطالعہ تھا۔ باوجود وجاہت ثروت کے سادگی، تواضع اور ہمدردی کا مجسمہ تھیں اور اس جوانی کے عالم میں بھی ارکان اسلام کی سختی سے پابند تھیں یہاں تک کہ شدید تکلیف کے باوجود بیماری کے ایام میں نماز اور تلاوت قرآن کو حرز جان بنائے رکھا۔

ایسی صالح لڑکیاں بہت کم پیدا ہوا کرتی ہیں۔ اس سعید روح کی مفارقت سے جو صدمہ اعزہ اور بالخصوص والدین کو ہوا ہے۔ وہ نہایت ہی عظیم ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کو گزشتہ سال سے یکے بعد دیگرے حادثات سے دوچار ہونا پڑا ہے جن پر صبر کرنا ایک مومن ہی کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو دامن رحمت میں چھپا لے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

احباب سلسلہ کو چاہیئے کہ وہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر اپنا فرض ادا کریں۔

احباب کی فوری توجہ کے قابل

جماعت احمدیہ لاہور کے لئے یہ بات باعث اطمینان و مسرت نہیں کہ کئی احباب اپنے موعودہ چندوں کی ادائیگی میں نامناسب التواء برتتے ہیں ایسے تمام احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ دفتر کی یاد دہانیوں کو لاپرواہی کی نگاہوں سے نہ دیکھا کریں اور حتی الوسع چندہ ماہوار باقاعدہ بلا مطالبہ کے ارسال فرما دیں اور اسکا معیار بھی کم از کم ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے ہو یہ وہ فیصلہ ہے جو دوبارہ اس دفعہ کے جلسہ سالانہ پر احباب نے کیا اور جس کی پابندی سب پر مساوی طور پر ہو دی ہے جن احباب کا چندہ نہ آنے کی وجہ سے انکی خدمت میں یاددہانی کا عریضہ بھیجا جائے۔ وہ اپنے ارادہ سے دفتر کو ضرور مطلع فرمادیں کہ مثلاً ایک کب تک اور کس طرح ادا کرنے کا ان کا ارادہ ہے احباب کی اس فرض شناسی سے دفتر کو بہت سہولت ہوتی ہے۔ بے ضرورت خط و کتابت کی تکلیف سے بھی نجات ملتی ہے اور دفتری عملہ کا وقت اور توجہ دوسرے مفید کاموں میں صرف ہونے کی ایک راہ نکلتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ سب احباب میری اس مؤدبانہ التماس پر توجہ دیں گے۔

ڈاکٹر اللہ بخش
آنریری اسسٹنٹ سکرٹری دفتر تحصیل و تبلیغ

"کافروں" کا ایک مقدس گروہ

از مولانا ابوالکلام آزاد

سید محمد جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ان کی جماعت اور زیادہ پھیلی پھولی۔ اور بڑے بڑے اہل اللہ اس میں داخل ہوئے۔ از انجملہ شیخ عبداللہ نیازی اور ان کے مرید شیخ علائی رحمہما اللہ تھے۔ جنہوں نے بیانہ میں قیام کیا اور اپنے علم حق اور اخلاص و ایثار فی اللہ کی تاثیر سے سینکڑوں جانبازوں اور حق پرستوں کو معتقد و مرید کر لیا۔ جن کے حالات ناطرفدار اور معتمد مورخوں نے لکھے ہیں۔ اگر وہ سچ ہیں تو یہ لوگ انسان نہیں تھے۔ ملاء اعلےٰ کے مقدس فرشتے تھے۔ جن کو خدا نے اپنی زمین کی طہارت کے لئے آدمیوں کے ہیکل میں بھیج دیا تھا۔ اور جب کبھی دنیا کی سعادت و برکت کے دن آتے ہیں۔ تو فضا زمین کے انسانوں ہی سے آسمانی فرشتوں کا کام لیتا ہے۔ آسمان کے فرشتے تو کبھی انسانی آبادیوں میں آکر نہیں بسے۔ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا

ملا عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ اور نجات الرشید میں۔ اور نظام الدین ہروی نے طبقات میں ان لوگوں کے حالات مفصل لکھے ہیں۔ مگر زیادہ بتفصیل تذکرۃ الواصلین میں بضمن حالات حضرت شیخ داؤد ملتی ہے اور اس کو پڑھ کر قلب پر ایک عجیب عالم وجد و محویت طاری ہو جاتا ہے اور بے اختیار دل چاہتا ہے کہ ساری باتوں کو چھوڑ کر صرف انہی پاکان حق کا ذکر کیجئے۔ کہ اذا رأوا ذکر اللہ

وحدثتني يا سعد عنها فزدتني

جنونا، فزدني من حديثك يا سعد

صدیاں گذر گئیں۔ عشاق حق کے ذکر میں آج یہ تاثیر ہے۔ نہیں معلوم حق کی پاک صورتوں اور پاک محبتوں کی گہرائیوں اور دلربائیوں کا کیا حال ہو

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

شیخ عبداللہ نیازی اس زمانے کے مشہور پیر طریقت اور شیخ سلیم چشتی کے سر برآوردہ خلفاء میں سے تھے۔ لیکن بعد کو مہدوی ہو گئے۔ اور شیخیت و زہد فروشی کا تمام کاروبار تاراج کر کے درویشی و نامرادی کی وضع اختیار کر لی۔

در حرمن صد زاہد و عاقل زند آتش

آں داغ کہ ما بر دل دیوانہ نہادیم

بیانہ میں شہر سے باہر ایک ویران باغ تھا۔ وہیں مٹی کا جھونپڑا بنا لیا۔ اور مقیم ہو گئے۔ اپنے ہاتھ سے پانی بھرتے۔ مٹکے سر پر اٹھا لے جاتے پیاسوں کو پلاتے اور نمازیوں کو وضو کرا دیتے۔ بوڑھے آدمیوں کو دیکھتے کہ بھاری بوجھ اٹھائے جا رہے ہیں۔ تو ان سے چھین کر خود اٹھا لیتے اور کوسوں ڈھوتے ہوئے ساتھ چلے جاتے۔

باسکے روحال کن آمیزش۔ کہ مانند چو زراہ

بار غم بردوش دل منزل بمنزل می برند

نماز کا وقت آتا تو مزدوروں اور سقوں کو جمع کرتے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے۔ کسی پیشہ ور کو دیکھتے کہ عذر معاش سے نماز میں شریک نہیں ہوتا تو یوچھتے کہ کمائی اس کو دیتے اور منت و زاری کے ساتھ کہتے کہ جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھو۔ وہ پڑھتا تو خوش ہوتے۔ گویا دنیا جہاں کی بادشاہت اس نے دے دی! روز بروز یہ جماعت بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ عشق خالق اور خدمت خلق کے سوا اور کسی بات سے واسطہ نہ رہا۔

دو عالم را از شعلۂ شوق سوختند

بجز شمع محبت کہ در تاب و تب است

اسی زمانے میں اتفاقاً مبارک کے آئے۔ ملائی خاندان پیرزادے شیخ علائی تھے۔ کہ علم و فضل ظاہری کے ساتھ شیخت و صوفیت کی شہرت و شوکت میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے تھے اور یکتائی کے دعوے اور بے ہمتائی کے غرور میں ایسے مست تھے کہ علم و فضیلت کی بڑی بڑی سرکش گردنوں کو ان کے سامنے بے اختیار جھک جانا پڑتا تھا۔ مدتوں طرح طرح کی سخت ریاضتیں کی تھیں۔ عوام و خواص میں انکی مجاہدات کی دھوم تھی۔ بایں ہمہ نفس پرستی کا یہ حال تھا کہ فقیری کے سجادے پر فرعونیت کا تاج پہن کر بیٹھتے تھے اور جس عالم و صوفی کی طرف لوگوں کو ذرا بھی مائل پاتے۔ فوراً اپنے مریدوں کی فوج لے کر چڑھ دوڑتے تھے کبھی بحث و مناظرے کے زور سے کبھی سوء اعتقاد کے الزام سے کبھی اور کوئی حیلہ بہانہ پیدا کر کے (اور اس گروہ کے پاس مکر و حیل کی کیا کمی ہے) اس طرح ذلیل رسوا کر دیتے۔ کہ غریب شہر چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا۔ ایک دنیا دار فاسق اور ایک دنیا پرست عالم میں یہی فرق ہے کہ پہلا اپنی ہوا پرستیوں کو اعتراف فسق کے ساتھ سرانجام دیتا ہے اور دوسرا دینداری اور احتساب شرعی کی ظاہر فریبی سے

تا لغایت ما ہنر پیدا شتیم

عاشقی ہم ننگ دعا سے بردہ است

نفس و شیطان کے خدع و فریب کے کاروبار بہت وسیع ہیں۔ لوگوں نے ہمیشہ اس کو میکدوں ہی میں ڈھونڈھا۔ مدرسوں اور خانقاہوں میں ڈھونڈھتے تو شاید جلد پتہ لگ جاتا۔

یارب ز سیل حادثہ طوفاں رسیدہ باد

بتخانہ کہ خانقاہش نام کردہ اند

شیخ علائی کا خاندان بھی عرصہ سے بیانہ میں مقیم تھا۔ قضا را ایک دن شیخ نیازی سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ ان کا طور و طریق دیکھا تو اور ہی عالم نظر آیا۔ پہلی ہی نظر میں گھائل ہو گئے۔ اپنے مریدوں سے کہا۔ کہ خدا پرستی کی اصل راہ یہ ہے۔ آج تک جو کچھ ہم کرتے رہے۔ وہ خدا پرستی کے نام سے نفس پرستی اور بت پرستی تھی۔ میں تو اس فقیر بے نوا کا ساتھ دیتا ہوں جس کو اللہ کی طلب ہو۔ میرا ساتھ دے

آں دل کہ رم نمودہ از خوبرو جوانان

دیرینہ سال پیرے بردش بیک نگاہے

شیخ نیازی سے پوچھا۔ کہ طالب حق کی راہ کیا ہے۔ کہا کہ اپنا اسباب کچھ لٹا دو۔ اور متاع عجز و شکستگی و سرمایہ نامرادی و خود فروشی کے سوا باقی نہ چھوڑو۔ دع نفسك ثم تعالیٰ

عشق بستان دخویشتن بفروش

کہ ازیں خوب تر تجارت نیست

بعد اس کے شیخ علائی کی حالت ہی دوسری ہو گئی۔ آباؤ اجداد کے سجادۂ مشیخت و مسند علم کو مع ان کے تمام ساز و سامان غرور و پندار کے تاراج کر کے شیخ نیازی کے ساتھ ہو گئے۔ سامان اسباب دنیوی میں سے کوئی چیز باقی نہ چھوڑی۔ یا تو خود پرستیوں کا یہ حال تھا۔ کہ اپنے سامنے کسی کو کوئی چیز نہیں سمجھتے تھے۔ یا اب خاکساری اور بے نوائی کا یہ حال ہوا کہ مسلمانوں کی جوتیاں سیدھی کرنے میں بھی عار نہ تھا۔ جن جن لوگوں سے لڑے جھگڑے تھے۔ ایک ایک کے پاس گئے۔ ہاتھ جوڑ جوڑ کر معافیاں مانگیں۔ رفتہ رفتہ سختی کشان عشق کی ایک بڑی جماعت شریک حال ہو گئی۔ لوگ گھر بار لٹاتے اور ان کے ساتھ آ آ کر شریک ہو جاتے۔ وما احسن قول العرفی

گرچہ ارباب تعلق دقف طوفانند۔ لیک

رخت اگر کم بود کشتی بساحل می برند

یہ لوگ بیانہ سے باہر اسی ویرانہ باغ میں رہتے تھے۔ زن و فرزند خویش و بیگانہ۔ خانہ و وطن کسی چیز سے لگاؤ نہ تھا۔ کچھ لوگ دن کو نکل جاتے محنت و مزدوری کرتے۔ جو کچھ ملتا اس میں سے دسواں حصہ راہ خدا میں خرچ کر دیتے۔ باقی لے کر شام کو آتے۔ ایک گھرانے کے بھائیوں کی طرح مل جل کر کھا لیتے۔ اور اپنے عشق میں مست رہتے۔ کچھ لوگ صبح ہوتے ہی شہر کی راہ لیتے۔ بیماروں کی تیمارداری کرتے۔ کمزوروں اور معذوروں کو روٹی پکا دیتے۔ بیوہ عورتوں کا سودا سلف بازار سے لا دیتے۔ دو شخصوں کو آپس میں دیکھتے۔ تو منتیں کر کے صلح صفائی کرا دیتے۔ نہ مانتے تو کہتے کہ ہم کو مار ڈالو۔ مگر آپس میں میل ملاپ کر لو۔ استغنا اور قناعت کا یہ حال تھا۔ کہ کئی کئی دن گزر جاتے۔ اور کچھ میسر نہ آتا۔ لیکن دلوں کی بے فکری اور چہروں کی خوشحالی دیکھ کر گمان ہوتا۔ کہ ابھی شکم سیر ہو کر اٹھے ہیں۔ یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف۔ بھوک کا بہت غلبہ ہوتا۔ تو نماز شروع کر دیتے اور سلام پھیر کر اٹھتے تو شہنشاہوں کی بے نیازی چہروں سے ٹپکتی۔ ساتھ ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے جوش کا یہ حال تھا۔ کہ معاصی اور منکرات کے دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے تھے۔ ہر فرد ہمیشہ مسلح رہتا۔ اور جب کبھی کسی فعل منکر کو دیکھتا۔ تو فلیغیرہ بیدہ پر عمل کر کے روک دیتا

ھم فی اللیل رھبان و بالنھار فرسان اس پر صبر و ثبات کا یہ حال تھا۔ کہ ملامتیں سنتے۔ گالیاں کھاتے۔ فاقے کرتے۔ زخمی ہوتے۔ مگر اپنے کام سے باز نہ آتے اور کہتے کہ گالیوں میں ہمیں وہ مزہ ملتا ہے۔ کہ جو تم کو دعاؤں میں بھی نہیں ملتا۔

اجد الملامة فی ھواك لذیذة

حبا لذکرك فلیلمنی اللوم

ان کی جماعت کے ایک شخص کو سات مرتبہ جلا وطن کیا گیا۔ اور ہر مرتبہ یہی کہتا رہا۔ کہ ایک بار اور کر دیکھو جس ایمان کو جلا وطنی کا خوف متزلزل کر دے اس سے برہمن کی بت پرستی ہزار درجہ بہتر ہے۔

کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز؟

اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

صبح و شام سب ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھتے۔ اور شیخ علائی قرآن حکیم کی تفسیر بیان کرتے۔ دل کے عشق اور باطن کے سوز و گداز نے ان کے بیان میں کچھ ایسی تاثیر پیدا کر دی تھی۔ کہ زبان سے الفاظ تیر و نشتر بن کر نکلتے اور سننے والے دل تھام کر رہ جاتے۔ کیسا ہی سیاہ باطن اور سنگدل شخص کیوں نہ ہوتا لیکن انکی زبان سے ایک آیت قرآنی کا وعظ سنکر ایسا از خود رفتہ ہو جاتا۔ کہ وہیں کھڑے کھڑے اپنا تمام گھر بار لٹا دیتا۔ .... ملا بدایونی

ایک موقعہ پر لکھتے ہیں۔ کہ شیخ نیازی کی صحبت اختیار کرتے ہی فہم و تدبر قرآن کی ایک نئی راہ ان پر کھل گئی تھی۔ "معانی قرآن و نکات و دقائق و حقائق آں بآسانی برا و مکشوف گشت" اور یہ بالکل سچ ہے۔ کہ اب تک قرآن جس قدر پڑھتے پڑھاتے رہے تھے بیضاوی و بغوی کی ورق گردانی تھی اور محض نقالی اور ورق گردانی سے قرآن کی حقیقت کب کھل سکتی ہے۔ اس کے لئے تو جبریل عشق کے فیضان اور دل دردمند کے الہام کی ضرورت ہے شیخ نیازی نے اسی بند دروازے کو کھول دیا۔

دل میں سما گئی ہیں قیامت کی شوخیاں

دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں!

مختصر یہ کہ جن پاک ہستیوں کی نسبت خدا نے فرمایا ہے۔ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین۔ یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم اور اشداء علی الکفار۔ رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود یہ گروہ ان کے اخلاق و خصائل کی ہو بہو تصویر تھا۔

(رستاخیز)

(بقیہ صفحہ ۲)

سے سرشار ہوں۔ یہ ایمان پیدا ہو کہ جو لائحہ عمل آپ نے جماعت کی ترقی و استحکام کا بتلایا وہی صحیح و قابل تقلید ہو۔ نہ یہ کہ ہر فرد اپنی اپنی رائے اور اپنے اپنے اجتہاد کو لئے پھرے

اگر دوسروں سے اطاعت چاہتے ہو تو خود اطاعت کا نمونہ دکھلاؤ۔ اگر دوسروں سے قربانی و ایثار کے طالب ہو تو خود اس میدان کے شہسوار بنو۔ باتوں سے دنیا فتح نہیں ہوا کرتی۔ وہ تو اعمال کی طالب اور نمونہ کی محتاج ہے۔ یہی فطرتی تقاضے ہیں۔ آج ہم ان کو بدل نہیں سکتے۔ عقائد و اصول کیسے ہی اچھے ہوں۔ کبھی حرکت پیدا کرنے کا موجب نہیں ہوتے انسانی جذبات تب ہی حرکت میں آتے ہیں۔ جب جذبات عالیہ سے سرشار جیتی جاگتی تصویر موجود ہو۔ عقائد ہم دنیا پر واضح کر چکے۔ اب عمل دکھلانے کا وقت ہے۔ اشاعت دین کی اہمیت واضح ہو چکی۔ اس پر گامزن ہونے کی حاجت ہے مسلمان اشاعت قرآن کے اصول کو مان چکے۔ انہیں اس اصول پر عمل پیرا جماعت کے نمونہ کی ضرورت ہے۔ دنیا میں زر پرستی اور عیش پرستی کا دور دورہ ہے قربانی و ایثار مفقود ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور کو ہی کامل نمونہ استغنا عن الدنیا کا پیش کر کے دکھلائے۔ دینی جماعت اپنے عمل سے ایمان بالآخرۃ کا نقشہ پیش کرے۔ یعنی ان کے عمل سے ثابت ہو کہ یہ جماعت دین کی حمایت و نصرت کے مقابل نہ تو اپنی اولادوں کی پرواہ کرتی ہے۔ نہ ان کی ضروریات کی۔ نہ اسے ان کے لئے جائدادیں چھوڑنے کی تمنا ہے۔ نہ ان کے لئے مال و دولت پس انداز کرنے کی حاجت۔ یہ وقت بہت نازک ہے مخالفت انتہا تک پہنچ چکی۔ جماعت کے استحکام سے بہت بے اعتنائی برتی جا چکی۔ اب ضرورت ہے کہ افراد متحد و متفق ہو جائیں۔ اشاعت قرآن و اشاعت اسلام سے مقدم اس جماعت کو زندہ کرنا اور اسے ترقی و توسیع دینا ہے جس کے سہارے یہ مبارک و مقدس کام قائم ہے۔ کیا آنحضرتؐ کا نمونہ ہمارے سامنے موجود نہیں کہ جب اعلائے کلمۃ اللہ کرنے والی قوم کی زندگی خطرہ میں پڑ گئی۔ تو اشاعت کے اصل کام کو ملتوی کر دیا گیا؟

کیا صحابہ کرام نے یہی مسلک اختیار نہیں کیا تھا۔ کہ جب اشاعت دین کرنے والی قوم کی موت و زندگی کا سوال پیش آ گیا۔ تو اشاعت کے سوال کو تاخیر ڈال دی گئی؟ اس لئے کہ اگر درخت ہی کٹ گیا تو شاخیں کیونکر قائم رہیں گی۔ اگر جڑیں سوکھ گئیں۔ تو پھل کہاں لگیگا۔ یہی حالت اس وقت جماعت احمدیہ لاہور کی ہے۔ ضرورت ہے کہ تمام قوتوں اور طاقتوں کو مجتمع کر کے اس جماعت کے استحکام و توسیع کا سوال ہر وقت سامنے رہے۔ اشاعت دین کا کام چند افراد اور چند برسوں کا کام نہیں۔ اس مقصد کے لئے ایک جماعت اور بڑی زبردست و طاقتور جماعت کی ضرورت ہے۔ لہذا حضرت مسیح موعود کے اصل راستہ کو پکڑنا لازم ہے۔ یعنی یہ کہ ہر احسن طریق سے اس گروہ کی حفاظت و تقویت کی جائے۔ تا اشاعت دین کا راستہ کھلے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم شاخوں کو دیکھتے ہوئے جڑ اور تنے سے غافل ہو جائیں۔ پھل کھاتے جائیے درخت سے بے پرواہی برتیں۔

انجمن اُردو پنجاب

حامیانِ اُردو کی تنظیم

۲۴ر اکتوبر ۱۹۳۶ء کو علی گڑھ میں ایک آل انڈیا اُردو کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں انجمن اُردو پنجاب کی طرف سے پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی اور راقم نے حصہ لیا اس کانفرنس میں قرار پایا تھا کہ "انجمن ترقی اُردو" کا دفتر دہلی میں منتقل کر کے اسے ہندوستان کی مرکزی اُردو انجمن بنایا جائے اور ملک بھر میں اس کی شاخیں کھول کر تمام اُردو انجمنیں ایک سلسلے میں منسلک کر دی جائیں۔ اس سے چھ ماہ قبل انجمن اُردو پنجاب لاہور میں قائم ہو چکی تھی اور علاوہ پنجاب کے کلکتہ، حیدر آباد دکن، بمبئی، سندھ، جموں، پشاور وغیرہ کئی شہروں اور علاقوں سے اس کے قیام پر مسرت و اطمینان کا اظہار کیا گیا اور وہاں کی متعدد انجمنوں نے اس سے الحاق کی خواہش ظاہر کی۔

فروری ۱۹۳۷ء میں مولوی عبدالحق صاحب سیکرٹری "انجمن ترقی اُردو" نے انجمن اُردو پنجاب کو انجمن ترقی اُردو کی طرف سے الحاق کی دعوت دی۔ ۱۲ر فروری ۱۹۳۷ء کو انجمن اُردو پنجاب کی مجلس عاملہ نے اُردو زبان کی ترقی و توسیع کیلئے ہندوستان کی تمام اُردو انجمنوں کا ایک سلسلے میں منسلک ہونا ضروری سمجھتے ہوئے قرار دیا کہ وہ مرکزی انجمن ترقی اُردو کے تنظیمی پروگرام کا خیر مقدم کرتی ہے اور سیکرٹری انجمن ترقی اُردو کی طرف سے چند تصریحات کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ یہ انجمن اپنے موجودہ نام اور اصول کار کو برقرار رکھتے ہوئے انجمن ترقی اُردو کی صوبائی شاخ بننا منظور کرتی ہے۔

"انجمن اُردو پنجاب" بیرون پنجاب کی اُن تمام اُردو انجمنوں [illegible] سے جنہوں نے انجمن سے الحاق کی خواہش ظاہر کی ہے۔ درخواست کرتی ہے کہ وہ تمام اپنے اپنے علاقے کی صوبائی انجمنوں کے ذریعے سے مرکزی انجمن ترقی اُردو سے ملحق ہو جائیں۔ اور باہمی مشورت و تعاون سے اپنی زبان [illegible] قوم و ملک کے اتحاد کیلئے وہ کام کریں جس کی آج ہندوستان کو اشد ضرورت ہے محض اپنے اپنے حلقے میں اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا لینے سے زبان و قوم کا تحفظ ممکن نہیں۔ تمام اہل اُردو کو انجمن ترقی اُردو کو مرکزی انجمن مانتے ہوئے اپنی محبوب ترقی یافتہ زبان کی تنظیم و ترقی میں عملی طور پر حصہ لینا چاہیئے۔

انجمن اُردو پنجاب صوبے بھر کے تمام چھوٹے بڑے شہروں اور قصبوں میں اپنی شاخیں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس غرض سے وہ بلا امتیاز مذہب و ملت ملک و قوم کے تمام بہی خواہوں کو اپنے اپنے حلقے میں اُردو کی باوقار انجمنیں بنا کر استقلال کیساتھ کام کرنے کی دعوت دیتی ہے (باقی)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ماھوار ایڈیشن

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ۔ چھ روپے
ششماہی ۔ تین روپے

طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور ۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۲۰ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ اپریل ۱۹۳۷ء — نمبر ۲۱

بستانِ محمدی کا مرغ خوش نوا

(از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

عجب نوریست در جانِ محمد
عجب لعلیست در کانِ محمد

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شانِ محمد

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمد ہست برہانِ محمد

سرے دارم فدائے خاک احمد
دلم ہر وقت قربانِ محمد

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند
نتابم رو ز ایوانِ محمد

بکارِ دیں نترسم از جہانے
کہ دارم رنگ ایمانِ محمد

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمد

بدیگر دلبرے کارے ندارم
کہ ہستم کشتۂ آنِ محمد

دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید
کہ بستیمش بداماںِ محمد

من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم
کہ دارد جا بہ بستانِ محمد

توجانِ ما منور کردی از عشق
فدایت جانم اے جانِ محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشریح عقیدہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران تباب

عقیدہ جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور ائمہ کا احترام ہے سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

پیغام صلح

جلد ۲۵ — یوم شنبہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۵۶ ہجری — نمبر ۲۱

پانی پت کا خونیں حادثہ اور اقوام ہند کیلئے درس عبرت

در حیرتم کہ دشمنی کفر و دیں ز چیست — از یک چراغ کعبہ و بتخانہ روشن است

پانی پت میں گولی چلنے اور ہندو مسلم فساد کی اطلاع تمام اخبارات میں چھپ چکی ہے۔ واقعہ کیا ہے؟

"چوک قلندر پانی پت سے ہولی کا ایک جلوس نکلنا تھا۔ چوک مذکور کے متعلق مسلمانوں کا بیان ہے کہ حضرت بو علی شاہ قلندر کی تاریخی درگاہ کی وقف یادگار ہے مسلمان نہیں چاہتے تھے کہ جلوس اس راہ سے گذرے۔ لیکن حکام نے اجازت دیدی۔ مسلمان اس پر مزاحم ہوئے۔ پولیس نے گولی چلادی جس کے نتیجہ پر آٹھ مقتول اور متعدد مجروح ہوئے۔" (سٹیٹسمین)

اس حادثہ فاجعہ پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔ چند اشخاص کی کوتاہ فہمی۔ قلت تدبر اور عاقبت نااندیشی کی بدولت کئی ایک بندگان الٰہی موت کے گھاٹ اترے۔ کئی بچے یتیم ہوگئے۔ والدین اولاد سے جدا ہوگئے اور سہاگنوں کے سہاگ لٹ گئے۔

آج جبکہ تمام اقوام اندرونی اختلافات کو مٹا چکی ہیں۔ مذہبی تعصبات سے دستبردار ہو چکی ہیں اور مذہب کے نام پر تباہ کن لڑائیوں پر تین حرف بھیجکر شاہراہ ترقی پر گامزن ہیں۔ اپنی سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی اصلاح میں کوشاں ہیں۔ اس وقت غلام آباد ہند میں ابھی تک زمانہ جاہلیت کے ان انسانیت سوز واقعات کا اعادہ نہایت ہی افسوسناک اور دلخراش ہے اور بہی خواہان ملک و قوم کا فرض ہے کہ وہ اولین فرصت میں ملک کو اس لعنت سے پاک کریں۔ کیونکہ اگر بغور دیکھا جائے تو یہی بات ہندوستان میں ایک قومیت کی تخلیق میں حارج ہے اور اس وحدت قومی کا فقدان ہی سلاسل غلامی کو مضبوط کرنے میں ممد و معاون ہے۔

آئے دن کی لڑائیوں سے متاثر ہوکر ایک طبقہ مذہب ہی سے بے نیاز ہوتا جارہا ہے اور بظاہر یہ ایک معقول بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ جب مذہب کی وجہ سے ان وحشیانہ واقعات کو دہرایا جارہا ہے تو کیوں نہ اس کا خاتمہ ہی کردیا جائے۔ تاکہ ملک اس لعنت سے پاک ہوکر اپنی فلاح و بہبود میں ساعی ہو۔ لیکن نہ تو ان واقعات کو کسی مذہب سے تعلق ہے اور نہ ہی ان لوگوں کو مذہب کی ہوا لگی ہے جو اس قسم کی امن سوز بیہودگیوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

مذہب کا مقصد محض لوگوں کی صحیح طور پر زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرنا ہے تاکہ دنیا بھر کے انسان باہمی صلح و آشتی۔ پریم اور امن کے ساتھ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوکر چین سے زندگی بسر کریں۔ اور دنیا بھر میں کوئی ایسا مذہب نہیں جو کسی غیر کا خون بہانا مباح قرار دیتا ہو۔ ہندو مذہب جو اہنسا پرمودھرما کے اصول کا حامل ہے۔ وہ تو کسی جاندار کو بھی دکھ دینے کی اجازت نہیں دیتا بھلا وہ اس بات کو کب جائز قرار دے سکتا ہے کہ کسی انسان کا خون بہایا جائے۔ یہی حال عیسائیت کا ہے کہ انتقام کی بھی تعلیم وہاں مفقود ہے چہ جائیکہ کسی پر تشدد و جبر کیا جائے۔ اسلام کے متعلق بیہودہ پروپیگنڈہ کیا گیا ہے کہ یہ تلوار کا مذہب ہے مگر لا اکراہ فی الدین اور فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر کے پرزور الفاظ میں دنیا میں مذہبی رواداری کا اعلان کرتا ہے اور صاف کہتا ہے کہ لا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق کہ کسی جاندار کو بلا وجہ قتل نہ کرو۔ اور یہ کہ جس نے کسی نفس کو قتل کیا اس نے گویا تمام دنیا کو قتل کردیا اور جس نے ایک نفس کو بچایا اس نے گویا دنیا کو بچایا۔ تو ان واضح حقائق کی روشنی میں مذہب پر ہم ان فسادات اور خونریزیوں کا ہرگز الزام نہیں لگا سکتے۔ بلکہ اس کے برخلاف اس بات کو زوردار الفاظ میں پیش کرتے ہیں کہ مذہب کی حقیقی روح کو لوگوں میں پھونکا جائے۔

ملک میں فسادات کے علل کا اگر تجزیہ کیا جائے تو سوائے جہالت اور حماقت کے کچھ نظر نہیں آتا۔ مسجد کے سامنے باجہ بجانے سے روکنا خنزیر کا گوشت مسلمانوں کے محلوں میں پھینک دیا گیا۔ گائے کے گوشت پر قتل جھٹکے پر فساد سب جہالت کی نگاہ ناز کے کرشمے ہیں۔ ورنہ خنزیر کا گوشت کھانا صرف حرام ہے اس کا دیکھنا اسی طرح جائز ہے جس طرح کتے۔ بلی وغیرہ کا۔ حالانکہ یہ دونوں بھی حرام ہیں۔ کیا مسلمانوں کے دل میں کبھی کتے کو دیکھکر بھی نفرت ہوتی ہے پانی پت کے فساد کا سبب کیا تھا؟ کہ ایک قبر کے قریب سے ایک ہندوؤں کا جلوس گذرنا چاہتا تھا اس پر مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوگئے۔ اسی طرح آج سے دو سال پہلے کچھ رتھ تھا پھر ایک پیپل کے درخت کے نیچے سے تعزیہ کے گذرنے پر فساد ہوا۔ تعجب کی بات ہے کہ اگر جلوس مزار کے قریب سے گذر جاتا تو کونسی آفت آجاتی۔ کیا کہیں قرآن کا حکم ہے کہ مزار کے پاس سے ہندوؤں کا جلوس نہ گذرے اور مسلمان خواہ ہر قسم کی بیہودگیوں کو وہاں روا رکھیں۔ نبی کریم صلعم نے تو اس قدر رواداری کا ثبوت دیا کہ مسجد نبوی میں تثلیث پرست عیسائیوں کو عبادت کی اجازت دیدی آج کل کے مسلمان ہوتے تو خدا جانے نبی کریم صلعم کے ساتھ بھی کیا سلوک روا رکھتے۔ تو درحقیقت یہ تمام باتیں جہالت کا نتیجہ ہیں۔ ورنہ مسجد کے قریب سے جلوس کے گذرنے سے اسلام کا کچھ بگڑتا ہے۔ نہ جھٹکے سے ایمان میں کمی ہوتی ہے اور اس سے بڑھ کر حیرانگی کی یہ بات ہے کہ ایسے فسادات میں حصہ لینے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو بھولے سے کبھی مسجد کا رخ نہیں کرتے۔ جو شراب کو شیر مادر سمجھکر پی جاتے ہیں۔ تمام قسم کی غیر اسلامی حرکات کو وظیفہ حیات بنائے رکھتے ہیں۔ جن کو دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا اور جن کا اٹھنا بیٹھنا، مرنا اور جینا رب العلمین کے احکام کی مخالفت میں ہوتا ہے۔

تو جب مذہب کو ان حرکات سے دور کا واسطہ نہیں اور نہ ہی ان باتوں سے مذہب میں کچھ رخنہ واقع ہوتا ہے تو پھر یہ جھگڑے ہوتے کیوں ہیں؟ اگر بغور دیکھا جائے تو ان تمام فسادات کی تہ میں خود غرضی کا جذبہ کارفرما ہے اور وہ خود غرضی دو قسم کے لوگوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ (۱) کارپردازان حکومت (۲) مذہبی لوگ۔

آج کل کی حکومتوں کا نظام زیادہ تر ایک خاص گروہ کے مفاد سے وابستہ ہے۔ چند ایک خود غرض لوگ ملک کے نظم و نسق پر چھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طریق سے عوام الناس پر اپنا اقتدار برقرار رکھا جائے اور وہ اسی صورت میں ہے کہ عوام الناس سے ان کے جور و ستم اور لوٹ کھسوٹ کی حقیقت مخفی رہے جس کو حاصل کرنے کے لئے عوام الناس کی باہمی منافقت کافی ہے۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ قرآن کریم فرعون کے ذکر میں لکھتا ہے کہ وہ لوگوں کو ٹکڑے ٹکڑے رکھتا تھا تاکہ ان کی قوت پراگندہ رہے اس مقصد کے حصول کا آسان ترین ذریعہ لوگوں کے جذبات کو ابھار کر کام لینا ہے عوام الناس مذہب کے نام سے محبت رکھتے ہیں۔ جونہی ان کے کان میں بھنک پڑ گئی کہ مذہب پر حملہ ہوگیا تو بس پھر کیا وہ مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے لئے حکومت وقت ایسے ایسے ذرائع رکھتی ہے جن کا ذکر دہرانا ہے۔ جن کی وجہ سے ملک میں آئے دن فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ اسی واقعہ کو ہی لیجئے۔ اگر حکام چاہتے تو جلوس کا راستہ تبدیل کردیتے کہ آخر ایک پرائیویٹ مقام سے ایسے جلوسوں کو گذرنے دینا جس سے مالک مقام ناپسند کرے کہاں تک روا ہے اور پھر بہتے مسلمانوں سے راستہ صاف کرنے کیلئے گولیوں کی بوچھاڑ کے علاوہ اور بھی کئی طریقے ہو سکتے تھے۔ اچھی طرح یاد ہے کہ شہید گنج ایجی ٹیشن کے ایام میں باوجود مارشل لا نافذ کرنے کے شہر سے فوج کو بالکل ہٹا دیا تھا اور لوگوں کے رحم پر چھوڑ دیا تھا جس کی وجہ سے خطرناک ہندو مسلم فساد کا بڑا خطرہ امکان تھا۔ اگر حکام بالا جس طرح کہ وہ اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے کیلئے صرف کرتے ہیں۔ اپنی مخصوص تعلیم کو رائج کرتے ہیں۔ اگر اس کا ایک چوتھائی اثر بھی عوام الناس میں جذبہ رواداری پیدا کرنے کے لئے صرف کریں۔ تو حالات دنوں میں روبہ اصلاح ہو سکتے ہیں۔

دوسرا گروہ ان حرامخور مذہبی رہنماؤں کا ہے جو نہایت نکمے اور سست ہوتے ہیں۔ وہ محنت مزدوری کرکے شکم پری کرنے سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کیلئے مذہبی رہنما کی مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔ اور پنڈت۔ برہمن۔ سنیاسی۔ ملا۔ پیر اور فقیر کے لباس میں عوام الناس کو لوٹتے ہیں۔ ان کو مذہب سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ انسانیت ان کے نام سے کوسوں بھاگتی ہے۔ امن و صلح سے انہیں نفرت ہے۔ عوام الناس میں اپنی عقیدت قائم رکھنے کے لئے

ایک دوسرے کے ساتھ لڑاتے رہنا ان کا دلچسپ اور مرغوب مشغلہ ہے اور اپنی دناءت طبع اور خبثِ فطرت سے ان جہلا کو خون کی ہولی کھلاتے ہیں۔ ان کا وجود ملک کیلئے دوگونہ لعنت ہے۔ ایک تو یہ اپنی بیکاری سے فاقہ کش عوام الناس سے وہ لقمہ چھینتے ہیں جس کے لئے غربا کے اپنے بچے محتاج ہوتے ہیں اور جو وہ نیم فاقہ کشی کی حالت میں کما کر لاتے اور ان شکم پرست مکاروں کے سامنے لا ڈالتے ہیں۔ دوسرے ان کے وجود سے ملک کا امن ہر لحظہ خطرہ میں رہتا ہے جو اندرونی چپقلشوں کو الجھا کر سیاسی۔ اقتصادی اور اخلاقی مشکلات کا دروازہ کھولے رکھتا ہے۔

ملک کی موجودہ زبوں حالی ان واقعات کو برداشت نہیں کر سکتی ہے۔ اس لئے بہی خواہان وطن کا اولین فرض ہے کہ وہ اس گتھی کو سلجھائیں اور اس کا عام آسان ترین طریق رواداری کو رواج دینا ہے۔ برادران ملک میں یہ جذبہ پیدا کیا جائے کہ وہ ایک دوسرے کے جذبات کی قدر کریں اختلاف رائے کو برداشت کریں اور ایک دوسرے کے بزرگوں کی عزت کرنا سیکھیں۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر کسی قوم کے رہنما کو برا بھلا کہہ لیا جائے تو دوسری قوم کو کیا فائدہ پہنچیگا۔ اس کے برخلاف اختلافات کی خلیج وسیع ہوگی اور امن عامہ خطرہ میں پڑ جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ذہن نشین کرائی جائے کہ اگر ہندو کسی مسجد کے سامنے باجہ نہ بجائیں وغیرہ تو کیا ان کا دھرم خراب ہو جائے گا۔ یا اگر ہندو باجا بجاتا ہوا گزر جائے گا۔ تو مسلمان کی مسجد اشدہ ہو جائے گی۔ جب کہ ہم ہر روز مساجد کے قریب باجے بجتے دیکھتے ہیں۔ موٹریں شور مچاتی گزرتی ہیں۔ مسجد میں نماز ہوتی ہے اور باہر مسلمان ہی شور مچاتے ہیں اور کسی کی نماز میں خلل نہیں آتا۔

لیکن اس امر کے ساتھ ساتھ اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ فتنہ پرداز، متعصب، فساد انگیز لوگوں کی تیجروں اور اخباروں کے ذریعہ شدید مذمت کی جائے۔ عوام کو ان کی ابلہ فریبیوں سے اجتناب کی تلقین کی جائے۔ کیونکہ جب تک یہ عنصر ملک کی کسی جماعت میں قائم رہے گا حقیقی سکون حاصل نہیں ہو سکتا۔ عوام ان سے کہنا یا جائے کہ جونہی اس قماش کے لوگ کوئی فرقہ وارانہ بات کریں تو ان کو سختی سے رد کر دیں۔ تاکہ اس فتنہ کا کماحقہٗ سدباب ہو۔ علاوہ ازیں لوگوں کو رواداری، امن، صلح جوئی اور شرافت کے فوائد سے آگاہ کیا جائے۔ اور فساد، تعصب، فتنہ انگیزی کی خرابیوں سے متنبہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے نفع و نقصان کو سوچکر آئندہ ایسی حرکات سے گریز کریں۔ جن سے ملک و قوم کا امن خطرہ میں پڑے۔

ہندوستان کی سب سے بڑی جماعت کانگریس کا فرض ہے کہ وہ اس کام کو ہاتھ میں لے۔ مگر جماعت احمدیہ پر اس امر کی ذمہ داری کہیں زیادہ عائد ہوتی ہے ہندوستان میں حضرت مسیح موعود ہی وہ انسان تھے جنہوں نے "پیغام صلح" اور دیگر تحریرات کے ذریعہ سے لوگوں کو اس طرف دعوت دی۔ لہذا ہمارا فرض ہے کہ آپ کی اتباع میں اقوام ہند کو امن و رواداری کا درس دیں۔ اور اپنے عمل و قول سے اس فتنہ کا سدباب کر کے ہی دم لیں۔

دیوان مادھورام آف چنبہ اور حکومت ہند

باشندگان چنبہ عرصہ سے دیوان مادھورام کے خلاف گورنمنٹ ہند سے بذریعہ اخبارات درخواست کر رہے ہیں۔ کہ مادھورام پر عائد کردہ الزامات کی تحقیق کی جائے۔ اب اکثر معززین شہر نے براہ راست بھی گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ دیوان مادھورام کے مظالم ناقابل برداشت ہیں دیکھئے گورنمنٹ اپنے عدل و انصاف سے کب باشندگان چنبہ کو نوازتی ہے۔

بعض ضمیر فروش لوگوں نے جو کہ ریاست سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتے۔ بلکہ انکی بود و باش بھی علاقہ غیر میں ہے۔ انہوں نے پہلے یہ پروپیگنڈا شروع کیا۔ کہ یہ ایجی ٹیشن احمدیوں کی پیدا کردہ ہے لیکن ریاستی ہندوؤں نے بھی آواز اٹھائی۔ تو وہ یہی ہندوؤں کی شرارت کا نتیجہ قرار دیا لیکن ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ "شرارت" راجہ رام سنگھ مرحوم اپنی مظلوم رعایا کے واسطے کر چکے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ باشندگان چنبہ بلا لحاظ مذاہب و ملت مادھورام سے نالاں ہیں۔ ریاست کے اعلیٰ افسر سے لیکر ادنیٰ سے ادنیٰ ملازم تک سے پوچھ لیجئے۔ سب مادھورام کی مادھوشاہی سے ناخوش ہیں۔ کیا یہ ظلم کم ہے۔ کہ ریاست کے باشندے تو ملازمتوں سے برطرف کئے جائیں اور انکی جگہ غیر ریاستی مادھورام کے پر دردہ ملازم ہوں کیا لالہ رلا رام چیف جوڈیشل اور لالہ دھنی رام سب جج وغیرہ ریاستی باشندے ہیں؟ کیا انکی جگہ کوئی ریاست کا نوجوان کام کرنے کے قابل نہیں ہے؟ مادھورام خود تو بغیر کسی قانونی ٹریننگ کے اور بغیر قانونی سند کے جج ہائیکورٹ چنبہ بن سکتا ہے۔ مادھورام کا بھائی سوہن لال آٹھویں جماعت تک تعلیم حاصل کر کے سب جج درجہ اول اور نمائندہ ریاست بن سکتا ہے۔ لالہ دیوی لال انٹرنس میں پانچوں مضمونوں میں فیل ہو کر چھ محکموں کا سپرنٹنڈنٹ بن سکتا ہے بیٹا کل تعلیم حاصل کرتا ہے۔ آج کونسل کا سکرٹری بن سکتا ہے یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اسلئے کہ مادھورام کے حسب منشا ہے۔ لیکن غیر صاحب خواہ بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ہو ملازم نہیں ہو سکتا

لالہ مادھورام جب سے کرسی عدالت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں نت نئے گل کھلا رہے ہیں۔ چنانچہ سنا گیا ہے۔ کہ اکثر باشندگان چنبہ نے لسے جی جی کی طرف رجوع کیا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ گورنمنٹ ان معاملات سے کس طرح بیخبر ہے۔ کہ مادھورام جس نے تمام عمر قانون کی شکل نہیں دیکھی راجہ رام سنگھ کے انتقال کرنے کے دوسرے دن ہائیکورٹ چنبہ کا جج بن جاتا ہے (کیا کوئی ایسی یونیورسٹی ہے جسمیں ایک رات میں ہی ٹریننگ حاصل کر کے جج بنتے ہیں۔) اور اسپر لطف یہ کہ ایک طرف الگ مادھورام ہائیکورٹ کا جج تو دوسری طرف پولیٹیکل ادارہ کا وائس پریذیڈنٹ کیا اس حالت میں انصاف کی امید ہو سکتی ہے۔

ممکن ہے۔ کہ کوئی چند۔ تارا۔ سورج جگمگا اٹھے۔ کہ جناب اگر مادھورام خود قانون سے ناواقف ہیں۔ تو کیا لیگل ایڈوائزر لالہ مہر چند ایڈووکیٹ لاہور کچھ نہیں جانتے۔ لیکن جو شخص مادھورام کا رشتہ دار ہو جس کی لڑکی کی نسبت مادھورام کے بھتیجے سے ہوئی ہے اور پھر وہ صاحب ہو کیا وہ مادھورام کے خلاف کچھ کر سکتا ہے؟

اندریں حالات گورنمنٹ ہند کو چاہیئے۔ کہ مظلوم رعایا چنبہ کی فریادوں کو جلد از جلد سنے اور مادھورام پر عائد کردہ الزامات کی تحقیق کرے۔

احباب کی فوری توجہ کے قابل (۲)

بچوں کے ذکر کو چھوڑیئے۔ ایسی عورتیں بھی موجود ہیں جنکی پیدائش احمدی گھرانے میں ہوئی۔ احمدیت کی چار دیواری کے اندر پلیں لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا۔ یا معلوم کرنیکی کوشش ہی نہ کی۔ یا کسی نے بتایا ہی نہیں، کہ احمدیت کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کس مقصد کیلئے دنیا میں تشریف لائے۔ قادیانی اور لاہوری جماعت میں اختلاف کیسے ہوا۔ ایک بوڑھی عورت باوجود احمدی ہونے کے "مرزائیوں" کو برا بھلا کہا کرتی تھی یعنی اسے یہ خبر نہ تھی کہ مخالفین نے احمدیوں کا نام ہی یہ رکھا ہوا ہے۔ اس مسئلے پر جتنا بھی غور کیا جائے۔ نئی الجھنیں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ آخر ایسی سستی کا کیا انجام ہوگا!

آج ہر طرف تعلیم کا دور دورہ ہے اور شاید ہی کوئی احمدی گھرانہ ایسا ہو جس میں دو ایک عورتیں پڑھی لکھی نہ ہوں لیکن صد افسوس کا مقام ہے کہ انہیں سلسلہ کے متعلق کچھ واقفیت نہ ہو۔ اور وہ پوچھیں۔

"احمدی جماعت اور سنی جماعت میں کیا فرق ہے"

اور انہیں یہ معلوم نہ ہو احمدیت کے بانی کون تھے۔ وہ وفات پا چکے ہیں یا ابھی تک زندہ ہیں۔

یہ میں کوئی قصہ کہانی نہیں سنا رہا بلکہ ایک حقیقت بیان کر رہا ہوں آنکھوں دیکھی بات سے انکار نہیں ہو سکتا۔

یہ کس کا قصور ہے —— لاہور کی انجمن کا جس نے ان کے گھر تک احمدیت کا لٹریچر نہیں پہنچایا!؟ —— نہیں یہ اس گھر کے مالک و مختار کا قصور ہے۔

دراصل عورت کی فطرت کچھ ایسی ہے کہ وہ مذہبی باتوں میں دلچسپی سے حصہ نہیں لیتی شاید اصلی سبب ان کا ماحول ہوا سے تو صرف خرید و فروخت گھر کے کام اور بناؤ سنگار میں ہی مصروفیت رہتی ہے۔ اسے اتنی فرصت ہی نہیں کہ تھوڑا سا وقت نکال کر اس طرف بھی توجہ دے

اب جبکہ مائیں اور بہنیں احمدیت سے بالکل کوری ہوتی ہیں، تو پھر ان کے بچوں کا تو کچھ نہ پوچھو —— غرضیکہ ماں کے احمدیت سے ناواقف ہونے کا مہلک اثر بچے پر پڑتا ہے۔

مجھے یہ امید ہے کہ میری یہ التماس صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی وہ گھر جن میں ابھی تک احمدیت کا ذکر نہیں ہوا۔ وہاں احمدیت کے ہی چرچے ہوا کریں گے۔ پڑھی لکھی عورتیں بیکار بیٹھنے سے تھوڑا سا وقت نکال لیا کریں۔ تو کیا حرج ہے۔ اور جو کچھ خود پڑھیں۔ ساتھ ہی اپنی ان پڑھ ماؤں کو بھی سنا دیں تو بہت ہی اچھا ہے۔

احباب جماعت کو چاہیئے۔ کہ اس مسئلے پر بہت جلد توجہ دیں اور یہ تہیہ کریں۔ کہ پچھلی کوتاہیوں کی تلافی اس طریقے سے کرنی ہے

والسلام

(شیخ محمد طفیل سکرٹری احمدیہ ینگ مسلم ایسوسی ایشن امرتسر)

اظہار تشکر

گزشتہ چند دنوں سے قبلہ ام شیخ قمرالدین صاحب جہلمی کو درد شکم اور بخار کی سخت شکایت ہو گئی تھی۔ اس حالت میں میں سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ کی خدمت میں گیا۔ آپ نے مکرمی جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کو اس کے متعلق ارشاد فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب نے جس ایثار محبت اور خلوص کا اظہار کیا۔ اس کے بیان کی طاقت نہیں۔ آپ نے تمام امور کو چھوڑ کر اسی وقت میرے ساتھ جہلم کا راستہ لیا۔ آپ نے سوا گھنٹہ تک والد صاحب کا اچھی طرح معائنہ کیا۔ اور بعد ازاں دوا تجویز فرمائی۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے اخلاص اور محنت کو قبول فرمایا۔ والد صاحب کا بخار اتر گیا۔ اب بخار کا بالکل آرام ہے معدہ کی تکلیف کا بھی آرام ہو قدرے درد ہنوز ہے۔ احباب کی دعاؤں سے وہ بھی جاتا رہیگا۔ میں اپنی اور والد صاحب کی طرف سے جناب ڈاکٹر صاحب کی اس قدردانی اور محنت کا از حد مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل و کرم رکھے اور برادران سلسلہ کو ایسی قربانیوں کی توفیق دے

خاکسار محمد فاضل

کیا مجدد زمانہ کو ماننا فرض نہیں؟

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مدظلہ العالی)

سوال:۔ کیا مجدد زمانہ کو ماننا فرض نہیں؟ بالخصوص اس مجدد کو جن کے وجود میں آپ مسیح ابن مریم کی پیشگوئی کو پورا ہونا ہوا مانتے ہیں؟

جواب:۔ حدیث شریف میں ہے کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ کہ اللہ ہر صدی کے سر پر مبعوث کرے گا۔ اس امت کے لئے ایک ایسے شخص کو جو دین کی تجدید کرے گا پس جب کسی مجدد کو اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کے نفع کے لئے دین کی تجدید کے واسطے مبعوث کرتا ہے تو اس کا ماننا اس زمانہ کے لوگوں کے لئے جن کو اس کی دعوت و تبلیغ پہنچی کیوں فرض نہیں؟ کیا خدا کے اس فعل کو عبث قرار دیا جائے گا کہ کیا ایک مجدد کی بعثت جسے خدا خدمت دین کے لئے کھڑا کرتا ہے، یونہی فضول اور بے کار کھڑا کرتی ہے کہ کسی کا دل کیا تو اسے مان لیا اور دل کیا تو نہ مانا۔ آخر ایک مصلح اور مجدد کی بعثت کی کوئی غرض جناب الہٰی کو مدنظر ہوتی ہے۔ یا یونہی بیکار ناحق کا ایک فتنہ کھڑا کر دینا کوئی خوبی ہے۔

ایمان بالمجدد کی نوعیت

اگر کسی صاحب نے یہ کہا ہوگا کہ مجدد کا ماننا فرض نہیں تو ان کا مطلب ہوگا کہ اس کا ماننا شرائط ایمان میں سے نہیں۔ وہی جو کہ کامل ہو چکی یعنی اللہ اور ملائکہ اور کتب اور رسل اور یوم آخرت پر ایمان لانا ضروری ہے ان کے متعلق تمام امور ضروریہ اپنی تکمیل کو پہنچ چکے۔ اب کوئی کتاب یا نبی و رسول ایسا آنے والا نہیں جس کا ایمان بالکتب یا ایمان بالرسل میں اضافہ ہو سکے۔ اور جس کے نہ ماننے سے انسان کافر و خارج از اسلام ہو سکے۔ لہٰذا مجدد کا ماننا شرائط ایمان میں سے تو نہیں ہو سکتا اس لئے اس کا منکر کافر و خارج از اسلام نہیں ہو سکتا۔ لیکن مجدد کی خبر چونکہ حضرت نبی کریم صلعم نے دی ہے، اور یہ بھی بتایا ہے کہ اس کا مبعوث کرنا خدائی فعل ہوا کریگا اس لئے محمد رسول اللہ کے حکم کو ٹھکرا دینا اور خدائی فعل کو عبث قرار دے دینا قابل مواخذہ ضرور ہے

مجدد دین کا انکار تقوے کا منافی ہے

غور کرنے کی جا ہے کہ خدا کیوں ایک مجدد کو کھڑا کرتا ہے . . . . . آخر کوئی اصلاح اس امت کی، کوئی تجدید اس دین کی جناب الہٰی کو مدنظر ہوتی ہے تبھی کھڑا کرتا ہے تو کیا ایسے شخص کا ساتھ دینا یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین کے ماتحت فرض نہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، خدا سے ڈرو اور صادقوں کا ساتھ دو۔ گویا اس آیت میں صادقوں کا ساتھ نہ دینے کو خلاف تقویٰ قرار دیا ہے۔ کیا تقویٰ کے خلاف کرنا انسان کو مواخذہ کے نیچے نہیں لے آتا۔ کیا تعاونوا علی البر والتقویٰ کا حکم خدا کا نہیں کہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں مدد کرو۔ پس کیا ایک مومن کا فرض نہیں کہ وہ نیکی اور تقوے کا مددگار رہے۔ بالخصوص جبکہ خدا نے کسی شخص کو ایک عظیم الشان اصلاح اور تجدید کے کام پر کھڑا کیا ہو۔ کیا یہ خدا کا حکم اس وقت نظر انداز کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ یا اس حکم پر پوری طرح عملدرآمد کرنے کا یہی وقت ہوتا ہے۔

مجدد کا منکر جہالت کی موت مرتا ہے

پس ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ وہ مجدد زمانہ کی دعوت پر لبیک کہے اور اس کا ساتھ دے تا وہ خدمات دین میں جو سلسلہ درپیش ہے حصہ لے سکے اور ان تمام علوم اور فیوض سے بہرہ اندوز ہو جو کہ لئے اس مجدد کی بعثت ہوئی ہے۔ یہی مطلب اس حدیث کا ہے کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ جس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرگیا۔ یہاں جاہلیت کا لفظ اضافی و نسبتی ہے۔ یعنی اس زمانہ میں جس قدر بدعات اور جہالتیں دین میں شامل ہو چکی تھیں اور جن کی اصلاح مجدد زمانہ کے ہاتھ پر مقدر تھیں ان سے نجات نہ پا سکا اور اس جہاد میں حصہ نہ لے سکا جس کے لئے مجدد زمانہ مبعوث ہوا تھا۔ پس مجدد وقت کو ماننا اور اس کا ساتھ دینا ہر ایک مومن کے لئے جس کو اس کی دعوت و تبلیغ پہنچی ہے فرض ہے اور اس کا تارک اسی طرح قابل مواخذہ ہے جس طرح ایک نماز یا روزہ یا حج یا زکوٰۃ یا کسی فرض حکم کا تارک قابل مواخذہ ہے۔ نماز یا بلا وجہ روزہ کا تارک کافر خارج از اسلام نہیں۔ مگر قابل مواخذہ ضرور ہے۔

امام الزمان سے روگردانی اور کفر

یہاں کسی شخص کو یہ وہم نہ گزرے کہ من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے نماز جان کر ترک کی اس نے کفر کیا۔ پس تارک نماز تو کافر ہے۔ یہ وسوسہ صحیح نہیں۔ کیونکہ یہاں وہ کفر مراد نہیں جو کفر مطلق ہوتا ہے جس سے انسان خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ بلکہ کفر دون کفر مراد ہے۔ یاد رہے کہ اصطلاح شریعت میں کفر دو قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) ایک اصل کا کفر یعنی شرائط ایمان میں سے کسی کا کفر۔ مثلاً کوئی ملائکہ کا منکر ہے یا کسی کتاب یا کسی رسول کا منکر ہے۔ وہ کافر خارج از اسلام ہے۔ (۲) اور دوسرا کفر کسی فرع کا کفر یعنی کسی فرض حکم کی تعمیل کا انکار ہے۔ اسے کفر دون کفر کہتے ہیں۔ اس کے معنی ہیں کہ کفر سے نیچے کا کفر۔ مثلاً کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا یا بلا وجہ روزہ نہیں رکھتا۔ ایسا شخص چونکہ ایمان کے تقاضہ کو عملاً پورا نہیں کرتا اس لئے ایک خاص حکم یا فرض کے متعلق وہ کفر کا مرتکب ہے۔ مگر وہ اس سے خارج از اسلام نہیں ہو جاتا۔ وہ با ایں ہمہ مسلمان ہے۔ اس پر کافر کا لفظ جس کے معنی خارج از اسلام ہیں، اصطلاح شریعت کے مطابق اطلاق نہیں پاتا۔ شریعت اسے مسلمان ہی کہیگی۔ دیکھ لو ہزاروں لاکھوں مسلمان نماز نہیں پڑھتے۔ مگر کوئی انہیں کافر خارج از اسلام نہیں کہتا۔ گو وہ شریعت کی نگاہ میں قابل مواخذہ ضرور ہیں۔

خدا کی گرفت

پس مجدد زمانہ کا انکار بھی ترک فرض کا حکم رکھتا ہے جو قابل مواخذہ ضرور ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مجبور یا معذور سمجھے اور اسے معاف کر دے۔ یہ خدا کا کام ہے کیونکہ وہی جانتا ہے کہ کس کو دعوت نہیں پہنچی اور کس کو سمجھ ہی نہیں آئی حالانکہ وہ نیت خالص رکھتا تھا، اور ایسے مرد اور عورتیں ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے جن کو کسی مجدد کا دعویٰ واقعی سمجھ میں نہیں آیا پس اس کا فیصلہ جناب الہٰی کے ہاتھ میں ہے وہ خود جانتا ہے کہ کس نے عناد اور بغض سے کسی امر حق کو قبول نہیں کیا۔ اور کس نے نہایت نیک نیتی سے کسی امر کو سمجھنا چاہا۔ اور وہ نہ سمجھ سکا۔ یا اسے امر حق کی تبلیغ پہنچی ہی نہیں۔ یا پہنچی تو دشمنوں کے ذریعہ غلط باتیں اس کے کان میں پڑیں۔ پس ہم کسی خاص شخص کی نسبت فتویٰ نہیں دے سکتے کہ وہ قابل مواخذہ ہے یا نہیں یہ خدا کا کام ہے لیکن اصولی طور پر ہم کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ مجدد زمانہ کا ماننا ایک مومن کا فرض ہے اور اس کو نہ ماننا اسی نسبت سے قابل مواخذہ ہے جس نسبت سے کہ اس کی ماموریت تجدید دین کے لئے اہمیت رکھتی ہے

مسیح موعود کا انکار نبی کریم صلعم کے حکم کا انکار ہے

ہمارے زمانہ کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی مجددیت خصوصیت کے ساتھ بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اس مجدد کی پیشگوئی خاص طور پر حضرت نبی کریم صلعم نے کی اور اسے ابن مریم کے لقب سے معزز فرمایا اور مہدی بھی اسے ہی بتایا۔ اور اس کے زمانہ کسر صلیب اور دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرنے کے عظیم الشان کام کی نشانیوں کی خبر دی اور بتایا کہ ایمان اگر ثریا پر بھی چلا گیا ہوگا تو وہ واپس لے آئیگا۔ اتنی عظیم الشان تجدید اور اصلاح اور حفاظت و اشاعت اسلام کی خدمت کی طرف توجہ نہ کرنے والا اگر تارک فرض نہیں تو اور کیا ہے۔ گویا اس نے نہ تو محمد رسول اللہ صلعم کے حکم کی پرواکی بلکہ نافرمانی کی اور نہ ہی حالات زمانہ اور اس خدمت دین پر نظر کی۔ جو حضرت مجدد نے نہ صرف خود کرکے دکھائی بلکہ ایک جماعت اسی خدمت دین کے لئے بنائی جو اپنے تن من دھن کے ساتھ اس کام میں لگی ہوئی ہے۔ چنانچہ خود حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میرے انکار پر اگر مواخذہ ہے تو محمد رسول اللہ صلعم کے حکم کی نافرمانی کا ہے جنہوں نے میری آمد کی پیشگوئی فرمائی۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:۔

> "پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابل مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو۔ اس گناہ کا داد خواہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا۔ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی۔"
>
> (حقیقۃ الوحی ص۱۷۹)

حضرت صاحب اور تجدید اسلام بذریعہ جہاد

اور خدمت دین کی نسبت تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد اسلام کی حفاظت اور اشاعت کے لئے ادیان باطلہ کے خلاف وہ جہاد کیا کہ صحابہ کرام کے زمانہ کے بعد اس قدر عمدہ تجدید خدمت دین کی اسلام کی تاریخ میں بہت کم نظر آتی ہے۔ آپ نے جہاد کا صحیح مفہوم مسلمانوں کو بتایا کہ آیت قرآنی جاھدھم بہ جھاداً کبیراً کے مطابق اصل جہاد قرآن کریم کو ہاتھ میں لے کر دلائل و براہین سے اس کی اشاعت کرنا ہے تا لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحییٰ من حیّ عن بینۃ۔ (الانفال) . . . .
. . . کہ جو ہلاک ہوتا ہے تو دلائل سے ہلاک ہو۔ اور زندہ رہتا ہے تو دلائل سے زندہ رہے۔ آپ نے بتایا کہ تلوار کا جہاد تو وقتی بات تھی کفار نے اسلام کو مٹانے کے لئے تلوار اٹھائی تھی تو مسلمانوں کو بھی تلوار اٹھانی پڑی جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا۔ کہ اللہ کے رستہ میں تم سے جنگ کرتے ہیں تم بھی ان سے جنگ کرو اور حد سے نہ بڑھو۔ یعنی جو جنگ نہیں کرتے ان سے جنگ نہ کرنا۔ اصل جہاد یہی ہے کہ اسلام کا پیغام تمام دنیا میں پہنچایا جائے اور دلائل و براہین سے اسے ایک جہان سے منوایا جائے۔ یہی وہ جہاد ہے جس کے لئے حکم ہے کہ جاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ کہ اللہ کے رستے میں مالوں اور جانوں سے جہاد کرو۔ الغرض یہی وہ جہاد تھا جس کے لئے اس زمانہ کے مجدد کی بعثت ہوئی۔ چنانچہ جب حضرت مولانا نور الدین مرحوم نے حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تو دریافت کیا کہ آپ کے مسلک میں اگر کوئی وظیفہ ہے تو بتا دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرے مسلک میں ایک ہی وظیفہ ہے۔ اور وہ ہے "جہاد"۔ اس پر مولانا نور الدین صاحب مرحوم نے پوچھا ہم کس قسم کی وہ کیسے؟ فرمایا کہ "عیسائیوں کے خلاف ایک کتاب لکھو"۔ چنانچہ حضرت مولانا نے وہ معرکۃ الآراء تصنیف کی جس کا نام فصل الخطاب ہے۔ اس کے بعد حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اب کیا جہاد کروں۔ فرمایا "آریوں کے خلاف ایک کتاب لکھو"۔ جس پر مولانا مرحوم نے تصدیق براہین احمدیہ لکھی۔

آپ کا ساتھ دینا کیوں فرض ہے؟

اب سوال یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی مجدد کو اس جہاد کبیر کے لئے کھڑا کرے تو کیا جہاد جیسے اہم فریضہ میں اس مجدد کا ساتھ دینا ہر ایک مومن و مسلم کا فرض نہیں؟ کیا زمانہ نبوی میں جہاد کے فریضہ کو بڑے بڑے اہم فرائض پر مقدم نہیں کیا گیا۔ کیا غزوہ تبوک میں تین صحابیوں کو جو محض سستی اور غفلت

کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے ایک وقت تک کے لئے بائیکاٹ نہیں کر دیا گیا جب تک کہ ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔ کیا حدیبیہ میں جب کفار کے نرغہ کا اندیشہ ہوا تو اس وقت صحابہ سے باوجود ان کے پکے مومن اور مسلمان ہونے کے جہاد کے لئے دوبارہ بیعت لی گئی یا نہیں۔ جس کے معنی یہی تھے کہ ان سے دوبارہ اقرار لیا گیا کہ وہ اسلام کے لئے تن، من، دھن سب کچھ قربان کر دیں گے آج کیا اسلام پر وہی نازک حالت نہیں آگئی جو حدیبیہ کے مقام پر تھی۔ عیسائیت، آریہ سماج، دہریت، مادہ پرستی وغیرہ وغیرہ سب کے سب اسلام کو کچل ڈالنے کے لئے کوشاں نہ تھے۔ کیا وجال کے ساتھ اس جنگ میں بڑی شان و شوکت اور زبردست قرآنی حربہ کے ساتھ جو شخص میدان میں اترا وہ مرزا غلام احمد نہ تھا۔ جس نے بڑے زور سے للکارا ؎

چو مے بینم ؛ بہادر ایں جواں را
کہ نا ید کس بمیدان محمد

اور قرآنی علوم و حکمت کا وہ دریا بہایا اور اپنے دلائل و براہین سے مذاہب باطلہ کا وہ قلع قمع کیا کہ دشمن کا منہ پھر گیا اور اس طوفان کا رخ بدل گیا جو اسلام کے کچلنے کے لئے آرہا تھا۔ اسے خود اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔

جماعت کی واحد غرض

اس جہاد کو بڑے پیمانہ پر جاری رکھنے کے لئے ایک جماعت کی ضرورت تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا کہ ہماری نگرانی میں ہمارے الہام کے ماتحت یہ کشتی بنا چنانچہ وہ کشتی بنی یعنی جماعت کی بنیاد ڈالی گئی جس میں داخل ہونے کے لئے وہی قرآنی آیت الہام ہوئی جو حدیبیہ میں بیعت لینے کے متعلق نازل ہوئی تھی کہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ کہ جو تیری بیعت کر رہے ہیں۔ وہ یقیناً خدا کی بیعت کر رہے ہیں۔ گویا اس بیعت کو اسی بیعت کے رنگ میں پیش کیا جو حدیبیہ کے موقع پر لی گئی تھی۔ سب کو معلوم ہے کہ حدیبیہ کی بیعت کس قدر ضروری اور اہم تھی۔ یہاں تک کہ حضرت نبی کریم صلعم نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے (جو مکہ گئے ہوئے تھے اور ابھی واپس نہ ہوئے تھے) خود اپنا ہاتھ اپنے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا یہ عثمان کی طرف سے میں بیعت کرتا ہوں۔ یہ اس لئے تھا تا وہ اس بیعت سے محروم نہ رہیں۔ اور جناب الٰہی نے کس قدر اپنی خوشنودی کا اظہار ان بیعت کنندگان پر فرمایا کہ وہ آج تک بیعت رضوان کہلاتی ہے۔ اب واقعات پر نظر ڈالو۔ اس میں کیا شک ہے کہ حدیبیہ کی ایثار و قربانی کی بیعت اپنی نظیر آپ ہی ہے اور تاریخ عالم میں عدیم المثال ہے۔ مگر موجودہ زمانہ کی نزاکت اور اسلام کی پرخطر حالت بھی حدیبیہ کے خطرہ سے کم نہیں۔ ویسے مسلمانوں کا احساس مر گیا ہو تو جدا بات ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ پس اس زمانہ میں اسلام کے لئے ہر قسم کی ایثار و قربانی کی مجدد وقت کے ہاتھ پر بیعت اگرچہ حدیبیہ کی بیعت جیسی شان اور کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ مگر ہے بالکل اسی نقش قدم پر۔ پس اپنے زمانہ کی نسبت سے اسے بھی ایک حد تک وہی اہمیت حاصل ہونی چاہئے جو اس وقت اس بیعت کو حاصل ہوئی تھی۔ آخر حدیبیہ کی بیعت رضوان کا واقعہ قرآن مجید میں مسلمانوں کو یہی سبق سکھاتا ہے کہ جب اسلام خطرہ میں ہو اس وقت مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ جو امام اس وقت اسلام کی حفاظت کے لئے کھڑا ہو اس کا ساتھ دیں اور نائب رسول کی حیثیت سے اس کے ہاتھ پر ایثار اور قربانی کی بیعت کریں۔

مسیح موعود کی بیعت کی اہمیت

پس حضرت مجدد وقت کے ہاتھ پر بیعت کوئی معمولی پیری مریدی کی بیعت نہیں۔ بلکہ یہ بیعت وہی مفہوم اپنے اندر رکھتی ہے جس مفہوم کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر بیعت لی گئی تھی۔ یہ تو ایک جہاد کبیر ہے جو حضرت مجدد وقت نے تمام ادیان باطلہ کے خلاف شروع کیا اور اسلام کے روحانی غلبہ اور قلوب کی فتح کے لئے ایک مجاہدین کی جماعت بنائی اور ان سے ہر قسم کے ایثار اور قربانی کی بیعت لی۔ ہاں یہ ایک جہاد ہے جس میں یہ جماعت لگی ہوئی ہے اور جو کچھ بھی چندہ وغیرہ جماعت دیتی ہے یہ کوئی معمولی کسی انجمن کا چندہ یا پیر کی نذرانہ نہیں۔ بلکہ جاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ کے ماتحت مالی جہاد ہے۔ جو لوگ جماعت میں ہو کر اس مالی جہاد میں کوتاہی کرتے ہیں۔ انہوں نے اس کو جہاد نہیں سمجھا۔ بلکہ کسی انجمن کا معمولی چندہ سمجھا اور یہ ان کی سخت غلطی اور محرومی ہے۔ اور جو لوگ اس جماعت میں شامل نہیں ہوتے اور اس جہاد میں حصہ نہیں لیتے۔ وہ یقیناً ایک اہم فریضہ کے تارک ہیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں وہ جوابدہ ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ جنگ احد میں جو تیر محمد رسول اللہ صلعم پر پڑتا تھا۔ مسلمان اسے اپنے سینہ پر لیتے تھے اور آج زمانہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم پر چاروں طرف سے دشمن تیر باری کر رہے ہیں اور مسلمان دیکھتے ہیں کہ صرف ایک چھوٹی سی جماعت لاہوری احمدیوں کی ہے جو ہر وقت اس کے سامنے سینہ سپر رہتی ہے لیکن پھر بھی وہ دور سے کھڑے تماشا دیکھتے رہتے ہیں اور اس جماعت کے ساتھ ہو کر محمد رسول اللہ صلعم کے دین کی حفاظت میں ہاتھ بٹانے کے بجائے الٹا اس مجاہد جماعت کی بیخ کنی میں دن رات لگے ہوئے ہیں۔ تو کیا وہ خدا کے حضور جوابدہ نہیں اور اگر خدا رحم نہ کرے تو کیا قابل مواخذہ نہیں؟

مسلمانوں کی تغافل کیشی اور ایک سبق

کیا خوب حضرت مجدد وقت فرماتے ہیں ؎

بیکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے درکار خود با دین احمد کار نیست
ہر طرف سیل ضلالت صد ہزاراں تن بود
حیف بر چشمیکہ اکنوں نیز ہم ہشیار نیست
خون دیں بینم رواں چوں کشتگان کربلا
اے عجب ایں مردماں را مہر آں دلدار نیست
اے خدا ہرگز مکن شاد آں دل تاریک را
آنکہ او را فکر دین احمد مختار نیست

اپنی جماعت کے آدمی ہوں یا غیر از جماعت ہوں اس آیت قرآنی پر غور کریں اور اس تغافل اور اعراض کو چھوڑ دیں جو بدقسمتی سے ان میں سے بعض کے شامل حال ہے۔ وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر وھم فی غفلۃ وھم لا یؤمنون (مریم) اور انہیں اس دن سے ڈرا جس دن کام ختم ہو چکا ہو گا اور حسرت ہی حسرت رہ جائیگی اس حسرت کی وجہ یہ ہو گی کہ یہ لوگ غفلت میں ہیں اور روگردانی کر رہے ہیں۔ اسی کو حضرت مجدد وقت اس طرح نظم کرتے ہیں۔

خدمت دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں سے وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ بچانے کے دن

جماعت دہلی کے جلسہ سالانہ کے تاثرات

سید اختر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل دہلی سے واپسی پر لکھتے ہیں:۔

"میرے نزدیک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۲۶-۲۷-۲۸ مارچ کو جس قدر کامیابی نصیب ہوئی۔ اس کا سہرا مخدوم و مکرم مولانا شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام اور ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے سکرٹری برادرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب کے سر پر ہے جنہوں نے رات دن کی محنت شاقہ سے جلسہ کو کامیاب کرنیکی کوشش کی۔ میں جماعت احمدیہ دہلی کو بالعموم اور ان دو احباب کو بالخصوص جلسہ کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی روحانی توجہ سے جماعت احمدیہ میں جو اس وقت کا فئۃ قلیلہ (یا قلیل گروہ) ہے اخوت ہمدردی، ایمان اور اخلاص کا وہ نمونہ پیش کیا ہے۔ جو کسی اور جماعت میں کم نظر آتا ہے مجھے ایمان افروز مسرت حاصل ہوتی ہے۔ جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ اس مختصر سی روحانی برادری میں ابھی تک مولینا عمرالدین شملوی، مولانا عبدالحق دہلوی جیسے ان تھک کارکنوں کی قلت نہیں۔ صوبہ سرحد کی جماعتوں اور بالخصوص احمدی نوجوانوں کی ایسوسی ایشنوں میں بھی میں نے ایمان اور عمل کی بہت بلند پایہ مثالیں دیکھی ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے۔ کہ جب تک احباب کے اس سلسلہ میں ایسے پرجوش بزرگ اور مخلص نوجوان موجود ہیں ہمیں اپنے مقاصد میں بہت سی کامیابیاں حاصل ہونگی

میں اپنے مکرم بزرگ خان بہادر میاں محمد صادق صاحب و مکرم میاں غلام عباس صاحب اور مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب و دیگر تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمیں ہر قسم کی سہولت پہنچانے کی کوشش کی۔

جزاھم اللہ احسن الجزاء"

ریلیجن آف اسلام کی مفت تقسیم

احباب عراق کا قابل تقلید اقدام

بغداد مورخہ ۲۰ر مارچ ۱۹۳۷ء

مندرجہ ذیل دوستوں نے تحریک مفت اشاعت کتاب ریلیجن آف اسلام میں حصہ لیا۔

نمبر شمار	نام	تعداد کتب	پائی	آنہ	روپیہ
۱	جناب میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ بغداد	۶	۰	۰	۴۰
۲	" اے آر سلیمان سیاپخی بصرہ	۶	۰	۰	۴۰
۳	" محمد شیر گل صاحب محاسب	۳	۰	۰	۲۰
۴	" السید عابد علی صاحب بغداد	۱	۶	۱۰	۶
۵	" سلطان علی صاحب بغداد	۱	۶	۱۰	۶
۶	" عبدالرحمٰن صاحب انصاری بغداد	۱	۶	۱۰	۶
۷	" ابراہیم آدم سچوانی بغداد	۱	۶	۱۰	۶
۸	" ایم۔ آر۔ مرزا صاحب بغداد	۱	۶	۱۰	۶
۹	" ڈاکٹر احمد اللہ صاحب بغداد	۱	۶	۱۰	۶
۱۰	" عبدالحکیم صاحب خالقین	۱	۶	۱۰	۶
۱۱	" ماسٹر فضل دین صاحب بغداد	۱	۶	۱۰	۶
۱۲	" عبدالصمد صاحب کرکوک	۱	۶	۱۰	۶
۱۳	" جلال الدین صاحب کرکوک	۱	۶	۱۰	۶
۱۴	" اسماعیل محمود صاحب بغداد	۱	۶	۱۰	۶
۱۵	" سید تصدق حسین قادری بغداد	۱	۶	۱۰	۶
	میزان	۲۷	۰	۴	۱۷۹

جماعت راولپنڈی کا جلسہ

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا سالانہ جلسہ ۱۰-۱۱ اپریل کو ہونا قرار پایا ہے۔ انشاء اللہ العزیز مولانا مدثر شاہ، مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی، جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اور مرزا مظفر بیگ صاحب اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرمائیں گے۔ اگر سیدنا حضرت امیر المومنین کی طبیعت درست ہوئی تو تشریف لائیں گے۔ مگر تقریر نہیں کریں گے

(سکرٹری)

احمدیت و محمدیت

(از سید محمد امین صاحب گیلانی مولوی فاضل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل بروز تھے چنانچہ ان کا دعوے انکی ہر کتاب میں صراحت کے ساتھ موجود ہے. صرف یہ بتانا مقصود ہے. کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک یہ بات مقدر ہو چکی ہے. کہ جس طرح ابتداء اسلام میں مسلمانوں پر دو صفات کا عکس پڑا اسی طرح آخری زمانہ کے مسلمان جو حضرت مسیح موعود عم کے دامن سے وابستہ ہوں گے. ان پر بھی ان دو اسماء کا پر تو پڑتا ہے. اور وہ دو نام آنحضرت صلعم کے محمد اور احمد ہیں.

احمد نام کا تعلق جمال کے ساتھ ہے. مخالفین کے ظلم کو برداشت کرنا. اور ان کے دور کرنے. یہ بظاہر ظاہر ہوتا جیسا کہ آنحضرت صلعم کی ابتدائی تیرہ سال کی مکے کی زندگی بتاتی ہے.

دعویٰ کے بعد پورے تیرہ سال حضور صلعم نے مکہ معظمہ میں بسر کئے لیکن کس طرح پر بسر کئے. وہ دنیا سے مخفی نہیں. ہر ایک مخالف و موافق کی تاریخ بتاتی ہے. کہ اس عرصہ میں ان کو کن مصائب کا سامنا پڑا.

پتھر کھانے پڑے. قید ہونا پڑا. نماز کو جو اسلام کا ایک بڑا رکن ہے. چھپ کر ادا کرنا پڑا. ان کے متبعین کو تپتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا غرضیکہ ہر ایک قسم کی تکالیف دشمنوں نے ان کو دیں حتیٰ کہ ان کو وطن سے بے وطن ہونا پڑا لیکن مخالفین صداقت پر یہ کسی قسم کا غلبہ نہ پا سکے بالآخر جب مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی. تو ایک نئی صفت کا دور شروع ہوتا ہے یعنی محمدی صفت اپنی کرنوں سے امت مسلمہ کو منور کرتی ہے. اور ان کے دلوں میں ایک نیا انقلاب پیدا کرتی ہے لیکن اس انقلاب کی تخم ریزی نے الحقیقت صفت احمدیت سے ہی ہوئی تھی. اور تیرہ سال کے بعد اس تخم ریزی کے نتیجہ سے جو درخت بارور ہوا. وہ محمدیت کہلایا. مسلمانوں کی حالت میں ایک تبدیلی پیدا ہو گئی. اور وہ اپنے مخالفین کا مقابلہ باسانی کرنے لگے. باوجود قلت کے وہ کثرت پر تائید الٰہی سے غالب آتے رہے. جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة.

وہ بے سروسامان تھے لیکن مسلح سپاہیوں کو شکست دیتے تھے. پہلا معرکہ حق و باطل میں جو ہوا. اس میں حق پسند دل کی تین سو تیرہ کی نہتی جماعت تھی. اور دوسری طرف ایک ہزار کا جم غفیر تھا جن کی تلواروں کی چمک آنکھوں کو چندھیا دیتی تھی. جن کو اپنی بہادری اور کثرت سامان پر ناز تھا جن کے دلوں میں اپنی شکست کا خیال ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں گزر سکتا تھا

ان کو اس چھوٹی سی جماعت نے جن کو صرف خدا تعالےٰ کی تائید پر کامل یقین تھا. چند گھنٹوں کی جنگ میں اپنے پاؤں اکھاڑ دیا. اور تمام ان سرکشوں کا جن کے ایما سے مذہب حق کا مقابلہ کیا جاتا تھا. خاتمہ کر دیا. کیا یہ جماعت جو اس وقت کفار کے مقابلہ میں سر بکف تھی. اور شہادت کے جام کی تمنا میں گھر سے نکلی تھی. اس سے تین سال پہلے موجود نہ تھی. ؟ تھی اور ضرور تھی. اس جنگ میں جنہوں نے کارہائے نمایاں کر کے دکھائے. وہ کون تھے. وہی فدایان حضور صلعم تھے جنہوں نے مکے میں جانی و مالی قربانیاں کی تھیں. کیا وہ اس وقت ان کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے؟ کیوں نہیں ضرور کر سکتے تھے. لیکن خدا تعالےٰ نے کفار کو مہلت دی تھی اور مومنین کو ایک آزمائش میں ڈالا تھا. جب وہ آزمائش میں پورے نکلے تو خدا تعالےٰ نے ان میں ایک نئی روح پھونکی جس کے نتیجہ میں وہ دنیا کے تخت و تاج کے مالک بن گئے. قیصر و کسریٰ کی حکومتوں پر قابض ہو گئے.

اسی طرح اس زمانہ میں جس کو آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی قرار دیا گیا ہے. پھر آنحضرت صلعم کی ان دونوں شانوں کا ظہور ہونا لازمی تھا.

چنانچہ وہ پاک وجود جس کو آنحضرت کا کامل بروز بنایا گیا. اس کے متبعین کو آنحضرت کے اصحاب کا بروز بنایا گیا پس جس طرح پر وہاں جمال کے بعد جلال کا زمانہ آیا. اور مخالفین سے بدلہ کا موقعہ خدا تعالےٰ نے دیا. اسی طرح اس جماعت کے لئے بھی مقدر ہے.

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ ہے کہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں. شان مسیحیت جمال کی متقاضی ہے. اور شان مہدویت جلال کی متقاضی ہے. مسلمانوں میں یہ عقیدہ رائج ہو چکا تھا. کہ مہدی اور مسیح دو الگ الگ شخصیتیں ہیں. لیکن اس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خیال کو غلط ثابت کیا. اور بتایا کہ فی الحقیقت دونوں صفات کا مالک ایک ہی وجود ہے. لیکن صفت مسیحیت کو اس کی بڑی صفت قرار دیا. اور اس کے بعد مہدویت کی صفت کو برقرار رکھا. اور دوسری طرف ایک ہی وجود ہونے پر یہ حدیث پیش کی " لا المهدي الا عيسىٰ

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جمالی دور کے بعد اب عنقریب جلالی دور کا سلسلہ شروع ہونیوالا ہے. اور بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے خدا کے مسیح پر ایمان لا کر کڑی سے کڑی آزمائش کو برداشت کیا. قرآن مجید کا وعدہ ہے. ان الارض يرثها عبادي الصالحون یہ وعدہ خدا تعالےٰ کا برحق ہے. ہم میں ابھی کچھ کوتاہیاں ہیں. ان کے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے. اور اپنے اندر صلاحیت پیدا کرنا ہمارا فرض ہے. اس میں کوئی شک نہیں. کہ جماعت احمدیہ نے جس قدر ترقی باوجود مخالفت کے کی ہے. وہ قابل قدر ہے. اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے. کہ ہم میں ابھی کچھ کمزوریاں ہیں. ورنہ یہ ہو نہیں سکتا. کہ وراثت ارض سے ہم محروم رہیں. مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے آج سے تقریباً پچاس سال قبل یہ بشارت دی ہے.

" بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے."

خدا تعالیٰ سے دعا کرو اور اپنے اندر صلاحیت پیدا کرو. تا ہم اپنی آنکھوں سے خدا کے مسیح عم کی بشارت کو پورا ہوتے دیکھیں. اور اس کی اطاعت میں بادشاہوں کو سر تسلیم خم دیکھیں.

والسلام علیٰ

مہجور کی کہانی ان کی اپنی زبانی

از جناب ماسٹر رجب علی صاحب ارشد بدوملہی

گزشتہ دنوں "مہجور" صاحب نے "الفضل" میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف نیش زنی کی تھی جس کے جواب میں ارشد صاحب نے ایک نظم اسی وقت ارسال کی جو قدرے دیر سے شائع ہو رہی ہے. مگر غیر محل نہیں ہے.

دربار خلافت میں پہنچے لاہور سے اب آزاد ہوئے
مسلم کو کافر کہنے میں مشتاق ہوئے استاد ہوئے

ہم اس فتنہ کے بانی ہیں لاہوری جس کو پا نہ سکے
کوئی مد مقابل بن نہ سکا گو لاکھ ستم ایجاد ہوئے

اسلام کا نقشہ وہ کھینچا سب دنیا ہے حیراں جس سے
اس جدت میں اس جرأت میں ہم مانی و بہزاد ہوئے

ہم ختم نبوت کے معنے اجرائے نبوت کرتے ہیں
ہم ایسے برخوردار اٹھے ہم ایسے نیک نہاد ہوئے

مرزا کی نبوت ثابت ہے جو نہ مانے وہ کافر ہے
دربار خلافت میں آ کر یہ دو ہی سبق بس یاد ہوئے

ہاں ان کی نبوت کیسی تھی یاروں کو اس سے کیا مطلب!
ہم اندھے مقلد بننے میں بس مجنون و فرہاد ہوئے

ہم پہلے پہلے ڈرتے تھے تکفیر مسلماں کرنے سے
پر رفتہ رفتہ دل اپنے پتھر کے بنے فولاد ہوئے

بے خوف و خطر جب یہ تکفیر چلا کر دکھلایا
احباب نے پیٹھ ٹھونکی اپنی شاباش کہی دل شاد ہوئے

لاہوری بے شک اچھے ہیں اور دیں کی اشاعت کرتے ہیں
پر اپنی نگاہوں میں سارے شمشیر بکف جلاد ہوئے

ہم ان کے مبلغ بن کر بھی جو جی چاہے وہ کرتے تھے
کیا جرم تھا اس میں مبتلا ناحق وقف بسیار ہوئے

وہ لاکھ ہمیں سمجھاتے تھے پر ہم کب ٹلنے والے تھے
پس ہم نے ان کا الٹ کیا جو حکم ہمیں ارشاد ہوئے

صد حیف کہ ایسے مبلغ کو تنگ آ کے معطل کر بیٹھے
پھر لاکھ جتن ہم نے بھی کئے مائل بہ لب فریاد ہوئے

وہ بھانپ گئے سب چالوں کو اور تاڑ گئے سب عیب و ہنر
ہم آن براجے قادیاں میں سکھ چین سے یاں آباد ہوئے

اے ارشدؔ تم انصاف کرو ہم سچے ہیں یا وہ سچے

مجبوری ہم نے کہنا تھا پیغامی سب برباد ہوئے

خاص دعاؤں کی ضرورت

جنوبی امریکہ میں ہماری مسجد کی وجہ سے بعض مخالفین کی لیٹیگیشن کی وجہ سے قرض ہو گیا ہے. خود مسلمان مسجد کو برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں. ہمارے دوست ملتجی ہیں کہ ان مشکلات سے نکلنے کے لئے ہماری جماعت کے بزرگ خاص طور پر دعا فرمائیں. مفصل خط اخبار میں شائع کر دیا جائے گا. کل قرضہ کی رقم ساڑھے نو ہزار روپیہ ہے مسجد عالیشان ہے جس کے ساتھ دوسری جائیداد مکانات کی صورت میں ہے.

(محمد منظور الٰہی)

سلسلہ احمدیہ کی عالمگیر وسعت و قبولیت

معاندین کے لئے سرمۂ بصیرت

(از خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب)

میرے عزیز بھائی۔ السلام علیکم

آپ کا ۱۰ دسمبر ۱۹۳۶ء کا تحریر فرمودہ نوازش نامہ ملا۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ ایک عرصہ سے میں آپ کو کوئی خط نہیں لکھ سکا مگر برادر عزیز آپ یہ خیال نہ کریں۔ کہ میں نے خدمت اسلام کے بلند کام کو چھوڑ دیا ہے ہرگز ہرگز نہیں۔

اگرچہ سکول کے کام کی وجہ سے مجھے زیادہ تر وقت سکول ہی میں دینا پڑتا ہے۔ مگر جس کسی شخص سے بھی مجھے گفتگو کا موقع ملتا ہے۔ میں اسے اسلام کا پیغام پہنچا دیتا ہوں۔ اور ایسی تمام گفتگوؤں میں میں قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبویہ کا حوالہ دیتا ہوں۔

ہماری سوسائٹی بدستور تندہی سے کام کر رہی ہے۔ اگرچہ ہم نے ابھی تک کوئی اسلامی مرکز قائم نہیں کیا۔ مگر تجاویز زیر غور ہیں ہم ہیں اپریل کو اپنا سالانہ اجلاس منعقد کرنے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ کیونکہ اس وقت اسکولوں کے سال ختم ہوتے ہیں اور وقت مل جاتا ہے۔ امید ہے کہ تمام افراد جماعت اور دلچسپی لینے والے احباب شرکت فرمائیں گے۔ کیا آپ اس تقریب پر کوئی پیغام جماعت کے نام بھیجیں گے۔ جو کہ سب کو پڑھ کر سنایا جائے۔ اس سے تمام افراد جماعت کو اس بات کا یقین ہو جائے گا۔ کہ آپ کی اخلاقی امداد ہمارے ساتھ ہے۔

ہماری مقامی جماعت نے تبلیغ کا ایک نیا طریق اختیار کیا ہے باقاعدہ مبلغ کی عدم موجودگی میں جماعت کا ہر فرد مبلغ ہے۔ ہر ممبر کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے عمل اور گفتگو سے اسلام کی صحیح تصویر پیش کرے۔ اور آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کے ذریعے ہر فرد جماعت اسلام کے صحیح اصول لوگوں تک پہنچاتا ہے کیونکہ دوسرے ممالک کی طرح یہاں بھی عیسائی مشنریوں نے اسلام کو غلط شکل میں پیش کر رکھا ہے۔ اور وہ غلط خیال جو اسلام کے متعلق لوگوں کے قلوب میں گھر کر چکا ہے۔ کہیں سالوں میں جا کر دور ہوتا نظر آتا ہے سکولوں میں بھی اسلام کو اس شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔ کہ گویا یہ تلوار کا مذہب ہے اور نبی کریم (نعوذ باللہ) ایک غاصب تھے۔ اس طریق سے بچے کو ابتدائی سکول سے کالج تک یہی ذہن نشین کرایا جاتا ہے کہ اسلام ایک ناقابل قبول مذہب ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہماری سوسائٹی نے کام شروع کر رکھا ہے اور یہ پیچھے نہیں ہٹے گی جب تک کہ اس کا ایک ایک فرد راہ حق میں ختم نہیں ہو جاتا اور ہم بفضل خدا کافی تعداد میں ہیں) ورنہ خدا نے فضل و کرم سے فلپائن میں تحریک احمدیت تبلیغ اسلام کے کام میں غالب و کامیاب ہو کر رہے گی۔ کیونکہ انجام کار حق کا ہی بول بالا ہوتا ہے۔

آپ نے گزشتہ خط میں پوچھا کہ آیا ہمیں اور لٹریچر کی ضرورت ہے تو اس کے جواب میں میں یہی کہتا ہوں کہ۔ ہاں! کیونکہ جہاں کہیں میں جاتا ہوں۔ آپ کے لٹریچر کی ضرورت پڑتی ہے گزشتہ سال جو پمفلٹ آپ نے ارسال کئے تھے وہ پہنچتے ہی اسی دن تقسیم ہو گئے تھے۔ میرے پاس انگریزی ترجمہ قرآن بلا متن ہے۔ میں اسے جماعت کی لائبریری میں رکھ دوں گا تاکہ ممبر اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ دراصل کئی ایک غیر مسلم دوست اسے مطالعہ کیلئے لے جاتے رہتے ہیں۔ امید ہے آپ اسلام کے متعلق جو کتب بھی ارسال کریں گے ہم ان کا شکریہ ادا کریں گے۔ وہ سوسائٹی کی لائبریری میں رکھ دی جائیں گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس لائبریری کا نام "منظور لائبریری" رکھیں۔ تاکہ لوگ ایسے آپ کے نام سے نسبت ہو۔ کیونکہ ہم آپ ہی کی بدولت یہ لٹریچر حاصل کر رہے ہیں۔

قریباً ہر روز کچھ لوگ میرے پاس اسلامی لٹریچر حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اور اکثر اسلامی کتب بالخصوص قرآن مجید خرید کرنا چاہتے ہیں میں انکو فہرست کتب تو دے دیتا ہوں۔ مگر ہندوستان کو رقم منتقل کرنے کی دقت رکاوٹ کا باعث ہو جاتی ہے

میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوں گا۔ اگر آپ کا ارسال کردہ لٹریچر ہمارے سالانہ اجتماع سے پہلے مل جائے کیونکہ اس طرح میں کچھ احباب جماعت کو یہ لٹریچر بہم پہنچا سکوں گا۔ میں تا حال قرآن پرائمر اور مسلم پریئر بک کا منتظر ہوں جو مجھے امید ہے۔ کہ آپ بھیجیں گے پہلی کی مجھے ترجمہ کے لئے ضرورت ہے۔ اور دوسری کی ممبروں کی رہنمائی اور تعلیم کے لئے۔

(لوگم یوکا سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فلپائن)

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پیغام برادران فلپائن کے نام

برادران عزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے لئے انتہائی مسرت کا مقام ہے۔ کہ دنیا کے اس دور دراز خطے میں تمام اسلامی جماعتوں سے منقطع چند پرجوش نوجوانوں کا ایک گروہ علم اسلام کو بلند کئے ہوئے ہے۔ میں اس بات پر بجا فخر کرتا ہوں۔ کہ اگرچہ آپ کو مجدد زمان کے سلسلہ عالیہ میں شمولیت کئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا (اس سلسلہ کا واحد مقصد پیغام اسلام کو دنیا کے دور دراز گوشوں میں پہنچانا ہے) تاہم آپ کا اس مقصد عالی کی تکمیل کا جذبہ آپ کے ان بھائیوں سے کسی طرح کم نہیں۔ جو یہاں ہندوستان میں کام کر رہے ہیں جن میں کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے مجدد زماں کی صحبت میں رہ کر بلاواسطہ فیض پایا۔ اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے آپ کے رفقائی مصاحبت سے مشرف ہو کر علوم اسلامیہ کے اس چشمہ سے حکمت کا پانی پیا جو آپ نے جاری کیا تھا میں صدق دل سے آپ کے جذبۂ خدمت دین پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور پورے جوش سے بدرگاہ صمدیت میں دست بدعا ہوں۔ کہ وہ آپ کی ہمت میں جوش اور قوت عمل دے اور آپ کے قلوب کو اعلیٰ قوت عطا فرمائے۔ تاکہ آپ اس کے بلند پایہ کام کو تمام مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے جاری رکھیں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے مقدس بانی حضرت مجدد اعظم کے دل میں صرف ایک ہی آگ شعلہ زن تھی، کہ دین اسلام ادیان عالم پر غالب آئے۔ اور جس کسی کو بھی آپ کی رفاقت کا شرف حاصل ہو گیا۔ اس کے قلب میں بھی درد کی چنگاری بھڑک اٹھتی تھی۔ تو اس کے متبع ہونے کی وجہ سے ضروری ہے۔ کہ آپ کے قلوب میں بھی یہی آگ بھڑکتی رہے تاکہ جو کوئی بھی آپ سے ملے اسے نہ صرف یہ احساس ہو کہ آپ کے دل میں یہ زبردست تڑپ موجود ہے بلکہ اس کے دل میں بھی یہ تڑپ پیدا ہو جائے۔

وہ مقصد جس کی استعانت اور تائید کا آپ نے وعدہ کیا ہے۔ وہ یہی ہے کہ حق و صداقت۔ یعنی اسلام کی تعلیم کو اکناف و اطراف عالم میں پہنچایا جائے۔ یہی وہ بات تھی جو نبی کریم صلعم کے پیش نظر تھی۔ مگر اس حقیقت کو ہر وقت سامنے رکھو کہ حق و صداقت کے لئے قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور اس راستے میں عظیم ترین مصائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہ عظام نے اپنی زندگیاں اس کام کیلئے وقف کیں سب کچھ راہ حق میں قربان کر دیا۔ اور اسلام کی اشاعت میں سب سے زیادہ مشکلات کڑی آزمائشوں میں سے گزرے۔ اسلام کے سچے فرزند ہونیکی حیثیت سے ہمیں دونوں باتیں حق و مصائب کو ورثہ میں ضرور لینا ہے۔ حق اور تکالیف کا ورثہ لازم و ملزوم ہے جیسا قرآن شریف میں ہے کہ وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ مگر آج چالیس یا پچاس کروڑ کے لگ بھگ ہیں مگر جہاں تک اشاعت اسلام کا تعلق ہے۔ یہ لوگ اس کام کا سواں حصہ بلکہ ہزارواں حصہ بھی سرانجام نہیں دے رہے۔ جو ان مٹھی بھر اسلام کے پہلوانوں نے کیا۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اسلام کے لئے وہ قربانی نہیں کر رہے جس کی ضرورت ہے۔ اور نہ ہی اسلام کی خاطر مشکلات کی آگ میں کودنے کو تیار ہیں۔ پس یہ مبارک بوجھ مجدد زمان کے مٹھی بھر نام لیواؤں کے کندھوں پر پڑا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ اس سچائی کے ہر وقت حامل رہیں گے اسلام کی عزت کو ہر بات پر مقدم رکھیں گے۔

ٹرینیڈاڈ

میاں نذیر احمد سیماب نے اپنے ایک پمفلٹ میں رونا رویا تھا۔ کہ انجمن اہل سنت والجماعت نے اسے علیٰحدہ کر دیا ہے۔ اور اس کی وجہ اس نے یہ لکھی تھی۔ کہ وہ باوجود علم رکھنے کے کارکنان انجمن کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی یا ان کے لئے گراموفون ریکارڈ نہیں بن سکتا۔ لیکن یہ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کہ اب سولہ پونڈ تیرہ شلنگ چار پنس ماہوار تنخواہ کی خاطر اس شخص نے کٹھ پتلی اور گراموفون ریکارڈ بننا گوارہ کر لیا ہے۔ اس لئے پھر ملازمت میں لے لیا گیا ہے۔ مفصل پھر

ضروری اطلاع

ایک شخص نذیر احمد جو اپنا تخلص سیماب کرتا ہے۔ اپنے نام کے ساتھ بی اے۔ ایچ بی۔ ایچ یو۔ کی ڈگریاں لکھتا ہے۔ انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور کی وساطت سے پریذیڈنٹ انجمن سنت والجماعت ٹرینیڈاڈ کے ہمراہ بطور مشنری گیا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ لاہور کے کسی سکول میں دو صد روپیہ ماہوار پر مدرس تھا اپنا وطن بھی لاہور بیان کرتا اور خلیفہ قادیان سے اپنا رشتہ بھی بیان کرتا ہے۔ اگر کسی دوست کو اس کے مفصل حالات کا علم ہو۔ تو بھیج کر مشکور فرما دیں

(آنریری جائنٹ سکرٹری)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ اسپیشل قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بوٹا رام ولد گلاب رام ذات زرگر سکنہ ہٹھ چند تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے مقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۷ مئی ۱۹۳۷ء مقرر کیا ہے۔ لہذا حاجات مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۳/۲

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

اخبار صدق کے پنجابی گریجوایٹ کی توجہ کے قابل

قرآن و حدیث سے گریز کیوں؟

متانت و سنجیدگی سے کسی معاملہ پر رائے زنی کرنا کسی کے نزدیک بھی قابلِ اعتراض نہیں۔ مگر بلا دلیل الٹی سیدھی چند سطور لکھ کر اخبار کے اوراق سیاہ کرنا مستحسن امر معلوم نہیں ہوتا۔ ۲۹ر جنوری کے خطبہ میں حضرت سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مخالفین کی مخالفت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا تھا۔

"ایک وقت تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت قرآن و حدیث کی بنا پر کی جاتی تھی۔ علماء قرآن و حدیث کی بنا پر مخالفت کرتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ کسی مفہوم کے لینے میں۔ کسی معنی اور تاویل کرنے میں قرآن و حدیث کے اصل منشاء سے دور نکل جائیں۔ لیکن جب سے یہ مخالفت علماء کے ہاتھوں سے نکل کر نئی روشنی کے لوگوں میں آئی ہے اس کا رنگ اور طریق بالکل بدل گیا ہے۔ یہ نئی روشنی کے لوگ چونکہ خود قرآن و حدیث سے محروم ہیں۔ اُس سے ناواقف ہیں۔ اس لئے ان کی مخالفت کی بنا بھی اور چیزوں پر ہے۔ ان لوگوں کی ساری کتاب پڑھ جایئے قرآن مجید کی کوئی آیت۔ کوئی حدیث نظر نہیں آئے گی کیونکہ خود انہیں قرآن و حدیث کا علم نہیں۔"

(پیغام صلح ۳ر فروری ۱۹۷۴ء)

دراصل یہ اشارات حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک کتاب "ہزمولینس" کی طرف کئے تھے جس میں احمدیت اور بانیٔ احمدیت کے خلاف کذب و افترا کا طومار عظیم باندھا گیا تھا۔ اس کتاب میں تمام باتیں فرضی تھیں۔ اور اپنے دعاؤں کی تائید میں قرآن و حدیث سے مطلق استدلال نہیں کیا گیا۔ ان حالات میں موصوف نے یہ کہہ دیا کہ نئی روشنی کے مسلمانوں کی مخالفت محض دماغی کاوش کا نتیجہ ہے۔ اور قرآن و حدیث سے انہیں سروکار نہیں رہا۔ تو کونسی قیامت آگئی۔

مگر جہاں اعتراض ہی کرنا مقصود ہو۔ وہاں حق و انصاف کی توقع کہاں؟ جناب گریجوایٹ صاحب کے نزدیک تقریر کا مخاطب ڈاکٹر سر اقبال ہے۔ فرض کر لیا۔ مخاطب سر اقبال صاحب ہی ہیں۔ تو کیا ڈاکٹر صاحب اس مقام پر پہنچ چکے ہیں۔ کہ انکی ہر بات خواہ خلاف قرآن و سنت ہی ہو آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لی جائے۔ ڈاکٹر اقبال اسلام کے متعلق حجت نہیں۔ وہ جو بات کہیں اسے قرآن و حدیث پر پیش کئے بغیر قبول کر لیا جائے۔ حق و انصاف کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ جو بات کوئی بھی پیش کرے پہلے اسے قرآن و حدیث پر پیش کیا جائے حتی الوسع اسے ان کو اسلام کی تعلیم سے تطبیق دی جائے اگر کسی طرح مطابق ہو سکے تو قبول کر لی جائے۔ ورنہ اسے رد کر دیا جائے۔

دین اسلام کی تکمیل آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل ہو چکی۔ مذہب میں نہ کسی بات کے اضافہ کی ضرورت ہے۔ اور نہ تنسیخ کی۔ اب جو شخص دین کی بات پیش کرے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی تائید میں قرآن و حدیث کی سند پیش کرے۔ ورنہ اس کی بات مردود ہے۔ اور ہر سلیم الفطرت مومن کا کام ہے کہ اس پر سخت تنقید کرے تاکہ آئندہ کسی کو بے معنی اور بلا دلیل بات کرنے کی جرأت نہ ہو۔

ڈاکٹر اقبال صاحب کو ہی لیجئے۔ انہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اور تحریک احمدیت کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا تھا۔ کیا انہوں نے اس کی تائید میں قرآن و حدیث کو بھی ٹٹولا تھا اور اس برتے میں دوسروں کے ایمان کے متعلق فتویٰ دیا؟ کیا سپائنوزا، ہیروڈس اور حضرت مسیحؑ کے زمانہ کے یہودی علماء زیادہ قابل اعتبار تھے۔ کہ انکے حوالے دئے۔ مگر اسلامی روایات کو یکسر فراموش کر دیا؟ ڈاکٹر صاحب نے تعلیم اسلام کے عین خلاف کہا۔ کہ نزول مسیح کا عقیدہ مجوسیانہ عقیدہ ہے۔ حالانکہ یہ عقیدہ اہل اسلام کے عقائد مسلمہ میں سے ہے۔ بخاری اور مسلم کی احادیث اس پر شاہد ہے۔ اکابرین و آئمہ اسلام کی تحریرات اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ اور علماء آج بھی ان احادیث کی صحت میں شک نہیں لاتے۔ مگر ایک شخص اٹھتا ہے۔ اور صحیح بخاری اور مسلم کی احادیث آئمہ اسلام کی تحریرات اور ایک مسلمہ اسلامی عقیدہ کو مجوسیت قرار دیتا ہے اور پھر اس کی تائید میں قرآن و سنت سے استدلال بھی نہیں۔ ایسے شخص پر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضرت جو کچھ آپ پیش کر رہے ہیں غیر اسلامی ہے۔ جو کچھ پیش کرتے ہیں۔ اسے قرآن و حدیث سے ثابت کیجئے۔ تو جھٹ گریجوایٹ صاحب جرم عظیم کے مرتکب قرار دیتے ہیں۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

باقی رہ گیا کہ اقبال کی دہشت کا کابوس جماعت احمدیہ کے سینے پر سوار ہے۔ تو اس کی بھی ایک ہی کہی۔ وہ جماعت جس نے نہایت کس مپرسی کی حالت میں بھی آپ کے مایہ ناز علماء کے چھکے چھڑا دئے۔ اور جس کے بانیؑ کی قلم اور قوت استدلال نے تمام مخالفین کو اسلام کی شمشیر سے گھائل کر دیا۔ وہ آج آسمانی علم کی وراثت پر قابض ہوتے ہوئے اس زمینی علم کے حاملین کو کب خاطر میں لاتی ہے۔ ہاں اس میں شک نظر نہیں آتا۔ کہ احمدیت کی دہشت کا کابوس آج معاندین سلسلہ پر سوار ہے جس کی وجہ سے وہ دیانت و انصاف عقل و خرد اور قرآن و حدیث سے بے نیاز ہو کر مضحکہ خیز اور بے سروپا اعتراضات سے اپنے آپ کو سنبھالنے میں ساعی ہیں۔

ہمارے پنجابی دوست صاحب آگے لکھتے ہیں۔

"جب قرآن و حدیث کا نام لے کر اعتراض کیا جائے تو یہ لوگ عقلیت کی پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ اور جب انکی عقلیت کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ تو قرآن و حدیث کا دامن پکڑتے ہیں۔"

ہمارے عزیز دوست کی نگاہوں سے ایک نہایت ضروری بات اوجھل ہو چکی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمارے مخالفین جب احمدیت کے متعلق کچھ لکھنے بیٹھتے ہیں۔ تو اس وقت نہ ان کے پاس عقل و خرد ہوتی ہے۔ نہ علم حدیث و قرآن جن کو علماء قرآن و حدیث کہا جاتا ہے۔ انہیں سے اکثریت تو ایسے لوگوں کی ہے جو قرآن و حدیث کی روح سے بے بہرہ ہیں جنکو حقائق قرآنی سے ذرہ بھر بھی حصہ نہیں ملا۔ اور ان کے متعلق ڈاکٹر اقبال صاحب ہی فرماتے ہیں۔

دین حق از کافری رسوا تر است
زانکہ ملا مومن کافر گر است
از شگرفیہائے آں قرآن فروش
دیدہ ام روح الامین اندر خروش
کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد
ملت از قال و اقولش فرد فرد
مکتب و ملا و اسرار کتاب
کور مادر زاد و نور آفتاب

کار ملائی سبیل اللہ فساد ... کار کافر نکند سب شر جہاد

یہ تو ہے انہیں سے ایک کثیر حصہ کی حالت جن کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ جب وہ قرآن و حدیث پیش کرتے ہیں۔ تو احمدی انکی باتوں کو خلاف قرآن کہہ کر رد کر دیتے ہیں

دوسرا ایک اور گروہ بھی ہے جنکو قدرت نے احمدیت کے چشمہ سے بالواسطہ یا بلا واسطہ استفادہ حاصل کرنے کا موقع دیا ہے۔ گو وہ اس سے دنیا کی خاطر انکار ہی کر جائیں۔ یہ گروہ قوت حق بیانی سے کام نہیں لیتا بلکہ ان کی خوشنودی کا جنون ان کے دماغوں پر مسلط ہے۔ وہ ہر اس بات کو غلط رنگ دیتے ہیں جس سے انکی شہرت اور زندگی پر حرف آتا ہو۔ اس ضمن میں ان علماء ہی کو لیجئے جو وفات مسیحؑ کے قائل ہیں۔ مگر اس کا اظہار ہی نہیں کرتے اور تو سیاسئے دیگر است۔ ڈاکٹر اقبال ہی کو لیجئے۔ جو آپ کے نزدیک شاید اسلام کی تعلیم کے ماہر خصوصی ہوں۔ انسے گزشتہ سال چند آدمیوں نے وفات مسیح کے متعلق پوچھا تو صاف انکار کر دیا۔ اور کہہ دیا۔ نہ میں کوئی اسلام کا عالم تھوڑا ہی ہوں۔ اگر ایسے اشخاص کی باتوں کو رد کیا جائے تو آپ ہی بتائیے۔ کہ پھر ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ رہ گیا ایک اور طبقہ جو قرآن و حدیث سے بالکل ہی بے خبر ہے۔ تو اس پر آپ خود ہی رائے زنی فرما دیجئے ہمارے لئے تو انکی بات قابل سند نہیں ہے

مضمون نگار نے ہمارے اس طریق کو قرآن و حدیث کیساتھ گستاخی قرار دیا ہے۔ اگر قرآن و حدیث کو حجت کے طور پر پیش کرنا گستاخی ہے اگر کسی سے یہ مطالبہ کرنا۔ کہ تم جو کچھ پیش کرتے ہو وہ خلاف منشاء کلام الٰہی ہے تو کیا انکی باتوں کی تائید دیدوں سے مانگا کریں۔ انسے ژند و اوستا کے حوالوں کا مطالبہ کریں؟ جناب من یہ منقولات کی الٹی سیدھی تاویل نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے اسلام کی وہ تصویر جو احمدیت پیش کرتی ہے۔ وہی ہے۔ جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کو حقیقی نور سے روشناس کرا سکتی ہے۔ یہی تعلیم ہے۔ جس کی بدولت ہزار ہا لوگ اسلام کے قریب آ چکے ہیں۔ اور اکثر اسلام قبول کر چکے ہیں۔

آپ کا احمدیت کی معقولیت پر اعتراض بالکل بے جا ہے۔ احمدیت نے اسلام کو عین اس شکل میں پیش کیا ہے جو کہ بانیٔ اسلام کا منشا تھا۔ اگر اس بات کا موازنہ اپنے علماء کی "معقولیت" سے کرنا ہے۔ تو وزرا ان کی تفسیریں اٹھا کر دیکھ جایئے۔ آپ کو ایسی ایسی "معقول" باتیں نظر آئیں گی۔ کہ آنکھیں بھی بند کرنی پڑیں گی۔ کچھ عرصہ کے لئے احمدیت کو چھوڑ کر شیعوں۔ آغاخانیوں۔ دیوبندیوں بریلویوں۔ وہابیوں۔ چکڑالویوں کی تفاسیر تو دیکھ جایئے جن میں سے کچھ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ قرآن ہی "بیاض عثمان" ہے بعض احادیث کو طوماروں کا پلندا بیان کرتے ہیں اکثر کہتے ہیں۔ کہ قرآن کی کئی ایک آیات منسوخ ہیں تمام آل محمد کا اذکار یہ قرآن کی کئی ایک سورتیں قرآن سے نکال دیگئی ہیں۔ دوسری ہر کتب تفسیر میں آپکو نظر آجائے گا۔ کہ دو فرشتے زنا کے الزام میں بابل کے کنوئیں میں الٹے لٹکائے گئے۔ اور ایک فاحشہ عورت زہرہ ستارہ کی شکل میں آسمان پر ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کی پنڈلیاں دیکھنے کے لئے شیشے کا محل تیار کرایا۔ یوسف علیہ السلام نے بدی کا قصد کیا وغیرہ

کیا اسی معقولیت پر آپ کو ناز ہے جن کو حرف غلط کی طرح مٹا کر احمدیت نے بہترین رنگ میں پیش کیا ہے عصمت انبیاء کو ثابت کر کے قرآن کریم کو دوبارہ قائم کیا ہے جس کی وجہ سے آپ احمدی تاویلات کو "غیر معقول" قرار دے رہے ہیں

ہاں آپ کو حق ہے۔ کہ اعتراض کریں۔ مگر اپنی آنکھ کے شہتیر پر نگاہ رکھتے ہوئے اگر آپ کو ہماری تفاسیر میں غلطیاں نظر آتی ہیں بڑی خوشی سے ان پر اعتراض کیجئے۔ ہم ان پر غور کریں گے۔ مگر قرآن و سنت کی روشنی میں شیکسپیئر کے ڈراموں یا بی اے کے کورسوں کی روشنی میں نہیں۔ اور اگر آپ نے بھی اپنے "مایہ ناز علماء" کی طرح عقل و خرد اور قرآن و حدیث کو بالائے طاق رکھ دیا۔ تو پھر ہمارا یہ اعتراض قائم رہے گا۔ اور ہم خاموشی اختیار کریں گے

آپ کا آخری فقرہ " احمدیت کی نفسانیت یہ ہے۔ کہ نفی عمل اور زمانہ پرستی کے لئے جو سہارا ان کو ملا ہے۔ ہمیشہ قایم رہے "

شاید آپ نے اس وقت تحریر فرمایا ہے جب آپ کے پیش نظر اپنے رہنماؤں کی حجرہ نشینی۔ علماء کی بے حسی اور عامۃ المسلمین کی بے راہ روی کی تصویر تھی کیونکہ یہ فقرہ نہایت موزوں طور پر ان کی حقیقت کو پیش کرتا ہے ورنہ احمدیت تو ہے ہی حرکت کا نام احمدیت کے بانی نے اپنے زمانہ ماموریت میں وہ جہاد کیا۔ کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی۔

جماعت احمدیہ ہی کو دیکھ لو شب و روز کام میں مصروف ہے؛ قرآن شریف کے تراجم ہو رہے ہیں۔ سیرت نبوی پر کتب لکھ کر اقصائے عالم میں تقسیم ہو رہی ہیں۔ دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کے متعلق تازہ بتازہ لٹریچر پہنچ رہا ہے۔ چہار دانگ عالم میں تبلیغی مشنوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے ہر احمدی قرآن و سنت سے واقف ہونا اپنا ایمان سمجھتا ہے سینکڑوں روپے اشاعت حق میں صرف کرتا ہے۔ کیا اسی کا نام نفی عمل ہے کچھ تو سوچ کر لکھا ہوتا میرے عزیز دوست احمدی زمانہ پرست نہیں۔ احمدی زمانہ پرست ہوتا۔ تو آپ کے رہنماؤں کی طرح لوگوں کو خوش کرنے کے لئے حق پوشی کرتا۔ وہی باتیں پیش کرتا جس سے اس کی دنیا میں شہرت قایم رہتی۔ مگر احمدی تو بنتا ہی اس وقت ہے۔ جب وہ محض خدا کے دین کی رسی کو تھام کر زمانہ بھر کی مخالفت مول لیتا ہے۔ جب کہ وہ تمام باطل کے مجموعوں کو دل سے نکال پھینکتا ہے جبکہ وہ تکالیف اٹھاتا ہے۔ برادری سے خارج کیا جاتا ہے اس کے جنازے قبرستانوں میں جانے سے روکے جاتے ہیں۔ کوؤں سے پانی تک بھرنے نہیں دیا جاتا۔ مساجد کے دروازے اس پر بند کئے جاتے ہیں اور جب وہ دنیا بھر کے باطل پرستوں کو دعوت مبارزت دیتا ہے۔ کیا اسی کا نام ہے زمانہ پرستی؟

آپ ہی اپنے ذرا طرز عمل کو دیکھیں
ہم جو کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اگر اس کی شہادت کی ضرورت ہو۔ تو صاحب "صدق" ہی سے دریافت فرمالیجئے۔ توقع ہے۔ کہ وہ ہی آپ بتا دیں گے۔ کہ کن کی تفسیر اسلام کے مفاد کے منافی ہے۔ منقولات کی غلط تاویلات کون کرتا ہے؟ معقولیت سے کون گریزاں ہے۔ اور نفی عمل اور زمانہ پرستی کے جرم عظیم کا مرتکب کون ہے؟

لا یجرمنکم شنآن قوم ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔

(مدیر)

مفتی پولینڈ کی سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ سے ملاقات

اخبار بین احباب پر یہ امر واضح ہوگا۔ کہ گزشتہ چند ماہ سے پولینڈ کے مفتی اعظم جناب   صاحب ہندوستان کا دورہ فرما رہے ہیں چند دن گزرے آپ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں سے ہوتے ہوئے لاہور وارد ہوئے۔ مفتی صاحب سیدنا امیر المومنین کی ذات گرامی سے واقف تھے۔ چنانچہ آپ کی ملاقات کو تشریف لائے۔ پہلے دن چونکہ حضرت امیر کی طبیعت زیادہ ناساز تھی۔ اس لئے مفتی صاحب لوٹ گئے۔ اور پھر دو دن کے بعد آپ کے دولتکدہ پر آئے۔ حضرت امیر کی طبیعت گو ہنوز ناساز تھی۔ تاہم آپ نے شرف ملاقات بخشا۔

پولینڈ کے مسلمانوں کی حالت

سیدنا کے دریافت فرمانے پر مفتی صاحب نے بتایا۔ کہ ہندوستان میں میرے آنے کی غرض پولینڈ کے دارالسلطنت وارسا میں ایک مسجد کے لئے چندہ کی فراہمی ہے۔ پولینڈ میں ترکی النسل مسلمان آباد ہیں جن کی تعداد دس بارہ ہزار کے قریب ہے۔ اور زیادہ تر ملک کے شمالی حصہ میں سکونت پذیر ہیں۔ تاجر پیشہ نہ ہونے کی وجہ سے انکی مالی حالت اچھی نہیں۔ اگرچہ شمالی حصہ ملک میں مساجد ہیں۔ مگر ملک کا دارالخلافہ اس سے محروم ہے جس کی وجہ وہاں مسلمانوں کی قلت آبادی ہے۔ حکومت کو مسلمانوں کے جذبات کا احساس ہے اور اس نے مسجد کی تعمیر کے لئے موزوں مقام پر وسیع قطعہ زمین عطا کیا ہے جس پر ایک شایان شان عمارت بنانے کے لئے کم از کم دو لاکھ روپیہ درکار ہے

مسلمانان ہند کی بے حسی

اس پر سیدنا نے پوچھا۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے آپ کے مشن کے ساتھ کس قدر دلچسپی کا اظہار کیا ہے جس پر انہوں نے فرمایا کہ مسلمانوں پر عام غفلت و جمود کی حالت طاری ہے۔ ابھی تک انہوں نے کوئی حوصلہ افزا حرکت نہیں کی بڑی بڑی اسلامی ریاستوں اور سرمایہ داروں کے سامنے بھی یہ بات رکھی مگر کسی نے بھی خاص توجہ سے کام نہیں لیا بلکہ اکثر نے بے حسی کا ثبوت دیا بڑے بڑے رؤسا اور وزراء وعدہ کر کے ایفا نہیں کرتے۔ اور اس سے یہی دکھائی دیتا ہے۔ کہ مسلمانی کا صرف نام ہی ہے عملی طور پر مٹ چکی ہے۔

جماعت احمدیہ کا ذکر

اس سوال کے جواب میں کہ قرآن کریم کی اشاعت کا وہاں کونسا طریق ہے مفتی صاحب نے بتایا۔ کہ پولینڈ میں عربی رسم الخط میں بلا ترجمہ سادے قرآن شریف موجود ہیں۔ بعض عیسائی علماء کے تراجم بھی موجود ہیں۔ مگر مسلمانوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ ان ایام میں میں نے خود قرآن حکیم سے چیدہ چیدہ مضامین چن کر ان کا مقامی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ آپ نے مزید فرمایا۔ کہ میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم سے متعارف ہوں میں نے بہت عرصہ جرمنی میں قیام کر کے تعلیم حاصل کی جن ایام میں برلن مسجد زیر تعمیر تھی۔ میں وہیں تھا لیکن انگریزی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے انگریزی میں اسلامی کتب سے مستفید نہ ہو سکا۔ اب بہت مشکل سے میں نے انگریزی زبان سیکھی ہے چونکہ حضرت امیر کو انفلوئنزا اور کھانسی کی شکایت

میرزا سراج الدین منیر انصاری کے بیان کی حقیقت

ازقلم فاضل جناب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب

۹؍مارچ ۱۹۳۶ء کے اخبار احسان لاہور میں "میں میرزا ایرٹ سے کیوں تائب ہوا" کے عنوان سے میرزا منیر انصاری کا مضمون شائع ہوا ہے۔ اس کا جتنا حصہ ہماری جماعت کے متعلق لکھا ہے وہ چونکہ غلط بیانیوں سے پر ہے۔ اس لئے صحیح واقعات کا لوگوں کے سامنے آجانا نہایت ضروری ہے ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے خیالات میں تبدیلی کرے۔ لیکن دوسروں کی نسبت غلط بیانی کرنے کا کسی شخص کو حق حاصل نہیں میرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ ۱۹۳۰ء میں لاہوری جماعت کی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے رسائل و اخبارات کے مطالعہ کا موقع مل گیا۔ انکی تعلیم نے ہمارے خالی اور حق کے متلاشی دل و دماغ پر بے حد اثر کیا۔ اور ہم نے لاہوری پارٹی کی کتب میں چھان بین شروع کر دی ۱۹۳۲ء تک شدہ شدہ ہمارے عقائد کا لوگوں کو علم ہو گیا۔ بھائیوں نے رشتہ داروں کے فیصلہ پر نہ صرف علیحدہ کر دیا۔ بلکہ تمام تعلقات ٹوٹ گئے۔ ہم نے حق کے اصول کی (خاطر) ہر تکلیف برداشت کی اور بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کیا۔ مگر اپنے لاہوری عقائد سے انکار نہ کیا۔"

اس تحریر میں اول تو سِن ابتدا ہی غلط ہے۔ مرزا صاحب کا پہلا خط جو لٹریچر طلب کرنے کے بارہ میں ہمیں موصول ہوا۔ وہ ۲۵؍جون ۱۹۳۳ء بنام منیجر انجمن اشاعت احمدیہ لاہور تھا جس کا شروع اسطرح پر ہے۔

"میں ایک طالب علم ہوں۔ اور رائل انسٹیٹیوٹ آف سائنس کی بی ایس سی کلاس میں مطالعہ کر رہا ہوں۔ میں بہت سی زبانیں جانتا ہوں جن میں عربی انگریزی۔ فارسی۔ اردو۔ اور جرمن ہیں۔ علاوہ ازیں ہندی بنگالی۔ مرہٹی۔ اور گجراتی زبانوں میں گفتگو کر سکتا ہوں میرا خیال مسلم مشنری بننے کا ہے۔ جس کے ساتھ پیٹ پالنے کے لئے ملازمت کا بھی تعلق ہو۔"

اس کے بعد لکھا ہے۔ کہ "میں آپ کی تحریک سے بہت دلچسپی رکھتا ہوں۔ اسلئے درخواست کرتا ہوں۔ کہ مجھے اپنا لٹریچر مفت یا کم از کم قیمت پر عطا کریں۔ . . . . . ."

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا ۱۹۳۰ء یا ۱۹۳۲ء کا بیان سراسر غلط ہے۔ انکے پہلے خط کی تعمیل میں ۱۴؍جولائی ۱۹۳۳ء کو انہیں لٹریچر بھیج دیا گیا۔ اس کے مطالعہ کے بعد انھوں نے ۹؍اگست کو اپنے خط کے ہمراہ بیعت نامہ بھیج دیا۔ اور قرآن کریم انگریزی و دیگر لٹریچر مفت طلب کیا جو بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد دسمبر ۱۹۳۳ء میں انہوں نے قیمت کتب میں خاص رعایت طلب کی۔ کہ ان کا موٹر کا کاروبار بباعث نقصان بند ہو گیا ہے ۷؍فروری ۱۹۳۴ء کو انہوں نے لکھا کہ "بہائیوں نے ابھی حال ہی میں قادیانی کہہ کر مسلمانوں کو اکسانے کی کوشش کی لیکن یہاں بھی ناکامیابی ہوئی"۔ گویا ۱۹۳۴ء کے شروع تک احمدی ہونے کی وجہ سے ان کو کوئی مالی و جانی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ اسی مہینہ یعنی ۱۰؍فروری ۱۹۳۴ء کے خط میں لکھا۔ کہ اپریل ۱۹۳۲ء میں جبکہ میں حج بیت اللہ سے واپس ہوا۔ گویا ۱۹۳۲ء میں آپ . . . بہائی مذہب کی تحقیق میں مصروف تھے۔ پھر ہمارے ساتھ شمولیت کا دعویٰ کرنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ پھر اسی سال یعنی ۱۲؍مارچ ۱۹۳۴ء تک کے خط میں لکھتے ہیں کہ "اپنی تعلیم ہی کو تکمیل دینے

کے مستحکم کرنے کے خیال سے میں نے سیاسیات کو خیرباد کہا۔ انجمن اتحاد و ترقی و Y.M.M.A. دونوں میری ہی بنیاد تھیں لیکن جب خود غرضی کا عنصر غالب دیکھا۔ تو سب دفن کر کے علیحدہ ہو گیا۔ اتحاد و ترقی تو یادگار ماضی بنی اور Y.M.M.A. نجر کی رفتار چل رہی اور گمنامی میں ہے سیاسیات سے مالی نقصان بھی بہت ہوا۔ اور حاصل کچھ بھی نہیں۔

گویا مالی نقصان آپ کو سیاسیات کا کام کرنے کی وجہ سے ہوا۔ نہ کہ احمدیت کی وجہ سے۔

اس کے بعد ۱۲؍اپریل ۱۹۳۴ء کو بمبئی روانہ ہو کر ۲۰؍کو بعد مغرب کنڈا ضلع پرتاب گڑھ پہنچے۔ اور پھر اپنے وطن سے واپسی پر جو خط خانگی جھگڑے کے بارہ میں لکھا۔ اس میں تحریر کیا ہے کہ "بڑے بھائی صاحب مع اپنی فیملی کے الہ آباد اپنی سسرال تشریف لے گئے ہم سب بھائی بہنوں کی جائداد انھیں کے (جو کہ والدہ کی طرف سے ملی ہے) قبضہ میں ہے۔ اس پر قرض مانگا تو بالکل خاموش ہیں۔" (خط ۱۴؍جولائی ۱۹۳۴ء از بمبئی) اسی خط میں قادیانیوں کے بارہ میں لکھا کہ "میرے پاس قادیانی جماعت کے چند افراد دو بار تشریف لائے۔ اور قادیانیت کی طرف سے دعوت دی۔ اور بہت کچھ سبز باغ دکھایا میں نے ان لوگوں کو یہ جواب دیا۔ کہ میں اچھی طرح سے سمجھ بوجھ کر لاہوری جماعت میں شامل ہوا ہوں اور اب میرے دل میں ایک رائی برابر بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اس لئے آپ لوگوں کی ساری تقریر و محنت بیکار و بے سود ہے"۔

اور یہ تحریر اس وقت کے بعد کی ہے جب کہ بقول انصاری صاحب کے "دو کنگ مشن والے یہاں چندے کے سلسلہ میں آئے اور ہم کو ایک کچا چیٹھا کہہ سنایا۔ ہم نے ایک طول طویل خط و کتابت کی مگر کبھی بھی تسلی بخش جواب نہ ملا"۔

معلوم ہوتا ہے قادیانی حضرات انکے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے تھے چنانچہ ۱۶؍ستمبر ۱۹۳۴ء کے خط میں لکھتے ہیں کہ "جو کچھ کہ مجھ سے ہوتا رہا۔ میں اس وقت تک کر رہا ہوں۔ اور اگر میں ایک ماہ خاموش رہا۔ تو مجھے معاف فرمائیں مجھے کالج جانا پڑتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ٹیوشن ہے۔ اور پھر اس کے علاوہ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ آپ کے صیغہ دارالکتب کے . . . ادا کر دوں۔ اس کے علاوہ اخبار کا اور جماعت کا بھی چندہ دیدوں۔ پھر برابر خط و کتابت رکھوں۔ اصلی چین اس روز مجھے ہو گا جب میں سب قرضوں سے سبکدوش ہو کر جماعت کا باقاعدہ اور پابند ممبر ہوں . . . . مولوی عرفانی صاحب آئے تھے۔ ان سے بہت دلچسپ باتیں رہیں ان باتوں سے مجھے کچھ کچھ امید ہو چلی ہے کہ اب قادیانی رفتہ رفتہ اپنے غلو سے باز آئیں گے" اس خط سے ظاہر ہے۔ کہ جماعت کو کسی قسم کی مالی امداد دینا تو در کنار خود ان کے ذمہ انجمن کا قرضہ واجب الادا تھا اور ہے۔ ماہوار چندہ کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا۔ کہ انہوں نے ایک کوڑی تک نہ دی۔ اس قسم کی خط و کتابت انکی ہم سے مارچ ۱۹۳۵ء تک رہی۔ اس کے بعد انکی خط و کتابت ہم سے بند ہو گئی۔

انصاری صاحب نے بقول خود قادیان میں ایک عرصہ گزارا لیکن افسوس ہے۔ محقق کہلا کر انھوں نے ہمارے . . . و دلائل بھی . . . کر ہمارے حالات کا ذاتی طور پر مطالعہ کرنے کی کوشش نہ کی۔ کیا یہی اسلام اور دینداری ہے کہ زید، عمر، بکر کے کہنے پر ایک جماعت کو کافر کہا جائے اور اس کی شہرت دی جائے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ ہم نے کبھی قادیان والوں کو یا دوسرے مسلمانوں کو یہ کہا ہو کہ ہمارے تمہارے عقائد میں کوئی فرق نہیں۔ ہم برابر گزشتہ تیس سال سے قادیانیوں اور دوسرے مسلمانوں کو انکی غلطیوں سے آگاہ کر رہے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت اور تکفیر مسلمین پر لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر مفت تقسیم کر چکے۔ اور کر رہے ہیں۔ یہ بھی محض جھوٹ ہے کہ ۱۹۳۴ء کے شروع میں عاجز ان سے (لاہوری جماعت سے) بالکل علیحدہ ہو گیا۔" کسی نے سچ کہا ہے۔ کہ "دروغ گو را حافظہ نباشد" اور اگر ان کے اس بیان کو بھی مان لیا جائے۔ تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم ایک سال وہ منافقانہ زندگی گزارتے رہے۔ کیونکہ ۱۹۳۵ء تک انکی ہم سے خط و کتابت ہوتی رہی۔ اور انہوں نے قطعی اظہار نہ کیا۔ تو ہم منافق ہوئے یا جناب خود۔ انھیں صاحب کا ایک مضمون لاہور کے ایک اخبار نے جماعت سے علیحدگی کا شائع کیا تھا جب میں نے انکو اس بارہ میں براہ راست لکھا۔ تو انہوں نے ۷؍فروری ۱۹۳۶ء کو جواباً لکھا کہ انہیں علم نہیں۔ کہ لاہور کے اخبار کو کس نے لکھا۔ بہرحال اگر ان کا اسلام انہیں دروغ گوئی اور جھوٹے الزامات کسی جماعت پر لگانا سکھاتا ہے تو وہ انھیں مبارک ہو۔ ہم ایسے اسلام سے بیزار ہیں۔ جو انسان کو سچ بات کہنے سے بھی روکتا ہے۔

کیا آپ کو علم ہے؟

کہ مسلم ٹاؤن "احمدیہ بستی" کے نزدیک انجمن کے اکثر احباب نے رہائشی مکانات کے لئے زمین خرید کی ہے۔ اس وقت بھی انجمن کی معرفت خرید جاری ہے۔ اگر کوئی دوست ملازمت کے بعد مستقل طور پر لاہور میں رہائش اختیار کرنا چاہیں۔ تو ان کے لئے یہ زرین موقعہ ہے۔ کہ زمین خرید کریں۔ اور اسجگہ رہائش اختیار کریں جہاں پر جماعت کے دوسرے دوست اپنے لئے مکانات تعمیر کر رہے ہیں۔ زمین فیروزپور روڈ پر نہر کے بالکل قریب واقع ہے۔ زمین کے نرخ بڑھ رہے ہیں۔ ضرورت مند احباب پتہ ذیل پر فوراً خط و کتابت کریں

خاکسار سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی روانگی جرمنی

بریں مژدہ گرجاں فشانم رواست

الحمدللہ کہ جرمن ترجمۃ القرآن کا انتظام ہو گیا۔ یہ محض اس خدائے برتر و توانا کی ذرہ نوازی ہے کہ اس مظلوم و قلیل جماعت سے خدمت اسلام کا وہ کام لے رہا ہے جو بڑے بڑے سلاطین۔ رؤسا اور گدی نشینوں کو نصیب نہیں ہوا۔ حضرت مولینا صدر الدین صاحب ۱۵؍اپریل کو طباعت قرآن کیلئے بمبئی سے بذریعہ جہاز عازم جرمن ہو جائینگے۔ آپ ۱۲؍اپریل کو سوا تین بجے بعد از دوپہر سیالکوٹ سے لاہور تشریف لائیں گے۔ اور اسی روز رات کی گاڑی بمبئی روانہ ہو جائینگے۔ تاکہ ۱۵؍اپریل کو جہاز پر سوار ہو سکیں۔ دوستان سلسلہ عالیہ احمدیہ سے گزارش ہے کہ وہ اپنے عزیز القدر بزرگ و بھائی کو الوداع کرنے کے لئے ۱۲؍اپریل کو لاہور میں بتعداد کثیر حاضر ہوں

دو حلیے

ہمارے بزرگ شیخ اللہ دین صاحب کی نوازش سے اخبار پیشوا دھلی کا "علماء سو نمبر" ہاتھ لگا ہے جس میں مختلف حضرات کے جامع مضامین ہیں جو وقتاً فوقتاً ہدیۂ ناظرین ہوں گے ذیل میں ایک مضمون دیا جاتا ہے جو کہ آپ کے علم میں اضافہ کا موجب ہوگا (مدیر)

ذیل میں نظم و نثر کے دو حلیے درج کئے جاتے ہیں۔ ایک حلیہ نثر کا ہے جو سیف الحق جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا کا لکھا ہوا ہے اور دوسرا حلیہ نظم کا ہے جو شاعر انقلاب جناب جوش ملیح آبادی کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ دونوں حلیے اپنی اپنی جگہ کامیاب ہیں دونوں حلیے علماء سوء کے ہیں۔ اور علماء ربانی سے ان حلیوں کو دور کا بھی واسطہ نہیں (پیشوا)

مولوی کا حلیہ

(از شاعر انقلاب حضرت مولینا جوش ملیح آبادی)

ہوئی اک مولوی سے کل ملاقات | شبیہ قبہ و تصویر منبر
وہی ہوں گے جو ستر دس برس میں | خدا کے فضل سے عوروں کے شوہر
عمامہ بر سر و مسواک در جیب | اٹنگا پائجامہ دلق در بر
حنا سے ریش سرخ آنکھوں میں سرمہ | لبوں تک جھکی ہوئی زلفیں معنبر
جھکے شانے پہ چوخانے کا رومال | عبا کے بند میں تسبیح احمر
کشادہ صدر اور کوتاہ گردن | شکم پر عب ما قدر شک صنوبر
لٹیں بکھری ہوئی آنکھوں پہ عینک | لبوں تر رشی ہوئی داڑھی شکم پر
عتاب گوں - دہانی عمامہ | گلوری منہ میں لب خون کبوتر
جبیں کا داغ اک دکی ہوئی رات | کمر کا گھیرا اک ست سمندر
بتوں کی چاہ میں ہم رنگ مجنوں | خدا کے عشق میں وہ دیو پیکر
وضو کے فیض سے شاداب داڑھی | خدا کے خوف سے چہرہ گل تر
سنو بے ریا ماتھے کی لیندی | دکو دیا صفا ہونٹوں کا پوڈر
اوامر کی شان، ہجر نواہی | حدیثیں بر زباں، قرآن از بر
ارم کے تذکرے کس کس مزے سے | حنائی ریش مٹھی میں پکڑ کر
جبیں گہوارۂ انوار یزداں | زباں آئینۂ خلق پیمبر

مگر آنکھوں میں ہنگام تبسم
ریاکی چشمکیں، اللہ اکبر

چودہویں صدی کا مولوی

از سید عزیز حسن صاحب بقائی

سامنے سے جو صاحب چلے آرہے ہیں یہ چودہویں صدی کے مولوی ہیں۔ احادیث نبوی میں ان کو علماء سوء کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ ذرا ان کا حلیہ ملاحظہ فرمایئے۔

عمر اسی سال کی چھوٹا قد۔ گول چہرہ۔ سیاہ رنگ خوب فربہ جسم بڑی توند۔ موٹی ناک۔ ہاتھی کی طرح چھوٹی آنکھیں۔ گرجدار آواز۔ الجھی ہوئی لمبی داڑھی۔ رعب دار چہرہ۔ چونکہ عالم دین ہیں اس لئے "سنت کے مطابق" چار بیویوں کے شوہر ہیں مگر ہر دو برس کے بعد پرانی جوتی کی طرح ایک پرانی بیوی کو بارہ برس کی دوشیزہ سے تبدیل کر لیتے ہیں چہرہ فربہی کی وجہ سے مالدہ کا آم معلوم ہوتا ہے۔ پیشانی پر چھوٹے شامی کباب کی برابر دکانداری کا گٹا۔ گوش مبارک اناڑی حلوائی کی جلیبیاں۔ ہونٹ اقدس کلیجے کے کنارے نظر آتے ہیں شکم مبارک گولائی اور طوالت کی وجہ سے خاصا قبہ بن گیا ہے چونکہ وعظ و نصیحت اور بیویوں کی دلداری اور ان کے جھگڑوں سے بہت کم فرصت ہوتی ہے۔ اسلئے داڑھی میں کنگھا نہیں کر سکتے۔ ہر جمعہ کو حنا بندی کے باوجود داڑھی اتنی گھنی ہے کہ بڑھ کی ڈاڑھی معلوم ہوتی ہے طویل اور گرد آلود ہونیکی وجہ سے گنے کی جڑ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کالے اور چمکدار چہرہ پر جب پان منہ میں ہوتا ہے۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلیجی میں چاقو لگا دیا ہے۔ اور جس وقت زبان منہ سے باہر نکلتی ہے۔ تو کالی کلکتہ والی کا شبہ ہوتا ہے۔ اور جس وقت مسواک منہ میں ہوتی ہے۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا چوری مع ڈنڈی کے اگل دی ہے۔ دانت اتنے میلے ہیں کہ اگر سفوری پیسہ دانتوں پر پھینکار دیا جائے۔ تو دانتوں کا میل سریش کا کام دے گا۔ ناک لونگ چڑھے دانے کی پھلکی جس وقت سانس لیتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا بچار ڈکرا رہا ہے۔ ناک کا رنے جھینسے سے بھی بازی لے گئی ہے تو مذہب ایمان کی قبر کی طرح پھولی ہوئی ہے جس سے سانس اور آمد و رفت لینے میں بڑی دقت ہوتی ہے جسم کی فربہی سے خاصے یزید کے مکدر کھنچے ہیں۔ آنکھوں میں سرمہ لگا کر وعظ میں فلم ایکٹر کی طرح رو رتے ہیں۔ تو بچے اس داڑھی والی بیچا سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں داڑھی میں مہندی کا خضاب لگاتے ہیں تو سرخاب کا شبہ ہوتا ہے۔ عمامہ سبز باندھ کر خاصے کیسری طوطے معلوم ہوتے ہیں سرخ جبہ پہن کر جب چلتے ہیں۔ تو لاکھے مرغ کا شبہ ہوتا ہے جبہ کی جیب میں ایک تسبیح پانوں کی ڈبیہ۔ استنجے کے لیے چند مٹی کے ڈھیلے۔ سرمہ دانی اور سلائی اور مسواک ضرور ہوتی ہے۔ سقوں کی طرح نصف پنڈلیاں کھلا ہوا پائجامہ پہنتے ہیں۔ کھانے میں دال داڑھی سے بہہ کر رکابی میں آجاتی ہے۔ بات کرتے وقت منہ سے تھوک اتنا اڑاتے ہیں۔ کہ اپنے کپڑوں پر اور دوسروں کے چہرہ پر افشاں کر دیتے ہیں۔ راستہ میں مل جائیں تو ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے چڑھے کے داد کو کھجاتے ہیں۔ ضعیفی کا عالم ہے۔ مگر چڑھتی چار بانز فانیاں۔ دو فرنی کے خوانچے۔ چار شامی کباب۔ دو پلیٹ بریانی کھا لیتے ہیں جس وقت گرجدار ڈکار دیتے ہیں۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ صور قیامت پھونک رہا ہے۔ ان کے وعظ میں فنا و قوت یاد۔ خانہ جنگی۔ افتراق بین المسلمین اور اپنے افلاس کا تذکرہ ہوتا ہے کسی دوسرے مولوی کی دکان اپنے آگے جمنے نہیں دیتے یہ ہے علماء سوء کا مختصر حلیہ

دھلی میں جماعت احمدیہ لاہور کی شاندار کامیابی

الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور شاخ دہلی کا سالانہ جلسہ پریڈ گراؤنڈ متصل جامع مسجد بروز جمعہ مبارک ہفتہ اور اتوار بمطابق ۲۶، ۲۷، ۲۸ مارچ ۱۹۳۶ء نہایت کامیابی اور شاندار طریق سے ختم ہوا

برادران اسلام جماعت احمدیہ کے تبلیغی کارناموں سے بے حد متاثر نظر آتے تھے۔ اور ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی جب ان کو بزرگان سلسلہ کی تقاریر ہی جلسے ۔۔۔ تصدیق ہو گئی کہ فی الواقع جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد مذہبی ۔۔۔ اکابر اہل سنت والجماعت کے ہیں۔ اور وہ مولویوں کی ذہنیت پر ماتم کرتے تھے۔ کہ ۔۔۔ خادم اسلام جماعت کی مخالفت سے اپنے دین و ایمان کو تباہ کر رہے ہیں۔

جلسہ میں اس امر کا ثبوت دیا گیا۔ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم زمانہ کے آخری نبی تھے۔ اور کہ آپ کے بعد مدعی نبوت کا فرو کاذب ۔۔۔ شیطان اور لعین ہے اور حضرت مسیح موعود نے ہرگز ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی کلمہ گو بھائی کی تکفیر کی بلکہ آپ کی بعثت کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ تھا اور ہر دم محمد رسول اللہ کے دین کی اشاعت مدنظر رہتی تھی۔

مقررین میں سے ہمارے فاضل دوست جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل۔ قبلہ مولینا مولوی محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر اخبار لائٹ شیخ محمد یوسف صاحب کی تقاریر کو بہت پسند کیا گیا مولانا مولوی اختر حسین صاحب نے اشتراکیت کی خامیوں کو پیش کیا۔ اور بتلایا کہ اسلام نے ان نقائص کا علاج اور حل آج سے چودہ سو سال قبل کر دیا تھا۔ آپ کی تقریر کو گرامی کے بعض بعض مارکس بھی مزے ۔۔۔ سیکرس رہے تھے شیخ محمد یوسف صاحب نے

ہندو انسائی مذہبی کتابوں کی بنا پر سے ثابت کیا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں ان میں بھی موجود تھیں حضرت قبلہ مولینا مولوی یعقوب خانصاحب ایڈیٹر اخبار لائٹ نے نہایت عالمانہ طریق پر مسلمانوں کی تنظیمی فقدان پر اپنے عالمانہ خیالات کا اظہار فرمایا۔ جو نہایت ہی مفید اور کارآمد تجاویز پر مشتمل تھا۔

آریہ سماج کیسا تھ رسول اللہ صلعم کی صداقت اور نیز اسلام کی تعلیم عالمگیر ہے پر دو نہایت کامیاب مناظرے ہوئے۔ قبلہ مولینا مولوی عمر الدین صاحب شملوی کے اچھوتے طرز بیان اور استدلال سے دہلی کے مسلمان اپنے ایمان کو تازہ کر رہے تھے۔

خاکسار کی تقاریر جو اتحاد بین المسلمین حفاظت و اشاعت اسلام اور تحریک احمدیت پر تھیں وہ بھی خدا کے فضل و کرم سے نہایت مقبول ہوئیں۔

جلسہ کے خاتمہ پر ایک معزز ہندو نے قبول اسلام کا بھی اعلان کیا جس سے برادران اسلام نہایت خوش ہوئے۔ اور جلسہ گاہ نعرہ تکبیر سے گونج اٹھا۔

الغرض بہرحال خدا کے فضل و رحم و کرم سے جلسہ ہر حال میں کامیاب رہا ۔۔۔ ذات گرامی تشریف فرما ہو جاتی تو اس سے بڑھ کر کامیابی کی امید تھی بہرحال برادران اسلام دہلی پر ظاہر ہو رہا ہے کہ مولوی صاحبان کی ہماری جماعت کی مخالفت

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ میاں [illegible] ولد [illegible] ذات [illegible] ساکن [illegible] تحصیل [illegible] ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۸ ۵/۳۴ مقرر کیا ہے لہٰذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۳۴ء

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] ولد احمد ذات [illegible] ساکن [illegible] تحصیل [illegible] ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۴ ۵/۳۴ مقرر کیا ہے لہٰذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۲۶ ۲/۳۴

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] ولد [illegible] ذات کھوکھر ساکن [illegible] تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱ ۵/۳۴ مقرر کیا ہے لہٰذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۲۶ ۲/۳۴

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ مسماۃ [illegible] بیوہ [illegible] ذات [illegible] ساکن [illegible] تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۲ ۵/۳۴ مقرر کیا ہے لہٰذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۲۶ ۲/۳۴

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ اللہ یار ولد اسمٰعیل ذات بلوچ ساکن جوئیہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۵ ۵/۳۴ مقرر کیا ہے لہٰذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۲۶ ۲/۳۴

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ حاجی خان ولد [illegible] خان ذات بلوچ ساکن ڈگری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۷ ۵/۳۴ مقرر کیا ہے لہٰذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۲۷ ۲/۳۴

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] ولد احمد ذات بلوچ ساکن ڈگری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۷ ۵/۳۴ مقرر کیا ہے لہٰذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۲۷ ۲/۳۴

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] ولد مراد ذات کاٹھیہ ساکن [illegible] تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۶ ۵/۳۴ مقرر کیا ہے لہٰذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۲۷ ۲/۳۴

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ کوڑا ولد عاصمند ذات ارائیں ساکن ڈگری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۴ ۵/۳۴ مقرر کیا ہے لہٰذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۲۷ ۲/۳۴

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ نانک، محمد، احمد، سارنگ پسران ولد ستار ذات نول ساکن چک نمبر ۱۲۶ حال یکہ والہ نولاں تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۰ ۵/۳۴ مقرر کیا ہے لہٰذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۲۶ ۲/۳۴

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ شیخ بھان ولد سوبھا رام ذات سلوجہ ساکن میلے والا تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۸ ۵/۳۴ مقرر کیا ہے لہٰذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۲۶ ۲/۳۴

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ حسن علی ولد برخوردار ذات [illegible] ساکن کوٹ محمدی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۰ ۵/۳۴ مقرر کیا ہے لہٰذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۲۶ ۲/۳۴

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا روزانہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ٹیلیفون ۴۰۰۷

جلد ۲۵ — لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۲ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۳۷ء — نمبر ۲۲

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سچی اطاعت ہی قوم بناتی ہے

اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل سے ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے! اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جا سکتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں۔ مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اس میں یہی تو سر ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جائے۔ پیغمبر خدا صلعم کے زمانہ میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ویسی ہی رکھی تھی وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے۔ کیونکہ آخر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارگراں کو سنبھالا اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپ نے کچھ فرمایا۔ اپنی تمام رائوں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا ...... اگر ان میں یہ اطاعت یہ تسلیم کا مادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی ہی رائے کو مقدم سمجھتا اور پھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مراتب عالیہ کو نہ پاتے ... تاہم مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہ نکلی تھیں۔ یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کر لیا۔

(الحکم جلد ۴ نمبر ۴۶)

اسلام میں آزادی کا مفہوم

از جناب شیخ عماد الدین صاحب متعلم اسلامیہ کالج لاہور

یہ مضمون اس ہونہار نوجوان نے ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے ایک اجلاس میں انگریزی میں پڑھ کر سنایا تھا۔ ناظرین کے علم میں اضافہ کے لئے ترجمہ شائع کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالٰی اس سعید نوجوان کے علم میں اضافہ کرے۔ اور سلسلہ کا سچا فرزند بنائے (مدیر)

اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ (القرآن)

آزادی کیا ہے؟ اندرونی اور بیرونی طاقتوں کے آگے گردن کا نہ جھکانا۔ جب ایک انسان آپ کو اپنی رائے کے تابع کرنا چاہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ مہلک ترین ہتھیاروں پر اتر آئے۔ اور اگر آپ موت کے منہ میں اپنے آپ کو سمجھتے ہوئے بھی اس کی خواہشات کو ٹھکرا دیں۔ تو اس وقت آپ پر صحیح معنوں میں لفظ آزاد کا اطلاق ہوگا آزاد انسان کسی کا غلام نہیں ہوتا۔ وہ کسی چیز کے لئے بھی دوسرے کا دست نگر نہیں بنتا بلکہ خود اپنی دنیا آپ ہوتا ہے۔

"وہ دوسرے کے جذبات کا غلام نہیں۔ اس کی آزادانہ ترتیب اور پیدائش کے کیا کہنے"!

ایک آزاد آدمی کو خواہ موت ہی سے دوچار ہونا پڑے وہ کسی صورت میں بھی دامن حق و صداقت ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ دنیا کی کوئی طاقت میدان عمل میں اس کو جادۂ منزل مقصود سے ادھر ادھر نہیں کر سکتی۔ اور دنیا میں وہ صرف آوازہ ضمیر کی رہنمائی کو قبول کرتا ہے۔ اور اپنے مخلصانہ خیالات کو ہی اپنے تمام اعمال میں اصول زندگی بنائے رکھتا ہے!

"اس کے پاکیزہ خیالات نرہ بکتر ہیں"

جذبات حیوانیت سے آزادی

اور وہ انسان ہی آزاد ہے۔ جو حیوانی مطالبات کے سامنے نہیں جھکتا جو اپنے جذبات کا غلام نہیں۔ جو خیالات فاسدہ اور رذیلہ کو کلیتہً تباہ کر دیتا ہے۔ اور ضمیر کی دانشمندانہ نصائح کو ہمیشہ غالب رکھتا ہے قرآن شریف نے لا الٰہ الا ھو میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

آزادی اور قانون ملک

مگر اس سے یہ غلط فہمی نہ ہو۔ کہ یہاں صرف انفرادی آزادی کا ذکر ہے۔ در اصل فرد کی آزادی کا انحصار اس کی قوم کی آزادی پر ہے۔ یہ بالکل واضح ہے۔ کہ اگر ایک فرد کو کامل آزادی دی جائے تو ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ایسی حرکت کا مرتکب ہو جس سے اوروں کے مفاد کو نقصان پہنچے اور دوسری کی آزادی چھین لے۔ کیونکہ آزادی دی جا سکتی ہے جس میں بیرونی مداخلت کا شائبہ تک نہ ہو۔ اس لئے قوم کے ہر فرد کا فرض ہے۔ کہ وہ ایسے اعمال سے کنارہ کش رہے۔ جن سے دوسرے افراد کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو گو اسے اس میں ذاتی مفاد ہی نظر آئے۔ اس لئے قانون ملک کی اطاعت نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو۔ تو تمام کی تمام مشینری تہ و بالا اور بے کار ہو جائے۔ اور ہر جگہ طوائف الملوکی کا دور دورہ ہوگا۔ اس لئے مطلق آزادی ناقابل عمل ہے جس طرح ایک فرد پر لازم ہے۔ کہ وہ اس طریق سے زندگی بسر کرے کہ قانون قوم کی مطابقت میں ہو۔ اسی طرح ایک قوم کا فرض ہے کہ وہ بین الاقوامی مفاد کو نقصان پہنچانے سے گریز اختیار کرے۔ تاکہ انسانی سوسائٹی امن سے بسر کرے اور ایک جسم کی طرح کام کرے۔

مگر ہم قانون ملک اور اقوام عالم کی مطابقت رکھتے ہوئے کس طرح انفرادی آزادی کو برقرار رکھ سکتے ہیں؟

آزادی کا غلط تخیل

جیسا کہ بتایا جاتا ہے مغرب میں عورت اور مرد کے تعلقات ابتر ہو چکے ہیں۔ عورتیں آوارگی کا شکار ہیں۔ اور انکی طبیعت گھریلو زندگی کی بجائے رومان کو پسند کرتی ہے۔ اور وہ چاہتی ہیں کہ زندگی میں مرد کے دوش بدوش کھڑی ہوں۔ اس قسم کی اجازت کو ذاتی آزادی سے تعبیر کیا جاتا ہے جو خرابی اخلاق کی تائید ہوتی ہے۔ اور اعلیٰ سوسائٹی میں اس کی تعریف کے گیت گائے جاتے ہیں۔ مرد و اصناف کے اختلاط کو سوشل فرض تصور کیا جاتا ہے۔ بہت سی نوجوان عورتیں اقتصادی آزادی کی موجودگی میں شادی کی بندشوں اور مادرانہ فرائض سے آزاد رہنا پسند کرتی ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر اس بات کا خیال ترقی پذیر ہو رہا ہے۔ کہ جذبات کی خواہشات کی تکمیل روح پر کوئی برا اثر نہیں ڈالتی۔ اور ان کا خیال ہے کہ یہ خیالات انفرادی آزادی کی دانشمندانہ تخلیق ہیں۔ مگر میں آگے چل کر بتاؤں گا کہ یہ خیالات جذبات کی غلامی کا نتیجہ ہیں۔ اور اس جگہ "آزادی" کا نہایت ہی غلط استعمال کیا گیا ہے۔

مغربی آزادی کا مفہوم

بہت سے مغربی لوگوں کا خیال ہے "کہ کھاؤ پیو۔ اور خوش رہو کیونکہ کل تو مر ہی جانا ہے"۔ اور کہتے ہیں کہ "اگر ہم اعلیٰ۔ پر رونق اور نشاط آفریں زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں پیشتر اس کے کہ موت کا ہاتھ آ کر اچک لے جائے تو ہمیں زندگی کے پیالے سے حتی المقدور لگنا چاہیئے"۔ ان کے نزدیک اپنی خواہشات کو دبانا بہتری کا نشان نہیں۔ یہ آزادی کے حامل جو کہ اسلامی مفہوم آزادی سے بالکل جدا ہیں۔ جیسا کہ آگے چل کر بتاؤں گا۔ ہرگز نہیں چاہتے کہ خواہشات کو دبائیں۔ اور ہر اس بات کی مخالفت کرتے ہیں جو کہ انہیں اس طرز زندگی سے روکے۔ ان کے نزدیک اخلاقی قیود اور تقدس ایک ڈھکوسلہ اور بوسیدہ خیال ہے چنانچہ اسلام کا مفہوم آزادی اس نازک موقعہ پر انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ اہل مغرب کے دماغ میں مذکورہ مفہوم صرف اس لئے آیا کہ وہ آزادی کے صحیح مفہوم ہی سے نابلد تھے۔ علم نفسیات۔ معاشرت اور نباتات کی حیرت انگیز ترقی نے انکے اذہان سے اللہ تعالٰے کا خیال بالکل نکال دیا ہے۔ اب چونکہ خدا ہے ہی نہیں۔ اس لئے ان کے سامنے کوئی طاقت نہیں جس کے سامنے انہوں نے اپنے اعمال کے لئے جواب دہ ہونا ہے۔ یوم جزا و سزا کوئی نہیں۔ اور دنیا کی زندگی کے بعد ان کے نزدیک زندگی ہے ہی نہیں۔

اس قلب ماہیت نے ان کے نقطہ نگاہ کو وسیع کر دیا ہے۔ اور وہ آسانی سے دنیا کو بتا سکتا ہے کہ جذبات اور خواہشات کی پیروی بھی ایک نیکی ہے۔ ایک سطحی نگاہ کے انسان کو مغربی انسان کا یہ قول انفرادی آزادی کا "فرمان عظیم" معلوم ہوگا۔ مگر حالات پر ذرہ سا تدبر بھی اس حقیقت کو واضح کر دے گا کہ مغربی دنیا آج جذبات اور خواہشات کی زنجیروں میں سختی سے جکڑی ہوئی ہے۔ جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے

مجھے تہذیب حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
کہ ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں گرفتاری

مغربی دہریت کا واحد علاج الہام الٰہی ہے

جذبات کی غلامی اہل مغرب میں اس حد تک سرایت کر چکی ہے کہ اب ان کو خدا کے وجود میں بھی کلام ہے اور کہتے ہیں کہ "ہر چیز کا کوئی سبب ہے۔ تو خدا کے وجود کا بھی کوئی باعث ہے۔ اگر خدا بغیر کسی سبب کے ہے۔ تو دنیا بھی سبب کے بغیر ہو سکتی ہے"۔ اور ہمارے سامنے کوئی ثبوت نہیں کہ جو ہمیں یہ بتا سکے کہ "دیکھو خدا یہاں ہے"۔ اور جب دنیا کی بے چینی اور ابتری نشانات کی طالب ہے اس وقت خدا کی خاموشی اس کے عدم وجود پر دال ہے"!

اہل مغرب کا یہ جنون انکی جذبات اور شہوات کی غلامی کی وجہ سے ہے۔ مغربی تہذیب و تمدن کی متاع سے دہریت کی بدبو آتی ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ خدا موجود ہے یا نہیں۔ نظام کائنات کی ترتیب اجرام سماوی کی گردش کا نظام اور بے شمار عجائبات قدرت جن کا مشاہدہ چشم بینا کرتی ہے کسی لامحدود قوی اور قدرت تخلیق کے مالک کا نشان دیتے ہیں بیچارہ کم فہم اور کوتاہ بین انسان خدا کی تخلیق کی بھول بھلیوں میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ اور اس کی محدود عقل اس خالق کی کنہ تک نہیں پہنچتی جس پر وہ ٹھوکر کھا جاتا ہے قرآن کریم کی ذیل کی حیرت زا آیت ملحد کی تمام دلیل کے تانے بانے کو ادھیڑ کر رکھ دیتی ہے۔

وان الیٰ ربک المنتہیٰ۔

"سبب اور نتیجہ کا تمام نظام اللہ تعالیٰ پر جا کر ختم ہوتا ہے"۔

یہ خدائی دلیل "علت" کے نظریہ پر قائم ہے۔ کوئی سبب بغیر نتیجہ نہیں۔ اور کوئی عمل بغیر سبب کے نہیں۔ ہر ایک سبب جو کہ سبب اولین نہیں اس سے اور سبب پیدا ہوگا اور یہ سلسلہ لاانتہائی ہے کیونکہ اس محدود دنیا میں علت اور نتیجہ کا سلسلہ بھی محدود ہے۔ اس لئے کسی نہ کسی مقام پر اس کا اختتام ضرور ہے۔ پس آخری یا دوسرے الفاظ میں اولین علت یا سبب خالق عالم ہے۔

مشیت ایزدی کی اطاعت کامل

درحقیقت دہریہ دنیا ایک نہ ایک دن اسی طرح تباہ ہو جائیگی جس طرح ایک سکان جہاز موجوں کی نظر ہو جاتا ہے پس خدا کا انکار ناممکن ہے اقرار ذات الٰہی کے ساتھ ہی انفرادی آزادی کا مفہوم بدل جاتا ہے اور مکمل شکل اختیار کر لیتا ہے۔ وہ نیا مفہوم یہ ہے کہ انسان عشق اور محبت الٰہی میں گم ہو کر اپنی ہستی کو فراموش کر دیتا ہے۔ لفظ "اسلام" اس آزادی کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے معنے خود فراموشی اور فنا فی امر اللہ کے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

قل ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین

کہدے میری نماز۔ اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہی ہے۔ جو کہ جہانوں کا رب ہے"۔ اس مقام پر انسان دنیا کی خدشوں سے آزاد ہو کر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ تب وہ عالم سفلی سے منقطع ہو کر خدا کی غیر محدود محبت۔ اطاعت۔ فرمانبرداری اور اطمینان قلب میں گم ہو جاتا ہے اس قسم کی شخصی آزادی کو اسلام کی اصطلاح میں "نفس مطمئنۃ" سے تعبیر کرتے ہیں۔

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ۔ فادخلی فی عبادی۔ وادخلی جنتی

"اے اطمینان پانے والی روح خوش و خرم اپنے رب کی طرف لوٹ آ میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا"۔

جب انسان اس مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس کی روح تمام علائق سے آزاد ہو کر وصل الٰہی سے متمتع ہو جاتی ہے۔ پھر جس طرح پانی آبشار کے نیچے کی تمام رکاوٹیں دور کر کے بڑھ جاتا ہے۔ اسی ہی قوت سے روح تمام امور دنیوی و ہوتہ و بالا کرتی ہوئی اپنے خالق کی طرف بڑھتی ہے اس وقت روح کو۔ مکمل آزادی نصیب ہوتی ہے ایک مومن صرف وہی آزادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۵ | یوم چہارشنبہ ۲۳ محرم ۱۳۵۶ سنہ ہجری | نمبر ۲۲

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) مسیح اور ائمہ باحرام سب بزرگوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی عقیدہ جماعت مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

ہندوستان کے دشمن

نشانِ برگِ گل تک چھوڑ نہ اس باغ میں گلچیں
تری قسمت سے رزم آرائیاں ہیں باغبانوں میں

ہندوستان کی شومئی قسمت سے اس ملک میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو چکا ہے جس کی زبان وقف اختلاف افزائی ہے جس کی قلمیں ہموطنوں کے خلاف زہر اگلنے کیلئے متحرک رہتی ہیں اور جن کی شبانہ روز مساعی اقوام ہند میں تفرقہ اور فساد کی آگ بھڑکانے کیلئے ہیں۔ بالخصوص برادران وطن میں ایک طبقہ ایسے افراد کا ہے جو اس بات کو ایک لمحہ کیلئے گوارا نہیں کر سکتا کہ ہندوؤں کے علاوہ دیگر اقوام بالخصوص مسلمان اس سرزمین میں چلتے پھرتے نظر آئیں۔ اس قماش کے لوگوں میں بھائی پرمانند، ڈاکٹر مونجے، پنڈت مالویہ اور آریہ سماجی پیش پیش ہیں۔ یہ لوگ اخبارات اور لیکچروں کے ذریعہ ہندوؤں میں مسلمانوں کے خلاف جذبات نفرت بھڑکانے اور مسلمانوں کے کیریکٹر کو بدترین شکل میں پیش کرنے کو وظیفہ حیات قرار دیئے ہوئے اور اس وہم کو عام کر رہے ہیں کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کا ملک ہے

گذشتہ دنوں بمبئی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے جناب شنکر اچاریہ صاحب نے جن خیالات کا اظہار کیا وہ بھی اس مکروہ سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"ایک سچائی جو ہمارے دلوں میں منقش ہونی چاہئے یہ ہے کہ ہندوستان ہندوؤں کا ہے اور ہندوؤں کے لئے رہیگا۔" (پرکاش ۔ ۴ر اپریل)

اس سوال پر کہ "ہندوستان صرف ہندوؤں کا ہے"۔ کافی سے زیادہ روشنی ڈالی جا چکی ہے کہ ہندوستان ہندوؤں کا نہیں ہندوستانیوں کا ہے اور تمام اقوام ملک کا اس زمین پر مساوی حق ہے اور ہر ایک کے ذمہ مساوی فرائض عائد ہوتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ ہندو اس ملک کے کس طرح اجارہ دار ہونے کے مدعی ہیں۔ اگر ان کی اس تعلی کو تاریخی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو ہندوستان کے اصل باشندے وہ بھیل، گونڈ، سنتھال وغیرہ وحشی لوگ ہیں جو ہندوؤں کی دست درازی سے جنگلات میں وحشیانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور کئے گئے۔ ورنہ اگر ہندو مسلمانوں پر یہ اعتراض کریں کہ وہ باہر سے اس ملک میں آئے تو ہندو بھی تو وسط ایشیا کی پیداوار ہیں جس سے انہیں خود بھی انکار نہیں۔ رہ گیا تقدم و تاخر تو فقل مکان تو اس کا کسی کی پوزیشن کے استحکام اور کمزوری پر چنداں اثر نہیں۔ علاوہ ازیں بہت کم مسلمان ہیں جو کہ ان مسلمانوں کی اولاد ہیں جو درہ خیبر کے راستہ فاتحانہ انداز سے اس ملک میں داخل ہوئے۔ اکثریت ایسے مسلمانوں کی ہے جن کے آباؤ اجداد شنکر اچاریہ کے اسلاف کے ساتھ اور ممکن ہے کہ کچھ عرصہ پہلے ہی یہاں آئے اس لئے اگر ہندوستانی ہونے کی سند محض ویدک زمانہ کے آریاؤں کو منسوب ہونا ہے تو ہم تیسے ہندوستانی ہیں۔ محض آبائی مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لینے سے حقوق ملکی سے محروم نہیں گردانا جا سکتا۔ اور اگر یہ اعتراض کرنا ہی ہے کہ ہندو اس ملک میں آباد تھے اور مسلمانوں نے بعد میں آکر قبضہ کیا تو وہ مسلمان غیر ملکی تھے جنہوں نے پہلے آکر قبضہ کیا۔ ہماری نوآبادیوں کی لشتیں یہاں ختم ہوئی ہیں۔ ہماری قومیت پر کس طرح حرف آسکتا ہے اور اگر ہم پر یہ اعتراض ہے تو ہندو بھی اس سے مستثنےٰ نہیں۔

"آگ لینے آئی اور گھر والی بن بیٹھی" کی مثال تو ہندوؤں پر صادق آتی ہے بھلا اس قوم کو ہندوستان سے کیا تعلق؟ اگر یہ لوگ تناسخ کے مسئلہ پر ذرہ بھر غور فرماتے تو اس قدر بے محل شور و غوغا سے اجتناب کرتے۔ ان کا ہندوستان کی سرزمین پر حق ہی کیا؟ پتہ نہیں کس روسی کی روح ہے جو شنکر اچاریہ میں بول رہی ہے کس انگریز کی روح پنڈت مالویہ کے جامہ میں ہے کس افریقی کی روح ہے جو ڈاکٹر مونجے کا لباس پہنے ہوئے ہے۔ اور کون سے ہندو کی پھیلی بھائی پرمانند کا روپ دھارے ہوئے ہے۔ معلوم نہیں ان کے آباؤ اجداد کون تھے۔ یہ کس ملک کے باشندے ہیں۔ میرے خیال میں ہندوؤں کا اپنا مذہب ہی یہ فرض ہے کہ وہ زندگی کے چند ایام خاموشی سے بسر کریں اور چلتے بنیں۔ چار دن کی زندگی کو ہی غنیمت سمجھیں۔ انہیں ملک سے کیا سروکار۔ ہم مسلمان یہاں کے رہنے والے ہیں نسلوں سے یہاں بسر کر رہے ہیں۔ اس ملک کو بدستور سنبھالے رکھیں گے۔ آپ لوگ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائیں۔ اگر مسلمانوں کی توجہ اس طرف ہوئی تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے اور بھاگنے راستہ نہیں ملیگا کیونکہ آپ کا مطلق یہاں کوئی حق نہیں۔ مذہبی حیثیت سے تو ہندوؤں کو اس ملک سے بالکل واسطہ ہی نہیں اور اگر ان کو اس بات پر اصرار ہے تو پھر تاریخی حیثیت سے ان کا بھی اتنا ہی حق یہاں زندہ رہنے کا ہے۔ جتنا کہ کسی اور قوم کا۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو بخوبی معلوم ہے کہ ہم دیگر اقوام ہند کو مٹا نہیں سکتے تو پھر اس افتراق اور فتنہ انگیز خیالات کے اظہار سے فائدہ ہی کیا؟ ہندوستان کو اس وقت ضرورت ہے اتحاد و یگانگت کی اور یہ لوگ اپنے مسموم پروپیگنڈہ سے آئے دن اس بلند مقصد کے حصول کو دور تر پھینکتے جا رہے ہیں اور جب تک ایسے عنصر کو کاٹ کر پھینک نہیں دیا جاتا ملک کی خوشحالی و ترقی کے دن عود نہیں کر سکتے۔

ایک بات جس کی آڑ میں یہ لوگ ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے ہیں یہ ہے کہ مسلمانوں کا دیگر اسلامی ممالک کے ساتھ رابطہ ہے اور جب کبھی موقعہ ملے گا۔ یہ لوگ باہر کے مسلمانوں کی مدد سے ہندوستان پر قبضہ جما کر ہندوؤں کو برباد کر دیں گے۔ اگر اس خطرہ کی تہ میں کچھ حقیقت ہو تو ان کا یہ خیال بالکل دوراندیشی پر مبنی ہے۔ مگر حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ مسلمان کے وہم میں بھی یہ بات نہیں گذری اور نہ ہی گذر سکتی ہے کہ وہ باہر کے لوگوں کو لا کر ان کو اپنے گھروں پر قابض کر دے۔ کیونکہ جو قوم بھی یہاں آئے گی وہ بلا تخصیص سب کے ساتھ سختی روا رکھے گی اور ملک کی دولت کو اپنے مفاد کے لئے صرف کرے گی۔ جس کو کوئی مسلمان ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ ہندوؤں کو جس بات سے یہ غلط فہمی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان آئے دن دیگر ممالک کے مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اس قدر بات کبھی ڈر کا موجب نہیں ہو سکتی کسی دوسرے ملک میں اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی کرنے سے یہ نتیجہ کس طرح نکل آیا۔ کہ ان کی حکومت بھی اپنے ملک میں گوارا کر لی جائے گی۔ برادران وطن کو اس بات سے مطمئن رہنا چاہئے کہ ہم کسی وقت کسی دوسرے ملک کے مسلمانوں کی غلامی کو قبول نہ کریں گے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ ہمارا ملک آزاد ہو اور یہاں کے باشندے اتحاد و محبت کی زنجیروں کو مستحکم کر کے باوقار و شکت زندگی بسر کریں اور اگر کسی مسلمان کے دل میں یہ خیال ہے کہ وہ دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی طرف نظر استمداد رکھے تو ہم اسے ترکی و ایران اور افغانستان اور عرب کی حکومتوں پر غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور التجا کرتے ہیں کہ وہ سب طرف سے قطع نظر کر ملک و قوم کی بہبودی کیلئے کوشاں ہو۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو اس امر سے متنبہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ برادران وطن کی سرگرمیوں سے چشم پوشی نہ کریں ہمارا بھی فرض ہے کہ ہر وقت چوکس رہیں۔ ہندوستان میں ہماری حالت دوسروں کے مقابل نہایت ناتسلی بخش اور کمزور ہے۔ دنیا میں اگر کسی سے حقوق کی توقع ہو سکتی ہے تو وہ اپنی طاقت کے بل بوتے پر۔ کاغذات کے پرزہ اور زبانی وعدوں کو چیخ و پکار کے علی الرغم ہمیشہ پاؤں کے نیچے روندا جاتا رہا ہے۔ اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ اس ملک میں خودداری کی زندگی بسر کریں تو ضروری ہے کہ اپنے بازو میں سکت پیدا کریں۔ جس سے دوسرے کو ہمارے حقوق غصب کرنے کی جرأت نہ ہو۔

شکریہ احباب

جن احباب اور دوستوں نے میری بھتیجی عزیزہ رشیدہ بیگم کی اچانک اور ناگہانی وفات کے موقع پر میرے ساتھ اور میرے بھائی ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب کے ساتھ اظہار ہمدردی فرمایا ہے۔ ہم دونوں بھائی ان سب کے ممنون و مشکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے نیز ملتمس ہوں کہ تمام احباب میرے لئے اور میرے بھائی ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں جن کو انکی جوان صاحبزادی کی وفات کی وجہ سے بیحد قلق اور صدمہ ہے۔ کہ خداوند کریم ہمیں

آہ حکیم مرزا خدا بخش صاحب مرحوم

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی

یہ خبر جماعت کے تمام احباب میں انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ جناب حکیم مرزا خدا بخش صاحب کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۲ اپریل کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔

مادر گیتی نے اپنی آغوش میں کروڑ در کروڑ انسانوں کو پالا۔ مگر ایسے انسان دنیا میں بہت کم ہوتے رہے ہیں۔ جن کی شخصیت ایک نمایاں امتیاز رکھتی ہے حکیم صاحب مرحوم ان نادر الوجود بزرگوں میں سے تھے جنہوں نے ابتدا میں ہی حضرت مسیح موعودؑ کے دامن کو تھام لیا اور جن کو آپ کی قوت قدسی نے خود پاک کر کے برگزیدہ ہستیوں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ اس پاک سیرت انسان نے جس جوانمردی اور استقلال سے حضرت اقدس کا ساتھ دیا اس پر کچھ وہی بزرگ روشنی ڈال سکیں گے جن کو آپ کی رفاقت کا موقع ملا۔ مگر اسباب کے بیان کرنے میں ہمیں فخر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کیلئے اسی قدر کافی ہے۔ کہ آپ نے مرحوم جیسے انسان تیار کئے۔ مرحوم نہایت دیندار۔ با اخلاق اور مخلص بزرگ تھے۔ راستبازی۔ صاف بیانی۔ اور اصول پسندی آپ کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔ حضرت صاحب پر ازحد فدا تھے جس کا ایک ادنےٰ ثبوت یہ ہے۔ کہ محض آپ کے اشارے پر گھر بار بیوی بچے چھوڑ قادیان جانے کو تیار ہو گئے۔ آپ کی کتاب "عسل مصفےٰ" جسے صحیح معنوں میں "انسائیکلو پیڈیا آف احمدیت" کہا جاتا ہے ایک ایسی تصنیف ہے۔ جو آپکو زندۂ جاوید بنائے رکھے گی آپکی دینداری پر اسقدر کہنا کافی ہے۔ کہ بیماری کے ایام میں بھی تہجد نہیں چھوڑی اور تا دم مرگ جب تک ہوش رہا تلاوت قرآن ترک نہ کی۔

آپ کا وجود جماعت کے لئے روحانی قوت کا موجب تھا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما کر آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے

کثرت و قلت کا فیصلہ

(ایک احمدی کے قلم سے)

میاں محمود احمد صاحب نے حال ہی میں ایک خطبہ نکاح میں علاوہ بہت سی گالیوں کے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ لاہور کا دعوےٰ تھا۔ کہ۔۔ اٹھانوے فیصدی لوگ ہمارے ساتھ ہیں اور دو فیصدی میاں صاحب کے ساتھ۔ مگر ہماری سچائی کی یہ دلیل ہے کہ اب اٹھانوے فیصدی ہمارے ساتھ ہیں۔ اور ۲ فیصدی جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ۔ میاں صاحب کا پہلے قول کا ہماری طرف منسوب کرنا غلط ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ خود قادیانیوں کی اپنی شائع کردہ تحریروں کو پیش کر کے اس غلط بیانی کے چہرہ سے پردہ اٹھا دیا جائے۔

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت مولینا نور الدین مرحوم و مغفور نے وفات پائی۔ اس سے صرف دو ماہ بعد کے "الفضل" کے اقتباسات درج کئے جاتے ہیں جن سے ثابت ہو جائے گا۔ کہ شروع اختلاف ہی سے قادیانی جماعت اپنی اکثریت کی مدعی تھی۔ اسلئے اب اس کے پیرایہ میں۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور کا یہ دعوےٰ تھا کہ وہ اکثریت میں تھی۔ ایک کھلی ہوئی غلط بیانی کے سوا اور کچھ نہیں۔

"اس وقت تک جو بیعت کے خطوط آرہے ہیں۔ انمیں ایک ہزار سے زیادہ ایسے آدمی ہیں جنہوں نے بغیر کسی اطلاع کے حضرت میاں صاحب کو بیعت کا خط لکھا ہے۔۔۔۔۔ علاوہ ازیں۔۔۔ اس وقت سینکڑوں آدمی خوابوں کے ذریعہ بیعت کر چکے ہیں۔"

("الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

"ڈھائی ہزار آدمیوں میں سے ڈیڑھ دو سو آدمیوں سے زائد نہیں تھے جنہوں نے بیعت نہیں کی۔ (ایضاً)

"ان میں سے ایک کثیر حصہ نے سوائے ڈیڑھ دو سو آدمیوں کے خلیفہ کی بیعت کرلی" (ایضاً)

"اور سب نے (سوائے ایک نہایت قلیل جماعت کے) ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرلی" (ایضاً)

"آخر پر ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اس وقت تک جماعت احمدیہ کا اکثر حصہ بیعت کر چکا ہے۔ ضلع جالندھر ضلع گورداسپور ضلع ہوشیارپور ضلع امرتسر۔ ضلع سیالکوٹ (سوائے شہر کے) ضلع جہلم۔ ضلع گجرات۔ ضلع شاہپور۔ دہلی۔ شاہجہانپور۔ رامپور۔ مونگھیر کٹک انبالہ۔ ملتان۔ لکھنؤ۔ غرضیکہ جہاں جہاں جماعتیں بڑی بڑی تعداد میں ہیں۔ وہاں کے اول تو سب کے سب ورنہ اکثر لوگ بیعت کر چکے ہیں اور اب تھوڑے ہی باقی ہیں جنہوں نے اپنی جماعت کی پرواہ نہیں کی (ایضاً)

"قادیان میں آپ کے اقرار کے بموجب ۲½ ہزار آدمی جمع ہو گیا اور ان کے اٹھائیں گھنٹہ کے شورائی کو ناجائز شوری اور ان کے کثیر حصہ کی رائے کو غلط رائے قرار دیا جاتا ہے۔ مگر مسیح موعودؑ اور خلیفۃ المسیح کے طرز عمل و ہدایات کے خلاف سلسلہ احمدیہ کے مرکز قادیان کو چھوڑ کر لاہور میں ایک اجتماع کیا جاتا ہے۔ اور رقعوں اور تاروں کے ذریعہ سارا زور مارنے کے باوجود صرف ۵۰ - ۶۰ (جنہیں کھینچ تان کر اور بچے ملا کر ۱۲۳ تک پہنچایا جاتا ہے) آدمی جمع ہوتے ہیں اور انکی رائے کو تمام قوم کی رائے سمجھا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد پنجاب و ہندوستان کی جماعتوں میں سے اکثر جماعتوں نے بلکہ کہہ سکتے ہیں۔ ۹۵ فیصدی جماعتوں نے جو فیصلہ کیا وہ تو غلط ہے۔ اور اب جو فیصلہ مرزا یعقوب بیگ۔ مولوی محمد علی صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ سید محمد حسین شاہ صاحب یہ چار آدمی کریں گے۔ وہ قوم کیلئے واجب العمل ہو گا فیاللعجب"

(الفضل ۲۸ مارچ ۱۹۱۴ء)

"اس فہرست حاضرین پر نظر کرنے کے بعد جو لاہوری "پیغام" نے شائع کی ہے۔ پھر یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں۔ کہ باہر سے آنے والوں کی تعداد تیس سے زیادہ نہیں اور باقی لاہوری احباب میں سے کچھ طالب علم ہیں۔ اور کچھ حضرت خواجہ صاحب کے رشتہ دار اور بعض دوسرے لوگ ہیں جن کو خوش قسمتی سے اہل الرائے اور نمایندگان قوم ہونے کا موقعہ ملا ہے" (ایضاً)

ہم مولوی محمد علی صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب کو اسلئے شامل نہیں کرتے۔ کہ وہ تو یہاں ہی مخالف تھے۔ اور اگر ساری قادیان میں صرف یہی دو احمدی ہیں۔ اور وہ حضرت امیر المومنین کے انتخاب کے مؤید نہیں تو جدا بات ہے (ایضاً)

"قادیاں میں سوائے تین کے سب آپکی خلافت پر متفق ہیں"

(الفضل ۴ر اپریل ۱۹۱۴ء)

"لاہور کی اکثر جماعت نے بیعت کرلی" (ایضاً)

"باوجود چند مدعیان خدمت سلسلہ کی سرتوڑ کوششوں کے جماعت کا ایک بڑا حصہ ایک شخص کے ہاتھ پر کیونکر متحد ہو جاتا" (ایضاً)

"آپ دفتر سکرٹری سے انجمنوں کی فہرست منگوالیں ہم آپ کو دکھا دیں گے۔ کہ یقینی طور پر کل انجمنیں بیعت میں داخل ہو چکی ہیں پشاور اور گوجرانوالہ کے دو چار آدمی رکے ہوئے ہیں۔ اور بس۔ چونکہ آپ تھوڑے ہیں۔ اس لئے آپ کو بہت سہولت ہے دس ہزار۔ پانچہزار۔ تین ہزار ہی کے نام شائع کر دیں جو آپ کے ساتھ ہیں۔ مگر آپ ایسا ہرگز نہیں کر سکیں گے"

(الفضل ۲۰ر اپریل ۱۹۱۴ء)

ہم کئی بار بتا چکے ہیں ۹۸ فیصدی بیعت کر چکے ہیں۔۔۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ پونے ۴ لاکھ کے صرف بیس پچیس قائمقام لاہور میں ۳ر مئی کو جمع ہوئے اور ۹۵ ممبر ہو سکے۔ اور وہ ہیں بھی سیالکوٹ۔ وزیرآباد۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ امرتسر کے۔۔۔ کیا تمام احمدی انہی مقاموں میں رہتے ہیں۔ ہم نے کہا تھا۔ آپ پانچہزار بیعت نہ کرنیوالوں کی فہرست ہی شائع کر دیں"

(الفضل ۱۱ر مئی ۱۹۱۴ء)

لاہور میں صرف ۳۵ غیر مبائع رہ گئے"

(الفضل ۱۹ر مئی ۱۹۱۴ء)

اقوامِ ہندوستان اور دنیا کی مجلسی اصلاح

(از جناب مسٹر ایس۔ ایم فوصل صاحب)

ابتدائے آفرینش عالم سے اس وقت تک اس امر کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ انسان اپنی ایک ہی حالت پر قانع نہیں رہتا۔ اور اگر بغور دیکھا جائے۔ تو معلوم ہو جائے گا کہ یہی غیر مطمئن فطرت انسانی ہی ہر لحظہ اصلاح کیلئے زبردست محرک ہے۔ جب تک ایک شخص یا قوم اپنی حالت کو سدھارنے کے خیال میں رہتی ہے اس کا ہر قدم شاہراہِ کامیابی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ مگر ایک حالت پر قناعت زوال کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

آغازِ تہذیب ہی سے انسان اپنے دل و دماغ کی قوتوں کو انسانی سوسائٹی کی اصلاح میں لگائے ہوئے ہے۔ افلاطون کی کتاب "ریپبلک" اصلاح سوسائٹی کی ابتدائی کوششوں میں سے ہے۔ بیکن نے نیو اٹلانٹس اور تھامس مور نے "یوٹوپیا" میں اصلاحی تحریک پر ہی روشنی ڈالی ہے۔ اور آج مشہور انشا پرداز مسٹر ایچ۔ جی۔ ویلز بھی نہایت زور شور سے لوگوں کے سامنے اپنی اصلاحی تجاویز پیش کر رہا ہے۔ باوجودیکہ موجودہ اور گذشتہ زمانہ کے مشاہیر نے اس پہلو پر بہت کاوش کا ثبوت بہم پہنچایا۔ مگر انسان نے اس پہلو پر غور و فکر کے ارادہ کو ترک نہیں کیا۔

مشہور جرمن فلاسفر (Schwegler) نے فطرت انسانی کے اس پہلو پر اپنی کتاب "ہسٹری آف فلاسفی" میں روشنی ڈالتے ہوئے پہلے ایک سوال قائم کیا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ارسطو اور افلاطون کے زمانہ سے لے کر اب تک مختلف خیالات کی جماعتیں پیدا ہوئیں جنہوں نے صرف اسی سوال پر مختلف نقطہ نگاہ سے غور کیا ہے اور اس کے حل نے روم و یونان کے بڑے بڑے مفکرین کو ورطۂ حیرت میں ڈالے رکھا۔ اور خود ہی جواب دیا ہے کہ چونکہ زندگی کے متعلق انسان کا نظریہ وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے پرانی باتیں ناممکن العمل ہو جاتی ہیں اور مشکلات کے نئے نئے حل کی ضرورت پڑتی ہے۔ جمہوریت اور آمریت (ڈکٹیٹر شپ) جنگ اور امن سرمایہ اور محنت کی گتھیاں نئی نہیں ہیں۔ ہمارے اسلاف نے انہیں اپنے اپنے زمانہ میں نہایت کامیابی سے سلجھایا۔ مگر ہم انہیں کے تجربات کو دوہرا نہیں سکتے۔ کیونکہ زندگی کے متعلق ہمارے اور ان کے نظریات میں بہت فرق پیدا ہو چکا ہے۔

انسانی سوسائٹی واحد جماعت کا حکم رکھتی ہے۔ گو آسانی کی خاطر ہم اسے مختلف شعبہ جات میں تقسیم کر دیں۔ مگر عملی طور پر معلوم ہوگا کہ اس سوسائٹی کی مختلف مساعی ایک دوسری سے جدا نہیں۔ بلکہ محتاج ہیں۔

سوشل اصلاح کی تہ میں تین باتیں کارفرما ہوتی ہیں (۱) انسان کے اندر بہتر بننے کا جذبہ موجود ہوتا ہے۔ گذشتہ تجربات کو پیش آمدہ حالات کے لئے ناکافی گردانتا۔ تمام نسل انسانی کو ایک جماعت سمجھنا۔

سوشل اصلاح کے دو طریق ہیں۔ (۱) تعلیم (۲) قانون۔ یہ دونو طریق ایک دوسرے کے متضاد نہیں بلکہ ممد و معاون ہیں۔ ان کو بیک وقت یا علیحدہ علیحدہ عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ تعلیم افراد کے ذریعہ سوسائٹی کی اصلاح کرتی ہے۔ یہ طریق اگرچہ سست ہے۔ مگر اس کی کامیابی یقینی ہے۔ قانون جماعت کے ذریعہ افراد کی اصلاح کا ذمہ دار ہے۔ یہ طریق اصلاح اگرچہ زود اثر ہے غیر یقینی اور وقتی ہے۔ اس سے مستقل طور پر بہتری کی توقع عبث ہے۔

قومی اصلاح کا مسئلہ بین الاقوامی اصلاح سے زیادہ پیچیدہ ہے۔ ہندوستان میں سوشل اصلاحی ادارت کی بنیاد مذہب پر ہے۔ یہاں مذہب سے علیحدہ رہ کر سوشل اصلاح غیر ممکن ہے۔ مدت ہوئی کہ مغرب نے مذہب سوشل اداروں نے علیحدہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے سوشل اصلاح میں بہت کم مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ جب سوشل اداروں کی اساس مذہب پر ہو تو اصلاح بہت ہی مشکل ہے۔ کیونکہ مذہبی متعصب اسے "مذہبی خطرہ" کے الفاظ کی آڑ میں رد کر دے گا۔ مذہب کی بنیاد ان اصول پر ہے جن کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ خدا نے نازل کئے۔ اور آدمی ان میں تغیر و تبدل کا مجاز نہیں لیکن جب اصلاح کی بنیاد مفکرین کے ان خیالات پر ہو جو انہوں نے حالات وقت کے پیش نظر قائم کئے۔ تو وہ غیر مبدل نہیں رہتے اور ان میں وقتاً فوقتاً بوقت ضرورت تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ آج سے نصف صدی پہلے جب ہندوستان میں سوشل اصلاح کی طرف توجہ کی گئی تو دو گروہ پیدا ہوئے، ایک کا خیال تھا کہ اصلاح (نیشنل) قومی ہو اور دوسرے کی رائے تھی کہ اشنیل (عقلی) اساس پر ہو۔ اور ہندوستان میں اصلاحات میں تاخیر کا باعث ان دو جماعتوں کا باہمی تصادم ہے۔

علاوہ ازیں جب ہم ہندوستان میں نیشنل (قومی) کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس کا مفہوم اس سے بالکل جدا ہوتا ہے جو مغرب میں لیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں بہت سی قومیں آباد ہیں۔ جن کے سوشل ادارے ایسے مختلف مذاہب پر قائم ہیں۔ . . . .

جو ایک دوسرے سے بعد المشرقین رکھتے ہیں۔ اس لئے ہندوستان میں قانون کے ذریعہ سوشل اصلاحات کا نفاذ غیر ممکن ہے کیونکہ صوبجاتی اور مرکزی اسمبلیوں میں مختلف مذاہب کے نمائندے شامل ہوتے ہیں۔ صرف ہندو اور مسلمان قوم ہی کو لیجئے۔ ہر ایک کا زندگی کے متعلق مختلف نظریہ ہے ہندوؤں کا نظریہ آریائی ہے اور مسلمانوں کا سامی۔ اور اس کا ظہور دونوں قوموں کے فلسفۂ زندگی سے نمایاں ہوتا ہے۔ مذہبی معاملات میں ایک ہندو کو کافی ذہنی آزادی حاصل ہے۔ ایک ہندو ایک خدا کو مانے یا زیادہ کو یا سرے سے ہی انکار کر دے۔ جب تک وہ ان حدود کو قائم رکھتا ہے جو اس کی ذات نے اس کے لئے مقرر کر رکھی ہیں۔ اسے جماعت سے اخراج کا مطلق خطرہ نہیں۔ اس کے برخلاف مسلمان کو سوشل آزادی مگر ذہنی پابندی سے واسطہ پڑتا ہے۔ وہ جہاں چاہے رہے اور جس کے ساتھ چاہے کھائے پیئے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ توحید اور ختم نبوت کا قائل ہو۔ جب ایک طرف صرف سوشل قیود اور ذہنی آزادی حاصل ہو اور دوسری جانب ذہنی قیود اور سوشل آزادی ہو تو ہر دو کے لئے ایسا متحدہ پروگرام تجویز کرنا جو قومی نظام کہلا سکے ناممکن ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہندوستان کی ہر قوم اپنا اپنا پروگرام تجویز کر کے اس پر عمل پیرا ہو۔

مدتوں سے یکجا رہنے سے اگرچہ دونوں قومیں باہمی اختلاط کا باعث تو نہیں ہو سکیں۔ مگر اس سے ہر دو کی سوشل حالت پر اثر ضرور پڑا ہے اور یہ لازمی ہے کہ جب دو قومیں ملیں تو ان کا ایک دوسرے پر اثر پڑے اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگرچہ مکمل تو نہیں تاہم ہندوؤں کی ذات پات کا کسی قدر اثر مسلمانوں پر بھی ضرور ہوا ہے مسلمانوں نے بھی ہندوؤں سے خاندانی اصول (Joint Family System) کو اپنی زندگی میں شامل کر لیا تھا۔ اگرچہ وہ حالات کی تبدیلی کی وجہ سے ملک بھر سے ناپید ہوتا جا رہا ہے اور اب دونوں قومیں محسوس کر رہی ہیں کہ یہ سسٹم ہندوستان کی ترقی کے راستہ میں رکاوٹ ہے اور جتنی جلدی ختم ہو جائے بہتر ہے۔ ممکن ہے کہ ذات پات نے پہلے زمانہ میں ملک کی مشکلات کو دور کیا ہو مگر اب بالکل غیر مفید ثابت ہو رہا ہے۔ اور کوشش کی جا رہی ہے کہ ہندوستان سے چھوت چھات کی لعنت کو جلد از جلد دور کیا جائے۔ مگر جب تک ترقی پسند طبقہ متحد ہو کر کوئی تعمیری پروگرام تیار نہیں کرتا۔ ملک کی سوشل اصلاح خواب و خیال ہی رہے گی۔

دوسرے ممالک کی طرح ہندوستان میں اصلاحات کے معاملہ میں اصلاح پسند اور قدامت پسند طبقہ کا اختلاف نہیں بلکہ اختلاف اصلاح پسند اور انقلاب پسند ذہنیتوں میں ہے۔ ہندوستان اس وقت اصلاح کے خطرناک مرحلہ پر ہے اور اس نے یہ تجویز کرنا ہے کہ آیا اسے اصلاح کی طرف قدم بڑھانا ہے یا انقلاب کی طرف۔ تعمیر جدید تو چاہتی ہے کہ متواتر مگر بتدریج تبدیلی ہوتی رہے۔ مگر انقلاب کا تقاضا ہے کہ گذشتہ تمام باتوں سے کلیتہً قطع تعلق کر لیا جائے۔ زندگی کا اصول تبدیلی ہے اور اگر کوئی قوم زندہ رہنا چاہتی ہے تو اسے اپنے اداروں میں وقتاً فوقتاً حالات کے مطابق تبدیلی کرتے رہنا چاہئے۔ ہندوستان میں ایک نہایت اہم اور قابل قدر خصوصیت یہ ہے کہ یہ حالات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیتا ہے دنیا کے کسی ملک کو اس قدر تغیرات کا سامنا نہیں کرنا پڑا جس قدر ہندوستان کو۔ اور باوجودیکہ بابل۔ شام۔ یونان جو کبھی دنیا بھر میں تہذیب کا گہوارہ تھے۔ آج محض تاریخی نام ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہندوستان بدستور اپنی شان کو بہت حد تک برقرار رکھے ہوئے ہے اور وہ تبدیلی کی خصوصیت کی وجہ ہی سے ہے۔ اس لئے اصلاح کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ اس کی روح نہ کچلی جائے اور ہندوستان مغرب کا محض نقال ہو کر نہ رہ جائے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسروں میں جو مفید باتیں ہیں ان سے بھی محروم رہے۔ ان کو ضرور اپنانا چاہئے۔ ہاں اس کا احساس ہو کہ اختیار کردہ باتیں ملک کے باشندوں کے لئے مفید ہوں اور ان کی قومی خصوصیات ضائع نہ ہوں۔

دنیا اس قدر تبدیل ہو چکی ہے کہ کوئی ملک علیحدہ نہیں رہ سکتا۔ تمام ممالک ایک دوسرے کے محتاج ہیں اور قومی مسائل نے بین الاقوامی مسائل کی شکل اختیار کر لی ہوئی ہے۔ اس لئے ملی تعمیر بین الملی اور بین الملی اصلاح ملی اصلاح کے مترادف ہے۔ وہ انسان جو اپنے آپ کو آزاد فرد خیال کرتا ہے۔ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ اب وہ تمام نسل انسانی کا ایک فرد ہے۔ بہت سے ادارے اس خیال کو پیدا کرنے کے لئے سرگرم کار ہیں۔ اور لیگ آف نیشنز کا وجود اس کا ایک مبہم سا مظہر ہے۔

بین الملی سوسائٹی کی حیات نو کے لئے امن عالم کا وجود ضروری ہے اور بین الملی امن اس وقت قائم ہو سکتا ہے جبکہ مقابلہ کی جگہ اتحاد (کوآپریشن)، نفرت کی جگہ محبت اور منافقت کی جگہ دیانت کی روح کو پیدا کیا جائے جمعیت اقوام اسی کے لئے کوشاں ہے۔ اگرچہ اسے اس میں کوئی قابل قدر کامیابی نہیں ہوئی۔ امن عالم ایمان کا ایک اہم جزو ہے اور جب تک باہمی اعتماد نہ ہو۔ امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اور اسی یقین اور ایمان کے پیدا کرنے کے لئے جمعیت اقوام قائم کی گئی ہے۔ اس لئے تمام وہ لوگ جو ملی اور بین الملی امن کے خواہاں ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اس جمعیت کو مضبوط کر کے نسل انسانی کے امن۔ ترقی اور خوشحالی کا ایک زبردست اور موثر آلہ بنا دیں۔

(دکن ٹائمز)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ عالمون ولد برخوردار ذات کھیالہ سکنہ کھو نہانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۷ء

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ نواب خاں ولد بخشا ولد فضل ذات بلوچ سکنہ کلاں تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹ مارچ ۱۹۳۷ء

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ زوار حسین ولد محمد خاں ولد خان محمد ذات چوہان سکنہ روڑ سلطان تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۳ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۷ء

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دریام ولد شتا ذات دھوان سکنہ جیوآنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹ مارچ ۱۹۳۷ء

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محبت شہادت ولد دائم ذات کملانہ سکنہ جلال پور تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۹ ۵/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۹ ۵/۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ لنڈا ولد نورا پسران بہادر ولد وننر ذات کھائیر سکنہ سدرن تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۲ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹ مارچ ۱۹۳۷ء

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ شتم رام ولد رنگا رام ذات لبھو سکنہ لکی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۳ ۲/۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ امیر خاں و احمد خاں ولد نور خاں ذات بلوچ سکنہ جوسہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۵ ۵/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۷ء

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سابرا نابالغ و محمد بالغ ولد علی ذات ہرل سکنہ جھلند رشنالہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۶ ۵/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۷ء

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سراج الدین ولد میاں قائم ذات بھٹی سکنہ کلو تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۵ ۵/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۷ء

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد ولد احمد ذات سلیانہ سکنہ نجابت تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱ ۵/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۲/۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سلطان ولد سیام ذات ملک سکنہ کوٹ سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۲ ۵/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۲ ۲/۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمّٰی سہایوں ولیا ولد ڈھنڈا ذات وجھلانہ سکنہ وجھلانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰-۵-۳۷ بمقام صدر جھنگ مقرر کیا ہے۔ لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۳۷ء

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمّٰی جمعہ ولد احمد ذات مصلی سکنہ جھنگ شہر تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۴-۵-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶-۲-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمّٰی لالہ ولد دل ذات کھوکھر سکنہ ل سپر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۳-۵-۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶-۲-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسماۃ اللہ جوائی بیوہ نورا ذات تالہ سکنہ ذنسکانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲-۵-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶-۲-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمّٰی اللہ یار ولد سماعیل ذات بلوچ سکنہ پوسہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۵-۵-۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶-۲-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمّٰی حاجی خاں ولد عیسے خاں ذات بلوچ سکنہ ڈگری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۷-۵-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۷-۲-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمّٰی محمد ولد احمد ذات بلوچ سکنہ ڈگری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۷-۵-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۷-۲-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمّٰی محمد ولد احمد ذات بلوچ سکنہ ڈگری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۶-۵-۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۷-۲-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمّٰی کوڑا ولد ماچند ذات ارائیں سکنہ ڈگری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۷-۵-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۷-۲-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمّٰیان نانک، محمد، احمد، سارنگ و بہادر ولد ستار ذات نول سکنہ چک ۱۲۲ حال کیہ والا نولاں تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۰-۵-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶-۲-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمّٰی تیج بھان ولد سوبھا رام ذات سلوجہ سکنہ عیسے والا تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۸-۵-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶-۲-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمّٰی حسن علی ولد برخوردار ذات چدھڑ سکنہ کوٹرک محمدی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۰-۵-۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶-۲-۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

جنرل رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نوائے فتح نمایاں بنام ما باشد

اَلصُّلْحُ خَیْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۳۷ء — نمبر ۲۳

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نیکیوں کی کلید اخلاق فاضلہ ہی ہیں

سب عزتوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے جس کا کل اسلامی دنیا پر اثر ہے۔ آپ ہی کی غیرت نے پھر دنیا کو زندہ کیا عرب میں زنا، شراب و جنگجوئی کے سوا کچھ رہا ہی نہ تھا اور حقوق العباد کا خون ہو چکا تھا۔ ہمدردی اور خیرخواہی کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا اور نہ صرف حقوق العباد ہی تباہ ہو چکے تھے۔ بلکہ حقوق اللہ پر اس سے بھی زیادہ تاریکی چھا گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پتھروں، بوٹیوں اور ستاروں کو دی گئی تھی۔ قسم قسم کا شرک پھیلا ہوا تھا۔ عاجز انسان اور انسان کی شرمگاہوں تک کی پوجا دنیا میں ہو رہی تھی ایسی مکروہ حالت کا نقشہ اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی ایک سلیم الفطرت انسان کے سامنے آجاوے تو وہ ایک خطرناک ظلمت اور ظلم کے بھیانک اور خوفناک نظارے کو دیکھیگا۔ فالج ایک طرف گرتا ہے مگر یہ فالج ایسا فالج تھا کہ دونوں طرف گرا تھا۔ فساد کامل دنیا میں برپا ہو چکا تھا۔ نہ بحر میں امن و سلامتی تھی نہ بر میں سکون و راحت۔ اب اس تاریکی و ہلاکت کے زمانہ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں۔ آپ نے آکر کیسے کامل طور پر اس میزان کے دونو پہلو درست فرمائے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اپنے اصلی مرکز پر قائم کر دکھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی طاقت کا کمال اس وقت ذہن میں آسکتا ہے جبکہ اس زمانہ کی حالت پر نگاہ کی جائے مخالفوں نے آپ کو اور آپ کے متبعین کو جسقدر تکالیف پہنچائیں اور اس کے بالمقابل آپ نے ایسی حالت میں جبکہ آپ کو پورا اقتدار حاصل تھا ان سے جو کچھ سلوک کیا وہ آپ کے علوشان کو ظاہر کرتا ہے۔ ابوجہل اور اس کے دوسرے رفیقوں نے کونسی تکلیف تھی جو آپ کو اور آپ کے جان نثار خادموں کو نہیں دی۔ غریب مسلمانوں اور عورتوں کو اونٹ سے باندھ کر مخالف جہات میں دوڑایا اور وہ چیری جاتی تھیں محض اس گناہ پر کہ وہ لا الہ الا اللہ کی کیوں قائل ہوئیں۔ مگر آپ نے اس کے مقابل پر صبر و برداشت سے کام لیا اور جب مکہ فتح ہوا لا تثریب علیکم الیوم کہکر معاف فرمایا یہ کسقدر اخلاقی کمال ہے جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پایا جاتا۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد۔ غرض یہ بات ہے کہ اخلاق فاضلہ حاصل کرو کہ نیکیوں

جواہر ریزے

علماء سوء کی مذمت

"وہ لوگ جو اسے چھپاتے ہیں جو اللہ نے کتاب سے اتارا [illegible] اور اس کے عوض تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں [illegible] آگ کے اور کچھ نہیں ڈالتے اور اللہ قیامت کے دن ان سے [illegible] کریگا اور نہ ان کو پاک کریگا اور ان کے لئے دردناک دکھ ہے [illegible] جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو اور مغفرت کے بدلے [illegible] لیا پس ان کا آگ پر جرأت کرنا کیا ہی عجیب ہے۔ یہ اس [illegible] نے کتاب کو حق کے ساتھ اتارا ہے اور جو لوگ کتاب کا خلاف [illegible] وہ یقیناً دور کی مخالفت میں ہیں۔" (البقرہ)

"حضور نے فرمایا۔ میری امت کی ہلاکت کا سبب [illegible]"

"میں اپنی امت کیلئے گمراہ پیشواؤں سے بہت ڈرتا [illegible]"

"تیرے بعد فقیہ گو علماء پیدا ہوں گے۔ خدا ان [illegible] رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیگا۔" (ابن فضل [illegible])

"آخری زمانہ میں بہت سے جاہل عابد اور [illegible] آئیں گے۔" (حلیہ ابن نعیم)

"لوگوں میں شریر وہ عالم ہیں جو لوگوں کے درمیان [illegible] پھیلاتے ہیں۔" (ابن ابی شیبہ)

"اے عالمو تم درشت مزاج اور ستمران [illegible] نہ ہو ورنہ تمہارے علم پر جہالت غالب آجائے [illegible]"

"بدترین علماء وہ ہیں جو امراء کے پاس جاتے [illegible] ہیں جو علماء کے پاس آتے ہیں۔" (ابن ماجہ)

عالم کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوا کرتی ہے کہ [illegible] میٹھیں خبردار اس معمولی سی خواہش کو بھی دل میں پیدا نہ ہونے [illegible]

کیا قادیانی جماعت اور جماعت احمدیہ لاہور کے مسلک میں کوئی فرق نہیں؟

قدرت ثانی کے نزول سے کیا مراد ہے؟

(از جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر)

میرے ایک دوست نے چند سوال ان خیالات پر کئے جو میں نے اخبار کی گذشتہ اشاعتوں میں "جماعت احمدیہ کا مسلک" کے عنوان کے ماتحت ظاہر کئے تھے۔ چونکہ وہ سوال اہم ہیں۔ اس لئے ناظرین سے اجازت چاہتا ہوں کہ انہیں معہ ان کے جوابات کے عرض کروں۔

سوال ۱:-

لاہور اور قادیان کی جماعتوں میں فرق!

جماعت احمدیہ لاہور کا مسلک عام مسلمانوں سے علیحدگی کا ہے اور آپ نے اس کی پرزور حمایت کی ہے۔ اس میں اور قادیانی مسلک میں کیا فرق ہے؟

جواب:-

آپ کو غلطی لگی ہے جو آپ نے یہ سمجھا کہ جماعت احمدیہ لاہور نے علیحدگی اختیار کر رکھی ہے۔ بلکہ جس بات کو میں نے بیان کیا تھا وہ اس قدر تھی کہ جب ایک اصلاحی جماعت کا جمہور ہر ممکن طریق سے بائیکاٹ کر دیں تو وہ خود بخود الگ ہو جائے گی۔ یہ قدرتی امر ہے۔ اصلاحی جماعت کا مقصد ان مفاسد کی اصلاح ہے۔ جو قوم کی ابتری کا موجب ہو رہے ہیں۔ اب قوم کا فرض ہے کہ یا تو انہیں قبول کرے اور اس طرح وہ ترقی کی شاہراہ پر چل پڑے یا کم از کم متانت اور سنجیدگی سے ان اصلاحی عقائد و اعمال کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے لیکن اگر حالت یہ ہو کہ وہ قوم اصلاحی جماعت کو مٹانے کے درپے ہو جائے اور اس کی تخریب و بربادی کے تمام لوازم اختیار کرلے تو پھر اصلاحی جماعت اپنی حفاظت سے غافل نہ ہوگی اور وہ بھی ان تدابیر کو برتے گی جن سے اس کی ترقی و توسیع وابستہ ہے۔ لیکن برخلاف اس کے قادیانی مسلک کو اس سے کچھ نسبت ہی نہیں وہ تو صاف صاف یہ ہے کہ غیر از جماعت کا فرد دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یہاں اصلاح کا سوال نہیں کفر کا سوال ہے۔ جماعت لاہور کے نزدیک ہر وہ کلمہ گو جو اس جماعت اور اس کے بانی کو مسلمان سمجھتا ہے۔ مسلمان ہے اور اس کے ساتھ ہر قسم کا اسلامی تعلق رکھنا جائز و روا ہے برخلاف اس کے قادیانی جماعت کے نزدیک خواہ کوئی مکفر ہو یا جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کو خادم اسلام سمجھنے والا سب ایک ہی حکم کے نیچے ہیں۔ اگر کوئی امر تشریح طلب ہے۔ تو یہ کہ موجودہ وقتوں میں ملا اور اس کی پیروی میں جمہور نے جماعت احمدیہ کی تخریب و بربادی کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور اسے خود مسلمان قوم سے الگ کر رکھا ہے۔ اس لئے یہ جماعت علیحدہ دکھلائی دے رہی ہے ورنہ اگر حالات تبدیل ہو جائیں اور کثیر حصہ مسلمان قوم کا جاہلانہ و متعصبانہ تنگدلی کو چھوڑ کر اس جماعت اور اس کے بانی کے متعلق صحیح و سچی رائے قائم کر سکیں تو پھر یقیناً جماعت احمدیہ الگ دکھلائی نہ دے گی۔

سوال:-

آپ نے قدرت ثانی کے نزول کی طرف بھی اپنے مضمون میں اشارہ کیا ہے۔ کیا آپ بھی اس عقیدہ کے قائل ہیں۔

جواب

بے شک حضرت مسیح موعود نے علم الٰہی کی بنا پر صداقت سے یہ لکھا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد جماعت کی دوسری مشکل کے وقت خدا تعالیٰ پھر اپنی دوسری قدرت دکھلائے گا۔ اب واقعات بتا رہے ہیں۔ موجودہ دور سے زیادہ خطرناک اور کوئی زمانہ مصیبت کا جماعت پر نہیں آیا سوائے اس ابتدائی مخالفت کے جو خود بانی سلسلہ کی زندگی میں ہوئی۔

پس ان واقعات کے مقابل میرا بھی یہ ایمان ہے کہ یہی وقت خدا تعالیٰ کی دوسری قدرت کے ظہور کا ہے۔ اس میں تعجب و حیرت کی کونسی بات ہے۔ جب ایک جزو علم غیب کی واقعات کی رو سے سچی ثابت ہو گئی یعنی دوسری مخالفت کا وقت آپہنچا تو پھر کونسی وجہ ہے کہ ایک سلیم الفطرت اور صحیح الدماغ انسان دوسرے جزو کا انکار کرے جو ابھی واقعات کے رنگ میں پوری نہیں ہوئی؟ البتہ میں سمجھ گیا کہ آپ کے تعجب کا باعث یہ امر ہے کہ آپ قدرت ثانی کے عقیدہ کو مصلح موعود یا مامور وقت کی بعثت کے مترادف سمجھ رہے ہیں۔ جیسا کہ اکثر عقل کے یا فتور رسیدہ دماغ خیال کر رہے ہیں۔ حالانکہ **قدرت ثانی کے ظہور کو کسی مامور کی بعثت سے قطعاً کوئی تعلق ہی نہیں** بھلا آپ غور تو کیجئے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے کیا ہیں وہ کہتے تو یہ ہیں کہ مامور وقت کی دو مخالفتیں ہوتی ہیں اور ان کے مقابل خدا اپنی دو قدرتیں دکھاتا ہے۔ ایک مامور کی زندگی میں، دوسری اس کی وفات کے بعد۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ پہلی مخالفت کا زمانہ خود مامور کی زندگی میں ہے اور دوسرا مامور کی وفات کے بعد کا یعنی مامور کی غیر موجودگی میں۔ اگر دوسری مخالفت کے وقت بھی کوئی نیا مامور پیدا ہو جاتا ہے تو پھر وہ زمانہ اس نئے مامور کا ہو گیا اسے پہلے مامور سے کیا تعلق اور کیوں یہ کہا جائے کہ یہ مخالفت پہلے مامور کی دوسری مخالفت ہے بلکہ وہ تو درحقیقت نئے مامور کی مخالفت کا زمانہ ہے کس قدر واضح بات ہے **کہ دوسری مخالفت اور دوسری قدرت کا زمانہ کسی مامور کا زمانہ نہیں بلکہ وفات شدہ مامور کا ہی زمانہ ہے**۔ پھر یہاں تک ہی حضرت اقدس نے اس امر کو نہیں چھوڑا بلکہ مثال دیکر بھی ہر شک و شبہ سے پاک کر دیا کہ دوسری مخالفت اور دوسری قدرت مامور کا زمانہ سے متعلق نہیں۔

فرماتے ہیں کہ ابتدا میں حضرت نبی کریمؐ کے ظہور مبارک پر بھی دو مصائب کے وقت آئے۔ ایک آنحضورؐ کی زندگی مبارک میں اور دوسرا آنحضورؐ کی وفات پر۔ اب جائے غور ہے کہ کیا حضرت نبی کریمؐ کی وفات کے بعد جو مصائب اسلام پر آئے اور جس طرح خدا تعالےٰ نے قدرت ثانی کا ظہور کیا۔ دعویٰ ماموریت سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے جلیل القدر صحابہؓ جنہوں نے اپنے کامل ایمان سے عرب کے خوفناک ارتداد کے وقت اسلام کی کشتی کو سنبھالا۔ کیا وہ سب یا ان میں سے کوئی ایک مدعی ماموریت بن گئے تھے؟

جب حضرت اقدس نے مثال دے کر بھی واضح فرما دیا تو اس سے زیادہ کج فہمی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک طرف تو یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت نبی کریمؐ کی وفات کے بعد کوئی مبعوث نہ ہوا تھا لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد دوسری مصیبت کے وقتوں میں مامور کی بعثت لازمی ہے۔ ہاں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جہاں ایک طرف یہ ہے کہ روحانی میدان میں گمراہ شدہ ہر روحانی بات کو ماموریت سے وابستہ کر لیتے ہیں اور بات بات سے بعثت مامور کا نتیجہ اخذ کرتے ہیں وہاں دوسری طرف یہ مصیبت درپیش ہے کہ مادہ پرست طبائع کسی امر کو روحانی پیرایہ دینا بھی حرام و گناہ [illegible] دیتی ہیں۔ جہاں کسی نے [illegible] میں بھی کوئی امر روحانی طرز [illegible] [illegible] وہ لگے استہزا کرنے کہ دیکھو اب بعثت ماموریت کے [illegible] وغیرہ۔

سوال ۲

[illegible] تاریخ سے اس امر کا کوئی ثبوت ملتا ہے [illegible] یہ کہ مامور کے سوا دوسرے مومنوں [illegible] نازل ہوتا ہے۔

جواب:-

قرآن شریف میں صاف موجود ہے۔ انا لننصر رسلنا والذین امنوا معہ فی الحیوۃ الدنیا ہم یقیناً ماموروں و مرسلوں کی نصرت کرتے ہیں اور ان لوگوں کی بھی جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ دنیا کی زندگی میں یہاں کیسی صراحت سے دو نصرتوں کا ذکر فرمایا۔ ایک مامور و مرسل کی زندگی میں، دوسری اس کے بعد اس کی جماعت کی زندگی میں۔ کتنی جگہ یہ ذکر موجود ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی خاص تائیدیں اور نصرتیں مومنوں کے شامل حال کیا کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو آیات

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملئکۃ مردفین

اذ یوحی ربک الی الملئکۃ انی معکم فثبتوا الذین امنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب

ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم

ایک جگہ دعا کی قبولیت ملائکہ کو نزول کے رنگ میں ہوتی ہے دوسری جگہ خدا تعالیٰ ملائکہ کو حکم فرماتے ہیں کہ مومنوں کو استقامت دیں اور کفار کو مرعوب کریں۔ تیسری جگہ مومنوں کے قلوب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے سکینہ کے نزول کا ذکر ہے تا ایمان ترقی کریں۔ بلکہ سورۃ فتح میں جہاں مومنوں پر سکینہ نازل ہونے کا ذکر ہے وہاں صاف الفاظ میں دو فتحوں کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا واخریٰ لم تقدروا علیھا قد احاط اللہ بھا وکان اللہ علیٰ کل شیء قدیراً کہ خدا قدرت رکھتا ہے کہ دوسری دفعہ پھر فتح و غلبہ دے بلکہ اس کے بعد یہ فرمایا کہ سنۃ اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ گویا پہلی فتح اور دوسری فتح کا ہونا یہ سب سنۃ اللہ میں سے ہیں اور اس میں تو کلام نہیں کہ اس جگہ جس دوسری فتح کا ذکر ہے۔ اس سے مراد تمام مفسرین نے حضرت نبی کریمؐ کی وفات کے بعد فتح لی ہے۔ اب کیا کوئی شخص نزول ملائکہ یا نزول سکینہ سے مراد مامور کا مبعوث ہونا لیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تاریخ سے بھی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو وعدہ دیا تھا کہ ان کی وفات کے بعد ان پر روح القدس نازل ہوگا۔ مگر کبھی کسی نے یہ نہیں مانا کہ حواری مامور ہو گئے تھے اور خود حضرت مسیح موعود نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ مومنوں پر نزول جبرئیل ہوتا ہے۔ کیا اب یہاں سے مراد یہ لیا جائیگا کہ مومن نبی بن جایا کرتے ہیں؟

قدرت ثانی کے اظہار سے ہرگز کسی مامور کی بعثت نہیں نکلتی بلکہ یہ تو ایک روحانی پیرایہ ہے اس بات کو ادا کرنے کا کہ مامور کی جماعت پر اس کی وفات کے بعد مصائب و مشکلات آتی ہیں۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس جماعت کی تائید و نصرت دکھلاتا ہے۔ باوجود اس کے انتہائی ضعف کے نہ صرف اسے قائم و

(باقی صفحہ ۸ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

عقائد حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ | یوم دوشنبہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ ہجری | نمبر ۲۳

خواتین سلسلہ!

مرد اور عورت دنیوی زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں جس طرح گاڑی کی رفتار کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر دو پہیے درست حالت میں رہیں۔ کیونکہ کسی ایک کا بگاڑ رفتار میں رکاوٹ کا موجب ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات تمام گاڑی کو بیکار کر کے رکھ دیتا ہے۔ بعینہٖ اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ مرد اور عورت اپنے اپنے حلقہ عمل کے اندر اپنے اپنے فرائض کو نہایت مستعدی سے سرانجام دیں۔ تاکہ ہر دو کی زندگی تمام عوارضات اور تکالیف سے آزاد گزرے اور انسانی سوسائٹی اس بے چینی سے نجات حاصل کرے جس کا شکار آج کم و بیش ہر خاندان اور فرد ہے۔

اس جگہ میرا روئے سخن خواتین سلسلہ کی طرف ہے کیونکہ قوم یا افراد کی اصلاح میں جس قدر ان کا حصہ ہے مرد اس کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکتے اور موجودہ دور میں جبکہ زندگی کی جنگ نہایت سخت ہو چکی ہے انسان کا دل و دماغ مادی۔ اخلاقی اور روحانی انقلاب کی وجہ سے پراگندہ ہے۔ اس وقت عورت کا فرض ہے کہ وہ خیالی دنیا سے باہر قدم رکھے اور حقائق و واقعات کا بغور مطالعہ کر کے بہتری کیلئے کوشاں ہو۔

آج بظاہر سب سے بڑی دقت جس کا مرد کو سامنا کرنا پڑا ہے وہ ہے بیکاری، غربت، سرمایہ کی کمی۔ سرمایہ کی غلط تقسیم نے دنیا بھر کی مشکلات کو بڑھا دیا ہے جس کا اثر اخلاق، روحانیت اور صحت پر برا پڑ رہا ہے۔ کیا عورت اس امر میں مرد کا ہاتھ بٹا سکتی ہے؟ یقیناً! لیکن اس سے قبل عورت کو اس بات کا احساس بھی تو ہونا چاہئے کہ اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے رفیق حیات کے ہر دکھ سکھ میں برابر کی شریک ہو۔ تعجب کی بات ہے کہ ایک غیر شخص کو تو کسی تباہ حال شخص کو دیکھ کر رحم آجائے اور وہ دست اعانت بڑھائے اور ایک عورت جس کا تعلق تمام چیزوں سے زیادہ مرد سے ہوتا ہے وہ بے اعتنائی برتے۔ عورت اپنے رفیق کی مدد کر سکتی ہے سب سے پہلے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ گھر کی آمدنی کا اندازہ لگائے۔ پھر ضروریات زندگی پر نگاہ دوڑائے۔ خوراک ایک ایسی چیز ہے جو زندگی کی روح ہے اور یہ جس قدر اچھی ہوگی مفید ہے۔ بظاہر اس میں کفایت شعاری ناممکن ہے مگر معتدبہ کمی کی جا سکتی ہے۔ دوسری چیز لباس ہے۔ لباس کا مقصد جسم کا پردہ یا گرمی و سردی کے اثرات سے بچنا ہے۔ اس کی نمائش کرنا اور قیمتی لباس سے اپنی امارت کا لوگوں پر اظہار کرنا سبکی دماغ اور رذالت کا بدترین مظاہرہ ہے لباس ضروری ہے مگر گراں ترین لباس ہرگز ہرگز ضرورت زندگی نہیں ہے۔ عورتیں عموماً نمائش کو پسند کرتی ہیں وہ خاوند کی آمدنی کا مطلق احساس نہیں کرتیں۔ وہ بیچارہ صبح سے شام تک کام کرتا ہے۔ خون پسینہ ایک کر کے کچھ رقم حاصل کرتا ہے اور یہ محض دنیا کو خوش کرنے کے لئے اس کا زیادہ تر حصہ لباس کی نذر کر دیتی ہیں۔ یہاں اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ سادگی میں کس قدر روح کو سرور حاصل ہوتا ہے اور بے فائدہ بناؤ سنگار میں کن کن مشکلات اور بے چینیوں سے ہمکنار ہونا پڑتا ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ عورت مرد کی موجودہ مالی مشکلات پر غور کر کے انہیں کم کرنے میں اس کی مدد کرے۔ یہی رقم وہ اپنی خوراک کو بہتر بنانے، بچوں کی تعلیم پر صرف کر سکتی ہے وہ عورت صد درجہ احمق ہے جو یہ خیال کرتی ہے کہ اس کے قیمتی لباس سے دوسروں کی نگاہوں میں اس کی قدر و منزلت بڑھ جائے گی۔ حالانکہ حقیقی قدر تعلیم، لیاقت، خوش خلقی اور خدمت جیسی صفات میں ہے اور اگر کوئی گروہ ایسا ہے۔ جو محض لباس کو باعث عزت شمار کرتا ہے تو اس سے سخت نفرت کی جائے اور اس سے میل ملاپ بالکل اڑا دیا جائے۔

مرد کی نہیں نہیں اپنی مشکلات۔ روحانی اور ذہنی مشکلات کو دور کرنے کے اور بھی وسائل ہیں۔ اکثر عورتوں کو اس بات کے علاوہ کوئی کام نہیں کہ وہ کھالیں۔ ملکر ایک دوسری سے لڑ جھگڑ لیں۔ لباس و خوراک کے متعلق نت نئی باتیں سوچیں اور بس۔ حالانکہ اس وقت کو بہترین طریق سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ عورت دستکاری سیکھ کر گھر کی بہت سی ضروریات کو کم خرچ پر مہیا کر سکتی ہے۔ سلائی کا کام سیکھ کر کافی بچت کر سکتی ہے اور اگر کوئی زیادہ دور اندیش واقعہ ہو تو گھر میں ایسی صنعت کا اجرا بھی کر سکتی ہے جو مرد کی آمدنی میں اضافہ کر سکے۔ اس میں جراب سازی وغیرہ چیزیں شامل ہیں اور بہت سی چھوٹی چھوٹی صنعتیں ہیں جن کو عورتیں بخوبی سرانجام دے سکتی ہیں۔

انفرادی اصلاح کے علاوہ قومی بہتری کے لئے بھی قوم کی نگاہیں بار بار خواتین کے گروہ کی طرف اٹھتی ہیں۔ انفرادی اصلاح بھی قومی اصلاح کے مترادف ہے۔ اگر ہر ایک گھر کی اصلاح ہو جائے۔ ہر گھر کے بچے تہذیب یافتہ، بااخلاق، باہمت اور ایثار پیشہ ہوں تو سمجھ لیجئے کہ تمام کی تمام قوم ان خوبیوں سے آراستہ ہو گئی کہ دراصل قوم افراد کے مجموعہ کا نام ہے۔ ہاں ایک بات ضروری ہے کہ انفرادی [illegible] رنگ رکھتی ہو۔ کہ تمام بچوں میں ایک [illegible] سامنے ایک مقصد ہو، سب کے قلوب [illegible] یکساں جذبہ پیدا کیا جائے

اور اس فریضہ کی ادائیگی عورت [illegible] سے کر سکتی ہے۔ مرد کو اپنی بیرونی [illegible] ہے کہ وہ ان امور کی طرف کما حقہٗ [illegible] کا فرض ہے کہ وہ اس امر کی طرف [illegible] شوق کا پیدا ہونا بھی ضروری ہے [illegible] تعلیمی قابلیت کو بڑھائے۔ مذہبی [illegible] تاکہ اس کی نگاہوں میں افراد، خاندان [illegible] ہے۔ خانگی امور پر نگاہ ہو۔ جس کی مدد سے [illegible] یہاں یہ عذر فضول ہے کہ وقت نہیں [illegible] بے معنی اخراجات کو کم کر کے ان کی [illegible] ہو سکے تو لائبریریوں سے استفادہ کیا [illegible]

اس کے بعد بچوں کی تعلیم و تربیت [illegible] کہنا پڑتا ہے کہ خواتین جماعت نے اس [illegible] ہے۔ غربا کے بچے تو غیر از جماعت لوگوں کے [illegible] بیہودہ کھیلوں میں اپنا وقت ضائع کرتے [illegible] کی اولاد نازو نعمت کا شکار ہو کر آوارہ [illegible] تعلیم اور تربیت کی طرف شروع سے ہی [illegible] لئے باعث فخر ہوتے۔ بلکہ والدین کے لئے [illegible] سب سے پہلا کام آپ کا یہ ہے کہ آپ [illegible] ہیں۔ ان کی تربیت درست ہے۔ ان کے [illegible] اندر خدمت قوم، ہمدردی نوع بشر اور [illegible] وہ بڑوں کا ادب کرتے ہیں۔ بد زبانی سے [illegible] اور دیگر برے خیالات سے پاک [illegible]

جماعتی زندگی اس وقت [illegible] تمام افراد میں بلا تمیز امیر و غریب [illegible] عزت و امارت کا سوال اٹھ جائے [illegible] اکثر دولتمند گھرانوں کی خواتین دوسروں [illegible] دیکھتی اور ان کی صحبت سے گریز کرتی ہیں [illegible] ہوتے ہیں۔ حالانکہ قیمتی لباس ایک عورت [illegible] سادہ لباس دوسری عورت کا اپنا [illegible] کے گھر میں پیدا ہو گئی تو کیا اور دوسری [illegible] اس بات کو باعث امتیاز بنا لینا کوئی [illegible] چھوڑ کر ہر عورت کے ساتھ شریفانہ [illegible] اور صاف ہوتی ہے اس طرح بعض [illegible] میں رہتی ہیں۔ ان سے صرف اس لئے [illegible] کے فیشنوں سے معرا ہیں اور ان [illegible] اور تمسخر کی یہ عادت عورتوں میں [illegible] قرآن مجید میں بھی اس امر [illegible] دوسری عورت سے تمسخر [illegible] محض فیشن پرست [illegible] ہونے کی وجہ [illegible] کہ جو بات ایک [illegible] کو پسند ہو دوسری [illegible] ناپسند کرتی [illegible] اس لئے اس برائی [illegible] ہے۔ [illegible] اور بات بھی دوسری [illegible] بھی لکھی عورتوں میں کوئی [illegible] سے نکال دے جو اپنے اندر [illegible]

مکتوب برلن

برلن مشن کی روزافزوں خدمت اسلام

گذشتہ چند ماہ سے جماعت اسلامیہ برلن نے نہ صرف برلن مسجد کے خلاف بلکہ جرمن مسلم سوسائٹی کے خلاف بھی پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مشن و مسجد کا کام دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ ہمیشہ سے ہمارا یہ رویہ رہا ہے اور انشاء اللہ رہے گا۔ کہ ہم مخالفین کی ریشہ دوانیوں کا جواب اپنے کام اور عمل سے دینگے

عیدین کے موقع پر جو کام جرمن مسلم سوسائٹی نے سرانجام دیا۔ اس کی تفصیلات سے احباب واقف ہو چکے ہیں۔ مگر ہمارا کام عیدین تک محدود نہیں رہتا۔ بلکہ تمام سال برابر جاری رہتا ہے۔ عیدالاضحیٰ کے معاً بعد، ۲ ماہ فروری کو جرمن مسلم سوسائٹی نے برلن کے عجائب خانہ کے اسلامی اور مشرقی حصہ کی زیارت کا انتظام کیا۔ زائرین اور سامعین کی تعداد اس قدر تھی کہ ڈاکٹر ایرڈمن صاحب جنہوں نے کمال مہربانی سے اس حصہ کو دکھانا اپنے ذمہ لیا۔ دیکھ کر حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ اس جم غفیر کو سارا حصہ دکھانا بڑا مشکل ہے۔ ازاں بعد موصوف نے ایک نہایت ہی عالمانہ اور فاضلانہ لیکچر دیا اور بتلایا کہ اسلام کس طرح ایک قلیل عرصہ کے اندر مغرب میں سپین۔ سسلی تک جا پہنچا اور مشرق میں چین میں اپنا گھر بنا لیا۔ اور ان ساری فتوحات میں اسلام نے بڑی سرعت کے ساتھ ترقی کی اور مفتوح اقوام کو زبردست مسلمان نہیں بنایا گیا۔ بعد ازاں آپ نے اسلامی فن تعمیر، لوازمی اور اسلامک آرٹ اور کلچر کے نمونے دکھائے۔ جن کا تعلق صرف دیر سے ہے اور احاطہ تحریر میں لانا قطعاً ناممکن ہے۔ تمام نمائش کم و بیش ڈیڑھ گھنٹہ میں ختم ہوئی۔ اخیر پر جناب ڈاکٹر ایرڈمن صاحب نے چند نہایت قابل دید اور قیمتی تالیفیں دکھائیں۔ جن سے مسلم کاریگروں کے کمال صنعت حرفت کا پتہ چلتا ہے۔ ڈاکٹر کلپ فون ہوفے۔ نائب صدر جرمن مسلم سوسائٹی اور ڈاکٹر عبداللہ جنرل سکرٹری نے ڈاکٹر ایرڈمن اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

۵ ماہ مارچ بروز جمعۃ المبارک شام کے ۸ بجے ہمارے دوست جناب عبود ابراہیم صاحب کا ایک بصیرت افروز لیکچر ہوا۔ آپ کے مضمون کا عنوان تھا۔ "الوداع از یورپ"۔ صاحب موصوف عرصہ ۵ سال سے برلن میں مقیم تھے۔ اب اپنے وطن مالوف کو واپس تشریف لے جانے والے ہیں۔ آپ نے کم و بیش پون گھنٹہ کے قلیل عرصہ میں ان تمام واقعات و حالات کا ذکر کیا۔ جو ان کو اس دوران میں پیش آئے۔ اس تذکرہ کے دوران میں انہوں نے خاص طور پر مسجد اور مشن کے کام کو بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ جب وہ برلن تشریف لائے تو ان کو مذہب سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی۔ مگر برلن مسجد نے ان کو مذہبی بنایا اور ان کا اسلامی جوش اور محبت بجائے کم ہونے کے جیسا کہ عام طور پر یورپ جیسے مادہ پرست ملک میں ہوتا ہے۔ ترقی کر گیا۔ بالآخر آپ نے فرمایا کہ ہم مشرق کے رہنے والوں کو بے شک مغرب کی اچھی باتیں حاصل کرنی چاہئیں۔ مگر مغرب بھی بیشمار باتوں کا محتاج ہے جو اس کو صرف اسلام ہی دے سکتا ہے۔ لہذا ہمیں ان باتوں کی مغرب میں کماحقہ تبلیغ و اشاعت کرنی چاہئیے۔ اور مختصراً ان امور کا ذکر کیا۔ جن کا موجودہ مغرب پیاسا ہے

۱۲ و ۲۶ ماہ مارچ کی شام کے ۸ بجے دو اسلامی مجالس کا انعقاد ہوا۔ اول موضوع پر فرقہ لئے اسلام پر گفتگو ہوئی اور دوسرے موضوع پر مضمون: "اور رسالت" پر۔ ہر دو اجتماع بڑے کامیاب اور دلچسپ رہے۔ مندرجہ ذیل احباب نے بحث میں حصہ لیا۔ ڈاکٹر مرزا عزیز الرحمان صاحب ڈاکٹر بوس۔ ڈاکٹر بلر۔ اخویم محمد احمد موسل۔ سعید احمد فواک اور ڈاکٹر محمد عبداللہ۔

۱۹ ماہ مارچ کو زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی شام کے ۸ بجے ممبران سوسائٹی اور ان کے رفقاء کا ایک اجتماع ہوا۔ جس میں حاضرین کی تعداد توقع سے بہت زیادہ تھی چنانچہ مزید نشستوں کا فوری انتظام کرنا پڑا۔ اس موقع پر ڈاکٹر محمد عبداللہ امام مسجد نے واقعہ کربلا اور شہید کربلا حضرت امام حسینؑ کے واقعات اور حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا۔ کہ اس شہادت میں ہم مسلمانوں کے لئے کونسا سبق مضمر ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہونا چاہئیے کہ وہ نشر و اشاعت حق کے لئے اپنی زندگی، تن من دھن غرضیکہ سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہروقت طیار رہے۔ بعد ازاں جناب ڈاکٹر کلپ فون ہوفے نے تاریخ اسلام اور مشرق کی چند حکایتیں اور واقعات بیان کئے۔ جن کو حاضرین نے بہت پسند کیا۔

۲۳ ماہ مارچ کو ممبران جرمن مسلم سوسائٹی نے ہمارے مکرم دوست جناب ڈاکٹر مرزا عزیز الرحمان صاحب کو ایک الوداعی دعوت دی۔ جس موقعہ پر مندرجہ ذیل احباب نے صاحب موصوف، ان کے کام اخلاق وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کو رخصت کیا۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ امام مسجد برلن، جناب حکمت بائر صدر جرمن مسلم سوسائٹی۔ جناب ڈیوبے عرب۔ . . . .

. . . جناب ڈاکٹر ڈیورسٹنٹ جرمن، جناب عبود ابراہیم عراقی اور پروفیسر تاراچند رائے ہندی۔ بعد ازاں ڈاکٹر مرزا نے موزوں اور موثر الفاظ میں ان کا جواب دیتے ہوئے منتظمین و حاضرین کا شکریہ ادا

کیا۔ معزز مہمانوں کی چائے وغیرہ سے خاطر تواضع کی گئی [illegible] تعالیٰ ڈاکٹر موصوف کو بخیر و خوبی ان کے وطن [illegible] ان کو دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز کرے۔ آمین

[illegible]

(بقیہ صفحہ ۴)

ایک ہی ذریعہ مبلغ کا موجب [illegible] یورپ کی غلط فہمیوں کو دور کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں [illegible] روپیہ خرچ کرنا چاہئیے اور مغربی افریقہ کی تبلیغ پر [illegible] بہرحال بہ نسبت یورپ کے مغربی افریقہ میں اشاعت اسلام [illegible] ہونی چاہئیے۔ ان ممالک میں مسلمان کثرت سے ہیں۔ جن کو [illegible] مگر ان میں تعلیم کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں جتنے سکول اور کالج [illegible] عیسائی مشنریوں کے ہیں اہل اسلام ان ممالک میں [illegible] سکتے ہیں ہسپتال بنا سکتے ہیں۔ قرآن پاک کی مدرسے [illegible] غرضیکہ ان ممالک میں بہ نسبت یورپ کے اشاعت اسلام [illegible] وسائل ہیں۔ علاوہ ازیں بہ نسبت یورپ کے ان ممالک [illegible] زیادہ مانگ رہتی ہے۔

(۵) چونکہ اہل یورپ عرصہ سے مغربی افریقہ میں اپنے مذہب کی [illegible] ایک اعلیٰ پیمانہ پر کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی یہ نہایت ضروری [illegible] اشاعت اسلام کے متعلق ان ممالک میں زیادہ توجہ دی [illegible] عقلمند جرنیل پہلے دشمن کی پیشقدمی کو روکتا ہے [illegible] پر حملہ کرتا ہے۔ میرے خیال میں بہتر ہوگا کہ سب [illegible] ہوئی رو کو خواہ وہ کسی ملک میں ہو روکا جائے۔ کیونکہ مسلمانوں [illegible] کے ہاتھوں سے بچانا سب سے مقدم ہے۔ جب [illegible] جائیگی تو پھر یورپ میں پوری توجہ سے اشاعت اسلام [illegible]

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

خاکسار۔ پیر شمس الدین

(بقیہ صفحہ ۲)

ثابت قدم رکھتا ہے۔ بلکہ اسے ترقی و استحکام بخشتا ہے ہو ذریعے بیشک ایسے ضعف و ناکامی کی حالت میں اس جماعت کا زندہ و قائم رہ جانا اور پھر ترقی بھی پا جانا خدا تعالیٰ کی قدرتوں میں سے ایک قدرت ہوا کرتی ہے اور یہی تمام مطلب قدرت ثانی کے نزول کا ہے جس پر کچھ فہم اس قدر شور مچا رہے ہیں۔

سوال:-

تو دوسرے لفظوں میں مطلب یہ نکلا کہ کوئی جماعت کامیاب منصور ہو جایا کرتی ہیں اور یہ قدرت ثانی ہے۔ اگر یہی بات ہے تو پھر اس کو ایسے مبہم الفاظ میں بیان کرنے سے کیا مطلب ہے۔ یوں کیوں نہ کہہ دیا کہ جماعت کی مخالفت ہوتی ہے۔ مگر وہ ثابت قدم رہ کر کامیاب ہو جاتی ہے؟

جواب:-

یہی تو میں بیان کر رہا تھا کہ شکل کیطرفہ نہیں دو گونہ ہے۔ اگر کچھ فہم روحانی میدان میں گمراہی کی طرف مائل ہیں تو مادہ پرست و ملحد طبائع روحانی امور سے بکلی انکاری ہو رہی ہیں۔ کمزور و ضعیف گروہ کی نسبت اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے مصائب کا مقابلہ کر کے اپنی جماعتی زندگی کو قائم رکھا تو مادہ پرست انسان اعتراض نہ کرے گا لیکن اگر یہ کہہ دیا جائے کہ ایسی کڑی مشکل کے وقت خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا اظہار جماعت پر کرتا ہے تو پھر یہ بات قابل قبول نہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ روحانی میدان میں کوئی تبدیلی ناممکن الوقوع ہے جب تک منبع روحانیت یعنی خدا تعالیٰ اس کے لئے باعث حرکت نہ بنے۔ آپ غور کیجئے کہ روحانی غلبہ کیا شئے ہے اور وہ کیونکر حاصل ہوتا ہے تو شاید بات آپ کو سمجھ آ جائے۔ مادی دنیا کی مانند روحانی میدان میں بھی قوانین موجود ہیں۔ کوئی بات اندھا دھند واقع نہیں ہوتی۔ یہ قانون خداوندی ہے کہ روح مادہ پر غالب ہے۔ یعنی جب روح کے خواص کا اظہار کامل طور سے ہو تو مادی طاقتیں مغلوب و مفتوح ہو جاتی ہیں۔ جب انسانی روح انفرادی حیثیت سے نہیں بلکہ جماعتی رنگ میں اپنے جذبات عالیہ رفتہ رفتہ دکھلاتی ہے تو مادی دنیا پر غالب ہو جاتی ہے۔ روح کے جذبات عالیہ کا خلاصہ مخلوق خدا کی بہبود ہے اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے روح کے دوسرے جذبات کے نشوونما کی ضرورت ہے۔ مثلاً اخلاص، جوانمردی، ایثار، استقامت وغیرہ۔ جب کوئی جماعت اپنے جذبات کو کامل نشوونما دیتی ہے تو وہ ہر میدان میں فاتح بن جاتی ہے اور چونکہ روح کے لطیف جذبات کی محرک ہستیاں ملاء اعلیٰ پا ملائکہ ہیں۔ اس لئے ان کی ارتقاء اور ترقی کی نسبت ان ہستیوں کی طرف کی جاتی ہے۔ برخلاف اس کے روح کے ادنیٰ جذبات کی تاریک سفلی وجودوں سے ظہور پذیر ہوتی ہے اور اس لئے اس کی نسبت شیطین یا جن کی طرف کی جاتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ کیوں حق پرست گروہ کے غلبہ کو خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت و اظہار قدرت سے منسوب کیا جاتا ہے

سوال:-

تو گویا خلاصہ آپ کے کلام سے یہ نکلا کہ موجودہ مصیبت کے وقت جماعت احمدیہ لاہور غالب، منصور رہے گی۔ اول تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ جماعت قادیانی نہیں۔ بلکہ جماعت لاہور ہے اور دوئم یہ کہ آپ نے اپنے مضمون میں اس جماعت کی سست رفتاری کا ذکر کیا ہے یہ امور آپس میں کیونکر مطابقت رکھتے ہیں۔

جواب:-

آپ نے ٹھیک سمجھا کہ میری مراد قدرت ثانی کے نزول سے یہی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور موجودہ مصائب و مشکلات سے مظفر و منصور نکلے گی۔ باقی رہے یہ امور کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے۔ اور جماعت لاہور کی سست رفتاری کیونکر دور ہوگی۔ چونکہ یہ مضمون قدرے طویل ہے۔ اس لئے دوسری فرصت میں آپ کی خدمت میں اس کے متعلق عرض کروں گا۔

یورپ میں اشاعت اسلام

اسلامی ممالک میں شاید ہی کوئی ایسا مسلمان ہوگا جس کی خواہش نہ ہو کہ اسلام یورپ میں بھی خوب پھیلے اور پھولے۔ مگر اشاعت اسلام کے راستہ میں جو وہاں رکاوٹیں اور مشکلات حائل ہیں وہ شاید ہی مسلمانوں کو معلوم ہوں گی۔ اس لئے یہ بہتر ہوگا کہ یورپ کے صحیح واقعات اور حالات قوم کے سامنے پیش کئے جائیں تاکہ وہ مغربی ممالک میں اشاعت اسلام کے متعلق صحیح اندازہ لگا سکے۔ کہ کس طرح اور کس پیمانہ پر وہاں کام کیا جائے۔ خاکسار کو لندن میں صرف سات ماہ رہنے کا موقع ملا ہے اس عرصہ میں جو مشکلات اور رکاوٹیں مجھے نظر آئیں۔ ان کی بنا پر میں عرض کئے دیتا ہوں کہ دراصل یورپ کو مذہبی معاملات میں کوئی دلچسپی نہیں، اس کی وجوہات ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) اہل یورپ کا حکومت اور دولت کے نشہ میں مغرور اور مخمور رہنا (۲) شراب اور خنزیر کا بکثرت سے استعمال کرنا (۳) عیاشی اور زناکاری کو برا نہ سمجھنا (۴) سینما، تھیٹر، اور دیگر لہو و لعب میں اس قدر غرق رہنا کہ بھولے سے بھی خدا کا یاد نہ آنا (۵) ہر وقت پالٹکس میں اس قدر منہمک رہنا کہ مذہب کا نام تک نہ لینا (۶) اخراجات کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہر کس و ناکس کا اپنی معاش کی فکر میں رہنا اور یہ کہکر کہ فرصت نہیں مذہب کی طرف کوئی توجہ نہ دینا (۷) بغیر وقت مقرر کرنے کے کسی سے ملاقات نہ کرنا اور ملاقات کرنے پر بھی مذہبی گفتگو سے پرہیز کرنا (۸) لوگوں کا ایک دوسرے کو مذہبی معاملات میں کوئی دخل نہ دینا (۹) عیسائی پارٹی دینے والوں کا جلسوں میں شریک نہ ہونا (۱۰) پادریوں کا اسلام کے متعلق یورپ میں غلط فہمیاں پھیلانا۔ اس لئے لوگوں کا اس سے تعصب کرنا (۱۱) متعصب ہونے کی وجہ سے اہل اسلام کے تصنیف شدہ لٹریچر کو دیکھنا بھی گوارا نہ کرنا (۱۲) لائبریریوں میں ایسے لٹریچر کو یہ کہہ کر کہ ان کا یہاں پڑھنے والا کوئی نہیں نہ رکھنا۔ (۱۳) بک سیلرس کا عام طور سے یہ کہکر کہ ہمارے بزنس کی لائن نہیں۔ اسلامی کتب کا نہ خریدنا۔

(۱۴) پادریوں کا حضرت عیسےٰ ایک کھانے پینے والے انسان کو لوگوں کے سامنے بطور خدا کے پیش کرنا۔ جس کی وجہ سے یورپ میں دہریت کا پھیل جانا (۱۵) خود اہل مسلمان کا حضرت عیسےٰ کے متعلق عام طور پر ایسے عقائد رکھنا جن سے عیسائیوں کے باطل عقائد کی تائید کا ہونا (۱۶) مسلمانوں کا اہل یورپ کی غلط فہمیوں کو جو عیسائی مصنفین کی تصنیفات سے پڑگئی ہیں۔ رفع کر کے ان کے سامنے اسلام کی حقیقی تعلیم کو پیش نہ کرنا بلکہ اکثر مسلمانوں کا وہاں جاکر خود اسلام کو ہی خیرباد کہہ دینا اور ہر قسم کی عیاشی میں غرق ہو جانا۔ جس کی وجہ سے اہل یورپ کا اسلام کے متعلق اور زیادہ متنفر ہو جانا۔

(۲) حقیقتاً موجودہ عیسائی مذہب حضرت عیسےٰ کا بنایا ہوا نہیں۔ بلکہ یہ ایک پولٹیکل مذہب ہے۔ جس کی غرض صرف یہی ہے کہ دنیا بھر میں یسوع صاحب کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنے والوں کی تعداد بڑھائی جائے تاکہ اہل یورپ کو لوگوں پر حکومت کرنی آسان رہے ورنہ ان کی حالت اسلام کے مقابلے پر وہی ہے۔ جو فرعون کی حالت حضرت موسےٰ کے مقابلے پر تھی۔ اس وقت عیسائیوں کے حق میں ایسی ہی دعا کی ضرورت ہے جیسی کہ حضرت موسیٰ نے فرعونی لوگوں کے حق میں کی تھی۔ مشہور مثال ہے ہر فرعونے را موسےٰ۔ اس لئے میں بھی اہل یورپ کے حق میں وہی دعا مانگتا ہوں۔ جو حضرت موسےٰ نے مانگی تھی۔ وہ یہ ہے اور موسےٰ نے کہا اے ہمارے رب تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں آسائش کا سامان اور بہت سا مال دے رکھا ہے۔ اے ہمارے رب اس لئے کہ وہ تیرے رستہ سے بہکا ئیں۔ اے ہمارے رب ان کے مال کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ سو وہ ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھیں" ۱۰۔ آیت ۸۸

(۳) دراصل یورپ اسی بددعا کے لائق ہے ان شاء اللہ اس کا وہی انجام ہوگا جو فرعون کا ہوا جس طرح وہ دریائے نیل میں غرق ہوا۔ اسی طرح یہ بھی سمندر میں غرق ہوں گے۔ جس طرح سے مصر میں فرعون کی خدائی کا نام و نشان نہ رہا۔ اسی طرح سے یورپ اور دیگر ممالک میں یسوع صاحب کی جھوٹی خدائی کا نام و نشان نہ رہے گا۔ یہ اس وقت ہوگا جب اہل یورپ آپس کی جنگ میں تباہ اور برباد ہو جائیں گے۔ ایسی حالت میں جبکہ یورپ کو ہر وقت خانہ جنگی کا اندیشہ ہو اور ان کی تمام توجہ پالٹکس کے جوڑ توڑ میں لگی ہو۔ شراب اور خنزیر ان کی گھٹی میں داخل ہو اور ان سب اسلام سے نفرت ہو۔ دوسرے ممالک کو چھوڑ کر یورپ میں اشاعت اسلام کیلئے پوری توجہ دینا کوئی عقلمندی نہیں۔ بلکہ ایسے حضرات پر عبس و تولیٰ کی مثال صادق آتی ہے اس سورۃ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلعم قریش کے بڑے بڑے لوگوں کو اس خیال سے پوری توجہ کے ساتھ تبلیغ کر رہے تھے کہ شاید یہ مسلمان ہو جائیں۔ عین اس حالت میں ایک نابینا نے آکر اسلام کے متعلق کچھ پوچھنا چاہا۔ تو رسول اللہ صلعم نے منہ پھیر لیا اور تیوری چڑھائی جو اللہ کی جناب میں ناگوار گزری اور ارشاد ہوا تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا۔ اس لئے کہ اس کے پاس ایک اندھا آیا اور تجھے کیا خبر ہے کہ شاید وہی پاکیزگی اختیار کرے۔ یا نصیحت قبول کرے پس نصیحت اسے فائدہ دے۔ جو پروا نہیں کرتا تو اس کی طرف تو متوجہ ہوتا ہے اور تجھ پر کیا الزام ہے۔ اگر وہ پاکیزگی اختیار نہ کرے اور تیرے پاس دوڑتا آیا اور وہ ڈرتا ہے تو اس سے بے رخی کرتا ہے۔ یوں نہیں چاہیئے۔ ایک نصیحت ہے۔ سو جو کوئی چاہے اسے یاد رکھے"

(۴) بلاشبہ مندرجہ بالا آیات میں ان لوگوں کے لئے جو غریب لوگوں کو چھوڑ کر بڑے لوگوں کی طرف اشاعت اسلام کے لئے زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ ایک بڑی بھاری نصیحت ہے۔ رسول اللہ صلعم کے زمانہ کے بڑے بڑے قریش اور نابینا عبداللہ ابن مکتوم کی حالت کا نقشہ یورپ اور مغربی افریقہ کے لوگوں کی حالت پر خوب چسپاں ہوتا ہے یورپ کو بطور بڑے بڑے قریشوں کے سمجھ لیجئے۔ جیسے وہ اسلام کی پرواہ نہیں کرتے تھے اسی طرح سے اہل یورپ بھی نہیں کرتے۔ مغربی افریقہ کو بطور نابینا کی حالت کے سمجھ لیجئے۔ جیسے ان کو اسلام کا شوق تھا ویسے مغربی افریقہ والوں کو۔ ایسی حالت میں مغربی افریقہ کو چھوڑ کر یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے پوری توجہ دینا ہرگز مقتضائے عقل نہیں یورپ میں اشاعت اسلام کے متعلق اتنا وسیع میدان نہیں جتنا کہ مغربی افریقہ میں اس کی وجہ یہ ہے کہ یورپ میں تعلیم عام ہے اس لئے اہل اسلام سکول اور کالج بنا کر اپنے مذاہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے اور نہ ہسپتال بنا کر۔ کیونکہ وہاں ہسپتال بھی اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔ یورپ

(باقی صفحہ کالم ۳ پر)

تار کا پتہ: مسلمان لاہور — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد [illegible] ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر [illegible] پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۵ — لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۳ صفر المظفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء — نمبر ۲۸

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

احمدی ہو تو صحابہ کا نمونہ اختیار کرو

میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جس قدر کوئی شخص قرب حاصل کرتا ہے اسی قدر مواخذہ کے قابل ہے اہلبیت زیادہ مواخذہ کے لائق تھے۔ وہ لوگ جو دور ہیں وہ قابل مواخذہ نہیں لیکن تم ضرور رہو۔ اگر تم لوگوں میں دوسروں پر کوئی ایمانی زیادتی نہیں تو پھر تم میں اور ان میں کیا فرق ہوا۔ تم ہزاروں نظروں کے نیچے ہو۔ وہ لوگ گورنمنٹ کے جاسوسوں کی طرح تمہاری حرکات و سکنات کو دیکھ رہے ہیں وہ سچے ہیں جب مسیح موعود کے ساتھی صحابہ کے ہمدوش ہونے لگے ہیں تو کیا آپ ویسے ہیں؟ جب آپ لوگ ویسے نہیں تو قابل گرفت ہیں۔ گو یہ ابتدا کی حالت ہے لیکن موت کا اعتبار کیا موت ایسا ناگزیر امر ہے جو ہر شخص کو پیش آتا ہے جب یہ حالت ہے تو آپ کیوں غافل ہیں؟ کوئی شخص مجھ سے تعلق نہیں رکھتا تو یہ امر دوسرا ہے لیکن جب آپ میرے پاس آئے میرا دعویٰ قبول کیا اور مجھے مسیح مانا تو گویا اس وجہ آپ نے صحابہ کرام کے ہمدوش ہونیکا دعویٰ کر دیا۔ تو کیا صحابہ نے کبھی صدق و وفا پر قدم مارنے سے دریغ کیا؟ ان میں کوئی کسل تھا؟ کیا وہ دل آزار تھے؟ کیا ان کو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا؟ کیا وہ منکسر المزاج نہ تھے؟ بلکہ ان میں پہلے درجہ کا انکسار تھا پس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی ویسی ہی توفیق عطا کرے۔ کیونکہ تذلل و انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا جبتک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے۔ اپنے آپکو ٹٹولو اور اگر بچہ کی طرح اپنے آپکو کمزور پاؤ تو گھبراؤ نہیں اھدنا الصراط المستقیم کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے وہ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آبپاشی کی آپ نے ان کیلئے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اسی طرح وہ چلتے وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو۔ تہجد میں اٹھو۔ دعا کرو۔ دل کو درست کرو۔ کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائیگا اور عملی طور سے التجا خدا کے سامنے لائیگا۔ اللہ تعالیٰ اس پر فضل کریگا اور اس کے دل میں تبدیلی ہوگی۔

(از تقریر جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے [illegible] رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جلدی کرو جس کی [illegible] اور زمین کے برابر ہے۔ وہ متقیوں کیلئے تیار کی گئی ہے [illegible] جو لوگ آسودگی اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ [illegible] اور لوگوں سے درگذر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان [illegible] کرتا ہے اور وہ جو جس وقت کوئی برا کام کرتے ہیں یا [illegible] کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اپنے قصوروں [illegible] مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کون قصوروں کو بخشتا ہے اور [illegible] اس پر اصرار نہیں کرتے۔ درآنحالیکہ وہ جانتے ہیں یہی [illegible] اپنے رب کی مغفرت اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی [illegible] رہیں گے اور کام کرنے والوں کا اجر کیا ہی اچھا ہے [illegible]

حدیث شریف

غصہ شیطان کا فعل ہے اور شیطان کی سرشت [illegible] آگ پانی سے بجھ جاتی ہے۔ پس جب کسی کو غصہ آئے [illegible] نیز جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور اس وقت [illegible] بیٹھ جائے اور اگر غصہ اتر جائے تو بہتر ورنہ لیٹ جائے [illegible]

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ [illegible] اتنی زیادہ نہ ہو کہ میں بھول جاؤں۔ آپ نے فرمایا غصہ [illegible]

ایسا نہیں ہوگا کہ ایک انسان دوسرے انسان کی [illegible] اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی نہ کرے [illegible]

جو شخص چاہتا ہے کہ خدا اس کا رزق وافر کرے اور [illegible] تو اسے چاہئے کہ رشتہ داروں سے محبت کرے [illegible]

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

فرانس

• ایک دوست لکھتے ہیں کہ یورپ میں تبلیغ کے لئے جو شخص بھیجا جائے اسے کم از کم ایک دو سال اسلامی تعلیم پورے طور پر دے کر بھیجنا چاہئے یورپ کی زبون حالی قریب تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ بہت جلد ان دجالوں پر عذاب الہٰی نازل ہونے والا ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ مسلمان کوئی سبق حاصل نہ کریں گے بلکہ وہ ان دجالوں کے آلہ کار رہتے چلے جائیں گے ہندوستانی مسلمان عجیب مٹی سے بنائے گئے ہیں۔ نہ وہ مسلمان ہیں نہ ہندوستانی ان کا اسلام مسلمانوں کو کافر بنانا ہے اور بس۔ ان مسلمانوں کے نمونے اکثر یورپ میں دیکھنے میں آجاتے ہیں۔ اگر آپ کو ان زعیمان اسلام اور فدایان اسلام کے حالات سناؤں تو معلوم نہیں کہ آپ کس قدر استغفر اللہ کا ورد کرنے میں اپنے وقت کا خون کریں گے۔ ان لوگوں نے جو اسلامی جہاد پیرس کے بعض ناپاک ترین حصوں میں اللہ پاک کا نام بلند کرنے کے لئے کئے۔ آپ کو اور جملہ مسلمانان ہندوستان کو سنا کر داد شجاعت لے سکتے ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو بندہ بھی ان شجاعان اسلام کے کارناموں کے متعلق کچھ لکھنے کی جرأت کرے گا۔

آپ فرماتے ہیں کہ مسلمان آپ کی جماعت کی سخت مخالفت کر رہے ہیں۔ میرا تو ایمان ہے کہ جس تحریک کی جس قدر سخت مخالفت کی جائے اسی قدر وہ پھلتی پھولتی ہے جو لوگ کسی کمزوری کی وجہ سے گھبرا جاتے ہیں وہ دنیا میں کوئی بڑا کام نہیں کر سکتے۔ بدزبانی کرنے والوں جیسے گندی نالیوں میں رینگنے والے کیڑے، اپنے تعفن زا وجود سے کچھ دیر کے لئے انسانی دماغوں کو گندا کر سکتے ہیں۔ مگر لطیف ہواؤں کے ایک جھونکے کے سامنے نہ ان کا گندہ وجود اور نہ ان کا تعفن ٹھہر سکتا ہے۔ آپ ایسی مخالفتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں اور ؎

نوا را تلخ ترمے زن چو ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر میخواں چو محمل را گراں بینی

نائیجیریا

ایک دوست لکھتے ہیں کہ قادیانیوں کا جو باہمی مقدمہ چل رہا تھا آخر اس کا فیصلہ ۲۰ مارچ ۳۷ء کو سنا یا گیا۔ قادیانی مبلغ کو جو کہ جھگڑے کی اصل جڑ ہے ۲۳ پونڈ جرمانہ ہوا ہے اور یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ بوریا بستر باندھ کر دربار خلافت قادیان میں چلا جائے۔ اس سے پہلے بھی اس کا ایک مقدمہ مسٹر اگسٹو کے ساتھ ہوا تھا اس میں بھی اسے سات سو پونڈ جرمانہ دینا پڑا تھا۔ دراصل یہ شخص ایسی ہی طینت کا ہے اس مقدمہ کے فیصلہ سے ایک دن پہلے اس نے قادیانیوں کو ہمارا لٹریچر خریدنے سے منع کیا اور بہت کچھ برا بھلا کہا۔ خدا نے اسے دوسرے ہی دن اس کی سزا دیدی دراصل اس کی بہت سی اخلاق سے گری ہوئی حرکتوں کی وجہ سے یہاں کے لوگ اس سے متنفر ہو گئے ہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے لئے لوگوں سے بہت سا چندہ بھی وصول کیا ہے اس لئے اب لوگ خیال کرنے لگ گئے ہیں کہ یہ لوگ محض چندہ کی خاطر قادیان سے یہاں آتے ہیں۔

یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ

مسٹر عابد نصیب عثمان لکھتے ہیں کہ ہم سب مسلمانوں نے مل کر شیخ ولی اکرم کو اپنا نمائندہ اور امام مقرر کر لیا ہے۔ یہاں بہت سے جھگڑے ہوتے رہے۔ اور کئی لوگ مسجد کی بربادی کی فکر میں لگے رہے اور ایسی خلاف اسلام حرکتیں کرتے رہے جو ناقابل بیان ہیں۔ ہماری مسجد ممالک متحدہ امریکہ کے سب شہروں سے بڑی ہے اور ہم نے اسلام کی خاطر بہت بہت تکالیف برداشت کی ہیں۔ ہمارے سامنے بہت بڑا کام پڑا ہے۔ تحریک احمدیت بالکل درست ہے لیکن بعض لوگ اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور یہ غلط فہمی نام نہاد مشنریوں کی پیدا کردہ ہے یہاں ایک قادیانی مشنری ہے جو غریب لوگوں سے چندے مانگتا رہتا ہے اور بعض غریب لوگ اس کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں اور اصل حقیقت سے بالکل بے خبر ہیں۔ ہم لوگوں نے بھی اسے روپیہ دیا لیکن اس کے بدلے میں ہمیں کوئی دینی دنیاوی فائدہ نہ پہنچا۔ اس لئے ہم اس بار بار کے لوٹے جانے سے تنگ آگئے ہیں۔ اس لئے ہم اس قادیانی مبلغ سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ اور امام شیخ ولی اکرام کے ماتحت ہو کر یہاں خدمت اسلام کا کام کریں گے۔ کیونکہ اس نے آج تک ہمیں کسی قسم کی اسلامی تعلیم نہیں دی۔ اگر اسی کا نام تہذیب ہے تو ہمیں افریقہ کے جنگلوں میں جا کر حیوانی تسکین حاصل کرنی چاہئے۔ یہاں جو لوگ اسلامی مشنری ہو کر آئے ان کا مقصد وحید اپنی طاقت بڑھا کر عیش و عشرت کرنا۔ اپنا پیٹ پالنا اور مال و دولت جمع کر کے مکانات و جائیدادیں بنانا رہا ہے اس لئے مجبور ہو کر ہم لوگوں نے قادیانی مبلغین سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور قادیانی مبلغ صوفی بنگالی کو جواب دیدیا ہے۔ باقی احمدیت کا نام استعمال کرتے رہنے سے ہمیں کوئی روک نہیں سکتا۔ یہ لوگ دل سے چاہتے ہیں۔ کہ لوگ اندھیرے میں رہیں اور اصل حالات سے آگاہ نہ ہو جائیں لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے ایسے ہوائی قلعے جلد برباد ہونیوالے ہیں۔ آپ کے خط نے ہمیں تسکین قلب نصیب کیا اور ہمارے حوصلوں کو بڑھا دیا۔ ہم آپ کے آئندہ کے خطوط کا نہایت بے صبری سے انتظار کرینگے

جنوبی امریکہ

اخویم شیخ احمد علی صاحب نے گذشتہ پانچ سال سے مسلمان بچوں کی دینی تعلیم کے لئے مدرسہ امداد یہ اسلام جاری کر رکھا ہے اور لوگوں سے چندہ لینے کے علاوہ خود اپنی گرہ سے بھی کافی رقم مدرسہ کے اخراجات کے لئے ہر ماہ دیتے ہیں۔ پھر اپنا عزیز وقت بھی مسلمانوں کی بھلائی کے لئے دیتے ہیں لیکن مسلمان قوم ایسی ناشکری بن گئی ہے کہ اس مدرسہ کی بربادی کی فکر میں ہے۔ شیخ صاحب نے گذشتہ پانچ سال کا حساب آمد و خرچ تفصیلاً شائع کر دیا ہے تاکہ مخالفین کے لئے اعتراضات کی گنجائش نہ رہے اس کے خلاف ہندو قوم کے اتفاق کا یہ حال ہے کہ انہوں نے جمع ہو کر مسلمانوں سے یہ مطالبہ کیا کہ عید الضحیٰ پر مسلمان قربانی کرنے سے اگر باز نہ آئے تو ان کا بائیکاٹ کر دیا جائیگا۔ نامعلوم مسلمان قوم کو کب سمجھ آئے گی۔

سوئٹزرلینڈ

مسٹر محمود لکھتے ہیں کہ آپ کا خط معہ لٹریچر ملا جس کے لئے [illegible] ہوں۔ یہ نہایت قیمتی اسلامی لٹریچر ہے اور ہمارے کام کے لئے [illegible] مفید ثابت ہوا ہے۔ فالتو کاپیاں ہم نے ہمدردوں میں تقسیم کر [illegible] خط میں آپ نے نہایت معقول باتیں لکھی ہیں اور ہم ان پر انشاء اللہ [illegible] عمل کریں گے ہمیں آپ کے رسائل اور لٹریچر سے خاص دلچسپی [illegible] لئے باعث مشکوری ہوگا۔ اگر ہمیں آئندہ بھی باقاعدہ یہ بھیجتے [illegible] ہم آپ کی خدمات اسلام کے دل سے معترف ہیں۔

ٹرینیڈاد

مسٹر محمد یوسف عزیز لکھتے ہیں کہ آپ کا خط معہ ٹریکٹ ملا [illegible] نے مختلف دوستوں میں تقسیم کر دیا ہے جو اس سے بہت متاثر [illegible] اور آپ کے کام خدمت اسلام کی تعریف کرتے ہیں۔ میں [illegible] کی فہرست کھول دی ہے اور انشاء اللہ ایک آدھ ماہ میں جمع [illegible] انجمن کے خزانہ میں بھیجدونگا۔ آپ نے مولوی نذیر احمد کی [illegible] خبر سن لی ہوگی۔ اس کا اپنا اصل اشتہار ملاحظہ کے لئے بھیجتا [illegible] شخص حضرت مولانا محمد علی صاحب کے خلاف بہت کچھ [illegible] ہے اور یہ بھی کہ انجمن کا انگریزی ترجمۃ القرآن ہندوستان میں [illegible] نہیں ہوتا اور نہ انجمن کا کوئی ہائی سکول یا اس کی عمارت [illegible] دروغگوئی سے ذرہ بھر بھی دریغ نہیں۔

بعض لوگ اس کی انگیخت سے ہمارے خلاف پروپیگنڈا [illegible] کرتے رہتے ہیں لیکن ہم خدا کے فضل سے ڈٹ کر ان کا مقابلہ [illegible] ہیں۔ اور حق کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ مفصل حالات آئندہ [illegible]

شمالی امریکہ

فاطمہ ڈلکن صاحبہ لکھتی ہیں کہ آپ کی مرسلہ کتب [illegible] اسلامی موصول ہوئیں۔ میں اپنے دلی جذبات کو خط میں لکھنے سے [illegible] کتب میرے سابقہ پتہ پر پہنچی تھیں۔ وہاں سے اطلاع آنے [illegible] بذریعہ رجسٹری طلب کر لیں۔ میں تہ دل سے مشکور رہوں۔ اگر [illegible] ان کی قیمت ہو۔ ادا کرنے کو تیار رہوں۔

جنوبی امریکہ

برادر شیخ احمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ اس علاقہ میں مسلمانوں نے متحدہ طور پر ۱۹۳۰ء میں انجمن اسلامیہ کی بنیاد ڈالی تھی [illegible] ماہ بعد شہر کے بڑے بازار میں ایک زمین جس پر مکانات بھی تھے [illegible] روپیہ میں خریدی گئی جس میں سے تین ہزار روپیہ تو نقد ادا کر دیا [illegible] کے لئے سات فیصدی سالانہ سود پر تمسک لکھ کر دیا گیا اور [illegible] مکانات کی مرمت کروائی گئی۔ اس کے بعد چند شریر لوگوں نے چھیڑ چھاڑ کر مسلمانوں میں تفرقہ اندازی ڈالدی اور متعدد [illegible] انجمن کے ساتھ رہ گئے۔ باوجود قلیل ہونے کے انجمن نے [illegible] ایک عالیشان مسجد کی بنیاد رکھدی جس کے لئے قرضہ [illegible] چندہ جمع ہو گیا۔ مخالف مسلمانوں نے ایک علیحدہ مسجد [illegible] دی۔ انجمن کا اس مسجد پر چار ہزار چھ سو روپیہ خرچ [illegible] تین ہزار روپیہ سود پر لیکر پورا کیا گیا۔ مکانات [illegible] ہزار روپیہ قرض میں ادا کیا گیا اور باقی [illegible] کل قرضہ ساڑھے نو ہزار روپیہ باقی رہ گیا ہے جس [illegible] پورا ہوتا ہے۔ مارچ ۳۶ء میں قرض کا [illegible]

(باقی صفحہ [illegible])

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۵ | یوم پنج شنبہ ۲۳ صفر المظفر ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۲۴

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں پرانا نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل قدر ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی عقیدت بہ حضرت عقیدۂ جماعت مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

منشی ظفر علی صاحب آستانہ عبودیت برطانیہ پر

منشی ظفر علی صاحب نے ایک مدت سے سلسلہ احمدیہ اور اس کے مقدس و مطہر بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برخلاف جو طوفان بد تمیزی اور دجل بپا کر رکھا ہے اس کی داستان بارہا بکھیری جا چکی ہوئی ہیں۔ ایک مدت سے منشی صاحب نے اس بات کا ڈھنڈورہ پیٹ کر جہلا کو ہمارے خلاف اکسانا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے کہ یہ لوگ حکومت کے پٹھو ہیں۔ انگریز کے جاسوس ہیں اور غلامی کا درس دیتے ہیں۔ مخالف مولوی بھی ان کی ہمنوائی میں اسی بات کو دہرانے نہیں تھکتے۔ لیکن جب ان کی اس لغویت کا تجزیہ کیا جاتا ہے تو اس پہاڑ سے ایک مرا ہوا چوہا بھی نظر نہیں آتا۔ جسے سونگھ کر ہی ان کو تسکین حاصل ہو سکے۔

حال ہی میں خان کابلی صاحب نے ایک کتاب "ظفر علی کی گفتاری" مرتب کی ہے جس میں مولف مذکور نے نہایت کاوش سے منشی صاحب کی وہ پرانی تحریرات تلاش کر کے درج کی ہیں جن کے ذریعہ آپ ایک مدت تک حکومت برطانیہ کی مدح و ستائش کے گن گاتے رہے۔ ذیل میں منشی صاحب کی تحریرات کے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ منشی صاحب اور ان کے حواری سلسلہ احمدیہ پر اعتراض کرنے سے پہلے اس آئینہ میں اپنا منہ دیکھ لیا کریں۔

حکومت انگریزی آیہ رحمت ہے

"یہ (زمیندار) گورنمنٹ کا وفادار اور خیر سگال ہے تو صرف اس لئے کہ وہ ہندوستان میں سرکار انگریزی کے وجود باجود کو آیہ رحمت سمجھتا ہے اور ایسا سمجھنے میں اس کی کوئی ذاتی غرض مرکوز نہیں۔ . . . . . ہم پھر کہتے ہیں اور ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ زمیندار گورنمنٹ کا ایسا وفادار خادم ہے۔ جو کسی غرض و مطلب کے بغیر اس پر اپنی جان نثار کرنا قومی و مذہبی فرض سمجھتا ہے اور وہ اپنی قوم کو بھی اپنے ہی جیسا خالص وفادار اور عقیدت شعار رہنا چاہتا ہے۔"

(زمیندار ۱۲ نومبر ۱۹۱۱ء)

حکومت کا سرکش مسلمان مسلمان نہیں

"ہم یہ بات اپنی تحریر و تقریر میں پہلے بھی ظاہر کر چکے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہندوستان دار السلام اور دار الاسلام ہے جہاں دھڑتے سے مسجدوں میں اذانیں دی جاتی ہیں۔ . . . . . مسلمان ایسی جگہ ایک لمحہ کے لئے بھی ایسی حکومت سے بدظن ہونے کا خیال نہیں کر سکتے۔ اس مذہبی آزادی اور امن و امان کی موجودگی میں بھی اگر کوئی بدبخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کرنے کی جرأت کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ وہ مسلمان مسلمان نہیں۔" (زمیندار ۱۱ نومبر ۱۹۱۱ء)

انگریز اولی الامر ہے

"اگر گورنمنٹ کو لڑائی کے بغیر اپنی مصلحتوں کی بنا پر چارہ نہ رہے تو ایسی حالت میں مسلمانوں کو اس طرح سرکار کی طرف سے جلتی آگ میں کود کر اپنی عقیدتمندی ظاہر کرنی چاہیئے جس طرح سرحدی علاقہ اور شمالی لینڈ کی لڑائیوں میں مسلمان فوجی سپاہیوں نے اپنے مذہبی اور قومی بھائیوں کے خلاف جنگ کر کے اس امر کا بارہا ثبوت دیا ہے کہ اطاعت اولی الامر کے اصول کے وہ کس درجہ پابند ہیں۔" (زمیندار ۱۲ نومبر ۱۹۱۱ء)

ہماری کسی نظم کا مقصد اس سے زیادہ نہیں ہے مسلمانوں میں جہاں ہمدردی بنی نوع۔ غیرت دینی۔ اخوت اسلامی۔ اتحاد ملی مودت قومی کی مقدس ترین خصوصیات زندہ ہو جائیں وہاں اپنے بادشاہ کی اطاعت، حکومت وقت کی جاں نثاری۔ سلطنت ابد مدت برطانیہ کے ساتھ محبت کے وہ ضروری جذبات بھی بدرجہ اتم موجود ہو جائیں۔ جن کے بغیر ہندوستان کا مسلمان اطاعت اولی الامر کے الہامی ارشاد کے معیار میں پورا اترنے کے باعث کامل مسلمان نہیں کہلا سکتا۔"

(زمیندار ۹ نومبر ۱۹۱۱ء)

"ہم نے زمیندار کی نظموں کے اس حصہ کی شان دکھاری ہیں جس میں اطاعت اولی الامر یعنی حضور جارج پنجم خلد اللہ ملکہم کے تاج و تخت کے ساتھ مسلمانوں کی عقیدت کی تصویر کھینچی گئی ہے۔"

(زمیندار ۹ اکتوبر ۱۹۱۱ء)

"بحیثیت جمعیۃ الاسلام کے آقا ہونے کے اس گھٹا ٹوپ تاریکی میں امید کی کوئی کرن نظر آتی ہے تو وہ حضور جارج خامس شاہنشاہ خلد اللہ ملکہم کی ذات بابرکات ہے جو دس کروڑ مسلمانوں کے آقا ہونے کے لحاظ سے ہماری [illegible] مامور کئے گئے ہیں۔" (زمیندار [illegible])

"اصل اور سچی وفاداری اپنی رگوں کی [illegible] بادشاہ وقت کی اطاعت کرنا مذہبی فرض [illegible]"

(زمیندار [illegible])

حکومت برطانیہ خدا کا سایہ [illegible]

"زمیندار اور اس کے ناظرین اور تمام [illegible] حلقہ اثر میں داخل ہیں۔ گورنمنٹ [illegible] اور اس کی عنایات شاہانہ و الطاف [illegible] اور قلبی عقیدت کا کفیل سمجھتے ہوئے [illegible] پیشانی کے ایک قطرے کی بجائے [illegible] تیار ہیں اور یہی حالت ہندوستان کے [illegible]"

(زمیندار [illegible])

"مذہب ہمارا پاک مذہب بادشاہ وقت [illegible] ہم کو سرکار انگلشیہ کے سایہ عاطفت [illegible] برکتیں حاصل ہیں۔ ہم پر اندر کے [illegible] فرض ہے۔"

(زمیندار [illegible])

ان کے علاوہ اور بھی نثر و نظم کے حوالے [illegible] کی حریت نوازی، آزاد منشی اور غیرت اسلامی [illegible] صاحب نے یہاں جس قدر گراوٹ کا اظہار کیا [illegible] ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود پر حکومت نوازی کا [illegible] محض عناد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر ہے۔ [illegible] خوشامد نہیں کی۔ لیکن ماموران الہٰی حق و [illegible] ان کی اغراض اہل دنیا سے ہرگز وابستہ نہیں [illegible] اصول دیانت پر مبنی سمجھتے ہیں۔ اس کے [illegible] نہیں کرتے۔ آپ کی بعض تحریرات سے حکومت کی [illegible] جس کو کوتاہ بین متعصب نادان خوشامد پر محمول کر [illegible] انگریزوں کے پنجاب پر قابض ہونے سے پہلے [illegible] میں مسلمان کا مذہب اور عزت غیر محفوظ تھے۔ مسلمان [illegible] تھی۔ معمولی سی بات پر مسلمان کا خون [illegible] کی طرح [illegible] مسلمان عورتوں کی عزت محفوظ نہیں تھی۔ سید اسمٰعیل [illegible] جو جہاد سکھوں سے شروع کیا۔ اس کی وجہ بھی [illegible] ہی تھے۔ انگریز نے آکر نہ صرف سکھا شاہی کا خاتمہ کیا [illegible] آزادی عطا کی۔ ملک میں امن کا دور دورہ ہو گیا [illegible] ہو گئی۔ تو اس حالت میں ایک امن پسند انسان [illegible] شکر گزاری باعث نام طرازی؟ اس وقت کے [illegible] اقتضا دیکھو۔ حکومت کی تائید ہی ندا کی [illegible] لیشکر الناس لم یشکر اللہ کے ماتحت آپ نے [illegible]

"عرصہ گزرا ہے کہ بعض صاحبوں نے [illegible] اس مضمون کی بابت کہ جو حصہ قوم کے [illegible] انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل [illegible] بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے [illegible] کو دوسری عملداریوں پر کیوں ترجیح دی [illegible] کہ اس سلطنت کو اپنی شائستگی اور امن [illegible] ترجیح ہو۔ اس کو کیونکر چھپا سکتے ہیں [illegible] ذاتی کیفیت خوبی ہی ہے گو وہ کسی [illegible] جائے۔ الحکمۃ ضالۃ المومن [illegible] کہ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں ہے کہ [illegible] جس سلطنت کے ماتحت رہ کر امن [illegible]

. . . . . اس کے سلوک اور مروت کا ایک ذرہ شکریہ بجا نہ لاوے۔ بلکہ ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کریں اور منعم کا شکر بجا لاویں . . . . . اور بہ طیب خاطر معروف اور واجب طور پر اطاعت اٹھاویں۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ)

ان سطور سے صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ آپ نے حکومت کا شکر ادا کیا جس کا نہ کرنا کفران نعمت کے مترادف ہے اور اگر اطاعت یا تو صرف معروف اور واجب طور پر۔ یہ نہیں کہ حکومت کے ہر فعل وہ غلط ہی ہو تائید کرتے جاؤ۔ ان الفاظ کی موجودگی میں جماعت کے بانی پر خوشامد اور حکومت پرستی کا الزام جھوٹ کی نجاست پر منہ کے سوا کچھ نہیں۔ ذیل کی تحریر آپ کی روش پر زیادہ روشنی ڈالتی ہے:۔

"محسن کے احسانات کی شکرگزاری کے اصول سے ناواقف جاہل ہمارے اس قسم کے بیانات اور تحریروں کو خوشامد کہتے ہیں۔ مگر ہمارا خدا جانتا ہے کہ ہم دنیا میں کسی انسان کی خوشامد کر سکتے ہی نہیں ہاں احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے اور محسن کشی اور غداری کا ناپاک ارادہ اس نے اپنے فضل سے ہم میں نہیں رکھا۔ ہم گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کی قدر کرتے ہیں اور اس کو خدا کا فضل سمجھتے ہیں کہ اس نے ایک عادل گورنمنٹ کو سکھوں کے پر جفا زمانہ سے نجات دلانے کے لئے کئی ہزار کوس سے بھیج دیا۔" (الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۱ء)

حضرت صاحب کی مذکورہ بالا تحریرات کو پڑھ کر کسی شخص کو حق پہنچتا کہ وہ جماعت احمدیہ پر غلط اتہامات عائد کرے۔ جب لوگوں کے سامنے یہ پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے انگریزوں کا شکریہ اس لئے کیا کہ انگریز کی حکومت امن و عدل کی حامل تھی۔ جھٹ موجودہ انگریزوں کے جور وستم کی داستان لے بیٹھتے حالانکہ حضرت صاحب نے موجودہ افسروں کی تعریف نہیں کی اور آج ہم بھی کسی کی آنکھیں بند کر کے تائید نہیں کرتے۔ آج حکومت اپنے اصول سے گر چکی ہے۔ رشوت ستانی کا دور ہے۔ عدل و انصاف کی کمی ہے۔ پہلا سا امن و سکون ملک کو نہیں مگر ہمارے دلوں میں بلاوجہ کسی کے متعلق نہ بغض و محبت رہی ہے نہ اب ہے اور یہی حالت حضرت صاحب کی تھی۔

ہر نوع برادران سلسلہ اور مسلمانوں کے سامنے اس گرگٹ کی شکل آگئی ہے جس کا شیوہ ہر لحظہ ایک نیا رنگ بدلنا ہے۔ ان تحریرات کی موجودگی میں بھی منشی صاحب جماعت احمدیہ کے خلاف حکومت نوازی کا الزام عائد کرنے سے باز نہ آئیں تو ڈھٹائی کی حد ہو جائے گی۔ ہاں اگر مولوی صاحب اپنی بریت کے اظہار میں دلیل پیش کریں کہ اس وقت انگریز اور تھا اور اب اور ہے اور ہمیں انگریز کو پہلی نگاہ سے نہیں دیکھنا تو وہ ہماری طرف سے کم از کم یہی تاویل قبول فرمالیں۔

جماعت جموں کے جلسے کا التوا

چونکہ ۱۷-۱۸ اپریل کو انجمن اسلامیہ جموں کا جلسہ ہو رہا ہے۔ اس لئے احباب نے اپنا جلسہ غیر معین وقت کے لئے ملتوی کر دیا ہے۔ تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

نگاہ وہابیہ

دہلی کے وہابیوں کے اخبار "مسلم اہلحدیث گزٹ" ۱ اپریل ۱۹۳۷ء میں ایک نامہ نگار صاحب "جمعیت تنظیم اہلحدیث ہند کی ضرورت" پر ایک مضمون لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آج سے پچاس سال قبل کے علماء اہلحدیث کے تراجم پڑھئے جن کی تعداد نہایت قلیل تھی وہ اخلاق و ایثار کا نمونہ تھے . . . . . ان میں باہمی اختلاف بھی تھا۔ مگر وہ اختلاف باعث رحمت تھا۔ وہ معمولی معمولی مسائل پر لڑ کر تکفیر و تفسیق کا فتویٰ نہیں دیا کرتے تھے۔ وہ کافروں کو مسلمان بناتے تھے۔ مگر ہم مسلمان کو کافر بناتے ہیں۔ ان کے نزدیک کسی کو کافر قرار دینا بہت ہی بڑا دشوار تھا ان کا اختلاف تحقیقی حد تک اور حد ادب سے متجاوز نہ ہوتا تھا۔ مگر آج ہم معمولی اختلافات کے سبب ثنائی۔ غزنوی۔ شرفی۔ امیری۔ صدری دہلوی اور عرشی و فرشی پارٹیاں قائم کر رہے ہیں اور اس پارٹی بازی کو اہلحدیث کی تبلیغ کا طرہ امتیاز سمجھے بیٹھے ہیں۔" اپنے منہ سے وہابی صاحبان ظہر الفساد فی البر والبحر کا نمونہ پیش کر رہے ہیں گویا ان پچاس سالوں میں اس قوم میں صلاحیت کا مادہ نہ رہا تھا۔ اور یہ وہی زمانہ ہے جبکہ اس قوم نے بڑے اعتماد سے اس زمانہ کے مجدد پر تکفیر کا فتویٰ لگا کر سارے ہندوستان میں آگ لگا دی اور خود بھی آگ سے کھیلنا شروع کر دیا جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔

رپورٹر کا (بی) "تنظیم اہلحدیث لکھتا ہے کہ "جماعت اہلحدیث کا آج تک یہی عقیدہ چلا آیا ہے کہ خدا کی ذات عرش پر ہے۔" لیکن آج اہلحدیث کہلانے والا مولوی ثناء اللہ احمدیوں کے نقش قدم پر چل کر یہ عقیدہ اپنے اخبار ۱۰ شعبان ۱۳۵۵ھ میں شائع کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ عرش و فرش پر (ہر جگہ) اپنی ذات سے موجود ہے۔" اور کیا یہ "قرآن و حدیث کی کھلی توہین نہیں تو اور کیا ہے۔" "لیکن مولوی ثناء اللہ سے بہت ممکن ہے کہ مضمون کے عوض میں ہمیں بدستور سابق گالیاں دی جائیں اور اخبار تنظیم اہلحدیث کے بائیکاٹ کے اشتہار شائع کئے جائیں اور اس کے مدیر محترم کو حاسد۔ مفسد۔ بدکلام۔ کینہ ور بیہودہ۔ بیدین وغیرہ کے معزز القاب سے یاد کیا جائے۔"

(اخبار تنظیم اہلحدیث روپڑ ۹ اپریل ۱۹۳۷ء)

یہ متبع قرآن و حدیث جماعت کا نمونہ ہے یہ سب سزا ان کو کلمہ گووؤں کی تکفیر کی وجہ سے مل رہی ہے کہ خود ان کا ظاہری حال اغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء کا مصداق بن رہا ہے جو سلوک ان کا خود آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہے اس سے بہت بدتر دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ مخالفت میں اندھے ہو کر سچائی۔ اخلاق اور تہذیب کو بھی جواب دیدیتے ہیں۔ اپنی مشرکانہ اور یہ قرانہ عادات پر نظر نہیں۔ لیکن دوسرے مسلمانوں کو مشرک۔ اور کافر کہہ دینا ان میں سے ہر ایک کا طرہ امتیاز ہے۔

سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا اقرار

بخدمت جناب امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم کے بعد واضح ہو کہ میں ایک قادیانی گھر میں پیدا ہوا ہوا قادیانی تھا۔ چار سال مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم بھی حاصل کی۔ قادیان کی گندی حالت اور قادیانی انسانیت سوز مظالم سے تنگ آکر میں ان کے سکول سے نکلا اور انگریزی تعلیم حاصل کی اور جو جو سختیاں میں نے ایسا کرنے سے سہیں وہ میں جانتا ہوں اور یا میرا خدا جانتا ہے۔ کفر کا فتویٰ صرف اس وجہ سے مجھ پر لگایا گیا کہ میں نے احمدیہ سکول کو چھوڑا ہے۔ والدین تک میرے مخالف ہو گئے۔ میرے متعلق قادیانی فرعونوں نے پیشگوئیاں کیں کہ تم مڈل پاس نہیں کر سکو گے۔ مگر دس ماہ کے بعد مڈل اور دو سال کے بعد میٹرک اچھے نمبروں میں پاس کر کے پورے ساڑھے چار سال میں ایف۔ ایچ۔ ڈی۔ ایل امرتسر میڈیکل سکول سے کیا۔ آپ کی جماعت سے مجھے زیادہ واقفیت نہ تھی۔ صرف دو دفعہ آپ کی ذات بابرکات کا دیدار حاصل ہوا۔ ایک دفعہ ایک دنیاوی کام کیلئے آیا تھا اور آپ نے وہ میرا کام صرف للہ کیا۔ مجھے بالکل نہ پوچھا کہ تو ہماری جماعت سے تعلق رکھتا ہے یا کہ نہیں۔ یہ فرق ہے قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے لیڈروں میں۔ قادیان میں جاؤ۔ پہلے پوچھیں گے کہ امیر جماعت کی سفارش لاؤ۔ کتنے عرصے سے تمہارا باپ ہمارے ٹولے میں ہے اور چندہ باقاعدہ دیتا رہا ہے اور پھر کسی بڑے کارکن کی سفارش۔ آپ کی سادہ زندگی اور آپ کے ارکان دفتر کا حسن سلوک دیکھ کر میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ مگر چند یوم کے بعد میں سندھ میں چلا آیا اور آجکل ادھر ملازمت میں ہوں اور ہر طرح سے خدا کا فضل ہے۔ لیکن ادھر بھی وقت بوقت آپ کی اخبارات نظر سے گذرتی رہتی ہیں اور میرے دل نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر مرزا صاحب سچے آدمی تھے اور اگر ان کا دعویٰ سچا تھا تو ان کے نقش قدم پر چلنے والی آپ کی جماعت ہے نہ کہ قادیانی۔ آپ کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ مگر کام وہ کیا جس کا اثر دنیا کے کونے کونے پر پڑ گیا۔ آج۔ ہندوستان کے اندر جس طرف بھی دیکھتا ہوں۔ مغربی تعلیمیافتہ لوگوں کے پاس آپ کا ہی تصنیف شدہ قرآن مجید انگریزی نظر آتا ہے اور ہر طرف آپ کے ہی انگریزی رسالہ نظر آتے ہیں جو کہ مسلم نوجوان پڑھتے ہیں۔ دنیا کا ہر مسلمان اگر اس سے صدق دل سے پوچھا جائے تو آپ کی اسلامی خدمات کا معترف ہے۔ اور میں تو حیران ہوں کہ چھوٹی سے چھوٹی جماعت مگر کام وہ کر گئی۔ جو کہ کروڑوں انسان نہ کر سکے۔ حالانکہ ان کے اندر ایسی ایسی ہستیاں موجود ہیں جو کہ ایک ایک ہستی اتنا خرچ برداشت کرے۔ مگر وہ کام خدا نے آپ کی ایک غریب اور چھوٹی سی جماعت سے کروانا تھا۔ سو کر وا دیا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس کا اجر آپ لوگوں کو اگلے جہان میں دے گا۔ قادیانی جماعت کو میں مذہبی جماعت نہیں سمجھتا۔ وہ سیاسی جماعت ہے اور اگر ان سے پوچھا جائے کہ آپ نے کیا کام کیا تو وہ کہتے ہیں کہ سندھ میں ہماری دس ہزار ایکڑ زمین ہے تو میں ان کو یہ جواب دیتا ہوں کہ یہ کوئی کام نہیں ہے۔ سندھ میں کئی مسلمان زمینداروں کے پاس اس سے بھی بہت زیادہ زمینیں ہیں۔ واقعہ ہی آپ کی جماعت نے وہ کام کیا ہے جو کہ اس وقت اسلام اور ملک چاہتا تھا۔ مگر کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ آپ کی سادہ زندگی دیکھ کر میرے دل پر بہت اثر ہوا کہ ایک قابل سے قابل ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ اور اس زمانے کا کہ جس زمانے کے ایم۔ اے ایل ایل بی۔ آج بہت بڑی دنیاوی عزتیں حاصل کر چکے اور یہ دروازہ آپ کیلئے بھی بند نہ تھا بلکہ کھلا تھا۔ اور آپ ہی کھلا ہے۔ آپ کا دفتر سادہ آپ کا لباس سادہ اور دروازے پر نہ کوئی پہرہ اور نہ کوئی محافظ۔ ایک سادہ سی عمارت میں بیٹھے ہوئے کام کر رہے تھے۔ اس کا مقابلہ اگر قادیانی لیڈر سے کیا جاوے تو ایک ڈاکٹر ہر لمحہ ساتھ۔ تین چار بلکہ اس سے بھی زیادہ باڈی گارڈ۔ اور سوائے خاص آدمیوں کے اور خاص اوقات کے ملاقات ناممکن۔ میں آپ کی بیعت ابھی نہیں کر رہا۔ مگر چند خدشات میرے دل میں ہیں وہ دور ہو جاویں تو پھر کروں گا۔ مگر فی الحال التماس کرتا ہوں کہ قرآن مجید انگریزی کی ایک کاپی بذریعہ وی۔ پی۔ مجھے ارسال کی جاوے تو میں آپ کا نہایت مشکور و ممنون ہوں گا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ خط پیغام صلح میں شائع کروا دیں۔ مگر یہ داستان مختصر

جھنگ میں دو تبلیغی لیکچر

جھنگ میں مارچ گذشتہ کی ۲۸ تاریخ کو سناتن دھرم کی ایک مذہبی کانفرنس تھی۔ مقامی جماعت کی طرف سے اس کانفرنس میں شرکت کے لئے خط وکتابت کی گئی اور مجھے اس میں مضمون بیان کرنے کے لئے دعوت دی گئی۔ جماعت کی طرف سے ایک اشتہار بھی شائع کیا گیا جس کا عنوان یہ تھا کہ اس میں ہمارا مضمون سب پر فائق رہے گا اور قرآن مجید کی فضیلت ظاہر ہوگی۔ اس قسم کا اشتہار ایک مامور من اللہ کی شان کے ہی شایاں ہوتا ہے۔ ایک معمولی قابلیت اور اہلیت کا انسان اپنے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس کی تقریر کیسی ہوگی؟ دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور کمزور انسان اس کے فضل کا بے حد محتاج ہے۔ سناتن دھرم کی کانفرنس میں میں نے حالت ما بعد الموت پر تقریر کی۔ اس میں قرآن شریف اور وید سے مابعد الموت زندگی کے تعلق کے متعلق ایک گونہ اتحاد کو کسی قدر وضاحت سے بیان کیا۔ وید اور ہندو نقطہ نگاہ پر قرآن شریف نے جو تکمیل کا فرض ادا کیا ہے اسے بھی مختصراً بیان کیا۔ آریوں کے سوا سب لوگوں نے اس مضمون کو پسند کیا اور پریذیڈنٹ صاحب نے نہایت مہربانی سے دو بار ہی بیس منٹ کے قریب وقت دیا۔

دوسرے دن میثاق النبیین کے موضوع پر ایک تقریر کا اعلان ہوا۔ لوگوں کی حاضری کافی تھی۔ ژند اوستا، ژند اوستا ژند دید اور بائیبل کی پیشگوئیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بیان [illegible] لوگوں نے ۱/۲ گھنٹہ تک اس تقریر کو خوب سنا۔ سوائے ہمارے [illegible] دوست کے اس میں کوئی قابل اعتراض بات کسی کو نظر نہیں آئی

غالب برا نہ مان جو واعظ برا کہے
ایسا بھی ہے کوئی سب اچھا کہیں جسے

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک لیکچر

جھنگ سے واپسی پر ہمارے نوجوان دوست شیخ عزیز احمد صاحب نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تقریر کا انتظام کیا۔ جماعت میں ایسے جواں ہمت لوگوں کی سخت ضرورت ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک فرد واحد ہونے کے باوجود انتظام نہایت اچھا اور تسلی بخش تھا۔ تقریر کا موضوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غیر مذاہب کی کتابوں میں بشارات تھا۔ یہ دے کر ہی ایک مضمون میرے دماغ میں رہ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں اسے قبول فرمائے اور لوگوں کے دلوں میں حضور کی محبت القا فرمائے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی سامعین کی تعداد بہت کافی تھی۔ جہاں تک میرا خیال ہے لوگوں نے اسے دلچسپی سے سنا۔

لائلپور میں ناکامی!

ٹوبہ ٹیک سنگھ سے واپسی پر لائلپور میں دوستوں اور بزرگوں نے تقریر کے لئے بے حد کوشش کی۔ مگر ابر و باراں کی کثرت نے تقریر نہ ہونے دی۔

(عبد الحق ودیارتھی)

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مولانا عبد الحق صاحب کا

کامیاب لیکچر

مؤرخہ [illegible] بعد نماز عشا ایک عام پبلک جلسہ شیخ عزیز احمد صاحب کی طرف سے زیر صدارت چوہدری امیر الدین صاحب آڑھتی منڈی متصل اکبری مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ ہوا۔

جلسہ میں حاضرین کی تعداد زائد از ۰۰ ۵ تھی۔ مسلمانان شہر کے علاوہ ہندو اور سکھ صاحبان بھی کافی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔

تلاوت قرآن مجید کے بعد علامہ مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی (جن سے عام اخبار بین حضرات اچھی طرح سے واقف ہیں) نے اپنے مدلل اور پراز حقائق انداز سے تقریر شروع کی۔ آپ نے دوران تقریر میں وہ وہ نکات اور معرفت کے راز بیان فرمائے اور کثیر تعداد حوالہ جات از وید، شاستر اور پرانوں کے گیتوں سے دیئے۔ جن کو سن کر حاضرین کیا مسلمان اور کیا ہندو سب نے بے اختیار آپ کی پرزور لفظوں میں داد دی۔

مولوی صاحب نے اپنے مخصوص انداز بیان اور حوالہ جات نہ صرف زبانی ہی دیئے بلکہ ایک ایک شلوک اور پرانی کے گیت کو پڑھ کر اس کا ترجمہ قرآن مجید کی آیت کے ساتھ ساتھ اس طرح ثابت کر کے دکھایا کہ آج تک اکثر اصحاب جن میں سے بیشتر عمر رسیدہ تھے۔ ہم نے انہیں یہ کہتے ہوئے اپنے کانوں سے سنا۔ کہ نہ اس طرح کا وعظ شریف پیشتر سننے میں آیا تھا اور نہ ہی ہم نے کوئی ایسا محقق دیکھا تھا۔ جس نے اس قدر محنت اور دماغ سے دوسروں کی مقدس کتابوں مثلاً وید، پرانی، انجیل، زبور، توریت اور پارسیوں کی مقدس کتاب (نام اس وقت مجھے یاد نہیں رہا) مطالعہ فرمایا ہوا ہے۔ جس کی کہ موجودہ زمانہ میں نظیر ملنی مشکل ہے۔

ادھر تو مسلمانان ٹوبہ کے دلوں کی یہ کیفیت تھی۔ ادھر صبح ایک وفد ہندو صاحبان کا آیا کہ مولوی صاحب جبکہ ان کا وعظ کسی خاص ایک فرقہ یا قوم سے متعلق نہ تھا۔ بلکہ وہ تو سب ایسے جھگڑوں سے کنارہ کش ہیں جن کی کہ آجکل کے علماء میں نظیر ملنی مشکل ہے بلکہ ان کے پردھان لالہ امچند صاحب کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل نوٹ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:-

"ہمیں سخت افسوس ہے کہ ایسے جید عالم اور بزرگ کی آمد سے ہمیں اطلاع نہ دی گئی اور نہ ہی جلسہ وغیرہ کے بند وبست اور انتظام وغیرہ کرنے میں ہماری کوئی سہایتہ لی گئی۔"

قصہ مختصر جلسہ بالا اپنی نظیر آپ تھا اور پورا پورا کامیاب رہا۔ جلسہ کی روئیداد ختم کرنے سے پیشتر میں اپنے محترم دوستوں مسٹر حسن محمد اور الہ داد خان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جلسہ کی رونق اور حاضرین کے دلوں کو اپنے مخصوص انداز بیان میں لغتیں پڑھ کر محظوظ کیا۔ جزاھما اللہ احسن الجزاء۔ والسلام

فضل الدین ڈھنڈا قصوری۔ شیخ عزیز احمد صاحب کاٹن فیکٹری ٹوبہ ٹیک سنگھ

اخبار احمدیہ

—— سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بفضل ایزد متعال بخیر و عافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— مقام مسرت ہے۔ کہ جناب ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب فجی کو، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فرزند عطا فرمایا ہے جس کا نام آپ نے بشارت احمد تجویز فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ یہ بچہ بشارت احمد ثانی ثابت ہو کر والدین کے لئے خوشی و خرمی ہونے کا موجب ہو۔

—— مکرمی مولوی وزیر خان صاحب جمشید پور اور دیگر دو نوجوان جو سلسلہ سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ بعض شرارت پسند مولویوں نے جھوٹا مقدمہ فوجداری بنا یا ہے۔

احباب ان کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

ایک بزرگ ہستی کا انتقال

یہ خبر تمام حلقوں میں نہایت افسوس سے سنی [illegible] خلیفہ فضل حسین صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر [illegible] پریذیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور ۱۳ اپریل بعد از دوپہر [illegible] سے انتقال فرما گئے۔ مرحوم مجسمہ صفات و حسنات تھے [illegible] خیر خواہی آپ کی سرشت میں تھی۔ ہر دینی کام میں پوری سرگرمی [illegible] لیتے تھے۔ مختلف مجالس اسلامی آپ کی مالی اور اخلاقی امداد [illegible] ہوتی تھیں۔ اشاعت دین کے کام سے آپ کو خاص [illegible] پر زبردست احمدی تھے۔ جماعت کی ہر تحریک میں حصہ لیتے [illegible] ایک رقم خطیر ماہوار چندہ کی صورت میں ادا کرتے رہے [illegible] تکفیر کے علی الرغم آخر تک مسجد میں نماز کے لئے آتے رہے [illegible] کے ممبر ہونے کی حیثیت سے ان کی مکفرانہ روش کی [illegible] نے شدید مخالفت کی۔

مرحوم کی زندگی ایک اسلامی زندگی تھی [illegible] بزرگی ٹپکتی تھی۔ صلوٰۃ و صوم کے سختی سے پابند [illegible] سالی اور کمزوری کے باقاعدہ مسجد میں نماز ادا کرتے [illegible] حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آپ کو [illegible] اور وقتاً فوقتاً آپ کی ملاقات کو آتے ہی رہتے تھے [illegible] میں ایسے بزرگ کا داغ مفارقت دے جانا [illegible] نقصان ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم پر اپنی رحمت [illegible] اور آپکے متعلقین کو آپکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق [illegible] احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ جنازہ غائبانہ [illegible] روح پر فتوح کو ثواب پہنچائیں۔

انتقال پُر ملال

مکرمی مرزا عبد الرحیم صاحب کشمیر کے والد [illegible] عبد الکریم صاحب، ۲ رجب کی رات کو بعارضہ [illegible] سے رحلت فرما گئے۔ مرحوم نہایت پرانے اور [illegible] ریاست پونچھ میں جماعت کے قیام میں انکا ہی [illegible] پنشن کے بعد آپ نے اپنی زندگی اسی کام کیلئے [illegible] مخالفت کی شدید مخالفت کے اپنے کام کو جاری رکھا۔ آپ [illegible] وہاں صدر تھے۔ جماعت کی ہر تحریک میں [illegible] باقاعدہ چندہ ادا کرتے رہے۔ اور ہر تحریک [illegible] آپ متقی اور صالح بزرگ تھے، اخلاق و حسنات [illegible] اسلام کے سختی سے پابند تھے۔ ایسے باوجود [illegible] اور آپ کے متعلقین کے لئے نہایت ہی [illegible] تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ مرحوم کو جوار رحمت میں [illegible] پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

احباب سے درخواست ہے کہ وہ جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

قرآن مجید، بائیبل اور وید پر ایک نظر

برہان ششم خداوند عالم کا اسم ذات اللہ ہے

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

گذشتہ سے پیوستہ

اللہ جس کے معنی ہیں مستجمع جمیع صفات کاملہ یعنی جس میں تمام صفات خوبیاں اور اتم گن موجود ہیں اور کامل رنگ میں موجود ہیں۔ یہ ہستی باری تعالیٰ کا ذاتی نام ہے۔ اس نام کے تصور میں قرآن مجید کی بنا پر دو مقاصد مطلوب ہیں۔

(۱) انسان کی ذاتی اصلاح اور تہذیب

(۲) مذاہب عالم میں اتحاد

جس ہستی سے تعلق قائم کر رہے ہو یا جس کی معرفت کا سبق تمہیں دیا جا رہا ہے یا اس سے اعانت کے طالب ہوتے ہو۔ جان لو کہ وہ ہمہ حسن اور خوبی ہے اور حسن و خوبی کو پسند کرتا ہے اس کے حضور حاضر ہونے کے لئے پاک لباس کی ضرورت ہے جو تقویٰ کا لباس ہے یا تمہارا بھی حسین ہونا شرط ہے مگر حسن عمل کے ساتھ۔ نہ تناسب جسم کے ساتھ جس طرح عطار کو طبعاً بدبو ناگوار ہے اسی طرح ہمہ خوبی ذات کو بدی اور عمل بکردہ ناپسند ہے جو اپنے کپڑے دھوتے ہیں بس وہ اسی کے ہوتے ہیں ذات باری کا یہ حسین تصور اصلاح نفس اور تہذیب روح کے لئے از بس ضروری ہے

(۲) اسم ذات اللہ کا تصور مذاہب عالم میں اتحاد کی بنیاد ہے اور اس نام کو دنیا کی کل زبانوں کے اسماء الٰہی پر ایسی فوقیت اور جامعیت حاصل ہے۔ جیسے ذاتی نام کو اپنی صفات پر حاصل ہوتی ہے یا حاصل ہونی چاہیئے۔ یہ نام کسی ایک صفت باری پر دلالت نہیں کرتا بلکہ تمام صفات باری تعالیٰ کا مظہر ہے۔ دنیا کی کسی زبان میں کوئی ایسا اسم موجود نہیں جس کے معنی مستجمع جمیع صفات کاملہ ہوں یا ہو سیا کہ پروفیسر لین (Lane) نے اس کا ترجمہ کیا ہے:-

comprising all the attributes of perfection.

دنیا میں ہر شخص کی حیثیت صرف انفرادی نہیں بلکہ اس کی جماعتی حیثیت اکثر صورتوں میں فائق ہے۔ اس لئے خدا کے تصور میں ان دو اصولوں کو اپنے سامنے رکھنا ضروری ہے کہ اس کی ذات میں وہ صفات حسنہ موجود ہیں جن کی روح انسانی کو اپنی تہذیب کے لئے ضرورت ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اس کی ذات میں وہ خوبیاں بھی موجود ہیں جن پر ایمان لانا نسل انسانی میں قیام امن باہمی و سلامتی کا موجب ہو سکے۔ اسم ذات اللہ کے مفہوم میں یہ دونوں امر بدرجہ اتم موجود ہیں۔ یعنی ایک تو وہ ذات اپنے اندر صرف خوبیاں ہی رکھتی ہے۔ اس سے اس کی ذات میں ہر قسم کے عیب اور نقص کی نفی ہوگئی یعنی ہر ایک صفت کمال میں بے نظیری اور بے مثالی اس کی ذات کا خاصہ ہے اور دوسرے یہ کہ کوئی خوبی اور کمال کی صفت ایسی نہیں ہو سکتی جس کو دنیا نے عظمند اور دانا یا انسان کا ترقی یافتہ دماغ حسن و خوبی قرار دے اور وہ اس ذات میں نہ پائی جاتی ہو۔ چنانچہ اسم اللہ کے یہ معنی قرآن مجید نے دوسری جگہ وللہ الاسماء الحسنیٰ بتائے ہیں کہ اللہ ہی کے لئے تمام اعلیٰ درجہ کے نام یا صفات ہیں۔

برہان ہفتم اسم اعظم اور دیگر مذاہب کے اسماء الٰہیہ

اسلام میں خدا کا تصور کس قدر بلند ہے۔ یہ امر دوسرے مذاہب کے تصور خدا کے ساتھ مقابلہ کرنے سے بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے۔ یہودی مذہب عبری زبان اور بائیبل مقدس نے اس ذات کا نام یہوواہ اور ایلوہیم بتایا ہے۔ عیسائی مذہب میں ان دو ناموں کے علاوہ الفا اومیگا اور خدا محبت کو پیش کرتا ہے۔ ہندو اپنی ہندی میں پرماتما پربرہم، پرمیشور اور اوم اس کے اعلیٰ نام قرار دیتا ہے۔ ایرانی اسے خدا کہتے ہیں۔ پارسی یزدان اور ہرمزد سے اسے یاد کرتے ہیں۔ انگریز اس کا نام گاڈ بتاتے ہیں۔ سکھ ست کے نعرے لگاتے ہیں۔ یہ چند ایک نام اس ذات کے مختلف مذاہب اور زبانوں کے ہم نے پیش کئے ہیں۔ اس پر دوسرے مذاہب کے اسماء باری کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ایلوہیم کے معنی عربی لغت میں معبود کے ہیں جس کی واحد الوہ ہے اس لئے یہ اسم معبود حقیقی اور معبودان باطلہ دونوں میں استعمال ہوا ہے۔ دیکھو خروج ۱۲ : ۱۲ - اور ۲۰ : ۳ - لفظ یہوواہ جس کے صحیح تلفظ میں سخت اختلاف ہے۔ اس کے معنی "وہ جو ہے" - الفا کے معنی "الاول"۔ اومیگا کے معنی "الآخر" محبت ایک حاصل مصدر ہے نام نہیں تاہم ایک صفت خاص ہے۔

پربرہم ۔ بہت وسیع اور بڑا۔

پرماتما ۔ اعلیٰ روح۔

پرمیشور ۔ بڑا مالک۔

یہ سب نام مرکب ہیں از حرف "پر" سے ترکیب پذیر۔

اوم مصدر "اَو" سے (اسم فاعل) "حفاظت کرنے والا"۔ اس مصدر سے اوبی - دیوس - اومنا - اوماسہ - اوماہیہ وغیرہ الفاظ بنے ہیں۔ جن کے معنی حسب ترتیب حفاظت کرنے والی، "محافظ"۔ دو حفاظت کرنے والے اور سب حفاظت کرنے والے ہیں۔ فارسی نام خدا خود آئندہ کا مخفف ہے۔ یزدان کے معنی خالق۔

گاڈ مصدر گوڈ سے جس کے معنی اچھا یا معبود ہیں۔ سکھ دھرم کا ست یعنی حق ہے۔

مذاہب اور اقوام کے یہ سب اسماء باری معبود - موجود - اول آخر - اعلیٰ روح - بہت وسیع - بڑا مالک - محافظ - خود بخود - خالق - حق عقل و نور (بدھ) اس ذات کی صرف ایک ایک صفت کو ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن اسم ذات اللہ ان تمام صفات اور ایسی ہی سینکڑوں صفات پر حاوی ہے اور اسم ذات صرف وہی ہو سکتا ہے جو تمام صفات کا موصوف ہو

برہان ہشتم۔ تمام مذاہب کے اسماء الٰہی میں اتحاد کا ایک رشتہ

متذکرہ بالا تمام مذاہب اور اقوام میں اس ہستی کے جو نام پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے سے بدرجہ غایت مختلف ہیں اور خدا کی سب سے اعلیٰ صفت کے متعلق ہر ایک قوم اور مذہب کا خیال بالکل جدا ہے تاہم ایک بات سب میں یکساں پائی جاتی ہے اور وہ یہ کہ اس معبود حقیقی کی ایک ایک صفت کو ہی یہ سب قومیں اور مذاہب بیان کر رہے ہیں اور ان میں کی ایک بھی صفت ایسی نہیں جو منافی ہو [illegible] ساری سارے نام ایک ہی ذات کے ہیں اور سب اس ایک محبوب کے گن گا رہے ہیں اور اگر یہ سچ ہے اور یقیناً سچ ہے تو پھر خدا و خدا ایلوہیم کے ماننے والے اور یہوواہ پر اعتقاد رکھنے والے۔ اوم - پرماتما - پربرہم - پرمیشور اور لفظ خدا سے کیوں تنفر رکھتے ہیں۔ کیا وہ خدا کی صفات کے منکر ہیں اور اوم پر یقین رکھنے والے خدا کے نام یہوواہ اور ایلوہیم سے کیوں نفرت کرتے ہیں۔ کیا زبان کے اختلاف سے اصل شے کی حقیقت بدل گئی۔ انگور یا سیب کا کسی زبان میں بھی نام ہو مگر اس کی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ تو اوم پر اعتقاد رکھنے والے خدا کی صفت یہوواہ اور ایلوہیم یعنی پرمیشور (ذات رحمت) ہونے کے کیوں منکر ہیں۔ ہندوؤں کو خدا کے فارسی نام سے کیوں چڑ ہے اور عیسائیوں کو اس کے سنسکرت نام سے کیوں عناد ہے زبانیں گو جدا جدا ہیں۔ مگر سب اس معبود حقیقی کا نام اپنی اپنی بولی میں لیتے ہیں قرآن شریف مذاہب کے اس جھگڑے کو یوں مٹاتا ہے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔ ہم نے ہر ایک رسول کو اس کی قوم کی زبان میں رسالت دی۔ اسماء اور صفات ایک تھے۔ مگر زبان کی بھیں نے اسے الگ الگ کر دیا اب بھی لوگوں کے دماغ میں خواہ وہ مشرقی ہوں یا مغربی۔ [illegible] کی کیفیت ایک ہے۔ مگر زبان پر آتے ہی یہ کیفیت پارہ پارہ ہو کر [illegible] ہے۔ اتھروید نے اس حقیقت کو یوں ادا کیا ہے:-

جنم بھِبرتی بہودا وِواچسم نانا دھرمانم

پرتھوی تیجھا اوکسم

لوگوں کی بود و باش کے لحاظ سے زمین مختلف بولی بولنے والے وہ دھرم (مذاہب) رکھتی ہے۔ دنیا میں بلاشبہ مختلف عقائد رکھنے والے بے شمار مذاہب موجود ہیں۔ لیکن اگر زیادہ گہری نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ بات بہت حد تک درست معلوم ہوتی ہے کہ مذاہب کے اختلافات کا بیشتر حصہ محض اختلافات زبان پر مبنی ہے۔ ہندو اپنی زبان میں خدا کا نام سن کر تو خوش ہوتے ہیں اور اس نام کا ورد کرنا بڑے ثواب کا موجب سمجھتے ہیں۔ مگر جب اسی نام کا عربی یا عبری اور پارسی زبان میں ترجمہ سن پاتے ہیں تو اس سے نفرت کرتے ہیں وللہ الاسماء الحسنیٰ۔ ملک و قوم و زبان کی حد بندیوں سے بالا ایک نام ہے۔ تمام اسماء حسنہ خواہ عبری کے ہوں یا سنسکرت کے ہوں۔ پارسی کے ہوں یا دنیا کی کسی اور زبان کے ان سب کا موصوف اللہ ہے کیونکہ وہ کسی ایک صفاتی نام پر دلالت نہیں کرتا بلکہ مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے۔

باقی — باقی

۸ جون ۱۹۴۷

روزنامہ "آثار"

ہمارے عزیز دوست منصور طارق صاحب مستحق مبارکباد ہیں کہ انہوں نے روزنامہ آثار نکال کر نہ صرف ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ بلکہ قربانی کی ایک نظیر قائم کر دی ہے۔ آثار آٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔ کاغذ و طباعت کا اعلیٰ اہتمام رکھا گیا ہے۔ دنیا بھر کی تازہ خبریں بھی موجود ہیں۔ اخبار مقالہ افتتاحیہ اور شذرات کا حامل بھی ہے اور ان تمام محاسن کے ہوتے ہوئے قیمت صرف ایک پیسہ اور زیادہ خوشی کی بات تو یہ ہے کہ منصور صاحب آزاد خیال نوجوان ہیں۔ ملک و قوم کا درد اپنے دل میں رکھتے ہیں جس کا نمایاں ثبوت انہوں نے آثار کی ابتدائی اشاعتوں میں ہی کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ فرقہ وارانہ خیالات سے پاک ہیں جو نہایت ہی مستحسن امر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت و کامیابی عطا کرے۔ فرزندان وطن اور بالخصوص مسلمانوں کو آثار کی قدر کرنی چاہیئے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

قرار پایا کہ انجمن کی جائداد اگر کوئی مسلمان خریدنا چاہے تو بہتر ورنہ اسے نیلام کرکے قرض ادا کیا جائے۔ جب یہ خبر عام طور پر مشہور ہو گئی تو ایک شخص بدھو نام نے ۱۰ر جولائی سنہ ۳۶ء کو انجمن کے جلسہ میں شامل ہو کر کہا کہ اگر اس کی تین شرطیں پوری کر دی جائیں تو وہ کل قرض انجمن کا ادا کردے گا۔ اول اصغر علی صاحب کو جو کسی وجہ سے انجمن سے نکال دیئے گئے تھے واپس لیکر بطور امیر مقرر کیا جائے۔ دوم انجمن کی جائداد پر کبھی قرضہ نہ لیا جائے۔ سوم سب مسلمان باہم اتفاق و اتحاد قائم کریں۔ ان میں سے پہلی دو شرطیں تو بلا کسی رد و بدل کے منظور کر لی گئیں اور تیسری شرط کا پورا ہونا چونکہ مشکل کام تھا اور مخالفین صلح کی طرف آنے کا نام نہ لیتے تھے۔ اس لئے اسے فی الحال چھوڑ دیا گیا۔ غرض ۱۴ر جولائی سنہ ۳۶ء کو میاں بدھو نے قارض کے پاس جا کر دو ماہ کے بعد ادائیگی قرض کا وعدہ کیا۔ ۱۴ر ستمبر سنہ ۳۶ء ادائیگی قرض کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ یکم اگست کو بدھو میاں صاحب نے اپنے علاقہ کی جماعت کی طرف سے تحریری اعلان شائع کیا کہ چونکہ فلاں شہر کے مسلمان اپنے ہاں کی انجمن کا قرضہ ادا کرنے سے ہمت ہار بیٹھے ہیں۔ مگر ہمارے علاقہ کے مسلمانوں نے ہمت نہیں ہاری اور ہم بلا کسی ناموری و شہرت کے محض قومی ہمدردی کے طور پر انجمن کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اگر دوسری جگہ کے مسلمانوں میں اس کام کے کرنے کی ہمت و جوش ہو تو ہمیں ۱۰ر اگست تک اطلاع دیں۔ اس کے بعد ۸ر اگست سنہ ۳۶ء کو بدھو میاں صاحب نے پانچہزار روپیہ قرضخواہ کو ادا کر دیا۔ اور باقی وقت مقررہ پر ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ ۳۰ر ستمبر سنہ ۳۶ء کو انجمن اسلامیہ کا عام جلسہ منعقد ہوا۔ اس سے چند یوم پہلے سابق امیر جماعت کرامت علی صاحب نے مستعفی ہو کر اصغر علی صاحب کے لئے جگہ خالی کر دی تھی اس لئے امیر جماعت کی عدم موجودگی میں بطور نائب ان کو صدر جلسہ بنایا گیا۔ دوران گفتگو میں انہوں نے جملہ واقعات کو ممبران کے روبرو بیان کر دیا کہ پانچہزار روپیہ بدھو میاں ادا کر چکے ہیں۔ بقایا ۱۴ر ستمبر کو ادا کر دیں گے اور یہ سب خدا کی راہ میں وقف ہے۔ مجلس میں بدھو میاں اور ان کے تین لڑکے بھی موجود تھے۔ اس وقت تو وہ خاموش رہے لیکن جونہی جلسہ کی کارروائی اور صدر کا بیان اخبارات میں شائع ہوا تو بدھو میاں صاحب کو گھبراہٹ شروع ہو گئی اور بقیہ رقم ادا کرنے کی بجائے اس نے پانچہزار روپیہ ادا کردہ کا انجمن کو مقروض قرار دے کر سات فیصدی سالانہ سود کا تمسک بنوا لیا حالانکہ اس وقت نہ اراکین انجمن اور نہ کوئی اور ذمہ وار آدمی موجود تھا۔ بعض لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ انجمن کے مخالف مسلمانوں نے بدھو میاں صاحب کو ورغلایا کہ یہ انجمن و مسجد مسلمانوں کی نہیں بلکہ کافروں کی ہے اس لئے اپنا روپیہ کیوں برباد کرتے ہو اور جب یہ سب کام تباہ ہو جائیگا تو ہم کہہ دیں گے کہ مسلمانوں کا اس مسجد سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ یہ ہے مسلمانوں کی ذہنیت کہ اب انکی مسجدیں بھی کافروں کی سمجھی جانے لگیں اور ان کی بربادی دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ بہرحال انجمن نے اس روپیہ کو قرض سمجھکر اور تمسک کو ردی جان کر اسی بنا پر مقدمہ چلایا ہے۔ اب اگر خدانخواستہ فریق مخالف کو ڈگری مل گئی تو انجمن اسلامیہ کی جائداد کا بچنا محال نظر آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس مصیبت کو دور کرے ورنہ ہم تو سب مسلمان زندہ درگور نظر آرہے ہیں۔ یہاں پر ابھی کئی اور بھی واقعات ہیں جو مسلمان قوم اور مذہب کے زوال کا سبب بنے ہوئے ہیں انہیں رفتہ رفتہ صفحہ قرطاس پر لایا جائیگا۔ یہاں کے مسلمانوں کا طرز عمل بالکل قرآن و حدیث کیخلاف جارہا ہے۔ ہر ایک مسلمان تو ہم اور دین تمدن و اخلاق کو چھوڑ کر عیسویت کی متابعت کا دلدادہ نظر آرہا ہے نہ کوئی ملاں نہ پیر اور نہ کوئی دوسرا مذہبی لیڈر ان کو ان حماقتوں سے روکنے والا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے مسلمانوں کی قومی اور مذہبی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ خدا کی ہی رحمت درکار ہے۔ سب دوست ہمارے لئے خاص طور پر دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بے عزتی سے ہمیں بچائے اور مسلمان قوم کو سمجھ دے کہ وہ اتفاق و اتحاد و باہمی سے کام لیکر ایک دوسرے کے معاون ہوں۔

مجازی نبی — مجازی مسیح

(از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی)

ختم نبوت کے بعد اجرائے نبوت کے شوق میں قادیانی غالی بحث میں ڈوبتے ہوئے تنکوں کا سہارا لیتے ہیں۔ احمدی جماعت لاہور نے آج تیئیس سال سے متواتر یہ سمجھایا کہ چونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے اب صرف نبوت محمدیہ ہی تاقیامت جاری رہے گی۔ اس لئے فیضان محمدی سے اگر ایک امتی کو کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ ہونے کی وجہ سے نبی کا خطاب دیا گیا تو یہ مجاز کے طور پر ہے حقیقت میں یہ نبوت نہیں ہے۔ خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ:-

"مجھے مجاز کے طور پر نبی کا نام دیا گیا ہے نہ بطور حقیقت"

(حقیقۃ الوحی)

اس ناقابل تردید حقیقت کو ملتبس کرنے کے لئے پہلے تو جناب میاں صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ النبوت میں زور لگایا جو دراصل تمام قادیان کا زور سمجھنا چاہیئے۔ پھر علماء قادیان نے آج تک بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر بات نہ بنی۔ مگر اس میں شک نہیں کہ اس مشکل سے نکلنے کے لئے آج تک قادیانی حضرات کی طرف سے جس قدر کوشش کی گئی ہے۔ وہ عیسائیوں کے مجازی ابن اللہ کو حقیقی ابن اللہ بنانے کی کوشش سے کم نہیں ہے۔ اگرچہ بعض قادیانی حضرات نے مجازی نبی کے معنے حقیقی یا واقعی نبی ثابت کرنے کے لئے حضرت امام الزمان کے الفاظ "مجازی مسیح موعود" کو پیش کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جس طرح مجازی مسیح موعود سے مراد سچ مچ مسیح موعود ہی ہے اسی طرح مجازی نبی سے مراد سچ مچ نبی ہے نہ کہ غیر نبی۔ اور بظاہر اس مثال سے ایک دھوکہ لگ سکتا ہے اور غالباً قادیانی علماء کو بھی یہ دھوکہ لگا ہوا ہے اس لئے میں اس مغالطہ کو صاف کرنے کے لئے اسی قادیانی عذر کو باطل کر کے دکھاتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

قادیانی دلیل، مجازی نبی کا مطلب

ر ا سوال مجاز کا . . . میں نے حضرت مسیح موعود کے لٹریچر سے ایک مثال پیش کی تھی حضور فرماتے ہیں:-

"یہ عاجز مجازی اور روحانی طور پر وہی مسیح موعود ہے جس کی قرآن اور حدیث میں خبر دی گئی ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۶۱)

آپ نے یہاں اپنے آپ کو مجازی مسیح موعود قرار دیا۔ مگر دوسری جگہ فرمایا:-

"جو شخص فی الواقعہ مسیح موعود اور مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۱)

ان دو حوالوں کو پیش کر کے نتیجہ یہ نکالا گیا ہے کہ مجازی نبی فی الواقعہ نبی ہی ہوتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اگر عوام اس بات کو نہ سمجھتے تو کوئی عجیب بات نہ تھی۔ مگر قادیان کے فضلاء کو کیا ہو گیا کہ وہ اس طرح لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے کی خاطر ایک معمولی بات کو نہیں سمجھتے۔ یا کیا وہ خود دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ بہرحال میں ان دونوں حوالوں کو صاف کرنے کے لئے اصل حقیقت کو پیش کرتا ہوں۔

موعود کون ہے؟

آیا مسیح علیہ السلام کے آنے کا وعدہ تھا۔ یا اس کے مثیل کے آنیکا وعدہ۔ بالفاظ دیگر مسیح موعود ہیں یا مثیل مسیح۔ حضرت مسیح موعود کے نزدیک مسیح موعود نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا مثیل موعود ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"اس عاجز نے "مثیل موعود" ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ "مسیح موعود" خیال کر بیٹھے ہیں . . . . . میں نے یہ دعوےٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں . . . . میں مثیل مسیح ہوں . . . میں نے وہ موعود ٹھیرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف میں اجمالاً اور احادیث میں تصریحاً بیان کیا ہے میں وہی مثیل موعود ہوں جس کے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں پہلے سے وارد ہو چکی ہے۔"

پس جبکہ موعود مثیل مسیح ہے نہ کہ خود مسیح تو اب حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ میں مجازی مسیح موعود ہوں۔ بالکل درست اور اس کے معنی یہی ہیں کہ آپ وہ مثیل مسیح ہیں جس کے آنیکا وعدہ تھا۔ آپ مسیح نہیں ہیں بلکہ اس کے مثیل ہیں۔ اسی لئے آپ نے مسیح کے ساتھ لفظ مجازی لکھا تا لوگ یہ سمجھ لیں کہ فی الحقیقت آپ مسیح ناصری نہیں ہیں بلکہ روحانی کمالات کے لحاظ مثیل مسیح ناصری ہونیکی وجہ سے مجازی مسیح موعود ہیں اسی لئے فرمایا کہ میں "مثیل موعود" ہونیکا دعوٰی کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس حضرت اقدس نے جب یہ لکھا کہ میں مجازاً نبی ہوں اس کے یہی معنی ہوئے کہ آپ درحقیقت نبی نہیں بلکہ مثیل نبی ہیں یا یہ کہ آپ کی ذات مبارک میں جملہ کمالات نبوت ہونے کی وجہ سے آپ کو مجازاً نبی کہہ دیا گیا ہے۔ ورنہ آپ نبی ہرگز نہیں۔ جس طرح مجازاً مسیح کا نام دیئے جانے سے آپ مسیح نہیں ہیں۔ [illegible] مجازاً نبی کا نام دیئے جانے کے یہ معنی ہیں آپ نبی نہیں ہیں۔ ہاں [illegible] ہونے کے آپ واقعی وہی ہیں جن کی آمد کی خبر قرآن و حدیث میں [illegible] [illegible] ہے وہ مثیل مسیح ہے۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ میں فی الواقع مسیح موعود ہوں اس کے یہی معنے ہیں کہ آپ مثیل موعود ہیں جو مثیل [illegible]

مجاز میں حقیقت

جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مجازاً نام پانا بے حقیقت ہے وہ بھی غلطی پر ہے کیونکہ مجاز کے اندر بھی حقیقت ہوتی ہے جیسے ہم کسی شخص کو مجازاً کہیں تو اس شخص میں شیر کی مانند یا اس سے بڑھ کر بہادری کا پایا جانا ضروری ہے اور یہ بہادری ہی اصل حقیقت ہے جس کی وجہ سے ہم کسی شخص کو شیر کہہ سکتے ہیں۔ پس ہر مجازی نام والے میں اس حقیقت کا پایا جانا لازمی ہے جس حقیقت کی وجہ سے اصل نام والا معروف ہو۔ وجہ اس کا نام دوسرے کو مجازاً یا استعارۃً طور پر دیا جاتا ہے۔

پس حضرت مرزا صاحب کا مجازاً مسیح ہونا بتاتا ہے کہ آپ کے اندر حقیقت مسیحیت موجود تھی اس لئے مجازی ہونے سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ یونہی مسیح تھے نہیں بلکہ سچ یہ ہے۔ مثیل مسیح باعتبار حقیقت مسیحیت مسیح سے بہت بڑھ کر ہے

اسی طرح حضرت مسیح موعود کا مجازی نبی ہونا بتاتا ہے کہ آپ میں حقیقت نبوت موجود ہے اور یہی سچ ہے کہ آپ اگرچہ نبی نہیں لیکن جری اللہ فی حلل الانبیاء ضرور تھے یعنی آپ خدا کے فرستادہ جن میں جملہ انبیاء علیہم السلام کے کمالات موجود تھے۔ اسی وجہ سے مجازاً آپ کو خدا اور رسول کی زبان پر نبی کا نام دیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں زجر اور توبیخ کا اعتراف اور اسکی حقیقت

(از مولینا ابو الکلام آزاد)

ممکن ہے بعض طبیعتیں یہاں ایک خدشہ محسوس کریں۔ اگر فی الحقیقت قرآن کریم کی تمام تعلیم کا اصل اصول رحمت ہی ہے۔ تو پھر اس نے اپنے مخالفوں کی نسبت زجر و توبیخ کا سخت پیرایہ کیوں اختیار کیا۔ اس کا مفصل جواب تو اپنے محل میں آئے گا۔ لیکن تکمیل بحث کے لئے ضروری ہے۔ کہ یہاں مختصراً اشارہ کر دیا جائے۔ بلاشبہ قرآن میں ایسے مقامات موجود ہیں جہاں اس نے مخالفین کیلئے شدت و غلظت کا اظہار کیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کن مخالفین کے لئے۔ ان مخالفین کے لئے جن کی مخالفت محض اختلاف فکر و اعتقاد کی مخالفت تھی یعنی ایسی مخالفت جو معاندانہ اور جارحانہ نوعیت نہیں رکھتی تھی۔ ہمیں اس سے قطعاً انکار ہے۔ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ تمام قرآن شریف میں شدت و غلظت کا ایک لفظ بھی نہیں مل سکتا۔ جو اس طرح کے مخالفین کے لئے استعمال کیا گیا ہو۔ اس نے جہاں کہیں مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے سختی کا اظہار کیا ہے۔ اس کا تمام تر تعلق ان مخالفین سے ہے جن کی مخالفت بغض و عناد اور ظلم و شرارت کی جارحانہ شدت تھی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اصلاح و ہدایت کی کوئی تعلیم بھی اس صورت حال سے گریز نہیں کر سکتی۔ اگر ایسے مخالفین کے ساتھ بھی نرمی اور شفقت ملحوظ رکھی جائے۔ تو بلاشبہ یہ رحمت کا سلوک ہوگا۔ مگر انسانیت کے لئے نہیں ہوگا۔ ظلم اور شرارت کیلئے ہوگا اور یقیناً سچی رحمت کا معیار یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ظلم اور فساد کی پرورش کرے۔ ابھی چند صفحوں کے بعد تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ قرآن نے صفات الٰہی میں رحمت کے ساتھ عدالت کو بھی جگہ دی ہے اور سورہ فاتحہ میں رحمت کے بعد عدالت ہی کی صفت جلوہ گر ہوئی ہے یہ اس لئے ہے۔ کہ وہ رحمت سے عدالت کو الگ نہیں کرتا۔ بلکہ اسے رحمت کا مقتضی قرار دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ تم انسانیت کے ساتھ رحم و محبت کا برتاؤ نہیں کر سکتے۔ اگر تم ظلم و شرارت کے لئے تم میں سختی نہیں ہے۔ انجیل میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح بھی اپنے مخالفوں کو سانپ کے بچوا اور ڈاکوؤں کا مجمع کہنے پر مجبور ہوئے۔

قرآن نے "کفر" کا لفظ انکار کے معنے میں استعمال کیا ہے۔ اور انکار دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ انکار محض ہو۔ ایک یہ کہ جارحانہ ہو۔ انکار محض سے مقصود یہ ہے۔ کہ ایک شخص تمہاری تعلیم قبول نہیں کرتا۔ اس لئے کہ اس کی سمجھ میں نہیں آتی۔ یا اس لئے کہ اس میں طلب صادق نہیں ہے۔ یا اس لئے کہ جو راہ وہ چل رہا ہے۔ اسی پر قانع ہے۔ بہرحال کوئی وجہ ہو۔ لیکن وہ تم سے متفق نہیں ہے۔ جارحانہ انکار سے مقصود وہ حالت ہے۔ جو صرف اتنے ہی پر قناعت نہیں کرتی بلکہ اس میں تمہارے خلاف ایک طرح کی کد اور ضد پیدا ہو جاتی ہے۔

اور پھر یہ ضد بڑھتے بڑھتے بغض و عناد اور ظلم و شرارت کی سخت سے سخت صورتیں اختیار کر لیتی ہے۔ اس طرح کا مخالف صرف یہی نہیں کرتا۔ کہ تم سے اختلاف رکھتا ہے۔ بلکہ اس کے اندر تمہارے لئے بغض و عناد کا ایک غیر محدود جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی زندگی اور زندگی کی ساری قوتوں کے ساتھ تمہاری بربادی و ہلاکت کے درپے ہو جائیگا۔ تم کتنی ہی اچھی بات کہو۔ وہ تمہیں جھٹلائے گا۔ تم کتنا ہی اچھا سلوک کرو۔ وہ تمہیں اذیت پہنچائے گا۔ تم اگر کہو۔ کہ روشنی تاریکی سے بہتر ہے۔ تو وہ کہے گا۔ کہ تاریکی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ تم اگر کہو۔ کہ کڑواہٹ سے مٹھاس اچھی ہے۔ تو وہ کہے نہیں۔ کڑواہٹ ہی دنیا کی سب سے بڑی لذت ہے۔ یہی حالت ہے جسے قرآن انسانی فکر و بصیرت کے تعطل سے تعبیر کرتا ہے۔ اور اسی نوع کے مخالفین ہیں جن کے لئے اس کے تمام زواجر و قوارع ظہور میں آتے ہیں۔

لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذن لا یسمعون بھا اولٰئک کالانعام بل ھم اضل اولٰئک ھم الغافلون (۷: ۱۷۹)

مفسرین اسی دوسری حالت کو کفر جحود سے تعبیر کرتے ہیں دنیا میں جب کبھی سچائی کی دعوت ظاہر ہوئی ہے۔ تو کچھ لوگوں نے اسے قبول کر لیا ہے۔ کچھ نے انکار کیا ہے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے اس کے خلاف طغیان و جحود اور ظلم اور شرارت کی جتھہ بندی کر لی ہے۔ قرآن کا جب ظہور ہوا۔ تو اس نے بھی یہ تینوں جماعتیں اپنے سامنے پائیں۔ اس نے پہلی جماعت کو اپنی آغوش تربیت میں لے لیا۔ دوسرے کو دعوت و تذکیر کا مخاطب بنایا مگر تیسرے کے ظلم و طغیان پر حسب حالت و ضرورت زجر و توبیخ کی۔ اگر ایسے گروہ کے لئے بھی اس کے لب و لہجہ کی سختی رحمت کے خلاف ہے تو بلاشبہ اس معنے میں قرآن رحمت کا معترف نہیں۔ اور یقیناً اس ترازو سے اس کی رحمت نہیں تولی جا سکتی۔ تم بار بار سن چکے ہو۔ کہ وہ دین حق کے معنوی قوانین کو کائنات فطرت کے عام قوانین سے الگ نہیں قرار دیتا۔ بلکہ انہیں کا ایک گوشہ قرار دیتا ہے۔ فطرت کائنات کا اپنے فعل و ظہور کے ہر گوشہ میں کیا حال ہے یہ حال ہے کہ وہ اگرچہ سرتاسر رحمت ہے لیکن رحمت کے ساتھ عدالت اور بخشش کے ساتھ جزا و سزا کا قانون بھی رکھتی ہے۔ پس قرآن کہتا ہے میں فطرت سے زیادہ کچھ نہیں دے سکتا تمہاری جس مزعومہ رحمت سے فطرت کا خزانہ خالی ہے۔ یقیناً تمہیں میرے آستین و دامن میں نہیں مل سکتی"۔ (ترجمان القرآن صفحہ ۹۲)

اس تحریر کو سامنے رکھو۔ تو حضرت مسیح موعود پر سے توہین علماء کا الزام دفع ہو جاتا ہے اور واضح ہو جاتا ہے۔ کہ سختی اور شرارت کا پہلو اختیار کرنے میں کیا حکمت اور مصلحت کارفرما تھی۔

امید ہے کہ متلاشیان حق اس تحریر سے بصیرت و عبرت حاصل کریں گے۔ مگر معاندین کو سوائے بغض و عناد کے کچھ حاصل نہیں ہوگا جیسا کہ اس تحریر کا منشا ہے۔

(خاکسار شیخ غلام حسین سیالکوٹ)

امرتسر میں ایک کامیاب مناظرہ

اگر کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو لیکن شرافت سے
شرارت چھوڑ دو ضدی نہ بن جاؤ سنبھل جاؤ

۴ اپریل کی شام کو ایک پرامن مناظرہ مابین احمدیہ جماعت امرتسر اور جماعت اہلحدیث امرتسر بیرون بھگتانوالہ گیٹ امرتسر زیر نگرانی جناب میاں عطاء اللہ صاحب صدر محترم احمدیہ ینگ مسلم ایسوسی ایشن امرتسر کے منعقد ہوا۔ احمدیہ جماعت لاہور کی طرف سے مولوی عمر الدین صاحب شملوی اور جماعت اہلحدیث کی طرف سے مولوی عبد اللہ صاحب معمار مناظر تھے۔ مضمون زیر بحث یہ تھا کہ آیا حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا ہے یا نہیں

مناظر اہلحدیث:- نبی کریم صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت میں تیس دجال ایسے پیدا ہوں گے۔ جو کہ نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ اگر مرزا صاحب کی کتب سے یہ ثابت ہو جائے کہ ان کا دعویٰ نبوت کا ہے۔ تو آپ صادق نہیں اور جیسا حضور نے فرمایا۔ آپ کو بھی ان میں شامل کیا جائے۔ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت ثابت کرنے کے لئے ان کی کتب سے کئی ایک حوالے دیئے گئے اور ایک حوالہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کا بھی دیا گیا یعنی نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ لفظ مخصوص اور نبی پر مولوی عبد اللہ صاحب نے کافی زور دیا۔ اور نتیجہ نکالا کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ لیکن

ایں خیال است و محال است و جنوں

مناظر احمدی:- بیشک ہم مانتے ہیں کہ نبی کریم صلعم کے بعد کوئی بھی نبی نہیں۔ حضور کا یہ فرمان کہ میری امت میں تیس ایسے دجال ہوں گے۔ جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ لیکن بقول آپکے جس وقت حضرت عیسےٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان کو دجال کے زمرے میں سے کیسے پہچان کریں گے۔ جو حوالہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کا آپ نے مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے کا پیش کیا ہے۔ وہ محض آپ کی لاعلمی ہے۔ آپ نے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ بہ اعتبار پیشگوئی رسول کریم مرزا صاحب مخصوص ہیں۔ ورنہ نبی کا نام پانے سے کوئی نبی نہیں ہو جاتا۔ مناظرہ تقریباً تین گھنٹے تک ہوتا رہا۔ ہمارے مخالف مولوی عبد اللہ صاحب معمار ہر بار رٹے ہوئے بوسیدہ اعتراضات دوہراتے رہے جن کا جواب مولوی عمر الدین صاحب مکمل طور پر دے چکے تھے۔ لیکن ان کے لئے ہٹ دھرمی چھوڑنا باعث شرم تھا۔ اس مناظرہ کا سامعین پر بہت اچھا اثر پڑا۔ اور خدا کے فضل و کرم سے احمدیت کو عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی۔ ہماری جماعت کے چند احباب لاہور سے مناظرہ سننے اور رونق بڑھانے کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ مناظرہ کے بعد ہمارے محترم شیخ عطاء اللہ صاحب نے تمام جماعت کے احباب کو ایک دعوت دی۔ (شیخ غضنفر علی)

ظفر علی کی گرفتاری

مندرجہ بالا عنوان سے حبیب الرحمٰن خاں عرف خان کابلی الافغانی نے ایک ۸۰ صفحہ کا پمفلٹ شائع کیا ہے جس میں منشی ظفر علی صاحب آف زمیندار کی ان کی اپنی تحریروں سے ان کا ٹوڈی پن ثابت کیا گیا ہے جو شخص بانی سلسلہ احمدیت پر ٹوڈی پن یا بچوپن قسم کے الزامات لگاتا رہتا ہے اسے خود اپنی ہی تحریروں کے آئینہ میں اپنی شکل دیکھنی چاہیئے - کہ اس نے گورنمنٹ برطانیہ کی حمایت میں وہ وہ ناک گھسنیاں کی ہیں جن کا سواں حصہ بھی بانی سلسلہ کی تحریروں میں نہیں ملتا کیونکہ حضرت مسیح موعود کے پیش نظر سکھ حکومت کے مسلمانوں پر مظالم اور اس کے مقابل سلطنت برطانیہ میں امن و آزادی کا دور دورہ تھا۔ اور جہاں کہیں آپ نے گورنمنٹ کی حمایت میں لکھا انہی امور کو مدنظر رکھکر لکھا۔ لیکن اس کے خلاف منشی ظفر علی صاحب کی تحریریں محض ذاتیات پر مبنی ہیں۔ اگر خان کابلی کے ہاتھ منشی صاحب کے گذشتہ سالوں کے اخبارات کے فائل آجاتے تو وہ ایک مستقل یادگار بن جاتی بہرحال

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۱۲۸

تار کا پتہ مسلمان لاہور

تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے
طلباء سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۶ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۳۷ء — نمبر ۲۵

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

زندہ نبی صلعم کا زندہ معجزہ!

نادان اور بداندیش مخالفوں نے اس علم پر کبھی غور نہیں کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر اعتراض کیا ہے مگر افسوس ہے ان آنکھ بند کر کے اعتراض کرنے والوں کو یہ معلوم نہ ہوا کہ جس قدر معجزات ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئے دنیا میں کل نبیوں کے معجزات کو بھی اگر ان کے مقابلہ میں رکھیں تو میں ایمان سے کہتا ہوں کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بڑھ کر ثابت ہونگے۔ قطع نظر اس بات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے اور قیامت تک اور اس کے بعد تک کی پیشگوئیاں اس میں موجود ہیں۔ سب سے بڑھ کر ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ان پیشگوئیوں کا زندہ ثبوت دینے والا موجود ہوتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بطور نشان کھڑا کیا اور پیشگوئیوں کا ایک عظیم الشان نشان مجھے دیا تا میں ان لوگوں کو جو حقائق سے بے بہرہ اور معرفت الٰہی سے بے نصیب ہیں روز روشن کی طرح دکھا دوں کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کیسے مستقل اور دائمی ہیں۔

کیا بنی اسرائیل کے بقیہ یہود یا حضرت مسیح علیہ السلام کو خداوند خداوند پکارنے والے عیسائیوں میں سے کوئی ہے جو نشانات میں میرا مقابلہ کرے۔ میں پکار کر کہتا ہوں کوئی بھی نہیں ایک بھی نہیں پھر یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداری معجزہ نمائی کی قوت کا ثبوت ہے کیونکہ یہ مسلم مسئلہ ہے کہ وہ معجزات بھی نبی متبوع کے کہلاتے ہیں جو اس کے کسی متبع کے ہاتھ پر سرزد ہوں پس جو نشانات خوارق عادات مجھے دیئے گئے ہیں جو پیشگوئیوں کا عظیم الشان نشان مجھے عطا ہوا ہے یہ دراصل رسول اللہ صلعم کے زندہ معجزات ہیں اور کسی دوسرے نبی کے متبع کو آج یہ فخر نہیں ہے کہ وہ اس طرح پر دعوت کر کے ظاہر کرے کہ وہ بھی اپنے اندر اپنے نبی متبوع کی قوت قدسی کی وجہ سے خوارق رکھ سکتا ہو۔ یہ فخر اسلام کو ہی ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ رسول ابدالآباد کیلئے حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں جن کے نفوس طیبہ اور ...

جواہر ریزے

بندہ حق اور بندہ شیطان کا مکالمہ

اور ان کے لئے دو شخصوں کی مثال بیان کر جن میں سے ایک کیلئے ہم نے انگوروں کے دو باغ بنا لئے اور ان کے گرد اگرد کھجوریں لگائیں اور ان دونوں کے درمیان کھیتی لگائی۔ یہ دونوں باغ اپنے پھل دیتے تھے اور ان میں کوئی کمی نہ کرتے تھے اور ان دونوں کے درمیان ہم نے نہر بنائی تھی اور اس کے پاس طرح طرح کا مال تھا تو اس نے اپنے ساتھی کو کہا جبکہ وہ اس سے باتیں کر رہا تھا میں مال میں تجھ سے بڑھ کر ہوں اور جتھے کے لحاظ سے غالب ہوں اور وہ اپنے باغ میں داخل ہوا۔ اور وہ اپنے پر ظلم کرنے والا تھا کہنے لگا میں یقین نہیں کرتا یہ کبھی برباد ہوگا اور میں یقین نہیں کرتا کہ قیامت آئیگی اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو یقیناً اس سے بہتر لوٹنے کی جگہ پاؤنگا۔ اس کے ساتھی نے اس سے کہا کہ کیا تو اس کا انکار کرتا ہے جس نے پہلے تجھے مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے۔ پھر تجھے پورا انسان بنایا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ وہی اللہ میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا کیوں نہ تو نے کہا جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، اللہ کے سوائے کوئی بھی قوت نہیں۔ اگر تو مال اور اولاد میں مجھے اپنے سے کمتر سمجھتا ہے۔ سو مجھے امید ہے کہ میرا رب تیرے باغ سے بہتر عطا فرمائے اور اس پر آسمان سے بلا بھیجے تو وہ صاف چٹیل میدان رہ جائے یا اس کا پانی نیچے چلا جائے۔ پھر تو اسے نکال نہ سکے۔ اور اس کا مال و دولت تباہ کر دیا گیا۔ تو اس پر اپنے ہاتھ ملنے لگا۔ جو اس پر خرچ کیا تھا۔ اور وہ ویران تھا۔ اس کی عمارتیں گری ہوئی تھیں اور کہنے لگا اے کاش میں اپنے رب کیساتھ کسی کو شریک نہ کرتا اور اس کے لئے کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ کے مقابل پر اس کی مدد کرتے اور نہ ہی وہ مدد کر سکا۔ اس مقام پر ولایت اللہ کیلئے ہے جو حق ہے وہی بدلہ دینے میں اچھا اور اچھا انجام لانے میں بہتر ہے۔

(الکہف)

قوم کے استحکام و ترقی کے وسائل

(از سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

نظام قومی کو مضبوط کرو

ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد آٹھ کروڑ ہے لیکن نظام نہ ہونے کی وجہ سے ان میں عملی قوت مفقود ہے۔ اگر ہم میں بھی نظام نہ ہوگا۔ یا ہم اپنے نظام کی پروا نہ کریں گے۔ تو ہماری حالت بھی باقی مسلمانوں سے مختلف نہ رہے گی۔ پس نظام جماعت ایسا مضبوط ہونا چاہیئے۔ کہ جماعت کا ہر فرد ان تمام احکام کا پابند ہو۔ جو مرکز سے نکلیں۔ اور جو ان کا پابند نہیں ہوگا۔ وہ جماعت کا فرد کہلانے کا مستحق نہیں

رسول اللہ صلعم کا ارشاد

اگلے دن آپ نے جلسہ میں ایک حدیث سنی ہوگی رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں میں سے جو شخص مرجائے۔ اور مال چھوڑے وہ اس کے ورثا کا حق ہے لیکن جو شخص قرضہ اور بال بچے چھوڑے وہ میرے پاس آجائیں میں ان کا ذمہ دار ہوں۔ ہم نے قرآن بھی پڑھ لیا۔ حدیث بھی پڑھ لی۔ حضرت نبی کریمؐ کے کمال کو بھی بیان کر دیا لیکن اگر ان پر عمل نہ کیا تو ہم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

قوم کے بچوں کی خبر گیری

جو لوگ جماعت کے اندر شامل ہیں۔ انکے بچوں کی خبر گیری جماعت کے ذمہ ہے۔ نہ صرف مذہبی رنگ میں کہ ان کا اسلام سے کیا تعلق ہے۔ وہ نماز روزہ اور تعلیمات سلسلہ سے واقف ہیں۔ یا نہیں۔ بلکہ دوسرے امور یعنی دنیوی رنگ میں بھی قوم کو ان کی خبر گیری کی ذمہ واری لینی چاہیئے۔ ساری قوم کے بچے ایک فرد واحد کے بچوں کی طرح سمجھے جائیں۔ بظاہر یہ بات مشکل نظر آئے گی لیکن درحقیقت یہ کوئی مشکل بات نہیں اب دنیا رفتہ رفتہ اس نظریہ کو تسلیم کر رہی ہے جو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ جماعت کا ممبر ہے۔ اس کی خبر گیری پیدائش کے وقت ہی سے ہونی چاہیئے۔ خواہ لڑکا ہو۔ یا لڑکی جس طرح لڑکے جماعت کے ممبر ہیں۔ اسی طرح لڑکیاں بھی جماعت کی ممبر ہیں ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ قوم کے کسی لڑکے کی عمر کھیل کود میں ضائع نہ ہو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ غربت ناداری کی وجہ سے اس کے والدین اس کی تعلیم و تربیت نہ کر سکیں میں یہ نہیں کہتا۔ کہ قوم کے ہر لڑکے کو بی اے اور ایم اے ہی بنا دُ۔ آج کل تو گریجوایٹوں سے لوہار اور ترکھان اپنے آپ اور اپنے خاندان کے لئے مفید ثابت ہو رہے ہیں لیکن ہر ایک نوجوان کو کمانے کے قابل بننا چاہیئے۔ خواہ وہ کچھ کرے جلد سازی کرے یا کتاب فروشی۔ لوہار کا کام کرے یا ترکھان کا غرض یہ ہے۔ کہ وہ قوم کا کارآمد رکن ہو۔ لیکن میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس سے ہماری اپنے بچوں کے متعلق انفرادی ذمہ داریاں باقی نہیں رہیں گی نہیں وہ بدستور موجود ہیں۔ اور موجود رہیں گی۔ بلکہ تمام دوستوں کو انہیں پہلے سے بھی زیادہ محسوس کرنا چاہیئے۔ ہر شخص کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے اور اپنے بال بچوں اور دیگر متعلقین کا کفیل ہونیکی کوشش کرنی چاہیئے۔ قوم کی امداد پر نظر رکھنا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ لیکن جو گردش ایام یا مصیبت کی وجہ سے امداد کا مستحق ہے۔ قوم کو اس کی امداد ضرور کرنی چاہیئے۔

اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرو

حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا ہے۔ الید العلیا خیر من الید السفلےٰ نیچے رہنے والے ہاتھ کی نسبت اوپر رہنے والا ہاتھ اچھا ہے یعنی کسی سے کچھ لینے اور مانگنے کی نسبت کسی کو کچھ دینا بہتر ہے مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو خود نہیں کرتا۔ بلکہ دوسروں کی کمائیوں پر نظر رکھتا ہے۔ اور اس کا وجود قوم کے لئے بہت نقصان رساں ہے مدینہ کی ہجرت کے بعد نبی کریمؐ نے مہاجرین کا انصار کے ساتھ بھائی چارہ قائم کر دیا۔ ایک مہاجر کو ایک انصاری کا بھائی بنایا گیا۔ تو انصاری نے اس مہاجر سے کہا۔ کہ میرے پاس یہ مکان ہے۔ یہ اسباب ہے اور اس قدر زمین ہے آؤ ان کو آپس میں تقسیم کر لیں۔ مہاجر نے جواب میں کہا کہ تمہارا مکان اسباب اور زمین تمہیں مبارک رہے مجھے تو بازار کا راستہ بتا دو تاکہ میں کوئی کام کر کے اپنے لئے روزی کما لوں۔ ہم سے ہر ایک فرد کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ کچھ کمائے ہر شخص کچھ نہ کچھ کما سکتا ہے سوائے ان لوگوں کے جو اللہ کی مصلحت کے ماتحت معذور ہیں۔ آج تو دنیا اندھوں لولوں۔ اور لنگڑوں سے بھی کام لے رہی ہے۔ اور انھیں سوسائٹی کا کارآمد عنصر بنا رہی ہے۔ ہاں بعض وقت مصائب آجاتی ہیں۔ ایک شخص بیمار ہے۔ یا اسے کوئی حادثہ پیش آگیا ہے چوری۔ زلزلہ یا آتشزدگی کی وجہ سے نقصان ہو گیا ہے۔ اس وقت مصیبت زدہ افراد کی ضرور مدد کرنی چاہیئے۔ اور اس حالت میں امداد لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت نبی کریمؐ کا اسوہ حسنہ

حضرت خدیجہؓ نے حضرت نبی کریمؐ کے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضورؐ کے پاس جب کوئی مصیبت زدہ آجاتا تھا۔ تو آپ امداد فرماتے تھے۔

مرکزی انجمن کے فرائض اور آئندہ پروگرام

ہماری مرکزی انجمن کا فرض ہوگا۔ کہ وہ قوم کے بچوں کی خبر گیری کرے۔ اور یہ کام نظام ہی سے ہو سکتا ہے مثلاً کوئی لڑکا انٹرنس پاس ہے کوئی ایف۔ اے پاس ہے۔ ان کے متعلق سوچنا ہوگا کہ ان کو کہاں ملازم رکھایا جا سکتا ہے۔ یا کس کام پر لگایا جا سکتا ہے۔ کوئی لوہار یا ترکھان کا کام جانتا ہے اس کے متعلق سوچنا ہوگا۔ کہ کس جگہ اس کو کام دلایا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی کام نہیں جانتا تو اس کو کوئی مفید کام سکھلانا ہوگا۔ یہ باتیں میں صرف وعظ کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ بلکہ ان کو عملی صورت دینا چاہتا ہوں۔ اب کچھ عرصہ تک میں خود اور مرکز کے دیگر احباب انہی امور پر زیادہ وقت صرف کریں گے۔

نظام کے لحاظ سے بھی جماعت کو قابل رشک بناؤ

میں چاہتا ہوں۔ کہ جہاں ہماری جماعت کو عملی قوت کے لحاظ سے نگاہ رشک سے دیکھا جاتا ہے۔ اسی طرح نظام کے لحاظ سے بھی نگاہ رشک سے دیکھا جائے۔ اب ہمیں اپنی کافی توجہ اس طرف دینا چاہیئے جب ایک کام شروع ہو جائے۔ اور چل نکلے تو پھر وہ خود بخود ترقی کرتا جاتا ہے۔ البتہ شروع میں کچھ دقت ضرور ہوتی ہے۔ اس کام کو ہمیں بہت جلد شروع کر دینا چاہیئے۔

قوم کے بچوں کو سب سے بڑی دولت سمجھو

قوم کے بچوں کو اپنی سب سے بڑی دولت سمجھو۔ انسان کا بچہ دنیا کی سب سے بیش قیمت چیز ہے بعض بچے غربت کی حالت میں پیدا ہوتے اور پرورش پاتے ہیں لیکن اگر ان کو ترقی کا موقع ملے تو اس قدر ترقی کر جاتے ہیں۔ کہ امراء کے لڑکے انکی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے میں خود ایک زمیندار کا لڑکا ہوں۔ گو میں کوئی بڑا آدمی تو بن نہیں سکا لیکن جو کچھ بنا محنت سے بنا۔ غریبی کی حالت میں محنت و مشقت سے پڑھا۔ محنت اور جد و جہد ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو نوجوانوں کی ترقی کا باعث ہو سکتی ہے۔

محنت اور جد و جہد میں ہی ترقی ہے۔

امراء کے لڑکے بالعموم اپنی دولت کی وجہ سے ترقی نہیں کر سکتے۔ اور خراب ہو جاتے ہیں پیروں کی اولاد جن کو صاحبزادے کہا جاتا ہے۔ انکو دیکھ لو اس قدر نکمے ہو جاتے ہیں۔ کہ کسی کام کے قابل نہیں رہتے۔ وجہ یہ ہے کہ جو شخص آتا ہے۔ انکے ہاتھ چومتا ہے۔ کوئی کام کرنا وہ اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ان میں رعونت و بڑائی کا خیال پیدا ہو جاتا ہے جو ان کو نکما اور برباد کر دیتا ہے۔ ہماری جماعت کے امراء کا ایک فرض یہ بھی ہے۔ کہ وہ اپنے لڑکوں کو اس قدر ناز و نعمت میں نہ رکھیں۔ کہ ان کے کیریکٹر پر اس کا اثر پڑے۔ اور ان میں سے ترقی کرنے کی قابلیت جاتی رہے۔ مہذب ملکوں میں اس بات کا بہت خیال رکھا جاتا ہے۔ امریکہ کے صدر کا لڑکا اخبار فروخت کر کے اپنی تعلیم کے اخراجات پورا کرتا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے۔ کہ ان لڑکوں کے دل میں بچپن ہی سے یہ بات بیٹھ جاتی ہے۔ کہ ہم نے اپنے آپ کو خود آگے کرنا ہے۔ اور اپنا بوجھ آپ اٹھانا ہے جب دل میں یہ بات بیٹھ جائے۔ تو تمام اندرونی طاقتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔

قوم کی تعمیر

قوم کی حالت اس طرح بنتی ہے۔ کہ امراء کا مال غرباء پر صرف ہو۔ اور ان کو کسی قابل بنائے میں تو یہاں تک کہتا ہوں۔ کہ بفرض محال دنیا یہ طے کر لے۔ کہ آئندہ کسی آدمی کو بھی ہماری جماعت میں شامل نہیں ہونے دینا (گو یہ بالکل ناممکن ہے) تو تم یہ عزم کر لو۔ کہ قوم کے غرباء اولاد پیدا کریں گے اور امراء انکی تعلیم و تربیت پر اپنا مال صرف کر کے جماعت کو بڑھائیں گے۔ اور ہم اسی طرح دنیا میں ترقی کریں گے۔ اور پھیلیں گے۔

ہمتیں بلند کرو

ضرورت ہے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک کی ہمت اس قدر بلند ہو۔ کہ وہ ارادہ کرے۔ کہ میں خود ترقی کروں گا۔ اور کسی سے امداد نہیں لوں گا۔ بلکہ دوسروں کو امداد دوں گا۔ لیکن قوم میں یہ جذبہ ہو کہ وہ اپنے ہر ایک مصیبت زدہ ضرورت مند اور نادار فرد کی امداد سے دریغ نہ کرے۔

بچوں میں کیریکٹر پیدا کرو

ہمیں سب سے زیادہ قوم کے بچوں کی فکر کرنی چاہیئے۔ ان کے لئے مال جمع کرنے کی بجائے ان کی تعلیم و تربیت پر خرچ کرنا چاہیئے۔ امراء کو اس بات کا سب سے زیادہ خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ امیروں کے بچے زیادہ تر دولت ہی سے خراب ہوتے ہیں۔ بچوں کو کام کے قابل بنانا چاہیئے۔ جس طرح تم نے مال پیدا کر لیا ہے وہ بھی پیدا کر لیں گے تم ان کے لئے مال جمع کرنیکی فکر نہ کرو۔ بلکہ یہ فکر کرو۔ کہ یہ مال کس طرح کمائیں جن لوگوں کو بغیر محنت کے مال مل جاتا ہے۔ وہ اکثر برباد ہی کرتے ہیں۔ اچھا کیریکٹر اور اچھی تعلیم تمہارے بچوں کیلئے دولت سے زیادہ مفید ہوگی۔ جہاں تک خدا اور رسولؐ کے حکم کا تعلق ہے۔ اپنے مال کو سنبھال سنبھال کر رکھنا غلطی ہے

(باقی صفحہ ۷ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

عقائد جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ اہل العزم ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۵ یوم دوشنبہ ۶ صفر ۱۳۵۶ھ ہجری نمبر ۲۵

Principles are greater than ! Personalities

پُرخار وادی

سر مدگلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا تن برضائے یار می باید داد
یا قطع نظر زیار می باید کرد

خواہ کسی جماعت کے اصول کتنے ہی بلند ہوں۔ اس کا نصب العین کس قدر جاذب اور خوش آئند ہو۔ لیکن جب تک اس کے افراد ان اصولوں کی اشاعت بے باکی اور جرأت سے نہیں کرتے اور خود ان پر عمل پیرا نہیں ہوتے کوئی غیر انسان اسے قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتا اور بالآخر وہ اصول نسیا منسیا ہو جاتے ہیں۔

اشاعت حق کوئی جرم نہیں لوگوں کو امن و صلح حق و صداقت ترقی اور عروج کے رستے کی طرف دعوت دینا کوئی گناہ نہیں جب ایک شخص جانتا ہے کہ فلاں شخص ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والا ہے تو اس کا اخلاقی اور انسانی فرض ہے کہ ہر ممکن کوشش سے اسے بچائے۔ ہم آئے دن دیکھتے ہیں کہ خیالات و عقائد باطلہ کے پرستار اپنے اپنے افکار کی ترویج کے لئے گھر بار چھوڑتے ہیں۔ مال و زر لٹاتے ہیں مصائب زمانہ کا مقابلہ کرتے ہیں قید و بند کی صعوبتوں کو سہتے ہیں مگر اپنے اصول کو ترک نہیں کرتے تو ایک مومن کی شان تو اس سے ارفع و اعلیٰ ہونی چاہئے۔

حق گوئی آسان کام نہیں اس کا ادعا اپنے آپ کو ایک پرخار وادی میں ڈالنا ہوتا ہے۔ وہاں استہزا ہے۔ گالی گلوچ ہے۔ مار پیٹ ہے بائیکاٹ ہے جلاوطنی ہے۔ بیوی بچوں خویش و اقارب سے جدائی ہے اور موت ہے مگر بندگان حق ان باتوں سے متاثر نہیں ہوتے۔ بوئے محبت حقیقی کی کشش نوع انسان کی ہمدردی اور اصول کی پابندی کی خاطر وہ اپنی جان پر بھی کھیل جانے کو حقیر سمجھتے ہیں۔ صراط مستقیم پر ہوتے ہوئے مداہنت کا اظہار بدترین کمزوری کا مظاہرہ ہے۔ ایک انسان کو یہ معلوم ہو کہ وہ صحیح اصول پر قائم ہے۔ حق اور راستی کا دامن اس کے ہاتھ میں ہے اور اس پر بھی وہ اس بات کا خیال رکھے کہ کہیں اس کے اظہار سے لوگ مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں۔ نقصان نہ پہنچائیں۔ دوست قطع تعلق نہ کرلیں اور حق کو چھپائے رکھے۔ لوگوں کی ہاں میں ہاں ملائے۔ ان کی حرکات شنیعہ پر یہ ظاہر کرے کہ اسے کوئی قلبی تکلیف نہیں ہوتی تو وہ انسان نہیں حیوان ہے جس کی رگ حمیت مردہ ہو چکی۔ غیرت مٹ چکی اور بزدلی اور منافقت اس کے رگ و ریشہ میں سما گئی ہو۔

حق کے ساتھ تکلیف سنت قدیمہ ہے پہلے کونسا حق پرست گذرا ہے جس کو ہدف آلام نہ بنایا گیا ہو۔ مگر کامیاب وہی ہوا جس نے اصول کی خاطر شخصیتوں کی پرواہ نہ کی جس نے تمام دنیا کو اصول کی خاطر ٹھکرا دیا۔ اور باطل کے سامنے اپنی حق پرست گردن خم نہ کی۔ انبیاء کی زندگیاں اس بات کا بین ثبوت ہیں۔ ان کے ساتھ ہر ممکن بدسلوکی کی گئی۔ مگر انہوں نے کبھی بھی مداہنت سے کام نہ لیا کبھی بھی محض دوسروں کو خوش کرنے اور اپنی تعریف کروانے کے لئے ان کی تائید نہ کی بعض وقت انسان دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز" کے الفاظ کی آڑ میں نفس کو دھوکا دیتا ہے اور کبھی دل میں یہ خیال کرکے کہ چلو اس وقت سر پر مصیبت پڑی ہے جھوٹ بول لینا کوئی بری بات نہیں جھوٹ بول دیتا ہے۔ یہ روش نہایت ہی مکروہ ہے۔ نبی کریم صلعم کا واقعہ سامنے رکھو جب کفار مکہ نے کہا کہ دولت حکومت وغیرہ دنیوی آسائشیں مہیا کر دیتے ہیں مگر لئے دین سے باز آؤ تو ایک مصلحت بین انسان کی نگاہوں میں ایک عمدہ موقع تھا۔ ان سے دولت لے لیتے حکومت پا لیتے اور بعد میں پھر کسی طریق سے اپنے اصول کو مروج کر دیتے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ باوجود کمزور ہونے کے ان کی پیشکش کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے فرمایا۔ کہ میں اپنے مقصد کو ہرگز ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ خواہ تم آفتاب و ماہتاب کو میرے ہاتھوں پر لا رکھو صحابہ کرام کی حالت اس پر کافی روشنی ڈالتی ہے ان کو بہت سی تکالیف کا سامنا تھا۔ وہ مالی اعتبار سے بھی دوسروں کے محتاج تھے۔ سیاسی طاقت تو تھی ہی نہیں اور پھر جن تکالیف کا انہیں نشانہ بنایا گیا ان کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ صاف کہتے تھے کہ مار ڈالو حق سے منہ نہیں موڑیں گے۔ آخر کیا ان کے سر پھرے تھے؟ یا آج کل کے لوگوں کی "عقلمندی" اور "دور بینی" سے ناواقف تھے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ مگر وہ حق پرست تھے دنیا پرست نہیں تھے۔ ان کے پیش نظر خدا کی خوشنودی تھی دنیا کی خوشنودی نہیں تھی وہ با ایمان تھے اور ایمان کی حقیقت و لذت سے آشنا تھے۔

حق گوئی سے چشم پوشی پیدا کب ہوتی ہے؟ اس وقت کہ جب انسان کو دوسروں سے کچھ توقعات ہوتی ہیں۔ اس کو یقین ہوتا ہے کہ فلاں شخص سے مجھے یا میری قوم کو اس قدر فائدہ پہنچے گا۔ نتیجہ یہ کہ وہ اس شخص یا قوم کو خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ اس کی بات پر لبیک کہتا ہے اس کی دلجوئی کی خاطر اپنے اصول کو قربان کر بیٹھتا ہے اس کا نام شرک ہے جو ہمیشہ زوال کا باعث ہوتا رہا اور رہے گا۔ بعض دفعہ دوسرے کا ڈر بھی انسان کو اصول کشی پر آمادہ کر دیتا ہے کسی شخص کے ڈر سے بزدل انسان خاموش ہو جاتا ہے اگر افسر ہو تو اعتقادات پر حملوں اور تمسخر کو بھی شیر مادر سمجھ کر پی جاتا ہے۔ جابر حاکم کے ستم کے خیال سے حق گوئی سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ یہ غیر اللہ سے خوف و رجا ہی شرک عظیم ہے جو انفرادی اور قومی زندگی کے لئے پیام موت ہے۔

ایک مومن کے دو دل نہیں ہو سکتے اور اس کی زبان اور دل ہمنوا ہوتے ہیں۔ اگر ایک شخص یہ بھی توقع رکھے کہ میں خدا کی رضا بھی حاصل کروں اور دنیا کی ہر صدا پر بھی سر جھکا دوں تو یہ سودائے خام ہے ایسا انسان دین و دنیا میں خاسر رہتا ہے۔ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جب تک انسان تمام علائق سے قطع تعلق کرکے ایک کام میں محو نہیں ہو جاتا کامیاب نہیں ہوتا اور پھر اللہ کی رضا اور دنیا بھر میں اسلام کو غالب کرنا چند دمڑی قربانی نہیں چاہتا۔ اس کے لئے تو مکمل جانی اور مالی قربانی کی ضرورت ہے۔ ان اللہ اشتریٰ من المومنین الخ کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے عوض مومن کی جان اور مال خرید لئے ہیں۔ اسی درس حیات سے کنایہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی ہمارے سامنے ہے آپ نے کبھی بھی اعلائے کلمۃ اللہ سے دریغ نہیں کیا۔ اپنے اور بیگانے دشمن جان تھے مگر آپ نے حق کے مقابل کسی کی پرواہ نہیں کی جھوٹ سے کبھی کام نہیں لیا۔ جو بات ہوتی خواہ اپنے ہی خلاف ہوتی صاف کہہ جاتے۔ یہی رنگ آپ کے رفقاء میں بھی پیدا ہوا۔ اور ایسے ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اصول کی خاطر نہ خویش و اقارب کی پرواہ کی۔ نہ مالی قربانی سے احتراز کیا اور نہ افسران بالا کی مخالفت کو کوئی وقعت دی

میں جس چیز کو پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اصول کی خاطر ہر قربانی کی جائے اور دنیا کی کوئی طاقت اس راہ میں حائل نہ ہو سکے ہمارا اصول ہے کہ ہم دنیا بھر میں اشاعت اسلام کریں اور اس کام کو تقویت دینے کے لئے اگر ایک طرف جماعتی نظام کو مضبوط کریں تو دوسری طرف دوسرے لوگوں کو اس میں شامل کرکے اسے تقویت دیں۔ جماعتی نظام کے استحکام میں بہت سی دقتیں پیش آتی ہیں۔ پہلی باتوں کو چھوڑنا۔ نئی باتوں کا اپنے آپ کو عادی بنانا۔ جن کے اختیار کرنے میں احباب بھی استہزا سے کام لیں اور اپنی طبیعت بھی بوجھ محسوس کرے مشکل کام ہے مگر اصل مقصد اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کا آسان طریق یہی ہے کہ ہم قرآن حکیم کو سامنے رکھیں جس چیز کے کرنے کا وہ حکم دے اسے ہی کریں اور جس سے منع کرے اس کے پاس نہ جائیں۔ خواہ اس میں دنیا جہان کی مخالفت لینی پڑے اور اگر یہ نہیں تو پھر اسلام کو ماننا ہی بے فائدہ ہے۔ اس کو پس پشت ڈال کر کیوں دنیا اور اپنے نفس کو دھوکا دیں۔

دوسری بات اور دل کو سلسلہ میں شامل کرنا ہے اس میں بھی صاف ہونا چاہئے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام عمل کا محتاج ہے اور اس کے لئے انسانوں کی ضرورت ہے تو پھر کوتاہی کیوں؟ اسی سے آپ کے ایمان کا پتہ چل سکتا ہے۔ آپ کا کوئی ذاتی کام ہو تو اس کی خاطر آپ کو چین نہیں آتا اور ہر ایک کے پاس آنکھوں کے بل چل کر پہنچتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر تڑپ دین کی خاطر ہونی چاہئے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ لوگ بے خبری سے عالم میں اسلام کی حقیقت سے بے بہرہ دنیا سے چلتے جاتے ہیں۔

اور اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں جو امام الزماں کی شناخت سے آپ کو حاصل ہوئی۔ آپ کا مامور ہو کر آنا عبث اور بے کار تھا۔ آپ نے یہ سلسلہ یونہی نہیں قائم کیا تھا تو آپ کا فرض ہے کہ لوگوں کو جہالت سے نکال کر اس طرف لائیں۔

اس موقع پر اس بات کی آڑ لینا کہ مجدد کا ماننا جزو ایمان تو ہے نہیں۔ پس کوئی مانے یا نہ مانے تو یہ نہایت ہی خطرناک غلطی ہے اس سے جس قدر جلد نکل جائیں بہتر ہے۔ حضرت مسیح موعود کی شناخت سے اسلام کا عروج وابستہ ہے۔ مامور تو اللہ تعالیٰ ایک زبردست ضرورت پورا کرنے کے لئے مبعوث فرماتا ہے۔ جس کی نگاہیں نہایت باریک بین ہوتی ہیں۔ اس کا خیال غلطی نہیں کرتا اور جن امور پر اس کی نگاہ ہوتی ہے وہ آکثر نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں تو آپ کا عین فرض ہے کہ جب تک ہر کلمہ گو کو اس سلسلہ میں شامل نہ کر لیں چین نہ کریں۔ ہاں تو میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ ان خصوصیات کی ترویج و اشاعت میں کبھی مداہنت سے کام نہیں لینا چاہئے اور جو ہمارے سلسلہ کے اصول ہیں ان پر نہ صرف خود ہی سختی سے پابند ہونا چاہئے بلکہ ان کی جان توڑ کر تبلیغ کی جانی چاہئے۔ جماعتوں میں کمزور طبع اور کوتاہ بین انسان ہوتے ہیں ان کی نگاہیں سطحی ہوتی ہیں۔ وہ عروج و زوال اقوام کے عمل کو سمجھتے نہیں اور ہر کس و ناکس کو خوش کرنے کی روش اختیار کرنا ہی ذریعہ کامرانی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کا مقصد نصب العین نہ ہو۔ مقررہ بنیادی اصول نہ ہوں اور ہر فرد جماعت ان کا شدت سے پابند نہ ہو۔ میرا تو یہاں تک یقین ہے کہ اگر کسی جماعت میں کچھ خامیاں بھی ہوں مگر اس کے افراد ایک ہی روش کے پیرو ہوں تو کم از کم وہ قوم دنیا میں ضرور کامیاب ہو رہتی ہے۔ اور اگر کسی کے تمام ہی اصول اعلیٰ ہوں تو اس کا تو ذکر ہی کیا۔

آخر میں سرمد رحمۃ اللہ علیہ کی اس رباعی کا ترجمہ کر دیتا ہوں جس سے آپ کو مردان حق کی روش کا پتہ چلیگا۔ فرمایا:۔

اے سرمد زمانہ کی جیرہ دستیوں، ظلم اور انقلاب کا گلہ چھوڑ۔ اس سے کچھ نہیں بنیگا۔ اگر کچھ تڑپ ہے تو تو ان دو باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کرے۔ یا تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جان کو قربان کر دے یا محبوب حقیقی سے بالکل کٹ جا۔ درمیانی راہ ہی کوئی نہیں

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

جلسہ تعزیت

آج مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۵ء کو جملہ اساتذہ مسلم ہائی اسکول کی ایک میٹنگ زیر صدارت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب منعقد کی گئی۔ اور ذیل کے ریزولیوشن پاس کئے گئے۔

(۱) ہم اساتذہ مسلم ہائی اسکول لاہور خلیفہ تفضل حسین صاحب کی وفات حسرت آیات پر افسوس کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

(۲) نیز یہ قرار پایا۔ کہ اسکول کو باقی وقت کے لئے بند کر دیا جائے۔

(۳) اور اس ریزولیوشن کی ایک ایک کاپی اخبار پیغام صلح اور انقلاب کو بھیجی جائے۔ (خلیل الرحمٰن شاد سکرٹری)

(ایڈیٹر کا مراسلہ نگار سے متفق الرائے ہونا ضروری نہیں)

ریاست چمبہ میں مادھو شاہی کے ہاتھوں برطانوی وقار کا خون

جب

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد پنجاب میں انگریزوں کے تسلط سے پیشتر جو دور چل رہا تھا۔ وہ اب تک ایک ضرب المثل بن کر عوام کی زبان پر "سکھا شاہی" کے نام سے زندہ ہے۔ اس سکھا شاہی دور کے بعد انگریزوں کا پنجاب پر قبضہ کرنا اور انصاف و مذہبی غیر جانبداری و ذاتی و مجلسی حقوق کی حفاظت وغیرہ سے عوام میں برطانوی راج اور اس کے اعلےٰ وقار کے لئے قدر و عزت پیدا ہو گئی انگریزی راج کو ایک خدائی برکت تسلیم کیا جانے لگا۔

لیکن

ریاست چمبہ کے حاکم اعلےٰ نے حکومت انگلشیہ کے نمک خوار ہوتے ہوئے اپنی فطرت سے مجبور ہو کر جس طرح اس نے آنجہانی سر بھوری سنگھ کے زیر سایہ پرورش پا کر اور اس کی نظر عنایت سے نہال ہو کر گدا سے شاہ بن کر پھر اسی خاندان کی تباہی کے منصوبے باندھے اور اسی کی اولاد کو طرح طرح کے عذاب دیکر اور بے ایمانیاں کر کے نہیں اپنی بد لبازیوں سے پبلک و گورنمنٹ کے سامنے رسوا کیا برطانوی وقار کو بھی مٹانا شروع کر دیا۔ چمبہ کے خاندان مہاراجگان کو مٹا کر اور گھن کی طرح ریاست کو چاٹ جانے کے بعد برطانوی وقار انصاف کو مٹانا شروع کیا۔ سچ ہے۔ کہ بھیڑیئے کے منہ کو اگر خون لگ جائے۔ تو وہ زیادہ خونخوار ہو جاتا ہے۔

پس راجہ چمبہ کو مٹا کر اور ریاست کو تباہ کر کے مادھو رامی سیف خلمت و وقار برطانیہ پر چلنی شروع ہوئی۔ اور اس شان سے چل رہی ہے۔ کہ مقتول قاتل کی داد دے رہی ہے۔ ہم مادھو رام کو اس دانشمندی پر اس کی تعریف کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ کہ وہ قتل کرنے میں بھی اس صفائی سے ہاتھ مارتے ہیں۔ کہ خود قاتل کو بھی ان کے خلاف شکایت نہیں ہوتی۔

پنجو کا قتل۔ انگریز سرجن کی تصدیق۔ پولیس کا رجسٹر ثبوت سنگین قتل کی تحقیقات نہیں ہوتی۔ ایسے کئی مقدمات دیوانی و فوجداری ہو چکے ہیں جن میں مادھو رام کا ہاتھ تھا۔ اور ظالم کی بجائے مظلوم کو قید و بند بھگتنی پڑی۔ مالکان مکان و اراضی تو مصیبت کے دن کاٹیں۔ اور لالہ درگا داس لینڈلارڈ بنا پھرے یہ سب واقعات روشنی میں آسکتے ہیں بشرطیکہ کوئی تحقیقات کرے۔ لیکن جہاں قتل کے واقعہ پر پردہ پڑ چکا ہو۔ وہاں ایسی معمولی باتوں کو کون پوچھتا ہے برعکس اس کے یہ مشہور ہے۔ کہ برطانوی حکومت میں ایک چڑیا کو مارنے پر بھی انسدادی کارروائی کی جاتی ہے۔ . . . . .

. . . .

لیکن یہاں برطانوی وقار کا خون ہو رہا ہے۔ قتل انسانی کوئی اہمیت نہیں دی جاتی یہ ہے انصاف کا برہنہ ثبوت۔

برٹش انڈیا میں برطانوی تاریخ قائمی و تدبر کا ثبوت دینے کے لئے یہ عدم ہے کہ ایک ہی محکمہ میں ایک ہی خاندان کے ایک سے زیادہ آدمی نہیں لئے جاتے لیکن چمبہ میں باپ بیٹا ایک ہی دفتر میں دن دنا کر بیٹھے ہیں۔ کوئی پوچھتا تک نہیں باپ کونسل کا دائمی صدر اور بیٹا سکرٹری "پنجابی کہاوت (اندھا ونڈے سرینیاں مڑ مڑ گھر دیاں)" کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔

برطانوی حکومت کسی کے مذہبی معاملہ میں دخل انداز نہیں ہوتی لیکن چمبہ میں مادھو رام آریہ سماج کو کبھی تو دست راست بناتا ہے کبھی مسلمانوں کے خلاف ہندو سبھا بنوانے کے لئے عوام کو ابھارتا ہے۔ کبھی کچھ اور کبھی کچھ مذہب کے نام پر کرتا رہتا ہے لیکن پوچھنے والا کوئی نہیں۔

پارٹی بازی کا یہ دور دورہ ہے۔ کہ جو صبح مادھو رام کے گھر جا کر دو چار چغلیاں سناتا ہے وہ پبلک پر رعب جمانے میں نادر شاہی کو بھی مات کر دیتا ہے۔ مادھو رام کے منہ لگے اتنے چوڑے ہو کر چلتے ہیں گویا زمین خدا نے انہی کے لئے بنائی ہے۔ دوسرے اس پر قدم نہیں رکھ سکتے۔ ہم چوڑے اور گلی تنگ والا معاملہ ہے ملازمتیں انہیں کو ملتی ہیں جو مادھو رام ٹولہ کے ممبر ہوں۔ یا چغلخور پھر ایسا شخص جو علمی، عقلی طور پر اچھا ہو۔ اور ضمیر فروش نہ ہو۔ شریف شہری کی حیثیت سے دن گزارتا ہو۔ اور مادھو رام ٹولہ سے کنارہ کشی رکھتا ہو۔ کسی پارٹی میں شامل نہ ہوتا ہو۔ مادھو رام ٹولہ کی آنکھوں میں خار سا چبھنے لگتا ہے۔ اور اس پر خواہ مخواہ رعب ڈالا جاتا ہے کہ تم حکومت کے خلاف ہو۔ مادھو رام کے خلاف ہو۔ تم کو درست کیا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ ہیں وہ چند مختصر سی باتیں جن سے برطانوی وقار گرایا جا رہا ہے لیکن داد و فریاد کرنا گناہ سمجھا جاتا ہے ریاستی رعایا جو کہ دو لاکھ افراد کی ہے۔ اس بات پر حیران ہے کہ جب آنجہانی مہاراجہ رام سنگھ نے پے در پے اس کی بے ایمانیوں سے تنگ آکر اسے ملازمت سے سبکدوش کر دیا اور اس وقت کے ایجنٹ گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب فٹز ہیرک نے مزید ایک سال کے لئے اسے ملازمت پر برقرار رکھنے کے لئے حکم دیا۔ اور اب اسی صورت میں کہ قانون کا "الف۔ بے" بھی آپ نے نہیں پڑھا ہے۔ اور یہ ہائیکورٹ چمبہ کا جج مقرر کر دیا گیا۔ اب ہر عقلمند شخص سمجھ سکتا ہے کہ انصاف و وقار برطانیہ کو کس طرح کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہے۔ قانون سے ناواقف جج اور فٹز ہیرک کا چہیتا عوام کی نگاہ میں تو ریاست چمبہ میں یہ برطانوی نمایندہ ہے۔ کیونکہ مرحوم مہاراجہ رام سنگھ کے احکام برطرفی کے باوجود بھی فٹز ہیرک کا اسے قائم رکھنا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ یہ برطانوی گورنمنٹ کا نمایندہ ہے۔ لہٰذا ہم نہیں چاہتے ہیں۔ ریاستی رعایا پر برطانوی حکومت کے متعلق غلط فہمیاں پھیل جاویں لہٰذا مادھو رامی کارگزاریوں کی تحقیقات لازمی ہے۔ اور برطانوی وقار کی حفاظت گورنمنٹ کے لئے ایک ضروری مسئلہ ہے۔

زیادہ پھر عرض کریں گے۔

(ایک ہمدرد)

ایک ایکٹ کا ڈرامہ

چودھویں صدی کے علما کا ایوان عالی

از شبیر محمد اختر

(عدالت کا کمرہ۔ قاضی ایک بہت بڑا "جید عالم" ہے جس کی لمبی داڑھی، جبہ اور عمامہ اس کی علمیت کا ثبوت ہیں۔ اس کے پیچھے جیوری بیٹھی ہے۔ جیوری کا ہر ممبر کسی ایک فرقہ اسلام کا نمائندہ۔ کمرہ عدالت میں تماشائیوں کا ایک ہجوم ہے جن میں بعض تو جیوری کے ممبروں کے پیرو ہیں۔ بعض "تعلیم یافتہ" "علما زدہ" نوجوان چند آزاد خیال مسلمان ایک کونے میں دبکے بیٹھے ہیں)

(سرکاری وکیل کھڑا ہو کر تقریر شروع کرتا ہے)

مائی لارڈ اور معزز اراکین جیوری۔ اس عدالت میں جو صحیح اسلامی عدالت ہے۔ ایک ایسا مقدمہ پیش کیا جانے والا ہے۔ جس پر اسلام کے احیاء اور بقا کا دار و مدار ہے۔ مقدمہ اپنی نوعیت کا ایک ہی ہے۔ جرم نہایت سنگین ہے۔ مجرم نہایت سینہ زور ہے۔ چونکہ مجرم سوسائٹی کے ایک اعلےٰ طبقے کا ایک فرد ہے۔ جس کا تعلیم یافتہ افراد پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ وہ اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے۔ اور اس چودھویں صدی میں الہام کا قائل ہے۔

مائی لارڈ اور معزز اراکین جیوری۔ میں واقعات سے ثابت کروں گا۔ کہ مجرم کی تحریر، تقریر ایسی ہے۔ جس سے اسلام کے وقار کو ٹھیس لگتی ہے۔ (جیوری کے ارکان داڑھیوں پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ اور اکثر کے چہرے غصے سے لال ہو جاتے ہیں) شہادتیں اتنی قوی ہیں کہ اس کی روشنی میں مجرم سخت سے سخت سزا کا حقدار ہے۔

جج (غصے سے) مجرم کو فوراً حاضر کرو۔

(مجرم کو عدالت میں لایا جاتا ہے)

(مجرم کٹہرا عدالت میں کھڑا ہے)

جج (مجرم سے مخاطب ہو کر) اس وقت تم عدالت عالیہ کے سامنے کھڑے ہو۔ یہ علماء اسلام کا ایوان عالی ہے۔ تمہارے خلاف سنگین الزامات ہیں۔ تم نے اسلام کے وقار کو ایسا خطرناک نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ عوام الناس کے خیالات کو اس طریق سے زہر آلودہ کر رہے ہو۔ جس سے علماء کرام کی گرفت جو عوام پر ہے۔ وہ ڈھیلی ہوتی جا رہی ہے۔ علماء امت کے قیام کا واحد ذریعہ ہیں لیکن . . . .

سرکاری وکیل۔ مائی لارڈ۔ مجرم کو وکیل مہیا کیا جائے۔

مجرم۔ میں وکیل کے ذریعہ مقدمہ نہیں لڑوں گا۔ مجھے صرف قرآن اور حدیث کی ضرورت ہے۔

جج۔ تم کافر ہو۔ تمہیں قرآن اور حدیث سے کیا واسطہ؟

جیوری کا ایک ممبر (ایک اخبار کا ایڈیٹر۔ قومی لیڈر۔ شاعر) مائی لارڈ اگر مجرم اس وقت اپنے آپ کو مسلمان کہنا چھوڑ دے۔ تو میں سفارش کروں گا۔ کہ مقدمہ واپس لے لیا جائے۔

دوسرا ممبر۔ مقدمہ کی کارروائی شروع کرنے سے قبل ہی سے سزا دے دی جائے۔

سرکاری وکیل۔ یہ خلاف قانون ہے۔

وہی ممبر۔ تم کون! قانون بنانیوالے اور اس کا استعمال کرنے والے ہم ہیں۔

تماشائی۔ (ممبر کے پیرو) بے شک۔ بے شک

جج۔ آرڈر۔ آرڈر (سرکاری وکیل سے مخاطب ہو کر) کارروائی شروع کی جائے۔

سرکاری وکیل۔ مائی لارڈ اور معزز اراکین جیوری۔ مجرم کے خلاف سب سے بڑا جرم یہ ہے۔ کہ وہ اپنے آپکو مسلمان کہتا ہے حالانکہ علمائے کرام کا متفقہ فتوےٰ اسے دائرہ اسلام سے خارج کر چکا ہے۔ اس کی یہ حرکت اسلام اور وقار علما کے سراسر خلاف ہے۔ صرف اسی قدر نہیں۔ بلکہ وہ اس بات کا بھی قائل ہے۔ کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ حالانکہ یہ "مسلمات اسلام" کے سراسر خلاف ہے۔

(جیوری کی بنچوں سے باتوں کی آواز سنائی دیتی ہے)

جج۔ آرڈر۔ آرڈر۔

جج۔ (ملزم سے) تم کچھ کہنا چاہتے ہو۔

ملزم۔ میں سوال کرنا چاہتا ہوں۔ کہ قرآن کریم اور احادیث کا فیصلہ مقدم ہے۔ یا علمائے کرام کی رائے۔

سرکاری وکیل۔ قرآن مجید خدا کا کلام ہے۔ حدیث حضرت محمد صلعم کے افعال اور اقوال۔ اس کے سمجھنے اور جاننے والے صرف علماء کرام ہی ہو سکتے ہیں۔ تم کون اب علما کا فیصلہ اور خود خدا اور رسول کا فیصلہ ہے۔

جیوری کا ایک ممبر (سرکاری وکیل سے) تو بدعتی ہے (نعوذ باللہ)

دوسرا ممبر۔ حدیث سب سے مقدم ہے۔

تیسرا ممبر۔ (دوسرے ممبر سے) تو وہابی ہے یا مرتد

تماشائی۔ (چند آوازیں) بے شک۔ بے شک۔

سرکاری وکیل۔ (ممبران جیوری سے) معزز اراکین یہ عدالت ہے۔ آپ لوگ غیر جانبدار رہ کر مقدمہ کی کارروائی کو سنیں اور اپنی رائے دیں۔

ملزم۔ میں قرآن مجید کا حکم پیش کرتا ہوں۔ لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا . . . .

. . . جو تمہیں السلام علیکم کہے اسے کافر مت کہو۔ اور حدیث میں ہے۔ کہ من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذالک المسلم

جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا ہمارا ذبیحہ کھایا پس وہ مسلم ہے۔

سرکاری وکیل۔ مائی لارڈ ملزم دھوکا دے رہا ہے۔ بھلا اگر ایک عیسائی السلام علیکم کہے تو کیا وہ مسلمان ہو گیا؟ اور اگر ایک یہودی ہماری طرح قبلہ رخ نماز پڑھ لے تو وہ مومن ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ کافر ہے۔ اس کا کوئی حق نہیں کہ یہ ——

(تماشائی شور مچاتے ہیں) بے شک۔ بے شک۔ ملزم کو پھانسی کی سزا دی جائے۔ اسے فوراً قید کر دیا جائے۔

جج (تم اور کچھ کہنا چاہتے ہو۔

جیوری کا ایک ممبر۔ قرآن کے فیصلہ کا احترام نہ کرو۔

سرکاری ممبر۔ معزز رکن جیوری کس فرقہ سے تعلق رکھتا ہے

پہلا ممبر۔ میں مسلمان ہوں۔ اور اسلام میرا مذہب ہے

تماشائی۔ (یک زبان ہو کر) چکڑالوی ہے اسے یہاں کیوں ممبر بنا لیا گیا۔ نکالو اسے

(شور و غل کی آوازیں)

جج۔ آرڈر۔ آرڈر۔

پہلا ممبر۔ (دوسرے ممبر سے) آپ کون!

دوسرا ممبر۔ میں فرقہ ناجی اہلحدیث کا سردار ہوں

جیوری کے باقی ممبر۔ "غیر مقلدوں سے مخالفت اور مخاطبت کرنا۔ اور انکو اپنی خوشی سے مسجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع ہے انکے پیچھے تو نماز بھی درست نہیں۔" نکالو اسے بھی

(تماشائیوں میں شور و شر ہوتا ہے۔ اور بیٹھک بیٹھک کی فلک شگاف آوازیں سنائی دیتی ہیں)

جج۔ آرڈر۔ آرڈر

اہلحدیث ممبر۔ لیکن تم بھی سنو (بغل سے ایک کتاب نکال کر پڑھتا ہے اور داڑھی پر ہاتھ پھیرتا ہے)

"چاروں اماموں کے پیرو۔ اور چاروں طریقوں کے متبع یعنی حنفی۔ شافعی۔ مالکی حنبلی۔ اور چشتیہ۔ قادریہ نقشبندیہ۔ مجددیہ سب لوگ کافر ہیں۔" سن لیا۔ حوالہ جامع الشواہد صفحہ ۵

(تماشائیوں میں دھینگا مشتی شروع ہو جاتی ہے وہابی کافر اور سنی کافر کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔ اور ہجوم جیوری کی طرف بڑھتا ہے۔ جیوری کے ممبر اپنے حمایتیوں کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ جج کرسی چھوڑ کر پچھلے دروازے کا رخ کرتا ہے)

(ہجوم گالیوں پر اتر آتا ہے۔ اور کمرے کے تمام دروازے توڑ دیے جاتے ہیں۔ کرسیوں۔ اور بنچوں کو خراب کر دیا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ کمرہ خالی ہو جاتا ہے)

(ملزم اور آزاد خیال مسلمان صرف کمرے میں باقی رہ جاتے ہیں)

(پردہ گرتا ہے)

(بقیہ صفحہ ۲)

اس سے ان دونوں باتوں کو پھر واضح کر دینا چاہتا ہوں

قوم کو فوراً اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئیے

(۱) جو جماعت کے کاموں میں عملی حصہ نہیں لیتا۔ وہ جماعت کے اندر شامل نہیں۔

(۲) اپنی قوم کے بچوں کی تربیت۔ انکی تعلیم و تربیت کا خاطر خواہ انتظام کرو۔ اگر قوم میں سے کوئی غریب آدمی مر جائے تو قوم اس کے بچوں کی کفیل و نگران ہو۔ وہ بچے اپنے آپ کو یتیم ولاوارث نہ محسوس کریں۔ اس کے علاوہ یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ہماری قوم کو خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئیے۔ کسی کی امداد پر بھروسہ نہیں رکھنا چاہئیے۔ یہ آسرا کا چھوٹا سا ہنگامہ ہوا۔ اور بہت سے مداح ڈر کے مارے پیچھے ہٹ گئے۔ انہوں نے اشاعت اسلام کے کام کی امداد سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ دراصل دوست وہی ہے جو مصیبت کے وقت کام آئے۔ لیکن میری اس سے یہ مراد ہرگز نہیں۔ کہ تمہاری خیرات جماعت کے اندر محدود رہے گی۔ اسلام کی خیرات تو اس قدر وسیع ہے۔ کہ عیسائی یہودی تک اس کے اندر آ جاتے ہیں لیکن انکی سب سے زیادہ مستحق خود تمہاری جماعت ہو گی۔ تم اپنی جماعت کو اسقدر منظم اور مضبوط بنا لو۔ کہ وہ ایک فرد واحد کے حکم میں ہو جائے۔

آخر میں آپ سب کو ایک ضروری نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جن دوستوں کی آپس میں کچھ رنجش پیدا ہو گئی ہے۔ وہ اسے دور کریں۔ ہمارے دلوں میں اپنے بھائیوں کے متعلق رنج و کینہ وغیرہ ہرگز نہیں ہونا

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب مسٹر ریاض قریشی صاحب

ایف آر۔ اے۔ ایس۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پی۔ سی۔ ایس
جج خفیفہ لدھیانہ

دعوےٰ دیوانی [illegible]

فرم کابل ہینڈ پشاور کمپنی صابن بازار لدھیانہ بذریعہ لالہ سری رام مدعی

بنام

حسین بخش پسر دوڈسپاہ اُر ارائیں ساکن لدھے والی تحصیل ضلع جالندھر

دعویٰ ۔/۱۲/۶۲ روپے

بنام حسین بخش مدعا علیہم

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی حسین بخش مدعا علیہم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اسلئے اشتہار ہذا بنام حسین بخش مدعا علیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہم مذکور تاریخ ۵/۲۷/۴۶ کو اصالتاً یا وکالتاً یا مختارتاً مقام لودھیانہ بوقت دس بجے صبح حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی

آج بتاریخ ۴/۲۷ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط حاکم (مہر عدالت)

اجلاس جناب میاں صاحب میاں محمد زمان صاحب

آنریری سب جج درجہ چہارم چارسدہ

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضمن ۲ ضابطہ دیوانی

فرم رام چند کرم چند آڑھتیان بذریعہ کرم چند مالک مدعی سکنائے چارسدہ تحصیل چارسدہ ضلع پشاور مدعیان

بنام

دکان پرتاپ سنگھ جیر سنگھ بذریعہ جیر سنگھ مالک حصہ دار دکان سکنائے ڈھوڈیال حال ترنگ زائی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور مدعا علیہم

دعویٰ دلاپانے مبلغ ۔/۱۰/۶۲ روپے اصل و سود بروئے حساب کتاب بہی کھاتہ بموجب نقل بہی کھاتہ مشمولہ مقدمہ ۵۷/۱ اصدیہ ۴۶/۳/۱۵
مقدمہ عنوان صدر پرتاپ سنگھ جیر سنگھ سکنائے ڈھوڈیال حال ترنگ زائی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور بذریعہ جیر سنگھ مالک حصہ دار مدعا علیہ تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہوتا ہے اس لئے مدعا علیہ مندرجہ عنوان صدر کو بذریعہ اشتہار ہذا کے مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ ۴۶/۴/۲۳ خواہ اصالتاً خواہ وکالتاً یا مختارتاً حاضر عدالت ہو کر اپنے مقدمہ کی پیروی اور جوابدہی کرے ورنہ بصورت عدم حاضری مدعا علیہ اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔

آج بہ ثبت مہر عدالت وہمارے دستخط کے جاری کیا گیا ۴۶/۳/۹

دستخط حاکم (مہر عدالت)

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ بفضل تعالیٰ مطلق بخیریت ہیں۔

— مولانا صدر الدین صاحب ۱۵ اپریل ۲ بجے بعد از دوپہر بمبئی سے جہاز پر سوار ہوگئے۔ خدا حافظ

— نہایت افسوس سے تحریر کیا جاتا ہے کہ ہمارے عزیز بھائی عبد العزیز صاحب شورہ کے والد صاحب کی آنکھ خراب ہوگئی دوسری آنکھ میں بھی آشوب ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بینائی چشم بحال رکھے۔

— مکرم و محترم ڈاکٹر حسن علی صاحب ساندہ کے صاحبزادگان امسال مختلف امتحانات میں شرکت فرما رہے ہیں۔ ان کے علاوہ سلسلہ کے بہت سے فرزند امتحانات دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ان کی محنتوں کو بارآور کرے اور کامیابی کا منہ دکھائے۔

— اخویم جناب عبد الغنی خانصاحب مالک امپیریل الیکٹرک سپلائی سٹور کی صاحبزادی صاحبہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں احباب صحت کے لئے دعا فرماویں

— جنرل کونسل کا اجلاس کل مورخہ ۱۸ اپریل کو بخیر و خوبی انجام پایا۔

— سالانہ کا جلسہ ۲۴-۲۵-۲۶ اپریل کو ہو رہا ہے۔

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۸

قُلْ یٰۤاَہْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْہَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہہ ہر سعید خواہد بود

نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۴۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے

طلبا سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۱۱ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۳۷ء — نمبر ۲۶

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارا عمل اور نیت

یاد رکھو کہ حقائق اور معارف کے دروازہ کے کھلنے کیلئے ضرورت ہے تقویٰ کی۔ اس لئے تقویٰ اختیار کرو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ اور میں گن نہیں سکتا کہ یہ الہام مجھے کتنی مرتبہ ہوا ہے۔ بہت ہی کثرت سے ہوا ہے اگر ہم نری باتیں ہی کرتے ہیں تو یاد رکھو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ فتح کیلئے ضرورت ہے تقویٰ کی۔ فتح چاہتے ہو؟ تو متقی بنو۔ میں ہندوؤں اور عیسائیوں میں دیکھتا ہوں کہ عورتیں بھی بہت بڑی جائدادیں اور روپیہ اس کام کے لئے وصیت کر جاتی ہیں۔ آج کل کے مسلمانوں میں اس قسم کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ ہمارے ہی جو بڑی سے بڑی مشکل ہو وہ اشاعت کے لئے مالی امداد کی ضرورت ہے۔ یہ تو تم یاد رکھو کہ آخر خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے۔ کہ خود اپنے ہاتھ سے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے وہ خود ہی اس کا حامی و ناصر ہے۔ لیکن وہ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں کو ثواب کا مستحق بنا دے۔ اس لئے نبیوں کو مالی امداد کی ضرورت ظاہر کرنی پڑتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد مانگی اور اسی طرز پر جو منہاج نبوت کی طرز ہے۔ ہم بھی اپنے دوستوں کو سلسلہ کی ضروریات سے اطلاع دیا کرتے ہیں۔ مگر میں پھر یہی کہونگا کہ اگر ہم کچھ روپیہ بھی اشاعت کے لئے جمع کر لیں تو یہ ظاہر بات ہے کہ اس قدر نہیں کر سکتے جس قدر پادریوں کے پاس ہے۔ اور اگر اتنا بھی کر لیں تو بھی میرا ایمان ہے کہ فتح اسی کو ملتی ہے۔ جس سے خدا خوش ہو۔ اس لئے ضروری امر یہ ہے کہ ہم اپنے اخلاق اور اعمال میں ترقی کریں اور تقویٰ اختیار کریں۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور محبت کا فیض ہمیں ملے۔ پھر خدا کی مدد کو لیکر ہمارا فرض ہے اور ہر ایک ہم سے جو کچھ کر سکتا ہے اس کو لازم ہے کہ ان حملوں کا جواب دینے میں کوتاہی نہ کرے۔ ہاں جواب دیتے وقت نیت یہی ہو کہ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو۔

(الحکم ۷ ار جون ۱۹۰۱ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

یہ کتاب اس میں کوئی شک نہیں متقیوں کے لئے ہدایت ہے (متقی کون ہیں) جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اتارا گیا اور جو تجھ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ - اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ (البقرہ)

حدیث شریف

جو شخص کسی ایماندار کی کوئی دنیاوی تکلیف دور کرے خدا اس کی قیامت کے دن کوئی تکلیف اس سے دور کرے گا جو کسی تنگدست کی تنگی رفع کرے خدا اس کی دنیا اور آخرت میں تنگی رفع کرے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا۔ خدا اس کی دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی کرے گا۔ اور خدا انسان کا معاون رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے بھائی کا معاون رہے اور جب لوگ خانہ خدا میں جمع ہو کر خدا کی کتاب پڑھتے ہیں اور ایک دوسرے کو پڑھاتے ہیں تو خدا ان کو تسکین دیتا ہے اور ان پر اپنی رحمت کا سایہ کرتا ہے اور فرشتے ان کے آگے پیچھے پھرتے ہیں اور جو ان میں سے خدا کے نزدیک ہوں ان سے خدا ان کا ذکر کرتا ہے۔ اور جس شخص کو اس کا عمل پیچھے ڈالے اس کا نسب اسے آگے نہیں لے جا سکتا۔ (مسلم)

— جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس میں دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں۔ ایک مال کی حرص۔ دوسری عمر کی (بخاری)

— دو بھوکے بھیڑیئے جو بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں وہ اس قدر فساد برپا نہیں کرتے جس قدر کہ انسان کی دولت اور مرتبہ کی حرص اس کے دین میں فساد ڈالتی ہے۔ (ترمذی)

موجودہ اسلام

کیا کمال اتاترک وحدت اسلامی کے صدر ہونگے؟

(از جناب ماسٹر محمد یعقوب صاحب)

جنگ عظیم کا یہ ایک ناقابل تردید اور اندوہناک نتیجہ ہے کہ اس نے سیدھے سادھے سوالات میں گنجلکیں پیدا کر دی ہیں اور ان رجحانات و تحریکات پر جو صدیوں کی تاریخ میں مدغم تھیں۔ ایک پردہ ڈال دیا ہے۔ یہاں تک کہ ہمیں یقین دلایا جاتا ہے کہ اقوام کی قرون وسطیٰ اور ۱۹۱۴ء کے درمیان متدریج اور قدرتی نشو و ارتقاء کی کڑی کی کڑی کا سرمایہ ہیں۔ کیونکہ ہر ایک ایسے حادثہ عظیم کی لپیٹ میں آ گئے تھے کہ جس نے پرانے خیالات و معتقدات کو پرکاہ کی مانند اڑا دیا تھا

ان میں کا ایک یہ بھی خیال ہے کہ ہر ایک مستند مذہب عام اس سے کہ وہ ایشیائی ہو یا نیم ایشیائی ہو حکومت و سلطنت کے پرانے تخیل کو ہی اپنی روحانی برادری کا صحیح ظاہری نشان تصور کرتا ہے

مثال کے طور پر اسلام ہی کو لیجئے۔ اسلام اس وقت مختلف جغرافیائی حدود رکھتا ہے۔ ترکی۔ ایران۔ عرب۔ مصر۔ ہندوستان وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس کے علی الرغم یہ اعتقاد کہ امیر المومنین ہی تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا مذہبی اور سیاسی رہبر ہے۔ ہر کلمہ گو کے دل کی گہرائیوں میں موجود ہے۔ عیسائیت میں بھی ہمیں اس کا نمونہ نظر آتا ہے۔ گو اس کو مادیت کا جامہ پہنانے کی کوشش میں یہ دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ یہی حالت آج اسلام کی ہے جو کہ تقریباً ایک ہزار برس سے میدان عالم میں عیسائیت کا واحد رقیب رہا ہے۔

قسطنطنیہ اور روم

مغربی دنیا کے دو بڑے بڑے مراکز ہیں۔ روم کے لئے یروشلم ایسا ہی مجاذب تھا۔ جیسا قسطنطنیہ کے لئے ارض حجاز۔ جب تک اسلامی خلافت اپنی مذہب اور سیاست ایک ہی ہستی میں مرکوز رہیں اسلام دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ پر حکمرانی کرتا رہا۔ آج ہم اسلام کو "خلافت" سے بے نیاز پاتے ہیں۔ وہ لاتعداد اکثر مقامی حصوں بخروں میں بٹا ہوا ہے۔ جس میں جارحانہ و کرخت وہابیت بھی ہے اور انگورا اور طہران کی نرم اور ڈھل جانے والی روح بھی ہے۔ پرانا جوش و خروش بھی موجود ہے اور آج مکہ و مدینہ کے زائرین میں دور دراز کے ملک زیادہ دکھائی دیتے ہیں۔ مذہب کی وہ طاقت جو صدیوں تک اپنے پیروں کے خیالات و جذبات اور اعمال پر حیرت زا اثر ڈالتی رہی۔ ابھی مٹی نہیں بلکہ موجود ہے۔ گو تبدیل شدہ صورت میں۔ اور اب ان لوگوں میں پھر جاری ساری ہے جو اس کی آماجگاہ رہ چکی ہیں اور مستقبل قریب میں جس کی برق رفتاری کا اندازہ بھی محال ہوگا۔

دور کیوں جاؤ ۱۹۰۸ء کے واقعات کو دیکھو۔ نوجوان ترکوں کی ایک مجاہد جماعت نے جدوجہد کا ایک سلسلہ شروع کیا جس کے نتائج ہمارے سامنے ہیں اور جنگ عظیم بھی جسے فنا نہ کر سکی۔ ان جانباز ترکوں میں سے آج کل مصطفیٰ کمال پاشا زندہ ہیں جن کی انگلی کے ایک اشارہ پر صدیوں کا مذہبی اور سیاسی قصہ [illegible] مدفون ہو گیا۔ اور آج جس کے ٹکڑے مرکز سے دور آوارہ سرگرداں ہیں۔ [illegible] نے اپنے عمل کی بنیاد اس حقیقت کے ہیولے سے استوار کی کہ اب [illegible] اسلام کا ایک مرکز پہنچنا ہونا ممکن نہیں رضا کی شکست نصیب اعداء) ایسے بھی مفکر ہیں کہ جن کا خیال ہے کہ

جنگ عظیم کا اونٹ کسی کروٹ بیٹھتا لیکن مصطفیٰ کمال پاشا کی مادیت پر شیفتگی کا یہی رنگ ڈھنگ رہتا لیکن ایسا نہیں۔ مصطفیٰ کمال کا شخصی وقار و رعب قرنہا قرن کی ذہنی عمارتوں کا تار و پود نہ بکھیر سکتا۔ اگر یہ بیرونی حادثہ نہ ہوتا جب انہوں نے ۱۹۱۵ء میں قسطنطنیہ کی حالت کو ناگفتہ بہ پایا اور جب ان پر یہ حقیقت روشن ہوئی۔ کہ مقامات مقدسہ پر ان کی طاقت کا خاتمہ ہو چکا تو حالات نے انہیں اس روش پر مجبور کر دیا۔ جس پر دنیا نے انہیں دیکھا۔ اسلام کی مرکزیت فنا ہو چکی تھی۔ کہ مکہ اور مدینہ منورہ خلافت سے بغاوت کر چکے تھے۔ دین اسلام کی بنیادیں متزلزل ہو چکی تھیں مسلمان منتشر تھے۔

مذہب کیلئے مرکزیت لازمی ہے

ہم پھر دہراتے ہیں کہ کوئی مذہب اپنی تمام تر طاقت کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتا جب تک اس کے افراد کا رشتہ الفت کسی مرکزی حکومت کے ساتھ وابستہ نہ ہو۔ آؤ۔ اب اس کلیہ کے پیش نظر ہم اسلامی تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کے رجحانات کا مطالعہ کریں۔

اسلام منتشر نہیں ہو رہا

اسلامی ممالک خواہ اس وقت بکھرے ہوئے ہی نظر آئیں لیکن یہ واضح ہے کہ وہ مرکزیت سے دور نہیں جا رہے۔ اگر کسی مرکزی طاقت کی باگ ڈور مضبوط ہاتھوں میں ہو تو ان بھولے بسرے آوارہ گردوں کو ایک مقصد اور ایک نقطہ پر اب بھی جمع کر سکتی ہے۔ عربوں نے اپنی طاقت و شوکت کے وقت اس سنہری زمانہ کا کمال دیکھا جس کی مثال عیسائیت پیش نہیں کر سکتی۔ بہت سے مصنفین کا یہ خیال صحیح ہے کہ مادی طور پر طاقتور اسلام کا سپین سے اخراج مغربی دنیا کے حادثات عظیمہ میں سے تھا کہ جس کے نتیجہ کے طور پر انقلاب فرانس جیسا اخلاقی تباہ کاری کا زمانہ دیکھنا نصیب ہوا۔

تاریخ و روایت کو مغرب سے مشرق میں زیادہ وقار حاصل ہے آباؤ اجداد کے کارناموں کے فخریہ تذکرہ میں عربوں کا مقابلہ مشرق کی کوئی قوم نہیں کر سکتی۔ اور عرب۔ پچھلے دس سال کے عرصہ میں عربوں نے وہ کروٹ لی ہے۔ ایسے بیدار ہوئے ہیں کہ جس سے اسلام کے درخشندہ مستقبل کی جھلک نظر آتی ہے۔ سلطان ابن سعود (خلد اللہ ملکہ و سلطانہ) کے جھنڈے کے نیچے صدیوں کی عداوتوں کا خاتمہ ہو گیا ہے سلطان وہاں کامیاب ہوئے ہیں۔ جہاں لارنس مردود ناکامیاب رہا۔

تحریک وہابیت کے بہت خوشگوار نتائج نکلے ہیں۔ انہوں نے مقامات مقدسہ کو اس گھناؤنی تاریکی سے بالکل پاک و صاف کر دیا ہے جس کی گھنگھور گھٹائیں جنگ عظیم میں اسے اپنے سیاہ دامن میں چھپائے ہوئے تھیں۔ انہوں نے اپنے کرشمہ قوت سے ثابت کر دیا ہے کہ اسلام مردہ مذہب نہیں۔ یہ اثر اب تمام عربی دار الخلافوں تک پہنچ گیا ہے اور جنوب میں اب متحدہ عرب کی بنیادیں استوار ہو رہی ہیں۔ شرق اردن بھی اس تاج سے مل گیا ہے۔ عراق آزاد عراق اپنے عربی آباؤ اجداد کی محبت میں سرشار۔ عربی ممالک کے اتحاد کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے فلسطین میں عرب اور یہودوں کی ٹکر اگرچہ ظاہر پرستوں کی مادی آنکھوں

میں معمولی ہے لیکن اس کے پیچھے وہی جذبہ کارفرما ہے۔ فرانسیسی جو پہلے جو اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقتوں کا بغور مطالعہ کرتے ہیں۔ شام میں ان تحریکات و رجحانات کو پہچان لیا ہے اور اب وہ ہتھیار ڈال رہے ہیں اگرچہ اس سے پہلے وہ ان مقبوضات پر اپنا خون بہانے کو تیار تھے۔

مستقبل کی جھلک

یہ دور کی بات نہیں۔ اقوام عرب دن بدن اپنی طاقتوں کو مستحکم اور مجتمع کر رہی ہیں اور ہر لحظہ ایک مرکز کی طرف بھاگی چلی آ رہی ہیں۔

گذشتہ زمانہ کے بری راستوں کو بھاپ کے استعمال نے ناکارہ کر دیا تھا لیکن یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ بھاپ کا استعمال اب دن بدن رو بتنزل ہے۔ بھاری قیمتی ریلوے جن کے رستہ میں بڑی بڑی رکاوٹیں ہیں۔ آہستہ آہستہ گر رہی ہیں اور ان کی جگہ آمد و رفت کے بری راستوں کو اہمیت حاصل ہو رہی ہے۔ وہ بری راستے جن کو دنیا سینکڑوں سالوں سے بھول چکی تھی۔ اب پھر اپنی قدر و قیمت حاصل کر رہے ہیں۔ دمشق، طہران۔ سمرقند۔ بلخ۔ بخارا۔ کاشغر۔ یارقند۔ لانچو اور پیکنگ۔ تمام ایک دوسرے سے تسبیح کے دانوں کی طرح مل جل رہے ہیں۔ عراق، عرب تک کو میں ایک مفتہ کی مسافت رہ گئی ہے۔ حاجیوں کے پرانے راستے پھر پر رونق دکھائی دیتے ہیں۔ اور تبوک اور خیبر۔ وہ تاریخ کا ایک فرسودہ ورق۔ اب فضا کے نئے جھونکوں سے گونج رہا ہے اور تین گیلن پٹرول اسے طے کرنے کے لئے کافی و وافی ہے۔

شام کی مرکزی حیثیت

دو ہزار برس پہلے شام کا دار الخلافہ دمشق مشرق گذر و جواہر کا قاسم تھا۔ تمام مشرقی تجارت کا مرکز تھا اور یورپ کے لوگوں کو وہ نادر اشیاء فراہم کرتا تھا۔ جو انہیں وہاں میسر نہ تھیں۔ پندرھویں صدی میں مسلمانوں کی فتوحات سے وہ راستہ مسدود ہو گیا تو یورپ کے باشندوں کو مشرق کے ساتھ نامہ و پیام۔ لین دین کا کوئی دوسرا راستہ دریافت کرنے کی خواہش ہوئی تو سمندر کی شاہراہ دریافت ہو گئی اور واسکوڈے گاما ہندوستان آن پہنچا۔ کولمبس ہندوستان کی سی سونے کی چڑیا کی تلاش میں نئی دنیا میں جا پہنچا۔ دمشق تجارتی مرکز ہونے کی حیثیت میں اتنی اہمیت حاصل تھی کہ جس کا اندازہ محال ہے گو آج کوتاہ بینوں کے لئے اس کا سمجھنا دشوار ہے۔ صبر و استقلال سے سوچنے والے خوب آگاہ ہیں کہ کل کو دمشق کی مرکزیت کو کیا اہمیت و وقار حاصل ہونے والا ہے

اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ بری راستوں کی روز افزوں اہمیت کوئی پرستان کی کہانی نہیں بلکہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ لازمی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دمشق کو مستقبل قریب میں وہ حیثیت حاصل ہوگی کہ جس کا مقابلہ روم و قسطنطنیہ سے بھی نہ ہو سکیگا اور اگر ذرا غور کیا جائے تو یہ حقیقت آئینہ کی طرح روشن ہو جاتی ہے کہ بیدار شدہ اسلام کو اس سے اعلیٰ اور ہر لحاظ سے ضروری مرکز کعبہ کے گرد تمام اسلامی ممالک گردش کریں ملنا محال ہے۔ (ترجمہ)

ایک جانگداز واقعہ

محسن و محترم حضرت مولٰنا صاحب زاد مجدکم

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس وقت "پیغام صلح" میں مرزا خدا بخش صاحب کی وفات کا جانگداز واقعہ پڑھکر دل کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ مرزا صاحب مرحوم کی تالیف "عسل مصفےٰ" میرے پاس ہے۔ میں نے انکی کتاب سے تبلیغ میں بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ علاوہ ازیں لاہور کی چار سالہ زندگی میں حکیم صاحب مرحوم میرے بہت دوست تھے۔ میں آپ کے ساتھ اور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہؓ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجدد منکر اشاعت دین کی ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ یوم جمعہ ۱۱ صفر ۱۳۵۶ ہجری نمبر ۲۶

جرمن زبان میں قرآن حکیم کا ترجمہ

اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض

وہ جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے زمین میں ٹھہرا رہتا ہے

۱۹۱۴ء میں چند بے یار و مددگار اور بے سر و سامان نفوس کا ایک مختصر سا گروہ قادیان کو چھوڑ کر۔ اس قادیان کو جس کی خاطر انہوں نے گھربار چھوڑا۔ جو ان کی امیدوں کا مرکز۔ تمناؤں کا ملجا و ماویٰ۔ اور دل و جان سے زیادہ عزیز تھا۔ جہاں انہوں نے تن۔ من۔ دھن سب کو قربان کر کے گویا کہ درکی گدائی اختیار کی ہوئی تھی۔ جہاں کی غربت میں بھی ان کے چہروں سے جہانداروں کی سی بے نیازی ٹپکتی تھی جبکہ بے بسی کی حالت میں لاہور میں قیام پذیر ہوا۔

یہ قافلہ بے سر و سامان تھا۔ کیوں؟ ان کے پاس مال و دولت کی فراوانی نہ تھی۔ کثیر التعداد جتھہ نہیں تھا۔ لٹھ بند انصار نہیں تھے۔ دنیوی چالبازی اور "سیاست" نہیں تھی۔ نہ کوئی گدی تھی اور نہ پیری مریدی کا سلسلہ۔ نہ دفاتر تھے اور نہ ہی عملہ ملازمین۔ نہ پریس تھا اور نہ ہی اخبارات اور اس پر طرہ یہ کہ وطن بھی غیر تھا۔

یہ بے سر و سامان نہیں تھے۔ ان کے پاس دولت ایمان تھی ان کے قلوب محبت اسلام کے تابناک گوہروں سے منور تھے۔ ان کے پاس علم قرآن تھا۔ خدا اور اس کے رسول صلعم پر فدائیت کی زندہ روح موجود تھی۔ یہ ان اخلاق کا مجسمہ تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی نے آپ کو عطا کئے اور اس شراب معرفت کے نشے سے مخمور تھے جو اس زمانہ کے رہنما اور مامور نے انہیں پلائی اس لئے یہ دولتمند بھی تھے۔

دنیا کی نظریں ان پر لگی ہوئی تھیں۔ بدخواہ ان کی ناتوانی کو بہ نگاہ حقارت دیکھ رہے تھے اور یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اب ان کا خاتمہ ہے اور مخالف یہ سمجھا بیٹھا تھا کہ اب احمدیت گئی۔ مگر مشیت ایزدی ان دشمنان حق کی باتوں پر خندہ زن تھی۔ اسے کچھ اور ہی منظور تھا۔ یہ لوگ تعداد میں تھے تو کم۔ لیکن عزم و ثبات کے پیکر تھے۔ ان کے سامنے وہ نصب العین تھا جو حضرت اقدسؑ نے ان کے سامنے رکھا یعنی اشاعت قرآن و تبلیغ اسلام۔ بس کیا تھا نصرت الٰہی کے بھروسہ پر کام شروع کر دیا۔ لوگوں کا فرشتوں کے نازل ہونے پر شاید ایمان نہ ہو۔ مگر میں یقین دلاتا ہوں کہ اس مقدس گروہ پر فرشتے نازل ہوئے کس شان سے؟ رحمت و نصرت الٰہی کی روح افزا ہواؤں کو لئے ہوئے لاہور میں آنے کے تین سال بعد اس مختصر سے گروہ نے وہ کام کر دکھایا جو مسلمان قوم کو ساڑھے تیرہ سو سال میں نصیب نہ ہوا تھا اور وہ تھا انگریزی ترجمۃ القرآن کی اشاعت۔ اس قدر عظیم الشان کام بظاہر ایک بے بس گروہ کے ہاتھوں پایۂ تکمیل کو پہنچ جانا فرشتگان رحمت کے نزول کے بغیر قطعاً ناممکن تھا۔ دیکھنے والوں نے انہیں دیکھا اور ان کی گردنیں اظہار تشکر کے لئے آستانہ الٰہی پر جھک گئیں۔

یہ خوشی دوگونہ تھی۔ ان کمزور ہاتھوں سے اس غیر فانی خدمت کا انجام پذیر ہونا اور دوسرے حضرت مسیح موعود کی اس آرزو کا تکمیل پذیر ہونا جس کی خاطر آپ ایک مدت تک دست بدعا رہے۔ تڑپتے رہے جو آپ کی زندگی کا مقصد تھا اور جس کے متعلق آپ نے ۱۸۹۱ء میں فرمایا کہ۔ "یہ کام مجھ سے ہوگا یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں شامل ہے"۔

دنیا ہزار سر پٹخے۔ واویلا کرے۔ گالیاں دے پیچ و تاب کھائے۔ منافق کہے۔ برا بھلا کہے مگر یہ سعادت جسے ملنی تھی اسے مل گئی۔ کامیابی کا سہرا جس کے لئے مقدر تھا اس کے سر بندھ گیا۔

مبارک ہے وہ گروہ جسے حضرت مسیح موعود کی شاخ ہونے کا شرف حاصل ہے اور خوش قسمت ہیں وہ نفوس قدسیہ جنہیں اللہ تعالےٰ نے اس بلند مقام کی طرف رہنمائی کی۔ اور چومنے کے لائق ہیں وہ مقدس ہاتھ جنہیں مولانا عبد الکریم مرحوم نے حضرت مسیح موعود کی وساطت سے قلم عطا کر کے آپ کو اس شب و روز بے چین رکھنے والی تڑپ اور آرزو کی تکمیل کی توفیق ارزاں فرمائی۔ زہے نصیب ان لوگوں کے جنکو ان بزرگوں کی ہمنشینی کا شرف اور خدمت کا موقع حاصل ہوا۔ اور افسوس ان لوگوں کی بدباطنی پر جو دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ سنتے ہوئے نہیں سنتے اور عقل رکھتے ہوئے غور و فکر سے کام نہیں لیتے اور سراب کو حقیقت سمجھ کر بسرعت ہلاکت کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔

اس کامیابی کے بعد لوگوں کے حوصلے بند ھ گئے ہمتیں بڑھ گئیں۔ بڑے سے بڑا کام آسان نظر آنے لگا۔ علم و حکمت کا وہ چشمہ جو قادیان میں خشک ہو چکا تھا۔ وہ مدینۃ المسیح سے بہہ نکلا چند ہی سالوں میں بیان القرآن کی بے نظیر تفسیر نکلی جسے آج اغیار بھی درسوں میں استعمال کر رہے ہیں پھر نبی کریم صلعم کی سوانح حیات قریباً چودہ زبانوں میں چھپ گئی۔ خلافت راشدہ بھی شائع ہو گئی محمد اینڈ کرائسٹ بھی دنیا کے ہاتھ میں آ گئی۔ الحمدللہ کہ محض اس کے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود کی دوسری آرزو کی تکمیل کا شرف بھی اسی انسان اور جماعت کو حاصل ہوا جسے انگریزی ترجمہ کا ہوا تھا۔ حضرت اقدس روحی فداہ نے ۱۹۰۶ء میں خواہش ظاہر کی کہ ایک ایسی کتاب انگریزی زبان میں تصنیف کی جائے جس میں تمام اسلامی مسائل آ جائیں اور آج وہ آرزو "ریلیجن آف اسلام" کی صورت میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مقدس ہاتھوں سے مکمل ہو کر دنیا کے سامنے آ چکی ہے۔

عزیزمن! قرآن شریف کا ترجمہ تو ہو گیا۔ مگر صحیح بخاری رہ گئی"۔ یہ خواہش تھی جو سیدنا حضرت امیر المومنین مولانا نور الدین مرحوم نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ظاہر کی۔ وہ بزرگ ہستی جس نے ترجمۃ القرآن کی قبولیت کی خوشخبری جماعت کو سنائی۔ گو عقل کے اندھوں نے اس کی قدر نہ کی مگر وہ ہستی اپنی فراست اور ریاضی میں عدیم النظیر تھی۔ یہ الفاظ کسی اور کو کیوں نہ فرمائے۔ آپ جانتے تھے کہ یہی ایک انسان ہے جو اس کام کے کرنے کا اہل ہے۔ صد شکر ہے اس خدائے عزوجل کا کہ اس بزرگ انسان کی آرزو نے بھی آج جامہ عمل پہن لیا۔ اور صحیح بخاری کا ترجمہ فضل الباری کے نام سے آج دنیا کے سامنے ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جب انگریزی ترجمۃ القرآن کی آرزو کی تو ان کے پیش نظر یہ بھی تھا کہ اس کا ترجمہ جس قدر زبانوں میں ہو جائے کم ہے۔ آپ کے ان سچے خادموں نے نہ صرف خود ہی اس جذبہ کو اپنے اندر پیدا کیا۔ بلکہ جو کوئی بھی ان کی صحبت میں بیٹھا۔ اسی جذبہ سے سرشار ہو کر گیا۔ ۱۹۲۴ء میں ایک کمزور سا انسان جاوا جیسے مقام پر جا بیٹھتا ہے۔ نہ کوئی مونس ہے نہ غمخوار۔ نہ دنیوی مال و دولت ہے اور نہ جتھہ۔ مگر ایک تڑپ ہے جو مرکز سے ملی کہ اسلام کو غالب کرنا ہے۔ اس ایک ہی انسان کے کام پر نگاہ ڈالی جائے تو بھی دنیا بھر کی جماعتیں مقابلہ پر ہیچ نظر آتی ہیں۔ اس عزیز دوست کی مساعی سے آج علاوہ دیگر کتب کے قرآن شریف کا ڈچ زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے جس کا دوسرا ایڈیشن چھپ رہا ہے اس کا ترجمہ جاوی زبان میں ہو رہا ہے دیگر کتب بھی مقامی زبانوں کا جامہ پہن چکی ہیں اور پہن رہی ہیں اور سب سے حیران کن بات یہ کہ "ریلیجن آف اسلام" کا بھی نصف سے زیادہ ترجمہ ڈچ زبان میں ہو چکا ہے۔

آج ہمیں خدا نے عید کا دن عطا کیا ہے۔ آج ہمیں مسیح موعود کی صداقت پر ازدیاد ایمان کا موقع دیا ہے۔ آج ہماری روحیں خوشی سے اچھلتی ہیں۔ قلوب مسرور ہیں۔ کیوں؟ کہ آج ہم پھر دنیا پر ایک نشان قائم کرنے والے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے مامور اور اسلام کے شیدائی تھے۔ جن کی بدولت دنیا کا گوشہ گوشہ تعلیم فرقان اور نور اسلام سے منور ہو رہا ہے۔ وہ نشان کیا ہے؟ قرآن کا جرمنی زبان میں ترجمہ۔ جرمنی دنیا کے مشہور ممالک میں سے ہے وہاں کے باشندے علم و حکمت کے دلدادہ ہیں اور بہت سے قابل دماغ وہاں پیدا ہوئے جن کی شہرت و عظمت کا ایک زمانہ قائل ہے۔ ضرورت تھی کہ اس قوم تک بھی قرآن کا نور پہنچایا جاتا۔ تاکہ اسلام کی حجت ان پر پوری ہو اور وہ اس کی حقیقت کو سمجھ کر اسے قبول کرنے کا اقدام کریں۔ مولانا صدر الدین صاحب جنہوں نے متواتر سالوں کی جانفشانی سے اسے مکمل کیا

۱۵ر اپریل سے اسے طبع کرانے کے لئے عازم جرمنی ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ العزیز اس سال کے اختتام تک واپس تشریف لے آئیں گے۔

افسوس! ہزار افسوس!! کہ مسلمانوں نے اس مقدس انسان اور آپ کے قائم کردہ سلسلہ کی قدر نہ کی۔ اس شخص کی اپنی زندگی دشمنان اسلام سے مقابلہ میں گذری۔ اور آپ نے اپنی قلم، زبان پاک اور نشانات سماوی سے تمام مخالفین کے منہ بند کئے۔ ایک مدت تک یہ شیر خدا باطل کے مقابل گرجتا رہا۔ مگر کسی کو اس کے مقابلہ کی تاب نہ ہوئی اور یہی نہیں بلکہ اپنے احباب میں مولانا نور الدین مرحوم۔ مولانا عبد الکریم مرحوم۔ مولانا محمد احسن مرحوم۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ مرحوم۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مدظلہ العالی خواجہ کمال الدین مرحوم۔ سیدنا حضرت امیر المومنین (ایدہ اللہ) اور دیگر بے شمار عالمان متبحر اور خادمان مخلص کی تربیت کی کہ ان میں سے ایک ایک کی نظیر ملنی محال ہے۔ ان کے پاکیزہ حالات زندگی دنیا کے سامنے ہیں۔ دنیا کی تاریخ کی ورق گردانی کر کے بتائیے کہ کہیں کوئی مکار، کذاب اور دنیا پرست انسان گذرا ہے جس کے حلقہ احباب میں اس قدر بزرگ ہستیاں موجود ہوں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس ارفع ہستی کی تکفیر اور تکذیب کرنے سے ڈرو کہ خدا کی گرفت نہایت سخت ہوتی ہے۔

آج مسلمان جماعت احمدیہ کو کافر کہتے نہیں تھکتے اور کفر کیا ہے یہ کہ لوگ ارکان اسلام کے پابند ہیں متحد ہیں۔ ایک نظام کے ماتحت اشاعت دین کرتے ہیں اور دنیا کے کونے کونے میں پیغام اسلام کو پہنچانے میں مصروف ہیں اور کسی کلمہ گو کو خارج از اسلام نہیں سمجھتے۔ آہ یہ وہ جرم ہے جس کی سزا ہمیشہ سے یہی ہے جس کے ہم آج مورد ہیں۔ مگر خدا کے بندو! ذرا سوچکر بتاؤ۔ کہ دنیا میں کافروں کی کوئی ایسی جماعت بھی گذری ہے جو قرآن کریم کے تراجم شائع کر کے دنیا میں مفت تقسیم کرے۔ اسلام پر اعتراضات کے جواب دے۔ نبی کریم صلعم کی سیرت کو دنیا کے لوگوں تک پہنچائے۔ آپ کی ذات اطہر پر شکوک کا ازالہ کرے۔ دنیا بھر میں تبلیغی مشنوں پر ہزارہا روپیہ صرف کر کے پیغام اسلام لوگوں کے گوش گذار کرے۔ غلط جوش اچھا نہیں ہوتا۔ کچھ سوچو کیا تم جماعت احمدیہ کو مٹا کر اسی کام کو بند کرنا چاہتے ہو؟ یقیناً یاد رکھو کہ تمہاری پھونکوں کے علی الرغم یہ چراغ تابندہ تر ہوتا جائے گا۔ ہمیں فکر ہے۔ تو اس بات کی کہ کہیں غضب الہی آپ کے خلاف نہ بھڑکے اور قیامت کے دن حضرت رسول مقبول صلعم کو یہ شکایت نہ کرنی پڑے یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔ اللہ کے بندو! عناد و تعصب کو چھوڑو۔ اور پیشتر اس کے کہ موت کا زبردست ہاتھ تمام دنیوی خواہشات سے محروم کر دے آؤ اور اس سلسلہ میں شامل ہو کر اس دینی کام کو تقویت دو۔

برادران سلسلہ! آپ کی پچیس سالہ جدوجہد کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ یہ صرف لٹریچر کے ایک حصہ کا تذکرہ ہے ان کے علاوہ بیش قیمت تصانیف ہیں جن کو بخوف طوالت نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ آپ کو کیا معلوم کہ برلن مشن کس قدر عظیم الشان کام کر چکے ہیں؟ آپ کی زبردست جماعتیں جزائر شرق الہند۔ فجی۔ مغربی افریقہ۔ ریاستہائے متحدہ شمالی امریکہ اور جنوبی امریکہ اور ٹرینیڈاڈ میں قائم ہو کر نہایت سرگرمی سے کام کرتی ہیں۔ دنیا بھر میں آپ کے لٹریچر نے توسیع سلسلہ اور اشاعت اسلام کیلئے سازگار فضا پیدا کر دی ہے۔ مگر اس قدر بات تسلی بخش نہیں۔ کوئی قوم کسی ایک حالت پر مطمئن ہو کر ترقی نہیں کر سکتی۔ کیا ہماری اس قدر ترقی اس بات کی متحرک نہیں کہ ہم اگر زیادہ قوت سے کام لیں تو کام اس سے کئی گنا زیادہ ہو سکتا ہے۔ ہاں اس کیلئے ضرورت ہے زبردست جانی و مالی قربانی کی جب تک آپ اپنی جان اور مال کو کلی طور پر اسلام کے لئے وقف نہیں سمجھتے اس وقت تک ترقی کا نام نہ لیجئے آپ میں سے ہر فرد بشر کا پہلا فرض ہے کہ اپنے مال۔ اولاد اور جان کو سلسلہ کا حق سمجھے۔ قربانی اس بات کی متقاضی ہے کہ ہر فرد اپنی ضروریات کے لئے اپنے پاس رکھے اور بقیہ راہ خدا میں دیدے۔ اس سے کم قربانی قربانی تو ہے مگر ایسی قربانی نہیں جس کا خدا مطالبہ کرتا ہے جب تک سیرت صدیقی پیدا نہ ہو حقیقت کا ملنا محال ہے۔ یہ مالی قربانی دو طرح پر ہے کہ ایک تو آپ لوگوں کے مطالبہ کے علی الرغم انکو خدمت اسلام کے لئے سلسلہ میں شمولیت کی دعوت دیں مسیح موعود کا پیغام گھر گھر پہنچائیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں تبلیغی اسلامی ترقی آپ کے دامن سے وابستہ ہے اور دوسرے یہ کہ نوجوان غیر ممالک میں اسلام کا پرچم لہرانے کے لئے نکل جائیں دنیا کو اس وقت رہنمائی کی ضرورت ہے اور آپ کی رہنمائی یقیناً تریاق ثابت ہوگی۔ دنیا کی زندگی محض ہمارا امتحان ہے حقیقی زندگی اور خوشی وہ ہے جو رضائے الہی سے ملتی ہے۔ یہ میدان اس وقت خالی ہے اس لئے جان و مال کو سنبھال کر رکھنے کی نسبت وہاں پیش کر دیجئے جہاں نقصان کا اندیشہ نہیں۔ آپ نے اس بات کو سمجھ لیا ہے تو یقین رکھئے کہ وقت بھی آ گیا جب اقصائے عالم میں آپ کے دور کا آغاز ہو اور دنیا آستانہ عبودیت الہی پر آن گرے۔

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا جلسہ

یکم و ۲ر مئی ۱۹۳۷ء کو ہونا قرار پایا ہے

احباب شرکت فرمائیں

آنریری مبلغین

جلسہ سالانہ کے موقع پر چند احباب نے اپنے نام بطور آنریری مبلغین درج کروائے تھے۔ ان میں سے مندرجہ ذیل دوستوں کی طرف سے رپورٹیں باقاعدہ موصول ہوئی ہیں

(۱) مولوی محمد فردوس صاحب	کوہاٹ
(۲) میاں احمد علی صاحب	مراد
(۳) اکبر خانصاحب	اودھم پور
(۴) ڈاکٹر محمود احمد خانصاحب	دہلی
(۵) چودھری فضل داد صاحب	ڈلہوزی
(۶) غلام احمد صاحب	پونچھ
(۷) شیخ عبد العزیز صاحب	جہلم
(۸) منشی عبد العزیز صاحب	بہاولنگر
(۹) چوہدری خدا بخش صاحب	چندر کے منگولے

باقی احباب کو بھی چاہیئے۔ کہ اس طرف توجہ فرمائیں نیز ضرورت ہے۔ کہ جماعت کے دوسرے دوست بھی اپنے نام آنریری مبلغین میں درج کرائیں جو دوست ہفتہ میں ایک دن جماعت کی توسیع اور استحکام کے لئے دے سکتے ہوں۔ ضروری ہے کہ وہ آنریری مبلغین میں نام درج کروائیں۔ اس طرح کام ایک نظام کے ماتحت ہو جائے گا۔

خاکسار عبد الحق پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں خدا تعالےٰ کے زبردست ہاتھ کا مشاہدہ

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کی طرف سے ۲۶ر مئی ۱۹۳۷ء کو (حضرت مسیح موعود کے یوم وصال پر) عنوان بالا پر ایک انعامی مضمون کا اعلان کیا گیا ہے۔ اخبار پیغام صلح کے ذریعہ تمام بیرونی نوجوانوں کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے مضامین تحریری ہونگے۔ اور مضمون نگار دوست اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ مضمون تین ہزار الفاظ سے زائد نہ ہو۔

تمام مضامین ۲۰ر مئی ۱۹۳۷ء تک سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے پاس پہنچ جانے ضروری ہیں مضمون پر سکرٹری لوکل ینگ مین ایسوسی ایشن یا سکرٹری لوکل انجمن کی تصدیق لازمی ہے۔ جو مضامین ۲۰ر مئی تک موصول نہ ہونگے ان پر انعام کیلئے غور نہیں ہو سکیگا۔ دس روپیہ کے تین انعام منظور ہوئے ہیں۔ اول پانچ روپیہ۔ دوم تین روپیہ۔ سوم دو روپیہ فیصلہ کے لئے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جناب مولنا عبد الحق صاحب اور مولنا مرتضےٰ خانصاحب کے اسماء گرامی بطور جج مقرر ہوئے ہیں

الداعی الی الخیر

(عبد الحق سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور)

خلیفہ صاحب قادیان کے جلالی خطبوں پر ایک نظر

خلیفہ صاحب کا تکفیر مسلمانان کے عقیدہ پر استقامت کا اعلان

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مدظلہ العالی)

حال ہی میں میرے ایک دوست نے ۲۸ر اپریل کا الفضل مجھے دکھلایا جس میں جناب میاں محمود احمد صاحب کا ایک بہت بڑا جلالی خطبہ درج ہے کچھ عرصہ سے جناب میاں صاحب نے یہ قاعدہ بنا لیا ہے کہ کوئی دفعہ بھی اپنے مریدوں کو خطاب کرتے ہوئے لاہوری احمدیوں بالخصوص مولانا محمد علی صاحب کو کہنے کو تو تبلیغی بھرتی دوزخ کا خطاب ہوا ہے پنجابیوں پر ہے [illegible] شعلے جو تقریروں کے ذریعہ جناب خلیفہ صاحب کی زبان کو ملاقات [illegible] کس باطن کی خبر دیتے ہیں چنانچہ ۱۲ر مارچ کے الفضل میں خلیفہ صاحب کا خطبہ چھپا ہے۔ خطبہ تو وہ نکاح کا ہے مگر فقط اس میں سارا مولوی محمد علی صاحب کا ہے جس کا نکاح سے نہ کوئی تعلق نہ واسطہ۔ یہیں برا بھلا کہنے کو دل چاہا کسی مرید نے پیر کا منشا سمجھ کر ایک فرضی سوال پیش کر دیا۔ پھر کیا تھا اسی فرضی سوال کو سامنے رکھ کر خوب دل بھر کر مولوی محمد علی صاحب کو برا بھلا کہہ لیا۔ ذرا وہ سوال ملاحظہ ہو۔ "ابھی اسی وقت مجھے ایک دوست نے ایک رقعہ دیا ہے جس میں مسیلمہ کذاب والی لالچ مجھے بھی دی گئی ہے اس میں لکھا ہے فلاں مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے کہا ہے۔ اگر میاں محمود مسئلہ کفر میں اصلاح کر لیں تو میں اور میرے ساتھ دوسرے لوگ ان کی بیعت کر لیں گے"۔ دنیا جانتی ہے کہ یہ ایک فرضی بات ہے نہ کبھی مولوی محمد علی صاحب نے ایسا کہا اور نہ ایسا کہنے کی ضرورت ہے

میاں محمود بیعت لینے کے اہل ہی نہیں

میاں محمود احمد صاحب مسئلہ کفر کو چھوڑ بھی دیں تو بھی ہم ان کی مطاع الکل خلافت کو سراسر بدعت اور اسلامی اصول کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ورمن سیاسی تمیٹیوں اور دیگر بیہودہ قسم باتوں میں وہ گرفتار ہیں ان کی وجہ سے ہم انہیں اس کا اہل ہی نہیں سمجھتے کہ کسی مذہبی سلسلہ کی قیادت ان کے ہاتھ میں دی جائے پھر مولوی محمد علی صاحب یہ بات کس طرح کہہ سکتے تھے۔ لطف یہ ہے کہ آئے دن میاں صاحب ہمارے مقابلہ میں تو یہ حدیث پڑھ کر سنایا کرتے ہیں کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع کہ ایک آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر ایک بات جو سنے اس کا ذکر کرتا پھرے۔ مگر جب اپنی باری آتی ہے تو یہ حدیث بھول جاتی ہے اور ایک سنی سنائی بلا تحقیق بات پر طبع آزمائی شروع کر دیتے ہیں اور نہ وہ قرآنی آیت یاد رہتی ہے جس میں حکم ہے کہ کسی بات پر اقدام عمل سے قبل اس کی تحقیقات کر لیا کرو۔ مگر ایسا کیوں کرتے۔ دل مسیلمہ کذاب کہنے کو چاہا ایک فرضی فقرہ کی آڑ رکھ کر دل کا بخار نکال لیا

قم کا قاضی

حضرت مسیح موعود ایک حکایت سنایا کرتے تھے کہ قم ایران میں ایک شہر ہے بادشاہ نے وہاں کے قاضی کو یہ مقفیٰ حکم لکھ بھیجا ؂

ایہا القاضی فی قم ٭ انا عزلناک فقم

کہ اے قم کے قاضی۔ ہم نے تجھے معزول کیا۔ پس تو کھڑا ہو جا یعنی اپنی جگہ چھوڑ کر چلا جا۔

قاضی بیچارہ نوکری سے معزول ہو کر گھر جا بیٹھا کسی نے قاضی سے پوچھا کہ آخر آپ کا قصور کیا تھا۔ وہ بولا قصور کچھ بھی نہ تھا۔ بادشاہ کو قم کے مقابلہ میں قم کا قافیہ پسند آ گیا ان کا شاعرانہ ذوق پورا ہوا ہماری نوکری چلی گئی۔

یہ غلط بیانی کیوں؟

یہی حال یہاں ہے بادشاہ کے شاعرانہ ذوق کو پورا کرنے کی طرح جناب خلیفہ صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو برا بھلا کہنے اور اپنی لن ترانیاں دکھانے کا ذوق پورا کر لیا ایک فقرہ کی آڑ بنا لی اور جو کچھ منہ میں آیا کہہ دیا۔ نہ فقرہ لکھنے والے کا نام نہ ان مولوی صاحب کا پتہ جن کو اس افترا پردازی کا مرتکب قرار دیا جا رہا ہے اور خود بخود خلیفہ صاحب بگڑ رہے ہیں کہ مجھے مسیلمہ کذاب والا لالچ دیا جا رہا ہے۔ ارے صاحب کون بدبخت یہ لالچ دے رہا ہے لیکن انہیں اس سے غرض نہیں کہ یہ امر صحیح ہے یا غلط۔ دل کی تمنا پوری کرنی تھی کر لی۔ خود رسول اللہ صلعم کی جگہ بیٹھ گئے اور مسیلمہ کذاب والی مثال پیش کر کے مولوی محمد علی صاحب کو مسیلمہ کذاب بنا کر دل خوش کر لیا۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اس بات کا کیا نام رکھا جائے گا۔ کہ ایک جھوٹی بات غیر تحقیق شدہ لے کر خطبہ میں طبع آزمائیاں کر رہے ہیں۔ جو بات مولوی محمد علی صاحب سے ثابت نہ تھی۔ اس کی بنا پر مولوی محمد علی صاحب کو مسیلمہ کذاب کا مقام دینا کیا صاف ظاہر نہیں کرتا کہ اندر کی آگ یہ چاہتی تھی کہ مولوی محمد علی صاحب کو برا بھلا کہا جائے۔ یہ سب کچھ دل کی بھڑاس نکالنے کا ایک بہانہ تھا

ایک اور غلط بیانی

پھر ایک اور غلط بیانی ملاحظہ ہو۔ اپنی غلطیوں کے ذیل میں فرماتے ہیں:

"میں ان کی خاطر اشتہار کو ضائع کروں۔ وہ وقت کیا میں بھول چکا ہوں جب میں اکیلا تھا اور یہ لوگ علی الاعلان کہتے پھرتے تھے کہ ہمارے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبعین میں سے ۹۸ فیصدی لوگ ہیں اور میاں محمود کے ساتھ صرف دو فیصدی۔ اب جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھے کمزوری کی حالت سے نکال کر ۹۸ فیصدی لوگوں کو میرے ساتھ کر دیا ہے اور ان کو ۹۸ فیصدی کی بجائے ۲ فیصدی بلکہ اس سے بھی کم کر دیا ہے کس طرح ممکن ہے کہ میں کمزوری دکھلاؤں اور عقائد میں تبدیلی کروں"۔

قبل اس کے کہ میں اس خطرناک غلط بیانی کی تشریح کروں میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے عقائد ہیں جن کے متعلق میاں صاحب فرماتے ہیں کہ "کس طرح ممکن ہے کہ کمزوری دکھلاؤں اور عقائد میں تبدیلی کروں"۔ یہ وہ ہے عقیدہ تکفیر مسلمانان عالم کا جس کے چھوڑ دینے پر بقول ان کے یہاں کے مرید کے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء میاں صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہیں۔ کس قدر ناحق ہو کر مسیلمہ کذاب والی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یہ لوگ جو تقویٰ سے بالکل عاری ہو چکے ہیں گویا مجھ پر بددیانتی کا الزام لگاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کفر و اسلام کا مسئلہ میں نے خود ہی بنا لیا ہے اور اگر مجھے [illegible] لالچ دی جائے تو میں اس مسئلہ کو چھوڑ دوں گا نعوذ باللہ میں سودا کرنے کو تیار ہو جاؤں گا۔ اس قسم کا خیال رکھنے والے دہریہ ہیں اور اسلام سے ان کو کوئی واسطہ نہیں"۔

ملاحظہ فرمائی۔ جناب میاں صاحب کی اس مسئلہ کفر و اسلام پر استقامت۔ اور یہ خبر کہ یہ مسئلہ میاں صاحب کا اپنا بنایا ہوا نہیں بلکہ کہیں اوپر سے یعنی آسمان سے یا خدا کی طرف سے آیا ہے۔ اور جو میاں صاحب کی نسبت یہ رائے رکھتے ہیں کہ میاں صاحب بعض حالات میں اس عقیدہ کفر و اسلام میں تبدیلی کر سکتے ہیں یا تبدیلی کر چکے ہیں وہ دہریے ہیں اور اسلام سے ان کو کوئی تعلق نہیں۔ ذرا کان کھول کر سنیں۔ دلی کے ہمارے دوست اور پشاور کے میاں صاحب کے معزز مرید جو کہا کرتے ہیں کہ میاں صاحب نے اس مسئلہ کفر و اسلام میں تبدیلی کر لی ہے یہ خطاب دربار خلافت سے مبارک ہو

میاں صاحب اپنی تردید میں

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ اب میں بر سر مطلب آتا ہوں۔ میاں صاحب فرماتے ہیں۔ "وہ وقت کیا میں بھول چکا ہوں جب میں اکیلا تھا اور یہ لوگ علی الاعلان کہتے پھرتے تھے کہ ہمارے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے متبعین میں سے ۹۸ فیصدی لوگ ہیں اور میاں محمود کے ساتھ صرف دو فیصدی"۔ میاں صاحب اگر واقعی غلط بیانی نہیں کر رہے تو پھر تو یہ وہ وقت بھول چکے ہیں۔ وہ کبھی بھی اکیلے نہ تھے اور نہ کبھی ہم نے کہا کہ ہم ۹۸ فیصدی ہیں اور میاں محمود احمد صاحب ۲ فیصدی۔ لیکن میاں صاحب بھول کیسے سکتے ہیں۔ وہ خود اپنے بعد کے خطبہ میں صحیح یا غلط فرماتے ہیں کہ مولوی صدر الدین صاحب میر محمد علی شاہ کے لئے ہم آدمی تلاش کرتے رہے کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کر لیں اور ایک آدمی بھی اس کام کے لئے ان کو نہ ملا۔ کیا میاں صاحب یہ بھول گئے کہ ان کے ایما سے باہر کی تمام جماعتوں کو تاریں دی گئیں کہ اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب ہو گیا۔ گورنمنٹ کو بھی یہی تار دی گئی۔ خود میاں صاحب کے دربار خلافت سے بڑے بڑے اشتہار نکلتے رہے جن میں علیحدہ علیحدہ عنوان دے کر بڑے بڑے آدمیوں کے نام جو بیعت کر چکے تھے شائع ہوتے تھے اور بار بار ان کے اخباروں میں اعلان ہوتا تھا کہ جماعت کی بہت زیادہ کثرت ان کی طرف ہے چنانچہ الفضل ۲۵ر مارچ ۱۹۱۴ء میں درج ہے۔ "ان میں سے ایک کثیر حصہ نے سوائے ڈیڑھ دو سو آدمیوں کے خلیفہ کی بیعت کر لی"۔ پھر اسی اخبار میں لکھا ہے۔ "اور سب نے سوائے ایک نہایت قلیل جماعت کے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لی"۔ پھر اسی اخبار میں شائع ہوتا ہے۔ "آخر پر ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس وقت تک جماعت احمدیہ کا اکثر حصہ بیعت کر چکا ہے۔ ضلع جالندھر، ضلع گورداسپور، ضلع ہوشیارپور، ضلع امرتسر، ضلع سیالکوٹ سوائے شہر کے، ضلع جہلم، ضلع گجرات، ضلع شاہ پور، دہلی، شاہجہانپور، رامپور، سنگھیر، لنک، انبالہ، ملتان، لکھنؤ، غرضیکہ جہاں جہاں جماعتیں بڑی بڑی تعداد میں ہیں وہاں کے اہل تو سب کے سب نہ کہ اکثر لوگ بیعت کر چکے ہیں اور صاحب لشکر سے ہی باقی ہیں جنہوں نے اپنی جماعت کی پرواہ نہیں کی"۔ یہ تحریریں دربار خلافت کے اخبار کی ہیں۔ اور میاں صاحب کے تخت خلافت پر قدم رکھنے کے وقت کی تحریریں ہیں تو فرمائیے کہ وہ کونسا وقت تھا جب میاں صاحب اکیلے تھے۔

کیا ایسا شخص پیشوا یا خلیفہ ہونے کا حقدار ہے؟

اور وہ کونسا زمانہ تھا جب ہم کہتے پھرتے تھے کہ ہم ۹۸ فیصدی ہیں۔ ایسی غلط بیانیاں ہی آجکل نوجوانوں کو مذہب پر ہنسنے کا موقع دیتی ہیں وہ جب دیکھتے ہیں کہ ایک مذہبی پیشوا جو خدا کا خلیفہ بنا ہے اس قسم کی غلط بیانیاں مسجد کے منبر پر کھڑے ہو کر کرتا ہے تو وہ اگر دہریہ نہ بن جائیں تو اور کیا کریں۔ مذہب کی اس سے بڑھ کر رسوائی اور کیا نہیں ہو سکتی کہ راستبازی اور حق پرستی کے مسجد کے منبر پر کھڑے ہو کر

اس طرح غلط بیانیاں کریں یا فرضی واقعات بنائیں یا واقعات کو توڑ مروڑ کر ان کی غلط تصویر پبلک میں پیش کریں۔

میاں محمود احمد اور اس کے حاشیہ برداروں کی سازشیں

حق یہ ہے کہ میاں صاحب کبھی بھی اکیلے نہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر مولوی نورالدین صاحب کے خلیفہ بن جانے نے میاں صاحب کو کافی سبق دیدیا تھا۔ وہ شروع سے ہی اپنی خلافت کی تیاری میں لگے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے تو میاں صاحب کے نانا میر ناصر نواب صاحب نے شہر بہ شہر دورہ شروع کیا اور جماعت میں میاں صاحب کی استجابت دعا اور تقوی و تقدس کا پروپگنڈا شروع کیا اور لوگوں سے پوچھتے پھرے کہ مولوی نورالدین صاحب کے بعد کس کو خلیفہ بنائیں گے۔ کیا ایک اراتیں یا کشمیری کو یا حضرت صاحب کے بیٹے کو۔ اس پروپگنڈے کے ساتھ ساتھ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں میاں محمود احمد صاحب نے نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ اور اپنے دیگر اقرباء کے ساتھ جو صدر انجمن کے ممبر تھے ایک دھڑا قائم کر لیا جس کا مقصد مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین مرحوم کو نیچا دکھانا تھا۔ مگر یہ بھی کافی نہ تھا۔ خواجہ صاحب مرحوم ہندوستان بھر میں لیکچر دیتے پھر رہے تھے اور احمدیت اس طرح مقبول ہوتی چلی جا رہی تھی کہ خیال تھا کہ چند سالوں میں ہندوستان فتح ہو جائے گا۔ ساتھ ہی ساتھ خواجہ صاحب بھی پبلک میں محبوب ہوتے چلے جا رہے تھے۔ اور یہ میاں محمود احمد صاحب برداشت نہ کر سکتے تھے۔

فتنہ کی ابتدا

چنانچہ جب خواجہ صاحب نے ایک جلسہ میں جو اعلان کیا کہ ہم ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہیں تو میاں محمود احمد صاحب کو موقع مل گیا۔ انہوں نے اسی اعلان کی تردید میں تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۱ء میں وہ معرکۃ الآرا مضمون "کفر مسلمانان" پر لکھا جس کے ذریعہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو یا آپ کو دل سے مسیح موعود مانتے ہوں مگر ابھی بیعت نہ کی ہو۔ کافر خارج از اسلام قرار دیدیا اور سچ پوچھو تو یہی مضمون تھا جس نے جماعت کی جڑ پر کلہاڑا رکھ دیا اور اس کو دو حصوں میں منقسم کر دیا۔ اس مضمون سے فقط خواجہ صاحب مرحوم کی مخالفت مقصود تھی تاکہ وہ جماعت احمدیہ کی نظروں سے گر جائیں اور ان کی خدمات یا مولانا محمد علی صاحب کی خلافت کا امکان باقی نہ رہے۔ احمدیت مسلمانان عالم کی نظر سے گر جائے وہ خدمت دین کے مقام سے ہٹ کر اسلام کے لئے ایک تباہ کن چیز بن جائے۔ میاں صاحب کو اس کی پرواہ نہ تھی ان کو پرواہ تھی تو صرف اس بات کی کہ ان کی اپنی خلافت کا رستہ صاف ہو جائے۔ یہی وہ امر تھا جس کے متعلق خلافت کے حصول پر ان کے نفس نے نہایت اطمینان اور مسرت سے میاں صاحب کو یہ شعر القا کیا تھا۔

کہ ؎ شکر للہ مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل
کیا ہوا اگر قوم کا دل سنگ خارا ہو گیا

یعنی اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں خلافت مل گئی۔ اگر جماعت کا بیڑا غرق ہو گیا اور ان کے دلوں میں سخت ہو کر ساری امت مسلمہ سے بغض و عناد پیدا ہو گیا تو پڑا ہو۔

منظم جدوجہد اور انصار اللہ کا قیام

میاں صاحب کا دماغ تو سیاست میں ید طولیٰ رکھتا ہی تھا۔ وہ جانتے تھے کہ خلافت کے حصول کے لئے ایک مضمون لکھ دینا کافی نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے فوراً ایک جماعت بنائی جس کے آپ لیڈر بن گئے اور روز بروز اس جماعت کو مضبوط کرتے چلے گئے۔ انصار اللہ اس کا نام رکھا۔ اس کے ذریعہ تمام جماعتوں میں اپنی سیاست اور طاقت کا جال بچھا دیا۔ اس کے ذریعہ تکفیر مسلمانان کا عقیدہ جماعت میں پھیلایا گیا۔ اسی کے ذریعہ دن رات خواجہ صاحب مرحوم کے خلاف پروپگنڈا جاری رکھا گیا۔ اور ان کو اور ان کے رفقاء کو منافق قرار دے کر ان کی تشہیر خوب کی گئی۔ میاں صاحب کی اطاعت کو یہاں تک فروغ دیا گیا اور اس فتنہ نے یہاں تک زور پکڑا کہ جب حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ نے بستر علالت پر یہ اعلان فرمایا کہ مسئلہ کفر و اسلام کو میاں محمود احمد صاحب نے بھی نہیں سمجھا۔ اور اس مسئلہ کو صاف کرنے کی خدمت مولانا مولوی محمد علی صاحب کو تفویض فرمائی۔

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور اور دکھانے کے اور

تو میاں صاحب نے جو کسی کی بھی اختلاف رائے کو برداشت کرنے کے عادی نہ تھے سخت غضبناک ہو کر ۲۵ر فروری ۱۹۱۴ء کے الفضل میں ایک مضمون لکھا جس میں صاف طور پر اعلان کر دیا کہ خلیفہ کا فتوی کوئی چیز نہیں بلکہ کسی کو فتوے کی ضرورت ہو تو ہمیں ایک پیسہ کا کارڈ لکھ دے۔ ہم حضرت مسیح موعود کی کتب سے اسے فتوی نکال کر بھیج دیا کریں گے۔ ذرا یہ فقرے ملاحظہ ہوں۔ "اختلافات سے ڈرنا بزدلی ہے۔ کیونکہ اختلافات کا سلسلہ کبھی رک نہیں سکتا۔ خود صحابہ میں بھی اختلاف ہوتا تھا حتی کہ خلفاء میں بھی اختلاف ہوا ہے بعض مسائل میں ایک خلیفہ نے ایک فیصلہ دیا ہے دوسرے نے کچھ اور۔ پھر بعض مقام پر خلیفہ کا فیصلہ اور ہے کسی دوسرے صحابی کا فیصلہ اور۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن و حدیث اب تک موجود ہیں۔ ان سے اب بھی پتہ لگ سکتا ہے کہ کس کی بات ٹھیک تھی اور کس کو اجتہادی غلطی پر تھی۔ آج قرآن و حدیث ان کے اختلافات کے فیصلہ کے لئے موجود ہیں۔ پس ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ اپنے اختلافات کو اگر حضرت صاحب کی کتب پر پیش کر کے دیکھ لیا کریں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ ایک کارڈ کے ذریعہ ہم سے دریافت کر سکتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ حضرت صاحب کی اصل تحریر کے حوالہ سے اطلاع دیدیں گے جس سے آسانی سے فیصلہ ہو سکے۔"

دیکھو تو خلیفہ کا وجود کالعدم کر دیا۔ خلیفہ کے مسلک کے خلاف وہ خود فتوے دیں گے۔ گویا یہی غیر مامور مطاع الکل خلافت جس پر آج سچے اعتراضات کرنے والا بھی خدا کے حضور قابل مواخذہ ہے اور جس کو ایک مذہبی اور اسلامی اہم مسئلہ بنا کر اس کی کورانہ اطاعت کا راگ اس بلند آہنگی سے آج الاپا جاتا ہے وہ چونکہ بدقسمتی سے اس وقت میاں صاحب کے خلاف بول پڑی تھی۔ اس لئے میاں صاحب نے اسے مکھی کی طرح مسل کر رکھدیا۔ اور اس کی حیثیت کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے بلکہ اس کی مخالفت کرتے ہوئے لوگوں کو بطور خود فتاوی بھیجنے کو تیار ہو گئے۔ یہ ہوتے ہیں ہاتھی کے دانت کھانے کے اور اور دکھانے کے اور۔

انصار اللہ کی تفرقہ انگیز سرگرمیاں

القصہ میاں صاحب نے انصار اللہ پارٹی کے ذریعہ اندر ہی اندر اپنی قیادت کو جماعت کے اندر قائم کر لیا۔ اور کمال یہ کیا کہ جب مولانا نورالدین مرحوم کی علالت خطرناک صورت اختیار کر گئی اور وقت آ گیا کہ خلافت کے حصول کے لئے اب اس جماعت سے کام لیا جائے تو روزانہ ایک خط ہر شہر کی انصار اللہ جماعت کو مرکزی انصار اللہ پارٹی کے سکرٹری نے لکھنا شروع کر دیا۔ بظاہر بہانہ یہ تھا کہ حضرت مولانا نورالدین مرحوم کی خیریت سے ہم احباب کو روزانہ اطلاع دیتے ہیں۔ لیکن اصل مقصد یہ تھا کہ مولانا کی وفات پر انصار اللہ پارٹی کو قادیان میں جمع کر لیا جائے چنانچہ ایک کارڈ نے اس راز کو ظاہر کر دیا۔ جس کا عکس ۷ر مارچ ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں چھپا تھا۔ اس میں انصار اللہ کی جماعت کو اس نازک موقع کے فرضی خطرات بتا کر قادیان بلایا گیا تھا اور ایسا ہی ہوا چنانچہ یہی وہ جماعت تھی جو مولانا مرحوم کی وفات پر قادیان میں جمع ہو گئی اور نہایت شور و ہنگامہ مچا کر اور شور و شغب کر کے یک مرتبہ میاں صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور بعد میں اور لوگوں نے بھی جو اصل حقیقت سے ناواقف تھے بیعت کر لی۔

سیاست کا نام نصرت الٰہی نہیں رکھا جا سکتا

حضرت مسیح موعود کا بیٹا ہو۔ قادیان مرکز ہو تو کسی احمدی کو بیعت کرنے میں کیا عذر ہو سکتا تھا۔ بظاہر باہر کی احمدی جماعتوں کو تار دی گئیں کہ اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب ہو چکا۔ نتیجہ یہ کہ لوگوں نے بلا تامل بیعت کر لی۔ اندر کی حقیقت سے جماعت کا اکثر حصہ ناواقف تھا اور جو واقف بھی تھے انہوں نے تفرقہ کے ڈر سے مخالفت نہ کی بیعت کر لی۔ غرضیکہ سوائے معدودے چند اشخاص کے میاں صاحب کے ساتھ ساری جماعت تھی۔ ہمیں تو ایک لمحہ کے لئے بھی توقع نہ تھی کہ لاہور میں کوئی جماعت بنے گی۔ جو احمدیت کے مقصد کو پورا کرنے والی ٹھہرے گی میاں صاحب اگر حضرت مسیح موعود کے بیٹے نہ ہوتے۔ اور قادیان مرکز نہ ہوتا۔ اور کوئی مبہم پیشگوئی جس سے لوگوں کی آنکھوں پر پردہ ڈالا جا سکے اور انصار اللہ پارٹی ان کی پشت پر نہ ہوتی تو پھر ہم دیکھ لیتے۔ کہ میاں صاحب اپنے عقائد باطلہ کے ساتھ کس طرح کامیاب ہو جاتے اس کا نام نصرت الٰہی نہیں اس کا نام اسباب دنیوی اور سیاست کی چال ہے۔ نصرت الٰہی اس کا نام ہے کہ مرکز قادیان نہ ہو حضرت مسیح موعود کا بیٹا نہ ہو۔ کوئی مبہم سی نظروں پر پردہ ڈالنے کے لئے پیشگوئی بھی نہ ہو پہلے سے کسی پارٹی کی تیاری بھی نہ ہو۔ جماعت کا تقریباً سارا حصہ فریق ثانی کے ساتھ ہو۔ اکیلا قادیان سے نکل کر لاہور آیا ہو۔ وہ ایک جماعت بنا لے جو اگرچہ چھوٹی سی ہو۔ مگر خدمت دین جو احمدیت کا مقصد وحید تھا۔ وہ اس بڑی جماعت سے بدرجہا زیادہ کرتی ہو۔ سرکار را زبان سے تعلیاں اور لاف زنیاں کرنا اور بات ہے اور واقعات اور حقیقت کے رنگ میں کسی امر کا ہونا اور بات ہے۔ واقعات واقعات ہیں ان پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ جس نے حضرت مسیح موعود کی وفات سے لیکر حضرت مولانا نورالدین مرحوم کی وفات تک کا زمانہ دیکھا ہوگا وہ میاں صاحب کی حصول خلافت کے لئے جدوجہد کو آئینہ کی طرح سامنے دیکھیگا۔ ریس کرنے اور نقل کرنے کی عادت تو جناب میاں صاحب میں بہت زبردست ہے۔ مولانا نورالدین مرحوم جب خلیفہ ہوگئے تو تقریر کی کہ میرے تو دل کے کسی گوشہ میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ میں خلیفہ بنوں گا۔ اور یہ سچ ہے جناب میاں صاحب کیوں پیچھے رہتے انہوں نے بھی خلیفہ ہو کر بڑی شان کے ساتھ فرمایا کہ میرے بھی دل کے کسی گوشہ میں خلیفہ بننے کا خیال نہ تھا۔ اب صریح واقعات پر جس شخص کی نظر ہو وہ میاں صاحب کے اس ارشاد پر کس طرح ایمان لے آوے۔ سب کچھ کر کرا کر پھر بن گئے انجان۔ انہیں تو واقعات زبردست آواز میں مخاطب کر کے کہہ رہے ہیں کہ

ع اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

خود ان کا نفس کہہ رہا تھا کہ ؎

شکر للہ مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل
کیا ہوا اگر قوم کا دل سنگ خارا ہو گیا

(باقی دارد)

تصوف

مراقبہ کیا ہے؟

مراقبہ کے معنی ہیں پاسبانی اور نگہبانی کرنا جس طرح کاروباری شرکت میں اپنی پونجی شریک کے سپرد کر کے اس سے شرائط طے کر لیتے ہیں تو اس سے غافل نہیں رہتے اور اس کی باتوں سے باخبر رہتے ہیں۔ اسی طرح انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ نفس کی بھی ہر لحظہ خبر رکھے کیونکہ اگر اس سے غفلت برتیگا تو کاہلی اور نفس پرستی کے سبب سے اس اقرار کو فراموش کر بیٹھیگا جو اس نے خدا سے باندھا اور سرکشی کرنے لگیگا

اصل مراقبہ یہ ہے کہ آدمی یقین کرے کہ حق تعالیٰ کو میرے افعال اور خیالات کی آگاہی ہے۔ مخلوق خدا تو فقط ظاہر ہی کو دیکھتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن دونوں کو دیکھتا ہے۔ جس شخص نے یہ نکتہ سمجھ لیا اور اسے اپنے دل پر غالب کر لیا۔ اس کا ظاہر و باطن دونوں آداب سے آراستہ ہو جائیں گے اس واسطے کہ اگر آدمی اس کا ایمان نہ رکھیگا تو وہ کافر ہے اور اگر ایمان رکھیگا اور پھر اس کے برخلاف کرے گا۔ تو یہ بڑی بے حیائی اور ڈھیٹ پن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم یعلم بان اللہ یریٰ یعنی اے بندے تو نہیں جانتا کہ تیرا رب تجھ پر ہر وقت نگاہ رکھتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک حبشی نے آکر عرض کی۔ یا رسول اللہ میں نے بہت سے گناہ کئے ہیں۔ میری توبہ قبول ہوگی یا نہیں۔ فرمایا۔ قبول ہوگی۔ پھر عرض کیا۔ یا رسول اللہ جب میں گناہ کرتا تھا کیا اس وقت حق تعالیٰ دیکھ رہا تھا۔ فرمایا۔ ہاں دیکھتا تھا۔ یہ سنتے ہی اس حبشی نے ایک آہ بھری اور چیخ مار کر جاں بحق ہو گیا۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کی بندگی اس طرح کر کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اے عزیز جب تک تو یہ نہ جانے گا کہ حق تعالیٰ ہر وقت ساتھ ہے اور ہر حال میں دانا بینا ہے۔ تب تک کام درست و راست نہیں ہوگا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ ان اللہ کان علیکم رقیبا۔ بلکہ کمال یہ ہے کہ تو ہمیشہ مشاہدے میں رہے اور حق تعالیٰ کو دیکھا کرے

ایک پیر صاحب کا کوئی مرید تھا۔ پیر صاحب اور مریدوں کی نسبت اس سے زیادہ شفقت اور رعایت سے پیش آتے۔ اس پر مریدوں کو غیرت آئی۔ ایک دن پیر صاحب نے ہر مرید کو ایک ایک چڑیا دے کر فرمایا اسے ایسی جگہ ذبح کر لاؤ جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو۔ ہر ایک مرید خالی جگہ دیکھ کر اسے ذبح کر لایا۔ مگر وہ مرید اس چڑیا کو لیکر زندہ لوٹا اور عرض کرنے لگا کہ مجھے ایسی جگہ کوئی نہ ملی جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ سب جگہ دیکھتا ہے تب پیر صاحب نے دوسرے مریدوں کو فرمایا کہ اس بات سے تم لوگ اس شخص کا مرتبہ معلوم کر لو کہ وہ ہمیشہ مشاہدے میں رہتا ہے۔ خدا کے سوا اور کسی طرف التفات ہی نہیں کرتا۔

جب بی بی زلیخا نے حضرت یوسف کو خلوت میں اپنی طرف بلایا۔ تو جس بت کی پرستش کرتی تھی۔ پہلے اس پر پردہ ڈال دیا۔ اس پر حضرت یوسف نے فرمایا۔ اے زلیخا تو ایک پتھر سے شرم کرتی ہے کیا میں اس سے شرم نہیں رکھونگا جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے اور ہر حرکت پر نگاہ رکھتا ہے۔

حضرت جنید قدس سرہ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نگاہ بد سے اپنی آنکھ نہیں بچا سکتا۔ کیونکر بچاؤں فرمایا اس طرح کہ تو یقین کرے کہ جس قدر تو کسی کو دیکھتا ہے اس سے زیادہ حق تعالیٰ تجھے دیکھتا ہے

حدیث شریف میں ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ بہشت عدن ان لوگوں کے لئے ہے جو کسی گناہ کا قصد کریں اور میری عظمت یاد کر کے شرمائیں اور اس گناہ سے باز رہیں۔ حضرت عبد اللہ دینار کہتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ کی راہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ایک جگہ ہم ٹھہرے۔ ایک چرواہے کا غلام پہاڑ سے بکریاں اتار لایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ایک بکری میرے ہاتھ بیچ ڈال۔ اس نے کہا کہ میں غلام ہوں یہ بکریاں میری ملک نہیں ہیں۔ آپ نے امتحاناً فرمایا کہ مالک کو کہہ دینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لے گیا۔ اسے کیا معلوم ہوگا اس نے عرض کیا۔ وہ نہ جانے گا۔ خدا تو جانتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے اختیار رونے لگے اور اس کے مالک کو بلا کر اس غلام کو مول لیکر آزاد کر دیا۔ اور فرمایا کہ اے غلام کہ اس بات کے سبب سے تو اس جہان میں بھی آزاد ہوا۔ اور اس جہان میں بھی آزاد ہو جائے گا

(کیمیائے سعادت)

زنانہ جماعت پنجم کا نتیجہ!

مسلمانوں میں اور بالخصوص طبقہ نسواں میں تعلیم کی کمی کسی سے پوشیدہ نہیں اور اس صورت میں محکمہ تعلیم کا فرض ہے کہ وہ جذبہ و شوق تعلیم کو پورا کرنے کے لئے ہر ممکن سہولت مہیا کرے مگر واقعات اس کے برخلاف ہیں اور وہ ذرائع استعمال میں لائے جا رہے ہیں جن سے لڑکیوں کی تعلیم میں زبردست رکاوٹ ثابت ہو رہی ہے۔

جہاں تک لڑکیوں کی تعلیم کا تعلق ہے ضروری ہے کہ وہ چودہ پندرہ سال کی عمر تک تعلیم سے فارغ ہو جائیں اور اس عرصہ میں اتنی تعلیم حاصل کر لیں کہ وہ قوم و خاندان کے لئے مفید ثابت ہو سکیں اور اس کا ایک ہی طریق ہے کہ اگر ایک طرف ان کی تعلیم کے معیار کو اعلیٰ کیا جائے تو دوسری طرف امتحانات میں پاس ہونے کے لئے ان کے راستہ میں آسانیاں پیدا کی جائیں

واقعات بتاتے ہیں کہ عمل اس کے برخلاف ہے۔ طالبات کے امتحانات کے پرچہ جات بالخصوص مشکل آتے ہیں۔ جماعت ہشتم اور دہم کی لڑکیوں کے پرچوں کے برخلاف تمام اخبارات احتجاج کر چکے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ جماعت پنجم کا امتحان بھی سپرنٹنڈنٹ صاحبہ لیتی ہیں اور اس میں بھی سخت مشکل پسندی کی داد دی گئی ہے۔ ذیل کے چند ایک سکولوں کے نتائج اس پر کافی روشنی ڈالیں گے۔

نام سکول	تعداد طالبات	کامیاب	نتیجہ فیصدی
انجمن حمایت اسلام گرلز سکول	۲۹	۷	۲۴
گڑھی شاہو گرلز سکول	۱۵	۰	صفر
اندرون موچی دروازہ ״ ״	۲۹	۵	۱۸
تکیہ سادھواں	۴	۰	صفر
قلعہ گوجر سنگھ	۳۶	۹	۲۵

معلوم نہیں کہ دوسرے سکولوں کے کیا نتائج ہیں مگر ان سے دوسروں کا بھی اندازہ کر لیجئے۔ معلوم نہیں کہ استانیاں محنت نہ کرانے کی ذمہ دار ہیں یا سپرنٹنڈنٹ صاحبہ نے ہی سختی برتی ہے۔ مگر ہر دو صورت میں نزلہ کا غریب لڑکیوں پر گرنا نا روا اور ظلم ہے۔ اس لئے ہم [illegible]

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب مسٹر ریاض قریشی صاحب

ایف آر اے ایس۔ بی۔ اے ایل ایل بی۔ پی۔ سی۔ ایس جج

خفیفہ لودھیانہ

دعویٰ دیوانی ۲۹

بیلو رام پسر رام چند برہمن ساکن جودھاں تحصیل لودھیانہ مدعی

بنام

بھگوان سنگھ پسر سوبھا سنگھ جٹ ساکن جودہاں تحصیل لودھیانہ

مدعا علیہم

دعویٰ ۷۷/۰/۰ روپے بنام بھگوان سنگھ مدعا علیہم

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی بھگوان سنگھ مدعا علیہم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام بھگوان سنگھ مدعا علیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہم مذکور تاریخ ۵/۶/۳۷ کو اصالتاً و وکالتاً یا مختارتاً مقام لودھیانہ بوقت دس بجے صبح حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۸/۴/۳۷ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم　　(مہر عدالت)

اجلاسی جناب آزری سب جج درجہ چہارم چارسدہ

نرم رام چند کرم چند بذریعہ کرم چند مالک حصہ دار واقعہ چارسدہ تحصیل چارسدہ ضلع پشاور مدعیان

بنام

اوتار سنگھ ولد گنگا سنگھ ساکن ساگری حال موضع تخت پڑی ضلع راولپنڈی مدعا علیہ

دعویٰ دلا پانے مبلغ ۱۸۵/۰ روپیہ

مقدمہ ۱۵۶/۱ اجرا ۴/۳۷ ۱۵

بمقدمہ عنوان صدر اوتار سنگھ ولد گنگا سنگھ ساکن ساگری حال موضع تخت پڑی ضلع راولپنڈی مدعا علیہ تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہوتا ہے۔ اس لئے مدعا علیہ مندرجہ عنوان صدر کو بذریعہ اشتہار ہذا کے مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ ۲۹/۴/۳۷ کو خواہ اصالتاً خواہ وکالتاً یا مختارتاً حاضر عدالت ہو کر اپنے مقدمہ کی پیروی اور جوابدہی کرے۔ ورنہ بصورت عدم حاضری مدعا علیہ اس کے برخلاف یکطرفہ کارروائی کی جاوے گی۔

آج بتاریخ ۱۹/۴/۳۷ العبد ثبت مہر عدالت و ہمارے دستخط کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم　　(مہر عدالت)

اسلام اور علماء اسلام

(از جناب مولینا عبدالرزاق صاحب ندوی فاضل جامعہ ازہر مصر)

بعض علمائے کرام کا یہ فرمان سننے میں آیا ہے۔ کہ میں علماء کی توہین کرتا ہوں۔ اور چونکہ علماء اسلام کے علمبردار ہیں۔ اس لئے انکی توہین خود اسلام کی توہین ہے۔ کھلا ہوا کفر ہے۔ لہذا میں کافر اور زندیق ہوا۔

اس قسم کے ہذیان پر ہنسنے کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے ورنہ جی بھر کے ہنستا۔ مسلمانوں پر بھی ایک ایسا وقت گزرا ہے جب بہت سے ذی ہوش مسلمانوں کو ملاؤں نے ٹھیک ایسی ہی جاہلانہ منطق کی بناء پر قتل کرایا اور زندہ جلوایا تھا۔ آج بھی اگر ان کا بس چلے تو اسی قسم کی حرکتیں کر سکتے ہیں۔

اصل یہ ہے، کہ میری دعوت نے ملاؤں کو سخت سراسیمہ کر ڈالا ہے۔ یہ لوگ روشنی کے دشمن ہیں، کیونکہ اندھیرے ہی میں شکار کھیل سکتے ہیں۔ یہ لوگ سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں۔ مگر اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کے ذہن کھلیں، اور وہ اپنی عقل سے کام لینے لگیں۔ جہل و جمود و تقلید ہی وہ ہتھیار ہیں۔ جن سے یہ لوگ شکار کھیلتے رہتے ہیں۔ اور آیندہ بھی کھیلنا چاہتے ہیں مگر زمانہ بدل چکا ہے اور ان ہتھیاروں کے ٹوٹنے میں اب دیر نہیں ہے۔

میں علماء اسلام کا مخالف نہیں۔ مخالف ہو بھی نہیں سکتا اس لئے نہیں کہ علماء کی ذات مقدس ہوتی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ انبیاء کرام کے بندگان خدا میں جانشین ہوتے ہیں۔

مگر علماء ہیں کون؟ کیا ہر وہ آدمی عالم ہے۔ جو جبہ و دستار سے آراستہ نظر آتا ہے۔

ہرگز نہیں عالم دین وہی ہے۔ جو دین کی ہدایت جانتا، اور خلق خدا تک اسے پہنچاتا ہے۔ جو حق و انصاف کو قائم کرتا ہے۔ ظلم کی مخالفت کرتا ہے، اپنی دنیا بگاڑتا ہے۔ قوم کی دنیا بناتا ہے۔ صبر و قناعت پر اس کی خو ہے۔ خدمت خلق میں کمربستہ ہے۔ اللہ ہی سے ڈرتا ہے۔ کسی مخلوق سے نہیں ڈرتا ہے۔ بادشاہوں سے ان کے ظلم و انانیت کی وجہ سے منہ موڑتا ہے۔ امیروں کی پرواہ نہیں کرتا۔ خود غریب ہوتا ہے، اور غریبوں سے محبت کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ پیغمبروں کی راہ پر چلتا، اور پیغمبروں کی طرح حق اور انسانیت کی بے لوث خدمات کرتا ہے۔ کسی سے اپنی خدمت کی نہ اجرت چاہتا ہے۔ نہ تعریف۔

یہ ہے عالم دین! لیکن جو لوگ زبان سے تو قال اللہ اور قال الرسول کہتے ہیں۔ مگر اپنی نگاہیں لوگوں کی جیبوں پر رکھتے ہیں۔ عوام کو خوش رکھنا چاہتے ہیں، عوام کی بدعتوں کا ساتھ دیتے ہیں اپنی مقبولیت کے لئے حق کو باطل اور باطل کو حق بتاتے ہیں امیروں کی خوشامد کرتے ہیں۔ اپنا تقدس جتاتے ہیں، ظلم کے مقابلہ میں گونگے بن جاتے ہیں۔ ظلم کی تعریف و تائید کرتے ہیں۔ ظاہر ہے ایسے لوگ ہرگز عالم دین نہیں کہے جا سکتے۔ اگرچہ وہ کتنا ہی بڑا عمامہ باندھیں اور کتنا ہی ڈھیلا جبہ پہنیں، کیسی ہی لمبی داڑھی رکھیں۔

میں اوّل الذکر علماء کا احترام کرتا ہوں۔ کہ وہ علماء حق ہیں۔ آخر الذکر علماء کی تضحیک کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ علماء سوء ہیں۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن مرحوم و مغفور علماء حق میں سے تھے۔ ان کے جانشین مولانا حسین احمد صاحب بھی علماء حق میں سے ہیں۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی بھی علماء حق میں سے ہیں ان علماء کی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ خلق خدا کے خادم ہیں۔ لیکن انھیں علماء حق تسلیم کر لینے کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ ان کی ہر بات بھی قابل قبول ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی انسان بھی معصوم نہیں۔

مجھ سے یہ توقع ہرگز نہیں رکھنا چاہیئے۔ کہ ملاؤں کی کبھی کسی حال میں بھی تعریف کروں گا تاریخ شاہد ہے۔ کہ ملاؤں نے امت اسلامیہ کو برباد کیا ہے۔ لہذا فساد کے اس گہن کو مٹانا ہر مسلمان کا فرض ہے اور اس کی پرورش کرنا بدترین جرم ہے۔

مسلمان صدیوں سے برابر گرتے رہے ہیں۔ اور اب اس حالت میں ہو گئے ہیں۔ کہ انکی زندگی کی بظاہر کوئی امید باقی نہیں رہی ہندوستان میں تقریباً چالیس سال سے اس زبون حالی کا احساس کیا جا رہا ہے مگر سنبھالنے کی کوشش بھی کامیاب نہ ہو سکی وجہ یہ ہوئی۔ کہ مصلحوں نے کمزوری سے کام لیا جڑ کو چھوڑ کر شاخوں اور پتوں کے خیال میں لگے رہے۔

جڑ کی خرابی یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کے عقائد بگڑ گئے ہیں۔ اسوقت جن عقائد کو اسلامی کہا جا رہا ہے۔ انہیں اسلام سے تعلق نہیں ہے یہ ملاؤں کے خود ساختہ عقائد ہیں جن میں ہندویت بہت کچھ شامل ہو گئی ہے۔

اسلام کی بنیاد توحید پر ہے۔ مگر اکثر مسلمان توحید سے دور ہو چکے ہیں۔ قبروں پر جو کچھ ہو رہا ہے۔ اور ولیوں کی نسبت جو خیالات پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ توحید کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔

میں چاہتا ہوں مسلمان اپنے عقائد میں اور نیکی میں سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ پر ہو جائیں جہل و جمود و تقلید کی بیڑیاں توڑ ڈالیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست تعلق پیدا کریں۔ آنکھیں کھولیں۔ اور دین کے ساتھ دنیا کو بھی بنا لیں۔

تمام قومیں آگے بڑھ رہی ہیں عروج پر پہنچ رہی ہیں لیکن ایک صرف ہندوستان کے مسلمان ہی ایسے ہیں۔ جو بے جان مردوں کی طرح پڑے ہوئے ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے؟

جو لوگ مجھ کو برا کہتے ہیں۔ وہ سامنے آئیں، اور بتائیں کہ آخر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس امت کو بھی دنیا میں عزت سے جینا چاہیئے۔ یا نہیں؟ اگر جینا چاہیئے۔ تو اس کا ذریعہ و طریقہ کیا ہے؟

اس سوال کا ترشا ترشایا ہوا جواب ہر زبان پر ہے۔ فوراً کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ مسلمان اپنے دین پر استوار ہو کر عروج حاصل کر سکتے ہیں۔

مگر دوستو یہ تو بتاؤ۔ کہ آخر وہ دین ہے کیا؟ ملا جس دین کی تلقین کرتے پھرتے ہیں۔ وہ تو یہ ہے کہ دنیا مسلمان کے لئے قید خانہ ہے۔ اور یہ کہ مسلمان صرف اسلئے پیدا ہوئے ہیں کہ مصیبت جھیلیں۔ ذلت اٹھائیں اور گرے رہیں۔

اس ملائی دین کی تبلیغ صدیوں سے جاری ہے۔ اور اس کی تعلیم مسلمانوں پر چھا گئی ہے۔ کیا اسی دین پر چل کر مسلمان ترقی کر سکتے ہیں؟ کیا اسی دین پر چل کر مسلمان اس شرمناک پستی میں نہیں گرے ہیں؟۔

اگر یہ سچ ہے۔ تو پھر اس ملائی دین کو چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اختیار کرنا چاہیئے۔ جو ہر ترقی کا حامی ہے۔ جس نے علم کی تحصیل ہر مسلمان پر فرض کر دی ہے۔ جس کی تعلیم یہ ہے کہ مسلمانوں کو ہمیشہ سربلند رہنا چاہیئے۔

سربلندی زبانی دعوؤں سے نہیں حاصل ہو سکتی اس کے لئے سرگرم عمل ہونے کی ضرورت ہے۔ علم کی ترقیوں پر اس کا دارومدار ہے بدلتے ہوئے زمانہ کی بدلتی ہوئی ضرورتیں پوری ہی کر کے کوئی جماعت ترقی کر سکتی ہے

میری دعوت یہی ہے کہ مسلمان ایک طرف پکے اور سچے مسلمان بنیں۔ اور دوسری طرف علم کی ترقیوں سے فائدہ اٹھائیں۔ ملاؤں کے دین میں علم کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ ان کے خیال میں علم نام ہے صرف قدوری کے مسائل کا سائنس کی حیرت انگیز ترقیاں ان کے نزدیک کفر ہے۔ آجتک ان لوگوں کے ہاں سورج زمین کے گرد گھوم رہا ہے۔ اور آسمان پر ستارے جڑے ہوئے ہیں تاکہ دعوتیں اڑانے کے بعد جب چارپائیوں پر یہ حضرات لیٹیں تو پیٹ سہلا سہلا کر نیلگوں آسمان کی چھت میں جڑے اور ٹھکے ہوئے تاروں کی بہار دیکھا کریں لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دنیا میں افراد تو آپس میں ترس کھا سکتے ہیں۔ مگر قومیں باہم ترس نہیں کھاتیں مسلمانوں پر بھی کوئی ترس نہیں کھائیگا۔ طاقتور ہی زندہ رہتے ہیں۔ اور طاقت علم و تنظیم سے پیدا ہوتی ہے۔ لہذا مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ علم حاصل کریں۔ اور اپنی تنظیم کریں خیالی باتوں پر نہیں۔ بلکہ عملی پروگرام ہو۔

چیت سنگھ انسپکٹر پولیس چمبہ

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آج کل مسٹر چیت سنگھ انسپکٹر پولیس چمبہ مسلمانوں کے خلاف کارروائیوں میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ معلوم نہیں آنجناب کو فطرتی طور پر مسلمانوں سے عناد ہے۔ یا کوئی اور وجہ ہے۔ جس کی بناء پر آپ ان معاملات میں پیش پیش نظر آتے ہیں ہم چیت سنگھ صاحب پر واضح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے متعلق ان کا موجودہ رویہ سخت قابل اعتراض ہے۔ کیا ہم امید کر سکتے ہیں۔ کہ وہ آیندہ اپنے طرز عمل میں تبدیلی کریں گے؟ انھیں چاہیئے۔ کہ وہ مسلمانوں کے متعلق تعصب اپنے دل سے نکال دیں۔ اور آیندہ مسلمانوں کے متعلق جس قدر بھی تفتیش ہوں۔ ان میں انصاف اور ایمانداری سے کام لیں اور اگر وہ اپنے مسلم آزار رویہ میں تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو ہم انکو بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ ان کے لئے مفید نہیں ہوگا اور وہ دن عنقریب آنے والا ہے جب ریاست چمبہ میں رعایا سے بدسلوکی کرنے والوں کو جوابدہ ہونا پڑے گا۔

(نامہ نگار)

تارکا پتہ: مسلمان لاہور — ٹیلیفون نمبر ۸۳۸ رجسٹرڈ ایل نمبر

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر: غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ: سالانہ — چھ روپے، ششماہی تین روپے
طلباء سے: سالانہ چار روپے، ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے: پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۵ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء — نمبر ۲۷

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سلسلہ احمدیہ کے قیام کی وجہ

میں سچ کہتا ہوں کہ اس وقت آسمان باتیں کر رہا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ زمین کے رہنے والوں میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جس طرح سے ہر ایک بادشاہ طبعاً چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ اسی طرح منشاء الٰہی اس وقت یوں ہی ہو رہا ہے کہ اس کی عظمت و جبروت کا اہل دنیا کو علم ہو۔ اور وہ خدا جو پوشیدہ ہو رہا ہے دنیا پر اپنا ظہور دکھائے۔ اس لئے اس نے اپنا ایک مامور بھیجا۔ تاکہ دنیا کا جذام جاتا رہے

اگر یہ سوال ہو کہ تم نے آ کر کیا بنایا۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ دنیا کو خود بخود معلوم ہو جائیگا کہ کیا بنایا۔ ہاں اتنا ہم ضرور کہتے ہیں کہ لوگ آ کر ہمارے پاس گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ ان میں انکسار، فروتنی پیدا ہوتی ہے اور رذائل دور ہو کر اخلاق فاضلہ آنے لگتے ہیں اور سبزہ کی طرح آہستہ آہستہ بڑھتے ہیں اور اپنے اخلاق اور عادات میں ترقی کرنے لگتے ہیں۔ انسان ایک دم ہی میں ترقی نہیں کر لیتا۔ بلکہ دنیا میں قانون قدرت یہی ہے کہ ہر شے تدریجی طور پر ترقی کرتی ہے اس سلسلہ سے باہر کوئی شے نہیں سکتی۔ ہاں ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ آخر سچائی پھیلے گی اور پاک تبدیلی ہوگی۔ یہ میرا کام نہیں بلکہ خدا کا کام ہے اس نے ارادہ کیا ہے کہ پاکیزگی پھیلے۔ دنیا کی حالت مسخ ہو چکی ہے اور اسے ایک کیڑا لگا ہوا ہے۔ پوست ہی باقی ہے۔ مغز نہیں رہا۔ مگر خدا نے چاہا ہے کہ انسان پاک ہو جائے اور اس پر کوئی داغ نہ رہے۔ اسی واسطے اس نے محض اپنے فضل سے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔

جواہر ریزے

اہل مال کو چند نصائح

ان لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ایک دانہ کی مثال ہے جو سات بالیں اگائے ہر ایک بال میں سو دانے ہوں اور اللہ جس کو چاہتا ہے کئی گنا کر کے دیتا ہے اور اللہ بہت دینے والا جاننے والا ہے اور جو لوگ اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کے پیچھے جو خرچ کیا نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ دکھ دیتے ہیں ان کے لئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ نیک بات کہنا اور مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد دکھ پہنچایا جاتا ہے اور اللہ غنی بردبار ہے۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اپنے صدقوں کو احسان جتلانے اور دکھ دینے سے باطل نہ کرو۔ اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کیلئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتا سو اس کی مثال اس صاف چٹان کی سی ہے جس پر مٹی ہو پھر زور کا مینہ پڑے اور اسے بالکل صاف کر کے چھوڑ دے اس میں سے کچھ بھی ہاتھ نہ آئیگا جو کمایا تھا اور اللہ نافرمانوں کو راہ نہیں دکھاتا اور ان کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی رضا چاہنے اور کچھ اپنے آپ کو مضبوط کرنے کیلئے خرچ کرتے ہیں اس باغ کی مثال کی طرح ہے جو اونچی زمین پر ہو پھر اس پر زور کا مینہ پڑے پس وہ اپنا پھل دو چند دے لیکن اگر اس پر زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکا مینہ ہی (کافی ہے) اور اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اس کا باغ کھجوروں اور انگوروں کا ہو اس کے نیچے نہریں بہتی ہوں اس کیلئے اس میں ہر قسم کے پھل ہوں، اور اسے بڑھاپے نے آ لیا ہو اور اس کی اولاد چھوٹی چھوٹی ہو پھر اسے ایک بگولا آ پہنچے جس میں آگ ہو پس وہ جل جائے اس طرح اللہ تمہارے لئے باتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم فکر کرو۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو ان اچھی چیزوں سے خرچ کرو جو تم کماتے ہو اور اس سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے اور ردی چیز (دینے) کا قصد نہ کرو۔ اس میں سے تم خرچ کروگے حالانکہ تم خود اس کو

بجز لینے والے نہیں سوائے اس کے کہ اس کی قیمت کم کرا لو اور جان لو اللہ غنی تعریف کیا گیا ہے۔ شیطان تم کو تنگدستی سے ڈراتا ہے اور تم کو بخل کا حکم دیتا ہے اور اللہ تمہیں اپنی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ بہت دینے والا جاننے والا ہے [illegible]

اتحاد المسلمین کا بلند تخیل صرف اسلام نے پیش کیا

مساوات و اخوت کی اسلامی توضیح

خطبہ جمعہ ۲۳ اپریل ۱۹۳۷ء فرمودہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

انما المومنون اخوۃ . . . . ترحمون۔ (حجرات)

مومن بھائی بھائی ہیں۔ سو اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کر۔ اور اللہ کا تقویٰ کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

اخوت اور مساوات کی تعلیم!

میں نے ذکر کیا تھا کہ اسلام نے توحید کے ساتھ ایک بڑا بلند خیال پیدا کیا اور وہ ہے نسل انسانی کا اتحاد۔ مگر اس سے بھی زبردست خیال وہ ہے جسے نسل انسانی کے ایک گروہ یعنی مسلم قوم میں مساوات و اخوت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی اندرونی مساوات و اخوت کی روح بےنظیر کامیابی ہے جسے صرف اسلام نے حاصل کیا۔ اسلام سے پہلے ہر قسم کے تعلقات جمعیت اخوت یا اپنے قبیلوں تک محدود تھے یا اس سے زیادہ وسیع ہو گئے تو ایک قوم تک یا ملک تک محدود تھے اور نسل انسانی میں بعض اصول کی بنا پر اخوت اور محبت کے تعلقات کا قائم کرنے کا خیال دنیا میں پیدا نہ ہوا تھا۔ ملک۔ قوم اور قبیلہ کے نام پر اتحاد قائم کرنا آسان ہے۔ مگر کسی اصول پر مختلف ممالک، اقوام اور نسلوں میں اخوت و مساوات کا پیدا کرنا اور نسل قومیت اور وطنیت کی حد بندیوں کو توڑنا ایک بہت مشکل اور عظیم کارنامہ ہے۔ جسے اسلام ہی نے کر دکھایا۔ زبانیں مختلف ہوں ملک علیحدہ علیحدہ ہوں نسل الگ ہو۔ قومیت جدا ہو مگر پھر بھی اخوت اور محبت کے تعلقات پیدا کر دیئے جائیں۔ یہ کام سوائے اسلام کے اور کسی مذہب سے نہیں ہوا۔

ایک غلطی کا ازالہ

اس جگہ میں ایک غلطی کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس میں کئی ایک لوگ گرفتار ہیں۔ مساوات کے مفہوم کے سمجھنے میں اکثر نے غلطی کھائی ہے اسلامی مساوات کے یہ معنی نہیں کہ اسلام نے نیکوں اور بدوں کو برابر قرار دیا ہے یا یہ کہ کام کرنے والوں اور نکموں کو یکساں کر دیا ہے۔ بہت سے لوگ مساوات کے نام سے غلطی کھا جاتے ہیں اور یہی خیال کر لیتے ہیں کہ خواہ نیک ہو یا بد باہمت ہو۔ یا سست سب ایک سے ہیں۔ حالانکہ یہ بالبداہت باطل ہے

مساوات سے کیا مراد ہے

مساوات سے مراد تو یہ ہے کہ انسانی ترقی کے راستے میں کچھ روکیں حائل تھیں اور یہ خیال موجود تھا کہ تمام کے تمام انسان یکساں بلندی پر نہیں پہنچ سکتے۔ ان روکوں کو اور اس خیال کو اسلام نے دور کیا۔ بزرگی اور بلندی کے لئے اونے واعلے، سیاہ وسفید، شرقی وغربی، دولتمند اور غریب کی تمیز اڑا دی اور سب کو مساوی حق اور موقع بہم پہنچایا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک ادنیٰ سے ادنےٰ انسان دینی اور دنیوی طور پر بلند سے بلند مقام پر پہنچ سکتا ہے دنیوی طور پر تو اس طرح کہ ایک حقیر ترین غلام بھی اپنی قابلیت اور استعداد سے بادشاہ بن سکتا ہے اور روحانی رنگ میں یوں کہ ایک گنہگار سے گنہگار انسان بھی اگر توبہ کر کے اعمال صالحہ کرے تو وہ روحانیت کے اعلیٰ مقام کو پا سکتا ہے اسلام ہی کی یہ تعلیم ہے۔ قل یا عبادی الذین اسرفوا الخ اے پیغمبر کہدے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ اللہ سبھی گناہ بخش دیتا ہے۔ ہاں وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے" دیکھئے یہاں ہر ایک کے لئے راستہ کھلا ہے ایسی روک کوئی نہیں کہ اس قدر گناہ بگاڑ ہو گا تو ترقی کا راستہ بند ہو گا۔ ہرگز نہیں۔ سب کے لئے اسلام نے یہ راستہ کھلا رکھا ہے۔ تاریخ اسلام بتاتی ہے کہ مسلمانوں میں سوادنے غلام بھی بادشاہ ہوئے اور حکومتیں کر گئے۔ مذہبی دنیا میں بھی آئمہ ایسے نظر آئیں گے جن کی ظاہری حالت ابتدا میں بہت معمولی تھی یا جنہوں نے ایک فسق و فجور کی حالت سے نکل کر زہد و اتقار کی بلند سے بلند منازل طے کیں یہ تھا مساوات کا کام جو اسلام نے کیا۔ سب کو برابر موقع دیئے کہ ہر شخص کوشش اور قابلیت سے آگے بڑھ سکتا ہے

اخوت کیا ہے؟

اخوت کیا ہے؟ سب مسلم بھائی بھائی ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ خیال کر کے کہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں اپنے بھائیوں کی پگڑی اچھالتے پھریں۔ مطلب یہ ہے کہ تعلقات محبت کی روکیں دور کیں۔ محبت کا نہ ہونا اجتماعی ترقی کے راستے میں زبردست رکاوٹ ہے۔ جب تک افراد میں محبت نہ ہو نہ ہی اخلاق بنتے ہیں اور نہ ہی تہذیب ترقی کرتی ہے اسلام نے ان رکاوٹوں کو دور کیا۔

اسلام نے کونسی رکاوٹیں دور کیں

وہ کیا رکاوٹیں ہیں۔ سب سے پہلی رکاوٹ یہ ہے کہ اکثر قوموں میں غریب اور امیر ادنےٰ اور اعلےٰ لوگ ایک برابری کی سطح پر نہیں مل سکتے اور جمعیت کے تعلقات سب سے پہلے اس سے پیدا ہوتے ہیں کہ باہم میل و ملاقات ہو۔ احمدی جماعت ہی کو لیجئے۔ جہاں جہاں احباب نے اکٹھے ہونا ترک کر دیا ہے محبت کم ہو گئی ہے۔ امیر و غریب نے ایک دوسرے کے احساسات اور تعلقات سے نگاہ اٹھا لی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باہمی محبت کی کشش اڑ گئی۔ اسلام نے یہ روکیں دور کیں اور مواقع دیئے کہ یہ فرق نہ رہے۔ نماز میں یہی روح کام کرتی ہے پانچ وقت ایک دوسرے سے مسجد میں ملتے ہیں۔ یہ اتحاد کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ہم باہر بھی کبھی کبھار ملتے ہیں مگر مسجد میں ملنا اور ہی شان اور جذب رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسی فضا ہوتی ہے کہ انسانوں کے دلوں سے کینہ، حسد، عناد وغیرہ رذیل خصائل دب جاتے ہیں اور یہ بلند خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس خدا کے گھر میں ملتے ہیں جو رب العالمین ہے اور جس کی نگاہ میں سب برابر ہیں۔ یہ اجتماع صرف اسلام نے پیدا کیا کہ ایک چمار بھی اسی وقت کلمہ پڑھ کر ایک بادشاہ کے دوش بدوش نماز ادا کرنے لگ جاتا ہے کس قدر رفعت ہے جو اسلام نے اخوت کی تعلیم میں رکھی ہے۔

معاشرتی رکاوٹیں اور ان کا قلع قمع

پھر کھانے پینے میں بعض رکاوٹیں تھیں۔ ہندوؤں کو لیجئے۔ بعض بعض کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتے۔ دوسرے کے برتن میں پانی نہیں پیتے کسی نیچ قوم کے آدمی کا کسی چیز پر سایہ بھی پڑ جائے تو وہ چیز ناقابل استعمال ہو جاتی ہے۔ مختلف ذاتوں کے الگ مندر ہیں جہاں دوسرے نہیں جا سکتے۔ مہذب ملکوں کی بھی یہی حالت ہے۔ ایک میز پر چھوٹا اور بڑا مل کر کھانا نہیں کھا سکتے جرنیل اور سپاہی ایک دسترخوان پر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ [illegible] طرح گرجوں کا حال ہے سفید اقوام کے گرجوں میں سیاہ اقوام کے لوگ نہیں جا سکتے۔ پھر اپنے قومی گرجاؤں میں بھی چھوٹے بڑے کے لحاظ سے نشستگاہوں کا امتیاز ہے۔ مگر اسلام نے ان تفرقات کی جڑھ کاٹ دی۔

قومیت کے خیال کو وسعت دینا

پھر اسلام نے رشتہ داریوں کے باہمی تعلقات میں بھی ان قومی اور قبائلی حدود کو توڑا۔ دنیا میں بعض اقوام ذلیل سمجھی جاتی ہیں اور محض قومیت کی بنا پر قابلیت سے بے پرواہ ہو کر ایک دوسرے سے رشتہ داری میں ہوتی تھی۔ اسلام نے اس بت کو بھی توڑا۔ بڑی بڑی بلند پایہ قریش عورتوں کی یہاں تک کہ نبی کریم صلعم کی پھوپھی کی بیٹی کی شادی آپ نے خود عربی بھی نہیں تھی آزاد شدہ غلام زید سے کر دی۔ ایسا ہی احادیث میں ہے کہ ایک حجام کے متعلق آنحضور صلعم نے فرمایا کہ اس کے ساتھ رشتہ داری پیدا کرو۔ مطلب کیا تھا کہ اپنے بھائی کے متعلق نفرت و حقارت کا جذبہ پیدا نہ ہو اور کسی کو محض ذات پات کی بنا پر حقیر نہ سمجھا جائے اور یہ روک اٹھ جائے۔

غلام و آقا کا فرق اڑا دیا

یہ ہے اخوت کہ جس قدر روکیں باہمی تعلقات کے استوار کرنے میں تھیں ان کو اڑا دیا۔ قرآن شریف میں۔ پانچ دس جملے محبت و اخوت کے متعلق ہوں گے۔ آنحضرت صلعم نے اپنے عمل سے اس کے سارے پہلوؤں کو روشن کیا چنانچہ بعض اوقات حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کو سپاہی بنایا اور ایک غلام کو ان کا جرنیل۔ وہ غلام یقیناً قابل بھی ہوتا تھا۔ مگر آپ کا مقصد دنیا پر یہ واضح کرنا ہوتا تھا کہ اسلام میں بڑائی باہمی کی قومیت کے لحاظ سے نہیں بلکہ کردار اور قابلیت کے لحاظ سے ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ حج الوداع کے موقعہ پر آپ نے اسی مساوات کا درس دیا کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں نہ عربی کو عجمی پر فضیلت ہے نہ عجمی کو عربی پر۔

یہ آخری درس تھا جو آپ نے قوم کو دیا اور جس کی خاطر آپ نے زندگی گذاری۔ تو یہ اسلام کی اخوت اور مساوات کی زبردست چیز ہے جس کی نظیر کہیں اور جگہ نہیں ملتی۔ اور آج تک کوئی تہذیب یا مذہب باوجود اپنی جدوجہد کے اسے پیدا نہیں کر سکا۔ آج یورپ اس بات کا قائل ہو چکا ہے کہ حقیقی اخوت اسلام کے سوا اور کہیں نہیں ملتی۔

باہمی حقارت

دنیا میں ایک بہت بڑا امتیاز قومیت کا ہے۔ یورپ کا آدمی ایشیا کے آدمی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے لیکن عام انسانوں کی زندگی میں یہ موقعہ کم ہوتا ہے کہ اس تحقیر سے دوچار ہونا پڑے۔ لیکن ایک فرق مراتب کا ہے اور یہ وہ چیز ہے جو ہر انسان کی زندگی میں عام حالات میں پیش آتی رہتی ہے۔ میں دن رات اپنے دوستوں سے ملتا ہوں ان میں سے کوئی مجھ سے بڑا ہوتا ہے کوئی چھوٹا، کوئی امیر کوئی غریب۔ اس کے ساتھ مساوات کا سلوک بھی اسلام نے سکھایا ہے۔ نہ بڑا چھوٹے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے نہ چھوٹا بڑے کو ذلیل کرے۔ نہ امیر غریب کی تذلیل کرے۔ نہ غریب امیر پر حسد کرے۔

فرق مراتب اور محبت کی تعلیم

میں اصولیً کہتا ہوں کہ اسلام کا منشا یہ نہیں کہ جتنے فرق مراتب تھے وہ مٹ گئے۔ اسلام کا منشا تو یہ ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کو دولت و غربت کی بنا پر تحقیر سے نہ دیکھیں اور دونوں جانب محبت کے جذبات بڑھتے رہیں۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ امرا غربا کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ ایسا ضرور ہوتا ہے مگر میں یہ بھی کہتا ہوں کہ چھوٹے بھی بڑوں کو حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ عام طور پر غیبت کرتے ہیں۔ امیر نے ایک بدسلوکی کی ہوگی تو اس کی ہر جگہ تشہیر کرتا پھرے گا اور ایک کی ہزار ہزار بنائے گا۔ تو جس طرح بڑوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں سے شفقت

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

عقائد حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نیا یا پرانا نہیں آئیگا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب انبیاء اور ائمہ قابل احترام ہیں سب بزرگوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵　　یوم سہ شنبہ ۱۵ صفر ۱۳۵۶ھ ہجری　　نمبر ۲۷

مومن اور آئینہ

ان احدکم مرأۃ اخیہ فان رأی بہ اذی فلیمطہ عنہ

تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ اگر کوئی کسی میں برائی دیکھے تو چاہیئے کہ اسے دور کر دے

یہ اس حکیم انسانؐ کا قول ہے جس کی ہر بات اپنے اندر حکمت و معرفت کے دریائے درخشندہ رکھتی ہے اور جس کی اتباع باعث سعادت دنیوی و اخروی ہے۔ اس حدیث میں آپ نے مومن کی نہایت لطیف و حکیمانہ مثال دی ہے۔ اگر اس مثال ہی کو پیش نظر رکھکر زندگی بسر کی جائے تو بہت سے رذائل سے انسان کلیتہً پاک ہو جاتا ہے۔

ایک مومن دوسرے کا آئینہ ہے ——— آپ نے کبھی آئینہ دیکھا۔ آئینہ پر نگاہ ڈالتے ہی سب سے پہلی چیز جو آپ کے سامنے آتی ہے وہ ہے آپ کی شکل جس سے آپ معاً اندازہ لگا لیتے ہیں کہ آپ کا چہرہ صاف ہے یا داغدار۔ اس مثال سے اس طرف توجہ دلانا مقصود تھا کہ جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلم بھائی میں کوئی نقص یا کمزوری دیکھے تو جھٹ اسے آگاہ کر دے۔ یہ اس کا فرض ہے۔ اکثر انسان کسی میں کوئی نقص دیکھتے ہیں تو اسے دل ہی میں رکھ چھوڑتے ہیں۔ اس شخص کے متعلق ایک برا خیال لے کر بیٹھ رہتے ہیں اور اگر کہیں موقعہ ملے تو نیش زنی بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیئے کہ اپنے بھائی میں اگر ذرہ سی بھی کمزوری نظر آئے تو اس کی اصلاح کے متعلق اسے اطلاع کی جائے۔

حدیث شریف میں مذکور ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ مظلوم ہو یا ظالم۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ ظالم کی مدد کس لئے؟ فرمایا۔ اس کی مدد یہ ہے کہ اس کو زیادتیوں سے روکا جائے۔ ہاں اپنے بھائی کو مطلع کرتے وقت طریق ایسا اختیار کیا جائے کہ وہ اپنی غلطی کا احساس کرے نہ کہ وہ آپ پر بدظنی کرنے لگ جائے۔ کیونکہ اکثر انسان نصیحت کرتے یا بات کہتے وقت بیجا نکتہ چینی کرنے لگ جاتا ہے اور یہ ناصحانہ انداز بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوتا ہے۔ یہاں بھی آئینہ ہی بنو۔ آئینہ کو آپ نے دیکھا۔ وہ صرف چہرہ پر جو عیب ہو اسے دکھا دیتا ہے اس پر تنقید نہیں کرتا۔ بلکہ خود ہی انسان کے دل میں احساس پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنی برائی کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کیونکہ کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں جو دنیا میں عیب دار ظاہر ہونے کو پسند کرے اس لئے مومن کا فرض صرف یہ ہے کہ وہ اس نقص سے آگاہ کر دے۔ اصلاح کا کام اپنے بھائی پر چھوڑ دے

اکثر اوقات دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کو کہا جائے کہ جناب میں یہ خامی ہے اور اس کی اصلاح ضروری ہے تو وہ بجائے اس کے کہ اپنے نقص پر نگاہ رکھے اور اپنے بھائی کا مشکور ہو۔ الٹا اس پر ناراض ہو جاتا ہے کہ "تو کون ہے جو میرا عیب پکڑے اپنے آپ کو تو دیکھ"۔ مگر آئینہ ہمیں یہ سبق نہیں دیتا۔ آپ کبھی آئینہ کے سامنے گئے ہیں کتنی بار گئے ہونگے اور اپنا چہرہ بھی دیکھا ہوگا۔ اب اگر آپ آئینہ میں اپنے چہرہ پر ایک داغ دیکھیں تو کیا کریں گے؟ کیا شیشہ کو توڑ ڈالیں گے کہ کمبخت تونے میرے چہرے پر بدنما داغ کیوں دکھایا؟ آپ ایسا تو نہیں کرتے بلکہ کرتے یہ ہیں کہ شیشہ کو حفاظت سے رکھکر اپنا داغ دور کریں گے۔ یہی سلوک اپنے مومن بھائی سے ہونا چاہیئے۔ اگر وہ آکر آپ کو آپ کے نقص سے باخبر کرے تو آپ کو چاہیئے کہ اس کے مشکور رہوں۔ اپنے نقص کو دور کریں اور اس سے پوچھیں کہ کیا وہ نقص اب بھی ہے کہ نہیں۔ اگر آپ اپنے چہرہ کی سیاہی دور کرنے کی بجائے اس کے پیچھے ہنیچے جھاڑ کر پڑ جائیں تو سیاہی آپ کے چہرہ پر ہی رہے گی اس کا کیا جائے گا اور آپ ہاتھ سے ایک مشفق دوست بھی کھو بیٹھیں گے۔

دوست کا فرض ہے کہ جو عیب کسی دوست میں ہو اسے ہی بتا لے یہاں بھی آئینہ کی صفت ہونی چاہیئے۔ آپ ایک آدمی میں کوئی خامی دیکھتے ہیں اور اسے جا کر اوروں کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ اس صورت میں آپ نے اپنے بھائی سے کونسی نیکی کی اور اس کا نقص دور کرنے میں کس طرح معاون ہوئے۔ اس روش کا نتیجہ تو یہ ہوگا کہ باقی لوگ بھی اس کے متعلق سوء ظنی سے کام لیں گے۔ اس کی اصلاح بھی نہ ہوگی اور وہ آپ کا دشمن بھی ہو جائے گا۔ آپ کی اپنی وقعت نہ صرف اس کی نگاہوں میں گر جائے گی بلکہ جن جن کے سامنے آپ یہ بات بیان کریں گے وہ بھی آپ کو ناقابل اعتبار سمجھیں گے۔

قرآن کریم نے اس طریق کار کو غیبت سے تعبیر کیا ہے۔ اس سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ نبی کریم صلعم نے غیبت کے معنی بتلاتے ہوئے فرمایا:-
"تم جانتے ہو غیبت کسے کہتے ہیں؟ عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی بابت اس کی غیر حاضری میں ایسی بات کہے جو اسے ناپسند ہو تو یہ غیبت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی جو بات میں کہوں۔ اگر وہ میرے بھائی میں موجود ہو تو؟ فرمایا جو کچھ تم نے کہا اگر اس میں موجود ہو تو تم نے غیبت کی اور اگر موجود نہ ہو تو تم نے بہتان باندھا"

غیبت کی تشریح آپ نے بزبان نبوی تو سن لی۔ قرآن کریم نے بھی اس سے منع فرمایا۔ لا یغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً فکرہتموہ۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے۔ اس سے تم کراہت کرتے ہو۔ لہٰذا تو ہمارا فرض یہی ہونا چاہیئے کہ ہم اپنے بھائی کے عیب کا ڈھنڈورہ پیٹتے نہ پھریں۔ دلائل نہ مانگئے۔ قرآن کا حکم ہے اور خدا کا حکم ہمیشہ حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔

جب یہ کہا گیا ہے کہ اپنے بھائی کا نقص اسے بتلا دیا کرو تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ سب کام چھوڑ کر اپنے بھائی کے نقائص کی جستجو میں لگ جائیں کہ حصول ثواب حاصل کریں۔ یہ غلط روش ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ لا تجسسوا کہ ایک دوسرے کی اندرونی حالت کو ٹٹولنے کی فکر میں مت لگے رہو۔ آپ صرف یہ کریں کہ ایک بھائی کا آئینہ بنے رہیں یا آپ اس میں کسی اور رنگ میں صریح غلطی دیکھتے ہیں اور اس بات کا یقین ہو جاتا ہے تو پھر اسے کہدیجئے کہ وہ اپنی اصلاح کرے۔

اب ایک دقت پیش آتی ہے وہ یہ کہ کس طرح معلوم ہو کہ ہمارے بھائی نے فلاں حرکت جو کی ہے وہ قابل اصلاح ہے تو اس کا آسان طریق یہ ہے کہ اسے قرآن، سنت اور حدیث پر پیش کرو۔ قرآن نے اس کے متعلق کیا فرمایا ہے۔ نبی کریم صلعم کا اسوہ حسنہ اس بارہ میں کیا تھا اور آپ نے حدیث میں اس کی کیا تشریح کی؟ یہ ایک معیار ہے جس کو پیش نظر رکھنے سے آپ بہت سی خرابیوں سے بچ رہیں گے اور آپ کی سبکی بھی نہیں ہوگی۔

جو کچھ اوپر عرض کر چکا ہوں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے بھائی کو آئینہ سمجھئے اور خود اس کا آئینہ بن جائیے۔ اگر کوئی بھائی کوئی نقص بیان کرے تو دیکھئے کہ وہ آپ میں ہے کہ نہیں۔ اگر ہے تو اصلاح کیجئے اگر نہیں تو الحمد للہ خدا کا شکر بجا لائیے۔ اپنے بھائی کے نقائص کی تشہیر نہ کرتے پھریئے اور نہ ہی ایک دوسرے کے نقائص کی جستجو میں وقت ضائع کیجئے۔ اپنے بھائی کو نقص سے آگاہ کرنے سے قبل یہ دیکھئے کہ آیا وہ نقص ہے بھی یا کہ محض فریب نظر و خرد۔

ان باتوں کو حقیر نہ سمجھئے۔ مسلمان گرا کیوں؟ اس لئے کہ اس نے خدا اور اس کے رسول صلعم کی باتوں کو اپنے خیالات جتنی بھی وقعت نہ دی ثبوت؟ یہی کہ جو احکام اسلام میں ہیں ان پر عمل نہیں اور اس کے خلاف جتنا کرنا ہے وہ کرتے ہیں۔ میرا تو ایمان ہے کہ جو خدا اور اس کا رسول صلعم فرمائیں اس پر بلا چون و چرا عمل کیا جائے۔ اسی حدیث پر اگر صحیح معنوں میں عمل کیا جائے تو نہ دن رات کے فسادات نظر آئیں۔ نہ گالی گلوچ اور نہ مار پیٹ، حسد، کینہ وغیرہ۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ محبت ہی محبت ہو؟ یقیناً کرتے ہی ہوں گے تو آؤ ہم اپنے پیارے آقا صلعم کے اس قول کو حرز جان بنائیں اور ایک ایسی دنیا بسائیں جہاں پریم آشتی، پیار اور محبت کی نسیم کے جھونکے مسرور اور مسرور کرتے رہیں۔

مہاشہ ظفر علی

• مہاشہ صاحب بھی پرلے درجے کے مسخرے واقع ہوئے ہیں۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ اور حق و صداقت کی بات سنتے ہی آستینیں چڑھا کر داد دشنام دہی پر اتر آتے ہیں۔

مہاشہ جی کے متعلق خان کابلی نے کتاب کیا لکھی۔ ایک بم کا گولہ تھا۔ نے مہاشہ جی کے ہوش و حواس کو بھک سے اڑا دیا۔ اس پر ہم نے بھی لکھا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگریز کی تعریف کی۔ تو مہاشہ جی نے ۱۹۱۱ء میں جارج پنجم کو اولوالامر، خدا کا سایہ، مامور من اللہ وغیرہ دیا۔ اور ان کے مخالف مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ اس پر پیچ و تاب کھانا چہ ارد، چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ان الزامات کے متعلق صفائی پیش کی جاتی۔ سیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق لوگوں پر اثر زائل کرنے کے لئے حضرت اقدس بانی علیہ السلام کو گالیاں دی جائیں۔

مہاشہ جی فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب کو تو تم لوگ نبی، مہدی مانتے ہو۔ انکو تو انگریز کی تعریف نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ اور میں تو ایک عام انسان ہوں۔ اس لئے مجھ سے غلطی ہو جانا بعید نہیں۔ اور اب تو میں مدت سے حکومت کی مخالفت کر رہا ہوں۔ وغیرہ"

اوّل تو ہم حضرت اقدسؑ کو نبی نہیں مانتے۔ اگر مسیح موعودؑ ... ہوتے ہوئے انہوں نے کسی شخص یا حکومت کے کسی فعل کی تعریف کی۔ تو اس میں گناہ ہی کونسی بات ہے۔ آخر حضرت یوسفؑ نے ایک غیر مسلم بادشاہ کی ملازمت میں زندگی بسر نہیں کی۔ کیا نبی کریم صلعم نے نوشیرواں کے عدل کی تعریف نہیں فرمائی۔ شکریہ اور اگر ایسی تعلیم اسلام ہے۔ باقی اتنی بات کہہ کر چھٹکارہ نہیں کہ میں ایک عام انسان تھا۔ اگر جناب معمولی انسان ہی تھے تو اولی الامر من اللہ وغیرہ کی سند عطا کرنے کا حق آپ کو کس طرح مل گیا اور آپ نے کس طرح کلمہ کہنے کی جرأت کی۔ کہ جو بدبخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کی جرأت کرے کی چوٹ سے کہتے ہیں۔ کہ وہ مسلمان مسلمان ہی نہیں" (زمیندار ۱۹۱۱ء) میرے خیال میں تو آپ کو اب اپنے موجودہ عمل" کے مطابق مسلمان ہی نہیں چاہیئے۔ مہاشہ جی کا خطاب زیادہ موزوں ہے۔

اگر جناب یہ کہتے ہیں۔ کہ اب میں اپنے الفاظ کی تلافی کر رہا ہوں۔ تو یاد رکھیئے۔ حضرت صاحب تو ساتھ ہی ساتھ تلافی کر گئے تھے۔ انہوں نے ایک طرف اگر حکومت کی امن دہی کی تعریف کی۔ تو دوسری طرف انگریز والدر پادریوں کو دجال قرار دیا۔ ان کے مذہب کو تار و پود کو بکھیرا۔ اور یسوع کی خدائی کے بخیے ادھیڑے۔ جس کا زندہ ثبوت جناب کا وہ عریضہ ہے۔ جو جناب نے شورے بہا بہا کر جارج پنجم کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اور جس کا صلہ آپ کو عدالت عالیہ لاہور ہی میں مل گیا تھا حضرت صاحب پر ڈپٹی کمشنروں وغیرہ کی خوشامد کا الزام غلط ہے۔ ڈپٹی کمشنر اور ان کی جوتیاں سیدھی کرنا باعث اعزاز سمجھتے ہیں۔ ہاں یہ جناب کی ذہنیت کا آئینہ ہے۔ اور عمل کا اظہار ہے کہ آئے دن افسران کی کوٹھیوں کا طواف کرتے دیکھے جاتے ہیں!

مہاشہ جی ہوش کی دوا کیجئے۔ اور لکھنے سے پہلے ذرا اپنی زندگی کا مطالعہ کیجئے۔ احمدی خدا کے فضل سے نہ آجتک غیر اللہ سے ترساں ہے۔ اور نہ کبھی ہوگا لیکن وہ جذبات کا غلام نہیں اور ہر قدم سنت کی روشنی میں اٹھاتا ہے جس سے جناب ایسے لوگ بے نیاز ہیں۔

(صدائے گنبد)

اخبار احمدیہ

- سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خوش و خرم ہیں۔

- اخویم صاحب الدولہ صاحب ہیڈ ماسٹر اورینٹل سکول لاہور صوابی ضلع مردان کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے اشاعت اسلام کے لئے ارسال فرمائے ہیں۔ ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولود کو عمر دراز عطا فرمائے۔

اور صالح بنائے۔

— اخویم عبد الغنی خاں صاحب انجنیئر مالک امپیریل الیکٹرک کمپنی کی صاحبزادی صاحبہ کچھ عرصہ سے صاحب فراش ہیں احباب محترمہ کی بحالی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

— جناب ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر سعید احمد صاحب کو دعاؤں میں یاد رکھا کریں۔

— مقامی محصل جناب عبد الشکور صاحب نے ایک سال کی رخصت لے لی ہے۔

— ہمارے ایک دوست مڈل پاس بے کار ہیں۔ عمر ۱۲ سال ہے۔ اگر کسی بھائی کو ملازم کی ضرورت ہو خیال فرمائیں اور اطلاع مینیجر صاحب پیغام صلح کو دیں۔

میری بھی تو سنیئے

بعض احباب کو اس بات کا یقیناً گلہ ہوگا۔ کہ ان کا مضمون شائع نہیں ہو سکا۔ یا دیر سے چھپا۔ میرا قصور ہے۔ بعض اوقات مضمون اس پایہ کا نہیں ہوتا کہ شائع ہو سکے۔ اکثر اور احباب کے مضامین آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ جن کی طرف بھی توجہ دینی ضروری ہوتی ہے۔ ان مشکلات کا اندازہ کیجئے اور مضمون لکھتے وقت اس بات کا خیال رہے۔ کہ مضمون کسی مفید موضوع پر ہو۔ حتی الوسع مختصر ہو۔ اور پیغام صلح کے ایک صفحہ پر آسکے۔ کیونکہ اخبار کے صفحات طویل مضامین کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

(مدیر)

کر دیا۔ حضرت خالد تو وہ تھے جنہیں حضور صلعم نے سیف اللہ کا خطاب دیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے عین اس وقت جب وہ عظیم الشان فتوحات حاصل کر رہے تھے انہیں معزول کر دیا۔ مگر ان میں اسلام کی روح تھی جھٹ سر جھکا دیا۔ ادنیٰ عہدوں اور ملازمتوں کو تو چھوڑئے گورنروں تک کو موقوف کر دیا جاتا تھا۔ اس لئے کہتا ہوں کہ تم اپنی صحیح حالت کو نہ بھولو تمہیں ایک جہاد کے لئے کھڑا کیا گیا ہے تم جہاد کرنے والی ایک فوج ہو یہ سچ ہے کہ آج تلوار کا جہاد نہیں کل کو معلوم نہیں کیا حالات ہوں تاہم آج تم اپنے آپ کو میدان جہاد میں سمجھو اور اس بات پر نگاہ رکھو کہ کوئی تم میں جرنیل ہے اور کوئی سپاہی جو کوئی کام جس کے سپرد ہو کرے۔ اس جہاد میں بھی ضروری ہے کہ سپاہی جرنیل کے ماتحت چلے۔ اگر یہ اصول کارفرما نہ ہو تو کام چل ہی نہیں سکتا۔

ضبط اور اطاعت کی خوبی پیدا کرو

تو یہی روح ہے اسلام اور احمدیت کی کہ اپنے اندر ضبط اور اطاعت کی خوبی پیدا کرو۔ ایک مغربی فیشن کے دوست ہیں اچھے بلند مرتبہ پر ہیں۔ نماز میں توجہ اور خشوع کا ذکر تھا وہ کہنے لگے اگر خشوع نہ ہو تو بھی ہم تو ڈسپلن کی خاطر نماز پڑھتے ہیں۔ خدا اور اس کے رسول کا حکم ہے اور حکم ماننا ہمارا کام ہے۔ اس میں سب کے لئے سبق ہے۔ اپنے اندر یہ روح پیدا کرو۔ تب ہی تم اسلامی اخوت پھیلا سکتے ہو جب کہ تم اسلامی اطاعت کی روح اپنے اندر پیدا کرو۔

(بقیہ صفحہ ۲)

پیشانی اور محبت سے پیش آئیں اسی طرح چھوٹوں کو بھی ضروری ہے کہ ان سے محبت کا سلوک کریں۔

فرق دور نہیں ہو سکتا

مراتب کا فرق ایسی چیز ہے کہ کوئی اسے دور نہیں کر سکتا۔ روس نے ہمارے سامنے اس امر کی کوشش کی کہ امیر و غریب کی تفریق کو اڑا دے مگر دو سال بھی سکیم نہ چل سکی اور فرق ماننا پڑا۔ اسی طرح ایک سپاہی اور جرنیل کا فرق دور نہیں ہو سکتا۔ اسلام یہ تو کہتا ہے کہ عبادتگاہ میں آخر تو بڑے چھوٹے میں جرنیل اور سپاہی میں کوئی فرق نہیں۔ کھانا کھاتے وقت دسترخوان پر بھی دونوں برابر بیٹھ سکتے ہیں۔ مناکحت کے تعلقات قائم کرنے میں کوئی روک نہیں۔ مگر اس کا یہ منشا نہیں کہ چونکہ دونوں برابر ہیں اس لئے ایک جرنیل کے حکم کا ایک سپاہی انکار کر سکتا ہے۔ برابری کا یہ مفہوم تو تباہی کا پیش خیمہ ہے کہ جرنیل حکم دے کہ لڑو اور سپاہی انکار کر دے کہ آپ کون ہیں حکم دینے والے۔ ہم سب برابر ہیں تو یہ برابری کا نہایت ہی غلط تخیل ہے تو یہ فرق تو برابر رہے گا۔

مساوات اور ضبط

اسلام نے مساوات کے ساتھ ضبط بھی سکھایا ہے۔ نماز ہی کو دیکھئے ایک امام آگے بن جاتا ہے اور باقی مقتدی۔ اب اگر امام چار کی بجائے پانچ رکعت پڑھ جائے تو مقتدی سبحان اللہ کہکر اسے سنبھلنے کی کوشش کریں پیچھے رہیں یہ نہیں ٹھہرنا تو کیا ہوگا۔ سب کو اس کے ماتحت ہونا پڑے گا۔ اور اس کے پیچھے کھڑا ہونا پڑے گا۔ یہ ضبط ہے جسے اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ یہی اسلام کی روح ہے اور یہی احمدیت ہے تو دوسری طرف ضبط یا ڈسپلن۔ الفاظ سے دھوکا نہ کھاؤ۔ اسلام تو کہتا ہے کہ ایک سپاہی ترقی کر کے جرنیل ہو سکتا ہے مگر جب تک وہ سپاہی ہے۔ اگر حکم نہ مانے تو وہ اسلام کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ بعض اوقات احکام غلط بھی ہو جاتے ہیں مگر سپاہی کا کام حکم پر عمل کرنا ہے بحث کرنا نہیں۔ عمل اور حکم میں نکتہ چینی نہ اسلام کی روح ہے اور نہ ہی کامیابی کی راہ۔

آزادی رائے کا غلط مفہوم

بعض اوقات غیبت کو آزادی رائے سمجھ لیا جاتا ہے ایک شخص کہتا ہے کیا مجھے آزادی رائے حاصل نہیں کہ دوسرے کے نقائص بیان کروں۔ یہ آزادی رائے کا غلط استعمال ہے اسی لئے خدا نے یہ پابندی رکھدی کہ غیبت نہ کرو۔ اور کسی کی غیر حاضری میں اس کے خلاف سچی بات کہنا کو بھی روک دیا۔ آزادی کہاں رہی؟ پھر فرمایا لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم۔ یہاں ناراضگی ظاہر فرمائی کہ بری بات کی بھی تشہیر نہ کی جائے اور صرف وہی شخص کرے جس پر ظلم کیا گیا ہو اور وہ بھی جائز طریق پر۔ آج کل بری بات کہنا تو درکنار جھوٹ سے بھی احتراز نہیں کیا جاتا۔

ایک بڑے آدمی کی کذب پسندی

حال ہی میں ایک بڑے آدمی کی ایک جھوٹی بات پر ایک خطبہ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ خود ہی اقرار بھی کرتے جاتے ہیں کہ بات کہی نہیں گئی ہوگی مگر پھر بھی گالیوں سے اپنے دل کی بھڑاس خوب نکالی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع کہ ایک آدمی کے جھوٹا ہونے کا یہی ثبوت کافی ہے کہ وہ جو بات سنے بیان کر دے پھر تو اس سے واضح ہے کہ کوئی بات تحقیق کے بغیر مت کرو تو آزادی رائے کہاں گئی؟ آزادی رائے میں مگر وہ بھی خدا اور اس کے رسول کے حکم کے ماتحت قرآن شریف کہتا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم تو کیا اولی الامر کی اطاعت کا یہ مطلب ہے کہ جب تک تمہاری منشاء کے مطابق کہے اس وقت تک تو اس کا کہا مانو اور جونہی کوئی بات تمہارے منشا کے خلاف ہو جائے تو انکار کر دو۔ صحابہ کرام کے نمونہ کو پیش نظر رکھو۔ حضرت عمرؓ نے حضرت خالد کو معزول

خلیفہ صاحب قادیان کے جلالی خطبوں پر ایک نظر

خلافت کے حصول کیلئے انصار اللہ پارٹی کی سازش

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مدظلہ العالی)

(۲)

دنیا کا وہ مذہبی لیڈر ہو یعنی ایک مذہبی جماعت کا جو اپنے سوا تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر خارج از اسلام سمجھتی ہو، روحانی پیشوا خدا کا اس زمانہ میں انکو خلیفہ ہو۔ وہ اگر جمعہ کے دن مسجد میں کھڑے ہو کر ناپ شناپ نہایت غیر ذمہ دارانہ طریق پر جو کچھ منہ میں آیا کہتا چلا جائے اور واقعات کو توڑ مروڑ کر غلط طریق پر پبلک کو سنائے تو فرمایئے کہ مذہب کا کچھ باقی رہ گیا ہے پھر لامذہب اگر مذہب کو ایک ڈھونگ نہ سمجھیں تو کیا سمجھیں۔ اور بعض لوگوں کا یہ خیال صحیح معلوم ہونے لگتا ہے کہ خود میاں محمود احمد صاحب کو مذہب پر کوئی ایمان نہیں وہ مذہب کو چلتی کا نام گاڑی اور لگنے کا نام فرا ؤن سمجھتے ہیں یعنی جس نے تقدس کا ڈھونگ رچا کر تعلیوں اور لاف زنیوں کے ذریعہ لوگوں سے اپنا لوہا منوا لیا وہ مذہبی لیڈر بن گیا۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے کہ جس کی چل گئی وہ سچا جس کی نہ چلی وہ جھوٹا

۳ر اپریل کے الفضل میں جناب میاں محمود احمد صاحب کا خطبہ پڑھ کر حیرت ہو جاتی ہے جو غلط بیانیاں اس میں کی گئی ہیں اور واقعات کو جس رنگ میں توڑا مروڑا گیا ہے اس پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے سوا اور کیا چارہ باقی رہ جاتا ہے۔ اگر ایک مذہبی پیشوا محض فریق مخالف کو زک پہنچانے کی خاطر یہ طریق اختیار کر سکتا ہے تو یہ سمجھو کہ راستبازی کا جنازہ نکل گیا۔

میاں صاحب کے اس امر کے ادعا کی حقیقت کہ وہ ابتدا میں اکیلے تھے میں اسی مضمون کی پہلی قسط میں طشت از بام کر چکا ہوں اور بتا چکا ہوں کہ یہ امر کس قدر حقیقت سے دور ہے مگر اب یہ میاں صاحب نے اسے اپنے خطبہ میں کس طرح ماموریت کی شان سے ادا کیا کہ نبی اور رسول اور مامور من اللہ بھی گرد ہو کر رہ گئے۔ ۳ر اپریل کے الفضل والے خطبے میں کئی عجیب امور میاں صاحب نے بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک تو انتخاب خلافت کا قصہ ہے۔ سارا قصہ تو اس جگہ نقل نہیں کیا جا سکتا مگر اس میں سے چند امور کا ملخص میں اپنے الفاظ میں ادا کئے دیتا ہوں مفہوم میں فرق نہیں الفاظ میں فرق ہے یعنی بطور خلاصہ تحریر کر رہا ہوں بعض جگہ اصل الفاظ بھی نقل کر دیئے ہیں جو واوین کے درمیان ہیں۔

میاں صاحب کا خطبہ جمعہ

(۱) میاں صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو نواب محمد علی خان صاحب کے ایک کمرہ میں بلوا کر کہا کہ خلافت کے متعلق کوئی جھگڑا پیش نہ کریں اور اپنے خیالات کو صرف اس حد تک محدود رکھیں کہ ایسا خلیفہ منتخب ہو جس کے ہاتھ میں جماعت کے مفاد محفوظ ہوں اور جو اسلام کی ترقی کی کوشش کر سکے"۔ مگر مولوی محمد علی صاحب یہی کہتے رہے کہ حضرت صاحب کی وفات پر پریشانی اور گھبراہٹ میں مولانا نورالدین مرحوم کو ایک بزرگ سمجھ کر ہم نے ان کی بیعت کر لی تھی۔ اس پر میاں صاحب بولے کہ اب بھی کسی بزرگ کو خلیفہ مان لیں مگر جب مولوی صاحب رضامند نہ ہوئے اور بحث لمبی ہو گئی تو طبائع میں سخت اشتعال پیدا ہو گیا کہ جماعت کسی فیصلہ پر کیوں نہیں پہنچتی۔ لوگوں نے کمرہ کا احاطہ کر لیا اور بعض نے دروازے کھٹکھٹانے شروع کر دیئے اور اس میں اتنی شدت پیدا ہوئی کہ بعض شیشے ٹوٹ گئے جماعت کے افراد کہہ رہے تھے کہ باہر آ کر فیصلہ کر لیں یا ہم خود فیصلہ کر لیں گے۔

اس وقت میں نے پھر مولوی صاحب سے کہا کہ دیکھئے یہ بہت نازک وقت ہے اور شدید تفرقہ کا خطرہ ہے"۔ میاں صاحب کو مولوی محمد علی صاحب نے یہ جواب دیا کہ مجھے معلوم ہے آپ کیوں اس قدر زور دے رہے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ لوگ کسے خلیفہ منتخب کریں گے۔ میاں صاحب نے کہا کہ مجھے تو معلوم نہیں کہ لوگ کسے خلیفہ منتخب کریں گے۔ اگر آپ خلیفہ منتخب کریں تو میں بیعت کر لونگا۔ انہوں نے کہا میں جانتا ہوں آپ کیوں زور دے رہے ہیں۔ اس کے بعد مسجد نور میں جلسہ ہوا اور مولوی محمد احسن صاحب نے کھڑے ہو کر میاں صاحب کا نام تجویز کیا۔ مولوی محمد علی صاحب نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر لوگوں نے ان کو روک دیا "میں نے بعد میں سنا کہ وہ یہی کہنا چاہتے تھے کہ کوئی خلیفہ نہ ہو۔ مگر وہ لوگ جو ان کے قریب بیٹھے تھے انہوں نے ان سے کہدیا کہ ہم آپ کی بات سننا نہیں چاہتے"۔ پھر میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں جب بیعت لینے لگا تو بیعت کے الفاظ تک مجھے یاد نہ تھے۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے وہ الفاظ بتائے۔ وغیرہ وغیرہ

حقیقت کیا تھی

جس شخص نے اصل واقعات کو آنکھوں سے دیکھا نہ ہو وہ ان مروڑے ہوئے واقعات کو سن کر اغلباً میاں صاحب کی للہیت او خلوص اور مولوی محمد علی صاحب کی غلطی کا معترف ہو جاویگا لیکن واقعات جس نے دیکھے ہیں وہ جناب میاں صاحب کی اس شرمناک غلط بیانی پر سوائے افسوس کرنے کے اور کیا کر سکتا ہے

سب کچھ ایک مجوزہ سازش کے ماتحت ہؤا

اصل حقیقت یہ ہے کہ جس طرح میں ذکر کر چکا ہوں کہ انصار اللہ پارٹی بلوائی ہوئی سب قادیان میں جمع تھی اور خود قادیان میں ایک جم غفیر جو مفت کی روٹیاں توڑتا تھا اور سکرٹری صدر انجمن قادیان کی حقیقت بین نگاہوں سے کسی وجہ سے بچنا چاہتا تھا سب کا سب - - - - - - صاحبزادہ محمود احمد صاحب کے پروں کے نیچے پناہ گزیں تھا اور دن رات دعا کرتا تھا کہ میاں صاحب خلیفہ ہوں جس سے ایک طرف تو انجمن کے منتظم ہاتھوں سے محفوظ ہو جائیں گے اور دوسری طرف میاں صاحب کے فدائیوں میں سے ہونے کی وجہ سے سرکار سے انعام پائیں گے اور میاں صاحب کا یہ حال تھا کہ حضرت مولانا نورالدین مرحوم تو بستر مرگ پر پڑے ہوئے تھے اور میاں صاحب مسجد نور میں جلسوں پر جلسے کر رہے تھے اور اپنی تقاریر سے اپنے فدائیوں کو گرما رہے تھے جن میں سے بعض تو میاں صاحب کی طرف انگلیاں اٹھا اٹھا کر چیخیں مارتے تھے . . . . اور ان کو بطور خلیفہ بنا ہؤا دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ صرف منتظر تھے کہ کب مولوی نورالدین صاحب کا دم نکلتا ہے اور کب ہم روتے اور چیختے ہوئے دامن خلافت محمودیہ کے نیچے چلے جائیں۔ عدھر دیکھو قادیان کا یہی گروہ اور انصار اللہ پارٹی کا انبوہ لگا ہؤا تھا اور بڑے بڑے نعرے لگائے جاتے تھے اور خلافت محمودیہ کی آمد آمد کی خوشیاں رچی ہوئی تھیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا رسالہ اور میاں صاحب کی بدحواسی

حضرت مولانا نورالدین کی وفات کے بعد مولانا محمد علی صاحب نے ایک رسالہ لاہور میں شائع کیا کہ چونکہ جماعت میں مسئلہ کفر و اسلام میں

دو جماعتیں بن چکی ہیں اور سلسلہ کا کسی ایسے شخص کو پیر [illegible] امت مسلمہ کو کافر خارج از اسلام سمجھتا ہے [illegible] سے نکال کر اسے اسلام کے لئے تباہ کن بنا دیتا ہے [illegible] اختلاف عقائد کی اس خطرناک خلیج کی موجودگی میں کسی شخص کو [illegible] معنوں میں خلیفہ نہ بنایا جائے کہ اسے پیر و مرشد بنا کر اس [illegible] بیعت توبہ کریں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کی الوصیت کے مطابق انجمن [illegible] ہے اور انتظام سلسلہ کے لئے جو انجمن کا پریذیڈنٹ ہو وہی [illegible] جس کے ہاتھ میں انتظامی امور ہوں۔ اختلاف عقیدہ کی صورت [illegible] وحدت اور اتحاد قائم ہے۔ حکیم مرہم عیسے صاحب کا بیان ہے کہ [illegible] لاہور سے ایک انصار اللہ صاحب لیکر رات کو دس گیارہ بجے قادیان پہنچے اور جناب میاں صاحب کو دیا۔ میاں صاحب نے جب [illegible] تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ بھاگے ہوئے باہر آئے اور مولوی فضل دین [illegible] صاحب کی چارپائی کے پاس پہنچکر چلائے کہ مولوی صاحب [illegible] غضب ہو گیا۔ بدقسمتی سے وہاں فضل دین صاحب کوئی ان [illegible] تھے وہ اس میں سو پائے نہ تھے اٹھ بیٹھا اور پوچھا کہ کیا غضب ہو گیا میاں صاحب اپنی اس حرکت پر بہت جھینپے مگر وہ رسالہ مولانا صاحب [illegible] میں راز کو طشت از بام کر رہا تھا

انصار اللہ کی دوڑ دھوپ

الغرض صبح کو قادیان میں انصار اللہ پارٹی کی طرف سے [illegible] کیا گیا کہ چاروں طرف آدمی ہاتھوں میں تحریریں لئے ہوئے پھر رہے [illegible] اور لوگوں سے اس امر پر دستخط کروا رہے تھے کہ [illegible] خلیفہ [illegible] انصار اللہ پارٹی اور قادیانی انبوہ کے دستخط کرا کے [illegible] نکل گئے اور جو احمدی قادیان آتا ہؤا ملتا اس سے [illegible] دستخط کروا لیتے۔ عام لوگوں کو اس بارکی کا علم نہ تھا وہ دستخط کرتے جاتے [illegible] محمد علی صاحب کا رسالہ سوائے لاہور کے اور کہیں [illegible] لوگوں کو اصل حقیقت کا پتہ لگتا۔ غرضکہ یہ دستخط بازی عمل [illegible] قادیان کے اردگرد کے حلقے بھی جمع کر لئے گئے۔ پھر انصار اللہ پارٹی نے شور مچایا کہ پہلے خلیفہ منتخب ہو پھر حضرت مولانا نورالدین مرحوم کا جنازہ ہو۔ خود میں نے ان میں سے بعض سے کہا کہ [illegible] کے بزرگ ہیں نماز جنازہ وہ پڑھا دینگے بعد میں بزرگان [illegible] ہوئے دو رسب کے مشورہ سے پھر خلافت کا فیصلہ کر [illegible] کا جنازہ خلیفہ ہی پڑھ سکتا ہے اور کوئی نہیں [illegible] ہے اسلام کا یہ مسئلہ نہیں۔ حضرت عمرؓ کا جنازہ حضرت [illegible] تھا اور خلافت کا انتخاب بعد میں ہؤا تھا۔ اس پر [illegible] پلٹتے ہی مجھے میاں صاحب کے ایک فدائی نے گالی [illegible] سے واپس چلا آیا۔ بات یہ تھی کہ پہلے سے [illegible] کو اسی لئے جمع کیا تھا وہ جانتے تھے کہ جو کچھ کرنا ہے [illegible] ممکن ہے کہ اس خلافت کے رستہ میں مشکلات پیدا ہو جائیں [illegible] لئے یہ شتاب کاریاں اور شور و شغب تھا۔ میاں صاحب [illegible] تھے کیونکہ خود ان کے انصار اللہ ہی یہ سب کچھ کر رہے تھے [illegible] ہوئے بن کر ہیں تیار رہے ہیں کہ انہیں پتہ ہی نہ تھا کہ لوگ کسے [illegible] کریں گے۔ وہ لوگ خود انصار اللہ پارٹی کے کارکن تھے جو میاں [illegible] صاحب کی خلافت کے لئے یہ ساری تگ و دو کر رہے تھے [illegible] فقط اس بات کا تھا کہ جو کچھ ہو فوراً ہو جائے [illegible] تمام اکابر اور اہل الرائے لوگوں کو جمع ہونے کا موقع ہی نہ [illegible] جب خلیفہ بن گیا اور بیعت ہو گئی پھر تفرقہ کے خوف سے لوگ [illegible] بیعت کرتے چلے جائیں گے۔

سازش کے متعلق شہادت

انصار اللہ پارٹی مدت سے یہی کھچڑی پکا رہی [illegible]

جب میر ناصر نواب صاحب کشمیر جا رہے تھے تو مولوی غلام احمد صاحب سے جو جموں سے تھے تحریر آیا کہ "مولوی نورالدین صاحب گھوڑے سے گر گئے ہیں خدا ان کو سلامت رکھے ابھی ان کی بہت ضرورت ہے۔ ابھی کچھ مدت وہ زندہ رہیں۔ کیونکہ میاں صاحب ابھی چھوٹے ہیں۔ انہوں نے ابھی قرآن کو اچھی طرح سمجھنا ہے۔ اس وقت مخلوق خواجہ کمال الدین کی طرف جھک رہی ہے وہ خلافت کے دل میں اپنا اثر ڈال رہا ہے اور خلقت تمام رجوع ہو گئی ہے۔ ہمارے میاں صاحب خورد سال ہیں خدا کرے مولوی صاحب کی عمر زیادہ ہو۔ ہم نے میاں صاحب کو خلیفہ بنانا ہے وغیرہ وغیرہ"۔ یہ بیان سید محمود شاہ سیکرٹری انجمن احمدیہ جموں نے ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں چھپوایا اور میر صاحب کو اس کی تردید کی جرأت نہیں ہوئی پھر اسی اخبار میں مولوی اکبر شاہ خاں نجیب آبادی نے اپنی یہ شہادت چھپوائی جس کی تردید کی ابھی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ ان کا بیان ہے "جس روز حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے بعد عصر وصیت لکھکر مولانا محمد علی صاحب سے تین مرتبہ سنوائی اس کے بعد اسی روز قبل از مغرب جبکہ میں شیخ یعقوب علی صاحب کے مکان کے نیچے شہر سے دارالعلوم کو آ رہا تھا۔ سامنے سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ آتے ہوئے ملے اور انہوں نے کہا کہ تجھ سے ایک خاص بات کہنی ہے۔ میں کھڑا ہو گیا انہوں نے کہا کہ حضرت صاحب نے وصیت تو لکھ ہی دی ہے آپ نے سنا ہوگا میں نے کہا ہاں میں اس جلسہ میں موجود تھا۔ پھر انہوں نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اب خلافت کا مسئلہ درپیش ہوگا۔ . . . میں نے کہا کہ ہاں۔ کہا کہ حضرت مسیح موعود نے جیسے لکھا ہے کہ چالیس آدمی جس کے لئے متفق ہوں اس کے ہاتھ پر بیعت ہو۔ لہٰذا حافظ صاحب نے (مراد حافظ روشن علی صاحب سیکرٹری انصار اللہ پارٹی سے ہے) بعض دوستوں کے نام مجھے بتائے ہیں ان میں ایک آپ کا نام بھی لیا تھا کہ ان سے بھی ذکر کرنا۔ یہ سوچا گیا ہے کہ جب یہ واقعہ ہو فوراً ہی چالیس آدمی یکدم تخت اول الصبح تاکہ کسی کو چون و چرا کا موقعہ ہی نہ ملے اور کوئی جھگڑا اٹھ ہی نہ سکے پس آپ بتائیں کہ میں ان سے کیا کہہ دوں؟ میں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ میاں صاحب کی میرے دل میں بہت عزت اور عظمت ہے لیکن میں اس کو جائز نہیں سمجھتا کہ ایک خلیفہ جو ہم میں ابھی زندہ ہے ان کے موجود ہوتے ہوئے ہم دوسرے کے لئے کوئی تجویز کریں اور اسی لئے میں اپنا نام لکھوا دے سکتا ہوں نہ اور کچھ۔ مولوی صاحب نے کہا۔ کہ نہیں ہم لکھواتے کچھ نہیں لیکن صرف اپنا خیال آپ بتا دیں۔ میں نے کہا کہ بس مجھ کو جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔ اور اب نماز مغرب کا وقت ہو گیا ہے۔ مجھ کو مسجد نور میں نماز پڑھنی ہے میں جاتا ہوں۔ چنانچہ میں وہاں سے چلدیا اور دوڑتا ہوا مسجد میں پہنچ گیا۔ میں نے کوشش کی ہے کہ صحیح صحیح واقعہ بیان ہو جاوے اور جبکہ مجھ سے چاہا گیا کہ میں یہ شہادت لکھ دوں تو میں نے بلا تامل لکھدی ہے اور اس سے پہلے زبانی بھی کہا تھا اور میں امید کرتا ہوں کہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب میرے اس بیان کی تصدیق کریں گے۔ . . . (دستخط) اکبر شاہ خاں نجیب آبادی۔ ۱۲ مارچ ۱۹۱۴ء

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اور میاں صاحب کی گفتگو

میاں صاحب کی خلافت کے لئے انصار اللہ پارٹی کی اس گہری سازش کا حال تو معلوم ہو چکا۔ اب مولوی محمد علی صاحب اور میاں صاحب سے کیا بات چیت ہوئی تھی وہ بھی سن لیجئے۔ میاں صاحب کا یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ میں نے مولوی محمد علی صاحب کو نواب محمد علی خاں کے کمرہ میں بلوایا اور کہا کہ تم ایسا کرو اور ویسا نہ کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ ابھی میاں صاحب کی اتنی شان پیدا نہیں ہوئی تھی اصل حقیقت اتنی ہے کہ مولوی نورالدین صاحب کی وفات کے بعد قریب شام کے مولوی محمد علی صاحب معہ چار احباب کے نواب محمد علی خاں صاحب کے مکان کی طرف اسی امر میں بات چیت کرنے گئے۔ معلوم ہوا کہ میاں صاحب گھر سے کی طرف سیر کے لئے تشریف لے گئے ہیں (ذرا ایسے المناک اور نازک وقت میں میاں صاحب کی سیر کس مسرت اور طمانیت قلبی کا پتہ دیتی ہے) وہاں سے مولوی محمد علی صاحب اکیلے میاں صاحب کے پیچھے گئے تاکہ تنہائی میں ان امور کو طے کیا جائے۔ چنانچہ میاں صاحب سے جو گفتگو ہوئی وہ مولوی محمد علی صاحب کے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

"ان سے کہا کہ اس وقت جماعت میں کفر و اسلام کی وجہ سے دو فریق علی الاعلان ہو چکے ہیں اس لئے آئندہ کے لئے جو انتظام ہوگا وہ غور طلب ہے کوئی صورت ایسی سوچنی ضروری ہے کہ جماعت کا اتحاد قائم رہے۔ میاں صاحب نے میری باتوں کا جواب یہ دیا کہ ایک خلیفہ منتخب کر لیا جاوے جس کے ہاتھ پر دونوں فریق بیعت کریں اور جو وہ کہے وہ مانیں اسی صورت میں اتحاد ہو سکتا ہے۔ جواباً میں نے کہا کہ یہی تو دقت ہے کہ دونوں فریق ایک آدمی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر سکتے اس لئے کہ میں کم از کم ایسے شخص کو اپنا مرشد مان نہیں سکتا جو اہل اسلام کی تکفیر کا فتویٰ دیتا ہو علیٰ ہذا دوسرا فریق کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر کس طرح بیعت کر سکتا ہے جو ان کے نزدیک اتنے اہم معاملہ میں غلطی پر ہے۔ باتوں باتوں میں میں نے میاں صاحب کو کہا کہ اس مشکل کا حل دو طرح پر ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ اس وقت ایک امیر کا انتخاب کر لیا جائے اور بیعت کو لازمی قرار نہ دیا جائے جو شخص چاہے بیعت کرے جو نہ چاہے نہ کرے جب اس واقعہ پر کچھ وقت گزر جائے تو مسئلہ کفر و اسلام پر فریقین اپنی اپنی دلیلیں پیش کریں۔ اس طرح سے ممکن ہے کہ دلائل کا غلبہ ایک طرف دیکھکر ساری جماعت ایک ہی مسلک اختیار کر لے۔ اس کا جواب میاں صاحب نے یہ دیا کہ جو شخص خلیفہ کی بیعت نہ کرے وہ سلسلہ میں نہیں رہ سکتا۔ اس لئے یہ ناممکن العمل ہے دوسری تجویز میں نے یہ پیش کی کہ سر دست کوئی انتخاب نہ کیا جائے۔ چودہ پندرہ دن کی کم سے کم مہلت دی جائے۔ اور جماعت کے اہل الرائے احباب کو اکٹھا کر کے مشورہ کیا جائے کہ اس وقت کا کیا علاج ہو۔ اس کا جواب میاں صاحب نے یہ دیا کہ اتنے دن انتظار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جب تک دوسرے خلیفہ کا انتخاب نہ ہو جائے پہلا خلیفہ دفن نہیں ہو سکتا اور اتنے دن لاش نہیں رہ سکتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حل مشکلات کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی۔ اگلے دن ہم پانچ احباب یعنی شیخ رحمت اللہ صاحب، مولوی صدرالدین صاحب ہر دو ڈاکٹر صاحبان اور میں، نواب صاحب کے مکان پر پہنچے اور اس معاملہ میں گفتگو کرنی چاہی مگر یہ کوشش بے سود ثابت ہوئی۔ (حقیقت اختلاف) بلکہ صاف کہہ دیا گیا کہ ہم کوئی گفتگو کرنا نہیں چاہتے۔ (ناقل)

ملاحظہ فرمایا! میاں صاحب کی روایت اب پڑھو اور دیکھو کسقدر فرق ہے۔ ان کی کوشش فقط یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کو ملزم ٹھہرایا جائے حالانکہ مشکلات اور اسکی جراحت جو جماعت کو اس وقت درپیش تھیں انہیں بار بار میاں صاحب کے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ مگر وہاں کوئی شنوائی نہ تھی فقط ایک رٹ لگی ہوئی تھی کہ جو کچھ ہو جائے ابھی ہو جائے۔ ان کی پارٹی کو جو تخت خلافت سامنے نظر آ رہا تھا وہ اس موقع کو ہاتھ سے دے نہ سکتے تھے۔ عذر کیا مزہ کا ہے کہ پہلا خلیفہ دفن ہی نہیں ہو سکتا جب تک دوسرا خلیفہ بن نہ جائے۔ گویا یہ بھی کوئی نص قرآنی تھی حضرت عمرؓ کس طرح دفن ہو گئے تھے؟ ان کی نماز جنازہ تو حضرت عثمانؓ نے نہیں پڑھائی۔ ظاہر ہے کہ یہ سب بہانے تھے فقط ایک امر کے لئے کہ جو کچھ ہو آج ہو جائے اور ہو گیا۔

تیسرے پہر کو مسجد نور میں بعد از نماز عصر اجتماع ہوا۔ نواب محمد علی خاں صاحب نے اٹھ کر مولوی نورالدین صاحب کی وصیت پڑھ کر سنائی کہ میرا جانشین حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے نیک سلوک کرے وغیرہ وغیرہ۔ مولوی محمد احسن صاحب نے میاں محمود احمد صاحب کا نام خلافت کے لئے تجویز کیا اس پر مولوی محمد علی صاحب نے کچھ بولنا چاہا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ حافظ روشن علی سیکرٹری انصار اللہ پارٹی مسجد کے اندر کھڑا ہوا اسی وقت کا منتظر تھا۔ اس نے ایک دفعہ ہی چلا کر کہا کہ ہم نہیں سننا چاہتے یہ ایک سگنل تھا جس پر تمام انصار اللہ ایک دم کھڑے ہو کر چلانے اور چیخنے لگے کہ ہم نہیں سننا چاہتے اور ایک دم میاں صاحب کے ہاتھ پر بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے اور ساتھ ہی اس قدر اچھل کود مچی کہ الامان خوشیوں سے انصار اللہ پارٹی اور وہی قادیانی انبوہ اچھل رہا تھا اور پگڑیاں اور ٹوپیاں ہوا میں اچھل رہی تھیں اور تخت خلافت مبارک "ایوان خلافت مبارک" کے نعروں سے در و دیوار گونج رہے تھے جس طرح سے کمیٹی کی ممبری ملنے پر عوام الناس نعرے لگاتے اور اچھلتے ہیں یہی حالت اس مقبول بارگاہ جماعت کی تھی جو انصار اللہ کہلاتی تھی اور اس پارٹی کی تھی جو میاں صاحب کے پروں کے نیچے قادیان میں نشو و نما پا رہی تھی۔ مذہب تو وہاں کہیں نام کو نہ تھا البتہ دنیا داری کا مظاہرہ تھا۔ کیا انسانیت اور شرافت اور تقویٰ کا تقاضا یہ نہ تھا کہ خود میاں صاحب اس طوفان بے تمیزی کو روک دیتے اور کہتے کہ مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود کے پرانے خادم ہیں جماعت کے بزرگ افراد میں سے ہیں انہیں بولنے دو سنو کہ یہ کیا کہتے ہیں۔ مگر بات یہ ہے کہ باطل حق سے ڈرتا ہے۔ انہیں خطرہ ہی یہ تھا کہ مولوی محمد علی صاحب اگر بولے تو معقول لوگ ان کا ساتھ دیں گے۔ چنانچہ بولنے ہی نہ دیا اور میاں صاحب شاپ شپ بیعت لینے لگے۔ انہوں نے شکر کیا کہ اصل مقصود حاصل ہو گیا وہ بھلا اس زریں موقع کو کیسے جانے دیتے۔ آخر جس کے لئے چھ سال سے جدوجہد جاری تھی۔ وہ لعل بے بدل اب مل رہا تھا۔ تو اس بدتمیزی سے لوگوں کو روکنا کیا معنی؟

تمنی تہذیب پر غالب آگئی!

انہوں نے فوراً بیعت لینی شروع کر دی۔ فرماتے ہیں بیعت کے الفاظ یاد نہ تھے۔ میں کہتا ہوں یاد کیسے ہوتے۔ کبھی حضرت مسیح موعود کی صحبت میں بیٹھے ہوتے اور لوگوں کو بیعت لیتے دیکھا اور سنا ہوتا تو الفاظ بھی یاد ہوتے۔ مولوی سرور شاہ صاحب کو کیوں یاد تھے اس لئے کہ انہوں نے یہ الفاظ اکثر سنے تھے۔ مجھے اب تک یاد ہیں۔ ویسے بھی انسان خوشی میں سب کچھ بھول جاتا ہے۔ وہ اس وقت اتنی تہذیب بھی بھول گئے کہ کچھ تو انکار کیا ہوتا۔ کچھ تو کبر نفس سے بچنے کی کوشش کی ہوتی۔ قوم میں اور بھی بزرگ موجود تھے اپنی طرف سے ان کا نام دیا ہوتا جیسا کہ مولوی نورالدین صاحب نے کیا تھا مگر نہیں وہاں تو فوراً بیعت اس طرح لینی شروع کر دی جس طرح عبر کا کھانے پر گرتا ہے۔ ہم سب لوگ مولوی محمد علی صاحب کے مکان پر لوٹ آئے۔ ابھی مسجد سے نعروں کی آوازیں آ رہی تھیں جو مرزا سلطان احمد مرحوم مولوی محمد علی صاحب کے مکان پر تشریف لے آئے۔ اتفاق سے وہ بھی مسجد میں موجود تھے انہوں نے آتے ہی مولوی محمد علی صاحب کو کہا کہ میرے بھائی نے (یعنی میاں محمود احمد صاحب) جو بدسلوکی اپنے باپ کے پرانے دوستوں سے آج روا رکھی ہے میں اس کی معافی مانگنے آیا ہوں۔ اس بدتمیزی کو دیکھکر جو ابھی مسجد میں روا رکھی گئی ہے میں ندامت سے زمین میں گڑ گیا"۔ یہ ہے حضرت مسیح موعود کے اس سب سے بڑے بیٹے کی شرافت جسے دینداری کا دعویٰ نہ تھا۔ اور دوسری طرف اس بیٹے کی جو آج تمام دنیا میں اپنے آپکو واحد روحانی پیشوا سمجھتا ہے۔ تہذیب ملاحظہ ہو کہ مختلف مواقع پر اس واقعہ کو بڑے فخر سے بیان کیا جاتا ہے

ایک سیاہ دھبہ

اگر بدتہذیبی اور بداخلاقی کوئی نصرت الٰہی کا نشان ہے اگر حضرت مسیح موعود کے قدموں میں بیٹھنے کا یہی ثمر ہے کہ ان کے احباب کیساتھ بدسلوکی کو حق کی فتح گردانی جائے تو پھر مذہب سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور حضرت مسیح موعود کی صداقت سے بھی اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ مذہب کا مقصد اگر انسان میں تہذیب اور اخلاق فاضلہ کا پیدا کرنا ہے تو پھر یہ واقعہ قادیان کی تاریخ میں ایک سیاہ دھبہ ہے۔ ایک باہر کا آدمی بھی دیکھ سکتا تھا کہ یہ بیعت لینے والا اور بیعت کرنے والے اسی ایک امر کے بھوکے تھے کہ کب نورالدین مرے اور کب یکدفعہ چالیس یا اس سے زیادہ آدمی تھر تھرا کر یک لخت بیعت کر کے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ذات ستودہ صفات پر

قادیانیوں کے رکیک حملے

قادیانی احباب نے جب دیکھا۔ کہ میاں محمود صاحب چیلنج مناظرہ سے کچھ سراسیمہ سے ہو گئے ہیں۔ اور اس کا اثر لوگوں پر بُرا پڑے گا۔ تو نہ صرف خود میاں صاحب نے اپنے مریدوں کی توجہ دوسری طرف منعطف کرانے کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اور نفرت بڑھانے کی طرف توجہ فرمائی۔ بلکہ ان کی اتباع میں آپ کے "دست نگروں" اور کاسہ لیسوں نے بھی اسی میں خیریت سمجھی۔ کہ انکی ہمنوائی میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی ذات پر سوقیانہ حملے کریں۔ تاکہ پیر کی خوشنودی کی سند بھی ملے۔ اور یہ بنا بنایا کھیل بھی نہ بگڑے!

الفضل نے ۲۱۔ اور ۲۲۔ اپریل کی اشاعتوں میں جماعت احمدیہ لاہور کے واجب الاحترام امیر ایدہ اللہ کے متعلق کذب بیانی اور رکیک حملوں میں بھی روائتی غلو کی داد دی ہے۔ ہر دو اشاعتوں کو پڑھ جائیے۔ مضمون نویس کا مقصد سوائے دو باتوں کے پیش کرنے کے اور کچھ نہیں اور باقی تمام مضمون عبارت آرائی استہزاء اور تمسخر۔

۲۱ اپریل کے الفضل میں تو صرف یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ اخبار پیغام صلح لاہور نے امیر قوم کی بجائے امیر المومنین کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے۔

سُنیئے۔ یہ معاملہ بہت ہی آسان ہے۔ "امیر قوم" "امیر جماعت احمدیہ" اور "امیر المومنین" کے الفاظ ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ ہماری قوم کے افراد مومن ہیں۔ اور "المومنین" سے ہماری مراد کل دنیا کے مومن نہیں۔ تو اگر ہم یہ کہدیں۔ کہ ہمارے امیر، امیر المومنین ہیں۔ تو اس میں غلو کیا ہے مطلب اس کا بھی وہی ہے۔ کہ ہماری جماعت یا قوم کے جو مومنین کا ایک گروہ ہے امیر ہیں۔

رہ گیا وہ نتیجہ جو آپ نکالا ہے۔ تو اس میں آپکو اپنے ہی عقیدۂ تکفیر کی جھلک نظر آرہی ہے۔ مناسب تو یہ تھا۔ کہ آپ اپنے کلیہ اور نتیجہ پر غور کر کے پہلے ان میں تطابق پیدا کرتے۔ ایڈیٹر صاحب نے لکھا ہے۔

"یہ بھی تو فرمایئے۔ اب پیغام بلڈنگس سے کدھر رُخ کرنے کا ارادہ ہے۔ جبکہ وہاں آپ کو "امیر المومنین بنا کر تمام کلمہ گوؤں کی تکفیر ہونے لگی ہے"

"الفضل کے ایڈیٹر صاحب کو "مارو ں گھٹنا پھوٹے آنکھ" کی ضرب المثل مبارک ہو۔ کیا ہی عمدہ بات سوجھی ہے۔ کہ چونکہ جماعت احمدیہ لاہور نے امیر المومنین کا لفظ استعمال کر لیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ جو امیر المومنین کو نہ مانے وہ کافر؟ غالباً اسی قوت فہم و ادراک کا کرشمہ ہے کہ قادیانی غیر احمدیوں کو کافر قرار دے رہے ہیں۔ جناب کو یہ کس طرح معلوم ہوا۔ کہ جو کسی کو امیر المومنین نہ مانے وہ معاً کافر ہو جاتا ہے۔ ہم تو کم از کم ایسا نہیں سمجھتے یہ تو قیاس مع الفارق ہے۔ اگر ایک جماعت ایک شخص کو امیر تسلیم کرے تو اس کا یہ منشا نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔ کہ بقیہ ماندہ مسلمان کافر ہو گئے۔ چنانچہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔ کہ مسلمانوں کے ایک گروہ نے حضرت علیؓ کو امیر المومنین تسلیم کر لیا۔ اور ایک گروہ نے جس میں حضرت معاویہ جیسے جلیل القدر صحابی تھے انکار کر دیا۔ اور اس بنا پر آپ بھی انہیں کافر نہیں کہتے۔ اور یہ تو بعد کی بات ہے۔ خود حضرت فاطمہؓ نے تادم وصال حضرت صدیقؓ کو امیر المومنین تسلیم نہ کیا۔ اور کافر نہ ہوئیں۔ اور بعد کی تاریخ کا تو ہر ورق اس کا شاہد ہے کبھی بھی تمام کے تمام مسلمان ایک شخص کے امیر المومنین ہونے پر متفق نہیں ہوئے۔ کیا وہ کافر تھے؟ اس لئے ہم اپنی جگہ پر بدستور قائم ہیں صرف موسم کے تغیر کی وجہ سے آپ ہی بدل رہے ہیں۔ اس ضمن میں ایک سوال ہے کہ ہم بھی میاں صاحب کو امیر المومنین نہیں سمجھتے۔ کیا آپ ہمیں بھی کافر ہی سمجھتے ہیں؟

اب تو سمجھ آگئی ہوگی جماعت احمدیہ لاہور کے مسلک کو اگر مجموعہ تضاد سمجھنے والے ہیں تو وہ آپ کی قماش کے ہیں جنہوں نے ضد و تعصب کی پٹی عقل و خرد کی آنکھوں پر باندھ رکھی ہے۔ اور ہم تو آج بھی بدستور یہی کہتے ہیں۔ کہ

> "ہماری قادیانیوں سے علیحدگی اختیار کرنے کی وجہ صرف ایک تھی اور وہ یہ تھی۔ کہ قادیان میں کلمہ گوؤں کی تکفیر ہونے لگی تھی!"

یہ تھی آپ کی ایک مزعومہ الجھن جو زیادہ سے زیادہ پیچیدگی اختیار کرتی جا رہی تھی جس کی طرف سے آپ کو انشاء اللہ اب بار بار توجہ دلانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اب لیجئے الفضل ۲۲ اپریل کے افتتاحیہ کو۔ یہاں بھی سوائے گالیوں کی مشق کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اعتراض یہ ہے کہ پیغام صلح میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے لئے اعلیحضرت آنحضور اور آنحضرت کے لفظ استعمال کئے گئے ہیں "پیغام صلح" اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ آنحضرت کا لفظ جب بطور ردا غائب کے استعمال کیا جائے۔ اور کوئی خاص شخص اس کا مخاطب نہ ہو۔ تو اس سے مراد نبی کریم صلعم ہی ہوتے ہیں اور ہم اس لفظ کا استعمال نبی کریم صلعم کے سوا کسی اور کے لئے جائز روا نہیں رکھتے۔

ہم نے اپنی طرف سے کبھی ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے۔ واقعہ کیا ہے۔ سیالکوٹ کے ایک دوست نے سلسلہ کے متعلق تحقیق کی غرض سے ہر دو جماعت کے خیالات کو ایک بحث میں سنا جس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد کے مطابق ہیں۔ اور قادیانی غلطی خوردہ ہیں۔ اس پر انہوں نے حضرت امیر المومنین [illegible] کی خدمت عالیہ میں بیعت کا خط لکھا جس میں یہ الفاظ استعمال کئے جن پر "الفضل" نے خامہ فرسائی کی ہے۔ ان کے الفاظ اس طرح پر ہیں۔ "(ا) بحضرت اقدس اعلیحضرت سیدنا حضرت امیر (۲) سنی الامر عالی میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی تصانیف بھی اس عرصہ میں مطالعہ کرتا رہا ہوں بلکہ آنحضرت اور میاں محمود احمد صاحب کے عقائد میں زمین و آسمان کا فرق دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا؟ (۳) میں آج سے آنحضور کے دست مبارک پر حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر یقین رکھتے ہوئے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں۔"

یہ تینوں فقرے مختلف مقامات سے لئے گئے ہیں۔ اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ایک ایسے شخص کا خط ہے۔ جو جماعت میں شامل ہی اس خط کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ اس لئے اس سے اگر کوئی غلطی ہو بھی جائے۔ تو اس قابل نہیں کہ اس کی آڑ میں ایک اور ہی انسان کو کوسا جائے۔ شائد یہ اسی غلو کی مماثلت کی وجہ سے ہے جو قادیانیوں کو عیسائیوں سے حاصل ہے۔ وہ بھی انکی طرح مانتے ہیں۔ کہ تمام دنیا کے گناہوں کا بوجھ یسوع کی گردن پہ ہے۔ مگر اس کے متعلق یہی عرض ہے!

تو مشق جور کر خون دو عالم میری گردن پر

تو ہر صورت میں پیغام صلح کا اتنا جرم "ضرور ہے۔ کہ اصل خط کے الفاظ بعینہٖ نقل کر دئے۔ اب الفاظ کو لیجئے!! اعلیحضرت کے الفاظ پر اعتراض تو نہیں لغو۔ ہم آئے دن اخبارات اور سپاسناموں میں بادشاہوں اور والیوں کے متعلق اعلیحضرت کے لفظ کو استعمال ہوتے دیکھتے ہیں۔ اگر ہم نے وہی الفاظ اس انسان کے متعلق استعمال کر لئے جو ہمارے نزدیک اس دور کے تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ تو کونسی قیامت آگئی۔ دوسرا لفظ ہے آنحضور کا اس پر اعتراض بے معنی ہے۔ جب کہ مخاطب موجود ہے۔ اور صاف طور پر انہیں مخاطب بھی کیا جاتا ہے۔ تو پھر اشتباہ کا امکان ہی کہاں رہ گیا رہ گیا آنحضرت کا لفظ تحریر سے صاف واضح ہے۔ کہ اس سے سیدنا حضرت امیر المومنین نہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مراد ہیں۔ مگر ہم ذاتی طور پر اس لفظ کو استعمال نہیں کرتے۔ خواہ مسیح موعودؑ یا کسی اور کے متعلق ہی کیوں نہ ہوں اور اسے صرف نبی کریم صلعم کے لئے مخصوص سمجھتے ہیں۔

باقی رہا یہ امر کہ ہم نے یہ لفظ استعمال کر کے اپنے آپ کو ہی لعنت کا مورد ٹھہرا لیا ہے۔ جو کہ جیسا اوپر واضح کیا جا چکا ہے۔ کہ نہیں کیا یہ آپ کی دیدہ دلیری اور شوخ چشمی پر دال ہے۔ آپ کو یہ الفاظ استعمال کرتے ہوئے شرم آنی چاہیئے۔ کیا یہ آنحضرت صلعم کی ہتک نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ ذہنی ارتقاء میں نبی کریم صلعم سے بھی آگے بڑھ گئے۔ یا یہ کہ "محمد صلعم پھر قادیان میں اتر آئے۔ اور اپنی شان میں آگے سے بڑھ کر ہیں۔" گویا مسیح موعودؑ حضرت نبی کریم صلعم سے شان میں بڑھ کر ہیں۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو۔ کہ یہ صریح ہتک ہے کہ نہیں۔ غلو کا بدترین مظاہرہ ہے کہ نہیں۔ اور یہ الفاظ الفضل کو ابدی لعنت کا مستحق ٹھہراتے ہیں۔ کہ نہیں

ہم پر لعنت برسانے والو اپنی سیاہ کاریوں پر بھی نظر دوڑا لو کیا "حضرت صاحب" اور "حضرت اقدس" کے الفاظ مسیح موعودؑ کے لئے مخصوص نہیں؟ الفضل ۲۰ مئی ۱۹۲۷ء میں یہ الفاظ میاں صاحب کے لئے استعمال نہیں کئے گئے؟ اتنا تو بتایئے۔ کہ احمدیوں نے جو الفاظ متفقہ طور پر حضرت مسیح موعود کے لئے مخصوص کر رکھے ہیں۔ ان میں سے کوئی اگر ایک ایسے شخص کے لئے استعمال کر لیا جائے جس کی حضرت مسیح موعودؑ کے نامور احباب کی نگاہ میں بھی کوڑی کی قدر نہیں۔ اور جس پر حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء کی نافرمانی کی وجہ سے آپکی روح نفرین بھیجتی رہتی ہے۔ تو اس کے کلدۂ اعزاز میں کونسا سرخاب کا پر لگ جاتا ہے؟

اور اگر اس سے تسلی نہیں تو وہ سپاسنامہ پڑھ جایئے جو نائیجیریا میں میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا حقیقت کھل جائیگی۔

میاں محمود کو حضرت اقدس اور حضرت صاحب لکھا جاتا ہے مگر آپکے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اس کی وجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی پیری مریدی کے تعلقات کو غلو کے اس بوسیدہ اور متعفن دھاگے سے استوار رکھیں۔ اس کے لئے بے تحاشہ وہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ کہ جن کو ہم نے اس مضمون میں پیش کر دیا ہے اور جن سے واقف ہیں الفضل غلو میں اس قدر بڑھ گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت نبی کریم صلعم کی تحقیر کا بھی ارتکاب کر چکا ہے۔ اور "خلیفہ صاحب" کے متعلق غلو میں اس قدر اندھا اور عقل و خرد سے اتنا بیگانہ ہو چکا ہے۔ کہ احمدیوں میں جو الفاظ صرف حضرت مسیح موعودؑ کے لئے مخصوص ہیں انکو میاں محمود پر چسپاں کرتے نہیں ہچکچاتا۔

رعطائے تو بلقائے تو

اس ضمن میں ایک اعتراض یہ بھی ہے۔ کہ پیغام صلح نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق تو "حضرت صاحب" کے الفاظ لکھے ہیں۔ اور مولوی محمد علی کے لئے "آنحضور" اور "اعلیٰ حضرت سیدنا" لکھا ہے۔ کیا انہی بودے دلائل پر قلم اٹھائی تھی۔ الفضل ۲۰ مئی کا پرچہ ہی اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ در اصل یہی فائل ہی ہاتھ لگا۔ اور سب سے پہلے اسی پرچہ پر نظر گئی) اس میں اس بزرگ انسان کے لئے جن کی نبوت کا ڈھول ڈھنڈورہ پیٹا جا رہا ہے۔ تو صرف حضرت کا

لفظ ہے۔ نبی کریم صلعم کے لئے محض "رسول" کا لفظ ہے۔ اور سکھنے والے کرنل "خلیفہ صاحب" اور خود خلیفہ صاحب" کے لئے "حضرت اقدس" اور "سیدنا حضرت" کے الفاظ مندرج ہیں۔ اس برتے پر تتا پانی۔ کیا یہی عزت ہے۔ جو آپ کے قلوب میں حضرت مسیح موعودؑ اور نبی کریم صلعم کے متعلق ہے۔ اور اسی پر نازاں ہو کر اعتراضات کر رہے ہو۔ پیغام صلح میں تو صرف ایک غیر احمدی کا خط ہے۔ جس نے یہ خط ان تاثرات سے علیحدہ ہو کر لکھا ہے۔ مگر الفضل میں تو یہ الفاظ خود میاں صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب کے ہیں۔ اب سر جوڑ کر رو دیئے۔"

برادرمن! آپ گزشتہ دو ماہ کے پیغام صلح کے پرچے بھی دیکھئے اور الفضل کے متعلق اپنے حافظہ پر نظر دوڑایئے۔ میرے سامنے بھی آپ کی تحریرات آئیں۔ مگر میں نے بے حقیقت سمجھ کر درگزر سے کام لیا۔ شریف انسانوں کا قاعدہ خواہ مخواہ دوسروں پر حملے کرنا نہیں ہوتا۔ ہمارا مقصد دنیا میں تقویٰ اور دیانت کے جوہر سے آراستہ ہونا چاہیئے۔ اور اگر کوئی اعتراض ہو۔ تو پھر دامن شرافت کو ہاتھ سے دینا حضرت مسیح موعود کے نام لیواؤں کا شیوہ نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ کو اگر اس تحریر میں کچھ الفاظ ترش نظر آئیں تو وہ آپ ہی کے تحریر کردہ ہیں ہمیں تو حضرت اقدسؑ نے جس بلند مقام پر کھڑا کیا ہے۔ اس سے انشاء اللہ نیچے نہیں آئیں گے۔ مگر آپ لوگوں کی حالت پر رحم ضرور آتا ہے۔

میرے خیال میں آپ ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر اسی جواب کو نہ مانیں گے۔ باقی اگر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ خاموش رہے تو صرف اس لئے کہ نہ انہیں گالیاں دینے کی مشق ہے اور نہ ہی آپ کی گالیوں کا جواب دینے کی فرصت۔ مدیر الفضل کی متعدد تحریرات کی روشنی میں مجھے توقع نہیں کہ وہ تہذیب سے کام لیں۔ لیکن کیا الفضل کے پڑھنے والوں میں سے بھی کوئی ایسا انسان نہیں۔ جو اس کے برخلاف آواز اٹھائے۔ اور اس سے پوچھے کہ اسلام اور احمدیت کے نام پر کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے؟

ہیڈ ماسٹروں کا متفقہ فیصلہ
میٹرکولیشن کا ذریعہ تعلیم اردو ہو

۲۳، ۲۴ ماہ حال کو ٹاؤن ہال میں نان گورنمنٹ اسکولوں کی سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ عالی جناب علامہ یوسف علی صاحب نے صدارت فرمائی۔ اور بروز اتوار کھلا اجلاس ہوا جس میں بڑے زور شور سے مختلف قرار دادیں پیش اور پاس ہوئیں۔ سب سے زیادہ اہم اور ہنگامہ خیز یہ قرار داد تھی "کہ ہاؤس کی متفقہ رائے ہے۔ کہ میٹرکولیشن امتحانات میں ذریعہ تعلیم ورنیکلر کو قرار دیا جائے۔" اس پر نہایت گرما گرم بحث و تمحیص ہوئی۔ بہت سے حاضرین و مقررین کا خیال تھا۔ کہ یہ الفاظ ایسے مبہم ہیں۔ کہ جن سے محکمہ تعلیم اور یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد کسی قطعی اور یقینی نتیجہ پر پہنچنے سے قاصر رہیں گے۔ کیونکہ صوبہ میں اس وقت اردو و ہندی۔ گورمکھی تین ایسی زبانیں ہیں کہ جنہیں بقا کے لئے کشمکش جاری ہے۔ بہت سے رد و کد کے بعد جناب لالہ برج لال صاحب سکرٹری نے نہایت وضاحت کے ساتھ اور نہایت فراخ دلی سے اس بات کو ناظرین کے ذہن نشین کرایا کہ اس بات کو وجہ بحث بنانا ہی فضول اور تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ محکمہ اس بات کو تسلیم کر چکا ہے کہ اردو کو باقی تمام زبانوں پر ہر لحاظ سے فوقیت حاصل ہے۔ اور دلیل کے طور پر آپ نے پیش کیا۔ کہ محکمہ تعلیم نے مڈل اسکولوں میں اردو کو واحد ذریعہ تعلیم قرار دیا ہوا ہے۔ اور گورنمنٹ کے لئے اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی نہیں۔ کہ طالب علموں کے اس بنیادی علم کو زیادہ وسیع پیمانہ پر پھیلا دیا جائے اور میٹرکولیشن میں بھی ذریعہ تعلیم اردو کو قرار دیا جائے۔ ورنہ صوبہ کے نونہالوں

کی آٹھ سال کی محنت اکارت جائے گی۔

تمام مسلمان اور ہندو ہیڈ ماسٹروں نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ریزولیشن باتفاق آرا پاس ہوا۔ (انقلاب)

تقریب سعید

مقام مسرت ہے کہ اخویم ڈاکٹر عبد الغنی صاحب ولد چوہدری خدا بخش صاحب قانونگوئی پنشنر رسول نگر ضلع گوجرانوالہ کا عقد محترمہ حمیدہ خانم صاحبہ بنت مولوی محمد رمضان صاحب سنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات ۳۰ مارچ ۱۹۳۷ء کو ہوا۔ پانچ سو روپیہ حق مہر قرار پایا۔ اس تقریب مبارک پر ہم ہر دو خاندانوں کے افراد کو ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو باعث مسرت و محبت جاودانی بنائے۔

آئینہ وہابیت

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مسلمانوں کی دوسری جماعتوں خصوصاً جماعت احمدیہ کی مزعومہ کمزوریوں کو بھی پہاڑ بنا کر دکھانے کا عادی ہے۔ لیکن اپنی جماعت کی تباہی اور بربادی کا حال اپنے اخبار میں شائع کرنے کے باوجود تکبر اور نخوت کی وجہ سے شرم محسوس نہیں کرتا۔ اس کے اخبار ۱۲ مارچ کی بنا پر ہم اس کی زبانی وہابیوں کا اندرونی نقشہ پبلک کے سامنے لا چکے ہیں اب وقتاً فوقتاً مختلف شہروں کی وہابی جماعتوں کے حالات خود اسی کے اخبار کی بنا پر ظاہر کئے جائیں گے تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ اس مفسد گروہ کا اپنا اندرونی حال کیا ہے۔ جو دوسرے مسلمانوں کو مشرک۔ کافر۔ بدعتی وغیرہ ناموں سے رات دن یاد کرتا رہتا ہے۔ بنگلور جنوبی ہند کی وہابی جماعت کا حال سنیئے جس میں سے دل آزار فقرے مولوی جی نے حذف کر دیئے ہیں۔

"جماعت اہلحدیث بنگلور کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر ایک سلیم الطبع اور عقلمند انسان کا دل پاش پاش ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان پر اس قدر جمود طاری ہو گیا ہے کہ آئندہ ترقی کی امید رکھنا بیکار معلوم ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ یہاں کی مسجد اہلحدیث ویران پڑ گئی ہے اور کئی مہینوں سے اس میں ایک امام تک نہیں۔ یہ تمام باتیں ان کے خیال ہی کیسے آ سکتی ہیں۔ جبکہ انہیں ہمیشہ آپس کے جھگڑوں کی فکر رہتی ہے۔"

(اخبار اہلحدیث ۱۹ اپریل ۳۷ء صفحہ ۱۲)

اصل اور صحیح بات تو یہی ہے کہ نام تو اس جماعت کا اہلحدیث رکھا ہوا ہے لیکن سوائے چند ایک مسائل آمین۔ رفع یدین وغیرہ کے باقی اخلاقی باتوں سے جن سے احادیث بھری پڑی ہیں یہ لوگ نا آشنا ہو رہے ہیں۔ دوسروں پر نکتہ چینی کرتے رہنا اور ان کی عیب جوئی کرتے رہنا ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس ذہنیت نے اب ہر جگہ ان کی اپنی جماعت پر بھی اثر کر ڈالا ہے کہ ایک دوسرے کی کمزوریوں کو لے کر بحث اخبارات میں دوڑ پڑتے ہیں۔ اپنی اور دوسروں کی اصلاح کا فکر کسی کو نہیں۔ قوم ہمیشہ نیک نمونہ سے بنتی ہے۔ جب اس کے سامنے امرتسری اور سیالکوٹی جیسے مفسد لیڈروں کا نمونہ موجود ہو تو ان کی قوت عمل کیوں نہ باہمی جھگڑوں میں صرف ہو۔ (ابو الفضل)

اخبار کا پہلا صفحہ

آپ اخبار کا پہلا صفحہ اس نظر سے پڑھتے ہیں جس سے کہ بقیہ اخبار؟ اگر معاملہ یونہی ہے تو یہ نہایت ہی افسوسناک امر ہے۔ مومن کی زندگی اتباع قرآن و سنت میں ہے اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے بہترین شارح ہیں۔ احباب کا فرض ہے کہ خدا۔ نبی کریم صلعم اور مجدد زماں کے اقوال کی اتباع کریں اور جو کچھ صفحہ اول پر تحریر ہو۔ اسے پڑھتے ہی عملی جامہ پہنائیں۔

اخبار کی اشاعت

"پیغام صلح" آپ کا جماعتی پرچہ ہے۔ اس کا بہتر بنانا آپ کا فرض ہے اور اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آپ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ خریدار مہیا کریں۔ علاوہ ازیں احباب اپنی اپنی رائے سے مطلع فرمائیں کہ اخبار کو زیادہ مقبول بنانے کے لئے کن کن امور کی ضرورت ہے۔ آپ اپنا فرض ادا کر کے مشکور ہوں گے۔

صادان حق

حق گوئی کے شہید

خوش رسمے بہ خاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

۱۱ رشوال ۹۵ہجری کو حجاج بن یوسف نے حضرت سعید ابن جبیرؓ کو دربار میں طلب کیا۔ اور کہا

"کیا میں حق و انصاف کی روشنی میں ایک حاکم عادل نہیں ہوں؟"

سعید ابن جبیرؓ۔ سبحان اللہ! عدل و انصاف اور حجاج، کس قدر متضاد الفاظ ہیں۔ حجاج! خدا سے ڈر۔ زمین تیرے ظلم سے تنگ آ گئی ہے، تیری ہستی انسانی آبادی کے لئے لعنت ہے۔ دیکھو! اس جاہ و جلال پر غرور نہ کر۔ یہی دمشق جہاں تیری حکومت ہے اپنے پہلو میں ایک قبرستان لئے ہوئے ہے۔ جس میں تجھ سے زیادہ باعظمت آدمی مدفن ہیں۔ لیکن آج بے کسی ان کے حال پر ماتم کر رہی ہے۔"

ابھی یہ الفاظ ختم نہ ہوئے تھے کہ زہر آلود خنجر نے حضرت سعید کی شمع حیات بجھا دی۔ لاش باہر پھینک دی گئی۔ ان کے جسم سے بے اندازہ خون نکلا۔ حجاج نے اپنے طبیب خاص سے اس کی وجہ دریافت کی۔ طبیب نے کہا۔ اس کا دل خوف و ہراس سے بالکل پاک تھا اور وہ آخر تک مطمئن رہا۔ اسی لئے خون اصلی مقدار میں موجود تھا

دوسرا واقعہ انقلاب اندلس کے متعلق ہے:-

۷ رفروری ۱۴۹۲ء کو سنگدل فرڈی نینڈ نے ہشام بن عبداللہ آخری مجاہد کو دربار میں طلب کیا اور کہا تم اس بات کو تسلیم کرو کہ سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جو عیسائی مذہب اختیار کرے۔

ہشام نے جواب دیا۔

خاموش کمینے! بدترین آدمی وہ ہے جو تجھ جیسے عیسائیوں کو انسان تسلیم کرے اور سچا مسلمان وہ ہے جو اپنے مالک کا وفادار ہے اور جو اس کی محبت کی راہ میں تمام رشتوں کو ٹھکرا دے اور جو ہر حال میں اس کی رضامندی کو سامنے رکھے۔

ابھی یہ الفاظ ختم نہ ہوئے تھے کہ فرڈی نینڈ نے ہشام کے سینے میں خنجر پیوست کر دیا اور اس کی لاش کو ایک نالے میں پھینک دیا۔

یہ دونوں واقعات مسلمانوں کے لئے عبرت کا مرقع ہیں۔

ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں سچ بولنے کی کس قدر طاقت موجود تھی۔ اگر کوئی شخص یہ دیکھنا چاہے کہ وہ کس حد تک مسلمان ہے تو اسے سب سے پہلے یہی دیکھنا چاہئے کہ اس میں بیباکی کے ساتھ سچ بولنے کی طاقت موجود ہے یا نہیں۔ (ایان)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ شیرن گل محمد ولد صاحون قوم [illegible] سکنہ موضع عمرانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۶/۴/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً حاضر ہوں۔

تحریر مورخہ ۳/۴/۳۷

خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ بہاولہ ولد جہانہ ذات گاذر سکنہ چک نمبر ۱۶۴ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دی ہے۔ اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۶/۴/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۳/۴/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد بخش ولد سلطان ذات گورایا سکنہ انی سنپانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دی ہے۔ اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۶/۴/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵/۴/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد ولد احمد ذات بھوانہ سکنہ ماچھی وال تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دی ہے۔ اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۶/۴/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵/۴/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب [illegible]

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ گنیش [illegible] گمول سکنہ ساہر تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ [illegible] دیدی ہے اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی [illegible] ۶/۴/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر [illegible] پر بورڈ کے روبرو اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲/۴/۳۷

خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین [illegible] قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب [illegible]

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ مستی ولد [illegible] ساہیوال تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور [illegible] ہے۔ اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت [illegible] ۵/۴/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر [illegible] بورڈ کے سامنے پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵/۴/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول [illegible] قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد [illegible]

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ [illegible]

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] سکنہ درگاہی شاہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے [illegible] دیدی ہے اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی [illegible] ۵/۴/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر [illegible] بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ [illegible]

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول [illegible] قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد [illegible]

مقروضین پنجاب [illegible]

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب [illegible]

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] سکنہ کوٹ شاکر تحصیل و ضلع جھنگ [illegible] دیدی ہے اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست [illegible] ۵/۴/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ [illegible] پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ [illegible]

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول [illegible] قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ١٢۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ١٩٣٤ء

قاعدہ ١٠ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ١٩٣٥ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ بہاول ولد علاول ذات سمورہ سکنہ چک نمبر ٥ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ٩ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم ٢ ٦/٣٧ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ٣ ٥/٣٧

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ١٢۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ١٩٣٤ء

قاعدہ ١٠ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ١٩٣٥ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ سلطان ولد سجاول ذات سیال سکنہ چک نمبر ٥٠٤ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ٩۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ٢ ٦/٣٧ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ٣ ٥/٣٧

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ١٢۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ١٩٣٤ء

قاعدہ ١٠ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ١٩٣٥ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ سردارا ولد میوہ خاں ذات بلوچ سکنہ ایٹھ جلبانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ٩۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ٢ ٦/٣٧ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ١ ٥/٣٧

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ١٢۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ١٩٣٤ء

قاعدہ ١٠ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ١٩٣٥ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ مراد ولد سارنگ ذات لسوانہ سکنہ چک نمبر ٢٢ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ٩ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کیلئے یوم مورخہ ٢ ٦/٣٧ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ٢ ٥/٣٧

خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ١٢۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ١٩٣٤ء

قاعدہ ١٠ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ١٩٣٥ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سردار خاں ولد علی خاں ذات بلوچ سکنہ کوٹلہ احمد تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ٩ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ٣ ٦/٣٧ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ٥ ٥/٣٧

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ١٢۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ١٩٣٤ء

قاعدہ ١٠ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ١٩٣٥ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ سمند ولد مراد ذات جپہ سکنہ چک نمبر ٢١٣ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ٩۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ٣ ٦/٣٧ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ٥ ٥/٣٧

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ١٢۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ١٩٣٤ء

قاعدہ ١٠ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ١٩٣٥ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ سوہارا خاں ولد لنگر خاں ذات بلوچ سکنہ شاری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ٩۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ٣ ٦/٣٧ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً حاضر ہوں۔

تحریر مورخہ ٣ ٥/٣٧

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ١٢۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ١٩٣٤ء

قاعدہ ١٠ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ١٩٣٥ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ملا ولد اسماعیل ذات ملاح سکنہ ککی نو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ٩ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ٣ ٦/٣٧ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ٣ ٥/٣٧

خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ١٢۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ١٩٣٤ء

قاعدہ ١٠ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ١٩٣٥ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ [illegible] ذات [illegible] ماہی وال تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ٩ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ٣ ٦/٣٧ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ٢ ٥/٣٧

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ١٢۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ١٩٣٤ء

قاعدہ ١٠ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ١٩٣٥ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ بہاول ولد شاہ [illegible] سکنہ سمندری تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ٩ ایکٹ مذکور ایک درخواست [illegible] اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم [illegible] مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ [illegible] بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ٢ ٥/٣٧

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ١٢۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ١٩٣٤ء

قاعدہ ١٠ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ١٩٣٥ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ صالحون ولد [illegible] ذات [illegible] چک نمبر ٢١٤ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ٩۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے [illegible] ٤ ٦/٣٧ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ [illegible] پر بورڈ کے روبرو اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ٣ ٥/٣٧

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ١٢۔ ایکٹ امداد [illegible]

مقروضین پنجاب ١٩٣٤ء

قاعدہ ١٠ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب [illegible]

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ حسنہ ولد [illegible] خانوانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ٩ ایکٹ مذکور ایک [illegible] اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے [illegible] مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص [illegible] بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ٣ ٥/٣٧

خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ــ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلحُ خَیرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ماہوار ایڈیشن

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ ــ چھ روپے
ششماہی تین روپے

طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ ــ لاہور ــ یوم دوشنبہ مطابق ۲۱ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۳۷ء ــ نمبر

سوزِ نہاں

(از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

بہر دم از دل و جاں وصفِ یارِ خود بکنم ــ من آں نیم کہ تغافل زکارِ خود بکنم

بہر زماں بدلم ایں ہوس ہمی جوشد ــ کہ ہر چہ ہست نثارِ نگارِ خود بکنم

اگرچہ در رہِ جاناں چو خاک گردیدم ــ دلم نتپد کہ فدائش غبارِ خود بکنم

تعلقاتِ دِلآرام خویش ہمنامم ــ ہمائے اوجِ سعادت شکارِ خود بکنم

بگوشِ ہوش شنو از من اے مکفرِ من ــ کہ من گواہ بدیں کردگارِ خود بکنم

زفکرِ تفرقہ باز آ بآشتی پرداز ــ وگرنہ گریہ بر غمگسارِ خود بکنم

عمارتِ ہمہ دوناں خراب خواہم ساخت ــ اگر ز چشم رواں آبشارِ خود بکنم

مقیم بر سرِ راہے نشستہ ام ہر دم ــ کہ تا گذارشِ عرضی بیارِ خود بکنم

برشئے یار کہ از بہرِ قوم می سوزم ــ مگر دلش چو دلِ ریش و زارِ خود بکنم

لفظ "خاتم النبیین" اور اس کی حقیقت

قرآن، حدیث، لغت و محاورہ عرب کی روشنی میں

(از جناب سید انثر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل)

(۱)

لفظ خاتم النبیین ایک عرصہ سے جماعت احمدیہ میں بالخصوص اور عامۃ المسلمین میں بالعموم معرض بحث بنا ہوا ہے۔ قادیانی احباب بڑے دعوے سے کہتے ہیں کہ اس کے معنی "نبیؐ وہ بنی جس کی مہر سے آئندہ نبی پیدا ہوں گے" برخلاف ازیں جماعت احمدیہ لاہور اور دیگر فرقہ ہائے اسلام کا خیال ہے کہ اس کے معنے "آخری نبیؐ" کے ہیں۔ ایک حق پسند مسلمان کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ غور کرے کہ ہر دو فریق میں کون راستی پر ہے اور کون غلط فہمی کا شکار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" میرے نزدیک اس کا ترجمہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ قادیانی دوست اس ترجمہ پر پیچ یا ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی فطری عادت کے مطابق واویلا مچانے لگ جاتے ہیں کہ یہ سراسر غلط اور خلاف محاورہ عرب ہے۔ میں اس مضمون میں دکھاؤں گا کہ یہی اور صرف یہی ترجمہ صحیح ہے اور جماعت قادیان کا تمام شور و غوغا قطعاً بے معنی ہے اس ترجمہ کی صحت کے لئے سب سے بڑی دلیل جس کی صحت علمائے قادیان کو بھی تسلیم کرنا پڑے گی یہ ہے کہ حضرت مجدد وقت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی بعینہٖ انہی الفاظ میں اس آیت کا ترجمہ فرمایا ہے چنانچہ آپ ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴ پر اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:-

"یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔"

اس لئے اس ترجمہ کو غلط قرار دینا یہ معنی رکھتا ہے کہ اس غلطی کا شکار میں اکیلا ہی نہیں بلکہ جماعت قادیان کے "نبی و رسول" بھی ہماری ہی صف میں ہیں۔ اس لئے اس ترجمہ کی مخالفت درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت ہے۔ میں آئندہ یہ بھی دکھاؤں گا کہ حضرت مسیح موعود آخر دم تک اسی ترجمہ کو درست سمجھتے رہے۔

سب سے پہلا سوال جو خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ لفظ "خاتم" کے کیا معنی ہیں۔ مندرجہ ذیل لغت کے حوالجات اس پر کافی روشنی ڈالیں گے۔

خاتم از روئے لغت

(۱) ختام القوم۔ وخاتِمھم۔ وخاتَمھم۔ اٰخرھم (لسان العرب)

(۲) والخاتِم من کل شیءٍ عاقبتہٗ واٰخرتہٗ والخاتَم اٰخر القوم کالخاتِم (تاج العروس)

(۳) من کل شیءٍ عاقبتہٗ واٰخرتہٗ والخاتَم اٰخر القوم کالخاتِم (قاموس)

(۴) الخاتِم والخاتَم والخاتام اٰخر القوم وعاقبۃ کل شیءٍ (اقرب الموارد والمنجد)

(۵) The end or last part of a thing

کسی چیز کی انتہا یا اس کا آخری حصہ (انگریزی عربی ڈکشنری مصنفہ ایڈورڈ ولیم لین)

(۶) خاتم (ج خواتم) انگوٹھی۔ سٹمپ۔ ہر چیز کا انجام۔ گدی کا گڑھا" (تسہیل العربیہ۔ قادیانی لغت کی کتاب)

نتیجہ

ان تمام حوالجات سے خاتم کے معنی "مہر" اور "ہر شے کا آخری حصہ" ثابت ہوتے ہیں۔ اگر یہی خاتم کا لفظ "النبیین" کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی "آخری نبیؐ" یا "نبیوں میں سے آخری فرد" کے ہوں گے۔ گو نبیوں کی مہر کے معنی ہم پسند نہیں کرتے لیکن اگر یہ معنی بھی لے لئے جائیں تو بھی مفہوم وہی رہتا ہے کیونکہ مہر بند کرنے کے لئے ہی لگائی جاتی ہے۔ تمام قرآن مجید میں آیت "خاتم النبیین" کے علاوہ لفظ "ختم" سات مقامات پر مختلف صورتوں میں استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ بند کرنا ہی معنی ہیں۔

(۱) ختم اللہ علیٰ قلوبھم (البقرہ ع)

(۲) وختم علیٰ قلوبکم (الانعام ع)

(۳) وختم علیٰ سمعہ وقلبہ (الجاثیہ ع)

(۴) یختم علیٰ قلبک (الشوریٰ ع)

(۵) الیوم نختم علیٰ افواھھم (یٰس ع)

(۶ و ۷) یسقون من رحیق مختوم ختامہ مسک (التطفیف)

آخری آیت کے معنی ہیں۔ "انہیں ایک خالص سربمہر چیز پلائی جائیگی جس پر مشک کی مہر ہوگی۔" اس کا مطلب اگر قادیانی نقطہ نگاہ سے لیا جائے تو یہ ہوگا کہ مہر اس لئے لگائی گئی ہے تاکہ اس میں اور اشیاء داخل کی جا سکیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ مہر کسی بوتل پر اس لئے لگتی ہے تاکہ اس میں سے نہ تو کچھ نکالا جا سکے اور نہ ہی اس میں کوئی چیز ڈالی جا سکے۔ ولائت سے دوائیں آتی ہیں اور بعض سربمہر شیشیوں پر لکھا ہوتا ہے۔

Refuse if the seal is broken

کہ اگر مہر ٹوٹی ہوئی ہو تو لینے سے انکار کر دو۔ "مہر ٹوٹنے" کا مفہوم ہی یہ ہوتا ہے کہ اس میں کچھ اضافہ ہوا یا کمی کی گئی۔ پس رحیق مختوم کا یہی مفہوم ہے کہ وہ خالص چیز ہوگی اور اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ ہوئی ہوگی۔ یہ مثال خاتم النبیین کے مفہوم پر روشنی ڈال سکتی ہے۔

خاتَم اور خاتِم

قادیانی احباب کی جدت پسند طبع ان باتوں کو خاموشی سے نہ سن سکتی تھی۔ اب ایک نیا نظریہ نکلا ہے۔ خلیفہ قادیان ہی اس کے موجد ہیں اور علماء قادیان "اپنے آقا کی آواز" کی طرح اسے لے اڑے ہیں کہ خاتَم اور خاتِم میں فرق ہے اور خاتَم "ت" کی زبر کے ساتھ آخری کے معنی نہیں دیتا۔ اس خیال کو لغت کی گواہی رد کر دیتی ہے۔ کیونکہ وہاں لکھا ہے:-

"الخاتَم کالخاتِم" (لسان العرب، تاج العروس، قاموس، المنجد)

کہ خاتَم "ت" کی زبر کے ساتھ خاتِم کی طرح ہے اور دونوں ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔

"خاتم النبیین"

"خاتم النبیین" کے معنی کرنے کا آسان طریق یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کیا معنے فرمائے ہیں۔ حضور پر قرآن مجید نازل ہوا اور حضور ہی سب سے زیادہ اس کا فہم رکھتے تھے۔ تمام علمائے قرآن میں غلطی کر سکتے ہیں لیکن آپ کی تفسیر [illegible] کی تفسیر [illegible] اصول ہے جو تمام فرقہائے اسلام میں قائم [illegible] قادیانی۔ احمدی ہوں یا غیر احمدی مسلمہ ہے۔ اس [illegible] ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر دیکھنا ہوگی۔ اس کے [illegible] نویس اور مفسرین امت کی۔ اور پھر اس صدی کے مجدد [illegible] کی جو جماعت احمدیہ لاہور اور جماعت احمدیہ قادیان کے [illegible] کی حیثیت رکھتے ہیں۔

"خاتم النبیین" کے معنے آنحضرت صلعم سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سوائے اس [illegible] کی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ حدیثیں بہت کثرت سے [illegible] بحث میں پڑنا اس وقت مقصود نہیں۔ کیونکہ یہاں صرف خاتم [illegible] معنوں پر روشنی ڈالنا ہے۔ اس کے لئے صرف اتنا ہی کافی [illegible] اس کی تشریح میں فرمایا ہے

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ترمذی جلد ۲ صفحہ [illegible])

اگر اس حدیث کی صحت پر کوئی شبہ کرے تو یاد رکھے کہ یہ حدیث [illegible] ہے اس کے لئے ہمارے پاس بہت دلائل ہیں۔ لیکن یہاں صرف مسیح موعود کا ارشاد نقل کرنا کافی ہوگا تاکہ جلد فیصلہ ہو سکے۔ [illegible]

(الف) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ [illegible] بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ اس کی صحت میں کسی کو کلام نہ تھا" (کتاب البریہ حاشیہ صفحہ [illegible])

(ب) "آپ نے لا نبی بعدی کہہ کر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا ہے"

(ایام الصلح صفحہ ۱۵۲)

ان حوالجات کے بعد کون اس حدیث کی صحت میں کلام [illegible] کیا قادیانی جو حضرت مسیح موعود کو نبی مان کر ان کی تحریرات کو [illegible] صحابہ کرام و محدثین جو ان احادیث سے راوی ہیں [illegible] معنی نہیں کر سکتے تھے اس لئے اس قسم کی احادیث اگر [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب بیان کرتی ہیں تو دوسری طرف محدثین کے متعلق ثابت کر رہی ہیں کہ ان کا بھی ان کے [illegible] اور وہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی سمجھتے تھے

خاتم النبیین کے معنی از روئے لغت [illegible]

صرف "خاتم" کے معنوں پر پہلے از روئے لغت [illegible] ہے لیکن لغت نویسوں نے نہایت عقلمندی سے کام [illegible] معنوں پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ خاتم النبیین کے الگ [illegible] کے لئے کسی مغالطہ انداز کے لئے گنجائش نہیں چھوڑی

(الف) لسان العرب :- وخاتم النبیین اٰخرھم [illegible] خاتم یعنی خاتم النبیین کے معنی آخر میں نبی کے [illegible] خاتَم (ت کی زبر کے ساتھ) بھی پڑھا گیا [illegible]

(ب) "تاج العروس" :- الخاتم النبیین ای [illegible] خاتم النبیین کے معنی نبیوں کے آخری کے [illegible]

(ج) کلیات ابی البقاء :- تسمیۃ نبینا [illegible] الخاتم اٰخر القوم [illegible] [illegible]

(د) مفردات راغب :- [illegible]

باقی صفحہ ۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی عقیدت جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ | یوم ۲۱ صفر المظفر ۱۳۵۶ھ ہجری | نمبر ۲۸

افتراق ــــ محبت

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

ایک غلط فہمی کا ازالہ

آپکو یہ معلوم ہے۔ اور میرا یہ ایمان ہے کہ زمانہ حاضرہ کے نبیاض اعظم حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں اس راستے پر لگایا۔ جو سربلندی اور عروج کا راستہ ہے آپ نے فتح اسلامؑ میں ہمارے طریق کار کو واضح فرما دیا۔ اور الوصیت میں ان امور کے متعلق ہدایات فرمادیں جن کا ہم نے زندگی کی دوڑ میں خیال رکھنا ہے۔ تاکہ ہم راہ میں ٹھوکر نہ کھاجائیں۔

آپ کا فرض تو ہمیں طریق صواب پر لگا دینا تھا۔ یہ ہمارا کام ہے۔ کہ اس راستے پر گامزن ہو کر منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ یا اس سے منحرف اور غافل ہو کر تباہی اور ہلاکت کے گڑھے میں جاگریں۔ ایک خطرناک غلط فہمی جس کا شکار نہ چھوٹے اور بڑے ہوتے چلے آئے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ وہ اصول اور اصول کے ماننے والوں میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ اور اس بات سے دلکو خوش کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ کہ جب ہمارے اصول نہایت ہی اعلےٰ ہیں۔ تو ہمیں دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی۔ یہ بات درست بھی ہے۔ غلط بھی۔ اگر تو اصول درست ہیں۔ اور ان کے ماننے والا ان پر حرف بحرف چلتا ہے۔ تو یقیناً دنیا کی کوئی طاقت اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور اگر اصول تو سچے ہیں۔ مگر ماننے والے کا عمل اس کے خلاف ہے۔ تو دنیا کی کوئی طاقت اسے برباد ہونے سے بچا نہیں سکتی۔

مذہبی دنیا میں یہ غلط فہمی عام رہی ہے۔ یہودیوں کا یہی عقیدہ تھا۔ کہ نحن ابناء اللہ۔ کہ ہم خدا کے چہیتے بیٹے ہیں۔ اور یہ کہ ہمارے سوا کوئی جنت میں نہیں جائیگا۔ جن امور کے پیش نظر یہ بات ابتداء میں پیش ہوئی ہوگی وہ اصول کی سچائی ہوگی مگر بعد میں عدم عمل نے تاریخی گھوڑے سے اس کی تردید کردی مسلمان کی ہلاکت و ذلت بھی اس غلط فہمی کی بناء پر ہوئی کہ قرآن میں مومنوں کے لئے غلبہ کا وعدہ ہے۔ حکومت کا وعدہ ہے۔ کامیابی کا وعدہ ہے۔ جو کہ یقیناً پورا ہوا۔ مگر بعد کے نسلی مسلم نے یہ سمجھ لیا۔ کہ اقرار اسلام کرنیکی وجہ سے ہم مومن ہیں لہذا تمام دینوی و اخروی نعمتیں ہمارے لئے مقدر ہیں۔

ممکن ہے۔ کہ کسی وقت یہی خیال سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کے قلوب میں گھر کرنا شروع کر دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام ہے۔ کہ "میں تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر تا قیامت غالب کرنے والا ہوں"۔ اس بات کو آپؑ نے الوصیت میں بھی واضح کر دیا ہے۔ مگر غلبہ کا وعدہ یہاں صرف ان احمدیوں کے ساتھ ہے۔ جو آپ کے کامل پیرو ہیں۔ یہ نہیں کہ ہر وہ شخص بھی جو زبان سے اقرار کرلے آپکے اسوۂ حسنہ کی مخالفت پر بھی کمربستہ رہے کامیاب ہوگا۔ اس حقیقت کو کبھی بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ سلسلہ احمدیہ تو ایک سچائی ہے اور تا ابد اسے زوال نہیں لیکن اس کے پیرؤں میں سے صرف وہی کامیاب ہوا کریں گے جن کی زندگی کا ہر قدم اس کے قوانین کے مطابق ہوگا۔ اس فرق کو اگر آپ ہر لحظہ پیش نظر رکھیں گے۔ تو دائمی غلبہ بڑی بات نہیں۔

کافر اور افتراق

اگر یہ اندازہ لگانا ہو کہ فلاں قوم ترقی کی طرف جا رہی ہے۔ یا تنزل کی طرف۔ تو دو امور کو دیکھیے کہ اس قوم کے افراد میں باہمی افتراق ہے یا محبت۔ جس قوم کے افراد میں باہمی افتراق ہے۔ منافرت ہے کینہ ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف بد دلی ہے۔ اس کی تباہی واضح ہے۔ تاریخ عالم کا ہر ورق اس پر شاہد ہے ہمارے روزمرہ کے مشاہدات اس پر گواہ ہیں۔ ہمارا ایمان قرآن کریم کی صداقت پر ہے۔ اس نے جہاں کہیں افتراق کا ذکر کیا ہے۔ اسے تباہ حال اقوام کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور اسے زوال کی صفت بتایا ہے۔

بنی اسرائیل کا نقشہ کھینچتے ہوئے بتایا۔ کہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء۔ کہ ان لوگوں کی سیاہ کاریوں کا نتیجہ یہ ہے کہ انمیں قیامت تک عداوت اور بغض رہے گا۔ گویا باہمی دشمنی یا بغض ایک لعنت ہے جو احکام الٰہی سے روگرداں قوم کی گردن میں ڈالی گئی۔

منافقین اور مشرکین کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ کہ تحسبھم جمیعاً وقلوبھم شتی۔ کہ یہ لوگ بظاہر یکجا نظر آتے ہیں۔ مگر ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں۔ اور دل پھٹتے کب ہیں؟ جب خود غرضی دلوں میں بیٹھ جاتی ہے جب ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر ترجیح دیجاتی ہے۔ جب دنیا کی محبت حق کی محبت پر غالب آجاتی ہے۔ اور جب حسد۔ کینہ۔ نمامی۔ بدظنی اور بھائیوں سے نفرت دماغوں پر مسلط ہو جاتی ہے۔

مسلمانوں کو بھی قرآن حکیم نے متنبہ کیا تھا۔ کہ خبردار [illegible] اور مشرک کون ہیں؟ وہ لوگ جنہوں نے دین میں تفرقہ [illegible] کو توڑ کر گروہ گروہ بن گئے۔ یہ خطرہ تھا جس کا الارم قرآن [illegible] ساڑھے تیرہ سو قبل بجایا۔ مگر افسوس کہ یہ بہرے کانوں پر پڑا۔ اور [illegible] نے وہی کیا۔ جو عین رضائے شیطان تھی۔ ایک دوسرے مقام پر [illegible] وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور گروہ گروہ [illegible] خدا کے رسول صلعم کا انسے کوئی سروکار نہیں۔ اور ایک وقت [illegible] اللہ تعالےٰ ان کے اعمال ناسزا سے ان کو آگاہ کرے گا۔

اور یہ آگاہ کرنے کا طریق کیا ہے؟۔ ایک عذاب [illegible] کی شکل میں نازل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں [illegible] پر قادر ہوں۔ کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجوں یا تمہارے [illegible] کے نیچے سے۔ یا تمہیں گروہ گروہ بنا کر غلط ملط کردوں اور تم [illegible] سے بعض کو بعض سے لڑائی کا مزہ چکھا دوں۔ وہ عذاب [illegible] مسلط ہے۔ دانا آدمی کا کام ہے کہ وہ ان باتوں سے بچے۔ جو [illegible] حکم رکھتی ہیں جیسے باہمی تفرقہ اور اس قوم کیساتھ اختلاف [illegible] تقلید سے گریزاں رہے۔ جس پر عذاب الٰہی مسلط ہو چکا ہے۔

مومن اور محبت

مومن کی صفات میں تفرقہ وغیرہ [illegible] تک نہیں۔ اس کے برخلاف محبت ہی محبت [illegible] صحابہ کرام کے متعلق خدائی شہادت موجود ہے۔ کہ وہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ یعنی منکرین حق کے مقابل سخت اور آپس میں [illegible] گویا لطافت سے لطف وکرم۔ محبت والفت۔ صلح و آشتی سے پیش آنا [illegible] کی ایک صفت خصوصی ہے

نبی کریمؐ کے متعلق ایک جگہ آتا ہے۔ اگر تو سخت مزاج ہوتا [illegible] یہ لوگ جو تیری محبت کی زنجیروں کے اسیر ہیں تیرے پاس سے بھاگ [illegible]

سورۃ توبہ میں فرمایا۔ کہ تمہارے پاس تم ہی میں سے [illegible] آیا جس پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے۔ اور وہ تمہاری بھلائی کا [illegible] مومنین ہی میں سے ایک گروہ کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ [illegible] خاطر اپنی جان پر تکلیف برداشت کرتے اور ان کو ہر ممکن [illegible] ہم پہنچاتے ہیں۔

سورہ صف میں ارشاد کیا۔ کہ مومن تو وہ ہیں۔ جو دشمن کے مقابلے [illegible] اتحاد و یگانگت میں سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار کی طرح ہیں

ایک مقام پر محبت و الفت کو نعمت الٰہی قرار دیا۔ کہ [illegible] تم تفرقات کی آگ کے کنارے پر تھے۔ تو ہم نے تمہیں اس سے بچایا [illegible] تم میں الفت ڈال دی جس سے تم بھائی بھائی بن گئے۔

حدیث شریف میں محبت کیطرف لطیف اشارہ ہے کہ مومنین کی [illegible] ایک جسم کی سی ہے۔ کہ جب ایک عضو کو تھوڑا سا دکھ پہنچے [illegible] جسم بیقرار ہو جاتا ہے۔ گویا کہ مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ہر رنج میں برابر کا شریک ہو۔ مگر جہاں بغض نے جگہ کرلی ہو۔ وہاں [illegible]

ایک حدیث میں ہے۔ کہ مومنین کی مثال ایک دیوار کی سی ہے جسکی اینٹیں ایک دوسری کو سہارا دیتی ہیں۔ اسی طرح ہر مومن کا [illegible] کہ وہ اپنے بھائی کیساتھ کامل محبت کرے اور تمام مصائب میں [illegible]

نبی کریم صلعم نے ایک دفعہ فرمایا کہ مسلم وہ ہے جسکی زبان اور [illegible] سے دوسرے مسلم محفوظ رہیں۔

انکے علاوہ اور بہت سی آیات اور احادیث ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مومن کا مذہب محبت اور ہمدردی ہے جہاں اس سے [illegible] کوئی حرکت ہوئی سمجھ لیجیے کہ پھر ایمان اسوقت علیحدہ ہو گیا محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جو دنیا کو بہشت میں تبدیل کردینے کے لئے کافی ہے جب سے مسلمانوں نے خدا سے محبت خدا کے رسول صلعم سے محبت [illegible] اسلام سے محبت کرنی چھوڑ دی ہے۔ اسوقت سے نفرت اور بغض کی آتش [illegible]

انکے دل و دماغ کو جلاتے ہوئے ہے۔۔۔۔۔ یہ باتیں اسلئے نہیں لکھی گئیں۔ کہ آپ پڑھ لیں اور بس۔ ایسے تو آپ نے یہ پہلے بھی کئی بار سنی ہونگی ایک سمجھدار انسان اور قوم کا کام یہ ہے کہ وہ واقعات سے عبرت حاصل کرے دوسروں کی بربادی کے اسباب پر نگاہ رکھ [illegible]

من انصاری الی اللہ

توسیع و استحکام جماعت کے لئے

دعوت عمل!

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کا فضل تھا جس نے ہمیں پہلے امام زماں کی شناخت کی توفیق دی، اسی کا نتیجہ ہے کہ آج اعلائے کلمۃ اللہ ہماری زندگیوں کا مقصد اور کافر بنانا کراہی ہمیں خدمت اسلام میں لذت ملتی ہے۔ پھر جب اس جماعت پر ایک امتحان کا وقت آیا اور اس کا ایک بڑا حصہ حضرت مسیح موعود کے پیرو ہوکر مخالفت میں غلو کے گڑھے میں گر گیا۔ انہوں نے ایک نبی کو ڈھونڈ نکالا۔ انہوں نے ایک مجدد کو نبی بنایا اور چالیس کروڑ کلمہ گوؤں کو کافر ٹھہرایا۔ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہی تھا جس نے پھر ہماری دستگیری فرمائی اور جس طرح تفریط سے ہمیں بچایا تھا افراط سے بھی بچا کر ایک میانہ راہ پر ہمیں قائم رکھا اور آج ہمیں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ تمہارا فلاں عقیدہ خلاف قرآن و حدیث ہے۔ بلکہ تکفیر کے لئے افراط و تفریط کے گرفتار ہم پر یہی الزام دیتے ہیں کہ تمہارا وہ عقیدہ نہیں جو تم کہتے ہو۔ پھر عمل کے لحاظ سے ہمیں سیاست کی جھوٹی دلفریبیوں سے بچایا اور خالص اپنے دین کی خدمت کے کام میں ہمیں لگائے رکھا۔ ورنہ ہمارے ہی ناواقف بھائی ہیں جو سیاست کی طرف دوڑے جا رہے ہیں اور اس خیال میں ہیں کہ یہی مسیح موعود کا کام تھا۔ پھر اس کا فضل تھا جس نے ہمیں اپنے نظام کی بنیاد پیری مریدی پر رکھنے سے بچایا جس میں گرفتار ہو کر انسان عقل اور ایمان دونوں کو کھو بیٹھتا ہے۔ اور ہمارے نظام کی بنیادی اینٹ حضرت مسیح موعود کا یہ واضح ارشاد ہے کہ:

"جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہئے اور وہی قطعی ہونا چاہئے۔"

اللہ تعالیٰ کے ان انعامات اور احسانات کے سامنے چاہئے تو یہ تھا کہ ہم اس کی راہ کے دیوانے ہوتے اور اپنی ان تھک کوششوں سے تبلیغ دین کے کام کی وہ مستحکم بنیاد رکھ دیتے جس پر تا قیامت عمارت بنتی چلی جاتی۔ مگر ہم اس کے احسانات کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ ہم تھوڑے ہیں اس کا فکر ہی تھوڑا کرو اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کو یاد رکھو کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ اور حضرت مسیح موعود کی اس رویا کو بھی یاد رکھو کہ لاکھ سپاہی نہیں دیا جائے گا بلکہ پانچ ہزار دیا جائے گا۔ ہاں فکر اس بات کا کرو کہ ہم سست ہیں اور ہم میں دین کے سپاہیوں والے اوصاف نہیں۔ میرے دوستو! عزیزو! عمر کا کتنا حصہ گذر چکا۔ آؤ آج بھی اپنی "غفلت" کو دور کرو اور باقی ماندہ ایام جو خدا کو ہی علم ہے کہ کس کے لئے کتنے مقدر ہیں انہیں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے مخصوص کردو

عمر بگذشت و نماند است جز ایامے چند
بہ کہ در یاد کسے صبح کنی شامے چند

اس غرض کے لئے میں یہ دعوت عمل دیتا ہوں۔ سب سے پہلے مجھے ہر جماعت میں جماعت کی تعداد کے لحاظ سے ایک یا زیادہ ایسے مددگاروں کی ضرورت ہے جو ابتغاء لمرضات اللہ ذیل کے کاموں کو سرانجام دینے کی کوشش کریں۔

اوّل۔ وہ جماعت کے اندر بیداری پیدا کرنے کا کام اپنے ذمے لیں۔ بیداری پیدا کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ جماعت کے کاروبار میں کافی دلچسپی نہیں لیتے ان کے پاس جائیں۔ مثلاً کوئی ایسے دوست ہیں جو نماز جمعہ میں شامل نہیں ہوتے یا ہفتہ وار اجتماع میں نہیں آتے یا اگر درس کا انتظام ہے تو درس میں نہیں آتے یا اور ضرورت کے موقعہ پر شامل نہیں ہوتے۔ یا باقاعدہ چندہ ادا نہیں کرتے تو ایسے احباب کو خود جاکر ملیں اور انہیں ان امور کی اہمیت کی طرف توجہ دلائیں۔ ان سے سستی کی وجوہات دریافت کریں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کریں اور جہاں خود کامیاب نہ ہوں اس جماعت کے مبلغ یا ممبر انچارج کو یا خود مجھے اطلاع دیں۔ نئی پود کی طرف بالخصوص توجہ رکھا رہے اس لئے کہ اگر ان کی سستی یا سلسلہ کے بیگانگت کو جلد دور کرنے کی کوشش نہ کی جائے گی تو ان کی عادات پختہ ہو کر ان کا دور کرنا اور بھی مشکل ہو جائے گا۔

دوم۔ جماعت کے اندر تبلیغ سلسلہ کا شوق پیدا کریں۔ میں نے ایک تحریک کی تھی کہ ہر احمدی دوست اتوار کے دن ایک یا آدھ گھنٹہ یا دس پندرہ منٹ ہی تبلیغ سلسلہ کے کام کے لئے مخصوص کرے خواہ ملاقات کے ذریعہ سے یعنی کسی کو مل کر جماعت کے متعلق گفتگو کرے اور خواہ خط لکھ کر یا کسی کو کوئی ٹریکٹ یا اشتہار یا کتاب بھیج کر۔ اس امر کے اطمینان کے لئے میں چاہتا ہوں کہ پانچ پانچ دس دس آدمیوں میں ایک دوست کو مقرر کردیا جائے جو ذاتی طور پر اس بات کا اطمینان کرتا رہے کہ وہ احباب جن کو اس کے حصہ میں دیا گیا ہے اس کام کو باقاعدہ کر رہے ہیں۔ اس کی تکمیل بھی انہی اصحاب کے سپرد ہوگی۔

سوم۔ جماعت کے اندر ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جو بیمار ہوں ان کی عیادت اور خبر گیری کی جائے کوئی بھائی تکلیف میں ہو تو اس کی تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ یا اس تکلیف کو جماعت کے سامنے لایا جائے۔ کوئی بیکار ہو تو اسے کام پر لگانے کی کوشش کی جائے۔

اس کے علاوہ دیگر امور کی طرف میں بعد میں وقتاً فوقتاً توجہ دلاتا رہوں گا۔ جو اصحاب ان امور کی تکمیل کے لئے اپنے نام پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بہت جلد اطلاع دیں۔

خاکسار:
محمد علی

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں
— مخدوم و مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے تخنہ پر ورم ہو گیا ہے جس کے باعث تکلیف میں ہیں۔
— عزیز محترم سید محمد امین صاحب گیلانی کی والدہ محترمہ بیمار ہیں
— اخویم عبد الغنی خاں صاحب کی صاحبزادی صاحبہ بیمار ہیں۔
— برادرم چوہدری خوشی محمد صاحب عرصہ چھ یوم سے بیمار ہیں۔
احباب صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

مبارک اضافہ

مکرم اخویم نیاز احمد صاحب عرفانی راجن پور کو خدا تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے، الحمد للہ علیٰ ذالک ہم انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ مولود کو خادم دین اور صالح بنائے

وی۔ پی۔ پی

اخبار پیغام صلح کے وی۔ پی آپ کے پاس پہنچ رہے ہیں انہیں وصول فرما کر اپنی زندہ دلی اور جذبۂ خدمت دین حق کا اظہار فرمائیں

مینیجر

مفت خواں!

اکثر دوست پیغام صلح کا مفت پرچہ حاصل کرنیکی کوشش کرتے ہیں اور مرکز میں ایسے احباب کی تعداد کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں چندہ ادا کرکے پڑھنے کی راہ راست نصیب کرے۔ کئے جو احباب چندہ ادا نہیں کرتے وہ باخبر رہیں کہ وہ اپنا اپنا چندہ جلد تر ادا کریں ورنہ اخبار۔ . . . . . . ضرورت تو اس امر کی ہے کہ احباب نہ صرف خود ہی اخبار کی سرپرستی قبول فرمائیں بلکہ اوروں کو بھی اس کی ترغیب دیں تاکہ ہم نہ صرف اخبار کے حجم کو بڑھائیں۔ بلکہ جلد تر اسے "روزنامہ" کی شکل دے سکیں

مرار بین ہنگ میں احمدیہ ایسوسی ایشن کا قیام

بزرگ محترم جناب احمد علی صاحب آنریری مبلغ کی مساعی جمیلہ سے مرار بین ہنگ میں احمدیہ ایسوسی ایشن قائم ہو چکی ہے۔ درس کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے تبلیغ کا کام بھی جاری ہے

— جماعت سالانہ کا جلسہ مورخہ ۲۴، ۲۵ اپریل کو منعقد ہوا جس میں مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع عزیز سید محمد امین صاحب گیلانی مولوی فاضل اور شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی شامل ہوئے اس موقع پر پٹیالہ سے میاں صادق علی صاحب ہیڈ ماسٹر اور ملک خدا بخش بھی سالانہ جلسہ پہنچے جلسہ کی مختصر روئیداد آئندہ دی جائے گی۔

نبوت اور آخری فیصلہ

ثنائی پارٹی کا مباحثہ سے گریز!

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

۴- اور ۱۱ اپریل کو مکرمی شیخ میاں عطاء اللہ صاحب مالک فلور مل امرتسر کی کوشش اور انتظام کے ماتحت ثنائی پارٹی سے امرتسر میں پہلے اس امر پر مباحثہ ہوا کہ کیا حضرت مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ پھر دوسرے اتوار مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ "آخری فیصلہ" پر بحث ہوئی۔ دونوں بحثوں کے دوران میں ہم نے فریق مقابل کی کج بحثی کا علاج کرنے کے لئے ثنائی پارٹی کو ہر موضوع پر مفصل بحث کا چیلنج دیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اگر تین منصف غیر جانبدار حلفاً فیصلہ کثرت رائے سے ثنائی پارٹی کے حق میں دیدیں تو ہم ثنائی پارٹی کو مبلغ یکصد روپیہ (Rs. ۱۰۰/-) انعام ہر موضوع پر دیں گے اس وقت تو پبلک میں اس چیلنج کو بڑی خوشی سے قبول کر لیا۔ لیکن جب اس انعامی مقابلہ کے لئے گفت و شنید کی نوبت آئی تو مولوی ثناء اللہ صاحب کے شاگرد مولوی عبد اللہ معمار صاحب بحث سے بالکل گریز کر گئے۔

پہلے تو یہ عذر کیا کہ تین ثالث نہیں ہونے چاہئیں صرف ایک ہی منصف کافی ہے۔ البتہ اس کے ساتھ ایک ایک منصف فریقین کی نسبت ہو۔ جیسا لدھیانہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے آخری فیصلہ کے متعلق انعامی مباحثہ کے وقت کیا گیا تھا۔ لیکن جب ان کو یہ بتایا گیا کہ وہاں ایک ہی ثالث کی وجہ سے ثنائی پارٹی کی کوشش سے بلا وجہ احمدی جماعت کو نقصان پہنچا۔ حالانکہ احمدی جماعت وہاں بلحاظ اپنے دلائل کے غالب تھی اور رہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس مباحثہ میں ہوش و حواس خطا ہو چکے تھے جس کا ثبوت مولوی صاحب کے پرچے بھی ہیں اور خود میں بھی گواہ ہوں۔ کیونکہ مجھے مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس وقت کہا کہ میری طبیعت اس وقت گھبرائی ہوئی ہے آپ مجھے کچھ نہ کہیں تو میں نے کہا تھا کہ فبهت الذی کفر۔ اس لئے ہم تین منصف غیر جانبدار رکھیں گے اور منصفوں کو وہیں میدان مناظرہ میں مدلل فیصلہ لکھنا ہوگا۔

مولوی عبد اللہ صاحب نے بڑی مشکل سے یہ بات مان لی اور کہا کہ اچھا میں پنڈت رامچندر آریہ مناظر دہلوی اور پادری سلطان محمد پال کو منصف مانتا ہوں۔ ایک اور آپ بنائیے۔ میں نے کہا کہ برہمو سماجی لوگوں میں سے کوئی صاحب علم شخص لے لیا جائے مثلاً پروفیسر رچی رام صاحب یا جینیوں میں سے ایک بہت بڑا فاضل انسان چمپت رائے جین ہے۔ وہ لے لئے جائیں۔ پادری سلطان محمد پال کو احمدی جماعت کے ساتھ خصومت ہے اور وہ پادری ہمارے نزدیک منصف ہونے کی اہلیت بھی نہیں رکھتا اس لئے اس کی بجائے کوئی اور شخص لے لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ اور پھر میں نے خود ہی مسٹر سلطان محمد پال کی بجائے مولوی ثناء اللہ صاحب کو تیسرا منصف بدیں شرط تسلیم کر لیا کہ وہ اپنا فیصلہ حلف مؤکد بعذاب کے ساتھ لکھیں تاکہ یوں بھی آخری فیصلہ ہو جائے۔ پنڈت رامچندر دہلوی کے متعلق فریقین کو کوئی اعتراض نہ تھا۔

اس مرحلہ سے نکل کر ہم نے مباحثہ کو زیادہ معقول اور مؤثر بنانے کے لئے یہ شرط پیش کی کہ فریقین پہلے بذریعہ تحریر مباحثہ کے پرچے لکھ لیں اور پھر وہ پرچے میدان مباحثہ میں بالترتیب سنا دیئے جائیں اور ہر پرچہ اتنا ہو کہ وہ زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے میں سنایا جا سکے اور ایک پرچہ میں ایک ہی موضوع پر بحث ہو۔ مثلاً اگر نبوت کی بحث کو سمجھانے کی خاطر سات موضوع پر تقسیم کر لیا جائے۔

(۱) ختم نبوت کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا مذہب
(۲) نبی کی تعریف کیا ہے۔
(۳) وحی نبوت کسے کہتے ہیں۔
(۴) نبی کا نام پانے کی خصوصیت کا کیا منشا ہے۔
(۵) فضیلت جزوی اور کلی کی بحث
(۶) ظلی، بروزی، مجازی نبوت سے کیا مراد ہے
(۷) کیا مرزا صاحب نے تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے

اور ہر موضوع پر فریقین کے تین تین پرچے ہوں تو معاملہ صاف ہو کر بات سمجھ میں آ جائے گی۔

مولوی صاحب کا عذر

اس پر مولوی عبد اللہ صاحب نے عذر کیا کہ میں معمار کا کام روزانہ کر کے گذر اوقات کرتا ہوں اور میں اتنا لمبا مباحثہ نہیں کر سکتا اور نہ میں اتنا لمبا مضمون لکھ سکتا ہوں میں تو زیادہ سے زیادہ تین صفحے فلسکیپ سائز کے لکھ سکتا ہوں۔

معذوری کا علاج

میں نے کہا کہ جتنے وقت میں آپ پرچے لکھیں اس کی مزدوری دو روپیہ کے حساب سے میں آپ کو دونگا۔ رہا یہ سوال کہ آپ اتنا لمبا مضمون لکھ نہیں سکتے سو اس کا حل یہ ہے کہ آپ کے ساتھ تمام ثنائی پارٹی یا جسے آپ چاہیں مل کر لکھیں ہم نے تو یہ دیکھنا ہے کہ حق کدھر ہے۔ اس طرح آپ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ دن کو کام کریں۔ فارغ ہو کر اپنے ساتھیوں کے لکھے ہوئے پرچوں کو بھی دیکھ لیں اور رہا یہ کہ ہم سے دو روپے روز لیتے رہیں۔ اور رہا یہ کہ ہم بھی ادھر جس طرح چاہیں وقت مقررہ کے اندر جواب لکھ دیا کریں لیکن اگر آپ یہ چاہیں کہ ہمارے لئے وہ آسانی نہ ہو جو آپ کو ہم دے رہے ہیں تو بھی ہم آپ کی نگرانی میں پرچے لکھنے کو تیار ہیں۔ لیکن مولوی صاحب نے یہ جان کر کہ اس طرح کی بحث میں یقیناً احمدی بازی لے جائیں گے اور معاملہ اس طرح ہمیشہ کے لئے صاف ہو جائے گا بحث سے انکار کر گئے۔

دو سو روپیہ انعام اور دو روپے روز مزدوری

اب ناظرین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ہم ثنائی پارٹی کو انعام بھی دیتے ہیں اور دو روپے روز مزدوری بھی دیتے ہیں اور بحث کو صاف کرنے کے لئے کھلی چھٹی دیتے ہیں کہ جس طرح چاہیں وہ مضمون لکھیں یا لکھائیں مگر پھر بھی وہ مباحثہ سے گریز کر جائیں تو اس کا سبب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے

حجت رحماں بر ایشاں شد تمام
بادہ کوئی ماندہ و ردست لاتم

ایک اور تجویز

ہم نے یہ بھی کہا کہ اگر اس طرح بحث لمبی ہوتی ہے تو یا تو [illegible] کے زود نویس پیدا کرو جو تقریروں کو لفظ بہ لفظ لکھ سکیں اور یا مباحثہ انگریزی زبان میں ہو کیونکہ انگریزی زبان کے [illegible] لفظ بہ لفظ ضبط تحریر میں بحث کو لا سکتے ہیں۔ مگر ثنائی پارٹی نے [illegible] منظور نہ کی۔ میرا خیال تھا کہ اس طرح تعلیم یافتہ طبقہ [illegible] مستفید ہوگا اور وہ تقریریں ترجمہ کر کے بھی شائع کر دی جائیں گی [illegible] یہ اہم معاملہ ہمیشہ کے لئے فیصلہ ہو جائے گا مگر [illegible]

دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

ثنائی پارٹی نے اس معقول تجویز کو بھی رد کر دیا [illegible] اتمام حجت ہو چکی اور اگر وہ مباحثہ کے لئے تیار [illegible] منتظر ہیں کہ کہیں پھر بھی بلائے کوئی

مگر میں جانتا ہوں کہ یہ راہ احمدیت کے مخالفوں کے لئے موت کی [illegible] جس سے وہ ضرور بچنے کی کوشش کرنے ہی رہیں گے۔ ہاں [illegible] کو ساتھ لے کر شور و غل کا موقعہ ملے تو ضرور یہ میدان [illegible] سے بحث کرنا اور احمدیوں سے مباحثہ کرنا یہ علماء کی شان [illegible] اور ہمیں اس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

مولوی ثناء اللہ صاحب کا چیلنج

اس موقعہ پر جناب مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک [illegible] کیا تھا۔ اس میں حضرت امیر کو آخری فیصلہ پر مباحثہ کی دعوت [illegible] میں نے حضرت امیر کی خدمت میں اس کے متعلق لکھ بھیجا ہے [illegible] معقول شرائط کے ساتھ مولوی صاحب سے مناظرہ ہو جائے تو [illegible] معلوم نہیں کہ اس پر حضرت امیر کیا فیصلہ کریں۔ لیکن میرا چیلنج جو [illegible] شاگرد کو ہے اس میں مولوی صاحب بھی شامل ہیں۔ اگر مولوی ثناء اللہ [illegible] بنفس نفیس خود میدان مقابلہ میں نکلیں تو میں انہیں ایک سو کی بجائے دو [illegible] انعام مسئلہ نبوت پر اور تین سو روپیہ انعام آخری فیصلہ کے متعلق مباحثہ [illegible] اور اگر جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کی پارٹی کو یقین ہے کہ وہ [illegible] متعلق حق پر ہیں اور ان کے دلائل غالب ہیں تو وہ اپنی طرف سے [illegible] اکٹھا کریں اور ادھر ہم بھی اتنا ہی روپیہ جمع کرا دیتے ہیں [illegible] اس شخص کو انعام دیا جائیگا جسے تین غیر جانبدار مسلمہ [illegible] رائے سے غالب قرار دیں۔

شملہ میں ایسے انعامی مباحثہ سے ثنائی [illegible]

کچھ عرصہ گذرا شملہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے آخری فیصلہ [illegible] اور میں نے اس پر اعتراضات کئے اور مولوی صاحب کو ایک ہزار [illegible] چیلنج اسی طرح دیا جس طرح اوپر لکھا ہے تو مولوی صاحب نے [illegible] یہ کہکر انکار کر دیا کہ احمدیوں کو تو اپنا لدھیانہ والا داغ مٹانا [illegible] چھوڑ ہزار روپیہ بھی اکٹھا کر دیں تو کوئی بات نہیں لیکن ہمارا [illegible] کبھی یہ مشورہ نہ دوں گا کہ وہ ایک پیسہ بھی بالمقابل بطور انعام جمع [illegible] پتہ ہے کہ فیصلہ کس طرح ہو جائے۔

غرض مولوی ثناء اللہ صاحب تو یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اب [illegible] گئی ہے بہتر ہے کہ انعامی مباحثہ میں نہ پڑوں ورنہ میرا [illegible] پکڑنا مشکل بلکہ محال ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی آپ یونہی چھیڑ بھی کئے [illegible] لئے میں نے بارہا ان کو مقابل پر بلایا اور انعام کے ساتھ بلایا مگر [illegible] حیلہ و بہانہ سے ہمیشہ انکار کرتے رہے ہیں اور اگر ان کو [illegible] آج تک ہم ان کے تمام دلائل سے واقف ہیں وہ ہمارے دلائل [illegible] پھر ان کو گھبراہٹ کیوں ہے اور گریز کے لئے حیلہ و بہانہ کیوں [illegible] جبکہ تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دل ملزم ہو چکا ہے اس لئے [illegible] صاحب کبھی مقابل نہ آئیں گے۔

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

مغربی افریقہ

مسٹر جبریل مارٹن صاحب بیرسٹر نائیجیریا سے لکھتے ہیں کہ مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے کہ حضرت مولانا صاحب کا ترجمۃ القرآن نائیجیریا میں سب سے پہلے میرے پاس آیا اور میں نے ۱۹۱۷ء اور ۱۹۲۳ء کے درمیان اس کی کئی کاپیاں فروخت کیں اس وقت مجھے تازہ ایڈیشن کے ایک قرآن کی ضرورت ہے۔ پیر شمس الدین صاحب ۱۲ر فروری کو یہاں پہنچ گئے ہیں۔ جس سے یہاں کے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ وہ آسانی سے اسلامی لٹریچر خرید سکتے ہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ پیر صاحب اپنی روانگی کی اطلاع انگلینڈ سے دیں گے۔ لیکن اطلاع بروقت نہ آنے کی وجہ سے ہم ان کی پیشوائی اور آرام کا مناسب حال انتظام نہ کر سکے تاہم آپ یقین رکھیں کہ ان کے قیام کو ہر طرح آرام دہ بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ وہ ابھی تک یہیں ہیں اور عنقریب اندرون علاقہ میں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں آپ کی انجمن کے عظیم الشان اور جاں نثارانہ کام سے جو وہ اسلام کی ترقی اور بہبودی کے لئے ہندوستان اور دنیا کے بعض دیگر حصص میں کرتی رہی اور کر رہی ہے بے خبر نہیں ہوں لیکن آپ کا یہ کام میرے خیال میں اس سے بھی بہت اہم اور عظیم الشان نظر آئے گا۔ اگر آپ حضرت مسیح موعود کی تالیفات کے انگریزی تراجم شائع کریں۔ جو کہ اس وقت دنیا کی سب زبانوں سے زیادہ بولی اور سمجھی جاتی ہے اور حضرت صاحب کی بعثت کے وقت حکام کی زبان تھی حضرت مولانا محمد علی صاحب سے بڑھ کر کوئی شخص زیادہ لائق اور اس بات کا اہل نہیں جو اس کام کی عمدگی سے نگرانی کر سکے اس لئے ہمیں حضرت مولانا صاحب کی اپنے درمیان موجودگی سے فائدہ اٹھا کر اس ضروری کام کو سرانجام دینا چاہیئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خادم اسلام زندگی کو جو جماعت احمدیہ کے لئے زندگی کا حکم رکھتی ہے لمبا کرے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہاں کی جماعت اس مبارک کام میں کامیابی حاصل ہونے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گی۔ مہربانی فرما کر اس معاملہ کی طرف خاص توجہ دیں۔ مجھے حدیث انگریزی کی کتابیں بھیجدیں۔ اخبارات کے چندے اور قیمت مطلوبہ ارسال ہیں۔

شمالی امریکہ

برادر عبد الرسول صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کا خط ملنے سے فی الحقیقت حیرت ہوئی کہ اتنی دور دراز سے ایک بھائی نے یاد کیا ہے اس کے ساتھ ہی مجھے آپ کا اسلامی لٹریچر بھی ملا جس کا میں نے مطالعہ شروع کر رکھا ہے۔ مہربانی کر کے مجھے قرآن کریم کی ایک کاپی جلد بھیجدیں تاکہ میں اس کے مطالعہ سے دل کی پیاس بجھا سکوں۔ میری دلی آرزو ہے کہ میں اس ملک میں اسلام کو زور سے پھیلانے کی خدمت ادا کر سکوں۔ میں ایک دوسرے دوست کا پتہ لکھ رہا ہوں اسے بھی لٹریچر بھیجدیں

ایک حاجی کے جہاز کے کپتان کا خط

ہر سال ہزار ہا تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ مسلمان عالم و لیڈر بیت اللہ شریف کے حج کے لئے جاتے ہیں لیکن ان میں سے کسی کو کبھی اس بات کا خیال نہیں آیا کہ وہ ان جہازوں کے غیر مسلم ملازمین کو دعوت اسلام دیں۔ یہ شرف و بزرگی اور خدمت اسلام کا کام اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے صرف انہیں لوگوں کے لئے مخصوص کیا ہے جو ہماری جماعت میں شامل ہیں یا اس سے خاص تعلق رکھتے ہیں سال رواں میں ہمارے مکرم مولوی عزیز الدین صاحب سیکنڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو جس جہاز میں انہوں نے سفر کیا یعنی اکبر نام جہاز میں۔ اس کے کپتان مسٹر بیٹی کو انہوں نے تبلیغ اسلام کی اور بطور تحفہ اسے حضرت امیر کا انگریزی ترجمۃ القرآن قسم اول دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ مولوی صاحب کی یہ تبلیغ اپنا اثر دکھائے بغیر نہ رہ سکی۔ کپتان صاحب موصوف کا حال ہی میں بمبئی سے خط آیا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں نے قرآن کریم کا دیباچہ پڑھ لیا ہے جس سے میں بہت محظوظ ہوا ہوں اور میں اس مرغوب تحفہ کو پا کر بہت خوش ہوا ہوں اور جب کبھی اس کا مطالعہ کروں گا۔ آپ کی یاد میرے دل میں تازہ رہے گی۔ مجھے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ اس کا مؤلف آپ کا دوست ہے اور میں آپ سے اس بات میں متفق ہوں کہ مؤلف نے بڑی جانفشانی اور دانائی سے اپنی قلم چلائی ہے جسے کہ ایک معمولی "انسان ذہن میں نہیں لا سکتا۔ کہ کس طرح سے ایک پاک کتاب کی ترتیب دی جائے جب تک کہ وہ انسانی ہدایت کے لئے ان تمام باتوں پر حاوی نہ ہو جن کی ضرورت ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی سیرت کا تحفہ آپ کی خاص عنایت ہوگی اور میں آپ کے اس تحفہ کو قبول کر کے بہت خوشی محسوس کروں گا۔ بشرطیکہ اس کے بھیجنے میں آپ کو تکلیف یا خرچ برداشت نہ کرنا پڑے۔ یہ آپ کی خاص عنایت ہوگی جس کے لئے میں ہمیشہ ممنون رہوں گا۔ قرآن کریم کا مطالعہ مجھے عربی زبان کے سیکھنے میں بھی مدد دے رہا ہے کیونکہ اس میں عربی الفاظ کی تشریحات موجود ہیں۔۔۔۔ ہم ۱۷ر ماہ حال کو کلکتہ جا رہے ہیں۔

جنوبی افریقہ

زولولینڈ سے مسٹر رچارڈ لکھتے ہیں کہ مجھے قرآن کریم اور ٹیچنگ آف اسلام پہنچ گئے ہیں۔ قرآن کریم کا مطالعہ کرنے کے بعد میں نے اسلام کو ایک سچا اور مضبوط مذہب پایا۔ جو جملہ بنی نوع انسان کو بلا امتیاز رنگ و قوم کے ایک سلسلہ اخوت میں منسلک کرتا ہے اور صرف ایک ہی سچے خدا کی پرستش کرنی سکھاتا ہے جو ہر ایک قسم کے انسانی نقائص سے بالاتر ہے۔ میں اب اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہوں باوجودیکہ میرے اہل و عیال اور رشتہ دار اس کے مخالف ہیں۔ یہ آپ کے بھیجے ہوئے قرآن کریم کا ہی اعجاز تھا جس نے مجھے اپنے سچے اللہ کی پرستش کا صحیح راہ دکھایا یعنی اسلام کا راستہ۔ میں آپ کی انجمن کو مبارکباد دیتا ہوں جو بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے اسلام کی سچی تعلیم کو دنیا میں پھیلا رہی ہے اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اشاعت اسلام کے کام میں کامیاب و بامراد بنائے۔

مسلم ہوسٹل

(۱) کالج میں داخل ہونے والے طلباء کے لئے لاہور میں بہترین اور سستی اقامت گاہ مسلم ہوسٹل ہے

(۲) مسلم ہوسٹل لاہور کے گرد و غبار اور شور و غل سے دور فیروز پور روڈ پر واقع ہے۔

(۳) مسلم ہوسٹل میں درس قرآن کریم کا انتظام ہے

(۴) مسلم ہوسٹل میں نماز کا باقاعدہ انتظام ہے

(۵) مسلم ہوسٹل میں بہترین مذہبی ماحول قائم ہے

(۶) مسلم ہوسٹل میں مذہبی کتب کی لائبریری موجود ہے

(۷) مسلم ہوسٹل میں لٹریری سوسائٹی قائم ہے

(۸) مسلم ہوسٹل پڑھائی کے لئے بہترین جگہ ہے

(۹) مسلم ہوسٹل کا نتیجہ ہمیشہ سو فیصدی رہتا ہے

(۱۰) مسلم ہوسٹل یونیورسٹی سے منظور شدہ ہے اس لئے آپ اپنے بچوں کو مسلم ہوسٹل میں داخل کرائیں۔

پراسپکٹس اور دیگر معلومات مندرجہ پتہ سے طلب کریں:-

(عبد الحق سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل احمدیہ بلڈنگس لاہور)

ڈاکٹر محمد جمیل صاحب توجہ فرمائیں

ڈاکٹر محمد جمیل صاحب کا خط "سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا اقرار" کے عنوان سے اخبار پیغام صلح میں مورخہ ۱۷ر اپریل ۱۹۳۷ء کو شائع ہو چکا ہے افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب مذکور کا پتہ گم ہو گیا ہے اگر یہ سطور ڈاکٹر صاحب کی نظر سے گزریں تو براہ کرم مندرجہ ذیل پتہ پر اپنا مکمل پتہ ارسال فرما کر مشکور کریں۔ خاکسار

عبد الحق پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر

کون؟

ایک صاحب نے سکاردو سرینگر کشمیر سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں خط تحریر فرمایا ہے لیکن آپ کا نام خط سے پڑھا نہیں گیا۔ اگر یہ سطور ان صاحب کی نظر سے گذریں تو مہربانی فرما کر اپنا نام خوشخط صاف تحریر فرما دیں (عبد الحق)

ضرورت رشتہ

ایک معزز دوست جو کہ جوان عمر ہیں ایک معزز سرکاری عہدہ پر بشاہرہ ۱۱۵ روپے ماہوار نوکر ہیں شادی کے خواہشمند ہیں اس کی پہلی بیوی فوت ہو گئی ہے اور پانچ بچے چھوڑ گئی ہے تنخواہ کے علاوہ معقول جائداد کے مالک ہیں جس کا کرایہ کافی آتا ہے۔

معرفت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

ہیئت سے اینٹ بجاتی ہے اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن کو جس طرح پاؤں کے نیچے روندکر اسے خلیفہ کے ملازموں اور نوکروں کی ایک ٹولی کی حیثیت دیدی گیا اس سے صاف نظر نہیں آتا کہ میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کی وصیت کو ایک ردی کے کاغذ کے برابر بھی وقعت نہیں دی۔ بلکہ بعض ان کے ہونہار فدائیوں نے الوصیت کا ذکر کرنے پر نہایت حقارت سے یہاں تک کہہ دیا کہ اب پرانت لئے پھرتے ہیں گیدڑ نامہ۔

حضرت مسیح موعود کی وصیت کو "گیدڑ نامہ" کہنے کی اسی لئے جرأت ہوئی کہ میاں صاحب نے اپنے عمل سے حقیقت الواقعہ ایک گیدڑ نامہ کی حیثیت ہی دیدی یعنی حضرت مسیح موعود کی تجویز اور ہدایت دیکھا اور تحریروں کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا کہ خلافت کا یہی مقصد ہوتا ہے کہ جس کا خلیفہ ہو اسی کی وصیت اور تعلیم کی جڑیں کاٹ کر رکھدے۔ یکسر شاخ وبن می بریدہ ایسا شخص تو دشمن ہوا کرتا ہے نہ کہ دوست۔ وصیت بدلنے کی تو ایک ہی صورت قرآن کریم نے بتائی ہے کہ فمن خاف من موص جنفا او اثما فاصلح بینہم فلا اثم علیہ (البقرہ) کہ اگر یہ اندیشہ ہو کہ وصیت کرنے والے نے کسی کی طرفداری کی ہے یا گناہ کیا ہے یعنی خدا کے حکم کے خلاف وصیت کی ہے تو پھر اگر ان کے درمیان اصلاح کردی جائے تو کوئی گناہ نہیں۔ اگر میاں صاحب کا یہ فعل صحیح ہے تو پھر ماننا پڑیگا کہ حضرت مسیح موعود نے وصیت لکھنے میں خدا کی کوئی نافرمانی کی تھی جس کی میاں صاحب نے اصلاح کردی ورنہ میاں صاحب کو پھر وصیت کے خلاف کرنے کا کوئی حق باقی نہیں رہتا۔ مگر دیکھو تو دور جانے کی ضرورت ہی نہیں میاں صاحب اپنے بیان سے کہتے ہیں کہ وصیت کے مطابق جو انجمن بنی اس میں اسلام کے بنیادی مسئلہ خلافت کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ اللہ اللہ۔ اسلام کا بنیادی مسئلہ ہو اور حضرت مسیح موعود کو اس کی خبر ہی نہ ہو۔ وصیت لکھنے بیٹھیں تو اس کا ذکر ہی نہ کریں۔ عجب مسیح موعود دنیا میں آیا۔ بلکہ بقول میاں محمود احمد صاحب نبی دنیا میں آیا جسے اپنے تو نبوت کا ہی پتہ نہ لگا۔ بارہ برس کے بعد پتہ لگا تو پھر بھی دیسے صاف نہ کہا یہاں تک کہ مریدوں تک کو پتہ لگ نہ سکا کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا ہے۔ آپ کی وفات سے چھ برس بعد جب لاہوریوں نے شور مچایا کہ خلافت کی خلافت کیسی، خلافت تو نبوت کی ہوا کرتی ہے اور حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔ تو میاں محمود احمد صاحب کو اپنی خلافت کے استحکام کی فکر میں انکشاف ہوا کہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ تو نبوت کا تھا۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ کہو کہ اسی مزعومہ خلافت کی خاطر نبوت کا ڈھونگ رچایا گیا کہ نبوت بنیگی تو خلافت بھی بن جائیگی۔ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود کے علم کا یہ حشر ہوا۔ خلافت کے بارے میں نعوذ باللہ آپ بالکل ہی کورے ثابت ہوئے کہ وفات تک پتہ نہ لگا کہ خلافت تو اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے اور میں اس بنیادی مسئلہ کا اپنی وصیت میں نام تک نہیں لیتا جس سے بقول میاں صاحب جماعت خطرات میں مبتلا ہوگئی۔ اب فرمائیے کیا سمجھیں، حضرت مسیح موعود کو خلافت کے بارے میں نعوذ باللہ ضلالت اور جہالت پر سمجھیں یا یہ سمجھیں کہ میاں صاحب کی ہوس اقتدار اور تمنائے سیاست وحکومت نے یہ ضد جمادی ہے کہ مطاع الکل خلیفہ کے وجود کو زبردستی اسلام کا بنیادی مسئلہ بنا ڈالا۔

میاں صاحب پوپ کے نقش قدم پر

جس شان کی خلافت میاں صاحب پیش کرتے ہیں وہ یا تو زمانہ وسطی میں روما کے پوپ کو حاصل تھی۔ یا شیعوں میں بالخصوص فرقہ باطنیہ میں ان کے امام کو حاصل تھی۔ یا پھر بہاء اللہ نے اس عصمت کبریٰ کے مقام کا دعویٰ کیا تھا کہ جو وہ کہدے وہی صحیح ہے یا پھر آج میاں محمود احمد صاحب اس کے مدعی ہیں جن پر سچے اعتراضات کرنے والا بھی مستوجب عذاب ہے۔

الوصیت عین شریعت اسلام کے مطابق ہے

اسلام کا دامن ایسی خرافتوں سے پاک ہے۔ اسلام میں تو سلطنت کا کام ہو یا تنظیم جماعت کا سب شوریٰ کے ماتحت ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں صریح حکم ہے کہ وامرہم شوریٰ بینہم کہ ان کے کام شوریٰ سے سرانجام پاتے ہیں۔ میاں صاحب کی لغت میں تو شوریٰ شور سے مشتق ہے اور خلیفہ کے سامنے زبان ہلانا جرم ہے۔ دنیا کے بہترین تبصرو دماغ بھی اگر کوئی تجویز کریں اور خلیفہ اس سے متفق نہ ہو تو وہ سب کالعدم ہو جائیگا۔ مگر قرآن کے نزدیک مسلمانوں کی سلطنت یا تنظیم جماعت جیسی بھی ہوگی شوریٰ کے ماتحت ہوگی۔ اس کے نزدیک ایک فرد واحد کے دماغ پر بھروسہ کرنا غلطی ہے کیونکہ دماغ خواہ کیسا ہی عمدہ ہو اس سے غلطی کا احتمال کم ہو جائیگا۔ یہاں تک کہ خود حضرت نبی کریم صلعم کو ان امور کے متعلق جن میں وحی ہوتی تھی لوگوں سے مشورہ کر کے کام کرنے کا حکم دیا جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا کہ شاورھم فی الامر کہ معاملات میں لوگوں سے مشورہ کر لیا کر اور خود حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا ماتشاور قوم قط الا ھدوا۔ جو قوم مشورہ پر چلتی ہے وہی کامیاب ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت علی نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ آپ کے بعد جو اہم معاملات پیش آویں ان میں طریق عمل کیا اختیار کیا جاوے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اجمعوا لہ العابد من امتی فاجعلوہ بینکم ولا تقضوا برای واحد یعنی میری امت کے نیک لوگوں کو جمع کرو اور اس معاملہ میں آپس میں مشورہ کرو اور ایک کی رائے سے اس کا فیصلہ نہ کرو۔ ٹھیک اسی کے مطابق حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں انجمن کی بنیاد ڈالی اور تمام امور مشورہ سے طے کرنے کا حکم فرمایا۔ اور اس انجمن کو اپنا جانشین بنایا۔ اور اس کی کثرت رائے کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا ساری جماعت کو حکم دیا۔

ہم قرآن و حدیث اور وصیت پر قائم ہیں

مولوی محمد علی صاحب ہوں یا ہماری جماعت کا کوئی فرد خدا نہ کرے وہ قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کی وصیت کے خلاف کسی نتیجہ پر پہنچے ہم تو خدائے بلند و برتر سے اس امر سے پناہ مانگتے ہیں۔ آج سے ۲۲ سال قبل ۵۰ سال کا بڈھا جس امر پر قائم تھا وہ قرآن و حدیث کا حکم اور حضرت مسیح موعود کی وصیت تھی۔ اور اللہ کے فضل سے وہ آج بھی اسی پر قائم ہے۔ ۲۵ سالہ نوجوان نے جس رنگ میں اس وقت خلافت کو پیش کیا تھا وہ خلاف قرآن، خلاف حدیث، خلاف وصیت مسیح موعود تھی وہ اس وقت بھی غلط تھی آج بھی غلط ہے۔ خدا نہ کرے ہم اس ۲۵ سالہ نوجوان کے نکتہ کی طرف رجوع کریں جس سے قرآن و حدیث کی عدول حکمی لازم آئے اور حضرت مسیح موعود کی وصیت پارہ پارہ ہو جائے اور اس کی مخالفت کرنے والے ہم ہی ہیں۔

صدر عمر رسیدہ کیوں ہونا چاہیئے؟

میاں صاحب طنزاً فرماتے ہیں کہ کیوں یہ کہا گیا تھا کہ صدر انجمن کا پریذیڈنٹ چالیس سال کی عمر کا ہونا چاہیئے نوجوان کا ہونا ٹھیک نہیں۔ مگر اس کو کیا کیا جائے کہ واقعات شہادت دے رہے ہیں کہ ۲۵ سالہ نوجوان نے خلیفہ بن کر کیا کیا ستم ڈھائے۔ سب سے پہلے تو اپنے والد بزرگوار خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی وصیت کو ردی کی ٹوکری میں پھینکا اور صلح حدیبیہ کو اسقدر بیہودہ رنگ دیا جس کا اسلام میں کہیں نام ونشان نہیں۔ پھر اسے مستحکم کرنے کیلئے اجرائے نبوت کا ڈھونگ رچایا اور تکفیر مسلمانان عالم کر کے گویا ایک نئے دین کی بنیاد ڈال دی۔ نعل بہ نعل تو اگر میاں محمود احمد صاحب کا دین مسلمانوں سے الگ کوئی نیا دین نہیں تو پھر اس میں داخل ہوئے بغیر کوئی مسلمان کیوں نہیں ہو سکتا۔ یہ ضرور تھی تبھی ہیں کیا جو ۲۵ سالہ نوجوان خلیفہ نے امت پر ڈالدیں اور کیا یہ چھوٹا سا فتنہ تھا جو ان نے اسلام میں پیدا کر دیا۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ ایک نوجوان کے ہاتھ سلسلہ دیکر اسے بچوں کا کھیل نہ بننے دو کہیں ایسا نہ ہو کہ سلسلہ اسلام کے خادم ہونے کی حیثیت سے نکل کر بالمقابل رقیب بنکر کھڑا ہو جائے وہ آخر وہی ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میاں صاحب کی غلط فہمی یا غلط بیانی

پہلے مولوی محمد علی صاحب ۵۰ سال کے ہو کر بھی اسی نکتہ پر قائم ہیں جس پر آج سے ۲۲ سال قبل قائم تھے۔ نہ معلوم میاں صاحب نے یہ کہاں سے ہوائی اڑا دی کہ مولوی محمد علی صاحب اسی نتیجہ پر آج پہنچے ہیں جس پر آج سے ۲۲ سال قبل میاں صاحب پہنچے تھے۔ ان کے تو یہ معنے ہوں گے کہ حضرت مسیح موعود کی وصیت ان کے نزدیک بھی اسلامی نقطہ نگاہ سے غلط ہے معاذ اللہ۔ یہ شرف میاں صاحب کو ہی مبارک رہے۔

پھر یہ کہنا ہے کہ غلام نبی مسلم صاحب کے کسی فقرہ سے میاں صاحب نے ایسا اخذ کیا ہے تو غرض یہ ہے کہ اول تو مسلم صاحب کے کسی فقرہ کو مولوی محمد علی صاحب کی طرف منسوب کرنا کیا معنی؟ مولوی محمد علی صاحب زید یا بکر کے کسی مضمون کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے اور نہ مسلم صاحب ساری جماعت کے نمائندہ ہیں۔ دوم یہ کہ مسلم صاحب نے بھی جو امام کی اطاعت کو ضروری قرار دیا تو قرآن اور حدیث کے ماتحت ہی ضروری قرار دیا۔ کیا انہوں نے یہ لکھا تھا کہ ایک مطاع الکل معصوم خلیفہ کی ضرورت ہے جس پر سچے اعتراض کرنا بھی گناہ ہوں اور جو انجمن پر بھی حاکم ہو۔ حاشا وکلا کہیں ایسا نہیں لکھا۔ یہ عقائد مخصوص تو میاں صاحب اور انکی جماعت کے ہیں جو خلاف قرآن و سنت ہیں کیونکہ قرآن کریم میں تو صاف لکھا ہے کہ یاایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو صاحب امر یعنی صاحب حکومت ہو اس کی اطاعت کرو۔ اگر کسی بات میں تمہارا آپس میں جھگڑا ہو جائے تو معاملہ کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو۔ یہاں اللہ اور رسول قانون شریعت کے مترادف ہیں کیونکہ قرآن اور حدیث پر ہی قوانین شریعت کی بنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اصل حکومت اللہ اور رسول یعنی قرآن و حدیث یا دوسرے لفظوں میں قانون کی ہے جسے انگریزی میں لاء (Law) یا جوڈیشل اختیارات کہتے ہیں۔ اس کے بعد صاحب امر کی اطاعت کا حکم ہے۔ صاحب امر کو امیر کہہ لو اگر نبی کا جانشین ہو تو خلیفہ کہہ لو۔ امیر یا خلیفہ کا یہ کام ہے کہ وہ قانون کو لوگوں سے منوائے اور اس پر عملدرآمد کروائے۔ اس کیلئے ضروری تھا کہ اس کی اطاعت کا حکم بھی دیا جاتا کیونکہ اس کے قانون کی حکومت قائم نہیں ہو سکتی۔ اسے انگریزی میں ایگزیکٹو اختیارات کہتے ہیں مگر اس کی اطاعت قانون یعنی قرآن و حدیث کے احکام کے ماتحت ہوگی ان کے خلاف میں نہیں۔ بالکل ممکن ہے کہ کسی امر میں ایک امیر یا خلیفہ اپنے ایگزیکٹو اختیارات کے استعمال میں قانون یعنی قرآن و حدیث کے خلاف چل جائے۔ اس لئے یہ اجازت دی کہ اگر رعایا کو امیر یا خلیفہ سے کسی امر میں اختلاف ہو جائے تو بیشک قانون یعنی قرآن و حدیث کی طرف رجوع کیا جائے اور قانون کی عدالت میں اس کے خلاف چارہ جوئی کی جائے اور امیر یا خلیفہ اور پبلک سب کو قانون یعنی قرآن و حدیث کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا جس میں بہت ممکن ہے کہ امیر یا خلیفہ کی غلطی ثابت ہو۔

میاں صاحب کا اپنا قول

خود میاں صاحب نے بھی ۲۰ فروری ۱۹۱۳ء کے الفضل میں ۔۔ یہی لکھا کہ بعض مسائل میں ایک خلیفہ نے ایک فیصلہ دیا ہے دوسرے نے کچھ اور۔ پھر بعض مقام پر خلیفہ کا منشا کچھ اور ہے اور کسی دوسرے صحابی کا فیصلہ کچھ اور۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن و حدیث اب تک موجود ہیں ان سے اب بھی پتہ لگ سکتا ہے کہ کس کی بات سچی تھی اور کس کا اجتہاد غلطی پر تھا۔ مگر اس زمانہ میں میاں صاحب خلیفہ نہ تھے۔ مولانا نورالدین صاحب مرحوم خلیفہ تھے جب ایک کفر و اسلام میں انہیں اپنے سے اختلاف کرتے ہوئے پایا تو میاں صاحب کو بھی خلفاء راشدین اور صحابہ کا طرز عمل اور روش یاد آگئی اور اس کی بنا پر خلیفہ کے فتاویٰ کو کالعدم کرنیکا جواز نکال لیا۔ مگر اب وہ خود خلیفہ ہیں۔ یہاں اختلاف کرنا بلکہ سچے اعتراض کرنا بھی خدا کے عذاب کا مستوجب بنا دیتا ہے۔ یہاں اگر کوئی روش پسند ہو سکتی ہے تو وہ پوپ کی یا ان کا اثر کی ہو سکتی ہے نہ کہ اصحاب کی۔ یہ ہیں دوسروں کے ماپنے کا پیمانہ اور اور اپنے لئے ماپنے کا پیمانہ اور۔

پس مسلم صاحب نے اگر امیر کی اطاعت کا ذکر کیا تو ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث کے ماتحت ہی اطاعت کا ذکر کیا جیسا کہ قرآن مجید میں ذکر ہے۔ قرآن کریم تو یہی بتلاتا ہے کہ مسلمانوں کا ہر ایک امر شوریٰ کے ماتحت ہونا چاہیئے اور حدیث اسی کی تائید کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے بھی اسی کے ماتحت انجمن بنائی اس انجمن یا مجلس شوریٰ نے پریذیڈنٹ کو امیر کے اختیارات دیئے تاکہ وہ ان قوانین اور ریزولیوشن پر جماعت سے عملدرآمد کرائے جو جماعت کی ترقی اور بہبودی کے لئے ہیں۔ اس لئے جماعت کیلئے اس کی اطاعت ضروری ہے۔ اگر امیر غلطی کریگا تو وہ مجلس شوریٰ کے آگے جوابدہ ہے اس کے غلط حکم کی واں چارہ جوئی ہو سکتی ہے۔ مگر مجلس شوریٰ اور امیر سب پر قانون (یعنی) قرآن و حدیث کی حکومت ہو خدا اور رسول نے بتائے ہوئے قوانین کے خلاف کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہو سکتی۔

بقیہ لکھنے کا ہم

پس جناب میاں صاحب کا یہ ہفوات کہ مولوی محمد علی صاحب نے خلافت کے ۲۲ برس کے بعد اپنا نقطہ نظر بدل لیا ہے اور میاں صاحب کے نقطہ پر آگئے ہیں

* یہ بھی سراسر افسوسناک غلط بیانی بلکہ بہتان ہے کیونکہ لغو کسی بنیاد کے ہیں۔ اور ساتھ ہی میاں صاحب کا یہ بھی فرمانا صحیح نہیں کہ ہمارے لوگ آج سے ۲۲ سال قبل کہا کرتے تھے کہ قادیان کے اسکول پر آریوں و عیسائیوں کا قبضہ ہو جائیگا ہم ایسا کبھی نہیں کہتے

بچوں کا صفحہ

پیارے بچو! ہم احمدی اور پکے مسلمان ہیں۔

(از محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ)

پچھلے دنوں یہ تحریک کیگئی تھی۔ کہ ہر اتوار کو ایک احمدی تبلیغ احمدیت کا فرض ادا کرے۔ میں چاہتی ہوں۔ کہ ہماری احمدی بہنیں بھی اس تحریک میں عملاً شامل ہوں اور وہ اس طرح کہ وہ ہر اتوار کو اپنے بچوں کو باتوں باتوں میں احمدیت کے متعلق ... بڑے لڑکے لڑکیوں سے کوئی کتاب پڑھوا کر سنی جائے۔۔ درمختلف سوال کر کے یہ معلوم کیا جائے۔ کہ وہ سمجھ رہے ہیں یا نہیں۔ اس کے علاوہ میں چاہتی ہوں کہ اخبار پیغام صلح میں ننھے بچوں کیلئے نہایت آسان فہم عبارت میں ایک ... شروع کیا جائے۔ بچے عموماً کہانیاں پسند کرتے ہیں۔ اس لئے اگر کہانی کے رنگ میں لکھا جائے۔ تو انکی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ مندرجہ ذیل سطور بطور نمونہ لکھی ہیں۔ اگر پسند کی گئیں تو اس سلسلہ کو انشاء اللہ جاری رکھا جائے گا۔ احمدی ... کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ مضمون اپنے بچوں کو پڑھنے کو دیں۔ اور اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

گرمیوں کا موسم تھا۔ اور چاندنی رات۔ ماجد جس کی عمر سات سال کی تھی۔ اپنے سفید اُجلے بستر پر لیٹا ہوا چاند کو دیکھ رہا تھا اس کا بڑا بھائی خالد صبح کالج جانے کے لئے کپڑے درست کرنے کی فکر میں تھا۔ اور کھڑا اپنی ٹوپی کو برش کر رہا تھا۔ ماجد کی والدہ کھانے وغیرہ سے فارغ بیٹھی پان لگا رہی تھیں کہ خالد بولا۔ امی جان آج کالج میں مجھے عربی کے مولوی پر بہت غصہ آیا۔ وہ جانتا ہے نا کہ ہم دو چار لڑکے احمدی ہیں۔ اس لئے جان بوجھ کر دق کرتا ہے۔ یہ سن کر ماجد کی توجہ چاند کی طرف سے ہٹ کر ان باتوں کی طرف ہو گئی۔ اور بولا۔ امی پہلے مجھے بتائیے کہ ہم احمدی ہیں۔ یا مسلمان۔ ایک لڑکا اسکول میں مجھے کہتا تھا کہ تم احمدی ہو اور میں کہتا تھا نہیں میں تو مسلمان ہوں۔

ماجد کی والدہ۔ بیٹا تم جواب دینا کہ احمدی ہی پکے مسلمان ہیں

ماجد۔ تو امی ہم اگر مسلمان ہیں۔ تو پھر ہمارا نام احمدی کیوں ہے

ماجد کی والدہ:۔ اس لئے کہ کچے اور پکے مسلمانوں میں فرق معلوم ہو جائے۔ لو میں تم کو بتاتی ہوں۔ کہ ہمارا نام احمدی کیوں ہے تم کو یاد رہے۔ کہ اس دن میں نے تمہیں نبی کریمؐ کا حال سنایا تھا۔

ماجد۔ (جلدی سے) ہاں ہاں امی۔ مجھے یاد ہے۔ وہی نبی کریمؐ جو عرب میں پیدا ہوئے تھے۔ اور نیک کاموں کا حکم دیتے تھے۔ اور بچوں سے بہت پیار کرتے تھے وہی نا

ماجد کی والدہ۔ ہاں وہی تو ــــ تو سنو ہمارے نبی کریمؐ کو گزرے ساڑھے تیرہ سو سال ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔

ماجد۔ امی وہ کس سن میں پیدا ہوئے تھے۔

ماجد کی والدہ۔ سن پانچ سو اکہتر عیسوی میں

ماجد۔ تو میں تو سن انیس سو چھتیس میں پیدا ہوا تھا۔ نا۔

ماجد کی والدہ۔ ہاں! تو تم بات سنو۔ جب اتنا لمبا عرصہ گزر گیا۔ تو لوگ وہ اچھی اچھی باتیں جو ہمارے نبی کریمؐ نے بتائی تھیں بھول گئے۔ اور قرآن شریف میں جو حکم خدا نے دیئے ہیں۔ ان کو چھوڑ دیا۔۔۔۔۔

ماجد۔ امی دیکھئے میں تو اللہ کا حکم مانتا ہوں۔ اور کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ آپ نے کہا تھا نا کہ اللہ میاں کہتے ہیں۔ ہمیشہ سچ بولو۔

ماجد کی والدہ۔ تم بڑے پیارے بچے ہو۔ لو سنو جب لوگوں نے خدا کو بھلا دیا۔ اور نماز پڑھنی چھوڑ دی۔ اور آپس میں لڑائی جھگڑے کرنے لگے۔ اور جھوٹی کہانیاں اور قصے بنا کر کہنے لگے۔ کہ یہی اسلام ہے۔ تو۔۔۔۔۔

ماجد۔ امی کیا لوگوں نے جھوٹی کہانیاں بنائی تھیں۔

ماجد کی والدہ۔ بہت سی بیہودہ باتیں بنالی تھیں۔ مثلاً یہ کہ حضرت عیسٰیؑ آسمان پر زندہ چڑھ گئے۔ اور اب تک زندہ بیٹھے ہیں بھلا کوئی آسمان پر زندہ جاسکتا ہے۔

ماجد۔ تو امی وہ ہوائی جہاز پر بیٹھ کر نہیں جاسکتے تھے۔

ماجد کی والدہ۔ ہوائی جہاز آسمان پر کہاں جاسکتا ہے وہ تو چند ہزار فٹ سے اونچا نہیں جاسکتا۔ دوسرے خدا نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ جو شخص پیدا ہوا ہے وہ ایک دن ضرور مرے گا۔ اور کوئی شخص آسمان پر زندہ نہیں جاسکتا۔ اس لئے حضرت عیسٰی بھی فوت ہو گئے ہیں۔ مگر لوگوں نے جھوٹ موٹ یہ قصہ بنایا۔ پھر عیسائیوں نے جو حضرت عیسٰی کو خدا مانتے ہیں۔ یہ کہنا شروع کیا۔ کہ تمہارے نبی تو مر گئے۔ اور زمین کے نیچے دفن ہو گئے۔ مگر ہمارے عیسٰی آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔ اور اس لئے وہ خدا بن گئے پھر وہ آسمان سے اتر کر آئیں گے۔ اور سب لوگوں کو اپنا پیرو بنائیں گے بچارے مسلمانوں کو اس کا جواب سمجھ میں نہ آ سکتا تھا۔ اور وہ عیسائی ہو جاتے تھے۔ اس لئے خدا نے اس زمانے میں اسلام کی حفاظت کیلئے ایک شخص کو بھیجا جس کا نام غلام احمدؑ تھا۔ انہوں نے آکر لوگوں کو سمجھایا۔ کہ دیکھو کوئی دنیا سے زندہ آسمان پر نہیں جاسکتا۔ اور نہ اتنی مدت تک کھائے پیئے زندہ رہ سکتا ہے۔ اسلئے حضرت عیسٰی تو فوت ہو گئے ہیں۔ اور وہ ہرگز اس دنیا میں واپس نہیں آسکتے۔ ... خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ کہ تم سب کو اسلام و قرآن کی ٹھیک باتیں بتاؤں۔ پس جو شخص مرزا غلام احمد کے ساتھ ... اور خدا کے حکموں کو مان لیا وہ احمدی بن گئے۔ اور وہی ... ہیں کیونکہ انہوں نے اسلام پر عمل کیا۔

ماجد۔ امی آپ نے مرزا غلام احمد صاحب کو دیکھا ...

ماجد کی والدہ۔ ہاں دیکھا ہے اس وقت میں تھی ... کوئی بارہ تیرہ برس کی۔

ماجد۔ وہ بھی بچوں کو بہت پیار کرتے تھے؟

ماجد کی والدہ۔ ہاں وہ بچوں کو بہت پیار کرتے ... کہتے تھے کہ اپنے بچوں کو اچھی اچھی باتیں سکھاؤ تاکہ ... ہو کر اسلام کے بہادر سپاہی بنیں اور سب انکی عزت ...

ماجد۔ میں تو جرنیل بنوں گا۔ اور گھوڑے پر چڑھ کر لڑوں گا ...

ماجد کی والدہ۔ انشاء اللہ ضرور

ماجد۔ امی ہمارے نبی کریمؐ بڑے ہیں یا مرزا غلام ...

ماجد کی والدہ۔ نبی کریمؐ تو سب سے بڑے ہیں ... سے بھی بڑے ہیں۔

ماجد (خوش ہو کر) اور وہ ہمارے نبی ... عیسائیوں کے نبی تو چھوٹے ہیں۔

ماجد کی والدہ۔ بیٹا تمام نبی جو دنیا میں آئے ... نیک اور پیارے بندے ہیں۔ اور ہم ان سب ...

ہیں۔ اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ حضرت عیسےٰ بھی خدا کے پیارے اور نیک بندے تھے مگر ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑے اور سب کے سردار ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔

ماجد۔ کیوں نہیں آئے گا۔ آپ تو کہتیں تھیں۔ کہ جب لوگ بُری بُری باتیں کرنے لگتے ہیں۔ تو اللہ میاں اپنے نبی کو بھیج دیتا تھا۔ کہ لوگ نیک بن جائیں۔

ماجد کی والدہ۔ بیٹا اب رات زیادہ آگئی ہے۔ اور تم نے صبح اسکول جانا ہے۔ اب سو رہو۔ کل انشاء اللہ تم کو یہ سب سمجھاؤں گی۔

ماجد۔ امّی ضرور بتاؤ گی نا۔ میں آپ کو یاد دلاؤں گا۔

ماجد کی والدہ۔ انشاء اللہ ضرور۔ (باقی آئندہ)

احباب عراق کی قابل تقلید قربانی

بغداد مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء

برادر کرم جناب محاسب صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج آپ کی خدمت میں ڈرافٹ نمبر ۹۱۸۵۴ تین سو چورانوے روپے سات آنہ از اسٹرن بنک بغداد ۱۰ اپریل بنک آف انڈیا لاہور ارسال ہیں۔ مجمل تفصیل نیچے درج ہے۔ پوری تفاصیل آیندہ ارسال کروں گا۔ رسید سے مطلع فرماویں۔

	روپیہ آنہ پائی
مفت تقسیم "ریلجن آف اسلام"	۱۲۰ — ۰ — ۰
بحساب دار الکتب اسلامیہ	۱۰۰ — ۲ — ۰
چندہ ماہواری از ممبران جماعت	۷۷ — ۱ — ۰
ائٹ سپین فنڈ	۲۵ — ۱۴ — ۰
بچت فنڈ	۲۰ — ۱۲ — ۰
عید فنڈ بر موقع عید الضحیٰ	۱۹ — ۰ — ۰
مسجد فنڈ " " "	۱۵ — ۰ — ۰
بحساب اخبار پیغام صلح	۸ — ۰ — ۰
تعلیمی وظائف	۲ — ۰ — ۰
ارشاد الٰہی	۶ — ۱۰ — ۰
میزان	۳۹۴ — ۷ — ۰

خاکسار تصدق

مفت تقسیم کتاب "ریلجن آف اسلام"

بغداد ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء

از جناب میاں محمد یعقوب صاحب بغداد ۶	۴۰ — ۰ — ۰
" " اے آر سلیمان میانجی بصرہ ۶	۴۰ — ۰ — ۰
" " ایم آر مرزا صاحب بغداد ۱	۶ — ۱۰ — ۹
" " اسمٰعیل محمود صاحب اعظمیہ ۱	۶ — ۱۰ — ۹
" " ابراہیم آدم صاحب سجوانی بغداد ۱	۶ — ۱۰ — ۹
" " سید عابد علی صاحب خانقین ۱	۶ — ۱۰ — ۹
" " احمد اللہ صاحب منپاڈی ۱	۶ — ۱۰ — ۹
" " سید تصدق حسین قادری ۱	۶ — ۱۰ — ۹
میزان ۱۸	۱۲۰ — ۰ — ۰

(نوٹ: مذکورہ بالا اصحاب کے پتے اس سے قبل ارسال کر چکا ہوں۔ اس سے لیکر کتابوں کے سرورق پر لکھیں

یہ اٹھارہ کتابوں کی قیمت ارسال ہے۔ باقی ذکر کتابوں کی قیمت وصول کرکے انشاء اللہ آیندہ ارسال ہوگی۔ (خاکسار تصدق)

چندہ ماہواری از ممبران جماعت

بغداد مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء

جناب سید عابد علی صاحب فروری مارچ اپریل ۱۹۳۷ء ۳ ماہ	۳۰ — ۰ — ۰
" عبدالعزیز صاحب نومبر دسمبر جنوری فروری ۴ "	۲ — ۱۰ — ۶
" سلطان علی صاحب فروری مارچ ۲ ماہ	۶ — ۱۰ — ۶
" عبدالرحمٰن صاحب انصاری فروری مارچ ۲ ماہ	۲ — ۲ — ۰
" ابراہیم آدم صاحب سجوانی فروری مارچ ۲ ماہ	۶ — ۱۰ — ۰
" محمد شیر گل صاحب جنوری " ۳ "	۹ — ۰ — ۰
" عبدالحکیم صاحب " ۲ "	۱۰ — ۰ — ۰
" سید تصدق حسین قادری مارچ اپریل " "	۱۰ — ۰ — ۰
میزان	۷۷ — ۱ — ۰

بحساب ارشاد الٰہی

بغداد ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء

	پائی آنہ روپیہ
از جناب ابراہیم صاحب سجوانی فروری۔ مارچ	۶ — ۱۰ — ۰
میزان	۶ — ۱۰ — ۰

(خاکسار تصدق)

بچت فنڈ

بغداد مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء

از جناب سید عابد علی صاحب	۲ — ۰ — ۰
" " سلطان علی صاحب	۳ — ۳ — ۰
" " عبدالحکیم صاحب	۱ — ۸ — ۶
صندوقچی تحویل سید تصدق حسین	۱۴ — ۰ — ۶
میزان	۲۰ — ۱۲ — ۰

(خاکسار تصدق حسین)

چندہ دہندگان عید فنڈ و مسجد فنڈ بر موقع عید الاضحیٰ

بغداد مورخہ ۱۵ اپریل۔

	عید فنڈ	مسجد فنڈ
سید عابد علی خانقین	۱ — ۰ — ۰	۱ — ۰ — ۰
ابراہیم آدم صاحب سجوانی بغداد	۱ — ۰ — ۰	۱ — ۰ — ۰
سلطان علی صاحب "	۱ — ۰ — ۰	۱ — ۰ — ۰
الدجوابا صاحب "	۱ — ۰ — ۰	۱ — ۰ — ۰
محمد شیر گل صاحب "	۱ — ۰ — ۰	۱ — ۰ — ۰
عبدالحکیم صاحب خانقین	۱ — ۰ — ۰	۱ — ۰ — ۰
الالین شیر محمد صاحب سن اریان	۱ — ۰ — ۰	۱ — ۰ — ۰
ماسٹر فضل دین صاحب بغداد	۱ — ۰ — ۰	۱ — ۰ — ۰
عبدالرحمٰن صاحب انصاری بغداد	۱ — ۰ — ۰	۱ — ۰ — ۰
والدہ صاحبہ ابراہیم فخریہ بانو "	۱ — ۰ — ۰	۱ — ۰ — ۰
سید تصدق حسین قادری "	۱ — ۰ — ۰	۱ — ۰ — ۰
اسمٰعیل محمود صاحب اعظمیہ	۱ — ۰ — ۰	۱ — ۰ — ۰
عزیزہ نور النساء بنت تصدق حسین بغداد	۰ — ۱۰ — ۲	۲ — ۰ — ۱
صاحبزادگان ماسٹر فضل دین صاحب بغداد	۰ — ۱۳ — ۰	
عزیز ابراہیم ابن تصدق حسین بغداد	۰ — ۱۰ — ۲	
سید عابد علی صاحب "	۱ — ۱ — ۰	
صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب انصاری بغداد	۰ — ۲ — ۳	
" محمد شیر گل بغداد	۰ — ۱ — ۲	
عزیز عبدالرحیم ابن ابراہیم آدم سجوانی بغداد	۰ — ۴ — ۳	
مجید آفندی الکبیر "	۰ — ۱۰ — ۲	۱ — ۱۰ — ۹
التفات حسین خان صاحب کفری	۱ — ۰ — ۰	۱ — ۰ — ۰
اہلیہ صاحبہ سلطان علی بغداد	۱ — ۰ — ۰	
مجید آفندی الصغیر	۱۰ — ۲	۶ — ۹
میزان	۱۹ — ۰ — ۰	۱۵ — ۰ — ۰

تعلیمی وظائف

بغداد مورخہ ۱۵ اپریل

از سید تصدق حسین قادری رکن انجمن مارچ و اپریل دو ماہ	۲ — ۰ — ۰
میزان	۲ — ۰ — ۰

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں

خدا تعالےٰ کے زبردست ہاتھ کا مشاہدہ

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے ۲۶ مئی ۱۹۳۷ء کو حضرت مسیح موعود کے یوم وصال پر عنوان بالا پر ایک انعامی مضمون کا اعلان کیا گیا ہے۔ اخبار پیغام صلح کے ذریعہ تمام بیرونی نوجوانوں کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔ مضامین تحریری ہوں گے۔ اور مضمون نگار دوست اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ مضمون تین ہزار الفاظ سے زائد نہ ہو۔

تمام مضامین ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء تک سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے پاس پہنچ جانے ضروری ہیں۔ مضمون پر سکرٹری لوکل ینگ مین ایسوسی ایشن یا سکرٹری لوکل انجمن کی تصدیق لازمی ہے جو مضامین ۲۰ مئی تک موصول نہ ہوں گے ان پر انعام کیلئے غور نہیں ہوسکیگا۔ دس روپیہ کے تین انعام منظور ہوئے ہیں۔ اول پانچ روپیہ (صہ) دوم تین روپیہ (سے) سوم دو روپیہ (عہ)۔ فیصلہ کے لئے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ جناب مولانا عبدالحق صاحب اور مولانا ناصر تفضلے خان صاحب کے اسماء گرامی بطور جج مقرر ہوئے ہیں۔

الداعی الی الخیر۔ عبدالحق سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور۔

(بقیہ صفحہ ۴)

ختم کیا یعنی اپنی آمد سے پورا کر دیا۔

(۱۳) بحر ثانی۔ انگریزی ڈکشنری مصنفہ ایڈورڈ ولیم لین:-
The last of the prophets کہ خاتم النبیین
کے معنی ہیں سب نبیوں میں سے آخری

خاتم النبیین کے معنی مفسرین امت کے نزدیک

تمام مفسرین امت کے اقوال جمع کرنا بہت طوالت چاہتا ہے لیکن اس کے لئے سیدا دعویٰ ہے کہ کسی مفسر نے آج تک خاتم النبیین کے وہ معنی نہیں کئے جو قادیان کی غالی جماعت کے سرگروہ میاں محمود احمد صاحب نے کئے ہیں اس کا اعتراف خود بعض منصف مزاج قادیانی احباب کو ہے۔ چنانچہ جامعہ احمدیہ قادیان کے پرنسپل سید محمد سرور شاہ صاحب فرماتے ہیں

"سب مفسرین ختم کے معنی سب سے آخری نبی کرتے ہیں"

(تقریر سید صاحب مندرج مندرجہ الفضل ۷ار جنوری ۱۹۲۵ء صفحہ ۸)

اگر سب آخری نبی ہی کرتے ہیں تو کیا اس کا یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ جماعت قادیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، آئمہ لغت اور تمام مفسرین ومحدثین کے خلاف ایک نیا مذہب کھڑا کر رہی ہے۔

خاتم النبیین کے معنی حضرت مسیح موعود کے نزدیک

اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لیجئے۔ آپ کوئی ایسے معنے نہ کر سکتے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام، محدثین ومفسرین امت اور آئمہ لغت کے خلاف ہوں۔ کیونکہ یہ شان تو جناب خلیفہ قادیان کو ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ کا ایک حوالہ اس مضمون کی ابتدا میں آیہ خاتم النبیین کے معنی کرتے وقت نقل ہو چکا ہے جس میں صاف طور پر آپ نے خاتم النبیین کے معنے نبیوں کا ختم کرنے والا کئے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ مندرجہ ذیل حوالے بھی قابل غور ہیں:-

(۱) وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴ ۱۹۰۷ء)

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔

(۲) واوحی الی ان الدین ھو الاسلام وان الرسول ھو المصطفیٰ سید الانام۔ فکما ان ربنا واحد یستحق العبادۃ وحدہٗ فکذلک رسولنا المطاع واحد لا نبی بعدہٗ ولا شریک معہٗ وانہ خاتم النبیین (منن الرحمان صفحہ ۲)

اور میری طرف وحی کی گئی ہے کہ دین درحقیقت اسلام ہے اور رسول سردار کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں پس جس طرح اللہ تعالیٰ واحد ہے اور وہ اکیلا ہی عبادت کا مستحق ہے اسی طرح ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واحد رسول ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ کا بھی کوئی شریک نہیں اور آپ خاتم النبیین ہیں

نوٹ: کس عجیب پیرایہ میں خدا تعالیٰ کی توحید اور نبوت کی توحید کا بیان فرمایا ہے۔

(۳) صرف اس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا۔ تاکہ تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۴)

(۴) اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور یہی چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔ (الوصیۃ صفحہ ۱۰)

یہ حوالجات بطور مشتے نمونہ از خروارے ہیں ورنہ اس طرح کے بیسیوں حوالجات ہیں۔ جو پکار پکار کر قادیانی مذہب کی حقیقت واضح کر رہے ہیں۔ اگر تمام مفسرین۔ محدثین۔ آئمہ لغت صحابہ کرام کی گواہی کے خلاف اور خود حضرت مسیح موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف کوئی اور معنی کئے جائیں تو اس کا مطلب سوائے قرآن مجید کے ساتھ تضحیک کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ قادیانی جماعت نہ کبھی مذکورہ بالا حوالجات کو غلط ثابت کر سکتی ہے اور نہ ہی کبھی یہ دکھا سکتی ہے کہ ان تمام بزرگوں نے کبھی خاتم النبیین کے وہ معنی کئے ہوں جو آج یہ لوگ خود کر رہے ہیں۔

خاتم بحیثیت مضاف محاورہ عرب میں

اگر میرے اس مضمون کو پڑھنے والے کوئی مخلص قادیانی ہیں۔ تو جہاں تک میرا تجربہ ہے وہ میرے تمام دلائل کو بنظر استخفاف دیکھتے ہوئے دل میں ایک اعتراض لئے بیٹھے ہوں گے۔ وہ مایہ ناز جسے ہر چھوٹا بڑا قادیانی لئے پھرتا ہے درحقیقت تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "ہم اور کوئی گواہی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ تم ہمیں لغت سے نہیں بلکہ محاورہ عرب سے دکھاؤ کہ خاتم جمع کی طرف مضاف ہو کر "آخری" کے معنے دیتا ہے"۔ حالانکہ کسی مشہور ادیب اور اہل زبان نے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا کہ خاتم جمع کی طرف مضاف ہو کر آخری کے معنی نہیں دیتا اور اگر یہ درست ہوتا تو کبھی مفسرین، محدثین اور لغت نویس جو محاورہ عرب کو اچھی طرح سمجھنے والے تھے اس کے معنی آخری نبی نہ کرتے۔ لیکن سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود بھی جو اپنے وقت کے بہترین عربی دان اور عربی نویس تھے۔ اپنے "اولوالعزم" بیٹے میاں محمود احمد کے ساتھ اس تحقیق میں اتفاق نہیں رکھتے۔ اور اس کے فدائیوں کے اس اصول کو تسلیم نہیں کرتے کہ خاتم جمع کی طرف مضاف ہو کر آخری کے معنے نہیں دیتا۔ آپ فرماتے ہیں:-

(۱) اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴)

(۲) بعث اللہ رسولہ عیسی ابن مریم وجعلہ خاتم انبیاءھم۔ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو بنی اسرائیل میں مبعوث فرمایا اور ان کو بنی اسرائیل کا خاتم الانبیاء بنایا۔

(۳) سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسےٰ خاتم الانبیاء ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۹ طبع سوم)

(۴) تیرھواں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جو موسیٰ کی قوم کا خاتم الانبیاء ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۹ طبع سوم)

(۵) میرے بعد میرے والدین کے گھر کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا (تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷)

مندرجہ بالا مثالوں میں خاتم الشرائع، خاتم الانبیاء اور خاتم الاولاد میں "خاتم" جمع کی طرف مضاف ہے مگر ہر جگہ آخری کے معنے دیتا ہے۔ پہلی مثال میں خاتم الشرائع سے مراد آخری شریعت ہے نہ وہ شریعت جس کی پیروی سے آئندہ شریعتیں پیدا ہوں۔

خاتم الانبیاء مسیح ناصری کو قرار دیا۔ اس لئے کہ بنی اسرائیل میں ان کے بعد کوئی نبی ظاہر نہ ہوا۔ حضرت مسیح کو خاتم الانبیاء اس لئے نہیں کہا گیا کہ آپ کی پیروی سے بنی اسرائیل میں آئندہ نبی پیدا ہوتے تھے۔ ایسے معنے نہ صرف عقل و نقل بلکہ واقعات کے بھی مخالف ہیں۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام کے بعد کوئی نبی بنی اسرائیل میں پیدا ہی نہیں ہوا۔

پھر خاتم الاولاد کو لیجئے۔ خود حضرت مرزا صاحب خاتم الاولاد ہیں۔ اگر کوئی قادیانی اس کے معنے کرنے بیٹھے تو شاید یہ بھی کہہ دے کہ وہ بچہ جس کی پیروی سے آئندہ بچے پیدا ہوا کریں گے۔ اس کی بلا سے کہ معنی میں کوئی معقولیت ہے یا نہیں وہ تو شاعر آنست کہ شعر می گوید کے مقابل تاعر آنست کہ سعر می گوید کہنا جانتا ہے۔

لیکن حضرت مسیح موعود نے اس قسم کے معنوں کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ آپ نے یہ فرما کر کہ میرے بعد میرے والدین کے گھر کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا واضح کر دیا کہ خاتم الاولاد کے معنی آخری بچے کے ہیں

(باقی آئندہ)

کلکتہ کے قادیانیوں کی اخلاقی موت

میں اتفاق سے کلکتہ پہنچا چونکہ کسی سے واقفیت نہ تھی [illegible] انجمن کلکتہ میں عارضی طور پر چلا گیا۔ چونکہ جمعہ کا دن تھا نماز جمعہ کے [illegible] پچیس کے قریب قادیانی جمع ہو گئے جن میں سے بہت سے [illegible] واقف تھے۔ نماز کے بعد امیر جماعت صاحب کا مجھے ایک شخص کی [illegible] حکم پہنچا کہ تم اس انجمن میں نہیں ٹھیر سکتے۔ اس لئے یہاں سے چلے جاؤ [illegible] مجھے تعجب ہوا کہ یہ لوگ اسلام کا دعوےٰ کرتے ہیں اور [illegible] تک مسلمان رہنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور میں احمدی بھی ہوں [illegible] جو احمدی نہ سہی مسلمان بھی نہ سہی۔ انسان تو ہوں۔ پھر یہ سلوک [illegible] سے بھی گرا ہوا ہے یہ تو ہندوؤں کی چھوت چھات سے [illegible] آخر میں نے ان لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ بڑے متقی [illegible] لئے آپ کے اس سلوک کا مجھے کوئی افسوس نہیں ہے [illegible] کر سکتا ہوں۔ اس لئے مجھے آپ کے جواب دینے کا [illegible] یہ افسوس ہے کہ آپ لوگ دعوےٰ اسلام کا [illegible] شاید کا فر بھی نہ کریں۔ اس کا افسوس ہے کیا مسیح موعود کی [illegible] ہونی چاہیئے۔ مجھے بعض نے افسوس سے کہا کہ [illegible] ہے ہم کیا کریں۔ لیکن انہیں میں سے ایک سچے احمدی [illegible] کمبل اٹھایا اور کہا آپ آئیے میرے ساتھ چلیے۔ [illegible] اپنے ایک رشتہ دار کے ہاں لے آیا۔ اور لطف کی بات [illegible] صاحب سے جو ملاقات ہوئی تو تبلیغ کرنے پر انہوں نے فرمایا [illegible] کو مجدد تو میں تسلیم کرتا ہوں۔ مگر میں نبی نہیں مان سکتا۔ قادیانی [illegible] کہ مرزا صاحب نبی ہیں۔ اگر آپ قادیانی جماعت کے عقائد [illegible] ہماری بحث ہو سکتی تھی۔ مگر اب تو آپ کے ساتھ کوئی [illegible] تو سب سے زیادہ بری بات خاتم النبیین صلعم کے [illegible] معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ حضرت مرزا صاحب نے خدمت اسلام کی [illegible] لحاظ سے ان کے مجدد ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔

میں نے حضرت مسیح موعود کے دعوے نبوت کی حقیقت [illegible] کی اور بتایا کہ یہ تو بطور مجاز نام دیا گیا ہے۔ اصل میں دعوےٰ [illegible] ہے۔ یہ قادیانیوں کی غلط فہمی ہے جو وہ عیسائیوں کی طرح [illegible] بنا رہے ہیں۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد تو نبی آ نہیں سکتا [illegible] تب اس شخص نے کہا کہ میں اس پہلو کو بھی غور کروں گا [illegible] کا حسن خلق یہ تھا کہ اس نے اپنا مکان میرے سپرد [illegible] جب تک چاہیں رہیں۔ میری خوشی ہے اور [illegible] ذرا برا نہ منایا۔ مگر بعض قادیانیوں سے معلوم ہوا [illegible] اپنی انجمن میں ٹھیرنے نہ دیا۔ کہ کہیں میں ان لوگوں کے [illegible] عقائد کے خلاف نہ کر دوں۔ کتنے بزدل لوگ ہیں [illegible] ہیں۔ برخلاف اس کے ہم ان کے ہر شخص کو اپنی [illegible] دیتے ہیں۔ اور ہمیں کوئی خطرہ معلوم نہیں ہوتا۔ خدا ان لوگوں کو [illegible]

عمر الدین احمدی از کلکتہ

احمدیہ تحریک اور امرتسری وہابی

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ۱۲ر مارچ کے اخبار میں" مرزائی تحریک فنا ہو رہی ہے" کا عنوان دے کر اس کے نیچے لکھا ہے کہ ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

پھر چند ایک خواب بینوں کی عبارتیں نقل کر کے خوشی کا اظہار کیا ہے۔ لیکن مولوی جی کی یہ خوشی دیر پا نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ تحریک احمدیہ جب فنا ہوگی دیکھا جائے گا۔ اس وقت تو خود ان کی اپنی تحریک وہابیہ جسے غلط نام اہلحدیث دے رکھا ہے۔ خود ان کے اپنے قول کے مطابق فنا ہو چکی ہے۔ آئندہ کا علم تو خدا کو ہے کہ کون فنا ہوگا۔ اور کون باقی رہے گا۔ لیکن رونا اس پر چاہیئے۔ جو ہماری آنکھوں کے سامنے فنا ہو رہی ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب اپنے اخبار کے اسی پرچہ ۱۲۔ مارچ ۱۹۳۸ء ص ۳ پر لکھتے ہیں

"اول الذکر (یعنی مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے) بڑا طویل مراسلہ بغرض اشاعت ارسال کیا ہے۔ جس کا اکثر حصہ جماعت اہلحدیث کی اخلاقی موت کا مرثیہ ہے۔ اور بعض حصہ دستور اساسی اور طریق کار بھی ہے مرثیہ کے حصے کی ضرورت نہیں کیونکہ مرثیہ خوانی کافی ہو چکی ہے۔ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ بھی اتنا ہی ہے کہ افراد اور اعیان اہلحدیث اپنی نفسا نفسی میں ایسے مبتلا ہوئے ہیں۔ کہ فتفشلوا وتذھب ریحکم ان پر صادق آ رہا ہے۔ اور ظاہری صورت بھی یہی ہے۔ ہمارا چالیس سالہ تجربہ بتا رہا ہے کہ جماعت اہلحدیث بلکہ مسلمانان دنیا پر اس وقت وہ حدیث صادق آ رہی ہے جس میں ایک لفظ اعجاب کل ذی رای برایہ ہے ......

...... جس جماعت کا یہ حال ہے کہ وہ خالص تعلیمی کام پر بھی جمع نہیں ہو سکتی۔ اس کے اجتماع کلی کی کوشش کرنا کمن یکم علی الماء کی مثال ہے۔ عزیز موصوف نے اہلحدیث کا اختلاف جو بتائے ہیں وہ بظاہر مسائل پر مبنی ہیں جو بجائے خود باعث افسوس ہیں۔ مگر ہم نے جو اختلاف دیکھا وہ لایزالون مختلفین کے ماتحت ہے۔ ہم تو اب اس رائے پر مصر ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں اور خصوصاً اہلحدیثوں کا اجتماع سوائے صاحب السیف کے کوئی نہیں کر سکتا۔"

(اخبار اہلحدیث ۱۲ر مارچ ۱۹۳۸ء ص ۳)

اس مردہ قوم کو جس کی مولوی جی مرثیہ خوانی کافی کر چکے ہیں چھوڑ کر ان کو دوسری تحریکوں کے مرنے کے خواب کیوں آنے شروع ہو گئے۔ سچ کہا ہے کسی نے ؎ ساون کے اندھے کو سب کچھ سبز ہی نظر آتا ہے۔ فنا شدہ اور مردہ قوم کے افراد کو زندہ قومیں بھی مردہ ہی نظر آتی ہیں۔ اور ان کو رات دن ان کے مرنے کے خواب آتے رہتے ہیں۔ مولوی جی اپنی جماعت کا چالیس سالہ تجربہ تو بیان کر چکے ہیں دوسری طرف جماعت احمدیہ کے بارہ میں ان کا چالیس سالہ تجربہ بھی بتائیگا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ صرف چند سو آدمی تھے کام ابتدائی حالت میں تھا۔ وہابی صاحبان خوب زوروں پر تھے اور بائیکاٹ سلسلہ احمدیہ کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ لیکن اب چالیس سال کے بعد کا نقشہ یہ ہے۔ کہ جماعت اہلحدیث باوجود تعداد میں ترقی کر جانے کے اخلاقی موت سے مر چکی ہے۔ اور اس کے لیڈر اس کی مرثیہ خوانی بھی کر چکے ہیں اور اب اس کے سدھرنے کی کوئی امید باقی نہیں ہاں اگر کوئی زبردست شخص ڈھونڈے سے ان حیوان خصلت انسانوں کی مرمت کر سکے تو کر سکے۔ ورنہ محض قرآن و حدیث کے وعظ ان پر کوئی اثر نہیں رکھتے

اس کے خلاف جماعت احمدیہ باوجود بے سرو سامانی کے تعداد اور خدمات اسلام کے لحاظ سے ایک زندہ قوم ہے اندرونی اور بیرونی مخالفت اس کی زندگی کے شاہد ہیں۔ اپنی تنظیم اور اتفاق سے خدمت اسلام میں مصروف ہے اس کے افراد کو نہ ڈنڈے کی ضرورت ہے اور نہ صاحب السیف کی۔ ان کے دلوں میں خدا اور رسول کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے اور وہ بلا خوف لومۃ لائم زبردست اندرونی و بیرونی مخالفتوں کے باوجود خدمت اسلام کے لئے قربانیاں کر رہی ہے۔ ایسی قوم کے لئے فنا ہو جانے کی خواہش اپنی ذہنیت کا ثبوت دینا ہے۔

جماعت اہلحدیث کو یہ سزا محض مخالفت مامور کی وجہ سے مل رہی ہے کیونکہ گزشتہ چالیس کا تجربہ اور اس جماعت کی موجودہ روش ثابت کر رہی ہے کہ مامور کی مخالفت میں اس قوم کے لیڈروں نے اسلامی، اخلاق حق۔ انصاف عدل اور تقوےٰ سب نیک صفات کو جواب دے رکھا ہے۔ اور اس کا قدم اس کے خود غرض اور بداخلاق لیڈروں نے ایسے غلط راستہ پر ڈال دیا ہے کہ اب اس کا جادۂ اعتدال پر آ جانا ناممکن ہو گیا ہے اپنی باہمی نااتفاقی اور گرگانہ صفات کو ہندوستان کی چار دیواری تک محدود رکھنے کی بجائے حکام عرب کے سامنے بھی گندے سے گندے مظاہرے کرنے سے باز نہیں آئے۔ اعدائی کو بھی پریشان کر رکھا ہے۔

(ابو الفضل)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب شیخ عبد العلی صاحب بہادر

اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ملتان

سید محمود شاہ ولد سید ہدایت شاہ قوم سید بخاری سکنہ موضع فاضل شاہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان مدعی۔

بنام

(۱) خان ولد قاسم قوم ہراج سکنہ فاضل شاہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان

(۲) فتح شاہ ولد امیر شاہ } اقوام سید بخاری سکنہ فاضل شاہ

(۳) کرم شاہ ولد گلاب شاہ } تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان

(۴) فیض احمد شاہ } پسران سید کرم شاہ اقوام سید

(۵) جلال شاہ } بخاری سکنائے چک $\frac{93}{10R}$ تحصیل

(۶) عبد اللہ شاہ } کبیر والہ ضلع ملتان

(۷) گلنے شاہ ولد سید کرم شاہ قوم سید بخاری سکنہ فاضل شاہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان مدعا علیہم

دعویٰ پیداوار مبلغ ما صے (۶۔ ۱۰۔ ۱۸۷) روپیہ بابت فصل خریف ۱۹۳۵ء بنسبت اراضیات ذیل۔

کھاتہ نمبر ۳۶ خسرہ نمبرات ۳۱، ۲۸، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۴۴، ۵۱، ۵۲، واقع موضع فاضل شاہ تحصیل کبیر والہ مندرجہ جمعبندی سال ۱۹۳۳-۳۴ء زیر دفعہ ۷۷ شق ۳ دفعہ حروف (ک) (ن) ایکٹ مزارعان پنجاب ایکٹ ۱۸۸۷ء پنجاب

بنام (۱) عبد اللہ شاہ ولد سید کرم شاہ قوم سید بخاری سکنہ چک $\frac{93}{10R}$ تحصیل خانیوال ضلع ملتان

(۲) گلنے شاہ ولد سید کرم شاہ قوم سید بخاری سکنہ فاضل شاہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں رپورٹ سمنات سے عدالت کو یقین ہوا ہے کہ تم ہر دو مدعا علیہم تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہو لہذا اشتہار ہذا تمہارے نام زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کر کے مشتہر کیا جاتا ہے کہ تم ہر دو مدعا علیہم بتاریخ $\frac{5}{2}$ ۳۶ء حاضر عدالت ہذا میں بمقام مخدوم پور تحصیل کبیر والہ ہو کر جوابدہی و پیروی مقدمہ کرو ورنہ بعدم حاضری تمہارے کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ $\frac{12}{1}$ ۲۱ بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(مہر عدالت) دستخط حاکم

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ شیرین گل محمد ولد عالون ذات عمرانہ موضع عمرانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ $\frac{2}{4}$ ۳۶ء مقرر کیا ہے۔ لہذا اجانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ $\frac{2}{4}$ ۳

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ سیادلہ ولد جانہ ذات گاذر سکنہ چک $\frac{2}{2}$ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ $\frac{2}{4}$ ۳۶ء مقرر کیا ہے لہذا اجانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ $\frac{2}{4}$ ۳

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ محمد بخش ولد سلطان ذات گورایا سکنہ مانی سنفیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ $\frac{6}{4}$ ۳۶ء مقرر کیا ہے۔ لہذا اجانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ $\frac{1}{4}$ ۵

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ محمد ولد احمد ذات ... سکنہ ہیجی وال تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لیے یوم مورخہ $\frac{6}{4}$ ۳۶ء مقرر کیا ہے لہذا اجانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ $\frac{2}{4}$ ۵

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ مسلمان لاہور — ٹیلیفون نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نزلے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۷۰۰۷

ایڈیٹر غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ: سالانہ۔ چھ روپے۔ ششماہی تین روپے
طلباء سے: سالانہ چار روپے۔ ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے: چندہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۲۸ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۳۷ء — نمبر ۲۹

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

امیروں۔ بادشاہوں اور دولتمندوں کو نصائح

اے امیرو! اور بادشاہو!! اور دولتمندو!!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں اور اس کی تمام راہوں میں استباز ہیں۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپرواہ ہے اس کے تمام نوکروں کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں۔ تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو۔ ہر ایک نشہ کی چیز کو چھوڑ دو انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون۔ گانجہ۔ چرس۔ بھنگ۔ تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ۔ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائیگا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے بھی زیادہ پس کیا بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے۔ غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالیاں دینے کسی کو زخمی کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بیحیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائیگا یہاں تک کہ مریگا۔ اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کیلئے دنیا میں آئے ہو سو خدا کی طرف آجاؤ۔ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو۔ اور اس کے فرائض میں سستی نہ کرو۔ اور اس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو۔ اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات ہے۔ (کشتی نوح)

جواہر ریزے

دنیا کی زندگی کیا ہے؟

لوگوں کو مرغوب چیزوں (جیسے) عورتوں، بیٹوں اور ڈھیروں ڈھیر سونے چاندی اور پلے ہوئے گھوڑوں اور مویشی اور کھیتی کی محبت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ تعالےٰ کے پاس لوٹ کر جانے کی اچھی جگہ ہے۔ (آل عمران)

جان لو کہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا اور زینت اور آپس میں فخر کرنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر کثرت چاہنا ہے۔ بارش کی مثال کی طرح جس کا (کھیتی) کا اگانا۔ کسانوں کو خوش لگتا ہے۔ پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو اسے زرد پڑی ہوئی دیکھتا ہے۔ پھر وہ چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضا۔ اور دنیا کی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے (حدید)

— دنیا کی محبت سب گناہوں کی سردار ہے اور ایک ہی چیز کی محبت تمہیں اندھا اور گونگا کر دیتی ہے۔ (ابوداؤد)

— ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ آپ کھجور کی چٹائی پر لیٹے تھے اور بدن پر چٹائی کے نشان پڑے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ ہم آپ کے لئے ایک بچھونا بننے دیں جو چٹائی پر ڈال دیں تاکہ آپ کے بدن پر نشان نہ پڑیں۔ آپ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا میری اور دنیا کی مثال ایک سوار کی سی ہے اس نے ایک درخت کے سائے کے نیچے آرام کیا اور اسے چھوڑ کر چلتا بنا۔ (ترمذی)

— جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے اس طرح روکتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی بیمار کو پانی سے روکتا ہے۔ (ترمذی)

من انصاری الی اللہ

جماعت کی توسیع اور استحکام کیلئے دعوت عمل

(۲)

ایسے اصحاب کے علاوہ جن کی خدمات کا میں نے پچھلے اخبار میں مطالبہ کیا ہے۔ توسیع اور استحکام جماعت کے لئے تین قسم کے اور اصحاب کی ضرورت ہے۔

اول پنشن یافتہ اصحاب یا وہ اصحاب جو سروس سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ ایسے اصحاب دو طرح پر جماعت کی توسیع و استحکام کے کام میں معاون ہو سکتے ہیں:۔

(ا) وہ مرکز میں یعنی لاہور میں سکونت اختیار کریں اور انجمن کے مختلف شعبوں میں سے کسی شعبے کا کام اپنے ذمہ لے لیں۔ ایسے اصحاب کا لاہور میں اقامت اختیار کر لینا نہ صرف مرکز کے مضبوط ہونے سے جماعت کے لئے مضبوطی کا موجب ہوگا بلکہ ان کے اپنے لئے بھی کئی قسم کے فوائد کا موجب ہوگا۔ یہاں ان کے بچوں کی ہر قسم کی تعلیم کا نہایت اچھا انتظام ہو سکے گا۔ اور زندگی کی کشمکش میں فائدہ اٹھانے کے لئے بھی یہ بہترین مقام ہے۔ چونکہ اپنی ایک بستی کا بھی اب لاہور کے قریب انتظام ہو چکا ہے اس لئے رہائش کے متعلق جو مشکلات یہاں پیش آتی تھیں وہ بھی ایک حد تک دور ہو سکیں گی اور تھوڑے سے خرچ پر اپنا مکان بنایا جا سکتا ہے۔ جہاں اپنا ہی ماحول ہوگا۔

اس بارے میں میرے مخاطب صرف وہ اصحاب نہیں جو پنشن لے چکے ہیں۔ بلکہ جو اس وقت ملازمت میں ہیں وہ بھی دور اندیشی سے کام لیں اور ابھی سے اپنی زندگی کا مقصد اشاعت اسلام کے کام کو تقویت پہنچانا قرار دے کر اس کی فکر کریں کہ ریٹائر ہونے کے بعد وہ کیا کریں گے اور کہاں رہنا خود ان کے لئے اور ان کی جماعت کے لئے سب سے زیادہ مفید ہو سکتا ہے۔ جو زندگی دلچسپی سے خالی ہو وہ یوں بھی انسان کے لئے ایک بوجھ بن جاتی ہے اور اپنی زندگی میں دلچسپی پیدا کرنے کا اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں کہ خدا کے دین کی خدمت کے کام میں انسان لگ جائے۔

اس بارہ میں میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر یہ ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سال ملک شیر محمد خان صاحب نے یہ قدم اٹھا کر کہ وہ پنشن کے بعد لاہور آ گئے ہیں ایک قابل تقلید مثال پیش کی ہے اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ ادھر جنرل کونسل نے ابھی دسمبر میں یہ فیصلہ کیا کہ جنرل سکرٹری پورے وقت کا ہو اور ادھر ملک صاحب یہاں آ موجود ہوئے اور محض ابتغاء لمرضات اللہ سکرٹری کا کام اس خوبی سے سنبھالا اور اس تندہی سے کر رہے ہیں کہ ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں بہت بہت برکت دے۔ چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب اور میاں محمد سعید صاحب دونوں ای۔ اے۔ سی سے ریٹائر ہوئے ہیں اور ان دونوں احباب نے بھی لاہور میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان دونوں بزرگوں کو بھی توفیق دے کہ اپنی باقی زندگی کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیں۔ ایک پندرہ بیس بھی پنشن یافتہ اصحاب۔۔ یہاں جمع ہو جائیں تو استحکام قومی کی بنیادیں نہایت مضبوط ہو جائیں گی۔

(ب) جو احباب پنشن لینے کے بعد لاہور نہیں آ سکتے اور اپنے اپنے شہر یا گاؤں میں ہی اقامت اختیار کرتے ہیں۔ ان سے بھی یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ خدا کی دی ہوئی اس سب سے بڑی نعمت یعنی اپنی زندگی کو بیکار نہ گنوائیں۔ بلکہ وہ جہاں ہوں وہاں جماعت کے لئے ایک مرکز کی طرح اپنے آپ کو بنائیں۔ آرام کی زندگی کوئی زندگی نہیں۔ بلکہ زندگی وہی ہے جس میں آخر تک جد و جہد کا سلسلہ جاری رہے۔ کئی اصحاب ایسے ہیں جن کی ساری ساری عمر حکومت کی خدمت میں گذر گئی اور اور اس میں انہوں نے طرح طرح کی تلخیاں بھی چکھی ہوں گی۔ کیا وہ اب زندگی کے تھوڑے سے سال یا دن جو باقی رہ گئے ہیں خدمت دین کے لئے وقف کر کے اپنی زندگیوں میں حقیقی راحت پیدا کرنے کی طرف توجہ نہ کریں گے؟ میں کسی دوست پر کوئی بوجھ بھی نہیں ڈالتا۔ ہاں یہ چاہتا ہوں کہ وہ کچھ نہ کچھ کام ضرور کریں اور جو کام ان کی طبیعت کے موافق ہو وہی کریں۔ میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ اس میں ان کو ہر قسم کی سہولت بہم پہنچائی جائے۔

دوم:- جو لوگ اپنا کوئی کاروبار کرتے ہوں خواہ وہ تجارت ہو یا نجی کی ملازمت ہو یا سرکاری ملازمت ہو وہ اپنے وقت کا کوئی حصہ آنریری طور پر تبلیغ کے لئے پیش کریں۔ اپنے روزمرہ کے فرائض میں سے کوئی وقت نکال لیں۔ یا ہفتہ میں ایک دن یا دن کا کوئی حصہ نکال لیں۔ یا رخصت لے کر کسی قدر لمبے عرصے کے لئے مثلاً ایک یا دو یا تین ماہ کے لئے اپنی خدمات وقف کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا ہر فرد ابتدا میں ایک آنریری مبلغ تھا۔ اور اپنے نمونہ سے اور اپنی کوشش سے ایک ایک آدمی نے ایک ایک جماعت پیدا کر لی۔ اگر آج بھی وہی تڑپ دل میں ہو اور وہی کوشش ہو تو کام بھی بہت زیادہ ہو سکتا ہے اور قومی اخراجات بھی نہیں بڑھتے۔ مگر چونکہ یہ سارا کام ایک نظام کے ماتحت ہو کر ہی برکت کا موجب ہو سکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایسے اصحاب جو آنریری طور پر کچھ تبلیغ کا کام کر سکتے ہوں اپنے نام بھی پیش کریں۔ تا کہ ان کے حالات کے مطابق جہاں جہاں مناسب ہو ان سے کام لیا جائے۔ بعض حالات میں ایسے آنریری مبلغین کو جب کہیں ادھر ادھر بھیجنے کی ضرورت محسوس ہو تو سفر خرچ بھی دیا جا سکتا ہے

سوم:- اسی ذیل میں میں تیسری اپیل بیکار نوجوانوں سے کرنا چاہتا ہوں کئی ہمارے نوجوان دوست ایک خاص مرحلہ تک تعلیم حاصل کر کے گھروں میں بیکار بیٹھے ہیں۔ اگر وہ بجائے گھر میں بیکار بیٹھنے کے یہاں آ جائیں تو انجمن ان کی خورد و نوش اور رہائش کا انتظام بھی کر دے گی اور ان سے خدمت دین کا کچھ کام بھی لے گی اور کسی قدر ان کی دینی تعلیم کا انتظام بھی کر دے گی۔ اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ان کو کہیں کام پر لگانے کے لئے بھی کچھ کوشش ہوتی رہے گی۔ ان کا گھر میں بیٹھے رہنا تو بہرحال کسی طرح مفید نہیں۔ اگر وہ لاہور میں رہنا نہ بھی پسند کریں تو اپنے اپنے علاقہ میں ان سے کچھ خدمت دین کا کام لیا جا سکتا ہے اور شاید ان کے یا محتاج کے لئے بھی کسی قدر انتظام ہو سکے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے جب یہ دیکھتا ہوں کہ کس قدر نوجوان گھروں میں بیکار پڑے ہیں۔ جہاں وہ کر وہ اپنے مستقبل کے لئے بھی کچھ کوشش نہیں کرتے اور اس کا نتیجہ آہستہ آہستہ یہ ہوگا کہ ان کی زندگی۔۔۔ بیکاری کی زندگی ہو جائیگی جو نوجوان ہر وقت مصروف نہیں وہ کل کو دنیا میں کیا کام کر کے دکھلائے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ کسی نہ کسی قسم کی مصروفیت اختیار کریں اور بہترین مصروفیت دین کی خدمت ہے۔ جو نوجوان بیکار ہیں اور اس قسم کی دینی خدمت کی طرف مائل ہیں وہ اپنے نام ہی مرکز میں بھیج دیں تو ان کے لئے کچھ نہ کچھ کوشش کی جائے۔ اسی ذیل میں جملہ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں اگر کسی آدمی کی کھپت کی گنجائش دیکھیں تو اس کے لئے فوراً مرکز میں لکھیں۔ کہ ایسی ایسی قابلیت کے آدمی کی ضرورت ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ احباب جماعت ان تینوں شقوں کی طرف بہت جلد توجہ کر کے مجھ سے اس بارہ میں خط و کتابت کریں گے۔ والسلام۔

خاکسار۔ محمد علی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شعر حضرت مسیح موعود
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قلم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ | یوم جمعہ مطبوعہ ۲۴ صفر ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۲۹

دعوتِ عمل

اٹھ! کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

اسلام اس بات کا مدعی ہے کہ وہ ایک ایسا نظامِ عمل ہے جس کی پیروی عروج و کامیابی کا زینہ ہے۔ مگر یہ محض ایک خیالی دعویٰ نہیں۔ کہ کبھی عمل میں نہ لایا گیا ہو۔ دنیا میں کوئی کتنا عمدہ سے عمدہ اور خوش آئند ہی بات کیوں نہ پیش کی جائے۔ جب تک اس پر عمل کر کے اس کے ثمرات نہ صرف خود ہی حاصل کئے جائیں بلکہ دنیا کے سامنے پیش کئے جائیں۔ اس وقت تک وہ بے معنی ہوتی ہے۔

اسلام کا یہ دعویٰ آزمایا ہوا ہے۔ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے عرب اور اس کے گرد و نواح کے ممالک کی بعینہٖ یہی حالت تھی بلکہ اس سے بھی بدتر جو آج دنیا کی ہے۔ مگر اسلام آیا۔ ایک قوم نے اس کی تعلیم پر عمل کیا۔ روز و شب اسے زندگی میں اختیار کیا۔ اس کے اوامر و نواہی پر سرِ تسلیم خم کرنے کو وظیفۂ حیات بنایا اور دنیا نے دیکھا کہ یہ قوم نہ صرف اپنی ہی اجتماعی اور انفرادی مشکلات کو دور کرنے میں کامیاب ہوئی بلکہ مشرق و مغرب کی مشکلات کو حل کر گئی۔

وقت گذرتا گیا۔ دنیا نے اس حقیقت سے نگاہیں بند کر لیں۔ ذاتی افکار کی عظمت و اتباع نے اس آفتابِ حقیقت کو آنکھوں سے اوجھل کر دیا اور بتدریج دنیا پھر اسی نقطہ کی طرف لوٹی جس پر اسلام سے قبل تھی۔ قانونِ قدرت بھی خاموش نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت پھر جوش میں آئی۔ اور ایک مقدس انسان کو احیائے اسلام کے لئے برپا کیا تاکہ وہ اس پر عمل پیرا ہو کر لوگوں کو معراجِ کامرانی پر فائز کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش نظر یہ امر تھا کہ وہ کسی نہ کسی طرح دینِ حق کو صحیح رنگ میں اقوامِ عالم کے سامنے پیش کریں اس کے دو ہی طریق ہو سکتے ہیں۔ ایک تقریر، تصنیف و تالیف کے ذریعے اور دوسرے اپنے نمونہ کے ذریعے۔ ایک اعلیٰ سے اعلیٰ تصنیف تو یہ کر سکتی ہے کہ وہ خیالات میں تغیر پیدا کر دے یا کسی حقیقت کے اقرار کا اعلان کرنے پر آمادہ کر دے۔ مگر وہ یہ کبھی بھی نہیں کر سکتی کہ کسی انسان یا قوم میں زبردست قوتِ عمل پیدا کر دے۔ اسلام کا مقصد محض ذہنی انقلاب پیدا کرنا نہیں۔ اسلام تو چاہتا ہے کہ اقوامِ عالم کی عملی زندگی میں ایک زبردست تبدیلی پیدا ہو۔ اور یہ تبھی ممکن ہے جب اس کے پیش کرنے والوں میں خود ایک زبردست انقلاب پیدا ہو چکا ہو۔

نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہ کرام کی زندگیوں پر نظر دوڑائیے آپ یہ نہیں دیکھیں گے کہ وہ کتب کے ذریعہ تبلیغ کرتے تھے۔ یا جگہ بجگہ لیکچر دیتے پھرتے تھے۔ گو اس پہلو کو بھی انہوں نے ترک نہیں کیا تھا اور اس کی طرف توجہ دینا بھی اشد ضروری ہے۔ مگر جو بات نمایاں طور پر ان میں نظر آتی تھی وہ تھی ان کا طرزِ عمل۔ وہ سرتا پا عمل تھے۔ قرآن کی تعلیم کا اثر ان کی ہر حرکت سے نمایاں تھا اور ان کی پاکیزہ زندگیوں نے تئیس سال کے عرصہ میں عرب کے وحشیوں میں وہ عظیم الشان انقلاب پیدا کیا کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی اور آج تک اس کی نظیر نہیں ملتی۔

حضرت مسیح موعود کے پیش نظر یہی پہلو تھا۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی بنیاد کیوں رکھی؟ آپ کی خواہش تھی کہ متقین کا ایک ایسا گروہ تیار ہو جائے جس کو دیکھ کر دنیا کو معلوم ہو سکے کہ اسلام اس قسم کی تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ آپ نے اپنی تمام زندگی میں مشن نہیں کھولے۔ مگر اس کے باوجود ہزارہا لوگ آپ کی بیعت کے اسیر ہو کر چلے آئے۔ آپ کی زندگی میں آپ کی شدید مخالفت کے باوجود ایک کثیر گروہ آپ کے گرد جمع ہو گیا۔ کیوں؟ بزرگ جانتے ہیں کہ آپ کا اور آپ کے مٹھی بھر نام لیواؤں کی عملی زندگیوں کا اثر تھا۔ ایک احمدی جہاں کہیں بھی ہوتا تھا خواہ وہ کلال اس کی اسلامی زندگی سے متاثر ہوتے تھے۔ اور باوجود مخالفت کے اس کی عزت کرتے تھے۔ وہ احکامِ اسلام کی پابندی کی سند ہوتا تھا اور اس کی تعلیم و عقائد نہیں اس کا نمونہ لوگوں کو اپنی طرف جذب کر لیتا تھا اور یہ ہوتی کیوں نہ۔ بھلا دنیا ایک شخص کے متعلق دیکھے کہ وہ نماز روزہ کا پابند ہے۔ صداقت، صاف بیانی، ہمدردی، خلق اور دیگر صفاتِ حسنہ کا حامل ہے۔ غربا سے ہمدردی کرتا ہے کسی کی دلآزاری نہیں کرتا۔ لڑائی جھگڑے کا دشمن ہے۔ شرفاء سے صحبت رکھتا ہے۔ اسلام کے لئے غیرت رکھتا ہے اور حتی الوسع احکام شرعی پر نگاہ رکھتا ہے اور ان باتوں کے دیکھے بغیر متاثر نہ ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہی راز تھا ابتدا میں ہماری ترقی کا۔

الحمد للہ کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ ہستی کی شناخت اور صحیح شناخت کا موقع دیا۔ اس لئے آپ کے سچے پیرو ہونے کی حیثیت سے ہم پر لازم آتا ہے کہ آپ کی روش کو اختیار کریں۔ گذشتہ تئیس سالہ کام کی روئیداد آپ کے سامنے ہے۔ آپ کی قربانیاں آپ سے پوشیدہ نہیں اور اس کا نتیجہ بھی بے شمار تصانیف اور متعدد مشنوں کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ ضروری ہے کہ اس کام کو بڑھایا جائے۔ اور جو کام ہم اس وقت تک کر چکے ہیں اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔

آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی جماعت عقائد اور کام کے لحاظ سے دنیا بھر میں ممتاز ہے اور آج اسلامی دنیا کی کوئی جماعت اپنی کثرت کے باوجود اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور آج ہماری گردنیں اگر ایک طرف شکریہ کے طور پر بارگاہِ صمدیت میں خم ہیں تو دوسری طرف دنیا کے سامنے ہمارے سر فخر سے بلند ہیں۔

لیکن یہاں ایک اور حقیقت کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے اور وہ یہ کہ اگر آپ آج تک اپنی اندرونی طاقت کو بڑھانے اور مضبوط کرنے کی طرف تھوڑی سی بھی توجہ فرماتے تو یہ کام کہیں کا کہیں پہنچ چکا ہوتا۔ استحکامِ جماعت ہی ایک چیز ہے جو کسی قوم کو دنیا میں سرفراز رکھتا ہے۔ دنیا میں محض تعداد کوئی چیز نہیں۔ ہاں اگر ایک گروہ مختصر ہی ہو۔ مگر مستحکم ہو تو دنیا کی کوئی طاقت اس کے مقابل ٹھہر نہیں سکتی۔

اب وقت آ گیا ہے کہ ہم ان مواعید سے بہرہ ور ہوں۔ جو حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں بیان فرمائے۔ وہ دوسرا ابتلا جس کی پیشگوئی مجدد زمان نے کی۔ وہ آ چکا۔ دشمن اپنی انتہائی طاقت صرف کرنے کے باوجود ناکام ہو چکا اور اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ وہ آپ کو مٹا سکے۔ آپ کو وہ دائمی عروج ملنے والا ہے جس کے بعد زوال نہیں اور جس کے متعلق حضرت صاحب یہ الہام بیان فرما چکے ہیں کہ:۔

"میں تیرے پیروؤں کو تیرے منکرین پر تا قیامت
غالب رکھونگا!"

استحکامِ جماعت کے لئے پہلا اور آخری قدم یہ ہے کہ جو کام مرکز کی طرف سے آپ کے سامنے رکھا جائے اس پر آپ تمام باتوں کو پسِ پشت ڈال کر عمل پیرا ہوں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت کو مستحکم اور وسیع کرنے کا عزم کر لیا ہے جس میں ہر فرد جماعت کی اعانت درکار ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ ان باتوں پر اولین فرصت میں عمل پیرا ہوں۔ کامیابی یقینی ہے مگر آپ کی حرکت کی ضرورت ہے۔

پھر سُن لیجئے کہ کسی بات کو مان لینے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہاں یہ بات درست ہے اور بس۔ تعزیراتِ ہند کے ماننے کا مطلب ہمیشہ اس پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ ورنہ ایک انسان زبانی اقرار کرے مگر عملاً خلاف ورزی کرے تو وہ یقیناً اپنے عمل کے بدنتائج بھی بھگتے گا۔ اسلام بھی ایک ضابطۂ عمل ہے جس کے ماننے کا صرف یہی مطلب ہے کہ اس کے ہر حکم پر عمل کیا جائے۔ اس لئے آج ہی سے اس نظام کے ماتحت اس کام کی طرف آئیے جو تعلیم قرآن کی روشنی میں ترقی کی طرف لے جانے والا ہے ♦

لفظ خاتم النبیین اور اس کی حقیقت

قرآن، حدیث، لغت اور محاورہ عرب کی روشنی میں

(۲)

(از سید اختر حسین گیلانی مولوی فاضل)

"خاتم جمع کی طرف مضاف ہو کر آخری کے معنی نہیں دیتا"۔۔۔۔۔ اس خیال کی تردید مضمون کی گزشتہ قسط میں بخوبی کی جا چکی ہے۔ لیکن یہاں لاجواب ہو کر بعض اوقات قادیانی صاحبان ایک اور پہلو اختیار کر لیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ "خاتم جمع مذکر سالم کی طرف مضاف ہو کر آخری کے معنے نہیں دیتا"۔۔۔۔۔ مگر یہ بھی محض وہم ہی ہے۔ اوّل تو جیسا کہ پہلے ذکر کر دیا گیا ہے۔ یہ اصول عرب کے کسی مشہور نحوی۔ ادیب اور امام لغت نے آج تک پیش نہیں کیا۔ اور اگر وہ واقعی اس اصول کے قائل ہوتے۔ تو خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہ کرتے۔ کیونکہ یہاں لفظ خاتم جمع مذکر سالم یعنی "النبیین" کی طرف مضاف ہے۔

لیکن ہم اپنے دوستوں کی تسلی کی خاطر محاورہ عرب سے بھی دکھا سکتے ہیں۔ کہ خاتم جمع مذکر سالم کی طرف مضاف ہو کر بھی آخری کے معنے دیتا ہے

(ا) حضرت مرزا صاحب جو اپنے وقت کے افصح العرب تھے۔ لکھتے ہیں

بل ھو خاتم الائمۃ ومن بعدہ لا احد کما کان عیسیٰ خاتم خلفاء السلسلۃ الکلیمیۃ وکان لھا کآخر اللبنۃ وخاتم المرسلین (ما الفرق فی آدم والمسیح الموعود ص خطبۃ الہامیہ ترجمہ) بلکہ وہ (مسیح موعود) اس امت میں خاتم الخلفاء ہے۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام سلسلہ موسویہ کے خاتم الخلفاء تھے۔ اور اس کی آخری اینٹ اور خاتم المرسلین تھے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے "خاتم المرسلین" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ "مرسلین" جمع مذکر سالم ہے۔ اور خاتم اس کی طرف مضاف ہے لیکن اس کے معنے آخری رسول کے سوا کچھ نہیں۔ مفہوم یہی ہے کہ مسیح علیہ السلام سلسلہ موسویہ کے آخری رسول تھے۔ آپ کے بعد اس سلسلہ موسویہ یا بنی اسرائیل میں کوئی رسول ظاہر نہیں ہوا۔ یہاں خاتم المرسلین کے معنی نہ تو یہ ہیں۔ کہ وہ رسول جس کی پیروی سے آیندہ رسول بنیں گے اور نہ ہی افضل المرسلین ہیں۔ کیونکہ نہ تو حضرت مسیح کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی رسول ظاہر ہوا۔ اور نہ ہی آپ اسرائیلی رسولوں میں سب سے زیادہ افضل تھے۔

(ب) حضرت مسیح موعودؑ کی گواہی سے بھی بڑی گواہی خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جن کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا۔ اور جو سب سے زیادہ عرب کی زبان کے ماہر ہو سکتے تھے حضور اس اصول کو تسلیم نہیں فرماتے

حضرت عباس نے ہجرت کیلئے اجازت طلب کی۔ تو آپ نے فرمایا۔

اطمئن یا عم فانک خاتم المہاجرین۔ فی الہجرۃ۔ کما انا خاتم النبیین فی النبوۃ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۸) (تبلیغی پاکٹ بک خادم گجراتی طبع پنجم ۱۹۳۲ء مطبوعہ قادیان)

کہ اے چچا اطمینان رکھ۔ کیونکہ تو ہجرت میں خاتم المہاجرین ہے۔ جیسے میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں۔ یہاں خاتم المہاجرین کو خاتم النبیین کے مقابل رکھ کر دونوں میں مشابہت بتائی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ خاتم کے جو معنے خاتم المہاجرین میں ہونگے۔ وہی معنے اس مشابہت کیوجہ سے خاتم النبیین میں ہونگے۔ خاتم المہاجرین کے معنے مسلمہ طور پر آخری مہاجر کے ہیں کیونکہ حضرت عباس ہی سب سے آخری مہاجر تھے۔ یہ الفاظ آنحضرت نے بطور پیشگوئی فرمائے تھے۔ واقعات نے حضرت عباس کو ہی سب سے آخری مہاجر ثابت کیا۔

حضرت عباس خاتم المہاجرین یعنی آخری مہاجر تھے

"کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۴ صفحہ ۳۰ مصری میں لکھا ہے

عباس بن عبد المطلب بن ھاشم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شھد بدرا مع المشرکین مکرھا۔ فاسر ففدی نفسہ وفدی ابن اخیہ عقیل بن ابی طالب ورجع الی مکۃ فیقال انہ اسلم وکتم قومہ ذالک وصار یکتب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالاخبار ثم ھاجر قبل الفتح بقلیل وشھد الفتح وثبت یوم الحنین"

یعنی عباس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے مشرکین کے ساتھ مل کر بدر کے حملہ میں شامل ہوئے قید کئے گئے۔ اور فدیہ دے کر رہا ہوئے۔ آپ کے لئے آپ کے بھتیجے عقیل بن ابی طالب نے فدیہ دیا آپ مکہ واپس چلے گئے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ آپ وہاں مسلمان ہو گئے۔ مگر ان کی قوم نے اس بات کو چھپائے رکھا۔ حضرت عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حالات لکھنا شروع کر دیئے۔ پھر فتح مکہ سے کچھ پیشتر ہجرت کی اور جنگ حنین میں بھی ثابت قدم رہے۔"

بعض مورخین کا تو یہ خیال ہے۔ کہ حضرت عباس مکہ سے ہجرت کیلئے ضرور نکلے۔ مگر مدینہ پہنچنے سے پیشتر رستہ میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو گئی۔ لکھا ہے:۔ وقد کان العباس بن عبد المطلب لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببعض الطریق قال ابن ھشام لقیہ بالجحفۃ مھاجرا بعیالہ۔ وقد کان قبل ذلک مقیما علی سقایتہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راض عنہ فیما ذکر ابن شھاب الزھری الجزء الثالث من کتاب سیرۃ ابن ھشام ذکر الاسباب الموجبۃ المسیر الی مکۃ وذکر فتح مکۃ فی شھر رمضان سنۃ ثمان ص ۲۳۲ ۔ المطبوعۃ فی المطبعۃ الخیریۃ مصر ترجمہ) اور عباس بن عبد المطلب نے آنحضرت سے ملاقات رستہ میں کی۔ ابن ہشام فرماتے ہیں۔ کہ مقام جحفہ میں ہے۔ آپ اس وقت اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کر رہے تھے۔ اس سے پیشتر آپ حاجیوں کو پانی پلانے پر لگے ہوئے تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان سے راضی تھے بیان ابن شہاب زھری کے مطابق ہے۔"

ہجرت تو فتح مکہ تک ہی تھی۔ اس کے بعد ہجرت کا سلسلہ بند ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ اور رستہ میں عباس ہجرت کرتے ہوئے مل جاتے ہیں۔ صاف معلوم ہو رہا ہے سب سے آخری مہاجر اگر کوئی ہو سکتا ہے۔ تو وہ حضرت عباس ہیں۔

پس آپ کیلئے خاتم المہاجرین کا لفظ استعمال کیا جانا جس میں خاتم مہاجرین کی طرف جو جمع مذکر سالم ہے مضاف ہے۔ صاف دلالت کرتا ہے کہ اس کے معنے "آخری مہاجر" ہی ہیں۔

قادیانیوں سے ہم نے سنا ہے۔ کہ خاتم المہاجرین کے معنے ہیں وہ "مہاجر جس کی پیروی سے آیندہ مہاجر پیدا ہونگے"۔۔۔۔۔ سبحان اللہ اچھا خاتم المہاجرین ہے جس کے بعد سلسلہ ہجرت ہی بند ہو گیا اور مصداق لا ہجرۃ بعد الفتح۔ اس کے بعد ہجرت کی ضرورت ہی نہ رہی۔ اس سے بہتر تو یہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یا حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خاتم المہاجرین کہا جاتا جن کی اتباع میں دیگر مومنین نے ہجرت کی تھی۔

بعض قادیانی علماء کہتے ہیں۔ کہ خاتم المہاجرین کے معنے "افضل المہاجرین" ہیں۔ حالانکہ یہ بھی سراسر غلط ہے۔ کیونکہ اس طرح تو ماننا پڑے گا۔ کہ حضرت عباس۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تھے۔ اس خیال کا بطلان اظہر من الشمس ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تو کسی کو فضیلت کیا حاصل ہو گی۔ باقی صحابہ کرام بھی جن میں ابو بکر صدیق عمرؓ فاروق جیسے بزرگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالےٰ نے "السابقون الاولون من المہاجرین والانصار" (التوبہ ع ۱۳) کے امتیازی الفاظ میں فرمایا ہے۔ کبھی حضرت عباس سے کم نہیں ہو سکتے۔ ایسا ماننا نہ صرف مذہب اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کے مذہب کے بھی مخالف ہے۔ جو اپنی کتب میں شیخین کے مرتبہ کو سب سے بلند قرار دیتے رہے ہیں خاتم المہاجرین کا لفظ "خاتم النبیین" کے معنوں کو واضح کرنے کے لئے ایک نہایت نفیس مثال ہے۔ کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مثال کی صورت میں پیش فرمایا۔ کہ اے چچا تو ہجرت میں خاتم المہاجرین ہے۔ جیسا کہ میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں۔ پس اگر ہجرت میں خاتم المہاجرین کے معنے "آخری مہاجر" کے ہیں اور یقیناً ہیں۔ تو نبوت میں خاتم النبیین کے معنے "آخری نبی" کے ہوں گے۔

خاتم الشعراء و خاتم الفقہاء

بعض اوقات خاتم الشعراء و خاتم الفقہاء کے محاورات پیش کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ ان کے معنے "آخری شاعر" اور "آخری فقیہ" نہیں ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے حقیقت یہ ہے۔ کہ معنے اور مفہوم میں فرق ہے۔

(۱) خاتم الشعراء اور خاتم الفقہاء کے حقیقی معنے از روئے لغت آخری شاعر اور آخری فقیہ کے ہی ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور معنے کرنا لغت و محاورہ عرب کو باطل قرار دینے کے مترادف ہے لیکن لیکن بعض اوقات بعض الفاظ کو بعض حالات میں مجاز کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور وہاں حقیقی معنے لینے ناممکن ہوتے ہیں اس لئے ان کا مفہوم کچھ اور لیا جاتا ہے مثلاً ؎

فجع القریض بخاتم الشعراء ، وغدیر روضتھا حبیب الطائی

کا مصنف چونکہ خود شاعر ہے۔ اس لئے اس کا ابی تمام کو خاتم الشعراء قرار دینے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ آخری شاعر ہے چونکہ یہاں حقیقت متعذر ہے یعنی حقیقی معنے لینے ناممکن ہیں۔ اس لئے اس کا کچھ اور مفہوم لیا جائیگا

(ب) اگر کوئی شخص کسی لفظ کو اس کے اصل معنی سے پھیر کر مجازاً استعمال کر دے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ اب اس کے اصل معنے ہی بدل گئے ہیں مثلاً ایک شاعر کہتا ہے۔ کہ ؎

قامت تظللنی ومن عجب ، شمس تظللنی من الشمس"

ترجمہ: وہ کھڑی ہو گئی۔ اور مجھ پہ سایہ کرنے لگی۔ کتنا تعجب خیز امر ہے۔ کہ ایک سورج دوسرے سورج سے مجھے سایہ کر رہا تھا۔ غور فرمایئے "شمس" یا سورج کا لفظ اپنی محبوبہ پر استعمال ہو رہا ہے لیکن اس شعر کو پڑھ کر اگر کوئی قادیانی کہہ دے۔ کہ جناب "شمس" کے معنے تو صرف محبوبہ کے ہوتے ہیں تو یہ اس کی سراسر جہالت اور حماقت ہو گی حقیقت میں شمس کے معنے سورج کے ہیں مگر یہاں شمس سے مراد محبوبہ ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے خاتم الشعراء یا خاتم الفقہاء کے الفاظ کو مجازاً شاعروں کا فخر یا فقہاء کا فخر وغیرہ مفہوم ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا ہو۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کہ اب حقیقت میں انکے یہی معنے ہو گئے ہیں۔

(ج) اگر یہ کہا جائے۔ کہ خاتم الشعراء یا خاتم الفقہاء کا حقیقی استعمال کلام عرب سے دکھاؤ۔ تو اس کیلئے ہم ذمہ دار نہیں۔ کیونکہ ایسے محاورات بھی ہیں۔ جو ہمیشہ مجازی استعمال ہوتے ہیں۔ اور کبھی حقیقتاً نہیں بولے جاتے مثلاً "یجعلون اصابعھم فی اذانھم" وہ اپنے کانوں میں

انگلیاں ڈالتے ہیں. یہاں "اصابع" "اصبع" کی جمع ہے جس کے معنے انگلی ہیں. اصبع عربی زبان میں پوری انگلی کو کہتے ہیں. اور یہ ہر شخص جانتا ہے کہ پوری انگلی کان میں نہیں ڈالی جایا کرتی. بلکہ انگلی کا سرا ڈالا جاتا ہے. انگلی کے سرے کے لئے عربی میں "انملۃ" کا لفظ ہے اور اگر مجاز استعمال نہ ہوتا. تو یوں کہا جاتا کہ

یجعلون انا ملہم فی اذانہم

یعنی اپنے کانوں میں اپنی انگلیوں کے سرے ڈالتے ہیں. مگر ایسا نہیں کیا اور اصابع (انگلی) کا لفظ ہی استعمال کیا ہے. جو مجاز ہے. لیکن اگر مفہوم لیا جائے گا. تو یہی ہو گا. کہ وہ انگلیوں کا سرا کان میں ڈالتے ہیں. اس جگہ اصبع کا لفظ انملہ کے مفہوم میں استعمال ہوا. اور محاورہ عرب میں "یجعلون اصابعھم فی اذانہم" ہمیشہ انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ اس کا حقیقی استعمال ایک جگہ بھی کوئی نہیں دکھا سکتا. مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا. کہ "اصبع" (انگلی) کے حقیقی معنے انملہ (انگلی کے سرے) کے ہوگئے ہیں.

اسی طرح اگر خاتم الشعراء کا لفظ شاعروں کے فخر کے مفہوم میں استعمال ہو. تو ہوتا رہے. اور ہمیشہ ہوتا رہے. مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا. کہ اس کے اصل معنے بھی یہی ہیں.

اگر کوئی یہ کہہ دے کہ پھر کیوں نہ مانا جائے. کہ خاتم النبیین بھی کسی اور مفہوم کی خاطر استعمال ہوا ہے. تو یاد رہے. کہ یہ لفظ جیسا کہ ہم دکھا چکے. لغت حدیث. کلام عرب میں اصل معنوں پر ہی استعمال ہوتا رہا ہے. اور کبھی ایک جگہ بھی مجازاً استعمال نہیں ہوا. چنانچہ اس کے لئے ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی.

(باقی آئندہ)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضمن ۲ ضابطہ دیوانی

اجلاس جناب آنریری سب جج درجہ چہارم چارسدہ

فرم سیتارام دہری رام پسران لالہ عطر چند بذریعہ رگھناتھ مالک حصہ دار فرم مذکور واقعہ سر ڈھیری تحصیل چارسدہ ضلع پشاور مدعیان

بنام

مولچند ستھبداس دوکاندار واقعہ کامل پور سدل بازار مدعاعلیہم

دعویٰ دلاپانے -/۶۰ روپیہ اصل و سود

بروئے بہی کھاتہ

مقدمہ نمبر ۱۸۱/۱ رجوعہ ۳۷/۴/۱

بمقدمہ عنوان صدر مول چند ستھبداس دوکاندار واقعہ کامل پور سدل بازار مدعاعلیہم دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے روپوش رہتا ہے وگریز کرتا ہے اس لئے محلبدعاعلیہم مندرجہ عنوان صدر کو بذریعہ اشتہار ہذا کے مطلع کیا جاتا ہے. کہ وہ بتاریخ ۳۷/۵/۱۵ خواہ اصالتاً خواہ وکالتاً یا مختاراً حاضر عدالت ہو کر اپنے مقدمہ کی پیروی اور جوابدہی کریں. ورنہ بصورت عدم حاضری مدعاعلیہم ان کے برخلاف یکطرفہ کارروائی کیجاویگی.

آج بہ ثبت مہر عدالت و ہمارے دستخط کے جاری کیا گیا ہے ۳۷/۴/۲۸

دستخط حاکم — (مہر عدالت)

ڈاکٹر صاحب کے مضمون کی چوتھی قسط

دیگر مضامین کی وجہ سے رہ گئی ہے. آئندہ پرچہ میں انشاء اللہ العزیز درج ہوگی.

مقدمہ نمبر ۲ بابت ۱۹۳۷ء

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے پی سی ایس فسٹ ایڈیشنل اسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و منتظم جائداد دیوالیاں کوئٹہ

مرزا محمد شریف ولد خان بہادر مرزا تقی خاں قوم افشار سکنہ کوئٹہ سائل مفروض

بنام

محمد یعقوب خاں ولد خان بہادر میاں خاں قوم کورد سکنہ و شرت ضلع مچھ وغیرہ قرضخواہان

درخواست قرار دئے جانے دیوالیہ

بنام ۱ حاجی نقیر محمد ولد نامعلوم قوم افغان تالین فروش دوکاندار ایڈریسن روڈ ۲ نرائن سنگھ ولد سیرانند قوم ہندو بابو محلہ کوئٹہ ۳ محبت خاں ولد نامعلوم قوم افغان تحصیلدار صاحب نوشکی ۴ رسالدار زید اللہ خان ولد نامعلوم ملازم خفیہ پولیس معرفت سپرنٹنڈنٹ خفیہ کوئٹہ. ۵ سید غلام حسین ولد نامعلوم قوم سید ہزارہ سکنہ کوئٹہ بابو محلہ ۶ میاں عبدالکریم ولد نامعلوم قوم مسلمان ٹھیکیدار سکنہ کوئٹہ اسلام آباد ۷ محمد اکبر ولد نامعلوم سکنہ ہرات ملک افغانستان ۸ حاجی رجب خاں ولد نامعلوم قوم افغان سوداگر سکنہ ہرات ملک افغانستان ۹ حاجی جلال ولد نامعلوم سوداگر سکنہ ہرات ملک افغانستان قرضخواہان

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں قرضخواہان مندرجہ صدر تعمیل نوٹس سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں. لہذا بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشتہر کیا جاتا ہے کہ قرضخواہان مذکورہ تاریخ پیشی ۸ مئی ۱۹۳۷ء حاضر عدالت ہذا آ کر جو عذر متعلق درخواست رکھتے ہیں پیش کریں

آج مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۷ء بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا.

دستخط حاکم — (مہر عدالت)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

نمبر مقدمہ ۴۰۸ سال ۱۹۳۷ء

بعدالت چوہدری عزیز احمد صاحب وڑائچ بی اے

ایل ایل بی سب جج درجہ چہارم تحصیل علیپور مظفر گڑھ پنجاب

گامڑو رام ولد روشن داس قوم چاولہ سکنہ جتوئی جنوبی تحصیل علیپور مدعی

بنام

باغ علی خاں ولد کرم داد خاں قوم جتوئی سکنہ موضع جتوئی شمالی حال کوٹلہ بندہ علی تحصیل علیپور مدعا علیہ

دعویٰ -/۷/۲۸

اندریں مقدمہ مدعا علیہ باغ علی تعمیل سمن سے عمداً گریز کرتا ہے اور اس پر تعمیل کسی اور طریقہ سے نہیں ہو سکتی لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے. کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۱۸ مئی ۱۹۳۷ء حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ کی نہ کرے گا. تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ کیجاویگی ۳۷/۴/۲۹

آج بتاریخ ۳۷/۴/۲۹ بہ ثبت ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا

دستخط حاکم — (مہر عدالت)

جماعت راولپنڈی کا سالانہ جلسہ

خدا کے فضل و کرم سے یکم و ۲ مئی کو جماعت راولپنڈی کا سالانہ جلسہ نہایت خوبی سے ہوا. لاہور سے مولٰنا عبدالحق ودیارتھی. مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع. شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اور سید میر مدثر شاہ صاحب گیلانی مبلغین تشریف لائے تھے. قادیانیوں نے لائلپور سے مولوی نذیر احمد صاحب کو بلایا تھا. اور احراریوں نے ہمارے جلسہ کو ناکام کرنے کے لئے انتہائی کوشش کی لال حسین اختر اور دیگر علماء بھی اس موقعہ راولپنڈی میں جمع ہوئے. اور ہمارے جلسہ کے اوقات میں انہوں نے بھی دوسری جگہ اپنے اکھاڑے جمائے. اور بانی سلسلہ اور بزرگان جماعت احمدیہ کو دل بھر کر گالیاں دیں. آریہ سماجیوں نے اپنا مشہور بدزبان پنڈت مسمی ست دیو بلوایا تھا. آریہ سماجی ست دیو کو لیکر ہمارے جلسہ میں آئے تھے. مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی تقریر کے بعد جب آریوں کو سوال و جواب کے لئے وقت دیا گیا. تو پنڈت ست دیو نے کہا. کہ میں مرزا صاحب کی تقریر میں کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہتا. البتہ مرزائیت پر اعتراض کرنا چاہتا ہوں. اس پر جلسہ میں بیٹھے ہوئے کئی احراریوں نے بے شک اور مرحبا کے آوازے لگائے. لیکن صاحب صدر نے سماجی پنڈت کو موضوع تقریر کے باہر کسی سوال کرنے کی اجازت نہ دی. سماجیوں نے پھر یہاں ہی ہمارے جلسہ میں اعلان کیا. کہ آج رات کو سماج مندر میں مرزائیوں کے عقائد کا پول کھولا جائے گا. اتنا کہہ کر سماجی اور احراری شور کرتے ہوئے جلسہ گاہ سے اٹھ کر چلے گئے. اب ایک طرف سماجیوں کا اکھاڑہ دوسری طرف احراریوں کا اکھاڑہ عین ہمارے جلسہ کے وقتوں میں ہمارے خلاف لگے ہوئے تھے. ادھر اندرونی دشمن قادیانی حضرات جلسہ گاہ میں جلسہ کو ناکام کرنے پر ہر ممکن کوشش کر رہے تھے. مگر باوجود ان تمام مخالفتوں کے ہمارا جلسہ نہایت کامیاب رہا.

ہر اجلاس میں کافی تعداد میں سامعین تشریف لاتے رہے. مولٰنا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی عالمانہ اور محققانہ تقریر دل کو بہت پسند کیا گیا. گرنتھی صاحب کی تصوف سے بھری ہوئی عالمانہ تقریر کو ہر طبقہ کے لوگوں نے پسند کیا. مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے حالات حاضرہ پر ایک جامع تقریر فرمائی جس سے پبلک پر سلسلہ عالیہ کے متعلق اچھا اثر ہوا. میر مدثر شاہ صاحب کی تقریر ختم ہونے کے بعد قادیانیوں کو سوال و جواب کا وقت دیا گیا. اور دس منٹ اور ایک گھنٹہ تک یہ سلسلہ جاری رہا. اس مناظرہ میں قادیانیوں کو پبلک کے سامنے کافی ندامت اٹھانی پڑی اب اپنی اس ندامت کو دھونے کے لئے قادیانی ایک فیصلہ کن مناظرہ کرنے کے لئے مجبور کر رہے ہیں. ہم نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے. شرائط وغیرہ طے ہونے کے بعد انشاء اللہ راولپنڈی میں قادیانیوں کے ساتھ ایک فیصلہ کن مناظرہ ہو جائے گا

ہم راولپنڈی کے ان معزز حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس قدر مخالفتوں کے باوجود ہمارے جلسہ کو رونق بخشی اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے.

نیز ہم جملہ ممبران جماعت احمدیہ راولپنڈی اپنے مکرم و محترم جناب ملک نقش کرم صاحب ٹھیکیدار کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے جلسہ کا تمام انتظام اور تمام خرچ اپنے ذمہ لیا. اللہ تعالیٰ جماعت کے دیگر مخلصین اور صاحب حیثیت احباب کو ملک صاحب موصوف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے

عبدالرشید ملک سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن راولپنڈی)

تنظیم جماعت کا عملی اقدام

مرکزی و بیرونی جماعتوں کے احیاء تنظیم کے کام کے لئے اور ترقی مالیات انجمن، وصولی چندہ جات کی پڑتال کے لئے مفصلہ ذیل احباب کے سپرد مندرجہ ذیل حلقے ہوئے ہیں۔

اسمائے احباب	نام حلقہ جات
(۱) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	لائلپور۔ شیخوپورہ۔
(۲) مولانا صدر الدین صاحب	سیالکوٹ۔ وزیرآباد۔ جہلم

(مولانا صاحب کی غیر حاضری میں سیالکوٹ، وزیرآباد جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے سپرد رہیں گے۔ اور جہلم ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب کے سپرد ہوگا)

اسمائے احباب	نام حلقہ جات
(۳) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب	لاہور و دہلی
(۴) ڈاکٹر غلام محمد صاحب	لاہور
(۵) مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل و ملک شیر محمد خان صاحب	جموں و کشمیر
(۶) ماسٹر صادق علی صاحب	سامانہ۔ پٹیالہ و ملحقہ علاقہ جات
(۷) ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب	راولپنڈی۔ ہزارہ

احباب کو جناب سکرٹری صاحب و حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف حسب ذیل ہدایات دی گئی ہیں جن پر انہیں کاربند ہونا چاہیئے۔

(۱) اپنے اپنے علاقہ میں ہر ایک فرد سلسلہ سے ذاتی تعارف پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ افراد سلسلہ میں تعاون و ارتباط پر خاص توجہ دیں جہانتک ہو سکے نمازوں درس اور ریڈنگ روم کا قیام ہو۔ اور رنج و خوشی کے موقعوں پر جماعت کے افراد ایک دوسرے کی امداد کریں۔ واقعی غیر مستطیع افراد کی معاونت کے لئے مقامی و مرکزی انجمن میں رپورٹ کریں

(۲) اپنے اپنے حلقہ جات میں تحریک کریں۔ کہ موزوں افراد سلسلہ آنریری تبلیغ کا کام کریں۔ جو وقتاً فوقتاً اپنے ہیڈ کوارٹرز کے قرب و جوار میں تحریک سلسلہ کرتے رہیں۔ اور جہانتک ہو سکے ترقی مالیات و توسیع جماعت میں کوشش کریں۔

(۳) ان مقامات کی جہاں جماعتوں کا باقاعدہ انتظام نہیں سب افراد سلسلہ کی مردم شماری بذریعہ ملحقہ جماعت اسے کرائے جائیں خاص صورتوں میں مرکز سے اس کام کے لئے اشخاص متعین کئے جائیں سکونت وغیرہ کے معلوم ہو جانے پر ایسے احباب کے ساتھ سلسلہ انضباط قائم رکھنے کے لئے مرکز سے باقاعدہ لٹریچر جو وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہتا ہے جایا کرے۔

(۴) احباب کی معاش کی مشکلات کا علم حاصل کریں۔ بالخصوص نوجوانوں کی۔ اور اس میں ان کو مناسب مشورہ دیں۔

(۵) افراد سلسلہ میں تبلیغی حرکت پیدا کریں۔ اور بالخصوص اتوار کے دن ان کا کچھ حصہ وقت ضرور تبلیغ پر خرچ ہو

(۶) جو اصحاب چندہ نہیں دیتے۔ یا اپنی حیثیت سے کم دیتے ہیں۔ ان کی طرف خصوصیت سے توجہ فرمائیں۔

(۷) لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق انہیں مناسب مشورہ دیں

(۸) مرکز کے ساتھ ان کے تعلقات کو مضبوط کریں۔ اور مرکزی تحریکات پر عملدرآمد کرائیں۔

(۹) جماعتوں کے ماہوار چندوں کے بقایا جات کی طرف خصوصیت سے توجہ فرمائیں۔

تمام جماعتوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان امور میں حتی الامکان ان احباب کو جنہوں نے اس نیک کام کو سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا ہے امداد دیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

احمدی بہنیں غور فرمائیں!

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جاؤں

میں اپنی جماعت کی بہنوں کی خدمت میں عرض کرتی ہوں۔ کہ وہ ضرور میری اس آواز کا ساتھ دیں اور سچے دل سے کوشش کریں کہ خدا ہم کو کامیاب کرے۔ میری دلی خواہش ہے کہ جو وعدہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جماعت میں داخل ہوتے وقت خدا کو حاضر کر کے سچے دل سے کیا ہے اس کو پورا کرنے کی بھی کوشش کریں اس وقت ہم ہرگز ہرگز اس کو پورا نہیں کر رہیں۔ افسوس ہے کہ دنیا کی زندگی جو عارضی ہے اس کے لئے لاکھ مصیبت اٹھا کر بھی ہم کامیاب ہونا چاہتی ہیں مگر اس زندگی سے غافل ہیں جو دائمی ہے۔ یہ کامیابی ہمیشہ ہی رہتی نہ رہی ہے یہ زندگی اگر دیکھا جائے تو صرف چند منٹ بھی ہمارا ساتھ نہیں دیتی ہم کو وقت کی قدر کرنی چاہیئے۔ اور اپنے وعدہ کو یاد رکھتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کرنا چاہیئے۔

عزیز بہنو! اپنے گھر کے مردوں کی طرف دیکھو جن کو خدا نے ہمت دی ہے کس قدر کوشش اور محنت کرتے ہیں۔ کس قدر فراخ دلی سے اپنا محنت سے کمایا ہوا روپیہ خدا کے دین کی خاطر خرچ کرتے ہیں اور ایک طرف ہم عورتیں ہیں۔ کہ کبھی بھول کر بھی اپنا وعدہ یاد نہیں کرتیں۔ اگر خیال ہے تو صرف یہ کہ کسی طرح دنیا کے کام پورے ہو جائیں خدا کے لئے تھوڑی سی بیداری پیدا کیجئے۔ خیال رہے کہ اگر ہم اپنے بھائیوں سے نصف کام بھی کریں۔ تو سلسلہ کا کام ڈیڑھ گنا ضرور ہو جائیگا ہم کو یہ خیال ضرور کرنا چاہیئے۔ کہ ہماری جماعت چھوٹی ہے جس کے سپرد خدا نے اپنی مہربانی سے خدمت اسلام کا کام بہت کیا ہوا ہے ہم غلام ہیں دین اسلام کی۔ اس لئے خدا کے دین کی خاطر دلوں کو کھول کے دنیا کی خواہشات کو کم کیجئے۔ یہ ہمارے کسی کام نہ آئیں گی۔ میری تمنا ہے۔ کہ سب احمدی بہنیں مل کر کوشش کریں۔ اور اپنے خرچ اخراجات سے اپنا اس قدر ماہوار چندہ جمع کر دیں۔ کہ اگر زیادہ نہیں تو ہم مستورات کی طرف سے ایک مشن کا کام چل سکے جس کو چلانے والی صرف ہم عورتیں ہی ہوں۔ اور دن رات ہم کو فکر ہو اس کام کی کہ ہمارا بھی ایک کام ہے جس کو پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔ یہ بہت معمولی بات ہے اگر سب بہنیں کوشش کریں۔ تو یہ تیج ہم ابد تک پائینگی۔ اور ہم اس دنیا کو چھوڑ جائینگی تو اس کا پھل ہمارے لئے اس سچے گھر میں تیار ہوگا۔ جہاں ہم نے ہمیشہ رہنا ہے جس طرح آپ دنیا کے لئے کوشش کرتی ہیں اگر دین کی خاطر اتنی ہی کوشش کریں۔ تو بڑے بڑے کام ہمارے ہاتھوں سے ہو سکتے ہیں۔ خدا آپ کے دلوں میں جوش اور شوق پیدا کرے۔ اپنے دین کی خاطر قربان ہو جائیے تب ہی سچ ہے۔ آؤ ہم مل کر ایسا کام کریں۔ کہ ہماری جماعت کی مستورات کا ہر قدم دنیا بھر کی خواتین کے لئے نمونہ کا کام دے۔

میں حضرت امیر کی خدمت میں بھی درخواست کروں گی۔ کہ وہ مستورات کو اس کام کی طرف توجہ دلائیں۔ اور خطبہ جمعہ میں ضرور عورتوں کو دین اسلام کی خدمت کرنے کی تاکید فرمائیں۔ کیونکہ ہم مستورات بالکل خاموش ہیں۔ اور کچھ بھی کام اپنے دین کی خاطر نہیں کر رہیں۔ پیاری بہنو! جب اس دنیا میں خدمت دین کا کوئی اچھا کام ہی نہیں کرتیں تو کل خدا کے حضور حاضر ہو کر کیا اجر لے گا۔ میں اپنے مولا سے دعا کرتی ہوں کہ اے خدا تو اپنی رحمت سے میری بہنوں کے سینے خدمت دین کے لئے کھول دے۔ تاکہ تیرے دین۔ اسلام کی خاطر اس دنیا کے مال کو حقیر سمجھ کر خرچ کر دیں۔ خدا کرے۔ کہ بہنوں کے دل

(باقی پھر سہی)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں

—— اخویم ڈاکٹر محمود احمد صاحب دہلی بیمار ہیں۔

—— محترم عبدالعزیز صاحب صدیقی بہاول نگر کا چھوٹا بچہ آفتاب احمد بیمار ہے۔

—— ہمارے معزز دوست غلام نبی خالد صاحب چنیوٹ کے والد محترم پر اچانک فالج کا حملہ ہوا ہے۔ نیز ہمشیرہ صاحبہ بھی بیمار ہیں احباب درد دل سے ان سب بیماروں کی صحت کیلئے دعا فرمائیں

—— ۲۷ر اپریل کے پرچہ میں ڈاکٹر عبدالغنی صاحب خلف الرشید چوہدری خدابخش صاحب کی شادی کی تاریخ ۱۰ر مارچ کی بجائے ۳۰ر مارچ چھپ گئی تھی صحیح تاریخ ۲۰ر مارچ ہے۔

تقریب سعید

مقام مسرت و انبساط ہے کہ اخویم شیخ نصیر احمد صاحب ولد شیخ محمد اسمٰعیل صاحب لائل پور کی شادی حاجی خدابخش صاحب مرحوم کی صاحبزادی سے ۲ر مئی ۱۹۳۷ء کو بمقام چنیوٹ سرانجام پذیر ہوئی۔ علالت کی وجہ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ شرکت نہ فرما سکے چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مدظلہ العالی نے تشریف لے جا کر نکاح پڑھایا۔ صرف ۵۰ روپے حق مہر قرار پایا۔ جس سے فریقین کی اسلام نوازی جھلکتی ہے اس تقریب کی خوشی میں شیخ صاحب نے تین تین سو روپے کی رقوم اشاعت اسلام اور چنیوٹ ہسپتال کے لئے عطا فرمائیں۔ خدا تمام احباب اور مسلمانوں کو تقلید کی توفیق دے۔ ہم اس تقریب پر فریقین کو ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو دائمی سرور کا باعث بنائے

ذکرِ حبیب علیہ السلام

(از جناب مولوی مرتضےٰ خان صاحب)

۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور میں میاں چراغدین مرحوم کے مکان پر فروکش تھے کہ میں شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ میری بیعت کے وقت کئی ایک احباب نے بھی جن میں بوڑھے اور جوان آدمی تھے بیعت کی۔ میں ان دنوں میں سکول کی آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا اور چھوٹی عمر تھی۔ لیکن اس وقت کا سماں میری آنکھوں کے سامنے ہے حضرت صاحب ایک چھوٹے سے کمرے میں تشریف فرما تھے۔ زائرین کی اس قدر کثرت تھی۔ کہ تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ سب سے پہلے حضرت صاحب نے حسب معمول تبسم آمیز لہجہ سے حضرت والد مرحوم سے کچھ گفتگو فرمائی۔ پھر نہایت مشفقانہ انداز میں فرمایا کہ بیعت کون کون صاحب کرنا چاہتے ہیں۔ عقیدت کیشوں نے فوراً ہاتھ بڑھائے۔ حضرت الفاظ بیعت بولتے جاتے تھے اور ہم لوگ دہراتے جاتے تھے۔ جب آپ نے فرمایا کہ۔ . . . . میں اپنے تمام گناہوں سے جن میں میں مبتلا تھا توبہ کرتا ہوں۔ تو بیعت کرنے والوں میں سے ایسے بھی تھے کہ زاروقطار رو رہے تھے اور ایک بوڑھا آدمی تو پھوٹ پھوٹ کر روتا تھا میں سمجھتا ہوں۔ یہی اصل توبہ اور یہی سچی توبہ۔ اور حقیقی تڑپ اللہ تعالےٰ سے تعلق جوڑنے کی۔ اب بھی لوگ بیعت کرتے ہیں لیکن الا ماشاءاللہ ان میں وہ حقیقت نظر نہیں آتی جو مسیح موعود کے دست مبارک پر بیعت کرنے والوں میں ہم نے مشاہدہ کی۔ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں یہ ایک خاص تبدیلی واقع ہو جاتی تھی۔ خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کی سچی تڑپ پیدا ہو جاتی تھی۔ دل میں ایک روشنی ایمان پیدا ہوتی اور نمازوں میں خشوع و خضوع حاصل ہو جاتا تھا۔ اب یہ باتیں آہستہ آہستہ قصہ پارینہ ہوتی جاتی ہیں۔ اس موقعہ کا ذکر ہے کہ ایک صاحب نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! اس قدر عرصہ سے چندہ ادا نہیں کر سکا۔ آپ نے تبسم سے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا خیر! اس نے پھر استغفار کیا۔ آپ نے پھر فرمایا۔ خیر! خیر!! اچھا۔ اچھا۔ بہت اچھا۔ میں نے یہ مشاہدہ کیا کہ جس قدر وہ شخص استغفار کرتا تھا۔ آپ کی طبیعت پر ایک بار پڑتا تھا اور آپ بار بار زبان مبارک سے خیر۔ خیر اچھا۔ اچھا کے الفاظ فرماتے۔ گویا۔ آپ کو گوارا نہ تھا کہ آپ کسی کے عذر کو رد کریں۔ بعض لوگ آپ پر اعتراض کرتے ہیں کہ آپ کا یہ حکم بہت سخت ہے کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ نہ دے وہ جماعت میں سے خارج کیا جائے۔ قطع نظر اس امر کے کہ یہ حکم عین مصلحت اور حق و حکمت پر مبنی ہے یہ امر بھی قابل نظر انداز نہیں کہ جب ایک شخص بوجوہات چند اس حکم کی تعمیل سے قاصر رہتا ہے اور استغفار کرتا ہے۔ آپ بخوشی اس کے عذر کو شرف قبولیت بخشتے ہیں اور اس کا استغفار طبیعت پر اس قدر گراں گذرتا ہے کہ بار بار زبان مبارک سے عفو کا اظہار فرماتے ہیں۔ مخالفین کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ دنیا کے بندے تھے اور دنیوی جاہ و جلال اور دنیا کے مال کے بھوکے تھے۔ یہ بات قطعاً غلط ہے جو لوگ حضرت کی صحبت میں سالہاسال تک رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مال دنیا کی قدر حضرت کے دل میں ایک حبہ بھر بھی نہ تھی بے شک آپ کے پاس مال آتا تھا اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے وعدوں اور بشارت کے ماتحت آپ کو مالی فتوحات بھی عطا فرمائی تھیں۔ لیکن آپ کا دامن مال و دنیا کی محبت سے کبھی ملوث نہیں ہوا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ جو روپیہ آپ کے پاس آتا۔ کبھی اس کو آپ نے گنج قارون بنا کر نہیں رکھا۔ ادھر آیا۔ ادھر خرچ ہو گیا۔ لنگر خانہ شب و روز مہمانوں اور مساکین اور محتاجوں کے لئے کھلا رہتا تھا۔ مہمانوں کی خدمت اور خاطر مدارات میں کثیر روپیہ آپ صرف فرماتے تھے۔ ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔ اعزہ و اقارب دوستوں کی امداد فرماتے تھے۔ آپ پسند نہیں فرماتے تھے کہ لنگر خانہ پر کوئی پہرہ لگایا جائے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک صاحب جو لدھیانہ کے رہنے والے تھے اور بہت متمول اور سلسلہ کی مالی امداد بہت کیا کرتے تھے انہوں نے اعتراض کیا کہ لنگر خانہ میں بے دردی سے روپیہ صرف میں لایا جاتا ہے یہ بات حضرت کے کان تک بھی پہنچی۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے یہ سختی کا طریق سخت ناپسند ہے۔ اگر کسی صاحب کو کچھ اعتراض ہو تو حرام ہے اس پر کہ وہ ایک کوڑی بھی یہاں بھیجے میرا خدا خود میری امداد فرمائے گا۔ اور غیب کے خزانوں سے مجھے دے گا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کس قدر متوکل انسان تھے اور کس قدر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم پر آپ کو تکیہ اور بھروسہ تھا۔

عید میلاد النبی

امسال عید میلاد النبی ۴ مئی کو ہے۔ اس وقت تک کچھ درخواستیں مبلغین کے لئے باہر سے آئی ہیں۔ اور بھی جن جن جماعتوں کا عید میلاد النبی صلعم پر کوئی جلسہ کرنے کا خیال ہو۔ ان کی درخواستیں ۲۱ مئی تک دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔ ۲۱ مئی کے بعد آنے والی درخواستوں پر غور نہیں ہو سکے گا۔ احباب خاص طور پر نوٹ فرمالیں۔

(خاکسار عبدالحق پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر)

ایک قابل قدر عطیہ

محترمہ اہلیہ چوہدری احمد خان صاحب نے ایک جوڑی کانٹے طلائی وزنی تخمیناً چھ ماشہ عطیہ اشاعت اسلام میں عطا فرمائے ہیں۔ جزاھا اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور دیگر بہنوں کو بھی قربانی کی توفیق دے۔

دیوان ملہوام کا مجلس احرار سے تعاون

چند دن ہوئے کہ مجلس احرار امرتسر کا ایک شخص مسمی محمد الدین ریاست جیند میں گیا ہوا تھا۔ اس شخص نے وہاں پر احمدیوں کے خلاف بہت شرارتیں کیں۔ ہمیں اس بارہ میں موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ دیوان صاحب نے مجلس احرار کی خدمات حاصل کرلی ہیں اور اس کے عوض احرار کے مطالبات دیوان صاحب نے منظور کرنے کے لئے ہاں کر دی ہے۔ لیکن شرط یہ ٹھہرائی ہے کہ احرار پہلے احمدیت کے خلاف ریاست جیند میں قدم اٹھائے اور دیوان کو احمدیوں کے نیست و نابود کرنے کے لئے مدد دے۔

ریاست کی رعایا اور بالخصوص مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان افتراق انگیز لوگوں کی چالاکیوں سے بے خبر نہ رہیں اور اس وقت جبکہ ان کی صدائیں اوپر پہنچ رہی ہیں۔ ان دشمنوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی نہ بنیں ایسے ہر شخص کی مذمت کریں اور باہمی اتحاد و اتفاق سے اپنے مطالبات پر ڈٹے رہیں۔

(نامہ نگار)

دفتر سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اعلان

مجلس منتظمہ نے بذریعہ ریزولیوشن نمبر ۱۱۳ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۳۶ء فیصلہ کیا ہے کہ جن اصحاب کی جائیدادیں ابھی نہیں ہیں۔ وہ بھی اس امید پر کہ اللہ تعالےٰ انہیں صاحب جائیداد کرے گا۔ وصیت کر سکتے ہیں اور اگر وہ دسواں حصہ اپنی آمدنی کا دیتے رہیں تو کوشش کی جائے گی کہ ایک آنہ فی روپیہ سے جس قدر زائد رقم ہو۔ وہ وصیتوں کے حساب میں مجرا ہو کر مستقل فنڈ میں شامل ہوتی رہے اور صدقہ جاریہ بن جائے لہٰذا برائے اطلاع احباب سلسلہ اعلان کیا جاتا ہے۔

(اسسٹنٹ سکرٹری)

اعلان رشتہ

ایک محترم دوست کیلئے رشتہ کی ضرورت ہے جو ایک معزز سرکاری عہدہ پر فائز ہیں اور پانسو روپیہ تنخواہ پاتے ہیں۔ عمر ۴۵ اور پچاس سال کے درمیان ہے۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اور اس سے بچے بھی ہیں کسی شریف خاندان میں نکاح ثانی کے متمنی ہیں۔

المعلن

(ڈاکٹر بشارت احمد معرفت پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضمن ۲ ضابطہ دیوانی

اجلاس جناب میاں صاحب میاں محمد زمان صاحب
سب جج درجہ چہارم چارسدہ

عبدالحکیم ولد محمد رفیق سکنہ اتمان زئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور مدعی

بنام

عبدالغنی و عبدالقادر عرف پسران مین الدین سکنائے موضع عمرزئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور حال مقیم بختالی تحصیل و ضلع مردان مدعا علیہم

دعویٰ دلاپانے مبلغ ۱۳۰/۔ روپیہ بروئے اقرارنامہ

مقدمہ نمبر ۱۴۷ رجوعہ ۳۰ ۳/۳۶

بمقدمہ عنوان صدر مسمی عبدالقادر عرف پسران مین الدین سکنہ موضع عمرزئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور حال مقیم بختالی تحصیل و ضلع مردان مدعا علیہم گاؤں چھوڑ کر چلا گیا ہے پتہ نہیں چلتا کہ کہاں رہتا ہے اسلئے مدعا علیہ مذکورہ بذریعہ اشتہار ہذا کے مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ ۱۵ ۵/۳۶ خواہ اصالتاً یا وکالتاً یا مختاراً حاضر عدالت ہو کر اپنے مقدمہ کی پیروی اور جوابدہی کرے ورنہ بصورت عدم حاضری مدعا علیہ اس اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کیجائیگی

آج بہ ثبت مہر عدالت و ہمارے دستخط کے جاری کیا گیا ہے ۲۲ ۴/۳۶

دستخط حاکم

(مہر عدالت)

فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ

سو میرے ان بندوں کو خوشخبری دو جو بات کو سنتے ہیں اور اس کی اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔

ایرانی عورتوں کی بیداری

(حضرت نواب صاحبزادہ نواز قیم ۔۔۔)

ایران آج سے بیس سال پیشتر تھا۔ ملوکیت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ ملک کی وسائل حالت میں زبردست اصلاح ہو رہی ہے۔ ملا اور پیر کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی ہے۔ تعصب و عناد کے بادل چھٹ چکے ہیں۔ جہالت و حماقت ابھی ۔۔۔ اور پہلی پر آنسو آنسو رو رہی ہے اور خورد و کلاں۔ مذہبی و سیاسی لیڈر۔ مرد و عورت، پارسی اور مسلم تمام کے تمام پہلو ی دور کے ذوائد کی ستائش کر رہے ہیں۔

حکومت کا انتظام بہتر کر دیا گیا ہے۔ عسکری طاقت کو از سر نو منظم کر کے اسلحہ جات جدید سے مسلح کر دیا گیا ہے۔ ملک کی تجارت کو ترقی دی جا رہی ہے۔ صنعت کے ذرائع تجویز کئے جا رہے ہیں۔ محنت و صنعت کی قدر و منزلت ہو رہی ہے۔ رعایا کی فلاح و بہبود کی طرف خاص توجہ ہے اور تہذیب و تعلیم کے دروازے چوپٹ کھول دیئے گئے تاکہ ملک جلد ترین عروج کی منازل طے کر کے منزل مقصود کو حاصل کر سکے۔

ان ارتقائی انقلابات کے پیش نظر شاہ ایران نے اس بات کو محسوس کیا ہے کہ جب تک ملک کی عورتیں اس قومی جہد للبقا میں مردوں کے دوش بدوش سرگرم عمل نہیں ہوں گی اس وقت تک وہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ جس کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ مستورات کی مساعی کے راستے میں دو باتیں شروع سے حارج چلی آئی ہیں۔ پردہ اور خلوت گزینی چنانچہ سب سے پہلے حکومت نے اس غیر پسندیدہ چیز کے دور کرنے کی طرف توجہ دی۔

ایران میں بھی دیگر اسلامی ممالک کی طرح برقعہ اور حرم کی چار دیواری کو عزت اور شرافت کا واحد معیار تصور کیا جاتا تھا۔ اور یہی مستورات معصوم اور باحیا تصور کی جاتی تھیں جو جہالت و ناعلمی کا پیکر ہوں۔ اور یہ چیز قومی ارتقاء کے راستے میں سنگ گراں سے کم نہ تھی۔ اس لئے حال ہی میں شاہ ایران نے ایک اعلان کے ذریعہ اس خیال کی جڑوں پر ضرب کاری لگائی ہے۔ پردہ کو منسوخ کر دیا ہے اور تعلیم کے حصول پر زور دیا ہے۔

رضا شاہ پہلوی محض خیالی دنیا کا باشندہ نہیں وہ زبردست محب وطن ہے۔ ملک و قوم کی آسائش و بہبود کا جذبہ اس کی روح زندگی ہے اور ہر کام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بیتاب رہتا ہے جس بات کو وہ ملک کے مفید مطلب سمجھتا ہے اسے بلا خوف احدے کر گزرتا ہے اور جو کچھ ایک بار زبان سے نکال دیتا ہے اسے عمل میں لانے کے لئے ہر ممکن کوشش صرف کر دیتا ہے۔ بادشاہ چاہتا تھا کہ مستورات پردہ کی لعنت سے آزاد ہو جائیں اور اس کے لئے زبانی نہیں عملی نمونہ قوم کے سامنے رکھا۔ سب سے پہلے ملکہ اور شہزادیوں نے پردہ اتار پھینکا لبس پھر کیا تھا۔ ایران کی تمام روشن خیال تعلیم یافتہ خواتین نے ان کی اتباع کی۔ وہ ایران جہاں آج سے بیس سال پہلے گلیوں میں عورتوں کا نظر آنا امر محال تھا۔ آج وہاں کا نقشہ ہی بدل چکا ہے۔ آج آپ دیکھیں گے کہ اعلیٰ خاندانوں کی خواتین کو عام گذرگاہوں سے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے ہاں آزادانہ آتی جاتی ہیں۔ بازار میں وہ خرید و فروخت کرتی ہیں عام گاڑیوں میں اور جلسوں میں مردوں کے پہلو بہ پہلو بیٹھی ہیں۔

نوجوان لڑکیاں ترکی اور یورپین ممالک کی ہم جنسوں کی طرح کھلے بندوں سکولوں اور کالجوں کو جاتی ہیں۔ ہوسٹلوں میں سکونت اختیار کرتی ہیں اور اعلیٰ تعلیم مثلاً ڈاکٹری وغیرہ کے لئے غیر ممالک میں جاتی ہیں اور تمام کی تمام گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے سلائی کشیدہ کاری۔ امور خانہ داری اور تربیت اطفال کی تعلیم حاصل کرتی ہیں۔

آج ایران میں آپ کو عورتیں سکولوں میں پڑھاتی، ڈاکٹری کی پریکٹس کرتی اور دفاتر میں کام کرتی نظر آتی ہیں ان عورتوں کی ایک کافی تعداد ہے جو کہ قومی زندگی اور رفاہ عام کی حامی ہیں۔ نمایاں حیثیت کی مالک ہیں اور پبلک میں انہیں خاص عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

ملک میں عورتوں کی بہتری اور ترقی کے لئے بے شمار سوسائٹیاں اور کلبیں منصہ شہود پر آ چکی ہیں۔ ایران میں "آزادی نسواں سوسائٹی" امراء و وزراء کی سرپرستی میں اس ضمن میں نمایاں خدمات سرانجام دے رہی ہے اور توقع ہے کہ اس کی مساعی سے عورتیں جلد تر قومی ترقی میں مردوں کے دوش بدوش کام کر کے ملک کی منزل مقصود کو قریب تر لائیں گی۔

ایک اور سوسائٹی "مجلس خواتین" کے نام سے اسی مقصد کے حاصل کرنے میں کوشاں ہے۔ اس کی سرپرست شہزادی شاموسیلوی ہیں۔ اس کی صدر بھی ایک قابل خاتون ہے ان ہر دو کی نگرانی میں یہ مجلس خواتین میں خاص بیداری پیدا کر رہی ہے۔

اس بات کیلئے تحریکات اور تجاویز ہو رہی ہیں کہ عورتوں کو حق رائے دہندگی عطا کیا جائے تاکہ وہ میونسپل کمیٹیوں، ڈسٹرکٹ بورڈوں اور مجالس وضع قوانین میں حصہ لے سکیں اور اس طرح قانونی طور پر بھی اپنے حالات کے متعلق طبقہ مستورات میں اصلاح کا کام سرانجام دینے کے قابل ہو سکیں۔

موجودہ ایران کی خاتون حیاء، فہم اور متانت و سنجیدگی میں فرانس کی مستورات کی ہم پلہ ہے اور امید ہے کہ مستقبل قریب ہی میں وہ شاہ ایران کے

تار کا پتہ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

لوائے پنہ ہر سعید خواہد بود — نوائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۴۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۰ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء — نمبر ۳۰

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارا مذہب

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باریتعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کرینگے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کرکے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شوشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیلی یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنےٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔ غرض ہمارا ان تمام باتوں پر ایمان ہے جو قرآن شریف میں درج ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کی طرف سے لائے اور تمام محدثات اور بدعات کو ہم خاش ضلالت اور جہنم تک پہنچانیوالی راہ لقیین رکھتے ہیں۔

(ازالہ اوہام جلد اول صفحہ ۱۳۷)

جواہر ریزے

اطاعت

کہدے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر نہ مانیں تو اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا۔ (آل عمران)

مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اس سے منہ نہ موڑو۔ اور تم سن رہے ہو۔ (انفال)

جس بات کا حکم پیغمبر دے اسے مضبوطی سے تھام لو اور جس بات سے روکدے اس سے رک جاؤ۔ (البقرہ)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کرتے ہیں۔ وہی ذلیل ترین لوگوں میں سے ہوں گے (مجادلہ)

اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور حکم مانا۔ پھر اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ نافرمانی کرتا ہے اور وہ مسلمان ہی نہیں اور جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کیا جاوے تو اس وقت ایک گروہ منہ موڑ لیتا ہے اور اگر وہ حق پر ہوں تو رسول کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں کیا ان کے دلوں میں بے ایمانی کی بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں یا اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول حق تلفی نہ کردیں؟ بلکہ یہ خود ہی ظالم ہیں۔ مومنین کی شان تو یہ ہے کہ ان کو جب خدا اور اس کے رسول کے فیصلہ کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہتے کہ ہم نے حکم سن لیا اور مان لیا اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور جو کوئی . . . بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے ایسے ہی لوگ کامیابی حاصل کریں گے۔

خلیفہ صاحب قادیان کے جلالی خطبوں پر ایک نظر

خدا کے خلیفہ بنانے کی اصل حقیقت

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مدظلہ العالی)

(۴)

خطبہ زیر بحث میں میاں محمود احمد صاحب بڑے فخر اور ناز سے فرماتے ہیں کہ:-

"کیا وہ سمجھتے ہیں کہ انسانوں کے بنائے ہوئے خلیفے الٰہی خلیفے ہوتے ہیں۔ ہمارا اور ان کا ایک اختلاف یہی تھا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور اب شاید اللہ تعالیٰ انہیں یہ دکھانا چاہتا ہے کہ خلیفے وہی بناتا ہے۔ انسانوں کے بنانے سے کوئی واجب الاطاعت خلیفہ نہیں بن سکتا" (الفضل ۱۳ر اپریل ۱۹۳۷ء)

اس عبارت سے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ میاں صاحب کو خلیفہ بنانے کے وقت جو طوفان بے تمیزی مچایا گیا تھا اور لوگوں کے اچھل کود کا جو تماشا نظر آیا تھا وہ درحقیقت خلیفہ کے انتخاب کے لئے آسمان سے خدا اور اس کے ملائکہ کے نزول کا نظارہ تھا۔ اگر خدا کا انتخاب بھی اسی قسم کی طوفان بے تمیزیوں سے ہوا کرتا ہے تو بس ایسے خدا اور ایسے خلیفہ سے جس قدر بھی بچا جائے کم ہے۔ میرے خیال میں اس قسم کی بدتمیزی کو خدا کا انتخاب قرار دینا کیا خدا کی صریح ہتک نہیں؟ ونعوذ باللہ من ھٰذہ الھفوات

خلافت صرف نبوت کی ہوتی ہے

میاں صاحب خاطر جمع رکھیں یہاں کوئی خلیفہ ان کے بالمقابل نہیں بن رہا۔ مولانا نورالدین صاحب مرحوم کو تو فتنہ پردازوں نے اس غلط فہمی میں ایک دفعہ مبتلا کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ واقعہ پیش آیا جسے آج بڑے فخر سے بیان کیا جاتا ہے۔ مگر ہم میاں صاحب کو اس قسم کی کسی غلط فہمی میں ڈالنا نہیں چاہتے۔ اسلامی اصطلاح میں خلافت نبوت کی ہوتی ہے تاکہ نبوت جو نیا دین لاتی ہے اسے خلافت کے ذریعہ متمکن کیا جائے لیکن حضرت مسیح موعود نبی نہ تھے۔ وہ کوئی نیا دین نہ لائے تھے جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں:-

"ماسوا اس کے یہ شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کریں اور بعض احکام منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لاویں لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ ہی نہیں ہے۔ وہی اسلام ہے جو پہلے تھا۔ وہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں۔ وہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو پہلے تھا۔ اور وہی کتاب کریم ہے جو پہلے تھی۔ اصل دین میں سے کوئی ایسی بات نہیں چھوڑنی جس سے اس قدر حیرانی ہو" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۷)

پس جب حضرت مسیح موعود نبی نہ تھے۔ کوئی نیا دین نہیں لائے تھے تو آپ کی خلافت کیسی؟ اسی لئے آپ کو کوئی آیت استخلاف بھی الہام نہیں ہوئی۔ اور نہ آپ نے وصیت میں اپنی خلافت کا ذکر کیا۔ پس ہم اس بدعت کے کیوں مرتکب ہونے لگے۔ اس فکر کو تو طبیعت سے نکال دیں۔

مسیح موعود کا اسلامی اصطلاح میں کوئی خلیفہ نہیں

بار بار یہ کہتے رہنا کہ خلیفے خدا بناتا ہے میری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ خلیفہ خدا بناتا ہوگا تو محمد رسول اللہ صلعم کے خلیفے بناتا ہوگا جن سے خلفا کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود سے نہ کوئی خلفا کا وعدہ ہے اور نہ انہوں نے خود اپنی وصیت میں ایسا لکھا ہے۔ پس جب حضرت مسیح موعود کے خلفا کا وجود ہی کوئی نہیں تو خلیفے خدا بناتا ہے کی رٹ لگانا بالکل بے معنی ہے

اسباب کے ماتحت خلیفہ بنا خدا کا بنایا نہیں کہلا سکتا

پھر خدا کے بنانے کا مطلب کیا؟ میاں صاحب وحی کے ذریعہ تو کھڑے نہیں ہوئے۔ بہرحال ان کی امارت کا وجود اسباب کے ذریعہ ظہور میں آیا تو کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ علت العلل کے طور پر مان لیا جائے کہ خدا نے ایسے اسباب جمع کر دیئے جن سے میاں صاحب ایک قوم کے امیر بن گئے یا بقول خود خلیفہ بن گئے۔ پھر مصیبت یہ پڑے گی کہ ہر ایک آدمی جو اسباب کے ماتحت امیر یا خلیفہ بن گیا وہ خدا کا بنایا ہوا خلیفہ یا امیر ہے گویا یزید ابن معاویہ جو خلیفہ بن گیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام باایں ہمہ کوشش اور قربانی کے اس کے مقابل میں ناکام رہے تو پھر یزید بھی خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ٹھہرا۔ پنجاب میں سکھوں نے مسلمانوں کو مغلوب کر کے حکومت جمالی تو پھر ماننا پڑے گا کہ راجہ رنجیت سنگھ بھی خدا کا بنایا ہوا خلیفہ تھا۔ اور اس طرح تو ہر ایک خلیفہ یا بادشاہ یا امیر سب ہی خدا کے بنائے ہوئے ہیں اس میں میاں صاحب کی خصوصیت کیا ہوئی۔ اگر کوئی وحی کے ذریعہ کھڑا ہو تو اسے تو بے شک کہیں گے کہ اسے خلیفہ خدا نے بنایا لیکن جو وحی کے ماتحت نہ ہو بلکہ اسباب کے ماتحت بنا ہو اسے خدا کا بنایا ہوا خلیفہ نہیں کہہ سکتے۔ اگر مفہوم یوں بدل بھی لیں کہ اس کے معنی ہیں کہ خدا نے اسباب کے ماتحت بنایا تو پھر ہر ایک کافر و مسلم، ظالم و عادل بادشاہ یا امیر یا خلیفہ کو خدا نے ہی بنایا۔ خصوصیت کوئی نہ رہی۔ علاوہ ازیں اسباب کے ماتحت جو بنے گا ظاہر ہے کہ اس بننے میں انسان کا دخل ہوگا خواہ بذریعہ آراء ہو یا بذریعہ سیاسی چالوں کے ہو یا بذریعہ طاقت کے ہو۔

خدائی انتخاب میں مداخلت شرک ہے

اس انسانی مداخلت کو خدائی انتخاب بنانا بالکل غلط ہے۔ خدائی انتخاب میں انسانی مداخلت کو قرآن کریم صاف طور پر شرک بتاتا ہے۔ جیسا کہ جناب الٰہی فرماتے ہیں:- وربک یخلق ما یشاء و یختار ما کان لھم الخیرۃ سبحٰن اللہ وتعالیٰ عما یشرکون (القصص) تیرا رب جسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے منتخب کرتا ہے۔ انتخاب لوگوں کے اختیار میں نہیں۔ اللہ پاک اور بلند تر ہے اس سے جو یہ شرک کرتے ہیں گویا اپنے انتخاب میں جناب الٰہی کسی انسان کا دخل اپنی صفت توحید کے خلاف بتاتے ہیں۔ پس جہاں اسباب یعنی انسانی مداخلت سے کوئی امیر یا خلیفہ بنے گا اسے خدائی انتخاب کہنا خلاف قرآن کریم ہے۔ لہٰذا اسباب کے ماتحت بنے ہوئے خلیفے یا امیر خدا کے بنائے ہوئے خلیفے تو نہیں کہلا سکتے۔ خدا کا بنایا ہوا خلیفہ تو وہی ہے جو بذریعہ وحی کھڑا ہو جہاں انسانی انتخاب کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ دنیا اس کی مخالف ہوتی ہے لوگوں کو سمجھ نہیں آتی کہ یہ شخص اس مقام پر کس طرح کھڑا ہو سکتا ہے لیکن تمام دنیا کے خلاف خدا اس کی مدد کرتا ہے کیونکہ خدا نے اسے منتخب کیا ہوتا ہے۔

سازشی خلافت کا قیام خلاف شریعت ہے

البتہ جو خلیفہ یا امیر اسباب کے ذریعے بنیگا اس کے متعلق اتنا کہہ سکتے ہیں کہ وہ ذرائع جن سے اس شخص کو امیر یا خلیفہ بنایا گیا جائز تھے یا ناجائز۔ مثلاً ایک شخص امرھم شوریٰ بینھم کے ماتحت قومی مشورہ اور کثرت رائے سے خلیفہ بنا ہے اس کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ اس کا ذریعۂ انتخاب مطابق شریعت تھا لیکن جو شخص ڈنڈے کے زور سے یا کسی گہری سازش اور سیاسی چالوں سے بن گیا اس کی نسبت یہ کہا جائے گا کہ اس کا ذریعہ انتخاب خلاف شریعت تھا۔ اسی لئے تاریخ اسلام میں بہت سے ایسے خلیفے ہیں جن کا ذریعۂ انتخاب خلاف شریعت اسلام تھا۔ اب ان کی نسبت بھی اگر میاں صاحب کی طرح کہنے لگیں کہ یہ خدا کے بنائے ہوئے خلیفے تھے تو مذہب تو ایک بچوں کا کھیل بن گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میاں صاحب کے نزدیک جس کی چل گئی وہ خلیفہ۔ جائز طور پر چلے یا ناجائز طور پر چلے بس چل جائے اور کسی طرح لوگوں کی قیادت حاصل ہو جائے وہ خدا کا بنایا ہوا کہلائے گا۔ گویا چلتی کا نام گاڑی اور لگنے کا نام داؤں کو اپنا اصل الاصول بنانا چاہئے۔ بس کسی طرح اپنا سکہ جما دُ جم گیا تو سچے نہیں تو جھوٹے۔ آجکل ساری مادی دنیا کا یہی اصول ہے ہٹلر اور مسولینی کا بھی یہی مذہب ہے اور ہر ایک دنیاوی ترقیوں کے دلدادہ آدمی کا یہی مذہب ہوگا۔ واں ذرائع کے جائز ناجائز ہونے کا سوال ہی نہیں ہوتا مقصد کے حصول کا سوال ہوتا ہے۔ دیکھو ممبریوں کے الیکشن میں کیا کچھ نہیں ہوتا کس قدر روپے لوگوں کے خرچ ہوتے ہیں بہت سے لوگ روپے کے بل پر اور خدا جانے کن کن چیزوں کے بل پر ممبر منتخب ہونے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ میاں صاحب کے اصول کے مطابق یہ بھی سب خدا کے بنائے ہوئے ممبر ہوئے۔ خدا کی شان ہے کیا مذہب بچوں کا کھیل بنا ہے!!! اسی لئے کہتے تھے کہ ۲۵ سالہ نوجوان کے ہاتھ میں قوم کی قیادت دینا خطرناک ہے سو ویسا ہی ہوا۔

تعلیوں کی انتہا

مگر باایں ہمہ کس خوبصورتی سے جناب میاں محمود احمد صاحب اپنی شان میں مدح سرائی فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"میرے خلاف تو سب سے بڑا اعتراض ہی یہ تھا کہ بچہ ہے ناتجربہ کار ہے۔ پھر اس بچہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو جس طرح شکستیں دی ہیں اور جس طرح ہر میدان میں ذلیل کیا ہے وہ دنیا کے سامنے ہے اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ نے اہم اسلامی مسائل کا فیصلہ میرے ذریعہ سے کرایا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ وہ کونسا مسئلہ ہے جو پوشیدہ تھا اور خدا نے میرے ذریعہ سے اسے صاف نہیں کرایا کئی معارف چھپے ہوئے موتیوں کی طرح پوشیدہ پڑے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ نکلوایا ہے"

(الفضل ۳ر اپریل ۱۹۳۷ء)

ذرا اس عبارت کو دوبارہ پڑھو اور دیکھو کہ جو ادعا اس عبارت میں کیا گیا ہے وہ صحیح ہے؟ اور اگر یہ عبارت محض بے بنیاد تعلیوں اور لاف زنیوں سے ہی پر نظر آوے تو سوائے اس کے کہ خلیفہ صاحب کے تقوے پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جاوے اور کیا کیا جاوے۔ اس عبارت کے دو حصے ہیں

(۱) پہلے اس کا اول حصہ ملاحظہ ہو۔ "پھر اس بچہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو جس طرح شکستیں دی ہیں اور جس طرح ہر میدان میں ذلیل کیا ہے وہ دنیا کے سامنے ہے"

(باقی بر صفحہ ۷)

(بقیہ صفحہ ۳)

دنیاوی ترقی صداقت کا معیار نہیں

دنیا کے ضرور سامنے ہے میں اسی دنیا سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ سچ ہے کہ اس بچہ سے اللہ تعالے نے ہم کو بری طرح شکستیں دی ہیں اور ہر میدان میں ہم کو ذلیل کیا ہے یا یہ اس بچہ کی ایسی غلط بیانی ہے کہ راستبازی شرم سے دامن میں منہ چھپا لیتی ہے۔ وہ کونسا میدان تھا جہاں ہمیں اس بچہ نے ذلیل کیا۔ اگر تو میدان مسجد کے اس ممبر کا نام ہے جس پر کھڑے ہو کر جناب میاں صاحب ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور مریدوں کے اس مجمع کا نام ہے جو سن سن کر خوش ہوتے ہیں اور اپنی اس طرح گالیاں دینے کو میاں صاحب ہماری تذلیل سمجھتے ہیں تب تو ٹھیک ہے اور اگر ایسا نہیں تو وہ کونسا میدان ہے جہاں میاں صاحب نے ہمیں شکستیں دیں اور ہم کو ذلیل کیا۔ ہمارا جھگڑا، ان سے (۱) نبوت کے بارے میں تھا (۲) مسئلہ تکفیر کے بارے میں تھا (۳) خلافت کے بارے میں تھا نبوت کے بارے میں میاں صاحب نے بڑے زوروں میں کتاب القول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ لکھی جس کے جواب میں النبوۃ فی الاسلام ہماری طرف سے نکلی۔ اس کے بعد میاں صاحب نے ایسی چپ سادھی کہ جواب ندارد۔ پھر ایک کتاب **حقیقت الامر** نکالی جس کے جواب میں ہماری طرف سے **مراۃ الحقیقۃ** نکلی۔ اس کے بعد میاں صاحب ختم ہو گئے۔ مسئلہ تکفیر میں ردتکفیر اہل قبلہ کے جواب میں آج تک میاں صاحب کی قلم نہ چل سکی۔ بلکہ ابھی حال میں مسئلہ تکفیر میں بحث کرنے سے ایسی صفائی سے گریز کر گئے کہ خود مجھے حیرت ہوئی ہے۔ اس مسئلہ میں میاں صاحب کو اتنا کمزور نہ سمجھتا تھا۔ مسئلہ خلافت میں آخر ۳ نومبر ۱۹۲۵ء کے الفضل میں خود میاں صاحب نے اقبالی ڈگری ہمیں دیدی یعنی صاف لکھ دیا کہ حضرت مسیح موعود نے جو وصیت لکھی اور انجمن بنائی۔ اس میں خلافت کا جو اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے ذکر ہی نہیں۔ پس جب حضرت صاحب نے اپنی وصیت میں اس کا ذکر نہیں کیا تو ڈگری ہمیں مل گئی العجب! میاں صاحب کے نزدیک یہ سب ہماری شکستیں ہیں۔۔۔۔

میاں صاحب خوب یاد رکھیں کہ وہ بے شک ڈنڈے کے زور سے پیری کے زور سے۔ قادیان مرکز ہونے کی وجہ سے مسیح موعود کا بیٹا ہونے کی وجہ سے اپنی حکومت لوگوں سے منواتے رہیں بلکہ ریاست بنالیں، سلطنت قائم کر لیں تو کر لیں۔ دنیا میں سینکڑوں لوگوں نے بادشاہتیں قائم کر لیں۔ دنیا کا بڑا بڑا حصہ فتح کر لیا۔ مگر یہ سب دنیاداریاں ہیں اسلام سے انہیں کوئی تعلق نہیں جس چیز کا تعلق قرآن، حدیث۔ مسیح موعود کی وصیت سے نہیں۔ وہ دنیا ہے اس میں بڑھنا دین میں بڑھنے کے مترادف نہیں۔

ہم تو عزت اس میں سمجھتے ہیں کہ خدا کے دین کی خدمت بن آئے سو اللہ کا فضل ہے جس قدر خدا نے ہماری چھوٹی سی جماعت سے دین کی خدمت لی ہے اس کے لئے الفاظ نہیں جن سے خدا کا شکر ادا کیا جا سکے۔ مختلف ممالک میں تبلیغی مشن قائم ہوئے جہاں بفضلہ نہایت مفید کام ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے چار زبانوں میں تفسیر اور ترجمے ہو چکے۔ اردو، انگریزی۔ ڈچ اور جرمن آنحضرت صلعم کی سیرت کئی زبانوں میں شائع ہو چکی اور اسلام پر اس قدر مفید لٹریچر جمع ہو گیا ہے کہ جہاں پہنچتا ہے وہاں اسلام کی فتوحات کا موجب ہوتا ہے اور یہ کتابیں ہزارہا کی تعداد میں شائع ہو چکیں اور کثیر تعداد میں مفت تقسیم کی جا چکیں اور اللہ کے فضل سے ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ ابھی یہ سلسلہ جاری ہے اور جب تک خدا چاہے گا جاری رہے گا۔

اس ذلت پر ہزار عزت قربان ہے

اگر ہماری یہی ذلت ہے تو قربان جایئے اس ذلت کے جس پر سو عزتیں قربان ہیں جو سیاسی چالوں اور غیر مسلم قوموں کے ساتھ جوڑ توڑ اور موالات سے حاصل ہوں جن پر لاکھوں روپیہ قوم کا پانی کی طرح بہا دیا گیا ہو اور کبھی ایک قوم سے جوڑنی پڑے اور کبھی دوسری قوم سے۔ ہم اسے سلسلہ کی بےعزتی سمجھتے ہیں۔ اور میاں صاحب کی اسی پالیسی نے سلسلہ میں اغیار کو بہت بدنام کیا بلکہ تمام دنیا میں قادیانیوں کے وجود سے نفرت پیدا کر دی۔ وجہ یہ کہ لوگ قادیانیوں کو صحیح ہو یا غلط جاسوس سمجھنے لگے ہیں۔ نہ میاں صاحب اس جوڑ توڑ میں پڑتے نہ دشمنوں کو بدنام کرنے کا موقعہ ملتا۔ احرار کی مخالفت کی وجہ بھی میاں صاحب کی کشمیر کمیٹی ہی تھی۔ کجا بود مرکب کجا تافتند۔ ایک مذہبی سلسلہ کو ان سیاسی الجھنوں میں پڑنے کی ضرورت کیا تھی۔ مگر وہ تو دنیا میں بڑا بننے کی تمنا جو دامنگیر ہے وہ کب چین سے بیٹھنے دیتی تھی

ایک بے سروپا تعلی کی حقیقت

(۲) اب مذکورہ بالا عبارت کا دوسرا حصہ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:-

"اور جس رنگ میں اللہ تعالے نے اہم اسلامی مسائل کا فیصلہ میرے ذریعہ سے کروایا ہے وہ سب کے سامنے ہے وہ کونسا مسئلہ ہے جو پوشیدہ تھا اور خدا نے میرے ذریعہ سے صاف نہیں کروا دیا۔ کئی معارف چھپے ہوئے موتیوں کی طرح پوشیدہ پڑے تھے جنہیں اللہ تعالے نے میرے ذریعہ نکلوایا ہے۔" (الفضل ۳ اپریل ۱۹۳۷ء)

خداوندا! تعلی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ آخر وہ کونسے اہم اسلامی مسئلے تھے جو تیرہ سو برس سے پوشیدہ تھے جنہیں خدا نے میاں صاحب کے ذریعہ صاف کروایا اور وہ کونسے معارف تھے جو تیرہ سو برس سے چھپے ہوئے موتیوں کی طرح پوشیدہ پڑے تھے جنہیں اللہ تعالے نے ان کے ذریعہ نکلوایا میں نے تو بہتیرا سوچا مجھے تو کوئی یاد نہیں آتا سوائے اس کے کہ پیر خطبہ پڑھ رہا ہو اور مرید سن رہے ہوں پھر بندہ جو دل میں آئے کہتا چلا جائے سب نے سبحان اللہ ہی کہنا ہے۔ لیکن اخبار میں شائع کر کے دنیا جہان کی آنکھوں میں خاک نہیں جھونکی جا سکتی۔ میں تو اس جرأت پر حیران ہوں۔ ہم نے تو آج تک میاں صاحب کی کوئی تصنیف اہم اسلامی مسائل پر نہیں دیکھی جو علمی دنیا کے سامنے پیش کی گئی ہو۔ خطبوں یا سالانہ لیکچروں میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس سے خدا نے تیرہ سو برس کی مشکلات کو حل کروایا ہو۔ کوئی معارف وحقائق کا گنجینہ ہمیں تو آج تک نظر نہیں پڑا جو پبلک کے سامنے پیش ہوا ہو اور دنیا نے اس میں اپنی مشکلات کا حل پایا ہو۔ قرآن کریم کی تفسیر پر لوگوں کو چیلنج ہی دیتے دیکھا۔ مگر تفسیر سننے اور پڑھنے کا ارمان ہی رہ گیا۔ سنا ہے کہ ایک تفسیر چند سورتوں کی سورہ یونس سے شروع کر کے جناب میاں صاحب نے لکھی ہے۔ مگر وہ موتی ابھی تک غلافوں میں پوشیدہ پڑا ہے نہ اس کا سرورق چھپے گا نہ وہ پبلک میں آئے گی صرف مریدوں ہی میں چکر کھائے گی۔ جو کچھ میاں صاحب کے درس کے نوٹ اخباروں میں پڑھے ہیں ان میں تو کوئی ایسے معارف نظر نہیں پڑے جو نئے ہوں اور اپنے اندر کوئی جدت رکھتے ہوں۔ سوائے مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے۔ کہ اس میں احمد کی پیشگوئی جناب میاں صاحب نے آنحضرت صلعم سے چھین کر حضرت مسیح موعود پر لگا دی۔ شاید یہی وہ پوشیدہ موتی تھا جسے خدا نے میاں صاحب کے ذریعہ باہر نکلوایا۔ کاش کہ یہ باہر نہ نکلا ہوتا۔ اہم اسلامی مسائل میں ایک ختم نبوت کا مسئلہ ضرور نظر آتا ہے جس کا میاں صاحب کے ہاتھوں وہ حشر ہوا جو ۱۳۰۰ سال میں نہیں ہوا تھا یعنی محمد رسول اللہ صلعم کے بعد کسی ایسے نبی کی بعثت جس کا ماننا شرائط ایمان میں سے ہو مسلمانوں میں اس ۱۳۰۰ سال میں تو قطعاً موجود نہ تھا۔ البتہ اب میاں صاحب نے اس کو عقائد میں شامل کر کے درحقیقت ایک نئے دین کی بنیاد ڈالدی۔ اگر محمودیت وہی پرانا اسلام ہے تو ایک کلمہ پڑھنے والا خدا کی توحید اور محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان لاتے ہوئے کافر دائرہ اسلام سے خارج کیسے ہو گیا جب کلمہ عملاً منسوخ ہے یعنی کوئی شخص محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان لا کر مسلمان نہیں ہو سکتا تو معلوم ہوا کہ اب یہ کوئی نیا دین ہے جس میں محمد رسول اللہ کے بعد کسی اور رسول کی رسالت پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح مسئلہ خلافت میں جمہوریت اور شوریٰ کے اعلیٰ اصولوں کو خاک میں ملا کر پوپ کی طرح مطاع الکل اور بار اللہ کی طرح صاحب عصمت کبریٰ خلافت کا اپنے آپ کو مصداق قرار دیدیا۔

یہ مسائل اور معارف البتہ ہیں جو ۱۳۰۰ برس کے بعد جناب میاں صاحب کے ہاتھ سے دنیائے اسلام پر ظاہر ہوئے۔ مگر جناب میاں صاحب آگے چل کر یہ بتاتے ہوئے کہ یہ تمام معارف وحقائق ان کے دماغ کا نتیجہ نہیں بلکہ براہ راست جناب الٰہی سے القا ہوئے ہیں فرماتے ہیں:-

"بھلا ایک انسان جو ظاہری علوم سے بالکل ناواقف اور بے بہرہ ہو وہ ان باتوں کو کیسے نکال سکتا ہے جو شاید آئندہ صدیوں تک اسلام کی ترقی کے لئے بطور دلیل کام دیں گی جیسے تعزیرات ہند ہندوستان کے لئے کام دیتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ غیر احمدی بھی ان دلائل کو استعمال کر رہے ہیں جو میں نے پیش کئے ہیں۔ تمدن کے متعلق اسلامی تعلیم یعنی ترک سود، زکوٰۃ اور وراثت کا قیام یہ تین نکات والی سہ پہلو عمارت کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ پچھلی صدیوں میں کسی نے تیار کی ہو۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل اللہ تعالے نے مجھے ہی توفیق دی ہے اور میں نے ان مسائل کو بیان کیا۔"

(الفضل ۳ اپریل ۱۹۳۷ء)

اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ جو کچھ جناب میاں صاحب کے ذریعہ اہم اسلامی مسائل کا حل خدا نے کروایا ہے وہ آئندہ صدیوں تک اسلام کی ترقی میں کام دے گا بالکل اسی طرح جس طرح تعزیرات ہند ہندوستان میں کام دے رہا ہے۔ گویا ایسے قواعد اور اصول میاں صاحب نے بنا کر مسلمانوں کو دیدئیے ہیں کہ بس اب صدیوں تک کے لئے فراغت ہے۔ اور گو ہمیں تو وہ کہیں نظر نہیں آتے مگر غیر احمدیوں نے باوجود کافر ہونے کے ان پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے۔ اور وہ وہی دلائل اب استعمال کرنے لگے ہیں جو میاں صاحب نے دنیا کو سکھائے ہیں۔ میں تو اس اظہار پر حیران ہوں وہ محمودی تعزیرات ہند کہاں ہے جو صدیوں کے لئے اسلام کی ترقی کے لئے کام دیگی وہ کونسے دلائل ہیں جنہیں میاں صاحب نے پبلک کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے پلّے باندھ لئے۔ کچھ ان میں سے مشتے نمونہ از خروارے میاں صاحب اپنے مریدوں کو بھی سکھا دیں تا کچھ تو معقولیت ان میں پیدا ہو جائے۔ اور اگر ان دلائل کا رنگ یہی ہے جو میاں صاحب کے خطبوں میں جھلکتا ہے اور الفضل میں نکلتا ہے تو پھر ان دلائل سے اسلام نے ترقی کیا کرنی ہے صرف تنزل ہی پر بس ہو جائے تب بھی غنیمت ہے کہیں بالکل ہی تباہ ہو کر نہ رہ جائے۔

معارف بیانی کا بے بنیاد دعویٰ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جو بھی اچھی بات دنیا میں کوئی کرتا ہے جو بھی عمدہ دلیل کوئی شخص دیتا ہے میاں صاحب کہدیا کرتے ہیں کہ یہ میرا خیال ہے جو اس نے اڑایا ہے۔ بعد سب سے پہلے میں نے ہی یہ بات پیش کی تھی کہاں پیش کی تھی اس کا پتہ لگانا ذرا مشکل ہوتا ہے۔ خدا جانے میاں صاحب کے متعلق لوگوں کا یہ خیال صحیح ہے یا غلط ہے مجھے تو علم نہیں۔ مگر مسئلہ سود، زکوٰۃ اور وراثت کے معاملہ میں تو میاں صاحب نے یہاں جو کچھ فرمایا ہے وہ تو یقیناً صحیح نہیں میاں صاحب کا یہ دعویٰ کہ ترک سود۔ زکوٰۃ اور وراثت کا قیام تین نکات والی سہ پہلو عمارت کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ پچھلی صدیوں میں کسی نے تیار کی ہو صحیح نہیں۔ اپنے اپنے زمانہ کے مطابق علما دین اور فقہاء نے ان مسائل پر سیر کن بحثیں کی ہیں۔ رہ گیا یہ کہ اس زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی نے ان پر بحث کی ہے یا نہیں۔ تو واضح ہو کہ مولانا محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ریویو آف ریلیجنز میں سود اور مسئلہ وراثت پر بڑی سیر کن بحثیں کی ہیں جو آج تک موجود ہیں۔ پھر دوبارہ زکوٰۃ، سود اور وراثت کے مسئلہ پر بیان القرآن میں مفصل بحث کی ہے۔ بعد موجودہ زمانہ کی مشکلات کو سامنے رکھ کر کی ہے۔ میاں صاحب نے اگر کوئی بحث کی ہے

تو وہ پہلے آدمی نہیں ہیں ان سے قبل حضرت مسیح موعود کے خدام میں سے مولانا محمد علی صاحب ہر رشتہ امور پر سیر کن بحثیں کر چکے ہیں۔ میاں صاحب نے کہاں بحث کی ہے اس کا ہمیں علم نہیں۔ کیا بحث کی ہے اس کا ہمیں پتہ نہیں ان مسائل میں مسلمانوں کی پیش آمدہ مشکلات کا کیا حل تجویز کیا ہے اس کی ہمیں خبر نہیں کیونکہ یہ در اصل مکنون اکثر مخفی ہی رہتے ہیں یا باہر بہت کم نکلتے ہیں۔

ایک عجیب واقعہ

البتہ اتنا ہم نے بعض معتبر ذرائع سے ضرور سنا ہے کہ اسلامی شریعت بالخصوص مسئلہ وراثت کو قانونی طور پر پنجاب میں رواج دینے کے لئے سر سکندر حیات خانصاحب کی کوٹھی پر چند خاص لوگوں کا مجمع ہوا تھا اس میں جناب میاں محمود احمد صاحب اور مولوی ثناء اللہ امرتسری جی بھی رونق افروز تھے۔ کچھ لوگ اسلامی وراثت کو رائج کرنے کے حق میں تھے اور کچھ خلاف۔ کیونکہ اسلام کے رو سے لڑکی کو حصہ دینا پڑتا ہے۔ جو خلاف تھے ان میں مولوی ثناء اللہ امرتسری جی اور میاں محمود احمد صاحب بھی تھے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری جی نے تو یہ دلیل دی کہ قرآن کہتا ہے لا تؤتوا السفہاء اموالکم کہ کم عقلوں کو اپنے مال نہ سونپ دیا کرو۔ پس عورت کم عقل ہوتی ہے اس لئے لڑکی کو ترکہ میں حصہ دینا کہاں درست ہوا۔ یہ تو ہوئی قرآن دانی تفسیر ثنائی کے مفسر کی۔ میاں محمود احمد صاحب نے یہ فرمایا کہ اگرچہ ہمارے خاندان میں تو برابر لڑکیوں کو حصہ ملتا ہے مگر زمینداروں کے لئے شریعت کے مطابق تقسیم وراثت بہت نقصان کا موجب ہوگا اور ناممکن العمل ہے۔ لڑکیوں کو حصہ دینے سے زمین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمینداروں کو بہت نقصان پہنچے گا۔ میرے خیال میں تو سر شفیع مرحوم کا ایمان بہت زبردست نکلا جنہوں نے آخر میں یہ کہا کہ مسئلہ وراثت خدا کا حکم ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو پھر ہمیں اس کی پروا نہیں کہ زمینداروں کو نقصان ہوگا یا نفع۔ ایک مسلمان کو خدا کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرنا فرض ہے۔

معلوم نہیں جناب میاں صاحب نے یہ سہ پہلو عمارت کس جگہ تعمیر کی ہے کہیں نظر پڑتی تو پتہ لگتا کہ ان مشکلات کا اس میں کیا حل ہے اور کیا جدت ہے جو آج تک کسی کو نہ سوجھی۔ جب تک تنقید کی کسوٹی پر نہ کسی جائے کیا پتہ لگ سکتا ہے کہ میاں صاحب کے ادعا کی حقیقت کیا ہے۔ سر سکندر حیات خاں کی کوٹھی والے جلسہ پر تو میاں صاحب نے کچھ اچھے خیالات کا اظہار نہیں کیا۔ غضب خدا کا "خدا کا بنایا ہوا" خلیفہ خدا کے بنائے ہوئے قوانین کی عمارت کو ڈھانے لگ جائے تو فرمائیے چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ ڈر ہے کہیں میاں صاحب کی تعمیر کردہ سہ پہلو عمارت بھی کوئی ایسا ہی گل نہ کھلا رہا ہو۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

نمبر مقدمہ ۴۰۹

بعدالت جناب چوہدری عزیز احمد صاحب ڈار جج بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی سب جج درجہ چہارم تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ پنجاب

گاہڑو رام ولد روشن داس قوم جاد اسکنہ جتوئی جنوبی تحصیل علی پور — مدعی

بنام باغ علی ولد کریم دادخاں قوم جتوئی سکنہ جتوئی شمالی حال کوٹلہ سید علی۔ ٹھاکر رام داچہ رام قوم ملوترہ سکنہ جتوئی جنوبی مدعا علیہم

دعوے مبلغ — ۱۳۲ روپیہ

اندریں مقدمہ مدعا علیہ عا باغ علی تعمیل سمن سے عمداً گریز کرتا ہے اور اس کی تعمیل اور طریقہ سے نہیں ہو سکتی۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور ۵/۱۸ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ کی نہ کریگا تو اسکے خلاف کارروائی یکطرفہ کیجاویگی۔

آج بتاریخ ۱۶/۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء بثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

دستخط حاکم

(مہر عدالت)

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

کوئے ملینہ ہر سعید خواہد بود — رسم فتح نمایاں بنام ما باشد

الضُّحیٰ خَجَانَہٗ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۸۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ـ چھ روپے
ششماہی تین روپے

طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور یوم شنبہ مطبوعہ ۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ مئی سنہ ۱۹۳۷ء — نمبر ۳۱

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حقیقی احمدی ہو

اب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حسن اور جمال دکھاؤ۔ چاہیئے کہ تم میں خدا کی مخلوق کیلئے عام ہمدردی ہو۔ اور کوئی چھل اور دھوکہ آپ کی طبیعت میں نہ ہو۔ تم ہم احمد کے مظہر ہو۔ تو چاہیئے کہ دن رات خدا کی حمد و ثنا تمہارا کام ہو۔ اور خادمانہ حالت جو حامد ہونے کیلئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو۔ اور تم کامل طور پر خدا کی کیونکر حمد کر سکتے ہو جب تک تم اس کو رب العالمین یعنی تمام دنیا کو پالنے والا نہ سمجھو اور تم کیونکر اس اقرار میں سچے ٹھہر سکتے ہو۔ جب تک ایسا ہی اپنے تئیں نہ بناؤ۔ کیونکہ اگر تو کسی نیک صفت کے ساتھ کسی کی تعریف کرتا ہے اور آپ اس صفت کے مخالف عقیدہ اور خلق رکھتا ہے تو گویا اس شخص سے ٹھٹھا کرتا ہے کہ جو کچھ اپنے لئے پسند نہیں کرتا اس کے لئے روا رکھتا ہے اور جبکہ تمہارا رب جس نے اپنے کلام کو رب العالمین سے شروع کیا ہے زمین کی تمام خوردنی اور آشامیدنی اشیاء اور فضا کی تمام ہوا اور آسمانوں کے ستاروں اور اپنے سورج اور چاند سے تمام ہیئت بدکر فائدہ پہنچاتا ہے تو تمہارا فرض ہونا چاہیئے کہ یہی خلق تم بھی ہو ورنہ تم احمد اور حامد نہیں کہلا سکتے ہیں۔ کیونکہ احمد تو اس کو کہتے ہیں کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا ہو۔ اور جو شخص کسی کی تعریف کرتا ہے وہ اپنے لئے وہی خلق پسند کرتا ہے جو اس میں ہیں اور چاہتا ہے کہ وہ خلق اس میں ہوں پس تم کیونکر سچے احمد یا حامد ٹھہر سکتے ہو جبکہ اس خلق کو اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۲)

جواہر ریزے

اللہ تعالےٰ کے افضال

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام پاؤ۔ اور دن کو روشن بنایا۔ یقیناً اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ یہ اللہ تمہارا رب ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ تو تم کس طرح الٹے پھر جاتے ہو۔ اس طرح وہ لوگ الٹے پھر جاتے تھے جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو ایک عمارت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں تو خوب ہی تمہاری صورتیں بنائیں۔ اور تمہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا۔ یہ اللہ تمہارا رب ہے۔ سو اللہ جہانوں کا رب بابرکت ہے۔ وہ زندہ ہے اس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ سو فرمانبرداری کو اسی کے لئے خالص کرتے ہوئے اسے پکارو۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا رب ہے۔ (المومن: ۶۱ — ۶۵)

رحم کرنے والوں پر اللہ رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔ رحم (رشتہ) رحمٰن سے پیوستہ ہے پس جو اسے جوڑے گا۔ اللہ اسے جوڑے۔ جو اسے کاٹے گا۔ اللہ اسے کاٹے گا۔ (ابوداؤد)

جب خدا نے خلقت کو پیدا کیا تو ایک کتاب میں جو اس کے پاس عرش کے اوپر ہے لکھا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کئے ننانوے حصے تو اپنے پاس رکھے اور صرف ایک حصہ زمین پر اتارا۔ اس سے فیض ہو کر مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ ایک چوپایہ بھی اپنے بچے کو ضرر پہنچنے کے اندیشے سے اپنا سم اس پر سے اٹھا لیتا ہے (مسلم)

لفظ "خاتم النبیین" اور اسکی حقیقت

قرآن، حدیث، لغت اور محاورہ عرب کی روشنی میں

(سید اختر حسین گیلانی کے قلم سے)

(۲)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

یہاں ایک اعتراض کا جواب دینا ضروری ہے۔ قادیان سے شائع شدہ نوٹ بک مولفہ خادم گجراتی طبع پنجم صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے:-

"دکھاؤ کہ خاتم کسی جمع کے صیغے کی طرف مضاف ہو اور پھر اس کے معنی آخری کے ہوں کسی لغت کی کتاب لسان العرب، تاج العروس وغیرہ کا حوالہ دے دینا کافی نہ ہوگا جب تک اہل زبان میں اس محاورہ کا استعمال نہ دکھایا جائے۔ لغت لکھنے والے آخر انسان ہوتے ہیں اور ان کی کتابوں میں ان کے اپنے عقائد کا داخل ہو جانا یقینی ہے۔ مثلاً المنجد اور الفرائد الدریہ دونوں عربی کی لغات ہیں جن کے مولف عیسائی ہیں۔ انہوں نے ثالوث کا ترجمہ تثلیث مقدس The Holy Trinity کیا ہے۔ اب مقدس کسی لفظ کا ترجمہ نہیں بلکہ مولف کا اپنا اعتقاد ہے۔ بعینہ اسی طرح ایک لغت لکھنے والا اگر اس عقیدہ کا حامی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت بند ہے تو وہ طبعاً خاتم النبیین کا ترجمہ نبیوں کا ختم کرنے والا ہی کریگا مثل مشہور ہے "فکر ہر کس بقدر ہمت اوست"۔ چونکہ خود قادیانی احباب کی یہ حالت ہو کہ قرآن، حدیث، لغت و محاورہ عرب کی گواہی کے سراسر خلاف اپنے باطل عقیدہ کی حمایت میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ سب دنیا ایسی ہی ہے۔ گویا تمام صحابہ کرام، مفسرین و محدثین عظام۔ اور آئمہ لغت وغیرہ نے پہلے ایک عقیدہ تراش لیا اور پھر خاتم النبیین کے معنے اس کے مطابق کر دیئے۔ گو یہ امر واضح ہو چکا ہے کہ نہ صرف کتب لغت بلکہ محاورہ عرب میں بھی لفظ خاتم جمع کثرت یا جمع مذکر سالم کی طرف مضاف ہو کر آخری کے ہی معنی دیتا ہے اور اس پر زیادہ کسی بحث کی ضرورت نہیں لیکن اتنا عرض کر دینا نامناسب نہ ہوگا کہ:-

(۱) اگر لغت نویسوں کے متعلق یہ اصول مان لیا جائے کہ وہ کسی لفظ کے معنی کرتے وقت اصل معنی کو چھوڑ کر کچھ اور معنی کر دیتے ہیں تو امن اٹھ جائیگا اور کسی لفظ کے معنی کرنے کیلئے لغت حجت نہ ہوگی۔ مثلاً اس طرح تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ لفظ "اللہ" یا لفظ "محمد" کے جو معنے لغت میں لکھے ہیں وہ غلط ہیں کیونکہ یہ تو لغت نویسوں نے اپنے اعتقاد کے مطابق لکھ دیئے ہیں ان کے اصل معنی کچھ اور ہیں۔ اس طرح ختم نبوت کا انکار کرتے کرتے تمام قرآن مجید سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

(ب) قادیانی جماعت خود دعویٰ کرتی ہے کہ صدہا ایسے بزرگ گزرے ہیں جو اجرائے نبوت کے قائل تھے۔ اگر یہ سچ ہے تو کیا وجہ ہے کہ انہوں نے کبھی مفسر، محدث یا امام لغت کو نہ ٹوکا اور یہ نہ کہا کہ خدا کے بندو! خاتم النبیین کے معنی تو نبیوں کا جاری کرنے والا" ہیں اور تم اس کے الٹ "نبیوں کا بند کرنے والا" کر رہے ہو۔

(ج) نیز تعجب ہے کہ "خاتم النبیین" کے معنی کرنے میں اگر غلطی لگ سکتی تھی تو بقول قادیانی احباب مسلمان آئمہ کو ہی لگ سکتی تھی جن کا عقیدہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ لیکن یہ معنی صرف مسلمانوں نے نہیں کئے بلکہ عیسائیوں نے بھی یہی کئے ہیں اور آج بھی یہی کر رہے ہیں۔ اگر ان معنوں میں مسلمان آئمہ نے کوئی غلطی کی ہوتی یا دھوکا دیا ہوتا۔ تو عیسائی بجائے اس کے ضرور کہا ہوتا کہ مسلمانوں نے (نعوذ باللہ) شرارت سے کام سے کر معنی تبدیل کر دیئے ہیں۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ لین وغیرہ نے بھی اس کے معنی آخری نبی ہی کے کرکے دیگر لغت نویسوں کی تصدیق کی ہے

(د) لغت نویس یہ تو کر سکتا ہے کہ کسی لفظ کے معنے کرتے وقت تعظیم کے الفاظ بڑھا دے۔ مگر وہ یہ نہیں کر سکتا کہ ایک لفظ کے اصل معنوں کو چھوڑ کر بالکل اس کے الٹ معنی کر دیئے۔ مثلاً وہ یہ تو کر سکتا ہے کہ "محمد" کے لفظ کے معنی کرتے وقت صلی اللہ علیہ وسلم" کے الفاظ تعظیماً بڑھا دے۔ مگر وہ اس لفظ کے معنوں میں تبدیلی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی معقول آدمی محمد کے ساتھ لغت میں صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ دیکھ پائے تو وہ اس سے یہ کبھی نہیں سمجھے گا کہ "محمد" کے معنی ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم" جیسا کہ قادیانی احباب سمجھ لیتے ہیں۔ المنجد اور الفرائد الدریہ سے ان کو اسی قسم کا مغالطہ ہوا ہے

ثالوث کے مقابل المنجد میں لکھا:-

ما رکب من ثلاثة ومنه الثالوث الاقدس

لاقانیم الذات الالٰهیه

ترجمہ:- ثالوث کہتے ہیں اس چیز کو جو تین سے مرکب ہو۔ اسی سے ثالوث اقدس لیا گیا ہے جو ذات الٰہیہ کے اقانیم پر استعمال ہوتا ہے

یہاں ثالوث کے معنی "تثلیث مقدس" یا "ثالوث اقدس" نہیں کئے بلکہ ثالوث اقدس کو ایک الگ مسیحی اصطلاح قرار دیکر اس کے وہ معنی لکھے جو عیسائی قوم میں سمجھے جاتے ہیں۔

الفرائد الدریہ میں لکھا ہے (The Holy Trinity) یعنی تثلیث مقدس، ثالوث کے اصل معنی تثلیث یا Trinity بتائے ہیں اور The Holy یا "مقدس" کا لفظ خطوط وحدانی میں رکھ کر بتایا ہے کہ "مقدس" اس کے اصل معنے نہیں بلکہ یہ لفظ تعظیماً بڑھایا گیا ہے۔

اسی طرح الفرائد الادبیہ (عربی فرانسیسی) میں بھی ثالوث کے معنے Trinité (La Sainte Trinité) کئے گئے ہیں اور تعظیمی الفاظ کو خطوط وحدانی میں رکھ کر کسی مغالطہ کے لئے گنجائش نہیں چھوڑی گئی۔

اس ضمن میں یہ امر ذکر کرنا ضروری ہے کہ قادیانی اصحاب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ لغت نویس اتنے بے پرواہ ہیں کہ جس لفظ کے معنے "نبیوں کا جاری کرنے والا" کرنے چاہئیں تھے۔ انہوں نے اس کے معنی نبیوں کو بند کرنے والا کر دیئے گویا مشرق کے معنی مغرب کر دیئے اور آسمان کے معنی زمین کر دیئے لیکن جو دلیل اس کے لئے قادیان سے نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ لغت نویس ثالوث کا ترجمہ "تثلیث (مقدس)" کرتے ہیں اور تعظیم کا لفظ خطوط وحدانی میں رکھتے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ یہ دکھاتے کہ کہیں کسی عیسائی لغت نویس نے ثالوث کے معنے "توحید" کئے ہوں یا توحید کے معنی تثلیث کئے ہوں تاکہ ہمیں معلوم ہو سکتا کہ لغت نویس بالکل الٹ معنی کرنے کے بھی عادی ہیں۔ لیکن انہیں ایسے معنے کہیں نہ مل سکے۔ انہوں نے یہ غور نہ کیا کہ ہماری دلیل کا ہمارے دعویٰ سے کوئی تعلق بھی ہے یا نہیں اور ایک ایسی مثال پیش کر دی جو خود ان کے ہی خلاف ہے۔ کجا تعظیمی الفاظ کا خطوط وحدانی میں بڑی احتیاط سے استعمال کرنا اور کجا حقیقت کے الٹ معنے کرنا۔ اس سے یہ امر بخوبی واضح ہو سکتا ہے کہ یہ قوم اپنے غلط اصول کی تائید میں مغالطہ انگیزی سے کس قدر کام لیتی ہے۔

خاتم الخلفاء و خاتم الاولیاء

جب ہر طرف سے ناکامی ہوتی ہے تو قادیانی اصحاب "خاتم الاولیاء" و "خاتم الخلفاء" کے الفاظ پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے معنی آخری خلیفہ یا آخری ولی نہیں بلکہ یہ لکھا ہے کہ وہ خلیفہ یا ولی جس کی پیروی سے خلفاء اور اولیاء پیدا ہوں گے اس اعتراض کا تحقیقی جواب دینے سے پیشتر یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ

مسیح موعود علیہ السلام لغت عرب کے بڑے عالم سہی لیکن اگر وہ قرآن، حدیث اور لغت و محاورہ عرب کی صحیح گواہی کے خلاف کچھ لکھ جائیں تو ہم اس کو ان کی سہو سمجھ لیں گے۔ اور قرآن، حدیث اور صدہا مفسرین، محدثین اور آئمہ لغت کی گواہی کو رد نہیں کریں گے۔ مسیح موعود علیہ السلام غلطی کر سکتے ہیں لیکن ایک معقول آدمی کے نزدیک اس قدر مقابل کی گواہیاں غلط نہیں ہو سکتیں۔

لیکن باوجود اس کے ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے خاتم الخلفا یا خاتم الاولیا کے معنے آخری خلیفہ اور آخری ولی کے سوا کچھ نہیں کئے اور نہ ہی کچھ اور معنے کرنا ان کی شان کے شایاں تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مقابل پر جو موسوی خلیفوں کے خاتم الانبیاء ہیں اس امت میں سے بھی ایک آخری خلیفہ پیدا ہوگا تاکہ وہ اس طرح محمدی سلسلہ خلافت کا خاتم الاولیاء ہو۔ اور مجددانہ حیثیت اور لوازم میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی مانند ہو اور اسی پر سلسلہ خلافت محمدیہ ختم ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام پر سلسلہ خلافت موسویہ ختم ہو گیا۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹)

یہاں مثال دے کر بتایا کہ جس طرح موسوی سلسلہ کے خاتم الانبیاء حضرت عیسٰی تھے۔ اور آپ کے بعد کوئی موسوی سلسلہ کا نبی یا خلیفہ پیدا نہ ہوا۔ ایسے ہی محمدی سلسلہ میں مسیح موعود خاتم الخلفا یا خاتم الاولیاء ہے جس کے بعد کوئی محمدی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

اور سنئے:-

"مسیح موعود کی بھی تکفیر ہوگی کیونکہ وہ خلافت کے آخری نقطہ پر ہے جو خلافت کے پہلے نقطہ سے ملا ہوا ہے۔ یہ بات ضروری ہے اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر ایک دائرہ کا عام قاعدہ یہی ہے کہ اس کا آخری نقطہ پہلے نقطہ سے اتصال رکھتا ہے۔ لہذا اس عام قاعدہ کے موافق خلافت محمدیہ کے دائرہ میں بھی ایسا ہی ہونا ضروری ہے یعنی یہ لازمی امر ہے کہ آخری نقطہ اس دائرہ کا جس سے مراد مسیح موعود ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا خاتم ہے۔ وہ اس دائرہ کے پہلے نقطہ سے جو خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نقطہ ہے . . . . . اتصال تام رکھتا ہے جیسا کہ مشاہدہ اس بات پر گواہ ہے کہ آخری نقطہ اس دائرہ کا پہلے نقطہ سے جا ملتا ہے۔" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۹۹)

یہاں بار بار اپنے آپ کو "آخری نقطہ" قرار دیا ہے۔ جو دائرہ کے پہلے نقطہ سے جا ملتا ہے اور جس پر دائرہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد کسی نئے نقطہ کے لئے گنجائش نہیں رہتی۔ معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک خاتم الخلفا کے معنے تھے وہ محمدی خلیفہ جس کے بعد کوئی محمدی خلیفہ نہ ہوگا۔

کیا بعد میں کوئی ولی یا خلیفہ نہیں ہوگا؟

مگر یہاں قادیانی احباب ایک اعتراض کر دیتے ہیں اور وہ یہ کہ مسیح موعود کے بعد تو کئی مجددین، خلفاء اور اولیاء نے آنا ہے تو پھر کیا وجہ

(باقی صفحہ ۔ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

پیغام صلح

جلد ۲۵ | یوم شنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۳۱

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الذی نفسی بیدہ لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (بخاری کتاب الایمان)

اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کے بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔

سرور کائنات، باعث موجودات، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین افضل المرسلین سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مومن کا ایمان ہے۔ اس اطہر و اقدس ہستی کی اتباع میں جان کو قربان کر دینا ہی شریعت کا خلاصہ۔ اسلام کی تعلیم کا نچوڑ اور منشاء ئے حیات ہے اور آپ کے محاسن و محامد کو اقصائے عالم میں پہنچانا ہی ایک مومن کا مقصد زندگی ہے۔

دنیا بھر کے مومنین کو مبارک ہو کہ اس ملند و برتر انسان کا یوم ولادت آن پہنچا۔ جس نے اپنے خالق سے سب سے بڑھکر محبت کی۔ جس نے دنیا بھر کو رحمت و محبت کا پیغام ہی نہیں دیا بلکہ خود رحمت بن کر آیا۔ جس نے مدت سے جور و ستم کا نشانہ شدہ انسانوں کو قعر مذلت سے نکال کر ثریا ئے عزت پر پہنچا دیا۔ جس نے انسان کو توہمات، بت پرستی، اصنام پرستی اور تمام دیگر باطل پرستیوں سے چھڑا کر معبود حقیقی کے آستانہ پر لا گرایا اور جس نے امیر و غریب، شاہ و گدا، عربی و عجمی، سیاہ و سفید کی تفاوتیں کو مٹا کر تمام انسانوں کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کیا۔

اقوام عالم اپنے بزرگوں کا یوم ولادت اور برسیاں مناتی ہیں اور اس پر خوشی کا اظہار کرتی ہیں کسی قوم کی عظمت کا اندازہ اسی امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کس حد تک اپنے بزرگوں سے عقیدت رکھتی ہے اور ان کے نقش قدم پر چلتی ہے۔ یوم ولادت منانے کا حقیقی مقصد یہی ہے کہ ان مامور ہستیوں کی یاد از سر نو تازہ کی جائے۔ ان کے کارناموں کو دہرایا جائے۔ انکی قربانیوں جاں نثاریوں اور قوم پروری کے واقعات کو ہر سال قوم کے سامنے کھول کر بیان کر دیا جائے۔ تاکہ افراد قوم ان کے کارناموں پر فخر کریں اور ان کی پیروی کرتے ہوئے اپنے اندر بھی ویسی ہی صفات پیدا کریں۔ مسلمانوں میں بھی چند سالوں سے دوسروں کی تقلید میں ان امور کی طرف خیال پیدا ہوا ہے مگر بدقسمتی سے ان یادگاروں کے منانے کا حقیقی مقصد داں سے نکل گیا ہے۔ ایک گروہ تو وہ ہے جس کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت کا منانا اسی قدر ہے کہ محافل میلاد [illegible] نعت خوانی ہوگئی رسماً کسی کو کسی نا کھلا دیا۔ جلوس نکال لئے۔ باجے بجا لئے۔ گویا کھیل لیا۔ بازاروں کو سجا لیا۔ رات کو چراغاں کر لیا۔ ہاں کہا کہیں کھا لیا۔ ان سب امور میں ذات خود برے نہیں۔ مگر آج اس گروہ نے جو شکل اختیار کر رکھی ہے وہ اسلام کے اندر شریعت کے اضافہ کا حکم رکھتی ہے اور وہ روح موجود نہیں جس کا ہونا اس میں ضروری ہے

اس کے برخلاف ایک اور گروہ ہے جو بالکل ہی ان باتوں کے خلاف ہے جو محافل میلاد کو لغو ٹھہراتا ہے۔ اور ان تمام امور کو بغیر سوچے سمجھے بدعت کا نام دیتا ہے اور بات تو یہ ہے کہ جس طرح اول الذکر گروہ ایک حد تک غلطی کا مرتکب ہے۔ ثانی الذکر بھی اس کا شکار ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ اول الذکر گروہ جو کچھ حرکات کرتا ہے اس کے پیچھے کونسا جذبہ کار فرما ہے۔ وہ یقیناً اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا جذبہ ہے۔ یہ جذبہ ٹھیک ہے اس صورت میں ثانی الذکر گروہ کا فرض یہ نہیں ہے کہ ان کو بدعتی کہکر دور ہٹ جائے بلکہ اس پر لازم ہے کہ اس جذبہ کو اس طریق سے بدل دے کہ یہی امور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بلند کرنے کا موجب بن جائیں۔ نبی کریم صلعم پر درود شریف پڑھنا اور آپ کا ذکر اذکار کرنا عین اسلام ہے۔ جبکہ خود خدا تعالیٰ نے خود بدنفسہٖ تک ذکر کیا کہکر کہ آپ کے ذکر کو بلند کرے اور ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی کے الفاظ کے ذریعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ترسیل درود کا اقرار فرمائے۔ تو کیا اس کی اتباع میں ہمارا بھی فرض نہیں ہے۔ کہ ہم خدا کے اس محبوب کا ذکر بلند کریں۔ اور اس کے نام کی عظمت بلند کریں۔

اس زمانہ میں ہمارا دعوےٰ اور ایمان ہے۔ کہ ہم ہی اسلام کے حقیقی متبع ہیں۔ اور جو نور اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہمیں عطا فرمایا ہے۔ دوسرے مسلمان اس سے محروم ہیں اس صورت میں ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم سب سے بڑھکر اس ذات اقدس پر درود شریف بھیجیں آپ کے ذکر کو بلند کریں۔ اور آپ سے سب سے بڑھکر محبت کریں۔

آپ پر درود شریف بھیجنا ایک تو یہی ہے۔ کہ ہم درود مسنونہ کا ورد کریں آپکے محامد و فضائل کو سامنے رکھکر آپ پر درود بھیجیں مگر ایک اور زیادہ اہم طریق یہ ہے۔ کہ ہم آپ کی تعلیم کو دنیا بھر کے کونہ کونہ میں لے جائیں۔ آپ کی صفات کا چرچا گھر گھر کریں۔ تن من اور دھن آپ کے دین کی خاطر نثار کرکے دنیا بھر میں آپ کا نام پھیلائیں۔ آپ کا ذکر عام کر دیا تاکہ وہ وقت آجائے جبکہ تمام دنیا کے انسان مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک آپ پر درود بھیجیں اور فضائے عالم آپ کے ذکر سے گونج اٹھے۔

آپ کی محبت — تمام چیزوں سے بڑھکر — جزو ایمان ہے اس کا اظہار ہماری روزمرہ کی زندگی سے ہونا چاہیئے۔ محبت زبانی اقرار کا نام نہیں۔ آپ کو اپنے بچہ سے محبت ہوتی ہے۔ بیوی سے محبت ہوتی ہے۔ والدین سے محبت ہوتی ہے۔ تو آپ انکی خوشنودی کو ہر وقت پیش نظر رکھتے ہیں۔ انکی ہر بات کو حتی الوسع پورا کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ انکی خاطر ہر قسم کی تکالیف برداشت کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات جان و مال بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت! یہ تو سب سے بڑھکر ہے۔ اس کی خاطر مجنوں ہو جانا ضروری ہے۔ ہماری پونجی اللہ تعالےٰ کے بعد نبی کریم کی محبت ہے جس کی خاطر ہماری ہر چیز فدا ہو۔ تو آپ کی محبت کے اظہار کا طریق یہی ہے۔ کہ ہماری ہر حرکت آپ کے ارشاد کے مطابق ہو ہمارا ہر قدم آپ کے اتباع میں اٹھے ہمارے پیش نظر ہر وقت آپ کی سنت ہو۔ ہمیں اس بات سے محبت ہو جس سے آپ کو تھی۔ اور اس بات سے نفرت اور کراہت ہو جس سے آپ کو تھی۔

عید میلاد النبی کا دن ہر مسلمان کے لئے تجدید عہد کا دن ہے اس دن مسلمان کا فرض ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے باخبر ہو۔ آپ کی سنت سے واقفیت حاصل کرے اس کی روشنی میں اپنی گزشتہ کمزوریوں پر نگاہ دوڑائے اور عہد کرے کہ میں آیندہ سال تمام ان امور پر سختی سے پابند رہونگا جن کا ارشاد میرے آقا نے فرمایا۔ ان باتوں سے بچونگا جن سے آپ نے منع فرمایا۔ آپ کے نام کی عظمت بلند کرنے کے لئے ہر ممکن قربانی کرونگا اور روئے زمین کے ہر انسان تک آپ کے اخلاق حسنہ کی تبلیغ کرونگا اگر آپ بھی اس طرح عید میلاد النبی منانے کا عہد کرتے ہیں تو

مبارک ہو

عید میلاد النبی و یوم وصال امام الزمان

ہزار ہزار شکر ہے۔ اس ذات بے ہمتا کا جس نے ہمیں بدولت اسلام سے مالامال کیا۔ اور ہمیں ہادی برحق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے حقیقی جانشین مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت سے سرفراز فرمایا۔ ۲۴ اور ۲۶ مئی کو آقا و غلام کا یوم ولادت و وصال آرہا ہے عاشقان صادق کا فرض ہے۔ کہ وہ ان ناموس ہستیوں کا ذکر بلند کرکے اپنی محبت و عقیدت کا ثبوت دیں۔ ہماری زندگی وابستہ ہے ان ماموران الٰہی سے۔ اور ہماری روح کی غذا ان پر درود و سلام بھیجنا ہے۔ لہٰذا تمام احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ ان مواقع پر جمع ہو کر ان آفتاب و مہتاب کے گن گائیں۔ اور دنیا پر ان مرسلان یزدانی کے فیض کا اظہار کرکے دنیوی و اخروی سعادت حاصل کریں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت پر مرکز کی طرف سے ایک خوبصورت ٹریکٹ شائع کیا گیا ہے۔ جس کا مضمون سیدنا امام الزمان کی محبت کا نتیجہ ہے سیکرٹریان جماعت کو وہ حسب گنجائش بھیجا جا رہا ہے تمام جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ اس کی اشاعت فرمائیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے مریدوں کے ساتھ آخری فیصلہ

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی)

حضرت صاحب نے عبد اللہ آتھم کے ساتھ ایک "آخری فیصلہ" کا اشتہار شائع کیا جس کو اس نے منظور نہ کیا بلکہ درازیٔ عمر کا متمنی ہوا۔ خدا نے اس کی رسی کو دراز کیا۔ اور اس کو مہلت دی لیکن اگر اس نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا۔ تو بالآخر۔ ماخوذ ہو کر ہلاک ہوا۔ اب ان لیکھرام کا قانون اسکو ضرور پکڑے گا اور لمبی عمر پانا اسکو عذاب سے نہ بچا سکے گا۔

جماعت احمدیہ کے ممبر ثناء اللہ کے ساتھ اس آخری فیصلہ کو ہمیشہ بڑے شد و مد سے پیش کر کے حضرت صاحب کی صداقت ثابت کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ نہایت ضروری بھی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں اس بات کو بھی نہ بھولنا چاہیئے کہ حضرت اقدس نے اپنے مریدوں کیساتھ بھی ایک آخری فیصلہ کیا ہے اور یہ وہ مشہور اشتہار ہے جسکو اول مرتبہ حضرت صاحب نے اپنی زندگی میں شائع کیا۔ اور آپ کے بعد اس کو جناب مولانا نور الدین صاحب مرحوم نے ریویو آف ریلیجنز بابت ۱۹۱۱ء میں دوبارہ شائع کر کے اس کی اہمیت کو دوبالا کر دیا۔ قارئین کرام کی آگاہی کے لئے میں وہ اشتہار بجنسہٖ یہاں نقل کئے دیتا ہوں۔ وھو ھذا۔

مریدوں کے ساتھ آخری فیصلہ

"یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں۔ یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے۔ کہ میرا انہیں سے پیوند ہے۔ یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔ مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدائے تعالیٰ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک شخص کو چاہیئے۔ کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دیں۔ کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہیئے۔ کہ اس میں لاف گزاف نہ ہو جیسا کہ پہلے بعض سے ظہور میں آیا۔ کہ اپنی زبان پر وہ قائم نہ رہ سکے۔ سو انہوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا ـــــ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائیگا۔ کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا۔ تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائیگا۔ اور مشتہر کرایا جائیگا اور اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائیگا۔ اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں۔ اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔"

اب میں جملہ احمدی برادران کو اشتہار مذکورہ کی عبارت کی طرف توجہ دلا کر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اپنی جگہ ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ کہیں وہ حضرت صاحب کے اس آخری فیصلہ کی خلاف ورزی کر کے خود تو خدانخواستہ نہیں بن رہے۔ اور اگر کوئی مرید بباعث غفلت ابتک اس فیصلہ پر کاربند نہیں رہا۔ تو صدق دل سے توبہ کر کے آئندہ لاپرواہی کو ترک کر کے اس آخری فیصلہ کو منظور کرے۔ تا ایسا نہ ہو کہ وہ خدا کے دفتر میں زمرۂ مریدین سے کاٹ دیا جائے

وما علینا الا البلاغ

افسانہ

احمدیت کی ٹکر عیسائیت سے

(شیخ محمد طفیل مقیم امرتسر)

ہوائی جہاز گھڑگھڑ کر کے زمین پر اُترا۔ پادری جان نے زمین پر قدم رکھتے ہوئے کہا: "میکملن مجھے کچھ امید ہے۔ کہ ہماری پریچنگ پارٹی (تبلیغی جماعت) کی کوششیں بارآور ہونگی۔ اور جلدی مسلمان یسوع مسیح کے دامن میں آجائیں گے"

"میکملن نے بیگ اٹھاتے ہوئے کہا: "بے شک سائگر کے مسلمان ہمارے جلد زیر اثر آ سکتے ہیں۔"

جان نے ڈرائیور جہاز پر مڑ کر نگاہ ڈالی جو حکم کا منتظر تھا۔ اسے تین مہینے کے بعد پھر آنے کی ہدایت کر کے حکم دے دیا۔ کہ واپس تاہرے چلا جائے۔

جان کو امید واثق تھی۔ کہ سائگر میں تین مہینے تک وہ اپنے تبلیغی فرائض مکمل کر کے سانگر کی طرف روانہ ہو جائیں گے

سائگر کے بھولے بھالے دیہاتی گورے آدمیوں کو دیکھ کر ان کے گرد جمع ہیں۔ اور تعجب سے ان کے لباس اور شکل کو دیکھ رہے ہیں۔

سائگر کی اکثر آبادی مسلمانوں کی تھی۔

جان نے میکملن کو اشارہ کیا۔ باجہ شروع کرو۔

ٹیں چیں چوں۔ ٹیں چیں چوں

یا سوع۔ . . . ما . . . . یسح

ٹیں چوں چوں۔ یا سوع۔ ما یسح

بس . . . . . . جان نے باجہ بند کرنے کا حکم دیا۔ اور ایک خوشنما رنگین تصویر نکال کر حاضرین کے سامنے کی۔

بچے اور جوان کچھ تو باجے کی نرالی سُر سے مدہوش ہو رہے تھے اب تصویر کو دیکھ کر اور ٹوٹ پڑے۔

پادری نے کہنا شروع کیا۔

"پیارے بھائیو. . . . . آج ہم تمہارے پاس پیارے یسوع مسیح کی خوشخبری لائے ہیں جس نے گنہگار انسانوں کی خاطر اپنی جان سولی پر دے دی۔ وہ ہمارے گناہوں کے لئے کفارہ ہو گیا خدا ہمارا رب کا باپ ہے۔ اس نے اپنی مخلوق پر رحم کھایا۔ اپنا بیٹا لوگوں کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ جو کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے دنیا میں آیا۔ . . .

. . . . "

"میکملن" جان نے لقمہ اٹھاتے ہوئے کہا: "آج کا وعظ نہایت کامیاب رہا۔"

"میکملن: بے شک۔ میں حاضرین کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بڑے غور سے آپکی تقریر کو سن رہے تھے لیکن جب آپ نے یہ کہا۔ کہ قرآن سے ثابت ہے کہ یسوع مسیح کو خدا نے آسمان پر بلا لیا۔ تو ایک مسلمان نے درمیان میں بولنے کے لئے منہ کھولا تھا۔ لیکن پھر رک گیا۔ معلوم ہوتا ہے اسے اس بات پر اتفاق نہیں تھا۔"

دوسرے دن کا لیکچر نہایت کامیاب رہا۔ اور وعظ کے بعد دو آدمیوں نے ان کی گفتگو سے متاثر ہو کر عیسائیت کو قبول کر لیا۔

پادری صاحب اپنی کامیابی پر بہت نازاں تھے۔ کہ اتنے میں

ایک شخص نے چند شکوک پیش کرنی کی اجازت چاہی۔ پادری صاحب نے بخوشی اس درخواست کو قبول کر لیا. . . . . . اس آدمی نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمانا شروع کیا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ پادری صاحب نے مسلمانوں کو صریح مغالطہ دیا ہے۔ کہ قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے۔ اور اس طرح سے ان کی آنحضرت پر فضیلت ظاہر کرنی چاہی ہے۔ حالانکہ قرآن آپکی وفات کا صاف لفظوں میں اقرار کر رہا ہے۔

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علیٰ کل شئی شہید۔

کہ اے عیسیٰ تو نے نصاریٰ کو تثلیث کی تعلیم دی تھی۔

آپ جواب دیتے ہیں کہ میری زندگی میں یہ عقیدہ ظاہر نہیں ہوا تھا۔ جب تو نے مجھے وفات دے دی۔ تو تو ہی ان کا نگہبان تھا

آپ نے کہا ہے۔ مسیح کفارہ ہو گیا۔ حالانکہ یہ بھی بچارے بھولے بھالے مسلمانوں پر ایک ہتھکنڈا ہے۔

اگر یسوع مسیح اپنی خوشی سے سولی پر لٹکائے گئے۔ تو کیوں پکار اٹھے کہ اے میرے رب تو نے مجھے اکیلا کیوں چھوڑ دیا۔

کفارہ سے لازم ہو گیا۔ کہ چوروں زانیوں اور ڈاکوؤں کو سزا نہ دی جائے۔ حالانکہ بڑی سے بڑی عیسائی سلطنتیں بھی ایسا نہیں کرتیں یہ خدا کا عدل نہیں۔ کہ مسیح کو بے گناہ سولی پر چڑھایا جائے

آپ نے ابھی کہا ہے۔ کہ مسیح خدا تھے۔ بھلا خدا کبھی مر بھی سکتا ہے . . . . . غرضیکہ اسی جوش میں آ کر اس مسلمان نے اسلام کی عیسائیت پر فضیلت ثابت کرنے کے لئے آدھ گھنٹہ تقریر کی۔

پادری صاحب ہکے بکے کھڑے تھے۔ کہ کون اسلام پیش کر رہا ہے تقریر کے بعد پوچھا: "آپ اسلام کے کونسے فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں"

اسلام میں عیسائیت کیطرح کوئی فرقہ نہیں۔ آپ میری باتوں کا جواب دیجئے

پادری: "پھر بھی آپ کون سی جماعت سے متعلق ہیں"

مجھے معلوم ہے۔ آپ جواب دینے سے کتراتے ہیں میں احمدیہ جماعت کا ایک ادنےٰ خادم ہوں جس کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں"

احمدی کا نام سن پادری صاحب چونکے۔ انہوں نے اپنے استاد سے سنا تھا کہ آج عیسائیت کی تبلیغ میں صرف احمدی ہی روک بن رہے ہیں۔ اور اس وقت یہ تصویر حقیقتاً صحیح ثابت ہو رہی تھی . . . . . "

لنڈن کو تار دے میں ایک برقی پیغام موصول ہوا۔"

"سائگر میں ہمارے تبلیغی مشن کو احمدیہ جماعت کے چند افراد نے بالکل فیل کر دیا ہے۔ جتنے عیسائی ہوتے تھے سب پھر مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ میکملن بھی اسلام جیسے جھوٹے مذہب میں چلا گیا ہے۔ جلدی جانے کر پرسوں تک سائگر پہنچو۔ مزدور۔ فقط

جان

خلیفہ صاحب قادیان کے جلالی خطبوں پر ایک نظر

میاں محمود احمد صاحب کے غلط اتہامات کی اصل حقیقت

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۵)

غلط بیانیوں کا طوفان

کوئی ایک غلط بیانی ہو۔ تو انسان شکوہ بھی کرے۔ مگر یہاں غلط بیانیوں کا طومار ہے اور آدمی بگڑا ہوا ہو تو فرمایئے کس کس بات کی شکایت ہو۔ ذرا میاں محمود احمد صاحب کا خطبہ نکاح کے موقعہ پر ہم لاہوریوں کو برا بھلا کہتے ہوئے یہ ارشاد گرامی ملاحظہ ہو۔

"ان کے پاس کونسی طاقت تھی جو انہوں نے ہمارے خلاف خرچ نہ کی۔ ہم کو مقدمات کی دھمکیاں دیں۔ ہمارا سامان اٹھا کر لے گئے۔ قرآن مجید کا ترجمہ جماعت کی ایک امانت تھی جو وہ اپنے ساتھ لے گئے۔ اس کے علاوہ کئی کتابیں اپنے ساتھ لے گئے۔ جن کی قیمت کئی ہزار روپے بنتی ہے غرضیکہ انہوں نے ہمیں ہر طرح سے نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور ہر قسم کے ہتھیار انہوں نے ہمارے خلاف چلائے۔ حکومت کے پاس ہماری شکایتیں کیں رعایا کو ہمارے خلاف اشتعال دلایا اور ان کو یہ کہکر کہ یہ لوگ انہیں کافر کہتے ہیں ہمارے خلاف اکسایا مگر اللہ تعالیٰ نے ہر دفعہ ان کو نیچا دکھایا"

(الفضل ۱۲ر مارچ ۱۹۳۷ء)

ہم کوئی سامان نہیں لے گئے

جھوٹ کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے۔ خلیفہ کے منہ سے جھوٹ نکل کر سچ نہیں بن جایا کرتا۔ جھوٹ جھوٹ ہی ہوتا ہے۔ ہم نے کب مقدمات کی دھمکیاں دیں۔ بلکہ کسی غیر احمدی نے کبھی تب یہ جتلایا بھی کہ ہزاروں لاکھوں روپے کی منقولہ اور غیر منقولہ قومی جائداد اور کتابیں اور سامان تم قادیان چھوڑ کر چلے آئے ہو یہ قومی مال ہے۔ صدر انجمن تفرقہ میں نصف نصف ہو گئی ہے۔ نصف جائداد اور سامان کے تم مالک ہو۔ دینے نہ دیں تو مقدمہ کر کے لے سکتے ہو۔ لیکن ہم نے ان باتوں کو ہمیشہ رد کیا اور سلسلہ کی بدنامی کے خیال سے کبھی اس کی طرف ایک لمحہ کے لئے بھی توجہ نہیں کی۔ یہ کس قدر جھوٹ ہے کہ ہمارا سامان اٹھا کر لے گئے" ذرا یہ ہمارا ملاحظہ ہو۔ جیسے کوئی خلیفہ صاحب کی ذاتی جائداد تھی جو ہم لے آئے ہیں بالفرض اگر کوئی سامان ہم لے بھی آتے تو وہ قوم کا مال تھا اور قوم میں ہم بھی شامل تھے۔ اگر میاں صاحب کے مریدوں کا اس میں حق تھا تو ہمارا بھی حق تھا۔ وہ کسی خلیفہ کی ذاتی جائداد نہ تھی۔ مگر ہم کوئی سامان نہیں اٹھا لائے یہ صریح بہتان ہے۔ چند کتابیں بے شک لائے مگر اس کا ذکر جب اب میاں صاحب نے الگ کیا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں "اس کے علاوہ کئی کتابیں اپنے ساتھ لے گئے" تو بس کتابوں کے علاوہ وہ کونسا سامان تھا جو ہم اٹھا لائے۔ دفاتر کی عمارات۔ میز کرسیاں مہمانخانہ اسکول اور مدرسہ اور بورڈنگ ہاؤس کی عمارات۔ مساجد بہشتی مقبرہ۔ زمینیں۔ بیت المال اور اس کا روپیہ۔ آخر ان میں سے کونسی چیز ہم ساتھ لے آئے۔ بلکہ یہ تمام قومی مال جو لاکھوں روپے کا تھا وہیں چھوڑ آئے اور اُف تک نہ کی۔ کیا ہمارا حق نہ تھا۔ کیا ہزارہا روپے ہماری جیبوں سے نکل کر ان پر صرف نہ ہوئے تھے۔ مسجد نور تو ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ کے ترکہ سے بنی تھی۔ مگر یاد رہے ہم نے کبھی زبان شکایت نہیں کھولا۔ خدا کی شان آج ہمیں میاں صاحب الٹا چور بناتے ہیں۔ شکایت تو ہمیں ہونی چاہئے تھی نہ کہ میاں صاحب کو جن کو بیٹھے بٹھائے اس سارے قومی مال پر تصرف مل گیا۔ کیونکہ صدر انجمن کی حیثیت تو اب خلیفہ کے ملازموں یا غلاموں کی ایک ٹولی کی رہ گئی ہے۔ صدر انجمن کا تصرف اس ساری جائداد پر اب برائے نام ہے عملی طور پر جو کچھ ہے خلیفہ کا ہے۔ خلیفہ آج چاہے تو انجمن کو کان سے پکڑ کر نکال دے۔

قرآن مجید کے ترجمہ کے متعلق اصل حقیقت کا اظہار

اب قرآن مجید کے ترجمہ اور کتابوں کا قصہ بھی سن لو۔ مولوی محمد علی صاحب قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کر رہے تھے اس کے لئے مختلف تفاسیر اور لغات اور اسی قسم دیگر کتب انگریزی و عربی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ وہ کتب ہمیشہ ان کے ساتھ رہا کرتی تھیں۔ ابھی ترجمہ مکمل نہ ہوا تھا جو جماعت میں یہ تفرقہ پڑا اور قادیان میں میاں صاحب کے مریدوں نے مولوی صاحب کے مکان کے گرد ایسے ایسے بازاری آوازے کسنے شروع کئے کہ کسی شریف آدمی کا وہاں رہنا ناممکن ہو گیا۔ مولوی صاحب لاہور چلے آئے ساتھ ہی ترجمہ کا مسودہ اور ٹائپ رائٹر جس سے انگریزی ترجمہ ٹائپ ہوتا تھا اور جو ہمیشہ ساتھ رہتا تھا اور متعلقہ کتابیں بھی ساتھ لیتے آئے۔ اس تفرقہ کے شور و ہنگامہ میں بھی مولوی صاحب اپنا کام کرتے رہے کئی ماہ کے بعد قادیان سے میاں صاحب کا ایک آدمی آیا کہ وہ کتابیں دیدو۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میرے اتنے مہینوں کی تنخواہ دیدو اور کتابیں اور ٹائپ رائٹر لے جاؤ۔ تنخواہ کا مطالبہ ٹھیک تھا کیونکہ اگر اس ترجمہ پر صدر انجمن قادیان کا کوئی حق باقی تھا اور مولوی صاحب اس انجمن کا ہی کام کر رہے تھے تو کیا اس انجمن کا فرض نہ تھا کہ وہ حسب معمول مولوی صاحب کی پوری یا ادھوری تنخواہ دیتی رہتی لیکن حالت یہ تھی کہ تنخواہ کوئی نہیں اور ترجمہ کے مالک بننے کا دعویٰ بدستور۔ بہرحال مولوی صاحب نے فرمایا کہ چودہ یا پندرہ سو روپے میری تنخواہ کے بنتے ہیں وہ مجھے دیدو اور اپنی کتابیں اور ٹائپ رائٹر لے جاؤ۔ وہ بندہ اس دن کا گیا ہوا آج تک نہیں مڑا۔ اگر وہ کتابیں جیسا کہ میاں صاحب فرماتے ہیں ہزارہا روپے کی تھیں تو چودہ پندرہ سو یا کم و بیش روپے دیکر وہ ہزارہا روپے کی کتابیں کیوں نہ واپس لے لیں۔ واپس اسی لئے نہیں لیں کہ میاں صاحب کو یہ سودا مہنگا نظر آیا دوسرے حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ کا ہزارہا روپے کا کتبخانہ مفت میں اب اُن کے قبضہ میں آ چکا تھا۔ اس لئے ان چند کتابوں کی انہیں ضرورت ہی کہاں تھی میں کہتا ہوں اگر ضرورت تھی بھی تو اس قوم کا جس نے میاں صاحب کی بیعت نہیں کی اور لاہور میں مرکز بنا لیا کیا مشترکہ قومی مال میں اتنا حق بھی نہ تھا کہ وہ چند کتابیں اس میں سے لے لیتی مگر مولوی محمد علی صاحب نے تو اسے بھی پسند نہ کیا۔ وہ رہا یہ کہ اگر قادیان والے ان کی تنخواہ دیدیں تو جہاں لاکھوں روپے کا سامان وہاں چھوڑ آئے ہیں یہ بھی سہی۔ مگر خود میاں صاحب نے یہ سودا پسند نہ کیا۔ رہ گیا ترجمہ۔ جب وہ مکمل ہوا تو مولوی صاحب نے قادیان کی انجمن کو لکھا کہ ترجمہ تیار ہے۔ چونکہ جماعت دو ٹکڑے ہو چکی ہے اور صدر انجمن بھی نصف نصف میں تقسیم ہو چکی ہے اس لئے ترجمہ کی طباعت کے لئے ہر دو فریق نصف نصف روپیہ دیدیں۔ یعنی نصف روپیہ تم دو نصف روپے ہم دیدیتے ہیں اور اس سے قبل کے اخراجات میں کچھ روپیہ تمہارا اگر زائد بنے تو وہ بے شک اس رقم میں سے مجرا کر لو۔ اور چاہئے کہ دونوں فریق اپنی اپنی رقم بینک میں جمع کرا دیں تاکہ طباعت کے وقت تکلیف نہ ہو۔ طباعت کے بعد قرآن کریم کی جلدیں نصفا نصف ہم تقسیم کر لیں گے۔ البتہ قرآن کریم کا ترجمہ چونکہ میری تصنیف ہے اس لئے اس میں تغیر و تبدل کرنے کا کسی کو حق نہ ہوگا۔ پروف وغیرہ سب ہم پڑھیں گے۔

دیاسلائی لگانے کا اعلان

تعصب اور حسد بری بلا ہوتی ہے چنانچہ اس اعلان کے بعد خلیفہ صاحب نے کیا کیا؟ یہ کیا کہ ایک پرزور خطبہ پڑھا جس میں نہایت حقارت سے فرمایا کہ ہم نے وہ ترجمہ لیکر کیا کرنا ہے وہ ترجمہ تو اس قابل ہے کہ اسے دیاسلائی لگا دی جائے۔ پھر اس ترجمہ کی وقعت کم کرنے کیلئے یہ تجویز کیا گیا کہ فی ماہ ایک پارہ قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ ہو کر نکل جائے۔ چنانچہ ایک پارہ انگریزی میں ترجمہ ہو کر فوراً نکل بھی گیا۔ اس کے بعد نہ معلوم کیا افتاد پڑی کہ پھر کوئی پارہ انگریزی میں ترجمہ ہو کر نہ نکلا۔ بعض بازوال لوگ بہ کہتے ہیں کہ اس کاغذوں کے انبار میں جو اس ترجمہ کے لئے خرید اگیا تھا کہیں غیب سے دیاسلائی لگ گئی جس سے وہ جل گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ فرمایئے کہ جب میاں صاحب نے خود اعلان فرما دیا کہ مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ اس قابل ہے کہ اس مسودہ کو دیاسلائی لگا دی جائے تو مولوی صاحب اپنا ترجمہ میاں صاحب کو اس لئے دیدیتے کہ وہ ان کی سات برس کی محنت پر پانی پھیر دیں اور دیاسلائی لگا کر اسی طرح جلا کر راکھ کر دیں جس طرح ایک دفعہ لڑکپن میں انہوں نے حضرت مسیح موعود کے مسودہ کو دیاسلائی لگا کر جلا دیا تھا۔ اور اب بھی حضرت مسیح موعود کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابوں کو انہوں نے نبوت کے بارے میں دیاسلائی ہی لگا دی ہے۔

ناحق بدنام کرنے کا پروپیگنڈا

غرضیکہ میاں صاحب کے سامنے یہ امر نہایت انصاف اور دیانتداری سے پیش کیا کہ ترجمہ کی طباعت میں نصف حصہ ڈلوا دو اور بعد میں قرآن کریم کی جلدیں نصفا نصف تقسیم کر لو۔ مگر میاں صاحب نے خود ہی اس امر کو رد کر دیا اور بجائے حصہ لینے کے صاف کہہ دیا کہ ہم تو اس مسودہ کو دیاسلائی لگانے کے قابل سمجھتے ہیں تو پھر آج یہ شکایت کیوں کہ ترجمہ لے گئے۔ ترجمہ تو نہایت انصاف سے ہم نصف نصف دیتے تھے۔ مگر انہوں نے خود نہیں لیا۔ تو پھر اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کو ناحق بدنام کرنے کا یہ ایک پروپیگنڈہ ہے اور اس کا التزام یہاں تک ہے کہ قادیان میں چھوٹے بچوں کے ذہن میں بچپن سے ہی یہ بات جمائی جاتی ہے کہ مولوی محمد علی قرآن کا ترجمہ چرا کر لے گیا۔ ایک دفعہ ایک بچہ قادیان سے میرے پاس آیا تھا۔ اس کا سبق جو میں سننے لگا تو وہ بولا مجھے کچھ زبانی بھی یاد ہے۔ میں نے زبانی سبق جو سنا تو معلوم ہوا کہ اسے اپنے مذہب کے عقائد حفظ کرائے گئے ہیں جن میں دو باتیں بہت ہی عجیب تھیں۔ ایک تو یہ کہ حضرت مرزا غلام احمد کون تھے؟ جواب تھا۔ نبی تھے۔ رسول تھے۔ دوسری بات یہ عجیب تھی کہ سوال تھا مولوی محمد علی کون تھا۔ جواب تھا کہ چور تھا۔ قرآن چوری کر کے لے گیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گویا ایک تو یہ التزام ہے کہ بچوں کے قلوب میں محمد رسول اللہ صلعم کی ختم نبوت کا عقیدہ باقی نہ رہ جائے بلکہ اجرائے نبوت کا عقیدہ ذہن میں جم جائے۔ دوم مولوی محمد علی صاحب سے نفرت اور بیزاری بچپن سے دلوں میں گھٹی کی طرح پلا دی جائے۔ کیونکہ جو بات بچپن سے ہی ذہن نشین کر دی جاتی ہے وہ طبیعت ثانی بن جاتی ہے۔ اس سے چھٹنا پھر قریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ ایک شیعہ عورت کو دیکھا جو ہمارے ہاں کھانا پکانے پر نوکر تھی وہ اکثر اپنے بچہ کو اس کی شرارت کی وجہ سے خفا ہوا کرتی تھی۔ ایک دفعہ میں اس بچہ کو محبت سے بلانے لگا۔ وہ عورت بیساختہ بولی کہ ڈاکٹر صاحب جانے دیجئے یہ بڑا ابوبکر ہے یہ کبھی اچھی بات مان نہیں سکتا ہے ہمیشہ شرارت کرے گا۔ معاذ اللہ گویا اس کی نگاہ میں ابوبکر کوئی ایسا بدمعاش شخص تھا جو کبھی نیکی کی طرف آ ہی نہ سکتا تھا۔ اس عورت کے ذہن میں یہی تھا کہ جیسے شیعہ

احمدیت کا لازمی نتیجہ ایک پاک تبدیلی ہونا چاہیئے

(ایک احمدی خاتون کے قلم حقیقت رقم سے)

دس گیارہ بجے کے قریب میں معمولی کاموں سے فارغ ہو کر ادبی دنیا کا ایک پرچہ لے کر بیٹھی تھی۔ کہ میرے خورد سالہ لڑکے نے آکر اپنی توتلی زبان میں کہا۔ کہ ایک میم صاحبہ آئی ہیں۔ آپ چل کر ان سے ملیں۔ میں نے گود کے بچے کو پلنگ پر لٹایا۔ اور لڑکے کو ساتھ لے کر برآمدے میں آئی۔ ایک یورپین خاتون کھڑی تھیں میں انہیں کمرے میں لے آئی۔ معمولی گفتگو سے معلوم ہوا۔ کہ وہ ہمارے بالکل قریب رہتی ہیں ان کے شوہر مشن سکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ نہایت اخلاق سے باتیں کرتی رہیں۔ میرے بچے کی ذہانت کی تعریف کی۔ مجھے اپنی کوٹھی پر آنے کو کہا۔ یہ بھی کہا کہ آپ کو یہاں آئے چھ ماہ ہو گئے ہیں۔ میں آپ کو دیر سے ملنے آئی ہوں۔ میں نے محسوس کیا۔ کہ پہلے ملنا میرا فرض تھا۔ خواہ اس میں کوتاہی کسی وجہ سے ہوئی۔ پھر بتایا۔ کہ وہ کنڈر گارٹن کی ایک کلاس کھولنے والی ہیں۔ نیز یہ کہ میں بھی اپنے بچے کو ضرور وہاں داخل کر دوں۔ یہاں تک ان کی گفتگو معمولی ملاقات کی تھی جس میں سادگی خلق اور وسعت نظر پائی جاتی تھی۔

پھر کہنے لگیں "ہمارے سکول میں کس کا بچہ پڑھتا ہے میں نے بتایا کہ وہ ہمارے چوکیدار کا لڑکا ہے۔ بہت ہوشیار اور ہونہار ہے۔ ان کی جائے رہائش دریافت کرنے پر میں نے سامنے کے کوارٹروں کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ وہ لوگ وہاں رہتے ہیں۔ کچھ اور معمولی باتوں کے بعد وہ مجھ سے رخصت ہوئیں۔ میں برآمدے تک ساتھ آئی۔ میں نے دیکھا۔ کہ میم صاحبہ کے باہر نکلتے ہی چوکیدار کے بچوں نے انہیں گھیر لیا۔ ادب سے سلام کیا۔ میں نے سنا نہیں مگر انداز سے معلوم ہوا کہ میم صاحبہ نے بچوں سے ان کے گھر جانے کی خواہش ظاہر کی ہے ایک بچے نے اپنے گھر کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور سب ادھر چل پڑے۔ . . . . یہ عجیب نقشہ میری آنکھوں نے دیکھا۔ ایک خوبصورت خوش پوش ادھیڑ عمر کی خاتون چند غریب میلے کچیلے بچوں کے جھرمٹ میں ان کے غریبانہ گھر کو جا رہی تھی۔ . . صرف ان کی ماں سے ملنے کی خاطر کیونکہ وہ بھی ایک دفعہ اون کا کام سیکھنے اس کی شاندار کوٹھی میں گئی تھی۔ . . . . اللہ اللہ اس زمانے کے انقلاب بھی کیسا نقشہ بدلتے ہیں۔ ایک وہ دن تھا۔ کہ یہ مثال ایک غیر مسلم آنکھ نظر حیرت سے دیکھتی تھی۔ اسی طرح ایک اور موقع پر یہ دل نے صد آفرین پڑھی۔ میں ایک خاتون سے بغرض ملاقات ان کے گھر گئی۔ یہ پہلی ملاقات تھی۔ کچھ دیر کے بعد ایک لڑکا کچھ پھل وغیرہ لیکر کمرے میں آیا۔ لباس سے نہیں بشرے سے ملازم معلوم ہوا۔ میں نے صاحب خانہ سے پوچھا۔ کہ یہ ملازم آپ نے یہاں سے رکھا ہے؟ کہنے لگیں۔ بہن یہ تو میرا بھائی ہے۔ میں تو ندامت سے عرق عرق ہو گئی۔ معافی مانگی اتنے میں وہ لڑکا باہر چلا گیا۔ تو کہنے لگیں۔ بہن یہ حد درجہ غریب والدین کا بچہ ہے۔ [illegible] یہ کئی بہن بھائی تھے۔ اس کے باپ نے کہا۔ کہ اگر آپ اسے [illegible] دے کر ہی اپنے پاس رکھ لیں۔ تو احسان ہوگا ہم نے رکھ لیا ہے مگر ایک دن بھی نہ ملازم سمجھا۔ اور نہ کہا۔ کہ اس کا دل نہ دکھے تعلیم کا بھی انتظام کر دیا ہے۔ . . . . . یہ ہے اسلام کی سچی تعلیم۔ اس طرح بھائی کو بھائی سمجھا کرتے ہیں۔ اور یوں غریبوں کا دل رکھا کرتے ہیں۔ اس وقت میری مخاطب خصوصاً احمدی سلسلہ کی ہیں جبکہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اسلام کی تعلیم کو ہر عمل میں پیش نظر رکھے تو ایک احمدی کا فرض زیادہ اہم ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اس چیز پر امام وقت کے ہاتھ پر دوبارہ بیعت کر چکا ہے۔ سادگی اور مساوات کی انتہا۔ . . . اور آج مجھ مسلمان کہلانے والی کے سامنے یہ غیر مسلم کی مثال درس اخوت دے رہی تھی جس نے میری پیشانی کو ندامت سے عرق آلود کر دیا۔ مجھے یاد آیا کہ جب چوکیدار کی بیٹی بیمار ہوگئی تھی۔ تو باوجود بہت احساس کے اور بار بار حالت معلوم کرنے کے میں ان کے گھر تک نہیں گئی تھی۔ کوئی بات میرے احساسات کے خلاف مجھے جانے سے روکے ہوئے تھی۔ حالانکہ وہ بچی میرے پاس کام سیکھنے بیسیوں مرتبہ آچکی تھی۔ میں دیر تک اس ندامت کو پیشانی کی نمی سے محسوس کرتی رہی۔ تمام دن قلب پر گہرا اثر رہا۔

کیا دنیا میں اس درجہ مساوات لانے کا ذریعہ سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اور ہے؟ کیا سوائے اسلام کے کسی دوسری تعلیم نے بھی یہ سکھایا ہے؟ کہ غریب امیر کالے گورے سب خدا کی نگاہ میں یکساں ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں! یقیناً یہ سبق ہمیں صرف اسلام سکھاتا ہے! پھر آج ہماری آنکھیں کیا دیکھنے پر مجبور ہیں؟ یہی کہ چراغ تلے اندھیرا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ خاص منور العمل ہو۔ کہ امراء سے زیادہ غرباء کی خاطر داری، دلجوئی، اور تربیت فرمائیں۔ اور ہماری یہ حالت کہ اس طبقہ سے نفرت اور بیزاری۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

الحمد للہ۔ مگر رہبانی بات یہ ہے۔ کہ میں نے اپنی بہنوں میں اکثر اس بات کی طرف سے کوتاہی دیکھی ہے۔ اور نئی پود پر اس کا اثر غالب ہے۔ آخر کیوں؟ خدا کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ اس وقت مجھے ہمشیرہ رشیدہ مرحومہ یاد آگئیں۔ اگر اسلام اور احمدیت کو ایسے بچے بچیاں نصیب ہوں۔ تو خوشا نصیب۔ انکسار و ہمدردی محبت و حلم گویا رگ رگ میں جذب تھی۔ صورت سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ سراپا درس کے لئے تیار ہے۔ ایثار پیشہ والدین کی اس نیک فطرت بچی کو خدا نے کس قدر جلد واپس بلا لیا۔ باوجودیکہ کم سخن تھی۔ میں جب بھی ملتی تھی۔ مجھے بہت خوشی ہوتی تھی۔ طالب علمی میں بھی ایک سکول میں ہونے کی وجہ سے اکثر ملاقات ہوتی۔ اور یہ اس کی طبیعت (جو کہ سراسر اسلامی تعلیم سے لبریز تھی) کی خوبی کی وجہ سے احمدیت قبول کرنے سے پہلے احمدیت سے متاثر تھی۔ کاش! ہماری جماعت میں ایسی لڑکیاں کثرت سے ہوں۔ تو فکر کی کوئی وجہ نہیں۔ آج کی لڑکیاں کل کو قوم کی مائیں بنتی ہیں۔ اور انہیں سے قوم کے مستقبل کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ بار بار دہرائے جانے کے باوجود آج بھی یہ قرآنی اعلان ہمارے لئے عبرت ہونا چاہیئے کہ تم میں سے وہی انسان عزت کے لائق ہے۔ جو زیادہ متقی ہے کچھ میں نہیں آتا۔ کہ غرور کس بات پر۔ اور نفرت و حقارت کیوں؟ میں نے کئی بار نماز جمعہ میں یہ محسوس کیا ہے۔ کہ میری بعض بہنیں دوسری سے بہت بچ کر کھڑا ہونا چاہتی ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کوئی بھی میلے لباس میں نہیں ہوتی۔ صرف یہ احساس ہوتا ہے۔ کہ کہیں کسی سے چھو نہ جائیں۔ جو انہیں اپنے سے نیچی ہو کر دیکھنے پر مجبور کرتا ہے۔ اور دوسروں پر ایسی حقارت ہوئی نگاہ ڈالتی ہیں۔ گویا انکار رہی ہیں۔ اسی تنفر کو مٹانا اسلام کا مقصد اور اس لئے ہمارا فرض ہے جس کو مٹانے کے لئے ہم اپنی ہمت نمایاں کر دیتے ہیں۔ میری سمجھ میں بالکل نہیں آتا کہ اگر میں ایک غریب بہن کو خود پانی کی طرف سرکنا کر سرہانے کو جگہ دے دوں۔ یا ایک غریب بچے کو شفقت سے پیار کروں۔ یا کسی محتاج کا ہاتھ پکڑ کر رستہ پر ڈال دوں۔ کبھی کسی بڑھیا کا سامان گاڑی میں رکھنے میں امداد دوں۔ تو اسمیں مجھے اپنی سبکی کیوں محسوس ہو؟ اکثر اوقات اپنی شان اور رعب کو قائم رکھنے پر حیثیت کا فرق مجبور کرتا ہے۔ لکھتے ہوئے مجھے پندرہ سال پہلے کی بات یاد آگئی۔ میں اسکول میں پڑھتی تھی۔ کم عمر تھی۔ ایک دن چھٹی کے وقت اپنی ہجولیوں کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی پانی پینے جا رہی تھی۔ کہ ایک جگہ چند لڑکیاں کھڑی دیکھیں۔ ہم بھی ادھر بڑھیں۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک بچی کی ناک اور گال میں سے خون نکل رہا تھا۔ وہ رو رہی تھی چند استانیاں اور لڑکیاں اس کے گرد کھڑی تھیں مگر کسی نے یہ نہ کیا۔ کہ پانی لیکر بچی کا منہ دھو ڈالے۔ وہ برابر رو رہی تھی اور سب اسے چمکار رہی تھیں۔ کوئی ڈانٹ بھی دیتی تھی۔ مجھے خوب یاد ہے۔ کہ میں نے لپک کر گلاس میں پانی لیا۔ اور جلدی سے منہ دھو ڈالا۔ یہ اس درس کا نتیجہ تھا۔ جو میں نے دل میں محسوس کیا۔ استانیاں سوچ رہی ہونگی۔ کہ ہم استانیاں ہیں۔ اور لڑکیاں خیال کرتی ہونگی کہ ہم بڑی جماعت کی طالبات ہیں مگر نہیں انسانی ہمدردی میں چھوٹے بڑے کالے گورے، امیر غریب، حاکم محکوم، کسی کی تمیز نہیں۔ ایسے واقعات سب کو پیش آتے رہتے ہیں۔ اور اکثر ان کو بغیر توجہ کے چھوڑ دیا جاتا ہے میں بہنوں سے درخواست کرتی ہوں۔ کہ کبھی وہ اپنے عمل میں تجربے کے لئے ہی یہ چیز پیدا کر کے دیکھیں۔ یعنی انکسار و ہمدردی خدمت خلق اگر . . . . . یہ نہیں کہ کسی کے سامنے موقع ہوا۔ تو اپنے اعمال کو ایک اور رنگ میں پیش کر دیا نہیں بلکہ پرائیویٹ طور پر عمل کریں۔ پھر دل میں اندازہ کریں۔ کہ کیا انکا ضمیر خوش ہے؟ ضمیر مطمئن ہو۔ تو جاننا چاہیئے۔ کہ خدا خوش ہے۔ یہی ایک خدائی آواز ہے۔ جو ہر انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم خود اپنے اعمال کا جائزہ لینے لگیں تو کسی ناصح کی ضرورت نہیں ہر انسان خود ہی اپنے نفس کی اصلاح میں سرگرم رہیں۔ غرور سے نہیں۔ بلکہ فکر سے اپنے فرائض کو پہچانیں۔ کہ آئندہ تاریخ اسلام ہماری توجہ کی محتاج ہے۔ اسلام کے سپوتوں کی جنت ہمارے قدموں میں ہے۔ اس طرح کس حد تک ہماری ذمہ داری بڑھ جاتی ہے؟ ہمیں اپنے نمونہ سے اپنی اولاد کو کیا سکھانا چاہیئے؟ اور ہم کسطرح دنیا کو کہیں کہ دنیا کے سب سے بڑے ریفارمر شہزادہ امن کی تعلیم کے ہم ہی علمبردار ہیں۔ آؤ ہمارے نقش قدم پر چلو عزیز بہنو! یہ ہمارا کام ہے۔ آیئے ہم اس فرض سے خوش نہیں متفکر ہو جائیں۔ اور اپنے عمل میں نمایاں تبدیلی پیدا کریں۔ ہمارے مرشد کا بھی یہی فرمان ہے۔ کہ احمدیت قبول کرنے کا لازمی نتیجہ ایک نمایاں تبدیلی ہونا چاہیئے۔

"گلاعزیں"

(بقیہ صفحہ ۶)

خطبہ دیتا ہے اور دوسری طرف اسی خطبہ میں ہم سے شکایت ہے کہ یہ لوگ غیر احمدیوں کو یہ کہکر کہ یہ لوگ نبیوں کا ذکر کرتے ہیں ہمارے خلاف اکساتے ہیں کیا میاں صاحب کے اس مسئلہ پر اتنا زور دیتے اور ان کے مریدوں کے شب روز اس پر عمل کرتے رہنے سے لوگوں کو اشتعال نہیں ہوتا۔ اور ہمارے کہنے سے اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ اگر یہ اتنا اہم مسئلہ ہے جتنا کہ اس خطبہ میں بیان کیا گیا ہے (اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ملت محمودیہ کی زندگی کے لئے یہ مسئلہ بطور روح کے ہے۔ جس دن یہ مسئلہ نہ ہوگا۔ اس دن قادیان اجڑ جاوے گا۔ نہ نبوت رہے گی نہ خلافت) پھر ہم سے شکایت کیوں ہے کہ ہم یہ مسئلہ ان کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو اکساتے ہیں ان خلیفوں کے بھی رنگ نیارے ہیں نیارے ہوتے ہیں۔ ایک بات وہ کہیں تو دنیا کا بڑا امن اور سکینت ملتی ہے۔ وہی بات ہم کہیں تو شکایت ہے کہ اس سے اشتعال پیدا ہوتا ہے۔

غیر بولے تو وہ مجنوں ٹھیرے
پیر بولے تو کرامت ہو جائے

(باقی دارد)

(بقیہ صفحہ ۲)

کو مسیح موعود کو خاتم الاولیاء و خاتم الخلفاء بمعنی آخری ولی اور آخری خلیفہ سمجھا جائے۔ میری گذارش اس پر یہ ہے کہ:-

(۱) یہ اعتراض مجھ پر نہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود کے حوالجات پیش کئے ہیں اور حضرت مسیح موعود کی ہی ذمہ داری پر پیش کئے ہیں۔ اگر آپ اس خیال کو جسے مسیح موعود نے پیش کیا غلط سمجھتے ہیں تو آپ کی جنگ مجھ سے نہیں بلکہ مسیح موعود سے ہے۔ میرا مقصد تو صرف یہ دکھانا تھا کہ خاتم الخلفاء یا خاتم الاولیاء بمعنی آخری کا ہی مفہوم رکھتے ہیں اور وہ میں نے دکھا دیا اور واضح الفاظ میں دکھا دیا جس کی تردید آپ سے قیامت تک نہیں ہو سکتی۔ باقی رہا ماننا نہ ماننا سو وہ آپ کے اختیار ہے چاہے تو قبول کیجئے چاہے تو رد کر دیجئے۔

(ب) مسیح موعود علیہ السلام کو لاہوری و قادیانی دونوں جماعتیں مانتی ہیں اس لئے یہ اعتراض لاہوری جماعت پر ہی نہیں بلکہ قادیانی جماعت پر بھی ہو سکتا ہے کہ جب خاتم الاولیاء و خاتم الخلفاء کے معنی مرزا صاحب نے آخری ولی و آخری خلیفہ صاف الفاظ میں کر دیئے ہیں تو آپ بعد میں کسی کی خلافت یا ولایت کیونکر نکال سکتے ہیں؟ —— اگر واقعی لائبریری سے اس کا جواب نہ بن پڑے تو مجھے تو کوئی ڈر نہیں۔ کیونکہ میں نہ تو حضرت مسیح موعود کو اس قسم کی غلطیوں سے بری سمجھتا ہوں اور نہ ہی میں اس میں اپنی نجات سمجھتا ہوں کہ اگر حضرت مسیح موعود کوئی لفظ بے موقع استعمال کر بیٹھیں تو اس کو باموقع ثابت کروں۔ کیونکہ میرے نزدیک کسی لفظ کے بے موقع استعمال سے نہ تو مسیح موعود کی صداقت پر کسی قسم کا حرف آ سکتا ہے اور نہ ہی اس کو غلط کہنے سے میرے گناہوں میں کوئی اضافہ ہو سکتا ہے لیکن ان تمام امور کے باوجود مجھے ایک ایسی صورت معلوم ہوتی ہے جس سے اس مشکل کا حل ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے امت محمدیہ میں خلافت و ولایت کے دو دور قرار دیئے ہیں۔ ایک محمدی اور دوسرا احمدی۔ محمدی دور خلافت و ولایت ابوبکر صدیق سے شروع ہو کر مسیح موعود پر ختم ہوا۔ اور اس طرح ابوبکر صدیق اگر فاتح الولایۃ ہوئے ہیں تو مسیح موعود خاتم الولایۃ ہوتے ہیں۔ اسی نسبت سے آپ نے خاتم الاولیاء یا خاتم الخلفاء کے الفاظ استعمال فرمائے۔

لیکن مسیح موعود صرف خاتم الولایۃ یا خاتم الاولیاء ہی نہیں بلکہ ایک نئے دور کے فاتح بھی ہیں اور وہ احمدی سلسلہ خلفاء و اولیاء ہے جن میں جمالی شان کا غلبہ ہوگا اور اس صورت میں آپ فاتح الاولیاء یا اول الاولیاء ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ خاتم کے معنی فاتح ہیں اور آخر کے معنی اول ہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایک سلسلہ کے خاتم ہیں اور دوسرے سلسلہ کے فاتح ہیں یا ایک سلسلہ کے آخر ہیں اور دوسرے سلسلہ کے اول ہیں۔

اس مفہوم کو سید اسماعیل شہیدؒ نے بھی ظاہر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

یہ مقام مستقل طور پر تو حضرت خاتم النبوۃ و فاتح الولایت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے اور آپ کی پیروی کی برکت سے اسی مقام کا نمونہ بعض بزرگوں کو بھی عطا کیا جاتا ہے اور اصطلاح میں ان کو فاتحین خاتمین کا لقب دیا جاتا ہے (صراط مستقیم افادہ پنجم صفحہ ۴۴)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

یہاں بعض اوقات کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ تو سچ ہے۔ خاتم النبیین خاتم الاولیاء اور خاتم الخلفاء آخری کے معنوں میں ہی مستعمل ہوئے ہیں لیکن جس طرح "خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء" ہو کر مسیح موعود فاتح الخلفاء اور فاتح الاولیاء ہو سکتے ہیں اور آپ کے بعد خلفاء اور اولیاء پیدا ہو سکتے ہیں کیوں نہ مانا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن پہلے نبیوں کے خاتم ہیں اور بعد میں آنے والے نبیوں کے فاتح ہیں۔ اس پر یاد رہے کہ

(۱) اول تو سید اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ کا مذکورہ بالا حوالہ ظاہر کر رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے خاتم تو ہیں۔ مگر فاتح نہیں۔ آپ فاتح الاولیاء ہیں۔ مگر فاتح الانبیاء نہیں۔

(ب) دوم۔ قرآن مجید نے آپ کو خاتم الانبیاء تو کہا مگر فاتح الانبیاء نہیں کہا۔

(ج) سوم۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ تو کہا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میں خاتم الانبیاء ہوں۔ لیکن یہ نہیں فرمایا کہ میں فاتح الانبیاء بھی ہوں۔ نہ ہی آج تک کسی مسلمان نے ایسا عقیدہ ظاہر کیا حتیٰ کہ کوئی وضعی حدیث بھی اس مضمون کی نہیں ملتی۔

پس یہ ماننے کے لئے کوئی قرینہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے کسی سلسلہ کو جاری کرنے والے بھی تھے۔ آپ صرف خاتم النبیین ہیں اور بمعنی آخری نبی ہیں۔

آخری التماس

قادیانی احباب سے ایک آخری التماس یہ ہے کہ آپ لوگوں نے ختم کے معنے جاری کر لئے۔ آخر کے معنی اول یا افضل کر لئے اور لا نبی بعدی کے معنے "میرے خلاف کوئی نبی نہ ہوگا" کر لئے —— اور یہ سب کچھ قرآن، حدیث، لغت، محاورہ عرب اور حضرت مسیح موعود کی واضح تفسیر کے خلاف کیا —— لیکن آپ ہی بتائیں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ بیان کرنا چاہتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں تو کن الفاظ میں بیان کرتا اور اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہنا چاہتے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تو کیا الفاظ استعمال فرماتے جن سے یہ مفہوم نکل سکتا۔ میرا خیال ہے کہ اگر ایسے الفاظ قادیانی احباب تجویز کر سکیں تو جلد فیصلہ ہو سکیگا۔ کیونکہ ہم شاید ویسے الفاظ بھی دکھا سکیں گے۔

گویا حضرت اقدس کے پرانے خادم مسیح کے فرشتہ صاحب کا انجام یہ ہوا۔ کہ خدا کا غضب ان پر نازل ہوا یعنی خدا نے غصہ میں آکر ان پر فالج گرا دیا۔ کہ لے اب ہم تجھے قوتِ عمل سے ہی محروم کئے دیتے ہیں۔ تو نے ہمارے خلیفہ کی شان میں یہ کہا۔ کہ میں اسے معزول کرتا ہوں۔ تو کون ہوتا ہے خلیفہ بنانے والا۔ چونکہ تو نے ایسا دعویٰ کیا ہے۔ تو اب مزہ چکھ۔ تجھ پر فالج گراتا ہوں۔ اب کس طرح عمل کرے گا۔ پڑا رہ پلنگ پر۔ میاں صاحب کی باتیں سن کر مجھے تو حیرت ہوتی ہے۔ اکثر بوڑھوں پر فالج گرتا ہے۔ یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔ بڑھاپے میں شریانیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ دماغ کی شریان پھٹی اور فالج پڑ گیا۔ اور مولانا تو نوے برس کے بڈھے تھے۔ یہاں تو آئے دن ایسے حادثات ہوتے رہتے ہیں۔ ان پر فالج پڑ گیا۔ تو کوئی انوکھی بات تو نہیں ہو گئی۔ ابھی پچھلے دنوں ضلع گورداسپور میں مشہور تھا۔ کہ حضرت ام المومنین جناب میاں صاحب کی والدہ محترمہ کو بھی فالج پڑا ہے۔ خدا جانے یہ خبر صحیح تھی یا غلط۔ لیکن صحیح بھی ہو۔ تو اسے خدا کا عذاب کہنا پرلے درجہ کی نالائقی اور حماقت ہوگی۔ دنیا میں امراض، موت، اور فوت ہر ایک بشر کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اس میں شیخی بازی کسی کی نہیں۔ نبیوں اور رسولوں۔ مجددوں اور ماموروں کو بیماریاں سہنی پڑتی ہیں۔ تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ اور آخر ایک دن موت کے دروازہ میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ پس دوسروں کی تکلیف یا موت پر اظہارِ مسرت کرنا اور اس پر بڑے فخر سے کہنا کہ یہ ہماری مخالفت کا نتیجہ ہے۔ یہ بڑی جرأت اور ایک قسم کا تکبر ہے۔

خدا اور رسول نہ بنو!

مولانا نور الدین مرحوم فرماتے تھے۔ کہ ایک دفعہ ایک بزرگ نے سفر پر چلتے وقت انہیں ایک نصیحت کی۔ کہ خبردار کبھی خدا اور رسول نہ بننا۔ ان کی سمجھ میں بات نہ آئی پوچھا۔ کہ خدا اور رسول بننے سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے۔ کہ جو میں چاہوں وہی ہوتا چلا جائے۔ وہ درحقیقت اپنے آپ کو خدا کا مقام دیتا ہے کہ یہ خدا کی شان ہے کہ جو وہ چاہتا ہے ہو کر رہتا ہے۔ بندہ کا یہ مقام نہیں اور جو شخص یہ چاہتا ہے۔ کہ میرا مخالف ضرور عذاب میں پکڑا جائے۔ وہ درحقیقت اپنے آپ کو رسول کا مقام دیتا ہے۔ کیونکہ رسول کی مخالفت کرنے والے چونکہ خدا سے لڑتے ہیں۔ اس لئے وہ عذاب میں پکڑے جاتے ہیں۔ ایک امتی کی شان نہیں کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ میرے مخالف عذاب میں پکڑے جائیں گے۔ بس اگر خدا اور رسول نہ بنو گے تو ہمیشہ آرام میں رہو گے۔"

پس جناب میاں صاحب لفظاً ہر تو دعوےٰ نبوت و رسالت کا نہیں کر رہے۔ مگر عملاً وہ اپنے نہ ماننے والوں کو اسی طرح عذاب میں مبتلا دکھاتے ہیں جس طرح نبیوں اور رسولوں اور ماموروں کی سنت ہے۔ البتہ ہو سکتا ہے کہ میاں صاحب کو ابھی تک پتہ نہ لگا ہو۔ کہ وہ نبی اور رسول ہیں۔ اور درحقیقت وہ اندر سے نبی اور رسول ہوں۔ مگر بہرحال جب ان کا اس طرح کا دعوےٰ نہیں۔ تو پھر ان کا کسی کی موت یا بیماری کو عذاب الٰہی قرار دینا ایسی بڑی جرأت ہے جو نفوس کے خلاف اور تکبر کی حد تک پہنچتی ہے کیسی صفائی سے فرما رہے ہیں۔ "گویا تم کون ہو خلیفہ بنانے والے۔ اور چونکہ تم نے ایسا دعوےٰ کیا ہے اس لئے ہم تمہیں قوتِ عمل سے ہی محروم کرتے ہیں۔"

گویا جب یہ قضا و قدر جاری ہوئی تھی۔ کہ ان پر فالج گرے۔ تو میاں صاحب پاس بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اس فالج کی وجوہات کو سن رہے تھے۔ اور اگر نہیں سن رہے تھے۔ تو کیا حق ہے میاں صاحب کا لوگوں کی بیماری کو عذاب الٰہی قرار دینے کا۔ پھر کیا لوگ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ میاں صاحب تو ہمیشہ اپنے آپ کو ہمیشہ بیماروں میں دائم المریض ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ یہ بھی کوئی عذاب الٰہی ہے لیکن ہم ایسا نہیں کہتے۔ کیونکہ یہ خلاف اصول ہے دنیا میں ہر ایک انسان کے ساتھ دکھ تکلیف موت، فوت، بیماری لگی ہوئی ہے۔ خدا ہی جانتا ہے کہ کس کی تکلیف عذاب کے رنگ میں ہے۔ اور کس کے لئے قضا و قدر کی طرف سے محض ایک ابتلاء ہے۔ خود بیٹھے بیٹھے اپنے مخالفوں کی تکلیف کو عذاب الٰہی اور اپنے دوستوں کی تکلیفوں کو ابتلا قرار دیتے چلے جانا غایت درجہ کا تکبر ہے۔ سوائے ان رسولوں یا ماموروں کے جن کو خدا کی طرف سے ان امور کے متعلق علم دیا جائے۔ خدا کی شان۔ مولانا محمد احسن صاحب کی ۹۰ برس کی عمر اس پر گرا فالج۔ مگر دماغ ویسا ہی صفائی سے کام کرتا رہا۔ میاں صاحب تو کہتے ہیں۔ کہ خدا نے قوتِ عمل سے محروم کر دیا۔ مگر خدا کی قدرت دیکھیو۔ وہ اس فالج کے بعد لیکچر بھی دیتے رہے۔ اور دو کتابیں بھی تصنیف کیں۔ ایک "القول الممجد فی تفسیر اسمہٗ احمد" اور دوسری "خاتم النبیین"۔ علم کا یہ حال تھا۔ کہ اس حالت میں لکھواتے جاتے تھے اور دوسرا آدمی لکھتا جاتا تھا۔ "خاتم النبیین" تو ختم نبوت پر وہ جامع کتاب ہے۔ جس کا جواب نہیں۔

مولانا محمد احسن صاحب کا اخلاص

اتنے بڑے مخلص کی نسبت جس نے حق کی خاطر ملازمت۔ شہرت آرام آسائش سب کو خیرباد کہا۔ یہ کہنا کس قدر ظلم ہے۔ کہ وہ میاں صاحب کا دامن پکڑ کر اور رو رو کر یہ کہتے رہے۔ کہ "مجھے بیوی بچوں نے گمراہ کیا۔ ورنہ میں تم پر ایمان رکھتا ہوں۔" ایسا ہی تھا۔ تو کس چیز نے میاں صاحب کے ہاتھ پر دوبارہ بیعت کرنے سے ان کو روک رکھا تھا۔ ان کی بیوی بچیوں اور خود مولوی صاحب کے تالیف قلوب کے لئے سینکڑوں روپیہ میاں صاحب نے ان کی مہمان داری میں پانی کی طرح بہا دیا تھا خود مولانا کی اہلیہ محترمہ لاہور آکر اس کا اعتراف کرتی تھیں۔ کہ اس قدر ہماری خاطر کی گئی۔ کہ جس کا شمار نہیں۔ ایک ناشتہ کے کھانے گنے نہ جاتے تھے۔ مولانا وہاں گئے تو اس لئے تھے۔ کہ لاہوری اور قادیانی فریق میں صلح کرائیں۔ اس میں تو انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ مگر خود انہیں لپیٹنے کی بڑی کوشش کی گئی۔ انہیں دنیا کی دولت اور آرام کے سامانوں کا لالچ دیا گیا انہیں بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود کے پہلو میں دفن کرنے کا لالچ دیا گیا۔ یہ خود ان کا بیان ہے۔ کہ میں نے کہا کہ "تمام عمر قرآن و حدیث کا درس دے دے کر اب آخری وقت میں ان کے خلاف چل نہیں سکتا میں خدا اور رسول کو کیا منہ دکھاؤں گا۔" فرماتے تھے کہ نہر تک محمودی لوگ سواری کے ساتھ ساتھ آئے۔ کہ اب بھی مان جاؤ۔ اور اپنی عاقبت برباد نہ کرو۔ بہشتی مقبرہ تمہیں بلا رہا ہے۔" مگر مولانا یہی کہے گئے "کہ خلافِ قرآن و حدیث میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میرا آخری وقت ہے۔ میں خدا کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤں گا۔" لاہور آکر انہوں نے خود مجھ سے یہ ذکر کیا۔ بات یہ تھی کہ جب انہوں نے میاں صاحب کا نام خلافت کے لئے پیش کیا تھا۔ ان کو علم نہ تھا۔ کہ میاں صاحب کے ایسے خطرناک عقائد ہیں۔ وہ بیچارے سیدھے سادے مولوی آدمی۔ امروہہ میں قادیانی ماحول سے الگ پڑے ہوئے تھے۔ بعد میں جب ان کو پتہ چلا۔ کہ میاں صاحب، تو حضرت مرزا صاحب کی نبوت و رسالت کو منواتے ہیں اور اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کو بجائے آنحضرت صلعم کے حضرت مرزا صاحب پر چسپاں کرتے ہیں تو وہ بہت بگڑے۔ اور ایک اشتہار شائع کیا۔ کہ میں نے ہی میاں صاحب کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور اب میں ہی انہیں معزول کرتا ہوں۔ بیچارے بھی وہ اپنی اسی پرانی اسلامی روایات کے خواب دیکھتے رہے۔ انہیں کیا پتہ تھا۔ کہ ؎

یہ وہ نشہ نہیں۔ جسے ترشی اتار دے!

یعنی یہ وہ اسلامی خلافت نہیں جسے قرآن و حدیث کے ماتحت علماء معزول کر سکتے ہوں۔ یہ خلافت محمودیہ ہے۔ جو پتھر کی لکیر ہے۔ بس ایک دفعہ کھنچ گئی کھنچ گئی۔ یہ مٹ نہیں سکتی۔ پہلے مسیح کی خلافت دو ہزار برس سے تو مٹی نہیں ابھی تک اپ بدستور چلے آرہے ہیں۔ تو اس خلافت کی تو ابھی ابتدا ہے۔ مگر انہوں نے اسی پر بس نہیں کیا۔ اسمہٗ احمد اور خاتم النبیین پر دو کتابیں لکھ ڈالیں۔ موخر الذکر کتاب تو کمال کی جامع کتاب ہے حضرت مسیح موعود کے ایسے بڑے صحابی کو کس طرح میاں صاحب نے مغضوب علیہ بنا کر مارا ہے۔ اور ایک میاں صاحب کیا۔ مریدین سے بھی بڑھ کر دشنام دہی کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک محمودی نے مجھ سے کہا۔ کہ محمد احسن تھا تو مسیح موعود کا فرشتہ۔ مگر میاں صاحب کی بیعت نہ کرنے سے ابلیس بن گیا۔ میرا دل یہ سن کر کانپ گیا۔

محمودیوں کے قلوب کا سنگ خارا بن جانا

دراصل یہ میاں صاحب کی بیعت کا فیض ہے یا ان کے اسی قسم کے خطبوں کا اثر ہے۔ کہ ان کے مریدوں کے دلوں میں سوائے اپنی جماعت کے لوگوں کے کسی مخلوق سے ہمدردی رہی ہی نہیں ان کے دل سنگ خارا بن گئے ہیں جیسا کہ میاں صاحب کو تختِ خلافت پر قدم رکھنے کے وقت یہ شعر القا ہوا تھا ؎

شکر للہ مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل
کیا ہوا گر قوم کا دل سنگ خارا ہو گیا

میاں صاحب کے خلیفہ بننے کے بعد بس شفقت علیٰ خلق اللہ کا مادہ ہی ان کی قوم سے سلب ہو گیا۔ الا ماشاء اللہ کسی کا سر دکھے تو ان کو خوشی۔ کہ دیکھا نا پکڑا گیا۔ کسی کو مالی نقصان پہنچ جائے۔ تو یہ پھولے نہیں سماتے۔ کہ دیکھا نا پکڑا گیا۔ کسی کے گھر میں آگ لگے۔ تو یہ خوش۔ کہ دیکھو اس پر خدا کا عذاب نازل ہو رہا ہے۔ ایک دفعہ ایبٹ آباد میں شیخ نور احمد مرحوم کے گھر کے ساتھ دوسرے گھر میں آگ لگی۔ انگریز ہندو مسلمان سب شیخ صاحب کا اسباب نکال رہے تھے۔ مگر محمودی دور کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔ کہ دیکھا نا میاں صاحب کی بیعت نہیں کی تھی۔ پکڑے گئے۔ گویا بیعت تو شیخ صاحب مرحوم نے نہ کی تھی۔ اور ان کے مرنے کے بعد پکڑی گئی ان کی بیوہ اور یتیم بچے۔ اور ان محمودیوں میں ایک وہ تھا جو شیخ صاحب مرحوم کا پروردہ تھا۔ مگر خدا نے کیا وہ مکان بچ گیا ان لوگوں کی مثال تو اس امرتسری مولوی کی ہے جس کا ایک دوسرے مولوی سے مباحثہ ہوا تھا۔ رات کو سوتے میں کہیں اس دوسرے مولوی کو بلی نے پنجہ مار دیا۔ شاید اس کی دم مولوی صاحب کی کروٹ میں دب گئی ہو گی۔ صبح کو وہ امرتسری مولوی تمام شہر میں پروپیگنڈا کرتے پھر رہے تھے۔ جو ملتا تھا۔ اس سے کہتے تھے۔ کہ "ارے میاں تم نے کچھ سنا۔ وہ جو فلاں مولوی ہے کل وہ ہمارے خلاف ہم سے بحث کرتا رہا۔ رات کو حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ نے آسمان سے ایک بلا بھیج دیا جس نے آکر اپنے پنجہ غضب سے اسے پارہ پارہ کر دیا۔" ٹھیک یہی حال ان محمودیوں کا ہے کسی کو چھینک آئی نہیں اور ان کی طرف سے غلغلہ اٹھا۔ کہ وہ دیکھو۔ خدا کے عذاب میں پکڑا گیا۔ اور اپنے ہاں چاہے ہاتھی معہ ہودہ غائب ہو جائے جیسے کوئی بات ہی نہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ کسی اور کو تو یہ جرأت نہیں کہ وہ اپنی طرف سے ان کو کہہ دے۔ کہ تم پر یہ خدا کا عذاب نازل ہو رہا ہے مگر یہ تکبر ہے۔ خدا کے لاڈلے جس پر چاہیں عذاب میں پکڑے جانے کا حکم لگا دیں۔

میر عابد علی شاہ مرحوم پر حملہ

اسی طرح میر عابد علی شاہ مرحوم کو میاں صاحب نے خوب رگیدا ہے۔ ان کی کہانی بہت لمبی بیان کی ہے۔ مختصر یہ کہ پہلے انہوں نے میاں صاحب کی بیعت کر لی۔ پھر کہا۔ کہ دراصل خدا نے مجھے خلیفہ منتخب کیا ہے اور وہ آہستہ آہستہ اس دعوے میں بڑھتے گئے اور جماعت سے الگ ہو کر بیعت لینے لگ گئے۔ چند سالوں کے بعد جب طاعون پھیلی۔ تو انہوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ میرا گھر طاعون سے محفوظ رہے گا۔ مگر دیکھو حضرت مسیح موعود کے

الہام کے مطابق ان کا گھر تو طاعون سے محفوظ رہا۔ مگر عابد علی شاہ اور ان کی بیوی اسی سال طاعون سے فوت ہو گئے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی سخت سزا دی۔ اور دیکھ لو وہ اب طاعون کا مارا ہوا اپنے گاؤں میں پڑا ہے۔

میر عابد علی شاہ مرحوم کو نہ مجدد ہونے کا دعویٰ تھا نہ مامور ہونے کا وہ ایک صوفی منش آدمی تھے۔ خود میاں صاحب فرماتے ہیں "بے شک وہ ظاہری نماز روزہ کے پابند اور صوفی منش آدمی تھے مگر بعض لوگوں کے اندر ایک مخفی رنگ کا کبر ہوتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کو شیطان نیکی کی راہیں دکھا کر ہی قابو کرتا ہے" چلو یونہی سہی کہ بعض لوگوں کو نیکی کی راہ دکھا کر شیطان قابو کرتا ہے۔ لیکن شکر ہے کہ میاں صاحب کو اپنی نسبت یہ اطمینان ہے کہ شیطان کسی راہ سے بھی ان پر قابو نہیں پا سکتا۔ عصمت کبریٰ کا یہ مقام آخر خلیفہ کو نہ حاصل ہوگا تو اور کس کو ہوگا۔ مگر دوسرا آدمی کہہ سکتا ہے کہ یہ بھی ایک کبر کا مقام ہے جس نے میاں صاحب کو اپنی عصمت و عظمت پر اس قدر نازاں بنا رکھا ہے۔

بہرحال میر عابد علی شاہ صاحب بہت عابد و زاہد اور نہایت متقی اور بے نفس انسان تھے۔ وہ کوئی مامور و مجدد نہ تھے۔ کہ ان کے الہاموں کو کلی محفوظ سمجھا جائے۔ میاں صاحب سے الگ ہونے کے بعد وہ برابر لاہور جلسوں پر آتے رہے۔ اور کبھی انہوں نے اپنی خلافت کا پروپیگنڈا نہیں کیا۔ نہ کبھی کسی سے بیعت لی۔ یہ میاں صاحب نے اپنی عادت کے مطابق فرض کر لیا ہے۔ کہ انہوں نے بیعت لینی شروع کر دی تھی۔ ایک دو آدمی ان کے خادم تھے۔ جو اُن کے ساتھ رہا کرتے تھے کبھی ان سے بھی بیعت نہیں لی۔ وہ نہایت سادہ آدمی تھے۔ اور مخلوق کی ہمدردی سے ان کا دل بھرپور رہتا۔ طاعون کے ایام میں طاعون کے مریضوں کا علاج معنت کرتے تھے۔ رات دن سینکڑوں طاعون کے مریضوں کا علاج کیا ان کی گلٹیوں کو چیر دیا۔ ان کی خدمت کرنا یہ ان کا شعار تھا۔ وہ دوسرے لوگوں کی طرح طاعون کے مریضوں سے بھاگتے نہ تھے۔ بلکہ ان کی خدمت اور علاج اس قدر ہمدردی اور شفقت سے کرتے تھے۔ جو میاں صاحب کو تو کیا کبھی نصیب ہونا ہے ؎

کہ عنقا را بلند ست آشیانہ

میاں صاحب کے مریدوں کو بھی کبھی اس کی توفیق نہیں ملی۔ بلکہ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ قادیان میں طاعون کا مریض رُل کر مر جاتا ہے۔ میاں صاحب کے مرید پوچھتے تک نہیں۔ خدا کا قانون اٹل ہے ظاہری اسباب کی رعایت رکھنی ضروری ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود باوجود اس الہام انی احافظ کل من فی الدار کے پوری پوری احتیاط کیا کرتے تھے ایک دفعہ راولپنڈی میں طاعون تھی۔ صدر بازار راولپنڈی سے شیخ فضل الٰہی مرحوم معہ اپنے اہل و عیال کے بھاگ کر قادیان آگئے مولوی نور الدین صاحب مرحوم نے انہیں دار کے اندر اپنے گھر میں ٹھیرا لیا۔ حضرت صاحب نے سنا تو فوراً ایک دوسرے مکان میں ان کے ٹھیرنے کا انتظام کر دیا۔ مگر دار کے اندر ٹھیرانا مناسب نہیں سمجھا حالانکہ مولوی نور الدین صاحب نے اس میں کچھ ہرج نہ سمجھا تھا۔ یہ ظاہر اسباب کے مطابق احتیاط تھی۔ جو حضرت صاحب عمل میں لائے اس لئے کہ ان کی معرفت بہت بلند تھی۔ وہ جانتے تھے۔ کہ ظاہر اسباب کی بھی حتی المقدور رعایت رکھنی ضروری ہے۔ ورنہ الہام کے باوجود اسباب ظاہری کی رعایت نہ رکھنے سے ممکن ہے کہ کوئی نقصان پہنچ جائے۔ آنحضرت صلعم باوجود اس کے کہ آپ کو وحی ہو چکی تھی کہ واللّٰہ یعصمک من الناس کہ اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ مگر آپ زرہ بکتر وغیرہ پہنتے تھے۔ پس اسباب کی رعایت رکھنی ضروری ہوتی ہے۔ میر عابد علی شاہ صاحب طاعون زدہ مریضوں کی خدمت میں اس قدر منہمک ہوئے۔ کہ ان سے یہ رعایت نہ ہو سکی۔ اور کافی احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے خدا کا قانون ان پر بھی حاوی ہو گیا جن سے ممکن ہے کہ وہ طاعون کا شکار ہو گئے ہوں۔ مگر ان کے دوست، نعلو منزا تباتے ہیں کہ انہیں طاعون ابھی ہوگئی تھی۔ تو کیا ہرج ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو طاعون سے مرتا ہے۔ وہ شہید ہوتا ہے جن دنوں والد صاحب مرحوم کاربنکل سے بیمار تھے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ مرحوم ان کی مرہم پٹی اور علاج بڑی تندہی سے کرتے تھے۔ ایک دن حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ کہ ڈاکٹر صاحب آپ بڑے خوش قسمت ہیں۔ ہزار ہا رکعت نوافل پڑھنا ایک طرف اور ایک بیمار کی خدمت کرنا ایک طرف بلکہ اس خدمت کا اجر نوافل سے بڑھ کر ہے۔ پس جس شخص نے ان غریب اور مسکین طاعون زدہ مریضوں کی خدمت اور دلداری میں اپنی جان دے دی جن کے پاس تک کوئی پھٹکنا نہیں چاہتا تھا۔ اس سے بڑھ کر شہادت کا مستحق کون ہو سکتا ہے اور اسے خدا کے غضب کا مارا ہوا قرار دینا کس قدر جرأت ہے میاں صاحب کو یہ کس طرح معلوم ہوا۔ کہ وہ خدا کے عذاب میں ہلاک ہوا۔ کیا یہ ایک صاحب علم و معرفت کی شان ہو سکتی ہے۔ کہ وہ بغیر خدا سے علم پائے ہوئے یہ کہہ دے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی انہیں بڑی سخت سزا دی " وہ طاعون کا مارا ہوا اپنے گاؤں میں پڑا ہے۔" کیا میاں صاحب کا مرید تو کبھی نہیں کوئی طاعون سے مرا!

کسی کی موت پر خوش نہ ہو

کسی کی موت کو اپنی صداقت کا نشان بتانا یہ صرف رسولوں اور ماموروں کا کام ہے اور وہ بھی خدا سے علم پا کر ایسا کرتے ہیں خواہ مخواہ کسی کی موت پر خوشیاں مناتے پھرنا یہ کس قسم کی سنگدلی کا نشان ہے عابد علی شاہ مر گئے۔ تو کیا میاں صاحب بیٹھے رہیں گے۔ ہم سب نے مرنا ہے۔ میاں صاحب نے بھی ایک دن مرنا ہے۔ پھر کسی کے مرنے پر اپنی طرف سے باتیں بنانا کیا معنی رکھتا ہے کفار مکہ محمد رسول اللہ صلعم کی موت کے منتظر تھے۔ تو خدا نے آنحضرت صلعم کو مخاطب کرکے فرمایا۔ انک میت و انھم میتون (الزمر) بیشک تو بھی مرنے والا ہے مگر یہ لوگ بھی تو مرنے والے ہیں۔ یہ کونسا اس دنیا میں بیٹھے رہینگے۔ پس جب ہم سب نے ہی مرنا ہے کسی نے کسی مرض سے اور کسی نے کسی وجہ سے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم حاصل ہوئے بغیر یونہی حضرت مسیح موعود کی قوم کے نیک لوگوں کو خدا کے عذاب سے مارے ہوئے قرار دیتے چلے جانا محض اس لئے کہ اس نے ہمارے اقتدار کے آگے سر نہیں جھکایا۔ یہ کس قسم کی متکبرانہ ذہنیت ہے۔ جس سے ایک عقلمند انسان کو بہت استغفار کرنی اور پناہ مانگنی چاہیئے۔

متکبرانہ ذہنیت کی ایک اور دلیل

متکبرانہ ذہنیت تو یہیں سے نظر آتی ہے کہ اپنے مقدس و محترم والد کے جان نثار خادموں کے متعلق جناب میاں صاحب کا نفس یہ القا کرتا ہے لیمزقنھم کہ خدا انہیں پارہ پارہ کر دے گا خطا فقط اتنی کہ میاں صاحب کے قدموں پر سر فوراً کیوں نہ رکھ دیا میں نے فوراً کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ تخت خلافت پر میاں صاحب کو قدم رکھتے ہوئے دیر نہیں ہوئی۔ کہ پارہ پارہ کر دینے کا! الہام آسمان سے نازل ہو گیا۔ نبیوں۔ رسولوں۔ اور ماموروں کے مخالف بھی حجت تمام ہونے پیچھے عذاب کے مستوجب ہوتے ہیں۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی دگرگوں ہے۔ خدا کا لاڈلا لیا الوکا تخت خلافت پر بیٹھا کہ ایک رات بھی گزرنے نہ پائی اور خدا نے اپنے عذاب کا فتویٰ سنا دیا۔ اب میاں صاحب ہیں۔ کہ دن رات حضرت مسیح موعود کے دشمنوں کو نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود کے خدام کو پارہ پارہ دیکھنے کے متمنی نظر آتے ہیں۔ تاکہ میاں صاحب کی بزرگی اور بڑائی اور اپنے اس مزعومہ الہام کی سچائی ثابت ہو۔ خواہ اس میں حضرت مسیح موعودؑ کی تکذیب و تذلیل ہو جائے۔ تکذیب و تذلیل اس لئے کہ وہ شخص کس طرح مقرب الٰہی اور مامور من اللہ ہو سکتا ہے جس پر ایمان لانے والے اور جس کی صحبت میں بیٹھنے اور ہر قسم کی خدمت اور ایثار کرنے والوں کا انجام ایسا بد ہو۔ کہ وہ آخر کار خدا کے ہاتھوں سے فقط اتنی سی خطا پر پارہ پارہ کر دیئے جائیں کہ انہوں نے ایک غیر مامور شخص کی گدی کا پرستار ہونا قبول نہ کیا۔ درآنحالیکہ اس مامور اور غیر مامور دونوں کے دشمنوں کا سر تک نہ دکھے۔ میاں محمود احمد صاحب کی یہ ذہنیت صاف بتلاتی ہے۔ کہ انہیں اپنے نفس کی بڑائی سے غرض ہے مسیح موعودؑ کی عزت کی ذرا بھی پروا نہیں دیکھ لو جہاں کہیں میاں محمود احمد صاحب کا حضرت مسیح موعود سے اختلاف ہو جاتا ہے وہاں ان کی پروا تک نہیں کرتے۔ اور ان کی تحریر اگر پیش کی جائے۔ تو اسے ایک ردی کاغذ کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ میاں صاحب کا فتویٰ ہے کہ ہر ایک غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا حرام ہے۔ اس کے خلاف سیالکوٹ سے حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریر پیش کی گئی جس کے ماتحت سیالکوٹ کی جماعت حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھتی رہی۔ میاں صاحب نے یہ کہہ کر اسے پس پشت پھینک دیا کہ ایسی ایک تحریر ملی ہے۔ اس پر بعد میں غور کیا جائے گا۔" مگر فتوے میاں صاحب کا چلے گا۔ چنانچہ سالہا سال گزر گئے۔ آج تک اس پر غور ہو رہا ہے!!! ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹ پر ماارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ نے یہ فرمایا تھا۔ کہ نبی کسی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہوتا۔ میاں صاحب کی تعریف نبوت کے چونکہ یہ خلاف پڑتی تھی۔ اس لئے فوراً اعلان کر دیا کہ وہ شخص **نادان** ہے جو ماارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ کے ماتحت یہ کہتا ہے۔ کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہوتا۔ (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۵۵) اسی طرح اور بھی حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں جہاں میاں صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو نادان ٹھیرایا ہے۔ بلکہ حضرت کی نادانی کو یہاں تک پہنچا کر چھوڑا ہے۔ کہ اعلان کر دیا۔ کہ ۱۹۰۱ء تک آپ کو نبوت کی تعریف کا ہی پتہ نہ تھا۔ اس لئے نبوت کے متعلق جو کچھ لکھتے تھے سب غلط لکھتے تھے۔ یہ خوب خلیفہ ہے کہ جس نبی کا خلیفہ ہے اسی کو خود اس کے دعوےٰ نبوت کے متعلق نادان اور بے علم بتا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ آخر حضرت مسیح موعودؑ کی یہ توہین اور تذلیل کیوں کی جا رہی ہے۔ اسی لئے کہ میاں کا نفس اپنی بڑائی کے آگے کسی کی بھی کچھ حقیقت نہیں سمجھتا۔ خواہ وہ حضرت مسیح موعود ہی کیوں نہ ہوں۔ تو پھر ان کے آگے حضرت مسیح موعودؑ کے خدام کی کیا حقیقت ہو سکتی ہے وہ ان کو پارہ پارہ ہوتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کے دل کی ٹھنڈک اسی میں ہے۔ لوگ کہتے ہیں بغداد جب ترکوں سے انگریزوں نے چھینا تھا۔ تو قادیان میں چراغاں ہوا تھا معلوم نہیں یہ کہاں تک صحیح ہے۔ اس وقت چراغاں ہوا یا نہ ہوا لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے خدام کو پارہ پارہ ہوتے دیکھ کر تو ضرور قادیان میں گھی کے چراغ جلنے کی توقع ہے آخر میاں صاحب کے دل میں یہ تمنا کیوں ہے۔ کیا وہ اپنے والد محترم کو یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ دیکھ لیجئے۔ لوگ آپ کی خدمت کتنی ہی کیوں نہ کریں۔ اور آپ سے انہیں کتنا ہی اخلاص کیوں نہ ہو۔ جب تک میرے آگے نہ جھکیں گے۔ پارہ پارہ کر دئے جائینگے۔

خواجہ صاحب کا کشف

کس خوشی میں میاں صاحب اس خطبہ میں جو ۲۔ اپریل ۱۹۳۶ء کے الفضل میں چھپا ہے فرماتے ہیں کہ خواجہ کمال الدین بھی ایک دفعہ بول اٹھے تھے کہ میاں محمود احمد کا یہ الہام لیمزقنھم پورا ہوا۔ اس کے متعلق میرا یہ بیان ہے کہ جہاں تک مجھے علم ہے یہ غلط ہے خواجہ صاحب نے اگر کسی محمودی جاسوس کے سامنے ایسا کہا ہوگا۔ تو ملامت کے طور پر کہا ہوگا۔ وجہ یہ کہ وہ میاں صاحب کو پرلے درجہ کی ضلالت پر سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ کشمیر میں مجھ سے ملاقات ہوئی۔ ان دنوں خواجہ صاحب مرحوم پرتاپ باغ کے متصل خیمہ لگا کر قیام پذیر تھے۔ میں ملنے گیا۔

(باقی صفحہ ۲ پر)

برلن مشن کے ماتحت مسلمانان جرمنی کی اسلامی سرگرمیاں

۹۔ ماہ اپریل کو زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی جناب کلنگے صاحب کا ایک عالمانہ لیکچر ہوا۔ مضمون کا عنوان تھا "مشرق و مغرب کا اخلاقی اور روحانی ارتباط"۔ صاحب صدر نے فاضل مقرر کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ اس موضوع پر دو قسم کے خیالات کا اظہار کیا جاچکا ہے۔ لیکن بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ مشرق اور مغرب دو بالکل جداگانہ بلکہ مختلف مقامات ہیں اور ان میں کسی قسم کا رابطہ اتحاد قائم ہونا ناممکن ہے۔ جیسا کہ کپلنگ کے مشہور مصرعہ سے عیاں ہے۔ لیکن بعض کا خیال ہے کہ مشرق و مغرب میں ایک قدرتی اور فطرتی تعلق ہے جیسا کہ المانوی شاعر گوئٹے نے اپنے "دیوان" میں ظاہر کیا ہے۔ قرآن کریم بھی اسی دوسرے خیال کا مؤید ہے جب وہ کہتا ہے کہ لِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ۔ ان تعارفی اور ابتدائی کلمات کے بعد فاضل مقرر نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ اور اس امر کو ثابت کیا کہ مشرق و مغرب درحقیقت ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔ اور ان ہر دو میں ایک گہرا رشتہ اتحاد ہمیشہ سے پایا گیا ہے آپ نے ان خیالات کی تائید میں تاریخ کے اوراق سے حوالجات پیش کئے۔ لیکچر نہایت ہی عالمانہ تھا اور حاضرین بے حد محظوظ ہوئے ازاں بعد حاضرین کی خاطر تواضع چائے اور بسکٹ سے کی گئی۔

ایک سوشل اجتماع

۲۳۔ ماہ اپریل کو بروز جمعۃ المبارک شام کے ۸ بجے زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی ایک سوشل اجتماع کا انعقاد ہوا۔ اس موقع پر ہمارے ایک دوست جناب برقلس صاحب نے ملک مصر کے حالات پیش کئے اور بتلایا کہ اسلام نے حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ کا درس دیا ہے لہذا کوئی مسلمان غلام نہیں رہ سکتا۔ اور فی زمانہ آزادی کی جو رو مختلف اسلامی ممالک میں پائی جاتی ہے وہ عین اسلامی تعلیم کے مطابق ہے۔

مطالعہ قرآن کی ترغیب

ماہ اپریل میں حسب دستور دو مسلم یونگ کا انعقاد ہوا۔ مضامین زیر بحث تھے "مطالعہ قرآن" اور "جہاد اور اسلامی رواداری" ڈاکٹر محمد عبداللہ امام مسجد برلن نے "مطالعہ قرآن" کے عنوان کو پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ آجکل قرآن کریم کی طرف عام مسلمانوں کی توجہ کم ہوگئی ہے۔ حالانکہ اسلامی تعلیم کا حقیقی سرچشمہ قرآن کریم ہی ہے۔ لہذا اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم قرآن کریم کے درس کو جاری کریں۔ اسی ضمن میں انہوں نے بتلایا کہ مسجد برلن کے بانی حضرت مولانا صدرالدین عنقریب برلن تشریف لانے والے ہیں تا قرآن کریم کا المانوی ترجمہ جس کو صاحب موصوف نے گزشتہ پانچ سات سال کی محنت شاقہ سے طیار کیا ہے پایہ تکمیل کو پہنچ کر طبع اور شائع ہوسکے۔ اس خبر کو سن کر حاضرین بے حد مسرور ہوئے۔ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بے حد شکور ہیں جس نے ان تک یہ روحانی خوراک پہنچانے کا انتظام کر دیا ہے جَزَاہُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔ اسی ضمن میں یہ امر خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ حال ہی میں یوگوسلاویہ میں وہاں کے رئیس العلماء محترم جمال الدین چوچووچ نے قرآن کریم کا ترجمہ شائع کرکے مسلمانان یوگوسلاویہ پر احسان عظیم کیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء مسلمانان یوگوسلاویہ نے اس ترجمۃ المبارک کی ایک کاپی برلن مسجد کے کتب خانہ کو مرحمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

"مطالعہ قرآن" کے زیر عنوان امام مسجد برلن نے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات پر درس دیا جس کو حاضرین نے بے حد پسند کیا۔ اور اس امر کی خواہش ظاہر کی کہ آئندہ اس سلسلہ کو جاری رکھا جائے۔ دوسری مسلم مجلس ۳۰۔ ماہ حال کو منعقد ہوئی۔ جس پر ہمارے جرمن نومسلم انجینئر ابن کنوییٹس نے "جہاد اور رواداری" کے مفہوم کو پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ اسلامی رواداری ایک مسلمہ اصول ہے۔ اور جہاد کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اور جہاد بالسیف مشروط ہے۔ اور اسلام نے صرف دفاعی لڑائی کی اجازت دی ہے۔ یہ مجلس بفضلہ بڑی پر لطف اور کامیاب رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۲۶۔ ماہ اپریل کی شام کو جرمن مسلم سوسائٹی کی مجلس منتظمہ کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں علاوہ اور امور کے یہ طے پایا کہ شروع ماہ مئی میں حضرت مولانا صدرالدین کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی کا انتظام کیا جائے اور پھر ۲۳۔ ماہ مئی کو سالانہ ڈنر کا جلسہ منعقد کیا جائے۔

ماہ اپریل میں بچوں کی مذہبی کلاس، عربی کلاس اور نماز جمعہ وغیرہ کا باقاعدہ انتظام رہا۔ ۲۷۔ ماہ اپریل کو بعد از نماز جمعہ قبلہ مرزا خدا بخش صاحب مرحوم۔ اور بنت جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب۔ محترمہ ہدیٰ شنانڈر مرحومہ جرمن نومسلمہ۔ اور مسٹر محمد جعفر آئی لیپر کے لئے دعائے مغفرت کی گئی اور نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت فردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

شروع ماہ اپریل میں ہمارے مکرم دوست جناب ڈاکٹر مرزا عزیز الرحمٰن صاحب ہم سے رخصت ہو کر پراگ پہنچے۔ وہاں بعد اب سراجیو (یوگوسلاویہ) تشریف لے گئے۔ ان ہر دو مقامات پر انہوں نے لیکچر دئے۔ جو بے حد مفید اور کامیاب ثابت ہوئے۔ سراجیو کا ذکر کرتے ہوئے وہ اپنے ایک خط بنام امام مسجد برلن یوں رقمطراز ہیں

"سراجیو کا لیکچر خدا کے فضل سے نہایت کامیاب رہا۔ کم از کم چار صد آدمیوں نے اس کو سنا۔ میرا لیکچر تو ۵۵ منٹ میں ختم ہوگیا لیکن لفظی ترجمہ نے دو گھنٹہ سے زائد کا عرصہ لے لیا۔ لیکچر کے بعد میں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور کوئی دس پندرہ منٹ میں "اسلام کی حالت یورپ میں" پر مختصر تقریر کی۔ لندن۔ برلن۔ وائنا وغیرہ کے مشنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مختلف تراجم قرآن اور ہسپانیہ اور ہالینڈ کے مجوزہ مشنوں کا ذکر کیا۔ اس کے علاوہ جماعت کے مختلف مشن مثلاً جاوا مشن۔ ٹرینی ڈاڈ۔ فجی۔ ہندوستان کے قریباً بیس مختلف مشنوں اور تراجم اور رسائل کا ذکر کیا۔"

بیگم سلطان امیرالدین صاحبہ جن کے نام نامی سے اکثر احباب اور مسلمانان ہند واقف ہوں گے۔ آپ امسال لندن کی مذہبی کانفرنس میں بطور نمائندہ اسلام شرکت فرما رہی ہیں۔ اور اس غرض سے وہ اپنے شوہر میر امیرالدین سشن و ڈسٹرکٹ جج مدراس یورپ تشریف لائی ہیں۔ ۲۶۔ ماہ اپریل کو برلن مسجد کی زیارت کے لیے تشریف لائیں اور مسجد اور مشن کے کام کو دیکھ کر بے حد محظوظ ہوئیں۔ اور تقریباً ایک گھنٹہ گفتگو ہوتی رہی۔ اس موقع پر جرمن مسلم سوسائٹی کے صدر جناب حکمت باٹر بھی تشریف رکھتے تھے۔ جن کو بیگم صاحبہ اور ان کی بیگم صاحبہ بے حد خوش ہوئے۔ اور دوبارہ مسجد میں تشریف لانے کا وعدہ کیا۔ جزاہا اللہ احسن الجزاء

چند روز قبل پروفیسر احمد خرمی جو وارسا (پولینڈ) کی یونیورسٹی میں عربی زبان کے معلم ہیں۔ برلن مسجد کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ اور مشن و مسجد کے کام کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے اور جماعت احمدیہ لاہور کا شکریہ ادا کیا۔ (نامہ نگار)

فجی میں ایک مبلغ کی خدمات کی ضرورت

مرزا مظفر بیگ صاحب نے اپنے قیام فجی میں تحریک اشاعت اسلام کے لئے میدان صاف کر دیا ہے۔ اور وہاں پر جماعت احمدیہ کا مستقل وجود قائم ہوچکا ہے۔ اب وہاں اس کام کو جاری رکھنے اور ترقی دینے کے لئے ایک مبلغ کی خدمات کی ضرورت ہے۔ جو ضروریات تبلیغ اسلام و سلسلہ احمدیہ سے کلی واقف آریہ اور عیسائی مذاہب کا بھی کماحقہ اس کو علم ہو۔

جو صاحب تجارت یا زراعت کا تجربہ رکھتے ہوں یا تعلیمی واقفیت ہو۔ انہیں ترجیح دی جائیگی۔ مفصل حالات کے لئے خط و کتابت کی جائے۔ (اسسٹنٹ سیکرٹری)

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۷۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور یوم شنبہ مطبوعہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۳۷ء — نمبر ۳۳

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نجات اور ترقی کا واحد راستہ

میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔ اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے۔ وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا۔ اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے۔ وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے۔ ضرور وہ اس سے روشنی لیگا۔ لیکن جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے۔ وہ ظلمت میں ڈال دیا جائیگا۔ اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے۔ وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے۔ ہر طرف سے موت اس کو درپیش ہے۔ اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے۔ اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے۔ اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے۔ اور میں اس میں ہوں مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس زکی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے۔ تب وہ اس کے نفس کے دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے۔ تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ کہ گویا اس میں کبھی آگ نہیں تھی۔ تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے۔

(فتح اسلام صفحہ ۲۵)

جواہر ریزے

مومن کا مقصد

اور جو ایمان لایا تھا۔ اس نے کہا اے میری قوم میری پیروی کرو۔ میں تمہیں بھلائی کا راستہ دکھاتا ہوں۔ اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی صرف چند روزہ سامان ہے اور آخرت ہی ٹھہرنے کا گھر ہے۔ جو برائی کرتا ہے اسے اس کی مثل ہی بدلہ دیا جاتا ہے اور جو نیکی کرتا ہے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو یہی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔ اس میں بے حساب رزق دیئے جائیں گے۔ اور اے میری قوم میرا کیا حال ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔ تم مجھے بلاتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں اور اس کے ساتھ شریک کروں جس کا مجھے علم نہیں اور میں تمہیں غالب بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں۔ سچ تو یہی ہے کہ جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو اس کے لیے کوئی دعوت نہ دنیا میں ہے اور نہ آخرت میں اور یہ کہ ہمارا لوٹ کر جانا اللہ کی طرف ہے اور حد سے گزرنے والے ہی آگ کے رہنے والے ہیں۔ سو تم یاد کرو گے جو میں تمہیں کہتا ہوں اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ سو اللہ نے اسے ان کے برے نتائج سے بچایا جو وہ تدبیریں کرتے تھے اور فرعون کے لوگوں کو بہت برے عذاب نے آ لیا۔ آگ ہے جس پر وہ صبح اور شام پیش کئے جاتے ہیں۔ (المومن)

— بدظنی کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ بدظنی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ عیب جوئی مت کرو۔ چھپ کر باتیں نہ سنو۔ نفرت نہ کرو۔ حسد اور کینہ نہ رکھو۔ منہ موڑو اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بنے رہو۔ (ابوداؤد)

— ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں (۱) سلام کا جواب دینا (۲) بیمار پرسی کرنا (۳) جنازے کے ساتھ جانا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینک کا جواب دینا (مسلم)

— بھوکے کو کھانا کھلایا کرو۔ بیمار کی خبر لیا کرو اور قیدی کو آزاد کرایا کرو (بخاری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عقیدہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است وخسران و تباب

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بیگانہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہؓ اور ائمہ اربعہ اور تمام مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ یوم شنبہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۶ سنہ ہجری نمبر ۳۳

دین کو دنیا پر مُقدم کرنے والو!

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ

تم پر جب تم میں سے کسی کے لئے موت آموجود ہو۔ عمدگی کے ساتھ وصیت کرنا فرض ہے۔ (البقرہ - ۱۸۰)

اشاعت امروزہ میں احباب سے صاف صاف باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے احمدیت کو قبول کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حلقہ غلامی کو قبول کیا اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار کیا لیکن کیا آپ یہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ احمدیت پیروی نفس کا نام ہے جو دل میں آیا کر لیا۔ اور جس بات کو نفس نے گوارا نہ کیا۔ اس کو ترک کر دیا۔ اگر احمدیت کا یہی مفہوم آپ کے اذہان میں موجود ہو تو یہ فریب نفس ہے۔ اسلام نہیں۔ احمدیت تو خدا کی رضا کی خاطر سب کچھ قربان کر دینے کا نام ہے۔ احمدی تو وہ ہے جو جان و مال کو ہتھیلی پر رکھے ہر وقت میدان میں کود نے کے لئے تیار رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے احکام کو اپنی خواہشات کے تابع کر لیا یہ تو مامور من اللہ سے غداری ہے۔ آج فلاح و کامیابی کی صحیح راہ آپ کی اتباع ہے اور حقیقی احمدی وہی ہے۔ جو آپ کے ارشادات کی بلا چون و چرا تعمیل کرے۔ امام وقت کو وہ روشنی عطا کی جاتی ہے۔ جو کہ زمانہ کی تاریکی کے دور کرنے کے لئے ضروری اور کافی ہوتی ہے۔ اور ان کے متبع کا فرض ہے کہ وہ ان کے حکموں کو حرز جان بنائے۔ ہمارا یہ کام نہیں کہ ان کی معقولیت پر بحث کریں۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ ان پر بلا چون و چرا عمل کریں۔ کیونکہ یہ تو ممکن ہے کہ ایک بات کی اہمیت کو ہماری مادی نگاہیں نہ پہنچ سکیں۔ مگر اس مامور کی نگاہ کبھی لغزش نہیں کھاتی جس نے کہ وقت کے مفاسد کا انسداد کرنا ہوتا ہے۔

ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار کیا؟ خدا کو گواہ ٹھہرا کر۔ اور وہ بھی امام الزمان علیہ السلام کے دستِ مبارک پر لیکن اس کا مقصد یہ تو نہیں۔ کہ زبان سے ان الفاظ کو کہہ دیا۔ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا" اور اس کے بعد نفسانیت کی گہرائیوں میں جا گرے۔ اگر کوئی شخص اتنا کہہ دینے کو کافی سمجھ بیٹھا ہے۔ تو اس کے لئے بہتر تھا۔ کہ اقرار کے لئے ہاتھ نہ بڑھاتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیعت لینے کا مقصد تو یہ تھا۔ کہ آپ اس کام کے لئے اپنی جانوں اور مالوں کو ان کے قدموں میں لا ڈالیں جس کام کے لئے وہ بھیجے گئے ہیں یعنی اشاعت اسلام کے لئے۔

ایک مومن کی شان سے بعید ہے کہ مومن بھی کہلائے اور پھر اپنے عمل سے اپنی تکذیب بھی کرے۔ دین کی اشاعت کے لئے جان کی قربانی کی شاذ و نادر ضرورت پڑتی ہے۔ مگر مال کی ضرورت ہر وقت رہتی ہے اور مومن کا مال ہرگز اس کا اپنا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تو خود اور اس کا مال خدا کا ہوتا ہے۔ اس کا تو جینا مرنا۔ اٹھنا اور بیٹھنا ہر فعل اپنے پیارے مولا کی رضا کے حصول کی خاطر ہوتا ہے اور وہ اپنے پیارے خدا کی رضا کی جنت کی خاطر جان و مال لٹاتا رہتا ہے

"اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں۔ اس کے بدلہ میں ان کے لئے جنت ہے۔ . . . .
. . . . اور اللہ سے بڑھکر اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے۔ سو تم اپنے سودے پر جو تم نے اس سے کیا ہے خوش ہو جاؤ۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے" (التوبہ)

قرآن کریم نے اکثر جہاں کہیں جہاد کی تلقین کی ہے۔ وہاں مال کو جان سے مقدم رکھا ہے جو کہ مال کے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ کسی قوم کی کامیابی کا ایک ہی معیار ہے اور وہ یہ کہ وہ قوم اپنے مقصد کے حصول کی خاطر کس قدر مالی اور جانی قربانیاں کرتی ہے۔ یہ سامنے یورپ کی قوموں کی ترقی پر نگاہ دوڑاؤ۔ ان کی ترقی اظہر من الشمس ہے۔ مگر اس کی تہ میں ایک ہی امر ہے کہ وہ قوم اپنے اصول کی خاطر بڑی بڑی قربانی کرتے ہیں۔ وہ رائیگاں نہیں جاتی۔ اس سے قوم کی تعمیر ہوتی ہے اور وہ قومی تعمیر اس قربانی کرنے والوں کی ترقی و بلندی کا موجب ہوتی ہے۔ یورپ کی اقوام کی ترقی کا راز یہی ہے۔ کہ وہ کروڑہا روپیہ کھلا دینے پر کشادہ دلی سے مشنوں تبلیغی اداروں۔ ادبی اداروں اور رفاہ عام کے کاموں میں صرف کرتے ہیں اگر ان باتوں کو دیکھتے ہوئے یقین نہیں آتا۔ تو کلام اللہ تعالیٰ کی بات کا ہی اعتبار کرو۔ اور جو بار بار مال کے خرچ کرنے کی ترغیب دیتا۔ اور اسے فتنہ کہہ کر اس سے نفرت دلاتا ہے۔ یہ بے معنی نہیں۔ وہ دنیا کے نشیب و فراز سے واقف ہے آپ کے نقصان کا حامی نہیں۔ میرا تو ایمان ہے کہ جب ہم نے یہ معلوم کر لیا۔ کہ یہ حکم اس خدا کا ہے۔ جو کہ ہماری بہتری کا سب سے بڑھکر خواہاں اور جاننے والا ہے۔ تو اس کے بعد ہمیں بلا خوف اس کی پیروی کرنی چاہیئے۔ اور اپنی طاقت سے تختہ چینیوں، موشگافیوں اور دلیلوں سے دست بردار ہو جانا چاہیئے۔ قرآن حکیم نے بخل اور مال کے خرچ نہ کرنے کو موت و ہلاکت کے مترادف ٹھہرایا ہے

"اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے تئیں اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کرو۔ کیونکہ اللہ احسان کرنے والوں سے پیار کرتا ہے۔" (البقرہ)

مال کی محبت اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھ لے۔ بعد کی زندگی پر اس کا ایمان عملی طور پر ہٹ جائے۔ ورنہ اگر اس کو یہ یقین ہو۔ کہ یہ زندگی چند روزہ ہے اور معلوم نہیں کہ کس لمحہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر جائیگا اور اس بات پر ایمان ہو کہ حقیقی اور ابدی زندگی موت کے بعد شروع ہو گی۔ تو وہ زاد آخرت کی تیاری کرے اور راہ خدا میں سب کچھ قربان کر کے دنیا کی دولت کو بھی اپنا لے۔ انسان بنک یا تجوریوں میں جمع شدہ سنہری اور روپہلی سکوں کو اپنا مال سمجھتا ہے۔ جو کہ محض سراب ہے۔ حقیقی مال وہ ہے جو کہ انسان راہ حق میں صرف کرے جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا:۔

"آدمی کہتا ہے یہ میرا مال ہے مگر اے بنی آدمی تیرا مال کوئی نہیں سوائے اس کے جو تو نے کھا کر فنا کر دیا۔ یا پہن کر گھسا دیا۔ یا کار خیر پر صرف کر کے اسے ہمیشہ کے لئے جاری رکھا"

"تم میں سے ایسا کون شخص ہے۔ جو اپنے وارث کے مال کو اپنے مال سے زیادہ عزیز رکھتا ہے؟ مخاطبین نے کہا۔ یا رسول اللہ ہم میں سے تو کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اپنے وارث کے مال کو اپنے مال سے زیادہ عزیز رکھتا ہو۔ فرمایا۔ یاد رکھو انسان کا مال وہی ہے جو اس کے آگے نکل گیا۔ اور جو اس کے پیچھے رہا۔ وہ اس کے وارث کا ہے"

اس بات کے واضح ہو جانے کے بعد ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم خدا اور اس کے رسول صلعم کے احکام کے آگے گردن جھکا دیں اور آخرت کو ہی حقیقت خیال کریں۔ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ مال کے خرچ کا کونسا ذریعہ بہتر ہے۔ مال کے خرچ کرنے کے دو ہی طریق ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم کسی غریب۔ محتاج اور حاجتمند کی امداد کریں۔ اور یہ طریق انفاق وقتی ہے۔ اور دوسرا طریق یہ ہے کہ ہم روپیہ کی امداد سے کوئی ایسا کام کر جائیں۔ جس کا وجود مدت تک جاری رہے۔ تا کہ جب تک وہ بات جاری رہے اس کا ثواب ہمیں پہنچتا رہے۔ مثلاً کنواں بنوانا۔ سرائے تعمیر کرانا۔ مدارس کھلوانا۔ شفاخانہ جاری کرنا۔ یتیم خانہ بنانا وغیرہ۔

ہر ایک بات کی اہمیت اپنے وقت کے لحاظ سے ہوتی ہے اس دور میں اہم ترین ضرورت غیر مسلم اقوام تک اسلام کی صحیح تعلیم کا پہنچانا اور اس مقصد کے حصول کے لئے ایک مضبوط جماعت قائم کرنا ہے۔ اسی بات کو پیش نظر رکھ کر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے احباب کو توجہ دلائی تھی۔ کہ چونکہ زندگی چند روزہ ہے

خلیفہ صاحب قادیان کے جلالی خطبوں پر ایک نظر

حضرت مولانا نورالدین مرحوم میاں محمود احمد صاحب اور ان کے رفقاء کی بابت آخر کس نتیجہ پر پہنچے؟

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مدظلہ العالی)

سنیئے! جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اپنے مریدوں کو وہ قصہ دوبارہ سناتے ہیں جو کہ اکثر محمودی کیمپ میں بڑی مسرت اور فخر سے سنایا جاتا ہے۔ کہ حضرت مولانا نورالدین مرحوم نے مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین مرحوم سے دوبارہ بیعت لی تھی چونکہ اس واقعہ کو مولانا محمد علی صاحب اپنی کتاب حقیقت اختلاف میں مفصل لکھ چکے ہیں۔ اس لئے میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا صرف میاں صاحب نے جو کچھ اس خطبہ میں فرمایا ہے جو ۳۔ اپریل ۱۹۳۷ء کے الفضل میں نکلا ہے اس پر دو یا تین سوالات کروں گا

سوالات کرنے والا کون تھا؟

میاں صاحب فرماتے ہیں:۔

"تب اللہ تعالیٰ نے نورالدین کو خلیفہ مقرر کیا جن کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ لکھنا اور پڑھنا نہیں جانتے اس وقت تو لوگوں نے بیعت کر لی۔ مگر زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بعض نے کہا کہ ستر بہتر (۷۲) سال تک کا ہے کمزور طبیعت ہے اور اگر اس مسئلہ (یعنی خلافت کے مسئلہ ناقل) کا فیصلہ ان کے زمانہ میں نہ کرایا گیا۔ تو پھر نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ یہ تو ڈر جاتا ہے۔" (الفضل ۳ اپریل ۱۹۳۷ء)

جناب میاں صاحب کی خدمت میں بڑے ادب سے میرا یہ سوال ہے کہ سرکار! یہ کون لوگ تھے جو کہتے تھے۔ کہ "یہ ستر بہتر سال تک کا ہے کمزور طبیعت ہے اگر اس (خلافت کے) مسئلہ کا فیصلہ اس کے زمانہ میں نہ کرایا گیا۔ تو پھر نہ ہو سکے گا"؟ اگر حضور کو جواب دینے میں تامل ہو تو میں عرض کر دوں کہ یہ آپ کے ہی لوگ تھے اور اس مسئلہ کا فیصلہ کرانے کے لئے جن بزرگ نے اس مسئلہ پر سوالات حضرت مولانا نورالدین کی خدمت میں پیش کئے تھے وہ آپ کے ہی چچا اور ماموں جان میر محمد اسحاق تھے۔ بات یہ تھی کہ حضرت مولانا نورالدین مرحوم کے تعلقات مولانا محمد علی صاحب سے بہت محبت کے تھے۔ اور کوئی کام وہ بغیر مولوی صاحب کے مشورہ کے نہیں کرتے تھے۔ اور جو کچھ اعلان وغیرہ کرنا ہوتا۔ وہ بھی مولوی محمد علی صاحب کے ہی قلم سے کرواتے۔ یہی گہرا تعلق بعض لوگوں کے حسد کا موجب ہو گیا چنانچہ میر محمد اسحاق کے نام سے یہ سوالات اٹھائے گئے۔ یہ اکیلے محمد اسحاق کا کام نہ تھا بقول شاعر؎

چرخ کو کب یہ سلیقہ تھا ستمگاری میں
کوئی معشوق تھا اس پردۂ زنگاری میں

پس پردہ تار کھینچنے والے جو تھے ان کا نام بظاہر تو معلوم نہیں مگر ایک خط کا یہ آخری فقرہ جو اسی قسم کے دوسرے فتنہ پر حضرت مولانا نورالدین مرحوم کو لکھا گیا تھا۔ اس امر پر بہت کچھ روشنی ڈالتا ہے۔

"غرض میری رائے تو یہ ہے کہ حضور کا بھی منشر ح صدر ہے خدا تعالیٰ اس پر فرمائے تو خواہ کسی رنگ میں ہو۔ اس بات کا فیصلہ ہو جائے کیونکہ ابتلا تو ضرور آتا ہی ہے بہتر ہے کہ اس کا بیج نکالا جا سکے۔ نہ کہ جب درخت بن جائے"

خاکسار محمود

گویا انجمن کے ان ممبروں کو جماعت سے نکالنے بلکہ انجمن کا بیج ہی نکال دینے کا مشورہ جو صاحب دے رہے ہیں۔ ان کو کس قدر خلافت کے اقتدار کے متعلق دلچسپی ہوگی۔ وہ مخفی نہیں۔ اور اگر وہ اپنے کسی عزیز کو سامنے رکھ کر پس پردہ کارروائی کریں۔ تو تعجب بھی نہیں۔ بہرحال میر محمد اسحاق صاحب جناب میاں صاحب کی پارٹی کے آدمی تھے۔ انہوں نے خلیفہ اور انجمن کے باہمی تعلقات کے متعلق سوالات اٹھائے اور یہ بندوق حضرت مولانا کے کندھوں پر رکھ کر چلانی چاہی محض اس لئے کہ مولانا کے ہاتھ سے آئندہ میاں صاحب کی خلافت کے لئے رستہ صاف ہو جائے۔

مولانا نورالدین مرحوم کی اطاعت سے کسی کو انکار نہ تھا

مولوی محمد علی صاحب۔ خواجہ صاحب اور ان کے رفقا نے جو انجمن کے ممبر تھے۔ جو کچھ جوابات دیئے۔ ان کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ الوصیت کی رو سے حضرت مسیح موعود کی جانشین انجمن ہے۔ انجمن نے حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کو اتفاق رائے سے اپنا مطاع یا خلیفہ مان لیا ہے تو یہ انجمن کا اپنا ریزولیوشن ہے جو اس نے اپنی مرضی سے پاس کیا ہے۔ وہ الوصیت کی رو سے اس کے لئے مجبور نہ تھی کہ ضرور کسی کو اپنا مطاع یا خلیفہ بنا دے تو یہ اس کا اختیاری ہوگا۔ وہ اس کے لئے مجبور نہیں ہے (یہ وہی امر ہے جس کو میاں صاحب الفضل ۲۸ نومبر ۱۹۳۶ء میں خود تسلیم کرتے ہیں) اگر قوم کی خوش قسمتی سے مولانا نورالدین جیسا ہی بے نفس انسان جو اپنے علم اور زہد کے لحاظ سے ایک ایسا ہو کہ سبھی عوام سمجھتے ہیں قوم کو مل جائے۔ تو قوم کیوں اپنے ارادوں کو اس کے ماتحت کر کے نہ چلے گی بہرحال ہر ایک ممبر نے یہی جواب دیا۔ کہ مولانا نورالدین مرحوم کے مطاع ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں لیکن آئندہ کے لئے انجمن مجبور نہیں کہ وہ ہر خوشکی تشخص کو ضرور اپنا مطاع ہی بنا دے۔ اگر مولانا نورالدین جیسا عالم باعمل بے نفس انسان مل گیا۔ تو اسے مطاع بنالیں گے۔ نہیں ملا تو نہ سہی۔ انجمن تو حضرت صاحب کی جانشین موجود ہی ہے جب تک حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ زندہ ہیں وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ بعد میں ہر ایک آدمی کے لئے یہی قاعدہ مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن آئندہ زمانہ میں کیا ہوگا یہ حالات پیش آمدہ پر منحصر ہے۔

میاں صاحب فرماتے ہیں:۔

"مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ حضرت خلیفہ اول نے مسجد مبارک کے اوپر والے کمرہ میں بلایا۔ مولوی محمد علی صاحب خواجہ کمال الدین صاحب۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب کے علاوہ جماعت کے دوسرے دوست بھی بکثرت تھے۔ آپ نے فرمایا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب تم کہتے ہو کہ میری اطاعت تمہیں منظور نہیں۔ لیکن یاد رکھو اب میں خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں۔ اب تمہاری یہ باتیں نہ رہیں گی۔ آؤ نئی بیعت کرو وغیرہ وغیرہ" (الفضل ۳ اپریل ۱۹۳۷ء)

میں پوچھتا ہوں کہ جب والد محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ نے صاف صاف یہ تحریری طور پر لکھ کر حضرت مولوی نورالدین صاحب کو دستخط کر کے دے دیا تھا کہ آپ ہمارے مطاع ہیں۔ اور ہم آپ کے فرمانبردار ہیں۔ تو مولانا مرحوم یہ کس طرح کہہ سکتے تھے۔ کہ "اب تم کہتے ہو کہ میری اطاعت تمہیں منظور نہیں" تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ یا تو خلیفہ اول ناحق کا غصہ دکھا رہے تھے۔ اور یا میاں محمود احمد صاحب ایک غلط بات ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں پچھلی بات زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ راوی کے متعلق تو یہیں سے پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ کہاں تک صحیح بیان دے رہے ہیں کہ خلافت کے مسئلہ کا فیصلہ کرنے کے لئے سوالات تو اٹھائیں ان کے ماموں جان! اور نام لگ جائے بیچارے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کا۔ ذمہ داری کیا اکثر دفعہ یہی دیکھا گیا ہے کہ لاہوریوں کے متعلق جناب میاں صاحب جب کچھ بیان کرنے لگتے ہیں۔ تو اپنی تمام ذمہ داریوں کو بھول جاتے ہیں۔ اور اس طرح بے پروائی سے واقعات کو توڑ مروڑ دیتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے بچوں کو کوئی طوطا کہانی سنا رہے ہیں۔ کہ جس طرح چاہا توڑ مروڑ کر سنا دی۔

واقعہ کی اصل حقیقت

اصل واقعہ مختصر طور پر یوں ہے کہ میر محمد اسحاق صاحب نے سوالات کا جواب پانے کے بعد پھر اور جرح کی اور سوالات اٹھائے اور ان کے جوابات آنے پر بات کو اس قدر طول دیا گیا۔ کہ قادیان میں نہایت جھوٹا پروپیگنڈا شروع ہو گیا۔ کہ لاہوری لوگ حضرت مولانا نورالدین مرحوم کو خلافت سے برطرف کرنے لگے ہیں۔ بلکہ یہاں تک مشہور کیا گیا۔ کہ لاہور میں خلیفہ منتخب بھی ہو گیا۔ اس پروپیگنڈے کے ساتھ ساتھ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب صاحب کی سرکردگی میں ایک جماعت رضاکاروں کا بھی بن گیا۔ کہ لاہوری جس وقت مولانا نورالدین کو خلافت سے اتارنے کے لئے آویں گے تو ہم ڈنڈے سونٹے سے خبر لیں گے۔ اسی کو جناب میاں صاحب بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں۔

"جماعت میں اس قدر جوش تھا۔ کہ میں خیال کرتا ہوں اگر حضرت خلیفہ اول نہ ہوتے تو لوگ شاید ان کو جانیں سے مار ڈالتے" (الفضل ۱۳ اپریل ۱۹۳۷ء)

جس فخر کے لہجہ میں میاں صاحب نے یہ فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب میاں صاحب، جماعت کے لوگ اگر ایسی بیہودہ شورش کریں۔ تو اسے ان کی وفاداری اور جان نثاری کا ثبوت سمجھتے ہیں۔ آخر یوں اس قدر جوش تھا۔ اس لئے کہ یہ اس پروپیگنڈا کا اثر تھا۔ جو جماعت میں لاہوریوں کے خلاف کیا گیا تھا۔ اور شیخ یعقوب علی صاحب مارنے مرنے کے لئے ایک رضاکاروں کا جلیش لئے پھرتے تھے۔ حالانکہ کسی کے قلب میں یہ وہم و گمان بھی نہ تھا۔ کہ مولوی نورالدین صاحب کو خلافت سے اتارا جائیگا۔ بلکہ لاہوری یہ لکھ کر دے چکے تھے۔ کہ ہم آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔

مولانا کی تقریر کا ماحصل

مسجد مبارک کے اوپر جلسہ ہوا۔ اس میں مولانا نورالدین مرحوم نے ایک تقریر کی جس میں یہی فرمایا۔ کہ خلیفہ کا کام محض اس قدر نہیں۔ کہ وہ نماز میں پڑھا چھوڑے۔ مگر دوسرے فریق کو بھی جو خلافت کی حمایت کا دم بھر رہا تھا۔ ملامت کی۔ اور صاف الفاظ میں کوئی فیصلہ نہ دیا کہ خلیفہ اور انجمن کے یہ تعلقات ہیں۔ بلکہ آخر پر آ کر وہی کہا۔ جو مولوی محمد علی صاحب نے اپنے تفصیلی جواب میں لکھا تھا۔ اور جو مولانا غلام حسن صاحب پشاوری نے بھی لکھا تھا کہ یہ سوالات قبل از وقت ہیں۔ ان میں پڑنا ٹھیک نہیں۔ پھر آخر میں آکر دراصل حضرت مولانا نورالدین مرحوم نے آخری فیصلہ کے طور پر یہ فرمایا کہ جب تک یہ دونوں فریق "اتفاق" سے۔ اس لئے میری زندگی میں اس سوال کو نہ اٹھایا جائے۔ اور میری اطاعت کی جائے۔ یقینی طور پر اس ساری بحث کا آخری فیصلہ تھا۔ اس لئے اپنی تقریر ختم کر کے پہلے میاں صاحب، اور نواب محمد علی خاں صاحب سے یہ اقرار کیا۔ کہ ہم آپکی اطاعت کریں گے۔ پھر مولوی محمد علی صاحب اور

خواجہ کمال الدین صاحب سے ایک طرف اور شیخ یعقوب علی تراب صاحب (اور غالباً میر محمد اسحاق صاحب) سے دوسری طرف بیعت لی۔ ظاہر ہے کہ اگر کسی ایک فریق کے خیالات کو غلط قرار دینے کی وجہ سے بیعت کی ضرورت ہوتی تو ایک فریق کے طرفداروں سے بیعت لینی چاہئے تھی۔ دونوں فریق کے طرفداروں سے بیعت لینی کیا معنی رکھتا ہے۔ شیخ یعقوب علی صاحب کی بیعت کا خود میاں صاحب کو اعتراف ہے۔ چنانچہ آئینہ صداقت کے صفحہ ۱۳۱ پر میاں صاحب فرماتے ہیں۔

"شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم سے جو اس جلسہ کے بانی تھے جس میں خلافت کی تائید کے لئے دستخط لئے گئے تھے کہا کہ ان سے بھی غلطی ہوئی ہے۔ وہ بھی بیعت کریں۔"

اب فرمائیے شیخ یعقوب علی صاحب جو خلافت کی تائید میں جلسہ کر رہے تھے۔ اور لوگوں سے دستخط لے رہے تھے۔ ان سے کیوں بیعت لی گئی۔ صرف اسی لئے کہ مولانا صاحب کے خیال میں اس بات کے پھیلانے میں اور اس کا چرچا کرنے میں دونوں فریق نے غلطی کی۔ اگر خلیفہ کی اطاعت منوانے کی یہ بیعت تھی۔ تو خلافت کے حامیوں اور جان نثاروں سے کیوں بیعت لی۔ اصل بات یہی ہے کہ بیعت کا منشا سوائے اس کے کچھ نہ تھا۔ جو آخری فیصلہ کے طور پر حضرت مولانا مرحوم نے فرمایا تھا۔ کہ میری زندگی میں اس سوال کو نہ اٹھایا جائے۔ اور میری اطاعت کی جائے۔ اور یہ بھی منشا تھا۔ کہ ہر ایک کس و ناکس خاص و عام دیکھ لے۔ کہ دونوں فریق میری اطاعت پر متفق ہیں اس لئے میری زندگی میں دوبارہ اس فتنہ کے اٹھانے کی کسی کو جرأت نہ ہو۔

میاں صاحب کا منشا کیا تھا؟

لیکن جن کے دلوں میں خلافت کی اور اس کے اقتدار کے حصول کی تمنا گہری ہو چکی تھی۔ وہ اس فیصلہ سے کب خوش ہو سکتے تھے اندر ہی اندر یہ آگ سلگتی رہی چنانچہ جب دوسری مرتبہ حکیم فضل دین مرحوم کی حویلی کے فروخت پر یہ فتنہ دوبارہ اٹھا۔ اس وقت جناب میاں صاحب نے جو خط حضرت مولانا مرحوم کو لکھا۔ اس سے صاف نظر آتا ہے۔ کہ میاں صاحب کس قدر متمنی تھے۔ کہ لاہوری احمدیوں کو جماعت سے خارج کیا جائے۔ میں اس خط میں سے چند سطور نقل کرتا ہوں۔ یہ سارا خط حقیقت اختلاف (جو مولانا محمد علی صاحب کی تصنیف ہے) میں موجود ہے۔ اس خط میں مولانا نور الدین مرحوم کو میاں صاحب اپنا ایک خواب سناتے ہیں۔ جو بقول ان کے دعاؤں کے بعد ان کو نظر آیا تھا۔ یا نفس کی تمنا نے انہیں دکھایا تھا۔ فرماتے ہیں

"میں نے دیکھا۔ کہ عید کا یا جمعہ کا دن ہے اور میں ایک مکان کی طرف جو ہمارے گھر سے کچھ دور ہے نماز کے لئے جا رہا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اتنے میں آپ تشریف لائے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب نماز وغیرہ ہو گئی تو سب لوگ واپس جا رہے ہیں آپ اٹھ کر ایک دروازہ کی دہلیز کے پاس مجھے لے کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور اس نئی شورش کے متعلق کچھ سنا رہے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈاکٹر محمد حسین کی بابت فیصلہ ہے۔ اس وقت میرے دل میں آتا ہے کہ دس تک تیس یا اکتالیس آدمی ہیں جو اس گروہ کے لیڈر ہیں ۔ ۔ ۔؟

اس خواب کے بعد میاں صاحب لکھتے ہیں :-

"میرا اب تک یہی خیال تھا کہ جس قدر ہو سکے اس بات کو دبا دیا جائے۔ جیسا حضور پر ظاہر ہے مگر اب سے اس دعا کے بعد میری طبیعت اور رائے نے بالکل پلٹا کھایا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اب وقت ہے کہ اس کا علاج کیا جائے۔"

کیا علاج کیا جائے۔ یہ خط کے آخر میں تحریر ہے۔ فرماتے ہیں

"غرض میری رائے تو یہ ہے کہ حضور کا بھی شرح صدر خدا تعالیٰ اس پر فرمائے۔ تو خواہ کسی رنگ میں ہو اب اس بات کا فیصلہ ہو جائے۔ کیونکہ ابتلا تو ضرور آنا ہی ہے بہتر ہے کہ اس کا بیج نکالا جائے۔ نہ کہ جب درخت بن جائے۔ (خاکسار محمود)"

لاہوریوں کے اخراج کی کوشش

ملاحظہ فرمایا۔ جناب میاں صاحب نے پہلے تو اپنے خواب کے ساتھ حضرت مولانا مرحوم پر اثر ڈالنا چاہا ہے۔ خواب بھی انہیں یہی آیا ہے کہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی نسبت فیصلہ ہے۔ تنہا اکیلے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے اخراج پر راضی نہیں بلکہ تیس آدمی اور بھی نکلوانا چاہتے ہیں۔ شکر ہے کہ مولانا مرحوم نے نہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کو نکالا۔ نہ تیس آدمی اور کو۔ اور میاں صاحب کا خواب بھی توجیہہ پردازوں کا خواب ثابت ہوا۔ اس کے بعد اپنی دعا کا ذکر کیا ہے۔ دعا کے بعد جو آپ کے حسد اور کینہ سے بھرے ہوئے دل نے فیصلہ کیا۔ وہ یہی تھا کہ اب تک تو فتنہ کو دبایا جاتا رہا ہے۔ لیکن اب تک کسی کو نکالا نہیں گیا مگر اب نکالنا چاہئے۔ اور انجمن کے ان ممبروں کا بیج ہی نکال ڈالنا چاہئے۔ تاکہ آئندہ خلافت کے اقتدار اور استبدادیت میں کوئی روک ہی نہ باقی رہے۔

مگر خدا کی شان حضرت مولانا مرحوم ان فقروں میں نہ آئے۔ اور انہوں نے کسی کو بھی نہ نکالا۔ اور عید کے دن جو بڑی بڑی تمنائیں لے کر گئے تھے۔ کہ آج ان لوگوں کو نکالا جائیگا۔ وہ حسرت سے آہیں بھرتے ہوئے واپس آئے۔

مولانا نور الدین مرحوم کی تقریر لاہور میں

مگر یہاں بھی دل کو لگی ہوئی تھی۔ اور یہ بندوق تو حضرت مولانا مرحوم کے کندھے پر ہی رکھ کر چلانی تھی۔ تا ان کی وفات پر خلافت کی سڑک صاف کی ہوئی تیار ملے۔ حضرت مولانا نور الدین مرحوم لاہور تشریف لائے یہاں احمدیہ بلڈنگس میں آپ نے ایک تقریر فرمائی۔ اس کے ضمن میں ان ہی لوگوں میں سے جو لاہوریوں کو آئندہ خلافت کے لئے روک سمجھتے تھے۔ اور اس لئے ان کو جماعت سے نکلوانا چاہتے تھے ایک شخص نے ایک رقعہ حضرت مولانا مرحوم کو دیا اس میں یہ وہی پرانا رونا رویا کہ لاہور کے لوگ آپ کی خلافت میں روک ہیں مطلب یہ کہ مولانا خود ان لوگوں کو خود ان کے ہاتھوں سے نکلوا دیا جائے۔ اور آپ بری الذمہ رہیں اس کے جواب میں جو کچھ مولانا مرحوم نے فرمایا۔ وہ اخبار بدر مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۱۲ء میں شائع شدہ موجود ہے فرماتے ہیں :-

"تیسری بات یہ ہے کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے اور وہ میرے دوست کہلاتے ہیں۔ اور میرے دوست ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خلافت کے کام میں روک لاہور کے لوگ ڈالتے ہیں میں نے قرآن کریم اور حدیث کو استاد سے پڑھا ہے اور میں دل سے انہیں مانتا ہوں۔ میرے دل میں قرآن اور حدیث صحیح کی عظمت بھری ہوئی ہے سیرۃ کی کتابیں ہزاروں روپے خرچ کر کے لیتا ہوں۔ ان کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی میرا ایمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔

لاہور میرا کچھ نہیں ہے۔ میرا گھر بھیرہ میں تھا۔ یا اب قادیان ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ لاہور کا کوئی آدمی نہ میرے امر خلافت میں روک بنا ہے نہ بن سکتا ہے۔ بس تم ان پر بدظنی نہ کرو۔

قرآن مجید میں فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔

اللہ تعالیٰ نے یہی تعلیم دی ہے بدظنی سے ہٹ جاؤ یہ بدکار کر دے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدظنی بڑا جھوٹ ہوتا ہے۔ بس تم بدظنی نہ کرو۔ اب بھی میرے ہاتھ میں ایک رقعہ ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ لاہور کی جماعت خلافت میں روک ہے میں ایسا اعتراض کرنے والوں کو کہتا ہوں کہ یہ بدظنی ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ تم پہلے ان جیسے اپنے آپ کو مخلص بناؤ۔ لاہور کے لوگ مخلص ہیں۔ حضرت صاحب سے انہیں محبت ہے غلطی انسان کا کام ہے اس سے ہو جاتی ہے ان سے بھی غلطی ہوتی ہے۔ یہ جدا بات ہے۔ مگر ان لوگوں نے جو کام کئے ہیں تم بھی کر کے دکھاؤ۔

میں بلند آواز سے کہتا ہوں۔ کہ جو لاہوریوں پر بدظن ہے۔ کہ وہ خلافت میں روک ہیں۔ اسے یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بدظنی کرنے والے کو یہ سرو پا ملتا ہے۔ ان الظن اکذب الحدیث اور اللہ جل شانہ نے فرمایا۔ اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم۔ وہاں سے اثم کا خطاب ملتا ہے۔ بدظنی سے پھر غیبت نصیب ہوتی ہے۔ اور اس کے متعلق فرمایا لا یغتب بعضکم بعضاً۔ پس مخلصوں پر بدظنی کرتے ہو۔ اور میرا دل دکھاتے ہو۔ خدا سے ڈرو۔ تمہارے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ ان سے محروم نہ ہو۔ اگر مان لیا ہے تو شکر کرو۔ نہیں تو صبر کی دعا موجود ہے . . . . .

. . . .

. . . .

اگر کہو کہ لاہور کے لوگ خلافت میں روک ہیں تو میرے مخلص دوستوں پر بدظنی ہوتی ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ جو شخص کسی پر بدظنی کرتا ہے وہ نہیں مرتا جب تک اس میں مبتلا نہ ہو۔ سنتا ہوں تم آپس میں اختلاف کرتے ہو۔ اختلاف انسان کی فطرت میں ہے۔ یہ مٹ نہیں سکتا۔ مگر اس کو شغل نہ بناؤ جس امر پر اللہ تعالیٰ نے تم کو جمع کیا ہے۔ اس وحدت کے مرکز کو نہ چھوڑو۔

کبھی کبھی مجھے ان حالتوں کو دیکھ کر بددعا کا جوش ہوتا ہے مگر پھر رحم سے کام لیتا ہوں۔ تو بہ کرو۔ میری زندگی میں چھوڑ دو۔

اب بھی تمہارے رسائل میں غلطیاں ہوتی ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ ان میں غلطیاں ہوتی ہیں مگر خدا نے چاہا ہے کہ میں خاموش رہوں۔ تم

کیا ہستی رکھتے ہو کہ جو نہ میرے دربار سے اجازت ہوتی ہے۔ نہ خدا کی طرف سے تمہیں امر ہوتا ہے۔ اور تم جرات کرتے ہو۔ دیکھو یاد رکھو تمہاری کوئی جماعت نہ بنے گی۔ تم یاد رکھو کہ کوئی ایسی جماعت نہ بنا سکو گے۔ پس میری بات کو یاد رکھو اور بدظنی چھوڑ دو۔ تفرقہ نہ کرو۔ حضرت صاحب نے جو فیصلہ جس امر میں کر دیا ہے اس کے خلاف نہ کہو۔ نہ کرو۔ ورنہ احمدی نہ بنو گے۔ یہ خیال چھوڑ دو۔ کہ لاہور کے لوگ خلافت کے امر میں روک ہیں۔ اگر ایسا نہ کرو گے۔ تو پھر خدا مسیلمہ کا سا معاملہ کریگا۔"

(اخبار بدر ۴۔ ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

(منقول از اخبار پیغام صلح ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

مولانا نورالدین مرحوم آخر صحیح نتیجہ پر پہنچ گئے

حضرت مولانا نورالدین صاحب نے کس درد اور جوش سے لاہوریوں کے اخلاص پر شہادت دی۔ اس بات پر زور دیا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو فیصلہ جس امر میں کر دیا ہے۔ اس کے خلاف نہ کہو۔ نہ کرو۔ ورنہ احمدی نہ ہو گے۔ یہ الوصیت کی طرف اشارہ ہے غرضیکہ میاں صاحب والی پارٹی کو سمجھایا بجھایا۔ خدا سے ڈرایا۔ باز نہ آنے کی صورت میں ڈرایا کہ تم سے خدا مسیلمہ کذاب کا سا معاملہ کریگا۔ مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔ خدا مسیلمہ کذاب کا سا معاملہ کرتا پھرے یا جو مرضی چاہے کرے۔ پنجابی مثل ہے کہ خدا نیڑے کہ گھسن (یعنی خدا نزدیک ہے یا مکا) ریشہ دوانیاں چل رہی تھیں۔ پروپگنڈا ہو رہا تھا۔ گندہ دہ جاری تھی۔ خلافت حاصل کرنے کے لئے یہ سارے پاپڑ بیلے جا رہے تھے۔ ایسے موقعہ پر خدا کو درمیان میں لے آنا اور ڈرتے ہوئے کام میں کھنڈت ڈال لینا یہ ایسی سیاسی غلطی تھی۔ جس کے وہ کبھی مرتکب نہ ہو سکتے تھے۔ سیاست میں خدا ایک موہوم ہستی ہوتا ہے جس کے وجود کو خواہ نخواہ مان کر اپنی چال کو چھوڑ دینا ہمالیہ پہاڑ کے برابر غلطی سمجھی جاتی ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک اگر خدا کا خیال کرتے پھریں۔ تو پھر کام ہو چکا معلوم۔ اور خدا کا ہے ہی کیا۔ اگر مسیح بعد میں کوئی نکل بھی آیا۔ تو سمجھ لیا جائیگا۔ انھوں کے پیچ ڈالنے اور باتوں کے طوطا مینا بنانے کے لئے قادیان میں نمکخواروں کی کیا کمی ہے وہ کل کتر لیں کہ خدا صاحب بھی ایک دفعہ چکر میں آ جائیں۔

غرضیکہ مولانا نورالدین مرحوم کا سارا وعظ بال ہی بال ہوا میں اُڑ گیا۔ چنانچہ انھوں نے بھی اس کو محسوس کیا۔ اور ان لوگوں سے تنگ آ کر خواجہ کمال الدین مرحوم کو انگلستان ایک خط میں اپنا درد دل لکھا۔ اس کا ایک فقرہ لکھتا ہوں۔ عاقل کو اشارہ کافی ہے کس درد اور تکلیف سے لکھتے ہیں اور اللہ تعالےٰ سے اس بلا سے نجات مانگتے ہیں:-

"نواب۔ میر۔ ناصر۔ محمود۔ الایق ہے وجہ جوش ہیں یہ بلا اب تک لگی ہے یا اللہ نجات دے آمین . . . . ؟"

نورالدین قادیان ۱۳ مئی ۱۹۱۲ء

اگر در خانہ کس است، ہمیں قدر بس است
وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

مسلم ہوسٹل

(۱) کالج میں داخل ہونے والے طلبہ کے لئے لاہور میں بہترین اور سستی اقامت گاہ مسلم ہوسٹل ہے۔
(۲) مسلم ہوسٹل لاہور کے گرد و غبار اور شور و غل سے دور فیروز پور روڈ پر واقع ہے
(۳) مسلم ہوسٹل میں درس قرآن کریم کا انتظام ہے
(۴) مسلم ہوسٹل میں نماز کا باقاعدہ انتظام ہے
(۵) مسلم ہوسٹل میں بہترین مذہبی ماحول قائم ہے
(۶) مسلم ہوسٹل میں مذہبی کتب کی لائبریری موجود ہے
(۷) مسلم ہوسٹل میں لٹریری سوسائٹی قائم ہے
(۸) مسلم ہوسٹل میں پڑھائی کے لئے بہترین جگہ ہے
(۹) مسلم ہوسٹل کا نتیجہ ہمیشہ سو فیصدی رہتا ہے
(۱۰) مسلم ہوسٹل یونیورسٹی سے منظور شدہ ہے اس لئے آپ اپنے بچوں کو مسلم ہوسٹل میں داخل کرائیں۔

پراسپکٹس اور دیگر معلومات مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کریں
عبدالحق سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل احمدیہ بلڈنگس لاہور

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

منانے کیلئے

مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۳۷ء بروز دو شنبہ بوقت ۸ بجے شام مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ینگ مین ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ایک عام جلسہ قرار پایا ہے۔ تمام مسلمان بھائیوں سے عموماً اور احباب جماعت سے خصوصاً درخواست ہے کہ جلسہ میں شرکت فرما کر رسول کریم صلعم کے ساتھ اپنی محبت کا ثبوت پیش کریں

الداعی الی الخیر۔ سیکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن احمدیہ بلڈنگس لاہور

مسیح زمان مہدی دوران مجدد صدی چہار دہم حضرت اقدس جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا یوم وصال

منانے کیلئے ینگ مین ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ایک عام جلسہ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم۔ بی۔ ایس کی صدارت میں مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۳۷ء بروز چہار شنبہ بوقت ۸ بجے شام مسلم ہائی سکول واقعہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا جس میں بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ آپ کی حیات پاکیزہ اور خدمات دینی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ اس تقریب سعید میں شرکت فرما کر مستفید ہوں

نوٹ:۔ ہر مذہب و ملت کے بھائیوں کو جلسہ میں شمولیت کی عام اجازت ہے۔

المعلن۔ سیکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن احمدیہ بلڈنگس لاہور

آئندہ سے پیغام صلح میں خبروں کا باقاعدہ انتظام کیا جائیگا۔

المناک وفات

نہایت افسوس کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے کہ جناب میاں مولا بخش صاحب کا نواسہ اور اخویم میاں فضل الرحمان صاحب کا صاحبزادہ عزیز نذیر احمد بعمر گیارہ سال بعارضہ بخار دو ماہ کی طویل علالت کے بعد فوت ہو گیا ہے نوجوان بچہ کی جدائی والدین اور اعزہ کے لئے یقیناً ز بردست صدمہ کا موجب ہے اور اس کی برداشت کے لئے خاص طاقت اور صبر کی ضرورت ہے ہمیں اس صدمہ جانکاہ میں محترم شیخ صاحبان اور عزیز مرحوم کے والدین سے قلبی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور مرحوم کو والدین کے شفاعت کا موجب بنائے۔ احباب جنازہ غائبانہ ادا کریں

اخبار احمدیہ

— سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خیریت سے ہیں

— دفتر کے کلرک اخویم اللہ بخش صاحب کی والدہ صاحبہ بیمار ہیں

ڈاکٹر محمود احمد صاحب دہلی بیمار ہیں۔

— مسٹر عبدالعزیز صاحب طالب علم میڈیکل کالج ہسپتال میں اپریشن ہو کر پڑے ہیں جناب ماسٹر محمد عبداللہ صاحب راولپنڈی کی طبیعت علیل ہے۔ کئی ایک دیگر عزیز بھی بیمار ہیں۔ ان کی صحت کیلئے دعا فرمائیے

جوگندر نگر سٹیشن کی آتش زدگی اور اخویم مکرم محمد عبداللہ صاحب کی بہادری

جماعت احمدیہ کو اس بات پر ناز ہے کہ اس کے نوجوانوں میں قربانی اور ہمدردی کی روح کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اور وہ دوسروں کی خاطر اپنی جان تک مصیبت میں ڈال دیتے ہیں جس کا زندہ ثبوت ہمارے عزیز بھائی محمد عبداللہ صاحب صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر جوگندر نگر خلف الرشید محترم ماسٹر فقیر اللہ صاحب محاسب انجمن کی وہ جدوجہد ہے جو انہوں نے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں کود کر سٹیشن کی آگ بجھانے میں کی۔

چند دن ہوئے۔ ریلوے سٹیشن جوگندر نگر کو اتفاقیہ آگ لگ گئی۔ آندھی چل رہی تھی۔ آگ کے شعلوں کے تیور بدلے ہوئے تھے۔ ہمارے عزیز بھائی نے موقعہ کی نزاکت کا عین وقت پر اندازہ لگایا۔ آگ کی لپٹیں اژدہا کی طرح منہ کھولے ہوئے تھیں۔ ایک لمحہ کی تاخیر تمام قیمتی اور عظیم الشان عمارت کو آناً فاناً تودہ خاک میں تبدیل کرنے کے لئے کافی تھی۔ آپ آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی طرف بڑھے۔ آگ بجھانے کا آلہ ہاتھ میں لیا اور آگ بجھانے میں مصروف ہو گئے۔

اگرچہ آپ کو سخت جدوجہد کرنی پڑی۔ تاہم ان تھک سعی سے آگ فرو کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اس طرح ریلوے کو زبردست نقصان سے بچا لیا۔

نیکی محض نیکی کے جذبہ سے کی جاتی ہے اور اس میں صلہ کا خیال تک نہیں آتا۔ گو ہم پھر بھی حکام ریلوے کی توجہ اس طرف منعطف کرائے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ اس باہمت نوجوان کی حوصلہ افزائی کریں۔ تاکہ اوروں کو بھی اس سے قربانی کی تحریص ہو۔

ہمارے لیئے آپ کی یہ قربانی باعث فخر ہے۔ اور اس پر ہم اپنے عزیز بھائی اور آپ کے والد بزرگوار کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور متوقع ہیں کہ ہمارے دیگر بھائی بھی آپ کا تتبع کریں گے۔

بچوں کی تربیت

(ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب شیخ الجامعہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی)

۳

ہکلاہٹ کی عادت

ہکلانے کی عادت بھی اکثر بلا کسی عضوی خرابی کے بچپن میں اسی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے کہ دوسروں سے تعلق پیدا کرنے میں کسی کمی کے سبب دوسروں کے ٹوکنے سے یا ماں باپ کے برا کہنے سے جھجک پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گفتگو کے ذریعہ دوسروں سے تعلق پیدا کرنے میں کوئی سہولت پیدا ہو جائے۔ مثلاً کسی لکھی ہوئی یا یاد کی ہوئی نظم کو پڑھنا ہو۔ اور اس طرح خود سوچنا نہ پڑے اور مخاطب کی طرف سے توجہ ہٹا لینا ممکن ہو تو ہکلانے میں بہت کمی ہو جاتی ہے۔ اکثر ہکلانے والے غصہ میں بالکل نہیں ہکلاتے۔ خوب رواں رواں سناتے ہیں۔ عشق اور محبت کی خلوتوں میں بھی کہتے ہیں۔ کہ ہکلاہٹ جاتی رہتی ہے۔ لیکن دوسروں سے تعلق پیدا کرنے کی دشواری کے علاوہ ایک اور وجہ ہکلاہٹ کی عادت پڑ جانے کی یہ ہوتی ہے کہ بچہ ہمیشہ دوسروں کی توجہ اپنی طرف کھینچنا چاہتا ہے۔ جو بچے شروع سے صاف بولتے ہیں۔ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔ پر جن بچوں کی بولی میں کوئی نقص ہوتا ہے۔ ان کی طرف سب توجہ کرنے لگتے ہیں۔ اسے چھیڑتے ہیں۔ اس پر ہنستے ہیں۔ اس کی نقل کرتے ہیں۔ ناچار یہ بچہ بھی اپنی بولی کی طرف زیادہ توجہ کرنے لگتا ہے اور اس توجہ سے بولنا اور مشکل ہو جاتا ہے۔ بہت سے کام جنہیں آدمی عادت کے طور پر بے تکلف کرتا ہے۔ اگر ان کی توجہ ہو جائے تو کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس بات پر مجھے ایک دوست کا قصہ یاد آیا۔ یہ ناروے کے رہنے والے بہت بڈھے آدمی تھے۔ کوئی ۷۰، ۷۵ کی عمر تھی۔ کئی سال ہوئے انتقال فرما گئے۔ کہیں گے کہ کاہے پر یاد کیا۔ ان کی داڑھی بڑی شاندار تھی ایسی ویسی نہیں، پوری ناف تک اور بڑی گھنی سفید جیسے براق۔ ایک دن ریل میں بیٹھے جا رہے تھے۔ سامنے ایک خاتون بیٹھی تھی۔ اور ان کی آٹھ برس کی لڑکی۔ منہ بھی پہلے تو کئی منٹ تک ہرنیلزون کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر ماں کے کان میں کچھ کہا۔ ماں مسکرا کر چپ ہو رہی۔ اس نے پھر ماں سے کہا۔ "پوچھوں"۔ ماں چپ رہی۔ پھر کہا۔ "پوچھوں" تو ماں نے کہا "پوچھ"۔ بچی ہرنیلزون کے پاس ادب سے آ کر کھڑی ہو گئی۔ اور کہا "دادا ابا ایک بات پوچھوں؟" ہرنیلزون نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا "بیٹی پوچھو"۔ بچی بولی "دادا ابا تم رات کو سوتے وقت یہ داڑھی لحاف کے اندر رکھتے ہو یا باہر؟" غریب دادا ابا نے بہت سوچا مگر سمجھ نہ آیا کہ کیا جواب دیں۔ آدمی سچے تھے۔ کہہ دیا کہ "بیٹی یاد نہیں آتا"۔ خود بیان کرتے تھے۔ کہ اس دن دن بھر یہی دھیان رہا۔ رات ہوئی سونے لیٹا۔ تو پہلے داڑھی لحاف کے اندر رکھی جی گھبرایا، باہر رکھی۔ پھر بے کلی سی رہی۔ اسی اندر باہر میں تین پہر رات بیت گئی۔ آخر اٹھ کر ایک صوفہ پر بیٹھا۔ پیروں پر کمبل ڈال لیا۔ تو آنکھ لگی۔ ہاں تو ہکلے بچے بھی جب اپنی بولی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ تو اس طرح بولنا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ اندر کمزوری یا کسی کمی کا احساس رکھنے والے بچوں کو اپنی اسی کمزوری سے بڑوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا ایک اور وسیلہ ہاتھ آ جاتا ہے۔ اسی طرح کمی کا احساس رکھنے والے بچے جب کوئی مثبت طریقہ اپنی کمیوں کی تلافی کا نہیں اختیار کر پاتے تو کمزوری کی براہ راست سے کام لیتے ہیں۔ اور اوروں کو متوجہ کرنے کی تدبیریں سوچتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ کام میں سستی کرنے لگتے ہیں۔ بیمار بن بن کر پڑ جاتے ہیں۔ کھانا نہیں کھاتے۔ اور کچھ نہیں بن پڑتا۔ تو بستر پر پیشاب کر دیتے ہیں۔ خصوصاً جس غذا کو ماں کھلانا چاہتی ہے اس سے انکار ہوتا ہے۔ ماں کی طرف سے خوشامد ہوتی ہے۔ پھر دھمکیاں، پھر کٹائی۔ ان کا مقصد حاصل ہوتا ہے۔ اوروں کو متوجہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ اسی طرف سے طبیعت میں ایک روک سی پیدا ہو جاتی ہے۔ بستر پر پیشاب کر دینے کی وجہ بھی عموماً کوئی عضوی خرابی نہیں ہوتی۔ بچہ کا مثانہ اور آنتیں ٹھیک ہوتی ہیں۔ یہ تو بس ماں باپ یا استاد کی توجہ حاصل کرنے کی ایک چال ہوتی ہے۔ اس پر سزا دینے سے ضد یا توجہ حاصل کرنے کی کامیابی سے ایک غیر شعوری حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا عمل رفتہ رفتہ عادت بن جاتا ہے۔ اگر ان حالتوں میں طبی علاج کی جگہ دلیبی (؟) علاج کیا جائے۔ یعنی بچہ کی توجہ طلبی کو کسی اور طرح تسکین دی جائے۔ اس کا اعتماد حاصل کیا جائے۔ اسے ہمت دلائی جائے۔ تو یقیناً زیادہ کامیابی ہو۔ برخلاف اس کے بچہ کو اوروں کے سامنے شرمانا بڑی غلطی ہے۔ اس سے بچہ کو اپنے اوپر بھروسہ اور کم ہوتا ہے۔ اور مرض گھٹنے کی جگہ بڑھتا ہے۔

ایک دو کٹھن منزل

پھر بچہ کی تربیت کے لیئے ایک کٹھن مرحلہ دوسرے بھائی بہن کی پیدائش کے وقت پیش ہوتا ہے۔ جس خاندان میں بہت سے بچے ہوں۔ وہاں سب سے بڑا بچہ ایک عرصہ تک اکیلا بچہ ہوتا ہے۔ یہ شرف دوسرے بچوں کو حاصل نہیں ہوتا۔ جب پیچھے کا بہن بھائی پیدا ہوتا ہے۔ تو اس سے بڑے بھائی کو ایسا لگتا ہے۔ کہ اس نووارد نے مجھے تخت سے اتار دیا۔ اور اس میں ابا اماں نے اس اجنبی کی مدد کی اور مجھے چھوڑ دیا۔ اس پر ماں باپ سے اور نووارد سے خفا ہوتا ہے۔ تو کیا بے جا کرتا ہے۔ اور اپنی کھوئی سلطنت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیئے کوشش کرتا ہے۔ تو کیا تعجب۔ اور یہی ہوتا ہے۔ میں ایک خاندان کو جانتا ہوں۔ اس میں دو بچے ہیں۔ ایک بھائی ایک بہن۔ بہن چھ برس کی ہوئی ہے۔ بھائی کی عمر گیارہ برس کی ہے۔ باپ انشورنس کمپنی کے ایجنٹ ہیں۔ ہمیشہ دورہ میں رہتے ہیں۔ شادی کے بعد چار برس بے اولاد گزرے۔ بڑی دعاؤں منتوں تعویذوں گنڈوں اور علاج معالجہ کے بعد بچہ پیدا ہوا۔ ظاہر ہے۔ ماں کی آنکھ کا تارا تھا۔ اس نے جو چاہا وہی ہوا۔ بچہ کی ماں لکھی پڑھی سلیقہ مند بی بی ہے۔ بچہ کی معمولی تربیت اچھی ہوئی تھی۔ تیسرے درجہ تک مدرسہ میں بھی خوب شوق سے پڑھنے جاتا تھا۔ سب امتحانوں میں پاس ہوتا تھا۔ ادھر دو برس سے حال ہی کچھ اور ہے۔ ماں کو طرح طرح سے دق کرتا ہے مارتا ہے۔ بال کھینچتا ہے۔ مہمانوں کے سامنے خاص طور پر بدتمیزی کرتا ہے کپڑے پھاڑتا ہے میلا رہتا ہے۔ استاد برابر شکایت لکھ لکھ کر بھیجتے ہیں۔ آپ سمجھے کہ معاملہ کیا ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ بہن نے اس کی زندگی کا سانچہ بدل ڈالا۔ اس کا آنا ہی اسے ناگوار تھا۔ جب یہ تین سال کی ہوئی۔ اور اپنے میٹھے میٹھے بولوں سے ماں کا دل لبھانے کی۔ یہ مدرسہ میں رہتا اور وہ ماں کی گود میں۔ باپ بھی دورہ سے آتے تو اسی سے باتیں زیادہ کرتے۔ یہ ناقابل برداشت تھا۔ اب یہ اسے بہن کیسے سمجھتا۔ اسے رقیب جانتا ہے۔ ضد مد مقابل گردانتا ہے۔ اس کا تخت چھن گیا۔ آپ چاہتے ہیں۔ کوئی تدبیر نہ کرے۔ اس تخت کو پھر سے پانے کے لیئے جو جتن کرتا ہے۔ یہ کوششیں بے شک طفلانہ ہیں۔ آپ کا جی چاہے ان پر ہنسئے مگر اس کے دل سے پوچھئے۔ اسے یہی تدبیر آئی ہے۔ اپنی بدتمیزی سے ماں کو۔ بے وفائوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ استادوں کی خراب رپورٹوں سے خوش ہوتا ہے۔ اس لیئے کہ ایک مرتبہ کسی استاد نے کہہ دیا تھا۔ کہ تم پڑھنے لکھنے میں نہیں ہو۔ ہم تمہارا نام کاٹ دیں گے۔ تم گھر ہی پر پڑھا کرو۔ اس سے امید ہو گئی ہے۔ کہ مدرسہ سے نجات پا کر گھر رہ سکوں گا۔ تو دن بھر وہ رقیبہ ماں پر قابض نہ رہ سکے گی۔ غرض اس بچہ نے ساری زندگی اسی ایک خیال پر منحصر کر دی ہے۔ لیکن کیا یہ سب ضروری اور لازمی ہے نہیں۔ اگر ماں بڑے بچے کو چھوٹے کی آمد سے پہلے اس واقعہ کے لیئے تیار کر لے۔ تو اس میں بہت کچھ کمی ہو سکتی ہے۔ پھر رقابت کے اس امکان کا خیال رہے۔ تو بڑا اپنی محرومی کو اس درجہ محسوس نہ کرے سلیقہ والوں کے لیئے یہ ناممکن نہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اس بڑے بچہ کے لیئے اس واقعہ پیدائش کو حریف کی ولادت کے حادثہ کی جگہ واقعی بھائی، دوست، ساتھی کی آمد کا مبارک موقع بنا دے۔

سب سے چھوٹا بچہ

زیادہ بچوں والے خاندان میں اس سے بھی عموماً بچوں کی ذہنیت پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ کہ ان کا مرتبہ ان بچوں میں کیا ہے۔ عموماً سب سے چھوٹا بچہ یا تو سب سے تیز ہوتا ہے۔ یا بالکل نکما۔ وجہ صاف ہے۔ یہ سب سے کم عمر ہوتا ہے۔ اس لیئے سب سے بڑھنا چاہتا ہے۔ اگر صلاحیت ہے۔ اور حالات موافق ہیں۔ تو تیزی سے بڑھتا ہے۔ اور سب پر سبقت لے جاتا ہے۔ اگر قوتیں حوصلہ کا ساتھ نہیں دیتیں۔ تو بالکل شل ہو کر یاس سے کندھا ڈال دیتا ہے۔ سب سے چھوٹے بچے کے لیئے یہ خطرہ ہے کہ کچھ نہ ہو۔ اور یہ امکان کہ سب کچھ ہو جائے۔ اس کے مقابلہ میں سب سے بڑا بچہ عموماً قوت کا پرستار، جبر کا حامی، حکومت اور قانون کا ساتھی ہے۔ اس لیئے کہ اس نے اقتدار کا مزا چکھا ہے۔ اور جب دوسرے بچوں کی پیدائش نے اس سے یہ اقتدار کچھ چھینا تو وہ اس وقت سے اسے اور بھی قیمتی سمجھنے لگا ہے۔

ماں باپ اگر ان موقعوں پر جن کا ذکر میں نے کیا ہے ذرا ہوشیاری سے کام لیں۔ تو بچہ کی زندگی میں بہت سے پیچ نہ پڑ جائیں۔ ضرورت ہے محبت کے ساتھ تھوڑی سی سمجھ اور تھوڑے سے علم کی اور ہاں صبر کی۔ محبت تو کہتے ہیں ماں باپ کو بچوں سے ہوتی ہے۔ مگر یہ آخری چیزیں کمیاب ہیں۔

حضرت مولانا

مولوی صدر الدین صاحب قبلہ

بخیریت جرمنی پہنچ گئے ہیں

احباب دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ

آپکو مقصد میں کامیاب کرے۔

"انٹرنس فیل" چھ محکموں کا سپرنٹنڈنٹ کیوں؟

چمبہ کے بیکاروں کی مشکلات کا حل

یہ کبھی سننے میں نہیں آیا کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں اور باوجود انٹرنس فیل ہونے کے چھ محکموں کا سپرنٹنڈنٹ ہو مگر ۱۳ قسم کے عجوبے "نادر شاہی" دور کے ادنےٰ ادنےٰ کرشمے ہیں۔ جہاں بی۔ اے فیل اکاؤنٹنٹ کالج اور مڈل پاس یا فیل نرائن کا نمائندہ بن سکتا ہے وہاں انٹرنس فیل چھ محکموں کا سپرنٹنڈنٹ بن جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ قارئین اس بات کو بڑی دلچسپی سے سنیں گے کہ ریاست چمبہ میں دیوان مادھو رام کے ایک ماموں زاد بھائی دیوی لعل کو جس میں مشرکیولیشن پاس کرنے کی بھی قابلیت نہ تھی ریاست کے چھ محکموں کا سپرنٹنڈنٹ بنا دیا گیا۔ چنانچہ ریاست کے اصطبل باغیچے۔ ڈیری فارم۔ سپورٹ۔ مکانات کا انتظام اور ریاستی مہمانوں کے متعلق انتظام آنجناب کے چارج میں ہے۔ گویا کہ جہاں چھ آدمیوں کا پیٹ پل سکتا تھا وہاں صرف ایک کو لگا دیا گیا ہے۔

ریاست میں سلمان اور ہندو طلباء انٹرنس پاس بلکہ گریجوایٹ تک موجود ہیں لیکن ان کے لئے ریاستی ملازمت میں گنجائش نہیں۔ بالفاظ دیگر وہ مادھو رام کے رشتہ دار نہیں اس لئے گنجائش بھی نہیں۔ ہم کرنل ایچ ایس سٹرونگ اور چمبہ کے دیوان مادھو رام کو یہ مشورہ دینے کی جرأت کرتے ہیں کہ دیوی لعل کو چھ محکموں پر مسلط کرنے کی بجائے صرف ایک محکمہ ہی اُس کے حوالے کیا جائے۔

اول تو وہ اس قابل بھی نہیں کہ اسے ایک محکمہ کا سپرنٹنڈنٹ بنایا جائے۔ لیکن مہاجنی مفاد کے پیش نظر زیادہ سے زیادہ دیوی لعل کو ایک محکمہ کا انچارج مقرر کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا ہم مادھو رام اور کرنل صاحب سے گزارش کرتے ہیں کہ باقی پانچ محکمے دیوی لعل جی کے پنجہ سے نکال کر ریاست کے دیگر بیکار نوجوانوں کے حوالہ کئے جائیں۔ اگر دیوی لعل میٹرک فیل ہو کر چھ محکموں کی سپرنٹنڈنٹی کر سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک انٹرنس پاس نوجوان ایک محکمہ کو نہ سنبھال سکے۔ رہا تنخواہ کا سوال تو اس کے متعلق مناسب یہ ہے کہ دیوی لعل کو دو صد روپیہ ماہوار دینے کی بجائے پچیس روپے ماہوار دئیے جائیں اور باقی پانچ سپرنٹنڈنٹ پچیس پچیس ماہوار پر رکھے جائیں۔ اس طرح پچاس روپیہ ماہوار ریاست کو بچت بھی ہو جائے گی اور چھ محکموں کا انتظام بھی خاطر خواہ انجام پائے گا۔ (چمبہ کا ایک باشندہ)

نوٹس

دربعاملہ انڈین کمپنیز ایکٹ نمبر ۷ ۱۹۱۳ء

درمعاملہ کنول مودی ٹون لمیٹڈ ان لکویڈیشن

ہرگاہ کمپنی مذکورہ بالا حسب الحکم عدالت العالیہ ہائی کورٹ لاہور لکویڈیشن میں لائی گئی ہے اور عدالت العالیہ نے قرضخواہان وحصہ داران کے اجلاس برائے تصفیہ معاملات کمپنی مذکور طلب کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے لہٰذا قرضخواہان وحصہ داران کمپنی مذکور کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ مندرجہ ذیل تاریخ ووقت پر بمقام گیارہ۔اے ایبٹ روڈ لاہور شرکت اجلاس مذکور کر سکتے ہیں۔

(۱) اجلاس قرضخواہان۔ وقت دس بجے صبح تاریخ ۲۹ مئی ۱۹۳۷ء

(۲) اجلاس حصہ داران وقت دس بجے صبح ۵ جون ۱۹۳۷ء

حسب الحکم خواجہ نذیر احمد صاحب

آفیشل لکویڈیٹر کنول مودی ٹون لمیٹڈ ان لکویڈیشن

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ مستہ ولد حاجی ذات لودھرا سکنہ پیر کوٹ سدھانہ تحصیل وضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے مورخہ ۱۲ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۳۰ ۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ راجہ رام ولد جیدا رام ذات ساہمی سکنہ ملکہ تحصیل وضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے مورخہ ۱۴ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۳۰ ۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دتہ شاہ ولد محمد شاہ ذات نیکوکارہ سکنہ چک ۲۶۵ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے مورخہ ۲۱ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۱۶ ۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سو ممنی ولد یارا ذات ہرل سکنہ کوٹ صدر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۲۲ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۱۶ ۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ مالک ولد بلند ذات ساہمی سکنہ چک ۲۰۸ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے مورخہ ۱۲ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۳۰ ۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ شہامند۔ احمد ولد اسلام ذات لک سکنہ کوٹ میاں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے مورخہ ۱۴ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۱۹ ۴/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ یار شاہ ولد پیر شاہ ذات سید سکنہ بردملی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۲۱ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۱ ۴/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سوہنی (دائی) ولد نابو (دائی) ذات ماچھی سکنہ کوٹ قاضی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے مورخہ ۲۲ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۳۰ ۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ ازجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ راجا ولد پٹھانہ ذات سانجھل سکنہ چک نمبر ۲۰۲ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے۔ اور یہ بورڈ نے ۵/۶/۳۷ بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم ۵/۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۶/۴/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ ازجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سوہارا ولد اللہ بخش ذات بلوچ سکنہ چک نمبر ۱۷۱ تحصیل ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۷/۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۹/۴/۳۷ (بورڈ کی مہر)

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ ازجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ نتھو ولد محبت ذات کاٹھیہ سکنہ چک نمبر ۵۰۱ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۹/۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۱۸/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ ازجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ فتح خان ولد جوایا خان ذات بلوچ سکنہ کوٹ شاہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۱۲/۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۲۰/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ ازجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ لسنہ ولد پہلوان ذات سیال سکنہ کوٹ خیرا تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور کی ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ بورڈ نے ۵/۶/۳۷ بمقام صدر جھنگ درخواست کیلئے یوم مورخہ ۵/۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۶/۴/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ ازجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد احمد ولد نواب ذات [illegible] سکنہ چک نمبر ۲۹۸ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۹/۶/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۱۷/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ ازجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ نور ولد برخوردار ذات [illegible] سکنہ لانگ جنوبی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے مورخہ ۱۰/۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

مورخہ ۶/۴/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ
قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ ازجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] ولد [illegible] ذات چھانہ سکنہ [illegible] تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۱۲/۶/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

مورخہ ۱۷/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ
قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۵ء

قاعدہ ۔ ازجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ راجہ ولد حامد ذات کلبار سکنہ چک نمبر ۲۰۵ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے مورخہ ۱۲/۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۱۲/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ ازجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ شاہ محمد [illegible] ولد ستار ذات ماہل سکنہ چنیوٹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۱۲/۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۱۷/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ ازجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ موکھا ولد داد ذات ساہمل سکنہ چک نمبر ۲۰۸ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۱۲/۶/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۳۰/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ ازجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد ولد [illegible] ذات ساہمل سکنہ چک نمبر ۲۰۸ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۱۲/۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

مورخہ ۳۰/۳/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ
ضلع جھنگ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۷۰۰۴

شرح چندہ: سالانہ - چھ روپے، ششماہی - تین روپے
طلباء سے: سالانہ چار روپے، ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے: پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر: غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۵ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۹۳۷ء | نمبر ۳۴

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہماری ہستی کی انتہائی غرض!

بعض لوگ کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لیے کافی ہے۔ مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی غرض کیا ہیں اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں۔ سو انہیں جاننا چاہیئے۔ کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خداتعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز نہیں کھل سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خداتعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اترا وہی آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ سو اے وہ لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجے میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو۔ صرف اسمی اور رسمی اسلام پر نازمت کرو۔ اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہیں تدبیروں پر نہ سمجھو۔ جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کی جاتی ہیں یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں۔ مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پر فنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے۔ یا عالمیت اور فاضلیت کا خطاب حاصل کر لیا جائے۔ اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ معاون بھی ہو سکیں۔ مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود۔ مار گزیدہ مردہ شود۔ سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو درحقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی امیدوں کا تمام مدار و انحصار ان رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اس آسمانی نور کے اترنے کی ضرورت ہے۔ جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خداتعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔ اگر تم اپنی کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤ گے کہ وہ سچی تسلی اور سچا اطمینان کہ جو ایک دم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے۔ کہ جس قدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کا جوش رکھتے ہو۔ اس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہیں۔ تمہاری زندگی اکثر ایسے کاموں کے لیے وقف ہو رہی ہے۔ کہ اول تو وہ کسی قسم کا دین سے علاقہ ہی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حواس ہوں اور وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا ٹھہرتی ہے تو تم ہرگز آرام نہ کرو جب تک وہ اصل مطلب تمہیں حاصل نہ ہو جائے۔

فتح اسلام صفحہ ۳۴-۳۵

تناقضات کے متعلق قادیانی نظریہ

نبی ہرگز محدث یا مجدد نہیں ہوتا

(از جناب صادق علی صاحب پلیڈر)

(۲)

قادیانی جماعت کی جہالت کا سبب

جناب منور ہے کہ قادیانی غور و فکر سے کام نہیں لیتے۔ اور میرا تو یہ خیال ہے کہ جس دن سے قادیانی خلیفہ صاحب نے اور ان کی اتباع میں قادیانی جماعت نے حضرت سلطان القلم کی بارہ سال کی عظیم الشان تصانیف کو منسوخ قرار دیا ہے اور جاہل سے جاہل اور احمق سے احمق قادیانی نے یہ کہنا شروع کیا ہے۔ کہ آپ علیہ السلام کو نبوت کی تعریف نہیں آتی تھی۔ نہ آپ یہ جانتے تھے۔ کہ محدث کسے کہتے ہیں۔ اللہ تعالٰے نے ساری کی ساری قادیانی جماعت پر بے علمی کی ذلت وارد کر دی ہے۔ اور ان کی عملی اور عقلی قوتوں کو سلب کر لیا ہے۔ اور جہل اور تاریکی ان پر مسلط ہو گئی ہے۔ تا کہ وہ دیکھتے ہوئے نہ دیکھیں اور سنتے ہوئے نہ سنیں ماموزمن اللہ کی شان میں گستاخی کی یہی سزا ہے۔ جو میرزا محمود احمد صاحب اور ان کی پیر پرست جماعت کو مل رہی ہے اور یہ وہ بات ہے۔ جسے سارا علمی دنیا محسوس کر رہی ہے۔

نبی ہرگز ہرگز محدث نہیں ہوتا

ہر نبی محدث ہوتا ہے کہ کہنے سے پہلے ہمارے قادیانی دوست محدثیت کی حقیقت پر غور نہیں کرتے حضرت رسول کریم نے محدث کی یہ تعریف فرمائی ہے۔ رجال یکلمون من غیران یکونوا انبیا ایسے غیر نبی افراد جن کو اللہ تعالٰے سے شرف مکالمہ و مخاطبہ بکثرت حاصل ہو گویا محدث میں دو باتوں کا پایا جانا ضروری ہے اول یہ کہ وہ غیر نبی یعنی امتی ہو دوسرے یہ کہ اللہ تعالٰے اسے خلعت مکالمہ سے سرفراز فرمائے۔ اب اگر ہر نبی محدث ہوتا ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہوئے۔ کہ ہر نبی غیر نبی یعنی امتی ہوتا ہے جو بالبداہت باطل ہے علاوہ ازیں چونکہ محدث اپنے زمانہ کا بہترین فرد ہوتا ہے۔ اس لئے وہ امت اور نبی کے درمیان بطور برزخ کے ہوتا ہے اور اپنے نبی متبوع کی وحی کی خود پیروی کرتا اور دوسروں سے کراتا ہے۔ مگر نبی اللہ تعالٰے اور اس کے بندوں کے درمیان براہ راست واسطہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ صرف اپنی وحی کی پیروی کرتا اور کراتا ہے۔ اب اگر ہر نبی محدث ہوتا ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہوئے۔ کہ ہر نبی کسی دوسرے نبی اور اس نبی کی امت کے درمیان وسیلہ اور اپنی وحی کا نہیں۔ بلکہ کسی دوسرے نبی کی وحی کا متبع ہوتا ہے اور اس سے لغو تر اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ مگر قادیانی عقل میں یہ سب روا اور جائز ہے۔

ہر محدث من وجہ نبی ہوتا ہے

جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں۔ نبی کو محدث کہنا نبی کی توہین کرنا اور اسے منصب نبوت سے معزول کر کے غیر نبی قرار دینا ہے۔ اور یہ کسی صورت میں جائز نہیں۔ البتہ چونکہ محدث کے نفس میں کمالات نبوت جمع ہوتے ہیں۔ اور سوائے فرق ظاہر اور باطن اور قوت اور فعل کے اور کوئی فرق نہیں۔ محدث پر امور غیبیہ انبیاء کی طرح کھولے جاتے ہیں اور اس کی وحی کو دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اس لئے اس قوت استعداد کے لحاظ سے محدث کا محل نبی پر جائز ہے۔ یعنی کہہ سکتے ہیں۔ کہ المحدث نبی اور یہی معنے ہیں علمائے امتی کانبیائے بنی اسرائیل کے۔ مگر یہ امر ہمارے قادیانی دوستوں پر شاق ہے۔ کہنے کو تو وہ منہ سے یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت رسول کریم کی اس میں فضیلت ہے۔ کہ آپ کی اتباع سے نبی بنیں۔ مگر جب ہم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے انبیاء کی کثیر تعداد پیش کرتے ہیں۔ تو ان کے چہروں پر سیاہی آجاتی ہے۔ اور حضرت رسول کریم کی اس فضیلت سے ان کو صدمہ ہوتا ہے کیونکہ وہ تو ایک اور صرف ایک مسیح موعود کو نبی بنانا چاہتے ہیں۔ قادیانی دوستوں حسد کی آگ اسی کا نام ہے۔ اور اسی کے انگاروں پر ساری قادیانی جماعت لوٹتی ہے۔

قادیانی جماعت کی ناواجب جسارت

قادیانی جماعت اس غلطی میں بھی مبتلا ہے کہ ہر نبی مجدد بھی ہوتا ہے۔ ابھی مولوی محمد صادق صاحب قادیانی مبلغ نے "الفضل" ۵ مارچ ۱۹۳۴ء میں اس امر پر ایک طویل بحث میں اپنا اور اپنے پڑھنے والوں کا وقت ضائع کیا ہے۔ درحقیقت قادیانی عجیب قوم ہے۔ انہوں نے مسیح موعود کو نبی کیا بنایا تمام اختیارات نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے چھین کر اپنے قبضے میں کر لئے معلوم ہوتے ہیں۔ نہ قرآن کی پرواہ نہ حدیث کی حاجت۔ جو ان کے یا ان کے واجب الاطاعت امام کے منہ سے نکلے وہی ایک صحیح اصول ہے اور قرآن اور حدیث اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ کوئی اس بھلے آدمی سے پوچھے کہ قرآن و حدیث میں کہاں لکھا ہے۔ کہ نبی مجدد بھی ہوتا ہے پھر مجدد کی یہ دو اقسام مجدد نبی اور مجدد غیر نبی جو آپ نے لکھی ہیں۔ اس کے لئے قرآن و حدیث اور مسیح موعود کی تحریرات میں سے آپ کے ہاتھوں کیا سند ہے۔

قادیانیوں کی الفاظ پرستی

قادیانی مبلغ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مجدد ایک عام لفظ ہے جس میں نبی اور غیر نبی دونوں شریک ہیں" اگر قادیانی مبلغ صاحب اس سے تجاوز فرما کر یہ بھی فرما دیتے۔ کہ لفظ مجدد کا مومن و کافر دونوں پر یکساں اطلاق ہو سکتا ہے۔ تو بھی انہوں نے سچ ہی فرمایا ہوتا۔ مگر اس کے سمجھنے کے لئے عقل درکار ہے۔ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے بھی ہمارا گفتگو کے ضمن میں مجھے کہا تھا۔ اور یہی محمد صادق صاحب مبلغ نے لکھا ہے کہ "حضرت مسیح موعود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مجدد قرار دیا ہے" مگر مسیح موعود نے یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ قادیانی لوگ عقل کے پیچھے لٹھ لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مجدد کہتے پھریں۔

لفظ مجدد کا صحیح استعمال

محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع مجدد تھے۔ لیکن جن معنوں میں آنحضرت صلعم مجدد تھے۔ ان معنوں میں لوتھر۔ گورو گوبند سنگھ۔ جمال الدین افغانی۔ سر سید احمد۔ مہاتما گاندھی۔ رام موہن رائے۔ ٹالسٹائی جواہر لال نہرو سب اپنی اپنی قوم کے مجدد ٹھہرے۔ مگر اسلام میں مجدد ایک بالکل الگ اصطلاح ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مجدد کہتے وقت کیا کوئی قادیانی یہ نہیں سوچ سکتا۔ کہ کیا آپ کی بعثت حدیث مجدد کے ماتحت ہوئی تھی۔ کیا آپ صدی کے سر آئے تھے۔ کیا امت محمدیہ میں مفاسد پیدا ہو گئے تھے جن کی اصلاح کے لئے آپ مامور ہوئے تھے۔ اور سب سے آخر کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم امتی تھے۔ کیونکہ مجدد کے لئے امتی ہونا ضروری ہے۔ مگر کتنا کہو۔ کوئی غور نہیں کرتا۔ اگر قادیانی دوست محض اس ایک نکتہ کو سمجھ لیں۔ تو انہیں اپنے عقائد کی غلطی معلوم کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہو سکتی۔ کہ مجدد کے لغوی معنوں کے لحاظ سے ہر نبی مجدد ہے اور نبی کے لغوی معنوں کے اعتبار سے ہر مجدد نبی ہے۔ مگر اصطلاح اسلام کی رو سے کسی نبی کو مجدد کہنا اس کی توہین اور ہتک کرنا اور اسے منصب نبوت سے معزول قرار دینا ہے۔ اور کسی مجدد کو نبی کہنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کاملہ کی ہتک ہے۔

قادیانیوں کا بے اصولا پن

دراصل قادیانی عقائد کی غلطی کی سب سے بڑی وجہ نبوت کی غلط تعریف ہے۔ بھلا یہ بھی نبوت کی کوئی تعریف ہے۔ کہ جس سے اللہ تعالٰے کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کرے۔ وہ نبی ہے اور اس کثرت کا معیار کیا ہے۔ وہ مسیح موعود علیہ السلام کی وحی کی کثرت ہے تو مجددین سابق علیہم السلام میں سے جس کسی مجدد کو دیگر مجددین کرام سے زیادہ کثرت مکالمہ الہیہ کا شرف حاصل تھا۔ وہ بھی نبی تھا۔ یا نہیں؟ یا جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث ہو کر کثرت مکالمہ حاصل نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت تک دنیا میں کوئی معیار نبوت ہی نہ تھا۔ اور کیا اب قادیانی دوستوں نے اطمینان کر لیا ہے۔ کہ پہلے انبیائے عظام میں سے سب کو مسیح موعود اتنی کثرت مکالمہ حاصل ہو چکی تھی۔ یا ان میں سے بھی کسی کی نبوت مشکوک ہے۔ یہ دین ہے۔ جسے قادیانی دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اور جسے عقل سلیم دھکے دیتی ہے۔

مکالمہ کی کثرت نہیں بلکہ نوعیت نبوت ثابت کرتی ہے

جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں۔ مکالمہ کی کثرت نبوت کا کوئی معیار نہیں۔ امیدوار نبوت بیٹھا سوچ رہا ہے کہ اسے کثرت حاصل ہو گئی یا نہیں۔ اب نبوت کا اعلان کروں یا اور انتظار کروں۔ یا فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ کوئی ملہم قلت کو ہی کثرت سمجھ بیٹھے (جیسا کہ میرزا محمود احمد صاحب سمجھ بیٹھے تھے) اور خواہ مخواہ نبوت کا اعلان کر کے جھوٹا مدعی نبوت بن کر ملعون ٹھہرے۔ یہ کیا ہنسی کی باتیں ہیں۔ اور نبوت جیسے عظیم الشان منصب سے کیا مذاق ہے پھر قادیانی دوست کہتے ہیں۔ ہمارے عقائد پر استہزا کیا جاتا ہے تو جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کثرت مکالمہ ہرگز نبوت نہیں۔ یہ محض کمال عرفان اور قرب کی علامت ہے۔ نبیوں کے ساتھ اللہ تعالٰے کے مکالمہ کی قسم ہی الگ ہے۔ کہ وحی الٰہی کا ایک ہی فقرہ انسان کو نبی بنا دیتا ہے۔

وحی نبوت اور وحی ولایت کی ایک مثال

ہمارے قادیانی دوستوں کو سیاسیات کے علم میں دخل کا بڑا دعوٰے ہے۔ مگر کیا وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ کہ بادشاہ یا حاکم اپنی بیوی، بال بچوں، عزیز و اقارب، احباب اور نجی کے خدام سے ہمیشہ بے تکلف ہوتے ہیں۔ شب و روز ان سے پیار و محبت کی گفتگو کرتے ہیں۔ اکثر امور مملکت کے متعلق بھی بات چیت اور مشورے ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ کثرت مکالمہ اور یہ شدت محبت کیا اس کی رعایا کی زندگی پر کسی صورت میں بھی اثر انداز ہوتی ہے ہرگز نہیں۔ اس کی رعایا کے نزدیک ان باتوں کی کوئی وقعت اور کوئی حیثیت نہیں۔ اور نہ ہی انہیں ان باتوں سے کوئی سروکار ہے مگر وہ ایک

باقی فروہ پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام ادیان پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ | یوم پنجشنبہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۳۴

لکھنو کا شیعہ سنی فساد

لکھنو میں شیعہ سنی فساد کی خبریں اخبارات میں درج کی جا رہی ہیں یہ خبر نہایت ہی روح فرسا اور المناک ہے ہندوستان کا مسلمان اس وقت جس نازک حالت سے گزر رہا ہے وہ اس قابل ہے کہ اس کا مقابلہ متحد اور منظم ہو کر کیا جائے۔

ملک میں انقلاب آ رہا ہے۔ ہندو کانگرس کی شکل میں اقلیتوں اور بالخصوص مسلمان کی ہستی کو فنا کرنے کے درپے ہیں جن کا مقابلہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ مسلمان تفرقات اور اندرونی تنازعات کی لعنت کو دور کر کے یا کم از کم کچھ عرصہ کے لئے علیحدہ رکھ کر متحد دشمن کا مقابلہ کرے۔ مگر افسوس کہ اگر ایک طرف کچھ فریب خوردہ مسلمان قومی وجود سے کٹ کر اپنی ہستی کو ہندوؤں کے مفاد پر قربان کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ تو باقی ماندہ لغو اور بیہودہ مسائل پر ایک دوسرے کا گلا کاٹنے میں مصروف ہیں۔ اس حادثہ جانکاہ پر جو کچھ معاصر انقلاب نے لکھا ہے وہ نہایت ہی سبق آموز ہے۔ لہذا اسے ہی کافی سمجھ کر ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

مدت سے یہی اندیشہ لگا ہوا تھا۔ کہ شیعہ سنی کے جذبات کو برانگیختہ کیا جا رہا ہے۔ خدا ہی خیر کرے۔ آخر ۹۔ ربیع الاول کو جب بعض غیر ذمہ دار شیعوں نے تبرا وغیرہ برسر عام اشتعال انگیزی شروع کر دی۔ تو مار پیٹ شروع ہو گئی۔ اور تا دم تحریر بارہ تیرہ ہلاک اور تقریباً ڈھائی سو زخمی ہو چکے ہیں۔ اور اس قتل و خون کے ہنگامے میں بعض واقعات ایسے جگر خراش اور ہول انگیز ہوئے ہیں۔ جن کو سننے سے بھی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ خدا جانے ان درندوں کی بہیمیت کس درجے کی ہوگی جنہوں نے خود وہ انسانیت سوز حرکات کیں۔ مثلاً چھ سال کی ایک لڑکی کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر چیر ڈالی گئیں۔ اور لڑکی کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے۔ کیا قساوت و شقاوت کا کوئی درجہ اس سے اوپر بھی ہے؟ اور یہ سب کچھ بزعم خویش اس لئے کیا جا رہا ہے۔ کہ اہل بیت کرام یا صحابہ عظام صلوۃ اللہ علیہم اجمعین کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

یہ ہنگامہ خونیں اس شہر میں ہوا ہے جس میں فرنگی محل کے جلیل القدر سنی علماء شیعہ کے مجتہدین کرام اور دونوں فرقوں کے ذی اثر رؤسا موجود ہیں۔ اگر ان اکابر کو اسلام کے مقاصد عالیہ عزیز ہوتے۔ اور اپنی مذہبی گدیاں اور الیکشن بازیاں عزیز نہ ہوتیں۔ تو وہ شیعہ سنی کی کشیدگی کو بہت بڑی حد تک دور کر سکتے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے فرقے اور اپنے اپنے حلقے میں اپنی ہر دلعزیزی کی حفاظت کرتا رہا کسی کو اسلام کی حالت پر ترس نہ آیا۔ کسی کا دل مسلمانوں کی بدنصیبی پر نہ تڑپا۔ اور اس انقطاع و علیحدگی کا نتیجہ یہ نکلا جو آج دنیا کے سامنے ہے اور جس پر ساری ملت اسلامیہ خون کے آنسو بہا رہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس فتنہ کا آغاز بھی مجلس احرار ہی سے ہوا ہے۔ اگر احرار "مدح صحابہ" کی آگ کو ہوا نہ دیتے۔ اس سلسلہ میں سول نافرمانی نہ کی جاتی "مدح صحابہ کمیشن" مقرر نہ ہوتا۔ اور اس میں وہ شرمناک شہادتیں نہ ہوتیں۔ جو مسلمانوں کے لئے ڈوب مرنے کا باعث ہونی چاہئیں۔ تو شیعہ سنی عوام کے جذبات اس حد تک مشتعل نہ ہوتے۔ ہم حکام لکھنو سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ جب ان شیعوں اور سنیوں کی کشیدگی کی اطلاع تھی۔ تو انہوں نے ۹۔ ربیع الاول کو کیوں ایسا انتظام نہ کیا۔ کہ شیعہ باآواز بلند تبرا نہ پڑھ سکیں۔ اگر اس مطلب کا ایک حکم نافذ کر کے جا بجا پولیس متعین کر دی جاتی۔ تو اس فتنہ کا سدباب ممکن تھا۔ لیکن افسوس کہ حکام نے اس سلسلے میں کچھ نہ کیا۔

اب مقدمے چلیں گے اور شیعہ و سنی کا فساد بازاروں سے نکل کر عدالتوں میں شروع ہوگا۔ اس میں بعض پھانسی پائیں گے بعض حبس دوام اور دس دس سال قید کی سزا کے مستوجب قرار پائیں گے اور لاکھوں روپیہ برباد ہوگا۔ دنیا ترقی کر رہی ہے۔ ترکی و ایران و عراق و مصر افغانستان و حجاز میں اسلامی فرقوں کے درمیان اتحاد ہو رہا ہے۔ خود ایران میں تبرا وغیرہ ممنوع ہو چکا ہے لیکن ہندوستان کے بدنصیب غلام مسلمان ابھی اسی چکر میں پڑے ہیں۔ کیا ملت کے دردمند رہنما لکھنو کے بدقسمت سنیوں اور شیعوں کی ہدایت کے لئے کوئی عملی تدبیر اختیار نہ کرینگے؟

تعجب کی بات ہے۔ کہ جب ایک قوم فرقوں کا کلمہ ایک۔ خدا ایک۔ رسول ایک کتاب ایک اور مذہب ایک ہے۔ تو پھر یہ آئے دن کے فسادات کیوں ہوتے ہیں۔ اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ لوگوں نے اصل کو چھوڑ کر غیر از اسلام باتوں کو جزو ایمان بنا رکھا ہے علاوہ ازیں خود غرض۔ مذہبی رہنما۔ سیاسی آدمی کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن کر لوگوں کو لڑانے در حقیقت میں رکھتے ہی کو جزو ایمان سمجھتے ہیں مسلمان جاہل ہیں اسلامی اور غیر اسلامی بات میں تمیز نہیں کر سکتے۔ ان کو معلوم نہیں کہ دین حضرت نبی کریم صلعم پر مکمل ہو چکا ہے۔ اس کے باہر جو بات بھی ہے۔ وہ جزو ایمان نہیں۔ اور پھر پرانے مردوں کو اکھاڑنا تو ہے ہی سہی۔ خلفائے راشدین سچے تھے یا جھوٹے۔ خلافت کا پہلا حق کس کو تھا۔ ان باتوں کا مذہب سے کیا تعلق ہے اور اگر ان کو کچھ وقعت دی جائے۔ تو بھی آج اس پر سر پھٹول درندگی سے کم نہیں۔

آج ہمارے یہ اکھاڑے گالی گلوچ تبرا بازی آج سے تیرہ سو سال قبل کی تاریخ کو بدل نہیں سکتے پھر اس پر اپنے بھائی کا ناحق خون گرانا کیا معنے رکھتا ہے۔

مسلمان اس بات کو قبول کریں یا نہ۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ موجودہ قومی تباہی کا سبب فرقہ واری ہے جس کو نکم پرور مولوی ہوا دے کر جلائے رکھتے ہیں مسلمان اس وقت تک اس لعنت سے نجات نہیں پا سکتا جب تک وہ ان تمام فرقوں کو خیر باد کہہ کر قرآن کو نہ پکڑے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ شامل نہ ہو جائے۔ جو کہ فرقہ واری کی لعنت سے پاک ہو چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور کا وجود فرقہ داری کے وجود سے پاک ہے۔ اس کے ممبر اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ

(۱) ہم ہر اس شخص کو جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے مسلمان سمجھتے ہیں خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔

(۲) ہم تمام صحابہ کرام اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں۔ یا اہل تشیع کے۔ اور کسی صحابہ یا امام یا محدث یا مجدد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔"

اگر آج مسلمان اس اصول کو محکم پکڑ لیں۔ اور قرآن و سنت کو اپنے لئے لائحہ عمل قرار دیں تو ان میں اختلافات مٹ جائیں گے فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ لہذا تمام بھائیوں سے التماس ہے کہ وہ جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر اسلام کی کشتی کو ان مہلک تھپیڑوں سے بچا لیں۔

خلع اور حق مہر

(از حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

آج کل چونکہ خلع کا سوال پبلک اور گورنمنٹ کے سامنے در پیش ہے۔ اور عام طور پر یہ سمجھا جا رہا ہے۔ کہ ہر ایک صورت میں خلع میں عورت کو مہر واپس کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے میں اس پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اول میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ عورت کے طلاق لینے کا نام خلع رکھنا یہ فقہا کی اصطلاح ہے۔ قرآن کریم نے صرف ایک ہی نام طلاق کا اختیار کیا ہے۔ خواہ مرد طلاق دے۔ خواہ عورت طلاق لے۔ جس آیت میں خلع کا ذکر ہے وہ اس طرح ہے۔

الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف او تسریح باحسان ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموھن شیئا الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ (البقرہ رکوع ۲۹)

ترجمہ مع تفسیر:۔ طلاق دو مرتبہ ہے (یعنی عورت کو زوجیت میں لینے کے بعد دو مرتبہ چھوڑا جا سکتا ہے جس کے بعد رجوع یا نکاح ہو سکتا ہے) پھر اچھی طرح زوجیت میں رکھنا ہے۔ یا سلوک کے ساتھ رخصت کرنا ہے) اور تمہارے لئے حلال نہیں۔ کہ جو کچھ

تم نے انہیں دیا ہے۔ اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ (یعنی زیور کپڑا جو دیئے تھے یا مہر جو دیا ہے، جسے یا جس کا وعدہ کر لیا ہوا ہے۔ تو اس میں سے کچھ بھی لینا مرد کے لئے حلال نہیں) سوائے اس صورت کے کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ دونوں خدا کے حدود پر قائم نہیں رہ سکتے پس تم کو (یعنی پنچایت کو یا جج کو) اندیشہ ہو کہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ (یعنی قصور میاں اور بی بی دونوں کا ہے۔) تو اس صورت میں دونوں پر کچھ گناہ نہیں اگر عورت (اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے) کچھ فدیہ دیدے (یعنی سارا مہر یا مہر کا کچھ حصہ چھوڑ دے)

یہاں اس صورت میں مہر کے چھوڑنے کا حکم ہے۔ جو ہے (الا یقیما حدود اللہ) اس میں تثنیہ کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ یعنی مرد اور عورت دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھتے یعنی دونوں کا قصور ہے۔ یہاں قرآن کریم کے رو سے عورت اسی صورت میں مہر چھوڑے گی۔ جب اس کا بھی قصور ہو۔ مگر اس صورت میں کہ اس کا کوئی قصور نہ ہو۔ اور قصور سارا نسبتاً میاں بی بی پر نہیں چھوڑا۔ بلکہ دوسری مرتبہ خان حفظم (یعنی ثالث) اس کا فیصلہ جج پر چھوڑا کہ وہ دیکھے کہ پیش آمدہ طلاق کے کیس میں عورت کا کوئی قصور ہے یا نہیں۔ اگر قصور ہے۔ تو جتنا وہ عورت کو ہے مناسب ہے کہ سارا مہر یا مہر کا کچھ حصہ (جیسا اس کا قصور ہو) چھوڑ دے۔ اور اگر قصور نہیں ہے۔ تو پھر مرد کیلئے حلال نہیں۔ کہ وہ عورت سے مہر واپس لے یا اس کو مہر نہ دے۔ اگر یہ صورت ہو کہ ہر حالت میں جب عورت طلاق لینا چاہے گی۔ تو اس کو مہر چھوڑنا پڑے گا۔ تو پھر دنیا کے تمام ظالم اور بدمعاش مرد مہر سے جان چھڑانے کے لئے عورت کو اتنا تنگ کریں گے۔ کہ عورت تنگ آ کر طلاق کی (یعنی خلع کی) درخواست کرنی پڑے گی۔ اور اس طرح مرد کو مہر ادا کرنے سے بچ جائیگا۔ یہ غلط ہے۔ البتہ جب عورت کا اتنا قصور ہوگا۔ کہ مرد اس کو چھوڑنے پر مجبور ہے یا عورت اپنے قصور کی وجہ سے مرد کے ساتھ نبھا نہیں سکتی۔ تو پھر مرد کے نقصان کو مد نظر رکھتے ہوئے ضروری ہے۔ کہ مرد کو مہر ادا کرنے کے لئے مجبور نہ کیا جائے۔ لیکن جب قصور عورت کا نہیں۔ بلکہ مرد کا ہے۔ تو پھر مہر کا چھوڑنا کیا معنے۔ ایک تو مرد ظلم کرے۔ دوسرے مہر کو بھی غصب کر جائے یہ خلاف قرآن کریم ہے۔

اب ہم احادیث پر نظر کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں۔ کہ صحیح بخاری ابوداؤد ترمذی میں یہ حدیث صحیح مروی ہے۔ کہ ثابت ابن قیس کی عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا۔ کہ میں اپنے شوہر سے طلاق چاہتی ہوں سو یا دت کرنے پر اس نے اعتراض نہ کیا۔ کہ میں اس کے دین یا اخلاق میں کوئی نقص نہیں پاتی۔ تو آپ صلعم نے فرمایا۔ کہ اس نے جو باغ مہر میں تجھے دیا ہے۔ کیا تو اسے واپس کر دے گی۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے ثابت بن قیس کو بلا کر فرمایا کہ اپنا باغ واپس لے لو اور اسے طلاق دے دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اسی حدیث سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ خلع میں ہر حالت مہر واپس کرنا چاہئے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ آنحضرت صلعم نے جب دیکھا کہ یہ عورت مرد کا کوئی قصور نہیں بتاتی تو پھر یقیناً اس کا اپنا قصور ہے۔ جو اپنے شوہر کے گھر لینا نہیں چاہتی۔ پس جب قصور عورت کا تھا اور مرد کا نہ تھا۔ تو آپ نے اسے مہر واپس کر دینے کا حکم دیا۔ اور یہی قرآن کریم کی منشاء کے مطابق تھا۔ ایسی صورت میں مرد ناحق نقصان برداشت کیوں کرے۔

غرضیکہ قرآن کریم اور حدیث صحیح سے یہ ثابت ہے۔ کہ عورت اپنی مرضی سے بغیر شوہر کے قصور کے بھی طلاق لے سکتی ہے۔ اور مہر کا واپس کرنا اس کے لئے ضروری نہیں۔ سوائے اس صورت کے کہ قصور اس کا اپنا بھی ہو۔ جب تک کسی طلاق کے کیس میں عورت کا بھی قصور نہ ہو۔ مہر نہیں معاف ہو سکتا۔ ہاں اپنی مرضی سے عورت مہر معاف کر دے وہ جائز ہے۔ مگر عورت کو تنگ کر کے یا مجبور کر کے یا دھمکا کے مہر معاف کروانا قطعاً ناجائز ہے۔ اور شرعاً اور قانوناً وہ معاف نہیں ہو سکتا۔ خلع کی صورت میں یہ جج کا فرض ہوگا۔ کہ وہ مرد سے طلاق دلوا کر اس کو مہر ادا کرنے کے لئے مجبور کرے۔ سوائے اس صورت کے کہ جج کو عورت کا بھی قصور نظر آئے۔ اس حالت میں البتہ مہر چھوڑا جا سکتا ہے۔ پس جب تک خلع کے بل میں امور مندرجہ بالا کو مد نظر نہ رکھا جائے گا۔ عورت کے حقوق کی حفاظت نہ ہوگی۔

برادران سلسلہ عالیہ احمدیہ پاک!

میں شدید امراض میں مبتلا ہوں حیات مستعار کا اعتبار نہیں۔ اس واسطے چاہتا ہوں۔ کہ اپنی جماعت کے نوجوانوں کو خطاب کروں۔ تاکہ آپ کے بلند حوصلوں اور قومی ولولوں سے اسلام کا چمن دنیا میں پھر سے تر و تازہ نظر آئے۔

میرے پیارے دوستو! حقیقی عشق زبردست قربانیاں چاہتا ہے۔ جو شخص دعوٰے عاشقی کرتا ہے اس کو کوچہ کوئے دشت و کوہ میں لیلیٰ مقصود کے حاصل کرنے کے لئے بادیہ پیمائی کرنی پڑتی ہے مصیبتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ اپنے اور غیروں کے طعنے سننے پڑتے ہیں۔ تب کہیں اللہ کی طرف سے نصرت مژدہ جانفزا لیکر آتی ہے۔ اور طالب حقیقی کے سر فرزانگی کا سہرا باندھا جاتا ہے۔

اس وقت دنیا کی اخلاقی و روحانی حالت گر چکی ہے۔ خدا پرستی کے مقابلہ میں طاغوتی طاقتیں برسر پیکار ہیں۔ نبی کریم صلعم کے دین پر چاروں طرف سے حملہ ہو رہے ہیں۔ خود مسلمان اپنی اندرونی انتشار و نشقاق کی سپرٹ میں کشتی امت کو گرداب بلا میں پہنچا کر غرقاب کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

بفضلہ آپ نے زمانے کے مامور کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اس لئے آپ کے فرائض سب سے زیادہ اہم ہیں۔ ضرورت ہے کہ آپ کی عاشقانہ تڑپ رنگ لائے اور محمد رسول اللہ کا باغ آپ کے ہاتھوں سے بار آور ہو۔ بعون اللہ ہماری جماعت کیا بہ اعتبار عمل اور کیا بہ اعتبار عقیدہ دنیائے اسلام میں ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس کے زریں کارنامے انشاء اللہ کتب سیر میں زریں حروف سے لکھے جائیں گے مگر افسوس ہمارے بڑے بڑے بزرگ حضرت مسیح موعود کے صحابہ دمبدم رخصت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور ہمارا داخلی نظام بھی سست پڑتا چلا جا رہا ہے۔ اس صورت میں جماعت شبان احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ وہ ضعف و اضمحلال کی نحوست کو دور کرے۔ ہمارے عملی طور پر وہ جوش ہونے چاہئیں۔ ایک طبقہ جو مصروفیتوں کی وجہ سے تبلیغی دورہ نہیں کر سکتا۔ اس کا فرض ہے کہ قوم کی داخلی اصلاح کرے۔ فضول خرچی فیشن پرستی۔ قرض کی لعنت۔ غلط رسمیں دور کرنے کی کوشش کرے۔ دوسرا نوجوانوں کا وہ طبقہ ہونا چاہیئے کہ جو دیوانہ وار پیغام حق دنیا میں پہنچائیں۔ اب سمجھتا ہوں کہ بعض اوقات باہم ساتھیوں اور دوستوں کی نکتہ چینیوں اور غلط رویوں سے مشکلات حائل ہو جاتی ہیں اس کے لئے میرا تجربہ ہے کہ اپنے سب کام کیا کریں بلکہ کچھ جانفروش اپنی جانفروشیوں سے نمونہ پیش کر کے سب کو جانفروش بنا لیا کرتے ہیں۔ ینگ مین کے پرجوش طبقہ کا پہلے فرض ہے کہ اپنی قربانیاں دکھائے تاکہ دوسرے نوجوانوں میں روح پیدا ہو۔

میں آپ کا تھکا ہوا بھائی چاہتا ہوں کہ میرے تمنّا قلب میں جو ولولے اور ارادے ہیں وہ من حیث الجماعت پورے ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے بھائی کی آواز پر لبیک فرمائیں گے۔ ممکن ہے میں آپ کا تائیدی اور عملی جواب سن کر ہی جاؤں۔ (اسلام کا سپاہی)

(ڈاکٹر محمود احمد خاں صدر احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن)

الحاج مولوی محمد شفیع صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول شیر [illegible] گوٹ

اور

الحاج مولوی عزیز الدین صاحب سکینڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور کے اعزاز میں دعوت

لاہور۔ ۲۲ مئی۔ عالیجناب میاں غلام مصطفٰے شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور نے ہر دو بزرگوں کے فریضہ حج سے سبکدوش ہونے کی خوشی میں اتوار کی شام کو اپنے دولتکدہ واقع بیڈن روڈ پر ایک پرتکلف دعوت دی۔ اس تقریب پر آپ نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ سید احمد علی شاہ صاحب، ڈاکٹر غلام محمد صاحب، مولوی عزیز بخش، میاں عبد القادر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔ ڈاکٹر حق نواز صاحب ایم۔ ڈی مسٹر کے ایل۔ رلیا رام ہیڈ ماسٹر مشن ہائی سکول میاں احمد حسین صاحب ترمذی ہیڈ ماسٹر وطن اسلامیہ ہائی سکول۔ ڈاکٹر الہ بخش صاحب۔ مرزا مسعود بیگ صاحب اور اساتذہ مسلم ہائی سکول وغیرہ کو مدعو کیا ہوا تھا۔ آپ نے مہمانوں کی خاطر و مدارت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا تھا۔ ماکولات اور مشروبات کا موسم کے مطابق اہتمام تھا۔ مولوی محمد شفیع نے حاضرین کو سفر حج کے واقعات سنا کر محظوظ کیا۔ یہ صحبت قریباً ایک گھنٹہ سے زائد جاری رہی۔ اور دس بجے کے قریب اختتام پذیر ہوئی۔

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بفضل ایزد متعال عدالت وغیرہ میں مصروف ہیں۔

مکرم معظم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ڈلہوزی تشریف لے جا چکے ہیں۔ احباب خط و کتابت کے لئے پتہ نوٹ فرمالیں۔

"پریرین" ڈلہوزی

جناب قریشی علی بخش صاحب فرنگ (لاہور) بیمار ہیں۔

چوہدری غلام حیدر خاں صاحب رئیس بدرتی ونڈ گاؤنٹ سے سخت بیمار ہیں

احباب تہ دل سے ان بزرگوں کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(بقیہ صہ)

بڑی دلیل یہ ہے۔ کہ حضرت صاحب کے اخلاق سے یہ بہت ہی دور تھا۔ کہ وہ خواجہ صاحب کی نسبت وہ الفاظ کہیں جن کی اشاعت کے لئے یہ روایت گھڑی گئی معلوم ہوتی ہے کہاں حضرت مسیح موعود اور کہاں یہ الفاظ۔ ہذا بہتان عظیم

ایسی فرضی روایت کے درج کرنے سے راوی اللہ دتہ اخبار کا منشاء تو غالباً یہ ہوگا۔ کہ وہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے برخلاف ریکارڈ پیدا کریں۔ مگر ان کو یہ خیال نہیں آیا۔ کہ یہ روایت خود حضرت اقدس پر بھی ایک حملہ ہے۔ حملہ کی ایک صورت تو وہ ہے۔ جو اوپر بیان کی گئی۔ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ بارہا حضرت اقدس نے اپنے مقدمات کا چارج خواجہ صاحب کو دیا۔ کیا ایک مامور من اللہ (جس کو قادیانی حضرات نبی کا درجہ دیتے ہیں) کی فراست اس بات کے ساتھ مطابقت کھا سکتی ہے۔ کہ وہ ایسے مقدمات جن پر نہ خود اس کی صداقت بلکہ اسلام کی صداقت کا مدار تھا۔ ایسے "بیوقوف اور بزدل" کے سپرد کر دے۔ کچھ تو سوچو۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ کیوں دین کو بازیچۂ اطفال بنا رہے ہو۔ حضرت اقدس کی کتابوں کو پڑھو اور جو کچھ انہوں نے اس غازی اسلام خواجہ کے متعلق انہیں لکھا ہے۔ غور سے مطالعہ کرو۔ کیا کسی کتاب میں ان کو "بیوقوف اور بزدل" بھی لکھا گیا ہے!

(بقیہ صفحہ ۲)

اور صرف یہ بات بلکہ وہی بات جو بادشاہ اپنے عزیز داتا رب سے کر چکا ہے اور سب اثر بھی جب اپنے وزرا سے ان کی سرکاری حیثیت میں کرتا ہے۔ تو وہ بات ساری رعایا کی کایا پلٹ دیتی ہے کیونکہ ان کے ذریعے سے شاہی فرمان نفاذ پاتا اور رعایا کے لئے واجب العمل ہو جاتا ہے بعینہٖ یہی معاملہ نبوت اور ولایت کا ہے۔ اگر قادیانی دوست سمجھنا چاہیں تو مشکل تو نہیں ہے نہیں۔

قادیانی احباب سے دردمندانہ گزارش

آخر میں میں قادیانی حضرات سے نہایت درد دل سے التجا کرتا ہوں۔ کہ وہ دین کے معاملے میں فریب کاری کو چھوڑ دیں۔ دین تو دنیا میں بلند اخلاق قائم کرنے کے لئے آتا ہے اگر اسی کو مکر و فریب اور دجل کا ذریعہ بنا لیا جائے۔ اور یہ سب کارروائی ایسی جماعت کی طرف سے عمل میں آئے جو اپنے تئیں نجات کی واحد اجارہ دار سمجھتی اور دنیا میں اصلاح کی مدعی بنتی ہو۔ تو اس سے زیادہ دنیا کی بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے۔ ہم قادیانیوں سے کسی بڑی بات کے خواستگار نہیں صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ وہ سب کاموں کو چھوڑ کر قرآن و حدیث سے یہ ثابت کر کے دکھائیں۔ کہ ہر نبی محدث و مجدد بھی ہوتا ہے۔ اگر قرآن و حدیث سے اس لغو اور بے بنیاد عقیدہ کو کہیں سہارا نہ ملے۔ تو سلف صالحین کے اقوال سے ہی یہ دکھائیں اور اگر وہاں سے بھی دھکے ہی ملیں۔ تو عام عقلی دلائل سے ہی اس عقیدہ کو ثابت کریں۔ اور اگر وہ ہر طرف سے مردود اور ناکامیاب رہیں۔ تو ہماری ان سے محض یہ استدعا ہے۔ کہ آئندہ وہ حدیث مجدد کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اثبات دعویٰ کے لئے پیش نہ کریں۔ کیونکہ اس حدیث میں مجدد دین کے آنے کا وعدہ ہے۔ نہ کہ کسی نبی کے۔ اور اخبار الفضل میں میرزا محمود احمد صاحب کو یہ اعلان کرنے پر مجبور کریں۔ کہ آج تک وہ یا ان کی جماعت کے لوگ جو حدیث مجدد کو حضرت صاحب کے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے رہے ہیں۔ یہ ان کی غلطی تھی جو نادانستگی سے وقوع پذیر ہوتی رہی۔ اس حدیث سے آپ کے دعوے کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اور اگر قادیانی حضرات ہماری اس التجا کو شرف قبولیت نہ بخشیں تو دنیا جان لے گی کہ قادیانی جماعت مذہبی فریب کاروں اور خائنوں کا ایک گروہ ہے جو اپنی اغراض مشئومہ کے لئے دنیا کو دیدہ و دانستہ مکر و فریب اور دھوکے میں مبتلا کر رہا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

تصحیح

کاتب کی غلطی سے ۲۲ مئی کے اخبار "پیغام صلح" میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضمون "خلیفہ صاحب قادیان کے جلالی خطبوں پر ایک نظر" صفحہ ۵ کے تیسرے کالم کی آخری سطر میں "اقرار لیا" کے بجائے "اقرار کیا" چھپ گیا ہے۔ احباب اسے درست کر لیں۔ اصل فقرہ یوں ہے:۔

"اس لئے اپنی تقریر ختم کر کے پہلے میاں صاحب اور نواب محمد علی خاں صاحب سے یہ اقرار لیا۔ کہ ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔"

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ستہ ولد حاجی ذات لودھرا سکنہ بیر کوٹ سدھانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۱۲-۶-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۳۰-۳-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین
مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ راجہ رام ولد جھنڈا رام ذات ساہمل سکنہ ملکہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ، درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۱۴-۶-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۳-۳-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین
مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دتہ شاہ ولد محمد شاہ ذات گھیکارہ سکنہ چک ۲۴۵ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۱۴-۶-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۱۶-۲-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین
مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ موچھی ولد یارا ذات کمل سکنہ کوٹ صدر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے مورخہ ۱۴-۶-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۱۶-۳-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین
مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ مانک ولد بلند ذات ساہل سکنہ چک ۲۰۲ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۱۲-۶-۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

مورخہ ۳۰-۳-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین
مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ شہامند احمد ولد اسلام ذات الکہ سکنہ کوٹ میاں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۱۴-۶-۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۱۹-۳-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین
مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ یار شاہ ولد پیر شاہ ذات سید سکنہ مدعلی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۱۲-۶-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ مقررہ تاریخ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

مورخہ ۱-۳-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین
مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سبحانی ولد ناصر ذات ماچھی سکنہ کوٹ قاضی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے مورخہ ۲-۶-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۱۲-۲-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین
مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا الله ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون

بوئے پیغام ہر سعید خواہد بود ۔ نرسے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ۔ چھ روپے
ششماہی تین روپے

طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ ۔ لاہور ۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ جون ۱۹۳۷ء ۔ نمبر ۳۵

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آفتاب اسلام کا طلوع جانی قربانی چاہتا ہے

پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے۔ دنیا کے لوگ جو نا ریک خیال اور اپنے پرانے تصورات پر جمے ہوتے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کرینگے۔ مگر عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے جو ان کی غلطی ان پر ظاہر کر دیگا۔ "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا"۔ یہ انسان کی بات نہیں۔ خدا تعالیٰ کا الہام اور رب جلیل کا کلام ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں۔ مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی۔ بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اتریگی اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے۔ . . . . . اور سچائی کی فتح ہوگی۔ اور اسلام کے لئے پھر اس روشنی اور تازگی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور آفتاب اپنے پورے کمال کیساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا ضرور نہیں ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رکھے جب تک محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں۔ اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کی خاطر نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کی خاطر ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے۔ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔

(فتح اسلام)

جواہر ریزے

خلافت کے حصول کا راز

قرآن مجید

"مومنوں کا جواب جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے یہی ہوتا ہے کہ وہ کہیں کہ ہم نے سن لیا اور ہم فرمانبرداری کرتے ہیں اور یہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کا تقویٰ اختیار کرتا ہے تو یہی بامراد ہیں اور وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں۔ نہایت زور کی قسمیں کہ اگر تو انہیں حکم دے تو وہ نکلینگے۔ کہو قسمیں نہ کھاؤ۔ اچھی فرمانبرداری ہے۔ اللہ اس سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو۔ کہو اللہ کی اطاعت کرو۔ اور رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر وہ پھر جائیں تو اس پر صرف پہنچا دینا ہے جو اس کے ذمے ڈالا گیا۔ اور تم پر وہ واجب ہے جو تمہارے ذمے ڈالا گیا۔ اور اگر اس کی اطاعت کروگے۔ تو سیدھے رستے پر رہوگے۔ اور رسول کے ذمے سوائے کھول کر بیان کر دینے کے اور کچھ نہیں۔ اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں، وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائیگا جیسا انہیں خلیفہ بنایا جو ان سے پہلے تھے اور وہ ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کیلئے پسند کیا مضبوطی سے قائم کر دے گا۔ اور وہ ان کے لئے ان کے خوف کو بدل کر امن کی حالت کر دیگا وہ میری عبادت کرینگے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرینگے اور جو کوئی اسکے بعد کفر کرے تو وہی نافرمان ہیں۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہ خیال نہ کر کہ جو کافر ہیں وہ زمین میں عاجز کرنے والے ہیں اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور وہ بری جگہ پھر آنے کی ہے (النور)

اخبار الحکم کی روایات پر ایک سرسری نظر

(از جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ افسر مال)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ابتدائی منازل میں اخبار الحکم نے قیمتی خدمات سرانجام دی ہیں۔ کیونکہ اس وقت صرف یہ ایک ہی اخبار تھا جو سلسلہ کے متعلق حالات کو بیرونی احباب تک پہنچایا کرتا تھا۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس اخبار کے پرانے فائلوں میں بہت قیمتی معلومات محفوظ ہیں۔ یہ اخبار بند ہوگیا تھا۔ اور اس کے ایڈیٹر یعنی میرے دوست شیخ یعقوب علی صاحب کو قادیان سے بھی ہجرت کرنا پڑی۔ پھر ایک دفعہ میں قادیان گیا تو مجھے شیخ صاحب سے ملاقات نصیب ہوئی۔ ان سے یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی کہ انہوں نے اپنا اخبار پھر جاری کر دیا ہے۔ اس خبر کا ایک پرچہ بھی میں نے دیکھا اور اس کو پڑھ کر شیخ صاحب کے اس اخبار کے احیاء سے اور بھی خوش ہوا۔ کیونکہ اس پرچہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات درج تھے۔ اور بعض ایسے بزرگوں کے حالات بھی تھے جنہوں نے ابتدائی دور میں سلسلہ کی بہت خدمات کی تھیں اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے مکمل نمونے تھے۔ چونکہ شیخ یعقوب علی صاحب نے بطور ایک ایڈیٹر اخبار کے اس وقت کے بہت سے حالات قلمبند کئے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے یہ ارادہ ظاہر فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان حالات کو جو میری متفرق یادداشتوں میں درج ہیں باقاعدہ اور پر اخبار میں طبع کرا دوں۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ ضرور اس ارادہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

اگرچہ شیخ یعقوب علی صاحب تو آج کل دہاں تک میرا علم ہے بمبئی کے مشہور و معروف شہر میں تشریف رکھتے ہیں۔ مگر ان کا اخبار یعنی الحکم قادیان سے نکل رہا ہے۔ غالباً ان کے کسی صاحبزادہ کی زیر ادارت جاری ہے۔ پاس ہی اخبار کا ماہ نومبر ۱۹۳۶ء کا پرچہ مجھے ایک میرے عزیز نے دکھایا۔ یہ پرچہ مکمل نہیں تھا۔ صرف اس کے دو ورق (صفحات ۳ تا ۶) مجھے ملے۔ میں نے اس دو ورقہ میں سیرۃ المہدی کا ایک ورق کے عنوان کے تحت میں ایک صاحب "حضرت میر مہدی حسین صاحب موج" کا ایک بیان پڑھا۔ اس کو پڑھ کر مجھے اس قدر افسوس اور تعجب ہوا کہ جس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ پہلے اس کے کہ میں اس بیان کے متعلق کچھ کہوں اس بیان کو بجنسہٖ نقل کر دینا مناسب سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے:۔

"جن ایام میں کتاب چشمہ معرفت چھپ رہی تھی۔ اور اس کا کام میری نگرانی میں تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب لاہور سے قادیان آئے اور مجھ سے کہا کہ جس قدر کتاب چھپی ہے۔ مجھے دکھلاؤ۔ میں نے ان کو ایک نسخہ مکمل کر کے دیا اور یہ تاکید کی کہ بجز آپ کے اور کہیں یہ نسخہ نہ جائے۔ خواجہ صاحب نے مجھے کہا۔ کہ اس میں [illegible] کہ بعض کو گورنمنٹ نے انڈیمان کے ٹکلے کی سیر کرائی نکال دو۔ اور اس کی لکھائی اور طباعت اور کاغذ کا خرچ میں دے دوں گا۔ صرف ایک سطر نہ لکھی جائے ورنہ مقدمہ دائر ہو جائے گا۔ میں نے کہا۔ یہ ایک نبی کے قلم سے نکلی ہوئی عبارت ہے۔ اس کو کسی طرح نکالا نہیں جا سکتا۔ یہ ایک گستاخی ہے اور نبی کی ہتک ہے تو خواجہ صاحب نے کہا۔ اچھا حضرت اقدس سے یہ پوچھ کر یا فرمہ لکھوا لو۔ میں نے کہا میں یہ بھی بے ادبی سمجھتا ہوں کہ ایک نبی کو اپنی تحریر میں اصلاح کے لئے مشورہ دوں۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ میری طرف سے عرض کر دو کہ عبارت خطرناک ہے۔ میں نے کہا۔ یہ بھی نہیں کر سکتا۔ البتہ حضرت اقدس کو دروازہ پر دستک دیتا ہوں۔ حضور تشریف لاویں تو خود عرض کر لینا۔ اس پر خواجہ صاحب راضی ہو گئے۔ میں نے کنڈی کھٹکھٹائی۔ تو حضور انور معاً تشریف لے آئے۔ مجھ سے پوچھا۔ کیوں جی کیا ہے۔ میں نے عرض کی کہ حضور یہی تو یہ عرض کرنا ہی گناہ سمجھتا ہوں۔ خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ اس کتاب سے نصف سطر کے قریب یہ عبارت نکال دو۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ "خواجہ صاحب بیوقوف ہیں۔ خواجہ صاحب بزدل ہیں۔" خواجہ صاحب مسجد مبارک کے دروازے میں سن رہے تھے جلدی سے آ کر کہنے لگے۔ حضور یہ تو ایک وکیل کے متعلق حضور نے لکھا ہے۔ وہ واپس آ کر فوراً لائبل کر دیگا۔ حضور نے بڑی دلیری سے فرمایا کہ کچھ پرواہ نہیں۔ ہتک کر دے۔ خدا کوئی اور نشان دکھلائے گا۔ ہم اپنی عبارت کاٹ نہیں سکتے۔ خواجہ صاحب شرمندہ ہو کر رہ گئے اور کتاب شائع ہو گئی۔ اس وکیل کو معلوم بھی نہ ہوا یا کر نہ سکا۔ اور وہ فقرات کتاب میں اسی طرح موجود ہیں"

اس بیان میں الفاظ "خواجہ صاحب بیوقوف ہیں۔ خواجہ صاحب بزدل ہیں" جلی قلم سے لکھے ہوئے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ کس طرح کوئی دیانتدار شخص جس کو حضرت مسیح موعود کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ایسا بیان کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ یہ مانا کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ یا کسی اور غیر مبائع کے متعلق اگر اس قسم کی کوئی روایت بیان کی جائے۔ تو وہ آج کل کے قادیان میں وقعت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ مگر اس راوی کو تو روایت کرنے کا ڈھنگ بھی نہیں آتا۔ اور یہ اس قسم کا بیان ہے۔ کہ جو شخص حضرت اقدس کے اخلاق سے واقف ہو۔ یا جس کو تھوڑا سا عرصہ ہی حضرت صاحب کی خدمت میں رہنے کا موقعہ ملا ہو۔ فوراً ہی اس بیان کو غلط قرار دے گا۔ اس دو ورقہ میں ایک اور صاحب کا بیان متعلق اخلاق حضرت اقدس درج ہے اور ان صاحب نے بیان کیا ہے۔ کہ سہارن پور سے ایک شخص حضرت صاحب کی خدمت میں [illegible] کو شرمندہ کرنے۔ مگر حضرت صاحب نہایت حلیمی اور بردباری سے اس کو بار بار سمجھاتا۔ مولانا۔ آپ کو غصہ کیوں آ گیا؟ کہتے رہے۔ اور دوسرے لوگوں سے بھی کہا کہ یہ تو ہمارے مہمان ہیں۔ اور مہمان کی عزت کا حکم ہے۔ نہ اس کی ذلت کا" یہ روایت تو بالکل درست معلوم ہوتی ہے اور اس قسم کے تذکرے بہت لوگوں نے دیکھے ہوئے ہیں۔ کیا کوئی شخص تسلیم کر سکتا ہے کہ جو شخص اپنے گندہ دہن دشمن مہمان کی ذلت برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے ایک مخلص مرید کے ساتھ اس قسم کی بداخلاقی محض اس وجہ سے کہ اس نے ایک ہمدردانہ مشورہ پیش کیا ہو۔ کر سکتا ہے اور خصوصاً جب وہ مرید بھی مہمان ہو۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ مشورہ غلط ہو۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ ہر ایک وہ شخص جو حضرت اقدس کے اخلاق فاضلہ سے واقف ہے۔ میرے اس خیال کی ضرور تائید کرے گا کہ میاں مہدی حسین نے اس روایت کے بیان کرنے میں اگر صاف طور پر کذب سے کام نہیں لیا ہے تو اس مخالفت اور عداوت نے جو اصحاب قادیان کو حضرت خواجہ مرحوم سے تھی۔ اور دیگر ممبران جماعت احمدیہ سے ہے۔ کسی واقعہ کی وہمی غلط تصویر ان کے دماغ میں مہیا کر دی ہے۔ الحکم والوں کا اگر یہ خیال ہے کہ آئندہ نسلوں کے لئے وہ کوئی مفید لٹریچر چھوڑیں تو ان کو چاہئے کہ اختلافات سے علیحدہ ہو کر ہر ایک ایسی روایت کی پڑتال کیا کریں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اختلافات کی رو میں بہہ رہے ہیں۔ ورنہ وہ شخص جس کا کام ہسٹری بنانا ہو۔ اس کا تو فرض ہونا چاہئے کہ ہر ایک معاملہ کی پوری تحقیق کرے اور خواجہ صاحب کے متعلق بیان کردہ الفاظ کا موٹے قلم سے لکھا جانا صاف ثابت کرتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب بھی اس اسلام اور احمدیت کے جرنیل کے برخلاف جس کی نظیر اب تک احمدیت کی تاریخ میں پیدا نہیں ہوئی ہے۔ کوئی بات پیدا کر کے بہت خوش ہوتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بات یہ ہے کہ میاں مہدی حسین کی روایت از سرتا پا غلط معلوم ہوتی ہے۔ اور ذرا سے غور سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ موجودہ حالات سے اثر پذیر ہو کر ان کے دماغ نے ایک اختراع کیا ہے۔ اس بات کو علیحدہ رہنے دو کہ حضرت صاحب نبی ہیں یا نہیں مگر کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے۔ کہ حضرت صاحب کی زندگی میں اور نیز ان کے بعد ۱۹۱۴ء تک حضرت صاحب کو روزمرہ کی گفتگو میں "نبی" کے لفظ سے نہیں پکارا جاتا تھا۔ اور ایسا پکارنا حضرت اقدس کے صریح حکم کے برخلاف تھا اور اس کو جناب میاں صاحب نے بھی ایک خط میں تسلیم کیا ہے۔ مگر میاں مہدی حسین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بات بات میں حضرت صاحب کو نبی کہتے تھے۔ دوسری دلیل اس روایت کے غلط ہونے کی یہ ہے کہ خواجہ صاحب کیونکر یہ کہہ سکتے ہیں کہ بغیر اطلاع و حکم حضرت اقدس ان کی کسی تصنیف سے کوئی حصہ کاٹ دیا جائے ایک بیوقوف سے بیوقوف انسان بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ اور خواجہ صاحب تو ایک تعلیمیافتہ اور اول درجہ کے زیرک انسان تھے۔ وہ ایسی بات اپنی زبان پر نہیں لا سکتے تھے۔ تیسری دلیل یہ ہے۔ کہ وہ عبارت جس کو حذف کرنے کے لئے خواجہ صاحب اس قدر پریشان ہو رہے تھے۔ وہ کسی طرح بھی قابل اعتراض نہیں تھی۔ اور خواجہ صاحب قانون میں خوب ماہر تھے۔ ان کے وہم میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ اس عبارت کی بنا پر کوئی مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ لالہ لاجپت رائے کو گورنمنٹ نے مانڈلے جلاوطن کیا تھا۔ تو اس امر واقعہ کے لکھنے پر کسی ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ کس طرح چل سکتا تھا۔ چوتھی دلیل اس روایت کے غلط ہونے کی یہ ہے کہ اگر بفرض محال خواجہ صاحب اس عبارت کو قابل اعتراض سمجھتے تھے اور اس اخلاص اور محبت کی وجہ سے جو ان کو حضرت اقدس سے تھی [illegible] تو وہ خود حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو سکتے تھے۔ میاں مہدی حسین سے ساز باز کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اس عبارت کو اڑانے میں خواجہ صاحب کی کوئی ذاتی غرض نہیں ہو سکتی تھی اور پھر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت صاحب کے اخلاق سے یہ بات بہت دور تھی کہ وہ خواجہ صاحب کی نسبت وہ الفاظ کہیں جن کی اشاعت کے لئے یہ روایت گھڑی گئی معلوم ہوتی ہے۔ کیا حضرت مسیح موعود

(باقی صفحہ ۹ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

بہ مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نیا یا پرانا نہیں آئیگا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ ہجری نمبر ۳۵

انتخاب اسمبلی اور ہم

شیخ خالد لطیف گابا کی خالی کردہ نشست اسمبلی نے قوم کے سامنے کشمکش حیات کا سوال پیش کر دیا ہے۔ اس نشست کے پر کرنے کے لئے جو مقابلہ ہونے والا ہے۔ وہ بظاہر معمولی ہے۔ مگر درحقیقت ہندوستان میں مسلمان قوم کے مستقبل پر زبردست اثر ڈالنے والا معلوم ہوتا ہے اس وقت اس کے لئے دو شخص میدان میں کودے ہوئے ہیں۔ ایک میاں عبدالعزیز اور دوسرے مولوی ظفر علی خاں۔ میاں عبدالعزیز کو کانگرس نے کھڑا کیا ہے اور مولوی ظفر علی خاں غیر کانگرسی مسلمانوں کی طرف سے ہیں

اس ضمن میں اکثر لوگ جن کی نگاہیں نہایت ہی کوتاہ بین ہوتی ہیں۔ ان دونوں امیدواروں کے معائب و محاسن بیان کرنے میں مصروف ہیں اور قوم کے سامنے مخالف امیدوار کے عیوب اور اپنے امیدوار کی خوبیاں ظاہر کر کے ووٹ حاصل کرنے میں مصروف ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بظاہر یہی لوگ اس بات پر کاربند ہو کر رائے دیں مگر اس امر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ کہ اگر کوئی شخص کم فہمی اور نادانی کی وجہ سے یہ خیال کرے کہ یہ مقابلہ مذکورہ بالا دو اشخاص کے درمیان ہے تو کرلے۔ مگر یہ امر حقیقت سے کوسوں دور ہے لیکن دراصل اس وقت اگر مقابلہ ہے تو کانگرس اور مسلمان کے درمیان ہے۔

ہندوستان کی تاریخ میں ایک انقلاب رونما ہو رہا ہے جس کا ورق الٹنے میں مسلمانوں کی موت اور زیست وابستہ ہیں۔ کانگرس کا دعویٰ ہے کہ وہ ہندوستان کی آزادی کیلئے کوشاں ہے اور اس کے مدنظر صرف یہی بات ہے کہ ہندوستان کے باشندے بلاتمیز قوم و مذہب ہندوستانی کی حیثیت سے مساوی طور پر آزادانہ زندگی بسر کریں۔ افسوس کانگرس کا یہ ایک فریب ہے جس کی تہ میں ہندوستان کی کئی ایک قوموں کی تباہی پوشیدہ ہے کانگرس کی خواہش ہے کہ ہندوستان کا مسلمان بھی اس جنگ آزادی میں اس کے ساتھ شامل ہو۔ مگر محض ایک ہندوستانی کی حیثیت سے اپنی قومیت کو ترک کر کے مسلمان آج سوائے چند ایک فریب خوردہ یا ضمیر فروش اشخاص کے کانگرس سے مجتنب ہیں اور محض اس صورت میں کانگرس کا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔ جب کہ کانگرس آزاد ہندوستان میں مسلمان کی ہستی کو تسلیم کر کے اسے تحفظات عطا کرے۔ مسلمان قوم اقلیت میں ہوتے ہوئے اپنی ہستی کو تسلیم کرانا چاہتی ہے۔ قلیل التعداد اقوام کو ہر جگہ اپنی حفاظت کا خیال ہوتا ہے اور ہونا چاہئے اور اس بات کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیں اس ملک میں ایک ایسی اکثریت سے واسطہ پڑا ہے جو مسلمان کے خون کی پیاسی ہے۔ جس کے چھوٹے اور بڑے کی یہ دلی تڑپ ہے کہ ہندوستان کی سرزمین میں یا تو مسلمانوں کو اچھوت بنا لیا جائے یا اس کی ہستی کو فنا کر دیا جائے اس کے لئے چنداں ثبوت کی ضرورت نہیں۔ نہرو رپورٹ۔ گول میز کانفرنس میں پنڈت مالویہ کی روش۔ ڈاکٹر مونجے اور بھائی پرمانند کے وقتاً فوقتاً اعلانات اور ہندوؤں کو مسلمانوں کی دشمنی کی تلقین، مسٹر گاندھی کی مسلم کش پالیسی اور کانگرس کی ابتدا سے انتہا تک بے اعتنائی ایسے امور ہیں جن کو ہر مسلمان جانتا ہے کمیونل ایوارڈ نے کانگرس کی بد باطنی کی حقیقت بالکل آشکارا کر دی ہے۔ یہ ایوارڈ محض پنڈت مالویہ اور دیگر ہندو لیڈروں کی سفارش پر تیار ہوا۔ لیکن چونکہ مسلمانوں کی اشک شوئی کا اس میں قدرے اہتمام تھا اس لئے تمام ہندو دنیا نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مخالفت کا شور بلند کیا۔ کانگرس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس ایوارڈ کے معاملہ میں غیر جانبدار رہے گی مگر مہاسبھائیوں کی شورش نے ان کو ہوش دلا دی اور انہوں نے مسلمانوں کی پوزیشن کو برباد کرنے کے لئے اس کی مخالفت کو ہی اہم ترین مسئلہ قرار دے لیا۔

کانگرس کا یہ خیال تھا کہ ہمارے بلند بانگ دعاوی کی وجہ سے بہت سے مسلمان کانگرس کے ووٹ پر کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر مسلمانوں نے کمال دانائی سے کام لیا اور کانگرس کے نمائندوں کو قریباً ہر مقام پر شکست دیکر اس امر کو ایک بار پھر واضح کر دیا کہ مسلمان اپنے پاؤں پکڑا ہے اور اس وقت تک کانگرس کے فریب میں نہیں آسکتا جب تک کہ اس کی ہستی کو کانگرس تسلیم نہ کرے۔

انتخابات کے بعد کانگرس کی آنکھوں سے پردے اٹھے اور انہوں نے مسلمانوں کو جدا پایا تو انہوں نے ایک شعبہ اسلامیات کھول دیا جس کا کام مسلمانوں کو بلا شرط کانگرس میں بھرتی کرنا ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں کانگرس اور مسلمانوں کی اس شعبہ کے کھلنے کے بعد کی کشمکش پر کچھ تبصرہ کروں۔ مسلمانوں کو ایک سراب اور فریب سے واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کانگرس نے شعبہ اسلامیات کا جس شخص کو انچارج بنایا ہے وہ ڈاکٹر اشرف کے نام سے مشہور ہیں۔ اور درحقیقت وہ مسلمان نہیں بلکہ لامذہب اور دہریہ ہیں۔ کو نہیں مانتے اسلام کو محض ایک مذہب سمجھتے ہیں۔ مسلمان کی بدقسمتی سے ہندوستان میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو چکا ہے جو مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے جن کے نام مسلمانوں کے سے ہیں مگر وہ دہریے ہیں۔ خدا و اسلام کے دشمن ہیں اور مسلمان ہیں اور ہندوؤں میں کوئی فرق نہیں بلکہ وہ ہندوؤں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ ہندو تو پھر بھی خدا کا مقر ہے مگر یہ خدا کی ہستی کے بھی منکر ہیں۔ ڈاکٹر اشرف بھی انہی میں سے ہیں۔ پنجاب میں شیخ نل الہٰی صاحب قربان۔ فیروز الدین صحرائی۔ منشی احمد الدین وغیرہ ہو رہے ہیں۔ مسلمان نہایت ہی بھولا واقع ہوا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ ان کے نام مسلمانوں جیسے ہیں تو ان کو مسلمان سمجھ کر ان کے دام فریب میں آ جاتا ہے۔

تو کانگرس نے ڈاکٹر اشرف کو شعبہ اسلامیات کا انچارج بنا کر محض مسلمانوں کے ساتھ دھوکا کیا ہے اور ان کی جہالت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ کانگرس کے ہندو سبھائیوں کو حق ہے کہ وہ ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنے کے لئے سرمایہ دار لوگوں کے ایمان چھینیں اور فریب دیں۔ مگر ان لوگوں کی غیرت کو کیا ہو گیا جو کہ علماء اسلام ہونے کے مدعی ہو کر کانگرس میں شامل ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کا نمائندہ ایک دہریہ کو قرار دیا

کانگرس نے شعبہ اسلامیات کھول کر اس بات کے لئے کوشش شروع کر دی کہ مسلمانوں کو دام تزویر میں پھنسا کر مہاسبھائی مقاصد کی تکمیل کے لئے قربانی کا بکرا بنایا جائے۔ کانگرس میں شعبہ اسلامیات کا کھولنا ہی کیا معنی رکھتا ہے کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ باقی تمام کانگرس ہندوؤں کی نمائندہ ہے۔ بہرحال کانگرس کی طرف سے اس آواز کا اٹھنا ہی تھا کہ مسلمان قوم کے بہی خواہوں نے کانگرس کو بروقت متنبہ کیا کہ وہ مسلمانوں میں پھوٹ کی پالیسی کو ترک کر دے اور اگر وہ چاہتی ہے کہ مسلمان قوم کے اعتماد کو حاصل کرے تو پہلے اس کے مطالبات کو منظور کرے۔ مگر کانگرس اس بات کا نام نہیں لیتی اور اسی کوشش میں ہے کہ اس قوم کو اتو بنا کر اس کی ہستی کو کالعدم کر دے

بدقسمتی سے مسلمانوں کا ایک حقیر گروہ ہندو سبھائی کانگرس کی آغوش میں ہی اپنی عافیت سمجھتا ہے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے طرح طرح کے فریب کارانہ حیل سے کام لے رہا ہے۔ جمعیت علمائے ہند کا الہ آباد میں یہ فیصلہ کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ بلا شرط کانگرس میں شامل ہو جائے فریب نفس سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ جمعیت کا یہ اعلان کہ ہم تو کانگرس میں شامل ہوتے ہیں۔ اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ گویا وہ نئے نئے کانگرس میں شامل ہو رہے ہیں۔ حالانکہ بچہ بچہ اس بات سے آگاہ ہے کہ یہ رسوائے ہند جمعیت ایک مدت سے قوم کی آواز کو ٹھکرا کر ہندوؤں کے ہاتھ میں کھیل رہی ہے۔

کانگرس کے حامی مسلمان یا تو ابلہ فریبی کی وجہ سے کانگرس میں بلا شرط شمولیت کی دعوت دے رہے ہیں اور یا انہوں نے قوم کو ہندوؤں کے ہاتھ بیچنے کا سودا کر لیا ہے۔ اس مقام پر نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمان نفس پرست رہنماؤں کی قیادت میں ہلاکت کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکا ہے اور ان کے رہنماؤں اور عوام میں ایک حصہ کثیر ایسے لوگوں کا پیدا ہو چکا ہے جو کہ چند پیسوں کی خاطر ضمیر فروشی کرتا ہے اور اپنے بھائیوں کا گلا کاٹنا معمولی کام سمجھتا ہے۔ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ انگلستان ایک ایسا ملک ہے جس کے مدبرین کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ جہاں روپے سے کام چل جائے وہاں آدمی استعمال نہ کرو۔ یورپ کی جنگوں کو دیکھ لو۔ انگریز کی یہ کاریگری جلوہ نما نظر آتی ہے

ہندوستان کے ہندو نے اس راز کو سمجھا ہے چنانچہ آج وہ اپنی دولت بے دریغ صرف کرکے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنا رہا ہے جس کا لازمی نتیجہ مسلمان کی تباہی ہے تو جب مسلمان کی طرف سے کانگریس کو یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمان کو جنگ آزادی میں اپنے ساتھ ملانے سے قبل اس کی مستقل ہستی کو تسلیم کرے اور اسے آزاد ہندوستان میں تحفظات کا یقین دلائے۔ تو کانگرسی مسلمان نہایت فخریہ لہجہ میں کہتے ہیں کہ تحفظ ان طاقت سے لئے جاتے ہیں مانگے نہیں جاتے اور جب ہم انگریز کو ہندوستان سے نکال لیں گے تو ہندو کی کیا ہستی ہے کہ ہمارے حقوق دبا سکے۔ یہ فقرہ ممکن ہے کہ کسی احمق کو مغالطہ میں ڈالنے میں کامیاب ہو جائے۔ مگر اس کی بنیاد فریب اور سراب پر ہے۔ آؤ ہم اس دعویٰ کی معقولیت اور نامعقولیت کا تجزیہ کریں۔

فرض کیا کہ آج مسلمان بالاشتراک کانگریس کے ساتھ مل کر جنگ آزادی لڑتے ہیں تو نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ تو کبھی نہیں ہوگا کہ انگریز ہندوستان کو یکدم کلیتہً چھوڑ کر چلا جائے گا اور نہ ہی ہندو یہ چاہتا ہے کہ ہندوستان سے انگریز کا تعلق بالکل منقطع ہو جائے۔ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ حکومت ملک کی ہمارے ہاتھ میں ہو۔ مالیات پر ہمارا قبضہ ہو۔ مگر بیرونی طاقتوں سے بچا کر ہماری لوٹ کھسوٹ کو برقرار رکھنے کے لئے حکومت برطانیہ کا سایہ سر پر قائم رہے تو پہلی صورت میں خواہ ہندوستان کلیتہً آزاد ہو یا نوآبادیات کی صف میں آ جائے مسلمان یہ تو ہرگز نہیں کر سکیگا کہ دوسری قوموں کو دبا کر خالص اسلامی حکومت قائم کرے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ خیال ہے تو وہ محض جنون ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہندوستان میں نہ تنہا ہندو کی حکومت ہو اور نہ مسلمان کی۔ بلکہ ہندوستانیوں کی حکومت ہو۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ کانگریس ہرگز ہرگز صوبجاتی آزادی یا امریکہ کی فیڈرل طرز کی حکومت کی حامی نہیں۔ کیونکہ اس سے تو مسلمان کی ذات کے بقا کی امید ہے اور یہ اسے گوارا نہیں۔ کانگریس مرکزی حکومت کی قائل ہے جو تمام ہندوستان پر مسلط ہو۔ اب کانگریس تو از خود ثابت بتائیں کہ مرکزی اسمبلی میں کس کی اکثریت ہوگی۔ عیاں ہے کہ ہندوؤں کی ہوگی۔ ہندوستان کے مختلف شعبہ جات کے انتظام کی تقسیم ہندوستانی قومیت کے اصول پر ہوگی۔ ہندو مسلم کی تخصیص اس میں نہیں ہوگی۔ آپ کے پاس کیا سند ہے اس بات کی کہ فوج، مالیات اور دیگر محکمہ جات میں ہندوؤں کا تسلط نہیں ہوگا۔ وہاں اگر کوئی آواز کسی قوم کی حفاظت کے لئے اٹھیگی تو اکثریت کے پاس اس آواز کو دبانے کے لئے یہی کہنا کافی ہوگا کہ آزاد ہندوستان میں نہ کوئی ہندو ہے اور نہ مسلمان۔ یہاں تو کام کی تقسیم قابلیت کے مطابق ہوتی ہے اسمبلی میں سوال ہوتا ہے کہ ملک کی زبان ہندی قرار دی جائے۔ اکثریت اس کی تائید کرتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس تمام امور میں اکثریت ہندوستانی قومیت کی آڑ میں اقلیتوں کو کچل ڈالتی ہے۔ اس حالت میں بلا شرط کانگریس میں جانیوالے کیا کرینگے اس وقت رونے کو ہوں گے اور وہ بھی اس حالت میں جب ملک بالکل آزاد ہو اور اگر انگریز کے زیر سایہ ہی ہوا تو وہاں یہی صورت ہے اور وہ ہے ذلت کی۔ دو آزاد ہندوستان میں دو صورتیں اس وقت پیدا ہوں گی کہ یا تو مسلمان اکثریت کے مقابل ہتھیار اٹھائیں اور کامیاب ہوں جو بالکل ناممکن ہے۔ اب وہ زمانہ گیا کہ تلوار نکالی اور میدان میں کود پڑے۔ اس وقت تمام سامان جنگ اکثریت کے ہاتھ میں ہوگا جس کے مقابل میں اقلیت کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہوگی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مسلمان ہمیشہ کے اچھوت اور ذلیل ہو کر رہ جائیں یا ملک سے نکل جائیں اور اس کے سوا چارہ نہیں ہوگا۔

اگر یہ کہا جائے کہ اکثریت اقلیتوں کا خیال رکھیگی تو یہ بھی غلطی خوردہ ہونے کی علامت ہے۔ کانگریس کی موجودہ روش ہی مستقبل پر کافی روشنی ڈالتی ہے۔ ایک تو ڈاکٹر اشرف صاحب کی وہ تقریر لیجئے جس میں انہوں نے صاف کہا کہ ہندوستان کے مسلمان کی اپنی تہذیب ہی کوئی نہیں جس کی حفاظت کی ضرورت ہو۔ ان کے نزدیک ہندوستان میں صرف ہندو کی ہی تہذیب ہے جس کا زندہ ثبوت اچھوتوں کا وجود ہے۔ حالانکہ اس کے برخلاف مسلمان ہی شرف اخوت، مساوات اور آزادی رائے کا حامی ہے اور جو قوم کہ مسلمانوں کے ہند میں آنے سے قبل چوٹی اور لنگوٹی کے سوا اور کوئی لباس نہیں رکھتی تھی اور جسے مسلمانوں نے آکر انسانیت کی تعلیم دی۔ جو انسانوں سے حیوانوں کا سلوک کرتی ہے جہاں آزادی کا نام نہیں [illegible] ہے۔ یہ تو ہے غیر کی حکومت میں مسلمانوں کی تہذیب کا انکار۔ دوسرا واقعہ یو۔پی میں کانگریس ممبران اسمبلی کے سرگروہ پنڈت کرشن کانت مالویہ کا ہے۔ گذشتہ دنوں جب یو۔پی حکومت بنانے کا سوال پیدا ہوا تو کسی مسلمان نے کہا کہ چونکہ کانگریس میں کوئی مسلمان ممبر نہیں۔ اس لئے وزارت مرتب کرنے کے لئے کانگریس کو مجبوراً مسلم لیگ سے تعاون کرنا ہوگا۔ تو پنڈت صاحب نے صاف کہا کہ کون کہتا ہے کہ یو۔پی کی وزارت مرتب کرنے کے لئے مسلمان وزیروں کا ہونا ضروری ہے۔ ہماری مرضی ہے کہ مسلمان کو وزیر بنائیں یا نہ ہم ہرگز دوسری پارٹی سے کسی مسلمان کو وزیر نہیں بنا سکتے۔ کاش کہ کانگریس پرست مسلمانوں کی آنکھیں اس وقت کھلتیں اور وہ دیکھتے کہ یہ [illegible] اس حفاظت کا جو بلا شرط کانگریس میں شامل ہونے سے نہیں ملنے والی ہے۔

ان سطور سے آپ کے سامنے یہ حقیقت آگئی ہوگی کہ کانگریس کی موجودہ روش مسلم کش ہے اور وہ اس بات پر تلی ہوئی ہے کہ مسلمانوں کی ہستی کو نظر انداز کرکے آزادی حاصل کرکے اس قوم کو صفحہ ہند سے نابود کر دے۔ ان حالات کی روشنی میں ہندوستان کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ سوچے کہ ہمارا کانگریس کے ساتھ ملنا اور اس کی تائید کرنا مفید ہوگا یا اس سے علیحدگی۔

اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان کی آزادی سے قوم کی ہستی زیادہ عزیز ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ملک آزاد ہو مگر ہم ہرگز ہرگز ایک لمحہ کے لئے تصور میں نہیں لا سکتے ہیں کہ انگریز کی غلامی سے نکل کر ہندو کی غلامی قبول کر لیں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انگریز کی غلامی سے ہندو کی غلامی بہتر ہے وہ قوم کی تباہی کے متمنی ہیں اور وہ اس بات میں کوشاں ہیں کہ قوم کو جلد از جلد بربادی کے گڑھے میں دھکیلا جائے۔

اس وقت مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی خودداری کا ثبوت دے اور کانگریس پر واضح کر دے کہ جب تک وہ ہمارے مطالبات کو تسلیم نہیں کرتی ہم اس کے ساتھ ہرگز تعاون نہیں کر سکتے۔ میاں عبدالعزیز برادر [illegible] کا مقابلہ دراصل مسلمان کی موت و زندگی کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے اس بات کو دماغوں سے نکال دو کہ یہ دونوں اشخاص کون ہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ ایک تو اس بات کیلئے کھڑا ہے کہ مسلمانوں کی رائے کو ہندو مہاسبھا کے مفاد کی قربانگاہ پر چڑھا دے اور دوسرا اس لئے کہ مسلمان کے حقوق کا انگریز اور ہندو سے مطالبہ کرے۔ اس الیکشن میں اگر ایک طرف ووٹ کانگریس کو دینا ہے جس کا لازمی نتیجہ قوم کی حیثیت کو گرانا ہے کیونکہ اس کے بعد کانگریس مسلمانوں کی طرف سے بالکل بے نیاز ہو جائیگی تو دوسری طرف ووٹ دیکر ہندوستان میں مسلمان کی ہستی کو کامیاب کرنا ہے جو نہایت ضروری بات ہے۔ مگر اس نے ہی فیصلہ کرنا ہے کہ ہندوستان میں مسلمان زندہ رہنے کے قابل ہے کہ نہیں۔

مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ ووٹ دیتے وقت یہ ہرگز نہ دیکھیں کہ وہ ظفر علی خاں کو دے رہے ہیں۔ ہمارا تو فرض ہے کہ کانگریس کی موجودہ روش کے ہوتے ہوئے اگر کوئی بالکل نااہل بھی کھڑا ہوتا تو اسے کامیاب بنا کر کانگریس پر واضح کرتے کہ ہمیں تیری اس بے نیازانہ روش سے سخت نفرت اور اختلاف ہے۔ اب مسلمان کا اختیار ہے کہ کانگریس کے مدمقابل کو کامیاب بنا کر زندگی کا ثبوت دے یا غفلت میں پڑ کر مٹ جائے مگر یہ یاد رکھے کہ اس موقع پر ذرہ بھر غفلت اس قدر زبردست نقصان پہنچائیگی جس کی تلافی شاید ہی ہو سکے۔

اخبار احمدیہ

— سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۳۰۔ مئی کو ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ آپ کا موجودہ پتہ نوٹ فرمالیں:۔

"دار السلام" ۔ ڈلہوزی

— مولانا عبد الحق ودیارتھی اور سید اختر حسین گیلانی مولوی فاضل سنگرور اور دہلی کا دورہ فرما کر لاہور مراجعت فرما چکے ہیں۔ ہر دو مقام پر کامیاب جلسے ہوئے۔

— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اپنے معین حلقہ کے مرکز ساڈھورہ(؟) تشریف لے گئے ہیں۔

— مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع علی پور ضلع مظفر گڑھ کے کامیاب دورہ سے لوٹ آئے ہیں اور اس وقت ان کی طبیعت قدرے ناساز ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔

— سیرۃ النبی کی تقریب پہ سید محمد امین گیلانی مولوی فاضل خیر از جماعت احباب کی خواہش پر بڑی دھوم دھام سے پہنچے۔ آپ کے لئے تین تقاریر کا وقت رکھا گیا تھا۔ مگر پانچ تقاریر کا موقع دیا گیا۔ وہاں کے مسلمانوں نے وحدت قومی کا نہایت عمدہ ثبوت پیش کیا۔

— ۲۴۔ مئی کو مولوی احمد یار العرائی صاحب امرتسر تقریر کے لئے گئے۔ جلسہ شروع ہونے پر مولوی ثناء اللہ کے تربیت یافتگان نے ایک گھنٹہ تک اینٹوں کی بارش کی اور شور و شر مچا کر کفار مکہ کی روح کو خوش کیا۔ تمام احباب نے صبر و استقلال کا ثبوت دیا۔ سروں پر برساتی ہونے کی وجہ سے کسی کو ضرب نہیں آئی۔

— مرکز میں احمدیہ ینگ مین کے زیر اہتمام ۲۳ اور ۲۶۔ مئی کو علی الترتیب عید میلاد اور یوم وصال منائے گئے۔ رپورٹ علیحدہ شائع ہوگی۔

— ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب اپنے علاقہ راولپنڈی کی طرف تشریف لے گئے ہیں ان کی صحت خدا کے فضل سے آگے سے بہتر ہے اور وزن ۱۴ پونڈ بڑھ گیا ہے۔

— شیخ قمر الدین صاحب کی طبیعت اب آگے سے بہت بہتر ہے احباب دعا فرماتے رہیں۔

اشد ضروری اطلاع

نقل رزولیوشن ۱۸۵ مورخہ ۵/۳/۳۷ء

"شیخ محمد نصیب کی مستقل ملازمت ۳۱ر اکتوبر ۳۵ء کو ختم ہوگئی تھی لیکن انجمن نے ازراہ ہمدردی ان کو دوبارہ عارضی طور پر ملازمت میں لے لیا تھا۔ مگر انجمن اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ شیخ صاحب نے اپنے آپ کو انجمن کے مفاد کے لئے ضرر رساں ثابت کیا ہے اس لئے ان کی خدمات کی مزید ضرورت نہیں۔ لہذا از تاریخ تعطیل (۲۷ر مارچ ۱۹۳۷ء) سے ان کو ملازمت سے علیحدہ کیا جاتا ہے اس فیصلہ کا اثر ان کی پنشن پر نہیں پڑے گا۔ جب تک ان کا طرز عمل و رویہ مفاد انجمن کے خلاف نہ ہو"

چونکہ شیخ صاحب انجمن کے محصل اور مبلغ رہ چکے ہیں اس لئے تمام جماعتیں اور احباب نوٹ فرمالیں۔

(جنرل سکرٹری)

جماعت احمدیہ اور شادی کی مشکلات

ایک اہم مجلسی مسئلہ

اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے — قوم کے دردمند کا طرزِ کلام اور ہے
طائرِ زیرِ دام کے نالے تو سُن چکے ہو تم — یہ بھی سُنو کہ نالۂ طائرِ بام اور ہے

(سید اختر حسین گیلانی کے قلم سے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے منشا کے مطابق مسلمانوں کو از سرِ نو منظم کیا اور چاہا کہ اس نئی جماعت میں جو تبلیغ و اشاعت اسلام کے مقصد کو لیکر کھڑی ہوئی ہے۔ اس قدر اتفاق، اتحاد اور محبت کے تعلقات بڑھیں کہ ایک آہنی دیوار کی طرح دشمنانِ دین کے مقابل کھڑی ہو کر خدا کا کلام دنیا میں پہنچائے گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ سمجھتے تھے کہ غیر احمدی کو رشتہ دینا یا غیر احمدی سے رشتہ لینا حرام نہیں۔ لیکن آپ نے باہمی تعلقات مضبوط کرنے کے لئے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے احمدیوں کے رشتے احمدیوں میں ہی ہوں۔ اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ احمدی اور غیر احمدی میں رشتہ داری کے باعث جو فساد اور فتنے بعض اوقات پیدا ہو جاتے ہیں ان سے بھی نجات مل جاتی ہے اور میاں بیوی دونوں چونکہ ایک ہی خیال کے ہوتے ہیں اس لئے ان کی زندگی امن سے گذرتی ہے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ احمدی لڑکے کا نکاح غیر احمدی لڑکی سے کر لینا چاہئے۔ لیکن ایک مشکل اس معاملہ میں بھی نظر آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر احمدی لڑکے غیر احمدی لڑکیوں سے شادیاں کرنے لگ جائیں تو لامحالہ احمدی لڑکیوں کے لئے احمدی لڑکے میسر نہیں آسکیں گے اور والدین کو غیر احمدی لڑکے تلاش کرنے پڑیں گے۔ اس لئے اگر کوئی امر سب سے زیادہ مستحسن ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ احمدی کے تعلقات رشتہ داری احمدیوں کے ساتھ ہوں۔ یہ وہ اصول ہے کہ اگر کسی بڑے سے بڑے ماہر نفسیات کے سامنے رکھا جائے جو قوموں کے بننے اور بگڑنے کے راز کو سمجھنے والا ہو تو وہ یقیناً کہیگا کہ یہ اصول ایسا عظیم الشان ہے جس پر عمل کرنے سے ریت کے ذروں کی طرح منتشر قوم ایک چٹان کی طرح مضبوط ہو جاتی ہے۔ مگر باوجود ان تمام امور کے اگر ہم اس اصول کو عمل کا جامہ پہنانا چاہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی آسان کام نہیں اور ہمارے رستہ میں اس قدر مشکلات پیدا ہو رہی ہیں جن کو دور کرنے کی فکر کرنا ہر احمدی کا فرض ہونا چاہیئے۔

نبی یا مجدد کا فرض ہوتا ہے کہ وہ قوم میں پہلے ایک روحانی برادری پیدا کرے۔ روحانی برادری کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ قوم اپنے عقائد کے لحاظ سے ایک معیار پر آجائے۔ ایک ہی قسم کے عقائد و خیالات کو مانے اور ان اصولی خیالات میں ان کا فرق نہ ہو ہر قوم کا ہر فرد اپنے دل کو ایک دوسرے کی محبت سے لبریز پائے اس کے بعد باہمی رشتہ داریوں کا سوال آتا ہے ان رشتہ داریوں کے لئے بھی قوم کسی خاص معیار اور اصول پر لانے کی ضرورت ہوتی اور اس میں شک نہیں کہ جب تک کوئی قوم ایک خاص اصول کی پابند نہ ہوگی رشتہ داریوں کے تعلقات بھی کامیاب ثابت نہ ہوں گے۔ موجودہ زمانہ مادیت کی رو میں بہہ رہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بالکل بجا ہے کہ وہ جاہلیت کے اثر سے شاید ہی کوئی شخص بچ سکے مسلمان قوم کی تمدنی، اقتصادی، معاشی اور معاشرتی زندگیوں پر اسی مغربی تمدن کا اثر ہے اور یہ کہنے میں کوئی ہرج نہیں کہ ہم میں بھی اس کے آثار موجود ہیں۔ شادیوں کے معاملہ میں سب سے مشکل سوال ہماری معاشرتی یا خانگی زندگی کے معیار کا پیدا ہوتا ہے اور یہ معیارِ معاشرت جماعت کے باہمی تعلقات کے رستہ میں ایک عظیم الشان روک اور خطرناک خلیج ثابت ہو رہا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر غلاموں اور غلام زادوں کے نکاح قریش کی شریف زادیوں سے کرا دیئے اس کی وجہ یہی تھی کہ لوگوں کی ضروریات بہت کم تھیں۔ یا انہوں نے خود کم کر دی تھیں۔ اس زمانہ میں موٹریں، ہوائی جہاز، ریڈیو اور دیگر موجودہ زمانہ کی ایجادات نہ تھیں۔ ایک امیر کبیر انسان بھی ایک غریب کی طرح کچے مکانوں میں رہتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیدیا ہوا تھا کہ جو خود کھاتے ہو وہی نوکروں کو کھلاؤ اور جیسا خود پہنتے ہو ویسا ہی نوکروں کو پہناؤ۔ اس لئے ان کے لباس اور ان کی خوراک کا معیار ایسا تھا جس میں یا تو بالکل کوئی فرق نہ ہوتا تھا اور تھا تو بہت کم تھا۔ اس لئے ایک امیر آدمی کی لڑکی اگر ایک غریب سے بیاہی جاتی تھی تو لڑکی کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوتی تھی کیونکہ لباس، خوراک اور زندگی کی دیگر ضروریات کی چیزوں میں امیر و غریب میں کوئی فرق نہیں ہوتا تھا۔ امیر کی لڑکی نے اگر ماں باپ کے گھر غازہ، عطر اور ریشم کے بغیر گزارہ کر لیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ خاوند سے یہ چیزیں طلب کرے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے مختار مطلق بن چکے تھے مگر آپ کی بیٹی اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھی۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں وہ (معاذ اللہ) ریشم کے کپڑے پہننے والی ہوتیں۔ مرغ و زعفر کھانے کی عادی ہوتیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ جیسے فقیر اور گوشہ نشین کے گھر میں ان کا کبھی گزارہ نہ ہو سکتا۔

خانگی زندگی کی یہ سادگی میاں بیوی کی محبت کو قائم رکھتی تھی اور کسی قسم کا فساد پیدا نہیں ہوتا تھا۔ گو اس عظیم الشان سادگی کا نمونہ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھائی۔ ہماری شہری زندگی میں بہت حد تک مفقود ہو چکا ہے۔ مگر دیہات میں اس کے آثار بکثرت موجود ہیں۔ میں خود ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں اور گاؤں کی زندگی کو میں نے بہت مطالعہ کیا ہے اس میں مجھے ایک چیز بہت پسندیدہ نظر آئی ہے اور وہ چیز گاؤں والوں کی خانگی زندگی کا معیار ہے۔ آپ ایک گاؤں میں چلے جائیں۔ ایک زمیندار یا کسان آپ کو ایسا نظر آئے گا جس کی سالانہ آمدنی ہزار روپے ہے اور دوسرا جس کی پانچسو یا اڑھائی سو روپے ہے لیکن اگر آپ ان کے گھر کے حالات کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہزار روپے آمدنی والے کے گھر میں بھی ویسا ہی کھانا پکتا ہے اور ویسا ہی کپڑا استعمال ہوتا ہے جیسا پانچ سو روپے والے یا اڑھائی سو روپے والے کے گھر میں۔ ضروریاتِ زندگی سب کی ایک ہی جیسی ہوتی ہیں۔ اس لئے دیہات میں برادری میں ایک امیر گھر کی لڑکی غریب کے گھر چلی جائے تو لڑکی کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی

مغربی تمدن سے ہمارے مجلسی نظام میں وہی مشکلات پیدا ہو رہی ہیں جو مغرب میں موجود ہیں۔ ہمارے ملک کا ہماری قوم کا وہ طبقہ جس میں مغربی مادہ پرستی کے جراثیم خبیثہ کثرت سے داخل ہو چکے ہیں کہتا ہے کہ انگریز لوگ جس سے محبت کرتے ہیں اس سے شادی کرتے ہیں اور مشرقی لوگ اس کے الٹ پہلے شادی کر لیتے ہیں اور پھر چار و ناچار گلے پڑی ہوئی بلا سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن اس میں ذرا سا مغالطہ ہے۔ اسلامی یا عام مشرقی ممالک کی تہذیب یہ ہے کہ وہ اپنی پسند کے مطابق شادی تو کرتے ہیں۔ مگر محبت کے تعلقات میں زیادہ آزادی شادی کے بعد ہی ملتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ شادی کے معاملات میں یہی طریق بہترین ہے ورنہ اگر یورپ والا طرزِ محبت دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیاں اور لڑکے اپنی ساری عمر کبھی ایک سے اور کبھی دوسرے سے محبت کرتے کرتے گزار دیتے ہیں مگر کسی کو اپنے معیار کے مطابق نہیں پاتے۔ عمر بھر کنوارے تو رہتے ہیں مگر ان کی زندگی اس قدر گندی ہوتی ہے کہ الامان والحفیظ۔ لیکن آخر وجہ کیا ہے کہ انگلستان میں بالخصوص جنگ عظیم کے بعد شادیوں سے نفرت کے خیالات بڑھ گئے ہیں۔ لڑکیاں اور لڑکے عمر بھر شادیاں نہیں کرتے۔ ہاں عصمت و عفت فروشی کا بازار گرم ہے اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ضروریاتِ زندگی کو بہت

تنظیم جماعت اور تعلقات رشتہ داری

آجکل چونکہ ہماری قوم کی توجہ اپنی جماعت کی تنظیم کی طرف زیادہ مبذول ہے اس لئے میں عرض کرنے کے لئے مجبور ہوں کہ جماعت کے افراد میں آپس میں تعلقات رشتہ داری بھی تنظیم کے معاملہ میں بہت مفید اور ممد عنصر ہے اور روحانی رشتوں کے علاوہ جسمانی رشتہ داریاں آپس کی محبت اور اتحاد کو ترقی دینے میں بے انتہا معاون ہوا کرتی ہیں یہی وجہ تھی جو حضرت مسیح موعود جماعت میں آپس میں رشتے کرنے کے لئے زور دیا کرتے تھے اور اسی وجہ سے اخبار میں بار بار تحریک بھی کی گئی۔ مگر لڑکیوں کے رشتوں کے تو بکثرت خطوط آگئے لیکن لڑکوں کے رشتوں کے متعلق کوئی خط نہیں آیا۔ اگر ایک دو صاحبان کے خطوط آئے بھی تو وہ لڑکیوں کے رشتوں کی تعداد کے مقابل نہ ہونے کے برابر ہیں وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ لڑکوں کے والدین کے دلوں میں وہ تشویش اور فکر نہیں جو لڑکیوں کے والدین کے دلوں میں ہوتی ہے اس لئے لڑکوں کے بزرگ اپنی جگہ مطمئن بیٹھے ہوئے ہیں۔ لہذا گذارش ہے کہ لڑکوں کے والدین بھی اگر مجھے اطلاع دیں تو فریقین کے لئے انتخاب کا موقعہ اچھا پیدا ہو جائیگا۔ وہ خاطر جمع رکھیں کہ ان کی رضامندی سب پر مقدم ہوگی اور ان کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہ ہوگا۔ مگر موجودہ حالت میں جب صرف لڑکیوں ہی کے رشتوں کے متعلق میرے پاس خطوط آتے ہیں اور بالمقابل لڑکوں کے رشتوں کے کوئی خطوط نہیں آتے تو مفت میں بدنام بھی ہوتا ہوں کہیں کرتا کراتا کچھ نہیں، فقط لوگوں کو تسلیاں دیتا رہتا ہوں۔

خاکسار

بشارت احمد

بڑھا دیا گیا ہے۔ انگلستان میں ایک اوسط درجہ کے نوجوان کے لئے شادی کرنا عام طور پر گھر کے اندر ہاتھی باندھنے کے مترادف ہو چکا ہے کیونکہ بیگم صاحبہ کو سینکڑوں قسم کے سوٹوں، بیسیوں قسم کے لنڈروں اور خدا جانے کس کس چیز کی ضرورت ہے اور ان کا مہیا کرنا غریب خاوند کیلئے بہت مشکل ہے۔ کیونکہ ایک انگریز نوجوان کے خود اپنے اخراجات بھی کچھ کم نہیں ہوتے اس لئے وہ اکیلا رہنا زیادہ پسند کرتا ہے یہی حال لڑکیوں کا ہے وہ بھی اپنا کماتی اور کھاتی ہیں اور بچے پیدا کرنے کی تکلیف سے بچنے کی خاطر برتھ کنٹرول کرتی ہیں۔ اگر یہ معیار زندگی کسی ایک حد کے اندر رہتا اور میں کہتا ہوں کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح سادی ہوتا تو یہ مشکلات نہ پیدا ہوتیں اور گناہوں کا بازار گرم نہ ہوتا۔ انگلستان میں سینکڑوں ہزاروں لڑکیاں ہیں جو چاہتی ہیں کہ فلاں فلاں لڑکوں سے شادیاں کر لیں۔ مگر اس لئے نہیں کر سکتیں کہ وہ لڑکے غریب ہیں۔ پس اگر خانگی زندگی کے معیار کو بڑھانے کی وبا نہ پھیلتی۔ تو محض غربت کی وجہ سے کسی لڑکے یا لڑکی کا انکار نہ کیا جاتا۔ ہمارا فرض ہے کہ موجودہ دور کے حالات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے حالات کا مقابلہ کر کے اسی نبی امی اور اس کے مقدس صحابہ کے طرز عمل کو اختیار کریں۔

خوب یاد رکھئے کہ قوم بنانا اس کو نہیں کہتے کہ امیروں کے رشتے امیروں میں ہوں اور غریبوں کے غریبوں میں ہوں۔ یہ امر تو ایک جماعتی جنگ پیدا کر دے گا۔ وہی سرمایہ، محنت اور امارت و غربت والا سوال پیدا ہوگا۔ امیروں کی جماعت الگ ہوگی اور غریبوں کی الگ ہوگی۔ اور دونوں ایک دوسرے سے متنفر ہونگے اور ایک دوسرے پر دانت پیسیں گے۔ خوب غور کیجئے کہ کیا ہمارا مقصد ایسی ہی قوم تیار کرنا ہے جو اپنی تباہی کے جراثیم اپنے اندر رکھتی ہو۔ اگر کوئی قوم میں امیر و غریب ایک صف میں کھڑے نہیں ہوتے تو وہ قوم نہیں ایک دھوکا ہے۔ تعلقات تو ایسے ہونے چاہئیں کہ کسی کو امیر و غریب کا فرق نہ معلوم ہو سکے۔

ہمیں چاہئے کہ قوم کی بچیوں اور قوم کے بچوں کو قوم کے لئے وقف کر دیں۔ امارت و غربت کا فرق ہمارے تعلقات میں روک نہ بنے۔ ضروریات زندگی کو کم کریں۔ بچیوں کو یہ معلوم ہو کہ وہ جس گھر میں جائیں وہاں خاوندوں کے نفع و نقصان کو اپنا نفع و نقصان سمجھیں اس کی جان، اس کے مال اور اس کی عزت کی بہترین محافظ بنیں۔ ضروریات زندگی کو کم کریں۔ ایسا نہ ہو کہ خاوند اور اس کے عزیز تو پیسے پیسے کو ترس رہے ہوں تو بیوی صاحبہ اپنی زیبائش اور آرائش کیلئے سینکڑوں خرچ کرتی پھریں۔ کیونکہ یہی چیز ہے جس کے خطرہ سے آج کا نوجوان شادی سے بیزار ہے اور یہی وہ مرض ہے جس نے ہماری خانگی زندگیوں کو جہنم بنا دیا ہے۔ جہاں ہمیشہ "ھل من مزید" کا نعرہ لگتا ہے۔ میاں بیوی کی نہیں بنتی اور شور اٹھتا ہے کہ دیکھئے صاحب جماعت میں رشتہ کیا تھا کہ کیا برا انجام ہوا۔ میں کہتا ہوں یہ بات صرف جماعت تک ہی محدود نہیں جب تک ہم ان خرابیوں کو دور نہ کریں گے ہمارے تعلقات رشتہ داری خواہ وہ جماعت میں یا جماعت سے باہر کبھی بابرکت ثابت نہ ہوں گے

ایک اور حقیقت ہے جس سے بہت لوگ ناواقف ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جماعت کا فیصلہ یا مسلک کچھ ہو ہماری ذاتی رائے اس معاملہ میں الگ ہے۔ ہم ذاتی طور پر اس باہمی تعلقات رشتہ داری پر عمل نہیں کر سکتے یا نہیں کرنا چاہتے۔ ایسے لوگ قوم کیلئے فتنہ کا موجب بن رہتے ہیں۔ جب ہم ایک قوم میں شامل ہوتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اپنی ذات کو قوم میں فنا کر دیا ہے اور بقول

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

اسی میں ہماری راحت، نجات، اور زندگی ہے۔ اگر ہم اپنی ذات کو الگ کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم قوم کو نہیں بنانا چاہتے خوب غور کر کے دیکھئے اگر ہم اپنی اپنی ذات کو بنائیں تو ہمارا یہ دعویٰ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ ہمارا مقصد قوم بنانا ہے بلکہ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ ہم قوم کو "بنا" رہے ہیں

ابھی میری نظر سے قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ایک مضمون "تنظیم جماعت اور تعلقات رشتہ داری" گزرا ہے جس میں تمام تر یہی رونا رویا گیا ہے کہ جماعت کی لڑکیوں کے لئے رشتے نہیں ملتے اور یہ سو فیصدی درست ہے۔ لیکن اگر ہم اس مشکل کو محسوس کر کے اس کا صحیح حل نہیں سوچیں گے تو مجھے یقین ہے کہ ہماری ساری کی ساری اپیلیں صدا بصحرا ثابت ہوں گی۔ اگر جماعت کے ہونہار۔ قابل اور مخلص نوجوان یہ تہیہ کر لیں کہ وہ غیر از جماعت لڑکیوں سے ان کی ظاہری وجاہت، عزت اور دولت کو مدنظر رکھ کر شادی کریں گے اور احمدی جماعت کی بچیوں کو صرف اس لئے رد کر دیں گے کہ ان میں غربت ہے یا ان کی معاشرتی زندگی بجائے عیش و عشرت کے سادگی سے بسر ہوتی ہے اور ان میں وہ "خوبی" نہیں جو غیر احمدی لڑکیوں میں ہے تو احمدی بچیوں کا جو حشر ہوگا۔ وہ معلوم ہے میں اپنی مخلص قوم سے جس نے اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم الشان مامور کے ہاتھ پر بیعت کر کے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس نازک مرحلہ پر اپنی مصیبت کو محسوس کریں۔ خدا کے لئے سوچیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس اصول کے مطابق قوم میں ایک بے نظیر محبت پیدا کی۔ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں کو حکم تھا کہ

ولا تنکحوا المشرکات حتیٰ یؤمن ولامۃ مومنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتیٰ یؤمنوا ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم الخ (البقرہ ع۲۷)

یعنی مشرک عورتوں سے شادی نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔ کیونکہ ایک مومن لونڈی مشرک عورت سے بہتر ہے چاہے مشرک عورت تمہیں اچھی ہی معلوم ہو۔ اور اسی طرح مشرکین سے شادی نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔ کیونکہ ایک مومن غلام مشرک سے بہتر ہے چاہے مشرک تمہیں بہتر ہی معلوم ہو۔

قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے مسلمان مزدوروں، یتیموں اور غریبوں کو ان کروڑ پتیوں سے زیادہ بہتر سمجھا۔ جن میں ایمان نہیں، اخلاص نہیں اور کیرکٹر نہیں۔

آؤ اسی اصول کو پکڑو۔ احمدی قوم میں اگر باہمی تعلقات رشتہ داری پیدا کرنا ہیں اور اسے ایک منظم اور مضبوط قوم بنانا ہے تو ان تمام زنجیروں کو توڑ کر پھینک دو جو ہمیں اپنی جگہ سے ہٹنے نہیں دیتیں اور ان تمام دیواروں کو ریزہ ریزہ کر دو جو ہمیں آپس میں ملنے سے روکتی ہیں۔ عہد کر لو کہ احمدی کا رشتہ احمدی گھرانے میں ہوگا۔

احمدی بچیوں کی شادیوں میں ایک احمدی مزدور کو غیر احمدی نواب سے زیادہ اچھا نہ سمجھیں تو اس کا نام قومیت نہیں اور راستے تنظیم کمنا گناہ ہے اسی طرح اگر ہم لڑکوں کی شادی کے وقت ایک غریب اور بے کس احمدی لڑکی کو ایک کروڑ پتی غیر احمدی کی لڑکی پر ترجیح نہ دیں تو ہمارا دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا دعویٰ فضول اور بے معنی ہے میرا مطلب یہ نہیں کہ میں غیر احمدیوں کو مشرک اور کافر سمجھتا ہوں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ تنظیم کیلئے اگر اپنے آدمیوں کو غیروں پر ترجیح نہ دی جائے گی تو اس کا نام تنظیم نہ ہوگا۔ اسلام ہم سے قربانی چاہتا ہے اور وہ بقول حضرت مسیح موعود یہ ہے کہ ہم اسی رستہ میں اپنی ہستی کو فنا کر دیں۔ اس فنا کے بغیر بقا ناممکن ہے۔ جن لوگوں نے قوموں کو بنایا ان کے نمونہ کو دیکھئے۔ انہوں نے اپنی ہستی کو فنا کر دیا تب قوم بنی اس لئے اب بھی وقت ہے کہ ہم ضرورت کو سمجھیں۔ ہمارے امیر اور غریب یکساں ہو کر اپنی ہستی کو قوم پر قربان کر دیں آپ دیکھیں گے کہ تھوڑے عرصہ میں ہماری معاشرتی۔ قومی، خانگی مشکلات سب کی سب دور ہو جائیں گی۔ ورنہ اگر جماعت میں یہی رو پھیل جائے کہ سو روپے ماہوار آمدنی والا یہ کہے کہ اپنی لڑکی کم از کم دو سو روپے ماہوار آمدنی والے کو دوں۔ اسی طرح دو سو والا ہزار والے پر نظر رکھے۔ اخلاق، تقویٰ، دینداری اور سادگی کو نہ تو پیدا کیا جائے اور نہ اس کو شادیوں میں مدنظر رکھا جائے۔ دولت، ظاہری عظمت، وجاہت اور فیشن پرستی کو معیار بنا کر دماغ میں رکھا جائے۔ تو اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ نہ تو اس قسم کی ان سے رشتہ داریاں کرنا حضرت مسیح موعود کا مقصد تھا اور نہ ہی اس قسم کی رشتہ داریاں ہمیں ایک منظم قوم بنا سکتی ہیں۔ بلکہ ایسے رشتوں کی ناکامیاں آئندہ باہمی تعلقات رشتہ داری سے بہت سے آدمیوں کو متنفر کر دیتی ہیں۔

ایک نئے احراری کے قبول اسلام کی حقیقت

ایک شخص ایس۔ ایم۔ رفیق عاجز کا اعلان اخبار احسان ۱۱ مئی میں شائع ہوا ہے کہ وہ مجلس احرار کی وساطت سے تائب ہو کر نور اسلام سے مشرف اندوز ہوا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص دراصل قادیانی تھا چند روز کے لئے لاہور آ کر ہمارے مہمانخانہ میں ٹھہرا۔ پرائیویٹ طور پر دریافت کرنے سے یہ کوئی اعلیٰ اخلاق کا مالک ثابت نہ ہوا۔ اس نے ہمارے ہاں امداد کے لئے درخواست بھی دی لیکن چونکہ اسے معلوم ہو گیا کہ یہاں دال نہ گلیگی اس لئے چپکے سے فرار ہو گیا اور جاتی دفعہ مسجد کی ایک حمائل شریف بھی جو اس نے مطالعہ کیلئے لی تھی ہمراہ لے گیا جس کی رسید اس شخص کے ہاتھ کی ہمارے پاس موجود ہے۔ اگر یہی احراری اخلاق اسلام ہیں تو خدا ہمیں ان سے محفوظ رکھے۔

(آنریری اسسٹنٹ سکرٹری)

اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ
زیر آرڈر ۵۔ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی۔ اے۔ پی۔ سی۔ ایس
فسٹ ایڈیشنل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر باختیارات پولیٹیکل ایجنٹ
بہاورکوٹ

نمبر مقدمہ ۵ بابت ۱۹۳۷ء

فرم سردار دیدار سنگھ بھگونت سنگھ بذریعہ دیدار سنگھ تاجران سکنہ کوئٹہ میکلگی روڈ
بنام فرم موسومہ فتح مہندی اینڈ برادرز بذریعہ فتح مہندی جواز خان فیروز خان طالب خان پسران باز خان بذریعہ فتح مہندی مینجنگ پروپرائٹر فرم مذکور
دعوے ۵۹۲۰/-/- بروئے ہنڈویات

بنام فرم موسومہ فتح مہندی اینڈ برادرز بذریعہ فتح مہندی ولد باز خان مینجنگ پروپرائٹر فرم مذکور سکنہ کوئٹہ مشن روڈ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی فتح مہندی مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام فتح مہندی مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۲۲ ماہ جون ۱۹۳۷ء کو بمقام کوئٹہ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۷ مئی ۱۹۳۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط حاکم (مہر عدالت)

نوجوانان صوبہ سرحد میں زندگی کے آثار

آج مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۳۷ء کو بوقت دو بجے بعد دوپہر بمقام بازید خیل جلسہ عید میلاد النبی و وفات مسیح زیر صدارت جناب مشعل خاں صاحب منعقد ہوا۔ قریباً ۲۰۰ مقررین نے شمولیت کی۔ مہتمم جلسہ جناب مشعل خاں صاحب کی دور اندیشی و تجربہ کاری سے ینگ مین نے کافی فائدہ حاصل کیا۔ مسٹر فضل بھائی نقش اور جان محمد ابو دود اور بھائی شیر صاحب کیفور خاں اور دیگر کئی نوجوانوں نے جلسہ کو کامیاب بنانے اور مہمانوں کی خاطر و مدارات کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ساکنان بازید خیل و شیخ محمدی نے کافی جانفشانی کا ثبوت دیا۔ ساکنان بازید خیل نے تمام مہمانوں کا کھانے سے استقبال کیا اور بعد اختتام جلسہ سب مہمانوں کی چائے سے دعوت کی۔ تمام جلسہ گاہ کو وقت سے پہلے آراستہ کیا گیا۔ تمام صحن میں چٹائیاں بچھائی گئیں۔ جلسہ گاہ میں رنگ برنگ کے کاغذوں سے سجاوٹ کی گئی۔ ملک کندل خاں صاحب سرپرست ینگ مین نہایت ہی بابرکت بزرگ خاص کر قابل ذکر ہیں۔ جو اپنے نوجوانان سفید ڈھیری کو جو تعداد میں قریباً پچاس تھے اپنے ہمراہ بازید خیل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لائے اور جلسہ کو کامیاب بنانے کی کافی تگ و دو کی۔ باوجود اس قدر گرمی ہونے کے بابو محمد رمضان صاحب اور بھائی امام الدین صاحب شہر سے بازید خیل تشریف لائے۔ تمام ینگ مین آپ کے اور تمام مہمانوں کے نہایت ہی مشکور ہیں اور امید کرتے ہیں کہ جس طرح ان دو بزرگوں نے تکلیف گوارا کی ہے اور دھوپ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یہاں تشریف لائے ہیں۔ باقی احباب جماعت پشاور بھی اگر تشریف لاتے تو جلسہ اس سے بھی زیادہ کامیاب رہتا۔

جلسہ کی روئداد

جلسہ کی مختصر روئداد طبع ناظرین کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے مسٹر فضل عالی صاحب نے نہایت شاندار سریلی آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کی۔ اس کے بعد سکرٹری نے پرانی روئداد سنائی۔ اس کے بعد جناب کیفور خاں صاحب نے ایک بڑی پُر معنی تقریر نہایت جوشیلے آواز میں پشتو زبان میں کی۔ فاضل مقرر نے فرمایا کہ کس طرح مسلمانوں نے ترقی کی۔ کیونکہ انہوں نے قرآن کریم کو دستور العمل بنایا اور رسول خدا کی ہدایات کی پیروی کی۔

نونہالان قوم کی تقاریر

آپ کی تقریر کے بعد مسٹر شاہ ولی، فضل مجید، مختار احمد، عبد الباری، عبد الولی اور صدیق احمد ان تمام چھوٹے چھوٹے بچوں نے تقاریر کیں اور لوگوں کو بتایا کہ کس طرح یہی نوجوانان سرحد پنجاب کے ینگ مین سے سبقت لے گئے ہیں۔ ان تمام بچوں نے رسول کریم کی سیرت اور مسیح موعود کے دعویٰ محدثیت کو روشن دلائل سے واضح کیا۔ ان کے بعد جناب فضل الرحمان صاحب نے ایک موثر اور سبق آموز نعت پڑھی جس کا اثر سامعین پر بہت ہوا۔ بعد ازیں پیر حسین شاہ نے اس بات پر کہ آیا حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت تھا یا دعویٰ محدثیت۔ آپ کی تقریر نہایت کامیاب رہی۔ آپ قریباً ۵۰ منٹ تک مختلف دلائل سے اور حضرت مسیح موعود کی کتب سے اپنے مضمون کو واضح کرتے رہے۔ غیر جماعت اور قادیانی احباب نہایت پر امن طریق سے سنتے رہے۔ جناب ملک کندل خاں صاحب کی تقریر نے تو لوگوں کو محو حیرت بنا دیا۔ آپ کی تقریر پُر معنی، پُر جوش اور فصاحت و بلاغت سے پُر تھی۔ صاحب موصوف نے رسول کریم کی سیرت پر نہایت شاندار تقریر کی۔ آپ نے اس کے علاوہ فرمایا کہ کس طرح خداوند پاک اپنے نبیوں کو اور اپنی عبادت کی جگہوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ آپ نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح خداوند تعالیٰ نے کعبہ شریف کو بچایا جبکہ کافر بادشاہ نے دشمنوں کا ایک لشکر اس کو گرانے کے لئے روانہ کیا تھا۔ آپ کی تقریر نہایت کامیاب رہی۔ بعد ازیں سردار علی، اقبال احمد، حبیب الرحمان اور دیگر کئی ایک چھوٹے چھوٹے بچوں نے نظمیں پڑھیں اور لوگوں کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد جناب سلطان محمود صاحب نے رسول کریم کی عملی زندگی اور انقلاب عرب پر ایک جامع اور پُر حکمت تقریر کی۔ آپ کا طرز کلام نہایت مزیدار اور پُر جوش تھا۔ ان کے بعد جناب امتیاز احمد پریذیڈنٹ ینگ مین ایسوسی ایشن نے ایک نہایت موثر لہجہ میں دلوں کو ہلا دینے والی تقریر کی۔ صاحب موصوف نے نہایت پُر جوش انداز سے تقریر کی اور لوگوں کو محو حیرت بنایا۔ آپ کی تقریر کے بعد باقی مقررین مسٹر محمد فردوس، ملک محمد زمان، عبد الصمد، اقبال احمد، نوشاد خاں، قطب شاہ، شاہ ولی، فضل نعیم اور کئی ایک صاحبان نے تقاریر کیں۔ سب کے بعد جناب صدر جلسہ نے سب تقاریر کا خلاصہ نہایت پُر اثر لہجہ میں فرمایا۔ اس کے بعد جلسہ ختم ہوا اور تمام مہمانوں کی خاطر چائے سے کی گئی اور تمام مہمان اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

نوٹ:۔ تمام خط و کتابت بنام سکرٹری ینگ مین معرفت پروفیسر محمد فاضل صاحب ایم۔ ایس سی پشاور اسلامیہ کالج۔

(سکرٹری ینگ مین)

اودھم پور (جموں) میں جلسہ سیرۃ النبی

سید محمد امین صاحب گیلانی کی کامیاب تقاریر

ہم آپ کی مہربانی کے تہ دل سے مشکور ہیں کیونکہ ہمارے خیال کے مطابق شاہ صاحب موصوف نے تقریر کی ہے کیونکہ جن باتوں کی حقیقت کا اظہار ہم کرنا چاہتے تھے وہ واضح طور پر شاہ صاحب نے ادا کر دیا ہے۔ یہ لازمی امر ہے کہ آپ کو یہاں کے حالات سے آگاہ کر دیا جاوے تاکہ یہاں کی گذری حالات سے ہمارے برادر واقف ہو جائیں اور بہ تقاضائے غیرت اس طرف توجہ دیں چنانچہ ازیں بھی یہاں تین چار دفعہ جلوس عید میلاد النبی نکل چکا ہے۔ مگر ہمارے خیال کے مطابق ایک دفعہ بھی کامیاب نہیں ہوا۔ اس دفعہ بھی حامیان اسلام عید میلاد کا جلوس نکالنا چاہتے تھے۔ مگر اودھم پور میں اسلامی جلوس کو کامیاب کرنے کے لئے ہماری غیرت نے تقاضا کیا۔ اور اسلامی احساس نے جلوس کو کامیاب کرنے کے لئے ابھارا۔ چنانچہ ہمارے ساتھ حسب ذیل صاحب امداد کے لئے تیار ہوئے۔ مولانا قاضی عالم شاہ صاحب میونسپل کمشنر۔ جان محمد خاں صاحب میونسپل کمشنر۔ شیخ محمد رمضان صاحب دوکاندار۔ مستری الٰہی محمد صاحب ٹھیکیدار۔ منشی غلام محمد صاحب منشیٔ پٹواری۔ اکبر خاں صاحب افغان۔ احمد بخش صاحب افغان ٹھیکیدار۔ اور نوجوانوں میں سے جنہوں نے بہت جانفشانی سے اس کام کو سرانجام دیا ہے عبد الحمید خاں ٹیلر ماسٹر، شیخ برکت علی دوکاندار، شیخ الطاف حسین دوکاندار۔ چونکہ سرمایہ بہت کم تھا اور کسی عالم کا بلایا جانا محال بلکہ ناممکن تھا تاہم بھی ہم نے اکبر خاں صاحب احمدی کو کہا کہ آپ احمدیہ جماعت لاہور سے کوئی مبلغ لا دیں تو ہم آپ کے مشکور ہوں گے۔ انہوں نے اس کام کو سرانجام دینے کے لئے خوشی سے ہر کام میں کام آنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ جزاہ اللہ۔ آپ جلوس سے چار یوم پیشتر لاہور جا کر امین شاہ صاحب مبلغ احمدیہ جماعت لاہور سے لے آئے۔ چنانچہ مولانا صاحب موصوف نے بروز جمعہ اتفاق پر نہایت کامیاب تقریر فرمائی اور دوسرے مولانا صاحب جو کہ ہمارے بلانے پر لاہور سے تشریف لائے تھے بروز اتوار تشریف لا کر ہمیں ممنون احسان کیا۔ اتوار صبح کو جلسہ زیر صدارت ٹھاکر سروپ سنگھ صاحب ڈی۔ ایف۔ او شروع ہوا اور اودھم پور کے ہندو امراء اور رئیس صاحبان اور افسران ضلع کو بھی دعوت دی تھی سب صاحبان جلسہ میں تشریف فرما تھے۔

چنانچہ ہر دو مولانا صاحب نے جناب سرور کائنات کے اسوۂ حسنہ پر بہت کامیاب تقریریں کیں۔ جن میں سے امین شاہ صاحب کی تقریر قابل تحسین ہے۔ ساڑھے ۲ بجے جلوس عید میلاد شروع ہوا۔ دوران جلوس میں مولانا صاحب محمد عبد اللہ وکیل اور مستری عبد الکریم صاحب نے نعتیں سنا کر حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ جزاہ اللہ۔

مولانا امین شاہ صاحب نے "حقوق نسوانی اور اسلام تلوار سے نہیں پھیلا" اور حضرت کی زندگی کے حالات کو واضح طور پر تقریر فرما کر حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ اور مولانا احمد الدین صاحب نے "میرا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے" پر اظہار خیال فرما کر جلوس کو کامیاب کیا۔ جلوس میں ننھے ننھے بچوں نے شور دیوانے یونہی مچائے جا رہے کی لذت کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھایا اور رات کو ۹ بجے جلسہ زیر صدارت لالہ دنی چند صاحب افسر مال اودھم پور ہوا جس میں مولانا امین شاہ صاحب نے جناب ختمی مآب کی زندگی پر کافی روشنی ڈالی۔ اس کے بعد اہل ہنود صاحبان جو کہ جلسہ اور جلوس میں شریک تھے نے شکریہ ادا کیا اور مولانا صاحب احمد دین نے آپ کے اسوۂ حسنہ پر تقریر فرمائی۔ ۱۲ بجے جلسہ ختم ہوا۔

جلوس میں محمد دین صاحب نانبائی، احمد بخش صاحب ٹھیکیدار، شیخ عبد الکریم صاحب، شیخ علی حسین صاحب نے دودھ کی سبیلیں لگائی تھیں۔ جزاہ اللہ

(سکرٹری آل جموں کشمیر کانفرنس برانچ اودھم پور)

جماعت احمدیہ لاہور اور انتخاب اسمبلی

از سیدنا امیر المومنین حضرت مولانا محمد علی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کئی احباب نے یہ دریافت کیا ہے کہ مرکزی اسمبلی کی سیٹ کے معاملہ میں جس کے لئے میاں عبد العزیز کانگرس کی طرف سے امیدوار کھڑے ہوئے ہیں اور دوسری طرف مولوی ظفر علی خاں ہیں۔ انجمن کی رائے میں کون امیدوار زیادہ موزوں ہے۔ ہماری انجمن کی رائے میں کانگرس کی موجودہ پالیسی جس کی رو سے ہندوستان میں مسلمانوں کی علیحدہ ہستی کو ہی مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے ایسی ہے کہ کوئی مسلمان جو نکتہ اور تدبر سے کام لے گا۔ وہ کانگرس کی تائید نہیں کر سکتا۔ اس وقت کانگرسی امیدوار کو ووٹ دینا ہماری رائے میں ہندوستان میں مسلمانوں کے مستقبل کے لئے تباہ کن ہے اس میں شک نہیں کہ مولوی ظفر علی خاں نے احمدیت کو مٹانے کے لئے اپنی پوری قوت صرف کی ہے اور انہیں اس بات کی پروا نہیں کہ اسلام کی خدمت کا کام جو احمدی کر رہے ہیں وہ تباہ ہو جائے تو اس سے اسلام کو نقصان پہنچے گا۔ لیکن اگر ایک طرف وہ شخص ہے جو احمدیت کو مٹانا چاہتا ہے تو دوسری طرف اس جماعت کا امیدوار ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی ہستی کو مٹانے کے درپے ہے کاش کانگرس اب بھی اپنے رویہ میں تبدیلی کرے اور آٹھ کروڑ مسلمانوں کو اچھوتوں کی حیثیت میں لانے کا خیال چھوڑ دے اور انہیں ہندوؤں کا ہم پلہ ایک علیحدہ قوم قرار دے کر ان سے باعزت سمجھوتہ کرنے پر ہو تو شاید بہت سے مسلمان آزادی کی جنگ میں اس کا ساتھ دینے کو

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا نزول برلن

جرمن مسلم سوسائٹی کی طرف سے آپ کے اعزاز میں دعوت

حضرت مولانا صدرالدین صاحب ۴ رمائی کو بخیریت تمام برلن پہنچ گئے تھے۔ ان کے استقبال کے لئے امام صاحب کے علاوہ چند اور جرمن مسلم دوست موجود تھے۔ صاحب موصوف نے ہر ایک سے مصافحہ کیا اور خندہ پیشانی سے ملے۔

بروز جمعرات ۶ رمائی بوقت ساڑھے چار بجے مولانا موصوف کے اعزاز میں جرمن مسلم سوسائٹی کی طرف سے ایک پرلطف مجلس کا انعقاد ہؤا جس میں علاوہ ممبران جرمن مسلم سوسائٹی کے مسلمانان برلن نے بھی شرکت فرمائی۔ حاضرین کی تعداد توقع سے بڑھ کر تھی۔ چنانچہ مزید نشستوں کا فوری انتظام کرنا پڑا۔

ڈاکٹر محمد عبداللہ امام مسجد برلن نے معزز مہمان کا تعارف کرواتے ہوئے آپ کی اسلامی خدمات اور تبلیغی مساعیوں کا ذکر کیا جو آپ نے سالہا سال ووکنگ مشن و مسجد میں سرانجام دیں۔ ازاں بعد ۱۹۲۲ء میں آپ برلن تشریف لائے اور اس ریرلن) مسجد کی بنیاد رکھی اور اب آپکا موجودہ سفر ہمارے لئے ایک اور تحفہ اور مژدہ جانفزا لایا ہے یعنی قرآن کریم کا المانوی ترجمہ۔ بالآخر ڈاکٹر عبداللہ صاحب نے بحیثیت امام مسجد آپ کو خوش آمدید کہا۔

آپ کے بعد جرمن مسلم سوسائٹی کے صدر جناب حکمت بار صاحب نے آپ کا خیر مقدم کرتے ہوئے جرمن مسلم سوسائٹی کی گذشتہ سات سالہ کارگزاری کا مختصر تذکرہ کیا اور اس امر کی خواہش ظاہر کی کہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب کے المانوی ترجمۃ القرآن سے اسلام کی بنیادیں جرمن میں مضبوط ہوں اور اسلام اور جرمن قوم کے درمیان جو رشتہ اتحاد قائم ہو چکا ہے وہ ترقی پذیر اور مستحکم ہو۔ آپ کے بعد ڈاکٹر حمید مارقوس صاحب فلاسفر اور جرمن مسلم اور جناب پروفیسر مرزا حسن مسلم نے مولانا موصوف کے کارہائے نمایاں اور بے نظیر خدمات اسلامی کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کا استقبال کیا اور اس امر پر دلی خوشی کا اظہار فرمایا کہ صاحب موصوف اب ہم اہلیان برلن کے لیئے ایک اور بے بہا تحفہ لائے ہیں یعنی المانوی ترجمۃ القرآن۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین

ان استقبالیہ تقاریر کے بعد معزز مہمان نے اپنی جوابی تقریر کی اور ان مصائب اور تکالیف کا ذکر کیا جن کے ماتحت انہوں نے اس دبرلن) مسجد اور مشن کو ۱۹۲۲ء میں قائم کیا۔ المانوی ترجمۃ القرآن کا ذکر کرتے ہوئے صاحب موصوف نے محاسن قرآن پر ایک مختصر مگر جامع تقریر فرمائی۔ جس کو سامعین نے بیحد پسند کیا۔ حاضرین کی چائے کیک اور بسکٹ وغیرہ سے تواضع کی گئی اور مولانا موصوف سے فرداً فرداً تعارف کروایا گیا۔ جلسہ بفضلہ بڑا کامیاب رہا۔

اکثر احباب اس امر سے بخوبی واقف ہونگے کہ چند جرمن نو مسلموں کی خواہش پر درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہؤا ہے۔ چنانچہ ۷ رمائی کو بروز جمعۃ المبارک زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی اس غرض کے لئے ایک جلسہ منعقد ہؤا۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کیں اور بتایا کہ اسلام میں مذہب کا کیا مفہوم ہے۔ اسلام میں نجات کا دارومدار ایمان اور اعمال صالحہ پر ہے اور پھر ایمان کے سلسلہ میں "رب العالمین" کا ذکر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ قرآن کریم نے ایک ایسے عالمگیر خدا کے تصور کو پیش کیا ہے جس کی مثال دوسرے مذاہب پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ لہذا دنیائے عالم کا اگر کوئی مذہب ہو سکتا ہے تو وہی ہو سکتا ہے جو ایک عالمگیر خدا کو پیش کرے آپ کی اس تقریر سے احباب بے حد محظوظ ہوئے۔ سوالات اور جوابات کے سلسلہ میں جو بحث ہوئی۔ اس میں ڈاکٹر حمید مارقوس صاحب ڈاکٹر عبداللہ اور مسٹر لیٹر نے حصہ لیا۔ اور یہ جلسہ بفضلہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہؤا۔

(نامہ نگار)

(بقیہ صفحہ ۲)

اور کہاں یہ الفاظ۔ ھذا بہتان عظیم۔

ایسی فرضی روایت کے درج کرنے سے راوی اور مدیر اخبار کا منشا تو غالباً یہ ہوگا کہ وہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے برخلاف ریکارڈ مہیا کریں۔ مگر ان کو یہ خیال نہیں آیا کہ یہ روایت خود حضرت اقدس پر ایک حملہ ہے۔ حملہ کی ایک صورت تو وہ ہے جو اوپر بیان کی گئی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بار ہا حضرت اقدس نے اپنے مقدمات کا چارج خواجہ صاحب کو دیا۔ کیا ایک مامور من اللہ (جس کو قادیانی حضرات نبی کا درجہ دیتے ہیں) کی فراست اس بات کے ساتھ مطابقت رکھ سکتی ہے کہ وہ اپنے مقدمات جن پر نہ خود اس کی صداقت بلکہ اسلام کی صداقت کا مدار تھا۔ ایسے "بیوقوف اور بزدل" کے سپرد کر دے۔ کچھ تو سوچو۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ کیوں دین کو بازیچہ اطفال بنا رہے ہو۔ حضرت اقدس کی کتابوں کو پڑھو اور جو کچھ انہوں نے اس غازی اسلام خواجہ کے متعلق ان میں لکھا ہے۔ غور سے مطالعہ کرو۔ کیا کسی کتاب میں ان کو بیوقوف اور بزدل بھی لکھا گیا ہے؟

یہ روایت تو خاص ہے۔ مگر اس کے علاوہ بھی بعض روایات میاں مہدی حسین صاحب کی طرف سے درج ہیں۔ ایک روایت تو یہ ہے۔ کہ وہ حضرت اقدس کے کسی کام کے لئے لاہور گئے۔ اور میر منظور محمد صاحب نے ان کو کچھ روپے اپنی بیوی کے لئے برانڈی خرید کرنے کے لئے دے۔ اور حضرت اقدس سے سفارش کر دی۔ کہ برانڈی ضرور لیتے آنا۔ اور وہ برانڈی لے آئے۔ معلوم نہیں اس روایت کے بیان کرنے کا منشاء تھا۔ بجز اس کے کہ مخالفین کے ہاتھ میں ایک ہتھیار دیا جائے۔ کہ قادیان میں برانڈی کا استعمال عام رہا ہے۔ اور تو کوئی فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ اگرچہ یقیناً یہ برانڈی کسی علاج کے لئے منگوائی گئی ہوگی۔ مگر کج رو مخالف ان باتوں کو دوسری طرف ہی لے جاتے ہیں۔

ایک اور روایت بھی ہے۔ جس کو اگر "حدیث پکوڑا" کے نام سے موسوم کیا جائے۔ تو موزوں ہوگا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت اقدس نے میاں مہدی حسین صاحب کو ۳ روپیہ اس غرض کے لئے دئے۔ کہ وہ حضور کے لئے لاہور سے مشک خرید لائیں۔ کیونکہ حضور کو سر درد اور اطراف کے حملے کا خطرہ تھا۔ میاں مہدی حسین کے ہمراہ مولوی شیر علی صاحب بھی تشریف لائے۔ بٹالہ کے مقام پر مولوی شیر علی صاحب نے راوی کو ایک پکوڑا کھانے کے لئے دیا ہرچند کہ چیز بنی ہوئی کوئی چیز کھانا راوی کے لئے ممنوع تھا مگر چونکہ وہ مولوی شیر علی صاحب کو فرشتہ سمجھا کرتے تھے اور اس واسطے فرشتے کا دیا ہوا پکوڑا کھا لیا۔ مگر کھاتے ہی ہوش خطا ہو گئے۔ بٹالہ میں کسی شخص نے ان کو تین روپے کسی غرض کے لئے دئے تھے۔ وہ روپے اس بے ہوشی میں وہیں گم ہو گئے۔ لاہور پہنچکر بٹوہ بابو تاج دین صاحب کو دیا۔ صبح اٹھکر روپے کا شمار کیا۔ تو تین روپے کم نکلے۔ یعنی وہ تین روپے نہ نکلے۔ جو بٹالہ میں مدہوشی میں گم کر دئے تھے۔ بابو تاج دین صاحب کے یقین دلانے پر کہ انہوں نے روپے نہیں نکالے۔ حافظہ نے مدد کی۔ اور اس کو یاد آگیا۔ کہ یہ روپے بٹالہ میں گم ہوئے تھے۔ مگر قادیان پہنچکر باوجود اس علم کے کہ روپے بٹالہ میں بحالت مدہوشی میں گم ہوئے۔ حضرت اقدس سے عرض کیا۔ کہ حضور لاہور پہنچ کر بٹوے میں سے تین روپے کم ہو گئے۔ حضرت اقدس کا جو جواب درج ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے ان داموں کے لئے میاں مہدی حسین کو ہی ذمہ دار قرار دیا۔ پھر میاں مہدی حسین صاحب مولوی شیر علی صاحب کے پیچھے پڑے کیونکہ ان کے پکوڑے کی وجہ سے یہ نقصان ہوا تھا۔ اس غریب نے تین روپے دے دئے۔ اور میاں مہدی حسین نے یہ روپے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کئے مگر حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم نے تو یہ روپے آپ کو معاف کر دئے ہوئے ہیں۔

میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس روایت کے درج کرنے کا کیا فائدہ تھا۔ جو شخص بغور اس روایت کو پڑھے گا۔ وہ ضروری طور پر اس نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ میاں مہدی حسین نے غلط طور پر واقعات کو حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا۔ اور یہ صرف تین روپے کی رقم معاف کرنے کے لئے تین روپے بٹالہ میں پکوڑا کھانے کی وجہ سے گم ہو گئے۔ مگر حضرت اقدس سے بیان کیا کہ لاہور پہنچ کر بٹوہ میں سے تین روپے کم ہو گئے۔ چونکہ حضرت اقدس نے فی الفور معاف نہ کیا۔ انہوں نے مولوی شیر علی صاحب جیسے فرشتہ کو محض اس جرم پر ملزم گردانا۔ کہ انہوں نے ان کو ایک دولی اور پکوڑا کھانے کے لئے دیا تھا۔ اس روایت کے راوی کا نام "حضرت میر مہدی حسین صاحب موجد" درج ہے اور ان کے بیان سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے۔ کہ آپ ملہم بھی ہیں وفات کے بعد یقیناً ان کے اسم گرامی کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی اضافہ ہوگا۔ تعجب نہیں کہ آئندہ نسلیں اس روایت سے یہ مسئلہ مستنبط کریں۔ کہ اگر کوئی شخص کسی کو دولی یا پکوڑا کھلائے۔ (خواہ اس کی نیت محض تواضع کرنے کی ہو) اور پھر اس دوسرے شخص کا کوئی نقصان ہو جائے۔ تو اس پہلے شخص سے وہ نقصان پورا کرنا جائز ہے۔ غنیمت ہے۔ کہ یہ پکوڑا میاں مہدی حسین نے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے ہاتھ سے نہیں کھایا کیونکہ یقیناً اس وقت تو وہ خواجہ صاحب کو بھی فرشتہ سمجھ کر وہ پکوڑا کھا لیتے۔ لیکن اب اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ کہ دراصل خواجہ صاحب فرشتہ نہیں تھے۔ بلکہ تعجب نہیں ہے۔ کہ دماغ اختراع کرتے کرتے یہاں تک پہنچ جاتا۔ کہ خواجہ صاحب کسی نشئی چیز کے کھانے کے عادی تھے۔ اور پکوڑا میں وہ چیز ملائی ہوئی تھی۔ اور اس اتہام کے دور کرنے کے لئے بڑی مشکل پیش آتی۔ کیونکہ یہ کبھی نہیں سنا گیا۔ کہ ایک پکوڑا کھانے سے کسی شخص کے ہوش و حواس نے جواب دے دیا ہو۔ ہم تو مولوی شیر علی صاحب کو اس قسم کی عادات سے بری سمجھتے ہیں۔ اور حسن ظنی سے ان کو نیک آدمی سمجھتے ہیں۔ مگر اس واقعہ میں میاں مہدی حسین کے لئے ایک سبق ہے۔ اگر وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور وہ یہ کہ یہ ضروری نہیں۔ کہ جس کو وہ فرشتہ سمجھیں۔ وہ درحقیقت فرشتہ ہی ہو۔

شیخ یعقوب علی صاحب سے میری نیاز مندی ابتدائی ہے۔ وہ زمانہ مجھے کبھی نہیں بھول سکتا۔ جب بلدہ قادیان ایک مقدس وجود کی وجہ سے بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ اور نزول ملائکہ کی وجہ سے رشک خلد تھا۔ وہ زمانہ گزر گیا۔ مگر اس کی یاد ہر ایک شخص کے حافظہ میں بدستور ہے۔ اور جن لوگوں سے اس وقت محبت اور اخوت کا سلسلہ قائم ہوا تھا۔ وہ بھی باوجود اختلافات کی زبردست رو کے اب تک منقطع نہیں ہوا۔ شیخ صاحب سے الفت باقی ہے۔ اسی زمانہ کی یاد دلا کر شیخ صاحب سے التماس ہے۔ کہ اگر وہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کا اخبار قوم کے لئے مفید ثابت ہو۔ تو اس کو اس قسم کی روایات سے پاک و صاف رکھیں۔ اگر وہ بنظر غور دیکھیں گے۔ تو ان روایات کو محض بیہودہ اور فضول پائیں گے۔ میر مہدی حسین صاحب کی ان تین روایات میں صرف کام کی ایک ہی بات ہے۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سر درد اطراف کے پے در پے حملے ہوا کرتے تھے اور اس کی وجہ سے مشک کا استعمال ہوا کرتا تھا۔ سوائے اس کے باقی مصالح اس قابل نہیں ہے۔ کہ قومی عمارت بنانے میں کسی کام آ سکے۔ اور اگر اس کو استعمال کیا گیا۔ تو یہ ردی مصالح عمارت کو کمزور اور بدنما بنانے میں ہی کام آ سکتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

اعلان رشتہ

ایک محترم دوست کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے جو ایک معزز سرکاری عہدہ پر فائز ہیں اور پانسو روپیہ تنخواہ پاتے ہیں۔ عمر ۴۰ اور پچاس سال کے درمیان ہے۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اور اس سے بچے بھی ہیں کسی شریف خاندان میں نکاح ثانی کے متمنی ہیں۔

المعلن

ڈاکٹر بشارت احمد۔ "پروین"۔ ڈلہوزی

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ۔ چھ روپے
ششماہی۔ تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۵ — لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱ر جون ۱۹۳۷ء — نمبر ۳۶

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مامور کی صحبت کا مقام

اگر خدا تعالیٰ کو ہمیشہ کے لئے اصلاح خلائق کی طرف توجہ ہے تو یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ایسے لوگ بھی ہمیشہ کے لئے آتے رہیں کہ جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص توجہ سے بینائی بخشی ہو اور اپنی مرضیات کی راہ پر ثابت قدم کیا ہو۔ بلاشبہ یہ بات یقینی اور امور مسلمہ میں سے ہے کہ یہ مہم عظیم اصلاح خلائق کی صرف کاغذوں کے گھوڑے دوڑانے سے روبراہ نہیں ہو سکتی اس کے لئے اسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جس پر قدیم سے خدا تعالیٰ کے پاک نبی مارتے رہے ہیں اور اسلام نے بنا قدم رکھتے ہی اس موثر طریق کو ایسی مضبوطی اور استحکام سے رواج دیا ہے کہ اسکی نظیر دنیا کے مذہبوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ کون اس جماعت کثیر کا دوسری جگہ پتہ دکھلا سکتا ہے جو تعداد میں دس ہزار سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی اور کمال اعتقاد اور انکسار اور جانفشانی اور پوری محویت سے سچائی کے حاصل کرنے اور راستی کے سیکھنے کیلئے آستانہ نبوی پر دن رات پڑی رہتی تھی۔ بیشک حضرت موسیٰ کو بھی ایک جماعت ملی تھی مگر وہ کیسی اور کسقدر سرکش اور متمرد اور روحانی صحبت اور صدق قدم سے دور اور مہجور رہنے والی تھی۔ اس بات کو بائبل کو پڑھنے والے اور یہودیوں کی تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہو گئی تھی اور ان کے روزانہ برتاؤ اور ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھے۔ سو یہ بھاری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعہ سے محض بت پرستی کرنیوالے کامل خدا پرستی تک پہنچ گئے اور ہر دم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اسکی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہا دیا۔ یہ دراصل ایک کامل اور صادق نبی کی صحبت میں مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنے کا نتیجہ تھا سو اسی بنا پر یہ عاجز اس سلسلہ کے قائم رکھنے کیلئے مامور کیا گیا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھایا جاوے اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑھانے کے لئے شوق رکھتے ہوں اور ان پر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ ذوق ان کو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا۔ تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جاوے اور حقارت اور ذلت کا سیاہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھویا جاوے اسی کی بشارت دیکر خدا وند نے مجھے بھیجا اور کہا کہ

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

(فتح اسلام صفحہ ۱۹)

لفظ خاتم النبیین اور اسکی حقیقت

مولوی اللہ دتا صاحب قادیانی سے مطالبہ

(از جناب مولانا عمر الدین صاحب)

مارچ گذشتہ میں دہلی میں مولانا ابوالعطاء اللہ دتا صاحب جالندھری نے انجمن سیف الاسلام سے ان کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ختم نبوت پر مباحثہ کیا۔ بہت اچھا مناظرہ تھا۔ غیر احمدی علماء کا ناطقہ بند ہو گیا تھا۔ جس کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ وہ علماء خود ختم نبوت کے منکر تھے۔ کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ نبی اللہ صاحب الانجیل کی آمد کے قائل تھے اور مولانا ابوالعطاء نے انہیں یہیں سے پکڑ لیا اور کہا کہ جس طرح تمہارے عقیدہ میں نبی اللہ کی آمد ختم نبوت کے منافی نہیں۔ اسی طرح ہمارا یہ عقیدہ کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہیں اور ان کی نبوت آنحضرت صلعم کے فیض سے ہے۔۔ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ اگر علماء مخالفین ہم کو ختم نبوت کا منکر کہتے ہیں تو ان پر یہ الزام ہم سے بڑھ کر عائد ہوتا ہے۔ غیر احمدی مولوی نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی بہت سی صریح تحریریں پیش کیں جن کی رو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ اور چونکہ وہ ایک پرانے نبی کی آمد کا خود قائل تھا اس لئے ان تحریروں سے وہ فائدہ نہ اٹھا سکا۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ انہیں لینے کے دینے پڑ گئے۔ میں اس وقت بیٹھا ہوا یہ کہہ رہا تھا۔ کہ دراصل یہ دونوں ہی ختم نبوت کے منکر ہیں اس لئے دونوں کو مشکلات ہیں اور دونوں مجبور ہیں کہ اقرار کر لیں کہ قادیانی اور غیر احمدی ختم نبوت کے مسئلہ میں ایک ہی مقام پر ہیں۔ چنانچہ مولانا ابوالعطاء صاحب نے بار بار یہی کہا کہ اس میں ہم اور آپ برابر ہیں۔

میں نے ... مباحثہ سن کر ایک چٹھی مولانا ابوالعطاء صاحب کو لکھ بھیجی اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے اس دعویٰ کو جو غیر احمدی علماء کے سامنے پیش کیا تھا کہ خاتم کا لفظ جب مقام مدح میں ہو اور جمع کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنے انقطاع یا بند ہونے کے ہوتے ہی نہیں۔ محاورہ عرب سے ایک مثال بھی اس کے خلاف پیش نہیں کی جا سکتی۔ ذرا ہمارے مقابل بھی اس دعویٰ کو ثابت کر کے دکھائیں اور اس کے خلاف میں نے احادیث سے خاتم المہاجرین کی مثال اور حضرت مسیح موعود کے کلام میں سے حضرت عیسیٰ مسیح ناصری کے حق میں سلسلہ موسوی میں

"خاتم الانبیاء اور خاتم المرسلین"

کے الفاظ پیش کئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ مولانا جواب سے عاجز ہونے کی صورت میں خاتم الاولیاء اور خاتم الخلفاء کے محاورہ کو حضرت مسیح موعود کے کلام میں سے بالمقابل پیش کر کے بیروں میں گٹھلیاں ہلانے کی کوشش کریں گے۔ میں نے ان دونوں کے معانی بھی ساتھ ہی لکھ دیئے اور بتا دیا کہ خود حضرت مسیح موعود نے ان الفاظ سے مراد دور محمدی کا آخری ولی اور آخری خلیفہ ہی بتائی ہے اور یہی ہم مانتے ہیں۔

میرے کہنے پر مولانا صاحب نے یہ خط بغرض اشاعت مجھے واپس کر دیا اور وعدہ کیا کہ وہ اس کے چھپ جانے کے بعد اس کا جواب شائع کر دیں گے۔ میں نے وہ خط اخبار پیغام صلح کو بھیج دیا مگر انہوں نے بار بار پڑھنے کے ہی لمبا سمجھ کر ردی میں ڈال دیا اور وہ مضمون شائع نہ ہو سکا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ میرا مقصد اس طرح پورا ہو گیا۔ کہ مولانا سید اختر حسین شاہ صاحب گیلانی نے اس موضوع پر ایک بہت عمدہ مضمون اخبار پیغام صلح میں شائع کرا دیا۔ میں نے وہ پیغام صلح کے تینوں پرچے قادیانی حضرات کی معرفت مولانا اللہ دتا صاحب کو بھجوا دیئے اور لکھ دیا کہ میرے خط کی بجائے اس مضمون کا جواب وہ دیدیں۔ اور قادیانی دوستوں کو یہ بھی کہہ دیا کہ مولوی اللہ دتا صاحب بہت سمجھدار آدمی ہیں وہ اس مضمون کا جواب نہ لکھینگے اور اگر لکھینگے تو یقیناً یاد رکھو کہ وہ جواب سے عاجز ہی رہیں گے مگر آج تک ان کا جواب شائع نہیں ہوا۔ اس لئے میں بذریعہ اخبار مولانا ابوالعطاء صاحب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے وعدہ کے مطابق مولانا سید اختر حسین شاہ صاحب گیلانی کے مضمون کا جواب جلد سے جلد لکھ کر شکریہ کا موقع دیں۔ اخبار کے پرچے ان تک پہنچا دیئے گئے ہیں اور اگر کسی وجہ سے وہ نہ ملے ہوں تو قادیان کی لائبریری سے یا الفضل کے دفتر سے پیغام صلح کا فائل لیکر جواب لکھ کر شائع کرا دیں۔ ان کا یہ جواب دراصل میرے خط کا ہی جواب ہوگا۔ کیونکہ سید صاحب مکرم کے مضمون میں میرا مطالبہ احسن طور پر موجود ہے۔

علی پور مظفر گڑھ میں عید میلاد النبی

کا شاندار جلسہ

جماعت احمدیہ علی پور کے شدید تقاضا کے موافق مرکز سے عالیجناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع حسب ارشاد حضرت سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۲۲ مئی ۱۹۳۷ء کی شب کو علی پور بغرض مذکور تشریف لائے۔

۲۳ مئی بوقت ٹھیک ۹ بجے شب زیر صحن خانقاہ محب مہدیاں زیر صدارت جناب ملک غلام فرید صاحب وکیل ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر جلسہ شروع ہوا۔ ساٹھ معزز اشخاص کے نام دعوتی چٹھیاں ہماری جانب سے بھجوائی گئیں۔ وقت مقررہ متعینہ پر شہر کے اکثر افسران وکلا اہلکاران، تعلیمیافتہ ذی فہم کے علاوہ عامۃ الناس و ہندو صاحبان بھی جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ اعلان بذریعہ منادی بھی کرایا گیا۔ کرسیوں کا انتظام خاطر خواہ تھا۔ حاضری غیر معمولی سی ہو گئی۔ جلسہ گاہ حصار مجلس سامعین سے پر ہو گیا۔

میاں گل محمد احمدی نے درثمین سے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ ازاں بعد ہمارے ایک مکرم دوست میاں امام بخش شاعر نے قصیدہ مشتمل توصیف حضرت سرور دو عالم پڑھا۔ اس کے بعد حافظ رحم علی صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی فرمائی۔ بعد فاضل جناب مولانا موصوف نے اپنے مواعظ حسنہ اور تقریر دلپذیر سے سامعین کو محظوظ و مستفید فرمایا۔ صاحب ممدوح نے اپنے جامع بیان میں بالتفصیل سیرت النبی صلعم پر قرآن و حدیث، تاریخ، عقل و علم کی روشنی میں ایک مبسوط مدلل تقریر فرمائی۔ اختتام تقریر پر بکثرت ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔

تقریباً ایک بجے شب جلسہ کی کارروائی ختم کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مبارک تہوار ہر لحاظ سے کامیابی سے انجام پایا۔

۲۵ مئی کو دوسرا اجلاس

ہمارے اصرار تکرار پر جناب مرزا صاحب ممدوح نے دوسرا لیکچر دینا منظور فرما لیا۔ حسب دستور شہر کے معزز ذی وقار اہل اسلام اور ہندو صاحبان موافق اعلان ہمارے تشریف لائے فاضل مقرر نے اپنے بیان کو دو حصوں پر تقسیم کر لیا۔ نصف حصہ کو الف جزائر فجی اور نصف وقت ضرورت الامام و خدمات جماعت احمدیہ پر۔ اس تقریر کو سامعین نے نہایت دلچسپی سے سنا۔ مکفرین و مکذبین احراریوں کو بصورت تفہیم احسن پیرایہ میں شرمندہ کیا اور اپنے عقائد اور خیالات کو کھول کھول کر آپ نے سنا یا۔ حضرت حجۃ اللہ امام الزمان علیہ السلام کی چند پیشگوئیوں پر بھی معزز و ممدوح نے تبصرہ فرمایا۔ اس جلسہ کا صدر جناب سردار کریم بخش خان صاحب حیدری جائنٹ سکرٹری پنجاب شیعہ کانفرنس کو منتخب کیا گیا یہ اجلاس ہر رنگ میں کامیاب رہا۔

شکریہ احباب

ہمارے کرمفرمائے مکرم معظم جناب میاں خان محمد صاحب میونسپل کمشنر علی پور ایک غیور، دور اندیش، مدبر سلیم حلیم مزاج رکھنے والے آدمی ہیں۔ آئے دن اشاعت اسلام میں تقریباً حصہ لیتے رہتے ہیں۔ ان ہر دو اجلاس میں ہر ممکن طریق سے آپ نے امداد فرمائی۔ سردار کریم خان صاحب۔ میاں حاجی احمد صاحب۔ قاضی میاں امام بخش صاحب ذاکر اثنا عشری جماعت کے آدمی ہیں۔ انہوں نے عملی طور پر رواداری کا ثبوت دیا۔ انتظام جلسہ میں خاص محمد معاون رہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ میاں گل محمد صاحب۔ میاں خدا بخش میاں عادل محمد۔ میاں فیض محمد۔ میاں گل تاتاری، قاضی محمد منیر صاحبان نے بھی ہر رنگ میں اپنے منصبی فرائض کو سرانجام دیا۔ الحمد للہ علی ذالک

مبلغ

شیر محمد احمدی مبلغ امام جماعت احمدیہ علی پور۔

سرکاری اعلیٰ ملازمتوں کیلئے امتحانات مقابلہ

(۱) انڈین آڈٹ اور اکونٹس سروس امپیریل کسٹم سروس ملٹری اکونٹ ڈیپارٹمنٹ اور انڈین ریلوے اکونٹس سروس کیلئے امتحان مقابلہ ۱۹۳۷ء نومبر ۱۹۳۷ء میں بمقام دہلی ہوگا امتحان مذکور کے قواعد سکرٹری پبلک سروس کمیشن گورنمنٹ آف انڈیا شملہ سے منگوائے جا سکتے ہیں

(۲) رائل انڈین نیوی کی انجینئرنگ برانچ اور انڈین ملٹری اکیڈیمی میں بھرتی کے قواعد بھی شائع ہو چکے ہیں

(۳) اسی طرح انڈین ریلوے سروس کی شاخہائے انجینئرنگ۔ ٹریفک اور کمرشل میں بھرتی کے قواعد بھی

(۴) اسی طرح سنٹرل انجینئرنگ (کلاس اول) اور سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات (کلاس دوم) اور اعلیٰ ٹیلیگراف انجینئرنگ اور وائرلیس شاخہائے محکمہ تار و ڈاک کے قواعد بھرتی بھی شائع ہو چکے ہیں۔

اعلیٰ لیاقت رکھنے والے گریجوایٹوں کیلئے نہایت عمدہ موقعہ ہے قواعد سکرٹری پبلک سروس کمیشن گورنمنٹ آف انڈیا شملہ سے مفت مل سکتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام است
بادۂ عرفاں ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ کا احترام نیز سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵		یوم سہ شنبہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ہجری		نمبر ۳۶

ہندوستان میں مسلمان کا مستقبل!

گذشتہ اشاعت میں عرض کیا جاچکا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان کی موجودہ حالت اس قابل نہیں کہ اس کو ابھی کچھ عرصہ اور اس حالت غفلت میں تباہی کی طرف بڑھنے دیا جائے۔ اس وقت تمام بہی خواہان ملت کا فرض ہے کہ وہ جذبات کی دنیا سے نکل کر واقعات کی روشنی میں قوم کی طاقت اور مستقبل کا اندازہ لگائیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عام طور پر کثرت و قلت کا سوال قوام کی تعمیر و تخریب پر چنداں اثر پذیر نہیں ہوتا۔ مگر اس کا اندازہ حالت کے مطابق ہوتا ہے۔ اگر ایک قوم اقلیت میں ہو اور اس میں اتحاد و اتفاق ہو۔ اس کے افراد باہمی محبت کے نشہ سے سرشار ہوں۔ ان کی رگوں میں جہاد کا جوش ہو قربانی کا ولولہ ہو۔ وہ ہر لمحہ جان و مال کی قربانی کو معمولی کام شمار کریں اور دنیا پر ثابت کئے رکھیں کہ جب تک ہمارا ایک ایک بچہ موجود ہے کوئی ہماری طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کا مجاز نہیں تو اس وقت کوئی طاقت اس قوم کو مٹا نہیں سکتی۔

مگر ہندوستان میں ہمارا فرض ہے کہ اپنی طاقت کا اندازہ ایک زبردست اکثریت کی طاقت سے مقابلہ کر کے لگائیں۔ مسلمانان ہند کی حالت تو ہم سے پوشیدہ نہیں۔ ہندوستان میں گو ان کی تعداد کافی ہے مگر اقلیت میں ضرور ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں اتحاد کا فقدان ہے۔ چھوٹے چھوٹے بیشمار فرقوں میں منقسم ہیں۔ جن کا کام شب و روز بیہودہ مسائل میں ایک دوسرے سے گالی گلوچ، دھینگا مشتی اور مار پیٹ میں مصروف رہنا ہے۔ عوام الناس جہالت اور ضلالت کا شکار ہیں۔ اپنے مستقبل سے بے نیاز ہو کر وہ نفس پرور اور ناداں رہنماؤں کے ہاتھ میں اپنی متاع ایمان اور دنیا کو تباہ کر رہے ہیں۔ علماء کی اکثریت ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جن کو ہرگز ہرگز معلوم نہیں کہ قومیں کس طرح بنتی اور بگڑتی ہیں۔ وہ ہندوستان میں مسلمان کی سیاسی پستی سے بے بہرہ اور اندھے ہیں اور اس طوفان سے بے خبر ہیں جو ہندوستان میں مسلمان قوم کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے سیاسی رہنماؤں میں سوائے معدودے چند کے باقی تمام ایسے ہیں جن کی لیڈری قوم کی باہمی سر پھٹول پر مبنی ہے۔ جن کا مبلغ علم، اخبارات کی غلط سلط خبروں تک محدود ہے اور جو ملا اور پیر کی طرح دوسروں کی چالاکیوں سے بے بہرہ ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں نہ کوئی نمائندہ جماعت ہے۔ نہ اتحاد ہے۔ اور نہ ہی قربانی کی وہ روح جو دوسری اقوام کو خائف و ترساں رکھے۔ اس کے مقابل دوسری قوم اکثریت میں ہے۔ اس کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے۔ قربانی کا بے پناہ جذبہ موجود ہے۔ نمائندہ جماعتیں ہیں جن کے ماتحت تمام کی تمام قوم حرکت کرتی ہے۔ قابل، معاملہ شناس قوم پرور، انتہا پسند اور زیرک رہنما موجود ہیں جن کا تدبر اور قربانی قوم کو ترقی کی طرف بسرعت لے جا رہے ہیں اور تمام کی تمام قوم کمال دانائی، غور و فکر اور متانت سے آگے قدم بڑھا رہی ہے۔

ان حالات کی موجودگی میں محض اس خیال کو لئے بیٹھے رہنا کہ ہم اپنی طاقت کے بل پر سب کچھ کر لیں گے نہایت ہی مہلک غلطی ہے کیونکہ جب وہ لوازمات ہی نہیں جو کہ مقابلہ کے لئے ضروری ہیں تو یہ خیال کب شرمندۂ تکمیل ہوگا۔ جب یہ صورت حالات ہے تو ہمیں ملک میں زندہ رہنے کے لئے کن باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہئیے۔

قومی ترقی کے لئے سب سے پہلی بات اندرونی اتحاد ہے مصلح اعظم صلعم کی تعلیم کو دیکھ جائیے آپ نے سب سے پہلا اور آخری کام یہی کیا کہ قوم کو اتحاد و اتفاق کی مضبوط چٹان پر لا کھڑا کیا۔ مسلمانوں کے متعلق یہی آتا ہے کہ وہ بنیان مرصوص ہیں۔ رحماء بینہم کی مثال ہیں۔ ان کی مثال ایک دیوار کی سی ہے جس کی اینٹیں ایک دوسری کو سہارا دیتی ہیں۔ وہ ایک جسم کی مانند ہیں جس کے تمام اعضا کسی ایک عضو کی تکلیف پر بے قرار ہو جاتے ہیں۔ دراصل اقوام کی تشکیل و عروج میں پہلی بنیاد ہی اتحاد ہے مگر آج مسلمانوں میں اس کا فقدان ہے لیکن جب تک اس کا حصول نہ ہو زندہ رہنا ہی محال ہے۔ ہسپانیہ کی ہفت صد سالہ حکومت کے لیڈروں سے مسلمان کا نام و نشان مٹ جانا اس کا زندہ ثبوت ہے۔ اب قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتحاد ہو تو کس طرح؟

مسلمان قوم کے افتراق کا واحد ذریعہ ایک دوسرے کی تکفیر۔ اس بات میں جانے کی ضرورت نہیں کہ یہ تکفیر کن لچر اور بیہودہ امور پر ہوتی رہتی ہے۔ یہاں صرف اس بات کو پیش کرنا ہے کہ تکفیر ہی ایک لعنت ہے جو کہ قوم کے جسم کو کھا رہی ہے اور جس نے مسلمانوں کو مدت سے باہم لڑا کر اندرونی قوت کو تباہ و برباد کر رکھا ہے اس کے دور کرنے کا آسان طریق تو یہ ہے کہ فرقہ بندی کو دور کر دیا جائے لیکن موجودہ حالات کے پیش نظر اگر یہ فرقہ داریاں رہیں تو چنداں حرج نہیں۔ جزئیات و فروعات میں اختلاف بذاتہ بری بات نہیں۔ بلکہ صرف اس قدر تبدیلی کر لیں کہ ایک دوسرے کی تکفیر کرنی چھوڑ دیں اور یہ اصول قبول کر لیں کہ ایک کلمہ گو گنہگار ہو سکتا ہے۔ فاسق و فاجر ہو سکتا ہے مگر کافر نہیں ہو سکتا اور یہ ہے بھی بات معقول کیونکہ جب مسلمان بنانے کے لئے کلمہ طیبہ کا اقرار ہی کافی ہوتا ہے تو وہ شخص جو کلمہ طیبہ پر پہلے ہی ایمان رکھتا ہو وہ کافر کس طرح ہو سکتا ہے اتحاد قومی کے لئے یہ پہلی اور آخری سیڑھی ہے جس کے بعد دنیا کی کوئی طاقت ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمان کی متحدہ قومیت کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔

دوسرا امر ہندوستان کا سیاسی نظام ہے۔ مسلمان ہندوستان میں قلت میں ہیں۔ جن کی ہستی اکثریت کے رحم پر ہوگی۔ لیکن مسلمان اگر کچھ ہمت دکھا کر آئندہ نظام حکومت کو اس طریق پر منظور کرا لیں جس سے ان کی ہستی زندہ رہ سکے تو پھر انہیں کوئی باک نہیں۔

اس وقت دو طرز کی حکومت دنیا میں ہے مرکزی اور صوبجاتی پہلی طرز کی حکومت کا مفہوم یہ ہے کہ تمام ملک کے نمائندے ایک مقام پر منتخب ہو کر آئیں اور تمام ملک کے لئے وہاں سے قوانین پاس کریں۔ کانگرس اسی کی حامی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو جماعت ملک میں اکثریت میں ہوتی ہے وہ اپنی من مانی کارروائیاں کرنے میں آزاد ہوتی ہے اور اقلیتیں اس کے رحم پر ہوتی ہیں۔ اس صورت میں ہندوستان میں حکومت ہندو کی ہوگی اور مسلمان بے کس و عاجز ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ملک صوبوں میں منقسم ہو اور تمام صوبے اپنے اندرونی معاملات میں آزاد ہوں۔ ہاں بیرونی معاملات جن کا تمام ملک کے ساتھ تعلق ہو ان کو سرانجام دینے کے لئے ان صوبوں کی ایک فیڈریشن یا متحدہ اسمبلی ہو جو خارجی معاملات کو سرانجام دے۔ ہندوستان کے مسلمان کے لئے دوسری صورت ہی مفید ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چند صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے ان کے حقوق غصب نہیں ہوں گے۔ اور اگر کسی ایک غیر مسلم اکثریت والے صوبے میں مسلمان کے حقوق کو تلف کیا جائیگا تو اس کی تلافی مسلم اکثریت والے صوبے میں ہو جائے گی۔ اور اس طریق سے پنجاب۔ سرحد۔ بلوچستان۔ سندھ اور بنگال میں مسلمان کی حکومت ہوگی۔ پس ہندوستان کے مسلمان کا دوسرا کام یہ ہے کہ وہ متحد ہو کر انگریز اور کانگرس سے مطالبہ کرے کہ ہندوستان میں یاستہائے امریکہ کی طرز حکومت ہو۔ اور یہ مطالبہ اس قدر اتحاد اور قوت کے ساتھ ہو کہ دوسری طاقتیں اسے تسلیم کرنے کے بغیر چارہ ہی نہ دیکھیں۔ اور جب تک یہ شرط تسلیم نہ ہو جائے۔ قوم کا کوئی فرد بھی اپنے مقام سے نہ ہٹے۔

اس ضمن میں ایک تیسری اہم بات بھی ہے اور وہ ہے مسئلہ اقلیت اور اکثریت کا جھگڑا۔ اگر یہ اتحاد بھی ہو جائے اور فیڈریشن حاصل ہو جائے تو بھی جب تک ملک میں ہماری اقلیت ہے۔ خطرہ بدستور باقی ہے اور اس سے ہمیں بے نیاز نہیں ہونا چاہئیے اور ہر ممکن کوشش کرنی چاہئیے کہ اگر تمام ہندوستان مسلم قومیت میں مدغم نہ ہو جائے تو کم از کم ہم قلت میں نہ رہیں اور یہ کام چنداں مشکل نہیں۔ ہندو کی اکثریت کا اگر بنظر تعمق مطالعہ کیا جائے تو سیاسی طور پر تو اس میں بظاہر اتحاد نظر آئے گا۔ مگر مذہبی طور پر اس کی بنیادیں بالکل کھوکھلی ہو چکی ہیں۔ ہندوستان کے سات کروڑ اچھوت ہندوؤں کے مظالم سے نالاں کسی نئے مذہب کی تلاش میں

ہے۔ تعلیمیافتہ طبقہ کی اکثریت مذہبی قیود سے آزاد ہو چکی ہے۔ اور اگر اس کے سامنے اسلام صحیح شکل میں رکھا جائے تو اسے سوائے تسلیم کے اور چارہ ہی نظر نہیں آئے گا۔ اس لئے مسلمان قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنی توجہ کو زیادہ تر تبلیغ اسلام کی طرف مبذول کرے تاکہ اگر اقوام ہند کو دین اسلام کی نعمتوں سے متمتع کرے تو دوسری طرف ہندوستان میں اپنی ہستی کے لئے مستقل خطرہ کا سدباب بھی کرے

پس باہمی اتحاد، صوبجاتی حکومت کا مطالبہ اور تبلیغ اسلام ایسے امور ہوں۔ جن پر مسلمان کی تمام قوتیں مرکوز ہوں اور ہر کام انہیں تین امور کے حصول کی خاطر ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ان کے حصول کا آسان ترین طریق بتا دوں تو وہ سن لیجئے۔ ہندوستان میں جماعت احمدیہ لاہور ہی ایک ایسی جماعت ہے جس کے افراد اتحاد بین المسلمین کے اصول کے واحد علمبردار ہیں اور جن کے اصول میں سے ہے کہ کوئی کلمہ گو خواہ کسی فرقہ سے متعلق ہو کافر نہیں۔ اس جماعت کے افراد متحدہ و متفقہ طور پر ہندوستان میں مسلم قوم کی ہستی کے برقرار رکھنے میں کوشاں ہیں۔ اور فیڈریشن کے اصول پر نہایت سختی سے کاربند ہیں اور کوئی بھی فرد جماعت کے فیصلہ کو چھوڑ کر ادھر ادھر نہیں جاتا۔ نیز تبلیغ اسلام کے موجودہ آلات سے جس قدر یہ جماعت مسلح ہے اور کوئی فرقہ نہیں۔ لہذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ جلد تر اس جماعت میں شامل ہو کر ان ذرائع کی استواری کا موجب بنیں جو کہ قومی زندگی کے لئے لابد ہیں اور ہر وقت یہ امور سامنے رکھیں۔

(۱) ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہینگے اور اتحاد سے رہیں گے۔

(۲) ہندوستان میں صوبجاتی حکومت کا مطالبہ کریں گے اور اس کے انتہائی قربانی اور جدوجہد کریں گے۔

(۳) تبلیغ اسلام کو ہر وقت سامنے رکھیں گے اور جب تک ہندوستان کے لوگوں کو نعمت اسلام سے متمتع نہیں کر لینگے آرام نہیں کریں گے +

نامہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

غلام محمد انجنیئر کون ہیں؟

(از جناب محمد رمضان صاحب مالک پل سٹور جیبہ حال وارد لاہور)

آج میری نظروں سے اخبار احسان گذرا جس میں دیوان مادہو رام کی نسبت غلام محمد انجنیئر ریاست جیبہ بیان کرتے ہیں کہ ریاست میں ہر طرح امن وامان ہے میں ناظرین کے سامنے ریاست جیبہ کے افسانہ اور مہاجنی دور کا ایک ورق اور غلام محمد کا چال چلن پیش کرتا ہوں۔ ہندو نے اخبار زمیندار۔ سیاست۔ گو رو گھنٹال۔ انقلاب میں بھی ان صاحبان کے متعلق لکھا تھا۔ ریاست میں بھی ان صاحبان کے متعلق لکھا تھا۔

ریاست میں ایسا اندھیر ہے کہ جس نے دیوان مادہو رام کا کلمہ نہ پڑھا وہی گردش میں مبتلا ہوا۔ مسلمانان جیبہ کو معلوم ہے کہ غلام محمد انجنیئر جیبہ جو محمد رمضان منیجر جیبہ پل سٹور کی بیوی مسماۃ حاجراں بی بی کا رضاعی بھائی بنا ہوا تھا۔ پھر اسی غلام محمد نے کس طرح اس بہن کیساتھ ناجائز تعلقات پیدا کئے کس طرح محمد رمضان اور اس کی بیوی کے مابین جھگڑا و فساد کا موجب بنا اور کس طرح یہ شخص جو انجمن اسلامیہ کا صدر کہلاتا ہے ایک شریف مسلمان کے بستے ہوئے گھر کو اجاڑنے اور تباہ و برباد کرنے کا باعث بنا۔ ایک ایسی دردانگیز داستان ہے جس کو بیان کرتے ہوئے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

یہ ہے اس شخص کا حال اور اخلاق جو مادہو رام کے فیض کرم سے انجمن اسلامیہ کا صدر بنا بیٹھا ہے اور ایک مدت مدید سے مسلمانوں کے مفاد اور اسلام کے وقار پر نہایت بیدردی کے ساتھ چھری پھیر رہا ہے۔

مسلمانان جیبہ اس شخص کی اسلام کش حرکتوں سے سخت بیزار ہیں۔ جیبہ کی مسلم رعایا کو اس پر قطعاً کوئی اعتماد نہیں جیبہ کے مسلمان ایسے اپنا نمائندہ قرار دینے کے لئے ہرگز ہرگز تیار نہیں ہیں۔ لیکن یہ غلام محمد "مان نہ مان میں تیرا مہمان" کا مصداق بزعم خود اپنے آپ کو اسلامیان جیبہ کا نمائندہ سمجھ بیٹھا ہے۔ اور مادہو رام کی خوشنودی کے حصول کی خاطر طرح طرح کے غلط بیانات شائع کرتا رہتا ہے چند دن ہوئے مسلمانان جیبہ نے اسے انجمن سے علیحدہ کر دیا تھا اور جناب حسین خان صاحب کو اس کی جگہ صدر مقرر کیا تھا۔ مگر مادہو رام کو اپنے "نور نظر" کی یہ توہین ناگوار گذری۔ تو فوراً نئی انجمن میں گڑ بڑ ڈال کر دوبارہ مفید مطلب اراکین رکھے گئے۔

میں مسلمانان جیبہ سے محمد رسول اللہ صلعم کی عزت کا واسطہ دیکر دریافت کرتا ہوں کہ:- (۱) کیا یہ شخص اس کے اخلاق کے پیش نظر اس قابل ہے کہ اسے انجمن اسلامیہ کا صدر بنا دیا جائے۔

(۲) جو شخص ساری عمر اسلام کی بدخواہی کرتا رہا۔ اور مادہو رام کی خوشنودی کو اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی پر ترجیح دیتا رہا اور دے رہا ہے۔ وہ اس لائق ہے کہ مسلمانوں کی عنان اپنے ہاتھ میں لے؟

(۳) جس شخص نے اپنی نفسانی خواہشات کے پیش نظر ایک مسلمان کا بستا ہوا گھر اجاڑنے سے دریغ نہ کیا۔ کیا اس سے اسلامیان جیبہ کوئی توقع رکھ سکتے ہیں۔ مسلمان جیلخانوں میں سڑ رہے ہیں ان کی صحت خطرناک حالت میں ہے اور غلام محمد جس کے دل میں ذرا بھی خوف خدا نہیں یہ کہہ رہا ہے کہ مسلمانوں کو کوئی تکلیف نہیں۔

غلام محمد یاد رکھے کہ اس کی ان کپکپا دینے والی حرکات پر اللہ ناراض ہے اس کا رسول ناراض ہے مسلمانان جیبہ ناراض ہیں اور وہ وقت قریب آرہا ہے جب دوسروں کی خانہ بربادی کرنے والوں سے خود اللہ تعالیٰ بازپرس کرے گا۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت ہیں۔ جو دوست آپ سے ڈلہوزی میں خط و کتابت کرنا چاہیں وہ اپنا مکمل پتہ تحریر کیا کریں۔ کیونکہ آپ کے پاس احباب کے پتہ جات نہیں اور پھر دقت ہوتی ہے۔

—— سید اختر حسین گیلانی ۸۔ جون کی صبح کو بسلسلہ تبلیغ امرتسر تشریف لے گئے ہیں۔ احباب امرتسر مطلع رہیں۔

—— ملک شیر محمد صاحب کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔

—— بابو شیخ علی بخش صاحب کی طبیعت ہنوز ناساز ہے اور کمزوری کافی ہے۔

—— جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی طبیعت علیل ہے۔

—— خواجہ غلام رسول صاحب باری پورہ کشمیر کی بیگم صاحبہ بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

—— برادرم محمد حسین صاحب سابق سندر ولد ہیرا قوم سانسی ۳۔ مئی کو مولانا احمد یار صاحب مولوی فاضل کے ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے اللہ تعالیٰ استقامت دے۔

—— ۲۰۔ بیساکھ کو کسی بدکیش نے خواجہ غلام رسول صاحب باری پورہ کے مکان کو آگ لگا دی۔ جس سے آپ کا بہت نقصان ہوا۔ ہمیں اس حادثہ میں اپنے بھائی سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر کی توفیق دے۔ جب سے آپ نے قادیانیت کو چھوڑ کر احمدیت اختیار کی ہے۔ معاندین سلسلہ انہیں نقصان پہنچانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ دوست قابل شکریہ ہیں جنہوں نے آپ کی مدد فرمائی اور آپ کا ساتھ دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

—— جو بیکار اور پنشن یافتہ احباب مرکز میں آنا چاہیں وہ آنے سے قبل اپنے حالات سے سکرٹری صاحب کو اطلاع دیں اور دفتر سے جواب پہنچنے پر اس کے مطابق عمل کریں۔

—— جناب مولوی مرتضیٰ خاں صاحب اسسٹنٹ سکرٹری شیخوپورہ

بعدالت جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب

انسالونسی جج بہادر شیخوپورہ

لچھمن سنگھ ولد لکھنا سنگھ قوم اروڑہ سکنہ بڑا گھر تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ۔ سائل دیوالیہ

بنام

حاکم رائے وغیرہ قرضخواہان

اشتہار بنام

(۱) حاکم رائے ولد رامدتا اروڑہ ساکن فرید آباد تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

(۲) سندر سنگھ ولد آتما سنگھ قوم اروڑہ بزاز سکنہ خانپور سہوال تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

(۳) کانشی رام جاولہ قوم اروڑہ سکنہ سید والہ مال کوٹ گا یہ تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ۔

(۴) فرم پورن چند رادھا رام میسران نرائن سنگھ قوم کھتری گگو سکنہ جڑانوالہ ضلع لائل پور

(۵) درباری مل اروڑہ دکاندار سکنہ ٹھٹھہ ستاری تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری

(۶) دیر بھان اروڑہ سکنہ لکھو ڈھیر تحصیل چونیاں ضلع لاہور

(۷) فرم لنا سنگھ مالا سنگھ بذریعہ لنا سنگھ ولد لالا سنگھ اروڑہ سکنہ بڑا گھر تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

(۸) وداوا سنگھ ولد ہر دیال اروڑہ سکنہ اندا نوالہ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور

(۹) فرم صاحبدتا دیویدتا گوبند رام بذریعہ صاحبدتا ولد گنگا رام اروڑہ سکنہ جڑانوالہ ضلع لائل پور

مقدمہ ہذا میں لچھمن سنگھ سائل نے درخواست زیر دفعہ $\frac{10}{12}$ (۱) ایکٹ ۵ سنہ ۱۹۲۰ء برائے قرار دیئے جانے دیوالیہ گذرانی ہے۔ اور اس کی سماعت کے واسطے تاریخ پیشی $\frac{7}{7}$ ۳۶ مقرر ہوئی ہے اس لئے ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو کچھ عذر رکھتے ہوں۔ تاریخ مقررہ پر اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر عدالت ہذا میں پیش کریں۔

آج بتاریخ $\frac{7}{3}$ ۳۶ ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

دستخط حاکم (مہر عدالت)

—— مقام حسرت ہے کہ جناب ماسٹر عبدالجلیل صاحب مردان کا صاحبزادہ بعمر ۱۰ ماہ ۲۰۔ مئی کو بعارضہ ہیضہ والدین کو داغ مفارقت دے گیا۔ اور اللہ تعالیٰ ماسٹر صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل دے۔

—— نہایت افسوس سے تحریر کیا جاتا ہے کہ جناب مرزا رحمت بیگ پنشنر ملالپور جٹاں کی والدہ صاحبہ ۵۔ جون کو انتقال فرما گئیں ہمیں اس حادثہ سے مرزا صاحب سے دلی ہمدردی ہے خدا آپ کو صبر جمیل دے اور مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ احباب جنازہ غائبانہ ادا کریں۔

مذہب اور عورت

(از قلم آتمانند المسیح بانی ست دھرم)

آریہ سماجی اخبار پرکاش کے ماہوار ایڈیشن بابت ماہ مئی ۱۹۳۷ء کے صفحہ ۱۴ پر شریمان پنڈت ٹھاکر دت صاحب وَید مالک امرت دھارا فارمیسی کا ایک پرمعنی مضمون عنوان بالا سے شائع ہوا ہے جس میں قابل پنڈت جی نے مذہب عیسائیت۔ اسلام۔ پورانک دھرم۔ ویدک دھرم میں عورتوں کا درجہ اور عدم مساوات کا مقابلہ کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ صرف ویدک دھرم ہی ایسا مذہب ہے جس میں عورت اور مرد کو مساوی حقوق اور درجہ دیا گیا ہے۔ شریمان وید صاحب کی قابلیت میں تو شک نہیں لیکن مضمون کا حرف حرف ظاہر کرتا ہے کہ یا تو یہ مضمون ان کی ویدوں اور ویدک دھرم سے محض ناواقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ قومی جذبہ اور ہٹ دھرمی پر مبنی ہے جو کم وبیش ہر ایک انسان میں قدرتی طور پر پائی جاتی ہے اور اس لئے میں شریمان پنڈت ٹھاکر دت صاحب وید کو مجبور اور بے قصور سمجھتا ہوں۔ مگر وید صاحب اور اخبار پرتاپ کے معزز مالک و ایڈیٹر مہاشہ کرشن جی بی۔ اے کی واقفیت کے لئے لکھتا ہوں تاکہ ایسا نہ ہو کہ پھر کبھی۔ ہیچ

بروئے عاقلاں شرمندہ باشی

افسوس یہ ہے کہ ہمارے آریہ سماجی دوست ویدوں کی تعلیم سے محض ناواقف ہونے کے باعث مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج بانی آریہ سماج کے فرضی اصولوں کو ہی "ویدک دھرم" اور وید مقدس کی تعلیم سمجھ کر آریہ سماج کے فرضی اور ادھورے اصولوں کو ہی بطور ویدک دھرم کے پیش کر دیتے ہیں۔

حالانکہ ہمارا پر زور دعویٰ ہے کہ آریہ سماج کا کوئی ایک بھی سدھانت چاروں ویدوں میں کہیں نہیں پایا جاتا۔ شریمان وید پنڈت ٹھاکر دت صاحب شرما و مہاشہ کرشن جی بی۔ اے سے ہمیں توقع نہیں۔ ہاں اگر پنڈت راجا رام صاحب شاستری یا کوئی دیگر ویدوں سے واقف پنڈت آریہ سماج کا کوئی ایک آدھ عقیدہ بھی وید مقدس سے ثابت کر دکھائے تو فی عقیدہ دس روپے نقد انعام کے علاوہ سیر بھر دودھ دینے کا ہم وعدہ کرتے ہیں۔ ہمارا یہ چیلنج برسوں سے گونج رہا ہے۔ مگر کسی آریہ سماجی دوست کو اسے قبول کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور نہ ہماری زندگی میں کبھی ہوگی۔ یہ ہماری پیشگوئی ہے مہاشہ کرشن جی کو یاد ہوگا کہ ایک مرتبہ ہم نے اخبار اہلحدیث کے کالموں میں ویدوں میں گائے کی گوشت خوری کا جواز و رواج ثابت کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ویدک زمانہ کے آریوں میں گائے کے گوشت کو اس درجہ پسند کیا جاتا تھا حتیٰ کہ مہمان کا ایک نام ہی "گھوگھن" یعنی گائے کا قاتل پڑ گیا تھا۔ ہمارے اس مضمون پر مہاشہ کرشن جی نے اخبار پرکاش میں اعتراض کیا تھا کہ آتمانند کا یہ بیان محض غلط ہے۔ مگر جب ہم نے ایک درجن کے قریب ثبوت شائع کئے تو مہاشہ جی نے ایسی چپ سادھی کہ آج تک پھر کبھی ہمارے مضامین پر قلم اٹھانے کی جرأت نہیں دکھلائی۔ ویدک دھرم سے ایسی ہی ناواقفی کا اظہار ہمارے پوجیہ پنڈت ٹھاکر دت جی شرما نے اپنے مضمون میں دکھلایا۔ ہم نے بھی بڑے بڑے مذاہب کی کتب مقدسہ کا بغور مطالعہ کیا ہے اور وید مقدس کو تو ہم نے تسخیر کر رکھا ہے۔ ہم بھی بڑے زور دار دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ وید مقدس میں شودر اور عورت کے ساتھ جس قدر بدسلوکی اور تحقیر کا برتاؤ روا رکھا گیا ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی کسی دیگر مذہب میں نہیں پایا جاتا۔ ویدک دھرم میں عورت کا درجہ داسی (لونڈی) اور پاؤں کی جوتی سے تل بھر زیادہ نہیں کہ جب جی چاہا بدل لی۔ پنڈت جی کی ویدک تعلیم سے ناواقفی کا یہ عالم ہے کہ آپ لکھتے ہیں کہ عیسائیت میں عورت کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ خاوند کی تابعدار رہے گی۔ مگر دروغگو را حافظہ نباشد کے ماتحت اپنے موجودہ ویدک دھرم کی بابت لکھتے ہیں کہ:۔

> "شری سوامی دیانند جی مہاراج عورتوں کی آزادی دلانے والے سب سے بڑے ریفارمر نے بھی یہ لکھا ہے کہ جب مرد باہر سے آوے۔ عورت کو چاہئے کہ آگے بڑھ کر پریم سے سواگت (خوشامد بید) کرے اور اس کے چرن (قدم) چھوئے۔" (ملخصاً)

اگر پاؤں پڑنا یا قدم چومنا واقعی تابعداری بلکہ غلامی کی نشانی ہے تو ہمارے خیال میں اس سے زیادہ تحقیر عورت کی دیگر نہیں ہو سکتی لیکن اگر آریہ سماجی نظروں میں عورت کا مرد کے قدموں پر گرنا مساوات اور باعث فخر ہے تو ہم اپنی ناواقفی کے لئے معافی چاہتے ہیں۔ ایسی مساوات آریہ سماج کو مبارک ہو۔ پھر وید صاحب اسلام کو طعنہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اسلام میں مرد تو عورت کو طلاق دے سکتا ہے مگر عورت نہیں دے سکتی۔ بیشک موجودہ رواج کے سبب یہ کمزوری مسلمانوں میں ہے نہ کہ اسلام میں کیونکہ اسلام میں خلع کا حق بھی ہے یعنی بصورت ناپسندی یا بخوف جان عورت بھی مرد سے خلع حاصل کر سکتی ہے۔

ہم اپنے قابل دوست کی توجہ ویدوں کی سب سے مستند تفسیر نرکت ۳-۴ کی طرف دلاتے ہیں۔ جہاں مہرشی یاسک اچاریہ جی لکھتے ہیں:۔

> "عورتوں کو فروخت کرنا۔ عورتوں کو طلاق (اتی سرگ) دینا وید مقدس کی رو سے جائز ہے۔ لیکن مردوں کو نہیں۔"

ہم نے تو ویدوں کی سب سے بڑی مستند تفسیر سے عورتوں کو طلاق دے کر چھوڑنے کا ثبوت بہم پہنچا دیا اور یہ بھی اسی تفسیر میں سے بتلا دیا کہ مرد تو عورت کو طلاق دے سکتا ہے اور چاہے تو فروخت بھی کر سکتا ہے۔ لیکن عورت مرد کو نہ طلاق دے سکتی ہے نہ فروخت کر سکتی ہے۔ چنانچہ لڑکی کو خریدنے والے کا نام وید میں "اجاماتا" لکھا ہے۔ مہاشہ کرشن جی ثبوت مانگیں گے تو پیش کر دیا جائے گا۔ مگر وہ ثبوت کبھی مانگیں گے ہی نہیں کیونکہ انہیں ثابت ہو چکا ہے کہ "المسیح" کبھی غلط نہیں لکھتا۔ اگر وید صاحب ویدوں کے کسی منتر یا کسی منتر کی تفسیر سے یہ دکھلا سکیں کہ عورت بھی مرد کو طلاق دے سکتی ہے تب تو ان کا طعنہ اسلام پر آدھا[1] درست ہو سکتا ہے ورنہ پیارے وید جی

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

پنڈت ٹھاکر دت جی وید اسلام پر مزید طنز کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اسلام میں ایک مرد کو تو چار بیویاں بیاہنے کا اختیار دیا گیا ہے مگر عورت کو ایک سے زیادہ خاوند ایک وقت کرنے کا حق نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اسلام اور ست دھرم کی یہ تعلیم کہ ایک مرد بلحاظ توفیق و ضرورت ایک یا زیادہ بیویاں بیاہ سکتا ہے۔ لیکن کوئی عورت ایک شوہر کی حیات میں دوسرا شوہر ہرگز نہ بیاہے عین قانون قدرت اور اخلاق پر مبنی ہے۔ وید مقدس میں بھی ایک مرد کو سینکڑوں بیویاں بیاہنے کی اجازت پائی جاتی ہے۔ مثلاً بحوالہ برہدارنیک اپنشد یاگیہ ولکیہ (رشی) کی دو بیویاں میتریئی اور کاتیاینی نامی تھیں۔

بحوالہ رگوید منڈل ۸ سوکت ۱۹ منتر ۳۶ و ۳۷

مہاراجہ ترس وسیو ولد راجہ پروکتس کے سواستو دریائے کے تیرتھ پر سوبھری کنو نامی برہمن کو اپنی پچاس یا بقول بعض بارہ سو بیویاں خیرات کر دینے کا ذکر درج ہے۔

رگوید کے ایتریہ برہمن ۳۳-۲۲ میں مہاراجہ رام چندر جی کے جد امجد مہاراجہ ہریشچندر کی سو بیویاں لکھی ہیں۔ خود بھگوان رامچندر کے والد شریف مہاراجہ دشرتھ کی تین بیویاں تھیں۔ اور بھگوان کرشن کی تو سولہ ہزار سے بھی زائد بیویاں تھیں۔ یجروید ۲۲/۳۱ میں خود ویدک پرمیشور کی بھی "شری" اور "لکشمی" نامی دو بیویاں لکھی ہیں۔

ہاں ویدوں کی اس مساوات کے تو ہم بھی افسوس کے ساتھ قائل ہیں کہ وید مقدس میں جہاں ایک مرد کو متعدد بیویاں بیاہنے کی اجازت دی گئی ہے۔ وہاں ایک بیوی کو بھی درجنوں خاوند ایک وقت بیاہنے کی اجازت دی گئی ہے نہ صرف خاوند بلکہ خاوندوں کے حقیقی بھائی بھی جن کو دیور اس لئے کہا جاتا ہے کہ دوسرے خاوند کہلاتے ہیں یعنی بوقت ضرورت خاوندوں کا کام دے سکتے ہیں (کنواری رکھنے کی تعلیم تو ویدک زمانہ کا فیشن ہی سمجھنا چاہئے) اسی اصول کی بنا پر دروپدی کے پانچ پانڈو خاوند تھے اور پانچوں میں سے ایک ہی دروپدی میں پانچ بیٹے بھی پیدا ہوئے تھے

میں ایسی مخرب الاخلاق اور حیا سوز تہذیب کے حوالجات دیکر ناظرین کے اخلاق کو خراب کرنا نہیں چاہتا۔ مزید خواہشمند سیری ۔۔۔ اسم بامسمیٰ لاجواب تصنیف "ویدک تہذیب" قیمتی عہر ۱۰ علاوہ محصولڈاک دفتر اہلحدیث امرتسر یا ست دھرم پرچارک منڈل شملہ سے منگوا کر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ یا اگر پنڈت ٹھاکر دت شرما صاحب یا مہاشہ کرشن وغیرہ کسی ذمہ دار آریہ سماجی نے ثبوت طلب فرمایا تو بذریعہ اخبار پرتاپ نذر ناظرین کیا جائے گا۔ فی الحال

عاقلاں را اشارہ کافیست

ویدوں میں عورت کا درجہ اس قدر ذلیل قرار دیا گیا ہے کہ مردوں کی جائداد میں پھوٹی کوڑی کا بھی حق عورتوں کو نہیں دیا گیا دیکھئے رگوید منڈل ۳ سوکت ۳۱ منتر ۲۔ اور اس پر بھی غضب اور ستم اس نازک طبقہ نسواں کے حق میں روا رکھا گیا ہے کہ خاوند کی وفات پر دوسرا خاوند کرنے کی بھی اجازت سلب کر لی گئی ہے۔ شاید اسی وجہ سے درجنوں خاوند اور دیور ایک ساتھ بیاہ لئے جاتے تھے تاکہ سدا "سہاگن" بنی رہے اور کبھی بیوہ ہونے کی نوبت نہ آئے

---

[1] بوجہ غلط رواج ہونے کے

مختصر روئیداد جلسہ سالانہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام قصبہ سامانہ

علماء اسلام کی روح پرور تقاریر!

بتاریخ ۲۴-۲۵-۲۶ اپریل ۱۹۳۷ء کو جلسہ منعقد ہونا قرار پایا جس میں جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ آریہ مذہب و سید امین شاہ صاحب گیلانی و شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مدعو تھے۔ چنانچہ صاحبان ممدوح ۲۳ اپریل ۱۹۳۷ء کو رونق افروز ہوئے۔ دیگر چند مقامات سے بھی احباب تشریف لائے۔ ۲۴ اپریل ۱۹۳۷ء جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

سید محمد امین صاحب گیلانی کی تقریر!

پہلی تقریر سید محمد امین شاہ صاحب نے ضرورت مجدد پر فرمائی۔ فاضل مقرر نے نہایت مدلل طریق سے احادیث صحیحہ کی روشنی میں یہ ثابت فرمایا کہ جب پچھلی تیرہ صدیوں میں بموجب احادیث مجدد ہوتے رہے۔ تو ضرور ہے کہ چودھویں صدی میں بھی مجدد ہو۔ اور صدی چہاردہم کے مجدد حضرت مسیح موعود و مہدی معہود جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں۔ سامعین نے نہایت دلچسپی سے تقریر کو سنا۔ اور نہایت اچھا اثر ہوا۔

مرزا مظفر بیگ صاحب کی تقریر

دوسری تقریر جناب مرزا مظفر بیگ صاحب نے ضرورت حدیث پر فرمائی۔ صاحب ممدوح نے نہایت احسن طریق سے ثابت فرمایا کہ اس زمانہ احادیث کی کس قدر ضرورت ہے اور [illegible] اسلام ہے کہ [illegible] احمدیت عین اسلام ہے۔ اور اسلام احمدیت۔ [illegible] زمانہ حال کے مسلمانوں نے بانی سلسلہ احمدیہ کی [illegible] یاد کیا۔ اور آپ کے کام کی قدر نہ کی ورنہ [illegible] ثابت ہے کہ جو کام اس وقت جماعت احمدیہ لاہور خدمت اسلام [illegible] ہے۔ اور جو درد اسلام کا اس جماعت کے دل میں ہے۔ وہ دوسری کسی قوم کے دل میں نہیں اور بتایا کہ یہی درد اور تڑپ ہے جو ہمیں دلیں بدلیں اور شہر در شہر لئے پھرتی ہے۔ غرضیکہ ذی علم مقرر نے ایسے پر اثر الفاظ میں یہ تقریر فرمائی کہ سامعین پر اظہر من الشمس ہو گیا کہ واقعی جو کام اس وقت جماعت احمدیہ لاہور خدمت اسلام کا انجام دے رہی ہے اور جو روح اور تڑپ اس قوم کے اندر ہے اس کا شائبہ بھی دوسری کسی جماعت میں نظر نہیں آتا۔ چنانچہ اہل علم طبقہ کے اکثر احباب نے یہ کہا کہ لوگوں کی سخت غلطی ہے جو ایسے لوگوں کو برا کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی قدر کرنی چاہیئے۔ تقریباً ۱۱ بجے تقریر ختم ہوئی۔ اختتام تقریر پر رات کے اجلاس کا اعلان کر دیا گیا۔ اور بتلایا گیا کہ شب کو جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی "صداقت اسلام از روئے سکھ دھرم" پر تقریر فرمائیں گے۔ تمام احباب وقت مقررہ پر تشریف لا کر مستفیض ہوں۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس ٹھیک ۸ بجے شروع ہوا۔ وقت مقررہ سے نصف گھنٹہ پیشتر ہی سامعین کافی تعداد میں تشریف لے آئے تھے علاوہ مسلمان احباب کے سناتن دھرمی اور سکھ دھرمی صاحبان بھی کافی تعداد میں شریک جلسہ تھے۔ مکرم جناب شیخ صاحب نے کمال قابلیت سے اپنے مضمون کو ادا کیا۔ اور سکھ دونوں کی مذہبی مقدس کتب سے حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو پیش کیا۔ اور یہ بھی بتلایا۔ کہ ہم کو نہایت پر امن طریق سے باہم شیر و شکر ہو کر بھائیوں کی طرح ایام گزاری کرنا چاہیئے۔ آپ کی تقریر ایک عجیب اتحاد کا رنگ اپنے اندر لئے ہوئے تھی جس کا تمام پبلک پر نہایت مفید اثر ہوا گیارہ بجے یہ اجلاس ختم ہوا۔

۲۵ اپریل ۱۹۳۷ء

۲۵ اپریل کو صبح آٹھ بجے مقامی جماعت کی ایک خاص کانفرنس زیر صدارت جناب ماسٹر صادق علی صاحب منعقد ہوئی۔ جس میں تقریباً تمام احباب سلسلہ نے شرکت فرمائی۔ اور صاحب صدر نے اپنے مواعظ حسنہ سے تمام جماعت کو محظوظ فرمایا متعدد اصلاحی تجاویز پیش ہو کر بالاتفاق منظور ہوئیں۔ مکرم چودھری قادر بخش صاحب احمدی نے جو مقامی جماعت کے ایک پر اخلاص بزرگ ہیں۔ مبلغ پچاس روپے اشاعت القرآن فنڈ میں عطا فرمائے۔ دیگر احباب نے بھی کچھ چندہ جات عنایت فرمائے۔ کل مجموعی میزان مبلغ یکصد روپے ہوئے۔ تقریباً ۱۱ بجے کانفرنس ختم ہوئی اور شام کے جلسہ کا اعلان بذریعہ منادی تمام شہر میں کیا گیا۔

پہلا اجلاس ۴ بجے شام شروع ہوا۔ ختم نبوت پر جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرمائی۔ اور ثابت فرمایا۔ کہ خاتم النبیین کے بعد کسی کو حق نہیں کہ نبوت کا دعوےٰ کرے۔ ان کے بعد سید امین شاہ صاحب مولوی فاضل نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ پر تقریر فرمائی۔ اور نہایت مدلل طریق سے ثابت کیا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ہرگز ہرگز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس آخری فیصلہ کو قبول نہیں فرمایا اختتام پر اعلان کیا گیا۔ کہ آج شب کو جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کا لیکچر "ہماری تبلیغی کوششیں" پر ہو گا۔ جس کے ضمن میں جزائر فجی کے حالات بھی سنائے جائیں گے۔ احباب وقت مقررہ پر تشریف لا کر مشکوری کا موقع دیں۔ چنانچہ ۷½ بجے سے لوگ جوق در جوق آنا شروع ہو گئے۔ تمام جلسہ گاہ سامعین سے بھر گئی۔ اہل ہنود دوست بھی کافی تعداد میں شریک جلسہ تھے۔ ۹ بجے مرزا صاحب ممدوح کا لیکچر شروع ہوا۔ یوں تو صاحب موصوف کی ہر تقریر اپنے اندر ایک عجیب قسم کا جذبہ اور اثر رکھتی ہے مگر یہ تقریر تو ایسی پر لطف تھی جس نے تمام پبلک پر ایک سکوت کا عالم طاری کیا ہوا تھا۔ دوران تقریر میں مرزا صاحب نے گھڑی دیکھ کر فرمایا۔ کہ اس وقت ۱۱ بجے ہیں اگر تم لوگ اجازت دو۔ تو تقریر کو بند کر دوں۔ تمام پبلک نے تقریر کو بند کرنا گوارہ نہ کیا۔ سب کے دل یہ چاہتے تھے۔ کہ تقریر کا سلسلہ جاری ہی رکھیں۔ چنانچہ سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے عجیب عجیب واقعات بیان فرمائے۔ جن سے ہر ایک شخص کے دل میں اسلام کی شان و شوکت نقش ہو گئی۔ بالآخر ایک آریہ دوست نے بزعم خود ایک بڑا بھاری اعتراض کیا جس کا جواب نہایت شرح سے مرزا صاحب موصوف نے ایسا اطمینان بخش پیرایہ میں دیا۔ کہ معترض صاحب کو عام پبلک میں یہ اقرار کرنا پڑا کہ میری تسلی ہو گئی۔ الحمد للہ بخیر و خوبی دوسرے اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

جلسہ کا تیسرا دن

۴ بجے جناب سید امین شاہ صاحب کی تقریر شروع ہوئی آپ نے نہایت عمدہ طریق پر اسلام کی خوبیاں فرمائیں۔ تقریر کے حسن بیان سے لوگ بہت خوش ہوئے۔ اور شاہ صاحب موصوف کی نہایت اچھے الفاظ میں تعریف کرنے لگے۔ اختتام تقریر پر رات کے اجلاس کا اعلان کیا گیا۔ کہ رات کے اجلاس میں مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع آریہ کے ان اعتراضات کے جواب دیں گے۔ جو جلسہ ہوئے موقعہ جلسہ آریہ دھرم سالہ آریہ پنڈتوں کی طرف سے کئے گئے تھے چنانچہ لوگ نہایت اشتیاق سے جمع ہو گئے جن میں تقریباً تمام اقوام کے لوگ تھے۔ اہل ہنود دوست بہت کافی تعداد میں تشریف لائے وقت مقررہ پر تلاوت قرآن کریم و نعت خوانی کے بعد مرزا صاحب کا لیکچر شروع ہوا۔ آپ نے عجیب انداز سے ثابت کیا۔ کہ اس زمانہ میں جو سائنس نے جدید معلومات حاصل کی ہیں۔ ہماری کتاب قرآن پاک اس سے بے خبر نہیں۔ بلکہ تیرہ سو سال پہلے یہ تمام عجائبات اس میں درج ہیں۔ سامعین نہایت سکون قلب سے اس نئے طریق استدلال کو حیرت ہو کے سن رہے تھے۔ اور اپنے معلومات میں اضافہ کر رہے تھے۔ بعد ازاں ان تمام اعتراضات کے جواب دیئے گئے۔ جو آریہ دھرم کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر کئے گئے تھے۔ ازاں بعد آپ نے اتحاد کی تعلیم دیتے ہوئے بتایا۔ کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ ہر قوم کے مذہبی پیشوا کو عزت کی نگاہ سے دیکھو۔ تاکہ تم میں اتحاد پیدا ہو۔ اس ضمن میں آپ نے پر لطف الفاظ میں فرمایا۔ کہ دیکھو مہاراجہ صاحب بہادر والی ریاست پٹیالہ کی وسعت قلبی کہ آپ باوجود سکھ مذہب ہونے کے مسلمان پہلوانوں (گاماں و امام بخش) کی کتنی قدر کرتے ہیں۔ جو ایک بے نظیر اتحاد بین الاقوام کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ غرض نہایت کامیاب طریق سے اس تقریر پر جلسہ ختم ہوا۔

اظہار تشکر

بالآخر ہم اس خدائے عز و جل کا ہزار ہزار شکر ادا کرتے ہیں کہ جس نے خاص اپنے فضل و کرم سے ہم ہیچ مدان لوگوں کو جلسہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ باوجود بہت سی مشکلات کے جو جلسہ کی راہ میں روک تھیں۔ ہمارے جلسہ کو نہایت کامیاب بنایا۔ الحمد للہ۔ آخر پر جناب مہاراجہ صاحب پٹیالہ کی حکومت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جن کے زیر سایہ جہاں ہم کو اپنی دنیوی زندگی نہایت اطمینان و اتحاد سے گزارنے کا موقع میسر ہے وہاں نہایت فراخدلی سے پر امن و اتحاد کے طریق پر اپنے مذہب کی نشر و اشاعت کی اجازت ملنے پر فخر حاصل ہے نیز افسران مقامی پولیس کا عموماً اور سارجنٹ صاحب سامانہ کا خصوصاً ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے نہایت مہربانی اور وسعت قلبی سے ہماری درخواست منظوری جلسہ کے لئے سفارش فرمائی اور ہر روز اپنے راحت و آرام میں فرق ڈال کر جلسہ میں شرکت فرماتے رہے سب سے بڑھ کر ہم اپنی انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہے ہماری درخواست پر سب فاضل مبلغین کرام کو ہمارے جلسہ میں شرکت فرمانے کا حکم صادر فرما کر ہم لوگوں کو اپنی مفید تقاریر سے مستفیض ہونے کا موقعہ عنایت فرمایا۔ بالآخر ہم ان تمام سامعین کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے اپنا قیمتی وقت اور اپنی راحت و آرام میں ہرج واقع کر کے ہمارے جلسہ میں شرکت فرمائی۔

(محمد عظیم علوی)

(اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ ریاست پٹیالہ)

تقریب جشن عید میلاد النبی!

مرکزیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا جلسہ

تقریب سعید عید میلاد النبی کے موقع پر مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۴۳ء کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں زیر صدارت حضرت مولانا عزیز بخش صاحب ایک عام جلسہ زیر اہتمام ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن مجید شیخ فیض احمد صاحب متعلم تبلیغی کلاس نے فرمائی۔ بعد ازاں مرزا مسعود بیگ صاحب نے حضور صلعم کی شان مبارک میں ایک نعت پڑھی۔ آپ کے بعد ماسٹر غلام محمد صاحب خادم نے نظم سنائی۔

جناب میرزا مسعود بیگ صاحب کی تقریر

میرزا مسعود بیگ صاحب نے سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ رسول کریم میں انتہا درجہ کی فروتنی اور انکساری تھی۔ وہ اپنے آپ کو باقی لوگوں سے بڑا نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ فرمایا۔ انا بشر مثلکم یعنی مجھ میں اور تم میں بشر ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ میں بھی تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں۔ صرف اگر کوئی امتیازی چیز مجھ میں ہے تو وہ یہ ہے کہ میں اپنے مولی کریم کا ایک ایلچی ہوں۔ میں دنیا میں اپنی بڑائی کو قائم کرنے نہیں آیا۔ بلکہ دنیا میں اللہ تعالے کی توحید کو قائم کرنے کے لئے پیغامبر بن کر آیا ہوں۔ اور نہ ہی میرا یہ دعوے ہے کہ میں جو کچھ بھی کروں اس پر مجھے خدا تعالے کی گرفت نہ ہوگی۔ اور میں حساب و کتاب سے بری ہوں بلکہ فرمایا۔ انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔ ابراہیم حضور صلعم کا دلبند جب دار فانی سے رحلت فرما کر اپنے مولا سے جا ملا۔ تو اتفاقاً اسی دن سورج کو گرہن لگ گیا۔ لوگوں نے یہ خیال کیا۔ کہ حضرت ابراہیم کی وفات پر سورج بھی ماتم کر رہا ہے۔ لیکن جب اس کا علم آنحضرت صلعم کو ہوتا ہے۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ سورج کو گرہن لگنا میرے لئے کوئی فخر یہ بات نہیں۔ اور نہ ہی ایسا ہے جیسا کہ تم نے خیال کیا ہے۔ بلکہ ان الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاۃ۔

یعنی سورج اور چاند کو نہ تو کسی کے مرنے پر گرہن لگتا ہے اور نہ کسی کی پیدائش پر۔ لیکن اگر اس قسم کی خوش عقیدگی کو آج کل کے کسی پیر سجادہ نشین کے متعلق اس کے مرید اخذ کریں۔ تو مجال نہیں کہ اس غلط اور گمراہ کن خیال کی تردید کریں۔ بلکہ وہ کچھ زیادہ مصالحہ چڑھا کر پیش کرنے اور تشہیر کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن وہ خدا تعالے کا پیارا جس نے صرف توحید کی خاطر ہر پیاری سے پیاری چیز کو ٹھکرایا۔ وہ کیونکر ایسے خیال کو لوگوں کے دلوں میں جگہ دینے پر رضامند ہوتا۔

باوجودیکہ ذرائع تمام مسدود اور محدود تھے۔ پھر بھی آنحضرت کے اخلاق ہی تھے جنہوں نے ان کو تمام عرب میں مشہور کر دیا۔ اور تمام دنیا ان کے اخلاق اور سیرت طیبہ کو دیکھ کر گرویدہ ہو گئی۔ دنیا میں کامیابی دعاوی سے نہیں ہوتی۔ لیکچروں سے نہیں ہوتی۔ نہ جوان اور تواریں سے وہ کام نہیں ہو سکتا۔ جو نرو کامل اپنے خلق کامل سے کر دکھاتا ہے۔ محمد عربی صلعم کو خدا تعالے نے بھی فرمایا۔

انک لعلی خلق عظیم۔ یعنے تو بہت بڑے اخلاق کا مالک ہے۔ پس محمد عربی صلعم کی کامیابی کا انحصار خلق عظیم پر ہے۔

جناب مرزا صاحب نے اپنی تقریر دلپذیر میں آنحضرت صلعم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا۔ کہ اگر اسلام کو غالب کر کے دکھلانا چاہتے ہو۔ تو خلق محمدی کو اپنے اندر پیدا کرو۔ پھر دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو تمہارا مقابلہ کر سکے۔

نبی کریم صلعم کا اپنوں سے سلوک

ان کے بعد غلام نبی صاحب مسلم ایڈیٹر "پیغام صلح" نے تقریر فرماتے ہوئے بیان فرمایا۔ کہ رسول کریم صلعم کا اپنا عمل تھا جس کی وجہ سے ان کی جماعت ان کے متبع بنیان مرصوص بن گئے۔ رسول کریم صلعم کا پہلا عمل ہی یہ تھا۔ کہ انہوں نے اپنی نشست و برخاست کو ایسا کر دیا۔ کہ کوئی فرق نہیں کر سکتا تھا۔ کہ ان میں سے کونسا شخص دنیا کا رہبر ہونے کا مدعی ہے۔ نبی کریم کی سواری دوسروں کی طرح تھی۔ اس میں کوئی شان و شوکت اور دکھاوا نہ تھا۔ ایک دفعہ حضور صلعم سعد بن عبادہ کے گھر تشریف لے گئے واپسی پر سعد کا لڑکا حضور کے ساتھ آیا۔ اور پیدل چل رہا تھا حضور نے فرمایا۔ کہ آؤ میرے ساتھ اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے اس سے کچھ شرم محسوس کی حضور نے دوبارہ کہا۔ کہ یا میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ اور یا پھر گھر واپس ہو جاؤ۔ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں مساوات کو قائم کرنے والا پہلا جوانمرد یہی آمنہ کا لعل تھا جس نے تمام دنیا کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کر کے اتحاد و اخوت کی لڑی میں پرو دیا جس نے غلاموں کو بادشاہ بنایا۔ اگر اس نے دنیا میں کامیابی حاصل کی تو اپنے عمل سے اپنے اسوہ حسنہ سے۔ اس کا اصول اور فعل ایک تھا۔ وہ سرتاپا مجسم اخلاق تھا۔ بدر میں جیسے باقی صحابہؓ باری باری سوار ہوتے تھے۔ اسی طرح آنحضرتؐ بھی یہ نہ تھا۔ کہ مدینہ سے مقام بدر تک آنحضرتؐ اکیلے اونٹ پر سوار ہو کر جائیں بلکہ جیسے باقی اصحاب نے باری مقرر کی تھی اسی طرح حضور صلعم بھی اپنی باری پر سوار ہوتے تھے۔ مسجد قبا اور مسجد نبوی کی تعمیر میں مزدوروں کی طرح اپنے جان نثاروں کے ساتھ کام کرنے والا کون تھا۔ وہی محمد عربی صلعم جس نے دنیا کو آزادی کا سبق اپنے عمل سے سکھلایا۔ خندق کھودنے کے وقت مساوی زمین لے کر خندق کھودنے والا کون تھا۔ وہی خدا کا محبوب جس نے فرمایا انا بشر مثلکم

یتیموں بیکسوں غریبوں کا ملجا و ماوی کون تھا۔ محمد صلعم ہی تو تھا۔ جس نے دنیا کو یہ پیغام دیا۔ کہ اگر کوئی اپنے بعد مال و دولت چھوڑ کے جاتا ہے۔ . . . . . . تو اس مال و زر کے حقدار اس کے وارث ہونگے لیکن اگر کوئی غربت بیکسی بے بسی کی حالت میں دنیا سے رحلت فرما ہوتا ہے۔ تو اس کے کفن و دفن کا ذمہ وار اور پسماندگان کا خدمتگار محمد صلعم ہے۔

ایک دفعہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت زبیرؓ کی صاحبزادیاں حضور صلعم سے کنیزیں مانگنے آئیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بدر کے یتیم پہلے درخواستیں بھیج چکے ہیں۔ یہاں ایک بات عرض کر دوں کہ پہلے زمانہ میں مسلمان کیوں جان فدا کرتے تھے۔ اور اب کیوں نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ انسان کی قربانی میں ایک زبردست رکاوٹ اپنے لواحقین کا خیال بھی ہے۔ کہ میرے مرنے کے بعد ان کی حالت خراب ہو جائیگی مگر صحابہ کرام جانتے تھے۔ کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے پسماندگان کے لئے نبی کریم صلعم کی شکل میں ایک بہترین مربی موجود ہے اس لئے وہ بے دریغ جان دیتے تھے۔ اور آج بھی کامیابی کا یہی گر ہے۔

ہمارا نبیؐ مال و زر کا شائق نہ تھا۔ وہ انسانیت کا عاشق تھا۔ وہ دنیا میں حقیقی معنوں میں انسانیت کو قائم کرنے آیا تھا۔

جناب ماسٹر محمد یعقوب بیگ صاحب کی تقریر

غلام نبی صاحب کے بعد ماسٹر یعقوب بیگ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں قوم کے نوجوانوں کو مخاطب کیا۔ فرمایا جب قوم ترقی کی طرف جاتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس کو صادق القول لیڈر بخشتا ہے۔ وہ جماعت کے سامنے اپنے مقصد کو ترقی کی راہوں کو صاف اور واضح الفاظ میں رکھ دیتا ہے۔ اگر آنحضرت صلعم کی زندگی پر غور کیا جائے۔ تو ہمیں ان اخلاق کا مالک دوسرا کوئی شخص نظر نہیں آتا۔

حضورؐ کی ابتدائی زندگی ایسی تھی۔ کہ جس پاک عورت حلیمہ سعدیہ نے آپ کی تربیت کی وہ بھی ذاتی ہے۔ کہ آپ صادق القول تھے آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ پچیس سال کی عمر میں خدیجہ نے آپ کی صداقت اور دیانت و امانت پر گواہی دی اور ان خصائل حمیدہ کا جامع سمجھ کر ان کو اپنی تجارت کا مختار بنا دیا۔ آپ کے غلام میسرہ نے بھی آپ کی صداقت پر گواہی دی۔

جب آنحضرت صلعم خدا تعالے کی طرف سے نبی ہونے کا دعوےٰ قوم کے سامنے رکھتے ہیں۔ تو لوگ مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں اور دنیا سے مٹانے کی کوشش پر تلتے ہیں۔ لیکن کسی مخالف نے بھی آپ کے صادق القول ہونے سے انکار نہیں کیا صلح حدیبیہ کے موقع پر جو معاہدہ ہوا تھا۔ اس پر کفار کو کامل یقین تھا۔ کہ محمد صلعم اس کے خلاف نہیں کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کفار کی وہ کڑی شرط کہ اگر ہمارا آدمی آپ کے پاس چلا جائے۔ تو ہم اس کو واپس لے لیں گے۔ اور اگر کوئی تمہارا آدمی ہمارے پاس آجائے تو آپ واپس لے لینے کے مجاز نہ ہوں گے۔ محمد مصطفےؐ نے بڑی فراخ دلی سے اس عہد کو پورا کیا۔ جو لوگ آنحضرت پر ایمان لائے تھے ان کو بھی حضور کے صادق القول ہونے پر کامل یقین ہوتا تھا۔ چنانچہ جنگ احد کا واقعہ ہے کہ ایک صحابی کھجوریں کھا رہا تھا۔ نبی صلعم سے پوچھا۔ کہ اگر میں جنگ میں قتل کیا جاؤں۔ تو کیا جنت میں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا "سیدھے جنت میں جاؤ گے" اس پر اس نے کھجوروں کو پھینکا اور یہ کہتے ہوئے کہ اب جنت ہی میں کھاؤنگا کفار کے لشکر پر ٹوٹ پڑا۔ اور داد شجاعت دیتا ہوا شہید ہو گیا۔ یہ تھا یقین جو کہ صحابہ کرام کو اپنے لیڈر پر تھا۔ اور جس کی موجودگی ہی کامیابی کا واحد ذریعہ ہے

جناب سید امجد علی شاہ کی معارف نوازی

سید امجد علی شاہ صاحب نے قرآن مجید کی آیت کریمہ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودّا۔ کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا۔ مومنین جو ایمان لانے سے قبل کفر کی حالت میں ایک دوسرے کی جان و مال کے دشمن تھے۔ ان کے درمیان اللہ تعالے نے محبت اور اخوت کو قائم کر دیا۔

وہ ایک دوسرے کے حقیقی معنوں میں محب بن گئے۔ صحابہ کی پہلی حالت اور دوسری حالت کو اگر سطحی نظر سے بھی دیکھا جائے۔ تو انقلاب عظیم نظر آتا ہے۔ آج تیرہ سو سال کے بعد آپ نے دعوے کیا ہے کہ ہم اسلام کو غالب کر دکھلائیں گے۔ اس دعوے کا بانی اس دعوے کو آپ لوگوں کے دلوں میں جاگزیں کر نے والا اس دعوے کو لے کر تن تنہا مخالفین کا مقابلہ کرنے والا مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہے۔ لیکن میں تم نوجوانوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا تم بھی اپنے اندر وہ خوبیاں پاتے ہو۔ یا پیدا کرنے کی کوشش

کرتے ہو جن خوبیوں کی بدولت ساڑھے تیرہ سو سال قبل اسلام کو چند نہتے مگر غیور مسلمانوں نے جن کے قلوب میں یہی مصمم ارادہ تھا۔ کہ ہم اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر کے دکھلائینگے۔ تیغ و تلوار سے نہیں۔ توپ و تفنگ سے نہیں۔ قتل و غارت سے نہیں۔ بلکہ اپنے اخلاق سے اپنے اعمال حسنہ سے اپنی عمدہ تعلیم سے وہ اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہوئے پس اگر تم بھی کامیابی کے طالب و خواہاں ہو۔ تو ان کے نقش قدم پر چلو۔

عید میلاد کے موقع پر صرف "صل علیٰ محمدؐ" زبان سے کہہ دینا کسی صورت میں بھی فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔ بلکہ حقیقی معنوں میں ورود یہی ہے۔ کہ ہم قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے پیش کردہ اسوہ حسنہ کو اپنے اندر پیدا کریں۔ مذہب کی غرض امن پیدا کرنا ہے۔ توحید کا مقصد اعلیٰ بھی یہی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ تو پھر ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا ہم میں وہ مودت ہے وہ اخوت ہے جس کو نبی کریم صلعم نے پیدا کیا تھا۔ اگر نہیں تو صاف ظاہر ہے۔ کہ ہم میں نہ ایمان ہے اور نہ اعمال صالح۔ اگر دنیا میں زندہ قوم بن کر رہنا چاہتے ہو۔ تو آپس میں مودت کو قائم کرو۔ یہ ایک کامیابی کا گر ہے۔

صاحب صدر کے خیالات عالیہ

شاہ صاحب کے بعد صاحب صدر نے احباب جماعت کو اپنے خیالات سے مستفید فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ایک ہی راستہ ہے اور وہ محمد صلعم کی کامل اتباع ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام حمید میں فرمایا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اگر ہم نے کچھ آنحضرت صلعم کے اخلاق سیکھے ہیں۔ تو وہ صرف ایک ہستی کے ذریعہ سے اس کی کوششوں سے اور وہ حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام ہے اگر ہم اس بات کا اعتراف نہ کریں۔ تو یہ کفران نعمت ہو گا۔

اس کے بعد حضرت امیر .... ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے دعا فرمائی اور جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(خاکسار سید محمد امین گیلانی اسسٹنٹ سیکرٹری ینگمین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور)

نامہ نگار کھتری کا مسلمانان چھبہ پر الزام

اخبار کھتری مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۷ء میں ایک ریاستی نامہ نگار خصوصی نے مسلمانان چھبہ پر طومار دن کا ایک طیندا لکھا ہے۔ گویا کہ اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے تھوکنا چاہا ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ دو مسلمانوں کو جادو کے الزام میں چھ چھ سال کی قید کی سزا ہوئی ہے۔ مگر یہ بات کہ اس مقدمہ میں کہاں تک سچائی و حقیقت ہے ہم اس وقت لکھنا نہیں چاہتے ناظرین اخبارات میں بہت کچھ پڑھ چکے ہیں۔

یہ الزام کہ تمام مسلمانان چھبہ خوردسالہ راجہ صاحب کے قتل کی سازش میں شامل ہیں۔ بالکل لغو اور بیہودہ بکواس ہے جو کہ کھتری کے نامہ نگار کی اسلام دشمنی اور بددیانتی ذہنیت کا ثبوت دے رہا ہے۔ ہم مسلمانان چھبہ عموماً و احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چھبہ شاخ لا خصوصاً راجہ صاحب کے دل و جان سے وفادار اور بہی خواہ ہیں راجہ صاحب کی عزت کے لئے ہم ہر ممکن قربانی کرنے رہے اور کرنے کو تیار ہیں۔ نامہ نگار مذکور کی یہ سراسر بے ایمانی و کمینگی ہے کہ اس نے مسلمانان چھبہ پر ایسا الزام تھوپا ہے۔ ہم اسے چیلنج کرتے ہیں کہ اس کے اس الزام میں اگر کچھ بھی حقیقت ہے تو مرد میدان بن کر سامنے آئے اور اس الزام کو ثابت کرے ورنہ چوڑیاں پہن کر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مریمی تشبیہ

(از جناب مولوی محمد یامین صاحب دیانتوی)

اعتراض مرزا صاحب نے اپنی کتاب کشتی نوح اور دوسری کسی کتاب میں بھی لکھا ہے۔ کہ

"پہلے میں مریم بنا۔ پھر مجھے حمل ہوا۔ پھر میں مسیح بن گیا" مختصراً

یہ عقل اور نقل کے خلاف ہے۔ مختصراً۔

جواب اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں جہاں کہیں امر فرمایا ہے یا کسی بات کی نہی فرمائی ہے تو بصیغہ جمع مذکر سالم ہی کی ہے۔ جیسے کہ اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ اور ولا تقربوا الصلوٰۃ وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ عورات اس میں داخل نہیں ہیں۔ ... ہیں اللہ تعالیٰ نے فرعون کی بیوی کو بوجہ اس کے مومنہ صالحہ ہونے کے مومنین صالحین کے مثل قرار دیا ہے۔ ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا امرأۃ نوح و امرأۃ لوط الخ لفظ مثلاً پر غور کرو۔

پھر فرمایا وضرب اللہ مثلاً للذین اٰمنوا امرأۃ فرعون الخ یہاں ایک آیت میں کافرہ عورت کو کافر مرد کے مثیل قرار دیا ہے اور دوسری آیت میں مومنہ عورت کو مومن مسلمان مرد کے مثل قرار دیا ہے ان آیات سے صریحاً ثابت ہے کہ جس طرح ایک مومن مرد یا مومن مرد کا لحاظ ایمان مثیل ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک مومنہ عورت مومن مرد کی مثیل ہوتی ہے۔

پھر قرآن مجید کے پ ۱۸ سورہ مومنون میں فرمایا ہے وجعلنا ابن مریم و امہ اٰیۃ و اٰوینٰہما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین۔ اس آیۃ کا ترجمہ اور تفسیر حنفیوں اور وہابیوں کی معتبر تفسیر نیشاپوری میں یوں لکھا ہے:۔ مریم النفس و عیسیٰ القلب الیٰ ربوۃ القالب الذی فیہ قرار و یجری فیہ ماء معین الحکمۃ من القلب الی اللسان۔ یا ایہا الرسل اے القویٰ المرسلۃ الی القالب

یہاں مریم سے مراد روح انسانی مراد ہے اور عیسےٰ سے مراد دل ہے اور ربوہ سے مراد جسم خاکی انسانی ہے اور ماء معین سے مراد علم معرفت لیا گیا ہے اور الرسل سے مراد قوائے انسانی لئے گئے ہیں۔ مختصراً۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو صوفیانہ رنگ میں بطون قرآن کے رو سے مریم یا عیسیٰ لکھدیا تو کیا جرم ہوا۔

اس آیت کے اس تفسیر کے صحیح ہونے پر یہ آیت گواہ ہے۔ ان الذین ہم من خشیۃ ربہم مشفقون والذین ہم باٰیات ربہم یؤمنون والذین ہم بربہم لا یشرکون والذین یؤتون ما اٰتوا وقلوبہم وجلۃ انہم الیٰ ربہم راجعون۔ ترجمہ۔ جو لوگ کما حقہ خدا سے ڈرتے ہیں اور آیات ربانی پر عمل بھی کرتے ہیں اور کوئی شرک نہیں کرتے اور رضائے الٰہی کے لئے اپنے اموال برمحل بھی خرچ کرتے اور بکلی راجع الی اللہ ہوتے ہیں۔

یہ سب کے سب لوگ عیسیٰ اور مریم اور الرسل کہلاتے ہیں۔ ان آیات کی مفصل تفسیر کتب تصوف مثلاً اقتباس الانوار مکتوبات امام ربانی، تفہیمات الٰہیہ، قلائد الجواہر، بہجۃ الاسرار وغیرہ میں مفصل موجود ہے۔

اور پھر اسی تفسیر نیشاپوری کے جلد ۴ صفحہ ۳۸ پر قل الروح من امر ربی کی تفسیر میں لکھا ہے۔ ولغلبۃ جانب الروحانیۃ کان یحیی الاحیاء الا مینۃ اذ ینفخ فیہا وہذہ الاستعداد الروحانی الذی ہو من کلمۃ اللہ مرکوز فی جبلۃ الانسان فمن تخلص جوہر الروحانیۃ من بدن البشریۃ فی انسانیۃ یکون عیسیٰ وقتہ یحیی اللہ تعالیٰ بانفاسہ القلوب المیتۃ ویفتح بہا اذانا صما و عیونا عمیا فیکون فی قومہ کالنبی فی امتہ خلاصہ مطلب یہ کہ وہ بندگان خدا جو اپنی نفسانی خواہشات سے بکلی آزاد ہو چکے ہوں اور ان کی روحانی حالت اعلیٰ مدارج پر پہنچ جاتی ہے۔ وہ اپنی قوم میں عیسےٰ وقت اور مثیل نبی ہوتے ہیں اور یہ روحانی استعداد عیسےٰ وقت یا مثیل نبی بننے کی انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریمؐ کی امت میں لاکھوں مثیل الانبیاء حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق پیدا ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔

کتاب بوستان سعدی کے باب قناعت میں لکھا ہے

ہمے میرود عیسےٰ از لاغری　　تو در بند آنی کہ خر پروری

بدیں اے خر مایہ دنیا بخر　　جو خر با انجیل عیسےٰ مخر

پہلے بیت میں ہر ایک انسانی روح کو عیسےٰ قرار دیا ہے اور نفس انسانی کو گدھا جس پر روح انسان سوار ہے اور بتایا ہے کہ اے انسان تیرا عیسےٰ یعنی روح ایمان تو کمزوری سے مر رہا ہے اور تو ابھی اپنے گدھے نفس کی پرورش میں مصروف ہے اور دوسرے شعر میں فرمایا ہے۔ کہ او کمینے نادان احمق اپنی شکم پروری کے لئے اپنی انجیل یعنی شریعت اور ایمان کو فروخت مت کر۔

جناب حضرت خواجہ معین الدین صاحب اجمیری اپنے دیوان میں لکھتے ہیں:۔

دمید روح قدس در معین مسیح صفت
بہ بیں کہ مردہ دلاں را چگونہ حیی کردم

پھر لب لباب مثنوی میں مولانا روم صاحب فرماتے ہیں ؎

رحم بر عیسےٰ مکن بر خر مکن　　طبع را بر عقل خود سرور مکن
ترک عیسےٰ کردہ خر پرور دہ　　لاجرم چوں خر برون پردہ
(باب در مذمت نفس)

ان شعروں میں بھی ہر ایک انسان کی روحانی ایمانی حالت کو عیسےٰ اور نفسانی کو خر قرار دیا گیا ہے۔ اسی مفہوم کے اور کئی اشعار مثنوی میں موجود ہیں۔

ایک اور اعتراض مرزا صاحب نے کتاب کشتی نوح لکھ کر اپنے آپ کو نوح کس بنا پر لکھا ہے؟۔

الجواب۔ مولانا روم صاحب فرماتے ہیں ؎

ہر ولی را نوح کشتیباں شناس　　صحبت ایں خلق را طوفاں شناس
از حضور اولیا اگر بگسلی　　تو ہلاکی زانکہ جزوی نے کلی
چوں شوی دور از حضور اولیا　　در حقیقت گشتہ دور از خدا
اولیا اطفال حق اند اے پسر　　غائبی و حاضری بس باخبر
برتر اند از عرش کرسی و خلا　　ساکن مقعد صدق خدا
(الخ باب ۴۴ در صفت اولیا)

لہ حدیث الخلق عیال اللہ۔ مشکوٰۃ باب

نوٹس بنام ایڈیٹر اخبار کھتری لاہور

اخبار کھتری مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۷ء میں کسی ریاستی نامہ نگار نے مسلمانان جیسبہ پر نہایت ہی مکروہ، بے بنیاد الزامات لگائے ہیں۔ اس ذلیل نامہ نگار کا ایسا کرنا گویا آسمان کی طرف منہ کر کے تھوکنا ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ دو غریب مسلمانوں کو جادو کے الزام میں چھ چھ سال قید ہوئی ہے۔ مگر اس میں کہاں تک سچائی اور حقیقت ہے اس پر اس وقت ہم کچھ لکھنا مناسب نہیں سمجھتے۔ قارئین کرام اخبارات میں بہت کچھ پڑھ چکے ہیں۔

یہ الزام کہ تمام مسلمانان جیسبہ یا کوئی مسلم گروہ خورد سالہ راجہ صاحب کے قتل کی سازش میں شامل ہے۔ بالکل لغو اور بیہودہ بکواس ہے۔ جو کہ اس نامہ نگار کی دیانتداری ذہنیت کا ثبوت دے رہا ہے۔ مسلمانان جیسبہ عموماً اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جیسبہ شاخ لاہور خصوصاً راجہ صاحب لچھمن سنگھ جی کے دل و جان سے وفادار ہیں۔ مسلم قوم نے شاہی خاندان کی عزت کی خاطر جو جو اپنی جانی و مالی قربانیاں کی ہیں اور جس جس طرح شاہی خاندان کو بچانے کی خاطر اپنے خون بہائے ہیں۔ وہ یہاں کی پبلک خوب اچھی طرح سے جانتی ہے۔ کیا ہوا اگر آج دیانندی تعلیم نے ہمارے چند ہندو بھائیوں کی ذہنیت کو بگاڑ رہا ہے مگر ان میں آج بھی بہت سے شریف اور نیک لوگ موجود ہیں جو کہ ان تمام باتوں کو بخوبی جانتے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے ممنون احسان ہیں۔

مسلم قوم کی وفاداری کی کہانیاں رعایائے جیسبہ میں مشہور و معروف ہیں۔ ایسی وفادار قوم اپنے پر ایسا ناپاک الزام ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔ ہم اس نامہ نگار کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مرد میدان بن کر سامنے آئے اور اس الزام کو ثابت کرے۔ عورتوں کی طرح نامہ نگاری کے پردہ کی اوٹ میں ایسے بڑے الزام لگانا شریفوں کا شیوہ نہیں۔ وہ خوب اچھی طرح یاد رکھے کہ ایسے کام پرلے درجہ کے بدمعاشوں اور گنڈوں کے ہوا کرتے ہیں۔ ہم بذریعہ اخبارات ایڈیٹر صاحب کھتری لاہور کو بھی نوٹس دیتے ہیں کہ وہ پندرہ دن کے اندر اندر مذکورہ بالا نامہ نگار سے اس الزام کی جو اس نے مسلمانان جیسبہ پر لگایا ہے۔ تردید کرا دیں اور ساتھ ہی اس سے معافی نامہ اخبارات میں شائع کر دیں ورنہ ہم بھی کوئی سخت قدم اٹھانے پر مجبور ہوں گے۔ آخر میں ہم گورنمنٹ سے بھی پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ کی تحقیقات کے لئے کوئی فوری قدم اٹھائے۔ اگر ایسی گندہ سازش میں جسے ہم نہایت ہی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مسلمانوں کے کسی بچہ کا بھی ہاتھ شامل ہو تو اسے سخت سزا دی جائے ورنہ ایسے نابکار نامہنجار نامہ نگار کو جس نے ایسے مکروہ و بے بنیاد الزام سے مسلمانوں کے دلوں کو سخت مجروح کیا۔ ہندو مسلمانوں میں تفاوت کا بیج بویا۔ اور راجہ صاحب و مشیران سلطنت کو مسلمانوں کے خلاف بدظن کرنے کی کوشش کی تاکہ مسلمانوں کا اس ریاست میں رہنا ہی محال ہو جائے قرار واقعی سزا دی جاوے۔

المشتہر :- سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جیسبہ شاخ لاہور۔

نسائیات

احمدی بہنوں سے گذارش

(از محترمہ ن۔ ب صاحبہ)

محترمہ ن۔ ب صاحبہ کے مضامین وقتاً فوقتاً اخبار پیغام صلح کے بہرہ نسائیات میں شائع ہوتے رہے ہیں اور اس کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔ مگر ہمیں ذیل شائع کرتے ہوئے ہمیں یہ افسوس ہے کہ مضمون غیر معمولی تاخیر سے شائع کیا جا رہا ہے (ایڈیٹر)

میں اپنی بہنوں کی خدمت میں پہلے بھی بہت کچھ عرض کر چکی ہوں مجھے امید کامل ہے کہ میری وہ بہنیں جو پیغام صلح پڑھنے کا شوق رکھتی ہیں انہوں نے ضرور پڑھا ہوگا۔ کہ ہمارے حضرت امیر صاحب نے ایک یتیم خانہ کا کام اپنی احمدی خواتین کے سپرد کیا ہے کہ سب بہنیں مل کر دل و جان سے یہ کوشش کریں۔ اپنے احمدی لاوارث اور یتیم بچوں کے حال پر رحم کرتی رہیں اور اس مالک کا حکم مانتی رہیں جس نے ہم کو یہ پیارے بچے دیئے ہیں۔ ہمیں اپنے رسول مقبول صلعم کے فرمان کو دل میں جگہ دینی چاہئے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس یتیم خانہ کی جس کے کھولنے کا انتظام ہماری بہن بیگم صاحبہ حضرت امیر نے ماہ اکتوبر میں تجویز کیا سب احمدی عورتیں مدد کریں۔ میری یہ دعا اور آرزو ہے کہ سب احمدی بہنیں اس قدر قربانی کریں کہ دنیا کا کوئی کام ہمیں اس کام سے نہ روکے۔ یہ ایک ضروری بات ہے جو کہ غور کرنے کے قابل ہے کہ اگر ماہ اکتوبر میں کام پورے طور سے شروع کرنے کا میری بہنوں کا ارادہ ہے تو ابھی سے تھوڑا تھوڑا کام شروع کریں۔ تاکہ اکتوبر میں پوری طرح کام شروع ہو جائے۔

سب سے پہلے روپیہ کا انتظام ضروری ہے جس کے بغیر کوئی کام نہیں چل سکتا۔ ہر ایک محلہ میں جہاں جہاں ہمارے احمدی گھر آباد ہیں ایک بہن مقرر کی جائے جو اپنے محلہ سے یا جو محلہ اس کے سپرد ہے، ہر ایک گھر میں پہنچ کر اپنی بہنوں کو تحریک کریں۔ ان سے وعدہ لیا جائے کہ وہ کتنا چندہ مہیا کر دیں گی اور کس تاریخ تک ادا کر دیں گی۔ اسی وعدہ کے مطابق چندہ وصول کیا جائے باقاعدہ رجسٹر ہونے چاہئیں۔ ہر ایک کام کرنے والی بہن کے سپرد ایک رجسٹر ہو۔ اسی طرح جو لاہور سے باہر بہنیں ہیں ان کے لئے بھی ایک بہترین انتظام کرنے والی بہن مقرر کی جائے۔ مگر یہ خیال رہے کہ اس کام کو وہ نہیں کر سکتی ہیں جو اپنے دل میں جوش اور شوق رکھتی ہوں ورنہ اگر جبراً کسی کے سپرد کوئی کام کیا جائے تو وہ ایک مصیبت نظر آتی ہے۔ میں اپنی بہن بیگم صاحبہ حضرت امیر کی خدمت میں عاجزانہ عرض کرتی ہوں کہ وہ اس کام میں بہت دل کھول کر کوشش کریں تاکہ ہمارے اوپر یہ بات نہ آئے کہ کام شروع تو کر دیتی ہیں۔ مگر انجام تک نہیں پہنچاتیں میں دعا کرتی ہوں خدا کرے ہر ایک بہن اس کام میں بہت شوق سے حصہ لے۔ آمین۔ میری عزیز بہنو جس قدر کوشش ہم دنیا کے کاموں کو انجام دینے میں لگاتی ہیں۔ اگر اپنے دین کی خاطر ہم اس سے نصف بھی کوشش کریں تو ہمارے ہاتھ سے بہت سے نیک کام ہو سکتے ہیں۔ میں نے اپنی بہنوں کی خدمت میں عرض کی تھی کہ ایک مشن کا خرچ اپنے چندہ سے ادا کریں۔ مگر خدا چاہتا تھا کہ ان عورتوں سے ہی ایک بڑا بھاری اور نیک کام لینے والا ہو۔ ہمارے حضرت امیر صاحب نے یتیم خانہ کی تجویز ہمارے سامنے رکھی۔

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ آج ۹ مئی کو کتاب ریلیجن آف اسلام کے ڈچ ترجمہ کا پراسپیکٹس تیار ہو کر باہر بھیجا جا رہا ہے اس کی بارہ ہزار کاپیاں چھپوا کر ملک کے ہر گوشہ میں بھیجوا دی گئی ہیں اور عوام کو اطلاع دی گئی ہے کہ یہ ترجمہ انشاء اللہ سال رواں کے آخر تک چھپ کر شائع ہو جائیگا۔ اس کی جلد کا سامان لاہور سے بھی جا رہا ہے۔ اس دفعہ رسالہ السلام (ڈچ) کا میلاد نمبر شائع کیا جا رہا ہے جس کی پانچ ہزار کاپیاں غیر مسلموں میں مفت تقسیم کی جا رہی ہیں۔ حضرت نبی کریم کی زندگی کے ہر پہلو پر نمایاں روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہمارا خیال اس کی بیس ہزار کاپیاں غیر مسلمین میں مفت تقسیم کرنے کا تھا۔ لیکن مالی مشکلات کے باعث یہ تجویز روک دینی پڑی۔ آئندہ سال اگر خدا کو منظور ہوا تو اس نیک خواہش کے پورا کرنے کی کوشش کی جاوے گی۔

ڈچ ترجمۃ القرآن کے دوم ایڈیشن کو بباعث گرانی کاغذ کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر دینا پڑا ہے اس کی بجائے ہم اب ریلیجن آف اسلام کو پہلے شائع کر رہے ہیں۔ اس کے چھپ جانے کے بعد انشاء اللہ فوراً ہی ترجمۃ القرآن کی چھپوائی شروع ہو جائے گی۔ احباب سے التجا ہے کہ وہ میری صحت کے لئے دعا فرماتے رہا کریں۔ کیونکہ یہ کام نہایت ذمہ داری کا اور سخت محنت چاہتا ہے جس کا اثر میری صحت پر پڑتا ہے۔

عراق عرب

اخویم سید تصدق حسین صاحب بغداد سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:- الحمد للہ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۷ء کو مجھے عراقی جنسیہ مل گیا ہے احباب دعا فرمائیں کہ میں اپنے اولو العزم محبوب بادشاہ غازی الاول المعظم کے سایہ عاطفت میں اپنی زندگی کے بقیہ ایام خدمت اسلام اور خدمت وطن میں گزاروں اور ملک المعظم شاہ غازی و ان کے جانشین کا وفادار خادم ثابت ہوں۔ اخویم عزیز الرحمٰن صاحب معہ اپنی اہلیہ صاحبہ کے ۱۳ مئی ۳۷ء کو بغداد پہنچے۔ ہفتہ عشرہ بغداد میں قیام رہے گا۔ جہاں وہ احباب جماعت کے مہمان ہیں

اخبار ریاست کا دوبارہ اجرا

نہایت خوشی کا مقام ہے کہ اخبار ریاست ایک زبردست ابتلاء کے بعد ۲۸ مئی سے پھر جاری ہو گیا۔ گذشتہ کچھ عرصہ سے مولانا سید حبیب صاحب کو از حد مالی اور ذہنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آپ نے نہایت جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ ہم اس کامیابی پر آپ کو مبارکباد عرض کرتے ہیں اور آپ کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہیں۔

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کی جہالت

دھوکہ دہی کا ایک اور نمونہ!

آج کل قادیان میں ایک صاحب بنام مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل رہتے ہیں یہ صاحب "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ" قادیان کے خاص مقربین میں سے ہیں۔ اور قادیانی گروہ کے نزدیک بھی ایک بہت بڑے متبحر عالم ہیں۔ ہمارے نزدیک بھی یہ مولوی صاحب اپنے فن میں یعنی واقعات اور دوسرے لوگوں کی تحریرات کو نہایت غلط پیرائے میں پیش کرنے اور حق کو باطل کے لباس میں چھپانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اور یہ صفات مولوی صاحب میں اس قدر گہرے طور پر سرایت کر گئی ہیں۔ کہ اب یہ ان کی فطرت ثانیہ بن گئی ہیں۔

مولوی صاحب کی اسی قسم کی ایک جہالت اور دھوکہ دہی کے نمونے کا نقشہ اخویم مکرم سید اختر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل نے اپنے مضمون بعنوان "کیا تثنیہ اور جمع نہیں؟" میں "پیغام صلح" مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۶ء و ۱۱ جنوری ۱۹۳۷ء کی اشاعت میں نہایت وضاحت کے ساتھ کھینچا تھا۔ آج کی صحبت میں خاکسار راقم الحروف مولوی اللہ دتا صاحب کی جہالت اور دھوکا دہی کا ایک اور ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالٰی نے توفیق بخشی۔ تو اسی قسم کے چند اور نمونے انشاء اللہ کسی آئندہ صحبت میں پیش کرے گا۔

"پیغام صلح" مورخہ ۲۳ و ۲۷ مئی ۱۹۳۷ء میں ہمارے مکرم دوست جناب ماسٹر صادق علی صاحب ہیڈ ماسٹر پٹیالہ سکول نے "تمانعات کے متعلق قادیانی نظریہ نبی ہرگز محدث اور مجدد نہیں ہوتا" کے عنوان کے ماتحت ایک نہایت ہی مبسوط اور عالمانہ مضمون لکھا۔ جب کسی قادیانی عالم کو معہ مولوی اللہ دتا صاحب اس کے خلاف قلم اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی تو مولوی اللہ دتا صاحب نے ایک دفعہ پھر قادیان کے میاں مٹھوؤں کو دھوکا دہی کا سبق رٹانے کے لئے ایک شذرہ بعنوان "پیغام صلح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی ہتک" "الفضل" مورخہ یکم جون ۱۹۳۷ء میں اپنے مخصوص انداز میں لکھا۔ جس کا ایک ایک لفظ دھوکہ دہی کی زندہ تصویر ہے۔ اگر مولوی صاحب جناب ماسٹر صاحب کے مضمون کا وہ پورا حصہ جس میں انہوں نے مجدد کے لفظ پر بحث کی تھی۔ درج اخبار کرتے۔ تو ان کی جرأت نہ ہوتی کہ اس قدر بیباکی سے دھوکہ دیتے۔ مگر اس بات کا کیا علاج ہے کہ مولوی صاحب کی تو غرض ہی یہی ہوتی ہے کہ دوسروں کی عبارت کو غلط پیرائے میں پیش کر کے اور ان سے غلط استنباط کر کے "الفضل" کے ورق سیاہ کئے جاویں۔ ماسٹر صادق علی صاحب کی اصل عبارت یوں ہے:-

"قادیانی مبلغ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجدد ایک عام لفظ ہے جس میں نبی اور غیر نبی دونوں شامل ہیں" اگر قادیانی مبلغ صاحب اس سے تجاوز کر کے یوں بھی فرما دیتے۔ کہ لفظ بشر کا مومن اور کافر دونوں پر یکساں اطلاق ہو سکتا ہے۔ تو بھی انہوں نے سچ ہی فرمایا ہوتا۔ مگر اس کے سمجھنے کے لئے عقل درکار ہے۔ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے بھی یہاں گفتگو کے ضمن میں یہی کہا تھا۔ اور یہی محمد صادق صاحب مبلغ نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مجدد قرار دیا ہے۔" مگر مسیح موعود نے یہ کہاں لکھا ہے کہ قادیانی لوگ عقل کے پیچھے لٹھ لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مجدد کہتے پھریں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع مجدد تھے۔ لیکن جن معنوں میں آنحضرت صلعم مجدد تھے۔ ان معنوں میں لوتھر۔ گورو گوبند سنگھ جمال الدین افغانی۔ سر سید احمد۔ مہاتما گاندھی۔ رام موہن رائے۔ ٹالسٹائی۔ جواہر لال نہرو سب اپنی اپنی قوم کے مجدد ٹھہرے۔ مگر اسلام میں مجدد ایک بالکل الگ اصطلاح ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مجدد کہتے وقت کیا کوئی قادیانی یہ نہیں سوچ سکتا۔ کہ کیا آپ کی بعثت حدیث مجدد کے ماتحت ہوئی تھی۔ کیا آپ صدی کے سر پر آئے تھے۔ کیا امت محمدیہ میں مفاسد رونما ہو گئے تھے۔ جن کی اصلاح کے لئے آپ مامور ہوئے تھے۔ اور سب سے آخر کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم امتی تھے۔ کیونکہ مجدد کے لئے امتی ہونا ضروری ہے مگر کتنا کہو۔ کوئی غور نہیں کرتا۔ اگر قادیانی دوست محض اسی ایک نکتہ کو سمجھ لیں۔ تو انہیں اپنے عقائد کی غلطی معلوم کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہو سکتی۔ کہ مجدد کے لغوی معنوں کے لحاظ سے ہر نبی مجدد ہے اور نبی کے لغوی معنوں کے لحاظ سے ہر مجدد نبی ہے۔ مگر اصطلاح اسلام کی رو سے کسی نبی کو مجدد کہنا۔ اس کی توہین اور ہتک کرنا اور اسے منصب نبوت سے معزول قرار دینا ہے اور کسی مجدد کو نبی کہنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کاملہ کی ہتک ہے" (پیغام صلح ۲۷ مئی ۱۹۳۷ء صفحہ ۲)

اللہ اللہ کیسے خوبصورت الفاظ میں اصطلاحی اور لغوی نبی اور مجدد میں فرق بیان کیا ہے۔ مگر کسی قادیانی دوست کو اس سے کیا غرض۔ اس کو تو صرف ایک بات سے غرض ہے۔ کہ کسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت ثابت ہو۔ خواہ حضرت نبی کریم صلعم کی کس قدر ہتک ہو۔ اور اسلام کا کچھ رہے یا نہ رہے العیاذ باللّٰہ

مذکورہ بالا عبارت میں جناب ماسٹر صادق علی صاحب نے بتایا ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب نے اس جگہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مجدد کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تو وہ صرف اصل اشتقاق لغت کی رو سے ہے۔ اپنی قوم میں جو شخص بیداری کی روح پیدا کرے۔ یا اس کی اصلاح کرے۔ تو اس کو عربی لغت میں مجدد کہتے ہیں انگریزی میں اس کو ریفارمر کہتے ہیں۔ اسی طرح مختلف زبانوں میں اس کے لئے مختلف نام ہیں۔ انہی لغوی معنوں کی رو سے لوتھر۔ گورو گوبند سنگھ جمال الدین افغانی۔ سر سید احمد۔ مہاتما گاندھی۔ رام موہن رائے اور جواہر لال نہرو مجدد یا ریفارمر ہیں۔ یہاں پر قطعاً حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اطہر یا آپ کے کاموں یا آپ کے علو مرتبت کے مقابل پر مذکورہ بالا اشخاص کو پیش نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی مسلمان ایسا کر سکتا ہے۔ نہ کوئی انسان آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے اور نہ ہی آپ کی بعثت کے بعد آپ کی شان اور مرتبہ کا پیدا ہوا اور نہ آئندہ پیدا ہوگا۔ یہاں صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے۔ کہ جس طرح لغوی معنوں کی رو سے لفظ مجدد آنحضرت صلعم پر بولا گیا ہے انہی لغوی معنوں کی رو سے یہ لفظ کسی اور انسان پر بھی جو اپنی قوم میں اصلاح کرے بولا جا سکتا ہے۔ یہاں شان اور مرتبہ کا مقابلہ ہرگز مقصود نہیں۔ مگر مولوی صاحب تو اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ کہ واقعات کو غلط پیرائے میں پیش کر کے دھوکہ دیں۔ مولوی صاحب کا یہ خیال کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ان لوگوں کے لئے لفظ مجدد استعمال کر کے نبی کریم صلعم کی ہتک کی گئی ہے تو پھر ہم مولوی صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر اس طرح سے لفظ مجدد اپنے لغوی معنوں کے لحاظ سے حضرت نبی کریم صلعم کے مقابلہ میں مذکورہ بالا اشخاص کے لئے استعمال کرنے سے آنحضرت صلعم کی ہتک ہوئی ہے۔ تو کیا آپ کے اسی نقطۂ نگاہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی سورت یوسف میں اللہ تعالٰی نے لفظ رسول کو جو کہ اللہ تعالٰی کے برگزیدوں اور تمام برگزیدوں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے؟* نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا ہے کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے" (سراج منیر ۳۱۲) تو کیا مولوی صاحب کہیں گے۔ کہ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول ایسا متبرک لفظ انسان کے ہر فرستادہ کے لئے خواہ وہ عیسائی ہو یا یہودی۔ ہندو ہو یا پارسی مسلمان ہو یا دہریہ۔ استعمال کر کے تمام نبیوں اور تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی ہے؟ مولوی صاحب! خدا کے لئے کچھ تو غور و فکر سے کام لے کر سوچیے۔ کہ آپ کن لوگوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور ایک انسان کی اندھا دھند تقلید اور بے جا محبت میں قرآن مجید کی ان روایات کے مصداق بن رہے ہیں۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (الاعراف)

(از خواجہ محمد عبد اللہ راولپنڈی)

* [illegible]

قرآن مجید، بائبل اور وید پر ایک نظر

برہان نہم اسماء باری اور اسم ذات

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

(گذشتہ سے پیوستہ)

غالباً ہر ایک لکھا پڑھا شخص جانتا ہے کہ اسماء دو قسم کے ہوتے ہیں

(۱) اسماء ذات　Proper Names

(۲) اسماء صفات　Attributes

اسماء صفات اکثر اور بیشتر مشترک ہوتی ہیں اس لئے کسی چیز کی محض صفات بیان کرنے سے اس کی بالکل شناخت نہیں ہوتی۔ نیز کسی شے کی صفات شماری ایک ایسا لمبا راستہ ہے جس پر چل کر بہت دیر کے بعد ہم اس کی معرفت تک پہنچتے ہیں اور کبھی بالکل نہیں پہنچتے لیکن اسم ذات ایک ایسا خط مستقیم ہے جو ہمیں فوراً منزل مقصود پر پہنچا تا ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی درخت کی نسبت بیان کرتا ہے کہ وہ بہت بلند ہے۔ خوب موٹا ہے سایہ دار ہے اس کا پھل خوب میٹھا ہے پان کی شکل پر ہوتے ہیں بعض لوگ اس کی پوجا بھی کرتے ہیں۔ درخت کی تعریف کرنے والے شخص کے ہر جملہ کے ساتھ ساتھ ہمارا ذہن آوارہ پھرتا ہے۔ وہ اس کا نام معلوم کرنا یا رکھنا چاہتا ہے لیکن یقین کے ساتھ کوئی نام نہیں رکھ سکتا۔ اور بعض اوقات کسی شے کی صدہا صفات سن کر بھی ہمارا آخری سوال یہی ہوتا ہے کہ وہ ہے کیا؟ اس کا نام کیا ہے جس کی آپ اتنی خوبیاں بیان کر رہے ہیں اگر متعدد صفات بیان کرنے کی بجائے صرف اس کا نام بتا دیا جاتا تو ہر شخص کے ذہن میں اس کا نام سنتے ہی اس کی تمام صفات صورت پذیر ہو جاتیں۔

میں نے بتایا ہے صفات اکثر اور بیشتر مشترک ہوتی ہیں۔ اس لئے اس طرز کلام میں سے ایک شخص گمراہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً وید کہتا ہے "وہ تھا۔ وہ ہے اور وہ ہوگا" وہ ایک ہے۔ رشی اس کو بہت کر کے پکارتے ہیں (رگوید) ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ اس میں صریح طور پر خدا کا ذکر ہے لیکن کیا یہ اگنی اور سورج کی تعریف نہیں ہو سکتی کیا اس منتر سے ہمہ اوست اور ویدانت کا غلط عقیدہ پیدا ہو کر ہر چیز کو خدا نہیں سمجھا گیا۔

بائبل میں خدا کا نام یہودہ ہے جس کے معنی ہیں "وہ ہے"۔ اور اس میں زور ہستی پر ہے جو صرف اس کی موجودگی کو ظاہر کرتا ہے اس کے ہمہ صفت موصوف ہونے کا تصور پیدا نہیں ہوتا

اسلام کے سوا تمام مذہب اس خدا کی صرف ایک ایک صفت کو اس کا اعلیٰ نام قرار دے رہے ہیں۔ اس پر ہم ان سے یہ عرض کرتے ہیں یہ تمام صفات جو آپ لوگ اس ذات کی بیان کر رہے ہیں بہت اچھی۔ نہایت مناسب اور خدا کی شان کے شایان ہیں۔ مگر ہم اس اعلیٰ صفات کے رکھنے والی ہستی کا نام پوچھتے ہیں کیا ہے؟ اور اس کا ذاتی نام وہی ہونا چاہئے جو ان تمام صفات پر حاوی ہو یا ان کا قائم مقام ہو۔ خدا کا تصور کامل نہیں کہلا سکتا۔ جب تک اس کی کل صفات اپنے اندر جمع کرنے والا کوئی اس کا اسم ذات نہ ہو کیونکہ کوئی ایک خاص صفت یا صفاتی نام دوسری تمام صفات کا موصوف نہیں کہلا سکتا۔ اس کا علیم ہونا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس کا علم کامل ہے مگر یہ کہ وہ زندہ ہے قادر ہے کریم ہے رحیم ہے ان صفات کا موصوف علیم کو کیسے ٹھہرایا جائے۔ جب واضع نے صرف کمال علم کی صفت کو ظاہر کرنے کے لئے وضع کیا ہے۔ پس اس ذات کا ہر ایک وہ نام جو مختلف مذاہب اور اقوام میں رواج پذیر ہے اسم ذات یا مستجمع جمیع صفات کاملہ کا مفہوم پیدا نہیں کرتا اور اسمائے صفات اپنے مشارٌ الیہ اسم ذات کے بغیر گمراہی اور شرک کا موجب ہو سکتے ہیں

برہان دہم اسم ذات باری دنیا میں ایک ہی ہو

اگر کل قوموں اور ملکوں کا خدا ایک ہی ہے تو اس کا صحیح تصور بھی ایک ہونا چاہئے۔ اس لئے اس کا ذاتی نام جو فی الحقیقت تصور ذات باری کا نقطہ مرکزی ہے ایک ہی ہونا چاہئے۔ اگر خدا کا یہ تصور ہے کہ وہ مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے معقول اور درست ہے اور اس پر کسی قسم کی زیادتی از روئے عقل ناممکن ہے تو اس کا ذاتی نام وہی ہو سکتا ہے جو اس تصور کو ہمارے ذہن میں پیدا کر دے اور اس کا یہ نام اس کی باقی کل صفات پر ایک گونہ فضیلت رکھے گا اور وہ دنیا کی کل قوموں اور مذاہب کا مشترک نام ہوگا۔ مذاہب عالم کے تصور ذات باری میں رشتہ اتحاد یا حبل متین کا کام دے گا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسا کوئی لفظ عربی زبان کے سوا دنیا کی کسی زبان میں موجود نہیں ہے جس کے معنی مستجمع جمیع صفات کاملہ ہوں۔ خواہ وہ زبان سنسکرت عبرانی ہو۔ فارسی ہو۔ انگریزی یا کوئی اور قدیم سے قدیم زبان ہو۔

اس کی وجہ ظاہر ہے۔ دنیا کی تمام زبانوں میں اصول یہ ہے جب کسی مضمون یا عبارت کا ترجمہ کسی ایک زبان سے دوسری زبان میں کیا جاتا ہے تو ہمیشہ اسماء ذوات کا ترجمہ نہیں کیا جاتا۔ باقی تمام عبارت اور صفات کا ترجمہ کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً آپ کسی شخص کے متعلق کوئی مضمون۔ انگریزی۔ عربی۔ فارسی یا سنسکرت زبان میں لکھئے تو اس شخص کے نام کا ترجمہ کسی زبان میں نہیں کریں گے۔ ورنہ مضمون بے معنی اور مبہم ہو جائیگا۔ خدا جو تمام دنیا کی اقوام اور مذاہب میں ایک معروف ہستی ہے اور تمام الہامی مذاہب اس خدائے واحد کی طرف سے ہیں تو اس کے ذاتی نام کا ترجمہ مختلف زبانوں میں کر کے اس ایک پر اعتقاد کو مبہم بلکہ باعث فتنہ کیسے بنایا جا سکتا تھا۔

علاوہ ازیں یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ذہن انسانی نے بتدریج ارتقاء کی منازل کو طے کیا ہے۔ اس لئے زمانہ کے ساتھ ساتھ تصور ذات باری بھی زیادہ شائستہ اور مکمل ہوتا گیا ہے۔ تاہم جس طرح خدا کی ذات ہمیشہ سے الآن کما کان ہمہ صفت موصوف موجود تھی اسی طرح اس کا ذاتی نام بھی جو اس تصور کو ظاہر کرتا تھا اس کے اندر موجود تھا۔ اگرچہ ذہن انسانی میں نہ تصور ذات باری کامل تھا اور نہ اس نام صحیح مفہوم ہی دلنشین تھا۔

برہان یازدہم اسم ذات اور توحید باری

سطور بالا میں میں نے بتایا ہے کہ تصور ذات باری نے ذہن انسانی میں بتدریج ترقی کی ہے۔ ہمارے اس خیال سے بہت سے مذاہب کو اختلاف ہوگا اس لئے ہم اس پر کچھ اور کہنا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید نے ہمیں بتایا ہے کہ ہر ایک نبی کو توحید کی تعلیم دی گئی مگر مذاہب کا مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہوگا کہ علماء کی اصطلاح میں توحید کے بتدریج دو پہلو ہیں

۱۔ Henotheism　ایک خدا ہے

۲۔ Monotheism　خدا ایک ہی ہے

خدا کی توحید کے یہ دو ابتدائی اور انتہائی نقطے ہیں۔ اسلام سے پیشتر ہر مذہب اس خیال کا مقر تھا کہ ایک خدا ہے یا اس کا ایک خدا ہے ہم نے خود اپنے آپ کو نہیں بنایا اور نہ یہ کائنات بغیر بنانے والے کے خود بخود ہے۔ کوئی ہے جس نے آسمان اور زمین کو ترتیب دی ہے اس تصور میں زور صرف اس کی موجودگی پر ہے یا اس کی قوم کا ایک خدا ہے جو دوسری اقوام کے دوسرے خدا ہونے کی نفی نہیں کرتا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ایک شخص دنیا کا محافظ ہے تو اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ صرف وہی محافظ ہے یا اس پر ترقی کر کے ہم یہ کہیں کہ فلاں شخص ہندوستان کا ایک اکیلا محافظ ہے۔ بیشک یہ ایک قسم کی توحید ہے مگر توحید کا کامل تصور اس میں نہیں جیسا کہ اس فقرہ میں ہے کہ فلاں ذات ساری قوموں کی ایک اکیلی محافظ ہے۔ اسلام اور قرآن سے پیشتر کوئی کتاب الحمد للہ رب العالمین سے شروع نہیں ہوئی اور نہ وید میں کہیں اس کا ذکر ہے کہ وہ تمام ساری قوموں کا خدا یا رب ہے۔ اگر کسی جگہ یہ ذکر ہے کہ ورن۔ اندر۔ اگنی یا سورج سب کو دیکھتا ہے۔ جہاں دو آدمی ہوتے ہیں۔ وہاں تیسرا ورن ہوتا ہے۔ مگر وہاں یہی تو ذکر ہے کہ ایک شخص برا کام کرتا ہوا سمجھتا ہے کہ اسے کوئی نہیں دیکھتا مگر اس کا خود اپنا نفس دیکھتا ہے اور دیوتا دیکھتے ہیں۔ انسان کے عمل پر نگرانی کا یہ خیال ایک مبارک خیال ہے مگر اس کو توحید کامل کے ثبوت میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

کہا جاتا ہے کہ دیوتاؤں کے نام دراصل صفات باری ہیں مگر دیوتاؤں کے ان ناموں کو خدا کی صفات اور اسماء سمجھنے کیلئے اس امر کی ضرورت ہے کہ وید کے اندر وہ اسم ذات بھی موجود ہو جس کے یہ صفاتی نام ہیں۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ وید نے کہیں ان صفات کو کسی ایک نام یا اسم ذات کا محور نہیں بنایا

ناقص توحید سے شرک کیونکر پیدا ہوا؟

یہ سچ ہے کہ کسی زبان میں جمع کا صیغہ واحد کے صیغے سے پہلے نہیں جس طرح ایک کے ہندسہ کو دو اور تین بلکہ ساری گنتی پر تقدم حاصل ہے۔ اسی طرح تاریخ انسانی میں توحید باری کا تصور کثرت آلہ پر مقدم ہے۔ پروفیسر میکسمولر نے اس پر کیا خوب لکھا ہے:۔

In no language does the plural exist before the singular. No human mind could have conceived the idea of Gods without having previously conceived the idea of a God

جس سے یہ ظاہر ہے کہ تاریخ انسانی میں توحید کا تصور کثرت آلہ کے تصور پر تقدم زمانی رکھتا ہے۔ مگر مذاہب قدیم نے اس تصور نے کہ ہمارا ایک خدا ہے۔ خدا کو باپ بنایا اور اپنی قوم کو اس کا بیٹا بنایا۔ تمہارا ایک خدا ہے کے جملہ میں انہوں نے ابتداءً حرف "تم" پر زور دیا اور بعد میں لفظ ہمارا پر زور دیکر خود خدا کے بیٹے بن بیٹھے اور پھر بیٹا باپ کی مانند ہے۔ لہٰذا دنیا کی کوئی قوم اس کی قوم کے برابر نہیں۔ اسرائیل خدا کا اکلوتا بیٹا تھا لہٰذا بنی اسرائیل خدا کے ملہ بیٹے ہیں۔ آریوں کا جد امجد منو سوئمبھو (خدا) کا بیٹا تھا لہٰذا آریہ ایشور کا بیٹا ہے (رگت)۔ دنیا کی کل اقوام کا خدا ایک ہے توحید کا یہ کامل تصور ان اقوام کے پیش نظر ہوتا تو یہ لوگ خدا کے اکلوتے اور

پوسٹ سپیڈ نسبتۃً

برہان واز وہم واضح زبان ی شرکسی بچائی ہے

عربی زبان اور آرین زبانوں میں دو اصولی فرق

عربی زبان میں الفاظ کے مادے جن کو اسماء بناتے ہیں اور جس مفہوم کو ظاہر کرتے ہیں وہ الفاظ کے اندر بالکل الگ تھلگ نظر آتے ہیں اور باسانی اصل معنوں پر دلالت کرسکتے ہیں۔ مگر آرین زبانوں کے الفاظ میں مادہ مسل ہو کر گم ہو جاتا ہے۔ مادہ کے اندر ادغام اور حذف اس قدر زیادہ ہو جاتا ہے کہ لفظ کی شکل اپنے مادہ سے بالکل مختلف ہو جاتی ہے۔ مثلاً گم رجانا، ایری رجانا، سنسکرت کے دو مادے ہیں جن کے معنی جانا ہے۔ بعض مشتقات سنسکرت میں مادہ گم سے آتے ہیں اور بعض ایری سے بنائے جاتے ہیں۔ مگر گم کے مشتقات میں اکثر گ۔ باقی رہ جاتا ہے اور م گم ہو جاتا ہے۔ اصل مادہ کی یہ گمشدگی کئی الفاظ کو مبہم بنا دیتی ہے۔ اس لئے ایک لفظ کا مادہ بعض کے نزدیک ایک ہے اور بعض کے نزدیک دوسرا۔ اس بنا پر ایک ایک پر ایک لفظ اگنی کے بیسیوں مادے تجویز کئے جاسکتے ہیں۔

جب مادہ متعین نہ ہوگا تو معانی میں جھگڑا خواہ مخواہ ہوگا۔ اس بنیادی نقص کی وجہ سے وید منتری کے معانی اور ترجمہ میں بعد المشرقین نظر آتا ہے اور اس کی وجہ سے عربی لغت اور آرین لغت کی ترتیب میں اختلاف پیدا ہوا ہے۔ عربی لغت مصادر یا مادوں کی بنا پر ترتیب دی جاتی ہے۔ مگر انگریزی اور سنسکرت وغیرہ لغات میں یہ اصول برتنا محال ہے اور ایک ہی مادہ سے اس کے سب مشتقات کا ملنا مشکل ہے۔ بعض افعال ایک مادہ سے مشتق ہوتے ہیں تو بعض دوسرے سے جو اس مادہ کا ہم معنی ہوتا ہے اور اکثر الفاظ کے مادوں کی تعیین میں اختلاف عظیم ہوتا ہے۔

عربی اور سنسکرت میں دوسرا اصولی فرق

سنسکرت زبان میں مقرر اور متعین مادے بہت کم ہیں۔ مترادفات بکثرت ہیں اور الفاظ کا بے اصولے پن سے کثیر المعانی ہونا ترجمہ میں الجھن پیدا کرتا ہے۔ علماء کی اصطلاح میں ان کو

۱۔ Synonyms (مترادفات)

۲۔ Homonyms (کثیر المعانی)

کہا جاتا ہے زبان کی تنگ دامانی نے لازم و ملزوم کے طور پر یہ دو قسم کے نقص پیدا کئے ہیں جن کو بطور فخر پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہم سنسکرت کے ایک مختصر سے جملہ کے پچاس معنی کرسکتے ہیں ظاہر ہے جس جملہ کے پچاس معنی کرسکتے ہیں اس کے حقیقی معنی یا صحیح مفہوم ایک بھی نہ ہوگا جو متکلم مخاطب کے ذہن میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ ایک ناآشنا تکلیم (گونگا) ایک اشارہ کرتا ہے مختلف لوگ یا ایک ہی شخص اس سے مختلف مفہوم اخذ کرتے ہیں۔ متکلم کا منشاء کیا تھا؟

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

عرب کی ساری خوبی اس میں ہے کہ اس کا کلام واضح اور مبین ہو۔ مخاطب کے ذہن میں وہی مفہوم پیدا کرے جو متکلم کا منشاء اور منطوق ہے نہ یہ کہ اس کے سمجھنے میں الجھن ہو۔ ابہام ہو۔

مترادفات لازمی طور پر کثیر المعانی الفاظ پیدا کرتے ہیں۔ یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ کسی زبان کو مترادفات سے کلیتہً پاک رکھنا ناممکن ہے اور الفاظ کا مطلق کثیر المعانی نہ ہونا بھی محال ہے۔ مگر ایک زبان کی وسعت ان دونوں چیزوں کو ممکن حد تک کم کر دیتی ہے اور جس قدر یہ کم ہوں اس قدر زبان مکمل اور واضح ہوگی۔

میں نے اس بحث کو اس موقعہ پر اس لئے لکھا ہے کہ اسماء یا صفات ذو معنی ہو سکتی ہیں اور ان کے موصوف جدا جدا مراد لئے جاسکتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ اسم ذات کا ذکر موصوف کے تعین کے لئے ضروری ہے۔

وید میں یہ چیز موجود نہیں۔ لہذا ہر دیوتا ایک الگ وجود رکھتا ہے۔ دیوتا نہ لغت کی بنا پر خدا کا نام ہیں۔ نہ وید کی بنا پر اور یہ ساری خرابی وید میں خدا کا اسم ذات نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

باقی۔ باقی

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

گو اے مایہ ہر سعید خواہد بود — نزد ما ہم نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۷۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ جون ۱۹۳۷ء — نمبر ۳۷

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

لوگو! اپنی عاقبت سنوارو

اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے واقعی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کیلئے پیدا کئے گئے ہو پس جب تک یہ امر جو تمہاری خلقت کی علت غائی ہے بین طور پر تم میں ظاہر نہ ہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بت دل کے سامنے ہے جسکو تم ایک ایک سکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو اور تمہارے تمام اوقات عزیز دنیا کی جق جق اور بک بک میں ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمہیں دوسری طرف نظر اٹھانے کی فرصت نہیں کبھی تمہیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے۔ کہاں ہے تم میں انصاف۔ کہاں ہے تم میں امانت۔ کہاں ہے تم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی اور دیانتداری اور فروتنی جس کی طرف تمہیں قرآن بلاتا ہے۔ تمہیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔ کبھی تمہارے دل میں نہیں گذرتا کہ اس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی غرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں اور اس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہو رہا ہے۔ عوام الناس سے تم کہو گے کہ ہرگز ایسا نہیں لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمہیں شرمندہ کرتا ہے جبکہ وہ تمہیں جتاتا ہے کہ ایمانداروں کی نشانیاں تم میں نہیں۔ اگرچہ تم اپنے دنیوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانت رائے کے مدعی ہو۔ مگر تمہاری لیاقت تمہاری نکتہ رسی دور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ سے اس دوسرے عالم کا ایک ذرہ سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جس کی سکونت ابدی کیلئے تمہاری روحیں پیدا کی گئی ہیں۔ تم دنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی پر مطمئن ہوتا ہے۔ مگر وہ دوسرا عالم جس کی خوشیاں سچے اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی تمہیں یاد نہیں آتا کیا بدقسمتی ہے کہ ایک ایسے امر اہم سے تم قطعاً غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو۔ اور جو گذشتنی گذاشتنی امور ہیں انکی ہوس میں دن رات سرگرداں رہتے ہو۔ تمہیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت تم پر آنیوالا ہے کہ جو ایکدم میں تمہاری زندگی اور تمہاری آرزوؤں کا خاتمہ کر دیگا۔ مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دنیا طلبی میں ہی برباد کر رہے ہو اور دنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹ اور دغا سے لیکر ناحق خون تک تم نے حلال کر رکھے ہیں اور ان تمام شرمناک جرائم کیساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں بلکہ اس سے سخت عداوت رکھتے ہو اور تم نے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے۔ ..... اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیر کو اس کی روشنی سے شناخت کرو گے میں نے ایک دفعہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے اب تمہارے اختیار میں ہے کہ اس کو قبول کرو یا نہ کرو۔ اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوح حافظہ سے بھلا دو۔

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی یارو — یاد آئینگے تمہیں میرے سخن میرے بعد

(فتح اسلام)

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کی حرکات مذبوحی
قادیانی دجل

(از جناب ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالہ)

پچھلے دنوں میں نے ایک مضمون "نبی ہرگز محدث نہیں ہوتا" کے عنوان سے لکھا تھا جو پیغام صلح مورخہ ۲۰ مئی میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مضمون کے جواب میں جو کہ درحقیقت قادیانیت کے لئے پیغام اجل تھا مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے الفضل مورخہ یکم جون میں "پیغام صلح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی ہتک" کے عنوان سے ایک مضمون سپرد قلم فرمایا ہے جس میں اصل مضمون سے کلیتہً گریز کر کے نبی کریم صلعم کی ہتک کا ایک نیا قضیہ چھیڑا ہے۔ قادیانی فاضل کی یہ حرکت میرے لئے غیر متوقع نہ تھی کیونکہ قادیانیت کی بنیاد ہی دجل، فریب کاری، کذب اور افترا پر ہے مگر مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری پر یہ واضح رہے کہ قادیانیت کو موت سے بچانے کے لئے یہ حیلے انتشار الشراب کارگر نہ ہوں گے۔

جماعت احمدیہ اور نبی کریم صلعم

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہماری جماعت کے بے پایاں عشق کی ایک دنیا گواہ ہے کیونکہ ہمارا ملجا و ماوی صرف اسی نبی عربی کی ذات پاک ہے۔ ہم نہ کسی مسیح ابن مریم علیہ السلام کے آسمان سے اترنے اور امت محمدیہ کی اصلاح کرنے کے منتظر ہیں۔ اور نہ ہی ہم کسی نئے نبی کی آمد کے قائل ہیں ہمارے لئے تو ابتداء سے لے کر آخر تک ایک اور صرف ایک نبی ہے جس کے فیض کے چشمے قیامت تک روحانی پیاسوں کو سیراب کرتے رہیں گے۔ تو پھر ہم یا ہمارا اخبار اپنے ہی نبی کی ہتک کا کیسے مرتکب ہو سکتا ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں۔ اکثر قادیانی احباب بھی مولوی اللہ دتا صاحب کے اس الزام کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہونگے۔ اور کیا عجب ہے۔ کہ اصل مضمون کے جواب سے شرمناک گریز اور افسوسناک عجز اور اس کی بجائے ایک نیا شاخسانہ کھڑا کر دینے نے ان کے اعتقادات کو متزلزل کر دیا ہو۔

قادیانی جماعت اور توہین آنحضرت صلعم

مولوی اللہ دتا صاحب کو شائد وہ دن بھول گئے ہیں جب احراریوں کی طرف سے قادیانی جماعت پر حضرت رسول کریمؐ کی توہین کا الزام لگایا گیا تھا۔ اور قادیانی جماعت احراریوں کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہیں کر سکی تھی بلکہ دبی زبان میں میرزا محمود احمد صاحب قادیانی خلیفہ نے یہ اقرار بھی کر لیا تھا کہ ان کے مرید توہین رسول کے مجرم ہیں۔ اور اسی بناء پر انہوں نے اپنے اور اپنے مریدوں کے متعلق اس چیلنج کو قبول کرنے سے صاف لفظوں میں انکار کر دیا تھا۔ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری میں اگر ہمت ہے تو وہ اس چیلنج کو اب ہماری طرف سے قبول کریں۔ اور ہم نہ صرف یہ بات ثابت کرنے کا ذمہ لیتے ہیں۔ کہ قادیانی جماعت تحریر و تقریر میں حضرت رسول کریمؐ کی ہتک کرتی رہتی ہے۔ بلکہ یہ بھی کہ اس جماعت کے اعتقادات میں ہی توہین رسول مضمر ہے۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ ہم یہ بھی دکھائیں گے۔ کہ قادیانی خلیفہ اپنے مقدس باپ کو نادان لعنتی۔ مردود اور ملعون کہنے کا بھی مجرم ہے۔ لیکن چونکہ قادیانی جماعت اس وقت ہماری محکم گرفت میں ہے۔ اور ہم انہیں کسی صورت میں بھی گریز کی جا نہ دینا نہیں چاہتے۔ اس لئے وقت کا سوال صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ "ہر نبی محدث و مجدد بھی ہوتا ہے"۔ اور یہی قادیانیت کے لئے پیغام مرگ ہے ہمارے اس مطالبہ سے عہدہ برآ ہونے کے بعد قادیانی ہمارے اس چیلنج کو منظور کر سکتے ہیں۔

مولوی اللہ دتا صاحب کی جہالت

ہم پر توہین رسولؐ کا الزام لگانے میں مولوی اللہ دتا صاحب کی واحد غرض میرے مضمون کے اثر اور وقعت کو کم کرنا اور قادیانی جماعت کی توجہ کو اصل بحث سے ہٹانا ہے۔ خود میں نے اور میرے بے شمار اعلے تعلیم یافتہ دوستوں نے اس مضمون کو بار بار خاص غور سے پڑھا۔ مگر ہم میں سے کسی کو اس میں توہین رسولؐ کا کوئی پہلو نظر نہ آیا۔ اگر اللہ تعالےٰ کے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دینے اور آپ صلعم کے اس ارشاد کی تعمیل میں انما انا بشر مثلکم کا اقرار کرنے میں نبی کریمؐ کی ہتک نہیں۔ تو یقیناً یقیناً میرے یہ کہہ دینے میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہی معنوں میں مجدد نہیں جن معنوں میں لوتھر۔ رام موہن رائے وغیرہ مجدد کہلا سکتے نبی کریمؐ کی کوئی ہتک نہیں ہمارے نزدیک نہ آنحضرت صلعم مجدد ہیں اور نہ ہی لوتھر۔ رام موہن رائے وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ اس سے مقصود صرف قادیانیؔ کو لفظ مجدد کے لغوی معنوں کی طرف توجہ دلانا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبی کریمؐ کے لئے لفظ مجدد استعمال کرنے کی تشریح کرنا تھا مگر انہیں مولوی اللہ دتا صاحب کو بدترین توہین رسولؐ نظر آئی۔ کیونکہ "ہر نبی محدث و مجدد بھی ہوتا ہے" کی اصل دنیا میں کہیں نہیں۔

مولوی اللہ دتا صاحب کی بددیانتی

جب کہ میں عرض کر چکا ہوں۔ ان سیدھے سادھے الفاظ میں نبی کریمؐ کی کوئی ہتک اور توہین نہیں مگر مولوی اللہ دتا صاحب نے اصل الفاظ کو بالکل نظر انداز کر کے بلکہ ان سے کلیتہً الگ ہو کر اپنی طرف سے بعض خیالی نتائج نکال کر جن کے میرے الفاظ ہرگز ہرگز متحمل نہیں ہو سکتے۔ خواہ مخواہ شور مچایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اطہر کے بالمقابل ان لوگوں کو پیش کرنا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بدترین ہتک ہے۔ ان سب کے کارنامے مل کر بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کارناموں کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتے"

مولوی اللہ دتا صاحب کی کوتاہ فہمی

ملاحظہ فرمائی آپ نے قادیانی مولوی کی امانت و دیانت اور فہم و سمجھ گویا ہم نے رام موہن رائے۔ مہاتما گاندھی وغیرہ کو شان اور کارناموں کے لحاظ سے فخر الاولین والآخرین سید النبیین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے بالمقابل پیش کیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون برین عقل و دانش بباید گریست۔ اس قسم کی ذلیل حرکت تو کسی نام نہاد مسلمان کے بھی واہمہ اور تصور میں نہیں آ سکتی۔ بالخصوص اس لئے کہ ان ریفارمروں میں سے کسی ایک سے بھی ہمیں کسی قسم کی ذاتی عقیدت نہیں (اگرچہ مولوی اللہ دتا صاحب اور ان کے ہم مشربوں کو پنڈت جواہر لال نہرو سے خاص ارادت ہے) اگر مولوی اللہ دتا صاحب کو ہماری دشمنی نے اندھا نہ کر دیا ہوتا یا "ہر نبی محدث و مجدد بھی ہوتا ہے" کی اصل کے نہ ملنے اور اس کے عواقب و نتائج میں قادیانیت کی موت کو قریب تر دیکھ لینے نے ان کے دماغی توازن کو صدمہ نہ پہنچایا ہوتا (آخری وجہ زیادہ قرین قیاس ہے) تو وہ اتنی سمجھ سے کام لے سکتے تھے کہ اس فہرست میں ہندو۔ عیسائی۔ سکھ۔ برہمو۔ دہریہ اور مسلمان جملہ مذاہب و ملل کے وہ لوگ شامل ہیں جنہوں نے اپنی اپنی قوم میں کسی نہ کسی قسم کی مذہبی۔ تمدنی اخلاقی تعلیمی اصلاح کی ہے۔ تو مطلب صاف ہو جاتا۔ کہ لغت میں مجدد کے معنی مصلح اور ریفارمر ہیں۔ مولوی اللہ دتا صاحب تا ثار اللہ ذہین ہیں۔ اور ممکن نہیں۔ کہ وہ اس قدر سیدھی سادی بات نہ سمجھ سکتے ہوں مگر مشکل یہ ہے کہ "ہر نبی محدث ہوتا ہے" کی اصل قرآن و حدیث میں کہیں نہیں ملتی اور عقل انسانی بھی اسے دھکے دیتی ہے۔ اسلئے قادیانیت کی متزلزل بنیاد کو سہارا دینے کے لئے لاہوری جماعت کے برخلاف جھوٹا اور ناپاک پروپیگنڈا کرنے کے سوا مفر کی بظاہر اور کوئی صورت نہیں مگر آخر کب تک!

میرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا فیصلہ منظور ہے

اگرچہ میں اپنے الفاظ کی کافی تشریح کر چکا ہوں۔ اور درحقیقت ان تشریحات کی کوئی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ مطلب نہایت واضح اور صاف تھا تاہم ہر ایک قسم کے ابہام کو دور کرنے اور مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کی بدنیتی عام پبلک اور بالخصوص قادیانی جماعت پر روشن کرنے کے لئے میں اپنے الفاظ مندرجہ اخبار پیغام صلح پھر نقل کئے دیتا ہوں (اگرچہ ایسا کرنے میں مجھے بڑا صدمہ اور تکلیف ہوتی ہے۔ کیونکہ پیغام صلح کے یہی اوراق کبھی اور بہتر مصرف میں آ سکتے تھے) اور میرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کو ثالث تجویز کرتا ہوں۔ کہ وہ مسجد مبارک میں اپنے ہی متبعین کے مجمع میں مندرجہ ذیل الفاظ پڑھیں اور حلف اٹھا کر فیصلہ فرمائیں۔ کہ اس عبارت سے لفظ مجدد کے لغوی معنوں کی تشریح مراد ہے۔ یا میں نے ان مختلف اقوام کے ریفارمروں کو شان اور کارناموں کے لحاظ سے سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل پیش کیا ہے۔ اگر میاں صاحب موصوف کا فیصلہ میرے خلاف ہوا۔ تو میں اظہار ندامت کرونگا۔ اور تمام مسلمانوں سے بالعموم اور قادیانی جماعت سے بالخصوص اس مزعومہ دل آزاری کی وجہ سے معافی مانگوں گا جو نادانستگی کی حالت میں علم کی کوتاہی کی وجہ سے مجھ سے ظہور پذیر ہوئی۔ اور اگر میاں صاحب کا فیصلہ میرے حق میں ہو۔ تو میں مولوی اللہ دتا صاحب سے صرف اس قدر چاہتا ہوں کہ وہ اخبار الفضل کے ذریعے سے آئندہ اس قسم کی بہتان تراشی سے اجتناب کرنے کا وعدہ کریں۔ اور نیز "ہر نبی محدث ہوتا ہے۔" کی اصل کا ہمیں خلیفہ صاحب سے پتہ لے دیں۔ الاعمال بالنیات اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو صرف علمی غلطی ہوئی ہے جس کے لئے میں ثواب کا مستحق ہوں۔ اور مولوی صاحب کا دیدہ و دانستہ اس غلطی کی اس رنگ میں تشہیر کرنا بذاتہ رسول کریمؐ کی توہین اور سبکی کا موجب ہے۔ میرے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

"قادیانی مبلغ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مجدد ایک عام لفظ ہے۔ جس میں نبی اور غیر نبی دونوں شریک ہیں"۔ اگر قادیانی مبلغ صاحب اس سے تجاوز فرما کر یوں بھی فرما دیتے۔ کہ لفظ مجدد کا مومن و کافر دونوں پر یکساں اطلاق ہو سکتا ہے۔ تو بھی انہوں نے سچ ہی فرمایا ہوتا۔ مگر اس کے سمجھنے کے لئے عقل درکار ہے مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے بھی یہاں گفتگو کے ضمن میں مجھے کہا تھا۔ اور یہی محمد صادق صاحب مبلغ نے لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مجدد قرار دیا ہے۔ مگر مسیح موعودؑ نے یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ قادیانی لوگ عقل کے پیچھے لٹھ لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مجدد کہتے پھریں"۔

لفظ مجدد کا صحیح استعمال

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع مجدد تھے لیکن جن معنوں میں آنحضرت صلعم مجدد تھے ان معنوں میں لوتھر۔ گورو گوبند سنگھ۔ جمال الدین افغانی۔ سر سید احمد۔ مہاتما گاندھی۔ رام موہن رائے۔ ٹالسٹائی۔ جواہر لال نہرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قلم دوری از اں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ | یوم شنبہ ۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۳۷

جماعتی عروج اور مسئلہ شادی

از رہ دیں پروری آمد عروج اول نخست
باز چوں آید ببایدہم ازیں راہ بالیقیں

اسلام ایک سوشل نظام ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو پستی و ذلت کے عمیق گڑھوں سے نکال کر عروج و کامرانی کی ایک بلند فضا میں پہنچا دیا جائے جہاں امن و سلامتی کا دور دورہ ہو اور صلح و آشتی کی روح پرور ہوائیں متحرک ہوں۔ ہر طرف سلام، سلام کے نعرے بلند ہوں! اور انسان فتنہ و فساد جنگ و جدل قتل و قتال کی زنجیروں سے بالکل آزاد ہو جائے۔

اس قسم کی بلند پایہ سوسائٹی پیدا کرنے کیلئے نہ صرف تمدنی عنصر ہی دنیاوی عروج اور جاہ و منزلت کی اولین چیزیں ہیں بلکہ ایسی سوسائٹی کا وجود پیدا کرنے کیلئے کامیاب ہوں، اور یہ ہو سکتی ہیں۔ ہر قسم کی سوسائٹی کی تخلیق محتاج ہے۔ ذہنی انقلاب کی قلبی تبدیلی کی جیسا کہ فرمایا۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم کہ جب تک کوئی قوم اپنے دل و دماغ میں تبدیلی کا بیج نہیں بوتی اس کی حالت میں انقلاب پیدا ہونا ہی نہیں تو سوسائٹی کو بلند کرنے کے لئے ایک ہی امر کی ضرورت ہے اور وہ ہے پاکیزگی۔ جسے اسلامی اصطلاح میں دینداری کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اسلام نے ہر امر میں پاکیزگی اور دینداری کو پیش پیش رکھا ہے کسی شخص کی اس بنا پر تعریف نہیں کی کہ وہ بیا دہ و حشم کا مالک ہے اس کے پاس عالیشان محلات ہیں مال و منال بے حساب ہے یا اپنا اعلیٰ خاندان کا چشم و چراغ ہے۔ بلکہ ایک ہی بات کو بزرگی کا معیار قرار دیا ہے جس کا حصول ہر نوع بشر کے لئے ممکن ہے اور وہ ہے ایمانداری۔ پاکیزگی۔ مکارم اخلاق اور تقویٰ جیسا کہ فرمایا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و تکریم کا وہی زیادہ مستحق ہے جو تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنے ہم جنسوں سے گوئے سبقت لے جا چکا ہے۔

تعلیم اسلام کا کوئی موضوع لیجئے۔ اس کا مقصد یہی ملے گا کہ دینداری اور اخلاق کی مضبوط چٹان پر کھڑا کر کے صاف طور پر سامنے آ جائیگا۔ اس جگہ میں چاہتا ہوں کہ اس ضمن میں شادی کے مسئلہ پر کچھ روشنی ڈالوں کیونکہ ڈاکٹر صاحب کے مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ جماعت کے سامنے یہ ایک الجھن ہے۔ جسے قرآن وسنت کی روشنی میں ناخن تدبیر عمل سے سلجھانا ہمارا اولین فرض ہے اور درحقیقت یہ معاملہ فوری توجہ کا محتاج ہے۔ اور اگر بغور دیکھا جائے تو منکشف ہوگا کہ اگر ہم تمام مساعی کو وقتی طور پر چھوڑ کر صرف اس مشکل کا حل سوچیں تو وہ دن دور نہیں جبکہ ہم دنیا بھر میں ممتاز ہوں اور دنیا ہماری طرف نمونہ کے لئے دیکھے جیسا کہ آئندہ سطور پر میں واضح کرنے والا ہوں۔

اسلام نے کسی تعلیم کو بھی انفرادی حیثیت نہیں دی اور اس کے ہر حکم کا نفاذ و اثر اجتماعی ہوتا ہے اور ہونا بھی یہی چاہئے کیونکہ انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے اور سیاست مدن میں اسے ایک دوسرے کے ساتھ میل جول کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ہمیں شادی کے معاملہ کو بھی اجتماعی طور پر دیکھنا چاہئے۔ دیگر امور کی طرح اس کے تحت بھی سوسائٹی کی بلندی کی روح کارفرما ہے۔ عورت اور مرد کو تعلقات زوجیت میں جکڑ دینا انفرادی فعل ہی نہیں بلکہ چونکہ وہ بھی سوسائٹی کے رکن ہوتے ہیں اس لئے ان کے تعلقات کی استواری جماعت کی مضبوطی کا موجب اور ان کے تعلقات کی کشیدگی نظام جماعت کی برہمی کا باعث ہوتی ہے جس کے پیش نظر ہمارا فرض ہے کہ ہم ان امور پر غور کریں جو جماعت کے نظام کو مستحکم کریں۔ اور رخنہ و کمزوری سے محفوظ و مصئون رکھیں۔

قرآن کریم کا کلیہ میں پیش کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر کوئی پسندیدہ بات ہے تو وہ انسان کا اخلاق اور دینداری ہے۔ اب ہم قرآن کے بہترین عالم و عامل صلعم کو لیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

(۱) "عورت سے اس کی چار باتوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے (۱) اس کا مال (۲) اس کا حسب نسب (۳) اس کا حسن و جمال اور اس کا دین۔ پس تو دین والی عورت کو حاصل کر۔ ورنہ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں"۔ (مسلم)

(۲) "دنیا فائدہ حاصل کرنے والی چیز ہے اور اس کا بہترین فائدہ نیک عورت ہے"۔ (نسائی)

(۳) "جب کوئی ایسا شخص تمہیں نکاح کا پیغام بھیجے کہ تم اس کے دین اور خلق سے راضی ہو تو اس کے ساتھ اس کی مطلوبہ کا نکاح کر دو۔ اگر تم نہیں کروگے تو ملک میں فتنہ اور فساد برپا ہوگا"۔ (ترمذی)

ان احادیث کو بغور پڑھئے۔ آپ کو ایک ہی معیار انتخاب ہر جگہ نظر آئیگا اور وہ ہے عورت اور مرد کا تقویٰ، دینداری، اخلاق اور نیکی اور دراصل بات ہے بھی یہی۔ مقصد صرف یہی ہے کہ ہماری نظام بہتر ہو سوسائٹی بلند پایہ ہو۔ اور یہ بات دولت سے رہی۔ دولت اعلیٰ مکانات مہیا کر سکتی ہے۔ موٹروں اور ہوائی جہازوں کی سیر کرا سکتی ہے۔ عمدہ سے عمدہ لباس زیب تن کرنے میں مؤید ہو سکتی ہے۔ اعلیٰ اور لذیذ ترین کھانا مہیا کرنے میں ممد ہو سکتی ہے۔ مگر خانگی زندگی کو خوشگوار رکھنا اس کے بس کا روگ نہیں۔ دلوں میں باہمی محبت کا بیج بونے سے قاصر ہے اور وہ سکون اور راحت بہم نہیں پہنچا سکتی جو ایک مرد اور عورت کی زندگی کو بہشت زار بنانے کے لئے ضروری ہے۔ اس کا ثبوت یورپ کی موجودہ مادی تہذیب ہے جہاں ہر قسم کے سامان تعیش دستیاب ہونے کے باوجود خانگی زندگی وبال جان ہے اور بیکلی اور بے چینی ہر جگہ ڈیرہ جمائے بیٹھی ہے اور آپ کو اپنے ملک میں ہزاروں خاندان باوجود تمام سامان تنعم موجود ہونے کے اجڑے ہوئے نظر آئیں گے۔ اسی طرح خوبصورتی ظاہری آنکھوں کو وقتی طور پر اس طرح دھوکا دے سکتی ہے جس طرح ریگستان میں پیاسا چمکتی ہوئی ریت کو پانی سمجھ لیتا ہے۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ اس خوبصورت چہرے اور سڈول جسم کے اندر ایک دنیا پرست۔ ہوس کی لونڈی۔ جذبات کی غلام بداخلاقی کی مکروہ دیوی موجود رہتے ہوئے نوجوان کی زندگی کو آگ کا ٹکڑا بنا دے۔ کیونکہ خوبصورتی، خوش خلقی۔ دینداری۔ شرافت، نیکی۔ امانت اور شرم و حیا کی نہ آج تک ضامن ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر حسب نسب بھی محض فریب ہے۔ اخلاق کا حسب نسب سے کیا تعلق ہو سکتا ہے کہ ایک سیدزادہ یا مغل زادی بداخلاقی اور بے دینی کا مجسمہ ہو۔ ان کے اخلاق ننگ انسانیت ہوں اور ایسا ہے اور اس کے برعکس بظاہر ایک کام کرنے کا فرد شرافت و نجابت کا پتلا ہو۔ اور اس میں شرافت عزت اور خوش خلقی سے زندگی بسر کرنے کے تمام جوہر موجود ہوں۔ یہ باتیں مرد و عورت ہر دو کے لئے مساوی حکم رکھتی ہیں۔ ایک مرد یا عورت دولت حسن اور خاندانی وجاہت کے باوجود خبیث، رذیل۔ بدخلق اور ردی الطبع ہو سکتے ہیں۔ اس لئے یہ امور ہرگز ہرگز ایسے نہیں جن کو انتخاب کا معیار قرار دیا جا سکے اور جو قوم جس قدر جلدی اس لعنت سے نجات پا گئی۔ اتنی ہی جلدی بلند ہو گئی۔ اب جو کھلی بات جسے قرآن و حدیث نے معیار قرار دیا ہے وہ ہے تقویٰ، اخلاق اور دینداری۔ اور سرسری نگاہ سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ جو مرد اور عورت حقیقی معنوں میں پابند اخلاق، متقی اور دیندار ہوں گے وہ ان کی زندگی جنتی زندگی ہوگی۔ ان کے گھر جنت کا نمونہ ہونگے۔ ان میں باہمی محبت و الفت ہوگی۔ وہ ایک دوسرے کی خاطر ایثار و قربانی سے کام لیں گے۔ ایک دوسرے کے دکھ و درد میں برابر کے شریک ہوں گے۔ ان میں نہ لڑائی ہوگی نہ جھگڑا۔ نہ گالی گلوچ اور نہ ہی ناچاقی تک نوبت آئے گی۔ کیونکہ وہ اپنے حقوق و فرائض سے باخبر ہوں گے۔ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں گے اور محبت کی دنیا میں بستے ہوئے ان کی تمام رنجشیں، تکالیف اور کلفتیں حرف غلط کی طرح مٹتی نظر آئیں گی اور یہ سب نتیجہ ہوگا ان کی دینداری اور تقویٰ کا یہی وہ بات ہے جس کی ہر شخص کو تلاش ہے اور ہونی چاہئے اس کا یہ مطلب نہیں کہ رشتہ کرتے وقت اور باتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے۔ مگر اس بات کے کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اگر کسی لڑکی یا لڑکے میں حسن اخلاق کی صفت اور دینداری کی صفت موجود ہو تو بقیہ کو قربان کر دینا ضروری ہے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے

"دنیاداروں کیلئے ذاتی صفات جیسے حسن و جمال خاندانی وجاہت یا دولت پیش نظر (نسائی)

یہاں شارع اسلام کے پیش نظر ایک ہی بات ہے۔ اور وہ ہے سوسائٹی کا بلند کرنا جسے محض ایک دولت مند حسین اور خاندانی عورت یا مرد نہیں کر سکتے۔ اور اس کے لئے مکارم اخلاق کی ضرورت ہے تبھی تو حضور صلعم نے فرمایا کہ میں مکارم اخلاق کو پورا کرنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔

قرآن کریم نے اس بات کو جس خوش اسلوبی سے حل کیا ہے۔ وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے فرمایا۔

"مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں اور یقیناً ایک مومن لونڈی ایک مشرک عورت سے بہتر ہے۔ گو وہ تمہیں اچھی لگتی ہے۔ اور مشرکوں کو عورتیں نکاح میں نہ دو۔ یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں اور یقیناً ایک مومن غلام مشرک مرد سے بہتر ہے۔ گو وہ تمہیں اچھا لگے۔ یہ آگ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اللہ اپنے اذن سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔ اور وہ اپنی باتیں لوگوں کے لئے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں"۔ (البقرہ)

یہاں اسلام کا اس بات سے منع کرنا۔ کہ مشرک مرد یا عورت سے شادی نہ کرو۔ اس کا مقصد بھی واضح ہے ہو سکتا ہے کہ ایک مشرک عورت دولتمند ہو۔ صاحب جمال خوبصورت ہو۔ اور برہمن کی لڑکی ہو۔ مگر اس کے باوجود ایک مومنہ لونڈی سے شادی کا حکم دیا ہے۔ جو کہ ہو سکتا ہے۔ کہ خوبصورت بھی نہ ہو۔ مال و دولت سے تو وہ پہلے ہی عاری ہوگی۔ رہا حسب نسب تو اس کی ضمانت بھی کوئی نہیں۔ تو پھر ایک چیز ہے۔ جسے پہلی تینوں باتوں پر ترجیح دی ہے۔ اور وہ ہے دینداری جس پر عمل پیرا ہونا ایمان کی علامت ہو اور جس سے گریز موجب ہلاکت ہے یہی اصول مشرک مرد اور مومن غلام کے بارہ میں مقرر کیا ہے۔ کہ ثانی الذکر کو اس کی دینداری کی وجہ سے ترجیح دو۔ اور اس تمام پیش بندی سے اللہ تعالےٰ کا منشا ایک ہی ہے کہ مسلمان کی سوسائٹی گرنے نہ پائے۔ یقیناً ایک مشرک مرد یا عورت سوسائٹی کی گراوٹ کا موجب ہونگے بھلا وہ بلند خیالات جو توحید سکھاتی ہے۔ شرک میں کہاں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مشرک ماں یا باپ کے زیر اثر اولاد انسانیت کے حقیقی مقام سے گر کر منشاء الہٰی کے پورا ہونے کے راستہ میں حارج ہوگی۔ اور پھر بدامنی اور بے اطمینانی کا دور دورہ ہوگا۔ اور یہ والدین اس بات میں مدد دیتے ہیں۔ وہ اسلام دشمنی اور کفر دوستی کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ اور یہ مشرک صرف وہی نہیں جو غیر مسلم ہو۔ ایک مسلم بھی مشرک ہو سکتا ہے۔ جس کے پیش نظر جماعت۔ اور غیر از جماعت تعلقات پر نگاہ رکھنا ضروری ہے اگر ایک شخص مسلمان کہلانے کے باوجود خباثت کا پیکر ہے۔ رذالت کا پتلا ہے عصیاں و گناہ کی غلاظت میں لتھڑا ہوا ہے بدمعاشی اور بے حیائی کا مجسمہ ہے۔ اور شرافت۔ نجابت۔ دینداری۔ انسانیت۔ اور اخلاق کی اسے ہوا تک نہیں لگی۔ اس سے تعلقات مناکحت قائم کرنا اولاد پر ظلم کرنے اور سوسائٹی کو خراب کرنے کے سوا اور ہے ہی کیا۔ قرآن کریم نے اس مقام پر ایسے تعلقات کو آگ کے مترادف قرار دیا ہے۔ اور اصل میں آگ بھی کیا ہے جس گھر میں عورت و مرد کی ناچاقی ہو۔ باہمی کشمکش رہتی ہو مرد انسانیت سے کوسوں دور ہو۔ عورت ننگ و بے حیائی کی متوالی ہو۔ ایک دوسرے کے حقوق سے غفلت و بے اعتنائی ہو اس گھر کو کون دانا دوزخ سے تعبیر نہیں کرے گا۔ اور جہاں بھی دینداری کو چھوڑ کر محض دولت حسن اور حسب نسب معیار ازدواجیت ہو۔ وہاں جو نتائج پیدا [illegible] نظر آئے گی جس سے بچکر اللہ کی حفاظت [illegible] آنا۔ اور واقعات سے عبرت حاصل کرنا مومن کا کام ہے۔

ویسے زمین پر آج [illegible] زندگیوں کی تنی محسوس کی جا رہی ہے اس کا رونا ہماری جماعت کو [illegible] ہے۔ آج حسب معیار نگاہ دوڑاؤ تمہیں تو دولت کی خاطر دیگر دعوے ہوتی۔ اور زیادہ تر تو یہی معیار ہے۔ اور جہاں یہ نہ ہو وہاں اعلیٰ زمانہ بڑا بال خوبیاں کا جامہ پہن لیتی ہیں مگر۔ بدخلقی اور عدم انسانیت کی ہر [illegible] دولت کی چمک کے باوجود خلق کو تلخ کئے بغیر نہیں رہتی۔ وہی خاندان جو چند سال تک پہلے نہایت خلوص اور [illegible] سے باہمی روابط و مراسم کا اظہار کرتے ہیں۔ لڑکی یا لڑکے کی بدچلنی بے مروتی۔ بداخلاقی اور بدمزاجی کا شکار ہو کر فریقین کے لئے باعث عذاب بن جاتے ہیں۔ اور اس طرح کئی شریف لڑکوں اور لڑکیوں کی زندگیاں خستہ و برباد ہو جاتی ہیں بعض لوگ اس کے ساتھ ساتھ خوبصورتی اور خاندان کو بھی دیکھ لیتے ہیں [illegible] موجودگی بھی کبھی بار آور نہیں ہوتی۔

لیکن یہ حالت ناقابل اصلاح نہیں ہوتی۔ قوم کی تھوڑی سی قربانی دلوں میں تھوڑی سی تبدیلی معیار میں زبردست اجتماعی انقلاب [illegible] بنانے کے لئے کافی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ معیار دینداری اور تقوے کو رکھا جائے اس مقام پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کہ جب تک امارت و غربت کا وجود ہے۔ اس وقت تک امارت و غربت کو معیار قرار دینا پڑے گا کیونکہ ایک ناز و نعمت میں پلی ہوئی لڑکی کے لئے ناممکن ہے۔ کہ کسی اپنے سے کم حیثیت شخص کے گھر جاکر کام کاج میں اسکی مدد کر سکے؟

بظاہر یہ اعتراض معقول نظر آتا ہے۔ اور اس کو نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ذرا غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امارت و غربت کا سوال ہی بے معنی ہے۔ ایک تو یہی وجہ ہے کہ غربت و امارت نہ تو کبھی رذالت و شرافت کا معیار ہوئے ہیں۔ اور نہ ہو سکتے ہیں لہذا شرفاء غرباء کے ساتھ رشتہ داری کا پیوند جوڑ کر ان کو اٹھانا ایک تو اس اعتراض کو مٹا سکتا ہے۔ اور دوسرے سوسائٹی میں غربت کا مسئلہ حل کر سکتا ہے۔ دوئم یہ کہ امارت و غربت کے ہوتے ہوئے بھی معیار زندگی کو قریباً قریباً ایک سطح پر لایا جا سکتا ہے۔ اور اس تحت میں اگر کچھ فرق ہے تو وہ ہے لباس۔ خوراک اور جائے رہائش کا۔

اس فرق کو اصل وجہ زندگی کے مقصد سے بے خبری ہے۔ عام طور پر یہ سمجھا گیا ہے۔ کہ انسان کی پیدائش کا مقصد صرف یہ ہے کہ اچھے اچھے کپڑے زیب تن کئے۔ مرغن اور لذیذ کھانے کھائے۔ عالیشان محلات میں رہے اور چل بسے۔ حالانکہ لباس کا مقصد صرف موسم کے تغیرات کے لئے جسم کو کپڑے کی مدد سے محفوظ رکھنا ہے۔ اور ان امور کا انسداد کرنا ہے جو انسانی جذبات کی انگیخت کا موجب ہوں۔ اب اگر عورت پانچ روپے گز کی بجائے آٹھ آنے گز والا کپڑا استعمال کرلے۔ تو وہ نہ صرف بیجا اخراجات سے بچے جسے وہ کسی اچھے کام پر صرف کر سکتی ہے بلکہ سادہ زندگی سے لطف اندوز ہو سکتی ہے۔ اور یہ لباس ہے جسے ہر انسان مہیا کر سکتا ہے۔ دوسرا معاملہ طعام کا ہے۔ خوراک کا مقصد جسم کی صحیح نشو و نما ہے۔ اور جسم کی صحیح اور با فائدہ نشو و نما کے لئے سادہ غذا کی ضرورت ہے جو لوگ مرغن غذاؤں کا شکار ہیں۔ انکی صحت قابل رشک نہیں۔ وہ ہر وقت بالعموم کسی نہ کسی مرض کا نشانہ بنے رہتے ہیں۔ یہ محض زبان کا چٹخارہ ہوتا ہے جو کہ صحت کو ستیاناس کرکے رکھ دیتا ہے۔ اس صورت میں سادہ غذا ہی مفید ہے اور اسے ہر طبقہ کا شخص بہم پہنچا سکتا ہے۔ باقی رہا رہائش کا سوال۔ تو جو لڑکی سادی خوراک اور لباس پر زندگی بسر کر سکتی ہے جسے اپنے خاوند سے محبت ہوگی جس کے پیش نظر خاوند کی خوشنودی ہوگی۔ وہ اس مرحلہ کے طے کرنے میں کوئی خاص دقت محسوس نہیں کرے گی۔

لیکن رہ گیا سوال ناز و نعمت میں پلی ہوئی لڑکیوں کا۔ تو یہاں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ جو لڑکیاں محض اعلےٰ کھانا کھانے اور عمدہ کپڑا پہننے پر اکتفا کرتی ہیں۔ اور اس کے علاوہ تنکا بھی سیدھا نہیں کرتیں تو وہ سوسائٹی کی خطرناک مجرم ہیں۔ ان کا وجود سوسائٹی پر ایک بوجھ ہے انہوں نے ہرگز ہرگز اپنا فرض ادا کرنے کی تیاری نہیں کی۔ ان کے والدین نے سوائے اس کے کچھ نہیں کیا۔ کہ قوم کے بوجھ میں اضافہ کیا اس [illegible] ان کی یہی علاج ہے۔ کہ جتنا عرصہ انہوں نے دانستہ یا نادانستہ انسان کی سوسائٹی میں اپنے حلقہ عمل کے اندر رہ کر اپنے فرائض کو پورا نہیں کیا۔ اس کی انہیں سزا ملنے یہ نہیں ہو سکتا کہ تمام عمر کھا پی کر گزار جائیں۔ اور آنکی [illegible] ان کا بوجھ اٹھائیں کیوں نہ وہ بھی قوت اور وقت جوانی کا حصہ اور [illegible] کر یہ خرچ ہو کہ قوم کے کام میں لگے۔

اسی مسئلہ کا ایک دوسرا حصہ غریب لڑکیوں کی شادی ہے۔ اول تو امیر و غریب کے معیار زندگی کے قریباً یکساں ہو جانے کی وجہ سے ان کو دقت نہ ہوگی۔ کہ وہ کسی امیر کی طرف نگاہ اٹھائیں۔ اور اگر ضرورت ہو بھی تو امراء کو فرض ہے کہ اس طبقہ کو اٹھائیں اور ان سے تعلقات قائم کرکے سوسائٹی میں یکسانگی اور یکجہتی پیدا کریں۔

ان تمام امور پر قرآن۔ سنت نبوی۔ اور اسوۂ صحابہ کرام کی روشنی میں عمل کیا جا سکتا ہے جس کو بروئے کار لانا بزرگان قوم کا کام ہے۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ قوم ہمیشہ اخلاق سے بنا کرتی ہے جو کہ دینداری کا ثمرہ ہے۔ اور شادی اس بات کو بطریق احسن سرانجام دیتی ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس سے فطرتاً طوعاً و کرھاً ہر شخص کو واسطہ پڑتا ہے اس لئے اگر ہم یہ اصول جماعت میں وضع کر دیں کہ شادی کی بنیاد محض تقوےٰ پر ہوگی صرف وہی لڑکا یا لڑکی قابل قبول ہونگے جن کے اخلاق اور دینداری مسلم ہونگے تو صاف بات ہے کہ ایک تبدیلی قوم کو مل سکتی ہے۔ اس وقت کیا ہوگا؟ ہر ایک باپ اور ماں کوشاں ہونگے کہ ہماری لڑکی دیندار ہو۔ با اخلاق ہو۔ ہمارا لڑکا شریف ہو۔ اسلام کا شیدائی ہو کیونکہ اس سے محرومی ایک طرف تو رشتہ سے محروم کردیگی اور دوسری طرف جماعت کی نظروں سے گرا دیگی۔ اگر اس معیار پر عمل کیا جائے۔ تو وہ وقت دور نہیں جب کہ نہ خانگی تنازعات ہونگے۔ نہ باہمی کشمکش اور تلخیاں۔ دولت و غربت باہمی تعلقات پر اثر انداز نہ ہونگے ہر طرف محبت۔ وفاداری اور سلامتی ہوگی۔ اور ہماری جماعت دوسروں کی رہنما ہوگی۔

پس (۱) آج ہی سے انفرادیت کو اجتماعیت پر قربان کر دو۔

(۲) ہر معاملہ میں دینداری اور تقوےٰ کو پیش نظر رکھو۔

کیونکہ خدا اور رسولؐ کا ارشاد ہے۔ صحابہ کرام کا اسوۂ حسنہ ہے اور قومی راحت۔ بہبود۔ اور ترقی کا واحد ذریعہ ہے

مسٹر حبیب الرحمن آف برلن

کے خلاف مقدمہ

مسٹر حبیب الرحمن نے گذشتہ اولمپک کھیلوں کے موقعہ پر امام مسجد برلن کی ایک فوٹو اخبار زمیندار لاہور میں شائع کروائی تھی جس کے نیچے ایک ہتک آمیز عبارت ایک عورت کے سلسلہ میں جو امام صاحب کے ساتھ اتفاقیہ کھنچ گئی تھی شائع کروائی تھی اور یہ عبارت صریح طور پر امام موصوف کے چال چلن پر حملہ تھا۔ اپنی عزت کو ایسے نام نہاد مسلمانوں کے حملوں سے بچانے کے لئے امام صاحب اس معاملہ کو عدالت میں لے گئے۔ وہاں جاکر اس شخص نے جو نام نہاد مسلمانان ہند کا واحد اجارہ دار بننے کا مدعی ہے کہا کہ یہ ہتک آمیز عبارت اس کی طرف سے نہیں بلکہ اخبار زمیندار نے اپنی طرف سے لکھی ہے۔ گویا جھوٹ بول کر اپنی گردن بچانے کی کوشش کی۔ دوسروں کی عزت پر ایسی بیباکی سے حملے کرنا پھر اس کی سزا سے بچنے کے لئے جھوٹ بولنا کسی سچے مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے کیرکٹر اس شخص کا جس کی حمایت میں نام نہاد مسلمان اخبارات لکھتے ہوئے نہیں تھکتے۔

اصل بات یہ ہے کہ ؎

کسے زرد باشد دگر پردہ پوش
یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔

سب اپنی اپنی قوم کے مجدد ہیں۔ (مصر سے کتابت کی غلطی ہے) مگر اسلام میں مجدد ایک بالکل الگ اصطلاح ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بیہ کہتے وقت کیا کوئی قادیانی یہ نہیں سوچ سکتا کہ کیا آپ کی بعثت حدیث مجدد کے ماتحت تھی کیا آپ صدی کے سر پر آئے تھے۔ کیا امت محمدیہ میں مفاسد رونما ہو گئے تھے جس کی اصلاح کے لئے آپ مامور ہوئے تھے اور سب سے آخر کیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اُمتی تھے کیونکہ مجدد کے لئے اُمتی ہونا ضروری ہے مگر کتنا کہو۔ کوئی غور نہیں کرتا۔ اگر قادیانی دوست محض اس ایک نکتہ کو سمجھ لیں۔ تو انھیں اپنے عقائد کی غلطی معلوم کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہو سکتی کہ مجدد کے لغوی معنوں کے اعتبار سے ہر نبی مجدد ہے۔ اور نبی کے لغوی معنوں کے لحاظ سے ہر مجدد نبی ہے مگر اصطلاح اسلام کی رو سے نبی کو مجدد کہنا اس کی توہین اور ہتک کرنا اور اسے منصب نبوت سے معزول قرار دینا ہے اور کسی مجدد کو نبی کہنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کاملہ کی ہتک ہے۔"

مولوی اللہ دتا صاحب کی مغالطہ دہی

مولوی اللہ دتا صاحب نے قادیانی جماعت کو جس کی اکثریت بدقسمتی سے پہلے ہی جاہل محض ہے۔ غلط راہ پر ڈالنے کے لئے لکھا ہے کہ "تمام وہ پاکباز انسان جو سچائی کے اظہار کے لئے مبعوث ہوئے وہ اپنے اپنے رنگ میں مجدد تھے اور ان تمام انبیاء اور رسل کے سردار اور تمام مقدسوں کے سرتاج ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مجدد اعظم قرار دیا ہے۔ اور جتلایا کہ اس شان میں کوئی نبی بھی آپ کا شریک و سہیم نہیں"! کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ اب ان فقروں میں الفاظ کی ہیرپھیر کے سوا کیا ہے۔ گویا مجدد ہونا ہی انبیاء کرام کی سب سے بڑی صفت ہے۔ مگر قرآن و حدیث رسول اور نبیوں کی اس ممتاز ترین صفت سے بے خبر محض ہیں۔ انبیاء کرام کو تو جب مولوی اللہ دتا صاحب مجدد ثابت کریں گے۔ دیکھ لیا جائے گا۔ کیونکہ ابھی یہ فاضل جالندھری کا محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ مگر تیرہ صدیوں کے امت محمدیہ کے مجددین کو ماننا تو ان کے ایمان کا جزو ہے۔ اگر مولوی اللہ دتا صاحب جملہ انبیاء کرام کو قرآن و حدیث سے مجدد ثابت نہ کر سکیں۔ تو امت محمدیہ کے مسلم الثبوت مجددین قادیانی مسلمات کی رو سے جملہ انبیاء سے افضل قرار پائیں گے یا نہیں۔ بریں عقل و دانش بباید گریست

مجدد اعظم فی الواقع کون ہے۔

ہاں۔ لغت کے اعتبار سے یہ صحیح ہے۔ کیونکہ لفظ مجدد کے لغوی معنوں کے لحاظ سے ہر نبی مجدد ہوتا ہے۔ جیسا کہ میں خود اپنے مضمون کے اقتباس میں لکھ چکا ہوں چونکہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار ہیں۔ اس لئے لغوی معنوں کی رو سے آپ بجا طور سے مجدد اعظم ہیں۔ مگر اصطلاح اسلام کی رو سے آپ کو مجدد یا مجدد اعظم کہنا آپ کی سخت ہتک ہے کیونکہ اصطلاحی طور سے مجدد کے لئے اُمتی ہونا اور اپنے نبی متبوع کی پیروی کرنا شرط لازم ہے۔ اصطلاحی معنوں میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام اور ہمارے آقا سیدنا حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمتہ اللہ علیہ مجدد اعظم ہیں میر محمد اسحاق صاحب قادیانی نے بھی الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور یہی حق ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بعدالت شیخ عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے بی ٹی سی

ایس فرسٹ ایڈیشنل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کوئٹہ

سید لاہور ولد سید عطا محمد ذات سید سکنہ اسمٰعیل زائی تحصیل پشین ضلع کوئٹہ ڈگریدار

بنام

سید امیر محمد ولد سید آدم خاں ذات سید ابراہیم زائی سکنہ ابراہیم زائی تحصیل پشین ضلع کوئٹہ مدیون

زر العیال ۔۔۔ ۲۰۸ روپیہ

نوٹس بنام سید امیر محمد ولد سید آدم خاں ذات سید ابراہیم زائی سکنہ ابراہیم زائی تحصیل پشین ضلع کوئٹہ مدیون

بمعاملہ صدر ڈگریدار نے درخواست دی ہے کہ مدیون نوٹس آرڈر ۲۱ رول ۶۶ ضابطہ دیوانی کی تعمیل کرنے سے گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا اسکو مطلع کیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۲ ۳۷ حاضر عدالت ہذا آکر جو اعتراض ہو وے پیش کرے بصورت دیگر یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جاوے گی۔

مورخہ ۳۷

دستخط حاکم (مہر عدالت)

مرزا عزیز الرحمٰن اور انکی اہلیہ محترمہ ۱۳ مئی کو بخیریت بیت المقدس دمشق کے راستہ بغداد پہنچے وہاں انڈین ایسوسی ایشن میں انکی تقریر بھی ہوئی حلہ نجف اور کربلا کی زیارت بھی کی اور ۵ رجون کی ڈاک سے بصرہ برائے ہندوستان روانہ ہونگے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ "سلمان" لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود

نزدۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۷ جون ۱۹۳۷ء | نمبر ۳۸

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

صاحبزادہ عبداللطیف شہید رحمۃ اللہ علیہ اور تصدیق کا مقام

جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھکر انسان کیلئے ممکن نہیں اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا۔ اس بزرگ مرحوم میں قابل رشک یہ صفت تھی کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا تھا اور وہ درحقیقت ان راستبازوں میں سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقویٰ اور اطاعت الٰہی کو انتہا تک پہنچاتے ہیں اور خدا کو خوش کرنے کیلئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کیلئے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس و خاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو تیار رہتے ہیں اس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔ اکثر لوگ باوجود بیعت کے اور باوجود میرے دعویٰ کی تصدیق کے پھر بھی دنیا کو دین پر مقدم رکھنے کے زہریلے تخم سے بکلی نجات نہیں پاتے بلکہ کچھ ملونی ان میں باقی رہ جاتی ہے اور ایک پوشیدہ بخل خواہ وہ جان کے متعلق ہو خواہ آبرو کے متعلق خواہ مال کے اور خواہ اخلاقی حالتوں کے متعلق ان کے ناکمل نفسوں میں پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کی نسبت ہمیشہ میری یہ حالت رہتی ہے کہ میں ہمیشہ کسی خدمت دین کے پیش کرنے کے وقت سے ڈرتا رہتا ہوں کہ ان کو ابتلا پیش نہ آوے اور اس خدمت کو اپنے پر ایک بوجھ سمجھ کر اپنی بیعت کو الوداع نہ کہدیں لیکن میں کن الفاظ سے اس بزرگ مرحوم کی تعریف کروں جس نے اپنے مال اور آبرو اور جان کو میری پیروی میں یوں پھینک دیا جس طرح کوئی ردی چیز پھینک دی جاتی ہے اکثر لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ ان کا اول اور آخر برابر نہیں ہوتا اور ادنیٰ سی ٹھوکر یا شیطانی وسوسہ یا بد صحبت سے وہ گر جاتے ہیں مگر اس جوانمرد مرحوم کی استقامت کی تفصیل میں کن الفاظ

جواہر ریزے

اطاعت کی حد

مومن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور جب کسی اہم معاملہ میں اس کے ساتھ ہوتے ہیں تو جاتے نہیں یہاں تک کہ اس سے اجازت لے لیں۔ وہ لوگ جو تجھ سے اجازت لے لیتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پس جب وہ اپنے کسی کام کے لئے تجھ سے اجازت مانگیں تو تو ان میں سے جسے چاہے اجازت دیدے اور ان کیلئے اللہ سے استغفار کر اللہ بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے۔ رسول کے بلانے کو آپس میں ایسا قرار نہ دو جیسا تمہارا ایک دوسرے کو بلانا ہے اللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے چھپ کر نکل جاتے ہیں پس چاہئے کہ وہ لوگ ڈریں جو اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ انہیں دکھ پہنچے یا انہیں دردناک عذاب پہنچے۔ سن رکھو اللہ کیلئے ہی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ جانتا ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن اس کی طرف لوٹائے جائیں گے تو وہ انہیں اس کی خبر دیگا جو وہ کرتے تھے اور اللہ ہر چیز کے جاننے والا ہے۔ (النور)

جو شخص امام کی اطاعت چھوڑ دے اور جماعت سے الگ ہو جائے اور مر جائے تو وہ کافر کی موت مرا۔ اور جو شخص کسی نامعلوم جھنڈے کے نیچے لڑے جو تعصب کے سبب سے کینہ رکھتا ہو یا اپنی قوم کی طرف بلاتا ہو یا اپنی قوم کی مدد کرتا ہو۔ پھر وہ شخص مارا جائے تو وہ مشرک کی موت مرا۔ اور جو کوئی میری امت پر چڑھائی کرے اور برے بھلے کو مارتا جائے اور ایماندار کو نہ بچائے اور جس کے ساتھ سلامتی کا عہد ہو چکا ہو اس کے عہد کو پورا نہ کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور نہ میں اس سے ہوں (نسائی)

جس شخص کو اللہ تعالیٰ صاحب رعیت بنائے اور وہ مرتے دم تک رعایا کے حقوق ادا کرنے سے غافل رہے اللہ تعالیٰ جنت اس پر حرام کر دیگا (بخاری)

ہادیٔ عالم صلعم کا ظہور مبارک

(از جناب محمد یوسف صاحب ظفر احمدی بی۔اے دہلی)

شیخ محمد یوسف صاحب ظفر سلک ملت کے ان ہونہار شعرا میں سے ہیں جن سے قوم کی بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔ ذیل میں ان کی وہ نظم درج کی جاتی ہے۔ جو انہوں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی کے جلسۂ سیرت منعقدہ ۱۴ مارمئی میں پڑھی۔ اس نظم میں قارئین ایک احمدی نوجوان شاعر کے جذبات کا اندازہ لگائیں گے۔ ظفر صاحب کے متعلق ہماری دعا ہے۔ کہ ان کا وجود سلام اور سلسلہ کے لئے مفید و بابرکت ثابت ہو۔ (مدیر)

افق پہ دور گرچہ شاہِ خاور کی جبیں خم تھی　　مگر خونِ شفق پر سرخیِ تصویرِ عالم تھی
ابھی تنویر تھی غالب فضائے شام رنگیں پر　　ابھی منڈلا رہی تھیں بدلیاں اک جامِ رنگیں پر
تنفس آتشیں تھا سانس گھوٹی تھی زمانے کی　　قیامت نے یہ اک تمہید باندھی تھی جلانے کی
ہواؤں کے لبوں پر ابتک تھیں آتشیں آہیں　　ابھی تک گرم تھیں ان کی تڑپتی لوٹتی راہیں
مصور شام تھی گویا ہوا میں رنگ بھرتی تھی　　سیاہی دھیرے دھیرے آسمانوں سے اترتی تھی
ابھی تک عرق کی تحریر واضح تھی جبینوں پر　　شبابِ موسمِ گرما مصیبت تھا حسینوں پر
زمیں نے آج ٹھانی طور کی مانند جلنے کی　　ہوا ساکن تھی یہ بنیاد تھی آندھی کے چلنے کی
نہ پوچھو عالم ہیہات تھا طاری زمانے پر　　ہوا تھا آج تو جینا بہت بھاری زمانے پر
اس آتش خیز منظر میں یہ گرمی کا تقاضا تھا　　کسی گلشن میں چلکر شام کا ہنگام ہو پورا

۲

میں شاعر ہوں محبت کے فسانے کہتا رہتا ہوں　　ہمیشہ قلزمِ تخئیل ہی میں بہتا رہتا ہوں
ستایا ہوں زمانے کی کشاکش ہائے پیہم کا　　ہوں مارا مفلسی کا بیکسی کا رنج کا غم کا
ہوا دل کی پریشانی سے میں بھی مضطرب ایسا　　کہ اپنے کلبۂ احزاں سے سوئے باغ چل نکلا

۳

معاً میری نگہ اٹھی فلک پر یاس و حسرت سے　　کہوں کیا ۔ کیا گئی کیا دیکھ کر لوٹی مسرت سے
دعا دل سے تو آنکھوں سے نگاہِ واپسیں نکلی　　زباں سے الصلوٰۃ رحمۃ اللعالمیں نکلی
مجھے اک ابر پر یعنی ہلالِ نو نظر آیا　　یہ اک نقش سا تھا آنکھوں سے جو دل میں اتر آیا
اسی کے ناخنِ تخئیل نے دل کی گرہ کھولی　　اسی نے بھر دی گلہائے تمنا سے مری جھولی

۴

ہلالِ ربیع الاول نے یہ اعجاز دکھلایا　　پلٹ دی یعنی میرے عالمِ تخئیل کی کایا
تخیل کے سمندر میں ڈبویا فکر نے مجھ کو　　عجب منظر دکھایا پھر خدا کے ذکر نے مجھ کو
دکھایا یہ کہ چودہ سو برس پہلے کی دنیا ہے　　عرب کی سرزمیں میں دن کو بھی اندھیر رہتا ہے
دکھایا یہ کہ بیت اللہ میں بت پوجے جاتے ہیں　　انہی کو پوجتے ہیں جنکو ہاتھوں سے بناتے ہیں
دکھایا یہ کہ کفر و شرک سے بھرپور ہے عالم　　خدا کے راستے سے آج کوسوں دور ہے عالم
دکھایا لڑکیوں کو گور میں زندہ دباتے ہیں　　برہنہ مرد و زن سب ناچتے ہیں گیت گاتے ہیں
دکھایا یہ کہ جنگ باہمی میں طاق ہے دنیا　　بتوں کے پوجنے میں شہرۂ آفاق ہے دنیا
دکھایا نور گھبراتا ہے ظلمت کے اشارے سے
مرا دل کانپ اٹھا ایسے طوفانی نظارے سے

۵

تخیل پھر مجھے اک اور ہی دنیا میں لے آیا　　یہ منظر مجھ کو جنت کے نظارے سے سوا بھایا
دکھائی بارہویں شب ربیع الاول مہینے کی　　کہ خوش قسمت تھی بستی آج مکے کی مدینے کی
یہ دیکھا ہے تبسم ہی تبسم مرغزاروں میں　　ترنم ہی ترنم ہے ہواؤں آبشاروں میں
یہ دیکھا آج حورِ کہکشاں بھی رقص کرتی ہے　　زمیں اک دلہن کی طرح بنی سنورتی ہے
ادھر نوریت کے ذرے ہیں ریزے آبگینے کے　　ادھر شیطاں کے سر سے چلے دھارے پسینے کے
ستارے ناچتے ہیں گا رہی ہے چرخ پر زہرا　　کوئی کہدے کہ یہ ساماں ہے آخر کس کی آمد کا
دکھایا کنگرے چودہ گرے ہیں قصرِ کسریٰ کے　　کہ ہادی آج آئے عالمِ ناپید و پیدا کے
مبارک ہو کہ شاہِ دوسرا تشریف لے آئے　　مبارک ہو کہ ختم الانبیاء تشریف لے آئے
مبارک ہو جناب رحمۃ اللعالمیں آئے　　خدا کے دیں پھیلانے کو دنیا میں امیں آئے
جنابِ آمنہ کی گود میں وہ ہادیِ اعظم　　مبارک شاہِ دیں خیر الوریٰ و سرورِ عالم
انہی کے در کی تھی آرزو ہر اک پیمبر کی　　انہی کیلئے تھی پیشگوئی وید منتر کی
زبور انجیل کے ۔ ویدوں کے اور تورات کے وعدے
خدا نے آج پورے کر دیئے ہر بات کے وعدے
مکمل ہو گیا دینِ الٰہی ذات احمد سے　　منور ہو گیا ظلمتکدہ آیات احمد سے
سلام اے زورِ کفر و شرکِ دنیا توڑنے والے　　بتوں سے توڑ کر دل اک خدا سے جوڑنے والے

۶

مرا دل بادۂ عرفاں سے لبریز تھا گرچہ　　تخیل کا پرِ پرواز اتنا تیز تھا گرچہ
یکایک ہٹ گئے آنکھوں سے سب تخئیل کے پردے　　چمن تھا میں تھا اور بادِ بہاری کے وہ پردے
ظفر میں تھا وہی دنیا وہی فکرِ مصیبت تھی
کسی کا زور کیا اس پہ یہی اس کی مشیت تھی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حکومت پرستی کا الزام

وہابی اور دیگر علماء کی انگریز نوازی کی داستان

(از خالف صاحب ابو محمد منظور الٰہی صاحب)

ہمارا ارادہ مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت ان مختلف عبارات کو جمع کرنا ہے جو انیسویں اور بیسویں صدی کے وہابی بزرگ انگریزی جہاد وغیرہ کے بارہ میں اپنی کتابوں اور رسالوں میں شائع کر چکے ہیں۔ تاکہ معتبر مسلمانوں پر واضح ہو جائے۔ کہ اس وقت کے نازک حالات مسلمانوں کی سیاسی اور مذہبی ابتری مخالفین اسلام کی یورش اسی بات کی متقاضی تھی۔ کہ مسلمان قوم کے سامنے ایک صحیح لائحہ عمل رکھا جائے۔ جو جو اعتراضات اب اس وقت کے خود سر وہابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس بارہ میں کرتے ہیں۔ ان کے جوابات خود ان کے بزرگوں کی تحریروں میں موجود ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ ناخلف بن کر اب اپنے بزرگوں سے روگردانی کریں۔ اور یا ان کو منافق کا خطاب دیدیں۔ حنفی اور شیعہ بزرگوں نے اس سے بھی بڑھ کر گورنمنٹ انگریزی کی تعریف اور جہاد بالسیف کا انکار کیا ہے وہ بھی انشاء اللہ حسب ضرورت اس پرچہ میں آ جائیں گی۔ اور یا یہ کہ وہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خیالات کے متبع تھے۔ موجودہ وہابی کوئی بھی پوزیشن اختیار کریں۔ وہ بچ نہیں سکتے۔

لاجتنی مذہبی آزادی گورنمنٹ انگریزی کے ماتحت ہے۔ اتنی شاہ روم

ترکی مسلمان سلطنت، کی عملداری میں حاصل نہیں ہو سکتی

"میں سب سے اوّل اپنی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ جس کے عہد میں ہم بلا روک ٹوک اپنے پاکیزہ مذہب کے مسائل کو علانیہ با آواز بلند تعلیم کر سکتے ہیں۔ اور اپنے مخالفوں کو خواہ وہ کرسٹان ہوں یا کوئی اور۔ ترکی بترکی پورا جواب دے سکتے ہیں۔ ایسی آزادی مذہبی ہم کو عملداری شاہ روم میں بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس ایسے غیر متعصب لامذہب اور آزاد گورنمنٹ کے واسطے ہمارے دل سے دعا نکلتی ہے۔ کہ خداوند کریم اس کو دنیوی ترقی اور ترقیاں کے ساتھ دین میں بھی حصہ نصیب کرے۔" (دیباچہ صفحہ ۲۔ کتاب برکات اسلام مؤلفہ منشی محمد جعفر تھانیسری مشہور سرغنہ وہابیان مطبوعہ محمود المطابع دہلی)

(نوٹ) یہی لفظ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی مسلمان سلطنت کے بارہ میں لکھدیں۔ تو وہ قابل الزام۔

(۲) اب سیف (تلوار) کا وقت نہیں

"خدا تعالیٰ کی اس عادت اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کی طرف خیال کرنے سے ہم نے کہا ہے۔ کہ اب سیف کا وقت نہیں رہا۔ اور مسلمانوں کا بزور شمشیر یا استقلال بادشاہ ہو جانا عادتاً (نہ قدرتاً) محال ہے۔" (رسالہ اشاعۃ السنہ بابت صفر ۱۳۰۱ھ صفحہ ۳۶۶ مؤلفہ مولوی محمد حسین بٹالوی)

(نوٹ) پھر حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ پر کیوں اعتراض ہے ؎

اب تم میں کیوں رہ سیف کی طاقت نہیں رہی

اب یہ تمہیں سے ہی کہ وہ حاجت نہیں رہی

(۳) ہندی مسلمان سلطان روم کو خلیفۃ المسلمین نہیں مانتے

"مسلمانان ہند شیعہ۔ سنی محدثین۔ اہل تقلید حنفی شافعی وغیرہ جو مذہب کے پابند ہیں اور احکام مذہب سے واقف ہیں سلطان روم کو اپنا خلیفہ نہیں جانتے۔ اور نہ سلطان روم کبھی اور کسی صورت سے خلیفہ ہو سکتے ہیں۔" (رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ ماہ صفر ۱۳۰۱ھ دسمبر ۱۸۸۳ء۔ مؤلفہ مولوی محمد حسین بٹالوی رئیس وہابیان کرام)

(نوٹ) اسی تعلیم کا نتیجہ تھا۔ کہ ہندوستان کے سنی، شیعہ، وہابی وغیرہ ہندوستان سے بھرتی ہو کر ترکیہ پر چڑھ دوڑے تھے۔ اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دم لیا۔

(۴) جو امن و آسائش و آزادگی گورنمنٹ انگریزی میں ہے کسی اور حکومت میں نہیں

"کتب تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امن و آسائش و آزادگی اس حکومت انگریزی میں تمام خلق کو نصیب ہوئی ہے کسی حکومت میں نہ تھی اور وجہ اس کی سوا اس کے اور کچھ نہیں سمجھی گئی کہ گورنمنٹ نے آزادگی کامل ہر مذہب والے کو مسلمان ہو یا ہندو یا۔ وہ کچھ عطا فرمائی ہے۔"

(ترجمان وہابیہ طبع ۱۳۱۲ھ ص ۴ مؤلفہ نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی)

(۵) حضرت شاہ اسمٰعیل دہلوی انگریزوں کے ساتھ جہاد بالسیف کے قائل نہ تھے۔

"انہوں نے (یعنی حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب نے) اپنی کسی کتاب میں مسئلہ جہاد کا نہیں لکھا چہ جائیکہ ذکر جہاد بامقابلہ سرکار عالیہ انگریزیہ۔ بلکہ سرکار نے ان کی نسبت معاملہ قدر شناسی کا اس وقت میں فرمایا چنانچہ تحریر سر سید احمد خاں تحریر سے بھی ثابت ہے۔ اگرچہ بہت سے مفسدین نے جن کا شعار فسق و فجور تھا۔ ان کے مقابلہ میں بہت کوششیں کیں۔ مگر حکام انگریزی نے اس کی سماعت نہیں کی۔" (ترجمان وہابیہ ص ۹)

(نوٹ) یہ حضرت شاہ اسمٰعیل کے خلاف گورنمنٹ انگریزی میں شکایات کرنے والے مسلمان بھائی ہی تھے)

(۶) دارالحرب میں جہاد ناروا ہے۔ غدر کا نام جہاد رکھنا جھوٹ ہے

"اور بڑا مکر اور جھوٹ ان کا یہ ہے۔ کہ حکام انگلشیہ کے جو فی الحال فرمانروائے ملک ہند ہیں۔ ان کے دلوں میں یہ وسوسہ اور یہ خیال ڈال دیا ہے۔ کہ یہ لوگ تمہارے دشمن اور تمہارے مار ڈالنے اور سلطنت بگاڑنے اور امن خلائق اور رفاہ عام کے کھونے کا اندیشہ اور فکر رکھتے ہیں۔ حالانکہ بالفرض محال وہ وہابی ہوں بھی۔ تو بھی اس مضمون کی تصدیق کوئی عاقل اور دانا نہیں کر سکتا۔ اور یہ قول ان کا کبھی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا اس لئے کہ اس صورت میں ہندوستان ان کے نزدیک دار الحرب ہو گا نہ دار الاسلام اور دار الحرب میں رہ کر اور غیر مذہب والوں کے ملک میں با امن و امان بسر کرتے مسلمان کے نزدیک ارادہ اور قصد جہاد کا ہرگز روا نہیں۔ چنانچہ غدر میں جو چند نادان عوام الناس فتنہ و فساد پر آمادہ ہو کر جہاد جھوٹ موٹ نام لینے لگے۔ اور عورتوں اور بچوں کو ظلم و تعدی سے مارنے لگے اور لوٹ مار پر ہاتھ دراز کیا اور اموال رعایا اور برایا پر غصباً قابض و متصرف ہوئے۔ انہوں نے خطائے فاحش کی اور قصور ظاہر۔ اس لئے کہ قرآن و حدیث کے موافق کہیں شرطیں جہاد کی موجود نہ تھیں صرف سود اسے خام اور خیالی پلاؤ حکومت انانی اور ملک ستانی انکے دلوں اور سروں میں سمائے ہوئے تھے (ص ۲۴ ترجمان وہابیہ)

(۷) جہاد فرض کفایہ ہے۔

"بخاری کی روایت کردہ احادیث سے بخوبی ثابت ہوا۔ کہ جہاد مخالفوں کے ساتھ فرض کفایہ ہے یعنی ایک ملک کے لوگ اگر اس کو بجا لاویں۔ تو دوسرے ملک کے لوگوں پر فرض نہیں۔ اور ہر فرد بشر پر مسلمانوں سے فرض نہیں کہ جو اس کو نہ بجا لائے۔ اس کے اسلام میں نقصان ہو۔ اور جنت میں داخل ہونے کو فقط اسلام اور ایمان کافی ہے اگرچہ اپنے وطن میں ساری عمر بیٹھا رہے۔ اور جہاد نہ کرے اور یہی قول ہے جمہور یعنی سب عالموں کا۔"

(ص ۱۵ ترجمان وہابیہ)

(۸) حنفی علماء کے نزدیک ہندوستان دار الاسلام ہے

"علمائے اسلام کا اسی مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ملک ہند میں جب سے حکام والا مقام فرنگ فرمانروا ہیں۔ اس وقت سے یہ ملک دار الحرب ہے یا دار الاسلام۔ حنفیہ جن سے یہ ملک بالکل بھرا ہوا ہے۔ انکے عالموں اور مجتہدوں کا تو یہی فتویٰ ہے۔ کہ یہ دار الاسلام ہے۔ اور جب یہ ملک دار الاسلام ہوا۔ تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنے۔ بلکہ عزم جہاد ایسی جگہ ایک گناہ ہے بڑے گناہوں سے" (ص ۱۵ ترجمان وہابیہ)

(نوٹ) کیا فرماتے ہیں موجودہ علماء و مجتہدین حنفیہ کہ وہ اپنے بڑوں سے اب باغی ہو گئے ہیں کہ رات دن جہاد جہاد کی راگنی شروع کر رکھی ہے۔ اور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

(۹) دار الحرب میں بھی جہاد روا نہیں

"اور جن لوگوں کے نزدیک یہ دار الحرب ہے جیسے بعض علماء دہلی وغیرہ ان کے نزدیک بھی اس ملک میں رہ کر اور یہاں کے حکام کی رعایا اور امن و امان میں داخل ہو کر کسی سے جہاد کرنا ہرگز روا نہیں جب تک کہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک اسلام میں جا کر مقیم نہ ہو۔ غرضیکہ دار الحرب میں رہ کر جہاد کرنا اگلے پچھلے مسلمانوں میں سے کسی کے نزدیک ہرگز جائز نہیں"

(ص ۱۵ ترجمان وہابیہ)

(نوٹ) چہ نسبت بائید علمائے وہابیہ؟ ایک تو رعایا کے رہنما اور شہر کی آزادی و امن سے متمتع ہو کر جہادی خیالات پھیلاتے ہیں مذہب کی تعلیم ہے۔ چونکہ آپ کا مذہب بھی بدل کر اسلام کی بگڑی ہوئی شکل رہ گئی ہے۔ اسلئے ایسے خیالات جو اب اسلام کے خلاف ہیں پھیلا تا محض فتنہ اور فساد ہے نہ دین و مذہب۔

(۱۰) مسلمانوں کو اسوقت جہاد کا خیال کرنا ایک خبط ہے

"غرض شریعت اسلام کی بنا پر مسلمانان ہند کو ایسی حالت میں موجودہ پر کہ امن و امان خلائق و رفاہ عام بخوبی قائم ہے۔ اور ہر ایک کو اپنے امور مذہبی کے اجراء کے لئے بموجب اشتہار گورنمنٹ مجریہ دربار قیصری دہلی کی طرح مزاحمت اور مخالفت سرکار انگلشیہ سے مطلقاً نہیں جہاد خیال کرنا خبط ہے اور جو سر پھرے بنگالیوں کی طرح بیفائدہ مار پیٹ کا اور لوٹ مار کا بازار گرم کرے اور اس کو جہاد کہے وہ بالکل شریعت کے خلاف عامل ہے۔ اور مفت ناحق جان و مال لوگوں کا ضائع کرتا ہے۔ اور عزت و آبرو گنواتا ہے" (ص ۱۶ ترجمان وہابیہ)

(۱۱) غیر مذہب والوں کی مدد سے لڑائی کرنا جہاد نہیں!

اس پر طرہ یہ ہے۔ کہ اکثر حاکم اس وقت (یعنی غدر) میں راجہ یا نواب ہندو کے مذہب تھے کہ انکی امامت مسلمانوں کے کسی فرقہ کے نزدیک جائز نہیں اور اکثر جنہوں نے اس وقت فساد و غدر میں حکام انگلشیہ سے مقابلہ کیا۔ ہندو مذہب تھے۔ کہ شراکت انکی جہاد میں اور مدد لینا ان سے ہرگز جائز نہیں یہ بات صاف صاف حدیث میں آئی ہے پس اگر ہم اس کو مان بھی لیں کہ وہ سب اسلام کا نام لیتے تھے۔ تو بھی جب تک دار الحرب سے باہر جا کر کسی دار الاسلام کو اپنا وطن اور مسکن نہ ٹھہرا لیں۔ اور کسی امام کو جو شرائط امامت اپنی ذات میں رکھتا ہو۔ اپنا امام اور حاکم مقرر نہ کریں تب تک جہاد کا نام محض خبط ہے اور ایسا امام جو اسلام کے شرائط رکھتا ہو۔ اس وقت میں حکم کیمیا و عنقا کا رکھتا ہے" (ص ۱۷ ترجمان وہابیہ)

(۱۲) مسلمان حکمرانوں میں سے ایک بھی امامت کے لائق نہیں

"جو لوگ اہل اسلام میں اس وقت فرمانروا اور حکمران ہیں۔ نہیں

سے ایک بھی امامت کی صفتوں سے موصوف نہیں اور سلطنت اور حکومت کی شرطوں اور آداب اور احکام سے معروف نہیں ۔۔۔ یہاں تک کہ گزشتہ علمائے اسلام نے تیمور لنگ اور اکبر اور دیگر شاہان اسلام کو جو محض ملک گیری اور سلطنت کی طمع سے لڑائیاں لڑی ہیں۔ اور امن و امان ملک میں فساد ڈالا انکی لڑائی کا نام بھی جہاد نہیں رکھا" (صلا ترجمان وہابیہ)

(۱۳) حصول سلطنت کیلئے لڑائی جہاد نہیں

"ایسی لڑائیاں جن سے صرف حکومت اور جہانگیری اور سلطنت مقصود ہو جہاد شرعی سے ہزاروں کوس دور ہیں۔ اور ایسی لڑائیوں والا ہرگز اپنے تئیں مجاہد نہیں قرار دے سکتا ہے" (صلا ترجمان وہابیہ)

(۱۴) حکام فرنگ کا مثل و نظیر نہیں

"امام شوکانی نے جہاں حکام کے عدل کا بیان کیا ہے۔ وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر شریعت اسلام کے موافق عدل نہ ہو سکے تو حکام فرنگ کی طرح تو امن و امان رعایا اور صلاح و درستی برایا کا لحاظ رکھا جاوے۔ غرض ان کی گواہی سے بخوبی معلوم ہوا کہ درستی ملک اور صفائی دل اور امان خلائق اور راحت رسانی رعیت اور آرام دہی بریت میں حکام فرنگ کا مثل اور نظیر اس وقت میں بلکہ اکثر اوقات میں ہرگز نہیں" (صلا ترجمان وہابیہ)

(۱۵) لڑنا بھڑنا فتنہ پردازی ملک گیری اور سلطنت کے لئے قتل ہرگز جہاد نہیں

"جہاد بغیر شرائط شرعیہ کے اور بغیر وجود امام کے روا نہیں۔ اور صرف لڑنا بھڑنا اور فتنہ پردازی اور ملک گیری اور سلطنت کے لئے قتل و قمع کرنا ہرگز جہاد نہیں۔ اور جو لوگ کہ بغیر شرائط جہاد حکام فرنگ کے قتل کا ارادہ کرتے۔ یا اس فعل شنیع کے مرتکب ہوتے ہیں۔ وہ شریعت اسلامیہ سے اور احکام دین محمدیہ سے بالکل جاہل و غافل ہیں۔"

(صلا ترجمان وہابیہ)

(۱۶) اہلحدیث نے کسی ملک میں جہاد اصطلاحی کا جھنڈا کھڑا نہیں کیا۔

"اہلحدیث تیرہ سو برس سے چلے آتے ہیں۔ انہیں سے کسی نے کسی ملک میں جھنڈا اس جہاد اصطلاحی حالی کا کھڑا نہیں کیا۔ ورنہ کوئی انہیں حاکم یا بادشاہ کسی ملک کا بنا۔ اکثر ان کے سب کے سب زاہد تارک دنیا تھے فتنہ و فساد و غدر و قتل و خونریزی سے ہزاروں کوس بھاگتے تھے۔"

(صلا ترجمان وہابیہ)

(نوٹ) کاش اس زمانہ کے ہندی وہابی بھی اپنا رویہ درست کریں۔ اور ملک میں فتنہ و فساد پھیلانے سے باز رہیں۔

(۱۷) سرکار انگریزی کی بغاوت شیوہ اسلام اور طریقہ اہل ایمان سے دور

"جنہوں نے اس کے برخلاف کیا یعنی سرکار انگریزی سے عہد شکنی و بیوفائی کی۔ ہم وہ صرف حاکموں ہی کے نزدیک ہی باغی نہیں ٹھہرا۔ بلکہ شیوہ اسلام اور طریقہ اہل ایمان سے دور اور عہد شکن اور بے وفا اپنے دین میں بھی اور مرتکب بڑے گناہ کا سمجھا گیا۔ اور قیامت کے دن اس کا جو حال ہوگا وہ بھی وہاں کھل جائے گا؟" (صلا ۲۳/۲۴ ترجمان وہابیہ)

(۱۸) غدر میں شامل حنفی تھے نہ کہ وہابی

"جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا۔ اور حکام انگلشیہ سے برسر عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے۔ نہ متبعان محمدیہ۔ مگر مکر اور زور کی راہ سے فتنہ پردازی کی تہمت دوسروں پر باندھ دی۔ اور اہل غدر کو وہابی ٹھہرا دیا" (صلا ترجمان وہابیہ)

(۱۹) جس غیر مسلم سے قرار صلح ہو اس کا قتل حرام ہے

"ابن حبان نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کو جان کی امان دے کر پھر قتل کر ڈالا۔ تو میں اس قاتل سے بیزار ہوں اگرچہ وہ مقتول کافر ہو۔ اور اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ جس سے اقرار اور صلح ہو۔ وہ اگرچہ مسلمان نہ ہو۔ جیسے عیسائی لوگ ان کا بھی قتل کرنا حرام ہے" (صلا ترجمان وہابیہ)

(۲۰) وہابیوں نے بدعا کی اور انگا گورنمنٹ سے امداد طلب کرنا

"آنریبل گورنر جنرل صاحب بہادر نے تین سو آدمی کی درخواست کے جواب میں جن کو لوگوں نے وہابی مشہور کر کے بغرض رنج کی معاش و عہدہ جات سرکاری انگریزی سے محروم کر رکھا تھا۔ یہ تحریر فرمایا کہ جناب موصوف کی طرف اس عرضی کا جواب لکھا جاتا ہے جس پر تین سو اشخاص کے دستخط ہیں اور جس میں کئی ہزار اشخاص کی رائے اور خواہشوں کا اظہار ہے۔ جو اہل اسلام میں اس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں جو عوام الناس میں وہابی کے نام سے مشہور ہیں۔ سائلوں کا بیان ہے کہ اگرچہ وہ ایسے خیر خواہ سلطنت کے ہیں جیسے اور رعایائے حضرت علیا ملکہ معظمہ دام اقبالہا میں سے تو بھی وہ بسبب اشتباہ بدخواہی بہت سی کلفتوں کے زیر بار ہیں۔ اور چند اجاریوں کے متحمل کئے جاتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کی رسوم کو آزادی کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ملکہ معظمہ کے اشتہار نے سب کو آزادی کا وعدہ دیا ہے۔ مگر وہ مسجدوں اور اسلامی جلسوں سے الگ کئے جاتے ہیں۔ اور لوگ عموماً سرکار کے طریقے کی پیروی کر کے انکو حقارت اور بے التفاتی سے دیکھتے ہیں۔ کہ کسی وہابی کے لئے عدالتہائے قانونی میں انصاف پانا ناممکن ہے کیونکہ اس ملت وہابی کے معلوم ہوتے ہی حاکم عدالت اس کے خلاف پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اخیر میں انکی یہ درخواست ہے کہ وہ گورنمنٹ کے اختیار میں لئے جاویں۔ اور لوگوں کو جتا دیا جاوے کہ وہ ان کو بدخواہ سلطنت نہ خیال کریں۔ اور ان سے ایسا سلوک نہ کریں جیسا بدخواہوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ خبر گیری اور نظر بندی سے خلاص کئے جاویں اور اپنے مذہب کی رسوم کو آزادانہ ادا کرنے پاویں۔ اور یہ بلا زبان سرکار جو وہابی رایوں کے مقرر ہیں وہ آیندہ شبہ سے بری ہوں" (صل ترجمان وہابیہ)

(نوٹ) لیکن موجودہ زمانہ کے وہابی صاحبان کو جلد اپنی گزشتہ تاریخ بھول گئی۔ اور وہ اس زمانہ میں احمدیوں کے بائیکاٹ کرنے میں ہر جگہ پیش پیش نظر آتے ہیں وہ انہیں دکھ دینا کار ثواب سمجھتے ہیں۔

(۲۱) وہابیان ہند کی عملی خیر خواہی سرکار اور رد جہاد

"مولوی محمد علی دہلوی نے زمانہ غدر کی لڑائی کی نسبت جس میں بخت خان باغی نے انکو شریک کرنا چاہا تھا۔ جہاد ہونے کا انکار کیا اور مولوی محمد حسین لاہوری بھی اب تک بذریعہ پرچہ اشاعۃ السنۃ جہاد کی نسبت گورنمنٹ ہند کے انکار کرتے ہیں۔" (صلا ترجمان وہابیہ)

(۲۲) تمام مسلمانوں کے نزدیک مخالفت سرکار انگریزی ناجائز ہے

"مولوی عبد اللطیف خان بہادر مجسٹریٹ کلکتہ نے اس خیال کی رد میں عام مسلمانوں کی طرف سے ایک رسالہ مشتہر کیا تھا۔ اور جس میں تمام اشراف ہندوستان کے عالموں اور نیز علماء مکہ و مدینہ وغیرہ کے فتوے نقل کئے تھے جس سے سرکار کو معلوم ہو جائے۔ کہ تمام فتاوی مذکورہ کی رو سے کل مسلمانوں کو سرکار کی مخالفت ناجائز ہے۔ اور کسی شخص کو حیثیت موجودہ پر ہندوستان کے دار الاسلام ہونے میں شک نہ رہے" (صلا ترجمان وہابیہ)

(۲۳) نواب صدیق حسن خاں صاحب نے مخالفت سرکار انگریزی کو ناجائز لکھا

"ہمارے بھوپال میں بھی جناب مستطاب معلی القاب فاضل اجل عالم اکمل محدث بالکل مفسر بے مثال حضرت نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر دام اقبالہ نے اس رسالہ کو پسند فرما کر حکم دیا کہ اس کو اچھی طرح شائع کریں۔ اور حضرت ممدوح موصوف نے خود بھی اس مسئلہ کو نہایت تحقیق و احتیاط سے اپنی تصنیفات میں بصراحت تمام تحریر فرمایا جس میں حیثیت موجودہ سرکار انگریزی کی مخالفت کو قطعاً ناجائز لکھا ہے اور جن علمائے متقدمین نے مثل شاہ عبد العزیز صاحب وغیرہ کے بناء دلائل دیگر اس کے خلاف اپنا مسلک اختیار کیا ہے۔ ان دلائل کو نہایت عمدگی سے غلط کر کے بالخصوص مستند منتظم الیسنے دوسرے جواب مسئلہ کو کتاب ۔۔۔ میں نہایت صراحت و تحقیق سے بیان فرمایا ہے۔" (صلا ترجمان وہابیہ)

ریلوے میں جرنی مینوں کا انتخاب

مسلمانوں کو عام شکایت ہے کہ محکمہ ریلوے میں ان کے حقوق کی خاطر خواہ حفاظت نہیں ہوتی حالانکہ یہ پاس شدہ ہے کہ مسلمانوں کو ۲۰ فی صدی ملازمتیں دی جائیں۔

جرنی مینوں کا ہر سال انتخاب ہوتا ہے۔ اور اس میں ان لڑکوں کو ترجیح دی جاتی ہے جنہوں نے میکلیگن کالج کا کورس ختم کیا ہو۔

امسال انتخاب کی باگ ڈور ایک ہندو افسر کے ہاتھ ہے جس کا رویہ جانبدارانہ بیان کیا جاتا ہے چنانچہ انہوں نے اس موقع پر مسلم نوجوانوں کا حق غصب کرنے کی کوشش کی مگر بروقت شور و غوغا نے معاملہ کو سنبھال لیا۔ اب جرنی مینوں کا انتخاب عمل میں آنے والا ہے جس میں مسلمانوں کو ان کی تعداد کے مطابق حق ملے گا۔ مگر خطرہ ہے کہ افسر مذکور اس بہانہ کے ماتحت کہ چونکہ مسلمان ملتے نہیں ہندوؤں کو بھرتی کرے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ میکلیگن کالج کے فارغ التحصیل مسلمان ہی کافی مل جائیں گے۔ اور اگر بعض محال نہ بھی ملیں۔ تو بھی دقت پیش نہیں آتی کیونکہ ورکشاپوں میں ایسے ایسے نوجوان صدہا موجود ہیں۔ جو کہ کاریگر ہونے کے ساتھ ساتھ تعلیم یافتہ بھی ہیں۔ اور اپنے تجربہ کے پیش نظر کالج کے لڑکوں سے ہزارہا درجہ بہتر ہیں۔ لہذا ہم حکام ریلوے کی توجہ ادھر مبذول کرانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ وہ کمی کو پورا کرنے کے لئے ورکشاپ سے نوجوانوں کو لیں۔ اور اس طرح مسلم حقوق تلفی کے الزام سے بچکر اپنی غیر جانبداری اور انصاف پروری کا ثبوت دیں۔

پیغام صلح کا غلط نمبر

پیغام صلح ۳ رجون کا نمبر ۲۵ تھا اور ۸ رجون کا نمبر ۲۶۔ مگر غلطی سے ۸ رجون کے پرچے پیشانی کی جانب ۲۵ لگ گیا جبکہ اندر کی طرف ۲۶ ہی تحریر شدہ ہے۔ پس ۸ رجون کا نمبر ۲۶ اور ۱۲ رجون کا نمبر ۲۷ ہے احباب تصحیح فرمائیں

دہلی میں جلسہ عید میلاد النبی صلعم

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ دہلی میں مورخہ ۲۲ و ۲۴ مئی ۱۹۳۶ء مطابق ۱۱-۱۲ ربیع الاول بمقام پہاڑ گنج متصل جامع مسجد دہلی میں جشن عید میلاد النبی صلعم نہایت شاندار طریقہ پر منایا۔ مولانا مولوی عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت و مولانا مولوی سید اختر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل کی تقاریر ہوئیں۔ جو پسند کی گئیں۔ دہلی میں خدا کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ لاہور کی مقبولیت دن بدن پھیل رہی ہے۔ اور مولویت اب گو رہے ہر جگہ ہی ہیجان ہے۔ کہ مولوی صاحبان تو سوائے کفر کے فتوے دینے کے اور کچھ نہیں جانتے قوم کیلئے بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ ان کی اصلاح کیونکر ممکن ہے۔ بہت سے دردِ دل رکھنے والے اصحاب جماعت احمدیہ لاہور کو اصلاح المسلمین کے کام کے لئے دور رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو وہ وقت دور نہیں جب دہلی میں احمدیت کا ہی چرچا ہوگا دیوبندیت اور وہابیت کو کوئی بھی نہ پوچھے گا (شیخ عبد الحق ناظر اسلام دہلی)

مادھو شاہی میں انصاف کسے کہتے ہیں

رعایائے چمبہ یا مادھو برادری

مادھو شاہی عقل و انصاف کی بنیاد **Blood is thicker than justice** کے زریں "اصول پر رکھی گئی ہے"

اپنی سکرٹری شپ کی ابتداء سے دیوان مادھو رام نہایت امانتداری اور کمال ہوشیاری سے اس اصول پر کاربند ہیں۔ کیا مجال کہ ذرا اس "خطِ مستقیم" سے ذرا بھی ادھر اُدھر ہو جائیں۔ چنانچہ لالہ مادھو رام جی کے بھتیجے اور بھائی۔ بچے اور نواسے۔ خواہ لائق ہوں یا نالائق۔ خواندہ ہوں یا جاہل۔ مادھو جی کو ریاستی منتظام میں "مدد" دینے کے لئے بھرتی کئے جا چکے ہیں۔ اور کئے جا رہے ہیں۔ ان کی تنخواہیں حد سے زیادہ بڑھا دیتی ہیں۔ جب ترقی کا سوال آتا ہے۔ تو مادھو برادری کو رعایا پر مقدم رکھا جاتا ہے۔ ریاستی دفتروں میں حکومت مادھو رام اور اس کے رشتہ داروں کی ہے۔ اس کے رشتہ داروں پر الزامات ہیں لیکن تحقیقات نہیں ہوتی۔ کسی کی کب مجال کہ وہ مادھو رام جی کی از حد درگزر ندہ خاندان پروری۔ برادری نوازی اور اس کے رشتہ داروں کی تعلیمی حیثیت پر انگشت نمائی کرے۔ لب کشائی کی ہیں اور زبان کاٹی گئی ملازم ہو کے تو ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور اگر کسی کی کمبختی آئی ہو تو وہ یہ کہہ دے کہ لالہ جی آپ کا اور آپ کے رشتہ دار کا فلاں کام رعایائے چمبہ کے مفاد کے خلاف ہے۔ یا یہ کہہ دے کہ سوہن لعل مجسٹریٹی کے ناقابل ہے مادھو رام جی ایسے گستاخ کے لئے کالے پانی سے کم سزا تجویز نہیں کرنے کے۔ کوئی ریاست کی بہتری کے لئے مفید تجاویز پیش کرے۔ یا ان کے کسی عزیز کی مطلق العنانی پر اعتراض کرے۔ تو اسے باغی اور ریاست کا بدخواہ قرار دیا جاتا ہے۔ مادھو رام اور اس کے رشتہ داروں کی فطرت ہی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ایک ذرہ اعتراض کے بھی متحمل نہیں ہو سکتے۔ خواہ اس میں سو فیصدی صداقت ہو۔ کیونکہ مادھو رام صداقت کا نہیں۔ بلکہ ضمیر فروشی کا خواستگار رہے۔ انکی منشا یہ ہے کہ رعایائے چمبہ انکی مکمل ڈکٹیٹر شپ کو قبول کرے باشندگان چمبان کے اور ان کے اقربا کے خوشامدی اور ناز برداریں کر ان کی اور ان کی برادری کی خود غرضانہ اور ہواپرستانہ خطرناک چیرہ دستیوں سے چشم پوشی کرتے ہوئے انکی رشتہ داری اور خاندان نوازی کو عین انصاف قرار دیتے ہوئے اپنی قوم اور بنی نوع انسان سے غداری کریں۔

مادھو رام جی سکول ماسٹر تھے۔ پھر سیکرٹری بنے۔ آج کل چیف ہائی کورٹ کے جج کہلاتے ہیں۔ خود جب آگے بڑھے۔ تو بھائی جان سوہن لعل کو بھی آگے کھینچ۔ وہ بھی پچیس ۲۵ روپے کی کلرکی سے پانسو روپے ماہوار کے وکیل بن گئے۔ ماموں زاد بھائیوں کو دیکھا کہ وہ خالی ہاتھ رہ گئے۔ یکایک مادھو رام کی برادری نوازی کی رگ پھڑکی انکی گردن کو محکمہ مجسٹریٹی کا اعلیٰ افسر بنا دیا۔ اب رہ گئے تھے چھوٹے بھائی جان ہردیو لعل۔ قدرتی امر ہے کہ چھوٹوں سے زیادہ پیار ہوتا ہے۔ چنانچہ مادھو شاہی فیاضی جوش میں آئی۔ اور چھوٹے بھائی جان کے حوالے جج کچہری کئے۔

یہ تو ہے مادھو شاہی نے جو بنیادیں کھدوائیں تھیں اب اس بنیاد پر جو عمارت بنا رہی ہے اس کا حال سنئے۔ دیکھا کہ ..... بھائی جان سیشن جج بن چکے ہیں۔ پریم راج کو جوں توں کر کے بی اے پاس کرایا۔ اور توت لال یعنی باپ کا اسسٹنٹ بیٹا مقرر ہوا۔ اور ادھر مادھو رام جی اپنے بیٹے کو کونسل کا سیکرٹری مقرر کر کے باپ بیٹا اور روح القدس کو یکجا کر دیا۔ لیکن جب اس سے بھی مادھو رام کے ابنداد ارادے تشنہ تکمیل رہے۔ تو چھوٹے بیٹے رتن راج کو محکمہ پولیس پر مسلط کرنے کی فکر دامنگیر ہوئی۔ مادھو شاہی میں اقربا کے لئے قانون اور ہے۔ اور رعایا کے لئے اور گویا دفتری قانون رعایا کے لئے ہے۔ اور اپنے لئے گھر کا قانون .....

رعایائے چمبہ کے مفاد کو کس بیدردی اور بے باکی سے کچلا جا رہا ہے۔ اور پریزیڈنٹ صاحب ہیں کہ خاموشی کے ساتھ یہ تمام کھیل ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

مادھو رام اور اس کے رشتہ دار ریاست کو اپنی آبائی جاگیر بنائے بیٹھے ہیں بیکاروں کو ملازمتیں نہیں دیتے۔ غریبوں کی خبر نہیں لیتے۔ کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ لوگوں کو بتلاتے کچھ اور ہیں۔ ان کے رشتہ دار ریاست کے ہر عہدہ محکمے پر قابض ہو رہے ہیں۔ ریاست کی آمد کا معتدبہ حصہ ایک ہی خاندان کی نذر ہو رہا ہے۔ باشندگان چمبہ اور ان کے وطن کا حال تباہ ہو رہا ہے۔ چیختے اور چلاتے ہیں لیکن حکومت ہند کا پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ ہے۔ کہ حرکت میں نہیں آتا۔

(نامہ نگار)

۔۔۔ گزشتہ دنوں امرتسر میں ایک مسلمان شریف زادی کو کالج جاتے ہوئے اغوا کیا گیا۔ اغوا کنندوں پر مقدمہ چل رہا تھا۔ عدالت نے پانچ ملزموں کو پانچ پانچ سال اور دو ملزموں کو دو دو سال قید سخت سزا کا حکم ۱۴ جون کو سنا دیا۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منگل پسر ... ولد ... ذات ... سکنہ ... تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم ... ۲۸ ... مقرر کیا ہے۔ ہذا جملہ قرضخواہان منجملہ قرضخواہان یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ... ۳۷ء

دستخط جناب میاں غلام رسول صاحب پریزیڈنٹ مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

رفتار عالم

۔۔۔ موضع آلہ ضلع گجرات میں ایک نہنگ سکھ کے قتل پر مسلم سکھ کشیدگی نے نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ دونوں گروہوں کے جھگڑے آ رہے ہیں سکھ وہاں گوردوارہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ اور مسلمان اس کے مخالف ہیں۔ ۱۵ تاریخ کو پولیس نے مسلمانوں کے گروہ پر دوبارہ گولی چلائی۔ جس کے نتیجہ پر تین مسلمان ہلاک ہو گئے۔ اس وقت حالت قدرے پرسکون ہے

۔۔۔ کوٹ رامچند ضلع امرتسر میں سکھوں نے ایک مسجد کی دیوار گرا دی ہے۔ حالات کی نزاکت کے پیش نظر پولیس ہر طریقہ مصالحت کے لئے کوشاں ہے۔

۔۔۔ شمدہ ۱۵ جون۔ سرحد پر بے چینی ابھی باقی ہے۔ رات کے وقت وزیر لشکر نے مدا میرکیمپ پر حملہ کیا زبردست لڑائی کے بعد دو وزیری ہلاک اور چند مجروح ہوئے اور لشکر ازاں بعد پسپا ہو گیا۔

۔۔۔ الٰہ آباد ۱۵ جون جی۔ این بینرجی نامی شخص نے ہاتھ پاؤں باندھ کر ۱۴۲ گھنٹے تیرتے رہنے کا ریکارڈ مات کر دیا ہے۔ اس دوران میں اسے پانچ دفعہ خوراک دی گئی۔

۔۔۔ اسلامی سلطنتوں میں معاہدہ کی شرائط طے ہو چکی ہیں۔ صرف سرحد ایران و عراق کے تنازعہ کی وجہ سے دستخط رکے ہوئے ہیں وزیر خارجہ ترکی کے عراق آنے پر اس کا تصفیہ ہو جائیگا۔ اور دول اسلامیہ معاہدہ کی زنجیر میں جکڑی جائیں گی۔

۔۔۔ حکومت جاپان روس میں بغاوت کرانے پر روپیہ پانی کی طرح بہا رہی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ایک گہری سازش کا انکشاف ہوا ہے جس کا مقصد سویٹ روس کی حکومت کو تہ و بالا کرنا تھا۔ اس سازش میں بہت سے روسی افسر شریک بیان کئے جاتے ہیں۔ سازشیوں نے ایک ٹرین کو اڑا دیا جس سے ۹۴ آدمی ہلاک ہوئے۔ گرفتاریاں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔

۔۔۔ سپین کی خانہ جنگی کی آگ ابھی فرو نہیں ہوئی۔ آجکل باسک کے گرد و نواح میں جنگ ہو رہی ہے۔ باغیوں نے ایک دن میں دس ہزار بم گرائے اطالیہ جرمنی۔ اور مراقش کی افواج بستیوں کو تباہ اور باشندوں کو موت کے گھاٹ اتار رہی ہیں۔ حکومت کا پہلو کمزور ہے۔ مگر سرکاری فواج سر توڑ مقابلہ کر رہی ہیں۔

۔۔۔ برلن ۱۴ جون۔ جرمن میں جو لڑکیاں "ہٹلر گرلز آرگنائزیشن" سے تعلق نہیں رکھتیں۔ ان کے لئے ہوائی حملوں سے بچنے کی تعلیم گھر کا کام سیکھنا اور ڈاکٹری کے ابتدائی اصولوں سے آگاہ ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ ان لڑکیوں کی عمر ۱۰ سال سے ۲۱ سال تک ہو گی اس کے علاوہ جرمنی کی ہر لڑکی کو ہفتہ میں دو گھنٹے تک جسمانی ورزش کرنی پڑے گی۔

۔۔۔ یروشلم ۱۴ جون مسٹر رائے سپائسر انسپکٹر جنرل پولیس فلسطین کی موٹر کار پر یروشلم میں پانچ گولیاں چلائی گئیں لیکن وہ بال بال بچ گئے۔ ڈرائیور دو مرتبہ زخمی ہوا حملہ آور فرار ہو گئے۔

۔۔۔ لاہور ۱۵ جون کھیت میں پانی کی باری پر سکھوں اور مسلمانوں کی دو پارٹیوں کے درمیان مہلک لڑائی کی۔ اطلاع سر دہا تھانہ امرسدھو سے ملی ہے جس میں دو سکھ ہلاک اور ایک سکھ زخمی ہوا۔

۔۔۔ انگورہ کمال اتاترک نے اپنا تمام مال و اسباب تمام کھیت اور باغات اور تمام صنعتی اور زرعی کاروبار مملکت ترکیہ کو دے دیا جس پر ترکی پارلیمنٹ نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ کہ آپ حقیقی معنوں میں ترکی قوم کے باپ ہیں۔

۔۔۔ لاہور شہر اور مضافاتی دیہات میں گزشتہ دنوں میں چوری اور نقب زنی کی ۲۵ واردات ہوئی ہیں۔

معجزہ شق القمر کے متعلق

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تحقیق

(از قلم آتمانند المسیح بانی ست دھرم سبھا لہ)

قادیان کے اخبار "الفضل" عـ۲۸۰ جلد ۲۵ مورخہ ۴ جون ۱۹۳۷ء صـ پر مندرجہ بالا عنوان سے سورہ قمر میں مندرج معجزہ شق القمر کے متعلق خلیفہ صاحب قادیانی کی تحقیق۔ تاویل یا تفسیر نقل کی گئی ہے۔ میاں محمود احمد صاحب کو اپنی تحقیق اور تفسیر پر تنا ناز ہے کہ بعض مرتبہ وہ اسے امداد غیبی پر محمول سمجھ بیٹھتے ہیں اور فخریہ کہا کرتے ہیں کہ تعلیم کے لحاظ سے تو میں السا نالائق طالبعلم ہوں جو وس جماعتوں میں وس مرتبہ فیل ہوا تھا (تقریر ولیفید پرائل ہوم) مگر مجھے قرآن پاک کی تفہیم اللہ کی طرف سے ہوتی ہے جس کا ایک نمونہ درج ذیل کر کے ہم اپنے قادیانی احمدیوں سے سوال کرتے ہیں کہ وہ غور فرماویں اور بتلاویں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی دونوں میں سے کون سچا اور کون جھوٹا ہے اور کیا جھوٹے شخص کی بیعت صحیح ہے یا غلط۔ ہم یہ بھی درخواست کرتے ہیں کہ قادیانی احمدی خلیفۃ المسیح کی قرآن دانی اور غیبی امداد کے متعلق ہماری فصاحت کو ملحوظ رکھ کر فتویٰ صادر فرماویں کہ دونوں میں سے کون جھوٹا ہے؟ ہم اپنی طرف سے کچھ نہ لکھ کر حضرت مسیح موعود اور خلیفۃ المسیح الثانی دونو کی تحقیق دربارہ معجزہ شق القمر بالمقابل درج کر کے انصاف ناظرین پر چھوڑتے ہیں:۔

تحقیق معجزہ شق القمر

از حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود بحوالہ کتاب سرمہ چشم آریہ صـ۲۸

"باقی رہا یہ سوال کہ شق القمر ماسٹر (مرلیدھر) صاحب کے زعم میں خلاف عقل ہے جس سے انتظام فلکی میں خلل پڑتا ہے۔ یہ ماسٹر صاحب کا خیال سراسر قلت تدبر سے ناشی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جلشانہ جو کام صرف قدرت نمائی کے طور پر کرتا ہے وہ کام سراسر قدرت کاملہ کی ہی وجہ سے ہوتا ہے نہ قدرت ناقصہ کی وجہ سے یعنی جس قادر مطلق کو یہ قدرت حاصل ہے کہ چاند کو دو ٹکڑے کر سکے اس کو یہ بھی قدرت تو حاصل ہے کہ ایسے پر حکمت طور سے یہ فعل ظہور میں لاوے کہ اس کے انتظام میں کوئی خلل عائد نہ ہو"

ایضاً صـ۲۹ "پس جس حالت میں صریح قرآن شریف میں وارد ہوا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ وان یروا ایۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ تو اس صورت میں اس وقت کے منکرین پر لازم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر جاتے اور کہتے کہ آپ نے کب اور کس وقت چاند کو دو ٹکڑے کیا اور کب اس کو ہم نے دیکھا۔ لیکن جس حالت میں بعد مشہور اور شائع ہونے اس آیت کے سب مخالفین چپ رہے اور کسی نے دم نہ مارا۔ تو صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ضرور دیکھا تھا"

ایضاً صـ۵ "تو جس حالت میں معجزہ شق القمر میں یہ بات ماخوذ ہے کہ ایک ٹکڑہ اپنی حالت معہودہ پر رہا اور ایک اس سے الگ ہو گیا وہ بھی ایک یا آدھ منٹ تک یا اس سے بھی کم تو اس میں کونسا استبعاد عقلی ہے"

ایضاً صـ۶ "شہر دھار جو متصل دریائے چنبل صوبہ مالوہ میں واقع ہے۔ اب اس کو شاید دھانگری کہتے ہیں۔ وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا۔ ایک بارگی اس نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور پھر مل گیا اور بعد تفتیش اس راجہ پر کھل گیا کہ یہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ تب وہ مسلمان ہو گیا۔ اس ملک کے لوگ اس کے اسلام کی وجہ یہی بیان کرتے تھے اور اس گرد و نواح کے ہندوؤں میں یہ ایک واقعہ مشہور تھا"

ایضاً صـ۶ "مہابھارت کے دھرم پرب میں بیاس جی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھر مل گیا تھا اور وہ اس شق قمر کو اپنے بے ثبوت خیال سے ایک منتر کا معجزہ قرار دیتے ہیں۔ . . . . . اب قرین قیاس ہے کہ مہابھارت یا اس کا واقعہ بعد میں ایزاد ہوا ہو اور واقعہ شق القمر جو معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ لکھا گیا"

ایضاً صـ۵ "یہ دعویٰ آپ (ماسٹر مرلیدھر صاحب) کا کہ اس قانون ازل و ابدی پر انسانی عقل نے احاطہ تام کر لیا ہے اور پھر اس خیال باطل کی رو سے شق القمر پر اعتراض کرنا یہ بالکل غلط اور سراسر سمجھ کا پھیر ہے۔ عقلمندی یہ ہے کہ قانون قدرت جو ہنوز انسانی دفتر (ابھی) غیر مکمل ہے۔ اس کو ہمیشہ عجائبات جدید الظہور کا تابع رکھنا چاہئیے"

ایضاً صـ۵۹ "سو میں پوچھتا ہوں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے عام اور علانیہ طور پر یہ دعویٰ مشہور کر دیا تھا کہ میرے ہاتھ سے معجزہ شق القمر وقوع میں آگیا ہے اور کفار نے اس کو بچشم خود دیکھ بھی لیا ہے۔ مگر اس کو جادو قرار دیا۔ اپنے دعوے میں سچے نہیں تھے تو پھر کیوں مخالفین آنحضرت جو اسی زمانہ میں تھے جن کو یہ خبریں گو بالفتارہ کی آواز سے پہنچ چکی تھیں۔ چپ رہے اور کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

معجزہ شق القمر کے متعلق

"حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تحقیق بالفاظ اخبار الفضل مجریہ ۴ جون ۱۹۳۷ء صـ

"غرض اس واقعہ کے متعلق مختلف روایات پائی جاتی ہیں اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ چاند پھٹ گیا تھا لیکن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق بالکل اور ہے۔ آپ (خلیفہ صاحب) کے نزدیک اس واقعہ کا اس صورت میں رونما ہونا جس میں کہ بیان کیا جاتا ہے عقلی لحاظ سے بالکل ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت کیا تھا علم ہیئت بہت ترقی پر تھا۔ آپ کی بعثت سے سینکڑوں سال پہلے مختلف ممالک میں رصدگاہیں موجود تھیں اور ہر رصدگاہ پر چند آدمی مقرر ہوتے تھے جو باری باری آسمان کا مطالعہ کرتے رہتے۔ یہ رصدگاہیں ہندوستان، ایران، مصر، شام اور ایشیائے کوچک میں تھیں ان حالات میں ناممکن تھا کہ آسمان پر کوئی اتنا بڑا تغیر ہو اور وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل رہے۔ ان زمانوں میں جو عظیم الشان تغیرات فضا میں ہوئے ان کے ریکارڈ پرانی تاریخوں میں اب تک موجود ہیں لیکن ان میں یہ کہیں ذکر نہیں آتا کہ کسی زمانہ میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ پس پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر شق القمر واقع میں اسی طرح ہوا ہوتا جس طرح عام مسلمان تسلیم کرتے ہیں تو کہیں نہ کہیں اس کا ضرور ذکر آ جاتا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ہر قبیلہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو ستاروں کی گردشوں اور آسمان کے تغیرات کا خیال رکھا کرتے تھے مگر اس نے بھی اس واقعہ کا کہیں ذکر نہیں کیا کہا جاتا ہے کہ ایک راجہ جو بمبئی کے پاس کا رہنے والا تھا اس نے یہ واقعہ دیکھا لیکن اس پر بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اس راجہ نے دیکھا تو باقی رصدگاہوں والوں نے کیوں نہ دیکھا۔ اس کے علاوہ یہ بالکل ناممکن بات ہے کہ آسمان پر اس قدر عظیم الشان تغیر ہو اور وہ صرف ایک انسان کو دکھائی دے اور باقی دنیا کو نظر نہ آئے۔ چاند ایک بہت بڑا کرہ ہے۔ اگر واقعہ میں اس کا آدھا حصہ پھٹ کر علیحدہ ہو جاتا تو اسے ہر جگہ دیکھا جاتا۔ مگر اور تو اور عرب کے قبائل میں سے بھی کوئی نہیں کہتا کہ کسی نے دیکھا۔ پھر اگر یہ واقعہ قانون قدرت کے خلاف نہ بھی ہو (گو خلیفہ صاحب کو بھی یہ واقعہ خلاف قانون قدرت کھٹکتا ہے) تب بھی ہمیں اس کے وقوع پذیر ہونے کی شہادت ملنی چاہئے۔ حالانکہ قصہ تو الگ ہے کوئی صحابی بھی شہادت نہیں دیتا کہ اس نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا" (بلفظہ مخلصاً)

خلیفۃ المسیح الثانی کی تحقیق جدید کا خلاصہ یہ ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہونا صرف خلاف واقعہ ہی نہیں۔ بلکہ بالکل ناممکن اور خلاف قانون قدرت ہے۔ اصل بات خود خلیفہ صاحب کے الفاظ میں یہ ہے:۔

"یہ ایک کشفی واقعہ ہے۔ . . . . . قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی بعثت اور ان کی ترقی اور غلبہ اور ان کے مخالفین کی تباہی کے زمانہ کو ساعت کہا گیا ہے۔ اس لحاظ سے اس آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو ساعت آنی تھی اور آپ کے ذریعہ جو تغیر رونما ہونا تھا اس کا وقت آگیا اور اس کی علامت یہ ہے کہ شق قمر ظاہر ہو گیا جبکہ شق قمر کا واقعہ ایک کشفی نظارہ تھا تو اس کی تعبیر کی جائے گی اور وہ یہ ہے کہ عربوں میں قمر سے مراد عرب کی حکومت تھی۔ . . .

اسی لحاظ سے شق القمر کے نظارہ میں دکھایا گیا کہ اب عرب کی حکومت کی تباہی کا وقت آگیا ہے اور وہ کفار کی حکومت تھی۔ مطلب یہ تھا کہ کفار کی حکومت مٹ جائے گی" (بلفظہ) اس کے نیچے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ:۔

"یہ معجزہ شق القمر کی اصل حقیقت ہے جو عقل اور قانون قدرت کے بالکل مطابق ہے اور جس پر کوئی اعتراض

نوٹ: معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب کو احادیث پر ذرہ بھر بھی یقین نہیں ہے ایسے ہم حضرت مسیح موعود کی اعجاز احمدی۔ کتاب (کتاب البیان) بخاری شریف سے بتلاتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود روایت فرماتے ہیں کہ فی الواقعہ آنحضرت صلعم کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑا پہاڑ پر اور دوسرا نیچے زمین پر آ پڑا۔ تب رسول کریم نے فرمایا کہ گواہ رہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کافروں نے کوہ حرا کو ان دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں حائل دیکھا۔ اور مسند احمد میں لکھا ہے کہ ایک ٹکڑہ صفا نامی پہاڑ پر آ گیا اور دوسرا ٹکڑا مروہ نامی پہاڑ پر دیکھا گیا۔
(آتمانند)

سوا فسترہ نہ کیا۔ کہ آپ نے کب چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھایا۔ اور کب ہم نے اس کو جادو کہا"
(ملخصاً)

واقع نہیں ہوتا"
(ملخصاً اخبار الفضل ۴ رجون)
مگر خلیفہ صاحب کو کیا معلوم ہو کہ عج اس وادی پرخار میں سودا برہنہ پا بھی ہے

خلاصہ ان سب تحریروں کا صرف یہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی معجزہ شق القمر کا اسی طرح وقوع میں آنا تسلیم کرتے ہیں جس طرح کہ عام مسلمان حدیثوں کی رو سے مانتے ہیں۔ یعنی چاند فی الواقعہ دو ٹکڑے ہو گیا تھا اور اس کے دو ٹکڑے ایک دوسرے سے الگ الگ ہو گئے تھے جسے بہت لوگوں نے دیکھا تھا اور ایسا ہونا خلاف قانون قدرت نہیں تھا۔

اب ناظرین کرام انصاف فرماویں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کی تحقیق درست ہے یا خلیفۃ المسیح کی جو اس معجزہ کو قطعاً غیر ممکن اور خلاف واقعہ بتلاتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب کو احمدی عقائد سے بھی واقفیت نہیں ہے کہ احمدی مسلمات کیا کیا ہیں اور نہ ہی اپنے والد بزرگوار کی تحریروں سے واقفیت ہے کہ آپ کیا کچھ تحریر فرما گئے ہیں۔ ورنہ دوران سر کی وجہ سے جو آج کل زوروں پر ہے۔ دیکھئے اسی اخبار الفضل مجریہ ۴ رجون ۳۷ء کا شروع صفحہ (ابدینہ المسیح کالم) نسیان غالب آ رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ تحقیق میاں صاحب کی اپنی نہیں ہے بلکہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے امیر جماعت احمدیہ لاہور کی دزدیدہ ہے چنانچہ مولوی صاحب موصوف اپنے اردو ترجمہ قرآن زیر سورہ القمر صفحہ ۱۷۸۶ جلد سوئم کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"ساعت سے مراد یہاں قیامت کبریٰ نہیں بلکہ قریش کی یا مخالفین اہل عرب کی ہلاکت کی ساعت ہے...... اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قمر یعنی چاند عرب کا نشان تھا۔ جیسے سورج ایران کا نشان تھا اور اس کا انشقاق ان کی قوت ٹوٹنے کا نشان تھا۔ پس یہ معجزہ صرف بجائے خود ہی ایک نشان صداقت نبوت نہ تھا بلکہ اس کے نیچے ایک حقیقت بھی مخفی تھی۔ یعنی کہ ان لوگوں کی قوت رسول اللہ صلعم کے مقابل میں توڑ دی جائے گی" (ملخصاً)

کیا اسی لیاقت کے گھمنڈ میں خلیفہ صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ میرے مقابلہ کے لئے آرچ بشپ آف کنٹربری یا پنڈت مدن موہن مالوی کو لاؤ۔

قادیانی احمدیو! انصاف سے بتلاؤ کہ حضرت مسیح موعود کی تحقیق درست ہے یا تمہارے خلیفہ صاحب کی؟

یاد رکھو

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملاست
کار طفلاں تمام خواہد شد

تاہم ہم حضرت مسیح موعود کی تحقیقات پر خلیفہ صاحب کی تحقیق جدیدہ کو احمدیت کی ترقی متصور کر کے خلیفہ صاحب کو آپ کی سائنٹیفک تحقیق پر مبارکباد دیتے ہوئے دوستانہ مشورہ دیتے ہیں کہ ہم کوئی دور نہیں رہتے۔ صرف گیارہ میل کے فاصلہ پر آپ کے پڑوس میں ہی رہتے ہیں۔ آئندہ جو کچھ تقریر یا تحریر فرمایا کریں ہم سے اصلاح کرا لیا کریں۔

اشارات

مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق ایک احسن تجویز

جناب چراغ حسن حسرت یعنی امیر البحر علامہ سندباد جہازی کی وسعت معلومات اور واقعہ نگاری ملک بھر سے خراج تحسین حاصل کر رہی ہے آپ کی تحریر اچھوتی ہوتی ہے۔ جس پر اخبار احسان کے مطائبات شاہد ہیں ۱۶ رجون کے احسان کے مطائبات میں آپ نے مولوی ظفر علی خاں کے انتخاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ چونکہ قرعہ اندازی کے متعلق مولوی صاحب اور اتحاد پارٹی کے سکرٹری میاں دولتانہ صاحب کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ لہذا اس کے مٹانے کا آسان طریق یہی معلوم ہوتا ہے کہ حافظ روشن علی قادیانی اور مولوی ثناء اللہ کا مناظرہ اس موضوع پر کرا دیا جائے۔ حسرت صاحب کی وسعت معلومات کے پیش نظر ہمیں اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ حافظ صاحب کی آنجہانیت سے بے خبر ہیں۔ میراں کا یہ لکھنا کہ مناظرہ ہو جائے یہی مطلب رکھتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی ٹھنڈے ٹھنڈے آنجہانی ہو جائیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی صریح تعلیم کے مطابق حافظ صاحب تو لوٹنے سے رہے لیکن حسرت صاحب کا مولوی صاحب کو اس امر کے لئے منتخب کرنا غالباً اس وجہ سے ہو گا۔ کہ وہ مولوی صاحب کی افتراق انگیز تحریروں اور تقریروں سے تنگ آ چکے ہیں اور اس بات کے خواہشمند ہیں کہ مناظرہ تو آگے جو ہونا ہے سو ہو گا کم از کم آنجہانی مسلمان تو ان سے نجات پائیں گے۔ ہم بھی اس تجویز کی تائید کرتے ہیں اور وہ اس بنا پر کہ مولوی صاحب نے درازی عمر کی خواہش کی تھی جب وہ احمدیت کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر نہایت حسرت و یاس سے گزار رہے ہیں اس طرح سے کم از کم وہ اس مصیبت سے تو چھوٹ جائیں گے۔ لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ حسرت صاحب کسی طریق سے مولوی صاحب کو آگے بھیجنے میں کامیاب ہو جائیں۔ مگر حافظ روشن علی صاحب کے پاس کس طرح پہنچائیں گے کیونکہ وہاں تو اقتدار کسی اور کا ہی ہے اور جس موضوع پر مناظرہ ہو گا یعنی قرعہ اندازی۔ وہ ہے خلاف شریعت اس لئے وہاں تو مناظرہ یونہی ٹل جائے گا۔ اگر حسرت صاحب یہ تاویل کریں کہ چونکہ دونوں افراط و تفریط کا شکار تھے۔ اس لئے ان کا یکجا ہونا کافی ہو گا۔ کچھ حد تک قابل قبول اور معقول بات ہے تو پھر ہم سفارش کرتے ہیں کہ ثالث کے فرائض انجام دینے کے لئے مجلس اتحاد ملت کے صدر صاحب کو بھی مولوی صاحب کے ساتھ کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے نمائندہ منتخب ہو چکے ہیں۔

اخبار ریاست کے عید ایڈیشن کی ایک تصویر کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے وہ تصویر ہے ملک لال الدین قیصر کی اور اس کے نیچے لکھا ہوا ہے "مسٹر یعقوب الحسن اتحاد ملت کے کارکن تھے مگر الیکشن میں خانصاحب میاں امیر الدین سے مل گئے تھے" اس بات کو تو باور نہیں کیا جا سکتا کہ سید صاحب تناسخ کے قائل ہو چکے ہیں جب پر مہاشہ نارد صاحب نبلیاں کا کرشنی دیوی کے واقعہ کی تصدیق و تائید کریں اخبارات میں یہ اعلان نہیں ہوا کہ ملک صاحب اور یعقوب الحسن نے اپنا نام تبدیل کر لئے ہیں۔ یہ تو ہم نے سنا اور پڑھا ہے کہ یورپ کے ڈاکٹر آلات کی کام لیکر عورت کا مرد اور مرد کی عورت بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ مگر یہ ان سے بھی نہیں ہو سکا کہ مرد کو کسی دوسرے مرد کی شکل میں تبدیل کر دیں اگر سید صاحب نے ایسا آلہ ایجاد کر لیا ہو تو وہ آکر ہمیں مبارکباد سب سے زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ملک صاحب تا ہنوز خاموش ہیں دنیا کو اب تک مسٹر یعقوب صاحب دہریہ ہیں اسلام کو غلط سمجھتے ہیں۔ اب اگر لوگوں نے ملک صاحب کو دیکھ کر ان پر ملحد اور بے دین کی پھبتی اڑائی تو ان کی شرافت یقیناً خطرے میں پڑ جائے گی۔ لیکن اخبار ریاست کا یہ اقدام کیا معنی رکھتا ہے غالباً اخبار ریاست کو ہندو دوستوں نے کچھ بخشش ہو گی انہوں نے سوچا ہو گا کہ ہو رہتا ہے علیحدہ علیحدہ تصاویر دینے سے جگہ زیادہ گھیرتی ہیں اور خرچ بھی زائد ہو گا۔ کیوں نہ ہو کہ ایک ہی تصویر سے مقصد حاصل ہو جائے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ڈلہوزی میں بخیریت ہیں۔

— اخویم مرزا عبد الرحمٰن بیگ خلف الرشید ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ مرحوم کی کامیابی کی خبر گزشتہ اشاعت میں احباب نے ملاحظہ کی ہو گی۔ مرزا صاحب موصوف وسط جولائی میں انگلستان سے روانہ ہو کر اگست میں انشاء اللہ واپس ہندوستان پہنچیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخیر و عافیت واپس لائے۔

— سید اختر حسین گیلانی نے ۱۳ رجون بروز اتوار صبح مسلم ہائی سکول میں طلباء و اساتذہ کے مجمع میں تقریر کی۔ اسی دن شام کو آپ امرتسر تشریف لے گئے۔ وہاں ینگ مین کے جلسہ میں "صداقت مسیح موعودؑ" پر تقریر کر کے واپس مرکز میں تشریف لے آئے۔

— ۱۶ رجون کی شام کو سید اختر حسین گیلانی مولوی فاضل اور سید محمد امین گیلانی مولوی فاضل مناظرہ کے لئے راولپنڈی تشریف لے گئے۔

— برادرم خلیل الرحمٰن مظفر پور (صوبہ بہار) کا مقدمہ عدالت میں چل رہا ہے۔ احباب تہ دل سے کامیابی کی دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس بیلیس بھائی کی دستگیری فرمائے۔

— محترم حکیم مظہر الحق صاحب علوی لاہور کی بڑی صاحبزادی صاحبہ کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب درد دل سے دعائے صحت فرمائیں

— عزیزم محمد اقبال نواسہ دارد غہ نبی بخش صاحب اور مسٹر عقیل احمد خلف الرشید خواجہ صاحب مرحوم امتحان بی۔ اے میں اور عزیزم محمد احمد صاحب خلف الرشید حضرت امیر ایدہ اللہ اور برادرم محمد اسلم خلف اکبر مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایف۔ اے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

آہ! بابو علی بخش مرحوم

یہ خبر نہایت اندوہ غم سے سنی جائے گی۔ کہ جماعت کا ایک قیمتی وجود ہمیں ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے کر محبوب حقیقی سے جا ملا۔ بابو صاحب جماعت کے مخلص ترین احباب میں سے تھے سلسلہ کے ساتھ آپ کو بے حد محبت تھی۔ اور اس کیلئے ہر ممکن قربانی سے کبھی آپ نے دریغ نہ کیا۔ اس پیرانہ سالی کے باوجود مزنگ سے مرکز میں ہمیشہ نماز جمعہ میں شرکت فرماتے رہے۔ اس کہن سالگی میں جوانوں سی ہمت موجود تھی۔ آپ متدین۔ شعار اسلامی کے پابند اور حساس مومن تھے۔ گزشتہ دنوں آپ اچانک بیمار ہوئے۔ اور درمیان میں آفاقہ بھی ہو گیا کہ اچانک قضا کا زبردست ہاتھ یہ لعل ہم سے چھین لے گیا۔ آپ کی وفات قومی نقصان ہے۔ ہمیں اس صدمہ میں آپ کے اعزہ سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا سے التجا ہے کہ وہ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور آپ کے متعلقین کو صبر عطا فرما کر آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ احباب جنازہ غائبانہ ادا فرمائیں

جمعرات کا دن ہر احمدی مرد اور عورت کیلئے جہاد کا دن ہے اپنے کھانے میں کمی کر کے بچت فنڈ کی ہنڈیچی میں ڈال دیں۔ بچت فنڈ کی آمد سے یورپ کے اس یورپ میں جہاں خدا کا کلام جو تمام قوموں کیلئے نازل ہوا تھا اب تک نہیں پہنچی ایک اسلامی مشن چل رہا ہے۔ محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر انگریز پرستی کا الزام

وہابی اور دیگر علماء کی انگریز نوازی کی داستان

(از خالف صاحب بابو محمد منظور الٰہی صاحب)

ہمارا ارادہ ہے کہ مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت ان مختلف خیالات کو جمع کر دیں جو تیرھویں اور چودھویں صدی کے وہابی بزرگ انگریزی جہاد وغیرہ کے بارہ میں اپنی کتابوں اور رسالوں میں ظاہر کرتے رہے ہیں تاکہ سمجھدار مسلمانوں پر واضح ہو جائے کہ اس وقت کے نازک حالات مسلمانوں کی سیاسی اور مذہبی ابتری مخالفین اسلام کی یورش اسی بات کی متقاضی تھی کہ مسلمانوں کے سامنے ایک صحیح لائحہ عمل رکھا جائے۔ جو جو اعتراضات اب اس وقت کے خود سر وہابی حضرت مسیح موعودؑ پر اس بارہ میں کرتے ہیں۔ ان کے جوابات خود ان کے بزرگوں کی تحریروں میں موجود ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ ناخلف بن کر اپنے بزرگوں سے روگردانی کریں۔ اور یا ان کو منافق کا خطاب دیدیں۔ حنفی اور شیعہ بزرگوں نے اس سے بھی بڑھ کر گورنمنٹ انگریزی کی تعریف اور جہاد بالسیف کا انکار کیا ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ صفحہ قرطاس پر آجائیں گے۔ اور یا یہ کہ وہ سب حضرت مسیح موعودؑ کے خیالات کے متبع تھے موجودہ وہابی کوئی بھی پوزیشن اختیار کریں۔ وہ بچ نہیں سکتے۔

---

(۱) جتنی مذہبی آزادی گورنمنٹ انگریزی کے ماتحت ہے اتنی شاہ روم زیر کی مسلمان سلطنت کی عملداری میں حاصل نہیں ہو سکتی

"میں سب سے اول اپنی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس کے عہد میں ہم بلا روک ٹوک اپنے پاکیزہ مذہب کے مسائل کو علانیہ بآواز دہل تعلیم کر سکتے ہیں۔ اور اپنے مخالفوں کو خواہ وہ کرسٹان ہوں یا کوئی اور۔ ترکی بترکی پورا جواب دے سکتے ہیں۔ ایسی آزادی مذہبی ہم کو عملداری شاہ روم میں بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس ایسے غیر متعصب لامذہب اور آزاد گورنمنٹ کے واسطے ہمارے دل سے دعا نکلتی ہے۔ کہ خداوند کریم اس کو دنیوی ترقی اور اقبال کے ساتھ دین میں بھی حصہ نصیب کرے۔" (ٹائیٹل صفحہ ۲ کتاب برکات اسلام مولفہ منشی محمد جعفر تھانیسری مشہور سرغنہ وہابیان مطبوعہ محمود المطابع دہلی)

(نوٹ) یہی لفظ اگر حضرت مسیح موعودؑ کسی مسلمان سلطنت کے بارہ میں لکھدیں۔ تو وہ قابل الزام۔

(۲) اب سیف (تلوار) کا وقت نہیں

"خدا تعالیٰ کی اس عادت اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کی طرف خیال کرنے سے ہم نے کہا ہے کہ اب سیف کا وقت نہیں رہا۔ اور مسلمانوں کا بزور شمشیر بالاستقلال بادشاہ ہو جانا عادتاً (نہ قدرتاً) محال ہے" (رسالہ اشاعۃ السنہ بابت صفر ۱۳۰۱ھ صفحہ ۲۶۶ مولفہ مولوی محمد حسین بٹالوی)

(نوٹ) پھر حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ پر کیوں اعتراض ہے ؂

اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی

ہے یا کمیں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی

(۳) ہندی مسلمان سلطان روم کو خلیفۃ المسلمین نہیں مانتے

"مسلمانان ہند بشیعہ۔ سنی۔ اہلحدیث۔ اہل تقلید۔ حنفی۔ شافعی وغیرہ جو مذہب کے پابند ہیں اور احکام مذہب سے واقف ہیں سلطان روم کو اپنا خلیفہ نہیں جانتے۔ اور سلطان روم کبھی اور کسی صورت سے خلیفہ ہو سکتے ہیں" (رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۴ ماہ صفر ۱۳۱۱ھ دسمبر ۱۸۹۳ء مولفہ مولوی محمد حسین بٹالوی رئیس وہابیان زمام)

(نوٹ) اسی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ ہزاروں سنی۔ شیعہ۔ وہابی وغیرہ ہندوستان سے بھرتی ہو کر ترکیہ پر چڑھ دوڑے تھے۔ اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دم لیا۔

(۴) جو امن و آسائش و آزادگی گورنمنٹ انگریزی میں ہے کسی اور حکومت میں نہیں

"کتب تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امن و آسائش و آزادگی اس حکومت انگریزی میں تمام خلق کو نصیب ہوئی ہے کسی حکومت میں نہ تھی اور وجہ اس کی سوا اس کے اور کچھ نہیں سمجھی گئی کہ گورنمنٹ نے آزادگی کامل ہر مذہب والے کو مسلمان ہو یا ہندو دیا۔ وہ کچھ عطا فرمائی ہے۔"

(ترجمان وہابیہ مطبوعہ ۱۸۸۴ء ص ۳ مولفہ نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی)

(۵) حضرت شاہ اسمٰعیل دہلویؒ انگریزوں کے ساتھ جہاد بالسیف کے قائل نہ تھے۔

"انہوں نے (یعنی حضرت شاہ اسمٰعیل صاحبؒ نے) اپنی کسی کتاب میں مسئلہ جہاد کا نہیں لکھا چہ جائیکہ ذکر جہاد با سرکار عالیہ انگریزی۔ بلکہ سرکار نے ان کی نسبت معاملہ قدر شناسی کا اس وقت میں فرمایا چنانچہ تحریر سید احمد خان تحریر سے بھی ثابت ہے۔ اگرچہ بہت سے مفسدین نے جن کا شعار فسق و فجور تھا۔ ان کے مقابلہ میں بہت کوششیں کیں مگر حکام انگریزی نے اس کی سماعت نہیں کی"۔ (ترجمان وہابیہ ص ۹)

(نوٹ) یہ حضرت شاہ اسمٰعیلؒ کے خلاف گورنمنٹ انگریزی میں شکایات کرنے والے مسلمان بھائی ہی تھے)

(۶) دارالحرب میں جہاد ناروا ہے۔ غدر کا نام جہاد رکھنا جھوٹ ہے

"اور بڑا مکر اور جھوٹ ان کا یہ ہے۔ کہ حکام انگلشیہ کہ فی الحال فرمانروائے ملک ہند ہیں۔ ان کے دلوں میں یہ وسوسہ اور یہ خیال ڈال دیا ہے۔ کہ یہ لوگ تمہارے دشمن اور تمہارے مار ڈالنے اور سلطنت بگاڑنے اور امن خلائق اور رفاہ عام کے کھونے کا اندیشہ اور فکر رکھتے ہیں۔ حالانکہ بالفرض محال وہ وہابی ہوں بھی۔ تو بھی اس مضمون کی تصدیق کوئی عاقل اور دانا نہیں کر سکتا۔ اور یہ قول ان کا کبھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا اس لئے کہ اس صورت میں ہندوستان ان کے نزدیک دار الحرب ہو گا نہ دار الاسلام اور دار الحرب میں رہ کر اور غیر مذہب والوں کے ملک میں با امن و امان رہ کر کسی مسلمان کے نزدیک ارادہ اور قصد جہاد کا کرنا روا نہیں۔ چنانچہ غدر میں جو چند نادان عوام الناس فتنہ و فساد پر آمادہ ہو کر جہاد جھوٹ موٹ نام لینے لگے۔ اور عورتوں اور بچوں کو ظلم و تعدی سے مارنے لگے اور لوٹ مار پر ہاتھ دراز کیا اور اموال رعایا اور برعایا پر غصباً قابض و متصرف ہوئے۔ انہوں نے خطائے فاحش کی اور قصور تھا ہے۔ اس لئے کہ قرآن و حدیث کے موافق کہیں شرائط جہاد کا ہو بہو نہ تھیں صرف سودائے خام اور خیالی پلاؤ حکومت کی ان کے ملک ستانی کے دلوں اور سروں میں سمائے ہوئے تھے" (ص ۱۴ ترجمان وہابیہ)

(۷) جہاد فرض کفایہ ہے۔

"بخاری کی روایت کردہ احادیث سے بخوبی ثابت ہوا۔ کہ جہاد مخالفوں کے ساتھ فرض کفایہ ہے یعنے ایک ملک کے لوگ اگر اس کو بجا لاویں۔ تو دوسرے ملک کے لوگوں پر فرض نہیں۔ اور ہر فرد بشر پر مسلمانوں سے فرض نہیں کہ جو اس کو نہ بجا لاوے۔ اس کے اسلام میں نقصان ہو۔ اور جنت میں داخل ہونے کو فقط اسلام اور ایمان کافی ہے اگرچہ اپنے وطن میں ساری عمر بیٹھا رہے۔ اور جہاد نہ کرے اور یہی قول صحیح ہو (یعنی سب عالموں کا)"

(ص ۱۵ ترجمان وہابیہ)

(۸) حنفی علماء کے نزدیک ہندوستان دارالاسلام ہے

"علمائے اسلام کا اسی مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ملک ہند میں جب سے حکام والا مقام فرنگ فرمانروا ہیں۔ اس وقت سے یہ ملک دارالحرب ہے یا دارالاسلام۔ حنفیہ جن سے یہ ملک بالکل بھرا ہوا ہے۔ انکے عالموں اور مجتہدوں کا تو یہی فتویٰ ہے۔ کہ یہ دارالاسلام ہے۔ اور جب یہ ملک دارالاسلام ہوا۔ تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنے۔ بلکہ عزم جہاد ایسی جگہ ایک گناہ ہے بڑے گناہوں سے" (ص ۱۵ ترجمان وہابیہ)

(نوٹ) کیا فرماتے ہیں موجودہ علماء و مجتہدین حنفیہ کہ وہ اپنے بڑوں سے اب باغی ہو گئے ہیں کہ رات دن جہاد جہاد کی ہانگیں شروع کر رکھی ہیں۔ اور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

(۹) دار الحرب میں بھی جہاد روا نہیں

"اور جن لوگوں کے نزدیک یہ دارالحرب ہے جیسے بعض علماء دہلی وغیرہ ان کے نزدیک بھی اس ملک میں رہ کر اور یہاں کے حکام کی رعایا اور امن و امان میں داخل ہو کر کسی سے جہاد کرنا ہرگز روا نہیں جب تک کہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک اسلام میں جا کر مقیم نہ ہو۔ غرضیکہ دارالحرب میں رہ کر جہاد کرنا اگلے پچھلے مسلمانوں میں سے کسی کے نزدیک جائز نہیں" (ص ۱۵ ترجمان وہابیہ)

(نوٹ) چہ فرمائید علمائے وہابیہ؟ ایک تو رعایا کے رہنا اور ہر قسم کی آزادی و امن سے متمتع ہو کر جہادی خیالات پھیلانا کس مذہب کی تعلیم ہے۔ چونکہ آپ کا مذہب بھی بدل کر اسلام کی بگڑی ہوئی شکل بن گئی ہے۔ اسلئے ایسے خیالات جو اب اسلام کے خلاف ہیں پھیلا نا محض نفاق اور فساد ہے نہ دین و مذہب۔

(۱۰) مسلمانوں کو اسوقت جہاد کا خیال کرنا ایک خبط ہے

"غرض شریعت اسلام کی بنا پر مسلمانان ہند کو ایسی حالت میں موجود ہر کہ امن و امان خلائق و رفاہ عام بخوبی قایم ہے۔ اور ہر ایک کو اپنے امور مذہب کے اختیار کے لئے بموجب اشتہار گورنمنٹ مجریہ دربار قیصری دہلی کی طرح اور مخالفت سرکار انگلشیہ سے مطلقاً نہیں جہاد خیال کرنا خبط ہے اور جو سر بونگبو کی طرح بیفائدہ مار پیٹ کا اور لوٹ مار کا بازار گرم کرے اور اس کو جہاد کہے وہ بالکل شریعت کے خلاف عمل ہے بادو صفت ناحق جان و مال لوگوں کا ضائع کرتا ہے۔ اور عزت و آبرو گنوا تا ہے" (ص ۱۶ ترجمان وہابیہ)

(۱۱) غیر مذہب والوں کی مدد سے لڑائی کرنا جہاد نہیں ہے

اس پر طرہ یہ ہے۔ کہ اکثر حاکم اس وقت (یعنی غدر) میں مراجہ یا لیا دار کے ہندو تھے کہ انکی امامت مسلمانوں کے کسی فرقہ کے نزدیک جائز نہیں اکثر جنہوں نے اس وقت فساد و غدر میں حکام انگلشیہ سے مقابلہ کیا۔ بد مذہب تھے۔ کہ شراکت انکی جہاد میں اور مدد لینا ان سے ہرگز جائز نہیں یہ بات صاف صاف حدیث میں آئی ہے پس اگر ہم اس کو مان بھی لیں کہ وہ سب اسلام کا نام لیتے تھے۔ تو بھی جب تک دار الحرب سے باہر جا کر دارالاسلام کو اپنا وطن اور مسکن نہ ٹھہرا لیں۔ اور کسی امام کو جو شرائط امامت اپنی ذات میں رکھتا ہو۔ اپنا امام اور حاکم مقرر نہ کریں۔ تب تک جہاد کا نام محض خبط ہے اور ایسا امام جو اسلام کے شرائط رکھتا ہو۔ اس وقت میں حکم کیمیا عنقا کا رکھتا ہے۔ (ص ۱۶ ترجمان وہابیہ)

(۱۲) مسلمان حکمرانوں میں سے ایک بھی امامت کے لائق نہیں

"جو لوگ اہل اسلام میں اس وقت فرمانروائے اور حکمران ہیں۔ نہیں

سے ایک بھی امارت کی صفتوں سے موصوف نہیں اور سلطنت اور حکومت کی شرطوں اور آداب اور احکام سے معروف نہیں ... یہانتک کہ گذشتہ علماء نے اسلام نے تیمور لنگ اور اکبر اور دیگر شاہان اسلام کو جو محض ملک گیری اور سلطنت کے واسطے سے لڑائیاں لڑی ہیں۔ اور امن و امان ملک میں خلل ڈالا انکی لڑائی کا نام بھی جہاد نہیں رکھا" (ص۱۷ ترجمان وھابیہ)

(۱۳) حصول سلطنت کیلئے لڑائی جہاد نہیں

"ایسی لڑائیاں جن سے صرف حکومت اور جہانگیری اور سلطنت مقصود ہو جہاد شرعی سے ہزاروں کوس دور ہیں۔ اور ایسی لڑائیوں والا ہرگز اپنے تئیں مجاہد قرار دے سکتا ہے" (ص۱۷ ترجمان وھابیہ)

(۱۴) حکام فرنگ کا مثل و نظیر نہیں

"امام شوکانی نے تحریر جہاں حکام کے عدل کا بیان کیا ہے۔ وہاں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اگر شریعت اسلام کے موافق عدل نہ ہو سکے تو حکام فرنگ کی طرح تو امن و امان رعایا اور اصلاح و درستی رعایا کا لحاظ رکھا جاوے۔ غرض ان کی گواہی سے بخوبی معلوم ہوا کہ درستی ملک اور صفائی دل اور امان مخلوق اور راحت رسانی رعیت اور آرام دہی رعیت میں حکام فرنگ کا مثل اور نظیر اس وقت میں بلکہ اکثر اوقات میں ہرگز نہیں" (ص۱۸ ترجمان وہابیہ)

(۱۵) لڑنا بھڑنا۔ فتنہ پردازی ملک گیری اور سلطنت کے لئے قتل ہرگز جہاد نہیں

"جہاد بغیر شرائط شرعیہ کے اور بغیر وجود امام کے روا نہیں۔ اور صرف لڑنا بھڑنا اور فتنہ پردازی اور ملک گیری اور سلطنت کے لئے قتل و قمع کرنا ہرگز جہاد نہیں۔ اور جو لوگ کہ بغیر شرائط جہاد حکام فرنگ کے قتل کا ارادہ کرتے۔ یا اس فعل شنیع کے مرتکب ہوتے ہیں۔ وہ شریعت اسلامی سے اور احکام دین محمدیہ سے بالکل جاہل و غافل ہیں۔"

(ص۲۰ ترجمان وہابیہ)

(۱۶) اہلحدیث نے کسی ملک میں جہاد اصطلاحی کا جھنڈا کھڑا نہیں کیا۔

"اہلحدیث ... ان میں سے کسی نے کسی ملک میں جھنڈا اس جہاد اصطلاحی کا کھڑا نہیں کیا۔ اور نہ کوئی انمیں حاکم یا بادشاہ کسی ملک کا بنا۔ اکثر ان میں سب سے زاہد تارک دنیا تھے فتنہ و فساد و غدر و قتل و خونریزی سے ہزاروں کوس بھاگتے تھے۔"

(ص۲۱ ترجمان وہابیہ)

(نوٹ) کاش اس زمانہ کے ہندی وہابی بھی اپنا رویہ درست کریں۔ اور ملک میں فتنہ و فساد پھیلانے سے باز رہیں۔

(۱۷) سرکار انگریزی کی بغاوت شیوہ اسلام اور طریقہ اہل ایمان سے دور

"جس نے اس کے برخلاف کیا یعنی سرکار انگریزی سے عہد شکنی و بیوفائی کی ہم ... وہ صرف وہابیوں ہی کے نزدیک ہی برا نہیں ٹھہرا۔ بلکہ شیوہ اسلام اور طریقہ اہل ایمان سے دور اور عہد شکن اور بے وفا اپنے دین میں بھی اور مرتکب ... گناہ کا سمجھا گیا۔ اور قیامت کے دن اس کا جو حال ہوگا وہ بھی وہاں کھل جائیگا" (ص۲۳ ترجمان وہابیہ)

(۱۸) غدر میں شامل حنفی تھے نہ کہ وہابی

"جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا۔ اور حکام انگلشیہ سے برسر عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے۔ نہ متبعان محمدیہ۔ مگر مکر اور زور کی راہ سے فتنہ پردازی کی تہمت دوسروں پر باندھ دی۔ اور اہل غدر کو وہابی ٹھہرا دیا" (ص۲۵ ترجمان وہابیہ)

(۱۹) جس غیر مسلم سے قرار داد صلح ہو اس کا قتل حرام ہے

"ابن حبان نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کو پناہ امان دے کر پھر قتل کر ڈالا۔ تو میں اس قاتل سے بیزار ہوں اگرچہ وہ مقتول کافر ہی تھا۔ اور اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ جس سے اقرار ... تو وہ مسلم ہو ... لوگ ان کا بھی قتل کرنا حرام ہے" (ص۲۷ ترجمان وہابیہ)

(۲۰) وہابیوں سے بدسلوکی اور انکا گورنمنٹ سے امداد طلب کرنا

"لفٹنٹ گورنر جنرل صاحب بہادر نے تین سو آدمی کی درخواست کے جواب میں جن لوگوں نے وہابی مشہور کر کے طرح طرح کی سختیاں ... سرکاری انگریزی سے محروم کر رکھا تھا۔ یہ تحریر فرمایا کہ جناب موصوف کی طرف ان عرضی کا جواب لکھا جاتا ہے جس پر تقریباً تین سو اشخاص کے دستخط ہیں اور جس میں کئی ہزار اشخاص کی رائے اور خواہشوں کا اظہار ہے۔ جو اہل اسلام میں اس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں جو عوام الناس میں وہابی کے نام سے مشہور ہیں۔ سائلوں کا بیان ہے کہ اگرچہ وہ ایسے خیرخواہ سلطنت کے ہیں جیسے اور رعایائے حضرت علیا ملکہ معظمہ دام اقبالہا میں سے تو بھی وہ بسبب اشتباہ بدخواہی بہت سی تکلیفوں کے زیر بار رہے۔ اور چند ایذائیں کے متحمل کئے جاتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کی رسوم کو آزادی کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ملکہ معظمہ کے اشتہار نے سب کو آزادی کا وعدہ دیا ہے۔ مگر وہ مسجدوں اور اسلامی مجلسوں سے الگ کئے جاتے ہیں۔ اور لوگ عموماً سرکار کے طریقے کی پیروی کر کے انکو حقارت اور بے اعتنائی سے دیکھتے ہیں۔ کہ کسی وہابی کے ساتھ انتہا کے قانونی میں انصاف پانا ناممکن ہے کیونکہ اس ملت وہابی کے معلوم ہوتے ہی حاکم عدالت اس کے خلاف پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اخیر میں انکی یہ درخواست ہے کہ وہ گورنمنٹ کے اعتبار میں لئے جاویں۔ اور لوگوں کو روکا جاوے۔ کہ وہ ان کو بدخواہ سلطنت نہ خیال کریں۔ اور ان سے ایسا سلوک نہ کریں جیسا بدخواہوں کے ساتھ ہوتا ہے خبرگیری اور نظربندی سے خلاص کئے جاویں اور اپنے مذہب کی رسوم کو آزادانہ ادا کرنے پاویں۔ اور یہ بیان سرکار جو وہابی رایوں کے منتظر ہیں وہ آئیندہ شبہ سے بری ہوں" (ص۳۲ ترجمان وہابیہ)

(نوٹ) لیکن موجودہ زمانہ کے وہابی صاحبان کو علما اپنی گزشتہ تاریخ بھول گئی۔ اور وہ اس زمانہ میں انگریزوں کے بائیکاٹ کرنے میں سب سے پیش پیش نظر آتے ہیں۔ اور انہیں دکھ دینا کار ثواب سمجھتے ہیں۔

(۲۱) وہابی علماء کی عملی خیرخواہی سرکار اور رد جہاد

"مولوی محبوب علی دہلوی نے زمانہ غدر کی لڑائی کی نسبت جس میں بخت خاں باغی نے انکو شریک کرنا چاہا تھا۔ جہاد ہونے کا انکار کیا اور مولوی محمد حسین لاہوری بھی اب تک بذریعہ پرچہ اشاعۃ السنۃ جہاد کی نسبت گورنمنٹ ہند کے انکار کرتے ہیں۔"　(ص۳۲ ترجمان وہابیہ)

(۲۲) تمام مسلمانوں کے نزدیک مخالفت سرکار انگریزی ناجائز ہے

"مولوی عبداللطیف خان بہادر مجسٹریٹ کلکتہ نے اس خیال کی رد میں عام مسلمانوں کی طرف سے ایک رسالہ مشتہر کیا تھا۔ اور اسمیں تمام اطراف ہندوستان کے عالموں اور نیز علماء مکہ و مدینہ وغیرہ کے فتوے نقل کئے تھے جس سے سرکار کو معلوم ہو جائے۔ کہ تمام فتاوی مذکورہ کی رو سے کل مسلمانوں کو سرکار کی مخالفت ناجائز ہے۔ اور کسی شخص کو بحیثیت موجودہ ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہ رہے" (ص۳۳ ترجمان وہابیہ)

(۲۳) نواب صدیق حسن خانصاحب نے مخالفت سرکار انگریزی کو ناجائز لکھا

"ہمارے علاوہ بھی جناب مستطاب معلی القاب فاضل اجل عالم اکمل محدث بالکل مفسر بے مثال حضرت نواب والاجاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر دام اقبالہ نے اس رسالہ کو پسند فرما کر حکم دیا کہ اس کو اچھی طرح شائع کریں۔ اور حضور موصوف نے خود بھی اس مسئلہ کو نہایت تحقیق و احتیاط سے اپنی کتابوں میں بصراحت تمام تحریر فرمایا ہے جن میں حیثیت موجودہ سرکار انگریزی کی مخالفت کو قطعاً ناجائز لکھا ہے اور جن علمائے متقدمین مثل شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ کے بناوٹیات دیگر اس کے خلاف اپنا مسلک اختیار کیا ہے۔ ان تاویلات کو نہایت عمدگی سے علیحدہ کیا ہے خصوصاً حضور ممدوح ... نے دو برس پیشتر اس مسئلہ کو کتاب ... میں نہایت صراحت و تحقیق سے بیان فرمایا ہے"۔ (ص۳۴ ترجمان وہابیہ)

ریلوے میں جرنی مینوں کا انتخاب

مسلمانوں کو عام شکایت ہے کہ محکمہ ریلوے میں ان کے حقوق کی خاطر خواہ حفاظت نہیں ہوتی حالانکہ یہ پاس شدہ ہے کہ مسلمانوں کو ۲۰ فی صدی ملازمتیں دی جائیں۔

جرنی مینوں کا ہر سال انتخاب ہوتا ہے۔ اور اس میں ان لڑکوں کو ترجیح دی جاتی ہے جنہوں نے میکلیگن کالج کا کورس ختم کیا ہو۔

امسال انتخاب کی باگ ڈور ایک ہندو افسر کے ہاتھ ہے۔ جس کا رویہ جانبدارانہ بیان کیا جاتا ہے چنانچہ انہوں نے اس موقع پر مسلم نوجوانوں کا حق غصب کرنے کی کوشش کی مگر بروقت شور و غوغا نے معاملہ کو سنبھال لیا۔ اب جرنی مینوں کا انتخاب عمل میں آنے والا ہے جس میں مسلمانوں کو ان کی تعداد کے مطابق حق ملے گا۔ مگر خطرہ ہے کہ افسر مذکور اس بہانہ کے ماتحت کہ چونکہ مسلمان ملتے نہیں ہندوؤں کو بھرتی کرے گا ہمیں یقین ہے کہ میکلیگن کالج کے فارغ التحصیل مسلمان ہی کافی مل جائیں گے۔ اور اگر بفرض محال نہ بھی ملیں۔ تو بھی دقت پیش نہیں آتی کیونکہ ورکشاپوں میں ایسے ایسے نوجوان صدہا موجود ہیں۔ جو کہ کاریگر ہونے کے ساتھ ساتھ تعلیم یافتہ بھی ہیں۔ اور اپنے تجربہ کے پیش نظر کالج کے لڑکوں سے ہزار ہا درجہ بہتر ہیں۔ لہذا ہم حکام ریلوے کی توجہ اس امر پر مبذول کرانا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ کمی کو پورا کرنے کے لئے ورکشاپ سے نوجوانوں کو لیں۔ اور اس طرح مسلم حقوق تلفی کے الزام سے بچکر اپنی غیر جانبداری اور انصاف پروری کا ثبوت دیں۔

پیغام صلح کا غلط نمبر

پیغام صلح ۳ جون کا نمبر ۲۵ تھا اور ۸ جون کا نمبر ۲۶۔ مگر غلطی سے ۸ جون کے پرچے پیشانی کی جانب ۳۵ لگ گیا جب کہ اندر کی طرف ۲۶ ہی تحریر شدہ ہے۔ پس ۸ جون کا ۳۶ اور ۱۲ جون کا ۳۷ ہے احباب تصحیح فرمائیں

دہلی میں جلسہ عید میلاد النبی صلعم

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ دہلی میں مورخہ ۲۳ و ۲۴ مئی ۱۹۳۶ء مطابق ۱۱-۱۲ ربیع الاول بمقام پریڈ گراؤنڈ متصل جامع مسجد دہلی میں جشن عید میلاد النبی صلعم نہایت شاندار طریقہ پر منایا۔ مولانا مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت و مولانا مولوی سید اختر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل کی تقاریر بے حد پسند کی گئیں۔ دہلی میں خدا کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ لاہور کی مقبولیت دن بدن پھیل رہی ہے۔ اور مولویت بدلب ... مگر ہے ... کہ مولوی صاحبان جو سوائے کفر کے فتوے دینے کے اور کچھ نہیں جانتے قوم کیلئے بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ ان کی اصلاح ... بہت سے درد دل رکھنے والے اصحاب جماعت احمدیہ لاہور ... کے کام کے لئے زور دے رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو وہ وقت دور نہیں جب دہلی میں احمدیت کا ہی چرچا ہوگا اور وہابیت کو کوئی بھی نہ پوچھے گا (شیخ عبدالحق ناظر اسلام دہلی)

خدا ہے یا نہیں

(از قلم جناب شیخ عماد الدین صاحب متعلم اسلامیہ کالج لاہور)

یہ مضمون آپ نے ینگ مین احمدیہ مرکزی ایسوسی ایشن کے ہفتہ وار اجلاس میں بزبان انگریزی پڑھا۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

"بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے فرق میں زیرک انسانوں کے لئے نشانات ہیں۔ وہ لوگ کہ کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ اے ہمارے رب تو نے بے فائدہ پیدا نہیں کئے۔ تو باطل امور سے پاک و بلند تر ہے۔ سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا" (القرآن)

ابتداء ہی میں اس امر کو واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ انسان ضعیف البنیان موجودہ مادی ماحول محدود عقل اور نارسائی فہم کی وجہ سے اس قابل نہیں۔ کہ وہ خدا کی ہستی پر دلائل بہم پہنچا سکے۔ ہماری سمجھ کی بلند پروازی۔ لمبائی چوڑائی اور موٹائی تک ختم ہو جاتی ہے ہم کسی پیمانے سے خدا تعالیٰ کی حرارت معلوم نہیں کر سکتے۔ اور اس بات سے بھی عاجز ہیں کہ اس کا وزن دریافت کر سکیں۔ اور آج تک کوئی آلہ بھی ایسا ایجاد نہیں ہوا جس کی مدد سے ہم اس کی ذات کو شناخت کر سکیں۔ ان امور کے پیش نظر سائنسدانوں کی پیمانوں۔ ترازوؤں اور چشموں سے خدا کو پا لینے کی جد و جہد محض سرمایۂ تضحیک و تمسخر بن کر رہ جاتی ہے۔ ان کی تجربہ گاہوں کی تنگی۔ دراصل تمام کائنات کی تنگی۔ اس لامحدود ہستی کی کنہ تک پہنچنے سے قاصر ہے۔ ان کے کمزور ہتھیار اس ذات ... ہمیشہ احاطہ کرنے سے درماندہ ہیں۔ اور خدا اپنے لاانتہا وجود کی وجہ سے سائنسدانوں کے جال میں نہیں آ سکتا۔

لیکن اپنے گرد اگرد دلفریب خوبصورت کائنات اور اس کے نظام کو دیکھ کر ہم محسوس کرتے ہیں۔ کہ ان تمام کی پشت پر کوئی طاقت ہے جو تمام کام کی مدبر ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ہم اس بات سے بھی بے خبر نہیں کہ کوئی انسان ننھے سے ننھے پھول یا کیڑے کے متعلق پوری پوری معلومات بہم نہیں پہنچا سکتا یا اس کی نشو و نما پر قابو نہیں پا سکتا جس سے یہ خیال ہمیں دلانے لگ جاتا ہے۔ کہ اس بے نقص نظام کائنات کو انسان سے کوئی بالاتر ہستی چلا رہی ہے۔

اس لئے یاد رہے۔ کہ میں یہاں اس لئے نہیں آیا۔ کہ دو اور دو چار کی طرح خدا کی ہستی کا ثبوت آپ کے سامنے رکھوں۔ بلکہ کتاب قدرت سے اس ملند ہستی کی موجودگی پر دلائل کی روشنی ڈالوں گا

نظام شمسی پر ایک سرسری نگاہ ہمارے سامنے ایک ایسا آسمان پیش کرتی ہے جو کہ ایسے لاتعداد ستاروں کا گھر ہے جو کائنات کو روشنی دیتے ہیں۔ اگر ہم اجرام سماوی پر طائرانہ نگاہ ہی ڈالیں تو محو حیرانگی و تعجب کے بحر عمیق میں ڈوبے بغیر نہیں رہیں گے۔ ستارے اگر ایک طرف اسقدر بڑے ہیں۔ کہ ان کی پیمائش ناممکن ہے۔ تو دوسری طرف وہ ہم سے اس قدر بعد اختیار کئے ہوئے ہیں کہ بڑی سے بڑی طاقتور دوربین بھی ان کو ہمارے سامنے نقاط روشنی سے بڑھ کر پیش نہیں کر سکتی۔ بہرحال ان کا وجود بقائے نسل انسانی کے لئے نہایت مفید اور ضروری ہے وہ ہمیں جہاز رانی میں بہت مدد پہنچاتے ہیں۔ اس کے بعد چاند کو لیجئے جو کہ مشرقی اور مغربی شاعری میں علامت الفت و محبت ہے۔ چونکہ یہ متواتر زمین کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے۔ اس لئے اسکی اس حرکت سے سمندروں میں مد و جزر کی لہریں اٹھتی رہتی ہیں۔ جو کہ جہاز رانی۔ بارش اور آب و ہوا پر اثر انداز ہو کر نسل انسانی کے فوائد کا باعث ہوتی ہیں۔ پھر سورج کو لیجئے یہ تمام زندگی کا سرچشمہ ہے۔ اس کی گرمی فصلوں کو پکاتی اور ہوائیں پیدا کر کے بارش برسانے میں ممد ہوتی ہے۔ اگر سورج کا وجود نہ ہوتا۔ تو ہماری زمین منجمد ہونے کی حالت میں آبادی کے قابل نہ ہوتی۔ باوجود دو کروڑ ستر لاکھ میل کی مسافت پر ہونے کے ہمیں یہ اور ازیں قبیل بہت سے دیگر فوائد پہنچاتا ہے۔ اور جو گرمی ہم تک آتی ہے۔ وہ اصل کا دو ہزارواں حصہ ہے۔ اور تعجب کی بات ہے۔ کہ باوجودیکہ سورج بیس کروڑ سال سے زمین کو گرمی اور روشنی سے متمتع کر رہا ہے۔ مگر بظاہر اس کی طاقت میں فرق معلوم نہیں ہوتا۔

علم نجوم کو چھوڑ کر ہم علم الارض کو لیتے ہیں حیات انسانی میں انسان کا سطح زمین سے تعلق ایک اہم جزو ہے۔ ہماری خوراک کا انحصار اسی پر ہے۔ جو چٹانوں کے ٹوٹنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح قیمتی دھاتیں۔ عمارتی سامان۔ ایندھن اور بہت سی دیگر ضروریات زمین سے دستیاب ہوتی ہیں۔ انسانی زندگی پر چٹانوں اور معدنیات کا کیا اثر ہوتا ہے؟ اس کا اندازہ اس وقت آئیگا جب کہ معلوم ہوگا۔ کہ پہاڑوں کی موجودگی اور موجودہ ترتیب کا لوگوں کے پیشوں۔ کثرت آبادی۔ سینری۔ ذرائع باربرداری۔ اور کچھ حد تک آب و ہوا پر کس قدر اثر ہے بڑی بڑی چٹانوں کا وجود ایک کتاب کا حکم رکھتا ہے۔ جہاں کرۂ ارض کی زندگی کے واقعات درج ہیں۔ زیر زمین پودوں اور ازمنۂ قدیم کی تاریخ کی مدد سے ہم سطح ارض پر زندگی کے ارتقاء کے متعلق صحیح رائے قائم کر سکتے ہیں۔ یہ تمام امور نیچر میں ایک تنظیم اور ترتیب عمل کا پتہ دیتے ہیں۔

اب ہم جغرافیہ کی طرف آتے ہیں۔ آپ میں سے ہر ایک زمین کی روزانہ اور سالانہ دو گردشوں سے واقف ہوگا۔ اس بات کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کہ یہ حرکات زندگی کے لئے کس حد تک مفید ہیں موسموں کا تغیر زندگی کے لئے نہایت ضروری اور کارآمد ہے۔ اور دنیا کے کسی حصہ میں کسی لمحہ وقت کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ اگر ایک شخص کچھ عرصہ کے لئے تمام باتوں اور خیالات سے علیحدہ ہو کر طبقات نجوم۔ ارض۔ جغرافیہ۔ نباتات اور حیوانات پر غور کرے۔ تو ان کی حرکات اور نشو و نما میں ایک مکمل اور بے عیب ترتیب دیکھ کر دنگ رہ جائے گا۔ اور بے اختیار اس کی زبان سے نکلے گا:

ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانك فقنا عذاب النار

اب ہم بڑی بڑی چیزوں کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی چیزوں پر نگاہ دوڑاتے ہیں یہاں بھی ہمیں وہ مکمل نظام کارفرما نظر آتا ہے۔

کیمیا سازی (کیمسٹری) ہمیں بتاتا ہے کہ تمام مادی اشیاء ایک جزو یا بہت سے اجزاء کے ملنے سے بنتی ہیں۔ اور نہیں مرکبات کہا جاتا ہے ایک سائنسدان یہ ثابت کر سکتا ہے۔ کہ یہ ایک چھوٹا سا جزو بھی بہت چھوٹے چھوٹے ذرات کا مجموعہ ہوتا ہے جنہیں ایٹم Atom کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ پہلے ایٹم ذرہ کا سب سے چھوٹا حصہ شمار کیا جاتا تھا۔ مگر اب ثابت ہو گیا ہے۔ کہ ایٹم سے بھی چھوٹی چیز الیکٹرون electron ہے۔ اور یہ ایک ایٹم بھی ایک سے زیادہ الیکٹرون کا مجموعہ ہوتا ہے۔ پس بے انتہا بڑی اور چھوٹی اشیاء میں یہ ترتیب اور نظام کارفرما نظر آئے گا۔

ان ارضی و سماوی تحیر زا اجرام پر نگاہ دوڑاتے ہوئے ہم سوال کرتے ہیں۔ کہ آیا ان کا وجود کسی حادثہ کا مرہون منت ہے۔ یا کسی ارادہ کا کرشمہ ہے؟ بعینہٖ صنعتی اشیاء کی بھی بے نظیر ترتیب کو دیکھ کر سوال پیدا ہوتا ہے۔ ہم ان بے انتہا کبیر و صغیر اشیاء کو ایک مشین کی حیثیت سے لیتے ہیں۔ اگر یہ ایسا ہی ہے

تو کیا ایک مشین کا وجود موجد کے بغیر ممکن ہے؟

اگرچہ یہ ناممکن ہو کہ خدا کی ہستی کا ٹھوس ثبوت نہ دیا جا سکے لیکن اس کے خلاف یہ نظریہ کہ خدا کا وجود ہی نہیں زیادہ مضحکہ خیز اور بے بنیاد واضح ہوتا ہے۔ دہریہ سائنسدان یہ کہتا ہے کہ اجرام سماوی کی باقاعدہ حرکت ان کی باہمی کشش کی وجہ سے ہے۔ مگر یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ کشش کیا بلا ہے؟ اور یہ کیوں اور کس طرح پیدا ہوئی۔ اس کی موجودگی تو کسی حیرت انگیز مدبرانہ ارادہ کی طرف اشارہ کرتی ہے اور یہ ارادہ کا وجود صاحب ارادہ کی طرف دلالت کرتا ہے جو کہ تخلیق کی ناقابل تسخیر صفات کا مظہر ہے اور وہی خدا ہے پس خدا ہے

جب ہم ہستی باری تعالیٰ کے موافق اور مخالف دلائل پر غور کر رہے ہیں تو ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ مصنوعی اور قدرتی خوبصورتی کا فرق اور مقابلہ اس مسئلہ کے لئے عمدہ مثال ہے جب ہم قدرتی اور مصنوعی اشیاء کو دیکھ کر ان کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں ہر دو میں زبردست اور نمایاں فرق نظر آتا ہے گو وہ پہلی نگاہ میں ایک سی خوبصورت نظر آئیں۔ قصہ کوتاہ کہ اگر ایک ان میں سے اپنی خوبصورتی کا نقش دل پر چھوڑتی ہے تو دوسری کا اثر آنکھ کے حلقوں سے آگے نہیں بڑھتا۔ مثال کے طور پر کسی مصور کی کوئی تصویر ہی لیجئے۔ ہم اس کا رنگ نقوش وغیرہ دیکھ کر یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ تصویر خوبصورت بنائی ہے۔ تصویر آنکھوں کو اچھی لگتی ہے۔ اب ہم خوردبین لے کر اس کا معائنہ کرتے ہیں تو کیا نظر آتا ہے؟

ہم دیکھتے ہیں کہ رنگ کے بدنما دھبے موجود ہیں اور تمام بدترتیبیاں ہویدا ہیں جو کہ ظاہری نظر سے پوشیدہ تھیں۔ تصویر کی خوبصورتی مفقود ہو گئی اور وہاں رنگ کی چھینٹیں نظر آتی ہیں جن میں خوبصورتی کا شائبہ بھی نہیں ہے اور خواہ مصور کتنا بھی محنت سے کام تیار کرے وہ اس درجہ کو نہیں پہنچتا۔ کہ خوردبین میں وہ اپنی ظاہری حالت کی طرح خوشنما دکھائی دے اس کی کاریگری بالکل محدود ہے۔

اب ایک تتری کا پر لے کر اس کا معائنہ کرتے ہیں۔ یہاں نقشہ ہی بدلا ہوا نظر آتا ہے۔ یہاں خوردبین کی مدد سے جس قدر چیز بڑی نظر آئے گی اتنا ہی اس کی خوبصورتی زیادہ شان دکھائے گی۔ پروں پر چھوٹے چھوٹے بے شمار خوبصورت داغ دکھائی دیتے ہیں۔ جن کی خوبصورتی دامن دل کو کھینچتی ہے۔ اس کا رنگ بھی مصور کی تصویر کی طرح بے ترتیب نہیں ہے اور ہر دو میں بعد المشرقین ہے۔ اب زیر غور مسئلہ کی حقیقت واضح ہو گئی۔ کہ انسانی ہاتھ کی بنائی ہوئی ہر شے تجزیہ کرنے پر قبیح نظر ظاہر ہوتی ہے اور قدرت کی بنائی ہوئی ہر شے میں حیرت زا خوبصورتی۔ ترتیب اور اصول نظر آتا ہے۔ ایک جانب خوبصورتی کی انتہا اور دوسری طرف بدصورتی کی بے پناہی اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ دنیا میں دو قسم کی چیزیں پائی جاتی ہیں ایک قدرتی اور خوبصورت اور دوسری مصنوعی اور بدنما۔ اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ نیچر یا قدرت انسان سے بلند تر واقع ہوئی ہے اور یہی قدرت یا طاقت جو کہ ہر جگہ کارفرما ہے بلا شبہ خدا ہے۔ کیا کسی نے خوب کہا ہے

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ۔ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اب ہم دلائل کی انتہا تک پہنچ گئے ہیں۔ پس دیکھنا ہے کہ کائنات عالم مختلف طاقتوں کا مجموعہ ہے جن کے زیر اثر تمام تخلیق بطور حادثہ ظہور پذیر ہوئی یا کوئی ورا الورا جامع الصفات ہستی موجود ہے جو اس حیران کن خوبصورت

معجزہ شق القمر کے متعلق

"حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تحقیق"

(از قلم آتمانند المسیحؒ بانی ست دھرم سبھا)

قادیان کے اخبار "الفضل" ۲۰؍ جلد ۲۵ مورخہ ۴ جون ۱۹۳۶ء صفحہ ۷ پر مندرجہ بالا عنوان سے سورہ قمر میں مندرج معجزہ شق القمر کے متعلق خلیفہ صاحب قادیانی کی تحقیق۔ تاویل یا تفسیر نقل کی گئی ہے۔ میاں محمود احمد صاحب کو اپنی تحقیق اور تفسیر پر اتنا ناز ہے کہ بعض مرتبہ وہ اسے امداد غیبی پر محمول سمجھ بیٹھتے ہیں اور فخریہ کہا کرتے ہیں کہ تعلیم کے لحاظ سے تو میں السانا لائق طالب العلم ہوں جو وس جماعتوں میں وس مرتبہ فیل ہوا تھا (تقریر دلپذیر برائل پور) مگر مجھے قرآن پاک کی تفہیم اللہ کی طرف سے ہوتی ہے جس کا ایک نمونہ درج ذیل کر کے ہم اپنے قادیانی احمدیوں سے سوال کرتے ہیں کہ وہ غور فرمادیں اور بتلادیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور حضرت خلیفۃ الثانی دونوں میں سے کون سچا اور کون جھوٹا ہے اور کیا جھوٹے شخص کی بیعت صحیح ہے یا غلط۔ ہم یہ بھی درخواست کرتے ہیں کہ قادیانی احمدی خلیفۃ المسیح کی قرآن دانی اور غیبی امداد کے متعلق مہارت فصاحت کو ملحوظ رکھ کر فتویٰ صادر فرمادیں کہ دونوں میں سے کون جھوٹا ہے؟ ہم اپنی طرف سے کچھ نہ لکھ کر حضرت مسیح موعود اور خلیفۃ المسیح الثانیؒ دونو کی تحقیق دربارہ معجزہ شق القمر بالمقابل درج کر کے انصاف ناظرین پر چھوڑتے ہیں:۔

تحقیق معجزہ شق القمر

از حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود بحوالہ کتاب سرمہ چشم آریہ صفحہ ۴۸

"باقی رہا یہ سوال کہ شق القمر ماسٹر مرلیدھر صاحب کے زعم میں خلاف عقل ہے جس سے انتظام فلکی میں خلل پڑتا ہے۔ یہ ماسٹر صاحب کا خیال سراسر قلت تدبر سے ناشی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جلشانہ جو کام صرف قدرت نمائی کے طور پر کرتا ہے وہ کام سراسر قدرت کاملہ کی ہی وجہ سے ہوتا ہے نہ قدرت ناقصہ کی وجہ سے یعنی جس قادر مطلق کو یہ قدرت حاصل ہے کہ چاند کو دو ٹکڑے کر سکے اس کو یہ بھی قدرت تو حاصل ہے کہ ایسے پُرحکمت طور سے یہ فعل ظہور میں لاوے کہ اس کے انتظام میں کوئی خلل عائد نہ ہو"

ایضاً صفحہ ۴۹ "پس جس حالت میں صریح قرآن شریف میں وارد ہوا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ تو اس صورت میں اس وقت کے منکرین پر لازم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر جاتے اور کہتے کہ آپ نے کب اور کس وقت چاند کو دو ٹکڑے کیا اور کب اس کو ہم نے دیکھا لیکن جس حالت میں بعد مشہور اور شائع ہونے اس آیت کے سب مخالفین چپ رہے اور کسی نے دم نہ مارا تو صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ضرور دیکھا تھا"

ایضاً صفحہ ۵۰ "تو جس حالت میں معجزہ شق القمر میں یہ بات ماخوذ ہے کہ ایک ٹکڑہ اپنی حالت معہودہ پر رہا اور ایک اس سے الگ ہو گیا وہ بھی ایک یا آدھ منٹ تک یا اس سے بھی کم تو اس میں کونسا استبعاد عقلی ہے"

ایضاً صفحہ ۲۰ "شہر دھار جو متصل دریائے چنبل صوبہ مالوہ میں واقع ہے۔ اب اس کو شاید دھار انگری کہتے ہیں۔ وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا۔ ایک بار ہی اس نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور پھر مل گیا اور بعد تفتیش اس راجہ پر کھل گیا کہ یہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ تب وہ مسلمان ہو گیا۔ اس ملک کے لوگ اس کے اسلام کی وجہ یہی بیان کرتے تھے اور اس گرد و نواح کے ہندوؤں میں یہ ایک واقعہ مشہور تھا"

ایضاً صفحہ ۲۰ "مہابھارت کے وہ حرم پرب میں بیاس جی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھر مل گیا تھا اور وہ اس شق قمر کو اپنے بے ثبوت خیال سے ایک منتر کا معجزہ قرار دیتے ہیں۔ . . . . . اب قرین قیاس ہے کہ مہابھارت یا اس کا واقعہ بعد منشاء یہ واقعہ شق القمر جو معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ لکھا گیا"

ایضاً صفحہ ۵۷ "یہ دعویٰ آپ (ماسٹر مرلیدھر صاحب) کا کہ اس قانون ازلی و ابدی پر انسانی عقل نے احاطہ تام کر لیا ہے اور پھر اس خیال باطل کی رو سے شق القمر پر اعتراض کرنا یہ بالکل غلط اور سراسر سمجھ کا پھیر ہے عقلمندی یہ ہے کہ قانون قدرت جو بنوز انسانی دفتروں میں غیر مکمل ہے اس کو ہمیشہ عجائبات بیدا النطهور کا تابع رکھنا چاہیے"

ایضاً صفحہ ۵۹ "سو میں پوچھتا ہوں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے عام اور علانیہ طور پر یہ دعوےٰ مشہور کر دیا تھا کہ میرے ہاتھ سے معجزہ شق القمر وقوع میں آگیا ہے اور کفار نے اس کو بچشم خود دیکھ بھی لیا ہے۔ مگر اس کو جادو قرار دیا۔ اپنے دعوےٰ میں سچے نہیں تھے تو پھر کیوں مخالفین آنحضرت جو اسی زمانہ میں تھے جن کو یہ خبریں کو بالفعل ... کی آواز سے پہنچ چکی تھیں۔ چپ رہے اور کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

معجزہ شق القمر کے متعلق

"حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تحقیق بالفاظ اخبار الفضل مجریہ ۴ جون ۱۹۳۶ء صفحہ ۷"

"غرض اس واقعہ کے متعلق مختلف روایات پائی جاتی ہیں اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ چاند پھٹ گیا تھا لیکن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق بالکل اور ہے آپ (خلیفہ صاحب) کے نزدیک اس واقعہ کا اس صورت میں رونما ہونا جس میں کہ بیان کیا جاتا ہے عقلی لحاظ سے بالکل ناممکن ہے چنانچہ اسکی دلیل یہ ہے کہ جس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ علم ہیئت بہت ترقی پر تھا۔ آپ کی بعثت سے سینکڑوں سال پہلے مختلف ممالک میں رصد گاہیں موجود تھیں اور ہر رصد گاہ پر چند آدمی مقرر ہوتے تھے جو باری باری آسمان کا مطالعہ کرتے رہتے۔ یہ رصد گاہیں ہندوستان ایران مصر شام اور ایشیائے کوچک میں تھیں ان حالات میں ناممکن تھا کہ آسمان پر کوئی اتنا بڑا تغیر ہوا اور وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل رہے۔ ان زمانوں میں جو عظیم الشان تغیرات فضا میں ہوئے ان کے ریکارڈ پرانی تاریخوں میں اب تک موجود ہیں لیکن ان میں یہ کہیں ذکر نہیں آتا کہ کسی زمانہ میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ پس پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر شق القمر واقع میں اسی طرح ہوا ہوتا جس طرح عام مسلمان تسلیم کرتے ہیں تو کہیں نہ کہیں اس کا ضرور ذکر آجاتا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ہر قبیلہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو ستاروں کی گردشوں اور آسمان کے تغیرات کا خیال رکھا کرتے تھے مگر اس نے بھی اس واقعہ کا کہیں ذکر نہیں کیا کہا جاتا ہے کہ ایک راجہ جو بمبئی کے پاس کا رہنے والا تھا اس نے یہ واقعہ دیکھا لیکن اس پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اس راجہ نے دیکھا تو باقی رصد گاہوں والوں نے کیوں نہ دیکھا۔ اس کے علاوہ یہ بالکل ناممکن بات ہے کہ آسمان پر اس قدر عظیم الشان تغیر ہوا اور وہ صرف ایک انسان کو دکھائی دے اور باقی دنیا کو نظر نہ آئے۔ چاند ایک بہت بڑا کرہ ہے۔ اگر واقعہ میں اس کا آدھا حصہ پھٹ کر علیحدہ ہو جاتا تو اسے ہر جگہ دیکھا جاتا۔ مگر اد ہر تو عرب کے قبائل میں سے بھی کوئی نہیں کہتا کہ کسی نے دیکھا پھر اگر یہ واقعہ قانون قدرت کے خلاف نہ بھی ہو (گو خلیفہ صاحب کو بھی یہ واقعہ خلاف قانون قدرت کھٹکتا ہے) تب بھی ہمیں اس کے وقوع پذیر ہونے کی شہادت ملنی چاہئے۔ حالانکہ کفار تو الگ رہے کوئی صحابی بھی شہادت نہیں دیتا کہ اس نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا" (ملخصاً)

خلیفۃ المسیح الثانی کی تحقیق جدید کا خلاصہ یہ ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہونا صرف خلاف واقعہ ہی نہیں بلکہ بالکل ناممکن اور خلاف قانون قدرت ہے۔ اصل بات خود خلیفہ صاحب کے الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

"یہ ایک کشفی واقعہ ہے . . . . قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی بعثت اور ان کی ترقی اور غلبہ اور ان کے مخالفین کی تباہی کے زمانہ کو ساعت کہا گیا ہے اس لحاظ سے اس آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے ذریعہ جو ساعت آنی تھی اور آپ کے ذریعہ جو تغیر رونما ہونا تھا اس کا وقت آگیا اور اس کی علامت یہ ہے کہ شق قمر بھی ہو گیا جبکہ شق قمر کا واقعہ ایک کشفی نظارہ تھا تو اس کی تعبیر کی جائے گی اور وہ یہ ہے کہ عربوں میں قمر سے مراد عرب کی حکومت تھی . . . . اسی لحاظ سے شق القمر کے نظارہ میں دکھایا گیا کہ اب عرب کی حکومت کی تباہی کا وقت آگیا ہے اور وہ کفار کی حکومت شق کا مطلب یہ تھا کہ کفار کی حکومت مٹ جائیگی" (بلفظہ) اس کے نیچے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ:۔

"یہ معجزہ شق القمر کی اصل حقیقت ہے جو عقل اور قانون قدرت کے بالکل مطابق ہے اور جس پر کوئی اعتراض

سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب کے اعتقاد یا نہ دیکھ سکیں نہیں ہے پہلے ہم حضرت مسیح موعود کی معتقدانہ تحریر لکھتے ہیں (کتاب البارى بخاری شریف سے بتلاتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود روایت فرماتے ہیں کہ فی الواقعہ آنحضرت صلعم کے عہد میں چاند دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑہ پہاڑ پر اور دوسرا نیچے زمین پر اترا دیا تھا۔ تب رسول کریم نے فرمایا کہ گواہ رہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کافروں نے کوہ حرا کو ان دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں حائل دیکھا اور مسند احمد میں لکھا ہے کہ ایک ٹکڑہ صفا نامی پہاڑ پر آگیا اور دوسرا ٹکڑہ مروہ نامی پہاڑ پر رکھا گیا۔ (آتمانند)

سوا اس نے یہ نہ کیا۔ کہ آپ نے کب چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھایا۔ اور کب ہم نے اس کو جادو کہا؟" (ملفوظ)

واقع نہیں ہوتا؟" (ملفوظ اخبار الفضل ۴ر جون)

مگر خلیفہ صاحب کو کیا معلوم ہو کہ عج اس وادی پرخار میں سوچ رہنمہ پائی ہے

خلاصہ ان سب تحریروں کا صرف یہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی معجزہ شق القمر کا اسی طرح و قوع میں آنا تسلیم کرتے ہیں جس طرح کہ عام مسلمان حدیثوں کی رو سے مانتے ہیں یعنی چاند فی الواقعہ دو ٹکڑے ہو گیا تھا اور اس کے دو نوں ٹکڑے ایک دوسرے سے الگ الگ ہو گئے تھے جسے بہت لوگوں نے دیکھا تھا اور ایسا ہونا خلاف قانون قدرت نہیں تھا۔

اب ناظرین کرام انصاف فرماویں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کی تحقیق درست ہے یا خلیفۃ المسیح کی جو اس معجزہ کو قطعی غیر ممکن اور خلاف واقعہ بتلاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب کو احمدی عقائد سے بھی واقفیت نہیں ہے کہ احمدی مسلمات کیا کیا ہیں اور نہ ہی اپنے والد بزرگوار کی تحریروں سے واقفیت ہے کہ آپ کیا کچھ تحریر فرما گئے ہیں۔ ورنہ دوران سر کی وجہ سے جو آج کل زوروں پر ہے دیکھئے اسی اخبار الفضل مجریہ ۴ر جون ۱۹۸۰ء کا شروع صفحہ (مدینۃ المسیح کالم) نسیان غالب آ رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ تحقیق میاں صاحب کی اپنی نہیں ہے بلکہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہوری کی دزدیدہ ہے جیسا کہ مولوی صاحب موصوف اپنے اردو ترجمہ قرآن زیر سورہ القمر صفحہ ۱۷۸۶ جلد سوئم کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:-

"ساعت سے مراد یہاں قیامت کبریٰ نہیں بلکہ قریش کی یا مخالفین اہل عرب کی ہلاکت کی ساعت ہے...... اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قمر یعنی چاند عرب کا نشان تھا۔ جیسے سورج ایران کا نشان تھا اور اس کا انشقاق ان کی قوت ٹوٹنے کا نشان تھا۔ پس معجزہ صرف بجائے خود ہی ایک نشان صداقت نبوت نہ تھا بلکہ اس کے نیچے ایک حقیقت بھی مخفی تھی۔ یعنی کہ ان لوگوں کی قوت رسول اللہ صلعم کے مقابل میں توڑ دی جائے گی۔" (ملفوظ)

کیا اسی لیاقت کے گھمنڈ میں خلیفہ صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ میرے مقابلہ کے لئے آرچ بشپ آف کنٹربری یا پنڈت مدن موہن مالوی کو لاؤ۔

قادیانی احمدیو! انصاف سے بتلاؤ کہ حضرت مسیح موعود کی تحقیق درست ہے یا تمہارے خلیفہ صاحب کی؟

یاد رکھو

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملاست

کار طفلاں تمام خواہد شد

تاہم ہم حضرت مسیح موعود کی تحقیقات پر خلیفہ صاحب کی تحقیق جدیدہ کو احمدیت کی ترقی تصور کر کے خلیفہ صاحب کو آپ کی سائنٹیفک تحقیق پر مبارکباد دیتے ہوئے دوستانہ مشورہ دیتے ہیں کہ ہم کوئی دور نہیں رہتے۔ صرف گیارہ میل کے فاصلہ پر آپ کے پڑوس میں ہی رہتے ہیں۔ آئندہ جو کچھ تقریر یا تحریر فرمایا کریں ہم سے اصلاح کروا لیا کریں۔

اشارات

مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق ایک احسن تجویز

جناب چراغ حسن حسرت یعنی امیر البحر علامہ سندباد جہازی کی وسعت معلومات اور واقعہ نگاری ملک بھر سے خراج تحسین حاصل کر رہی ہے آپ کی تحریر اچھوتی ہوتی ہے۔ جن پر اخبار احسان کے مطائبات شاہد ہیں ۱۶ر جون کے احسان کے مطائبات میں آپ نے مولوی ظفر علی خاں کے انتخاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ چونکہ قرعہ اندازی کے متعلق مولوی صاحب اور راتحاد پارٹی کے سکرٹری میاں دوست صاحب کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ لہذا اس کے مٹانے کا آسان طریق یہی معلوم ہوتا ہے کہ حافظ روشن علی قادیانی اور مولوی ثناء اللہ کا مناظرہ اس موضوع پر کرا دیا جائے۔ حسرت صاحب کی وسعت معلومات کے پیش نظر ہمیں اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ حافظ صاحب کی آنجہانیت سے بے خبر ہیں۔ میرا ان کا یہ لکھنا کہ مناظرہ ہو جائے یہی مطلب رکھتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی ٹھنڈے ٹھنڈے آنجہانی ہو جائیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی صریح تعلیم کے مطابق حافظ صاحب تو لوٹنے سے رہے لیکن حسرت صاحب کا مولوی صاحب کو اس امر کے لئے منتخب کرنا غالباً اس وجہ سے ہوگا۔ کہ وہ مولوی صاحب کی افتراق انگیز تحریروں اور تقریروں سے تنگ آ چکے ہیں اور اس بات کے خواہشمند ہیں کہ مناظرہ تو آگے جو ہونا ہے سو ہوگا کم از کم اپنجابی مسلمان تو ان سے نجات پائیں گے۔ ہم بھی اس تجویز کی تائید کرتے ہیں اور وہ اس بنا پر کہ مولوی صاحب نے درازی عمر کی خواہش کی تھی جو وہ احمدیت کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر نہایت حسرت و یاس سے گزار رہے ہیں اس طرح سے کم از کم وہ اس مصیبت سے تو چھوٹ جائیں گے لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ حسرت صاحب کسی طریق سے مولوی صاحب کو آگے بھیجنے میں کامیاب ہو جائیں۔ مگر حافظ روشن علی صاحب کے پاس کس طرح پہنچائیں گے کیونکہ وہاں تو اقتدار کسی اور کا ہی ہے اور جس موضوع پر مناظرہ ہوگا یعنی قرعہ اندازی۔ وہ ہے خلاف شریعت اس لئے وہاں تو مناظرہ یونہی نکل جائے گا۔ اگر حسرت صاحب یہ تاویل کریں کہ چونکہ دونوں افراط و تفریط کا نشانہ تھے۔ اس لئے ان کا یکجا ہونا محال نہیں۔ ذرا کچھ حد تک قابل قبول اور معقول بات ہے تو پھر ہم سفارش کرتے ہیں کہ ثالث کے فرائض انجام دینے کے لئے مجلس اتحاد ملت کے صدر صاحب کو بھی مولوی صاحب کے ساتھ کر دیا جائے کیونکہ وہ مسلمانوں کے نمائندہ منتخب ہو چکے ہیں۔

اخبار ریاست کے جشن اڈیشن کی ایک تصویر کی طرف توجہ دلانا نہایت ضروری ہے وہ تصویر تو ہے ملک لال الدین قیصر کی اور اس کے نیچے لکھا ہوا ہے۔ "مسٹر محبوب الحسن اتحاد ملت کے کارکن تھے مگر الیکشن میں خانصاحب میاں امیر الدین سے مل گئے تھے۔" اس بات کو تو باور نہیں کیا جا سکتا کہ سید صاحب تناسخ کے قائل ہو گئے ہیں جس پر ماسٹر تاراصاحب نے بھی بجا کرشن دیوی کے واقعہ کی تصدیق و تائید کر دیا اخبارات میں یہ اعلان بھی نہیں ہوا کہ ملک صاحب کو محبوب الحسن نے انہیں نام تبدیل کر دیئے ہیں۔ یہ تو ہم نے سنا اور پڑھا ہے کہ یورپ کے ڈاکٹر آلات سے کام لیکر عورت کا مرد اور مرد کی عورت بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ مگر یہ ابھی تک نہیں ہو سکا کہ مرد کو کسی دوسرے مرد کی شکل میں تبدیل کر دیں۔ اگر سید صاحب نے ایسا آلہ ایجاد کر لیا ہو تو وہ آکر ہمیں مبارکباد۔ سب سے زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ملک صاحب تاہنوز خاموش ہیں شاید سمجھتے ہیں کہ مسٹر محبوب صاحب دہریے ہیں اسلام کو غلط سمجھتے ہیں اب اگر لوگوں نے ملک صاحب کو دیکھ کر ان پر الحاد اور دہریت کی پھبتی اڑائی تو ان کی شرافت یقیناً خطرے میں پڑے گی۔ لیکن اخبار ریاست کا یہ اقدام کیا معنی رکھتا ہے غالباً اخبار ریاست کو ہر دو دوستوں سے کچھ رنجش ہو گی انہوں نے سوچا ہوگا کہ ہر دو کی علیحدہ علیحدہ تصاویر دینے سے جگہ بھی زیادہ لگے گی اور خرچ بھی زائد ہوگا۔ کیوں نہ ہو کہ ایک ہی تصویر سے مقصد حاصل ہو جائے۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ڈلہوزی میں بخیریت ہیں۔

—— اخویم مرزا عبد الرحمن بیگ خلف الرشید ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ مرحوم کی کامیابی کی خبر گزشتہ اشاعت میں احباب نے ملاحظہ کی ہوگی۔ مرزا صاحب موصوف وسط جولائی میں انگلستان سے روانہ ہو کر اگست میں انشاء اللہ واپس ہندوستان پہنچیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخیر و عافیت واپس لائے۔

—— سید اختر حسین گیلانی نے ۱۲ر جون بروز اتوار صبح مسلم ہائی سکول میں طلباء و اساتذہ کے مجمع میں تقریر کی۔ اسی دن شام کو آپ امرتسر تشریف لے گئے۔ وہاں ینگ مین کے جلسہ میں "صداقت مسیح موعود" پر تقریر کر کے واپس مرکز میں تشریف لے آئے۔

—— ۱۶ر جون کی شام کو سید اختر حسین گیلانی مولوی فاضل اور سید محمد امین گیلانی مولوی فاضل مناظرہ کے لئے راولپنڈی تشریف لے گئے۔

—— برادرم فضیل الرحمن مظفر پوری (صوبہ بہار) کا مقدمہ عدالت میں چل رہا ہے۔ احباب تہ دل سے کامیابی کی دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس بے بس بھائی کی دستگیری فرمائے۔

—— محترم حکیم مظہر الحق صاحب علوی لاہور کی بڑی صاحبزادی صاحبہ کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب دل سے دعائے صحت فرمائیں۔

—— عزیزم محمد اقبال نواسہ داروغہ نبی بخش صاحب اور مسٹر فضیل احمد خلف الرشید خواجہ صاحب مرحوم امتحان بی۔ اے میں اور عزیزم محمد احمد صاحب خلف الرشید حضرت امیر ایدہ اللہ اور برادرم محمد اسلم خلف اکبر مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایف۔ اے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

آہ! بابو علی بخش مرحوم

یہ خبر نہایت اندوہ و غم سے سنی جائے گی۔ کہ جماعت کا ایک قیمتی وجود ہمیں ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے کر محبوب حقیقی سے جا ملا۔ بابو صاحب جماعت کے مخلص ترین احباب میں سے تھے سلسلہ کے ساتھ آپ کو بے حد محبت تھی۔ اور اس کے لئے عمر بھر ہر ممکن قربانی سے کبھی آپ نے دریغ نہ کیا۔ اس پیرانہ سالی کے باوجود مزنگ سے مرکز میں ہمیشہ نماز جمعہ میں شرکت فرماتے رہے۔ اس کہن سالگی میں جوانوں سی ہمت موجود تھی۔ آپ متدین۔ شعار اسلامی کے پابند اور حساس مومن تھے۔ گزشتہ دنوں آپ اچانک بیمار ہوئے۔ اور درمیان میں افاقہ بھی ہو گیا۔ لیکن قضا کا زبردست ہاتھ یہ لعل ہم سے چھین لے گیا۔ آپ کی وفات قومی نقصان ہے۔ ہمیں اس صدمہ میں آپ کے اعزہ سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا سے التجا ہے کہ وہ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے متعلقین کو صبر عطا فرما کر آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے احباب جنازہ غائبانہ ادا فرمائیں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد احمد قاسم ولد بخیہ ذات شہو ساکن چک ۵۰ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت یوم مورخہ ۱۴ ۸/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکورہ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ حیات سیال ولد جھگانہ ذات راعیین ساکن واسو سنانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۳ ۸/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سردارا ولد پیارا ذات سیال ساکن چک ۲۴۳ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۳ ۸/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ بورڈ کے سامنے تاریخ مقررہ پر اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ بہلو ولد سند ذات نول ساکن لک بدھو تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۳ ۸/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً حاضر ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ کھوتو ولد نور ذات مانی ساکن چک ۳۴۴ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۳ ۸/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۰ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ امیرا ولد شادی ذات مصلی ساکن چک ۳۴۹ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۴ ۸/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ نجابت ولد محبت ذات سیال ساکن چک ۱۶۱ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۴ ۸/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً حاضر ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ خدایار ولد چراغ ذات سیال ساکن چک ۱۶۲ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۴ ۸/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً حاضر ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۰ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ احمد ولد یارا ذات بھروانہ ساکن چک ۱۸۱ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۴ ۸/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً حاضر ہوں۔

تحریر مورخہ ۳ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ حسن شاہ ولد بہاول ذات ... ساکن کرک محمودی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۴ ۸/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۱ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد ولد حبیب ذات اکھیرا ساکن ... تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۶ ۸/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۷ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ گشت ولد جمال ذات ... ساکن ... تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۸/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۸ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ لدھا رام ولد گورو دتہ رام ذات ڈسینگرہ سکنہ ندا بارکا تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۷ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ حسو ولد بہوں ذات بلوچ سکنہ سرلابتی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۷ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد ولد مہانہ ذات سیال گوشبار سکنہ چک ۱۶۱ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۷ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ چراغ پسر الٰہی بخش۔ صالحوں۔ خان محمد ولد الٰہی ذات ننانہ سیال سکنہ قبیلہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم موخہ ۸ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۷ ۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ امام بخش ولد موسیٰ ذات پاولی سکنہ جان محمد نول تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۳ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۰ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ کرم حسین ولد احمد شاہ ذات قریشی سکنہ حویلی بہادر شاہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۳ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۰ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ بیگ ولد گامیرا ذات کالو آنہ سکنہ ستیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۳ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۰ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ غلام کہیر ولد جہانہ و لعل بہنی کھماں بیٹہ جہانہ ذات جپہ سکنہ ۱۸۹ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۳ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۰ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ نور ولد نتھلہ ذات سپرا سکنہ چک ۲۳۸ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ بولایت کرم ولد بالو سپرا چک ۲۳۸ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۳ ۶/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۰ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ کرم ولد متلا ذات بلوچ سکنہ ۱۷۳ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹ ۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۱ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ کرم چند ولد فتح چند ذات ریچہ سکنہ قطب تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۷ ۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۱ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ امیر ولد بہادلہ ذات ارائیں سکنہ شاہ صادق سنگ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲ ۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۱ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۵ | لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ جون سنہ ۱۹۳۷ء | نمبر ۳۹

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں وہ شجر ہوں جسے تمام دنیا تباہ نہیں کر سکتی

دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ . . . . اے لوگو تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کریگا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے مل کر میرے ہلاک کرنے کیلئے دعا کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنیگا اور نہیں رکیگا جب تک وہ اپنا کام پورا نہ کرے اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہونگے اور اگر تم گواہی چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں پس اپنی جانوں پر ستم مت کرو کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خدا قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اسی کیلئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس میں سستی کروں۔ اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر مجھے کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے محض ایک کیڑا اور بشر کیا ہے محض ایک مضغہ پس کیونکر میں حی و قیوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کیلئے ٹال دوں جس طرح خدا نے پہلے ماموروں اور مکذبوں میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کریگا خدا کے ماموروں کے آنے کیلئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کیلئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤنگا۔ خدا سے مت لڑو۔ یہ

جواہر ریزے

قرآن مجید

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے باغوں میں داخل کئے جائینگے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اپنے رب کے حکم سے انہی میں رہیں گے۔ ان میں ان کی دعائے ملاقات سلام ہوگی۔ کیا تو غور نہیں کرتا کہ اللہ نے اچھی بات کی مثال کس طرح بیان کی ہے جو ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ اپنے رب کے حکم سے اپنا پھل ہر وقت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اور ناپاک بات کی مثال گندے درخت کی طرح ہے جو زمین کے اوپر سے ہی اکھاڑ پھینکا جائے اس کو کچھ بھی قرار نہیں۔ اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں یقینی بات کے ساتھ مضبوط کرتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ ظالموں کو ہلاک کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (ابراہیم)

حدیث شریف

سات شخص ہیں جنہیں اس دن جبکہ کوئی سایہ خدا کے سایہ کے سوا نہ ہوگا اللہ اپنے سایہ میں رکھیگا (۱) منصف حاکم (۲) وہ جوان جو خدا کی عبادت میں مشغول رہا (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد کی طرف لگا رہا اور وہاں جاتا رہا (۴) وہ شخص جو محض اللہ کی خاطر آپس میں محبت رکھیں اور اسی غرض سے اکٹھے ہوئے اور اسی غرض سے جدا ہوئے (۵) وہ مرد جسے ذی مرتبہ اور خوبصورت عورت نے خلوت میں بلایا اور اس نے جواب میں انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں (۶) وہ شخص جس نے خیرات کی مگر ایسے پوشیدہ طور پر کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہوا کہ دائیں نے کیا خرچ کیا (۷) وہ جس نے خالی مکان میں خدا کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (مسلم)

حق کا جادو سر چڑھ کر بولے

خدا کے مقرر کردہ خلیفہ قادیان اور انکے مختار مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کا شرمناک بے اصولاپن

(از جناب خواجہ محمد عبداللہ صاحب راولپنڈی)

سیدنا حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۹ نومبر ۱۹۳۶ء کے "پیغام صلح" میں "امیر جماعت قادیان کو فیصلہ کن بحث کے لئے دعوت" کے عنوان سے ایک مختصر سا نوٹ شائع کروایا جس کے جواب میں جناب خلیفہ صاحب کی طرف سے قریباً ایک ماہ تک کوئی جواب شائع نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت ممدوح نے ۱۱ دسمبر ۱۹۳۶ء کے "پیغام صلح" میں "مکتوب مفتوح بخدمت جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب" لکھا جس میں جناب خلیفہ صاحب قادیان کو مسئلہ تکفیر مسلمین اور نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر فیصلہ کن بحث کرنے کے لئے دوبارہ یاددہانی کروائی۔ یہ مکتوب اخبار میں چھپ چکا تھا جب ۱۱ دسمبر ۱۹۳۶ء کے الفضل میں مولوی اللہ دتا صاحب کا ایک مضمون بطور مقالہ افتتاحیہ شائع ہوا۔ اس میں مضمون نگار نے لکھا کہ جناب خلیفہ صاحب نے ان سے ارشاد فرمایا ہے:-

"میری طرف سے اعلان کردیں کہ میں خود مولوی محمد علی صاحب سے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بحث کرونگا۔ انہیں چاہئے کہ اس کے لئے فریقین کے حق میں مساوی شرط کا تصفیہ کرلیں۔ بحث میں خود کرونگا۔"

اس پر حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۵ دسمبر ۱۹۳۶ء کے پیغام صلح میں تکفیر اور نبوت کے مسائل پر فیصلہ کن بحث کے عنوان کے تحت میں لکھا:-

"الفضل میں جو اعلان ہوا ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود کی نبوت پر بحث کا ذکر ہے اور مسئلہ تکفیر کا ذکر کوئی نہیں ممکن ہے کہ یہ سہواً رہ گیا ہو۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ جناب میاں صاحب مسئلہ تکفیر مسلمین پر بحث کرنے سے عمداً گریز فرماتے ہیں حالانکہ انہیں خوب معلوم ہے کہ دونوں فریق کا اختلاف پہلے اس مسئلہ تکفیر پر ہی ہوا اور مسئلہ نبوت کی بحث بعد میں شروع ہوئی۔ مسئلہ تکفیر مسلمین حضرت مولانا نور الدین مرحوم کی زندگی میں ہی دو گروہوں کا باعث بن گیا تھا۔ اسی کی وجہ سے ہم نے قادیان کو چھوڑا اور ہم تو آج بھی یہ اعلان کرتے ہیں کہ اگر جناب میاں صاحب مسلمانوں کی تکفیر کو چھوڑ دیں اور سب کلمہ گوؤں کو بروئے قرآن و حدیث و بروئے تحریرات حضرت مسیح موعود دائرہ اسلام میں داخل تسلیم کر لیں ... تو ہم مسئلہ نبوت پر ان کے ساتھ بحث کو ... لیکن ان کے نزدیک وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو پھر یہی تو اصل نزاع ہے ...

اس کو ترک کرنے کا کیا مطلب؟ ہماری بحث ان باتوں پر ہوگی:-

(۱) کیا کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

(۲) کیا حضرت مسیح موعود نے دعوئ نبوت کیا؟

جب تک جناب میاں صاحب اپنے قلم سے اس بات کا اعلان نہ کریں کہ وہ ان دو سوالوں پر جو یہاں لکھے ہیں بحث کرنے کو تیار ہیں اس وقت تک کوئی شرائط طے کرنے سے فائدہ نہیں۔"

اس کے علاوہ ہماری طرف سے متعدد مضامین اس سلسلہ میں "پیغام صلح" میں شائع ہوتے رہے جن میں اس بات کو بخوبی واضح کیا گیا کہ سلسلہ احمدیہ میں اختلاف کی اصل تکفیر مسلمین ہے۔ مسئلہ تکفیر مسلمین کے متعلق بحث حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم کی زندگی میں ہی شروع ہوگئی تھی اور نبوت کی بحث بعد میں شروع ہوئی۔ ہر وہ شخص جو مذہب سے کچھ بھی مس رکھتا ہے سمجھ سکتا ہے کہ کسی نبی کے متعلق یہ بحث چھڑ ہی نہیں سکتی کہ اس کے ماننے والے کافر ہیں یا نہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحب واقعی نبی ہوتے تو یہ بحث کہ ان کے نہ ماننے والے کافر ہیں یا مسلمان ہرگز ہرگز چھڑ ہی نہیں سکتی تھی۔ مگر مولوی اللہ دتا صاحب ان سب باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اور جناب خلیفہ صاحب قادیان کی کمزوری کو جانتے ہوئے انہیں اس پیالہ کے پینے سے باز رکھنے کے لئے جو حیلے بہانے کرتے رہے اور جس طرح سے واقعات کی اصلیت کو دھوکہ اور فریب کے غلاف میں چھپانے کی کوشش کرتے رہے وہ اخبار بین حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مسئلہ تکفیر مسلمین کو الگ موضوع قرار دے کر بحث کرنے سے قطعاً انکار کردیا اور صاف طور پر کہہ دیا کہ اگر وہ بحث کریں گے تو صرف نبوت مسیح موعود پر کریں گے۔ حالانکہ ان کی اس ضد کی نامعقولیت کو اچھی طرح سے طشت ازبام کردیا گیا کہ سلسلہ احمدیہ میں اختلاف کی اصل مسئلہ تکفیر مسلمین ہے اور نبوت کا مسئلہ بعد کی اختراع ہے۔ لہذا جو مسئلہ اصل مابہ النزاع ہے اس کو کس طرح سے چھوڑ دیا جائے۔ فیصلہ کن بحث ادھوری ہوگی۔ اگر ان ہر دو مسئلوں یعنی تکفیر مسلمین اور نبوت مسیح موعود پر کسی ایک پر بحث نہ ہوئی۔ مگر مولوی اللہ دتا صاحب کبھی راہ راست پر آنے والے ہی نہ تھے۔ صداقت کو چھپانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مگر

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

آخرکار اللہ تعالیٰ نے مولوی اللہ دتا صاحب کے قلم سے اس صداقت کا اظہار کروا ہی دیا کہ سلسلہ احمدیہ میں اختلاف کی اصل صرف مسئلہ تکفیر مسلمین ہی تھی۔ چنانچہ اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے مضمون "ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے اعتراضات کے جواب" مندرجہ "الفضل" ۵ مئی ۱۹۳۷ء صفحہ ۵ کالم ۱-۲ میں سے ایک دو حوالے لیکر ان کے حواشی کے جو انہوں نے بحوالہ "پیغام صلح" دیئے ہیں ذیل میں درج کرتا ہوں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسئلہ کفر ہی اختلاف کی اصل ہے:-

اس طرح سے مولوی اللہ دتا صاحب نے وہ عمارت جس کی بنیاد انہوں نے دھوکہ اور فریب پر استوار کی تھی خود اپنے ہاتھ سے منہ کے بل گرا دی۔

"میں میاں صاحب کو اس مسئلہ کفر کے سوا ہر طرح لائق و فائق و متقی و پرہیزگار جانتا ہوں اور اگر وہ اس مسئلہ کو چھوڑ دیں۔ بلکہ جو مذہب حضرت صاحب اور خلیفہ اول کا تھا اس پر قائم ہو جائیں تو ان کو خلیفہ مان لینے میں کسی بھی اختلاف کی ضرورت نہیں۔"

(پیغام صلح ۱۲ مارچ ۱۹۱۴ء بحوالہ "الفضل" ۵ مئی ۱۹۳۷ء)

اس پر مولوی اللہ دتا صاحب اپنی طرف سے یوں حاشیہ آرائی کرتے ہیں:-

"ہر سہ اقتباسات (میں نے اختصار کی وجہ سے دو حوالے نقل نہیں کئے۔ ناقل) صاف صاف بتا رہے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی صانہ اللہ تعالیٰ کی خلافت حقہ تسلیم کرنے میں غیر مبائعین کی انانیت اور نفس پرستی کے علاوہ اگر کوئی چیز روک بنائی جاتی تھی تو وہ صرف مسئلہ تکفیر تھا۔ آج ڈاکٹر صاحب غلط بیانی کر کے جلے دل کے پھپھولے پھوڑتے رہیں اور ناواقفوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کرتے جائیں۔ لیکن وہ مندرجہ بالا اقتباسات کے علاوہ اس واضح حوالہ کو کس طرح چھپا سکینگے۔ "تجویز ہوا کہ صاحبزادہ صاحب کو اگر وہ مسئلہ کفر پر زور نہ دیں امیر مان لیا جائے لیکن سلسلہ کی مطاع انجمن ہی ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود کا فیصلہ ہے۔ ہاں جن کا انشراح صدر ہو وہ بیعت بھی کر لیں لیکن ہر احمدی پر بیعت لازمی نہ ہو۔"

(پیغام صلح ۵ اپریل ۱۹۱۴ء بحوالہ "الفضل" ۵ مئی ۱۹۳۷ء)

اس جگہ مولوی اللہ دتا صاحب نے صاف صاف کھلے الفاظ میں تسلیم کرلیا ہے کہ غیر مبائعین کی انانیت اور نفس پرستی کے علاوہ اگر کوئی چیز روک بنائی جاتی تھی تو وہ صرف مسئلہ تکفیر تھا۔ گو یہاں بھی مولوی صاحب نے اپنی عادت مستمرہ کے مطابق صداقت کو "بنائی جاتی تھی" کے الفاظ میں چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ صرف بنائی ہی نہیں جاتی تھی بلکہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت تھی کہ صرف تکفیر مسلمین کا مسئلہ ہی جماعت میں اصل مابہ النزاع تھا اور اسی کی وجہ سے اختلاف ہوا۔ بات تو بالکل صاف تھی۔ جب ایک جماعت علی الاعلان اخبار میں یہ بات شائع کرتی ہے کہ ہم میں اور جناب میاں صاحب میں تکفیر مسلمین کے مسئلہ میں اختلاف ہے۔ لہذا ہم ان سے علیحدہ ہوتے ہیں اور دوسری طرف سے جناب میاں صاحب اس کی تردید نہیں کرواتے اور نہ ہی یہ کہا جاتا ہے کہ تکفیر کا مسئلہ باعث اختلاف نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا مسئلہ باعث اختلاف ہے۔ جو اقتباسات بحوالہ اخبار "پیغام صلح" مولوی اللہ دتا صاحب نے دیئے ہیں اور جن کا اوپر ذکر آچکا ہے وہ علی الترتیب حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم کی وفات کے ۱۱ دن اور قریباً ایک ماہ بعد کے ہیں۔ اگر اس کے بعد کسی وقت حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یہ کہا ہو کہ آؤ نبوت کے مسئلہ پر بحث کرلو تو اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ سلسلہ میں اصل اختلاف کی وجہ مسئلہ تکفیر مسلمین نہیں ہے۔

کیا ہی اچھا ہوتا اگر مولوی اللہ دتا صاحب اور دیگر بازوئے قادیانی دوست جناب خلیفہ صاحب کو ان ہر دو مسائل یعنی تکفیر مسلمین اور نبوت مسیح موعود پر حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ بحث کرنے پر

(باقی صفحہ پر ۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی عقیدت و جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قلم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵　　یوم دوشنبہ ۱۱۔ ربیع الثانی ۱۳۵۶ ہجری　　نمبر ۳۹

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے کا مفہوم

اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائیگا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے۔ ہر طرف سے موت اس کو درپیش ہے۔ اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہیگی۔

۲۱

کسی کام کی کامیابی کا انحصار یقین پر ہے جس قدر یقین کسی شخص کو اپنے کام کے متعلق ہوتا ہے۔ اس درجہ کامیابی اسے نصیب ہوتی ہے خدا کے قائم کردہ سلسلوں کو دیکھ جاؤ۔ انبیاء کی زندگیوں کا مطالعہ کر جاؤ۔ ایک شخص اٹھتا ہے اپنے زمانہ کے لوگوں کو مفاسد کا شکار پاتا ہے۔ قوم کو شرک، فتنہ و فساد، ظلم و ستم کی آگ میں گرا ہوا دیکھتا ہے اور تمام لوگوں کے احساسات و جذبات سے بے نیاز ہو کر انہیں رحمت الٰہی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ قوم کا بچہ بچہ استہزا و تمسخر۔ گالی گلوچ مارپیٹ غرضیکہ تمام قسم کے تکلیف دہ ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اس کی تخریب پر کربستہ نظر آتا ہے۔ مگر اس کی پیشانی پر بل نہیں پڑتا۔ گھبراہٹ پیدا نہیں ہوتی قدم نہیں ڈگمگاتا اور حوصلہ پست نہیں ہوتا اور مسلسل ناکامیوں اور اذیتوں کے باوجود اس کا قدم آگے ہی بڑھتا ہے سبب کیا ہے؟ وہی یقین کامل جو اسے اپنی کامرانی پر ہے اسے اس بات کا کامل یقین ہوتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں۔ میرے کام کا سرچشمہ وہ ذات عزوجل ہے جس کی سچائی اور وعدہ وفائی میں رائی بھر بھی شک نہیں آخر وہ کیا چیز تھی جس نے نبی کریم صلعم کو باوجودیکہ یگانے بیلوتی کر رہے تھے۔ اپنے دشمن ہو چکے تھے۔ تکالیف کی شدت ہو چکی تھی یہ کہنے کی قوت بخشی کہ اگر آفتاب میرے دائیں ہاتھ اور مہتاب بائیں ہاتھ پر لا کر رکھ دیا جائے میں اپنے مقصد سے نہیں رکونگا۔ یہ یقین تھا اپنی سچائی۔ نصرت الٰہی اور کامیابی پر۔ مادی دنیا میں بھی جن لوگوں نے قوموں کی تقدیریں ملیٹ دیں یا پلٹ رہے ہیں ان کے ماتحت یہی روح کارفرما رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس بلند جذبہ کے ماتحت دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کے معاندین نے آپ کی ذلت و بربادی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر الہامات الٰہی نے جو کامیابی کے منظر آپ کو دکھائے تھے اور وعدہ آپ کو دیئے تھے ان کی روشنی میں بڑے بڑے پہاڑ آپ کی نظروں میں ہیچ تھے۔ فرمایا

"اے نادان قوم یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے تم خدا سے مت لڑو۔ تم اسے نابود نہیں کر سکتے۔ اس کا ہمیشہ بول بالا ہے۔ اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔ اس سلسلہ کو بے قدری سے مت دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کیلئے پیدا ہوا۔ اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا۔ کہ اب تک اس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ملتا۔ سو اپنی مخالفت کے کاروبار پر نظر ثانی کرو۔ کم سے کم یہ تو سوچو کہ شاید غلطی ہو گئی ہو اور شاید یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو" (اربعین ۴)

"مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کیلئے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل بنا کر ان کے منہ پر ماریگا" (ضمیمہ اربعین ۴)

آپ اندازہ کیجئے کہ جس شخص کو اپنی سچائی، راست روی اور کامیابی پر اس قدر بے پناہ یقین ہو دنیا کی کوئی طاقت اس کو مرعوب کر سکتی ہے۔ یا اس کے مقابل پر ٹھہر سکتی ہے ہرگز نہیں لیکن ایک بات یاد رکھئے کہ ماموران الٰہی اس لئے آتے ہیں کہ وہی یقین جو ان کے قلوب میں ہے اپنے متبعین کے قلوب میں بھی نقش کر دیں۔ ان کے کام ہمیشہ کیلئے ہوتے ہیں اور چونکہ انہوں نے خود مادی جسم کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہنا ہوتا۔ اس لئے وہ اپنے پیچھے ایک گروہ چھوڑ جاتے ہیں جن کی ایمانی کیفیت بھی متبوع کے ہم رنگ ہو۔ صحابہ کرام کی زندگیاں اس کا زندہ ثبوت ہیں اور جو کامیابیاں انہیں حاصل ہوئیں وہ ان کے ایقان پر دلیل ظاہر ہیں۔

وہ انسان جس کو اپنی بلندی و عروج کا یقین نہ ہو اس کی نگاہیں بار بار انسانوں کی طرف اٹھتی ہیں۔ وہ اپنی امیدوں کو لوگوں سے وابستہ سمجھتا ہے اس کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ فلاں شخص ناراض نہ ہو جائے اور اس کی خوشامد و چاپلوسی میں وہ ایمان کے گم ہو جانے کی بھی پروا نہیں کرتا لیکن یقین کامل ہر ماسوا اللہ کو ٹھکراتا ہے اور اس کی امید و بیم محض خدا کی ہستی سے متعلق ہوتی ہے اس لئے حضرت صاحب کے ماننے کے مفہوم میں پہلا امر یہی ہے کہ آپ کے مشن کی صداقت اور کامیابی پر ایسا ہی ایمان و یقین ہو جیسا کہ خدا کی ہستی پر ہے۔

آپ کے ماننے کے مفہوم میں دوسری بات جو آتی ہے وہ ہے آپ کی اطاعت، آپ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا اور اپنے آپ کو اس افضل انسان ہستی کے احکام کے ماتحت کر دینا کسی شخص کی اطاعت کا جذبہ اس وقت دل میں موجزن ہوتا ہے۔ جب کہ اس کے مقام کی عظمت کا احساس ہو۔ اگر ہمارے دلوں میں حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال ہو کہ وہ ایک مولوی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جن کا ماننا یا نہ ماننا برابر ہے تو پھر ان سے عقیدت کہاں؟ اور ان کے احکام کی وقعت کہاں؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ تکمیل شریعت نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔ مگر اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ معرفت الٰہی کا راستہ بھی مسدود ہو گیا۔ حضرت صاحب نے تحریر کیا ہے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے بڑھ کر ہوتی ہے اور ولایت یعنی معرفت الٰہی کا دروازہ بدستور کھلا ہوا ہے۔ گویا کہ امت محمدیہ کے ولی بھی اسی طرح خداشناسی کی نعمت سے متمتع ہوتے ہیں جس طرح پہلے زمانہ کے نبی، اور ولی۔ گویا کہ مقام معرفت الٰہی میں ولی نبی سے کم نہیں ہوتا۔ اگر فرق کہیں ہے تو کام کی نوعیت میں جو کہ یقیناً باعث فضل و بزرگی ہے۔ اس امت میں انبیاء کے قائم مقام محدث ہیں جن میں وہ تمام استعداد دین موجود ہوتی ہیں جو کہ ایک نبی میں ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کے مقام کو تحقیر کی نگاہ سے دیکھنا سلب ایمان کا موجب ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا مقام امت محمدیہ میں بہت ہی بلند ہے۔ اللہ تعالے نے آپ کو موجودہ زمانے کے لئے روشنی اور نور ہدایت دیکر بھیجا۔ زمانہ کے تمام نشیب و فراز سے آگاہ کیا۔ اور مفاسد کی اصلاح کے لئے قرآن کریم کے اس فہم سے بہرہ ور فرمایا جو کہ اس زمانہ کے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہے۔ آپ کی نگاہیں عروج و زوال کے تمام پہلوؤں پر تھیں۔ اس لئے آج اگر کامیابی کا کوئی راستہ ہے تو محض آپ کی اتباع اور آپ کے تجویز کردہ راستے کی پیروی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے۔ جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے وہ ضرور اس سے روشنی لیگا۔ لیکن جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے۔ وہ ظلمت میں ڈالدیا جائیگا" (فتح اسلام)

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں۔ عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں" (اربعین ۳)

اور حقیقت تو یہ ہے کہ حقیقی میل اطاعت ہی سے لگتا ہے۔ عملی

اقرار سے کچھ نہیں بنتا۔ احمدیت کلیسیہ کامیابی ہے۔ اس کا غلبہ مقدر ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ مگر یہ بات انہی کو نصیب ہوگی جن کی گردنیں اس کے استانہ پر جھکی ہوں۔ جو رضائے الٰہی کی خاطر مامور وقت کی اطاعت کا دم بھرتے ہیں۔ اور اس کی خاطر تمام تعلقات دنیوی و علائق ادی کی زنجیروں کو توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ بعض لوگ اس خیال کے ہوتے ہیں اور ہیں۔ کہ جو یہ کہتے ہیں جب ہم احمدی ہو چکے ہیں۔ تو پھر کیوں خدائی وعدے ہمارے ساتھ پورے نہیں ہوتے۔ ایسے لوگ فریب نفس کا شکار ہیں۔ وہ ہرگز احمدی نہیں۔ زبانی اقرار ان کو جماعت میں تو شامل کر لیتا ہے مگر درحقیقت وہ خدا کے نزدیک سلسلہ احمدیہ سے کٹ چکے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ جس شخص سے بیعت لی جائے۔ اگر وہ ان امور پر گامزن نہ ہو جن کا اس نے اقرار کیا ہو۔ تو اس کو جماعت سے خارج سمجھا جائے کیونکہ اوّل تو خدا تعالیٰ کی نگاہ کثرت و قلت پر نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی کثرت و قلت کلید فتح و شکست ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسے لوگ بجائے فائدہ کے ضرر رساں ہوتے ہیں۔ اور ان کے بانی سلسلہ سعید روحوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہوتے ہیں۔ ورسلسلہ الٰہی کے لئے عام کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ لیکن چونکہ جب تک وہ احمدیت کا اقرار کرتے ہیں۔ کوئی شخص انہیں اس امر سے روک نہیں سکتا۔ لہٰذا وہ اور دیگر دوست یاد رکھیں کہ ایسے اشخاص کا سلسلہ احمدیہ کے ساتھ کوئی حقیقی تعلق نہیں ہوتا۔ اور ان مواعید الٰہی سے وہ محروم رہیں گے جو حضرت مسیح موعود کے سچے متبعین کے لئے مقدر ہیں۔ اور اس کے متعلق خود حضرت صاحب کا ارشاد ہے۔

(۱) "خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہو۔ اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔" (تذکرۃ الشہادتین)

(۲) "میں اس جگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہیں وہ سب کے سب ابھی اس بات کے لائق نہیں کہ میں ان کی نسبت کوئی عمدہ رائے ظاہر کر سکوں۔ بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں جن کو میرا خداوند جو میرا متولی ہے مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ اوّل ان میں دلسوزی اور اخلاص بھی تھا مگر اب ان پر سخت قبض وارد ہے۔ اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی۔ بلکہ صرف بلعم کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں۔ اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ منہ سے نکال کر پیروں کے نیچے ڈال دیئے جائیں۔ وہ تھک گئے اور درماندہ ہوگئے۔ اور نابکار دنیا نے اپنے دام تزویر کے نیچے انہیں دبا لیا۔ سو میں سچ سچ انہیں کہتا ہوں کہ وہ عنقریب مجھ سے کاٹ دیئے جائیں گے بجز اس شخص کے کہ خدا تعالیٰ کا فضل نئے سرے سے اس کا ہاتھ پکڑ لیوے۔ ایسے بہت ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے مجھے دیا اور وہ میرے درخت کی سرسبز شاخیں ہیں۔" (فتح اسلام صفحہ ۳۳) باقی آئندہ

دستکاری اور تبلیغ دین!

ہندوستان کی تاریخ میں مذکور ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان والے پنجاب پر حملہ کیا تو جے پال نے تمام قوم سے امداد کیلئے اپیل کی۔ اس قومی جنگ میں جو حصہ خواتین نے لیا وہ سنہری حروف میں لکھا جانے کے قابل ہے۔ انہوں نے نہ صرف اپنے اعزہ کو دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ کیا بلکہ سلمان جنگ کی تیاری کیلئے اپنے زیورات اور دیگر دولت تک جے پال کے قدموں میں لا ڈالی۔ بیا و راسی قسم کے بہت سے واقعات تاریخ کی ورق گردانی سے ملتے ہیں۔ اور یہ قربانی اس قوم کی خواتین سے وقوع پذیر ہوئی ہے جن کی نگاہیں اس چند روزہ زندگی تک محدود رہیں۔

جماعت احمدیہ لاہور کو اس بات کا شرف حاصل ہے۔ کہ اس کی خواتین ایثار اور قربانی میں دیگر خواتین سے بڑھ کر ہیں اور اگر آج مستورات میں زیورات تک قربان کر دینے کا نمونہ کوئی قوم پیش کر سکتی ہے۔ تو وہ ہم ہیں لیکن قوم کی بہتر ترقی مستقل اور مسلسل جد و جہد و قربانی کی محتاج ہے۔ اس جنگ میں سستی کا لفظ ہی نہیں۔ خواتین نے اپنے شوق سے اپنے ذمہ خدمت دین کا کام لیا ہوا ہے جس سے دوسری عورتیں محروم ہیں لیکن موجودہ رفتار ہمارے بلند مقاصد کے لحاظ سے قابل فخر نہیں۔

علاوہ اس دیگر امداد کے جو کہ خواتین نقدی کی شکل میں کرتی ہیں وہ ہر سال دستکاری کے ذریعہ بھی بہت تقویت پہنچاتی ہیں لیکن اس کام کی اہمیت پیش نظر نہیں آتی جبکہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اقرار سے پیدا ہونی لازمی امر ہے خواتین سلسلہ سلیقوں پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ آیا وہ اس دینی کام کو اسی شوق و توجہ اور محنت سے تیار کرتی ہے جس سے کہ خانگی اشیاء کو۔ جواب نفی میں ہوگا۔ ہوتا کیا ہے کہ سارا سال تو خاموشی ہوتی ہے کہ گویا ہم دینی کام سے سبکدوش ہو چکی ہیں پھر جلسہ کے قریب اپیلیں دی جاتی ہیں۔ تو کچھ ہوش آتی ہے۔ اس وقت ایک دم سامان خریدنے پر زیادہ رقم صرف ہوتی نظر آتی ہے۔ تو طبیعت گھبراتی ہے اور کام کم تیار ہوتا ہے۔ اور جو ہوتا ہے وہ نہایت ہی ردی حالت میں کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس کام کو اپنی ضروریات کی اشیاء سے بڑھ کر کوشش سے کیا جاتا۔

عزیز بہنو! خدا کے راستہ میں وہ چیز قربان کرو جو تمہیں پیاری ہو جس طرح خدا سب باتوں پر مقدم ہے۔ اسی طرح اس کی رضا بھی مقدم ہے۔ سوچو۔ پھر سوچو اور بار بار سوچو۔ کہ آیا آپ خدا کی فرمانبرداری اور اس کے دین کی خدمت کا حق ادا کر رہی ہیں۔ آپ کے دل میں یقیناً خیال پیدا ہو چکا ہے۔ لیکن اس کا نمونہ کام سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ کمر ہمت باندھو۔ اپنے عمل سے بتا دو کہ ایک احمدی خاتون دین کی خادم۔ اسلام کی فرمانبردار اور قربانی کی دیوی ہے۔ اور سال میں لمحہ بھر وہ اپنے بلند نصب العین سے غافل نہیں ہونے پاتی۔

ہندو قوم کی ذہنیت

ہندو قوم ابتداء سے تلی ہوئی ہے۔ کہ تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے مسلمانوں کو بدنام کیا جائے۔ ان کے متعلق ہندوؤں کے بچے بچے میں نفرت کے جذبات بچپن ہی سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور اس کا طریق یہ ہے۔ کہ اپنی قوم میں اس کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ کہ مسلمان وحشی ہیں۔ لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ اور مثال کے طور پر راجپال، شردھانند وغیرہ کے نام پیش کرتے ہیں۔

اس حد تک تو ہم ہندوؤں کے ساتھ ہیں کہ ان اشخاص کے قتل کرنے والے مسلمان تھے مگر ہندو اس بات کے متعلق خاموش ہیں کہ ان کے قتل کی کیا وجہ تھی۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہندوؤں میں ایک گروہ ایسے مفسدین کا پیدا ہو چکا ہے جن کا کام پیغمبر اسلام صلعم کی ذات ستودہ صفات پر بے جا حملے کرنا دشنام دہی اور بہتان طرازی ہے۔ یہ کام ایسا ہے کہ ایک مسلمان کو نبی کریم صلعم کی ذات جان، مال اور غرضیکہ دنیا کی ہر چیز سے عزیز ہے۔ وہ ہر بات کو برداشت کر لیتا ہے۔ مگر اپنے بزرگ و برتر ہستی کی شان میں گستاخی اس کی روح کو بے چین کر دیتی ہے جس کا نتیجہ ظاہر ہے

لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہندو نتیجہ کو دیکھتے ہیں سبب کو نہیں دیکھتے۔ اس تمام بات کا محرک وہ ہندو گستاخ اور خبیث انسان ہوتا ہے۔ جو محض فتنہ پردازی اور قوم کی جیبوں سے چند پیسے نکالنے کی خاطر کروڑ ہا انسانوں کے منسوب کو مجروح کرتا ہے۔ ایک امن پسند قوم کا فرض ہے۔ کہ نہ صرف ایسے شخص کی مذمت کرے بلکہ اسے جماعت سے خارج کر دے لیکن ہندو قوم اس کے برعکس ایسے کمینہ فطرت انسان کی پیٹھ ٹھونکتی ہے مسلمان پر وحشی کا الزام ہندوؤں کی عقل و خرد کے دیوالے کے مترادف ہے۔ اگر مسلمان وحشی ہوتا۔ تو وہ ہرگز پرمیشر کو کیوں قتل نہ کر دیتا جنکی آج صدیوں سے ہندو ایسے مقامات پر آباد ہیں۔ جہاں خالص مسلمان حکومت ہے انکی تعداد بھی آٹے میں نمک کے برابر ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان محض اس شخص پر ہاتھ اٹھاتا ہے جو کروڑ ہا انسانوں کے دل دکھاتا ہے۔

ہمیں یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ قانون کی امداد کیوں نہیں لی جاتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ کسی انسان کو قتل نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر موجودہ قانون اس قدر نرم ہے کہ وہ مجرم کو اس کے جرم کے مطابق سزا دینے سے قاصر ہے لیکن ہم ہندوؤں سے کہتا ہوں کہ وہ ہمیں عدالت کا راستہ بتانے کی بجائے وہ طریق کیوں نہ اختیار کریں۔ جو ان واقعات کو ظہور پذیر ہونے سے روک دے اور وہ یہ کہ ہندو مسلمانوں کے بزرگوں کی شان میں گستاخی کے رویہ کو ترک کر دیں۔ آخر اس کے بغیر بھی تو وہ زندہ رہ سکتے ہیں۔ اور کروڑ ہا انسانوں کے دلوں کو رنجیدہ کرنے کی بجائے اپنے ہاتھوں میں لے سکتے ہیں۔ مسلمان تو عقیدۃً تمام اقوام کے بزرگوں کی تعظیم کرنے پر مجبور ہے۔ اس لئے تمام تر ذمہ داری ہمسایہ قوم پر ہی ہے جسے چاہیئے کہ آج سے تقریر و تحریر میں بزرگان اسلام کی توہین کو چھوڑ دیں۔ اور اتحاد پیدا کر کے دشمن ملک کے ہاتھوں کو توڑ دیں۔

(بقیہ صفحہ ۳)

آمادہ کرتے اور اس طرح پر ہر دو فریق کے لیڈروں کے درمیان جو بحث ہوتی وہ ایک فیصلہ کن بحث ہوتی۔ "الفضل" کا مطالعہ کرنے والے حضرات سے یہ امر مخفی نہیں ہوگا کہ کس شد و مد کے ساتھ مولوی اللہ دتا صاحب نے جناب خلیفہ صاحب کی نمائندگی کرتے ہوئے مسئلہ تکفیر مسلمین کو علیحدہ موضوع قرار دے کر بحث کرنے سے گریز کیا۔ ہم نے یہ سمجھا کہ اب قادیانی جماعت اس مسئلہ کو الگ موضوع قرار دے کر بحث کرنا قطعی چھوڑ دے گی۔ کیونکہ اس میں وہ اپنی کمزوری اچھی طرح سے محسوس کرتی ہے لیکن ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی اور انجمن احمدیہ راولپنڈی (فریق قادیان) کے درمیان عنقریب انہی دو مسئلوں پر دو اور مسائل کے علاوہ علیحدہ علیحدہ موضوع رکھ کر بحث ہوگی۔ اور اس بحث کی منظوری دینے والے بھی جناب خلیفہ صاحب ہی ہیں جن کے مشیر اعلیٰ اس کام میں ضرور مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری ہی ہوں گے۔ بلکہ یہ بھی معتبر قادیانی حضرات سے معلوم ہوا ہے کہ اس بحث میں رئیس المناظر جناب مولوی اللہ دتا صاحب ہی ہوں گے۔ کم از کم ہمیں جناب خلیفہ صاحب اور ان کے مشیر مولوی اللہ دتا صاحب کے اس بے اصولاپن کی سمجھ نہیں آئی کہ مذکورہ بالا دونوں مسئلوں پر بحث حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب اور جناب خلیفہ صاحب کے درمیان کیوں نہیں ہو سکتی اور راولپنڈی کی دونوں جماعتوں کے درمیان کس طرح ہو سکتی ہے؟

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

کیا ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ جناب خلیفہ صاحب اور ان کے مشیر خاص مولوی اللہ دتا صاحب اس بے اصولاپن اور دو رنگی کی وجہ بیان فرما کر ہمیں ممنون فرمائیں گے۔

عورت کی اصلاح میں مرد کی ذمہ داری

ایک احمدی خاتون کے قلب کی صدا

جب بھی میرے دل میں اپنی بہنوں کی اصلاح کا خیال آتا ہے مردوں کی طرف سے دل میں شکوہ اور افسوس پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ وہی عورت کی ذہنی اور دنیاوی ترقی اور تنزل کے ذمہ دار ہیں اور انہی کی مجرمانہ غفلت کی وجہ سے قوم کی مستورات اس قدر خرابیوں کا مرقع نظر آتی ہیں۔ عجیب شکایت ہوتی ہے کہ ہماری عورتیں ہمارا ساتھ نہیں دیتیں۔ وہ اولاد کی تربیت درست طریق پر نہیں کرتیں۔ قوم کا مستقبل شاندار نظر آئے تو کیونکر؟ مگر کبھی کسی میرے بھائیوں نے یہ بھی غور کیا ہے کہ ان کے گھروں کی موجودہ ناگفتہ بہ حالت کی وجہ کیا ہے؟ یونہی سر سے بلا ٹالنے کی کوشش کرنا یا خواہ مخواہ عورتوں کو مجرم قرار دے کر اپنی بریت کر لینا قابل قبول نہیں۔ مرد کو جو ایک بادشاہ کی حیثیت گھر کی سلطنت میں دی گئی ہے تو ضروری ہے کہ اس کی مملکت میں جو خرابی واقع ہو۔ اس کا ذمہ دار اسی بادشاہ کو گردانا جائے اور مرد کا فرض ٹھہرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح ان خرابیوں کو اپنے گھر سے دور کرے۔

عورت فطرتاً مرد کی متبع ہوتی ہے

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ گھر کے اندر سب شعبے عورت کے ماتحت ہوتے ہیں اور کم و بیش وہی اندرونی سب کام سرانجام دیتی ہے۔ اس لئے خرابیوں کی ذمہ داری بھی اسے ہی کیوں نہ سمجھا جائے۔ اگرچہ بظاہر یہ بات کسی حد تک درست ہے۔ مگر اس سے بھی انکار ممکن نہیں کہ خدا نے عورت کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ دنیا کے ہر کام میں مرد کی پسند کو مدنظر رکھے اور اسی کی مرضی کے مطابق سب کام انجام دے۔ یہ کوئی کہنے کی بات نہیں دنیا کا مشاہدہ اس حقیقت کا موید ہے۔ میں نے تو بہت دیکھا ہے کہ عورت کے اکثر و بیشتر اعمال مرد کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہوتے ہیں۔ سوائے ان فطری خواص کے نتائج کے جنہیں یکسر بدل دینا ممکن نہ ہو۔ شادی کے بعد لڑکی کے اعمال اور خیالات میں بعض اوقات زمین آسمان کا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی شادی سے قبل وہ کسی اور شخصیت کی مالک ہوتی ہے مگر بعد میں بالکل تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس کا سبب بھی یقیناً شوہر کے خیالات سے اثر پذیر ہونا ہے ہر زمانے میں مائیں لڑکیوں کی تربیت میں یہ بات ملحوظ رکھتی ہیں کہ اس وقت کے مردوں کے رجحانات کیا ہیں؟ کن عادات اور خیالات کی مالک ہو کر ان کی لڑکیاں شوہروں سے عزت حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ تو یقینی امر ہے کہ شادی کے بعد صرف وہی لڑکی سوسائٹی میں معزز سمجھی جاتی ہے جو شوہر کی نگاہوں میں قابل تعریف صفات کی مالک ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بعض ذمت والدین اپنی لڑکیوں کو اپنے خیالات کے خلاف بعض چیزوں کی تعلیم دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس زمانے میں سینکڑوں گھرانے ہیں جہاں لڑکیوں کو فیشن پرست اور اپ ٹو ڈیٹ بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ ماں باپ اور دیگر رشتہ دار پرانی وضع اور پرانے خیالات کے مالک ہوتے ہیں۔ اکثر کہتے سنا ہے کہ "کیا کریں کمبخت زمانے کے لڑکے انہیں باتوں کو چاہتے ہیں۔ آخر بیٹیاں بٹھا رکھنے کی چیز نہیں۔ ان کے نکاح جو بنانے ہوتے تھے جو انداز لڑکیوں کا برادری کی مستورات کے سامنے آنا بھی زیادہ پسند نہ کرتے تھے۔ آج اپنی بیٹیوں کی تصاویر اتروا کر رشتوں کے سلسلے میں لوگوں کو دکھانے پر مجبور نظر آتے ہیں۔ آخر یہ سب کس لئے؟ صرف اس واسطے کہ آج زمانے کے مرد اس بات کو چاہتے ہیں یا کچھ اور بھی۔

یورپ کی خواتین کی موجودہ روش

یورپ کی عورت اس قدر بیباک آزاد اور نڈر نظر آتی ہے آخر کیوں؟ کیا ابتدائے آفرینش سے وہ ایسی ہی تھی؟ ہرگز نہیں؟ اسے تربیت دی گئی۔ اسے مردوں کے دوش بدوش پھرنا سکھایا گیا۔ اگر آج ہی وہاں کے مرد اس کے خلاف چاہنے لگیں، تو ایک حیرت انگیز سرعت کے ساتھ یہاں یہ نقشہ بدلتا نظر آئے گا۔ جرمنی ہی میں دیکھئے۔ اب سے کچھ عرصہ پہلے عورت کار دبار لئے ہوئے تھی۔ دفاتر اور دکانوں غرض ہر جگہ نظر آتی تھی۔ مگر کسی ایک آواز نے اسے یکدم غائب ہو جانے پر مجبور کر دیا؟ کیا بات تھی کہ وہ آن کی آن میں بازاروں، دفتروں اور دکانوں سے بھاگ کر پھر گھر کی چار دیواری کی رونق بن گئی۔ پھر ایک دفعہ اس نے مان لیا کہ بچے پالنا گھرداری اور شوہر کی خوشنودی اور خدمت ہی میرے فرائض ہیں اس لئے کہ مرد نے چاہا اور اسے مجبور کیا۔

طرز معاشرت، بول چال، تربیت اولاد، اقتصادی حالت، پردہ، تعلیم، ادب نوازی، غرض جو چیز جس ملک میں جس وقت رائج ہوتی ہے یا جو معیار حاصل کرتی ہے وہ صرف مرد کے رجحان اس کے خیالات اور مطالبے پر مبنی ہوتی ہے۔ سوائے بعض استثناء کے بہت ہی شاذ ایسی عورتیں ملیں گی جن کی ذہنیت یہ نہ ہو کہ جس طرز کا شوہر مطالبہ کریں نہیں بلکہ جس چیز کو وہ پسند کریں۔ استثنا اختیار نہ کیا جائے یہ ایک قدرتی بات ہے جسے خدا نے بدرجہ اتم عورت کی طبیعت میں رکھا ہے۔ پھر بتائیے کہ عورت کی اصلاح یا اس کی غلط راہ روی میں مرد کا کس قدر دخل ہے؟

میرے ذاتی مشاہدات

میں نے اپنے ہی خاندان میں ایک نہیں کئی بہنوں کو دیکھا ہے۔ شادی سے پہلے پردہ میں وہ کہ مذہب و دنیا کو ایک ساتھ رکھ کر پرورش پائی۔ مگر خوش قسمتی سے شوہر ایسے ملے کہ پردہ وغیرہ اتروا کر چار دن میں اچھی خاصی ایشیائی باوقار خاتون کو زمانہ حاضرہ کی طرح بناؤ سنگھار دکھاتی پھرنے والی ایک معمولی عورت بنا کر رکھ دیا۔ نافرمانی کا خیال تباہی کا تصور سامنے لاتا ہے۔ خدا اور رسول کا حکم کہ شوہر کی فرمانبردار رہیں اور کہ شوہر پرستی عذاب ہے پیش نظر ہے وہ بھی شوہروں کو سردار جان کر خاموش ہیں۔ مگر ان کی معاشرت اور عادات میں جو چیز خلاف شریعت داخل ہو گئی ہے اس کے ذمہ دار خود مرد ہیں۔

ایک بہن کی لیاقت کا خون

ایک چیز پر موقوف نہیں۔ میں نے تو مختلف حالات میں ہر ایک بات پر اس کا اثر دیکھا ہے۔ ایک بہن کو میں جانتی ہوں جن میں نہایت علم دوست تھیں اور اگر ان کی اس علمی استعداد کو شادی کے بعد بڑھایا جاتا تو یقیناً وہ قوم کے لئے نہایت مفید ادب مہیا کرتیں۔ مگر ان کی شادی ایسے گھرانے میں ہوئی۔ جہاں اس چیز کو زیادہ وقعت حاصل نہ تھی۔ وہاں بدن کے لئے لباس، جہیز اور گھر کی آرائش میں مصروف رہنا مقصد زندگی سمجھا گیا تھا۔ شادی کے بعد ان سے بھی یہی توقع کی گئی۔ اس مشکل میں انہوں نے شوہر کی رضامندی کو مقدم سمجھا۔ مگر وہاں بھی یہی نظر آیا۔ خاندان کے احوال نے ان کی طبیعت میں یہ بات بدرجہ اتم پیدا کر دی تھی کہ بیوی کا نہیں بلکہ ہر عورت کا فرض ہے کہ اپنے تئیں ہر وقت جاذب نظر بنائے رکھے اور گھر کی آرائشات اور ساز و سامان عشرت سے مزین ہو۔ اس تضاد خیالات سے ان کا دل بہت گرتا اور ان ناموافق حالات میں بھی انہوں نے تعلیم جاری رکھنے کی کوشش کی۔ مگر یہ ایل ملنڈ بیل نہ چڑھتی دیکھ کر آخر چھوڑنا پڑا اور بعد انہوں نے مجھے بتایا کہ کئی مرتبہ ان کے قابل استاد نے ان کے شوہر سے کہا تھا کہ آپ اپنی بیوی کی قابلیت کو کبھی برباد نہ کریں۔ اگر موقع دیا جائے تو یہ ایک دن دنیائے ادب میں بہا مباہات ہستی مانی جائیں گی۔ مگر نہیں وہاں وہی ہوا جو شوہر کا خیال اور منشا تھا۔

مردوں کی غفلت کا نتیجہ

کچھ عرصہ ہوا۔ میرے پڑوس میں ایک پرانی وضع کا خاندان رہتا تھا۔ میری مستورات سے ملاقات تھی۔ ان کی ایک نوعمر بچی میرے ساتھ باتوں باتوں میں اکثر اپنی اس خواہش کا ذکر کرتی جو اسے حصول تعلیم کے لئے تھی۔ میں محسوس کرتی کہ وہ اس سے آگے بھی کچھ کہنا چاہتی ہے۔ ایک دن میں نے اس خیال سے کہ اسے اپنے دل کی بات کہہ ڈالنے کا موقع مل جائے۔ پوچھا کہ آپ کو اس قدر شوق ہے تو آپ تعلیم کیوں حاصل نہیں کرتیں۔ اس سے جو اس کے دل پر اثر ہوا۔ وہ مجھے اس وقت تو بہت ہی درد انگیز معلوم ہوا۔ وہ تعلیم کے لئے ترستی تھی۔ بے حد شوق تھا کہ اسے لکھنا اور پڑھنا آ جائے۔ مگر باپ اور بھائی کی شدید مخالفت تھی۔ اس کے بعد جب بھی میں اسے ملتی۔ مجھے ایک گہرا احساس ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک پیاسے کو پانی کے بغیر زندہ رکھا جا رہا ہے مگر مرد کو یہی منظور تھا۔

اقتصادی بدحالی کا عورتوں پر بے جا الزام

ایک نہیں کئی بہنوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی اقتصادی حالت کو زمانہ کی سب جاذبیت سے الگ رہ کر درست رکھنا چاہتی ہیں اس بیکاری کے زمانہ میں متوسط درجہ کے لوگوں کے لئے کس قدر خوشی سے قبول کرنے کی چیز ہے اور یہ اختیار کرنے والی خواتین اپنی عالی حوصلگی اور وسعت نظر کے باعث کیا لائق صد مبارکباد نہیں ہیں؟ مگر میں نے شوہروں کو دیکھا ہے کہ وہ انہیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ کوٹھیوں میں رہیں، سینما دیکھیں، چار چار ملازم ہر وقت رکھیں۔ ظاہری عزت گھر کی آرائش کو قائم رکھیں خاتون خانہ بننے کی بجائے سبھا کی پریاں نظر آئیں۔ اعتقادات کی مٹی پلید کر دیں۔ خدا شکر خورے کو شکر دیتا ہے اور میں حیران رہ جاتی ہوں یہ دیکھ کر کہ وہ ایسی با اصول خواتین شوہروں کے ہاتھوں مقروض نظر آتی ہیں۔ تو انہیں اس آسائش اور سامان دنیوی میں کوئی راحت محسوس نہیں ہوتی۔ انہیں قلبی کوفت بے چین رکھتی ہے اور اگر آج انہیں اختیار دیا جائے تو وہ سب طوق سے بیگانہ ہو کر فوراً اپنی اقتصادی حالت کو سنوار لیں جس پر قوم کی زندگی کا انحصار ہے مگر نہیں ہو وہی رہا ہے جو شوہر چاہتے ہیں۔

ان مثالوں سے میرا یہ مقصد نہیں کہ عورتیں بالکل ہی بے بس اور بے جان ہستی ہیں۔ نہیں عورتوں کے بھی فرائض ہیں ان سے بھی کوتاہی ہوتی ہے اور وہ اپنے فرائض کو نہ سمجھتے ہوئے بعض وقت نہایت خطرناک غلطیوں کی مرتکب ہوتی ہیں۔ عورت کے ہاتھ میں دراصل قوم کی باگ ہوتی ہے۔ مگر چونکہ مرد عورت کی رہنمائی میں غلطی کرتے ہیں اس لئے عورت غلط راہ اختیار کر لیتی ہے جس سے آئندہ قوم کی کئی پشتیں اثر پذیر رہتی ہیں۔ مگر اصل ذمہ داری اس کی مرد پر عائد ہوتی ہے جو ایک ناواقف ہستی کی غلط رہنمائی کرتے ہیں

اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہیئے

اگر اس وقت ہماری جماعت کے مرد عورتوں کی اصلاح کو فرض

اولین جائیں اس میں ساری کوشش صرف کریں۔ انہیں نیک مشاغل میں منہمک رکھیں۔ انہیں سکھائیں اور مجبور کریں کہ وہ قومی ترقی کی جدوجہد میں مصروف نظر آئیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ ایک قلیل عرصے میں ہماری بہنیں اپنا نظریہ نہ تبدیل کر لیں۔ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ مرد خود تو بڑے عابد و زاہد ہوتے ہیں۔ مگر ان کی نگاہ کبھی اس بات پر کم پڑتی ہے کہ ان کے گھروں کی کیا حالت ہے اگر مرد چاہیں تو ہمارے گھروں کا نقشہ نہایت تھوڑے عرصے میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ پھر ہماری نوعمر بچیاں مذہبی مشاغل کی بجائے جسمانی آرائش میں اس درجہ مصروف نظر نہ آئیں گی کہ پیروں کے ناخن تک اس طرح پینٹ کریں کہ جتنے رنگ پیلی میں ہوں اتنے ہی پانچوں ناخنوں پر نظر آئیں۔ یقیناً اس کی وجہ مردوں کی لاپرواہی ہے، پھر ان کا رجحان دین کی طرف ہوگا۔ ان کی گفتگو مجلس۔ ان کی نشست و برخاست مذہبی رنگ لئے ہوگی اور وہ قرون اولیٰ کی پاک ہستیوں سے مشابہ نظر آئیں گی۔ مرد کا اثر اور دباؤ عورت پر کس قدر ہے۔ وہ کس حد تک اس کے دین و دنیا کو سنوارنے اور بگاڑنے کا موجب بنتا ہے۔

صحابیات کا اسوۂ حسنہ

رسول کریم صلعم کے پاس بعض ازواج مطہرات آتی ہیں کہ ہمیں بھی سامان دنیوی سے کچھ دلا یا جائے۔ خدا فرماتا ہے کہ ایسی اپنی بیبیوں سے کہو کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں دنیا کا سامان دے دلا کر رخصت کر دوں ۔۔ اللہ اکبر! کس طرح عورت کی رہنمائی کی جاتی ہے کس طرح اس کی شخصیت کو افضل ترین بنایا ہے۔ کیونکر اسے سکھایا ہے کہ دین کو دنیا پر یوں مقدم رکھتے ہیں اور دنیاوی سامان کی بجائے راحت ابدی اور نعمائے جنت کے خواہاں ہوتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم نے ایک مرتبہ حضرت فاطمۃ الزہرا کے جسم پر سونے کا زیور دیکھا۔ اس قدر عزیز بیٹی تھی۔ اس کی خاطر اور دلجوئی مقصود تھی۔ مگر نیکی کی راہ دکھانے میں دریغ نہ تھا۔ زیور کا استعمال ناپسند فرمایا وہ بھی نیک سرشت بیٹی باپ کے اشارے پر چلنے والی تھیں۔ فوراً زیور کو الگ کر کے غربا اور مساکین پر صرف کر کے روحانیت میں بلند مقام حاصل کیا۔ کیا آج ہماری بھی یہی ذہنیت ہے کیا ہمارے مرد بھی آرائشات سے الگ رہ کر یہی نظریہ قابل عمل بتلاتے ہیں۔

حضرت اسماء نبی کریم صلعم کے گھر تشریف لائیں۔ باوجودیکہ بے حد عزت فرماتے تھے۔ مگر اس وقت چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا۔ اور فرمایا کہ اسماء جوان عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس قدر باریک کپڑا پہنے جس میں سے جسم کی جھلک نظر آئے۔ کیا پھر کسی دیندار عورت کو جرأت ہوئی ہوگی کہ وہ آنحضور کی ناراضگی کا موجب بنے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا نے ایک دن آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ پیارے باپ کام کرتے کرتے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ اور جھاڑو دیتے دیتے کرمال مٹی سے اٹ جاتے ہیں۔ مجھے بھی کوئی لونڈی دلوائی جائے کیا اس وقت آپ کا دل نہ کڑھا ہوگا۔ یا کیا آپ ایک کی بجائے دس لونڈیاں مہیا نہ کر سکتے تھے۔ مگر نہیں تڑپ یہ تھی کہ عزیز بیٹی جیسی ہی سے ایسی شخصیت کی مالک ہو جائے جو آئندہ نسلوں کو ہمیشہ ہمیشہ نیک بختی اور فضیلت کی راہ دکھائے۔ مگر ہمارے گھروں کی کیا حالت ہے؟ کیا ہمارے مرد کسی بہن کو ایسے ادنیٰ کام کرتے دیکھنا گوارا کرتے ہیں اور اگر کسی کو ایسے کاموں میں مصروف دیکھیں تو کیا اسے تعلیم و تہذیب کی کمی معاشرت کا نقص اور جہالت کا اثر نہ کہہ دیں گے۔ کیا ہم ہی نبی کریم صلعم کے پیرو ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا ہم نے ہی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ اگر ہمارے باپ بھائی اور شوہر اور بیٹے عورتوں کی ذہنیت کو بدل دینے کا تہیہ کر لیں تو کچھ بے نفس مائیں

کی بیٹیاں، صالح بھائیوں کی بہنیں، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے شوہروں کی بیبیاں اور نیک بیٹوں کی مائیں اس سے اثر پذیر ہوئے بغیر رہ جائیں گی؟ کیا یہی عورتیں جنگ یرموک کے واقعات کو نہیں دہرا سکتیں؟ یقیناً یہی لڑکیاں اور ننھی بچیاں مردوں کو سبق سکھلانے کے لائق ہو جائیں گی اور قوم کی باگ کو زیادہ مضبوطی سے ہاتھ میں لیکر راہ مستقیم پر چلانے میں زبردست معاون ہوں گی۔

مردوں کا اولین فرض

میرے محترم بھائیو! آپ کا پہلا فرض ہے کہ آپ اپنے گھروں کی خبر لیں۔ بچے بچے کی حالت سے واقف ہوں۔ ان کے اخلاق و عادات ان کی نیکی اور بدی، ان کے اعمال اور ان اعمال کے اثرات کے آپ بہت حد تک ذمہ دار ہیں۔ تحریرات میں وقت صرف کرنے کی بجائے پہلے جائزہ لیں کہ کیا آپ کی بیویاں اور بیٹیاں فیشن کی دلدادہ اور بیٹے سینما کے شوقین تو نہیں۔ کیا آپ کے گھر میں پانچ وقت خدا کی رحمت کو لینے کے لئے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ کیا آپ کے بچے کلام پاک کی تلاوت سے بے نیاز تو نہیں۔ ان میں بداخلاقی انسانی ہمدردی سے گریز، جماعت کے مفاد سے بے اعتنائی تو نہیں اگر جواب مایوس کن ہے تو آپ کا تقویٰ زہد و عبادت زیادہ مصرف کی چیز نہیں۔ نبی کریم صلعم نے صحابہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے عمل کی خبر دوں جس کا درجہ نماز سے بڑھ کر ہے۔ عرض کی۔ فرمائیے یا رسول اللہ آپ نے کہا وہ لوگوں میں اصلاح کرنا ہے۔ لوگوں میں سب سے پہلے اپنے گھر کے آدمی، اپنی بیبیاں اور اولاد ہیں۔ آپ نے ایک ایسی خصوصیت کو حاصل کیا ہے اور محض خدا کی عنایت سے یہ چیز ملی ہے جس کی نظیر زمانے میں نہیں۔ آپ کو خدا نے ایک مامور کے ساتھ ہو کر کام کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ ضرورت ہے کہ آپ جماعت کے ہر فرد میں ایک روح، ایک تڑپ دیکھنے کے متمنی ہوں اور اس کیلئے سر توڑ کوشش کریں۔

جاں نثاری کا بے پناہ جذبہ

جہاد کے لئے لوگ تیار ہو رہے ہیں نئے آدمی بھرتی کئے جاتے ہیں، ایک کمسن بچہ ہتھیار بند ہو کر سامنے آتا ہے افسر کہتا ہے کہ یہ ابھی بہت چھوٹا ہے۔ بچہ بے اختیار ایڑیاں اونچی کر کے پنجوں کے بل کھڑا ہو جاتا ہے۔۔۔ دل میں تڑپ ہے کہ میں غازی یا شہید بنوں۔ کیا آپ کے بچوں میں بھی یہی تڑپ ہے جو کہ آئندہ قوم کا بوجھ اٹھانے والے ستون بننے کو ہیں؟ ایک خاتون کو دوران جنگ میں اطلاع ملتی ہے کہ رسول کریمؐ شہید ہو گئے ہیں۔ ننگے پاؤں میدان جنگ کی طرف بھاگتی ہے۔ رستہ میں بیٹے بھائی اور شوہر کی شہادت کی خبر ملتی ہے مگر وہ یہی دریافت کرتی چلی جا رہی ہے کہ کیا رسول کریمؐ زندہ ہیں تب اطلاع ملتی ہے کہ حضور سلامت ہیں تو اطمینان سے کہتی ہے کہ الحمد للہ کچھ فکر نہیں۔

کیا آپ کی مستورات میں بھی یہی جذبہ ہے؟ کیا وہ اسلام اور ناموس نبی کریمؐ اور اپنے قول پر تن من دھن سے نثار ہونے کو تیار نہیں ہے۔ یاد رہے کہ انہیں کے خون سے وہ پودے سینچے جا رہے ہیں جو کل کو تناور درخت بننے والے ہیں، اور انہیں کی گودیوں میں وہ نونہال کھیل کود رہے ہیں۔ جو کل کو قوم کی بہبودی کے ذمہ دار ہوں گے۔ اگر آپ کی عورتوں میں یہ جذبہ ہے تو مستقبل خوش آئند ہے۔ لیکن اگر جواب نفی میں ہے تو قصور کس کا ہے اور خدا کے حضور کون جواب دہ ہوگا

"گامزن"

رفتار عالم

—— شملہ ۱۹ جون۔ سرحد کی حالت قدرے سکون پذیر ہے۔ ۱۷ و ۱۸ جون کی شب کو کسی کیمپ پر حملہ نہیں ہوا چند وزیریوں نے میر علی، دریفل روڈ پر سینوام کے نزدیک پل کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی مگر سکاؤٹوں نے فائرنگ کر کے انہیں پسپا کردیا۔ دو ہندو جنہیں ۱۴ اپریل کو اغوا کیا گیا تھا سردار دنا کے مقام پر حکومت کے سپرد کر دئے گئے۔

—— برلن ۱۸ جون۔ حکومت جرمنی نے یہ حکم جاری کیا تھا کہ کسی بچے کا نام "ہٹلر" نہیں رکھا جا سکتا۔ اب مزید حکم یہ جاری ہوا ہے۔ کہ گورنگ "گوکل" یا کسی اور مشہور سیاسی لیڈر کے نام پر بچے کا نام نہیں رکھا جا سکتا

—— مزار ۱۹ جون۔ ضلع ہزارہ کے باشندوں کے ایک جلسہ میں لبدیہ کے کامیاب ارکان کو مبارکباد دی گئی۔ اور مقامی جبری پہرہ کو اٹھا لینے کا مطالبہ کیا گیا۔

—— پٹنہ ۱۶ جون ضلع کے مختلف دیہات سے پانچ سو کے قریب کسان پٹنہ میں جمع ہوئے، اور دستون گنج کی گلیوں سے "ہم بھوکے ہیں ہمیں روٹی دو ہم مصیبت میں ہیں۔ آیندہ ہم بدسلوکی کو برداشت نہیں کر سکتے" کے نعرے لگاتے ہوئے گزرے۔ ڈپٹی کمشنر انکی تکالیف کی تحقیقات کریں گے

—— امرتسر ۱۷ جون سکھوں نے ایک سکھ کی نعش کا جلوس نکالا۔ مرگھٹ کو جاتے ہوئے انہوں نے راستہ میں مسلمانوں کو دق کیا۔ اور واپسی پر دکانوں پر بیٹھے ہوئے بے خبر نہتے مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے ایک مسلمان مرگیا۔ اور ۸ م زخمی ہوئے۔ شہر کی حالت پر قابو پا لیا گیا ہے۔

—— سلمانکا کی میونسپلٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جس مکان میں غازی مصطفیٰ کمال پاشا صدر جمہوریہ ترکیہ پیدا ہوئے تھے۔ وہ ان کو بطور ہدیہ دیدیا جائے۔ اس تاریخی مکان کی واپسی کو شاہ یونان نے منظور کر لیا ہے

—— ترکی پولیس نے بیس ایسے اشخاص کو اس جرم میں گرفتار کر لیا ہے کہ وہ مختلف مقامات میں اشتراکی پروپگنڈا کرتے پھرتے تھے سات اشخاص کو بالحال مختلف میعاد کی سزائیں دیگئی ہیں۔

—— کسی نامعلوم شخص نے ایک یہودی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا پولیس نے چار عربوں کو گرفتار کر لیا ہے اسی طرح قدس کے قریب ایک عرب مقتول پایا گیا۔

اخبار احمدیہ

—— سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ڈلہوزی میں بخیریت خدمت دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— اخویم ماسٹر عبدالحمید صاحب و سید عبدالرؤف صاحب بی۔ اے میں اور ماسٹر غلام محمد صاحب خادم ایس۔ اے۔ وی میں کامیاب ہوگئے ہیں

—— مولوی احمد یار صاحب ایم۔ اے عربی اور عبدالرحمن صاحب ایم۔ اے سٹری میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ شیخ عماد الدین صاحب ایف۔ اے میں اعلےٰ نمبر حاصل کر کے پاس ہوگئے ہیں۔

—— ہمارے عزیز بھائی محمد اسلم خلف الرشید مولینا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائیٹ کے بائیں بازو کی اندرونی ہڈی فٹ بال کھیلتے ہوئے ٹوٹ گئی ہے۔ ہڈی جوڑ دیگئی ہے۔ احباب دردِ دل سے عزیز کی صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

—— برادرم فضل محمد صاحب ریاست بہاولپور کے والد پر کسی نے غلط دیوانی دعوی کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب فرمائے۔

—— افسوس سے تحریر کیا جاتا ہے کہ میاں عطا محمد صاحب احمدی پٹواری بھنڈے والی سکنہ مکھن بیلہ تحصیل و ضلع مظفر گڑھ کا چار ماہ کا بچہ فوت ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — زلزلۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور یوم شنبہ مطبوعہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۳۷ء — نمبر ۴۰

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میرے کون ہیں؟

اکثر لوگ ہمارے سلسلہ میں داخل تو ہیں مگر بوجہ اس کے کہ ان کو صحبت کم نصیب ہوتی ہے ان کے دل ابھی دنیا کے گند سے صاف نہیں ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آخر کار وہ گند سے صاف ہو جائینگے اور یا خدا تعالیٰ ان کو اس پاک سلسلہ سے کاٹ دیگا اور ایک مردار کی طرح مرینگے۔ بڑی غلطی انسان کی دنیا پرستی ہے۔ یہ بدبخت اور منحوس دنیا کبھی خوف دلانے سے اور کبھی امید دینے سے اکثر لوگوں کو اپنے دام میں لے لیتی ہے اور یہ اسی میں مرتے ہیں۔ نادان کہتا ہے کہ کیا ہم دنیا کو چھوڑ دیں۔ اور یہ غلطی انسان کو نہیں چھوڑتی جب تک کہ اس کو بے ایمان کرکے ہلاک نہ کردے۔ اے نادان کون کہتا ہے کہ تو اسباب کی رعایت چھوڑ دے مگر دل کو دنیا کے فریبوں سے الگ کر ورنہ تو ہلاک شدہ ہے اور جس عیال کیلئے تو حد سے زیادہ بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا کے فرائض کو بھی چھوڑتا ہے اور طرح طرح کی مکاریوں سے آپ شیطان بن جاتا ہے اس عیال کیلئے تو بدی کا بیج بوتا ہے اور ان کو تباہ کرتا ہے۔ اس لئے کہ خدا تیری پناہ میں نہیں کیونکہ تو پارسا نہیں۔ خدا تیرے دل کی جڑھ کو دیکھ رہا ہے۔ سو تو بے وقت مریگا اور عیال کو تباہی میں ڈالیگا۔ لیکن وہ جو خدا کی طرف جھکا ہوا ہے اس کی خوش قسمتی سے اس کے زن و فرزند کو بھی حصہ ملیگا اور اس کے مرنے کے بعد کبھی وہ تباہ نہیں ہونگے۔ جو لوگ مجھ سے سچا تعلق رکھتے ہیں وہ اگرچہ ہزار کوس پر بھی ہیں تاہم ہمیشہ مجھے لکھتے رہتے ہیں اور دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں موقعہ دے تا وہ برکات صحبت حاصل کریں۔ مگر افسوس بعض ایسے ہیں کہ میں دیکھتا ہوں کہ قطع نظر ملاقات کے سالہا سال گزر جاتے ہیں اور ایک کارڈ بھی انکی طرف سے نہیں آتا۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ انکے دل مر گئے ہیں اور ان کے باطن کے چہرہ پر کوئی داغ جذام ہے۔ میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اٹھکر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔ (تذکرۃ الشہادتین)

جواہر ریزے

بہترین امت کے کارنامے

تم سب سے اچھی امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔ تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے تو یقیناً ان کیلئے اچھا ہوتا۔ ان میں سے کچھ مومن ہیں اور ان میں سے اکثر بدعہد ہیں وہ تم کو سوائے ذراسی تکلیف کے کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو تمہارے سامنے پیٹھ پھیر لیں گے۔ پھر ان کو مدد نہ دی جائے گی۔ ان پر ذلت کی مار ہے جہاں کہیں وہ پائے جائیں سوائے اس کے کہ اللہ کے عہد اور لوگوں کے عہد کے ذریعے پناہ لیں؛ اور وہ اللہ کے غضب کا محل ہو گئے اور ان پر مسکینی کی مار ہے یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی باتوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھے جاتے تھے۔ سب برابر نہیں۔ اہل کتاب میں سے ایک گروہ حق پر قائم ہے جو اللہ کی آیتوں کو رات کی گھڑیوں میں پڑھتے ہیں اور وہ سجدے کرتے ہیں۔ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور نیکیوں کو جلدی لیتے ہیں اور وہی نیکوں میں سے ہیں اور وہ کچھ نیکی کریں گے تو اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور اللہ متقیوں کو خوب جاننے والا ہے۔ جنہوں نے کفر کیا۔ ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے عذاب کے سامنے کچھ کام نہ آئیں گے۔ اور وہی آگ والے ہیں اور اسی میں رہیں گے۔ (آل عمران)

قرآن کریم کا دنیا میں پہنچانا محمد رسول اللہ صلعم کا ورثہ ہے

پہلا خط

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں جب لاہور میں ہوتا ہوں تو جمعہ کے خطبات کے ذریعہ سے کم و بیش احباب کے سامنے آنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ مگر ڈلہوزی میں یہ میسر نہیں آتا۔ اس لئے کہ یہاں خطبات لکھنے کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی تلافی چند خطوط کے ذریعہ سے کروں جو اگر خدا چاہے تو ہفتہ وار شائع ہوتے رہیں۔ ان خطوط میں میں جماعت کو بعض ان کے اہم فرائض کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلی بات میں کا سمجھ لینا ہر اس شخص کے لئے ضروری ہے جو اس جماعت میں شامل ہے یہ ہے کہ ہماری جماعت کا واحد مقصد اشاعت قرآن و علوم قرآنی ہے۔ قرآن کریم کو دنیا میں پہنچانا اور اس کے علوم سے لوگوں کو آگاہ کرنا وہ کام تھا جس کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلعم مبعوث کئے گئے۔ آپ کی بعثت کی غرض ایک اور صرف ایک تھی کہ خدا کے آخری پیغام قرآن کو دنیا میں پہنچائیں اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کی اصلاح کریں۔ اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا اور اسی طرح اس میں بھی کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کہ ایک مسلمان جو بطور اس کے مقصد اپنی زندگی کا قرار دے سکتا ہے وہ قرآن اور علوم قرآن کا دنیا میں پہنچانا ہے۔ کیونکہ یہی اس شخص کی زندگی کا مقصد تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے سب اولین و آخرین پر فضیلت دی ہے جس چیز کو تبلیغ اسلام کہا جاتا ہے وہ بھی در حقیقت قرآن اور علوم قرآن کا دنیا میں پہنچانا ہی ہے۔ آنحضرت صلعم کا کام پہنچانا تھا۔ [illegible] آپ نے [illegible] قدم پر پہنچنے ہوئے یہی ہے کہ قرآن کو دنیا میں پہنچا دے۔ انقلاب کا پیدا کرنا اور دلوں کی اصلاح کرنا یہ خدا کے اختیار میں ہے۔

خود قرآن کریم نے [illegible] بڑا واضح کر دیا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ اے رسول! اس قرآن کو جو تیری طرف اتارا گیا ہے دنیا میں پہنچا دے اگر تو نے نہ پہنچایا تو تو نے خدا کی رسالت کو نہیں پہنچایا۔ اور یہ قرآن صرف عربوں کے لئے نہ تھا۔ بلکہ تمام قوموں کے لئے تھا۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ وہ ذات بابرکت ہے جس نے قرآن کو اپنے بندے پر اتارا تا کہ وہ تمام قوموں کے لئے نذیر ہو تو جب ارادہ الٰہی یہ تھا اور یہی ہے کہ قرآن کریم کے ذریعہ سے تمام قوموں کو بدی سے ڈرایا جائے اور ان کی اصلاح کی جائے تو ہر اس شخص کا جو محمد رسول اللہ صلعم کا نام لیوا ہے یا ہر مسلمان کا یہ فرض اولین ہے کہ وہ اس الٰہی ارادے کے پورا ہونے میں معاون ہو۔ دوسری طرف یہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کریم تمام قوموں تک اسی طرح پہنچایا جا سکتا ہے کہ اس کا ترجمہ ان کی زبانوں میں کر کے اسے ان کے سامنے پیش کیا جائے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب پہلے زمانوں میں ایک ایک رسول ایک ایک قوم کی طرف آتا تھا تو اس کی غرض یہی تھی کہ وہ احکام الٰہی کو ان کی اپنی زبان میں کھول کر بیان کرے۔ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم۔ جب محمد رسول اللہ صلعم اللہ تعالیٰ کے کل قوموں کل نفس

ذائقۃ الموت کے ماتحت اپنے مولے سے جا ملے تو قرآن شریف کو سب دنیا میں پہنچانے کی ذمہ داری آپ کی امت پر آگئی اور فی الحقیقت نبی کریم صلعم کا ورثہ روحانی یہی ہے کہ جو کام آپ کے سپرد کیا گیا تھا اسے آپ کی امت کرے۔ ہر مسلمان اسی حد تک نبی کریم صلعم کا ورثہ لیتا ہے جس حد تک اس کے اندر یہ جوش ہے کہ وہ قرآن کریم دوسرے لوگوں کو پہنچائے اور جس حد تک وہ اپنی قوت اور اپنا مال اس کام کے لئے خرچ کرتا ہے جس مسلمان کے اندر یہ جوش اور تڑپ نہیں کہ وہ خدا کا آخری پیغام دنیا کے ان [illegible] تک پہنچائے جہاں یہ آج تک نہیں پہنچا۔ اس نے رسول کریم کی وراثت سے کوئی حصہ نہیں لیا۔

تیرہویں صدی ہجری وہ زمانہ ہے جب مسلمانوں میں یہ جوش یعنی خدا کے دین اور اس کے کلام کو دوسروں تک پہنچانا انتہائی درجہ تک ٹھنڈا پڑ گیا اور قرون اولیٰ کے مقابل پر تو گویا یہ بالکل مرا ہوا نظر آتا ہے۔ اس جوش کی کمی سے فی الحقیقت مسلمانوں کے اندر ہر قسم کا تنزل اور انحطاط پیدا ہوتا چلا گیا۔ اس تنزل اور انحطاط کو دور کرنے کے لئے مسلمانوں میں کئی لوگ پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے اپنے اپنے رنگ میں مسلمان قوم کے تنزل کے اسباب پر نگاہ دوڑا کر اپنی اپنی سمجھ کے مطابق ان کی اصلاح کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس امتیاز کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے مجدد ہی کو مخصوص کیا کہ وہ مسلمانوں میں از سر نو تبلیغ کا جوش پیدا کر دے اور آپ نے اس ورثہ کو کامل طور پر اپنے اندر لیا کہ قرآن کریم کو ان تمام مقامات پر پہنچایا جائے جہاں یہ آج تک نہیں پہنچا یا اگر پہنچا ہے تو ایسے تراجم کے ذریعے سے جن کے کرنے والوں نے ارادتاً یا بلا ارادہ اسے تعصب کی رنگین عینک سے پڑھا ہے۔ یہ امتیاز ایسا کھلا ہے کہ آپ کے ظاہر ہونے کے بعد ایک مدت تک یہی کیفیت رہی کہ جو شخص تبلیغ اسلام یا قرآن کو دنیا میں پہنچانے کا نام لیتا اسے در پردہ احمدی قرار دیا جاتا۔ ویسے بھی اس زمانہ کی تاریخ پر جس قدر چاہو گہری نظر ڈالو۔ اس کے ماننے سے چارہ نہیں کہ یہاں ہر ایک ریفارمر نے کسی نہ کسی رنگ میں مسلمانوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور بعض نے اپنے اپنے رنگ میں اچھے اچھے کام بھی کئے۔ قرآن کو دنیا میں پہنچانے کی تڑپ ایک ہی انسان کے اندر نظر آتی ہے اور وہ ہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جن کے عشق قرآن کے متعلق آج کل کے ایک مشہور مصنف نے کسی زمانہ میں یہ کہا تھا کہ حضرت محمد صلعم سے اظہار تعشق میں تو بے شمار لوگ تاریخ اسلام میں نظر آتے ہیں، لیکن قرآن کے ساتھ تعشق جناب مرزا صاحب نے ہی کیا ہے۔

حضرت مرزا صاحب ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ دنیا کے کاروبار سے الگ، دنیا کے حالات سے ناواقف۔ لیکن تمام دنیا میں قرآن کریم کو پہنچانے کی تڑپ آپ کے سینے میں اس قدر زبردست تھی کہ اس جماعت اور اس سلسلہ کی بنیاد رکھتے وقت آپ نے جو کام اپنے یا اپنی جماعت کے سامنے رکھا وہ یہی تھا کہ قرآن شریف کی تفسیر اور ترجمہ کر کے تمام دنیا میں اسے پہنچایا جائے اور علوم قرآنی کو دنیا میں پھیلایا جائے۔ اسی تڑپ کا اظہار سب سے پہلی کتاب فتح اسلام میں ہے جس پر آپ کے دعوے کی بنیاد ہے۔ اسی کا اعادہ ازالہ اوہام میں ہے۔ یہی تڑپ آپ کے سینے میں تھی کہ قرآن شریف کا ترجمہ کر کے اسے یورپ میں پہنچایا جائے۔ یہی خواب آپ کو آتے تھے کہ یورپ کے ممالک میں وہ لوگ موجود ہیں جو عنقریب اسلام کے آگے گردنیں جھکا دیں گے۔ یہی توجیہ آپ نے آفتاب کے مغرب سے طلوع کی فرمائی کہ آفتاب اسلام کی ضیا باریاں اب مغرب میں شروع ہوں گی جس طرح وہ پہلے مشرق میں رہی ہیں۔ اسی کو آپ نے اپنی جماعت کا سب سے بڑا مقصد قرار دیا۔ اسی کے لئے انگریزی میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھی اور قرآن کریم کا ترجمہ کر کے دنیا میں پہنچانے کو اپنا کام قرار دیا۔ یا اس کا جو اس کی شاخ ہے۔

پس اسی بات کو میں احباب کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا مقصد قرآن کریم کو دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے ان قوموں تک پہنچانا ہے۔ اسی کام پر ہمیں امام زمان نے لگایا۔ یہی تڑپ ہمارے دلوں میں پیدا کی اور یہی ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کا ورثہ ہے۔ مقصد صرف یہی ایک ہے۔ یہی ہماری کامیابی کا صحیح معیار ہے۔ ہاں اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ذرائع مختلف ہیں

خاکسار

محمد علی

احمدی خواتین کیلئے

ایک قابل تقلید مثال

(از محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ)

اخبار پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں بہنوں کے سامنے ایک تجویز دار الیتامیٰ کے متعلق رکھی گئی تھی۔ ہماری معزز بہن اہلیہ سید مصطفیٰ شاہ صاحبہ نے دو روپے ماہوار اس تحریک میں دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس وقت میرے سامنے میری بہن سید بیگم صاحبہ کا خط ہے جس میں انہوں نے اپنے بچے محمد اقبال کے امتحان بی۔ اے میں کامیابی کی خوشی میں جو ۱۴ روپے دار الیتامیٰ کیلئے دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں بہنوں کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس نیک کام میں سبقت اختیار کی ہے۔ خصوصاً بہن سید بیگم صاحبہ کی مثال ان تمام بہنوں اور بھائیوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ جن کے بچے مختلف امتحانات میں پاس ہوئے ہیں۔ میرے دو بچے اس سال کامیاب ہوئے ہیں۔ عزیز محمد احمد نے ایف۔ اے اور عزیزہ ناصرہ بیگم نے بی۔ اے امتیاز کے ساتھ پاس کیا ہے۔ میں اس خوشی میں پندرہ روپے دار الیتامیٰ میں دیتی ہوں۔ اور اپنے سلسلے کی سب بہنوں اور بھائیوں سے گذارش کرتی ہوں کہ وہ بھی اپنے بچوں کی خوشی میں اس نیک کام میں حسب توفیق حصہ لے کر ثواب حاصل کریں۔ عموماً دستور ہے کہ خوشی کے موقعہ پر مٹھائی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایسے مبارک موقعوں پر یتیم بچوں کو نہ فراموش کیا جائے۔ اور اگر ہم سب مل کر اس کام کا بیڑا اٹھا لیں۔ تو مجھے یقین کامل ہے کہ اللہ کے فضل و احسان سے بہت جلد یہ مفید اور نیک تحریک عملی جامہ اختیار کرے گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نیا یا پرانا نہیں آ سکتا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ و اہل بیت قابل احترام ہیں سب مجددین کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آ کے رہے گا

جلد ۲۵ — یوم شنبہ ۲۶ جون ۱۳۵۶ سنہ ہجری — نمبر ۴۸

قرآن مجید کو مضبوطی سے پکڑو

اے بیخبر بخدمت قرآن کمر ببند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

آج ہم عروج و کامرانی کے لئے بیچین ہیں۔ ہماری روحیں شوکت رفتہ کے لئے مضطرب ہیں اور ہماری آنکھیں ایک بار پھر اس نظارہ کی آرزو میں بیقرار ہیں۔ جو کہ عہد رسالت و خلافت راشدہ میں صحابہ کرام نے دیکھا۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ ممکن بھی ہے یا نہیں ناممکن؟ دنیا میں کوئی بات ناممکن نہیں۔ وہ خدا جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے زندہ تھا وہ آج بھی حی و قیوم ہے۔ اس کی طاقتیں بدستور موجود ہیں۔ وہ آج بھی ایک صاحب سلطنت کو خاک نشین اور خاک نشین کو تخت نشین کر دینے پر قادر ہے۔ اس کی رحمت سے مایوس ہونا گناہ کبیرہ ہے مگر ضرورت ہے اس کی رحمت جذب کرنے کی اور اس رحمت کے جذب کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ آج پھر اس دستور عمل کو جزو زندگی بنایا جائے جو کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے بنایا اور وہ لائحہ عمل ہے قرآن حکیم۔

آج یہ اعتراض ہوتا ہے کہ قرآن مجید پر عمل کرنا بے معنی ہے باوجود صدیوں سے قرآن کو ماننے کے مسلمان دن بدن تنزل کا شکار ہے جس کا ایک ہی علاج ہے کہ قرآن کریم کو خیرباد کہکر ان باتوں کو لیا جائے جو مغرب آج اختیار کر کے ترقی کر چکا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی معترض اقرار ضرور کرتے ہیں۔ کہ ابتدائی زمانہ میں اسی دستور پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں نے وہ حیرت انگیز ترقی کی کہ دنیا کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے؟

ایک ہی چیز زندہ بھی کرتی ہے اور مارتی بھی ہے۔ زہر کے اثر کو زائل بھی کرتی ہے اور خود زہر کو پیدا کرتی ہے۔ روشنی بھی دیتی ہے اور تاریکی بھی۔ کس قدر بے معنی اور لغو خیال ہے۔ وہ قرآن جس نے ایک اکھڑ، وحشی، منتشر قوم کو مہذب اور منظم کر کے ذلت سے عروج کی شکل دکھائی۔ وہ ہرگز ہرگز پستی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ مسلمان کی پستی کا باعث محض قرآن کو چھوڑنا ہے۔

جب تک قرآن عربوں میں رہا۔ انہوں نے اس کو سمجھا۔ اس کی روح کو سمجھا۔ صحابہ کرام کی صحبتوں میں رہ کر اس پر عمل کیا۔ فتح و کامرانی قدم چومتی رہی۔ لیکن جونہی یہ عجمیوں میں آیا۔ انہوں نے قرآن کو محض ایک علمی کتاب کی شکل دیدی۔ اپنے خیال کے ماتحت اس کو ڈھالنے کی کوشش کی۔ فلسفہ کی روشنی میں اس کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ اس خیال کو ترک کر دیا۔ کہ قرآن کریم کوئی فلسفہ و منطق کی کتاب نہیں کہ اسے محض علمی مباحث تک محدود کر دیا جائے۔ بلکہ یہ ایک دستور العمل ہے جس پر عمل کر کے اجتماعی اور انفرادی زندگی کو بسر کرنا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں کے اعمال ذاتی افکار کے ماتحت آ گئے اور قرآن کی تعلیم کا عملی پہلو سینوں سے اٹھ گیا۔

تو دراصل مسلمان کے زوال کا باعث ترک قرآن ہے۔ قرآن سوائے اس کے اور کوئی غرض پوری نہیں کرنے آیا تھا کہ لوگوں کو خدا سے پیوست رکھے اور ان کی روزمرہ کی زندگی میں رہنمائی کرے اور ان کے سامنے ایسے قوانین رکھدے جن پر وہ عمل پیرا ہو کر دنیا میں راحت و آرام اور صلح و آشتی کی زندگی بسر کریں۔ آج ہم بھی اگر کوئی ترقی کر سکتے ہیں تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ قرآن حکیم کو سامنے رکھیں پڑھیں۔ جس کام کا وہ حکم دیں۔ اسے بلا چون و چرا کر گزریں۔ قرآن پر عمل ہی ہمارا اوڑھنا بچھونا اور ما آب زندگی ہو۔ مریں تو اسی پر اور زندہ رہیں تو اسی پر۔

قرآن کے احکام پر عمل پیرا ہونے میں خاص دقت پیش نہیں آتی۔ لیکن اگر بعض مقامات پر انسان چکر میں آ جائے اور ریب سے واقعات اس کے لئے خلش قلبی کا موجب بن جائیں تو بھی گھبرانے کی بات نہیں۔ قرآن کے احکام کا بہترین مفسر نبی کریم صلعم کا وجود باجود ہے۔ آپ نے اپنے عمل سے قرآن کریم کو حل کر کے رکھ دیا۔ آج آپ کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ آپ کی سنت ہم میں موجود ہے جس میں ہر قسم کے انسان کے لئے کامل نمونہ موجود ہے۔ اس لئے جہاں کہیں الجھن آئے آپ کی سنت کی طرف رجوع کیا جائے کوئی دقت رہتی نہیں۔

آپ کے اسوہ حسنہ سے غفلت بھی مسلمان کی بربادی کا باعث ہوئی ہے۔ قوم نے کمال نادانی سے اس آفتاب ہدایت سے روگردانی کر کے اوروں کا تتبع اختیار کر لیا۔ کہیں اپنے آباؤ اجداد کی پیروی ہے تو کہیں پیروں اور فقیروں کی اتباع۔ آخر وہ کس قدر بھی بڑے ہوں۔ مگر ان کا نمونہ نہ تو کامل تھا اور نہ ہی ان کی رہنمائی اس حد تک ذات الٰہی کرتی رہی جس قدر کہ نبی کریم صلعم کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان کے عمل میں تضاد پیدا ہوا۔ ایک مشرق کو گیا تو دوسرا مغرب کو اور منزل مقصود کا راستہ ہاتھ سے جاتا رہا۔

میرے دوستو! اگر آپ چاہتے ہیں کہ رضائے الٰہی حاصل ہو نبی کریم صلعم کی روح خوش ہو اور ہم قعر ذلت سے نکلیں تو اس کا راستہ ایک ہی ہے اور وہ ہے قرآن کریم کی پیروی۔ قرآن کریم شفا ہے جو کہ ہم روحانی اور جسمانی بیماریوں سے فرد اور قوم کو نجات دلا کر تندرست و توانا رکھتا ہے۔ یہ ایک نور ہے جس کی روشنی ہر قسم کی شیطانی اور مادی مشکلات کی تاریکی کو دور کر کے منزل مقصود کو سامنے لا دکھاتی ہے۔ یہ ایک الہادی ہے جو کہ اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو کہ اقوم ہے۔ مضبوط ہے اور چٹان کی طرح سخت ہے اور ماننے والوں کو دائمی نجات، غلبہ اور خلافت ارضی کا وعدہ دیتا ہے انتم الاعلون بشرطیکہ ان کنتم مومنین اس کا وعدہ ہے اور ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کا راحت بخش پیغام ہی سناتا ہے۔

آپ نے اپنے سامنے اشاعت دین کا کام رکھا ہے۔ اور اپنا مقصد بنا رکھا ہے تبلیغ القرآن۔ یہ نہایت ہی مبارک جذبہ ہے جو قوم اس کام کو اختیار کرتی ہے۔ اس کو کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی۔ لیکن مجھے آپ کے طریق تبلیغ سے تھوڑا سا اختلاف ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم تمام دنیا کو مادی تباہی سے بچانے کیلئے آیا ہے۔ مگر مسلمانوں نے اسے نہ صرف خود ہی نہیں پڑھا بلکہ اوروں تک بھی نہیں پہنچایا۔ اس لئے اشد ضروری ہے کہ ہم قلیل ترین مدت میں دنیا کے بچے بچے کے ہاتھ میں اس پیغام کو پہنچائیں۔ تاکہ وہ ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہے۔ مگر میرے نزدیک قرآن کی اشاعت کا ایک آسان طریق بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم قرآن کو اپنی زندگیوں کا جزو بنا لیں۔ ہم مجسم قرآن بن جائیں۔ جیسے دیکھکر لوگ قرآن پر ایمان لے آئیں۔ آپ دنیا کے سامنے محض قرآن پیش کریں۔ یقیناً یہ بھی انقلاب پیدا کر کے رہے گا۔ مگر اکثریت کے پاس نہ اتنی لیاقت ہے اور نہ وقت کہ وہ قرآن کریم کی طرف پڑھنے کیلئے توجہ دے اور جو پڑھتا ہے وہ معاً اعتراض کرتا ہے کہ یہ ناقابل عمل ہے جس کا حل یہی ہے کہ آپ اسے انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اپنا لیں۔ جب دنیا آپ کو عملی صورت میں اس مقام پر فائز دیکھے گی جس پر نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہ تھے اور جہاں قرآن کریم پہنچانا چاہتا ہے تو لوگوں کو تفسیریں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی اور وہ اس زندگی کی طرف دوڑیں گے جو قرآن نے آپ میں پیدا کی۔

میں پھر استدعا کرونگا کہ آپ عجم کی روایات کو پاؤں تلے روندیئے۔ صرف قرآن کو اپنا رہنما بنایئے۔ نبی کریم صلعم کے زمانہ کے عرب میں ڈیرے لگایئے۔ اس مکی و مدنی آقا کی اداؤں پر مر مٹیے وہ مجسم قرآن تھا اور شب و روز قول و عمل سے تبلیغ قرآن اس کا کام تھا۔ اس پر کاربند ہو جیئے۔ دنیا چند روزہ ہے۔ دوست، خویش اور اقارب کسی نے کام نہیں آنا۔ اس لئے اس مالک کو ہی خوش کیجیئے۔ جس کے ساتھ ابدی طور پر رہنا ہے اور اس ایک ہی کا ذریعہ ہے۔ ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا

کیا رتن راج سپرنٹنڈنٹ پولیس بنیگا؟

محکمہ پولیس پر مادھو رام کے ڈورے

ریاست چمبہ کے تمام اعلیٰ محکموں پر دیوان مادھو رام اور اس کے اقربا قبضہ جمائے بیٹھے ہیں۔ ایک پولیس کا محکمہ تھا جو مادھو برادری کی زد سے بچا ہوا تھا۔ ویسے تو مادھو رام ریاست کے ہر محکمے میں اپنا ہی "سکہ" جمائے ہے۔ لیکن پھر بھی محکمہ پولیس میں اس کا کوئی "اپنا" آدمی نہ تھا۔ گو مادھو رام اپنے اثر و رسوخ سے یہاں بھی جب منشا اپنا مقصد کسی حد تک حل کر لیتے ہیں۔ لیکن "اپنا" آدمی نہ ہونے کی وجہ سے من مانی مرادیں حاصل کرنے میں بہت کچھ دقت پیش آتی ہوگی۔ جسے رفع کرنے کے لئے لالہ مادھو رام چاہتے ہیں کہ اپنے خلف الرشید رتن راج کو میاں اندر سنگھ موجودہ پولیس آفیسر کی جگہ متمکن کر دیں۔ اور اس طرح سے محکمہ پولیس کی اجارہ داری بھی اپنے ہاتھ میں لیکر مظلوم رعایائے چمبہ کو مزید جور و ستم کا نشانہ بنائیں۔

لیکن ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ رتن راج اس قابل ہے بھی یا نہیں۔ یا وہ بھی دیوی لعل اور سوہن لال کی طرح مادھو رام سے صرف قرابت کی "قابلیت" رکھتا ہے جو میاں اندر سنگھ میں موجود نہیں۔ ظاہری قد و قامت اور شکل و صورت کے لحاظ سے بھی رتن راج اندر سنگھ کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ توانائی کو مد نظر رکھا جائے تو بھی رتن راج میاں اندر سنگھ کا پاسنگ بھی نہیں۔ ویسے بھی میاں اندر سنگھ ٹریننگ یافتہ ہیں اور رتن راج اس سے محروم پھر معلوم نہیں کہ مادھو برادری کے اس سپوت میں کونسی ایسی خوبی ہے جو اسے اندر سنگھ پر فوقیت دے رہی ہے۔ البتہ ایک بات ہے اور وہ یہ کہ ایسا کرنے سے مادھو برادری کو دو فائدے ہو لنگے۔ ایک تو رتن راج کی سی راج جو شاید پنجاب میں معمولی ملازمت حاصل کرنے کی بھی قابلیت نہ رکھتے ہوں۔ ریاست چمبہ کے محکمہ پولیس کے ناخدا بن جائیں گے اور دوسرے اس طرح سے محکمہ پولیس کی اجارہ داری بھی مادھو رام کے ہاتھ میں آجائیگی

ان حالات میں ہم میاں اندر سنگھ کو خیر خواہانہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس وقت عدل و انصاف کے علمبردار بنے رہیں۔ اور مادھو رام کی گیدڑ بھبکیوں سے متاثر ہو کر کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جو رعایائے ریاست کی دل آزاری اور ان کے دیرینہ زخموں پر نمک پاشی کا موجب ہو۔ اگر انہوں نے اس پر عمل کیا تو یقیناً رعایائے چمبہ ریاست کی دلی ہمدردی میاں اندر سنگھ کے ساتھ ہوگی اور سچی بات تو یہ ہے کہ ہم عدل و انصاف کے ہوا خواہ ہیں۔ کوئی شخص خواہ وہ زید ہو یا بکر۔ اگر انصاف اور رعایا پروری کے نیک جذبہ کو نازک سے نازک مرحلہ میں بھی ہاتھ سے نہیں دیتا تو رعایائے چمبہ کی ہمدردی اس کے ساتھ ہے اور رہیگی

(نامہ نگار)

امرتسری وہابی گھبرا گیا

امرتسری وہابی نے دہلی کے اخبار میں قرآنی آیت کے حوالہ سے لکھا تھا کہ پہلے یہاں وہابیوں پر آیت کا مضمون نہیں مرصوص صادق آتی تھی جو تحقیقی مومنوں کی صفت بیان فرمائی گئی ہے لیکن یہی وہابی قوم اب تحسبہم جمیعا وقلوبہم شتی کی مصداق بن گئی ہے جو صریح طور پر منافقوں اور

یہود و نصاریٰ کے بارہ میں ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تقابل قوم کی حد درجہ کی پستی اخلاق کا نتیجہ ہے۔ کہ وہابی قوم بجائے اسلام سے منحرف ہو کر منافقین اور یہود و نصاریٰ سے جا ملی۔ امرتسری وہابی بجائے اپنی قوم کی اخلاقی موت پر رونے کے کس ڈھٹائی سے دوسری جماعت کی معمولی اختلافی کمزوریوں سے اس کا مقابلہ کر کے اس مثل کا مصداق بنتا ہے کہسی تیلی نے جاٹ سے کہا جاٹ رے جاٹ تیرے سر پر کھاٹ۔ بھلا جاٹ کہاں چپ رہ سکتا تھا۔ اس نے جواباً کہا تیلی رے تیلی تیرے سر پہ کولھو۔ اس نے کہا یہ مصرعہ نہ ملا۔ اس نے جواب دیا مصرعہ ملے یا نہ ملے کولھو کے بوجھ سے تو دب جائیگا۔ سو یہی حال امرتسری وہابی کا ہے مصرعہ مطابق آئے یا نہ آئے۔ اسنے اپنی قوم کی اخلاقی موت کا مقابلہ دوسروں کی معمولی لغزشوں سے کر کے جاٹ وہی مثال صحیح ثابت کر دی۔ جس قوم کے چوٹی کے علماء کی عقل و فکر کا یہ حال ہو وہ اگر قعر مذلت میں نہ گرے تو اور کیا ہو۔

احباب احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں

—— اخویم فضل احمد ابن ڈاکٹر حسن علی صاحب مرحوم نے سال گذشتہ ایم۔ اے ہسٹری اور امسال ایم۔ اے جغرافیہ پاس کیا ہے۔

—— اخویم بلاول خاں راولپنڈی بی۔ ایس سی میں کامیاب ہو گئے ہیں اور کامیابی پر انہوں نے ۱۶ روپے اشاعت اسلام کے لئے ارسال فرمائے ہیں (جزاہ اللہ)

—— شیخ نور احمد مرحوم کے صاحبزادگان شیخ اقبال احمد اور شیخ آفتاب نے بالترتیب بی۔ اے اور ایف۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے اور آپ کی صاحبزادی رشیدہ بیگم صاحبہ ایف۔ اے میں کامیاب ہوئی ہیں

—— حضرت امیر المومنین کی صاحبزادی نادرہ بیگم صاحبہ نے بی۔ اے کا امتحان اعلیٰ نمبروں پر پاس کیا ہے۔

—— ہمارے ایک عزیز بھائی شمس الدین صاحب بنارس یونیورسٹی میں میٹرک میں کامیاب ہوئے ہیں۔

—— مولانا احمد یار الراعی ایم۔ اے عربی میں پنجاب بھر میں سیکنڈ رہے۔

—— ماسٹر غلام محمد خادم صاحب ایس۔ اے وی میں چوتھے درجے پر رہے۔ اور شیخ عماد الدین صاحب نے ایف۔ اے میں بھی وظیفہ حاصل کیا ہے۔

—— شیخ حفیظ اللہ صاحب ولد شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی ایف۔ اے کے امتحان میں اچھے نمبروں پر پاس ہوئے ہیں۔

ہم تمام عزیزوں کو کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

—— برخوردار خالد احمد ولد کپتان عبد الکریم خاں پنشنر شکارپور بخار کی وجہ سے بیمار ہے۔

—— اخویم محمد سیف الرحمٰن خانصاحب سب انسپکٹر تھانہ پرو آ عرصہ ۲۰ یوم سے بیمار ہیں۔ احباب صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

وفات حسرت آیات

نہایت افسوس سے تحریر کیا جاتا ہے کہ ہمارے محترم بھائی سید محمد امین صاحب گیلانی مولوی فاضل کے عم بزرگوار ۲۲/۷ کو بمقام داتہ ضلع ہزارہ انتقال فرما گئے مرحوم دیوانی جماعت سے متعلق تھے مگر اب کچھ عرصہ سے ان سے برگشتہ اور کبیدہ خاطر تھے۔ بڑی خوبیوں کے مالک تھے ہمیں اس ناگہانی مصیبت میں سید صاحب اور مرحوم کے لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

—— اخویم میاں محمد اعظم صاحب خلف الرشید خان بہادر میاں محمد صادق صاحب ڈی۔ ایس۔ پی دہلی علیگڈھ یونیورسٹی میں ایم اے امتحان میں فرسٹ [illegible]

سوز نہاں

(از جناب محمد یوسف ظفر احمدی بی اے دہلی یہ ہمارے عزیز بھائی کی فارسی میں پہلی کوشش ہے)

زما مپرس چرا شکر کردگار کنیم
بدیں وجہ نظرے بر رخ نگار کنیم

خزاں رسید و ندیدیم در قفس برگے
بیا بخیز و بو جد آ کہ امشب اے واعظ

ہر آنچہ در نظر ماست بہر تو عنقا
نگر کہ مرغ صبحدم خدا خدا بکند

برون پردہ بیا اے حقیقت واضح
برو کہ محفل ما مجلس حسیماں نیست

غلام شاہ جہانیم و افتخار کنیم
کہ بر رخ او تماشائے حسن یار کنیم

برائے قلب حزیں ذکر نو بہار کنیم
بگردشِ مے گلگونہ ذکر یار کنیم

بیا کہ اینجا حقائق را آشکار کنیم
بخیز یار کہ ایں راہ اختیار کنیم

گرفتہ حلقہ در ما نفس شمار کنیم
کہ اینجا کہ در رقص جامہ تار تار کنیم

ظفر ز نشتر دیدہ فلک شگاف شدیم
عجیب نیست کہ ما دو جہان شکار کنیم

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے ایک مطالبہ

از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

میں نے اپنے سلسلہ مضامین میں جو جناب خلیفہ قادیان کے حیالی خطبوں پر ایک نظر کے عنوان سے پیغام صلح میں ابھی حال ہی میں شائع ہوئے ہیں، میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے متعلق لکھا تھا کہ سر سکندر حیات خان صاحب کی کوٹھی پر جو ایک جلسہ اس بر قوم کا ترکہ میں عورت کو شرعی حصہ دینے کے متعلق ہوا تھا اس میں جناب میاں محمود احمد صاحب نے عورت کو ورثہ دینے کے خلاف یہ فرمایا تھا کہ اگرچہ ہمارے خاندان میں تو لڑکی کو ترکہ میں برابر شرعی حصہ ملتا ہے لیکن زمینداروں میں یہ ناممکن العمل ہے۔ اس طرح زمینیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

اسی بات کے سلسلہ میں ضمناً میں نے یہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی قرآن دانی کے نمونہ کے طور پر یہ بھی لکھ دیا تھا کہ انہوں نے بھی عورت کو ترکہ میں شرعی حصہ دینے کے خلاف اس آیت سے استدلال کیا تھا کہ لا تؤتوا السفھاء اموالکم کہ تم اپنے مال کو کم عقلوں کے سپرد نہ کرو۔ چونکہ عورتیں کم عقل ہوتی ہیں اس لئے انہیں مال سپرد کرنا خلاف قرآن ہے۔

اہلحدیث ۱۰ر مئی ۱۹۳۷ء میں مولوی ثناء اللہ امرتسری اس بات کو ہی مکر گئے کہ انہوں نے ایسا کہا تھا۔ "ڈاکٹر بشارت احمد پکا مرزائی ہے" کا عنوان دیکر آپ لکھتے ہیں: "یہ بیان مجھ پر سراسر افترا ہے۔ میں نے وراثت بنات (لڑکیوں کا حصہ دلانے) سے ہرگز انکار نہیں کیا۔ نہ کوئی عالم پکا مسلمان انکار کر سکتا ہے"

پھر "خدائی نصرت" کا عنوان دے کر بڑے فخر سے آپ ڈینگیں مارتے ہیں کہ دیکھا جلسہ ہوا سر فیروز خاں نون صاحب کی کوٹھی پر، اور ڈاکٹر بشارت احمد نے لکھ دیا سر سکندر حیات خانصاحب کی کوٹھی پر۔ کیسی خدا نے نصرت کی۔ اور پھر آپ نے ایک شعر بھی لکھ دیا اور یہ ان مولوی صاحب کا ہمیشہ سے وطیرہ ہے بیجا اور بے محل بازاری اشعار اپنے مضامین میں یا تقریروں میں شعر گوئی کیا کرتے ہیں۔ صرف یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ انہیں ادبی مذاق ہے لیکن ہمیشہ اپنے بھونڈے طریق پر اور اپنے بھدے اور بے محل اشعار آپ پڑھا کرتے ہیں یا لکھا کرتے ہیں جس سے صاف نظر آجاتا ہے کہ ان بزرگ کا ادبی مذاق کس قدر گرا ہوا ہے بلکہ سوقیانہ حد تک پہنچا ہوا ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ

غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے میں ذرا اس معاملہ کی تفصیل کر دینا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ عورت کو ترکہ میں شرعی حصہ دلانے کے لئے پہلا جلسہ سر سکندر حیات خانصاحب کی کوٹھی پر ہی ہوا تھا جس میں جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان بھی شامل تھے اور اسی جلسہ میں میاں صاحب نے مذکورہ بالا خیال ظاہر کیا تھا۔ اس جلسہ میں سر ظفر اللہ خانصاحب بھی موجود تھے اور تعجب ہے کہ انہوں نے اپنے پیر کے خلاف عورت کے ترکہ کے حق میں رائے دی اور خلیفہ صاحب قادیان کی رائے کی مخالفت کی۔

اس کے بعد دوسرا جلسہ سر فیروز خاں نون صاحب کی کوٹھی پر ہوا جہاں علماء یان کرام کو بلایا گیا تھا۔ جن میں مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی شامل تھے۔ اس جلسہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے لڑکی کو ترکہ میں شرعی حصہ ملنے کے خلاف آیت لا تؤتوا السفھاء پڑھ کر استدلال کیا کہ عورتیں چونکہ کم عقل ہوتی ہیں اس لئے کم عقلوں کو مال دے دینا تو خلاف قرآن ہوا!! اور یہ بالکل سچ ہے جھوٹ نہیں!!!

مولوی صاحب کے نزدیک جھوٹ تقوے کے منافی نہیں

مگر آج مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری صاف انکار کر رہے ہیں۔ میاں کے انکار کی حقیقت کا اس طرح پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے شمر لنڈن میں حلفی بیان دیا تھا کہ انسان جھوٹ بول کر بھی متقی کا متقی ہی رہتا ہے۔ گویا جھوٹ بولنا تقوے کے خلاف نہیں۔ پس جس شخص کا حلفی بیان ہو وہ اگر کوئی بات کہکر مکر جائے تو کوئی محل تعجب نہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس غریب ملا کی زبان تمام عمر حق کے ساتھ لڑنے میں ہی گذری۔ مرزا ارشد گورگانی مرحوم نے ایک دفعہ ان مولوی صاحب کی شان میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقع پر بھرے مجمع میں یہ شعر پڑھا تھا کہ

> زبان تیز ان کی استرے سے بھی زیادہ ہے
> مجھے ڈر ہے کہ جڑ سے یہ اڑا دیں نہ مسلمانی

بھرے مجمع میں وہ قہقہہ پڑا اور اس شعر کو اس قدر بار بار دہرایا گیا۔ اور اس قدر تحسین و آفرین کے غلغلے بلند ہوئے کہ انجمن کے جلسہ میں ایسا منظر پھر شاید ہی کبھی نظر آیا ہوگا۔ وقت کی بات ہے خدا جانے کس قبولیت کی گھڑی میں اس مرحوم کی زبان سے یہ شعر نکلا تھا کہ ان ملاجی پر وہ ایسا صادق آیا کہ حیرت بلکہ عبرت ہوتی ہے۔ ملاجی کی اس وقت اٹھتی جوانی تھی۔ کون جانتا تھا کہ یہ گردش کی گھڑی میں اپنی تمام عمر حضرت امام الزمان کی مخالفت میں حق سے لڑنے میں ہی گزار دیں گے اور خواہ ان کی رسی کتنی ہی دراز کردی جائے ان کی زبان ہمیشہ برابر اسی طرح استرہ کی مانند مسلمانی کو ہی جڑ سے اڑانے کے کام میں مصروف رہے گی۔

مولوی صاحب کیا ہیں؟

آپ میری نسبت لکھتے ہیں: "ڈاکٹر بشارت احمد پکا مرزائی ہے" بہت خوب میں تو پکا مرزائی ہوں اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کفش برداروں میں ہونے کی مجھے عزت بخشی ہے اور میں اس پر اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ اسی ذات نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے امام الزمان کی شناخت عطا کی۔ لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کیا ہیں؟ اپنے حلفی بیان کی رو سے وہی ہیں جن کے نزدیک جھوٹ بولنا تقوی کے خلاف نہیں۔ ایسے لوگ کہکر مکر جائیں تو کیا تعجب ہے۔ کبھی تو آپ اپنے تئیں اپنے منہ آپ "شیر پنجاب" "فاتح قادیان" لکھا کرتے تھے۔ مگر جو شخص کہکر مکر جائے وہ تو گیدڑ سے بھی بدتر ہوا کرتا ہے۔ کیا آپ حلف اٹھا کر اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین والی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے اس جلسہ میں جو سر فیروز خان نون کی کوٹھی پر ہوا۔ عورت کو حق وراثت ملنے کے خلاف اس آیت لا تؤتوا السفھاء اموالکم پڑھ کر استدلال نہیں کیا۔ حلف میں مولویانہ پیچدار الفاظ نہ ہوں۔ بلکہ صاف صاف قسم ہو کہ میں نے عورت کو ترکہ میں حصہ ملنے کے خلاف لا تؤتوا السفھاء اموالکم پڑھ کر قطعاً کوئی استدلال نہیں کیا اور اگر میں جھوٹی قسم کھا رہا ہوں تو خدا کی لعنت مجھ پر پڑے۔

اگر در خانہ کس است ہمیں قدر بس است

(بقیہ صفحہ ۱۲)

۲۰ر جون ۱۹۱۹ء قومی افواج کا اجتماع بمقام بالکسر معاہدہ ورسیلز کی تکمیل مابین جرمنی و اقوام متحدہ۔

۳ر جولائی ۱۹۱۹ء کمال اتاترک کا قومی اجلاس بمقام ارض روم کرنا

۸ جولائی ۱۹۱۹ء کمال اتاترک کا افواج کی انسپکٹری اور ممبری سے مستعفی ہونا

۲۳ر جولائی ۱۹۱۹ء کمال اتاترک کی صدارت میں قومی مجلس کا دوبارہ ارض روم میں اجتماع تا ۷ر اگست خاص کمیٹی کا تقرر

۴ر ستمبر ۱۹۱۹ء قومی مجلس کا انعقاد تا ۱۱ر ستمبر ۱۹۱۹ء

۷ر ستمبر ۱۹۱۹ء روسیلی کی حفاظت کے لئے خاص کمیٹی کا تقرر

۱۰ر ستمبر ۱۹۱۹ء دستخط بر معاہدہ مابین جرمنی آسٹریا و اقوام متحدہ

۱۱ر ستمبر ۱۹۱۹ء تکمیل خفیہ معاہدہ مابین برطانیہ و سلطان جس کے رو سے موخر الذکر نے برطانیہ کا انتداب منظور کر لیا جس کے ظاہر ہو جانے پر استنبول اور اناطولیہ کے درمیان انشقاق۔

۵ر اکتوبر ۱۹۱۹ء فرید پاشا کی وزارت کا استنبول میں ٹوٹ جانا اور علی رضا پاشا کی وزارت کا قیام۔

۷ر اکتوبر ۱۹۱۹ء مجلس ملی کے ممبران کے انتخاب کئے جانے کا اعلان۔

۱۰ر اکتوبر ۱۹۱۹ء بالکسر میں قومی کانگریس اور مخالفین الحاق کا متحدہ اجلاس۔

۲۰ر اکتوبر ۱۹۱۹ء بمقام اماسیہ وزیر بحریہ صالح پاشا اور کمال پاشا کا باہمی تبادلہ خیالات۔

۲۲ر اکتوبر ۱۹۱۹ء معاہدہ اماسیہ پر دستخط۔

۳ر نومبر ۱۹۱۹ء سمرنا کی سرحد پر ترکی اور یونانی افواج کا اجتماع۔

۲۷ر نومبر ۱۹۱۹ء معاہدہ مابین بلگیریا و اقوام متحدہ بمقام نیولی کی تکمیل

۲۹ر نومبر ۱۹۱۹ء قومی افواج اور فرانسیسی افواج کے درمیان لڑائی کا شروع بمقام مرعش

۲۷ر دسمبر ۱۹۱۹ء کمال اتاترک کا سواس سے انگورا پہنچنا۔

جنوبی امریکہ

اخبار حقیقت الاسلام بابت ماہ اپریل ۱۹۳۷ء لکھتا ہے کہ:-

"گذشتہ ہفتہ جناب سید محمد حسین صاحب کی تشریف سرینام میں ہوئی جو اس وقت شہر پارا ماریبو میں مقیم ہیں۔ یہ وہی صاحب ہیں جو ٹرینیڈاڈ سے ہندوستان مولوی کی تلاش میں گئے تھے اور کامل سولہ ماہ کی دشوار گذار مشقت کے بعد مولوی نذیر احمد صاحب کو ٹرینیڈاڈ میں لائے۔ مگر افسوس کہ سید صاحب فی الحال مولوی صاحب (نذیر احمد) سے روٹھ بیٹھے۔ کیونکہ سید صاحب کا بیان ہے کہ مولوی نذیر احمد کی دنیا طلبی و خود غرضی کا نتیجہ ہی ہے کہ مجھے ان سے روٹھنا پڑا ہے"۔

سید صاحب احمدیت کے خلاف لیکچر دینا چاہتے تھے۔ لیکن مسلمانوں نے انہیں جواب دیا کہ ہم گالیاں سننا نہیں چاہتے۔

یہ اخبار حقیقۃ الاسلام جسے ہمارے عزیز دوست شیخ احمد علی صاحب بڑی خوبی سے چلا رہے ہیں اور مسلمانوں میں بیداری پیدا کر رہے ہیں۔ انجمن اعدا یہ اسلام کا ماہوار آرگن ہے آریہ، عیسویت کی تردید اور حقانیت اسلام کا علمبردار ہے شیخ صاحب کے خطبات جمعہ نہایت سبق آموز ہوتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالے اسے اپنے مقاصد عالیہ میں پوری پوری کامیابی نصیب کرے۔

عید میلاد النبی

ذیل کی دونوں نظمیں عید میلاد النبی کے جلسہ میں ۱۴ مئی ۱۹۳۷ء کو دہلی میں پڑھی گئیں، جو شکریہ کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں:-
(افکار تازہ خانصاحب حکیم محمود علی خاں ۔ ماہر۔ اکبر آبادی۔ فراشخانہ۔ دہلی)

درِ فضلِ معبود وا ہو رہا ہے
کہ ذکرِ رسولِ خدا ہو رہا ہے

شبِ یوم میلادِ مصطفٰے ہے
جدھر دیکھئے رنجگا ہو رہا ہے

ہر اک لب پہ وصفِ حبیبِ خدا ہے
حقِ نعت خوانی ادا ہو رہا ہے

محیطِ طرب چار سو جوش پر ہے
مسرت کا طوفاں بپا ہو رہا ہے

زہے منظرِ عالمِ شادمانی
کہ جشنِ خوشی جابجا ہو رہا ہے

حبیبِ خدا کی ولادت کا دن ہے
جمالِ خدا رونما ہو رہا ہے

شروعِ بہارِ رسالت کا دن ہے
گلستانِ عالم ہرا ہو رہا ہے

اِدھر حمد اللہ سے تر زباں ہے
اُدھر وصفِ خیر الوریٰ ہو رہا ہے

اِدھر شکرِ لطفِ خدا بر زباں ہے
اُدھر شورِ صلِّ علیٰ ہو رہا ہے

پھر اسلام پر دل سے سب متفق ہیں
پھر اجماعِ شاہ و گدا ہو رہا ہے

پھر اعلائے حق وسعتیں پا رہا ہے
پھر اعلانِ دینِ ہُدیٰ ہو رہا ہے

پھر اکرام کی بارشیں ہو رہی ہیں،
پھر احسانِ ربُّ العُلا ہو رہا ہے

ہدایت سے دِل آشنا ہو رہے ہیں
ضلالت کا جذبہ فنا ہو رہا ہے

زمانہ سوئے راہِ حق گامزن ہے
خدا کا کرم رہنما ہو رہا ہے

گلستانِ دیں میں بہار آ رہی ہے
یہ سوکھا چمن پھر ہرا ہو رہا ہے

مبارک ہو چشمِ تماشائے ماہرؔ
رخِ حق سے پردہ جدا ہو رہا ہے

نعت

(از خادمۂ رسولِ مسرت نسیمہ دھلوی ۔ بنت فخر الاطباء خانصاحب حکیم محمود علی خانصاحب ماہرؔ)

کشش پر رخِ پر ضیا ہو رہا ہے
ہر اک دل نبیؐ پر فدا ہو رہا ہے

کوئی تو بتا دو یہ آمد ہے کس کی
کوئی تو بتا دو یہ کیا ہو رہا ہے

ندا آ رہی ہے زمیں پر فلک سے
ظہورِ حبیبِ خدا ہو رہا ہے

مبارک مبارک کہ سرکار آئے
یہی شور ہر سو بپا ہو رہا ہے

کچھ اس طرح تاباں ہے مہرِ رسالت
کہ ہر ذرّہ مشعل نما ہو رہا ہے

ہر اک سر جھکا ہے ترے آستاں پر
ہر اک شاہ مثلِ گدا ہو رہا ہے

کہاں میرا سر اور کہاں پائے احمدؐ
الٰہی یہ کیا ہے یہ کیا ہو رہا ہے

محمدؐ کی امت پہ رحمت کا سایہ
یہ محشر میں فضلِ خدا ہو رہا ہے

نسیمہ کو پیارے نبیؐ اب دوا دو
کچھ اب درد دِل میں سوا ہو رہا ہے

نکات وہابیہ

امرتسری وہابی سے کسی شخص نے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ "نمازِ عید کے بعد یا خطبہ کے پیچھے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے متعلق کوئی حدیث آئی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب اس وہابی نے جو حدیث کی پیروی کا مدعی ہے۔ یہ دیا ہے۔ "ہمارے علم میں ایسی حدیث صریح الفاظ سے نہیں مگر قانون کلی کے ماتحت جائز ہے جس میں ہاتھ اٹھانے کو آداب دعا قرار دیا ہے" (اخبار اہلحدیث ۷ مئی ۱۹۳۷ء) گویا باوجود کوئی صریح حدیث نہ ہونے کے وہابی صاحب نے اسے ایک حیلہ کے ماتحت جائز کر دیا ہے وجہ یہ کہ عام طور پر مسلمانوں میں ایک رسم پڑ گئی ہے کہ نماز عید کے بعد ہاتھ اٹھا کر باقاعدہ دعائیں مانگتے ہیں۔ اور عام حالت تو یہ ہے کہ نماز محض چند منٹ ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے۔ اس پر کافی وقت صرف کر دیتے ہیں۔ وہابی جی کو عام لوگوں کا راضی رکھنا پسند ہے اس لئے صریح حدیث نہ ہونے کی صورت میں بھی جواز کے ایک قانون کلی بنا دیا۔

اخبار پیغام صلح ۱۵ اپریل میں درج شدہ وہابی اخبار تنظیم کی ایک عبارت کہ "جماعت الحدیث کا آج تک یہی عقیدہ چلا آیا ہے کہ خدا کی ذات عرش پر ہے"۔ اس کے خلاف اس نے امرتسری وہابی کے اعتقاد کے بارہ میں لکھا تھا۔ کہ وہ اپنے اخبار ۲ شعبان ۱۳۵۵ھ میں شائع کرتا ہے "کہ خدا تعالیٰ عرش و فرش پر (ہر جگہ) اپنی ذات سے موجود ہے۔ اور کہ یہ عقیدہ یعنی "خدا تعالےٰ کو ہر جگہ بذاتہٖ موجود ماننا معتزلہ اور جہمیہ کا عقیدہ ہے۔ اور مرزائیوں اور عیسائیوں کا مذہب ہے۔ مگر رفتہ رفتہ مسلمانوں کے دلوں میں اس عقیدہ نے جگہ پکڑ لی ہے۔ کہ اخبار اہلحدیث مجریہ شعبان ۱۳۵۵ھ میں ایک فتویٰ شائع ہوتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ عرش و فرش پر (ہر جگہ) اپنی ذات سے موجود ہے؟ (اخبار تنظیم اہل حدیث صفحہ ۳ کالم اول دوم مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۷ء)

اس عبارت کو محض جھوٹ اور ردی پرچی اخبار پر افترا بلکہ افسانی ذہین قرار دیا ہے جس کا مطلب بجز اس کے کچھ نہیں نکلتا۔ کہ امرتسری مولوی بجائے اہل حدیث علماء کی پیروی کے احمدیوں عیسائیوں کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ جن دو عبارتوں کو ہم نے کاموں "کے اندر لکھا تھا کہ "جماعت الحدیث کا آج تک یہی عقیدہ چلا آیا ہے کہ خدا کی ذات عرش پر ہے" تنظیم صفحہ ۱۴ کالم ۳ زیر عنوان علما الحدیث فرمادیں" ۹ اپریل ۱۹۳۷ء) اور کہ "خدا تعالےٰ عرش و فرش پر (ہر جگہ) اپنی ذات سے موجود ہے۔" وہ بجنسہٖ منقولہ بالا حوالوں میں موجود ہیں۔ امرتسری وہابی کی اعتقادی کچھ ایسی غلط پڑی ہے کہ وہ ہر حق بات کو جھوٹ قرار دیتا ہے۔ حالانکہ خود انہوں کی زبانی وہ ہر مقام پر جھوٹا ہوتا رہتا ہے۔

نبوت اور آخری فیصلہ پر مباحثہ

ثنائی پارٹی کا مباحثہ سے گریز

(از مولانا عمرالدین صاحب شملوی)

اپریل گذشتہ میں امرتسر میں ثنائی پارٹی کے ساتھ نبوت اور آخری فیصلہ کے متعلق دو روز بحث ہوئی۔ ثنائی پارٹی محض دھوکہ دہی سے کام لیتی تھی اور التباس حق کی پوری کوشش کی گئی۔ مگر احمدی جماعت نے خدا کے فضل سے ہر طرح احقاق حق کر دکھایا اور باطل کی تمام تدبیروں کو ملیٹ دیا۔ اور بالآخر فریقین میں نبوت اور آخری فیصلہ کے متعلق انعامی بحث کی ٹھن گئی۔ لیکن جب اس انعامی مباحثہ کے متعلق اہلحدیث کی ثنائی پارٹی کے عبداللہ معمار صاحب شرائط طے کرنے لگے تو صاف بحث سے ہی انکار کر گئے۔ جیسا کہ اخبار پیغام صلح مجریہ ۳ رمئی ۱۹۳۷ء میں مفصل لکھا جا چکا ہے۔ پھر بھی ہماری طرف سے مجدد کوشش دونوں مضمونوں پر جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے مباحثہ کے لئے انعام اور انعام کے علاوہ دو روپے روزانہ مزدوری کا بھی لالچ دیا گیا تاکہ کسی طرح مناظرہ ہو کر ایک عظیم الشان امر کا فیصلہ ہو جائے۔ مگر معمار صاحب نے اب تک ہمارا چیلنج قبول نہیں کیا۔ اس لئے میں دوبارہ اپنا چیلنج مختصراً پیش کرتا ہوں۔

عبداللہ معمار صاحب کو چیلنج۔ دو سو روپیہ انعام

ہمارا دعویٰ ہے کہ تمام علماء جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدعی نبوت قرار دیا ہے۔ وہ سراسر غلطی پر ہیں اور ثنائی پارٹی بھی غلطی پر ہے اور اگر اہلحدیث پارٹی کا کوئی نمائندہ باقاعدہ مناظرہ کر کے ثابت کر دے کہ حضرت مسیح موعود نے نبوت حقیقی کا دعویٰ کیا ہے تو ہم ایسے شخص کو مبلغ ایک سو روپیہ انعام دیں گے۔

اور ثنائی پارٹی کا جو شخص بھی یہ ثابت کر دے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا مندرجہ اشتہار "ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" دعا مباہلہ نہ تھی بلکہ یکطرفہ فیصلہ کی دعا تھی اور یہ دعا الہامی تھی یا یہ کہ اس دعا کی قبولیت کا کوئی الہام حضرت اقدس کو ہوا تھا تو ایسا ثابت کرنے والے شخص کو مبلغ یکصد روپیہ انعام دیا جائے گا۔

انعام کا فیصلہ

دونوں مناظروں میں انعام کا فیصلہ ثالثوں کی اتفاق رائے یا بکثرت رائے پر موقوف ہوگا اور ثالث کم از کم تین کس غیر جانبدار مسلمہ فریقین ہوں گے۔

عبداللہ صاحب معمار کہاں ہیں؟

اگرچہ وہ امرتسر میں جسمانی طور پر زندہ موجود ہیں مگر وہ ہمارے اس چیلنج کو قبول نہیں کریں گے اور روحانی موت کا ثبوت دیں گے اور اگر وہ مقابل نکل آئیں تو انشاء اللہ وہ

ھلک عن بینہ

کا مصداق ثابت ہوں گے۔ بہتر ہو کہ مولوی صاحب مردانہ وار مقابل نکل کر قسمت آزمائی کریں اور اس طرح صداقت احمدیت کے لئے ایک شہید ہو جائیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا جواب

میرے چیلنج مباحثہ کے مخاطب چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی تھے۔ بلکہ اس کے لئے میں نے انعامی رقم پانصد روپیہ مقرر کر دی تھی۔ اس طرح کہ دو سو روپیہ مسئلہ نبوت کی بحث کا انعام اور تین سو آخری فیصلہ کے متعلق مباحثہ کا انعام رکھ دیا۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب کہتے ہیں:۔

"بابو عمرالدین مضمون آخری فیصلہ پر مجھ سے بحث کرنا چاہیں تو شرائط ذیل مجھے منظور ہے:۔

(۱) اپنے امیر مولوی محمد علی سے نیابت کی سند حاصل کریں

(۲) مباحثہ لدھیانہ جو آخری فیصلہ پر ہوا تھا۔ اس کی جملہ شرائط منظور کریں"۔ (اہلحدیث مجریہ ۴ رجون ۳۷ء)

کیا کمال ہوشیاری ہے کہ مباحثہ کرنے کو تو مولوی صاحب کا جی نہیں چاہتا اور ہماری معقول پیش کردہ شرائط کا نام تک نہیں لیتے حالانکہ بارہا ان کے سامنے ہم اپنی شرائط کو رکھ چکے ہیں اور زبردستی یہ کہ اپنے امیر سے نیابت کی سند حاصل کریں۔ دوسری طرف یہ کہ مباحثہ لدھیانہ کی جملہ شرائط منظور کرو۔ کیا معمار صاحب بتا سکتے ہیں کہ میر قاسم علی صاحب جو لدھیانہ میں احمدی جماعت کی طرف سے مناظر تھے۔ انہوں نے کوئی نیابت کی سند لی ہوئی تھی۔ یا یہ کوئی شرط وہاں تھی۔ اگر یہ شرط وہاں نہیں تھی تو اب یہ ان جملہ شرائط پر اضافہ کرنے کا آپ کو حق کیا ہے۔ انعام مقرر کریں ہم۔ اور شرائط مقرر کریں مولوی ثناء اللہ۔ کیا عجیب تماشہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اگر میں حضرت امیر سے یہ عرض کروں کہ وہ مجھے اس مسئلہ میں بحث کے لئے نیابت کی سند دیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ مگر میں ایسا کیوں کروں جبکہ فریق مقابل جماعت کا امیر نہیں ہے۔ اور اسے ایسا مطالبہ کرنے کا حق ہی نہیں۔

مباحثہ لدھیانہ کے شرائط

رہا یہ سوال کہ مباحثہ لدھیانہ کے شرائط منظور کر لئے جائیں سو اس کے متعلق صرف اتنی عرض ہے کہ جن شرائط پر آپ خود لدھیانہ میں قائم نہ رہ سکے اور گھنٹہ بھر کی بجائے ڈھائی گھنٹہ میں پرچہ لکھا سکے اور بجائے خود لکھنے کے پرچہ لکھانے لگ گئے۔ تو اب ان ناقص شرائط کو ہی پھر پیش کرنا یہ نیت کا فتور نہیں تو اور کیا ہے مولوی صاحب مباحثہ میں فریقین کو پورا پورا موقعہ بحث کا دینا چاہیئے۔ اور مساوی حقوق ہونے چاہئیں۔ سو اگر آپ کو تحقیق حق کرنا ہے تو ہر پرچہ کے لئے وقت تحریر تین گھنٹہ رکھ لیں اور یا آپ اپنے گھر بیٹھے پورا زور لگا کر جتنا چاہیں لکھ لیں۔ مگر وہ ایک گھنٹہ کے اندر اندر سنایا جا سکے۔ اسی طرح میں لکھتا ہوں اور اس طرح تین پرچے آپ کے بحیثیت مدعی ہوں اور میرے تین پرچے بطور مجیب کے ہوں گے۔ پرچوں کی تعداد مساوی ہوگی۔ پھر یہ تمام پرچے پبلک میں تین مسلمہ غیر جانبدار ثالثوں کے روبرو بالترتیب پڑھ دیئے جائیں گے اور پھر تینوں ثالثوں کو فریقین پر جرح کرنے کا موقعہ دیا جائے پھر وہ اپنا فیصلہ تحریراً جو دیں وہ منظور کر لیا جائے

ایک ہزار روپیہ انعام

پھر میں نے جناب مولوی صاحب کو دل کر لکھا تھا کہ:۔

"اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کی پارٹی کو یقین ہے کہ وہ آخری فیصلہ کے متعلق حق پر ہیں اور ان کے دلائل غالب ہیں تو وہ اپنی طرف سے پانصد روپیہ جمع کریں اور ادھر ہم بھی اتنا ہی روپیہ جمع کرا دیتے ہیں۔ یہ ایک ہزار روپیہ اس شخص کو انعام دیا جائے گا۔ جسے تین غیر جانبدار مسلمہ فریقین ثالث کثرت رائے سے غالب قرار دیں"۔ (پیغام صلح ۳ رمئی ۱۹۳۷ء)

مگر مولوی صاحب بھی خوب جانتے ہیں کہ اگر یہ مباحثہ ہوا تو وہ کسی طرح جیت نہیں سکتے۔ کیونکہ ہمارے دلائل قاہرہ سب کے سب بار بار ان کے سامنے آ چکے ہیں اور باوجود نت نیا پینترا بدلنے کے ہمارے دلائل کے سامنے شرمندہ رہتے ہیں۔ اس لئے وہ حیلہ بہانہ سے جان چھڑاتے ہیں۔ ورنہ وہ ہمارے اوپر کے چیلنج انعامی ایک ہزار روپے کو قبول کر لیں۔ مگر ناظرین یاد رکھیں کہ وہ یہ بات مولوی صاحب ایسا ہرگز نہ کریں گے خواہ کچھ ہی ہو جائے۔ مگر چونکہ ہمیں بھی پوری طرح اتمام حجت کرنی ہے اس لئے ہم مولوی صاحب کے منشاء کے مطابق ان کے چیلنج کو حسب ذیل الفاظ میں قبول کرتے ہیں

مباحثہ لدھیانہ والی شرائط پر آخری فیصلہ کے متعلق مناظرہ

مولوی ثناء اللہ صاحب چاہتے ہیں کہ وہ دوبارہ بحث کو اس صورت میں کریں کہ جب میں جملہ شرائط مندرجہ مباحثہ لدھیانہ کو منظور کروں۔

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب مندرجہ ذیل شرائط کو تسلیم کر لیں تو مجھے باقی تمام شرائط متعلقہ منظور ہیں:۔

(۱) لدھیانہ میں تین ثالث تھے جن میں سے ایک ایک ثالث تو فریقین کا اپنا جانبدار تھا اور صرف ایک سکھ صاحب پنچ کی حیثیت رکھتے تھے۔ مگر اب دوبارہ مناظرہ کی صورت میں تین پنچ ہوں گے اور وہ سب کے سب غیر جانبدار ہوں گے۔

(۲) پہلے مناظرے کے لکھے ہوئے پرچے موجودہ مناظرہ کے پرچوں کے ساتھ شامل کر لیے جائیں گے۔

(۳) اگر اتفاق رائے سے یا کثرت رائے سے فیصلہ ہمارے حق میں ہو تو مولوی ثناء اللہ صاحب پہلی دفعہ کا حاصل کردہ تین سو روپیہ واپس کر دیں گے۔

اگر یہ تینوں شرطیں منظور ہیں تو باقی تمام شرائط جو لدھیانہ میں آخری فیصلہ کے متعلق مباحثہ کے وقت طے ہوئی تھیں۔ مجھے منظور ہیں۔ اور میں تین سو روپیہ انعام کا رکھ کر امرتسر میں ہی مولوی صاحب سے مباحثہ کے لیے تیار ہوں۔

کیا مولوی صاحب اب بھی میدان میں مردانہ وار نکلیں گے؟

دیدہ باید

نبوت پر مباحثہ

مولوی ثناء اللہ صاحب آخری فیصلہ پر تو مباحثہ کے لئے جھوٹ موٹ طیاری کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ مسئلہ نبوت پر جو اصولی مسئلہ ہے جس کی تمام علماء نے مخالفت کی بحث کا نام تک نہیں لیتے۔ غالباً بلکہ یقیناً اس کا ایک ہی سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ مولوی صاحب اور ان کی پارٹی ہمارے دلائل سے عاجز آ چکی ہے اور اب انہیں اس پر بحث کا حوصلہ نہیں رہا۔

بچوں کا صفحہ

ہمارے نبی کریم صلعم آخری نبی تھے

(از رشحات قلم محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

شام کا وقت تھا۔ کئی دن کی شدید گرمی کے بعد بارش کے چھینٹے اور ٹھنڈی ہوا نے مرجھائے ہوئے چہروں کو بحال کر دیا تھا۔ ماجد اور اس کی بہن طیبہ دونوں کھانا کھا رہے تھے اور ان کی والدہ قریب ہی بیٹھی وضو کر رہی تھیں کہ ایکدم ماجد چلایا کہ اماں جان دیکھئے۔ طیبہ میرے سامنے سے بوٹیاں اٹھا اٹھا کر اپنی پلیٹ میں رکھتی جاتی ہے ماجد کی والدہ نے قریب آ کر کہا کہ دیکھو طیبہ بیٹی کھانا ہمیشہ اپنے سامنے سے لینا چاہیئے۔ دوسرے کی طرف سے اٹھانا بہت بری بات ہے۔ لوگ بدتمیز کہتے ہیں۔

طیبہ۔ مگر اماں جی میں کسی کے سامنے تھوڑا ہی ایسا کرتی ہوں۔

ماجد کی والدہ۔ بری حرکت تنہائی میں بھی کرنا ویسا ہی برا ہے۔ جیسا کسی کے سامنے۔ اگر تم کو کوئی بری عادت پڑ گئی۔ تو تم بے اختیار سب کے سامنے بھی وہی بات کر بیٹھو گی اور دیکھو ماجد کھانا کھاتے وقت چبانے کی آواز نہیں نکالنی چاہیئے۔ نوالہ منہ میں رکھ کر منہ کو بند کر کے اس طرح چبانا چاہیئے کہ چپڑ چپڑ کی آواز نہ آئے اور کھانا خوب چبا کر کھانا چاہیئے۔ ورنہ کھانا ٹھیک ہضم نہیں ہوتا اور پیٹ میں درد ہو جاتی ہے۔ اچھا اب تم کھانا کھا کر ہاتھ دھو لو اور دانت صاف کر لو۔ اتنے میں میں نماز پڑھ لوں۔ پھر تم کو ایک اچھی سی کہانی سناؤں گی۔

ماجد کی والدہ نماز سے فارغ ہوئیں تو بچے ان کے گرد ہو گئے اور ماجد نے کہانی کی فرمائش کی۔

ماجد کی والدہ۔ اچھا ماجد میاں پہلے یہ تو بتاؤ کہ اس دن کی باتوں میں سے تمہیں کیا کیا یاد ہے

ماجد۔ مجھے سب یاد ہے۔ آپ نے بتایا تھا کہ ہم پکے مسلمان ہیں اور اس لئے ہمارا نام احمدی ہے۔ اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور ہمارے نبی کریم سب سے بڑے نبی ہیں اور اب کوئی نبی نہیں آئیگا۔ کیوں اماں جان ٹھیک یاد ہے نا۔

ماجد کی والدہ۔ (پیار کر کے) شاباش تم بہت اچھے بیٹے ہو۔

ماجد۔ اماں جی۔ اب کیوں نبی نہیں آئیگا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں کسی نبی کو دیکھوں۔

ماجد کی والدہ۔ دیکھو میں تمہیں بتاتی ہوں۔ آج سے ہزارہا سال پہلے جب یہ ہماری دنیا شروع ہوئی تو لوگ اس قدر ترقی یافتہ نہ تھے جنگلوں میں پہاڑوں کی کھوؤں میں رہتے تھے جنگلی پھلوں، گھاس پات اور کچے گوشت پر گزارہ کرتے تھے۔ درختوں کے پتوں سے اپنے بدن کو ڈھانکتے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ وہ ترقی کرتے گئے مکان بنانے لگے کھیتی باڑی شروع کر دی اور کپڑے وغیرہ پہننے لگے۔ مگر پھر بھی ابھی ان کی ضروریات بہت کم اور محدود تھیں اور وہ چھوٹی چھوٹی بستیوں میں ادھر ادھر بکھرے پڑے تھے اور اسی لئے ان میں جگہ جگہ نبی آتے رہے جو ان کے حالات کے مطابق نیکی کی باتیں سکھاتے تھے۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام آئے

ماجد۔ اماں جی وہ کس ملک میں آئے تھے؟

ماجد کی والدہ۔ وہ عرب میں آئے تھے۔

ماجد۔ ہمارے ہندوستان میں کوئی نبی نہیں آیا

ماجد کی والدہ۔ آئے کیوں نہیں۔ یہاں بھی نبی آئے۔ لیکن ہمیں ان سب کے نام معلوم نہیں ہیں مگر خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ دنیا کی تمام قوموں میں نبی آئے ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ سب قوموں کے بزرگوں کی عزت کریں۔ ہندوؤں میں رامچندر جی اور کرشن جی وغیرہ نیک بندے تھے۔ مگر ان کو لمبا عرصہ گذر گیا۔ لوگ ان کی باتوں کو بھول گئے اور اپنی طرف سے بہت سی فضول باتیں ان کی طرف منسوب کر دی ہیں۔ ہاں میں یہ کہہ رہی تھی کہ اس وقت جن جن ملکوں میں جو جو نبی آئے۔ وہ صرف اسی ملک اور قوم کے لئے ہوتے تھے اور وہ اسی زمانہ کے لوگوں کی ضروریات اور سمجھ کے مطابق خدا کے احکام لاتے تھے۔ مگر جب دنیا نے کافی ترقی کر لی اور لوگ ایک دوسرے کے ملکوں میں آنے جانے لگے۔ تو خدا نے نیکی اور ہدایت کی مکمل تعلیم قرآن مجید کے ذریعے بھیجدی اور ہمارے نبی کریم کو تمام دنیا کی طرف نبی بنا کر بھیجدیا۔ تاکہ سب لوگ آپس میں لڑنا جھگڑنا چھوڑ کر ایک ہو جائیں۔ اور ایک نبی کے پیرو ہو کر پیار سے رہیں۔ قرآن مجید میں خدا نے ایسے ایسے قانون بتا دیئے ہیں جو ہمیشہ لوگوں کو ترقی اور نیکی کی طرف لیجاتے رہیں گے اس لئے اب اور کسی نئے نبی یا نئی تعلیم کی ضرورت نہیں رہی۔

ماجد۔ مگر اماں جان آپ تو کہتی تھیں کہ نبی کریم کے بعد بھی لوگ برے کام کرنے لگے تھے۔

ماجد کی والدہ۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ لوگوں نے قرآن مجید کی تعلیم کو چھوڑ دیا۔ اور پھر بری باتیں اختیار کر لیں۔ اس لئے خدا نے ہمارے نبی کریم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہر سو سال کے بعد ایک نیک اور پاک آدمی کو بھیجے گا۔ جس کو مجدد کہتے ہیں۔ یہ مجدد پھر لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم کی طرف متوجہ کریں گے چنانچہ تیرہ سو سال میں ہر سو سال کے بعد یعنی ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہے ہیں اور اب چودھویں صدی ہے۔ اس کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔

ماجد۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود کیوں کہتے ہیں؟

ماجد کی والدہ۔ یہ ہمارے نبی کریم صلعم کی ایک پیشگوئی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ چودھویں صدی میں عیسائیت کا فتنہ بہت ترقی کرے گا اور یہ لوگ تمام ملکوں پر چھا جائیں گے اور لوگوں کو ایک خدا کی عبادت سے پھیر کر ان سے تین خدا منوائیں گے تو اس لئے اس چودھویں صدی کے مجدد کا نام مسیح رکھا گیا ہے۔ اور وہ خاص طور پر عیسائیت کے حملوں سے اسلام کو بچائے گا۔ اور اسی لئے اس کو مسیح موعود کہتے ہیں۔ یعنی وہ مسیح جس کا وعدہ نبی کریم صلعم نے ہم سے کیا تھا۔

(باقی آئندہ)

ہستی باری تعالےٰ

(عقل کی روشنی میں)

(از جناب محمد فاضل صاحب لاہور)

برادر مکرم ۔ السلام علیکم

"مضمون نویسی جسقدر سکونِ قلب اور فراغتِ دماغ کو چاہتی ہے۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہیں ان دنوں سخت عدیم الفرصت ہوں اور کچھ لکھنے سے قطعی معذور"

ان سطور کی محرک جناب سوامی فیض احمد صاحب طالب علم تبلیغی کلاس کی وہ تقریر ہوئی۔ جو انہوں نے چند روز ہوئے احمدیہ بلڈنگس مہمان خانہ میں فرمائی ہیں اپنی اس ناکام اور عجلت زدہ کوشش انہی کے نام معنون کرتا ہوں۔

(محمد فاضل)

میرے بعض دوستوں کا خیال ہے۔ کہ سر سید احمد مرحوم نے انگریزی تعلیم کو رائج کرا کے ایک طرف مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے تو دوسری طرف آنے والی مسلمان نسلوں کے لئے دہریت کا سامان بھی پیدا کر دیا ہے۔ میں سر سید احمد مرحوم کی مذہبی اور علمی خدمات کا معترف ہونے کے باوجود اس خیال میں اپنے دوستوں کا ہمنوا ہوں کیونکہ موجودہ حالات اس خیال کی صداقت کا بین ثبوت ہیں مسلمانوں کا انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ دہریت کی طرف بہتا چلا جا رہا ہے۔ خال خال لوگ ہیں۔ جو ابھی مذہب پر قائم ہیں ورنہ مذہب انگریزی تعلیم یافتہ افراد کے نزدیک ایک فضول سی چیز بن کر رہ گیا ہے۔ قابل افسوس امر تو یہ ہے۔ کہ یہ سب کچھ مادیت سے متاثر ہو کر ہو رہا ہے۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ مادیت سے خوفزدہ ہو کر مذہب سے تنفر کا یہ نتیجہ واقعات کے بالکل برعکس نکالا گیا ہے۔ مزید لطف یہ کہ جو اسباب یورپ میں دہریت پھیلانے کا باعث ہوئے ہیں۔ وہ اسلام میں موجود ہی نہیں۔ جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کروں گا۔

گذشتہ ہفتہ میری ملاقات ایک انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان سے ہوئی۔ وہ کسی علمی تحقیق کی بناء پر تو خدا اور مذہب سے برگشتہ نہ تھے۔ بلکہ ان کی دہریت کا سبب کچھ اور ہی باتیں تھیں جو خود انکی غلط کاریوں کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھیں۔ تاہم وہ مذہب اور خدا کے نام زبان پر لانے نہ دیتے تھے خدا کے وجود سے انکار کی ان کے پاس بڑی سے بڑی دلیل یہ تھی کہ "عقل خدا کے وجود کو تسلیم نہیں کرتی"۔ میں نے عرض کیا۔ کہ آپ پہلے اپنی عقل کے وجود کا ثبوت دیجئے۔ کہ کہاں ہے؟ یہ جواب سن کر ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا ان کی زبان ہی نہیں حالانکہ اس سے قبل وہ یورپ کے دہریوں کے اقوال اور سائنس کے موجودہ تجربات کے واقعات سنا سنا کر کہہ رہے ہیں۔ خدا کی ضرورت ہی کیا ہے۔ "خدا کا وجود پست اور نکمے دماغوں کی اختراع ہے" وغیرہ وغیرہ

اس قسم کے تمام لوگوں کا سرمایۂ اعتراضات نہایت قلیل ہوتا ہے اور ان کا افلاس دلائل بہت جلد آشکار ہو جاتا ہے میرا خیال تو یہ ہے۔ کہ جن باتوں کو دیکھ کر گزشتہ دو صدیوں سے یورپ کے لامذہب اور ابھی حال ہی سے ہندوستان کے انگریزی تعلیم یافتہ لوگ خدا کے وجود سے انکار کر رہے ہیں دراصل وہی باتیں خدا کی ہستی پر درخشندہ براہین ہیں۔ یہ امر واقعہ ہے۔ کہ ایک ہی واقعہ سے دو دماغ مختلف سبق حاصل کریں۔ اور اکثر ایسا ہو جاتا ہے دراصل ظاہر بین اور حقیقت بین لوگوں میں فرق ہی یہی ہوتا ہے کہ ظاہر بین اپنی محدود عقل کے بل بوتے پر ہر اس چیز کو جس کو اس کی محدود عقل نہ سمجھ سکے۔ غلط قرار دے دیتا ہے۔ حالانکہ اس کی حقیقت اور اصلیت اس کے خلاف ہوتی ہے۔ دنیا کا موجودہ عروج یافتہ تمدن ترقی ایجادات و اختراعات اگر ایک طرف ظاہر بین لوگوں کو مذہب اور خدا سے دور کر دیتے ہیں، تو دوسری طرف حقیقت شناس لوگ ان ہی کو دیکھ کر خدا کے اور زیادہ قریب ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ صوفیا نے اپنی حقیقت شناس نظروں سے مطالعہ کر کے دنیا کے ظاہری نظم و نسق کو خدا کی روحانی سلطنت کا عکس قرار دیا۔ خدائی رازوں۔ مذہبی پیچیدہ مسئلوں کے انکا حل سمجھنے کے لئے ان ہی دنیاوی امور کو بطور مثال پیش کیا۔ دوران ہی سے نکالا ہے اس سے پیشتر کہ میں اصل مضمون کو شروع کروں۔ یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ مجھے دہریت کے مقابلے پر اس خدا کو پیش نہیں کرنا ہے۔ جس کے چار بازو ہوں۔ ناک ٹخنوں تک لمبی ہو جس کو چاروں طرف دیکھنے کے لئے اپنے دو یا چار منہ بنانے پڑے ہوں جس کے تصرفات اور اختیارات ایک میت بے جان سے زیادہ نہ ہوں جس کا کوئی بیٹا بھی ہے۔ جو اپنے رحم و الطاف کی فراوانی سے انسانوں کو بخشنا تو چاہتا ہے مگر یہ اس کے اختیار میں نہیں۔ اور وہ پھر وہ اپنے جذبۂ رحم و الطاف سے مجبور ہو کر اپنے بیٹے کو قربان کرتا اور اپنے بیٹے کی قربانی کو تمام انسانوں کی بدیوں کا کفارہ قرار دے کر ہمیشہ کے لئے دنیا کو نیکی اور بدی سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ خدا کے متعلق اس قسم کا تصور پیش کر کے انسان ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہو گا۔ اگر یورپ میں خدا کا اور مذہب کا اس قدر قبیح نقشہ نہ ہوتا۔ تو آج یورپ مذہب اور خدا سے اس قدر متنفر نہ ہوتا۔ بلکہ اس مضمون میں مجھے اس خدا کے وجود کا ذکر کرنا ہے جس نے اپنی سنت کے مطابق ایک اُمّی کو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے ریگستان عرب میں نوازا۔ اور اپنے آخری پیغام میں اپنے حبیب کو وہ وہ راز ہائے سربستہ اور پیش آیند باتیں بتائیں جن پر آج اسقدر لمبا عرصہ گزر جانے پر بھی انسانی تمدن خود بخود نہیں پہنچ سکا جس نے اپنے برگزیدہ نبی سے یہ کہلوا کر کہ

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

بتا دیا کہ دنیا کی کوئی چیز بیکار نہیں۔ ہر چیز خواہ وہ کم سے کمتر ہو۔ یا بڑی سے بڑی کسی نہ کسی مطلب اور مفید مطلب کے لئے پیدا ہوئی ہے۔ اور جس نے یہ فرما کر کہ

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً

یعنی کیا تم غور نہیں کرتے کہ اللہ نے جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب تمہارے کام میں لگا رکھا ہے۔ اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کو پورا کیا ہے۔

بتا دیا کہ دنیا کی ہر ایک چیز صرف تمہارے لئے ہے۔ اور تم افضل المخلوقات ہو۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کیا خوب لفظوں میں ادا کیا ہے فرماتے ہیں

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

پس یہ یاد رہے کہ میں نے دہریت کے مقابلے پر خدائے قرآن کو پیش کرنا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ گو دنیا نے آج تک تہذیب قانون تمدن حکمت فلسفہ۔ اور اخلاق کے بڑے بڑے مظاہرے کئے ہیں۔ لیکن جس توحید اور ذات خداوندی کو اسلام نے پیش کیا ہے۔ وہ آپ اپنی نظیر ہے۔ یہ محض دعوے ہی نہیں۔ بلکہ آج ساڑھے تیرہ سو سال گزر جانے پر کون ہے۔ جو مقابلے پر آئے۔ ایک ایک آیت ہزار ہا حقائق و معارف اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ غور کرو۔ آزمالو۔ نمونتاً اسی آیت کو لے لو۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

یعنی آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے۔ وہ سب تمہارے تابع فرمان ہے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ تم غور و فکر تامل و تدبر یعنی دکاوش سے کام لو پھر دیکھو کہ کیا بحر و بر کی تسخیر انسان کے لئے ناممکن ہے۔ اب سوچنے کا مقام ہے۔ کیا؟ جبال و انہار پر آج انسانی اقتدار نہیں پایا جاتا۔ پانی ہوا۔ آگ بادل۔ روشنی۔ فضا۔ بجلی۔ پہاڑ الغرض دنیا میں کوئی چیز کوئی کیفیت کوئی قوت ایسی نہیں جو آج انسانی اقتدار سے باہر ہو۔ لیکن کیا؟

دنیا کا کوئی مذہب اس قسم کا دعویٰ کر سکتا ہے جیسا اسلام میں پایا جاتا ہے؟

یورپ کو آج مسئلہ ارتقاء پر بڑا ناز ہے۔ ڈارون اس تھیوری کا موجد مانا جاتا ہے۔ مگر کیا خدائے قرآن نے اپنی سب سے پہلی وحی میں اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ میں یہ مسئلہ حل نہیں کر دیا۔ یعنی تیرا پیدا کرنے والا رب ہے۔ رب بموجب لغت وہ پرورش کرنے والا ہے جو ایک چیز کو ادنیٰ سے ادنیٰ حالت سے اٹھا کر بتدریج اعلیٰ سے اعلیٰ درجے تک پہنچائے۔ یہ مسئلہ ارتقاء نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی کی تشریح فرماتے ہوئے مولینا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں مسئلہ ارتقاء کو اس قدر واضح کیا ہے۔ کہ آج بھی یورپ سے اسقدر صاف نہیں ہو سکا۔ فرماتے ہیں۔

آمدہ اول بہ اقلیم جماد　　وز جمادی در نباتی اوفتاد
سالہا اندر نباتی عمر کرد　　وز جمادی یاد ناورد از نبرد
وز نباتی چوں بہ حیواں اوفتاد　　نامدش حال نباتی ہیچ یاد
جز ہماں میلے کہ دارد سوئے آں　　خاصہ در وقت بہار ضیمران
ہمچو میل کودکاں با مادراں　　سر میل خود نداند در لبان
ہمچنیں اقلیم تا اقلیم رفت　　تا شد اکنوں عاقل و دانا و زفت

افسوس ہے کہ مضمون زیر بحث میں دہریت اور مذہب کی بحث چھڑ جاتی ہے۔ اگر تفصیلی رنگ میں مذہب اور اس کے اصولوں کی بحث موجودہ دہریت اور اس کی تحقیق پر چھیڑ دی جائے۔ تو یہ ایک طویل ترکیب ہے میں ہستی باری تعالیٰ کے متعلق ہی صرف عقلی دلائل پیش کروں گا۔ جو عقلیات کی زد میں آئے ہوئے معترضین کے لئے شمع ہدایت بن سکے۔ قرآن مجید سے اگر اس مسئلہ پر روشنی ڈالنا مقصود ہو۔ تو مولانا محمد علی صاحب ایم اے کی کتاب "ہستی باری تعالےٰ" پڑھ لی جائے۔

(باقی آیندہ)

اخبار عالم

—— انگورہ ۲۴ رجون ۔ عصمت انونو وزیر اعظم ترکی نے امیر عبداللہ والئے شرق اردن کو ایک مکتوب کے ذریعہ آگاہ کیا ہے کہ ترک تقسیم فلسطین کے سخت مخالف ہیں ۔ وہ نہیں چاہتے کہ فلسطین کے عربوں پر یہودیوں کو ہمیشہ کے لئے مسلط کر دیا جائے اور یہودی اپنی ریشہ دوانیوں سے اسلامی ممالک کو تباہی خیز دلدل میں پھنسا دیں معلوم ہوا ہے کہ امیر عبداللہ اس سلسلہ میں انگورہ تشریف لیجا رہے ہیں

—— برلن ۲۴ رجون ۔ وان نیورتھ وزیر خارجہ جرمنی نے آج صبح برطانوی سفیر مقیم برلن کو آگاہ کر دیا کہ جرمنی ہسپانوی ساحلوں کی نگرانی کی سکیم سے دستبردار ہوتا ہے اور اپنے تمام جنگی جہازوں کو واپس بلا رہا ہے مسٹر ایڈن وزیر خارجہ برطانیہ نے بتایا ہے کہ اٹلی نے بھی اپنے جہاز واپس بلا لئے ہیں ۔

—— شملہ ۲۴ رجون کی اطلاع مظہر ہے کہ وزیریوں نے سرحد پر برطانوی فوج پر حملے کئے ۔ جن میں ۷ فوجی ہلاک اور ۲۴ مجروح ہوئے ۔ پانچ فاعندار بھی زخمی ہوئے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وزیریوں کے بھی بہت سے آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے ۔

—— حکومت پنجاب نے مارشل لاء کے تمام قیدیوں کی رہائی کا حکم دیدیا ہے چنانچہ مہاشہ رتن چند ۔ محمد الدین صوفی اور لالہ گردھاری لال رہا ہو کر امرتسر پہنچ چکے ہیں ۔ اہل امرتسر نے ان کو ایڈریس پیش کیا ۔

—— امرتسر ۲۴ رجون ۔ انجمن اسلامیہ امرتسر شیخ صادق حسن کی سرکردگی میں فساد کے سلسلہ میں آئینی شہادتیں فراہم کر رہے ہیں ۔ اور مجروحین کی مالی امداد بھی کی جا رہی ہے

—— شملہ ۲۳ رجون ۔ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب میں فرقہ وارانہ روک تھام اور دوسرے اہم سیاسی معاملات پر تبادلہ خیالات کرنے کیلئے وزیر اعظم حکومت پنجاب سر سکندر حیات خاں ۲۶ رجون کو شملہ میں پنجاب کے متعدد لیڈروں کی ایک کانفرنس بلا رہے ہیں ۔ فسادات کی روک تھام کے لئے ایک بورڈ قائم کیا جائے گا اور مفسدوں کو سخت ترین سزائیں دی جائیں گی ۔

—— شملہ ۲۴ رجون ۔ پنجاب اسمبلی کے اجلاس سے پہلے لابی کی گفتگو سے اس امر کا اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت پنجاب نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ایک کمیٹی بنائی جائے ۔ جو اس بات پر غور کرے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ مالیہ انکم ٹیکس کے اصول پر وصول کیا جائے ۔ یعنی ان تمام زمینداروں سے مالیہ نہ لیا جایا کرے جن کی سالانہ آمدنی دو ہزار روپے سے کم ہے مسٹر ڈارلنگ فائننشل کمشنر کو غالباً اسی کمیٹی کا صدر بنایا جائے گا ۔

—— بنوں ۲۴ رجون ۔ گذشتہ دنوں تین سرحدی لڑکیوں کو اغوا کیا گیا تھا اب انہیں چھوڑ دیا گیا ہے واپسی پر انہوں نے بیان دیا کہ وہ پندرہ دن تک ہم پٹھانوں کے سردار خاصم تانی کے ہاں رہیں پھر دین نیقہ نامی کے ہاں دونوں گھروں میں ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی ہمیں کھانے کے علیحدہ برتن اور سامان دیا گیا ۔ اور کھانڈ کے تھیلے مل جاتے تھے ۔ ہم عورتوں کے ساتھ رہتی تھیں ۔ ہمیں اسلام قبول کرنے کے لئے نہ تو کہا گیا ۔ نہ ترغیب دی گئی ۔ نہ مجبور کیا گیا ملک کیا کہ ناحق کہ عورتوں پر ہاتھ اٹھانا پٹھان کی شان نہیں اور ہمیں کہتا کہ تمہیں قطعاً نہیں گھبرانا چاہئے ۔ بہت جلد تمہیں والدین کے ہاں پہنچا دیا جائیگا ۔

—— رنگون ۲۵ رجون ۔ اطلاع مظہر ہے ۔ کہ ہز ایکسیلینسی گورنر نے تاجپوشی کی خوشی میں ۱۴۴ ۔ اشخاص کو جو بغاوت کے الزام میں انڈیمان میں قید ہیں ۔ غیر مشروط طور پر رہا کر دینے کے احکام صادر کر دئے ہیں ۔

—— سری نگر (کشمیر) ایک کمیونک شائع ہوا ہے ۔ کہ چونکہ ریاست کے مختلف محکموں میں مسلمان سٹینوگرافروں کی تعداد بہت کم ہے ۔ اسلئے وزیر اعظم نے احکام صادر کئے ہیں ۔ کہ اگر آئندہ ٹائپسٹوں یا سٹینوگرافروں کی ضرورت پڑی ۔ تو قابل مسلمانوں کو ترجیح دی جائے گی ۔

میثاق مشرق مہر قلبی خواہشات کا آئینہ دار ہے

اناطولیہ میں غازی مصطفٰے کمال پاشا کی معرکہ آرا تقریر

اناطولیہ ڈاک کے ذریعہ ۔ اناطولیہ میں جشن استقلال ترکیب نہایت دھوم دھام سے منایا گیا ۔ غازی کمال اتاترک نے علم اسلامی لہراتے ہوئے ایک معرکہ آرا اور بصیرت افروز تقریر کی ۔ آپ نے فرمایا کہ وہ قوم جس کا دامن آزادی و حریت کے گوہر ہائے بیش بہا سے خالی ہے لیکن دنیاوی دولت و ثروت کے انبار در انبار اس کے پاس موجود ہیں اس بات کی توقع نہیں کر سکتی کہ اس کے ساتھ انسانیت کا سلوک کیا جائے

شامی عرب اور ترکوں پر حملے

آپ نے شام کے عربوں کے مظاہرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ۔ یہ امر کس قدر اندوہناک اور رنجدہ ہے کہ اعراب شام اغیار کے اشارہ پر ترکوں کے خلاف مظاہرے کر رہے ہیں ۔ اور سکندرونہ اور انطاکیہ کے پرامن ترکوں کو ظلم و تعدی کا نشانہ بنا رہے ہیں ۔ حالانکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ شامی عرب اور ترک متحد ہو کر اغیار کی ریشہ دوانیوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیتے اور شرپسند عناصر کو ایسی عبرتناک سزا دیتے ۔ کہ آئندہ کسی بیرونی قوت کو دو اسلامی قوموں میں افتراق پیدا کرنے کی جرأت نہ ہوتی ۔

ریاستہائے بلقان کا اتحاد

آپ نے میثاق ریاستہائے بلقان پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا ۔ کہ یہ انتہائی مسرت کا مقام ہے کہ ریاستہائے بلقان میں تحفظ آزادی کے مقدس فرض کا احساس پیدا ہو گیا ہے اور انہوں نے استعمار پرستان یورپ کے حملوں سے بچنے کے لئے ایک میثاق پر دستخط کر دئیے ہیں اور اس امر کا اعلان کر دیا ہے کہ اگر کسی بیرونی حکومت نے ریاستہائے بلقان میں سے کسی ایک پر بھی حملہ کیا تو اس کا دندان شکن جواب دیا جائے گا ۔

میثاق مشرق

میثاق مشرق کے متعلق فرمایا کہ ۱۹۱۴ء کی افتراق انگیز جنگ کے بعد جس نے اسلامی دنیا کے شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا تھا اور سب سے اسلامی ممالک کو غلامی کے چنگل میں جکڑ دیا تھا وہ اسلامی ممالک پھر اپنی شیرازہ بندی کی طرف توجہ مبذول کر رہے ہیں ۔ یہ اعلان کرتے ہوئے مجھے دلی مسرت حاصل ہو رہی ہے ۔ کہ ایران ۔ عراق ۔ افغانستان اور ترکی عنقریب اخوت و مودت کے رشتہ میں منسلک ہونے والے ہیں ۔ خدائے قدوس اسلامی ممالک کے اس اتحاد کو مضبوط تر ثابت کرے ۔

اسلامی جھنڈے کا وقار

اختتام تقریر پر آپ نے علم لہراتے ہوئے کہا کہ اس جھنڈے کے وقار کو ترکوں نے یورپین سلطنتوں کے مقابلہ میں پانچسو سال تک اپنا خون دے کر قائم رکھا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ اس قومی و ملی علم کے وقار کی خاطر میری قوم کبھی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی ۔

اشتہار مشعر حکم حاضری رسپانڈنٹان

زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت شیخ عبدالرحمٰن صاحب بی ۔ اے ۔ پی ۔ سی ۔ ایس فسٹ ایڈیشنل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

باختیارات ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر بلوچستان کوئٹہ

نمبر اپیل ۸ ۔ بابت ۱۹۳۷ء

حکیم سندر لعل ولد حکیم دھنپت رائے ذات کھتری گلر سکنہ کوئٹہ میکانگی روڈ مدعی اپیلانٹ

بنام

محمد شاہ شیر فروش سکنہ کوئٹہ نیچے کا باڑہ (۲) عنایت شاہ سکنہ کوئٹہ خانقاہ حاجی سمندر شاہ (۳) سنت سنگھ معرفت کسیر سنگھ الیکٹرک سٹی ایجنسی بلوچستان کوئٹہ مدعا علیہم رسپانڈنٹان

اپیل بنا راضی حکم قاضی غضنفر حسین صاحب منصف کوئٹہ ۔ مورخہ ۱۳ ۔ ۳ ۔ ۳۷

بنام محمد شاہ شیر فروش سکنہ کوئٹہ نیچے کا باڑہ (۲) سنت سنگھ معرفت کسیر سنگھ الیکٹرک سٹی ایجنسی بلوچستان کوئٹہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں رسپانڈنٹان مسیان محمد شاہ و سنت سنگھ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں اور روپوش ہیں ۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام ہر دو رسپانڈنٹان مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۲ ماہ جولائی ۱۹۳۷ء کو بمقام کوئٹہ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوں گے تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی ۔

آج بتاریخ ۱۷ ماہ جولائی ۱۹۳۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا ۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

محکمہ ملٹری اکاونٹس میں کلرکوں کی ضرورت

راولپنڈی میں محکمہ ملٹری اکاونٹس میں ذیل کے کلرک رکھنے کے لئے امتحان ہونیوالا ہے

(۱) کلرک گریڈ ۵۰ ۔ ۴ ۔ ۷۰ ۔ ۵ ۔ ۱۵۰ روپیہ ماہوار جو گریجوایٹ اور ۲۷ سال کی عمر سے کم ہوں ۔

(۲) دوئم گریڈ کلرک (ٹمپیسٹ) تنخواہ ۳۶ ۔ ۲ ۔ ۷۰ روپیہ ماہوار کم از کم میٹرک پاس اور عمر میں ۳۰ سال سے کم ہوں

درخواستیں امیدوار اپنے دستخطی لکھ کر بھیجیں جن میں اپنی لیاقت مذہب اچال چلن وغیرہ کا ذکر ہو ۔ یونیورسٹی چال چلن ۔ صحیح عمر وغیرہ کے سارٹیفکیٹوں کی مستند نقول بنام کنٹرولر آف ملٹری اکونٹس ناردرن کمانڈ راولپنڈی ۔ ۱۰ رجولائی ۱۹۳۷ء سے پہلے پہنچ جانی چاہئیں ۔ منظور شدہ امیدواروں کو تاریخ ۔ وقت و دیگر تفصیلات امتحان سے اطلاع دی جائے گی ۔

نوٹ ۔ عموماً اول ڈویژن میٹرک اور انڈر گریجوایٹ جن کا حساب اچھا ہو ۔ کامیاب ہو جاتے ہیں ۔ سرکاری ملازم بھی اپنے محکمہ کے ذریعہ درخواست بھیج سکتے ہیں ۔

حدیث نبی اللہ اور اہل قادیان کا قابل افسوس رویہ

(مسیح موعود کے ایک ادنیٰ خادم ڈاکٹر نور محمد مالک ہمدم صحت کے قلم سے)

گزشتہ سے پیوستہ

پیغام صلح ۳ مارچ ۱۹۳۷ء میں مسلم والی حدیث نبی اللہ کو حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی رو سے ساقط الاعتبار ضعیف موضوع مشتبہ خلاف قرآن ثابت کیا گیا تھا۔ مگر اہل قادیان کے لئے حضرت مسیح موعود کی تحریرات بھی اب کچھ اثر انداز نہیں رہیں جس کے لئے از حد افسوس ہے۔

محمد صادق صاحب مبلغ قادیان نے جو جواب الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۳۷ء میں شائع کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کہاں تک حضرت مسیح موعود کی کتابوں کا اس کو علم ہے۔

مبلغ قادیان کی لاعلمی، جھوٹ اور دھوکہ دہی

قولہ۔ اس کا ثبوت کہ مضمون نگار نے جھوٹ سے بھی کام لیا ہے یہ ہے کہ وہ اپنے مضمون کے شروع میں ہی لکھتے ہیں مسیح موعود کے متعلق کوئی پیشگوئی کتب الٰہیہ میں نبی ہونے کی نہیں ہے۔ (پیغام صلح ۳ مارچ ۱۹۳۷ء) حالانکہ حضرت مسیح موعود خود اپنے قلم سے تحریر فرماتے ہیں "جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے۔ اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے کیا۔ اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں۔ بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے۔ اسی وجہ سے صحیح بخاری صحیح مسلم انجیل اور دانیال اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔

حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶

اقول:۔ مبلغ قادیان نے اس تحریر کا حوالہ پیش کرتے ہوئے اس کی اگلی عبارت کو چھوڑ دیا ہے جو یہ ہے۔

اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے۔ اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔ اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔

اب یہاں محمد صادق صاحب ہی بتائیں کہ بطور استعارہ فرشتہ اور خدا کی مانند ہونے کے کیا معنی ہیں۔ جو معنے بطور استعارہ فرشتہ یا خدا کی مانند ہونے کے ہیں وہی معنے بطور استعارہ لفظ نبی کے کر لیں۔

مگر سوال یہ ہے کہ کیا نبی کو بھی بطور استعارہ و مجاز نبی کہیں گے۔ جب نہیں۔ تو نبی کے لفظ کا اطلاق استعارہ اور مجاز کے طور پر ایک غیر نبی کے لئے ہی ہو سکتا ہے۔ نہ نبی کے لئے۔ پھر ہم نے تو حضرت کے کلام سے ہی ثابت کیا تھا۔ کہ مسیح موعود کے نبی ہونے کی کوئی پیشگوئی کتب الٰہیہ میں نہیں ہے اور وہ حضرت کا کلام یہ تھا۔ کہ مانعنی فی النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ۔ ضمیمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۶۔ اب خود ہی سوچیں۔ کہ حضرت مسیح موعود اپنی قلم سے یہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں ان معنوں میں نبی نہیں جن معنوں میں کہ پہلے نبی نبی کہلاتے ہیں۔ تو پھر مسیح موعود کے نبی ہونے کی پیشگوئی کتب الٰہیہ میں کیسے ہو سکتی ہے۔

ہمارے مخاطب نے کتب الٰہیہ سے جو پیشگوئی مذکورہ بالا عبارت میں دکھائی ہے ہم پوچھنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ اس سے ہمارے خلاف ثابت کیا گیا۔ کیا وہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ کتب الٰہیہ میں مسیح موعود کے نبی ہونے کی پیشگوئی ہے۔ کیا کسی نبی کو بھی کتب الٰہیہ میں بطور استعارہ و مجاز نبی کہا گیا ہے۔ اس سے تو ہماری بات اور بھی مضبوط اور مستحکم ہو گئی۔ کہ ہرگز ہرگز کتب الٰہیہ میں مسیح موعود کے نبی ہونے کی مطلقاً کوئی پیشگوئی ہے ہی نہیں۔ اگر اسی حوالہ کی بنا پر ہی حضرت مسیح موعود کو کتب الٰہیہ کی رو سے نبی ثابت کرنا ہے۔ تو پھر اسی حوالہ کی رو سے مسیح موعود کو سچ مچ فرشتہ اور میکائیل (خدا کی مانند) ہونا بھی ثابت کرو۔ اگر بطور استعارہ نبی کا لفظ آجانے سے آپ سچ مچ نبی ہیں۔ تو بطور استعارہ فرشتہ اور میکائیل کا لفظ آجانے سے آپ سچ مچ فرشتہ اور میکائیل ہوئے۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ اس طرح بھی آپ نبی ثابت نہ ہوں گے کیونکہ جب کسی فرشتہ پر خواہ وہ میکائیل ہو یا جبرائیل نبی کے لفظ کا اطلاق جائز ہی نہیں تو پھر کس طرح حضرت مسیح موعود فرشتہ اور میکائیل ہو کر نبی ثابت ہوں گے۔ پس یہ مبلغ قادیان کا سفید جھوٹ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی نسبت کتب الٰہیہ میں نبی ہونے کی پیشگوئی ہے۔

باقی رہی بخاری اور مسلم یہ کتابیں نہ صحیفہ آسمانی ہیں نہ ان کی کسی روایت سے بغیر تصدیق کلام الٰہی قرآن مجید [illegible] ہے۔ اول بخاری میں تو کوئی حدیث مسیح موعود کے نبی ہونے کی [illegible] تو اماً مکم منکم کے لفظ ہی ہیں۔ اور مسلم کی [illegible] حضرت نے خود ہی مشتبہ ہے کہ ظنی ہے مشتبہ ہے۔ خلاف قرآن ہے ہونے کی وجہ سے رد کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جس طرح سہواً حضرت نے شہادۃ القرآن میں یہ لکھ دیا۔ کہ بخاری میں حدیث خلیفۃ اللہ المہدی کی حدیث ہے حالانکہ آپ نے اپنی مختلف کتابوں میں لکھا تھا۔ کہ صحیحین میں مہدی کی کوئی حدیث نہیں۔ اسی طرح یہاں بھی سہواً بخاری کا نام لکھا گیا ہو کیونکہ آپ نے کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ مسلم کی حدیث میں مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے۔ بخاری کا نام لیکر آپ نے کہیں نہیں لکھا کہ اس میں بھی مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ آیا ہے۔ بعض صاحب اس حوالہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ حضرت نے بخاری کی اس حدیث کی بنا پر کہ لیس بینی و بینہ نبی و انہ نازل اما فرمایا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو مگر حضرت نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں کہیں تحریر نہیں فرمایا۔ اور نہ کسی تقریر میں اس حدیث کا ذکر فرمایا ہے۔ اس لئے ہمارا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ اگر سہواً سبقت قلم کے طور پر مسلم کے ساتھ بخاری کا لفظ لکھا گیا ہے۔

ہاں یہ بھی یاد رہے کہ اس حدیث میں بھی آنے والے مسیح کی نسبت نبی کا لفظ نہیں۔ بلکہ جانے والے مسیح کی نسبت نبی کا لفظ ہے۔ اور وہ تو سچے نبی اور سچے مسیح تھے۔ ان کے نبی اور مسیح ہونے سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ گو اس حدیث کے راوی ثقہ نہیں۔ اور اس سے عیسیٰ علیہ السلام کا اصالتاً نازل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی اس میں کسی دوسرے آنے والے مسیح کی نسبت نبی کا لفظ موجود نہیں ہے۔

(۴) قولہ۔ پیغام صلح ۳ مارچ ۱۹۳۷ء میں مضمون نگار نے یہ بھی لکھا ہے کہ رہا قرآن مجید سو اس بارہ میں حضرت امام نے دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۳ و ۴ پر صاف اور کھول کر لکھا ہے کہ آنحضرت کے نبی ہونے کی پیشگوئی تو تورات و انجیل میں صاف لکھی ہے۔ مگر حضور رسول مقبول کے بعد قرآن مجید نے کسی دوسرے نبی کے آنے کا حوالہ نہیں دیا۔ ہم نے دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۳ و ۴ میں دیکھا۔ مگر وہاں کھلی کیا مجمل عبارت بھی نہیں ملی جس سے یہ ثابت ہو کہ آنحضرت کے بعد قرآن مجید نے کسی نبی کے آنے کا حوالہ نہیں دیا۔ ہاں حضرت مسیح موعود نے حقیقۃ الوحی میں صاف الفاظ میں فرمایا ہے۔ کہ ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ پس اس سے مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی کھلے طور پر قرآن کریم میں ثابت ہوتی ہے۔ الخ

اقول۔ ناظرین مندرجہ ذیل عبارت کو دیباچہ براہین احمدیہ کا صفحہ ۳ و ۴ نکال کر پڑھ لیں۔ اور وہ یہ ہے۔

توریت میں خدا کا قول موجود ہے۔ کہ میں تمہارے بھائیوں میں سے ایک نبی قائم کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ جو شخص اس کے کلام کو نہ سنے گا۔ میں اس سے مطالبہ کروں گا پس صاف ظاہر ہے کہ اگر آئندہ زمانہ کی ضرورتوں کی رو سے توریت کا سننا کافی ہوتا۔ تو کچھ ضرورت نہ تھی۔ کہ اور نبی آتا۔ اور مواخذہ الٰہیہ سے مخلصی پانا اس کلام کے سننے پر موقوف ہوتا جو اس پر نازل ہوتا۔ ایسا ہی انجیل نے ... صاف اور کھلا کھلا اقرار کیا ہے۔ کہ اور بہت سی باتیں قابل بیان تھیں۔ مگر تم برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب فارقلیط آئے گا۔ تو وہ سب کچھ بیان کرے گا۔ . . . . . مگر قرآن شریف نے توریت انجیل کی طرح کسی دوسرے کا حوالہ نہیں دیا۔

اس تمام عبارت کو پڑھنے کے بعد اہل انصاف فرمائیں کہ وہ [illegible] نے اپنے الفاظ میں اس عبارت کا لکھا تھا۔ وہ مندرجہ بالا عبارت سے نکلتا ہے یا نہیں۔ اسی لئے تو ہمیں قادیان کے مبلغین کی حالت پر رونا آتا ہے۔ کہ حضرت کی کتابوں کو تو اٹھا کر پڑھتے نہیں اور یونہی لکھ دیتے ہیں کہ وہاں تو ایسی عبارت صاف کیا مجمل بھی نہیں ہے خدا ان کو آنکھیں بخشے اور حق کو قبول کرنے کی توفیق دے۔

باقی رہا حقیقۃ الوحی میں حضرت کا ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا کو پیش کرنا۔ اول تو یہ آیت عذاب آخرت کے متعلق ہے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت صاحب نے اس آیت کو دنیا کے عذابوں پر بھی لگایا ہے اور اس میں ہم بھی متفق ہیں۔ کہ جہاں تک کسی رسول یعنی فرستادہ خدا کی دعوت و تبلیغ پہنچ چکی ہے۔ اور حجت تمام ہو چکی ہے۔ وہاں جو عذاب آئے گا۔ وہ تو اس آیت کے ماتحت ہو سکتا ہے۔ لیکن جہاں کوئی تبلیغ نہیں پہنچی وہاں اگر کوئی عذاب آئے گا۔ تو وہ اس خدا کے فرستادہ کی وجہ سے نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود کا خیال ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ مگر جب حضرت مسیح موعود خود اپنے کو لغوی معنوں کی رو سے مجازاً رسول اور نبی مانتے ہیں۔ تو ماکنا معذبین سے کہاں اور کیسے ثابت ہو گیا۔ کہ قرآن مجید نے حضور رسول مقبول صلوات اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے نبی کے آنے کا حوالہ دیا ہے۔ شہادۃ القرآن میں بھی تو حضرت صاحب نے اسی آیت ماکنا معذبین کو اپنے متعلق پیش کیا تھا۔ پھر کیا وہاں اس آیت سے آنحضرت صلعم کے بعد کسی اور رسول کا آنا ثابت کیا تھا۔ اول تو حضرت صاحب نے جس قدر آیات قرآن مجید کو اپنے متعلق پیش کیا ہے۔ ان کو انہیں مجازی معنے یا لغوی معنے کی رو سے ہی بیان کیا۔ ہے جو اپنی کتابوں میں بار بار آپ نے اپنے متعلق پیش کئے ہیں۔ بلکہ جو قرآنی آیات آپ کے الہام میں بھی آئی ہیں۔ ان کے متعلق بھی یہ لکھا ہے۔

بسا اوقات ایک ملہم کے دل پر قرآن شریف کی آیت الہام کے طور پر القا ہوتی ہے۔ اور اصل معنے سے پھیر کر کوئی اور مقصود اس سے ہوتا ہے۔ ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۹

(باقی آئندہ)

ترکی جدید کے اہم واقعات معہ تاریخہائے

ازخانصاحب بابو محمد منظور الٰہی صاحب

۱۸۸۰ء پیدائش کمال اتاترک

۹ جنوری ۱۹۰۴ء کمال اتاترک کا اسٹاف کالج سے تعلیم پاکر بطور کپتان نکلنا۔

۲۳ جولائی ۱۹۰۸ء قوانین ملکی کا دوبارہ قیام

۱۳ اپریل ۱۹۰۹ء ۳۱ مارچ کی قومی تحریک کا قیام

۹ جنوری ۱۹۱۲ء کمال اتاترک کا تبروک اور طرابلس کی لڑائیوں میں فتوحات۔

۲۶ اپریل ۱۹۱۵ء معاہدہ لندن مابین برطانیہ۔ فرانس روس اور اٹلی۔

۱۹ مئی ۱۹۱۵ء کمال اتاترک کی ترقی بعہدہ کرنیل،

۹ اگست ۱۹۱۵ء کمال اتاترک کی فتوحات بر افواج برطانیہ بمقام انافرطہ

۱۲ اکتوبر ۱۹۱۵ء اتحادی افواج کا سالونیکا پر قبضہ۔

۲۱ جنوری ۱۹۱۶ء معاہدہ مابین برطانیہ۔ فرانس و روس دربارہ تفویض شرقی صوبجات سلطنت عثمانیہ مؤخر الذکر کو۔

۲۸ اگست ۱۹۱۶ء کمال اتاترک کا بطلس موش وغیرہ

۱۲ جون ۱۹۱۷ء قسطنطین شاہ یونان کی معزولی۔

۳ مارچ ۱۹۱۸ء معاہدہ برسٹ لٹووسک۔

۲۹ ستمبر ۱۹۱۸ء بلگیریا کا اتحادیوں کے ساتھ لڑائی روکنے کے لئے معاہدہ

۳۰ اکتوبر ۱۹۱۸ء مدروس کے التوائے جنگ کے معاہدہ پر دستخط۔

۳۱ اکتوبر ۱۹۱۸ء کمال اتاترک کا یلدرم کی تمام افواج کا کمانڈر مقرر ہونا۔

۳ نومبر ۱۹۱۸ء انگریزوں کا موصل پر قبضہ (۸ نومبر کو انگریزی جھنڈا قلعہ پر لہرایا گیا)

۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء جرمنی اور اتحادیوں کے مابین التوائے جنگ کے معاہدہ پر دستخط۔

۱۳ نومبر ۱۹۱۸ء بین الاقوامی بحری بیڑے کا استنبول درود

۲۲ نومبر ۱۹۱۸ء کرنیل عصمت بے کا انڈر سکرٹری آف سٹیٹ اور وزیر جنگ مقرر کیا جانا۔

۲۲ نومبر ۱۹۱۸ء فرانسیسی جرنیل ڈی اسپیری کمانڈر افواج اتحادی کا فوجی جاہ و جلال کے ساتھ استنبول میں داخل ہونا۔

۱۱ دسمبر ۱۹۱۸ء چیمبر آف دی ڈیپوٹیز (ترکی پارلیمنٹ) کا توڑ دیا جانا۔

۱۸ جنوری ۱۹۱۹ء پیرس میں ... کانفرنس کا انعقاد

۱۷ جنوری ۱۹۱۹ء مرسین۔ طرسوس اور عثمانیہ کے علاقہ جات میں اوانہ کا سرحد مقرر کیا جانا

جنوری ۱۹۱۹ء۔ افواج برطانیہ کا عرفہ۔ عین طاب۔ مارش۔ اور اوانہ پر قبضہ

۳ مارچ ۱۹۱۹ء علاقہ ارض روم میں قومی حفاظت کے لئے ایک انجمن کا قیام۔

۲۹ اپریل ۱۹۱۹ء۔ انطالیہ پر اطالوی قبضہ۔

۳۰ اپریل ۱۹۱۹ء کمال اتاترک کا ۹ فوج کا انسپکٹر مقرر ہونا

۱۴/۱۵ مئی ۱۹۱۹ء سمرنا کے لاٹ پادریوں کا اتحاد اور اس شہر پر یونانیوں کو قبضہ کی دعوت اور اس کے ساتھ مستقل الحاق کی سازش۔

۱۵ مئی ۱۹۱۹ء یونانیوں کا سمرنا پر قبضہ

۱۶ مئی ۱۹۱۹ء کمال اتاترک کی استنبول سے اناطولیہ کیلئے روانگی

۱۹ مئی ۱۹۱۹ء کمال اتاترک کا سمسون میں جہاز سے اترنا۔

۲۲ مئی ۱۹۱۹ء برطانیہ کا فرانس کی رضامندی سے عراق فلسطین اور موصل سے پیٹرولیم نکالنے کا انتظام کرنا۔

۲۸ مئی ۱۹۱۹ء کمال اتاترک کا اعلان بنام کمانڈران افواج و گورنران دربارہ مظاہرہ قومی اور اتحاد ملی۔ یونانی اور قومی افواج کے درمیان جنگ عظیم نواح ادانہ

۲۹ مئی ۱۹۱۹ء قومی افواج کا یونانی حملہ اور فوج کے حملوں کا دفاع مقام اول۔

۱۷ جون ۱۹۱۹ء یونانی افواج باشندگان موضع مینمن کا قتل عام

۲۲/۲۳ جون کمال اتاترک کا قومی اجلاس بمقام سیلواس کرنا۔

(باقی صفحہ ۵ پر)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجلد قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسماۃ مراداں بیوہ رنگ علی ذات مارتھ سکنہ ... تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹ ۳۷/۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸ ۳۷/۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجلد قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ... ولد ... ذات ... سکنہ احمد نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۰ ۳۷/۸ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸ ۳۷/۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجلد قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ... ولد ... علی ذات ... سکنہ ... تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۱ ۳۷/۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳ ۳۷/۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجلد قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ... ولد احمد ... سکنہ چک ... تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹ ۳۷/۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۸ ۳۷/۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجلد قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ... ولد ... ذات ... سکنہ چک نمبر ۱۸۴ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۰ ۳۷/۸ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۳ ۳۷/۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجلد قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بہادر ولد جہانہ ذات ... سکنہ ... تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱ ۳۷/۸ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹ ۳۷/۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۷۰۰۷

شرح چندہ

سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے

طلبا سے

سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر

غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۵ — لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۳۷ء — نمبر ۴۱

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وحی ولایت کیوں جاری ہے؟

محدث وہ لوگ ہیں جو شرف مکالمہ الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور انکا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشد مشابہت رکھتا ہے۔ اور وہ خواص عجیبہ نبوت کیلئے بطور آیات باقیہ کے ہوتے ہیں۔ تاکہ یہ دقیق مسئلہ نزول وحی کا کسی زمانہ میں بے ثبوت ہو کر صرف بطور قصہ کے نہ ہو جائے اور یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ انبیاء علیہم السلام دنیا سے بے وارث ہی گزر گئے۔ اور اب انکی نسبت کچھ رائے ظاہر کرنا بجز قصہ خوانی کے اور کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ بلکہ ہر ایک صدی میں ضرورت کے وقت ان کے وارث پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور اس صدی میں یہ عاجز ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے۔ تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے نکل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکال لی جائیں اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے۔ اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کی جائے۔ سو یہی ہو رہا ہے قرآن کریم کے معارف ظاہر ہو رہے ہیں لطائف و دقائق کلام ربانی کھل رہے ہیں نشان آسمانی اور خوارق ظہور میں آ رہے ہیں۔ اور اسلام کے حسنوں اور نوروں اور برکتوں کا خدا تعالیٰ نئے سرے سے جلوہ دکھا رہا ہے جسکی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھے۔ اور جس میں سچا جوش ہے۔ وہ طلب کرے اور جس میں ایک ذرہ حب اللہ اور رسول کریم کی ہے۔ وہ اٹھے اور آزمائے۔ اور خدا تعالیٰ کی اس پسندیدہ جماعت میں داخل ہووے جس کی بنیادی اینٹ اس نے اپنے پاک ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور یہ کہنا۔ کہ اب وحی ولایت کی راہ مسدود ہے۔ اور نشان ظاہر نہیں ہو سکتے اور دعائیں قبول نہیں ہوتیں یہ ہلاکت کی راہ ہے نہ سلامتی کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل کو مت رد کرو۔ اٹھو آزماؤ اور پرکھو۔ پھر اگر یہ پاؤ کہ معمولی سمجھ اور معمولی عقل اور معمولی باتوں کا انسان ہے تو قبول نہ کرو لیکن اگر کرشمہ قدرت دیکھو۔ اور اس ہاتھ کی چمک پاؤ جو مویدان حق اور مکلمان الٰہی میں ظاہر ہوتا رہا ہے۔ تو قبول کر لو۔ اور یقیناً سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بڑا احسان یہی ہے۔ کہ وہ اسلام کو مردہ مذہب رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہمیشہ یقین اور معرفت اور الزام خصم کے طریقوں کو کھلا رکھنا چاہتا ہے بھلا تم آپ ہی سوچو۔ کہ اگر کوئی وحی نبوت کا منکر ہو۔ اور ایسا خیال تمہارا سراسر وہم ہے۔ تو اس کے منہ بند کرنے والی بجز اس کے نمونہ دکھلانے کے اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے۔ کیا یہ خوشخبری ہے یا بدخبری کہ آسمانی برکتیں صرف چند سال اسلام میں رہیں۔ اور پھر وہ خشک اور مردہ مذہب ہو گیا۔ اور کیا ایک سچے مذہب کیلئے یہی علامتیں ہونی چاہئیں۔"

(برکات الدعاء صفحہ ۱۸ و ۱۹)

رپورٹ متعلقہ مباحثہ راولپنڈی

(از جناب بشارت احمد صاحب بقا راولپنڈی)

۲۰ لغایت ۲۶ جون ۱۹۳۷ء راولپنڈی میں قادیانی جماعت اور احمدیوں کے درمیان ایک تحریری مناظرہ ہوا۔ یہ مناظرہ ایک عظیم الشان مناظرہ ہے جس کی اصل حقیقت تو مباحثہ کے چھپ جانے پر پڑھنے سے ہی معلوم ہو سکے گی لیکن اس وقت ہمارا مقصد مباحثہ کی روئداد کو [illegible] قارئین پیغام صلح تک پہنچانا ہے۔

مباحثہ مندرجہ ذیل چار مضمونوں پر بالترتیب ہوا۔

(۱) مصلح الموعود کے متعلق پیشگوئی

(۲) خلافت

(۳) نبوت مسیح موعود

(۴) مسئلہ کفر و اسلام

۲۰ جون ۱۹۳۷ء کو حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کی متعلقہ مصلح موعود کے مصداق پر بحث ہوئی۔ قادیانی جماعت نے پورا زور لگا کر میاں محمود احمد صاحب کو المصلح الموعود ثابت کرنے کی کوشش کی اگرچہ قادیانی مناظر مولوی اللہ دتا صاحب کے ساتھ قادیانی علما کا ایک گروہ معاون بھی تھا مگر احمدی جماعت کے مناظر سید اختر حسین صاحب گیلانی نے اس بحث میں قادیانی جماعت کو بری طرح نیچا دکھایا۔

مطالبہ

اس بحث میں احمدی جماعت کا مطالبہ یہ تھا کہ ایک تحریر دکھا دی جائے۔ جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جناب میاں محمود احمد صاحب کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی المصلح والی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا ہو۔

"تین کو چار کرنے والا ہوگا" مصلح موعود کا خاص نشان ہے۔ اس نشان کو کبھی میاں صاحب (محمود احمد) پر حضرت مرزا صاحب نے لگایا ہو۔

ان دو مطالبوں کا کوئی جواب آخر تک قادیانی علماء نہ دے سکے مولوی اللہ دتا صاحب نے تلبیس حق کی بہت کوشش کی اور مردہ زندہ ثابت کرنے کیلئے اپنی فضیلت اور علمیت کا بھی پورا زور لگایا مگر وہ یہ نہ دکھا سکے کہ حضرت مسیح موعود نے کبھی بھی جناب میاں محمود احمد صاحب کو مصلح الموعود کی خبر کا مصداق ٹھہرایا ہو۔ یا اسے کبھی تین کو چار کرنے والا لکھا ہو۔

سید اختر حسین صاحب نے کھلی کھلی تحریروں سے دکھایا کہ حضرت مسیح موعود نے "تین کو چار کرنے والا" اور مصلح الموعود کی اصل پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق کھلے لفظوں میں اپنے صاحبزادہ مبارک احمد کو اجتہاداً قرار دیا تھا۔ اس لئے میاں محمود احمد کو سبز اشتہار کا مصداق بطور تفاؤل قرار دینا میاں محمود احمد کو کسی طرح مصلح الموعود نہیں بنا سکتا۔ نہ حقیقتاً اور نہ بطور تفاؤل اور نہ اجتہاداً۔

قادیانی جماعت کی طرف سے یہ جواب تھا۔ کہ میاں مبارک احمد تو فوت ہو جانے والے تھے۔ اور وہ پیشگوئی کے مطابق فوت بھی ہو گئے۔ اس لئے مبارک احمد مصلح موعود نہیں ہو سکتے۔ اسلئے میاں محمود احمد صاحب ہی مصلح موعود ہیں۔

مولانا سید اختر حسین صاحب گیلانی نے اس کا جواب یہ دیدیا کہ اگر صاحبزادہ مبارک احمد کو مصلح موعود والی پیشگوئی کا مصداق ہونا نہ روکنے والی ہے۔ تو وہ روحانی موت" کا شکار نام کا محمود کیونکر اس عظیم الشان پیشگوئی کا مصداق ہو سکتا ہے۔

قادیانی مناظر نے حضرت مسیح موعود کے اجتہادات کو غلط طور پر میاں محمود احمد صاحب کے مصلح الموعود بنانے کے لئے آلہ کار بنایا۔ جس کا جواب فاضل احمدی مناظر نے یہ دیدیا۔ کہ اول تو حضرت مسیح موعود نے مصلح الموعود والی پیشگوئی اجتہاداً بھی جناب میاں صاحب پر نہیں لگائی۔ لیکن ہم یہ فرض بھی کر لیں۔ کہ اجتہاداً جناب میاں محمود احمد صاحب کو حضرت مرزا صاحب نے مصلح الموعود قرار دیا ہو تو بھی وہ مصلح الموعود ثابت نہیں ہو سکتے کیونکہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ بغیر الہام کے اجتہادی طور پر آپ کا کسی کو مصلح موعود قرار دے دینا کوئی چیز نہیں۔ پہلے اجتہادی طور پر بشیر اول کو مصلح موعود قرار دیا تھا جب وہ فوت ہو گیا۔ تو لوگوں نے اس پر اعتراض کیا۔ اور کہا کہ پیشگوئی غلط نکلی ہے۔ تب حضرت مرزا صاحب نے ایسے معترضین کو سختی سے ڈانٹا۔ اور کہا کہ ایسے امر میں اجتہاد کچھ چیز نہیں ہے۔ اگر اعتراض کرنا ہے۔ تو کوئی ہمارا الہام دکھاؤ جس میں بشیر اول کو مصلح موعود قرار دیا گیا ہو۔

اسی ضمن میں احمدی مناظر نے حضرت مرزا صاحب کی ہی تحریر سے دکھایا کہ

"سب سے بڑے المصلح الموعود"

یعنی حضرت خاتم النبیین کے متعلق بنی اسرائیل کے کل انبیاء نے اجتہادی طور پر یہ سمجھ رکھا تھا۔ کہ آپ بنی اسرائیل میں سے پیدا ہونے والے تھے۔ لیکن یہ کل انبیاء کا اجتہاد ایک ایسی ذات کے متعلق جو کل انبیاء کا موعود ہے۔ اور سب سے بڑا مصلح ہے۔ غلط نکلا۔ تو حضرت مسیح موعود کا اجتہاد ایک معمولی مصلح موعود کے متعلق غلط ہو گیا تو کیا تعجب کا مقام ہے۔ قادیانی فاضل کو اس کا کوئی جواب نہ آیا۔ اسلئے وہ ادھر ادھر کی بیکار باتوں سے دھوکا دینے کی کوشش کرتا رہا۔

خلافت

دوسرے دن (۲۱ جون ۱۹۳۷ء) کو اس امر پر بحث تھی کہ آیا مسیح موعود کے بعد شخصی خلافت ہے جیسے جناب میاں صاحب کو قادیانی مانتے ہیں۔ یا قومی خلافت ہے جس طرح مولانا محمد علی صاحب مانتے ہیں۔

مولانا سید اختر حسین صاحب نے حضرت مسیح موعود کی الوصیت سے دکھایا کہ:-

انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے

اس صدر انجمن کے اختیارات کیا ہیں۔ اسکے متعلق حضرت مسیح موعود کی تحریر پیش کی جس میں لکھا ہے کہ

میری رائے تو یہی ہے۔ کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے۔ اور وہی قطعی ہونا چاہیئے مگر اس قدر زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشا میری ہرگز نہ کرے گی۔ لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں خاص ارادہ ہو۔ اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے۔ اور بعد میں ہر ایک امر میں اس انجمن کا اجتہاد ہی کافی ہوگا۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۷-۱۰-۰۷

اس تحریر کی رو سے جو آخری تحریر ہے اور مسیح موعود کی وصیت ہے صاف ظاہر ہے کہ

(۱) خلافت قومی ہے۔

(۲) جس امر پر انجمن اتفاق کرے۔ وہ قومی فیصلہ ہے اور کسی شخص کا حق نہیں۔ کہ انجمن کے فیصلہ کو توڑ سکے

(۳) انجمن کا صدر قوم کا امیر ہوگا

(۴) ایسا کوئی خلیفہ نہیں جو اپنے شخصی اختیار سے انجمن کے فیصلہ کو توڑ سکے۔

اس صاف صاف وصیت کا جواب قادیانی فاضل نے یہ دیا کہ الوصیت میں قدرت ثانیہ کا وعدہ ہے جس سے مراد خلافت علی منہاج نبوت ہے جس طرح موسیٰ کے بعد یوشع بن نون اور محمد صلعم کے بعد ابوبکرؓ مظہر قدرت ثانیہ تھے۔ اسی طرح مسیح موعود کے بعد بھی خلفاء کے رنگ میں قدرت ثانیہ کا وعدہ ہے۔ اس لئے شخصی خلافت لازمی ہے اور خود صدر انجمن احمدیہ نے مسیح موعود کی وفات پر بالاتفاق رائے مولانا نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسیح موعود کا خلیفہ مان لیا تھا

اس کا جواب احمدی مناظر نے یہ دیا۔ کہ انجمن نے اگر اپنے اختیارات کو نور الدین اعظمؓ جیسے بے نفس اور انجمن کے اختیارات میں دخل نہ دینے والے مسیح موعود کے ساتھ ایسا تعلق جیسا کہ دل کی حرکت کے ساتھ نبض کا تعلق ہے۔ رکھنے والے صحابی کے سپرد کر دیا۔ تو یہ انجمن کا اپنا ہی فیصلہ ہے لیکن غیر کو یہ حق نہیں کہ وہ انجمن کے قواعد میں یہ شرط لکھوا لے کہ خلیفہ کو انجمن کے فیصلوں کو توڑ دینے کا کلی اختیار ہوگا۔ اور مسیح موعود کا نام کٹوا کر اس کی جگہ اپنا نام لکھا لیا۔ یہ خلافت نہیں بلکہ انجمن کی خلافت کو معناً توڑ دینے کے برابر ہے۔ اور یہ فعل مسیح موعود کی وصیت کو بدل دینا ہے۔ جو بہت ہی بڑا ظلم ہے۔

نبوت مسیح موعود

۲۲ ر ۲۳ ر ۲۴ جون ۱۹۳۷ء کو متواتر دو دن نبوت کے متعلق مباحثہ ہوتا رہا۔ اس مباحثہ میں احمدی جماعت کی طرف سے قادیانی علماء کے مقابل مولانا عمر الدین شملوی تھے۔

قادیانی جماعت نے بحث کو بجائے اصولی طور پر حل کرنے کے حوالوں کی بھرمار کر کے اپنے پرچوں کو سیاہ کر دیا۔ اور یہ خیال خوش فہمی سمجھے کہ اس قدر حوالوں کو دیکھ کر ناظرین کم از کم حیران تو ہونگے۔ کہ ادھر اس قدر حوالے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ مولانا عمر الدین صاحب نے اصولی رنگ میں ایسا جواب دیا کہ قادیانی دلائل و حوالے اسطرح اڑ گئے جس طرح آفتاب کے نکلنے سے ظلمت اڑ جاتی ہے۔

وحی نبوت

اگر وحی نبوت جاری نہیں۔ تو نبوت بھی بند ہے۔ اور کوئی نبی یقیناً نہیں آ سکتا۔ پس اگر قادیانی علماء مجموعی طور پر کوشش کر کے ایک ہی ایسا حوالہ دکھا دیں۔ کہ وحی نبوت جاری ہے۔ یا یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی فرمایا ہو۔ کہ میری وحی وحی نبوت ہے۔ تو ہم حضرت مسیح موعود کو سچ مچ نبی اللہ مان لیں گے

اس کے جواب میں مولوی اللہ دتا صاحب نے دھوکا دہی سے کام لیا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ اربعین چہارم صفحہ ۱۱ پر فرماتے ہیں کہ۔

(بقیہ صفحہ ۵)

لہ حوالہ جات کے الفاظ یادداشت سے تحریر کئے گئے ہیں۔ اصل الفاظ میں کمی بیشی ممکن ہے مفہوم بالکل درست ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی عقائد جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر وشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام دست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ و ائمہ اہل حق بعد ہر صدی سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵　　یوم چہارشنبہ ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ ہجری　　نمبر ۴۱

دنیا کی مشکلات میں ہمارا فرض

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

اطراف عالم اور بالخصوص فضائے یورپ پر اس وقت جنگ کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ اقوام عالم ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہیں۔ بری۔ بحری اور فضائی طاقتوں میں روز افزوں اضافہ اس امر پر شاہد ہے کہ انسانی خون کی ایک عالمگیر ہولی کھیلی جانے والی ہے جس کے مقابل ازمنہ گذشتہ کی دحشت و بربریت اور کشت و غارت کے واقعات معمولی داستان اور افسانہ ہو کر رہ جائیں گے۔

مختلف اقوام کی حالت کا اندازہ کیجئے۔ ملک کی دولت کا زیادہ تر حصہ گولی۔ بارود۔ ہوائی جہاز۔ ڈریڈ ناٹ۔ اور دیگر مہلک اسلحہ جنگ کی فراہمی پر صرف کیا جا رہا ہے۔ حکومتوں کے قیام کا مقصد تو یہ ہونا چاہیئے کہ لوگوں کی رہائش کا اس طریق سے انتظام کیا جائے کہ ہر فرد قوم کی مشکلات گرد ہو کر رہ جائیں۔ ہر ایک کو کھانے پینے اور رہائش کا خاطر خواہ سامان ملے اور قوم کی اجتماعی حالت انسانیت کے دور دورہ کی تصدیق کرے مگر آج ہر فرد قوم کی محنت اس سے چھین ایک تو اس کے غلط استعمال کی جا رہی ہے اور دوسرے یہ کہ اس سے دیگر اقوام کے خون کی ندیاں بہانے کا سامان کیا جا رہا ہے۔

اس کی تہ میں مادہ پرستی کا اثر جلوہ فرما ہے۔ مادہ پرست انسان کی نگاہ طلب زر اور حصول مال و دولت تک محدود ہوتی ہیں۔ اس کے نزدیک حقیقی راحت کا ذریعہ سونے چاندی کی ٹکیاں ہیں۔ جس کے حاصل کرنے کے لئے وہ اس بات کی مطلق پرواہ نہیں کرتا کہ اس طریق سے ہزارہا جانوں کا خون ہوتا ہے۔ امن اقوام خطرے میں پڑتا ہے۔ قوم کی آزادی خطرے میں پڑتی ہے اور مختلف اقوام میں باہمی کشمکش نفرت، کینہ، اور تعصب کے جراثیم پیدا ہوتے اور بڑھتے ہیں جو کہ امن عالم کو تباہ کر کے چھوڑتے ہیں۔

اس مادہ پرستی نے اس وقت قومیت کا رنگ اختیار کیا ہے۔ آج دنیا ایسی جرمن۔ انگریز۔ فرانسیسی۔ روسی وغیرہ مختلف اقوام کا گہوارہ ہے جس میں سے ہر قوم یہ سمجھتی ہے کہ دنیا میں رہنے کا صرف اسی کو ہی حق ہے۔ صرف اس کی قوم فارغ البال اور خوشحال ہو اور اس کے لئے خواہ اسے باقی اقوام کو صفحہ ہستی سے مٹانا ہی پڑے اسے اس امر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جرمنی سے یہودیوں کا اخراج۔ ہٹلر کی نوآبادیات پر نگاہیں۔ اطالیہ کی حبشہ پر فوج کشی اور قتل و غارت کی گرم بازاری۔ سپین کی خانہ جنگی اور اس میں مختلف اقوام کا ظاہر اور خفیہ ہاتھ۔ روس میں سازشیں۔ چین کے اندر وقتاً فوقتاً شورشیں اسی جذبہ قومیت کی نگاہ نازکی مرہون منت ہیں۔ کبھی تو جرمنی سے یہ آواز اٹھتی ہے کہ ہماری طاقت تمام دنیا کو کھانے کے لئے کافی ہے۔ کہیں اطالیہ یہ دھمکی دے رہا ہے کہ اگر کسی نے ہماری طرف میلی آنکھ سے دیکھا تو اس کی آنکھیں نکال دی جائیں گی۔

دنیا کی یہ خونیں جدوجہد ہر اس شخص کو خون کے آنسو رلانے والی ہے جس کے دل میں نسل انسانی کے لئے ذرہ بھر بھی ہمدردی موجود ہے۔ مغربی ممالک میں ایک گروہ ایسے انسانوں کا ہے۔ جن کی دلی خواہش ہے کہ مادیت کے قربہ یہ بیبالہ کسی طرح اقوام عالم سے ٹل جائے۔ مگر ایک تو ایسے اشخاص کی چیخ و پکار صدا بصحرا سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اور ان میں سے بھی اکثریت ایسے اشخاص کی ہے جن کی تمام تر ہمدردیاں اپنی اپنی قوم کے مفاد تک محدود ہیں اور جہاں کہیں قوم کا سوال پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنے تمام بلند بانگ دعاوی کو بالائے طاق رکھ کر اس کی تائید میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے لگ جاتے ہیں اور اس طرح اس آگ منافرت کو ہوا دیتے ہیں جو پہلے ہی سے سلگ رہی ہوتی ہے۔

کیا اس بلا کو ٹالنے کا کوئی حربہ موجود نہیں؟ ہے اور یقیناً ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام کی وہ بلند تعلیم جو آن واحد میں ان کو حدود ملکی سے نکال کر عالمگیر اخوت کے لیے پایاب رسید ان میں ... ہے۔

اسلام دنیا میں ایک عالمگیر برادری پیدا کرنے آیا ہے۔ اس کی نگاہ میں تمام نسل انسانی ایک کنبہ کا حکم رکھتی ہے۔ اسلام میں ملکی اور جغرافیائی حدود کے ماتحت نسلی اور قومی امتیازات کی کوئی جگہ نہیں۔ اس کا خدا رب العالمین۔ قانون ھدیً للناس اور منذر سراج العالمین اور نبی رحمۃ للعالمین ہے جس کے دامان کی پناہ میں شاہ و گدا صغیر و کبیر، شرقی و غربی، گورے و کالے ایک ہی رنگ میں کھڑے ہیں۔ اس قوم کا نام مسلم ہے اس کی سرزمین اسلام ہے جہاں انما المومنون اخوۃ کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔ جہاں اشداء علی الکفار رحماء بینھم کے بادل برستے ہیں۔ جہاں کی فضا صلح و آشتی محبت و اتحاد کی پر فضا ہواؤں سے معطر ہے۔ جہاں معیار زندگی بلند اخلاق ہے اور جہاں تمام اختلافات باعث رحمت ہیں۔

دنیا کی سیاسی قومی مشکلات اور عناد کی بنیاد ہر قوم کی اقتصادی بدحالی اور جنگ پر ہے۔ ہر ملک کے لوگ اس بات کیلئے کوشاں ہیں کہ دنیا کے جہان کی دولت سمٹ سمٹا کر ان کی تجوریوں میں آجائے۔ وہ عیش و طرب کے دن بسر کریں۔ خواہ اس سے باقی تمام دنیا فاقوں کا شکار ہو کر برباد ہو جائے۔ اسلام نے اس لعنت کا نہایت نفسیاتی نقطہ نگاہ سے حل فرمایا ہے۔ تقسیم وراثت۔ زکوٰۃ کا قانون زمین کا حکومت کے تصرف میں ہونا۔ خیرات و صدقات وغیرہ کی ترغیب ایسے امور ہیں جو کہ بلا انقلاب عظیم اس طریق سے اس مسئلہ کو حل کرتے ہیں کہ دولت تمام افراد میں حرکت بھی کرتی رہتی ہے اور کسی شخص کو نقصان بھی نہیں پہنچتا۔

اقتصادی اور نسلی مشکلات کے ساتھ ساتھ روحانی اور قلبی اضطراب بھی مغربی اقوام کو کھا رہا ہے۔ اقتصادی اور سیاسی مشکلات کے حل کے باوجود بھی حقیقی چین نصیب ہونا ناممکن ہے۔ جب تک کہ بلند اخلاقی کی اعلیٰ تعلیم کسی قوم کے عمل میں نہ ہو۔ عیسائیت اس بات سے ناکام ثابت ہو چکی ہے۔ حضرت مسیح کا پہاڑی وعظ گو نام گون ذہنی اور قلبی انقلابات کی تشنگی کو دور کرنے سے قاصر رہ چکا ہے جس سے تنگ آ کر دہریت کے سراب کی طرف دوڑ دھوپ ہوئی مگر یہاں انسانی دماغوں کی اختراعات ناکارہ ثابت ہوئیں۔ اور آج اقوام مغرب اضطراب اور گھبراہٹ قلبی کے اس بے لق و دق بیابان میں بے رہنما سرگرداں ہیں۔ جہاں سے باہر نکلنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی ہے۔

ان اور اس قسم کی تمام الجھنوں کا حل اسلام میں ہے۔ مگر یہ بات اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اسلام کا نور اس تاریکی کو دور کرنے کے لئے ان کے سامنے نہیں پیش کیا جاتا مسلمانوں نے گذشتہ چند صدیوں میں اسلام کو باہمی رنجشوں تک محدود کر کے اسلام غداری کا ثبوت دیا ہے۔ حالانکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ میں تمام دنیا کو برائیوں سے ڈرانے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ اگر مسلمان نے آج تک اس بات میں کوتاہی برتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ دنیا کی پراگندہ حالی میں ہمارا فرض ہے کہ ہم اس درد کے ساتھ اس پیغام کو اقوام عالم تک پہنچائیں جو نبی کریم صلعم کے سینے میں تھا۔ آپ کی شبانہ روز جدوجہد اور تکالیف کی برداشت اس پر گواہ ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اے رسول صلعم کیا تو اپنی جان کو ہلاک کرے گا کہ یہ لوگ قرآن کو دستور العمل کیوں نہیں بناتے۔ اس وقت بھی دنیا پیاسی ہے۔ ہمیں بسرعت تمام اسلام کا پانی پہنچانا چاہئے۔ اقوام عالم تاریکی کا شکار ہیں۔ ان کی رہنمائی نور قرآن سے کرنا ہمارا فرض ہے۔ دنیا بیمار ہے اسلام کے شافعی نسخہ سے اس کا علاج جلد تر ہونا چاہیئے۔

جماعت کے نوجوانو! انسانی ہمدردی تمہاری سب سے زیادہ بہی خواہاں ہے تمہیں چاہیئے کہ اپنے آرام، راحت، خورد و نوش خلعت و آسائش سب سے بے نیاز ہو کر اس آگ میں کود پڑو اور چشمہ بن سکو کہ دنیا کسی اور عالمگیر جنگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آجائے۔ اسے بچاؤ، اور جس کا ذریعہ ایک ہی ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں پھیل جاؤ۔ وہیں اللہ کے فضل کی تلاش بھی کرو، اور لبنی لبتی خدا کے اس پیغام کو لے جاؤ۔ اپنی بے کسی پر نگاہ نہ کرو۔ اللہ کی رحمت وسیع ہے، اس میدان میں کود جاؤ۔ تم اپنی طاقت سے بے خبر ہو مگر خدا جانتا ہے، ہمت کرو کہ آج بھی نمرود کی آگ گلزار ابراہیم بن سکتی ہے۔

جماعت کی توسیع اور استحکام کیلئے

دعوت عمل

(از جناب محمد عبدالصمد صاحب منصف اورنگ آباد بہار)

عنوان بالا پر مضمون دیکھ کر میں ان باتوں کا اعادہ کرتا ہوں جو سال گذشتہ میں نے سفر دارجلنگ سے واپسی پر لکھی تھی، پھر اس کو لکھ رہا ہوں۔

ناظرین "پیغام صلح" اس بات سے واقف ہیں کہ دارجلنگ بنگال کا ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ جہاں کی آب و ہوا کے خیال سے لوگ گرمیوں میں وہاں جاتے ہیں۔ وہاں کے باشندے کل کے کل (سوائے ان افراد کے جنہوں نے دوسری جگہ سے آکر وہاں گھر بنا لیا ہے) پہاڑی لوگ ہیں۔ جو مذہباً ذرا بھی متعصب نہیں ہیں۔ گو اب بعض آریہ سماجی خیال والوں کے زیر اثر ہو کر متعصب ہو چلے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک کافی جماعت عیسائی ہوگئی ہے اور ہو رہی ہے۔ ان علاقوں میں تبلیغ اسلام کا کام نہایت ہی آسانی سے ہو سکتا ہے اور پہاڑی لوگ جو سب کے سب غریب ہیں نہایت خندہ پیشانی سے اسلام کی خوبیوں کے زیر اثر آسکتے ہیں، مذہب تبدیل کرنے پر کسی قسم کی دقت جو اور جگہوں میں ہو سکتی ہے وہاں پیش نہیں آتی۔ ایک انجمن اسلامیہ وہاں ضرور ہے لیکن تبلیغ کا کوئی صیغہ انجمن کے متعلق ہم نے نہیں دیکھا۔ تاہم انجمن مسلموں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ چونکہ آب و ہوا دارجلنگ کی نہایت اچھی ہے اور لوگ صرف تبدیل آب و ہوا کے خیال سے وہاں نہیں جاتے، بلکہ وہاں بود و باش بھی اختیار کر رہے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی پنشن یافتہ شخص یا آسودہ حال شخص جو تفریح طبع کے لئے کسی اچھے مقام میں رہنا چاہتا ہے اگر وہاں جا کر رہے تو دین و دنیا دونوں ہی میں کامیاب ہو سکتا ہے

آپ جانتے ہیں کہ انگریز مشنری دور دراز علاقوں میں جا کر مشن قائم کرتے ہیں اور اسی سے ان کو زیادہ کامیابی ہوتی ہے کاش ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس کا خیال ہو۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ہماری پنشن یافتہ حضرات یا وہ جو سال میں چھ ماہ یا تین ماہ اپنا وقت تبلیغ پر صرف کر سکتے ہوں، دارجلنگ یا اس کے مضافات میں جا کر رہیں تو ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ہوں۔ لاہور میں بود و باش اختیار کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ جماعت کے لوگ مختلف دور دراز جگہوں میں جا کر اقامت پذیر ہوں۔ دارجلنگ کے ایک سب ڈویژن کرسیونگ میں ایک مسلمان وکیل کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی صاحب اسلامی جوش رکھنے والے وہاں جا کر وکالت کر سکیں تو تبلیغ کا کام بھی اچھی طرح انجام دے سکتے ہیں۔ ان جگہوں میں دو کرسچن مشنری خدمت کی بدولت بہتر طور سے تبلیغ کیا جا سکتا ہے۔

حدیث نبی اللہ اور اہل قادیان کا قابل افسوس رویہ

مسیح موعود کے ایک ادنےٰ خادم ڈاکٹر نور محمد صاحب کے قلم سے

گذشتہ سے پیوستہ

مطلب اس تمام تقریر سے یہ ہے کہ ایک امتی کے لئے رسول کا لفظ رسول رسول اللہ ہونے کے معنی میں تو ہو سکتا ہے۔ اور نبی اور رسول کے اصلی اور صحیح معنوں یا حقیقی معنوں میں نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود نے کسی وقت بھی اور کہیں بھی کسی آیت قرآن مجید سے یہ نہیں بتلایا کہ یہ آیت حضور رسول مقبول کے بعد کسی دوسرے آنے والے نبی کا حوالہ دیتی ہے۔ بلکہ اس کے خلاف صریح لفظوں میں یہ لکھا ہے۔

(۱) قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

(۲) اگر خدا تعالےٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے۔ کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلعم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں۔ تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔ (ازالہ صفحہ ۵۷۷)

(۳) قرآن کریم کے رو سے آنحضرت صلعم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا ممنوع ہے (ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

اور یہی بات حضرت صاحب نے دیباچہ براہین پنجم میں لکھی ہے جس کا حوالہ اوپر درج ہو چکا ہے کہ توریت اور انجیل نے تو اپنے بعد ایک نبی کے آنے کا حوالہ دیا ہے۔

(۴) "مگر قرآن شریف نے توریت و انجیل کی طرح کسی دوسرے کا حوالہ نہیں دیا" صفحہ ۷۳ ہ

(۵) کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی ۔ ۔ ۔ ۔ نبوت کے لوازم (کیساتھ) جو وحی اور نزول جبرئیل ہے۔ اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہئے کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین بذریعہ جبرئیل حاصل کئے ہوں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴)

(۶) پھر یہ کہ کوئی رسول امتی نہیں ہو سکتا۔ اس کے متعلق قرآن کی یہ گواہی پیش کی ہے جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اسکا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (ازالہ صفحہ ۵۶۹)

اور پھر یہ بھی لکھا ہے۔ کہ رسول اور امتی کا لفظ متناقض ہے۔

(۷) آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ کو لکھ کر فرمایا ہے کہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلعم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئیگا۔ (ازالہ ۶۱۴)

یہ سات شہادتیں ہیں جو قرآن مجید کے رو سے حضرت صاحب نے اس بارے میں پیش فرمائی ہیں۔ کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلقاً کوئی رسول اور نبی نہیں آسکتا۔ اب یا تو یہ مانو کہ حضرت مسیح موعود کو بھی قرآن نہیں آتا تھا یا یہ مانو کہ قرآن مجید کے بعد مطلقاً کوئی رسول اور نبی نہیں آسکتا اب کیا ان تمام تحریروں کے خلاف حضرت مسیح موعود خود ہی ماکنا معذبین سے آنحضرت کے (بعد کسی) دوسرے نبی کے آنے کا حوالہ دے رہے ہیں قطعاً نہیں اگر اس آیت ماکنا معذبین سے حضرت مسیح موعود اپنے نبی ہونے کی شہادت پیش کرتے تو پھر ایسی حقیقۃ الوحی ہی میں کیوں لکھتے۔

۱۔ ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)
یعنی میری نبوت کے وہ معنے نہیں جو صحف اولیٰ میں نبوت کے معنے لئے گئے ہیں

۲۔ النبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴)
یقیناً نبوت ہمارے نبی صلعم کے بعد منقطع ہو چکی (یعنی آپ کے بعد قطعاً کوئی نبی نہیں)

(۳) سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)
میرا نام الہام الٰہی میں بھی مجازاً نبی رکھا گیا ہے نہ کہ حقیقتاً

۴۔ صرف اس خدا نے خبر دی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تا تمام قوموں کو آپکے جھنڈے کے نیچے جمع کرے (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۴)

اگر حضرت کی تمام تحریریں جو حقیقۃ الوحی میں ہی موجود ہیں سچ اور صحیح ہیں۔ تو پھر کیسے اور کیونکر کتب الٰہیہ اور قرآن مجید میں حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کی پیشگوئی ہو سکتی ہے۔ اور کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود قرآن سے یا کتب الٰہیہ سے اپنے نبی ہونے کا ثبوت پیش کریں۔ یا کسی ایک آیت سے بھی آنحضرت کے بعد کسی اور آنے والے نبی کا حوالہ دیں۔ اب خواہ دنیا پر کیسے ہی عذاب آئیں اور تباہی و ہلاکت ہو مگر ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ سے آنحضرت کے بعد کسی نبی یا رسول کا آنا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن آنحضرت پر نازل ہوا۔ اور اس میں جو آیت آنحضرت کے متعلق آئی ہے۔ اگر کسی دوسرے آنے والے رسول کی منزل من اللہ کتاب میں بھی یہ آیت آتی تو تب اس کے لئے یہ آیت عذاب الٰہی کے آنے پر دلیل ہو سکتی۔ ہاں رسول رسول اللہ ہونے کی صورت میں آنے والے عذابوں اور ہلاکتوں کے متعلق حضرت مسیح موعود اپنا بھی ذکر اس سے نکالیں تو یہ اور بات ہے چونکہ جز شاخ سے جدا نہیں ہوتی۔ یہ بھی آنحضرت کی رسالت ہوگی۔ نہ کہ حضرت کی اپنی کوئی رسالت

(۳) مضمون نگار نے ایک حدیث کو حضرت مسیح موعود کی عبارت کو کاٹ کر پیش کیا ہے۔ تا کسی پر اصل مطلب واضح نہ ہو۔ اور الٹا آپ پر جھوٹا الزام لگایا ہے چنانچہ حدیث نبی اللہ کے متعلق حضرت مسیح موعود کے صرف یہ الفاظ پیش کئے ہیں۔ "اسکے مقابل وہی مسلم کی ظنی حدیث پیش کیجاتی ہے جس پر حدیث نبی اللہ تحریف ... کیطرح چسپاں ہوتے ہیں۔ اور جو ظاہر الفاظ کے معنے قرآن شریف کے متناقض اور مخالف ہیں

ہمارے خدمت اسلام کے کام کو کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی

مرتے دم تک خدمت دین کے کام میں لگے رہو

دوسرا خط

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۲ مئی ۱۹۱۴ء کو لاہور میں وہ چند احباب جمع ہوئے جو مسلمانوں کی تکفیر کے عقیدہ سے جس کی بنیاد قادیان میں مرزا محمود احمد صاحب نے رکھی تھی، بیزار۔ مگر اس بات کا عزم کر چکے تھے کہ تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے کام کو جس کی روح حضرت مسیح موعود نے ان میں پھونکی تھی۔ جاری رکھیں گے۔ خواہ تعداد میں کتنے تھوڑے کیوں نہ ہوں۔ برادران کرام! اپنی اس وقت کی کمزوری پر ایک نظر ڈالئے جب چند بکھرے ہوئے اجزاء بے سر و سامانی کی حالت میں لاہور میں جمع ہوئے جن کے ہاتھوں میں سوائے قرآن کریم کے ایک ادھورے ترجمہ کے اور کچھ نہ تھا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے احسانات عظیم کو دیکھئے کہ اس نہایت ہی قلیل جماعت سے ایک قلیل عرصہ میں کس قدر کام اپنے پاک کلام اور دین کی اشاعت کا لیا۔ کون مسلمان ہے جس کے دل میں یہ تڑپ نہ ہو کہ خدا کا آخری پیغام تاریکیوں میں گھری ہوئی مخلوق خدا کو پہنچے۔ مگر

> ایں سعادت بزور بازو نیست
> تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خدا نے اس قلیل جماعت کو ہی اس کام کے لئے چن لیا کہ اس سے اپنے پاک کلام کی اشاعت کا وہ کام لے جس کے لئے اس نے اپنے آخری رسول کو مبعوث فرمایا تھا۔ وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا۔

اگر حقیقت کو دیکھا جائے تو جو اشاعت قرآن کا کام ہم نے اس وقت تک کیا ہے وہ سمندر میں سے ایک قطرہ بھی نہیں۔ لیکن اگر کروڑ مسلمانوں کی حالت کو دیکھا جائے تو یہ سمجھ نہیں آتا کہ کس طرح ایک چھوٹی سی جماعت اس بے سر و سامانی کی حالت میں اس قابل ہو گئی کہ یورپ کی تین زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کر کے چالیس ہزار کی تعداد میں ان دنیا میں پہنچا دیا ہے۔ کیا حضرت مسیح موعود کے دل میں یہ تڑپ نہ تھی کہ قرآن شریف کو ترجموں کی صورت میں یورپ اور امریکہ میں پہنچایا جائے۔ پھر اس تڑپ کو پورا کرنے کے لئے کیا خدا نے اس قلیل جماعت کو نہیں چنا؟ اور حضرت مسیح موعود کی اس روحانی پکار کو یاد نہیں کیا کہ ایک لاکھ نہیں مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔ سو سب سے پہلے اپنی اس حیثیت کو نظر انداز نہ کیجئے۔ کہ آپ اس فوج کے سپاہی ہیں جسے آج اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغام کی اشاعت کیلئے چنا ہے۔

اعدائے اسلام کا یہ حق ہے کہ وہ ہمیں مٹانے کے لئے زور لگائیں۔ مگر یہ سمجھ نہیں آتا کہ قادیانی اور غیر احمدی ہمیں مٹانے کے کیوں درپے ہیں۔ ہم نے قادیان جیسے مقام کو جہاں سب دنیا کو چھوڑ کر گئے تھے صرف اسی لئے چھوڑا کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر نہیں کہیں گے۔ یہ وہ برائی ہے جو ہم نے غیر احمدیوں سے کی۔ اور ہمارے بہت سے غیر احمدی دوست صرف اسی لئے ہم سے بیزار ہیں کہ ہم قادیانیوں کی تکفیر کیوں نہیں کرتے۔ یہ وہ برائی ہے جو ہم نے قادیانیوں سے کی! قادیانی تو خوش ہوتے کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر کہتے اور غیر احمدی خوش ہوتے کہ ہم قادیانیوں کو کافر کہتے۔ مگر ہم ان دونوں کو خوش کرنا نہیں چاہتے۔ ہم صرف اپنے خدا کو راضی کرنا چاہتے ہیں جس نے فرمایا ہے۔ لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا۔ ہم رسول اللہ صلعم کے عہد کی عزت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ من صلی صلوتنا ...... فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسول اللہ

تو یہ دونوں گروہ ہمیں مٹانا چاہتے ہیں حالانکہ یہ جانتے ہیں کہ ہم کسی کو برا نہیں کہتے اور خدا کے دین کو دنیا میں پھیلانے کے سوائے اور خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانے کے سوائے ہمارا کوئی کام نہیں۔ مگر کوئی ہمیں مٹا نہیں سکتا۔ اس لئے کہ ہماری قوم کی غذا ہی خدا کا کلام ہے اور قرآن کو اس چشمہ حیات کو جس سے قوموں کو زندگی ملنے والی ہے دنیا میں پہنچانے والی جماعت نہ پہلے کبھی مٹی ہے نہ آئندہ مٹ سکتی ہے خواہ اس کی مخالفت کے لئے اپنے ہی لوگ کھڑے ہو جائیں اور خواہ بیرونی دشمن اسے تباہ کرنا چاہیں۔ کبھی ہمیں منافق کہتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہم خاتم النبیین کے بعد کسی نبی کا آنا نہیں مانتے۔ اور قادیانی اور غیر احمدی دونوں آنحضرت صلعم کے بعد ایک نبی لاتے ہیں۔ کبھی ہمیں دوکاندار کہتے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ ہم خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانے کے جرم کے مرتکب ہیں۔ اگر دوکانداروں کی ایک نہایت قلیل جماعت دس ہزار کی تعداد میں قرآن شریف دنیا میں مفت پہنچا سکتی ہے تو ایمانداری کے ٹھیکیداروں لاکھوں اور کروڑوں کی جماعتوں کو کس نے مفلوج کر دیا ہے کہ وہ قرآن شریف کو غیر مسلموں میں پہنچانے کے لئے حرکت نہیں کر سکتے۔ آخر خدا کا خوف چاہئے کہ اک دن اس کے سامنے جوابدہی کرنی ہوگی۔ جن لوگوں کو خدا یہ توفیق دے کہ وہ اس طرح کلام الٰہی کو اور تعلیم اسلامی کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچائیں اور اس کے ساتھ ہزار ہا ظلمتکدوں کو منور کریں وہ تو منافق اور دوکاندار ہوئے اور جنہوں نے آج اپنی اپنی دوکانوں کی فکر میں خدا کے کلام کو ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا کا مصداق بنا رکھا ہے وہ مخلص مومن ...... ہوئے تلک اذا قسمۃ ضیزی۔ منہ سے کسی کو دوکاندار کہہ دینا آسان ہے۔ مگر ایک چلتے کام کو بگاڑنے سے پہلے خود ایسا کام کر کے دکھاؤ اور دنیا کو بتاؤ کہ مسلمان لوگوں پر نکتہ چینی کرنے کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ کام کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ نکتہ چینی اور عیب شماری ہر انسان کی موت کے ساتھ ختم ہو جائے گی۔ مگر جو خدمت اسلام کا کام اس نے کیا ہے وہ ہمیشہ کے لئے باقی رہے گا۔

میرے دوستو! کوئی اندرونی یا بیرونی مخالفت تمہارے قدم کو متزلزل نہ کرے۔ کیونکہ مخالفت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ لیکن اگر ہمارا اپنا قدم ہی متزلزل ہو جائے تو ہمیں کوئی بچا بھی نہیں سکتا۔ ہم میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے خدا سے عہد کیا اور وہ اپنے عہد پر قائم رہ کر اپنے مولیٰ سے جا ملے اور وہ خدا کے فضلوں اور اس کی نعمتوں پر خوش ہیں اور کچھ وہ ہیں جنہیں ابھی مہلت ملی ہوئی ہے کہ وہ کچھ اور خدمت کر لیں۔

> فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا

اپنی نذر کو پورا کرنا یا اس کے پورا کرنے کے لئے استقلال دکھانا یہ وہ مقام ہے جس کی خود رب العالمین نے تعریف کی ہے۔ پس اس مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ جس عزم سے آپ نے خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانے کا کام شروع کیا تھا اس میں کوئی تبدیلی نہ آئے۔ خوب یاد رکھو کہ تمہاری قوم نے، تمہاری انجمن نے، اپنے مقصد کو نہیں بھولا۔ آج بھی وہی مقصد اس کے سامنے ہے جو ۱۹۱۴ء میں تھا کہ خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچایا جائے۔ نہ اس نے اپنے نظام کو بدلا ہے آج بھی اس کا نظام وہی ہے جو ۱۹۱۴ء میں تھا کہ اس کے سب کام مشورہ سے ہوں گے اور جس امر پر کثرت رائے ہوگی۔ وہی امر قابل عمل ہوگا۔ نہ اس نے اپنے اساس کو بدلا ہے جس بنیاد پر یہ انجمن ۱۹۱۴ء میں قائم ہوئی تھی۔ آج بھی اسی اساس پر قائم ہے اور اپنی قواعد پر عمل پیرا ہے نہ ان لوگوں کی نیتوں میں کوئی فرق آیا ہے جو اس کام کو چلا رہے ہیں۔ وہ شروع میں بھی خود کام کر کے خدا کے دین کی خدمت کرتے تھے آج بھی اسی طرح خود کام کر کے خدا کے دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ پس جب تمہاری قوم نے یا تمہاری انجمن نے اپنے مقصد کو نہیں بدلا۔ اپنے نظام کو نہیں بدلا۔ اپنے اساس کو نہیں بدلا۔ اپنے رویہ کو نہیں بدلا۔ تو میرے دوستو! تم بھی اپنے عزم کو نہ بدلو۔ اور جس عزم سے ۱۹۱۴ء میں کام شروع کیا تھا۔ اسی عزم پر اس وقت تک قائم رہو جب تمہارا خدا تمہیں اپنی طرف بلائے اور اپنے آپ کو ما بدلوا تبدیلا کا مصداق ثابت کرو۔ تاکہ جب موت آئے تو تمہارے نیک اعمال جو تم کرتے ہو منقطع نہ ہوں، بلکہ تمہاری نیتوں کی وجہ سے ان کا ثواب ابد تک تمہیں ملتا رہے۔ درحقیقت اعمال اسی کے منقطع ہوتے ہیں جو اپنے ہاتھ سے انہیں منقطع کرتا ہے۔ ورنہ خدا کسی کے اعمال کو منقطع نہیں کرتا۔ پس تم اپنے ہاتھ سے اپنے اس نیک عمل کو منقطع نہ کرو کہ تمہارے مالوں سے اور تمہارے علم سے اور تمہاری طاقتوں سے خدا کا آخری پیغام رحمت دنیا میں پہنچ رہا ہے

والسلام۔

خاکسار

محمد علی

ہستی باری تعالیٰ عقل کی روشنی میں

(از جناب محمد فاضل صاحب لاہور)

(گزشتہ سے پیوستہ)

آمدم برسر مطلب۔ میں اس بات کی تحقیق تو نہیں کرسکا۔ کہ دنیا میں دہریت کا سب سے پہلا قدم کب اٹھایا گیا۔ یا دنیا کا سب سے پہلا دہریہ انسان کون تھا۔ لیکن اس قدر کہہ سکتا ہوں۔ کہ یورپ کی موجودہ دہریت کی عمر کوئی زیادہ نہیں۔ اٹھارھویں صدی عیسوی تک دنیا کے تمام انسان مذہبی اور خدا پرست انسان تھے۔ گو خدا پرستی کے رنگ علیحدہ علیحدہ تھے۔ لیکن جب سے علم د سائنس کی ترقی ہونے لگی۔ اور انسان نے عقل سے کام لینا چاہا۔ تب ہی سے عیسائی کلیسا کی طرف سے اس کی مخالفت شروع ہوگئی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ عیسائیت اور دیگر رسمی مذاہب اس کا مقابلہ ہی کیا کرتے۔ ایک طرف تو انسان شاہراہ ترقی پر گامزن ہو رہا تھا۔ دوسری طرف عیسائی مذہب کی طرف سے اس کی سخت مخالفت ہو رہی تھی۔ اس سے نتیجہ یہ نکال لیا گیا۔ کہ مذہب ترقی تمدن اور ترقی علم و سائنس کے لئے رکاوٹ ہے۔ سرے سے اسے اڑا ہی دینا چاہیئے اور نوبت با ینجا رسید۔ کہ مذہب کے ساتھ خدا کو بھی جواب دیدیا گیا۔ کیونکہ خدا کو مذہب ہی پیش کرتا تھا۔ یا مذہب کو خدا کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ اور کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات یہیں تک رہتی۔ تو کوئی حرج نہ تھا۔ مگر آج تو کہا جاتا ہے۔ کہ تحقیقات جدیدہ۔ تاربرقی۔ لاسلکی۔ ایروپلین۔ بجلی۔ گیس وغیرہ نے مذہب کا قلع قمع کر دیا ہے۔ اور اب دنیا کو خدا کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ یہانتک کہ یورپ کے لوگوں میں بعض نے خدا کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا ہے۔ ایسے لوگوں کی تعداد صرف روس میں کئی ہزار تک ہے انہی لوگوں سے متاثر ہو کر ہندوستان میں بھی لامذہبیت کا مرض دن بدن بڑھ رہا ہے۔ لاہور میں بھی راست دھرم یا ریشنلزم (مدلل یا عقل) کے نام سے دنیا میں لامذہبیت پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حالانکہ اس کے سارے ممبروں کو پتہ ہی نہیں۔ کہ مذہب چیز کیا ہے اور مذہب ہی عقل وست دھرم ہے پچھلے دنوں مذکورہ سوسائٹی کا ایک ٹریکٹ بنام "پیغام حق" میری نظروں سے گزرا۔ جس کو ست دھرم والوں نے بڑی کاوش سے لکھا ہے۔ نیاز فتحپوری۔ اور عنایت اللہ مشرقی کی آراء اسلام کے متعلق پیش کی ہیں۔ اس ٹریکٹ پر مفصل بحث تو [illegible] جو شعر درج تھا۔ وہ انکی کمال تحقیق کی داد دے رہا [illegible] ارشاد ہوتا ہے ؎

زلالائی نہ ہو [illegible] جسم کا
یہاں دو تو جگہ ہیجھے پڑے ہیں

کاش انھوں نے غالب جیسے بادہ نوش اور آزاد خیال مسلمان کا یہ شعر ہی پڑھا ہوتا ؎

چھوڑ سے سمجھا اور لگ سے لپٹا [illegible]
[illegible] کچھ نظر سے جلد تماشا [illegible]

تو [illegible] آگئی ہوتی

افسوس ہے کہ [illegible] سے اس وقت مجھے سروکار نہیں دہریوں کی ایک ایک بات کا جواب دوں گا۔ عقل کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں مذہب کی طرف سے بالخصوص مذہب اسلام کی طرف سے منہ توڑ جواب دیا جا سکتا ہے۔ یہ اگر مذہب نہیں تو اور کیا ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک دنیا کا ہر مذہب انسانی دماغ کی اختراع ہے اور خدا کی ہستی ایک وہم و خواب سے زیادہ کچھ نہیں لیکن کیا یہ صحیح ہے؟ یہ مسئلہ ہے جس پر ہم نے غور کرنی ہے۔

جیسا کہ میں پہلے عرض کرچکا ہوں۔ عجیب ترین بات یہ ہے۔ کہ اس دہریت کو ناسمجھ لوگوں نے سائنس کے سر تھوپ دیا ہے۔ حالانکہ سائنس قطعاً مذہب کے مخالف نہیں۔ بلکہ سائنس تو مذہب کی خادم ہے۔ آج سائنس کی روشنی میں مذہب کے مسائل اس قدر جس قدر ایک مسلمان کے ایمان کی تقویت کا باعث ہو رہے ہیں۔ آج سے پیشتر ممکن نہ تھے۔ کیا آفرینش عالم سے آج تک وحی الہٰی کا مسئلہ ایک لاینحل مسئلہ اور ایمان بالغیب کا عقیدہ نہیں رہا۔ اور کیا آج وائرلیس (لاسلکی) نے اس مسئلہ کو واضح نہیں کر دیا۔ اگر آج انسان بغیر کسی ظاہری ذریعہ کے لاہور اور انگلینڈ کے درمیان گفتگو کر سکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ دنیا کے وہ برگزیدہ انسان جن کے سامنے اس وقت کی دنیا نے سر جھکا دیئے۔ جن کے قدموں میں سر نثار کر دینا ہزاروں انسانوں نے سعادت سمجھا جنہوں نے جو کچھ قبل از وقت کہا۔ وہ پورا ہو کر ان کے مامور من اللہ ہونے کا شاہد عادل بنا اپنے خدا سے بغیر کسی ظاہری ذریعہ کے باتیں نہ کر سکیں۔

تحقیقات جدیدہ کو سطحی نظر سے دیکھ کر مذہب اور خدا کا انکار کرنا جہالت پر مبنی ہے۔ اگر حقیقت شناس اور دور رس نگاہوں سے دیکھا جائے تو دنیا کا ہر ذرہ۔ خدا کی ہستی پر شاہد ہے۔ دور کیوں جاؤ۔ خود اپنے آپ پر نگاہ ڈالو۔ انسانی چہرہ ہی کو دیکھ لو۔ چار پانچ مربع انچ کا مجسمہ ہے جس میں دو آنکھیں۔ ایک ناک۔ دو رخسار ہے منہ اور ٹھوڑی ہے۔ اور یہی کچھ تمام دنیا کے انسانوں کا چہرہ ہے۔ مگر وہ کیا طاقت ہے جس نے کروڑوں کروڑ انسانی چہروں کو صرف اپنی قدرت کاملہ سے علیحدہ علیحدہ کر دکھایا۔ بھلا تحقیقات جدیدہ کے علمبردار بھی زیادہ نہیں تو۔۔ ہاکوٹ ہی چہرہ کی جسامت کے بنا کر اور پھر ان میں مختلف رنگ بھر کر بھی ایک دوسرے سے اس طرح بالکل علیحدہ بنادیں۔ کہ ان کے پہچاننے میں کسی قسم کا دھوکا نہ ہو۔ اور اگر یہ ناممکن ہے تو پھر اس ہستی کے ماننے سے کیوں انکار ہے جس نے کروڑہا چہروں کو ایک قسم کا بنا کر ایک دوسرے سے اس قدر ممیز کر دیا کہ دل بے اختیار پکار اٹھتا ہے۔

تبارک اللّٰہ احسن الخالقین ؕ

حسن صورت کے بعد حسن صوت کو لے لو۔ ایک ہی قسم کا گلا ہونے کے باوجود آواز میں کس قدر اختلاف ہے۔ ایک اندھا انسان صرف آواز سن کر پہچان سکتا ہے۔ کہ بولنے والا کون ہے۔ انسان نے دنیا کی اسقدر طویل عمر میں اگر کوئی ترقی کی۔ تو گراموفون بنا دیا۔ مگر کیا؟ اس میں بھی یہی کمال پایا جاتا ہے۔ ذرا سوچئے تو سہی۔ بے شک انسان نے اس زمین پر کاریگری کے بڑے بڑے کام کئے۔ آگ۔ ہوا۔ پانی۔ [illegible] کو اپنے تصرف میں کیا۔ مگر ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہوا۔ دنیا کی کسی ایجاد نے خالق کا وہ رنگ دکھاؤ۔ جو خدا کی مخلوق میں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا کیا نشان ہے؟ یہی کہ ہر چیز کے اندر ہی اس کی ترقی اور اس کی نشوونما کا سامان موجود ہے۔ اور وہ ایک ہی رنگ میں ایک مقررہ حد تک خود بخود ترقی کرتی جاتی ہے۔ انسان کتنا بھی اشیا کو اپنے تصرف میں لے آئے۔ مگر وہ ایک گھاس کا تنکا بھی نہیں بنا سکتا جس میں خدا کی مخلوق کی صفت یعنی خود بخود نشوونما کی طاقت موجود ہو۔ خدا کی ہر چھوٹی سے چھوٹی مخلوق اپنی ترقی اور تکمیل کے سامان اپنے اندر رکھتی ہے۔ مگر انسان کی بڑی سے بڑی کاریگری کا کام بھی اپنے اندر یہ کمال نہیں رکھتا

آج تحقیقات جدیدہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ سمندر میں گرمی پڑتی ہے۔ بخارات پیدا ہوتے ہیں بخارات اڑ کر پہاڑوں کے ساتھ جا ٹکراتے ہیں۔ اور پھر منجمد ہو کر بارش برساتے ہیں اور یہی بارش سلسلۂ پرورش کائنات کی پرورش کا سلسلہ چلانے کے لئے کافی ہے۔ بالکل ٹھیک۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ سمندر کس نے بنایا۔ سورج کہاں سے آگیا۔ ہوا کیا بلا ہے۔ پہاڑوں کے کھڑا کرنے والا کون ہے۔ جہاں تک سوچو گے ضرور ہی نظام کائنات کی کوئی علت العلل ماننا ہوگی۔ اس علت العلل کے وجود سے کسی لامذہب کو انکار نہیں ہوسکتا۔ صرف انکی علت ایک فضول اور بیکار علت ہی ہوگی۔ اور ہم اس کو ایک مدبر بالارادہ ہستی جانتے ہیں۔ اور وہی ہمارا خدا ہے۔

ایک اور جدید تحقیق کو لیجئے۔ یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔ کہ فضائے آسمانی میں یہی ایک سورج نہیں جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ بلکہ اس جیسے کئی کروڑ سورج ہیں۔ چلو فرض کر لو۔ کہ ایک سورج ہے ایک ہی چاند ہے اور لاتعداد ستارے ہیں پھر سائنس کے مسلمات میں اس پر غور کرو۔ ہر ستارہ اپنے محور کے گرد اور پھر سورج کے گرد گردش کر رہا ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں۔ کہ ہر وہ انسان جس کے کندھوں پر سر اور سر میں دماغ ہے۔ وہ سوچے کہ ان لاتعداد ستاروں کا اس طرح اپنے محور کے گرد چکر کاٹنا اور پھر اس قدر دراز عرصہ میں کبھی اتفاقیہ طور پر بھی آپس میں نہ ٹکرانا کسی اعلےٰ ہستی کے وجود پر صریح شہادت نہیں جس کے ارادہ کے ماتحت یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایک معمولی سی گھڑی تو بغیر ایک موجد کے اور ایک تجویز کرنیوالے کے دماغ کے نہیں چل سکتی ایک اتنا بڑا نظام جس کے سامنے عقل انسانی متحیر ہو کر رہ جاتی ہے کسی موجد کے بغیر ہی اس اعلےٰ ترین نظام سے چل رہا ہے

ایک اور بات کو لیجئے۔ موجودہ ترقی علم و سائنس نے ہی یہ ثابت کیا ہے کہ انسان کی شکل و شباہت تو دور رہی ہر انسان کے انگوٹھے اور انگلیوں کی لکیریں تک الگ الگ ہیں۔ اور یہ صرف خیال ہی نہیں۔ بلکہ ان لکیروں کی بنا پر ہزاروں مجرموں کو سزائیں دی جاتی ہیں۔ ہزارہا روپیہ صرف ان لکیروں کی علیحدگی کو پہچاننے کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ اور یہ فن ایک علیحدہ فن بن گیا ہے۔ صوبہ پنجاب میں پھلور کا مقام اس فن کی تکمیل کی درسگاہ ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا؟ اسقدر یکسانی صرف اتفاقی ہے۔ بھلا دنیا بھر کے دہریئے مل کر زیادہ نہیں۔ تو کم از کم ایک ہزار نکڑے اسی انگوٹھے کی جسامت کے بنا کر ان کی لکیریں۔ اسی طرح علیحدہ علیحدہ بنا دیں۔ تو ہم بھی مان لیں۔ مگر جب ایسا نہیں ہوسکتا تو جواب ملتا ہے کہ سب امور خود بخود قدرت سے ظہور میں آرہے ہیں۔ چلو فیصلہ ہوا۔ وہی قدرت ہی ہم سیدھے سادھے لوگوں کے خیال میں خدا ہے جس کے قانون میں یہ ذرہ ذرہ باتیں ہیں۔

یہ بھی موجودہ تحقیقات نے ہی ثابت کیا ہے۔ کہ چاند بذات خود روشن نہیں۔ بلکہ وہ سورج سے روشنی لیتا ہے۔ اب اگر یہی بات ایک اُمّی نے آج سے تیرہ سو برس قبل علی الاعلان کہدی ہو۔ اور اسے اپنے خدا کی طرف منسوب کیا ہو۔ تو پھر اس خدا کے عالم الغیب اور مدبر بالارادہ ہستی ماننے کے بجائے اس کے وجود سے انکار کہاں کی عقلمندی ہے۔

ثابت کیا گیا ہے کہ ہوا پانی کو ۳۴۔۶ فٹ سے زیادہ نہیں سہار سکتی۔ اور اس قدر بلندی پر پانی پہنچانے کے بھی انجن۔ نلکے پمپ وغیرہ کام میں لائے جاتے ہیں۔ اور اگر پانی اس مقررہ معیار سے اوپر لے جانا ہو تو

"ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے"

یکصد روپیہ انعام

اس پر مولوی عمر الدین صاحب نے فوراً مولوی اللہ دتا صاحب کو کہا۔ کہ مولوی صاحب اگر آپ دکھا دیں۔ کہ اربعین کے پیش کردہ الفاظ میں "وحی نبوت" کے الفاظ حضرت مسیح موعود نے اپنے متعلق لکھے ہیں تو میں آپ کو مبلغ یکصد روپیہ انعام دیتا ہوں۔

مولوی اللہ دتا صاحب نے کہا کہ میں استدلال کے طور پر یہ ثابت کرسکتا ہوں۔ کہ یہاں مسیح موعود نے وحی نبوت کا ذکر اپنے متعلق کیا ہے کہ اس صورت میں چونکہ نص صریح تو موجود نہیں۔ آپ استدلال سے کام لیں گے تو میں بھی بالمقابل استدلال کروں گا پس یکصد روپیہ ہماری طرف سے اور یکصد روپیہ آپ کی طرف سے یکل دو صد روپیہ جو ہم میں سے غالب آئے اس کے لئے انعام

مولوی اللہ دتا صاحب اس چیلنج پر دم بخود ہو کر رہ گئے حالانکہ اگر ان کو یقین تھا کہ وہ حق پر ہیں۔ تو وہ اس چیلنج کو قبول کر لیتے۔ انکی خاموشی دیکھ کر فاتح مباحثہ پر مولوی عمر الدین صاحب نے اس کے متعلق تحریری چیلنج دیا۔

(نوٹ) یاد رہے کہ ہماری طرف سے اصولاً یہ سوال پہلے ہی پرچے میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ دکھاؤ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ بھی "وحی نبوت" پانے کا دعویٰ کیا ہو۔ اور یقینا یاد رکھو کہ ایسا ایک حوالہ بھی کہیں سے دکھایا نہیں جا سکتا۔ مگر اس مطالبہ کو قادیانی فاضل نے نہایت ایمانداری سے اپنے آخری پرچے میں ذکر کیا۔ اور جو جا ہا کہا کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ احمدی مبلغ کیلئے اس پر کہنے کا موقعہ ہی نہیں اس تحریری چیلنج کی نقل مندرجہ ذیل ہے۔

"کھلا چیلنج"

جناب مولٰنا ابو العطا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے بحوالہ اربعین ۴ ص ۱۱ یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وحی کو وحی نبوت قرار دیا ہے۔ میں نے آپ کو اسی وقت چیلنج کیا تھا کہ آپ اگر یہ دکھا دیں۔ کہ ص ۱۱ اربعین ۴ پر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وحی کو وحی نبوت لکھا ہے۔ تو میں مبلغ یک صد روپیہ آپ کو انعام دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں یہ استدلال کے طور پر یہاں سے ثابت کرتا ہوں تو میں نے عرض کی تھی کہ اگر استدلال کے رنگ میں آپ ثابت کرتے ہیں تو پھر دو صد روپیہ انعام ہونا چاہیئے جس میں سے یکصد روپیہ آپ کی جانب سے اور یکصد ہماری جانب سے۔ اور مساوی شرائط لیکر بحث کرکے فیصلہ کر لیا جائے۔ کیا آپ کو یہ چیلنج منظور ہے۔ اگر منظور ہے۔ تو فرمائیے۔ کہ یہ بحث کب اور کہاں ہونی چاہیئے۔ میری رائے میں تو اس کے لئے لاہور یا قادیان اچھا مرکز ہے۔ جہاں آپ پسند کریں مجھے وہی جگہ منظور ہوگی۔ مہربانی کرکے اس تحریر کا جواب ضرور دے دیں۔ والسلام

خاکسار عمر الدین احمدی ۲۵/۶/۳۶

مولوی اللہ دتا کا عجز

مولوی عمر الدین صاحب نے واضح طور پر ثابت کر دیا کہ نبی اُمتی نہیں ہو سکتا کیونکہ نبوت اور امتت دو متضاد حقیقتیں ہیں۔ اور نبی کی یہ تعریف ہے کہ کم از کم وہ امتی نہ ہو بشریعت کا لانا شرط نہیں یہ شرط ہے۔ کہ وہ صاحب الشریعت نبی کے تابع نہ ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ وہ امتی نہ ہو بلکہ براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالٰے سے شرف مکالمہ مخاطبہ رکھتا ہو۔

چونکہ حضرت مرزا صاحب امتی ہیں۔ اسلئے ان کیلئے لفظ نبی بطور استعارہ اور مجاز ہے۔

اس تعریف نبوت کو مولوی اللہ دتا صاحب کبھی غلط کہیں کبھی کہیں کہ اس کے خلاف براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۱۳۸ پر تعریف کی ہے۔ مگر مولوی عمر الدین صاحب نے دکھا دیا۔ کہ ۱۸۸۹ء کی تعریف اور ۱۹۰۵ء کی تعریف جو براہین میں ہے بالکل ایک ہی ہے اس پوائنٹ کو ایسا واضح کیا گیا۔ کہ مولوی اللہ دتا صاحب کا ناطقہ بند ہو گیا۔

قادیانی نبوت

مولوی اللہ دتا کی بحث کا خلاصہ یہ ہوا۔ کہ ہم مرزا صاحب کو امتی اور غیر تشریعی نبی کہتے ہیں۔ اور غیر تشریعی نبی سے مراد ظلی و بروزی نبوت ہی ہے جس کے صوفیائے کرام بھی قائل ہیں اور ایسے نبی کو وہ لوگ "انبیاء الاولیاء" ولیوں میں سے نبی کہتے ہیں۔

ہمارے نزدیک یہ احمدی جماعت کی فتح کا اعتراف ہے۔ قادیانیوں کو چاہیئے۔ کہ وہ سوچیں اور غور کریں۔

مباحثہ

حوالوں کی کثرت کا جواب یہ بھی مولوی عمر الدین صاحب نے دیدیا کہ اگر یہ خیال ہو۔ کہ ان حوالوں سے نبوت ثابت ہوتی ہے۔ تو آؤ ایک ایک حوالہ میں مفصل بحث کرو مگر مولوی اللہ دتا صاحب نے ٹال دیا

مسئلہ کفر و اسلام

۲۴ کو مولوی اللہ دتا صاحب نے آرام فرمایا اور ۲۵-۲۶ کو مسئلہ کفر و اسلام میں بحث ہوئی اس مسئلہ میں احمدی جماعت کے مناظر سید اختر حسین صاحب گیلانی نے بار ہا سوال کیا کہ

"قادیانی علماء اگر ایک حوالہ بھی دکھا دیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعوے کے انکار کی بنا پر کسی کو کافر قرار دیا ہو تو ہم بحث کو فوراً ختم کر دینگے"

مگر شیر احمدیت مولینا سید اختر حسین کے اس مطالبہ کا کوئی جواب نہ دیا گیا غیرت دلائی گئی۔ بار بار پوچھا گیا۔ مگر کوئی جواب قادیانی علماء سے نہ بن پڑا۔

قادیانی جواب

سب سے بڑا جو جواب دیا گیا وہ یہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے عبدالحکیم خاں کو لکھا تھا کہ

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں"

اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا۔ کہ اگر پہلے حضرت اقدس کا یہ مذہب تھا کہ

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" (تریاق القلوب)

تو بعد میں آپ نے جب اللہ تعالٰے سے علم پاکر اپنے آپ کو نبی قرار دیا تو منکرین کو کافر بھی قرار دیا۔ اور اس میں ہر شخص کو جو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے۔

احمدی جواب

سید اختر حسین صاحب نے کہا کہ خدا کے لئے مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے اس علم لدنی سے شرماؤ کہاں لکھا ہے کہ میں اب نبی ہوں اس لئے میرے منکر کافر ہیں۔ "ہر ایک شخص جس کو دعوت پہنچی ہے" سے مراد صرف وہ لوگ ہیں جن پر اتمام حجت ہو چکی اور بایں ہمہ وہ حضرت مسیح موعود کو مفتری کہہ کر کافر کہنے والوں کے برابر ہو گئے۔ ورنہ یہ تو غلط واقعہ ہے کہ ہر مسلم حضرت اقدس کو مفتری جانتا ہو۔ بے شمار اہل اسلام تو ابھی نام سے بھی بے خبر ہیں۔ اور بہت ہیں جو آپ کو مسلمان جانتے ہیں۔ اسلئے ان الفاظ سے ساٹھ کروڑ فرزندان اسلام کو کافر ٹھہرانا محض احمق پن ہے۔ اور اس موقعہ پر سوال کیا کہ کیا حقیقت الوحی میں حضرت اقدس نے تریاق القلوب کا مذہب محکم قرار دے کر عبدالحکیم خاں والے خط کی تاویل کی۔ یا اس کے برعکس کیا ہے۔

اس سوال کا کیا جواب ہو سکتا ہے یہی کہ عبدالحکیم خاں والے خط کی یہ تاویل کی کہ دعوت پہنچنے پر اتمام حجت کے بعد انکار کرنے والا مفتری ٹھیرا کر کافر کہنے والا ہے اس لئے فرمایا کہ

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں؟" (حقیقۃ الوحی)

پھر اسی حقیقۃ الوحی ص ۱۶۹ میں یہ بھی لکھا ہے میری شان اور مرتبہ وہی ہے جو کتاب تریاق القلوب میں ہے۔ پس یہ محض غلط ہے کہ تریاق القلوب کا فتویٰ بدل دیا گیا تھا میاں صاحب کا مذہب ہے۔ قادیانی مناظر نے جب یہ دیکھا کہ یوں تو جواب کچھ بن نہیں سکتا۔ میاں صاحب کے ایک خطبہ کو پڑھنا شروع کر دیا۔ جو ۱۹۳۵ء ہے جس کا خلاصہ ہمارے الفاظ میں حسب ذیل ہے

ہر ایک شخص جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول کو پڑھتا ہے اور قرآن مجید کو مانتا ہے وہ مسلمان ہے اور کسی کا حق نہیں کہ اسے کافر قرار دے ہاں اگر ایسا شخص اسلامی تعلیم کی پوری پابندی نہیں کرتا تو وہ عملاً ناقص ہے

اس سے قادیانی مولوی صاحب نے یہ نتیجہ نکالا کہ ہم منکرین مسیح موعود کو صرف انہیں معنوں میں دائرہ اسلام سے خارج کہتے ہیں کہ وہ اصل اور مغز اسلام سے دور ہے ورنہ وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ وہ مسلمان ہی کہلائیں گے۔ اس پر سید اختر حسین صاحب نے کہا کہ اگر اب یہ مذہب بدل لیا گیا ہے اور پہلے کی طرح ـــ یہ نہیں فرماتے کہ ہم تمام غیر احمدیوں کو پکے سچے کافر دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو ایسا ہی سمجھیں تو چشم ما روشن دل ما شاد مگر یہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور اس کے اولی العزم امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زبردست فتح ہے۔

اس کے بعد مولوی اللہ دتا صاحب نے پھر الٹا ہی کہنا شروع کر دیا۔ اور یہ ثابت کرنے لگے کہ تمام غیر احمدی کافر ہیں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود کے الہامات میں سے منکرین کے لئے "کافرین" کا لفظ پیش کرتے رہے جس کے جواب میں شاہ صاحب نے بتایا کہ دیکھو حضرت مسیح موعود کا الہام ہے

"مسلماں را مسلماں باز کردند"

اب مسلمانوں کو مسلمان کرنے کے معنے واضح ہیں پس خطبہ الہامیہ میں

"یا معشر المسلمین"

کرکے تمام اہل اسلام کو یہ کہنا کہ "لا تکن من الکافرین" کے صرف یہ معنے ہیں کہ اے مسلمانوں میرا انکار نہ کرو۔ اس لئے الہامات میں کافر کے لفظ سے مراد صرف منکر ہے نہ [illegible]

کفر اور کافر میں فرق

حضرت مسیح موعود نے بعض عقائد کو کفر قرار دیا ہے مثلاً عیسیٰ کو خالق طیور ماننا کفر ہے اس سے قادیانی مناظر نے یہ نتیجہ نکالا کہ تمام مسلمان جو اس عقیدہ یا مثل اس کے اور کفر عقائد کے قایل ہیں۔ وہ کافر ہوئے۔ اس کا جواب شاہ صاحب (سید اختر حسین صاحب گیلانی) نے یہ دیا کہ عقیدہ کفر ہونا اور بات ہے اور ایسے عقیدہ والا کافر ہونا اور بات ہے مثلاً ہم اگر یہ کہیں کہ

جب ایک شرط ثابت ہو جائے پھر اس کو ملحوظ نہ رکھنا۔

یہ گدھا پن ہے یا یہ کہ بزدلی جلاہا پن ہے۔

تو اس کا یہ نتیجہ نکالنا کہ شرط کا لحاظ نہ رکھنے والا گدھا ہے یا بزدلی دکھانے والا جلاہا ہے بالکل غلط ہے

قادیانی مناظر کا اعتراف

اس مسئلہ پر بحث کے دوران میں قادیانی مناظر نے اعتراف کر لیا کہ ہم جب مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں تو ہمارا صرف یہ مطلب ہے کہ وہ حقیقت اسلام سے دور ہیں ورنہ ہم ان کو اسماً مسلمان ہی مانتے ہیں۔ اس کے جواب میں سید اختر حسین صاحب نے کہا۔ اچھا اب بتلاؤ کسی نبی کے منکر کو اسماً مسلمان کہتے ہیں یا کافر۔ اب وہ کیا جواب دیتے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ نبی کا منکر اسماً بھی کافر ہوتا ہے پس حضرت مرزا صاحب کے منکر کافر نہ ہوئے بلکہ گنہگار مسلمان دبس

اس بحث میں بہت سی لطیف بحثیں بھی آئیں، مگر رپورٹ میں ان سب کو بیان کرنے کی گنجائش نہیں اس لئے اس رپورٹ کو حضرت مسیح موعود کی مندرجہ ذیل نصیحت پر ختم کرتا ہوں:۔

"خدا سے ڈرو اور یہ نمونہ اپنی ولایت اور تقدس کا مت دکھلاؤ۔ مسلمان تو آگے ہی تھوڑے سے ہیں تم ان تھوڑوں کو اور نہ گھٹاؤ اور کافروں کی تعداد نہ بڑھاؤ۔ اگر ہمارے کہنے کا کچھ اثر نہیں تو اپنی ہی تحریرات مطبوعہ کو شرم سے دیکھو اور فتنہ انگیز تحریروں سے باز آؤ"

ازالہ اوہام ص ۵۹۷

اس حوالہ کو سن کر علماء قادیانی کے چہروں پر غم و غصہ کے آثار پیدا ہو جاتے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ اس بیش قیمت نصیحت کی جو مسیح موعود نے کی تھی علماء قادیان کوئی قدر نہیں کرتے۔ بحث کے خاتمہ پر سید اختر حسین صاحب نے نہایت لطیف پیرایہ میں تمام بحث کا خاتمہ اس طرح کر دیا۔

(۱) قارئین کرام! قادیانی خود قایل ہیں کہ کافر سے مراد دائرہ اسلام سے خارج نہیں بلکہ حقیقت اسلام سے دور مسلمان مراد ہے۔ پس کفر و اسلام کا فیصلہ یہ ہوا کہ حضرت مسیح موعود کے منکر دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔

(۲) اس سے حضرت مسیح موعود نبی بھی نہیں کیونکہ نبی کا منکر تو کافر ہوتا ہے مگر حضرت اقدس کا منکر کافر نہیں۔ اس لئے آپ کی نبوت بطور استعارہ اور مجاز ہے۔

(۳) جب حضرت مرزا صاحب نبی نہ رہے تو وہ

"خلافت علیٰ منہاج النبوۃ"

جس کا قادیانی حضرات دعویٰ کرتے ہیں باقی نہ رہی۔

(۴) اور جب یہ تینوں مسئلے احمدی جماعت لاہور کے حق میں فیصلہ ہو گئے۔ اور جناب میاں محمود احمد صاحب اپنے عقائد میں غلطی پر ثابت ہو گئے تو وہ مصلح موعود[illegible]

بھی نہیں ہو سکتے۔ پس ہر چہار موضوع میں قادیانی حضرات خدا کے فضل سے شکست فاش کھا چکے وللہ الحمد

مجازی نبی کا منکر مجازی کافر اور امتی نبی کا منکر امتی کافر

مسئلہ کفر و اسلام کے حل کے لئے سید اختر حسین صاحب نے یہ بھی کہا کہ نبی کا منکر کافر تو ٹھیک ہے لیکن امتی نبی کا منکر امتی کافر۔ امتی نبی وہ ہے جو ایک پہلو سے امتی ہوتا ہے اور ایک پہلو سے نبی۔ پس اس کا منکر بھی ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے کافر۔ جس طرح ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی۔ دراصل نبی نہیں ہوتا۔ بلکہ مجازاً نبی ہوتا ہے اسی طرح امتی کافر بھی دراصل کافر نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ مسلمان ہوتا ہے جو مجازاً کافر ہوتا ہے

جس طرح مجازی کافر دراصل کافر نہیں ہے اسی طرح مجازی نبی دراصل نبی نہیں ہوتا۔

ظلی بروزی نبی کا منکر بھی ظلی بروزی کافر ہی ہوگا۔ نتیجہ اس کا بھی یہی نکلے گا کہ ایک مسلمان ہے جس نے کافروں کا رنگ اختیار کر لیا ہے اس لئے اسے ظلی یا بروزی کافر کہتے ہیں ورنہ وہ دراصل مسلمان ہی ہے

والسلام

اشد ضروری

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ "کوئی جماعت کسی جگہ کسی مناظرہ کا اگر خود بخود فیصلہ کرے گی۔ تو مرکز سے مبلغ نہ بھیجا جائے گا۔ اسلئے لازم ہے کہ احباب جلسہ یا مناظرہ تجویز کرنے سے قبل مرکز سے اجازت لے لیا کریں۔

(آنریری اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ - ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب میاں محمد زمان صاحب

آنریری سب جج درجہ چہارم چارسدہ

رام چند ولد دنی چند قوم کھتری ساکن تنگی برہ زائی تحصیل چارسدہ

بنام

شہزادہ ولد شاہ رسول قوم افغان ساکن سریم حال ریلوے ملازم ریلوے اسٹیشن درگئی مالاکنڈ ایجنسی

(۲) گوپی چند ولد دنی چند قوم کھتری ساکن حال ٹھٹہ ضلع کامل پور

دعوے مبلغ -/۱۰۰ اروپیہ بروئے رسید مورخہ ۱۸/۵/۴۴

مقدمہ عنوان بالا میں مدعا علیہ کا درست پتہ نہیں اس لئے بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مطلع کیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۶/۷/۴۸ کو عدالت ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً یا مختارتاً حاضر ہو کر پیروی مقدمہ کرے ورنہ اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج مورخہ ۲۲/۶/۴۸ کو بدستخط ہمارے و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم　　مہر عدالت

پڑی ہوتی ہے . . . . . . یہ بھی ہمارا مسلم پر احسان ہے۔ کہ ہم نے تاویل سے کام لے کر حدیث کو مان لیا ہے ورنہ رفع تناقض کے لئے ہمارا حق تھا۔ کہ اس حدیث کو موضوع ٹھہراتے" یہاں تک عبارت نقل کی ہے مگر پچھلی عبارت جو اس عبارت کی سب گتھیوں کو سلجھانے والی ہے اسے ترک کر دیا ہے جو یہ ہے "لیکن خوب غور سے سوچنے کے بعد معلوم ہوا کہ دراصل حدیث موضوع نہیں ہاں استعارات سے پر ہے پیشگوئی میں جہاں کوئی امتحان منظور ہوتا ہے۔ استعارات ہوا کرتے ہیں۔ ہر ایک کے ظاہر لفظ کے موافق معنے کرنا شرط نہیں الخ

اقول:۔ اب اہل انصاف دیکھیں کہ اس عبارت کے چھوڑنے سے جو معترض نے اگلے الفاظ لکھ کر پیش کی ہے۔ کیا ثابت ہوا۔ کیا اس سے اس کے موضوع ہونے کا داغ مٹ گیا۔ کیا ان لفظوں نے پہلی تمام عبارت پر خط نسخ کھینچ دیا۔ اور حدیث ظنی ہونے کی بجائے یقینی اور قرآن کے متناقض اور ضد ہونے کی بجائے قرآن کے عین مطابق اور رفع تناقض کے لئے اس کو موضوع ٹھہرانے کی بجائے اس کو فرمودہ رسول مان لیا گیا۔ کونسی گتھیاں ان الفاظ کے لکھنے سے کہ "دراصل حدیث موضوع نہیں۔ ہاں استعارات سے پر ہے" سلجھ گئیں۔ کیا نفی اثبات بن گئی کیا انکار اقرار ہو گیا۔ موضوع ہونے کی بجائے استعارات سے پر ہونے کی وجہ سے وحی اللہ بن گئی۔ پہلے تو وہ فرمودہ رسول نہ تھی۔ کیونکہ قرآن کے خلاف تھی۔ مگر استعارات سے پر ہونے کی وجہ سے اب وہ صحیح صحیح زبان مقدس نبوی سے قرآن کی طرح نکلی ہوئی حدیث بن گئی۔ کیا حضرت کا یہ حدیث مسلم جان کر مسلم پر احسان ہے یا حدیث رسول جان کر رسول کریم پر احسان ہے۔ کیا رسول کریم جن کو اپنی زبان مقدس سے نبی اللہ فرمائیں اُس کو مجازاً یا مستعار طور پر نبی کہنے والا رسول کریم کی تصدیق کرتا ہے یا تکذیب۔ ایک جھوٹی جعلی اور موضوع مخالف قرآن حدیث کو علماء کے اصرار پر تاویلاً مان لینا تو مسلم پر احسان ہو سکتا ہے مگر کیا حدیث رسول اللہ سمجھ کر لفظ نبی اللہ کی تاویل کرنا یہ بھی رسول اللہ پر احسان ہو سکتا ہے۔ تاویل اور استعارہ سے کام لیکر تو ہر ایک شخص ایک جعلی سے جعلی اور موضوع سے موضوع حدیث سے بھی اپنے مطلب کے موافق معنے لے سکتا ہے جب حدیث کا علم ہی ظنی ہے۔ اور ظن اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ کذب کا احتمال لگا ہوا ہو تو اس کے کسی ایک لفظ کو بھی زبان مقدس نبوی سے یقیناً نکلا ہوا کہنا رسول کریم پر افترا ہے یہ مسلم پر احسان ہے کہ اس کی غلط، بے معنی اور جھوٹی اور خلاف قرآن روایت کو تاویلاً مان لیا ہے نہ کہ بظاہر خلاف قرآن روایت کو تاویلاً قرآن بنا لینا آنحضرت پر احسان۔ قرآن کے سوا زبان مقدس نبوی سے باللفظ نکلا ہوا کوئی کلام محفوظ اور یقینی طور پر ہم تک نہیں پہنچا۔ آپ ہزار دفعہ کسی جعلی اور موضوع حدیث پر تاویل اور استعارہ کا پردہ ڈالیں مگر وہ زبان مقدس نبوی سے بعینہ اور باللفظ نکلی ہوئی حدیث کسی صورت میں بھی ثابت نہ ہو سکے گی۔ اس قسم کی کئی حدیثیں ہیں بخاری میں بھی ہیں مثلاً "حضرت ابراہیم نے تین جھوٹ بولے" کیا نبی بھی جھوٹ بول سکتا ہے! قرآن حضرت ابراہیم کو صدیقاً نبیاً کہتا ہے۔ ایسی صریح خلاف قرآن حدیث کی بھی لوگوں نے تاویلیں کیں۔ کسی نے کذب کے لفظ کو توریہ (دروغ مصلحت آمیز) سے تعبیر کیا ہے۔ کسی نے کچھ اس کے معنے کئے ہیں۔ مگر کیا ایسی تاویلوں سے وہ حدیث صحیح ثابت ہو گئی ہم پیغمبر کو جھوٹا کہنے کی بجائے راویوں کو ہی جھوٹا کہیں گے ہم خلاف قرآن ایک حدیث کو بھی حدیث رسول نہیں مان سکتے اگر تاویل سے ہی کام لے کر کسی حدیث کو صحیح بنانا ہے تو موضوع کا لفظ کسی حدیث کے متعلق کہنا ہی لغو اور فضول ہو جائے گا۔ اس طرح تو کوئی حدیث بھی موضوع نہیں رہے گی۔ سب ہی صحیح ہو جائیں گی۔ پھر یہ بھی تو دیکھو کہ جس کو خدا اور رسول اپنے محفوظ کلام میں اللہ کے مثلاً حضرت عیسےٰ کو

انتہائی بلندی پر جمع کیا جاتا ہے۔ اور وہاں سے پھر ادھر ادھر پہنچایا جاتا ہے۔ مگر آپ نے کبھی غور کیا کہ یہ دنیا بھر کے درخت جو اکثر اس معیار سے بلند ہوتے ہیں۔ اور پھر انکی ٹہنی ٹہنی۔ پتے پتے اور رگ رگ میں پانی پہنچ جاتا ہے۔ وہاں کون سا انکا لگا ہے۔ کس قسم کا پمپ ہے۔ اور کس میکر کا انجن ہے۔ اس کمال قدرت کو جب حقیقت شناس نظریں دیکھتی ہیں۔ تو دہریوں کی علمی ترقی اور روحانیت پر بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے

"مرے مردود نہ فاتحہ نہ درود"

غرضیکہ جہاں تک غور کیا جائے دنیا کا ہر ذرہ خدا کی ہستی کا شاہد نظر آتا ہے۔ اور ہر نئی ایجاد خدا کی ہستی پر ایک روشن دلیل بن کر آتی ہے بشرطیکہ انسان ذرا غور و تدبر سعی و کاوش سے کام لے۔ آج یورپ میں ایک اور نئی تحقیق کے متعلق شور و غل مچ رہا ہے جس کو "ٹیلی ویژن" کا نام دیا جا رہا ہے یعنی اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے دنیا کے مختلف حصوں کے انسانوں کو کام کرتے کھیلتے ناچتے دیکھ لینا لیکن ذرا غور کیجئے کیا یہ ایجاد مسئلہ معراج کا مکمل حل ہو کر مذہب کی خادم نہ ہوگی۔ اور اس ایجاد سے اس خدا کی ہستی پر مہر تصدیق نہ لگ جائیگی جس نے اپنے ایک بندہ کو یہی کمال آج سے چودہ سو سال قبل کر دکھایا جس وقت دنیا کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی۔

ایک اور بات لیجئے۔ آج یہ بات بھی پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ ابتدائے عالم سے آج تک کی دنیا کی مکمل تاریخ فضائے آسمانی میں محفوظ ہے۔ ہماری ایک ایک حرکت فضائے آسمانی میں موجود اور ہماری گفتگو اور حرکات و سکنات تک ایتھر کے تموج میں محفوظ ہیں۔ یہاں تک یہاں تمام حقائق کو معلوم کرنے اور سننے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ پچھلے دنوں ایک موقر عیسائی اخبار نے لکھا تھا کہ اگر یہ کوشش کامیاب ہوگئی۔ اور اس طرح حضرت عیسیٰ کے وعظ سن لئے گئے۔ تو عیسائیت کا دنیا سے خاتمہ ہو جائیگا۔

اب اس آئندہ آنے والی تحقیق پر غور کیجئے اور پھر فرمائیے۔ کہ اس خدا کی ہستی سے کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے جس کی طرف منسوب کرکے اس کے تمام برگزیدہ انسانوں اور رہنمایانِ عالم نے آج سے صدیوں قبل بتا دیا۔ کہ انسان کی ہر بات بلکہ ہر حرکت ایک محفوظ ریکارڈ کی طرح ہے اور ایک دن ایسا آئیگا کہ ذرہ ذرہ بات کھول کر بیان کر دی جائیگی۔ اب اس سے کوئی یہ تو مراد نہیں کہ وہ خدائی ریکارڈ بھی کا غذوں کا پلندہ ہے۔ بلکہ خدائی ریکارڈ یہی ہے۔ کہ ہماری ہر نقل و حرکت۔ ہر بات حیثیت خدا کے علم میں محفوظ ہے۔

الغرض جہاں تک غور کیا جائے گا۔ آپ کو ہر چیز اور ہر آئندہ آنے والی اختراع خدا کی ہستی پر شاہد نظر آئے گی۔ انسان کی تو فطرت میں خدا کی توحید کو رکھا گیا ہے کہ ان امور پر غور و فکر سے کام لیا جائے میں اپنے مضمون کو حالی مرحوم کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

کانٹا ہے ہر ایک جگر میں اٹکا تیرا
حلقہ ہے ہر ایک گوش میں لٹکا تیرا
مانا نہیں جس نے تجھ کو جانا ہے ضرور
بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا

مسلمانوں کو رہنما کی ضرورت ہے

نوجوانانِ جماعت اس کو ہاتھ میں لیں

(از اخویم منصور احمد صاحب وائیں لاہور)

تاریخ عالم کا مطالعہ کرنے والا جب واقعات اور ان کے نتائج کو دیکھتا ہے۔ تو وہ آیندہ حالات کے متعلق پیش از وقت رائے قائم کر لیتا ہے۔ آج سے نصف صدی قبل ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی جو حالت تھی۔ اس کا اندازہ وہی لگا سکتے ہیں۔ جو اس وقت موجود تھے۔ اسلام اپنی مادی طاقت کے ساتھ ساتھ اپنی روحانی طاقت بھی کھو چکا تھا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ اپنے آپ کو مسلمان کہلانا باعث شرم سمجھتا تھا۔ روحانیت کی جگہ مادیت نے لے لی تھی مغربی تہذیب ہندوستان میں گو نو وارد تھی لیکن اس کا اثر اس قدر سرعت سے ہو رہا تھا۔ کہ خدا کی پناہ۔ اس وقت عیسائیت نے اپنا جال ہندوستان میں ایسا بچھایا۔ کہ سر سید مرحوم جیسا انسان بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اور انہیں بھی اسلام اور قرآن کو مادیت کے رنگ میں لانا پڑا۔ اسلام کا طرۂ امتیاز "خدا اپنے بندوں سے ہر زمانے میں کلام کرتا ہے" مرحوم نے عیسائیت سے متاثر ہو کر اس سے بھی انکار کر دیا۔

اس زمانے کے واقعات اور حالات کا مطالعہ کرنیوالے جانتے ہیں۔ کہ وہ زمانہ اسلام کے لئے کس قدر صبر آزما تھا تعلیم یافتہ طبقہ اگر مغربیت اور مادیت میں بہ چکا تھا۔ تو عام مسلمان ملّا کے زیر اثر عقل و خرد سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ ملّا کا ہر لفظ قرآن اور اس کا ہر فعل سنت تھا۔ اگر آپ اس زمانے کے لٹریچر کو پڑھ جائیں۔ تو آپ کو ان گروہوں کی حالت اور ذہنیت کا نقشہ نظر آئے گا۔

اسلام جب اس گرداب میں پھنسا ہوا موجوں کے تھپیڑے کھا رہا تھا۔ تو ایک ایسی شخصیت نمودار ہوئی جس کی ایک ہی نہ پھونک نے مسلمانوں میں ایک نئی زندگی پیدا کر دی۔ وہ مسلمان جو یاس اور ناامیدی کی وجہ سے ہمت ہار بیٹھے تھے۔ اس مسیح محمدی کی آواز پر لبیک کہہ کر آگے بڑھے۔ اور ایک طوفان کی طرح تمام ہندوستان پر چھا گئے۔ مذہب کا مقصد جب وہ بھول چکے تھے پھر آشکار ہو گیا۔ تعلیم یافتہ جسے ساحر مغرب اور کلیسا کے پجاری نے خواب غفلت میں سلا دیا تھا۔ اس مسیح کے دم سے چونک اٹھا۔ پھر کیا تھا خواب کی جگہ بیداری نے لیلی اور اسلام کے چہرہ پر رونق گی اور تازگی نمودار ہونے لگی۔

ہیا پرستی کے آثار تو ظاہر ہو گئے۔ لیکن مرض ابھی نہ گیا کیونکہ اصل مرض ہندوستان کی سرزمین میں نہ تھا بلکہ اس کا سرچشمہ یورپ اور اقوام یورپ تھیں حضرت مرزا صاحب نے مرض کی جڑ کو پکڑا۔ یورپ سے اسلام کے برخلاف اس قدر لٹریچر پیدا کیا جا چکا تھا کہ مسلمانوں کو بھی اسلام کے متعلق شک ہونے لگے حضرت محمد مصطفٰے صلعم کی جو تصویر یورپین مصنفین نے پیش کی۔ وہ اس قدر گھناؤنی تھی کہ الامان

تحریک احمدیت نے اپنا میدانِ عمل یورپ کو ہی تجویز کیا۔ اور بیماری کو جڑ سے اکھیڑا اس تحریک کا پیدا کردہ لٹریچر یورپ میں اس قدر مقبول ہوا کہ اب مغرب کی ذہنیت کا نقشہ ہی بدل چکا ہے۔ آج اسلام کو دنیا کا سب سے بڑا مذہب اور ہادی اسلام کو دنیا کا سب سے بڑا رہنما ماننا جانے لگا کلیسا اپنے وقار کو کھو بیٹھا۔ ہندوستان چونکہ انگریزوں کے زیر حکومت ہے۔ اس لئے حاکم قوم کی ہر بات اسے قبول ہے جب اس تحریک کا نتیجہ تعلیم یافتہ گروہ نے دیکھا۔ اور ان کے سامنے جب یورپین مصنفین کا اسلامی لٹریچر آیا جس میں کسی نہ کسی رنگ میں احمدیت کی تعریف کی گئی تھی۔ تو خود بخود مسلمانوں کے دل اس کی طرف مائل ہونے لگے۔ (عوام الناس جو ابھی تک ملّا کے زیر اثر ہیں۔ ان کا ذکر کرنا فضول ہے)

جنگ عظیم میں یورپ میں مادہ پرستی اور امپیریلزم کا آتش فشاں پہاڑ پھٹا اور اس کا اثر نہایت خوفناک رنگ میں نمودار ہوا۔ جنگ عظیم کی تباہی کے بعد اقوام یورپ کا نقشہ بدل گیا۔ ان قوموں کے سامنے اب اپنی زندگی کی بقا کا مسئلہ تھا۔ جنگ عظیم میں جو ملک ہارا۔ وہ بھی تباہ ہو گیا۔ اور جو جیت وہ بھی برباد ہو چکا تھا۔ یورپ کو اب نئی مشکلات کا سامنا تھا انسانی دماغ ارتقا کی منزلیں طے کرنے میں مصروف ہے۔ چنانچہ یورپ کی تحریکیں امپیریلزم ملوکیت پرستی نجلاف اس کے۔ بالشوزم کمیونزم نیشنلزم۔ نازی ازم۔ فسطائیت میٹریلزم اور اسی قسم کی اور کئی "ازم" ان تحریکات کا اثر صرف یورپ اور روس تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ ہندوستان کا نوجوان طبقہ جو یورپ میں تحصیل علم کے لئے جاتا ہے وہ ان تحریکات کے تراجم اپنے ساتھ لایا۔ اور اس وقت ہندوستان میں یہ تحریکات سرعت سے پھیل رہی ہیں۔ اور نوجوان طبقہ جو فطرتاً انقلاب پسند ہوتا ہے۔ انکی طرف مائل ہو رہا ہے۔ ان تمام تحریکات میں نیشنلزم زیادہ مقبول ہو رہی ہے۔

میرے ایک واجب الاحترام بزرگ جو پراونشل سول سروس کے ایک ممتاز رکن اور حکومت پنجاب کے محکمہ رفاہ عامہ میں ایک ذمہ دار عہدہ پر متمکن ہیں۔ چند دن ہوئے مجھے ملے اور دوران گفتگو میں انہوں نے فرمایا۔ کہ آج مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ جماعت لاہور کی طرف آنکھیں لگائے بیٹھا ہے۔ کہ وہ اٹھیں اور پھر زمانہ پر ثابت کر دیں کہ اس وقت دنیا کی فلاح اور نجات۔ ان تحریکات میں نہیں۔ بلکہ انکی فلاح اور نجات کا واحد ذریعہ اسلام اور صرف اسلام ہے۔

جماعت احمدیہ اور خصوصاً "لائٹ اخبار" کے قابل عزت مدیر جن کا قلم خدا کے فضل سے مسلمان نوجوانوں کو اپنے ساتھ راہ عمل پر گامزن کر سکتا ہے۔ وہ ان تحریکات کو لیں۔ اور ثابت کر دیں۔ کہ یہ سب تحریکات اسلام کے سامنے ایک کھلونا ہیں۔ اسلام کی قائم کردہ حکومت ان سب "ازموں" سے بالاتر اور بہتر ہے۔

احمدی نوجوانوں کے سامنے آج ایک نیا میدان تبلیغ کھلا ہے وہ اٹھیں اور یورپ کی تحریکات کو اسلام کی روشنی میں پیش کریں۔ اور ثابت کریں۔ کہ قرآن کا دھو ہی آج بھی اسی طرح ہے جس طرح آج سے تیرہ سو سال پہلے۔ آج بھی اسلام میں وہ طاقت موجود ہے۔ جو دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر سکے اٹھو اور ثابت کرو کہ دنیا کو نجات صرف اسلام ہی دے سکتا ہے۔ اور اسلام کو تمام ادیانِ عالم پر غالب کر کے دکھانیوالی قوم صرف احمدی ہے۔

خدا نے تمہیں موقع دیا۔ کہ تم اپنے علم اور عمل کے ذریعہ اسلام کی گم شدہ شوکت کو قائم کر سکو اور مجدد زمان کے علم کے ذریعہ پایۂ محمد کو پھر بلند تر محکم کر سکو۔ زمانہ کو چیلنج ہے۔ دیکھیں کون اسے قبول کرتا ہے؟

معذرت

ایک خاص وجہ سے ۳۰ جون اور ۳ جولائی کا پرچہ آپکی خدمت میں اکٹھا آرہا ہے۔ احباب درگزر سے کام لیں۔

ہمارا تبلیغی دورہ

(از جناب محمد شفیع علوی جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ پٹیالہ)

مورخہ ۱۴ کو میں اور مکرمی محمد یوسف صاحب سامانہ سے بغرض تبلیغ روانہ ہوئے اور بھوانیگڑھ ہوتے ہوئے سنگرور پہنچے۔ یہاں مکرمی ماسٹر عبدالرزاق صاحب اپنی جماعت کے ایک مخلص نوجوان ہیں۔ موصوف مخدومی ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالوی کے عزیزوں میں سے ہیں۔ موصوف ۱۹۳۵ء کے جلسہ پر لاہور تشریف لے گئے تھے۔ اور حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے تھے۔ اس تھوڑے عرصہ میں موصوف نے جو جوش و اخلاص دکھایا ہے وہ قابل تقلید ہے۔ سب سے پہلے جب گرنتھی صاحب سنگرور تشریف لے گئے۔ تو آپ نے فوراً منظوری وغیرہ کا انتظام کر کے گرنتھی صاحب کی دو تقریریں کرائی تھیں۔ اس کے چند روز بعد ہی آپ نے دو مناظرے کرائے۔ ایک قادیانیوں سے جو مولانا عمرالدین صاحب نے کیا اور دوسرا غیر احمدیوں سے جو مولانا احمد یار صاحب نے کیا۔ ان مناظروں کو ابھی زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ عید میلاد النبیؐ پر آپ نے دو بزرگ مبلغوں یعنی مخدومی جناب مولانا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت اور جناب مکرمی سید اختر حسین شاہ صاحب گیلانی مولوی فاضل کو بلا کر سیرت النبیؐ پر تقادیر کرائیں۔ اب جب میں اور گرنتھی صاحب آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے فوراً لیکچر کی منظوری کے لئے درخواست دے دی۔ چونکہ قلت وقت کے باعث اس روز منظوری نہ ہو سکی بلکہ دوسرے روز منظوری حاصل ہوئی ماسٹر صاحب موصوف نے ہم سے ذکر کیا کہ یہاں کے قادیانی اسمہٗ احمد والی پیشگوئی پر بہت زور دیتے ہیں کہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ کے لئے مخصوص ہے۔ ان سے اس مسئلہ پر کچھ گفتگو ضرور ہونی چاہئے۔ چونکہ آج کا دن ہمارے پاس فارغ تھا۔ لہٰذا ہم ماسٹر صاحب موصوف کی معیت میں شب کو منشی رحمت اللہ صاحب قادیانی کے مکان پر پہنچے۔ منشی صاحب سنگرور کی قادیانی جماعت کے پریذیڈنٹ ہیں اور تعویذات کے ذریعہ آسیب اور اٹھرا وغیرہ کا علاج بھی کیا کرتے ہیں۔ اس لئے طبقہ مستورات میں ان کو کافی شہرت حاصل ہے علیک سلیک کے بعد منشی صاحب کی پہلی گفتگو یہ تھی کہ قادیانی چونکہ تعداد میں لاہوریوں سے بہت زیادہ ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ لاہوری باطل پر ہیں۔ اور قادیانی حق پر ہیں۔ اس پر میں نے جواباً عرض کیا کہ اگر یہی معیار درست ہے تو پھر غیر احمدی حق پر ہوئے۔ کیونکہ وہ تعداد میں آپ لوگوں سے بدرجہا زیادہ ہیں اور عیسائی بدھ تو تمام دنیا میں سب سے زیادہ ہیں۔ کیا وہ حق پر ہیں؟ خدا تو قرآن میں فرماتا ہے وقلیل من عبادی الشکور۔ منشی صاحب مذکور کے پاس اس کا جواب تو کچھ نہ تھا غصہ سے لال پیلے ہو کر کہنے لگے کہ خدا فرماتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول ہی ہمیشہ غالب رہیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ جناب یہ تو بتایئے کہ دنیا میں رسولوں کی تعداد زیادہ ہوئی ہے یا ان کے مخالفوں اور باطل پرستوں کی۔ خدا تو قرآن میں فرماتا ہے کہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ اس پر منشی صاحب بجائے کوئی معقول جواب دینے کے آپے سے باہر ہو گئے اور غیر مہذبانہ گفتگو پر اتر آئے۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر ماسٹر صاحب موصوف نے گفتگو کا رخ بدل دیا اور منشی صاحب اور دیگر قادیانیوں کو مخاطب کر کے گویا ہوئے کہ آپ لوگ اسمہٗ احمد والی پیشگوئی کے متعلق بہر روز زور دیا کرتے تھے۔ آج اتفاق سے ہمارے گرنتھی صاحب تشریف لائے ہیں آپ ان سے اس مسئلہ پر کچھ گفتگو کیجئے۔ اس پر منشی صاحب نے اصل بحث کی طرف رخ نہ کرتے ہوئے ایک اور بحث چھیڑ دی۔ کہنے لگے کہ تم لوگ (لاہوری احمدی) اپنے وعظوں میں یا گفتگو میں حضرت مسیح موعود کو کبھی پیش نہیں کرتے۔ گرنتھی صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ آپ کا یہ الزام غلط ہے ہم ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کو پیش کرتے ہیں۔ البتہ آپ کی طرح نبی نہیں مانتے اور نہ ہی بحیثیت منصب نبوت حضرت کے وجود کو دنیا میں پیش کرتے ہیں۔ اس پر ایک اور قادیانی صاحب جو اپنے آپ کو قرآن دانی کا لاثانی ماہر سمجھتے ہیں گویا ہوئے کہ اللہ تعالیٰ تو حضرت مسیح موعود کو قرآن پاک میں جزو ایمان قرار دیتا ہے پھر آپ کیوں نہیں مانتے۔ حوالہ طلب کرنے پر انہوں نے وبالآخرۃ ھم یوقنون پیش کر دیا۔ گرنتھی صاحب نے فرمایا کہ اس آیہ مبارکہ میں وحی نبوت کا ذکر ہے یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک کا یہ مطلب ہے کہ متقی اس وحی نبوت پر ایمان لاتا ہے جو حضرت رسول خدا صلعم پر نازل ہوئی اور نیز اس وحی نبوت پر جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔ اب آخرۃ کے بقول آپ کے ترجمہ یوں ہونا چاہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آخری زمانہ میں جو وحی نبوت نازل کی جاوے گی متقی کا فرض ہے کہ اس پر بھی ایمان لائے۔ سارے قادیانی یک زبان ہو کر بولے کہ جزاک اللہ آپ نے بالکل صحیح ترجمہ کیا ہے۔ گرنتھی صاحب نے فرمایا کہ اب فیصلہ بالکل آسان ہے۔ آپ کا ترجمہ صحیح ہے یا غلط۔ بہرحال اس قدر تو ضرور ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب کی وحی، وحی نبوت ہے تو مذکورہ ترجمہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر ایمان لانا فرض ہوا۔ قادیانی بولے کہ ہاں ہمارا یہی ایمان ہے گرنتھی صاحب نے فرمایا کہ اب آپ براہ کرم حضرت مرزا صاحب کی کسی عبارت سے یہ دکھائیں کہ حضورؑ نے وحی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور میں اس کے خلاف دکھاتا ہوں کہ آپ نے وحی نبوت کے دعویٰ سے انکار کیا ہے۔ اس پر وہ بڈھا قرآن دان اور دیگر جملہ قادیانی تو بالکل خاموش ہو گئے۔ مگر منشی رحمت اللہ صاحب نے قریباً تین دفعہ فرمایا کہ ہاں ہم دکھا سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے وحی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ لیکن باوجود مطالبہ کے جب دکھا نہ سکے تو حسب عادت گندہ دہانی پر اتر آئے۔ اور بے سروپا بکواس شروع کر دی۔

ماسٹر صاحب موصوف نے منشی صاحب کی طبیعت کا رخ پھیرنے کی غرض سے فرمایا کہ اسمہٗ احمد کے متعلق آپ بہت زور دیا کرتے تھے۔ اب گفتگو کر لیجئے۔ مگر یہ بحث چونکہ وقت چاہتی تھی اور اس وقت رات بھی کافی گذر چکی تھی اور حوالجات کے لئے کتابیں بھی اس وقت پاس موجود نہ تھیں۔ علاوہ ازیں منشی صاحب مذکور کا پارہ حرارت بھی اس وقت بہت چڑھا ہوا تھا۔ لہٰذا گرنتھی صاحب نے مصلحتاً اس بحث کو دوسرے روز پر ملتوی کیا

دوسرے روز حسب وعدہ ۸ بجے صبح میں اور مکرمی گرنتھی صاحب منشی صاحب مذکور کے مکان پر پہنچے۔ منشی صاحب اور وہی بڈھے عالم قرآن صاحب اور ایک قادیانی صاحب بیٹھے ہوئے تھے اور کئی کتب میں سامنے کھلی رکھی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صبح سے ہی حوالجات کی تلاش میں مصروف ہیں۔ ہمیں دیکھتے ہی منشی صاحب گھبرا گئے اور گرنتھی صاحب سے کہنے لگے کہ ہم آپ کے ساتھ بحث کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے ہیں تو ماسٹر عبدالرزاق صاحب سے ہی گفتگو کر سکتے ہیں۔ آپ کے مقابلہ کے لئے ہم قادیان سے کوئی مبلغ منگوائیں گے مگر ہم اس کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ بحث میں لڑائی کا اندیشہ ہے۔ دیکھئے بات انہوں نے میری طرف مخاطب ہو کر ایسی بات کہہ دی جس پر ہم ضبط نہیں کر سکے۔ میں نے کہا کہ آپ چونکہ میری دلیل کا کوئی رد نہیں کر سکے اس لئے دشنام طرازی پر اتر آئے تھے۔ کیا اسی کا نام انصاف ہے میرا اتنا کہنا تھا کہ بس منشی صاحب حسب عادت اسقدر سیخ پا ہوئے کہ جسم کے ساتھ وہ چوبی چوکی بھی لرزنے لگی جس پر وہ متمکن تھے فرمانے لگے کہ خبردار اگر تو بولا نکل جاؤ یہاں سے گرنتھی صاحب نے بہتیرا سمجھایا کہ آپ کے مکان پر ہم آئے ہوئے ہیں آپ کو اس قدر بدخلق نہ ہونا چاہئے۔ مگر انہوں نے اور زیادہ بدتہذیبی کی گفتگو شروع کر دی۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر آخر ہم وہاں سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے اور ان کے اخلاق کا جنازہ سپرد خاک کر کے واپس چلے آئے۔ یہ ہے ان موجودہ قادیانیوں کا خلق۔ ایک شریف انسان ان کے گھر پہنچتا ہے۔ کچھ مذہبی گفتگو شروع ہوتی ہے جب دلائل سے عاجز آ جاتے ہیں تو بدتہذیبی اور سب وشتم پر اتر آتے ہیں۔

مورخہ ۱۵ کو وعظ کی باقاعدہ منظوری ہو گئی اور تمام شہر میں منادی کرائی گئی۔ شب کو وعظ ہوا جس میں ہندو مسلمان کافی تعداد میں آئے۔ گرنتھی صاحب نے صداقت اسلام پر ۱۲ دلائل پیش کئے۔ آخری دلیل صداقت اسلام کی یہ تھی کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور اس کی زندگی کا یہ ثبوت ہے کہ اس کی حفاظت کیلئے اولی الامر آتے رہے ہیں جنکی اطاعت کا حکم قرآن پاک میں ہے انہیں کو دوسری جگہ خلفاء کہا گیا ہے جن کا انکار فسق بتایا ہے۔ حدیث میں زبان نبوی صلعم سے ان کو مجدد کہا گیا ہے۔ ان آیات قرآنی اور اس حدیث کے ماتحت ہر صدی میں آئمہ ہوئے اور اس زمانہ کا مجدد یعنی امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اسلام کو غیروں کے حملوں سے بچایا اور مسلمانوں میں سے تکفیر اور تفرقہ بازی کی مرض کو دور کر کے اتحاد بین المسلمین کا سبق سکھایا۔ لیکن جب علماء سوء نے آپکی مخالفت کی آپ کو کافر و مرتد اور دجال وغیرہ کہا اور آپکو اور آپکی جماعت کو مساجد میں آنے سے روکا تو مجبوراً حضور نے اپنی نماز کو الگ کر لیا۔ اس پر مولوی منظور احسن بولے کہ کیا یہاں آپکو کسی نے مسجد سے نکالا یا روکا ہے جو آپ یہاں مسلمانوں کے ساتھ مساجد میں جا کر نماز ادا نہیں کرتے۔ گرنتھی صاحب نے جواب دیا کہ اگر یہاں کے مولوی اور آئمہ مساجد یہ اعلان کر دیں کہ وہ ہمیں اور ہمارے پیشوا کو مسلمان سمجھتے ہیں تو ہم انکے پیچھے نماز پڑھنے کو تیار ہیں۔ ہم تو اس روز اسلام کی فتح سمجھیں گے جس روز مسلمان مل کر نمازیں پڑھیں گے اور اگر آپ اس وقت اس مجمع میں اعلان کر دیں تو میں آپ کے پیچھے نماز پڑھ لوں گا مگر مولوی صاحب میں یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ یہ اعلان کر دیتے کہ حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت مسلمان ہے۔ بہرحال وعظ نہایت کامیاب ہوا۔ لوگوں نے بہت پسند کیا۔ مخالفوں نے بھی اقرار کیا کہ صداقت اسلام پر ایسے اچھوتے دلائل بہت کم سننے میں آئے ہیں۔ البتہ آخر میں ذرا رنگ تیز کر دیا۔ یعنی حدیث پیش کر دی۔

مورخہ ۱۶ کو ہم لڈے سے ہوتے ہوئے قصبہ چھینٹانوالہ پہنچے۔ میاں محمد افضل خانصاحب ذیلدار اور موصوف کے برادران خورد محمد اکمل خانصاحب حکیم محمد اجمل خانصاحب میرے دیرینہ رفقاء و کرم فرما ہیں سلسلہ عالیہ سے معقول حد تک انس و محبت رکھتے ہیں اور مدت سے زیر تبلیغ ہیں۔ اسی لئے میں نے گرنتھی صاحب کے ہمراہ یہ سفر اختیار کیا تھا تین روز ہم یہاں مقیم رہے روزانہ مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ خدا کے فضل سے یہاں کے حالات امید افزا نظر آتے ہیں۔ اس مرتبہ ذیلدار صاحب کے برادر خورد حکیم محمد اجمل خانصاحب کو پیغام اسلام کا خریدار بھی بنا لیا گیا ہے انشاء اللہ امید ہے کچھ عرصہ کے بعد اس کا بہت اچھا اثر ہوگا۔ یہاں سے ۱۹ رجون کو روانہ ہو کر بمقام نابھہ پہنچے جب ہم سامانہ تھے تو نابھہ والے بھی یہاں آئے ہوئے تھے گرنتھی صاحب کا روزانہ درس سنکر انکو شوق ہوا تھا کہ نابھہ میں ایک لیکچر ہو جائے مگر نابھہ پہنچکر معلوم ہوا کہ وہ صاحب ابھی سامانہ سے واپس نہیں آئے اس لئے ایک روز نابھہ میں گذار کر ہم پٹیالہ چلے گئے۔ پٹیالہ میں ملک خدابخش صاحب و مکرم ماسٹر صادق علی صاحب مرزا مظفر بیگ صاحب سے ملاقات کر کے ۲۱ رجون کو واپس سامانہ پہنچ گئے اور واپس آ کر حسب دستور گرنتھی صاحب نے درس قرآن کریم دوبارہ شروع کر دیا۔ والسلام ۲۰ رجون ۱۹۳۶ء

مولانا معصوم بیگ بی۔ اے پر مادھو شاہی عتاب

کیا راجہ صاحب سے اظہارِ وفاداری جرم ہے

اخبار "کشتری" لاہور کے نامہ نگار خصوصی نے مسلمانانِ چمبہ پر یہ الزام لگایا تھا کہ وہ راجہ صاحب پر قاتلانہ حملہ کرنا چاہتے تھے یہ "کسی" کی ایک خطرناک چال تھی جس کے ذریعہ اگر ایک طرف وہ مسلمانانِ چمبہ کو اذیت دینا چاہتا تھا۔ تو دوسری طرف ہندو مسلمانوں کو لڑا کر اپنے آپ کو اس خانہ جنگی کی آڑ میں بچانا چاہتا تھا۔ اصل بات یہی تھی جسے مولینا معصوم بیگ نہ سمجھ سکے۔ انکے تخیل کی رسائی صرف یہاں تک ہی ہو سکی کہ یہ ساری شرارت نامہ نگار خصوصی کشتری کی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس ڈرامے کے پیچھے "کسی" کا ہاتھ بڑی صفائی سے کام کر رہا ہے۔ اور نامہ نگار صاحب اپنی کسی ذاتی غرض کے پیش نظر "کسی" کی ڈکٹیٹرشپ کا شکار ہو چکے ہیں

بہرحال نامہ نگار مذکور کا مسلمانانِ چمبہ پر یہ الزام سراسر دروغ بافی ملکہ شرارت تھی جس کے ذریعہ مسلمانانِ ریاست کی پوزیشن خطرے میں پڑتی تھی۔ اور اس طرح مادھو رام کو مسلم کش پالیسی کی توسیع کرنے میں موقع مل جاتا۔

مسلمانوں کی نازک پوزیشن کے پیش نظر جناب مولینا معصوم بیگ بی۔ اے نے انگریزی میں ایک مضمون اخبارات کو ارسال کیا جس میں یہ ظاہر کیا۔ کہ مسلمانانِ چمبہ تو راجگانِ چمبہ پر اپنی جانیں نثار کرتے ہیں اور کرنے کے لئے تیار رہیں۔ الغرض مسلمانوں کی راجاؤں سے گذشتہ اور موجودہ وفاداری پر کافی روشنی ڈالی ہوئی تھی۔ مضمون جب "ایسٹرن ٹائمز" اور "لائٹ" میں چھپا۔ تو مادھو رام جی تلملا اٹھے۔ اور لگے معصوم بیگ کو پھانسنے کے حیلے بہانے کرنے چنانچہ کرنل کسٹرونگ صدر کونسل نے مولینا معصوم بیگ کو بلا کر سوال کیا کہ تم نے ریاست کی ملازمت میں ہوتے ہوئے یہ مضمون کیوں لکھا۔ لکھنے سے پیشتر اجازت کیوں نہ لی۔ اس سوال کا مولینا موصوف نے معقول جواب دیا۔ کہ اول تو ریاست میں کوئی ایسا قانون موجود نہیں جو کسی ملازم کو اخبارات میں مضمون شائع کرانے سے روکتا ہو۔ دوسرے اگر اس اقدام پر کوئی گرفت ہو سکتی ہے تو غلام محمد انجینئر اور مرزا رحیم بیگ کیوں مستثنیٰ قرار دئے گئے ہیں۔ نیز مولینا موصوف نے کہا کہ مضمون میں تو راجہ صاحب سے وفاداری کا اظہار کیا گیا ہے۔ پھر اس پر اعتراض کیا رہا؟

باایں ہمہ مادھو رام جی صدر کونسل کے ذریعہ اور دوسرے بالواسطہ (Indirectly) طریقوں سے مولینا معصوم بیگ کو نشانۂ ستم بنا رکھے ہیں۔ اور معلوم نہیں کہ راجہ صاحب سے اظہارِ وفاداری کے "جرم" میں مولانا موصوف پر کیا عتاب نازل ہوتا ہے اس ڈرامے میں ہاتھ مادھو رام کا ہے اس نے غالباً ۱۹۳۰ء میں بھی مولینا معصوم بیگ پر طرح طرح کی سختیاں کی تھیں جن کی تفصیل کسی آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔ سردست حکومت ہند پر یہ امر واضح ہونا چاہیئے۔ کہ مادھو رام اپنی مظالم صفحۂ قرطاس پر آنے پر بھی مادھو رام باشندگانِ چمبہ پر جور و جبر کرنے سے باز نہیں آتا۔ بدستور ریاستی باشندوں پر تشدد کر رہا ہے۔ کیا حکومت ہند اب بھی مادھو رام کی جگہ ایک آئی۔ سی۔ ایس افسر کو تعین کر کے باشندگانِ چمبہ کو اس کے روز افزوں مظالم سے نجات دلائیگی یا نہیں؟

(نامہ نگار)

ایک قادیانی جھوٹ کی تردید

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

یوں تو قادیانی حضرات کی ہم پر ہمیشہ مہربانی ہوتی ہے کہ ہم کچھ کہیں اور وہ اسے بگاڑ کر کچھ اور بنا دیں۔ مثلاً میں نے کئی دفعہ یہ بات بیان کی ہے۔ اگرچہ میاں صاحب کو بوجہ ان اخلاقی کمزوریوں کے جو ان میں پائی جاتی ہیں اور وہ انتہا کو پہنچی ہوئی ہیں۔ میں ہرگز خلیفۃ المسیح یا امام یا مصلح موعود نہیں مانتا اور نہ مان سکتا ہوں۔ مگر اس میں شک نہیں۔ میاں صاحب نے جس خوبی سے جماعت کو قابو میں رکھا ہوا ہے اور جہاں کوئی ان کے مفاد کے خلاف ان کی جماعت میں کوئی آدمی پیدا ہوتا ہے۔ اسے نہایت حکمت عملی سے بدنام کر کے اس پر کوئی نہ کوئی الزام لگا کر اسے ایسی طرح باہر نکال دیتے ہیں کہ میاں صاحب کے تمام مرید اس کو جسے کل تک فرشتہ کہتے تھے فوراً اسے شیطان کہنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ میاں صاحب کا ایسا کمال ہے کہ وہ اس میں تمام جماعت احمدیہ میں منفرد ہیں۔ غرض ان کی جماعت کو قابو میں رکھنے کی قابلیت وہ ہے جو آج دوسری جگہ نظر نہیں آتی۔ اس لئے جماعت کو سنبھالنے کے لئے میاں صاحب سب سے زیادہ احق ہیں۔ اس کے خلاف مولانا محمد علی صاحب درویش صفت صاحب قلم بلکہ سلطان القلم ہیں اور وہ نیکی اور پاکیزگی کا مجسمہ ہیں اور سوسانہ سادگی ان کا شعار ہے۔ مگر وہ اپنے ہمراہیوں پر میاں صاحب کی طرح حکومت کرنا نہیں جانتے۔ جو لیڈر کے لئے ضروری ہے۔ پس مولوی صاحب اسلام کے زبردست پلیڈر تو ضرور ہیں۔ مگر لیڈر ہونے میں میاں صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے بھی باپ ہیں اور پولس کو بھی مات کر دیا ہے۔ اس تمام کیفیت کو کبھی کبھی میں نے یوں بھی ادا کر دیا ہے کہ میاں لیڈر ہے اور مولانا پلیڈر۔ کاش لیڈر اور پلیڈر اکٹھے ہو جاتے تو احمدی جماعت آج دنیا میں بہت ہی ممتاز جماعت ہو جاتی۔ لیکن الفضل کے حال ہی کے ایک پرچے میں کلکتہ سے کسی قادیانی نے اس کو یوں شائع کرایا ہے کہ گویا میں نے کہا کہ میاں صاحب خلافت اور امامت کے لائق ہیں اور مولانا محمد علی اس کے لائق نہیں ہیں۔ مگر یہ سب کچھ مجھ سے بدلہ لینے کے لئے بے حیائی اور جھوٹ بولتے ہیں۔ وہاں الفضل کے کلکتی نامہ نگار صاحب نے پرلے درجہ کا جھوٹ بولا ہے۔

(عمر الدین احمدی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اکثر اوقات معاندین محض اعتراض کی نیت سے اور احباب غلط فہمی کی بنا پر فرماتے ہیں۔ کہ علیہ السلام کا لفظ صرف نبی کیلئے استعمال ہوتا ہے اسلئے اگر جماعت احمدیہ لاہور حضرت صاحبؑ کو نبی نہیں بلکہ مجدد مانتی ہے تو ان کے نام کے ساتھ علیہ السلام کا لفظ کیوں استعمال کرتی ہے؟

یہ اعتراض قلت تدبر کا نتیجہ ہے علیہ السلام محض دعائیہ فقرہ ہے کہ اس پر سلام ہو۔ دعا کو کسی نبی کے ساتھ مخصوص کر لینا درست نہیں ہم ہر روز ایک دوسرے کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ یعنی "تم پر سلامتی ہو" یہ مخاطب کا صیغہ ہے جو غائب ہو گا۔ اس کیلئے یہی کہیں گے "اس پر سلامتی ہو"۔ تو اس حالت میں کہ ہم ہر فاسق و گنہگار مسلمان کو بھی السلام علیکم کہہ کر پکارتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ بندہ کو یہ کہدیں کہ علیہ السلام تو اس سے کس طرح ثابت ہو کہ آپ نبی ہیں مسلمانوں میں بھی علیہ السلام کا لفظ محض نبی کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ غیر نبی کے لئے بھی ہوتا ہے چنانچہ ہم آئے دن بازاروں میں اشتہاروں پر امام حسین علیہ السلام اور حضرت علی علیہ السلام وغیرہ کے الفاظ مرقوم دیکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ نبی نہیں۔ تو اس صورت میں حضرت مسیح موعود پر لفظ علیہ السلام کا اطلاق غلط نہیں اور اعتراض ناقابل اعتنا ہے

رفتارِ عالم

— ٹوکیو ۲ جولائی۔ کل یکایک روسی جنگی جہازوں نے مانچوکو کی سرحد پر مقیم جاپانی فوج پر حملہ کر دیا۔ جواب میں جاپانی فوج نے روسی جہازوں پر توپوں سے فائر کئے۔ ایک روسی کشتی غرق ہو گئی۔ دو ملاح ہلاک ہوئے روسی کہتے ہیں کہ کشتیاں محض گزر رہی تھیں اور جاپانیوں نے گولہ باری کی۔ حکومت روس نے خونبہا کا مطالبہ کیا ہے۔ اگر جاپان نے جواب سخت دیا تو جنگ چھڑ جانے کا سخت امکان ہے۔

— بیروت ۲ جولائی۔ شام میں عربوں اور ترکوں کے تعلقات کشیدہ ہیں۔ غازی توفیق رشدی وزیر خارجہ ترکیہ نے بغداد جاتے ہوئے عربوں سے کہا۔ وہ ترکوں سے برادرانہ سلوک کریں۔ ایسا نہ ہو کہ گذشتہ کی طرح عرب اور ترک آپس میں کٹ مریں۔ ہم ارمنیوں کا سر کچل دینے کے لئے تیار رہیں۔ کیونکہ اس قوم کی سرشت میں بغاوت اور امن سوزی داخل ہے۔

— شملہ ۲ جولائی۔ ۳۰ جون اور یکم جولائی کی درمیانی شب کو وزیرستان میں برطانوی فوجوں پر چند فائر کئے گئے اور ٹیلیفون کی تاروں کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔

— صنعا ۲ جولائی۔ حکومت یمن نے چند غیر ملکی لوگوں کو جاسوسی کے الزام میں گرفتار کیا ہے ان میں ایک اطالوی ڈاکٹر اور تین لبیا کے طالب علم بھی ہیں

— جالندھر یکم جولائی۔ بستی شیخ کا ایک لڑکا سبق یاد کر کے نہ آیا۔ ماسٹر نے اسے ننگے پاؤں اور سر دھوپ میں کھڑا کر دیا۔ لڑکا دھوپ برداشت نہ کر سکا گر پڑا اور بعد ازاں مر گیا۔

— لندن یکم جولائی۔ سپین میں لیکے کے محاذ پر قوم پرستوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی ہے اور ۲۲۰ توپیں ۱۷۶ مشین گنیں ۵۲۳ چھوٹی مشین گنیں ۲۱۸۷ بندوقیں۔ ایک کروڑ اسی لاکھ کارتوس، پانچ ہزار توپ کے گولے اور ایک سو چھبیس ٹینک ان کے قبضہ میں آئے ہیں۔

— حیفا ۲ جولائی۔ چار عرب اور کچھ یہودی طلبا میں ایک ہوٹل میں گفت و شنید نے لڑائی کی شکل اختیار کر لی۔ ایک یہودی طالب علم نے چار عربوں کو ریوالور سے ہلاک کر دیا۔ انتقام کے طور پر عرب نوجوانوں

اخبار احمدیہ

—— سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ڈلہوزی میں بفضلہ ایزدمتعال احمدیت پر ایک مبسوط کتاب لکھنے میں مصروف ہیں۔ یہ کتاب آپکی دیگر کتب کی طرح معرکۃ الآرا ہوگی۔ احباب دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ زمانہ کی اس عدیم النظیر شخصیت کو خدمات اسلام کی بیش از بیش توفیق عطا فرماتے رہے۔

—— اخویم محمد احمد خلف الرشید حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طبیعت قدرے ناساز سی رہتی ہے۔

—— اخویم محمد اسلم خلف الرشید مہر محمد شریف صاحب سب انسپکٹر پولیس چند دنوں سے تپ محرقہ سے میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

—— برادرم منصور احمد دو ایک کل سے بخار کا شکار ہو چکے ہیں۔

—— اخویم بابو جمیل احمد کلرک دفتر کا بچہ خسرہ کا مریض ہے۔

احباب ان تمام کے لئے صدق دل سے دعائے صحت فرمائیں

—— راولپنڈی کا مناظرہ ختم ہو چکا ہے۔ سید اختر حسین گیلانی راولپنڈی کے گرد و نواح کا دورہ فرما رہے ہیں۔ سید محمد امین گیلانی سرحد کی طرف تشریف لیگئے ہیں۔ مولینا عمر الدین صاحب شملوی دہلی کا رخ کر چکے ہیں۔

—— بدوملہی کا جلسہ ختم ہوگیا ہے۔ مولینا احمد یار الراعی ایم۔ اے ایم۔ او۔ ایل اور جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع وہاں سے واپس تشریف لائے ہیں۔ جلسہ نہایت کامیاب رہا ہے۔ مرزا صاحب نے آریوں سے دو کامیاب مناظرے بھی کئے۔ جن کی روئداد علیحدہ شائع کی جاویگی۔

—— شیخ محمد یوسف صاحب گرنمخی سامانہ اور اس کے ملحقہ مقامات میں تنظیم جماعت کر رہے ہیں۔

—— آنریری مبلغین نہایت تندہی سے مصروف خدمت ہیں۔ ہر احمدی آنریری مبلغ ہے۔ اس لئے دین کو ہر وقت دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے دینی کام کو سرانجام دیتے رہنا چاہیئے۔

—— جینسہ کے محمد اکبر صاحب امرتسر میں جناب شیخ عطاء اللہ صاحب کے ہاں فلور اینڈ آئل ملز میں ملازم تھے وہاں سے وہ لوگوں کی کچھ رقوم لیکر بھاگ گئے ہیں۔ احباب نوٹ فرمالیں۔ اور اس دوست کی اصلاح کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

مراجعت وطن

جناب ڈاکٹر مرزا عزیز الرحمن صاحب خلف الرشید حکیم مرزا خدا بخش صاحب مرحوم کل ۲ جولائی بذریعہ کراچی میل اپنی جرمن رفیقہ حیات کی معیت میں لاہور تشریف فرما ہوئے۔

جرمنی میں آپ نے پی۔ ایچ۔ ڈی کی سند حاصل کی۔ آپکی صحت نہایت اچھی ہے۔ ہم اس کامیاب واپسی پر جناب مرزا خلیل الرحمن صاحب۔ مرزا حمید الرحمن صاحب پروفیسر جناب مرزا حبیب الرحمن صاحب اور مرزا صاحب موصوف کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

البانیہ کو مبلغ کی روانگی

مسٹر شریف پترا البانوی آج سے تین سال قبل حصول تعلیم دینیہ کی غرض سے یورپ کے اس دور دراز ملک سے لاہور میں آئے تھے آپ نے اس دوران میں نہایت تندہی سے تعلیم حاصل کی اور اب اپنے ملک میں اشاعت دین کی غرض سے تشریف لیجا رہے ہیں۔ آپ کے دل میں خلوص اور جوش خدمت کوٹ کوٹ کر بھرا ہے سلسلہ سے والہانہ عقیدت ہے۔ ہمارا یہ نوجوان بھائی ۴ جولائی کی شام کو ۸ بجکر ۵ منٹ کی گاڑی کے ذریعہ عازم بمبئی ہوگا جہاں سے ۸ جولائی کو جہاز انہیں ساحل ہند سے جدا کرے گا۔ تمام احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس عزیز کو الوداع کہنے کے لئے ۴ جولائی کو ریلوے اسٹیشن پر پہنچیں تاکہ وہ جاتے ہوئے ہمارے جذبات محبت کا دائمی اثر اپنے قلب پر لیجا سکیں

(مدیر)

درخواست دعا

ہمارے عزیز دوست سید تصدق حسین صاحب کے بہنوئی جناب سید امام علی شاہ صاحب آج کل علیل ہیں۔ اور علالت روبہ ترقی ہے احباب خاص طور پر انکی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ ۲۸ جون کو سید صاحب موصوف جو اس سے قبل سلسلہ میں داخل نہ تھے برادران حاجی عبد اللطیف صاحب جناب ابراہیم آدم صاحب بمبئی کے ذریعہ الفاظ بیعت دہرائے اور باقاعدہ شمولیت سلسلہ اختیار کی احباب اپنے اس بھائی کی صحت کیلئے دعا فرما کر مشکور فرمائیں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد احمد قاسم ولد نتھو ذات گھمن سکنہ چک ۵۰ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۳-۷-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹-۵-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ کھوتو دنو ولد مانی ذات سیل سکنہ چک ۲۴۳ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۲-۷-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۰-۵-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ احمد ولد یار ذات بھروانہ سکنہ چک ۱۸۱ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۴-۷-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳-۵-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ جیات سیال ولد حیات ذات ارائیں سکنہ داسو سنانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۳-۷-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹-۵-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ اللہ یار ولد شاہ ذات مصلی سکنہ چک ۲۴۹ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۸-۷-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹-۵-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ جھنڈا ولد بہاول ذات ہیرا سکنہ کوٹ محمود تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۶-۷-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۱-۵-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

بچوں کا صفحہ

ہمارے نبی کریم صلعم آخری نبی تھے

(از رشحات قلم محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

ماجد۔ ہمارے سکول میں ایک لڑکا ولیم پڑھتا ہے اس کے باپ کا نام احمد شاہ ہے۔ وہ کہتا تھا۔ پہلے ہم مسلمان تھے پھر عیسائی ہو گئے۔ اور تم سب مسلمانوں کا تو صرف ایک خدا ہے۔ اور ہمارے تین خدا ہیں اس لئے ہم تم سے بڑھ کر ہیں۔

ماجد کی والدہ۔ خدا ایک ہے۔ اور ہمیں فخر ہے ہمارا خدا ایک ہے۔ اس کا کوئی ساتھی نہیں۔ وہ سب طاقت اور قدرت رکھتا ہے۔ بہت سے خدا ہونے کوئی اچھی یا قابل فخر بات نہیں ہے ان کے تین خداؤں میں سے ایک خدا یعنی حضرت عیسیٰ کو تو یہودیوں نے پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیا تھا۔ وہ اچھے خدا تھے۔ کہ اپنے آپ کو نہ بچا سکے۔

ماجد۔ اماں جی صلیب کسے کہتے ہیں۔

ماجد کی والدہ۔ وہ ایک قسم کی سولی ہوتی تھی جس کی شکل ✝ اس طرح ہوتی تھی۔ اور جس آدمی کو پھانسی دینا چاہتے تھے۔ تو اس کو اس صلیب پر لٹکا کر ہاتھوں پاؤں میں میخیں ٹھونک دیتے تھے اور اس طرح وہ صلیب پر لٹکے لٹکے بھوک پیاس اور تکلیف سے مر جاتا تھا۔ تو حضرت عیسیٰ کو بھی یہودیوں نے صلیب پر لٹکا دیا۔ مگر اس دن بہت زور کی آندھی آئی۔ اور لوگ ڈر گئے حضرت عیسیٰ کے ایک مرید نے لوگوں سے مل ملا کر چند گھنٹوں کے بعد ان کو صلیب پر سے اتار لیا۔ اور ان کو ایک پہاڑ کی کھوہ میں چھپا کر رکھا۔ ان کے ہاتھوں میں زخم ہو گئے تھے۔ ان پر مرہم لگایا۔ اور جب وہ اچھے ہو گئے۔ تو وہ اس ملک کو چھوڑ کر کشمیر کے پہاڑوں کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں کچھ عرصہ زندہ رہ کر فوت ہو گئے۔ اور ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے۔

ماجد۔ مگر ولیم تو کہتا ہے۔ کہ ہمارا یسوع مسیح آسمان پر بیٹھا ہے۔ اور وہ ہم سب مسلمان لڑکوں سے کہتا تھا۔ کہ ہمارا یسوع مسیح زندہ ہے وہ پھر آئے گا۔ اور تم سب مسلمانوں کو خوب مارے گا۔ مجھے تو بہت غصہ آیا۔ اور دیکھئے۔ اماں جی وہ مولوی صاحب کا لڑکا ہے نا انعام اللہ وہ بھی کہتا تھا۔ کہ ہاں یہ ٹھیک ہے حضرت عیسیٰ زندہ ہیں۔ اور پھر آسمان سے اتریں گے۔ میں نے کہا یہ جھوٹ ہے۔ اور حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں۔ تو ولیم کہنے لگا۔ کہ آؤ انعام آؤ ہم چلیں ہم اب اس سے بات نہیں کرینگے۔ یہ احمدی ہے اور سب مسلمان ان کو کافر کہتے ہیں۔ اور یہ مسلمان نہیں ہیں۔ کیوں اماں جی آپ بتائیں کہ مسلمان ہمیں کافر کیوں کہتے ہیں؟

ماجد کی والدہ۔ اسلئے کہ ہمیشہ ہر نیک کام کی مخالفت کیگئی ہے۔ خود ہمارے نبی کریم کو لوگوں نے برا کہا ہے۔ آجکل کے مسلمانوں نے عام طور پر خدا اور اسکے رسول کے حکموں کو بھلا دیا ہے۔ اللہ میاں تو فرماتے ہیں۔ کہ جو تمہیں سلام کہے اسکو کافر مت کہو ہمارے نبی کریم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص تمہارے قبلے کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے اسکو بھی کافر نہ کہو مگر مسلمان ہیں۔ کہ وہ پرواہ ہی نہیں کرتے۔ اور ذرا ذرا سی بات پر ایک دوسرے کو کافر کہدیتے ہیں وہ صرف ہم احمدیوں کو ہی کافر نہیں کہتے بلکہ وہ آپس میں بھی ذرا سے اختلاف پر جھٹ کفر کا فتویٰ دیدیتے ہیں یہ بہت ہی بری بات ہے۔ اور اسی لئے خدا نے مرزا غلام احمد صاحب کو اس صدی کا مجدد بنا کر بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں کو خدا کے حکم دوبارہ یاد دلائیں اور اسلام کی خدمت کریں پہلے زمانے میں اسقدر کتابیں اور اخبار شائع نہیں ہوتے تھے۔ مگر آجکل بیشمار کتابیں اور اخبار نکل رہے ہیں پادریوں نے ہمارے نبی کریمؐ اور اسلام کیخلاف بہت گندی کتابیں لکھیں اور بہت سی جھوٹی باتیں اسلام اور نبی کریمؐ کیخلاف کہکر لوگوں کو گمراہ کرنے لگے۔ اور مسلمانوں کے مولوی بالکل غافل تھے۔ اور جب کوئی شخص عیسائیوں کی کوئی بات سن کر ان مولویوں سے جواب پوچھتا تو جھٹ کہدیتے تم کافر ہو۔ اسی لئے اسوقت بعض اچھے اچھے مسلمانوں کے خاندان عیسائی ہو گئے یہ احمد شاہ جس کا بیٹا ولیم تمہارے ساتھ پڑھتا ہے۔ اسکا باپ ایک بڑا خاندانی سید تھا مگر یہ بھی عیسائی ہو گیا۔ اسطرح کئی خاندان عیسائی ہو گئے مگر جب حضرت مسیح موعود آئے۔ اور انہوں نے ان پادریوں کے اعتراضات کے جواب لکھے اور اسلام کی تعلیم پر کتابیں لکھیں۔ اشتہار شائع کئے لیکچر دئے۔ اور بتایا یہ جھوٹے جو قصے مشہور ہیں یہ اسلامی تعلیم نہیں ہے بلکہ اسلام کی اصلی اور صحیح تعلیم وہ ہے۔ جو قرآن مجید میں ہے۔ تو پھر عام مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور عیسائیت کی ترقی ایکدم رک گئی۔ اور اب کوئی معزز خاندان عیسائی نہیں ہوتا۔ اور سب عیسائی جانتے ہیں کہ یہ احمدی پکے اور سچے مسلمان ہیں۔ اسی لئے وہ انسے مذہبی گفتگو کرتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ مگر افسوس ہے مسلمانوں پر کہ انہوں نے اپنے خیر خواہ کی قدر نہ کی۔ اور سب سے زیادہ وہ ہی حضرت مرزا صاحب کے دشمن بن گئے خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ توفیق دی۔ کہ ہم نے اس صدی کے مجدد کو مان لیا۔ اور حضرت مجدد نے کوئی بری بات ہمیں نہیں سکھائی۔ بہم مجدد کے سب

حکم مانتے ہیں۔ دین کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے روپے سے اشاعت اسلام کرتے ہیں۔ ماجد تم کو معلوم ہے کہ ہماری انجمن اشاعت اسلام کیا کیا کر رہی ہے

ماجد۔ ہاں اماں جان آپکو یاد ہوگا۔ کہ اباجی نے عید کے دن ہم سب سے چندہ لیا تھا اور میں نے اپنی عیدی میں سے آدھی عیدی دیدی تھی۔ وہ کہتے تھے۔ کہ یہ ہم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو بھیج دینگے۔ اور تم کو ثواب ہوگا۔ اور اللہ میاں بہت خوش ہونگے۔ اماں جان آپ بتائیں۔ کہ ہم کیوں انجمن کو اپنے روپے دیدیتے ہیں وہ کیا کام کرتی ہے

ماجد کی والدہ۔ بیٹا اب بہت دیر ہوگئی ہے۔ سورہو۔ یہ سب باتیں میں تم کو پھر انشاء اللہ بتاؤں گی۔

صدمہ جانکاہ

افسوس سے تحریر کیا جاتا ہے۔ کہ ۲۷ر جون بروز اتوار جناب شیخ حاجی اللہ دین صاحب کے پوتے شیخ فضل الدین مرحوم کا چھوٹا بچہ کچھ دن بیمار رہنے کے بعد فوت ہوگیا۔ یہ خوبصورت پھول شیخ صاحب کے لئے خوشبوئے زندگی کا حکم رکھتا تھا۔ گزشتہ دو سال میں شیخ صاحب اور ان کے خاندان کو جوان صاحبزادے اور پوتا کی ناگہانی وفات سے جو رنج ہوا ہے وہ نہایت ہی صبر آزما ہے ہمیں اس صدمہ میں آپ اور آپکے متعلقین سے ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو صبر کی توفیق دے اور معصوم بچے کو شفاعت کا موجب بنائے

اظہار تشکر

میرے گزشتہ دورے میں جن احباب نے فراہمی چندہ میں میری امداد فرمائی ہے میں ان کا تہ دل سے تشکریہ ادا کرتا ہوں۔ بالخصوص اصحاب ذیل کا جنہوں نے اس امر کی طرف خاص توجہ فرمائی شیخ محمد حیات صاحب مولوی عالم دین صاحب شیخوپورہ۔ سید خیر علی شاہ صاحب۔ قاضی فضل حق صاحب، مولوی الٰہی بخش صاحب و شیخ صاحبان لائلپور مکرم شیخ عبد اللہ و عبید اللہ صاحبان وزیر آباد میں سلسلہ کے کام میں خاص سرگرمی اور دلچسپی کا اظہار فرماتے ہیں۔ گجرات میں چوہدری محمد حسن صاحب وکیل اور چوہدری محمد حیات صاحب بھی تشکریہ کے مستحق ہیں کہ وہ تنظیم و توسیع جماعت کے لئے کوشاں ہیں۔ والسلام۔ (مرتضیٰ خان)

بعدالت العالیہ ہائی کورٹ

نوٹس نیلام

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ چوب عمارتی ملکیت لالہ ہرکشن لعل مرحوم تسکی کمپنی ریسیور شدہ از قسم دیار کیل۔ پڑتل وچیل نشان مرلی۔ و ٹمبر لیش ذخیرہ بذریعہ نیلام مورخہ ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ ماہ جولائی ۱۹۳۷ء بمقام مشین محمد ڈپو واقع جہلم بوقت ۷ بجے صبح سے ۱۰ بجے صبح تک اور ۵ بجے شام سے ۷ بجے شام تک ہر روز فروخت ہوگی شرائط نیلام موقعہ پر سنائی جاویگی۔

حسب الحکم

خواجہ نذیر احمد سپیشل آفیشل ریسیور پنجاب و دہلی۔ ۱۱ اے ایبٹ روڈ لاہور

نوید مسرت

یہ خبر احباب میں بانبساط تمام سنی جائیگی کہ اخویم شیخ ظہور احمد صاحب بی اے خلف الرشید شیخ میاں محمد صاحب مالک پریمیئر فلور ملز کا نکاح مورخہ ۲۰ جون کو بمقام چنیوٹ جناب شیخ میاں محمد صدیق صاحب سوداگر کلکتہ کی صاحبزادی کے ساتھ پڑھا گیا اس مبارک تقریب کی خوشی میں شیخ صاحب موصوف نے مبلغ ۳۰۰ روپے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بغرض اشاعت اسلام اور ۳۰۰ روپیہ خیراتی زنانہ ہسپتال چنیوٹ کو مرحمت فرمائے جزاہ اللہ احسن الجزاء

ہم اس تقریب سعید پر طرفین کو ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دین و دنیا کی راحت کا باعث بنائے

تار کا پتہ: مسلمان لاہور — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نزدے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۷۰۰۷

ایڈیٹر: غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ: سالانہ — چھ روپے، ششماہی — تین روپے
طلباء سے: سالانہ چار روپے، ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے: پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۳۷ء — نمبر ۴۲

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اخلاص، جوش اور وفا کی طاقت

میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کیلئے میں انکو بلاتا ہوں۔ نہایت تیزی اور جوش کیساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کیلئے تیار۔ حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس میں امام کی اطاعت اور اتباع کیلئے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو حضرت مسیح کو جو مشکلات اور مصائب اٹھانے پڑے ان کے عوارض و اسباب میں سے جماعت کی کمزوری اور بیدلی بھی تھی۔ چنانچہ جب انکو گرفتار کیا گیا تو پطرس جیسے اعظم الحوارین نے اپنے آقا اور مرشد کے سامنے انکار کر دیا اور نہ صرف انکار کیا بلکہ تین مرتبہ لعنت بھی بھیجدی اور اکثر حواری ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اس کے برخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھایا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ انہوں نے آپ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانا سہل سمجھا۔ یہاں تک کہ عزیز وطن چھوڑ دیا اپنے املاک اسباب اور احباب سے الگ ہو گئے اور بالآخر آپ کی خاطر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہیں کیا۔ یہی صدق اور وفا تھی جس نے ان کو آخرکار بامراد کیا۔ اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتے ہیں۔

جواہر ریزے

حدیث شریف

وہ شخص جنت میں نہیں جائیگا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہ رہے۔ (مسلم)

جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اپنے ہمسایہ کے ساتھ نیک سلوک کرے اور نیک بات کہے یا چپ رہے (بخاری)

عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے دو ہمسائے ہیں کسے تحفہ بھیجوں؟ فرمایا جس کا دروازہ تم سے قریب تر ہے۔ کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ جانے خواہ وہ اسے بکری کا کھر (نہایت ہی حقیر تحفہ) ہی بھیجے۔ (ابو داؤد)

جو شخص ہمسایہ کو ضرر پہنچائے گا۔ اسے اللہ ضرر پہنچائے گا اور جو اسے مشکل میں ڈالے گا۔ اللہ اسے مشکل میں ڈالیگا (ابو داؤد)

رسول اللہ صلعم منبر پر چڑھے اور اونچی آواز سے اعلان کیا کہ اے وہ لوگو جو صرف زبان سے مسلمان ہوئے ہو اور جن کے دلوں میں ایمان نے جگہ نہیں پکڑی مسلمانوں کو اذیت مت پہنچاؤ اور انہیں عار مت دلاؤ۔ اور ان کی عیب جوئی مت کرو۔ کیونکہ جو مسلمان بھائی کی عیب جوئی کرے گا۔ اللہ اس کی عیب جوئی کرے گا اور جس کی اللہ عیب جوئی کرے گا۔ اللہ اسے ذلیل کریگا۔ خواہ وہ اپنے گھر کی کسی کھوکھ میں چھپ جائے۔ (ترمذی)

ایسا نہیں ہوگا کہ ایک انسان دوسرے انسان کی پردہ پوشی کرے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی نہ کرے۔ (مسلم)

کوائف قادیان

جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک دردمندانہ اپیل

اور

ایک غلط بیانی کی تردید

(از شیخ عبدالرحمن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان)

کچھ عرصہ سے قادیان میں حالات زبردست پلٹا کھا رہے ہیں۔ میاں صاحب بار بار اپنے خطبات میں منافقین کا ذکر کیا کرتے تھے مگر عقدہ کشائی نہ ہوتی تھی۔ کہ حقیقت حال کیا ہے۔ آج سے تقریباً ایک ماہ قبل جناب فخرالدین صاحب ملتانی کے جو کہ میاں صاحب کے ہم نوالہ و ہم پیالہ غالی مریدوں میں تھے۔ اخراج از جماعت کا اعلان ہوا۔ بعد ازاں شیخ عبدالرحمان صاحب مصری اور دیگر اکابر کے اخراج کا حکم بارگاہ "خلافت" سے صادر ہوا۔ ہمارے پاس تا حال صحیح صحیح واقعات نہیں پہنچے اور ہمیں زیادہ کاوش کی ضرورت بھی نہیں محتسب را درون خانہ چہ کار۔ اس دوران میں فخرالدین صاحب اور شیخ مصری صاحب کی طرف سے دو تین اشتہارات اخراج کے ضمن میں شائع ہو چکے ہیں جن کا ضروری حصہ احباب کی آگاہی کے لئے درج اخبار کیا جاتا ہے۔ تاکہ احباب قادیان کے موجودہ حالات سے باخبر رہیں۔ اور اسی ضمن میں آئندہ واقعات سے بھی آپکو انشاء اللہ العزیز باخبر رکھا جائے۔ (مدیر)

"جب سے میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو اطلاع دی ہے کہ میں آپ کے بعض ایسے نقائص کی وجہ سے جو خلافت کے منصب کے منافی ہیں۔ (جنکی تفصیل میں نے اپنی تین چٹھیوں میں بیان کر دی ہے) آپ کی بیعت سے الگ ہوتا ہوں۔ ہاں اگر آپ اپنے نقائص کی اصلاح کر لیں اور مجھے یقین دلا دیں۔ کہ آئندہ یہ نقائص پیدا نہیں ہونگے۔ تو میں اپنی فسخ بیعت کا اعلان نہیں کرونگا۔ اور آپ کا خادم رہونگا۔ اور جس کو انھوں نے کسی خاص مصلحت کے ماتحت پبلک میں اس طرح ظاہر کیا ہے کہ گویا وہ مجھے خود جماعت سے خارج کر رہے ہیں۔ حالانکہ جماعت سے خارج کرنے کا انہیں کوئی اختیار رہی نہیں۔ ان باتوں کے متعلق انشاء اللہ مفصل بحث بعد میں کی جائیگی۔ اس وقت سے جماعت میں سخت ہیجان اور اضطراب پھیلا ہوا ہے۔ اور لوگ دریافت کر رہے ہیں۔ کہ اس فسخ بیعت کی کیا وجہ ہے۔ خاکسار جیسے حضرت صاحب سے اتنا اخلاص و محبت اور عقیدت اور حضرت کو خاکسار سے اتنا تعلق و محبت اور خاکسار کے خاندان کو ان کے خاندان سے اور انکے خاندان کو خاکسار کے خاندان سے گہرا تعلق رہا ہے۔ اور جس نے اتنا لمبا عرصہ نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کی ہے۔ آج وہ انکی بیعت سے الگ ہوا ہے۔ اور اس علیحدگی میں اس نے اپنی تمام عزت جو اس کو جماعت میں حاصل تھی اس کے ضائع ہونے کی بھی پروا نہیں کی۔ اپنی ملازمت کو ایسی حالت میں جبکہ بظاہر اسے کوئی اور ذریعہ معاش میسر نہیں آسکتا خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ اور یہ نقصان اور بھی اہمیت اختیار کر جاتا ہے جبکہ یہ دیکھا جائے۔ کہ پندرہ سولہ نفوس پر مشتمل کنبہ کی پرورش اس کے ذمہ ہے جس کے بچے کالج میں بھی تعلیم پا رہے ہیں

پس مال و عزت کی اتنی بڑی قربانی کسی معمولی بات کی وجہ سے نہیں ہو سکتی اس کی تہ میں ضرور کوئی بڑی بات ہے۔ لوگوں کے اس استعجاب و حیرت کو دور کرنے کے لئے ایک نہایت ہی جھوٹا و مکروہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ گویا میں نے اپنی لڑکی حضرت صاحب کی خدمت میں بغرض شادی پیش کی تھی۔ اور حضرت صاحب نے اس کو اپنے عقد میں لینے سے انکار کر دیا۔ اسپر میں حضرت صاحب سے ناراض ہو گیا۔ اور اس ناراضگی کے غصہ میں اس قسم کی حرکت کا مرتکب ہوا ہوں میں اس پروپیگنڈا کو عرصہ سے سن رہا ہوں۔ لیکن خاموشی اور صبر کے ساتھ اس کی تکلیف برداشت کرتا چلا آ رہا ہوں لیکن اب جبکہ تمام قادیان میں اور باہر دونوں جگہ یہی وجہ ذہن نشین کرا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور مجھے خیال پڑتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ تا لوگوں کو وجہ دریافت کرنے کی جو طبعی خواہش ہے۔ وہ اس وجہ کے بیان کر دینے سے پوری ہو جائے اور وہ اس سے تسلی پا کر وہ امر جو اس علیحدگی کا حقیقی باعث ہے اسکو دریافت کرنے سے رک جائیں میں بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس غلط بیانی کی تردید کروں۔ قادیان میں تو ہر ایک کی زبان پر یہی وجہ جاری ہے۔ لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے بیان کیا۔ کہ شیخ صاحب نے خاندان نبوت میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا اس لئے شیخ صاحب نے علیحدگی اختیار کر لی۔ گو مجھے یقین نہیں۔ کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی جیسے عالم آدمی نے اتنی بے احتیاطی سے کام لیا ہو۔ کہ ایسی بے بنیاد بات بغیر تحقیق کہدی ہو لیکن بہرحال چونکہ اس کا چرچا عام ہے اس لئے میں اس کے متعلق عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کیا دوستوں کا یہ فرض نہ تھا۔ کہ ایسی بات منہ سے نکالنے سے قبل وہ ان سے بھی دریافت کر لیتے جن کا اس معاملہ کے ساتھ تعلق تھا یعنی خود حضرت صاحب سے یا اس خاکسار سے میرے نزدیک یقیناً ان کا مذہباً اور اخلاقاً دونوں لحاظ سے فرض تھا پس انہوں نے ایک اہم فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کر کے اپنے ایک بھائی کے احساسات کو ناواجب طور پر مجروح کیا ہے۔ اور اس کی طرف ایسی گندی اور کمینہ بات منسوب کی ہے کہ اسپر جتنی بھی نفرین کی جاوے کم ہے۔ یعنی ایک ادنےٰ سی دنیوی خواہش کے پورا نہ کئے جانے پر جماعت کے خلیفہ کے خلاف آواز اٹھا کر جماعت کے اتحاد کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے طیار ہو گیا ہے۔ اس ذہنیت پر میں سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کہنے کے اور کیا کہہ سکتا ہوں میں امید کرتا ہوں۔ کہ جن دوستوں نے اس قسم کی وجہ گھڑنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے۔ وہ اپنی غلطی کی معافی اللہ تعالےٰ سے مانگیں گے۔ اور آئندہ سے اس کی اشاعت سے اپنی زبانوں کو روک لیں گے۔

میں اس تحریر کے ذریعہ تمام دوستوں کو خواہ وہ قادیان کے ہیں یا باہر کے اطلاع دیتا ہوں۔ کہ یہ بات بالکل غلط ہے میں نے کبھی بھی حضرت صاحب کی خدمت میں اپنی لڑکی کا رشتہ پیش نہیں کیا نہ تحریراً نہ تقریراً نہ اشارۃً نہ کنایتہً نہ بالواسطہ نہ بلا واسطہ کسی کو میرے اس بیان میں شک ہو تو حضرت صاحب سے براہ راست دریافت کر لے مجھے چند ایام ہوئے ایک معزز دوست اور پھر چند دن قبل ایک دوسرے معزز دوست نے تبلایا کہ حضرت صاحب نے کہا ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ شیخ صاحب نے کبھی ایسا نہیں کہا مجھے بھی یہ افواہ پہنچی ہے مگر نہ معلوم کس شخص نے اسے پھیلا دیا ہے۔ پس دوستو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ وجہ بالکل غلط اور کسی شریر کی بنائی ہوئی ہے اسی طرح پر اگر کوئی اور وجہ جس کا تعلق کسی نفسانی غرض یا دنیوی مفاد کیساتھ ہو میری طرف منسوب کی جاوے۔ تو اس کو بھی اسی طرح غلط سمجھیں اور میرے مفصل بیان کا انتظار کریں جس میں اس اقدام کی اصل وجہ بیان کرونگا اس مفصل بیان کو شائع کرنے کے لئے سر دست میں متردد ہوں۔ کیونکہ جماعت کے شیرازہ کے بکھر جانے کا غم میرے دل کو کھائے جا رہا ہے میں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح یہ معاملہ بغیر پبلک میں آئے اندر ہی اندر طے ہو جائے لیکن میری کوشش کامیاب نہیں ہوئی۔ اور اس کی بھی اصل وجہ میرے مفصل بیان میں آ جائیگی۔ اگر وہ شائع ہوا۔ لیکن شائع کرنے سے قبل میں جماعت کے تمام ذمہ وار دوستوں کی خدمت میں پُر زور اور دردمندانہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ بہتر صورت یہی ہے۔ کہ اس نازک معاملہ کو باہمی طور پر سلجھا لیں مجھ پر گالیوں اور گند اچھالنے اور کمینگی دکھانے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ میں ان دوستوں کے سامنے اپنی تینوں چٹھیاں رکھدونگا اور تمام اپنے شکوے پیش کر دونگا۔ اور اگر ضرورت ہوئی۔ تو ان کے درست ہونے کے ثبوت بھی بتلا دونگا جن کی روشنی میں وہ خود دیکھ لیں گے۔ کہ آیا میری تحریر دنیں کس قسم کی گالی ہے میں نے جو قدم اٹھایا ہے محض خدا کے لئے اٹھایا ہے اور جماعت کے اندر ایک بہت بڑا بگاڑ مشاہدہ کر کے جو بہت سے لوگوں کو دہریت کی طرف لے جا چکا ہے۔ اور بہتوں کو لے جانے والا ہے اس کی اصلاح کی ضرورت محسوس کر کے بلکہ اس کو ضروری جان کر اٹھایا ہے اور اس سے میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا ممکن ہے کہ میرے خلاف نفرت کے ریزولیشن پاس کرائے جائیں۔ یا جماعت کو اور رنگ میں ابھار دیا جائے لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں میری آواز آج نہیں تو کل۔ کل نہیں تو پرسوں سنی جاوے گی۔ اور ضرور سنی جاوے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ کیونکہ وہ آواز اپنے اندر حق رکھتی ہے۔ اور حق کبھی دبایا نہیں جا سکتا مجھے ناکامی سے ڈرایا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس سے قبل بھی لوگ اٹھے اور ناکام رہے ممکن ہے کہ پہلے اٹھنے والے کسی دنیوی غرض کے ماتحت یا انتقامی جذبہ کے ماتحت اٹھے ہوں۔ اس لئے ناکام رہے ہوں لیکن مجھے اپنی کامیابی پر خدا تعالےٰ کی مدد اور نصرت اور تائید کے ساتھ پورا یقین ہے۔ کیونکہ میں اس کی ذات پر بھروسہ کر کے اسی کے پیارے مسیح موعود کی لائی ہوئی تعلیم اور اس کی بنائی ہوئی مقدس جماعت میں جو بگاڑ پیدا ہو کر اسے تباہی کے گڑھے کی طرف لے جانیوالا ہے۔ اس کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوا ہوں مجھے بعض دوستوں نے کہا ہے۔ کہ ان کو جماعت پر اقتدار حاصل ہے وہ تمہیں مار کر تمہیں اڑا دیں گے میں نے کہا۔ کہ ان کے اقتدار اور اپنی بے بسی کو میں بھی سمجھتا ہوں لیکن حق کی قوت بڑی زبردست قوت ہے۔ جو باطل کی تمام قوتوں کو توڑ ڈالتی ہے ممکن ہے کہ میں کچلا جاؤں۔ اور جماعت میری طرف توجہ نہ کرے لیکن جو بات میں جماعت کے اندر قائم کرنا چاہتا ہوں۔ اور جس بات کی طرف لانا چاہتا ہوں۔ وہ ضرور قائم ہو کر رہیگی۔ اور وہ نقائص جو گھن کی طرح سلسلہ کی چھتوں کی لکڑی کو کھا رہے ہیں انشاء اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ دور ہو جائینگے۔ وما علینا الا البلاغ

پس میں دوستوں کی طرف سے اس دردمندانہ اپیل کے جواب کا چند دن تک انتظار کر کے اپنے مفصل بیان کو شائع کرنے کے متعلق فیصلہ کرونگا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عقیدہ جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہؓ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب ہوگا

عقائد حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

پیغام صلح

جلد ۲۵ — یوم پنجشنبہ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ سنہ ہجری — نمبر ۴۲

ایک لمحہ فکریہ

کوئی قوم محض ماضی کے کارناموں پر فخر کرکے زندگی کا سامان بہم پہنچا نہیں سکتی اور جو اقوام آباؤ اجداد کے کارہائے نمایاں پر ہی قانع ہو جاتی ہے۔ قدرت کا زبردست ہاتھ تاریخ عالم کے اوراق میں ان کی داستان پر قلم کھینچ دیتا ہے گو ماضی کو فراموش کر دینا اور اس سے سبق و عبرت حاصل کرنا بھی شیوۂ خردمنداں نہیں ہے۔ لہٰذا ہر اس قوم کا جو اس بات کی آرزو مند ہے کہ اس کا نام صفحات تاریخ پر سنہری حروف میں لکھا جائے فرض ہے کہ وہ اپنے گزشتہ کام کا محاسبہ کرکے مستقبل کے لئے لائحہ عمل تیار رکھے۔

اس میں دشمن کو بھی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ نے اسلام کی اشاعت کا جو عظیم الشان کام کیا ہے اس کی نظیر کہیں اور نہیں ملتی ۔ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم۔ دیگر کتب اسلامی کی اشاعت دشمنان اسلام کا مقابلہ۔ دنیا بھر میں تبلیغی مشنوں کا قیام۔ اسلامی لٹریچر کی مفت تقسیم وہ امور ہیں جو محض فضل الٰہی سے اس جماعت کو میسر آئے۔ علاوہ ازیں قرآن کی پابندی، شریعت کی پیروی اور محبت دین کا جو جذبہ اس جماعت کے افراد میں موجود ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی دوسرے مسلمانوں میں نہیں ملیگا اور اس کا ثبوت زبانی دعوے اور شور و غل نہیں عمل ہے۔

لیکن آپ نے تصویر کا دوسرا رخ نہیں دیکھا۔ آپ سے مخفی نہیں ہوگا کہ احمدیت اور آریہ سماج کا وجود قریباً قریباً ایک ہی زمانہ میں منصۂ شہود پر آیا ۔ لیکن جہاں تک کام اور ہمہ گیر ترقی کا سوال ہے وہاں سوائے گردن جھکانے کے ہمیں کچھ نہیں سوجھتا ہماری حالت تو یہ ہے کہ تعداد چند ہزار نفوس سے آگے نہیں بڑھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کثرت تعداد رفعت و بزرگی کا معیار نہیں۔ مگر قلت میں ہونا بھی تو کوئی خوبی نہیں۔ اس کے علاوہ ان کا اثر تمام تعلیم یافتہ ہندو دنیا پر ہے اور ہندوؤں کی ہر تحریک میں ان کا قدم آگے دیکھا ہی کو پیچھے۔ ہندوؤں کی رہنمائی ایسے ہی خیالات کے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ رفاہی امور میں ان کی ترقی اور بھی ورطۂ حیرت میں ڈالنے والی ہے پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں یہاں تک کہ قصبوں میں ان کے ہائی سکول اور کالج ہیں۔ لائبریریاں ہیں۔ ہسپتال ہیں صنعتی ادارے ہیں انا تھ آشرم ہیں اور یتیم خانے ہیں۔ ہر مقام پر ان کے پاٹھ شالے اور لیکچر ہال موجود ہیں اور زندگی کے ہر شعبہ میں بھی ان کا قدم آگے بڑھ رہا ہے اور یہ اثر ایسے ایسے مقامات تک ہے جہاں ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔

اس کے مقابل اپنی حالت پر غور کیجئے اتنی ہی مدت میں جتنی کہ آریہ سماج کو نصیب ہوئی ہے یا چند سال کم میں آپ کے کل دو ہائی سکول ہیں کالج کوئی نہیں۔ لڑکیوں کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں اور مخیر بزرگوں کی بدولت دو یتیم خانے اور رسالپور میں صرف ایک ہسپتال تعمیر ہوئے ہیں۔ کوئی یتیم خانہ نہیں صنعتی ادارہ نہیں۔ ہندوستان بھر میں کوئی ہال نہیں کہ کبھی لیکچر یا اجتماع ہو سکے کوئی لائبریری نہیں اور سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ بعض بڑے بڑے شہر رہ گئے ہیں جہاں مدت سے جماعت کے لوگ موجود ہیں مساجد تک نہیں۔ جو کہ کم از کم آپ کی مذہبی ضروریات کے متعلق بیداری کا زندہ ثبوت ہے اور اگر آپ غور کریں گے تو بہت سی ایسی باتیں نظر آئیں گی جن میں مد مقابل کہیں کا کہیں پہنچ چکا ہے اور آپ ہنوز روز اول کا وظیفہ رٹ رہے ہیں۔

ایک طرف حق ہے اور دوسری طرف باطل۔ مگر عملی دنیا میں باطل کا قدم بڑھ بڑھ کر پڑ رہا ہے اور حق محو تماشا نظر آتا ہے اس کا جواب یہ دیا جائیگا کہ ہمارا کام محض اشاعت اسلام ہے مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اشاعت اسلام ہے کیا؟ اگر اشاعت اسلام کا جذبہ متعلقین کے دلوں میں ایک آگ نہیں لگا دیتا۔ دوسروں سے ممتاز نہیں کر دیتا۔ زندگی کے ہر شعبہ میں دوسروں پر فضیلت نہیں بخشتا تو اشاعت اسلام صحیح اصول پر نہیں ہو رہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہاں دنیا کو اسلام کی دعوت دینے آئے تھے۔ وہاں آپ کے مدنظر یہ بھی تھا کہ وہ مسلمانوں کو ذلت و پستی کی دلدلوں سے نکال کر عروج و کامرانی کی رفعتوں پر پہنچائیں۔ ان میں اسلام کی صحیح روح پیدا کریں۔ دین و دنیا میں ان کی رہنمائی کریں اور ایک بار اس برگشتہ قوم کو راہ راست پر قائم کریں۔

مسلماں را مسلماں باز کردند

کا الہام اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا قدم اس طرف سے اٹھ رہا ہے۔ لیکن اس میں کوتاہی کس کی ہے جماعت کی، جماعت کے ہر فرد کی۔ جبتک قوم کے ہر فرد میں ترقی اور دوسروں کے جذب کرنے کا احساس نہ ہو۔ ترقی کیسے ہو۔ احباب یہ سمجھ لیتے ہیں کہ چلو ہم مرکز میں چندہ دیدیتے ہیں اور اپنا فرض ادا کر دیتے ہیں۔ لیکن بغور دیکھا جائے تو یہی امر آج تک کمزوری کا باعث رہا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم خواہ اکیلے ہوں یا زیادہ۔ دنیا کے کسی حصہ میں ہوں۔ یہی سمجھکر کام کریں کہ ہم نے اکیلے ہی احمدیت کے لئے دنیا کو فتح کرنا ہے گیا آپ سے درخواست نہ کروں کہ آپ اپنی حالت کا جائزہ لیں۔ اپنی ترقی کی حقیقت کو غور سے سمجھیں۔ اپنی کمزوریاں اور کوتاہیوں کو سمجھیں اور اجتماعی اور انفرادی طور پر مرکزی اور مقامی حیثیت سے اسے بہتر بنانے کی سعی فرمائیں۔

مسٹر شریف تیرا کے اعزاز میں دعوت چائے

مسٹر شریف تیرا البانوی نے تین سال کے قیام کے بعد ۸ر جولائی کو عازم البانیہ ہونا تھا اس لئے اس موقع پر خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے دعوت چاء کا انتظام کیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر مرزا عزیز الرحمن اور ان کی جرمن اہلیہ محترمہ کے علاوہ بہت سے احباب کو مدعو کیا گیا۔ دعوت کا انتظام نہایت معقول تھا۔ نوجوانوں نے مہمان نوازی میں پورے اخلاص اور محبت کا اظہار کیا۔ چائے کے ساتھ مٹھائی اور آم کے ساتھ شربت کا موسم کے مطابق انصرام کیا گیا۔ خورد و نوش کے بعد شاہ صاحب موصوف نے نہایت محبت انگیز پیرایہ میں نبی کریم صلعم کے واقعات زندگی کو ثابت کیا کہ آپ توحید کو قائم کرنے آئے تھے اور اسی راہ میں آپ نے بہت سی مشکلات اٹھائیں۔ حضرت مجدد زماں بھی اسی روح کو زندہ کرنے کے لئے تشریف لائے اور آج ان کی بدولت ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم سے متمتع ہوں۔ ازاں بعد آپ نے مسٹر شریف کو نصیحت کی کہ وہ اپنے ملک میں جا کر مسلمانوں میں اسلام کی صحیح روح پھونکیں اور تکفیر کی لعنت سے بچا کر ان کو کلمۂ توحید کے گرد جمع کریں۔

اس موقع پر جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب نے ایک سانہ کلاہ (؟) اور پگڑی مسٹر شریف کے سر بندھائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ کلاہ سر پر رکھنے کے بعد مسٹر شریف تیرا نے مختصر الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے تمام جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ ان کے الفاظ سے محبت، جوش اور اخلاص ٹپکتا تھا۔ اس پر یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اگلے دن جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور نے مسٹر شریف تیرا اور ان کے دیگر ہموطنوں کو اپنے ہاں ایک پر تکلف دعوت طعام دی اور اس طرح اپنی محبت کا ثبوت بہم پہنچایا۔ ہم ان ہر دو تقریبوں پر ہر دو بزرگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اس طریق سے روحانی تعلقات کو استوار کرنے کا موقع بہم پہنچایا۔

۸ر جولائی کی شام کو مسٹر شریف تیرا نے بمبئی میل کے ذریعہ رخصت ہونا تھا۔ احباب متعدد اسٹیشن پر پہنچے۔ اپنے بھائی کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ ہر ایک نے باری باری ان سے معانقہ و مصافحہ کیا۔ سب نے مل کر ان کی بخیریت وطن پہنچنے اور کامیابی کے لئے دعا کی۔ اور السلام علیکم کی صدا کے درمیان گاڑی ایک نامعلوم مدت کیلئے ہم سے اس بھائی کو جسمانی طور پر جدا کر گئی مگر روحانی طور پر ان کی یاد ہمارے دلوں میں بدستور موجود ہے۔

شاہنامہ اسلام پنجابی

اردو زبان میں سیرت النبیؐ پر بہت سی کتب لکھی جا چکی ہیں مگر پنجابی زبان ہنوز اس فیض سعادت سے محروم تھی اور بالخصوص پنجابی نظم میں کوئی ایسی کتاب موجود نہ تھی جو جناب حفیظ صاحب کے شاہنامہ اسلام اردو کے ہم پایہ ہوتی۔ مگر الحمد للہ کہ ملک غلام سرور صاحب

سکتہ کبوترہ ۔ یہ شاہنامہ اسلام پنجابی نظم میں تحریر فرما کر اس کمی کو بہت حد تک دور کر دیا ہے۔

شاہنامہ اسلام المعروف بہ پیر دارثشاہ لکھا گیا ہے کتاب کی سلاست وروانی ربحی ورانت کا برجستہ استعمال اور تراکیب کی بندش ملک صاحب کی زبان دانی پر شاہد ناطق ہے۔ کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے واقعات پر مشتمل ہے۔ سب کو زیادہ خوبی کی بات یہ ہے کہ واقعات بالکل درست اور شاعرانہ تعلیوں سے منزہ ہیں اور مضمون اور استدلال وہی قلمبند کیا گیا ہے جو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے سیرت خیر البشر میں تحریر فرمایا ہے۔ نظم کے ساتھ ساتھ ملک صاحب نے آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے اپنے بیانات کی تائید اور وضاحت بھی کر دی ہے جس سے کتاب کی شان دو چند بڑھ گئی ہے یہ کتاب نہ صرف مسلمانوں کے قلوب میں نبی کریم صلعم کی صحیح عظمت کو جاگزیں کرے گی بلکہ ان کو اس قابل بنا دے گی کہ وہ ہر مخالف کے اعتراضات کا جواب بآسانی دے سکیں۔

مسلمان قوم کی ترقی کا راز نبی کریم صلعم کے اسوہ حسنہ کی پیروی میں ہے اور وہ تبھی میسر ہو سکتی ہے جبکہ آپ کے حالات زندگی لوگوں کے سامنے ہوں۔ لہذا ضروری ہے کہ ہر پنجابی خوان گھر میں یہ موجود ہو۔ اور ہیر وارثشاہ کی جگہ اس کتاب کو رواج دیا جائے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ملک صاحب کی قدر افزائی کریں تاکہ وہ بیش از بیش خدمت اسلام کر سکیں۔ کتاب میں حضرت آدمؑ سے لے کر نبی کریم صلعم کی جنگ بدر تک کے واقعات مندرج ہیں۔ صفحات قریباً سو ہیں اور قیمت ۱۲ ؍ ہے۔

ملنے کا پتہ:- منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

بدنیا گر کسے پائندہ بودے
ابو القاسم محمدؐ زندہ بودے

وفات حسرت آیات

(از جناب مولانا محمد یمین صاحب داتوی)

ناظرین! جماعت احمدیہ داتہ کے رکن اعظم ابو الغربا والمساکین خادم الاسلام والمسلمین جناب سید محمد سرور شاہ صاحب احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سابقین مریدین مخلصین میں سے تھے، ۷ ماہ کی طویل علالت کے بعد بروز جمعہ ۱۲ ؍ جون ۱۹۳۷ء کو بعد ادائے نماز ظہر اس جہان فانی کو چھوڑ کر اپنے مولیٰ سے جا ملے۔

سید صاحب بلحاظ اخلاق کریمانہ و اوصاف حمیدہ کے اپنے ہمعصروں میں بے نظیر انسان تھے۔ اسی وجہ سے ان کی نماز جنازہ پر اسی سے زیادہ خوانین اور وکلاء اور معززین شامل ہوئے چنانچہ بلحاظ کثرت پہلے غیر از جماعت حاضرین نے نماز جنازہ پڑھی اور بعدہٗ ہم دو احمدی جماعتوں نے مل کر جنازہ پڑھا اور پھر سب حاضرین نے سید صاحب کے لئے دعائے مغفرت کر کے ان کی اس دلربا نعش مبارک کو ان کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا۔ سید صاحب کے اوصاف حمیدہ کی تفصیل کے لئے اس مختصر تحریر میں گنجائش نہیں ہے۔ بشرط فرصت اس فرشتہ سیرت انسان کے مفصل حالات معہ ان کے اصلی فوٹو کے کتابی صورت میں ہدیہ ناظرین کریں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔

فی الحال برادران طریقت سے صرف یہ التماس ہے کہ بلحاظ اخوت دینی سید صاحب کا جنازہ غائبانہ پڑھیں اور اس کی اطلاع ان کے خلف الرشید سید شاہ عبد العزیز صاحب یا سید عبد المجید صاحب کے نام بھیج دیں۔

نظم

عالم علوی سے ہے یہ ملکی صفات — مرکز سفلی میں آیا چند روز
باغ دنیا میں پھلی پھولی ہوئی — اس کی تھی شاخ تمنا چند روز
یہ وہ گل تھا جس پہ تھا گلزار میں — بلبلوں کا شور و غوغا چند روز
یہ رہا دنیا میں مثل بوئے گل — باعث لطف احبا چند روز
محفل احباب میں بلبل صفت — ہائے فصل گل میں بولا چند روز
گل فشانی کر کے باغ دہر میں — بلبلوں کا جی بہلایا چند روز
الغرض دنیا کے دسترخوان پر — خود بھی کھایا اور کھلایا چند روز
طائر روح اڑ گیا سوئے جناں — کر کے عالم کا تماشا چند روز
اس کے مرنے پر رہا احباب میں — نالہ و شیون کا چرچا چند روز
یہ سنائے عام ہے سن لے غریب — نیر الٰہی یاں پہ ہے رہنا چند روز
تیلیوں کا ناچ ہے نیرنگ چرخ — دیکھ لے اس کا تماشا چند روز
آخرش چل جائے گی باد خزاں — ہے بہار باغ دنیا چند روز

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— چوہدری محمد عبد الرحمٰن صاحب احمدی حویلی کلاں ڈاک خانہ روپڑ ضلع انبالہ سے ایک ماہ کے لئے کھرڑ ضلع انبالہ اپنی اہلیہ کے علاج کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ صحت فرما دیں۔ اگر کسی دوست نے خط لکھنا ہو۔ تو کھرڑ کے پتہ پر لکھیں۔

—— میاں غلام حیدر صاحب انسپکٹر پولیس لاہور چند دنوں سے بخار کی وجہ سے بیمار ہیں۔

—— ملک عبد الغنی صاحب کلرک پیغام صلح کو بخار کی شکایت ہے۔

—— اخویم محمد اسلم صاحب خلف الرشید عرفان محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس میو ہسپتال میں گزشتہ ۲۰ روز سے بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار رہیں۔ شیخ محمد نصیب کا چھوٹا صاحبزادہ بعارضہ بخار شالامار ہسپتال میں بیمار ہے۔

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت مسٹر ریاض قریشی سب جج بہادر

درجہ اول لدھیانہ

سٹینڈرڈ الیکٹرک کمپنی لدھیانہ بذریعہ مسٹر کرشن گوپال ورما مالک و کارکن کمپنی مذکور

بنام

سید باقر حسین معرفت جعفری اینڈ کمپنی سکنہ مالیر کوٹلہ

دعوےٰ -/-/48 روپیہ بنام مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن کردہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۱۴ ماہ جولائی ۱۹۳۷ء کو مقام لدھیانہ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۸ ماہ جون ۳۷ء کو مدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط حاکم — مہر عدالت

حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی جانشین انجمن ہے نہ کوئی فرد واحد

"قوم کے فیصلہ کے خلاف ہر بات کو رد کر دو" (حضرت امیر)

(از سید اختر حسین گیلانی کے قلم سے)

راولپنڈی کے مناظرہ میں قادیانی مناظر نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ گویا حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بھی جناب میاں محمود احمد صاحب کی طرح ہی انجمن پر ہر لحاظ سے حاکم ہیں اور ان کا فیصلہ ہی قطعی ہے اس کی تردید ہم نے اسی بحث کے دوران میں کر دی تھی کہ حضرت امیر فرماتے ہیں:-

"قوم کے فیصلہ کے خلاف ہر بات کو رد کر دو"

(پیغام صلح ۱۲ ؍ جون ۱۹۳۷ء)

اور اس کا جواب قادیانی مناظر سے نہ بن پڑا۔ مگر رفیق محترم مسلم صاحب کے ایک مقالہ افتتاحیہ کے بعض متشابہ الفاظ سے اس نے مغالطہ اندازی کی کوشش جاری رکھی۔ اس میں شک نہیں کہ مسلم صاحب کے مضمون میں بھی یہ موجود تھا کہ اسلام میں امیر کے ذاتی افکار قوم کے مقابل کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ مگر میں نے ایک خط کے ذریعہ حضرت امیر ایدہ اللہ سے استصواب کیا۔ آپ نے جو جواب دیا وہ مناظرہ کے آخری دن مجھے مناظرہ کے ہال میں ہی موصول ہوا۔ اور خود قادیانی مناظر نے یہ خط پڑھ کر بھی سنا دیا۔ خط درج ذیل ہے اور میرے نزدیک یہ خط حضرت مسیح موعود کی ۱۹۰۷ء والی آخری تحریر کی طرح انجمن اور امیر کے تعلقات کی وضاحت کر رہا ہے

دار السلام ڈلہوزی۔ ۲۴ ؍ جون ۱۹۳۷ء

اخویم مکرم سید صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط پہنچا۔ آپ نے پیغام صلح ۷ ؍ فروری ۱۹۳۵ء کے لیڈنگ آرٹیکل کے متعلق لکھا ہے میرے پاس یہاں اخبار کے فائل نہیں کہ میں دیکھ سکوں لیکن ہماری انجمن کی بنیاد ہی حضرت مسیح موعود کی اس تحریر پر ہے کہ جس امر پر انجمن کی کثرت رائے ہو جائے وہی امر قطعی ہوگا۔ اس پر ہمارے بائی لاز کی بنیاد ہے اور اسی پر تئیس سال سے ہمارا عملدرآمد ہے۔ اگر کسی شخص کی کوئی تحریر اس کے خلاف ہو تو وہ قابل قبول نہیں ہے۔ میں بحیثیت امیر اس بات کا پابند ہوں کہ شوریٰ یعنی انجمن کے کسی فیصلہ کے خلاف نہ کروں اور اس سے بھی بالاتر ایک اور اصول ہے جس کی تصریح قرآن کریم اور حدیث نے کی ہے۔ کہ اولو الامر کے احکام اسی وقت تک قابل تعمیل ہیں جب تک وہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کے خلاف نہ ہوں۔ پس اگر احادیث میں امیر کو واجب الاطاعت کہا گیا ہے تو وہ اپنی قیود کے ماتحت ہے۔

والسلام

محمد علی

کیا اس تصریح کے باوجود قادیانی حضرات کا اسی دعویٰ پر اصرار کرنا سراسر خلاف دیانت و تقویٰ ہے یا نہیں؟

احباب درد دل سے سب دوستوں کی بحالیٔ صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

جماعت کے دو سعید نوجوان جناب قاضی عبد الرشید صاحب اور چوہدری فتح محمد صاحب عزیز امسال فرسٹ ڈویژن میں ایل ایل بی کے امتحان میں پاس ہوئے ہیں ہم ہر دو عزیزوں کو اس کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں چوہدری صاحب کے برادر بزرگ چوہدری فضل داد صاحب نے اس کامیابی پر انجمن کو ۱۰ روپے دئے ہیں اور مساکین اور غربا کی دعوت کا اہتمام کیا ہے۔

—— چوہدری فضل داد صاحب کی کوشش سے حکیم حافظ محمد حسن صاحب نے زیدہ میں کامیابی پر ۵ روپے دینے کا وعدہ کیا ہے

غیر معمولی اور عظیم الشان تصرف الٰہی

مولوی اللہ دتا صاحب کے ہاتھوں قادیانیت کا خاتمہ

(از جناب ماسٹر صادق علی صاحب ۔ پٹیالہ)

مجھے افسوس ہے کہ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے اس دفعہ بھی ادھر اُدھر کی باتوں میں اخبار الفضل کے تین صفحے تو سیاہ کر دیئے ۔ مگر میرے اصل مطالبہ کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے پچھلی دفعہ اخبار پیغام صلح میں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی ہتک" کے عنوان سے مضمون لکھ کر انہوں نے جماعت قادیان کو میرے خلاف بھڑکایا تھا۔ اس دفعہ الفضل مورخہ ۱۹ رجون میں میرے پر درشت کلامی ۔ بدزبانی ۔ بد تہذیبی [1] کے الزام لگا کر پھر انہوں نے اپنی جماعت کے جذبات کینہ و انتقام کو میرے خلاف مشتعل کرنے کی کوشش کی ہے ۔ مگر میں مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری کو نہایت ادب سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان کی یہ ذلیل کوششیں مجھے حق بات کہنے سے نہیں روک سکتیں ۔ بلکہ ان کی اس قسم کی تحریریں جن میں اصل مطالبہ سے گریز اور اس کی بجائے گالیوں کی بھرمار کے سوائے اور کچھ نہ ہو ۔ قادیانیت کیلئے نقصان کا موجب ہونگی

مولوی اللہ دتا صاحب کی گالیوں کی فہرست

مولوی اللہ دتا صاحب نے مجھ پر بد تہذیبی گندہ دہنی وغیرہ کے الزام لگائے ہیں اور مجھے مدرس ہونے کی وجہ سے بار بار ایک حقیر اور ذلیل انسان ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے ۔ مگر مجھے درس تہذیب و شائستگی دینے والے فاضل مولوی صاحب کی اپنی تہذیب ملاحظہ ہو کہ تین صفحے کے مضمون میں انہوں نے مجھے کس قدر گالیاں دے کر اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں ، اور کیسے پاک اخلاق کا مظاہرہ کیا ہے ۔ چنانچہ مولوی صاحب میرے متعلق ارشاد فرماتے ہیں (۱) ایک مدرس صادق علی نام ..... غیر مبائعین کے اس طبقہ میں سے ہیں جو احساس نامرادی سے آبلہ کی طرح بھرے بیٹھے ہیں (۲) بغض و کینہ سے لبریز (۳) بد تہذیبی اور گندہ دہانی میں اپنی مثال آپ ہیں (۴) درشت کلامی کی عفونت سے فضائے صحافت کو بدبودار بنانے کا ذریعہ (۵) بدزبانی کی وجہ سے ناقابل خطاب (۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی کھلی ہتک کرنے والا (۷) ناپاک ترین گالی دینے والا (۸) گندہ ترین دریدہ دہنی کرنے والا (۹) میاں نور پی ڈاکٹر عبدالحکیم کا ہم زبان (۱۰) احرار کے نئے جانشین (۱۱) توہین رسول کے مرتکب (۱۲) بے علمی کی ذلت کی مار کے نیچے (۱۳) تعلی کرنیوالے (۱۴) حضرت مسیح موعود کیلئے غیرت نہ رکھنے والے

مولوی اللہ دتا صاحب کی معذوری

ملاحظہ فرمائی آپ نے قادیانی مولوی کی اپنی تہذیب و شائستگی ہم الزام ان کو دیتے تھے ۔ قصور اپنا نکل آیا ۔ مگر میں مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کو فی الواقعہ معذور سمجھتا ہوں ۔ قادیانیت ان کی اپنی آنکھوں کے سامنے انتہائی بیکسی اور نامرادی کی حالت میں بستر مرگ پر پڑی دم توڑ رہی ہے وہ اس کو بچانے کے لئے کوئی موثر اور کارگر علاج تجویز نہیں فرما سکتے کیونکہ **نبی ہرگز محدث یا مجدد نہیں ہوتا** کا حملہ شدید اور سخت مہلک ہے اور اس کے نتائج و عواقب سے قادیانیت کسی صورت میں جانبر ہوتی نظر نہیں آتی ۔ ناچار مریض قادیانیت کی طفل تسلی کیلئے فاضل جالندھری ٹونے ٹوٹکے استعمال فرما رہے ہیں ۔ مگر ٹونوں ٹوٹکوں نے نہ پہلے کبھی کسی کو بچایا ہے اور نہ انشاء اللہ اب کسی کو بچا سکیں گے ۔ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے کشفی نگاہ سے مولوی اللہ دتا صاحب کو اپنے مضمون کا جواب لکھتے دیکھا ہے اس حالت میں کہ ان کے ہاتھوں میں رعشہ اور ان کی زبان میں لکنت تھی ۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ ہمارے جو احباب فاضل جالندھری کے اس مضمون کو پڑھیں گے ۔ وہ محض مضمون کے الفاظ ، فقروں کی بندش ۔ خیالات و دلائل کی کمی اور سب و شتم کی فراوانی سے ہی اندازہ لگا کر میرے اس کشف کی تصدیق کر سکیں گے ۔

اظہار واقعہ اور بدزبانی میں فرق ہے

مجھے افسوس ہے کہ مولوی اللہ دتا صاحب اظہار واقعہ اور بدزبانی میں فرق محسوس نہیں کر سکے ۔ یا مولوی صاحب کو یہ الفاظ شاید اس وجہ سے ناگوار گذرے ہوں کہ ان کے لکھنے والا ایک حقیر مدرس ہے ۔ مگر میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے فی الواقعہ اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا بلکہ جو کچھ بھی لکھا ہے وہ سیدنا حضرت مسیح موعود کے اپنے الفاظ ہیں یا ان کا صحیح مفہوم ہے اس لئے ان کی سب و شتم اور اظہار غیظ و غضب میرے خلاف نہیں بلکہ خدا کے اس برگزیدہ مقدس انسان کے خلاف ہے جسے وہ نبی سمجھتے ہیں ۔ مولوی اللہ دتا صاحب کو اختیار ہے ۔ اسے گندہ دہنی کہیں ۔ بدزبانی سمجھیں یا دریدہ دہنی قرار دیں ۔ اور اگر ان میں شرم و حیا کا مادہ ہو ۔ تو وہ اظہار ندامت بھی کر سکتے ہیں ۔ مگر مجھے اس کی امید نہیں ابھی پرسوں کا ہی ذکر ہے ایک قادیانی دوست جو غلو میں اپنی نظیر آپ ہے میرے ساتھ گفتگو کر رہا تھا ۔ میں نے ، پیام الصلح ص۱۴۶ کی عبارت جو مجھے زبانی یاد تھی ۔ اس کے سامنے پڑھی ۔ وہ کمبخت اسے سن کر کہنے لگا کہ "یہ کیا بکواس ہے" ۔ العیاذ باللہ ۔ جب میں نے اسے بتلایا کہ یہ حضرت صاحب کے اپنے الفاظ ہیں اور اسے اس جرأت و دلیری اور گستاخی خیالات رکیکہ کی پیروی اور نص صریح قرآن کے استخفاف پر شرم دلائی تو اس نے قطعاً کوئی شرم محسوس نہیں کی ۔

کچھ اپنی بریت کے متعلق

پیشتر اس کے کہ میں ان الفاظ کو پیش کروں جنہیں مولوی اللہ دتا صاحب نے قابل اعتراض بلکہ بدترین گالی اور دریدہ دہنی قرار دیا ہے میں مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت کے مضمون نگار پیغام صلح میں گنجائش کی کمی کی وجہ سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں یا بعض اور طویل تحریروں کی طرف اختصار کے لئے محض آیت ، یا دو لفظوں میں اشارہ کر دیتے ہیں ۔ میرا یہ بالخصوص طرز ہے لیکن چونکہ آپ کو اصرار ہے اس لئے میں اس اجمال کی تفصیل کئے دیتا ہوں ۔ اس کے بعد میں دیکھونگا کہ آپ کا فتویٰ کیا ہے میرے الفاظ جن کی وجہ سے مولوی اللہ دتا صاحب نے مجھے متذکرہ بالا گالیوں کا مستوجب قرار دیا ہے حسب ذیل ہیں ۔

(۱) "نام نہاد خلیفۃ المسلمین ہر امر میں واجب الاطاعت امیر المومنین یزید اور اس کا ناعاقبت اندیش گروہ اپنی ناجائز خلافت اور اکثریت کے زعم میں نہ صرف غیر مبائع حسین اور اس کے قلیل التعداد رفقاء کو ہر قسم کی اذیت دیگا ۔ الخ"

(۲) "اللہ تعالیٰ نے ساری کی ساری قادیانی جماعت پر بے علمی کی ذلت وارد کر دی ہے اور ان کی علمی اور عقلی قوتوں کو سلب کر لیا ہے اور جہل اور تاریکی ان پر مسلط ہو گئی ہے ۔ تاکہ وہ دیکھتے ہوئے نہ دیکھیں اور سنتے ہوئے نہ سنیں"

(۳) "قادیانیت کی بنیاد ہی دجل ۔ فریب کاری ۔ کذب اور افترا پر ہے" (الفضل ۱۹ رجون)

یزیدی طبع قادیانی

مولوی اللہ دتا صاحب کے نزدیک محل اعتراض فقرات میں سے سب سے پہلے میں اس پیشگوئی کے متعلق بحث کرتا ہوں ۔ یہ درحقیقت صحیح مسلم کی ایک حدیث کی تشریح ہے جو خود حضرت صاحب نے علم الٰہی سے کی ہے اور اس تشریح کے دوران میں آپ علیہ السلام کو اس حدیث کی تشریح اور تائید میں بہت سے الہام ہوئے ہیں ۔ ہمارے احباب اس پیشگوئی کو ازالہ اوہام میں پڑھیں ۔ ان کو وہاں عجیب قسم کے اسرار الٰہی نظر آئیں گے ۔ جو ان کے نور ایمان کو تر و تازہ کرنے اور ان کے اندر ایک پاک روحانی تبدیلی پیدا کرنے کا موجب ہوں گے ۔ نیز ان کو معلوم ہوگا ۔ کہ قادیانی اور لاہوری جماعت کے اختلاف کے متعلق نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہی پیشگوئیاں ہیں بلکہ افضل الرسل سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اقوال میں بھی اس کی طرف اشارے ہیں جن سے اس اختلاف کی اہمیت ۔ قادیانی فتنہ کی ہمہ گیری اور ہماری جماعت کے پیش نظر کام اور مقصد کی عظمت کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے حضرت مسیح موعود کی تشریحات صاف اور نہایت واضح ہیں اس لئے میں انہیں بیان ضرورت کے مطابق مختصر نوٹوں کے ساتھ درج کئے دیتا ہوں ۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

> "دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے ۔ کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں ۔ جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اپنے نفس امارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہیں کہ مقدسوں اور پاکوں کا خون بھی ان کی نظر میں سہل اور آسان امر ہے اور آخرت [1] پر ایمان نہیں رکھتے ۔ اور خدا تعالیٰ کا موجود ہونا [2] ان کی نگاہ

حاشیہ سلہ [1] تہذیب حقیقی کی راہ وہی راہ ہے جس پر انبیاء علیہم السلام نے قدم مارا ہے جس میں سخت الفاظ کا داروئے تلخ کی طرح گاہ گاہ استعمال کرنا حرام کی طرح نہیں سمجھا گیا ۔ بلکہ ایسے درشت الفاظ کا اپنے محل پر بقدر ضرورت و مصلحت استعمال میں لانا ہر ایک مبلغ اور واعظ کا فرض منصبی ہے

[2] لعینہٖ اسی طرح بعض غیر از جماعت شریر مولوی سیدنا حضرت مسیح موعود کو بار بار شریر ، ابلہ اور وحشی کہہ کر آپ علیہ السلام کی تحقیر کیا کرتے ہیں اور خود اگر ان کے چند دل آزار بیانات پر گذارہ کرنے کے باوجود دوسروں کی تحقیر پر فخر محسوس کرتے تھا ۔

حاشیہ ۔ سلہ [1] یہ نہایت عجیب امر ہے کہ ابتدائے قرآن میں جو اسلام کے اصول بیان کئے گئے ہیں ان میں سے قادیانیوں نے آخرت پر ایمان سرے سے ہی اڑا دیا ہے اور اس کی بجائے بالآخرۃ ھم یوقنون کے معنی حضرت مسیح موعود کی وحی کرتے ہیں ۔

سلہ [2] گویا قادیانی جھوٹی تیں یہ کہہ کر سمجھتے ہیں کہ خدا ہمیں دیکھ نہیں رہا ۔ اگر خدا تعالیٰ کے موجود ہونے پر ہمارے قادیانی احباب کا ایمان ہوتا ۔ تو قرآن کریم کی بیشمار آیات ، جن کو سیدنا حضرت مسیح موعود نے اپنے دعوے کے

میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔۔۔ دمشق پایہ تخت یزید ہو چکا ہے اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزار ہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے۔ وہ دمشق ہی ہے۔۔۔۔ دمشق کا لفظ بطور استعارہ لیا گیا۔ تا پڑھنے والوں کے سامنے وہ زمانہ آجائے جس میں لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح[۵۳] کی طرح کمال درجے کے ظلم اور جور و جفا کی راہ سے دمشقی[۵۴] اشقیا کے محاصرہ میں قتل کئے گئے۔۔۔۔ ہر ایک شخص اس دمشقی خصوصیت کو جو ہم نے بیان کی ہے بکمال انشراح ضرور قبول کرلیگا۔ اور نہ صرف قبول بلکہ اس مضمون پر نظر امعان کرنے سے گویا حق الیقین تک پہنچ جائے گا۔۔۔۔ خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مناسبت[۵۶] اور مشابہت رکھتا ہے۔۔۔ قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ اخرج منه الیزیدیون یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔۔۔۔۔ اس عبارت تک یہ عاجز پہنچا تھا کہ یہ الہام ہوا۔ قل لو کان الامر[۵۷] من عند اللّٰہ لوجدتم فیہ اختلافاً کثیراً۔۔۔۔ پھر اس کے بعد الہام کیا گیا کہ ان علماء[۵۸] نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادتگاہ میں ان کے چولہے ہیں۔ میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے[۵۹] ہیں (ٹھوٹھیاں وہ چھوٹی پیالیاں ہیں جن کو ہندوستانی میں سکوریاں کہتے ہیں)

پیشگوئی کا تعین

پیشگوئی نہایت صاف ہے اور حضرت مسیح موعود کی تصریحات نہایت واضح ہیں۔ لفظ دمشق اس پیشگوئی کی جان اور کنجی ہے۔ دمشق کو قادیان سے مشابہت ہے اور یہ مشابہت لازمی طریق پر ایک یزید کے وجود کو چاہتی ہے جو غیر مامور خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین ہونے کا دعویدار ہو اور جیسے یزیدی الطبع لوگ اس کے پیرو ہونیکی وجہ سے خلیفۃ المسلمین مانتے ہوں اسی طرح یہ دمشقی مناسبت ایک حسین کے وجود کو چاہتی ہے جو مسیح موعود کی شارح ہونے کی وجہ سے اسی میں داخل ہو جسکی سکونت مدینہ میں ہو۔ اور وہ یزید کی بیعت سے انکار پر مصر ہو اور اس کے اکثر ساتھیوں نے یزید کی شان و شوکت اور جاہ و حشم کو دیکھکر حسین مظلوم کا ساتھ چھوڑ دیا ہو اور اس طرح اس کے رفقا کی تعداد قلیل رہ گئی ہو۔ ان امور کے ہوتے ہوئے ہمیں اس پیشگوئی کے تعین میں کوئی دقت نہیں رہتی اور ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ خلیفہ قادیان کو اس پیشگوئی میں یزید قرار دیا گیا ہے اور اس کے عالی موالی مرید یزیدی الطبع لوگ ہیں۔ یزید اور یزیدی الطبع لوگوں کی علامات ہم اپنے نوٹوں میں بیان کر چکے ہیں اور ان کو دوبارہ صحیح کرنا بے سود ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس پیشگوئی کی مزید وضاحت اور صراحت تو ہو سکتی ہے۔ مگر میری تصریحات کے خلاف اس کا اور کوئی تعین نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس حالت میں یہ پیشگوئی بالکل بے معنی ہو جائے گی۔

قادیانیوں کیلئے ایک گنجائش

ہاں۔ ہمارے قادیانی احباب یہ کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ خلیفہ قادیان اور ساکنین قادیان اس کے مصداق نہیں۔ بلکہ کوئی آئندہ قادیانی خلیفہ یزید ہوگا (کیونکہ یزید کا بہرحال امیر المومنین قادیان ہونا امر لازم ہے) تو یہ ایک فضول سی بات ہے کیونکہ اگر خدا نے چاہا تو اس جور و استبداد کی خلافت کی صف عنقریب ہی لپٹ جائیگی۔ دوئم یہ کہ یزید اور یزیدی الطبع لوگوں کی علامات میں سے کم از کم کوئی ایک تو ایسی ہونی چاہئے جو اس عہد خلافت میں پوری نہ ہوئی ہوں تا کہ ہم اس کا حصر کسی آئندہ زمانہ پر ڈال سکیں۔ اس لئے میں پورے وثوق اور ذمہ داری کا کامل احساس رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ مسلم کی حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور تصریحات کے لحاظ سے جو تعین میں نے کیا ہے وہ نہایت صحیح اور ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم یزید کے نہیں بلکہ حسین کے ساتھ ہیں اور یزیدی مظالم اور فتنوں کو صبر و رضا سے تسلیم کرتے ہیں۔ فالحمد للّٰہ رب العالمین۔

(باقی آئندہ)

بقیہ حاشیہ ثبوت میں کبھی پیش نہیں کیا آپ پرچیاں نہ کہتے اور ہر قادیانی اپنی طرف سے نت نئے مذہبی اصول گھڑ کر پیش نہ کرتا۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ ان کے ایمان کی بنیاد محض ان لوگوں کی قسموں پر نہ ہوتی جنکی امانت و دیانت مسلم نہیں۔ قسموں پر کتابیں منسوخ کر دیں۔ قسموں پر حضرت مسیح موعود کو اسمہٗ احمد کا مصداق قرار دے لیا۔ یہاں بالخصوص بالاخرۃ ھم یوقنون کی طرف ہی اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان کے بعد اسلام کا سب سے بڑا اصول ہے جس کے معنی بعد میں آنیوالی وحی کر کے مولوی شیر علی صاحب سے جھوٹی قسم کھلوادی۔ حالانکہ قادیانی معنی قرآن کریم کی دوسری تصریحات کے خلاف جملہ مفسرین کے معنوں کے خلاف حضرت مسیح موعود حضرت مولوی نورالدین اور سلسلہ احمدیہ کے مستند علما کے معنوں کے خلاف ہیں۔

۵۳ یہ امر اسرار الٰہی میں سے ایک عجیب تر ہے کہ غیر احمدی قادیانیوں کو کسی نامعلوم طریق سے دمشقی کہنے لگ گئے ہیں۔

۵۴ یہودیوں کا مسیح ابن مریم علیہ السلام کو دار پر کھینچنا اور قادیانیوں کا سیدنا حضرت مسیح موعود کو مدعی نبوت قرار دینا ایک ہی نتیجہ رکھتا ہے۔

۵۵ قتل سے مراد الفتنۃ اشد من القتل بھی ہو سکتا ہے۔ قادیانیوں نے دین اسلام میں جو فتنہ پیدا کیا ہے اس کی نظیر اسلام میں کبھی نہیں پائی گئی آنحضرت پر ایمان کو اڑا کر بعد میں آنیوالے کسی شخص پر ایمان کو اسلام میں داخل ہونے کی شرط ٹھہرانا قادیانیت کا سب سے بڑا فتنہ ہے

۵۶ جب قادیان کو دمشق محض یزید اور یزیدی الطبع لوگوں کی وجہ سے قرار دیا گیا ہے تو لازمی طریق پر حسین سے مراد سیدنا حضرت مولوی محمد علی صاحب اور آپکے قلیل التعداد رفقا ہیں۔ اس کی مزید تشریح کیلئے جناب مرزا محمود احمد صاحب کا رسوائے عالم خطبہ پڑھو جس میں جماعت لاہور کو نہ صرف گوبھی اور شلجم کے گلے سڑے چھلکے اور جہنم کی جلتی پھرتی تصویریں ہی قرار دیا ہے۔ بلکہ ہمیں ایسی بری جماعت بیان کیا گیا ہے کہ جسکی نظیر ابتدائے عالم سے آج تک پیدا نہیں ہوئی اور اگر ہوئی ہو تو مورخوں نے اس کا ذکر پسند نہیں کیا۔ تا کہ دوسرے ان کی تقلید نہ کریں (کیسی سچی باتیں ہیں جو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ نے مسجد میں کھڑے ہو کر قرآن ہاتھ میں لئے ہوئے جمعہ مبارک دن اور جمعہ کی مبارک ساعت میں بیان کی ہیں اور کیسے حق پرست اور خدا کا خوف رکھنے والے قادیانی مرید ہیں کہ ان صداقتوں کے میاں صاحب کے منہ سے نکلتے ہی ان پر ایمان لے آئے) تواریخ عالم میں فرعون، ہامان، یزید، ابوجہل سب کا ذکر ہے۔ ہم ان سب سے بڑے ہیں۔ میاں صاحب مکرم! قتل کے سزاوار سنگ نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کو ہمارے قتل پر مقدرت حاصل نہیں۔ ورنہ ہمیں آپ سے کسی درگذر کی امید نہیں جبکہ آپ اپنوں ہی کی ہلاکت، تباہی اور بربادی کی دعائیں کر رہے اور جماعت سے بالالتزام کرا رہے ہیں اور آپ کو شوق ہے کہ ان کی بربادی آپ کے اپنے ہاتھ سے ہو۔ مجھے ڈر ہے یہ شوق کسی خطرناک امر کا پیش خیمہ نہ ہو۔ قادیانی دوستوں کو خود اپنے بھائیوں سے محتاط رہنے کی ضرورت ہے)

۵۷ مسیح موعود کا یہ الہام بجز الامر کے درحقیقت آیت قرآنی ہے اور اس بات پر نص صریح ہے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ الامر سے یہاں مراد حضرت مسیح موعود کا دعویٰ ہے۔ مسیح موعود کا یہ الہام اس امر پر ایک قطعی دلیل ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں سے بھی کوئی منسوخ نہیں اور اس کے معاً بعد یہ الہام ہونا کہ ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ آپ کی بارہ سالہ تحریرات کو منسوخ قرار دینے اور آپ کی طرف دعوے میں تبدیلی منسوب کرنے کے متعلق کھلا اشارہ ہے۔ اس الہام کا ایسے وقت میں ہونا جبکہ آپ قادیان کی دمشق سے مشابہت اور یزید کا پایہ تخت ہونے کا ذکر فرما رہے تھے اور آپ کا اس الہام کو عین اسی موقع پر اپنی پیشگوئیوں کے درمیان درج فرما دینا قطعی طور پر ظاہر کرتا ہے کہ قادیان کے یزید کا پایہ گاہ ہونے اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی منسوخی میں نہایت گہرا تعلق ہے اور میرزا محمود احمد صاحب ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ۱۹۱۵ء میں مسیح موعود کی تحریرات کو آپ کی وفات کے سات سال بعد منسوخ قرار دیا اور نہایت ظلم کی راہ سے اعلان کیا کہ آپ نے ۱۹۰۱ء میں اپنا دعویٰ تبدیل کر لیا تھا۔ میاں محمود احمد صاحب کی علمی قابلیت اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف سے عدم واقفیت کے پیش نظر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی علماء نے سازش کر کے میاں صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی منسوخی کا اعلان کرایا

۵۸ علماء سے مراد میاں صاحب کے مقرب اور خاص الخاص قادیانی علماء ہیں۔ مسیح موعود کی عبادتگاہ میں ان علماء کے چولھوں اور سکوریوں کے ہونے پر میں اس وقت مصلحتاً روشنی نہیں ڈالنا چاہتا۔ موجودہ قادیان سے واقفیت رکھنے والے احباب اپنی اپنی روشنی کے مطابق اس سے لطف اندوز ہو سکتے اور قادیان سے اس پرفتن زمانہ میں کنارہ کشی پر خدا کا شکر بجا لا سکتے ہیں۔

۵۹ احادیث نبوی سے میر محمد اسحاق صاحب قادیانی کے چار سے زائد بیویوں کا جواز ثابت کرنے کے بے پایاں شوق کا کسی قدر نقشہ جناب میاں صاحب نے کسی خطبہ جمعہ میں کھینچا ہے۔ یہ خطبہ پڑھنے کے لائق ہے۔ کیونکہ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام کے مسلمہ اور متفقہ اصولوں کو برباد کرنے کے لئے قادیانی اب کیا جد و جہد کرتے رہتے ہیں۔ اور اس میں کیسی لذت اور خوشی محسوس کرتے ہیں۔ یہاں خصوصیت سے مراد ختم نبوت اور آنحضرت صلعم کی بعثت کے متعلق احادیث کو کترنا ہے۔ جن کو قادیانی علماء نے اتنا کترا ہے کہ اس سے زیادہ کسی غرض کیلئے کسی زمانہ میں کترا جانا متصور نہیں۔

مبلغین و محصلین کی توجہ کے قابل

سکرٹری صاحبان جماعت ہائے بیرونی براہ مہربانی مندرجہ ذیل امور کی تکمیل فرما کر مشکور فرماویں۔ تکمیل و تطبیق حسابات کیلئے یہ ضروری ہے

(۱) اپنی اپنی جماعت کے چندہ ماہوار کی رقم بھیجتے وقت فہرست چندہ اسم وار بقید مدات ضرور بھیجکر مشکور فرمایا کریں۔ اگر ہو سکے تو رقم چندہ بھیجنے سے دو یوم قبل فہرست بنام اسسٹنٹ سکرٹری صاحب تبلیغ و تحصیل بھیجدیا کریں اور رقم محاسب کے نام

(۲) سکرٹری محصلین و مبلغین صاحبان معطی صاحبان سے رقوم چندہ وصول کرتے وقت رسید میں وضاحت فرمایا کریں کہ رقم چندہ کس کس ماہ کی بابت ہے۔

(۳) جو جو رسیدات وہ معطی صاحبان کو جاری کریں ان کی مثنیٰ فہرست اسم وار بقید مدات کے ہمراہ بھیجدیا کریں تا کہ اگر کوئی غلطی خدانخواستہ کسی وقت فہرست مرسلہ کے اندراج میں ہو جاوے تو رسیدات دیکھکر درست کی جا سکے

(۴) شروع نومبر ۳۶ء سے اسوقت تک جو رقوم وہ دفتر مرکزی میں بھیج چکے ہیں ان کی ایک ماہوار فہرست اسم وار بقید مدات بحوالہ رسید دفتر محاسب جس کے ذریعہ رقم دفتر محاسب میں وصول ہوئی ہے بھیجکر مشکور فرماویں تا کہ اس وقت کے حساب کی پڑتال کی جاوے اور آئندہ ساتھ ساتھ ہوتی جاوے

(۵) جو سکرٹری صاحبان و مبلغین محصلین اس وقت تک فہرستیں نہیں بھیجتے رہے وہ بموجب شق نمبر ۴ بھیجکر مشکور فرماویں اور آئندہ ہمراہ زر چندہ وصول شدہ کی رقم بھیجنے سے ایک دو یوم پیشتر بھیجکر مشکور فرماویں (عبد اللطیف۔ دفتر تکمیل)

حدیث نبی اللہ اور اہل قادیان کا قابل افسوس رویہ

(مسیح موعود کے ایک ادنیٰ خادم ڈاکٹر نور محمد ہمدم صحت کے قلم سے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

کسی ظنی حدیث میں نہیں کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مجازی اور استعار طور پر رسول کہ لیں۔ اور پھر بھی مسلمان رہیں۔ ہم مسلمان ہو کر کسی نبی برحق کی نسبت مجازی نبی اور استعارہ کے طور پر رسول نہیں کہیں گے۔ کیا حضرت صاحب اسی براہین پنجم میں حضرت عیسیٰ کو امتی کہنا کفر نہیں بتلاتے پھر کیا کوئی امتی اصل اور صحیح معنوں میں رسول یا نبی ہو سکتا ہے ہرگز نہیں امتی کو ہم مجازاً یا استعار طور پر ہی نبی کہیں گے۔ اصلی اور صحیح معنوں میں نبی اور رسول نہ کہیں گے۔ کیونکہ مجازی نبی کے معنے ہی یہ ہیں کہ وہ فی الواقع نبی نہیں۔

ظلم تو یہ ہے۔ کہ حضرت نے تو ہر جگہ مسلم کی اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ اس میں نبی اللہ کا لفظ بطور استعارہ و مجاز ہے۔ اس کے ظاہر لفظ نبی اللہ کے موافق معنے کرنا شرط نہیں۔ مگر اہل قادیان ہیں۔ کہ حضرت کو بھی سبق دے رہے ہیں۔ کہ نبی اللہ کے ظاہر لفظ کے موافق معنے کرنا ہی شرط ہے۔ اور صاف کہہ رہے ہیں۔ کہ دمشقی حدیث میں نبی کا لفظ جو آیا ہے وہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ مطلب یہ کہ مسلم کی حدیث نبی اللہ میں نبی اللہ اپنے ظاہر معنے پر محمول ہے۔ اور اس کو استعارہ اور مجاز کہنا غلط ہے۔ گویا اہل قادیان کے نزدیک لفظ نبی اللہ مسیح موعود کے فی الواقع نبی ہونے کی دلیل ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود کی شاگردی کا فخر نہیں۔ بلکہ آپ کے استاد ہونے کا فخر کیا جا رہا ہے۔ اگر یہ حدیث موضوع نہیں تھی۔ تو حضرت نے ازالہ اوہام میں اس کو ساقط الاعتبار کیوں لکھا۔

اب جبکہ خود حضرت مسیح موعود نے مسلم کی اس دمشقی حدیث کو جس میں چار دفعہ لفظ نبی اللہ آیا ہے۔ ساقط الاعتبار ضعیف ظنی مشتبہ موضوع خلاف قرآن قرار دیا ہے۔ تو ہمارا اس میں کیا قصور ہے۔ ہم نے بھی اگر حضرت مسیح موعود کی پیروی میں اس کو ظنی مشتبہ موضوع خلاف قرآن کہدیا تو کیا قیامت آگئی کیا حضرت امام کا اس کو ساقط الاعتبار ظنی مشتبہ موضوع خلاف قرآن کہنا ایک معمولی سی بات ہے۔

شاید اہل قادیان کی لغت میں ظنی کے معنی یقینی خلاف قرآن موافق قرآن ساقط الاعتبار کے معنے قابل اعتبار اور مجازی اور استعار کے معنے فی الواقع اور اصل چیز کے ہوں۔ تو اس کا ہمیں علم نہیں یا ممکن ہے۔ ان کے نزدیک حدیث رسول وہی ہوتی ہو۔ جو خلاف قرآن ہو مگر مسلم کی اس لغو باطل بے معنی جعلی و بناوٹی ظنی اعتبار سے گری ہوئی حدیث نبی اللہ کے قرآن کے مخالف اور متناقض ہونے میں کسی خادم مسیح موعود کو شک نہیں ہو سکتا۔ اس ظالم معترض نے اس حدیث کے متعلق صحیح کا لفظ لکھا۔ اس کو حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کیا ہے۔ تاکہ جاہل لوگوں پر یہ اثر ڈالے۔ کہ حضرت کی کسی عبارت یا کتاب میں اس حدیث کے متعلق صحیح کا لفظ بھی آگیا ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ حضرت کی سو کتابوں میں سے کسی ایک کتاب میں بھی یہ لفظ نہ ملیں گے۔ کہ مسلم کی دمشقی حدیث جس میں آنے والے مسیح کے اپنی قلم سے لکھے ہوئے یہ الفاظ ہیں۔

> آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے
> نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ توضیح مرام ص۱۱

اس میں حضرت امام نے صاف فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت نے آنے والے مسیح کو نبی نہیں فرمایا۔ اب حضرت اپنے اس فرمودہ کے خلاف کس طرح حدیث نبی اللہ کو فرمودہ رسول کہہ سکتے ہیں۔

مطلب ان الفاظ کا صاف ہے۔ کہ مسیح موعود مسیح موعود ہو کر بھی نبی نہ ہوگا۔ کیونکہ جب اس کے لئے آنحضرت نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ تو کیا وہ نبی ہونے کی شرائط کے بغیر ہی نبی ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں

جو شخص ذرہ آنکھ کھول کر حضرت کی اس عبارت کو جو اوپر درج ہو چکی تحفہ گولڑویہ میں نکال کر پڑھے گا۔ اس کو افسوس سے کہنا پڑے گا۔ کہ ناحق معترض نے نور روشن پر پردہ ڈالنا چاہا ہے۔ اس نے اس عبارت کو پڑھ لیا ہے۔ کہ یہ ایک ظنی حدیث ہے جس پر صدہا شبہات چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں۔ اس نے اس عبارت کو بھی پڑھا ہے۔ کہ ظاہر الفاظ نبی اللہ کے رو سے یہ صریح قرآن کے متناقض اور ضد پڑی ہوئی ہے الخ

مگر اس نے دانستہ ہٹ دھرمی کو اختیار کر لیا ہے۔ کس کو معلوم نہیں کہ حضرت نے اپنی مختلف کتابوں میں اس حدیث کے متعلق کیا کچھ نہیں کہا ساقط الاعتبار تک کہہ دیا۔ مشتبہ ظنی اور خلاف قرآن ہونے تک اس پر فتویٰ لگا دیا۔ موضوع تک فرما دیا۔ اور صاف لفظوں میں کہہ دیا۔ کہ تو اس راوی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں دھوکا کھایا ہے حتیٰ کہ حقیقۃ الوحی میں بھی یہ لکھدیا۔

> ”ظاہر ان دونوں کتابوں میں یعنی بخاری اور مسلم میں بڑا تناقض ہے۔ کیونکہ بخاری تو اصل مقصد ظہور مسیح موعود کا کسر صلیب ٹھہراتی ہے لیکن مسلم اصل مقصد مسیح موعود کا جس کیلئے وہ ظاہر ہوگا قتل دجال بیان کرتی ہے“ ص۱۲ حقیقۃ الوحی
>
> اور صفحہ ۲۲ حقیقۃ الوحی پر بیان فرماتے ہیں:
>
> ”جب ہم زیادہ تصریح کے لئے قرآن شریف کی طرف آتے ہیں جو ہر ایک تنازع کا حکم ہے۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دجال کا نام تک نہیں۔“

غرض کئی طرح سے حضرت مسلم کی اس دمشقی حدیث کو خلاف قرآن بیان کیا ہے۔ اب اگر کوئی حضرت مسیح موعود کو بھی فی الواقع مسیح موعود نہیں مانتا۔ تو جائے جہنم میں حضرت مسیح موعود کی تکذیب کرنے والوں سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہے۔

علاوہ ازیں واقعات نے بھی حدیث نبی اللہ کی کسی طرح تصدیق نہیں کی۔ کیونکہ اس کی بیان کردہ علامتوں میں سے ایک علامت بھی مسیح موعود کے وجود میں ظاہر نہیں ہوئی جب یہ بات ہے تو اس سے بڑھ کر اس کے موضوع مردود جعلی بے معنی اور لغو ہونے کی اور شہادت کیا ہو سکتی ہے۔ آپ کتنے ہی اس پر تاویل اور استعاروں کے پردے ڈالیں۔ کتنے ہی غلافوں میں اس کو لپیٹیں۔ مگر جب واقعات اس حدیث نبی اللہ کی صریح تکذیب کر رہے ہیں۔ تو سوائے تضیع اوقات کے استعاروں اور تاویلوں سے بھی اسکی کھینچ تانی کرنے سے حاصل ہی کیا ہو سکتا ہے۔

حدیث نبی اللہ یقیناً موضوع اور ساقط الاعتبار ہے

ہمنے اپنے مضمون میں جو ۲۳ مارچ ۱۹۳۷ء کے پیغام میں شائع کیا تھا تفصیلاً اس امر کو ثابت کیا تھا۔ کہ یہ حدیث کسی طرح بھی حدیث رسول اللہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خلاف قرآن ہے۔ موضوع ہے مشتبہ ہے اور ایک ظنی حدیث ہے۔ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا کی مصداق ہے اور زبان مقدس نبوی سے کسی طرح بھی نبی اللہ کا لفظ مسیح موعود کے حق میں نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول المومنین ہیں اور قرآن نے خود گواہی دی ہے۔ کہ حضور رسول مقبول صلعم اول المومنین ہیں یعنی اپنی وحی نبوت یعنے کتاب اللہ قرآن مجید پر سب سے اول ایمان لانے والے ہیں۔ اسلئے قرآنی آیت کیخلاف احادیث کے معنی نہیں لئے جا سکتے۔ کثرت سے آیات قرآنی اس حدیث نبی اللہ کے خلاف ہیں۔

حضور محمد رسول اللہ صلواۃ اللہ و سلام علیہ قرآن کریم کیخلاف نہیں کہہ سکتے۔ اس حدیث نبی اللہ کا مطلب اگر آنحضرت کے بعد نبی آنے کا ہے۔ تو یہ جھوٹی جعلی اور کسی دجال کی من گھڑت ہے اور اس من گھڑت سے اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ اس سے ایسا معلوم ہو۔ کہ آنحضرت صلعم قرآن کی تکذیب کر رہے ہیں۔ اور معاذ اللہ اس خدا کو جھوٹا کہہ رہے ہیں جس نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے۔ اگر آنحضرت کے بعد کسی اور آنیوالے نبی کی نسبت کوئی پیشگوئی ہو۔ تو وہ قرآن میں ہونی چاہیئے تھی۔ اور کم از کم ایسی صریح ہوتی۔ جیسے کہ توریت اور انجیل میں آنحضرت کی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے بعد نبی ہو کر آنے کی پیشگوئی ہے نہ کہ حدیثوں میں جو کہ باللفظ محفوظ نہیں ہیں چنانچہ ہم نے انہیں حدیثوں کی نسبت جو مسیح موعود کی آمد کے متعلق ہیں چار زبردست ثبوت حضرت مسیح موعود کے کلام سے ہی پیش کئے تھے۔

> پہلا ثبوت یہ دیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:-
> ا- آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولےٰ نے
> نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ توضیح مرام ص۱۱

دوسرا ثبوت یہ دیتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود اپنی قلم سے لکھتے ہیں کہ

> ۲- ان حدیثوں کے درمیان اس قدر تناقض ہے۔ کہ اگر ایک حدیث کے برخلاف دوسری حدیث تلاش کرو تو فی الفور مل جائے گی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایسی متناقض حدیثوں کے لئے ایمان ضائع کرنا کسی ابلہ کا کام ہے۔ نہ عقلمند کا
> (اعجاز احمدی)

تیسرا ثبوت یہ دیا تھا۔ کہ حضرت نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔

> ۳- اگر نہایت ترقی کریں۔ تو ان حدیثوں کو ظن کا مرتبہ دے سکتے ہیں اور ظن وہ ہے جس کے ساتھ کذب کا احتمال لگا ہوا ہے۔ (اعجاز احمدی)

چوتھا ثبوت یہ پیش کیا تھا۔ کہ تحفہ گولڑویہ میں حضرت نے خود اپنی قلم سے حدیث نبی اللہ کو صریح موضوع مشتبہ خلاف قرآن اور ظنی لکھا ہے۔

معترض نے جو قادیان کا ایک مبلغ ہے۔ پہلے تین دلائل کے متعلق تو خاموشی اختیار کی اور ان کو چھوا تک نہیں۔ مگر چوتھی دلیل کے جواب میں اس نے تحفہ گولڑویہ کے اسی حوالہ کو پیش کر کے یہ لکھ دیا۔ کہ

> اگر اس حدیث کے سارے الفاظ جس میں لفظ نبی اللہ بھی ۴ دفعہ آیا ہے (راقم) کو ظاہر پر حمل کیا جائے۔ تو پھر یہ قرآن کریم کے مخالف ٹھہر کر موضوع ٹھہرتی ہے مگر در اصل یہ حدیث موضوع نہیں اس لئے ظاہر پر اس کو حمل نہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ دوسرے علماء اسپر اصرار کر رہے ہیں۔ (الفضل ۱۷ مارچ ۱۹۳۷ء)

باقی آئندہ

احمدیت اور اُسکے نادان مخالف

(از خاکسار صاحب محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سیکرٹری)

لاہور کے ایک رسالہ طلوع اسلام کے مدیر نے پروفیسر یوسف سلیم چشتی کا ایک مضمون "ضرب کلیم اور احمدیت" درج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "احمدیت نے سیاسیات اور مذہب کو کیسے کیسے مغالطوں میں الجھا رکھا ہے۔ اور جب تک یہ تنزل اور انحطاط کے جہالت آفرین اثرات سے آزاد نہیں ہوتا برابر الجھاتی رہے گی"۔ اس کے بعد پروفیسر مذکور نے قادیانی رسالہ کے ریویو نگار نے ڈاکٹر اقبال صاحب کی تصنیف ضرب کلیم پر کیا ہے تنقید کرتے ہوئے بانی سلسلہ حضرت مرزا صاحب پر بھی اپنی کج فہمی سے نہایت نامعقول حملے کئے ہیں۔ پروفیسر مذکور نے جو ایک خاصہ عرصہ احمدیت کا خوشہ چین رہا ہے۔ سب سے پہلے اسلامی جہاد کی تعریف کرتے ہوئے جو بالکل احمدیت کی تعلیم کا عکس ہے۔ لکھا ہے کہ

"الغرض اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے تلوار چلانا رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں بھی ممنوع تھا لا اکراہ فی الدین اور آج بھی ممنوع ہے۔ اور اسلام کی حمایت اور حفاظت کیلئے تلوار اٹھانا ابتدائے اسلام میں بھی جائز تھا۔ اور آج بھی جائز ہے۔ اور قیامت تک جائز رہے گا"۔ حالانکہ اسی کے مطابق حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

"سوچنا چاہیئے کہ قرآن کریم یونہی لڑائی کے لئے حکم نہیں فرماتا۔ بلکہ صرف ان لوگوں کیساتھ لڑنے کے لئے حکم فرماتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے بندوں کو ایمان لانے سے روکیں اور اسبات سے روکیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلیں۔ یا بے وجہ لڑتے ہیں۔ اور مومنوں کو ان کے گھروں اور وطنوں سے نکالتے ہیں۔ اور خلق اللہ کو جبراً اپنے دین میں داخل کرتے ہیں۔ اور دین اسلام کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔ اور لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا غضب ہے۔ اور مومنوں پر واجب ہے کہ جو ان سے لڑیں۔ اگر وہ باز نہ آویں" (نور الحق حصہ اول صفحہ ۴۵) اسمیں حضرت مرزا صاحب نے کیسی صفائی سے اسلامی جہاد کے جواز کے پہلو کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ پروفیسر مذکور کو اگر حضرت مرزا صاحب کی تعلیم پر عبور ہوتا تو یہ کبھی نہ لکھتا کہ "مرزا صاحب سے جو غلطی دانستہ یا نادانستہ طور پر سرزد ہوئی وہ یہ تھی۔ کہ انہوں نے اسلامی جہاد کے غلط معنی دنیا کے سامنے پیش کئے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

اے دوستو جہاد کا اب چھوڑ دو خیال
دین کیلئے حرام ہے اب جنگ و قتال

...... یعنی ان کا مطلب یہ ہے کہ دین کیلئے جنگ و قتال پہلے جائز تھا مگر اب جائز نہیں ہے کس قدر عظیم الشان مغالطہ ہے جو انہوں نے دنیا کو دیا۔ کاش انھیں تاریخ و فلسفہ اسلام سے واقفیت ہوتی۔ بندۂ خدا! دین کی اشاعت کے لئے جہاد کرنا پہلے کب جائز تھا جو تم آج ناجائز قرار دے رہے ہو؟ اسلام کب بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ جو آج تم ناصح مشفق بنکر اس کی ممانعت کر رہے ہو۔ یہ ہے اس اسلام کے مورخ اور فلسفہ دان کی واقفیت کا حال۔ بات اصل میں یہ ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم تو نقل و عقل کے عین مطابق ہے لیکن موجودہ زمانہ میں ہمارے علماء دین اسلام کی ایسی ... پیش کر رہے ہیں۔ جسے دیکھ دیکھ کر خود مسلمانوں کے ... [illegible] ... لا محالہ غیر مذہب والے ... [illegible]

قریب آنے لگے" (حیات طیب صفحہ [illegible] مطبوعہ اہلحدیث امرتسر) اسی طرح جہاد کے بارہ میں مسلمانان ہند کے اندر ایک بڑی غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی رح نے جب سکھ قوم کی مداخلت فی الدین کے باعث ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور صوبہ سرحد میں جاکر ان سے برسرپیکار رہے۔ تو وہاں کے مسلمان باشندوں اور رؤسا کی اغراض نفسانی کے باعث ان کو شہید ہونا پڑا۔ ان کی فوج کے بچے کھچے سپاہی سرحدی علاقہ غیر میں جاکر پناہ گزین ہو گئے۔ اور وقتاً فوقتاً سکھ عملداری پر جاکر حملے کرتے رہے اور ان کے خلاف سرحدی لوگوں کو جہاد کے لئے ابھارتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ علاقہ غیر میں یہ خیالات عام طور پر پھیل گئے کہ کسی غیر مسلم کا قتل کر دینا اور اس کا مال لوٹ لینا جائز ہے۔ اور جہاد کا ثواب رکھتا ہے۔ ایسا فعل کرتے ہوئے مرجانے والا شہید ہے اور لڑنے والا غازی۔ کچھ عرصہ تو اس جماعت مجاہدین کا یہ کام سکھوں کے خلاف جاری رہا۔ اور وہ اسی کوشش میں رہے کہ اس طرح سکھوں کی طاقت برباد کر کے مسلمانان پنجاب کو انکے مظالم سے چھڑایا جائے جیسا کہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی کا خیال تھا لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ نچلی طرف سے گورنمنٹ برطانیہ نے حملہ ہو کر سکھ قوم کے مظالم سے اہل پنجاب کو چھڑا دیا۔ اب سرحدی علاقہ میں جہاد کا ایک غلط مفہوم عام طور پر پھیل چکا تھا اور وہی خیال آہستہ آہستہ ہندوستان میں بھی پھیلتا گیا۔ یہانتک کہ جب پنجاب میں مکمل طور پر انگریزی راج ہو گیا۔ تو سرحدی مجنونوں نے سکھوں کو چھوڑ کر انگریزوں کو جہاد کے نام سے قتل کرنا شروع کر دیا۔ سکھ راج کے وقت سے ہی غیر علاقہ کے مجاہدین کو ہندوستان سے روپیہ پیسہ اور آدمیوں کی خفیہ امداد جاری تھی۔ تبدیلی عملداری پر بھی یہ طریق جاری رہا۔ یہانتک کہ مجاہدین کی ساری توجہ انگریزوں کے خلاف جہاد پر صرف ہونے لگی۔ اس پر انگریزوں نے ہندوستان میں بھی مجاہدین کے مددگاروں کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی۔ اور ایک فتنہ عظیم برپا ہو گیا۔

مجاہدین سرحد کی سرگرمیاں ابھی تک جاری ہیں۔ گو انگریزوں کی فوجی طاقت کے باعث اب بہت مدھم پڑ گئی ہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کے زمانہ تک جہاد کا یہ غلط مفہوم کہ ہر نہتے غیر مسلم خصوصاً انگریز مرد و عورت کا قتل کر دینا کار ثواب ہے۔ اور اس میں مرجانے والا شہید اور بچ جانیوالا غازی بن جاتا ہے۔ خود لاہور کے اندر انگریز مرد و عورتیں اسی شوق جہاد کے باعث قتل ہوئیں۔ اور جہاد کا یہ غلط مفہوم ابھی تک پروفیسر صاحب اور ان کے ممدوح ڈاکٹر اقبال صاحب کے ہم خیالوں کے دماغوں میں اسی طرح قائم ہے۔ عبد الرشید شہید، علم الدین شہید اور ہر مسلمان خواہ وہ کتنا ہی بدعمل کیوں نہ ہو۔ کسی ہندو سکھ یا عیسائی کو کسی اصلی یا خیالی توہین اسلام و بانیٔ اسلام پر قتل کرے۔ تو اس کے شہید اور غازی کہلانے کا اعلان فوراً مسلمان اخبارات میں ہو جاتا ہے کبھی پروفیسر یا ان کے ممدوح ڈاکٹر اقبال صاحب میں اتنی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ اس ناجائز فعل کی علانیہ تردید کر دیں۔ گویا عملاً یہ لوگ بھی اسی غلط جہادی سپرٹ کی تائید میں ہیں۔ جو عام طور پر مسلمانوں میں رائج ہے

حضرت مرزا صاحب نے اپنے رسالہ جہاد میں جس جہاد کے بند کر دینے کا اعلان فرمایا ہے اس کی تشریح یہ بیان فرمائی ہے کہ:-

یاد رہے کہ مسئلہ جہاد کو جس طرح پر حال کے اسلامی علماء نے جو مولوی کہلاتے ہیں سمجھ رکھا ہے۔ اور جس طرح وہ عوام کے آگے اس مسئلہ کی صورت بیان کرتے ہیں۔ ہرگز وہ صحیح نہیں ہے اور اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ لوگ اپنے پرجوش وعظوں سے عوام وحشی صفات کو ایک درندہ صفت بنا دیں۔ اور انسانیت کی تمام پاک خوبیوں سے بے نصیب کر دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ جس قدر ایسے ناحق کے خون ان نادان اور نفسانی انسانوں سے ہوتے ہیں۔ کہ جو اس راز سے بے خبر ہیں کہ کیوں اور کس وجہ سے اسلام کو اپنے ابتدائی زمانہ میں لڑائیوں کی ضرورت پڑی تھی۔ ان سب کا گناہ ان مولویوں کی گردن پر ہے۔ کہ جو پوشیدہ طور پر ایسے مسئلے سکھاتے رہتے ہیں جن کا نتیجہ دردناک خونریزیاں ہیں۔ یہ لوگ جب حکام وقت کو ملتے ہیں۔ تو اس قدر اسلام کے لئے جھکتے ہیں۔ کہ گویا سجدہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور جب اپنے ہم جنسوں کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ تو بار بار اصرار ان کا اسی بات پر ہوتا ہے۔ کہ یہ ملک دار الحرب ہے۔ اور اپنے دلوں میں جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور تھوڑے ہیں جو اس خیال کے انسان نہیں ہیں۔ یہ لوگ اپنے اس عقیدہ جہاد پر جو سراسر غلط اور قرآن کے برخلاف ہے۔ اس قدر جمے ہوئے ہیں۔ کہ جو شخص اس عقیدہ کو نہ مانتا ہو۔ اور اس کے برخلاف ہو۔ اس کا نام دجال رکھتے ہیں۔ اور واجب القتل قرار دیتے ہیں (صفحہ [illegible] رسالہ جہاد)

پھر فرماتے ہیں:-

مگر واضح رکھیں۔ کہ درحقیقت یہ جہاد کا مسئلہ جیسا کہ ان کے دلوں میں ہے۔ اور اس کا پہلا قدم انسانی ہمدردی کا خون کرنا ہے۔ یہ خیال ان کا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ جب پہلے زمانہ میں جہاد روا رکھا گیا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اب حرام ہو جائے۔ اس کے ہمارے پاس دو جواب ہیں ایک یہ کہ یہ خیال قیاس مع الفارق ہے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کسی پر تلوار نہیں اٹھائی بجز ان لوگوں کے جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی اور سخت بیرحمی سے بیگناہ اور پرہیزگار مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کیا۔ اور ایسے دردانگیز طریقوں سے مارا کہ اب بھی ان قصوں کو پڑھ کر رونا آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر فرض بھی کر لیں۔ کہ اسلام میں ایسا ہی جہاد تھا جیسا کہ ان مولویوں کا خیال ہے۔ تاہم اس زمانہ میں وہ حکم قائم نہیں رہا۔

پھر صحابہ کرام پر جو ظلم ہوئے اور جس طرح انھوں نے صبر کا نمونہ دکھایا اس کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:-

مگر افسوس کہ مسلمانوں اور خاصکر مولویوں نے ان تمام واقعات کو نظرانداز کر دیا ہے اور اب وہ خیال کرتے ہیں کہ گویا تمام دنیا ان کی شکار ہے۔ اور جس طرح ایک شکاری ایک ہرن کا بن میں پتہ لگا کر چھپ چھپ کر اس کی طرف جاتا ہے۔ اور آخر موقع پا کر بندوق کا فیر کرتا ہے۔ یہی حالات اکثر مولویوں کے ہیں۔ انھوں نے انسانی ہمدردی کے سبق میں سے کبھی ایک حرف بھی نہیں پڑھا۔ بلکہ ان کے نزدیک خواہ مخواہ ایک غافل انسان پر پستول یا بندوق چلا دینا اسلام سمجھا گیا ہے۔ ان میں وہ لوگ

کہاں ہیں جو صحابہؓ کی طرح ماریں کھائیں۔ اور صبر کریں کیا خدا نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم خواہ مخواہ بغیر ثبوت کسی جرم کے ایسے انسان کو کہ نہ ہم اسے جانتے ہیں اور وہ ہمیں جانتا ہے۔ غافل پاکر چھری سے ٹکڑے ٹکڑے کردیں۔ یا بندوق سے اس کا کام تمام کریں۔ کیا ایسا دین خدا کی طرف سے ہو سکتا ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ یونہی بے گناہ بے جرم بے تبلیغ خدا کے بندوں کو قتل کرتے جاؤ۔ اس سے تم بہشت میں داخل ہو جاؤ گے افسوس کا مقام ہے اور شرم کی جگہ ہے کہ ایک شخص جس سے ہماری کچھ سابقہ دشمنی بھی نہیں بلکہ روشناسی بھی نہیں وہ کسی دوکان پر اپنے بچوں کے لئے کوئی چیز خرید رہا ہے۔ یا اپنے کسی اور جائز کام میں مشغول ہے۔ اور ہم نے بے وجہ بے تعلق اس پر پستول چلاکر ایک دم میں اس کی بیوی کو بیوہ اور اس کے بچوں کو یتیم اور اس کے گھر کو ماتم کدہ بنا دیا۔ یہ طریق کس حدیث میں لکھا ہے۔ یا کس آیت میں مرقوم ہے؟ کوئی مولوی ہے جو اس کا جواب دے! نادانوں نے جہاد کا نام سن لیا ہے۔ اور پھر اس بہانہ سے اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنا چاہا ہے۔ یا محض دیوانگی کے طور پر مرتکب خونریزی کے ہوئے ہیں۔

(صفحہ ۱۱ و ۱۲ رسالہ جہاد)

پھر آخر پر فرماتے ہیں:۔

بالآخر یاد رہے۔ کہ اگرچہ ہم نے اس اشتہار میں مفصل طور پر لکھ دیا ہے۔ کہ یہ موجودہ طریق غیر مذہب کے لوگوں پر حملہ کرنے کا جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جس کا نام وہ جہاد رکھتے ہیں یہ شرعی جہاد نہیں ہے بلکہ صریح خدا اور رسول کے حکم کے مخالف اور سخت معصیت ہے لیکن چونکہ اس طریق پر پابند ہونے کی بعض اسلامی قوموں میں پرانی عادت ہوگئی ہے اس لئے ان کے لئے اس عادت کو چھوڑنا آسانی سے ممکن نہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ جو شخص ایسی نصیحت کرے اسی کے دشمن جانی ہو جائیں اور غازیانہ جوش سے اس کا قصہ بھی تمام کرنا چاہیں (صفحہ ۱۷ رسالہ جہاد)

پروفیسر صاحب پر ان حوالہ جات سے ظاہر ہو گیا ہوگا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کس خیال کا جہاد چھڑانا چاہتے ہیں۔ اور دین کے لئے کس جنگ و قتال کو حرام قرار دیتے ہیں جو شخص بانی سلسلہ احمدیہ کے خیالات سے اس قدر ناواقف ہو کر آپ کی نسبت سخت الفاظ استعمال کرے اسے سوائے جاہل مطلق کے اور کیا کہا جائے ہم لوگ تو خدا کے فضل سے تاریخ اور فلسفہ سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اور تمہارے جیسے پروفیسروں کو سالہاسال تک سبق دے سکتے ہیں لیکن سب سے پہلے آپ اپنے دماغ کا علاج کیجئے۔

پروفیسر صاحب حضرت صاحب کے شعر میں اپنا ادبی زاویہ نگاہ بھی لے آئے ہیں لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ لکھنے والا خود ہی فرما گیا ہے۔

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

بہرحال آپ کے ادبی زاویہ نگاہ کی اطلاع کے لئے اتنا ہی لکھ دینا کافی ہے۔ کہ ہندوستان کے موجودہ مسلمانوں کے ادبی رسالوں نے کسی بڑے سے بڑے شاعر کو بھی بغیر اعتراض کے نہیں چھوڑا کیا آپ کو ممدوح ڈاکٹر اقبال صاحب ایسے اعتراضات سے بری ہے؟

(باقی آئندہ)

رفتار عالم

—— لاہور ۱۰ رجولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال اور خلیفہ شجاع الدین نے انجمن حمایت اسلام لاہور کی رکنیت سے استعفےٰ دیدیا ہے۔

—— لندن ۱۰ رجولائی کل صبح ہسپانوی باغیوں نے ایک فرانسیسی تجارتی جہاز کو پکڑ لیا۔ حکومت فرانس نے اس کی امداد کے لئے دو جنگی جہاز روانہ کر دئے ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ نواب چھتاری وزیر اعظم یوپی کے کابینہ نے اس بنا پر استعفےٰ دیدیا ہے۔ کہ وائسرائے کے بیان کے بعد کانگرس کی اکثریت کے پاس وزارت قبول نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ ابھی استعفےٰ منظور نہیں ہوا

—— برلن ۵ رجولائی۔ دفتر امور خارجہ کے ایک رکن پر ملگر کو کابل میں جرمنی کا سفیر مقرر کیا گیا ہے۔

—— لندن حکومت برطانیہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ آیندہ جنگ میں تمام جنگی شعبوں کو وائٹ ہال سے کسی نامعلوم جگہ پر تبدیل کر دیا جائیگا۔ کیونکہ وائٹ ہال پر ہوائی حملے ہو سکتے ہیں۔

—— اطلاع منظر ہے کہ لنڈن کے یہودیوں کو معلوم ہوا ہے کہ فلسطین رائل کمیشن نے فلسطین کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کی تجویز کی ہے۔ وادی جلیلی اور جنوبی اضلاع کا کچھ حصہ، اور حیفہ اور صفد اور طبریہ کے شہروں کو ملاکر یہودی ریاست قائم کر دی جائے۔ بیت المقدس، بیت اللحم اور بصرہ کو برطانیہ کے ماتحت رکھا جائے۔ اور باقی علاقہ عربوں کی ریاست میں تبدیل کر دیا جائے۔ اور اس کا الحاق شرق اردن ہو جائے۔ عربوں اور یہودیوں کی طرف سے اس کی سخت مخالفت ہوگی۔

—— قاہرہ۔ شاہزادہ محمود علی توفیق چیف ایجنٹ مصر نے برطانوی ہائی کمشنر اور حکومت برطانیہ کو لکھا ہے۔ کہ وہ فلسطین کا شام سے الحاق کرکے اسے ایک علیحدہ اسلامی مملکت قرار دے۔ اور اسے کسی مسلمان حکمران کے ماتحت کر دے اس صورت میں یہودیوں اور دیگر اقوام کو مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔ حکومت اس پر غور کر رہی ہے۔

—— شاہ فاروق تاجدار مصر کی جشن تاجپوشی کی تقریب اواخر جولائی میں منائی جائیگی۔ شیخ مصطفےٰ المراغی معلم از مسلمان مذہبی رہنماؤں کی طرف سے علماء کی ایک جماعت کے ساتھ نمائندگی کریں گے۔ رسم تاجپوشی خالصتاً مذہبی ہوگی شاہ فاروق اول قرآن کو درمیان لاکر مواعید کریں گے اس کے بعد شیخ مصطفےٰ المراغی شاہ فاروق اول کو محمد علی مرحوم بانی تحریک حریت مصر کی موتیوں سے جڑا ؤ کی ہوئی متبرک تلوار پیش کریں گے۔ اس تقریب پر لمبی عمر کے قیدیوں کو رہا کیا جائے گا۔

—— شملہ ۲۰ جولائی۔ پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کچھ عرصہ سے فیڈریشن اور ریاستہائے ہند کے مسئلہ پر حکومت ہند اور وزیر ہند سے مشورہ کرنے میں مشغول ہیں۔ اس مقصد کے لئے مسٹر جے ولٹ جو نیپر پارلیمنٹری کونسل کا جو ہندوستان آئے ہوئے ہیں کچھ عرصہ کیلئے محکمہ سیاسیات سے وابستہ کر دیا جائے گا۔

—— شملہ ۵ رجولائی۔ میر مقبول محمود نے پنجاب اسمبلی میں مسلم اوقاف بل پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ میر مقبول محمود اس مسودہ قانون کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کرنے کے حق میں نہیں ہیں لیکن ۳۱ ردسمبر ۱۹۳۷ء تک اسے رائے عامہ کے لئے مشتہر کرنے کی تحریک اسی اجلاس میں پیش کریں۔ تاکہ اس دوران میں آمدہ تجاویز پر غور کر سکیں۔

—— پانی پت ۴ رجولائی۔ بلدیہ پانی پت کا ایک اجلاس میر احمد انصاری سینئر وائس پریذیڈنٹ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اور اکثریت نے منظور کیا کہ ان سات مسلم شہداء کے ورثا کو امداد دی جائے۔ جو چوکر قتل کے فائرنگ میں شہید ہوئے۔

—— ۹ رجولائی کو بروز جمعہ الوداع بارک اسلامی ہند کے فرزند جلیل میاں سر فضل حسین مرحوم کی برسی منائی جائے گی۔ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس دن جلسے منعقد کریں اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں

—— حکومت کشمیر نے جموں کے مسلمانوں کو ۵ ۲ کنال ۸ مرلے زمین قبرستان کے لئے مفت دی ہے۔ اس سے قبل اس مقصد کیلئے ۸ ۲ مرلے زمین دی تھی۔

—— بلدیہ جالندھر نے غریب طلباء کے لئے دودھ بہم پہنچانے کیلئے تیرہ سو روپیہ منظور کیا ہے

—— آئرش فری سٹیٹ کے انتخابات میں اسوقت تک مسٹر ڈی ولیرا کی پارٹی اکثریت میں ہے۔ اس کے تمام وزیر دوبارہ منتخب ہوچکے ہیں۔ ۸ نشستوں کا ابھی فیصلہ باقی ہے۔

—— حیدرآباد دکن۔ ایک گاؤں میں ایک عورت کی وجہ سے جسے آریہ سماجیوں نے اغوا کر لیا تھا ہندوؤں اور مسلمانوں میں فساد ہو گیا جس میں تین ہندو مارے گئے۔ اور ۱۹ زخمی ہوئے۔ اسوقت تک ۱۳ مسلمان گرفتار ہوچکے ہیں!

—— واردھا ۷ رجولائی۔ چار گھنٹہ کی مسلسل بحث و تمحیص کے بعد کانگرس کمیٹی نے وزارتیں قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

—— برلن ۶ رجولائی۔ سوویٹ ایسٹرن ریلوے کے ۲۲ افسر ولاڈی اسٹک میں موت کے گھاٹ اتار دئے گئے ہیں۔ الزام یہ تھا۔ کہ وہ حکومت جاپان کی طرف سے جاسوسی کرتے تھے۔

—— لکھنؤ ۷ رجولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ وزیر اعظم یو۔ پی نے استعفےٰ نہیں دیا۔ ہاں گورنر کو خط لکھا ہے جس میں تحریر کیا ہے کہ وہ کانگرس کے وزارت قبول کرنے کے فیصلے پر جگہ چھوڑ دیں گے۔

—— "جیوتا ٹیوز ریویو" کا بیان ہے کہ سٹالن کی ماں تفلس کے ایک گرجا میں مشغول عبادت تھی۔ کہ آپ کو (خفیہ پولیس) کے سپاہیوں نے لے بھی پکڑ لیا۔ اور بغیر کسی مقدمہ کے اسے بھی سائبیریا کے جنگلات میں ملک بدر کر دیا۔ اس کا جرم یہ تھا۔ کہ وہ گرجا میں خدا کی عبادت کر رہی تھی۔

—— لاہور ۷ رجولائی۔ سیٹھ جگل کشور برلا نے نئی دہلی میں سناتن دھرم سبھا کا مندر بنانے کے لئے ایک لاکھ روپیہ کا دان کیا ہے۔ ۹۹ ہزار روپیہ چندہ جمع ہوچکا ہے۔ اس رقم کیوجہ سے مندر مکمل ہوجائیگا۔

—— ۷ رجولائی۔ پنجاب خالص خوراک ایکٹ کے ماتحت خراب گھی اور دودھ فروخت کرنے کے الزام میں لاہور کے دو درجن دکانداروں کو جرمانہ ہوا ہے۔

—— امرت سر چنگی گھر میں رشوت کا بازار سخت گرم ہے۔ ان اطلاعات کے پیش نظر رشوت کو بند کرنے کے لئے خواجہ غلام صادق نہایت تندہی سے مصروف عمل ہیں۔

وفات

نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے۔ کہ مسٹر اے۔ ایل منیا پٹواری کا صاحبزادہ ۲۳ رجون کو انتقال کر گیا ہمیں اس حادثہ میں ان کے بھائی سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں صبر عطا فرمائے اور مرحوم کو باعث شفاعت و رحمت

جناب ملتانی صاحب کے پہلے بیان کے چند اہم اقتباسات

وہ یہ ہیں ..... میرے متعلق طرح طرح کے جھوٹے اور مکروہ پروپیگنڈے کر کے میرے خلاف خواہ مخواہ منافرت اور حقارت عام پھیلائی جا رہی ہے کہ گویا میں چھپا ہوا احراری یا پیغامی یا بابی وغیرہ تھا یا اب ہوں یا ان سے کسی طرح کی سازش کی ہے　　العیاذ باللہ ......

..... مکروہ پروپیگنڈہ کرنے والے احمدی دوستوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے اصول و معیار صداقت کے ماتحت چیلنج کرتا ہوں۔ کہ انمیں سے ایک یا دو یا سب اپنے اپنے اہل و عیال لیکر میرے مقابل میدان میں نکلیں اور میں بھی اپنے اہل و عیال لا کر اور اپنے شیرخوار بچہ کو گود میں لیکر خدا کے حضور میں تریاق القلوب (میں درج شدہ دعا ناقل) کی قسم کھاتا ہوں اور وہ بھی قسم کھا دیں۔ میں اپنے بیان کی تصدیق میں اور وہ اپنے بیان کی تصدیق میں ...... میرا یہ بیان ہے۔ کہ تادم تحریر میں نے احراریوں اور پیغامیوں سے مل کر اور نہ ہی احراریوں سے بذریعہ تحریر و تقریر کسی قسم کی سازش کی ...... اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں۔ تو مجھے ایک سال کے اندر اندر جھوٹوں کی سزا دے۔

میرے اخراج کے اعلان میں سزا صرف یہ ظاہر کی گئی تھی۔ کہ کلام سلام پیام مخرالدین سے بند۔ مگر اسی سزا کی تو عملاً تشریح کی جا رہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ:-

۱۔ میری اہلیہ اور میرے بچوں کا بھی بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ اس جرم میں کہ وہ میرے بچے ہیں۔

۲۔ میرے شیرخوار بچہ اور بیمار بچہ کا دودھ بند کرا دیا گیا ہے اس جرم میں کہ میرا بچہ ہے۔

۳۔ میری معذور بیوی کو نہلانے والی عورت کو میرے گھر آنے سے روک دیا گیا ہے۔

۴۔ میرے نہایت ہی عزیزوں اور پیاروں کو میرے گھر آنے سے روک دیا گیا ہے۔

۵۔ میرے مکانوں کے کرایہ داروں کو مجبور کر کے مکان خالی کرا دیا گیا ہے۔

۶۔ میرے دکان پر سے شمس الدین معذور کو محض اس لئے اٹھا دیا گیا ہے کہ ان کے خیال میں وہ میرے دکان کی نگرانی کرتا تھا چونکہ میرے مکان کے ارد گرد ۲۴ گھنٹہ بیسیوں آدمیوں اور لڑکوں کا پہرہ رکھا کر میرے اہل و عیال کو اور مجھے بے وجہ خوف اور ہیبت کا تختہ مشق بنایا گیا ہے۔

۷۔ اہل ہی کے مکانداروں کو مجھے ضروریات زندگی دینے سے روکا گیا ہے۔

۸۔ میرے کاروبار کو مطلقاً بند کر کے مجھے اور میرے اہل و عیال کو نان شبینہ کا محتاج اور مفلوک الحال بنانے کی سکیم بنائی گئی ہے۔

۹۔ میرے مکان کی ناکہ بندی کرنے سے ۱۳ و ۱۴ کی درمیانی شب میرے گھر میں دو دفعہ چوروں نے گھس کر میرے جان و مال پر حملہ کرنا چاہا مگر کار کنوں نے یہ دیکھ کر کہ ہم ہوشیار ہیں۔ بھاگ گئے۔ مگر اس دن سے ہم سب کے سب رات بھر بے چین اور خوفزدہ اپنے کوٹھے پر جاگتے رہتے ہیں۔ اور ہمارے سب دوست ہمسایہ وغیرہ جب اس وقت آرام کی میٹھی نیند سوتے ہیں۔ تیرہ برس سے میرا مکان آباد ہے مگر اب اس کی ناکہ بندی میں یہ فعل کیا گیا۔

۱۰۔ میرے مکان کی سب بیرونی کھڑکیوں کے سامنے ۲۴ گھنٹہ ایسی قسم کے لڑکوں کو بٹھایا جاتا ہے جن میں سے بعض لڑکے رات کو جائے احتیاطی ٹارچ روشن کرنے پر سامنے الف ننگے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت میری اہلیہ اور لڑکی بھی سامنے کھڑی ہوتی ہیں۔

۲۔ میرے متعلق منافقت، احراریت۔ پیغامیت، اور بابیت کا مکروہ اور جھوٹا پروپیگنڈہ کر کے عوام کو مشتعل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ میں خدا کے فضل سے احمدی تھا، احمدی ہوں اور انشاء اللہ احمدی مرونگا خواہ مجھے اس سے بھی زیادہ تکلیفیں اور دکھ کیوں نہ پہنچائے جائیں احمدیت میری خوراک۔ احمدیت میری پوشاک میرا اوڑھنا اور بچھونا اور اوڑھنا احمدیت اور انشاء اللہ احمدیت ہی میرا کفن بنے گی۔ احمدیت خدا کے فضل سے میرے رگ و ریشہ اور روح و جسم میں جزو لاینفک بن چکی ہے۔ یہ جوہر میں نے براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں سے پایا ہے

۳۔ میرے معصوم بچوں کو سکول میں تعلیم دینے سے انکار کر کے نکال دیا گیا ہے کیونکہ وہ میرے بچے ہیں۔

۴۔ چھوٹے چھوٹے بچوں اور عوام کو ہمارے سر پر پہرہ مقرر کر کے ہمیں انتہائی طور پر بے عزت اور حقیر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۵۔ اعلان میں بے جا اتہام کا لفظ لکھ کر اور تفصیلی بیان باوجود وعدہ کرنے کے اب تک شائع نہ کر کے لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ واقعی سنگین جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ حالانکہ در اصل نہایت معمولی بات ہے۔ اس میں ایسا بیانات یا اتہام کا کوئی دخل نہیں۔ یعنی اخویم ڈاکٹر فضل الدین صاحب آف کیرالہ کے گھر کی چوری کے واقعہ کے متعلق چند ایک ذاتی شکوے تھے جن کو بہ نیت صفائی قلب صاف صاف بیان کر دیا گیا۔ مگر اس صاف بیانی کو اتہام سے موسوم کر لیا گیا ہے۔ اور رائی سے اتنی بڑی وسعت اور اہمیت دی گئی ہے۔

۶۔ ہمارے کہیں ادھر ادھر آنے جانے پر سایہ کی طرح آدمی اور لڑکے لگائے گئے ہیں۔

۷۔ سلام کلام پیام بذریعہ تحریر و تقریر بند کر کے میرے ڈیفنس اور اصل حالات اور معاملہ کو جماعت کے لوگوں سے مخفی رکھا گیا ہے۔ اور اپنے یک طرفہ بیانات پر یقین کر لینے کے لئے جماعت کو مجبور کیا جا رہا ہے۔

اب دوست اور وہ دوست جو کبھی احمدیت کی وجہ سے غیر احمدیوں کے بائیکاٹ کے تختہ مشق رہ چکے ہیں۔ اندازہ لگا دیں۔ کہ آیا اس بائیکاٹ میں کوئی فرق ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو دوستو فکر کرو۔ کہ ان زیادتیوں کی وجہ سے جلد کوئی عذاب آنے والا نہ ہو۔ اگر مجھے صفائی سے یہ کہہ دیا جائے کہ ان حرکات سے ہمارا منشاء یہ ہے۔ کہ تم قادیان سے نکل جاؤ تو خدا کی قسم ایک لحظہ بھی نہ ٹھہروں گا۔ جائیداد یہاں کے ذمہ داروں کے سپرد کر کے فوراً چلا جاؤنگا۔"

جیسا کہ مذہب بالا عاکس مصائب سے ظاہر ہے جماعت سے اخراج گویا انسانیت سے ہی اخراج ہے۔ عام انسانیت کا سلوک بھی ہم عاجزوں اور بے کسوں سے روا نہیں رکھا جا سکتا۔ انسانیت چھوڑ حیوانیت کے دائرہ سے بھی نکالا جا رہا ہے۔ بھلا شیرخوار بچہ کے لئے دودھ دینے سے روک دینا طوفان آندھی سے ایک دیوار گر گئی۔ اس کے بنانے کے لئے راج کو منع کر دینا کس مذہب اور سوسائٹی میں جائز ہے۔ یا کس قانون و آئین میں سزا کی قسم ہے۔

اس حالت پر تین ہفتے گزرنے کو ہیں اور معلوم نہیں کہ یہ مصائب کتنا لمبا اور وسیع ہوگا۔ دارالامن و الامان میں یہ حالت کہ پرندوں کے بسیرے کے لئے درخت موجود جنگل کے درندوں کے لئے بھٹ موجود۔ مگر ابن آدم اور اس کے معصوم اور ننھے ننھے بیمار معذور بچوں کے لئے یہ بدامنی کہ نہ رات چین سے گزرتی ہے۔ اور نہ دن کو قرار ملتا ہے ڈنڈا فوج کے ہر وقت مظاہرا میری بیوی اور بچوں کے دلوں پر عجیب ہیبت طاری کر رہا ہے۔ اس جرم کی پاداش میں کہ میں نے چند ایک شکوے پیش کئے جن کو ناواجب اتہام سے موسوم کر کے تمام احمدی جماعت کو میرے خلاف ابھارا گیا ہے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ قادیان جیسے مقدس خطہ میں جو ایک صلح و آشتی اور سلامتی کے شہزادہ کا تخت گاہ ہے جہاں سے روحانی علوم کے چشمے پھوٹ پڑے ہیں۔ جہاں سے تمام دنیا کو سلامتی پہنچانے کا پیغام جاری ہوا۔ وہاں ایسے پرجفا ستم ذا کارروائیاں پھر اس پر روا رکھی جا رہی ہیں جو وفادار اور خدمت گزار احمدی ہے۔ اس پر یہ ظلم و ستم۔ الٰہی تیری پناہ۔

میرے پیارے خدا تو جانتا ہے کہ میں نے وطن چھوڑا محض حق کی خاطر۔ عزیز و اقارب سے منہ موڑا محض حق کی خاطر قادیان میں کنبہ چھوڑا محض حق کی خاطر۔ پچھلے رشتوں ناطوں کو توڑا محض حق کی خاطر تو اب قادیان میں حق کی خاطر رہ کر پھر اگر ہمارا جذبہ ایمانی اور طاقت روحانی اسقدر گر چکے ہیں۔ کہ حق گوئی کے لئے محض ہم اس لئے جرأت نہیں کرتے کہ کہیں ہماری دنیوی اغراض ضائع ہونگی۔ یا سوشل تعلقات میں فرق پڑے گا یا بائیکاٹ اور اخراج کا بھوت سر پر سوار ہو جائیگا۔ تو بس پھر ہماری ایمانی ترقی معلوم شد جو بہ کرام سے ہماری روحانی　　کیفیت نہیں بڑھ سکتی وہ ہمارے لئے نظیر ہے۔ حق کی خاطر نہ کہ فساد و فتنہ کی خاطر اگر ان تکالیف کے لئے پہلے ان نمونوں پر عمل کر کے طبیعت کو تیار کر لیا جائے۔ تو پھر کسی کوئی ڈر نہیں۔

پس اے خدا تو ہماری بے بسی اور بے یار و مددگاری کو خوب جانتا ہے۔ تو آپ ہی ہماری حفاظت کر رب کل شیئ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب صابی اے۔ بی۔ سی ایس فرسٹ ایڈیشنل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کوئٹہ

میسرز سارلس نارلس کیمبل اینڈ کمپنی کراچی بذریعہ ناظر عبد الغنی در مختار و ٹھیکیدار سکنہ کوئٹہ

بنام

فضل کریم، غلام فاروق سکنائے کوئٹہ مدیونان

زر العیال 8/14/5979

نوٹس بنام غلام فاروق ولد نامعلوم ٹھیکیدار دوکاندار سکنہ شہر ضلع لشاور

معاملہ صدر کئی بار نوٹس برائے تعمیل تنز ائطائیسلام برخلاف مدیون عہ۲ جاری ہوئے۔ مگر وہ تعمیل نوٹس سے گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ مختار ڈگریدار نے درخواست دی ہے کہ تعمیل حسب آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی کرائی جائے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا انکو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر بتاریخ ۲۷ ماہ حال ۲ حاضر عدالت ہذا آکر جواب دہی مقدمہ کرو ورنہ بصورت دیگر کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج بتاریخ ۲۴ کو دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم　　(مہر عدالت)

زندگی کے فیشن سے دُور جا پڑے ہیں

کون؟

قادیانی حضرات

(از جناب مولانا عصمت الدین صاحب شملوی)

جب سے میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھ میں قادیانی جماعت کی باگ ڈور آئی ہے۔ قادیانی حضرات یقیناً حق و صداقت سے روز بروز دور ہی دور ہوتے چلے گئے اور اس وقت ان کی حالت ایسی ہے کہ ہم قادیان کو سچ مچ دمشق کہہ سکتے ہیں اور اہل قادیان کو "دمشقی شگوفے" کیونکہ قادیانی مظالم کی انتہا ہو چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میاں محمود احمد صاحب کی پیدائش کے قریب الہاماً فرمایا۔

اخرج منهم اليزيديون

جس کی شرح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

قادیان دمشق کیوں ہے؟

صحیح مسلم میں جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید مشرقی کے پاس اتریں گے . . . . دمشق کے لفظ کی حقیقت میرے پر کھولی گئی . . . . کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزید الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں . . . . غرض مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے . . . . . .
دمشق پایہ تخت یزید ہو چکا ہے اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزار ہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے . . . .
سو خدا تعالیٰ نے اس دمشق کو جس سے ایسے پُرظلم احکام نکلتے تھے اور جس میں ایسے سنگدل اور سیاہ دروں لوگ پیدا ہو گئے تھے اسی غرض سے نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیل دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہو گا . . . .
خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے . . . . . اور اس بارہ میں قادیان کی نسبت مجھے الہام ہوا کہ

اخرج منه اليزيديون

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے۔

(تذکرہ صفحہ ۱۷۸-۱۷۹ بحوالہ ازالہ اوہام صفحہ ۹۳-۷۲)

بلاشبہ حضرت مسیح موعود جن کو حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے مشابہت تھی۔ ان کے زمانہ میں بھی بعض یزیدی الطبع ظالم اور سفاک افراد قادیان میں جو مثیل دمشق ہے موجود تھے اور ان پر بھی یہ کلام الٰہی اخرج منه اليزيديون صادق آتے رہے۔ دراصل وہ لوگ بہت کم مقدار میں تھے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق حقیقی ابھی پیدا ہونے والا تھا۔ قادیانی تو اس پیشگوئی کو احمدی جماعت لاہور کے امیر مولانا محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں پر لگاتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں ان کے محمودؓ نے ان مسیح موعود کے اصحابیوں کو قادیان سے "نکال دیا"۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ تاویل بالکل غلط ہے۔ کیونکہ مولانا محمد علی صاحب کا وہاں سے نکلنا تو قادیانی مظالم کے باعث حفاظت اسلام کی خاطر ہے اور میاں صاحب تو بہت چاہتے تھے کہ مولانا قادیان میں ہی رہیں۔ مگر محمدؐ اور علیؓ کو یہ گوارا کیونکر ہو سکتا تھا کہ مسیح موعود کی وصیت کو اس کے سامنے بدل دیا جائے اور یوں معناً مثیل حسین مسیح موعود کے حقیقی منشا کے وجود کو یزیدی الطبع لوگوں کے ہاتھوں سے قتل ہوتا دیکھے اور پھر ان ظالموں میں ہی پڑا رہے اور مثیل حسین کے منشا حقیقی کے وجود کو زندہ کرنے کے لئے منہاج نبوت[۱] یا منہاج اظلال انبیاء کے طریق پر مثیل دمشق مقام سے ہجرت کر کے

"داغ ہجرت"

کا نشان دنیا کو نہ دکھائے۔ سو اس نے ہجرت کی اور اس مقام کو اپنا مرکز بنایا جس میں مثیل حسین کا وصال اپنے محبوب حقیقی سے ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو الٰہی وعدوں کے مطابق ہوا تھا۔ اس لئے "اخرج" کا مصداق "محمدؐ و علیؓ" تو کسی طرح ہو نہیں سکتا اور نہ اس کے ہمراہی مہاجرین مگر ہاں جن کو یہ دعوےٰ ہے کہ ہم نے "محمدؐ و علیؓ" کو قادیان سے نکال دیا وہ خود اخرج منه اليزيديون کے مصداق ثابت ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے حضرت مثیل امام حسین علیہ السلام کی وصیت کو بدل کر اپنے آپ کو یزیدی الطبع ثابت کیا۔ وہ یزید ہی تھا جس نے امام معصوم حضرت امام حسین علیہ السلام کو محض "دمشقی سلطنت" کی خاطر قتل کروایا۔ اور اس لعنت کی سلطنت کو

لعل بے بدل

سمجھا۔ حالانکہ وہ خلافت کا مستحق نہ تھا۔ اس نے خلافت حقیقی کو مٹا کر اپنی "ملکیت" کو جبراً منوایا اور اس کے قیام کے لئے ہر طرح کے مظالم کا مظاہرہ کیا ٹھیک اسی طرح وصیت مثیل حسینؑ کو بدل کر اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن کے اختیارات کو سلب کر کے عملاً اسے مٹا دیا۔ اور مسیح موعود کے اختیارات کو اپنے حق میں منتقل کرا لیا۔ یہ وہ ظلم ہے جو یزید کے ظلم سے کم نہیں۔ اس لئے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ الہام اخرج منه اليزيديون کا صحیح مصداق کون ہے اور وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ دنیا دیکھ لیگی کہ یزید کون ہے اور مثیل حسینؑ کا حقیقی مصداق کون؟

[۱] حسب عادت منہاج نبوت سے کوئی قادیانی بزرگ حضرت مولانا محمد علی صاحب کے متعلق یہ نتیجہ نہ نکال لے کہ میں انہیں نبی مان رہا ہوں۔ اسی لئے میں نے احتیاطاً آگے منہاج اظلال انبیاء کا جملہ بھی لکھ دیا ہے ورنہ بات تو بالکل صاف ہے۔ وہ خود آنحضرت صلعم کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کے مصداق شیخین کو مانتے ہیں۔ مگر وہ نبی نہیں ہیں۔ ففہم و تدبر۔ منہ

دمشق سے دوسری مناسبت

دمشق وہ مقام ہے جسے دجال سے بھی خاص تعلق ہے یہی وہ مقام ہے جہاں سے حضرت مسیح علیہ السلام کے توحید کے مذہب کو تثلیث میں بدلنے کے لئے پہلے "پولوس" نے آواز اٹھائی تھی۔ اور آخری زمانہ میں دجال کا خروج مشرقی ممالک کی طرف اسی راہ سے ہوا ہے۔ کفارہ اور تثلیث کے عقائد کا یہی مرکز اولین ہے اور یہ سب کچھ مسیح علیہ السلام کے بعد مقام خلافت کے دوسرے مدعی پولوس کے ہاتھوں ہوا جس نے اس کو وہ شیطانی خواب ہوا تھا یا اس نے بنایا تھا جس کی بنا پر اس نے اصل عیسائی مذہب کی جڑ اکھاڑ دی پس دمشق سے قادیان کی یہ دوسری مناسبت ہے اور زیادہ اہم ہے کیونکہ حضرت اقدس کا اصل مقام مثیل مسیح موعودؑ ہونا ہے

اب غور کر کے دیکھو کہ مثیل دمشق خدا کے کلام میں جس مقام کو قرار دیا گیا ہے۔ وہاں کیا ہوا اور کس کے وقت میں ہوا۔ کس نے مسیح موعود کے مذہب کو بدل ڈالا۔ عملاً کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو منسوخ قرار دیا اور ساٹھ کروڑ محمد رسول اللہ صلعم کے نام لیواؤں کو ایک ہی وار میں کافر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر قتل کر ڈالا۔ اور ختم نبوت جیسے مسلّمہ اصل اسلامی کو غلط قرار دیدیا اور اس کی الٹی تاویلیں شروع کر دیں۔ اور غلام احمد کو سچ مچ "احمد" قرار دے کر تمام دنیا کو چیلنج کر دیا کہ کوئی ثابت کرے کہ بشارت عیسوی

مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد

کا مصداق سوائے حضرت مرزا صاحب کے کوئی اور ہے اور بڑے زور سے کہا کہ اس بشارت کا مصداق حضرت محمد صلعم ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔ اور لطف یہ کہ اس ادعاء باطل پر انعام مقرر کر کے آپ نے بحث کا چیلنج تمام دنیا کے علماء و فضلاء کو دیدیا۔ لیکن جب اس آقاء نامدار کے ایک غلام نے "احمد مجتبیٰ" در جواب کالل دیکر مقابلہ کے لئے للکارا تو آج تک پھر اس مقابلہ کا نام بھی نہ لیا اور نہ اس رسالہ کا کوئی جواب لکھا پھر غور کرو کہ وہ کون ہے جس نے پہلے "مصلحتاً نبی" کے لفظ کا عام استعمال شروع کیا اور پھر یہ وبال ایسا گلے پڑ گیا کہ قرآن مجید کی ہر آیت سے "خدایان نبوت" کا ثبوت . . . . دیا جانے لگا۔ اور آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا ذرا بھی پاس نہ رہا۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں فرمایا تھا کہ:۔

"اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آ سکتے ہیں"

(الوصیت)

مگر آج مثیل دمشق کے اخبارات اور رسائل اور کتب میں اس وصیت کی ایک ذرہ پرواہ نہیں کی جاتی اور یوں آنحضرت صلعم کی ہتک عزت کا باعث بن رہے ہیں۔

پھر غور کرو کہ وہ کونسا مقام ہے جہاں سے "تذکرہ" شائع کر کے یہ شہرت دی گئی کہ انجیل مسیح کے الہامات اور کلمات کا مجموعہ ہے اور اسی مجموعہ کا نام کتاب اللہ ہے۔ اسی طرح مسیح موعود کے الہامات و تفہیمات کے مجموعہ کا نام بھی کتاب اللہ ہے اور یوں حضرت اقدس کے الہامی شعر

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

کو بھی عملاً غلط قرار دیا۔ ہم نے خود قادیان کے لوگوں سے سنا ہے کہ مسیح موعود کی الہامی کتاب خطبہ الہامیہ ہے یا تذکرہ۔ و نعوذ باللہ من ذالک۔

غرض جس طرح پولوس یا پوپ ثانی کے زمانہ میں غلو کرکے حضرت مسیح موعود کا مذہب بگاڑ دیا گیا۔ بعینہٖ موعود مثیل مسیح کے بعد پولوسی خلافت کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود کا مذہب بگاڑ کر رکھ دیا گیا لیکن چونکہ آپ مہدی یا بروز محمد بھی ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آپ کے صحابہ کی ایک جماعت کو مولانا محمد علی کی قیادت میں اس پولوسیت کے توڑنے کے لئے ساتھ ہی کھڑا کر دیا۔ اور خدا کے فضل سے وہ وقت آ چکا ہے کہ اب یہ بت ٹوٹ جائے اور مسیح موعود کو خدا تعالیٰ تمام مخلوقات کے سامنے

"مقام محمود"

پر رکھ دے اور شاید جس کے ہاتھوں یہ کام ہو وہی خدا کے نزدیک مسیح موعود کا روحانی فرزند اور مصلح الموعود ہو۔

قادیان کی تصویر کا جو رخ میں نے قارئین کرام کے سامنے پیش کیا ہے۔ ممکن ہے اس کو بعض قادیانی حضرات یہ کہکر ٹھکرا دیں کہ اوہ یہ تو ایسے شخص کا خیال ہے جسے خدا کے اولوالعزم خلیفہ نے نکال دیا ہوا ہے۔ اس لئے میں قادیان کی موجودہ حالت کے مناسب حال حضرت مسیح موعود کی اپنی الہامی گواہی پیش کرتا ہوں۔ سنئے حضرت اقدس

"قادیانی جماعت کی حالت اور اس کے انجام"

کے متعلق کیا خوب فرماتے ہیں:۔

"میں اپنی جماعت اور پھر قادیان کے لئے دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا:۔

(۱) زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔"

(۲) فسحقهم تسحیقاً

ترجمہ۔ پس پیس ڈال۔ ان کو خوب پیس ڈالنا

(تذکرہ صفحہ ۴۷۲)

یہ الہامات ۱۹۰۷ء کے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے وفات مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قادیانی احمدی جماعت میں سے کثیر گروہ اصل زندگی کے طریق سے دور جا پڑنے والا تھا اور اس جماعت کے متعلق خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ خدا کے زبردست قانون قدرت کے ماتحت جب انتہا کو پہنچ چکی اور اس کے مظالم حد سے گذر گئے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اس طائفہ کے ہاتھوں مذہب کے پردہ میں قتل و غارت کے واقعات ہوئے تو اب وہ خدا خشمگین اپنے ملائکہ کے ذریعہ

"پس پیس ڈال ان کو خوب پیس ڈالنا"

کا حکم فرما رہا ہے۔ پس خوش قسمت ہے وہ احمدی جو خدا کی گرفت سے پہلے اپنا محاسبہ آپ کرکے توبہ کرے اور خدا کی پناہ میں آ جائے۔ ورنہ عذاب الٰہی کے وقت تو سبھی رویا اور روانت پیا ہی کرتے ہیں

استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ

مباحثہ راولپنڈی کے متعلق

الفضل کی ایک غلط بیانی

الفضل میں مسئلہ نبوت پر بحث کے متعلق یہ شائع کیا گیا ہے کہ میں نے یہ کہا کہ میں اس لئے جواب نہیں دے سکا کہ میں نے پرچوں کو پڑھا ہی نہ تھا۔ اصل بات صرف اس قدر ہے کہ میں پہلے پرچے کو کمی وقت کی وجہ سے پورا نہ پڑھ سکا تھا۔ اور کمی وقت ہی کی وجہ سے حصے مضمون کے بلا جواب کے رہ گئے تھے، لیکن بعد کے پرچوں کے لکھنے کے وقت میں نے تمام پرچوں کے نوٹ اکٹھے کر لئے اور ہر ضروری مطالبہ کا جواب دیدیا تھا۔

لطیفہ

مولوی ابوالعطاء صاحب کو چونکہ یہ علم تھا کہ میں نے جواب لکھتے وقت اس کے پرچے کو پڑھا نہ تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ اس کا یہ استدلال کہ حضرت اقدس جس طرح ظلی بروزی طور پر نبی ہیں۔ اسی طرح ان کی محدثیت مسیحیت اور مہدویت سب کچھ ہی ظلی بروزی طور پر ہے۔ پس جس طرح ظلی مسیحیت و محدثیت دراصل محدثیت و مسیحیت ہے اسی طرح ظلی نبوت بھی دراصل نبوت ہے۔ بالکل بے مثل استدلال ہے اور لاجواب ہے اس لئے انہوں نے کہدیا کہ مولوی عمرالدین صاحب نے میرے اس سوال کا کوئی جواب نہیں دیا اور وہ کیسے جواب دیتے جب کہ انہوں نے میرا پرچہ پڑھا ہی نہیں۔

میں نے کہا کہ میں نے اس سوال کا بھی جواب دیا ہے اور کوئی ضروری سوال نہیں چھوڑا۔ آپ یہ غلط کہتے ہیں

مولوی اللہ دتا صاحب نے کہا کہ اچھا اپنے پرچے میں سے اس سوال کا جواب نکال کر نشان لگا کر دکھا دو۔ میں نے تو تمام پرچہ پڑھ لیا ہے اس میں کہیں اس کا جواب نہیں ہے۔

میں نے پرچے میں سے وہ حصہ نکال کر نشان لگا کر دکھا دیا تو مولوی اللہ دتا صاحب چپکے رہ گئے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ ان کا پروپیگنڈا خلاف واقعہ یونہی شکست کو فتح کی صورت میں دکھانے کے لئے کہتا ہے کہ گویا میں نے اقرار کر لیا۔ کہ میں واقعی جواب نہیں دے سکا۔ بھلا اس طرح بھی کبھی فتح ہوتی ہے۔ یہ پرچے چھپ جائیں گے۔ پبلک خود دیکھ لے گی اور اگر بہت زیادہ زعم ہے تو ذرا دو چار اپنے اہم مطالبات کو پیش کرکے دکھا دیں جن کا جواب نہ دیا گیا ہو۔ پھر میں اپنے پرچے میں سے جواب نہ دکھاؤں تو میں جھوٹا۔ ورنہ قادیانی مبلغ راولپنڈی میں یہ اعتراض

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منک سردارا ولد پیارا ذات سیال سکنہ چک ۱۶۳ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۲/۵/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ بورڈ کے سامنے تاریخ مقررہ پر اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹/۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منک نجابت ولد محبت ذات سیال سکنہ چک ۱۶۲ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۴/۵/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹/۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منک محمد ولد حیدر ذات اکیرا سکنہ سیعد تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۶/۵/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۷/۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منک بہلو ولد مستا ذات ترال سکنہ لک تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۳/۵/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً حاضر ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹/۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منک خدایا ولد چراغ ذات سیانا سکنہ چک ۱۹۲ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۴/۵/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۰/۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منگا لبھا ولد جمال ذات بیدھن سکنہ بیگ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۶/۵/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر اصالتاً حاضر ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۸/۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یاہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

گوئے بانیہ ہر سعید خواہد بود ۔ نزدِ فتح نمایاں بنام ما باشد

الضحیٰ خمارہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۷۰۰۸

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیار پوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ۔ چھ روپے
ششماہی ۔ تین روپے

طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ | لاہور ۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء | نمبر ۸۳

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو میری راہ پر چلنا نہیں چاہتا وہ مجھ میں سے نہیں

میں اپنے ساتھ ان لوگوں کو کیا سمجھوں جنکے دل میرے ساتھ نہیں جو اس کو نہیں پہچانتے جسکو میں نے پہچانا ہے اور نہ اسکی عظمتیں اپنے دلوں میں بٹھاتے ہیں اور نہ ٹھوکر والے راہوں کے وقت خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے! اور کبھی نہیں سوچتے ۔ کہ ہم ایک زہر کھا رہے ہیں جسکا بالضرور نتیجہ موت ہے درحقیقت وہ ایسے ہیں جن کو شیطانی راہیں چھوڑنا منظور ہی نہیں یاد رہے کہ جو میری راہ پر چلنا نہیں چاہتا ۔ وہ مجھ میں سے نہیں اور اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور جو میرے مذہب کو قبول نہیں کرتا بلکہ اپنا مذہب پسندیدہ سمجھتا ہے وہ مجھ سے ایسا دور ہے ۔ جیسا کہ مغرب مشرق سے ۔ وہ پرخطا ہے کہ سمجھتا ہے ۔ کہ میں اسکے ساتھ ہوں میں بار بار کہتا ہوں کہ آنکھوں کو پاک کرو اور انکو روحانیت کے طور سے ایسا ہی روشن کرو جیسا کہ وہ ظاہری طور پر روشن ہیں ۔ ظاہری رویت تو حیوانات میں بھی موجود ہے ۔ مگر انسان اس وقت سوجاکھا کہلا سکتا ہے جبکہ باطنی رویت یعنی نیک و بد کی شناخت کا اس کو حصہ ملے اور پھر نیکی کی طرف جھک جائے ۔

سو تم اپنی آنکھوں کیلئے نہ صرف چارپاؤں کی بینائی بلکہ حقیقی بینائی ڈھونڈو اور اپنے دلوں سے دنیا کے بت باہر پھینکو ۔ کہ دنیا دین کے مخالف ہے ۔ جلد مرو گے اور دیکھو گے ۔ کہ نجات انہی کو ہے کہ دنیا کے جذبات سے بیزار اور بری اور صاف دل تھے میں کتنے کتنے ان باتوں کو کہہ گیا کہ اگر تمہاری یہی حالتیں ہیں ۔ تو پھر تم میں اور غیروں میں فرق ہی کیا ہے لیکن یہ دل کچھ ایسے ہیں ۔ کہ توجہ نہیں کرتے ان آنکھوں سے مجھے بینائی کی توقع نہیں لیکن اگر خدا چاہے ۔ اور میں تو ایسے لوگوں سے اس دنیا اور آخرت میں بیزار ہوں اگر میں صرف اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو میرے لئے ایسے لوگوں کی رفاقت سے بہتر تھا جو خدا تعالے کے احکام کو عظمت سے نہیں دیکھتے اور اس کے جلال اور عزت سے نہیں کانپتے ۔

اگر انسان بغیر حقیقی راستبازی کے صرف منہ سے کہے کہ مسلمان ہوں ۔ یا ہندو کا اگر صرف زبان پر روٹی کا نام لائے تو کیا فائدہ ۔ ان طریقوں سے نہ وہ نجات پائیگا ۔ اور نہ ہی وہ سیر ہوگا ۔ کیا خدا تعالیٰ دلوں کو نہیں دیکھتا ۔ کیا اس علیم و حکیم کی گہری نگاہ انسان کی طبیعت کے پاتال تک نہیں پہنچتی؟

(شہادۃ القرآن)

جواہر ریزے

جب انسان صبح اٹھتا ہے ۔ تو اس کے سب کے سب اعضاء زبان سے درخواست کرتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں ۔ کہ ہمارا خیال کرکے خدا سے ڈرنا کیونکہ ہم تیرے ساتھ ہیں ۔ اگر تو سیدھی رہی ۔ تو ہم بھی سیدھے رہیں گے ۔ اور اگر تو ٹیڑھی رہی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے ۔ (ترمذی)

سفیان بن عبد اللہ کہتے ہیں ۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کوئی امر مجھے فرمایئے ۔ کہ میں اس پر اچھی طرح کاربند رہوں! آپ نے فرمایا کہہ میرا پالنے والا اللہ تعالیٰ ہے ۔ پھر اس پر قائم رہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا چیز زیادہ خطرناک ہے جس کا آپ کو میری نسبت اندیشہ ہے؟ آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا ۔ اس کا یعنی اپنی زبان کو قابو میں رکھو ۔ (ترمذی)

جو شخص اللہ اور عاقبت پر ایمان رکھتا ہے ۔ اسے چاہیئے ۔ کہ نیک بات کہے ۔ یا چپ رہے دوسری روایت ہے کہ جو چپ رہا اس نے خلاصی پائی

(ترمذی)

زیادہ باتیں مت کیا کرو ۔ کیونکہ خدا کی یاد کے سوائے زیادہ بات کا کرنا دل کی سیاہی ہے ۔ اور خدا سے زیادہ دور وہ شخص ہے ۔ جو سیاہ دل ہو (ترمذی)

چار عادتیں میری امت میں زمانہ جاہلیت کی ہیں ۔ کہ لوگ انھیں نہیں چھوڑتے ۔ (۱) فخر کرنا اپنے خاندان کا (۲) عیب نکالنا اوروں کی نسل کا (۳) ستاروں سے مینہ مانگنا (۴) اور نوحہ کرنا ۔ (مسلم)

جو شخص جھگڑا چھوڑ دے گو حق پر ہو میں اس کے واسطے ضامن جنت میں ۔ جو جھوٹ کہنا چھوڑ دے ۔ خواہ ظرافت کے طور پر ہی کہہ رہا ہو ۔ اس کیلئے جنت کے وسط میں اور جو خوش خلق ہو ۔ اس کے واسطے جنت کے اعلیٰ درجہ میں ایک گھر کا ضامن ہوں ۔

(ابو داؤد)

حدیث نبی اللہ اور اہل قادیان کا قابل افسوس رویہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

اس حدیث میں چار دفعہ نبی اللہ کا لفظ آیا ہے۔ اگر اس کو چار دفعہ ظاہر پر حمل کریں گے۔ تو کم از چار دفعہ موضوع ٹھہرانا پڑے گا لیکن اگر اس کو ظاہر پر حمل نہ کیا جاوے گا۔ تو پھر چار دفعہ لفظ نبی اللہ کی تاویل کرنی پڑے گی کبھی اس کو استعارہ اور مجاز کہنا پڑے گا۔ اور کبھی نبی اللہ کے معنے محدث کہنے پڑینگے۔ اور کبھی اس کو لغوی معنوں میں یعنے پیشگوئی کرنے والا معنے کرنے پڑیں گے۔ اور کبھی اس کو ظاہر الفاظ (نبی اللہ) کی وجہ سے موضوع ہی کہنا پڑے گا۔ ایسی صورت میں اگر ہم نے اس کو موضوع کہدیا تو اعتراض کیوں؟ بحالیکہ حضرت مسیح موعود کی تحریرات اس پر شاہد بھی ہیں غرض حدیث نبی اللہ میں جو نبی اللہ کے الفاظ آئے ہیں۔ ان سے مراد ظاہر لفظ کے خلاف ہی لی جائے گی۔ اور اصلی اور صحیح معنوں میں یعنی کتب الہیہ نبی کے معنے نہیں لئے جاویں گے مطلب پھر یہی ہوا کہ مسیح موعود نبی نہیں ہوگا۔ اور ان الفاظ سے فائدہ کیا ہوا۔ کہ حدیث دراصل موضوع نہیں۔ اس لئے ظاہر پر اس کو حمل نہ کیا جائے گا۔ جب لفظ نبی اللہ کے ظاہر معنے ہی نہ لئے۔ تو اس سے حاصل کیا ہوا۔ ایک ذرہ وار سی بات ہوتی۔ پھر موضوع کے سر پر کوئی سینگ ہوتے ہیں۔ موضوع کو صحیح بنانے کے معنے یہی ہوتے ہیں۔ کہ اسکی تاویل کر کے اس کی عزت رکھ لی جاوے اور استعارات کے کہنے کا موقعہ تو بنا رہے۔ کہ رسول اللہ نے آنے والے مسیح کو نبی اللہ کہا ہے۔ اور اس طرح اپنا الو سیدھا کیا جائے مگر اس بات کا کیا جواب ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے خود اپنی قلم سے لکھا ہے کہ آنیوالے مسیح کے لئے ہمارے سید مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ کوئی اس کا بھی جواب سوچو۔ یہ نہیں کہ عیسائی جس طرح کہتے ہیں۔ کہ اگر مسیح نبی ہو تو نبی تو پہلے بھی آتے رہے ہیں مسیح کا آنا پھر کیا ہوا۔ ہم نے تو حضرت مسیح کو خدا ہی بنا کر چھوڑنا ہے۔ تم بھی یہ کہتے ہو۔ کہ اگر مسیح موعود محدث اور مجدد ہو تو محدث اور مجدد تو پہلے بھی ہوتے رہے ہیں۔ ہم نے تو مسیح موعود کو نبی ہی بنا کر چھوڑنا ہے۔ نبی بناؤ خدا بناؤ کچھ بناؤ۔ اس کے تم آپ ہی خدا کے حضور جواب دہ ہو۔ ہمیں اس سے کیا۔ ہمیں تو حضرت مسیح موعود کے اپنے اقرارات سے کام ہے۔ نہ تمہارے معتقدات سے کوئی کام۔ تم آزاد ہو حضرت مسیح موعود کی ان کھلی کھلی تحریرات کو پس پشت پھینک کر اپنا ایک نیا مسلک قائم کر رہے ہو کرو۔ مگر اس دعوے باطل کا سر کچلنے کے لئے جس کے رو سے ایک نئی نبوت قائم کی جا رہی ہے حضرت مسیح موعود کی تحریرات کافی ہیں۔ یہ کبھی دنیا سے مفقود نہیں ہو سکتیں۔ خود حضرت مسیح موعود نے تریاق القلوب میں اپنے آپ کو غیر نبی لکھا ہے کیا اس وقت حضرت کو حدیث نبی اللہ یاد نہ تھی۔ کہ مجھ کو تو سردار انبیاء نے نبی اللہ فرمایا ہے اور میں اپنے آپ کو غیر نبی لکھ رہا ہوں۔ اور تریاق القلوب سے پہلے اور اس کے بعد وفات تک جہاں بھی اپنے کو نبی کہا بطور استعارہ مجاز یا صوفیہ کرام کی اصطلاح میں ظلی بروزی نبی کہا۔ اور ہر جگہ اپنے متعلق اس لفظ نبی اللہ کی تاویل کی اور یہ تو ہر ایک لکھا پڑھا انسان بھی جانتا ہے۔ کہ مجاز اور استعارہ کا استعمال ایسی چیز پر ہوتا ہے جو فی الواقع نہ ہو۔ انسان کو مجاز اور استعارہ کے طور پر شیر کہیں گے مگر شیر کو کبھی مجاز اور استعارہ کے طور پر نہیں کہیں گے محدث کو مجاز یا استعارہ کے طور پر نبی کہہ لیں گے مگر نبی کو مجاز اور استعارہ کے طور پر نبی نہیں کہیں گے۔ جب حضرت نے خود اپنی قلم سے بارہا دفعہ لکھا کہ میں مجازاً یا استعارہ طور پر رسول ہوں۔ یا ظلی بروزی نبی ہوں۔ تو یہ سب لفظ اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے اور مانتے ہوئے لکھے ہیں اصلی اور صحیح معنوں میں رسول اور نبی سمجھتے ہوئے یا اپنے کو فی الواقع نبی مانتے ہوئے نہیں لکھے۔

مولویو! اللہ سے ڈرو اور ایک غیر نبی کو نبی نہ بناؤ۔ اس بے نفس اور پاک امام کی ہتک سے باز آؤ۔ اس امام کے استاد نہ بنو۔ بلکہ سچے معنوں میں شاگرد بنو۔ اور اس کی تکذیب نہ کرو۔ بلکہ اس کی تحریریں آمنا اور صدقنا کہہ کر قبول کرو۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ جو لوگ تمہاری وجہ سے گمراہ ہونگے وہ اس ضلالت کے گڑھے میں گریں گے۔ وہ خدا کے حضور قیامت کے دن یہی فریاد کریں گے ربنا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیل

حضرت مسیح موعود نے کبھی بھی حدیث نبی اللہ کو اپنے حق میں محل استدلال نہیں بنایا

یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ایک طرف تو حضرت یہ فرمائیں کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی اور دوسری طرف مسلم کی حدیث نبی اللہ کو کھلے لفظوں میں خلاف قرآن مشتبہ ساقط الاعتبار ظنی اور موضوع ٹھہرائیں۔ اور پھر اسی حدیث سے اپنے نبی اللہ ہونے کا استدلال کریں۔ کیا حضرت امام نے یہ نہیں لکھا۔ کہ "جو چیز قرآن سے باہر یا اس کے مخالف ہو وہ مردود ہے"۔ الحق لدھیانہ صلا۹

پھر کیا حدیث نبی اللہ کو مخالف قرآن نہیں فرمایا۔ اگر فرمایا۔ تو کیا ایک مردود روایت سے آپ اپنے نبی اللہ ہونے کا تمسک فرما سکتے ہیں حاشا وکلا ہرگز نہیں مگر بالفرض والمحال ایک منٹ کے لئے ان لفظوں سے کہ دراصل حدیث موضوع نہیں۔ ہاں استعارات سے پر ہے۔ اس کو صحیح بھی مان لیں۔ تو پھر حضرت کی اس کلام کی کیا توجیہ ہوگی۔

اور ممکن ہے کہ ایک حدیث باوجود صحیح ہونے پر پھر بھی واقعی اور حقیقی طور پر صحیح نہ ہو۔ غرض علم حدیث ایک ظنی علم ہے جو مفید ظن ہے دیگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ الحق لدھیانہ صلا۲

پھر حضرت مسیح موعود امتی ہیں امتی اور رسول کا لفظ باہم متبائن اور متناقض ہے ان کے بیچ میں کوئی واسطہ اور تعلق نہیں۔ اگر امتی بھی اصلی اور صحیح معنوں میں یعنے بمعنی کتب الہیہ نبی ہو سکتا۔ تو حضرت مسیح موعود کبھی یہ نہ فرماتے۔ کہ نبی کا لفظ میرے حق میں اور میرے الہام میں بطور مجاز و استعارہ ہے حضرت امام نے آنحضرت صلعم کے فیضان سے خدمت قرآن اور احیائے اسلام کے لئے خدا کی طرف سے امامت ولایت اور خلافت کا مقام حاصل کیا تھا۔ نہ نبوت کا۔

معترض نے جو اپنے نبوت میں حضرت کی کتابوں کے حوالے پیش کئے ہیں وہی حوالے اصل کتاب میں سے نکال کر پڑھ لیں کہ کیا حضرت نے حدیث نبی اللہ سے اپنے نبی ہونے کا استدلال فرمایا ہے۔ یا ہر جگہ اس کی تاویل فرمائی ہے۔ اور لفظ نبی کو اصل معنوں سے پھیر کر کوئی اور ہی مراد اس سے لی ہے۔ یہ بھی اس حدیث نبی اللہ کی تردید ہے

پھر دیکھو مباحثہ لدھیانہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تھا۔ چنانچہ حضرت صاحب نے جو اس کا جواب دیا۔ وہ الحق مباحثہ لدھیانہ صلا۱ پر یوں لکھا ہے۔

امام بخاری نے دمشقی حدیث کو ضعیف جان کر چھوڑ دیا۔۔۔ یہ گمان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ نواس بن سمعان کی حدیث بخاری کو نہیں ملی۔۔۔۔ بخاری نے وہ حدیث نواس بن سمعان کی اس مرتبہ پر نہیں سمجھی جس سے وہ اپنی صحیح میں اسے درج کرتا۔۔۔ بخاری کی بعض حدیثیں اگر غور سے دیکھی جائیں تو اس دمشقی حدیث سے کئی امور میں مخالف ثابت ہوتی ہیں۔

پھر حضرت امام نے مسیح کے نزول کے متعلق تمام احادیث کا ایک ہی لفظ میں یوں جواب دیا ہے۔

مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں یہ ایک پیشگوئی ہے جسکو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیشگوئیاں بیان کی گئیں تھیں تو اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا۔ اور جب بیان کی گئیں تھیں۔ تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔ (ازالہ اوہام صلا۱)

اب فرمائیے کہ جس پیشگوئی کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں وہ اسلام کا جزو کیسے بن سکتی ہے۔ کیونکہ نبی کا ماننا تو اسلام کا ایک جزو ہے۔ پھر کس طرح حضرت حدیث نبی اللہ کو صحیح کہہ سکتے۔ یا اپنے نبی ہونے پر استدلال فرما سکتے تھے۔

پھر اعجاز احمدی میں حضرت تحریر فرماتے ہیں:۔
مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں۔ کہ آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال کیوں دل میں آیا۔ آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں۔ یہ سادہ لوح یا تو افترا سے ایسا کہتے ہیں۔ یا محض حماقت سے اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے۔ جو میرے پر نازل ہوئی ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں۔ جو قرآن شریف کے مطابق ہیں۔ اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینکدیتے ہیں۔ اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا۔ تب بھی میرے اس دعوے کو کچھ حرج نہ پہنچتا۔ ہاں خدا نے میری وحی میں جابجا قرآن کو پیش کیا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں دیکھو گے۔ کہ اس دعویٰ کے متعلق کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی۔

اب بتاؤ۔ کہ حضرت تو اپنے دعوے کے ثبوت میں کسی حدیث کا ذکر تک بھی زبان پر لانا پسند نہیں کرتے تبھی تو مولوی ثناء اللہ امرتسری کو ایسا دندان شکن جواب دیا ہے۔ کہ اس کی کمر ہی توڑ دی ہے اور صاف اور کھول کر فرمایا ہے کہ اس دعوے کے متعلق کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی۔ اور یہ بھی حضرت نے گویا جلی قلم سے لکھ دیا ہے کہ جو حدیثیں قرآن کے مطابق اور میری وحی کے معارض نہیں انکو تائیدی طور پر ہم پیش کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہم ان کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت ہے
حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل عزت ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ — یوم دوشنبہ ۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ہجری — نمبر ۴۳

قوم کے بچے

"تجھ سے یتیموں کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ کہو ان کی اصلاح کرنا اچھا ہے۔" (البقرہ)

خواتین سلسلہ میں موجودہ بیداری نے بہترین شکل اختیار کی ہے مستورات کا قوم کے یتامیٰ کی پرورش اور تعلیم و تربیت کو ہاتھ میں لینا نہایت ہی مبارک امر ہے۔ جس قوم کے بچے قومی طریق پر اعلےٰ تربیت حاصل کرتے ہیں۔ اس کی ترقی یقینی ہے لیکن اگر ان بچوں کو بے یار و مددگار حوادثات عالم کے رحم پر چھوڑ دیا جائے۔ تو غضب الٰہی کا زبردست ہاتھ ایسی قوم کو ذلت و خواری کی موت سلا دیتا ہے۔

قوم کے بچے قوم کی قیمتی امانت ہوتے ہیں۔ اور ہماری ہر ممکن کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ کسی قسم کی کمزوری انکی خداداد استعدادوں کو بروئے کار لانے میں رکاوٹ کا باعث نہ ہو۔ اور اس کمزوری کی انتہائی شکل والدین کا سر سے اٹھ جانا ہوتا ہے۔ ایک بچہ کے والدین گو غریب ہوں۔ مگر ان کا سایہ سر پر ہو۔ تو پھر بھی امکان ہے۔ کہ وہ والدین کے زیر سایہ ایک طریق پر گامزن ہو کر ذاتی جوہروں کو ظاہر کر سکے۔ مگر ایک یتیم بچہ اس دولت سے محروم ہوتا ہے۔ اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا ہے۔ اس کا لباس پھٹا ہوتا ہے اس کے خوبصورت چہرے پر یتیمی اور بے کسی کی گرد ہوتی ہے۔ اس کے بال پریشان ہوتے ہیں۔ اس کو نہائے کئی دن گزر جاتے ہیں۔ مگر شفقت مادری اور پدری کے جذبات اسکی تلافی کے لئے موجود نہیں ہوتے۔ وہ زیور تعلیم سے بے بہرہ رہتا ہے۔ اس کا مستقبل خراب ہوتا ہے۔ اسکی تربیت نہیں ہوتی۔ اور اس طرح اس کا ذاتی نقصان ہی نہیں ہوتا۔ قوم بھی بگڑتی ہے۔ وہ اوروں کے بچوں کو خوش و خرم اپنے والدین کی آغوش میں دیکھتا ہے۔ تو وہ اپنی محرومی پر خون کے آنسو بہاتا ہے۔ اور کلیجہ تھام کر رہ جاتا ہے۔ وہ زمانہ بھر کی جھڑکیاں برداشت کرتا ہے۔ اور اکثر اوقات دوسروں کے جور۔ اپنوں کی بے اعتنائی اور فلک کی ستم ظریفی پر رو دیتا ہے۔ مگر والدہ کا مشفقانہ ہاتھ اس کے آنسوؤں کو پونچھنے کے لئے نہیں بڑھتا۔ اور وہ آغوش مادری کے سکون کی حسرت میں سب طرف نگاہیں دوڑا کر اور مایوس ہو کر خود ہی چپ ہو رہتا ہے

عزیزو! دار الیتامیٰ کے قیام کی تجویز منشاء الٰہی کے عین مطابق ہے تعجب کی بات تو یہ ہے۔ کہ اس نیک کام کے سرانجام دینے میں اس قدر طویل عرصہ غفلت کیوں کی گئی۔ اسلام کا مقصد و نیک کے بشر دوستی کیلئے ہر قسم کی سلامتی پیدا کرتا ہے۔ تو اگر ہم ہمدردی کے اولین اور اولیٰ ترین مستحق یتیم کے لئے آغوش لطف و کرم نہ کھول دیں۔ اور محبت و سکون کے دامن کو پھیلا نہ دیں۔ تو ابھی ہم اسلام کی حقیقت سے دور ہیں۔

قرآن کریم نے یتامیٰ۔ مساکین اور غربا کی خبر گیری کا بار بار عبادت الٰہی کے پہلو بہ پہلو ذکر کیا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ خدا کی عبادت کا مفہوم واضح ہی تبھی ہوتا ہے۔ کہ خلق کی خدمت کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہو جائے۔ عبادت کا مقصد تو یہی ہے۔ کہ انسان صفات الٰہی کا مظہر بن جائے۔ اور اس کا ثبوت اسکی روزانہ زندگی سے ہی مل سکتا ہے اللہ تعالےٰ نیکی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

"اور اللہ تعالےٰ کی محبت میں قریبیوں اور یتامےٰ اور مساکین اور مسافروں اور سوالیوں اور مجاہدین کو مال دو۔" (البقرہ)

مال غنیمت میں خدا تعالےٰ نے یتیموں کا حصہ مقرر فرمایا۔

"اور جان لو کہ جو چیز تم دشمن سے حاصل کرو۔ تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے اور رسولؐ کے لئے اور قریبیوں کیلئے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے" (انفال)

"جو اللہ نے اپنے رسول کو بستیوں والوں سے مال غنیمت دلایا تو وہ اللہ کے لئے اور رسول کے لئے اور قریبیوں کیلئے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ تم میں سے دولتمندوں کے درمیان نہ پھرتا رہے۔" (الحشر)

اسلام ایک بلند حقیقت ہے۔ ایک رفیع مقام ہے۔ ایک گھاٹی ہے جس پر چڑھنے کے لئے روحانی قوت کی ضرورت ہے۔ اور وہ قوت کس طرح حاصل ہو؟ اس بلند مقام پر انسان کس طرح پہنچے؟ قرآن کریم کیا ہی دلکش انداز میں فرماتا ہے۔

"اور ہم نے اسے دونوں اونچے راستے دکھا دئے سو وہ اونچی گھاٹی پر چڑھنے کی ہمت نہیں کرتا۔ اور تجھے کیا خبر ہے۔ کہ اونچی گھاٹی کیا ہے؟ کسی گردن کا آزاد کرنا۔ یا بھوک کے دن میں کھانا کھلانا قریبی یتیم کو یا مٹی میں ملے ہوئے مسکین کو۔" (البلد)

ایک مقام پر مومنین کی تعریف میں فرمایا۔

"چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پیتے ہیں۔ وہ اسے پھاڑ کر بہا نکالتے ہیں۔ نذر کو پورا کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت پھیل جانے والی ہے۔ اور اس کی محبت کی وجہ سے مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں۔ اور نہ شکریہ ہم اپنے رب سے تنگی اور سختی کے دن کا خوف رکھتے ہیں۔" (الدھر)

قرآن کریم یہیں آ کر رک نہیں جاتا۔ اگر ایک طرف یتیم کی خبرگیری کو معرفت الٰہی اور ایمان کی علامت قرار دیتا ہے۔ تو دوسری طرف یتیم سے غفلت کو تکذیب دین کے مترادف و ہم معنے بتاتا ہے

"کیا تو نے اس شخص کی حالت پر غور کیا جو دین کو جھٹلاتا ہے! یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔" (الماعون)

یتیم کو دھکے دینے کا مطلب اسی قدر معلوم نہیں ہوتا۔ کہ ایک یتیم اپنی بے کسی کو لے کر آپ کے پاس آیا۔ اور آپ نے جھڑک دیا۔ یہ تو انتہائی حالت ہے اگر قوم کے یتیم بچے پریشان حال نان شبینہ کے محتاج ہوں۔ ان کو تن پوشی کے لئے کپڑا تک نصیب نہ ہو غور و پرداخت کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہوں۔ ہڈیاں نکلی ہوئی ہوں حالت پراگندا ہو۔ اور اور آپ اس بات کے جانتے ہوئے بھی لاپرواہی کا اظہار کریں تو آپ یقیناً یتیم کو دھتکارنے والے ہونگے۔

عرب کا وہ دُرِ یتیم ؐ جس نے یتیموں اور مسکینوں کی تمام گروہ آلائش کو آب رحمت سے دھو ڈالا۔ ایک یتیم تھا۔ آپؐ کی محبت چاہتی ہے کہ ہم ہر یتیم سے محبت کا برتاؤ کریں یتیمی ہی میں پرورش پانے کی وجہ سے آپؐ یتیموں کی قلبی کیفیت سے پوری طرح واقف تھے۔ اور ہر وقت یتامےٰ کا خیال رکھتے مگر اس پر بھی اکتفا نہیں۔ اللہ تعالےٰ خاص تاکید کرتا ہے۔ کہ اپنی یتیمی کو یاد کر جبکہ ہم نے تجھے پناہ دی۔ اس لئے اگر تو چاہتا ہے۔ کہ ہر لحظہ خدا کی پناہ میں رہے تو پھر یتیم پر سختی نہ کر۔ اس سے بے رخی اختیار نہ کر۔ اسپر اس صاحب خلق عظیم نے محبت و شفقت کا جو سلوک کیا وہ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ کا کام دیتا ہے۔ فرمایا:-

"میں اور یتیم کا خبرگیر جنت میں ایسے قریب ہونگے۔ جیسے انگوٹھے کے پاس کی انگلی اور ذرہ سے فرق کے ساتھ اس کے پاس والی۔" (بخاری)

کیا ہی مبارک رفیق ہے اور کیا ہی بابرکت معیت۔ انبیاء نہیں بلکہ سرور انبیاء کی رفاقت تو ہر فضیلت پر سبقت ہے۔ اور کیا ہی عمدہ دوست اور ساتھی ہے۔

ایک بار مال غنیمت میں کچھ لونڈیاں آئیں حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت زبیرؓ کی صاحبزادیاں لونڈیاں اور دیگر امداد مانگنے آئیں۔ تو اس یتیموں کے ملجا و ماوا نے فرمایا کہ افسوس تم دیر سے پہنچیں بدر کے یتامیٰ کی درخواستیں پہلے پہنچ چکی ہیں۔

صحابہ کرام اسلام کی خاطر جان دیتے تھے۔ اور بصد خوشی نذر کردہ جانتے تھے۔ کہ ہمارے بعد ہمارے بچوں کا بہتر نگران اور ہمارا جائے پناہ موجود ہے۔

برادران سلسلہ۔ آپ نے دار الیتامےٰ کے افتتاح کا جو بیڑا اٹھایا ہے۔ وہ یقیناً رحمت الٰہی کو جذب کرنے والا ہے۔ مگر ایسے امور کو سرانجام دینے کے لئے قربانی کی ضرورت ہے۔ ہماری جن بہنوں نے اس کام کے کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ انھیں پوری سرگرمی کا اظہار کرنا چاہیئے طے یہ ہوا تھا۔ کہ کام اکتوبر میں شروع ہو جائے۔ اور اس کے لئے اخراجات کا تخمینہ دو صد روپیہ ماہوار لگایا گیا تھا۔ یہ ایک بہت بڑی رقم ہے سنگدلوں اور خدا پر ایمان نہ رکھنے والوں کے لئے یہ ایک حقیر رقم ہے ان کے لئے جن کے قلوب میں رحم کا مادہ اور اللہ تعالےٰ کے ارشادات پر ایمان ہے معلوم نہیں کہ آپ نے اس

(باقی بر صفحہ ۸)

غیر معمولی اور عظیم الشان تصرف الٰہی

مولوی اللہ دتا صاحب کے ہاتھوں قادیانیت کا خاتمہ

از جناب ماسٹر صادق علی صاحب - پٹیالہ

(۲)

قادیانیت کے نادان دوست

اس پیشگوئی پر میں اس سے زیادہ بحث کر چکا ہوں جتنی کہ میرے موجودہ مطالبہ کے لئے ضروری تھی۔ اگر ہمارے قادیانی احباب اس پر کوئی اعتراض کریں گے تو ہم انشاء اللہ اس پر مزید روشنی ڈالیں گے۔ لیکن میں یہاں یہ بات کھلے طریق پر کہنے سے نہیں رُک سکتا۔ کہ قادیان میں کچھ ایسے لوگ معلوم ہوتے ہیں جن کا محبوب ترین مشغلہ قادیانیوں کو مختلف قسم کے آلام و مصائب میں مبتلا رکھنا ہے۔ یعنی یہ لوگ ایک فتنہ کھڑا کرتے ہیں جو قادیانی مذہب کے لئے وبال جان ہو جاتا ہے اور پھر خود ہی اس کے دور کرنے میں تگ و دو کرتے ہیں تاکہ خود خلیفہ صاحب اور جماعت قادیان ان کی شکور ہو۔ اور ان کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے اور ان کے وجود کو جماعت کے لئے آیہ رحمت سمجھے۔ اس قسم کے لوگوں میں سے مولوی محمد صادق صاحب مبلغ یوگنڈا اور مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری ہیں اور بھی کئی اس قبیل کے آدمی ہیں جن کے متعلق میں لفظ یہ باب سے ذکر کرتا رہا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ خلیفہ صاحب قادیان اس قسم کے لوگوں کی حرکات سے بے خبر نہیں۔ اب کوئی پوچھے کہ محمد صادق صاحب مبلغ سے کس نے کہا تھا کہ مسیح محمود کا فتنہ جو بالکل ایک معمولی بسری ہو چکا تھا نئے سرے سے چھیڑے اور اپنے دل سے بعض باتیں بنا کر سیدنا حضرت مولوی محمد علی صاحب کی طرف منسوب کرے۔ اب یہی معمولی بات جس کو انہوں نے ابتداء میں دل لگی خیال کیا تھا قادیانیت کے لئے پیغام مرگ ثابت ہو رہی ہے۔ اسی طرح مولوی اللہ دتا جالندھری کو کیا تکلیف ہوئی تھی کہ بلا وجہ مجھ ناکردہ گناہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا الزام لگائے اور حق الیقین کے طور پر یہ جانتے ہوئے کہ قادیانی اصول زمینی ہیں اور ان کو آسمان سے کوئی امداد نہیں۔ نہ صرف مجھے بلکہ ساری احمدی جماعت کو چیلنج دے۔ یہ لوگ نادان دوست ہونے کی وجہ سے قادیانیت کے خطرناک دشمن ہیں اور کسی دن قادیانیت کی لٹیا ان کے ہاتھ سے ہی ڈوبے گی۔ انشاء اللہ العزیز والمستعان۔ بہر حال میں اب تیسرے محل اعتراض فقرے کو لیتا ہوں جسے فاضل جالندھری ناپاک ترین گالی اور گندہ ترین دریدہ دہنی قرار دیتے ہیں اور وہ فقرہ یہ ہے۔ قادیانیت کی بنیاد ہی دجل۔ فریب کاری کذب و افترا پر ہے اور طوالت مضمون کے خوف سے اپنی طرف سے کسی تشریح کے بغیر سیدنا حضرت مسیح موعود کی تحریرات کے حوالے اپنے بیان کے ثبوت میں پیش کرتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

قادیانیت کی بنیاد افترا پر ہے

ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹)

قادیانیت کی بنیاد کذب پر ہے

ان لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا بلکہ یہی کہا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح کذب ہے اور اس میں ذرہ بھی سچائی کی چاشنی نہیں اور نہ اس کا کوئی اصل ہے۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸)

قادیانیت کی بنیاد بے علمی پر ہے

اے بھائی معلوم رہے میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹)

قادیانیت کی بنیاد دجل پر ہے

اور کہتے ہیں کہ یہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء اور آخری نبی نہیں مانتا۔ حالانکہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور وہی خاتم الانبیاء ہیں۔ یہ سب باتیں مفتریات اور بکواسیات ہیں۔ پاک ذات ہے میرا رب میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی اور یہ سراسر جھوٹ اور کذب ہے اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ دجال ہیں۔

ضمنی اعتراضات کے جوابات

اب میں مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کے عائد کردہ تمام الزامات سے اپنی پوزیشن صاف کر چکا ہوں۔ نیتوں کو جاننے والا خدا ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ میں نے کبھی کوئی بات قادیانی احباب کی دل آزاری کے لئے نہیں لکھی۔ مگر حق اپنے اندر خود ہی ایک ذاتی تلخی رکھتا ہے۔ جو بعض طبائع پر ناگوار گذرتی ہے لیکن اس کا علاج کوئی نہیں۔ مضمون کی طوالت، اخبار میں گنجائش کی کمی اور اصل مضمون کی اہمیت کے پیش نظر میں مولوی اللہ دتا صاحب کے جملہ ضمنی اعتراضات کے ایک ہی مختصر نوٹ میں جواب دے دیتا ہوں۔ آئندہ فرصت میں انشاء اللہ حسب ضرورت ان پر مفصل بحث بھی کرونگا۔

لفظ رسول کا لغوی استعمال

اور محترم جناب خواجہ محمد عبداللہ صاحب نے فرعون مصر کے ایلچی کے لئے قرآن کریم میں لفظ رسول کا استعمال محض یہ ظاہر کرنے کے لئے پیش کیا تھا کہ لغوی معنوں میں الفاظ بغیر کسی امتیاز کے استعمال ہو سکتے ہیں۔ اس لئے موسیت کے لحاظ سے رام موہن رائے اور لوتھر کو اپنی اپنی قوم کا مجدد کہنے میں کوئی مجدد و مجدد شرعی لازم نہیں آتا۔ کیا آپ کو کوئی اعتراض ہے؟

نبی کریم صلعم کی بشریت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً میرے اور آپ جیسے ہی بشر تھے۔ آپ کو تمام حوائج بشری لگے ہوئے تھے۔ اور کبھی نہ کبھی آپ کو دوسرے انسانوں کی طرح سہو و نسیان بھی ہوتا تھا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بشر ہونا انسان کی سب سے بڑی پیاری اور خوبصورت تعلیم تھی۔ آپ اسے ہماری ضد میں آکر بدنما اور بھونڈی بنا رہے ہیں۔ دشمنی ہمارے ساتھ کیجئے اسلام کے ساتھ نہ کیجئے اور قادیانیوں پر رحم کیجئے۔ وہ غریب الفضل میں ہر لغو سے لغو بات کو آسمانی وحی سمجھ کر اپنا عقیدہ بدلتے رہتے ہیں۔ محمد صلعم کی بشریت انسانیت کے لئے شرف کا موجب ہے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور آپ جیسے انسان نہ تھے تو آپ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ بھی نہ ٹھہر سکتے تھے۔ استعداد کے لحاظ سے تو کوئی سے دو انسان برابر نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اگر اب بھی آپ کو اتفاق نہیں تو سیدنا حضرت مسیح موعود کی جماعت سے نکل کر پیر جماعت علیشاہ صاحب کے حلقہ ارادت میں شامل ہو جائیے وہاں نہ صرف آپ کو پاک ہی ہو گا۔ بلکہ آنحضرت صلعم کو بشر کہنا آپ کو حرام اور کفر نظر آنے لگے گا۔

ہماری گالیوں پر دعائیں

آپ کی دعاؤں کا شکریہ۔ فخر الدین صاحب ملتانی جیسے مخلص سے جس نے اپنا دین و ایمان سب قادیانیت کی نذر کر دیا۔ آپ لوگوں کا کمینانہ سلوک آپ لوگوں کی کیفیت قلبی کا آئینہ ہے۔ ایک درجن سے زائد گالیوں نے جو مجھے آپ نے دی ہیں میرے دل کو یقین سے لبریز کر دیا ہے کہ آپ ضرور دن رات ہمارے لئے ہی دعاؤں میں لگے رہتے ہیں۔ بھلا اس قسم کی ریاکاری سے کیا حاصل۔ میں تو صاف اقرار کرتا ہوں کہ میں نہ تو آپ کو دعا دیتا ہوں نہ بددعا۔ بلکہ آپ کی گالیاں پڑھ کر بے اختیار ہنس دیتا ہوں۔ کیونکہ میں آپ کی گالیوں میں آپ کی مغلوبیت کا کھلا نشان دیکھتا ہوں۔

مباہلہ کے لئے قادیانی چیلنج

مباحثہ کا آخری مرحلہ مباہلہ ہے آپ پہلے مباحثہ تو کیجئے۔ اور ثابت کیجئے کہ آپ کی جماعت اور خلیفہ صاحب قادیان رسول کریم صلعم کی توہین کے مرتکب نہیں ہوتے رہے اور نیز یہ کہ آپ کی جماعت کے عقائد میں توہین رسول مضمر نہیں اور خلافت مآب نے اپنے مقدس باپ کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال نہیں فرمائے۔ جب مباحثہ سے فیصلہ نہ ہوگا تو پھر مباہلہ کے متعلق غور کر لیں گے۔ عذاب الٰہی کے لئے اتنی جلدی نہ کیجئے وہ تو آکر ہی رہے گا۔ خدا کا خوف اور تقویٰ زیادہ اچھا اور قرین صواب ہے۔ بندہ ہو کر اپنے خالق و مالک پر بے جا ناز کرنا عبودیت کے خلاف ہے۔ آپ غلط فرماتے ہیں۔ احرار کے ساتھ میاں صاحب اپنے اور اپنی جماعت کے متعلق توہین رسول کریم کے الزام پر مباہلہ کے لئے کبھی رضامند نہیں ہوئے۔ قادیانیوں کو نو بیچ ہے۔ دوسرے لوگ آپ کی ان صریح غلط بیانیوں کے متعلق کیا کہتے ہوں گے یہی نہ۔ کہ یہ جماعت اپنی راستبازی کی وجہ سے نجات کی واحد مستحق ہے۔ بھلا منڈی بہاؤ الدین کے مباہلہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ فریقین میں سے کسی طرف کی جیونٹی تک کا کان گرم نہ ہوا مگر قادیانیوں کو ایک ذلت ضرور نصیب ہوئی۔ ایک قادیانی کو جو غالباً مباہلین میں سے ہی ایک تھا بہتان تراشی کی وجہ سے اور اس کے نتیجہ کے طور پر اخبار الفضل کو جو ساری جماعت قادیان کا نمائندہ ہے فریق مخالف سے معافی مانگنی پڑی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ میرا خیال ہے اب قادیان میں مباہلہ کی گرم بازاری ہونے والی ہے آپ یہ شوق وہاں پورا کر لیں مباحثہ ہمارے ساتھ کر لیں۔

سیدنا حضرت امیر بطور ثالث

سیدنا حضرت مولوی محمد علی صاحب کو میں بطور ثالث منظور کرتا ہوں۔ اگر ایک مسلمان بھائی کے خلاف توہین رسول کا جھوٹا الزام لگانے پر آپ اخبار الفضل کے ذریعہ اظہار ندامت کا وعدہ کریں ورنہ ان نکمی باتوں سے کیا فائدہ ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ صفحہ ۵

کہ مر جائیں تو قبر پرستی کیا کرنا اور ہماری قبروں سے فیض لیا کرنا گویا خدا نے چاندی کی قبریں اسی لئے تو دکھائی تھیں کہ بس ان قبروں سے چاندی وصول کیا کرو۔ ان سے دعائیں کرو گے تو کشائش رزق ہو جائے گی چاندی کی کمی نہ رہیگی۔ ویسے مجاور بن کر بیٹھ جاؤ گے۔ تو فاتحہ شیرینی چڑھاوا۔ نذر نیاز کا روپیہ چاندی کا بیطرح وصول ہوگا۔ اور کھانے پینے کی طرف سے بے فکری رہیگی۔ آخر سوچو کہ چاندی کی قبروں سے فیض پہنچنے کا ذکر کرنے سے میاں صاحب کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا

میاں محمود احمد صاحب کا حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت پر نیا حملہ

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مدظلہ العالی)

خدا جانے کیا وجہ ہے۔ کہ جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت سے کبھی بنی نہیں۔ حضرت نے وصیت میں انجمن کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ خلافت کا ذکر تک نہیں کیا تھا۔ مگر میاں صاحب نے سفاع اکل کی بنیاد ڈال کر انجمن کو خلیفہ کا غلام بے دام بنا کر دم لیا۔ یہ تو پرانی بات ہے۔ حال کی بات یہ ہے کہ میاں صاحب نے پھر الوصیت پر ہاتھ صاف کیا ہے۔

پیر اور مرید لڑ رہے ہیں۔

ہمیں خلیفہ صاحب اور ان کے مریدوں کی باہمی جنگ و پیکار سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ فخر الدین ملتانی صاحب مینیجر کتاب گھر قادیان یا شیخ عبد الرحمٰن مصری صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ قادیان اگر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی بیعت سے دستبردار ہو گئے۔ یا خلیفہ صاحب نے ان کو جماعت سے خارج کر دیا۔ تو ہمیں اس سے کیا سروکار! شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری خلیفہ صاحب کے خاص مقربین اور مخلصین مبلغین میں سے تھے اور فخر الدین ملتانی صاحب خلیفہ صاحب کے بڑے کارکن کارگزار اور بقول خویش خفیہ کارروائیوں میں بڑے رازدار مرید تھے۔ ان لوگوں نے بیعت سے کیوں دست برداری کی۔ اور اپنے خطوط میں جناب خلیفہ صاحب پر کیا کیا الزامات لگائے ہمیں ان کا کوئی علم نہیں! البتہ شیخ عبد الرحمان مصری صاحب کے اعلان سے اتنا ضرور پتہ لگتا ہے۔ کہ ان کے خیال میں خلیفہ صاحب کی موجودہ روش کچھ ایسی ہے جس سے قادیان کا معقول طبقہ دہریت کی طرف جا رہا ہے اور سارا سلسلہ ہلاکت کے گڑھے کی طرف چل رہا ہے اسلئے اگر خلیفہ صاحب انسے اندر خانے بات چیت کر کے اپنی اصلاح کا وعدہ نہ کرینگے اور شیخ صاحب کی اس معاملہ میں تسلی نہ کریں گے۔ تو وہ کچھ ایسے راز ہائے نہانی کا افشا کریں گے جس سے جماعت میں سخت انتشار کا اندیشہ ہے وہ کیا کیا راز ہائے نہانی ہیں۔ اور کیا کیا امور ہیں۔ جو قابل اصلاح ہیں۔ اور آیا خدا کا خلیفہ اپنی غلطیاں تسلیم کرنے کو تیار ہے یا نہیں ہمیں ان باتوں کا کچھ علم نہیں ان صاحبوں کے مکانوں پر خلیفہ صاحب نے پہرہ لگا رکھا ہے۔ اور ناکہ بندی سے ان کا ناطقہ بند کیا جا رہا ہے اور تمام قادیانی جماعت کو ان سے بائیکاٹ کا حکم دے رکھا ہے۔ اور یہ بزرگ اس ظلم و ستم سے سخت نالاں اور شاکی نظر آتے ہیں۔ تو ان باتوں میں کون دخل دے سکتا ہے۔ یہ تو از ناست برناست والا معاملہ ہے۔ نہ خلیفہ صاحب کو اتنا سرچڑھاتے اور ان کے اختیارات کو اتنا وسیع کرتے جس کی وجہ سے جبر و استبداد کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور نہ یہ مصائب نازل ہوتے! شیخ عبد الرحمان مصری صاحب کے خطوط کے جواب میں خلیفہ صاحب نے انکی تسلی تو کوئی کی نہیں۔ البتہ فرمایا تو یہ فرمایا کہ اگر میں خدا کی طرف سے خلیفہ ہوں حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میری نسبت پورے ہیں۔ اور مجھے جو خوابیں آئی ہیں وہ سچی ہیں۔ اور لوگوں کو جو خوابیں آئی ہیں صحیح ہیں۔ تو تم میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ گویا بات اب تمام معقول اور منقول دلائل سے گذر کر فقط بلند بانگ فرضی دعوے اور خوابوں پر آ رہی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کی نسبت کون یقین سے کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کا مصداق میں ہوں۔ بالخصوص جب واقعات سب مدعی کے خلاف ہوں۔ پس خلیفہ صاحب کا یہ جواب اگرچہ بالکل غیر تسلی بخش اور رپادر ہوا ہے کیونکہ جس خلافت کی بنیادیں خوابوں پر مبنی ہوں۔ اس کو حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہو سکتا نیز اصلی اعتراضات کا ان باتوں سے کوئی جواب نہیں ہو سکتا

مگر ہمیں کیا خلیفہ صاحب جانیں اور ان کے مریدان باصفا جانیں تیسرے آدمی کا بیچ میں بولنے کا کام کیا۔ اور اس جھگڑے میں پڑنے کی ضرورت کیوں گھر کے بھیدی لنکا ڈھانے پھریں۔ یا اس قصر عوامہ خلافت کا طلسم توڑتے پھریں۔ تو با دنا جانیں اور ان کا کام ہم غریبوں کو ان معاملات میں دخل دینے کی کیا مجال ہے! ابھی پچھلے دنوں میاں صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ میرے سامنے کسی کو بولنے کی تاب نہیں مگر آج اس بڑے بول کا سر نیچا نظر آتا ہے یہ مقام عبرت ہے۔

حضرت مسیح موعود پر ایک افترا

مجھے تو جس وجہ سے آج لکھنا پڑا وہ یہ ہے۔ کہ خلیفہ صاحب نے اسی سلسلہ میں اپنی بریت میں تقریر کرتے ہوئے لگے ہاتھ حضرت مسیح موعود کی وصیت پر ایسا ہاتھ صاف کیا۔ کہ میری تو ان کی اس قدر جسارت اور بیباکی پر حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اصل اعتراض کا تو جس کا جواب خلیفہ صاحب دے رہے تھے ہمیں پتہ نہیں۔ البتہ خلیفہ صاحب کی تقریر سے جو الفضل ۲ جولائی ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی ہے۔ اتنا ضرور پتہ لگتا ہے۔ کہ فخر الدین ملتانی صاحب یا ان کے کسی اور مرید نے خلیفہ صاحب اور ان کے بھائیوں کی خیانت و امانت پر الزام لگایا ہے۔ اس کی بریت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

" مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایکدفعہ باغ میں گئے۔ اور فرمایا مجھے یہاں چاندی کی بنی ہوئی قبریں دکھلائی گئی ہیں۔ اور ایک فرشتہ مجھے کہتا ہے۔ کہ یہ تیری اور تیرے اہل وعیال کی قبریں ہیں۔ اسی وجہ سے وہ قطعہ آپ کے خاندان کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ گو یہ خواب اس طرح چھپی ہوئی نہیں لیکن مجھے یاد ہے کہ آپ نے اسی طرح ذکر فرمایا پس خدا نے ہماری قبریں بھی چاندی کی کر کے دکھا دیں۔ اور لوگوں کو بتا دیا۔ کہ تم تو کہتے ہو یہ اپنی زندگی میں لوگوں کا روپیہ کھاتے ہیں اور ہم تو ان کے مرنے کے بعد بھی لوگوں کو ان کے ذریعہ سے فیض پہنچا دیں گے۔"

الفضل ۲ جولائی ۱۹۳۷ء

اب حضرت مسیح موعودؑ کی الوصیت کھول کر پڑھو۔ اس میں حضرت مسیح موعودؑ نے فقط اپنی قبر کے متعلق لکھا ہے۔ کہ آپ کو اپنی قبر دکھائی گئی جس کی مٹی چاندی کی طرح چمکتی تھی۔ اس زمانہ میں جو ڈائری اخبار میں چھپی۔ اس میں بھی آپ کا بیان یہی درج ہے۔ اپنے اہل وعیال کی قبریں چاندی کی بنی ہوئی دیکھنے کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ تو پھر حضرت مسیح موعودؑ کی صریح تحریر اور تقریر کے خلاف حضرت صاحب کی طرف باتیں منسوب کرنا کیا آپ پر افترا نہیں ہے؟ یہ خواب خود حضرت صاحب کی قلم سے الوصیت میں لکھی ہوئی اور چھپی ہوئی موجود ہے۔ اس طبع شدہ تحریر کے صریح خلاف خواب میں رد و بدل کرنا کیا جائز ہے؟ کیا یہ تحریف نہیں ہے؟ مقام غور ہے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کو سچ مچ یہ خواب آئی تھی کہ آپ کی اور آپ کے سارے اہل وعیال کی قبریں چاندی کی بنی ہوئی ہیں۔ تو آپ کو الوصیت میں ایسا لکھ دینے سے کونسا امر مانع تھا۔ اور صرف میاں محمود احمد صاحب کے کان میں کہنے کی انہیں کیوں ضرورت پیش آئی کیا ہم یہ مانیں کہ حضرت صاحب نے الوصیت میں اپنی ایک خواب لکھی اور وہ بھی غلط لکھی۔ اگر خواب اسی طرح آئی تھی جس طرح میاں صاحب کا بیان ہے۔ تو چاہیئے تو یوں تھا کہ جب آپ نے اپنے اہل وعیال کو کسی خاص وجہ سے ان تمام شرائط سے جو بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کے لئے ضروری تھیں مستثنیٰ قرار دیا تھا۔ تو صاف لکھ دیتے کہ مجھے خواب میں اپنے اہل وعیال کی چاندی کی قبریں دکھائی گئی ہیں۔ اس لئے انہیں مستثنیٰ کرتا ہوں۔ لیکن آپ نے کہیں ایسا نہیں لکھا میاں محمود احمد صاحب مانتے ہیں۔ کہ یہ خواب اس طرح چھپی نہیں جس طرح وہ بیان کرتے ہیں میں کہتا ہوں کیوں نہیں اس طرح چھپی؟ اسی لئے نہیں چھپی کہ حضرت مسیح موعود نے نہ اس طرح فرمایا۔ نہ لکھا۔ تو چھپتی کس طرح؟

تحریف کر کے بریت نہیں ہو سکتی

ایک صریح چھپی ہوئی رویا میں اس طرح تحریف کرنے کا میاں صاحب کو کیا حق ہے؟ ان کی یہ تحریف ان کے تقلید کورانہ کے مرتکب مرید مان لیں۔ تو مانا کریں مگر دنیا میں کوئی سمجھدار انسان کوئی منصف مزاج جج قطعاً نہیں مان سکتا۔ کہ ان پر کسی نے الزام لگایا ہے۔ وہ اپنی بریت میں تقریر کر رہے ہیں۔ اور گواہی میں ایک ایسی بات پیش کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کی صریح چھپی ہوئی تحریر کے مخالف ہے۔ اپنی بریت پیش کرنے کے وقت ان کی حیثیت ایک ملزم کی ہے اس لئے انکی زبان سے جو کچھ نکلے گا۔ وہ سند نہیں گردانا جائیگا۔ ان کو گواہی کے لئے جو کچھ پیش کرنا چاہیئے۔ وہ مستند ہونا چاہیئے۔ نہ کہ جو کچھ چاہا خود بدولت کہتے چلے گئے۔ اور سمجھ لیا کہ ہم خلیفہ ہیں۔ . . . . ہم کتنی ہی خلاف واقعہ بات کیوں نہ پیش کریں۔ دنیا کا فرض ہے کہ اسے مستند مانے۔ لیکن یاد رہے ساری دنیا انہیں خلیفہ نہیں مانتی الزام اور بریت کے معاملہ میں انہیں صرف ایک عام انسان کی حیثیت دی جائے گی۔ اگر صفائی پیش کرنی ہے۔ تو اسی طرح کرو جس طرح دنیا میں ہر ایک انسان پیش کرتا ہے یعنی جو بات پیش کرو۔ وہی مستند ہو۔ ان تعلیوں اور حضرت صاحب کی صریح تحریر کے خلاف باتوں سے صفائی نہیں ہو سکتی۔ اس طرح حضرت صاحب کی اپنی قلم کی صریح مطبوعہ تحریروں کے خلاف اگر لوگوں کی اناپ شناپ باتوں کو ہم ماننے لگ جائیں تو آپ کی تمام تحریروں سے امان اٹھ جاتا ہے۔ ہر ایک آدمی کہہ سکتا ہے۔ کہ مجھ سے حضرت صاحب نے تنہائی میں اس طرح کہا تھا جس طرح میں بیان کرتا ہوں۔ گو حضرت صاحب نے اپنی قلم سے لکھا۔ اور چھپوایا اور طرح ہے۔ مگر بات صحیح وہ ہے۔ جو ہم کہتے ہیں کیونکہ ہمارے کان میں کچھ اور کہا تھا یہ کس قدر حضرت صاحب کی توہین ہے۔

رویا کے ماتحت کوئی قطعہ مخصوص نہیں ہوا

اور یہ دوسری بات بھی غلط ہے۔ کہ اس وجہ سے قطعہ زمین آپ کے خاندان کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے خاندان کے لئے کوئی قطعہ زمین مخصوص نہیں کیا۔ آپ کی وفات کے بعد صدر انجمن نے حضرت صاحب کی قبر کے پاس کچھ جگہ چھوڑ دی تھی کہ کسی مقرب خاص یا آپ کے خاندان کے آدمیوں کو وہاں دفن کیا جائے۔ کیا عام قبرستانوں میں لوگ اپنے خاندانوں کے لئے زمین کے قطعے علیحدہ مخصوص نہیں کر لیا کرتے۔ بلکہ بعض تو احاطے بھی بنوا لیتے ہیں تو پھر اگر انجمن نے حضرت صاحب کے خاص دوستوں یا خاندان کے آدمیوں کے لئے کوئی قطعہ زمین مخصوص کر دیا۔ تو کونسی انوکھی بات ہو گئی۔ یہ قطعاً غلط ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اس رویا کے ماتحت کوئی قطعہ آپ کے اہل وعیال کیلئے مخصوص کیا گیا تھا۔ تاکہ وہاں چاندی کی قبریں بنیں۔ مجھے تو میاں صاحب کی اس جسارت پر تعجب آتا ہے۔ کہ کس بے تکلفی سے بغیر کسی جھجک کے ایسی باتیں کہتے چلے جاتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں۔

قبر پرستی کی تعلیم

پھر خلیفہ صاحب کا یہ فقرہ بھی قابل غور ہے۔ کہ "پس خدا نے ہماری قبریں بھی چاندی کی کر کے دکھا دیں۔ اور لوگوں کو بتا دیا کہ تم تو کہتے ہو یہ اپنی زندگی میں لوگوں کا روپیہ کھاتے ہیں۔ اور ہم تو ان کے مرنے کے بعد بھی لوگوں کو ان کے ذریعہ سے فیض پہنچائیں گے"۔ کس خوبصورتی سے قبر پرستی کی بنیاد رکھدی۔ مریدوں کو بتا دیا۔ کہ زندگی میں فقط پیر پرستی کافی نہیں مرنے کے بعد قبر پرستی بھی کرنا۔ کہ ہماری قبروں سے بھی فیض ملے گا۔ زندگی میں لوگوں سے انسان پرستی کرو کے بھی دل نہیں ٹھنڈا ہوا تلقین یہ ہے۔ کہ

(بقیہ صفحہ ۱۲ کالم ۳ پر)

ایک یتیم بچہ خدا کی جناب میں

از مولانا افقر موہانی وارثی مالک و مدیر جام جہاں نما لکھنؤ

گرد ہو جس میں یتیمی کی وہ صحرا ہوں میں — آنسوؤں سے جو ہو لبریز وہ دریا ہوں میں
دیکھتے دیکھتے جس کو نکل آئیں آنسو — بزم ایجاد میں وہ درد کا پتلا ہوں میں
عرش جاتا ہے لرز میری فغاں کو سن کر — جس سے ہو ٹکڑے جگر وہ غم فردا ہوں میں
جس طرف سے نہ گذرتی ہو ہوا ئے امید — ہمہ تن وہ نظر انداز تمنا ہوں میں
مورد جور فلک منزل بے داد جہاں — مجمع نکبت و افلاس کی دنیا ہوں میں
راس آیا نہ میرے تن پہ لباس ہستی — پیکر وہم ہوں تخئیل کا دھوکا ہوں میں
حسرت و یاس و تمنا کا ہے مجمع ہر سو — اور اس پہ یہ قیامت ہے کہ تنہا ہوں میں
ناخدا ساری خدائی میں نہیں تیرے سوا — اے خدا بیکس و بے یار و شناسا ہوں میں
زندگی اپنی گذرتی ہے طفیل دگراں — سایہ دار کرم مجمع دنیا ہوں میں
کچھ نہ ہونے پہ بھی یہ ناز ہے اللہ اللہ — چاہنے والے ترا چاہنے والا ہوں میں

اے مرے نامہ تقدیر کے لکھنے والے — تیرے احکام مشیئت کا معما ہوں میں
تابع حکم قضا جبکہ ہے فطرت اپنی — تو نہ غیروں پہ مجھے چھوڑ کہ تیرا ہوں میں
واسطہ تجھ کو محمد کی یتیمی کا خدا — عرض کرتا ہوں کہ صد ناز تمنا ہوں میں
رازق الخلق تری وسعت قدرت کے نثار — ابھی بھوکا ابھی سیر اور ابھی پیاسا ہوں میں
دینے والے ترے دینے میں کمی کچھ بھی نہیں — یہ خطا نفس کی ہے طالب دنیا ہوں میں
شکر ہر حال میں ہے تیرا کریم مطلق — تو غنی ہے تری رحمت کا تقاضا ہوں میں
واسطہ نام کا ہے تیرے قسم عرض سوال — چشم بد دور ترے نام کا پالا ہوں میں
سایہ دامن رحمت کی قسم کھاتا ہوں — بارک اللہ کہ قرآن میں آیا ہوں میں
اور کیا ہو گی تسلی مرے ٹوٹے دل کی — تو نے فرما دیا جب چاہنے والا ہوں میں
اپنے بندوں سے یہ تاکید دلایا تو نے — اہل دل اہل نظر جانتے ہیں کیا ہوں میں

مختصر ہے مری ہستی کی یہ افتاد مزاج — پیار سے دیکھ لیا جس نے اسی کا ہوں میں
صدقے ارباب کرم کے غم ملت کے نثار — جنکو احساس ہے بے والی و مولا ہوں میں
بھیجتے رہتے ہیں خیرات و زکوٰۃ و فطرہ — مستحق جس کا ہر اک حال میں تنہا ہوں میں

وائے مجبوری و ناکامی ارمان یعنے — عید کا روز ہے منہ قوم کا تکتا ہوں میں
اے یتیمی کے مری ناز اٹھانے والے — دیکھ اب قسمت ناشاد کو روتا ہوں میں
تجھ میں قدرت ہے زمانہ کو بدل دینے کی — تجھ میں وہ زور کرم ہے کہ توانا ہوں میں
پھیر دے قوم کے رخ کو مری جانب یارب — آخری نقطۂ پرکار تمنا ہوں میں
اللہ اللہ ہے عجب قدرت و حکمت تیری — جسکو دیتا ہے زمانہ اسے لیتا ہوں میں
شاد ہے یہ دل ناشاد عنایت سے تیری — جاکے شکرانۂ عید اب ترا پڑھتا ہوں میں

اے خدا قادر و قیوم و حکیم مطلق — تیرا بندہ ہوں ترا ماننے والا ہوں میں
چاہتا ہوں تری سرکار سے خدمت تیری — مجھ کو توفیق سکون دے کہ تڑپتا ہوں میں
تجھ کو پہچانوں ترے حکم قضا کو سمجھوں — دین اسلام کے اعزاز کا تمغا ہوں میں
بعد تکمیل خبرداری دین و مذہب — خادم قوم رہ ملت بیضا ہوں میں
خدمتیں خلق نے جو کی ہیں یتیمی کی مری — مجھ کو بھی دے وہی توفیق کہ ایسا ہوں میں
تنگ ہو مجھ پہ نہ دنیا نہ ہو عقبےٰ مشکل — دونوں عالم میں ترے رحم کا جویا ہوں میں
مہرباں تو ہے تو ہر روز ہے عید قرباں — بارک اللہ لنا تیرا ہی شیدا ہوں میں

مشکلیں زیست کی کر دے مری آساں یارب
وہ سلامت رہیں جن کیلئے مرتا ہوں میں

احمدیت اور اُسکے نادان مخالف

(از خانصاحب محمد منظور الٰہی آنریری جائینٹ سکرٹری)

(گزشتہ سے پیوستہ)

حضرت مرزا صاحب کی گزشتہ قسط کے حوالہ جات کی بنا پر خدا کے فضل سے چٹان کی طرح سنبھلا ہے۔ اگر کسی کی علمی اور مذہبی پوزیشن متزلزل ہوتی ہے۔ تو پروفیسر صاحب اور ان کے ممدوح کی جن کو حضرت مرزا صاحب کے اصل خیالات جاننے کا علم تک نہیں مگر اعتراضات کرنے کے لئے نکل دوڑتے ہیں۔

اس کے بعد پروفیسر صاحب اپنے حکیم الامتہ علامہ اقبال مدظلہ کی تعریف جہاد جو انہوں نے اسرار خودی میں فرمائی یہ کرتے ہیں:-

"کہ اسلام میں جہاد کے معنے یہ کرتے ہیں۔ کہ مسلمان کی زندگی کا مقصد وحید اعلائے کلمتہ اللہ ہے۔ اور اگر کوئی طاقت مسلمان کو اس کے اس مذہبی فریضہ کی تکمیل سے باز رکھنا چاہے۔ یا اس میں مزاحمت کرے تو وہ حق و صداقت کی حمایت میں تلوار اٹھا سکتا ہے"

لیکن پروفیسر صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ نور الحق حصہ اوّل ۱۸۹۴ء میں حضرت مرزا صاحب نے اسلامی جہاد پر ایسے ہی بلکہ ذرا تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے تو **مسلمان کی زندگی کا مقصد وحید اعلائے کلمتہ اللہ** کی تکمیل کے لئے ایک جماعت کی بنیاد رکھی۔ جو یہ کام ساری دنیا میں کر رہی ہے۔ لیکن آپ کے **حکیم الامتہ مدظلہ** نے عملاً اس کام کے لئے کونسا قدم اٹھایا بجز اس کے کہ قرآنی آیت وانھم یقولون ما لا یفعلون۔ کی تصدیق کی جس طرح پروفیسر صاحب نے اپنے ایک غلط وہم کی بنا پر حضرت مرزا صاحب پر الزامات دئیے ہیں۔ وہ نوٹ ہر کرتے ہیں کہ وہ ابھی تک بسم اللہ کے گنبد میں بیٹھے ہوئے اپنے نان و نفقہ کی خاطر **حکیم الامتہ مدظلہ** کی تعریف کے پل باندھ رہے ہیں

پروفیسر صاحب کا یہ کہنا۔ کہ "تمہارا (یعنی احمدیوں کا) مسلک انگریزوں کی غلامی ہے۔ یہ تمہیں مبارک ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا مسلک درس حریت و آزادی ہے وہ انہیں مبارک رہے"۔ افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے درس حریت اور آزادی کا نتیجہ ابھی تک سوائے پروفیسر صاحب کے دماغ یا ڈاکٹر صاحب کے اشعار کے اور کہیں نظر نہیں آیا۔ بلکہ ابھی تک ڈاکٹر صاحب کی گردن انگریز کے سر سے مزین ہے جنکو غلامی کا سبق دینے کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ وہ تو ایسے پھندوں سے بچے رہے لیکن درس حریت و آزادی دینے والے ہمیشہ انگریزوں کے ممنون احسان ہی رہے۔

پروفیسر صاحب کی غلط بیانیوں کی حد ہو گئی ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:-

وہ (یعنی حضرت مرزا صاحب) اپنے قائم کردہ سلسلہ کو جسے وہ حقیقی اسلام کہتے تھے۔ سرکار انگلشیہ کا خود **کاشتہ پودا** قرار دیتے ہیں۔ اور اس بات کو بڑے فخر و مباہات سے بیان کرتے ہیں۔

اگر ان سے اس کا حوالہ دریافت کیا جائے۔ تو بجز خاموشی ان کے پاس کیا جواب ہے۔ کیا وہ مہربانی فرما کر اپنی عبارت کا مفہوم حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب سے دکھا سکتے ہیں۔ پروفیسر صاحب آپ تو ماشاء اللہ **حکیم الامتہ مدظلہ** کے اشاعت اسلام کالج کے پرنسپل ہیں۔ اس قدر غلط بیانی ایک معمولی تعلیم یافتہ انسان کا کام بھی نہیں۔ ہم ان غلط بیانیوں کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں۔ کہ ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملاں ست
کار طفلاں تمام خواہد شد

پھر پروفیسر صاحب کس جسارت سے فرماتے ہیں:-

جو اسلام برطانیہ کے زیر حمایت سرسبز ہو۔ وہ یقیناً اس اسلام سے کوئی نسبت نہیں رکھتا جس کی صداقت کا آفتاب فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا تھا۔

لیکن ہم دوسری طرف یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جو درس حریت و آزادی انگریز کے سر کے صدقہ میں سکھایا جائے۔ وہ یقیناً اس درس حریت و آزادی سے کوئی نسبت نہیں رکھتا جس کی صداقت کا آفتاب فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا تھا۔ برطانیہ کی سلطنت میں رہ کر اسلام تو غیر برطانوی علاقہ جات تک میں سرسبز ہو رہا ہے۔ لیکن اس درس حریت و آزادی کا کہیں دنیا میں نام نشان نظر نہیں آتا۔ جسے پروفیسر صاحب کے ممدوح دے رہے ہیں:-

اس کے بعد پروفیسر صاحب کس بھولا پن سے دریافت کرتے ہیں گویا وہ دنیا کے حالات سے بے خبر ہیں کہ:-

سوال تو یہ ہے کہ خدائے قدوس نے جو الہامات ان پر (یعنی حضرت مرزا صاحب پر) نازل فرمائے ہمارے لئے ان کی قیمت (عملاً) کیا ہے؟ کیا ان کی مدد سے یا ان پر عمل کرنے سے مسلمانوں کی موجودہ سیاسی اقتصادی اور تمدنی مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے؟

یہ سوال ہی ظاہر کرتا ہے کہ پروفیسر صاحب نہ علم دین سے واقف ہیں نہ قوانین دنیا سے۔ ایک حاذق حکیم و ڈاکٹر کے نسخے کی کیا قیمت ہے جب تک بیمار اس پر عمل نہ کرے یہ سوال تو تب کرنا چاہیئے تھا کہ جب مسلمان اس نسخے کو استعمال کرتے۔ اور اس پر عمل کرتے پھر ان کی سیاسی اقتصادی۔ تمدنی مشکلات دور نہ ہوتیں۔ ایک طرف تو حکیم و ڈاکٹر کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور اس کا علاج کرانے سے روگردانی ہے دوسری طرف پروفیسر جیسے پڑھے لکھے سوال کرتے ہیں۔ کہ بیماریوں کا خاتمہ کیوں نہیں ہو جاتا۔ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت نے کس طرح بڑے بڑے لوگوں سے عقل و خرد کو نکال دیا گیا ہے۔ وہ اپنی آنکھوں سے ایک مختصر سی قوم کو مالی اور جانی قربانیاں اعلائے کلمتہ الحق کے لئے کرتے دیکھتے ہیں جس نے دنیا جہان کے مسلمانوں میں ایک عام مذہبی بیداری پیدا کر دی ہے۔ اور ان میں اسلام کے غلبہ کا مضبوط خیال پیدا کر دیا ہے۔ وہ اپنے حکام کو بھی اسلام کی غلامی کا درس سکھا رہے ہیں۔ اور اس میں برابر کامیاب ہو رہے ہیں لیکن بے حس و حرکت مخالف مسلمان سوائے مخالفت کے اور کچھ نہ جانتے ہیں نہ کر سکتے ہیں حال ہی میں ہندوستان کی ایک بڑی غیر مسلم قوم اسلام کے دروازے پر آ کر کھڑی ہو گئی لیکن درس حریت و آزادی دینے والوں کا خون ایسا سرد ہو گیا۔ کہ اس غریب قوم کو آزادی نہ دلا سکے۔ اور اپنی بے حسی پر دوسروں کو تمسخر کا موقعہ دیدیا۔ جو لوگ ایک بے بس قوم کو حریت و آزادی کا سبق نہیں دے سکے۔ اور جن کی رگ حمیت اس موقعہ پر ذرا نہیں پھڑکی۔ وہ خود کیسے زندہ رہنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں ان مظلوم اقوام کا مسلمان ہو جانا مسلمان قوم کے لئے سیاسی طور پر بھی مفید تھا لیکن انھوں نے کونسا قدم اس کے لئے اٹھایا؟

یہ بالکل سچی بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی عملی طور پر پیروی ہی اس زمانہ میں مسلمانوں کی سیاسی، اقتصادی اور تمدنی مشکلات کا واحد علاج ہے۔ مخالف مسلمانوں نے درجنوں بڑی بڑی قومی تحریکات جاری کیں لیکن ان کا نتیجہ بجز ٹائیں ٹائیں فش کچھ نہ نکلا۔ آخر کیوں؟ ان میں بڑے بڑے حکیم الامتہ بھی ہیں ظفر الملت والدین بھی ہیں، امیر شریعت، امام الہند بھی ہیں لیکن پھر بھی قوم کا قدم پیچھے ہی جا رہا ہے۔

حضرت مرزا صاحب پر اعتراضات کر کے اپنے خداوندان نعمت کو خوش کر دینے سے قوم کی مشکلات کا کبھی حل نہیں ہو سکتا۔ اس کا تو ایک ہی علاج ہے کہ واقعات زمانہ پر نظر رکھ کر عملی کام کیا جائے۔ . . . . . .

. . . اور جہادی سپرٹ کو جو خود پروفیسر صاحب اور ان کے ممدوح میں سب سے بڑھ کر ہے۔ خیرباد کہہ دیا جائے۔ کیونکہ یہی جہادی سپرٹ مسلمانوں کو نہ باہم متحد ہو کر کوئی مفید قومی کام کرنے کی توفیق دیتی ہے۔ اور نہ انہیں باہمی اخوت کو ترقی ہونے دیتی ہے۔ ایسے خود غرض لوگوں کا کام ذہبی اور فسادی خیالات کی بنا پر مسلمانوں کو باہم لڑواتے رہنا ہے۔ ان لوگوں کے کہنے کی باتیں اور ہیں۔ اور کرنے کی اور۔ احمدیوں کو چھوڑ کر بھی یہ درس حریت و آزادی دینے کے مدعی مسلمان قوم کو متحد نہیں کر سکتے پھر ان کے پیچھے لگ کر قوم کی سیاسی، اقتصادی اور تمدنی مشکلات کیسے دور ہو سکتی ہیں۔ اس کے خلاف ذرا سینوں کو صاف کر کے اور ان کو کشادہ کر کے حضرت مرزا صاحب کی تعلیم اور پیروی کی آزمائش کریں۔ بہت سے خود ساختہ حکیم الامتوں کو آزما رہے ہیں۔ اس خدا کے فرستادہ حکیم کے نسخے کو بھی استعمال کر کے دیکھیں۔

حضرت مرزا صاحب نے کس خوبصورت پیرایہ میں مسلمان قوم کی امراض اور اس کے علاج کا نقشہ انہیں اشعار میں کھینچا ہے جن کے صرف ایک شعر پر اس ہمہ دان پروفیسر نے اعتراضات کرتے ہوئے اپنی علمیت کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ فرماتے ہیں:-

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں ۔۔۔ اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں کیوں وہ قوت و طاقت نہیں رہی ۔۔۔ وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی ۔۔۔ وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی ۔۔۔ وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی ۔۔۔ خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی ۔۔۔ حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
حمق آ گیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی ۔۔۔ کسل آ گیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی ۔۔۔ وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی ۔۔۔ اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی
وہ انس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی ۔۔۔ ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی ۔۔۔ نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی
سو سو ہے گند دل میں طہارت نہیں رہی ۔۔۔ نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی
خوان تہی پڑا ہے وہ نعمت نہیں رہی ۔۔۔ دیں بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی
مولیٰ سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی ۔۔۔ دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی
سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی ۔۔۔ اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی
تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی ۔۔۔ صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی ۔۔۔ بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے ۔۔۔ کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے
ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو ۔۔۔ عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو
اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے ۔۔۔ مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے
اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں ۔۔۔ روتے رہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں
کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں ۔۔۔ شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں

(ختم)

(بقیہ صفحہ ۳)

کام کا کس قدر جوش سے خیر مقدم کیا ہے مگر یہ عرض کر دینا ہوں کہ نیکی میں سبقت لے جانا مومن کی شان ہے۔ ابتدا میں آپ یہ خوشی یکمشت بڑی بڑی حسب استطاعت رقوم دے سکتے ہیں مگر مستقل کام کے لئے مستقل امداد کی ضرورت ہے۔ اس لئے اولین فرصت میں اطلاع دیجئے کہ آپ اس سعادت میں کس قدر حصہ لے سکتے ہیں نیکی کی توفیق اور موقع ملنا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ اور اس سے زیادہ متمتع ہونا آپ کا کام ہے۔

خواتین سلسلہ کی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اس کام کا بوجھ انہوں نے ہی اپنے ناتواں — مضبوط کندھوں پر اٹھانا ہے۔ اس کام کا تمام انتظام مدد خرچ تعلیم و تربیت ان کے ہاتھ میں ہوگا۔ لہٰذا وہ اپنی قربانی کا اس حد تک ثبوت دیں۔ کہ وہ مردوں کی طرف سے بے نیاز ہو جائیں۔ یہ اجر منقطع نہیں ہوگا۔ اس کے فوائد آپ پر اس وقت ظاہر ہونگے جبکہ قوم کے مساکین اور یتیم قوم کا مضبوط جزو بن جائیں گے۔ اور غربت و افلاس سے ناپید ہو جائیں گے۔ بہرحال ہمیں اس کام میں محض رضائے الٰہی کی خاطر حصہ لینا ہے۔ اسلئے اپنے بچوں کے سروں پر دست شفقت پھیرتے ہوئے ان یتیموں کا بھی خیال رکھئے۔ جو کہ اس ہاتھ سے محروم رہ گئے۔ اپنے بچوں کو آغوش میں لیتے اور پیار سے ان کا منہ چومتے ہوئے ان بچوں کو بھی یاد کیجئے جو ہمیشہ ہمیشہ سے اس نعمت سے محروم ہو کر مسکین نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی آکر ان کے سینے سے لگا لے۔ اور اس دولت محبت و پیار سے مالا مال کر دے۔ جس سے اور بچے بہرہ ور ہیں۔ کیا کسی کے پہلو میں دل ہے۔ جو انکی بے کسی پر پسیجے۔

سیرت کمیٹی کی سرخروئی

ڈھائی ہزار کی آخری قسط فلسطین بھیج دی گئی۔

سیرت کمیٹی نے سرمایہ فلسطین کا حساب شائع کر دیا ہے کمیٹی کی اپیل پر کل ۱۲۶۱ - روپیہ ۱۲ر چندہ آیا جس میں سے ۸۲۳ روپے ۸ر بذریعہ منی آرڈر بھیجے گئے۔ باقی ۲۵۳۷ روپے ۱۲ر آنے میرے پاس امانت تھے۔ یہ پوری کی پوری رقم لائیڈز بنک لاہور کے ڈرافٹ نمبری ۱۲۶۵ مورخہ یکم جولائی کے ذریعہ اور مولانا سید سلیمان ندوی اور مصری وفد کے مشورہ کے مطابق منزل مقصود کو بھیج دی گئی ہے۔ الحمدللہ کہ یہ امانت پوری کی پوری ادا ہو گئی اور ایک ایک پیسہ فلسطین پہنچا دیا گیا ہے معطی حضرات کا مشکور ہوں کہ چند ملکیتعلق سخت بے اعتمادی کے باوجود انہوں نے ہزار ہا روپے کی رقم ایک بے بساط کے حوالے کر دی اب یہ فنڈ بند ہو چکا ہے۔ آئندہ اس مد میں کوئی روپیہ نہ بھیجا جائے

(عبدالمجید قریشی سیکرٹری سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور)

دو قرآنی لیکچر تیار

ہر مسلم اور غیر مسلم مفت طلب کرے

پہلا قرآنی لیکچر "حقیقت دین" (۴۸ صفحے) اور دوسرا لیکچر "حقیقت نبوت" (۵۲ صفحے) مصنفہ علامہ سید رشید رضا مصری چھپکر تیار ہیں ہر ایک مسلم اور غیر مسلم کارڈ لکھکر ایک لیکچر مفت طلب کر سکتا ہے لیکن جو شخص چاہے کہ دو سو لیکچر جو ۱۹۳۵ء میں شائع کئے جاویں گے اسے باقاعدہ بھیجے جایا کریں وہ محصول ڈاک کے لئے آٹھ آنہ کے ٹکٹ بھیجکر اپنا نام رجسٹر کرائے

(عبدالمجید قریشی سیکرٹری سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور)

حادثہ جانکاہ

انتہائی درد و قلق کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے۔ کہ جناب سید امام علی صاحب جن کی علالت اور شمولیت سلسلہ کی خبر قبل ازیں دی گئی تھی ۵ جولائی پیر کے روز ساڑھے ۸ بجے سویرے اس دار فانی کو چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحوم نہایت ہی متدین مخیر مسلمان تھے سلسلہ کے ساتھ خاص محبت رکھتے تھے۔ اور حال ہی میں بیعت کی تھی ہمیں اس حادثہ میں جناب سید تصدق حسین صاحب قادری اور مرحوم کے جملہ لواحقین سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم و مغفور کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھکر مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کریں

اخبار احمدیہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت قدرے ناساز ہے۔ احباب دعائے سحرگاہی میں یاد رکھیں۔

— برادرم محمد اکبر جنیوی امرتسر سے اجازت لیکر گئے تھے۔ بلا اجازت کی اطلاع غلط تھی ہر انسان میں کمزوریاں ہوتی ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی کی مشکلات دور فرمائے۔

— اخویم عبدالرحمن احمدی سنگلنر کی اہلیہ کی طبیعت ناساز ہے

— برادرم محمد اسلم میو ہسپتال لاہور کی حالت قدرے بہتر ہے مگر بخار موجود ہے۔

— ملک عبدالغنی صاحب کلرک دفتر کی طبیعت قدرے ناساز رہتی ہے

— شیخ محمد نقیب صاحب کا صاحبزادہ نصیر احمد ہنوز بیمار ہے۔

— چوہدری رحمت خاں بدر کے دو بچے بعارضہ خسرہ بیمار ہیں دعا کیا کریں خدا شفا بخشے

احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

— چوہدری عبدالحق صاحب ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔

— سید اختر حسین گیلانی اور مولوی احمد یار الراعی ایم اے قصور تشریف لیگئے ہوئے ہیں۔

— مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کشمیر دورہ کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سوہن ولد گہنہ ذات لوہار لالی سکنہ لالیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۲/۸/۳۵ مقرر کیا ہے لہٰذا بائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً حاضر ہوں۔

تحریر مورخہ ۵/۷/۳۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ حسن شاہ ولد غلام حسین شاہ ذات سید سکنہ رجوعہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۸/۳۵ مقرر کیا ہے لہٰذا بائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۵/۷/۱۹۳۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ گہنوں کالو رشید اور گستول لنگر ذات مغلی سکنہ کوٹ عبداللہ شاہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۸/۳۵ مقرر کیا ہے لہٰذا بائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً حاضر ہوں

تحریر مورخہ ۵/۷/۱۹۳۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سوکھا ولد جہانہ ذات جپہ سکنہ چک ۱۵۰ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۸/۳۵ مقرر کیا ہے لہٰذا بائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵/۷/۱۹۳۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ مسماۃ سیداں بیوہ نوزنگ ولد نوزنگ ذات تمارلی سکنہ پرسیر شیخ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۸/۳۵ مقرر کیا ہے لہٰذا بائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً حاضر ہوں۔

تحریر مورخہ ۵/۷/۱۹۳۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور — رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۹

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

گوئے ما بینہ ہر سعید خواہد بود — تیر فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے

طلبا سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۸ جمادی الآخر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۷ جولائی ۱۹۳۷ء — نمبر ۴۴

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بلا سے بچنے کا واحد ذریعہ

میرا مذہب تو یہ ہے کہ جس کو بلا سے بچنا ہو۔ وہ پوشیدہ طور پر خدا تعالیٰ سے صلح کرلے اور اپنی ایسی تبدیلی کرلے کہ خود اسے محسوس ہو کہ میں پہلا سا نہیں ہوں۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم (سورہ رعد) سچے مذہب کی جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان ہے اور خدا پر ایمان چاہتا ہے کہ سچی پرہیزگاری ہو۔ خدا کا خوف ہو۔ تقویٰ والے کو خدا کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ آسمان سے اس کی مدد کرتا ہے فرشتے اس کی مدد کو اترتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ متقی سے معجزہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صفائی کرلے اور ان افعال اور اعمال کو چھوڑ دے جو اس کی رضامندی کا موجب نہ ہوں۔ تو وہ سمجھ لے کہ ہر ایک کام برکت سے طے پائیگا۔ ہمارا ایمان تو آسمانی کارروائیوں ہی پر ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کا ہو جائے۔ تو سارا جہان اپنی مخالفت سے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا جس کو خدا تعالیٰ محفوظ رکھنا چاہے۔ اس کو گزند پہنچانے والا کون ہو سکتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ضروری ہے اور یہ بھروسہ ایسا ہونا چاہیئے کہ ہر ایک شے سے بکلی پاک ہو۔ اسباب کا مہیا کرنا ضروری ہے۔ مگر خلق اسباب بھی تو خدا کے ہاتھ میں ہے وہ ہر ایک سبب کو پیدا کر سکتا ہے اس لئے اسباب پر بھی بھروسہ نہ کرو۔ اور خدا پر بھروسہ یوں پیدا ہوتا ہے کہ نمازوں کی پابندی کرو۔ اور نمازوں میں دعاؤں کا التزام رکھو۔ اور ہر قسم کی لغزش سے بچنا چاہیئے۔ اور ایک نئی زندگی کی بنیاد ڈالنی چاہیئے

(الحکم جلد ۵ ص ۲۶)

جواہر ریزے

حدیث شریف

ایک شخص نے دریافت کیا۔ کون شخص میرے حسن سلوک کا زیادہ حقدار ہے؟ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ تیری والدہ۔ اور یہ تین بار فرمایا۔ پھر تیرا والد۔ پھر تیرا قریبی رشتہ دار اور پھر اس سے کم قریبی۔ (ابوداؤد)

جو شخص لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں میں اور وہ ہاتھ کی دو انگلیوں کی طرح اکٹھے جنت میں داخل ہونگے (مسلم)

جس شخص نے تینوں بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بہنوں یا دو بیٹیوں کی پرورش کی۔ انہیں پڑھایا۔ ان کے ساتھ نیک سلوک کیا اور پھر ان کی شادی کر دی وہ جنتی ہو گیا۔ (ترمذی)

اگر کسی شخص کے ہاں لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ نہ گاڑے اور اسے ذلیل خیال نہ کرے اور لڑکوں سے بہتر نہ جانے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد)

باپ کا کوئی عطیہ بیٹے کے لئے اس عطیہ سے بڑھ کر نہیں کہ اس کی تعلیم و تربیت اچھی کرے دوسری روایت میں ہے کہ بیٹے کی تعلیم صدقہ اور خیرات سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

بیوہ عورت اور مساکین کی مدد کرنیوالے کی مثال اس شخص کی ہے جو خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے یا دن بھر روزہ رکھتا ہے یا رات بھر عبادت کرتا ہے (مالک)

دو شخصوں میں صلح کرا دینا صدقہ ہے اور کسی کو سہارا دیکر اس کی سواری پر سوار کرا دینا یا اس کا سامان لدوا دینا بھی صدقہ ہے اور اچھا قول بھی صدقہ ہے اور ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھایا جائے صدقہ ہے اور راستہ سے اذیت دینے والی چیز کا اٹھا دینا بھی صدقہ ہے (بخاری)

"نبی ہر گز مجدد یا محدث نہیں ہوتا" پر فیصلہ کن بحث

(از جناب ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالہ)

(۳)

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کے تبحر علمی اور ذہانت طبع کا قادیانی جماعتوں میں بڑا چرچا ہے اور مولوی صاحب موصوف بھی اپنی علمی قابلیت کے متعلق غلط اندازہ میں مبتلا معلوم ہوتے ہیں۔ مگر اس ایک مضمون نے ان کی لیاقت کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ادھر اُدھر کے چند فقرے لیکر اور ان کو سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے اعتراضوں کی بوچھاڑ کر دینا ایک علیحدہ امر ہے اور کوئی ٹھوس علمی مضمون لکھنا بالکل شئے دیگر ہے مولوی صاحب نے یہ مضمون صرف تین کالم میں لکھا ہے جن میں سے ڈھائی کالم بے جا اور نا پاک تعلیوں اور میری تذلیل و تحقیر کی نذر کر دیئے ہیں۔ باقی نصف کالم جس میں فاضل مولوی صاحب نے اصل مضمون پر بحث کی ہے ایک بھی عالمانہ بات نہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب خود بھی نہیں سمجھے کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں۔ ہمارے دوست پڑھیں اور داد دیں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں:۔

"غیر مبائعین کہتے ہیں...... اصطلاح اسلام کی رو سے نبی اور مجدد میں نسبت تباین ہے یعنی کوئی مجدد نبی نہیں ہوتا اور کوئی نبی مجدد نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک مجدد اپنی عمومیت کے لحاظ سے تمام انبیاء علیہم السلام پر اطلاق پا سکتا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجدد اعظم قرار دیا ہے لیکن اصطلاحی مجدد اور نبی میں بھی ہم تباین کے قائل نہیں بلکہ ان دونوں میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت پائی جاتی ہے یعنی بعض انبیاء پر مجدد اصطلاحی کا بھی اطلاق ہوتا ہے اور بعض مجددین نبی بھی ہوتے ہیں۔ گویا ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک شخص مجدد اصطلاحی بھی ہو۔ اور نبی بھی ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی طور سے مجدد اور نبی تھے۔ آپ کو مجدد کہنا آپ کی نبوت کے منافی نہیں اور آپ کا نبی ہونا آپ کی مجددیت کو باطل نہیں ٹھہراتا۔ درحقیقت انبیاء دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) تشریعی نبی جو نئی شریعت لاتے اور سابقہ شریعت کو منسوخ کرتے ہیں (۲) غیر تشریعی نبی۔ جو نئی شریعت نہیں لاتے بلکہ سابقہ شریعت کی پیروی کرتے اور اس کی پیروی کرانے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے انبیاء باوجود وصف نبوت سے متصف ہونے کے اصطلاحی مجدد بھی ہوتے ہیں"۔

(مولوی صاحب! آپ بھی اسی فراخدلی اور حوصلہ سے کام لیا کریں اور ہمارے دلائل بھی اپنی جماعت کے سامنے آنے دیا کریں۔ تاکہ وہ لوگ خود بھی کچھ اندازہ کر سکیں۔ .... اپنے لوگوں کی ایمانی حالت پر اس قدر بے اعتباری مناسب نہیں)

مولوی اللہ دتا صاحب کا قادیانیت کے مسلمہ اصول سے انحراف

اس تیئیس سالہ دور اختلاف میں غالباً یہ پہلی دفعہ ہے کہ ہمیں قادیانی احباب سے علمی گفتگو کا موقع ملا ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ پہلے ہی حملہ میں ہمارے قادیانی دوستوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور میری معمولی سی تنقید کی تاب نہ لا کر مولوی اللہ دتا صاحب کو قادیانی مذہب کا ۲۳ سالہ مسلمہ اصول بدلنا پڑا۔ اصل قادیانی مذہب یہ ہے کہ "ہر نبی مجدد و محدث ہوتا ہے۔ مگر کوئی مجدد و محدث نبی نہیں"۔ اب ایک خاص غرض کے ماتحت جس کا ابھی ابھی ذکر آئیگا۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے ایک نیا اصول وضع فرمایا ہے کہ بعض مجددین نبی بھی ہوتے ہیں۔ یکتبون الکتٰب بایدیہم ثم یقولون ھٰذا من عند اللہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک تنگ دائرہ اور محدود فضا میں علم مذہبی حاصل کرنے کی وجہ سے مولوی صاحب کو مذہب کے اصولوں سے واقفیت تامہ نہیں اور نبوت کی غرض و غایت اور دین کے مقصد پر آپ کی نظر وسیع نہیں۔ جہاں کوئی متشابہ تحریر نظر آئی جھٹ ایک اصول بنا کھڑا کیا جب اس پر اعتراض ہوا تو نصاریٰ کی طرح ایک اور اصول تراش لیا۔ آخر اس میں مول کونسا لگتا ہے۔ کاغذ اپنا۔ قلم دوات اپنی۔ اخبار اپنا۔ قادیانی احباب بلا سوچے سمجھے آمنّا کہنے والے ہیں۔ یہ مذہب نہیں یہ مذہب سے مذاق ہے۔ یہ دین نہیں یہ بچوں کا کھیل ہے۔ جس طرح چاہا۔ بنایا جب چاہا۔ توڑ دیا۔ میں تو حیران ہوں کہ مولوی اللہ دتا صاحب نے یہ جرأت کس طرح کی عین بحث کے دوران میں ۲۳ سالہ مسلمہ اصول کو یکدم ترک کر دینا قادیانیت کی شکست کی کھلی دلیل ہے مگر میں مولوی صاحب کو یہیں چھوڑنا نہیں چاہتا وہ ایک ایک کرکے اپنے مسلمہ اصولوں کو چھوڑتے جائیں اور ان کی بجائے حسب ضرورت ...... اور حسب موقع نئے اصول تراشتے جائیں۔ میں انشاء اللہ ان سب کو ایک ایک کرکے توڑتا جاؤں گا۔ یہاں تک کہ مولوی صاحب مزید اصول بنانے سے عاجز ہو جائیں۔ بات یہ ہے کہ صراط مستقیم ایک ہی ہو سکتا ہے اور اس کے سوا ضلالت و گمراہی ہے۔ نصاریٰ کیسے کیسے اصول بناتے ہیں اور اعتراضات کو مدنظر رکھ کر بناتے ہیں۔ مگر کیا انہیں استواری نصیب ہوتی ہے ہرگز نہیں کیونکہ یہ خود تراشیدہ اصول بہرحال زمینی ہوتے ہیں اور ان کو آسمانی مدد حاصل نہیں ہوتی۔

نبوت اور مجددیت میں نسبت تباین ہے

مولوی صاحب کس سادگی سے فرماتے ہیں "اصطلاحی مجدد اور نبی میں بھی ہم تباین کے قائل نہیں۔ یعنی بعض مجددین نبی بھی ہوتے ہیں"۔ کیا خوب گویا قرآن و حدیث اور عقل کوئی چیز نہیں جس بات کے مولوی اللہ دتا صاحب قائل ہوں وہی صحیح ہے۔ مگر مشکل امر یہ ہے کہ مولوی صاحب کو ایک جگہ قرار نہیں۔ کل تک مولوی صاحب کا مسلمہ مذہب یہ تھا کہ "ہر نبی مجدد و محدث ہے اور کوئی مجدد و محدث نبی نہیں"۔ اس وقت وہی صحیح تھا اور آج مولوی صاحب کا یہ مذہب ہے کہ "بعض مجددین نبی بھی ہوتے ہیں" تو آج یہی صحیح ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ مولوی صاحب آپ کا کسی امر کا قائل ہونا یا نہ ہونا کیا وقعت رکھتا ہے۔ یہ حدود اللہ کی نگہداشت نہیں مذہب کے بارے میں بات محکم اور استوار کہنی چاہئیے۔ آپ کو یہ علمی مسئلہ تو غالباً معلوم ہوگا کہ ہر ایک لفظ جب کسی خاص اصطلاح میں استعمال ہوتا ہے تو وہ اپنی عمومیت چھوڑ کر خاص معنوں میں مقید و محدود ہو جاتا ہے۔ مثلاً صلوٰۃ کے اصل معنی دعا اور برکت دینا ہیں اور عبادت کی جگہ کو بھی صلوٰۃ کہا جاتا ہے لیکن اصطلاح اسلام میں صلوٰۃ سے وہ خاص طرز عبادت مراد ہے جو نبی صلعم نے مسلمانوں کو سکھائی جس میں اقامت، رکوع، سجود اور قعود سب شامل ہیں۔ اسی طرح اصطلاح اسلام میں نبوت اور مجددیت دو منصب ہیں۔ ایک اعلیٰ ہے ایک ادنےٰ ہے۔ اب ایک ہی شخص ایک ہی وقت میں ان دونوں کا حامل کیسے ہو سکتا ہے ٹھیک جس طرح کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں ڈپٹی کمشنر اور سر رشتہ دار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایک شخص ایک ہی وقت میں نبی اور مجدد نہیں ہو سکتا۔

مولوی صاحب! آپ نے خواہ مخواہ ندامت اٹھائی۔ اس لحاظ سے تو آپ کا پہلا اصول ہی کسی قدر معقول تھا جسے آپ نے چھوڑ دیا۔ اس سے ایک ناواقف آدمی کو دھوکا تو دیا جا سکتا تھا۔ اگر اب بھی آپ کے نزدیک مجدد اور نبی کا مفہوم متباین نہیں تو صرف ایک مثال سے واضح فرما دیجئے کہ ایک شخص دو عہدوں کا ایک ہی وقت میں کس طرح حامل ہو سکتا ہے۔

مولوی صاحب نے سابقہ اصول کیوں تبدیل کیا

اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب کو حضرت مسیح موعود کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" سے مندرجہ ذیل حوالہ مل گیا: "یہ واقعہ اس وقت آیا جبکہ حضرت موسیٰ کی وفات پر چودھویں صدی گزر رہی تھی اور سلسلہ اسرائیلی شریعت کے زندہ کرنے کیلئے مسیح چودھویں صدی کا مجدد تھا" ص۲۷

مسیح نبی ہیں ہی۔ مجدد کا لفظ یہاں سے مل گیا۔ بس پھر کیا تھا۔ مولوی صاحب نے جھٹ پہلے اصول کو خیرباد کہا اور ایک نیا اصول تراش کیل کانٹے سے لیس ہو میدان میں آ کودے۔ اور لگے للکارنے:۔

"اس حوالہ کو پڑھ کر اہل پیغام کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں اور پٹیالوی مدرس صاحب کو عرق خجالت میں غرق ہو جانا چاہئیے۔ جاؤ تم سب چھوٹے بڑے مل کر اس حوالہ کا جواب پیش کرو۔ اگر تم نادانستہ طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی خلاف ورزی کرتے رہے تو آؤ اب باز آ جاؤ"۔

العیاذ باللہ۔ میں تو ڈرتا ہوں کہ اس جوش میں مولوی صاحب اس دن کسی سے فساد نہ کر بیٹھے ہوں۔ اس قدر لاف و گزاف اور بازاری زبان سلامتی نفس ظاہر نہیں کرتی۔ بالخصوص جبکہ بات کچھ نہ ہو اور محض اپنی سمجھ اور فہم کا قصور ہو۔ اس کا اصل جواب تو میں اس کے موقع پر دونگا۔ لیکن میں مولوی صاحب سے ادب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ غیر تشریعی نبی کی تو آپ نے تعریف فرما دی "جو نئی شریعت نہیں لاتے بلکہ سابقہ شریعت کی پیروی کرنے اور اس کی پیروی کرانے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں"۔ لیکن آپ نے اصطلاحی مجدد کی تعریف نہیں فرمائی کیا یہ وہی تو نہیں۔ جو آپ نے ابھی غیر تشریعی نبی کی کی ہے۔ اگر یہی ہے اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ فی الواقعہ یہی ہے تو اصطلاحی مجدد اور غیر تشریعی[1] ہم معنی الفاظ ہوئے اور یہی صوفیائے کرام اور یہی ہماری جماعت کا مذہب ہے کہ غیر تشریعی نبی کہنا یا مجدد کہو ہیں۔ میں پہلے ہی تو کہتا تھا کہ آپ نے جو کچھ لکھا ہے اسے سمجھے نہیں۔ لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

حاشیہ[1] مولوی صاحب! آپ کا مضمون ۱۹ر جون کے الفضل میں شائع ہوا تھا جس پر تین ہفتہ سے زائد عرصہ گزر چکا اور آج تک قادیانی جماعت کی طرف سے اس کی مخالفت میں کوئی آواز نہیں اٹھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام جماعت آپ کے مضمون سے متفق ہے اور آپ کے

(باقی صفحہ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قلم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی علیحدہ خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ تا قیامت ہو گی
(۴) سب سچے اولیاء امت ... سب مجددین مانے جاتے ہیں
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب ہو گا

پیغام صلح

جلد ۲۵ | یوم شنبہ ۷ جمادی الاول ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۴۴

مسلمانو! بیدار ہو جاؤ

اس وقت ہندوستانی مسلم ایک نازک مرحلے سے گزر رہا ہے ہمسایہ اقوام ادنےٰ سے ادنےٰ استحکام کی خاطر تن، من، دھن سے مصروف عمل ہیں وہ سختی سے اپنے مطالبات پر ڈٹی ہوئی ہیں۔ انہوں نے بارہا اپنے عزائم کا علی الاعلان اظہار کیا اور ہر ممکن طریقہ سے مقاصد کے لئے کوشاں ہیں آج وہ منظم ہیں۔ ایک مرکز پر جمع ہیں۔ ان میں اگرچہ اندرونی طور پر سخت سے سخت اختلافات موجود ہیں۔ مگر وہ سرد لوں کے مقابلے میں وہ دیوار آہنی ہیں وہ صاحب جاہ و مال ہیں۔ کارخانوں پر ان کا قبضہ ہے۔ تمام مصنوعات کی صنعت ان کے ہاتھ میں ہے۔ ملک بھر سے وہ تجارت کر رہے ہیں، حکومت کی طرف سے ہر قسم کی مراعات انہیں کو حاصل ہے اور ان ہی کی آواز کی ہر جگہ شنوائی ہے۔ اس قوم کے نوجوان جو کہ قوم کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں۔ پوری جان نثاری اور تن دہی سے قوم کی اصلاح میں مصروف ہیں۔

ہمسایہ اقوام کے عزائم سے کوئی مسلمان ناواقف نہیں ہے اور ان کی روز افزوں طاقت کا بھی سب کو احساس ہے۔ مگر باوجود اس کے اس پسماندہ قوم کا خفتہ بخت نوجوان ہوش میں نہیں آتا مسلم قوم ایک مرکز پر جمع ہوتی نظر نہیں آتی۔ یوں تو اس وقت ہر فرد قوم اپنی اپنی ڈفلی بجا کر اپنا اپنا راگ الاپ رہا ہے اور ہر ایک کا اپنا قبلہ عبادت جداگانہ ہے۔ مگر بحیثیت مجموعی یہ قوم افراط و تفریط کے دو گروہوں میں منقسم ہے۔ ایک طرف وہ طبقہ ہے جو اپنے اخلاص، ملت پروری اور حریت کے جذبات سے سرشار ہے اور اس بات کا متمنی ہے کہ ہر مخالف طاقت کو جلد از جلد اپنے راستے سے ہٹا دیا جائے۔ اور مسلمان سلاسل تعبد سے آزاد ہو جائیں۔ دوسری طرف خطاب یافتگان اور عافیت کوش بزرگ ہیں جن کا مقصد زندگی ہر معاملے میں انگریز کی ہمنوائی کرنا ہے اور ان کی ہر بات میں ہاں ملانا ہے۔ تیسرا ایک گروہ اور بھی پیدا ہو چکا ہے جو ہندو کی طاقت سے مرعوب ہے اور ہر حیثیت پر ان کی خوشنودی حاصل کرنے کا خواہشمند ہے۔ اول الذکر گروہ اپنی قربانی، خلوص، جرأت حق گوئی اور قوم پرستی پر مشہور ہے اور اس کا مدعا منتہیٰ یہی ہے کہ مفاد قوم کی ہر ممکن ذرائع سے حفاظت کرتا ہے۔ لیکن اگر بہ چشم حقیقت سے دیکھا جائے تو یہ گروہ غلط راہ پر گامزن ہے۔ اس جماعت کے جذبات کی متحرک ہمسایہ اقوام کی روز افزوں ترقی اور اسلاف کی کامیابی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ قوم جلد از جلد بام ترقی پر پہنچ کر ہمسایہ اقوام سے بھی بڑھ جائے مگر انہوں نے دونوں اقوام کو سمجھنے میں غلطی کی ہے اور اسی وجہ سے باوجود مخلصانہ سعی کے قوم کو ایک مرکز پر لانے میں کامیاب نہیں ہوتے حقیقت یہ ہے کہ ہمسایہ اقوام کے رہنما نے سب سے پہلے اپنی قوم کی سوشل اصلاح کی۔ ان کی مالی، تمدنی اور معاشرتی حالت کو درست کیا۔ ان میں ہمدردی، انس، قربانی ہمت اور جرأت کی روح پھونکی۔ اور جب انہوں نے دیکھا کہ اعداء کے مقابلے میں ان کی قوم کچھ عرصہ کے لئے ٹھہر سکے گی تو پھر انہوں نے حکومت سے ٹکر لگائی اور اس کا ثبوت کانگریس کی پنجاہ سالہ زندگی ہے۔ مگر اس قوت کے ہوتے ہوئے بھی وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں۔ برخلاف اس کے ہمارے مخلص رہنماؤں نے یہ سوچے بغیر کہ مسلم قوم استعمار کی چکی میں پس چکی ہے اور اس میں پاؤں پر کھڑا ہونے کی سکت نہیں ہے۔ اس کی اقتصادی اور سیاسی حالت بالکل ابتر ہے۔ معاشرت اور تمدن میں وہ یہود و ہنود کے مرہون منت ہیں۔ ان میں ایثار، قربانی، استقلال، عزم، تحمل اور جرأت مفقود ہے۔ غیر اللہ کا خوف ان کے رگ و ریشے میں سمایا ہوا ہے۔ اس قوم کو ہمسایہ اقوام کے دوش بدوش کھڑا ہونے کی دعوت دی اور انگریز کی جابرانہ طاقت کے آگے لا کھڑا کیا۔ اس کی مثال تو یہی ہے کہ ایک بچے اور کمزور بچے کو کہا جائے کہ تندرست آدمی کے ساتھ بھاگ۔ حالانکہ سب سے پہلے ضروری تھا کہ پسماندہ قوم کی اندرونی اصلاح کی جاتی اور پھر ترقی کی امید کی جاتی جیسا کہ تمام ترقی یافتہ اقوام کے ابتدائی حالات سے ظاہر ہے۔ اور خود قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی نمایاں کامیابی کا راز اس میں مضمر تھا۔

دوسرے گروہ کا جذبہ ہمدردی قابل قدر ہے۔ گو ان میں تمام کے تمام نشہ حب قوم سے سرشار نہیں ہیں۔ تاہم ان میں ایسے نفوس موجود ہیں جن میں قومی عروج کی صحیح تڑپ موجود ہے جو مختلف مواقع پر ہویدا ہوتی رہتی ہے۔ یہ گروہ بھی تفریط کا شکار ہو چکا ہے اس کا ایک سبب تو ان حضرات کی عافیت کوشی ہے اور وہ تکلیف کے تخیل ہی سے گھبرا اٹھتے ہیں۔ بھلا وہ جبر و قہر میں کس طرح آ سکتے ہیں۔ دوسرے ان کی جاہ طلبی، طلب زر اور طلب منفعت ان کے راستے میں سنگ گراں ہے۔ اور ان ذاتی مخصوص مراعات کی خاطر وہ قوم کے مفاد کو غیروں کے مفاد پر قربان کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ اور وہ پر امن اور وفادار کے موہوم الفاظ کی آڑ میں ہر طرح گورنمنٹ سے پیوستہ رہتے ہیں۔ وہ قوم کے سامنے جب ہی آتے ہیں جب ان کا کوئی ذاتی مفاد ہو یا انگریز بہادر کی خوشنودی حاصل کرنی ہو۔ اس کو عوام الناس کا اعتماد نہیں ہوتا اور یہ طبقہ بجائے اس کے کہ قوم کا مددگار ہو ان کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے اور ان کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے کوئی چلتے آدمی کی ٹانگوں سے لپٹ کر لیٹ جائے اور کہے کہ:

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے

قوم کے تنزل کا باعث ایک اور بھی گروہ ہے جو ان دونوں گروہوں سے زیادہ خطرناک اور منظم ہے۔ وہ گروہ جہالت پرست پیروں، ملاؤں اور مشائخ کا ہے۔ یہ گروہ مذہب سے بے بہرہ ہے۔ اس کا کام زہد کے پردہ میں غربا اور جاہل افراد کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنا ہے۔ انہوں نے لوگوں کو اصل دین سے اس قدر دور کر دیا ہے کہ اگر ان کے سامنے صحیح اسلام پیش کیا جائے تو وہ اس کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ اور اس طرح ان کو سستی، کاہلی اور بے معنی توکل اور تقدیر کا شکار بنا کر ان کی فطرت بالکل مسخ کر دی ہے

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تمام عیوب کو دور کیا جائے۔ زمانہ بسرعت تمام بدل رہا ہے۔ دیگر اقوام زندگی کی دوڑ میں بہت آگے بڑھ چکی ہیں۔ قوم کی ترقی کا دارومدار نوجوانوں پر ہے۔ تاریخ عالم اس پر شاہد ہے کہ اسلاف کی ترقی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے۔ نوجوانوں کو چاہیئے کہ جلد از جلد اٹھیں اور اس کو انجام تک پہنچائیں۔ یہ بات مسلم ہے کہ مسلم نوجوان کے دل میں دوسری اقوام کے نوجوانوں سے بڑھ کر جذبہ اور احساس ترقی موجود ہے ایثار اور قربانی کا مادہ ہے اور اس کا ثبوت ایام خلافت میں اور دیگر تحاریک میں مل چکا ہے۔ مگر آج تک اس جذبہ کا غلط اور ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا رہا ہے اور اس لئے نوجوانوں کو ہر گز جذبات سے نہیں کھیلنا چاہیئے بلکہ غور و تدبر سے کام لے کر میدان میں بڑھنا چاہیئے۔

اس وقت ہندوستان کی سیاسی ... ہے اور اندرونی کمزوری بھی اظہر من الشمس ہے اور اس کی کنجی نوجوانوں کے ہاتھ میں ہے (۱) یا تو نوجوان ہمت کر کے عافیت کوش لیڈروں کو بستر استراحت سے گھسیٹ لائیں اور ملی فلاح و بہبود کے ذرائع پر بلا خوف عمل پیرا ہونے پر مجبور کر دیں۔ اور ساتھ ہی تنزل پرداز اصحاب کو مجبور کریں کہ حضرت خضر جیسے باقی ماندہ قوم کو بھی ساتھ لیتے چلیں۔ اور اگر نوجوانوں کی سعی سے یہ بہترین مل جائیں تو اس سے بہتر کوئی بات نہیں ہے۔ اور اگر یہ گروہ اپنی ذاتی مصلحتوں کی بنا پر اس تجویز سے گریز کریں تو نوجوانو! یاد رکھو قوم کے مستقبل کی باگ ڈور تمہارے ہاتھ میں ہے۔ ان خود غرض لیڈروں سے سوائے تباہی اور ذاتی مصلحتوں کے اور کسی قسم کی توقع رکھنا عبث ہے۔

اس وقت بہی خواہان قوم یعنی نوجوانان کے لئے دوسرا راستہ کھلا ہے ان کو چاہیئے کہ اپنی اپنی جگہ پر منظم ہوں اور پھر ایک مرکز پر متحد ہوں۔ کیونکہ مرکزیت و تنظیم ہی ترقی کی جڑ ہے۔ اس کے بعد سب سے بڑا کام یہ ہے کہ اندرونی اصلاح کریں۔ قوم کو اقتصادی غلامی سے نجات دلانے کی کوشش کریں۔ ان کو تجارت کی طرف توجہ دلائیں۔ ان میں قومی ہمدردی کی روح پیدا کریں۔ دلوں کو صاف کرو۔ ایک دوسرے کے مونس و ہمدرد و جاں نثار بن جاؤ۔ ان کے سینوں میں حقیقی آزادی کی روح بھر دو اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو وہابیت، حنفیت، شیعیت کے جذبات سے پاک کر کے اسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع کرو۔ کیونکہ یہ تفرقہ پردازی ہی قوموں کی تباہی کی موجب اور ان کے تنزل کا حقیقی باعث ہے

میرا ایمان ہے کہ اگر نوجوان قرآن کی روشنی میں اسوۂ حسنہ محمد صلعم پر گامزن ہو گئے تو وہ دن دور نہیں کہ ان میں عمرؓ، خالدؓ، طارق اور ہاشم جیسے بہادران اسلام، جنیدؒ اور ہجویریؒ جیسے مبلغان اسلام پیدا ہوں گے۔ اور ایک دفعہ پھر انتم الاعلون کی تفسیر عملی شکل میں دنیا کے سامنے آ جائے گی اور پرچم اسلامی اطراف عالم میں لہراتا نظر آئے گا۔

روداد اجلاس و مناظرات بدوملہی

(از جناب شیخ اللہ بخش صاحب سیکرٹری جماعت)

ہماری دلی آرزو کے موافق ہماری درخواست پر جناب مرزا مظفر بیگ صاحب مورخہ ۲۶ جون کو بدوملہی تشریف لائے۔ اور ان کے ہمراہ جناب مولانا احمد یار صاحب مولوی فاضل و جناب شیخ فیض احمد صاحب بھی تشریف لائے۔ ۲۶ جون بعد از نماز عصر مسلمانوں کا ایک جلسہ عام ہوا جس میں بدوملہی کے ہر فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے۔ جناب مولانا احمد یار صاحب فاضل ایم اے نے ایک نہایت برجستہ اور با دفع صداقت مسیح موعود پر تقریر کی۔ اس جلسہ کے اختتام پر جناب مرزا مظفر بیگ صاحب کے لیکچر کا اعلانِ عام کیا گیا۔ رات کے ساڑھے نو بجے زیر صدارت چوہدری غلام حیدر خان صاحب رئیس بدوملہی مرزا صاحب کا لیکچر شروع ہوا۔ جو قریباً ساڑھے گیارہ بجے ختم ہوا۔ مرزا صاحب نے اپنے لیکچر میں آریہ دھرم کی خوب قلعی کھولی۔ تمام لوگ دوست و دشمن عش عش کر رہے تھے۔ مستورات کا بھی خاطر خواہ انتظام تھا۔

آریہ لوگ مرزا صاحب کے آنے سے پہلے پہلے مناظرہ کا شوق ظاہر کرتے تھے۔ مگر اب جبکہ مرزا صاحب یہاں تشریف لائے۔ تو باوجودیکہ آریوں کا مشہور مناظر شانتی پرکاش بدوملہی آ گیا تھا۔ مگر شیر اسلام مرزا صاحب کی ہیبت کچھ ایسے طور پر آریوں پر چھا گئی تھی۔ کہ وہ مناظرہ کے نام سے بھی کانپتے اور قسم قسم کے ٹال مٹول اور حیلے بہانے بناتے تھے۔ اور مناظر اسلام کی زد سے بچنے کی خاطر پنڈت جی نے ہر ممکن کوشش کی۔ جب اہل اسلام نے دیکھا کہ آریہ پنڈت اس اسلام کے بہادر جرنیل کے سامنے کسی طرح آنے کو تیار نہیں ہوتا۔ تو مسلمانوں نے زیر صدارت چوہدری سلطان علی خان صاحب رئیس بدوملہی ایک عام جلسہ کیا۔ جلسہ کے دوران میں سامنے بیٹھے ہوئے آریوں کو للکارا گیا۔ کہ اگر تم اپنے وید میں کچھ صداقت دیکھتے ہو۔ تو اپنے پنڈت کو مرزا صاحب کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے میدان میں نکالو۔ وید کو قرآن کے مقابل لاؤ۔ اپنے دیانند کو حضرت مسیح موعود کے سامنے لاؤ اپنے بزدل پنڈت کو اب مت بھاگنے دو۔ اگر مرزا صاحب چلے گئے تو ان کے چلے جانے کے بعد تمہارا شور و غل بے جا اور بے موقع ہو گا۔

اہل اسلام کے اس طرح غیرت دلانے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آریہ پنڈت نے مجبور ہو کر مناظرہ منظور کر ہی لیا۔ مناظرہ کا موضوع کیا "الہامی کتاب وید ہے یا قرآن" تھا۔ مناظرہ ۲½ گھنٹے جاری رہا۔ خدائے رحمان ذو الجلال نے مناظر اسلام کو اس مناظرہ میں ایسی فتح مبین دی۔ کہ دوست و دشمن جا بجا مبارکباد دیتے پھرتے ہیں بعض اشد ترین دشمنوں نے جناب مرزا صاحب کے اس مناظرہ سے متاثر ہو کر صاف صاف اعلان کیا کہ اگر اسلام سچا مذہب ہے۔ تو پھر احمدی جماعت ہی ایک ایسی جماعت ہے جو اسلام کی صحیح نمائندہ اور ترجمان ہے۔ اس مناظرہ کا بیان تک اثر ہوا۔ کہ بعض سناتنی پنڈتوں نے مرزا صاحب سے خاص طور پر ملاقات کی اور مبارکباد دی۔ اور ممنون ہوئے۔ دوسرے دن آریوں کے اصرار پر پیشگوئی متعلقہ لیکھرام پر مناظرہ ہوا مناظر اسلام نے ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود کی یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی مگر حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے مقابل پنڈت لیکھرام نے جو تین باتیں کہی تھیں۔ ان میں سے ایک بات بھی پوری نہ ہو سکی کیونکہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی حق کے لئے قہار کی طرف سے تھی مگر لیکھرام کی تینیں صرف اس کے دماغ کی پیداوار تھیں۔ جو آپ کے بے رابطہ خیالات اور اس کے دوست شیطان رجیم و ملعون کی ... تھیں۔ اسلئے درست نہ نکل سکیں چنانچہ مناظر اسلام نے آریہ پنڈت پر لیکھو کے ان خام خیالات کی بابت چھ سات باترتیب سوالات کئے۔ اور پنڈت کو للکارا۔ کہ جس طرح میں نے واقعات کی روشنی میں ثابت کیا ہے۔ کہ حضرت اقدس کی پیشگوئی حرف بحرف درست اور پوری ہوئی تم بھی لیکھرام کی ان وہمی باتوں کے پورا ہونے کا ثبوت دو۔ جو اس نے اپنے پیارے دوست شیطان سے القا ہونے پر حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مقابل لکھیں جب آریہ پنڈت سے کسی طرح جواب نہ بن آیا۔ تو وہ گند اچھالنے لگا۔

ہرچند کہ مرزا صاحب نے اس کو موضوع سے باہر جانے اور پلیدی پر ہاتھ مارنے سے روکا۔ مگر وہ اپنی گندی فطرت کی وجہ سے کسی طرح گند اچھالنے سے نہ رکا۔ مجبوراً مرزا صاحب نے عورتوں کو چلے جانے کے لئے کہا۔ اور ابھی ایک ہی پلید منتر وید کا پڑھا تھا۔ کہ تمام آریہ قوم چلا اٹھی اور شور و شغب پڑ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مناظرہ مقررہ وقت سے قریباً پونہ گھنٹہ پہلے بند ہو گیا۔

جناب مولانا احمد یار کے تین نہایت کامیاب اور عالمانہ لیکچر ہوئے جن میں وہابیوں کے جلسہ میں آئے ہوئے مولویوں کے احمدیت پر اعتراضات کا جواب کمال معقولیت سے دیا نیز مولانا صاحب نے وہابیوں کے جلسہ میں جا کر مولویوں کو مقابلہ کیلئے للکارا۔ مگر ان کو سامنے آنے کی کسی طرح ہمت نہ ہوئی۔

بالآخر ہم اپنی مرکزی انجمن احمدیہ لاہور کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اپنے لائق مبلغ بھیج کر ان کی خدمات سے مستفید ہونے کا موقع دیا۔ والسلام

برلن مشن کی سرگرمیاں

۴ ماہ جون بروز جمعۃ المبارک شام کے آٹھ بجے زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی امام مسجد برلن کا لیکچر ہوا۔ مضمون کا عنوان تھا "اسلامی خلافت اور بادشاہت" صاحب مذکور نے آنحضرت صلعم کی مکی اور مدنی زندگی کے حالات پیش کرتے ہوئے بتلایا۔ کہ آپ صرف روحانی معلم ہی نہ تھے۔ بلکہ آپ نے ایک زبردست حکومت کی بنیاد رکھی جس کے اصول اور قوانین ایسے قدرتی اور فطرتی ہیں۔ کہ ہر حکمران اور ہر بادشاہ ان سے روشنی اور ہدایت حاصل کر سکتا ہے۔ اسلام میں مذہب اور حکومت کوئی الگ الگ شعبے نہیں۔ اس لئے قرآن کریم میں سیاست اور حکومت کے متعلق بھی تمام وہ قوانین مذکور ہیں جن کی ایک مدبر۔ ایک مقنن اور ایک حاکم کو ضرورت ہے۔ پھر قرآن کریم نے انسان کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ اور اسکی ترقی اور بہبودی کیلئے تمام اصولوں کا ذکر کیا ہے جو اس کی صحت و نشو و نما کیلئے لابدی اور ضروری ہیں۔ پھر اسلام کی ساری تعلیم کو آنحضرت صلعم نے اپنی نبوت و رسالت کی ۲۳ سالہ زندگی میں عملی جامہ پہنا کر ثابت کر دیا۔ کہ اسلامی اور قرآنی تعلیم قابل عمل ہے۔ اور ہر شعبہ زندگی میں مشعل راہ کا کام دیتی ہے۔

۲۸ ماہ جون کو شام کے ۸ بجے ممبران جرمن مسلم سوسائٹی کا اجتماع ہوا جس میں غیر ممبران نے بھی شرکت اختیار کی۔ اس مجلس میں جو ایک سوشل مجلس تھی۔ ہمارے جرمن دوست مسٹر باخ نے امام ابوحنیفہؒ اور امام غزالیؒ کی تصانیف میں سے کچھ پڑھ کر سنایا جس سے حاضرین بے حد محظوظ ہوئے جناب صاحب مقرر کا طرز بیان ایسا تھا۔ کہ سامعین نے خواہش ظاہر کی وہ کچھ اور پڑھیں جس کو انہوں نے باخوشی قبول کیا۔

حاضرین اور مہمانوں کی خاطر تواضع چائے اور بسکٹ سے کی گئی اور جلسہ رات کے ۱۱ بجے بخیر و خوبی سر انجام پایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

حسب معمول ماہ جون میں دو مسلم ایوننگ کا انعقاد ہوا۔ ۱۱ جون کو قرآن کریم کا درس تھا جو حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے دیا اور ۲۵ ماہ جون کو ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب نے "دینی اور دنیوی زندگی فی الاسلام" پر ایک مختصر سی تقریر کی جس کی مولانا صدر الدین صاحب اور ہیر مخ لنگ صاحب نے مختصر تقاریر سے تکمیل کی۔ ہیر نصاحب موصوف جرمن قونصل متعینہ بمبئی کے رشتہ دار ہیں۔ اور اسلام سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں آپ مسجد کے پرانے رفیق ہیں۔ اور ہماری مجالس وغیرہ میں بارہا شرکت فرما چکے

موسم گرما کی تعطیلات کی وجہ سے مسلمان بچوں کے درس و تدریس کا سلسلہ ڈیڑھ ماہ کے لئے بند کر دیا ہے۔

رخصتوں سے قبل امام صاحب نے تمام بچوں کو الوداعی دعوت دی اور چائے پر مدعو کیا بعض والدین نے بھی اس دعوت میں حصہ لیا۔ اور ہمارے پرانے رفیق پروفیسر ڈاکٹر رحمتی صاحب نے (جو کہ ترکی میں السنہ مشرقیہ کے معلم ہیں) نے بھی شرکت فرمائی بچوں کی مذہبی تعلیم کم و بیش دو سال سے جاری ہے۔ اور اب ہمیں دس بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ترکی زبان کی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ بہر دو کلاسیں انشاء اللہ ماہ اگست سے تعطیلات کے بعد پھر جاری ہو جائیں گی۔

دعائے صحت کی درخواست

چند ایک جرمن نو مسلم آج کل صاحب فراش ہیں۔ ایک خاتون تو عرصہ چھ ماہ سے بیمار ہیں۔ امام صاحب ان سب کو ملتے رہتے ہیں۔ احباب بھی انکی صحت کیلئے دعا کریں۔

حضرت مولانا صدر الدین صاحب بھی چند روز ایک خطرناک پھنسی کی وجہ سے بیمار رہے۔ اور اب خدا کے فضل و کرم سے رو بصحت ہیں اور خطرہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ تاہم جماعت کی دردبھری دعاؤں کے ہم سب محتاج ہیں۔ امید ہے۔ کہ احباب ان سے فراموش نہ کریں گے۔ (نامہ نگار)

انتقال پرملال

نہایت رنج و اندوہ سے اطلاع دی جاتی ہے کہ بزرگ محترم سر جلال الدین لاڈر برنٹن ۴ جولائی کو چھ بجے صبح اپنے مکان واقع اچھرہ (لاہور) میں رہگزائے عالم جاودانی ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم و مغفور کینیڈا کے ایک نہایت معزز خاندان کے رکن تھے۔ ہندوستان میں ریلوے کے چیف انجینیر رہے آکسفورڈ کے ایم اے تھے۔ اور آپ کو حکومت برطانیہ کی طرف بیرونٹ کا اعزاز دیا گیا تھا۔ اسی لئے سر کہلاتے تھے۔ آج سے کوئی چھ سال قبل بطیب خاطر اسلام قبول کیا جس کے بعد پرجوش مبلغ ثابت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں جگہ دے

سر جلال الدین فی الحال بطور امانت اچھرہ ہی میں دفن کر دیئے گئے ہیں۔ خان بہادر نواب محمد حیات قریشی ممبر پبلک سروس کمیشن کا انتظار ہے۔ ان کے ارشاد کے مطابق سر جلال الدین کی آخری آرام گاہ تجویز کی جائے گی۔

میاں محمود احمد صاحب کا حضرت مسیح موعود کے انصاف اور علم پر حملہ

بہشتی مقبرہ — خاندانی مقبرہ

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

وصیت پر حملہ

حضرت مسیح موعود کی الوصیت پر میاں محمود احمد صاحب کا ایک نیا حملہ تو میں لکھ چکا ہوں کہ حضرت صاحب نے تحریر تو یہ فرمایا تھا کہ

"ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔" (الوصیت)

عالم برزخ کے اس نظارہ میں حضرت نے فقط اپنی قبر چاندی کی دیکھی تھی۔ مگر جناب میاں صاحب نے ۱۲ رجولائی ۱۹۳۷ء کے الفضل میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت صاحب نے اپنی اور اپنے سب اہل وعیال کی قبریں چاندی کی بنی دیکھی تھیں جو صریح آپ پر افترا ہے۔

وصیت میں خاندان کے استثنا سے جناب میاں صاحب کا استدلال

اب ایک اور بات جس پر جناب میاں صاحب نے بڑا زور دیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے اہل وعیال اور اولاد اور خاندان سب جنتی لوگ ہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب نے ان کو بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کی تمام شرائط سے مستثنیٰ رکھا ہے۔ پس چونکہ وہ سب جنتی ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ سب متقی ہیں۔ اس لئے جو ان کی دیانت و امانت پر اعتراض کرتا ہے وہ منافق ہے۔ اگر اسے کوئی بات قابل اعتراض نظر آئے تو وہ دل کو یوں سمجھا لے کہ اس کی آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے اور کان جو کچھ سنتے ہیں سب غلط ہے۔ چنانچہ جناب میاں محمود احمد صاحب ارشاد فرماتے ہیں:۔

"کیا تمہیں معلوم نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے اسی مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ مقبرہ میں دفن ہونے کے بارے میں میرے اہل وعیال کی نسبت خدا تعالیٰ نے استثنا رکھا ہے اور وہ وصیت کے بغیر بہشتی مقبرہ میں داخل ہوں گے اور جو شخص اس پر اعتراض کرے گا منافق ہوگا۔" (الفضل ۱۲ رجولائی ۱۹۳۷ء)

کیوں معلوم نہیں سب کچھ معلوم ہے۔ حضرت مسیح موعود نے کہیں نہیں تحریر فرمایا کہ میرے اولاد خاندان وغیرہ سارے کا سارا جنتی ہے۔ بیشک ہماری تمنا اور دعا ضرور ہے کہ سب کے سب جنتی ہوں لیکن حضرت صاحب نے کہیں ایسا نہیں لکھا۔ افسوس ہے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود کے اصل الفاظ یہاں پیش نہیں کئے اور جس طرح کیا ہے۔ بدل بدلا کر انہیں سنا دیا۔ حضرت مسیح موعود کے اصل الفاظ تو یوں ہیں:۔

"میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثنا رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو۔ ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔" (الوصیت)

ہمیں کوئی شکایت نہیں

ہمیں کوئی شکایت نہیں۔ ہم تو کہتے ہیں جو کچھ ہوا ٹھیک ہوا۔ شکایت تو وہ کرے جس کو نعوذ باللہ حضرت اقدس پر بدگمانی ہو اور بدگمانی پیدا ہونے کا جو طریق ہے وہ یہ ہے کہ جب ہم یہ سمجھیں کہ حضرت مسیح موعود نے اس معاملہ میں نعوذ باللہ بے انصافی سے کام لیا ہے کہ اپنے خاندان کو تو بلا شرط جنت میں داخل کر دیا اور ہمارے لئے شرطیں لگا دیں۔ ہم یہ خوب جانتے ہیں کہ حضرت اقدس ایسی بے انصافی کبھی کر ہی نہیں سکتے وہ دنیا کو عدل اور انصاف سکھانے آئے تھے تو وہ آپ اس کے خلاف کیونکر کر سکتے تھے۔

بہشتی مقبرہ کا وجود جماعت میں تقویٰ اور قربانی کی تحریک کیلئے تھا

انہوں نے رؤیا میں جماعت کے برگزیدوں کی چند قبریں دیکھی تھیں جس کا نام بہشتی مقبرہ آپ کو بتایا گیا۔ مطلب یہ تھا کہ آپ کی جماعت کے برگزیدہ لوگ جنتی ہیں۔ آپ نے اسی رؤیا کو ظاہر میں بھی پورا کرنا چاہا۔ ایک قبرستان بنایا اور اس میں برگزیدہ لوگوں کے داخل ہونے کے لئے شرطیں وہ لگا دیں جو قرآن کریم میں جنتیوں کی ہیں یعنی تقویٰ اور قربانی خواہ مال کی ہو یا جان کی۔ کیونکہ مثل الجنة التي وعد المتقون فرما کر قرآن کریم نے متقیوں کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہے پس آپ نے بھی یہی شرطیں اس قبرستان میں داخل ہونے کی لگا دیں یعنی تقویٰ اور قربانی۔ گو یہ ٹھیک ہے کہ کسی کے تقویٰ کو پرکھنے کے لئے انسان کا علم کافی نہیں ہو سکتا۔ وہ تو جناب الٰہی کا ہی علم ہے جو انسان کے ظاہر و باطن سب پر حاوی ہے۔ وہی جانتا ہے کہ دراصل کون متقی ہے اور کون نہیں ہے۔ انسان کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ بہر حال آپ نے محض اپنی اس تمنا کو پورا کرنے کے لئے کہ جماعت کا قدم اس راہ پر پڑے جو جنت کے حصول کے لئے ضروری ہے بہشتی مقبرہ کے وجود میں تقویٰ اور قربانی کے لئے ایک تحریک کی بنیاد ڈال دی جس سے بہشت کے دروازے مومن پر کھلتے ہیں۔

بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کی شرائط

آپ نے بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کے لئے تین شرطیں لگائیں

(۱)۔ ایک تو یہ کہ قبرستان کو سنوارنے اور درست کرنے کے لئے کچھ چندہ دو۔

(۲) متقی ہونا ضروری ہے۔

(۳) قربانی کرنی ضروری ہے یعنی اپنے ترکہ کا کم سے کم دسواں حصہ خدا کی راہ میں وصیت کر جائے۔

جماعت کے غریب اور مفلس مخلصین کے لئے آپ نے پہلی اور تیسری شرط اڑا دی۔ مگر دوسری شرط تقویٰ کی نہیں اڑائی۔ کیونکہ قرآن کریم نے جنت کے لئے تقویٰ کو ضروری ٹھہرایا ہے۔ پس حضرت صاحب اس شرط کو کسی صورت میں اڑا نہیں سکتے تھے۔ لہٰذا یہ شرط ہر صورت میں برقرار رہے گی کہ جو بہشتی مقبرہ میں داخل ہوگا اس کے لئے ضروری ہو کہ متقی ...

اپنے خاندانی لوگوں کے لئے تینوں شرطیں اڑا دیں۔

مگر آپ نے اپنے خاندان کے لوگوں اور اولاد کے لئے تینوں ... اڑا دیں یعنی آپ کے اہل وعیال کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے نہ یہ شرط ہے کہ وہ قبرستان کے لئے کوئی چندہ دیں۔ نہ یہ شرط ہے کہ ... وصیت کریں اور نہ یہ شرط ہے کہ وہ متقی ہوں۔ پھر آپ کی تحریر کو دوبارہ پڑھو۔ آپ نے ان تمام شرائط کو جو بہشتی مقبرہ کے داخلہ کے لئے ضروری تھیں۔ اپنے اہل وعیال سے اڑا دیں یہاں تک کہ متقی ہونے کی شرط بھی اڑا دی۔ پھر آپ نے کہیں نہیں لکھا کہ میں اس وجہ سے اڑا رہا ہوں کہ وہ سب کے سب متقی ہی ہوں گے وہ سب کے سب وصیت کرنے والے ہی ہوں گے۔ اور وہ ایسا لکھ بھی کیسے سکتے تھے۔ کیونکہ اگر ان میں یہ اوصاف تقویٰ اور قربانی کے بالطبع موجود ہوتے تو ان کو مستثنیٰ کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ مستثنیٰ تو اسے کیا جاتا ہے جس میں وہ اوصاف موجود نہ ہوں جو شرائط کے لحاظ سے پائے جانے ضروری ہیں۔

کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کی اولاد ضرور متقی ہوگی

اور یہ سچ ہے حضرت مسیح موعود کیا دنیا میں کوئی انسان بھی نہیں کہہ سکتا کہ میری اولاد اور خاندان کے لوگ ہمیشہ متقی ہی ہوتے رہیں گے۔ اگر یہ سچ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جیسے برگزیدہ نبی کا بیٹا کافر، فاسق و فاجر تھا۔ اگر یہ سچ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے شان و شوکت والے نبی کے بیٹے نے باپ کی گدی کو اپنی نالائقی سے تباہ کر دیا۔ اگر یہ سچ ہے کہ حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف جیسے برگزیدہ نبیوں کی اولاد وہ قوم یہود تھی۔ جو ملعون اور مردود بارگاہ الٰہی ہوئی۔ اگر یہ سچ ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام جیسے برگزیدہ نبیوں کی اولاد میں سے ہی ابوجہل اور ابولہب اور مکہ کے فتنہ انگیز بت پرست تھے۔ اگر یہ سچ ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی اولاد میں سے جو بیٹی کی طرف سے چلی۔ بڑے بڑے فاسق و فاجر اور کافر و مرتد سید بھی پیدا ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے متعلق کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ متقی ہی ہوں گے اور ان میں فسق و فجور پیدا نہیں ہو سکتا۔ آخر مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد مرحوم حضرت مسیح موعود کی ہی اولاد تھے۔ پھر ان کے اعمال کی وجہ سے جو حضرت صاحب نے انہیں علیحدہ کر دیا تو اس سے کیا صاف یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ حضرت مسیح موعود کی اولاد ہونا متقی ہونے کی سند نہیں ہو سکتی۔ ایسا کہنا واقعات کے برخلاف ہوگا۔ اور پھر جب آپ کی اولاد ہونا کوئی متقی ہونے کی سند نہیں تو جنتی ہونے کی بھی سند کوئی نہیں۔ اندریں حالات آپ کا خدا کے حکم سے اپنے اہل وعیال کو مستثنیٰ کرنا اس وجہ سے تو نہیں ہو سکتا کہ آپ کی اولاد ہمیشہ متقی ہی ہوگی اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ آپ کی اولاد کو جنت میں جانے کے لئے کسی تقویٰ کی ضرورت نہیں۔ آپ کی اولاد کے لئے کوئی دوسرا قرآن نہیں اترا۔ کوئی دوسری شریعت نازل نہیں ہوئی۔ شریعت تو اپنے قانون سے کسی کو بھی مستثنیٰ نہیں کرتی۔ خود حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ قیامت میں تیرے اعمال تیرے کام آئیں گے میرا باپ ہونا تیرے کام نہیں آئے گا۔

مستثنیٰ کرنے کی اصل وجہ

پس مستثنیٰ کرنے کی ایک ہی وجہ معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے اس قبرستان کو اپنے خاندان کے لئے بہشتی مقبرہ قرار نہیں دیا۔ بلکہ خاندانی مقبرہ قرار دیا۔ اگر اپنے خاندان کے لئے اس مقبرہ کو بہشتی مقبرہ قرار دیتے تو ضروری تھا کہ ان شرائط سے ان کو کبھی مستثنیٰ نہ کرتے جو جنت میں داخل ہونے کے لئے قرآن نے لگا دی ہیں۔ کیونکہ ان کے خاندان کے لئے کوئی نیا قرآن اور کوئی نئی شریعت نازل نہیں ہوئی تھی۔ پس جب حضرت صاحب کا ان لوگوں کو ان شرائط سے مستثنیٰ کر دیا جو بہشتی مقبرہ ...

داخل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ اور جو در اصل قرآن کریم کی ہی شرائط ہیں جو جنت میں داخل ہونے کے لئے لازمی ہیں۔ بتلاتا ہے کہ آپ نے اپنے خاندان کے لئے اس قبرستان کو ایک خاندانی قبرستان کی حیثیت دی بہشتی مقبرہ کی حیثیت نہیں دی بہشتی مقبرہ اس زمین کا نام نہیں جہاں قبرستان ہے بلکہ بہشتی مقبرہ تو ان اعمال سے بنتا ہے جو شرائط میں درج ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب نے اسی لئے یہ بھی تحریر فرمایا کہ جو شخص متقی ہو اور وصیت کر چکا ہو وہ کہیں بھی دفن ہو بہشتی مقبرہ میں ہی داخل ہے۔ پس بہشتی مقبرہ اس قبرستان کا نام نہیں۔ بلکہ ان اعمال کا نام ہے جن کو شرائط میں آپ نے وہاں کے داخلہ کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ **پس جن کے لئے وہ شرائط نہیں اس کے لئے وہ بہشتی مقبرہ نہیں۔ اس کے لئے وہ ایک معمولی قبرستان ہے۔**

دو سوالات

یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں:۔

(۱) ایک تو یہ کہ حضرت اقدس نے اپنے آپ کو بھی تو مستثنیٰ کیا ہے اس کی وجہ کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سچ ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو بھی مستثنیٰ کیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ رؤیا میں آپ کو اپنی چاندی کی قبر الگ دکھلائی گئی تھی اور جماعت کے برگزیدوں کی قبریں جن کا نام بہشتی مقبرہ بتایا گیا تھا۔ الگ دکھایا گیا تھا۔ پس آپ کو بہشتی مقبرہ میں داخل کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ آپ کا تو وہ مقام تھا کہ آپ کے طفیل ہمارا انسان جنتی بن گئے۔ آپ کی قبر بجائے خود روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ تھی تو آپ نے اگر اپنے آپ کو مستثنیٰ کیا تو عین اس رؤیا کے مطابق کیا اور نہایت ٹھیک کیا۔

اپنی اولاد کے لئے خاندانی قبرستان کیوں قرار دیا

(۲) دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ نے خاندان اور اولاد کے لئے اس قبرستان کو خاندانی قبرستان کیوں قرار دیا۔ ان کے لئے بھی اس کی بہشتی مقبرہ کی حیثیت کیوں نہ رہنے دی اور آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ خدا نے یہ استثنا رکھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی علیم و خبیر ذات تو بڑی ستار ہے جناب الٰہی کے اخلاق میں بڑی چشم پوشی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو علم تھا کہ حضرت مسیح موعود کی اولاد میں نیک اور متقی بھی ہوں گے اور بدعمل لوگ بھی ہوں گے۔ پس اگر قبرستان میں دفن ہونے کے لئے تقویٰ اور قربانی کی شرائط ان کے لئے بھی لازم حال رہیں تو دو صورتیں ہوں گی۔ یا تو حضرت اقدس کے مرید اہل بیت سمجھ کر چشم پوشی اور لحاظ کرتے ہوئے اور تقویٰ نہ ہونے پر بھی انہیں دفن کر دیں گے۔ اس صورت میں وہ شرائط کالعدم ہو جائیں گی اور جو اگر لحاظ اور چشم پوشی نہ کی اور اعمال کی چھان بین کی تو صبر خواہ مخواہ کی پردہ دری ہوگی اور غیروں کی نگاہ میں ایک رسوائی کا سبب ہو جائے گا نام کے محبان اہل بیت اور محققین کے درمیان خواہ مخواہ کا ایک جھگڑا اٹھے گا اور خاندان والے اس زمین میں الگ مالکانہ حقوق جتلاتے پھریں گے اس لئے جناب الٰہی کی صفت ستاری نے یہی چاہا کہ اس جھگڑے کو ہی درمیان سے ہٹا دیا جائے اور جیسا بھی جو آدمی ہوگا اللہ تعالیٰ خود اس کو حساب لے لیگا۔ نیک ہوگا تو جنت دے لیگا۔ بد ہوگا تو اس کی مرضی ہے خواہ مغفرت کرے یا سزا دے۔ کیا ضرورت ہے کہ بہشتی مقبرہ کا معاملہ درمیان میں لا کر ایک فتنہ کھڑا کیا جائے

حضرت کے انصاف پر حملہ

اب اللہ تعالیٰ کی ستاری سے قائدہ اٹھا کر جناب میاں محمود احمد صاحب کا ان کے معنی یوں لینا کہ ہمارا استثنیٰ ہمارا اس لئے قبل از وقت اور قبل از عمل جنتی ہونے کی وجہ سے ہے یہ ناحق کی خود ستائی اور خلاف قرآن کریم اور خلاف منشائے حضرت مسیح موعود ہے اور حضرت کے انصاف اور عدل پر ایک حملہ ہے۔ بات وہی رہ گئی جو ہم نے عرض کر دی جس کے لئے بہشتی مقبرہ کی شرائط نہیں اس کے لئے وہ بہشتی مقبرہ نہیں۔

گر نہ رفتہ کس است ہمیں قدر بس است

امرتسری وہابی کے لینے کے دینے اور دینے کے لینے

امرتسری وہابی اور اس کی شتر بے مہار جماعت نے جو طوفان بے تمیزی سلسلہ احمدیہ اور دوسرے مسلمانوں کے خلاف مچا رکھا ہے۔ اس کا اثر خود اس پر اور اس کی جماعت پر یہ پڑ رہا ہے۔ کہ ان لوگوں سے تہذیب اخلاق سچائی اور صلاحیت کا مادہ بالکل مفقود نظر آتا ہے ہر ایک بے لگام وہابی جسے عقل و فکر کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ امرتسری وہابی کی بے لگامی سے حصہ لیکر بزرگان دین پر پھبتیاں اڑانا شروع کر دیتا ہے۔ اگر ان لوگوں میں نیکی اور تقوےٰ ہوتی۔ تو وہ ایسے اعتراضات حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت پر اور پھر دوسرے مسلمانوں پر کبھی نہ کرتے جن کی زد خود ان کے اپنے مسلمات اور بزرگوں پر پڑتی ہے۔ جہاں تک ہم نے ان لوگوں کے اعتراضات کا موازنہ کیا ہے ان کے پاس کوئی ایسا معقول اعتراض موجود نہیں۔ جو خود انکے اپنے بزرگوں اور انکے مسلمات پر چسپاں نہ ہوتا ہو۔

امرتسری وہابی نے اپنے اخبار ۱۸ر جون ۱۹۳۷ء میں قادیان کے ایک اخبار کا حوالہ ذیل نقل کیا ہے۔ جو اس نے اس کے اخبار سے ہی نقل کیا تھا کہ:۔

> مرزا صاحب نے قسم کھا کر فرمایا ہے۔ مولوی ثناء اللہ مجھ سے پہلے مرے گا۔ مگر وہ آج تک زندہ ہے۔ نہ صرف زندہ ہے۔ بلکہ یہ سطور لکھ رہا ہے۔
>
> (اخبار اہلحدیث امرتسر ۸ار جنوری ۳۷ء صفحہ ۵)

اسپر مولوی مذکور کس ڈھٹائی سے لکھتا ہے:۔

"بے شک یہ مطالبہ صحیح ہے۔ اگر ہم اس کا ثبوت اعلان مرزا سے نہ دیں تو ہم جھوٹ کے مرتکب ہیں اور اگر ہم ثبوت دے دیں۔ اور قادیانی نہ مانیں تو وہ کیا ہونگے۔ اس کا جواب وہ خود دیں لیکر وہ سنیں۔ اس عبارت میں ہم سے جو مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس کے دو اجزا ہیں۔ (۱) قسم کھا کر فرمایا (۲) مولوی ثناء اللہ ہم سے پہلے مرے گا۔ جزو اوّل کا ثبوت یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے اس اشتہار کی پیشانی پر یہ آیت لکھی ہے

یستنبئونک احق ھو قل ای و ربی انہ لحق۔ یہ قرآن مجید کی آیت ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے۔ کہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کو ارشاد الٰہی ہوتا ہے۔ کہ تم حلفیہ کہدو۔ کہ میں جو کچھ تم کو بتاتا ہوں۔ وہ حق ہے۔ مرزا صاحب نے اس آیت کو عنوان میں لکھ کر اس کے ذیل میں مضمون کو مؤکد بحلف بیان کیا۔ وہ مضمون جس پر حلف اٹھائی وہ یہ ہے" الخ

یہ تو وہابی مولوی کے دینے کے لینے ہیں۔ کہ پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف یہ منسوب کیا۔ کہ آپ نے قسم کھا کر فرمایا۔ اور جب اس کا ثبوت طلب کیا گیا۔ تو ایک قرآنی آیت جو ظلم کا بدلہ ملنے کے اصول کی سچائی پر شہادت ہے پیش کر دی کیونکہ اس سے پہلی آیت یہ ہے ثم قیل للذین ظلموا ذوقوا عذاب الخلد ھل تجزون الا بما کنتم تکسبون ویستنبئونک احق ھو قل ای و ربی انہ لحق۔

(ترجمہ: پھر ان لوگوں سے جنہوں نے ظلم کیا تھا۔ کہا جائے گا دیرپا عذاب چکھو۔ تمہیں بدلہ نہیں دیا جاتا مگر وہی جو تم کماتے تھے۔ اور تجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہ حق ہے تو کہہ ہاں میرے رب کی قسم یہ یقیناً حق ہے۔) بہرحال یہ تو امرتسری وہابی کے دینے کے لینے ہیں۔ اب دوسرا پہلو لیجئے مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب فتح رحمانی مطبوعہ مطبع احمدی لودیانہ سنہ ۱۳۱۵ھ صفحہ ۲۶،۲۷ پر ذیل کی عبارت لکھی ہے:۔

> اللھم یا ذوالجلال والاکرام یا مالک الملک جیسا کہ تو نے ایک عالم ربانی حضرت محمد طاہر مؤلف مجمع بحار الانوار کی دعا اور سعی سے اس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا تھا۔ ویسا ہی دعا و التجا اس فقیر قصوری کان اللہ لہ سے (جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع ساعی ہے) مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو توبۃ النصوح کی توفیق رفیق فرما۔ اور اگر یہ مقدر نہیں۔ تو ان کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین انک علی کل شیٍٔ قدیر و بالاجابۃ جدیر آمین۔

اب اس دعا کے مطالعہ سے اور خصوصاً آخر پر آیت قرآنی فقطع دابر القوم الذین ظلموا لانے سے صاف طور معلوم ہو جاتا ہے کہ قصوری مولوی نے ظالم قوم کی جڑ کاٹ جانیکی دعا کی تھی اور یہی اس کی دعا تھی کہ جس طرح عالم ربانی حضرت محمد طاہر صاحب کی دعا سے ایک کاذب کا بیڑا غارت ہوا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی کاذب کا بیڑا غرق ہو۔ سو اللہ تعالیٰ نے ظالم کا بیڑا غارت کر کے بتا دیا۔ کہ عالم ربانی کون تھا۔ اور کاذب کون۔ یہی آیت مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی پر ایک مسلمان حکومت کے خلاف نازل ہوئی تھی۔ تو اس کا بیڑا غرق ہو گیا۔ گویا یہ ایک دعائے مباہلہ تھی جس کے ذریعہ سے مولوی غلام دستگیر صاحب نے خدا سے فیصلہ چاہا۔ کہ سچے کی زندگی میں کاذب کا بیڑا غرق ہو جائے

لیکن اس صاف دعائے مباہلہ کو جس میں ایک واقعہ کا ذکر بھی موجود ہے۔ اور جس کے آخر میں ظالم قوم کی تباہی کی دعا ہے اسے مباہلہ قرار دینے سے گریز کرتا رہتا ہے۔ یہ ہیں اس کے لینے کے دینے کہ صاف اور سیدھی دعائے مباہلہ کو جس میں کاذب اور جعلی شخص کی تباہی کا ذکر کر کے ظالم کی تباہی کی بد دعا ہے مباہلہ نہیں مانتا۔

(ابوالفضل)

علی پور میں جماعتی سرگرمیاں

مہاشہ فہیم چند ساکنہ شہر سلطان سے جو ایک مشہور ودوان اور مناظر اپنے آپ کو ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ جامع مسجد احمدیہ علی پور میں قدامت روح مادی اور تناسخ پر تبادلہ خیال کافی وقت ہوتا رہا۔ مہاشہ جی بعض اپنے ہمخیالوں کو مباحثہ ہونے سے پیشتر کہہ رہے تھے۔ کہ بیتیرے مولوی ہم نے زیر اور عاجز کئے ہوئے ہیں۔ ہم آریوں کے مقابلہ میں مولوی لوگ گیدڑ کی طرح بھاگتے ہیں وغیرہ وغیرہ من الخرافات؛

بندہ کی جانب سے چار لاینحل سوال آواگون یعنی ابطال تناسخ اور چھ سوالات عدم آنادی روح مادہ پر ہوئے یہ ودنی پنڈت اختتام بحث تک مہاشہ مذکور اپنی چھاتی پر سے نہ اٹھا سکے کچھ ایسے گھبرائے کہ سیدھے منہ بات کرنے سے بھی عاجز آ گئے۔ بالآخر مسمی مذکور نے میعاد اس بنا پر ہم سے مانگی کہ یہ سوالات پیش کردہ کے جوابات غور و خوض کر کے بہت سوچ کر پھر کسی وقت عرض کر دوں گا؛

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

مسیح ابن مریم بلحاظ عمومیت مجدد تھا

اس کے مجدد ہونے کی بحث بالکل فضول ہے۔ لیکن چونکہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کا حوالہ ہے۔ اس لئے اس کی تشریح بھی ضروری ہے۔ جو میں اس کے مناسب موقع پر کروں گا۔ لیکن یہاں اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس حوالہ سے جو نتیجہ مولوی اللہ دتا صاحب نے نکالنا چاہا ہے۔ وہ سراسر غلط ہے مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں۔ "حضرت عیسیٰ اسرائیلی شریعت کو زندہ کرنے کے لئے چودھویں صدی کے مجدد بھی ہیں اور نبی بھی"۔ مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ اس نتیجہ کو قطعاً برداشت نہیں کرتے۔ مجدد کا لفظ یہاں بھی محض عمومیت کے لحاظ سے استعمال ہوا ہے۔ مولوی اللہ دتا صاحب خواہ کتنے ہی بڑے مدعی فضیلت کیوں نہ ہوں مگر دین اسلام کی مبادیات تک سے بے خبر معلوم ہیں۔ مسیح موعود کے حوالہ میں کونسا لفظ ہے جس سے ظاہر ہو کہ یہاں اصطلاحی مجدد مراد ہے۔ اگر اس طرح ایک الگ الگ فقرہ پر ہی بحث جائز ہو سکتی ہے تو یہاں تو صرف یہ لکھا ہے کہ مسیح مجدد تھا۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ نبی تھا۔ قادیانی لاڈلے ہیں۔ اپنے لئے ہر ایک رعایت چاہتے ہیں مگر دوسروں کی جائز باتوں پر بھی روٹھ جاتے ہیں۔ اگر مولوی صاحب کو اس قسم کا شبہ ہوا بھی تھا تو سلامتی کا طریق یہ تھا کہ وہ اس حوالہ کو مسیح موعود کی دوسری تحریروں پر پیش کرتے کیونکہ قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ متشابہ تحریروں کی توضیح محکم اصولوں کے ماتحت ہی ہو سکتی ہے۔ الفاظ کو دیکھ کر بھول جانا اور بے ہنگام شور مچانا نتیجہ خیز نہیں ہوتا۔ اس لئے میں مولوی اللہ دتا صاحب سے نہایت ادب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ مسیح موعود علیہ السلام کی بے شمار تحریرات میں سے صرف دو تحریریں ایسی پیش کر دیں جو اس نتیجہ کی مؤید ہوں جو آپ نے نکالنا چاہا ہے۔ اور اگر آپ نہ کر سکیں اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ آپ نہیں کر سکتے۔ تو خدا کے لئے اس حوالہ سے وہ نتیجہ نکالنے کی کوشش نہ کریں جو مسیح موعود کی نہایت کھلی اور واضح تحریرات کے مخالف ہو اور جس سے مسیح موعود پر متضاد باتیں کہنے کا الزام عائد ہوتا ہو گو آپ کو افسوس ہوگا کہ اس حوالہ کی تشریح پر عقیدہ بھی بدلا۔ مگر بات وہیں کی وہیں رہی۔ مگر مسیح موعود کو بدنام کرنے کی نسبت خود ذلت برداشت کرنے میں نیکی اور سعادت ہے۔ میں آپ کی رہنمائی کے لئے مسیح موعود کی تحریرات سے دو حوالے پیش کرتا ہوں:-

"میں ایک معنی سے نبی ہوں اور ایک معنی سے امت کا ایک فرد ہوں۔ اور اسی طرح میرے معاملہ میں وارد ہوا۔ کیا نہیں پڑھتے۔ اس میں جو ان کے پاس ہے کہ وہ تم میں سے ہے اور نبی ہے۔ کیا یہ دونوں صفتیں عیسیٰ میں پائی جاتی ہیں"۔ (تذکرۃ الشہادتین ص[illegible])

"مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی جس کے ساتھ جبرئیل کا بھی نازل ہونا ایک لازمی امر سمجھا گیا ہے کسی طرح امتی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس پر اس وحی کا اتباع فرض ہوگا۔ جو وقتاً فوقتاً اس پر نازل ہوگی"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۹)

تمام انبیاء سابقہ شرائع کو زندہ کرتے ہیں

مولوی صاحب کو اس حوالہ کے سمجھنے میں اس وجہ سے غلطی لگی کہ انہوں نے وہاں دیکھ لیا کہ "اسرائیلی شریعت کو زندہ کرنے کے لئے مسیح چودھویں صدی کا مجدد تھا"۔ مگر ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ تمام انبیاء ہی سابقہ شرائع کو زندہ کیا کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ مولوی اللہ دتا صاحب نے اتنا تو از خود تسلیم فرما لیا کہ لفظ مجدد اپنی عمومیت کے لحاظ سے تمام انبیاء پر اطلاق پا سکتا ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجدد اعظم قرار دیا ہے"۔ گویا نبی کریم لغوی معنوں میں مجدد ہیں اور اصطلاح اسلام میں مجدد ایک الگ امر ہے۔ یہی منوانا ہمارا مقصد تھا۔ مولوی صاحب کے اس قدر مان لینے نے بحث کو آسان کر دیا ہے۔ اب میں مولوی صاحب کو بتلانا چاہتا ہوں کہ جملہ انبیاء کرام سابقہ شرائع کو ایک خاص رنگ میں زندہ کرتے رہے ہیں۔ گو اس کا رنگ اور اس کی کیفیت اور ہو چنانچہ ابتدائے تخلیق عالم سے مذہب کی غرض و غایت اور مذہب کے اصول ایک ہی رہے ہیں۔ انبیاء اپنی اپنی قوموں میں مبعوث ہو کر انہی اصولوں کی تجدید کرتے رہے ہیں۔ اسی لئے تمام مذاہب کی تعلیم کا اصل اصول ایک ہی ہے۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ اپنے اپنے زمانوں اور اپنی اپنی امتوں کی ضروریات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ سابقہ شرائع میں تغیر و تبدل۔ ترمیم و تنسیخ کر کے بتدریج تکمیل دین کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آخری زمانہ میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کی شریعتوں کو زندہ کیا اور آپ کے ہی مقدس ہاتھوں سے دین کی تکمیل ہوئی۔ اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل محمد اس لئے آپ لغوی معنوں میں اور مولوی اللہ دتا صاحب کے الفاظ میں عمومیت کے لحاظ سے مجدد اعظم ٹھہرے۔ میں اپنے دعویٰ کے ثبوت میں سر دست تین آیات پیش کرتا ہوں اگرچہ اور بے شمار آیات بھی ہیں جن سے یہی استدلال کیا جا سکتا ہے۔

ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا۔ (سابقہ شرائع میں سے) جو کوئی بات ہم منسوخ کرتے ہیں یا اسے فراموش کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں۔ وانزلنا الیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتب ومھیمنا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تیری طرف کتاب حق کے ساتھ اتاری۔ جو پہلی کتابوں کی مصدق ہے اور وہ ساری کتب سابقہ کی محافظ ہے یعنی ان کی اصلی تعلیم کی حفاظت کرتی ہے۔ فیھا کتب قیمۃ جن میں مضبوط کتابیں ہیں۔ یعنی اس قرآن میں پہلی کتابوں کی تمام وہ تعلیم موجود ہے جو رکھنے کے قابل تھی۔

مولوی اللہ دتا صاحب کی تشریعی اور غیر تشریعی نبی کی تعریف غلط ہے

اب قرآنی تشریحات کے لحاظ سے مولوی اللہ دتا صاحب کی تشریعی اور غیر تشریعی نبی دونوں کی تعریفیں غلط ٹھہرتی ہیں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ غیر تشریعی نبی شریعت نہیں لاتے۔ یعنی سابقہ شریعت کو زندہ کرتے ہیں اور آنحضرت صلعم کو مولوی صاحب کیا تمام قادیانی احباب ہی تشریعی نبی مانتے ہیں۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ محمد صلعم نے تمام سابقہ شرائع کو زندہ کیا گویا مولوی صاحب کی تعریف کی رو سے نبی کریم غیر تشریعی نبی ٹھہرے اور یہ بالبداہت باطل ہے۔ جبھی تو میں نے کہا تھا کہ مولوی اللہ دتا صاحب کا ادعائے فضیلت واہیات ہے اور قرآن کریم کا علم ان کو چھو تک نہیں گیا۔ لیکن ہمارے قادیانی احباب یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مولوی صاحب نے یہ بھی تو لکھا ہے کہ غیر تشریعی نبی سابقہ شریعت کی پیروی کرنے اور کرانے کے لئے مبعوث ہوتا ہے۔ یہ اعتراض قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ جب ایک نبی کسی سابقہ شریعت کی تجدید کرے گا تو خود پیروی کرنے اور کرانے کے لئے ہی کرے گا۔ ورنہ اس تجدید کا فائدہ کیا ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہدایت کے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا۔ اس کو علم تھا کہ کسی زمانہ میں اسلام میں اس قسم کے فتنے اٹھیں گے اس لئے ان کا علاج بھی تیرہ سو برس پہلے کر چھوڑا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مسلمانوں کو ملت ابراہیمی کی پیروی کی ترغیب دیتا ہے ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ۔ اور کون ابراہیم کے مذہب سے منہ موڑتا ہے سوائے اس کے جس نے اپنے آپ کو احمق بنایا اور اس مضمون کو یہیں نہیں چھوڑتا بلکہ محمد صلعم کو صاف الفاظ میں حکم دیتا ہے۔ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا۔ پھر ہم نے تیری طرف وحی کی کہ ابراہیم راست رو کے مذہب کی پیروی کر۔ اب گویا محمد صلعم نے تمام شرائع کا احیاء کیا۔ تمام انبیاء کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لائے۔ اور ملت ابراہیمی کی بالخصوص خود پیروی کی اور دوسروں سے کرائی۔ اور یہ مولوی اللہ دتا صاحب قادیان کے بے نظیر فاضل کے نزدیک غیر تشریعی نبی کی تعریف ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیر تشریعی نبی تھے۔ کیوں مولوی صاحب اسی لئے چھوٹے بڑے پیامیوں کو للکارا تھا۔ بڑے اپنے وقت پر خود آ جائیں گے۔ آپ ابھی صرف ایک اکیلے حقیر اور ادنےٰ ترین پیامی سے سلجھ لیجئے اور سارے قادیانی علماء کی مدد سے میرے مضمون کا جواب لکھئے۔ میں کہتا ہوں یہ آپ کو تکبر کی سزا ملی ہے۔

تشریعی اور غیر تشریعی قرآنی اصطلاح نہیں

حق یہ ہے کہ قرآن میں تشریعی اور غیر تشریعی نبی کا کہیں ذکر نہیں (یہ صوفیائے کرام کی اصطلاح ہے) یہ پاکبازوں کا گروہ ایک ہی قسم تھا۔ تلک امۃ واحدۃ۔ اور ہمارا یہ منصب نہیں کہ اپنے دل سے تعریفیں گھڑ کر ایک کو تشریعی کہیں اور دوسرے کو غیر تشریعی۔ لا نفرق بین احد من رسلہ۔ بالخصوص جبکہ ان سب کی وحی کو خدا نے ایک ہی قسم قرار دیا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلسلہ نبوت اختتام پذیر ہو گیا۔ اس لئے اس امت میں انبیاء کے قائمقام مجددین اور محدثین ہوئے۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ صوفیائے کرام نے نبیوں کو تشریعی نبی اور محدثین کو غیر تشریعی نبی قرار دیا۔ ولکل ان یصطلح اس میں ہرج بھی کوئی نہیں۔ پس انبیاء اور مجددین میں اور صوفیائے کرام کی اصطلاح میں جو نادانستگی ہے، مولوی اللہ دتا صاحب نے بھی قبول کر لی (تشریعی اور غیر تشریعی نبیوں میں) یہ فرق نہیں کہ ایک تجدید

بقیہ حاشیہ ۔ مضمون کا نتیجہ کیا ہے۔ یہی کہ غیر تشریعی نبی کو اصطلاح اسلام میں مجدد کہتے ہیں۔ اور یہ ہمارا مذہب ہے۔ یہ باتیں آپ تو لکھنا نہیں چاہتے ہوں گے۔ مگر تصرف الٰہی نے آپ سے لکھوا دیں اور جماعت نے اپنی خاموشی سے ان پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ اب فرمائیے۔ میرا مضمون قادیانیت کے لئے درحقیقت پیام مرگ ثابت ہوا یا نہیں؟ اس میں میرے لئے کوئی فخر نہیں۔ میں اپنی بے بضاعتی اور علمی فرومایگی کا اقرار کرتا ہوں کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار۔ میرے مرشد اور میرے آقا نے تو یہ فروتنی اور انکسار کے لحاظ سے تھا۔ مگر میرے بارے میں یہ شعر ہر لحاظ سے ایک حقیقت ہے۔ نبی ہرگز مجدد یا محدث نہیں ہوتا کے عنوان سے جو دو تین مضمون میری قلم سے نکلے ہیں وہ میری لیاقت نہیں بلکہ ایک خاص تائید غیبی کا نتیجہ تھے جو ہمارے احباب پٹیالہ کی دعاؤں کی وجہ سے میرے شامل ہوئی۔ کیا اب بھی آپ کو اس بات کے تسلیم کر لینے میں تامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کی ساری قادیانی جماعت پر بے علمی کی ذلت وارد کر دی ہے اور ان کی علمی اور عقلی قوتوں کو سلب کر لیا ہے اور جہل اور تاریکی ان پر مسلط ہو گئی ہے تاکہ وہ دیکھتے ہوئے نہ دیکھیں۔ آپ یہ ہرگز نہ سمجھیں کہ میں نے آپ کی کمی علم اور قلت تدبر سے فائدہ اٹھایا ہے بلکہ اب بھی آپ کے لئے میدان کھلا ہے۔ آپ بار بار اصول بدلتے رہیں۔ انشاء اللہ نتیجہ ایک ہی ہوگا۔ اس وقت میں آپ کا اور مولوی محمد صادق صاحب مبلغ لونکھ کا [illegible] دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ دونوں صاحبوں کی مہربانی سے قادیانیت کی مہم جو مشکل مرحلہ بنی ہوئی تھی، اس آسانی سے سر ہو گئی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ والسلام علی ختم المرسلین۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام قادیانی بھائیوں کو توفیق دے کہ جو حق آپ نے نادانستگی اور لاعلمی میں قبول کر لیا ہے۔ اسے کھلے طریق پر قبول کر لیں۔ آمین۔ ثم آمین۔

درج کرتا ہے اور دوسرا نہیں کرتا۔ بلکہ دونوں اپنے اپنے رنگ میں تجدید دین کرتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ نبی تجدید کے ساتھ تکمیل دین بھی کرتا ہے۔ بعض دفعہ صرف اپنی وحی کا پابند ہوتا ہے۔ اس کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ پہلے انبیاء کی وحی پر کیا ہے۔ وہ صرف اپنی وحی کو دیکھتا ہے لیکن مجدد یعنی غیر تشریعی نبی اپنے نبی متبوع کی وحی کا پابند ہوتا ہے اور اپنی وحی سے دین میں کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ باقی امور یعنی رسل مامور ہونے۔ وحی الٰہی کے نزول اور شیطانی دخل سے منزہ ہونے اور قرب و عرفان الٰہی کے تمام انعامات حاصل کرنے میں نبی اور مجدد اور محدث سب یکساں رہتے ہیں۔

ہر مجدد سے نبی نہیں جو نبی ہے مجدد نہیں

اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہر نبی مجدد و محدث ہوتا ہے کیونکہ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ہر نبی کسی دوسرے نبی کی وحی کا پابند اور تابع ہوتا ہے اور کوئی نبی اپنی وحی کی پیروی نہیں کرتا جو بالبداہت باطل ہے۔ اسی طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بعض نبی مجدد بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ نبی کا امتیازی نشان ہی صرف یہ ہے کہ وہ اپنی ہی وحی کی پیروی کرتا ہے اور مستقل ہوتا ہے متبع نہیں ہوتا۔ اگر وہ کسی دوسرے نبی کی وحی کی پیروی کرتا ہے تو وہ صرف اپنی وحی کی وجہ سے نبی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہم صحیح ثابت کر چکے ہیں اور اس کے علاوہ اس کے تو یہ معنی ہوں گے کہ بعض انبیاء اپنی وحی کی پیروی کرتے ہیں اور اپنی اپنی وحی کی ہرگز پیروی نہیں کرتے یہی اجتماع ضدین ہے۔ اس قسم کے اصول ضرور آپ کی جماعت کو اشاعت اسلام کا اہل ثابت کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ بعض مجدد نبی بھی ہوتے ہیں کیونکہ اس کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ مجدد اپنے نبی متبوع کے دین میں اپنی وحی سے تغیر و تبدل اور کمی بیشی کرتے ہیں جو ان کے منصب کے خلاف ہے۔ پس کوئی نبی مجدد نہیں اور کوئی مجدد نبی نہیں اس لئے ہم جناب خلیفہ صاحب قادیان اور تمام قادیانی احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ مجلس مشاورت منعقد کر کے فیصلہ کریں کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی تھے یا مجدد اور جو کوئی فیصلہ کریں۔ وہی قادیانیت کی موت ہوگا۔

حضرت مسیح موعود کے حوالہ پر بحث

اس فیصلہ کن بحث کے بعد حضرت مسیح موعود کے حوالہ پر کسی الگ بحث کی ضرورت نہیں رہتی۔ مگر دل نہیں چاہتا کہ مولوی اللہ دتا صاحب کے ہر ایک خفیف سے خفیف اعتراض کا جواب دیکر مولوی صاحب کے اس مایہ ناز حوالے کو جس کی بنا پر انہوں نے اپنے سابقہ عقائد میں تبدیلی کی بلا بحث چھوڑا جائے۔ مولوی صاحب کے جس اعتراض کا میں نے جواب نہ دیا۔ وہ وہ مجھے لکھ دیں آپ رہتی دنیا تک ہمارے مطالبات کا اسی ایمانداری سے جواب دیتے رہیں گے۔ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود نے لفظ مجدد یہاں بھی انہی معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ جن معنوں میں نبی کریم صلعم کو مجدد اعظم قرار دیا ہے۔ نبی اور مجدد میں نسبت تباین ہونے پر ناقابل تردید دلائل پیش کر چکا ہوں۔ مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اپنے نتیجہ کے مؤید حوالے پیش کر چکا ہوں۔ حوالوں کی اور جس قدر تعداد کا مولوی صاحب مطالبہ کریں۔ پیش کرنے کا ذمہ لیتا ہوں۔ قرآن و حدیث سے نبی و مجدد میں فرق بیان کر چکا ہوں۔ اس پر بھی اگر مولوی اللہ دتا صاحب کو اصرار ہو کہ حضرت مسیح موعود نے مسیح ابن مریم علیہ السلام کو

اصطلاحی مجدد قرار دیا ہے تو ان کا فرض ہے کہ

۱۔ تورات سے ثابت کریں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد سلسلہ مجددین کی پیشگوئی کی ہو۔ اور یہ بھی ثابت کریں کہ بنی اسرائیل میں مجدد کی اصطلاح مسلم تھی۔ کیونکہ اصطلاح اس وقت بنے گی جب مذہب میں اس کی کوئی اصل ہوگی۔ ورنہ آج انیس سو سال بعد کیا حق حاصل ہے کہ اٹھ کر کہہ دیں کہ مسیح اصطلاحی مجدد تھا۔

۲۔ انجیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مجددین والی پیشگوئی کے ماتحت دعویٰ دکھائیں اور مسیح موعود علیہ السلام کے باندھے ہوئے اس اصول کو مدنظر رکھیں۔

(الف) بعض کا یہ خیال ہے کہ اگر کسی الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو جائے تو امان اٹھ جاتا ہے اور شک پڑ جاتا ہے کہ شاید اس نبی یا رسول یا محدث نے اپنے دعویٰ میں بھی دھوکہ کھایا ہو۔ یہ خیال سراسر مغالطہ ہے۔ اور یہ لوگ نیم سودائی ہوتے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں۔ (ازالہ احمدی ص ۲۲)

(ب) نبوت کے بارے میں انہوں (حضرت عیسیٰ) نے دھوکہ نہیں کھایا۔ کیونکہ وہ حقیقت نبوت قریب سے دکھائی گئی۔ اور بار بار دکھائی گئی۔

(ج) بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت سے نبی آئے ..... میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے۔

۳۔ اصل قضیہ تو یہیں طے ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ قرآن کریم تمام کتب سابقہ پر مہیمن ہے۔ اس لئے آپ پر کامل اتمام حجت کیلئے میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ قرآن کریم کی صرف ایک آیت پیش کریں جس میں حضرت مسیح ابن مریم کو مجدد کہا گیا ہو۔ اگر نہ دکھا سکیں تو میرے سے سنیں۔ غیر احمدیوں کے جو یہ کہتے ہیں۔ کہ مسیح منصب نبوت سے معزول ہو کر محض امتی کی حیثیت میں نازل ہوگا۔ اور قادیانیوں کے جواب ۹ رجون ۳۷ء سے یہ کہنے لگے ہیں کہ مسیح ابن مریم اصطلاحی مجدد تھا۔ دونوں گروہوں کی تردید کے لئے قرآن کریم میں لکھا رکھا تھا۔ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ۔ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا اور مجھے برکت والا بنایا۔ جہاں کہیں میں ہوں۔ (قادیانی دوستو حضرت عیسےٰ پہلے کتاب کے دیئے جانے کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ کے طور پر اپنا نبی ہونا بیان کرتے ہیں اور تم کہتے ہو۔ نبی بلا کتاب بھی ہوتے ہیں۔

۴۔ اگر ان ہر سہ بیان کردہ ذرائع میں سے کسی ایک سے بھی آپ اپنے دعویٰ کو ثابت نہ کر سکیں تو آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ کہ آپ حضرت عیسٰی کو اصطلاحی مجدد کہیں۔ لیکن ہمیں آپ کا پاس خاطر ہے۔ آپ ضعیف سے ضعیف حدیث پیش کریں جس میں عیسےٰ بن مریم کو مجدد کہا گیا ہو۔

۵۔ اگر ہر طرف سے آپ کو ناکامی ہی ناکامی ہو تو علمائے سلف کے اقوال میں سے صرف ایک امام کا قول پیش کریں کہ حضرت مسیح ابن مریم مجدد اصطلاحی تھے۔ کیونکہ یہ تو آپ کبھی خیال بھی نہیں کر سکتے کہ مسیح موعود نے کوئی ایسی بات کہی ہو جو دنیا جہان سے نرالی ہو۔ اور جس کی کوئی اصل ہی نہ ہو۔

متشابہ باتیں محکم اصول پر پیش کرنی چاہئیں

مولوی صاحب میں پھر ادب سے عرض کرتا ہوں کہ آپ کا ایک فقرہ کو لیکر اپنی ہوائے نفس سے ایسے معنی کرنا جن کی تائید مصنف کی دوسری تحریرات سے نہ ہوتی ہو معاملہ حق کا طریق نہیں۔ اگر سب لوگ یہی طریق اختیار کریں تو دنیا کی تمام کتابوں سے امان اٹھ جائے۔ کسی اور مذہب کا کچھ رہے یا نہ رہے۔ احمدیت کا کچھ باقی نہیں رہ سکتا۔ میرا خیال ہے آپ سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکریہ

مولوی صاحب اللہ تعالیٰ کا بڑا بڑا شکر اور بڑا بڑا احسان ہے کہ جس طرح اس کے تصرف نے آپ سے نادانستگی میں وہ باتیں لکھوا دیں جو فی الحقیقت آپ سمجھتے ہوئے کبھی نہ لکھتے۔ اسی طرح تائید الٰہی نے آپ کے تکبر کو مٹانے کے لئے مجھ سے وہ باتیں لکھوا دیں جن کا اس سے قبل مجھے کوئی علم نہیں تھا۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

---

[۱] سلسلہ مجددین امت محمدیہ کیلئے خاص ہے جسکی ضرورت ختم نبوت کیوجہ سے پیدا ہوئی ہے پہلے کسی مجدد کا وجود متحقق نہیں اس صورت میں یہ بات ویسے ہی لغو اور بے معنی ہے کہ مجدد نبی ہوتا ہے یا نبی مجدد ہوتا ہے جب آنحضرت صلعم سے قبل مجددین کا کوئی وجود ہی نہ تھا مجدد نبی ہونے کا ذکر ہی کیا ہے۔ سو یہ بحث ہی خارج ہے۔ یہ محدثین کرام کے متعلق زبان نبوت سے ارشاد ہوا ہے رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔ ایسے غیر نبی افراد جن کو جناب الٰہی سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو۔ نبی کو غیر نبی کہنا ہی عجب جو کام نہیں سکتا

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر

درجہ چہارم مظفر گڑھ

دعویٰ ۱۴۹ بابت سال ۱۹۳۷ء

سوکھا رام ولد تلا رام داسدیو سکنہ موضع روہیلانوالی تحصیل مظفر گڑھ

بنام ملک رمضان

دعویٰ مبلغ -/-/۵۰۰

بنام رمضان ولد ملک ولی محمد ذات سنجرا سکنہ موضع روہیلانوالی تحصیل مظفر گڑھ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی رمضان مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام رمضان مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر رمضان مذکور تاریخ ۲۳ ماہ اگست ۱۹۳۷ء کو مقام مظفر گڑھ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی آج بتاریخ ۹ ماہ جولائی ۳۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم　　(مہر عدالت)

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب سردار غلام فرید خانصاحب

نائب تحصیلدار ڈیرہ غازیخان

دعویٰ نمبر ۲ سال ۳۷ء نمبری مال

دسن ولد شہدا بڈھا نانگری سکنہ علاقہ چوٹی

بنام جانوں و خانوں ولدان مٹھہ۔ سنبرو ولد مٹھہ و وزیر ولد غلام محمد اقوام نانگری سکنہ چک گنگر علاقہ چوٹی

دعوئے پیداوار ـــ ۱۵

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی جانوں و خانوں و وزیر مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام جانوں و خانوں و وزیر مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہم مذکور تاریخ ۲۴ ماہ جولائی ۱۹۳۷ء کو مقام ڈیرہ غازیخان حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوں گے تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۸-۷-۳۷ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم　　(مہر عدالت)

محکمہ ریلوے میں بھرتی

والٹن ٹریننگ سکول نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور چھاؤنی میں سٹیشن ماسٹر گروپ سٹوڈنٹس اور ریلیف کلرکوں کا کام سیکھنے کی جماعتوں میں داخلے کی درخواستیں مدعو کی جاتی ہیں۔ دو نو نصاب ۹ ۱۳؍۳۷ کو شروع ہوں گے۔

سٹیشن ماسٹر گروپ سٹوڈنٹس میں ۱۲۰ اسامیاں خالی ہیں اور ۲۵ اسامیاں ریلیف کلرکوں کی ہیں۔ ان میں سے بعض اسامیاں مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے لئے مخصوص ہوں گی بشرطیکہ ان اسامیوں کے لئے جو کم از کم قابلیت درکار ہے۔ وہ اسکے مالک ہوں۔

	سٹیشن ماسٹر گروپ	ریلیف کلرک
مسلم	۷۲	۱۵
اینگلو انڈین دیوروپین	۶	۱
ہندوستانی عیسائی پارسی اور سکھ وغیرہ	۱۱	۲

درخواست کنندوں کیلئے لازمی ہے کہ ان کے پاس کسی مستند یونیورسٹی کے میٹریکولیشن کے سکنڈ ڈویژن پاس کے برابر کی کوئی اور سند ہو سٹیشن ماسٹر گروپ میں داخل ہونے والوں کے لازمی ہے کہ وہ داخلے کے وقت ۱۸ سال سے کم اور بیس سال سے زیادہ عمر کے نہ ہوں۔ اور ریلیف کلرکوں کے لئے کم از کم عمر ۱۸ سال اور زیادہ سے زیادہ ۲۵ سال کی عمر کی شرط ہے جن امیدواروں کے پاس سکول ریلونگ سرٹیفکٹ ہوں گے۔ یا جن جنہوں نے امتحان میٹریکولیشن درجہ سوئم میں پاس کیا ہے۔ ان کی درخواستوں پر غور نہیں کیا جائے گا۔

درخواست کنندوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ داخلے کا مقررہ فارم اپنے ہاتھوں سے پرکریں۔ جو ایک روپے میں بڑے بڑے سٹیشنوں کے سٹیشن سپرنٹنڈنٹوں یا سٹیشن ماسٹروں سے مل سکتا ہے۔

ایک مطبوعہ لفافہ جس پر پتہ چھپا ہوگا۔ فارم کے ساتھ مفت دیا جائے گا۔ اسے امیدوار کو اپنے ہاتھوں پر کرنا ہوگا۔ اور بذریعہ ڈاک ارسال کرنا ہوگا۔ دستی نہ بھیجا جائے۔ داخلے کے فارم کیساتھ چال چلن کے سرٹیفکیٹ اور علمی قابلیت کی سند اور ان کھیلوں کے متعلق سرٹیفکیٹ کی نقول جن میں امیدوار کو دلچسپی ہے بھیجی جائیں یہ درخواست ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ لاہور۔ راولپنڈی۔ دہلی۔ فیروزپور۔ ملتان۔ کراچی کوئٹہ۔ یعنے جو ڈویژن درخواست کنندہ کے نزدیک ہو کو ۸؍۳۷ ۱۰ تک پہنچ جانی چاہئیں۔

ٹریننگ سکول میں داخلے کیلئے آخری انتخاب لاہور میں سنٹرل سلیکشن بورڈ کرے گا پہلی مرتبہ ان امیدواروں کو جن کی درخواستیں منتخب کیجائیں گی۔ ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر میں انٹرویو کے لئے طلب کیا جائے گا جہاں ڈویژنل سلیکشن بورڈ ۸؍۳۷ ۲۴ کو صبح کے دس بجے ان سے ملاقات کرے گا۔ ان امیدواروں کو اپنے خرچ پر آنا ہوگا باقی تمام درخواستیں فائل کر دی جائیں گی اور ان کے متعلق مزید خط وکتابت نہیں کی جائے گی۔ ڈویژنل سلیکشن بورڈ میں جو امیدوار منتخب ہوں گے انہیں مقررہ ڈاکٹری معائنہ میں بھی کامیاب ہونا ہوگا۔ اس کے بعد انہیں ۹ر اکتوبر اور ۱۰ر اکتوبر ۱۹۳۷ء کو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے صدر دفتر واقع ایمپرس روڈ لاہور میں سنٹرل سلیکشن بورڈ میں ملاقات کے لئے پیش ہونا ہوگا اس انٹرویو کے لئے انہیں مفت پاس دیئے جائینگے

جن امیدواروں کو انجام کار سنٹرل سلیکشن بورڈ منتخب کرے گا وہ سکول میں داخل کئے جائینگے بشرطیکہ وہ مندرجہ ذیل رقوم پیشگی داخل کرنے کو تیار ہوں مدتوم ضمانت کی واپسی یا ضبطی کے متعلق قواعد معاہدے میں درج ہیں۔ اس معاہدے پر سٹامپ لگا ہوگا۔ سکول میں داخلے پر اس معاہدے پر دستخط کرنے لازمی ہوں گے۔

(۱) زرضمانت　　۳۰ روپے

(۲) معاہدے کیلئے اسٹامپ کی قیمت ایک روپیہ

(۳) طعام کا زرضمانت　　۱۰ روپے

میزان　　۴۱ روپے

ٹریننگ کا عرصہ سٹیشن ماسٹر گروپ سٹوڈنٹس کے لئے ۸ مہینے اور ریلیف کلرکوں کے لئے ایک مہینہ ہوگا۔ اس عرصہ میں منتخب امیدواروں کو ۱۸ روپے ماہوار گزارہ کے لئے الاؤنس دیا جائے گا جس میں ساڑھے بارہ روپے ماہوار طعام کا خرچ وضع کر لیا جائے گا۔ تربیت کی میعاد ختم ہونے پر امیدواروں کا امتحان ہوگا۔ سٹیشن ماسٹر گروپ میں جو امیدوار امتحان میں کامیاب رہیں گے۔ اور ملازمت میں رکھ لئے جائیں گے۔ انھیں مزید ایک ماہ کیلئے اسٹیشنوں پر عملی تربیت دی جائے گی۔ اس عرصہ میں انھیں مذکورہ بالا شرح پر گزارے کے لئے ماہوار الاونس دیا جائے گا۔

یہ امر واضح رہے۔ کہ ریلوے سروس میں ملازمت حاصل کرنے کی کوئی گارنٹی نہیں جو ملازمت میں رکھ لئے جائیں گے۔ انکی ماہوار تنخواہ ۳۰ روپیہ ہوگی۔ اور انکی تنخواہ کا سکیل ۶۰ - ۵/۲ - ۵۰ - ۵ - ۳۰ روپے ہوگا اور انھیں اس ریلوے کے کسی ڈویژن میں مقرر کر دیا جائے گا۔

امرتسر سے رسالہ "نسیم ادب" کا اجرا

رسید اختر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل کی سرپرستی میں عنقریب احمدیہ ینگ مسلم ایسوسی ایشن امرتسر کی زیر نگرانی نسیم ادب مذہبی، علمی، ادبی پرچے کا اجرا ہونے والا ہے۔ غالباً ہندوستان میں نوجوان احمدیت کی طرف سے یہ پہلا ماہنامہ ہوگا۔ اس کا نام ہی اس کے مقاصد کو ظاہر کر رہا ہے۔

گو امرتسر کے چند ایک نوجوانوں کے لئے یہ بار عظیم ہے لیکن

ہماری کشتیٔ امید جہاں چاہے جدھر جائے
مقدر آزما ساحل کا رخ دیکھا نہیں کرتے

کے خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم حتی الوسع اسے سرانجام دینے کی کوشش کریں گے سچ تو یہ ہے کہ ہم اکیلے کچھ نہیں کرسکتے جب تک احباب جماعت کی مدد شامل حال نہ ہو۔ مجھے اپنی تحریر کو زیادہ طول دینے کی ضرورت نہیں آپ مطلب یقیناً سمجھ چکے ہوں گے۔ آپ خود سوچیں کہ ایسے رسالہ کی مدد کہاں تک ضروری ہے۔ ہمیں دس ایسے سرپرستوں کی ضرورت ہے جو پانچ روپے ماہوار باقاعدہ دیں۔ بیس ایسے جو ایک روپیہ ماہوار اور متعدد ایسے جو خریدار بن کر مدد کریں

فی الحال رقوم کے لئے وعدے منیجر صاحب پیغام صلح کے نام آنے چاہئیں۔ دیکھیں نوجوانان جماعت امرتسر کی آواز پر کون لبیک کہتا ہے۔ چندہ سالانہ عمر امرا سے تین روپے یا زیادہ۔ ممالک غیر سے تین شلنگ۔ شیخ محمد ... ایڈیٹر رسالہ "نسیم ادب"۔ امرتسر

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات بابت ماہ مئی ۱۹۳۷ء

آمد

نام صیغہ	پائی	آنہ	روپیہ
اغراض عام			
چندہ ماہوار	۶	-	۲۱۴۵
جرمن مشن	۰	۰	۶۲۸
ہوسٹل	۰	۰	۷۶
اچھوت فنڈ	۰	۰	۱۰
اخبار لائٹ	۰	۴	۵۳۵
اخبار پیغام صلح	۰	۱	۵۱۶
جرمنی قرآن	-	-	۵
متفرقات	۹	۴	۱۲۱۰
میزان	۳	۱۰	۵۱۲۵
سپین مشن	۰	۹	۸
تصنیف و تالیف	۶	۱۲	۱۳۴۴
امانت	۹	۷	۵۳۲
آنہ مستقل فنڈ	۰	۳	۴۷
ریزرو فنڈ خواتین	۰	۱۰	۳
مسلم ہائی سکول لاہور	۶	۰	۱۴۷۴
مسلم ہائی سکول بدوملہی	۰	۰	۲۶۳
پراویڈنٹ فنڈ دفاتر	۰	۱۵	۷۹
" " سکولز	۰	۱۴	۱۵۴
کل میزان	۳	۱۵	۹۰۳۳

خرچ

نام صیغہ	پائی	آنہ	روپیہ
اغراض عام			
وظائف مساکین	۰	۰	۷۰
مبلغین و عملہ انتظامی وغیرہ	۰	۱	۱۱۵۱
جرمن مشن	۰	۱۵	۹۱۰
دی آنا مشن	۰	۱۱	۶۶
جاوا مشن	۹	۵	۱۴۸
ہوسٹل	۰	۴	۴۷
تبلیغ در اچھوت اقوام	۰	۰	۱۰۰
لائٹ	۰	۰	۳۴۶
پیغام صلح	۶	۴	۱۶۹
جرمنی قرآن	۰	۰	۰
متفرقات	۰	۷	۵۸۰
میزان	۳	۰	۳۵۹۰
سپین مشن	۰	۰	۰
تصنیف و تالیف	۶	۱۴	۱۷۹۳
امانت	۰	۲	۳۶۰
آنہ مستقل فنڈ	-	۰	۰
ریزرو فنڈ خواتین	۰	۰	۰
مسلم ہائی سکول لاہور	۰	۵	۱۵۴۴
مسلم ہائی سکول بدوملہی	۰	۰	۰
پراویڈنٹ فنڈ دفاتر	-	۰	۰
" " سکولز	۰	۰	۲۰۰
کل میزان	۹	۵	۴۸۸۴

(بقیہ صفحہ ۶)

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

دوسرا موقعہ

۲۲ جون دارو غہ صاحب جنگلات علی پور سے قاضی محمد منیر صاحب ۔۔۔ دری کا صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تبادلہ خیالات ہو رہا تھا ۔۔۔ ان بحث میں بعد اطلاع خاکسار بھی موقع پر پہنچ گیا۔ دارو غہ صاحب ۔۔۔ نمازی صوفی منش آدمی ہیں۔ وہم کا اتنا غلبہ اور تسلط موصوف پر ۔۔۔ رہا ہے۔ کہ خدا ہی حافظ ہے۔

ان دنوں موصوف ہمارے خلاف بڑی تیاریاں کر رہا ہے۔ ۔۔۔ کتاب سندھ سے قادیانی مذہب کی حقیقت بھی منگوا کر خوب مطالعہ کر ۔۔۔ ہے ہیں بکثرت فرسودہ اعتراضات اس نے کئے جن کے دندان شکن ۔۔۔ ت جوابات قرآن و حدیث عقل کی روشنی میں دیئے گئے حضرت ۔۔۔ امام علیہ السلام کی صداقت پر خاکسار نے پیشگوئی طاعون جارت ۔۔۔ ل مفصل روشنی ڈالی موصوف اس کا کوئی جواب نہ دیتے ہوئے ۔۔۔ سری طرف بحث کا رخ بدلنے لگے اس کے حق میں دعا کی گئی۔ کہ اللہ تعالیٰ ۔۔۔ قابل رحم بے چارے کو صراط مستقیم اور معرفت امام عطا فرمائے۔ اور ۔۔۔ لیا کہ آپ حضرت امام ہمام علیہ السلام کی کوئی افضل کتاب مطالعہ فرماویں ۔۔۔ استخارہ بھی کریں۔ مخالفین کی کتب پر تحقیق حق کی مدار نہ رکھیں۔

(۲۷ جون کا دن)

مولوی کرم بخش صاحب شیخ غلام محمد صاحب اور حاجی خدا بخش ۔۔۔ بلار اور مولوی حاجی محمد عظیم صاحب پاکپتن بہاول پور سے مسجد ۔۔۔ احمدیہ علیپور میں ۲۸ جون کو آیت استخلاف۔ اور حدیث مجدد پر ۔۔۔ ن مباحثہ ہوا۔ دو گھنٹہ متواتر تبادلہ خیالات ہوتا رہا علماء اپنے کو رہن ۔۔۔ بنا لیتی سے بحث کرتے رہے۔ بالآخر غیر احمدی اور جماعت احمدیہ کے ۔۔۔ ت کا توازن و تقابل دکھایا گیا۔ اور قلت و کثرت تمول و تونق حیات بھی ۔۔۔ ر بھی درمیان لایا گیا۔ سامعین بے حد محظوظ ہوئے۔ مولوی صاحبان ۔۔۔ حضرت صاحب کا مجدد ہونا۔ اور عقائد احمدیت کو بلا خوف لومۃ لائم ۔۔۔ م کر لیا۔ اور ان جندنا لہم الغالبون اور ولتکن منکم امۃ کا مصداق ۔۔۔ ہیں لیکن زیادہ تر صیکہ من کل الوجوہ ہمارے خیالات و عقائد و نصرت ایزدی ۔۔۔ باشد قوت اور استقلال تنظیم و تقوے طہارت سب کچھ کا اعتراف ۔۔۔ باصرف شمولیت جماعت میں قادیانی دوستوں کے عقائد ان قابل رحم دوستو ۔۔۔ لئے روک بنے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۔۔۔ منو ہیں بالخصوص اور دیگر پاک ممبران جماعت میں بالعموم علماء ۔۔۔ مین کے متعلق مستدعی ہوں کہ صدق قلب سے ان کے حق میں دعا ۔۔۔ جاوے۔ اللہ تعالیٰ ان صاحبان کو خادم دین متین بنا دے ۔۔۔ معرفت حضرت امام العصر و الزمان القائم سے مشرف فرمائے۔ مولوی ۔۔۔ کرم بخش صاحب ساکنہ کوٹلہ جدید نے دعا منگوائی۔ کہ اللہ تعالیٰ ۔۔۔ اور حقانیت حضرت صاحب کا معاملہ بہت جلد کھول دیوے ۔۔۔ مطالعہ کتب سلسلہ عالیہ کی انہوں نے درخواست بھی کی چنانچہ ۔۔۔ ان کو بغرض مطالعہ چند کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ حقہ کی مستعار طریق ۔۔۔ کی گئیں۔

۲۵ جون کا خطبۂ جمعہ

بکثرت احباب بغرض ادائیگی جمعہ تشریف لائے تین صفیں ۔۔۔ بیان گھنٹہ خطبہ ضرورۃ الامام پر دیا گیا چندہ اور دیگر ہدایات ۔۔۔ پر عمل کرنے کی بابت بھی بہت تاکید کی گئی۔ بعد ازاں بہت دیر تک آپس ۔۔۔ [illegible]

[illegible] قادیانی دوست کی مذبوحی حرکات

ماسٹر عبد الکریم ڈرائینگ ماسٹر گورنمنٹ ہائی علی پور قادیانی خیال کے دوست ہیں۔

ہر ممکن طریق پر ہمارے احباب کو بزعم خود گمراہ کرنے کی سعی کوشش کرتے رہتے ہیں کسی وقت پر کہا کہ آپ لوگ چندہ مرکز قادیان میں بھیجا کریں۔ احمدیہ بلڈنگس میں چندہ دینا سانپوں کو دودھ پلانے کے موافق ہے کسی وقت حضور سیدنا امیر المومنین، و دیگر پاک ممبران پر سب وشتم کر کے اپنے دل کی آگ بجھاتے رہتے ہیں کسی وقت غیر سے للزامات وغیرہ وغیرہ من الخرافات۔

کچھ عرصہ تو ہمارے دوست متانت اور سنجیدگی سے ماسٹر صاحب سے برتتے رہے جب معاملہ حد برداشت سے گزر گیا۔ تو حربہ فاعتدوا علیہم بمثل ما اعتدی علیکم کو استعمال کرنا پڑا۔ آدمی بے حد متعصب یا واگو دریدہ دہن ہے۔ جماعت احمدیہ کے پاک ممبران کو غلیظ گالیاں دینا انکی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔

بلحاظ دلائل کے مخنث سے بھی زیادہ بزدل ہے۔ آئے دن جماعت احمدیہ علی پور کی جمعیت وقار تنظیم۔ نفری عزم استقلال۔ انتظام جمعہ عیدین صلوٰۃ یومیہ باجماعت مزید برآں ایک عالی شان وسط بازار میں مسجد احمدیہ کو دیکھ کر بعد یہ حسرت و یاس کرچا دانت پیستا رہتا ہے۔ اور اپنی ناکامیاں نامرادیاں ان کی موتوا بغیظکم کا مصداق بنائے رہتی ہیں۔ ایک دو پیاں اور قادیانی دوست بھی ہیں۔ مقابلتہ اس کے آدمی بہ تعریف تین آدمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ دوست کو ہدایت فرمائے آمین

(رشید محمد احمدی)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بفضلہ تعالیٰ بخار کا آرام ہے مگر ضعف زدہ کی قدرے شکایت ہے احباب دعائے صحت کاملہ فرمائیں۔

—— اخویم محمد اسلم ابھی تک میو ہسپتال میں علیل ہیں۔

—— منصور احمد خلف الرشید چودھری ظہور احمد صاحب، نصیر احمد ولد شیخ محمد نصیب اور منیر احمد رعنا الفصاحب بابو منظور الہی صاحب کا پوتا بھی بخار کی وجہ سے بیمار ہیں۔

—— شیخ غلام محمد صاحب جلد ساز کی والدہ محترمہ پر فالج کا حملہ ہوا ہے

—— اخویم محبوب خان صاحب ریٹائرڈ سب رجسٹرار سیالکوٹ کی طبیعت ناساز ہے

—— جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی صاحبزادی بھی علیل ہیں

احباب درد دل سے ان عزیزوں کی صحتیابی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

—— سید اختر حسین گیلانی قصور سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ وہاں آپ نے پانچ مناظرے کئے اور نتیجہ اسی سے ظاہر ہے کہ ایک موضوع پر ہی قادیانیوں نے تین مناظر بدلے۔ اور اس کے اثر کے متعلق ہم مقامی حضرات کی آراء کے منتظر ہیں۔ اور مولانا احمد یار صاحب ایم اے بھی ان کے ساتھ ہی واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اب سید صاحب موصوف وزیر آباد وغیرہ کی طرف اپنے حلقہ میں دورہ پر تشریف لیجا رہے ہیں

—— اخویم جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع آج ۔ ۔ ۔ راولپنڈی تشریف لے جا رہے ہیں۔

—— جناب شیخ احمد علی صاحب ریٹائرڈ کینال افسر کے بھتیجے شیخ وزیر علی ایم اے۔ آئی سی ایس کے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اب تکمیل نصاب کے لئے انگلینڈ تشریف لے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوش و خرم رکھے۔

—— شیخ محمد سعید صاحب منیجر پنجاب نیشنل شوگر ملز لائلپور کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا کیا ہے۔ اس خوشی میں انہوں نے ۱۲ روپے انجمن کو عطیہ دیا ہے۔ جزاہ اللہ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو عمر دراز دے اور خادم دین بنائے۔

اعلان شادی

(۱) چوہدری نور احمد صاحب ساکنہ منار ضلع گوجرانوالہ کے صاحبزادہ مشتاق احمد کی شادی چوہدری امیر الدین مرحوم ساکنہ چک 2/4-L اوکاڑہ کی صاحبزادی سے بعوض مبلغ یکصد روپیہ حق مہر ہوئی

(۲) چوہدری نظام الدین صاحب نمبردار چک 2/4-L کے صاحبزادہ بشیر احمد کی شادی چوہدری نور احمد صاحب ساکنہ منار کی صاحبزادی سے ہوئی

(۳) چوہدری حافظ محمد بخش صاحب ساکنہ چک 2/4-L اوکاڑہ کے صاحبزادہ شبیر احمد بی۔ اے کی شادی چوہدری نظام دین نمبردار ساکنہ چک مذکور کی صاحبزادی سے بعوض یکصد روپیہ حق مہر ہوئی۔

(۴) چوہدری حافظ محمد بخش صاحب کے صاحبزادہ نذیر احمد کی شادی چوہدری امیر الدین مرحوم کی صاحبزادی ساکنہ اوکاڑہ 2/4-L بعوض یکصد روپیہ حق مہر ہوئی۔

ان تمام احباب نے فی نکاح مبلغ دو روپے یعنی کل ۸ روپیہ انجمن کو بطور عطیہ مرحمت فرمائے۔ لاہور سے مندرجہ ذیل احباب ان شادیوں میں شریک تھے۔ چوہدری فضل حق صاحب، ڈاکٹر مرزا رفیق بیگ اور چک 6/4-L سے چوہدری عبد المجید صاحب بھی آئے تھے۔

رفتار عالم

—— بیت المقدس ۱۳ جولائی۔ عربوں نے حکومت کو متنبہ کیا ہے۔ کہ اگر فلسطین کے ٹکڑے کر دئے گئے۔ تو وہ بحیرہ روم سے لے کر بحر ہند تک انگریزوں کا مکمل مقاطعہ کریں گے۔ اور یہ تحریک حد درجہ منظم ہوگی۔

—— شمالی چین میں چینیوں اور جاپانیوں میں جنگ شروع ہے۔ چینی نہایت جوانمردی سے مقابلہ کر رہے ہیں پیپنگ سے بیس ہزار جاپانی سپاہی جنگ کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔ ٹوکیو سے بھی افواج آرہی ہیں۔

—— مدراس ۱۲ جولائی۔ مدراس میں کانگرسی وزارت قائم ہو گئی ہے انہوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہر وزیر کی ماہوار تنخواہ پانچ سو روپے ہوگی۔

—— امریکہ میں اس قدر گرمی بڑھ گئی ہے۔ کہ لوگ نہانے کے نالابوں میں برف ڈالتے ہیں۔

—— ۲۰ جولائی کو دار العوام برطانیہ میں فلسطین رپورٹ پر بحث ہوگی۔

—— مونگیر ۱۳ جولائی۔ ڈاکخانہ کا ایک کلرک چھ ہزار نوٹوں کا بنڈل لئے جا رہا تھا۔ کہ وہ گر گئے۔ ایک مزدور نے اٹھائے اور تھانہ میں پولیس کے حوالہ کر دئے۔ ایمانداری کا کیا ہی عمدہ نمونہ ہے۔

—— شملہ ۱۳ جولائی۔ خان صاحب شیخ فضل الہی کو گورنر جنرل کی اجلاس کونسل نے مرکزی اسمبلی کا رکن نامزد کر دیا ہے۔ آپ اسمبلی میں حکومت پنجاب کی نمائندگی کریں گے۔

—— ماسکو ۱۳ جولائی۔ ۸ سرکردہ اشخاص کو غداری کے الزام میں سزائے موت دی گئی۔ انھوں نے قبال جرم کر لیا تھا۔

—— شملہ ۱۴ جولائی۔ وزیریوں نے گورکھا رائفل بٹالین کے پکٹ پر زبردست شبخون مارا جس میں چھ گورکھے ہلاک اور دس زخمی ہوئے۔

—— بغداد ۱۴ جولائی۔ ترکی۔ ایران۔ افغانستان اور عراق کے مابین معاہدہ پر دستخط کر دئے گئے ہیں۔ اس اسلامی اتحاد کی خوشی میں ۱۰۱

حدیث نبی اللہ اور اہل قادیان کا قابل افسوس رویہ

(مسیح موعودؑ کے ایک ادنیٰ خادم ڈاکٹر نور محمد ہمدم صحت کے قلم سے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حدیث نبی اللہ آپ کی وحی کے معارض ہے۔ یا نہیں۔ ہم کہتے ہیں بالکل معارض ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ حضرت صاحب اپنی وحی پیش کرتے ہیں۔

اوحیٰ الی ان الدین ھو الاسلام و ان الرسول ھو المصطفےٰ السید الامام رسول امی امین حکما ان ربنا احد یستحق العبادہ وحدہ فکذالک رسولنا المطاع واحد لا نبی بعدہٗ ولا شریک معہٗ انہ خاتم النبیین (تذکرہ صفحہ ۴۵۹)

خدا تعالےٰ نے میری طرف وحی کی ہے۔ کہ دین اللہ اسلام ہی ہے۔ اور سچا رسول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سردار امام ہے۔ جو رسول امی امین ہے۔ اس جیسا کہ عبادت صرف خدا کیلئے مسلم ہے۔ اور وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسی طرح ہمارا رسول اس بات میں واحد ہے۔ کہ اس کی پیروی کی جائے۔ اور اس بات میں واحد ہے۔ کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور اس بات میں واحد ہے۔ کہ اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اور اس بات میں واحد ہے۔ کہ وہ خاتم النبیین ہے"

اب فرمایئے جب خدا تعالےٰ حضرت مسیح موعودؑ کو بذریعہ وحی بتا رہا ہے کہ رسول کریمؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو کیا اب بھی مسلم کی حدیث نبی اللہ کو حضرت مسیح موعودؑ نے ردی کی ٹوکری میں نہیں پھینکا پھر اس وحی میں لانبی بعدہٗ میں لا استغراق کلی کے لئے ہے جیسا کہ لاریب فیہ میں لا انتہا کلی کے لئے جیسے لاغول ولا تاثیم میں لا استغراق کلی کے لئے ہے۔ اب تو مسلم کی حدیث نبی اللہ کا زبان پر ذکر لانا بھی گناہ میں داخل ہو گیا۔ اگر حضرت نے مخالف علماء کے اصرار پر اس کو بار بار ذکر کیا ہے۔ تو نبی کے لفظ کی تاویل کر کے اس کے ایسے معنے کئے جو لانبی بعدہٗ کے مطابق ہو جائیں مگر اسکے معنے اس حدیث کو صحیح ماننا نہیں ہو سکتے۔

مجازی نبی کا مطلب

مبلغ قادیان لکھتے ہیں ہمیں شک نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ان حوالجات میں علی العموم اس نبی کے لفظ کا استعمال اپنے لئے بطور مجاز و استعارہ قرار دیا ہے مگر حدیث میں آپ کے لئے نبی کا لفظ استعمال ہونا ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔

یہ سادہ لوح یا تو دانستہ ایسا کہتا ہے۔ یا محض عقیدت یا حماقت سے کیونکہ اگر حدیث میں آپ کے لئے نبی کا استعمال ہونا ایک حقیقت ہوتا۔ تو مسیح موعودؑ اس حدیث نبی اللہ کے ظاہر لفظ کے موافق معنے کرتے اور اس کو کبھی بھی استعارہ اور مجاز قرار نہ دیتے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت نے حدیث میں اپنے حق میں نبی کا لفظ استعمال ہونا حقیقت نہیں سمجھا بھی سے اس کو مجاز قرار دیا۔ مگر اب مجاز کو حقیقت بنایا جا رہا ہے۔ مجاز اور حقیقت ایک جگہ کبھی جمع نہیں ہو سکتے مجاز ہمیشہ مجاز ہی رہے گا حقیقت کبھی نہیں بنے گا۔

آپ فی الواقع مجازی اور روحانی طور پر وہی مسیح موعود ہیں

مبلغ قادیان لکھتے ہے۔ کہ حضرت نے جو ازالہ اوہام میں لکھا۔

" یہ عاجز مجازی اور روحانی طور پر وہی مسیح موعودؑ ہے جس کی قرآن اور حدیث میں خبر دی گئی تھی "

اور پھر کشتی نوح میں لکھا۔

" جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود اور مہدی معہود نہیں مانتا وہ میری جماعت میں سے نہیں "

اور نتیجہ یہ نکالا ہے۔ کہ حضرت کا اپنے کو مجازی نبی کہنا اسی طرح ہے جسطرح کہ آپ نے لکھا۔ کہ میں مجازی اور روحانی طور پر وہی مسیح ہوں مگر پیچھے لکھا۔ کہ میں فی الواقع مسیح موعودؑ ہوں۔ اس کے جواب میں صرف یہی کہنا کافی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے جتنے نام الہام میں آئے ہیں وہ سب مجازی ہی ہیں۔ آپ مسیح ہیں۔ تو مجازی۔ احمد ہیں تو مجازی۔ محمد ہیں تو مجازی۔ ابراہیم۔ عیسےٰ۔ نوح۔ آدم۔ مریم سب مجازی ہی نام ہیں۔ بغرضیکہ جو نام بھی آپ کے سوائے آپ کے ذاتی نام غلام احمد کے الہام میں آئے ہیں۔ وہ نام حقیقت میں مجازی ہی ہیں حقیقی نام ایک بھی نہیں ہے۔ اسی طرح سوائے لفظ محدث یا ولی یا خلیفہ کے باقی جسقدر نام الہام میں نبی رسول مرسل وغیرہ کے ہیں۔ سب مجازی ہی ہیں۔ ایک بھی حقیقتاً نہیں ہے۔ آپ کی وحی بھی وحی ولایت ہے۔ وحی نبوت نہیں۔ آپ کی وحی بھی وحی خفی ہے۔ وحی جلی اور وحی متلو نہیں پھر آپ کی وحی بقول آپ کے "محمدی وحی کی ظل ہے"۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۱) مستقل حقیقی اور اصلی اور صحیح معنوں میں وہ وحی نہیں جو انبیاء اللہ پر بتوسط جبرئیل نازل ہوتی ہے اہل قادیان بھی نہ تو حضرت مسیح موعودؑ کی وحی کو وحی شریعت سمجھتے ہیں۔ نہ یہ مانتے ہیں۔ کہ آپ کی وحی قرآن کی تنسیخ یا ترمیم کر سکتی ہے۔ نہ ہم نے ابھی تک کسی کو یہ کہتے سنا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وحی قرآن کی تکمیل کرتی ہے۔ اور نہ ہی وہ آپ کی وحی کو عبادات میں پڑھتے ہیں۔ نہ قرآن کی طرح اسکو تلاوت کرنا عبادت سمجھتے ہیں۔ تو اب سوال یہ ہے۔ کہ یہ نبوت کیا ہوئی۔ اور یہ نبی کیا ہوا جس کی وحی کو نہ اعمال سے تعلق نہ جزا و سزا سے کوئی واسطہ نہ نجات کا اس پر انحصار نہ اس میں کوئی حکم نہ کوئی ہدایت۔ نہ اس میں کوئی نہی۔ نہ اس میں کوئی امر جب قرآن ہی مدار نجات و امر رہا۔ تو یہ وحی وحی ولایت یا وحی محدثیت نہ ہوئی۔ تو اور کیا ہوئی۔ پس اگر اہل قادیان حضرت مسیح موعودؑ کو فی الواقع نبی سمجھتے ہیں۔ تو حضرت کے کلام سے کہیں دکھائیں۔ کہ کہاں آپ نے اپنے آپ کو فی الواقع نبی لکھا ہے۔ یا اپنی وحی کو وحی نبوت قرار دیا ہے۔ کہاں لکھا ہے۔ کہ جو شخص مجھے فی الواقع نبی نہیں مانتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ کہاں اور کب اور کس وقت حضرت نے اپنی نبوت کا اقرار کسی اپنے مرید سے کیا۔ ہاں آپ فی الواقع مسیح موعود ہیں اور ہم مانتے ہیں کہ آپ فی الواقع مسیح موعود ہیں مگر انہی معنوں میں جن معنوں میں کہ حضرت نے خود لکھا ہے۔ کہ یہ عاجز مجازی اور روحانی طور پر مسیح موعود ہے جس کی قرآن و حدیث میں خبر دی گئی ہے۔ اب یہ تو ظاہر ہے۔ کہ آپ وہ مسیح عیسےٰ ابن مریم رسول اللہ تو نہیں ہیں جس کا کہ قرآن مجید میں بیان ہے۔ بہرحال آپ مثیل عیسیٰ ہیں یعنے مجازی اور روحانی طور پر وہی مسیح موعود ہیں۔ جیسا کہ حضرت نے خود لکھا ہے۔ دیکھو تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵

قرآن شریف کی یہ آیت بھی کما استخلف الذین من قبلھم یہی چاہتی ہے۔ کہ اس امت کے لئے چودھویں صدی میں مثیل عیسےٰ ظاہر ہو۔

لیکن فی الواقع مسیح موعود اور مہدی معہود کے لئے نبی ہونے کا یہ شرط نہ قرآن مجید نے بتائی ہے۔ نہ حضرت رسول کریم صلواۃ اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید نے کسی خلیفہ موعود کو آیت استخلاف میں نبی نہیں کہا اور نہ قرآن مجید نے حضرت رسول کریمؐ کے بعد کسی آنے والے نبی کا حوالہ دیا ہے اور نہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعوےٰ نبوت ہے۔ بلکہ جو حضرت مسیح موعود کی نسبت یہ کہے کہ آپ نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ اس کو مسیح موعود کے دربار سے تین خطاب ملتے ہیں۔ جاہلؔ۔ احمقؔ۔ راستی سے دور چنانچہ حضرت تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵ پر فرماتے ہیں۔

" یہ کہنا نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت اور کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے "

کیوں صاحب فرمائیے حضرت مسیح موعودؑ کے دربار سے کیا خطاب آپ کو ملا جہالت حماقت۔ حق سے خروج کے یہ تین خطاب آپ لوگوں کو ہی مبارک ہوں۔

" والسلام علےٰ من اتبع الھدےٰ "

"اخلاق نبوی بزبان سیدنا حضرت علیؓ"

آپ خندہ جبین۔ نرم خو مہربان طبع تھے۔ سخت مزاج اور تنگ دل نہ تھے۔ بات بات پر شور نہیں کرتے تھے۔ کوئی برا کلمہ منہ سے نہیں نکالتے تھے عیب جو اور تنگ گیر نہ تھے۔ کوئی ایسی بات ہوتی جو آپکو ناپسند ہوتی۔ تو اغماض فرماتے تھے۔ کوئی آپ سے امید رکھتا تو نہ اس کو مایوس بناتے۔ اور نہ منظوری ظاہر فرماتے تھے اپنے نفس سے تین چیزیں آپ نے بالکل دور کر دی تھیں بحث و مباحثہ۔ ضرورت سے زیادہ بات کرنا اور جو بات مطلب کی نہ ہو۔ اسمیں پڑنا۔ دوسروں کے متعلق بھی تین باتوں سے پرہیز کرتے تھے کسی کو برا نہیں کہتے تھے کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ میں نہیں رہتے تھے۔ وہی باتیں کرتے تھے۔ جن سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا تھا جب آپ کلام کرتے۔ تو صحابہ اس طرح خاموش ہو کر اور سر جھکا کر سنتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں جب آپ چپ ہو جاتے۔ تو پھر وہ آپس میں بات چیت کرتے۔ کوئی دوسرا بات کرتا تو جبتک وہ ختم نہ کر لیتا چپ سنا کرتے۔ لوگ جن باتوں پر ہنستے آپ بھی مسکرا دیتے جن پر لوگ تعجب کرتے۔ آپ بھی کرتے۔ کوئی باہر کا آدمی اگر بیباکی سے گفتگو کرتا تو آپ تحمل فرماتے۔ دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں فرماتے تھے۔ لیکن اگر آپ کے احسان و انعام کا شکریہ ادا کرتا تو آپ قبول فرماتے! جب تک بولنے والا خود نہ چپ ہو جاتا آپ اس کی بات درمیان سے نہیں کاٹتے تھے۔ نہایت فیاض۔ راست گو۔ نرم طبع اور نہایت خوش صحبت تھے۔ اگر کوئی دفعتہً آپ کو دیکھتا۔ تو مرعوب ہو جاتا۔ لیکن جیسے جیسے آشنا ہوتا جاتا۔ آپ سے محبت کرنے لگتا۔ (ترمذی)

تار کا پتہ مسلمان لاہور

جبرل ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

گو اے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نزلے قوم نمایاں بنام ما باشد

اَلصُّلْحُ خَيْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے

طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ٹیلیفون ۲۰۰۷

جلد ۲۵ — لاہور — یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۳۷ء — نمبر ۴۵

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

احمدی نام کی وجہ اور سورہ صف کے لفظ احمد کا مصداق

لوگوں نے جو اپنے نام کیسا تھ حنفی شافعی وغیرہ رکھے ہیں یہ سب بدعت ہیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی نام تھے محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ آنحضرت کا اسم اعظم محمد ہی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ ہے۔ اسم اللہ دیگر کل اسماء مثلاً حی قیوم۔ رحمٰن رحیم وغیرہ کا موصوف ہے۔ حضرت رسول کریم کا نام احمد وہ ہے جس کا ذکر حضرت مسیح نے کیا۔ یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ من بعدی کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلا فصل آئیگا یعنی میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت موسیٰ نے یہ الفاظ نہیں کہے بلکہ انہوں نے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ کیا ہے جب بہت سی مومنین کی معیت ہوئی جنہوں نے کفار کے ساتھ جنگ کئے حضرت موسیٰ نے آنحضرت کا نام محمد بتایا صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ حضرت موسیٰ خود بھی جلالی رنگ میں تھے اور حضرت عیسیٰ نے آپ کا نام احمد بتایا چونکہ وہ خود بھی جمالی رنگ میں تھے۔ اب چونکہ ہمارا سلسلہ بھی جمالی رنگ میں ہے اس واسطے اس کا نام احمدی ہوا۔

جمعہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کا دن تھا اور یہی متبرک دن تھا۔ مگر پہلی امتوں نے غلطی کھائی کسی نے شنبہ کے دن کو اختیار کیا اور کسی نے یکشنبہ کے دن کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل دن کو اختیار کیا۔ ایسا ہی اسلامی فرقوں نے غلطی کھائی۔ کسی نے اپنے آپ کو حنفی کہا اور کسی نے مالکی اور کسی نے شیعہ اور کسی نے سنی۔ مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے۔ محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے دو ہی فرقے ہو سکتے ہیں۔ محمدی یا احمدی۔ محمدی اس وقت جب جلال کا اظہار ہو۔ احمدی اس وقت جب جمال کا اظہار ہو۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۴ صفحہ ۱۱)

جواہر ریزے

حدیث شریف

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایکدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ کون ہے جو یہ باتیں دل سے سنے پھر ان پر عمل کرے یا اور کو سکھلائے جو اس پر عمل کرے۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ میں عمل کروں گا۔ پس میرا ہاتھ پکڑ لیا اور پانچ باتیں گن کر سنائیں۔ فرمایا (۱) حرام چیزوں سے پرہیز کر تو سب لوگوں سے زیادہ عبادت کرنیوالا ہو جائے گا (۲) جو تجھے اللہ کی طرف سے ملتا ہے اس پر راضی ہو کر تو سب لوگوں میں زیادہ بے پرواہ ہو جائے گا۔ (۳) اپنے ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک کر کر تو ایماندار ہو جائے گا (۴) لوگوں کے لئے وہی پسند کر جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے کہ تو مسلم ہو جائے گا (۵) اور زیادہ ہنسا نہ کر کہ اس کی کثرت دل کو بجھا دیتی ہے۔

جو شخص خدا کا واسطہ دیکر تم سے پناہ مانگے اسے پناہ دو۔ اور کچھ مانگے تو اسے دیدو۔ اور جو تمہاری دعوت کرے اسے قبول کر لو۔ اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اسے اس کا بدلہ دو۔ اور اگر بدلہ دینے کی توفیق نہ رکھو تو اس کے حق میں نیک دعا کرو یہاں تک کہ اس کا بدلہ اتار دو۔

ڈرو اللہ سے جہاں کہیں کہ تم ہو اور بدی کے پیچھے نیکی کرو کہ اسے مٹا دے اور لوگوں سے خوش خلقی سے پیش آؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کون شخص اوروں سے اچھا ہے فرمایا جس کی عمر لمبی اور عمل نیک ہوں پھر انہوں نے پوچھا کون بہت برا ہے۔ فرمایا جس کی عمر لمبی ہو اور عمل برے ہوں۔

جو شخص مر گیا اور حال یہ کہ تین چیزوں (۱) تکبر اور (۲) خیانت، اور (۳) قرض سے پاک تھا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۸

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نزلے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلْحُ خَيْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ۔ چھ روپے
ششماہی ۔ تین روپے

طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور ۔ یوم چہارشنبہ مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۳۷ء — نمبر ۸۵

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

احمدی نام کی وجہ اور سورہ صف کے لفظ احمد کا مصداق

لوگوں نے جو اپنے نام کیسا تھ حنفی شافعی وغیرہ رکھے ہیں یہ سب بدعت ہیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ آنحضرت کا اسم اعظم محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ ہے۔ اسم اللہ دیگر کل اسماء مثلاً حی، قیوم، رحمٰن رحیم وغیرہ کا موصوف ہے حضرت رسول کریم کا نام احمد وہ ہے جس کا ذکر حضرت مسیح نے کیا۔ یاتی من بعدی اسمہ احمد ۔ من بعدی کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلا فصل آئیگا یعنی میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا حضرت موسیٰ نے یہ الفاظ نہیں کہے بلکہ انہوں نے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء ..... میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ کیا ہے جب بہت سی مومنین کی معیت ہوئی جنہوں نے کفار کے ساتھ جنگ کئے حضرت موسیٰ نے آنحضرت کا نام محمد بتایا صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کیونکہ حضرت موسیٰ خود بھی جلالی رنگ میں تھے اور حضرت عیسیٰ نے آپ کا نام احمد بتایا چونکہ وہ خود بھی جمالی رنگ میں تھے ۔ اب چونکہ ہمارا سلسلہ بھی جمالی رنگ میں ہے اس واسطے اس کا نام احمدی ہوا۔

جمعہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کا دن تھا اور یہی متبرک دن تھا، مگر پہلی امتوں نے غلطی کھائی کسی نے شنبہ کے دن کو اختیار کیا اور کسی نے یکشنبہ کے دن کو۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل دن کو اختیار کیا۔ ایسا ہی اسلامی فرقوں نے غلطی کھائی۔ کسی نے اپنے آپ کو حنفی کہا اور کسی نے مالکی اور کسی نے شیعہ اور کسی نے سنی ۔ مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے ۔ محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے دو ہی فرقے ہو سکتے ہیں۔ محمدی یا احمدی محمدی اس وقت جب جلال کا اظہار ہو۔ احمدی اس وقت جب جمال کا اظہار ہو۔

(الحکم جلد ۵ ۔ ۴ ۔ صفحہ ۱۱)

جواہر ریزے

حدیث شریف

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایکدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ کون ہے جو یہ باتیں، دل سے سنے پھر ان پر عمل کرے یا اور کو سکھلائے جو اس پر عمل کرے۔ میں نے کہا - یا رسول اللہ میں عمل کروں گا۔ پس میرا ہاتھ پکڑ لیا اور پانچ باتیں گن کر سنائیں۔ فرمایا (۱) حرام چیزوں سے پرہیز کر تو سب لوگوں سے زیادہ عبادت کرنیوالا ہو جائے گا (۲) جو تجھے اللہ کی طرف سے ملتا ہے اس پر راضی ہو کر تو سب لوگوں میں زیادہ بے پرواہ ہو جائیگا (۳) اپنے ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک کر کر تو ایمان دار ہو جائیگا (۴) لوگوں کے لئے وہی پسند کر جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے کہ تو مسلم ہو جائے گا (۵) اور زیادہ ہنسا نہ کر کہ اس کی کثرت دل کو بجھا دیتی ہے۔

جو شخص خدا کا واسطہ دیکر تم سے پناہ مانگے اسے پناہ دو۔ اور کچھ مانگے تو اسے دیدو۔ اور جو تمہاری دعوت کرے اسے قبول کر لو۔ اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اسے اس کا بدلہ دو۔ اور اگر بدلہ دینے کی توفیق نہ رکھو تو اس کے حق میں نیک دعا کرو یہاں تک کہ اس کا بدلہ اتار دو۔

ڈرو اللہ سے جہاں کہیں کہ تم ہو اور بدی کے پیچھے نیکی کرو کہ اسے مٹا دے اور لوگوں سے خوش خلقی سے پیش آؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کون شخص اولٰی سے اچھا ہے فرمایا جس کی عمر لمبی اور عمل نیک ہوں پھر انہوں نے پوچھا کون بہت برا ہے۔ فرمایا جس کی عمر لمبی ہو اور عمل برے ہوں۔

جو شخص مرگیا اور حال یہ کہ تین چیزوں (۱) تکبر اور (۲) خیانت، اور (۳) قرض سے پاک تھا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـٴًـا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نزلے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے
طلبا سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۳۷ء — نمبر ۸۵

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

احمدی نام کی وجہ اور سورہ صف کے لفظ احمد کا مصداق

لوگوں نے جو اپنے نام کیساتھ حنفی شافعی وغیرہ رکھے ہیں یہ سب بدعت ہیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ آنحضرت کا اسم اعظم محمد ہی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ ہے۔ اسم اللہ دیگر کل اسماء مثلاً حی۔ قیوم۔ رحمٰن رحیم وغیرہ کا موصوف ہے۔ حضرت رسول کریم کا نام احمد وہ ہے جس کا ذکر حضرت مسیح نے کیا۔ یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ من بعدی کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلافصل آئیگا یعنی میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت موسیٰ نے یہ الفاظ نہیں کہے بلکہ انہوں نے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء...... میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ کیا ہے جب بہت سے مومنین کی معیت ہوئی جنہوں نے کفار کے ساتھ جنگ کئے۔ حضرت موسیٰ نے آنحضرت کا نام محمد بتایا صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ حضرت موسیٰ خود بھی جلالی رنگ میں تھے اور حضرت عیسیٰ نے آپ کا نام احمد بتایا چونکہ وہ خود بھی جمالی رنگ میں تھے۔ اب چونکہ ہمارا سلسلہ بھی جمالی رنگ میں ہے اس واسطے اس کا نام احمدی ہوا۔

جمعہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کا دن تھا اور یہی متبرک دن تھا۔ مگر پہلی امتوں نے غلطی کھائی کسی نے شنبہ کے دن کو اختیار کیا اور کسی نے یکشنبہ کے دن کو۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل دن کو اختیار کیا۔ ایسا ہی اسلامی فرقوں نے غلطی کھائی۔ کسی نے اپنے آپ کو حنفی کہا اور کسی نے مالکی اور کسی نے شیعہ اور کسی نے سنی۔ مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے۔ محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے دو ہی فرقے ہو سکتے ہیں۔ محمدی یا احمدی۔ محمدی اس وقت جب جلال کا اظہار ہو۔ احمدی اس وقت جب جمال کا اظہار ہو۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۴ صفحہ ۱۱)

جواہر ریزے

حدیث شریف

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایکدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ کون ہے جو یہ باتیں دل سے سنے پھر ان پر عمل کرے یا اور کو سکھلائے جو اس پر عمل کرے۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ میں عمل کروں گا۔ پس میرا ہاتھ پکڑ لیا اور پانچ باتیں گن کر سنائیں۔ فرمایا (۱) حرام چیزوں سے پرہیز کر تو سب لوگوں سے زیادہ عبادت کرنیوالا ہو جائیگا (۲) جو تجھے اللہ کی طرف سے ملتا ہے اس پر راضی ہو کر تو سب لوگوں میں زیادہ بے پرواہ ہو جائیگا (۳) اپنے ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک کر کر تو ایمان دار ہو جائیگا (۴) لوگوں کے لئے وہی پسند کر جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے کہ تو مسلم ہو جائیگا (۵) اور زیادہ ہنسا نہ کر کہ اس کی کثرت دل کو بجھا دیتی ہے۔

جو شخص خدا کا واسطہ دیکر تم سے پناہ مانگے اسے پناہ دو۔ اور کچھ مانگے تو اسے دیدو۔ اور جو تمہاری دعوت کرے اسے قبول کر لو اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اسے اس کا بدلہ دو۔ اور اگر بدلہ دینے کی توفیق نہ رکھو تو اس کے حق میں نیک دعا کرو یہاں تک کہ اس کا بدلہ اتار دو۔

ڈرو اللہ سے جہاں کہیں کہ تم ہو اور بدی کے پیچھے نیکی کرو کہ اسے مٹا دے اور لوگوں سے خوش خلقی سے پیش آؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کون شخص اوروں سے اچھا ہے فرمایا جس کی عمر لمبی اور عمل نیک ہوں پھر انہوں نے پوچھا کون بہت برا ہے۔ فرمایا جس کی عمر لمبی ہو اور عمل برے ہوں۔

جو شخص مرگیا اور حال یہ کہ تین چیزوں (۱) تکبر اور (۲) خیانت، اور (۳) قرض سے پاک تھا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

کوائف قادیان

قادیان میں انقلاب عظیم

جماعت احمدیہ کے مشہور و معروف و مقتدر رکن جناب شیخ عبدالرحمن صاحب فاضل مصری بی۔اے اور مولنا فخرالدین صاحب ملتانی کی خلیفہ قادیان سے بیزاری

ہر احمدی کو اس امر کا اقرار ہے کہ تقویٰ و طہارت پیدا کرنے اور اخلاق فاضلہ کا سبق دینے کے لئے احمدیت کا ظہور ہوا۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی ساری زندگی جماعت میں نیکی و تقویٰ پیدا کرنے میں صرف فرمادی۔ مگر ہماری بدقسمتی سے خلافت ثانیہ کا عہد احمدیت کی بدنامی کا باعث ہو رہا ہے۔ خلیفہ صاحب جماعت کو مذہب سے ہٹا کر سیاست و مادیت کی طرف لیجا رہے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو یہی وجہ ہے کہ جماعت سے نیکی کا اصل جوہر مفقود ہو رہا ہے خلیفہ صاحب کی تمام تر توجہ جائداد پیدا کرنے اور امیر و کبیر ہستی بننے میں مرکوز ہے۔ رات دن بلڈنگیں بنوانے اور زمینیں خریدنے کی فکر ہو رہی ہے۔ تبلیغ احمدیت بطور نمائش رہ گئی ہے آج خلیفہ صاحب کے نزدیک احمدیت نام ہے مقدمہ بازی۔ ڈپلومیسی۔ حکمت عملی۔ چالبازی۔ دعوت و ٹی پارٹی۔ حکام سے اعلیٰ تعلقات کا۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ بہشتی مقبرہ اور تبلیغ کے نام پر موصول ہونے والا روپیہ کہاں صرف ہو رہا ہے کیا روپیہ میں سے ایک آنہ بھی تبلیغ پر صرف ہوتا ہے؟

جناب خلیفہ صاحب قادیان کی ذات پر اعتراضات

عرصہ دراز سے خلیفہ صاحب کی ذات پر اس نوعیت کے اعتراضات ہو رہے ہیں کہ آپ کی زندگی منصب خلافت کے منافی ہے یہ سلسلہ آپ کے عہدہ خلافت پر فائز ہونے سے قبل کا جاری ہے۔ چونکہ خلیفہ صاحب کو یہ حقائق بخوبی معلوم ہیں اس لئے اپنے کاروبار کو محفوظ رکھنے اور بیرونی مریدوں کے اخلاص کو برقرار رکھنے کے لئے آپ نے حفظ ماتقدم کے طور پر مختلف طریقے اختیار کئے۔ مثلاً

(۱) احمدیہ جماعت لاہور کے خلاف اپنی جماعت میں انتہائی نفرت، بغض و کینہ پیدا کیا گیا تاکہ سچے معترض کو اس جماعت کا فعل کہکر پناہ حاصل کی جائے۔ درآنحالیکہ اس معترض کا جماعت لاہور سے کوئی دور کا بھی تعلق نہ ہو (فی زمانہ اس حربہ میں یہ اضافہ ہو گیا ہے کہ سچے معترض کو احراری بنا کر جماعت کی توجہ ہٹائی جاتی ہے)

(۲) وقتاً فوقتاً جماعت میں یہ خیال پیدا کیا گیا کہ ہماری جماعت میں منافق پیدا ہو گئے ہیں حتیٰ کہ خلیفہ صاحب نے یہ بھی کہا کہ رویا میں تمام منافقین جن کی تعداد ... ۵ ہے کی شکلیں بتائی گئی ہیں تاکہ ہر معترض کو منافق بنا کر خلاصی حاصل کی جائے۔

(۳) اپنے اعتراضات پر اصرار کرنے والے کو جماعت سے خارج اور بائیکاٹ کرکے مریدوں کو قطع کلام کا حکم دے کر اسے جور و ستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ تاکہ نہ مرید اس سے کلام کریں اور نہ سچے اعتراضات سے متاثر ہوں

(۴) ہر سچے معترض کے خلاف چند وجوہات تراش کر یہ پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ یہ اعتراضات بغض و کینہ کا نتیجہ ہیں۔

(۵) ہر مہاجر احمدی کو مفلس و قلاش بنانے کا پروگرام اختیار کیا گیا۔ تاکہ حقیقت حال معلوم ہونے پر اس قابل نہ رہیں کہ قادیان میں رہ کر یا قادیان سے باہر جا کر زندگی کے دن پورے کر سکیں۔

(۶) قادیان کو ریاست کی شکل دی گئی تمام مقامی پبلک کو مرعوب رکھنے کے لئے زد و کوب، مار پیٹ قتل و غارت کی وارداتیں رونما کی گئیں۔ تاکہ معترض پر خلیفہ صاحب کی ہیبت کا سکہ بیٹھ جائے۔

(۷) معترضین کو بعض مقدمات میں مبتلا کرکے خاموش کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

آہ! یہ طریق اس جماعت میں اختیار کئے گئے جو نیکی و تقویٰ پیدا کرنے کے لئے پیدا کی گئی تھی۔ جو غیر احمدیوں کو اس لئے طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا کرتے تھے کہ وہ احمدیت کا لٹریچر پڑھنا گناہ سمجھتے ہیں بعض مقامات پر احمدیوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ احمدیوں سے کلام کرنا نہیں چاہتے۔ ہم غیر احمدیوں کے اس طریق کو کمینگی، عدم رواداری۔ بے حوصلگی۔ اوچھا پن۔ ایمانی کمزوری۔ وغیرہ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے مگر افسوس کہ آج خود ہمیں ان امراض میں مبتلا کیا جا رہا ہے

اعتراضات کا غیر متناہی سلسلہ

باوجود خلیفہ صاحب کی ان احتیاطی تدابیر کے وقتاً فوقتاً دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی جماعت کے حقیقی ہمدرد اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر خلیفہ صاحب قادیان کی ذات پر اعتراضات کرکے خلیفہ صاحب کو یہ مطالبہ کرتے رہے کہ آپ اپنی زندگی کو خلافت کا اہل ثابت نہیں کر سکے۔ اس لئے آپ اس عہدہ سے دستبردار ہو جائیں اور جماعت کے حال پر رحم کھا کر اسے اپنی غلامی سے آزاد کر دیں۔ مگر انہیں دبانے کے لئے انتہائی تشدد اور دنیاوی وسائل سے کام لیا گیا۔ کسی کو لاہوری کسی کو منافق کا خطاب دیا گیا۔ قتل جیسے قابل نفرین فعل سے اجتناب نہ کیا گیا۔ وہ بہشتی مقبرہ جو پاک و نیک انسانوں کی یادگار قائم رکھنے کے لئے تجویز ہوا تھا۔ وہاں قاتلوں کو جگہ ملنے لگی۔ قادیان میں حقیقت حال سے واقف اصحاب اس جور و تشدد سے سہم جاتے رہے اور وہ ہمیشہ اس غلطی میں مبتلا رہے کہ اپنے بعض بھائیوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنتے دیکھتے رہے مگر خود ہمت نہ کی کہ تمام کے تمام یکدم بیعت سے علیحدہ ہو کر جماعت میں اصلاح کریں اور خلیفہ صاحب بھی ہمیشہ نہایت ہوشیاری سے اعتراضات کے زمانہ میں حقیقت حال سے واقف لوگوں پر عنایات کی بارش کرتے ہوئے ان کو خوش کرکے اپنا وقت نکالتے رہے۔

غرضیکہ جماعت میں مختلف اوقات میں ایسے مخلص حضرات پیدا ہوتے رہے جنہوں نے جماعت کی سچی خدمت کے خیال سے خلیفہ صاحب پر سچے اعتراضات کرکے آزاد تحقیقاتی کمیشن کا مطالبہ کیا مگر بجائے کسی نیک طریق اختیار کرنے کے ان کی آواز کو ظلم و جور سے دبانے کی کوشش کی گئی۔ اور دعویٰ یہ کیا جاتا رہا کہ خلیفہ صاحب مثیل عمرؓ ہیں یعنی وہ عمرؓ ہیں جو برسر اجلاس اعتراض ہونے پر خطبہ دینے سے پہلے اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔

قدرت خداوندی کا ظہور

جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری بی۔اے و جناب مولنا فخرالدین صاحب ملتانی کی بیعت سے علیحدگی

بالآخر گذشتہ مظلوموں کی گریہ و زاری کو اللہ جلشانہ نے سنا۔ اس کی رحمت جوش میں آئی اور ان مقتدر حضرات کی بیعت سے علیحدگی ظہور پذیر ہوئی۔ جن پر منافقت کا الزام عائد کرنا ناممکن ہے جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری ایک متبحر عالم، تبلیغ یورپ کے لئے خلیفہ صاحب کے ہمراہی۔ مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر۔ امیر جماعت قادیان، پریذیڈنٹ لوکل جماعت، سابق ٹاؤن کمیٹی کے ممبر غرضیکہ وہ ہستی جو ان عہدوں پر فائز رہی۔ جو عرصہ بیس سال سے جماعت کے بچوں کی تربیت کرنے کے نازک کام پر مامور رہے۔ ان پر آج خلیفہ صاحب منافقت کا الزام نہیں لگا سکتے بخصوصاً اس لئے کہ یکم اپریل ۱۹۳۰ء کے "الفضل" میں خلیفہ صاحب کا وہ خطبہ درج ہے جس میں آپ کا ارشاد ہے کہ تمام منافقین بچوں، بوڑھوں، نوجوانوں اور عورتوں کی شکلیں انہیں رویا میں دکھائی گئی ہیں۔ اگر اس رؤیا میں محترم شیخ صاحب اور مولانا فخرالدین صاحب کی شکلیں دکھائی گئی تھیں تو ان کو ہرگز ان عہدوں پر مامور نہ کیا جاتا۔ اسی مولنا فخرالدین صاحب کا اخلاص جماعت میں کسی تشریح کا محتاج نہیں۔

آج ان اصحاب کی علیحدگی سے خلیفہ صاحب کی تمام احتیاطی تدابیر فیل ہو گئیں۔ البتہ اشتعال انگیزی کا سلسلہ جاری ہے۔ جور و تشدد کیا جا رہا ہے۔ قانون شکنی کے لئے انگیخت ہو رہی ہے خلیفہ صاحب نے قادیان میں اپنے ملازمین کی جو مختلف ناموں سے انجمنیں بنا رکھی ہیں۔ ان سے نفرت کے ریزولیوشن پاس کروائے جا رہے ہیں۔ تاکہ ان کو دیکھ کر بیرونی جماعتیں بھی جو بیچاری حالات سے بیخبر ہیں ریزولیوشن پاس کرکے خلیفہ صاحب کی ڈھارس بندھائیں۔ مگر یہ حربہ بھی بے سود ثابت ہو رہا ہے۔ کیونکہ اپنے ملازمین سے ریزولیوشنز منظور کرانا بالفاظ دیگر خود خلیفہ صاحب کی اپنی آواز ہے۔ لطف جب تھا کہ ملازموں سے ریزولیوشن منظور نہ کراتے اور بیرونی آواز کی انتظار نہ کی جاتی۔ رہے قادیان کے احمدی سو انہیں معلوم ہے کہ جان نثاروں کا حشر محمد امین مجاہد بخارا کا حشر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اشتعال انگیزی کا جواب یہ مل رہا ہے کہ اگر پھانسی پر چڑھنا سلسلہ کی عزت ہے تو اپنی اولاد مبارک احمد، منور احمد، ناصر احمد (تیسری خلافت کے امیدوار) کو قتل و غارت کے لئے آمادہ کیجئے تاکہ وہ پھانسی کے تختہ پر کود کر اسیو جیل میں شہادت کا مرتبہ حاصل کریں۔ یہ فخر صرف سادہ لوح پاکرایہ داروں کے حصہ میں ہی نہیں آیا۔

"میں مسیح موعود کی پیشگوئیوں کا مصداق ہوں۔ اگر مجھ پر اعتراض کروگے تو مسیح موعود کی پیشگوئیوں کو جھٹلاؤگے" یہ وہ ڈھال ہے جو بھولے بھالے مریدوں کے سامنے اندھی تقلید کے جواز میں پیش کی جاتی ہے۔ حالانکہ (۱) حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے الفاظ بتاتے ہیں کہ وہ لڑکا ابھی پیدا ہونا تھا۔ اور پیشگوئی کے وقت مرزا محمود احمد صاحب پیدا ہو چکے تھے (۲) اگر حضرت مسیح موعود مرزا محمود احمد صاحب ہی آپ کی پیشگوئیوں کے مصداق تھے تو فرمائیے حضور کی زندگی میں جب خلیفہ صاحب پر الزام لگا تو کیوں ایک کمیشن بٹھایا گیا۔ یہی جواب کیوں نہ دیا گیا کہ میرا بیٹا ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ تو ہماری پیشگوئیوں کا مصداق ہے۔ کیا حضرت مسیح موعود نے یہ نہ فرمایا تھا۔ کہ اگر محمود ایسا ہی ثابت ہو تو میں اسے عاق کردوں گا۔

پس یہ ثابت ہے کہ کمیشن کا تقرر ہو سکتا ہے اور ہونا چاہئیے۔

جناب خلیفہ صاحب کی خدمت میں مخلصانہ مشورہ

موجودہ حالات میں یہ ہے کہ اشتعال انگیزی کو چھوڑ دیجئے کیونکہ یہ ۱۹۳۷ء ہے اور وہ ۱۹۳۰ء تھا۔ نقض امن اور قانون شکنی کی تمام تر ذمہ داری جو اشتعال انگیزی کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوگی۔ اسی کی

(باقی صفحہ ۷ پر ملاحظہ ہو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود کی بعثت ہے جماعت کا مذہب:
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی علمی خصوصیات:
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

پیغام صلح

جلد ۲۵ — یوم چہارشنبہ ۱۲ر جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ہجری — نمبر ۴۵

خلافت قادیان کا تنازع اور ہمارا طرز عمل

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا وجود اللہ تعالیٰ نے کسی ایسے سخت فولاد کا بنایا ہے کہ خلیفہ صاحب قادیان کو جب کبھی کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو ان کی نظر انتخاب اپنی ڈھال بنانے کے لئے اسی جماعت کی طرف اٹھتی ہے ہم اس وقت گذشتہ مواقع کو پیش نہیں کریں گے صرف اسی ایک واقعہ کو لیں گے جس نے ہمیں ان چند سطور کے لکھنے پر مجبور کیا۔

ناظرین کو یہ اطلاع دی جاچکی ہے کہ قادیان میں فخرالدین صاحب ملتانی اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو جماعت سے خارج کیا گیا ہے اور وہ بھی خلیفہ صاحب کے خلاف کچھ شکایات رکھتے ہیں

اس وقت تک مصری صاحب کی طرف سے وہ حالات پیش نہیں کئے گئے جن کی بنا پر انہوں نے خلافت سے اختلاف کیا ہے ہاں اس قدر انہوں نے ایک اعلان میں ظاہر کیا ہے کہ وہ خلیفہ صاحب کو خلافت کے ناقابل سمجھتے ہیں اور ان کی معزولی کا مطالبہ کرتے ہوئے قوم کی طرف سے ایک تحقیقاتی کمیٹی کا تقرر چاہتے ہیں۔

دربار خلافت سے دفاع کی کوششیں زور سے جاری ہیں جس کے دوران میں اس امر پر بھی زور دیا جارہا ہے کہ اس فتنہ میں پیغامیوں کا ہاتھ ہے اور اس کی دلیل میں یہ امر پیش کیا جاتا ہے کہ مولوی عمرالدین صاحب شملوی قادیان ایک دو دفعہ گئے اور کہ بعض جگہوں پر پیغامی عبدالرحمٰن صاحب اور فخرالدین صاحب کے اشتہارات بانٹتے ہوئے پائے گئے یہ امر دربار خلافت سے پوشیدہ نہیں کہ مولوی عمرالدین صاحب ہمیشہ قادیان میں آتے جاتے ہیں اور یہ آنا جانا ان کا کسی سازش پر دلالت نہیں کرسکتا۔ علاوہ ازیں اگر اس امر کو دیکھا جائے کہ خلیفہ صاحب قادیان اپنی جماعت کے مطاع ہیں اور لاہور کی جماعت کسی شخص کو اپنا مطاع نہیں سمجھتی۔ خلیفہ صاحب جس کو چاہیں اپنی جماعت سے خارج کرسکتے ہیں لیکن جماعت احمدیہ لاہور کے لئے حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود ماننے والے کسی شخص کو جماعت سے خارج قرار دینا ناممکن ہے باوجود اس کے کہ خلیفہ صاحب نے اپنا اقتدار قادیان میں اس قدر رکھا ہوا ہے اور عقائد کے لحاظ سے بھی وہ قوم کے مطاع ہیں۔ پھر بھی ہر وقت منافقین وہاں پیدا ہوتے رہتے ہیں اور جماعت سے خارج بھی کئے جاتے رہتے ہیں۔ ان کی تعداد قادیان کے اندر کئی سال پہلے پانسو پائی گئی تھی جس میں اب تک اضافہ ہی نظر آتا ہے اور صاحبزادہ صاحب نے کبھی یہ نہیں کیا کہ اپنے ان مریدوں کے منافقانہ افعال کو دربار خلافت یا اپنی ذات کی طرف منسوب کریں تو سمجھ نہیں آتا کہ وہ کس اصول پر کسی لاہور کی جماعت سے تعلق رکھنے والے کے محض اشتہار بانٹنے یا کسی انفرادی فعل کو لاہور کی انجمن کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اذ کتالوا علی الناس یستوفون و اذا کالوھم او وزنوھم یخسرون کی وعید سے نہیں ڈرتے۔ اس معاملہ میں ہم نے آج تک جہاں تک ہوسکا تقویٰ کو مدنظر رکھا ہے اور ذاتیات سے الگ رہنے کی کوشش کی ہے اور حتی الوسع خلافت کے اندرونی کاروبار میں کبھی دخل نہیں دیا۔ یہاں تک کہ جب تک مصری صاحب اور فخرالدین صاحب کی طرف سے اعلان نہیں ہوئے۔ ہمارے مرکز میں کسی کو اس خلافت کیلئے مصری صاحب کی طرف سے فتنہ اٹھنے کا قطعی کوئی علم نہ تھا۔ باوجود اس کے قادیان کے اخبارات میں یہ پروپیگنڈہ شروع ہوگیا ہے کہ اس سازش میں پیغامیوں کا ہاتھ ہے۔ ہم سوائے اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ دربار خلافت کو یہ ڈھال کب تک کام دے گی۔ اس کے ساتھ ہی ہم اپنی پوزیشن کو واضح کر دینا چاہتے ہیں۔

ہم حضرت مسیح موعود کی بنائی ہوئی جماعت ہیں اور حضرت مسیح موعود کے لگائے ہوئے درخت کی نشوونما یا اس کے نقصان سے ہماری دلچسپی دور نہیں ہوسکتی۔ ہم قادیان سے دور بیٹھے ہوئے بھی قادیان حضرت مسیح موعود کی حقیقی تعلیم کا مرکز دیکھنے کے خواہشمند ہیں اور یہ وابستگی ہمارے دلوں سے کبھی نہیں جاسکتی۔ ہماری کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں اور اپنے اخبار کے ذریعہ سے اپنی قوم کو خبردار رکھنا بھی ہمارا فرض ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے جن عقائد میں خلیفہ صاحب سے اختلاف کیا اور جن میں ہم خلیفہ صاحب کو غلطی پر سمجھتے ہیں، جب کبھی اس غلط عقیدہ کے نقصانات نمایاں ہوں گے ہمارا فرض ہے کہ قوم کو اس طرف توجہ دلائیں۔ موجودہ کشمکش میں اگر خلیفہ صاحب اپنے ذاتی تقدس کو اپنی صداقت کی دلیل میں پیش نہ کرتے تو ہمارے خیال میں ان کو ان مصائب کا سامنا نہ ہوتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قوم کو چیلنج دیا۔ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون تو قوم نے باوجود دشمنی کے ان کے امین ہونے کی شہادت دی۔ حضرت مسیح موعود نے بھی چونکہ وہ مامور تھے اس دلیل کو پیش کیا اور مولوی محمد حسین

بٹالوی جیسے دشمن نے شہادت دی کہ ان کی زندگی گناہ سے پاک ہے اگرچہ بعد میں آنے والے افترا پردازوں نے بہتان تراشنے کی کوشش کی لیکن ہمعصروں کی شہادت کے سامنے ایسی افترا پردازیوں کی کیا پیش جا سکتی ہے۔ خلیفہ صاحب نے مامور ہونے کے بغیر اس طریق پر قوم کو چیلنج کیا اور لا تزکوا انفسکم کو مدنظر نہ رکھا لیکن کسی واللہ باللہ ثم تاللہ کہنے والے کی ایک شہادت بھی آج تک پبلک کے سامنے نہ آئی اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ دنیا دیکھ رہی ہے یہ سب اس امر کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے انبیاء اور ماموریں کے مقام پر قدم مارا جو ان کے لئے زیبا نہ تھا اس لئے ہم آج بھی ان کو یہ مشورہ دیں گے کہ اس غلط عقیدہ کو چھوڑ دیں۔

ایک اور امر جو یاد رکھنے کے قابل ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم کہ تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ہے اس سے پیشتر جب کبھی احرار یا کسی دوسری جماعت نے خلیفہ صاحب یا جماعت قادیان کے کسی فرد کو خلاف انسانی حرکات سے تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تو ہم نے ہمیشہ قادیانی جماعت کی حمایت میں آواز اٹھائی چنانچہ بعض مقامات پر قبرستانوں میں مردے دفن ہونے کو روکا جانے پر ہم قادیانی جماعت کے دوش بدوش غیر احمدیوں کو ایسی ذلیل حرکتوں پر مطعون کرتے رہے تو اگر قادیان میں خلیفہ صاحب کا اختلاف ہونے کی بنا پر اختلاف کرنے والوں کو درحقیقت وہ دکھ دیئے جاتے ہیں جو ان کے اشتہاروں اور ٹریکٹوں میں بیان کئے جاتے ہیں یعنی گھروں پر پہرے لگانا ان کے گھروں میں چوریاں کرانے کی کوشش کرنا، خرید و فروخت بند کر دینا یہاں تک کہ ان کے شیرخوار بچوں کے لئے مناسب جگہ سے دودھ کی خرید بھی بند کر دینا۔ بول چال کا مقاطعہ کرنا۔ راتوں کو ارد گرد کے مکانوں سے ان کے گھروں میں پتھر اور دور بینوں سے عورتوں کی بے حرمتی کرنا۔ اگر یہ واقعات سچے ہیں تو وہ کونسا انسان ہے جو ان مظلوموں کے ساتھ ہمدردی نہ کرے اور یہ لفظ نہ کہے کہ دشمن سے بھی ایسا سلوک انسانیت کے منافی ہے۔ دشمنی میں بھی شرافت کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔

ایک اور چیز جس پر ہمارے قادیانی دوست ہمیشہ زور دیتے ہیں وہ درحقیقت خلیفہ صاحب کو مطاع قرار دینے کی ذہنیت کے ماتحت ہے یعنی جب کبھی یہ کہا جائے کہ دربار خلافت سے فلاں امر میں غلطی کی گئی ہے تو وہ کہنے والے کی ذہنیت کو فوراً خلاف قرآن قرار دے کر ظن المومنین خیرا پڑھتے ہوئے کہنے والے کو بے ایمان کا خطاب دیدیتے ہیں اب اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ عبدالرحمٰن صاحب مصری اس وقت تک جماعت میں ایک نہایت متدین نیک اور متقی مسلک شمار ہوتے رہے ہیں۔ وہ دینیات کے مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر بھی تھے مقامی جماعت کے امیر بھی رہے اور علاوہ ازیں وہاں کی کمیٹی کے ممبر بھی ہیں انہیں کچھ شک نہیں کہ بہ بنا مالی وجاہت یا دوستوں یا رشتہ داروں کے حلقہ کی وسعت کے وہ بہت غریب ہیں اور اپنا کوئی ساتھی نہیں رکھتے لیکن ان کا زہد و اتقا مسلمہ ہے اور آج تک کبھی کوئی ان پر اعتراض نہیں کرسکا۔ اب اگر یک لخت ان کو جھوٹ بولنے والا قرار دیدیا جائے تو کیا ہمارے قادیانی دوست اب بھی ظن المومنین خیرا سے اور اگر وہ اس فراخدلی کو کام میں لائیں گے تو پھر معیار صداقت کیا قرار دیں گے اور ان کا طرز عمل کیا ہوگا۔ اس امر کے پیش کرنے سے مقصود یہ ہے کہ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے جس امر کی ضرورت ہے تو وہ اس کو سمجھیں اور جذبات سے الگ ہو کر واقعات جن کو مجرم ٹھہرائیں اسکو مجرم بنائے اور جسے سچا ٹھہرائیں اسے سچا سمجھے۔

ہمارا نقطہ نگاہ اس معاملہ میں یہی ہوگا۔ ہم مصری صاحب کی سابقہ زندگی اور شخصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی تکالیف کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں جب تک کہ اس کے خلاف ثابت نہ ہو۔ اگر دربار خلافت یا جماعت قادیان اس سے یہ نتیجہ نکالے کہ یہ ہماری سازش کا سبب ہے تو کردہ نتیجہ ہے اور اس میں ہمارا ہاتھ ہے تو یہ استدلال

وہ مبارک ہو۔ اور اگر جان بوجھ کر وہ غلط پروپیگنڈا کرتے ہیں تو کے لئے ! اور ہم نے اگر سازش کر کے یہ حالات پیدا کر دئیے ہیں اسپنے لئے لعنت ! اللہ تعالیٰ الکاذبین کہتے ہیں امید ہے کہ آئندہ ہمارے طرز عمل کو واضح کر دے گا اور صاحب فہم اس سے کوئی غلط نتیجہ مترتب نہیں کریں گے۔

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور کے ماہوار اجلاس کی روئداد

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا ماہوار اجلاس مورخہ ۲۰۔۷۔۳۷ بروز بعد نماز ظہر گیلری احمدیہ بلڈنگس میں زیر صدارت اہلیہ صاحبہ بابو منظور الٰہی منعقد ہوا۔

گرمیوں کی تعطیلیں ہو جانے کی وجہ سے ممبرات بہت کم تھیں۔ مگر ستورات کے شامل ہو جانے کی وجہ سے جلسہ بارونق ہو گیا۔

جلسہ کی ابتدا سیدہ مبارکہ صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم سے کی سیدہ خلیقہ نے حاضرات کو مخاطب کرتے ہوئے یہ نظم پڑھی۔

"السلام اے ممبران احمدیت السلام"

نظم بہت اچھی تھی اور بڑی اچھی طرح سے ادا کی گئی تھی پھر سیدہ مسلمہ نے قرآن کریم کا ایک رکوع پڑھ کر اس کی تفسیر بیان کیا۔ اور سمجھایا کہ یہ ایک پاکیزہ کتاب ہے جس کا پڑھنا ہر مسلمان کے لئے جزو ایمان ہے اس کے پڑھنے سے دین و دنیا کی بہتری ہے۔ اس کے بعد تسنیم آرا نے شاہنامہ اسلام سے حضرت اسمٰعیل کی قربانی " زبانی پڑھی۔ اچھی طرح سے پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔ بعد میں سیدہ رشیدہ نے تقریر کی جس میں انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے مسلمانوں کا نقشہ کھینچا۔ اور پھر اس کا آجکل کے مسلمانوں سے مقابلہ کرتے ہوئے نظم پڑھی۔

"پیدا کیا تھا مسلم کیا اس لئے جہاں میں"

اس کے بعد محترمہ اہلیہ صاحبہ سید امتیاز علی شاہ صاحب نے "فیضان وجود" نظم بڑی خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد میں محترمہ مسز بیگ صاحبہ نے بچیوں کو مخاطب کرتے ہوئے خدا تعالیٰ اور ماں باپ کا حکم ماننے پر اچھی تقریر کی۔ اور بالآخر خاکسارہ نے ایسوسی ایشن کی ممبرات کو مخاطب ہوتے انکو احمدیہ ایسوسی ایشن کے مقاصد بتائے۔ اور بتلایا کہ جماعت ہر ایک اسی وقت تک ترقی کرتا ہے جب تک کہ وہ اپنے مقاصد کو سمجھے جب کوئی جماعت اپنے مقاصد کو بھول جاتی ہے۔ اسوقت ترقی کی بجائے تنزل شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس لئے ہماری ہر ممبر کو چاہیئے کہ وہ اپنے مقاصد کو سمجھے اور پھر ایسوسی ایشن کی ممبرات کو تمام قواعد و ضوابط جو کہ ۱۹۳۷ء میں درج رجسٹر ہیں پڑھ کر سنائے اور بتایا کہ ایسوسی ایشن کی ہر ممبر کا فرض ہے ان قواعد پر کاربند رہے۔ اور جو ممبر کسی ایک قاعدہ کی خلاف ورزی کرے گی وہ قاعدے کے بموجب بازپرس ہوگی۔ اور آئندہ ہر اجلاس میں ممبرات کی باقاعدہ حاضری لی جایا کرے گی۔

(خاکسار رشیدہ مسرت سیکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور)

(دارالکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور)

یہ کتاب ہمارے مکرم و معظم بزرگ سید امجد علیشاہ صاحب کی تحقیق کا نتیجہ ہے جس میں جماعت احمدیہ لاہور اور قادیانی جماعت کے مابین متنازعہ فیہ امور نبوت۔ کفر و اسلام وغیرہ مسائل پر مختصر مگر جامع تبصرہ کیا گیا ہے شاہ صاحب کا طریق استدلال ایک خاص نوعیت و رنگ رکھتا ہے۔ آپ نے نہایت ہی عمدگی سے اپنے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش فرمائی ہے

کتاب میں جا بجا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے حوالہ جات ہیں جن سے تمام زیر بحث امور پر مکمل روشنی ڈالتے ہیں۔ آپ نے بعض مقامات پر ضروری حوالجات کو طوالت کیلئے ترک کر دیا ہے جو کہ ایک تشنگی پیدا کرتا ہے اور بعض مقامات پر غیر ضروری اختصار سے کام لیا ہے۔ تاہم کتاب بحیثیت مجموعی اس قابل ہے کہ احباب اسے بغور مطالعہ کریں اور غیر از جماعت دوستوں تک پہنچائیں۔

یہ کتاب دراصل جلسہ سالانہ کے موقع پر چھپ گئی تھی۔ مگر غلطیاں رہ جانے کی وجہ سے روک لی گئی۔ اب اغلاط نامہ کا اضافہ کر کے آپکی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طبیعت بفضل الٰہی نسبتاً بہت اچھی ہے اور آپ بروز جمعرات ۲ بجے شام لاہور تشریف لا رہے ہیں۔

—— اخویم محمد اسلم خاں ناحال میو ہسپتال میں بیمار ہیں۔ علاوہ ازیں منصور احمد صاحب ولد چوہدری ظہور احمد۔ منیر احمد اور نصیر احمد ولد شیخ محمد نصیب کی طبیعت بھی ابھی محتاج دعا ہے۔

احباب درد دل سے دعائے صحت فرمائیں۔

—— میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کیولن میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں مشغول ہیں پچھلے دو ہفتہ کے عرصہ میں چند شخص دائرہ اسلام میں داخل ہوئے جن میں سے دو عیسائی ایک ناگرا اور تین اچھوت تھے کوائر انڈسٹری بفضلہ کامیابی سے چل رہی ہے۔

—— ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب ۲ ار ستمبر ۳۷ء کو مارسیلز سے روانہ ہو کر ۶ ستمبر ۳۷ء کو بمبئی پہنچینگے۔

رفتار عالم

—— جھانسی مسلم حلقہ میں مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان مقابلہ تھا جس میں مسلم لیگ بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گئی ہے

—— شملہ ۲۰ رجولائی۔ وزیر اعظم پنجاب نے اعلان کیا ہے۔ کہ خان عبدالغفار خاں کو پنجاب میں داخلے کی اجازت ہے۔

—— یوپی اسمبلی میں کانگریس پارٹی اور مسلم لیگ کے درمیان سمجھوتے کی کوشش ناکام رہی ہے

—— مولانا ابوالکلام آزاد نے ایک بیان میں لکھا ہے۔ کہ بمبئی میں دو مسلمان وزیر ہوں گے ایک تو نوری صاحب ہیں۔ دوسرے کا عنقریب اعلان ہو جائے گا

—— حکومت یوپی نے مندرجہ ذیل جماعتوں پر سے پابندیاں اٹھالی ہیں (۱) نوجوان بھارت سبھا کی شاخیں (۲) ہندوستان سیوا دل اودھ یوتھ لیگ (۳) ضلع کانپور کی کرتی کسان پارٹی اور کسان سبھا (۴) ضلع الٰہ آباد کے سیوا دل۔ کسان سنگھ اور مہابیر دل۔

—— بہار میں کانگریسی وزرا نے حلف وفاداری اٹھایا۔ مسٹر کرشن سنگھ بابو انوگرہ نرائن سنہا۔ ڈاکٹر سید محمود اور چوہدری وزیر مقرر ہوئے ہیں۔

—— آج سے پانچ دن قبل پٹنہ پنجاب ایکسپریس الٹ گئی جس کی وجہ سے قریباً ۱۱۵ آدمی ہلاک ہو گئے۔ اور دو سو کے قریب زخمی۔ لاشیں ابھی تک نکالی جا رہی ہیں۔

—— چین اور جاپان کے تعلقات دن بدن خراب ہو رہے ہیں اور شمالی چین میں دونوں ملکوں کی فوجیں مصروف جنگ ہیں۔

جھنگ کا فرقہ مصالحتی بورڈ

اسمبلی میں وزیر اعظم کا بیان

—— شملہ ۲۰ رجولائی۔ آج پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس میں ڈاکٹر گوکل چند نارنگ نے ہندو سبھا ضلع جھنگ کے پمفلٹ کی اشاعت کے سلسلہ میں دوبارہ سوال اٹھایا۔ اور مطالبہ کیا کہ جس افسر نے سبھا کے عائد کردہ الزامات کی تحقیقات کی ہے۔ اس کی تیار کردہ رپورٹ اسمبلی کے اجلاس میں پیش کیجائے اس پمفلٹ میں جھنگ کے فرقہ مصالحتی بورڈ کے خلاف بعض الزامات لگائے گئے ہیں۔

اس کے جواب میں وزیر اعظم وزیر اعظم نے بیان کیا کہ سکرٹریٹ کے دفتر میں مذکورہ بالا پمفلٹ کا مطالبہ ضرور کیا گیا تھا لیکن اس کے متعلق تحقیقات کرانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی حکومت قبل ازیں اسی نوع کی متعدد شکایات کے متعلق جیسی پمفلٹ میں درج ہیں۔ کمشنر صاحب اور ڈپٹی کمشنر صاحب کے ذریعے تحقیقات کرا چکی ہے۔ اس سے جو نتیجہ برآمد ہوا۔ اس سے حکومت پر یہ امر واضح ہو گیا۔ کہ پمفلٹ میں جو الزامات عائد کئے گئے ہیں وہ حقیقت پر مبنی نہیں ہیں۔

دیگر سوالات کے جواب میں وزیر اعظم نے بیان کیا۔ کہ وہ اس موضوع کی تمام خط و کتابت ڈاکٹر گوکل چند نارنگ کو دکھانے کے لئے تیار ہیں۔ مگر اسے اسمبلی میں پیش کرنے پر آمادہ نہیں۔ آپ نے کہا کہ حکومت نے پورے غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس معاملے میں کوئی قانونی کارروائی عمل میں نہ لائی جائے

خلافت محمودیہ کے متعلق دو باتیں

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

الفضل ۹ جولائی ۱۹۳۷ء میں جو میاں محمود احمد صاحب کا خطبہ چھپا ہے اسے پڑھ کر مجھے بہت عبرت ہوئی۔ مجھے خیال آیا کہ دیکھو باپ یعنی حضرت مسیح موعود تو دنیا میں ایمان ثریا سے واپس لانے کے لئے تشریف لائے تھے اور بیٹا یعنی میاں محمود احمد صاحب ایمان کو ثریا پر واپس بھیجنے کی فکر میں ہیں۔ باتیں تو کئی ایک اس میں عجیب و غریب تھیں مگر میں یہاں صرف دو باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات

(۱) اول تو یہ کہ میاں محمود احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ابھی وہ سترہ سال کے تھے کہ انہیں الہام ہوا کہ ان الذین اتبعوك فوق الذین كفروا الی یوم القیٰمة بیشک جو لوگ تیری اتباع کرتے ہیں۔ وہ تیرے منکرین پر قیامت کے دن تک غالب رہیں گے۔ مجھے یہ تعجب ہوا کہ میاں صاحب کی عمر اس وقت سترہ سال کی تھی۔ میاں صاحب تو اپنے لڑکپن یا عنفوان شباب میں زہد و ریاضت سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ عبادت اور توجہ الی اللہ میں کوئی انہماک نہ تھا۔ اعمال صالحہ بجا لانے کی طرف کوئی خاص توجہ نہ تھی۔ خدمات دینیہ سے کوئی شغف نہ تھا۔ اپنے ہم عمر لڑکوں کو جن میں وہ کھیلا کرتے تھے وہ کوئی درس ہدایت نہ دے رہے تھے۔ بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نہ معلوم آپ کی کس ادا پر فریفتہ تھا کہ وہ وعدے جو وہ اپنے محبوب مقربین سے کیا کرتا ہے اور جو انعام اپنے اولوالعزم رسولوں اور ماموروں پر کیا کرتا ہے وہ لڑکپن ہی میں آپ پر کرنے لگا۔ میاں صاحب کو شاید یاد نہیں رہا۔ ایک دفعہ انہیں اسی نوجوانی میں الہام ہوا تھا۔ انك تهدی من احببت۔ کہ بے شک تو جسے چاہے ہدایت دے سکتا ہے۔ گویا یہ جو "پیغامی" اور غیر احمدی میاں صاحب کی بیعت نہیں کرتے اور کافر مسلمان نہیں ہو رہے تو یہ اس وجہ سے کہ اسے خود میاں صاحب ہی پسند نہیں کرتے۔ ورنہ میاں صاحب کو تو خدا نے قدرت کا کر رکھا ہے کہ تو جسے چاہے ہدایت دے سکتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم سے بھی بڑھ کر جناب میاں صاحب کو مرتبہ اور انعام دیا گیا۔ کیونکہ قرآن کریم میں تو محمد رسول اللہ صلعم کو مخاطب کرکے جناب الٰہی فرماتے ہیں کہ:۔ انك لا تهدی من احببت ولٰكن الله يهدی من يشاء کہ بیشک تو جسے چاہے اسے ہدایت نہیں دے سکتا لیکن خدا جسے چاہے گا ہدایت دیگا۔ لیکن میاں صاحب پر خدا کی اس قدر شیفتگی محل تعجب ہے کہ اپنی تمام سنت اللہ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی ہدایت دینے کی صفت تک انہیں بخش دی اور اس طرح انہیں اپنے شریک فی الصفات بنا لینے میں بھی تامل نہیں کیا۔ اور مزہ یہ کہ اس وقت کا واقعہ ہے جب میاں صاحب ابھی لڑکپن یا عنفوان شباب میں سے گذر رہے تھے۔ تو اس سے یہ ٹھوکر لگتی ہے کہ بغیر کسی عمل اور عبادت اور علم اور معرفت اور زہد اور ریاضت کے بھی کبھی خدا تعالیٰ یونہی بلا وجہ کسی کے ساتھ محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح جس طرح بنی آدم میں لوگ ایک دوسرے پر بلا وجہ فریفتہ ہو جایا کرتے ہیں اور پھر بغیر کسی لحاظ اعمال و عبادات کے خدا اندھا دھند اپنے اس محبوب پر انعامات کرنے لگ جایا کرتا ہے۔ اگر یہی وارفتگی اور اندھیر گردی اللہ میاں کے گھر میں بھی ہے تو پھر کسی مظلوم کو نعوذ باللہ خدا سے انصاف کی کیا امید باقی رہ گئی۔ کیونکہ ممکن ہے وہ ظالم خدا کا محبوب ہو کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے کہ:۔

> ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کرینگے فریاد
> وہ بھی افسوس ترا چاہنے والا نکلا

اور اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ اندھیر گردی نہیں اور اس کی ذات ان باتوں سے پاک اور بالاتر ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ میاں صاحب کے مذکورہ بالا الہامات حدیث نفس ہیں خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتے

دوسری بات

(۲) اس خطبہ میں دوسری بڑی ٹھوکر کی بات یہ مجھے نظر آئی کہ میاں صاحب نے اس میں بڑی زبردست تحدیاں کی ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتے ہیں۔ مگر میں ہی کامیاب ہونگا۔ میرے منکرین مجھ پر کبھی غالب نہیں آ سکتے۔ مجھے یہ خیال آیا کہ میاں صاحب نے اس میں عائد کردہ الزامات کا تو کوئی جواب دیا نہیں محض تحدیوں پر ہی گذارہ معلوم دیتا ہے۔ مگر میاں صاحب ہیں غیر مامور اور غیر مامور کا تحدیاں کرنا اس کے معرفت الٰہی سے محروم ہونے پر دلیل واضح ہے۔ یہاں بڑے بڑے اولوالعزم رسول خدا کی بے نیازی سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں تو چہ جائیکہ ایک غیر مامور اس قدر تحدیاں کرے۔ میاں صاحب لاکھ اپنے آپ کو خدا کا خلیفہ کہیں۔ مگر جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ الہام بتاؤ جس میں خدا نے آپ کو اپنا خلیفہ قرار دیا ہے تو کہنے لگتے ہیں کہ ہم قرآن کریم یا حضرت مسیح موعود کے الہام سے اپنی خلافت پر استدلال کر سکتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ خلیفہ تو اسباب کے ماتحت بنے ہیں۔ ہاں قرآن کریم یا حضرت مسیح موعود کے الہام سے اس پر استدلال کر سکتے ہیں۔ پھر استدلال کا میدان تو بہت وسیع ہے۔ یزید بھی اسباب کے ماتحت خلیفہ بنا تھا اور وہ بھی میاں صاحب کی طرح استدلال کر سکتا تھا۔ بلکہ جس کی تیغ اس کی دیگ والی دلیل اس کی میاں صاحب سے بہت زیادہ زبردست تھی۔ دیکھو تو حضرت امام حسین علیہ السلام کو باوجود ان کی صداقت کے اس کی تیغ نے کامیاب نہ ہونے دیا۔ اور یہاں ایک عبدالرحمٰن مصری کی دھمکی سے تخت خلافت ڈگمگانے لگا جس کے لئے مرکز کے اشارہ کے ماتحت تمام جماعتوں کو ریزولیوشن پاس کرنے پڑے۔ تاکہ تخت خلافت پھر اپنی جگہ پر متمکن ہو جائے یہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ خلافت انسانوں کے کندھوں پر ہی قائم ہے خدا کا خلیفہ کہنا محض یار لوگوں کا پروپیگنڈا ہے۔ بہرحال میاں صاحب کو خود بھی اعتراف ہے کہ وہ مامور من اللہ نہیں ہیں۔ چنانچہ اسی لئے بزعم خویش مصلح موعود بن کر بھی انہوں نے خدا کی وحی سے کھڑے ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور اسی خاطر الوصیت میں جس مامور من اللہ مصلح موعود کا ذکر ہے اس کو خلاف منشائے حضرت مسیح موعود ایک علیحدہ ہی وجود بنا کر مریدوں کو دکھایا گیا۔ تو پھر وسوسہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو کچھ میاں صاحب نے تحدی اس خطبہ میں کی ہے وہ غیر مامور ہونے کے باوجود کی ہے تو پھر رسول اور مامور جو اسی قسم کی تحدی کرتے ہیں اور انہیں ان کی صداقت پر ہم ایک بڑی زبردست دلیل اب تک سمجھتے رہے تو کیا یہ سب غلط تھا ایک غیر مامور بھی دیکھ لو اسی قسم کی تحدی کر رہا ہے۔ تو ایک منکر کہہ سکتا ہے کہ رسول اور مامور من اللہ یہ سب ڈھکوسلا ہے چلتی کا نام گاڑی اور رکتے کا نام داؤں ہے۔ ایک شخص اٹھا۔ بڑی بڑی تقریریں کیں۔ بڑی بڑی تحدیاں کیں۔ اگر ویسا ہی ہو گیا تو گویا اس کی چل گئی۔ وہ جو چاہے اپنے آپ کو منوا لے۔ تم اسے سچا کہہ دیتے ہو جس کی نہ چلی اسے تم نے جھوٹا کہہ دیا۔ یہ کس قدر مزیل ایمان ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ میاں صاحب نے اپنی ان شیخی بازیوں سے نبیوں کی صداقت کو ذبح کرکے رکھ دیا اور میاں صاحب کو واپس ثریا پر بھیجا آخر ان منکرین کا ہمارے پاس کیا جواب ہے۔؟

منکر کا جواب

مجھے تو سوچ سوچ کر یہ سمجھ آئی ہے کہ رسول اور مامور کی تحدیاں اس وقت ہوتی ہیں جب وہ تنہا یا کم سے کم نہایت عجز اور بیکسی کی حالت میں ہوتے ہیں اور ان کے دشمن اپنی پوری طاقت میں ہوتے ہیں اور اسباب ظاہری ان کے خلاف اور دشمنوں کے حق میں ہوتے ہیں اور میاں محمود احمد صاحب کی تحدیاں اسباب ظاہری کے بل پر ہوتی ہیں۔ طاقت اور زر کے گھمنڈ پر ہوتی ہیں۔ دیکھ لو ایک طرف ایک غریب الوطن عاجز شخص عبدالرحمٰن مصری تن تنہا ہے جسے سارے قادیان نے بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ طرح طرح سے اس کا گلا دبایا جا رہا ہے اور دوسری طرف خدا کا خلیفہ اپنے سائے والنٹیروں اور بے شمار جماعت اور اپنی پیدا کردہ بے شمار جائداد اور دولت کے ساتھ اکڑا ہوا بڑی شان سے تحدی کر رہا ہے۔ اہل بصیرت نظروں کے سامنے گویا ایک ہاتھی ایک چیونٹی کو کہہ رہا ہے کہ "میں تجھے مسل دونگا تو میرا کیا بگاڑ سکتی ہے۔" مرید اس پر سر دھن رہے ہیں اور سبحان اللہ۔ سبحان اللہ کہہ رہے ہیں اور دنیا اس بد مذاق تحدی یا لغویت پر ہنس رہی ہے۔ کمزور کے سامنے طاقتور کا اس طرح ڈینگیں مارنا اور طرح طرح کی دھمکیاں دینا کسی عقلمند کی نظر میں بھی تحدی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ یہ سب کچھ ایک بہت بد مذاق تماشہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے ساتھ رسولوں اور ماموروں کی نقل اتارنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک متقی انسان کا تو دل ہل جاتا ہے کہ نہ معلوم خدا کی غیرت کیا تماشہ دکھا دے

تحدی کے لئے ظاہر اسباب

باقی رہا میاں صاحب کا یہ کہنا کہ وہ ابتدا میں کمزور تھے اور بعد میں طاقتور بن گئے۔ یہ سب من گھڑت قصے ہیں جن کی حقیقت کو میں ماہ مئی ۱۹۳۷ء کے پیغام صلح میں کئی فصلوں میں طشت از بام کر چکا ہوں۔ وہ کبھی بھی کمزور نہ تھے۔ ابتدا سے وہ اسباب ظاہری کے بل پر ہی کودتے رہے ہیں۔

(۱) اگر وہ حضرت مسیح موعود کے بیٹے نہ ہوتے۔

(۲) اگر یار لوگوں نے حضرت صاحب کی بعض مبہم پیشگوئیوں کو ان پر چسپاں کرکے عوام کو مغالطہ میں نہ ڈالا ہوتا۔

(۳) اگر قادیان میں ان کی سکونت نہ ہوتی۔

(۴) اگر ابتدا سے مولانا نور الدین مرحوم نے ان کی ضرورت سے زیادہ عزت کرکے ان کو سر نہ چڑھایا ہوتا (گو بعد میں وہ اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ میاں صاحب "نالائق اور بیوجہ جوشیلے" ہیں۔ مگر اب وقت گزر چکا تھا)

(۵) اگر میاں صاحب نے نہایت ہوشیاری سے خلافت حاصل کرنے کے لئے انصار اللہ پارٹی نہ بنائی ہوتی۔

(۶) اگر آج ان کے قبضہ میں اتنی بڑی جماعت اور دولت اور جائداد نہ ہوتی تو یہ ان کی پچھلی بے ضرورت تحدیاں یا دوسرے لفظوں میں شیخی بازیاں بھی نہ ہوتیں۔!!!

"راولپنڈی میں غیر مبایعین کیساتھ کامیاب تحریری مناظرہ"

پر ایک تنقیدی نظر

(از خواجہ محمد عبداللہ صاحب راولپنڈی)

راولپنڈی میں محمودیوں سے ایک تحریری مناظرہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کے ساتھ ۲۰ جون ۱۹۳۷ء لغایت ۳۰ جون ۱۹۳۷ء منعقد ہوا تھا جس کی مختصر سی روئداد ناظرین کرام نے اخبار پیغام صلح مورخہ ۳۰ جون ۱۹۳۷ء میں ملاحظہ فرمائی ہوگی۔ اس مناظرہ میں امت محمودیہ کو بہت ندامت اور خفت اٹھانی پڑی چنانچہ ہمارے ایک محمودی دوست نے بیان کیا۔ کہ ان کے محمودی بھائی اس مناظرہ کی وجہ سے بہت پشیمان ہیں۔ اور اس مناظرہ کے منعقد کرانے پر تاسف کا اظہار کرتے ہیں۔

مناظرہ کی روئداد انشاء اللہ کتابی صورت میں چھپ کر پبلک کے سامنے آجائے گی۔ اور ناظرین کرام خود اندازہ لگالیں گے۔ کہ کس فریق کے دلائل زبردست تھے۔ فی الحال روئداد کتابی صورت میں چھپنے کے متعلق ہمارے محمودی دوستوں کی طرف سے التوا ہو رہا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ شرائط نامہ میں ایک شرط تھی کہ مناظرہ شروع ہونے سے پیشتر ہر دو فریق ایک متفق علیہ امین کے پاس پچیس پچیس روپیہ برائے طباعت روئداد مناظرہ بطور پیشگی جمع کرادیں جیسا کہ اوپر درج کیا جاچکا ہے مناظرہ ۲۰ جون کو صبح سات بجے شروع ہوا تھا لہٰذا ہر دو فریق کو مندرجہ بالا رقم ۲۰ جون کو مناظرہ شروع ہونے سے پہلے پہلے امین کے پاس جمع کرانی تھی۔ خدا کے فضل سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی نے یہ رقم مناظرہ شروع ہونے سے پہلے امین کے پاس جمع کرادی مگر محمودیوں نے یہ رقم آجتک بھی جمع نہیں کرائی۔ یہ بات شرائط نامہ کے سخت خلاف ہے مگر باوجود شرائط نامہ کی خلاف ورزی کرنے کے ندامت محسوس نہیں کرتے بلکہ جب کہا جاتا ہے۔ کہ رقم موعودہ جمع کراؤ تو بڑی بیباکی سے کہدیتے ہیں نہیں جمع کراتے۔ جاؤ ہمارے خلاف اس بات کا ڈھنڈورہ پیٹو۔ ہم کیسلے طبع کرالیں گے طباعت اور دیگر اخراجات کیلئے ان لوگوں نے قریباً ایک صد روپیہ جماعت سے جمع کیا تھا جو کہ قریباً سب کا سب مولوی صاحبان (جو کہ تعداد میں چھ تھے) کی نذر ہوگیا طباعت کا اندازہ تین صد روپیہ کے قریب بتایا جاتا ہے۔ اب انہیں نصف رقم یعنی -/۱۵۰ روپیہ کا ادا کرنا تو الگ رہا۔ ابھی تک پچیس روپیہ بھی وہ جمع نہیں کراسکے۔ ۳ جولائی کو طباعت کا فیصلہ کرنے کے متعلق ہم نے انہیں ایک چٹھی لکھی جس کے لینے سے ہی انکار کردیا۔ بہر حال ہم کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ انہیں روئداد کے جلدی چھپانے پر آمادہ کیا جائے۔

"الفضل" یکم جولائی ۱۹۳۷ء میں "راولپنڈی میں غیر مبایعین کے ساتھ کامیاب تحریری مناظرہ" کے عنوان سے جو مضمون چھپا ہے اس میں نامہ نگار یعنی امت محمودیہ کے تبلیغی سکرٹری صاحب نے بہت کچھ غلط بیانیوں سے کام لیا ہے۔ بار بار اپنے "قابل مناظر" کی قابلیت اور علمیت کا ناحق راگ الاپا ہے۔ اسکے علاوہ کم ظرف لوگوں کی طرح دوران مناظرہ میں کہتے پھرتے تھے۔ کہ "شیر آیا ہوا ہے" نیز اس بات پر بڑا فخر اور ناز کیا جارہا تھا۔ کہ بڑے طول نویس (حالانکہ طویل نویسی کوئی خوبی کی بات نہیں جس پر ناز کیا جائے) اور زود نویس ہیں۔ مگر جب خدا تعالےٰ کے فضل سے ان کی تمام تعلیوں اور غرور کو توڑ کر رکھ دیا گیا۔ تو اس وقت محمودیوں کی حالت قابل دید تھی چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہوا۔ اس پر فخر نہیں۔

مولوی اللہ دتا صاحب محمودی مناظر اور ان کے پانچ مددگاروں کی قابلیت اور علمیت کا اندازہ تو روئداد چھپنے پر ناظرین کرام خود لگالیں گے مگر ہم یہاں صرف بطور نمونہ از خروارے مولوی صاحب موصوف کی علمیت کا ذکر کرتے ہیں جس کا اظہار انھوں نے اپنے پرچہ جات میں کیا ہے۔

(۱) علم کی زیادتی کے لئے لغو امتحانات کا ارتکاب جائز ہے

(۲) شاہ نجاشی مسلمان نہیں ہوا تھا کیونکہ اس نے آنحضرت صلعم کی بیعت نہیں کی تھی۔ اور باوجود مسلمان نہ ہونے کے آنحضرت صلعم نے اس کا جنازہ پڑھا تھا۔

(۳) حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کی خلافت کی بیعت کی ہوئی تھی۔

(۴) گورداسپور کے مقدمہ ۱۸۹۹ء میں جس طرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے محض فساد کے ڈر سے حاکم کے سامنے حضرت مسیح موعودؑ کو باوجود کافر سمجھنے کے کہہ دیا تھا۔ کہ وہ آیندہ حضرت مرزا صاحبؑ کو کافر نہیں کہیں گے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محض دل کو نہ دکھانے کی وجہ سے کہہ دیا تھا۔ کہ وہ آیندہ مولوی محمد حسین صاحب کو کافر نہیں کہیں گے

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

حضرتؑ تو یہ فرمائیں۔ کہ "ایسا کرنے سے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی سخت ذلت اور توہین ہوئی ہے۔ کہ اس نے محض حاکم کے ڈر سے اپنے کئے پر پانی پھیر دیا مگر اپنے متعلق فرمائیں۔ کہ گو میں نے بھی اس نوٹس پر دستخط کئے تھے۔ مگر اس دستخط سے خدا اور منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا۔ اور نہ ایسے دستخط میری ذلت کا موجب ٹھہرتے ہیں کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا" کیا مولوی اللہ دتا صاحب کے عقیدہ کے مطابق (نعوذ باللہ) حضرت صاحبؑ کی بھی ویسی ذلت نہیں ہوتی جیسی کہ مولوی محمد حسین صاحب کی ہوئی تھی؟ مولوی صاحب! خدا کا خوف کرو۔ خدا کے راستبازوں کی اس قدر توہین اور گستاخی اچھے نتائج پیدا نہیں کیا کرتی۔

مضمون نگار صاحب نے ہمارے مناظر پر نہایت جھوٹ سے کام لیتے ہوئے گالیوں اور الزام تراشی کا اتہام لگایا ہے۔ اس کی حقیقت بھی سن لیجئے۔ مسئلہ مصلح موعود و خلافت میں جب "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ" صاحب قادیان کی ذات کو پیش کیا گیا۔ تو ہماری طرف سے منجملہ دیگر بہت سے ٹھوس دلائل کے جو کہ ان کے سامنے پیش کئے گئے۔ ایک دلیل یہ بھی دی گئی۔ کہ جناب خلیفہ صاحب اس لئے بھی مصلح موعود نہیں۔ کہ انکی روحانیت مردہ ہوچکی ہے جس کے ثبوت میں ان کے اپنے بیان کردہ خطبہ عید الفطر مندرجہ "الفضل" ۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء کے مطابق پیرس ایسے بے حیائی اور بداخلاقی کے مرکز میں ننگی عورتوں کا ناچ دیکھنا پیش کیا گیا۔ الزام تراشی تو اسکو اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ واقعہ جناب خلیفہ صاحب کا اپنا بیان فرمودہ ہے۔ اگر اس کو گالی کہا جائے۔ تو اس کے مرتکب بھی جناب خلیفہ صاحب خود ہیں۔ ہماری طرف اس کو منسوب کرنا جہالت ہے ہمنے تو صرف ان کے اپنے الفاظ میں ان کا اپنا ایک واقعہ بیان کرکے ثابت کرنا چاہا تھا۔ کہ ایسا شخص متقی و پرہیزگار نہیں ہوسکتا۔ اگر ہمارے محمودی دوستوں کو کچھ خدا کا خوف ہوتا۔ اور اسلامی غیرت اور حمیت کا پاس ہوتا تو جناب خلیفہ صاحب کے متعلق اس واقعہ کا علم ہونے پر ان سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتے۔ اور ان پر واضح کردیتے کہ یہ آپ کا فعل خدا اور اس کے رسولؐ اور مسیح موعودؑ کے فرمودہ کے سراسر خلاف ہے۔ مگر اس ذہنیت کا کیا علاج کیا جائے۔ کہ جناب خلیفہ صاحب کے اس فعل پر جس کا ان کو خود اعتراف ہے توجہ دلانے کو الزام تراشی اور گالی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ؎

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

پھر فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے "قابل مناظر" کے انداز بیان، جوابات کی بھرمار اور ٹھوس دلائل کا خدا تعالےٰ کے فضل سے پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا۔ . . . . . . اور پبلک پر واضح ہوگیا۔ کہ پیغامی مناظر کچھ جواب نہ دے سکا۔ . . . . . پبلک نے بھی اس کے اس رویہ پر ہزار نفرین بھیجی۔ . . . . . . اور پبلک پر پیغامی مناظر کی علمیت بالکل عیاں ہوگئی"۔ اپنے "قابل مناظر" کی اس طرح قصیدہ خوانی اور فریق مخالف کے مناظر کے متعلق ایسی بدکلامی محض اسلئے کیگئی ہے تاکہ اس روحانی مصیبت کی پیش بندی کی جاسکے۔ جو انشاء اللہ مناظرہ کی روئداد چھپنے پر محمودیوں پر وارد ہونے والی ہے۔ کیا میں جناب سکرٹری صاحب سے پوچھ سکتا ہوں۔ کہ یہ پبلک کون تھی؟ کیا یہ پبلک انہی محمودی حضرات پر تو نہیں مشتمل تھی جو گھر جاکر اس مناظرہ کی وجہ سے پشیمانی اور افسوس کا اظہار کرتی تھی۔ اور اگر پبلک سے مراد غیر از جماعت لوگ مراد ہیں۔ تو کیا میں جناب سکرٹری صاحب سے ان کی تعداد دریافت کرسکتا ہوں۔ جو مناظرہ میں شامل ہوتے رہے؟ کیا انھوں نے ان دو چار غیر از جماعت حضرات سے جو کہ مناظرہ سننے کے لئے آئے تھے۔ اور وہ بھی باقاعدہ ہر روز نہیں آتے تھے۔ اور ان میں سے بھی تمام سارا وقت نہیں ٹھہرتے تھے۔ دریافت فرمالیا تھا۔ یا انھوں نے خود آکر جناب سے ایسی رپورٹ کی تھی۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مناظرہ کے شرائط طے کرتے وقت جب ہم نے آپ سے کہا تھا۔ کہ مناظرہ کے لئے ثالثوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ تاکہ متفق علیہ ثالثوں کے فیصلہ کے خلاف کسی فریق کو یہ کہنے کا حق نہ رہے۔ کہ پبلک پر ہمارے "قابل مناظر" کا بہت اچھا اثر ہوا۔ تو آپ کی طرف سے اس کی شدید مخالفت کیگئی! نیز کیا آپ بھول گئے۔ جب کبھی آپ کو ثالث مقرر کرکے گفتگو کرنے کیلئے کہا جاتا۔ تو آپ فوراً کہہ دیتے۔ کہ اگر غیر احمدیوں میں اتنی سمجھ ہو۔ کہ وہ حق اور باطل میں تمیز کرسکیں۔ تو وہ احمدی نہ ہوجائیں۔ شائد پبلک سے مراد آپ کے نزدیک آپ کا وہ احراری دوست ہو جس کو آپ اپنی تمام جماعت اور اپنے امیر کی مخالفت کے باوجود مناظرہ کے ہال میں لے گئے تھے

اگر پبلک پر آپ کے "قابل مناظر" کا بڑا اچھا اثر پڑا تھا۔ تو آپ روئداد مناظرہ کے چھپوانے میں کیوں التوا کر رہے ہیں! کیوں ابھی تک مبلغ ۲۵ روپیہ جو کہ مناظرہ شروع ہونے سے قبل برائے طباعت بطور پیشگی جمع کرانے تھے جمع نہیں کرائے؟ آپ کو تو چاہیئے تھا۔ کہ اس روئداد کی ہزارہا کاپیاں چھپوا کر پبلک میں مفت تقسیم کرتے۔ کیا پبلک کا نام لے کر اخبار میں اس قسم کا پروپیگنڈا کرنا، دیانتداری اور اخلاق کے بعید نہیں؟ میرے خیال میں اگر آپ سنجیدگی کے ساتھ اپنے اس رویہ پر غور فرمائینگے تو آپ ضرور اس فعل پر ندامت محسوس کرینگے۔

باقی آیندہ

(بقیہ صفحہ ۲)

ذمہ داری آپ کی گردن پر ہوگی۔ مخلص اور ہمدرد اصحاب کو خواہ مخواہ منافق، لاہوری، احراری بنا کر سچے اعتراضات پر پردہ ڈالنا بیہودہ ہے۔ کیونکہ آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ مخلص اصحاب فی الواقعہ مخلص ہیں جور و ستم چھوڑ کر کوئی معقول طریق فیصلہ کو منظور کیجئے۔ اگر حیات و ممات مسیح علیہ السلام یا مسئلہ ختم نبوت پر شرائط طے کر کے، مخالفین سے مناظرے ہو سکتے ہیں تو آئیے فیصلہ کن مناظرہ پر بٹ کیجئے۔ آزاد تحقیقاتی کمیشن آپ پر بیٹھ سکتا ہے یا نہیں۔

جناب خلیفہ صاحب! الحمداً من مجاہد مخوا کی روح قادیان کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ ذرا سوچیں کہ حضرت مولانا نورالدین خلیفہ اول کے فرزند ارجمند میاں عبدالحی صاحب مرحوم اور آپ کی دختر نیک اختر صاحبزادی امۃ الحی صاحبہ کی روحیں آپ کو کیا نصیحت کر رہی ہیں۔ شیخ عبدالعزیز کی روح کیا پکار رہی ہے۔ لاپتہ شیخ فتح محمد منیجر احمدیہ اسٹور کیا آواز دے رہا ہے۔ قاضی محمد علی کا بٹالوی مقتول کیا کہہ رہا ہے اور خود محمود علی کیا چیخ رہا ہے اور بھی بے شمار ارواح آپ کو کیا آوازیں دے رہی ہیں۔ سوچیں! سوچیں!! علیحدگی میں خوب سوچیں۔ آپ ٹھنڈے دل سے غور کرتے ہوئے جماعت کو ہلاکت سے بچائیں۔ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی۔ ذرا خیال فرمائیے کہ غیر احمدیوں کی جماعت مجلس احرار کا قادیان میں وردد آپ کے کن افعال و حرکات کا نتیجہ ہے اور کیا قادیان میں اس جماعت کا ورود عذاب خداوندی نہیں؟

اگر آپ کو نواب یا راجہ بننے کا شوق ہے تو خدارا اس کیلئے جماعت کو استعمال نہ کیجئے۔ بہتر یہی ہے کہ کوئی فیصلہ کن راہ اختیار کیجئے۔ یہ دھمکیاں، یہ مذہبی اشتعال انگیزی، یہ جو رہ تشدد اب کام نہ دیگا۔ جماعت کو دعا اور روزوں کی تلقین کا حربہ بھی اعتراضات سے توجہ ہٹانے کا ذریعہ نہیں ہو سکے گا۔ یہ ہتھیار بھی پرانا ہو چکا ہے کیونکہ محمد علی کو چالیس روزے اور دعائیں بچا نہ سکی تھیں۔

خدارا غور کیجئے کہ آج جماعت کے تقدس کا وہ رعب کہاں ہے جو حضرت مسیح موعود کے وقت تھا۔

جماعت کے مخلصین سے اپیل

قادیان کے ان حضرات سے جو حالات سے واقف ہیں۔ اور اعتراضات کی سچائی سے واقف ہیں۔ ہماری یہ اپیل ہے کہ خدا پر بھروسہ کرو۔ وہ رازق ہے جو سب کو دیتا ہے اور دے گا۔ جانوروں کو جنگل میں رزق پہنچانے والے اور غاروں میں رزق دینے والے خدا پر یقین پیدا کرو۔ اور سچائی کی حمایت کرتے ہوئے آزاد تحقیقاتی کمیشن کا مطالبہ کریں۔

بیرونی احمدی اصحاب سے گذارش

ہے کہ موجودہ حالات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ انہیں حالات کا علم نہیں۔ ان کا مبلغ علم "الفضل" ہے۔ جو خلیفہ صاحب کی آواز ہے۔ آزاد تحقیقاتی کمیشن کے ذریعہ فیصلہ کی راہ پیدا کیجئے۔ تحقیقات تمام حقائق کو آشکار کر دیگی۔ جناب خلیفہ صاحب سے مطالبہ کیجئے کہ جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی تین چٹھیاں جن کو خواہ مخواہ گندی گندی کہکر اصل واقعات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے شائع فرمائیں تاکہ جماعت ان چٹھیوں کی معقولیت سے آگاہ ہو کر کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ جائے۔

سکرٹری انجمن انوار احمدیہ قادیان پنجاب

نوٹ:۔ خلیفہ صاحب قادیان کی طرف سے شیخ مصری صاحب سے ایک سو دہریوں کے ناموں کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ مگر اس ۲۴ اگست ۱۹۲۴ء سے بیشتر خلیفہ صاحب فرما چکے ہیں کہ جماعت قادیان میں مجھے پانچ سو منافقین دکھائی دیتے ہیں مہربانی کر کے ان منافقین میں سے کم از کم ایک سو کے نام مشتہر کئے جائیں۔ اس کے بعد دہریوں کے ناموں کا مطالبہ کیا جائے۔

جذبات محبت

یہ نظم سید ممتاز علی صاحب کی چھوٹی صاحبزادی سیدہ طینت فاطمہ سلمہا جماعت سوم نے احمدیہ گرلز اسپیس الیشن کے ماہانہ جلسہ میں پڑھی

میں آپ کو ایک نظم سنا دوں بھائی جان!

سناؤ بہن! کیسی نظم ہے یہ؟

میں نے یہ ماہانہ جلسہ میں پڑھی تھی۔

تو خواہ مخواہ مجھے کیوں سنا رہی ہو تم؟

اس لئے کہ آپ کو اس قسم کی چیزوں کی قدر ہے بھائی جان!

مجھ جیسا ہیچ مدان عزیزہ سلمہا کی لطیف امنگوں کی اور کیا قدر کر سکتا ہے سوائے اس کے اس کو پیغام صلح میں بھیجدے اس امید پر کہ مدیر پیغام صلح میری بے نوائی کی شرم رکھتے ہوئے اسے شائع کر دیں:۔ (محمد فاضل)

السلام اے ممبران احمدیت السلام

آج پھر لبریز عشرت سے ہے میرے دل کا جام

آج اس جا صورتیں ساری وہ آتی ہیں نظر

ماہ بھر سے جن کی بیتابی سے تھی میں منتظر

شوق نے کھولا ہے دفتر آرزوئے دید کا

جلسۂ ماہانہ ہے مرکز میری امید کا

بٹ رہی اس جا سے ہے وہ دولت ایمان قوم

دے گئے مہدی ہمیں جو بس وہی ہے جان قوم

سو رہا ہے خاک میں ایمان کا وہ تاجدار

اور نچھاور ہو رہی ہے اس کے گلشن پر بہار

یہ وہ گلشن ہے کہ جس کے پھول ہیں سب احمدی

جن کے آب و گل میں ہے پیوست عشق سرمدی

مرحبا اے خادمانِ دینِ احمد مرحبا

دین حق کو از سر نو تم نے زندہ کر دیا

تم نے دوزخ سے بنی آدم کو دلوا دی نجات

ہے تمہاری ذات سے تابندہ بزم کائنات

مشرق و مغرب میں ایماں کی اشاعت تم نے کی

شوق سے جھیلے مصائب اور اطاعت تم نے کی

تم سے جلسے میں ہماری عزت افزائی ہوئی

کھل گئی دل کی کلی جو کل تھی مرجھائی ہوئی

چمبہ میں ہولناک آتش زدگی

ایک ہندو ریاستی کے قلم سے

اخبارات میں چمبہ کی ہولناک آتشزدگی کی خبر شائع ہو چکی ہے اس خوفناک حادثہ کے متعلق چند اہم واقعات پبلک کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں۔ نیز آتش زدگی کی وجہ اور موقع پر انتظام نہ ہونے کی وجوہات پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ نامہ نگار "پرتاپ" کا یہ لکھنا تو صحیح ہے کہ سگریٹ کے ٹکڑے سے تباہی ہوئی۔ لیکن اس کا یہ اندازہ کہ نقصان ۷ لاکھ روپے کا ہوا بالکل غلط ہے۔

یہ آتشزدگی دھرم چند رینجر ولد منشی نند لال کے زیر تعمیر شدہ مکان سے بیس فٹ کے فاصلے پر وقوع پذیر ہوئی۔ جہاں نند لال نے باورچی خانہ تعمیر کرایا ہے۔ جب باورچی خانہ تعمیر ہو رہا تھا تو چند محلے والوں نے اعتراض کیا کہ باورچی خانہ یہاں تعمیر نہ کرو۔ لیکن نند لال اور دھرم چند نے کوئی پرواہ نہ کی اور جس شخص کے مکان کے پیچھے باورچی خانہ تعمیر ہو رہا تھا اس نے جب اعتراض کیا تو جواب ملا کہ پانچ عدالتیں کھلی ہیں۔

یہ پانچ عدالتوں کی دھمکی قابل غور ہے چونکہ نند لال اور دھرم چند دیوان مادھو رام کے چہیتے ہیں اس لئے بڑے اطمینان سے کہدیا کہ جاؤ نالش کر دو۔ زیر تعمیر مکان میں اندازاً ایک سو من کوئلہ رکھا ہوا تھا جو عین دوسرے مکانات کی پشتی سے لگا یا ہوا تھا۔ کیا نند لال اور دھرم چند بتلا سکتے ہیں کہ آج سے قریباً نو ماہ پیشتر ان کا مکان و سامان تو جل گیا تھا تو پھر اس قدر کوئلہ کہاں سے آیا؟ اور دوسروں کے مکانات کے ساتھ کیوں رکھا گیا نیز حادثہ مذکورہ کے دن کاریگروں کو شراب پلایا گیا تھا۔ نشہ میں مدہوش کاریگروں نے سلگتا ہوا سگریٹ کوئلوں اور بورے کے ڈھیر میں پھینکدیا اور اس حرکت نے تیس چالیس مکانات کی صفائی کر دی۔

علاوہ ازیں یہ بات قابل غور ہے کہ جب آگ کے شعلے بھڑک چکے ایک دو مکان ڈھیر ہو گئے تو پانی آیا۔ بجائے اس کے کہ پانی جلتے ہوئے مکانوں پر ڈالا جاتا۔ دھرم چند نے اپنے مکان سے بیس فٹ کے فاصلے کے مکان پر ڈالنا شروع کر دیا۔

پانچ عدالتوں کا الٹی میٹم۔ دیدہ دانستہ کوئلے جمع کرنا کاریگروں کو شراب سے بیہوش کرنا پانی کا ناجائز اور بے محل استعمال صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ کسی گہری سازش کا نتیجہ ہے

گورنر تل پنجر نے جو اس وقت مادھو رام کا دست راست ہے عین اس وقت جبکہ سپرنٹنڈنٹ پبلک ورکس محلات شاہی کو پانی بہا کر رہے تھے۔ چاقو سے نالی کو کاٹ ڈالا اور پانی اپنے مکانات کو لگایا جو کم از کم اس وقت خطرہ سے خالی تھے اور ہوا کا رخ محلات کی طرف تھا۔

گورنر تل کی دیدہ دلیری کا جب چرچا ہوا تو دیوان صاحب کے مشورہ سے چند ضمیر فروشوں کا ایک ڈیپوٹیشن بنا۔ اور حکم حضور کے مطابق دیوان مادھو رام کی بارگاہ عالی میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ "اگر گورنر تل پنجر نہ ہوتا تو شہر تباہ ہو جاتا۔" یا اللہ تیری شان! جو آدمی سنگین جرم کا ارتکاب کرے یعنی پانی کی نالی کو چاقو سے کاٹ ڈالے محلات شاہی کے مقابلے میں اپنے مکان کو بلا ضرورت پانی دے وہ محافظ شہر۔ یہ مادھو رامی حکومت کا ایک ادنےٰ سا کرشمہ ہے۔

(باقی آئندہ)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸

قل یااھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ۔ چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۳۷ء — نمبر ۴۶

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایمان پیدا کرو

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبول اسلام کیلئے کسی اعجاز کی ضرورت نہ پڑی۔ اعجاز بینی کے خواہشمند وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو تعارف ذاتی نہیں ہوتا لیکن جس کو تعارف ذاتی ہو جاوے اسے اعجاز کی ضرورت اور خواہش ہوتی ہی نہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے معجزہ نہیں مانگا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے خوب واقف تھے اور خوب جانتے تھے کہ وہ راستباز اور امین ہے جھوٹا اور مفتری نہیں جبکہ کسی انسان پر کبھی افترا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے کی کبھی جرأت نہیں کر سکتا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ نشان صرف اس لئے مانگا جاتا ہے کہ اس بات کے امکان کا اندیشہ گذرتا ہے کہ شاید جھوٹ ہی بولا ہو۔ مگر جب یہ بات اچھی طرح پر معلوم ہو کہ مدعی صادق اور امین ہے پھر نشان بینی کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ یہ بھی یاد رہے کہ لوگ نشان دیکھنے کے خواہشمند ہوتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں ایسے لوگ راسخ الایمان نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہر وقت خطرہ کے محل میں رہتے ہیں۔ ایمان بالغیب کے ثمرات ان کو نہیں ملتے کیونکہ ایمان بالغیب کے اندر ایک نعل نیکی حسن ظن بھی ہے جس سے وہ جلد یا زبے نصیب رہ جاتا ہے جو نشان دیکھنے کیلئے جلدی کرتا اور زور دیتا ہے۔ مسیح علیہ السلام کے حواریوں نے نزول مائدہ کیلئے زور دیا تو خدا تعالیٰ نے ان کو جھڑکا اور فرمایا کہ ہم تو مائدہ نازل کریں گے لیکن بعد نزول جو انکار کریگا اس پر سخت عذاب نازل ہوگا۔ قرآن شریف میں اس قصہ کے ذکر سے یہ فائدہ ہے کہ بتلایا جاوے کہ بہترین ایمان کونسا ہے اور اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانات یوں تو اجلیٰ بدیہیات سے ہوتے ہیں لیکن ان کے ساتھ ایک طرف اتمام حجت منظور ہوتا ہے اور دوسری طرف ابتلائے امت۔ اس لئے بعض امور ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے ساتھ ابتلاء رکھتے ہیں۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ نشان مانگنے والے لوگ مستعجل اور حسن ظن سے حصہ نہ رکھنے والے ہوتے ہیں اور ان کی طبیعت میں ایک اشتعال اور شک کرنے کا مادہ ہوتا ہے۔ تب ہی تو وہ نشان مانگتے ہیں۔ اس لئے جب نشان دیکھتے ہیں تو پھر بیہودہ طور پر اس کی تاویلیں شروع کر دیتے ہیں اور اس کو کبھی سحر کہتے ہیں کبھی کچھ نام رکھتے ہیں۔ غرض وہ وہم پیدا کرنے والی طبیعت ان کو امر حق سے دور لیجاتی ہے۔ اس لئے میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم وہ ایمان پیدا کرو جو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ اور صحابہ کا ایمان تھا رضی اللہ عنہم کیونکہ اس میں حسن ظن اور صبر ہے اور وہ بہت سی برکات اور ثمرات کا منتج ہوتا ہے اور نشان دیکھکر ماننا اور ایمان لانا اپنے ایمان کو مشروط بنانا ہوتا ہے اور عموماً بارور نہیں ہوتا۔ ہاں جب انسان حسن ظن کے ساتھ ایمان لاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے مومن کو وہ نشان دکھاتا ہے جو اس کے ازدیاد ایمان کا موجب اور انشراح صدر کا باعث ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ان کو نشان اور آیات اللہ بنا دیتا ہے۔ مومن صادق کو چاہیئے کہ کبھی اپنے ایمان کو نشان بینی پر مبنی نہ کرے۔

(الحکم جلد ۴ نمبر ۳۰)

خلیفہ قادیان کی تعلیوں کے علی الرغم سلسلہ عالیہ احمدیہ کی روزافزوں ترقی

فضل الٰہی کے ہاتھ کا زبردست مشاہدہ

تیسرا خط

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے ارادہ کیا تھا کہ ہر ہفتہ ایک خط لکھتا رہوں گا۔ لیکن قریب دو ہفتے سے اس قابل نہ رہا اور اب بھی چارپائی پر بیٹھ کر یا لیٹ کر ہی کچھ تھوڑا بہت کام کر سکتا ہوں۔ میں نے آپ کو دو باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ ایک یہ کہ خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانا یہ سب سے بڑا مقصد ہے جو ایک مسلمان اپنے سامنے رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ یہی محمد رسول اللہ صلعم کا ورثہ ہے اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اس چھوٹی سی جماعت کو اس کام کے لئے چن لیا ہے وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ میں نے کہا تھا کہ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ ہم اسلام کا یا مسلمانوں کا کیا بگاڑتے ہیں جس کی وجہ سے کسی کے دل میں ہمیں کچلنے اور مٹانے کی خواہش پیدا ہو۔ غیر احمدی اصحاب تو ایک حد تک معذور ہیں کیونکہ وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم نے اسلام سے علیحدہ کوئی مذہب بنا لیا ہے لیکن تعجب قادیانی جماعت پر ہے۔ قادیانی جذبہ انتقام جو ۱۹۱۴ء میں ہمارے مٹانے کے لئے بھڑکا وہ غیر احمدی اصحاب کے جذبہ سے بہت آگے نکل گیا ہے آخر ہم دوسرے مسلمانوں کی نسبت ان سے قریب تھے ایک مدت اکٹھے بھی رہے تھے، بڑے بڑے تعلقات محبت بھی تھے۔ قادیان کے بہت سے بڑے بڑے کام جو قومی عزت کا موجب ہیں ان میں ہم ان کے شریک ہی نہ تھے بلکہ شاید جو محنت ہم نے ان کے کرنے میں کی اور جس دیانتداری سے ان کو سرانجام دیا اس کی گواہی ان کے دل اب تک دیتے ہوں گے حضرت مرزا صاحب کو ہم مجدد مانتے ہیں مگر دنیا میں وہ جماعتیں بھی ہیں جو آپ کو کافر اور دجال قرار دیتی ہیں۔ لیکن دیکھئے سوائے ہمارے کسی کے لئے لیمزقنھم کا الہام نہیں ہوتا۔ گویا ہم قادیانیوں کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں اور یہ بات قادیان کے لیڈر نے خود اپنے مشہور "گولی" خطبہ میں صاف طور پر کہہ بھی دی ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اور انبیاء اور راستبازوں کی مخالفت شروع ہوئی ہے ایسی بُری اور شریر جماعت دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوئی جیسی جماعت لاہور اور تعجب یہ ہے کہ ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کا الہام اس وقت ہوتا ہے جب ابھی ہماری جماعت بنی بھی نہ تھی۔ پنجابی مثل مشہور ہے۔ ... نہ اُگلے ... آ گئے۔ آخر ہمارا قصور کیا تھا صرف یہ کہ ہم نے کہا تھا کہ ہم اس شخص کی بیعت نہیں کر سکتے جو ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہہ کر وحدت اسلامی کو جو اسلام کا سب سے بڑا طغرائے امتیاز ہے پاش پاش کرتا ہے اس بات کا منہ پر لانا اتنا بڑا جرم ہو گیا کہ ہم فاسق بھی بن گئے بدترین مخلوق بھی بن گئے۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جانے کے لائق بھی ہو گئے اور ایک رات میں یہ سب کچھ ہو گیا۔ اتنی غیرت تو خدا تعالیٰ نے افضل الانبیاء کے لئے بھی نہ دکھائی۔ جب حضرت ابوبکر کی بیعت حضرت علی اور حضرت فاطمہ نے نہ کی ان کے لئے لیمزقنھم کا الہام نہ ہوا مگر چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دینا اور عملاً کلمہ طیبہ کو منسوخ کر دینا یہ فعل خدا کے قادیان کو اس قدر پسند آیا کہ ایک رات کے اندر اندر ہی اس نے یہ فیصلہ کر دیا کہ اس خلیفہ کے منکر بدترین مخلوق ہیں۔ سب سے پہلے ساری خدائی طاقتیں ان کی بربادی پر صرف ہونی چاہئیں۔ تاکہ "خلیفہ" اسلام کی وحدت کو برباد کرنے والا خلیفہ جو تیئیس سال ... بعد تک ... سرسبز اور کامیاب ہو۔

جناب میاں صاحب بہت دفعہ مریدوں کو سمجھایا کرتے ہیں کہ فلاں بزرگ نے کہا تھا کہ جو غلط بات دوسروں کے متعلق کہتا ہے وہ مرتا نہیں جب تک کہ خود اس کا مورد نہیں بنتا۔ کاش خود بھی کبھی اس سے سبق لیتے۔ وہ تیئیس سال سے ہمیں ٹکڑے ٹکڑے دیکھنے کے خواہشمند تھے اور ذرہ کہیں فضا میں حرکت پیدا ہوئی تو انہوں نے کہا دیکھو وہ آندھی آئی جس سے یہ جماعت برباد ہو گی کبھی مرحوم خواجہ صاحب کے لیکچر دیتے ہوئے کسی نوجوان نے کچھ کہہ دیا تو قادیان میں تار چلی گئی اور وہاں سے ایک آواز نکلی تو ہندوستان کے طول عرض میں قادیانی جماعت میں شادیانے بجنے لگے کہ "پیغامی" تباہ ہو گئے اور حضرت صاحب کا الہام لیمزقنھم پورا ہوا کہیں ووکنگ مشن کا علیحدہ ٹرسٹ قائم ہو گیا تو ساری قادیانی جماعت میں بجلی کی لہر دوڑ گئی کہ "پیغامیوں" کا اب کچھ باقی نہیں رہا کہیں جماعت احمدیہ کے کسی رکن کا دوسرے سے اختلاف ہوا تو "الفضل" میں نکل گیا کہ سب گھروں میں گھی کے چراغ جل جائیں کہ اب "پیغامیوں" کی بربادی کا آخری نظارہ ہے۔ مگر جس طرح احرار احمدیت کے تابوت میں آخری میخ لگاتے لگاتے تھک گئے اور احمدیت کا فرضی تابوت آخر ان کا اپنا تابوت ثابت ہوا۔ اسی طرح "لیمزقنھم" کی خواہشمند قوم کو خدا نے ان کے اپنے گھر میں لیمزقنھم کا نظارہ دکھا دیا اور وہ "پیغامی" جن کو تیئیس سال سے برباد کرنے کی فکر میں تھے خدا کے فضل سے اپنے کام میں اسی طرح آگے قدم بڑھاتے ہوئے جا رہے ہیں۔ ہاں اس پر فخر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے سامنے سر جھک جاتا ہے کہ جس مٹھی بھر جماعت کو برباد کرنے کے اتنے شوقین ہیں اسے خدا محض اپنے فضل سے بچائے جا رہا ہے

محض اختلاف رائے کسی جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی دلیل نہیں۔ ہاں اب قادیانی اصحاب خود سوچ لیں کہ جس قسم کے گندے الزام مخلص مریدوں نے پہلے لگائے جن کا مباہلہ کا مطالبہ تاریخ احمدیت کا ایک مشہور واقعہ بن گیا اور جو الزام اب ایسے پایہ کے مخلص مرید اور رکم گو انسان جیسے مولوی عبد الرحمٰن مصری جو سالہا سال سے جامعہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر چلے آ رہے ہیں اور انہی کی زیر نگرانی سینکڑوں قابل قادیانی مبلغ نکل چکے ہیں۔ یا ایسے فدائی جیسے فخر الدین ملتانی جنہوں نے غریب "پیغامیوں" کو برا کہنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا لگا رہے ہیں۔ یہ جماعت قادیانی کی اندرونی حالت کا کیا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ کیا دل ٹکڑے ٹکڑے ہیں یا نہیں اور جس چیز کو قادیان کا لیڈر تیئیس سال سے ہماری جماعت میں دیکھنے کا خواہشمند تھا کیا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی حالت.. اپنی جماعت میں اب بھی نظر آتی ہے یا نہیں؟ میر محمد اسمٰعیل صاحب کا جنہوں نے اپنے خلیفہ کی حمایت میں زبردست مضمون الفضل میں لکھا ہے یہ خیال ہے کہ مشہور مستریوں کے فتنے کے وقت سے ایسے اعتراض ان لوگوں کے دلوں میں تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ پر الزام جنہیں فریقین اب تک ظاہر کرنے سے گھبراتے ہیں اسی رنگ کے ہیں جیسے مباہلہ والوں نے لگائے تھے۔ مگر وہ انہیں ظاہر نہیں کر سکے کیا اس سے یہ صاف نظر نہیں آتا کہ اور بھی قادیان میں سینکڑوں لوگ موجود ہوں گے جن کے دلوں میں یہ اعتراض موجود ہیں مگر ظاہری مجبوریوں کی وجہ سے وہ انہیں ظاہر نہیں کر سکتے اور خود میاں صاحب خطبہ پر خطبہ دے رہے ہیں کہ قادیان میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ منافق بن چکے ہیں تو یہ لوگ جو مخلص ہونے کی حالت میں قادیان میں آ ملے اور اب وعدہ اور حضر منافق بن رہے ہیں کیا ان کا وجود صاف نہیں بتاتا کہ قادیان کی جماعت کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ ظاہر وفاداری کے ریزولیوشن بھی پاس ہو رہے ہیں مگر خود میاں صاحب گواہی دیتے ہیں کہ انہی وفاداری کے ریزولیوشن بنانے والوں میں ایک بڑی بھاری تعداد منافقوں کی بھی ہے اور جب دلوں کی یہ حالت ہے تو کوئی ظاہری ڈنڈا کتنے دن کام دیگا بیشک جاسوسی کا محکمہ جتنا چاہیں مضبوط کر لیں۔ پہرے جتنے چاہیں بٹھا لیں ڈنڈا فوج جتنی چاہیں تیار کر لیں۔ مگر ان باتوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے دل ایک نہ ہو سکیں گے۔ دلوں کو ایک کرنا ہے تو ان دھمکیوں کو چھوڑ دو کہ جو خلیفہ پر سچا الزام بھی لگائیگا جہنم میں جائیگا اور جو اعتراضات ہیں۔ انہیں صاف کرنے کی کوشش کرو۔

مگر اس مریدوں اور خلیفہ کی جنگ میں جو بچاؤ کی تدبیر سپہ سالار کو نظر آئی ہے وہ صرف یہی ہے کہ اس کو اسی جماعت کے سر پر تھوپ جس کے متعلق بیسیوں دفعہ اعلان ہو چکا ہے کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہے کوئی مرید تو درد کر لکھتا ہے کہ حضور میں نے فلاں "پیغامی" کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں فخر الدین ملتانی یا مولوی عبد الرحمٰن مصری کا اشتہار تھا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ "پیغامیوں" کا اٹھایا ہوا فتنہ ہے سبحان اللہ کیا استدلال ہے؟ مگر خیر "الفضل" میں چھپ کر ساری قادیانی جماعت کو مطمئن ہو جاتی ہے کہ ان کے خلیفہ پر حملہ "پیغامیوں" کی طرف سے ہے اس لئے اس کی اصلیت کوئی نہیں کیونکہ "پیغامی" بدترین مخلوق ہیں۔ یہ اعتراضوں کے جواب دینے کا بھی نرالا طریق قادیانی اصحاب اور ان کے خلیفہ کو سوجھا ہے۔ واقعات کچھ ہوں مگر جب ایک "پیغامی" نے اس اشتہار کو پڑھ لیا تو وہ اعتراض ضرور جھوٹے ہوں گے۔ کوئی مرید جب اپنے خلیفہ صاحب کے ساتھ اخلاص اور وفاداری کا ریزولیوشن پیش کرتا ہے تو نئے معترضوں کو بھی ڈراتا ہے کہ تم پہلے معترضین یعنی غیر مبائعین کے انجام سے عبرت حاصل کرو۔ اور خود خلیفہ بھی جب اپنی مزعومہ دس لاکھ جماعت اور ان کے سینکڑوں وفاداری کے ریزولیوشنوں کا سہارا لے لیتا ہوا ان دو یا تین معترضوں کے ناکام ہونے اور اپنے کامیاب ہونے کی پیشگوئی کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ مجھے خدا نے وعدہ دیا ہے کہ میں اپنی دس لاکھ فوج کے ساتھ تین آدمیوں پر غالب آؤنگا (اس نئے دور خلافت کی ساری باتیں ہی نرالی ہیں) تو وہ بھی اپنی فوج کو یہ سہارا دیتا ہے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ پہلے خلیفہ کا انکار کرنے والے کس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اس پر سب مرید ایمان لاتے ہیں۔ مگر کوئی پوچھتا نہیں کہ اگر ان کی طاقت اتنی بڑی ہے کہ وہ قادیان جیسی زبردست اور منظم جماعت کی بنیادوں کو ہلا سکتے ہیں اور قصر خلافت میں زلزلہ برپا کر سکتے ہیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے کس طرح ہو گئے۔ نہیں ان دونوں باتوں پر جو خلیفہ کے منہ سے نکلی ہیں ایمان لانا ضروری ہے اور قادیان کی ساری جماعت ایمان لاتی ہے۔

میں پوچھتا ہوں وہ ہمارا عبرتناک انجام کیا ہے جس سے نئے معترضین کو ڈرایا جاتا ہے کیا یہی کہ ہم نے یورپ میں چار مشن تبلیغ اسلام کے لئے قائم کر رکھے ہیں۔ یہی کہ وسط یورپ میں ڈیڑھ لاکھ کے خرچ سے ایک مسجد کھڑی کر دی۔ یہی کہ ہم نے قرآن شریف کا متن یورپین زبانوں میں ترجمہ کر دیا ہے یہی کہ ہم نے دس ہزار کی تعداد میں قرآن شریف مفت دنیا میں پہنچا دیئے ہیں یہی کہ سیرت نبوی اور تعلیم اسلام کی کتابوں کا تین مختلف زبانوں میں ترجمہ کر دیا ہے۔ یہی کہ چھ اخبار مختلف زبانوں میں تعلیم اسلام کے پھیلانے کے لئے جاری کر دیئے ہیں۔ یہی کہ قادیان سے الگ ہو کر دو ہائی سکول قائم کر دیئے ہیں۔ دونوں کی عمارتیں بنوا دیں اور بورڈنگ ہوس بنا دیئے ہیں کاش یہ انجام جماعت قادیان کا بھی ہوتا تو آج اسلام کا نام ساری دنیا میں گونج اٹھتا۔ کاش قادیان کی جماعت سے کچھ لوگ ہی الگ ہو کر اس کام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

عقائد حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
ملتِ قدیم دوری از آن روشن کتاب
فرد... ... کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور ائمۂ اولو العزم ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ | یوم دوشنبہ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۴۶

ائمۃ تلبیس

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

مسلمان قوم کی تباہی کا باعث ہمیشہ وہ گروہ رہا ہے جس نے اپنی ہوس رانیوں، خواہشات نفسانی، حرص و آز اور نفس پرستی کی خاطر قرآن و سنت کے نام پر دنیا کو دھوکا دیا۔ تقدس کی آڑ میں لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکے ڈالے۔ ان کے خون پسینہ ایک کرکے پیدا کردہ روزی کو دونوں ہاتھوں لوٹ کر عالیشان محلات تعمیر کئے، جائدادیں پیدا کیں، عیش و عشرت میں بسر اوقات کی اور ہمیشہ مکر و حیل سے غربا کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے رہے۔

سچ فرمایا مخبر صادق صلعم نے کہ ایک وقت میری امت پر آئیگا جبکہ آئمہ دین کی کثرت آئمہ تلبیس کا جامہ پہن لے گی۔ ان کے وجود فتنہ و فساد کا موجب ہوں گے وہ اپنے ناسزا اعمال کی رو سے دنیا کی بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان کا وجود نسل انسانی میں سوروں اور بندروں کا حکم رکھیگا۔ ان کی زبانوں پر قرآن ہوگا مگر ان کے قلوب شیطنت کا گہوارہ ہوں گے۔ وہ یہود کے نقش قدم پر چلیں گے۔ احکام الٰہی کی تفاسیر اپنی ذاتی اغراض کے حصول کے مطابق کریں گے اور معبودان باطل کی جگہ لینگے

گذشتہ واقعات سے قطع نظر زمانہ حاضرہ کے رہنمایان مذہب کی اکثریت ان تمام رذائل کا مجسمہ ہے جس کی خبر دی گئی تھی۔ مذہب کا نام ان کے ہاتھ میں ایک ایسا حربہ ہے جس کے ذریعہ یہ بھولے بھالے عوام کو دھوکے میں ڈالے رکھتے ہیں اور اپنی مطلب برآری کے لئے قرآن حکیم کی تحریف میں یہودیوں کے کان کترجاتے ہیں۔ اشاعت امروزہ میں دیگر مولویوں سے قطع نظر اس شخص کی اسلام دشمنی پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ جو نہ صرف اس شخص کا فرزند بلکہ جانشین ہونے کا مدعی ہے جو اس زمانہ میں ان برائیوں کو دور کرنے آیا تھا اور جو اپنی تحریروں اور تقریروں سے ان بد باطن لوگوں کی تائید کر رہا ہے کیونکہ اگر یہود سے مشابہت رکھنے والوں کی اصلاح کے لئے جو مغضوب علیہم کے مصداق ہیں مسیح کا آنا ضروری تھا تو اس مسیح کے بعد مماثلت چاہتی تھی کہ نصاریٰ کی طرح ضالین بھی ہوں۔ جن کی حرکات تکاد السمٰوٰت ان یتفطرن کا نقشہ دکھائیں اور یہی موجودہ خلیفہ قادیان کی ہے

خلیفہ صاحب نے جس قدر مسئلہ ختم نبوت کفر و اسلام وغیرہم میں

قرآن و حدیث کو روندا ہے وہ محتاج تشریح نہیں۔ مگر حال ہی میں ۲۲ر جون کی ایک تقریر میں جس قدر قرآن کی تعلیم کو مجروح کیا ہے وہ ہر محب اسلام کو خون کے آنسو رلانے کیلئے کافی ہے

قرآن حکیم میں آتا ہے کہ اللہ اور رسول اور حاکم وقت کی اطاعت کرو۔ اور اگر حاکم وقت کے ساتھ کسی قسم کا تنازع ہو جائے تو اس کے تصفیہ کے لئے قرآن و سنت کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کی روشنی میں فیصلہ کرو اور مجرم خواہ حاکم وقت ہو اس کو سزا دی جائے۔ چونکہ یہ آیت خلیفہ قادیان کی من مانی کارروائیوں کے راستہ میں زبردست پتھر ہے اس لئے اس کی تفسیر کرتے ہوئے آپ نے حسن بن صباح اور علامہ مشرقی کو بھی پیچھے پھینک دیا ہے اللہ، رسول صلعم اور حاکم وقت کی اطاعت کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں

”فان تنازعتم فی شیئٍ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذالک خیر واحسن تاویلا۔ اگر تمہیں کسی ایسے حاکم سے شکوہ پیدا ہو تو اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سپرد کرو جنہوں نے اس کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ تمہارا یہ کام نہیں۔ کہ جھگڑے کا تصفیہ کرو۔ کیونکہ اس صورت میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔ تمہارا فرض یہ ہے کہ امیر کی مخالفت یا اس کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کی بجائے معاملہ خدا اور اس کے رسول کے سپرد کردو۔۔۔۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے قانون یہی ہے کہ جو امیر ہو خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا یا خلیفہ ہو تمہیں اس کی فرمانبرداری کرنی چاہئے اگر اس فیصلہ پر تمہیں اعتراض ہو اور تم سمجھتے ہو کہ تم مظلوم ہو اور بدو باطل تھے تمہارے امیر نے ظلم نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور وہ بھی معذور سمجھا جائیگا اور اگر امیر نے تم پر ظلم کیا ہے تو بھی معاملہ خدا اور اس کے رسول کے سپرد کردو۔ اور اطمینان رکھو کہ اگر قیامت کا کوئی دن ہے تو اس ظلم کا خود خدا

بدلہ لیگا“
(اخبار الفضل ۸ ارجولائی ۱۹۳۷ء صفحہ ۷)

میاں صاحب کا یہ خطبہ سراسر القائے شیطان ہے جس کا منشا یہ ہے کہ دنیا میں بدمعاشی بے حیائی، جور و ستم۔ لوٹ کھسوٹ اور دیگر فواحش کا بازار گرم رہے اور کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ یہ تفسیر قرآن کریم کی روح کے صریح خلاف ہے اور خلفائے راشدہ، اسلام نوازشاہان اسلام اور خود مسیح موعود کا عمل اس کی تردید کرتا ہے۔ اگر جناب خلافت مآب کی تفسیر کو درست مانا جائے تو صاف بات ہے کہ خلیفہ یا حاکم وقت، شراب پئے۔ شرفا کی لڑکیوں کی عصمت دری کرے۔ غربا کا مال غصب کرکے ذاتی وجاہت پیدا کرے۔ لوگوں کو قتل کرائے بدمعاشوں کے ہاتھوں چوریاں کرائے۔ ننگی عورتوں کے ناچ دیکھے۔ ہر قسم کی بیحیائیوں کا مرتکب بھی ہو تو بھی آنکھیں بند کرکے مکمل موقوفی سے کام لے۔ بے غیرتی دکھائے اور سادل تو حسن ظنی سے کام لے ورنہ خدا کے سپرد کردے اور دنیا میں اپنی عصمت خاندان کی آبرو، مال و دولت اور ایمان سے ہاتھ دھو ڈالے۔ قیامت کو خدا خود پوچھیگا۔ گویا کہ خلیفہ شریعت کی قیود سے بالاتر ہے۔ عام انسان زنا کرے تو اسے دُرّے۔ اور خلیفہ سرکاری سانڈ کی طرح آزاد پھرے۔ اگر عام انسان شراب پئے تو اسے سزا۔ اور خلیفہ کے منہ لگنے ہی وہ دودھ بن جائے یہ ہے وہ اسلام جسے میاں صاحب پھیلا رہے ہیں اور یہ ہے وہ تعلیم جس کی تعریف کرتے قادیانی پھولے نہیں سماتے حقیقت یہ ہے کہ کسی چیز کا حسن و قبح انسان اس وقت دیکھتا ہے جب اسے اپنی ذات پر بھی وارد کرے پس اس عقیدہ کے موجد اور موید دونوں سے ایک سوال کرتا ہوں کہ اگر ان کے علاوہ کوئی اور شخص خلیفہ یا حاکم وقت ہو اور اس کی کسی ایسی حرکت کا نتیجہ ان کی اپنی آبرو ریزی ہو تو اس صورت میں بھی ان کا یہی فتویٰ ہوگا کہ جناب نے جو کچھ کیا بالکل بجا ہے آپ ایسے کام بار بار کریں۔ ہم حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے اطاعت کرتے رہیں گے۔ کیونکہ اس کے بغیر نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ ہاں آپ نے اگر یہ فعل نیک نیتی سے نہیں کیا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آپ سے بازپرس کرے گا ؎

خداوندا یہ تیرے سادہ لوح بندے کدھر جائیں
کہ سلطانی بھی عیاری ہے درویشی بھی عیاری

قرآن کریم کے الفاظ صاف ہیں کہ اگر حاکم وقت غلط روش اختیار کرے تو اس کا فیصلہ قرآن و سنت کی روشنی میں کرلو۔ لیکن میاں صاحب کی بے تکی ملاحظہ ہو کہ معاملہ خدا اور رسول کے سپرد کردو۔ خدا قیامت کو سزا دیگا۔ اگر محض خدا نے ہی سزا دینی ہے تو پھر رسول کے سپرد کردینے کا کچھ کیا معنی رکھتی ہے۔ اگر خدا کا رسول بھی سزا دینے میں شریک ہے تو پھر توحید کہاں گئی۔ صاف مطلب تھا کہ اس جھگڑے کا تصفیہ قرآن و سنت کی روشنی میں کرلو۔ میاں صاحب نے تو یہ یہود نوازی اور نصاریٰ کے پاپائی عقائد کی ترویج کا ثبوت دیا۔ مگر مریدیں کہ عقل و خرد سے ہاتھ دھو کر سبحان اللہ سبحان اللہ کئے جا رہے ہیں اور کسی کو فکر نہیں کہ اپنے ہی ہاتھوں دین و دنیا خراب کر رہے ہیں

میاں صاحب کی اس تشریح کو واقعات کی روشنی میں لو۔ مسلمانوں کا خلیفہ اول جب سب سے پہلے جماعت کے سامنے آتا ہے مسند خلافت پر کھڑے ہوکر سب سے پہلے ہی فرماتے ہیں کہ ان احسنت فاعینونی وان زغت فقومونی۔ ”اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر میں کجی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کردو“ کس قدر صاف حقیقت ہے۔ اپنے آپ کو نبوت کے مقام پر کھڑا نہیں کیا۔ وہ شخص جس نے قرآن کریم کی تعلیم بہترین مفسر قرآن صلعم سے حاصل کی جس کی فطرت کو حق سے مناسبت تھی وہ سب سے پہلے اعلان کرتا ہے کہ جب تک میں فرمودۂ الٰہی پر گامزن ہوں میری اطاعت کرو اور جب میں اس راستہ سے ہٹ جاؤں تو میرا معاملہ قیامت پر نہ ڈالنا بلکہ اسی وقت مجھے سیدھا کردینا۔ آپ نے تمام عمر اس پر عمل کیا۔ آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتے ہیں آپ بھی اس قسم کے اعلان سے کرسی خلافت پر متمکن ہوتے ہیں۔

ممبر پر کھڑے ہوکر کہتے ہیں۔ کہ لوگو! عورتوں کے حق مہر کم کیا کرو۔ تو ایک عورت کھڑی ہوکر آیت پڑھ کر کہتی ہے۔ کہ جب خدا نے ہمیں اس کا حق

دیتا ہے تو توڑ دینے والا کون۔ تو فرمایا۔ کہ مدینے کی عورتیں مجھ سے زیادہ فقیہ ہیں۔

ایک بار مسجد میں فرمایا۔ کہ لوگو! میری بات مانو معاً ایک شخص نے اٹھ کر کہا۔ کہ نہیں مانیں گے۔ تو غاصب ہے۔ سب کے حصے ایک ایک چادر آئی مگر تیری قمیض دو کی بنی ہے۔ تو آپ نے جہنم کی دھمکی نہیں دی بلکہ اسی وقت صفائی پیش کی۔

حج کے موقع پر اعلان کرتے ہیں۔ کہ اگر کسی شخص کو کسی امیر کی طرف سے تکلیف پہنچی ہو۔ تو بیان کرے کوفے کا ایک شخص علاقہ کے امیر کے خلاف شکایت کرتا ہے۔ تو اس امیر کو مجمع میں واجبی سزا دیتے ہیں

جبلہ حاکم غسان ایک عرب کو بلا وجہ مارتا ہے۔ تو آپ بدلے کا فیصلہ فرماتے ہیں یہ تمام واقعات ہوتے ہیں۔ مگر محمودی تفسیر کی نہ خلفاء راشدین کو خبر ہوتی ہے "کہ ہر امیر خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا یا خلیفہ وقت . . . . . اس کا معاملہ خدا اور رسول کے سپرد کر دو" اور نہ ہی مسلمان حسن ظنی سے کام لے قیامت پر ڈالتے ہیں۔ اس قسم کے متعدد واقعات حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خلافت میں ہوتے ہیں حتیٰ کہ حضرت عثمان کو شہید تک کر دیتے ہیں۔ مگر وہ ایسی تعلیم پیش نہیں کرتے۔

خود حضرت صاحب کے سامنے احباب جماعت قرآن کی تفسیر پر جھگڑتے تھے۔ مگر آپ نے کبھی اس روش کی طرف توجہ نہ دلائی جس کا آج درس مخصوص وجوہ کی بناء پر دیا جا رہا ہے۔ آپ تو اس حد تک قرآن و حدیث کے ماتحت تھے۔ کہ اپنے الہام کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایکبار آپ کو الہاماً معلوم ہو گیا۔ کہ آج عید ہے۔ مگر جب تک شرعی طور پر رویت ہلال کی تصدیق نہ ہوئی عید نہ منائی۔

آپ کے علاوہ جس قدر مجددین اور اولیاء امت گزرے ہیں۔ وہ اپنے اپنے حکام وقت سے ہمیشہ برسرپیکار رہے۔ انہیں ان کو سخت ترین تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر وہ ہمیشہ اس دنیا ہی میں ان کو سیدھا کرنے میں کوشاں رہے۔

میاں صاحب نے بیان کردہ آیت سے اگلی آیت فلا وربک لا یؤمنون الخ۔ کا مستحق اپنے آپ کو بھی قرار دے لیا ہے۔ کہ میرا فیصلہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی کریم صلعم کا۔ یہاں بھی روائتی دھوکا بازی سے کام لیا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک یہ مسلم امر ہے۔ کہ یہ آیت نبی کریمؐ کی ذات سے مخصوص ہے لیکن اگر کوئی اور شخص قرآن و سنت کے ماتحت فیصلے کرے تو ظلی طور پر اسے بھی اس کا مصداق قرار دے سکتے لیکن یہ کہ خواہ امیر یا خلیفہ کوئی فیصلہ دے۔ خواہ وہ خلاف خدا اور رسول صلعم ہو۔ درست ہو اور اس پر دل میں ذرہ بھر وسوسہ نہیں آنا چاہیئے۔ قرآن پر دست درازی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ ان ہر دو آیتوں کا مفہوم ہی جداگانہ ہے پہلی آیت میں تو یہ واضح کیا ہے۔ کہ اگر تنازع حاکم اور محکوم کے درمیان ہو اور اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اس کا تصفیہ منصف قرآن و سنت کے ماتحت کرے۔ اور دوسری آیت میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ اگر جھگڑا کسی دو شخصوں کے درمیان ہو۔ اور حاکم یا خلیفہ منصف ہو۔ یہ نہیں ہے کہ جرم بھی حاکم کے برخلاف ہو خود ہی وہ منصف ہو۔ اور پھر اس کے فیصلہ کے خلاف کوئی حرف شکوہ زبان پر نہ لائے

گر مسلمانی ہمیں است کہ واعظ دارد
وائے گر در پس امروز بود فردائے

افسوس کہ اندھی تقلید اور پیر پرستی انسان کو دولت ایمان و عقل سے محروم کر دیتی ہے۔ قادیانیوں کے سامنے قرآن و سنت سے استہزا کیا جا رہا ہے۔ اور انہیں وہ لوگ شامل ہیں جو کہ حضرت اقدس کی صحبت میں رہنے کے مدعی ہیں۔ اور مومن کی صحبت انسان کے دل میں نقش توحید ثبت کرتی ہے اور وہ اپنے اندر اسقدر غیرت رکھتا ہے۔ کہ دین کے معاملہ میں اپنے سے زبردست سے زبردست طاقت کے ساتھ ٹکرا جاتا ہے۔ اور اس کی گردن رب کعبہ کے سوا کسی کے آگے نہیں جھکتی۔ قادیانی دوستو! ایمانی غیرت سے کام لو۔ تمہاری محبت اور بغض محض للہ ہونا چاہیئے تم میں سے ہر ایک پر دین کی حفاظت عائد ہوتی ہے۔ اس لیے خدا کے دین کی حفاظت کی خاطر کسی کو خاطر میں نہ لاؤ۔ دنیا کی ذلت آخرت کی ذلت سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

ہو سکتا ہے کہ الفاظ کی تلخی کسی کو ناگوار خاطر گزرے مگر اس بات کی پرواہ نہیں۔ ہمارے سامنے قرآن کی توہین ہو۔ خدا اور اس کے رسول صلعم کے نام پر زمانہ قبر کی بدمعاشیوں کا دروازہ کھولا جائے۔ اور سادہ لوح عوام کے ایمانوں کو غارت کیا جائے اور پھر خاموشی اختیار کر لیں۔ یہ مومن کی شان نہیں دیوثی اور بے غیرتی ہے۔ اگر ایک شخص خدا سے نہیں ڈرتا خدا کے رسول صلعم کی صریح تعلیم کو پاؤں تلے روندتا ہے۔ صحیح اور مسلمہ روایات اسلامی کو ٹھکراتا ہے۔ اور اپنے اقوال سے اسلام کو یکسر بدل کر رکھ دیتا ہے۔ تو ہمارے قلوب میں بھی نہ اس کے لیے رحم ہے اور نہ عزت۔ اس جیسے ہزار ہا لوگوں کی عزتیں حفاظت اسلام پر قربان کی جا سکتی ہیں ہم بت پرست نہیں کہ شخصیتوں کے بتوں سے مرعوب ہو جائیں۔ اور انشاء اللہ العزیز جابر سے جابر انسان کے منہ پر بھی حق بات کہنے سے نہیں ڈریں گے کیونکہ یہی ہماری زندگی کا مقصد وحید ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے۔ کہ وہ اس قسم کی تحریفات کو ہمیشہ کیلئے بند کرنے کے لئے جان نثاری دکھائیں۔ اور ہر شخص اس وقت تک جدوجہد کرے جبتک کہ ان فتنوں کا سدباب نہ ہو جائے کیونکہ حفاظت و اشاعت قرآن کی پاک امانت آج خدا نے ہمارے سپرد کی ہے۔

گھبراہٹ کی انتہاء

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا میاں صاحب کی بیعت سے نفرت کا اظہار کرنا ہی تھا۔ کہ قادیانی کیمپ میں کھلبلی سی مچ گئی۔ رازہائے درون پردہ کا علم تا ہنوز ہمیں پوری طرح نہیں ہوا۔ مگر قادیانی احباب کے خوردو کلاں کی آتش بیانی ظاہر کرتی ہے۔ کہ بات معمولی نہیں۔ علماء و اکابر کا تو ذکر ہی کیا خود پیر صاحب نے جو رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔ وہ ناقابل فہم ہے مصری صاحب نے غالباً میاں صاحب اور دیگر بزرگوں پر کچھ الزامات عائد کیے ہیں جس کا صحیح طریق یہی ہے۔ کہ ان کا جواب دیا جائے۔ یا اپنی غلطی کا اعتراف کیا جائے۔ مگر مقابل پر سوائے گالیوں اور دھمکیوں کے اور کچھ نہیں

اس گھبراہٹ کے زیر اثر گو تمام مریدان باصفا شیخ صاحب اور ان کے ساتھ اور لوگوں کو بھی گھسیٹنے کی کوشش میں مصروف تو ہیں ہی۔ مگر میاں صاحب نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ ہر انسان کو حق ہے۔ کہ حقیقت کا اظہار کرے۔ مگر تقوےٰ و دیانت کو ہاتھ سے نہ دیتے ہوئے ۱۱ جولائی کو نیشنل لیگ کے ایک جلسہ میں جو کہ اس شخص کی رہائی پر منعقد ہوا تھا۔ جو اپنے ساتھیوں کی مدد سے قادیان کے غیر احمدیوں کو زدوکوب کرنے کے الزام میں قید ہوا تھا۔ میاں صاحب نے اپنی ذاتی ہوشیاری اور چالاکی سے کام لیتے ہوئے جماعت احمدیہ لاہور کو جی کھول کر برا بھلا کہا۔ یہ میاں صاحب کا دستور ہے۔ کہ جب کبھی کوئی شخص ان کے متعلق حرف شکایت لب پر لاتا ہے۔ تو بجائے اس کے کہ اس کی تشفی کریں جھٹ اسے منافق قرار دے کر جماعت احمدیہ لاہور کو کوسنے لگ جاتے ہیں۔ اور اسے محب ہم گردانتے ہیں۔ تاکہ جماعت کی توجہ انکی ذات سے ہٹ جائے۔ اور خود صاف بچ نکلیں۔

اس جلسہ میں آپ نے کمال سادگی سے فرمایا۔ کہ حبیب فخر الدین ملتانی اور عبدالرحمٰن مصری کے عقائد وہی ہیں جو قادیانیوں کے ہیں۔ تو پھر جماعت احمدیہ لاہور کیوں انکی تائید کرتی ہے۔ احمدیہ ایل۔ احرار لیول اور "منافقین" کا اتحاد ہونا چاہیئے ہی نہیں تھا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ الکفر ملۃ واحدۃ کے مصداق ہیں۔

جناب میاں صاحب کی ابلہ فریبی ملاحظہ فرمایئے اور پھر داد دیجئے میں میاں صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا مختلف خیالات کے لوگوں کا کسی معاملہ میں یکجا ہونا جرم ہے؟ آج ہندو۔ عیسائی اور مسلمان اس بات پر متفق ہیں۔ کہ یزید نے امام حسینؓ پر ظلم کیا وہ ظالم ہے۔ اور امام حسینؓ مظلوم۔ اس طرح مختلف الرائے لوگوں کا کسی ایک حق امر کی تائید میں آواز اٹھانا کیا کسی شخص یا گروہ کے کذاب کی دلیل ہے۔ اور کیا عیسائیوں اور ہندوؤں کا امام حسینؓ کو مظلوم کہنا یہ مطلب رکھتا ہے۔ کہ وہ آپ کے ہم عقیدہ ہو گئے ہیں۔ یا امام حسینؓ ان کے کفر میں شریک ہو گئے۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب اور ان کے رفقاء کے ساتھ انکی تکالیف میں ہمدردی فطری امر ہے ایک شخص ایک جابر سرمایہ دار اور استعماریت کے پیکر خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور فریق مخالف اسے کچلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس صورت میں ہر انسان کا فرض ہے۔ کہ وہ مظلوم کی حمایت میں آواز اٹھائے۔ اور اس کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کرے۔

اگر یہ بات معیوب ہے کہ مختلف الخیال لوگوں کا ساتھ دیا جائے تو آپ نے کس جذبہ کے ماتحت پنڈت نہرو کا استقبال کیا تھا "پیغام" تو زیادہ سے زیادہ بزعم جناب یہ چاہتے ہوں گے۔ کہ قادیانیت کا خاتمہ ہو تاکہ مسیح موعودؑ کا حقیقی چہرہ دنیا کے سامنے آئے مگر جناب نے تو اس شخص کو سر پر چڑھایا جو کہ نہ صرف اسلام بلکہ خدا برتر و توانا کی ہستی کے تصور کو بھی ہندوستانیوں کے دماغوں سے دور کرنے کی فکر میں ہے اور جناب نے ترکوں کے برخلاف جنگ میں کیا آدمیوں اور روپوں سے اس لئے انگریزوں کی مدد کی تھی۔ کہ تثلیث کا غلبہ ہو۔ اور محمد عربی صلعم کے نام لیواؤں کا صفحہ ہستی سے خاتمہ ہو۔ اپنے عمل کو دیکھ کر بات کیجئے کاغذ کی ناؤ ناپائیدار ہوا کرتی ہے۔

میاں صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور تو خلافت کے مسئلے پر آتی ہی نہیں اور یہ آئے دن جناب "منکرین خلافت" کا لفظ کن کے متعلق استعمال کرتے ہیں؟ دور نہ جایئے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مدظلہ العالی کے ماہ مئی کے مضامین ہی پڑھ جاتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ تمام لوگوں کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ ورنہ اس مسئلے میں ہماری جماعت کی روش آپ کو مختلف نظر آتی۔ اور حال ہی میں جناب کی منظوری سے راولپنڈی میں مسئلہ خلافت پر مناظرہ کس نے کیا۔ اور آپ کی خلافت کی حقیقت تو یہ ہے کہ اب اپنے مواعید کو توڑ کر مناظرہ چھپانے سے آپ کے مرید پہلو تہی کر رہے ہیں۔ اور ابھی تک موعودہ رقم بھی ادا نہیں کی۔ اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ جہاں آپ کے مسئلہ نبوت کفر و اسلام اور مصلح موعود کی دھجیاں بکھیری گئی ہیں۔ آپ کی خلافت بھی ہباءً منثورا ہو چکی ہے۔

اور کیا اس خلافت پر ہم بحث نہیں کرتے۔ جس میں یہ عقیدہ رکھنا جزو ایمان ہو۔ کہ اگر خلیفہ غرباء کا خون چوس جائے۔ ننگی عورتوں کے ناچ دیکھے۔ اور لہو و لعب کا دلدادہ ہو اور اس سے پوچھنے والا کوئی نہ ہو۔ اور خلیفہ کے متعلق کچھ الفاظ کہنا خواہ سچ ہی ہوں جہنم مول لینا ہے اور ہمیں اس کا معاملہ خدا پر چھوڑنا چاہیئے۔

لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب
زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا

اس تقریر میں جناب خلیفہ صاحب نے معاندین حق کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہمارے لئے "شیطان کے نمائندے"۔ "شکاری کتے" وغیرہ کے الفاظ دامن تہذیب و شرافت کو تھامتے ہوئے استعمال کئے ہیں ہم تو ان گالیوں کے مدت سے نشانہ ہیں۔ اور جناب خلیفہ صاحب کی نگاہ ناز جماعت احمدیہ کے کاشانہ پر ہمیشہ مرکوز رہتی ہے لیکن

کوائف قادیان

اشتہار نمبر ۵

جماعت کو خطاب

(از جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری سابق ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان)

ولا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوےٰ

(اے مومنو! لوگوں کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف کو ہاتھ سے دے بیٹھو۔ انصاف کرو۔ کیونکہ یہی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔

اے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بروز جماعت میں آپ کو ارشاد الٰہی ذکر فان الذکریٰ تنفع المومنین (الٰہی ارشادات یاد دلاتا رہ کیونکہ یہ مومنوں کو نفع دیتا ہے) کے ماتحت آپ کی ایک عظیم الشان غلطی کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس کا ارتکاب آپ سے نادانستہ اور بغیر سوچے سمجھے ہو گیا ہے اور یقین رکھتا ہوں کہ اس کا علم پانے پر آپ فوراً اس غلطی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے اسے واپس لے لیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں مومنوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علیٰ ما فعلوا وھم یعلمون۔ یعنی مومن سے اگر کوئی غلطی ہو جائے خواہ بڑی ہو یا چھوٹی۔ اللہ تعالےٰ سے فوراً اس کی معافی کا طالب ہوتا ہے اور علم پا کر اس پر کبھی اصرار نہیں کرتا اور پھر فرماتا ہے۔ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایماناً وعلیٰ ربھم یتوکلون (یعنی حقیقی مومن صرف وہی ہوتے ہیں جن کے سامنے جس وقت بھی اللہ تعالیٰ کا نام آ جائے ان کے دل فوراً ڈر جاتے ہیں اور جس وقت بھی اللہ تعالےٰ کے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں ان پر عمل کرنے کی وجہ سے ان کے ایمانوں میں زیادتی شروع ہو جاتی ہے اور جس کے نتیجہ میں ان کو ماسوی اللہ کا کوئی خوف نہیں رہتا۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ پر ہی توکل ہو جاتا ہے۔ میرے عزیزو! میرے بزرگو! آپ نے اپنے ایک بے قصور بھائی اِں اِس بھائی کو جو محض آپ لوگوں کو ایک خطرناک ظلمت سے جس سے آپ میں سے اکثر بے خبر ہیں کے پنجہ سے چھڑانے کے لئے اپنی عزت، اپنا مال، اپنی سبیل معاش، اپنا آرام، اپنے اہل و عیال کا آرام، اپنے عزیز بچوں کی تعلیم سب کچھ قربان کر کے محض ابتغاء لمرضات اللہ آپ کی خدمت کے لئے نکلا ہو (مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میری اس قربانی کو ضائع نہیں کریگا اور ضرور اس کے نیک نتائج پیدا کرے گا اور میری تمام ضروریات کا وہ خود ہی متکفل ہوگا۔ انشاء اللہ) دشمن قرار دے کر بغیر کسی قسم کی تحقیق کئے اس کے خلاف نفرت و حقارت کے ریزولیوشن پاس کرتے ہوئے بے شمار گالیوں کا اسے نشانہ بنایا ہے عزیزو! بے شک اس سب دشنام سے آپ نے ایک انسان کو خوش کرنے کا سامان تو کر لیا ہے۔ لیکن یہ بھی تو سوچ لیجئے کہ جزا و سزا کے دن کے لئے جس کی شان میں لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ وارد ہوا ہے کیا جواب تیار کیا ہے۔ میں نے تو دل سے یہ سب گالیاں آپ کو معاف کر دی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ارشاد فتبینوا یعنی تحقیق کر لیا کرو۔ اور رسول کریم صلعم کے فرمان المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان کی ایذا رسانی سے تمام مسلمان محفوظ رہیں) کو جو آپ نے توڑا ہے اس لئے مجھ کو ڈر ہے کہ اس کی وجہ سے کہیں آپ گرفت کے نیچے نہ آ جائیں۔ عزیزو! آپ خشیۃ اللہ کو دل میں رکھتے ہوئے غور تو کریں کہ کہیں آپ نے ایک مومن بھائی کو منافق بنانے ہوئے منافق کے متعلق رسول کریم صلعم کی بیان کردہ علامتوں میں سے اس علامت کے ماتحت اذا خاصم فجر یعنی منافق کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ جب اس کا کسی کے ساتھ جھگڑا ہو جائے تو گالیاں دیتا ہے آپ نے اپنے اندر تو کوئی علامت نفاق پیدا نہیں کر لی۔

میرے پیارے بھائیو! آپ نے اپنے تمام ریزولیوشنز کی بنا اس بات پر رکھی ہے کہ میں نے خلیفہ وقت کے مقابل جماعت میں اپنے اثر و رسوخ کا دعویٰ کیا ہے اور یہ کہ اس اثر و رسوخ سے کام لے کر میں خلیفہ کو گرا دینے کا مدعی ہوں۔ لیکن میں آپ سے نہایت ادب سے یہ دریافت کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے ریزولیوشنز پاس کرنے سے قبل میرے اس دعویٰ کو میرے خطوط میں خود پڑھ لیا تھا یا میرے وہ الفاظ جن میں میرا یہ دعویٰ صراحتہً مذکور ہو سن لئے تھے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر آپ ہی خدا کے خوف کو مدنظر رکھتے ہوئے بتلائیں کہ اپنے ایک بھائی کے خلاف اتنا خطرناک قدم اٹھانے میں اللہ تعالیٰ اور تمام منصف مزاج لوگوں کے نزدیک آپ کس طرح حق بجانب ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ کہیں کہ خلیفہ وقت کے اعلان میں اس عاجز کی طرف یہ دعویٰ منسوب کیا گیا تھا اس لئے آپ لوگوں نے اسے صحیح تسلیم کر لیا۔ تو میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ اپنے ایک بھائی کو منافق، مرتد، بدباطن، فتنہ پرداز، المبیس، بے شرم وغیرہ کے خطاب عنایت کرنے میں یہ عذر قطعاً قابل سماعت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خلیفہ خدا نہیں۔ آخر وہ بھی انسان ہے جس کی طرف گو عمداً غلط بیانی منسوب نہ کی جائے لیکن اس سے غلطی نسیان و دو قوع میں آنے کا تو ہر وقت احتمال موجود ہے پس مذہباً اور اخلاقاً آپ کا یہ فرض تھا کہ آپ مکمل تحقیق کے ذریعہ علیٰ وجہ البصیرت ہونے سے قبل بالکل خاموش رہتے اور میرے اصل الفاظ کے شائع کرنے کا مطالبہ کرتے اور ساتھ ہی مجھ سے بھی حقیقت دریافت کرتے اس کے بعد آپ کا حق تھا کہ اخلاق کی حدود کے اندر رہتے ہوئے جو قدم آپ چاہتے اٹھاتے۔

میرے مومن بھائیو! ایمان کے ثمرات میں سے ایک یہ بھی ثمرہ ہے کہ اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کر لینے والا انسان حق گوئی، حق بینی، حق فہمی میں کسی شخصیت کے دباؤ کے نیچے نہیں آتا۔ خواہ وہ کتنی عظیم الشان کیوں نہ ہو بلکہ ولا یخافون لومۃ لائم کا مصداق ہوتا ہے پس آج میں اپنے اس اشتہار کے ذریعہ آپ کی خدمت میں اس ایمان کا واسطہ دے کر جو خدا کے مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آپ لوگوں کو ملا ہے عرض کرتا ہوں کہ میرے اصل الفاظ کو دکھلانے کا مطالبہ کریں جن میں میں نے اثر و رسوخ اور اس کی بنا پر خلیفہ کو گرانے کا دعویٰ کیا ہے اور اگر وہ نہ دکھا سکیں اور یقیناً نہیں دکھا سکیں گے تو آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ مجھ پر کس قدر ظلم کیا گیا ہے اور ان تمام گالیوں کی ذمہ داری کس پر آتی ہے جو تمام اکناف عالم سے مجھے دی گئی ہیں یا دی جائیں گی خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ انہیں علم بھی دیا گیا ہے کہ اس عاجز کے تینوں خطوط نہ صرف یہ کہ وہ اس دعویٰ سے خالی ہیں بلکہ اس کے برعکس ان میں حقیقت کا کھلے الفاظ میں اظہار ہے کہ آپ کے اقتدار کی وجہ سے شروع میں جماعت اس عاجز کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں کرے گی۔ اور یہ کہ یہ عاجز بالکل بے بس اور بے کس ہے۔ باوجود یہ علم پانے کے وہ اب تک خاموش ہیں اور اس کی تردید نہیں کرتے۔ اب میں ذیل میں دوستوں کے علم کے لئے بھی اپنے خط میں سے چند الفاظ نقل کر دیتا ہوں تاکہ احباب کو اصل حقیقت تک پہنچنے میں آسانی ہو۔

"بے شک ان باتوں کی وجہ سے جو اقتدار آپ کو حاصل ہو چکا ہے اس پر آپ کو ناز ہے اور آپ یقین رکھتے ہیں کہ میں (آپ) اپنے مدمقابل کا سر ایک آن میں کچل سکتا ہوں۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ میں جو آپ کے مقابلے کیلئے کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ ایک نہایت ہی کمزور بے کس۔ بے بس۔ بے مال بے مددگار ہوں۔ اور جہاں آپ کو اپنی طاقت پر ناز ہے۔ وہاں مجھے اپنی کمزوریوں کا اقرار ہے۔ ہاں میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ حق کی قوت میرے ساتھ ہے اور غلبہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کو ہوتا ہے جو حق کی تلوار لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ابتدا میں میری بات کی طرف توجہ نہ کی جائے اور میں اس مقابلہ میں کچلا جاؤں۔ لیکن حق کی تائید کے لئے اور باطل کا سر کچلنے کی غرض سے کھڑے ہونے والے ملامت اس قسم کے انجاموں سے کبھی نہیں ڈرتے"۔

"پس اس مقابلہ میں مجھے اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کہ میرا انجام کیا ہوگا اور میری بات کوئی سنے گا یا نہیں۔ میری تقویت اور ہمت بڑھانے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ میں حق پر ہوں۔ اور آپ باطل پر ہیں"۔

میری مندرجہ بالا عبارتیں ایسی واضح ہیں کہ ان پر ایک سرسری نظر ڈالنے والا بھی بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ان میں اثر و رسوخ کا دعویٰ تو کجا۔ بلکہ اثر و رسوخ کی صریح الفاظ میں نفی کی گئی ہے اور کھلے الفاظ میں اقرار کیا گیا ہے کہ ابتدا میں جماعت توجہ نہیں کرے گی اور میں کچلا جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو قدم میں نے اٹھایا ہے اس کے اٹھاتے وقت یہ سب کچھ میرے سامنے تھا جو اب وقوع میں آ رہا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے اشتہار درد مندانہ اپیل میں جو ۲۶ر جون کو لکھا گیا تھا صاف الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ ممکن ہے میرے خلاف نفرت کے ریزولیوشن پاس کرا دیئے جائیں یا جماعت کو اور رنگ میں ابھار دیا جائے لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں میری آواز آج نہیں کل کل نہیں پرسوں سنی جائے گی اور ضرور سنی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ کیونکہ وہ آواز اپنے اندر حق رکھتی ہے اور حق کبھی دبایا نہیں جا سکتا۔ پس یہ ریزولیوشنز خدا کے فضل سے میرے دل میں ذرا بھی گھبراہٹ پیدا نہیں کر سکتے اور نہ میری ہمت کو پست کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جب ناقابل تردید حقیقت سامنے آئے گی اس وقت ان ریزولیوشنز کو کس نے پوچھنا ہے اور اظہار عقیدت کے ان دعووں کی کس نے پرواہ کرنی ہے جو روزانہ الفضل میں چھپتے رہتے ہیں۔ یہ جماعت چونکہ مومنوں کی جماعت ہے اور اس کا تعلق خواہ کسی شخص کے ساتھ ہو محض خدا کے لئے ہے اس لئے مجھے اطمینان ہے کہ جب وہ اس شخص کو خدا تعالےٰ کے احکام کے صریح خلاف چلتے دیکھے گی اور اس پر یہ بات دلائل سے ثابت ہو جائے گی تو وہ اس تعلق کو توڑنے میں ایک سکنڈ کی بھی دیر نہیں لگائے گی۔

میری طرف جو دعوے اثر و رسوخ منسوب کیا گیا ہے۔ میری طرف سے اس کے ثبوت کے مطالبہ پر میرے خط میں سے ایک عبارت الفضل میں شائع کی گئی ہے گو اس عبارت کا اس دعویٰ کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں لیکن یہ خیانت ہوگی۔ اگر میں اس جگہ اس کا بھی ذکر نہ کر دوں اور وہ عبارت یہ ہے۔

"کیونکہ آپ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ اس شخص کو جماعت میں عزت حاصل ہے۔ مستریوں کے متعلق تو اس قسم کے عذر گھڑ لئے گئے تھے۔ کہ ان کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا یا ان کی لڑکی پر سوت لانے کا مشورہ دیا تھا مگر یہاں اس قسم کا کوئی عذر بھی نہیں چل سکتا۔ اس کے اخلاص میں کوئی دھبہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس کی بات کو جماعت مستریوں کی طرح رد نہیں کر دے گی۔ بلکہ اس پر اسے کان دھرنا پڑے گا اور وہ ضرور دھرے گی"۔

اب قطع نظر اس کے کہ اس عبارت کو پیش کرتے وقت متشابہ کو محکم کے ماتحت کرنے کے مسلمہ اصول کو نظر انداز

کر دیا گیا ہے اور قطع اس لئے کہ اس سے پہلی اور بعد کی عبارت کو کاٹ کر اسے پیش کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے اس عبارت میں سے نہ ہی اثر و رسوخ کا لفظ دکھلایا جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ بتایا جا سکتا ہے جو اثر و رسوخ پر دلالت کرتا ہو۔

گو میری عبارت میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں لیکن "الفضل" میں جن الفاظ سے غلط طور پر ایسا نتیجہ نکالا گیا ہے وہ یہ ہیں "بلکہ اس پر اسے کان دھرنا پڑے گا اور وہ ضرور دھرے گی"۔ اب احباب خود ہی غور فرمائیں کہ میری عبارت میں کیا کان دھرنے کی وجہ اثر و رسوخ بتائی گئی ہے یا اس کی یہ وجہ بتائی گئی ہے کہ میری طرف سے نہ تو کوئی دنیوی غرض منسوب کی جا سکتی ہے جیسی کہ مستریوں کی طرف کی گئی تھی اور نہ کوئی ایسی بات پیش کی جا سکتی ہے جو میرے اخلاص کو مشتبہ کر سکے۔ پس جب خود میری عبارت میں اصل وجہ موجود تھی تو اس کو چھوڑ کر کوئی دوسری وجہ نکالنے کی کوشش کرنا کیا حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کے مترادف نہیں۔ کیا تقویٰ اسی کا نام ہے؟

عزت کے لفظ سے بھی یہ استدلال کیا گیا ہے مگر میں اس استدلال کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ کیا جماعت میں بہت سے احباب عزت کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے اور کیا عزت کرنے والے باوجود جن کی عزت کی جاتی ہے ان میں سے کوئی ایک شخص بھی یہ خیال دل میں لا سکتا ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ خلیفہ کے مقابل اسے جماعت میں اثر و رسوخ حاصل ہے اگر نہیں تو پھر میرے اس لفظ کے استعمال سے یہ کیوں سمجھ لیا گیا کہ میں کسی اثر و رسوخ کا مدعی ہوں۔ میں اس جگہ اس امر کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ عبارت موجودہ وقت کے ساتھ تعلق ہی نہیں رکھتی۔ بلکہ اس کا تعلق دو سال قبل کے زمانہ کے ساتھ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جن نقص کو دیکھ کر میں موجودہ خلیفہ کی بیعت سے علیحدہ ہوا ہوں۔ اس کا علم مجھے قریباً دو سال قبل ہوا تھا اور میں نے اسی وقت سے اس کی تحقیق شروع کر دی۔ خلیفہ صاحب کو بھی علم ہو گیا کہ مجھے علم ہو گیا ہے اور میں اس کی تحقیق میں لگا ہوا ہوں۔ تو اسی وقت اندر ہی اندر میرے خلاف جماعت میں ایسا پروپیگنڈا شروع کر دیا گیا جس کی غرض احباب کی نظر میں مجھے گرانا تھا۔ تاکہ اگر یہ خاکسار کسی وقت اس نقص کو ظاہر کرے تو کہا جا سکے جیسا کہ اب کہا جا رہا ہے کہ فلاں دنیاوی غرض کا پورا نہ کرنا اس علیحدگی کا محرک ہوا ہے پس میں نے اس عبارت کے قبل یہی بات لکھی ہے کہ "میرے خلاف یہ پروپیگنڈا شروع کیا گیا ہے"۔ "کیونکہ آپ اچھی طرح سے جانتے تھے"۔ چنانچہ "کیوں کہ" کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس سے قبل کوئی بات ہے جس کی علت اور وجہ اب بتائی جانے لگی ہے اور "جانتے تھے" کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ بات کسی گذشتہ زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے نہ کہ موجودہ وقت کے ساتھ۔ اگر میں اس نقص کا اظہار اسی وقت کر دیتا جس وقت مجھے اس کا علم ہوا تھا یعنی دو سال قبل تو اس وقت چونکہ میرے خلاف آپ کے ہاتھ میں کوئی بات نہ تھی جس کو پیش کر کے آپ جماعت کو میری بات پر کان دھرنے سے روک سکتے اس لئے جماعت ضرور میری بات پر کان دھرتی۔ چنانچہ نقل کردہ عبارت کے بعد کی عبارت اس مفہوم کو اچھی طرح سے واضح کر رہی ہے اس لئے آپ نے اس میں خیر سمجھی کہ آہستہ آہستہ اندر ہی اندر اس شخص کو جھوٹے پروپیگنڈا کے ذریعہ جماعت کی نظر سے گرا دیا جائے اور اس کو اس مقام پر لے آیا جائے کہ اگر یہ میرے اس (نقص) کو فاش کرے تو جماعت توجہ نہ کرے اور اس کی بات کو بھی اس طرف منسوب کرنے لگ پڑے کہ اس شخص کی بھی کچھ ذاتی اغراض اور خواہشات تھیں جن کو چونکہ پورا نہیں کیا گیا اس لئے یہ بھی ایسا کہنے لگ پڑے ہیں اور ادھر سے آپ شور مچانا شروع کر دیں کہ دیکھا میں نہیں کہتا تھا کہ یہ اندر سے مستریوں یا پیغامیوں یا احراریوں سے ملے ہوئے ہیں۔ ورایسے تمام لوگوں کے منہ بند کرنے کے لئے جن کو آپ کے ان (نقائص) کا علم ہو جاتا ہے آپ کے پاس زیادہ تر یہی ایک زبردست حربہ ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کے سامنے میں نے کھول کر اس امر کو رکھ دیا ہے کہ میری طرف جو اثر و رسوخ کا دعویٰ منسوب کیا گیا ہے اور جس موہوم اور فرضی دعویٰ کو میری طرف سے چیلنج قرار دیکر جماعت سے میرے خلاف ریزولیوشنز پاس کروا لئے گئے ہیں وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں اور اس بات کا فیصلہ کرنا کہ اس معاملہ میں کہاں تک تقویٰ اللہ اور دیانتداری سے کام لیا گیا ہے جماعت کا کام ہے اور جماعت کا یہ بھی فرض ہے کہ اس کے نتیجہ میں جو ظلم مجھ پر ہوا ہے اس کی تلافی رسول کریم صلعم کے ارشاد مبارک انصر اخاک ظالماً او مظلوماً کی تعمیل میں کرے اور یہ اب جماعت کا کام ہے کہ وہ اپنے فرض کو پہچانے یا نہ پہچانے۔ میں نے اس کے سامنے حقیقت رکھ دی ہے۔

ایک اور غلط بات جو اعلان میں میری طرف منسوب کر کے جماعت کو بھڑکایا گیا ہے۔ اور اس کو بھی جماعت نے میرے خلاف ریزولیوشنز کی بنا پر ٹھیرایا ہے کہ اعلان میں یہ لکھا گیا ہے "اس کے چند گھنٹہ بعد آپ کا تیسرا خط ملا۔ کہ اگر میری تسلی نہ کی گئی تو آپ جماعت سے علیحدہ ہو جائیں گے"۔ حالانکہ میرے کسی خط میں بھی نہ صرف یہ کہ جماعت سے علیحدہ ہونے کا ذکر ہی نہیں۔ بلکہ برعکس اس کے ان خطوں میں جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کو ضروری قرار دئیے جانے پر زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ ذیل کی عبارتیں میرے اس بیان کی پوری طرح تصدیق کر رہی ہیں۔

"خدا کے فضل سے الگ ہو سکتا ہوں لیکن جماعت سے علیحدہ نہیں ہو سکتا کیونکہ جماعت سے علیحدگی ہلاکت کا [illegible] ہے اور چونکہ دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] اس جماعت کے جس نے آپ کو خلیفہ تسلیم کیا ہوا ہے اس لئے

میں دو راہوں میں سے ایک کو ہی اختیار کر سکتا ہوں۔ یا تو میں جماعت کو آپ کی صحیح حالت سے آگاہ کر کے آپ کو خلافت سے معزول کرا کر نئے خلیفہ کا انتخاب کراؤں۔ اور یہ راہ پر از خطرات ہے اور یا جماعت میں آپ کے ساتھ مل کر اس طرح رہوں جس طرح میں نے اوپر بیان کیا ہے"۔

"پس اگر آپ توبہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو مجھے آپ اپنی بیعت سے علیحدہ سمجھ لیں۔ کیونکہ میں ایسے آدمی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دے سکتا جو ایسے (نقائص) میں مبتلا ہو۔ ہاں جیسا کہ میں پہلے بھی مفصل عرض کر چکا ہوں۔ میں جماعت کا باقاعدہ فرد ہوں۔ جماعت سے میں الگ نہیں ہو سکتا۔ آپ کی بیعت کا جوا اپنی گردن سے اتارنے کی یہ بھی وجہ ہے کہ میں آزاد ہو کر جماعت کو دوسرے خلیفہ کے انتخاب کی طرف جلد توجہ دلا سکوں"۔

"اگر آپ اس توبہ پر راضی ہوں۔ تو میں آپ کا خادم ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ رہوں گا۔ ورنہ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ میں آپ کے ساتھ قطعاً نہیں رہ سکتا"۔

مندرجہ بالا عبارتوں میں سے سات باتیں عیاں ہیں:۔

(۱) میں جماعت سے علیحدگی کو ہلاکت یقین کرتا ہوں۔

(۲) میں جماعت کا باقاعدہ فرد ہوں۔

(۳) موجودہ خلیفہ کے وجود میں بعض اہم نقائص کی وجہ سے میں ان کی بیعت میں نہیں رہ سکتا۔

(۴) وہ نقائص ایسے ہیں جو ان کی معزولی کے متقاضی ہیں۔

(۵) میری بیعت سے علیحدگی کی یہ وجہ ہے کہ میں آزاد ہو کر جماعت کو نئے خلیفہ کے انتخاب کی طرف توجہ دلا سکوں۔

(۶) میں خلافت کا قائل ہوں (جو لوگ مجھے خلافت کا منکر قرار دے رہے ہیں۔ وہ میری مندرجہ بالا تحریر کو غور سے پڑھیں)

(۷) میری انتہائی کوشش ہے کہ اگر موجودہ خلیفہ ہی رجوع کرے تو خلافت کو نہ بدلا جائے اس کی تائید میری مندرجہ ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے:۔

"میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ سلسلہ کے موجودہ نظام کو توڑ دیا جائے اور اس وقت تک کہ آپ کی اصلاح ہو جائے۔ آپ کے (نقائص) کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہوا یہ سمجھ لوں گا"۔

اب ان واضح تحریروں کے ہوتے ہوئے یہ اعلان میں ظاہر کرنا کہ میں نے یہ لکھا کہ میں جماعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا کس قدر جسارت اور جماعت کی عقل اور اس کے اخلاص کے ساتھ کھیلنا ہے۔

میں اس جگہ بعض دوستوں کے اس خیال کے متعلق بھی کہ خلیفہ سے علیحدگی جماعت سے علیحدگی کے ہی مترادف ہے۔ کچھ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ جو شخص خلیفہ کی بیعت نہیں کرتا۔ یا بیعت سے علیحدگی اختیار کرتا ہے وہ اصل سلسلہ سے بھی الگ ہو جاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے حضرت ابوبکرؓ کی چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی تو کیا کوئی ان کے متعلق یہ کہنے کی جرات کر سکتا ہے کہ وہ اس وقت تک اسلام سے خارج تھے۔ حضرت علیؓ کی بیعت مسلمانوں کے ایک بہت بڑے گروہ نے نہیں کی تھی۔ تو کیا وہ سب اسلام سے خارج تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی تو کیا انہیں اسلام سے خارج سمجھتے ہو۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لینے کے بعد بیعت کو فسخ کر لیا۔ مگر کوئی ہے جو جرات کر کے انہیں اسلام سے خارج قرار دے۔ دوستو! یہ خیال کسی مصلحت کے ماتحت آج پیدا کیا جا رہا ہے۔ ورنہ قرآن کریم۔ احادیث نبوی، عمل صحابہ کرام میں اس کا نام و نشان نہیں ملتا۔

امور مندرجہ اعلان سے میں اس وقت صرف انہی دو امروں کی وضاحت پر اکتفا کرتا ہوں۔ کیونکہ جماعت کو میرے خلاف مشتعل کرنے کے لئے یہی دو باتیں تراشی گئی ہیں۔ مفصل تنقید اس اعلان پر انشاء اللہ الگ ٹریکٹ میں کرونگا۔ اس وقت احباب کو اور بھی وضاحت سے معلوم ہو جائے گا کہ کس عجیب و غریب ڈھنگ سے جماعت کو اصل حقیقت سے تاریکی میں رکھا گیا ہے۔

میرے پیارے بھائیو!!! آپ خود ہی غور فرمائیں کہ ایک ایسے شخص کو جو خلافت جیسے عظیم الشان منصب پر سرفراز ہے اور جس کا توکل تمام تر محض اللہ تعالیٰ پر ہی ہے۔ مجھ جیسے ناچیز اور بے حیثیت انسان سے جماعت کو بدظن کرنے کے لئے ایسا طریق اختیار کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ مجھے معاف فرمایا جائے اگر میں یہ کہوں کہ یقیناً یہ تقویٰ سے کوسوں دور ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرے خطوط میں سے اثر و رسوخ کا دعویٰ دکھلایا جائے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرے خطوط میں سے جماعت سے علیحدہ ہونے کا ذکر دکھلایا جائے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر تمام وہ علماء جو میرے خلاف آج کل لیکچر دینے اور منافرت پھیلانے میں مشغول ہیں۔ اکٹھے ہو کر بھی کوشش کریں تب بھی وہ یہ دو باتیں نہیں دکھلا سکیں گے اور ہرگز نہیں دکھلا سکیں گے۔

ہاں مجھے یاد آیا کہ میر محمد اسحاق صاحب نے قادیان میں تقریر کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ یہ عاجز اپنے خطوط میں عہدہ کا طلبگار ہوا ہے میں اس امر کو بھی اپنے چیلنج میں شامل کر لیتا ہوں۔

اب احباب ہی مجھے بتلائیں کہ ان کھلی کھلی تحریروں کے ہوتے ہوئے جن میں نہ صرف یہ کہ اثر و رسوخ کا ذکر تک نہیں بلکہ اس کے خلاف عدم اثر و عدم رسوخ کا پر زور الفاظ میں اقرار ہے اور جن میں نہ صرف یہ کہ جماعت سے علیحدگی کا اشارہ تک بھی نہیں بلکہ برعکس اس کے باعث کا باقاعدہ فرد ہونے پر زور ہے۔ کیوں اعلان میں اس عاجز کی طرف غلط طور پر یہ دونوں باتیں منسوب کی گئی ہیں۔

مہربانی فرما کر مجھے یہ بتلایا جائے کہ کیا یہ فعل خلیفہ کی شان کے شایاں ہے اور مجھے یہ بھی جماعت بتلائے کہ اگر میں اس طریق کو خلافت تقویٰ طریق کے نام سے موسوم کردوں تو میں حق بجانب ہوں یا نہیں۔ کیا خلیفہ کی طرف سے اس قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب حیرت میں ڈالنے والا نہیں میرے نزدیک تو ایک غور کرنے والے شخص کے لئے میرے سچا ہونے پر ان کا یہ فعل ہی زبردست دلیل ہے کیونکہ یہ اظہر من الشمس ہے کہ اثر و رسوخ کے ادعا کے الفاظ زائد کرنے سے بغیر اس کے اور کوئی غرض نہیں ہو سکتی۔ کہ جماعت یہ دیکھ کر کہ ایک شخص خلیفہ کے مقابل اثر و رسوخ کا دعویٰ کرتا ہے فوراً بھڑک اٹھے اور نفرت کا اظہار شروع کر دے۔ چنانچہ اشارہ پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس اعلان کے بعد الفضل میں یہ اعلان کر کے کہ عبدالرحمان مصری کا جماعتوں کو کھلا چیلنج ہے۔ اب دیکھیں جماعتیں اس چیلنج کا کیا جواب دیتی ہیں اس غرض کی وضاحت کر دی گئی۔

لیکن سوال یہ ہے کہ یہ غیر مستحسن طریق کیوں اختیار کیا گیا۔ کیوں جماعت میں منافرت پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ سو یاد رہے کہ اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ یہ سب کارروائی محض اس وجہ سے کی گئی ہے کہ جماعت کی توجہ اس اصل وجہ کی تحقیق سے ہٹ جائے جو میری جمعیت سے علیحدگی کا باعث ہوئی ہے۔ کیونکہ اس بات کو ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص کے خلاف دل نفرت کے جذبات سے بھر جائے اس کی بات خواہ کتنی ہی سچی کیوں نہ ہو اثر نہیں رکھتی۔ پس انہوں نے بھی انسانی فطرت کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت کو میرے خلاف مشتعل کر کے احباب کے دلوں میں نفرت کے جذبات پیدا کر دیئے تاکہ جس وقت یہ عاجز ان مبنی بر حقیقت نقائص کو بیان کرے تو جماعت کے دل اسے رد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر وہ نقائص سچے نہ ہوتے تو انہیں اس پر فریب راستہ کو اختیار کرنے کی کبھی ضرورت پیش نہ آتی۔ بلکہ مومنانہ سادگی، صاف گوئی اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے مجھے جرأت اور دلیری کے ساتھ یہ جواب دیتے کہ جو نقص تم نے میری طرف منسوب کئے ہیں وہ بالکل غلط ہیں بے شک علانیہ ان کی تحقیق کرو۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ فوراً ایک آزاد کمیشن بٹھلانے کی رائے کا اظہار کرتے۔ لیکن ایسا کرنے کی بجائے تسلی چاہنے والے کے متعلق جماعت سے اخراج کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

اے صحابہ کرامؓ کے بروز کہلانے والی جماعت! ایسے مواقع پر صحابہ کرامؓ کا جو طرز عمل ہوا کرتا تھا وہ آپ لوگوں کے سامنے رکھتا ہوں اور وہ یہ تھا کہ جب کسی مسلمان کو کوئی شکایت پیدا ہوئی اور خلیفہ وقت نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو وہ حضرت نبی کریم صلعم کے صحابہ کو توجہ دلاتے تھے اور وہ فوراً خلیفہ وقت کے پاس جاتے اور ان شکایات کو پیش کرتے اور اگر انہیں درست پاتے تو خلیفہ وقت سے ان کی تلافی کراتے اور خلیفہ وقت بھی علی الاعلان اپنی غلطی کا اقرار کرتا اور اس سے رجوع کا اعلان کراتا۔ پس صحابہ کرام کے اس طرز عمل کو پیش کر کے میں بھی اپنی جماعت سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ میری شکایات کو سننے کے لئے فوراً ایک آزاد کمیشن مقرر کرے۔ اگر وہ کمیشن میری شکایات کو سن کر میرے ساتھ متفق ہو جائے کہ ان شکایات کی موجودگی میں خلیفہ خلیفہ نہیں رہ سکتا تو پھر وہ ان شکایات کی تحقیق کرے اور تحقیق میں اگر وہ شکایات صحیح ثابت ہو جائیں تو موجودہ اور آئندہ خلیفہ کے متعلق اپنا فیصلہ کرے میں جماعت کو یقین دلاتا ہوں کہ جن نقائص کی وجہ سے میں جمعیت سے علیحدہ ہوا ہوں وہ یقیناً خلیفہ میں موجود ہیں اور ان کے اثبات کے لئے میرے پاس کافی دلائل ہیں اور وہ ایسے نقائص ہیں کہ جن کی موجودگی میں کوئی شخص خلیفہ نہیں رہ سکتا۔

پس جماعت کا یہ فرض ہے کہ ان کی تحقیق کی طرف فوراً توجہ کرے ورنہ وہ مجرمانہ خاموشی کی مرتکب ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی غفلت کی جوابدہ ہوگی۔ جب تک انہیں علم نہیں تھا اس وقت تک وہ معذور تھے۔ لیکن اب جبکہ ان کے علم میں بات آگئی ہے تو اب خاموشی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انہیں قصوروار بنا دے گی۔

پس دوستو! اٹھو اور خوف کی چادر اتار کر مومنانہ دلیری سے کام لیتے ہوئے تحقیق شروع کر دو۔ خلیفہ کی اجازت کی اس میں قطعاً ضرورت نہیں۔ خلیفہ اور خاکسار کا مقدمہ جماعت کے سامنے پیش ہے۔ جماعت کا فرض ہے کہ وہ فریقین کے بیانات سن کر انصاف کے ساتھ اپنا فیصلہ دے۔ نہ کہ یکطرفہ بیان سن کر ہی ایک بھائی کے خلاف ڈگری دیدے۔ جیسا کہ اس وقت تک کیا گیا ہے۔ دوست یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے اس وقت دلیری سے کام لے کر تحقیق نہ کی تو وہ خلیفہ کو ان نقائص میں مبتلا رکھنے میں ان کے مددومعاون بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور خود مجرم قرار پائیں گے۔ اور ان نقائص کی وجہ سے جو خطرناک نتائج جماعت میں پیدا ہو رہے ہیں۔ ان تمام کی ذمہ داری خود جماعت پر ہوگی۔

اے خدا تو گواہ رہ کہ میں نے وما علینا الا البلاغ کے ماتحت جماعت کو اس کے فرض سے آگاہ کر دیا ہے اور اب اگر وہ اپنے فرض کو شناخت نہیں کرتی تو یہ اس کا قصور ہے میں اب بری الذمہ ہوں۔ ہاں میں اللہ تعالیٰ کے دوسرے ارشاد ذَکِّرْ کی تعمیل میں حسب توفیق و حسب استطاعت پھر بھی یاد کراتا رہوں گا۔ وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب، والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

کتاب گھر قادیان (گورداسپور)

اندرونی اختلافات کے باعث اہل قادیان نے اپنے خلیفہ کی ہدایات کے ماتحت قادیان کے چند دوستوں کا مکمل بائیکاٹ کر رکھا ہے یہی کمند ہتھیار جو دوسرے مسلمانوں کا، یہ نازک آلہ ہماری جماعت کے خلاف تھا اور ہے۔ اب اہل قادیان کیلئے قابل فخر چیز بن گیا ہے اس سے پہلے وہ کئی غریب احمدیوں کے خلاف جنہوں نے ان کے مظالم سے تنگ آ کر حق کی آواز بلند کی استعمال کر چکے ہیں اور اب مولوی عبدالرحمان صاحب مصری اور مولوی فخرالدین صاحب ملتانی کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ جہاں تک اس اختلاف کی نہایت نیک نیتی اور تقویٰ پر ہو مظلوم آدمیوں کی حمایت کریں۔ ان میں سے ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ جو مفید کتب کتاب گھر قادیان سے شائع ہو چکی ہیں وہ براہ راست وہاں سے طلب کر کے ان کو مدد دیں۔ چند مفید کتب کی فہرست درج ذیل ہے:-

قرآن مجید بطرز یسرنا القرآن مجلد عہ ر — درس القرآن حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم مجلد کپڑا دو روپیہ مراکو ولایتی جلد ۲ؔ

اسلامی اصول کی فلاسفی جیبی تقطیع مجلد ۴ر — درثمین فارسی نظمیں مسیح موعود عہ ر

تفسیر القرآن از مسیح موعود پارہ ۷ تا ۲۶ پانچ روپیہ — قبولیت دعا پر لکچر مسیح موعود ۶ر

کلمہ طیبہ پر تقریر مسیح موعود ۶ر — خطبہ عید الفطر از مسیح موعود تفسیر سورۃ والعصر ۱ر

از مسیح موعود چشمہ صداقت ۱ر — تقریر مسیح موعود ۱ر — مکتوبات احمدیہ پانچ حصے فی ۸ر

درثمین عربی معہ ترجمہ اردو ۶ر — فصل الخطاب از حضرت مولانا نورالدین ہر دو حصہ عہ ر

سیرۃ مسیح موعود از مولوی عبدالکریم صاحب صہ ر — دعوۃ الندوۃ از مولوی عبدالکریم ۸ر

خطبات کریمیہ — خلافت راشدہ حصہ دوم — لکچر گناہ ۸ر

ستیہ دھرم از حضرت مسیح موعود ۴ر — ویدک دھرم کی عکسی تصویر ۴ر ۴ر

آئینہ سماج ۱۲ر — نیوگ درشن ۱ر — برگزیدہ رسول — تحفۃ النصاریٰ

اسلامی اصول کی فلاسفی گورمکھی ۸ر ۶ر — اسلامی اصول کی فلاسفی ہندی ۳ر عہ ر

شاہ حبش کو تبلیغ اسلام از حضرت مسیح موعود ۶ر — مفتاح القرآن ۶ر

قادیانی مسیح موعود ۸ر — عقائد احمدیہ فی صد ۱۰ر — ادعیۃ الاحادیث — ادعیۃ القرآن

مکمل نماز مترجم عہ ر — سوانح عمری امام بخاری ۲ر — رپورٹ جلسہ مذاہب عالم ۱۰ر

درثمین اردو جیبی تقطیع ۳ر — کشتی نوح از حضرت مسیح موعود ۱ر — براہین احمدیہ

پر مولوی محمد حسین بٹالوی کا مکمل ریویو ۱ر — چیلنج از مسیح موعود ۱ر — جایا انعامی — سیرۃ المہدی ۳ر

زکوٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

ایک قادیانی رؤیا کی صحیح تعبیر

قادیانیوں پر منجانب اللہ اتمام حجت

(از جناب ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالہ)

قادیانی مضمون نگار ایسے مضامین لکھتے ہیں جنہیں وہ خود نہیں سمجھتے ایک پائدار اور مستقل شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ عملہ الفضل میں بھی خیر سے انہی کے بھائی بند قادیانی ہیں۔ وہ بھی بغیر سوچے سمجھے اور غالباً بغیر پڑھے ہی مضمون کاتب کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ اس لئے اس نادرۂ روزگار اخبار میں ایسی باتیں چھپ جاتی ہیں جو قادیانی عقائد اور قادیانی مفاد کے صریح خلاف ہوتی ہیں۔ قادیانی الا ماشاء اللہ سب کے سب ہی یکساں عقلمند واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے آنکھیں بند کر کے ان پر سے گزر جاتے ہیں۔ اور غور نہیں کرتے۔ یا اگر کسی بد قسمت نے غور کر بھی لیا۔ تو وہ حسن عقیدت کی وجہ سے اس صحیفہ آسمانی میں غلطی کا امکان تسلیم کرنے کی بجائے اپنے دماغ میں غلطی کے امکان کو زیادہ قرین مصلحت اور زیادہ قرین صواب سمجھتا ہے۔ اس قسم کی مثالیں تو بے شمار ہیں مگر قادیان کے حالات حاضرہ کی مناسبت کے لحاظ سے سر دست ہم اپنے احباب کی توجہ شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کے اخراج از جماعت قادیان کے متعلق ملک غلام فرید صاحب ایم اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز انگریزی کے ایک رویاء کی طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں۔ جو الفضل مورخہ یکم جولائی میں شائع ہوئی ہے۔ قادیانیوں کو ایسے موقعوں پر بڑے کثرت سے رویا ہوا کرتے ہیں۔ مگر وہ نہیں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور نثر رویا جو ان کے خلاف ہوتے ہیں۔ اخبار میں درج ہو جاتے ہیں۔ ایک ایم اے در اصل پرستنر ادیب کہ اڈیٹر نے رویا دیکھا۔ اور میاں صاحب کو اظہار وفاداری کے طور پر لکھا۔ میاں صاحب نے جماعت کو مرعوب کرنے کے لئے اسے اخبار میں شائع کرایا اور وہ رویاء کیا ہے۔

ملک صاحب کا رویاء اور اسکی تعبیر

" ان (شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری) کے ہاتھ میں ایک خاصہ لمبا چوڑا تختہ کا ٹکڑا ہے۔ اس کو انھوں نے ... کر رکھا تھا کہ ان وجوہات کی بنا پر میں جماعت سے علیحدہ ہو رہا ہوں"۔ بعینہٖ یہ الفاظ انھوں نے ... اور اس کا مسودہ ... اس وقت کوئی بات جو انھوں نے پڑھی مجھے یاد نہیں۔ ابھی وہ کھڑے ہوئے کاغذ پڑھ ہی رہے تھے۔ کہ حضور کرسی سے اٹھ کر روانہ ہو گئے۔ اور دوسرے دوست بھی ساتھ ہی چلے گئے"۔

(۱) ہم تصدیق کرتے ہیں کہ رویا سچا ہے کیونکہ اگر بناوٹی ہوتا۔ تو ملک صاحب جناب خلافت مآب اور آپ کے مریدان باصفا کی تفسیر میں یہ کہتے کہ شیخ صاحب جماعت سے خارج کیا گیا۔ حالانکہ رویا سے فسخ بیعت کا اعلان ظاہر ہوتا ہے۔

۲ - یہ رویا شیخ صاحب کے لئے مبارک ہے۔ کہ خلیفہ صاحب قادیان ان کے لئے کرسی خالی کر گئے۔

۳ - ایک یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں۔ کہ خلیفہ صاحب اور انکی ساری جماعت شیخ صاحب کے دلائل قاہرہ کی تاب نہ لا کر میدان چھوڑ کر فرار ہو جائیں گے

۴ - اس تعبیر کے لئے زبردست قرینہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ پہلے تو میاں صاحب اور آپ کے مرید شیخ صاحب کے دلائل سننے کے لئے آمادگی ظاہر کریں گے مگر جب شیخ صاحب کے پیش کردہ واقعات کو ناقابل تردید پائیں گے۔ تو خلافت مآب اپنی ہی جگہ جانے اور جماعت کو شیخ صاحب کے بیان سننے سے روکنے میں مصروف ہوں گے

۵ - چونکہ کرسی کے معنی علم ہیں۔ اس لئے اسکی صحیح ترین تعبیر یہ ہے کہ میرزا محمود احمد صاحب اور قادیانی جماعت شیخ صاحب سے کوئی علمی بات نہیں کرے گی۔ بلکہ علم سے روگردانی کر کے شیخ صاحب کے خلاف سب و شتم لعن و طعن اور نکمے اور واہیات جوش و خروش کے اظہار سے کام لیگی۔

اس رویا کی اشاعت قادیانیوں پر اتمام حجت کے لئے تصرف الٰہی سے ہوئی

میں تو حیران ہوں۔ کہ ملک غلام فرید صاحب نے اس رویاء کو لکھنے اور خلافت مآب نے فخریہ طریق پر اسے اپنے سرکاری گزٹ میں شائع کرانے کی تکلیف کیوں گوارا فرمائی لیکن بات یہ ہے۔ کہ تصرف الٰہی آج کل قادیانیوں سے بہت سے ایسے کام کرا رہا ہے جس سے انکی جڑیں خود بخود کٹ جائیں۔ اور ان کے افعال و اقوال ان پر حجت ہو سکیں۔ چنانچہ جس دن سے یہ رویاء اخبار میں شائع ہوا ہے اسی دن سے قادیان میں تقریباً ہر روز جلسے ہو رہے ہیں لیکن کسی جلسہ میں ان اسباب پر بحث نہیں کی جاتی جو شیخ صاحب اور ان کے رفقاء کے فسخ بیعت یا اخراج از جماعت کا باعث ہوئے۔ نہ یہ بتلایا جاتا ہے۔ کہ شیخ صاحب اور ان کے ساتھیوں نے فسخ بیعت سے کونسا مفاد اٹھانا چاہا ہے۔ کیونکہ بظاہر حالات ایک اپنی ملازمت سے اور دوسرے اپنے چلتے ہوئے کاروبار سے محروم ہو چکے ہیں۔ اور ایک شرمناک مقاطعہ کی وجہ سے دار الامان قادیان ان کے لئے دار الفتن بن چکا ہے۔ قادیانی جلسوں میں جو کچھ کہا جاتا ہے۔ اس کا لب لباب یہ ہے۔ کہ میاں صاحب کے حق میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں ہیں۔ اور آپ کے متعلق بہت سی بشارات ہیں لیکن یہ محض ظنی اور خیالی باتیں ہیں۔ اور میرا مقصد اس مضمون کے لکھنے سے صرف یہ ہے۔ کہ جب بلا استثنا ساری کی ساری قادیانی جماعت نے ملک غلام فرید صاحب کے رویاء کو میاں صاحب کی صداقت کا ایک نشان سمجھا۔ (حالانکہ رویا نہایت صاف اور واضح تھا۔ اور اس کی تعبیر جماعت قادیان کے اعتراف عجز اور عملی کمزوری کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی)۔ تو جہاں تک رویاء کی تاویل کا تعلق ہے۔ ساری کی ساری قادیانی جماعت کی نااہلیت ثابت ہو گئی اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے مصداق کے تعین میں قادیانی جماعت کا اجتہاد ناقابل اعتماد ثابت ہو گیا۔ علاوہ ازیں پیشگوئیاں بذات خود کبھی دلیل نہیں ہوئیں۔ بلکہ ان کو ثابت کرنے کے لئے واقعات سے انکی مطابقت دکھانی ضروری ہوتی ہے۔ سو جو چیز بذات خود محتاج ثبوت ہے۔ وہ کسی دوسری چیز کے ثبوت کے لئے کس طرح بطور دلیل پیش کی جا سکتی ہے۔

قادیانی احباب کیلئے ایک نادر موقع

چونکہ ہمارے قادیانی احباب کا ایمان ہے۔ کہ یہ پیشگوئیاں اور بشارات جناب میاں صاحب کے حق میں ہیں۔ اور اس لئے ان کا قدم صراط مستقیم سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتا۔ تو پھر آں را کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک است۔ قادیانی دوستوں کو چاہیئے۔ کہ میاں فخر الدین صاحب اور شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کے عائد کردہ الزامات کی تحقیق کے لئے ایک غیر جانبدار کمیشن کو مقرر کریں جس میں بہتر ہو کہ بڑا حصہ غیر از جماعت

مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کا ہو۔ اور شیخ صاحب اور میاں فخر الدین صاحب اپنی شکایات موکد بعذاب حلف کے ساتھ اس کمیشن کے روبرو پیش کریں۔ اور فریقین کی طرف سے جو گواہان پیش ہوں۔ وہ سب کے سب موکد بعذاب حلف بیان دینے کے پابند ہوں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ ایک تو میاں صاحب کے برخلاف جو آئے دن شور اٹھتا رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ کیلئے بند ہو جائے گا۔ اور دوسرے غیر از جماعت اور غیر مسلم معززین پر حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کی صداقت اور عظمت ثابت ہو جائیگی۔ اور اس طرح بغیر کسی خاص مشقت کے نہ صرف اطراف و اکناف ہند میں ہی بلکہ دور دراز ممالک تک تبلیغ سلسلہ کا ایک خداداد موقع میسر آ جائے گا۔

شیخ صاحب کی فسخ بیعت کی اہمیت

میاں صاحب نے اپنے اس تیئس سالہ عہد خلافت میں بیسیوں قادیانیوں کو جماعت سے خارج کیا ہے۔ اور سینکڑوں اشخاص نے اختلاف عقائد کی وجہ سے میاں صاحب کی بیعت فسخ کی ہے لیکن قادیانی کیمپ میں اس سے قبل کبھی ایسا تزلزل دیکھنے میں نہیں آیا۔ لاکھوں کی جماعت میں دو آدمیوں کی حیثیت ہوتی ہی کیا ہے۔ اور پھر وہ ایسے آدمی جن کی بابت ہر ایک قادیانی جماعت اپنے ریزولیوشنوں میں ظاہر کر چکی ہے۔ کہ ان کو کسی جماعت میں کوئی عزت یا رسوخ حاصل نہیں۔ تو پھر اس شور و غوغا کے کیا معنی۔ اس قدر شور و غوغا اور اس قدر داد و فریاد سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانی جو منہ سے کہتے ہیں۔ ان کے اپنے دل بھی اسے نہیں مانتے۔ اور شیخ صاحب کی جماعت میں عزت ہے اور ضرور ہے۔ اور قادیانی جانتے ہیں کہ شیخ صاحب کی شکایات میں وزن ہے۔ اور اتنا وزن ہے کہ اگرچہ انہوں نے اپنا بیان ابھی شائع نہیں کیا۔ مگر قصر خلافت اس سے پہلے ہی ہل چکا ہے۔ اور سب سے بڑی مصیبت قادیانیوں کیلئے یہ ہے۔ کہ شیخ صاحب کی سابقہ طرز زندگی چال چلن اور امانت و دیانت پر قادیانی حضرات کوئی حرف نہیں رکھ سکتے۔ اور نہ ہی اس فتنہ کے پیدا کرنے کے لئے انکی طرف ناواجب مقاصد منسوب کر سکتے ہیں۔

شیخ صاحب کے عائد کردہ الزامات کی نوعیت

میاں فخر الدین صاحب ملتانی کے بعض شکوؤں کے متعلق ہمیں علم ہے کیونکہ وہ اسے ایک اشتہار میں شائع فرما چکے ہیں۔ مگر شیخ صاحب مصری کی پیش کردہ شکایات کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ البتہ انکی نوعیت کا ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی ایک تقریر سے پتہ چلتا ہے جو اخبار الفضل مجریہ ۱۰ جولائی میں شائع ہوئی ہے میر صاحب قبلہ فرماتے ہیں:-

"مصری صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کو لکھا ہے۔ کہ اگر آپ میرے سامنے علیحدگی میں توبہ کرلیں تو میں اپنے اختلافات چھوڑنے کو تیار ہوں"۔

مندرجہ بالا الفاظ جہاں شیخ صاحب کی نیک نیتی کو ظاہر کرتے ہیں وہاں یہ بھی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ شیخ صاحب کی شکایات خلیفہ صاحب کی اپنی ذات کے متعلق ہیں۔ گو ان میں اور بھی بہت سے آدمی ملوث ہیں۔ بظاہر یہ مطالبہ کوئی بہت بڑا مطالبہ نہیں۔ جماعت میں اس قدر ہیجان و اضطراب پیدا کرنے کی نسبت میاں صاحب کے لئے یہ آسان امر تھا۔ کہ شیخ صاحب کے اس مطالبہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے۔ یا اگر میاں صاحب کو اپنی معصومیت پر یقین تھا۔ تو وہ بلا درنگ اور بغیر کسی پس و پیش کے شیخ صاحب کا بیان اور اس کی تردید شائع فرما دیتے۔ مگر اصل حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جن باتوں سے شیخ صاحب توبہ کرانا چاہتے ہیں۔ ان کو چھوڑنے سے میاں صاحب کی پوزیشن اس سے بدتر ہوتی ہے۔ جتنی کہ اب ہے گویا

دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را
بلائے صحبت لیلےٰ و فرقت لیلیٰ

اگر میاں صاحب شیخ صاحب مصری کی بات کو مانتے ہیں۔ تو کسی دوسرے فریق کو حقیقی نقصان پہنچتا ہے۔ اور اس کی طرف سے زیادہ خطرناک فتنہ پیدا ہونے کا ڈر ہے۔ اسلئے شیخ عبد الرحمٰن صاحب کی آزردگی کو میاں صاحب ...

اشتہار - یہ رویا اگر اور کسی کے لئے نہیں۔ تو کم از کم ملک غلام فرید صاحب کے لئے ضرور حجت ہے۔

نے زیادہ تر مصلحت سمجھا اور حق یہ ہے کہ یہی عین مصلحت ہے۔

بیرونی قادیانی جماعتوں کا رویہ

اس فتنہ میں بیرونی جماعتوں نے جو نمونہ پیش کیا ہے۔ وہ قابل ستائش نہیں۔ وقار خلافت کے قیام کیلئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے اندھا دھند ریزولیوشن پاس کرنا جماعت کی تنظیم کو خطرہ میں ڈالنا۔ بلکہ صرف بیوقوفی ہے۔ کہ جماعت ایسی تقلید میں پھنسی ہوئی ہے جماعت قادیان کیلئے واجب تھا کہ وہ صبر اور انتظار سے کام لیتے۔ شیخ صاحب کے بیانات کو سنتے۔ میاں صاحب کے جوابات پر غور کرتے۔ پھر جو امر انہیں حق معلوم ہوتا اس کی تائید کرتے۔ فریقین کے بیانات سے بے خبر بلکہ الزامات کی نوعیت اور اصلیت سے بھی ناواقف محض ہوتے ہوئے ایک فریق کے حق میں فیصلہ دیدینا اصول اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام کا دعوےٰ کرنے والی قوم کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات طیبہ میں ایسے مواقع کیلئے اسوہ حسنہ تلاش کرنا چاہئے تھا۔ یا کم از کم وہ خلفائے راشدین کے طرز عمل سے ہی سبق لینے کی کوشش کرتے۔ میں مختصراً یہاں تین واقعات انکی رہنمائی کیلئے درج کرتا ہوں۔

سیدنا حضرت ابوبکر کا نمونہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر جو پہلا خطبہ دیا۔ اس میں یہی فرمایا۔ کہ اگر میں ٹیڑھا چلوں۔ تو مجھے سیدھا کر دو۔ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ میں چونکہ آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ ہوں اس لئے مجھ سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی۔ نہ یہ کہا کہ چونکہ نبی کریم نے مجھے صدیق اکبر فرمایا ہے۔ اور اس راز کی وجہ سے جو میرے دل میں ہے مجھے تمام امت محمدیہ پر مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ اس لئے میں ہر قسم کی برائی سے بالا ہوں۔ نہ کسی الزام کے جواب میں رفیق غار ہونے کا عذر پیش کر کے بریت چاہی۔ نہ رضی اللہ عنہ نہ رضی اللہ عنہم کا سرٹیفکیٹ دکھا کر رعب ڈالا۔ نہ کبھی اس امر کو بطور دلیل پیش کیا کہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ نے بارہا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیا تھا۔ بلکہ اپنے ٹیڑھے ہونے کا امکان تسلیم کر کیا۔ اور قوم سے درخواست کی کہ وہ انہیں سیدھا کر دے۔

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرز عمل

ایسا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جب ایک شخص نے برسر اجلاس بد دیانتی کا الزام لگایا۔ تو آپ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ آنحضرت صلعم نے مجھے محدث قرار دیا ہے اور مجھے جناب الٰہی سے شرف مکالمہ مخاطبہ بکثرت حاصل ہے۔ نہ یہ دلیل دی کہ اکثر میری رائے سے قرآنی وحی کا توارد ہوا ہے۔ اور نہ کبھی یہ کہا کہ میرا وجود رسول کریم صلعم کا وجود ہے کیونکہ قیصر و کسریٰ کے خزانہ کی کنجیاں مجھے دی گئی ہیں۔ نہ حضرت رسول کریم کی ان بے شمار پیشگوئیوں سے استدلال فرمایا جو آپ کے حق میں تھیں۔ بلکہ اپنی بریت کا ثبوت مجمع عام میں اسی طرح پیش کیا جس طرح سب دوسرے لوگ پیش کرتے ہیں۔

نبی کریم صلعم کا اسوہ حسنہ

ایک یہودی کا آپ پر کچھ قرضہ تھا۔ وہ طلب کرنے آیا۔ اور نہایت خشونت اور بداخلاقی سے پیش آیا۔ اور کہا کہ تم بنی ہاشم جب کسی سے کچھ لیتے ہو تو دینے میں نہیں آتے۔ یہ مدینہ کا واقعہ ہے۔ جہاں آپ بادشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں حضرت عمر کو اس یہودی کی گستاخی پر بہت غصہ آیا مگر آپ نے فرمایا۔ کہ اے عمر مناسب تھا تم ہم دونوں کو نصیحت کرتے۔ قرضخواہ کو یہ کہ مطالبہ کرنے میں سہولت سے کام لینا چاہیئے۔ اور مجھ کو یہ کہ قرضہ نیکی ایسا قرض واپس کر دینا چاہیئے۔ آپ صلعم نے اس ذات اولاد ابراہیم کو برکت دئے جانے اور تورات اور انجیل کی پیشگوئیوں کا مصداق ہونے پر تقریر نہیں فرمائی۔ بلکہ یہودی کو اس قرضہ سے بڑھ کر رقم ادا کر دی۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

قادیانی دوستوں کے لئے ان برگزیدگان الٰہی کے نمونے مشعل راہ ہدایت ہو سکتے ہیں۔ ورنہ وہ جانیں اور ان کا کام ہمیں انکے اندرونی جھگڑوں سے کوئی غرض نہیں۔ ایک رحم ہے۔ جو کبھی کبھی ان کے لئے دل میں جوش مارتا ہے اور خیال آتا ہے کہ اگر یہ دوست صراط مستقیم سے بھٹک کر گمراہ نہ ہو گئے ہوتے تو جماعت

احمدیہ کا قدم کہاں پہنچ چکا ہوتا۔ اور جماعت کو اشاعت اسلام میں کتنی کامیابی ہو چکی ہوتی مگر ضرور تھا کہ پاک نوشتوں کی باتیں پوری ہوتیں۔ قوم کا ایک گروہ جیسے مسیح موعود کا انکار کر کے مثیل یہود بن چکا تھا۔ تو لازمی تھا۔ کہ مسیح موعود کے ماننے والوں کا ایک گروہ آپ کی شان میں غلو کر کے نصاریٰ کا مثیل بنتا میں جانتا ہوں۔ اور خوب جانتا ہوں۔ کہ قادیانی دوست میرے اس مضمون پر کیا کیا حاشیہ آرائیاں کریں گے۔ مگر جو میری سمجھ میں آیا۔ وہ میں نے حق سمجھ کر لکھدیا ہے اتنی جو معنی وہ اسے پہنانا چاہیں وہ انھیں اختیار ہے۔

کیا ہمارا موجودہ قادیانی فتنہ میں کوئی حصہ ہے

میں ابھی یہ سطور لکھ ہی رہا تھا کہ میرے ایک قادیانی دوست نے ۱۳ر جولائی کا الفضل مجھے دیا جس میں ہماری جماعت پر میاں فخر الدین ملتانی اور شیخ صاحب مصری کے ساتھ سازباز کا الزام لگایا گیا ہے۔ اگر پیغامیوں پر الزام لگا دینے سے میرزا محمود احمد صاحب کی رسوائی دور ہو سکتی ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد ہمیں یہ یقین دلا دو۔ کہ صرف پیغامیوں پر الزام لگا دینے سے میاں صاحب کی تمام الزامات سے بریت ہو جائیگی۔ پھر شوق سے ایک ایک پیغامی پر سازباز کا الزام لگاؤ ہم اپنے ڈیفنس میں ایک لفظ نہیں کہیں گے مگر قادیانی دوستو تم غلطی پر ہو فخر الدین ملتانی۔ شیخ مصری یا پیغامی کیا چیز ہیں تم ظاہر کو دیکھتے ہو۔ اور اس کو نہیں دیکھ سکتے۔ جو فی الحقیقت تم پر حملہ کر رہا ہے۔ کیونکہ ۲۲ سال تک تم نے اپنی جتھا بندی کے زعم میں اسے نہ دیکھا۔ بلکہ اس کی موجودگی تمہارے لئے ایک پیچیدہ مسئلہ بنی رہی۔ یہ کیا الزام ہے۔ کہ ہم نے میاں فخر الدین صاحب ملتانی کے اشتہارات تقسیم کئے۔ ہاں اس میں کوئی عیب نہیں دیکھتا۔ کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ میاں صاحب اور ان کے بھائیوں کے ذمہ الزام جھوٹے ہیں۔ نہ میاں شریف احمد صاحب نے مال مسروقہ میں سے روپے رکھے۔ نہ میرزا بشیر احمد صاحب نے سنہ کے مجرموں کی امداد کیلئے کسی کو بھیجا۔ نہ ڈاکٹر احسان علی کے رسوائے عالم مقدمہ میں قادیانی انجمن کا روپیہ خرچ ہوا۔ قادیانی دوستو کچھ خدا کا خوف کرو۔ کچھ عقل سے کام لو۔ بھلا احرار کی مخالفت کے زمانہ میں جب سرشہر اور ہر قریہ میں احرار کے برخلاف مختلف اسلامی انجمنوں کے اشتہار قادیانی لوگ تقسیم کرتے پھرتے تھے۔ تمہارا کن کن انجمنوں کے ساتھ سازباز تھا۔ لوگوں کو اس وقت بھی شبہ تھا۔ کہ قادیانی ان انجمنوں کو روپے دیکر اشتہار لکھواتے۔ اور اپنی لاگت پر چھپواتے ہیں منظر علی صاحب اظہر کے برخلاف ایک اشتہار تو لوگ اب تک کہتے ہیں۔ کہ قادیان میں چھپا تھا تو کیا اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ احرار تو نہایت نیک اور پاکباز۔ ہمدرد اسلام اور دیندار لوگ تھے مگر تم انہیں بدنام کرتے تھے اصل واقعہ یہ ہے کہ میاں فخر الدین صاحب ملتانی نے چار اشتہار صرف چار چار کی تعداد میں دو دو دفعہ میرے پاس بھیجے۔ میں نے ایک ایک سر اشتہار رکھ کر باقی ایک قادیانی دوست کے سپرد کر دیئے۔ جو اس نے بابو کرم الٰہی صاحب کے مکان پر جمعہ کے وقت تقسیم کر دئے مجھے یہ ہرگز یقین نہیں۔ کہ شیخ کرم الٰہی صاحب نے بکثرت تقسیم کئے جانے کا لفظ لکھا ہو۔ یہ ایڈیٹر الفضل کا تصرف ہے لیکن اگر بابو صاحب سے ایسی کمزوری سرزد ہوئی ہے۔ تو میں انکی شان میں کوئی نا ملائم لفظ کہنے کی بجائے خاموش رہنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ خدا کے بندو۔ اگر میرے پاس سر اشتہار دس دس کی تعداد میں بھی ہوتا۔ تو قادیانی اس طرح کیوں ترستے پھرتے۔ اور میں انہیں کیوں مایوس کرتا۔

قادیانی احباب کیلئے ایک اعلان

قادیانی دوستوں کو ہمیشہ کیلئے واضح ہو جانا چاہیئے۔ کہ ہمارے پاس خدا کا ایک کلام ہے اور ہم اسکے خادم ہیں اور تمہارے پاس میاں محمود احمد صاحب کے خود ساختہ بیہودہ اور لغو اصول ہیں اسلئے خدا کے پاک کلام سے تائید یافتہ لوگ اوچھے ہتھیار استعمال کرنے کی حاجت نہیں رکھتے۔ کاش تم کبھی اپنے خلیفہ صاحب کو ہمارے مقابلہ میں لاؤ۔ تو ویسے اگر کوئی شخص ہمارے پاس اشتہار بھیجدے تو ہم اس تقسیم کرنے کے لئے اخلاقاً پابند ہیں فخر الدین صاحب ملتانی کے اعتراضات کے جوابات قادیانی احباب ہمارے پاس بھیجدیں ہم انہیں تقسیم کر دیں گے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مباحثہ راولپنڈی کی اشاعت

مباحثہ راولپنڈی کو ختم ہوئے ایک ماہ کے قریب ہو گیا ہے لیکن قادیانی جماعت کی طرف سے اس کی طباعت کیلئے جو مبلغ پچیس روپے پیشگی دئے جانے تھے۔ ابھی تک ادا نہیں ہوئے۔ اور قادیانی جماعت کا شرائط مباحثہ کی رو سے فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد مباحثہ کی اشاعت کیلئے روپیہ جمع کرا دے مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ قادیانی لوگ نہیں چاہتے۔ کہ یہ مباحثہ شائع ہو کیونکہ اس مباحثہ میں اس طائفہ غالیہ کو شکست ہوئی ہے۔ اور اس میں ان کے فرضی مصلح موعود کے پیرس میں ننگی میموں کے ناچ دیکھنے کا واقعہ قادیانی مباحث صاحب کے اپنے الفاظ میں زیر بحث آگیا ہے۔ یہ ایسے امور ہیں کہ غالباً قادیانی حضرات کبھی اس مباحثہ کی اشاعت کو پسند نہیں کریں گے۔ اور یہ تو ہم مان نہیں سکتے۔ کہ قادیانی جماعت کے پاس سو دو سو روپیہ اشاعت مناظرہ کے لئے نہ ہو لیکن اگر راولپنڈی کی جماعت کو واقعی یہ تکلیف ہو۔ تو ہم اس کا ایک حل بتا دیتے ہیں۔

ایک سو روپیہ انعام

دوران مناظرہ میں ہم نے مبلغ یک صد روپیہ اس غرض سے انعام مقرر کیا تھا کہ اگر مولوی اللہ دتا صاحب اربعین میں دکھا دیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متعلق کہیں "وحی نبوت" پانے کا ذکر کیا ہے۔ تو ہم انھیں ایک سو روپیہ انعام دیں گے۔ تو مولوی اللہ دتا صاحب نے کہا تھا۔ کہ میں استدلال کے ذریعہ ایسا ثابت کر سکتا ہوں جس پر ہم نے کہا تھا۔ کہ استدلال کرنے کا تو فریقین کو حق ہے۔ اس لئے اگر اس طرح آپ وحی نبوت کا ثبوت دینا چاہتے ہیں۔ تو یکصد روپیہ ہماری طرف سے اور یکصد آپ کی جماعت کی طرف سے ہو۔ اور یہ دو سو روپیہ اسے انعام دیدیا جائے جو ہم دونوں میں سے غالب آجائے۔ پس چاہیئے۔ کہ اشاعت مناظرہ کیلئے روپے کی کمی کو اس طرح انعام حاصل کر کے قادیانی جماعت پورا کرلے۔ اگر انہیں یقین ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے وحی نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ تو اس طرح مباحثہ کر کے انعام حاصل کر لے اور مولوی اللہ دتا صاحب نے تو یہ بتایا بھی تھا۔ کہ مولوی عمر الدین صاحب کو وحی نبوت کے متعلق انعام کی شرط لکھنے دو ہمیں بھی اشاعت مناظرہ کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے اس رقم سے مباحثہ چھپا دیا جائے گا۔ سو میں اب سہ بارہ مولوی اللہ دتا صاحب اور ان کے ہمخیال تمام علماء کو بڑے زور سے بلاتا ہوں۔ کہ وہ نکلیں اور ثابت کر کے دکھائیں۔ کہ مسیح موعود نے وحی نبوت کا دعوےٰ کبھی کیا؟ مگر ہم جانتے ہیں کہ وہ کبھی اور معہ منہ بھی نہ کریں گے۔

پچاس روپے انعام

اس یکصد روپے کے علاوہ ایک پچاس روپے کا انعام اور بھی مقرر کرتا ہوں۔ جو "خاتم النبیین" کے معنوں کے متعلق ہے

قادیانی جماعت کا دعویٰ ہے کہ خاتم کا لفظ جب جمع مذکر کے صیغہ کی طرف مضاف ہو۔ اور مقام مدح میں ہو۔ تو اس کے معنے کبھی ختم کرنے والے کے نہیں ہوتے بلکہ افضل یا اعلیٰ کے ہوتے ہیں۔ اس کے خلاف ہم نے حضرت مسیح موعود کے عربی کلام سے حضرت عیسیٰ کے حق میں

(۱) خاتم المرسلین (فی سلسلۃ الکلیمیۃ)
(۲) خاتم الانبیاء (بنی اسرائیل) } (خطبہ الہامیہ)

کے الفاظ کو پیش کیا ہے۔ اور بارہا پیش کیا ہے۔ اور ان الفاظ کے معنے بجز اس کے کہ عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے یا سلسلہ کلیمیہ کے آخری رسول ہیں۔ اور کچھ معنے نہیں بن سکتے۔ اور یہ دو مثالیں قادیانی دعوے کے ابطال پر نص صریح کی طرح ہیں۔ لیکن اگر مولوی اللہ دتا صاحب جن کو میں نے دہلی میں یہی محاورہ پیش کر کے جواب کیلئے کہا تھا اس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام پورا ہو گیا

(از ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب)

قادیان کے متعلق حضرت مجدد زمان کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس جماعت میں یزیدی پیدا ہوں گے۔ الہام تھا (اخرج منہم الیزیدیون) یزیدی کون تھے۔ ظاہر ہے کہ امت محمدیہ میں ایک شخص حضرت معاویہ کا بیٹا یزید تھا۔ وہ اپنے باپ کے بعد خلیفہ بن بیٹھا۔ کہتے ہیں کہ وہ فاسق تھا زانی تھا شرابی تھا۔ غاصب تھا خلیفۃ اللہ ہونے کا مدعی تھا۔ اپنے مخالفین کے لئے سخت ظالم تھا چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت امام حسین نے اس کی بیعت نہ کی تو ان پر حملہ کیا۔ اور ایسی حالت میں جب وہ اکیلے تھے۔ انکا پورے طور پر بائیکاٹ کرا دیا گیا۔ صحرائے کربلا میں مسلمانوں کو مجبور کیا گیا کہ ان سے سلام و کلام جائز نہ رکھیں۔ ان کے کھانے اور ان کے سامان خورد و نوش کو روک دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا پانی نہر فرات میں سامنے بہ رہا تھا لیکن اس ظالم نے ان کے معصوم بچوں کو اور نیک و پاک خواتین کو پیاسے مرتے دیکھا لیکن ایک گھونٹ پانی کا دریا سے لینے کی اجازت نہ دی

حضرت امام حسینؓ کو اسی کے افسروں نے جو کلمہ گو تھے اپنے ہاتھوں شہید کیا۔ حکم الٰہی (من یقتل مومنا [illegible]) کی کچھ پرواہ نہ کی۔ الغرض تاریخ میں یزیدی طبع لوگوں کی مذکورہ بالا واقعات نے تشریح فرمائی ہے پس حضرت اقدس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا یہ الہام کرنا بتاتا ہے کہ آپ کی جماعت میں سے کوئی شخص پیدا ہو گا جو آپکی وصیت کو خدا کے خلیفہ کی جانشین انجمن ہے اس کو غصب کرے گا۔ اور خود مدعی خلافت ہو جائے گا۔ اس کے اخلاق اور اس کے مصاحبوں کے وہی ہونگے جو کہ یزید اور یزید کے وزراء اور ساتھیوں کے تھے چنانچہ واقعات ثابت کرتے ہیں۔ کہ آجکل جو خلافت قادیان میں قائم ہے، وہ احمدیوں کے ساتھ وہی نقشہ پیش کر رہی ہے جو یزید نے آغاز اسلام میں مسلمانوں کے درمیان پیدا کیا تھا۔ سب سے پہلا کام جو اس مدعی خلافت نے کیا، وہ یہ تھا۔ کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ نے جو وصیت کی تھی۔ کہ اس کے بعد انجمن اس کی جانشین ہے۔ اس کو بدل کر انجمن کو توڑ دیا اور خود قرآن کے حکم (امرھم شوریٰ بینھم) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے با اختیار خلیفہ بن بیٹھا۔ اور مسجد کے ممبروں پر کھڑا ہو کر یہ جھوٹا دعویٰ کرنا شروع کر دیا کہ وہ کل جماعت احمدیہ کا مطاع ہے۔ حالانکہ ساری جماعت احمدیہ نے اسے اپنا پیر نہیں مانا۔ اور جنہوں نے مانا۔ انھوں نے دھوکا کے ماتحت مجدد زمان کا لحاظ کر کے ہی وابستہ تھے۔ اس کے بعد جو لوگ اس سے علیحدہ رہے۔ ان کو مختلف ناجائز طریقوں سے تنگ کرنا شروع کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سلسلے میں امن پانے کیلئے قادیان کو چھوڑ کر لاہور چلے گئے۔ ان میں سے اکثر حضرت مسیح موعودؑ کے خاص الخاص احباب تھے۔ اور حضرت مجدد زمان کے بہت پیارے دوست تھے یہیں تک نہیں۔ ان کو حضرت امام حسینؓ کی طرح فاسق اور قابل قتل ہونے کے فتوے جاری کر دئے۔ اسی طرح سے یعنی یزید کی طرح جس نے نبی کریمؐ کے لخت جگروں پر قتل کا حکم دیا۔ اسی طرح اس غاصب نے حضرت مرزا صاحب کے لخت جگروں پر اس قسم کے سخت فتوے صادر کئے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ وہ وقت کا بادشاہ تھا۔ اور اس خلیفے کو ظاہری اختیار نہ تھے۔ چنانچہ اس کی خواہش نفسانی سے شیطانی افکار کے ماتحت اس کو الفاظ ہوا (الیمز قنھم کل ممزق) یعنی ان لوگوں کو جو اس کے اعتقادات کے مخالف ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا۔ اتنا نہیں سوچا کہ وہ اس کے باپ کے مایہ ناز دوست تھے۔ اور سلسلہ احمدیہ کے جانثار راکین اور حضرت اقدس مرزا صاحب کی ساری عمر کی کمائی کا نچوڑ اگر ہیں۔

دلیل اور تباہ ہونے کے قابل ہو گئے۔ تو مرزا کی حیثیت باقی کیا رہ گئی اور خاصکر اس حالات میں کہ حضرت صاحب خدا سے علم پا کر یہ فرما گئے ہوں، کہ لاہور میں ہمارے پاک ممبر ہیں جو کسی وقت لاہوری جماعت بننے کی طرف اشارہ تھا۔ اس کے بعد یہ محسوس کرتے ہوئے کہ یہ جھوٹی خلافت کوئی جسمانی اختیارات ہمارے سلسلہ پر نہیں رکھتی۔ قادیان کے رہنے والوں کیلئے اس نے ایسے سامان پیدا کر دئے کہ ان میں سے کوئی بھی آئندہ باوجود اس کے عیوب کے دیکھنے کے اُف نہ کر سکے۔ اور اس طرح برطانوی گورنمنٹ کے مقابل قادیان میں نئی حکومت کی بنیاد ڈالی جس کیلئے احراریوں کے مقدمات شاہد ہیں۔ اس کے بعد مستریوں کی طرف سے آپ کے چلن کے متعلق کچھ انکشافات ہوئے اور انہوں نے آپ سے جواب طلبی کی۔ تو انکے متعلق اپنے کل مریدوں کو بائیکاٹ کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ ان کے جان و مال خطرے میں پڑ گئے مکان جل گئے۔ اور مجبوراً انہیں قادیان کو چھوڑنا پڑا۔ انکے خاندان کے کل ممبر سلسلے سے علیحدہ کر دئے گئے مولوی عمر الدین جیسے باوفا مریدان سے کٹ گئے۔ اور (لیمزقنھم) والی پیشگوئی ان کے اپنے اوپر صادق آگئی۔ یہی نہیں جو ان کا مخلص مرید بھی آزاد رائے رکھتا ہے ان کے چلن پر اعتراض کرتا ہے۔ اس پر فوراً اس بائیکاٹ کا حربہ چلایا جاتا ہے۔ جو یزید پلید نے امام حسینؓ اور آپ کے بال بچوں پر چلایا تھا چنانچہ حال کا فخر الدین ملتانی کا اشتہار اس مماثلت کو ثابت کرنے کے لئے جو میاں محمود اور ان کے ساتھیوں کو یزید سے ہے۔ ایک بین ثبوت ہے جو اس امر پر مہر لگاتا ہے۔ کہ وہ الہام جو حضرت مسیح موعودؑ کو ہوا۔ کہ قادیان سے یزیدی طبع لوگ نکلیں گے۔ وہ اسی غاصب دنیا دار خلیفے میاں محمود پر پورا پورا صادق آتا ہے۔

سب جانتے ہیں۔ کہ میاں محمود کے ساتھ فخر الدین ملتانی کو کس قسم کا عاشقانہ تعلق تھا۔ جو کہ اس کے اس اشتہار سے جو اس نے آج سے دو سال پہلے احمدیوں کے خلاف لکھا تھا ظاہر ہوتا ہے۔ وہ شخص جب ایک سچی شہادت کسی امر کے متعلق دیتا ہے جس میں میاں محمود اور اس کے بھائی صاحبان کسی اخلاقی جرم کے مرتکب ثابت ہوتے ہیں۔ اس پر بائیکاٹ کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور جس طرح یزید نے کہا تھا۔ کہ اس نے اپنے افسروں کو حضرت امام حسینؓ کو پکڑ کر لانے کا حکم دیا تھا۔ اور قتل کا حکم نہ دیا تھا۔ اسی طرح میاں محمود بھی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اس نے صرف سلام و پیام سے روکا تھا لیکن جو اس کا نتیجہ نکلتا ہے۔ اور جو اس کے حواریوں کا عمل ہے۔ وہ جیسا اس نے اپنے اشتہار میں لکھا۔ یہ ہے۔ کہ اس کے معصوم بچے کا دودھ روک دیا گیا اس کی ملازمہ کو حرم میں آنے جانے سے منع کر دیا۔ اس کے اردگرد پہرہ لگا دیا تاکہ اس کا کوئی عزیز اس کے ساتھ ہمدردی نہ کر سکے۔ اور اشیائے خورد و نوش اس کے پاس بھیجنا بند کر دیا گیا۔ خلیفے کے روحانی اثر سے فیض یافتہ اس کے گھر میں نقب لگاتے ہیں۔ غنڈے اس کی بیوی بچوں کے سامنے ننگے دھڑنگے ناچتے ہیں۔ اس کے مکان کے کرایہ داروں کو مکان خالی کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ الغرض اس پر اور اس کے خاندان پر زندگی وبال کر دی گئی ہے۔ اور اس بیسویں صدی کے روشن زمانے میں اور گورنمنٹ برطانیہ کی حکومت کے زیر سایہ سوائے قتل کے اور سب ذرائع جو یزید نے شہدائے کربلا سے کئے۔ پیدا کر دئے۔ قتل کا اختیار نہیں اب بتائیے کہ کون عقلمند دانا ہے جو شک کرے کہ حضرت مسیحؑ کا الہام اپنی کسی جلی جھت کی تو [illegible] نہیں ہو رہا [illegible]

اور غیر از جماعت لوگوں کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ موجودہ واقعات کے ہوتے ہوئے اس الہام کو باطل ثابت کریں۔

پھر سوال پیدا ہوا کہ عبدالرحمن مصری جو ان کا جانثار مرید تھا۔ اور جو تیس سال سے مدرسہ احمدیہ کا جس میں مبلغین سلسلہ تیار ہوتے ہیں ہیڈ ماسٹر تھا جب ان کے چلنوں میں نقص دیکھتا ہے جو پاک لوگوں کے خلق کے منافی ہے تو وہ انہیں نصیحت کرتا ہے۔ کہ وہ اپنی اصلاح کریں کیونکہ جب ایک طرف آپ اللہ کا خلیفہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور مسجد میں کھڑے ہو کر بڑے بلند آہنگ الہام سناتے ہیں۔ اور ملہم ربی ہونے کے مدعی بنتے ہیں۔ اور دوسری طرف آپ کے چلن ایسے ذلیل ہیں تو جماعت کے لوگ اور خاصکر تعلیم یافتہ گروہ ان باتوں کو دیکھ کر سمجھ لیتا ہے کہ پہلے مامورانِ الٰہی اور نبی بھی اس قسم کی ڈینگیں مارنے والے لوگ ہوں گے اور اس سے وہ خدا کی ذات سے بھی منکر ہو رہے ہیں۔ تو آپ بغیر اپنی اصلاح کرنے کے اس بےچارے کو بھی ہیڈ ماسٹری سے موقوف کر دیتے ہیں۔ اور اس کا بائیکاٹ بھی فخر الدین ملتانی کی طرح جاری ہے [illegible] وہ شخص کل تک نہایت ہی نیک و پاک تھا۔ اس کو ناپاک ثابت کرنے کے ریزولیوشن پاس کرائے جا رہے ہیں۔ اس طرح سے اس یزیدی گروہ کے ذریعے سینکڑوں مثیل حسینؓ پیدا کئے جا رہے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے فرمایا۔

کربلا ایست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

ضروری تھا۔ کہ آپ کی جماعت سے ایک غاصب ظالم خلیفہ یزید طبع پیدا ہوتا۔ تاکہ امت محمدیہ اور جماعت احمدیہ میں حسینؓ کی طرح مظلوم اور حق کی تائید کرنے والے بھی پیدا کئے جائیں۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر المومنین ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں آپ کی طبیعت ابھی تک بکلی درست نہیں ہوئی۔ احباب دعا فرماتے ہیں۔

—— مقام مسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اخویم سید رحمت علی شاہ صاحب لاہور کو دختر عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ننھے سے وجود کو والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

—— اخویم محمد اسلم خانصاحب تا حال میو ہسپتال میں بیمار ہیں۔ نصیر احمد ولد شیخ محمد نصیب اور منیر احمد بھی بیمار ہیں۔ سید محمد امین گیلانی کو بھی بخار کی شکایت ہے۔ احباب سب کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

—— نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ برادرم پروفیسر حبیب الرحمٰن صاحب خلف الرشید مرزا خدا بخش مرحوم کے ہاں بچہ پیدا ہو کر چند گھنٹے کی حیات مستعار کے بعد رحلت فرما گیا۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے والدین اور دیگر اعزہ سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہم البدل عطا فرمائے۔

—— ہمارے ایک دوست کو ٹیوشن کی ضرورت ہے جماعت ہشتم تک پڑھا سکتے ہیں جس دوست کو لاہور میں اپنے بچوں کو تعلیم دلانا مقصود ہو۔ توجہ فرمائیں۔ معرفت مولوی عزیز بخش صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

—— اخویم حکیم خورشید عالم صاحب سیالکوٹ کی اہلیہ محترمہ گذشتہ دو ماہ سے بیمار تھیں تاحال بیمار تھیں۔ خدا کے فضل سے رو بصحت ہیں۔ اس خوشی میں انہوں نے پانچ روپے بطور شکرانہ انجمن کو عطا فرمائے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مریضہ کو شفائے عاجل عطا فرمائے احباب دعاؤں میں یاد رکھیں۔

سید اختر حسین گیلانی آجکل اوده پور (رجپوتانہ) اور اس کے گرد و نواح کا دورہ فرما رہے ہیں۔

راولپنڈی میں غیر مبائعین کے ساتھ کامیاب تحریری مناظرہ پر ایک تنقیدی نظر

(از خواجہ محمد عبداللہ صاحب راولپنڈی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

تفہیمات ربانیہ کے حوالہ کا ذکر کرکے سیکرٹری صاحب نے خواہ مخواہ اپنی پردہ دری کروانی چاہی ہے۔ لہذا ہمیں اس پر روشنی ڈالنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے مصلح موعودؓ کے مسئلہ کے دوران میں مکرم سید اختر حسین صاحب گیلانی نے مولوی اللہ دتا صاحب کی کتاب تفہیمات ربانیہ کے حوالے سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ان کا اپنا مذہب بھی جو کتاب میں مذکور ہے۔ ان کی موجودہ روش کے خلاف ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب کے مطالبہ پر اصل حوالہ بھی پرچہ میں درج کردیا گیا۔ اس پر مولوی اللہ دتا صاحب نے اصول مناظرہ کے خلاف اپنے آخری پرچہ میں جس کے جواب میں ہم کچھ بھی تحریر نہیں کرسکتے تھے کیونکہ آخری پرچہ محمودی مناظر کا تھا۔ ایک چیلنج دے دیا کہ اگر سید اختر حسین صاحب میری کتاب میں سے اپنے بیان کی تائید ثابت کردیں۔ تو مبلغ دس روپیہ انعام لیں۔ اب ہمارے لئے اس کے سوا چارہ نہیں تھا کہ اصل کتاب شام کے بعد پرچہ سنانے کے وقت ہال میں لے جائیں اور مولوی اللہ دتا صاحب کے مطالبہ کو پورا کریں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ہمنے مناظرہ کے ہال میں تمام پبلک کے سامنے مولوی اللہ دتا صاحب کو کہا۔ کہ ہم آپ کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے آپ کی کتاب سے جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہے حوالہ مذکور تمام پبلک کے سامنے پڑھ کر سنانے کو تیار ہیں کیا آپ اس کو منظور کرتے ہیں؟ ہمارا یہ کہنا تھا۔ کہ مولوی اللہ دتا صاحب دم بخود ہوگئے۔ اور تمام محمودیوں میں ایک شور محشر برپا ہوگیا مولوی اللہ دتا صاحب نے اپنے آپ کو اس ذلت سے بچانے کے لئے یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ وہ اسوقت حوالہ سننے کے لئے تیار نہیں کل لکھ کر بھیج دو ہماری طرف سے اصرار ہوا کہ یہی موقعہ ہے کہ اس بات کا فیصلہ ہوجائے۔ ورنہ جو کچھ لکھ کر بھیجنا تھا وہ ہم نے لکھ کر بھیج دیا تھا نیز غیر از جماعت حضرات نے جو اس وقت مناظرہ کے ہال میں موجود تھے ہمارے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے کہا۔ کہ حوالہ اسی وقت سنانا چاہیئے۔ اس سے بہتر اور کوئی موقعہ اس بات کے تصفیہ کا نہیں ہو سکتا۔ مگر محمودی مناظر حوالہ نہ سننے پر مصر ہوگئے۔ اور معاملہ کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ کل لکھ کر بھیجدو جس کا مطلب صرف یہی تھا۔ کہ پبلک کے سامنے ان کی رسوائی نہ ہو۔ کیا کوئی محمودی ہے۔ جو اس واقعہ کا انکار کرنے کی جرأت کرسکے؟ اس کا مزید ثبوت کہ وہ مناظرہ کے ہال میں تمام پبلک کے سامنے حوالہ سننے کو اپنی ذلت اور رسوائی خیال کرتے تھے۔ یہ ہے۔ کہ جماعت محمودیہ کے ایک معتبر رکن نے بیان کیا۔ کہ چونکہ تفہیمات ربانیہ کے حوالہ میں صراحت موجود نہ تھی۔ اور چونکہ عوام الناس عام طور پر جاہل ہوتے ہیں۔ اور ایسے حوالہ جات انکی سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں۔ نیز حوالہ میں صراحت نہ ہونے کی وجہ سے غیر مبائعین بھی اس سے اپنا مطلب نکال سکتے تھے۔ لہذا تمام پبلک کے سامنے وہ حوالہ پڑھ کر نہ سنایا گیا۔ ایک طرف یہ بیان اور مذکورہ بالا واقعہ اور دوسری طرف موقعہ گزرجانے کے بعد اخبار میں اپنی فتح کا ڈھول پیٹنا۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد والا معاملہ ہے۔

مولوی عمرالدین صاحب کے متعلق بھی بہت غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ کہ انھوں نے کہا ہے۔ کہ مولوی صاحب میں نے آپ کے پرچے پڑھے ہی نہیں۔ تو جواب کیا دیتا۔ یہ بات تو پرچہ جات چھپنے پر معلوم ہوجائے گی۔ کہ مولوی عمرالدین صاحب نے مولوی اللہ دتا صاحب کے پرچہ جات کا جواب کیسے اصولی اور مدلل رنگ میں دیا ہے۔ یہ الگ امر ہے کہ وقت کی قلت اور زود نویس نہ ہونے کی وجہ سے کسی بات کا جواب رہ گیا ہو۔ یا ہر ایک حوالہ کا اصلی طور پر جواب دینے کے بعد اس پر مفصل بحث نہ کی گئی ہو۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے۔ کہ مولوی اللہ دتا صاحب نے بھی جن کو اپنی زود نویسی اور طویل نویسی پر بڑا ناز ہے کئی باتوں کا جواب نہیں لکھا۔ یا اگر لکھا تو اس پر مفصل بحث نہ کرسکے۔ بلکہ آخری دن جبکہ کفر و اسلام پر بحث تھی مولوی اللہ دتا صاحب نے بہت سی باتیں بغیر پرچہ جات پڑھنے کے ہی لکھ دیں چنانچہ ہمارے پہلے پرچہ کے جواب میں انہوں نے اپنا پرچہ بالکل مدعیانہ حیثیت سے لکھنا شروع کردیا۔ حالانکہ اس پرچہ میں مدعیانہ حیثیت ہماری تھی۔ بہرحال مولوی عمرالدین صاحب کے متعلق یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کہ انھوں نے پرچہ جات کو بالکل پڑھا ہی نہیں۔ اور جواب دیتے رہے۔ اصل بات یوں ہوئی تھی کہ پرچہ جات سنانے کے وقت مولوی اللہ دتا صاحب کے بار بار کہنے پر کہ مولوی عمرالدین صاحب نے میرا پرچہ پڑھا ہی نہیں مولوی عمرالدین صاحب نے مزاحاً فرمایا۔ کہ میں نے تمہارا پرچہ پڑھا تو نہیں۔ مگر تمہاری مالش ساتھ ساتھ کئے جاتا ہوں۔

آخر میں جناب نامہ نگار صاحب ارشاد فرماتے ہیں "آخری روز یعنی ۲۶ر جون کو غیر مبائعین کے مایۂ ناز مسئلہ کفر و اسلام پر مناظرہ ہوا" کیوں صاحب! غیر مبائعین کے مایۂ ناز مسئلہ کفر و اسلام سے آپ کی کیا مراد ہے؟ کیا "غیر مبائعین" کے لئے یہ مسئلہ اس لئے مایۂ ناز ہے کہ اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوے سے انکار کرنے والوں کو ہرگز ہرگز کافر نہیں کہا۔ اور چونکہ آپ کے دعویٰ سے انکار کرنیوالے کافر دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ لہذا آپ نبی بھی نہ ہوئے۔ اور کیا آپ کے لئے یہ مسئلہ اس لئے مایۂ ناز نہیں ہے کہ آپ مذکورہ بالا بات کی تردید نہیں کرسکتے اور انشاء اللہ قیامت تک نہیں کرسکیں گے۔ تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ میری دلی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے صحیح مقام کے شناخت کرنے کی توفیق بخشے۔ تاکہ آپ کے لئے یہ مسئلہ (حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعویٰ سے انکار کرنے والوں کو کافر دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہا) مایۂ ناز بن جائے۔ آمین ثم آمین۔

یہ ایک نہایت ناشکر گزاری ہوگی۔ اگر میں اپنے محترم دوست دیوان چند سکرٹری برہمو سماج کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے ہم جیسے ناچیز انسانوں کی درخواست کو قبول فرماکر ہمیں اپنا ہال عنایت فرماکر ہمیں ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائی۔ ماسٹر صاحب موصوف کے اخلاق حمیدہ کا ہر کہ ومہ معترف ہے۔ میں پھر اپنے دل کی گہرائیوں سے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ۔ والسلام

پیغام صلح کی توسیع اشاعت ہر احمدی کا فرض ہے

"لفظ خاتم النبیین اور اسکی حقیقت"

ڈاکٹر شفیع احمد صاحب کا چیلنج منظور،

"ھل مبارز منکم"

(سید اختر حسین صاحب گیلانی کے قلم سے)

کل مجھے ڈاکٹر شفیع احمد صاحب قادیانی دہلوی کا ایک خط ملا۔ جس کے ساتھ انہوں نے ایک ٹریکٹ "ختم نبوت۔ ایک جدید قسم کی بحث" بھی ازراہ کرم ارسال کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو ٹریکٹ "خاتم النبیین کی حقیقت" میرے مخدوم و مکرم قبلہ خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کی معرفت پہنچا جس پر ڈاکٹر صاحب نے ازراہ کرم مجھے بھی اپنا ایک ٹریکٹ ارسال فرمادیا ہے۔ جو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کس زمانہ میں انہوں نے تصنیف فرمایا۔ اگرچہ قادیان کے نام نہاد متکبر علماء ابھی تک دم بخود ہیں اور اس مسئلہ پر قلم اٹھانے کی جرأت نہیں کرسکے۔ مگر میں اس امر میں بھی صحیح نہیں سمجھتا کہ ان کے فرض کو ادا کرنے کے لئے ڈاکٹر شفیع احمد صاحب کھڑے ہوں۔ میں اس امر پر اظہار افسوس سے نہیں رہ سکتا کہ ڈاکٹر شفیع احمد صاحب نے میرے مضمون "خاتم النبیین کی حقیقت" کو پڑھا ہی نہیں اور اگر پڑھا ہے تو میرا دعویٰ ہے کہ سرسری نظر سے پڑھا ہے۔ ورنہ مجھے اس کے جواب میں وہ مضمون ارسال نہ کرتے جس کا مکمل اور مفصل جواب میرے ٹریکٹ میں ہی موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے خط میں بھی اس چیلنج کا اعادہ کیا ہے جو ان کے ٹریکٹ مذکور کے صـ پر ان الفاظ میں درج ہے۔

"میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر عقیدہ کو نکال کر محض ادبی اور علمی رنگ میں کوئی شخص کسی عالم کے قول سے کسی شاعر کے قول سے کسی لغات (یعنی کسی لغت کی کتاب۔ ناقل) میں کسی کتاب میں، کسی نظم میں کسی نثر میں یا زمانہ جاہلیت کا کوئی محاورہ کسی کافر کسی یہودی کے قول سے بھی کوئی شخص خاتم کا ایک بھی محاورہ السا بتادے کہ جس میں خاتم کا لفظ کسی ذی روح کے واسطے مدح کے مقام میں نہ سہی مقام مذمت میں بھی دکھا دے۔ جس کے معنے منقطع کر دینے کے ہوں تو ایک ہزار روپیہ انعام دونگا۔"

مجھے یہ چیلنج منظور ہے میں اسی چیلنج کا جواب زبانی یا تحریری طور پر جس طرح ڈاکٹر صاحب چاہیں دینے کے لئے تیار ہوں۔ چونکہ انہوں نے خط میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ایک ہزار روپیہ بنک میں داخل کرانے کیلئے تیار ہیں۔ اس لئے داخل کرادیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے خط میں مخدومی میاں محمد صادق صاحب کا حوالہ دیا ہے۔ اور جب کہ مجھے ذاتی طور پر علم ہے انہیں ہر طرح میاں صاحب ممدوح پر اعتماد حاصل ہے میں اپنی طرف سے میاں صاحب کو تجویز کرتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب ان کی وساطت سے روپیہ بنک میں داخل کرادیں اور منصفوں کا تقرر کرلیں جو اس مسئلہ میں اپنا فیصلہ سنائیں گے۔ جو کچھ میاں صاحب طے کریں گے مجھے منظور ہوگا۔ میں خود دہلی آنے کے لئے تیار ہوں ڈاکٹر صاحب اپنے چیلنج پر قائم رہیں اور اپنے علماء فضلاء و دیگر علماء ادباء اور ان کے علاوہ جس جس سے چاہیں مدد لے لیں۔

قبلہ مولوی عمرالدین صاحب شملوی سے بھی میری گذارش ہے کہ چونکہ ڈاکٹر صاحب نے ایک ہزار روپیہ کا چیلنج دیا ہے اور اس سے مغالطہ پھیلنے کا احتمال ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا امور کے متعلق ڈاکٹر صاحب سے گفتگو کرکے خاکسار کو مطلع کریں۔ ورنہ ان کے ایک ہزار

روپیہ کے انعام کی حقیقت کا ہمیں اچھی طرح علم ہے۔

نوٹ:۔ ڈاکٹر صاحب کی علمی تحقیق کا اندازہ جناب اس سے لگا لیں کہ انہوں نے اس بات کے ثابت کرنے میں کہ آخر کے معنے آخری نہیں آخَر (بفتح الخاء) کی مثالیں دی ہیں، مثلاً "یأت بآخرین" (النساء) یعنی "دوسروں کو لے آئے"۔ آخِر اور آخَر میں زمین و آسمان کا فرق ہے مگر وہ "آخِر" کے سوال پر آخَر (بفتح الخاء) کی مثال دیتے ہیں۔ اس پر جانشین کے قرآنی مولوی فاضل کو اپنے مخصوص انداز میں داد دینا چاہئیے کیونکہ ان کے لئے بہت حد تک رستہ صاف ہو گیا ہے۔ علمیت کی یہ کمی درحقیقت ایک سزا ہے جو ان لوگوں کو اپنے غیر صالح عقائد و اعمال کے طفیل ملی ہے۔

وزیر آباد ۲۰ جولائی۔ اختر حسین گیلانی

(بقیہ صفحہ ۲)

میں لگ جائیں۔ ایسے عبرتناک انجام کی خواہش تو ہر مسلمان کے دل میں ہونی چاہئیے اس سے بڑا نا قادیانی منطق کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔

مگر کبھی اپنے عبرتناک انجام پر بھی غور کیا؟ حضرت مسیح موعود نے کس بلند مقام پر کھڑا کیا تھا کہ قرآن کو دنیا میں پہنچاؤ تعلیم اسلام کو دنیا میں روشن کرو۔ مگر یہ قوم سیاست کی دلدل میں اس طرح پھنسی کہ اب قدم نیچے ہی نیچے جا رہا ہے۔ یہاں کامیابی اور ناکامی کا معیار ہی الگ ہے بڑے بڑے بلند دعوے کئے جاتے ہیں کہ ہمارے دشمن سب ناکام ہو گئے اور ناکام ہو جائیں گے اور ہم کامیاب ہو گئے اور کامیاب ہو جائیں گے مگر اس کامیابی اور ناکامی کا کوئی معیار؟ جماعت احمدیہ کی کامیابی تو یہی تھی کہ جس ولولہ اور جذبہ کو لیکر اس کا بانی اٹھا تھا کہ میں خدا کے آخری پیغام کو دنیا میں پہنچاؤں گا اور کسر صلیب کر کے یورپ اور امریکہ میں اسلام کو پھیلاؤں گا۔ اور اسلام کو دنیا پر غالب کر کے دکھاؤں گا۔ اس کام کو دن بدن قوت ملتی۔ مگر یہ تو تب ہوتا جب "۹۰ فیصدی" جماعت بھی "دو فیصدی" لیمزا قنہم کی مصداق جماعت کی طرح اپنی توجہات صرف اسلام کی طرف رکھتی۔ واقعات تو آخر واقعات ہیں کب تک ان کی طرف سے آنکھیں بند رہ سکتی ہیں۔ اشاعت قرآن اور تبلیغ اسلام کے میدان میں جس کام کو صفر کے برابر اور کامیابی کا ڈھنڈورا دن رات پٹ رہا ہے۔ کہاں ہے وہ قادیانی جماعت کا لٹریچر جس کے سامنے دنیا کی گردنیں جھک رہی ہوں جس طرح حضرت مسیح موعود کے لٹریچر کے سامنے جھک گئی تھیں۔ مسیح موعود کا کام تو چھوڑ دیا اب نام کی لکیر کو پیٹنے سے کیا حاصل۔ یہ نہ سہی۔ آریہ سماج کی طرح ہی کام کیا ہوتا تو مسلمان قوم میں ہی کچھ قوت پیدا ہوتی۔ کہاں وہ ۱۹۱۴ء کے دعوے کہ ہم یوں سکول جگہ جگہ قائم کریں گے اور یہ کریں گے اور وہ کریں گے اور کہاں یہ حالت کہ ایک ہائی سکول جو کامیابی کے مقام پر اختلاف کے وقت ۱۹۱۴ء میں پہنچا ہوا تھا۔ اس پر بھی قائم نہ رہا۔ کون کون سی قومی عمارتیں ۱۹۱۴ء کے بعد بنی ہیں جن کا نام تو لو۔ قصر خلافت اور قصر وزارت کا نام نہ لو۔ وہ ذاتی جائیدادیں ہیں۔ کیوں تئیس سال کے لمبے عرصہ میں ایک کالج بھی نہ بن سکا۔ حالانکہ ۱۹۱۴ء سے پہلے اس کی بنیاد بھی پڑ چکی تھی۔ کیوں پانچ سات ہائی سکول بھی قائم نہ ہو سکے۔ مقبرہ بہشتی کے لاکھوں روپے اور چندوں کے کروڑوں روپے کیا سیاست کی دلدل میں غرق نہیں ہوئے تو کروڑوں کی تعداد میں قومی روپے کو برباد کر کے اور تھوڑی تھوڑی جائیدادیں پیدا کر کے اسے کامیابی قرار دینا یہ قادیانی منطق اسی وقت تک کام دے سکتی ہے جب تک تقلید کی پٹی آنکھوں پر بندھی ہوئی ہے۔ والسلام

خاکسار
محمد علی

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بیگ ولد سلطان ذات سیال سکنہ لدھو رحمانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ ۱ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۴/۶/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۲۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام محمد ولد الہ یار ذات بلوچ سکنہ چاہی خورد تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ ۲ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۴/۶/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد خان ولد لکھو خان ذات بلوچ سکنہ ٹکہ بلوچ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ ۳ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱/۶/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۴ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد چوغطہ ذات بھروانہ سکنہ بھروانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ ۴ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۴/۶/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیان اللہ یار، سرفراز، سردار خان ولد محمود خان ذات بلوچ سکنہ شاہ محمود تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ ۱ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۵/۶/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی فضیلا ولد صلابت ذات رہان سکنہ چک نمبر ۲۷۶ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ ۲ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۱/۶/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد بخش ولد صاحب ذات بھروانہ سکنہ بھروانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ ۴ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۴/۶/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۴ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسماۃ غلام زہرہ بیوہ غلام حسین ذات ترک سکنہ ساجر کلاسن تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ ۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۷/۶/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۵ لاہور - یوم جمعۃ المبارک مطبوعہ ۲۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء نمبر ۸۷

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حقیقی نیکی کس طرح حاصل ہو

دولتمند اور متمول لوگ دین کی خدمت اچھی طرح کر سکتے ہیں اسی لئے خدا تعالٰی نے وممارزقنٰھم ینفقون متقیوں کی صفت کا ایک جزو قرار دیا ہے یہاں مال کی کوئی خصوصیت نہیں ہے جو کچھ اللہ تعالٰی نے کسی کو دیا ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے مقصود اس سے یہ ہے کہ انسان اپنے بنی نوع کا ہمدرد اور معاون بنے اللہ تعالٰی کی شریعت کا انحصار دو ہی باتوں پر ہے تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ پس ممارزقنٰھم ینفقون میں شفقت علی خلق اللہ کی تعلیم دی ہے۔ دینی خدمات کیلئے متمول لوگوں کو بڑے بڑے مواقع مل جاتے ہیں۔ ایک دفعہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روپیہ کی ضرورت بتلائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر کا کل اثاثہ لیکر حاضر ہو گئے آپ نے پوچھا ابوبکر! گھر میں کیا چھوڑ آئے۔ تو جواب میں کہا کہ اللہ اور رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نصف لے آئے آپ نے پوچھا گھر میں کیا چھوڑ آئے۔ تو جواب دیا۔ کہ نصف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ابوبکر و عمر کے فعلوں میں جو فرق ہے۔ وہی ان کے مراتب میں فرق ہے۔

دنیا میں انسان مال و دولت سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیدیا ہے تو اس سے مراد مال ہے یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقا اور ایمان کے حصول کیلئے فرمایا لن تنالوا البر حتٰی تنفقوا مما تحبون حقیقی نیکی کو ہرگز نہیں پاؤ گے جبتک کہ تم عزیز ترین چیز خرچ نہیں کرو گے کیونکہ مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے اور ابنائے جنس اور مخلوق الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی چیز ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جسکے بغیر ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا جبتک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کیلئے ایثار ضروری شے ہے۔ اور اس آیت لن تنالوا البر الخ میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔

پس مال کا اللہ تعالٰی کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقوٰی شعاری کا معیار اور محک ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی۔ اور وہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔ (الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر ست و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ یوم جمعۃ المبارک ۲۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ ہجری نمبر ۴۷

حکومت ــــــــ صلاحیت

دنیا میں ہر قوم اس بات کی متمنی ہے۔ کہ اس کی اصلاح بھی ہو جائے اور حکومت جیسی نعمت بھی اسے حاصل ہو جائے مگر اس بات کے متعلق اختلاف چلا آرہا ہے۔ کہ حکومت حاصل کر کے اصلاح کو عمل میں لایا جا سکتا ہے یا کہ اصلاح کے ذریعہ حکومت دستیاب ہو سکتی ہے۔

اول الذکر گروہ کا خیال ہے کہ جب تک حکومت ہاتھ میں نہ ہو اس وقت تک عوام کی بہتری کے لئے نہ تو قوانین رائج کئے جا سکتے ہیں۔ اور نہ ہی قوم کی بہتری کے لئے کوئی قدم اٹھایا جا سکتا ہے جیسا کہ ہم آئے دن تمام ممالک میں دیکھتے ہیں۔ یہ بات بہت حد تک درست معلوم ہوتی ہے مگر یہاں یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ یہ حکومت حاصل کس طرح ہو اس کا جواب یہی ہوگا۔ کہ پہلے قوم میں حکومت حاصل کرنے کی صلاحیت تو پیدا کرو۔

تو واضح ہے کہ مقصود بالذات حکومت نہیں صلاحیت کا پیدا کرنا ہے قوم کو اصلاح کی شاہراہ پر ڈالنا ہے جس کا لازمی نتیجہ حکومت ہے۔ یہ تو ممکن ہے۔ کہ ایک قوم حکومت کے نصب العین کو سامنے رکھ کر جد و جہد کرے۔ اور ناکام رہے۔ مگر یہ قطعاً ناممکن ہے۔ کہ کوئی قوم اپنی اصلاح میں تگ و دو کرے اور وہ حکومت حاصل نہ کرے کیونکہ حکومت تو اصلاح کا لازمی ثمر ہے۔ ہاں اصلاح کی انتہا حکومت نہیں ہے۔ ورنہ حکومت حاصل ہونے پر اصلاح کا دروازہ بند ہو جائے لیکن یوں نہیں ہوتا بلکہ حصول حکومت کے ساتھ ہی اصلاح کا میدان زیادہ وسیع اور گرم ہو جاتا ہے۔ اور اس صورت میں حکومت بھی اصلاح کے اس مقام کے حصول کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔ جہاں آکر نسل انسانی دار السلام یعنے مکمل امن و سلامتی میں اپنے آپ کو محسوس کرے اور ہر طرف سلام سلام کی صداؤں کے سوائے کچھ نہ سنائی دے۔

اسلام بھی ایک ایسا ہی اصلاحی دستور العمل پیش کرتا ہے جس پر کاربند ہونا انتہائی منزلوں تک پہنچاتا ہے۔ اگرچہ اس کے اصول پر انفرادی حیثیت سے بہت حد تک عمل کیا جا سکتا ہے۔ مگر صحیح معنوں میں مکمل عمل حکومت کے بغیر غیر ممکن ہے۔ لیکن اس حکومت کا حاصل ہونا بھی تا کہ قوانین اصلاح پر عمل ہو سکے۔ صلاحیت کا محتاج ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

"اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے۔ اور اچھے عمل کرتے ہیں۔ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسا انھیں خلیفہ بنایا۔ جو ان سے پہلے تھے۔ اور وہ ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ مضبوطی سے قائم کر دے گا۔ اور وہ ان کے لئے ان کے خوف کے بعد بدل کر امن کر دے گا۔ وہ میرے احکام پر کاربند رہیں گے۔ اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے اور جو کوئی اس کے بعد نافرمانی کرے تو فاسق ہیں"۔ (النور)

اس آیت میں حکومت و خلافت ارضی اور اصلاح کی انتہائی شکل امن دائمی کا دارو مدار ذریعہ اعمال صالح یعنی صلاحیت کو ٹھہرایا ہے۔ اور اعمال صالح وہی ہیں۔ جو ارشاد الٰہی کے مطابق ہیں۔ اور آخر پر اس امن کے دائم رہنے کا گر بتایا۔ کہ میری ہی فرمانبرداری کرتے رہنا اور فرمانبرداری بھی کیسی کہ کسی ایک حکم کو بھی چھوڑ کر غیر اللہ کی اتباع نہ کرنا لا یشرکون بی شیئاً۔ شرک یہی ہے کہ تمام یا بعض احکام میں غیر اللہ کو ترجیح دینا اللہ تعالیٰ کی غیرت اسے ہرگز گوارا نہیں فرماتی جیسا کہ فرمایا افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذالک الا خزیٌ فی الحیات الدنیا۔ تو گویا جو خدا کو چھوڑ کر دوسرے کے احکام پر چل کر فاسق ہو جاتے ہیں۔ انکی سزا دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی ہے۔ یعنی دنیوی ترقی اعمال صالح یا صلاحیت کی محتاج ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے انہیں سے ان لوگوں سے جو ایمان لاتے اور اچھے عمل کرتے ہیں حفاظت اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے" (الفتح)

اس مقام پر بھی ایمان کے ساتھ ساتھ صلاحیت کی شرط لگا دی ہے۔ اور انتہا اس کی حفاظت، امن اور اجر عظیم کو بتایا ہے جو کہ حکومت کے ذریعہ ہی حقیقی طور پر حاصل ہو سکتے ہیں۔ سورہ یونس میں ایک قوم کے بگڑنے اور دوسری کی جانشین ہونے کا ذکر کرتے ہوئے اس نظریہ کی تائید کی۔

"اور یقیناً ہم نے تم سے پہلے کئی نسلوں کو ہلاک کر دیا جبکہ انھوں نے ظلم کو اختیار کر لیا۔ اور ان کے رسول ان کے پاس کھلے دلائل لے کر آئے اور نہ ہوا کہ وہ ایمان لائے۔ اس طرح ہم مجرم لوگوں کو سزا دیتے ہیں پھر ان کے بعد ہم نے تم کو زمین میں حاکم بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کس طرح عمل کرتے ہو۔ (یونس)

قوم کے زوال کے ساتھ ہی قانون کے معنوں میں بھی تغیر ہو جاتا ہے اور ذرائع کو حقیقت سمجھ کر ظاہری لکیر کا پیٹنا قومی شعار بن جاتا ہے۔ اسلام کی تعلیم کا مقصد قوم کی معاشرتی و تمدنی اصلاح ہے۔ اور جس قدر احکام مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکات ہیں۔ سب کا یہی مقصد ہے یہ انتہا نہیں۔ بلکہ اس انتہا تک پہنچنے کے مختلف ذرائع ہیں۔ مگر آج ہو کیا رہا ہے۔ کہ محض ان امور کی غلط سلط ظاہری شکل قائم کرنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور تمام برائیوں کو جن کا مٹانا مقصود ہے بیانگ دہل عمل میں لایا جاتا ہے حقیقی نماز وہ ہے۔ جو برائیوں سے روکے۔ روزہ وہ ہے جو متقی بنا دے۔ زکات وہ ہے جو تزکیہ نفس کرے۔ مگر آج کس قدر لوگ اس بات کا دعوے کر سکتے ہیں۔ کہ وہ صحیح رنگ میں ان احکام کو بجا لیتے ہیں۔

مسلمان ان مراسم کے ادا کرنے کے ساتھ ہی آسمان کی طرف آنکھیں لگاتا ہے کہ کب فتح و نصرت کے دروازے کھلتے ہیں اور حکومت کا تخت اترتا ہے۔ مگر یہ ایک سراب ہے جس کی طرف جانیوالے یقیناً ہلاکت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

در اصل صلاحیت نماز، روزہ کی ادائیگی کا نام نہیں یہ یقیناً ذرائع ہیں مگر صلاحیت اس سے بھی بلند چیز ہے جو کہ ان تمام احکام خداوندی کی اتباع کا نتیجہ ہے۔ اور جو قوم ان خصوصیات کی حامل ہو جاتی ہے وہ بامراد و کامران رہتی ہے۔ بعض اوقات جب لوگ یہ دیکھتے ہیں۔ کہ جو لوگ کافر ہیں۔ وہ تو مظفر و منصور ہیں۔ اور جو بظاہر مسلمان ہونے کے مدعی وہ مغلوب و مقہور۔ تو ان کے قلوب میں وساوس پیدا ہونے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کافر اقوام میں بھی ان صفات کا پرتو ان مسلمانوں کی نسبت قدرے زیادہ ہوتا ہے لیکن ایک فرق یاد رہے کہ صحیح لائحہ عمل نہ ہونے کی وجہ سے یہ کافر بظاہر بڑی سے بڑی مادی کامیابی کے باوجود اس زندگی کو نہیں پا سکتا۔ جو کہ صحیح صلاحیت کا نتیجہ ہے اور جہاں اسلام لے جانا چاہتا ہے۔ اور ایک مسلمان اسلام کے احکام پر عمل کر کے اقل قلیل مدت میں اسے پا سکتا ہے۔ قرآن نے انفرادی اصلاح کی ہدایات کے علاوہ اجتماعی صفات کا اس آیت میں مکمل نقشہ پیش کیا ہے۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے۔ تو اللہ ایک قوم لائے گا (۱) وہ ان سے محبت رکھے گا۔ اور وہ اس سے محبت رکھیں گے۔ (۲) مومنوں کے سامنے نرم اور کافروں کے مقابلے میں غالب (۳) اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے (۴) اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے اس کو دے۔ اور اللہ فراخی والا جاننے والا ہے" (مائدہ)

پہلی صفت محبت الٰہی ہے۔ محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کے ہر اشارے پر جان قربان ہو۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اسی محبت کی تشریح یوں فرمائی ہے۔

(۱) "اس کی تسبیح صبح و شام کرتے رہتے ہیں جنہیں نہ تجارت نہ خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل کرتی ہے"۔ (النور)

(۲) "کہو! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارے کنبے اور تمہارے

مال جو تم کماتے ہو۔ اور تجارت جس کے کم پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو۔ اور مکان جن کو تم پسند کرتے ہو۔ تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔" (توبہ)

پھر باہمی محبت کے متعلق فرمایا کہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ یہی نشان مومنوں کا ہے۔ اور اپنے بھائیوں کی امداد کرتے ہیں۔ خواہ وہ تنگی ہی اٹھائیں۔ اس طرح جہاد فی سبیل اللہ کا تذکرہ ہے۔ اسلام نے جہاد فی سبیل اللہ میں جانی جہاد سے مالی جہاد کا اکثر پہلے ذکر کیا ہے اور سچ بھی یہ ہے کہ مالی جہاد ہی ایک کڑی آزمائش ہے۔ جو قوم اپنے مال کو قوم پر قربان کرنا نہیں جانتی یا جانتے ہوئے نہیں کرتی۔ وہ موت کے لئے تیار رہے۔ قرآن کریم صاف فرماتا ہے کہ مالوں کو خرچ کرو اور بخل کرکے اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ سورہ محمد کی اس آیت کو بغور پڑھو۔

"دنیا کی زندگی صرف کھیل اور بے حقیقت چیز ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو۔ وہ تمہارے اجر تمہیں دے گا اور تمہارے اموال تم سے نہیں مانگے گا اگر وہ ان اموال کو تم سے مانگے اور تم سے الحاح کرے تو تم بخل کرو۔ اور وہ تمہارے کینوں کو باہر نکال دے۔ دیکھو تم وہ لوگ ہو جو بلائے جاتے ہو۔ کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو پس تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے۔ اور جو بخل کرتا ہے۔ تو صرف وہ اپنی جان سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو۔ اور اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہارے سوائے کسی اور قوم کو بدل کر لے آئے پھر وہ تم جیسے نہ ہوں۔"

شجر احمدیت کی سرسبز شاخو! چمنستان اسلام کے نونہالو! اسلام کا عروج نہیں نہیں آپ کا عروج ایک قربانی اور تبدیلی کا محتاج ہے کیا آپ کی نگاہیں اسی کی طرف ہیں۔ اور آپ کا قدم ادھر ہی کو اٹھ رہا ہے؟ کاش کہ اس ظلمت کے دور میں اسلام کو ایسے جانثار مل جائیں جن کا نقشہ اوپر کھینچا گیا ہے۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ ڈلہوزی میں بخیریت ہیں۔ احباب درازی عمر کی دعا فرماتے رہیں۔

—— برادرم محمد اسلم خاں ہومیو ہسپتال میں علیل ہیں۔

—— چوہدری محمد اسمٰعیل خاں صاحب گوجرانوالہ کا چھوٹا صاحبزادہ بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں

—— مکرم چوہدری سردار علی صاحب سرگودہا ہیڈ کنسٹیبل ہو گئے ہیں اور اس خوشی میں انہوں نے -/۴ روپیہ اشاعت اسلام کے لئے دیئے ہیں۔ جزاء اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی کو روز افزوں ترقی دے۔

—— ڈاکٹر پروفیسر محمد عبداللہ صاحب ۱۴ ستمبر کو مارسیلز سے روانہ ہو کر ۲۷ ستمبر ۳۶ء کو بمبئی پہنچیں گے۔

یتیم خانہ کا اجراء احیائے سنت ہے

(از جناب چوہدری فضل داد صاحب گجرات)

حضرت امیر نے کسی گزشتہ جمعہ میں کسی بہن کے خط کی بنا پر خواتین سلسلہ کے سامنے دار الیتامیٰ کے متعلق تجویز رکھی تھی۔ نہایت خوشی کا مقام ہے کہ اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے بیگم صاحبہ حضرت امیر نے اس سال ماہ اکتوبر میں ایسا ادارہ کھولنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے مخترمہ ن۔ ب صاحبہ نے پیغام صلح میں احمدی بہنوں سے اپیل کی ہے۔ کہ سب بہنیں مل کر دل و جان سے اس تحریک میں حصہ لیں چنانچہ انہوں نے بہنوں کے لئے پروگرام بھی تجویز کیا ہے جس پر امید ہے۔ کہ سب بہنیں بہمہ تن عمل پیرا ہونگی۔ کچھ معزز بہنوں نے اپنے عزیزوں اور بچوں کی کامیابی امتحان پر اس تحریک میں عطیوں سے مدد کی ہے۔

اپنی قوم اور یتیم بچوں کی پرورش ایک ایسا امر ہے۔ جو کسی تشریح و توضیح کا محتاج نہیں جس قوم کے یتیم ضائع ہو گئے۔ وہ قوم کبھی کامیاب نہ ہوئی۔ یہ حقیقت صرف عمرانی۔ اقتصادی اور سیاسی نقطہ نگاہ سے ہی اہم نہیں۔ بلکہ یتیموں کی پرورش اور حفاظت پر قرآن پاک میں بہت تاکید سے حکم ہے۔ یہاں تک کہ یتیموں کے حقوق کے غصب کرنے اور ان سے لاپرواہی برتنے کو خدا کے دین کو جھٹلانا قرار دیا ہے۔ یتیم کو دھکے دینا اور مساکین کو کھانا نہ کھلانا خدا اور اس کے رسول کے انکار کے مترادف ٹھہرایا ہے۔

قرآن پاک ایک وہ ہدایت آسمانی ہے جو ہماری زندگی کے باریک سے باریک پہلو پر روشنی ڈالتی ہے۔ یہاں تک مسکینوں اور یتیموں کی بے بسی محتاجی اور ان کی کسی کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے حقوق قائم کر دئے گئے ہیں۔ ہم پر یہ فرض کر دیا گیا ہے کہ ہم خود بخود مسکینوں اور یتیموں کی نگہداشت کریں۔ اسلام ایک سراسر عملی مذہب ہے۔ اس لئے جہاں زبان سے عقائد کا اقرار لیا وہاں ان عقائد کی حقیقی غرض کو عملی طور پر پورا کرنے کے لئے زور دیا ہے۔ اس لئے صرف زبان سے خالق حقیقی کا اقرار کر لینا کافی نہیں جب تک کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی نہ کی جائے پس ان آیات میں اصل روح اور جڑ کو لیا ہے کہ صرف چند کلمات کا رٹ لینا یا نماز پڑھ لینا کوئی بڑا کام نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ مخلوق خدا سے ہمدردی اور شفقت، یتیموں کی نگہداشت مسکینوں کی پرورش اور طبیعت میں فیاضی نہ آ جائے۔ اور یہ سب باتیں اصل میں اللہ پر ایمان لانے کا ضروری نتیجہ ہیں۔ اگر نتائج صحیح نہیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم نے برا کیا منافقت کی اور دھوکا دیا۔ زبان سے ایک بات کا اقرار کیا۔ اور فعل سے اسے جھٹلایا۔

رسول مقبول صلعم کی عظیم الشان کامیابیوں کی یہ بھی ایک وجہ ہے کہ آپ یتیموں کے حامی اور غریبوں کے مولا تھے۔ کیا وجہ تھی کہ بڑھیا عورتیں اپنے جگر کے ٹکڑوں کو جنگوں میں بھیجنے کیلئے خود پیش کرتی تھیں؟ نوجوانوں میں یہ بڑی خواہش تھی۔ کہ ان کو نبی کریم صلعم کی رفاقت نصیب ہو۔ کیا بات تھی جس کی وجہ سے مدینہ کی عورت باوجود اس امر کے معلوم کرنے کے کہ اس کا خاوند بھائی اور والد جنگ میں شہید ہو گئے ہیں۔ وہ مسلسل مطالبہ کرتی جاتی تھی کہ محمد صلعم کا کیا حال ہے؟ ان سب کی وجہ آپ کا اس حکم قرآنی پر عمل تھا جس کا آپ نے یوں اعلان کیا تھا۔ کہ جب تم سے کوئی مر جائے۔ اور کوئی ورثہ چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔ لیکن اس کے یتیم بچوں کا وارث اور مولیٰ میں ہوں۔ لوگوں کو یہ یقین تھا۔ کہ اگر وہ ضائع ہو گئے یا ان کے حصے جام شہادت نوش کرنا ہوا۔ تو انکی اولاد کو محمد صلعم کا سایہ ملے گا۔ اور اس سے بڑھ کر انکی زندگی کی خواہش کیا ہو سکتی تھی؟

افسوس ہے کہ آج مسلمانوں نے اس شمع ہدیٰ سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ روپیہ کر زبان تک اقرار رہ گیا ہے جس کی قرآن کریم نے زوردار الفاظ میں مذمت کی ہے۔ اگر ہمارا یہ طریق نہ ہوتا۔ تو آج مسلمانوں کی یہ بدتر حالت نہ ہوتی مسلمانوں میں کئی لعل ہیں کہ جن کے سر سے والد کا سایہ اٹھ گیا اور وہ حسب منشا و لیاقت تربیت نہ پا سکے۔ آج کل مسلمانوں میں بھیک مانگنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے۔ کہ توبہ بھلی۔

ہم سب نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اور اپنی خصوصیت عام مسلمانوں سے یہ پیدا کی ہے۔ کہ ہم عمل بھی کرتے ہیں۔ ہمارے سامنے حضرت امیر نے نہایت مبارک تجویز رکھی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ کے دین کی تکذیب نہ کریں۔ اور اپنی استطاعت کے مطابق ایک دار الیتامیٰ جاری کریں۔

مجھے حیرت ہوتی ہے۔ کہ لوگ جذبات میں آ کر بڑے بڑے فعل کر گزرتے ہیں لیکن جذبات میں آ کر نیکی کے کام بہت کم کرتے ہیں قرآنی حکم تو یہ ہے فاستبقوا الخیرات نیکی کے کاموں میں سبقت لے جاؤ۔ انسان خیالات اور احساسات کا پتلا ہے۔ اس پر کئی ایسے موقعے گزرتے ہیں۔ کہ ان میں اسے کچھ قربانی کرنا سہل معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً اپنے ارادوں یا اپنے امتحانوں میں کامیابی کے موقعوں پر ہماری معزز خواتین نے اس ضمن میں نہایت مبارک قدم اٹھایا ہے۔ میں ہر ایک کامیاب طالب علم کے ولی اور سرپرست سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ضرور کچھ نہ کچھ اس تحریک میں امداد کریں اسی طرح شادی اور پیدائش کے موقعوں پر جہاں خوشی کی جاتی ہے۔ اور طرح طرح کے خرچ کئے جاتے ہیں۔ اس وقت ان دُرِ یتیموں کو یاد کر لینا جن کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا ہو۔ یا والدہ کی گود شفقت سے محروم کئے گئے ہوں۔ بہت سہل اور بہت موزوں ہے میری والدہ مکرم نے اپنے بچے چوہدری فتح محمد عزیز جس نے امسال ایل۔ ایل بی کا امتحان پاس کیا ہے۔ اس کی کامیابی پر اور اپنے پوتے کی پیدائش پر مبلغ -/۱۰ روپیہ اس تحریک میں پیش کرتی ہیں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ معزز برادران اور محترم خواہران اس یتیم خانہ کی تحریک کو کامیاب بناتے ہوئے اپنے اصل اقرار کو صحیح کر دکھائیں گی

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۴ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نادر شاہ ولد قلندر شاہ ذات سید سکنہ ماڑی شاہ نعرہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دی ہے۔ بالذیکہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۱ اپریل ۳۶ء مقرر کیا ہے۔ لہذا اعلان مذکور کے جملہ قرض خواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۵ اپریل ۳۶ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

قصور میں احمدیوں اور قادیانیوں کے مناظرے

حق کی باطل پر فیصلہ کن فتح

شیخ رحمت الٰہی صاحب ہمارے نہایت مخلص متدین اور خدا ترس دوست ہیں۔ ان سے میری ایک عرصہ سے ملاقات ہے مجھے لائلپور میں بھی ان کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اور اب یہاں بھی ان سے اکثر ملاقات ہوتی ہے۔ وہ جماعت کے مخلص اور درد دل رکھنے والے ممبر ہیں مگر کچھ عرصہ سے قادیانی صاحبان کے اثر اور تبلیغ کے ماتحت شیخ صاحب کے خیالات میں فرق آنے لگا تھا۔ اور وہ بہت حد تک حضرت مسیح موعود کے نبوت کے قائل ہو گئے۔ اور غیر احمدیوں کے کفر کو بھی کسی حد تک درست ماننے لگے تھے مجھے یہ محسوس کر کے بہت صدمہ ہوتا تھا۔ چنانچہ جب بھی موقعہ ملا میں نے شیخ صاحب پر ان عقائد کا باطل ہونا۔ اور خلاف تعلیم اسلام اور تعلیم مسیح موعود ہونا ظاہر کیا مگر حق یہ ہے کہ شیخ صاحب کا عقیدہ پختہ ہوتا چلا گیا۔ آخر خدا بھلا کرے ان کے گھر سے مرکز میں اطلاع دی گئی اور سید اختر حسین صاحب گیلانی یہاں تشریف لے آئے۔ مجھے بھی فوراً اطلاع مل گئی۔ اور میں نے شیخ صاحب کی کوٹھی پر پہنچ کر تفصیل معلوم کی جس روز شاہ صاحب تشریف لائے تو ایک مختصر سی گفتگو شیخ صاحب کیساتھ ہوئی جس میں مجھے یہ دیکھ کر کہ شیخ صاحب قادیانی عقائد کی حمایت کرتے تھے سخت رنج ہوا۔ اور دلیں بہت درد پیدا ہوا۔ اور میں نے دعا کی کہ خدا ہمارے اس مخلص دوست کو صراط مستقیم پر رکھے

چونکہ دراصل شیخ صاحب کو بھی تحقیق حق مقصود تھی۔ انکی رائے ہوئی کہ قادیانی پارٹی کے مولوی صاحب کو بھی بلا لیا جائے۔ تاکہ دونوں طرف کے دلائل سن کر کسی فیصلہ پر پہنچنے کا موقعہ ملے غرض ان لوگوں کو اطلاع دی گئی کہ شاہ صاحب تشریف لائے ہیں۔ اور ایک پرائیویٹ مباحثہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسی وقت انھوں نے کہا کہ ہم لوگ کل آئیں گے۔ دوسرے روز یعنی سات جولائی کو شام کے چھ ساڑھے چھ بجے وہ لوگ کافی تعداد میں آ گئے۔ ایک مبلغ جس کو فضا سا لاہور سے بلایا گیا تھا مباحثہ کیلئے آیا تھا۔ اس دن بحث باقاعدہ نہ تھی یعنی وقت کی تقسیم نہ کی گئی تھی۔ شیخ صاحب کو بطور جج مقرر کیا گیا کیونکہ انہی کے شکوک کا ازالہ مقصود تھا۔ قادیانی مبلغ نے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور بہت زور لگایا کہ حضرت صاحب کی نبوت ثابت ہو جائے۔ اور اس کیلئے علاوہ بعض متشابہ حوالہ جات کے تمسخر استہزا اور شور سے بھی کام لیتے رہے۔ مگر حق کیسے مٹ سکتا ہے۔ ان کی مجازی نبوت حقیقی نبوت نہ بن سکی۔ بلکہ مجازی ہی رہی۔ قریباً بارہ بجے شب مباحثہ کو ملتوی کر دیا گیا کیونکہ وقت بہت ہو گیا تھا۔ اور دوسرے روز شام کا وقت پھر مباحثے کے لئے مقرر کیا گیا

۸ جولائی شام کو چھ اور سات بجے کے درمیان قادیانی صاحبان بہت تعداد میں یعنی پوری لاری بھر کر آ گئے۔ کچھ موٹروں میں بھی تشریف لے آئے۔ کل والا مبلغ ناکافی یا ردی ثابت ہو چکا تھا۔ اس لئے آج ایک اور صاحب مقابلہ کیلئے تشریف لائے تھے۔ انکے دلائل اور طرز استدلال پر ایک سمجھدار بچہ بھی مسکرائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سب سے عجیب بات جو آج انھوں نے پیش کی جو میں نے قادیانی عقائد میں اس سے پہلے داخل نہ دیکھی تھی۔ وہ یہ تھی کہ نبی توحید قائم کرنے آتے ہیں۔ اور حضرت صاحب نے توحید قائم نہ کی لہٰذا آپ نبی تھے۔ کہنے کو تو انہوں نے یہ بات کہہ دی۔ اور شاید بزعم خود بڑی تلاش کی تھی۔ مگر جب شاہ صاحب نے اس کا نہایت مدلل جواب دیا۔ تو ان کے حواس بجا نہ رہے۔ اور انھیں اپنی غلطی کا فوراً احساس ہوا۔ انکی ساری جماعت نے محسوس کیا کہ یہ استدلال غلط تھا۔ اسکی تفصیل امید ہے کہ محترمی شاہ صاحب مباحثے کی مفصل رپورٹ میں تحریر فرمائیں گے آج شیخ صاحب کے بہت سے شکوک رفع ہو گئے۔ اور انھیں نبوت کی من گھڑت حقیقت سے آگاہی ہو گئی۔ بارہ بجے کے قریب مباحثہ ختم ہوا اگلے دن بھی یہی موضوع زیر بحث رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور احباب رخصت ہو گئے۔ شیخ صاحب نے مجھے روک لیا۔ نماز عشاء کے بعد کھانے پر بھی گفتگو ہوتی رہی۔ جس سے میں نے اندازہ کیا۔ کہ اب مکرم شیخ صاحب کے خیالات نے کافی پلٹا کھایا ہے۔

۹ جولائی۔ آج بھی سہ پہر کو حسب معمول وہ لوگ لاری میں بیٹھ کر آئے آج ایک اور بزرگ سعدی صاحب نبوت مسیح موعود کو ثابت کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ یہ بحث بھی بہت دلچسپ تھی خدا کی عنایت تھی جو دلائل وہ اپنی حمایت میں پیش کرتے تھے۔ وہ صاف محدثیت کا دعوےٰ ثابت کرتے۔ غرض یہ بحث بھی اکثر شکوک رفع کرنے کے بعد قریباً بارہ ساڑھے بارہ بجے رات کو ختم ہوئی۔

۱۰ جولائی۔ آج ہم حسب معمول ساڑھے چھ بجے سے انتظار کرنے لگے مگر سوا سات بج گئے۔ اور قادیانی صاحبان تشریف نہ لائے اسلئے انھیں ٹیلیفون کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ انھوں نے قادیان تار دیا ہے اور وہ آٹھ بجے کی گاڑی سے ایک بہترین مبلغ کے منتظر ہیں۔ اس کے بعد وہ آئیں گے غرض اس وقت ہم نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر ادا کیں لتنے میں وہ سب بھی آ گئے مگر نا معلوم وجہ سے مبلغ صاحب تشریف نہ لائے تھے۔ اور پھر سعدی صاحب ہی آئے تھے۔ آج کی بحث مسئلہ نبوت پر آخری بحث تھی جس نے ثابت کر دیا کہ حضرت صاحب اپنے اس قول پر آخر وقت تک قائم رہے کہ "ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں"؟ نیز یہ کہ "نبوت کا نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے" چونکہ انہوں نے محسوس کیا کہ شیخ صاحب پر اس بحث کا اثر ان کی توقع اور کوشش کے خلاف ہوا ہے۔ اس لئے وہ افسردہ خاطر واپس گئے حق یہ ہے کہ کسی حق پرست اور اسلام پر چلنے والے انسان پر اس کے سوا اور ثابت ہی کیا ہو سکتا ہے۔

۱۱ جولائی۔ آج کا دن کفر و اسلام پر بحث کے لئے تھا۔ سعدی صاحب ہی مقابل تھے۔ یہ بحث نبوت کے مسئلہ سے بھی بہت زیادہ کمزور ثابت ہوئی کسی طرح بھی یہ نتیجہ نہ نکل سکا۔ کہ حضرت صاحب نے غیر احمدیوں کو اپنے انکار کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس یہ نہایت مدلل طریق پر ثابت ہو گیا۔ کہ آپ نے بے خبر۔ بے خبر اور حسن ظن رکھنے والے غیر احمدیوں کو بھی اپنی ہی مذہب سے قرار دیا ہے۔ یہ بات اس امر کو زیادہ واضح کرنے والی تھی کہ حضرت صاحب کا دعویٰ نبوت کا نہیں تھا۔ آج قادیانی صاحبان کو بہت ہی زبردست شکست کا سامنا تھا۔ انہیں سے بعض بزرگ اس دلشکن نظارہ کی تاب نہ لا کر الگ جا کر بیٹھ گئے۔ اور پھر مباحثہ کو ختم کر دینے پر زور دیا۔ باوجود اپنی بزرگی کے سعدی صاحب اپنی شکست کو دیکھ کر ننھے بچوں کی طرح چڑنے لگے۔ اور بے اختیار کچھ ناجائز کلمات بھی منہ سے نکلے، مگر کسی خاص خیال نے انہیں روک دیا۔

۱۲ جولائی کو پھر مختصر سا مباحثہ ہوا جس میں صحابہ مسیح موعود کا مذہب بیان کیا گیا۔ مگر یہ گفتگو نہایت مختصر اور دلشکستگی کی حالت میں کی گئی مختلف واقعات جو بیان کئے گئے۔ زیادہ اہم نہ تھے۔ پھر ان کی جب تردید کر دی گئی۔ تو کچھ باقی نہ رہا۔ ایک صاحب نے فرمایا۔ کہ حضرت صاحب مولوی محمد علی صاحب کو یزید سمجھتے تھے۔ اس کی دلیل یہ دی کہ حضرت صاحب نے وفات سے چند روز پیشتر حضرت مولینا صاحب سے فرمایا کہ آپ قرآن شریف کی تفسیر لکھ رہے ہیں۔ یزید کا حال بہت تفصیل سے لکھیں ...... انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ یہ بھونڈا طرز استدلال معلوم نہیں قادیانیوں نے کہاں سے اور کس علم کے زور سے حاصل کیا ہے۔ گویا آپ یزید سے (نعوذ باللہ) تفسیر قرآن کریم لکھوا رہے تھے۔ اس پر ہر عقلمند کو غور کرنے کا موقعہ ہے جس قدر جی چاہے۔ اور جو عقل میں آئے۔ وہ نتیجہ نکالے۔

اس مباحثے کے بعد جہاں مجھے یہ خوشی تھی کہ اس باطل عقیدہ کا جو بیج بعض قادیانی بھائیوں کی وجہ سے ہمارے شیخ صاحب کے دل میں بو یا گیا تھا۔ اب اکھاڑ کر پھینک دیا گیا ہے۔ وہیں مجھے سخت رنج بھی تھا کہ حضرت صاحب کی پیروی کرنے والے کس قدر بودے اصولوں پر اپنی عمارت کھڑی کر چکے ہیں۔ ان کے تقدس کی بنیاد کس قدر خلاف اسلام خلاف منشائے خدا اور رسول اور خلاف تعلیم مسیح موعود ہے۔ کفر و اسلام کی بحث میں جب سعدی صاحب بار بار فرماتے۔ کہ حضرت صاحب کی بیعت میں جو بھی شامل نہیں۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور اس کے جواب میں کرمی شاہ صاحب کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت تلاوت فرماتے تو بے اختیار میری آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ اور روح کانپ اٹھتی۔ آہ کس قدر روحانی اذیت ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ کس طرح قادیانیوں نے حضرت صاحب کی راہ کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر موت کے بعد روح کا دنیا کے ساتھ کوئی تعلق رہتا ہے۔ اور حضرت صاحب کو اس افتراق کی اطلاع ہے۔ تو یقیناً ان کی روح جنت میں بھی نہایت بے چین رہتی ہو گی۔

الحمد للّٰہ شیخ صاحب مکرم کے قریباً سب شکوک کا ازالہ ہو گیا ہے اور اب پھر وہ حضرت صاحب کو اعلےٰ درجہ کا محدث مانتے ہیں۔ اور جو لوگ ان کی بیعت میں شامل نہیں ہیں انھیں ہرگز ہرگز کافر نہیں کہتے۔ بلکہ "ہر کلمہ گو مسلمان ہے"۔ کے عقیدے کو درست سمجھتے ہیں کیونکہ یہی حضرت صاحب کا مذہب تھا۔ اس امر سے مجھے بھی بوجہ اس انس اور اخلاص کے جو مجھے شیخ صاحب سے ہے۔ بہت مسرت ہے خدا تعالےٰ انہیں استقامت دے آمین "

آخر پر احباب قصور کی طرف سے جناب مولانا سید اختر حسین صاحب گیلانی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا ہمارا فرض ہے انھوں نے نہایت ہمدردی سے شیخ صاحب کے شکوک کو رفع کیا۔ اور قادیانیوں کا نہایت عمدگی سے پختہ دلائل کیساتھ مقابلہ کیا یہی وجہ تھی کہ ہمارے وہم میں بھی یہ بات نہ آئی۔ کہ ہم اپنے فاضل مبلغ کی بجائے کسی اور مبلغ کو بلائیں۔ میں نے مکرم شاہ صاحب کی یہ خصوصیت دیکھی کہ وہ باوجود قادیانیوں کے استہزا اور شور مچانے کے اپنے کسی نکتے کو نہیں بھولتے تھے۔ اور ان کے شور و شغب اور طعن آمیز کلام کو سنے بغیر اپنے دلائل نہایت روانی سے بیان فرماتے۔ ہر قادیانی دلیل کا انھوں نے ایسا قاطع جواب دیا۔ کہ ہر سننے والے کے دل پر گہرا اثر ہوا۔

دعا ہے کہ خدا قادیانیوں کو اس گمراہی کے عقیدے سے جلد نکال لے وہ سلامت روی سے حضرت صاحب کے نقش قدم پر چلنا سیکھیں اور حضرت صاحب کی روح کو اذیت نہ پہنچائیں

(ایک از حاضرین)

جناب الٰہی میں اظہار تشکر

الحمد للہ رب العالمین۔ ہر اس نعمت کیلئے جو انسان کو نصیب ہو خواہ وہ کسی انسان کے ذریعے سے یا دنیاوی اسباب کے بغیر میسر آجائے اسے در اصل خدا ہی کا شکر گزار ہونا چاہیئے کیونکہ وہی قادر مطلق ہر بات پر قادر ہے مجھے ان دنوں ایک بہت بڑی تسکین قلب نصیب ہوئی ہے جس کے لئے میں بارگاہ عالی ہی میں سربسجود ہوں۔

مجھے عرصہ سے شیخ صاحب کے اعتقاد میں کچھ فرق نظر آنے لگا اور وہ حضرت صاحب کی نبوت کو تسلیم کر چکے تھے۔ اس سے آگے بھی قدم اٹھ رہا تھا جس سے مجھے اندیشہ تھا کہ کسی دن وہ قادیانی عقائد جو میرے خیال میں لعنت کا طوق ہیں۔ اختیار نہ کر لیں اس لئے میں نے لاہور لکھا کہ کوئی صاحب تشریف لائیں اور ان کے عقائد کی دلائل کے ساتھ تردید کریں چنانچہ سید اختر حسین صاحب گیلانی اور مولوی احمد یار صاحب تشریف لائے اور پانچ چھ روز تک تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہا۔

شیخ صاحب کے خیال کے مطابق قادیانی بھائیوں کو بھی اطلاع دے دی گئی چنانچہ ان کے مبلغ بھی تشریف لاتے رہے بعض لوگ علاوہ مباحثہ سننے کے لئے ساتھ آتے رہے غرض یہ مباحثہ پانچ چھ روز تک جاری رہا جس میں چار روز مسئلہ نبوت پر بحث ہوئی۔ ایک دن کفر و اسلام اور آخری دن صحابہ مسیح موعودؑ کے مذہب پر مفصل بحث ہوئی۔ دلائل کی حقیقت کیا تھی۔ اور فتح و شکست میں سے کس پارٹی کو کیا ملا۔ اس کا فیصلہ کرنا میرا کام نہیں مگر الحمد للہ خدا تعالےٰ کا ہزار شکر ہے۔ کہ نتیجہ میرے حسب دلخواہ رہا۔ اور شیخ صاحب اس اعتقاد کے قائل ہو گئے جس کو میں بالکل حق سمجھتی ہوں۔ شیخ صاحب کے جس قدر خیالات قادیانیت سے متاثر ہوئے تھے سب پر سے وہ اثر دور ہو گیا۔ اور حقیقت ظاہر ہو گئی۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعوےٰ کیا تھا۔ اور آپ کے منکر یا غیر احمدی کس زمرے میں ہیں مجھے اس سے نہایت خوشی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ کہ اس نے میرے گھر کو روحانی تباہی سے بچا لیا ہے خدا ہم سب کو ہمیشہ خدمت اسلام کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے اور راہ مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین۔

خداوند کریم کی عنایت تھی۔ کہ باوجودیکہ میرا بچہ بیمار تھا۔ مگر اس نے مجھے توفیق دی اور میں نے سارا مباحثہ نہایت یکسوئی سے سنا اور دل پر نہایت گہرا اثر ہوا۔ اور میرا ایمان اور پختہ ہو گیا۔ پھر ہفتہ بھر نماز باجماعت ملی جس میں ایک نماز جمعہ بھی ملی۔ جو مولینا احمد یار صاحب نے پڑھائی۔ اور کفر و اسلام پر خطبہ دیا۔ جس کے سننے سے اس قدر خوف پیدا ہوا۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ آپ نے قرآن کریم کی مختلف آیات تلاوت فرما کر ثابت کیا کہ خدا نے قرآن اور کلمہ ہی کو حجت ٹھہرایا ہے نیز اسے مسلمانوں کی یکجہتی بہت پسند اور مطلوب ہے۔ نیز یہ کہ رسول کریمؐ پر ایمان لا کر نیک اعمال کرنے والے جنت میں اعلیٰ مقامات کے مالک ہیں۔

آخر پر میں اپنے دونوں بھائیوں یعنی مولوی احمد یار صاحب اور مولینا سید اختر حسین صاحب گیلانی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ انہوں نے نہایت گرمی میں سفر کی کوفت برداشت کی اور یہاں بھی اگر انہیں کوئی تکلیف ہوئی تو درگزر سے کام لیا۔ نہایت اچھی طرح اور بہت ہمدردی سے شیخ صاحب کے ساتھ سب مسائل پر گفتگو کر کے ان کے شبہات کو دور کر دیا۔ خدا انہیں جزائے خیر دے اور دین و دنیا میں کامیاب فرمائے۔ آمین۔

(خاکسار مسز رحمت الٰہی از قصور)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی بیگ ولد سلطان ذات سیال سکنہ رضانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۴/۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام محمد ولد اللہ یار ذات بلوچ سکنہ حمالی خورد تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۴/۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد خاں ولد لکھو خاں ذات بلوچ سکنہ نکر بلوچ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۰/۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد چوغطہ ذات بھورانہ سکنہ بھورانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۴/۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ یار سرفراز سردار خاں ولد محمود خاں ذات بلوچ سکنہ شاہ محمود تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۴/۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی متھیلا ولد صلابت ذات ریحان سکنہ چک ۱۷۱ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۱/۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد بخش ولد صاحب خان بھورانہ سکنہ بھوران تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۴/۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مسماۃ غلام زہرہ بیوہ غلام حسین ذات نزک سکنہ ساجد کلاس تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۷/۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ مسلمان لاہور — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الفتح بحمد اللہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۷۰۰۷

ایڈیٹر غلام نبی مسلم

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ: سالانہ — چھ روپے، ششماہی تین روپے

طلباء سے: سالانہ چار روپے، ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے: پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۹۳۷ء — نمبر ۴۸

قادیانی پیر پرستی بالآخر رنگ لا کر رہی

بارگاہ الٰہی میں نالہ ہائے نیم شبی کی ضرورت

چوتھا خط

برادران مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‌ ما پچھلے خط میں میں نے ذکر کیا تھا کہ قادیانی جماعت کو تئیس سال کا عرصہ گزر گیا۔ کہ وہ ہماری تباہی اور بربادی کی تمنی چلی آتی ہے لیکن خدا کے فضل سے جنہیں ۱۹۱۴ء میں چار یا پانچ آدمی کہہ کر ان کی تحقیر کی جاتی ہے، آج ان کے کئی کامیاب اسلامی مشن یورپ میں چل رہے ہیں۔ دو ہائی اسکول قائم ہو چکے ہیں۔ اور ان کا اسلامی لٹریچر ہزارہا کی تعداد میں یورپ اور امریکہ میں پہنچ چکا ہے۔ اور لیبر ٹیہم کا نظارہ جس کی بزرگان قادیان کو لاہور میں دیکھنے کی خواہش تھی۔ خود قادیان میں گھر کے اندر نظر آنے لگا ہے کس قدر عبرت ناک نظارہ ہے۔ کہ وہ خلافت جس کی خاطر ایک نئی نبوت کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دے کر کلمہ کو منسوخ قرار دیا گیا۔ اس کی بنیادیں متزلزل ہو رہی ہیں اور وہ مرید جو کل تک اخلاص اور فدائیت میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے خلیفہ کو معزول کرنے کے درپے ہیں۔ وہ اس وقت دو تین آدمی نظر آتے ہیں اور بظاہر حالات کون یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ وہ لاکھوں کی جماعت کے بالمقابل کامیاب ہو جائیں گے لیکن خود قادیان کے اندر خلافت کے بت کو توڑنے کی تحریک کا اٹھنا اور دو تین آدمیوں کے دلوں کے اندر اس زبردست عزم کا پیدا ہو جانا بتا رہا ہے۔ کہ درحقیقت وہ بت ٹوٹ چکا ہے جہاں تئیس سال تک یہ تعلیم دی جاتی رہی کہ خلیفہ پر بے جا اعتراض کرنے والا بھی سیدھا جہنم میں جائے گا۔ جہاں خلیفہ نے نبوت کا منصب سنبھالا۔ اور اپنے فیصلوں کو لایجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما کا مصداق ٹھہرایا۔ تاکہ کسی کو اس کے خلاف چون و چرا کی گنجائش ہی نہ رہے جہاں مریدوں نے یہاں تک غلو کیا کہ نہ صرف "خلیفہ" کو "نبی" پر حکم ٹھہرایا۔ بلکہ خدائی مرتبہ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون بھی اس کے سپرد کر دیا ٭ آخر وہیں سے مخلصین کے دلوں میں وہ زبردست اعتراض بھی پیدا ہوئے جیں بیس سال تک اخلاص دکھانے کے بعد وہ اعتراض پیدا ہوئے جن کے سامنے انھوں نے اپنی ساری دنیوی امیدوں کو قربان کر دیا۔ کسی وقت قادیان میں نیکی اور تقوے کا جذبہ اتنا بڑا تھا۔ کہ لوگ سب دنیوی سروسامان کو چھوڑ کر قادیان آتے تھے۔ آج اسی قادیان کے اندر انہی مخلصین کو وہ باتیں نظر آنے لگیں کہ ان کے سامنے انھوں نے اپنی ساری دنیوی امیدیں پر جو قادیان سے وابستہ تھیں اور فی الحقیقت ان کی ہر قسم کی امیدیں قادیان سے وابستہ ہو چکی تھیں لات مار دی۔ تو کبھی قادیان کا روشن پہلو اس قدر غالب تھا۔ کہ لوگ سب کچھ چھوڑ کر وہاں جاتے تھے آج قادیان کے رہنے والے اس کے تاریک پہلو کی وجہ سے اس قدر متنفر ہو رہے ہیں۔ کہ سب کچھ جو پہلے کیا تھا قربان کر رہے ہیں۔ بصیرت والوں کے لئے یہ کوئی چھوٹا سا انقلاب نہیں۔

کیا ان نئے حالات کے پیدا ہونے پر ہمیں کوئی خوشی ہو سکتی ہے اگر ان لوگوں نے ہماری ہر ایک مصیبت پر بغلیں بجائی ہیں۔ تو ہم کسی کی مصیبت پر خوش ہونے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ ہمارے دلوں میں رنج ہے کہ وہ قادیان جہاں سے تقدس اور علم کے چشمے پھوٹے آج اس کی طرف وہ باتیں منسوب ہو رہی ہیں جو اس کی شان سے بعید ترین تھیں علمی رنگ تو مفقود ہو ہی رہا تھا مگر عملی ہونے میں بجائے کشش کے نفرت پیدا کرنے والے ہو گئے ہمیں مسلمانوں کی کسی جماعت کی تباہی سے خوشی نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر خوشی ہو سکتی ہے تو صرف اس بات سے کہ وہ جماعت راہ راست پر آ جاوے۔ اور مسیح موعود کی نام لیوا جماعت میں ہمارے دل یہ انقلاب دیکھنے کے متمنی ہیں۔ کہ وہ تقلید کی پٹی کو اتار کر اپنی عقل و فہم سے کام لیکر ہمیں مسیح موعود کے لائے ہوئے نور کو شناخت کرنے کی توفیق ملی تھی اور ریاست اور سیاست کے دنیوی خیالات کو چھوڑ کر جن پر قوم کی قوت اور مال تئیس سال تک برباد ہوتے رہے ہیں۔ اپنی ساری قوت اور مال کو تبلیغ دین اور اشاعت اسلام پر خرچ کرے پس ان نئے حالات سے جو قادیان میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اگر ایک طرف ہمیں رنج ہے کہ قادیان کی اس نیک شہرت کو جو مسیح موعود کی بدولت اسے حاصل ہوئی تھی۔ ایک داغ لگ رہا ہے۔ تو دوسری طرف یہ جھلک بھی ضرور نظر آتی ہے۔ کہ شاید اس طرح اس جماعت کی آنکھوں سے وہ خطرناک پیر پرستی اور تقلید کی پٹی اتر جائے جو جماعت کو بدنام کرنے کا موجب ہو رہی ہے

٭ مولوی سرور شاہ صاحب نے کسی خطبہ جمعہ میں اس آیت قرآنی کا جس میں اللہ تعالےٰ کی ذات پاک کا ذکر کیا ہے۔ مصداق خلیفہ کو بنایا ہے اس آیت میں ذکر تو یہ ہے۔ کہ خالق و مالک سے باز پرس کرنے والا کوئی نہیں۔ ہاں مخلوق یعنی انسانوں سے باز پرس ہوگی۔ مگر اہل قادیان کے نزدیک خلیفہ خدا کے مقام پر ہے کہ اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا۔ اور وہ سب سے باز پرس کرے گا

حقیقی کامیابی اشاعت قرآن پر منحصر ہے

قادیانی مریدوں کی جہالت پر پیر کی مہر

خطبہ جمعہ ۲۳ر جولائی فرمودہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

وَقَالَ الَّذِیْ اٰمَنَ . . . . بِالْعِبَادِ (المومن)

"اور جو ایمان لایا تھا۔ اس نے کہا۔ اے میری قوم میری پیروی کرو [illegible] تمہیں بھلائی کا راستہ دکھاؤں گا۔ اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی صرف چند روزہ سامان ہے اور آخرت ٹھہرنے کا گھر ہے۔ جو برائی کرتا ہے [illegible] اور جو نیکی کرتا ہے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو۔ تو یہی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے انہیں بے حساب رزق دیئے جائیں گے۔ [illegible] میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔ تم مجھے بلاتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں۔ اور اس کے ساتھ اس کو شریک کروں جس کا مجھے علم نہیں [illegible] غالب بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں سچ تو یہی ہے کہ جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو اس کے لئے نہ کوئی دعوت دنیا میں ہے اور نہ آخرت میں [illegible] اللہ کی طرف ہے۔ اور کہ حد سے گزرنے والے ہی آگ کے رہنے والے ہیں سو تم یاد کرو گے۔ جو میں تمہیں کہتا ہوں۔ اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔"

ایک مرد حق کی پکار

یہ جور و استبداد کے مقابل پر ایک مظلوم کی آواز ہے۔ جسے اپنی آواز بلند کرنے کی اجازت ہی نہیں دی جاتی۔ وہ اپنی قوم کو دعوت دیتا ہے کہ میری طرف آؤ۔ اور میرے ساتھ ہو جاؤ۔ میرے پیچھے چلو میں تمہیں بھلائی اور کامیابی کا راستہ دکھاتا ہوں۔ راہ راست پر چلاتا ہوں۔ دنیا کی چند روزہ زندگی پر فریفتہ ہو جاؤ۔ یہ چند روزہ سامان ہے۔ اصل جگہ وہ ہے جو کہ تمہاری نگاہوں سے مخفی ہے۔ پھر نہایت درد کے ساتھ کہتا ہے کہ مالی ادعوکم الی النجوٰۃ وتدعوننی الی النار میں تو تمہیں نجات کی طرف دعوت دیتا ہوں بلندی کی طرف بلاتا ہوں۔ اور تم مجھے آگ کی طرف اور پستی کی طرف کھینچتے ہو۔ دکھوں کی طرف بلاتے ہو۔ اور جب یہ دیکھتا ہے کہ اس کے باوجود سنتے نہیں تو کہتا ہے۔ فستذکرون ما اقول لکم و افوض امری الی اللہ۔ ان اللہ بصیر بالعباد کبھی میری باتوں کو یاد کرو گے میں اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ وہی دیکھنے والا ہے

امام الزمان کی آواز

یہ مظلومیت کی آواز ہی وہ آواز تھی جو اس زمانہ میں مسلمانوں میں امام الزمان نے بلند کرنی چاہی مسلمانوں کو دعوت دی کہ آؤ میں تمہیں اسلام کی کامیابی کے راستے پر ڈالتا ہوں لیکن اس کی پرواہ نہ کی گئی۔ بلکہ اس کی مخالفت پر پوری قوت صرف کی گئی لیکن جس شخص کے دل میں خدا کی طرف سے قوت دی جاتی ہے۔ اس کی آواز کو کوئی طاقت خاموش نہیں کر سکتی

حضرت صاحب کی محیر العقول قوت

حضرت مسیح موعود کے متعلق ایک بات حیرت میں ڈالنے والی ہے آپ کو بڑھاپے میں جبکہ طاقت مضمحل ہو جاتی ہے۔ سب سے بڑا مقابلہ کرنا پڑا۔ آپ کی عمر چالیس سال کی تھی جبکہ آپ کے والد صاحب فوت ہوئے۔ اس وقت آپ نے [illegible] خدا نے تسلی کے لئے کشف کا نیا دروازہ کھول دیا۔ پانچ سال بعد آپ نے مجدد ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اور اس وقت سے اسلام کی تائید میں لکھنا شروع کیا [illegible] سرمہ چشم آریہ۔ اور شاید ایک آدھ اور کتاب اس وقت کی تصنیف تھیں۔ یہ کتابیں اپنے علم کے لحاظ سے بڑی زبردست تھیں کہ مخالفین بھی آپ کی علمی طاقت کا اعتراف کرتے تھے۔ جب پچپن سال کو پہنچے اور ۱۸۹۰ء آ گیا۔ تو ایک نئے وسیع اور خطرناک مقابلے کے میدان میں کود پڑے اس وقت آپ نے جو عزت حاصل کی تھی۔ وہ بہت لوگوں کو میسر آتی ہے آپ [illegible] اتقا۔ زہد اور مستجاب الدعوات ہونے کا ہر طرف سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ تمام مسلمان فرقوں میں یکساں آپ کی قدر و منزلت تھی۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ پچپن سال کی عمر وہ ہے کہ انسان کی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔ اور اسے آرام کرنے کی [illegible] ہوتی ہے۔

اپنی قوم کی قدر ناشناسی

مگر عین اسی عمر پر ایسے اعلان کا حکم ہوتا ہے جس سے تمام دنیا دشمن ہو جاتی ہے۔ اور وہ اعلان تھا مسیح موعود اور مہدی ہونے کا۔ عیسائی اور ہندو تو پہلے ہی مخالف تھے۔ اس پر مسلمان قوم اس سے بڑھ کر قوت کیساتھ مخالفت پر اتر آئی۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اس عمر میں کس قدر مقابلے کی طاقت باقی رہتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کے حکم کے سامنے سر جھکا یا بھی گیا ہے عزت گنوا دی اور ایک خطرناک مقابلے کے میدان میں کود پڑے پھر اس مقابلے کے ساتھ اس وقت آپ کے کاموں کی کثرت دیکھو۔ دعوے کے ساتھ ہی ۱۸۹۱ء ۱۸۹۲ء میں مختلف مقامات کے دورے شروع ہو جاتے ہیں۔ لدھیانہ دہلی۔ لاہور سیالکوٹ وغیرہ میں لمبے لمبے مباحثات اور مناظرات کرنے پڑتے ہیں ۱۸۹۳ء میں عبد اللہ آتھم کے ساتھ ایک طویل تحریری مناظرہ عیسائیت اور اسلام کی صداقت کے متعلق ہوتا ہے۔ دو تین سال بعد مقدمات کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے پھر آپ پر ۱۸۹۷ء میں مارٹن کلارک اقدام قتل کا الزام لگاتا ہے۔ ۹۹-۱۸۹۸ء میں بھی مقدمات چلتے ہیں اور ۱۹۰۲-۰۳-۰۴ء میں ایک بہت عرصہ فوجداری مقدمات جہلم اور گورداسپور میں چلتے ہیں۔ پھر اس کے بعد مختلف مقامات میں جاتے ہیں۔ دہلی لدھیانہ۔ امرتسر۔ لاہور۔ سیالکوٹ تاکہ اپنے دعوے کے متعلق غلط فہمیوں کو رفع کریں۔ پھر ان تمام سفروں لیکچروں۔ مناظرات کے ساتھ . . .

اس فوق [illegible] اندر دوسرے کاموں کا ہجوم کس قدر ہے آخری چند سالوں کی [illegible] بات خود ہی کرتے ہیں اکثر جواب خود ہی دیتے ہیں۔ دوستوں کی [illegible] پھر دوست و دشمن اور مہمان بکثرت آتے تھے۔ اس وقت لوگ [illegible] کس قدر وقت خرچ کرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ دن رات اسی میں صرف کر دیتے ہیں فجر کی نماز ادا کی۔ تو گفتگو۔ سیر کو چلے تو [illegible] آدھ آدھ گھنٹہ تک مشغول کلام ہیں۔ دوپہر کے کھانے کا وقت آیا۔ سب کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرمایا اس طرح ظہر عصر کے بعد کبھی کبھی سلسلہ کلام شروع ہو جاتا ہے مغرب سے لے کر عشاء تک [illegible] سلسلہ رہتا تھا کوئی وقت خالی نظر نہیں آتا بیماری کے دورے بھی پڑتے ہیں۔

تمام مذاہب پر باطل شکن کتب

مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ کہ اس کے باوجود سترہ اٹھارہ سال کے عرصہ میں کس قدر کام کر گئے۔ ۵۵ سال کی عمر تک کل ۸۰۰ صفحات کے قریب تصنیف فرمائے اور وہ ہر طرح سے فراغت کا زمانہ تھا ۱۸۷۶ء سے لیکر ۱۸۹۰ء تک اور کوئی کام نہ تھا مقابلہ بھی خطرناک صورت اختیار کر گیا۔ اشغال کی کوئی انتہا نہ رہی مناظرات اور مقدمات کی پریشانیوں کا اضافہ مزید برآں مگر باایں ان سترہ سالوں میں سات ہزار صفحات کتابوں کی شکل میں تحریر فرمائے پھر تحریرات معمولی نہ تھیں۔ بلکہ جس مذہب پر قلم اٹھایا۔ اسے دلائل کے ساتھ ختم کر کے چھوڑا۔ عیسائیت کو ایسا پکڑا۔ کہ ایک ہی بات سے [illegible] کہ عیسائیوں نے احمدیوں کے مقابل آنا چھوڑ دیا۔ اور پھر [illegible] کیا۔ کہ اگر آج ایک عظیم الشان جماعت بھی اس بنیاد پر تعمیر شروع کرے تو دنیا کو عالم سے [illegible]۔ اسی طرح ہندو مذاہب اور آریہ دھرم کو ساکت کر دیا۔ آپ نے ماموریت سے پہلے دیانند کو للکارا کہ ملتی پر بحث کر لو۔ اس کے متعلق آپ کے پرچے ایک ہندو اخبار میں شائع ہوئے جس پر ہندو ایڈیٹر نے خود لکھا۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا جواب دیانند اور ان کے ساتھی نہیں دے سکے برہمو سماج پر واضح کیا کہ تم کہتے ہو کہ خدا ہونا چاہیئے مگر اسلام کہتا ہے۔ کہ خدا ہے سکھ مذہب کو تو دنیا کے سامنے نئی بات پیش کر دی کہ بابا نانک مسلمان تھے مکہ پر بیت تھے نمازیں ادا کرتے تھے۔ رنج کیا اور سب سے آخر پر بابا نانک کے چولے پر ہاتھ ڈالا سکھ [illegible] آسمانی لباس سمجھتے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی ایسی دی تھی۔ کہ تمام ظاہری اور باطنی پردے اٹھا کر رکھ دیتے تھے چولے پر سے بھی ظاہری پردے اٹھا لئے۔ ورنہ اس پر نہ پہلے کبھی پردے اٹھے تھے۔ اور نہ بعد میں۔ اور اس چولہ سے بابا نانک کا اسلام پر مہر ثبت کر دی۔

مسلمانوں کی اصلاح

مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو لیا۔ تو ایک اصول سے فیصلہ کر دیا۔ پہلے کوئی فقہ کو پکڑے ہوئے تھا۔ کوئی حدیث کو قرآن پر قاضی سمجھتا تھا۔ کسی نے قرآن کو لیا۔ تو حدیث کو ردی کا مجموعہ قرار دیا۔ مگر آپ نے اصول قائم کیا کہ قرآن سب سے پہلے ہے اور حدیث اور اس کے نیچے فقہ ان سب کو اپنی اپنی جگہ پر قائم رکھو تو سب جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔ غرض جس پہلو کو لو ہر تحریر میں زبردست قوت نظر آئے گی عموماً زیادہ لکھنے والوں کے پاس نئی بات کم ہوتی ہے مگر آپ نے جدھر ہاتھ ڈالا یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلا اور نیا ہتھیار ہے۔ اور علوم کا ایک دریا بہا دیا۔ یہی جبیل الرشاد تھا۔ دیکھو قرآن میں کیا کیا بے بہا حکمت کے موتی موجود ہیں۔

دوربین نگاہیں

پھر آپ کی نگاہ کس قدر دوربین تھی۔ ایک گاؤں کا رہنے والا۔ حالات عالم سے بے خبر۔ شہروں سے دور رہتا ہے۔ مگر انکشاف یہ کہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کی ضرورت ہے۔ یہ بات پہلے شاید اجنبی معلوم ہوتی ہو۔ مگر آج یورپ خود کہتا ہے کہ مجھے اسلام کی ضرورت ہے۔ یہ بات اصل انکشاف اور پھر اس انکشاف [illegible] عملی اقدام کس قدر زبردست ہے۔ اپنی زندگی میں ریویو آف ریلیجنز جاری کر کے اس کشف کو پورا کرنے کی بنیاد رکھ دی اور آپ کی [illegible] یہ تھا۔ کہ جماعت کا رخ بھی اسی طرف ہو جائے۔ یہ حقیقت [illegible] کھلی۔ کہ دجال یورپ ہے۔ اور آج خدا کے فضل سے ہماری [illegible] تمام قوت اس دجال کو مٹانے میں صرف [illegible] ہے۔

یہ علوم تھے۔ جو قادیان سے نکلے اور اگر آپ کی قوم بحیثیت مجموعی آپکی اتباع میں مصروف رہتی۔ تو آج احمدیت کی تاریخ کسی اور رنگ میں ہوتی

ایک اعتراض اور اسکا جواب

لوگ کہتے ہیں۔ کہ آریہ سماج ۱۸۷۶ء میں قائم ہوئی۔ اور

(باقی بر صفحہ ۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب:
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات:
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) مسیح اور ائمہ اولو العزم ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ | یوم سہ شنبہ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۱۸

قادیانی خلیفہ محمد رسول اللہ صلعم کا بدترین دشمن ہے

قادیانیوں سے خدا کے نام پر اپیل

(سید اختر حسین گیلانی کے قلم سے)

امت مسلمہ کی سیزدہ صد سالہ روایات اس امر کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کے لئے کافی سے زیادہ شہادت رکھتی ہے۔ کہ ایک مسلمان خواہ وہ کتنا ہی فاسق ہو۔ فاجر ہو۔ گناہوں کے ناپیدا کنار سمندر میں غوطے کھا رہا ہو۔ مگر پھر بھی اپنے محبوب عربی۔ آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ روحی فداہ کے ناموس کی خاطر کٹ مرنا اپنے لئے سعادت عظمیٰ خیال کرتا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ کہ تم میں سے کوئی مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ مجھے اپنے ماں، باپ اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔ مسلمانان نے مشکل سے مشکل مقامات پر اس محبت اور عقیدت کے وہ بلند پایہ مظاہر پیش کئے ہیں جن کی مثال پیش کرنے سے مذاہب عالم کی تاریخ قاصر ہے۔

جنگ احد سے واپسی پر ایک صحابیہ دوڑتی ہوئی ہر شخص سے پوچھتی پھرتی تھی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ کیا خیریت سے تشریف لائے۔ ایک شخص نے اسے کہا۔ تمہارا باپ قتل ہو گیا ہے۔ اس نے انا للہ پڑھا۔ اور پھر حضورؐ کی خیریت پوچھی۔ کسی نے کہا۔ تمہارا بھائی بھی قتل ہو گیا۔ اس نے پھر انا للہ پڑھا اور حضورؐ کے متعلق دریافت کیا۔ ایک شخص بولا تمہارا خاوند بھی قتل ہو چکا۔ اس نے پھر انا للہ پڑھا اور کہا خدا کے لئے مجھے یہ بتاؤ کہ حضورؐ کا کیا حال ہے۔ تب انھوں نے کہا خیریت سے واپس آرہے ہیں۔ اس مقدس خاتون کا قلب جو غم و اندوہ کی آماجگاہ بن رہا تھا مسرت سے لبریز ہو گیا۔ اور اس نے نہایت اطمینان سے کہا

کل مصیبۃ بعدک جلل

کہ اگر حضورؐ زندہ ہیں۔ تو سب مصائب ہیچ ہیں۔ یہی وہ ایمان اور اخلاص تھا جس سے ہر مسلمان کا دل معمور تھا۔ اور اس گئے گزرے زمانہ میں بھی ان سرفروشوں کی کمی نہیں۔ جو حضورؐ کی محبت کی خاطر تختہ دار پر لٹکتے ہیں بھی اپنی نجات سمجھتے ہیں علم الدین اور عبد الرشید کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اگر صرف یہ کہہ دیا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کے ساتھ ایسا سلوک جائز نہیں۔ تو ایسے مسلمان موجود ہیں جو اس کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ گزشتہ دنوں مسٹر ایم اے غنی پر صرف اس لئے ایک نوجوان نے قاتلانہ حملہ کیا۔ کہ اس نے ایک کتاب "شاتم رسول" کا مقدمہ لکھا تھا جس میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ رسولؐ کے توہین کنندوں کا قتل جائز نہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑھ کر اس زمانہ میں کون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فدائی ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالےٰ کی قسم اگر میرے تمام اہل و عیال کو میرے سامنے قتل کر دیا جائے۔ اگر میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے جائیں۔ میری تمام امیدیں اور مسرتیں یکسر مٹا دی جائیں۔ تو یہ میرے لئے بہت بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین دیکھ سکوں"

(آئینہ کمالات صفحہ ۱۶)

لیکن موجودہ خلیفہ قادیان کا کیا حال ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کا سچا جانشین، موعود بیٹا اور خدا جانے کیا کیا ہونے کا مدعی ہے؟

اس سوال کے جواب کے لئے ہم خلیفہ قادیان اور اس کے حواریوں کے وہ بیانات پبلک میں رکھنا چاہتے ہیں۔ کہ جو علم الدین شہید اور محمد علی ذوالفقار کے متعلق نکلتے رہے ہیں۔ موخر الذکر وہ شخص ہے جس نے خلیفہ کے کیرکٹر پر الزام لگانے والوں پر حملہ کیا۔ اور ایک بیگناہ مسلمان حاجی محمد حسین کو قتل کر دیا۔

راجپال کے قتل پر خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"قتل راجپال محض مذہبی دیوانگی کا نتیجہ ہے جو لوگ قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں وہ بھی مجرم ہیں۔ اور جوان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے۔ وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ . . یہ کہنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے نادانی ہے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی سے نہیں ہو سکتی۔"

"علم الدین کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہو سکتا ہے جو اس کے پاس جائے۔ اور اسے سمجھائے۔ کہ دنیاوی سزا تو تمہیں ملے گی ہی لیکن قبل اس کے کہ وہ تمہیں ملے تمہیں چاہیئے۔ کہ خدا سے صلح کر لو۔ اس کی خیر خواہی اسی میں ہے۔ کہ اسے بتلایا جائے۔ کہ تم سے غلطی ہوئی . . . . توبہ کرو گریہ زاری کرو۔ اور خدا کے حضور گڑگڑاؤ۔ یہ احساس ہے جو اس کے اندر پیدا ہو جائے۔ تو وہ خدا کی سزا سے بچ سکتا ہے (خطبہ مندرجہ الفضل ۱۹ اپریل ۱۹۲۹ء)

یہ اس وقت کے الفاظ ہیں۔ مگر ایک سال بعد ہی مولوی عبد الکریم صاحب نے جب خلیفہ صاحب کی پاکبازی کی داستان کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیریں۔ تو جس جگہ سے قانون شکنی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی جاتی تھی۔ وہاں سے یہ آواز اٹھتی ہے کہ

"مباہلہ والوں یعنی مولوی عبد الکریم صاحب وغیرہ کا علاج قانون شکنی ہے۔ (الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۳۰ء)

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

عرب میں ایک عورت نے معمولی سی ہتک پر نعرۂ "یا للذل" بلند کیا۔ تو اس کی قوم کے ہزارہا جوانمرد اور غیور انسانوں کی خون آشام شمشیریں میانوں سے باہر آگئیں احمدیت مذہبی معاملات میں ولکم فی القصاص حیاۃ۔ کی طرف راہنمائی کرتی ہے
(الفضل ۳۰ اپریل ۱۹۳۰ء)

یہاں تک لکھ دیا جاتا ہے کہ وہ

ہماری قوم اپنے مقدس امام کی خفیف سے خفیف ہتک برداشت نہ کر سکے گی۔ اور جان و مال تک قربان کر دے گی۔ اور بدامنی اور خونریزی کی ذمہ وار حکومت ہوگی۔ (الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

آخر وہی ہوا جس کی توقع تھی حاجی محمد حسین قتل ہوئے۔ لیکن وہ خلیفہ جو علم الدین کو کہتا تھا کہ پیشتر اس کے کہ خدا تمہیں جہنم میں بھیجے تم خدا سے صلح کر لو۔ اب کسی اور رنگ میں وعظ کرتا ہے۔ چالیس دن تک جماعت سے روزے رکھوائے جاتے ہیں۔ دعائیں منگوائی جاتی ہیں۔ کہ وہ تختہ دار سے بچ جائے۔ اس کے مقدمہ کو پریوی کونسل تک پہنچایا جاتا ہے۔ مگر جب یہ ساری کوششیں بے سود ثابت ہوتی ہیں۔ اور وہ پھانسی پر لٹکایا جاتا ہے۔ تو اس کے جنازہ کو خلیفہ صاحب خود کندھا دیتے ہیں۔ اور سیدھا بہشت میں پہنچاتے ہیں یعنی بہشتی مقبرہ میں دفن کرتے ہیں۔ اس کی تصویر غازی اور مجاہد کے القاب کے ساتھ شائع کی جاتی ہے۔ اور اسے ملہم اور ولی اللہ مشہور کیا جاتا ہے۔

اے قادیانیو! اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرنے والو۔ خدا کے لئے غور کرو کہ یہ فرق کس وجہ سے ہے۔ کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی خاطر کٹ مرے وہ تو جہنم میں جائے۔ اور جو قادیانی خلیفہ کی عزت کی خاطر دوسروں کو قتل کرتا پھرے وہ سیدھا جنت میں؟

کیا خلیفہ کی عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت سے زیادہ قیمتی ہے۔ کیا یہ واقعات ثابت نہیں کرتے کہ میاں محمود احمد کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ اس وقت حق و باطل کا مقابلہ ہے سرور کائنات کی روح یہ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین

کہ تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھ سے ماں باپ اور تمام دنیا جہان سے زیادہ محبت نہ کرے۔ اور ایک طرف خلیفہ ہے۔ جو اس کی تکذیب کرتا ہے۔ اور اپنی عزت کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت سے زیادہ قیمتی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کس کو اختیار کرتے ہو۔

محمد رسول اللہ صلعم کو یا اس خلیفہ کو

اُعلُ ھُبل ــــ "اللہ اعلیٰ و اجل"

"قادیانی خلیفہ" اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

جنگ اُحد میں ایک وقت آیا کہ یہ مشہور ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ مسلمان اپنے پیارے آقا کے گرد گھیرا ڈال کر کھڑے تھے کہ ابو سفیان پکارا کیا محمد (صلعم) زندہ ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احباب سے فرمایا خاموش رہو اور اسے جواب نہ دو۔ پھر اُس نے پوچھا ابوبکر ہیں؟ ــــ عمر ہیں؟ جب کوئی جواب نہ آیا تو کہنے لگا سب مارے گئے۔ اگر زندہ ہوتے جواب دیتے۔ پھر کہنے لگا "اعل ھبل" یعنی "ہبل بت کی جے" حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا۔ وہ پکار اُٹھے اے خدا کے دشمن ہم سب تجھے ذلیل کرنے کے لئے زندہ ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اعل ھبل" کے جواب میں کہو "اللہ اعلیٰ و اجل" کہ اللہ ہی سب سے بڑا اور بزرگی والا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے یہی نعرہ لگایا۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر خلافت کا کام نہ ہوتا تو میں موذن ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرتا رہتا۔ خدا کے نام کی ہی "جے" پکارتا۔ مگر قادیانی خلیفہ کہتا ہے کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو "اعل ھبل" پکارتا۔ اور دجالیت کی جے کا نعرہ لگاتا۔

ارشاد ہوتا ہے :۔

> "پس جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو۔ اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو موذن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو میں والنٹیر ہو کر جنگ میں چلا جاتا اس وقت گورنمنٹ کو آدمیوں کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے جس کسی سے کوئی خدمت ادا ہو سکے ضرور کرے۔"
>
> (انوار خلافت صفحہ ۹۶ تقریر جلسہ سالانہ ۱۵ء)

گویا آپ بغیر تنخواہ کے والنٹیر ہو کر "انگریزوں کی جے" کے نعرے لگاتے۔ حضرت عمرؓ نے تو اللہ کا نام بلند کرنے کی خواہش کی تھی۔ مگر یہ "عمرؓ ثانی" (برعکس نہند نام زنگی کافور) "انگریز کی جے" کا نعرہ لگانے کا خواہشمند ہے۔ کیا ہی لطف آتا۔ اگر ترکوں کے مقابلہ میں میاں محمود ہوتا۔ ترک جب نعرہ اللہ اکبر ــــ یا اللہ اعلیٰ و اجل لگاتے تو یہ شخص "اعل ھبل" یا "انگریز کی جے" کی صدا بلند کرتا۔

(اختر حسین گیلانی)

"ترک قبلہ اوّل کی حفاظت کیلئے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی بہا دینگے"

عربوں کی مصیبت ہماری مصیبت ہے

(انقرہ رڈاک کے ذریعہ سے) غازی مصطفیٰ کمال اتاترک ترکی پارلیمان میں پرشور تالیوں کے درمیان تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے سب سے پہلے سکندرونہ اور انطاکیہ کے متعلق تقریر کرتے ہوئے فرمایا یہ کسقدر افسوسناک اور اندوہگین بات ہے کہ سکندرونہ اور انطاکیہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔ اور مسلمان بہنوں کو بیوہ اور یتیم بنایا جا رہا ہے۔ اعراب انطاکیہ اور سکندرونہ پورے طور پر اغیار کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں اور وہ دشمنوں کے اغراض کی تکمیل کی خاطر ترکوں کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ ان کی ایسی حرکت پر تمام عالم اسلام نفرین بھیج رہا ہے۔ مجھے اس امر کا اعلان کرتے ہوئے دکھ محسوس ہو رہا ہے کہ اگر عربوں نے اپنے رویہ میں تبدیلی نہ کی تو حکومت ترکیہ کو مجبوراً انتقامی کارروائی کرنی پڑے گی مجھے ابھی ابھی دفتر خارجیہ ترکیہ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ سکندرونہ کے متعلق وزیر اعظم شام اور وزیر خارجیہ ترکی کے درمیان جو گفتگو ہو رہی تھی وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔ معاہدہ مرتب ہو چکا ہے۔ اور عنقریب اس پر دستخط ثبت کر دیے جائیں گے۔ (اس معاہدہ کے نفاذ کی اطلاع اخبارات میں ایک دو دن پہلے شائع ہو چکی ہے۔ ادارہ) خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ شام کی حکومت نے اس افسوسناک خانہ جنگی کی تہ کو معلوم کر لیا اور اپنے ترک بھائیوں کے گلے مل گئے۔

کردستان کی بغاوت

بغاوت کردستان کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ کردی قبائل کی سرشت میں بغاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ اس کی وجہ جاہل ملاؤں کا حکومت ترکیہ کے خلاف غلط پروپیگنڈہ ہے۔ میں کردستان کے پسماندہ مسلمانوں کو ترقی کے انتہائی پر دیکھنا کا متمنی ہوں میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کرد تعلیم اور تہذیب و تمدن میں مہذب قوموں سے چار قدم آگے ہوں۔ لیکن ملاں انھیں قعر مذلت میں گرانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اسلام حرکت اور عمل کا نام ہے حجروں میں بیٹھ کر حرام خوری کرنے کا نام اسلام نہیں! کردستان کی بغاوت کو دبانے کے لئے وزارت جنگ کو طاقت کا استعمال کرنا پڑا ہے جس کی وجہ سے بہت سے کرد ہلاک اور مجروح ہوئے ہیں لیکن ان کے خون کی ذمہ داری ملاؤں پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے غلط طور پر کردوں کو مذہب کے نام پر حکومت کے خلاف بھڑکایا۔ میں مسرت کیساتھ اس بات کا اعلان کرتا ہوں۔ کہ کردی بغاوت کا خاتمہ ہو گیا ہے اور شورش پسندوں سے ملک کو پاک کر دیا ہے۔

ترک اور فلسطین

تقسیم فلسطین کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہم ساڑھے چار سو سال تک حرمین شریفین کی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں جس کے لئے ہم نے "خادم" کا لقب فخریہ طور پر اختیار کیا تھا اس خدمت کی بنا پر ترکوں کو فلسطین کا جائز حقدار قرار دیا گیا لیکن افسوس ہے۔ کہ عربوں نے یورپ کی سیاست نہ سمجھی اور انھوں نے نام نہاد آزادی کے لالچ میں آ کر جنگ عظیم میں ہزاروں ترکوں کو شہید کر دیا۔ آباد گھروں کو برباد کیا۔ ترک عورتوں کو بیوہ کیا۔ اور بچوں کو یتیم بنایا مدینۃ الرسول کی مبارک اور اطہر گلیوں کو ترکوں کے خون سے لالہ زار بنا دیا لیکن ترکوں محض مدینۃ الرسولؐ کے احترام کی خاطر ہتھیار نہ اٹھائے۔ اور شریف حسین اور اس کے اتحادی رفیقوں کی سنگینوں اور توپوں کا نشانہ بن گئے۔ عربوں نے اس طرح سارے عربستان کو یورپی استعمار کا غلام بنا دیا۔ آپ نے کہا کہ آج فلسطین کے عرب اور قائدین گلا پھاڑ پھاڑ کر کہہ رہے ہیں۔ کہ کاش فلسطین پھر ترکوں کے ماتحت چلا جائے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کاش عرب اس وقت یورپ کی سیاست کے دام میں نہ پھنستے اور انہیں یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا۔

تقسیم فلسطین

اعلان تقسیم فلسطین اعراب فلسطین کے قلوب پر عملی جراحی کے مترادف ہے۔ عربوں کے سینہ کا یہ زخم ہمیں ترکوں کے لئے ناقابل برداشت ہے عربوں کی اس بے چینی اور بے قراری نے ہمارے قلوب میں بھی ناسور ڈال دئے ہیں۔ انکی تکلیف کو ہم سے زیادہ اور کوئی محسوس نہیں کر سکتا ہم نے عربوں کے ان مظالم کی وجہ سے جو انھوں نے جنگ عظیم میں ترکوں پر ڈھائے تھے۔ یہ عزم کر رکھا تھا۔ کہ اب عربوں کی کبھی امداد نہیں کریں گے لیکن اب جبکہ ہم اس قابل ہیں کہ اسلام کے قبلہ دوں کو یہود و نصاریٰ کی دست سے بچا لیں تو میں اس بات کا اعلان ڈنکے کی چوٹ سے کرتا ہوں۔ کہ جمہوریہ ترکیہ اسلامیہ فلسطین کو یورپ کے استعمار پرستوں کا بازیچہ ہرگز بننے نہ دیگی

بے دینی کا الزام

استعمار پرستان یورپ کی سیہ کاریوں کی وجہ سے دنیائے اسلام کا ایک حصہ ہم پر بے دینی اور اسلام سے بے پرواہی کا الزام لگا رہا ہے۔ لیکن میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں۔ کہ اس ناپاک اور غلط الزام کے باوجود ہماری جانیں اور ہماری اولادیں اور تمام دولتیں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت کے احترام کے لئے حاضر ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ارض مقدس اور جزیرۃ العرب کو یہود و نصاریٰ سے محفوظ رکھو۔ اس قبلہ اوّل کی حفاظت کی خاطر ترک ان شاء اللہ اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دیں گے لیکن اس چیز کو برداشت نہیں کریں گے کہ فلسطین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جائیں۔

مدبرین برطانیہ سے خطاب

میں امید کرتا ہوں۔ کہ مدبرین برطانیہ جن کی دانشمندی اور سیاست دانی کا ایک عالم میں شہرہ ہے۔ اپنے فیصلہ پر دوبارہ غور کریں گے اور اپنی ضد پر قائم نہ رہتے ہوئے عالم اسلام کو اطمینان دلائیں گے کہ تقسیم فلسطین کے احکامات واپس لیلئے گئے ہیں۔ اگر برطانیہ اپنی ضد پر قائم رہا۔ تو تمام دنیائے اسلام بھڑک اٹھے گی۔

(بقیہ صفحہ ۱)

اور جماعت کی قوت صحیح رنگ میں خرچ ہونے لگے۔ اور یہ ہمارے لئے خوشی کا دن ہوگا۔

پس ان حالات کے اندر میں اپنی جماعت کو دو باتوں کی طرف خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتا ہوں میں نے جب بھی اپنے دوستوں کو توجہ دلائی ہے کہ وہ قادیانی جماعت کو راہ راست پر لانے کی کوشش کریں تو مجھے عموماً یہی جواب ملا ہے کہ یہ قوم نہ کسی دلیل کی پرواہ کرتی ہے اور نہ اپنے عقل فہم سے کوئی کام لینا چاہتی ہے۔ بلکہ جو کچھ ان کے پیر کی زبان سے یا قلم سے نکل جاوے۔ وہی بغیر سوچے سمجھے ان کا مذہب بن جاتا ہے۔ اس لئے ان کو کہنا بے سود ہے۔ اور یہ بات درست تھی۔ ایک وقت تھا۔ کہ میاں محمود احمد صاحب نے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور اس سے پہلے کی آپ کی تحریریں انکار نبوت کے متعلق منسوخ اور ان سے حجت پکڑنا غلط۔ تو ساری جماعت پکار اٹھی۔ کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کوئی تحریر سند نہیں۔ اب جو انہوں نے اپنے حلفی بیان میں یہ کہدیا کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۸۹۱ء میں دعوےٰ نبوت کیا اور اب اس کے بعد اسی پر زور دیتے چلے جا رہے ہیں۔ تو اب بھی کوئی نہیں پوچھتا کہ جن تحریروں کو آپ نے پہلے منسوخ قرار دیا۔ ان کو اب کیا سمجھیں اور ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ تو قسمیں کھا کھا کر نبوت سے انکار کر رہے ہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ آپؑ نے ۱۸۹۱ء میں دعویٰ نبوت کیا۔ تو مسیح موعودؑ کو سچا سمجھیں یا آپ کو؟ تو یہ سچ ہے۔ کہ قادیان کی جماعت خطرناک ترین پیر پرستی میں مبتلا ہو گئی۔ لیکن کیا ممکن نہیں کہ یہ جو غیر معمولی واقعات اب قادیان میں پیدا ہو گئے ہیں۔ اور خلیفہ کی عظمت کے منافی حالات ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور خلافت کا بت ٹوٹ رہا ہے۔ تو یہ اس جماعت کی آنکھیں کھولدے۔ اور جب آنکھیں کھلیں۔ تو حق اور صداقت بھی نظر آنے لگے۔ پس میں اپنی جماعت کو یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اس وقت خاص جدوجہد سے کام لینے کا موقعہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ وقت آ گیا ہو۔ کہ اس جماعت کی آنکھیں کھل جائیں۔ کم از کم ہمیں مسیح موعود کی جماعت سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ اور اپنی پوری قوت اس بات پر صرف کرنی چاہیئے بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسی راہ سے اپنی نصرت کے مزید دروازے کھولدے۔ مگر کوئی نصرت نہیں آتی جب تک کہ انسانوں کے دلوں میں اس کے جذب کرنے کے لئے ایک تیاری پیدا نہیں ہوتی پس اس وقت آپ اس غرض کے لئے کچھ مزید جانی اور مالی قربانیوں کے لئے تیار ہو جائیں اور حق اور صداقت کا بیج بونے کا یہ موقعہ جو اللہ تعالیٰ نے آپکو دیا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اپنا لٹریچر اس قوم کے اندر پھیلائیں۔ اگر آپ سو میں سے ایک آدمی کو بھی لے لیں تو یہ کامیابی ہے۔ اور حق تو یہ ہے۔ کہ اگر کوشش کی جائے، تو سو میں سے دس کا لینا بھی مشکل نہیں۔

دوسرا امر جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اس موقعہ پر خاص طور پر دعا کی طرف توجہ کی جائے۔ بالخصوص پچھلی رات کی دعا کی طرف جو قبولیت کا بہترین وقت ہے۔ ہر ایک دوست فجر سے ایک آدھ گھنٹہ پیشتر اٹھنے کی عادت ڈالے اور دو رکعت نفل ادا کرتا ہوا آستانہ الہٰی پر سر رکھ کر اس کی نصرتوں کا طالب ہو۔ اس بات میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ ایک طرف اگر ہم نے اس جماعت کے متعلق حق جہاد پورے طور پر ادا نہیں کیا تو دوسری طرف مجاہدہ کا حق بھی ادا نہیں کیا۔ جو پردہ ہمارے ان بھائیوں کی آنکھوں پر پڑ گیا ہے اسے آپ کی آنکھوں کے آنسو اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے میں پھر یہی کہتا ہوں اور کہتا رہونگا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے نظاروں کو دیکھنا چاہتے ہو تو اپنی غفلت کے پردوں کو دور کر دیں اور سب مل کر ایک طرف دعا میں لگ جائیں۔ اور دوسری طرف اپنی جدوجہد کو انتہا کو پہنچا دیں۔ والسلام

خاکسار محمد علی

گورنمنٹ آف انڈیا کے دفاتر کیلئے

تیسرے درجے کا مقابلے کا امتحان

(۱) حکومت ہند کے دفاتر کے لئے تیسرے درجے کے کلرکوں کا مقابلے کا امتحان، ۲ دسمبر ۱۹۳۷ء کو الہ آباد بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ لاہور مدراس اور شملہ میں منعقد ہوگا۔ اس درجے کی تنخواہ حسب ذیل ہے:-

(ا) سول دفتر - ۱۲۵-۴-۸۰-۲-۶۰

(ب) فوجی دفتر - ۱۱۰-۴-۹۰-۴-۵۰

اور بیس فیصدی الاؤنس

(۲) درخواستوں کے فارم مع ضروری ہدایات و تفصیلات سکرٹری صاحب۔ فیڈرل پبلک سروس کمیشن شملہ کے پتہ سے مفت مل سکتے ہیں۔ ان کاغذات کے لئے براہ راست لکھیئے۔

(۳) درخواستیں یکم ستمبر ۱۹۳۷ء تک سکرٹری فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔ درخواستیں بصیغہ رجسٹری بھیجئے۔

(۴) فیس داخلہ مبلغ پندرہ روپیہ فی امیدوار ہے جو سرکاری خزانہ میں یا امپیریل بنک آف انڈیا میں جمع کرائے جائیں گے اور ان کی رسید درخواست کے ساتھ منسلک کی جائے گی۔ داخلہ کی فیس کسی صورت میں واپس نہیں کی جائیگی۔ روپیہ جمع کرانے سے پہلے امیدواروں کو اطمینان کر لینا چاہیئے کہ وہ داخلے کی سب شرائط پر پورے اترتے ہیں۔

(۵) جس امیدوار کی تاریخ پیدائش ۱ اپریل ۱۹۱۴ء سے قبل یا ۳۱ مارچ ۱۹۲۱ء سے بعد کی ہوگی۔ وہ امتحان میں نہیں بیٹھ سکتا۔ اس بارے میں کوئی رعایت نہیں کی جاتی

(۶) داخلہ امتحان کے لئے کم از کم میٹرک کی شرط ہے۔ یا ایسا امتحان جو یونیورسٹی نے میٹرک کے برابر تسلیم کر لیا ہو۔

کیمبرج جونیئر لوکل اگزامینیشن کے پاس شدہ لڑکے بھی بیٹھ سکتے ہیں

(۷) مضامین حسب ذیل ہونگے۔

ریاضی خوشخطی (اس میں الگ پاس ہونا ضروری ہے) معلومات عامہ انگریزی کمپوزیشن (جس میں ڈرافٹنگ پریسی۔ غلطیوں کی اصلاح اور پروف کی تصحیح شامل ہے)

(۸) درخواست کے ساتھ حسب ذیل کاغذات بھیجنے ضروری ہیں

(ا) خزانہ کی رسید مطابق نمبر ۴ مندرجہ صدر

(ب) میٹرک کی سند اصلی اور اس کی ایک نقل۔

(ج) چال چلن کا سرٹیفکیٹ۔ سکول کا۔ کالج کا۔

(د) ٹائپ کا سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہو شق نمبر ۹ مع ایک نقل کے۔ اگر کسی پہلے امتحان میں یہ سرٹیفکیٹ دیا جا چکا ہے۔ تو پھر نیا سرٹیفکیٹ حاصل کرنیکی ضرورت نہیں۔

(۹) ٹائپ کا سرٹیفکیٹ صرف ان درسگاہوں کا قبول کیا جاتا ہے جن کی فہرست درخواست کے ہمراہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن مہیا کرتی ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور جگہ کا سرٹیفکیٹ تسلیم نہیں کیا جاتا اس سرٹیفکیٹ کے حاصل کرنے میں بہت جلد کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ تجربہ نے بتایا ہے۔ کہ بہت سے قابل لڑکے وقت پر سرٹیفکیٹ نہ ملنے سے امتحان سے رہ جاتے ہیں۔

(۱۰) جو امیدوار سمجھتے ہوں۔ کہ وہ امتحان میں بیٹھنے کے شرائط پورے کرتے ہیں انھیں فوراً:-

(ا) پبلک سروس کمیشن کو درخواست کے فارم کے لئے چٹھی لکھ دینی چاہیئے۔

(ب) ٹائپ کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی کوشش کر دینی چاہیئے

اس کے بعد۔

(ج) درخواست کا فارم بہت غور و فکر سے پر کریں۔ اگر اس میں کوئی غلطی رہ گئی۔ تو امتحان میں بیٹھنے کی اجازت نہیں ملے گی۔ اور اس فیصلہ کے خلاف کوئی اپیل نہیں سنی جائے گی۔

(۱۱) انجمن اسلامیہ شملہ امیدواروں کو امتحان کی تیاری کے سلسلے میں ہر ممکن امداد دینے کو تیار ہے۔ اس سلسلے میں ایک مختصر سا پمفلٹ تیار کیا جاتا ہے۔ جو عام طور پر مفید ثابت ہوتا ہے۔ جو امیدوار اس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ ۸ر آنے کے ٹکٹ ارسال فرمائیں۔ اس میں ڈاک کا خرچ بھی شامل ہوگا۔ یہ پمفلٹ تین چار روز تک تیار ہو جائے گا۔

(۱۲) فوجی دفاتر کی ملازمت کی تمام شرائط اچھی طرح ذہن نشین کر کے درخواست پر کریں یہ بھی یاد رہے کہ یہ دفاتر عام طور پر تمام سال شملہ میں رہتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیریت مصروف کام ہیں۔

— اخویم مولوی کرم الٰہی صاحب امسال مولوی فاضل کے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

— برادرم محمد اسلم خان تاہنوز میو ہسپتال میں بیمار ہیں۔

— مکرمی نصیر الدین صاحب ہزارہ جی جوڑوں کی درد کا شکار ہیں۔ احباب درد دل سے دعائے صحت فرمائیں۔

— سید اختر حسین گیلانی اودھم پور کے کامیاب دورہ کے بعد یکم اگست کو مرکز میں تشریف فرما ہوئے۔ اودھم پور میں آپ نے اتحاد بین المسلمین پر موثر تقاریر کیں۔ اللہ کے فضل سے وہاں جماعت قائم ہو گئی ہے۔ جس کے صدر اخویم عبد المجید خان اور سکرٹری شیخ عبد الرحمٰن صاحب مقرر ہوئے ہیں۔

مراجعت وطن

احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہمارے عزیز بھائی مرزا عبد الرحمٰن بیگ صاحب خلف الرشید حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ رحمۃ اللہ علیہ یکم اگست کو لاہور تشریف فرما ہوئے۔ آپ انگلستان حصول تعلیم انجینیری کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ لاہور اسٹیشن پر احباب نے بتعداد کثیر آپ کا استقبال کیا اور گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی وفات آپ کی عدم موجودگی میں ہوئی تھی۔ اس لئے اس مبارک وجود کو نہ پا کر ہمارے بھائی کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ جس سے دیگر احباب بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ہم اس کامیاب واپسی پر اپنے بھائی اور آپ کے اعزہ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ وہ ہمارے بھائی کو اپنے فرشتہ سیرت والد مرحوم کے نقش قدم پر چلنے۔ ان کی روایات کو زندہ کرنے اور سلسلہ کی بیش از بیش خدمات سرانجام دینے کی توفیق ارزاں فرمائے۔

چمبہ میں ہولناک آتشزدگی

(۲)

(ایک ہندو ریاستی کے قلم سے)

آگ کی نذر شدہ بیشتر مکانات ان لوگوں کے ہیں جن پر مادھو رام کی نظر عنایت رہتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ لالہ چند لال، اور نرائن سنگھ جیسے جی حضوریوں کے مکانات بھی جلے۔ لیکن لے جی۔ جی کے منظور کردہ دس ہزار روپیہ سے انکی امداد کے منصوبے بھی تو بندھ رہے ہیں! حالانکہ ان لوگوں کو سرکار سے تنخواہ بھی کافی ملتی ہے

سپرنٹنڈنٹ پولیس، سپرنٹنڈنٹ پبلک ورکس اور کپتان فوج معہ اپنے عملہ کے مہاراجہ صاحب کے بنگلہ اور دیگر مکانات کی حفاظت میں لگے رہے۔ مگر گوردتہ ال ٹیچر نے سرکاری بنگلہ کو پانی دینے والی نالی کو کاٹ ڈالا۔ اور اب سر بازار کہتا پھرتا ہے۔ کہ میرا ہی حوصلہ تھا کہ نالی کو چاقو سے کاٹ ڈالا۔

آتشزدگی کے وقت ناخدایان کشتی چمبہ رباد ہو رام اینڈ سنز کھجیار کے سبزہ زار پر چہل قدمی فرما رہے تھے۔ اور باد صرصر کے جھونکوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ اس وقت چمبہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ حضور لالہ دھنی رام المعروف بہ نوشیروان عدل رونق افروز تھے۔ آتشزدگی کے عین موقعہ پر حضور مذکور بستر استراحت پر آرام فرما رہے تھے۔ آگ دن کو سوا دو بجے لگی شہر کا ایک حصہ تباہ ہو گیا۔ سارے شہر میں کہرام مچ گیا۔ بچہ بچہ باخبر ہو گیا۔ لیکن کیا بات ہے حضور نوشیروان چمبہ کی کہ آپ کو خبر ہی نہ ہوئی۔ آپ سات بجے شام جائے واردات پر تشریف لے گئے اور تفریح طبع فرماتے ہوئے عین لکھنوی ۔ ۔ ۔ شان سے پہنچے۔ سرکاری بنگلہ پر تشریف لاتے ہی بول گویا ہوئے "کرسی لاؤ" نیز لوگوں کو جو سرکاری بنگلہ سے مال و اسباب نکال رہے تھے چھڑی کے اشارہ سے فرمایا "سیدھی لائن میں چلو"

آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ جائے حادثہ پر کیوں نہیں پہنچے اور وقت پر مناسب انتظام کیوں نہیں کیا؟

تو آپ نے ڈسپلن کے پابند ہونے کی حیثیت میں جواب دیا کہ

"کوتوال شہر نے مجھے اطلاع نہیں دی"

ڈسپلن ہو تو ایسا ہو۔ شہر جل کر راکھ ہو جائے مگر نوشیروان عدل کے ڈسپلن میں فرق نہ آنے پائے گویا آپ مہاتما ہیں۔ کوتوال بھی جو خون پسینہ ایک کر رہا تھا۔ نہ کرتا اور اطلاع کے لیے دردولت پر حاضر ہوتا۔ غیر ریاستی افسروں نے شرمناک ذہنیت کا ثبوت دیا۔ علاوہ ان کے ڈاکٹر گوپال داس لقمان چمبہ ہاتھ میں چھڑی لئے چوگان سے نظارہ دیکھ رہے تھے

غیر ریاستیوں کی بلا سے ساری ریاست جلتی ہے تو جلے۔ ڈاکٹر گوپالداس آج کل سنسر ج خلف دیوان مادھو رام کے بھائی بنے ہوئے ہیں اور دیوان صاحب کو چچا جی کے پیارے لقب سے یاد فرمایا کرتے ہیں۔ اس لئے انکی مجرمانہ غفلت قابل غور نہیں۔ ریاستی باشندگان آنریبل ایجنٹ بہادر ریاستہائے پنجاب سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ آزادانہ تحقیقات کا حکم دیں۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی لاپرواہی۔ نالی کا چاقو سے کاٹنا۔ کاریگروں کو شراب سے مدہوش کرنا۔ اس کے علاوہ منع کرنے پر بھی کوئلہ وغیرہ جمع کرنا وغیرہ کے واقعات کے متعلق پوری پوری تحقیقات کی جائے۔ اور مجرمین کو عبرتناک سزائیں دی جائیں تاکہ آئندہ کسی کو اس قسم کے اقدام کی جرأت نہ ہو۔

نکات وہابیہ

امرتسری وہابی کی افتاد کچھ ایسی ٹیڑھی پڑی ہے کہ وہ نہ کسی اصول کا پابند رہتا ہے۔ اور نہ حق بات کی طرف آتا ہے۔ اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۵ر دسمبر ۱۹۳۱ء میں اس نے زیر عنوان "مومی و رومی" یہ الفاظ لکھے تھے۔

> جن وصی پر ہم نقص کرتے کو ہیں۔ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نہیں جو کہ فتنی بی تھے۔ اور واحد خلفاء الراشدین آئمہ دین علیہم السلام۔ بلکہ وہ شیعوں کے علی ہیں جو ہم مرتبہ رسول بتائے جاتے ہیں جنہیں نفس رسول کہا جاتا ہے! جن کو مثل رسول کہہ کر پکارا جاتا ہے اور افضل الانبیاء بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب دیا جاتا ہے۔ رکبرت کلمۃ تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا) جن کی شان میں مبالغہ کرتے کرتے انھیں اعجوبہ ترین ہستی بنا دیا گیا ہے جتی کہ ان کے القاب میں سے مظہر العجائب ایک معمولی لقب ہے۔"

ایک دوسری جگہ حضرت مریم کے بارہ میں لکھتا ہے:۔

> "اگر عیسائیوں میں جرأت ہے تو وہ آئیں اور مریم صدیقہ کو اناجیل کی رو سے عفیفہ پاک دامن اور مومنہ ثابت کر دیں" (اہلحدیث ۱۰ر اپریل ۱۹۳۱ء)

اب انجیلوں کے بارہ میں اس کی سنئے لکھتا ہے:۔

> "بہرحال یہ امر بالکل واضح ہے۔ کہ مسیحی جس کو کلام اللہ اور وحی الٰہی نام رکھتا ہے مسلم اس کو کلام اللہ نہیں کہتا۔ بلکہ وہ کلام مصنف مانتا ہے"۔ (اہلحدیث ۳۰ مئی ۱۹۳۰ء)

پھر لکھتا ہے:۔

> "ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہم توراۃ انجیل زبور وغیرہ کو کتب الٰہیہ مانتے ہیں۔ ایضاً کتب مروجہ کو ان کتب سے شرکت اسمی مانتے ہیں۔ فقط (اہلحدیث ۲۰ جون ۱۹۲۰ء)

گویا امرتسری وہابی اپنے علی اور شیعوں کے علی میں شرکت اسمی قبول کر کے موخرالذکر پر اعتراضات کرنا جائز سمجھتا ہے۔ پھر حضرت مریم صدیقہ کی شرکت اسمی قبول کر کے انجیلی مریم کو نہ عفیفہ مانتا ہے۔ نہ پاکدامن اور نہ مومنہ لیکن مسیح پرستی کی رگ یہاں آ کر پھڑک اٹھتی ہے۔ کہ اسی مشارکت اسمی کی بنا پر اپنے اخبار اہلحدیث ۲۵ر جون ۱۹۳۷ء میں حضرت مسیح موعودؑ کو "حضرت عیسیٰ کی توہین کرنے والا" قرار دیتا ہے۔ جو شخص خود حضرت علی کو برا بھلا کہہ کر اور حضرت مریمؑ کو غیر عفیفہ غیر پاکدامن اور غیر مومنہ کہہ کر وہابیوں کا سردار ہو سکتا ہے۔ اس کے ایمان کی قدر و قیمت کیا ہو سکتی ہے در اصل یہ خود مان چکا ہے۔ کہ وہ اور اس کی قوم مومنانہ صفات چھوڑ کر منافقانہ اور یہودیانہ اور نصرانیہ صفات اختیار کر چکی ہے۔ اس لئے وہ معذور ہے۔ اگر دوسروں پر شرکت اسمی کی وجہ سے اعتراض کرے اور خود اس بات کا قائل بھی ہو یہی یہودیانہ تحریفات ہیں جن کی وجہ سے اس کی دکان چل رہی ہے۔

(۲)

آخر امرتسری وہابی کو ماننا پڑا کہ گزشتہ علمائے اہلحدیث اور احناف کے فتوے متعلقہ جہاد فی الہند ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (کے مطابق انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنا جائز نہیں (اہلحدیث ۹ر جولائی ۱۹۳۷ء) لیکن اپنی ٹیڑھی افتاد کے باعث باقی امور کو صاف ہی ہڑپ کر گیا ہے۔ یعنی (۱) جتنی مذہبی آزادی گورنمنٹ انگریزی کے ماتحت ہے۔ اتنی شاہ روم (ترکی مسلمان سلطنت) کی عملداری میں حاصل نہیں ہو سکتی (۲) اب سیف کا وقت نہیں (۳) ہندی مسلمان سلطان روم کو خلیفۃ المسلمین نہیں مانتے (۴) غدر کا نام جہاد رکھنا جھوٹ ہے (۵) جہاد فرض کفایہ ہے (۶) ہندوستان دارالاسلام ہے۔ (۷) دارالحرب میں بھی جہاد روا نہیں (۸) مسلمانوں کو اس وقت جہاد کا خیال کرنا ایک خبط ہے (۹) غیر مذہب والوں کی مدد سے لڑائی کرنا جہاد نہیں (۱۰) مسلمان حکمرانوں میں سے ایک بھی امامت کے لائق نہیں (۱۱) حصول سلطنت کے لیے لڑائی جہاد نہیں (۱۲) احکام فرنگ کا تشبیل و تغیر نہیں (۱۳) اہلحدیث نے کسی ملک میں جہاد اصطلاحی کا جھنڈا کھڑا نہیں کیا۔ (۱۴) جس غیر مسلم سے اقرار و صلح ہو۔ اس کا قتل حرام ہے

ہمیں امید تھی۔ کہ ان تمام امور پر یہ وہابی بدمذاق پوری پوری ۴

"البلاغ المبین"

اردو ترجمہ [illegible] صفحات ۷۶ مجلد قیمت مفت

ملنے کا پتہ:۔ جماعت المسلمین چومہ مفتی باقر لاہور۔

اسلام کا اولین مقصد یہ ہے کہ وہ دنیا میں توحید کو قائم کرے تمام انبیاء اور آئمہ اسی تعلیم کو عام کرنے آتے رہے، مگر بدقسمتی سے سالہائے دراز سے مسلمانوں میں شرک فی التوحید پیر پرستی۔ قبر پرستی وغیرہ ہزارہا بدعات رائج ہو چکی ہیں۔ اور اس زمانہ میں یہ لعنت اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

جس قدر مجدد دین آئے انھوں نے اپنے اپنے دور میں اس قباحت کو دور کرنے کی سعی فرمائی۔ اس ضمن میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی نے ایک کتاب اہل بدعت کے رد میں بزبان فارسی تحریر فرمائی جس کا نام البلاغ المبین رکھا، آپ کی شان دانی تبحر علمی، علوم دینیہ پر عبور سے کون انکار کر سکتا ہے اس کتاب میں آپ نے نہایت تحقیق سے قبر پرستی پیر پرستی اور تعزیہ پرستی وغیرہ کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ اور قرآن و حدیث صحابہ کرام اور بزرگان امت کے اعمال کی روشنی میں اس پر مکمل بحث کر کے ثابت کر دیا کہ ان چیزوں کو اسلام سے ہرگز کوئی تعلق نہیں۔ ان کا منبع شیطان ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے کوئی شخص اہل بدعت کی بیہودگیوں کا شکار نہیں ہو سکتا۔

مسلمانوں کی تباہی کا موجب حقیقی اسلام سے بُعد ہے جو کہ ان مہمل لغویات کا لازمی نتیجہ ہے۔ اس لیے جہاں تک اس لعنت کو جلد تر دور کیا جائے اسی قدر اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ نصیب ہوگا جماعت المسلمین لاہور اسی ضمن میں گزشتہ چند سالوں سے اہل بدعت کی معاندت کے باوجود نہایت تندہی سے کام کر رہی ہے۔ اور آجتک متعدد رسالہ جات اہل بدعت کے واہی عقائد کی تردید میں مفت تقسیم کر چکی ہے۔ اب اس جماعت نے اس رسالہ کا اردو ترجمہ زر کثیر صرف کر کے اسی نام سے شائع کیا ہے۔ یہ کام نہایت ہی قابل تحسین ہے۔ مگر سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے۔ کہ کتاب کی قیمت صرف "اس کتاب کو اول سے لیکر آخر تک تعصب سے الگ ہو کر پڑھا جائے" ہے ہم اس ہمت پر جماعت کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ان کو تخریب کے کام سے بچا کر تعمیر پر لگائے رکھے۔ اور مسلمانوں کو اسلام پر چلنے کی توفیق دے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

اور احمدیت ۱۸۹۱ء میں۔ آریوں نے تو فلاں فلاں کام کئے۔ احمدیوں نے کیا کیا۔ کتنے کالج بنائے۔ ہسپتال چلائے یتیم خانے کھولے۔ اس کا جواب کیا دیا جائے۔ جبکہ ایک بھاری اکثریت پیر پرستی کے گڑھے میں جا گری۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہاں رونق ہے تنظیم ہے۔ بڑے بڑے آدمی ان میں ہیں لیکن میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا مسیح موعود کا علم وہاں بھی ہے۔ ہماری کامیابی اس علم ہی سے ہے۔ اگر کامیابی سے ایک ریاست کھنبایت کا نواب ہے چوریاں ہیں۔ بچے نہیں بڑی جماعت ہے۔ دولت ہے۔ تو دنیا میں ایسے اکثر ملیں گے حضرت صاحب یہ گدی قائم کرنے نہیں آئے تھے۔ اس جماعت کی اتنی ناکامی نظر آتی ہے کہ اگر ان لوگوں کی آنکھیں ہوتیں تو روتے۔ کہ انکی قوم کے لاکھوں نہیں۔ بلکہ کروڑوں روپے کہاں گئے۔ یہ دولت کہاں غرق ہو گئی۔ قرآن کو دنیا میں نہ پہنچایا گیا۔ اسلامی لٹریچر پیدا نہ کیا گیا۔ تو آریہ سماج کی طرح تعلیم اور دوسرے مفید قومی کاموں میں ہی لگ جاتے۔ اور کچھ نہ کرتے کالج بناتے سکول بناتے ہسپتال کھولتے۔ اگر دین نہیں تو دنیوی رنگ ہی میں کچھ کیا ہوتا۔

قادیانی کامیابی کی حقیقت

مگر کچھ نہیں محض ایک لفظ ہے ہم کامیاب ہو گئے اور ہمارے دشمن ناکام ہو گئے کوئی نہیں پوچھتا کہ وہ کامیابی ہے کیا۔ کتنے کالج بنائے کتنے سکول بنائے کتنے لاکھ قرآن شریف مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے دنیا میں پہنچائے۔ کتنا اسلامی لٹریچر پیدا کیا۔ جماعت کی آنکھوں پر خوفناک پیر پرستی کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ جماعت کی کثرت ہے مگر کام اس کے مقابل میں کچھ بھی نہیں۔ روپیہ بہت آتا ہے مگر کوئی نہیں جانتا کہ کہاں غرق ہوتا چلا جاتا ہے۔

میاں صاحب کی تعلیاں

مجھے یاد ہے کہ اختلاف کے وقت میں نے اپنا خیال تنہائی میں میاں صاحب کے سامنے بیان کیا تو کہا کہ ایسے رنگ میں یہاں رہو کہ جو ہم کہیں اس کی مخالفت علانیہ نہ کرنا اور جو دل میں چاہیں رکھیں۔ اس کے متعلق کچھ نہیں سکتے۔ اظہار نہیں کر سکتے۔ میں نے کہا کہ ہم منافق نہیں بن سکتے۔ آج جبکہ حکومت نہیں روکتی تو اپنے ہاتھوں سے ایسی حکومت کیوں بنائیں کہ خود منافق بننے پر مجبور ہوں۔ جب مسجد میں خلافت کی تجویز کا جلسہ ہوا میں نے کچھ کہنا چاہا۔ ہو گیا کہ ایک لفظ تک کہنے کی اجازت نہ ملی اور ہم افوض امری الی اللہ کہہ کر چلے آئے۔ آج دیکھتے ہو کہ حالت کیا ہے۔ ایک طرف پیر کے دعا دی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبی یا نبی سے بڑھ کر کوئی آ گیا۔ ایک تقریر کا فقرہ ہے کہ اگر تم نے یہ کیا تو نہ میں معاف کروں گا نہ مسیح موعود معاف کریں گے نہ محمد رسول اللہ صلعم معاف کریں گے۔ گویا ان کا مرتبہ بھی خدا کے برگزیدہ مسیح موعود یا فخر اولین و آخرین سے کچھ کم نہیں۔

نبی کریم صلعم کا ہم پلہ ہونے کا دعوے

قرآن شریف میں نبی کریم کے متعلق ہے۔ فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک الخ۔ تیرے رب کی قسم یہ لوگ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ اپنے اختلافات میں تجھے حکم نہ ٹھہرائیں۔ اور پھر تیرے فیصلہ پر تنگ دل نہ ہوں۔ اور تسلیم نہ کر دیں۔ یہ دراصل نبی کریم صلعم کا مقام ہی ہے۔ مگر قادیان کی خلافت اب نبوت کے منصب کو سنبھالے بیٹھی ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ یہ حکم نظام کے لحاظ سے تھا چھپا نبی کریم صلعم کے متعلق تھا اب ہی قادیان کے خلیفہ کے لئے ہے۔ اور خوبی یہ کہ یہ آیت اس وقت اپنے اوپر چسپاں کی جب کہ لوگوں نے خود ان کی ذات پر الزامات لگائے مرید کہتے ہیں کہ میاں صاحب تو کان اللہ نزل من السماء کے مصداق ہیں اور یہ کامیابی ان کو ہوئی ہے حضرت مرزا صاحب کو کہیں نہیں ہوئی تھی۔ مگر ان سے کوئی پوچھے کہ کیا گدی بنا کامیابی ہے۔ مسیح موعود کی کامیابی یہی کہ سب پر اپنے علم کا سکہ بٹھایا۔ اور دشمن کو مقابلے کی طاقت نہ رہی۔

مریدوں کی عقل سلب کر لی

مگر میاں صاحب نے علم کے دروازوں کو بند کر دیا نہ خود کوئی لٹریچر پیدا کیا نہ مریدین کو اس قابل چھوڑا کہ وہ غور کریں سوچیں عقل سے کام لیں علم پیدا کریں بلکہ ایسی پٹی ان کی آنکھوں پر باندھ دی ہے کہ وہ جو کچھ کہتے جائیں یہ بن سمجھے سبحان اللہ سبحان اللہ کرتے جائیں۔ یہ حالت آج تک ان کی ہے۔ پہلے صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ حضرت صاحب نے ۱۹۰۲ء میں نبوت کا دعوے کیا اور ۱۹۰۲ء سے پہلے کے حوالے منسوخ ہیں مرید سب اس پر ایمان لائے چند ماہ نہ گذرے تھے کہ کہا ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت کیا۔ اور اس سے پہلے کے حوالے منسوخ ہیں۔ اسے بھی مریدوں نے صحیح تسلیم کر لیا۔ دو سال ہوئے عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ کے بیان میں حلفی بیان دیا کہ حضرت مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں دعویٰ نبوت کیا اب مرید ان تینوں باتوں کو صحیح سمجھتے ہیں دعویٰ نبوت ۱۹۰۲ء میں ہوا۔ اور ۱۹۰۱ء کی کتابیں منسوخ۔ اور دعویٰ نبوت ۱۹۰۱ء میں کیا اور ۱۹۰۱ء کی کتابیں منسوخ نہیں اس سے پہلے کے منسوخ ہیں دعویٰ نبوت ۱۸۹۱ء میں کیا اور منسوخ کچھ بھی نہیں پھر تعجب یہ ہے کہ حضرت صاحب ۱۸۹۱ء میں قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ میرا دعویٰ نبوت کا نہیں بلکہ محدثیت کا ہے اور میاں صاحب قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ۱۸۹۱ء میں دعویٰ نبوت کیا۔ دشمن جو ۱۸۹۱ء میں کہتے تھے کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا ہے اور آپ کافر ہیں وہ سچے اور خدا کا مسیح جھوٹا نعوذ باللہ من ذالک۔ پھر فرماتے ہیں کہ جنگ دو طاقتوں میں ہے۔ ایک طرف ابلیس اور دوسری طرف جبرئیل دونوں زیرک ہیں۔ بلکہ ابلیس کی زیرکی جبرئیل سے بڑھ کر ہے۔ کیوں؟ کہ جب حضرت صاحب نے براہین احمدیہ لکھی تو ایک لدھیانوی مولوی نے کہا کہ یہ شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ حالانکہ آپ تو دنہ سمجھے آگے چل کر لکھا ہے کہ جب آپ نے دعویٰ نبوت کیا تو ملک میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ مگر مرید ہیں کہ خاموش ہیں۔ کہ حضرت کل آپ کچھ اور کہتے تھے اور آج کچھ اور مگر نہیں اندیشہ کے آگے کوئی رنگ رکھو سب برابر ہیں۔

مریدوں کی کہانی پیر کی زبانی

یہ میں ہی نہیں کہتا خود بھی اپنے مریدوں کو صاف الفاظ میں ایسا کہہ رہے ہیں۔ گذشتہ ایک خطبہ میں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جن کے سامنے میں بیان کر رہا ہوں سبحان اللہ سبحان اللہ تو کہتے جاتے ہیں مگر سمجھتے خاک نہیں تم انہیں اور واضح کر کے سمجھایا کرو اور اس کی وضاحت ایک مثال سے کی کہ حضرت صاحب نے ایک دفعہ عورتوں کو اپنے دعویٰ کے متعلق کچھ سمجھانے کا سلسلہ شروع کیا۔ ایک دن ایک عورت سے پوچھا کہ کچھ سمجھی ہو کہ میں کیا بیان کر رہا ہوں۔ تو اس نے جواب دیا بس یہی نماز روزہ کی باتیں ہونگی کوئی آپ نے بڑی بات تو بیان کی ہی نہیں۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ یہی حالت میرے مریدوں کی ہے کہ میری باتوں پر سبحان اللہ سبحان اللہ تو کہتے رہتے ہیں مگر سمجھتے کچھ بھی نہیں دو چار سال ہوئے ایک دفعہ اپنے مریدوں کی تعریف یوں کی تھی کہ یہ چھوٹے کی طرح ہیں میں ایک کہوں تو یہ بھی کہتے ہیں کہ یونہی درست ہے اندھا ہے کہ خلافت کہوں تو کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہی درست ہے مگر ان سے کوئی پوچھے کہ یہ کیفیت کس نے پیدا کی ۳۰ سال سے آپ کے زیر تربیت ہیں۔ ان کی عقلوں پر یہ پردہ آپ نے نہیں تو کس نے ڈالا ہے۔ کہتے تو وہ جو چاہیں کہہ سکیں۔ جب وہ بیچارے کوئی اعتراض ہی نہیں کر سکتے تو بجا اعتراض کر کے بھی سید صاحب جنہیں کا راستہ لیں گے تو رہیں گیا اور کیا۔ مرتبے تو اپنے لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے تجویز کرتے ہیں کہ میرے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرو مگر حضور صلعم کے سامنے تو حضرت عائشہ جھگڑتی ہیں۔ اور قد سمع اللہ قول التی سے تو ظاہر ہے کہ ایک جاہل عورت بھی اگر آپ سے جھگڑا کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود کی مجلس میں قاضی امیر حسین مرحوم اور کئی اہلحدیث خوب جھگڑا کرتے تھے۔ سب اعتراضات بھی ہوتے تھے۔ مگر سب کا جواب دیتے تھے۔ میاں صاحب مقام تو اپنے لئے تجویز ان بلند ہستیوں کا کرتے ہیں مگر دل اتنا کہ سچے اعتراض بھی نہیں سن سکتے۔

خلیفہ صاحب کی مستقل ڈھال

اصلیت جو کچھ اعتراضات قادیان میں میاں صاحب پر ہوئے ہیں اس جھگڑے کے دبانے کا آسان طریق یہی ہے کہ ڈھنڈورا پیٹا جائے کہ یہ پیغامی فتنہ ہے۔ مگر یہ ڈھال کب تک کام دے گی آخر مرید ایک دن یہ سنتے سنتے تھک جائیں گے۔ ہم پیغامی کبھی سخت سالہا سال سے لیمز قنھم کا مصداق بھی ہو چکے ہیں۔ مگر خلافت قادیان کے کیا بنیادیں بھی اس کی ادنیٰ حرکت سے ہل جاتی ہیں۔ تحقیر اس قدر کہ ان کا نام بھی ہمیشہ تحقیر کے رنگ میں لیں گے اور انہیں پیغامی ہی کہیں گے۔ احمدی نہ کہیں کیا لاہوری بھی نہیں کہہ سکتے مگر خوف اس قدر کہ یہ فتنہ بھی پیغامیوں کا اٹھایا ہوا ہے وہ بھی پیغامیوں کا پیدا کیا ہوا ہے۔ باایں ہم سے ہمدردی کی توقع بھی رکھتے ہیں۔ مگر کون سی نیکی ہمارے ساتھ کی ہے کہ ان پر کوئی اعتراض کرے تو پیغامی اس کا منہ بند کرنے کے لئے دوڑے۔

۱۹۱۴ء میں لیمز قنھم کا ورد شروع کیا۔ یہ الہام کیا تھا۔ اپنے دل کی خواہش تھی بس بکر کیا تھا ذرا سی ہوا آئی۔ تو کامیابی کا شور مچ گیا۔ خواجہ صاحب مرحوم کے لیکچر میں ایک ذرا ان دیل اٹھا۔ تو تاریں دی گئیں اور خوشی ہوئی کہ پیغامی لیمز قنھم ہو گئے۔ ہم میں کہیں اختلاف رائے ہوا۔ تو خوشیاں ہوئیں کہ اب ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ میاں صاحب بار بار اس بات کو دہراتے چلے جا رہے ہیں کہ پہلے لاہوری ۹۵ فیصدی تھے اور ان کے مرید ۵ فیصدی اور اب اس کے الٹ ہے۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ پھر آپ کو وہ فیصدی ہی خلیفہ منتخب کب ہو گا۔ یہ بھی خوب خلافت ہے حضرت مولوی نور الدین صاحب نے کہیں لکھا ہے۔ کہ جب ایک شخص دوسرے کے متعلق کچھ جھوٹ یا تحقیر کی بات کہتا ہے۔ مرتا نہیں جب تک کہ اپنے متعلق وہی بات نہیں سن لیتا جناب میاں صاحب کو تیس سال ہمارے متعلق لیمز قنھم کا ورد کرتے گزر گئے۔ مگر اب انکی اپنی جماعت میں یہ نظارہ دکھایا گیا اور وہ لوگ اندر پیدا ہو گئے۔ جو انہیں خلافت سے معزول کرنے کا اعلان کر رہے ہیں اب ان عزیزوں کو منافق کا خطاب مل رہا ہے۔ اور جماعت کو تسلی دی جا رہی ہے۔ کہ کیا ہوا۔ اگر یہاں منافق پیدا ہو گئے۔ محمد رسول اللہ صلعم کے زمانے میں بھی تھے۔ مگر یہ نہیں بتاتے کہ محمد رسول اللہ کے دشمنوں نے جب دیکھا کہ علانیہ مقابلہ کی طاقت نہیں تو منافق بن کر اندر سے قوم کو کمزور کرنا چاہا۔ مگر میاں صاحب کے منافق وہ ہیں جو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان آ گئے۔ جو تین کئی مالی قربانیاں کیں وہاں مکان بنوائے قادیان سے اپنی ساری امیدوں کو وابستہ کیا۔ ہجرت کا مقام اخلاص سے ملتا ہے جب انہوں نے ہجرت کی تو اخلاص یقیناً زبردست تھا۔ مگر وہ اخلاص بہرحال میں منافقت بن گیا۔ اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ یہ ہے لیمز قنھم۔

ہماری مشکلات

ہماری پوزیشن مشکل ہے۔ جب مولوی عبدالکریم نے میاں صاحب پر کچھ الزامات لگائے۔ تو میاں صاحب کے ایک مرید نے جو لاہور ہی میں میرے ساتھ جمعہ پڑھنے کے لئے آیا کرتا تھا ایک دن سوال کیا۔ کہ آپ ان الزامات کو کیا سمجھتے ہیں میں نے کہا کہ اس سوال سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ آخر اس کے اصرار پر میں نے کہا۔ کہ اگر میں قاضی ہوں اور کسی شخص کی سزا کیلئے میرے سامنے مقدمہ پیش ہو تو پھر اپنا فیصلہ چار گواہ لاؤ۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ ایک شخص مرید ہو اور مرید مرشد کے بڑے سے بڑے کام کی بھی تاویل کر لیتا ہے۔ جب کہ مشہور ہے۔ کہ پیر اگر شراب بھی پیئے تو مرید کہتے ہیں نزدیک ہنسے لگتے ہی دودھ بن جاتی ہے۔ پھر وہ صرف مرید نہیں۔ بلکہ ابن علیم

یتیم خانہ و احمدی مستورات

(از محترمہ ب۔ صاحبہ لاہور)

خدا کے دین کی خاطر اپنے سینے کھول دو میرے ایک بھائی نے ۱۲ رجولائی کے پیغام میں ایک مضمون لکھا ہے۔ "قوم کے بچے" جس کو پڑھ کر دل میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ کہ کاش ایسا دل خدا میری بہنوں کو بھی دے میں اپنی پیاری بہنوں اور اپنی بزرگوں کی خدمت میں عاجزانہ عرض کرتی ہوں کہ خدا کے لئے اپنے دل میں جوش اور شوق پیدا کرو۔ دین کی خاطر دنیا کا مال قربان کرنا ضروری ہے۔ آپ کی قربانی کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا خدا کی نصرت اور آپ کی قربانی کی ضرورت ہے۔ جو انسان خدا کے راستہ میں ایک قدم بڑھاتا ہے۔ خدا ضرور اس کو سو قدم آگے بڑھانے کی ہمت دیتا ہے۔ آپ نے اپنے ذمہ ایک بڑا بھاری کام لیا ہے خدا ہم سب کو ہمت دے۔ تاکہ یہ کام ہمارا انجام تک پہنچ سکے۔ یہ ایک ایسا کام ہے۔ کہ اس دنیا میں اور خدا کے ہاں پہنچ کر دونوں جگہ اس کا اجر بڑا بھاری ہے۔

اگر ہم اس دنیا میں اپنے یتیم بچوں کیلئے گھر تیار کریں گے اپنا مال خرچ کریں گے تو خدا ہمارا گھر جنت میں تیار کرے گا۔ جہاں ہم نے ہمیشہ رہنا ہے یہ دنیا کچھ نہیں صرف چند روزہ زندگی ہے جو ختم ہوتے پتہ بھی نہیں لگتا اس وقت کہیں پتہ ہوتا ہے۔ جب موت سامنے آ کھڑی ہوتی ہے۔ تو اپنے محلات، بچے اپنا مال اور دنیا کی ہر ایک چیز چھوڑ کر تیار ہو جاتے ہیں اور اپنے سچے گھر کی طرف چل پڑتے ہیں۔ اگر ہم نے اپنا مال اس دنیا میں خدا کے راستے میں دل کھول کر خرچ کیا ہوگا۔ تو اس وقت ہم کو کوئی غم نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہم کو نظر آتا ہے۔ کہ ہم نے کس قدر نیک کام کئے اور کس قدر اپنے غرض کی خاطر کئے۔ کس قدر اپنا مال آگے بھیجا ہے۔ اپنے دل نو اس کی خوشی ہوتی ہے اگر ہم نے دنیا میں بہت کچھ جمع کر رکھا ہے۔ ہر ایک نیک کام چھوڑ دیا ہے۔ تو اس وقت یاد آئے گا۔ کہ ہم نے دنیا میں کچھ نہ کیا۔ اور کاش ہم اور چند دن زندہ رہتے۔ تو ہم کوئی نیک کام کرتے۔ مگر وہ وقت ایسا ہے کہ ایک منٹ بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ اگر اس وقت کو یاد رکھا جائے تو بہت سے نیک کام انسان کر گزرتا ہے۔ کیونکہ خیال ہوتا ہے کہ جو بھی اچھا کام ہو جاتے یہیں ہو سو میں بار بار عرض کرتی ہوں۔ آپ سب بہنیں اس کام کو سچے دل سے اور دلی جوش سے اور شوق سے شروع کریں۔ تاکہ وہ بچے جن کے سر پر کوئی ہاتھ رکھنے والا نہیں یا جنہیں وقت پر روٹی نہیں ملتی۔ کپڑا نہیں ملتا۔ بیچارے دوسرے بچوں کا منہ دیکھتے ہیں۔ اور حسرت سے اپنے دل میں کہتے ہوں گے۔ کہ ہم کو بھی پیار کرنے والا کوئی ہو۔ ہماری بھی ضرورت کوئی پوری کرے۔ جب آپ ان کی امداد کریں گی تو ان کے دل سے تمہارے لئے کیا کیا دعائیں نکلیں گی اپنے بچوں کا صدقہ ان کا خیال کرو جن پر لوگ یتیم کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ خدا آپ کو ہمت دے اور آپ کی طفیل مجھے بھی اس کام میں حصہ لینے کا شوق دے۔

دو سو روپیہ ماہوار میں تو کہتی ہوں۔ کچھ بھی نہیں اگر ہم کوشش کرتیں تو کیا ہماری جماعت کی ۱۰۰ صد بھی احمدی بہنیں ایسی نہیں جو خدا کے راستہ میں خرچ کرنے والی ہوں۔ اگر دو صد بہنیں ایک روپیہ ماہوار مدد دیں تو کوئی مشکل نہیں معمولی بات ہے۔ اگر دو صد نہیں تو ایک سو ایسی بہنیں ہوں۔ جو دو روپیہ ماہوار چندہ دیں۔ تو بھی کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ خدا میری بہنوں کو شوق اور ہمت دے۔

آمین

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان خان ولد زمان خان ومسماۃ گوہر جان بنت ... زوجہ گاماں خاں ذات بلوچ سکنہ لشاری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۷/۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

ذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد بخش ولد فتح محمد ذات سیال سکنہ واسو استانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۵/۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی لعل ولد بختاور ذات ... سکنہ رشید پور تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۶/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۴/۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد بہاب ذات دولتانہ سکنہ بڈھی ٹھٹی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۷/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۷/۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رجب ولد پہلوان ذات سیال سکنہ ربیھہ جنجانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۱/۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی گلشاہ ولد اجمل شاہ ذات قریشی سکنہ کوٹ علی شاہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۵/۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی علی محمد ولد اللہ دتا ذات چوعطہ سکنہ بگ بلوچ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۸/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۱/۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نور محمد ولد اللہ دتا چوہک ذات سلیانہ سکنہ بجابت تحصیل و ضلع نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۸/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا اجائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۱/۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہ اور ائمہ اولی العزم ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۶ | یوم دوشنبہ ۳۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۴۹

حقائق کے مقابلے میں مفروضات

قادیانی خلافت کے "بازار تقدس" میں کھوٹے سکے

معاصر "الفضل" کی حالت قابل رحم ہے۔ قادیانی خلافت کا سرکاری آرگن ہونے کی حیثیت سے آئے دن اسے ایسے فرائض ادا کرنے پڑتے ہیں جو صداقت و معقولیت سے دور کی نسبت بھی نہیں رکھتے۔ حالات اسے بسا اوقات رات کو دن اور سیاہ کو سفید کہنے پر مجبور کرتے ہیں۔ وہ بیچارا کتا ہے اور اس کے حق میں مضحکہ خیز دلائل دیتا ہے لیکن ہمارے معاصر کی بدقسمتی سے دنیا کی کوئی منطق ایسی نہیں جو رات کو دن اور سیاہ کو سفید ثابت کر سکے۔ اس لئے بار بار اس غریب کو مضحکہ خیز استدلال کی ٹھوکریں کھانا پڑتی ہیں۔ مفروضات اور غلط بیانیوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جب ضمیر دوسرے کے قبضہ میں ہو تو ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

قادیان کے موجودہ معنی خیز تنازعہ کی وجہ سے "الفضل" کے مذکورہ بالا فرائض میں بہت اضافہ ہوگیا۔ علاوہ ازیں مصری و ملتانی صاحبان کے اعلانات سے قادیانی حلقوں میں جو اضطراب رونما ہوا ہے جناب خلیفہ صاحب کے بعد اس کا سب سے زیادہ اثر ہمارے معاصر ہی نے قبول کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل اس کی تحریروں میں انتشار اور ژولیدہ بیانی غیر معمولی طور پر زیادہ ہوتی ہے۔ ۲ اگست کی اشاعت میں "غیر مبائعین کی طرف سے اسلام کے مسلمہ بزرگوں کی ہتک" کے عنوان سے جو مقالہ افتتاحیہ شائع ہوا ہے وہ اس کا تازہ ثبوت ہے۔ اس میں سب سے پہلے اس بات کا رونا رویا ہے کہ جماعت لاہور نے ویسے تو کبھی بھی ہمارے متعلق بدزبانی اور بدگوئی میں کمی نہیں کی۔ لیکن آجکل مصری و ملتانی صاحبان کے تنازعہ کی وجہ سے

"پیغام صلح کے صفحات خصوصیت کے ساتھ انتہائی سب و شتم اور نہایت ہی دل آزار۔ خبیث وہ اور ناپاک الزامات سے پُر کئے جا رہے ہیں اور حضرت امیر سے لیکر ہر وہ غیر مبائع جو اپنی خرافات پیغام صلح میں درج کرا سکتا ہے۔ اسی شغل میں مشغول نظر آتا ہے۔" (ملخص)

انداز کلام کی خوبی اور پاکیزگی سے قطع نظر یہ بات قابل غور ہے۔ اس بے معنی الزام کی تائید میں کوئی دلیل اور مثال پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی صرف اس قدر کہہ کر ٹال دیا ہے کہ

"اس وقت ہم پیغام صلح کی بدزبانی بطور نمونہ پیش کرکے بھی احباب جماعت کے قلوب کے لئے سامان جراحت پیدا کرنا نہیں چاہتے۔"

اس ارشاد کے بعد معیر دہی رونا ہے کہ "پیغام صلح" ہم پہ بے بری کر رہا ہے وہ ہمارے خلاف گند اچھال رہا ہے۔ کاش ہمارا معاصر ہماری تحریروں میں سے کوئی ایسے الفاظ اور فقرات بھی پیش کرتا جو اس کے بیان کی تصدیق کر سکتے۔ مگر وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ مفروضات کے دامن میں پناہ لینے کا عادی ہے۔ اس کے لئے کوئی دعویٰ کر دینا کسی پر کوئی بے بنیاد الزام لگا دینا معمولی بات ہے لیکن ثبوت ——— اس کی زحمت اس نے کبھی گوارا نہیں کی۔

پیغام صلح کی تحریروں میں ہم نے قادیانی حضرات کے لئے سامان جراحت کیا مہیا کرنا ہے۔ قدرت خود خلیفہ صاحب کے مریدوں کے قلوب کیلئے سامان جراحت مہیا کر رہی ہے۔ باقی رہا گند اچھالنے کا الزام۔ یہ بھی معاصر "الفضل" کا وہم ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ پیر پرستی کے متعفن جوہڑ میں بعض واقعات نے کوئی ایسی حرکت پیدا کر دی ہے کہ تہ کی چیزیں خود بخود سطح پر آرہی ہیں۔ "الفضل" غالباً ہماری ان گزارشات کو مطلب بخوبی سمجھ گیا ہوگا زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔

آگے چل کر "الفضل" کا قلم اخلاقی پابندیوں سے بالکل آزاد ہو جاتا ہے۔ مذکورہ بالا غلط اور بے معنی الزامات عائد کرنے کے بعد ہمارے متعلق ارشاد ہوتا ہے:۔

"نتیجہ یقیناً یہ رونما ہوگا کہ ایک طرف تو ان لوگوں سے شرم و حیا بالکل اٹھ جائے گی۔ ان کے گھربار کے حالات ناگفتہ بہ ہو جائیں گے اور دوسری طرف کسی بزرگ کی ان کی نگاہ میں کوئی قدر و منزلت نہ رہے گی اور اپنی بدگوئی کی رو میں سابقہ بزرگوں کی تحقیر و تذلیل کرنا بھی ان کے لئے عام بات ہو جائے گی۔"

یہ انداز کلام کس حد تک شریفانہ ہے اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہیں گے۔ یہ الفاظ خود لکھنے والے کی شرافت و معقولیت کے متعلق پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں۔ بہرحال ہمیں ان پر مشتعل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ "الفضل" کی خطرناک اپنی کبڑی بڑھیا سے بہت ملتی جلتی ہے جو اپنا کبڑا پن کے دور کرنے کی بجائے ساری دنیا کو کبڑا دیکھنے کی متمنی تھی۔ آج کل ہمارے معاصر کے گردوپیش کے حالات ہی ایسے ہیں جن میں شرم و حیا کا فقدان بہت نمایاں نظر آتا ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ سب لوگوں کی یہی کیفیت ہو جائے جس ماحول میں وہ ... زندگی بسر کر رہا ہے اس کے معمولی گھر تو رہے ایک طرف خود قصر خلافت کے حالات مریدوں کی زبانی ناگفتہ بہ سنے جاتے ہیں۔ "الفضل" کے یہ الفاظ پڑھ کر ہمیں عرس البلاد پیرس کے اندر جناب خلیفہ صاحب کا مغربی حوروں کا رقص برہنہ ملاحظہ فرمانا اور مولوی عبدالغفور صاحب قادیانی کا رنگین فتنہ بے اختیار یاد آگیا۔ خیر اس ذکر کو ہم جانے دیتے ہیں۔ باقی رہی بزرگوں کی تحقیر و تذلیل، سو یہ چیز بھی قادیانی جماعت میں عام ہے جناب خلیفہ صاحب اس بارہ میں بے حد بیباک واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے بارہا اپنی فرضی خلافت کی تائید میں بڑے بڑوں پر ہاتھ صاف کیا ہے۔

اس کے بعد "الفضل" نے اپنے پڑھنے والوں کو یہ یقین دلانے کی نامراد کوشش کی کہ جماعت احمدیہ لاہور اسلام کے مسلمہ بزرگوں کی ہتک کرتی ہے۔ ثبوت میں وہ ہماری تصنیفات و تحریرات سے کوئی اقتباس ہمارے کسی ذمہ دار فرد کی تقریر یا گفتگو کا کوئی حصہ پیش نہیں کر سکا۔ بلکہ اس نے ایک نہایت بودی اور فرضی چیز کا سہارا لیا ہے۔ لکھا ہے کہ:۔

"لدھیانہ سے ایک صاحب نے ایک غیر مبائع کی جو گفتگو لکھ کر بھیجی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے یہ لوگ تمام مسلمانوں کے تسلیم شدہ بزرگوں کی بھی نہایت بیباکی سے ہتک کرتے ہیں۔"

اس اجمال کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے کہ گفتگو کا سلسلہ قادیان کے موجودہ تنازعہ سے شروع ہوا جس نے بحث کا رنگ اختیار کر لیا اور غیر مبائع نے اس بحث کے دوران میں نعوذ باللہ حضرت علیؓ حضرت امام حسنؓ اور حضرت فاطمہؓ کی ہتک کی۔ ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ ایسے موقع پر ہی بولا کرتے ہیں۔ الزام تو یہ لگایا تھا کہ ہم تمام مسلمانوں کے تسلیم شدہ بزرگوں کی ہتک کرتے ہیں۔ مبنیٰ کیا ہے؟ ایک غیر معروف گمنام "پیغامی" سے ایک نقاب پوش نامہ نگار کی گفتگو کی ایسی داستان جس پر کوئی ہوشمند انسان یقین نہیں کر سکتا۔ نہ نامہ نگار کا نام معلوم نہ اس کا پتہ نشان جس سے اس نے گفتگو کی۔ اس واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قادیانی خلافت کے "بازار تقدس" میں کس بے تکلفی سے کھوٹے سکے چل رہے ہیں اور قادیانی استدلال کس قسم کے مفروضات اور فرضی داستانوں کا سہارا لیتا ہے۔

قادیانی جماعت کی طرف سے بزرگان دین کی جو تحقیر ہوتی رہتی ہے بے شک ہم نے اس کا پردہ چاک کیا اور اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور اس کے ثبوت میں جناب خلیفہ صاحب کے بیسیوں اقوال اور تحریریں پیش کیں لیکن قادیانیوں نے اپنی اصلاح کرنے اور اپنے قلم و زبان کو قابو میں رکھنے کی بجائے الٹی الزام تراشیاں شروع کر دیں یقیناً یہ شریفوں کا شیوہ نہیں۔

آخر پر "الفضل" نے لکھا ہے کہ

"آج تک کسی قوم نے دوسروں کے خلاف گندے الزام لگا کر اور جھوٹے بہتان باندھ کر کبھی فلاح حاصل نہیں کی۔ بلکہ اس کا نتیجہ یہی نکلا ہے کہ ہر عیب جو ایسے لوگوں نے خدا کے برگزیدہ اور پاکباز بندوں

کی طرف منسوب کیا، وہ الٹ کر انہی پر پڑا۔ اور ان کے لئے حقیقت بن گیا۔"

یہ بات بالکل درست ہے۔ یقیناً ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ اگر کسی کو یقین نہ ہو تو وہ جناب خلیفہ قادیان کی زندگی اور قادیانی جماعت کے موجودہ عبرت انگیز حالات کا مطالعہ کرکے اپنا اطمینان کر سکتا ہے۔

"لیمزقنھم" کی صحیح تفسیر

۲۰ رجولائی کے پیغام صلح میں جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں ممدوح نے جناب خلیفہ قادیان کے مشہور الہام "لیمزقنھم" پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا تھا کہ:-

"روز اول ہی سے کل کی کل ہی ہوئی جماعت ان (جناب خلیفہ قادیان) کے ساتھ ہو گئی۔ صرف چند شخصوں نے جو زیادہ سے زیادہ دس پندرہ تھے لاہور میں انجمن قائم کی اور یہ وہ شخص تھے جو حضرت اقدس علیہ السلام کے خاص الخاص صحابی تھے۔ اور وہ بقول آپ کے دس پندرہ صحابی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تو ان ٹکڑوں کے نام بتانا چاہیئے کہ کہاں ہیں وہ ٹکڑے اس جماعت کے جو آپ کو نظر آئے ...... میں بتاؤں یہ جس قدر ممبر جماعت احمدیہ لاہور کے آپ کو نظر آتے ہیں یہ سب آپ کی جماعت کے ٹکڑے ہی ہیں جو آپ سے علیحدہ ہو کر ہم میں شامل ہوئے میرزا خدا بخش صاحب مرحوم، ڈاکٹر سید طفیل حسین اور ان کے بھائی .... ہزاروں آدمی آپ کے تن جگر تھے جو ٹوٹ کر لاہوریوں میں آ شامل ہوئے۔ کیا آپ کو علم ہے کہ مستریوں کے کل خاندان سنے جو آپ کے جان نثار مرید تھے کس طرح آپ کے پہلو سے علیحدہ ہو کر آپ کے دل پر کاری زخم لگایا۔"

علاوہ ازیں محترم مضمون نگار نے سید اختر حسین، مولوی محمد امین مولوی عمر الدین شملوی اور مولوی احمد یار خان صاحبان کے نام بھی پیش کئے تھے اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور فخر الدین صاحب ملتانی کی علیحدگی کے تازہ واقعہ کی طرف بھی اشارہ کیا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ حقائق کی یہ ضرب قادیانی حضرات کے لئے بہت تکلیف و اضطراب کا باعث ثابت ہوئی ہے اور غالباً اسی ضرب سے متاثر ہو کر جناب خلیفہ قادیان کے مصاحب خاص مولوی اللہ دتا عرف ابو العطاء جالندھری صاحب نے "الفضل" میں اعلان کیا ہے کہ انہیں ایسے اشخاص کے اسماء اور پتوں کی فوری ضرورت ہے جو جناب خلیفہ قادیان کی بیعت میں داخل ہونے سے قبل جماعت لاہور میں شامل تھے۔ یہ امر ہمارے لئے باعث مسرت اور انشاء اللہ یقیناً ہمارے قادیانیوں کے لئے باعث ہدایت ہوگا۔ اگر مولوی اللہ دتا صاحب ایسے اشخاص کی فہرست مرتب کرکے ان کا مقابلہ ان حق پرست حضرات سے کریں گے جو جماعت لاہور میں شرکت سے قبل جماعت قادیان میں شامل تھے۔ اس تقسیم کے موازنہ سے صاف نظر آ جائے گا کہ جماعت لاہور کا کوئی ایک بھی عالم، سجادہ نشین، فرد یا بکثرت ہمارے قادیانی گروہ میں نہیں گیا۔ برخلاف اس کے بڑے بڑے عالم متقی اور دین کے لئے قربانیاں کرنے والے حضرات کثیر تعداد میں قادیانی خلافت و عقائد سے بیزار ہو کر ہماری جماعت میں شامل ہوئے اور بیش قیمت تبلیغی و قومی خدمات انجام دے رہے ہیں یعنی کہ حضرت مولانا محمد احسن صاحب مرحوم جیسے بلند پایہ بزرگ جنہیں حضرت اقدس علیہ السلام نے ان دو فرشتوں میں سے ایک قرار دیا جن کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسیح موعود نازل ہوا) جناب خلیفہ قادیان کو چھوڑ کر جماعت لاہور میں شریک ہوئے۔ کیا ہمارے مخاطب حضرت مرحوم کے مقابلہ پر کسی شخص کا نام پیش کر سکتے ہیں؟

اگر عادت کی مجبوری کی وجہ سے قادیانی حضرات کو اس بارہ میں کثرت و قلت کی بحث شروع کرنے کا شوق ہو تو اس کے جواب میں ہم عرض کریں گے، کہ ابتداء میں جماعت لاہور صرف چند افراد پر مشتمل تھی (اس حقیقت کی تائید میں خود جناب خلیفہ صاحب کے ارشادات اور اعلانات موجود ہیں) اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جماعت حقہ کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہوئی ہے اور روز بروز ترقی پر ہے۔ خوب یاد رکھیں اس ترقی کا باعث زیادہ تر وہی اصحاب ہیں جو قادیانی خلافت سے قطع کرکے ادھر آئے۔ ان گزارشات اور قادیان کے موجودہ حالات کی روشنی میں قادیانی حضرات اپنے خلیفہ صاحب کے لیمزقنھم والے الہام کی صحیح و عبرت انگیز تفسیر مطالعہ کر سکتے ہیں۔

بہرحال ہم مولوی اللہ دتا صاحب کی طلب کردہ فہرست کی اشاعت کا شوق سے انتظار کر رہے ہیں تاکہ دیکھیں کتنے علماء یا مجاہدین ہمیں اس فہرست کی چوٹی پر نظر آتے ہیں۔

کوٹ فتح خاں میں سکھوں کی شر انگیزی

کچھ عرصہ سے سکھوں کے فساد پسند اور ناعاقبت اندیش طبقات صوبہ کے امن و امان کو تباہ کرنے کے لئے خاص طور پر کوشاں ہیں۔ کوٹ فتح خاں جو ایک مسلمان سردار کی ملکیت ہے آجکل خصوصیت سے ان کی شر انگیزیوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ وہاں ایک ندی ہے جسے موجودہ سردار کے بزرگوں نے صرف مسلمان عورتوں کے استعمال کے لئے مخصوص کر رکھا ہے لیکن سکھ خواہ مخواہ اس پر اپنا حق جتا رہے ہیں اور وہاں سے پانی لینے پر مصر ہیں۔ معاملہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوا۔ اس نے فساد و خونریزی کے خطرے کو محسوس کرکے دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت سکھوں کو اس ندی پر جانے کی ممانعت کر دی۔ اب سکھوں کی طرف سے اس حکم کے خلاف ستیہ گرہ کیا جا رہا ہے ماسٹر تارا سنگھ اور گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے دیگر سردار ارکان اس شر پسندی کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ تمام سکھوں کو خواہ مخواہ آمادہ فساد کیا جا رہا ہے اس طرح ہندو اخبارات اور لیڈروں کے لئے سکھوں کی حماقت سے فائدہ اٹھانے اور ان کو اپنا آلہ کار بنانے کا ایک موقع ہاتھ آگیا ہے وہ بھی ان کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔

سکھوں نے پے در پے التجاؤں اور درخواستوں کے باوجود مسجد شہید گنج شہید کر دی حالانکہ ان کا یہ فعل رواداری، شرافت اور ملکی مصالح کے یکسر خلاف تھا۔ وہ اس حرکت کے جواز میں عدالتوں کے فیصلے پیش کرتے رہے اب خود ہی عدالتی فیصلے کے خلاف شور محشر بپا کر رکھا ہے۔ اگر سکھ قوم میں سے ہوشمند افراد بالکل مفقود نہیں ہو گئے تو ان کا فرض ہے کہ اس فساد انگیزی کو روکنے کی کوشش کریں۔ حکومت سے بھی امید ہے کہ سکھوں کی غوغا آرائیوں سے متاثر ہو کر انصاف و معقولیت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے گی۔

"الفضل" کا شکوہ بیجا

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور فخر الدین صاحب ملتانی کے الزامات اور علیحدگی سے قادیان میں جو اضطراب انگیز حالات رونما ہو رہے ہیں ان سے متاثر ہو کر معاصر "الفضل" ہم پر خواہ مخواہ غیر معمولی توجہ فرما رہا ہے گالیوں کے ساتھ ساتھ شکوہ و شکایت کا سلسلہ بھی شروع ہے ہمارے معاصر کو سب سے زیادہ دکھ اس بات کا ہے کہ "پیغام صلح" میں اس تنازعہ کا ذکر کیوں آتا ہے اور پیغامی شیخ مصری اور فخر الدین صاحب ملتانی کے اشتہارات کیوں پڑھتے اور تقسیم کرتے ہیں اس کو یہ وہم بھی ہے کہ ہماری انجمن کی طرف سے ان اشتہارات کی باقاعدہ تقسیم کا انتظام ہے۔

اخبارات کا ایک بہت بڑا فرض اپنے ناظرین کو حالات سے باخبر رکھنا ہے۔ اس لئے اگر "پیغام صلح" میں اس تنازعہ کا ذکر آتا ہے۔ تو اس پر "الفضل" کا بے چین ہونا بالکل نامناسب ہے۔ باقی رہی اشتہارات کی تقسیم تو انجمن کی طرف سے اس کا قطعاً کوئی انتظام نہیں۔ مصری و ملتانی صاحبان کے اشتہارات قادیانی حضرات اور دوسرے لوگوں کی طرح ہمارے آدمی بھی پڑھتے ہیں۔ اگر ہماری جماعت کے کسی ایک یا چند افراد نے کسی مقام پر اپنی انفرادی حیثیت سے کچھ اشتہارات تقسیم بھی کر دیئے ہیں تو اس پر شور مچانے کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ انجمن کی طرف سے اشتہارات کی تقسیم نہیں ہوئی۔ لیکن ہم اپنے معاصر کے اطمینان اور پاس خاطر سے اس امر کا وعدہ کرتے ہیں کہ مصری و ملتانی صاحبان کے جواب میں جناب خلیفہ صاحب کی طرف سے جو اشتہارات و ٹریکٹ شائع ہوں وہ ہمیں محصولڈاک کے مصارف کے ساتھ بھیج دیئے جائیں۔ ہم انہیں نہایت ذمہ داری و احتیاط سے اپنی ساری جماعت میں تقسیم کر دیں گے۔ اس طرح جماعت لاہور کے تمام افراد کے سامنے تصویر کے دونوں رخ آ جائیں گے۔ جو ہماری دلی تمنا ہے۔

کیا معاصر "الفضل" اپنی جماعت کو اس خدمت سے فائدہ اٹھانے پر آمادہ کر سکتا ہے؟

اطلاع

خاکسار قریباً چھ ماہ پنجاب سے باہر بسر کرنے کے بعد گذشتہ ہفتہ لاہور پہنچا۔ مسلسل سفر اور آب و ہوا کی فوری تبدیلی کی وجہ سے آتے ہی بیمار ہو گیا کئی روز بخار رہا اب آرام ہے۔ بیش نظر اشاعت سے فرائض ادارت کا چارج لے لیا ہے۔ بزرگوں اور دوستوں کی دعاؤں کی ضرورت ہے اخبار کے قلمی معاونین سے خاص طور پر امداد کی درخواست کرتا ہوں۔

خاکسار
محمد انعام الحق ہوشیارپوری
مدیر "پیغام صلح"

ایک ضروری گذارش
بیرونی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان توجہ فرمائیں

پرچہ ۲۲ پیغام صلح مورخہ ۸ رجولائی ۳۷ء میں ایک ضروری نوٹ دیا گیا تھا جس پر مبلغین محصلین اور جماعت کے سکرٹری صاحبان سے ایک التماس کی گئی تھی۔

(۱) لیکن جماعتوں کے سکرٹری صاحبان نے نقشہ نمبر ۱ کے مطابق فہرستیں مرتب کرکے نہیں بھیجیں۔ تاکہ نومبر ۳۶ء سے آخر جولائی ۳۷ء تک جو رقوم وصول ہوئی ہیں ان سے مقابلہ کرکے تطبیق حساب کی جائے مہربانی فرما کر جلد ارسال کریں۔ نیز وہ بجا امور مندرجہ نوٹ کے مطابق آئندہ عملدرآمد فرما کر ممنون فرمادیں۔ تاکہ حساب درست رہے

(۲) اس امر کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ ہر ماہ رقوم زر چندہ

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور — جسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نزرے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلحُ خَیرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۷۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے
طلبا سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ء مطابق ۹ اگست ۱۹۳۷ء — نمبر ۴۹

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

معاندانہ جوش انسان کو پاکیزگی اور ہدایت سے محروم رکھتا ہے

خوب یاد رکھو کہ اوّلاً ایک فعل انسان کی طرف سے سرزد ہوتا ہے پھر اس فعل میں جو تاثیر یا خاصیت مخفی ہو۔ اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک فعل مترتب ہو کر اس کے نتیجہ کو ظاہر کر دیتا ہے مثلاً جب ہم اپنے گھر کی کوٹھری کے دروازے اور کھڑکیاں بند کر لیتے ہیں جو کہ ہمارا اپنا فعل ہے تو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ فعل سرزد ہوتا ہے کہ اس کوٹھری میں روشنی اور ہوا کی آمد و رفت بند ہو کر اس میں ایک تاریکی پھیل جائیگی۔ پس یہ عادۃ اللہ ہمیشہ اور قدیم سے اسی طرح پر چلی آتی ہے جس میں کوئی تغیر نہیں ہو سکتا یعنی انسان کے ہر فعل پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک دوسرا فعل بطور اس کے نتیجہ کے مترتب ہوتا رہتا ہے جس طرح پر کہ یہ سنت اللہ ظاہری نظام میں جاری ہے اسی طرح وہ اندرونی یعنی روحانی نظام میں کام کر رہی ہے۔ جو شخص دل کو ہر قسم کی غلاظتوں اور گندگیوں سے صاف کر کے تلاش حق کرتا ہے۔ اگر زیادہ نہ سہی تو کم از کم سلب عقائد ہی کی حالت میں آتا ہے تو وہ اپنا مقصد یعنی سچائی کو ضرور پا لیتا ہے لیکن اگر وہ پہلے سے اپنے دل میں ایک پختہ فیصلہ کر کے ضد اور تعصب میں گرفتار دل لیکر آتا ہے تو اس کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اس کا معاندانہ جوش ترقی کرتا کرتا اس کے فطری انوار کو دبا لیتا ہے جس سے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور پھر وہ حق و باطل میں امتیاز کرنے کی توفیق نہیں پا سکتا اسلئے یہ بات ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پاکیزگی اور ہدایت پانے کے لئے انسان اپنے اندر بھی پاکیزگی اور صلاحیت پیدا کرے یعنی ضد، تعصب اور بخل کو چھوڑ دے اور اپنے نفس کو ہرگز دھوکا نہ دے۔

(۲۳ر دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— یہ خبر احباب جماعت کیلئے باعث مسرت ہوگی کہ چودھری عبدالرحمن صاحب خلف جناب خانصاحب بابو محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری انجمن کے گھر مورخہ ۴ر اگست ۳۷ء رات ۱/۲ ۱ بجے بعد دوپہر کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا لڑکا بمقام سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ میں عطا فرمایا ہے ہم خانصاحب موصوف اور مولود مسعود کے محترم نانا چودھری مقبول الٰہی صاحب پوسٹماسٹر سوہدرہ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بچہ کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے آمین ثم آمین۔

— جناب مولانا محمد عبداللہ صاحب وکیل کشمیر علیل ہیں ڈاکٹروں نے مکمل آرام کی ہدایت کی ہے۔

— جناب اے۔ ایل منیار شولاپور کی صاحبزادی اور پوتا علیل ہیں۔

— نصیر الدین صاحب وہیب گرائیں کافی دنوں سے بیمار ہیں اب انہیں یرقان کی مزید تکلیف ہوگئی ہے۔

— مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کے چھوٹے بھائی مرزا محمد غیاث بیگ صاحب قریباً دو ماہ سے علیل ہیں

— چودھری رحمت خانصاحب بدو ملہی رکن انجمن کا چھوٹا بچہ ۵ اگست کو یکایک شدید علیل ہوگیا چودھری صاحب کی اہلیہ محترمہ بھی کئی ہفتے سے بیمار ہیں

— جناب دارو غہ نبی بخش صاحب کا نواسہ عزیز اقبال علیل ہے

ان تمام بیماروں کیلئے احباب دردِ دل سے دعائے صحت کریں۔

امت میں سب سے بڑا درجہ

نبوت ہے یا ... ولایت؟

مسئلہ فضیلت پر ایک جدید طرز کی بحث۔ قادیانی علماء کو ایک نیا چیلنج!!

(سید اختر حسین گیلانی کے قلم سے)

جن شخص نے قادیانی اور احمدی جماعت کے اختلافات کا بنظر تعمق مطالعہ کیا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ حقیقۃ الوحی کے سوال بلکہ یا مسئلہ فضیلت کو اس سلسلہ میں کس قدر اہمیت حاصل ہے۔ ہماری طرف سے اس مسئلہ پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کہہ سکتا ہوں کہ اس امر میں جو کچھ مجھ پر انکشاف ہوا ہے اس پر مجھے اس قدر یقین ہے کہ قادیانیوں کا کوئی بڑے سے بڑا عالم اگر منصفین کا انعقاد کر کے صرف اسی مسئلہ پر گفتگو کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ فیصلہ میرے حق میں ہوگا اور اسے ندامت اٹھانا پڑے گی۔ مگر اس وقت ایک جدید چیز پیش کرنا مقصود ہے۔

اصل سوال

یہ کہنا کہ مسیح موعود فلاں نبی سے افضل ہیں یا نہیں یہ بالکل غلط استدلال ہے۔ اصل چیز جو زیر بحث آنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ اس امت میں سب سے بڑا درجہ جو کسی کو حاصل ہو سکتا ہے وہ کیا ہے؟ یا کوئی شخص روحانیت کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج طے کر کے کس انتہائی کمال کو پا سکتا ہے یا اسے فضیلت کا کونسا سب سے بڑا مقام مل سکتا ہے؟

اس کے لئے ہمیں قرآن مجید کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں لکھا ہے:۔

الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولٰئک ھم الفائزون

(التوبۃ ع ۳)

"کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ اللہ کے ہاں سب سے بڑا درجہ رکھتے ہیں۔ اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں"

اس سے بڑھ کر فضیلت اور کیا ہو سکتی ہے کہ خدا کے ہاں کسی کو سب سے بڑا درجہ مل جائے اور یہ فضیلت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ فیضیاب ہونے والوں کو سب سے پہلے حاصل ہوئی۔ اگر سب سے بڑا مقام یا درجہ نبوت ہی ہے جو کسی کو اس امت میں حاصل ہو سکتا ہے تو ماننا پڑے گا کہ یہ درجہ صحابہ کرام کو حاصل تھا لیکن یہ درست نہیں۔ ہاں ظلی اور عکسی طور پر وہ ضرور نبی تھے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"سب صحابہ میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویر تھے"

(ازالہ ص ۲۵۳)

ایسی چیز کو ولایت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"واہل ولایت برایں متفق اند کہ ولایت ظل نبوت است ... ظل نبوت خود نبوت نیست"

(تحفۃ النور ص ۳۷)

یعنی صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ ولایت نبوت کا ظل ہے ... ظل نبوت خود کوئی چیز نہیں۔"

پس اگر یہ حقیقت ہے کہ صحابہ کرام کو اس امت میں سب سے بڑا درجہ ملا اور وہ نبی نہ بن سکے بلکہ ولی ہی رہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سب سے بڑا درجہ جو اس امت میں کسی کو حاصل ہو سکتا ہے وہ نبوت نہیں بلکہ ولایت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی سے حاصل ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کو بھی اس امت میں ایک درجہ ملا۔ اس کے متعلق آپ خود ہی فرماتے ہیں:۔

بل ھی درجۃ لا تعطی الا من اتبع نبینا خیر الورٰی
وکل من حصلت لہ ھذہ الدرجۃ یکلمہ اللہ
ذالک الرجل کلاما اکثر واجلٰی

(الاستفتاء ص ۱۷)

"بلکہ یہ ایک درجہ ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے سوا نہیں مل سکتا اور اللہ تعالیٰ ہر اس شخص سے جسے یہ درجہ حاصل ہوا۔ اکثر اور اجلیٰ کلام کرتا ہے"

یہ عبارت صاف ظاہر کر رہی ہے کہ یہ درجہ پانے میں حضرت مسیح موعود اکیلے ہی نہیں۔ ورنہ یہ نہ لکھتے کہ:۔

"کل من حصلت لہ ھذہ الدرجۃ"

"ہر شخص جسے یہ درجہ حاصل ہوا"

کیونکہ اس طرح کلام فصیح نہیں رہتا۔ مثلاً خاتم النبیین صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا ہے۔ لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ:۔

"ہر شخص جو خاتم النبیین بنا ہے ... وغیرہ"

تو یہ بے معنی بات ہوگی کیونکہ خاتم النبیین تو ایک ہی بنا ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہر شخص جسے یہ درجہ ملا ظاہر کرتا ہے کہ اور بھی بہت سے بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے یہی درجہ پایا اور یہ درجہ سوائے ولایت کے کچھ نہیں۔ حضرت مسیح موعود اسی انعام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں"

(حقیقۃ الوحی ص ۵۲)

حضرت نے ایسی لوگوں کے متعلق حقیقۃ الوحی ص ۱۵ پر لکھا ہے کہ ان کا صدق انعام بالکل انبیاء کی طرح ہوتا ہے۔

اب اس امر میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی کہ وہ درجہ ـــ خواہ اسے سب سے بڑا درجہ کیوں نہ قرار دیا جائے ـــ جو سیدنا مسیح موعود کو حاصل ہوا وہ وہی تھا جو صحابہ کرامؓ کو حاصل ہوا لیکن میں اس امر کو زیادہ واضح کرنے کیلئے یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ایک تو حضرت اقدس نے خود اپنی ظلی نبوت کے متعلق لکھا ہے کہ اس کا

"مفہوم محدثیت تک محدود ہے" (ازالہ ص ۲۵۱)

یعنی یہ ولایت ہی ہے اور پھر آپ نے ایک جگہ صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ آپ کو صحابہ کرامؓ والا ہی درجہ حاصل ہوا:۔

"ان اللہ کان اوحی الی وقال کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم، فتبارک من علم وتعلم یعنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم علمک من تاثیر روحانیتہ واٰفاض انوارہ علیک لیفیض رحمتہ لیدخلک فی صحابتہ ولیشرکک فی برکاتہ ولیتم نبأ اللہ واٰخرین منھم بفضلہ ومنتہ"

(الفرق فی آدم والمسیح الموعود ص ۷ ضمیمہ خطبہ الہامیہ)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے اور کہا تمام برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کس قدر برکت والا ہے جو تعلیم دیتا ہے اور جو تعلیم پاتا ہے" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی روحانیت کی تاثیر سے تجھے تعلیم دی اور تیرے قلب کو اپنی رحمت کے فیض سے بھر دیا تاکہ تجھ کو اپنے صحابہ میں داخل کر دے اور تجھے اپنی برکت میں شریک کرے اور آخرین منہم کی پیشگوئی بفضلہ تعالیٰ پوری ہو"

یہ حضرت مسیح موعود کا الہام ہے اور اس سے کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ حضرت مسیح موعود صحابہؓ میں ہی داخل ہیں اور آپ کا درجہ وہی ہے جو صحابہ کرامؓ کا ہے۔ اس "اعظم درجہ" کے پانے سے نہ تو صحابہ کرامؓ نبی بن سکے اور نہ مسیح موعود نبی بن سکتے ہیں۔ آیت الذین اٰمنوا وھاجروا سے جس سے میں نے استدلال کیا ہے عام ہے۔ صرف صحابہ کے لئے ہی نہیں۔ بعد میں بھی ان صفات والے لوگ ہو کر یہی اعظم درجہ پا سکتے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ اس کا اولین مصداق صحابہ کرامؓ ہی تھے اور وہی ان صفات کے اولین مظہر تھے۔

یہ استدلال میں نے مباحثہ نصور میں بھی قادیانی مناظرین کے سامنے کیا تھا۔ مگر وہ اس کو خاموشی سے ہی ٹال گئے۔ اب میں اسے اخبار کے ذریعہ عام کرتا ہوں اور قادیان کے متکبر مولویوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اس پر قلم اٹھائیں۔ لیکن مجھے پورا پورا وثوق ہے کہ اب ان کے قلم ٹوٹ چکے ہیں وہ "خاتم النبیین" کے لفظ پر بحث کیلئے میدان میں نہیں نکلے۔ اسی طرح اب بھی خاموشی میں ہی بھلائی سمجھیں گے

میرے مضمون کا خلاصہ صرف اس قدر ہے کہ امت میں سب سے بڑا درجہ کیا ہے؟ نبوت یا ولایت؟ اور یہ سب سے بڑا درجہ صحابہؓ کو حاصل ہوا یا نہیں؟ اور اگر حاصل ہوا اور وہ نبی نہ ہو سکے تو حضرت مسیح موعود کس طرح نبی بن گئے؟ کیا کوئی ہے جو اس پر لکھنے کی جرأت کرے؟

ومن دونہ خرط القتاد

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

خلیفہ قادیان کی افسوسناک جسارتوں کا عبرت انگیز انجام

میاں صاحب حسن بن صباح کے نقش قدم پر

(پانچواں خط)

ڈلہوزی ۴ اگست ۱۹۳۷ء

برادران مکرم! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

قادیان کے موجودہ جھگڑے

پچھلے خط میں میں نے لکھا تھا کہ قادیان میں جو اس وقت جھگڑا اٹھا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ سلسلہ کے لئے کسی رنگ میں بھلائی کا موجب ہو جائے۔ سو اس کے بعض فوائد تو ابھی سے نظر آنے لگے ہیں منجملہ ان کے یہ بات ہے کہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے اعتراضات کا جواب میاں صاحب خود دیتے ہیں۔ چنانچہ آج کل ان کے تمام خطبے اور تقریریں انہی کے اعتراضات کے جواب میں ہوتی ہیں۔

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری مستحق مبارکباد ہیں

شیخ صاحب اس بارے میں واقعی مستحق مبارکباد ہیں۔ بلکہ میاں صاحب کے اس رویہ سے تو یہ بھی امید پڑتی ہے کہ ان چھوٹے چھوٹے اعتراضات کا جواب دینے کے بعد وہ ان اہم اعتراضات کی طرف بھی توجہ کریں گے جن کی بناء پر شیخ صاحب اور ان کے رفقاء الگ ہوئے ہیں۔ میں نے اس لئے شیخ صاحب کو مستحق مبارکباد کہا کہ ہم بارہا کوشش کر چکے ہیں کہ ہمارے کسی اعتراض کا جواب بھی میاں صاحب دیں۔ مگر وہ اس طرف کبھی توجہ نہیں کرتے۔

ہمارے سوالات پر میاں صاحب کی خاموشی

تازہ بات ہے کہ جب سے انہوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ہم متعدد مرتبہ دریافت کر چکے ہیں کہ آپ کا پہلا عقیدہ کہ آپ نے ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت کیا تھا اور اس سے پہلے کی کتابیں منسوخ ہیں جس بناء پر کتاب "حقیقۃ النبوۃ" لکھی گئی۔ آیا وہ غلط تھا یا یہ نیا اعلان غلط ہے؟ اور پھر یہ بھی دریافت کر چکے ہیں کہ ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر دعویٰ نبوت سے انکار کر رہے ہیں اور آپ حلف اٹھا کر کہہ رہے ہیں کہ ۱۸۹۱ء میں آپ نے دعویٰ نبوت کیا تھا تو دونوں میں سے سچا کس کو مانا جائے؟ اور پھر یہ بھی دریافت طلب ہے کہ ۱۸۹۱ء میں ہندوستان کے اکثر علماء نے اسی بناء پر حضرت مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگایا کہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور حضرت صاحب نے قسمیں کھا کر دعوے نبوت سے انکار کیا۔ تو کیا مخالف علماء سچے تھے یا وہ شخص جسے خدا تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا تھا؟ سچا تو دونوں میں سے ایک ہی ہو سکتا ہے اور پھر یہ بھی دریافت کر چکے ہیں کہ جب نبوت کا منکر کافر ہوتا ہے تو حضرت مسیح موعود اپنی نبوت کا انکار کر کے کافر ہوئے یا نہیں؟ مگر ہماری کسی بات کی طرف میاں صاحب توجہ نہیں کرتے لیکن شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے ایک ایک حرف کا جواب خود دیتے ہیں تو کیا یہ فرق صرف اس لئے ہے کہ مصری صاحب کا حملہ میاں صاحب کی ذات پر ہے۔ اور ہم ان کے عقائد پر اعتراض کرتے ہیں؟ کاش میاں صاحب کو اور ان کی جماعت کو یہ سمجھ بھی آ جائے کہ عقائد کے متعلق جو ان کے متضاد بیانات شائع ہو رہے ہیں ان پر توجہ کرنا ان کا پہلا فرض تھا۔ کیونکہ ان کی زد خود حضرت مسیح موعود پر پڑتی ہے۔

دوسرا فائدہ میاں صاحب کے خیالات میں تبدیلی

دوسرا فائدہ یہ نظر آتا ہے کہ بحمداللہ آج میاں صاحب خود ان باتوں کو غلط ٹھہرا رہے ہیں جن کی بنا پر ۱۹۱۴ء میں ہمیں فاسق کا خطاب دیا گیا تھا۔ اس وقت میاں صاحب کو اس بات پر اصرار تھا کہ جماعت احمدیہ کا ایک ایک مرد اور عورت جب تک "خلیفہ" کی بیعت نہ کرے وہ مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ کے ماتحت فاسق ہے۔ چنانچہ وہ کل لوگ جنہوں نے میاں صاحب کی بیعت نہ کی وہ رات کو مومن سوئے اور صبح کو میاں صاحب کے فتوے کے مطابق فاسق بن کر اٹھے لیکن شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو جواب دیتے ہوئے میاں صاحب نے نہایت زور شور سے اس حقیقت کا اعلان کیا ہے کہ خلافت کی بیعت سب لوگوں کے لئے ضروری نہیں ہوا کرتی۔ چنانچہ جس بات پر وہ ۱۹۱۴ء میں اس زور سے قائم تھے کہ حضرت مسیح موعود کے مخلص احباب کو فاسق قرار دینے میں انہیں ادنیٰ تامل بھی نہ ہوا۔ اس کا مطالبہ اب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری سے کر رہے ہیں۔ ان کے الفاظ مندرجہ الفضل یکم اگست ۳۷ء قابل غور ہیں:۔

"ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ وہ (یعنی شیخ عبدالرحمٰن مصری) ثابت کریں کہ اس زمانہ میں ہر فرد واحد خلیفہ وقت کی اطاعت دوبارہ بیعت کیا کرتا تھا۔ خصوصاً عورتوں کا خلفاء کی بیعت کرنا یہ تفصیلاً ثابت نہیں۔ رسول کریم صلعم کے زمانہ میں چونکہ مذہب بدلنے کا سوال ہوتا تھا۔ اس لئے ہر فرد واحد آپ کی بیعت کرتا تھا۔ لیکن رسول کریم صلعم کے بعد جہاں تک ہم نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر مرد اور ہر عورت اور ہر بچہ نے خلفاء کی دوبارہ بیعت کی ہو"

کاش یہ تاریخی کتابیں میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کے مخلص احباب کو فاسق قرار دینے سے پہلے پڑھ لی ہوتیں۔

ایک دریافت طلب امر

مگر دریافت طلب یہ ہے کہ میاں صاحب نے خلفاء کی سنت کے خلاف ہر مرد ہر عورت اور ہر بچے کی بیعت کو کیوں ضروری قرار دیا۔ اور سب سے بیعت کیوں لی؟ میاں صاحب کی اس تبدیلی خیال سے تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ خلافت کے مسئلے میں اب جماعت لاہور کے خیالات کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس بارے میں انہوں نے خلفائے راشدین کی سنت کو قابل پیروی نہیں سمجھا بلکہ حضرت مولانا نورالدین صاحب کی پیروی کی ہے تو یاد رہے کہ اس صورت میں بھی ان کا نہ بیعت کرنے والوں پر فاسق کا فتویٰ لگانا درست نہ تھا۔ جماعت میں بہتیرے لوگ تھے اور اچھے بڑے بڑے لوگ تھے جنہوں نے حضرت مولوی صاحب کی بیعت نہیں کی۔ مگر آپ نے ان میں سے کسی کو فاسق نہیں کہا۔ نہ ہی عام طور پر بیعت نہ کرنے والوں پر فاسق کا فتویٰ لگایا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ان کی بزرگی اور عظمت اور حضرت مسیح موعود کے ساتھ ان کے یگانہ تعلق کی وجہ سے اکثر لوگوں نے ان کی بیعت کر لی۔ بیعت نہ کرنے والوں پر فاسق ہونے کا فتویٰ نہ خلفائے راشدین کی سنت ہے۔ نہ حضرت مولوی صاحب کے عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ یہ فتوے لگا کر حضرت مسیح موعود کے مخلص ساتھیوں کو برا کہنے اور سلسلہ میں تفرقہ اندازی کرنے کا بوجھ میاں صاحب نے اپنے سر پر لیا۔ حالانکہ اب وہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کی کوئی سند تاریخ اسلام میں نہیں ہے۔

اس کے بعد میاں صاحب نے حضرت علیؓ کی بیعت کے جو الفاظ نقل کئے ہیں وہ بھی قابل غور ہیں۔ وہ لفظ یہ ہیں:۔ علیک عہد اللہ و میثاقہ بالوفاء لنکونن لسلمنا سلما ولحربنا حربا ولتکفن عنا لسانک و یدک۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر عہد کرو کہ تم میرے وفادار رہو گے جس سے ہماری صلح ہو اس سے تمہاری بھی صلح ہو گی اور جس سے ہماری جنگ ہو اس سے تمہاری بھی جنگ ہو گی اور تم اپنی زبان اور اپنا ہاتھ ہمارے خلاف استعمال نہ کرو گے۔ ان الفاظ سے صاف نظر آتا ہے کہ یہ بیعت محض ملکی بیعت تھی۔ کیا اس بیعت نہ کرنے والے کو فاسق کہا جائے گا؟

فاسق قرار دینا میاں صاحب کی ایجاد ہے

اس خطبہ میں میاں صاحب نے یہ اقرار تو کیا ہے کہ بغاوت کرنے والا یعنی بیعت سے انکار کرنے والا باغی ہو گا۔ مگر اس کے فاسق ہونے یا نہ ہونے کے متعلق خاموشی اختیار کی۔ حالانکہ اگر حق کا کوئی خیال انہیں ہوتا تو انہیں صاف کہنا چاہئے تھا کہ وہ شخص جو خلیفہ کے خلاف اٹھے وہ باغی تو ہو سکتا ہے لیکن فاسق نہیں ہو سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے شخص کو فاسق قرار دینا یہ میاں صاحب کی ایجاد ہے اور اپنا دین بنانے اور چلانے کی بنیاد۔

کیا میاں صاحب اپنی اس غلطی کا اقرار کریں گے؟

کیا حضرت علیؓ پر ان چھ ماہ میں جب انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی وہ یہ فتوے لگانے کے لئے تیار ہیں؟ کیا حضرت عائشہؓ اور طلحہ اور زبیر پر اور ہزارہا ان صحابیوںؓ پر جنہوں نے حضرت علیؑ کی مخالفت کی۔ وہ یہ فتوے لگانے کے لئے تیار ہیں؟ تو کیا یہ درست نہیں کہ جن لوگوں نے میاں صاحب کی بیعت نہیں کی تھی۔ ان پر فاسق کا فتویٰ لگانے میں وہ غلطی پر تھے اور کیا وہ اس غلطی کا صفائی سے اب اقرار کریں گے؟ ہرگز نہیں۔ مگر خدا کی طرف سے اس فعل کی ایک سزا تو مل چکی ہے۔ جو ایسی حالتوں میں ملا کرتی ہے یعنی انہوں نے حضرت مسیح موعود کے مخلص احباب کو فاسق کہا۔ اب ان کے اپنے مرید انہیں فاسق کہہ رہے ہیں بلکہ اسی بناء پر انہیں خلافت سے معزول کرنا چاہتے ہیں۔

جناب خلیفہ قادیان کی افسوسناک جسارتیں

صرف یہی ایک پہلو نہیں بلکہ کئی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں محمود احمد اپنے آپ کو حضرت ابوبکر اور دیگر خلفائے راشدین سے بھی بڑھ کر مرتبہ دیتے ہیں۔ مثلاً اوپر کی عبارت میں جو الفاظ گذرے ہیں لتکفن عنا لسانک و یدک ان کا صاف مفہوم یہ ہے کہ وہ زبان یا ہاتھ سے انہیں نقصان نہیں پہنچائیں گے یعنی ان کے خلاف خروج نہ کریں گے۔ ان کے وہ یہ معنی کرتے ہیں کہ تم مجھ پر اعتراض نہیں کرو گے یہ معنی انہوں نے صرف اس لئے کئے ہیں کہ ان پر کوئی اعتراض نہ کر سکے ورنہ کیا ان کو حضرت ابوبکر کے الفاظ یاد نہ تھے و ان زغت فقوّمونی اگر میں کجی اختیار کروں تو تم مجھے سیدھا کر دو۔ اگر قوم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ٹیڑھا چلنے والے خلیفہ کو سیدھا بھی کر سکے تو کیا اسے یہ حق حاصل نہیں کہ وہ خلیفہ کو یہ کہہ سکے کہ آپ یہ غلطی کر رہے ہیں۔ یا صراط مستقیم سے منحرف ہو رہے ہیں۔ تو ہم سے خلیفہ پر اعتراض کا حق چھیننا خود اس

اس کے لئے جور اور استبداد و مکلف فسق و فجور کا رستہ کھولتا ہے میاں محمود احمد صاحب نے اب جو اس قدر محنت سے تاریخ کا مطالعہ کیا ہے تو کیا ان کو اس میں یہ نظر نہیں آیا کہ خلفاء پر لوگ کس قدر آزادی سے اعتراض کرتے تھے۔ کیا حضرت عمرؓ پر عین تقریروں کے اندر اعتراض نہیں ہوئے؟ کیا آج تک اسلام کی تاریخ میں سوائے فرقہ باطنیہ کے لیے حسن بن صباح کے مریدوں کے یہ کہیں دکھایا جا سکتا ہے کہ امیر پر سچا اعتراض کرنے والا بھی جہنمی قرار دیا گیا ہو۔

قادیان کی فرضی خلافت کی مثال صرف فرقہ باطنیہ میں مل سکتی ہے

میاں صاحب خوب یاد رکھیں کہ انہوں نے اپنے لئے جو فرضی خلافت تجویز کی ہے اس کی مثال انہیں خلفائے راشدین میں نہیں ملے گی۔ بلکہ اگر ملے گی تو صرف باطنیہ فرقہ میں ملے گی جنہوں نے قتل و غارت اور ہر قسم کے فسق و فجور کو جائز کرنے کے لئے یہ دروازہ کھولا تھا۔ اور آج میاں صاحب یہ کہہ سکے کہ مجھ پر سچا اعتراض کرنے والا بھی جہنم میں جائے گا حسن بن صباح کی پیروی کر رہے ہیں

اس خطبہ کے آخر پر صاف الفاظ ہیں جن سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ میاں صاحب اپنی خلافت کی صفات حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت سے بھی بڑھ کر قرار دے رہے ہیں

میاں صاحب اپنے لئے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سے بھی بلند مرتبہ تجویز کر رہے ہیں

پھر کہتے ہیں کہ:۔

"اس زمانہ کے خلفاء اور اس زمانہ کے خلفاء کے انکار کی سزاؤں میں بہت بڑا فرق ہے اس وقت جو خلافت کے مخالفین تھے، وہ مذہب سے دور نہیں ہوئے۔ مگر آج جو شخص خلافت کی مخالفت کرتا ہے، وہ آہستہ آہستہ مذہب کو بھی یا تو بالکل چھوڑ دیتا ہے یا اس کے مذہب میں رخنہ پڑ جاتا ہے۔"

آخر یہ فرق کیوں ہے؟ کیا اس سے صاف نظر نہیں آتا کہ میاں صاحب اپنے لئے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ سے بھی بڑھ کر مرتبہ تجویز کر رہے ہیں۔ اس جرأت پر کیا کہا جائے سوائے اس کے کہ مریدوں کے سامنے تیس مار خاں بننا کوئی مشکل کام نہیں۔ ان غریبوں کی حالت کا نقشہ تو وہ چند دن ہوئے خود ان الفاظ میں بیان کر چکے ہیں کہ میں جو کچھ کہوں اس پر سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے چلے جاتے ہیں اور سمجھتے خاک نہیں۔ وہ تو انہیں رسول سے بھی بڑھ کر مرتبہ دینے کے لئے تیار ہیں بلکہ لا یسئل عما یفعل کا مصداق ٹھہرا کر خدائی کا مرتبہ بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔ مگر اہل فکر کے نزدیک ان باتوں کی ڈینگوں سے بڑھ کر کوئی وقعت نہیں۔ وہ لوگ جن کا خاک پا ہونا حضرت مسیح موعود اپنے لئے فخر کا مقام سمجھتے تھے آج وہ شخص اپنے آپ کو ان سے بڑھ کر بناتا ہے جس کے اپنے مرید اس پر ایسے گندے الزام لگاتے ہیں جن کو لوگ بیان کرنے سے ہچکچاتے ہیں اور جس پر لگائے گئے ہیں وہ بھی ان کو بیان کرنے سے گھبراتا ہے۔ یہ تعلیاں ہیں جنہوں نے انہیں یہاں تک پہنچایا۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ان تعلیوں کو چھوڑنے کی بجائے ابھی قدم آگے جا رہا ہے۔

خاکسار
محمد علی

دورہ محصلین

ملک عبدالغنی صاحب و بابو منشی احمد امین صاحب کارکنان دفتر تحصیل ضلع گوجرانوالہ ضلع گجرات ضلع سیالکوٹ اور جموں کے دورے پر روانہ ہو گئے ہیں امید ہے احباب ان کی ممکن امداد فرماویں گے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

آہ! مرزا عزیز الرحمان صاحب

انتہائی رنج و افسوس کا مقام ہے کہ دست اجل نے ہم سے ایک نہایت سعید، لائق اور صاحب عزم نوجوان چھین لیا یعنی ۷ راگست کو مرزا عزیز الرحمان صاحب خلف . . . جناب مرزا خدا بخش صاحب مرحوم کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حال ہی میں یورپ سے اپنا سلسلہ تعلیم ختم کر کے آئے تھے۔ نہ صرف ان کے خاندان کی بلکہ پوری قوم کی مرحوم سے بڑی بڑی توقعات وابستہ تھیں۔ آہ! جن کا خاتمہ ہو گیا۔

جماعت کے اکثر احباب مرزا عزیز الرحمان صاحب سے بخوبی واقف ہوں گے۔ وہ جناب مرزا خدا بخش جیسے مشہور بزرگ سلسلہ کے لائق فرزند تھے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنی قومی درسگاہ مسلم ہائی سکول لاہور میں حاصل کی۔ اسکول کی زندگی میں ان کا طرز عمل ایک شریف، نیک اور محنتی طالبعلم کا رہا جس کا نقش ان کے اساتذہ اور ہم جماعتوں کے دلوں پر اب تک موجود ہے۔ جنازہ کے ساتھ راقم الحروف نے جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر کو دیکھا کہ وفور غم سے موصوف کی آنکھوں سے آنسو ابلے پڑتے تھے۔

چند سال قبل آپ جرمنی تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ برلن مسجد میں فرائض امامت بھی انجام دیئے۔ مختلف طریق پر دینی و تبلیغی خدمات کا سلسلہ تو جرمنی میں ہمیشہ جاری رکھا۔ اس کے ساتھ ہی گوناگون مشکلات کے باوجود پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری کیلئے تیاری کرتے رہے اسی اثنا میں مصارف کی قلت کے علاوہ شدید علالت کی مصیبت بھی پیش آئی۔ لیکن مرحوم نے ہمت نہ ہاری جس طرح بن پڑا۔ اپنے تعلیمی مشاغل کو جاری رکھا۔ بالآخر یہ اعلیٰ ڈگری حاصل کر لی۔ وہیں ایک نومسلمہ جرمن خاتون سے شادی کی اور اپنی رفیقہ حیات کو ساتھ لائے ہندوستان پہنچ کر مرحوم کسی ایسے مشغلہ کی تلاش میں تھے جس کے ذریعہ اپنے خاندان کی پرورش کے ساتھ دین و ملت کی خدمت بھی کر سکیں کہ اجل کا پیغام آ گیا۔ پہلے چند روز بخار کی تکلیف رہی پھر جرمنی والے پرانے مرض کے اعادہ کا اندیشہ ہوا۔ اور ہسپتال میں اپریشن کیا گیا۔ اسی اثنا میں سرسام اور نمونیا کا حملہ ہوا جس سے خطرناک پیچیدگیاں پیدا ہو گئیں۔ بالآخر ۷ راگست کی سہ پہر کو دنیا کی جدوجہد میں مردانہ وار حصہ لینے والا نوجوان ہمیشہ کے لئے کشمکش حیات سے آزاد ہو گیا۔

خبر سنتے ہی بزرگان و احباب سلسلہ کی ایک معقول تعداد ہسپتال پہنچ گئی۔ جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب کے مشورہ کے مطابق راتوں رات تجہیز و تکفین کا فیصلہ کیا گیا۔ رات کو ساڑھے دس بجے کے قریب ٹمپل روڈ سے جنازہ اٹھا۔ گرمی کی شدت اور وقت کی ناموزونیت کے باوجود احمدی اور غیر از جماعت احباب کا ایک جم غفیر جنازہ کے ساتھ تھا۔ جس سے مرحوم کی ہر دلعزیزی اور تعلقات کی وسعت ظاہر ہوتی ہے۔ تقریباً ساڑھے گیارہ بجے جناب مولوی عزیز بخش صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد میت کو قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک کیا گیا۔ قریباً دو بجے شب اس رنجیدہ دل یاس فرض سے فراغت پائی۔

اس بے وقت موت نے ہزاروں دلوں کو رنج و الم سے بھر دیا ہے لیکن مرحوم کی والدہ محترمہ (بیگم صاحبہ مرزا خدا بخش صاحب مرحوم) اور نوجوان نومسلمہ بیوہ کی حالت وفور غم سے بہت غیر ہو رہی ہے گریہ زاری ان کا دن رات کا مشغلہ ہے۔ بھائی اور دیگر اعزا بھی نڈھال ہو رہے ہیں۔ لیکن کیا کیا جائے اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی کو کیا دخل ہے؟ اس صدمہ عظیم میں صبر کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

اس حادثہ میں ہم ساری جماعت کی طرف سے مرحوم کی والدہ محترمہ، اہلیہ محترمہ اور قابل عزت بھائیوں اور دیگر افراد خاندان کی خدمت میں دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ تمام احباب اور جماعتیں مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں۔

شیخ عبدالمنان صاحب کے صاحبزادہ کا انتقال

اس ہفتہ کا دوسرا افسوسناک حادثہ یہ ہے کہ جناب شیخ عبدالمنان صاحب (خلف الرشید حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم مغفور) کا صاحبزادہ بعمر دس سال کوہ منصوری پر وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون میت لاہور لائی گئی اور ۵ راگست کو خاندانی قبرستان میں سپرد خاک ہوئی عزیز مرحوم ایک ہونہار و نیک بچہ تھا۔ اولاد کی موت دنیا کا ایک بہت بڑا صدمہ ہے جس کا اندازہ صاحب اولاد ہی کر سکتا ہے۔ اس صدمہ میں ہمیں شیخ صاحب موصوف اور ان کے تمام افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ معصوم بچوں کی مغفرت یقینی ہوتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ والدین و دیگر اعزہ کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

شیخ محمد حیات صاحب انجنیر کو صدمہ

تیسری رنجدہ خبر یہ ہے کہ ہمارے محترم دوست جناب شیخ محمد حیات صاحب انجنیر شیخوپورہ کے بھائی صاحب جو جج تھے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اس صدمہ میں شیخ صاحب موصوف سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور شیخ صاحب اور دیگر متعلقین کو صبر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ایک نوجوان کی اچانک موت

خاکسار مدیر کے ایک غیر از جماعت دوست کے نوجوان داماد جن کی شادی کو کل چھ ماہ کا عرصہ ہوا تھا۔ یکایک حرکت قلب بند ہو جانے سے حیدر آباد دکن میں انتقال کر گئے۔ احباب مرحوم کیلئے دعائے مغفرت . . اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کریں۔

خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم پر ناحق اور ناروا حملے

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱)

احمدیت کی تاریخ بگاڑی جارہی ہے

جب سے جماعت احمدیہ میں تفرقہ ہوا ہے محمودی جماعت نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے خدام کی نسبت جو لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں ایسی باتیں لکھتے رہتے ہیں جن سے یہ معلوم ہو کہ وہ حضرت اقدس کی نگاہ میں شروع ہی سے مغضوب و مردود تھے اور حضرت ان کو باتوں ہی باتوں میں ذلیل کر دیا کرتے تھے اور ان پر ٹوک جھونک کیا کرتے رہتے تھے اور موقع ملنے پر ڈانٹ بھی دیا کرتے تھے۔ پرانے شیعوں نے تو اسلام کی تاریخ کو بگاڑا ہی تھا۔ مگر ان نئے شیعوں نے پرانے شیعوں کے نقش قدم پر چل کر احمدیت کی تاریخ بگاڑنے میں کچھ کسر نہیں کی۔ کوئی کیسی ہی لغو اور جھوٹی روایت لاہوری احمدیوں کے خلاف پیش کر دے وہ اخبار "الفضل" میں بڑی شان سے شائع ہو گی شیخ یعقوب علی تراب صاحب اپنی سیرت مسیح موعود میں بڑے بڑے شاندار لفظوں میں شائع فرمائیں گے۔ اسے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اپنی سیرت المہدی میں ضرور روایت فرمائیں گے۔

میر مہدی حسن صاحب کا حملہ

گذشتہ نومبر ۱۹۳۶ء میں الحکم میں میر مہدی حسن صاحب کی روایت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی نسبت نہایت آب و تاب سے شائع ہوئی تھی جس کا مختصر یہ تھا کہ ایک واقعہ ۔ ۔ ۔ ۔ خواجہ صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود کی تصنیف "چشمہ معرفت" میں ناحق دخل در معقولات دینا شروع کر دیا اور لالہ لاجپت رائے کے واقعہ کے متعلق میر مہدی حسن صاحب سے کہا کہ اس عبارت کو کاٹ دو۔ ورنہ لالہ لاجپت رائے مقدمہ کر دیگا اور اس کاٹنے کا خرچہ میں دیدونگا۔ میر مہدی حسن صاحب نے انکار کیا اور کہا کہ ایک نبی کی تصنیف میں میں تصرف نہیں کر سکتا۔ آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ میر صاحب کو حضرت صاحب کی خدمت میں یہ سب باتیں عرض کرنی پڑیں اور اس وقت خواجہ صاحب کہیں چھپے ہوئے یہ سب باتیں سنتے رہے کہ دیکھیں حضرت صاحب کیا جواب دیتے ہیں۔ مگر حضرت صاحب نے ڈانٹا اور فرمایا کہ "خواجہ صاحب بیوقوف ہیں بزدل ہیں۔ وغیرہ وغیرہ" اس کا جواب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب نے جو "پیغام صلح" میں شائع کیا ہے وہ ایسا دندان شکن ہے کہ اس کے بعد کسی جواب کی ضرورت نہیں رہتی جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود کا پیار خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم سے دیکھا ہے اور جن لوگوں کو علم ہے کہ کس بے تکلفی سے خواجہ صاحب مرحوم حضرت اقدس کی خدمت میں عرض و معروض کرنے کے عادی تھے وہ تو ایسی روایات کو سن کر سوائے اس کے کہ ان پر تھوک دیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ ذرا لقشہ ملاحظہ ہو کہ خواجہ صاحب کو خود جرأت نہیں ہوئی کہ حضرت مسیح موعود سے عرض کریں اور پھر ایسی عقل ماری ہوئی ہے کہ میر مہدی حسن سے کہتے ہیں کہ تم اس عبارت کو نکال دو۔ حالانکہ ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ ایک مصنف کی تصنیف سے ایک کج کا ملازم کیسے کسی عبارت کو کاٹ سکتا ہے۔ اور پھر جب وہ ملازم اٹھ کر حضرت صاحب سے بات کرتا ہے تو خواجہ صاحب ایک چور کی طرح چھپ کر سنتے ہیں اور حضرت اقدس کے اخلاق کا یہ نقشہ ہے کہ بالمواجہ تو خواجہ صاحب کی عزت کرتے ہیں۔ مگر پیٹھ پیچھے انہیں گالیاں دیتے ہیں اور بیوقوف اور بزدل وغیرہ کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ نہ معلوم ایسی روایات سے جن کی وجہ سے خود حضرت مسیح موعود کے اخلاق پر زد پڑتی ہے ان لوگوں کو کیا فائدہ نظر آتا ہے کیونکہ بالفرض محال خواجہ صاحب نے

مگر یہ بات کہی بھی تھی تو ظاہر ہے کہ نہایت نیک نیتی سے کہی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ کرم دین کی طرح کہیں کوئی اور شخص بھی مقدمہ کر کے حضرت صاحب کو دق نہ کرے۔ اس ہمدردی کے مشورہ پر مشکور ہونے کے بجائے اُلٹا حضرت صاحب کا بگڑ کر انہیں بیوقوف اور بزدل بنانا کہاں کے اخلاق کہلا سکتے ہیں۔ اس روایت کو "الحکم" میں شائع کر کے دراصل شریکہ کی ناک کیلئے اپنی بھینس گنوانے والی مثل کو پورا کر دیا۔ خواجہ صاحب سے زیادہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود پر زد پڑ گئی۔

میر صاحب کا "دخل بے جا" کا حق

اس روایت کا جھوٹا ہونا تو چودھری محمد اسمٰعیل صاحب نے اپنے مضمون میں اظہر من الشمس کر دیا ہے کہ زیادہ لکھنے کی ضرورت ہی نہیں میرا یہ خیال ہے کہ یہ روایت "بکوٹا" کھا کر میر مہدی حسن صاحب نے بیان فرمائی ہے کیونکہ یہ ان کی خصوصیت ہے کہ بکوٹا کھا کر ان کے حواس بجا نہیں رہتے۔ آخر یہ کس قدر بدحواسی ہے کہ ایسی لغو اور بے سر و پا روایت پیش کر دی۔ پھر لطف یہ ہے کہ اس روایت میں شیخی مار رہے ہیں کہ میں نے خواجہ صاحب کو صاف صاف کہہ دیا کہ ایک نبی کی تحریر میں دخل نہیں دیا جا سکتا اور اپنی حالت کیا تھی وہ روایت ۱۹۲ سے ظاہر ہے جو "سیرۃ المہدی" حصہ دوم مولفہ میاں بشیر احمد صاحب میں درج ہے۔ یہ روایت بھی مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی ہے جو بڑے مخلص محمودی ہیں سنیئے۔ تحریر فرماتے ہیں :-

"ایک دفعہ مسجد مبارک میں حقیقۃ الوحی کے عربی استفتاء کا پروف دیکھتے وقت مولوی محمد احسن صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ فلاں لفظ تو صحیح ہے مگر حضور نے اس پر نشان لگایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے تو کوئی نشان نہیں لگایا۔ اور مولوی صاحب کے عرض کرنے پر کہ پھر یہ نشان کس نے لگایا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ شاید میر مہدی حسن صاحب نے لگایا ہوگا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میر صاحب کو کیا حق تھا؟ حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ان کو بھی ایک حق ہے جسے "دخل بیجا" کہتے ہیں۔"

دیکھ لیا یہ حضرت میر مہدی حسن صاحب خود تو حضرت صاحب کی تصنیفات میں دخل بیجا کے مرتکب ہوا کرتے تھے اور اب لوگوں میں شیخیاں مارتے پھرتے ہیں کہ میں نے خواجہ صاحب کو یوں کہا اور دوں کہا۔ پھر اس بدحواسی کو کس امر کی طرف منسوب کیا جائے۔ بسوائے اس کے کہ بکوٹا کھا کر وہ ایسی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں اور یہ ان پر ایک حُسن ظنی ہے۔

بقاپوری صاحب کا حملہ

مگر مجھے صدمہ ہوا جب میں نے مرزا بشیر احمد صاحب کی "سیرۃ المہدی" حصہ دوم پڑھتے ہوئے روایت ۳۸۷ کو پڑھا جس کے راوی مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ "حقیقۃ الوحی" کے تصنیف کے زمانہ میں خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ جو سعد اللہ لدھیانوی کے بیٹے کے نامرد ہونے پر تحدی کر رہے ہیں اس کو کاٹ دیں۔ کیونکہ اس کا نامرد ثابت کرنا مشکل ہوگا۔ حضرت صاحب نے انکار کیا۔ مگر خواجہ صاحب نے اصرار کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ (اگلے الفاظ اصلی ہیں) کہ "خواجہ صاحب! اگر اس نے مقدمہ کیا تو ہم آپ کو وکیل نہیں کریں گے۔" پھر کچھ دن بعد خواجہ صاحب لاہور چلے گئے اور مولوی محمد علی صاحب کو خط لکھا کہ "اگر تو سعد اللہ مر جاوے یا حضرت صاحب یہ الفاظ کتاب سے کاٹ دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کیا عجب ہے کہ سعد اللہ کو اللہ تعالیٰ جلد موت دیدے۔ چند دن بعد تار آئی کہ سعد اللہ مر گیا اور حضرت صاحب نے سیر میں مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اب خواجہ صاحب کو لکھ دیں کہ آپ تو کہتے تھے کہ وہ الفاظ کاٹ دیں لیکن اب تو ہمیں اور بھی لکھنا پڑا۔

اس روایت میں غلط بیانی کی گئی ہے

۱۹۰۶ء میں حقیقۃ الوحی حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھ رہے تھے جو کچھ حضرت صاحب اندر لکھا کرتے تھے باہر مسجد مبارک میں آکر دوستوں میں اس کا ذکر کیا کرتے تھے۔ ان دنوں میں بھی ایک لمبی رخصت لیکر قادیان حضرت صاحب کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس مجلس میں سعد اللہ لدھیانوی کا تذکرہ ہوا تھا اس میں مولوی بقاپوری صاحب خود موجود نہ تھے ورنہ اس طرح خلاف واقعہ باتیں وہ بیان نہ کر سکتے تھے، کسی سے کچھ سن کر انہوں نے یہ روایت یونہی لکھا دی۔ ویسے بھی کسی روایت میں اگر کسی "پیغامی" پر زد پڑتی ہو تو عام طور پر محمودی لوگ اس کی زیادہ تحقیق نہیں کیا کرتے۔ فوراً آگے روایت کر دیتے ہیں ذرا ملاحظہ ہو فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ خواجہ صاحب اگر اس نے مقدمہ کیا تو ہم آپ کو وکیل نہیں کرینگے۔" یہ ایسی غلط بیانی ہے جسے ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ کیا خواجہ صاحب کو یہ فکر تھا کہ اگر مقدمہ بن گیا تو مجھے وکالت کرنی پڑے گی یا یہ فکر تھی کہ حضرت اقدس کے بیش قیمت اوقات اور ہزاروں روپے ضائع نہ ہوں جس طرح کرم دین والے مقدمہ میں دو تین لفظوں کی وجہ سے ضائع ہو چکے تھے۔ اس ہمدردی اس خیر خواہی پر شکریہ ادا کرنے کے بجائے یہ طعن کرنا کہ مقدمہ ہوا تو ہم آپ کو وکیل نہیں کریں گے۔ کس قدر دلآزار کلمہ ہے بدقسمتی سے محمودی راویوں کے پیش نظر موجودہ قادیان کی مجلسیں ہوتی ہیں جہاں دوسرے کو دل ہی دل میں منافق قرار دیکر زبان سے ٹوک جھونک کر کے ذلیل کرتے رہنا یا خطبوں میں یا باتوں میں لوگوں کو جھڑ دینا، ڈانٹ ڈپٹ کر دینا، طعن و تشنیع کرنا معمولی باتیں ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی مجلسیں دیکھی ہیں ان کے تو ذہن میں ان مجلسی بدتہذیبیوں کا کبھی خیال تک بھی نہیں آسکتا۔ حضرت اقدس کے اخلاق۔ آپ کی تہذیب اس قدر بلند تھی کہ وہاں ایسے رکیک طرز کلام کا گزر ہی نہ تھا۔ پھر وہ تو کوئی ذرا سی خدمت کر دے تو اتنے ممنون ہوتے تھے اور اس قدر اس کی شکر گذاری میں رطب اللسان ہوتے تھے کہ خادم دل ہی دل میں شرمندہ ہو جاتا تھا ان کی محبت، ان کے اخلاق، ان کی تہذیب کا وہ آدمی قطعاً اندازہ نہیں لگا سکتا جس نے نہیں دیکھا نہیں تو خواجہ صاحب کی خیر خواہی پر طعن بازی پر اتر آنا موجودہ محمودی لیڈروں سے ممکن ہوگا ان سے ممکن نہ تھا۔ اس روایت کی غلط بیانی کی درستی کے لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اصل واقعہ عرض کر دوں۔

اصل واقعہ

اصل بات یہ تھی کہ کرم دین والے مقدمہ کے بعد خود حضرت مسیح موعود نے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کو حکم دیا تھا کہ ہم جو تصنیف کریں اس کا مسودہ تم دیکھ لیا کرو۔ اور اگر کوئی لفظ ایسا ہو جو قانونی رنگ میں مناسب نہ ہو تو ہمیں اطلاع دیدیا کرو۔ کرم دین کے مقدمہ میں جو آپ نے تکلیف اٹھائی تھی اس کے بعد آپ نے یہ احتیاط برتنی مناسب سمجھی چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم جب قادیان آتے تو "حقیقۃ الوحی" کا مسودہ قانونی نظر سے پڑھتے اور حضرت کے حکم سے ایسا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جو خواجہ صاحب قادیان گئے تو "حقیقۃ الوحی" کا

سودہ پڑھتے ہوئے انہیں سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق ابتر کا لفظ کھٹکا ابتر کے معنی ہیں جس کی نسل منقطع ہو چکی ہو۔ مگر اس کا لڑکا جو ان موجود تھا خواجہ صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور نے سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق ابتر کا لفظ تحریر فرمایا ہے اس پر وہ قانونی چارہ جوئی کر سکتا ہے کیونکہ اس کا لڑکا تو موجود ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ لڑکا تو نامرد ہے خدا کے الہام سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور دیگر ذرائع سے بھی یہی پتہ لگتا ہے۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا "مگر عدالت میں اس لڑکے کو نامرد ثابت کرنا ہمارے لئے بہت مشکل ہوگا"۔ حضرت اقدس کو چونکہ سعد اللہ لدھیانوی نے اس قدر فحش گالیاں اشتہاروں اور خطوں میں دی تھیں کہ آپ کے دل کو اس سے سخت رنج تھا۔ آپ نے نہایت جوش سے فرمایا کہ خواجہ صاحب اس لفظ کو تو چلنے ہی دو۔ "خدا کی قسم میں اسے ضرور شائع کرونگا"۔ اس قسم سے نہ صرف خواجہ صاحب ہی خاموش ہو گئے بلکہ تمام مجلس پر ایک سکوت طاری ہو گیا۔ اس وقت مولانا نور الدین مرحوم نے یہ حدیث پڑھی رُبَّ اشعث اغبر لو اقسم علی اللہ لابرہ کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پراگندہ غبار آلود بالوں والے اگر خدا کی قسم کھا لیتے ہیں تو خدا اس قسم کو پورا کر دیتا ہے اس کے بعد یہ مجلس برخاست ہو گئی بات آئی گئی ہوئی۔ خواجہ صاحب کو نبیدہ آنے کے قصے سب فرضی ہیں۔ مگر حضرت صاحب کو اس کا خیال رہا۔ آپ نے سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق جب جناب الٰہی میں توجہ کی تو یہی حدیث الہام ہوئی کہ رُبَّ اشعث اغبر لو اقسم علی اللہ لابرہ جس سے معلوم ہوا کہ جناب الٰہی اس قسم کو ضرور پورا فرما دیں گے چنانچہ چند دنوں کے بعد تار آگئی کہ سعد اللہ لدھیانوی نمونیا پلیگ سے چند گھنٹوں کے اندر مر گیا۔ گویا ابتر کے لفظ پر قانونی چارہ جوئی کرنے والا ہی دنیا سے اٹھ گیا۔ جناب الٰہی نے سعد اللہ کی موت سے اس قانونی خطرہ کو دور کر دیا۔ دوستانہ بے تکلفی کی وجہ سے حضرت اقدس خواجہ صاحب سے کچھ نہ کچھ مذاق کرتے رہتے تھے۔ آپ نے مولوی محمد علی صاحب کو ہنستے ہوئے فرمایا کہ "اب خواجہ صاحب کو لکھو کہ آپ تو ہم سے ابتر کا لفظ کٹواتے تھے۔ اب یہیں اس پر اور لکھنا پڑ گیا"۔ خدا کی شان بعد میں سعد اللہ کا لڑکا بھی لا ولد مر گیا اور ابتر کا لفظ بھی اس پر صادق آ گیا۔

ان محبت کی نشستوں کو طعن و تشنیع کی مجلسیں بنا کر روایت کرنا آخر کیا فائدہ رکھتا ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ بدنام کنندہ نکو نامے چند خواجہ صاحب کے ساتھ خود حضرت مسیح موعود کو بھی بدنام کریں۔

(باقی دارد)

گورنمنٹ قادیان کا تازہ اعلان

ضلع گورداسپور کی حدود میں

مولوی عمر الدین صاحب شملوی پر پابندیاں

حال ہی میں "گورنمنٹ قادیان" نے مولوی عمر الدین صاحب شملوی پر بعض دلچسپ اور انوکھی پابندیاں عائد کی ہیں۔ اس کے سرکاری گزٹ "الفضل" مورخہ ۳ راگست ۳۶ء میں اعلان ہوا ہے کہ آئندہ ضلع گورداسپور کی حدود کے اندر کسی قادیانی کا مولوی صاحب سے بات چیت کرنا یا اور کسی قسم کا تعلق رکھنا قطعاً ممنوع ہے جو قادیانی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا اس کے متعلق یہ سمجھا جائیگا کہ وہ دل سے مخالفین کے ساتھ ہے اور قادیانی خلافت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس اعلان کی وجہ یہ بتائی ہے کہ مولوی صاحب فتنہ فساد کی خاطر بار بار قادیان آتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے قادیان میں مستقل سکونت کا عزم کر لیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ایک زمانہ تھا کہ مولوی عمر الدین صاحب جناب خلیفہ صاحب کے فدائی مریدوں میں سے تھے۔ اور ان کی حمایت میں اکثر ہمارے اور دوسرے لوگوں کے ساتھ سرگرم مباحثے کیا کرتے تھے۔ مباہلہ والے مستری صاحبان سے بھی ان کی خراب داری ہے۔ چند سال قبل جبکہ مستریوں کا معاملہ شروع ہوا اور جناب خلیفہ صاحب پر بعض ناگفتہ بہ الزامات لگائے گئے تو مولوی عمر الدین صاحب نے ازراہ اخلاص و عقیدت خلیفہ صاحب کی پرجوش حمایت کی اور اپنے عزیزوں سے جھگڑتے رہے لیکن اسی اثنا میں بقول ان کے ان پر بعض ایسے حقائق منکشف ہوئے جن کی روشنی میں جناب خلیفہ صاحب پر عائد شدہ الزامات . . . قابل تسلیم نظر آئے اور انہوں نے نہایت ایمانداری اور اخلاقی جرأت سے کام لیکر بارگاہ خلافت میں اپنی رائے کا اظہار کر دیا اور صفائی چاہی۔ مریدوں کی حق گوئی بالعموم پیروں کے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے جناب خلیفہ قادیان تو اس کے عادی ہی نہیں نتیجہ یہ ہوا کہ اس "جرم عظیم" کی پاداش میں مولوی صاحب قادیانی جماعت سے الگ کئے گئے یا انہیں الگ ہونا پڑا۔ اسی اثنا میں غور و فکر کے بعد مولوی صاحب پر قادیانی عقائد کی غلطیاں بھی ظاہر ہو گئیں اور وہ جماعت لاہور میں شامل ہو گئے پس اسی روز سے وہ معتوب ہیں اور قادیانی حضرات ان کے خلاف بلا تکلف ہر قسم کی غلط بیانیاں کرتے رہتے ہیں اور غالباً اس فعل کو وہ ثواب بھی سمجھتے ہوں گے۔ باقی رہا یہ امر کہ مولوی صاحب قادیان میں مستقل سکونت کا ارادہ رکھتے ہیں اس کے متعلق ہمیں کوئی علم نہیں وہ انجمن کے تنخواہ دار مبلغ نہیں آنریری کارکن ہیں۔ لیکن بفرض محال انہوں نے ایسا ارادہ کر بھی لیا ہے تو قادیانی حضرات کے اس قدر مضطرب ہونے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ ان سے اس قدر ڈرتے کیوں ہیں۔ شاید اس لئے کہ مولوی صاحب گھر کے پرانے بھیدی ہیں۔

قادیانی خلافت اپنے کاروبار میں آزاد ہے جناب خلیفہ صاحب جس طرح چاہیں۔ اپنے مریدوں پر حکومت کریں لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ اس قسم کے احکامات اسلامی تعلیمات و روایات سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔ ہم مدت سے دیکھ رہے ہیں کہ جب کوئی شخص قادیانی خلافت یا خلیفہ صاحب کی ذات پر اعتراض کرتا ہے تو معقولیت سے جواب دینے کی بجائے فوراً اس کے مقاطعہ کا اعلان کر دیا جاتا ہے اس سے سلام و کلام ... ہو جاتا ہے یہ طریق عمل اسلامی تعلیمات و اخلاق کے بالکل برعکس ہے۔ ایک شخص جس کا حساب صاف ہو جس کے پاس اپنی صفائی میں معقول دلائل ہوں اس کا چہرہ معترض کی آواز پر زرد نہیں پڑ جایا کرتا۔ نہ وہ مضطرب ہو کر اس کے مقاطعہ کا اعلان کیا کرتا ہے بلکہ وہ دلائل و شواہد سے معترض کے بیانات کی تردید کو کافی سمجھتا ہے۔ اسے سچائی اور کیرکٹر کی طاقت پر پورا اعتماد ہوتا ہے۔ کاش جناب خلیفہ صاحب بھی یہی طرز عمل اختیار فرماتے اور ان کی بھی یہی کیفیت نظر آتی۔

"قادیانی گورنمنٹ" کے اس قسم کے مضحکہ خیز اعلانات پڑھ کر منو جی کے وہ احکامات یاد آ جاتے ہیں جن کے طفیل ہندو قوم ہزاروں سالوں سے چھوت چھات کی مصیبت میں مبتلا ہے اب جبکہ ہندو زعما بھی پسماندہ طبقہ اچھوتوں کو اپنانے کی کوشش کر رہے ہیں جناب خلیفہ قادیان مسلمانوں میں ایک نئی قسم کی چھوت چھات کی داغ بیل ڈال رہے ہیں۔ سچ ہے اس قسم کے "کارنامے" ان کی "ہمت بلند" ہی انجام دے سکتی ہے۔

خشکی کے راستے سفر حج!

بعض ضروری معلومات

ان عازمان حج کی اطلاع کے لئے جو خشکی کے راستہ سے سفر کرنا چاہیں۔ برطانوی سفارت خانہ بغداد (شعبہ ہندوستان) کی رپورٹ بابت سال ۱۹۳۶ء سے حسب ذیل مزید اقتباس شائع کیا جاتا ہے۔

حکومت عراق نے شام اور فلسطین کے راستے سے سعودی عرب کے سفر کے قواعد کی اشاعت بند کر دی۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نجف اور مدینہ کے راستہ سے سفر حج کے لئے سہولتیں بہم پہنچانا بہتر سمجھتی ہے تاہم اس راستہ سے برطانوی ہندوستان کے ۴۶ مسافروں نے سفر کیا تھا۔

شام کے راستہ سے سفر کرنے کیلئے یہ قاعدہ مقرر ہے کہ ایسے مسافروں کو (جو شام میں اپنے وطن میں حاصل کئے ہوئے پروانہ حج کے بغیر داخل ہوں) بیروت سے براہ سمندر سفر کرنا چاہیئے۔ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جو مسافر فلسطین جاتے ہوئے شام سے گزرنا چاہتے تھے (اس خیال سے کہ وہاں حج کے لئے جہاز پر سوار ہوں) وہ ایسا کرنے سے روک دیئے گئے اس کا علاج یہ ہے کہ مسافر شام کے راستہ سے سفر نہ کریں اور شرق یردن کے راستہ سے عراق سے فلسطین تک کا سفر اختیار کریں

(الف) شام سے سعودی عرب تک جانے کا خشکی کا راستہ۔ یہ باقاعدہ راستہ نہیں ہے اور سڑکوں کی حالت کے متعلق بہت کم حالات معلوم ہیں اور کرایہ کے نرخ کے متعلق کوئی قطعی معلومات نہیں ہیں کہا جاتا ہے کہ سال زیر تبصرہ میں کچھ شامی مسافر دمشق سے مدینہ گئے اور بیوک اور ہڈسن موٹروں پر انہوں نے اپنا سفر تین دن میں طے کیا۔

(ب) نجف سے سعودی عرب تک جانیکا خشکی کا راستہ۔ یہ بھی ایک راستہ ہے جسے حکومت عراق باقاعدہ طور پر تسلیم کرتی ہے اور حکام نے راستہ ہموار کرنے اور بہتر بنانے کیلئے زر کثیر صرف کیا ہے سارا راستہ پر امن ہے اور عراق اور سعودی حکومت کی طرف سے مسلح فوجی موٹریں حجاز کے قافلہ کے لئے مہیا کی گئی ہیں۔

۱۹۳۶ء میں حاجیوں کو پہنچانے کا انتظام میرزا محمد علی اینڈ عبد الرسول آف نجف کے سپرد کیا گیا تھا۔ واپسی سفر کے نرخ حسب ذیل تھے:

چار مسافر لے جانے والی موٹر سے ۱۸ دینار فی مسافر
چھ مسافر لے جانے والی موٹر بس سے ۱۴ " " "
بارہ مسافر لے جانیوالی لاری سے ۱۰ " " "

مندرجہ بالا انتظام کے علاوہ کوئی اور کار اس راستہ پر نہیں لے جا سکتی۔ اس راستہ سے کل ۱۷۵۰ حاجیوں نے سفر کیا جن میں ۵۵ برطانوی ہندوستان کے حاجی شامل ہیں اس کے مقابلہ میں ۱۹۳۵ء میں اس راستہ سے ۴۰۰ حاجیوں نے سفر کیا تھا۔

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ حکومت ہند نے حاجیوں کو جو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ خشکی کے راستہ ان بسوں میں سفر نہ کریں جن کے مالکوں کا تجربہ یا ان کی مالی حالت مشتبہ ہے اس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور اس قسم کی کوئی موٹر یا بس اس سال بغداد میں نہیں پہنچی۔

۱۹۳۵ء کی طرح حج کے زمانہ میں نجف سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر رحابیہ کے مقام پر ایک چنگی گھر اور ایک عارضی قرنطینہ قائم کیا گیا تھا۔

نجف سے مدینہ تک کا سفر اوسطاً سات دن میں ختم ہوا۔ حاجیوں میں کوئی متعدی بیماری پھیلنے کی اطلاع نہیں ہوئی۔

(محکمہ اطلاعات)

قصور میں معرکۂ حق و باطل

دوران مباحثہ کے چند دلچسپ واقعات

(از قلم جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی)

اخبار پیغام صلح کی گزشتہ اشاعت میں ہمارے ایک عزیز نے مباحثہ قصور کے تھوڑے سے واقعات ہدیۂ قارئین کئے ہیں۔ اور مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کی رپورٹ لکھوں میرا خیال ہے کہ چند ایک امور واقعی ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوں گے۔

میرے قصور جانے کا مقصد کسی مباحثہ کی طرح ڈالنا نہ تھا صرف برادر مکرم شیخ رحمت الٰہی صاحب سے کچھ گفتگو کرنا مقصود تھا مگر انھوں نے چوہدری عبد اللہ خان صاحب ایگزیکٹو انجینئر کو جو وہاں کی قادیانی جماعت کے سرگرم کارکن ہیں۔ فون کر دیا۔ کہ آؤ اور بات چیت کرو۔ چوہدری صاحب نے معذرت کی۔ کہ میں اس وقت آرام کر رہا ہوں۔ اور ساتھ ہی قادیان و لاہور کے مبلغین بلانے کا انتظام کر لیا۔ اگلے دن شام کو مسئلہ نبوت پر گفتگو ہوئی مگر چوہدری عبد اللہ خان صاحب کو فوراً ہی محسوس ہو گیا۔ کہ ان کا مناظر یہاں نہیں چل سکتا۔ چنانچہ انہوں نے قادیان سے مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل کو بلوایا۔ اور اگلے دن ان سے گفتگو ہوئی۔

نبوت مسیح پر ایک اچھوتی دلیل

انہوں نے نبوت مسیح موعودؑ پر ایک ایسی دلیل دی جو اس سے پیشتر کسی نے نہ سنی ہو گی۔ فرمانے لگے "نبی اس لئے آتے ہیں۔ کہ دنیا میں توحید کو قائم کریں چونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے توحید قائم کی ہے۔ لہٰذا آپ نبی ہیں۔" یہ انکی بنیادی دلیل تھی جس پہ انہوں نے اپنی تقریر کا انحصار کیا۔ میں نے جواباً کہا۔ یہ فرمایئے۔ کہ کیا مجدد شرک قائم کرنے آتے ہیں؟ مجدد اور نبی دونو کا کام توحید ہی قائم کرنا ہوتا ہے۔ آپ اس سوال کا جواب دیں۔ کہ حضرت مسیح موعود نے نبیوں کی طرح توحید قائم کی یا مجددوں کی طرح؟

مولوی محمد صادق صاحب نے کہا۔ ہاں مجدد بھی توحید قائم کرتے ہیں۔ مگر محمد رسول اللہ صلعم کی طفیل قائم کرتے ہیں

میں نے کہا۔ کہ اس سے تو یہ معلوم ہوا۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب نے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے توحید قائم کی۔ تو آپ بھی مجدد ہوئے۔ اب سنیئے حضرت فرماتے ہیں۔

"ہم کافر نعمت ہوں گے۔ اگر ہم اقرار نہ کریں۔ کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ پائی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۶)

اس پر قادیانی مناظر صاحب نے پہلو بدلا۔ اور کہا۔ کہ کسی ایک مجدد کا حوالہ دکھاؤ۔ کہ اس نے یہ کہا ہو کہ میں توحید قائم کرنے آیا ہوں۔ میں نے حضرت سید احمد بریلوی کا حوالہ پیش کیا۔ کہ آپ فرماتے ہیں۔

میں اس لئے آیا ہوں۔ کہ ہندوستان کا شرک مٹاؤں اور توحید قائم کروں۔

قادیانی مناظر اس پر ہوش و حواس کھو بیٹھا۔ اور کہنے لگا۔ کہ کیا سید احمد بریلوی کے ذریعہ توحید قائم ہوئی؟ میں نے کہا۔ کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ کے بعد شرک مٹ گیا؟

اب ان کے چہرہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ کہنے لگے۔ کہ سید احمد بریلویؒ نے توحید قائم کرنے کا اظہار کیا مگر آپ کی بعثت کا مقصد نہ تھا میں نے کہا حضرت یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا سید احمد بریلوی نے اپنے مقصد بعثت کے خلاف ہی کہہ دیا تھا۔ کہ شرک مٹانے آیا ہوں

اب میں نے پوچھا۔ کہ بتایئے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے کیا توحید قائم کی ہے۔ کہنے لگے۔ حیات مسیح کا مشرکانہ عقیدہ مٹایا میں نے کہا پھر تو سر سید احمد خان مرحوم کو پہلا نبی مانئے جس نے حضرت سے پیشتر عیسائیوں کے مقابل اس عقیدہ کا رد کیا بس پھر کیا تھا۔ قادیانی مناظر نے اس چیز کو ہی چھوڑ دیا۔ اس کے امدادی عقب میں بھرے ہوئے اسے کہہ رہے تھے۔ کہ آپ فلاں فلاں حوالے پیش کریں۔ مگر ان کی تمام کوششیں اکارت گئیں۔

اب چوہدری عبد اللہ خان صاحب اور گھبرائے۔ اور لاہور سے ایک صاحب جناب سعدی کو بلایا۔ ان سے بھی مسئلہ نبوت پر بحث ہوئی۔ اور شیخ رحمت الٰہی صاحب کے خیالات نے بالکل پلٹا کھایا۔ انہوں نے کہدیا کہ حضرت اقدس کا دعویٰ وہ نہیں۔ جو قادیانی بیان کرتے ہیں تمت

کفر و اسلام کے مسئلہ میں تو ان کے لئے مغالطہ اندازی کی گنجائش تھی ہی نہیں ہم نے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد سنہ ۱۹۰۸ء تک کے متعدد حوالجات دکھائے جن میں حضرت نے فرمایا ہے۔ کہ اس وقت کے مسلمان دائرہ اسلام کے اندر ہیں۔

نماز پنجگانہ۔ نماز جنازہ اور نماز حج وغیرہ کے لئے احکام بنائے کہ غیر احمدی امام کے پیچھے ادا کرنے کی اجازت دی ہے۔ سب سے آخر ایک مغالطہ سعدی صاحب نے دیا۔ اور کہنے لگے۔ لو اب اس کا جواب دو۔ وہ تو تمہاری بہادری مانتے ہیں۔ اربعین کے فلاں صفحہ پر حضرت نے لکھا ہے۔ کہ آج سے نو سال پیشتر میں نے دہلی میں نذیر حسین دہلوی کو دین اسلام کی طرف دعوت دی۔ اور فیصلہ کی طرف بلایا۔

میں نے پوچھا سعدی صاحب حضرت صاحب کو تو آپ کے نزدیک مسئلہ نبوت سنہ ۱۹۰۱ء میں سمجھ آیا۔ اور سنہ ۱۹۰۱ء میں ہی آپ نے یہ کہا کہ آپ کے دعویٰ کا انکار کرنے والے کافر اور اسلام سے خارج ہیں۔

اگر یہ سچ ہے۔ تو اب غور کیجئے۔ کہ اربعین سنہ ۱۹۰۰ء کی کتاب ہے۔ اور حضرت یہ فرما رہے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۰ء سے نو سال پیشتر نذیر حسین کو یوں کہا۔ یہ زمانہ تو ۱۸۹۱ء کا بنتا ہے۔ جب حضرت نے دہلی میں پہلا اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا۔ "ایک عاجز مسافر کا اشتہار" جس میں آپ نے کہا۔ کہ میں مدعی نبوت کو کافر اور دجال سمجھتا ہوں۔ میری وحی وحی نبوت نہیں وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی۔ اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

کیا اس زمانہ میں کسی شخص کو آپ دائرہ اسلام سے خارج کہہ سکتے ہیں پھر آپ غور کریں۔ آپ کے اس استدلال سے تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ ۱۸۹۱ء میں مخالفین کو دائرہ اسلام سے خارج کیا۔ مگر جب سنہ ۱۹۰۱ء یا سنہ ۱۹۰۲ء کا زمانہ آتا ہے یعنی تریاق القلوب کی تصنیف کا وقت تو آپ لکھتے ہیں کہ کہ ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعویٰ کے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا حالانکہ انصاف یہ تھا۔ کہ یوں لکھتے۔ کہ ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرا منکر کافر ہے۔ کیونکہ سنہ ۱۸۹۱ء میں میں نے دہلی میں لوگوں کو دعوت الی الاسلام دی تھی

اچھا اب تریاق القلوب مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ء میں منکر کو مسلمان کہدیا اور پھر بحوالہ سنہ ۱۹۰۸ء کے مذہب کے خلاف کیا۔ پھر حقیقۃ الوحی لکھی۔ تو بقول آپ کے منکر کو کافر کہدیا۔ پھر وفات سے دو دن پیشتر سر فضل حسین کے سامنے کہا میں کسی کو کافر نہیں کہتا۔ خدا کیلئے بتاؤ کہ اس طرح حضرت کی کیا پوزیشن رہتی ہے!

اصل میں اس عبارت کا مفہوم تو یہ ہے۔ کہ مولوی نذیر حسین دہلوی کو دین اسلام کی طرف توجہ دلائی۔ کہ اس کے مطابق فیصلہ کرو۔ اس سے آپ کا مطلب تو ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

بہرحال اس پر انھیں بڑی ندامت ہوئی۔ اس کے بعد حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک خدام مسیح موعود کے مذہب پر بحث ہوئی۔ قادیانی مناظر نے اپنی عادت کے مطابق حضرت امیر ایدہ اللہ کی پرانی والی تحریرات بکثرت پیش کر دیں میں نے سب کا جواب حضرت امیر ایدہ اللہ کے ایک حوالہ سے دیا جو اسی زمانہ کا ہے۔ کہ لفظ نبی اسلام کی اصطلاح میں استعمال نہیں کیا گیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ بلکہ ان معنوں میں ہے جن میں ہر مسلمان اس نبوت کو حاصل کر سکتا ہے۔

اور اس کے بعد میاں محمود احمد صاحب اور تمام اکابر قادیان کی سابقہ تحریریں پیش کیں۔ کہ لفظ نبی بمعنی مجدد استعمال ہوتا رہا ہے۔

اختصار کے طور پر میں نے چند امور ان کے سامنے رکھے

اول۔ کتاب دین الحق مطبوعہ سنہ ۱۹۱۰ء میں بتایا گیا تھا کہ جماعت احمدیہ کا مذہب یہ ہے۔ کہ حضرت اقدس نبی نہیں۔

دوم۔ میاں محمود احمد صاحب نے مولانا نور الدین صاحب کے زمانہ میں مکہ میں غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھی۔ اگر انھیں کافر سمجھتے تو نماز نہ پڑھتے۔

سوم حضرت مسیح موعود کے مزار پر کتبہ لگایا گیا۔ تو لکھو گیا۔ "مجدد صد چہاردہم" ــــ جواب میاں محمود احمد صاحب کی خلافت میں بدل دیا گیا۔

میں نے کہا کسی نبی کی قبر پر مجدد کا لفظ نہیں لکھا گیا۔ ہاں حضرت مجدد الف ثانی کے مقبرہ پر "مجدد الف ثانی" کے الفاظ ہیں۔ اور سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر واقعہ بالاکوٹ ضلع ہزارہ پر "مجدد صد سیزدہم" کے الفاظ ہیں۔ اسی طرح "مجدد صد چہاردہم" کے الفاظ جو حضرت مسیح موعودؑ کے مزار پر لکھے ہوئے تھے صاف بتا رہے تھے۔ کہ قبر کے اندر کون ہے؟ نبی یا مجدد۔

اس پر ایک غیر از جماعت معزز دوست شیخ عبد القادر صاحب جو میونسپل کمشنر بھی ہیں مجھے فرمانے لگے۔ کہ اب جو کچھ ہمیں سمجھ آنا تھا آچکا۔ اب آپ بالکل خاموش ہو جائیں اب میں آپکی جگہ گفتگو کرتا ہوں

چنانچہ انہوں نے صرف مکہ میں غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے واقعہ کو ہی پیش کیا۔ اور کہا۔ کہ یہ امر صاف فیصلہ کرتا ہے۔ کہ اس وقت تو جماعت احمدیہ مرزا صاحب کو نبی مانتی تھی۔ اور نہ انکے منکرین کو کافر سمجھتی تھی کیونکہ کافر کے پیچھے نماز کبھی نہیں جائز ہو سکتی۔ شیخ صاحب موصوف نے نہایت معقول پیرایہ میں ان سے گفتگو کی۔ چوہدری عبد اللہ خان صاحب اور دیگر قادیانیوں نے بڑی کوشش کی۔ کہ اس کا جواب دیں۔ مگر ان کے قدم پھسل چکے تھے اور تنکوں کا سہارا انھیں ڈوبنے سے نہیں بچا سکتا تھا۔

ناانصافی ہو گی اگر میں یہاں اپنی محترم بہن مسز رحمت الٰہی صاحبہ کا ذکر نہ کروں۔ گزشتہ اشاعت میں انہوں نے ایک مختصر سا نوٹ "اظہار تشکر" کے عنوان سے تحت دیا ہے۔ میں اس حقیقت کے اظہار سے نہیں رہ سکتا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خاتون موصوفہ کو وہ قلب عطا کیا ہے جس کے ہر گوشہ میں اسلام اور احمدیت کی [illegible] شکر گزاری ہوتی ہے

حضرت مسیح موعودؑ پر توہین مریم علیہا السلام کا غلط الزام

علامہ عبد الوہاب النجار مصری کی شہادت

بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے مخالفین حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر حملے کرتے ہوئے بالکل افترا پردازی اور بہتان تراشی کو اپنا شیوہ قرار دے لیتے ہیں۔ مجھے اپنی تبلیغی زندگی میں بیسیوں ایسے حوالجات سننا پڑے جن کی کوئی اصل نہ تھی۔ مگر وہ حضرت اقدس کی طرف بعد جوش و خروش منسوب کئے جا رہے تھے۔ کوئی صاحب یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے کہ "انبیا علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں"۔ کوئی کہتا ہے۔ اجی صرف یہی کہا، انھوں نے تو یہیں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ "قرآن میں گالیاں بھری ہوئی ہیں" اور یہ کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجال لزال کے معنے غلط سمجھے"۔ یہ اعتراضات صرف بازاری لوگوں تک محدود نہیں۔ بلکہ بڑے بڑے علماء فضلاء اور گدی نشینوں کی زبان سے سننے میں آتے ہیں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی میں بھی یک پور اصفحہ ان بے بنیاد الزامات سے سیاہ کیا گیا ہے۔ مگر اصل کتاب میں ان کا نام و نشان تک نہیں۔ اسی طرح کا وہ الزام تھا۔ جو مولوی ظفر علی خان صاحب نے ۴ مارچ ۱۹۳۴ء کے زمیندار میں دیا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مریم علیہا السلام پر نعوذ باللہ زنا کا کھلا ہوا الزام" دیا ہے۔ جب ہماری طرف سے اصل عبارت پیش کی گئی تو وہ مولوی ظفر علی خان صاحب کے مفہوم کے بالکل الٹ تھی۔ اصل حوالہ یہ ہے

"پانچواں قرینہ ان کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے۔ اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں۔ اور باتیں کرتی ہیں حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اسی اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۶۲)

عبارت کا مفہوم بالکل ظاہر و بیّن ہے جس سے کسی قسم کی توہین کا گمان ہو ہی نہیں سکتا۔ صرف یہ امر کہ حضرت مریم اپنے منسوب یوسف کے ساتھ نکاح سے پیشتر چلا پھرا کرتی تھیں۔ کوئی معیوب امر نہیں۔ جہاں شادیاں قریب کی برادری میں ہوں۔ مثلاً لڑکا اور لڑکی ایک ہی گھر کے رہنے والے ہوں۔ وہاں کبھی کوئی حجاب نہیں ہوا کرتا۔ لیکن پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ حضرت اقدس نے یہ چیز کوئی اپنی طرف سے پیش نہیں کی۔ بلکہ اسرائیلی قبائل کی ایک عام رسم بیان کی ہے جسے ہر محقق تسلیم کریگا۔ علامہ عبد الوہاب النجار جو مصر کے نامور علماء میں سے ہیں۔ اور جو گزشتہ موسم سرما میں ہندوستان کا دورہ کرتے رہے تھے۔ اپنی کتاب "قصص الانبیاء" میں فرماتے ہیں:

یقول برنابا ان مریم اتخذت یوسف النجار عشیرا لها من سن احست بالحمل حتی لا تتطون بها الظنون۔

اقول وهذه العادة عادة اتخاذ العشیر موجودة فی الیهود الی الیوم۔ یاتی الشاب الی اهل الفتاة وخطبها وحینئذ یتعاشران بدون اتصال زوجی ویقیمان علی ذالک مدة فاذا رضیت اخلاقه ورضیها تما الزواج ودخل بها وعاشرها معاشرة الازواج واذا لم یرض احدهما اخلاق الاخر فسخت الخطبة (صفحہ ۳۶۱)

ترجمہ:۔ برنباس کہتا ہے۔ کہ مریم نے حمل محسوس کرکے یوسف نجار کو اپنا رفیق زندگی بنایا۔ تاکہ بدظنی نہ کی جا سکے۔ میں کہتا ہوں یہ عادت یعنی رفیق زندگی کو پسند کرنے کی عادت یہود میں اب تک موجود ہے نوجوان لڑکا۔ لڑکی والوں کے ہاں آتا ہے۔ اور لڑکی کو زوجیت کے لئے طلب کرتا ہے۔ اس طرح لڑکا اور لڑکی نکاح کے تعلق کے بغیر رہنے سہنے لگتے ہیں۔ اور اس طرح کافی مدت گزارتے ہیں حتیٰ کہ وہ لڑکی اس کے اخلاق کو پسند کرنے لگ جاتی ہے۔ اور وہ اس کو پسند کرنے لگتا ہے تب ان کا نکاح ہو جاتا ہے۔ اور ان کے تعلقات زناشوئی قائم ہوتے ہیں اور اگر دونوں میں سے ایک فریق دوسرے کے اخلاق کو پسند نہ کرے تو منگنی توڑ دی جاتی ہے اور دونو اپنی اپنی راہ لیتے ہیں۔"

یہاں علامہ عبد الوہاب النجار یہودیوں کی رسم بیان کرکے برنباس کے بیان کی جو مسیح علیہ السلام کا شاگرد ہے۔ تائید کر رہے ہیں ہمارے مخالفین کو چاہیئے۔ کہ اس حوالہ کو پڑھیں اور خدا کا خوف کرکے اس طرح کے بیہودہ اعتراضات سے باز آئیں۔

(اختر حسین گیلانی)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب میاں محمد زمان صاحب آنریری

سب جج درجہ چہارم چارسدہ

دیوان چند ولد لچھمن داس ساکن سرڈھیری تحصیل چارسدہ

بنام

ذم گو پرتاپ سنگھ محمد عمر ساکن ڈھیری تحصیل چارسدہ دگر بچن سنگھ ولد نامعلوم ساکن ڈھوڈیال حال مردان تحصیل مردان

دعوی ابلغ -/۱۰۰ روپے رقعہ مورفہ ۳۴/۷/۲

مقدمہ بالاعنوان میں مدعا علیہم کا درست پتہ نہیں چلتا۔ اس لئے انکو بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مطلع کیا جاتا ہے کہ تاریخ ۳۴/۸/۱۶ کو عدالت ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً یا حضوراً حاضر ہو کر پیروی مقدمہ کریں ورنہ ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی

آج مورخہ ۳۴/۷/۳۱ بثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

نکاتِ وہابیہ

امرتسری وہابی کو اپنی اور اپنی جماعت کی حالت زار پر ہمیشہ رونا آتا ہے جس کا نمونہ اس کے اخبار کے صفحات میں ہمیشہ نظر آتا رہتا ہے لیکن اس رونے کو وہ دوسروں کی وجہ قرار دیتا ہے جو بالکل خلاف واقعہ ہے رونا تو اس جماعت کی حالت اور اس کے سرداروں (امرتسری وسیالکوٹی) پر آنا چاہیئے جو بقول خود مومنانہ صفات چھوڑ کر منافقانہ اور یہودیانہ صفات اختیار کر چکی ہے۔ نہ کہ ان لوگوں پر جو اس ممتر وجماعت کے دیکھتے دیکھتے ساری دنیا میں پھیل گئی۔ اور پھیلتی جا رہی ہو امرتسری وہابی کے اخبار مورخہ ۲ جولائی ۱۹۳۷ء کے لیڈر میں لکھا ہے:-

اس سلسلے کے سارے نمبروں کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جماعت اہلحدیث میں نہ صرف اختلاف وافتراق ہے بلکہ اس سے تجاوز کر کے باہمی مفارقت ومنارکت تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ۲ جولائی ۱۹۳۷ء)

رونے کی بات تو ایسی جماعت ہے جس کا اندرونی نقشہ اس حوالہ میں دیا گیا ہے۔ اس مضمون کے ماتحت آگے چل کر لکھا ہے کہ

"علم طب میں یہ قاعدہ ہے کہ جس نسخے سے فائدہ نہ ہو اس کو فوراً تبدیل کیا جائے خاصکر وہ نسخہ جس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہو مثلاً بخار کے نسخہ سے سرسام ہو جائے۔ تو ایسا نسخہ فوراً سب سے پہلے بدل دینا چاہیئے اعیان اور علمائے اہل حدیث اگر اس طبی قاعدے پر غور کریں گے۔ تو موجودہ روش کو ضرور قابل تبدیل پائیں گے۔ (اہل حدیث ۲ جولائی ۱۹۳۷ء)

لیکن اس بے لگام اور شتر بے مہار کا اپنی موجودہ روش تبدیل کرنا بالکل ناممکن ہے۔ وجہ یہ کہ امرتسری اور سیالکوٹی وہابی لیڈروں نے اس جماعت کا قدم ایسے غلط اور گمراہ کن راستہ پر لگا دیا ہے جس سے پیچھے ہٹنا اس کے لئے محال ہے یعنی اپنی کمزوریوں کی اصلاح نہ کرنا اور دوسروں پر ہمیشہ گند اچھالتے رہنا اور یہ عادت اب اس جماعت کی فطرت ثانی بن چکی ہے۔ امرتسری وہابی کی کوئی تحریر وتقریر دیکھ لو بے موقعہ اور بلا تعلق ہر فرقہ اسلام کی نسبت بدزبانی کرتے رہنا اس کا عام شیوہ ہے اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ خود اپنی جماعت کے دوسرے علماء کا اختلاف رائے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اسی وجہ سے ان کو بھی برا بھلا کہتا رہتا ہے۔ ہندی وہابیوں میں ایک شخص بھی نظر نہیں آتا جو اس بات پر علانیہ زور دے سکے۔ کہ سابقہ نسخہ یعنی امرتسری اور سیالکوٹی نام نہاد سرداروں کو چھوڑ کر قرآن وسنت پر عملی قدم مارا جائے منہ سے اہل حدیث ہونے کا دعویٰ ہے لیکن عملاً حدیث کی مخالفت ہے۔

(۳)

امرتسری وہابی کا دماغ مخالفت مسیح موعودؑ میں یہاں تک ماؤف ہو چکا ہے۔ کہ اسے صحیح بات سمجھنی بھی دشوار ہوتی ہے۔ اسے اس بات پر سخت پریشانی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے پہلے دابۃ الارض کے معنے علماء سو بتلائے اور اس کے بعد اسی سے مراد طاعونی کیڑا لیا (نزول مسیح ص۴۱) لیکن اگر اس وہابی کے دماغ میں ذرا سی بھی عقل وفکر ہوتی۔ اور وہ مومنانہ صفات چھوڑ کر منافقانہ ویہودیانہ طریق پر نہ چلتا (اہلحدیث ۱۴ مئی ۱۹۳۷ء) تو اسی کتاب نزول المسیح سے اسے اس کے بے سروپا اعتراض کا جواب مل جاتا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

"غرض قرآن شریف میں ہزار ہا معارف وحقائق ہیں اور درحقیقت شمار سے باہر ہیں۔ اسی بنا پر قرآن شریف فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں دو قسم کے دابۃ الارض پیدا ہو جائیں گے

(۱) ایک تو علماء بے عمل جن کے دل زمین کی ساتھ چسپاں ہونگے زمین کی شہرت چاہیں گے۔

(۲) دوسرے طاعون کا کیڑا جو بطور سزا دہی ظاہر ہوگا سو اس زمانہ میں دونوں باتیں ظہور میں آگئیں اور در اصل حدیثوں میں ان دونوں باتوں کی طرف اشارہ ہے صحیح مسلم کی ایک حدیث میں صاف لکھا ہے۔ کہ مسیح موعود کے وقت میں ملک میں طاعون پھیلے گی اور شیعہ کی کتابوں کی حدیثوں میں بھی طاعون کا ذکر ہے۔ اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی ذکر ہے۔ کہ اس وقت اکثر علماء یہودی صفت ہو جائیں گے یعنی محض زمین کے کیڑے بن جائیں گے۔ دیکھو یہ دونوں پیشگوئیاں قرآن شریف میں سے نکلتے ۴۴

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ سلطان خان ولد زمان خان اصالتاً و منجانب حلبتاں زوجہ گاماں خان ذات بلوچ سکنہ لشاری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۷ ۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ محمد بخش ولد فتح محمد ذات سیال سکنہ ڈاسوانانہ تحصیل وضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۵ ۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسکہ لعل ولد بختاور ذات ڈھڈہ سکنہ رشید لعل تحصیل وضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۴ ۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ رجب ولد پہلوان ذات سیال سکنہ ریحان پنجوانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۱ ۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ گل شاہ ولد اجمل شاہ ذات قریشی سکنہ کوٹ عیلشاہ تحصیل وضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۵ ۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ علی محمد ولد اللہ دتا ذات چوغطہ سکنہ بلوچ تحصیل وضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۱ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ نور محمد ولد اللہ دتا عرف جوگ ذات سلیانہ سکنہ نجابت تحصیل وضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۰/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۱ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

رفتار عالم

اخبار قادیان

—— قادیان کا موجودہ تنازعہ جو شیخ عبدالرحمن صاحب مصری وغیرہ اور جناب خلیفہ صاحب کے درمیان ہے۔ روز بروز شدت اختیار کر رہا ہے جناب خلیفہ صاحب کے معترضین کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

—— فخرالدین صاحب ملتانی کا قادیان سے بھیجا ہوا مندرجہ ذیل برقیہ ۶ راگست کے روزناموں میں شائع ہوا ہے۔

"قریشی محمد صادق صاحب شلیم سابق سکرٹری آل انڈیا نیشنل لیگ و محتسب جماعت احمدیہ قادیان و صدر نیشنل لیگ قادیان اور عبدالرب خانصاحب کلرک بیت المال قادیان نے کھلم کھلا خلیفہ قادیان سے علیحدگی کا اعلان کر کے ۴ راگست کو مجلس احمدیہ قادیان میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ اور شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کو امیر تسلیم کر لیا ہے۔"

—— مندرجہ بالا خبر کی تصدیق اخبار "الفضل" مورخہ ۶ راگست سے بھی ہوتی ہے۔ ان دونوں حضرات کا بائیکاٹ شروع ہو گیا ہے۔ ناظر صاحب امور عامہ نے "الفضل" کی محولہ بالا اشاعت میں اعلان کیا ہے کہ

"احباب ان دونوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں ان کے ساتھ ملنا جلنا اور بات کرنا اسی طرح منع ہے جس طرح مصری عبدالرحمن صاحب وغیرہ مخرجین کے ساتھ"

—— اتوا ہے کہ کئی ایک قادیانی اصحاب جناب خلیفہ صاحب کی بیعت فسخ کر کے مجلس احمدیہ قادیان میں شریک ہونے والے ہیں۔

—— شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کے اشتہارات کے متعلق جناب خلیفہ صاحب کئی ہفتے سے طول طویل خطبے ارشاد فرما رہے ہیں جن کے متعلق عام خیال یہ ہے۔ کہ خلیفہ صاحب اصل معاملے کی طرف نہیں آتے۔ ادھر ادھر کی باتوں میں معاملے کو الجھانا چاہتے ہیں۔

—— آجکل جناب خلیفہ صاحب، ان کے اخبارات اور کارکنوں کی جماعت کی خاص توجہ جماعت لاہور پر ہو رہی ہے طرح طرح کی غلط بیانیاں اور الزام تراشیاں ہو رہی ہیں مریدوں کو اس بے بنیاد بات کا یقین دلانے کی انتہائی کوشش ہو رہی ہے۔ کہ موجودہ تنازعہ میں جماعت لاہور کا ہاتھ ہے جو بالکل غلط ہے۔

—— مولوی اللہ دتا صاحب قادیانی عرف ابو العطاء جالندھری صاحب کی طرف سے اعلان ہوا ہے۔ کہ انھیں ایسے اشخاص کے نام اور پتے بھیجے جائیں جو پہلے جماعت لاہور میں شامل تھے۔ بعد میں پیر پرستی کا شکار ہو گئے اور جناب خلیفہ صاحب کی بیعت کر کے مکفرین قادیان میں جا ملے۔

—— قادیانی حضرات آجکل جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی سے خاص طور پر خائف ہیں۔ غالباً اسی کا نتیجہ ہونے کی وجہ ہے ۴ راگست کے "الفضل" میں ناظر صاحب امور عامہ قادیان کی طرف سے یہ دلچسپ اعلان ہوا ہے۔ کہ ضلع گورداسپور کی حدود میں کسی قادیانی کا مولوی صاحب موصوف سے بات کرنا اور کسی قسم کا تعلق رکھنا آئندہ کے لئے ممنوع قرار دیا جاتا ہے جو قادیانی اس "حکم" کی خلاف ورزی کرے گا اسکے متعلق یہ سمجھا جائیگا کہ وہ بھی دل سے مخالفین کے ساتھ ہے اور قادیانی نظام سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ علاوہ ازیں ناظر صاحب موصوف نے حکم دیا ہے کہ جو قادیانی بھی ضلع گورداسپور کی حدود کے اندر مولوی عمر الدین صاحب کے ساتھ بات کرتا ہوا دیکھا جائے یا ان سے اور کسی قسم کے مراسم رکھے اسکی فوراً اطلاع اخبر رپورٹ کی جائے ورنہ قادیانی جماعت کا ہر فرد ذمہ دار سمجھا جائے گا۔

ہندوستان

—— کیمبل پور ۳ راگست۔ کوٹ فتح خاں کی ندی کے متعلق سرداران کوٹ اور سکھوں کے درمیان جو تنازعہ تھا آج ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس کا فیصلہ سنا دیا۔ کہ سکھوں کو کسی وقت بھی ندی پر جانے اور پانی پینے کی اجازت نہ ہو گی۔

—— سکھوں نے اس فیصلہ کے خلاف شور مچا رکھا ہے تین چار روز سے ان کی طرف سے ستیا گرہ کا سلسلہ جاری ہے۔ ذمہ دار سرکردہ سکھ لیڈر شورش پسندوں کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ پولیس نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر خاص انتظامات کر رکھے ہیں۔ گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

—— لاہور ۷ راگست معلوم ہوا ہے کہ سکھ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے فیصلہ کے خلاف ہائیکورٹ میں اپیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کاغذات وکیلوں کے سپرد کر دئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سکھ اس معمولی معاملہ کو ایک خطرناک ہنگامہ آرائی و کشمکش کا دیباچہ بنانا چاہتے ہیں۔

—— شملہ ۴ راگست۔ اتحاد کانفرنس کی سب کمیٹیوں کا اجلاس ۱۷ ر اور ۱۸ ر اگست کو شملہ میں منعقد ہو گا۔ دونوں کی صدارت کے فرائض سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم انجام دیں گے۔

—— نئی دہلی، آج گاندھی جی نے ہز ایکسیلنسی وائسرائے سے ملاقات کی جس کا سلسلہ ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ ایک عام ملاقات تھی۔ گفتگو کا موضوع زیادہ تر اصلاح دیہات رہا خان عبدالغفار خان کے داخلہ سرحد کی ممانعت کا ذکر بھی آیا۔ وائسرائے نے اس بارہ میں گورنر سرحد کو توجہ دلانے کا وعدہ کیا۔

—— معلوم ہوا ہے کہ اس ملاقات کی دعوت وائسرائے نے دی تھی جس کو قبول کرتے ہوئے گاندھی جی نے کہا تھا کہ میں خود ہز ایکسیلنسی وائسرائے سے ملاقات کا خواہشمند ہوں۔

—— جموں کے حالات بدستور ہیں۔ ۴ راگست کو ہندوؤں نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے کے لئے ایک خلاف قانون جلوس نکالا جس پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ ۵ آدمیوں کو معمولی ضربات آئیں

—— کیمبل پور ۵ راگست آج ایک مسلمان نوجوان عبدالمنان کے مقدمہ کا فیصلہ سیشن جج نے سنا دیا۔ عبدالمنان پر ایک شاتم رسولؐ ہندو کو قتل کرنے کا الزام تھا۔ سات سال قید سخت کی سزا دی گئی ہے۔ جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ کوئی مسلمان اپنے پیغمبرؐ کی شان میں نازیبا الفاظ سننا برداشت نہیں کر سکتا۔ استغاثہ کے گواہوں کے بیانات اور ملزم کے اقبالی بیان سے واضح ہے کہ ملزم انتہائی اشتعال میں تھا۔

—— کانپور ۶ راگست۔ آج اسلامیہ ملز میں ہڑتالیوں کے باعث صورت حالات نہایت تشویشناک ہو گئی۔ چھ ہزار ہڑتالی مزدور کارخانہ کے قریب جمع ہو گئے۔ انھوں نے کھڑکیوں کے شیشے توڑ ڈالے مشینری کو نقصان پہنچایا۔ پولیس پر خشت باری بھی کی جس کی وجہ سے پولیس کو گولی چلانا پڑی۔

—— اس پر بڑی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ کہ کانگرسی راج میں بھی مزدوروں پر گولی چلی۔

—— اس خبر میں کوئی صداقت نہیں۔ کہ صوبہ سرحد کے وزیر اعظم سر عبدالقیوم نے اپنا استعفےٰ گورنر کو دیدیا ہے۔

—— ناگپور ۵ راگست معلوم ہوا ہے کہ ۱۹۲۷ء کے فرقہ دارفسادات کے سزایاب قیدیوں کو رہا کرنے کے مسئلہ پر وزیر اعظم غور کر رہے ہیں۔

ممالک خارجہ

—— شنگھائی ۴ راگست چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے حالات روز بروز زیادہ نازک ہو رہے ہیں۔ جاپان نے ایک لاکھ ساٹھ ہزار محفوظ فوج کو جنگ کیلئے طلب کر لیا ہے۔ اور اخراجات جنگ کیلئے چالیس کروڑین جمع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— اسکے مقابل چین نے بھی جبری بھرتی کا قانون نافذ کر دیا ہے جس کی رو سے ۱۸ اور ۴۵ سال کے درمیان عمر والے مردوں کو فوج میں بھرتی ہونا پڑے گا اس طرح چین چالیس کروڑ سپاہیوں کی فوج مرتب کرنے میں کامیاب ہو جاویگا۔

—— میڈرڈ ۴ راگست۔ کل نصف شب کے بعد میڈرڈ پر اتنی زبردست بمباری کی گئی۔ جتنی کہ گذشتہ کئی ماہ میں نہ ہوئی تھی بچاس افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔

—— جنیوا۔ ۴ راگست۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ انتدابی کمیشن نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ نہ تو فلسطین کی تقسیم کے حق میں نہ اس کے خلاف رائے دے گا۔ بلکہ صرف اس کے فوائد و نقصانات کو واضح کرے گا۔ اور اپنی طرف سے چند تجاویز کی شکل میں مشکلات کا ممکن حل پیش کرے گا

—— تقسیم فلسطین کے خلاف اسلامی ممالک میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ ہندوستان میں بھی اس کے متعلق جگہ جگہ جلسے ہو رہے ہیں

—— دمشق کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جزیرہ علیا کے باشندوں نے حکومت فرانس کے خلاف بغاوت کر دی ہے حکومت نے فوجیں روانہ کر دی ہیں۔ جن کا بعض مقامات پر باشندوں کے ساتھ تصادم ہو گیا۔ تاجروں نے حکومت کی پالیسی کے خلاف ہڑتال کر رکھی ہے۔

—— جنیوا۔ ۷ راگست۔ حکومت عراق نے انجمن اقوام کے نام ایک مکتوب ارسال کر کے فلسطینی رائل کمیشن کی سفارشات کے خلاف زبردست احتجاج کیا ہے۔

—— اس مکتوب میں تحریر ہے کہ تقسیم فلسطین، ملت فلسطین کے لئے انتہائی بے انصافی کی مترادف ہو گی۔ اور اس سے شدید خطرات پیدا ہونے کا امکان ہے۔ مستقل تصفیہ کی امید اسی صورت میں ہی ہو سکتی ہے جبکہ فلسطین کو ایک آزاد ملک کی حیثیت دے کر اس کی داخلی آزادی تسلیم کر لی جائے جس میں یہودی ایک اقلیت کی حیثیت منظور کر لیں۔

—— لندن ۴ راگست۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مختلف مغربی و مشرقی ممالک کے دارالحکومتوں میں مقیم روسی جلاوطن روس میں دوبارہ شاہی حکومت قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

—— بیت المقدس ۴ راگست۔ اسلامی ممالک کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ عراق۔ شام۔ لبنان اور حجاز میں یوم فلسطین بڑے اہتمام سے منایا گیا۔ مصر اور حجاز میں شاندار جلوس نکالے گئے

—— لندن ۵ راگست معلوم ہوا ہے کہ لندن میں حکومت چین کے لئے دو کروڑ پونڈ قرضہ حاصل کرنے کا انتظام ہو گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ حال میں مسٹر کانگ وزیر مالیات چین لندن آیا تھا۔ اور اس دوران میں اس نے جو گفت و شنید کی تھی۔ اسی کے نتیجہ کے طور پر یہ انتظام کیا گیا ہے۔

—— تازہ ایرانی ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وزیر اعظم ایران نے اپنے ایک مکتوب میں تقسیم فلسطین کے خلاف اظہار ناراضگی کیا ہے۔

تار کا پتہ: سلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلحُ خَیرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون نمبر ۳۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے
طلباء سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ اگست سنہ ۱۹۳۷ء — نمبر ۵۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت صلعم کو اپنے جملہ اخلاق کے اظہار کے مواقع حاصل ہوئے

آنحضرت صلعم کے جس قدر اخلاق دنیا پر ظاہر ہوئے ایسے کسی دوسرے نبی کے ہرگز۔ . نہیں ہوئے کیونکہ جب تک اخلاق کے اظہار کا موقع نہ ملے کوئی اخلاق اخلاق نہیں کہلا سکتا۔ مثلاً سخاوت کو لیجیئے اگر ایک شخص کے پاس دولت ہی نہ ہو تو اسکی صفت سخاوت کا ظہور کیسے ہو سکتا ہے؟ اسی طرح اگر ایک شخص کو کبھی لڑائی کرنے کا موقع نہ ملے تو وہ اپنی صفت شجاعت کا اظہار کس طرح کر سکتا ہے؟ ایسا ہی جس شخص کو اقتدار ہی حاصل نہ ہو وہ عفو کی صفت کا کس طرح سے اظہار کر سکتا ہے؟ غرض جملہ اخلاق انسانی موقع اور محل سے والبستہ ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم پر اللہ تعالیٰ کا کیسا خاص فضل تھا کہ آپ کو اپنے جملہ اخلاق کے اظہار کے مواقع حاصل ہو گئے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ کو ایسے مواقع کبھی ملے ہی نہ تھے۔ ..... آپ کے عفو کا نمونہ اس وقت نظر آتا ہے جبکہ فتح مکہ کے وقت اپنے مخالفین پر پورا پورا اقتدار حاصل کر کے آپ نے سب کو کہدیا۔ لا تثریب علیکم الیوم اور سب پر رحم کر کے معاف کر دیا۔ جسکے نتیجہ میں سب مخالفین اسلام میں داخل ہو گئے۔ کیا اس قسم کے اخلاق فاضلہ کا نمونہ ہمیں کسی دوسرے نبی میں بھی نظر آتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ مکہ کے وہ لوگ جنہوں نے آپ کو اور آپ کے عزیزوں اور صحابہؓ کو سخت سے سخت تکالیف دی تھیں اور ناقابل عفو شرارتیں کی تھیں ان کو آپ نے اقتدار اور قبضہ حاصل کر کے فوراً معاف کر دیا۔ حالانکہ اگر ان کو سخت سے سخت سزا دی جاتی تو بھی بالکل انصاف اور عدل کا تقاضا تھا۔ لیکن آپ نے اپنے کمال عفو اور کرم کا نمونہ دکھایا۔ یہ وہ امور تھے جن سے علاوہ معجزات کے صحابہؓ متاثر ہوئے۔

(۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ڈاکٹر مرزا رفیق بیگ صاحب کے چھوٹے بھائی میعادی بخار میں مبتلا ہیں۔

— جناب محمد اسلم خانصاحب کو پہلے سے افاقہ ہے لیکن ابھی تک بیماری کا اثر دور نہیں ہوا۔

— مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کے چھوٹے بھائی مرزا غیاث بیگ صاحب بدستور علیل ہیں ڈاکٹروں نے تپدق تشخیص کیا ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

— خاکسار مدیر کا ایک یتیم عزیز کئی ماہ سے شدید علیل ہے پہلے ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ اسے تپدق ہے لیکن بعد میں انہوں نے یہ خیال واپس لے لیا۔ اب کہتے ہیں کہ اس کے دائیں پھیپھڑے میں خون جم گیا ہے نہایت ذہین لڑکا ہے۔

— جناب داروغہ نبی بخش صاحب کے نواسے عزیز اقبال کی حالت اب پہلے کی نسبت اچھی ہے۔

ان تمام بیماروں کی صحت کیلئے احباب دردِ دل سے دعا کریں۔

— انتہائی رنج و افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ہماری جماعت کے قدیم و سرگرم رکن جناب میاں غلام محمد صاحب دفتری کی والدہ محترمہ تولی مقبول سے لعارضہ فالج علیل تھیں ۱۰ اگست کی سہ پہر کو انتقال فرما گئیں۔ انا للہ۔ مرحومہ نہایت نیک خاتون تھیں ۱۱ اگست کو تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ نماز جنازہ مولوی عزیز بخش صاحب نے پڑھائی۔ اس حادثہ میں ہمیں میاں غلام محمد صاحب اور ان کے تمام خاندان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

جناب خلیفہ قادیان اور معارف قرآن

اخبار "الفضل" مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۳۷ء میں مفتی محمد صادق صاحب کا ایک مضمون خلافت سے وابستگی کیوں ضروری ہے کے عنوان کے تحت درج ہوا ہے۔ جس میں منجملہ دیگر وجوہ کے ایک وجہ ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے:۔

"خدا تعالے کے پاک کلام کے معارف وحقائق جو سوائے مطہر لوگوں کے اور دل پر نہیں کھلتے اس زمانہ میں جس کثرت کے ساتھ خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر کھل رہے ہیں اس کی مثال دنیا بھر میں کسی اور انسان میں نہیں پائی جاتی"

۱۹۲۵ء کی بات ہے کہ میاں محمود احمد صاحب نے علماء کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا اور کہا کہ میں ایسے معارف بیان کروں گا جو پہلی تفاسیر میں نہیں آئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اسے قبول کر لیا اور حضرت مسیح موعود کا ذیل کا ارشاد پیش کر کے مقابلہ کے لئے بلایا کہ:۔

"ہم دونو حضرت اقدس اور پیر مہر علی صاحب گولڑوی بذریعہ قرعہ اندازی سے ایک قرآنی سورت لیکر عربی فصیح وبلیغ میں ایسی تفسیر لکھیں جو قرآنی علوم اور حقائق ومعارف پر مشتمل ہو۔ . . . . فریقین کو اختیار ہوگا کہ اپنی تسلی کے لئے ایک دوسرے کی بخوبی تلاشی لے لیں تاکہ کوئی پوشیدہ کتاب ساتھ نہ ہو۔ . . . ہرگز اختیار نہ ہوگا کہ کوئی فریق اپنے پاس کوئی کتاب رکھے یا کسی مددگار کو پاس بٹھلائے" (اشتہار ۲۸ر اگست ۱۹۰۰ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا کہ میں انہی شرائط پر تفسیر نویسی کے لئے تیار ہوں اور کہا کہ:۔

تمہاری طرف سے کوئی شرط نہیں صرف یہ کہ سادہ قرآن اور کاغذ قلم دوات لے کر الگ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھنا ہوگا۔ اور تفسیر ومعارف کیلئے ضروری ہوگا کہ علوم عربیہ کے ماتحت ہوں" (اہلحدیث ۲۳ر مئی ۱۹۳۰ء)

میاں محمود احمد صاحب نے عربی میں تفسیر نویسی کا تو اس لئے انکار کیا کہ انہیں مولوی ثناء اللہ صاحب سے زیادہ عربی نہیں آتی فرماتے ہیں:۔

"میرا یہ دعویٰ نہیں کہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے زیادہ عربی جانتا ہوں" (الفضل ۱۴ر مارچ ۱۹۳۱ء)

آپ نے کہا کہ میں تو اردو میں تفسیر لکھوں گا مگر:۔

اول تو اپنے ساتھ تفسیریں رکھوں گا کیونکہ میں تفسیروں کا حافظ نہیں۔ پھر ان تفسیروں کو دیکھے بغیر یہ کس طرح پتہ لگ سکتا ہے کہ فلاں بات ان میں آئی ہے یا نہیں آئی" (الفضل ۱۳ر جنوری ۱۹۳۱ء)

دوم۔ "اسی طرح قرآن کریم کی کلید کی بھی ضرورت ہوگی کیونکہ میرا یہ دعویٰ نہیں کہ میں قرآن کریم کا حافظ ہوں"

(۰ ۰ ۰)

یہ درحقیقت خلافت مآب کا صریح فرار تھا۔ انہوں نے مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین ہونے کی حیثیت سے چیلنج تو دیدیا۔ مگر حضرت اقدس کی قائم کردہ شرائط پر قائم نہ رہ سکے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ جس خدا نے آپ کو ایسا فہم قرآن دیا ہے کیا وہ یہ نہیں بتا سکتا کہ فلاں نکتہ معرفت پہلی تفاسیر میں آ چکا ہے۔ اس لئے نہ لکھئے اور پھر لکھا کہ:۔

"مختصر یہ کہ آپ سادہ قرآن لیکر . . . . بالمقابل

عربی تفسیر لکھیں عربی نہ لکھ سکیں تو اردو بھی منظور کر سکتا ہوں۔ کتاب کلید قرآن کی بھی اجازت دیدونگا۔ بس اب زیادہ باتیں نہ کریں" (مرقع قادیانی جنوری ۱۹۳۲ء)

پھر یہاں تک لکھ دیا کہ:۔

"لو ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں کہ حسب خواہش خود کلید قرآن اور اردو تفسیرات سابقہ بھی ساتھ رکھ لو۔ مگر وقت محدود ہوگا" (مرقع جنوری ۱۹۳۲ء)

اس پر جناب خلافت مآب نے ایک طویل سکوت اختیار فرما لیا اور آج تک اسی طرح دم بخود ہیں۔ قرآن مجید کی ایک تفسیر چار سال سے چھپوا بھی چکے ہیں مگر ابھی تک اسے مخفی رکھا ہوا ہے۔ کیا اس کی صرف یہی وجہ نہیں کہ اس تفسیر میں کچھ ایسے حقائق ومعارف ہیں کہ اگر وہ عام لوگوں میں پھیل جائیں تو میاں صاحب کو خطرہ ہے کہ ان کی قرآن دانی کی ساری حقیقت کھل جائے گی۔

میاں صاحب کی عادت ہے کہ تقریر سے پہلے سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں اس کے بعد تمام تقریر میں سورہ فاتحہ کا کوئی حوالہ نہیں ہوتا کبھی احرار کے خلاف تقریر ہو رہی ہے کبھی قادیان کے منافقوں کو کوسا جا رہا ہے کبھی "پیغامیوں" کو گالیاں دی جا رہی ہیں اور بھولے بھالے مرید یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے اور تئیس سال سے صرف سورہ فاتحہ کے حقائق ومعارف ہی ختم ہونے میں نہیں آئے۔ اگر یہی قرآن دانی ہے تو واقعی یہ بے مثل ہے کون نہیں جو اس کا قائل نہ ہو؟

(اختر حسین گیلانی)

کوائف قادیان

—— یہ ہفتہ قادیان میں بہت ہنگامہ خیز گزرا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۷ر اگست کی شام کو جناب خلیفہ قادیان کے ایک مخلص مرید عزیز احمد خلعی گر نے فخر الدین صاحب ملتانی اور حکیم عبد العزیز صاحب پر قاتلانہ حملہ کیا۔ فخر الدین صاحب شدید زخمی ہوئے اور گورداسپور کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں ان کی حالت ابھی تک خطرے میں ہے۔ بیان کی واقعی ہی مل پولیس کی تفتیش کے بعد عدالت میں پیش ہو گیا۔ "الفضل" اور دیگر اخبارات میں اس کے متعلق ایک حد تک متضاد خبریں شائع ہوئی ہیں۔

—— قادیان ۹ر اگست۔ پولیس نے عزیز احمد خلعی گر مذکور کو اقدام قتل کے الزام میں گرفتار کر کے مجسٹریٹ علاقہ بٹالہ کی عدالت میں پیش کیا۔ ملزم کی طرف سے انتقال مقدمہ کی درخواست کرنے کے لئے مہلت طلب کی گئی۔ اس پر عدالت نے کارروائی بند کر دی اور ۲۳ر اگست تک انتقال مقدمہ کیلئے مہلت دی۔

—— گورداسپور ۱۰ر اگست۔ آج عزیز احمد مذکور کا مقدمہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا۔ چونکہ ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے مجسٹریٹ علاقہ کی عدالت سے مقدمہ منتقل کر کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس بھیجدیا تھا۔ اس لئے ملزم کی طرف سے ہائیکورٹ میں اپیل کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

—— آج گواہان استغاثہ میں سے سات آٹھ گواہوں کی شہادت عدالت نے قلمبند کی۔ ملزم کا بیان بھی ہوا۔

—— ملزم نے بیان کیا کہ فخر الدین ملتانی نے جمعرات کے روز ایک گندہ اشتہار بورڈ پر چسپاں کیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جناب خلیفہ قادیان کو گالیاں دی گئی تھیں۔ اس اشتہار سے مجھے سخت اشتعال تھا۔ اس کے بعد جمعہ کے روز فخر الدین بازار میں آ رہا تھا جس میں میری دوکان ہے میں ضبط نہ کر سکا اور اسی وقت میں نے اسے زخمی کیا۔ میری نیت اس پر قاتلانہ حملہ کی نہ تھی بلکہ اس سے غرض یہ تھی کہ ایسے گندے اشتہار شائع کرنے سے وہ باز رہے اس کے بعد فخر الدین کے ساتھیوں کے مارنے سے میں گر گیا اور اپنی جان کی حفاظت میں حکیم عبد العزیز کو بھی ایک دو زخم آ گئے ہوں گے مگر اس وقت میری آنکھوں میں چوٹ لگنے کی وجہ سے اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

—— عدالت نے عزیز احمد مذکور پر فرد جرم عائد کر دی ہے۔ مزید سماعت کل ہوگی

نوٹ:۔ مقدمہ کی کارروائی کے متعلق مندرجہ بالا خبریں معاصر "الفضل" سے ماخوذ ہیں۔

—— قادیان ۹ر اگست۔ آج مجسٹریٹ علاقہ نے قادیان میں نقص امن کو روکنے کے لئے ایک ہفتہ کیلئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے جس کی رو سے حکم دیا ہے:۔

(الف) سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان کی حدود اور قادیان کے اردگرد آدھ میل کے احاطہ کے اندر بغیر اجازت کے کوئی جلوس نکالا جائے نہ جلسہ منعقد کیا جائے

(ب) کوئی ایسی چیز نہ شائع کی جائے۔ نہ کوئی پوسٹر یا ہینڈبل نوٹس بورڈوں پر چسپاں یا تقسیم کئے جائیں اور نہ کوئی ایسی حرکت کی جائے جس سے رقبہ مذکورہ کے اندر امن عامہ میں خلل پیدا ہونے کا امکان ہو۔

—— فخر الدین صاحب ملتانی پر حملہ کے بعد جناب خلیفہ قادیان کا ایک اعلان اخبار "الفضل" میں شائع ہوا ہے جس میں اپنے مریدوں کو پرامن رہنے کی ہدایت کی ہے

—— ۷ر اگست کو لاہور میں جناب خلیفہ قادیان پر قاتلانہ حملہ کی افواہ مشہور ہو گئی جس سے قادیانی عوام بہت پریشان ہوئے۔ لیکن بعد میں اس کی تردید ہو گئی۔

—— اخبار "احسان" ۱۲ر اگست میں فخر الدین صاحب ملتانی کا ۷ر اگست کا بھیجا ہوا مندرجہ ذیل تار شائع ہوا ہے۔ اخبار مذکور کا بیان ہے کہ وہ تعطیل کی وجہ سے اس تار کو بروقت شائع نہ کر سکا۔

"خطبہ جمعہ (یعنی ۷ر اگست کے خطبہ جمعہ میں) خلیفہ قادیان نے ہمارے پرائیویٹ خطوط اور پوسٹروں کی غلط توضیح کر کے حاضرین کو "مجلس احمدیہ" کے ارکان کے خلاف خوب بھڑکایا۔ علاوہ ازیں آج شب خلیفہ کے گماشتوں نے کثیر تعداد میں جمع ہو کر ہمیں قتل کی دھمکیاں دیں۔ اگر ہم میں سے کوئی قتل ہو گیا تو اس کی ذمہ داری خلیفہ پر ہوگی"

—— اخبار "احسان" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ خان کابلی شیخ عبد الرحمن صاحب مصری کی جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔

—— مولوی محمد منیر صاحب قادیانی سکنہ محلہ دار البرکات کو جناب خلیفہ صاحب پہلے جماعت سے خارج کر چکے ہیں۔ اب ناظر صاحب امور عامہ نے ان کے بائیکاٹ کا اعلان "الفضل" میں فرمایا ہے۔ قادیانیوں کیلئے ان سے لین دین سلام وکلام اور کسی قسم کا تعلق رکھنا منع ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور ائمہ اہل البیت اور سب مجددین کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ | یوم پنجشنبہ ۳ رجمادی الثانی ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۵۰

"پیر پرستی"

مسلمانوں کی تباہی کا ایک بہت بڑا سبب

قادیان میں آج کل جو حالات رونما ہو رہے ہیں۔ وہ ہر ایک صاحب بصیرت کو غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں۔ کیونکہ ان کے اندر عبرت کے بڑے بڑے سبق پوشیدہ ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ان پر پورے سکون اور گہری نظر سے غور کریں۔

ظہور اسلام سے قبل دیگر بے شمار بتوں کے علاوہ مذہبی پیشوا بھی پوجے جا رہے تھے۔ عیسائیوں کے راہب اور پادری، ہندوؤں کے پنڈت اور جوگی، اور پارسیوں اور یہودیوں کے مذہبی رہنما سب کی پوجا ہو رہی تھی۔ یہ لوگ جنت و دوزخ کے مالک بنے بیٹھے تھے۔ ان کا ہر ایک دعوےٰ دلائل سے بلند اور ان کا ہر ایک فعل نظر احتساب سے آزاد سمجھا جاتا تھا۔ یہ جو جی چاہے کہیں۔ اور جو دل میں آئے کریں۔ کسی کو زبان تک ہلانے کی اجازت نہ تھی۔ عوام کا فرض تھا۔ کہ وہ ان سے اندھی عقیدت رکھیں۔ خیال و رائے کی آزادی ان لوگوں کے نزدیک جرم اور مذہبی پیشواؤں پر جائز سے جائز نکتہ چینی بد ترین گناہ تھا۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ مذاہب توہمات و رسوم کا مجموعہ ہو گئے۔ خانقاہیں اور عبادتگاہیں فسق و فجور کا مرکز بن گئیں ——— اسلام نے سب سے پہلا اور سب سے بڑا جہاد بت پرستی کے خلاف کیا۔ اس نے دوسرے بتوں کے ساتھ مطلق العنان مذہبی پیشوائی کے بت کو بھی توڑا۔ اولاد آدم کے دماغ و فکر کو آزادی بخشی انسانیت کو اندھی عقیدت کی تاریکی سے نکالا۔ اور صاف اعلان کر دیا۔ خواہ کوئی ہو۔ اسے ضابطہ آسمانی کی پابندی کرنی ہوگی۔ شرافت و برتری کا معیار محض نیکی و تقویٰ ہے۔

اسلام کی تاریخ گواہ ہے۔ کہ قرون اولیٰ میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت کو بھی جائز اعتراض اور نگاہ احتساب سے آزاد و بلند تسلیم نہیں کیا گیا۔ دربار نبوی میں صحابہ کرامؓ اپنے شکوک پیش کرتے۔ اور روحانی تسکین پاتے۔ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر خلفاء پر ایک بڑھیا اور ایک بدو بر سر مجلس اعتراض کر دیتے ہیں۔ اور اس کا جواب پاتے ہیں۔ مذہبی پیشواؤں کو مذہبی قوانین سے بلند سمجھ لینا۔ اور ان کے اعمال و اقوال پر احتساب کو گناہ قرار دینا ایک بہت بڑی گمراہی ہے۔ مذہب کے اندر جہالت و توہم پرستی اور مذہب پرستوں کے اندر فسق و فجور نے ہمیشہ اسی راستے سے بار پایا ہے کیا آپ کو دنیا کی مذہبی تاریخ میں یہ نظر نہیں آتا۔ کہ مختلف مذاہب کی بڑی بڑی عبادت گاہیں جو خدائے واحد کا نام بلند کرنے اور اس کی پوجا کے لئے تعمیر کی گئی تھیں۔ جہالت و شرک کا مرکز بن گئیں۔ بڑی بڑی خانقاہیں اور راہب خانے جو تزکیہ نفس کے لئے مجاہدات کی غرض سے قائم کئے گئے تھے فسق و فجور کے اڈے ہو گئے۔ شیطان ان میں اسی آزادی سے سرگرم عمل نظر آنے لگا جس طرح کہ قحبہ خانوں اور میکدوں میں۔ اس کی وجہ مذہبی پیشواؤں کی مطلق العنانی ہی تھی۔

مسلمان جب تک قرآن اور اسوہ رسول صلعم پر قائم رہے جبتک انھوں نے اپنے دماغوں اور فکروں کو آزاد رکھا۔ جب تک ان پر اندھی عقیدت اور مذہبی پیشواؤں کی پوجا کی لعنت مسلط نہ ہوئی۔ وہ ترقی کرتے چلے گئے ——— ہر لحاظ سے ترقی۔ انھوں نے روحانی ترقی کی۔ اور بڑے بڑے اولیاء اور اقطاب پیدا کئے۔ انھوں نے علمی ترقی کی اور دنیا کے ہر گوشہ میں علم کا نور چمکا دیا۔ انھوں نے ملک فتح کئے طرح طرح کے فنون ایجاد کئے۔ انھوں نے صحیح معنوں میں ایک خدا پرست۔ باعلم مہذب اور ترقی یافتہ قوم کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا ——— ایسا نمونہ جس کے تصور سے بھی آجکل کے مسلمان محروم ہیں۔

لیکن ایک وقت آیا جبکہ مسلمانوں نے قرآن اور اسوہ رسول صلعم کو چھوڑ دیا۔ آزادی خیال و رائے کی اسپرٹ ان سے مفقود ہو گئی۔ ان کی بلند نظروں نے پست ہو کر اپنے تئیں جذبہ احتساب سے عاجز پایا بڑے بڑے مقدس انسانوں کے پاک ناموں پر گدیاں قائم ہوئیں۔ پیر پرستی کی وبا پھیلنے لگی۔ مُلا کا فتویٰ اور پیر کا فرمان ہر ایک اعتراض سے بلند قرار پایا۔ آج علماء کے کتنے ہی مرکز اور مدرسے ہیں جہاں اسلامی تصوف اور [illegible] کی جنس کا تلاش کرنے کے باوجود بھی پتہ نہیں ملتا۔ آج ایسی بہت ... ان میں ایسی بیشمار گدیاں اور خانقاہیں ہیں۔ جن کے پراسرار و تاریک حجروں میں دنیا کا ہر ایک گناہ بے خطر کیا جاتا ہے بے عقل و جاہل مریدوں کا روپیہ ان کی عزت اور بعض اوقات انکی جان بے دریغ عیش و عشرت کیلئے برباد کر دی جاتی ہے ——— یہ تصورات و قیاسیات نہیں بلکہ واقعات و حقائق ہیں جنہیں ہر آنکھوں والا دیکھ سکتا ہے بشرطیکہ اس کی آنکھیں کھلی ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا ایک بہت بڑا مقصد مُلّا ازم اور پیر پرستی کا قلع قمع تھا۔ آپ نے اس بے راہ روی کے خلاف پوری طاقت سے جہاد کیا۔ آپ نے مُلّا کے اندھے اقتدار اور پیروں کی "خدائی" کا طلسم توڑا جس سے وہ چیخ اٹھے اور حضرت مسیح موعودؑ نے ایک ایسی جماعت پیدا کی جس میں قرون اولیٰ کی سی آزادی خیال و فکر موجود تھی جو قرآن و اسوۂ رسولؐ کی عاشق تھی جو ہر شخص اور اس کے دعویٰ کو قرآن و حدیث کی کسوٹی پر پرکھتی تھی ——— یہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک زریں کارنامہ تھا

آہ! حضور کی وفات کے چند سال بعد جماعت احمدیہ کا ایک کثیر حصہ پیر پرستی کی اسی مصیبت میں مبتلا ہو گیا جس کو دور کرنے کے لئے وہ مبعوث ہوئے تھے جناب میاں صاحب نے "خلافت" کے نام سے پیر پرستی کی ایک گدی قائم کی اور طرح طرح سے لوگوں کو اس کی پرستاری کی دعوت دی آزادی رائے و فکر کی نعمت جو حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولینا نور الدینؓ کے وقت عام تھی۔ وہ عیب اور جرم عظیم سمجھی گئی جناب خلیفہ صاحب نے اعلان کر دیا کہ مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی تباہ ہو جائے گا۔ کثرت رائے اور قوم کی رائے عامہ بے معنی چیزیں قرار پائیں خلیفہ ایک مطلق العنان حکمران تسلیم کیا گیا جس کا ہر ایک لفظ قانون ہے جو اپنے ہر ایک فعل اور عمل میں خواہ اس کی نوعیت کیسی ہی ہو۔ آزاد ہے ——— قوم کو یہ زہریلی گولی تنظیم و مماثلت روحانیت کی شکر میں لپیٹ کر کھلائی گئی ہیں جس کا نتیجہ اخلاقی اور روحانی موت ہے۔

اس طرح قادیانی جماعت بظاہر منظم و طاقتور ہوتی نظر آئی اسکی تعداد بڑھتی گئی۔ بہت سے سادہ لوح اس جماعت کی تنظیم اور خلیفہ کی شان و شوکت پر عش عش کرنے لگے۔ پہرے کے انتظامات۔ گوروں کی نمائش اور مریدوں کے جم غفیر سے بہت سے لوگوں کو دھوکا لگا خلیفہ کے تعلق باللہ اور روحانیت کے پروپیگنڈے سے بھی عوام متاثر و مرعوب ہوئے لیکن خدا کا قانون اٹل ہے۔ اعمال ہی سے نتائج مرتب ہوتے ہیں ناممکن تھا پہلی قوموں اور نسلوں میں پیر پرستی سے جو مفاسد پیدا ہوتے تھے اس جماعت میں نہ ہوتے۔ چنانچہ وہ ہوئے ایک وقت تک ان پر تنظیم و شان و شوکت کا نقاب پڑا رہا لیکن اب واقعات جب کبھی بھی اس نقاب کا کوئی گوشہ حقائق کے چہرے سے سرکاتے ہیں۔ بہت سی چیزیں دنیا پر ظاہر ہو جاتی ہیں۔ لوگ ان انکشافات پر حیران ہوتے ہیں لیکن انہیں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ یہ پیر پرستی کے لازمی نتائج ہیں۔ زید ہو یا بکر۔ قادیانی ہوں یا اور کوئی۔ جو اس پیر پرستی کی بیماری میں مبتلا ہو گا۔ اس کی یہی کیفیت ہو گی۔

جماعت لاہور پر یہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل ہے کہ وہ پیر پرستی سے محفوظ رہی۔ وہ لوگ جو قادیانی جماعت کی ظاہری تنظیم و کثرت تعداد کو دیکھ کر جماعت لاہور کو بھی یہ رنگ اختیار کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ ان پر اپنی غلطی اب بخوبی ظاہر ہو گئی ہو گی۔ اللہ تعالےٰ سب کو ہدایت دے اور صراط مستقیم پر چلائے ——— آمین

اتحاد کی مبارک کوششیں

پنجاب کی موجودہ وزارت نے برسر اقتدار ہوتے ہی فرقہ وارانہ کشیدگی کے ازالہ کی مبارک کوششیں شروع کر دی تھیں اسکی خواہش ہے کہ صوبہ کی جملہ اقوام میں صحیح بنیادوں پر ایک پائدار اتحاد قائم ہو جائے۔ اور جو مسائل مناقشات و فسادات کا باعث ہیں۔ ان کے متعلق آپس میں منصفانہ و باعزت مفاہمت کر لی جائے

جو سب کے لئے قابل قبول ہو۔ ۲۶ - ۲۷ جولائی کو "یونٹی کانفرنس" کا ایک اجلاس شملہ میں منعقد ہوا تھا جس میں پنجاب کی تمام اقوام کے نمایندے موجود تھے اس اجلاس کے متفقہ طور پر منظور شدہ ریزولیوشن کے مطابق دو سب کمیٹیاں مقرر کی گئی ہیں۔ ایک کمیٹی مذہبی وغیر مذہبی مسائل پر۔ اور دوسری دیگر تصفیہ طلب فرقہ وارانہ معاملات پر غور کرے گی۔ ان سب کمیٹیوں کے اجلاس علی الترتیب ۱۷ اور ۱۸ راگست کو بمقام شملہ وزیر اعظم کی صدارت میں منعقد ہونگے۔

جہاں تک مذہبی معاملات کا تعلق ہے۔ ہم ایک بات کو اشد ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ یہ کہ تمام مذاہب کے مسلمہ پیشواؤں اور الہامی کتب کی عزت کی جائے۔ انکی توہین یا ان پر نامناسب اور بے جا نکتہ چینی سے کلی طور پر اجتناب ہو۔ حضرت مرزا صاحب بانی جماعت احمدیہ نے آج سے بہت پہلے ملک کے سرکردہ اصحاب کے سامنے یہ اصول پیش کیا تھا۔ اس وقت اس زرین اصول کی قدر و قیمت کو لوگوں نے کما حقہ محسوس نہیں کیا لیکن گزشتہ ربع صدی کے واقعات اور فرقہ وارانہ مناقشات کے وجوہ پکار پکار کر اس اصول کی اہمیت وضرورت کا اعلان کر رہے ہیں۔ اور در اصل اس پر عمل کے بغیر مذہبی معاملات میں اتحاد ناممکن ہے۔ اگر عوام میں ایک دوسرے کے مسلمہ مذہبی پیشواؤں اور الہامی کتب کی عزت کرنے کی اسپرٹ پیدا کر دی جائے۔ تو دیگر تمام مذہبی وغیر مذہبی مسائل نہایت آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔

باقی رہے دیگر معاملات جنکی حیثیت زیادہ تر سیاسی واقتصادی ہے سو ان کے حل کیلئے "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو" کا اصول سب کے سامنے رہنا چاہیئے۔ ان گزارشات کیساتھ ہم سر دار سر سکندر حیات خان بالقابہ اور ان کے معزز رفقاء کی ان نیک ومخلصانہ مساعی کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں ہمیں امید ہے۔ کہ موجودہ وزارت گوناگوں مشکلات کے باوجود فرقہ وارانہ مناقشات کا صحیح حل تلاش کریگی ——— خدا کرے ایسا ہی ہو۔

لاہور میں زنانہ اسلامیہ کالج

پنجاب میں مسلمان لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام ضرورت کیمطابق اور تسلی بخش نہیں۔ ہر سال سینکڑوں مسلمان طالبات میٹرک کا امتحان پاس کرتی ہیں ان میں سے ایک معقول تعداد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن حالات یہ ہیں کہ لاہور کے زنانہ گورنمنٹ کالج میں ہر سال پچیس سے زیادہ مسلمان لڑکیاں داخل نہیں ہو سکتیں۔ عیسائی کالجوں میں بھی ایک مقررہ تعداد سے زیادہ داخلہ کی اجازت نہیں ہے۔ باقی لڑکیوں کو یا تو اعلیٰ تعلیم سے محروم رہنا پڑتا ہے یا وہ ہندوؤں اور دوسری اقوام کے پرائیویٹ کالجوں میں داخل ہونیکے لئے مجبور ہوتی ہیں جہاں کا طریق تعلیم اور ماحول نوعمر مسلمان طالبات کیلئے کسی لحاظ سے بھی پسندیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس مشکل کا ایک ہی حل تھا۔ کہ لاہور میں ایک زنانہ اسلامیہ کالج قائم کیا جائے۔ یہ خبر باعث مسرت ہے لیڈی سر شفیع۔ لیڈی فضل حسین۔ بیگم شاہنواز صاحبہ اور بعض دوسری دردمند و روشن خیال مسلمان خواتین کی طرف سے ایک زنانہ اسلامیہ کالج کے قیام کا اعلان ہو گیا ہے جس کے پراسپکٹس طبع ہو رہے ہیں۔ داخلہ یکم ستمبر ۳۸ء سے شروع ہو جائیگا۔ یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ اس کالج میں بنیادی تعلیم کے علاوہ قرآن مجید اور دینیات کی تعلیم کا بھی انتظام ہو گا۔

ان مسلمان خواتین کی یہ ہمت قابل داد ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس عزم میں کامیاب فرمائے جن مسلمان لڑکیوں نے اس سال میٹرک کا امتحان پاس کیا ہے۔ انھیں بھی اس قومی درسگاہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے ہمیں امید ہے اگر پنجاب کی روشن خیال خواتین نے اس کالج سے حقیقی دلچسپی ظاہر کی۔ اور قوم کی طرف سے ان کی امداد و حوصلہ افزائی ہوئی۔ تو یہ کالج قوم کے لئے بہت مفید کام کرسکیگا۔ انشاء اللہ۔ اس وقت ہمیں ایسی لڑکیوں کی ضرورت ہے جو اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہونے کے ساتھ بہترین اسلامی اخلاق کی بھی مالک ہوں اور اسلامی تہذیب وروایات کی حفاظت میں خاطر خواہ حصہ لے سکیں۔

سکھوں کی فساد انگیزیاں

معلوم ہوتا ہے کہ سکھوں نے صوبہ کے امن وامان کو تباہ کرنے کی قسم کھالی ہے۔ ان کی طرف سے پے در پے ایسی حرکتیں سرزد ہو رہی ہیں جن کا نتیجہ ہولناک فرقہ وارانہ کشیدگی کے سوا اور کچھ نہیں ہو گا ایک طرف انھوں نے کوٹ فتح خاں میں اپنی نامعقول ضد کی وجہ سے ستیاگرہ شروع کر رکھی ہے دوسری طرف وہ جگہ جگہ جھٹکہ کا سوال اٹھا کر امن کو برباد کرنے کے درپے ہیں۔ تازہ خبر ہے کہ شیخوپورہ کے نو میل کے فاصلے پر موضع جنڈیالہ شیر خاں میں انھوں نے ایک خطرناک ہنگامہ کی داغ بیل ڈالدی ہے جس کی تفصیلات یہ ہیں۔ اس گاؤں میں چند سکھوں نے جو ایک مسلمان زمیندار کے مزارع ہیں۔ خلاف دستور جھٹکہ کیا جس پر انھیں سرزنش کی گئی۔ انھوں نے علاقہ کی تمام سکھ آبادی میں اس واقعہ کی خبر کر کے غیر معمولی جوش وخروش پیدا کر دیا ہے سکھوں نے شیخوپورہ کے مقام پر ایک دیوان منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور جنڈیالہ شیر خاں میں جھٹکے بازی شروع کیجائیگی یہ بھی بیان

شکریہ احباب شیخوپورہ

ماہ جون میں جو میں نے دورہ کیا تھا اس موقعہ پر بھی احباب شیخوپورہ نے چندہ مرحمت فرما کر انجمن کی امداد فرمائی تھی۔ اب شروع اگست ہی میں احباب نے میرے جانے پر بخوشی اپنی رقوم چندہ مرحمت فرمائی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ان کے اسماء ذیل میں شکریہ کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں:

جناب شیخ محمد حیات صاحب انجینئر	۱۰۰ — ۰ — ۰
جناب مولوی عالم الدین صاحب وکیل	۲۰ — ۰ — ۰
جناب منشی محمد شفیع صاحب	۲ — ۰ — ۰
میزان	۱۲۲ — ۰ — ۰

اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں کو جزائے خیر دے۔ آمین

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سکرٹری)

کیا جاتا ہے۔ کہ ۲۲ راگست کو سردار گرتار سنگھ کی قیادت میں ایک جتھا جنڈیالہ شیر خاں جائے گا اور وہاں جا کر ایک بکرہ جھٹکہ کریگا اس کے بعد ہر روز ایک جتھا بھیجا جایا کرے گا۔ اس کا نتیجہ یقیناً یہ ہو گا۔ کہ علاقہ کا امن وامان کافی عرصہ کے لئے خطرہ میں پڑ جائے گا۔ مسلمان اور سکھ ایکدوسرے کے دشمن بن جائینگے

جبکہ جھٹکہ اور اسی قسم کے دوسرے امور اتحاد کانفرنس کی مقرر کردہ سب کمیٹیوں کے زیر غور ہیں۔ ان کمیٹیوں میں ذمہ دار سکھ ہندو حضرات شامل ہیں۔ جو پوری قابلیت سے سکھ قوم کے مطالبات پیش کر سکتے ہیں۔ تو پھر خدا جانے اس جلد بازی اور ہنگامہ آرائی کی کیا وجہ ہے۔ سوائے اس کے کہ سکھ اپنی جھٹکے بازی سے مسلمانوں کو مرعوب کرنا چاہتے ہیں یہ روش معقولیت اور رواداری کے خلاف ہے ضرورت ہے کہ سکھ اس کو ترک کر دیں۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر حکومت کا فرض ہے کہ وہ اپنا مضبوط ہاتھ بڑھائے اور بزور ایسی تمام حرکتوں کو روک دے جو صوبے کے امن وامان کے لئے خطرہ ثابت ہو رہی ہیں۔ ہر معمولی سے معمولی بات پر سکھ خون کی ندیاں بہانے کا اعلان اور جھٹکے بازی شروع کر دیتے ہیں دلائل کا کام وہ کرپانوں کی نمائش سے لینے کے عادی ہو چکے ہیں۔ یہ باتیں دیگر ہمسایہ اقوام بالخصوص مسلمانوں کیلئے ناقابل برداشت ہیں۔

ہندوؤں کیلئے ایک سبق

ہندو ایک ہوشیار قوم ہے۔ اس کے شاطر لیڈروں نے ہمیشہ سکھوں کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر ان کو مسلمانوں کے خلاف اپنا آلہ کار بنانیکی کوشش کی ہے سکھ جب کبھی مسلمانوں کے خلاف کوئی ہنگامہ بپا کرتے ہیں۔ تو ہندو اخبارات اور لیڈر ان کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ ان کے تمام جائز وناجائز مطالبات کی حمایت کرتے ہیں لیکن اب رفتہ رفتہ ہندو قوم کا یہ طرز عمل خود اس کے لئے تکلیف کا باعث ثابت ہو رہا ہے۔ پشاور کے مندر کے متعلق ہندو اور سکھوں میں جو کشیدگی پیدا ہوئی اس سے اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہیں اب دہلی سے ہندو سکھ تنازعہ کی ایک عبرت انگیز خبر موصول ہوئی ہے۔ ۹ راگست کو وہاں ایک دھرمسالہ کی ملکیت کے سلسلے میں ہندوؤں اور سکھوں میں فساد ہوتے ہوتے رہ گیا۔

واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں۔ کہ ہندوؤں نے یہ دھرمسالہ سکھوں کو دیوان منعقد کرنے کے لئے مستعار دی جب انھوں نے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ تو سکھوں نے اسے خالی کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ یہاں ان کے دسویں گرو کی بیوی دفن ہے سکھوں کے اس ناجائز اور زبردستی قبضہ پر ہندوؤں میں ناراضگی پیدا ہو گئی۔ اور ہزاروں کی تعداد میں فریقین کے آدمی جمع ہو گئے۔ اگر پولیس بروقت مداخلت نہ کرتی۔ تو فساد کا قوی اندیشہ تھا۔ اب پولیس معاملے کی تفتیش کر رہی ہے۔ اگر مسلمانوں کے ساتھ سکھ اس قسم کا سلوک کرتے تو یقیناً تمام ہندو پریس انکی حمایت پر آمادہ نظر آتا اور وہ سکھوں کے طرز عمل کو معقول وجائز ثابت کرنے کے لئے زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتے لیکن اب انکی منطق کا انداز بالکل بدلا ہوا ہے سیاہ کو سفید کرنے کی تمام "قابلیتیں" ان کا ساتھ چھوڑ چکی ہیں۔ گھر لگی آگ باہر گئی بسنت ایسے ہی مواقع پر بولا کرتے ہیں۔

نامعقولیت کی حمایت کا انجام یہی ہوا کرتا ہے۔ کاش ہندو قوم آئندہ کے لئے کوئی سبق حاصل کرے۔

تکفیر کا فیشن

آجکل فیشن ہو گیا ہے کہ کسی سے اختلاف ہوا اور اسے جھٹ ملحد اور بے دین کہنا شروع کر دیا۔ ہر ایک نے سنا اور اس بیچارے کو واقعی ایسا سمجھ لیا۔ اگرچہ وہ فی نفسہ کتنا بڑا مومن ومسلم کیوں نہ ہو۔ پہلے یہ عادت صرف مولوی کی تھی کہ وہ اپنے حریفوں کو بیدین قرار دیتے تھے چنانچہ مشاہیر علماء وآئمہ اسلام میں کوئی نہیں جس پر اس کے ہمعصر ملاؤں نے کفر کا فتویٰ نہ لگایا ہو۔ حضرت امام ابو حنیفہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد حنبل۔ امام ابن تیمیہ کوئی بھی تکفیر سے بچ نہ سکا۔

لیکن صحابہؓ اور سلف صالحین کا یہ دستور نہ تھا۔ وہ کسی کلمہ گو کو کبھی کافر نہ کہتے تھے ان کے زمانے میں بھی بڑے بڑے گمراہ موجود تھے۔ مگر انہوں نے کسی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا۔ یہ خصلت درحقیقت مشرکین و کفار کی تھی کہ وہ ہر ایسے آدمی کو بیدین ٹھہرا دیتے تھے۔ جو ان کا ہم مشرب نہ ہوتا تھا۔ ...... مسلمانوں میں جب عمل نہ رہا۔ دین کا دار ومدار رسمیات پر ہو گیا۔ تو انہوں نے یہ خصلت کفار ومشرکین سے لے لی اور ہر اس شخص کو کافر کہنے لگے جو ان کی رائے سے اختلاف کرے۔ حتیٰ کہ ایسی باتوں میں بھی تکفیر ہونے لگی جو باتفاق کل اہل اسلام دین کے اصول ومہمات سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ مثلاً یہ مسئلہ کہ معراج جسمانی تھی یا روحانی قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔

خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم پر ناحق اور ناروا حملے

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۲)

خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ملت محمودیہ کے حملوں کے اکثر آماجگاہ رہے ہیں وجہ یہ کہ ان کی عظیم الشان شخصیت کو گھٹانے رہنے میں یہ قوم اپنا فروغ سمجھتی ہے۔ اس وقت ان میں سے معدودے چند حملے میرے پیش نظر ہیں جو تین روایتوں کے ذریعہ مرحوم پر کئے گئے ہیں دو روایتوں کا ذکر پچھلی قسط میں کر چکا ہوں۔ تیسری روایت اس قسط میں سن لو جو کئی حملوں پر مشتمل ہے جس کے راوی خود شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر "الحکم" ہیں جو خلافت محمودیہ کے فیض سے شاید عرفان میں بہت زیادہ ترقی کر گئے ہیں اس لئے اپنے آپ کو اب عرفانی لکھتے ہیں

روایت عرفانی صاحب

وہ اپنی کتاب "سیرت مسیح موعود" حصہ سوم میں لکھتے ہیں۔ عنوان ہے،

"خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک قیمتی کوٹ کیونکر لے لیا؟"

اس کے تحت میں پھر ایک روایت لکھی ہے جس کے راوی خود بدولت ہی ہیں۔ اس روایت کے متعلق میں کیا عرض کروں۔ سوائے اس کے کہ جھوٹ اور ناپاک حملوں سے ایسی بھری ہوئی ہے جیسے چیونٹی بھرا کباب ہوتا ہے البتہ اس سے راوی کے اس غیظ و غضب اور حسد کا اندازہ ضرور ہو سکتا ہے جو اسے خواجہ صاحب سے تھا۔ یہ راوی صاحب یعنی شیخ یعقوب علی صاحب تراب جو اب اپنے آپ کو عرفانی کہتے ہیں۔ جماعت کے بعض بڑے لوگوں کی فضول اور بے جا خوشامد کرنے اور رعاد بیجا ان کی قصیدہ خوانیاں کرتے رہنے کے عادی رہے ہیں۔ غلو کی ابتدا انہی کے دم قدم سے ہوئی۔ جو آدمی دنیا کے حصول کے لئے بڑے لوگوں کی خوشامد میں مبالغہ کرنے کا عادی ہو اسے انہیں خوش کرنے کے لئے ان کے مخالفوں کو برا کہنے میں بھی مبالغہ سے کام لینے میں کیا عار ہو سکتا ہے۔ مگر اس روایت میں تو نہ صرف مبالغہ ہے بلکہ بہت سا جھوٹ بھی ملایا گیا ہے جو نہایت درجہ قابل شرم ہے۔ مگر جب انسان خوشامد کرنے لگتا ہے تو پھر ایسے لطیف جذبات کی پرواہ نہیں رہتی۔ میں اس ساری روایت کو مختلف نمبروں میں تقسیم کر کے پیش کرتا ہوں تاکہ ہر ایک اعتراض کا ساتھ ساتھ جواب ہو جائے۔ جناب شیخ صاحب موصوف فرماتے ہیں:-

اعتراض نمبر ۱ "خواجہ کمال الدین صاحب جو آج سلسلہ سے منقطع ہو چکے ہیں) اور محسن باپ کی اولاد سے بیر اور دشمنی رکھتے ہیں"۔

جواب اس کا جواب سوائے اس کے کیا کہوں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین نہ خواجہ صاحب سلسلہ سے منقطع ہوئے اور نہ محسن باپ کی اولاد سے وہ بیر اور دشمنی رکھتے تھے۔ جس شخص نے حضرت مسیح موعود کے دست حق پرست پر بیعت کی اور آپ کو سچے دل سے مسیح موعود مانتا ہے اسے احمدی سلسلہ سے منقطع کہنے والا جھوٹا ہے۔ نہ خواجہ صاحب اور نہ کوئی اور لاہوری جماعت کا ممبر حضرت مسیح موعود کی اولاد کا دشمن ہے۔ ہاں ان عقائد کا سخت دشمن ہے جو ان کی اولاد کے ذریعہ سے دنیا میں پھیلے۔ آج وہ ان عقائد کو چھوڑ دیں ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں۔ وہ عقائد یہ ہیں:-

(۱) حضرت محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین کے بعد اجرائے نبوت

(۲) تکفیر جمیع مسلمانان عالم

(۳) مطاع الکل خلافت و خلافت جس کی کوئی اصل اسلام میں

نہیں۔ ہاں رومن کیتھولک عیسائیوں میں اس قسم کا مسیح کا خلیفہ پوپ کی شکل میں موجود ہے

اعتراض نمبر ۲ "(خواجہ صاحب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نوازشوں اور کرمفرمائیوں اور جود و عطا کے بہت بڑے تجربہ کار ہیں۔ مبلغ قرار رقوم انہوں نے لیں اور باوجود لینے کے کبھی اقرار نہیں کیا اور اپنی خدمات کی ڈینگیں مارتے رہے ہیں اسے محسن کشی اور احسان فراموشی سمجھتا ہوں"۔

جواب آپ اسے محسن کشی اور احسان فراموشی سمجھتے ہیں اور میں آپ کے اس سارے بیان کو جھوٹ سے پر سمجھتا ہوں اور خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کے احسانات جو آپ پر ہیں ان کے لحاظ سے مجھے آپ سے بڑھکر محسن کش کوئی نظر نہیں آتا حضرت مسیح موعود کی نوازشوں اور کرمفرمائیوں اور جود و عطا کے خواجہ صاحب اگر تجربہ کار تھے تو کیا آپ خود تجربہ کار نہیں ہیں اور جماعت میں اس کا کسے تجربہ نہیں ہوا۔ انہی شیخ صاحب نے اسی سیرت کی کتاب میں حضرت مسیح موعود کے جود و عطا کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مولوی نور الدین صاحب مرحوم نے حضرت صاحب سے رقم لی اور جب آپ کو واپس کرنا چاہا۔ تو حضرت صاحب نے یہ فرما کر واپس کر دیا کہ آپ نے اسے غیر کا روپیہ سمجھا۔ ہم اپنے روپے کو اپنے دوستوں اور اپنے آپ میں مشترک سمجھتے ہیں۔ جب ضرورت ہوگی تو ہم آپ سے منگا لیں گے"! حکیم فضل دین مرحوم نے رقم منگائی اور واپس کرنی چاہی تو مولانا نور الدین صاحب مرحوم نے رد کر دیا کہ حضرت صاحب اس کو اچھا نہیں سمجھتے۔ ایک احمدی تاجر کو روپے کی ضرورت ہوئی تو حضرت نے صندوقچہ کھول کر سامنے رکھ دیا کہ جس قدر ضرورت ہو لے لو۔ بعض ضرورتمند دوستوں کے گھر دل میں پوٹلی میں روپیہ باندھ کر آپ پھینک جایا کرتے تھے تو خواجہ صاحب نے اگر کوئی رقم حضرت سے لی تو اس سے شیخ صاحب کو کیوں آگ لگی مبلغ قرار رقوم تو غلط ہے البتہ ایک مرتبہ ضرور رقم لی جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ لیکن شیخ صاحب کو یہ یاد نہیں رہا کہ خواجہ صاحب نے کس قدر مبلغ قرار رقوم خدمت دین کے لئے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیں۔ وہ حضرت پر تن من دھن سے فدا تھے۔ صدہا روپے حضرت کے قدموں پر نثار کر دیئے تو کسی تنگی کے وقت میں اگر ایک رقم لی اور حضرت صاحب کے اصرار سے لی تو کونسا اندھیر آگیا۔

اور خواجہ صاحب بیچارے نے کس دن ڈینگیں ماریں۔ اگر حضرت صاحب سے اپنے محبت کے تعلقات کو کبھی بیان کیا تو اسے آپکے ہاں "ذکر حبیب" کے نام سے اخباروں میں لکھا جاتا ہے۔ مزہ یہ ہے کہ یہ محمودی قوم وہ ہے جس کے افراد نے اگر کبھی حضرت صاحب کو کوئی سودا لاہور سے لا کر دیا تو اسے بھی رسالوں اور اخباروں میں چھپوا کر احسان جتلایا اور دشمنوں کو اعتراض کرنے کا موقع بہم پہنچا دیا۔ پھر خدا جانے کس پر کیا ناک رگڑا کر خواجہ صاحب پر اعتراض کرنے اٹھ دوڑے ہو۔ دور کیوں جاؤ۔ خود خلافت مآب میاں محمود احمد صاحب کو ہی لے لو۔ ان کے خطبات میں کیا یہ تعلی نہیں کہ ڈینگوں کا ایک سمندر بہتا نظر آتا ہے۔ دوسروں کی آنکھ کا تنکا تلاش کرنیوالے اپنی آنکھوں کا شہتیر کیوں نہیں دیکھتے؟

اعتراض نمبر ۳ "جن ایام میں گورداسپور میں مولوی کرم دین کے مقدمات ہو رہے تھے ایک دفعہ دوران مقدمہ میں انہوں نے حضرت کو خط دکھایا جو انہیں اپنے گھر پشاور سے آیا تھا (خط کیوں لکھا گیا یہ ایک راز ہے۔ عرفانی) اور اس میں خرچ کی تنگی کا ذکر تھا حضرت نے فوراً پانچسو روپیہ نقد ان کو دیدیا اور پھر ماہانہ ایک سو روپے ماہوار دیتے رہے"۔

جواب یہ روایت سرتاپا غلط ہے اس میں عرفانی صاحب نے اپنے حسد اور ناحق کے کینہ اور عداوت کی وجہ سے جھوٹ کی نجاست پر بہت بری طرح منہ مارا ہے۔ خواجہ صاحب نے کوئی پشاور سے آیا ہوا خط حضرت صاحب کو دکھا کر پانچ سو روپے وصول نہیں کئے۔ یہ محض ایک جھوٹا افسانہ ہے جو عرفانی صاحب کے دماغ کا اختراع ہے۔ خواجہ صاحب کو اپنے اہل و عیال کی طرف سے کوئی تنگی خرچ کا خط آنا محل تعجب نہ تھا۔ کیونکہ خواجہ صاحب کی کوئی جائیداد یا نوکری نہ تھی جن کی آمد پر گزارہ ہوتا۔ پشاور میں وکالت کرتے تھے تو روٹی کھاتے تھے۔ ڈیڑھ برس سے خواجہ صاحب کرم دین کے مقدمہ کی وجہ سے گورداسپور میں مقیم تھے اور بال بچے پشاور میں تھے۔ اس سے قبل ان کی پشاور میں عمدہ پریکٹس تھی مگر اس ڈیڑھ سال کی غیر حاضری سے خاک میں مل گئی اور اہل و عیال کو فاقوں تک نوبت پہنچ گئی۔ ان حالات میں اہل و عیال کے خطوط خرچ کی تنگی کے متعلق خواجہ صاحب کے پاس لازماً آتے رہتے۔ مگر خواجہ صاحب نے کبھی حضرت صاحب کو نہیں دکھائے [illegible] وستے اور حضرت صاحب اس پران کی کچھ مدد کر دیتے تو میں [illegible] تھا۔ لیکن خواجہ صاحب نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ مگر عرفانی صاحب نے نہ صرف یہ افترا باندھا کہ خواجہ صاحب نے ایک تنگی خرچ کا خط حضرت صاحب کو دکھا کر پانچسو روپیہ وصول کیا بلکہ یہ بھی الزام لگایا کہ وہ خط اسی مقصد کے لئے لکھوایا گیا تھا۔ ورنہ مجھے بتایا جائے کہ عرفانی صاحب کا اس فقرہ سے کیا مقصد ہے جو خطوط وحدانی میں ہے "خط کیوں لکھا گیا یہ ایک راز ہے" عرفانی) جس لہجہ میں اور جس موقعہ پر یہ فقرہ ہے وہاں وہ راز صریح طور پر افشا نظر آتا ہے۔ یعنی یہ کہ خواجہ صاحب نے اپنے اہل و عیال سے یہ خط اسی غرض لکھوایا تھا کہ تا حضرت صاحب کو دکھا کر روپیہ وصول کیا جائے۔ یہ خواجہ صاحب کی نیت پر حملہ ہے جو اس لئے ناقابل معافی ہے کہ ایک تو خط دکھانے کا واقعہ غلط ہے۔ دوم ناحق اور ناروا طور پر خواجہ صاحب کی نیت پر حملہ کیا ہے۔ عرفانی صاحب کو ان بعض الظن اثم کی قرآنی وعید یاد نہیں یا اس پر ایمان نہیں۔ اگر ناحق کی بدظنیاں کرنے والوں کا آخرت میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہونے پر ایمان ہوتا تو عرفانی صاحب اتنی دلیری نہ کرتے اور خواجہ صاحب کی نیت پر ایسا ناقابل ترحم حملہ نہ کرتے۔ عرفانی صاحب کے اس فرضی قصہ کی تردید میں میں "سیرۃ المہدی" حصہ دوم مؤلفہ مرزا بشیر احمد صاحب کی روایت نمبر ۳۵۲ پیش کرتا ہوں یہ روایت میر شفیع احمد صاحب دہلوی کی ہے جو میاں محمود احمد صاحب کے مرید ہیں۔ اس روایت کا ایک حصہ تو وہ خود روایت کر رہے ہیں۔ اور ایک حصہ خواجہ صاحب کی زبانی روایت کر رہے ہیں۔ وہ روایت ملاحظہ ہو:-

"جن دنوں میں حضرت صاحب کے خلاف مولوی کرم دین نے گورداسپور میں مقدمہ دائر کر رکھا تھا اور خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب حضرت صاحب کی طرف سے پیروی کرتے تھے ان دنوں میں ایک دفعہ خواجہ صاحب کچھ دنوں کے لئے پشاور اپنے اہل و عیال کے پاس آئے۔ جہاں وہ اس زمانہ میں پریکٹس کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ حضرت مولوی عبد الکریم مرحوم بھی

حضرت صاحب سے اجازت لیکر لاہور دیکھنے کیلئے چلے آئے۔ خواجہ صاحب نے بیان کیا کہ جب میں لاہور آیا تو بیوی بچوں کو بہت پریشان حال پایا کیونکہ ان کے پاس کوئی روپیہ پیسہ نہیں تھا اور وہ کئی دنوں سے قرض لیکر گزارہ کرتے تھے۔ میں نے بیوی سے پوچھا پانسو روپیہ کے کپڑے فروخت کر دیئے اور اس طرح ان کے گزارہ کا انتظام کیا۔ اس حالت کا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کو بھی علم ہو گیا۔ اور انہوں نے واپس آ کر قادیان میں حضرت صاحب سے ساری کیفیت عرض کر دی۔ حضرت صاحب کو یہ واقعہ سن کر رنج ہوا۔ اور آپ نے فرمایا کہ ہم انشاء اللہ دعا کریں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے اندرون خانہ سے تین سو روپے میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھ مولوی عبدالکریم صاحب کو بھجوائے کہ "یہ روپیہ خواجہ صاحب کیلئے ہے ان کو دیدیں"۔ مولوی صاحب نے میاں صاحب کو میرے پاس بھیجدیا۔ مجھے جب یہ روپیہ ملا تو میں اسے لیکر فوراً مولوی صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ یہ کیسا روپیہ ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں نے تمہاری حالت حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کر دی تھی اور اب حضرت صاحب نے یہ روپیہ بھجوایا ہے۔ میں نے عرض کیا "مولوی صاحب! آپ نے یہ کیا غضب کر دیا"۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ "اگر حضرت صاحب سے عرض نہ کیا جاتا تو اور کس سے کہا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے کہ یہی ہمارے لئے اس وقت حضور ہی ہیں تم خاموش ہو کر روپیہ لیلو اور خدا کا شکر کرو۔ یہ روپیہ بہت بابرکت ہے اور حضرت صاحب نے تمہارے واسطے دعا کا بھی وعدہ فرمایا ہے"۔ چنانچہ میں نے وہ روپیہ رکھ لیا اور پھر اس کے بعد میں نے دیکھا کہ گورداسپور میں ہی میرے پاس مؤکل آنے لگ گئے اور روزانہ دو چار مؤکل آجاتے تھے اور میں نے اس قدر جلد حضرت کی دعا کا اثر دیکھا کہ جس کی کوئی حد نہیں۔"

ملاحظہ فرما لیا کہ اصل واقعہ کیا تھا۔ وہ خط کا قصہ جو خاص اسی مقصد کیلئے خواجہ صاحب نے لکھوایا تھا اور جس سے حضرت صاحب کو دکھا کر یا کچھ روپیہ وصول کیا تھا محض ایک جھوٹ تھا۔ دس روپیہ یا مانگ جانا بھی ایک فرضی قصہ ہے کیا اس روایت سے عرفانی صاحب کے کذب کو ثابت نہیں کر دیا؟ روایت کرنے والا بھی محمود ہی ہے کوئی "پیغامی" نہیں۔ واقعہ فقط اتنا تھا کہ خواجہ صاحب کی حالت کا ذکر حضرت صاحب سے مولوی عبدالکریم صاحب نے کیا تھا۔ جس پر خواجہ صاحب نے بہت برا منایا کہ ایسا کیوں کیا گیا تھا۔ مگر مولوی صاحب موصوف کے سمجھانے بجھانے سے چار و ناچار خواجہ صاحب نے وہ روپیہ رکھ لیا۔ پھر اس میں خواجہ صاحب پر اتنی خفگی کیوں ہے کیا اور لوگوں نے حضرت اقدس سے بڑی بڑی رقمیں نہیں لیں؟ جو حضرت نے کبھی واپس نہیں لیں اور میں تو کتنے ہی لوگوں کا نام بتا سکتا ہوں کہ مہاجرین میں سے ایک معتدبہ حصہ حضرت کی جیب سے تنخواہ لیتا تھا اور مفت میں کھاتا تھا اور خود عرفانی صاحب کیا تھے جو کچھ تھے حضرت کے طفیل سے تفصیل کی ضرورت ہوئی تو لکھ بھی دوں گا۔

اعتراض نمبر ۴

اور خاص طور پر احباب نے حضرت کی تحریک پر بہت بڑی رقم اخراجات مقدمہ کیلئے بھیجی جو خواجہ صاحب کے پاس رہتی تھی جن کا حضرت نے کبھی حساب نہیں مانگا۔ گویا خواجہ صاحب سے مالی سلوک یہ رہا تھا

مالی سلوک اور عطا کے علاوہ ...... خواجہ صاحب نے یہ کہکر کوٹ مانگ لیا۔" الخ

جواب

اس اعتراض کو پڑھیئے کہ بڑی بڑی رقوم جو احباب کے پاس سے آتی تھیں خواجہ صاحب کے پاس رہتی تھیں جن کا حضرت نے کبھی حساب نہیں مانگا۔ گویا خواجہ صاحب سے مالی سلوک یہ رہا تھا اس عبارت سے کیا ہر ایک عقلمند یہ معلوم نہیں کر لے گا کہ بین السطور اس کا مطلب صاف طور پر یہ ہے کہ خواجہ صاحب ان رقوم میں سے خورد برد کرتے رہے۔ حساب لینے والا تو کوئی تھا نہیں پوچھ رہا تھا۔ اب میں اس پر کیا کہوں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ایک عربی مثل ہے کہ المرء یقیس علی نفسہ یعنی عرفانی صاحب نے معلوم ہوتا ہے غالباً اپنے نفس پر قیاس کیا ہوگا۔ خواجہ صاحب مرحوم پر اس طرح خیانت کا الزام لگانا دراصل خود حضرت اقدس کی فراست مومنانہ اور روحانیت پر حملہ ہے۔ وہ خواجہ جو دن رات حضرت اقدس کی خدمت میں رہتا ہے آپ کی خدمت کیلئے اس قدر قربانی کرتا ہے کہ اپنی ساری پریکٹس کو آگ لگا کر آپ کے مقدمہ کی خاطر گورداسپور میں دھونی رما کر بیٹھ گیا ہے۔ پیچھے سے اہل و عیال کے رزق کی تنگی کے خطوط آتے ہیں کبھی اُف نہیں کرتا۔ بیٹی سخت بیمار ہوئی تار آئی تب نہیں گیا صرف تار حضرت کی خدمت میں پیش کر دی کہ دعا فرمائیں پھر بیٹی کے مرنے کی تار آئی۔ تار ہی میں جواب دیدیا کہ "دفن کر دو۔ میں حضرت کا مقدمہ چھوڑ کر نہیں آسکتا"۔ حضرت صاحب تو خیر سے انتہا محبت کرتے تھے خود خدا نے جو دلوں کے اخلاص کو جانتا ہے خوش ہو کر انہی دنوں "حسن بیان" کا الہام حضرت اقدس کو کیا۔ اور آپ نے خواجہ صاحب کو بلا کر فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کی طرف سے "حسن بیان" کا آپ کے متعلق الہام ہوا ہے اور یہ انعام ایسے اعلیٰ پیمانہ پر آپ پر ہوگا کہ دنیا آپ کی تقریروں کو سنیگی اور آپ کے حسن بیان پر عش عش کرے گی"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خواجہ صاحب کی تقریروں نے سارے ہندوستان میں آگ لگا دی۔ اور یورپ تک کو ہلا دیا جس سے خود میاں محمود احمد صاحب اور ان کی خلافت کے خواب دیکھنے والوں کو فکر پڑ گیا کہ ہائے خلافت تو گئی۔ سارا جھگڑا خواجہ صاحب سے دراصل یہیں سے شروع ہوا۔ حالت یہ تھی کہ خواجہ صاحب کی اُردو تقریروں پر تو بے اختیار منہ سے نکلتا ہی تھا کہ

ع "کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے"

مگر انگریزی کی تقریروں پر خود انگریز لذت سے جھومتے تھے غرضیکہ وہ خواجہ جو حضرت مسیح موعود کا اتنا بڑا انعام کیا۔ وہ عرفانی صاحب کے نزدیک ان رقوم سے جو اس کے پاس امانت تھیں۔ ہاتھ رنگا کرتا تھا۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ حضرت صاحب کسی سے بھی حساب نہیں لیا کرتے تھے کوئی خواجہ صاحب کی خصوصیت نہیں۔ مگر اسی حساب نہ لینے نے عرفانی صاحب کے نزدیک گویا خواجہ صاحب کو خیانت پر دلیر بنا دیا تھا۔ یہ کس قدر ذلیل اور جھوٹا الزام ہے۔ عرفانی صاحب کو معلوم ہوتا ہے اپنی موت مطلق یاد نہیں دنیا روز ہے چند آخرش کار با خداوند۔ عرفانی صاحب کو چاہیئے کہ کبھی اپنا اعمال نامہ بھی پڑھا کریں اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا

اعتراض نمبر ۵

"اس قسم کے مالی سلوک اور عطا کے علاوہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ایک قیمتی کوٹ جو افغانی طرز کا تھا لائے۔ خواجہ صاحب نے یہ کہکر مانگ لیا کہ حضور یہ کوٹ مجھے عنایت کر دیں کہ میں پہن کر عدالت میں داخل ہوا کروں اور اس کی برکت سے فریق مخالف کے وکیل اور عدالت پر میرا رعب ہو۔ حضور نے سنکر یہ کامدار قیمتی جبہ خواجہ صاحب کو دیدیا۔"

جواب

حضرت صاحب نے کوٹ یا جبہ خواجہ صاحب کو دیدیا تو عرفانی صاحب کو کیوں برا لگا۔ اگر یہ کسی بقول عرفانی صاحب "حضرت" (فلاں محمود (ایدہ اللہ تعالیٰ)) کو دیدیتے تو عرفانی صاحب کا سینہ ٹھنڈا ہو جاتا۔ دکھ تو یہی ہے کہ خواجہ صاحب کو کیوں دیا۔ لطف یہ ہے کہ

عرفانی صاحب نے اپنی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ چونکہ اس الہام کا لوگوں کو پتہ تھا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے اس لئے لوگ تبرک کے طور پر حضرت اقدس سے کپڑے مانگا کرتے تھے اور دیا بھی کرتے قمیصیں، کوٹ اور دیگر پارچہ جات۔ لوگ مانگتے تھے کہ بعض وقت آپ کے جسم پر کپڑے رہ جاتے اور سب تقسیم ہو جاتے ہیں یہ کہتا ہوں کہ بعض لوگ ایسے بھی آتے تھے کہ آپ کے بدن پر سے کرتا اتروا لیتے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے ایک شخص کو دھوبی کے گھر کی دھلی ہوئی اپنی قمیص عنایت فرمائی تو وہ کہنے لگا کہ "حضرت میں تو تبرک لینے آیا ہوں مجھے تو اپنے بدن کی اتری ہوئی قمیص دیں۔ یہ قمیص دھوبی کے گھر سے دھل آئی ہے"۔ آپ نے سنکر فرمایا کہ "خوب تبرک ہوا جس کی برکت دھوبی کے گھر دھوئے جانے سے دھل گئی"۔ غرضیکہ لوگ حضرت صاحب سے آپ کے کپڑے تبرک کے طور پر مانگ کر لیجایا کرتے تھے تو اگر خواجہ صاحب نے کوئی کوٹ مانگ لیا تو کیا قیامت ڈھا دی۔ گو مجھے یہ علم نہیں کہ یہ روایت کہاں تک صحیح ہے۔ کوئی ایسا کوٹ خواجہ صاحب نے مانگا یا نہیں مانگا اور مانگا تو کن حالات کے ماتحت اور کن الفاظ کے ساتھ مانگا۔ کیا عجب ہے کہ خود حضرت نے بغیر مانگے ہی دیدیا ہو۔ بہرحال مجھے اس روایت کا صحیح علم نہیں۔ اگر خواجہ صاحب کو کوٹ حضرت اقدس کے دست کرم سے ملا تو میں تو انہیں خوش قسمت سمجھتا ہوں لوگ جلتے ہیں تو جلا کریں۔ مثل ہے "دانا دان کرے اور بھنڈاری کا پیٹ پھٹے"۔

تصحیح

اخبار "پیغام صلح" مورخہ ۹ راگست ۱۹۳۷ء کے صفحہ ۳ کالم ۳ سطر ۱۳ میں غلطی سے

جلوہ کی بجائے رقص

کا لفظ طبع ہوگیا ہے قارئین اصلاح فرمالیں

دورہ محصلین

ملک عبدالغنی صاحب و بابو منصور احمد صاحب کارکنان دفتر تحصیل ضلع گوجرانوالہ ضلع گجرات، ضلع سیالکوٹ اور جہلم کے دورے پر روانہ ہو گئے ہیں۔ امید ہے احباب ان کی ہر ممکن امداد فرمائیں گے۔

معذرت

پیش نظر اشاعت کی کاپیاں بروقت تیار کرکے پریس بھیجی گئیں۔ ابھی طباعت کے ابتدائی مراحل طے ہو رہے تھے کہ پتھر ٹوٹ گیا۔ چربہ لیا گیا لیکن وہ حسب منشا کام نہ دے سکا۔ مجبوراً راتوں رات دوبارہ کتابت کرائی گئی اس وجہ سے اخبار ایک روز کی تاخیر سے شائع ہو رہا ہے جس کے لئے ہم قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں۔

دوبارہ کتابت چونکہ نہایت عجلت میں رات کے وقت ہوئی ہے ممکن ہے بعض غلطیاں رہ گئی ہوں۔ اس کی بھی معافی چاہتے ہیں۔

(ادارہ "پیغام صلح")

رفتارِ عالم

ہندوستان

——— اخبار نیشنل کال کے نامہ نگار مقیم شملہ کا بیان ہے۔ کہ فیڈریشن کا افتتاح جنوری ۱۹۳۹ء کے دربار میں ہوگا جس میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ شرکت فرمائیں گے

——— دہلی ۱۰ راگست۔ معلوم ہوا ہے کہ فیڈریشن کے نفاذ کے سلسلہ میں وائسرائے کے ساتھ گاندھی جی دوبارہ ملاقات کریں گے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کو بھی مدعو کیا جائے گا۔

——— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وائسرائے کی خواہش ہے کہ فیڈریشن کے نفاذ سے پہلے تمام اہم ہندوستانی ریاستوں میں ذمہ وار حکومت کے اصول پر مجالس آئین ساز قائم ہو جائیں۔ تاکہ ان ریاستوں کا نظم ونسق ہندوستانی صوبوں کے نظم ونسق کے مطابق ہو جائے۔

——— جموں میں ہندوؤں کی ستیاگرہ جاری ہے کل ہندو عورتوں کا ایک جلوس نکلا جو بھجن گاتا ہوا رگھوناتھ مندر کی طرف جا رہا تھا۔ پولیس نے جلوس کو روک دیا لیکن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اسکو مندر جانے کی اجازت دیدی۔

——— اس جلوس کو دیکھنے کے لئے جو مجمع ہو گیا تھا۔ اس پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا جس سے ۲۵ اشخاص مجروح ہوئے ہندوؤں کی مکمل ہڑتال کو آج دسواں دن ہے۔ آج ۱۶ گرفتاریاں ہوئیں۔

——— کٹک ۱۰ راگست اڑیسہ کے بعض دریاؤں میں زبردست سیلاب آیا، جس نے بہت سے گاؤں کو محصور کر لیا ہے۔ آدمیوں اور جانوروں کے نقصان کی بھی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

——— کوٹ فتح خاں میں دوتل نالہ کے معاملہ کے متعلق سکھوں کی ستیاگرہ جاری ہے انھوں نے ہائیکورٹ میں بھی اپیل دائر کر رکھا ہے۔

——— اس افواہ میں کوئی صداقت نہیں۔ کہ وزیر اعظم پنجاب قانون انتقال اراضی میں ترمیم کی تجاویز پر غور کرنے والے ہیں۔

——— پٹنہ ۹۔ اگست۔ بیان کیا جاتا ہے جس جگہ ہوڑہ ایکسپریس کو حادثہ پیش آیا تھا۔ وہاں ریلوے لائن کی تین پلیٹیں غائب تھیں تلاش پر ریلوے پولیس کو قریب ہی سے تینوں پلیٹیں مل گئیں۔ ایک پلیٹ پر اس قسم کے نشان تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اسے کاٹا گیا ہے۔ اس انکشاف سے سینئر گورنمنٹ ریلوے انسپکٹر کی تحقیقاتی رپورٹ کے باطل ہو جانیکا احتمال ہے

——— بنوں ۹۔ اگست۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈپٹی کمشنر بنوں اور اسسٹنٹ کمشنر بنوں گورنر کی ملاقات کے لئے گئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ گورنر ان سے خان عبد الغفار خان اور گاندھی جی کے داخلہ سرحد اور سرحدی سیاسی کانفرنس کے انعقاد کے متعلق گفتگو کریں گے۔

——— راولپنڈی ۱۰ راگست۔ کوہ مری راولپنڈی روڈ کے موٹر ڈرائیوروں کی ہڑتال کا خاتمہ ہو گیا۔ ان کے بعض مطالبات تسلیم کر لئے گئے ہیں۔

——— ایبٹ آباد ۱۰ راگست۔ وزارت سرحد نے کلکٹروں اور ریونیو سٹاف کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ گھوڑوں پر دورہ کیا کریں تاکہ وہ زیادہ دیہات میں جا سکیں اور پٹواریوں کے کام سے بخوبی واقف رہیں۔

——— لکھنو ۹ راگست معلوم ہوا ہے۔ کہ وزیر اعظم یوپی کی مداخلت سے کانپور میں مزدوروں کی ہڑتال ختم ہو گئی ہے

——— جموں ۹ راگست کشمیر ہائی کورٹ نے گاؤکشی کے ایک مقدمہ میں ملزموں کی سزا کم کر کے ایکسال کر دی تھی۔ اس پر ہندوؤں نے عدالت عالیہ میں درخواست نگرانی پیش کی جس میں مطالبہ کیا گیا۔ کہ فیصلہ کے بعض حصے حذف کر دئے جائیں چیف جسٹس شیخ عبد القیوم اور مسٹر جسٹس وزیر جانکی ناتھ پر مشتمل ڈویژن بنچ نے اس درخواست کی سماعت کے بعد قرار دیا۔ کہ اس فیصلہ کا ایک شوشہ بھی حذف نہیں ہو سکتا۔

ممالکِ خارجہ

——— زیورچ ۹ راگست معلوم ہوا ہے۔ کہ تقسیم فلسطین کے متعلق یہودی کانگریس کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر ہی ملتوی ہو گئی۔ اس ہفتہ کے اخیر میں ڈاکٹر وزمن جنیوا جا رہا ہے۔ جہاں وہ انتدابی کمیشن کے ارکان کو تقسیم فلسطین کے متعلق کانگریس کی اکثریت کے خیالات سے آگاہ کرے گا۔

——— لنڈن ۹ راگست۔ ہسپانیہ کی خانہ جنگی بدستور جاری ہے۔ اب باغیوں کا پلہ کچھ بھاری نظر آتا ہے۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہسپانوی باغیوں نے محاذ سانٹینڈر پر حملہ کیا۔ اور ۳۰ روسی طیاروں میں سے ۱۲ کو نیچے گرا دیا۔

——— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ علمائے فلسطین کی تقلید میں عراقی علماء نے بھی ایک فتویٰ تیار کیا ہے جس میں تقسیم فلسطین پر اظہار پسندیدگی کرنیوالے شخص کو غدار اور کافر قرار دیا ہے۔ اور اسے اسلامی قبرستان میں دفن ہونیکی اجازت نہ ملے گی۔

——— نیویارک ۱۰ راگست جولائی میں چین نے امریکہ سے کثیر مقدار میں سامان جنگ خریدا۔ اس دوران میں جن ممالک نے امریکہ سے جنگی سامان منگوایا ہے۔ ان میں چین کا درجہ پہلا اور جاپان کا تیسرا ہے۔

——— جبرالٹر ۱۰ راگست اس وقت بحیرہ روم میں جتنے برطانوی جنگی جہاز موجود ہیں۔ اور نیز جو بندرگاہوں پر موجود ہیں۔ ان کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ جملہ تجارتی جہازوں سے بذریعہ بے تار برقی اپنا قریبی تعلق قائم رکھیں۔

——— تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ چین اور جاپان میں باقاعدہ جنگ شروع ہو جانے کا خطرہ ترقی کر رہا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اس ہفتہ کے دوران میں شدید تصادم ہو جائے۔ اگر چین متحدہ طور پر جنگ پر تل گیا۔ تو پچاس کروڑ نفوس اس میں شرکت کریں گے چین کی آبادی جاپان سے چارگنی ہے لیکن اس کی جنگی طاقت جاپان کی نسبت بہت کمزور ہے۔

——— عراق کی طرح کویت نے بھی تقسیم فلسطین کی تجویز ٹھکرا دی ہے۔

——— نیویارک ۱۰ راگست جس طرح ایک روسی مہم قطب شمالی کی طرف گئی ہوئی ہے۔ اسی طرح ایک امریکن مہم نیویارک لینڈ سے بحر منجمد شمالی کی جانب روانہ ہوئی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ بحر منجمد شمالی کے تمام ایسے علاقوں پر امریکہ کا تسلط قائم کیا جائے۔ جہاں ابھی تک کسی سفید فام انسان کا گذر نہیں ہوا۔

——— افغانستان میں بغاوت کی اطلاعات بالکل غلط ہیں۔ انکی باقاعدہ تردید ہو گئی ہے۔

——— قاہرہ ۹ راگست۔ مصر کی وزارت صحت عامہ نے گیس سے بچنے والے نقاب خریدنے کے لئے سات لاکھ پونڈ کی رقم منظور کی ہے یہ نقاب شہری آبادی میں تقسیم کئے جائیں گے۔ کاریں اور سامان وغیرہ لے جانے کے لئے ویگنیں خریدنے کے لئے حکومت مصر نے ۳۵ لاکھ پونڈ کی رقم منظور کی ہے۔

——— معلوم ہوا ہے۔ کہ عنقریب کینیڈا کے تجارتی نمائندے عراق کے اقتصادی حالات کا جائزہ لینے کے لئے بغداد آئیں گے۔ اور عراقی سوداگروں سے تجارتی مسائل پر تبادلہ خیالات کریں گے۔

——— حجاز کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ حجازی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں قانون مطابع پر بڑی شدومد سے مباحثہ ہوا جس کے نتیجہ میں اس قانون کی سخت گیریوں میں بہت سی مفید ترمیمات کر دی گئی ہیں۔ نہر زبیدہ کے لئے بھی چند مفید قوانین وضع کئے جائیں گے۔

——— گزشتہ ماہ افغانستان کے کئی علاقوں میں شدید بارش ہوئی جس کی وجہ سے بعض دریاؤں میں سیلاب آگیا۔

مراسلات

دیدۂ بینا کیلئے سرمۂ بصیرت

جناب میاں صاحب کی بعض تعلیوں کی حقیقت

(ایک قادیانی ایم۔ اے کے قلم سے)

میاں صاحب کی شررافشانیاں معروف خلائق ہیں جس طریق سے انھوں نے اپنے مریدین کے قلوب پر اپنے زہد وتقویٰ اور قرب الٰہی اور کشوف رؤیا اور الہامات کی بارش کا رعب ڈالا ہوا ہے اس کی مثال ملنی مشکل ہے علاوہ اور بہت سی باتوں کے ایک ہتھیار جو ان کو بہت راس آرہا ہے وہ یہ ہے کہ جو میرا مرید مجھے چھوڑے گا وہ دہریہ ہو جائے گا اور پھر اس کی تصدیق میں بعض امثال بھی دیتے ہیں۔ اگر امثال مذکورہ پر غور کیا جائے تو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ ان میں سے اکثر وہ لوگ ہیں جو مسیح موعودؑ کے زمانے میں احمدی نہ ہوئے تھے وہ میاں صاحب کی خلافت پر سعادت کی پیداوار تھے حقیقت یہ ہے کہ مسیح موعودؑ کی تعلیم بہت وآبدار ہے اور غیر احمدی مسلمانوں کا دینی سرمایہ سوائے چند توہمات اور رسومات کے کچھ نہیں اور ان کے علماء و فضلا بھی مغز اسلام سے معرا ہیں۔ اگر کسی غیر احمدیوں کی علمی مجلس میں جا کر بیٹھو تو فوراً احساس ہوگا کہ ان کی روحیں تشنہ ہیں وہ کسی آب حیات کے لئے العطش العطش پکار رہی ہیں ان کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھتی ہیں اور متیٰ نصر اللّٰہ کہتی ہیں اور پھر محرومی کے ساتھ لوٹتی ہیں۔ الغرض ایک روحانی تشنگی ہے جس سے جمہور مسلمان بیتاب ہیں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم میں سے آب زمزم کے شیریں چشمے پیش کئے جاتے ہیں تو وہ تشنہ روحیں تسکین پاتی ہیں اور اسلام کے اس سلسلِ جلیل کی غلامی اختیار کرتی ہیں۔

جب یہ نئے حلقہ بگوشان احمدیت قادیان پہنچتے ہیں تو خطبوں اور لکچروں میں وہی دعاوی سنتے ہیں تو ان کو یقین ہونے لگتا ہے کہ وہ چشمہ آب حیات پر آپہنچے ہیں۔ میاں صاحب اپنی گفتگو میں پڑ مذاق کر لیتے ہیں (ایسی موثر شخصیتیں دوسرے مذاہب میں بھی پائی جاتی ہیں) الغرض نئے مرید اس ایمان کے ساتھ داخل بیعت ہوتے ہیں کہ میاں صاحب کشتی احمدیت کے ناخدا ہیں۔ وہ تمام اوصاف سے متصف ہیں اس نشے میں سرشار رہتے ہیں۔ لیکن طول قیام کے ساتھ ساتھ ان کو عروس حقیقت حجرہ کوں میں سے نظر آنے لگتی ہے۔ میاں صاحب کے اعزا و اقربا میں کچھ جوان طبقہ اپنی خاص محفلوں میں بے تکلفی کے نشے میں کچھ اشارات کر دیتے ہیں اور اگر نئے احمدیوں میں سے کچھ نوجوان ہیں وہ جلد حقیقت سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ دوسرے ذرائع سے بھی مستور حقیقت سے باخبر ہونا شروع ہوتے ہیں۔ ایسے وقت ایسے مریدوں کی کیا حالت ہونی چاہئے۔

جب اقوال و اعمال میں بعد المشرقین سے بھی زیادہ تفاوت نظر آئے اور ایسی باتوں کا بھی انکشاف ہو جو عام آدمی میں بھی پائی جانی باعث ابتلا ہیں تو اگر اس مرید کو (بشرطیکہ وہ وہاں نظام یا سوسائٹی کی زنجیروں میں جکڑا گیا ہو) کو لغزش نہ لگے تو اس کا اور کیا حشر ہو، جب وہ دیکھیگا کہ مسیح موعود کا نمائندہ ایسی باتوں میں گرفتار ہے تو یقیناً وہ لغزش کا شکار ہو جائے گا۔ الا ماشاء اللّٰہ۔ اس وقت کہدینا کہ دیکھو مجھ سے بدظن ہونے والا مسیح موعودؑ سے بدظن ہو گیا۔ میاں صاحب کو کیسے سزاوار ہے میاں صاحب خود ہی سردار دیال سنگھ کا قصہ سنایا کرتے ہیں کہتے ہیں دیال سنگھ اسلام سے بہت مانوس تھے اور قریب تھا کہ مسلمان ہو جاتے۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم کا جادو ان پر چل گیا تھا۔ ہندوؤں نے جب یہ حالت دیکھی

تو انہوں نے اس اقدام سے باز رکھنے کی کوشش کی سردار دیال سنگھ صاحب کو کہا کہ اسلام کے مبلغ کیونکہ کچھ اور کرتے کچھ ہیں آپ ان کی باتوں میں نہ آئیں۔ اس عرصہ میں ان ہندو دشمنان بازوں نے ایک مولویصاحب کو ہموار کیا اور یا تجھ روپیہ کے لالچ سے اس کو شراب نوشی پر مجبور کیا۔ اور دیال سنگھ صاحب کو ایک پوشیدہ جگہ بٹھا کر مولوی صاحب کی شراب نوشی کا نظارہ دکھا دیا۔ یہ دیکھتے ہی دیال سنگھ صاحب نے قبولیت اسلام کا ارادہ ترک کر دیا اور اس طرح مسلمانوں کو من حیث الجماعت ایک نقصان ہوا۔ اب میاں صاحب کے اصول کے مطابق مولوی صاحب بھی کہہ سکتے تھے کہ جو مجھ سے بدظن ہوتا ہے وہ اسلام سے دور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک احمدی مبلغ کسی دور دراز علاقے میں احمدیت کی تبلیغ کرتا ہے اور اس کی تعلیم کی تاثیر سے لوگ احمدی ہو جاتے ہیں۔ ان نئے احمدیوں کے سامنے وہ مبلغ نمونہ ہوتا ہے اگر وہ مبلغ قبیح اور غیر شرعی حرکات کر بیٹھے تو یقیناً یقیناً نئے احمدی احمدیت بلکہ مذہب کے نام سے بھی بدظن ہو جائیں گے۔ اگر یہاں بھی کسی کی نادانی سے ان کو مایوسی ہو تو لغزش لازمی امر ہے۔ ایسی حالت میں مبلغ نہیں کہہ سکتا کہ جو مجھ پر اعتراض کرے گا اور جو مجھ سے بدظن ہوگا اسلام سے محروم ہو جائے گا۔ اگر کسی احمدی کو چاہیے وہ کیسی حیثیت رکھتا ہو دیکھکر دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے تو وہ خود گنہگار ہے اور ٹھوکر کھانے والوں کی ... کا ذمہ دار بھی وہ ہی ہے۔

میاں صاحب کو دیکھکر اگر کسی کو ٹھوکر لگتی ہے تو میاں صاحب اس کے ذمہ دار ہیں ان کو تو چاہیے کہ ان کی جلوت و خلوت کی زندگی کا کوئی بھی پہلو نہ ہو جو دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب بنے۔ یہ اگر مسیح موعود کے "بروز" بننے کی کوشش نہ کرتے اور محض ایک امام جماعت کے فرائض ادا کرتے رہتے اور اپنے لئے عصمت و معصومیت اور پاکبازی اور پاکسازی کے دعوے وضع نہ کرتے۔ تو پھر کبھی بھی ان کی کوئی غامی کسی کے لئے باعث لغزش نہ ہوتی اور ان سے الگ ہونے والا مسیح موعود کی صداقت پر ایمان کی نعمت غیر مترقبہ سے بھی محروم نہ ہوتا کسی نے سچ کہا ہے

کار زانی سے ہیں عاجز پاکباز ان جہاں
اپنے منہ کی گرد پانی آپ دھو سکتا نہیں

ریویو

عنبرین ہیئر آئل

جماعت کے چند نوجوانوں نے اپنے طور پر مرکز میں پرفیومری وغیرہ کا کام شروع کیا ہے جس کی ابتدا انھوں نے ایک تیل "عنبرین ہیئر آئل" کی ایجاد سے کی ہے۔ جو کہ موجدین کے بیان کے مطابق بادام۔ زیتون۔ برہمی۔ صندل۔ عنبر وغیرہ مرکب اور دماغ اور بالوں کے لئے بے حد مفید ہے۔ اس تیل کی ایک شیشی ہمیں بھی بغرض ریویو موصول ہوئی ہے۔ تیل دیکھنے میں نفیس اور خوشرنگ ہے۔ خوشبو بھی پسندیدہ ہے۔ اس کا ایک فائدہ بھی تجربہ میں آیا ہے۔ خاکسار راقم الحروف کو کئی روز سے بیخوابی کی شکایت تھی۔ اس تیل کی مالش کرنے سے پہلی ہی شب خاطر خواہ نیند آئی جس سے اس کے مقوی دماغ ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔ آجکل تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بیکاری کی وبا بہت شدت سے پھیلی ہوئی ہے جس میں احمدی نوجوان بھی مبتلا ہیں اس کے ازالہ کی صورت اس کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ ملازمتوں کا خیال چھوڑ کر صنعت و حرفت کی طرف توجہ کریں۔ اور قوم ان کی حوصلہ افزائی کرے اس خیال کے تحت ہم احباب سے اس ایجاد کی سرپرستی کی سفارش کرتے ہیں اس کاروبار کو شروع کرنے والے نوجوانوں سے بھی توقع ہے کہ وہ اس کو کامل ذمہ داری اور ایمانداری سے جاری رکھینگے اور خریداروں کو شکایت کا موقع نہ دینگے تیل کی قیمت اور پتہ درج ذیل ہے

شیشی کلاں ۔ نصف ۔ چوتھائی ۔ وغیرہ علاوہ محصول ڈاک

پتہ: عنبرین ہیئر آئل ایجنٹ سوپ فیکٹری احمدیہ بلڈنگس لاہور سے طلب کریں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد خاں ولد عنایت خاں ذات بلوچ سکنہ بانیہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹ ۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷ ۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان خاں ولد شہامد خاں ذات سیال سکنہ چک ۸۶ ج ب تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹ ۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۹ ۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی فرید ولد ماہنی ذات چھیاں سکنہ چک ۱۲/۲ الف تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰ ۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۶ ۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بہادر شاہ ولد حیدر شاہ ذات قریشی سکنہ حویلی بہادر شاہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱ ۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۷ ۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی عنایت ولد جعفر ذات کنڈرانہ سکنہ جھگڑ و راحلی خیلد تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۳ ۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷ ۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بخشا ولد محمد ذات غازلی سکنہ ہر شیخ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۳ ۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸ ۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی برخوردار ولد شہابل شاہ ذات قریشی سکنہ بقریہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۵ ۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸ ۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سردارا ولد راجہ ذات جٹ سرل سکنہ کوٹ اسمٰعیل تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۵ ۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳ ۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تابع حکم سلطان لاہور — جدید دور نمبر ۲۰

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ھوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۵ — لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ اگست ۱۹۳۷ء — نمبر ۵۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قومی ترقی صرف اتباع قرآن سے ہی ہوسکتی ہے

کامیاب وہی لوگ ہونگے۔ جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔ اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جسکی تلاش میں لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہؓ کے نمونوں کو اپنے ساتھ رکھو۔ دیکھو انھوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے اُنسے کئے تھے پورے ہوگئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے۔ اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر انھوں نے وہ پایا جو صدیوں سے انکے حصہ میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور انکی ہی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں تھے۔ ان لوگوں کی پیروی کسی رسم و رواج تک میں بھی نہ کرتے تھے جنکو کفار کرتے تھے جبتک اسلام اس حالت میں رہا۔ وہ زمانہ اقبال و عروج کا رہا۔ اس میں سر یہ تھا۔ خداداری چہ غم داری۔

مسلمانوں کے فتوحات اور کامیابیوں کی کلید بھی ایمان تھا صلاح الدین کے مقابلہ پر کسقدر ہجوم تھا لیکن آخر اس پر کوئی قابو نہ پاسکا۔ اسکی نیت اسلام کی خدمت تھی۔ غرض ایک مدت تک ایسا ہی رہا جب بادشاہوں نے فسق و فجور اختیار کیا۔ پھر اللہ تعالےٰ کا غضب ٹوٹ پڑا اور رفتہ رفتہ ایسا زوال آیا جس کو اب تم دیکھ رہے ہو۔۔۔۔۔ جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہوگا۔ ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہوگا۔ یہ تندرست نہونگے۔ عزت و عروج اسی راہ سے آئے گا جس راہ سے پہلے آیا تھا۔

(تقریر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور رفعات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— مرزا عبادل خانصاحب راولپنڈی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بی اے کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں اس مسرت میں انہوں نے انجمن کو دس روپے کی رقم عنایت فرمائی ہے

— جمعدار کفایت علی صاحب کا صاحبزادہ بھی امتحان میں کامیاب ہوا ہے اس مسرت میں انہوں نے مبلغ پانچ روپے انجمن کو بطور نذرانہ بھیجے ہیں پیغام صلح۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہم دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ ہمارے عزیزوں کی یہ کامیابیاں ان کی آئندہ ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوں۔ آمین

— چودھری غضنفر علی صاحب سپاہیدار پولیس بدوملہی جو ہماری جماعت کے نہایت مخلص اور پرجوش کارکن ہیں بعارضہ فالج بیمار ہیں اسی علالت کی وجہ سے انہوں نے قبل از وقت پنشن لے لی ہے۔

— ملک عبدالغنی صاحب محرر انجمن گذشتہ دنوں منصور احمد صاحب وائیں کی معیت میں دورہ پر گئے تھے اسی دوران میں بیمار ہو کر لاہور پہنچے ہیں اور تا حال علیل ہیں۔

جماعت کے اور بھی بہت سے احباب بیمار ہیں سب کی صحت کیلئے درد دل سے دعا کی جائے۔

— ۱۳ اگست کو چودھری سلطان محمود صاحب محمد کٹھ لی سندھ دورہ پر روانہ ہوئے ہیں وہ فروخت کتب کے علاوہ اخبار لائٹ کی توسیع خریداری اور وصولی چندہ کی بھی کوشش کریں گے۔ مفصل آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

ملت محمودیہ کے پیش کردہ نظائر غلط ہیں

قادیانی "منافقوں" کے متعلق منافقین مدینہ کی مثال صحیح نہیں

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مرید کہتے رہتے ہیں کہ جس طرح محمد رسول اللہ صلعم کے وقت میں مدینہ میں سینکڑوں منافق تھے اسی طرح اس خلافت ثانیہ محمودیہ میں بھی قادیان میں منافق ہیں۔

جواب قادیان کے وہ لوگ جو خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب پر معترض ہیں منافق ہیں یا مومن اور مخلص ہیں یہ تو خدا کو علم ہے۔ مگر یہ بالکل سچ ہے کہ انہیں محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ کے منافقین سے مشابہت دینا پرلے درجہ کی غلطی ہے۔

منافقین مدینہ کون لوگ تھے

محمد رسول اللہ صلعم کی ہجرت سے قبل مدینہ میں عبداللہ ابن ابی ایک رئیس تھا جسے مدینہ کے لوگ اپنا بادشاہ بنانے کو تھے۔ آنحضرت صلعم کے مدینہ میں تشریف لانے پر چونکہ اوس اور خزرج کے قبائل جو مدینہ کی آبادی کا بڑا حصہ تھے اسلام لے آئے اور آنحضرت صلعم کو اپنا بادشاہ ظاہری اور باطنی تسلیم کر لیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ ابن ابی کو اپنے شوق حکومت کے معاملہ میں سخت زک پہنچی۔ اس کے ساتھ بھی خاصہ جتھا تھا لیکن وہ محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کی جماعت کا ظاہر طور پر مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے یہ سیاسی چال چلی کہ وہ بظاہر تو مسلمان ہو کر اسلامی جماعت میں شامل ہو گئے مگر دل سے مسلمان نہ تھے بلکہ اسلام کے سخت دشمن تھے اور ہمیشہ منتظر رہتے تھے کہ کوئی بھی موقعہ ایسا ہو جہاں مسلمانوں کو زک پہنچایا جا سکتا ہے۔ تو اس سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جائے۔ یہی لوگ یہود اور کفار عرب سے اندر ہی اندر ساز باز رکھتے۔ جنگوں کے وقت عین موقعہ پر ساتھ چھوڑ دیتے۔ بانی اسلام اور آپ کے ازدواج مطہرات اور صحابہ کرام کی نسبت طرح طرح کی جھوٹی افواہیں اڑاتے تھے لیکن چونکہ وہ بظاہر کلمہ گو تھے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اس لئے انہیں جماعت سے خارج بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک وقت آ گیا جب ان کی شرارتیں انتہا کو پہنچ گئیں تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ان لوگوں کے متعلق آنحضرت صلعم کو اطلاع دی، اور آپ نے ان میں سے ایک ایک شخص کو نام لے لے کر مسجد میں سے نکال دیا اور جماعت کو ان منافقین سے پاک کر دیا۔ یاد رہے کہ رسول کریم صلعم کے صحابہ میں جو آپ کے ساتھ ہجرت کر کے آئے تھے کوئی بھی منافق نہ تھا۔ مدینہ منورہ میں انصار کا گروہ جان و مال سے آپ پر فدا تھا یہ لوگ منافق نہ تھے بلکہ مہاجرین یا انصار جس کسی نے رسول اللہ صلعم کا دامن پکڑا آخیر وقت تک آپ پر دل و جان سے شیدا رہے۔ منافق فقط وہی لوگ تھے جن کا کہیں اوپر ذکر آیا ہے یعنی عبداللہ ابن ابی اور اس کا جتھا جو کبھی بھی دل سے مسلمان نہ تھے بلکہ سیاسی لوگ تھے۔ ظاہری طاقت سے جب مقابلہ نہ کر سکے تو جماعت کے اندر داخل ہو کر جڑیں کاٹنے کی کوشش کرنے لگے۔

قادیانی منافقین کی کیفیت اور اُن کی قربانیاں

قادیان کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ یہاں جن لوگوں کو منافق کہا جاتا ہے وہ وہ لوگ ہیں جو نہایت اخلاص سے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں کو چھوڑا۔ اپنی آمدنیوں اور اپنے دنیوی مفاد کی پرواہ نہ کی۔ اور وطن اور عزیز و اقربا کو چھوڑ کر قادیان میں ہجرت کر کے آ بسے مکان بنا لئے یہیں شادیاں کر لیں اور یہیں کے ہو رہے۔ بڑی بڑی خدمتیں کیں اخلاص اور ایثار میں مشہور اور ممتاز رہے ان کا قصور فقط یہ ہے کہ وہ موجودہ خلیفہ قادیان پر کچھ اعتراض کرتے ہیں اتنی سی بات پر انہیں منافق قرار دیکر آنحضرت صلعم کے زمانہ کے منافقین مدینہ کو مثال میں پیش کرنا سخت نادانی اور جہالت ہے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ کے منافقین کبھی بھی مخلص نہ تھے، انہوں نے نہ ہجرت کی نہ کبھی کوئی قربانی کی وہ ابتداء سے اپنے اعمال کی کمزوری کی وجہ سے نمایاں تھے۔ مگر یہاں قادیان میں تو وہ لوگ اب منافق بنائے جاتے ہیں جو اس سے قبل نہایت مخلص گنے جاتے تھے۔ مہاجر ہیں ایثار اور قربانیاں کر چکے ہیں۔ اپنی زندگیاں دین کے کاموں کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ انہیں کچھ باتیں موجودہ خلیفہ میں ایسی نظر آئیں کہ وہ اعتراض کر بیٹھے بس منافق کہلانے لگے۔

ایک تعجب خیز امر

سب سے بڑھ کر تعجب خیز یہ امر ہے کہ میاں محمود احمد صاحب کو آج سے کئی سال قبل پانچ سو سے زیادہ مردوں اور عورتوں منافقین و منافقات کی شکلیں خدا نے دکھا بھی دیں۔ مگر میاں صاحب موصوف نے ان کو جماعت سے خارج نہیں کیا۔ اس موقعہ پر جبکہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور میاں فخرالدین صاحب ملتانی جماعت سے نکلے ہیں دانائی تو یہ تھی کہ میاں صاحب باقی سب "منافقین" کو بھی اسی ہلہ میں نکال باہر کرتے۔ ان لوگوں کا میاں صاحب کو علم ہے۔ وہ علم خواہ اس بنا پر ہے کہ خدا نے ان کی شکلیں رویا میں میاں صاحب کو دکھا دیں یا میاں صاحب کے جاسوسوں نے ان کی نسبت میاں صاحب کو اطلاع دے دی تھی۔ بہرحال جب ان لوگوں کو میاں صاحب جانتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس موقعہ پر ان سب کو نکال کر مخلص مریدوں کی جماعت کو ان منافقوں سے پاک نہیں کر دیتے۔ لیکن ہمارے تعجب کی انتہا ہے کہ ایسا نہیں کیا گیا۔ نہ معلوم کیوں ان منافقین کو جانتے ہوئے جماعت سے خارج کرنے کی میاں صاحب کو جرأت نہیں ہوتی۔ نہ ہی انہیں بائیکاٹ کیا جاتا ہے بلکہ ان پر نظر لطف و کرم برابر چلی چلتی ہے اور ایسے نازک موقعہ پر بعض لوگوں کا صحیح ہے یا غلط یہ خیال ہے اگر ان پر احسانات اور الطاف کی بارش زیادہ ہو رہی ہو تو کچھ تعجب بھی نہیں۔

معترضین کے متعلق خلفائے راشدین کا طرز عمل

اگر آپ ان معترضین کی مثال تاریخ میں تلاش کرنا چاہتے ہیں تو ان لوگوں کی ہے جن میں اس قدر اخلاقی جرأت تھی کہ اپنی سمجھ کے مطابق وہ خلفاء پر اعتراض کرنے سے کبھی نہیں جھجکے اور ان خلفاء میں سے جو خدا کے پاک بندے تھے اور جن کا حساب پاک تھا۔ انہوں نے ان اعتراضوں کے تسلی بخش جواب دیکر اپنی بریت کو پیش کرنے سے کبھی عار نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ خطبہ سنانے اٹھے تو ایک شخص نے آپ پر نہایت سختی سے اعتراض کیا کہ آپ نے اپنی عبا کہاں سے بنا لی۔ یہ دو چادروں کی ہے۔ جب سب لوگوں کو مال غنیمت میں سے ایک ایک چادر ملی ہے تو آپ کے پاس دو چادریں کہاں سے آئیں۔ آپ نے اسے منافق نہیں کہا۔ بلکہ اپنے بیٹے کو فرمایا کہ جواب دو۔ بیٹے نے اٹھ کر کہا کہ میں نے اپنے حصہ کی چادر اپنے باپ کو دیدی ہے۔ تب وہ معترض بیٹھ گیا اور کہا کہ ہاں اب آپ خطبہ سنائیے ہم سنیں گے اور مانیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ کے خطبہ کا وہ پاک فقرہ کس قدر پیارا ہے فان زغت فقوموني کہ اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دو۔ یہ تھے محمد رسول اللہ صلعم کے خلیفے جنہیں خدا نے رشد اور ہدایت پر قائم کیا تھا۔ وہ معترضین کے جوابوں کا تسلی بخش جواب دیتے تھے کسی کے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی کبھی یہ خیال نہیں گزرا کہ معترض منافق ہے

حضرت عمرؓ خلیفہ تھے مدینہ میں بھرے مجمع میں آپ نے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو بڑے بڑے مہر باندھنے سے روکا۔ ایک بڑھیا نے اٹھ کر کہا کہ اے ابن خطاب خدا ہمیں دیتا ہے اور تو روکتا ہے۔ خدا تو فرماتا ہے کہ وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا کہ اگر تم نے کسی بی بی کو سونے کا ڈھیر بھی دیدیا ہے تو اس سے کچھ واپس نہ لینا۔ یعنی بی بی کے مہر میں سونے کا ڈھیر بھی باندھا جا سکتا ہے۔ پس جب خدا بڑے مہر کی اجازت دیتا ہے تو تمہارا اس کو روکنا کیا معنے؟ حضرت عمرؓ نے کیا کیا۔ کیا اسے یہ کہا کہ اگرچہ تیرا یہ اعتراض سچا ہے مگر چونکہ میں خدا کا خلیفہ ہوں اس لئے مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی مستوجب عذاب ہوگا؟ نہیں ہرگز نہیں! کیا اسے یہ کہا کہ خدا کے خلیفہ کا یہ فیصلہ ہے تمہارا کام ہے کہ اللہ اور رسول پر اسے چھوڑ دو یعنی قیامت کے دن خدا اور رسول سے اس کی فریاد کر لینا۔ اب تو خلیفہ کے منہ سے جو نکل گیا وہ پتھر کی لکیر ہے وہی ہو کر رہیگا۔ نہیں ہرگز نہیں! انہوں نے کہا تو یہ کہا کہ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ نساء المدينة افقه من عمر۔ "مدینہ کی عورتیں عمر سے بہتر قرآن سمجھتی ہیں" یہ تو ہے اسلام کی خلافت۔

خلیفہ قادیان کے ہاں اعتراضوں کا تسلی بخش جواب نہیں ہے

اور ایک ہے موجودہ قادیان کی خلافت۔ وہاں کا دستور العمل یہ ہے کہ اعتراض کرنے والا منافق، سچے اعتراض کرنے والا بھی مستوجب عذاب۔ گویا معترض کو جواب تو کوئی نہ دیا۔ اس پر فتوے لگاتے رہے ان حالات میں بجائے سچی دوسرے لفظوں میں اہل نظر یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ ان کے پاس ان اعتراضوں کا تسلی بخش جواب کوئی نہیں۔

آنریری مبلغین کی خدمت میں التماس

آنریری مبلغین کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ باقاعدہ ماہوار دفتر میں اپنی رپورٹ بھجوا کر مشکور کریں۔ اس طرح ریکارڈ سے کئی مفید نتائج نکلتے ہیں۔ اکثر احباب اپنی مساعی جمیلہ سے اطلاع نہیں دیتے اخویم مکرم ماسٹر صادق علی صاحب ٹیپالوی اور برادرم عبدالعزیز صاحب صدیقی اس بارہ میں قابل مبارکباد ہیں کہ یہ صاحبان باقاعدگی سے اپنی کارروائی کے متعلق دفتر کو باخبر رکھتے ہیں۔ دیگر تمام احباب جنہوں نے اپنی خدمات آنریری تبلیغ کے لئے وقف کی ہیں انہیں بھی متذکرہ بالا اصحاب کی طرح رپورٹ بھیجنے میں باقاعدگی اختیار کرنا لازم ہے

آنریری اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ

جمعرات کا دن

ہر احمدی مرد اور عورت کیلئے جہاد کا دن ہے

اپنے کھانے میں کمی کر کے رقم بچت فنڈ کی صندوقچی میں ڈالدیں بچت فنڈ کی آمد سے یورپ میں (اس یورپ میں جہاں خدا کا کلام جو تمام قوموں کیلئے نازل ہوا تھا اب تک نہیں پہنچا) ایک اسلامی مشن چل رہا ہے

محمد علی

امیر جماعت احمدیہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۵ — یوم چہارشنبہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۶ ہجری — نمبر ۵۱

احمدیت کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

"ظالم مظلوم نما"

قادیانی جماعت کا بے معنی شور

قادیانی جماعت اور اس کے اخبار "الفضل" کا افلاس دلائل اور معقولیت سے بُعد روز بروز زیادہ قابل رحم ہوتا جاتا ہے۔ یہ لوگ اخلاقی پابندیوں سے سبکدوش ہونے کے بعد اب ایسی حرکتوں میں مصروف دکھائی دیتے ہیں جنہیں عقل سے بھی دور کا واسطہ نہیں یعنی "پیغام صلح" کی مدلل تحریروں کے جواب سے عاجز آ کر پوری قوت سے یہ چیخ پکار مچائی جا رہی ہے کہ "پیغام صلح" ہماری توہین کر رہا ہے۔ اس کی تحریروں سے ہمارے جذبات مجروح ہو رہے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ ایک طرف "الفضل" کے صفحات پر یہ شور بپا ہے۔ دوسری طرف ارباب حکومت کے دروازوں پر رو رو کر فریادیں کی جا رہی ہیں۔ "مرکز" کی ہدایات کے مطابق جگہ جگہ سے ریزولیوشن پاس کر کے تاریں بھیجی جا رہی ہیں۔

ہمیں یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت کی زندگی کا دار و مدار اب زیادہ تر مفروضات پر رہ گیا ہے حقائق سے انہیں نفرت ہو گئی ہے۔ انکے اعتقادات دماغی کی طرح ان کی شکایات اور احتجاجات بھی اب تمام تر مفروضات پر مبنی ہوتے ہیں۔ ایک طرف ان کے شور، فریادوں اور آہ و زاری کو دیکھیے۔ دوسری طرف اس حقیقت پر غور کیجئے۔ کہ "الفضل" یا یہ بے معنی ریزولیوشن پاس کرنے اور تاریں دینے والے قادیانی "پیغام صلح" کی تحریروں میں سے ایک فقرہ بھی ایسا پیش نہیں کر سکتے۔ جو فی الحقیقت قابل اعتراض ہو۔ یا جس سے جناب خلیفہ صاحب کی توہین ہوتی ہو۔ قادیانیوں کی طرح دوسروں کو بلا وجہ گالیاں دینا اور خود اصولی بحثوں پر بھی چراغ پا ہو جانا شریفوں کا شیوہ نہیں دور جانے کی ضرورت نہیں جب سے جناب خلیفہ صاحب کا اپنے بعض مخلص مریدوں سے موجودہ جھگڑا شروع ہوا ہے۔ وہ اپنے خطبات میں ہمارے متعلق "شکاری کتے" تک کے الفاظ ارشاد فرما چکے ہیں۔ "الفضل" بار بار گالیاں دے چکا ہے لیکن جب ہم نے اصولی طور پر کچھ لکھا یا "الفضل" کو بہت پیچ و تاب کھاتے دیکھ کر کوئی بات مجبوراً عرض کی۔ تو اس پر شور محشر بپا ہے۔

قادیانی جماعت جس طرح معمولی معمولی اور بے حقیقت باتوں پر فضول شور مچانے کی عادی ہو چکی ہے۔ اسی طرح ہم اسکی ان بے معنی حرکات سے بے پرواہ رہنے کے عادی ہو چکے ہیں معقول باتوں پر تو توجہ کی جا سکتی ہے لیکن جو لوگ گلا پھاڑ کر چلانے کو دلائل کا قائمقام سمجھتے ہیں۔ ان کی آوازوں سے کان بند کر لینے ہی بہتر ہیں باقی ہم اصولی طور پر چند باتیں عرض کرتے ہیں۔ اگر "الفضل" اور قادیانی حضرات تھوڑی دیر کے لئے اپنے دماغی توازن کو قائم کر سکیں۔ تو وہ بھی انسے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

یقیناً ہم سے زیادہ اس بات کا اور کوئی خواہشمند نہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور اور قادیانی جماعت کے تعلقات میں تلخی پیدا نہ ہو۔ اسی لئے ہم اکثر جناب خلیفہ صاحب اور قادیانی اکابر و اخبارات کی سخت کلامیوں پر خاموش رہتے ہیں۔ ہماری جماعت کے بزرگوں کی ہدایت ہمیشہ صبر و تحمل کی ہوتی ہے لیکن ہمارے اس صبر و تحمل کا مطلب یہ نہیں کہ "الفضل" اپنے آپ کو تمام اخلاقی و قانونی پابندیوں سے آزاد سمجھ لے جناب خلیفہ صاحب اپنے خطبات میں ہمیں جہنم کی جلتی پھرتی آگ، اور دنیا کی بدترین اور ذلیل ترین قوم کہتے چلے جائیں اور ہم اصولی رنگ میں بھی قادیانی عقائد اور جناب خلیفہ صاحب کے دعاوی کے متعلق کچھ نہ لکھ سکیں۔

ہمیں کوئی شک نہیں کہ قادیانی جماعت کی ذہنیت اور اس کا ماحول ایک خاص قسم کا ہے جناب خلیفہ صاحب اپنے مریدوں کے سامنے جو کچھ بیان فرما دیتے ہیں۔ وہ اسے بلا چون و چرا تسلیم کر لیتے ہیں۔ ان پر سچے اعتراضات بھی جرم عظیم سمجھے جاتے ہیں۔ قادیانی حضرات جناب خلیفہ صاحب کو عملاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ سے بھی بہتر درجہ دیتے ہیں ——— خیر وہ اپنے افعال میں آزاد ہیں اسی ہندوستان میں ایسے پیر بھی موجود ہیں جن کے مرید ان کو باقاعدہ سجدہ کرتے ہیں۔ اور خدا سمجھتے ہیں ——— لیکن بڑی مصیبت یہ ہے کہ جناب خلیفہ صاحب ساری دنیا بالخصوص جماعت لاہور سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان کے ایسے بیہودہ دعاوی و عقائد فضول تعلیلوں اور قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی غلط تعبیر و توجیہ کو سن کر خاموش رہے۔ اور کسی قسم کا اعتراض نہ کرے اور اس کے ساتھ قادیانی جماعت کا عملاً یہ مطالبہ ہے کہ جس نظر سے وہ اپنے خلیفہ کو دیکھتے ہیں جماعت لاہور بھی ان کو اسی نظر سے دیکھے۔ ان پر کوئی اعتراض نہ کیا جائے۔ وہ کتاب اللہ کے غلط معانی بیان کرتے چلے جائیں۔ اسلام اور احمدیت کی پاک و صحیح تعلیم کو بگاڑتے جائیں۔ دنیا میں فتنوں اور مصیبتوں کے دروازے کھولتے رہیں۔ اور ہم بدستور اپنی زبانوں پر قفل لگائے بیٹھے رہیں۔ اور اس کے بعد وہ یہ چاہتے ہیں کہ "الفضل" اور "فاروق" کی قماش کے قادیانی اخبارات ہمارے بزرگوں کی شان میں گستاخیاں کریں ہمیں گالیاں دیں۔ اور ہم اپنے قلم کو کبھی بھی ادنیٰ سی جنبش بھی نہ دیں۔ یہ بہت مشکل ہے ——— ناممکن ہے۔ ہم جناب خلیفہ صاحب کی قادیانی جماعت کے امیر کی حیثیت سے عزت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور کرتے ہیں لیکن ان کی ذات گرامی کو اعتراضات سے بلند نہیں سمجھ سکتے جب کبھی بھی وہ غلط عقائد کا اظہار کریں گے۔ یا قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کے ارشادات و تعلیمات کو غلط رنگ میں پیش کریں گے۔ ہم لازماً قانونی و اخلاقی حدود کے اندر رہ کر ان کے خلاف لکھیں گے اور ہر حالت اور ہر قیمت پر لکھیں گے۔ قادیانیوں کا شور ہمیں اظہار حق سے باز نہیں رکھ سکتا اس بارہ میں جناب خلیفہ صاحب اور ان کے مرید خود خاموش رہ کر ہی ہمیں خاموش رکھ سکتے ہیں۔

چونکہ قادیانیوں نے حکومت کے پاس بھی شور بپا کر دیا اور فریاد کی ہے۔ اور شور مچا رکھا ہے اس لئے ہم ارباب حکومت سے کہنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ ذرا گہری نظر سے واقعات پر غور کریں۔ قادیانی لوگ پروپیگنڈے میں خوب مشتاق ہیں۔ ان کے گلوں کو چیخنے کی کافی مہارت ہے لیکن کوئی ذمہ دار حکومت محض کسی کے شور مچانے اور چیخنے پر متاثر نہیں ہو سکتی۔

ہم نے جو کچھ لکھا ہے اصولی طور پر ذاتیات سے علیحدہ ہو کر لکھا ہے اگر قادیانی حضرات چور کی ڈاڑھی میں تنکا کے مصداق بن کر اسے اپنے اوپر چسپاں کر لیں۔ تو یہ ہمارا نہیں بلکہ ان کی ضمیر مجرم کا قصور ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں توقع ہے۔ کہ جناب خلیفہ صاحب نے اپنے خطبات میں ہماری جماعت کے خلاف جو دل آزار اور توہین آمیز کلمات کہے۔ اور "الفضل" میں آئے روز جو بدکلامی کی جاتی ہے۔ اس پر باقاعدہ نوٹس لیا جائے گا۔ اور آئندہ کے لئے اس شرمناک سلسلہ کے انسداد کی کوئی موثر تدبیر کی جائے گی۔ اصل میں اس وقت جناب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت کو یہ احساس دلانے کی اشد ضرورت ہے۔ کہ وہ بھی برطانی رعایا ہیں اور ان پر بھی دوسروں کی طرح ہی برطانی قانون کی پابندی لازمی ہے ——— اس بارہ میں انہیں بہت سی غلط فہمیاں ہیں جنہیں حکومت ہی اور نئے اسی قسم کی حرکت دور کر سکتی ہے۔

دار الکتب اسلامیہ کا سفری ایجنٹ

صفحہ اول پر یہ خبر درج ہو چکی ہے۔ کہ چودھری سلطان محمود صاحب کارکن دار الکتب اسلامیہ احمدیہ انجمن ہندوستان کے دورہ پر ۱۴ اگست کو روانہ ہو گئے ہیں آپ فروخت کتب کے علاوہ اخبار لائیٹ کی توسیع اشاعت اور وصولی چندہ کے لئے بھی کوشش کریں گے۔ علاوہ ازیں انجمن کیلئے عطیات بھی وصول کریں گے۔ انکا پروگرام یہ ہے کہ لاہور سے شملہ، شملہ سے کرنال وغیرہ ہوتے ہوئے دہلی اور وہاں سے ریاست گوالیار، بھوپال اور صوبہ بمبئی جائینگے۔ چودھری صاحب مذکور ایک محنتی اور خوش اخلاق نوجوان ہیں

مکتوب برلن

۱۵ جولائی میں برلن مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

کامیاب و مفید اجتماعات

جناب بیرن فان ہورسٹ کا لیکچر

بروز جمعہ مورخہ ۹ جولائی ۱۹۳۷ء کو جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر نگرانی جناب بیرن فان ہورسٹ نے ایک نہایت ہی روح پرور اور مؤثر لیکچر دیا۔ لیکچر سے قبل جناب پروفیسر ڈاکٹر عبد اللہ صاحب امام مسجد نے قرآن کریم کی چند آیات کی تلاوت فرمائی۔ جناب بیرن موصوف کے لیکچر کا موضوع الہامات انبیاء تھا۔ آپ نے حضرت رسول کریم صلعم اور دیگر انبیاء کے الہامات کو پیش کر کے ثابت کیا کہ انبیاء دنیا کے لئے ایک زندگی بخش پیغام لائے تھے۔ آپ نے اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں متعدد زندہ مثالیں پیش کیں۔ حاضرین پر جناب بیرن صاحب کی تقریر کا اچھا اثر ہوا۔ لیکچر ختم ہونے کے بعد مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔

ایک سوشل اجتماع

مورخہ ۲۳۔جولائی بروز جمعہ ایک سوشل اجتماع کا انتظام کیا گیا۔ جس میں خلاف معمول بہت زیادہ آدمی شامل ہوئے۔ ہال میں کوئی جگہ باقی نہ رہی بلکہ بعض دوستوں کو کھڑا رہنا پڑا۔ جناب امام صاحب مسجد برلن نے حضرت عمرؓ کی زندگی کے دو واقعات حاضرین کو سنائے۔ لوگ بڑے غور و خوض کے ساتھ ان واقعات کو سن رہے تھے۔ اس کے بعد مسٹر باخ (Bach) نے حضرت امام غزالیؒ کے مکتوبات سے چند اقتباسات حاضرین کی خدمت میں پیش کئے۔ مسٹر باخ کی تقریر ختم ہونے پر عام سوال و جواب کی اجازت دی گئی اور لوگ قریباً ۱۱ بجے رات تک وہاں رہے۔

۱۶۔ اور ۳۰۔ جولائی کے جلسے

۱۶ اور ۳۰ جولائی کو مسلمانوں کے لئے مخصوص جلسے منعقد کئے گئے۔ ۱۶ کو حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے جرمن ترجمہ قرآن کے چند رکوع پڑھ کر سنائے اور پھر لوگوں کو سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ قریباً ۱۱ بجے تک گفتگو جاری رہی۔

۳۰ کو پھر ایسا ہی جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسے میں "اسلامی تعزیری قوانین" پر بحث ہوئی۔ جناب پروفیسر عبد اللہ صاحب نے مختصراً ان قوانین کی تشریح کی اور بتلایا کہ یہ سزائیں دراصل انسان کی اپنی اصلاح کے لئے ہیں۔ اور سوسائٹی کے بہت سے فوائد ان میں مضمر ہیں۔ اس کے بعد سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ جو کافی دیر تک رہا اور ان کا جواب جناب پروفیسر صاحب دیتے رہے۔ آخر میں حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے نہایت مؤثر طریقہ پر بعض سوالوں کے جواب دیئے۔ اور قریباً ۱۱ بجے جلسہ ختم ہوا۔

برلن ۴۔ اگست ۱۹۳۷ء (نامہ نگار)

کشمیر کا ایک دروغگو قادیانی

"الفضل" اوچھے ہتھیاروں پر

قادیانی جماعت کے ایک تنخواہ دار دروغگو نے "الفضل" میں شائع کرایا ہے کہ ان کے خلیفہ کے خلاف جو ٹریکٹ قادیان کی مجلس احمدیہ نے چھپوائے ہیں۔ وہ میری ہدایت کے ماتحت ہماری انجمن نے روانہ کئے۔ اس دروغگو کو اچھی طرح علم ہے کہ جو بھی پیکٹ یہاں سے روانہ ہوتا ہے۔ وہ رجسٹر میں درج ہو کر جاتا ہے۔

یہاں سے گذشتہ جون اور جولائی میں صرف دو پیکٹ کشمیر گئے جن میں تازہ ٹریکٹ ختم نبوت بھیجے گئے تھے۔ اگر وہ کسی خاص شخص کا نام بتائے کہ جس کے نام قادیان کے اشتہارات یہاں سے بھیجے گئے۔ تو اس کی دروغگوئی کا پردہ فوراً چاک ہو جائے گا۔ ایک انسان کی خوشنودی کیلئے جو ان لوگوں کا مصنوعی رب بنا ہوا ہے یہ لوگ خدا کی ناراضگی کی پرواہ نہیں کرتے۔

یہ تنخواہ دار دروغگو وہی شخص ہے جو آج سے چودہ سال پیشتر جبکہ جناب خلیفہ صاحب کشمیر گئے تھے۔ ناگفتہ باتیں انکے اور انکے ہمراہیوں کے بارہ میں بڑے جوش سے سنایا کرتا تھا۔ اب چند روپوں کے بدلے اس میں اتنا تغیر آچکا ہے۔

محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری

(زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت شیخ عبد الرحمن صاحب بی۔ اے، پی۔ سی۔ ایس فسٹ ایڈیشنل کمشنر اسسٹنٹ کمشنر با ختیارات پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر کوئٹہ

نمبر مقدمہ ۱۷۹ بابت ۱۹۳۷ء

سیٹھ پرپھداس شولداس بیبنکر بذریعہ لعگو انداس مختار سکنہ کوئٹہ مدعی

بنام

شریمتی ۱ شرداں بائی بیوہ لچھمنداس۔ ۲ رام لعل وندرا نجھا مل۔ ۳ رام کشن المعروف کشن چند ساکنان کمالیہ ضلع لائلپور۔ مدعا علیہ

دعوے -/-/۲۵۵۳

بنام رام کشن المعروف کشن چند ذات جگ سکنہ کمالیہ ضلع لائلپور

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی رام کشن المعروف کشن چند کو تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۲۶ اگست ۱۹۳۷ء کو بمقام کوئٹہ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آ دے گی۔

آج بتاریخ ۲ ماہ اگست ۱۹۳۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(مہر عدالت) دستخط حاکم

رفتار عالم

—— چین اور جاپان کی شنگھائی میں باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی ہے۔ برطانی اور امریکن افواج نے بھی مورچہ بندی کر لی ہے۔ ہزاروں مزدور خندقیں کھودنے میں معروف ہیں۔

—— کلکتہ ۱۴ اگست۔ آج بعد دوپہر اسیران انڈیمان کی تکالیف رفع کرنے اور سیاسی قیدیوں اور نظر بندوں کی رہائی کا مطالبہ کے طور پر مختلف کالجوں کے طلبہ اور طالبات نے ایک عظیم جلوس نکالا۔ یہ جلوس ٹاؤن ہال کی طرف ایک جلسہ میں شرکت کی خاطر گیا۔

—— جب ٹاؤن ہال کے قریب پہنچ گیا تو پولیس نے اس پر زبردست لاٹھی چارج کیا ... قریباً ایک سو افراد کو جن میں لڑکیاں بھی شامل ہیں گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد اہل جلوس کو کانگریسی جھنڈے نیچا کرنے اور دس دس کے گروہوں میں چلنے کا حکم دیا اہل جلوس نے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا۔ جس پر پولیس نے زبردست لاٹھی چارج کیا۔ متعدد مرد اور عورتیں مجروح ہوئیں۔

—— مادھو بانگی (بہار) بہار میں دریاؤں کے سیلاب کی صورت حالات نازک ہو گئی بے شمار لوگ بے خانماں ہو گئے ہیں اور فاقہ کشی کر رہے ہیں۔

—— راولپنڈی ۱۴۔اگست۔ کل ڈپٹی کمشنر بنوں نے پوسٹروں کے ذریعے عوام کو انتباہ کیا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی وزیری قبائل کو سامان خور و نوش ارسال کرتا ہوا پکڑا گیا تو اسے چھ ماہ قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔

—— راولپنڈی ۱۴۔ اگست۔ یہاں اطلاع پہنچی ہے کہ شاید حکومت سرحد وزیرستان کانفرنس کے انعقاد پر جو اس ماہ کے آخر میں پشاور میں منعقد ہو رہی ہے پابندیاں عائد کر دے۔

—— جموں ۱۶۔اگست۔ گوسالہ پرست ہندوؤں کی ایجی ٹیشن بدستور جاری ہے۔ ان کے حوصلے بڑھ رہے ہیں وہ ہر روز قانون شکنی کرتے ہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ کی میعاد میں دو ہفتے کی توسیع کر دی ہے جس کی رو سے جموں اور اردگرد کے پانچ میل کے علاقے میں تمام جلوسوں اور ماتم کرنے کی ممانعت ہو گی۔ دیہات کی خبر ہے ایجی ٹیشن کمزور ہو رہی ہے۔

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دکانوں پر پکٹنگ اور مظاہرے اور جموں میں کسی شخص کو دکان کھولنے یا کھلی دکان کو بند کرنے پر مجبور کرنے کو بھی خلاف قانون قرار دے کر اس کی ممانعت کر دی ہے۔

—— جموں ۱۷۔اگست۔ شنبہ کی شام کو کچی چھاؤنی کے نزدیک جو جلوس روکا گیا تھا اسے متواتر ۲۴ گھنٹے سڑک پر بیٹھے رہنے کے بعد پولیس نے چلے جانے کی اجازت دیدی آج جموں اور دیگر شہروں کے درمیان جن میں سرینگر بھی شامل ہے لاری ٹریفک بند کر دیا گیا ہے۔

—— لاہور ۱۷ اگست۔ ایل گابا نے ہائی کورٹ میں اس مطلب کی ایک درخواست دی تھی کہ ان کے خلاف مقدمہ میں شہادت استغاثہ ختم ہو چکی ہے۔ مقدمہ کی مشترکہ سماعت قانونی لحاظ سے ٹھیک نہیں۔ اس کے تمام ریکارڈ پر نظر ثانی کی جائے اور مجھے رہا کر دیا جائے۔ ہائیکورٹ نے یہ درخواست مسترد کر دی

—— سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ اس خبر میں کوئی صداقت نہیں کہ وزارت سرحد استعفیٰ دینے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔

—— امرتسر ۱۶۔اگست۔ اکالی دل کے ایک اجلاس میں کوٹ فتح خان کے ستیہ گرہ کے سلسلہ میں اہم فیصلے کئے گئے اور قرار پایا کہ اکالی ستیہ گرہ کے سلسلہ میں ۲۰۔ اگست کو اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ کی قیادت میں ایک سو سکھوں کا جتھہ روانہ کیا جائے جو پیدل راستہ میں پروپیگنڈا کرتا جائے۔ نیز سکھوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ شدید نقصان برداشت کرنے اور قربانیوں کے لئے تیار رہیں

موجودہ قادیانی جھگڑے سے دلچسپی کی وجہ

پیر پرستی کے بُت کو توڑنے والے ہماری ہمدردی کے مستحق ہیں

(چھٹا خط)

برادران مکرم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے جب یہ سلسلہ خطوط شروع کیا تو [illegible] مد نظر کچھ اور اہم امور تھے۔ مگر انہی ایام میں قادیان میں جو صورت حالات [illegible] اس نے اپنی طرف توجہ کو پھیر لیا۔ ممکن ہے بعض احباب کو یہ خیال ہو کہ قادیانی جماعت کے اندرونی جھگڑے سے ہمیں کیا تعلق ہے اور اس کا ذکر کرنے سے ہمیں کیا فائدہ ہے وہ جس طرح [illegible] اس جھگڑے کو نپٹ لیں، دوسری طرف قادیانی جماعت کہتی ہے کہ ہم دونوں فریق [illegible] دو فریق جو خلیفہ کی حمایت میں ہے اور وہ فریق جو خلاف کھڑا ہوا ہے [illegible] ہیں تو پھر جماعت احمدیہ لاہور کے نزدیک دونوں یکساں [illegible] اس فریق سے جو مخالف کھڑا ہوا ہے کیوں ہمدردی ہے؟

ہمارے دخل دینے کی وجہ قادیانی جماعت کا اپنا طرز عمل ہے

پہلے سوال کے متعلق تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس جھگڑے کا اثر ہماری جماعت پر یا حضرت مسیح موعود کے سلسلہ پر پڑتا ہو اس میں لازماً ہماری جماعت کو دلچسپی ہوگی۔ لیکن یہاں تو ہمارے دخل دینے کی وجہ فی الحقیقت قادیانی جماعت کا اپنا رویہ ہے جو انہوں نے ہمارے متعلق پہلے سے اختیار کر رکھا ہے۔

ہمارے خلاف قادیانی جماعت کا بغض وعداوت

انہوں نے اپنی جماعت میں ہمارے خلاف انتہائی درجہ کے بغض اور نفرت کے خیال پیدا کر رکھے ہیں اور یہ تعلیم انہیں اس شخص سے ملی ہے جس کی ان کے دلوں میں رسولوں اور ماموروں سے بھی بڑھ کر عزت ہے (یہ فقرہ میں نے مبالغہ کے رنگ میں نہیں لکھا بلکہ میں ابھی دکھاؤنگا کہ واقعات یہی ہیں) میاں محمود احمد صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں ہمیں جہنم کی جلتی ہوئی آگ قرار دیا۔ گوبھی اور شلجم کے سڑے ہوئے چھلکوں سے جو کھاد کے ڈھیر پر پڑے ہوئے ہوں ہمیں مشابہت دی اور ہمیں دنیا کی تمام قوموں اور جماعتوں سے بدترین جماعت قرار دیا۔ یہاں تک کہ یہ لکھا کہ ابتدائے آفرینش سے آج تک کوئی ایسی بری قوم پیدا نہیں ہوئی۔

مریدوں کو احمق بنانے کا ایک گر

تو اس بغض اور نفرت کی وجہ سے جواب جماعت قادیان کی فطرت ثانیہ ہو گئی ہے جس بات کا کوئی جواب نہ ملے اس کا یہی جواب مریدوں کے نزدیک کافی ہوتا ہے کہ یہ "پیغامیوں کی شرارت" ہے چنانچہ اس وقت بھی ایسا ہی ہوا جب بعض مخلص مریدوں نے پیر کے چال چلن کے متعلق کچھ اعتراضات کئے تو است "پیغامی پروپیگنڈا" قرار دیا گیا اور ساتھ ہی لعنۃ اللہ علیہم کا ورد شروع ہوا کیونکہ سمجھا یہ جاتا ہے کہ اس وظیفہ سے تمام بلائیں رد ہو جاتی ہیں اور بات بات میں پیر اور مریدوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ نئے باغیان خلافت پہلے باغیان خلافت کے انجام سے عبرت حاصل کریں کہ وہ کس طرح ناکام اور ذلیل اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تو کیا ان سب باتوں کو سنکر ہم خاموش بیٹھے رہتے؟

ہم قادیانی خلافت کو بدترین پیر پرستی سمجھتے ہیں!

واقعات کو توڑ مروڑ کر مریدوں کو خوش کر لینا آسان ہے انہیں شب روز کہا جاتا ہے کہ "پیغامی" "خلافت" کو تباہ کرنے کے لئے اٹھے تھے اس لئے وہ ناکام ہو گئے۔ اب واقعات کیا ہیں کہ جس چیز کو "خلافت" کا بلند نام دیا جاتا ہے اسے ہم پہلے دن سے بدترین قسم کی پیر پرستی سمجھتے اور کہتے رہے ہیں۔

ہماری انجمن کا قیام اور اس کا مقصد

جب ہم نے دیکھا کہ جماعت کا کثیر حصہ پیر پرستی کی رو میں بہا جا رہا ہے تو چند دوستوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم نے جو تبلیغ کا کام حضرت مسیح موعود کی آواز پر اختیار کیا ہے۔ کچھ ہو جائے اسے نہیں چھوڑیں گے۔ وہ ہماری روحوں کی غذا تھی۔ ساری دنیا کو چھوڑ کر قادیان گئے تھے مگر اب مسلمانوں کی تکفیر کی خاطر قادیان کو چھوڑا۔ اور پورا ڈیڑھ ماہ انتظار کرنے کے بعد چند آدمیوں نے مل کر ایک انجمن کی بنیاد رکھی۔ ہماری اس وقت حالت کیا تھی کہ پہلے دو سال میں کل اٹھارہ ہزار روپیہ کے قریب آمدنی اور غرض ہماری کیا تھی؟ وہ صرف خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانا اور خدا کے دین کو دنیا میں پھیلانا تھی۔

جماعت لاہور پر اللہ تعالیٰ کے افضال

اب جماعت قادیان کے پروپیگنڈا کو ایک طرف رکھئے اور اس وقت کی حالت کا آج کی حالت سے مقابلہ کیجئے کہ خدا کے فضل سے جو بتدریج ترقی کرکے تقریباً دو لاکھ سالانہ تک آمد پہنچی ہے۔ دنیا کے ممالک میں جگہ جگہ جماعتیں بن گئیں۔ یورپ میں کئی مشن قائم ہو گئے۔ دو ہائی سکول بنا دیئے گئے۔ قرآن شریف کا ترجمہ تین یورپین زبانوں میں کر دیا گیا اور قادیانی ابھی تک یہی راگ گاتے ہیں کہ دیکھو کس طرح یہ ناکام ہوئے۔ ہم تو ایک کام کو لیکر اٹھے تھے اور وہ تھا خدا کا کلام دنیا میں پہنچانا اور خدا نے اس میں ہمیں کامیاب کیا۔

ہمیں ناکام وہی کہہ سکتے ہیں جن کی آنکھیں بند ہیں

باقی رہی یہ بات کہ قادیان کی گدی بھی قائم ہے اور جس طرح اور پیروں کی گدیوں میں ہوتا ہے وہاں بھی ایک ریاست بن رہی ہے۔ یہ سچ ہے ہمارا مقصد خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانا تھا خدا نے اس میں ہمیں کامیاب کیا۔ ان کا مقصد گدی اور ریاست بنانا تھا سو اگر وہ اپنے آپ کو کامیاب سمجھتے ہیں تو ہم ان کی اس خوشی میں حارج نہیں۔ مگر ہمیں ناکام وہی لوگ کہہ سکتے ہیں جن کی آنکھیں خدا نے بند کر رکھی ہیں۔

تو ہمارا فرض تھا کہ جب انہوں نے ہماری مفروضہ ناکامی کا گیت "باغیان خلافت" کے سامنے گانا شروع کیا تو ہم دخل دیتے۔ ہم نے کہا کہ تم ہمیں ٹکڑے ٹکڑے دیکھنے کے خواہشمند تھے۔ مگر خدا نے وہ نظارہ تمہیں اپنے گھر میں دکھایا۔ ہم نے کہا کہ تم ہمیں فاسق کہتے تھے۔ خدا نے اس دنیا میں اس کی یہ سزا دی کہ مریدوں نے پیر کو فاسق اور فاسق سے بڑھ کر کہا۔

خلیفہ صاحب پر معترض قادیانیوں سے ہمیں کیوں ہمدردی ہے؟

اب قادیانی جماعت میں بھی کئی گروہ ہیں ایسے بھی لوگ قادیانی جماعت میں ہیں جو مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے۔ یقیناً وہ ہم سے دوسرے قادیانیوں کی نسبت زیادہ نزدیک ہیں اور ہمیں ان سے زیادہ ہمدردی ہے ایک اور گروہ آج اٹھتا ہے اور وہ لیکن بہرا ابھی تک بہت چھوٹا گروہ ہے اور وہ کہتا [illegible] یہ سبق جو ۲۳ سال تک ہمیں دیا جاتا رہا کہ "خلیفہ" پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ غلط تھا۔ وہ اعتراض بھی کرتا ہے اور ان اعتراضات کی بنا پر [illegible] یہ بھی مطالبہ ہے کہ خلیفہ کو معزول کیا جائے تو یہ گروہ یقیناً ہم سے دوسرے قادیانیوں کی نسبت زیادہ نزدیک ہے۔ اس لئے کہ عام قادیانی جماعت تو اس بات کی قائل ہے کہ خلیفہ پر نہ اعتراض ہو سکتا ہے نہ وہ معزول ہو سکتا ہے مگر یہ گروہ ان دونوں باتوں کی تردید کرتا ہے۔ اس لئے بغیر یہ دریافت کرنے کے کہ ان کے نبوت اور کفر و اسلام کے بارے میں کیا عقائد ہیں اور بید دریافت کرنے کا موقع بھی ابھی نہیں۔ ہم انہیں اپنے سے زیادہ قریب سمجھتے ہیں اور یہ صحیح بات ہے کہ اس لحاظ سے کہ وہ قادیان کے غلط عقائد کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے ہیں ہمیں ان سے ہمدردی بھی ہے۔

مسئلہ "خلافت" قادیانی جماعت کا مرکزی مسئلہ ہے

اصل بات یہ ہے جسے میں آج صاف کرکے اپنی جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ "خلافت" کا مسئلہ قادیان کا مرکزی مسئلہ ہے۔ خلافت کا مسئلہ ان کے نزدیک کیا ہے کہ خلیفہ پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا اس خیال کا لازمی نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جو پیر کہتا جا رہا ہے مرید آنکھیں بند کرکے اسے مانتے چلے جاتے ہیں جو بات اس کے منہ سے نکل جائے وہ کتنی ہی بعید از عقل ہو کتنی ہی شریعت کے خلاف ہو مرید اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ نبوت اور کفر کا مسئلہ اسی پیری یا "خلافت" کے نام پر ہی منوایا گیا ہے۔ قرآن اور حدیث کہتے ہیں ہر کلمہ گو مسلمان ہے پیر کہتا ہے تمام کلمہ گو سوائے ان کے مریدوں کے کافر ہیں۔ قرآن اور حدیث کو پس پشت پھینکا جاتا ہے اور پیر کی بات کو درست مانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود قسم کھا کر کہتے ہیں کہ میں آنحضرت صلعم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو کافر سمجھتا ہوں اور میرا دعویٰ نبوت کا نہیں بلکہ محدثیت کا ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ پیر کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت کا تھا۔ پیر کو سچا سمجھا جاتا ہے اور مسیح موعود کی بات کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ حضرت مسیح موعود کہتے ہیں کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔ پیر کہتا ہے کہ نہ صرف انکار کرنے والے کافر ہیں بلکہ جن کو مسیح موعود کا نام بھی نہیں پہنچا وہ بھی کافر ہیں اور آج کوئی شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار سے اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی پیر کی باتوں کے سامنے پر کاہ کے برابر بھی وقعت نہیں۔

قادیانی جماعت کا نیا گروہ اصولاً ہماری ہمدردی کا مستحق ہے

پس جب جماعت کا عام مسلک یہ ہو اور پھر کچھ لوگ اس جماعت میں ایسے کھڑے ہو جائیں کہ وہ کہیں خلیفہ پر اعتراض بھی ہو سکتا ہے بلکہ وہ معزول بھی ہو سکتا ہے تو کیا ہمارے لئے یہ خوشی کا مقام نہیں کہ قادیانی جماعت کے ایک حصہ نے اس بنیادی اصول کی اصلاح کی طرف قدم اٹھایا ہے جس کو مان کر پیر کی ہر بات کو بغیر تحقیقات کے درست مانا جاتا ہے تو کیا ہمیں خوش نہ ہونا چاہئیے کہ اب جب "خلیفہ" پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ تو اس کے معتقدات بھی زیر بحث آ سکتے ہیں اور تحقیقات کا دروازہ اس طرح جماعت قادیان کے اندر کھل جانے کی امید ہے۔ یقیناً ہمیں یہ خوشی ہے کہ قادیانی جماعت میں حق پرست اصحاب پیدا ہونے لگے ہیں اور ہمیں یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گروہ کو قوت پہنچا کر مسیح موعود کی جماعت کو راہ راست کی طرف لے آئیگا۔ یہ تو وہ بات ہے جو ہمارے ایمان اور یقین کے مطابق ہو کر رہنی ہے۔ رہی یہ بات کہ وہ اعتراضات سچے ہیں یا نہیں جو یہ گروہ کر رہا ہے ہم ابھی اس کو سپرد خدا کرتے ہیں لیکن محض انکا اس اصلاح کے لئے کھڑا ہو جانا کہ خلیفہ پر اعتراض ہو سکتا ہے اور خلیفہ معزول بھی ہو سکتا ہے ہمارے نقطہ نگاہ سے جماعت قادیان کے اندر ایک عظیم الشان اصلاح کی بنیاد ہے اور یہ گروہ ہماری ہمدردی کا ہر طرح مستحق ہے۔

قادیانی جماعت کے نزدیک خلیفہ رسولوں اور ماموروں سے بڑھکر ہے

سچ تو یہ ہے کہ "خلافت" کا مسئلہ قادیان میں شرک کا رنگ اختیار کر گیا ہے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کا ایسا نقشہ دنیا نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ میرے سامنے یہ لکھا ہے کہ

قادیانی جماعت "خلیفہ" کی عزت ماموروں اور رسولوں سے بڑھ کر کرتی ہے دیکھئے قادیانی جماعت کے سامنے کس قدر گالیاں حضرت مسیح موعود کو دی گئیں کس قدر اخبارات اور رسالے فحش سے فحش گالیوں سے بھرے ان دو تین سال کے اندر قادیانیوں کی آنکھوں کے سامنے آئے مگر کسی کو اشتعال نہ آیا اور کسی قادیانی نے کسی شاتم کا بال تک بیکا نہ کیا بلکہ وقت پڑنے پر ایسے شاتموں کی خوشامدیں بھی کیں۔ ان سے تعلقات بھی پیدا کئے۔ خود حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو ان کی آنکھوں کے سامنے شب و روز گالیاں دی جاتی ہیں مگر کبھی قادیانی کو یہ خیال نہ آیا کہ ہم اپنے رسول کی عزت پر حملہ کو برداشت نہیں کر سکتے۔ رسول خدا صلعم کی عزت پر حملے بھی برداشت ہو گئے۔ مسیح موعود کی عزت پر حملے بھی برداشت ہو گئے مگر "خلیفہ" کی عزت پر حملہ کی برداشت قادیانی جماعت میں نہیں کیا یہ مدعی خلافت کی اپنی تعلیم کا نتیجہ نہیں؟ یقیناً ہے اور اسی وجہ سے میں نے لکھا ہے کہ خلیفہ کی عزت قادیانی اصحاب کے دلوں میں رسولوں اور ماموروں سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ خدا سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس لئے میں پھر کہتا ہوں کہ جو اصحاب اس جھوٹی خلافت کے بت کو توڑنے کے لئے اٹھے ہیں اور جو جماعت کے سامنے تحقیقات کا رستہ کھولنا چاہتے ہیں وہ یقیناً سلسلہ کی خدمت کر رہے ہیں اور ہماری ہمدردی کے مستحق ہیں

والسلام

محمد علی

گئو رکھشا کی ہولناک قیمت

ہندوستان کے جانوروں میں گائے کی اہمیت اور افادی حیثیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ہر ہندوستانی کو چاہئے کہ اس جانور کے فوائد کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔ اگر ہندو اس مسئلہ میں اقتصادی نقطہ نظر سے مسلمانوں کے ہمنواؤں کے خواہاں ہوتے تو مسلمان نہایت خوشی سے ان کا ساتھ دیتے لیکن مصیبت یہ ہے کہ ہندوؤں نے گئو رکھشا کو ایک مصیبت بنا رکھا ہے۔ احمد آباد کے پرنسپل سندرے شیراس نے پچھلے دنوں ماہرین اقتصادیات کے ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا ۔

ہندو دھرم نے گائے کو "گئو ماتا" سے نہ ٹہیں پہنچا دیا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اس کو دوبارہ مندر سے کھیت میں کس طرح لایا جائے

دوران تقریر میں مسٹر شیراس نے یہ بھی بتایا کہ ہندوستان کی غریبی کے جو اسباب ہیں ان میں ایک بہت بڑا سبب اس کے مویشی بھی ہیں۔ کیونکہ اس وقت ملک میں ڈھائی کروڑ ایسے مویشی موجود ہیں جو بوڑھے یا کمزور یا بیمار یا کسی اور وجہ سے بالکل بیکار ہو چکے ہیں۔ دوسرے ملکوں میں اس قسم کی مصیبت ہرگز برداشت نہیں کی جاتی۔ لیکن ہندوستان محض مذہبی وہم پرستی کے باعث ان ڈھائی کروڑ حیوانوں پر ایک ارب ساٹھ کروڑ روپیہ سالانہ صرف کر رہا ہے اور یہ رقم سارے ہندوستان کے مالیہ سے چوگنی ہے۔

کانگرسی لیڈران چار چار پانچ پانچ کروڑ کی رقموں پر تو بہت زور تقریر صرف کرتے ہیں جو مختلف شعبوں میں انگریز اس ملک سے لیجاتے ہیں لیکن اس ایک ارب ساٹھ کروڑ کا کسی کو خیال بھی نہیں آتا۔ جو ہر سال گوبر اور پیشاب کی شکل میں منتقل ہو جاتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ مویشی کے تحفظ کو سائنٹیفک شکل دی جائے۔ بے کار و بیمار مویشی ختم کر دیئے جائیں۔ قابل ذبح مویشی ذبح کر کے خوراک کے کام میں لائے جائیں اور تندرست جانوروں کی خورد و نوش اور رکھ رکھاؤ پر بہت زیادہ توجہ صرف کی جائے لیکن جو ہندو ذبح گاؤ کرنے والے کو دس سال قید کی سزا دلوانے کے لئے ستیاگرہ کر سکتے ہیں ان سے معقولیت کی توقع رکھنا بیکار ہے۔

(انقلاب)

نہ بود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

جناب فخر الدین صاحب ملتانی وفات پا گئے

گورداسپور اور قادیان میں رقت آمیز مناظر

جناب فخر الدین صاحب ملتانی جن پر ۷۔ اگست کو قادیان میں قاتلانہ حملہ ہوا تھا ۱۳۔ اگست کی سہ پہر کو گورداسپور کے سول ہسپتال میں وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بیان کردہ حملہ آور جناب خلیفہ قادیان کا ایک مخلص مرید ہے جس کا مقدمہ ایڈیشنل مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔

دھاریوال میں ایکس رے

زخم چونکہ بہت خطرناک تھا اس لئے مرحوم کے بچنے کی کم امید تھی۔ وفات سے ایک روز قبل حالت زیادہ نازک ہو گئی۔ ۱۳؍اگست کو صبح دس بجے کے قریب ان کو ایکس رے کے لئے دھاریوال لے جایا گیا کیونکہ گورداسپور میں اس کا انتظام نہ تھا۔ بارہ بجے کے قریب واپسی عمل میں آئی اسی اثنا میں مرحوم کے والد محترم جو غیر احمدی ہیں ملتان سے تشریف لے آئے۔ اختلاف عقائد کی وجہ سے باپ بیٹوں میں عرصہ دراز سے تعلقات منقطع تھے۔ گورداسپور پہنچ کر مرحوم کی حالت بہت ہی زبون ہو گئی۔

مرحوم کا احمدیت پر پختہ یقین

آپ نے اپنے والد محترم کو اشارے سے بلایا۔ اور ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی۔ چونکہ بہت نڈھال ہو گئے تھے اس لئے اُن کو اشارے سے اپنا پاؤں قریب کرنے کو کہا اور ان کے پاؤں پر اپنے ہاتھ مس کر کے منہ پر پھیرے۔ ان کے والد صاحب نے کہا کہ "فخر الدین اب بھی وقت ہے احمدیت سے توبہ کر لو" اس پر مرحوم نے انکار کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیت پر اپنے کامل یقین اور ایمان کا اظہار کیا۔ مرحوم کی اہلیہ کہنے لگی "مجھے کس پر چھوڑ چلے ہو" جواب دیا "خدا پر" مولوی عمر الدین صاحب سے کہا "میرا قادیان والوں سے سلام کہنا اور پیغام محبت دینا" اس کے بعد مرحوم یا اللہ کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد کرتے رہے۔

وفات

چار بجے کے قریب انکی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ دم دینے سے چند منٹ پہلے کہا "میں احمدی ہوں۔ شہید ہوں۔ میرے سینہ پر شہادت کا نشان ہے"

پوسٹ مارٹم اور میت کی قادیان کو روانگی

شام کے وقت پوسٹ مارٹم ہوا۔ رات کے دس بجے کے قریب بذریعہ لاری میت پولیس کی حفاظت میں قادیان بھیجی گئی۔ یہ نظارہ بڑا پُر درد تھا۔ مرحوم کی بیوہ اور یتیم بچوں کی آہ و زاری۔ رات کی خاموشی اور تاریکی میں میت کی روانگی جو کوئی اس نظارہ کو دیکھتا اس کی آنکھیں پُر نم ہو جاتیں۔

میت قادیان میں

ایک بجے کے قریب میت قادیان پہنچی۔ پولیس کی کافی جمعیت مجسٹریٹ علاقہ اور غیر احمدیوں کی ایک معقول تعداد موجود تھی۔ جہاں تک معلوم ہوا کوئی قادیانی اس وقت نہیں آیا۔ مرحوم کی بیوہ کے بین بہت دردناک اور رقت آمیز تھے جنہیں سن کر بعض لوگ زار و قطار رونے لگے۔ میت مرحوم کے مکان پر لے جائی گئی اور صبح نو دس بجے کے درمیان نماز جنازہ کے بعد عام قبرستان میں بطور امانت سپرد خاک کی گئی۔ میت کے لئے تابوت بنوانے اور قبر کے لئے اینٹیں حاصل کرنے میں سخت دقت پیش آئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس بارہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالی گئیں جو سخت قابل افسوس ہے۔ جنازہ میں بھی کوئی قادیانی شریک نہیں ہوا۔ نہ انہوں نے اس دردناک موت پر مرحوم کے پس ماندگان سے اظہار ہمدردی کیا۔

اظہار ہمدردی

ہمیں اس حادثہ میں مرحوم کی بیوہ۔ ان کے یتیم و بیکس بچوں اور دیگر اعزہ و رفقا سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کی بیوہ اور بچوں کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

دانیال نبی کی دانائی

کتاب میثاق النبیین جلد دوم کا ایک غیر مطبوعہ ورق

(از جناب مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

دانیال جس کے معنی عبرانی زبان میں "میرا خدا عادل" ہے۔ یا "خدا میرے حق کی مدافعت کرنے والا ہے"۔ ایک نبی تھا بنی اسرائیل اسیری اور قید و بند کی کڑی مصیبتوں کے اندر جو بابل کے بادشاہ بخت نصر کے حکم سے ڈالی گئی تھیں (خدا کے برگزیدہ اکلوتے اور پلوٹھے فرزند اپنی متواتر سرکشیوں اور گردن فرازیوں کی وجہ سے خدا کے غضب کے نیچے زندگی کے دن نہایت ذلت سے کاٹ رہے تھے۔ ان تاریکیوں کے اندر حکمت اور دانائی کا یہ روشن چراغ نہ صرف اپنی قوم کے لئے ساحل امید کا مبشر تھا نہ صرف صحف انبیاء میں دانشمندی اور زیرکی میں نوح اور ایوب کی طرح ضرب المثل تھا۔ بلکہ بخت نصر بھی باوجود اس طاقت و قدرت اور علمی ماحول کے جو اسے حاصل تھا اسی ایک قیدی کا اسیر تھا۔ اس کی اس خوبی کی وجہ سے بادشاہ نے اسے اپنے لئے خاص کر لیا ... قبل مسیح کا واقعہ ہے کہ بخت نصر بادشاہ نے ایک خواب دیکھا۔ جسے وہ بھول گیا۔ اس پر بادشاہ نے ملک کے تمام خواب بینوں، داناؤں اور جادوگروں کو بلا کر یہ طلب کیا۔ کہ وہ اس کی خواب اور اس کی تعبیر سے بادشاہ کو آگاہ کریں بابل کے سارے دانا اس پر حیران اور بھونچکا ہو کر رہ گئے۔ بالآخر دانیال کی دانائی سے اطلاع دی گئی۔ اور بادشاہ نے اس کی طرف رجوع کیا دانیال نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی۔ پاکر بادشاہ کو اس کی خواب اور خواب کی تعبیر سے راست راست اطلاع دے دی۔ اور یوں ملک کے تمام حکماء اور جادوگروں کو قتل ہونے سے بچا لیا۔

دانیال کی کتاب

بائیبل کے اس صحیفہ میں جو دانیل کی طرف منسوب ہے شاہ بابل اور اس کے بیٹے اور خود دانیل کے خوابوں اور ان کی تعبیروں کا ذکر ہے۔ کتاب کے بعض حصے عبرانی زبان میں اور بعض ارامی زبان میں ہیں جس سے بعض علماء کو یہ شک ہوا ہے۔ کہ یہ کتاب مختلف زبانوں اور مصنفوں کی تصنیف ہے۔

کتاب کے پہلے چھ ابواب میں دانیال کا ذکر بصیغۂ غائب ہے اور ساتویں باب سے خود دانیال بصیغۂ متکلم کلام کرتا ہے۔

علماء بائیبل نے ان اختلافات کی وجوہات مختلف بیان کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ اصل کتاب ارامی زبان میں تھی۔ پھر اس کا ترجمہ عبرانی زبان میں ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد اصل ارامی نسخہ کا کچھ حصہ گم ہو گیا۔ اس کی جگہ عبرانی ترجمہ نقل کر دیا گیا۔ بعض نے کہا۔ کہ اس کتاب کا پہلا حصہ۔ اصل کتاب ضائع ہو جانے کے بعد کالڈیا کی روایات سے جمع کیا گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ اصل نسخہ عبرانی میں تھا۔ مگر ملک کی زبان اس وقت ارامی تھی۔ ان کی سہولت کے لئے ایک حصہ کا ترجمہ ارامی میں کر دیا گیا۔

بخت نصر شاہ بابل کا رویا اور اس کی تعبیر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت اسلامیہ کی پیشگوئی

اس کتاب میں سب سے پہلا واقعہ مذکورہ بخت نصر کا خواب اور اس پر دانیال نبی کی تعبیر ہے بادشاہ کا خواب یہ ہے۔

"اس نے ایک بہت بڑا بت دیکھا جس کا سر سونے کا تھا اور اس کا سینہ اور اس کے بازو چاندی کے اور اس کا شکم اور رانیں تانبے کی تھیں۔ اس کی ٹانگیں لوہے کی اس کے پاؤں کچھ لوہے کے کچھ مٹی کے تھے۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اپنے آپ ایک پتھر نکلا جو ہاتھ کا کاٹا ہوا نہ تھا جس نے اس بت کے پاؤں چور چور کر دیئے۔ لوہا مٹی تانبا، چاندی، سونا سب ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہوا اسے اڑا لے گئی۔ اور اس کا کوئی نشان نہ رہا۔ وہ پتھر جس نے اس بت کو پاش پاش کیا۔ ایک بڑا پہاڑ بن گیا۔ اور اس نے زمین کو بھر دیا۔"

دانیال نبی نے اس خواب کی تعبیر یوں بیان کی۔

"سونے کا سر اے بادشاہ تو خود ہے تیرے بعد ایک اور چھوٹی سی (چاندی کی) سلطنت ہو گی اس کے بعد ایک تانبے کی عالمگیر سلطنت ہو گی۔ بعد ازاں چوتھی سلطنت لوہے کی مانند مضبوط ہو گی۔ مگر اس کے پاؤں میں لوہا اور مٹی دونوں کا ہونا اس سلطنت میں تفرقہ ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے زمانہ میں ابدی سلطنت نمودار ہو گی۔ اور وہ ایسی ہو گی جیسے پتھر کو بغیر تراشے پہاڑ سے نکالے۔ اور وہ سب سلطنتوں کو چور چور کر دے گی۔" (دانیال باب ۲)

اسی کے متعلق دانیال نبی کا اپنا رویا

دانیال نبی نے اپنے بستر پر ایک خواب اور اپنے سر کی رویتیں دیکھیں تب اس خواب کو لکھا۔ اور اس احوال کا مفصل بیان کیا۔ دانیال بولا اور کہا کہ میں نے رات کو خواب میں ایک رویا دیکھی۔ اور کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان کی چار ہوائیں بڑے سمندر پر بڑے زور سے چلیں اور سمندر سے چار بڑے حیوان جو ایک دوسرے سے متفرق تھے نکلے پہلا شیر ببر کی مانند تھا۔ اور عقاب کے سے پر رکھتا تھا۔ میں دیکھتا رہا جب تک کہ اس کے پر اکھاڑے گئے۔ اور وہ زمین سے اٹھایا گیا اور آدمی کی طرح پاؤں پر کھڑا کیا گیا۔ اور انسان کا دل اسے دیا گیا۔ اور کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک دوسرا حیوان ریچھ کی مانند تھا۔ اور وہ ایک طرف سیدھا کھڑا ہوا۔ اور اس کے منہ میں اس کے دانتوں کے درمیان تین پسلیاں تھیں۔ اور انھوں نے اسے کہا اٹھ اور بہت گوشت کھا۔ بعد اس کے میں نے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک اور حیوان تیندوے کی مانند اٹھا جس کی پیٹھ پر پرندے کے سے چار پر تھے اور سلطنت اسے دی گئی۔ اس کے پیچھے میں نے رات کی رویتوں کے وسیلے سے دیکھا۔ اور کیا دیکھتا ہوں۔ کہ چوتھا حیوان ہولناک اور ہیبت ناک اور نہایت زبردست اور اس کے دانت لوہے کے تھے اور بڑے بڑے تھے۔ وہ نگل جاتا۔ اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔ اور بچے ہوئے کو اپنے پاؤں سے لتاڑتا تھا۔ اور یہ سب حیوانوں سے جو اس سے آگے تھے متفرق تھا۔ اور اس کے دس سینگ تھے۔ میں نے سینگوں پر غور سے نظر کی۔ اور کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ان کے بیچ میں سے ایک اور چھوٹا سا سینگ نکلا جس کے آگے پہلے تین سینگ جڑ سے اکھاڑے گئے۔ اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس سینگ میں آنکھیں تھیں۔ انسان کی آنکھوں کی مانند اور ایک منہ تھا جو بڑی بڑی باتیں بول رہا ہے میں یہاں تک دیکھتا رہا۔ کہ کرسیاں رکھی گئیں اور قدیم الایام بیٹھ گیا۔ اس کا لباس برف سا سفید تھا اور اس کے سر کا بال صاف ستھرے اون کی مانند اس کا تخت آگ کے شعلے کی مانند اور اس کے پہیے جلتی آگ کے سے تھے۔ ایک آتشی سیلاب بہ رہا جو اس کے آگے سے نکلتا تھا ہزاروں ہزار اس کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور لاکھوں لاکھ اس کے آگے کھڑے تھے۔ عدالت ہو رہی تھی۔ اور کتابیں کھلی ہوئی تھیں میں نے دیکھا۔ یہاں تک کہ اس سینگ کی آواز کے سبب جو بڑے گھمنڈ کی باتیں بولتا رہا۔ ہاں میں یہاں تک دیکھتا رہا۔ کہ وہ حیوان مارا گیا۔ اور اس کا بدن ہلاک کیا گیا۔ اور شعلہ زن آگ میں ڈالا گیا۔ اور باقی حیوانوں کی سلطنت بھی ان سے لے لی گئی پر ان کی زندگی قائم رہی اور رہے ایک مدت اور ایک ساعت تک جیسے میں نے رات کی رویتوں کے وسیلہ سے دیکھا۔ اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آدم زاد کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا۔ اور قدیم الایام تک پہنچا وے۔ اسے اس کے آگے لائے۔ اور تسلط اور حشمت اور سلطنت اسے دی گئی۔ کہ سب قومیں اور امتیں اور مختلف زبان بولنے والے اس کی خدمت گزاری کریں۔ اس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے۔ جو جاتی نہ رہے گی۔ اور اس کی مملکت وہ ایسی جو زائل نہ ہو گی (دانیال باب ۷ آیت ۱ تا ۱۴)

اس رویا کی دانیال نبی کی زبان سے الہامی تفسیر

یہ چار بڑے حیوان چار بادشاہ ہیں۔ جو زمین میں برپا ہوں گے لیکن حق تعالےٰ کے مقدس لوگ سلطنت لے لیں گے اور ابد تک ہاں ابد الآباد تک اس سلطنت کے مالک رہیں گے۔ . . . . چوتھا حیوان چوتھی سلطنت ہے جو دنیا میں ہو گی وہ ساری سلطنتوں سے متفرق ہو گی اور ساری زمین کو نگلے گی اور اسے لتاڑے گی اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کرے گی۔ وے دس سینگ جو ہیں۔ سو دس بادشاہ ہیں جو اس سلطنت میں سے اٹھیں گے۔ اور ان کے بعد ایک اور اٹھے گا۔ اور وہ پہلوں سے متفرق ہو گا۔ اور تین بادشاہوں پر غالب ہو گا۔ اور وہ حق تعالےٰ کی مخالفت میں باتیں کرے گا۔ اور حق تعالےٰ کے مقدسوں کو تنگ کرے گا اور چاہے گا۔ کہ وقتوں اور شریعتوں کو بدل ڈالے اور وے اس کے قبضہ میں دیئے جائیں گے یہاں تک کہ ایک مدت اور مدتیں اور آدھی مدت گزر جائے گی پھر عدالت بیٹھے گی اور وے اس کی سلطنت اس سے لے لیں گے کہ اسے ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کریں۔ اور تمام آسمان تلے کے سارے ملکوں کی سلطنت اور مملکت اور سلطنت کی حشمت حق تعالےٰ کے مقدس لوگوں کو بخشی جائے گی۔ اس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے۔ اور ساری مملکتیں اس کی بندگی کریں گی اور فرمانبردار ہو ویں گی۔

(دانیال باب ۷ آیت ۱۷، ۱۸ اور ۲۳ تا ۲۷)

پیشگوئی کے اجزاء

(۱) ان پیشگوئیوں میں چار سلطنتوں کا ذکر ہے۔

(۲) پہلی سلطنت کو دانیال بخت نصر کی سلطنت قرار دیتا ہے

(۳) دوسری سلطنت بخت نصر کے بیٹے کی قرار دی گئی ہے۔

(۴) تیسری سلطنت میڈیا اور فارس کی سلطنت سمجھی گئی ہے

(۵) چوتھی سلطنت رومی سلطنت ہے

(۶) چوتھی سلطنت کے زمانہ میں ابدی سلطنت نمودار ہوگی اور وہ گویا ایک ایسی سلطنت ہے جیسے ان گھڑا پتھر جو سب کو چور چور کردے گا جن لوگوں نے میڈیا کی سلطنت کو فارس کی سلطنت سے الگ کوئی بادشاہت تجویز کیا ہے۔ انھوں نے میڈیا کو تیسری اور فارس کو چوتھی سلطنت قرار دیا ہے۔ یہ امر واقعہ کے خلاف ہے۔ چنانچہ سائیکلوپیڈیا ببلیکا میں بھی لکھا ہے۔

With our perfectly Certain Knowledge deriared from the Cuneiform inscriptions that there never was any such Median empire between those of Babylonia & Persia

(P. 100)

بابل اور فارس کی سلطنت کے علاوہ یا الگ میڈیا کی سلطنت قطعاً کوئی نہ تھی۔

اس پیشگوئی کی قرآن مجید سے تصدیق

دانیال نبی کی مندرجہ بالا پیشگوئی اور اس کی تعبیر کو سامنے رکھ کر قرآن مجید کی سورۃ الروم کا مطالعہ کیجئے۔

الم۔ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین للّٰہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المومنین بنصر اللّٰہ ینصر من یشاء وھو العزیز الرحیم۔ وعد اللّٰہ لایخلف اللّٰہ وعدہ ولکن اکثر الناس لایعلمون

(الروم۔ آیت ۱ تا ۵)۔

"رومی مغلوب ہوگئے۔ قریب کی سرزمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد غالب آئیں گے چندسال کے اندر پہلے اور پیچھے اللہ ہی کا حکم ہے۔ اس دن (رومیوں کے غلبہ کے دن) مومن خوش ہوں گے اللہ کی مدد سے وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے وہ تو غالب رحم کرنیوالا ہے۔ اللہ کا یہ وعدہ ہے۔ اس کے وعدہ کا تخلف نہ ہوگا پر بہت لوگ نہیں جانتے"۔ بابل کی سلطنت یا بخت نصر کا بنی اسرائیل یا یہود کی سلطنت کے ساتھ مقابلہ تھا بخت نصر نے یہودیوں پر فتح پائی۔ ان کے بیت المقدس کو لوٹا بنی اسرائیل کو اسیر کرکے بابل لے گیا۔

اسی طرح ایران کی حکومت کو رومی حکومت سے مقابلہ تھا ۶۰۲ء میں خسرو پرویز ثانی شاہ ایران نے رومیوں سے فیصلہ کن جنگ شروع کی اور ۶۱۴ء میں دمشق اور یروشلم کو فتح کرلیا۔ اور مقدس صلیب ایرانی لے گئے۔ رومی اس جنگ میں بالکل مغلوب ہوگئے۔ رومیوں کی یہ کامل شکست اور ایرانیوں کی فتح عرب میں مشرکین عرب کے لئے بہت بڑی خوشی کا موجب ہوئی کیونکہ عرب رومی حکومت سے متنفر تھے اور آتش پرست ایرانیوں کو یہ لوگ اچھا سمجھتے تھے۔ جب قرآن مجید نے چند سالوں کے اندر رومیوں کے غلبہ کی پیشگوئی کی تو مشرکین عرب بھڑک اٹھے اور انہوں نے اس پیشگوئی کو بعید از عقل قرار دیا اور ہر ایک سیاست دان [illegible] انتہائی مغلوبیت اور ایران کی شاندار فتح کا نتیجہ یہی [illegible] قدر جلد یعنی چند سالوں کے اندر رومی کیونکر غالب [illegible] ایران کس طرح شکست [illegible] ہوسکتا ہے چنانچہ ابی بن خلف [illegible] امر سو اونٹ سے انکار کیا حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جن کا ایمان وحی اللہ پر چٹان کی طرح مضبوط تھا۔ اس پر سو اونٹ کی شرط لگائی نتیجہ یہ نکلا کہ نو سال کی قلیل مدت کے اندر ۶۲۳ء میں رومی ایرانیوں پر ایسے غالب آئے کہ نہ صرف اپنے علاقے واپس لے لئے۔ بلکہ ایران کے اندر داخل ہوکر ان کے مرکزی آتشکدہ کو بھی سرد کردیا۔ اور سب سے بڑھ کر حیرت ناک امر یہ ہے کہ اسی دن مسلمان بھی حسب تصریح پیشگوئی جنگ بدر میں مشرکین پر غالب آئے اس پیشگوئی کے اندر ایک جو یا صداقت کے لئے بیسیوں نشانات ہیں جو نو سال پہلے بتا دئے گئے تھے۔ اور وہ لفظ بلفظ پورے ہوئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی جس حیرتناک طریق پر پوری ہوئی۔ وہ تاریخ عالم کا بےنظیر واقعہ ہے کیونکہ کفار کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے شرط بدنے نے اس کو اور بھی شہرت دے دی تھی۔ قرآن شریف کے اس اعجاز پر تفصیلی بحث کرنا یہ مفسر قرآن کا کام ہے اس وقت ہم صرف دانیال نبی کی بشارت پر بحث کر رہے ہیں جس سے منشہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی نہ صرف قرآن مجید میں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عرصہ پیشتر عہد نامہ عتیق کے اندر مذکور ہو چکی تھی۔ کہ رومی سلطنت کے زمانہ میں ابدی سلطنت نمودار ہوگی۔ اور اس کا ظہور گویا ایک ان گھڑے پتھر کا ظہور ہے۔ جو ایران و روم دونوں بڑی بڑی سلطنتوں کو چور چور کر دے گا۔

سلطنت روما کا تیسری سلطنت (فارس) کو شکست دینا اس شکست کے بعد خود ایک قدرتی پتھر سے چور چور ہو جانا دانیال نبی کی پیشگوئی میں بہ صفائی سے مذکور ہے۔ اور ان سے پہلے بابل کے دونوں بادشاہوں کا ذکر تاریخ اور بائیبل میں بصراحت موجود ہے پس یہ چار سلطنتیں بالآخر جس ابدی سلطنت سے مغلوب اور مفتوح ہوئیں وہ اسلام کی سلطنت ہے۔

موعودہ ابدی سلطنت مسیحی سلطنت نہیں

مسیحی حضرات اگر یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس ابدی سلطنت سے مراد مسیح کی سلطنت ہے۔ تو انھیں بتانا چاہیئے۔ کہ اناجیل کی کسی آیت میں مسیح یا انجیل نویسوں نے دانیالؑ کی اس پیشگوئی کا اپنے آپ کو مصداق ٹھہرایا ہے۔

(۲) چاروں اناجیل میں دو دفعہ دانیال نبی کا ذکر ہے متی ۲۴: ۱۵ اور مرقس ۱۳: ۱۴ اور یہ ایک ہی واقعہ کے متعلق ہے۔ جسے مفسرین اناجیل نے رومن حکومت سے تعبیر کیا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ہم اسے عیسائی رومن حکومت قرار دیتے ہیں۔ اور مسیحی اسے بے دین ورمی حکومت۔ لیکن فارس کی حکومت کو تباہ کرنے والی رومی حکومت بے دین رومن حکومت نہ تھی۔ بلکہ وہ عیسائی رومن حکومت تھی پس حسب تعبیر دانیال نبی لوہے اور مٹی کے پاؤں والی حکومت سے مراد عیسائی رومن حکومت ہے جس کے عہد میں یروشلم ایرانیوں کے ہاتھوں تباہ کیا گیا۔ اور رومیوں عیسائیوں پر وہ قیامت الکبریٰ آئی کہ ان کی ہیکل کی صلیب تک ایرانی لے گئے۔ اور یہی بھیانک خواب تھا جسے دیکھ کر دانیال چونک اٹھا مگر اس کے فوراً بعد رومی گورنمنٹ سنبھل گئی۔ اور بالآخر اس چوتھی سلطنت یعنی رومی حکومت کو ارض مقدس سے دائمی اور ابدی سلطنت اسلامیہ نے اکھاڑ پھینکا۔ اور اسے پاش پاش کردیا۔

دانیال نبی کی اس بشارت میں مندرجہ ذیل بصائر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مذکور ہیں۔

(۱) بابل کی دو حکومتوں کے بعد فارس کی تیسری حکومت کا غلبہ اس کے بعد چوتھی سلطنت روما کا عروج اور اس کی موجودگی میں ابدی سلطنت اسلامیہ کا ظہور۔

(۲) ایرانی حکومت اور رومی حکومت دونوں باقاعدہ تربیت یافتہ فوجوں اور سلطنتوں کی حکومت تھی۔ اسلامی سلطنت کا ظہور ایک ان گھڑے پتھر کا ظہور تھا جس نے ایران اور روما دونوں منظم سلطنتوں کو پاش پاش کردیا۔

(۳) ان گھڑے پتھر کی اصطلاح بائبل کے متعدد حوالجات اور انبیاء کی پیشگوئیوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے اس پتھر کی دوسری صفت کونے کا ... سرا ہونا۔ یا یسوع کا آخری پتھر ہونا بھی ہے۔ کہ جس پر وہ گرے گا اسے چور چور کردے گا۔ اور جو کچھ اس پر گرے گا۔ وہ بھی پاش پاش ہو جائے گا۔ اس پر بحث کے لئے دیکھو میثاق النبیین حصہ اول صفحہ ۱۰۴ اور ۲۴۴ و ۲۴۵۔

(۴) حضرت مسیح نے متی ۲۱: ۴۲۔ اور لوقا ۱۸: ۲۰ میں بنی اسرائیل سے حکومت چھین کر دوسری قوم کو دے دینے کی مثال کے بعد اس پتھر کی تمثیل بیان کی ہے جس سے یہ ظاہر ہے کہ یہ پتھر ارض مقدس میں بنی اسرائیل کی حکومت کا خاتمہ کرنے والا ہے۔

(۵) خود قرآن مجید نے ایران اور روم کی اس جنگ کا ذکر کیا ہے اور اس کو اس قدر اہمیت دی ہے۔ کہ اس کا نام ہی الروم رکھدیا ہے پھر ایران کی شکست اور روم کی فتح کے دن کو مشرکین عرب پر اسلام کی فتح کا دن قرار دیا ہے۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس پر بڑے بڑے سیاستدان حیران ہیں کہ رومی گورنمنٹ کی کامل شکست کے بعد اس کی نسبت یہ پیشگوئی کرنا کہ چند سالوں کے اندر سلطنت ایران پر غالب آئیں گے ایک حیرت ناک امر ہے۔ اور اس پر مزید بشارت یہ روم کی فتح کا دن مومنین کی کفار پر فتح کا دن ہوگا۔ ۳۱۳ بے سرو سامان اشخاص کا کفار مکہ کے ایک ہزار مسلح سپاہیوں پر غالب آنا کس قدر عظیم الشان نشان ہے۔ پس دانیال نبی کی پیشگوئی بخت نصر کا خواب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موعود فتح سے نو سال پہلے پیشگوئی یہ سب امور اس پیشگوئی کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ملت اسلامیہ کو قرار دیتے ہیں۔

(۶) مسیحؑ نے خود یہود سے شکست کھائی لہٰذا آپ ہرگز وہ پتھر نہیں جس نے دوسروں کو چور چور کردیا۔

(۷) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت ابدی سلطنت اس لحاظ سے بھی ہے۔ کہ آپ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ کوئی نبوت۔

(۸) مسیح نے تو فرمایا ہے کہ دنیوی سلطنت شیطان کو سجدہ کرنے سے ملے گی۔ متی ۴: ۸ پس مسیحی سلطنت موعودہ ابدی سلطنت نہیں کہلا سکتی۔

(۹) یرمیاہ نبی نے بابل کی بابت فرمایا "بابل خداوند کے ہاتھ میں سونے کا پیالہ ہے جس نے ساری دنیا کو متوالا کیا قوموں نے اس کی مے پی۔ اس لئے قومیں ڈگمگاتی ہیں۔" یرمیاہ ۵۱: ۷ بابل کی حکومت استعارۃً مادیت کی حکومت ہے ایک وہ بابل کی حکومت تھی جس پر بخت نصر حکمران تھا۔ آئندہ آنے والی مادی حکومتیں بھی بابل کی حکومتیں ہیں جو بابل کی مے سے بدمست ہو رہی ہیں

(۱۰) دانیال نے ایران اور رومی گورنمنٹ کے ایام عروج میں (۲: ۴۴) ابدی سلطنت برپا ہونے کی خبر دی ہے اور یہ زمانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے

(۱۱) دانیال نے ابدی سلطنت ایک شخص کو دئے جانے کی بشارت دی ہے (۷: ۱۴) مگر مسیح کو سلطنت نہیں ملی۔

(۱۲) قرآن مجید میں نہ صرف سلطنت فارس اور روم کی جنگ کا ذکر ہے بلکہ اسکے بعد بابل کی متمدن حکومت کا ذکر بھی ان الفاظ میں موجود ہے ان سے پہلے

قادیان میں ایک دن

بعض عبرت انگیز و سبق آموز مشاہدات

(پیغام صلح کے خاص رپوٹر کے قلم سے)

قادیان کے موجودہ حالات مشاہدہ کرنے کی خواہش

شیخ عبدالرحمان صاحب مصری اور ان کے رفقاء کی جناب خلیفہ قادیان سے علیحدگی اور فخرالدین صاحب ملتانی مرحوم پر قاتلانہ حملہ نے قادیان میں عجیب و غریب حالات پیدا کر دئیے ہیں۔ جناب خلیفہ صاحب اور ان کے مصاحبین کا تدبر آج کل ایک سخت آزمائش سے گزر رہا ہے۔ اس لئے کئی روز سے خواہش تھی۔ قادیان جاکر وہاں کے حالات اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کروں۔

گورداسپور میں

اسی اثنا میں معلوم ہوا کہ فخرالدین صاحب مرحوم پر حملہ والے مقدمہ کی پیشی ۱۳ راگست کو گورداسپور میں مقرر ہوئی ہے اس کی کارروائی قلم بند کرنے کے لئے میں ۱۳ راگست کی صبح کو پہلی ٹرین سے گورداسپور روانہ ہوا۔ خیال تھا۔ کہ اگر وقت ملا۔ تو واپسی پر چند گھنٹوں کے لئے قادیان بھی چلا جاؤں گا۔ امرتسر کے بعد بہت سے مسافر قادیان کے موجودہ حالات اور اس قاتلانہ حملہ کا ذکر کرتے ہوئے سنے گئے۔

دس بجے کے قریب ٹرین نے گورداسپور پہنچا دیا۔ سیدھا کچہری گیا دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ کل شام فخرالدین صاحب ملتانی کا ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون میت شب کے دس بجے پولیس کی نگرانی میں قادیان لے جائی گئی۔ وکلا صاحبان کا خیال تھا۔ کہ موت کی وجہ سے آج مقدمہ کی کارروائی ملتوی رہے گی۔ اس کے بعد گورداسپور ٹھہرنے کا کوئی فائدہ نظر نہ آیا۔ اور میں نے فوراً قادیان جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس وقت ٹرین تو نہ مل سکتی تھی۔ موٹر میں بٹالہ پہنچا۔ اور بٹالہ سے ڈھائی بجے کے قریب تانگہ میں قادیان۔ گورداسپور اور بٹالہ میں قادیان کے متعلق طرح طرح کی افواہیں سننے میں آئیں۔

قادیان میں

قادیان کے قریب پہنچ کر جس نئی چیز نے میری نگاہوں کا خیر مقدم کیا وہ چودھری سر ظفر اللہ خاں کی عالیشان کوٹھی کی بلند برجیاں تھیں آبادی میں داخل ہونے کے بعد پولیس کے انتظامات نمایاں نظر آنے لگے پولیس کی چوکی کے قریب سپاہیوں کے متعدد خیمے نصب تھے بازار میں جا بجا کنسٹیبل متعین دکھائی دئے۔

"خلافتی گورنمنٹ" کے جاسوس

یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ قصبہ کے اندر قدم رکھتے ہی قادیان کی "خلافتی گورنمنٹ" کے کارندوں نے میری نگرانی شروع کر دی۔ ایک سائیکل سوار اور دوسرا پیدل جاسوس سایہ کی طرح میرے ساتھ ہو گئے۔ اس تجربہ کے بعد "خلافتی گورنمنٹ" کے چوکناپن کی لامحالہ داد دینی پڑتی ہے۔

میں ابھی بازار میں ہی گھوم رہا تھا کہ ہماری انجمن کے محصل عبدالشکور صاحب بٹ نے آواز دی۔ وہ بھی فخرالدین صاحب ملتانی کی وفات کی خبر سن کر قادیان میں پہنچ گئے تھے۔ میں سب سے پہلے جناب خلیفہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر قادیان میں موجودہ حالات کے متعلق ان کے خیالات دستِ قلم بند کرنا چاہتا تھا لیکن دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس وقت "شرف باریابی" ناممکنات میں سے ہے۔ ان کے بعض مصاحبین سے ملاقات کی کوشش کی گئی۔ لیکن اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔

فخرالدین صاحب مرحوم کے مکان پر

اس کے بعد میں نے عبدالشکور صاحب کی معیت میں فخرالدین صاحب مرحوم کے مکان کا قصد کیا۔ جاسوس صاحبان نے بھی حق رفاقت ادا کیا۔ وہ چوروں کی طرح چھپتے چھپاتے اپنے آپ کو بے تعلق و بے پروا ظاہر کرنے کی بھونڈی کوششیں کرتے ہمارے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔ مرحوم کے مکان کا پتہ دریافت کرنا تھا۔ کہ قادیانی عوام نے ہم کو مشتبہ نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا۔ انکی قہر آلود نگاہیں اور طرح طرح کے مضحکہ خیز سوالات خوب دیتے رہے۔ بعض قادیانی حضرات نے راستہ بتانے سے انکار ہی کر دیا بعض نے غیر واضح اور مجہول سے اشارے کر کے کچھ اتا پتا دیا خیر ہم اسی طرح پوچھتے پوچھتے قادیانی اخلاق اور طریق جاسوسی کا مطالعہ کرتے مرحوم کے مکان کے قریب پہنچ گئے۔

ایک قادیانی نوجوان کی "شرافت"

مکان کے بالمقابل سڑک پر دکانوں کے اندر پولیس کا باقاعدہ پہرہ تھا۔ ایک قادیانی نوجوان بھی موجود تھا ہماری زبان پر فخرالدین کا نام آتے ہی وہ چارپائی سے چمک اٹھا۔ اور ایک ہی سانس میں ہم پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ اس کے جواب میں میں نے عرض کیا۔ کہ ہم دونوں لاہور سے آئے ہیں۔ اپنے متعلق کہا کہ "میں اخبار "پیغام صلح" کا رپورٹر ہوں۔ مرحوم کے بچوں اور عزیزوں سے ملنا چاہتا ہوں۔ تاکہ انکی حالت زار کا بچشم خود مشاہدہ کر سکوں"۔ اس پر انہوں نے ارشاد فرمایا۔ کہ "مکان تو وہ سامنے ہے۔ جو بند پڑا ہے۔ ان کے تمام اہل و عیال اور عزیز لاہور چلے گئے ہیں۔ مکان پر ایک آدمی بھی موجود نہیں۔ میں نے پولیس والوں سے کہا۔ کہ ہم بڑی دور سے آئے ہیں۔ آپ ذرا اچھی طرح سے معلوم کر دیں۔ یا ہمیں مکان پر خود جاکر دریافت کر لینے دیں" پولیس والے تو خاموش رہے لیکن اس نوجوان نے نہایت وثوق سے کہا۔ کہ "مکان میں یقیناً کوئی نہیں سب چلے گئے ہیں!" ہم نے اس کی اس بات پر اعتبار کر لیا لیکن بعد میں معلوم ہوا۔ کہ یہ قادیانی نوجوان کی محض ایک غپ تھی۔ مرحوم کے اہل و عیال اور کئی ایک عزیز اسوقت مکان میں موجود تھے۔

فخرالدین صاحب مرحوم کے والد محترم سے ملاقات

قادیانی نوجوان سے یہ دھوکا کھانے کے بعد ہم نے شیخ عبدالرحمان صاحب مصری کی کوٹھی کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ فخرالدین صاحب مرحوم کے والد اسی ٹرین سے واپس ملتان جا رہے ہیں مرحوم کا بڑا صاحبزادہ ان کو اسٹیشن پر پہنچانے گیا ہے ہم نے شیخ صاحب موصوف سے ملاقات کو دوسرے وقت پر ملتوی کیا۔ اور فوراً اسٹیشن پر چلے گئے مرحوم کے والد سے جو ایک غیر از جماعت بزرگ ہیں ملاقات کی۔ وہ بہت غمزدہ تھے۔ حادثہ کا ذکر آتے ہی مرحوم کا صاحبزادہ زار و قطار رونے لگا۔ اس کی دردناک حالت دیکھ کر ایک سنگدل سے سنگدل انسان کا دل بھی رنج و غم محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ٹرین کی روانگی میں صرف چند منٹ باقی تھے۔ زیادہ باتیں نہ ہو سکیں۔ انھوں نے نہایت ہی پر درد اور حسرتناک لہجے میں کہا۔ کہ فخرالدین نے خلیفہ صاحب کے لئے اتنی قربانیاں کیں جس کا صلہ اس کو یہ ملا ہے۔

دفتر "الفضل" میں

ریلوے اسٹیشن سے ہم مرحوم کے صاحبزادے سمیت واپس ہوئے۔ راستہ بھر ان کی آنکھیں اشکبار رہیں۔ وہ اور عبدالشکور صاحب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری کی کوٹھی پر رک گئے۔ (یہ کوٹھی قصبے سے باہر کھیتوں میں ہے) اور میں ایڈیٹر صاحب "الفضل" سے ملاقات کی غرض سے قصبہ میں چلا آیا۔ "الفضل" کا دفتر آج کل ایک جدید خوبصورت عمارت میں ہے جس کا نام غالباً کنج عافیت ہے۔ خواجہ غلام نبی صاحب ایڈیٹر تو موجود نہ تھے۔ شاکر صاحب جو کسی زمانہ میں "الفضل" کے اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے۔ اور آج کل شاید اسی اخبار کے انتظامی عملہ میں کام کرتے ہیں تشریف فرما تھے۔ میں نے انکے موجودہ حالات پر انٹرویو کی درخواست کی جس پر وہ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

دفتر پرائیویٹ سکرٹری میں

پھر میں نے عرض کیا۔ کہ کوئی ایسی تدبیر بتائیے کہ آج شام میں یا زیادہ سے زیادہ کل صبح جناب خلیفہ صاحب کی خدمت میں شرف باریابی حاصل ہو جائے۔ کہنے لگے۔ کہ پرائیویٹ سکرٹری سے ملئے۔ انہی کی عنایت سے یہ کام ہو سکتا ہے۔ اور کوئی تدبیر ممکن نہیں چنانچہ میں شاکر صاحب کی رہنمائی میں دفتر پرائیویٹ سکرٹری صاحب پہنچا۔ جو "قصر خلافت" کی زیریں منزل میں واقع ہے لیکن شیخ محمد یوسف صاحب پرائیویٹ سکرٹری ناسازیٔ طبیع کی وجہ سے قبل از وقت مکان تشریف لے جا چکے تھے۔

ایڈیٹر صاحب "الفضل" کے مکان پر

اس کے بعد میں دفتر "الفضل" کے ایک کاتب صاحب کی معیت میں خواجہ غلام نبی صاحب ایڈیٹر "الفضل" کے در دولت پر حاضر ہوا قریباً پانچ بجے کا وقت تھا۔ ایڈیٹر صاحب موصوف محو خواب تھے پے در پے آوازیں دینے پر دیوان خانہ کا دروازہ کھولا اور آنکھیں ملتے ہوئے برآمد ہوئے میری ایڈیٹر صاحب موصوف سے پرانی یاد اللہ ہے لیکن اس کے باوجود وہ بڑی بے اعتنائی سے ملے۔ میں نے معمولی مزاج پرسی کے بعد انٹرویو کی درخواست پیش کی۔ تو ان کی بے رخی زیادہ ہو گئی۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کہ دیکھئے کہ ہم بھی اخبار والے اور آپ بھی اخبار والے۔ ایک کام میں مجھے آپ کی امداد کی ضرورت ہے۔ کہ کسی طرح جناب خلیفہ صاحب ملوا دیں۔ ان سے انٹرویو لینا ہے یہ سن کر انھوں نے کانوں پر ہاتھ دھر لئے ارشاد فرمایا۔ کہ اس بارہ میں میں کچھ نہیں کر سکتا۔ نہ پرائیویٹ سکرٹری کے توسط کے بغیر تمہیں اس مقصد میں کوئی کامیابی ہو سکتی ہے میں نے درخواست کی۔ کہ ازراہ تعلق معاصرانہ پرائیویٹ سکرٹری صاحب کے ہاں میرے ہمراہ چلئے۔ فرمانے لگے خود تو نہیں جا سکتا۔ آدمی کو ساتھ کر دیتا ہوں

شیخ محمد یوسف پرائیویٹ سکرٹری سے ملاقات

میں نے اسی کو غنیمت سمجھا۔ اور آدمی کو ساتھ لے کر پرائیویٹ سکرٹری شیخ محمد یوسف صاحب کی خدمت میں ان کے مکان پر حاضر ہوا۔ شیخ صاحب موصوف خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ شربت پلایا۔ ناسازیٔ طبع کے باوجود

دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اور صبح ساڑھے دس بجے دفتر آنے کو کہا ان سے بھی میں نے انٹرویو کی درخواست کی جو باتوں باتوں میں گم ہو کر رہ گئی۔

ایڈیٹر صاحب "الفضل" سے دوبارہ ملاقات

اس کے بعد میں دوبارہ ایڈیٹر صاحب "الفضل" کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن وہ مکان پر موجود نہ تھے۔ تلاش بسیار کے بعد ایک مسجد میں ان کا سراغ ملا۔ وہاں پہنچا۔ مجھے دیکھ کر کچھ دیر تو اس طرح بیٹھے رہے۔ جیسے کوئی وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ آخر میں نے ہی سلسلہ کلام شروع کیا۔ اور یہ طے ہوا کہ میں صبح قریباً ۹ بجے ان کے دفتر "کنج عافیت" میں حاضر ہوں چنانچہ میں حاضر ہوا لیکن انھیں موجود نہ پایا۔ ان کے انٹرویو کی مجھے بہت خواہش تھی۔ کہ دیکھئے۔ کیا ارشاد فرماتے ہیں لیکن افسوس ملاقات نہ ہو سکی ——— اچھا پھر کبھی سہی۔

جاسوس صاحب کی عنایت

اب شام کے چھ بج چکے تھے۔ میں نے صبح سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ جاسوس صاحبان بھی کافی خستہ و خراب ہو چکے تھے۔ میں بازار میں ایک کھانے کی دوکان پر بیٹھ گیا۔ سائیکل سوار جاسوس صاحب ادھر ادھر چکر لگانے لگے۔ ان کے کپڑے پسینے میں شرابور ہو رہے تھے۔ چہرے پر خاک پڑی ہوئی تھی۔ میں میز سے اٹھ کر ان کے پاس گیا۔ اور درخواست کی۔ کہ کئی گھنٹے سے میرا آپ کا ساتھ ہے۔ اب کھانے میں بھی شرکت کیجئے اور ماحضر تناول فرمائیے ——— یہ آپ کی عین مہمان نوازی ہو گی۔ وہ کھسیانے ہو کر کہنے لگے "نہیں نہیں آپ کا خیال صحیح نہیں آپ کو خواہ مخواہ شک ہے۔" میں نے کہا "آپ ڈھائی بجے سے یقیناً میرے ساتھ ہیں۔ اس لئے تو آپ انکار کر نہیں سکتے۔ باقی میں نے کسی شک یا خیال کا اظہار ہی نہیں کیا۔ آپ غلط کیے قرار دے رہے ہیں؟" اس پر وہ کچھ شرمندہ سے ہو گئے۔ میرے ساتھ وہ کھانے میں تو شریک نہ ہوئے۔ البتہ سامنے کی دوکان سے عمدہ دہی منگوا کر خاموشی سے کھسک گئے۔ اس عنایت کے لئے میں ان کا ممنون ہوں۔

محکمہ جاسوسی کے متعلق خلیفہ صاحب کی خدمت میں ایک مخلصانہ مشورہ

"قادیانی خلافت" کا محکمہ جاسوسی کافی وسیع و منظم معلوم ہوتا ہے لیکن اکثر کارکن ناتجربہ کار ہیں۔ بہتر ہو گا۔ کہ انکی تربیت کے لئے قادیان میں ایک سکول کھولا جائے جس میں جاسوسی کی باقاعدہ تعلیم ہو اور عملی تجربات کرائے جائیں کیونکہ جاسوسی ایک باقاعدہ فن ہے۔ اسکے لئے تربیت کی اشد ضرورت ہے۔ صرف جوش عقیدت یا دولت زرکانی نہیں ہو سکتا۔ امید ہے جناب خلیفہ صاحب اس مخلصانہ مشورہ پر غور فرمائینگے

شیخ مصری کی موجودہ مشکلات

مغرب کے وقت شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی کوٹھی پر پہنچا۔ انکی حالت آج کل قابل رحم ہے۔ قادیانی جماعت نے سخت ترین بائیکاٹ تو کر ہی رکھا ہے لیکن اب شیخ صاحب بجا طور پر اپنی اور اپنے متعلقین کی زندگی بھی خطرے میں محسوس کر رہے ہیں۔ فخر الدین صاحب مرحوم پر قاتلانہ حملے کے بعد یہ خطرہ بہت نمایاں ہو گیا ہے۔ یہی کیفیت مرحوم کے اہل و عیال اور مصری صاحب کے دیگر رفقا کی ہے۔ مصری صاحب کی کوٹھی پر باقاعدہ پولیس کا پہرہ ہے۔ خطرہ کی وجہ سے یہ لوگ دو قدم بھی پولیس کی حفاظت کے بغیر نہیں جا سکتے۔ غیر از جماعت لوگ سودا لاکر دیتے ہیں

مصری صاحب کے مخالفین کی اخلاق سوز حرکتیں

ان کا بیان ہے کہ کوئی نوکر رکھا جاتا ہے۔ تو اسے پر اسرار طریق سے بھگا دیا جاتا ہے۔ جمعدار کو صفائی سے روکا جاتا ہے۔ چوبیس گھنٹے قادیانی چھوکرے اور آوارہ نوجوان کوٹھی کے گرد و پیش منڈلاتے نظر آتے ہیں۔ میں نے ان کی کوٹھی کے ارد گرد نوجوان لڑکوں کو پر اسرار طریق پر نقل و حرکت کرتے خود دیکھا ہے۔ ہم عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ ان کے زنان خانہ سے شکایت آئی۔ کہ کوئی آدمی دیوار پر سے بار بار جھانک رہا ہے۔ شور مچانے پر وہ بھاگ گیا۔ فخر الدین صاحب مرحوم کے اہل و عیال بھی کم و بیش اسی مصیبت میں مبتلا ہیں ——— اللہ کی شان ہے قادیان میں دار الامان میں یہ لوگ محض اس جرم کی پاداش اس قسم کے مصائب برداشت کر رہے ہیں۔ کہ انھوں نے جناب خلیفہ صاحب پر چند اعتراضات کئے تھے۔ جن کا ثبوت وہ ایک آزاد کمیشن کے سامنے دینے کے لئے تیار ہیں۔ مصری صاحب سے میں نے فخر الدین صاحب کی وفات اور تجہیز و تکفین کے حالات دریافت کئے جو اس پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج ہیں

مصری صاحب کا صبر استقلال

لیکن ان مصائب و خطرات کے باوجود مصری صاحب نے کوئی کمزوری اور پریشانی ظاہر نہیں کی۔ وہ نہایت صبر اور استقلال سے خطرات کے اس ہجوم میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

فخر الدین صاحب مرحوم کے یتیم بچوں کی حالت زار

رات ہم نے فخر الدین صاحب مرحوم کے مکان پر بسر کی۔ انکے یتیم بچوں کی حالت زار دیکھی نہیں جاتی۔ مرحوم کے کئی مکانات ہیں جو قادیانی کرایہ داروں سے حکماً خالی کرا لئے گئے ہیں۔ رات بھر مکان کے قرب و جوار میں آدمی منڈلاتے رہے۔ کبھی کبھی ٹارچوں کی روشنی بھی دکھائی دیتی رہی۔

حضرت مسیح موعودؑ کے مزار اقدس پر

صبح یعنی ۵ ار اگست کو نماز کے بعد میں چند احباب کی معیت میں حضرت مسیح موعودؑ کے مزار اقدس پر فاتحہ کے لئے گیا۔ پھر ایک صاحب سے دیر تک باتیں ہوتی رہیں بازار میں ناشتہ کیا۔

اس کے بعد ایڈیٹر صاحب "الفضل" کے ارشاد کے مطابق دفتر "الفضل" گیا۔ اور ایڈیٹر صاحب موصوف کو غائب پایا

قصر خلافت میں

اس کے بعد پرائیویٹ سکرٹری صاحب کے دفتر میں پہنچا ملاقاتیوں کی فہرست میں نام لکھوایا چونکہ اتوار کا دن تھا۔ اس لئے بیرونجات کے قادیانی معقول تعداد میں ملاقات کے لئے موجود تھے۔ انتظار تھا۔ پرائیویٹ سکرٹری صاحب و دیگر مصاحبین ادھر ادھر انتظام میں مصروف تھے۔ بالکل وہی سماں تھا۔ جو کہ والیان ریاست یا حیدرآبادی امراء کے ہاں نظر آیا کرتا ہے۔ البتہ وہاں کے ملاقاتی بالعموم مہذب وضعدار اور سلجھی ہوئی طبیعت کے ہوتے ہیں۔ یہ بات قطعیاً یہاں مفقود تھی۔ بعض آدمی تو نہایت غیر مہذبانہ گفتگو میں مصروف تھے۔ "پیغامیوں" کا ذکر یہاں بھی غالب دکھائی دیا۔ طویل انتظار کے بعد جناب خلیفہ صاحب کی برآمدگی کی اطلاع آئی۔ پرائیویٹ سکرٹری صاحب کی عنایت اور کوشش سے مجھے جلد ہی بلا لیا گیا۔ ساتھ ہی یہ پیغام آیا۔ کہ عام ملاقات ہو گی۔ انٹرویو نہیں دیا جائے گا۔ پہلے محکمہ ٹیلیفون کے چند سرکاری افسر خلیفہ صاحب کے پاس گئے۔ دوسری میری باری تھی

جناب خلیفہ صاحب سے ملاقات

"قصر خلافت" دو منزلہ عمارت ہے نیچے پرائیویٹ سکرٹری صاحبان وغیرہ کا دفتر ہے۔ اوپر جناب خلیفہ صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ وہیں ملاقاتیوں کو بلاتے ہیں میں پرائیویٹ سکرٹری صاحب کی معیت میں اوپر گیا جناب خلیفہ صاحب برآمدے میں ایک کرسی پر تشریف فرما تھے۔ سفید لباس زیب تن تھا۔ چند اور کرسیاں ملاقاتیوں کے لئے رکھی تھیں۔ ایک طرف متعدد اخبارات پڑے ہوئے تھے۔ پرائیویٹ سکرٹری صاحب دور ہی رک گئے۔ جیسے امراء اور والیان ریاست کے ہاں چوبدار اور ایڈی کانگ وغیرہ لب فرش کھڑے رہتے ہیں۔ میں آگے چلا گیا خلیفہ صاحب نے کھڑے ہو کر مصافحہ کیا۔ اور قریب کی کرسی پیش کی۔ میں شکریہ کے بعد بیٹھ گیا۔ رسمی مزاج پرسی اور میرے شکریہ کے بعد انھوں نے فرمایا۔ کہ موجودہ حالات میں انٹرویو نہیں دے سکتا میں نے عرض کیا کہ میرے قادیان حاضر ہونے کی بڑی غرض یہی تھی۔ اس کے بعد خلیفہ صاحب موصوف نے "پیغام صلح" اور ہماری انجمن کے متعلق چند معمولی باتیں دریافت کیں۔ میں نے چار پانچ منٹ کے بعد اجازت چاہی۔ کیونکہ وہ انٹرویو کے لئے تیار نہ تھے۔ جو میری ملاقات کا مقصد تھا۔ غالباً ان کے پاس بھی گفتگو کے لئے کوئی موضوع نہ تھا۔ یا وہ گفتگو پسند نہ کرتے تھے۔ کیونکہ انھوں نے چند سکنڈ باتیں کیں۔ باقی وقت وہ سر جھکائے بیٹھے رہے یہ سکوت کچھ ناگوار سا تھا۔ علاوہ ازیں ان کے بہت سے مزید ملاقات کے منتظر بیٹھے تھے۔ اس لئے میں نے اجازت چاہی خلیفہ صاحب نے مجھے اٹھ کر رخصت کیا۔ جناب خلیفہ صاحب کو میں نے قریباً دس سال کے بعد قریب سے دیکھا۔ ماشاء اللہ اچھے جسیم آدمی ہیں۔ ان کو دیکھنے کے بعد کوئی شخص یقین نہیں کر سکتا ہے۔ کہ یہ اکثر بیمار رہتے ہوں گے۔ جیسا کہ اخبار "الفضل" کی ڈاکٹری رپورٹ میں درج ہوتا ہے۔ رنگ گورا۔ دراز قد۔ داڑھی اور سر کے بال کثرت سے سفید ہو گئے ہیں۔ آنکھیں بڑی بڑی خوبصورت۔ . . . . ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ خلیفہ صاحب کو کچھ نیند سی آئی ہوئی ہے۔ یا وہ کسی گہری سوچ اور فکر میں مبتلا ہیں۔

مولوی فرزند علی خانصاحب سے ملاقات

"قصر خلافت" سے فارغ ہو کر میں انٹرویو کی غرض سے جناب مولوی فرزند علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ خلیفہ صاحب کے خاص قابل اعتماد مصاحبین میں سے ہیں۔ ناظر ہیں وہ کسی مقدمہ کی سماعت میں مصروف تھے۔ اس لئے مجھے کچھ دیر ان کے اجلاس کے باہر ٹھہرنا پڑا اس کے بعد انھوں نے اندر بلایا۔ اخلاق سے پیش آئے۔ کچھ گلے شکوے بھی کئے۔ انٹرویو کی درخواست پر پہلے کچھ آمادہ ہوئے پھر تامل فرمانے لگے آخر کہا میں چوہدری فتح محمد صاحب سیال ناظر اعلیٰ سے آپ کا تعارف کرا دیتا ہوں۔ آپ ان سے انٹرویو لے لیں میں نے کہا اچھا۔

چوہدری فتح محمد صاحب سیال ناظر اعلیٰ سے انٹرویو

چودھری صاحب موصوف ساتھ کے کمرے ہی میں تشریف فرما تھے۔ مولوی فرزند علی خانصاحب تو ان سے تعارف کرانے کے بعد چلے گئے۔ چودھری صاحب سے سلسلہ گفتگو شروع ہوا۔ تھوڑی دیر میں وہ انٹرویو پر آمادہ ہو گئے۔ اور قادیان کے موجودہ جھگڑے کے متعلق اپنا بیان مجھے قلمبند کرایا۔ یہ سیدھی سادھی زبان میں چند واقعات ہیں جن کو وہ موجودہ جھگڑے کی وجہ سمجھتے ہیں۔ اور میرے بعض سادہ سوالات کا سادہ جواب۔ اپنا بیان قلمبند کرانے کے بعد انھوں نے اس میں چند معمولی تبدیلیاں کیں۔ جب میں نے دستخط کے لئے کہا۔ تو فرمانے لگے آپ اسے چھوڑ جائیں میں بعض دوستوں کے مشورے کے بعد اس پر دستخط کر دونگا میں نے جواباً عرض کیا۔ اب تو میں اسے ساتھ ہی لئے جاتا ہوں۔ لاہور سے صاف کر کے بھیج دونگا۔ جس پر آپ دستخط فرما کر بذریعہ ڈاک واپس فرما دیں اس کو انھوں نے پسند کیا

شکریہ اور واپسی

میں جناب چودھری صاحب موصوف کا بے حد ممنون ہوں۔ انھوں نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود مجھے کافی وقت دیا میرے عذر کے باوجود اصرار کر کے کھانا کھلایا میں ان کا اس لئے بھی خاص طور پر ممنون ہوں۔ کہ قادیانی بزرگوں میں سے صرف انھوں نے انٹرویو دینے کی زحمت گوارا فرمائی ان کے بیان کا مسودہ جس میں انھوں نے اپنے قلم سے بعض اصلاحیں کی ہیں میرے پاس انکی اس عنایت کی یادگار کے طور پر انشاء اللہ محفوظ رہیگا۔ اسکے بعد میں سوا تین بجے کی گاڑی سے لاہور واپس ہوا۔

تین باتوں کا افسوس

اس سفر میں مجھے تین باتوں کا افسوس رہا۔ ایک تو یہ کہ جناب خلیفہ

تار کا پتہ "سلمان" لاہور — ٹیلیفون نمبر ۸۲۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

گوائے ما بہ مہر سعید خواہد بود — سرِ صبح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷ء

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)
عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۳۷ء — نمبر ۵۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآن کریم سابقہ کتب و صحائف سے کیوں اعلیٰ مقام رکھتا ہے؟

جس طرح ہم جملہ اشیاء میں ایک امتیاز اور فرق دیکھتے ہیں۔ اسی طرح ہر کلام میں بھی مدارج و مراتب ہیں۔ آنحضرتؐ کا کلام دوسرے انسانوں کے کلام سے بالا تر اور ایک عظمت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک پہلو سے اعجازی حد تک پہنچا ہوا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے کلام کے برابر ہرگز نہیں پھر کوئی دوسرا کلام کس طرح خدا تعالیٰ کے کلام کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ یہ ایک موٹی اور بدیہی بات ہے جس سے سمجھ میں آ سکتا ہے کہ قرآن شریف ایک معجزہ ہے علاوہ ازیں اور بھی وجوہات ہیں جنکے سبب سے اسے اعجاز کا درجہ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام اسقدر خوبیوں کا مجموعہ ہے جو کسی پہلی کتاب میں ہرگز نہیں پائی جاتیں خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرتؐ پر بولا گیا ہے بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اس لفظ میں یہ مفہوم بھی رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرتؐ پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو۔ اور سارے کمالات اسمیں موجود ہوں اور فی الحقیقت وہ جملہ کمالات قرآن شریف میں موجود ہیں کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جسقدر قوت قدسی اور کمالِ باطنی اس شخص کا ہوتا ہے جسپر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اسیقدر قوت اور شوکت اس کلام الٰہی میں ہوتی ہے آنحضرتؐ کی قوت قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ رکھتی تھی جس سے بڑھکر کسی انسان میں ہوئی اور نہ ہوگی اسلئے قرآن شریف بھی تمام سابقہ کتب اور صحائف سے نہایت اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہانتک کہ دوسرا کلام نہیں پہنچا وجہ یہ کہ آنحضرتؐ کی استعداد اور قوت قدسی تمام سابقہ انسانوں سے بڑھی ہوئی تھی۔ اور تمام مقامات کمال آپ پر ختم ہو چکے تھے اور آپ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے اس مقام پر قرآن شریف جو آپ پر نازل ہوا اور کمال کو پہنچا ہوا ہے اور جس طرح نبوت کے کمالات آپ پر ختم ہو گئے اسطرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن پر ختم ہو گئے اور آپ خاتم النبیین ٹھہرے اور آپ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری۔

۲۷ نومبر ۱۹۰۳ء

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمت دینیہ میں مصروف ہیں۔

چودہری عبدالعزیز صاحب کیپٹن ۲ کشمیر انفنٹری آیندہ ماہ ایک محکمانہ امتحان میں شریک ہوں گے۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

—— دفتر تحصیل کی طرف سے ہم نے خواہش کی گئی ہے کہ احباب کو ایک آنہ مستقل فنڈ اور وصایا کے متعلق یاد دہانی کرائی جائے کیونکہ بہت سے احباب اس طرف کماحقہ توجہ نہیں فرما رہے ہیں۔

—— جناب بابو غلام قادر صاحب کا صاحبزادہ بعارضہ تپ محرقہ علیل ہے۔

—— جناب مرزا رفیق بیگ صاحب کے بھائی صاحب بھی بدستور بیمار ہیں۔

—— خاکسار مدیر کا ایک عزیز جس کا ذکر ۱۰ اگست کی اخبار احمدیہ میں آچکا ہے تاحال بیمار ہے بلکہ تکلیف زیادہ ہو گئی ہے۔ بیچاری یتیم ہے ماں باپ دونوں مر چکے ہیں۔

—— جناب راجہ عبدالمجید صاحب احمدیہ بلڈنگس کئی روز سے علیل ہیں۔

—— جماعت کے اور بہت سے دوست اور خواتین بھی علیل ہیں ان سب بیماروں کیلئے دردِ دل سے دعا کی جائے

—— جناب چودہری رحیم بخش صاحب سامانہ کی پوتی اور پوتے کا انتقال ہو گیا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون اس حادثہ میں ہمیں چودہری صاحب اور انکے تمام خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

وید کب بنائے گئے؟

ایک ہندو فاضل کا تحقیقی مقالہ

(از جناب آتمانند المسیح صاحب بانی بُت دھرم بٹالہ)

وید مقدس کب اور کس نے بنائے؟ یہ سوال ہر مذہبی محفل کے لئے بڑی دلچسپی اور معلومات کا باعث ہوگا۔ لہذا آج ہم یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ ویدوں کے مصنف وہی رشی تھے جن کے اسمائے گرامی وید منتروں کے اوپر بطور یادداشت لکھے چلے آتے ہیں۔

ہمارے مرحوم دوست شری پنڈت چموپتی جی ایم اے سابق گورو کل کانگڑی نے اپنی تصنیف "یاسک یگ" میں یاسک کے مطالعہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ویدوں میں انسانی تاریخ نہیں پائی جاتی اور نہ ہی ۔۔۔ یاسک آچاریہ مصنف ویدانگ نرکت ویدوں میں اتہاس تسلیم کرتے تھے۔ شری پنڈت چموپتی جی ایم اے کی وفات سے صرف ایک ہفتہ قبل ہم اور ہمارے محترم دوست پنڈت عبدالحق صاحب ودیارتھی یہ مشورہ ہی کر رہے تھے کہ مرحوم کی کتاب "یاسک یگ" کی تردید کی جائے۔ کہ چند دنوں کے بعد پنڈت جی کی وفات کا پیغام الم اخباروں میں شائع ہو گیا۔ خیر پنڈت چموپتی تو اب دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ البتہ ان کی تصنیف باقی ہے۔ اب ہم اپنے مرحوم بھائی کو مخاطب کرنا درست نہیں سمجھتے لیکن ان کی تصنیف سے غلط فہمیاں ور ٹھوکریں آریہ سماجیوں اور دیگر پڑھنے والوں کو لگنے کا اندیشہ ہے جن کا تدارک کرنا ہم ضروری فرض سمجھ کر شری پنڈت راجا رام صاحب شاستری۔ شری پنڈت بھگوت دت صاحب بی اے ریسرچ سکالر۔ پردھان آریہ سماج انار کلی لاہور، شری پنڈت برہم دت جی جگیاسو شری پنڈت تردیو شاستری صاحب پرنسپل گوروکل مہاودیالہ جوالاپور چیلنج کرتے ہیں کہ مرحوم پنڈت چموپتی جی مہاراج کے خیالات کو اور اپنے مہرشی سوامی دیانندجی مہاراج کے خیالات ذیل کو صحیح ثابت کریں۔

"روایات جس کے متعلق ہوتی ہیں۔ وہ اس کے پیدا ہونے کے بعد لکھی جاتی ہیں نیز وہ کتاب مابعد اس کے تولد کے ہوتی ہے۔ ویدوں میں کسی کی روایت نہیں ہے۔ بلکہ بالخصوص جس جس لفظ سے علمی واقفیت ہووے۔ ان لفظوں کا استعمال کیا گیا ہے کسی انسان کا نام یا خاص حکایت کا ذکر اذکار ویدوں میں نہیں ہے" (ستیارتھ پرکاش سملاس ۷ دفعہ ۸ صفحہ اردو ۲۷۱)

سوامی جی مہاراج اور ان کے پیرو آریہ سماجیوں کا دعویٰ ہے چونکہ وید ایشوری گیان ہونے کی وجہ سے آغاز کائنات میں نازل ہوئے ہے اس لئے ویدوں میں کسی خاص شخص کا تذکرہ نہیں پایا جاتا۔

اس کے خلاف ہمارا دعوےٰ ہے کہ:۔

چونکہ ویدوں میں خاص خاص راجوں۔ رشیوں خاص شخصیتوں گنگا۔ جمنا۔ سرسوتی۔ ستلج۔ بیاس۔ راوی چناب جہلم سندھ دریاؤں کا نام درج ہے۔ لہذا وید ان راجوں۔ رشیوں اور ان دریاؤں کے نام پڑنے سے بعد کی تصنیف ہیں نہ کہ ازلی ایشوری گیان آریہ سماجیوں کو یہ دھوکا دیا گیا ہے کہ وید ایشوری گیان اور اسی لئے ازلی و ابدی ہیں۔ جن میں کسی خاص شخص یا شخصیت کا حال درج نہیں اور اسی دھوکے کے زیر اثر ہمارے آریہ سماجی بھائی ویدوں میں کسی خاص شخصیت کا اتہاس (حالات) ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے لیکن ویدوں کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وید چند ایک سادہ لوح رشیوں کی تصانیف ہیں جو بھوتوں پریتوں۔ چاند۔ سورج۔ زمین آگ وغیرہ عناصر اور سوم۔ ورن۔ اندر۔ رودر۔ اشونی کمار سنی وانی گنگا۔ راکا۔ سرسوتی۔ اندرانی۔ ورنانی۔ اگنانی وغیرہ معمولی دیوی۔ دیوتاؤں درختوں جنگلوں۔ ۔۔۔ پل۔ چولا۔ چنانی۔ شفق۔ دریاؤں پہاڑوں۔ مردہ بزرگوں۔ ۔۔۔ بخار۔ بجلی۔ ناروں وغیرہ کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اور شراب نوشی، جوئے بازی اور ہر قسم کے حیوان کی گوشت خوری کے عادی تھے۔

ویدوں میں ۔۔۔ اور ایک بیوی کے دو خاوند ہونا ثابت ہے ۔۔۔ ویدک زمانہ کی تہذیب بھی جانی جاتی ہے ۔۔۔ بیان ہماری قابل تردید تصنیف "وید ارتھ پرکاش" ۔۔۔ میں ہیں۔

ہمارا ارادہ تھا کہ ۔۔۔ کے دوسرے حصہ میں بھی ویدوں کی خلاف ۔۔۔ الاخلاق تعلیم کو طشت از بام کر کے عوام کو ویدک گڑھے میں گرنے سے بچانے لیکن آریہ سماجیوں کی دلشکنی کے خیال سے ہم نے ویدوں کے ۔۔۔ ہونے کی تردید میں ویدوں میں اتہاس ثابت کرنا ہی زیادہ تر موزوں سمجھا ہے۔ بقول کسے۔

اگر دشمن گڑ کھلانے سے ہی مر جائے تو زہر دینے سے کیا فائدہ

دعوےٰ

ہمارا پختہ اور ناقابل تنسیخ دعوےٰ ہے۔ کہ وید مقدس انہی رشیوں کی تصانیف ہیں جن کے نام وید منتروں کے ساتھ لکھے ہوتے ہیں۔

لیکن اس کے خلاف

مہرشی سوامی دیانندجی بانی آریہ سماج کا خیال تھا کہ جس جس منتر کے معنی کا علم جب جس رشی کو ہوا۔ اور پہلے ہی ہوا جس سے پیشتر اس منتر کے معنی کسی نے ظاہر نہیں کئے تھے۔ نیز اس نے دوسروں کو پڑھایا بھی تھا۔ اس توضیح کے لئے آج تک اس اس منتر کے ساتھ رشی کا نام بطور یادگار کے لکھا چلا آتا ہے۔ جو شخص رشیوں کو منتروں کا مصنف بتائے اس کو غلط گو سمجھنا چاہیئے۔ وہ تو منتروں کے معنی کرنیوالے ہیں"۔ (ستیارتھ پرکاش سملاس ۷، دفعہ ۷، اردو صفحہ ۲۶۹)

اگر سوامی جی زندہ ہوتے یا اگر آریہ سماجی بتلاتے۔ کہ ان کا پنرجنم کہاں ہوا ہے۔ تو ہم سوامی جی کو سمجھاتے۔ کہ غلط گو کون ہے۔ وہ خود یا رشیوں کو وید منتروں کے مصنف ماننے والے یا اگر کوئی آریہ سماجی ودوان سوامی جی مہاراج کا سچا چیلا ہوتا۔ تو ہمارا چیلنج قبول کرنے کی جرأت تو دکھلاتے بہرصورت سوامی جی مہاراج مانتے تھے۔ کہ:۔

"جس جس منتر کے معنی کا علم جب جس رشی کو ہوا۔ اور پہلے ہی ہوا جس سے پیشتر اس منتر کے معنی کسی نے ظاہر نہیں کئے تھے۔ نیز اس نے دوسروں کو پڑھایا بھی تھا۔ اس توضیح کے لئے آج تک اس اس منتر کے ساتھ رشی کا نام بطور یادگار کے لکھا چلا آتا ہے"۔

یعنی سوامی دیانندجی کے خیال کے مطابق منتروں کے ساتھ جن رشیوں کا نام لکھا چلا آتا ہے۔ ان رشیوں سے پہلے ان منتروں کے معانی کا علم کسی شخص کو نہیں ہوا تھا۔ اسی لئے بطور یادگار کے ان ان رشیوں کا نام منتروں کے ساتھ لکھا چلا آتا ہے۔ لیکن اس عقیدہ میں لاینحل مشکلات دیکھ کر ہمارے آج کل کے آریہ سماجی ریسرچ سکالر مثلاً پنڈت بھگوت دت جی بی۔ اے پردھان آریہ سماج انار کلی لاہور۔ اپنی تازہ تصنیف ویدک وانگ مئے کا اتہاس پرتھم بھاگ ادھیائے ۱۴ صفحہ ۲۲۹ پر زیر عنوان "ویدوں کے رشی" لکھتے ہیں کہ:۔

"ہم جانتے ہیں کہ وید منتروں پر جو رشی لکھے ہوئے ہیں اتھوا منتروں کے سمندھ میں انوکرمنیوں میں جو رشی دیئے ہیں (وہی ان منتروں کے آدی (اولین) درشٹا نہیں ہیں) منتر تو ان سے بہت پہلے سے ودیمان چلے آ رہے ہیں"۔

یعنی پنڈت بھگوت دت جی۔ بی۔ اے کی ریسرچ (تحقیقات) کے بموجب سوامی جی غلط بیان ہیں جو کہتے ہیں کہ وید منتروں کے ساتھ لکھے ہوئے رشیوں سے پیشتر کسی کو بھی ان منتروں کے معانی کا علم نہیں ہوا تھا۔ حالانکہ پنڈت بھگوت دت جی کی ریسرچ کے مطابق وہ رشی جن کا نام وید منتروں کے ساتھ لکھا چلا آتا ہے "ان منتروں کے اولین (آدی) درشٹا (معانی کا علم رکھنے والے) نہیں ہیں" انقلاب زندہ باد۔ مرحوم پنڈت چموپتی جی ایم اے بھی اپنی تصنیف "یاسک یگ" کے صفحہ ۳۳ و ۳۴ پر لکھتے ہیں۔

"تناک پونی سرشٹی کے آرنبھ (آغاز کائنات) کے نہیں۔ کنتو (بلکہ) پیچھے کے رشی ہیں۔ انھیں بھی منتروں کا تھا ان کے دیوتاؤں کا درشن ہوتا ہے۔ ایسے ہی رشیوں میں یاسک اپنی بھی گننا (گنتی) کرتے پرتیت (معلوم) ہوتے ہیں"۔

ص ۳۴ "منتر درشن کا یہ پرواہ (سلسلہ) سرشٹی کے آرنبھ سے لے کر اب تک چلا آیا ہے"۔

اب ہمارے آریہ سماجی بھائی بتلا دیں۔ کہ ان تینوں گورو چیلوں میں سے کون سچا ہے! ہمارا تو دعویٰ ہے۔ کہ تینوں سچے نہیں ہم نے آریہ سماج کے نام نہاد ریسرچ سکالروں کی ریسرچ کا بغور مطالعہ کیا ہے ہمیں دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ غریب آریہ سماجیوں کی گاڑھی پسینہ کی کمائی کا لاکھوں روپیہ اس so called ریسرچ پر برباد کیا گیا ہے۔ ان کی نسبت ہمارے پنڈت عبدالحق صاحب ودیارتھی کی ریسرچ متعلقہ وید کئی گنا زیادہ قابل تعریف ہے۔ اگرچہ انھوں نے بطور کسر نفسی اپنے نام کے ساتھ ودیارتھی کا لقب لگا رکھا ہے۔ مگر ہمارا دعوےٰ ہے کہ سوائے دو ایک کے باقی سب آریہ سماجی پنڈتوں سے بڑھ کر واقفیت رکھتے ہیں۔

پیشتر اس کے کہ ہم ویدوں کو ان رشیوں کی تصنیف ثابت کریں جن کے اسمائے گرامی وید منتروں کے ساتھ لکھے چلے آ رہے ہیں ہم چند وید منتروں سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ ویدوں میں تاریخ یعنی خاص خاص شخصیتوں کا حال درج ہونے سے وید مقدس ان اشخاص کے زمانہ مابعد کی تصنیف ہیں۔ جیسا کہ مہرشی دیانندجی مہاراج نے بھی ستیارتھ پرکاش سملاس ۷ دفعہ ۸ صفحہ ۲۷۱ میں لکھا ہے کہ:۔

"روایات جس کے متعلق ہوتی ہیں۔ وہ اس کے پیدا ہونے کے بعد لکھی جاتی ہیں۔ نیز وہ کتاب مابعد اس کے تولد کے ہوتی ہے"۔

ثبوت اوّل رگوید منڈل ۱ سوکت ۹۷ اشلوک ۱ کی مصنفہ رشی یا رشی کا نام لوپامدرا لکھی ہے جو اپنے ساتھ تدنامی برہمچاری رشی کے ارتکاب

(باقی صفحہ پر)

انگورہ میں ایک ہفتہ

ترک قوم کے دلچسپ حالات

(ایک ہندوستانی خاتون کے قلم سے)

حجاز۔ مصر فلسطین اور شام سے ہوتے ہوئے براہ حلب ریل سے ہم لوگ ۲۔ مئی کو سات بجے انگورہ کے سٹیشن پر پہنچے۔ پہلا نظارہ یہ تھا کہ تمام ترک انگریزی لباس اور انگریزی ٹوپی پہنے تھے۔ اخوت و محبت اسلامی سے ترکوں کو دیکھ کر آنکھیں روشن ہوگئیں۔ ایک یورپین شہر نظر آتا تھا۔ جہاں کی زبان سے ہم قطعی ناآشنا تھے۔ ہوٹل میں جو ایک "ینگی شہر" جدید انقرہ کی بڑی سڑک کے کنارے پر تھا۔ ایک چھوٹا سا کمرہ جس میں دو بستر تھے۔ ہم کو تین روپیہ یومیہ پر ملا۔ ہوٹل کے سامنے جامع مسجد تھی۔ جو زیر مرمت تھی۔ ایک جانب ٹامس کک کا دفتر تھا۔ بڑی بڑی دکانیں اور ہوٹلیں آس پاس تھیں۔ سامنے کے ہوٹل سے کھانا کھا کر ہم لوگ فوراً شہر کو دیکھنے کے لئے نکل گئے۔ زبان نہ جاننے کی وجہ سے دشواری پیش آتی ہے۔ مگر حسن اتفاق سے طرابلس الغرب کا ایک عرب محض اخوت اسلامی کی وجہ سے ہمارے ساتھ ہولیا۔ اور ہمیں بات چیت میں آسانی ہوگئی۔ اس نے ہمیں جدید انگورہ کی سب سے بڑی سڑک دکھائی۔ جس کو دیکھ کر ہم مصر اور شام کی خوبصورتی کو بھول گئے۔ کمال اتاترک نے کمال کر دیا ہے۔ قلیل عرصہ میں شہر میں سنگ مرمر کی وہ عالیشان جدید عمارات تعمیر کی ہیں۔ جو سلطنت ترکیہ کے شایان شان ہیں۔ مغلوں کی عمارتوں کو چھوڑ کر ہندوستان میں اس قسم کی عمارات کا خیال بھی ہمیں نہیں آسکتا۔ ہم لوگ سنگ مرمر کو بڑی بات سمجھتے ہیں۔ مگر ترکوں کو خدا نے جزیرہ مارمورا دیا ہے۔ جو سنگ مرمر کا ہے۔ اور معمولی پتھر کی طرح وہاں سے مرمر دستیاب ہوتا ہے۔ عام لوگوں کے گھر مرمر کے بنے ہوئے ہیں۔ غازی پاشا نے وہ وہ باغ لگوائے ہیں۔ جن کو دیکھ کر مارے حیرت کے انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔

اس سڑک کی یہ کیفیت ہے۔ کہ وسط میں پندرہ بیس گز چوڑا ایک باغیچہ سر بسر چلا گیا ہے۔ جس میں پھولوں اور فرنوں کی چادریں بچھی ہیں۔ اس میلوں لمبے باغ کے دونو جانب دو سڑکیں ہیں۔ اور سڑک کے آس پاس پھر درختوں کی قطاریں ہیں۔ یہ درخت سب پھولدار ہیں جن کی خوشبو سے سڑک مہکی ہوئی ہے۔ گز بھر یا ڈیڑھ گز جگہ۔ ان درختوں میں سرسبز گھاس ہے۔ اور ان کے دونو جانب پیدل چلنے والوں کے لئے "فٹ پاتھ" ہیں۔ "فٹ پاتھ" کے ساتھ پھر باغیچہ اور گھاس کے سرسبز لان اور پھولوں کے تختے ہیں۔ اور پھر دونو جانب بڑی بڑی سر بفلک سنگ مرمر کی عمارتیں' بنک' حکومت کے دفتر' سرکاری ادارے اور کو[illegible] خانے ہیں۔ سکول بھی اسی سڑک پر ہیں۔ ایک طرف ہلال احمر کی [illegible]ت ہے جس کے سامنے بہت بڑا لکڑی کا سرخ روغن کیا ہوا چاند لگا ہوا ہے۔ جو اپنی خاص بہار دکھا رہا ہے۔ اس عمارت کے سامنے لوگوں کے بیٹھنے کے لئے ایک وسیع باغیچہ ہے۔ گویا ایک تفریح گاہ پبلک کے لئے قائم کی گئی ہے۔

ہلال احمر کی عمارت کے بعد ایک بہت بڑا سرکاری باغ ہے۔ جس میں سنگ مرمر کے بڑے بڑے حوض پانی سے لبالب بھرے ہوئے ہیں۔ اور دو حوضوں کے درمیان ایک عریض دیوار ہے۔ جس دیوار کے ایک رخ پر دو بہت بڑے روئیں بت ابھرے رکھے ہیں۔ شاید یہ جنگ کا دیوتا دکھائے گئے ہیں۔ ان کے آس پاس پتھر کے بت تراشے ہوئے جنگوں کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ اس دیوار کے دوسری جانب دوسرے حوض پر بیٹھنے والے مصطفےٰ کمال پاشا کے نیز دیگر بہادروں کے بت دیکھ سکتے ہیں۔

ینگی شہر یہ سڑک دو تین میل تک لمبی چلی گئی ہے۔ آس پاس عالی شان عمارتیں زیر تعمیر اور بعض نو تعمیر موجود ہیں۔ سڑک کے خاتمہ پر پہاڑیوں کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ اور سامنے ایک خوبصورت پہاڑی پر مصطفےٰ اتاترک کا بنگلہ ہے۔ جس کو دیکھ کر فرط محبت و عقیدت سے روح میں تازگی آگئی۔ یہ مسلمانوں کو زندہ کرنے والا دوبارہ ان کی شان قائم کرنے والا بہادر ترک ایک غیر معمولی انسان ہے۔ میں جہاں تک اس کے کارناموں اور اس کی عاقلانہ جدوجہد پر غور کرتی ہوں اسے موجودہ دنیا کا سب سے بڑا آدمی پاتی ہوں۔ جس نے مسلمانوں کی بگڑی کو بنا دیا ہے اور ہم جیسے غلاموں میں بھی روح حیات پیدا کر دی ہے۔ کاش مصطفےٰ اتاترک کو معلوم ہوتا کہ اس کے قدردان چند قدم کے فاصلے پر کس محبت اور اشتیاق سے اس کی آرام گاہ کو دیکھ رہے ہیں۔ مصری کونسل کے نام کچھ خطوط مصر سے ہمیں دئیے گئے تھے۔ جو کونسل خانے میں پہنچائے گئے۔ ازراہ مہمان نوازی وزیر مصر نے ہمیں چائے پر بلایا۔ اور چند ترکوں سے وہاں ملاقات ہوگئی۔ انقرہ کے واحد اخبار اُلش (قومی) کے نائب ایڈیٹر صفوت بے سے نیاز حاصل ہوا جو ہماری خوش نصیبی سے رک رک کر انگریزی بولتے تھے۔ اور یہی انگریزی اخباروں کے مترجم بھی تھے۔ صفوت بے کی ملاقات نے غیب سے ہماری مدد کا سامان پیدا کر دیا۔ نہایت خوش اخلاق اور وسیع الخیال مسلمان ہیں۔ آپ کی وجہ سے ہمیں گورنمنٹ تک بھی رسائی حاصل ہوئی۔ اور آپ ہی نے ہمیں سرکاری موٹر میں کئی مقامات دکھائے۔ گورنمنٹ کے دفاتر۔ مدارس۔ یونیورسٹیاں۔ نمائش مصنوعات واٹر ورکس وغیرہ۔ اگر صفوت بے صاحب کی معاونت حاصل نہ ہوتی تو ہم اتنے قلیل عرصہ میں یہ سب چیزیں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ حقیقی اور دلچسپ معلومات ہرگز حاصل نہ کر سکتے تھے۔

ترک عورتیں

ترکی میں آکر سب سے عجیب اور دلچسپ چیز جو میرے لئے تھی وہ ایک تو مساجد میں نمازیوں کی کثرت اور ترکوں کی اسلام دوستی تھی۔ دوسرے ترک عورتوں کی آزادی ترقی اور تعلیم تھی۔ واقعی یہاں کسی عورت کے چہرے پر نقاب نہیں ہے۔ اکثر نوجوان لڑکیوں نے یورپین عورتوں کی طرح کٹے ہوئے بالوں پر ٹوپیاں پہن رکھی ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں۔ ترک عورت حسن و جمال میں لاثانی ہے۔ ادھیڑ اور بڑھی عورتوں نے سر پر سیاہ ریشم یا جارجٹ کے رومال یا دوپٹے باندھ رکھے ہیں۔ جس سے گردن سر اور پیشانی تک کا ایک حصہ چھپ گیا ہے۔ ان کے رومال باندھنے کا طریقہ نہایت پیارا ہے۔ دونو کان بھی چھپ جاتے ہیں۔ کالے رومال میں سے سادہ چاند سا چہرہ نکلا ہوا۔ اسلامی شان کو دکھاتا ہے۔ کاش کہ حجاب کو اس حد تک رہنے دیا جاتا مگر غازی پاشا تو چاہتے ہیں کہ ترکی عورت "ماڈرن" ہو جائے۔ اور یورپ کو بھی شرمائے۔ وہ نہیں چاہتے کہ یورپ کی مادہ پرست دنیا ترکوں کو نیم وحشی اور غیر مہذب سمجھے۔ بعض عورتوں نے نقاب کے بغیر چار شف یعنی برقعے بھی پہنے ہوئے ہیں۔ ورنہ لمبے ریشمی سیاہ کوٹ کے ساتھ سر پر رومال باندھ رکھا ہے۔

نوجوان عورتیں بالکل یورپین معلوم ہوتی ہیں۔ مصر کی مانند یہاں کی عورتیں ہونٹوں اور رخساروں پر زیادہ رنگ اور سرخی نہیں لگاتیں۔ خصوصاً سکولوں کی بچیوں اور معلمات کے لئے تو قطعاً سادگی کا حکم ہے۔ بمشکل دو چار فیصدی عورتیں رنگدار دیکھیں۔ اور معلوم نہ ہو سکا۔ کہ وہ ترک ہیں یا ارمنی یہودی وغیرہ۔ کیونکہ عیسائی قومیں بھی ترکی میں ابھی تک آباد ہیں۔ بہرحال یہ بوڑھی اور ادھیڑ عورتیں ختم ہو جائیں گی۔ تو آج جو برقعہ اور کوٹ نظر آرہا ہے۔ یہ بھی مفقود ہو جائے گا۔ زنانہ ٹوپی کو مصر والے برناڈا کہتے اور ترک شاپقا کہتے ہیں۔

انقرہ کی مسجدیں

معلوم ہوا کہ شہر انقرہ میں سو سوا سو کے قریب مساجد ہیں جس نواح میں ہم تھے وہاں ہمارے قریب ہی چھوٹی بڑی پانچ مسجدیں ہیں۔ سب سے قریب والی زیر تعمیر ہے۔ اس لیئے ہم ذرا آگے جا کر نماز پڑھتے ہیں۔ میں جتنے دن انقرہ میں رہی کوشش کرتی تھی کہ روزانہ ایک جدید مسجد میں نماز پڑھوں تاکہ وہاں کے نمازیوں کی رونق معلوم ہوتی رہے۔ ہماری موجودگی میں اذان ہوئی۔ اذان ترکی زبان میں تھی۔ ان لوگوں کا بیان ہے۔ کہ ہم اذان اس لیئے ترکی میں دیتے ہیں۔ کہ یہ نماز کے لیئے بلانے کا اعلان ہے۔ سو جب تک ترک جو عربی زبان سے ناواقف ہیں اعلان نہ سمجھیں گے کیونکر بڑی تعداد میں مسجدوں میں آئیں گے۔ غرضیکہ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اعلان ترکی میں کیا جاتا ہے۔ لوگ جلدی جلدی وضو کر کے مسجد میں داخل ہو گئے بعض لوگوں کے بوٹوں پر ایک بوٹ چڑھا ہوا تھا۔ جس کے نیچے لوہے کی چھوٹی سی مہمیز سی تھی۔ جو دروازے کے ساتھ سہارا لینے سے اتر جاتا تھا۔ یا مہمیز کو ہاتھ کا اشارہ کرنے سے اتر جاتا تھا۔ پاؤں کا وضو کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ مسجد کیا کمرہ پل بھر میں نمازیوں سے بھر گیا۔ عورتوں کے لیئے اوپر ایک گیلری پیچھے کی جانب بنی ہوئی تھی میں وہاں چلی گئی۔ امام مسجد اذان کے ساتھ ہی کمرے میں آگئے۔ انگریزی ٹوپی اتار کر ایک تپائی پر رکھ دی۔ جو ایک کونے میں امام کے عمامہ کے لیئے ہی رکھی گئی تھی۔ اور وہاں سے لے کر سفید عمامہ سر پر رکھ لیا۔ یہ ترکی سرخ ٹوپی پر سفید ململ کا کپڑا لپیٹ کر بنایا ہوا تھا۔ بس جامع ازہر کے علما کا سا عمامہ تھا۔ ان ہی عمامہ پوش علما سے یورپ والوں نے پناہ مانگی ہے۔ اور ان غریبوں کے اقتدار کو کم کرنے کے لئے جدید حکومت ترکی نے انتہائی کوشش کی ہے۔ یورپ والے کہتے ہیں کہ یہ لوگ انتہا درجہ کے متعصب اور کٹر مسلمان ہیں۔ دن گئے اس وقت جس وقت ان کے اشاروں پر بادشاہوں کی گردش ختم ہو جاتی تھی اب تو بات کرتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں۔ اور اقبال کمالی کے سامنے انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ سب نمازیوں نے انگریزی ٹوپیاں اتار کر رکھ دیں۔ اور جیب سے ململ کی ٹوپیاں پہن پہن کر اس رب غفور کے سامنے جھک گئے۔ بعض نے رومال سر سے لپیٹ لئے۔ اکثر نمازیوں نے انگریزی ٹوپی کے نیچے ململ کی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ غرضیکہ عجیب نظارہ اور عجیب کیفیت پیدا ہوگئی۔ امام مسجد نہایت لائق اور عربی کا عالم معلوم ہوتا تھا۔ لب لہجہ نہایت نفیس تھا۔ ایسی خوبصورتی سے اس نے نماز پڑھائی کہ دل خوش ہو گیا۔ سب نے سنت کی رکعتیں علیحدہ علیحدہ پڑھیں۔ نماز کے بعد دس پندرہ منٹ تک ایک شخص نے خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھا جسے سب نے شوق سے سنا۔ پھر سورۂ فاتحہ پڑھ کر سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ نماز کے بعد ہر مرتبہ تلاوت قرآن کا دستور میں نے سوائے ترکی کے اور کسی جگہ نہیں دیکھا۔ لوگوں کے جانے کے بعد ہم امام مسجد سے ملے یہ ایک نوجوان ترک تھے فارسی جانتا تھا۔ اس کی معرفت بہت باتیں ہوئیں۔ ان لوگوں نے ہم سے کہا کہ اگر تم عشا کی نماز بڑی مسجد میں جہاں زیادہ نمازی جمع ہوتے ہیں جا کر پڑھو گے۔ تو بہت سے بھائیوں سے

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجمنہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ احمد خان ولد عنایت خان ذات بلوچ سکنہ بائیہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹ ۱۱/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکورکے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً حاضر ہوں۔

تحریر مورخہ ۷ ۷/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجمنہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ برخوردار ولد شہابل شاہ ذات قریشی سکنہ بقریہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۵ ۱۱/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸ ۷/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجمنہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ سائیں ولد جوعظہ ذات کندرانہ سکنہ جھگڑا متعلقی خیلد تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۳ ۱۱/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷ ۷/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجمنہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ سلطان خان ولد شہادخاں ذات سیال سکنہ چک ۴۸ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹ ۱۱/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۹ ۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجمنہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ سردار ولد راجہ خان جٹ ہرل سکنہ کوٹ اسمٰعیل تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۵ ۱۱/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳ ۷/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجمنہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ بخشا ولد محمد ذات مازنی سکنہ ہرسہ شیخ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۳ ۱۱/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸ ۷/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجمنہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ فرید ولد ماہنی ذات چیال سکنہ چک ۱۲/۱۱ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۳۶ ۱ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرض خواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۶ ۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجمنہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے، کہ مسمیٰ بہادر شاہ ولد حیدر شاہ ذات قریشی سکنہ حویلی بہادر شاہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۱ ۱۱/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۷ ۷/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

سے یہی ان کا فرض ہے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے کہا۔ کہ عزیز احمد صاحب کے بھائی آئے ہوئے ہیں۔ وہ انھیں سمجھا کر ان کے پاس بھجوائیں گے۔ کہ انھیں سچائی کو اختیار کرنا چاہیئے۔ اور کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے۔ جو خلاف واقعہ ہو" (صفحہ)

جناب خلیفہ صاحب کی یہ نصیحت بے شک بڑی دلکش ہے۔ اور اگر اس پر عمل کیا جائے یعنی سچ بولا جائے۔ تو بڑی قابل قدر بھی ہے لیکن گزارش ہے۔ کہ یہ واقعہ روز روشن میں ایک ایسے آباد بازار کے اندر ہوتا ہے۔ جہاں جناب خلیفہ صاحب کے مریدوں کی بکثرت دکانیں ہیں۔ انہیں سے کئی ایک نے یہ دردناک حادثہ اپنی آنکھوں سے وقوع پذیر ہوتے دیکھا ہوگا۔ لیکن کیا وجہ ہے جیسا کہ سنا جاتا ہے کہ اس مقدمہ کا ایک گواہ بھی قادیانی نہیں تمام قادیانی حضرات نے گواہی دینے سے انکار کر دیا۔ کیا جناب خلیفہ صاحب کی راست گوئی کی یہ نصیحتیں صرف مقدمات قتل وغیرہ کے موقعوں پر ہی کارگر ہوتی ہیں؟ اور جوان ہولناک واقعات کے عینی شاہد ہوں۔ انھیں کلمہ حق کہنے کی توفیق نہیں ملتی۔ نیز ہم جناب خلیفہ صاحب سے مودبانہ درخواست کریں گے۔ کہ ذرا ان حضرات کے اسماء بھی دنیا پر ظاہر کر دیں۔ جن کے بیانات پر انحصار کر کے قادیانی جماعت نے یہ نظریہ قائم کیا تھا۔ کہ پہلی جناب میاں فخر الدین صاحب مرحوم و مغفور کی طرف سے ہوئی تھی جس کا ذکر "الفضل" مورخہ ۱۰ راگست ۱۹۳۷ء میں مصری پارٹی کی بربریت کا ایک نظارہ" کے عنوان سے ہو چکا ہے ان سوالات کا جواب ملنے پر ہی دنیا جناب خلیفہ صاحب کی اس نصیحت کی نوعیت اور اس کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ کر سکتی ہے۔

قادیانی خلافت کا نرالا طریق حفاظت

آج کل شیخ عبد الرحمان صاحب مصری اور ان کے رفقا کی زندگی قادیان میں جن مشکلات کے اندر بسر ہو رہی ہے۔ اس کی کیفیت قارئین کرام گزشتہ پرچے میں ملاحظہ فرما چکے ہوں گے۔ جناب خلیفہ صاحب نے ان کے بائیکاٹ کا اعلان کر رکھا ہے۔ کوئی قادیانی ان سے سلام و کلام نہیں کرتا۔ قادیانی دکاندار انھیں سودا نہیں دیتے معمولی ضروریات زندگی اور اشیائے خوردنی کے حصول میں انہیں دقتیں پیش آ رہی ہیں۔ بقول ان کے وہ کوئی غیر احمدی ملازم بھی گھر کے کام کاج کے لئے رکھتے ہیں۔ تو اسے طرح طرح کی ترکیبوں اور لالچوں سے بھگا دیا جاتا ہے۔ جمعدار کو صفائی سے روکا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں دن رات مصری صاحب کی کوٹھی اور دوسرے اصحاب کے مکانوں کے گرد و پیش آوارہ چھوکرے اور نوجوان متعین رکھے جاتے ہیں۔ جو بسا اوقات نہایت نامناسب حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ زنانخانوں میں جھانکتے ہیں سیٹیاں بجاتے ہیں ٹارچوں کی روشنی بیہودہ طریق پر ڈالتے ہیں ——— جب بعض ذمہ دار قادیانی حضرات سے اس بارہ میں دریافت کیا گیا۔ تو انھوں نے فرمایا کہ ہم نے مصری صاحب اور ان کے رفقا کے مکانوں پر اس لئے آدمی متعین کر رکھے ہیں۔ کہ ان کی حفاظت کی جائے ——— اس جواب میں نہ صرف انتہا درجہ کی غلط بیانی بلکہ ستم ظریفی بھی موجود معلوم ہوتی ہے۔ قادیان کی "خلافتی گورنمنٹ" کا یہ طریق حفاظت ساری دنیا سے نرالا ہے فخر الدین صاحب ملتانی مرحوم کے متعلق اخبار "الفضل" نے لکھا تھا۔ کہ ہمارے آدمیوں کے ذریعہ ان کے گھر کی حفاظت ہو رہی ہے۔ جس طرح ان کے گھر کی حفاظت کی تکمیل ہوئی۔ خدا کرے مصری صاحب اس سے محفوظ رہیں۔

نیز بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مرحوم کی قبر پر بھی ہر وقت دو قادیانی جاسوس موجود رہتے ہیں۔ جو کوئی فاتحہ پڑھنے جاتا ہے۔ اسے خوب غور سے گھور گھور کر دیکھتے ہیں ——— یہ غالباً مرحوم کی لاش اور قبر کی حفاظت کے لئے مقرر کئے گئے ہوں گے۔

حکومت کیوں خاموش ہے؟

جو لوگ قانون سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ایک شخص جس کو ضابطہ کے مطابق عدالت بھی بدمعاش قابل نگرانی قرار دے دے اور پولیس اس کی نگرانی ایسے قابل اعتراض طریق پر کرے جو اسکی جائز نقل و حرکت اور کاروبار میں حارج ہو۔ تو وہ بھی پولیس افسر کے خلاف شکایت کر کے اس کو ازروئے قانون سزا دلا سکتا ہے لیکن افسوس قادیان کی "روحانی گورنمنٹ" کے قواعد اس سے بہت زیادہ مختلف اور بہت زیادہ جلالی واقع ہوئے ہیں۔ ان جلالی قواعد کی رو سے ملک معظم کی رعایا کے ایک معزز اور پابند قانون شہری کو ازروئے قانون نقل و حرکت اور کاروبار میں جو آزادی حاصل ہے۔ وہ عملاً سلب کر لی گئی ہے۔ یہ سب کچھ پولیس کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا قادیان کی حدود میں برطانی قوانین نافذ نہیں ہیں؟ کیا وہاں برطانی پولیس موجود نہیں ہے؟ کیا ضلع گورداسپور کے ذمہ دار احکام وہاں دورے کے سلسلہ میں اکثر آتے جاتے نہیں ہیں؟ اگر ان سوالوں کا جواب اثبات میں ہے تو پھر قانون اور ان مظلوموں کی بیاینہ شخصی آزادی کی یہ توہین کیوں برداشت کی جا رہی ہے۔ اگر قادیان کی لوکل پولیس کسی وجہ سے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھتی ہے۔ تو پھر ضلع کے افسران اعلیٰ کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے ——— اگر وہ چند مظلوم و مقہور انسانوں کی مصائب کو دور کرنے کی خاطر کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتے۔ تو کم از کم حکومت کے وقار کے تحفظ کی خاطر ہی کوئی حرکت کریں۔

فرقہ وارانہ اتحاد کے متعلق حکومت کی کوششیں

پنجاب کی موجودہ وزارت نہایت نیک نیتی اور توجہ سے فرقہ وارانہ اتحاد کی کوششوں میں مصروف ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ متنازعہ فیہ مسائل کے متعلق صوبہ کی مختلف اقوام کے مابین ایک باعزت اور قابل عمل مفاہمت ہو جائے ان کوششوں کو ہر ایک وطن خواہ اور انسانیت دوست قدر کی نگاہ سے دیکھیگا۔ اس ہفتہ لاہور میں اتحاد کانفرنس کی سب کمیٹیوں کے اجلاس منعقد ہوئے ان کے متعلق جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ وہ کافی دلخوش کن ہیں۔ کہا جاتا ہے مذہبی و نیم مذہبی جھگڑوں کے متعلق حل تلاش کرنے میں سب کمیٹی کامیاب ہو چکی ہے۔ اور مندرجہ ذیل امور کے متعلق اطمینان بخش تصفیہ ہو گیا ہے۔

(۱) امور متعلقہ اشیائے خوردنی۔
(۲) جلوسوں کے اوقات اور راستے۔
(۳) عبادت گاہوں کے سامنے باجا اور دوسرے مظاہرے
(۴) مذاہب اور رہنمایان مذاہب کے خلاف حملوں کی شکایت
(۵) مذہبی تبلیغ اور تبدیل مذہب۔
(۶) موسمی تیوہاروں کو قومی بنانا اور مشترکہ کلچرل اور رد والطہ کی ہمت افزائی کرنا۔

یہ بھی سننے میں آیا ہے۔ کہ امور متنازعہ کے حل کے سلسلہ میں جو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ان پر سب کمیٹیوں کے اجلاسوں میں شریک ہونے والے تمام حضرات نے اظہار اطمینان کیا ہے۔ ایک صاحب نے تو یہاں تک فرمایا کہ ہندوستان میں ۱۹۲۴ء سے لے کر اب تک متعدد اتحاد کانفرنس منعقد ہوئیں مگر انمیں سے کسی ایک میں بھی اس درجہ اتفاق رائے نہ تھا جو ان سب کمیٹیوں کے اجلاسوں میں دیکھا گیا۔ یہ توقع بھی ظاہر کی جا رہی ہے، کہ سب کمیٹیوں کے فیصلوں کی امداد سے اتحاد کانفرنس کوئی ایسا فیصلہ کر سکے گی جو تمام اقوام کے لئے تسلی بخش ہو ——— خدا کرے ایسا ہی ہو۔ اگر موجودہ وزارت اس مقصد میں کامیاب ہو گئی۔ تو یہ اس کا تاریخی کارنامہ ہوگا۔

اس کانفرنس کی کامیابی کی دلی دعاؤں کے ساتھ ہم چند ضروری باتیں بھی عرض کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ اس قسم کی کانفرنسوں کے لئے یکجہتی اور فیاضی و رواداری کے جذبات بیشک اشد ضروری ہیں لیکن مختلف اقوام کے نیک نیت اور قابل نمایندوں کی صلح پسندانہ تقریروں سے کانفرنس ہال میں جو فضا پیدا ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ ٹھوس حقیقی عام حالات اور مختلف اقوام کے مطالبات و حالات کو مدنظر رکھنا اور ان میں نظر انصاف سے توازن قائم کرنا بھی اشد ضروری ہے ہمارے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کانفرنس میں جو فیصلے کئے جائیں انکی بنیاد وقتی جذبات کی بجائے انصاف اور مضبوط و مستحکم اصول پر ہو ایسے اصول جن کے ذریعہ تمام اقوام کے جائز حقوق کا تحفظ ہو جائے ——— عملی اور پائیدار اتحاد کی یہی صحیح تدبیر ہے۔

جھٹکے کی آزادی کا مطالبہ

سکھ لوگ بالعموم مسلمانوں کے ذبیحہ کو پسند نہیں کرتے اور اپنے مخصوص طریق پر جانور کو ہلاک کر کے گوشت کھاتے ہیں۔ جسے "جھٹکہ" کہا جاتا ہے۔ قانون و رواج کی بناء پر عرصہ دراز سے جھٹکہ کے متعلق بعض پابندیاں عائد ہیں مثلاً متعدد سرکاری اداروں میں جھٹکہ کرنا اور پکانا ممنوع ہے بعض دیہات اور علاقے بھی ایسے ہیں کہ جہاں رواجاً جھٹکے کی اجازت نہیں ——— یہ صورت حالات عرصہ دراز سے چلی آتی ہے۔ دیہات و قصبات کی وسیع آبادی اس پر مطمئن ہے اب کچھ عرصہ سے سکھ لیڈروں نے جھٹکہ کی آزادی کا مطالبہ شروع کیا ہے پنجاب اسمبلی کے گزشتہ اجلاس اور یونٹی کانفرنس میں بھی اس کا ذکر آیا۔ ہندو لیڈر اور اخبارات حتیٰ کہ آریہ سماج کی گھاس پارٹی کے بعض لوگ بھی سکھوں کے اس مطالبے کے حامی معلوم ہوتے ہیں۔

سکھوں نے جن اثرات و جذبات کے ماتحت اس مطالبہ کو پیش کیا ہے۔ اور ہندو جن مقاصد کے ماتحت اس کی تائید کر رہے ہیں وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس لئے ان کے متعلق خاموشی ہی بہتر ہے ———

مگر ہم اصولی طور پر سکھوں کے اس مطالبہ کے حامی ہیں۔ اور جو مسلمان اس بارہ میں ان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ انکی نیک نیتی کے اعتراف کے باوجود ہم اپنے آپ کو انکی تائید کے لئے تیار نہیں پاتے۔ یقیناً مذہبی آزادی کا یہ تقاضا ہے۔ کہ ہر ایک قوم کے افراد کو اپنے کھانے پینے کی چیزیں جائز طریق پر حاصل کرنے کی اجازت ہو۔ اگر سکھ ایک خاص طریق پر جانور ہلاک کر کے اس کا گوشت کھانا چاہتے ہیں۔ تو اس میں ہرگز کوئی مزاحمت نہ ہونی چاہیئے۔ ——— لیکن اس کے ساتھ ہی انصاف کا تقاضا اور ہمارا مطالبہ یہ ہے۔ کہ یہ اصول تمام اقوام کے لئے نافذ ہو۔ اسمیں کسی کی کوئی تخصیص نہ کی جائے۔ اس طرح لازماً ذبیحہ بقر کا سوال بھی سامنے آئے گا اور ہندوؤں اور سکھوں کو ذبیحہ بقر کے متعلق اسی قسم کی آزادی مسلمانوں کے لئے بھی تسلیم کرنی پڑے گی جیسی کہ وہ جھٹکے کے متعلق اپنے لئے حاصل کریں گے اگر فریقین اس کے لئے آمادہ نہ ہو سکیں تو مجبوراً ان کو موجودہ حالت پر قانع رہنا پڑے گا ——— اس اصول کو تسلیم کئے بغیر سکھوں اور ہندوؤں کا اس مطالبہ کو پیش کرنا ایک ایسا اقدام ہے جسکو نیک نیتی اور منصفانہ حقوق طلبی پر محمول کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جماعت احمدیہ کی مذہبی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ اہل العزم ہیں سب بزرگوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام ادیان پر غالب آئیگا

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۵ — یوم ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۷ ہجری — نمبر ۵۲

قادیان کے موجودہ حالات میں ہمارا فرض

پیر پرستوں میں صحیح خیالات و عقائد کی تبلیغ کرو

قادیان کے تازہ حالات سے دوست بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ وہاں کا موجودہ انتشار و اضطراب اور اس کے نتائج سب کے سامنے ہیں۔

—— یہ حالات یقیناً ایسے ہیں۔ کہ احمدیت اور حضرت مسیح موعودؑ سے محبت رکھنے والا ہر ایک شخص ان پر انتہائی رنج محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ یہ وہی قادیان ہے۔ جہاں موجودہ زمانہ کا عظیم الشان مجدد پیدا ہوا یہیں سے اس نے خدا کے حکم کے مطابق خدمت و تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھایا۔ اسی جگہ سے اس کی عظیم الشان تبلیغ کا آغاز ہوا —— دنیا نے اس مجدد اعظم کی آواز کی طرف سے اپنے کان بند کرنے چاہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کو یہ صدائے حق سننی پڑی —— دنیا کے ہر ایک مذہب و ملت کو سننی پڑی۔ اور اس سے متاثر ہونا پڑا۔ قادیان جیسا غیر معروف اور الگ تھلگ گاؤں اسی شیر خدا کا مسکن ہونے کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہو گیا۔ اس چھوٹی سی بستی میں ایسی کشش پیدا ہو گئی ہے۔ کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام کرۂ ارض کے مختلف حصوں سے لوگ یہاں کھینچے چلے آنے لگے۔ روحانی پیاسوں اور اسلام کے جان نثار سپاہیوں کی ایک معقول تعداد اسی غیر معروف قریہ میں جمع ہو کر ایک زبردست مذہبی انقلاب بپا کرنے میں مصروف ہو گئی —— ایسا زبردست مذہبی انقلاب جسے زمانہ مستقبل کا کوئی مورخ انتہائی کوشش کے باوجود بھی نظر انداز کرنے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ اس انقلاب کی وجہ سے نہ صرف اسلام کو ایک حیات تازہ ملی۔ بلکہ اس کا اثر تمام مختلف مذاہب کے کیمپوں میں محسوس کیا جانے لگا۔ اسی مجدد اعظم کی برکت سے قادیان علم و عمل کا مرکز بن گیا۔ علم کے چشمے یہاں پھوٹ پھوٹ کر بہنے اور دنیا کو سیراب کرنے لگے۔ لوگ اسے خطۂ یونان کہنے پر مجبور ہو گئے۔ عمل صالح کے ایسے نمونے یہاں دیکھے گئے۔ کہ صحابہ کرامؓ کے عہد مبارک کی یاد تازہ ہو گئی۔ اور پھر سب سے زیادہ یہ کہ یہ جگہ جماعت احمدیہ کا مرکز بنی جس کا مقصد وحید ہی خدمت تبلیغ اسلام ہے۔

یہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کا قادیان تھا۔ حضرت مولنٰنا نورالدین صاحبؓ کے وقت میں بھی کم و بیش یہی حالت رہی لیکن جب سے موجودہ خلافت یا پیر پرستی کا دور شروع ہوا ہے حالات یکسر بدل گئے ہیں اندھی تقلید کی وجہ سے علم کے چشمے تو خشک ہو ہی چکے تھے لیکن اب عمل صالح کی دولت بھی اس کے ہاتھوں سے چھن گئی۔ اب قادیان کی طرف وہ باتیں منسوب ہو رہی ہیں جو اس کی شان سے بعید تر تھیں۔ موجودہ خلافت کے عہد سے قبل ان کا کوئی تصور تک بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک وقت تھا کہ لوگ انتہائی مخالفت کے باوجود قادیان کو احترام کی نظروں سے دیکھتے تھے لیکن آہ! آج اس کے . . . . . . حالات ہندوستان کے ہر ایک کوچہ و بازار کی داستان بن چکے ہیں اور یہاں تک نوبت پہنچ چکی ہے کہ جناب خلیفہ صاحب کے بعض جان نثار مخلص مرید تنگ آ کر اصلاح کے طالب ہو رہے ہیں۔ اور قادیانی خلافت اس صدائے اصلاح کو بزور دبا دینا چاہتی ہے۔

یہ صورت قادیانی جماعت کے لئے کوئی نیک فال نہیں ہے۔ حالات کی رو اسے زوال کی طرف لے جاتی ہوئی معلوم دیتی ہے۔ غالباً قسمت کا نوشتہ بھی یہی ہے۔ موجودہ حالات میں ایک سوال ہے جس پر جماعت لاہور کے تمام افراد کو نہایت سکون قلب اور سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ اس میں کوئی شک نہیں جو کچھ دیکھنے اور سننے میں آرہا ہے وہ انتہائی رنج و افسوس اور حیرت کا باعث ہے لیکن موجودہ حالات میں ہمارے فرائض کیا ہیں؟ کیا ہمیں صرف افسوس کر کے خاموش ہو جانا چاہیئے؟ —— نہیں بلکہ اس وقت خاص کوشش اور توجہ سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک ذاتیات اور کسی کے چال چلن پر الزامات کا تعلق ہے ہمیں بے شک کوئی دلچسپی نہیں اور نہ ہونی چاہیئے۔ لیکن قادیانی جماعت میں اصلاح کی جو حرکت پیدا ہوئی ہے اور مسئلہ "خلافت" کے متعلق بعض قادیانی حضرات کے خیالات میں جو امید افزا تغیر ہوا ہے اس سے ہمیں ضرور کام لینا چاہیئے۔ جناب میاں صاحب اور ان کی جماعت کا عقیدہ ہے کہ خلیفہ اللہ تعالےٰ بناتا ہے۔ موجودہ خلیفہ بھی اللہ تعالےٰ کا مقرر کردہ ہے۔ اسے ہرگز معزول نہیں کیا جا سکتا۔ خلیفہ پر کوئی اعتراض بھی نہیں کئے جا سکتے۔ اس کا ہر ایک لفظ قانون ہے جس کی تعمیل تمام افراد جماعت پر لازمی ہے۔ لیکن شیخ مصری اور ان کے رفقا اس غلط عقیدہ کے خلاف کھڑے ہو گئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خلیفہ پر اعتراضات بھی ہو سکتے ہیں۔ اس پر الزامات کی تحقیق بھی کی جا سکتی ہے۔ اور اگر وہ ناقابل اور قصوروار ثابت ہو تو اسے معزول بھی کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ خیالات قادیانی جماعت میں تقویت پکڑ جائیں تو وہ پیر پرستی کی تاریکی سے نکل سکتی ہے —— اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ذاتیات سے علیحدہ رہ کر اصولی طور پر اس تحریک اصلاح کی جائز امداد کریں قادیانی جماعت بالخصوص اس کے نوجوانوں کو اس کی طرف توجہ دلائیں +

جناب خلیفہ قادیان سے دو سوال

۲۰ راگست کے "الفضل" میں جناب خلیفہ قادیان کا ایک طویل مضمون شائع ہوا ہے جس میں انھوں نے اپنے خاص انداز کے مطابق میاں فخرالدین صاحب مرحوم کے واقعہ قتل پر روشنی ڈالی ہے۔ اور بظاہر راست گوئی کی بھی تلقین کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ:-

"میں نے مرزا عبدالحق صاحب سے کہا۔ آپ ملزم (عزیز احمد قلعی گر قادیانی فخرالدین صاحب کا بیان کردہ حملہ آور) کے وکیل ہیں۔ آپ اسے نصیحت کریں۔ کہ اگر اس سے کوئی گناہ ہوا ہے۔ تو اس کا اصل فائدہ اس میں ہے کہ وہ اپنے جرم کا اقبال کر کے خدا تعالےٰ کے غضب کو اپنے پر سے دور کرنے کی کوشش کرے اور اپنے جسم کی حفاظت کی نسبت اپنے ایمان کی حفاظت کو مقدم رکھے۔ مرزا صاحب میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہی تھے۔ کہ چند منٹ بعد ناظر امور عامہ آئے اور انھوں نے بیان کیا۔ کہ میں نے میاں بشیر احمد صاحب سے گفتگو کی ہے۔ اور ان کا یہ خیال ہے۔ کہ اس وقت تک جس نتیجہ پر ہمارے دوست پہنچے ہیں۔ وہ غلط ہے کیونکہ بعد میں بعض گواہیاں ایسی ملی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلا حملہ میاں عزیز احمد صاحب نے کیا ہے۔ اور ناظر صاحب نے بیان کیا۔ کہ میری اپنی تحقیق بھی اسی کی تصدیق کرتی ہے۔ اس پر میں نے انھیں بتایا کہ ابھی ابھی میں بھی اسی نتیجہ پر پہنچ چکا ہوں مرزا صاحب کو بحیثیت ملزم کے وکیل کے یہ مشورہ دے چکا ہوں۔ کہ قانونی مشورہ کے علاوہ انھیں اپنے موکل کو مذہبی مشورہ بھی دینا چاہیئے۔ اور وہ اس کام کے لئے جا رہے ہیں۔ اور میں نے نصیحت کی۔ کہ وہ بھی حکیمانہ طور پر میاں عزیز احمد کے رشتہ داروں کی معرفت ان کو یہی نصیحت کریں کہ کیونکہ ایک مذہبی ادارہ کے ذمہ دار کارکن کی حیثیت

ہندو اور آریہ دنیا پر ایک نظر

آریہ سماج کی راسن پارٹی کا اخبار "آریہ گزٹ" اپنی یکم اگست کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ

"ویدک دھرم کی اٹل سچائیوں اور خوبیوں کا مہاراجہ صاحب آواگڑھ پر اتنا اثر ہوا کہ نہ صرف وہ خود ہی ویدک دھرم کی شرن میں آگئے ہیں بلکہ انہوں نے مورتی پوجا کے طریق کو بھی چھوڑ دیا ہے اور اپنی ریاست کے حکام کو حکم دیا ہے کہ آواگڑھ ریاست کا کوئی ملازم مورتی پوجا نہ کرے......اس سے جان پڑتا ہے کہ مہاراجہ صاحب کے دل میں آریہ سماج کے لئے کتنی شردھا (عقیدہ) پیدا ہو گئی ہے۔ اگر وہاں پرچار کا دائرہ وسیع کیا جائے تو وہ "تمام کی تمام ریاست آریہ سماج کی ناحی کالونی بن سکتی ہے۔"

اس واقعہ کے متعلق "آریہ گزٹ" کی مسرت اور آئندہ ارادے مندرجہ بالا سطور سے صاف عیاں ہیں۔

اسلام شرک و بت پرستی کا اشد ترین مخالف ہے۔ آریوں نے مورتی پوجا اسلام ہی کی تعلیمات کے زیر اثر ترک کی ہے لیکن حاکمانہ اقتدار سے کام لے کر کسی کو اس کے مذہبی عقیدہ اور طریق عبادت سے روکنا سخت معیوب اور مذہبی آزادی کے خلاف ہے۔ مہاراجہ آواگڑھ نے ریاست کے افسران کو جو حکماً مورتی پوجا سے روکا یہ یقیناً ساتن دھرمیوں کے مذہب میں مداخلت ہے کیا آریہ سماج اس کو اصولاً جائز سمجھتا ہے؟ جب مہاراجہ ویدک دھرم کی "اٹل سچائیوں" اور "خوبیوں" سے متاثر ہو کر ویدک دھرم کی شرن میں آگئے تھے تو حکام ریاست کے لئے "ان سچائیوں" اور "خوبیوں" کا اثر کیوں زائل ہو گیا؟ آریہ سماجی شاہان اسلام کو اس قسم کے فرضی واقعات پر اکثر مطعون کیا کرتے ہیں کہ انہوں نے مورتیوں اور مندروں کو توڑا۔ ہندوؤں کے مذہب اور طریق عبادت کے خلاف احکام نافذ کئے۔ آج بھی اگر خدانخواستہ کوئی مسلمان والئے ریاست مورتی پوجا کے خلاف حکم دیدے تو آریہ سماجی شور محشر بپا کر دیں لیکن بایں ہمہ مہاراجہ آواگڑھ کے اس حکم پر اظہار مسرت کیا جا رہا ہے ---- یہ ہے آریہ سماج کی اصول پرستی اور مذہبی آزادی کی حقیقت۔

بعض اوقات آریہ سماجی اور مہاسبھائی ہندوؤں کا دماغی توازن بالکل درہم برہم ہو جاتا ہے اور وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اردو پنجاب کی تعلیمی۔ عدالتی۔ اخباری اور ادبی زبان ہے۔ ہر ایک ملت و مذہب کے اخبارات و رسائل اس میں شائع ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ضلع کانگڑہ کے چند زنانہ سرکاری سکولوں میں ہندی زبان کے ساتھ ساتھ اردو زبان کی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ اس پر "آریہ گزٹ" بہت بے چین ہو رہا ہے۔ یکم اگست کی اشاعت میں ارشاد ہوتا ہے کہ

"سر سکندر حیات خان کی منسٹری میں غریب ہندی کے لئے کوئی استھان نہیں اور وہ اردو ہی کو زبردستی سب کے گلے مڑھنا چاہتی ہے مگر موجودہ منسٹری کو گیا نہ رہے کہ ہندو کنائیں (لڑکیاں) اردو پڑھنے کے لئے ہرگز رضامند نہیں...... ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ضلع کانگڑہ میں جہاں کہ ہندوؤں کی بھاری اکثریت ہے اور مسلمان آٹے میں نمک کے برابر ہیں وہاں گرلز سکولوں میں بھی اردو کو فروغ دینے کی کوشش زور شور سے ہو رہی ہے حالانکہ وہاں پر ۹۵ فی صدی پڑھنے والی لڑکیاں ہندو ہیں جو صرف ہندی پڑھنا چاہتی ہیں...... اس وطیرہ کو دیکھ کر وہاں کے ہندوؤں میں سخت بے چینی پھیل رہی ہے۔"

ہمارے معاصر کو سر سکندر حیات خاں کی منسٹری پر خواہ مخواہ الزام نہیں لگانا چاہئیے ہندی کے لئے ویسے ہی پنجاب میں کوئی جگہ نہیں۔ اگر کوئی جگہ ہوتی تو "آریہ گزٹ" جو ہندی کی حمایت کے جوش میں اس قدر بیقرار ہو رہا ہے اردو میں شائع نہ ہوتا۔ کانگڑہ کے سرکاری زنانہ سکولوں میں اردو کی تعلیم کے علاوہ ہندی کا انتظام بھی بدستور موجود ہے ---- لیکن ہمارے معاصر کا مطالبہ ہے کہ چونکہ ضلع کانگڑہ میں ہندو طالبات کی تعداد ۹۵ فی صدی ہے اس لئے وہاں اردو کا سایہ بھی نہ آنا چاہئیے صرف ہندی بھاشا ہی ہو ۵ فی صدی مسلم اور عیسائی طالبات بھی ہندی پڑھیں۔ یہ مطالبہ خالص حماقت بلکہ دیوانہ پن پر مبنی ہے ---- اگر اس اصول کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر پنجاب کے ان اضلاع اور ہندوستان کے ان صوبوں میں جہاں ہندوؤں کی تعداد پانچ دس فی صدی سے زیادہ نہیں ہندی کی تعلیم کو بہت بڑا جرم قرار دے دینا چاہئیے ---- کیا ہمارا معاصر اس صورت کو پسند کرے گا؟

آج کل ہندوؤں میں گئو رکھشا کا غیر معمولی جوش پایا جاتا ہے شاید اس لئے کہ چھ صوبوں میں کانگرس کے نام سے ان کا راج قائم ہو گیا ہے۔ مختلف کانگرسی صوبوں میں اس امر کی کوششیں شروع ہو چکی ہیں کہ گاؤکشی کو قانوناً بند کرا دیا جائے۔ یو۔ پی۔ اسمبلی کے ایک ہندو ممبر آئندہ اجلاس میں اسی مقصد کے لئے ایک بل بھی پیش کرنے والے ہیں۔ لیکن اس بارہ میں سب سے زیادہ حماقتیں ریاست جموں کشمیر کے ہندو کر رہے ہیں۔ اس ریاست کا راجہ ہندو ہے اس لئے حدود ریاست میں گاؤکشی کی قطعاً ممانعت ہے۔ اور یہ ظالمانہ قانون موجود ہے کہ گائے ذبح کرنے کے "جرم" میں دس سال قید تک سزا دی جا سکتی ہے۔ بیسویں صدی میں کسی حکومت کی کتاب آئین میں اس قسم کے قانون کا موجود ہونا بہت ہی شرمناک اور ناقابل برداشت ہے۔ لیکن ہندو اس ظالمانہ قانون کو زیادہ سختی سے نافذ کرانے پر زور دے رہے ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ گزشتہ دنوں ریاست کے ایک مجسٹریٹ صاحب نے گائے ذبح کرنے والے تین "مجرموں" کو سات سات سال قید کی سنگین سزائیں دیں۔ انہوں نے ہائی کورٹ میں اپیل کی جس کے فاضل ججوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر یہ لوگ اشتعال انگیزی کے خیال سے گائے ذبح کرتے تو ان کو سخت سزا دی جاتی لیکن چونکہ ان پر اشتعال انگیزی کا الزام ثابت نہیں لہٰذا ان کی سزا کم کر کے ایک سال کی جاتی ہے۔

اس پر ہندوؤں نے ایک طوفان محشر پا کر دیا۔ ہڑتالیں اور مظاہرے شروع ہو گئے۔ مردوں کے علاوہ دیویوں کے جلوس نکلے۔ سول نافرمانی کا سلسلہ جاری ہے ---- حکومت جموں کشمیر نے ---- ہاں اسی حکومت جموں کشمیر نے جو معمولی معمولی بہانوں پر مسلمانوں کے اجتماعوں اور مظاہروں پر بلاتکلف گولی چلا دیا کرتی ہے ان کی تمام حرکتوں کو سکون دل سے برداشت کر لیا۔ ہندوؤں نے اشتعال انگیزیاں کیں۔ قانون کو دیدہ دلیری سے توڑا۔ ہائی کورٹ اور اس کے فاضل ججوں کی توہین کی۔ ریاستی حکومت کے وقار کو سربازار رسوا کیا۔ پنجاب کے آریہ سماجی اور مہاسبھائی اخبارات اور لیڈروں نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی اور حکام ریاست کو مرعوب کرنے کی پوری کوشش کی ---- یہ بھی کوشش ہوئی کہ ہائی کورٹ اپنے فیصلے کے بعض حصوں میں ترمیم کر دے لیکن فاضل ججوں نے ایک لفظ تک بدلنے سے انکار کر دیا۔ تازہ اطلاعات یہ ہیں کہ یہ شورش رفتہ رفتہ کمزور ہو رہی ہے چند روز میں اس کا خاتمہ ہو جائے گا ---- ایسی حرکتوں کا انجام اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے ---- بہرحال ہندوؤں نے اپنے تعصب جہالت اور حماقت کا مظاہرہ خوب کر لیا۔

ہندوستان میں گایوں کی کثیر تعداد فوجوں کے لئے کٹتی ہے۔ اس وقت ہر ایک چھاؤنی میں فوجوں کا اپنا مذبح موجود ہے۔ اب حکومت ہند کی تجویز ہے کہ لاہور چھاؤنی میں ایک بہت بڑا مذبح قائم کر کے تمام چھاؤنیوں کو یہیں سے گوشت مہیا کیا جائے۔ اس طرح بہت سا گوشت ضائع ہونے سے بچ جائے گا چنانچہ موجودہ آئین اور موجودہ وزارت قائم ہونے سے قبل ہی حکومت ہند نے حکومت پنجاب سے لاہور چھاؤنی میں اس مذبح کے قیام کی اجازت لے لی تھی۔ اور حکومت پنجاب نے اس وقت سرکردہ ہندوؤں کے مشورہ کے بعد یہ اجازت دی تھی۔ یہ سر گوکل چند نارنگ کا عہد مبارک تھا ---- اب ہندوؤں نے اس مذبح کے قیام کے خلاف بھی شور مچا رکھا ہے اور اس کو موجودہ وزارت کا ظلم عظیم اور مفروضہ مسلم راج کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے حالانکہ حالات و واقعات اس کی پکار پکار کر تردید کر رہے ہیں ---- اس سلسلہ میں ایک لطف بات یہ ہے کہ اس مذبح کی عمارت کا ٹھیکہ ایک ہندو ٹھیکیدار نے لیا ہے اور بہت سے ہندو سکھ نوجوانوں نے مذبح کی مختلف اسامیوں کے لئے ابھی سے درخواستیں بھیج دی ہیں۔ ہندو سرمایہ داروں اور نوجوانوں کی ان حرکات کے مقابلہ پر "ماتا" کا جوش غضب بالکل سرد ہو گیا ہے۔ گائے کا مسئلہ ہندوستان کے بہت بڑے مصائب میں سے ایک ہے۔ ہندوؤں کا تعصب جہالت اس مسئلہ کو روز بروز زیادہ خوفناک اور تباہ کن بنا رہا ہے۔

صحت اور روزہ

مسٹر وب ملیر نمایندہ یونائیٹڈ پریس کا مسولینی کے متعلق بیان:-

"مسولینی کے نزدیک بیماری کا اصل علاج فاقہ ہے اس نے کہا کہ میری طبیعت جہاں ذرا خراب ہوئی اور بیماری کی آمد مجھے معلوم ہوئی۔ بس میں کم از کم ۲۴ گھنٹے کے لئے فاقہ کر لیتا ہوں اور بالکل تندرست رہتا ہوں۔"

ہماری ہی قوم اور برادری کے جو دانشمند افراد روزہ کے نام سے

صدائے اسلام

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن مانسہرہ

مانسہرہ میں ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا قیام تو دو سال سے ہو چکا تھا۔ اور اس کی سرگرمیوں کا ذکر اخبار "پیغام صلح" میں ہوتا رہا ہے۔ گزشتہ سال اس ایسوسی ایشن کے چند اراکین جن کی کوششوں سے کام چل رہا تھا۔ مانسہرہ سے باہر جانے پر مجبور ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کافی عرصہ تک ایسوسی ایشن کا کام معرض التوا میں پڑا رہا۔ اس سال ہمارے دو نوجوان جنہوں نے ٹریننگ کالج پشاور میں اپنے طالب علمی کے زمانہ میں سعید ڈھیری میں مسلم ینگ مین ایسوسی ایشن قائم کر کے نہایت اچھا کام کیا تھا۔ کامیابی کے بعد واپس تشریف لے آئے یعنی ماسٹر محمد رحمٰن صاحب اور غلام ربانی صاحب انھوں نے آتے ہی نوجوانوں کو بیدار کرنا شروع کیا۔ اور ان کی کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا دوبارہ قیام عمل میں آیا اور باتفاق رائے مندرجہ ذیل عہدہ داروں کا انتخاب ہوا۔

(۱) صدر — مولوی محمد عبداللہ صاحب۔ ایم اے بی ٹی

(۲) وائس پریذیڈنٹ — ماسٹر عبدالرؤف صاحب

(۳) سکرٹری — محمد الدین

عرصہ دو ماہ سے ہر پندرہ روز کو باقاعدہ بعد از نماز جمعہ ایسوسی ایشن کے جلسے ہوتے ہیں بیں قبل ازیں اطلاع دینے سے اس لئے خاموش رہا کہ ایسا نہ ہو۔ کہ اطلاع دینے اور اخبار میں درج ہونے کے بعد نوجوانوں پر خدانخواستہ پھر غفلت طاری ہونے لگے۔ جو ندامت کا باعث ہو مگر اب امید ہے کہ خدا کے فضل سے ایسوسی ایشن کے اراکین نہایت تندہی سے اس کام کو جاری رکھیں گے۔ ایسوسی ایشن سر دست فی الحال اپنے احمدی بچوں کو احمدیت سے واقف کر کے ان کے دلوں میں تبلیغی کام اور خدمت اسلام کا جوش پیدا کرنا چاہتی ہے۔ اسی غرض سے جلسہ میں بچوں کو تقاریر کا موقعہ دیا جا رہا ہے۔

۱۶ جولائی کا جلسہ

چنانچہ ۱۶ کو بعد از نماز جمعہ مندرجہ ذیل مضامین پر تقاریر ہوئیں۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد

(۱) عزیز عبداللہ خلف الرشید خانصاحب سعید احمد خاں، متعلم جماعت پنجم نے نظم پڑھی۔

(۲) عزیز عبدالحی صاحب (خلف الرشید خانصاحب سعید احمد خاں) متعلم جماعت ہشتم نے ہجرت حبشہ کو نہایت عمدہ طور پر حاضرین کے گوش گزار کیا۔

(۳) ماسٹر محمد رحمٰن صاحب نے وفات مسیح پر بہت عمدہ تقریر کی۔ اور نہایت واضح دلائل سے وفات مسیح کو ثابت کیا صاحب صدر نے اس تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ احمدی سپاہیوں کے لئے وفات مسیح کا مسئلہ ایک زبردست ہتھیار ہے۔ لہذا ہر ایک احمدی کو اس سے پوری طرح واقف ہونا چاہیئے۔

(۴) ماسٹر شوکت محمد متعلم جماعت نہم خلف الرشید خانصاحب غلام ربانی خانصاحب نے انگریزی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی کی سوانح حیات بیان کی اس کے بعد مولوی محمد ابراہیم صاحب خلف الرشید مولوی محمد یٰسین صاحب جو لاہور سے تبلیغی جذبہ لے کر ان دنوں تشریف لائے ہوئے تھے۔ نوجوانوں کو اپنے خیالات سے مستفید کیا۔ اور جلسہ بخیریت اختتام پذیر ہوا۔

۳۰ جولائی کا جلسہ

جمعہ ۳۰ کو ینگ مین ایسوسی ایشن کا چوتھا جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب نے ختم نبوت پر ایک مدلل تقریر کی ختم نبوت پر قرآن شریف اور احادیث کی دلائل پیش کر کے پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے ثابت کیا۔ کہ نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریرات کو پیش کر کے قادیانی عقیدہ "تبدیلی عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام دربارہ نبوت" کی مدلل تردید کی سامعین پر اس تقریر کا نہایت اچھا اثر ہوا اور جلسہ دعا کے ساتھ ختم ہوا۔ آخر پر میں جملہ احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ دعا کریں کہ یہ ایسوسی ایشن اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔

سکرٹری احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن مانسہرہ ہزارہ

آنریری مبلغین کی خدمت میں التماس

آنریری مبلغین کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ باقاعدہ ماہوار دفتر میں اپنی رپورٹ بھجوا کر مشکور کریں۔ اس طرح ریکارڈ سے کئی مفید نتائج نکلتے ہیں اکثر احباب اپنی مساعی جمیلہ سے اطلاع نہیں دیتے۔ اخویم مکرم ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالوی اور برادرم عبدالعزیز صاحب صدیقی اس بارہ میں قابل مبارکباد ہیں کہ یہ صاحبان باقاعدگی سے اپنی کارروائی کے متعلق دفتر کو باخبر رکھتے ہیں۔

دیگر تمام احباب جنہوں نے اپنی خدمات آنریری تبلیغ کے لیے وقف کی ہیں۔ انھیں بھی متذکرہ بالا اصحاب کی طرح رپورٹ بھیجنے میں باقاعدگی اختیار کرنا لازم ہے۔ (آنریری اسسٹنٹ سکرٹری)

بھٹہ کے ریلوے حادثہ کے متعلق

ضروری اطلاع

محکمۂ تحقیقات و انسداد جرائم بہار نے ان اشخاص کی عکسی تصاویر تیار کرائی ہیں جو بھٹہ کے ریلوے حادثہ میں ہلاک ہوئے اور جن کی ابھی تک شناخت نہیں ہو سکی۔ محکمۂ مذکور نے ان عکسی تصاویر کا ایک سٹ پنجاب میں جملہ صاحبان سپرنٹنڈنٹ پولیس اضلاع کو ارسال کیا ہے۔ جو ان کو اپنے اپنے دفاتر میں رکھیں گے جہاں ان کا معائنہ کیا جا سکتا ہے

محکمۂ تحقیقات و انسداد جرائم پنجاب کے دفتر واقع لاہور اور شملہ میں ان تصاویر کے سٹ برائے معائنہ موجود ہوں گے نیز ان تصاویر کا ایک سٹ محکمہ اطلاعات پنجاب لاہور کے دفتر میں اس غرض سے موجود ہے۔ ان انتظامات سے یہ مقصود ہے کہ جو اشخاص اپنے گمشدہ رشتہ داروں اور احباب کی شناخت کرنا چاہیں۔ ان کو سہولت مہیا کی جائے (محکمہ اطلاعات)

البلاغ المبین اور ایک تصحیح

"البلاغ المبین" پہلا حصہ کی قیمت کچھ نہیں۔ تمام حضرات مفت لے سکتے ہیں صرف دو دو آنے کے ٹکٹ بھیجیں جو محصولڈاک ہیں۔ جلد کی قیمت تین آنے ہے مجلد منگوانے والے تین آنے جلد اور دو آنے محصول ڈاک کل پانچ آنے کے ٹکٹ ارسال فرمائیں۔

(سکرٹری جمعیۃ المسلمین چوک مفتی باقر۔ لاہور)

اسلام اور وطن کی پوجا

"مسلمان اب کیا کریں"؟ سوال ہے۔ جو ہر زبان پر آ رہا ہے ——— لیکن سوال ابھی ختم نہیں ہوا۔ معاً یہ بھی پوچھ لیا جاتا ہے۔ کہ "مسلم لیگ میں شریک ہوں یا کانگریس میں؟" گویا اب سوال اپنی مطلق صورت میں نہ رہا۔ بلکہ سائل نے خود اپنی طرف سے قید لگا دی۔ کہ راہیں تو صرف دو ہی ہیں۔ ایک راہ مسلم لیگ کی۔ دوسری کانگریس کی۔ اب مسلمان اپنے فلاح کے لئے ان دو میں سے کون سا راستہ اختیار کریں؟ علاج و تدبیر کا حصر ان دو ہی صورتوں میں رہ گیا ہے۔ سوال بس یہ ہے انتخاب کس کا کیا جائے ——— یہ ہے ذہنیت۔ پست و بلند ہمارے سارے طبقوں کی۔ اور یہ ہے مبلغ فکر ہمارے بڑے بڑے انشا پردازوں کا، اور بڑے بڑے رہنماؤں کا!

لیکن مسلم لیگ ہے کیا چیز؟ مقاصد کیا رکھتی ہے۔ اور ہے عملاً کن لوگوں کے ہاتھ میں؟ مقاصد یہ ہیں۔ کہ مسلمانوں کا تناسب سرکاری ملازمتوں میں گرنے نہ پائے۔ قانون ساز مجلسوں میں مسلمانوں کی نمائندگی گھٹنے اور گھٹنے نہ پائے۔ اور مسلم حقوق غیر مسلم اکثریت کی دستبرد سے پامال نہ ہونے پائیں۔ اس کے لیڈر کبھی کبھی تقریریں کر دیا کریں۔ زیادہ تر انگریزی میں۔ اور صرف پڑھے لکھوں کے مجمع میں۔ اور کبھی کبھی جلسہ کر کے تجویزیں پاس کر لیا کریں ——— اسلامی طائر فکر کی بس یہی معراج کمال ہے؟ مسلمانوں کا نصب العین دنیا میں بس اسی قدر ہے۔ کہ کفر کی حکومت قاہرہ کے ماتحت رہنے اور بسنے پر قانع ہو کر صرف چند جزوی امور میں کچھ عرض و معروض کر لے؟ اور باقی زمانہ کی رو سے ہر طرح غافل، بے پروا، بے فکر رہا کرے؟ قرآن جس منزل کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ وہ اسی وضع کی مجلس ہے؟ دس بیس برس میں نہ سہی۔ ہزار پانچسو برس کی مدت میں بھی پہنچ سکتی ہے؟ رسول کریم کا اسوہ، اسی محکومی کی زندگی پر قانع رہنے کی تعلیم دیتا ہے؟

پھر کیا بلا تامل، کانگریس کے اکھاڑے میں کود پڑنا چاہیئے؟ اور آزادی کامل کے نظر فریب تخیل میں مبتلا ہو کر "بھارت ماتا کی جے" حلقوم کی پوری طاقت کے ساتھ پکارنے لگنا چاہیئے؟ ——— کیا یہ اسلام کے نصب العین سے کسی درجہ میں بھی مطابق ہے۔؟ مسلم لیگ بھی اصل معیار سے لاکھ پست سہی، لیکن بہرحال اسے ایک لگاؤ تو اسلام کے ساتھ ہے۔ نام کا تعلق تو اسلام کے ساتھ ہے "چند عہدے اور چند نشستیں" بہرحال اسلام کے نام لیواؤں کے ساتھ کچھ تو نسبت رکھتی ہیں یہ تو نہیں کہ اپنے اسلام پر فخر کرنا جرم ہو۔ اللہ اکبر کے نعرے بلند کرنا ممنوع ہوں۔ "روٹی" اور "پیٹ" کی پوجا کے آگے "دین" اور "آخرت" کا نام لینا ہی مایۂ تمسخر، اور موضوع مضحکہ ہو! اور جن مجمعوں میں خدائے واحد کا نام لینا دلیل دقیانوسیت و تاریک خیالی ہو، وہاں فخر کی گردنیں صرف اس وقت بلند ہوں جب "وطن" کے بت کی پوجا شروع ہو جائے! شعار اسلام سب ایک ایک قابل مضحکہ، لیکن کپڑے کی ایک چیٹ پر کٹ مرنا عین عقیدت و روشن خیالی اس لئے کہ اس دھجی کا نام "قومی جھنڈا" ہے! قومی و وطنی خدمت مسلمان نے شروع کی تھی۔ تو اسے خدمت دین کا ایک زینہ سمجھ کر! یا خدانخواستہ وطن کو کوئی مستقل دیوی دیوتا مان کر؟ اسلام اس قبیل کے سارے مشرکانہ اوہام و رسوم کی بیخ کنی کرنے آیا تھا یا اس شجر شرک کی آبیاری کرنے؟ ——— اسلام کے اور اس نصب العین کے درمیان مصالحت و مطابقت کی کوئی صورت ممکن ہے؟

(صدق)

رفتار عالم

ہندوستان

——لاہور ۱۹ر اگست۔ آج لاہور ہائیکورٹ نے دو اپیلوں واقعہ کوٹ فتح خاں کے متعلق یہ فیصلہ سنا دیا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری میں یہ تبدیلی کر دی ہے۔ کہ سکھ دو تین ماہ سے ساڑھے دس بجے صبح سے تین بجے دوپہر تک پانی لے سکتے ہیں۔ ہائیکورٹ سے سکھوں نے اقرار لیا ہے۔ کہ وہ کوٹ فتح خاں میں اشتعال انگیزی نہیں کریں گے اور وقت مقررہ کے اندر ہی پانی لیں گے۔

——اس فیصلے کے بعد سکھوں نے کوٹ فتح خاں میں ستیہ گرہ ترک کر دینے کا اعلان کیا ہے۔

——لاہور ۱۹ر اگست۔ آج اخبار نویسوں کے ایک اجتماع کے سامنے سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت اخبارات کی ضمانتیں واپس کر دینے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اخبارات کو یہ انتباہ کیا۔ کہ فرقہ وارانہ آگ کو ہوا دینے والے اخبارات کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

——کلکتہ ۲۰ر اگست۔ مولوی فضل حق وزیر اعظم بنگال کی پارٹی کے بیس ارکان ان سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ ان ارکان نے اپنی ناراضگی کی وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ وزیر اعظم اور ان کے رفقاء نے اپنے وعدے پورے نہیں کئے۔ اور کابینہ مرتب کرتے وقت انھوں نے پارٹی کے مفاد کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

——اس علیحدگی کے بعد اب امکان ہے کہ یہ ارکان کانگرس پارٹی میں شامل ہو جائیں گے۔ بنگال کی وزارت کے لئے بھی ایک خطرہ پیدا ہو گیا ہے

——گونڈہ یوپی - ۱۹ر اگست یہاں زبردست سیلاب آیا دریائے سرجو اور گونڈہ میں پانی چڑھ رہا ہے، ڈیڑھ سو دیہات زیر آب ہیں۔

——لاہور ۱۹ر اگست۔ سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم نے اپنی ایک تقریر میں کہا۔ کہ ریگولیشن ۱۸۱۸ء کے ماتحت سیاسی قیدی مشروط طور پر رہا کئے جا سکتے ہیں۔

——راولپنڈی - ۱۹ر اگست۔ ساٹھ سال کے بعد اب افغانستان اور چترال میں دوبارہ تجارتی تعلقات قائم ہو چکے ہیں۔ شاہزادہ حسام الملک آف چترال اس غرض سے افغانستان تشریف لے گئے تھے چترال کے سوداگروں کو یہ اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ سمرقند اور علاقہ بدخشاں تیا کے راستہ مال درآمد برآمد کریں۔ نیز انھیں یہ اجازت دی گئی ہے۔ کہ وہ دریائے کابل کے ذریعہ لکڑی کے شہتیر لے جایا کریں۔

——ٹراونکور ۱۹ر اگست ریاستی اسمبلی میں قانون شادی بیوگان کا مسودہ منظور ہو گیا۔ مہاراجہ کی منظوری کے بعد اسے فوراً نافذ کر دیا جائے گا۔ اس قانون کے ماتحت کسی بیوہ کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔ کہ وہ ضرور شادی کرے لیکن اگر وہ شادی کرے۔ تو اس کی اولاد کو عام شہریت کے حقوق حاصل ہوں گے

——ناگپور ۱۸ر اگست۔ حکومت سی پی نے مالیہ میں قابل قدر تخفیف کر دی ہے۔

——جموں میں ہندوؤں کی ایجی ٹیشن بسرعت ختم ہو رہی ہے

——لاہور ۱۹ر اگست۔ اتحاد کانفرنس کی سب کمیٹیوں نے امور متنازعہ کے حل کے سلسلہ میں جو کامیابی حاصل کی ہے۔ اس پر سب کمیٹیوں کے اجلاسوں میں شریک ہونے والے تمام حضرات نے اظہار اطمینان کیا ہے۔

——ایبٹ آباد ۱۸ر اگست۔ آج صوبہ سرحد کے وزراء کی تنخواہوں کے متعلق ایک بل شائع ہوا ہے۔ جس کی رو سے ہر ایک وزیر کی تنخواہ دو ہزار روپیہ ماہوار مقرر ہوئی ہے۔

ممالک خارجہ

——زنجبار کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ زنجبار میں مقیم ۱۵ ہزار ہندوستانیوں نے لونگ کی تجارت پر قیود کے خلاف احتجاج کے طور پر بھوک ہڑتال کر رکھی ہے اور وہ نہایت بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں۔ کہ ان کے برادران وطن ان کے لئے کیا کرتے ہیں۔

——جنیوا ۱۸ر اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ لیگ کے انتدابی کمیشن نے مسئلہ فلسطین کے متعلق کونسل میں پیش کرنے کے لئے رپورٹ مرتب کر لی ہے معلوم ہوا ہے کہ کمیشن برطانیہ کی مجوزہ تقسیم کی مخالفت نہیں کرے گا۔ بلکہ سفارش کرے گا۔ کہ تقسیم کی تجویز کو جامہ عمل پہنانے سے پیشتر موجودہ انتداب میں ترمیم کر کے اس کے متعلق نظام حکومت قائم کیا جائے۔

——شنگھائی کے قریب چین و جاپان کی خوفناک جنگ جاری ہے۔ ۱۸ر اگست کو جاپانیوں نے بیک خشکی سمندر اور فضا سے زبردست بمباری شروع کر دی۔ چین نے بھی اس کا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ انھوں نے ایک جاپانی فوجی ہیڈ کوارٹر کو بالکل تباہ کر دیا۔

——لندن ۱۹ر اگست چینیوں نے شنگھائی کے قریب چھ جاپانی جہازوں کو روک لیا۔ اور ان میں سوراخ کر کے انھیں غرق کر دیا۔

——معلوم ہوا ہے۔ کہ چینیوں نے اپنے حملوں کا مرکز شنگھائی کے ضلع ہانگکیو کو بنا لیا ہے۔ جہاں جاپانی بکثرت آباد ہیں۔ شنگھائی کے علاقہ کے تمام جاپانی باشندے جا رہے ہیں۔

——لندن ۱۹ر اگست۔ جنرل چیانگ کائی شیک کا اعلان ہے۔ کہ انھیں نانکو میں زبردست فتح حاصل ہوئی۔ پانچ ہزار جاپانیوں کے مقابلہ پر صرف ۱۵۰۰ چینی ہلاک ہوئے۔ جاپان کے فوجی حکام نے تسلیم کیا ہے۔ کہ چینیوں نے اپنے بعض مستحکم مقامات سے ان کا زبردست مقابلہ کیا ہے۔ دیگر اطلاعات سے بھی چینیوں کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔

——گزشتہ چند روز میں تیس ہزار جاپانی فوج شمالی چین میں آ چکی ہے اب اس کی مجموعی تعداد اسی ہزار ہو گئی ہے عام خیال یہی ہے۔ کہ اگر صلح کی کوئی خاص کوشش نہ کی گئی۔ تو یہ جنگ طول پکڑے گی۔ اور کچھ عجب نہیں کہ ایک خوفناک عالمگیر جنگ کا باعث بن جائے۔

——ٹوکیو ۱۷ر اگست۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ دفتر خارجہ اس امر کا انتظام کر رہا ہے۔ کہ نانکن سے جاپانی سفارتخانہ کے سٹاف کو واپس بلا لیا جائے تمام امریکی عورتوں اور بچوں کی ہجرت مکمل ہو جائے گی اور برطانوی سفارتخانہ بھی برطانوی عورتوں اور بچوں کی ہجرت کا انتظام کر رہا ہے۔

——میڈرڈ ۱۷ر اگست سانتنڈر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ کل سارا دن شمالی محاذ پر گھمسان کی جنگ ہوتی رہی۔ کہا جاتا ہے کہ حکومت کی افواج نے باغیوں کی پیشقدمی کی زبردست مدافعت کی مشین گنوں اور رائفلوں سے باغیوں کی بڑھتی ہوئی پیادہ افواج کو سخت نقصان پہنچایا گیا۔ اور ان کے ٹینکوں کو بارود سے اڑا دیا گیا۔

——لندن ۱۹ر اگست۔ روسی تحریک الحاد کی انجمنوں کی طرف سے یہ حکم نافذ ہو گیا ہے۔ کہ امریکہ میں تبلیغ الحاد کا کام شروع کر دیا جائے۔ اس کا مرکز نیویارک ہو گا۔

——ماسکو ۱۷ر اگست۔ روس کی حکومت میں اہم تبدیلیاں ہو گئی ہیں۔ اور کئی افسروں کو تبدیل کر کے ان کی جگہ دوسرے افسروں کو مقرر کر دیا گیا ہے۔

——زوریچ ۲۰ر اگست۔ فلسطین کی یہودی ایجنسی کی کونسل میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر وائز مان نے کہا کہ فلسطین میں ہماری آئندہ زندگی کی کلید عربوں کے ساتھ سمجھوتہ ہے

جمعرات کا دن

ہر احمدی مرد اور عورت کیلئے جہاد کا دن ہو

اپنے کھانے میں کمی کر کے رقم بچت فنڈ کی مد و تحریک میں ڈالیں بچت فنڈ کی آمد کو یورپ اور امریکہ میں جہاں خدا کا کلام جو تمام قوموں کے لئے نازل ہوا تھا ابتک نہیں پہنچا، ایک اسلامی مشن چل رہا ہے

محمد علی
امیر جماعت احمدیہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

... سعید خواہد بود ... فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

ٹیلیفون ۱۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)
عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ... روپے
ششماہی ... روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
... سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۷ ؍ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۶ ؍ اگست ۱۹۳۷ء — نمبر ۵۳

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نجات کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ غلط ہے

نجات کیا چیز ہے ... نجات کی اصل حقیقت تو صرف اسقدر ہے کہ انسان گناہوں سے بچ جائے اور جو فاسقانہ خیالات اسکے دل کو سیاہ کرتے ہیں ان کا سلسلہ بند ہو کر سچی پاکیزگی حاصل ہو اب نجات کی اس تعریف کو مدنظر رکھکر ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں نے گناہ سے بچنے کی ضرورت کو محسوس کیا اور لوگوں ... نے نجات کے حصول کا یہ ذریعہ پیش کیا کہ مسیح کا خون انسان کو گناہ سے نجات دلا سکتا ہے پس اگر یہ بات درحقیقت درست ہے کہ مسیح کا خون ... انسان کو گناہوں سے بچا سکتا ہے تو سب سے پہلے ہم یہ بات معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کفارہ اور گناہوں سے بچنے کے درمیان کوئی رشتہ اور تعلق ... ہے ... جب ہم غور کرتے ہیں تو یہ بات صاف طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ ان دونوں میں باہمی کوئی رشتہ یا تعلق نہیں ہے اس کی مثال ایسی ہے ... ایک مریض ایک طبیب کے پاس علاج کیلئے جائے تو وہ طبیب بجائے اصل بیماری کا علاج کرنیکے مریض ... کے ... سر پر ایک پتھر ... تو دنیا میں کونسا عقلمند ہو گا جو اس علاج کو قبول کریگا بعینہ اسی قسم کا تعلق ... خون اور گناہ سے بچنے کے درمیان ہے اگر ایسا نہیں تو اور کس قسم کا ہے؟ یا دوسری مثال اس قسم کی سمجھ لو کہ ایک شخص کے سر میں درد ہوتا ہے تو دوسرا آدمی اس پر رحم کھا کر اپنے سر میں ایک پتھر مار لے اور سمجھے اس کے درد کا علاج ہو گیا ... ہوگی پس یہی کوئی بتائے کہ عیسائیوں نے سوائے اس کے اور کیا ہے جو سامنے پیش کیا ہے؟

(۳۱ ؍ نومبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— لاہور اور پنجاب کے بہت سے اضلاع میں بارش کی غیر معمولی قلت ہے جس کی وجہ سے طرح طرح کی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ اور قحط کا شدید خطرہ ہے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے حضور باران رحمت کی دعا کریں۔

— ڈاکٹر حسین بیگ صاحب کے بھائی بدستور علیل ہیں۔

— ایک غیر از جماعت دوست جو سلسلہ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں مختلف عوارض میں مبتلا ہیں۔

— چودھری غضنفر علی صاحب سلبیدار پولیس (پنشنر) بدوملہی کی علالت کی خبر قبل ازیں ان کالموں میں درج کی جا چکی ہے علاوہ علالت کے آپ بعض دیگر مشکلات میں بھی مبتلا ہیں۔ نہایت ہی مخلص بزرگ ہیں۔

ان تمام دوستوں کے لئے دردِ دل سے دعا کی جائے

— گزشتہ اشاعت میں جناب بابو غلام محمد صاحب کے چھوٹے صاحبزادہ کی علالت کی خبر درج کی گئی تھی ابھی یہ پرچہ طبع ہی ہو رہا تھا کہ ۲۰ ؍ اگست کو عزیز مذکور کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ عبدالمجید نام تھا نہایت ہونہار بچہ تھا۔ اس حادثہ کے چوتھے روز یعنی ۲۴ ؍ اگست کو بابو صاحب مذکور کی شیر خوار پوتی وفات پا گئی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ان صدمات میں ہمیں بابو صاحب موصوف سے اور انکے تمام افراد خاندان

کیا "قنوان" تثنیہ اور جمع نہیں؟

یا رب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات * دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور

(سید اختر حسین گیلانی کے قلم سے)

عنوان بالا پر میرا آخری مضمون ۱۱ جنوری ۱۹۴۳ء کے پیغام صلح میں چھپا تھا۔ اس مضمون سے [illegible] اللہ دتا صاحب کا تمام علمی تکبر ٹوٹ گیا۔ اور کامل سات ماہ تک [illegible] جرأت نہ کی۔ کہ اس علمی بحث کی طرف توجہ کر کے مزید خفت و ندامت [illegible] لیکن خاموشی کے اس طویل دورہ کے بعد انھوں نے اپنے [illegible] انتقال کو دور کرتے ہوئے پھر ایک مضمون الفضل ۱۲ اگست میں لکھا [illegible] جس کا ایک ایک لفظ اس امر پر بین دلیل ہے۔ کہ اس کے لکھنے والے کا [illegible] کس قدر خوف، بے چینی اور گھبراہٹ کے مخلوط جذبات کی آماجگاہ بن رہا ہے۔

[illegible]

"جالندھری مولوی فاضل بیان القرآن سے دکھائیں کہ تثنیہ اور جمع قنوان [illegible] ہے۔ . . . . .

سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا ہے کہ تثنیہ اور جمع قنوان ہے"

اس پر مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کہتے ہیں کہ دیکھو پہلے جس چیز کا انکار کیا جاتا [illegible] اس کا اقرار کر لیا ہے۔ کہ بیان القرآن میں موجود ہے۔

جالندھری صاحب! ——— کیا "قنوانٌ" ——— اور "قنوان" میں کوئی فرق نہیں؟ ——— مگر آپ کو اس سے کیا غرض! ——— یہ علمی باتیں ہیں اور ان امور تک آپ کی عقل کی رسائی آفتاب کے مغرب سے طلوع کرنے [illegible] مسیح کے آسمان سے اترنے! اور اونٹ کے سوئی کے ناکے سے گزرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ آپ کے لئے ان کا سمجھنا قریب محال ہے۔ اگر آپ اسے سمجھ جائیں۔ تو مجھے ایک مفکر کے اس قول کے خلاف مضمون لکھنے کی ضرورت پیش آجائیگی کہ

"[illegible] مضحکہ کی امتزاجی کیفیت کا"

[illegible] چند علمی [illegible] نہیں۔

اوّل یہ کہ امام [illegible] فرماتے ہیں۔

"[illegible] الاثنین"

یعنی قنوان کی جمع [illegible] آتی ہے

دوم مولوی عبد [illegible] اپنی "لغات القرآن" مطبوعہ قادیان ۱۹۱۹ء میں لکھتے ہیں۔

"والقنوان لفظ مشترک بین التثنیۃ والجمع"

قنوان تثنیہ اور جمع میں مشترک لفظ ہے۔

اس کے ساتھ [illegible] مفردات راغب اور لسان العرب کے حوالہ جات [illegible] کہ قنوانٌ جمع ہے مگر تنوین یا کسرہ کے بغیر [illegible] اور جمع قرار دیا جا سکتا ہے۔ مگر مولوی اللہ دتا صاحب [illegible] توجہ ہی نہیں کی۔ اس پر خاموش ہیں۔ اور [illegible] اللہ خاموش [illegible] ہیں گے۔ ابھی جو انہوں نے مضمون لکھنے کی زحمت گوارا کی [illegible] وجہ یہ ہے۔ کہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ مولوی اللہ دتا صاحب [illegible] اختر حسین کے مضمون کا کوئی جواب نہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ اہل پیغام

"اتنی سی بات پر اختر صاحب کو اپنا راجہ تسلیم کر رہے ہیں"۔

(الفضل ۱۲ اگست)

اس امر کے ازالہ کی خاطر آپ نے اپنے قلم کو جنبش دی۔ مگر افسوس کے سوائے بدزبانی! اور دریدہ دہنی کے اور کچھ نہ لکھ سکے ایک جگہ لکھتے ہیں:-

"اختر صاحب کی مغالطہ دہی کو کوئی دفتری یار اولینڈی کے خواجہ صاحب نہ سمجھ سکیں۔ تو ہم انھیں معذور جانتے ہیں"

"اختر صاحب" کے الفاظ سے بار بار مخاطب کیا جانا میں برا نہیں سمجھتا لیکن مولوی اللہ دتا صاحب کو اتنا ضرور معلوم ہوگا۔ کہ میں نے آج تک انہیں دتہ صاحب، یا میاں دتہ صاحب کے الفاظ سے نہیں پکارا!

اسی طرح کوئی دفتری "کون صاحب ہیں؟ ——— اس کا علم تو اللہ تعالےٰ کو ہی ہوگا۔ لیکن جس حقارت آمیز لہجہ میں مولوی صاحب نے "دفتری" اور "خواجہ صاحب" کے الفاظ کو استعمال کیا ہے اس سے ان کے اندرونِ قلب کا ضرور اظہار ہو رہا ہے۔

کسی مذہبی جماعت کے زوال اور انحطاط کا بدترین دور وہ ہوتا ہے جب کہ اس کے افراد جنہیں "علماء" ——— کے نام سے پکارا جاتا ہے ذلیل ترین طبقہ میں سے لئے جائیں۔ جہالت و حماقت کا پیکر ہوں، اور اپنی کم علمی، کج فہمی اور کج نگاہی پر پردہ ڈالنے کے لئے شرفا کی پگڑیاں اچھالنا اپنا شیوہ قرار دے لیں۔ کیا "دفتری" ہونا کوئی جرم ہے؟ ——— پھر اس بنا پر طعن کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

مولوی اللہ دتا صاحب خود ایک "جلاہہ" برادری کے فرد ہیں لیکن اگر یہ کہا جائے۔ کہ وہ "جلاہا" ہونے کے باعث علمی باتوں کو سمجھنے کے اہل نہیں تو کیا اسے وہ پسند فرمائینگے؟ ——— ایسی باتوں کو علمی مسائل سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟

اگر مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری میں جرأت ہے۔ تو کچھ عرصہ کے لئے تہذیب و شائستگی اختیار کر کے علمی میدان میں کود یں اور اپنے دعویٰ کو ثابت کریں۔ "کہ قنوان تثنیہ اور جمع نہیں"!

ورنہ اس طرزِ انشا کو جس کا مظاہرہ انھوں نے اپنے تازہ مضمون میں کیا ہے۔ کوئی صحیح الدماغ انسان استحسان کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔

ہندو آریہ دنیا پر ایک نظر!

آریہ سماجی آجکل بھیلوں کو اشدھ کرنے کی خاص طور پر کوشش فرما رہے ہیں مقصد یہ کہ کسی طرح ہندوؤں کی تعداد بڑھے۔ بھیل وہ لوگ ہیں جنہیں ویدک دھرم اور ویدک تہذیب کے انسانیت سوز زندہ مظالم کی یادگار کہا جا سکتا ہے۔ آریہ لوگ جب وسط ایشیا سے ہندوستان وارد ہوئے تو یہی بھیل اور گونڈ وغیرہ ہندوستان کے مالک و حکمران تھے۔ آریوں نے ان پر حملے شروع کر دیئے اور ان کو شکست دیکر پہاڑوں اور جنگلوں میں بھگا دیا اور ہزاروں سالوں تک ان کی اس بربادی و تباہ حالی پر مطمئن و خوش رہے۔ آج محض اپنی تعداد بڑھانے کیلئے وہ ان کو اشدھ کرنے کے درپے ہیں۔ لیکن ان کو اشدھ کس طرح کیا جا رہا ہے؟ ویدک دھرم کے اصول و تعلیمات پیش کر کے۔ اس کی مساوات اور دیگر خوبیاں بتا کر؟ نہیں بلکہ اناج تقسیم کر کے۔

چنانچہ "آریہ گزٹ" اپنی ۱۵ اگست کی اشاعت میں "دس ہزار بھیل شدھ کر لئے گئے" کے عنوان سے رقمطراز ہے:-

"آریہ پرادیشک سبھا کی طرف سے بھیلوں میں شدھی اور ریلیف تقسیم کرنے کا کام زور شور سے ہو رہا ہے۔ ریاست پیلانہ کے علاقہ راوٹی میں تقریباً ۱۲ ہزار بھیلوں اور ریاست امندر سنگل گڑھ اور جابور کے تین ہزار بھیلوں میں ریلیف تقسیم کی گئی اس علاقہ میں اناج کی تین اقساط تقسیم کی گئیں اس کے علاوہ ان علاقوں میں اناج کی دو دکانیں بھی کھول دی گئی ہیں جو کہ سستے داموں پر اناج کی بکری کرتی ہیں..... اس ایکا رسے بھیلوں کے پست حوصلوں میں پھر سے تازگی آرہی ہے..... تازہ اطلاع ہے کہ شدھ شدہ بھیلوں کی تعداد دس ہزار سے تجاوز کر گئی ہے"۔

مذہب کی خوبیاں پیش کرنے کی بجائے اناج تقسیم کر کے لوگوں کو اپنے دھرم میں داخل کرنا ایسی پست بات ہے جس پر شاید آریہ سماج ہی ناز کر سکے۔

ریاست جموں کشمیر کے گوسالہ پرست ہندوؤں نے جو ہنگامہ برپا کیا تھا وہ بدستور جاری ہے گو اس کی موت کی علامات ظاہر ہونے لگی ہیں اور ریاستی ہندو اب ہمت ہار رہے ہیں۔ لیکن باہر سے ان کی پوری طرح حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے اور کامیابی کا یقین دلایا جا رہا ہے۔ اس لئے ریاستی ہندو ڈرتے ڈرتے مظاہرے اور جلوس نکالے چلے جاتے ہیں۔ ہندو مردوں میں تو کچھ زیادہ حوصلہ اور سکت نہیں رہی۔ دیویاں البتہ پرجوش ہیں۔ ان کے جلوس بھی اخباری اطلاعات کے مطابق بارونق ہوتے ہیں۔ زیادہ تر ان دیویوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے ہی یہ نیم مردہ تحریک اب تک زندہ ہے۔

افسوس ان غیر عقلمندانہ سرگرمیوں کے ذریعہ ہندو اپنی تنگ خیالی اور تنگ نظری کا ناقابل فراموش یقین دلا رہے ہیں۔ کسی حکومت کی کتاب آئین میں ایک معمولی جانور کے ذبح کرنے پر دس سال قید تک سزا کا موجود ہونا ہی قابل شرم ہے۔ لیکن ہندوؤں نے یہ مطالبہ کر کے کہ اس قانون کو شدت کے ساتھ نافذ کیا جائے اور عدالتوں کو تاکید کی جائے کہ ذبح بقر کے مجرموں کو پوری سزا دیں اپنے آپ کو ساری معقول دنیا میں رسوا کر لیا *

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

یوم پنجشنبہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۶ ہجری — نمبر ۵۳

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ اہل البیت اور سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام ادیان پر غالب آئیگا

جناب خلیفہ قادیان کو شہادت کیلئے ضرور طلب کیا جائے!

اخبار "الفضل" کے عذرات صحیح نہیں ہیں

قادیان کی موجودہ صورت حالات سے متاثر ہوکر پولیس کیطرف سے زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری) آٹھ آدمیوں کے خلاف حفظ امن کے لئے ضمانتیں طلب کرنے کا مقدمہ دائر کیا گیا ہے جو آج کل بٹالہ میں زیر سماعت ہے۔ ان آٹھ میں سے چار قادیانی حضرات ہیں یعنی

(۱) میر محمد اسحاق صاحب (جناب خلیفہ صاحب کے ماموں)
(۲) سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ
(۳) مولوی [illegible] خان صاحب ناظر بیت المال
(۴) مولوی اللہ دتا عرف ابوالعطا صاحب جالندھری

ان کے مقابل مصری پارٹی میں سے مندرجہ ذیل اصحاب پر یہ مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔

(۱) شیخ عبدالرحمن صاحب مصری۔
(۲) مولوی محمد صادق صاحب شبنم سابق محتسب و سکرٹری نیشنل لیگ
(۳) عبدالرحمن صاحب [illegible]۔
(۴) حکیم عبدالعزیز صاحب۔

شیخ عبدالرحمن صاحب مصری اور ان کے رفقاء کے خلاف پولیس نے جو مقدمہ دائر کیا ہے۔ اس میں جناب خلیفہ قادیان کو بھی بطور گواہ رکھا گیا ہے۔

معاصر "الفضل" اس مقدمہ کے متعلق غیر معمولی طور پر مضطرب نظر آرہا ہے۔ ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ کہ اسکی وجوہات اضطراب پر ایک نظر ڈالی جائے۔ سب سے اول ہمارے معاصر کو یہ شکایت ہے۔ کہ

"ایسے لوگوں کے مقابل میں جو معمولی حیثیت رکھتے ہیں جماعت احمدیہ کے ایسے معززین کو کیوں فریق بنایا گیا ہے جو نہایت ذمہ دارانہ پوزیشن رکھتے ہیں۔ اور قیام امن کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں"۔ (الفضل ۲۲ اگست ۱۹۳۷ء)

اپنی جماعت کے [illegible] مدمقابل حضرات کا ذکر "الفضل" نے جس حقارت سے کیا ہے۔ وہ قابل تحسین نہیں ہے۔ قادیانی جماعت کی یہ خصوصیت ہے کہ کوئی انکے خلیفہ صاحب سے ذرہ بھر اختلاف کا اظہار کرے وہ فوراً معتوب ہوجاتا ہے۔ اس کی تمام خوبیوں اور نیکیوں پر معاً پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔ آج شیخ مصری اور انکے رفقاء کو حقارت سے معمولی حیثیت کا انسان کہا جاتا ہے لیکن کل تک انہی مصری صاحب کی ذات قادیانی جماعت کے لئے باعث عزت تھی۔ ان کے علم وفضل پر فخر کیا جاتا تھا۔ افسوس ہمارے معاصر کا حافظہ بے حد کمزور ہے۔ وہ اتنی جلدی بھول گیا۔ کہ دیگر ذمہ دار عہدوں کے علاوہ مصری صاحب جناب خلیفہ صاحب کی عدم موجودگی میں قادیان کی مقامی جماعت کے امیر رہ چکے ہیں۔ یہ تقرر جناب خلیفہ صاحب کے فرمان کے ماتحت ہی عمل میں آیا تھا۔ ان کے عرصہ امارت میں مذکورہ بالا چاروں قادیانی حضرات پر ان کی اطاعت فرض تھی۔ پھر مصری صاحب اور جناب خلیفہ صاحب کے بھائی مرزا بشیر احمد صاحب نہایت اہم تحقیقاتی کمیشنوں میں ہم مرتبہ ممبروں کی حیثیت سے کام کرچکے ہیں۔ علاوہ ازیں قادیانی مبلغین کی کثیر تعداد اور خود مولوی اللہ دتا عرف ابوالعطا صاحب جالندھری مصری صاحب کے شاگرد ہیں۔ ان تمام حقائق کے باوجود ان کا شمار نہایت حقارت سے معمولی لوگوں میں ہورہا ہے۔ یہ ہیں قادیانی تعصب اور تنگ خیالی کے کرشمے۔ مصری صاحب کے بعد مولوی محمد صادق صاحب شبنم کو لیجیئے آل انڈیا نیشنل لیگ کے سکرٹری تھے علاوہ ازیں قادیانی جماعت کے محتسب رہ چکے ہیں۔ ... اس حیثیت سے انھیں حق حاصل تھا کہ وہ قادیانی جماعت کے عوام کے علاوہ اس جماعت کے اکابر ومقدسین کے ظاہر وپوشیدہ اعمال کا جایزہ لیں۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے نہایت سرگرمی سے اس فرض کو انجام دیا۔ اس لحاظ سے ان کی معلومات یقیناً نہایت دلچسپ اور معنی خیز ہوں گی۔ بلکہ ہم نے تو یہاں تک سنا ہے کہ انکی بے باک محتسبانہ نگاہیں ادائیگی فرض کے جوش میں [illegible] قصر خلافت کے احترام سے بھی قاصر رہ گئیں ——— ان تمام باتوں کے باوجود شبنم صاحب کی ذمہ دارانہ حیثیت معاصر "الفضل" کے حافظہ سے اتر گئی ہے۔ اور وہ ان کا عزودران کو خاطر میں ہی نہیں لاتا باقی رہی مذکورہ بالا قادیانی حضرات کی قیام امن کی کوششیں سوان کی صحیح قدر وقیمت کا تعین عدالت کا کام ہے۔

"الفضل" سب سے زیادہ مضطرب اس بات پر ہے۔ کہ پولیس نے جناب خلیفہ قادیان کو بطور گواہ کیوں عدالت میں طلب کرایا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ :-

"لیکن اس سے بھی زیادہ حیرت کی یہ سخت رنج دہ بات ہے۔ کہ پولیس نے شیخ عبدالرحمن مصری وغیرہ کے خلاف جو مقدمہ دائر کیا ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بطور گواہ رکھا گیا ہے مصری صاحب اور ان کے ساتھیوں کا جماعت احمدیہ کے خلاف طریق عمل ایسا نہیں ہے جس کے لئے پولیس کو گواہ حاصل کرنے میں کسی قسم کی مشکل پیش آتی۔ بیسیوں آدمی پولیس کو ایسے مل سکتے ہیں جو مفصل گواہی دے سکتے ہیں۔ اور اصل حالات بیان کرسکتے سکتے ہیں"

ہمارے معاصر کے خیال میں جناب خلیفہ قادیان کے بطور گواہ کچہری میں تشریف لانے سے مندرجہ ذیل قباحتیں پیدا ہوں گی۔

(۱) جناب خلیفہ صاحب کا قیمتی وقت ضائع ہوگا۔
(۲) خلیفہ صاحب کو کچہری میں بطور گواہ طلب کرنا ان کو بلا ضرورت تکلیف دینے کے مترادف ہے۔
(۳) خلیفہ صاحب کی کچہری میں تشریف آوری سے بہت زیادہ ہجوم ہوجائے گا اس طرح شرارت کا خطرہ بڑھ جائے گا۔ پولیس کے لئے قیام امن اور حفاظت کا کام مشکل ہوجائیگا۔

آخر پر "الفضل" نے پر زور درخواست کی ہے۔ کہ حکومت جناب خلیفہ صاحب کو گواہوں میں ہرگز نہ رکھے کیونکہ

"اس سے جماعت احمدیہ کی سخت دلآزاری ہوگی اور امن کے قیام میں جس کی خواہش حکومت اور احمدیہ جماعت (قادیانی جماعت) کو یکساں ہے۔ نازک روک پیدا ہوگی۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ گو ابھی تک اس خبر کی اشاعت عام نہیں ہوئی۔ ابھی سے ان جماعتوں میں جن کو اس کی خبر ملی ہے۔ سخت تشویش پیدا ہورہی ہے اور پر زور احتجاج اور پروٹسٹ کے ریزولیوشن ہمارے پاس پہنچ رہے ہیں"

ہم نے معاصر "الفضل" کی ان تمام دلائل پر نہایت احتیاط سے غور کیا لیکن افسوس ہمیں ان میں کوئی معقولیت نظر نہ آئی۔ معاملہ عدالت میں ہے۔ اس امر کا فیصلہ تو عدالت ہی کرے گی۔ کہ کس کس سے نقص امن کا خطرہ ہے۔ معاملہ کی نوعیت خواہ کچھ قرار پائے لیکن اس سارے جھگڑے میں جناب خلیفہ صاحب کی ذات گرامی اسقدر نمایاں اہمیت رکھتی ہے کہ اسے کسی لحاظ سے بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ان کی شہادت عدالت کو معاملہ کی تہ میں پہنچنے میں بے حد امداد دے گی ——— اتنی امداد یقیناً اور کسی شخص کی گواہی سے نہیں مل سکتی۔ اس لئے ہمارے خیال میں جناب خلیفہ صاحب کی شہادت بے حد ضروری ہے۔ اگر حکومت انھیں بطور گواہ نہ بلاتی تو سخت غلطی کرتی۔ یا اب نہ بلائے تو [illegible] کی سخت فروگذاشت ہوگی۔ جناب خلیفہ صاحب کے کچہری میں تشریف لانے سے ان کا تھوڑا سا وقت ضرور صرف ہوگا۔ انہیں معمولی تکلیف بھی ہوگی لیکن [illegible] معمولی [illegible] کا تقاضا بھی یہی ہے۔ کہ وہ اپنے

[illegible] نقطۂ نگاہ سے [illegible] کی تکلیف کو ضرور گوارا فرمائیں اور انہیں بحیثیت گواہ کچہری [illegible] کی زحمت ضرور دی جائے۔ یہ بات بھی ہماری سمجھ میں نہیں [illegible]۔ جناب خلیفہ صاحب کے کچہری میں بطور گواہ طلب کئے جانے [illegible] جماعت کی دل آزاری کس طرح ہوگی عدالت کو انصاف کرنے میں [illegible] باعث عزت ہے۔ اس میں دل آزاری کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جناب خلیفہ صاحب مصری صاحب اور ان کے رفقا کے متعلق طول طویل خطبے ارشاد فرماتے رہے ہیں۔ اگر وہ عدالت میں [illegible] شہادت دے دیں گے۔ تو اس میں کیا قباحت ہے۔ اس سے [illegible] جناب خلیفہ صاحب سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے اور بعض دیگر مقدمات میں شہادت دے چکے ہیں۔ اگر اس مقدمہ میں بھی ان کی شہادت ہو [illegible]۔ تو یہ کوئی غیر معمولی بات نہ ہوگی۔ حضرت مسیح موعودؑ کو کئی [illegible] مقدمات میں بلایا گیا۔ اس کی وجہ سے انہیں تکلیف اور زیر بار [illegible] لیکن انہوں نے کبھی اسے عار یا دل آزاری محسوس نہ کی

باقی رہا یہ امر کہ جناب خلیفہ صاحب کی کچہری میں تشریف آوری سے ہجوم ہو جائے گا [illegible] بدامنی اور شرارت کا اندیشہ ہوگا اس کے متعلق یہ گزارش ہے کہ اگر جناب خلیفہ صاحب سادگی سے تشریف لائیں۔ اور سینکڑوں سائیکل سوار اور لٹھ بند ہمنا کا رجلوس میں نہ ہوں۔ اور خواہ مخواہ سپیشل ٹرینیں نہ چلائی جائیں۔ تو غیر معمولی ہجوم نہیں ہوگا۔ گزشتہ مرتبہ [illegible] خلیفہ صاحب سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں شہادت کے لئے گورداسپور تشریف لائے تھے۔ تو اس وقت ان کے مصاحبین اور مریدوں نے غیر ضروری تکلف سے کام لیا تھا۔ اب کے ایسا نہ کیا [illegible] تو اچھا ہے۔ بفرض محال اگر اس کے باوجود ہجوم ہو جائے۔ تو حکومت [illegible] انتظام کرے گی کیا پنجاب کی حکومت اس قدر کمزور اور اس کا عملہ پولیس اتنا ناکارہ ہے۔ کہ اس سے ایک گواہ کی حفاظت بھی [illegible] ہو سکتی؟ ہم اسے باور نہیں کر سکتے۔

ان گزارشات کے [illegible] ہم حکومت سے درخواست کریں گے کہ وہ جناب خلیفہ صاحب کو [illegible] مقدمہ میں ضرور بطور گواہ طلب کرے کیونکہ تقاضائے انصاف [illegible] ہمارے خیال میں جناب خلیفہ صاحب کو بھی اس [illegible] کوئی عذر [illegible] ہوگا اور نہ ہونا چاہیئے۔ "الفضل" اور بعض قادیانی جماعتوں نے [illegible] عقیدت یونہی اظہار اضطراب شروع کر دیا ہے۔ جو بالکل [illegible] بے معنی ہے۔

بندے ماترم ـــ ہندوستان کا "قومی ترانہ"

اب یہ حقیقت شک و شبہ سے بالا ہو گئی ہے کہ کانگریس پر ہندو ذہنیت غالب ہے وہ ہندو مقاصد کیلئے کام کر رہی ہے۔ ہندو راج کا قیام ہندو تہذیب و تمدن اور ہندی زبان کی ترویج اس کی دلی خواہش ہے اس مقصد کیلئے وہ ہر ایک اقلیت بالخصوص مسلم قوم کے کلچر اور جملہ حقوق کو بے دریغ قربان کر رہی ہے۔ اس کے اقتدار میں کم از کم مسلمانوں کیلئے کسی قسم کے انصاف [illegible] کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی جن صوبوں میں کانگریسی وزارتیں قائم ہو چکی ہیں وہاں بھی [illegible] زیادہ نمایاں ہوتے جاتے ہیں کانگریس نے [illegible] گیت کو ہندوستان کا قومی ترانہ قرار دیا ہے جو بنگالی زبان کا [illegible] ہندوانہ اور مشرکانہ گیت ہے جس میں سنسکرت کے الفاظ [illegible]۔ اس گیت میں وطن کی پوجا کی تلقین ہے اور [illegible] دیویوں [illegible] گئی ہے کئی صدیاں قبل یہ [illegible] ذہنیت [illegible] مقاصد کیلئے تشدد پر اکسانے [illegible] دیکھا جاتا ہے [illegible] کہ یہ گیت مشہور بنگالی

ناول آنند امٹھ کا ایک نمایاں حصہ ہے۔ یہ ناول از سر تا پا ہندوانہ ہے اس میں چند ایسے نوجوانوں کے کارنامے بیان کئے گئے ہیں جن کا مقصد تشدد کے ذریعہ ہندو راج قائم کرنا تھا۔ اس ناول میں بعض مقامات پر مسلمانوں اور اسلامی تہذیب کا ذکر نہایت دل آزار اور حقارت آمیز طریق پر کیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بنگالی نوجوانوں میں دہشت انگیزی کی ترویج زیادہ تر اسی ناول کے ذریعہ ہوئی۔ اٹھارہویں صدی کے آخر بنگال میں سنیاسی لٹیروں کا ایک گروہ پیدا ہو گیا تھا جو دانا پور ترہٹ وغیرہ علاقوں میں لوٹ مار کیا کرتے تھے وہ بھی یہی ہندو [illegible] کا گیت گایا کرتے تھے۔ ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مشرکانہ گیت میں

ہندوستان کا قومی ترانہ بننے کی ہرگز قابلیت نہیں۔ یہ ایک ایسی زبان کا گیت ہے جو ایک محدود صوبے کی زبان ہے اس کے باہر کہیں بولی اور سمجھی نہیں جاتی۔ اس میں سنسکرت کے الفاظ کثرت سے ہیں جسے مردہ زبان تسلیم کیا جا چکا ہے۔ اس گیت کے ساتھ انتہا درجہ کی فرقہ دارانہ اور ظالمانہ روایات وابستہ ہیں۔ شرک اسلام میں سب سے بڑا گناہ ہے اس گیت میں مشرکانہ عقائد کی تعلیم دی گئی ہے ـــ لہذا مسلمان اس کو کبھی بھی ہندوستان کا قومی ترانہ تسلیم نہیں کر سکتے اور اس کے خلاف ہمیشہ آواز بلند کرتے رہیں گے۔

دیوبندی علماء بھی کافی تعداد میں کانگریس میں شامل ہیں۔ کیا انہیں اس گیت کے مطالب کا علم نہیں؟ کیا انہوں نے کبھی کانگریس کے اندر اس کے خلاف کوئی آواز اٹھائی ہے؟ ـــ اس کے ساتھ ہی ہم ان علماء سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ مختلف کانگریسی تقاریب پر جب یہ مشرکانہ گیت گایا جاتا ہے تو وہ کیوں تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیا ان کا یہ فعل شرعاً جائز ہے؟ جمعیۃ العلماء کے مفتی اعظم جناب مولانا کفایت اللہ صاحب بھی اس بارہ میں ہمارے مخاطب ہیں

قادیانی جذبۂ خون آشامی کا نیا رُخ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

اور جماعت لاہور کے دیگر اکابر کو

قتل کی دھمکی!

قادیانی جذبۂ خون آشامی "قصر خلافت" کے زیر سایہ اپنے بعض کارنامے دکھلا کر اب جماعت لاہور کے اکابر کی طرف تاک رہا ہے چنانچہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ، جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو ایک خط میں قتل کی دھمکی دی گئی ہے تفصیل کیلئے حضرت ممدوح کا مکتوب جو صفحہ ۵ ـــ ۶ پر درج ہے ملاحظہ فرمائیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی سرگرمیوں کا ایک نیا خونیں دور شروع ہونے والا ہے۔ جماعت لاہور کے تمام افراد بالخصوص ہمارے نوجوانوں کو پورے صبر و تحمل اور پوری سنجیدگی سے اس پر غور کرنا چاہیئے۔ آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ ہم اس بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کریں گے ٭

قادیانی تہذیب کا نمونہ

قادیانی حضرات کچھ عرصہ سے خاص اہتمام سے یہ شور مچا رہے ہیں کہ "پیغامی" ہمارے خلیفہ صاحب کی توہین کرتے ہیں ہمارے جذبات کو مجروح کرتے ہیں۔ "پیغام صلح" کے مضامین دل آزار اور اشتعال انگیز ہوتے ہیں۔ حالانکہ اب تک ہماری تحریروں میں سے اس کی وہ ایک مثال بھی نہیں پیش کر سکے باایں ہمہ وہ ان مفروضہ شکایات پر اپنے حلقوم کی پوری قوت سے چیخ رہے ہیں۔ ارباب حکومت کو تاریں دی جا رہی ہیں۔ قرار دادوں کی بھرمار ہے لیکن قادیانی حضرات کی اپنی کیا کیفیت ہے؟ اس کا اندازہ قادیانی خلافت کے "نقارے" "الفضل" کی کسی اشاعت پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہو سکتا ہے۔ تقریباً ہر ایک پرچہ میں گالیاں اور بدکلامیاں موجود ہوتی ہیں۔ ۱۲ر اگست کے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ ہو:-

> "مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین ڈلہوزی میں بستر مرض پر پڑے پڑے اپنے خطوط میں جن خیالات کا اظہار کر رہے ہیں وہ نہایت ہی مکروہ اور حیا سوز ہیں۔ اہل پیغام اور ان کے امیر کی تبرا بازی۔ گندہ ذہنی اور بدزبانی اور الزام تراشی سے خوارج کا زمانہ ہمارے سامنے آ جاتا ہے"

یہ ہے قادیانیوں کی پاکیزہ کلامی کا ایک ادنیٰ نمونہ۔ وابستگان خلافت کے اعمال و کردار کے ساتھ ساتھ ان کا یہ انداز گفتگو بھی قابل غور ہے۔ جو لوگ اخلاق کی اس سطح پر پہنچ چکے ہوں۔ انسے کسی قسم کا گلہ یا اصلاح کی توقع فضول ہے۔ جو کچھ برتن کے اندر ہوتا ہے وہی باہر آتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس بارہ میں انسے کوئی شکایت نہیں۔ البتہ اس قسم کی تحریریں حکومت پنجاب کے ذمہ وار اصحاب اور پریس برانچ کے کارکنوں کی توجہ کی مستحق ہیں۔ آج کل حکومت کی طرف سے فرقہ دارانہ تعلقات کو خوشگوار بنانے کی خاص طور پر کوشش ہو رہی ہے۔ اخبارات کو بار بار تاکیدیں کی جا رہی ہیں کیا قادیانی خلافت اور اس کا آرگن حکومت کے قوانین اعلانات سے آزاد و بالا ہیں؟

مرزا عزیز الرحمن صاحب کی وفات پر اظہار غم

گزشتہ جمعرات کو جبکہ احباب سلسلہ عالیہ و غیر از جماعت حضرات درس قرآن کریم سننے کے لئے جمع ہو چکے ہیں، اور درس شروع ہونیوالا ہی تھا۔ کہ ایک دوست نے "پیغام صلح" کا تازہ پرچہ آگے ڈال دیا۔ مضامین کی سرخیاں دیکھنے کے لئے پرچہ کھولا۔ تو انوئیم مرزا عزیز الرحمن صاحب کی

قادیانی "صبر" کے عدیم النظیر نمونے

جناب خلیفہ صاحب کے ایک مرید کی طرف سے "پیغامی" اکابر کو قتل کی دھمکی

(ساتواں خط)

برادران مکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مسیح موعود کو جب اپنی جماعت کے لئے نام تجویز کرنے کی ضرورت پیش آئی تو آپ کی توجہ اس طرف پھیری گئی کہ رسول اللہ صلعم کی زندگی دو حصوں پر منقسم تھی۔ مکی حصہ جس میں دکھ اور تکلیفیں انتہا کو پہنچی ہوئی تھیں اور مدنی حصہ جس میں اسلام کی ظاہری حکومت اور بادشاہت پہلے تھوڑے حصہ پر اور آہستہ آہستہ سارے عرب پر قائم ہو گئی اور آپؑ کو یہ بتایا گیا کہ آپ صلعم کے جو دو نام رکھے گئے یعنی محمد صلعم اور احمد صلعم تو ان دونوں میں بھی ان دو زمانوں کی طرف اشارہ تھا یعنی احمد صلعم جمالی نام تھا جس میں دکھوں اور تکلیفوں کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اور محمد صلعم جلالی نام تھا جس میں اسلام کی حکومت اور ظاہری شان و شوکت کی طرف اشارہ تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کا نام احمدی کیوں رکھا؟

اور پھر اسلام کی تاریخ بھی گویا آنحضرت صلعم کی زندگی کا ہی نقشہ پیش کرتی ہے کہ اس کا ایک زمانہ مسلمانوں کی عظمت و شوکت کا زمانہ ہے جب اسلام کی حکومت روئے زمین پر پھیلتی چلی گئی وہ گویا اسم محمد کا ظہور تھا اور دوسرا زمانہ سلطنت و حکومت کے جاتے رہنے اور پھر غربت کے ساتھ تکلیفوں اور مصائب کے آجانے کا زمانہ ہے اور یہ آپؐ کے اسم احمد کا ظہور ہے اور یہ وہ موجودہ زمانہ ہے اور اسی بنا پر آپؑ نے اپنی جماعت کا نام احمدی رکھا کہ اب تمہارے لئے وہ زمانہ ہے کہ تم مصائب اور تکلیفیں اٹھا کر پیغام اسلام کو دنیا میں پہنچاؤ تاکہ اگر پہلے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی روحانی طاقت کا یہ نشان رکھا تھا کہ اسلام کے غلاموں کو بادشاہ بنا دیا تو اس دوسرے زمانہ میں اس کی روحانی طاقت کا یہ نظارہ دکھائے کہ بادشاہوں کو اسلام کے ادنیٰ خادم بنا دے۔

قادیانی جماعت سے احمدیت کی روح نکل گئی ہے

مگر نمونہ تو سنیئے۔ جب یہ آتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اصل حقیقت آنکھوں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ قادیان میں ۱۹۱۴ء میں جو غلو کی بنیاد رکھی گئی تو وہ خشت اول چوں نہد معمار کج۔ تا ثریا مے رود دیوار کج کا مصداق ثابت ہوئی۔ ایک غیر مسلم پولیس افسر جو کچھ عرصہ ہوا قادیان میں ڈیوٹی دینے کے لئے پہرے پر متعین رہے تھے وہاں سے ہو کر آئے تھے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا ذکر کیا تو کہنے لگے کہ قادیان میں میں نے مذہبی رنگ نہیں بلکہ سیاسی رنگ دیکھا۔ لوگوں کو وہاں ڈرل ہو رہی ہے، لکڑیاں بنی ہوئی ہیں۔ لاٹھی اور ڈنڈے بھی بنے ہوئے ہیں اور حریف مقابل کو اپنی ظاہری قوت سے دبانے کی فکر میں ہیں۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب کے زمانے میں بھی ہم آتے رہے تھے۔ اس وقت اور اس وقت کا مقابلہ کرتے تھے کہ اس وقت مذہبیت نظر آتی تھی اور اس وقت سیاست نظر آ رہی ہے۔ مگر افسوس کہ یہ حالت جو ایک سرسری طور پر دیکھنے والے کے دل پر بھی اثر کر جاتی ہے۔ قادیانی جماعت کو نظر نہیں آتی احمدیت کی روح تو میں سمجھتا ہوں نکل گئی جب سے ہماری قوت کا مظاہرہ ڈنڈوں اور کوڑوں سے ہونے لگا۔

قوت کے اس مظاہرہ کی غرض

کاش کوئی سچ مچ کی جنگ ہوتی جس میں یہ ڈنڈے اور نوجوان کام دیتے۔ مگر نہیں یہ سب کچھ یا نمائش کے لئے ہے یا مذہبی مخالفین بلکہ اپنے مرید معترضین کو مرعوب کرنے کیلئے کہ اگر تم نے زبان کھولی تو اس کا علاج ڈنڈا ہے اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہئے اور جس کی آج وہ دردناک کیفیت قادیان میں نظر آ رہی ہے کہ رونا آتا ہے کس راہ پر ڈالا گیا تھا اور کس راہ پر چل رہے ہیں۔

قادیانی جماعت کا عمل اس کی تذلیل کا باعث ہے

لوگ تو کہتے ہیں کہ فلاں فلاں قسم کے الزامات جو قادیانی زعماء پر لگ رہے ہیں وہ سلسلہ اور جماعت کی تذلیل اور تضحیک کا موجب ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ اس سے بہت بڑھ کر قادیانی جماعت کا وہ کھلا عمل ہے جس نے اس کی بدنامی کو انتہا کو پہنچا دیا ہے ایک شخص جماعت کا فرد مریدی کے زنجیر میں جکڑا ہوا اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جماعت کو قوت پہنچانے کے لئے قادیان آ بیٹھتا ہے۔ سالہا سال خدمت میں گزار دیتا ہے پھر اس کے دل میں کچھ اعتراض اٹھتا ہے وہ اعتراض کو بار بار اپنے پیر کے سامنے پیش کرتا ہے اور صرف قسم کا مطالبہ کرتا ہے کہ اگر آپ نے یہ کام نہیں کیا تو حلف اٹھائیں مگر جواب نفی میں ملتا ہے اور وہ تنگ آ کر آخر اسے شائع کرتا ہے۔

قادیانی صبر کا نمونہ ــ مقاطعہ، ایذا رسانی اور قاتلانہ حملے

قادیانی جماعت کی نگاہ میں وہ اعتراض غلط ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایسے شخص کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ "شاتم خلیفہ" ہے اور خلیفہ کی تعلیم تو بظاہر صبر کی ہے لیکن صبر کا وہ نمونہ دیکھیئے جو قادیانی جماعت دکھاتی ہے۔ اس کا مقاطعہ کیا جاتا ہے اس کی ایذا رسانی انتہا کو پہنچائی جاتی ہے۔ اس کی زندگی ہر وقت خطرہ میں ہے اور ہر طرف سے حملہ کا خوف ہے۔ آخر وہ اپنی جان بچا کر وہاں سے رات کی تاریکی میں بھاگتا ہے اس کے مکان کو آگ لگا دی جاتی ہے اس کے شعلے قادیان میں نظر آتے ہیں لیکن "قصر خلافت" میں نظر نہیں آتے جس کے سایہ میں یہ مکان برکت حاصل کرنے کیلئے بنایا گیا تھا۔ یہاں بھی قصہ ختم نہیں ہوتا بلکہ قادیانی جماعت کا غضب اور اشتعال آخر اس حد تک ترقی کرتا ہے کہ اسے قتل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گو وہ بچ جاتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا قتل ہوتا ہے

قاتل کی عزت افزائی اور اس کا لازمی نتیجہ

مگر کیا اس فعل پر قادیانی جماعت کو ندامت ہوتی ہے نہیں بلکہ قاتل کی وہ عزت افزائی کی جاتی ہے کہ "بہشتی مقبرہ" میں اسے جگہ دی جاتی ہے اور خود "خلیفہ وقت" اس کے جنازے کو کندھا دیتا ہے قاتل کی یہ عزت افزائی جماعت کے دلوں میں کیا جذبہ پیدا کرے گی؟ یہی کہ اوروں کے دلوں میں یہ جوش اٹھیگا اور یہ آرزو پیدا ہوگی کہ ہمیں بھی ایسی عزت کا مقام ملے۔ "خدا کا خلیفہ" جسے وہ خدا کی طرح سمجھتے ہیں کل البسل عما یفعل کا مصداق ہو وہ جب قاتل پر اس طرح خوش ہو اور اس طرح اس کی عزت افزائی کرے تو کیا دوسروں کے دلوں میں اس مقام کو حاصل کرنے کی تڑپ پیدا نہ ہوگی۔ یہ واقعہ تاریخ قادیان میں **واقعہ مباہلہ** کے نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ یہ معترض صرف قسم اور مباہلہ کا طالب تھا۔

ایک اور گذشتہ قتل

یہ قتل، صبر کی تعلیم کا جو قادیان میں ۱۹۱۴ء سے دی جا رہی پہلا نمونہ نہیں تھا بلکہ اس سے بیشتر ایک اور قتل بھی ہو چکا تھا جس میں مقتول ایسا ہی شخص تھا جو "خلیفہ" پر معترض تھا۔ مگر وہ مقدمہ عدالت تک نہیں پہنچا کہ اس کے واقعات روشنی میں آتے۔

تعلیم صبر کا تیسرا نتیجہ ــ فخر الدین ملتانی کا قتل

لیکن جس جماعت کو دن رات صبر کی تعلیم دی جاتی ہو اور جو اپنے "خلیفہ" کی اطاعت کا کامل نمونہ دکھا رہی ہو۔ اس میں صرف دو معترضین کا قتل کافی نمونہ نہ تھا۔ انہی ایام میں ایک تیسرا قتل وقوع میں آ کر واقعات قتل کی ایک جماعت بن گئی تاکہ کسی شخص کو شک کی گنجائش نہ رہے کہ قادیان میں صبر کی تعلیم دی جاتی ہے یہ اس شخص کا قتل ہے جس نے تیئیس سال تک "خلیفہ" کی ہر قسم کی خدمات سرانجام دیں۔ جو احمدی ہونے کی وجہ سے اپنا گھر ملتان چھوڑ کر قادیان آ کر آباد ہوا اور تیئیس سال تک کامل درجہ کی وفاداری دکھاتا رہا

آزاد تحقیقاتی کمیشن کا مطالبہ

آخر اس کے اور بعض رفقا کے دلوں میں بھی "خلیفہ وقت" پر اسی خاص قسم کے اعتراضات پیدا ہوئے جیسے مباہلہ والوں کے دلوں میں پیدا ہوئے تھے۔ مگر ان لوگوں نے مباہلہ کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ اس کی جگہ یہ مطالبہ کیا کہ ایک آزاد کمیشن ہو جس کے سامنے وہ ان واقعات کو بیان کریں جن کی وجہ سے "خلیفہ" اس بات کا اہل نہیں رہا کہ وہ تخت خلافت پر متمکن رہے۔

تعلیم "صبر" کے چند اور مظاہرے

اب دیکھیئے صبر کی تعلیم کی ابتدا یہاں کس طرح پر ہوتی ہے۔ خود "دربار خلافت" سے ان لوگوں کے مقاطعہ کا حکم جاری ہوتا ہے پھر مقاطعہ کا حکم بھی ایسا سخت ہے کہ ان کے گھروں پر پہرے بٹھائے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ ان لوگوں کی رپورٹیں "دربار خلافت" میں پہنچائیں، جو ان سے ملتے ہیں۔ حالانکہ جہاں تک ہمیں علم ہے۔ انہوں نے اپنے اعتراضات کو شائع بھی نہیں کیا۔ ہاں خود خلیفہ کو کچھ لکھا ہو تو علیحدہ بات ہے ان کا مطالبہ صرف اس قدر تھا کہ ایک غیر جانبدار کمیشن تحقیقات کے لئے مقرر کیا جائے اس کے سامنے وہ اپنے اعتراضات کو بیان کریں گے۔ ہاں اس قدر ضرور معلوم ہوتا تھا کہ وہ اعتراضات ایسے سخت تھے کہ اگر ثابت ہو جائیں تو خلیفہ کو معزول کرنا ضروری ہوگا۔

قادیانی صبر کی شہرت میں چار چاند

لیکن صبر کی تعلیم تو قادیان میں برابر تیئیس ۲۳ سال سے دی جا رہی ہے اور یہ جماعت دوسروں سے دکھ برداشت کرنے کی عادی ہو گئی ہے اس کی عادت ہی نہیں رہی کہ کسی پر سختی کرے یا کسی کے خلاف ہاتھ اٹھائے یہ "خلیفہ" کی بھیڑیں ہیں جن کو دوسرے آ کر مار جاتے ہیں تو وہ سختی کے جواب میں بھی ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ مقاطعہ کے سرکاری حکم کے ساتھ ہی جلسے اور تقریریں اور ریزولیوشن شروع ہو جاتے ہیں کہ ان معترضین نے ہمارے دلوں کو پاش پاش کر دیا اور ان کے اعتراضات کی وجہ سے ہم میں اب صبر کی برداشت نہیں رہی ادھر خطبوں میں بھی یہی رنگ آ جاتا ہے اور ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ صبر کا ایک اور نمونہ قادیان میں قائم ہو جاتا ہے یعنی فخر الدین پر قاتلانہ حملہ ہوتا ہے جس سے وہ جانبر نہیں ہو سکتا اور یوں قادیان کے صبر کی شہرت کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

قادیانیوں کا [illegible] صبر

جو شخص فوت ہو جائے [illegible] سب کا ذکر کرنا چاہئیے نہیں مگر واقعات کے رنگ میں مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ فخرالدین مرحوم تئیس سال تک "خلیفہ" کے مخالفین کو جو کچھ [illegible] مخالفین میں "پیغامیوں" کا نمبر اول تھا۔ وہ اس سے [illegible] جو گذشتہ ایک ماہ میں تمسخر کے متعلق [illegible] دوزخ کی جلتی بھڑتی آگ ہو گئے وہ کسی کی بات برداشت نہیں [illegible] "خلیفہ" اور اس کی جماعت صبر کا کوئی نمونہ ہوتے اس لئے جو [illegible] تئیس سال تک برداشت

کیا۔ سے قادیانی ایک ماہ کے [illegible] برداشت کر سکتے تھے؟ ان میں سے ایک فرد نے اس کی زندگی [illegible] کر کے اور چھ سات بچوں کو یتیم کر کے بتا دیا کہ صبر کا نمونہ [illegible] جب قادیانیوں میں سے ایک شخص اپنے مخالفین [illegible] اور جب کسی قادیانی کو کوئی برا کہے تو اس کے لئے ہمارے [illegible] صبر ہے۔

کاش "پیغامیوں" کے صبر کا نمونہ دیکھا ہوتا

کاش کہ "پیغامیوں" کا نمونہ [illegible] دیکھا ہوتا کہ ان میں سے جب ایک شخص نے ان کے بڑے بڑے آدمیوں کو [illegible] کا نشانہ بنایا اور گالیاں دیں اور ان کے دفتروں [illegible] تو اس "دوزخ کی جلتی بھڑتی آگ" نے اس کا مقابلہ [illegible] اکثر گالیاں کھا کر بھی اس کے بچوں کا علاج کرتے رہے اور [illegible] سے کئی لوگ بعض اس کی غربت پر رحم کر کے اس کی امداد کرتے رہے۔ [illegible] ان کے جلسوں میں ان کی مسجد میں گالیوں کے بھرے ہوئے [illegible] تقسیم کرتا رہا اور کسی نے اس کو اُف تک نہیں کیا۔ مگر یہ تو [illegible] کہ یہ لوگ مسیح موعود کی تعلیم سے منحرف ہو چکے ہیں۔ مسیح موعود کی تعلیم پر عمل کرنے والی جماعت کا وہ نمونہ ہے جو فخرالدین کے قتل [illegible] ہوا۔"

قادیانیوں کی [illegible]داری

اب اس قاتلانہ حملہ پر جو [illegible] قادیان سے اٹھتی ہے اسے دیکھئے۔ ان غلط بیانیوں کا یہاں ذکر [illegible] نہیں جو قادیان کے سیلیٹی آفس کی طرف سے ہوئیں اور پھر جب [illegible] بیان شائع ہو چکا اور ملزم نے اقبال کر لیا کہ حملہ کی ابتدا اسی کی طرف سے [illegible] تو قادیان کے "سرکاری گزٹ" میں بھی "خلیفہ" کی تحریر شائع ہو گئی [illegible] واقعہ کے تیسرے دن پتہ لگ گیا تھا کہ اصل معاملہ اس طرح [illegible] جس طرح ہم نے اخبارات میں بھیجا تھا۔ مگر یہ نہ ہو سکا کہ اس سیلیٹی آفس سے اس پہلی غلط بیانی کی تردید کرا دیتے۔ حالانکہ اخلاقاً یہ ان کا پہلا فرض تھا۔ یہ تو خیر علیحدہ بات تھی۔ لیکن اب اعلان یہ کیا گیا ہے کہ آئندہ جو شخص مشتعل ہو کر قانون کو اپنے ہاتھ میں لیگا اور کسی معترض یا مخالف کی جان لیگا یا جان لینے کے لئے حملہ کرے گا اسے جماعت سے فوراً [illegible] جائے گا۔ لیکن جس شخص کا اپنا بیان ہے کہ اس نے مشتعل ہو کر [illegible] اس کے متعلق اب تک یہ اعلان نہیں کہ اسے بھی جماعت سے خارج کیا گیا ہے اور اب اس کا مقدمہ چلانے پر جماعت کا [illegible] ہو رہا ہے یا اس کا ذاتی خرچ ہو رہا ہے۔

قادیانی جماعت کی عجیب و غریب مظلومیت

اور دوسری طرف جماعت قادیان کی مظلومیت کا اندازہ اس سے کر لو ارشاد ہوتا ہے:

"دبی ہوئی آہیں ملکوں کو [illegible] کر دیتی ہیں مگر جو
آہ نکل گئی ضائع ہو گئی"

تو یہ بھی شکر کا مقام ہے کہ [illegible] جماعت کی ساری آہیں دبی [illegible] جاتیں تو ملکوں کے ملک [illegible] اور قادیانی جماعت کو [illegible] ساری دنیا [illegible] مرحوم فخرالدین اپنی جان سے [illegible] ملکوں کو [illegible] ہو گیا۔ مگر قابل غور یہ ہے کہ ایک بیوہ اور چھ سات یتیم بچوں کی آہیں تو کوئی چیز نہیں۔ آہیں تو صرف اس جماعت کی ملکوں کو برباد کرنے والی ہیں جن کی توپیں اور ڈنڈے اور جاسوس چاروں طرف گشت لگا رہے ہیں اور جن کی سات ہزار کی جماعت کو تین چار معترضین سے مقابلہ آ پڑا ہے۔ اب وہ بیچارے آہیں نہ ماریں تو اور کیا کریں۔

افسوسناک پستی اخلاق

اور کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ کسی خطبہ یا کسی تحریر میں ایک لفظ تک ہمدردی کا ان یتیم بچوں اور بیوہ کے لئے نہیں۔ اخلاق کی اس پستی میں گرے ہوئے ہونے کے باوجود ادعا یہ ہے کہ ہم ہی ساری دنیا کے لئے اخلاق کے معلم ہیں اور "الٰہی خلافت" کے مقابل پر چالیس کروڑ مسلمان ہیچ ہیں۔ کیا تو وہ تقوےٰ کا مقام ہے جس پر مسیح موعود نے کھڑا کیا تھا؟ آپ تو مظلوم ہونے کے باوجود بھی جھک جانے کو کہتے ہیں اور یہاں ظالم ہو کر بھی اپنے ہی گن گائے جاتے ہیں۔

خلیفہ صاحب کا فتویٰ کہ اصل محرک "پیغامی" ہیں

مگر یہ تو ابتدائے عشق والا معاملہ ہے ابھی ان لوگوں پر جنہوں نے کچھ الزامات لگائے ہیں یا لگانا چاہتے ہیں کیا بس ہے۔ ہر شرارت جو قادیان کے خلاف اٹھے اس کی اصل جڑ تو "پیغامی" ہوتے ہیں۔ احرار کے فتنے میں بھی اصل جڑ یہی "پیغامی" تھے اور اب ان الزامات کے اصل ذمہ دار بھی وہی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ قسمیں کھا کر کہیں کہ فخرالدین مرحوم یا شیخ عبدالرحمٰن مصری نے جو کچھ کیا اس کا ہمیں قبل از وقت علم تک نہ تھا۔ یہ فتوےٰ کہ اس کے اصل محرک "پیغامی" ہیں اسی بارگاہ سے سرزد ہو چکا ہے جو لا یسئل عما یفعل کی مصداق ہے پس جب "خلیفہ" نے کہہ دیا کہ اس کا اصل موجب "پیغامی" ہیں تو قادیانی جماعت میں سے کون کافر ہے جو اس پر ایمان نہ لائے۔ یہاں کا تو کلمہ ہی یہ ہے کہ جسے "خلیفہ" سچ کہے اسے سچ سمجھو اور جسے "خلیفہ" جھوٹ کہے اسے جھوٹ سمجھو

قتل کی دھمکی

اس لئے اب ساری جماعت اس بات پر ایمان لاتی ہے کہ شیخ عبدالرحمٰن مصری اور مرحوم فخرالدین کو جماعت لاہور نے اس کام کیلئے کھڑا کیا ہے اس لئے گردن زدنی تو یہ "پیغامی" ہیں اس دوزخ کی جلتی بھڑتی آگ کو بجھانا تو پہلے ہی ہر قادیانی کا فرض تھا اب جب اس نے اتنا بڑا منصوبہ کھڑا کر دیا تو اس کے لئے بھی اپنے صبر کا کوئی نمونہ دکھانا چاہئے۔ چنانچہ اسی جماعت کا ایک شخص مجھے ایک خط لکھتا ہے اور وہ صاف کہتا ہے کہ اس کا ذاتی خیال تو یہ تھا کہ "پیغام صلح" میں جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کی ذمہ داری لکھنے والوں پر ہے۔ مگر اس کی جماعت نے اسے یقین دلا دیا ہے کہ اس ساری "بدذاتی اور شرارت" کی جڑ تم ہو اور کہ ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ تم میں اور کعب بن اشرف میں کوئی فرق نہیں اور تمہیں اسی انجام کے منتظر رہنا چاہئیے یعنی جس طرح اسے قتل کیا گیا تھا اسی طرح مجھے بھی قتل کیا جائیگا اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھتا ہے کہ یہی مضمون "ڈاکٹر بشارت احمد اور سید محمد حسین شاہ صاحب کیلئے بھی ہے یعنی انہیں بھی قتل کیا جائے گا۔

ہمیں صرف اللہ کی حفاظت پر بھروسہ ہے

یہ کچھ عجیب سی بات ہے کہ تینوں آدمی جن کا انتخاب اس شخص نے یا اس کی جماعت نے کیا ہے ساٹھ سال سے اوپر کے ہو چکے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے مولیٰ سے ملنے کے لئے تیار ہے اگر ان میں سے کسی کے لئے یہ مقدر ہو کہ وہ اس دوسرے عالم میں شہادت کے دروازے سے داخل ہو تو اس سے بڑھ کر اور خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے۔ میں اس لکھنے والے اور اس جماعت کو یہ بھی اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ کم سے کم میں خلیفہ صاحب کی اس سنت پر عمل نہیں کرونگا کہ نماز با جماعت ہو رہی ہو تو آٹھ دس پہرہ دار صف ہو کے نماز کھڑے رہیں تاکہ کوئی قادیانی اس دھمکی کو پورا نہ کر دے اور نہ ہی اپنے ساتھ رکھو پہرہ دار لئے پھرونگا جو تلواروں، ریوالوروں یا کلہاڑوں سے مسلح ہوں بلکہ اگر قادیانی جماعت کی اصلاح کے لئے میرا خون درکار ہے تو میں بخوشی اس کے لئے تیار ہوں میرے دروازے پر پہرہ دار تک بھی نہیں ہوتا اور سیر میں کوئی محافظ ساتھ لیکر نکلنے کا عادی نہیں صرف اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر بھروسہ رکھتا ہوں اور یہی حال میرے دوستوں کا ہے۔

ایک دریافت طلب امر

لیکن دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا تین خونوں سے قادیانی جماعت کے صبر کا نمونہ قائم نہیں ہوا اور چوتھے کی ضرورت ہو تا کہ سب لوگ اس بات کے قائل ہو جائیں کہ "خلیفہ قادیان" کے پیرو کس قدر صبر کرنیوالے ہیں اور ساری دنیا ان کے صبر کی تعریفوں سے بھر جائے۔

قادیانی اسلام اور پیغمبرِ اسلام کو الزامات کا مورد بنا رہے ہیں

مجھے افسوس ہے تو یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ تو اسلام کو ہر اعتراض سے پاک کرنے کے لئے تشریف لائے تھے اور آج تک عیسائی تحریک احمدیت کے متعلق یہی گمان رکھتے ہیں کہ یہ پیغمبر اسلام کو ہر الزام سے پاک کرنے کے درپے ہے۔ مگر کیا جماعت قادیان کا عمل اب اس کے خلاف نہیں اور وہ از سر نو اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کو ہر قسم کے الزامات کا مورد نہیں بنا رہے ہیں؟ مجھ میں اور کعب بن اشرف میں کوئی فرق نہیں۔ اور میرا انجام وہی ہوگا کیا اس کے صاف معنی یہ نہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم نے کعب بن اشرف کو اس لئے قتل کروا دیا تھا کہ اس نے آپ کی شان میں کوئی گستاخی کا لفظ کہہ دیا تھا۔

کعب بن اشرف کے واقعہ قتل کی اصل حقیقت

واقعات یہ ہیں کہ مسلمانوں اور کافروں میں جنگ شروع ہو چکی تھی اور کعب بن اشرف نہ صرف دشمنان اسلام کے ساتھ ساز باز رکھتا تھا اور انہیں مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کیلئے اکساتا تھا بلکہ اس نے قریش کے ساتھ استار کعبہ کے نیچے یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کریگا اور اس نے ایک سازش بھی پیغمبر اسلام صلعم کو قتل کرنے کے لئے کی تھی اور یہ سب باتیں زرقانی میں صاف طور پر مذکور ہیں۔ اب مجھے کعب بن اشرف کے ساتھ ملانے کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح یہاں حالت جنگ نہیں وہاں بھی حالت جنگ نہ تھی اور جس طرح قادیانی جماعت نے سنی سنائی باتوں کی بنا پر یہ خیال کر لیا ہے کہ میں ان کے "خلیفہ" کو گالیاں دیتا ہوں۔ کعب بن اشرف کا بھی اتنا ہی قصور تھا کہ وہ رسول اللہ صلعم کو برا کہتا تھا اور اسی کی وجہ سے اسے مروا دیا گیا۔ یہ گویا وہ الزام رسول اللہ صلعم پر وارد کرتا ہے جس سے احمدیت کا مقصد تھا کہ آپ کو پاک ثابت کیا جائے۔

قادیانیوں کا بہتان عظیم

باقی رہا میرا میاں محمود احمد صاحب کو گالیاں دینا یا یہ کہ مجھے ان سے کوئی ذاتی عناد ہے۔ یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے جتنا آسمان کے نیچے بولا جا سکتا ہے۔ ذاتی عناد ہونا تو ایسا امر ہے جس کا تعلق انسان کے دل سے ہے اور کوئی انسان دوسرے کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسے فلاں سے ذاتی عناد ہے جبتک کہ اس کے ہاتھ میں کوئی بین شہادت نہ ہو۔ انسان ایک دوسرے کو قتل بھی کر دیتے ہیں حالانکہ قتل کی تہ میں ذاتی عناد نہیں ہوتا۔ باقی رہا گالیاں دینا تو اب اس قادیانی ذہنیت کا میرے پاس کوئی علاج نہیں کہ میں ان کے کسی عقیدہ پر یا کسی خیال پر جرح کروں تو وہ بھی ان کے نزدیک گالیاں ہوتی ہیں۔ تازہ "الفضل" کو دیکھ لیا جائے (۲۱ر اگست) میں نے کسی پچھلے خط میں صرف مباہلہ کے اس خیال پر جرح کی تھی کہ خلیفہ پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ میں نے صرف یہ دکھایا تھا کہ یہ خیال غلط ہے۔ تاریخ اسلام اس کو سرتاپا غلط ٹھہراتی ہے خلفائے راشدین میں سے کوئی اس کا حامی نہیں بلکہ حضرت ابوبکرؓ صاف فرماتے ہیں ان زغت فقوّمونی۔ حضرت

عمر بھر کی مجلسوں میں اعتراض ہوتے ہیں اور وہ کبھی نہیں کہتے کہ تم خلیفہ پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ ہاں اسلام کی تاریخ میں حسن بن صباح کی تعلیم یہ تھی کہ امام یا مرشد کی کسی بات پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے نہ کوئی وسوسہ دل میں اٹھنا چاہیئے۔

قادیانی ذہنیت کا ایک "شاہکار"

اب یہ ایک معمولی کی بات تھی مگر قادیانی ذہنیت دیکھئے اس خط کے متعلق "الفضل" میں کیا لکھا ہے:۔

"مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین ڈلہوزی میں
بستر مرض پر پڑے ہوئے اپنے خطوط میں جن خیالات کا
اظہار کر رہے ہیں وہ نہایت ہی مکروہ اور حیا سوز ہیں
اہل پیغام اور ان کے امیر کی تبرا بازی، گندہ دہنی
بدزبانی اور الزام تراشی سے خوارج کا زمانہ ہماری
آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے"!

خوارج کی سب سے بڑی خصوصیت کے قادیانی عامل ہیں

خوارج کی سب سے بڑی خصوصیت تو یہی تھی کہ انہوں نے اسلام میں تکفیر کی بنیاد رکھی جس کے سب سے بڑے عامل آج قادیانی احباب ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ میرے اس خط میں سے کوئی ایک فقرہ ہی نکال کر دکھا یا جائے جو مکروہ ہے یا حیا سوز ہے یا اس پر تبرا بازی گندہ دہنی بدزبانی کے الفاظ صادق آتے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس جماعت میں سے سچ کہنے کی صفت مفقود ہوتی جاتی ہے۔

قتل کی دھمکی مجھے اپنے فرائض سے نہیں روک سکتی

جھوٹ ہے وہ جو یہ کہتا ہے کہ مجھے میاں محمود احمد صاحب سے کوئی ذاتی عناد ہے۔ ہاں میں ان کے خیالات اور ان کے عقائد کا سخت مخالف ہوں۔ وہ جماعت کو ایک غلط راہ پر لیجا رہے ہیں۔ "خلافت" کا نام رکھ کر انہوں نے قادیان میں شرک کی بنیاد رکھدی ہے۔ کیونکہ خلیفہ کو بالکل خدا کی طرح سمجھا جاتا ہے اور رسول اللہ صلعم کی عزت کو مٹایا جا رہا ہے کیونکہ نہ صرف ایک نئی نبوت ان کے مقابل پر کھڑی کر دی گئی ہے اس مقابل پر اس لئے کہ پہلی نبوت کو ماننے والے کل کے کل کافر قرار دیئے گئے بلکہ خلافت کو بھی نبوت کا ہم پلہ بنا دیا گیا ہے۔ ان خیالات کی تردید میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور کوئی قتل کی دھمکی مجھے اس سے روک نہیں سکتی

بے معنی اظہار غیظ وغضب

باقی رہا یہ کہ کسی نے میاں صاحب کو یزید سے مشابہت دیدی تو یہ کوئی گالی نہیں۔ یزید بھی تو اولوالامر میں سے تھا اور اب جب میاں صاحب صاف الفاظ میں فتویٰ دے چکے ہیں کہ اولوالامر کی اطاعت اسی طرح پر ضروری ہے جس طرح رسول کی۔ اور کہ اولوالامر پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہو سکتا نہیں یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ تم خدا اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف کر رہے ہو اور کسی کو اس کے خلاف حرکت کرنے یا زبان کھولنے کا حق بھی حاصل نہیں تو یزید کی نجات تو خود ان کی اس تفسیر سے ہوگئی۔ اب تو امام حسینؓ کی فکر کرنی چاہئیے اور انہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ وہ دن رات ہمیں یزید سے مشابہت دیتے ہیں پھر اگر کسی وقت کوئی شخص ترکی بترکی جواب دیدے تو اس پر اس قدر اظہار غیظ کے کیا معنے ہیں۔ والسلام

خاکسار

محمد علی

۲۲ راگست [illegible]

(بقیہ صفحہ ۱۰)

اور کذاب ہے۔ نادم ہو رہے ہونگے کیونکہ یہ الفاظ ہی آپ نے بلا دلیل لکھ دیئے ہیں۔ اور اگر خلافت کا نہ ماننا کاذب ہونے کی دلیل ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق کیا رائے ہے؟ اور وہ تو عین اسلامی خلافت کی مخالفت تھی۔ اور پیری اور ملوکیت کے برخلاف سب کچھ کہنا عین ثواب ہے۔ میں آپ کی خلافت کا منکر نہیں لیکن آپ سے ذرا دوسرے رنگ میں مانتا ہوں۔ قرآن شریف میں ایک اور خلافت کا ذکر ہے جو کہ قادیانی خلافت کا صحیح نقشہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات

کہ انبیاء اور صالحین کے بعد ایسے لوگ خلیفے یعنی جانشین ہوئے۔ کہ انہوں نے نماز کو ضائع کیا۔ اور خواہشات کی تکمیل میں غرق ہوگئے۔" اور اس خلافت کو اسلامی خلافت قرار دینے والا خود مفتری اور کذاب ہے میرے دوست شیشے کے محل میں بیٹھ کر یہ سنگباری آپ کو کچھ زیب نہیں دیتی۔ آپ قادیان کی فضا سے باہر قدم نکالئے۔ آپ کو ابھی حقیقت سے اتنا بھی واسطہ نہیں پڑا جتنا گدھے کے سر کو سینگوں سے آپ تو حضرت صاحب کے اس شعر کے مصداق ہیں۔

کیڑا جو دب رہا ہے گوبر کی تہ کے نیچے
اسکی نظر میں اس کا ارض وسما یہی ہے

فرخ صاحب اس بات پر چلاتے ہیں کہ قرآن تو منکرین خلافت کو فاسق و فاجر قرار دیتا ہے۔ اور وہ ہائی خدا کی مولوی محمد علی صاحب خدا تعالےٰ کے قائم کردہ خلیفہ اور اس کے مریدوں کو فاسق کہتے ہیں۔ مگر گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہم آپ کی خلافت کے ڈھونگ کو "گمراہی اور کجروی" کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ ہم اسے خلافت مانتے ہی کب ہیں۔ ایک پیر کی گدی ہے جو کہ شریعت کی قیود سے آزاد ہے اور جس کے مرید عقل و خرد بیچ کر اندھی پیروی کر رہے ہیں۔ خلفائے راشدہ میں اس کی مثال تو نہیں ملتی۔ مگر یزید سے لے کر اس وقت تک جس قدر "خلیفے" ہوتے رہے ہیں۔ (اللہ کے نیک بندے مستثنیٰ ہیں) سب کے سب خدا کے مقرر کردہ ہی تھے۔ کیونکہ امت نے متفقہ طور پر انہیں مانا تھا۔ ہے نہ فرخ صاحب۔ اس لئے سب سے پہلے فاسق آپ کے خیال کے مطابق (نعوذ باللہ) امام حسینؓ تھے۔ اور مولوی اللہ دتا صاحب کی روایت کے مطابق ان کا قتل عین ارشاد نبوی کے مطابق تھا۔

اذا کان الغراب دلیل قوم
سیھدیھم الی الارض البوار

اپنی آنکھ کے شہتیر کو تنکا دیکھنے والے دوست خیالی دنیا سے نکل کر واقعات کے آئینہ میں اپنی تحریرات کی شکل دیکھ۔ (باقی آئندہ)

(بقیہ مراسلات)

کے ذریعہ ہی یہ میا گیا کہ اگر ہم قرآن والے نہیں تو ہمارے مناظر مرزا مظفر بیگ ساطع کیسا تھ تمہارے مناظر ٹھاکر امر سنگھ جی نے (جو ہیاں موجود ہیں) چند سال گزرے سبد دلی ضلع سیالکوٹ میں "الہام قرآن" پر کیوں مناظرہ کیا تھا۔ اس کا جواب آریہ سماج سے سوائے آئیں بائیں شائیں کے کچھ نہ بن سکا اور ہم نے اعلان کیا کہ (۱) "الہام وید و قرآن" (۲) "حضرت مرزا غلام احمد اور سوامی دیانند" (۳) "احمدیت اور دیانندیت"۔ ان تینوں مضامین پر ہم آریہ سماج سے تین مناظرے منظور کرتے ہیں۔ اور پھر آریہ سماج کو للکارا کہ آؤ ہمارے قرآن کے مقابلہ میں اپنے وید دکھاؤ اور ہم حضرت مرزا غلام احمد کے مقابلہ میں سوامی دیانند جی کو اور لاؤ

احمدیت کے مقابلہ میں اپنی دیانندیت کو اخبار "ملاپ" کے ذریعہ ہم نے تمام آریہ پنڈتوں کو کھلا چیلنج کر رکھا ہے لیکن آریوں کے مناظر ٹھاکر امر سنگھ یکدم بیمار ہوگئے۔ سنا ہے انہیں ایک دم سے کا بخار ہے انکی اس معنی خیز علالت کے متعلق طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں

اگر آریہ سماج میدان میں نکل آیا۔ تو بفضل خدا اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پبلک پر خود بخود آشکارا ہوجائیگی"

مراسلات

قاضی محمد یوسف صاحب کا مطالبہ حلف منظور

ہمیں مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد سے ذاتی دشمنی نہیں

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے "الفضل" ۲۱ اگست میں "غیر مبائعین کو حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد سے عداوت" کے زہریلے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کو فی الواقع حضرت اقدس کی اولاد سے دشمنی نہیں تو انہیں چاہیئے کہ پیغام صلح میں موکد بعذاب حلف شائع کریں کہ:۔

"ہم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد . . . . . سے کوئی دشمنی اور عداوت نہیں . . . . . . اور اس اعلان پر مندرجہ ذیل اشخاص کے دستخط ہوں مولوی [illegible] صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، ڈاکٹر بشارت احمد صاحب، مولوی عمر الدین صاحب، سید اختر حسین صاحب [illegible] اور میر مدثر شاہ صاحب مبلغ"

قاضی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم اس اعلان میں کہ "ہمیں مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد سے ذاتی دشمنی نہیں" حق پر ہیں۔ اور اس امر پر ہمیں حلف موکد بعذاب شائع کرنے میں قطعاً کوئی تامل نہیں۔ مگر اس کے لئے دو شروط آپ کو منظور کرنا پڑینگی۔

اول یہ کہ اگر کسی شخص کے پاس اس امر کے لئے کافی وجوہ ہوں۔ کہ جناب خلافت مآب علاوہ اپنے غیر صحیح عقائد کے اپنے ذاتی چال چلن کی وجہ سے اس مرتبہ کے اہل نہیں۔ تو اس کو ذاتی عناد پر محمول نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ قومی معاملہ ہے۔

دوئم اگر ہم ایسا حلف موکد بعذاب شائع کردیں۔ اور ایک سال کی مجوزہ مدت میں ہم پر کوئی آلٰہی عذاب نازل نہ ہو۔ تو میاں محمود احمد صاحب کو اعلان کرنا ہوگا کہ جماعت احمدیہ لاہور مجھ سے ذاتی عداوت نہیں رکھتی۔ موکد بعذاب حلف سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ یہ لوگ حق و صداقت کی خاطر میرا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اس لئے میں اپنے تمام دعاوی سے دستبردار ہوتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی قاضی صاحب کو جو اس حلف موکد بعذاب کو تجویز کر رہے ہیں۔ اپنے سابقہ عقائد سے توبہ کرکے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہونا ہوگا بغیر ان امور کے آپ کا حلف موکد بعذاب کا مطالبہ کرنا اور ہمارا حلف موکد بعذاب شائع کرنا بے معنی ہوگا۔

(سید) اختر حسین گیلانی

اعلان فسخ بیعت

میں ایک زمانہ سے احمدی ہوں۔ اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس صدی کا امام مجدد مانتا ہوں حضرت کے مسیح موعود ہونے پر بھی میرا ایمان ہے میرا تعلق لاہوری احمدی جماعت کے ساتھ تھا مگر چند سال کا عرصہ گزرا۔ کہ اپنے متذکرہ صدر عقائد پر قائم رہتے ہوئے میں نے میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے ہاتھ پر تنظیمی بیعت کرلی تھی عقائد میں میرا میانصاحب سے اختلاف تھا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو میں نے تسلیم نہیں کیا تھا۔ اب اخبار "الفضل" میں میانصاحب کے ایک مرید کا لکھا "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" دیکھ کر دل سے بے اختیار لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی صدا بلند ہوئی۔ کہ قادیانی اور ان کا خلیفہ کس گمراہی کے گڑھے کی طرف جا رہے ہیں۔ یہ فقرہ ایک خط میں اس مرید نے میاں صاحب کو لکھا۔ اگر مرید اندھا تھا۔ تو میانصاحب ہی خیال کرتے۔ اور ایسے نعرہ کو جو صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی پاک ذات کے لئے مخصوص ہے۔ اپنے لئے پسند نہ کرتے ہوئے اخبار میں شائع کرنے کی ہرگز جرأت نہ کرتے مگر میانصاحب خوش ہو گئے کہ چلو مصری اور ملتانی وغیرہ مجھے برا کہتے ہیں۔ اور مرید مجھے "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کی نشان دے رہے ہیں۔ اسے "الفضل" میں ضرور شائع کرکے اپنے تقدس کا ثبوت بہم پہنچا دو۔ مگر میں کہتا ہوں۔ اگر ایسا لکھنے والا مرید گمراہ ہو گیا تھا۔ اور میاں صاحب بھی تنکوں کے سہارے اپنے پر لگے الزامات سے بریت کے لئے اخبار میں اس خط کو چھپا رہے تھے۔ تو ایڈیٹر صاحب "الفضل" کی عقل کہاں تھی۔ کہ انہوں نے بھی بغیر سوچے سمجھے اس دل آزار چیز کو چھاپ دیا۔ اور میانصاحب کو توجہ دلانے کی ہمت نہ کرسکے کہ حضرت اپنی حد میں رہو اور مصری اور ملتانی کی مدد نہ کرو۔ بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے بھی بیر نہ خرید و۔ مگر پیر پرستی کی لعنت قادیان میں کچھ اس طرح سے مسلط ہے۔ کہ ہر چھوٹے بڑے کا دماغ ماؤف ہو چکا ہے۔ اور انھیں نیک و بد، پاک اور ناپاک میں کوئی تمیز باقی نہیں رہی۔

مصری اور ملتانی نے جو الزامات میانصاحب پر لگائے ہیں اگر میانصاحب کا معاملہ صاف ہوتا۔ تو نہایت دلیری سے ان سے ثبوت مانگتے اور اپنی صفائی پیش کر دیتے یا بائیکاٹ اور دوسرے دردناک واقعات صاف ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ ؎

بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

میں مندرجہ بالا فقرہ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کی اشاعت (جو کہ میانصاحب نے اپنے حق میں شائع کرایا ہے) اور فخر الدین ملتانی کے خون ناحق کے بعد قادیانی جماعت سے بے حد متنفر ہو گیا ہوں اور قادیانی خلافت کے داغدار دامن کے ساتھ زیادہ دیر وابستہ نہیں رہ سکتا۔ اور میں آج کی تاریخ سے میانصاحب کی بیعت سے توبہ کرکے حضرت مولٰنا محمد علی صاحب امیر سلسلہ عالیہ احمدیہ لاہور کے دست حق پرست پر تجدید بیعت کرتا ہوں۔ اور اپنے یہ خیالات بذریعہ اخبار "پیغام صلح" شائع کرکے دوسرے قادیانی حضرات کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ خدا کے لئے ایک کمزور انسان (جو بیماری سے اپنی بریت بھی پیش نہیں کر سکتا) کی پوجا چھوڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصلی مشن کیساتھ وابستہ ہو جاؤ۔ اور صحیح عقائد دنیا میں پھیلا کر حضرت صاحب کا نام روشن کرو۔

غلام رسول المعروف یونس خان سرینگر کشمیر ۱۸/۸/۴۷

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

کوائف کشمیر

درس قرآن کریم اور آریہ سماج کو دعوت مناظرہ

(از مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب مسلم کشمیری)

یکم اگست صبح آٹھ بجے راولپنڈی سے روانہ ہوکر رات بارہ بجے سری نگر کشمیر پہنچا "نندہ بس" کی یوں تو شہرت بہت ہو رہی ہے مگر انتظام اتنا اچھا نہیں۔ اور اس کا تجربہ مجھے اپنے اس سفر میں ہوا۔ راولپنڈی کے آفس کا مینجر تو اس قابل نہیں۔ کہ اسے راولپنڈی جیسے مشہور شہر میں ایسے ذمہ وارانہ کام پر لگایا جائے۔ وہ میرے سامنے کئی مسافروں سے بداخلاقی سے پیش آیا۔ اور خود میرے لئے جو سیٹ ریزرو تھی۔ اسے ایک یوروپین کے لئے وقف کر دیا گیا۔ اور مجھے دوسری بس میں جگہ دینے کا وعدہ دیا گیا۔ لیکن جب دوسری بس تیار ہوئی۔ تو اس میں بھی میرے لئے جگہ نہ نکل سکی۔ آخر تیسری بس پر جس پر سامان کی بہت سی پیٹیاں بھی لادی گئیں مجھے جگہ مل سکی نتیجہ یہ نکلا کہ بجائے سات بجے کے ہم رات بارہ بجے سری نگر پہنچے۔ سامان کی پیٹیوں کی وجہ سے کوہمری (سینی بنک) اور دومیل کسٹم آفس پر کئی گھنٹے ہم کو پریشان ہونا پڑا اور یوں "نندہ بس سروس" کے ذریعے مجھے اور چند دیگر بال بچہ دار شرفاء کو بے حد تکلیف ہوئی بعض مسافر تو "نندہ بس" کو "نِندہ بس" کہہ رہے تھے میں نے ان حالات کی اطلاع مسٹر نندہ کو بذریعہ خط دی تھی مگر ان کی طرف سے مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ مجبوراً یہ چند سطور اخبار میں دے رہا ہوں کہ جو صاحب بس کے ذریعہ لمبا سفر اختیار کرنے والے ہوں۔ روانگی سے قبل اپنی پوری تسلی کرلیں ورنہ رستہ میں انہیں بالخصوص بال بچہ ساتھ ہونے کی صورت میں بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس بس پر تو ہرگز نہ بیٹھیں جس پر سوداگروں کا مال بھی لادا جاتا ہے۔

احباب سرینگر کو بذریعہ تار میں نے اپنی آمد کی اطلاع کر دی تھی۔ چھ بجے سے لیکر رات دس بجے تک بعض حضرات نے انتظار کی زحمت کو گوارا کیا مگر ہم "نندہ بس" کے رحم و کرم پر تھے۔ اور رات بارہ بجے پہنچے۔ احباب کو موٹر اڈا پر ایک طویل انتظار میں جو تکلیف ہوئی اس کے لئے مجھے بہت افسوس ہوا۔

۴ اگست کو درس قرآن پاک کا سلسلہ حضرت مولٰنا محمد عبداللہ صاحب وکیل کے دولتکدہ پر شروع کیا گیا۔ اس درس کا طریق یہ رکھا گیا ہے کہ قرآن کریم کی آیت کے مقابلہ میں ویدوں کے منتر بائیبل کی آیتیں پیش کی جاتی ہیں۔ اور یوں قرآن کریم کو ویدوں اور بائیبل سے حل کیا جاتا ہے مخالفین اسلام کو کھلی اجازت ہے کہ قرآن کریم پر اپنے اعتراضات پیش کرکے جواب لیں حاضری کے لحاظ سے جگہ ناکافی تھی۔ اسلئے دوسری جگہ کا انتظام کیا گیا۔ اتفاق سے ایک مڈل سکول کی بلڈنگ خالی ہوئی جسے ہم نے اپنے مشن کے لئے کرایہ پر لے لیا میری اپنی رہائش بھی اسی بلڈنگ میں ہے اور ۹ اگست سے اسی بلڈنگ میں روزانہ درس ہو رہا ہے۔ احباب سلسلہ کے علاوہ بہت سے غیر از جماعت دوست بھی شوق سے آتے ہیں۔

سرینگر میں آریہ سماج کی بہت سی شاخیں ہیں ہر شاخ نے اپنے سالانہ جلسہ کا انتظام کیا ہے پنجاب سے بڑے بڑے پنڈت تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ہماری مقامی جماعت نے آریہ سماج کو چیلنج کیا ہے کہ "الہام وید و قرآن" پر ہم سے مناظرہ کر لو مگر آریہ پنڈتوں پر ایک دہشت طاری ہے اور مکر و حیلول بہانوں سے جان چھڑا رہے ہیں آریہ سماج نے اخبار "مارتنڈ" کے ذریعہ جواب دیا ہے کہ تم مرزائی ہو تم قرآن والے نہیں اسلئے تمہارے ساتھ قرآن پر نہیں بلکہ ستیارتھ پرکاش پر مناظرہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کا جواب ہماری جماعت کی طرف سے اخبار "مارتنڈ" [illegible]

جماعت احمدیہ اور اسکے امیر پر قادیانیوں کے ناواجب حملے

میراث میں آئی ہے انھیں مسندِ ارشاد * زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

(از اخویم غلام نبی صاحب مسلم بی۔ اے)

قادیانی حضرت کا مشغلہ دشنام طرازی

جماعت احمدیہ کی خدمات دینی اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دینی جہاد کے مقابل قادیانیوں کے دعاوی بانگ بے ہنگام سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور نہ ہی ان کے دلائل میں کوئی وزن ہوتا ہے۔ اور جب وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بشیروں کے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتے۔ تو پھر کھسیانے ہو کر گالیاں سنانے پر اتر آتے ہیں۔ اور اسقدر بدزبانی سے کام لیتے ہیں کہ الحفیظ والاماں گزشتہ واقعات سے قطع نظر جب سے شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ قادیان" اور ان کے حاشیہ برداروں میں بعض نقائص کے موجود ہونے کا اعلان کیا ہے۔ اس وقت سے اپنی روایتی چالاکی سے کام لیتے ہوئے جناب میاں صاحب اور ان کے حواری جماعت احمدیہ کے بزرگوں کے خلاف شور برپا کرکے گند اچھالنے پر اتر آئے ہیں اور جو کوئی قادیانی اخبار الفضل کا رخ کرتا ہے وہ اپنے ساتھ گالیوں کا ایک پلندہ اٹھائے ہوئے آتا ہے۔

غلام احمد صاحب فرخ کا مضمون

اس وقت میرے پیش نظر جناب غلام احمد صاحب فرخ کا مضمون "مولوی محمد علی صاحب اور حسن بن صباح" ہے۔ میرے دوست نے اس میں زبردست دلائل دئے ہیں۔ وہ ناک بھوں چڑھانے اور دانت دکھانے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

گزشتہ دو ماہ کے واقعات پر ایک سرسری نظر

چونکہ قادیانی ایک عرصہ سے یہ بے جا شور و غوغا بلند کر رہے ہیں۔ کہ احمدیہ جماعت کے افراد ان کو "گالیاں" دے رہے ہیں۔ اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ گزشتہ دو ماہ کے حالات پر مختصر سا تبصرہ کرکے اپنوں اور بیگانوں کے سامنے صحیح حالات رکھوں۔ تاکہ قادیانیوں کے پروپیگنڈا کی حقیقت واضح ہو جائے۔ اور میرے دوست اپنی پوزیشن پر دوبارہ غور کرکے صحیح نتیجہ پر پہنچیں۔

۹ رجون ۱۹۳۷ء کو الفضل میں جناب فخر الدین ملتانی مرحوم کے اخراج کا اعلان ہوا۔ اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ ۳۰ رجون کو شیخ عبد الرحمان صاحب مصری نے بھی آخری خط میاں صاحب کو لکھ دیا۔ اس کے بعد "الفضل" میں مضامین کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ میاں صاحب نے خطبات پر زور دیا۔ تقاریر ہوئیں جس میں جماعت احمدیہ لاہور کے خلاف بہت سی غلط باتیں کہی گئیں۔ جن میں سے کسی قدر بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

جناب خلیفہ صاحب کی "خوش کلامیاں"

۱۱ رجولائی کے مجلس شوریٰ کے جلسہ میں عبد الرحمٰن صاحب کی رہائی پر میاں صاحب نے تقریر کرتے ہوئے بلا محل جماعت احمدیہ کو گالیوں کی لپیٹ میں لے لیا۔ اور نہایت ہی سنجیدگی سے "شیطان کے نمائندے" "بدی کی طاقتیں" "احمدیت کے دشمن" "الکفر ملۃ واحدۃ" کے مصداق کہا اور شکاری کتے سے تشبیہ دی۔ یہ الفاظ اس شخص کی زبان سے نکلتے ہیں۔ جو کہ خدا کا "مقرر کردہ" ہے اور کہے اس وقت جاتے ہیں

جب کہ ہم بالکل خاموش تھے۔ کیا یہ الفاظ اشتعال انگیز نہیں۔ اگر آج ہم خدانخواستہ اسقدر لکھدیں کہ قادیان شیطان کے نمائندے بدی کی طاقت احمدیت کے دشمن۔ شکاری کتوں کی طرح سونگھ لیتے ہیں۔ تو گورنمنٹ کو تاریں جائیں گی۔ اور ہتک ہتک کا شور کرکے زمین و آسمان کے قلابے ملا دئے جائیں گے ع

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

پیر کی پیروی میں مریدوں کے "کارنامے"

اس ضمن میں میاں صاحب کے مرید بھی کچھ پیچھے نہیں رہے تھے چنانچہ اپنے خلیفہ کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے انھوں نے بھی سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اور ان کے رفقاء کو "منافق"۔ "غدار"۔ "یزیدی" اور "ذلیل و رسوا" کے الفاظ سے یاد کیا ہے (الفضل ۲۰ رجولائی)

اس کے علاوہ اور بھی الفاظ مختلف دوستوں نے استعمال کرکے اپنی شیریں بیانی کا ثبوت بہم پہنچایا۔

خدا ترا میرے دشمن دراز سن تو کرے
ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

یہ کلام پاکیزہ وہ ہے جس کے بعد قادیانی احباب یہ توقع رکھتے تھے۔ کہ جماعت احمدیہ کے افراد سر تسلیم خم کر دیں گے۔ ہم نے تمام باتوں کے باوجود خاموشی کا اظہار کیا۔ اور جب مجبور کئے گئے۔ تو پھر قوم کے سامنے حقایق رکھے۔ اگر ان حقائق کے بیان کرنے میں کچھ تلخی تھی تو وہ "اعطائے تو بلقائے تو" کا حکم رکھتی ہے۔ البادی اظلم کی موجودگی میں ہمیں حق پہنچتا تھا۔ کہ ہم جواب دیتے۔ مگر ہم نے جو کچھ لکھا وہ اصولی رنگ میں اور اپنی ذات کو پیش نظر رکھتے ہوئے نہیں۔ بلکہ قرآن و سنت کی تخریب و تحریف کو برداشت نہ کرتے ہوئے۔

بعض احباب یہ فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم نرمی کے ساتھ حقائق کو پیش کر سکتے ہیں۔ تو پھر تلخی کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہر بات کا موقع محل ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تعلیم تو یہ دے گئے ہیں۔

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش پہ اور غیض گھٹایا ہم نے

مگر اس کے باوجود موقع و محل کے مطابق مناسب و جائز سختی سے کام لیا۔ ہاں اس صورت میں ہم مجرم ہوتے اگر ہم مولوی اللہ دتا صاحب اور ان کے ساتھیوں کی طرح دیدہ دانستہ اغماض حق کرتے ہوئے غلط بیانی سے کام لیتے جیسا کہ انھوں نے اخویم ماسٹر صادق علی صاحب کے مضمون سے حقیقت کو جانتے ہوئے بھی یہ استدلال کیا۔ کہ انھوں نے (نعوذ باللہ) نبی کریم صلعم کی ہتک کی ہے۔ یا اخویم سید اختر حسین گیلانی کے مضمون کی حقیقت سے باخبر ہوتے ہوئے بھی یہ استدلال کیا۔ کہ وہ غیر احمدیوں کو ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرح مشرک قرار دیتے ہیں۔

فرخ صاحب کی تبرا بازی

اب میں اپنے دوست فرخ صاحب کے مضمون کی طرف آتا ہوں

انہوں نے ابتدا ہی میں تبرا بازی کی مشق کا نہایت عمدہ ثبوت دیتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:۔

"حضرت سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ اپنے خطوط میں جن خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہ نہایت ہی مکروہ اور حیا سوز ہیں۔ اہل پیغام اور ان کے امیر کی تبرا بازی۔ گندہ ذہنی۔ بدزبانی اور الزام تراشی سے خوارج کا زمانہ یاد آتا ہے۔"

احباب دیکھیں فرخ صاحب نے کس متانت سے رائے زنی کی ہے کیسی شستہ زبان ہے۔ گویا کہ قادیان کی ٹکسال سے ڈھل کر آئی ہے گزشتہ دو سال میں قادیانی مضامین نویسوں کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ کہ وہ ہر مضمون کی ابتدا میں پہلے گالیوں کی تمہید باندھتے ہیں۔ اور پھر خیال آرائی کرتے ہیں فرخ صاحب کو چاہیئے۔ کہ وہ ہم پر درشت کلامی کا اتہام لگانے سے قبل جناب میاں صاحب اور انکے حاشیہ برداروں کے کلام کا جائزہ لیں ساون کے اندھے نہ بنیں۔ کہ قادیان کی گالیوں سے آلودہ فضا کے پیش نظر شرفا کو بھی اسی نگاہ سے دیکھتے پھریں۔

قادیانی پروپیگنڈے کا پرانا حربہ

اس کے بعد چند ایک بے معنی اور دور از حقیقت فقرات نکال کر جن کا جواب بعد میں آئے گا۔ قادیانی پروپیگنڈے کا ایک حربہ پیش کرتے ہیں۔

"جھوٹے اور غلط اعتراضات پیغام صلح میں شائع کرکے اشتعال دلا رہے ہیں" (الفضل ۱۲ راگست)

قادیانی دوست اب دلائل سے کورے ہو چکے ہیں اور اپنی نجات اسی میں سمجھتے ہیں۔ کہ اوروں کو بے نقط سنائی جائیں لیکن جونہی کوئی حق بات کہے تو معقولیت کے ساتھ اس کا جواب دینے کی بجائے شور مچانے لگ جاتے ہیں۔ کہ دوڑیو! پکڑیو! ہمیں اشتعال آ رہا ہے۔

فرخ صاحب کی افسوسناک غلط بیانی

پیغام صلح میں اعتراضات شائع ہی کب ہوئے ہیں شیخ عبد الرحمٰن صاحب اور فخر الدین صاحب ملتانی مرحوم کے دو اشتہار ہم نے ضرور نقل کئے ہیں مگر ان میں ان کی مظلومیت کی داستان ہے۔ اعتراض وغیرہ کوئی نہیں۔ کیا فرخ صاحب یہ بتا سکتے ہیں۔ کہ "پیغام صلح" میں کونسے غلط اعتراضات شائع ہوئے ہیں؟ قادیانیوں کو اشتعال تو ضرور آتا ہے۔ مگر اس کی وجہ انکو خود بھی معلوم نہیں ہوتی۔ گزشتہ دنوں مجھے قادیان جانے کا اتفاق ہوا جناب فخر الدین مرحوم ایک قادیانی کے "اشتعال" کا شکار ہو چکے تھے میں نے بعض قادیانیوں سے پوچھا کہ مرحوم کی کس بات سے آپ کو اشتعال آیا۔ مگر یہی کہتے رہے کہ اس کے برخلاف ہمیں اشتعال آیا۔ مگر ثبوت میں کوئی بات پیش نہ کر سکے۔ ہاں اتنا معلوم ہوا۔ کہ میاں صاحب نے ایک جوشش آور تقریر کی تھی۔ کیا اب بھی فرخ صاحب یا کوئی اور قادیانی وہ الفاظ درج "الفضل" کرکے مشکور ہوں گے۔ جو مرحوم نے لکھے تھے؟

فرخ صاحب کا فقرہ بتا رہا ہے۔ کہ قادیانی ابھی مشتعل ہیں۔ اور ابھی تک ان کی آتش اشتعال سرد نہیں ہوئی کہیں کسی اور پر "احمدیت کی تعلیم کے اثر" کی بجلی تو گرنے والی نہیں؟

قادیانی حضرات کی اشتعال انگیزیاں اور تلقین تشدد

رہی اشتعال انگیزی تو قتل کی تلقین تو الفضل میں ہوتی رہتی ہے مولوی اللہ دتا صاحب نے ایک مضمون میں اس بات کی طرف اشارہ کیا:

"اسلام نے جماعت کے اتحاد اور ایک خلیفہ کے ہاتھ پر جمع ہونے کو نہایت اہمیت دی ہے۔ اور اسی وحدت کو برباد کرنے والے کا بہت سختی سے مقابلہ کرنے کا حکم دیا ہے حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں۔ کہ من اتاکم وامرکم ...... فاقتلوہ (صحیح مسلم)

کہ جب تم ایک شخص کے ہاتھ پر متفق ہو۔ اور تمہاری جماعت قائم ہو جائے۔ تو جو شخص آکر تمہیں خلیفۂ وقت سے متمرد کرے اور سرکشی پر آمادہ کرتا ہے۔ یا تمہاری جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہتا ہے اس کو قتل کر دو۔"

(الفضل ۲۰ جولائی)

مولوی صاحب نے قتل کی حدیث پیش کر دی ہے۔ آگے اس کے متعلق لکھا ہے کہ صحیح اسلامی حکومت میں اسے قتل نہیں کرنا چاہیئے۔ گو مولوی صاحب کی علامات باریکیوں پر کون غور کرتا ہے۔ عقل کے اندھوں کے سامنے اتنا ہی کافی ہے۔ کہ انھیں یہ سنا دیا جائے کہ حضور نے فرمایا کہ باغی خلافت کو قتل کر دو۔ پھر انھوں نے کب دیکھنا ہے کہ یہ خلافت اسلامی بھی ہے کہ نہیں۔ یا یہ کہ اس حدیث کا موقع یہ ہے یا نہیں۔ یہ بالکل الگ سوال ہے۔

قادیانی استدلال کی ایک خصوصیت

خوفناک بات یہ ہے کہ یہ استدلال بھی کمزور و ناتوان لوگوں کے برخلاف آتا ہے۔ قادیان کی قتل کی تاریخ پر نگاہ دوڑایئے مولوی عبدالکریم آف مباہلہ پر حملہ کیا گیا۔ مولینا عمرالدین صاحب کے صاحبزادے کو بری طرح زخمی کیا گیا۔

بہر حال یہ تازہ واقعہ ہے

کیونکہ اس لئے کہ بے یار و مددگار تھے۔ ان کی حمایت کرنے والا کوئی موجود نہ تھا۔ حالانکہ انھوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کچھ نہیں لکھا تھا اور نہایت مخلص احمدی تھے۔ صرف میاں صاحب کی ذات کے متعلق کچھ باتیں کہی تھیں۔ اور وہ بھی راز کے طور پر چند مریدوں کو خوشخبری آگیا مگر اس کے برخلاف معاندین سلسلہ آئے دن حضرت اقدس علیہ السلام کی ذات والا صفات کے برخلاف ناپاک اور گندے الزامات عائد کرتے ہیں۔ اخبارات میں لکھتے ہیں۔ اور حال ہی میں شیخ حسام الدین احراری نے عین قادیان میں جو تقریر کی اس کے الفاظ ہر قادیانی کے کان میں گونج رہے ہونگے ان کے متعلق اُف تک نہیں۔ حالانکہ کوئی الزام نہیں جو انھوں نے خلیفۂ قادیان پر نہیں لگایا اور پھر سنتعال آتا ہے۔ تو قادیان کی چار دیواری میں گویا کہ باہر کے لوگوں کی غیرت و حمیت مرچکی اور پھر رگ حمیت پھڑکتی کس کی ہے؟ ایک دیال انسان کی جس کو نہ دین کی خبر ہوگی نہ حضرت اقدس کے مقام کی۔ قادیان کے جبہ پوش علماء رہتا ہیں۔ کہ قتل کے یہ واقعات اگر صحیح ہیں۔ تو پھر اس "علم اور روحانیت" کے پیکر ہونے کے باوجود ان کی غیرت کو کیا ہو گیا تھا۔ حالانکہ اس کام کے لئے بزعم شما سب سے زیادہ خدا رسیدہ انسان میاں صاحب کو سب سے آگے ہونا چاہیئے تھا۔ اور اگر یہ فعل ناپاک ہے اور یقیناً ناپاک ہے تو پھر کیوں ایسے شخص کے برخلاف نفرت کا اظہار نہیں کیا جاتا ہے۔ اور کیوں اس کے متعلق صحیح واقعات سے پولیس کو اطلاع نہیں دی جاتی؟ دستاویزات کو نگلنا اور مچھر کو چھانتا کیا معنے رکھتا ہے۔ دنیا چند روزہ ہے۔ اس کی کامیابی ایک سراب ہے۔ آخر معاملہ خدا کے ہاتھ ہے۔ اس کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور کتمان شہادت سے باز رہو۔

حضرت امیر پر اعتراض کی حقیقت

اس کے بعد فرخ صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے ایک خطبہ سے ذیل کی عبارت نقل کی ہے:

"میاں صاحب یاد رکھیں کہ انھوں نے اپنے لئے جو فرضی خلافت تجویز کی ہے۔ اس کی مثال انہیں خلفائے راشدین میں نہیں ملے گی۔ ملکہ اگر ملے گی تو فرقہ باطنیہ فرقہ میں ملے گی جنہوں نے قتل و خونریزی کو جائز کرنے کے لئے یہ دروازہ کھولا تھا۔ اور آج میاں صاحب یہ کہہ کر کہ مجھ پر سچا اعتراض کرنے والا بھی جہنم میں جائے گا حسن بن صباح کی پیروی کر رہے ہیں۔" (پیغام صلح ۹ راگست)

اس قدر عبارت نقل کرنے کے بعد فرخ صاحب نے لکھا ہے مگر مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ خلافت فرضی نہیں ہے یہ خدا کی عطا کردہ ہے۔ اگر خدا کی عطا کردہ نہ ہوتی تو آج سے کئی سال قبل معدوم ہو چکی ہوتی۔ میاں صاحب کا کامیاب ہونا آپ کی خلافت کی حقانیت کا زبردست ثبوت ہے۔

ایک غلطی کا ازالہ

اس پر کچھ لکھنے سے پہلے ایک بات کی وضاحت ضروری ہے جب کبھی حسن بن صباح کا ذکر آتا ہے۔ تو لوگوں کے ذہن اس طرف منتقل ہوتے ہونگے کہ وہ ایک بدمعاش انسان تھا جسے دین سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ حالانکہ یہ حقیقت سے بعید ہے۔ وہ مسلمان تھا اور کسی شخص کو آج تک اس کے برخلاف اس قدر کہنا ممکن نہیں ہوا تھا کہ وہ بدمعاش تھا۔ وہ بذات خود بے حیائی کے کاموں سے متنفر تھا۔ ہاں اس کی یہ کوشش تھی۔ کہ وقت کے بادشاہ کو تخت سے اتار کر اس کی جگہ سادات کی نئی خلافت قائم کرے اور بس جس کے لئے اس نے قتل و فساد کا طریق اختیار کیا۔ اور اپنے گرد فدائیوں کی ایک جماعت جمع کر لی جن کے نزدیک حسن بن صباح کے اشارے پر کسی کو مار ڈالنا معمولی کام تھا۔ ہم جب کبھی اس کا ذکر کرتے ہیں یا کسی کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ تو اس سے صرف اس قدر مراد ہوتی ہے کہ اس نے اپنے مقاصد کے حاصل کے لئے دہشت انگیزی اختیار کر رکھی ہوتی ہے۔

فرخ صاحب کے جواب پر ایک نظر

فرخ صاحب کا جواب ملاحظہ فرمایئے۔ کس قدر زبردست دلائل دیئے ہیں معلوم ہوتا ہے یا تو فرخ صاحب سے جواب بن نہیں پڑا اور بن پڑنا بھی کس طرح کہاں خلافت راشدہ اور کہاں میاں صاحب کی پیرانہ گدی۔ کہاں راجہ بھوج اور کہاں گانڑا تیلی۔ اس لئے آپ نے محض اس خیال سے کہ جماعت میں پتہ تو چل جائے۔ کہ فرخ صاحب اس شخص کا مقابلہ کرنے لگ گئے ہیں جس کا قلم حضرت اقدس کا عطا کردہ ہے اور جس کے قلم نے حقائق و معارف دین رقم کرنے میں دوست و دشمن سے خراج تحسین حاصل کیا ہے۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر فرخ صاحب حضرت امیر کی عبارت کو سمجھ ہی نہیں سکے۔ اس مختصر سی تحریر میں تین اہم باتوں کا ذکر ہے۔

تین امور

(۱) جس قسم کی خلافت میاں محمود صاحب پیش کر رہے ہیں۔ کہ مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا اس کی مثال خلفاء راشدہ میں کہیں نہیں ملتی بلکہ اس کے برخلاف واقعات ملتے ہیں۔ کہ خلفاء امت پر لوگ نہایت بے باکی سے اعتراض کرتے اور آپ جواب دیتے اور اپنی پوزیشن کو اسی وقت صاف کرتے

(۲) فرقہ باطنیہ کا یہ عقیدہ تھا کہ امام وقت نائب خدا ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ہر جائز و ناجائز حکم کی تعمیل ضروری تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس عقیدہ کے ماتحت انھوں نے قتل و غارت کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا۔

(۳) میاں صاحب نے یہ لکھ کر کہ اگر خلیفہ یا امیر دانستہ یا نادانستہ ظلم کرے۔ تو بھی اس کا معاملہ خدا کے سپرد کر دو حسن بن صباح کی پیروی کی۔ خلفاء راشدین تو یہ کہتے تھے کہ ان زغت فقوّمونی۔

فرخ صاحب! اپنے استدلال کو پڑھ جایئے کہیں آپ نے یہ ثابت کیا۔ کہ میاں صاحب کی عملی زندگی کا فلاں پہلو خلفاء راشدین کے ساتھ لگا دکھاتا ہے۔ اور جو اقوال میاں صاحب کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ وہ اسلامی ہیں۔ اور حسن بن صباح والوں کے عقائد اس کے برعکس تھے

قادیانی استدلال کا بودہ پن

آپ کا یہ کہنا کہ یہ خلافت خدا کی عطا کردہ ہے۔ میں یوں کہتا ہوں کہ یہ بیان خود محتاج دلیل ہے۔ اگر آپ اسے عمومیت کا رنگ دیتے ہیں۔ تو پھر نمرود کو بھی حکومت خدا نے ہی دی تھی۔

الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ان اتٰہ اللہ الملک

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ نمرود کو حکومت خدا نے عطا کی تھی۔ اور بعینہٖ نمرود، فرعون، یزید وغیرہ آج تک جس قدر ظالم انسان تخت حکومت پر متمکن ہوئے ہیں۔ سب کو خدا نے حکومت بخشی تا آج کل جس قدر گدی نشین ہیں۔ وہ سب خدا کے مقرر کردہ ہیں۔ اور جب باپ مر جاتا ہے تو تمام مرید بیٹے کو باتفاق رائے مسند ارشاد پر بٹھاتے ہیں۔

. . . . پھر فرماتے ہیں۔ کہ اگر یہ خلافت خدا کی طرف سے نہ ہوتی۔ تو آج سے کئی سال قبل معدوم ہو چکی ہوتی۔ فرخ صاحب کے اس بھولا پن کی کون داد نہیں دے گا کیسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ حسن بن صباح تو جھوٹا تھا اس کی خلافت کیوں نہ ٹوٹی۔ وہ ایک معمولی انسان تھا۔ اس کے برخلاف مسلم سلاطین کے ٹڈی دل لشکر تھے۔ مگر اس کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ اور اس کی قائم کردہ حکومت تقریباً ڈیڑھ دو سو سال تک رہی۔ اس جگہ آپ کی خود فریبی اور پیر پرستی پر سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ

ساحر الموط نے تجھ کو دیا برگ حشیش

اور تو اسے بے خبر سمجھا ہے شاخ نبات

اس کے علاوہ تاریخ کی اوراق گردانی کیجئے صدہا مثالیں اپنی تردید میں پائیں گے۔ یزید ہی کو لیجئے۔ کتنا عرصہ تک خاندان کو مستحکم کر گیا موجودہ گدیوں اور حکومتوں پر نگاہ دوڑایئے۔ ان میں سے کس قدر ہیں جن کے متعلق آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا کی عطا کردہ ہیں کیونکہ وہ مدتوں سے قائم ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس نہ کوئی مذہب ہے۔ اور نہ اخلاق کا بلند نصب العین۔ میرے دوست کو چاہیئے۔ کہ وہ کنوئیں سے باہر نکلے۔ اور سوچے کہ جس چیز کو آج خلافت کہا جا رہا ہے۔ وہ ملوکیت کا مکمل خاکہ ہے سلاطین و ملوک ہمیشہ اپنے آپ کو خدا کا مقرر کردہ ہی کہتے رہے ہیں دور کیوں جایئے۔ انگلستان کی تاریخ سلاطین اور رعایا کے درمیان خدائی حقوق (Divine Right) کا مسئلہ ایک مدت تک کشت و خون کا باعث بنا رہا۔ سٹوارٹ (Stuarts) خاندان کے دو بادشاہ جیمس اول اور چارلس اول کے دور حکومت میں یہ جھگڑا انتہا کو پہنچ گیا۔ بادشاہ یہی کہتے تھے۔ کہ ہم خدا کے بنائے ہوئے ہیں اور لوگوں کو ہماری کسی حرکت پر اعتراض کا کوئی حق نہیں اور ہم صرف خدا کے سامنے جوابدہ ہونگے۔ یقین نہیں تو جماعت ہم کے کسی لڑکے سے تاریخ لے کر پڑھ لیجئے۔ اور میاں صاحب بھی اس طرز کے خدا کے مقرر کردہ ہیں۔ کیونکہ آپ خود جانتے ہیں کہ خدا نے انہیں مامور تو کیا ہی نہیں۔ امید ہے کہ آپ اپنی غلطی کی تلافی کریں گے کیونکہ مومن کا شیوہ نہیں کہ وہ حق ظاہر ہو جانے پر بھی خاموش ہو جائے یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ اسلئے میں محض اشارات اور اختصار سے کام لے رہا ہوں اگر آپ کی تسلی نہ ہو تو بندہ حاضر ہے۔

میں قادیانی خلافت کا منکر نہیں

اس "فرضی خلافت" کی حقیقت الم نشرح ہو جانے پر غالباً اب آپ ان الفاظ پر کہ "اس خلافت کو فرضی قرار دینے والا خود مفتری

(باقی صفحہ ...)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ شیخ محمد ولد غلام حسین ذات گوندل سکنہ کوٹ الہی شاہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۵-۱۱-۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲-۷-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ جلال ولد حسن ذات کمبوہ ساکنہ چک ۱۰۱ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۵-۱۱-۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲-۷-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت پنجاب قرضہ ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ صاحباں بیوہ راجہ ذات گڈ گوڈ سکنہ دولتپور تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۶-۱۱-۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸-۷-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ شاہل ولد اللہ یار محمد ولد ساوا علی ولد برخوردار ذات سہرا سکنہ کوٹ سہرا تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۷-۱۱-۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱-۷-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ احمد ولد رکھا ذات ہرل سکنہ جھلا بہاب تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۴-۱۱-۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۰-۶-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ اسماعیل ولد فضل مسماۃ ردساں بیوہ فضل ذات ہرل سکنہ جھلا بہاب تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۴-۱۱-۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۰-۶-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ عمر ولد حاجی ذات کھوکھر سکنہ ... تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۶-۱۱-۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۹-۶-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ لبیر ولد رانا ذات دہکان سکنہ گڑھ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۶-۱۱-۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳-۷-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

کوائف قادیان

— قادیان کے حالات بدستور ہیں۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور انکے [illegible] کی زندگیاں پہلے کی طرح ہی مشکلات و خطرات میں بسر ہو رہی ہے۔ قادیانی [illegible] کی طرف سے ان پر تا حال باقاعدہ [illegible] اور جاسوس مقرر ہیں۔

— بیان کیا جاتا ہے کہ قادیانی جماعت [illegible] اکابر میاں فخر الدین صاحب ملتانی مرحوم کے بڑے صاحبزادہ پر طرح طرح سے اثر ڈال رہے ہیں۔

— قادیان کی ایک اطلاع مظہر ہے [illegible] قادیانی نوجوان رفتہ رفتہ [illegible] خلیفہ صاحب سے [illegible] کے خیال میں شیخ مصری [illegible] تحقیقاتی کمیشن کا مطالبہ [illegible] ہے۔

— قادیان ۱۲ اگست۔ حکیم مولوی [illegible] صاحب احمدی مولوی فاضل [illegible] کے بعد [illegible] کیا ہے کہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری آزاد [illegible] کمیشن کے مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں۔ میں اس اہم کام کیلئے [illegible] تسلیم کرتا ہوں اور حتی المقدور [illegible] اور ان کے احکام کی تعمیل کرونگا۔

— قادیان ۱۲ اگست۔ مرزا محمد [illegible] طالب علم جماعت دہم نے بھی [illegible] کا اعلان کیا ہے۔ وہ جناب خلیفہ قادیان کی بیعت سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ [illegible] قادیانی خلافت کا خوف [illegible] بہت سے لوگ شیخ مصری کے مطالبات کی معقولیت کو تسلیم کرنے لگے ہیں۔

— قادیان میں [illegible] اشتعال انگیزیوں اور دیگر [illegible] سے تحقیقات غریب حالات پیدا [illegible] پولیس نے زیر دفعہ ۱۰۷ [illegible] نوجوان چار قادیانیوں اور [illegible] کے چار افراد کے خلاف حفظ امن کے لیے ضمانتیں لینے کا مقدمہ دائر کر دیا ہے۔

— قادیان میں سے میر محمد اسحاق صاحب (ماموں جناب خلیفہ قادیان) سید زین العابدین ولی اللہ شاہ ناظر امور عامہ۔ خانصاحب چودھری [illegible] علی صاحب ناظر بیت المال اور مولوی اللہ دتا صاحب عرف ابو العطا جالندھری کی [illegible] ضمانتیں طلب [illegible] اور دوسری پارٹی میں سے [illegible] شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ محمد [illegible] صاحب شبنم۔ عبدالرب صاحب [illegible] حکیم عبدالعزیز صاحب کی ضمانتیں طلب ہوئی ہیں۔

— ۲۲ اگست کو [illegible] سردار [illegible] سنگھ مجسٹریٹ [illegible] اس مقدمہ کی پیشی تھی۔ استغاثہ کی طرف سے [illegible] کیپٹ۔ قادیانیوں کی [illegible] مرزا عبدالحق صاحب وکیل۔ مصری پارٹی کی طرف سے شریف حسین صاحب [illegible] پیش ہوئے [illegible] ملزموں [illegible] کے دریافت کرنے پر [illegible] کہ ہمیں کسی قسم کا حفظ امن کا خطرہ نہیں [illegible] ضمانتیں [illegible] ہیں۔ آئندہ پیشی قادیانی ملزموں کے لئے [illegible] ستمبر اور دوسرے اصحاب کیلئے [illegible] ستمبر مقرر ہوئی ہے۔

— اس مقدمہ میں پولیس نے جناب خلیفہ قادیان کو بھی گواہ رکھا ہے۔ [illegible] پر قادیانی خلافت کے [illegible] گزشتہ "الفضل" [illegible] شور محشر برپا کر دیا ہے [illegible] مطالبہ ہے خلیفہ صاحب کو ہرگز [illegible] بلایا جائے کیونکہ [illegible] طرح ان کا قیمتی وقت ضائع ہو گا [illegible] تکلیف بھی ہو گی۔

— "الفضل" کا بیان ہے کہ بیرونی [illegible] جماعتوں میں جناب خلیفہ صاحب کو بطور گواہ طلب کئے [illegible] سخت تشویش پیدا ہو رہی ہے [illegible] احتجاج [illegible] ریزولیوشن دفتر "الفضل" میں پہنچ رہے ہیں۔

— حکیم عبدالعزیز صاحب جن پر میاں فخر الدین صاحب مرحوم کے ساتھ قادیان میں حملہ ہوا تھا۔ گورداسپور [illegible] میں زیر علاج ہیں۔ تا حال [illegible] مذکورہ بالا مقدمہ میں وہ بھی ملزم ہیں چنانچہ وہ گورداسپور [illegible] پولیس کی حفاظت میں لائے گئے [illegible] پولیس کا پہرہ ہے۔

ہندوستان

— بنوں ۲۲ اگست کل طیاروں کے ذریعہ بھٹانی علاقہ میں اشتہار پھینکے گئے جن میں بھٹانیوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ ۲۷ اگست کی شام تک ان دو [illegible] کو واپس کر دیں جو گزشتہ دنوں تحصیل ٹانک سے اغوا کئے گئے [illegible] علاقہ پر بم باری کی جائے گی۔

— جموں [illegible] اگست ہندوؤں کی ہڑتال کا آج بائیسواں دن ہے۔ ہڑتال بدستور جاری ہے [illegible] رضاکار گرفتار ہوئے۔ کل شدید بارش کے باوجود [illegible] کا جلوس نکلا جو گلیوں اور بازاروں میں چکر لگاتا رہا۔

— کوٹ فتح خان میں سکھوں نے ستول نالہ [illegible] ختم کر دی ہے۔

— کیمبل پور ۲۲ اگست۔ لاہور ہائی کورٹ نے سکھوں کو دوتال نالہ سے پانی پینے کی اجازت دیدی ہے۔ صبح ساڑھے ۸ بجے سے ڈیڑھ بجے دوپہر تک [illegible] ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کیمبل پور نے زیر دفعہ ۱۴۴ تعزیرات ہند احکام نافذ کر دیے ہیں کہ [illegible] میں کوئی مسلمان نالہ پر نہیں جا سکتا البتہ ان مسلمانوں کو [illegible] جانے کی اجازت ہو گی جو کسی کام کے لیے جانا چاہیں۔

— معلوم ہوا ہے کہ [illegible] نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو یقین دلایا ہے کہ وہ [illegible] ان سے تعاون کریں گے اور انہوں نے اپنے منیجر کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ جب تک حالات تقاضا کریں نالہ پر موجود رہا کرے۔

— پشاور ۲۲ اگست خان عبدالغفار خان اور علامہ مشرقی پر داخلہ سرحد کے متعلق جو پابندیاں تھیں وہ اٹھالی گئی ہیں۔

— الہ آباد ۲۳ اگست۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ الہ آباد میں ۱۳ کانسٹیبلوں کی اسامیاں خالی تھیں ان کی بھرتی کے لیے ۲۰۰ نوجوان حکام پولیس کے سامنے پیش ہوئے۔ منتخب شدہ کانسٹیبلوں میں ایک گریجویٹ اور کئی انڈر گریجویٹ ہیں۔

— فتح جنگ ۲۲ اگست۔ آج سکھوں نے دوتال نالہ سے پانی لیا اس وقت متعدد افسر موجود تھے نواب احمد یار خان دولتانہ چیف سکرٹری اتحاد پارٹی کوٹ فتح خان پہنچے۔ سردار کوٹ نے سرکاری افسروں سے آپکا تعارف کرایا۔

— لاہور چھاؤنی میں بوچڑ خانہ کی تعمیر کے خلاف ہندو اظہار ناراضگی کر رہے ہیں۔

— شملہ ۲۲ اگست سردار منگل سنگھ نے مرکزی اسمبلی میں اس کے متعلق ایک ریزولیوشن پیش کرنے کا بھی نوٹس دیا ہے۔

— ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ حکومت ہند نے شنگھائی کی موجودہ صورت حالات کے پیش نظر ہندوستانی فوج کی تین رجمنٹوں کو مشرق اقصیٰ جانے کا حکم دیا ہے ان فوجوں کو ہانگ کانگ اور سنگاپور میں اس وقت تک متعین رکھا جائے گا جب تک شنگھائی کی صورت حالات رو با صلاح نہ ہو جائے۔

— معلوم ہوا ہے کہ ان فوجوں کے اخراجات حکومت برطانیہ برداشت کریگی اور موجودہ حالات کے تقاضا پر مزید فوجیں بھی مشرق بعید میں بھیجی جائینگی۔

— لدھیانہ ۲۱ اگست آج آنریبل سر سکندر حیات خان وزیر اعظم پنجاب سوڑہ ایکسپریس کے ذریعہ لدھیانہ پہنچے ریلوے سٹیشن پر آپکا شاندار استقبال کیا گیا۔ آپ نے [illegible] ارکان کو شرف ملاقات بخشا۔ بلدیہ کی طرف سے آپ کی خدمت میں سپاسنامہ خیر مقدم پیش کیا گیا جس کا آپنے موزوں الفاظ میں جواب دیا۔

— چین و جاپان میں جنگ کی خبروں سے جاپانی مال کا نرخ چڑھ گیا ہے۔

— لاہور ۲۲ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ دائسرائے ہند اکتوبر کے تیسرے ہفتہ میں لاہور میں دربار منعقد کریں گے۔

— الہ آباد ۲۲ اگست۔ آل انڈیا فلسطین کمیٹی کی مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۷ ستمبر (جمعہ) کو ہندوستان بھر میں یوم فلسطین منایا جائے۔

— شملہ ۲۰ اگست آج صبح مرکزی اسمبلی کا اجلاس شروع ہو گیا۔ صدارت کے فرائض سر عبدالرحیم نے انجام دیئے تمام ممبر موجود تھے۔ آج ۱۳ نئے ممبروں نے حلف وفاداری لیا

ممالک خارجہ

— لندن ۲۳ اگست۔ امسال نیویارک میں غیر معمولی گرمی پڑ رہی ہے۔ بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے ہیں۔

— چین و جاپان کی لڑائی کے متعلق ٹرکی میں عوام بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ جاپان کے اقدام کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے چین سے ہمدردی ہے۔

— شنگھائی پر چین و جاپان کے درمیان لڑائی بدستور جاری ہے ۲۳ اگست کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جنگ کی وجہ سے آج شنگھائی میں برطانوی مال کو پندرہ لاکھ پونڈ کا نقصان پہنچ چکا ہے اور تجارت کو جو نقصان پہنچا وہ اسکے علاوہ ہے

— برطانوی ایشیاٹک پٹرولیم کمپنی اور امریکن آئل کمپنی کے تیل کے ذخیرے آگ کے شعلوں میں لپٹے ہوئے ہیں۔ مشرقی اضلاع میں دو مربع میل رقبہ کے اندر زور شور سے آگ لگی ہوئی ہے۔ مکانات سرعت سے منہدم ہو رہے ہیں۔ وارڈ روڈ جیل پر جو دنیا کا سب سے بڑا جیل ہے دو گولے گرے جس سے دس قیدی ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

— معلوم ہوا ہے کہ چینی حکام سات ہزار قیدیوں کو یہاں سے لے جانے کا انتظام کر رہے ہیں۔

— لندن ۲۳ اگست۔ آج جاپانی طیاروں نے چینی ہوائی مستقر پر خوفناک بمباری کی چینی فوجوں کی طرف سے اس حملہ کا شدید جواب دیا گیا۔ انہوں نے چار جاپانی طیاروں کو گرالیا۔ اس کشمکش میں ساتھ چینیوں کے بہت زیادہ آدمی کام آئے۔ مگر بحیثیت مجموعی چینیوں کا پلہ بھاری نظر آتا ہے موجودہ حالات کے پیش نظر عام خیال یہی ہے کہ جنگ کا خاتمہ چین کی فتح کی صورت میں ہو گا۔

— شنگھائی ۲۲ اگست شنگھائی میں چینیوں اور جاپانیوں کی بے ترتیب جنگ کی وجہ سے غیر ملکیوں کے جان و مال کو شدید خطرہ ہے۔

— حکومت برطانیہ نے حکومت چین و جاپان کو مطلع کیا ہے کہ اگر برطانوی باشندوں کے جان و مال کو موجودہ جنگ کی وجہ سے کوئی نقصان پہنچا تو حکومت برطانیہ ان دونوں کو اس کا ذمہ دار ٹھہرائے گی۔

— فرینہ برآں حکومت جاپان کو متنبہ کیا گیا ہے کہ بین الاقوامی بستی پر جاپانی قبضہ اگر حق بجانب بھی ہو تب بھی نقصان کی صورت میں اس کا معاوضہ مناسب وقت پر طلب کیا جا سکتا ہے۔

— لندن ۲۲ اگست۔ اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم شنگھائی رقمطراز ہے کہ جاپان سے پہلی فوجی کمک چین پہنچ گئی ہے لیکن نو وارد فوجوں کی نقل و حرکت کے متعلق انتہائی رازداری سے کام لیا جا رہا ہے۔

— بغداد ۲۱ اگست۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ عراق کے نئے وزیر خارجہ سید توفیق السویدی تجویز تقسیم فلسطین کے خلاف فلسطینی عربوں کے نظریہ اور ایک آزاد عرب حکومت کے قیام کی تجویز کی حمایت کرنے کے لیے ۸ ستمبر کو جنیوا روانہ ہو جائیں گے۔

— استنبول ۲۲ اگست۔ کمال اتاترک حکومت ترکیہ کے تمام افسر اور فوجی جنرل سٹاف غیر متوقع طور پر استنبول واپس آگئے ہیں اور معلوم ہوا ہے کہ دردانیال پر جہازوں کی خفیہ نقل و حرکت سے جو صورت حالات پیدا ہو گئی ہے اس پر غور کرنے کے لیے آج رات ترکی کابینہ کا ایک اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔

— تازہ ترکی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ کردوں کی بغاوت کے بعد ترکی حکومت کی اصلاحی سکیم کا نفاذ ہو گیا ہے اور تمام ترکی باشندوں نے اس پر اپنی مسرت کا اظہار کیا ہے باغیوں کے سردار سید رضا کے پاس دیگر ممالک سے جو خطوط آئے تھے وہ برآمد کر لیے گئے ہیں۔

— حکومت ترکی نے اعلان کیا ہے کہ جن لوگوں نے مسلح بغاوت برپا کی تھی ان کو سخت سزا دی جائے گی اور دیگر اشخاص سے کوئی تعرض نہیں کیا جائیگا بعض قبائل نے اس امر کا ثبوت بہم پہنچایا تھا کہ انہوں نے حکومت کے خلاف بغاوت میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ حکومت نے ثبوت کے بعد ان کو رہا کر دیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ ... لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون نمبر ۴۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے

طلباء سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے
ممالک غیر ...
چندہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور — یوم یکشنبہ — مطبوعہ ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۳۷ء — نمبر ۵۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سلسلہ احمدیہ اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ وہ اسلام کی سچائی پر زندہ گواہ ہو

آنحضرت ہی زندہ نبی ہیں اور حقیقی زندگی یہی ہے جو آپکو عطا ہوئی اور کسی دوسرے نبی اور انسان کو نہیں ملی آپکی تعلیم اسلئے زندہ تعلیم ہے کہ اسکے ثمرات اور برکات اسوقت بھی ویسے ہی موجود ہیں جیسے آج سے تیرہ سو سال پیشتر موجود تھے دوسری کوئی تعلیم ہمارے سامنے اسوقت ایسی موجود نہیں ہے جس پر عمل کرنیوالا یہ دعویٰ کر سکے کہ اسکے ثمرات و برکات اور فیوض سے اسے حصہ دیا گیا ہے اور اسکے سبب سے وہ ایک آیت اللہ ہو گیا ہے لیکن ہم خدا کے فضل و کرم سے قرآن شریف کی تعلیم کے ثمرات اور برکات کا نمونہ اب بھی موجود پاتے ہیں اور ان تمام آثار اور فیوض کو جو نبی کریم صلعم کی اتباع سے ملتے ہیں پاتے ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اسی لئے قائم کیا ہے تاکہ وہ اسلام کی سچائی پر زندہ گواہ ہو اور ثابت کرکے دکھائے کہ وہ برکات اور آثار اسوقت بھی رسول اللہ کے کامل اتباع سے ظاہر ہوتے ہیں جو تیرہ سو سال پہلے ظاہر ہوتے تھے چنانچہ صد ہا نشان اس وقت تک ظاہر ہو چکے ہیں اور ہر قوم و ہر مذہب کے سرگروہوں کو ہم نے دعوت دی ہے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں آکر اپنی صداقت کا نشان دکھائیں مگر ان میں سے ایک بھی مقابلہ پر نہیں آیا۔ جو اپنے مذاہب کی سچائی کا کوئی نمونہ نہ دکھا سکتا۔

(۲۷ نومبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— خلیفہ قادیان کے ایک فدائی کی طرف سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو جو قتل کی ناپاک و بزدلانہ دھمکی دی گئی ہے۔ اسپر جماعت کے تمام حلقوں میں شدید بیزاری اور نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے اسی سلسلہ میں مقامی جماعت اور ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور نے اپنے خاص اجتماعوں میں قرار دادیں منظور کی ہیں جو صفحہ ۵-۶ پر ملاحظہ فرمائیں۔

— ۲۹ راگست کو ۱۰ بجے صبح مقامی احباب نے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں نماز استسقا ادا کی اور بارش کے لئے دعا مانگی لاہور اور پنجاب کے متعدد اضلاع میں بارش نہیں ہوئی جس کی وجہ سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور قحط کا اندیشہ ہے۔ بیرونی احباب بھی بارش کے لئے دعا کریں۔

— مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ کے برادر عزیز مرزا محمد غیاث بیگ صاحب بدستور بیمار ہیں۔ اب انکو بغرض علاج کوہ مری لے جایا گیا ہے۔

— چودھری رحمت خانصاحب بدر رکن انجمن کا برادرزادہ تپ محرقہ سے بیمار ہے ان دونوں کے لئے دردِ دل سے دعائے صحت کیجائے۔

جماعت احمدیہ اور اُس کے امیر پر قادیانیوں کے ناواجب حملے

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی * اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

(از اخویم غلام نبی صاحب مسلم بی۔ اے)

(۲)

اہل قادیان کی تحریف مطالب قرآنی

قرآن شریف میں ایک گروہ کے متعلق آتا ہے کہ لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون۔ کہ حق کو باطل کے ساتھ کیوں ملاتے ہو اور جان بوجھ کر حق کو کیوں چھپاتے ہو۔ مگر جماعت قادیان کا چھوٹے سے بڑے تک اس تعلیم الٰہی کی تردید میں ... سے منہمک ہے۔ ایسے لوگ علمی فریب دہی یا غلط بیانی سے قوم کی آنکھوں میں خاک جھونکنے میں مصروف ہیں۔ اور تحریف مطالب قرآنی میں یہودیوں کے بھی کان کترتے ہیں۔

جناب فرخ صاحب بھی نظام کے قیام کی آڑ میں آج خلیفہ صاحب کی آیت تحکیم ... اور اسلام کش تفسیر کی تائید میں رطب اللسان ہیں تاکہ ... پیر کی خوشنودی کا پروانہ ہاتھ لگ جائے۔ ... عارضی طور پر ثمناً قلیلاً پر چند مضمون نگاروں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ ... فرخ صاحب بھی تو ان میں شامل نہیں؟ فرخ صاحب نے ... "بے شک" کی آواز بلند کرنے سے پہلے خلیفہ صاحب کی عبارت نقل کی ہے۔

> "قرآن کریم کا یہ حکم ہے کہ جب رسول یا اس کا خلیفہ فیصلہ کرے ... اسے ٹھیک مان لیا جائے ہو سکتا ہے کہ ... فیصلہ کر دے مگر پھر بھی ... تسلیم کرنا ضروری ہے ... یہ بات ضروری ہے کہ ایک انسان کو ... مان لیا جائے۔ کہ جس کے فیصلہ کے آگے کوئی چون وچرا نہ کرے۔"
>
> (الفضل ۱۸ رجولائی ۱۹۳۷ء)

اس پر جناب فرخ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "یہ استدلال اسلامی نقطۂ نگاہ کے عین مطابق ہے۔"

مضمون "آمر تلبیس" کے خلاف قادیانیوں کی بے معنی چیخ و پکار

کاش کہ فرخ صاحب اس موضوع پر خامہ فرسائی کرنے سے قبل اتنی تکلیف گوارا فرماتے کہ ۵ و ۲۶ رجولائی کے پیغام صلح کا مقالہ افتتاحیہ "آمر تلبیس" کا مطالعہ کر لیتے۔ جس کا جواب دینے کی آج تک کسی قادیانی عالم کو جرأت نہیں ہوئی۔ اور گورنمنٹ کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کرنے میں عافیت ... مضمون کسی طرح قادیانیوں کے کاسہ لیسانہ خدمات کے ... ہو جائے۔ اور یہ حرکت اس جماعت کی طرف سے ہوئی جو ... مرد حق پرست کی طرف منسوب کرنے کی مدعی ہے۔ جس نے کتاب ... امہات المومنین" کی ضبطی کے خلاف اس لئے آواز اٹھائی تھی۔ کہ اس کا جواب دیا جائے۔ اور حکومت کے پاس جانے کو اسلام کی ہتک سمجھا۔ اور ... یہ محمود یوں کا کام وہی کرتا ہے جس کے پاس صداقت اور دلائل کا افلاس ہو۔

فرخ صاحب کی غلط بیانی اور کذب

فرخ صاحب اس آیت کی تفسیر میں دانستہ غلط بیانی اور کذب سے کام لیا ہے۔ اس آیت کا یہ مفہوم ... کہ خلیفہ خود ہی ملزمین کی صف میں ہو اور خود ہی وہ منصف بھی ہو۔ کبھی کوئی آجتک ایسی عدالت دیکھی ہے۔ جس میں ملزم خود ہی اپنا فیصلہ کر رہا ہو۔ اس آیت کا مفہوم تو صرف اس قدر ہے کہ اگر منصف دو اشخاص کے باہمی تنازع کا فیصلہ کرے تو اسے مان لیا جائے۔ یحکموک فیما شجر بینھم کا مطلب یہ ہے کہ تجھے منصف بنالیں اس معاملہ میں جہاں کہ باہمی تنازعہ ہے سمجھے؟ ۔ آپ تو "مولوی فاضل" معلوم ہوتے ہیں۔ کولہوں کی دلالی کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ "خواجہ جی" کو اگر ایسے گواہ میسر آتے رہے تو کامیابی کچھ دور نہیں۔

نظام قوم کا اصل مقصد

ہر قادیانی ... فرخ صاحب کی طرح شور بلند کر رہا ہے۔ کہ نظام کی خاطر یہ باتیں ضروری ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے نظام کا لفظ سن رکھا ہے۔ مگر اس کے منشاء سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ نظام کا مقصد یہ ہے کہ ... جماعت کے اندر ایسے نقائص پیدا نہ ہوں۔ جو کہ سوسائٹی کے امن کو درہم برہم کر کے رکھ دیں۔ اب اگر کوئی شخص ان نقائص کو قوم کے سامنے رکھ دے کہ ان کو دور کیا جائے۔ تو کون احمق ہوگا جو ان کا شکریہ ادا نہ کرے گا۔ اور اصلاح کی طرف قدم نہیں اٹھائیگا اس حالت میں نظام کو وہ شخص تباہ کرنے والا ہوگا۔ جو نقائص کو دور کرنے کی بجائے مصلح کی تخریب کے درپے ہو جائے گا اور وہ لوگ جو نقائص پرور انسان کی تائید کرتے ہیں۔ وہ اگر چند لمحات تخلیہ میں بیٹھ کر غور کریں۔ تو ان کو معلوم ہوگا۔ کہ اگر نقائص کو دور کرنے کی بجائے انکی نشوونما کیگئی۔ تو اس کے بدنتائج کا خمیازہ دیر یا بزود اس کو یا اس کی نسل کو اٹھانا پڑے گا۔ مگر اس وقت سوائے ہاتھ ملنے اور دامن پیٹنے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

ماہ نور مے فشاند سگ عوعو میکند

اس کے ساتھ ہی جناب کی رگ قادیانیت پھڑکی ہے۔ اور اسلام کے اس بطل جلیل کے متعلق اپنی دنائت اور کمینگی کا ثبوت ان الفاظ میں دیتے ہیں

> "یہی وجہ ہے کہ مولوی صاحب نے سوائے بدزبانی کے کوئی دلیل اس کے خلاف نہیں دی۔"

کسی نے خوب کہا ہے کہ ماہ نور مے فشاند سگ عوعو مے کند فرخ صاحب کی مثال بعینہ وہی ہے۔ ان سے کوئی پوچھے کہ ابھی تک آپکو اس بات کی بھی خبر نہیں کہ اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔ اور تمام قادیانیوں کے گھروں میں اس سے صف ماتم بچھی ہوئی ہے۔ مگر ملا آں باشد کہ چپ نہ شود۔ کے مصداق دلیل کب مانتے ہیں۔ آہ ؎

اس دور کے ملا ہیں کیوں ننگ مسلمانی

حضرت! دنیا میں آپ جیسے سب احمق ہی آباد نہیں۔ خلیفہ صاحب کو سمجھایئے۔ کہ ایسی تفسیر میں "مخفی تفسیر" تک محدود رکھیں۔ اور آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا۔ کہ براہین نیرہ سے عاجز ہو کر اسطرح بدزبانی اور کتمان حق نہ کیجئے۔ اگر کوئی جواب بن پڑے۔ اور آپ تقوے اور دیانت سے اسے صحیح سمجھیں تو بڑی خوشی سے لکھئے لیکن جواب نہ بن سکنے کی حالت میں بجائے تاویلات رکیکہ میں اعتراف کے اعتراف عجز کرنا جرم نہیں میرے دوست کو اپنے بعض حق گو بزرگوں سے سبق لینا چاہیے

گزشتہ دنوں جب مجھے قادیان جانے کا اتفاق ہوا۔ تو ایک بزرگ انسان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں نے انہی آیات کے متعلق دریافت کیا۔ تو انھوں نے دلی زبان سے میاں صاحب کی تفسیر کی غلطی کو تسلیم کیا۔ اور اس سے مجھے حضرت اقدس علیہ السلام کا وہ سخن یاد آگیا جس میں آپ نے فرمایا۔ کہ اپنی غلطی کا اعتراف دشمن کے سامنے بھی کرو۔

فرخ صاحب کی دیانتداری کا افسوسناک مظاہرہ

خشت اول چون نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

فرخ صاحب نے خلیفہ صاحب کی تائید میں میرا ایک مضمون پیش کیا ہے۔ یہ مضمون میں نے "اطاعت امیر اور راز حیات" کے عنوان سے ۱۸، ۱۱، ۴ رمارچ کے "پیغام صلح" میں درج کیا تھا یہ مضمون میرے ذاتی افکار کا نتیجہ تھا۔ اور جو کچھ میں نے قرآن وسنت کی روشنی میں سمجھا اسے بیان کر دیا لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ میرا مضمون ایک ایسی قوم کے افراد نے بھی پڑھ لیا۔ جسے نہ عقل وخرد سے کوئی واسطہ ہے۔ اور نہ ہی دیانت وامانت سے۔ مضمون کی ابتدا میں کچھ الفاظ ایسے ہیں جن کا مطلب آگے چل کر بتفصیل بیان کر دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص تقوی اور ایمانداری سے کام لے کر پڑھے تو اسے میاں صاحب کی تائید میں نہیں بلکہ تردید میں بہت کچھ ملے گا۔ مگر قادیانی وہ مخلوق ہے جو دوسروں کی تحریروں کو محض اس غرض سے پڑھتی ہے۔ کہ اس کے مطلب کو توڑ مروڑ کر اس طریق سے بیان کر سکے کہ اعتراض تو وارد ہو جائے۔ خواہ اس کی بنیاد ہوا پر ہی ہو۔

فرخ صاحب نے جہاں تک میرا قیاس ہے میرے مضمون کو پڑھا ہی نہیں۔ اور محض قادیانی "دیانتداروں" کے سرتاج مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کے اقتباسات کو درج کر دیا ہے۔ اور اگر پڑھا ہے۔ تو پھر خود بھی کمال بددیانتی کا ثبوت دیا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ مضمون کا وہ حصہ حذف کر گئے ہیں جن سے ان کی بیہودگی کی تردید ہوتی تھی۔

خلیفہ صاحب کی پیش کردہ آیت کے متعلق میری تحریر

اب میں خلیفہ صاحب کی پیش کردہ آیات کے متعلق وہ عبارت درج کرتا ہوں جو میں نے پیش کی تھی۔ اور اس کے بعد فیصلہ دوستوں پر چھوڑتا ہوں۔ کہ میرا مقصد کیا تھا۔ اور جناب فرخ صاحب۔ ارباب من دون اللہ کی تقلید میں کس قدر فریب دہی سے کام لے رہے ہیں

> "اللہ تعالٰے فرماتا ہے فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم۔ اے پیغمبر میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ لوگ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتے۔ تاوقتیکہ اپنے تمام اختلافی معاملات میں تجھے حکم نہ مان لیں۔ اور پھر اطاعت کا حکم آپ تک ہی محدود نہیں کر دیا۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے عام کر دیا چنانچہ فرمایا۔ یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اے مسلمانو! اللہ اور اس کے رسولؐ اور اپنے امیر وقت کی اطاعت کرو۔ یہاں امیر کو نائب رسول ظاہر فرمایا ہے اور ساتھ ہی ہر وقت جماعت کے سر پر ایسے وجود کو لابد اور ضروری قرار دیا ہے اور ایسے صاحب حکم فرمایا ہے جس کی اطاعت قرآن وسنت کی روشنی میں ویسے ہی ہو۔ جیسے اللہ اور اس کے رسول صلعم کی (یہاں سے وہ عبارت شروع ہوتی ہے جو فرخ صاحب ہضم کر گئے تھے) ہاں اگر وہ قرآن وسنت کے خلاف چلے اس سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول۔ اور جیسے حضرت ... فرمایا تھا۔ ان احسنت فاعینونی وان زغت ... اچھا کام کروں تو تمہیں لازم ہوگا کہ میری مدد ... دو۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

عقائد اہم تعلیم خصوصیات جماعت احمدیہ [illegible]
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی [illegible]
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
[illegible]

جلد [illegible] — یوم دوشنبہ ۱۲ر جمادی الثانی ۱۳۵۶ ہجری — نمبر ۵۴

قادیانی جذبہ خون آشامی کا نیا رخ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعت لاہور کے دیگر اکابر کو قاتلانہ دھمکیاں

قارئین کرام کو گزشتہ اشاعت سے معلوم ہو چکا ہوگا۔ کہ قادیانی خون آشامی نے [illegible] رخ جماعت لاہور کی طرف کر لیا ہے جناب خلیفہ قادیانی کے ایک فدائی نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے نام... سرخ چٹھی بھیجی ہے [illegible] اس بدبخت انسان نے حضرت ممدوح جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو قتل کی ناپاک اور [illegible] دھمکی دی ہے۔ حضرت ممدوح کو لکھا ہے کہ آپ میں اور کعب بن اشرف میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو اسی کے انجام یعنی قتل کے لئے تیار رہنا چاہیئے یہی مضمون ڈاکٹر صاحبان کے لئے ہے۔ خط کے انداز تحریر سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ یہ صرف اس کا ذاتی فیصلہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ شخص ایک گروہ اور جماعت کے منشاء و خواہش کا اظہار کر رہا ہے۔

اس ذلیل دھمکی کی وجہ سے ہماری جماعت کے تمام حلقوں میں جس قسم کے جذبات پیدا ہوئے ہیں۔ ان کا ایک حد تک اندازہ ان متعدد قرار دادوں سے ہو سکتا ہے۔ جو اس دھمکی کی خبر سننے کے بعد اس کے متعلق اتفاق رائے سے منظور ہوئیں جن میں سے صرف دو پیش نظر اشاعت میں درج کی جا رہی ہیں ——— ہم نہ تو قادیانیوں کے [illegible] خلافت کو مانتے ہیں نہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کے غلط نظریہ کے قائل ہیں۔ ہمارے ہاں خدا کے فضل سے کسی پیر کا وجود اور پیر پرستی کی لعنت بھی موجود نہیں۔ ہم نے صحیح اسلامی اصول کے مطابق پورے غور و فکر اور کامل آزادی و اتفاق رائے سے ایک شخص کو اپنا امیر منتخب کر لیا ہے ——— اس لئے کہ قوم کی رائے میں وہ سب سے بہتر [illegible] زیادہ نیک، قابل اور موزوں شخص ہے وہ [illegible] اسلامی احکام اور کثرت رائے سے کئے [illegible] ہے۔ اس نے اسلام اور احمدیت کی [illegible] اور دے رہا ہے۔ اس کے گذشتہ

عملی، علمی، دینی کارناموں اور اعلیٰ کریکٹر کی وجہ سے ہمارے سر بجا طور پر فخر سے [illegible] تک قوم کے ایک ایک فرد نے دلی خوشی اور کامل آزادی رائے سے اس کو اپنا لیڈر تسلیم کیا ہے۔ لہذا تمام افراد قوم کو اس سے سچی محبت اور عقیدت ہے ——— ایسی محبت اور عقیدت جس کا اونے تصور بھی قادیانی پیر پرستوں کی تاریک خیالی نہیں کر سکتی ——— لہذا ہمارے امیر اور اس کے قابل احترام رفقاء کو قتل کی دھمکی ساری جماعت کے لئے دھمکی ہے ——— ایک زبردست چیلنج ہے۔ دھمکی دینے والے فدائی۔ اس کے پیر اور اس کی جماعت کو اس حقیقت کا پوری طرح احساس ہونا چاہیئے اگر ان کو یہ احساس نہیں تو ان کی یہ بہت بڑی [illegible] ہے ——— جماعت لاہور کا ایک ایک بوڑھے اور جوان اس کی عورتیں اور بچے پوری شدت سے اس [illegible] محسوس کر رہے ہیں۔ کہ یہ دھمکی ان میں سے ہر ایک کو دی گئی ہے۔ اس طرح ہمارے جذبات کو مجروح کرنے کی سازش کی گئی ہے ہماری غیرت اور ایثار کا امتحان لینا چاہا ہے ——— خداوہ سورج ہم پر طلوع نہ کرے کہ ہم اس امتحان سے پیچھے قدم ہٹا ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جناب خلیفہ قادیان کے فدائی کی اس سرخ چٹھی کے ذریعے ہمارے نازک ترین احساسات کو مجروح کیا گیا ہے یہ ہماری قومی غیرت کے لئے ایک چیلنج ہے۔ وہ کون غیرت مند مرد اور وہ کون غیرت مند عورت ہے جس کے کسی بزرگ کی طرف کوئی خون آشام نظروں سے دیکھے۔ اور وہ تڑپ نہ جائے۔ اور جوش سے بے چین نہ ہو جائے ——— ہمارا امیر اور اس کے رفقاء ہمارے لئے یقیناً خاندانی بزرگوں سے بہت زیادہ قابل احترام ہیں کیونکہ وہ دور حاضر میں اسلام کے بہترین اور مخلص ترین خادم ہیں۔ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کو بڑی بڑی قربانیوں سے زندہ رکھا ہے ——— لیکن یاد رہے۔ اب جبکہ ہماری قومی غیرت کو چیلنج دیا گیا ہے۔ یہی وہ مناسب اور صحیح موقعہ ہے۔ کہ ہم اپنی بلند اخلاقی، حسن جماعتی طریق کار اور اپنے مسلک کی خوبی و پختگی کا اظہار پوری قوت اور استقلال سے کریں۔ اور جذبات کی رو میں نہ بہہ جائیں جیسا کہ ہم اوپر عرض کر آئے ہیں۔ کہ یہ دھمکی کسی فرد واحد کا ذاتی فیصلہ اور خیال نہیں بلکہ اس کی پشت پر ایک جماعت کی خواہش و امداد معلوم ہوتی ہے۔ اس جذبۂ خون آشامی کو اشتعال انگیز تقریروں، خطبات اور غلط بیانیوں سے لبریز مضامین سے بھڑکایا گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سے دلوں کی تمنائیں ہیں جن کا اظہار ایک شخص کی زبان قلم سے ہو رہا ہے ہر رخ خط کے انداز تحریر سے اور حالات و واقعات کی ترتیب سے اس امر کی زبردست تائید ہوتی ہے

یہ شور تو کافی مدت اور پوری قوت سے مچایا جا رہا ہے۔ کہ جناب خلیفہ قادیان اور ان کی ساری جماعت کے خلاف تمام ہنگاموں میں "پیغامیوں" کا ہاتھ پوشیدہ طور پر کارفرما ہے۔ حالانکہ یہ کوہ ہمالیہ سے بھی بڑا جھوٹ ہے لیکن قادیانی جماعت کو اس جھوٹی بات کا کوہ ہمالیہ کے وجود سے بھی زیادہ پختہ یقین ہے کیونکہ پیر نے عقل کے اندھے مریدوں کے یہی بات ذہن نشین کرا دی۔ اسی غلط بیانی کی سیاہ چادر میں اپنے بدت سے نمایاں عیوب کو کئی مرتبہ چھپایا گیا ہے۔ اور کئی مرتبہ جماعت لاہور کے خلاف آتش عداوت و اشتعال کو اسی ذریعہ سے زیادہ بھڑکایا گیا ہے۔ چنانچہ جب سے قادیان کے موجودہ جھگڑے کی ابتدا ہوئی ہے۔ جناب خلیفہ قادیان اور ان کے قریباً تمام مصاحبین بار بار یہی ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ یہ ہنگامہ پیغامیوں کا کھڑا کیا ہوا ہے۔ ساری شرارت انہی کی ہے۔ جناب خلیفہ صاحب کے خطبات "الفضل" کے مضامین اور قادیانی اکابر کی تقریروں میں اس بہتان کا اعادہ اس کثرت سے ہوا ہے۔ اور ہو رہا ہے۔ کہ اس کا شمار مشکل ہے۔

۷ر اگست کو جمعہ کے روز جناب خلیفہ قادیان نے ایک نہایت خطرناک اور اشتعال انگیز خطبہ دیا جس میں جماعت لاہور کے متعلق بھی بہت کچھ کہا۔ اس کے بعد اس بھڑکتی ہوئی آگ پر تیل ڈالنے کے لئے رات کے وقت ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں خلیفہ صاحب کے ماموں میر محمد اسحاق صاحب اور چند مصاحبین نے نہایت اشتعال انگیز تقریریں کیں جن میں جماعت لاہور کے خلاف بھی قادیانیوں کو خوب بھڑکایا گیا۔ انہی تقریروں میں کعب بن اشرف کا ذکر ہے۔ اس جلسہ کی روئداد ۸ر اگست کے "الفضل" میں شائع ہوئی ہے خلیفہ صاحب کے فدائی نے بھی اپنے سرخ خط میں کعب بن اشرف کا ذکر کیا ہے۔ یہ خط مورخہ ۱۰ر اگست کو ایبٹ آباد سے سپرد ڈاک ہوا ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں صاف نظر آتا ہے۔ کہ اس دھمکی کی ذمہ داری صرف ایک شخص پر کسی صورت میں ڈالی نہیں جا سکتی بلکہ یہ نتیجہ ہے۔ کہ مذکورہ بالا اشتعال انگیز خطبات، تقریروں اور مضامین کا لہذا اس ناپاک دھمکی سے قادیانی جماعت اور خلیفہ صاحب کے دامن کو پاک قرار دینا ممکن نہیں

قادیانی جماعت نے اس قسم کی حرکتوں کے ذریعے ان لوگوں کا مقام اپنے لئے [illegible] کیا ہے۔ جو ہمیشہ عداوت حق کے مجنونانہ جوش میں انبیاء، صلحاء اور مجددین اور ان کی جماعتوں کے مقابلہ پر کھڑے ہوتے ہیں جماعت لاہور اور اس کے اکابر صرف ایک غلطی کی اصلاح چاہتے ہیں۔ انھیں کسی سے کوئی ذاتی عداوت نہیں ہے۔ اس کے عوض انھیں برا کہا جاتا ہے۔ گالیاں ملتی ہیں جہنم کی جلتی بھڑکتی آگ اور دنیا کی بدترین و ذلیل ترین قوم قرار دیا جاتا ہے۔ ان کے خلاف غلط بیانیاں اور اشتعال انگیزیاں کی جاتی ہیں۔ انھیں قتل کی دھمکیاں

[illegible] ——— کیا قادیانی جماعت اور اس کے اکابر
[illegible] ہمیں کوئی اچھی جگہ نہیں بنا رہے ہیں
——— [illegible] عمل کا جواب یہی ہے کہ ہم اپنیا
[illegible] سے دنیا میں ایسا ہی ہوتا
آیا ہے [illegible] کرتے ہیں۔ مدد ان حق ان
[illegible] ہم نے محض خدا کے فضل اور اسکی
[illegible] بلند کی ہے۔ اور ہمارے
[illegible] مطالبہ کے پورا کرنے سے کیسے
[illegible] مرعوب ہو سکتے ہیں؟ نہ
[illegible] ——— ہم اپنا خون اور
[illegible]

[illegible] نوجوانوں کے دلی جذبات
[illegible] سمجھتے ہیں۔ وہ یہ کہ
[illegible] اور کوئی طبقہ اسنے یہ حق
[illegible] کو ہماری جماعت کے
[illegible] سب سے پہلے ہم نوجوانوں
[illegible] میں اپنے خنجر بھونکنے
[illegible] میں ہم نوجوانوں
[illegible] نہیں ہوتے دینگے قادیانی
[illegible] ان کے کتنے ہو سکے
[illegible] نوجوانوں کی گردنیں اور ہمارے
[illegible] بے شک تھوڑے ہیں لیکن
[illegible] اتنا خون نکل سکتا ہے کہ
[illegible] اور مقبولیت کا ایک نیا
[illegible]

[illegible] جذبات جن کا حق ترجمانی
[illegible] کر دیا۔ آیندہ اشاعت میں
[illegible] سے بھی کچھ کہیں گے۔

"سندھ اسمبلی [illegible] جہیز بل"

[illegible] مشتہر ہے کہ سندھ اسمبلی کے آیندہ
اجلاس میں [illegible] جس کا مفاد یہ ہے کہ
ہندو لڑکوں اور لڑکیوں کے بیاہ شادی کے موقع پر جہیز کے
[illegible] بل میں مذکور ہے
کہ [illegible] لینے والے کو ایک ہزار
[illegible] جا سکتی ہیں۔ اس بل
نے ہندوستان [illegible] طرف متوجہ کر لیا ہے
[illegible] ظاہری شکل سے شاید
[illegible] اس کے اصل مقصد سے
[illegible]

جہیز کا مسئلہ [illegible] گھرانوں میں بڑی بڑی
[illegible] بن رہا ہے۔ بیشمار
[illegible] کی زندگی بسر کرنے
پر مجبور [illegible] اطمینان قلب اور خاندانی
عزت [illegible] نہیں کہ اسلامی
[illegible] ہندو قوم کے اثر کی وجہ

سے پیدا ہوئی لیکن یہ امر بے حد قابل افسوس ہے کہ ہندو اس کے
انسداد کی منظم کوششوں میں مصروف ہیں اور مسلمان بالکل خاموش
ہیں حالانکہ انہیں اس بارہ میں سبقت کرنی چاہئیے تھی۔

بہرحال مسلمان قوم کے ذمہ دار اصحاب کو پہلی فرصت میں اس
طرف توجہ کرنی چاہئیے۔ یہ مقصد اسمبلی میں کسی قانون کو پاس کرا کر
حاصل کیا جائے یا اور کسی طریق پر ——— لیکن اس بارہ میں تاخیر

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر اکابر کو قادیانی قاتلانہ دھمکی

کے متعلق جماعت احمدیہ لاہور کی قرارداد

"اس قسم کے کسی فعل کی ذمہ واری کسی فرد واحد پر نہیں بلکہ خلیفہ اور انکی جماعت پر ہوگی"

✻

۲۷ اگست کو بعد نماز جمعہ مقامی جماعت کا ایک اجتماع منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد بالاتفاق رائے منظور ہوئی۔

(۱) جماعت احمدیہ لاہور کا یہ اجتماع قادیانی خلیفہ کے ایک ایبٹ آبادی فدائی کے فعل کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ جو اس نے ایک "سرخ چٹھی" کے ذریعہ کیا ہے [illegible] جماعت احمدیہ کے اکابر حضرت امیر مولینا محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے ۸ اگست کے "الفضل" میں خلیفہ قادیان اور انکے حواریوں کی اشتعال انگیز تقریروں کا [illegible] ہے جس میں جماعت احمدیہ لاہور کے بزرگوں کے لئے "کعب بن اشرف" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ۱۷ اگست کو خلیفہ صاحب کے ایبٹ آبادی فدائی کا دھمکی آمیز خط لکھنا اور اس میں اس جماعت کے بزرگوں کو کعب بن اشرف قرار دینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اس خط کی محرک وہی تقاریر ہیں۔ جو "الفضل" ۸ اگست میں درج ہوئی ہیں۔

یہ اجتماع حکومت کو توجہ دلاتا ہے کہ اس قسم کے کسی فعل کی ذمہ واری کسی فرد پر نہیں۔ بلکہ خلیفہ صاحب اور انکی جماعت پر ہوگی جو اس قسم کی اشتعال انگیزی کر رہے ہیں۔ اسلئے حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانی جماعت کے اس قانون شکن اور امن سوز رویہ کے خلاف فوری کارروائی کرے۔

(۲) اس ریزولیوشن کی نقول حکومت اور اخبارات کے نام بھیجی جائیں

مناسب نہیں۔ کیونکہ یہ معاملہ بے شمار مسلمان لڑکیوں کی زندگی اور ہزاروں لاکھوں اسلامی گھرانوں کے اطمینان اور عزت سے تعلق رکھتا ہے۔ ایران اور ترکی میں جہیز کی تحدید کے متعلق عرصہ سے قوانین نافذ ہو چکے ہیں۔ جو ہماری بہت بڑی حد تک رہنمائی کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ قدم اٹھانے کے ساتھ ہی ضروری ہے کہ اسلامی قانون وراثت کو نافذ کرایا جائے تاکہ رواج کے ذریعہ مسلمان لڑکیوں کی جو حق تلفی ہو رہی ہے اس کا سدباب ہو جائے

اخبار "ٹروتھ" کا دلچسپ انکشاف

لاہور کا انگریزی ہفتہ وار "ٹروتھ" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ قادیانی جماعت کی طرف سے لاہور کے متعدد ہندو مسلمان اخبارات میں پچھتر ہزار روپے کی رقم خطیر تقسیم کی گئی ہے۔ چنانچہ معاصر مذکور نے اپنی ۲۴۔ اگست کی اشاعت میں اس خبر [illegible] اظہار رائے کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ عجیب بات ہے کہ قادیان کے خون آشام واقعات کے متعلق لاہور کے اخبارات پر سکوت کامل طاری ہے۔ جو کل تک قادیانیوں کے خلاف جہاد میں پیش پیش تھے آج ان پر قبر کی سی خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ "ٹروتھ" کا خیال ہے کہ اس خاموشی کی وجہ یہی پچھتر ہزار روپے کا [illegible] ہے۔

یہ معنی خیز انکشاف عوام کی دلچسپی و حیرت کا موجب بنا ہوا ہے۔ اور اس پر طرح طرح کی قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ "ٹروتھ" کا یہ بیان کس حد تک حقیقت پر مبنی ہے اور اس کے ذرائع معلومات کیا ہیں بہرحال بعض اخبارات کی روش میں فوری اور ناقابل فہم تبدیلی اس خبر کی اہمیت کو بڑھا رہی ہے۔ ہم جناب خلیفہ قادیان اور قادیانی جماعت کے آرگن "الفضل" کو مودبانہ اس خبر کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کیا وہ پبلک کو اصل واقعات اور صحیح اعداد و شمار سے مطلع فرما سکتے ہیں؟ دوسری طرف ہم مدیر "ٹروتھ" سے خواہش کریں گے کہ وہ اس انکشاف کے متعلق عوام کے لئے صحیح و قابل اعتماد ثبوت پیش کریں۔ اس طرح تصویر کے دونوں رخ مستند طور پر پبلک کے سامنے آجائیں گے۔

"زمیندار" کی روش میں معنی خیز انقلاب

کچھ عرصہ سے جناب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت کے متعلق "زمیندار" کی روش میں نمایاں تغیر آگیا ہے جو اخبار بین حلقوں کے لئے بظاہر ایک معمہ بنا ہوا ہے۔ پہلے یہ اخبار حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف زہر چکانی کے ساتھ ساتھ جناب خلیفہ صاحب کی ذات گرامی کے متعلق بھی ہر قسم کی صحیح و غیر صحیح باتیں نہایت آزادی اور بے تکلفی سے لکھ دیا کرتا تھا۔ ۱۹۳۲ء کے موسم بہار میں ہوٹل کے ایک معمولی واقعہ کا چرچا "زمیندار" نے جس دل آزار طریق پر کیا وہ قادیانیوں اور اخبار بین حضرات کے حافظہ میں اب تک محفوظ ہوگا۔ لیکن اب اس نے جناب خلیفہ صاحب کی ذات گرامی اور قادیانی جماعت کے طرز عمل کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ اس کی بدزبانیاں اب صرف احمدیت اور حضرت مسیح موعود کی ذات اقدس تک محدود ہیں۔ اگر "زمیندار" کی روش میں مذکورہ بالا تغیر نہ ہوا ہوتا تو قادیان کے موجودہ حالات میں جناب خلیفہ صاحب کی ذات گرامی کے متعلق اس کی بدزبانیاں اور تیز بیانیاں بہت ترقی کر جاتیں مگر ایسا نظر نہیں آرہا حال ہی میں "زمیندار" نے اپنا "قادیان نمبر" شائع کیا اس کے مقالہ افتتاحیہ میں سرسری طور پر جناب خلیفہ صاحب کو دو چار ملاحیاں سنائی ہیں یا نما لبا ایک دو مقامات پر ان کے متعلق معمولی اشارے ہیں باقی سارے صفحات حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیت کے خلاف ہرزہ سرائی میں ہی سیاہ کئے گئے ہیں۔ بلکہ اب تو اس نے جناب خلیفہ صاحب کی حمایت میں مجلس احرار کو بھی ٹوکنا شروع کر دیا ہے مصری پارٹی سے قادیانی احراریوں کی ہمدردی اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی چنانچہ

وہ اپنی ۲۴ - اگست کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ

" اعتقادی طور پر قادیانی اور مصری میں کوئی فرق نہیں ہے دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرات احرار ایک غیر مسلم کے مقابلہ میں دوسرے غیر مسلم کی حمایت پر کیوں آمادہ ہیں؟ اگر احرار انسانی ہمدردی کے پیش نظر قادیان پر دھاوا بولے لئے ہیں تو انکا فرض ہے کہ ہمدردی کی حسرت نکالنے کے لئے - - - - - - - - حکومت ہند سے اجازت لے کر سرکاری خرچ پر شنگھائی چلے جائیں جہاں چینی انسانی ہمدردی کا انتظار دیکھ رہے ہیں - صرف مصری صاحب ہی کیوں ہمدردی کے مستحق ہیں - چینی کیوں نہیں ؟ "

" زمیندار" کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک مظلوم کی حمایت و امداد کے لئے عقائد کا سوال سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور اگر دفتر " زمیندار" کے دروازے پر کوئی بے گناہ خاک و خون میں تڑپ رہا ہو اور وہ خداوندان " زمیندار" کا ہم عقیدہ نہ ہو تو خداوندان " زمیندار" اس کی طرف سے آنکھیں بند کرکے سیدھا چین کا پاسپورٹ لیں گے - لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قادیانی اور مصری ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں تو احراریوں کا مصری پارٹی سے ہمدردی پر یہ اضطراب اور خود قادیانیوں کی حمایت کے کیا معنی ہیں ؟ " زمیندار" نے " پیغام صلح " پر قادیانیوں سے عداوت کا بہتان عظیم بھی تراشا ہے اور جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مصاحبین بھی شروع سے قادیانیوں اور عام پبلک کو یہ غلط بات باور کرانے کی کوشش میں مصروف ہیں کہ موجودہ جھگڑے کا باعث " پیغامی " ہیں تاکہ ان کی توجہ اصل معاملات جو خلیفہ صاحب کی ذات گرامی کے متعلق ہیں ہٹ جائے - " زمیندار" کا موجودہ طریق کار بھی یہی ہے گویا اس معاملہ میں اس کی پالیسی جناب خلیفہ قادیان کی خواہشات اور قادیانی اکابر کے طرز عمل کی پیروی کر رہی ہے دنیا یہ رنگ دیکھ کر حیران ہے - کیا " زمیندار" کی روش میں اس تغیر کا باعث وہی عادت تو نہیں جس کی وجہ سے صاحب " زمیندار" کو " گدائے لم یزل" کا مشہور تاریخی خطاب مل چکا ہے ؟

قادیانی طریق حفاظت میں تبدیلی

پہلے قادیان کی خلافتی گورنمنٹ کی طرف سے جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری اور ان کے رفقا کی جس طریق پر " حفاظت " ہوتی تھی اس کا ذکر گزشتہ اشاعتوں میں ہو چکا ہے - دن رات آوارہ چھوکرے اور اخلاق باختہ نوجوان ان کے مکانوں کے گرد و پیش منڈلاتے رہتے تھے جو طرح طرح کے آوازے کستے ' بیہودہ حرکتیں کرتے جب کوئی قادیانی حضرات سے پوچھتا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے تو جواب ملتا کہ یہ سارا اہتمام ان " مخرجین " کی حفاظت کے لئے ہے ـــــــــ اس حفاظت کا ایک شاہکار بھی دنیا کی آنکھوں کے سامنے آ چکا ہے - تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ اکابر قادیان نے پولیس کی ڈانٹ یا اور کسی وجہ سے اس طریق حفاظت میں کچھ تبدیلی کر دی ہے یعنی اب مصری صاحب کی کوٹھی کے گرد و پیش قادیانی جاسوس نہیں منڈلاتے رہتے بلکہ کوٹھی کے صدر دروازے کے بالمقابل جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال کی زمین پر جاسوسوں کے لئے ایک چھوٹا سا کمرہ تعمیر کیا جا رہا ہے اور کوٹھی کی پشت پر پہلے ہی ایک قادیانی کا مکان ہے جہاں دن رات قادیانی جاسوس موجود رہتے ہیں - گویا اس طرح " حفاظت " کے لئے دو مستقل چوکیاں قائم کر دی گئی ہیں - جہاں جاسوس حضرات بیٹھ کر دن رات مصری صاحب کی " حفاظت " کیا کریں گے +

جناب خلیفہ قادیانی کے ایبٹ آبادی مرید کی

ناپاک و بزدلانہ دھمکی

پر

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کی قرارداد

" ہر ایک احمدی اس لئے زندہ ہے کہ وہ سر کو ہتھیلی پر رکھ کر اعلائے کلمۃ الحق کرے "

۲۸ر اگست کو بعد نماز مغرب ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کا ایک جلسہ بصدارت مولوی غلام نبی صاحب مسلم بی اے سابق مدیر پیغام صلح منعقد ہوا جس میں صاحب صدر اور مرزا یعقوب بیگ صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول نے تقریریں کیں - مندرجہ ذیل قرارداد باتفاق رائے سے منظور ہوئی -

(۱) ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کا یہ اجتماع قادیانی خلیفہ کے ایبٹ آبادی مرید کے اس خط کو انتہائی نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جس میں اس نے جماعت احمدیہ لاہور کے واجب الاحترام اکابر حضرت مولینا محمد علی صاحب امیر جماعت ، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو قتل کی ناپاک دھمکی دی ہے - اور یہ اجتماع اس بات کا اعلانیہ اظہار کرتا ہے - کہ اس ناپاک جذبہ کا محرک خلیفہ قادیان کا ۶ر اگست کا اشتعال انگیز خطبہ اور " الفضل " کی فتنہ زا تحریریں ہیں جنمیں کھلا کھلا تشدد کا راستہ اختیار کرنے کی دھمکیاں دی گئی ہیں - جیسا کہ کعب بن اشرف کے واقعہ کی طرف اشارہ سے واضح ہے اور یہی بات اس خط میں بھی درج ہے یہ اجتماع تمام باطل پرست طاقتوں پر یہ حقیقت آشکار کر دینا چاہتا ہے - کہ ہر ایک احمدی اسی لئے زندہ ہے کہ وہ سر کو ہتھیلی پر رکھ کر اعلائے کلمۃ الحق کرے - اور جب تک اس کی رگوں میں خون متحرک ہے - دنیا کی کوئی طاقت اسے حق بات کہنے سے روک نہیں سکتی - نیز یہ اجتماع حکومت کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہے - کہ وہ قادیانیوں کی ان امن شکن حرکات کا قلع قمع کرے -

(۲) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اس ریزولیوشن کی نقول ہز ایکسلینسی گورنر پنجاب - وزیر اعظم پنجاب - حکومت سرحد اور اخبارات کو ارسال کی جائیں -

جماعت احمدیہ اور مصری پارٹی

ہمیں ان سے کیوں ہمدردی ہے!

(سید اختر حسین گیلانی کے قلم سے)

میاں محمود احمد صاحب کی عادت ہے - کہ خواہ کسی طرف سے ان پر اعتراض ہو - وہ جماعت کو یہ " برگ حشیش " پلانے کی کوشش میں رہتے ہیں - کہ اے وہ لوگو ! جو خلافت ثانیہ پر ایمان لائے ہو - یہ فتنہ اہل پیغام " کا کھڑا کیا ہوا ہے - اسلئے ان " دوزخ کی چلتی پھرتی تصویروں " سے اپنے دامن کو بچاؤ -

خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم گر
پھر سلا دیتی ہے اسکو حکمراں کی ساحری

حق تو یہ ہے - کہ ہمیں فخر الدین صاحب ملتانی مرحوم یا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری کے پہلے اشتہار سے پیشتر اس حقیقت سے قطعاً واقفیت نہ تھی - کہ یہ لوگ جو خلافت مآب کے مشیران خصوصی میں سے تھے - اس طرح زیر عتاب ہو جائینگے - نہ ہی ہم نے میاں صاحب کے خلاف اس خاص معاملہ میں کچھ لکھا تھا - لیکن میاں صاحب نے اور انھوں نے مصری پارٹی کو گالیاں دیتے ہوئے اہل پیغام کو [illegible] تک کے خطابات سے نوازا - (الفضل ۱۲ر جولائی [illegible]) مقصد یہ تھا - کہ ان گالیوں سے مشتعل ہو کر جماعت احمدیہ لاہور کے لوگ میاں محمود احمد صاحب کو بھی اسی طرح کوسنے لگیں گے - اور [illegible] کہ الفضل کے ذریعہ یہ اعلان کرنے کے لئے ایک کافی دلیل [illegible] گی - کہ اہل پیغام ہی فی الحقیقت موجودہ فتنہ کی پشت پر [illegible] لیکن اللہ کا شکر ہے - کہ ہماری جماعت کے [illegible] عنان صبر و استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیا ، اور گالی [illegible] دینا لعنۃ اللہ [illegible] سمجھا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میاں صاحب اور ان کے [illegible] حواریوں کی تمام [illegible] کوششوں کے علی الرغم [illegible] جو خلافت مآب کے [illegible] اور [illegible]

" یہ فتنہ نہ پیغامیوں کا ہے [illegible] کا ، یہ فتنہ دوبارہ زندہ ہوا ہے مستری عبدالکریم اور مستری فضل کریم کا اور اس کے [illegible] دلائل بھی ہیں " (الفضل ۱۰ر جولائی [illegible])

اب یہ میاں صاحب کا کام ہے کہ وہ [illegible] وہ دلائل سنیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتنہ اہل پیغام [illegible] نہیں میر محمد اسمٰعیل صاحب کی زبان [illegible] کی مرضی ہے - اسے قبول کریں یا [illegible]

الفضل ۲۲ر اگست ۱۹۳۷ء میں ہم سے سوال کیا گیا ہے [illegible] ہے کہ ہم مصری پارٹی سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں - حالانکہ وہ [illegible] میں ہمارے ساتھ متفق نہیں -

اصل بات یہ ہے - کہ یہ عقائد کی لڑائی نہیں مظلوم کی امداد کرنا [illegible] فرض ہے - عام اس سے کہ وہ مظلوم مسلمان ہو - آریہ ہو - عیسائی ہو یہودی ہو - مصری پارٹی اس وقت مظلوم ہے فخر الدین ملتانی بیگناہ شہید کئے جا چکے ہیں مصری صاحب اور ان کے ہمنواؤں کا آب و دانہ بند کیا جا چکا ہے - ان کی جان ، مال اور عزت ـــــــــ کوئی چیز محفوظ نہیں ـــــــــ ان حالات میں اگر ہم نے ان کے حق میں ہمدردی کے چند کلمات کہہ دیئے تو کونسا کفر ہو گیا -

قادیانیوں کا اپنا یہ حال ہے کہ باوجود اس امر کے کہ [illegible]

فخرالدین ملتانی مرحوم عقائد میں اُن سے اتفاق رکھتے تھے۔ ان کے جنازہ پر کوئی قادیانی نہیں آیا ——— اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قتل کو تمام کی تمام جماعت پسندیدگی کی نظر سے دیکھتی تھی۔

میاں محمود احمد صاحب اور انکی جماعت کو تو چاہیئے تھا کہ وہ اس قتل کے معاملہ میں بجز بیزاری کے کچھ نہ رکھتے بلکہ انھیں چاہیئے تھا کہ وہ قاتل کی مذمت کرتے۔ اور فخرالدین صاحب ملتانی کا جنازہ پڑھ لیتے کیونکہ وہ بقول ان کے مسلمان اور احمدی تھے۔

خدا کی شان! جماعت احمدیہ لاہور تو اختلاف عقائد کے باوجود میاں صاحب سے اظہار ہمدردی کرتی ہے۔ اور خلافت مآب عقائد میں متفق ہونے کے باوجود مقتول اور مظلوم کا جنازہ تو کجا ہمدردی کا ایک لفظ لکھنا بھی حرام سمجھتے ہیں!

تریج ——— ۳۰ راگست کو ایک اشتہار زیر ملک خدابخش سکرٹری انجمن احمدیہ قادیانیہ لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے۔

"شیخ عبدالرحمان مصری کے مظالم جماعت احمدیہ پر"

اور ان مفروضہ مظالم کے خلاف آواز بلند کرنے کے لئے انصاف پسند آریوں، عیسائیوں اور سکھوں کو دعوت دی گئی ہے۔

قادیانیوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر وہ اپنی "لاکھوں کی جماعت" کے باوجود عبدالرحمان مصری ——— ایک بے یار و مددگار انسان ——— کو ستانے کے لئے "آریوں" عیسائیوں اور سکھوں سے باوجود اختلاف ادیان کے مدد طلب کرنے میں حق بجانب ہو سکتے ہیں ——— تو ہمارا شیخ مصری صاحب سے اظہار ہمدردی کس طرح ناواجب قرار دیا جا سکتا ہے۔ شیخ صاحب تو آخر مسلمان ہیں اور پھر ایک احمدی مسلمان۔ کیا کوئی ایسی سعید روح ہے جو ان حقائق پر غور کرے۔

۳۰ء کے دوران میں کوئی شخص میرے دس روپے دا ۔۔۔ چیلنج کا جواب دیتے تفسیر کے مسئلہ پر خامہ فرسائی کرتے۔ صفحہ ۳ کا ذکر کرتے لیکن وہ اس واسطے نہیں کیا۔ کہ غلطی تعلیمی تھی مگر رہ بھی نہ سکے۔ کیونکہ آج کل جیسا کہ جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق ہر ایک اہل قادیان کچھ نہ کچھ لکھ کر "الفضل" کے کالم سیاہ کرتا ہے تو میں کیوں خاموش رہوں۔ بناء الفاسد علی الفاسد۔

آخر میں میں خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ میں شیخ صاحب اور ملتانی صاحب مرحوم سے ۱۹۳۶ء میں قادیان میں ہی ملا تھا۔ اس سفر میں میں نے سید محمد سرور شاہ صاحب کے ہاں قیام کیا تھا۔ اس کے بعد سرینگر سے آج تک بھی اُن سے ملاقات کبھی نہیں ہوئی۔ اور جماعت قادیان سے الگ ہونے تک انھوں نے کبھی بھی میرے ساتھ ایسی گفتگو نہیں کی جس سے اشارۃً یا کنایۃً بھی بظاہر ہو سکتا کہ وہ جناب خلیفہ صاحب قادیان سے کسی قسم کا عناد یا اختلاف رکھتے ہیں۔ لعنت اللہ علی الکاذبین

بلکہ میرے احمدیہ جماعت لاہور سے تعلقات رکھنے کی وجہ سے شیخ صاحب مجھ سے بدستے یہ بات کرنا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔

اس قسم کے جھوٹے الزامات کا قادیانی آرگن میں مبلغین کی طرف سے درج کرنا بتلاتا ہے کہ قادیانی جماعت سے صداقت کلی طور پر مفقود ہو چکی ہے۔ فقط والسلام

خدا و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ایک قادیانی مُبلّغ کی افسوسناک غلط بیانی

(از سید محمد امین صاحب گیلانی مولوی فاضل)

الفضل مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۳۷ء میں "مخرجین کی غیر مبائعین سے ساز باز" کے عنوان کے تحت مولوی عبدالواحد صاحب ناسوری کا ایک بیان چھپا ہے جس میں مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں۔

"شیخ مصری صاحب کے اخراج از جماعت سے پہلے غیر مبائعین کا ایک ملازم سید محمد امین شاہ گیلانی کشمیر آیا تھا۔ سرینگر سے ہوتے ہوئے یہاں اپنے تایا سید محمد صادق شاہ صاحب کے پاس آیا۔ تو شیخ مصری صاحب کے اخراج کا ہم نے اس سے ذکر کیا اس پر اسنے فوراً کہا۔ ان کے سوالات کا جواب قادیان کی ساری جماعت ملکر بھی نہیں دے سکتی۔ محمد امین کے بیان سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ مصری صاحب خارج ہونے سے پہلے ان کو اپنے تیر و ترکش دکھا چکے تھے۔ اور ان کے ساتھ ساز باز کر چکے تھے"!

اس بیان میں مولوی عبدالواحد صاحب نے جس تہذیب و شرافت کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ ضرور اس قابل ہے۔ کہ ہر مخلص قادیانی سے خراج تحسین و آفرین حاصل کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ ۱۹ رجون ۱۹۳۷ء کو میں لاہور سے راولپنڈی کے مناظرہ میں شامل ہونے کی غرض سے اپنے کرم دوست سید اختر حسین صاحب کے ساتھ گیا تھا۔ اور راولپنڈی میں ہی مولوی فخرالدین صاحب ملتانی مرحوم و مغفور کے اخراج کی خبر پڑھی تھی۔ شیخ عبدالرحمان صاحب مصری فاضل بھی اگرچہ ہمارے قیام راولپنڈی کے ایام میں ہی جماعت قادیان سے الگ ہوئے تھے لیکن میں نے "الفضل" کا اعلان سرینگر میں پڑھا۔ جوکہ ۲۶ رجون کی اشاعت میں پہلے صفحہ پر ہی جناب خلیفہ صاحب کی طرف سے درج کیا تھا۔ ۳۰ رجون کو میں سری نگر سے لدرون گیا۔ اور مولوی صاحب نے جو واقعہ بیان فرمایا ہے وہ یکم جولائی کا ہے فخرالدین صاحب ملتانی و شیخ صاحب کے اعتراضات کا کچھ علم مجھے راولپنڈی میں ہی محترم دوست عبدالرحمن صاحب ناصر سے جو کہ قادیانی جماعت کے سرگرم نوجوان میں سے ہوا تھا۔ اور پھر سری نگر میں مولوی فخرالدین صاحب کی مظلومیت کی داستان بھی پڑھی۔ اس کے بعد میں لدرون گیا۔ اور پھر دوران گفتگو میں خود مولوی صاحب نے ان کے اعتراضات کو دہرایا۔ جس پر میں نے یہ عرض کیا۔ کہ ان کے اعتراضات معقول ہیں۔ جناب خلیفہ صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ وہ ان کے اعتراضات کا جواب دیتے نہ یہ کہ بائیکاٹ کا سلسلہ شروع کرکے انکی زندگی تلخ کرتے۔ کیا کسی گزشتہ خلیفہ برحق نے ایسا فعل کیا ہے۔ کہ بجے اعتراضات کے جواب میں بائیکاٹ کیا ہو۔

مولوی عبدالواحد صاحب کے یہ الفاظ غور طلب ہیں۔ "شیخ مصری صاحب کے اخراج از جماعت سے پہلے غیر مبائعین کا ایک ملازم سید محمد امین گیلانی کشمیر آیا تھا . . . . شیخ مصری صاحب کے اخراج کا ہم نے اس سے ذکر کیا"!

مولانا صاحب! کیا یہ سب کچھ آپ دیانت سے لکھ رہے ہیں۔ واللہ نہیں۔

آپ کو تو چاہیئے تھا۔ کہ اس بحث کی تفصیلی رپورٹ اپنے آرگن کو بھیجتے جب آپ نے اور خاکسار (غیر مبائعین) کے ایک ملازم سید محمد امین گیلانی ۲۶

ضرورت ملازمین

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے کراچی کو چند کلرکوں اور انوائس ٹائپسٹوں کی ضرورت ہے تنخواہ کا گریڈ ۳۰-۵-۵۰-۵/۲-۶۰ روپیہ ماہوار ہوگا۔ امیدوار کی تعلیمی لیاقت کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن یا اس کے برابر ہو عمر ۱۸ سال سے کم اور ۲۵ سال سے زائد نہ ہو۔ درخواستیں مطبوعہ فارموں جو ایک روپیہ پر سٹیشن سپرنٹنڈنٹ کراچی شہر اور سٹیشن ماسٹر کراچی صدر۔ کوٹری حیدرآباد سندھ نواب شاہ۔ پڈیدن۔ روہڑی۔ سکھر خانپور۔ دادو۔ لاڑکانہ۔ تنکا ریلور جیکب آباد۔ کیماڑی سے مل سکتے ہیں امیدوار اپنے ہاتھ سے پر کرکے معہ تصدیق شدہ نقول اسناد اور کھیلوں کی تفصیل کے جو وہ کھیل سکتا ہے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ریلوے کراچی کو ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء سے پہلے بھیجدی جائیں۔ ۴ راکتوبر ۱۹۳۷ء کو انتخاب امیدواران ہوگا جن امیدواروں کی عرضیاں منتخب ہو جائیں گی انھیں اس تاریخ انٹرویو کے لئے بلا لیا جائے گا۔ باقی عرضیاں فائل کر دی جائیں گی۔

سپرنٹنڈنٹ میکینیکل ریلوے ورکشاپ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کو بیس عارضی کلرکوں اور ٹائپسٹوں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ کا گریڈ ۳۰-۵-۵۰-۵/۲-۶۰ روپیہ ماہوار ہے۔ ان میں سے چھ مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں تعلیمی لیاقت کم از کم سیکنڈ ڈویژن میٹرک پاس یا اس کے برابر۔ عمر یکم اکتوبر ۱۹۳۷ء کو ۱۸ سال سے کم اور ۲۵ سال سے زائد نہ ہو عرضیاں مطبوعہ فارم پر جو ہر ایک بڑے اسٹیشن ماسٹر سے ایک روپیہ قیمت پر مل سکتے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے معہ تصدیق شدہ نقول سندات ۱۵ ستمبر ۱۹۳۷ء سے پہلے بھیجدی جائیں۔

پوسٹماسٹر جنرل بنگال اور آسام کلکتہ کو سند یافتہ اور لائق وائرلیس اپریٹروں کی ۶۰-۵-۱۵۰ روپیہ ماہوار مشاہرہ پر ضرورت ہے اول و دوم درجے کے سند یافتہ جنہوں نے ڈائرکٹر جنرل پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف سے سند حاصل کی ہوئی وہ درخواست دے سکتے ہیں۔ قواعد کی کاپی معہ فارم درخواست پوسٹماسٹر جنرل بنگال و آسام کلکتہ سے مفت طلب کیجا سکتی ہے فارم کے ہمراہ وائرلیس کی لیاقت کی سند کی نقل ۔۔۔ ہو۔ درخواستیں صرف منظور شدہ فارم پر لکھی ہوئی قابل غور ہونگی ۱۵ ستمبر سے پہلے پہنچ جانی چاہئیں۔

چار طلباء کو چمڑا رنگنا سکھانے کے لئے ۔۔۔ سکھانا ہوگا پہلے سال ۵۰ روپیہ دوسرے سال ۶۰ روپیہ اور تیسرے سال ۷۰ روپیہ ماہوار الاؤنس دیا جائے گا۔ درخواست کنندہ شادی شدہ نہ ہوں عمر ۲۴ سال سے زاید نہ ہو۔ لیاقت بی۔ ایس۔ آنر ڈگری اپلائڈ کیمسٹری یا پوسٹ گریجوایٹ ڈپلومہ کسی ٹکنالوجیکل انسٹیٹیوٹ کا رکھتا ہو۔ درخواستیں ۔ ار ستمبر ۱۹۳۷ء سے پہلے پہنچنی چاہئیں جن میں عمر لیاقت۔ چال چلن۔ خاندانی وجاہت صحت اور کھیلوں وغیرہ کی تفصیل ونقول اسناد ہمراہ ہو۔ درخواستیں بنام

سپرنٹنڈنٹ ہارنس اور سیڈلری فیکٹری کانپور (یو۔ پی)

ایک خواب

چند دن ہوئے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور صوفی شمس الدین صاحب مرحوم قادیان میں ہیں۔ وہاں بہت سے آدمی جمع ہیں۔ اور پولیس

کروں۔ تو تم مجھے سید ھا کر دو۔" (بقیہ صفحہ ۲)

مزید وضاحت

پھر آگے چل کر میں نے لکھا تھا :۔

"اسلام میں ڈکٹیٹر کے ذاتی افکار کی کوئی وقعت نہیں۔ اس کا ہر لفظ قانون نہیں۔ بلکہ اسے خود عوام کی طرح مساوی طور پر ایک قانون کے تابع ٹھہرایا ہے۔ واجب الاطاعت امیر کا کام ایک ایسے قانون کا نافذ کرنا ہے جو ہر کس و ناکس کے لئے بلا استثنیٰ ہے جو شاہ و گدا، عربی و عجمی، سیاہ و سفید ہر ایک متنفس پر حاوی ہے اور خود امیر بھی اسمیں شامل ہے۔ ہاں یاد رہے کہ یہ پیر پرستی کی لعنت کے بالکل خلاف ہے۔ پیر ایک مذہبی ڈکٹیٹر ہوتا ہے جس کے مقلد قرآن و سنت سے بے نیاز ہو کر اس کی ہر غیر اسلامی حرکت وارشاد کی بھی اطاعت ضروری سمجھتے ہیں۔ اور پیر خود احکام الٰہی کی پابندی سے آزاد ہوتا ہے اور ارباباً من دون اللہ کی صف میں آجاتا ہے۔ جیسے کہ آج کل کے پیر ہیں . . . . . .

ہاں ضروری امور میں امرھم شوریٰ بینھم پر عمل بھی حکم قرآنی ہے۔ امیر قوم تقرا ور مدبر افراد قوم سے رائے لے۔ مگر جس وقت ایک فیصلہ ہو جائے تو پھر امیر قوم اس کا سختی سے نفاذ کرے۔"

قادیانی حضرات سر جوڑ کر بیٹھیں۔ اور اپنے مولویوں کی عقل پر روئیں۔ کیا اس سے خلیفہ صاحب کی تحریف قرآنی کی تائید ہوتی ہے؟

میری تحریر کا خلاصہ

اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) جماعت کے نظام کے لئے ایک امیر کی ضرورت ہے۔

(۲) قرآن و سنت کی روشنی میں اس کا حکم ماننا چاہئیے۔

(۳) اگر وہ قرآن و سنت کے خلاف چلے۔ تو اس سے اختلاف ہو سکتا ہے۔

(۴) اگر اس سے اختلاف ہو۔ تو اس کا تصفیہ قرآن و سنت کی روشنی میں کر لو۔ یعنی اگر امیر کوئی ایسی حرکت کرے جو اسلامی تعلیم کے منافی ہو۔ تو ملزموں کی صف میں لا کر خدا اور اس کے رسول کی مقرر کردہ حد اس پر قائم کر دو۔ اور ہر ایسے امر کے متعلق اس سے بازپرس کرو۔

(۵) خلیفہ خود بھی قانون کے سامنے ایک عام مسلمان کی طرح ہے۔ اور اسے بھی کسی جرم کے ارتکاب پر وہی سزا ملیگی۔ جو کہ کسی اور مسلمان کو۔

(۶) اس کے ہر ایسے حکم کو روک دو۔ جو کہ خلاف شرع ہو۔

(۷) امیر کا کام ہے۔ کہ ضروری امور کا (جن میں اجتہاد کی ضرورت ہو) تصفیہ مجلس شوریٰ میں طے کرے اور جب مجلس شوریٰ کسی معاملہ کو طے کرے۔ تو پھر تمام جماعت کو اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے کہے۔

اگر اس تمام مضمون کو پڑھا جائے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جماعت کو چاہئیے۔ کہ سر کرنے ان تمام احکام پر بلا حیل و حجت عمل پیرا ہو۔ جو کہ نافذ ہوں کیونکہ "عمل میں حجت و تکرار سم قاتل ہے"۔

جناب خلیفہ قادیان کی پوزیشن

اب میں خلیفہ صاحب کی پوزیشن کو احباب کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ حقیقت ذرا اور نکھر کر کم از کم فرخ صاحب کی آنکھوں کے لئے سرمۂ بصیرت نہیں تو بصارت کا ہی کام دے۔

(۱) جماعت کے لئے ایک ایسے خلیفہ کی ضرورت ہے جس کا ہر صحیح غلط اور صحیح حکم واجب الاطاعت ہے۔

(۲) خلیفہ کی ذات اعتراضات سے بالاتر ہوتی ہے۔ اور اس پر بیجا اعتراضات کرنے والا بھی سیدھا جہنم میں جائے گا۔

(۳) خلیفہ اگر ملزم بھی ہو۔ تو بھی جو اس کا اپنا فیصلہ اس الزام کے متعلق ہو۔ وہی درست ہوگا۔

(۴) خلیفہ جو چاہے کرے۔ دنیا میں اس سے کوئی بازپرس نہیں ہو سکتی وہ تمام اخلاقی اور شرعی قیود سے آزاد ہے۔ اس سے بازپرس محض خدا اور اس کا رسول قیامت کے دن کریں گے۔

(۵) خلیفہ مجلس مشاورت بنائے گا۔ لیکن یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے۔ کہ وہ مجلس کے کسی فیصلے کو مانے یا رد کرے۔

(۶) اور اس کا ہر فیصلہ خواہ قرآن و سنت کی روشنی میں غلط ہی نظر آئے۔ رغبت دل کے ساتھ قبول کر لینا ضروری ہے۔

فرخ صاحب غور کریں

میرے دوست فرخ صاحب کے سامنے دونو پہلو آچکے ہیں اور خود ہی سوچ کر بتا ئیں۔ کہ ان کی یہ ابلہ فریبیاں کب تک جاری رہینگی۔ کیا اس کا نام مذہب ہے؟ کیا اس کے بل بوتے پر دنیا کے مقابلہ کا دعوےٰ ہے۔ نادان ہے۔ وہ شخص جو چمکتی ہوئی ریت کو دریائے مواج سمجھ کر اس کی طرف دوڑے اور فریب یافتہ ہے وہ قوم جو مکر و فریب دجل و حیل اور دنیوی حاصل کردہ عارضی ترقی اور نمائش کو حقیقت سمجھ کر اس کی پرستار بن کر رہ جائے۔ قاتلھم اللہ انی یؤفکون۔

حدود اللہ سے آزاد کرنیوالی امارت و خلافت لعنت ہے

قادیانی دوست یاد رکھیں کہ ہم اس امارت اور خلافت کو لعنت سمجھتے ہیں جو کسی ایک انسان کو بھی حدود اللہ سے آزاد کر دے ہم ہمیشہ اسی پر قائم رہے ہیں۔ قائم ہیں۔ اور ان شاء اللہ العزیز قائم رہیں گے۔ ہماری گردنیں عمرؓ و صدیقؓ کی خلافت کے آگے خم ہیں۔ کہ انھوں نے قرآن و سنت کی ترویج میں خود قرآن و سنت کا جوا اپنی گردن میں ڈالے رکھا۔ مگر جب تک ہماری رگوں میں خون اور خون میں حرکت موجود ہے۔ ہم ہر باطل پرست اور ملوکیت کے پیکر کے خلاف اعلائے کلمۃ اللہ کر کے سنت امام حسینؓ کو زندہ کرتے رہیں گے۔ اور دنیا بھر میں منادی کرتے رہیں گے۔ کہ ایسی امارت و خلافت لعنت ہے۔ لعنت ہے۔ لعنت ہے۔ کیونکہ ایک احمدی کے نزدیک

محمد مصطفیٰ کے دین پر قربان ہو جانا
شریعت کا خلاصہ مغز قرآن جان ایماں ہے

(باقی آیندہ)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجمل قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ رستم بیگ ولد اللہ داد ولد سماعیل ذات [illegible] سکنہ لے ٹھاں والی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۷/۳۷ - ۲ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷/۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجمل قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ تاجہ ولد [illegible] ذات [illegible] تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۱/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷/۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجمل قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ولی ولد دلو ذات [illegible] سکنہ [illegible] تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۶/۷/۳۷ - ۳۰

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجمل قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] ولد محمد ذات [illegible] سکنہ [illegible] چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۱/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸/۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجمل قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ جودھا رام ولد [illegible] ذات [illegible] سکنہ احمد پور سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۷/۳۷ - ۹ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷/۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

...ت عالم

ہندوستان

—— جموں ۲۵ راگست۔ کل رات پرانی منڈی میں پھر شورش بپا ہوئی ...میں نے ایک ہجوم کو لاٹھی چارج کر کے منتشر کر دیا۔ ۲۵ کانسٹیبل اور ...شورش پسند زخمی ہوئے ... مردوں اور ۳۵ عورتوں کی گرفتاری ...میں آئی۔

—— کوٹلی میر پور (کشمیر) ۲۵ راگست جموں میں ہندوؤں کی شورش ...نواحی حلقوں میں بھی مور ہا ہے۔ چنانچہ کوٹلی کے ہندوؤں نے ...مسلمانوں کی دلآزاری شروع کر دی ہے۔ اور طرح طرح سے ...ستانی کر رہے ہیں۔

—— سری نگر ۲۶ راگست ہز ہائینس مہاراجہ صاحب یہاں پہنچ ...ہیں۔ انکی مراجعت پر شورش پسندوں نے مظاہرہ کرنے کی کوشش کی ...کامیاب نہ ہو سکے چند گرفتاریاں عمل میں آئیں

—— جموں ۲۸ راگست۔ مشہور مہاسبھائی لیڈر مسٹر ایپنے اور پنڈت ...کانت مالویہ ایم۔ ایل۔ اے آج شام یہاں پہنچے ان کی ہدایت ...مطابق ہندوؤں اور سکھوں نے موجودہ ایجی ٹیشن جس میں ہر قسم ...مظاہرے۔ جلسے جلوس اور وغیرہ شامل ہیں ملتوی کر دی ہے

—— دونوں نے ایجی ٹیشن کے رہنماؤں سے تبادلۂ خیالات کیا۔ ...میں انھوں نے گورنر جموں سے ملاقات کی کہ اس طرح ایجی ٹیشن کے ...ملتوی کرنے کے ایک مرتبہ پھر آثار پیدا ہو گئے ہیں۔

—— راولپنڈی کورٹ فتح خان میں دفعہ ... کی خلاف ورزی میں ...سکھوں کو سزا ملی تھی۔ وہ ہائی کورٹ میں اپیل کریں گے

—— حکومت بنگال کی طرف سے بنگال اسمبلی میں اعلان کیا گیا ہے ...انڈیمان سے سیاسی قیدیوں کو واپس بلانے کے متعلق وہ اپنی ...پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں کرنا چاہتی۔

—— کلکتہ ۲۸ راگست۔ حکومت بنگال کو سرکاری طور پر معلوم ...ہے کہ اس افواہ میں کوئی صداقت نہیں کہ انڈیمان میں کوئی بھوک ...ہڑتالی یا دیگر بنگالی قیدی ہلاک ہو گیا ہے۔

—— شملہ ۲۸ راگست معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی نے انڈیمان کے بھوک ہڑتالیوں کو ایک ذاتی پیغام بھیجا ہے جس میں ان کو بھوک ہڑتال ترک کر دینے کے لئے کہا گیا ہے

—— حکومت یوپی نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس خبر میں کوئی صداقت نہیں۔ کہ یو۔ پی اسمبلی میں گائے کی قربانی کو بند کرانے کے لئے ایک مسودہ قانون پیش ہونے والا ہے۔ یا یہ کہ حکومت مسلمانوں کے مذہبی فرائض میں مداخلت کرنے کی کوشش کرے گی۔

—— شملہ ۲۶ راگست وزیرستان کے قبائل کے لئے حکومت ہند نے صلح کی جو شرائط تجویز کی ہیں۔ ان میں سے قابل ذکر یہ ہیں (۱) قبائل دو ہزار رائفلیں حکومت کے حوالے کر دیں (۲) ۵۷ ہزار روپیہ بطور جرمانہ ادا کریں۔

—— ریاست پٹیالہ نے اپنے علاقہ کے اخبار دں کو حکم دیا ہے کہ ہر ایک اخبار دو ہزار روپیہ بطور ضمانت داخل کرے

—— پٹنہ ۲۷ راگست۔ بہار اسمبلی کے ایک کانگریسی رکن نے اس مفاد کی ایک قرارداد پیش کرنی چاہی تھی۔ کہ تمام سرکاری عمارتوں پر کانگریسی جھنڈے نصب کئے جائیں۔ لیکن بہار کی کانگریسی گورنمنٹ نے یہ تجویز مسترد کر دی

ممالک خارجہ

—— انقرہ ۲۸ راگست۔ وزیر خارجہ ترکی نے غیر ملکی حکومتوں کو مطلع کیا ہے۔ کہ حکومت ترکی نے اپنی افواج کو حکم دے دیا ہے کہ جو غیر ملکی آبدوز کشتی درہ دانیال میں پائی جائے۔ اسے تباہ کر دیا جائے بشرطیکہ وہ ہتھیار نہ ڈال دے

—— شنگھائی ۲۶ راگست۔ سفیر برطانیہ متعینہ چین اپنی موٹر کار میں نانکن سے شنگھائی کی طرف آ رہے تھے۔ کہ جاپانی طیاروں نے انکی موٹر پر گولہ باری کی۔ جس سے سفیر موصوف شدید زخمی ہوئے انکی کمر ٹوٹ گئی۔ یہ حادثہ شنگھائی سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر دن کے ڈھائی بجے وقوع پذیر ہوا موٹر کار پر برطانی پھریرا لہرا رہا تھا۔

—— جب جاپانی اعلیٰ افسروں کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو انھوں نے معذرت کر دی۔

—— لندن ۲۷ راگست۔ برطانیہ میں اس خبر سے سخت بے چینی پھیل گئی ہے۔ برطانی عوام اور اخبارات سخت غیض و غضب کا اظہار کر رہے ہیں۔ سفیر موصوف اس وقت شنگھائی کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ انکی حالت ایک حد تک مخدوش ہے۔ برطانی فوجی سیکرٹری و مشیر مالیات بھی سفیر کے ساتھ اسی موٹر پر سفر کر رہے تھے لیکن انھیں کوئی زخم نہیں آیا۔

—— لندن ۲۷ راگست۔ ملک معظم کی حکومت نے اس حادثہ پر شدید افسوس کا اظہار کیا ہے۔ حکومت کا خیال ہے۔ کہ جاپانیوں نے یہ حملہ ارادتاً نہیں کیا۔ بلکہ یہ محض غلط فہمی کا نتیجہ ہو گا۔

—— تمام جاپانی اخبارات سفیر موصوف کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں۔ جاپانی حکومت کے دفتر خارجہ نے ایک بیان شائع کیا ہے۔ کہ "اس بات کا تو خیال بھی نہ کرنا چاہیئے۔ کہ جاپانی طیاروں نے ارادتاً موٹر کار پر حملہ کیا۔ مقامی جاپانی حکام اس حادثہ کی تحقیقات کر رہے ہیں۔

—— جاپانی سفارت خانہ شنگھائی کا ایک اعلان مظہر ہے کہ ابھی تک اس حادثہ کے متعلق تحقیقات مکمل نہیں ہوئی ہے۔ البتہ یقین ہے کہ یہ حادثہ محض غلط فہمی کا نتیجہ ہو گا۔ چینیوں نے اپنی اغراض کی تکمیل کے لئے غیر ملکی جھنڈوں کا لگاتار استعمال کر کے غیر ملکیوں کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ اس سے پہلے بھی اعلان کیا جا چکا ہے کہ چینی فوجی حلقوں میں موٹر چلانا خطرہ سے خالی نہیں۔

—— چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ درہ نانکو کی تسخیر میں جاپانیوں نے زہریلی گیس کا استعمال کیا ہے۔ متعدد اہم مقامات پر جاپان کے قبضے کی اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں۔ جاپان کے طرز عمل سے ایک طویل جنگ کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ منگولی چین کے مقابلہ پر جاپان کی امداد کر رہے ہیں۔ جاپانی حلقے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ منگولیوں نے جاپانیوں کے ساتھ اس لئے تعاون کیا ہے کہ جاپانی منگولیوں کی اس تحریک کی امداد کریں گے۔ جو وہ اپنی آزاد ریاست قائم کرنے کے لئے عنقریب شروع کرنے والے ہیں۔

—— بغداد ۲۷ راگست گزشتہ ہفتہ کربلائے معلیٰ کی کل آبادی نے اعراب فلسطین کی ہمدردی میں زبردست مظاہرہ کیا۔ اور عرب ہائی کمیشن مجلس اقوام اور عرب سلطنتوں کو احتجاجی برقیات ارسال کئے۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ۔ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ بھگوانداس (جیونداس) ولد جیونداس ذات درسی سکنہ گھبیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۷/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹ ۷/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ۔ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ مسماۃ بھاگن زوجہ راجہ ذات چیہ سکنہ بھوانہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۷/۷/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹ ۷/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ۔ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ خان واحمد ولد بہاب ذات ددانہ سیال سکنہ سمندوارنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹ ۱۱/۷/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷ ۷/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ۔ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ راجہ ولد رانہ ذات سیال وجلانہ سکنہ وجلانہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۰ ۱۱/۷/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۶ ۷/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

جلد ۲۵ — لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۵ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ر ستمبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۵۵

ایڈیٹر محمد انعام الحق (ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی تین روپے

طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآن کی تعلیم ایک معجزہ ہے

ہم خدا تعالیٰ کے کلام کو معجز نما مانتے ہیں اور ہمارا یقین اور دعویٰ ہے کہ کوئی دوسری کتاب اس بارہ میں قرآن شریف کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور میں علی وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کا کوئی سا امر پیش کیا جائے۔ وہ اپنی جگہ پر ایک نشان اور معجزہ ہے۔ مثال کے طور پر اس کی تعلیم کو ہی دیکھو تو وہ ایک عظیم الشان معجزہ نظر آتی ہے اور واقع میں یہ معجزہ ہے اور ایسے حکیمانہ نظام اور فطری تقاضوں کے موافق واقع ہوئی ہے کہ کوئی دوسری تعلیم اس کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ قرآن شریف کی تعلیم پہلی ساری تعلیموں کی متمم اور مکمل ہے۔ اور پہلوؤں کو چھوڑ کر میں اس وقت صرف ایک پہلو تعلیم کا دکھا کر ثابت کرتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی تعلیم نہایت اعلیٰ درجہ پر واقع ہوئی ہے۔ اور ایک معجزہ ہے۔ مثلاً توریت کی تعلیم (حالات موجودہ کے لحاظ سے کہو یا ضروریات وقت کے مطابق) کا سارا زور قصاص اور بدلہ پر ہے۔ جیسے آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت اور اس کے بالمقابل انجیل کی تعلیم کا سارا زور عفو، صبر اور درگزر پر ہے اور اسکی یہانتک تاکید ہے کہ اگر کوئی شخص ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی اس کی طرف پھیر دیجائے اور اگر کوئی ایک کوس بیگار لیجاوے تو اسکے ہمراہ دو کوس چلے جاؤ اور کرتہ مانگے تو چوغہ بھی دیدو اسطرح پر بات میں توریت اور انجیل کی تعلیمات میں یہ بات نظر آئیگی کہ توریت افراط کا پہلو لیتی ہے۔ تو انجیل تفریط کا لیکن قرآن شریف موقع اور محل کے لحاظ سے حکمت اور وسط یعنی درمیانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔

(۲۷ نومبر ۱۹۰۱ء)

ایک ضروری تحریک

قومی پریس کی تجویز

احباب کی خاص توجہ کے قابل

عرصہ سے انجمن کے زیر غور یہ تجویز ہے کہ اپنی جماعت کا انگریزی پریس جاری کیا جائے۔ کئی احباب پہلے ہی ہمیں شمولیت کے لئے لکھ چکے ہیں۔ انجمن کا اپنا طباعت کا کام ہی ہے نیز اور [illegible] سکتے ہیں اور اکثر احباب کی یہی رائے ہے۔ کہ [illegible] ہے بلکہ تجارتی نقطۂ نگاہ سے نفع بخش [illegible] انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگر اپنی جماعت کے احباب میں سے بیس ہزار روپیہ کے حصص کے خریدار پیدا ہو جائیں۔ تو ایک لیمیٹڈ کمپنی کے ماتحت انگریزی پریس کی سکیم کو عملی جامہ پہنا دیا جائے۔ قبل اس کے کہ مفصل [illegible] شائع کئے جائیں اس امر کا جایزہ لینا ضروری ہے۔ کہ آیا اپنی جماعت میں سے یہ حصص پورے ہو جائیں گے۔

لہٰذا جو احباب اس اسکیم میں بطور حصہ دار کے شرکت کرنا پسند کرتے ہوں۔ وہ اطلاع کریں کہ کس قدر حصص خرید کریں گے۔ قیمت فی حصہ [illegible]

(اسسٹنٹ سکرٹری)

ماموروں کی صداقت اور کامیابی

مشکلات و مصائب کا درمیانی عرصہ — اپنوں اور غیروں کی گمراہی

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

افراط و تفریط کی راہیں

جس طرح دوسرے اُمور میں عام فطرت انسانی افراط و تفریط کی طرف مائل ہے اسی طرح اس نصب العین کی تکمیل کے بارہ میں جس کے لئے مامور مبعوث ہوتے ہیں۔ دو متضاد راہیں مخالف و موافق اختیار کر بیٹھتے ہیں نیکی و راستبازی وہ اصل نصب العین ہے۔ جس کی تخم ریزی کے لئے مامور بھیجے جاتے ہیں۔ مگر مخالف لوگ مامور کو مادی کے سامانوں سے محروم دیکھ کر اس زعم پر قائم ہوتے ہیں کہ یہ ناتوان و کمزور ہستی کامیاب نہ ہو سکے گی حالانکہ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی خدائی وعدہ ہے۔ جو ٹلتا نہیں جاتا۔ انا لننصر رسلنا والذین امنوا معہ اور الا ان حزب اللہ ھم الغالبون وغیرہ تمام آیات سے سنت اللہ ثابت ہے کہ آخر کار مامور کے مقاصد پورے ہو کر رہتے ہیں۔ اور ایسے اصحاب کے سچے متبعین ضرور فتح پاتے ہیں۔ جہاں مخالف بظاہر کمزوری بے سرو سامانی کو ناکامی پر دلیل ٹھہرانے میں غلطی کرتا ہے وہاں دوسری طرف موافق بھی بعض دفعہ دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اور صرف ظاہری متابعت اور سطحی وابستگی کو اصل مقصد سمجھ بیٹھتے ہیں اور اسے کامیابی تصور کر لیا جاتا ہے جیسا کہ مامور کی ابتدائی زندگی میں مادی سامانوں سے محرومی مخالفوں کے نزدیک اس کی ناکامی پر ایک دلیل ہوتی ہے اسی طرح سچی پیروی کچھ عرصہ کے بعد اصل جوہر کامیابی کو بھول کر مادی سامانوں کی فراوانی کو غلبہ و فتح کے مترادف قرار دینے لگ جاتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں یہ افراط و تفریط کی راہیں اپنی نمایاں شکل میں ہمارے سامنے دکھائی دے رہی ہیں۔ ایک طرف مخالف لوگوں کی نگاہ میں جماعت احمدیہ لاہور کچھ قابل وقعت و التفات ہستی نہیں۔ اسلئے کہ یہ جماعت مادی ساز و سامان سے معرا ہے آج نہیں تو کل مٹی۔ دوسری طرف مامور کے پیرؤوں کی اکثریت یعنی قادیانی جماعت اس بات پر نازاں ہے کہ ہم ہی صداقت پر ہیں دلیل یہ کہ کثرت ہماری طرف۔ مرکز ہمارے پاس جمعیت اور جتھا ہماری تائید میں کثرت ساز و سامان ہمیں میسر ہے بھلا یہ کب ہو سکتا ہے۔ کہ مامور وقت کی دو جماعتوں میں سے کثرت نفوس و کثرت مال جس طرف ہو۔ وہ جماعت تو باطل پر ہو۔ اور قلیل بے سرو سامان گروہ صداقت پر ہو؟

ایک غلط استدلال

بیشک ہمیں شبہ نہیں کہ ماموران الٰہی اپنی قوت قدسی سے نیکی و راستبازی کو قائم کرنے آتے ہیں۔ اور ہمیں بھی شک نہیں کہ وہ اپنے عمل اور اپنی تعلیم سے اپنے پیرؤوں کی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کر جاتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوا کرتا۔ کہ لازماً وہ اپنے متبعین کو کمال تک پہنچا جاتے ہیں یا یہ کہ قاعدہ کلیہ کے طور پر ان کے پیرو ان کے بعد پوری پوری ہدایت پر قائم رہتے ہیں۔ اس وقت مخالف و موافق دونو اسی غلط استدلال سے گمراہ ہو رہے ہیں۔ مخالف کو چونکہ یقین ہے کہ قادیانی عقائد اعمال رشد و ہدایت سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ اس لئے خود بانی سلسلہ کی صداقت مشتبہ ہے۔ بلکہ غالباً ایک سطحی مخالف کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت ہی نہیں۔ وہ اسی امر کو سب سے قوی حجت خیال کر رہا ہے۔ کہ چونکہ پیرؤوں کی اکثریت اعمال و عقائد میں بگڑ گئی ہے اس لئے بانی کا بطلان ثابت ہے۔ دوسری طرف قادیانی جماعت کسی دلیل کو سننے پر تیار نہیں نہ قرآن و حدیث سے حجت پکڑتی ہے۔ اپنی تعداد ارعقل و فراست سے کام لیتی ہے۔ وہ اپنی صداقت پر ایک ہی امر کو کافی سمجھ بیٹھی ہے۔ یہ کہ چونکہ ہم اکثریت میں ہیں۔ اسلئے ہم یقیناً صداقت پر ہیں استدلال ان کا یہ ہے کہ اگر کثرت غلطی پر ہے۔ تو مامور کی صداقت مشتبہ ہوتی ہے۔ اور اگر مامور کی صداقت یقینی و قطعی امر ہے تو پیرؤوں کی اکثریت غلطی پر قائم نہیں ہو سکتی۔

دین کی تکمیل

حضرت خاتم الانبیاء چونکہ تکمیل دین کیلئے آئے تھے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو ایسے ساتھی عنایت کئے جو تزکیہ میں کامل ہو چکے تھے۔ اسی لئے آپ کی وفات کے بعد بھی صحابہ کرامؓ نے آپ کے مقاصد کو برقرار رکھا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ نہایت قلیل عرصہ میں سچے دین کا اصلی غلبہ ایسی شان سے ہوا۔ کہ ایک دنیا دنگ رہ گئی لیکن یہ ایک خطرناک غلطی ہوگی اگر حضرت خاتم الانبیاء کی کامیابی کو دوسرے مامور یا انبیاء کی کامیابی کا معیار بنا لیا جائے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ دین کی تکمیل سوائے حضرت خاتم الانبیاء کے اور کسی کو میسر نہیں آئی۔ اور تکمیل دین صرف اس امر کا نام نہیں۔ کہ ہدایت و تعلیم مکمل ہو۔ بلکہ یہ بھی کہ تزکیہ نفوس کمال درجہ کا ہو۔ اسلام علم و عمل دونوں کا نام ہے پس جب ہم یہ ... تسلیم کرتے ہیں کہ دین اپنے کامل لفظ پر صرف ایک ہی انسان کی زندگی میں پہنچا وہاں ہمیں یہ بھی ماننے کے سوا چارہ نہیں۔ کہ صرف ایک ہی انسان دنیا میں ایسا گزرا جس نے اپنے پیرؤوں کو کامل بنا دیا۔ انہ فضلہ کان علیک کبیرا۔ حضرت خاتم الانبیاء نہ صرف کامل تھے بلکہ اکمل اور یہ مرتبہ کسی دوسرے انسان کو خواہ وہ کیسا ہی عظیم الشان نبی و مامور کیوں نہ ہو عطا نہیں ہوا۔ لہذا حضرت خاتم الانبیاء کی کامیابی یا آپ کے پیرؤوں کی اعلیٰ درجہ کی استقامت کے معیار پر دوسرے ماموروں کی کامیابی یا ان کے پیرؤوں کے استقلال کو آزمانا بڑی بھاری غلطی ہو خدا تعالیٰ کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پاس منظور ہے۔ کا مقولہ ضرب المثل کے طور پر مسلمانوں میں مشہور ہے۔ لیکن اس کے نیچے ایک حقیقت ہے اور وہ یہی کہ جو خاص افضال و عنایات آپ پر خدا تعالیٰ نے کئے۔ جو مراتب عالیہ و درجات قدسیہ آپ کو عنایت ہوئے وہ کسی اور کا حصہ نہیں یہ فرضی قضیئے نہیں بلکہ وہ امور ہیں جنپر تاریخ اپنی گواہی ثبت کر چکی ہے حضرت خاتم الانبیاء کو جو اعلےٰ درجہ کی کامیابی نصیب ہوئی۔ اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں وہ تو اظہر من عیاں ہے البتہ اس بات کو دیکھنا ہے۔ کہ کیا باقی انبیاء و ماموروں نے بھی اپنے پیرؤوں کو اس کمال پر پہنچا دیا تھا جس پر صحابہ کرام پہنچ چکے تھے کیونکہ کامیابی صرف بانی کے وجود سے وابستہ نہیں ہوتی۔ وہ تو ایک بیج ڈالنے آتا ہے۔ اس کے بعد شجر صداقت کا پھولنا اور پھلنا ان لوگوں کی ہمت و جوانمردی پر منحصر ہوتا ہے۔ جو اس کی نیابت اختیار کرتے ہیں۔ قوم بنی اسرائیل جس کا ذکر قرآن کریم میں اس قدر وضاحت سے آیا ہے۔ اور جس کو مسلمانوں کے لئے بطور تمثیل کے بیان کیا گیا ہے اس میں دو عظیم ترین نبی ہوئے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ایک نبی اس قوم کی ابتدا میں اور دوسرا انتہا میں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس عظمت و جلالت کے مالک ہیں۔ اس کی بنا پر یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ آپ بنی اسرائیل کے انبیاء کے سرتاج ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کی بعثت اپنی قوم کیلئے عروج و کمال کی نشانی تھی۔ آپ عظیم الشان وعدوں کے ساتھ تشریف لاتے ہیں۔ قوم کو انتہائی ترقی تک پہنچانے اور بادشاہت کے تخت پر متمکن کرانے کی خوشخبریاں سناتے ہیں لیکن واقعات ہمیں کیا بتلاتے ہیں کیا قوم یہود نے حضرت موسیٰ کی زندگی میں یا آپ کے معاً بعد وہ عروج دیکھا جس کا وعدہ انہیں دیا گیا تھا؟ کیا وہ اعلےٰ درجہ کا اخلاقی و روحانی کمال اس قوم کو حضرت موسیٰ کی زندگی میں یا آپ کے فوراً بعد نصیب ہوا؟ یا کم از کم قوم کا قدم جب ایک دفعہ اخلاقی و روحانی ترقی پر ڈالدیا گیا۔ تو کیا پھر اس میں لغزش نہیں آئی حتیٰ کہ وہ ترقی اپنے پورے اوج پر پہنچ نہیں گئی؟

اصحاب موسیٰ کی کمزوری

حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد جو حالت انکی قوم کی ہوئی ہوگی اسے تو جانے دیجئے حضرت موسیٰؑ کی اپنی زندگی میں ہی آپ کی قوم کی اکثریت کی حالت کسی بڑے روحانی کمال کو حاصل نہ کر سکی آپ سے کافی عرصہ تعلیم حاصل کرنے اور معجزات و خوارق مشاہدہ کرنے کے بعد بلکہ اس عظیم الشان اعجاز و خدائی طاقت و قدرت کے ملاحظہ کے بعد بھی جس سے فرعون جیسا طاقتور بادشاہ غرق کر دیا گیا۔ اور بنی اسرائیل جیسی بے بس و کمزور قوم کو بچا لیا گیا۔ قوم کی حالت ملاحظہ ہو۔

حضرت موسیٰ چند ایام کے لئے پہاڑ پر تشریف لے جاتے ہیں تو بعد میں قوم شرک جیسے گناہ عظیم کی مرتکب ہو جاتی ہے اور شرک بھی ادنیٰ قسم کا کہ سونے کا ایک معبود تراش لیتے ہیں ایک نبی سے براہ راست تعلیم پانے والی قوم ایک دوسرے نبی (یعنی حضرت ہارون) کی موجودگی میں بت پرستی کی معصیت میں غرق ہو جاتی ہے۔ قوم کی دلی آرزو اور حقیقی تمنا اگر کوئی ہے تو وہ یہی

یاموسیٰ اجعل لنا الٰھا کما لھم اٰلھۃ

وہ آخر اس آرزو کو پورا کر کے رہتے ہیں۔ اور حضرت ہارون کے احکام کی صریح خلاف ورزی کرتے ہیں۔

پھر جب جہاد کا وقت آتا ہے عملی آزمائش کی گھڑی ہے بادشاہت کے وعدوں کے پورا ہونے کا کچھ سامان ہے تو حضرت موسیٰ کو یہ جواب سننا پڑتا ہے۔

فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون

اے موسیٰ! یہ کٹھن منزل عمل کی ہم سے پوری نہیں ہو سکتی اگر لڑنا ہے۔ تو آپ اور آپ کا رب ہی جائیے۔ ہم تو یہاں ہی بیٹھے ہیں اس ہمت و شجاعت کے عوض حضرت موسےٰ کو بھی یہ اطلاع خدا تعالیٰ سے ملی کہ یتیھون فی الارض اربعین سنۃ فلا تاس علی القوم الفسقین چالیس سال خوار و ذلیل پھریں گے۔ یہ لوگ بدعہد ہیں۔ انکی حالت پر تاسف نہ کرو۔

کس قدر عبرت کا مقام ہے۔ اور جائے غور ہے ان لوگوں کے لئے جو یہ عقیدہ راسخ کئے بیٹھے ہیں کہ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت

(بقیہ صفحہ ۴ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ عظام اور سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ یوم جمعہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۵۶ ہجری نمبر ۵۵

جناب خلیفہ قادیان کے فدائی کی قاتلانہ دھمکی

نوجوانان جماعت سے چند باتیں

جناب خلیفہ قادیان کے ایک فدائی کی طرف سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور ہماری جماعت کے دو قابل احترام بزرگوں کو قتل کی جو ناپاک اور بزدلانہ دھمکی دی گئی ہے۔ الحمدللہ اس سے جماعت کے تمام حلقوں میں خوف اور بے جا جوش و خروش کی بجائے حیات تازہ کے آثار اور ایک نہایت امید افزا بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ ہماری قوم کے افراد جو اب تک اپنے مالوں اور وقتوں اور تعلقات کی قربانیاں کر رہے تھے انھیں معلوم ہو گیا۔ کہ حق و صداقت کے راستہ میں وقت آنے پر جانوں کی ضرورت بھی ہو گی۔ وہ جان گئے۔ کہ غلو ہمارے خون کا پیاسا ہے غلو کو دام تزویر میں گرفتاروں کی آنکھیں غالباً اسی وقت کھلیں گی جبکہ وہ زیادہ نہیں تو چند بے گناہ صداقت کی پکار بلند کرنے والے صراط مستقیم کی طرف بلانے والے انسانوں کو خاک و خون میں تڑپا لیں گے :

ہماری جماعت کے تمام حلقوں نے اس قربانی کے لئے آمادگی ظاہر کی ہے۔ انھوں نے عزم کر لیا ہے کہ قادیانی فدائی بیشک لاکھ دھمکیاں دیں۔ ان دھمکیوں کو بڑے شوق سے عملی جامہ پہنائیں لیکن ہم قانون اور ضابطہ اخلاق کی کامل پابندی اور پورے عزم و استقلال کے ساتھ اپنے کام کو جاری رکھیں گے۔ ——— اگر جناب خلیفہ صاحب کے فدائی ایسے کام کی تیاریوں میں مصروف ہیں تو پھر حیف ہے ہم پر اگر ہم اپنے نیک کام سے پیچھے ہٹ جائیں یعنی خنجروں اور تلواروں، بندوقوں اور پستولوں کے ڈر سے حق کی پکار اور اصلاح کی دعوت بند کر دیں ——— جنکو اللہ تعالیٰ نے کان دئے ہیں۔ وہ سن لیں کہ جب تک احمدی قوم زندہ ہے۔ اس کا قدم اس راستہ سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ انشاء اللہ۔

اس موقع پر قوم کے جس طبقہ نے سب سے زیادہ بہتر نمونہ دکھایا وہ ہمارے نوجوان ہیں۔ ہمیں کوئی شک نہیں کہ نوجوانوں کا گرم خون بہت جلد حرکت میں آجاتا ہے اور وہ زیادہ سوچ بچار کے بغیر ایثار و قربانی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں لیکن ہم کو احمدی نوجوانوں کی جس بات نے سب سے زیادہ متاثر کیا۔ وہ ایثار و قربانی پر پوری آمادگی کے ساتھ کامل ضبط، پابندی قانون و اخلاق اور موسنانہ وقار ہے۔ انھوں نے انتہائی غم و غصہ کے باوجود اس ناپاک دھمکی سے ان کے حساس دلوں میں پیدا ہو گیا ہے اپنے جذبات اور اپنی زبانوں کو قابو میں رکھا اور بے جا جوش و خروش کی بجائے قربانی کے لئے ایک پر وقار عزم کا اظہار کیا جس کا ذکر گزشتہ اشاعت میں آچکا ہے۔ اگر خدانخواستہ ایسی صورت جناب خلیفہ قادیان یا ان کے کسی مصاحب کو پیش آجاتی۔ یا انھیں اس کا وہم بھی ہو جاتا۔ تو ہم قادیانی نوجوانوں کو نمائشی جوش سے دیوانے دیکھتے۔ ان کی زبانیں بے قابو ہو جاتیں مولوی اللہ دتا عرف ابو العطاء جالندھری صاحب کی قماش کے قادیانی نوجوان ایسی ایسی باتیں کہتے یا ان سے کہلوائی جاتیں۔ کہ دنیا انگشت بدنداں رہ جاتی "الفضل" اور دیگر تمام قادیانی "نقاروں" پر سہ چوب پڑ جاتی اور اس شور میں کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی قصر خلافت پر پہرے کے انتظامات زیادہ سخت کر دئے جاتے۔ جناب خلیفہ صاحب کے ٹیلیفون آفس اور قادیان کے تارگھر کی مصروفیت میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ——— لیکن ہمارے نوجوانوں نے اس چھچھورے پن سے بالکل مختلف راہ اختیار کی۔ انھوں نے نقاروں کی طرح شور مچانے کی بجائے صداقت کی راہ میں جانیں دینے کی تمنا ظاہر کی۔ ——— انھوں نے نہایت سادگی سے لیکن پورے اصرار اور قوت سے کہا۔ کہ راہ حق میں سر فروشی ہم نوجوانوں کا اولین حق ہے۔ اگر قادیانی جذبۂ خون آشامی کو ہماری جماعت کے خون کی ضرورت ہے۔ تو قادیانی فدائیوں کو سب سے پہلے ہم نوجوانوں کے گلوں پر اپنی تیغ ستم چلانی ہوگی ہمارے سینوں میں اپنے خنجر بھونکنے ہونگے یہ نہیں ہو سکتا کہ شہادت کے اس دروازے میں ہم نوجوانوں سے پہلے اور کوئی داخل ہو جائے۔ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے ——— کیا قوم اپنے ان نوجوانوں پر فخر محسوس نہیں کرتی ؟

نوجوانوں کے بعد قوم کی خواتین کی باری ہے۔ انھوں نے بھی اس موقع پر نہایت پاکیزہ اور بلند جذبہ ایثار کا اظہار کیا۔ انھوں نے اس امر پر آمادگی ظاہر کی۔ کہ راہ حق و صداقت میں اگر انکے فرزند کام آئیں۔ تو اس سے زیادہ مسرت انھیں اور کسی بات سے نہیں ہو سکتی ——— ان خواتین نے کہا ہے۔ کہ اگر قادیانی جذبہ خون آشامی کو خون کی ضرورت ہے تو ہمارے بچوں کی رگوں کے خون حاضر ہیں ——— اس طرح ہمارے چند خاندانوں کے چراغ بظاہر گل ہو جائیں گے چند دلہنوں کا سہاگ ضرور لٹ جائے گا۔ ہمارے چند گھروں کے بچے ضرور یتیم ہو جائیں گے لیکن اسطرح حق کا بھی بول بالا ہو جائے گا۔ اور قوم میں حیات تازہ آجائیگی ——— جب کہ احمدی مائیں اپنے بچوں کو دلی مسرت کے ساتھ دین پر قربان ہونے کے لئے دے سکتی ہے۔ اور جب کہ قوم کے نوجوان خوشی کیساتھ حق و اصلاح کے شجر کی آبیاری کے لیئے اپنی رگوں کے خون پیش کر سکتے ہیں ——— تو پھر ہماری قوم نہیں مر سکتی۔ خواہ ایک ایک قادیانی کے ہاتھ میں زہر آلود خنجر دیدیا جائے۔ خواہ انمیں سے ہر ایک کی کمر میں خون آشام تلوار باندھ دی جائے۔ ——— ہماری قوم کا مستقبل انشاءاللہ ان بلند ہمت خواتین اور نشہ ایثار و فدائیت کے متوالے نوجوانوں کے ہاتھوں محفوظ ہے۔ اور محفوظ رہے گا ———

جوانی کی عمر جذبہ عشق کی بہار کا موسم ہوتا ہے۔ زمانہ شباب میں انسان جو کچھ کر گزرتا ہے۔ اس کا تصور بھی عمر کے باقی حصوں میں مشکل ہے۔ اس عمر میں ہمتیں بلند اور عزائم مضبوط ہوتے ہیں۔ خیالات میں حرارت ہوتی ہے۔ کسی کے لئے مر مٹنا اور فدا ہو جانا بچوں کا کھیل دکھائی دیتا ہے۔ کسی کا ہو رہنا اور کسی کو اپنا بنا لینا جوانی کا معمول ہے۔ اس عمر میں کاروان حیات کا رہنما جذبہ بے اختیار ہوتا ہے۔ جان سپاری اور فداکاری کی تاریخ انہی نوجوانوں کے کارناموں سے مرتب ہوتی ہے۔ اگر اس رنگین و سنہری تاریخ سے ان کارناموں کو نکال دیا جائے تو اس کے بہت سے اوراق سادہ نظر آنے لگیں ——— کیا یہ ہماری قوم پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہیں کہ اس نے ہم کو ایسے نوجوان دئے ہیں جن کا جذبہ عشق اللہ کے دین کی خدمت اور اس کی راہ میں مر مٹنے کے لئے وقف ہے۔ انہوں نے انسانی بتیاوں کے حسن فانی کی بجائے اسلام کے حسن لازوال کو اپنا دل دے دیا ہے۔ اسلام اور احمدیت کی صحیح تعلیمات کے تحفظ کی خاطر انھوں نے قادیانی فدائیوں کے سامنے اپنی جانیں اور گردنیں پیش کر دی ہیں۔

لیکن ہم اپنے ان عزیز دوستوں سے ایک اس سے بھی بڑی قربانی کے متوقع ہیں ——— جان دینے اور مر مٹنے سے بھی زیادہ بڑی ایک قربانی ہے ——— وہ ہے کسی بلند مقصد کے لئے زندہ رہ کر انتہائی کوشش کرنا اور اس راہ میں مرنے سے نہ ڈرنا۔ اور ہر وقت مرنے کے لئے آمادہ رہنا ——— آج اسی قربانی کی ضرورت ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے نوجوان میدان عمل میں نکلیں۔ اسلام اور احمدیت کی خدمت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ وہ عزم کر لیں۔ کہ ہم نے اپنی بھری جوانیاں اسی عشق میں بسر کرنی ہیں جب تک زندہ ہیں اسی مقصد کی خاطر زندہ رہیں گے۔ موت کسی قادیانی فدائی کے خنجر خون آشام کے ذریعے آئے یا اور کسی طریق پر لیکن زندگی کی جو سانسیں مقدر ہیں وہ اسلام اور احمدیت کی خدمت ہی میں بسر ہوں گی ——— بیشک یہ کام مشکل ہے لیکن ضرورت اسی کی ہے۔ لوگ پروانے کے جذبہ افتیاکی خواہ کس قدر ہی تعریف کریں لیکن نور افشاں شمع کے سوز سے اسے کیا نسبت ہے۔ جو ساری رات گھل گھل کر فنا ہوتی اور روشنی پھیلاتی رہتی ہے۔ شعلے کی بھڑک کو خواہ آپ کچھ کہہ لیں لیکن وہ بھڑکتا ہے اور پل بھر میں اپنی حرارت اور چمک ختم کر دیتا ہے۔ ——— اسے اس آتش خاموش کے برابر کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ جو اندر ہی اندر سلگتی اور حرارت پہنچاتی رہتی ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے بہت سے کام ہیں۔ جو نوجوانوں کی قوت بازو کے منتظر ہیں۔ کرۂ ارض کے

بے شمار خطے ایسے ہیں جہاں اسلام کا پیغام اور قرآن کی تعلیمات تاحال نہیں پہنچیں ضرورت ہے کہ وہاں ہمارے نوجوان پوری تیاری اور عزم کے ساتھ جائیں اور اللہ کا نام بلند کریں ـــــ ہندوستان کے بھی بہت سے علاقوں میں ایسے مجاہدین کی ضرورت ہے۔ پھر مختلف زبانوں میں قرآن کریم اور دیگر اسلامی کتب کے تراجم کا کام ہے مختلف مذاہب کے بیسوں ایسے مسائل ہیں جن کے متعلق کامل واقفیت اور تحقیقات کی ضرورت ہے زمانہ کئی ایک مذہبی موضوعات پر بلند پایہ تصنیفات و تالیفات کا مطالبہ کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں

توسیع و تنظیم جماعت

کا مرحلہ سامنے ہے ـــــ یہ سارے کام نوجوانوں کے کرنے کے ہیں۔ وہ آگے بڑھیں۔ ان کاموں کو اپنے ہاتھوں میں لیں اور ان کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ اسی میں اسلام کی شان اور قوم زندگی ہے

آج کی گفتگو حسب خلاف توقع طویل ہو گئی۔ اور ہم قادیانی جذبۂ خون آشامی کے متعلق حکومت سے کچھ نہ کہہ سکے ـــــ آیندہ اشاعت میں سہی۔

ایک باہمت احمدی خاتون

جناب سکرٹری صاحبہ احمدیہ انجمن خواتین اسلام تحریر فرماتی ہیں کہ:-

"ہماری پُر جوش احمدی بہن دختر صاحبزادہ سیف الرحمان صاحبہ ان بہنوں میں سے ہیں جن کے دل میں اللہ تعالےٰ نے خدمت اسلام کا خاص درد اور تڑپ عطا کی ہے۔ بہن موصوفہ اپنے گاؤں میں احمدی خواتین کی تنظیم میں مشغول ہیں اور نہایت مفید کام کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور سب بہنوں کو توفیق دے کہ وہ اپنے فرض کو سمجھیں اور اس طرح خدمت دین میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں"

ہمیں اپنی اس قابل عزت بہن کے جذبہ دینی اور خدمت قومی کی کیفیت معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی۔ بے شک یہ مثال سب احمدی خواتین کے لئے قابل تقلید ہے۔ ہم اپنی اس بہن کی تعریف کے ساتھ اپنے محترم بزرگ جناب صاحبزادہ سیف الرحمان صاحب کے جذبہ دینی کی ستائش بھی ضروری سمجھتے ہیں ہماری بہن کا یہ شوق دینی بہت بڑی حد تک صاحبزادہ موصوف کے حسن تربیت اور احمدیت سے محبت کا نتیجہ ہے۔ اگر کوشش کی جائے تو تمام احمدی گھرانوں کی خواتین اور لڑکیوں میں یہی جذبہ اور شوق پیدا ہو سکتا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ ہماری اس بہن کی ہمت میں برکت دے اور انہیں پیش از پیش خدمات دینی و قومی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

توسیع و تنظیم جماعت کا کام

ایک معزز اور باہمت احمدی خاتون کی ان تنظیمی کوششوں کی کیفیت پڑھ کر ہم مجبور ہوئے ہیں کہ اپنے بزرگوں اور نوجوانوں کی تنظیمی سرگرمیوں کا جائزہ لیں۔ ان کی طرف سے کام بے شک ہو رہا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس میں پوری باقاعدگی قوت اور جوش نہیں۔ اس وقت ہماری جماعت کا وجود اعدا کے نرغے میں گھرا ہوا ہے۔ چاروں طرف سے مخالفتوں کا ہجوم ہے۔ اس اپنے قومی وجود کو قائم رکھنا اور مضبوط کرنا یا دوسرے الفاظ میں جماعت کی تنظیم و توسیع اشد ضروری ہے۔ دوسری کوئی مصروفیت اس اہم کام کی طرف سے غافل ہونے کے لیے وجہ جواز پیدا نہیں کر سکتی۔ توسیع و تنظیم جماعت کی اہمیت اور اس کی عملی تجاویز کے متعلق ہم اپنے قارئین سے بارہا گفتگو کر چکے ہیں ضرورت ہے کہ اس بارہ میں سست رفتاری کو ترک کر کے پوری قوت سے کام شروع کیا جائے۔ توسیع جماعت کے متعلق لٹریچر انجمن مہیا کر سکتی ہے۔

فریضۂ زکوٰۃ

فریضۂ زکوٰۃ اسلام کا ایک نہایت ضروری رکن ہے۔ مسلمانوں کی موجودہ اقتصادی بد حالی زیادہ تر اسی حکم قرآن کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے۔ الحمد للہ اس بارہ میں وابستگان سلسلہ احمدیہ کی حالت اور ان کا عمل باقی مسلمانوں کی نسبت بہتر اور ممتاز ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ حقیقت ہے کہ ہم نے بھی کماحقہٗ اس حکم کی اہمیت کو نہیں جانا۔ فریضۂ زکوٰۃ کے متعلق ان صفحات میں ہر سال لکھا جاتا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی اپنے خطبات میں بارہا اس بارہ میں ضروری امور ارشاد فرما چکے ہیں۔ اسلام نے زکوٰۃ کا بیت المال میں جمع ہو کر وہاں سے دینی و قومی ضروریات پر خرچ ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ انفرادی طور پر زکوٰۃ کا زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ صرف کیا جا سکتا ہے۔ اس پابندی کے بغیر زکوٰۃ کا اصلی مقصد پورا نہیں ہوتا ـــــ ایسے احمدی احباب بھی ہیں جو ہر سال بیت المال میں زکوٰۃ جمع کرانے کی اہمیت کو فراموش کر جاتے ہیں آیندہ کے لئے ایسا نہیں ہونا چاہیئے ـــــ ماہ رجب چند دنوں میں شروع ہونے والا ہے ہندوستان میں یہ مہینہ ادائیگی زکوٰۃ کے لیے مخصوص ہے ہمارے تمام دوستوں بالخصوص جماعتوں کے صدر اور سکرٹری صاحبان اور مبلغین و محصلین انجمن کا فرض ہے کہ وہ فریضۂ زکوٰۃ کے صحیح احکام و مسائل سے وابستگان سلسلہ کو آگاہ کریں۔ اور ان پر بیت المال میں زکوٰۃ جمع کرانے کی اہمیت واضح کر دیں ـــــ انفرادی طور پر جو دوست زکوٰۃ تقسیم کر دیتے ہیں وہ نہ صرف اسلام کے منشا کو پورا نہیں کرتے بلکہ بہت سے غیر مستحقین کو اپنا روپیہ دے ڈالتے ہیں جن کا وجود مسلمان قوم کے لئے فائدہ کی بجائے نقصان کا موجب ہے۔

خواتین سلسلہ سے بھی ہم کہنا چاہتے ہیں کہ مقررہ نصاب کے ساتھ زیور پر بھی زکوٰۃ واجب ہے جو خواتین اپنے زیور یا اور کسی قسم کی ملکیت کی وجہ سے صاحب نصاب ہیں ان پر بھی مردوں کی طرح زکوٰۃ فرض ہے ـــــ اس بات کو انہیں فراموش نہ کرنا چاہیئے۔

اندھی عقیدت کی ٹھوکریں

شیخ عبد الرحمان صاحب مصری اور ان کے رفقا نے جناب خلیفہ قادیاں کے متعلق جو آزاد تحقیقاتی کمیشن کا مطالبہ پیش کیا ہے وہ قادیانی حضرات کے لیے بہت تکلیف دہ ثابت ہو رہا ہے ان کی طرف سے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش ہو رہی ہے کہ خلیفہ ہر قسم کے الزامات اور شکوک سے بالا ہے اس لئے آزاد کمیشن کے معقول مطالبہ کو زبان پر بھی نہ لانا چاہیئے اس معاملہ میں قادیانیوں کی اندھی عقیدت نہایت عبرت ناک ٹھوکریں کھا رہی ہے چونکہ ہم اصولی طور پر اس مطالبہ کو جائز سمجھتے ہیں اس لئے ہم غریبوں پر بھی قادیانی دوستوں کی خاص عنایت ہے۔

"الفضل" مورخہ یکم ستمبر میں کسی صاحب محمد سعید سعدی کا ایک مضمون "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے مصری اور پیغامی پارٹی کے باطل ہونے کے چار قطعی ثبوت" کے طویل عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں دیگر بے معنی باتوں کے علاوہ مضمون نگار نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ انبیا اور اولیا کو اللہ کبھی کسی اولاد کے پیدا ہونے کی بشارت نہیں دیتا سوائے اس صورت کے کہ صالح اولاد مقدر ہو چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی تمام موجودہ اولاد کا مبشر ہونا ثابت شدہ حقیقت ہے اس لئے جناب خلیفہ صاحب پر ہر قسم کے الزامات جھوٹے ہیں اور آزاد تحقیقاتی کمیشن کا مطالبہ محض شرارت اور عداوت محمود پر مبنی ہے۔ مضمون نگار نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کو جس غلط اور شاطرانہ رنگ میں پیش کیا ہے اس کی پردہ دری ایک طویل مضمون کی طالب ہے سردست ہم اس قادیانی دعوے کو حضرت مسیح موعودؑ کے عمل کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ حضرت صاحب کی زندگی میں بھی جناب خلیفہ صاحب کی ذات گرامی پر چند ناگفتہ بہ الزامات لگے تھے۔ اس وقت حضرت صاحب کے حکم سے ایک تحقیقاتی کمیشن بیٹھا اور باقاعدہ تحقیقات ہوئی۔ اگر جناب خلیفہ صاحب کا حضرت صاحب کی مبشر اولاد ہونے کی وجہ سے غیر صالح ہونا ناممکن تھا تو بتایا جائے کہ حضرت صاحب نے کمیشن کیوں مقرر فرمایا اور تحقیقات کیوں ضروری سمجھا۔ کیا ان کا یہ فعل نعوذ باللہ شرارت اور عداوت محمود پر مبنی تھا؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر اب آزاد تحقیقاتی کمیشن کے مطالبہ پر یہ چیخ و پکار آہ و فغاں اور دشنام طرازی کیوں؟ اس کو اندھی عقیدت کی افسوسناک ٹھوکروں کے سوا اور کیا کہا جائے؟

مسلم ہوسٹل

جملہ بزرگان طلبہ و احباب سلسلہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم ستمبر ۱۹۳۷ء سے مسلم ہوسٹل نمبرا جیل روڈ سے نمبر ۳۶ ایمپرس روڈ میں منتقل کر دیا گیا ہے ہوسٹل کی جائے وقوع صحت افزا اور پُر سکون ہے۔ بزرگان سلسلہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے ان بچوں کو جو لاہور کے کالجوں میں تعلیم پاتے ہوں اس قومی ہوسٹل میں داخل کرائیں اور اس طرح سے سلسلہ کی قوت کا موجب بنیں۔

طلبا کی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے امسال بہت وسیع کوٹھی لی گئی ہے۔ جس میں قریباً ۳۰ طلبا کے لئے گنجائش ہے۔ امید کہ احباب سلسلہ انجمن کے اس نیک اقدام کی حوصلہ افزائی فرما کر سلسلہ کی تقویت اور اپنے بچوں کی بہبودی کا موجب بنیں گے۔

(سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل)

جنوبی امریکہ کا ایک خادم اسلام

مکرم شیخ احمد علی صاحب بذریعہ اخبار "حقیقۃ الاسلام" جنوبی امریکہ میں تبلیغ اسلام اور اصلاح مسلمین کا کام نہایت تندہی اور سرگرمی سے کر رہے ہیں تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ آپ کی ان کوششوں کو استحسان کی نظر سے دیکھتا اور ہمدردی رکھتا ہے لیکن بعض طالع گ چاہتے ہیں کہ مسلمان قوم کا اندھیرے میں رہنا ہی ان کی دال روٹی کا

وید کب بنائے گئے؟

ایک ہندو فاضل کا تحقیقی مقالہ

(از جناب آنما نند ایہہ "المسیح" بانی ست دھرم بٹالہ)

مرحوم پنڈت چموپتی جی مہاراج "یاسک یگ" صفحہ ۳۵ پر لکھ گئے ہیں کہ:۔

"ایسے ہی رگوید ۱ - ۹ ۱۷۹ میں ایک ایسی پتنی (بیوی) کی سہواس (اچھا (خواہش وصل) کا ورنن ہے جس کا پتی (خاوند) رشی ہے۔ وہ ستتی (حمد) میں لگا رہتا ہے۔ اس "رودھنہ" یاسک کے شبدوں (الفاظ) میں "سن رودھ پرجنن۔ برہمچاری" کے اس ورت (عہد) کے کارن (باعث) رشی پتری وِلاپ کر رہی ہے۔ ایسا کہتے ہیں"

نیز "یاسک یگ" نامی تصنیف کے ص۱۵ پر مہاشہ چموپتی جی ایم اے اسی منتر کے متعلق لکھ گئے ہیں کہ:۔

"ستتی میں نمگن (محو) رشی کی دھرم پتی (بیوی) اپنے پتی (خاوند) کے برہمچریہ ورت کا پرتی وادِ (مخالفت) کرتی ہے۔ اس کی اچھا (خواہش) سنتان اتپتی (اولاد پیدا) کرنے کی ہے"

پنڈت چموپتی جی مہاراج کی مندرجہ بالا تحریر دن کا خلاصہ یہ ہے کہ اس وید منتر میں کسی ایسی بیوی کی حاملہ کی خواہش کا بیان مذکور ہے جس کا خاوند رشی ہے۔ اور ہر وقت خدا کی حمد و ثنا میں محو رہتا ہے۔ اور اپنی بیوی کی خواہش کو سیر نہیں کرتا۔ برہمچاری کے اس عہد (برہمچریہ) کے باعث وہ بیوی اس لئے رو رو کر فریاد کرتی ہے۔ کہ اس کا برہمچاری خاوند اس کی خواہش کو پورا نہیں کرتا۔

پنڈت جی کی یہ پردہ پوشی ضرب المثل "آریہ سماجی ایمانداری" کا درخشاں ثبوت ہے۔ ورنہ وید منتر میں واضح الفاظ میں

नदस्य मा रुधत: काम आगमत्

ندسیہ مارودھتہ کام آگن لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ مجھے ند نامی برہمچاری کا وصل حاصل ہوا۔ اور مہرشی یاسک اچاریہ جی بھی لکھتے ہیں کہ

नदस्य मा रुधत: काम
आगमत

ندسیہ مارودھتہ کام آگمت

جس کا ترجمہ آریہ سماجی پنڈت راجا رام صاحب بھی یوں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"(ند) ستتی کرنے والے (اندریوں کو) روکنے والے کا کام مجھے پراپت ہوا ہے"

اسی وید منتر کا ترجمہ مہرشی دیانندجی مہاراج یوں لکھتے ہیں کہ:۔

"ادھر سے وا اُتر سے واکہیں سے سب اور (طرف) سے پرسدھ (مشہور) ویریہ روکنے والا دبیکت شبد (مہمل آواز) کرنے والے ورشبھ (سانڈ دیوتا جی مہاراج) آدمی (وغیرہ) کا کام (وصل) مجھ کو پراپت (حاصل) ہوتا (رفقات یعنی) ان کے سدرشن (شکل) کا مدلو (غلبہ شہوت) اتپن (پیدا) ہوتا ہے۔ اور دھیراج سے رہت (خالی) دا (دو پا مدرا) لوپ ہو جانا لگی جانا ہی پرتیت کا چلنہ (نشان ہے) جس کا سوید استری (شوہر) ویریہ دان دھیراج یکت شواسش (سانس) لیتے ہوئے شیَن (رہم استری) آدمی (وغیرہ) وِرتا (حالت) میں نمگن (محو) پرش (مرد) کو نرنتر پراپت ہوتی اور اس سے گمن بھی کرتی ہے"

خلاصہ مطلب سوامی جی کی تحریر کا ہندی دان حضرات سمجھ گئے ہونگے دوبارہ تشریح کی ضرورت نہیں۔

شاید معزز ناظرین سوامی دیانندجی مہاراج کے کئے ہوئے ترجمہ پر یہ اعتراض کریں۔ کہ سوامی جی نے "ند" بمعنی آواز کرنے سے بجائے ند نامی رشی کے مہمل آواز کرنے والا سانڈ کیوں کر دیا ہے اور پھر عورت اور سانڈ کا کیا واسطہ؟

اس "لغو" اعتراض کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر سوامی جی ند لفظ سے "ندو رشربھوتی" بقول نرکت کسی رشی کا نام معنی لیتے تو ان کی کرائی ساری محنت کوئیں میں جا پڑتی۔ اس لئے انھوں نے "ند" لفظ کے لغوی معنی آواز کرنے والا سانڈ ہی مناسب سمجھا ہے۔ کیونکہ نطفہ ڈالنے کے لئے "ورشبھ" (لفظی معنی نطفہ ڈالنے والا سانڈ ہی موزوں ہے۔ جیسا کہ اتھروید میں بھی لکھا ہے کہ

यानि भद्राणि बीजा पृषभा
जनयन्ति च तैस्त्वं पुत्रं
विन्दस्व सा प्रसूर्धेनुका भव

ترجمہ:۔ جن عمدہ نطفوں کو ورشبھ (سانڈ) اپنے جسموں میں پیدا کرتے ہیں، اے اولاد کی خواہشمند عورت! تو ان ویریوں سے بیٹا حاصل کر اور تو گابھن گائے کے مثل بن کر ان سانڈوں کے پاس جا۔

ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ لفظ ورشبھ ویدوں میں سانڈ کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ اور کسی جگہ مردوں کے لئے نہیں آیا۔ خیر یہ تو ہمیں "مہرشی" کی پوزیشن کو صاف کرنا منظور تھا۔

مطلب یہ ہے کہ وید منتر۔ ویدوں کے سبھی مترجم۔ مہرشی یاسک اچاریہ۔ سوامی دیانندجی۔ پنڈت راجارام صاحب وغیرہ وغیرہ سبھی لوگ تو ند نامی برہمچاری رشی یا کسی شخص کا نو یا مدرا نامی عورت کے ساتھ جو اسی سوکت اور وید منتر کی رشیکا (مصنفہ) بھی ہے وصل بالجبر کا بیان اس وید منتر میں پایا جانا قبول کرتے ہیں۔ اور مہرشی دیانندجی بھی کسی عورت کا چاروں اطراف میں مشہور کسی سانڈ دیوتا کے ساتھ وصل کرنا تسلیم کرتے ہیں لیکن ہمارے مرحوم پنڈت چموپتی جی مہاراج عورت کے رونے کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ اس کا خاوند برہمچریہ کا عہد کئے ہوئے تھا۔ اس لئے اس کی خواہش کو سیر نہیں کرتا تھا۔ خوب

کوئی مرحوم مہاشہ جی سے پوچھنے والا ہوتا۔ کہ جب رشی نے بقول آپ کے برہمچاری ہی رہنے کا عہد کر رکھا تھا۔ تو بیوی کو بیاہا ہی کس لئے تھا؟ کیا برہمنوں کو دان کرنے کے لئے؟ کیونکہ ویدوں میں برہمنوں کو بیویاں دان کر دینے سے سیدھا سورگ کا پاسپورٹ مل جاتا ہے۔ اور ایسے دانوں (عطیوں) کی ویدوں میں بڑی ستائش لکھی ہے شاید ہمارے آریہ سماجی بھائی ہمارے اس دعویٰ کو بھی ویدوں پر "بہتان" قرار دیں۔ اس لئے ویدک تواریخ اور برہمنوں کو بیویاں دان کرنے کا جو بڑا اہتمام ویدوں میں لکھا ہے۔ اس کا ثبوت ہمارے ذمہ ہے جو یہ ہے کہ:۔

رگوید منڈل ۸ سوکت ۱۹ منتر ۳۶ و ۳۷ میں جس کا رشی (مصنف) سوبھری کنو نامی براہمن اور جس کا دیوتا یعنی نفس مضمون راجہ ترسدسیو کی سخاوت کی ستتی یعنی ستائش وید میں لکھی ہے کہ:۔

अदान्मे पौरुकुत्स्य: पञ्चाशतं
त्रसदस्युर्वधूनाम् सुवास्त्वा
अधि तुग्वनि

وید منتر بالفاظ اردو ادان مے پوروکتیہ پنچاشتم ترسدسیو ردھونام × × × سواستوا ادھی تگونی × × ×

ترجمہ۔ مجھ دسو بھری رشی کو پروکتس کے بیٹے مہاراجہ ترسدسیو نے سواستو ندی کے تیرتھ پر پچاس بیویاں دان (خیرات) کیں وغیرہ

اسی منتر کے متعلق مہرشی یاسک اچاریہ جی مصنف ویدانگ نرکت ۴ - ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ:۔

इदं च मेऽदादिदं च मेऽदादित्यृषि:
प्रसंख्याय सुवास्तुर्नदी तुग्व
तीर्थं भवति तूर्णमेतद् यायान्तं

ترجمہ۔ مجھے یہ دیا۔ مجھے یہ دیا یوں رشی (سوبھری) گن گن کر بتلاتا ہے۔ سواستو ندی کے تیرتھ پر سواستو ایک دریا ہے۔ تگو تیرتھ کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہاں یاتری آتے ہیں۔

شری سائن آچاریہ جی بھی اس منتر کے ترجمہ میں لکھتا ہے کہ

इदमादि केन प्रगायेन त्रसदस्यो
दानमृषि प्रशंसति पौरुकुत्स्य
पत्रसदस्यु में मह्यं वधूनाम्
पञ्चाशतं दत्तवान् ....
अधि तुग्वनि ......

ترجمہ

"اوم" لفظ سے شروع ہونے والی اس کہانی سے رشی راجہ ترسدسیو کے دان کی تعریف کرتا ہے۔ کہ پروکتس راجہ کے بیٹے ترسدسیو نے مجھے پچاس بیویاں خیرات کیں کہاں؟ تیرتھ پر۔ سواستو نام والی ایک ندی ہے۔ اور تگو تیرتھ کہلاتا ہے۔

پروفیسر ایچ۔ ایچ۔ ولسن صاحب ایم اے بھی ان وید منتروں کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں:۔

"Trasadasyu the son of Purukutsa has given me five hundred brides ××× upon the banks of Suvastu ....."

آریہ سماجی پروفیسر وید گوروکل کانگڑی شری پنڈت چندرمنی جی پالی رتن ویاکرن آچاریہ اپنے ترجمہ نرکت صفحہ ۲۶۴ پر اسی منتر کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں

" انیک پرکار شستر استروں کو دھارن کرنے والے پرجا سے پوجیت شرشیٹھ سجنوں سے کر رکھنک اور دسیوؤں کا

ہندوستان

—— گوجرانوالہ ۳۰ اگست۔ کل صبح چھ بجے سیشن جج گوجرانوالہ کی عدالت میں میاں فخرالدین صاحب ملتانی مرحوم مغفور کے قاتل مسمی عبدالعزیز قلعی گر کے مقدمہ کی آخری سماعت ہوئی اور وکلا صفائی نے بحث کی اور آج سیشن جج نے فیصلہ سناتے ہوئے ملزم کے لئے پھانسی کی سزا تجویز کی۔

—— قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ مسمی عبدالعزیز نے ۷ اگست کو میاں فخرالدین صاحب مرحوم پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ ۱۳ اگست کو سول ہسپتال گوجرانوالہ میں مرحوم کا انتقال ہوگیا۔ قاتل جناب خلیفہ قادیان کا ایک نہایت مخلص مرید ہے۔

—— ایبٹ آباد ۱۰ اگست۔ سرحدی اسمبلی کے اجلاس میزانیہ کے سلسلہ میں گورنر کی دعوت پر ڈاکٹر خان صاحب لیڈر کانگرس پارٹی نے آج گورنر سے ملاقات کی۔ گفت و شنید کو صیغہ راز میں رکھا گیا ہے سیاسی حلقے اس ملاقات کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں۔ صوبہ سرحد میں اب کانگرسی وزارت کے قیام کے کچھ امکانات پیدا ہوگئے ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور راجندر بابو سیاسی غرض سے پشاور گئے ہیں۔

—— جموں ۱۰ اگست۔ یہاں ہندوؤں کی ایجی ٹیشن ختم ہوگئی ہے۔ گرفتار شدہ ہندو معافی مانگ کر رہا ہو رہے ہیں۔ یہ بھی افواہ ہے کہ ہندوؤں کا حکومت سے سمجھوتہ ہوگیا ہے تفصیلات صیغہ راز میں ہیں۔

—— شیخوپورہ ۳۰ اگست آخر سکھوں کی شرانگیزیاں رنگ لائیں۔ جنڈیالہ شیر خاں میں سکھوں اور مسلمانوں میں فساد ہوگیا۔ وہاں سکھوں نے ایک زبردست جتھہ کا دیوان منعقد کیا تھا۔ تین مسلمان اور تین سکھ ہلاک ہوگئے۔ بعد کی خبر ہے کہ دو اور مسلمانوں کی لاشیں کھیتوں میں ملیں۔

—— شملہ ۳۰ اگست۔ انڈیمان کے اکثر سیاسی قیدیوں نے بھوک ہڑتال ترک کر دی ہے انہوں نے گاندھی جی کے نام ایک تار بھی بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ ہم تو ہم پر واضح کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو افراد پہلے تشدد کے حامی تھے اب نہیں رہے کیونکہ انہیں یقین ہوگیا ہے کہ تشدد سیاسی ہتھیار کی حیثیت سے بجائے فائدے کے نقصان کا حامل ہوتا ہے۔

—— گاندھی جی کو امید ہے کہ اب حکومت ان تمام قیدیوں کو غیر مشروط طور پر رہا کر دے گی۔

—— سرینگر یکم ستمبر۔ حکومت کشمیر کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ تمام گرفتار شدہ ہندو عورتوں کو معافی مانگنے پر رہا کر دیا گیا ہے۔ آج جموں میں ہندو دکانداروں کی ہڑتال کا دوسرا ہفتہ شروع ہوگیا ہے اگر انہوں نے ہڑتال ختم نہ کی تو حکام شہر کے مختلف مراکز میں اشیائے خورد و نوش کے سٹورز کھولنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔

—— ایبٹ آباد یکم ستمبر آج سرحد اسمبلی نے کانگرس پارٹی کے لیڈر ڈاکٹر خان صاحب کو وزارت کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دے دی۔ اور اس کے لئے سہ پہر کا وقت مقرر کیا۔

—— اس کے بعد وزیر مالیات کو میزانیہ پیش کرنے کے لئے کہا گیا۔ ڈاکٹر خان نے اعتراض کیا کہ ایسی صورت میں جبکہ وزارت کو اکثریت کا اعتماد حاصل نہیں۔ میزانیہ پیش کرنا ایوان کا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ ملک خدابخش سپیکر نے اس اعتراض کو مسترد کر دیا اس پر ڈاکٹر خان اپنے ۲۶ حامیوں کے ہمراہ واک آؤٹ کر گئے۔

—— لاہور یکم ستمبر۔ ریاست منڈی میں زبردست بارش ہوئی ہے منڈی کلو کی سڑک زیر آب ہوگئی ہے۔

ممالک خارجہ

—— بغداد ۳۰ اگست۔ عراق کی پارلیمنٹ توڑ دی گئی ہے۔ جلد ہی عام انتخابات ہونے والے ہیں۔

—— برلن ۳۰ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ ماہ ستمبر کے اواخر میں میسولینی جرمنی کے ڈکٹیٹر ہر ہٹلر سے ملاقات کے لئے برلن جائینگے برلن میں میسولینی کے خیر مقدم کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— چین و جاپان کی جنگ بدستور زور شور سے جاری ہے تاحال کوئی واضح اور فیصلہ کن خبر موصول نہیں ہوئی چینی نہایت جانبازی سے جاپانیوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ وزیر اعظم جاپان نے اعلان کیا ہے کہ جنگ اس وقت تک جاری رکھی جائے گی جب تک چین مقابلہ سے عاجز نہ آ جائے۔

—— لندن ۳۰ اگست۔ شنگھائی کے قریب و جوار میں چینی اور جاپانی جنگ نے شدید صورت اختیار کر لی ہے چینی جان توڑ مقابلہ کر رہے ہیں۔ جاپانی افسروں کو چینی کی بہادری اور جانبازی کا اعتراف کرنا پڑا ہے اور انہیں ایسی شدید مزاحمت کی ہرگز توقع نہ تھی۔

—— تازہ ترین اخبارات میں اس قسم کی خبریں شائع ہوئی ہیں کہ حکومت جرمنی اور حکومت اطالیہ کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہوگیا ہے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ جرمنی میں برطانیہ کے مقابلہ میں اطالوی سیاست کو زبردست کامیابی ہوئی ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ حبشہ میں تاحال امن قائم نہیں ہوا اطالوی آبادکار سخت دل برداشتہ ہو رہے ہیں حبشی وطن پرستوں کی سرگرمیاں بدستور جاری ہیں۔ میسولینی نے جلاوطن شاہ حبشہ سے درخواست کی ہے کہ وہ اطالوی سیادت کے ماتحت حبشہ پر آ کر حکومت کریں لیکن شاہ موصوف نے اس پیش کش ٹھکرا دیا ہے۔

—— جنیوا ۱۳ اگست۔ حکومت چین نے مجلس اقوام کو ایک نوٹ ارسال کیا ہے جس میں ۷ جولائی سے آج تک کے تمام واقعات درج کئے ہیں۔

—— جنیوا ۱۳ اگست۔ آج صبح چھ جاپانی طیاروں نے کینٹن پر حملہ کر دیا۔ طیارہ شکن توپوں سے ان پر گولہ باری کی گئی شہر خوف و ہراس سے سخت مرعوب تھا۔ چینی طیاروں نے جاپانی طیاروں کا بڑی شجاعت سے تعاقب کیا اور ایک جہاز کو گرا لیا۔

—— برطانی سفیر جو شنگھائی کے قریب جاپانی طیارے کی گولہ باری سے شدید مجروح ہوگیا تھا رو بصحت ہے۔ حکومت برطانیہ نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت جاپان معافی مانگے اور آئندہ کے لئے اس قسم کے حادثات کے قطعی سدباب کا وعدہ کرے۔

—— جاپانی حکام کا بیان ہے کہ چینیوں نے جاپانی کشتی پر جس پر نشان قائم تھا آتش باری کی جس سے تین نرسیں مجروح ہوئیں۔

—— شنگھائی ۳۰ اگست۔ چینیوں نے ایک امریکن جہاز پر طیاروں سے گولہ باری کی وہ ڈوب گیا۔ حکومت امریکہ نے اس کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے چینیوں کا بیان ہے کہ انہوں نے غلطی سے اس جہاز پر گولہ باری کی کیونکہ وہ جاپانی بندرگاہ کے بالکل قریب ٹھہرا ہوا تھا نیز وعدہ کیا ہے کہ وہ حکومت امریکہ کو اس نقصان کا معاوضہ ادا کر دیں گے۔

—— یروشلم ۳۱ اگست۔ آج فلسطین میں پھر فساد ہوگیا جس میں تین اشخاص ہلاک اور دو شدید زخمی ہوئے۔ دو یہودی عربوں کی گولی کا نشانہ بن گئے۔ ایک عرب کو یہودیوں نے شہید کر ڈالا۔ دو عرب کل شام زخمی ہوئے تھے۔

—— ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ تل ابیب کے نواح میں یہود نے مورچوں میں بیٹھ کر عربوں پر گولیاں چلائیں جن کے نتیجہ سے ہنوز کوئی اطلاع نہیں ملی۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجمن قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکی چیونداس ولد چیونداس ذات دستی سکنہ ٹھٹھیاں تحصیل ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۷/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکی سماۃ بھاگن زوجہ راجہ ذات چیہ سکنہ بھوانہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۷/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قواعد انجمن قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکی خان احمد ولد بہاب ذات ددانہ سیال سکنہ سمندروارنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۹/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷/۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجمن قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکی راجہ ولد رانا ذات وجھلانہ سکنہ وجھلانہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۰/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۶/۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(بقیہ صفحہ ۲)

مرزا صاحب مجدد اللہ مامور و مجدد ہوں۔ اور آپ کی وفات کے بعد بیشتر حصہ قوم کا بگڑ جائے۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عظمت و بزرگی اور آپکی اعلیٰ درجہ کی قوت قدسی و پاک تعلیم میں کوئی شک و شبہ ہے؟ پھر بعد ایک عرصہ تعلیم پانے کے اور باوجود اعلیٰ درجہ کے معجزات مشاہدہ کرنے کے قوم اعتقاداً و عملاً کس قدر کمزور ثابت ہوئی۔ حالانکہ حضرت موسیٰ ابھی زندہ موجود ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال

اب قوم کی دوسری حالت ملاحظہ کیجئے یعنی اس وقت جب حضرت عیسیٰ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ آپکا مشن بھی نہایت بلند اور نصب العین اعلیٰ اور پاک ہے۔ آپ کا مقصد بھی قوم کو اٹھانا اور ترقی کی شاہراہ پر پہنچانا ہے۔ لیکن قوم کہاں تک آپ کا ساتھ دیتی ہے اول تو قوم میں سے ایمان لانے والے ہی خال خال نکلتے ہیں۔ لیکن جو تعلیم و تربیت پاتے ہیں۔ امتحان کے وقت وہ کونسا بلند پایہ نمونہ استقامت و وفا کا دکھلاتے ہیں؟ بارہ منتخب حواریوں میں سے سب سے بڑے یعنی پطرس کا یہ حال ہے۔ کہ جان کے خوف کے باعث حضرت عیسیٰ کا شاگرد ہونے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور یہودا اسکریوطی کی انتہائی دنیا پرستی بے وفائی اور بد عہدی تو ضرب المثل ہو چکی ہے۔ نتیجہ قوم کی اس کمزوری و بزدلی کا کیا ہوا۔ وہ نصب العین جس کو آپ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ وہ ایک وقت کے لئے معرض التوا میں پڑ گیا۔ لیکن ہمارے سامنے سوال یہ ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ کے ساتھیوں کی کمزوری آپ کے نعوذ باللہ بطلان پر کوئی دلیل ہے؟ یا کیا حضرت عیسیٰ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ عظیم الشان نبی ہونے پر ایمان لانیوالا انسان واقعات سے آنکھیں بند کر لیگا۔ اور یہ مانتا چلا جائے گا۔ کہ آپ کے قریب ترین ساتھیوں نے دنیا پرستی نامردی اور بزدلی نہیں دکھلائی؟

تکمیل مقاصد

انبیاء یا ماموروں کی صداقت خدا تعالےٰ آخرکار آشکارا کرتا ہے۔ اور انکی کامیابی انجام کار آ کر رہتی ہے۔ مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوا کرتا۔ کہ انسان اپنی آنکھیں بند کر کے واقعات و مشاہدات کا انکار کرے اور یہ تسلیم کرتا چلا جائے۔ کہ ان لوگوں سے تعلق رکھنے والے اصحاب ہر کمزوری سے مبرا ہو جاتے ہیں۔ رشد و ہدایت۔ تقویٰ اور راستبازی کا جو بیج خدا کی طرف سے مامور آ کر بوتے ہیں۔ وہ آخرکار پھل لاتا ہے۔ خواہ درمیانی عرصہ میں کسی قسم کی مشکلات پیش کیوں نہ آئیں۔ خواہ مخالفوں اور موافقوں کی گمراہیاں کسقدر بیچ میں حائل کیوں نہ ہوں۔ اسی مضمون کی طرف یہ آیہ کریمہ اشارہ کر رہی ہے

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطن ثم یحکم اللہ اٰیتہ واللہ علیم حکیم۔ لیجعل ما یلقی الشیطان فتنۃ للذین فی قلوبھم مرض والقاسیۃ قلوبھم۔

جب کبھی خدا تعالیٰ کا منشا کسی مامور یا نبی کے ذریعے اعلیٰ نصب العین کے قائم کرنے کا ہوا۔ تب ہی شیطان نے رکاوٹیں کھڑا کرنے کی کوشش کی۔ پس انجام کار خدا شیطانی منصوبوں کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔ اور اپنے نصب العین کو قائم کر کے چھوڑتا ہے یہ شیطانی رکاوٹیں کہاں اپنا کام کرتی ہیں۔ ان قلوب میں جو کمزور ہوں یا وہاں جس جگہ کوئی بات خیر و خوبی کی باقی نہ رہی ہو۔ اس آیہ شریفہ میں دو قسم کی رکاوٹوں کا ذکر موجود ہے۔ یعنی ایک وہ مشکلات جو بوجہ دل کی کمزوری کے پیدا ہوتی ہیں۔ جو ایک قسم کا نفاق ہوتا ہے اور دوسری وہ مشکلات جو دل کی شقاوت یعنی مخالفت سے کھڑی ہو جاتی ہیں۔ گویا کہ ایک وہ ہیں جو کمزور دل پیروؤں سے عمل میں آتی ہیں۔ اور دوسری وہ جو سنگدل مخالف پیدا کرتے ہیں

پیروؤں کی مخالفتوں کا تذکرہ پہلے لا کر بتلا دیا کہ نبی یا مامور کے مقاصد میں بڑی روک مخالف نہیں ہوا کرتے بلکہ اپنوں کی کمزوری اس کا باعث ہوا کرتی ہے۔ اسی مضمون کو ذرا تفصیل کے ساتھ قرآن کے آخر میں دو صورتوں میں بیان کیا ہے۔ یعنی معوذتان میں جہاں سورۃ الفلق میں بیرونی مخالفتوں اور مشکلات کا ذکر ہے اور سورہ الناس میں اندرونی کمزوریوں اور وسوسوں کا ذکر ہے

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ وار

انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور

ماہ جون ۱۹۳۷ء

نام صیغہ	آمد روپیہ	آمد آنہ	آمد پائی	خرچ روپیہ	خرچ آنہ	خرچ پائی
اغراض عام و تبلیغ	۳۹۰۳	۱۴	۲	۹۳۷۱	۹	۱۱
سپین مسلم مشن	۲	۹	۰	۰	۰	۰
تصنیف و تالیف	۱۰۷۳	۱۴	۹	۷۷۶	۱۴	۲
اراضی اسلام آباد	۴۸۴۸	۳	۲	۳۶۳	۰	۳
امانت	۱۳۳۶	۵	۹	۷۱۳	۹	۹
وصایا یا مستقل فنڈ	۳	۰	۰	۰	۰	۰
پراویڈنٹ فنڈ دفاتر	۵۷	۱۳	۰	۸۳	۳	۲
" " سکولز	۱۸۹	۲	۰	۰	۰	۰
ریزرو فنڈ	۲۷۹	۳	۰	۵ واپسی رقوم	۰	۰
مسلم ہائی سکول لاہور	۲۰۱۴	۱۲	۰	۱۸۷۲	۲	۲
مسلم ہائی سکول دہلی	۴۲۵	۷	۰	۳۵	۵	۳
میزان	۱۴۱۳۸	۸	۳	۱۳۲۲۱	۱	۸

ماہ جولائی ۱۹۳۷ء

نام صیغہ	آمد روپیہ	آمد آنہ	آمد پائی	خرچ روپیہ	خرچ آنہ	خرچ پائی
اغراض عام	۳۱۰۷	۴	۰	۶۳۲۸	۶	۰
سپین مسلم مشن	۹۹	۱۰	۰	۰	۰	۰
تصنیف و تالیف	۱۱۴۸	۵	۳	۱۴۰۲	۲	۳
اراضی اسلام آباد	۳۳۳۴	۵	۳	۶۴۱۱	۷	۰
امانت	۱۷۰۳	۱۲	۰	۱۱۸۴	۱	۳
پراویڈنٹ فنڈ دفاتر	۱۴۰۰	۸	۰	۴۷	۱۱	۲
" " سکولز	۳۸۰	۰	۰	۱۹۲	۰	۰
ریزرو فنڈ	۶۷۵	۸	۹	۲۰۰۰ بشکل آنہ فنڈ بموجب فیصلہ انجمن	۰	۰
مسلم ہائی سکول لاہور	۲۹۸۵	۴	۰	۲۰۸۹	۵	۹
مسلم ہائی سکول دہلی	۲۱۷۴	۴	۵	۱۹۱۹	۹	۲
مستقل فنڈ	۴۳	۸	۰	۰	۰	۰
قرضہ بیرونی	۵۰۰	۰	۰	۰	۰	۰
میزان کل	۱۵۳۸۵	۵	۸	۲۱۵۷۴	۱۱	۳

نوٹ: خرچ دونوں مہینوں کا اصل خرچ نہیں بلکہ جو ادائیگی ہوئی ہے وہ درج ہے

عبدالحق
اسسٹنٹ محاسب

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ سنگت ولد شامل ذات جٹ سکنہ کھرل تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۷/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷/۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ اقواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ سنگت دلی ولد دلو ذات علی سکنہ ریشم تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۷/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲۰/۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قواعد ۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ سنگت شاہو ولد محمد ذات جٹ سکنہ سلارہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۷/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸/۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ سنگت جو دھا ولد ابراہیم ذات چوگھو سکنہ احمد پور سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۹/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۷/۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

مرزا صاحب منجانب اللہ مامور و مجدد ہوں۔ اور آپ کی وفات کے بعد بیشتر حصہ قوم کا بگڑ جاوے۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عظمت و بزرگی اور آپکی اعلےٰ درجہ کی قوت قدسی و پاک تعلیم میں کوئی شک و شبہ ہے؟ پھر بعد ایک عرصہ تعلیم پانے کے اور بعد اعلےٰ درجہ کے معجزات مشاہدہ کرنے کے قوم اعتقاداً و عملاً کس قدر کمزور ثابت ہوئی حالانکہ حضرت موسیٰ ابھی زندہ موجود ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال

اب قوم کی دوسری حالت ملاحظہ کیجئے یعنی اس وقت جب حضرت عیسیٰ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ آپکا مشن بھی نہایت بلند اور نصب العین اعلےٰ اور پاک ہے۔ آپ کا مقصد بھی قوم کو اٹھانا اور ترقی کی شاہراہ پر پہنچانا ہے۔ لیکن قوم کہاں تک آپ کا ساتھ دیتی ہے اول تو قوم میں سے ایمان لانے والے ہی خال خال نکلتے ہیں۔ لیکن جو تعلیم و تربیت پاتے ہیں۔ امتحان کے وقت وہ کونسا بلند پایہ نمونہ استقامت و وفا کا دکھلاتے ہیں؟ بارہ منتخب حواریوں میں سے سب سے بڑے یعنی پطرس کا یہ حال ہے۔ کہ جان کے خوف کے باعث حضرت عیسیٰ کا شاگرد ہونے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور یہودا اسکریوطی کی انتہائی دنیا پرستی بے وفائی اور بدعہدی تو ضرب المثل ہو چکی ہے۔ نتیجہ قوم کی اس کمزوری و بزدلی کا کیا ہوا۔ وہ نصب العین جس کو آپ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ وہ ایک وقت کے لئے معرض التواء میں پڑ گیا لیکن ہمارے سامنے سوال یہ ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ کے ساتھیوں کی کمزوری آپ کے نعوذ باللہ بطلان پر کوئی دلیل ہے؟ یا کیا حضرت عیسیٰ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ عظیم الشان نبی ہونے پر ایمان لانیوالا انسان واقعات سے آنکھیں بند کریگا۔ اور یہ مانتا چلا جائے گا۔ کہ آپ کے قریب ترین ساتھیوں نے دنیا پرستی نامردی اور بزدلی نہیں دکھلائی؟

تکمیل مقاصد

انبیاء یا ماموروں کی صداقت خدا تعالےٰ آخر کار آشکارا کرتا ہے۔ اور انکی کامیابی انجام کار آکر رہتی ہے۔ مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوا کرتا۔ کہ انسان اپنی آنکھیں بند کر کے واقعات و مشاہدات کا انکار کرے اور یہ تسلیم کرتا چلا جائے۔ کہ ان لوگوں سے تعلیمیافتہ اصحاب ہر کمزوری سے مبرا ہو جاتے ہیں۔ رشد و ہدایت۔ تقوےٰ اور راستبازی کا جو بیج خدا کی طرف سے مامور آ کر بوتے ہیں۔ وہ آخر کار پھل لاتا ہے۔ خواہ درمیانی عرصہ میں کسی قسم کی مشکلات پیش کیوں نہ آئیں۔ خواہ مخالفوں اور موافقوں کی گمراہیاں کسقدر بیچ میں حائل کیوں نہ ہوں۔ اسی مضمون کی طرف یہ آیہ کریمہ اشارہ کر رہی ہے

وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته فينسخ الله ما يلقي الشيطن ثم يحكم الله اٰيته والله عليم حكيم ليجعل ما يلقي الشيطان فتنة للذين في قلوبهم مرض والقاسية قلوبهم۔

جب کبھی خدا تعالیٰ کا منشا کسی مامور ربانی کے ذریعے اعلےٰ نصب العین کے قائم کرنے کا ہوا۔ تب ہی شیطان نے رکاوٹیں کھڑا کرنے کی کوشش کی۔ پس انجام کار خدا شیطانی منصوبوں کو ملیا میٹ کر دیتا ہے۔ اور اپنے نصب العین کو قائم کر کے چھوڑتا ہے یہ شیطانی رکاوٹیں کہاں اپنا کام کرتی ہیں۔ ان قلوب میں جو کمزور ہوں یا وہاں جس جگہ کوئی بات خیر و خوبی کی باقی نہ رہی ہو۔ اس آیہ شریفہ میں دو قسم کی رکاوٹوں کا ذکر موجود ہے۔ یعنی ایک وہ مشکلات جو بوجہ دل کی کمزوری کے پیدا ہوتی ہیں۔ جو ایک قسم کا نفاق ہوتا ہے اور دوسری وہ مشکلات جو دل کی شقاوت یعنی مخالفت سے پکڑی ہو

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ وار

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ماہ جون ۱۹۳۷ء

نام صیغہ	آمد: پائی	آنہ	روپیہ	خرچ: پائی	آنہ	روپیہ
اغراض عام تبلیغ	۲	۱۴	۳۹۰۲	۱۱	۹	۹۳۷۱
برلن مسلم مشن	۰	۹	۲	۰	۰	۰
تصنیف و تالیف	۹	۱۴	۱۰۷۳	۲	۱۴	۷۷۶
اراضی اسلام آباد	۲	۳	۴۸۴۸	۳	-	۳۶۳
امانت	۹	۵	۱۳۳۲	۹	۹	۷۱۳
وصایا مستقل فنڈ	۰	۰	۳	۰	۰	۰
پراویڈنٹ فنڈ دفاتر	۰	۱۳	۵۷	۲	۳	۸۳
" " سکولز	۰	۲	۱۸۹	۰	۰	۰
ریزرو فنڈ	۰	۳	۲۷۹	۰		۵ واپسی رقوم
مسلم ہائی سکول لاہور	۰	۱۲	۲۰۱۴	۲	۲	۱۸۷۲
مسلم ہائی سکول بدوملہی	۰	۷	۴۲۵	۳	۵	۳۵
میزان	۳	۸	۱۴۱۳۸	۸	۱	۱۳۲۲۱

ماہ جولائی ۱۹۳۷ء

نام صیغہ	آمد: پائی	آنہ	روپیہ	خرچ: پائی	آنہ	روپیہ
اغراض عام	۰	۴	۳۱۰۷	۰	۶	۶۳۲۸
برلن مسلم مشن	۰	۱۰	۹۹	۰	۰	۰
تصنیف و تالیف	۳	۵	۱۱۴۸	۳	۲	۱۴۰۲
اراضی اسلام آباد	۳	۵	۳۳۴۰	۰	۷	۶۴۱۱
امانت	۰	۱۲	۱۷۰۳	۳	۱	۱۱۸۴
پراویڈنٹ فنڈ دفاتر	۰	۸	۱۴۰۰	۲	۱۱	۴۷
" " سکولز	۰	۰	۳۸۰	۰	۰	۱۹۲
ریزرو فنڈ	۹	۸	۶۷۵	۰	۰	۲۰۰۰ پیشگی از فنڈ بموجب فیصلہ انجمن
مسلم ہائی سکول لاہور	۰	۴	۲۹۸۵	۹	۵	۲۰۸۹
مسلم ہائی سکول بدوملہی	۵	۴	۲۱۷۴	۲	۹	۱۹۱۹
مستقل فنڈ	۰	۸	۴۳	۰	۰	۰
قرضہ بیرونی	۰	۰	۵۰۰	۰	۰	-
میزان کل	۸	۵	۱۵۳۸۵	۳	۱۱	۲۱۵۷۴

نوٹ:- خرچ دونوں مہینوں کا اصل خرچ نہیں بلکہ جو ادائیگی ہوئی ہے وہ درج ہے

عبد الحق
اسسٹنٹ محاسب

ہوئی جاتی ہیں گویا کہ ایک وہ ہیں جو کمزوروں پیرووں سے عمل میں آتی ہیں۔ اور دوسری وہ جو سنگدل مخالف پیدا کرتے ہیں

پیرووں کی مخالفتوں کا تذکرہ پہلے لاکر بتلا دیا کہ نبی یا مامور کے مقاصد میں بڑی روک مخالف نہیں ہوا کرتے بلکہ اپنوں کی کمزوری اس کا باعث ہوا کرتی ہے۔ اسی مضمون کو ذرا تفصیل کے ساتھ قرآن کے آخر میں دو صورتوں میں بیان کیا ہے۔ یعنی معوذتان میں جہاں سورۃ الفلق میں بیرونی مخالفتوں اور مشکلات کا ذکر ہے اور سورہ الناس میں اندرونی کمزوریوں اور وسوسوں کا ذکر ہے

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ۔ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمٰی تاجہ ولد شامول ذات چدھڑ سکنہ کھرل تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۷/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ۔ ۱ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمٰی علی ولد ولو ذات عالی سکنہ برسہ شیخ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۶/۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ مقروضین ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قواعد۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمٰی شاہو ولد محمد ذات چدھڑ سکنہ سلارہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸/۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ۔ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمٰی جودھا ولد ابراہیم ذات چوگھو سکنہ احمد پور سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۹/۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۷/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ: پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یٰاہل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سوآء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

لوائے ما پناہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۴۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ لاہور - یوم چہار شنبہ مطبوعہ یکم رجب المرجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۷ء نمبر ۵۶

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآن کریم کی تعلیم ہر پہلو سے حکیمانہ ہے

اب اس قرآنی تعلیم پر غور کرو کہ نہ توریت کی طرح محض انتقام پر ہی زور دیتی ہے۔ اور نہ انجیل کی طرح ایسے عفو پر جو بسا اوقات خطرناک نتائج کا موجب ہو سکتا ہے بلکہ قرآن شریف کی تعلیم حکیمانہ نظام اپنے اندر رکھتی ہے۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسے مثلاً ہمارا ایک خدمتگار ہے جو بڑا نیک اور شریف چلن رکھتا ہے کبھی اس نے خیانت نہیں کی اور نہ کبھی نقصان کیا۔ اگر کسی دن وہ ہمیں چائے پلانے کیلئے آئے اور اتفاقیہ اس کے ہاتھ سے پیالیاں گر کر ٹوٹ جائیں تو اس وقت مقتضائے وقت کیا ہوگا؟ کیا یہ کہ اسکو سزا دیں یا معاف کر دیں؟ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ایسے شریف خدمتگار کو معاف کر دینا ہی اسکے واسطے کافی سزا ہوگی لیکن برخلاف اسکے ایک شریر خدمتگار ہے۔ جو ہر روز کوئی نہ کوئی نقصان کر چھوڑتا ہے۔ ایسی صورت میں اسے معاف کر دینا اسے اور بھی دلیر کرنا ہے اسلئے اسکو سزا دینی ضروری ہوگی لیکن انجیل کی یہ تعلیم نہیں اگر اسکی تعلیم پر عمل کیا جائے۔ تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ اگر انگریزی گورنمنٹ سے کوئی سلطنت ہندوستان مانگے تو وہ انگلستان بھی اسکے حوالے کر دے۔ کیا عملاً انجیل کی تعلیم مانی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں گورنمنٹ کے سیاست مدن کے اصولوں پر مختلف محکموں کا قیام۔ عدالتوں کا اجرا اور دشمن سے حفاظت کیلئے افواج کا رکھنا وغیرہ جتنے امور ہیں وہ سب انجیل کی تعلیم کیخلاف ہیں اسلئے کہ انجیل کی تعلیم کے موافق کوئی انتظام ہو سکتا ہی نہیں غرض قرآن شریف کی تعلیم جس پہلو اور جس معاملہ میں دیکھو اپنے اندر حکیمانہ پہلو رکھتی ہے افراط تفریط سے بالکل پاک ہے اور نقطہ وسط پر قائم ہے اور اسی لئے اس امت کا نام امت وسطاً رکھا گیا ہے۔ (۷ نومبر ۱۹۰۵ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب خلیفہ قادیان کے فدائی کی قاتلانہ دھمکی کے متعلق بیرونی جماعتوں کی قرار دادیں اور احباب کے خطوط موصول ہو رہے ہیں قرار دادیں تو حسب گنجائش درج کر دی جائیں گی لیکن عدم گنجائش کی وجہ سے خطوط کی اشاعت مشکل معلوم ہوتی ہے۔

— جناب بابو نظام الدین صاحب ٹیلی گرافسٹ ڈوڈہ (ریاست جموں) چند تکالیف و مشکلات میں مبتلا ہیں۔

— مولوی اللہ بخش صاحب کارکن دفتر محاسب بعض مشکلات کی وجہ سے پریشان ہیں۔

— انجمن کے ایک اور معزز و قدیم کارکن بھی چند تکالیف میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے درد دل سے دعا کی جائے

— وزیر آباد سے جناب شیخ غلام نادر و نیاز احمد صاحبان اطلاع دیتے ہیں کہ جناب شیخ مولا بخش صاحب کی صاحبزادی عزیزہ سکینہ بی بی صاحبہ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۲۸ اگست کو فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اس صدمہ میں ہم شیخ صاحبان اور دیگر تمام افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

— پیش نظر اشاعت میں زکوٰۃ کی فرضیت و اہمیت اور اس کے مسائل کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک مفصل مضمون درج کیا جا رہا ہے احباب اسے بغور مطالعہ فرمائیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر اکابر جماعت کو جناب خلیفہ قادیان کے فدائی کی قاتلانہ دھمکی

کے خلاف مختلف جماعتوں کی قراردادیں

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن امرتسر کی قرارداد

مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۷ء کو بعد نماز جمعہ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن امرتسر کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت میاں عطاء اللہ صاحب مالک "مقبول ظلورڈ" بیل بلز امرتسر منعقد ہوا جس میں مولینا احمد یار صاحب ایم اے و دیگر احباب نے تقریریں کیں۔ مندرجہ ذیل ریزولیوشن با اتفاق رائے پاس ہوا۔

(۱) احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن امرتسر کا یہ جلسہ جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے ایبٹ آبادی مرید کی اس حرکت مذبوحی کو نہایت نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ اس نے اپنے ایک ناپاک مکتوب میں امیر المومنین حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب و بزرگان ملت جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب و جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو قتل کی دھمکی دی ہے۔ اجتماع ہذا کا یقین ہے کہ اس اشتعال کا باعث جناب قادیانی کے وہ خطبات اور الفضل کی وہ دل آزار تحریریں ہیں جن میں ان بزرگان ملت پر بے سروپا اور بے بنیاد الزامات تراشے ہیں اور انھیں (نعوذ باللہ) کعب بن اشرف جیسے عدو رسول صلعم و المسلمین کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔

جیسا کہ اس ایبٹ آبادی مرید کے خط سے بھی ظاہر ہے اجتماع ہذا حکام بالا سے بھی درخواست کرتا ہے کہ وہ قادیانیوں کی ان امن شکن تحریکات کا جس قدر جلدی ممکن ہو انسداد فرمایا جائے۔

(۲) اس جلسہ میں یہ بھی قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقول ہز ایکسلینسی گورنر صاحب بہادر پنجاب۔ وزیر اعظم صاحب پنجاب۔ حکومت سرحد اور اخبارات کو ارسال کی جائیں۔

(سکرٹری غضنفر علی احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن امرتسر)

جماعت سامانہ کی قرارداد

آج مورخہ ۱۳ ستمبر بعد نماز جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوا۔

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ ریاست پٹیالہ کا یہ اجلاس جناب خلیفہ قادیان کے مرید کی اس سرخ چٹھی کو نہایت ہی نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ جو اس نے حضرت مولینا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے نام بھیجی ہے جس میں اس نے حضرت مولانا محمد و دیگر بزرگان انجمن کو قتل کی دھمکی دی ہے۔ اجلاس ہذا حکومت کو توجہ دلاتا ہے کہ اس قسم کے فتنہ پردازی و پراپیگنڈا کا سدباب کرے۔ جو قادیانیوں کی طرف سے احمدیہ جماعت لاہور کے بزرگوں کے خلاف کیا جا رہا ہے۔

(۲) اس ریزولیوشن کی نقول اخبارات اور حکومت کو بھیجی گئیں۔

(مرزا عزیز بیگ پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ ریاست پٹیالہ)

جماعت سرینگر کی قرارداد

آج مورخہ ۳ ستمبر بعد از نماز جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سری نگر کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن بالاتفاق پاس کیا گیا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سری نگر کشمیر کا یہ اجلاس متفقہ طریق پر جناب خلیفہ قادیان کے ایبٹ آبادی مرید کے اس ناپاک مکتوب پر اظہار صد نفرت و ملامت کرتا ہے۔ جس میں دور حاضرہ کے سب سے بڑے محافظ و خدمتگار اسلام حضرت مولینا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خدام اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے دین کی خاطر ہزاروں روپیہ لٹا دینے والی بیش قیمت ہستیوں حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب و حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے اور قرار دیتا ہے۔ کہ قادیانیوں کی اس خطرناک ذہنیت کی تمام تر ذمہ داری جناب خلیفہ قادیان پر ہے جن کے اشتعال انگیز خطبات کی وجہ سے قادیانیوں کے دل و دماغ میں ایسے گندے اور ناپاک ارادے پیدا ہوتے ہیں۔

یہ اجلاس حکومت کو بھی پرزور الفاظ میں توجہ دلاتا ہے۔ کہ وہ جناب خلیفہ قادیان کی وقت پر خبر لے اور انھیں حد امن میں رہنے پر مجبور کرے جس کا واحد طریقہ یہ ہے۔ کہ قادیانیوں کی تمام فتنہ پردازیوں اور امن سوزیوں کا ذمہ وار خلیفہ قادیان کو قرار دیکر انسے قانونی طریق پر حفظ امن کی ضمانت لے

(۳) اس قرارداد کی نقول اخبارات کو بھیجی جائیں۔

(خاکسار علی محمد اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سری نگر کشمیر)

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور کی قرارداد

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور کا ماہانہ اجلاس ۳ ستمبر کو بعد از نماز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں زیر صدارت اہلیہ صاحبہ سید ممتاز علی شاہ صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔

(۱) احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور کا یہ اجلاس قادیانی اکابر کی اشتعال انگیز تحریروں اور تقریروں پر اظہار افسوس کرتا ہے جن سے متاثر ہو کر جناب خلیفہ قادیان کے فدائیوں نے قتل و مقاتلہ کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ یہ جلسہ حکومت کو توجہ دلاتا ہے اگر جناب خلیفہ قادیان کے سرحدی مرید کی دھمکی کے مطابق جماعت احمدیہ لاہور کے اکابر کو کسی قسم کا گزند پہنچا تو اس کی ذمہ داری جناب خلیفہ صاحب اور انکے حاشیہ برداروں پر ہوگی چونکہ اس قسم کی آگ بھڑکا رہے ہیں حکومت کا فرض ہے کہ اس قسم کے آدمیوں کو قرار واقعی سزا دیکر صوبے کے امن کی حفاظت کرے۔

(۲) اس قرارداد کی نقل اخبار "پیغام صلح" میں برائے اشاعت بھیجی جائے۔

(سیدہ مسرت سکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور)

خودکشی کی وبا اور اسلامی ممالک

خودکشی کی جو رفتار "صاحب" کے ملکوں میں ہے انگلستان میں ہے، فرانس میں ہے، امریکہ میں ہے، اس کی جھلک آپ ان صفحات میں اور دوسرے اخبارات و رسائل میں بارہا دیکھ چکے ہیں کبھی یہ سوال بھی تو کیجئے کہ ان اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاک کرنیوالوں کا سالانہ شمار آخر خود آپ کے ملکوں میں کیا رہتا ہے؟ نجد میں، یمن میں، حجاز میں، کتنے اپنے کو پستول مار مار کر ہر سال ہلاک کرتے رہتے ہیں ——— جواب کسی جمود پسند مولوی ملانے کی زبان سے نہیں، محققین فرنگ کے قلم سے لیجیے۔ انسائیکلوپیڈیا آف رلیجس اینڈ ایتھکس (ادیان و اخلاق کی دائرۃ المعارف) انگریزی زبان کی ضخیم ترین و مستند ترین تصانیف میں ہے۔ الفاظ اس کے ملاحظہ ہوں:-

> "اسلامی ممالک کے واقعات خودکشی کے صحیح اعداد ملنے تو دشوار ہیں، تاہم جن محققین نے اس موضوع پر بسط و تفصیل سے لکھا ہے، وہ سب اس پر متفق ہیں، کہ ان ممالک میں ان کا وقوع بمنزلہ نہ ہونے کے ہے۔" (جلد ۱۲۔ صفحہ ۳۳)

بیسویں صدی کا زمانہ دیکھئے، اور اسلامی دنیا کا یہ امن و اطمینان! گویا چودھویں صدی ہجری میں نہیں، پہلی صدی کے ثلث اول میں بس رہے ہیں!

خیال نہ گزرے کہ یہ صورت حال محض اتفاق کا نتیجہ ہے یا ان ممالک کے حالات طبعی کا تقاضا ہی یہ ہوگا۔ نفس واقعہ کے ساتھ ذرا سا اس کا فلسفہ بھی سن لیجیے:-

> "خودکشی کے مسئلہ پر جو سائنٹیفک کتابیں شائع ہوئی ہیں، ان کے درج شدہ اعداد سے یہ بخوبی ثابت ہے کہ مختلف اقوام میں اعداد خودکشی کے اختلاف پر اختلاف ماحول چنداں موثر نہیں ہوتا، البتہ عقائد مذہبی کا اختلاف، اعداد خودکشی میں بھی اختلاف پیدا کر دیتا ہے"۔ (ایضاً)

چنانچہ "اسلام کی قلمرو میں خودکشی کا وجود برائے نام ہے" دوسرے اسباب کی بنا پر نہیں، بلکہ

> "محض مسلمان کے ایمان باللہ اور ایمان آخرت کی بنا پر"

یعنی بنیادی عقائد اسلام (ایمان باللہ و ایمان بالآخرت) کی نوعیت ہی ایسی ہے۔ کہ دلوں میں ہمت و استقلال کے، تسلیم و رضا کے جذبات راسخ ہو کر رہیں، اور خودکشی کی طرف لیجانے والی شیطانی جلدبازی، مایوسی، اور بے صبری کی جڑ ہی کٹ جائے ——— مسیحیوں کی کتاب مقدس، عہد جدید میں بھی کوئی حکم خودکشی کی ممانعت میں ہے؟

آگے اور سنیئے، اور یہ خیال رکھ کر سنیئے، کہ کہنے والا مسلمان نہیں ہے۔ عیسائی ہے:-

> "اسلام کی تعلیمات میں اخلاقی حیثیت سے اور جو کچھ بھی کمی ہو، اس نے، مشکلات میں مشیت الٰہی پر، ہر حال میں صابر و شاکر رہنے کو جو لازم قرار دے دیا ہے، اس کا اثر عملی زندگی پر گہرا پڑ کر رہا۔ اور اس نے آخرت میں جس سزا جزا کو لازم قرار دیا ہے، اس عقیدہ نے مشیت خداوندی پر صبر و شکر، تسلیم و رضا کو خوب مستحکم کر دیا" (ایضاً)

شہادت اس کے قلم سے نکل رہی ہے۔ جو آپ کا اپنا نہیں بیگانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
ہر کہ ہم دوری ازاں دش کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۵ | یوم چہارشنبہ یکم رجب المرجب سنہ ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۵۶

قادیانی اخلاق کی افسوسناک پستی

ایک معمولی درخواست پر "الفضل" کا اظہار غیظ و غضب

افسوس ہمارے قادیانی دوست ہر معاملہ میں غلط راستہ اختیار کر رہے ہیں۔ عقائد کے بارہ میں تو انھوں نے خطرناک ٹھوکر کھائی ہی تھی اب تہذیب و اخلاق کی نعمت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ محروم ہو رہے ہیں۔ شریفانہ طریق گفتگو و تحریر کا سلیقہ قادیانی جماعت میں شاذ ہی کہیں نظر آتا ہو۔ بالخصوص ہمارا قادیانی معاصر "الفضل" تو عرصہ ہوا اسے ایک فضول اور غیر ضروری چیز سمجھ کر ترک کر چکا ہے غلو اور پیر پرستی کے نتائج یہی ہوا کرتے ہیں۔

کئی ہفتے سے یہ چرچا عام ہے۔ کہ موجودہ حالات کے پیش نظر قادیانی جماعت کی طرف سے اخبارات کو گرانقدر رقوم دی گئی ہیں۔ تاکہ وہ خلیفہ قادیان اور انکی جماعت کے بعض معاملات کے متعلق خاموش رہیں۔ جو جماعتیں سیاسی کام کرتی ہیں انھیں کم و بیش ایسی ضرورتیں پیش آیا کرتی ہیں۔ سیاسیات میں یہ فعل کوئی عیب نہیں۔ جماعت قادیان بھی چونکہ عرصہ دراز سے سیاسی شاغل اختیار کر چکی ہے بلکہ اب تو اس کا تعلق مذہبی سرگرمیوں سے بہت کم رہ گیا ہے۔ زیادہ توجہ سیاسیات کی طرف ہی ہے۔ قادیان کے موجودہ معاملات بھی سب کے سامنے ہیں ان حالات میں جناب خلیفہ قادیان یا ان کی جماعت کا اخبارات سے "ایسا سلوک" کرنا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ آخر یہ لوگ گورنمنٹ کی حمایت میں کانگریس کے خلاف لاکھوں روپے صرف کر چکے ہیں۔ اسی اثنا میں لاہور کے انگریزی ہفتہ وار "ٹروتھ" نے یہ انکشاف کیا کہ قادیانی جماعت کی طرف سے لاہور کے متعدد ہندو مسلمان اخبارات میں پچھتر ہزار روپیہ کی رقم خطیر تقسیم کی گئی ہے۔ اور اس خبر پر رائے زنی کرتے ہوئے اخبار مذکور نے لکھا۔ کہ یہ عجیب بات ہے۔ کہ قادیان کی خون آشام واقعات کے متعلق لاہور کے اخبارات پر سکوت کامل طاری ہے۔ جو کل تک قادیانیوں کے خلاف جہاد میں پیش پیش تھے۔ آج ان پر قبر کی سی خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ اس خاموشی کی وجہ یہی پچھتر ہزار روپے کا تذکرہ ہے بعض مقامی اخبارات کی روش میں ایک ناقابل فہم اور فوری تبدیلی کو لوگ پہلے ہی کافی محسوس کر رہے تھے اور اس کے متعلق پبلک میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں اور چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ اس چیز نے اخبار "ٹروتھ" کے بیان کی اہمیت کو قدرتی طور پر بڑھا دیا تھا۔ بس کہیں ہم سے یہ "جرم عظیم" سرزد ہوگیا۔ کہ "پیغام صلح" میں ایک مختصر شذرہ کے ذریعہ نہایت مودبانہ الفاظ میں جناب خلیفہ قادیان اور معاصر "الفضل" کو اس خبر کی طرف متوجہ کرتے ہوئے انسے درخواست کی کہ پبلک کو اصل حالات سے آگاہ فرمائیں اور اس کے ساتھ ہی مدیر "ٹروتھ" کو عوام کے لئے صحیح و قابل اعتماد ثبوت پیش کرنے کو کہا۔

یہ شذرہ "پیغام صلح" ۳۰ اگست میں چھپا ہوا موجود ہے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ اس میں کوئی نامناسب لفظ نہیں۔ اس کا لہجہ نرم اور مہذبانہ ہے۔ لیکن خدا جانے کیوں معاصر "الفضل" اس شذرہ کو دیکھ کر بہت بے چین نظر آ رہا ہے۔ وہ اسطرح بے قابو ہوگیا ہے۔ جیسے کوئی کسی کی دکھتی ہوئی رگ پکڑ لے۔ حالانکہ ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ نہ ہمارا یہ مقصد تھا کہ "الفضل" کو تکلیف پہنچے اور اس کا دماغی توازن اس طرح درہم برہم ہو جائے۔

معاصر "الفضل" نے ہمارے اس شذرہ پر اپنی ۳ ستمبر کی اشاعت میں پورے چار کالم کا مقالہ افتتاحیہ "**ایک بالکل بے بنیاد بہتان پر پیغام صلح کی بے ہودہ سرائی**" کے "مہذب" عنوان سے رقم فرمایا ہے۔ اس تحریر میں معاصر مذکور نے اپنے آپ کو تہذیب و اخلاق اور معقولیت سے بے نیاز ثابت کرنے کی نہایت کامیاب کوشش فرمائی ہے جس پر کم از کم ہم اسے مبارکباد نہیں دے سکتے۔ محض اس خیال سے کہ دنیا کو ذرا قادیانی اخلاق کی موجودہ کیفیت معلوم ہو جائے ہم نے اسکے متعلق قلم اٹھایا ہے ورنہ اس قسم کی تحریریں کسی توجہ کی مستحق نہیں ہوا کرتیں۔ اس مقالہ افتتاحیہ کا بیشتر حصہ گالیوں پر مشتمل ہے مطلب کی صرف چند سطریں ہیں۔ ابتدا اس طرح پر ہوتی ہے۔

"غیر مبایعین جنکے چھوٹے بڑے اور امیر غریب سب کی ہمدردی کا سیلاب سمٹ سمٹا کر عبدالرحمٰن مصری کی طرف بہہ رہا ہے۔ ان دنوں ایسے حواس باختہ ہوئے ہیں۔ کہ سوائے جماعت احمدیہ (یعنی قادیانی جماعت) کے خلاف بدزبانی کرنے اور بہتان تراشنے کے انھیں کوئی کام ہی نہیں۔ بدگوئی اور افترا پردازی میں مہارت رکھنے والے سارے کے سارے اور ان کا سارا وزن آرگن شروع سے لیکر آخر تک اسی لئے وقف ہو چکا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ جماعت احمدیہ (قادیانی جماعت) کے مقابلہ میں اپنی ناکامیوں اور نامرادیوں سے تنگ آکر یہ آخری بازی لگا رہے ہیں۔"

کیا "عمدہ" زبان "اور شستہ اور معقول" انداز کلام ہے کیا اپنے سب سے بڑے اخبار کے یہ الفاظ پڑھ کر کیا قادیانی مقدسین کی پیشانیوں پر عرق انفعال کے چند قطرے بھی نمودار ہونگے؟ راز اکابر قادیان کے انھیں کے آدمیوں کے ذریعے افشا ہو رہے ہیں قتل و غارت اور بائیکاٹ کی گرم بازاری قادیانی خلافت کے بازار تقدس میں ہے اور حواس باختہ ہو رہے ہیں پیغام صلح اور غیر مبایعین ـــــ ذرا توجہ فرمائیں اسطرح "الفضل" کے دماغی توازن کا درہم برہم ہو جانا کس قدر عبرتناک ہے باقی رہا یہ معاملہ کہ اپنی ناکامیوں اور نامرادیوں بلکہ پردہ دریوں سے تنگ آکر آخری بازی کون لگا رہا ہے؟ یہ سوال ذرا قادیانی بزرگ اپنے دل سے پوچھیں ہمارا کچھ عرض کرنا ان کے لئے بہت تکلیف دہ ہوگا ہم ان کی موجودہ پریشانی میں اضافہ کرنا نہیں چاہتے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ۔

"حال ہی میں غیر مبایعین کے آرگن "پیغام صلح" نے اس کذب بیانی پر ایک نہایت ادنےٰ درجہ کے اخبار "ٹروتھ" کے حوالہ سے بے حد شور مچایا ہے۔ کہ قادیانی جماعت کی طرف سے لاہور کے متعدد ہندو مسلمان اخبارات میں پچھتر ہزار روپے کی رقم خطیر تقسیم کی گئی ہے۔۔۔۔۔ ناظرین غور فرمائیں۔ کہ ایسی افترا پردازی جس کے متعلق "پیغام" کو بالفاظ خود ابھی علم نہیں۔ کہ وہ کس حد تک حقیقت پر مبنی ہے جب اس کے لئے اس قدر غیظ و غضب کے اظہار کی بنیاد بن سکتی ہے۔ اور وہ اس سے کئی ایک الزام تراش سکتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ ان میں حق و انصاف کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں رہ گیا اور جماعت احمدیہ کی عداوت اور دشمنی نے ان لوگوں کو بالکل سیاہ دل بنا دیا ہے۔"

"الفضل" کی خوش کلامی اور "سیاہ دل" کے "خطاب" کا شکریہ ہم براہ راست دربار خلافت میں عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں جناب خلیفہ صاحب کے اس "لائق" نقال کے یہ آوازے دور دور قادیانی اخلاق کے شہرہ کا باعث ہوں گی انشاء اللہ۔ سیاہ دلی کے اس اعلان کے بعد کون ہوگا جو "الفضل کی روشن ضمیری" اور "سفید دلی" کا قائل ہو جائے؟ ہم میں تو معاصر "الفضل" کو حق و انصاف کا ذرہ نظر نہیں آتا۔ البتہ قادیان سے حیران صحافت پر "الفضل" کا وجود "اخلاق شرافت" کا "آفتاب و مہتاب" بن کر جس طریق پر ضو فشانی کر رہا ہے۔ اس نے ہر ایک شریف آدمی کو اپنی آنکھیں بند کر لینے پر ضرور مجبور کر دیا ہے۔ رہا غیظ و غضب کا معاملہ سو اس کا فیصلہ ہر شخص ہمارا شذرہ اور "الفضل" کا مقالہ افتتاحیہ پڑھ کر کر سکتا ہے۔ کہ غیظ و غضب کی آگ میں کون جل رہا ہے۔

اس ساری ہیچ تراشی کے بعد ہمارا معاصر اسطرح گویا ہوتا ہے

"باقی رہا ۷۵ ہزار روپیہ کا معاملہ اس کے متعلق مختصر گزارش یہ ہے کہ ۷۵ ہزار روپے چھوڑ ایک کوڑی بھی کسی اخبار کو اس لئے نہیں دی گئی۔ کہ وہ ہمارے معاملہ میں خاموشی اختیار کرے اگر کسی میں ہمت ہو۔ تو ہمارے اس اعلان کے خلاف کوئی ثبوت پیش کرے۔"

شکر ہے کہ اصل معاملے میں "الفضل" نے مختصر گزارش تو کی ورنہ اس کا سارا زور زیر بحث تمہید اپنی "خوش کلامی" کے اظہار میں ہی صرف ہو گیا تھا ہم نے ایک اخبار میں خبر پڑھی۔ اور اس کے حوالہ سے درج کر کے جناب خلیفہ صاحب اور "الفضل" کو توجہ دلائی۔ "الفضل" اسی اخبار سے ثبوت مانگتے ہمیں تو اس "جرم عظیم" میں اسقدر گالیاں ارشاد فرمائی گئیں ہیں لیکن "ٹروتھ" کو کچھ کہنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ بہتر تھا۔ کہ معاصر الفضل براہ راست "ٹروتھ" کو مخاطب کرتا۔ وہاں سے ثبوت بھی مل جاتا۔ اور "الفضل" کے جوش میں آئے جذبات کی تسکین بھی کامیابی سے ہو جاتی برابر کی چوٹ تھی ——— معاصر "الفضل" کی گزارش واقعی مختصر ہے۔ اور مختصر ہونے کے ساتھ ہی "شک افزا" بھی۔ صرف اس قدر ارشاد فرمایا گیا۔ کہ قادیانی جماعت کی طرف سے کسی کو خاموش رہنے کے لئے کچھ نہیں دیا گیا۔ کیا یہ وضاحت بھی ہو سکتی ہے کہ کسی کو "بولنے" کے لئے بھی کچھ دیا گیا ہے یا نہیں؟ اگر دیا گیا تو کسقدر؟ ——— اس سوال کی غرض محض پبلک کے لئے صحیح معلومات حاصل کرنا ہے۔ اور کچھ نہیں ———

"پیغام صلح" کی محولہ بالا اشاعت میں ہم نے "زمیندار" کی تبدیلی روش کے متعلق جو شذرہ لکھا تھا۔ اس پر بھی ہمارا معاصر بہت ناراض ہے۔ اس کا اظہار ناراضگی کچھ اس قسم کا ہے۔ کہ "الفضل" اور "زمیندار" میں کسی تعلق کا یقین ہونے لگتا ہے۔ سوال "زمیندار" سے کیا گیا تھا اس پر "الفضل" کی بے قراری اور جوش بہت ہی پر معنی ہے۔ ہم اپنے قادیانی معاصر کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جناب خلیفہ صاحب اور قادیانی جماعت کے متعلق "زمیندار" کی روش میں تبدیلی ایک ظاہر حقیقت ہے حضرت مسیح موعود اور احمدیت کے خلاف وہ بدستور زہر چکانی میں مصروف ہے لیکن خلیفہ صاحب اور قادیانی جماعت کے متعلق اس کا طرز عمل پہلے سے مختلف ہے۔ اگر یہ تبدیلی نہ ہوئی ہوتی تو قادیان کے موجودہ حالات میں وہ خدا جانے کیا کیا کچھ کہتا ۔ دور جانے کی ضرورت نہیں ۱۹۳۶ء ہی میں اس نے ہوٹل کے ایک معمولی واقعہ کے متعلق کیا طوفان مچایا تھا۔ سو "زمیندار" کی تبدیلی روش ایک بین حقیقت ہے جسے "الفضل" جھٹلا نہیں سکتا ——— اس تبدیلی کی وجہ کیا ہے؟ اس راز کو حل کرنے میں "الفضل" کوئی معلومات ہم پہنچائے تو البتہ ہم اس کے ممنون ہونگے۔

آخر پر ہم اپنے معاصر اور اس کی جماعت سے نہایت دلسوزی اور ہمدردی سے کہنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کا اختیار کردہ طریق صحیح نہیں ہے یہ انداز گفتگو و تحریر ان کی عزت میں اضافہ کرنے کی بجائے۔ اس کے برعکس نتائج کا موجب ہوتا ہے ——— ہم سے ان چیزوں کی پردہ پوشی بھی نہیں ہوتی جنہیں وہ چھپانا چاہتے ہیں۔

جمعرات کا دن ہر احمدی مرد اور عورت کیلئے جہاد کا دن ہے۔ اپنے کھانے میں کمی کر کے بچت فنڈ کی صندوقچی میں ڈالدیں بچت فنڈ کی آمد سے یورپ میں، اس یورپ میں جہاں خدا کا کلام جو تمام قوموں کے لئے نازل ہوا تھا اب تک نہیں پہنچا۔ ایک اسلامی مشن چل رہا ہے **محمد علی** امیر جماعت احمدیہ لاہور

قادیانی خلیفہ کی حیثیت ——— پوپ

جناب خلیفہ قادیان اپنی مذہبی و روحانی حیثیت خطبہ جمعہ ۲۰ اگست ۱۹۳۷ء مطبوعہ ۲۷ اگست ۱۹۳۷ء میں اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جماعت کا جو خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ میں جماعت کے تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے اور چونکہ ہماری جماعت ہمارے عقیدہ کی رو سے باقی تمام جماعتوں سے افضل ہے اس لئے ساری دنیا میں سے افضل جماعت میں سے ایک شخص جب سب سے افضل ہوگا تو موجودہ لوگوں کے لحاظ سے اسے بعد از خدا بزرگ توئی کہہ سکتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے۔ وہ دنیا میں خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ ہے اور چونکہ دین دنیا پر مقدم ہے اس لئے گو ہم دنیوی معاملات میں حکام کی اطاعت کریں گے لیکن اگر دین کا معاملہ آ جائیگا تو پھر ان بادشاہوں کو ہماری اطاعت اور فرمانبرداری کرنی پڑے گی ۔ ۔ ۔ ۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بادشاہ احمدی ہو اور وہ میرے ہاتھ پر بیعت کرے اور پھر وہ یہ کہے کہ میں تمہارا حاکم اور میں تمہارا بادشاہ ہوں لازماً یہی کہیگا کہ دینی معاملات میں میں ہی غلام ہوں۔ میں ہی شاگرد اور میں ہی ماتحت ہوں۔ عیسائیوں میں اسکی مثال موجود ہے۔ ۔ ۔ اور وہ یہ کہ جو بادشاہ پوپ کو مانتے ہیں وہ پوپ کو اپنا سردار اور حاکم سمجھتے ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہماری بادشاہتیں ہمیں پوپ سے ملی ہیں۔ زمانہ وسطی میں تو یہ قاعدہ تھا کہ جب بادشاہ تخت پر بیٹھتا تو وہ پوپ کے پاس اپنی بادشاہت کی منظوری کیلئے چٹھی بھیجتا۔ اور جب وہ اسے بادشاہ تسلیم کرتا تب وہ اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتا عیسائی اپنا مذہبی پیشوا پوپ کو سمجھتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ کے نزدیک خلیفہ وقت اس کا مذہبی پیشوا ہے۔ پس جو بادشاہ بھی احمدی ہوگا وہ اپنے آپ کو خلیفہ وقت کا ماتحت اور نائب سمجھیگا اور گو دنیوی معاملات میں اس کے احکام نافذ ہوں مگر دینی معاملات میں حکومت احمدی خلیفہ کی ہی ہوگی۔ اس لحاظ سے اگر اپنے موجودہ زمانہ کے لوگوں سے مقابلہ کرتے ہوئے کوئی شخص خلیفہ وقت کو بعد از خدا بزرگ توئی کہدے تو کہہ سکتا ہے اور اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔"

جناب خلیفہ قادیان کے ارشادات کے بعد ان کی حیثیت پوپ سے مختلف نہیں رہتی اس خطبہ کو قادیانی غلو کا ایک تازہ شاہکار سمجھنا چاہئے ——— عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق تو بہشت اور دوزخ کی کنجیاں پوپ کے ہاتھ میں ہیں۔ جناب خلیفہ صاحب کو ذرا اس کا بھی اعلان کر دینا چاہئے۔ تقلید ہو تو پوری ہو۔

جماعت لاہور کے اکابر کو جناب خلیفہ قادیان کے فدائی کی قاتلانہ دھمکی

کے متعلق جناب مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کا مضمون اخبار "الفضل" ۵ ستمبر میں شائع ہوا ہے ایک دو تحریریں اور بھی اس اخبار میں درج ہوئی ہیں ہم انشاءاللہ آیندہ اشاعت میں انکے متعلق کچھ عرض کریں گے

(مدیر)

(بقیہ صفحہ ۵)

خصوصاً۔ اس کے پھل سے کھاؤ جب وہ پھل لائے اور اس کے کاٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔ یہ حق زکوٰۃ ہے۔ اور زمین پر خراج ہندوستان میں گورنمنٹ وصول کرتی ہے۔ وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں کرتا۔ حقہ کے اندر نہیں آتا۔ بلکہ وہ گورنمنٹ اپنے آپ کو ایک گونہ مالک زمین قرار دیکر وصول کرتی ہے۔ علاوہ ازیں زکوٰۃ کے خاص۔ مصارف قرآن کریم میں بتائے گئے ہیں جن میں زیادہ تر فقراء، ومساکین مولفۃ القلوب اور جہاد فی سبیل اللہ کا حصہ ہے۔ اور زمین کے خراج کا روپیہ جو گورنمنٹ وصول کرتی ہے ان مصارف پر نہیں لگتا۔ پھر یہ خراج ہر ایک زمین سے وصول ہوتا ہے امیر ہو یا غریب فصل ہو یا نہ ہو۔ زکوٰۃ صرف اغنیاء پر ہے۔ اور جس قدر کسی فصل میں پیداوار ہو۔ اسی کا معین حصہ ہے۔ البتہ یہ خراج چونکہ مجبوراً دینا پڑتا ہے اس لئے لازمی اخراجات زمین میں شمار ہوگا۔ گویا پیداوار زمین کی اس قدر کم سمجھی جائے گی۔ مثلاً ایک شخص کے پاس بیس گھماؤں زمین ہے اور جس میں سے پچاس من گیہوں پیدا ہوتی ہے جس کی قیمت اندازاً ڈیڑھ سو روپیہ سمجھ لو۔ مگر اس زمین پر اسے پچاس روپے خراج سرکار کو بھی دینا پڑتا ہے۔ تو اس کی پیداوار ایک سو روپے سمجھی جائے گی۔ اور اسی پر زکوٰۃ محسوب ہوگی۔ ایسا ہی اگر ایک شخص نے دوسرے سے اجارہ لے کر زمین کو کاشت کیا ہے۔ تو جس قدر رقم بطور اجارہ دینی پڑی ہے وہ خرچ لازم میں محسوب ہوگی۔ اور نصاب کا اندازہ بھی اس کی منہائی کے بعد ہوگا۔ لیکن اس صورت اجارہ پر دینے والے نے بھی فی الحقیقت زمین کی پیداوار کا ہی ایک حصہ لیا ہے اسلئے جو رقم وہ بطور اجارہ لے وہ غلہ کے قائم مقام سمجھی جا کر اس پر زکوٰۃ غلہ کیطرح ہی واجب الادا ہوگی گویا یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس زمین کی پیداوار میں دو شریک ہو گئے۔ ایک اصل مالک زمین اور ایک کاشتکار اور ہر ایک پر اس کے حصہ کے مطابق زکوٰۃ ہے۔ بشرطیکہ وہ آمد نصاب سے زیادہ ہو غلہ کا نصاب احادیث میں کھجور کا نصاب پانچ وسق ہے۔ جو ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اور ایک صاع چار مد ہے۔ اور مد $1\frac{1}{3}$ رطل ہے اور رطل آدھ سیر۔ تو اس حساب سے بیس من پختہ کھجور کا نصاب ہوا۔ پس یہی نصاب غلوں کا ہے خواہ گیہوں ہو یا باجرہ یا چنا یا مکئی اور غلہ جن کا نرخ قریباً قریباً برابر ہے لیکن ایسی پیداوار اراضی جو نسبتاً زیادہ گراں ہے جیسے کپاس۔ اس کا نصاب بھی کم ہونا چاہیئے چنانچہ احادیث میں نہ صرف سونے اور چاندی کے نصاب میں فرق رکھا ہے بلکہ۔ اونٹ گائے، بکری سب کے نصاب میں فرق ہے۔ اور چونکہ ہر چیز کے لئے علیحدہ نصاب مقرر کرنا مشکل ہے۔ اسی لئے ایسی پیداوار اراضی کا جو عام غلوں سے زیادہ گراں ہے سب کا نصاب باون روپے رہیگا جو نقدی کا نصاب ہے۔ اور نصاب کا حساب یوں کیا جائے گا کہ اول پیداوار اراضی کی دیکھی جائے گی۔ پھر اس میں سے اسی قدر کمی کی جائے گی جس قدر خراج زمین پر سرکار کو یا مالک زمین کو دینا پڑتا ہے۔ باقی ماندہ پیداوار اگر بیس من پختہ سے زیادہ ہے یا باون روپے سے زیادہ قیمت کی ہے۔ تو اس پر زکوٰۃ لی جائے گی۔

زمین کی ہر قسم کی پیداوار پر اگر زمین بارانی ہے یا قدرتی نہروں سے سیراب ہوتی ہے۔ تو زکوٰۃ دسواں حصہ ہوگی اگر چاہی یا نہری ہے جس پر آبیانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ تو بیسواں حصہ۔

ایسی فصلیں جو زمیندار صرف مویشی کے لئے بوتے ہیں ان پر کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی۔ اور ان ترکاریوں۔ سبزیوں اور پھلوں پر بھی کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی جو اپنے گزارہ کے لئے کاشت کی جاتی ہے لیکن جو سبزیاں اور پھل وغیرہ فروخت کے لئے کاشت ہوتے ہیں۔ اور ایسا ہی جو فصلیں ایسی ہیں کہ وہ صرف کاشت کی جاتی ہیں یا فروخت کر دی جاتی ہیں جیسے خربوزہ، نیل وغیرہ۔ ان سب میں زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا ہے لیکن نصاب سہولت کے لئے باون روپے رہیگا یعنی باون روپے

ملت محمودیہ کے پیش کردہ نظائر غلط ہیں

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت یوسفؑ سے مماثلت دینا صحیح نہیں!

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

۲

سوال میاں محمود احمد صاحب کے مریدین یہ کہتے رہتے ہیں کہ جناب میاں صاحب پر اگر مباہلہ والے مستریوں یا کسی اور نے زنا کا الزام لگایا تو کونسی نئی بات ہے۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت یوسفؑ پر بھی تو ایسا الزام لگا۔!

جواب جی ہاں الزام تو لگا مگر ان کی بریت بھی بڑی زبردست طریق پر ہوئی اس لئے ان سے اس شخص کی مثال دینا غلط ہے جس پر الزام تو لگا۔ مگر اس کی طرف سے اب تک اپنی بریت کے لئے کوئی قدم نہ اٹھایا گیا۔ محض اتنا کہہ دینے سے تو بریت نہیں ہو جاتی کہ فلاں بزرگ پر بھی الزام لگا اس طرح تو پھر ہر ایک شخص جس پر زنا کا الزام لگیگا کہنے کا حق رکھتا ہے کہ مجھ پر الزام لگنا کونسی نئی بات ہے حضرت یوسف اور حضرت عائشہ پر بھی تو الزام لگا۔ جناب من! ان باتوں سے بریت نہیں ہوا کرتی جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا پر الزام لگا تھا تو انہوں نے یا آنحضرت صلعم نے حضرت یوسف کی مثال بریت میں پیش نہیں کی۔ کیونکہ وہ خوب سمجھتے تھے کہ مثالیں پیش کرنے سے بریت نہیں ہوا کرتی۔ البتہ جب وحی کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے خود حضرت عائشہ کی بریت کے بارے میں گواہی دی تب حضرت عائشہ کی بریت ہوئی۔ اور میں کہتا ہوں کہ حضرت عائشہ کا واقعہ تو اتنا معمولی تھا کہ اگر کوئی وحی نہ بھی نازل ہوتی۔ تب بھی ان کے متعلق ایسی تہمت تراشنا پرلے درجہ کی بدمعاشی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ کا واقعہ

واقعہ مختصراً اتنا تھا کہ غزوہ بنی مصطلق میں حضرت عائشہ آنحضرت صلعم کے ساتھ تھیں۔ مدینہ قریب رہ گیا تھا جو ایک منزل سے صبح کے وقت قافلہ روانہ ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس وقت روانہ ہوئے تو حضرت عائشہ بھی روانہ ہونے کو تیار تھیں۔ مگر محمل ابھی زمین پر رکھا ہوا تھا اور اونٹ پر رکھا نہ گیا تھا۔ اتنے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پتہ لگا کہ وہ منکوں کا ہار جو آپ اپنی بڑی بہن اسماء سے مانگ کر لائی تھیں ٹوٹ کر گر گیا ہے۔ آپ حاجت ضروریہ کو جنگل میں تشریف لے گئی تھیں خیال ہوا کہ غالباً وہیں گر گیا آپ نے سوچا کہ میں جلدی سے ڈھونڈ کر لے آؤں۔ آپ اُدھر گئیں وزن آپ کا بہت ہی ہلکا تھا۔ اونٹ والے محمل اٹھا کر اونٹ پر رکھ روانہ ہو گئے ان کو پتہ ہی نہ لگا کہ آپ محمل میں نہیں ہیں۔ آپ جب واپس تشریف لائیں تو قافلہ جا چکا تھا۔ آپ وہیں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئیں کہ آنحضرت صلعم کو جب پتہ لگیگا تو وہ فوراً سواری بھیجیں گے اس لئے یہاں سے کہیں اور جانا مناسب نہیں۔ حضرت صفوان ایک صحابی تھے جن کا کام یہ تھا کہ قافلہ کے روانہ ہو جانے کے بعد تمام کیمپ کا جائزہ لیا کرتے تھے کوئی چیز اگر پیچھے رہ جائے تو وہ جمع کر کے لے آیا کرتے تھے۔ وہ جو کیمپ دیکھتے ہوئے آئے۔ تو صبح کے دھندلکے میں دور سے آدمی کا پرچھاواں نظر آیا۔ انہوں نے آواز دے کر پوچھا کون ہے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا تو وہ حیران رہ گئے اور عرض کیا کہ یا ام المومنین! آپ یہاں کیسے رہ گئیں۔ حضرت عائشہ نے تمام ماجرا ذکر کیا۔ انہوں نے فوراً اپنا اونٹ بٹھا دیا۔ آپ اونٹ پر سوار ہو گئیں اور وہ خود ادب اور احترام کی وجہ سے اونٹ پر سوار بھی نہیں ہوئے بلکہ اونٹ کی مہار پکڑ کر پیدل چلتے رہے یہاں تک کہ منزل مقصود پر پہنچ گئے فرمایئے اس میں کونسی بات تھی جس سے حضرت عائشہ پر تہمت تراشی جا سکتی تھی۔ کیا آج کسی خاتون کے شوہر اور ساتھ کے لوگ کسی گاڑی سے چلے گئے ہوں اور وہ غریب کسی ضرورت کے لئے گاڑی سے باہر نکلی ہو اور گاڑی چل جانے کی وجہ سے رہ گئی ہو اور اس کے شوہر کے کسی دوست نے اس خاتون کو دیکھ لیا ہو۔ اور نہایت عزت اور احترام کے ساتھ اسے اس کے شوہر کے پاس پہنچا دیا ہو جو اگلے ہی اسٹیشن پر موجود تھا تو کیا اس شریف آدمی کا شکریہ ادا کیا جائیگا یا اس خاتون پر زنا کا الزام لگایا جائیگا۔ میرے خیال میں ایک منٹ کے لئے بھی کسی شریف انسان کے قلب میں ایسا گندہ خیال گزر نہیں سکتا

تاریخ ہند کا ایک واقعہ

آج ہی نہیں بلکہ ہمیشہ سے یہی دستور چلا آیا ہے ہندوستان کا پادشاہ ہمایوں جب شیر شاہ سوری کے مقابلہ میں شکست کھا کر بھاگا تو سامنے دریائے گنگا تھا۔ برسات کا موسم اور گنگا سا دریا طغیانی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ گھوڑا دریا میں ڈالا وہ ڈوبنے لگا تو ایک ملازم ہاتھی پر سوار نظر آیا۔ اس ہاتھی پر سوار ہو کر ڈوبتے اچھلتے دریا پار ہوئے۔ اس بھاگ دوڑ میں اس کی بی بی یعنی بادشاہ بیگم پیچھے رہ گئیں۔ شیر شاہ نے ہمایوں کا کیمپ جو لوٹا تو سراپردۂ شاہی پر پہنچ کر پتہ لگا کہ ہمایوں کی بی بی یہیں رہ گئی ہے۔ اس نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ بیگم کو ہمایوں کے پاس پہنچا دیا تو پھر ہمایوں نے کیا کیا۔ کیا بیگم کو زانیہ قرار دے کر نکال دیا؟ ہرگز نہیں بلکہ شیر شاہ کو شکریہ کہلا بھیجا۔ غلطی سے کسی شریف خاتون کا رہ جانا اور کسی خادم کا اسے عزت و احترام سے اگلی ہی منزل پر اس کے شوہر کے پاس پہنچا دینا ایک قابل شکریہ فعل ہے نہ کہ قابل نفرین۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ اس سے بڑھ کر اور کیا تھا؟ لیکن وہی منافقین جن کا ذکر میں پہلی قسط؎ میں کر آیا ہوں۔ ایسی باتوں کی تاک میں رہتے تھے انہوں نے ناحق کی تہمت تراش دی اور الزام لگا دیا یہ شوشہ سردار عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے اٹھایا تھا۔ آنحضرت صلعم کے صحابہ میں ایسی بات کسی کے وہم و فکر میں بھی نہیں گزری۔ البتہ مسطح اور حسان سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے منافقوں کی اس تہمت کا آگے ذکر کر دیا اور ممکن ہے ان کو منافقین کی باتوں سے کچھ شک بھی پڑا ہو۔ لیکن صدہا صحابی موجود تھے کسی نے بھی یہ بات نہ کی اور بات کیسے کرتے۔ کسی شریف خاتون کی نسبت کوئی شریف انسان ایسی بدگمانی ایک لمحہ کیلئے بھی روا نہیں رکھ سکتا۔ مگر آنحضرت صلعم ایک مذہبی پیشوا تھے۔ رائے عامہ کا لحاظ رکھنا آپ کے لئے بڑا ضروری تھا۔ آپ نے اپنی مرضی سے اس کا فیصلہ نہ کرنا چاہا بلکہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے منتظر رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی بڑے زور سے حضرت عائشہ کی بریت کی اس وقت آپ نے تہمت لگانے والوں کو سزا دی۔

حضرت یوسف والا معاملہ

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام والا معاملہ ہے۔ زلیخا نے آپ پر الزام لگایا کہ اس شخص نے مجھ پر دست درازی کی اور اس کا مطلب فقط یہ تھا کہ شوہر کے سامنے وہ پاکدامن رہے۔ ایک ثالث نے یہ فیصلہ بھی دیا کہ زلیخا کے بیان کے مطابق یوسف نے دست درازی کی ہوگی تو ظاہر ہے کہ کشمکش کے وقت یوسف کا دامن آگے سے پھٹے گا۔ اور اگر یوسف کے بیان کے مطابق یوسف علیہ السلام بھاگے ہیں تو پیچھے سے دامن پھٹا ہوگا۔ چنانچہ اس معیار پر حضرت یوسف پاکدامن ثابت ہوئے کیونکہ آپ کا دامن پیچھے سے پھٹا ہوا پایا گیا اور زلیخا کا شوہر معاملہ کو سمجھ بھی گیا۔ مگر باایں ہمہ بیوی کے زبردست اثر کی وجہ سے یا اپنی بدنامی کے خوف سے اس نے حضرت یوسف کو جیلخانہ بھیجدیا۔ کئی برس کے بعد حضرت یوسف کو بادشاہ مصر نے بڑی عزت کے ساتھ ایک معزز عہدہ پر جب سرفراز کرنا چاہا۔ تو حضرت یوسف نے صاف انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ پہلے ان عورتوں کو بلاؤ جنہوں نے مجھ پر الزام لگایا تھا اور تحقیقات کرو اگر میرا دامن پاک ثابت ہوگا تو میں جیلخانہ سے باہر آؤنگا ورنہ نہیں چنانچہ تحقیقاتی کمیشن بیٹھا اور زلیخا نے اپنے قصور کا اعتراف کیا تب حضرت یوسف باہر آئے۔ آج حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے نظائر پیش کئے جاتے ہیں مگر جب ان کی بریت کے معیار اور ذرائع کو پیش کرو تو پھر سامنے کوئی نہیں آتا۔ شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب نے جو بھی الزام لگایا تھا اس کے متعلق اگر حضرت یوسف سے میاں صاحب مماثلت حاصل کرنا چاہتے تھے تو چاہئے تھا کہ بجائے اس کے کہ شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب اس امر کا مطالبہ کرتے کہ ایک آزاد تحقیقاتی کمیشن بٹھاؤ میاں محمود صاحب خود بہ بانگ دہل اعلان کرتے کہ ایک تحقیقاتی کمیشن بٹھاؤ اور میں اس کے سامنے اپنی بریت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں مذہبی پیشوا ہوں میرا دامن ہر ایک قسم کے الزام سے پاک ہونا چاہیئے جب تک میرا دامن پاک نہ ثابت ہو میں اس خلافت کو رکھ کر کیا کرونگا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ فریق ثانی کے مطالبہ پر بھی اس بات کی طرف آتے نظر نہیں آتے۔ بس زبان سے یوسف بننا تو آسان ہے مگر عمل سے یوسف جیسی پاکدامنی اور اخلاقی جرأت رکھنا بہت مشکل ہے۔ زنا کا الزام لگنے میں یوسف کا کمال نظر نہیں آتا۔ دنیا میں صدہا لوگوں پر سچ یا جھوٹ زنا کے الزام لگتے ہی رہتے ہیں۔ یوسف کا کمال نظر آتا ہے ان کی پاکدامنی میں اور اس پاکدامنی کا پتہ لگتا ہے اس بات میں کہ وہ اپنی بریت کے لئے ہر قسم کی تحقیقات کیلئے خود مطالبہ کرتے ہیں اور جیلخانہ تک سے باہر آنا پسند نہیں کرتے جب تک انکی بریت کے متعلق تحقیقات مکمل نہ ہو لے۔

ایک نبی بھی تحقیقات سے بچ نہیں سکتا!

جب ایک اولوالعزم نبی نے اپنی بریت کے لئے ضروری سمجھا کہ ایک تحقیقاتی کمیشن بیٹھے اور اس میں تمام معاملہ کی تحقیقات ہو تو میاں محمود احمد صاحب کو اگر بالفرض محال خلیفہ مان بھی لیا جائے تو بھی وہ اس قسم کی تحقیقات سے کس طرح بالاتر قرار دیئے جا سکتے ہیں ان کا مرتبہ نبی کے

؎ سلسلہ کیلئے ۸ اگست کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں

ہارتو نہیں اور گرینچی کے برابر ہونا بھی تب بھی وہ اس تحقیقات کے مطالبہ سے بچ نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ حضرت یوسف نے باوجود نبی ہونے کے اس قسم کی تحقیقات کو نہایت ضروری سمجھا۔

خلفاء معصوم نہیں ہوتے

یہ کہنا بالکل لغو امر ہے کہ خلیفہ معصوم ہوتا ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری بی بی کی اولاد سب کی سب معصوم ہے۔ خلیفہ کا معصوم ہونا اسلامی عقیدہ نہیں۔ یہ رومن کیتھولک عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح کے خلفاء جنہیں پوپ کہا جاتا ہے معصوم ہوتے ہیں ان کو گناہ کرتے بھی اگر دیکھو تو سمجھو کہ ہماری آنکھیں غلطی کر رہی ہیں۔ یا پہلے درجہ کی پیر پرستی کے گڑھے میں گرے ہوئے لوگ اس قسم کا غلط عقیدہ رکھتے ہیں۔

پنجاب کے ایک پیر کا قصہ

مجھے یاد ہے ایک دفعہ مغربی پنجاب کے ایک شہر میں ایک بہت بڑے پیر صاحب رہتے تھے۔ بڑے ان کے مرید اور بڑی ان کی شان تھی۔ ان کی سواری اگر کبھی شہر میں نکلتی تو لوگ ان کو سجدہ کرتے۔ وہ بیمار پڑ گئے دل کا مرض تھا۔ بہت علاج کیا کچھ نہ بنا۔ میں اسی شہر میں ڈاکٹر تھا مجھے بھی بلایا۔ ان کو راتوں کو نیند نہ آتی تھی دل کمزور تھا۔ خیر میں نے ان کی حالت دیکھ کر تجویز کیا اور ڈرتے ڈرتے کہا کہ "اگر آپ بُرا نہ مانیں تو رات کو تھوڑی سی کوکنائن یا پورٹ وائن گرم پانی کے ساتھ پی لیا کریں تو نیند آ جائیگی"۔ وہ ہنس پڑے اور بولے "ڈاکٹر صاحب آپ کیا باتیں کرتے ہیں میں روزانہ دو دو تین بوتلیں وہسکی کی پی جاتا ہوں، اور سالہا سال سے پینے کا عادی ہوں آپ کی پورٹ وائن یا کوکو وائن کیا بنا لے گی"؟ میں حیران رہ گیا چند روز کے بعد ان کے ایک مرید ملے وہ مجھ سے مباحثہ کرنے لگے۔ اثنائے گفتگو میں میں نے انہیں کہا کہ "آپ کے پیر صاحب تو کئی کئی بوتلیں وہسکی کی روزانہ اڑا جاتے ہیں"۔ وہ کہنے لگے کہ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ مگر آپ کو پتہ بھی ہے ان کے لبوں سے لگتے ہی شراب دودھ بن جاتی ہے"۔

ایک دوسرے پیر کا کارنامہ

اسی طرح شمال مغربی پنجاب میں ایک بہت بڑے پیر تھے ان کا معتقد سارا علاقہ تھا وہ ایک شہر میں جہاں میں متعین تھا۔ ایک قصاب کی جورو کے حسن سے اپنی آنکھیں سینکا کرتے تھے۔ میاں بی بی دونو پیر صاحب کے مرید تھے۔ اس عورت کیلئے پیر صاحب نے ایک مکان ایسا بنوایا کہ جس مکان میں وہ خود ٹھہرا کرتے تھے اس کے اور اس عورت کے مکان کے درمیان ایک دریچہ تھا جس سے وہ عورت آسانی سے آجا سکتی تھی۔ اس کے شوہر کو ہمارے بعض دوستوں نے کہا کہ بھئی یہ کیا معاملہ ہے وہ بولا سبحان اللہ۔ حضرت صاحب کی پیرے گھر والوں پر بڑی مہر کی نگاہ ہے۔ تم لوگ حرفت والوں کی باتیں کیا جانو حضرت صاحب کوئی پیری بیوی کو دیکھا کرتے ہیں؟ لاحول ولا قوۃ۔ ان کی ایک آنکھ میں مکہ بنتا ہے ایک آنکھ میں مدینہ۔ وہ تو مکہ مدینہ دیکھا کرتے ہیں"۔ اسی قسم کی گری ہوئی ذہنیت والے پیر پرستوں کو چھوڑ کر اسلام میں ایسا عقیدہ قطعاً کوئی نہیں۔ اسلام کی تاریخ کو پڑھو تو ہمیشہ پبلک کو یہ حق حاصل رہا کہ وہ خلیفہ پر اعتراض کرے اور اس سے تشفی بخش جواب کا مطالبہ کرے۔ حضرت یوسف کو دیکھو کہ باوجود اس بات کے کہ نبی معصوم ہوتا ہے آپ نے تحقیقاتی کمیشن کو اپنی بریت کیلئے نہایت ضروری سمجھا اور کبھی یہ بات پیش نہیں کی کہ ہم خدا کے برگزیدہ ہیں نبی ہیں معصوم ہیں۔ ہمارا کام اس میں ہتک ہے اور یہ بھی بات ہے کہ ایک مذہبی مقتدا کو راستے عامہ کا دوسرے لوگوں سے زیادہ لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ تاکہ پبلک کو نکتہ چینی کا موقعہ نہ ملے۔

حضرت صاحب کی اولاد معصوم نہیں

رہ گئی یہ بات جسے محمودی لوگ بڑی کثرت سے پیش کیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے کہیں لکھا ہے کہ آپ کی دوسری بی بی کی جو اولاد ہوگی سب کی سب معصوم ہوگی۔ یہ بالکل غلط بات ہے حضرت صاحب نے کہیں ایسا نہیں لکھا کہ وہ سب کی سب معصوم ہوگی۔ اگر وہ دوسری بی بی کی ساری اولاد کو معصوم سمجھتے تو ان کی زندگی میں جب میاں محمود احمد صاحب پر زنا کا الزام لگا تھا تو کیوں ایک تحقیقاتی کمیشن بٹھا دی اور فرمایا کہ محمود پر اگر یہ الزام ثابت ہو گیا تو میں اسے عاق کر دونگا۔ کیوں نہیں کہدیا کہ یہ میری دوسری بی بی کی اولاد ہے یا فلاں پیشگوئی کا مصداق ہے اس لئے معصوم ہے۔ حضرت صاحب تو خود صاحب وحی و الہام تھے یہ بھی نہ کیا کہ بیٹھ کر جناب الٰہی میں توجہ کرتا ہوں وہاں سے محمود کی بریت کے متعلق دریافت کر لیتا ہوں۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ آپ اگرچہ صاحب وحی و الہام تھے۔ مگر امتی تھے نبی نہ تھے اور ایک امتی کے لئے ضروری ہے کہ کسی تنازعہ کے فیصلہ کے لئے فردوہ الی اللہ والرسول کے قرآنی حکم کے ماتحت شریعت کی طرف رجوع کرے۔ نہ کہ اپنی وحی کی طرف۔ نبی بے شک اپنی وحی کی طرف رجوع کر سکتا ہے مگر امتی ایسا نہیں کر سکتا۔ امتی کی گردن سے شریعت کا جوا کسی طرح اور کبھی بھی ہٹ نہیں سکتا۔

اجتہاد حجت نہیں ہؤا کرتا

بعض لوگ کہدیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے کہیں ایسا لکھدیا ہے کہ دوسری بی بی سے جو اولاد ہوگی چونکہ ان کی ولادت کے متعلق پہلے سے پیشگوئی کی گئی ہے اس لئے وہ بد نہیں ہو سکتے۔ میں کہتا ہوں اگر ایسا کہیں لکھا ہے تو وہ فقط حضرت کا اجتہاد ہے۔ یہ الفاظ نہ قرآن کے ہیں نہ حدیث کے ہیں نہ حضرت صاحب کے الہام کے ہیں ظاہر ہے کہ حضرت صاحب نے کسی روایت یا الہام کو سامنے رکھ کر ایسا اجتہاد کیا ہوگا اور اجتہاد کوئی حجت نہیں ہوتا۔ بالخصوص پیشگوئیوں کے متعلق تو بڑے بڑے اولو العزم نبیوں کے اجتہاد خطا جاتے ہیں ہمارے حضرت نبی کریمؐ نے رؤیا میں دیکھا کہ آپ کو ایک سرسبز مقام کی طرف ہجرت کرنی پڑی ہے آپ نے اسے یمامہ سمجھا مگر وہ مدینہ نکلا۔

حضرت مسیح موعود کے ارشادات

خود حضرت مسیح موعود نے اپنی اولاد کی نسبت جو اجتہادات کئے بار بار خطا گئے اور مخالفوں نے اپنی اجتہادات کے خطا جانے کی وجہ سے اولاد کے متعلق آپ کی پیشگوئیوں پر بڑے بڑے اعتراض کئے اور اشتہار نکالے جن سے دق آکر حضرت صاحب نے اپنی کتاب حجۃ اللہ میں جو ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی مندرجہ ذیل تحریر شائع کی۔ فرماتے ہیں:۔

> "ہاں اگر اس پیشگوئی میں کوئی ایسا الہام میں نے لکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ الہام نے اسی کو موعود لڑکا قرار دیا تھا تو کیوں وہ ایسا الہام پیش نہیں کیا جاتا؟ پس جبکہ تم اس الہام کے پیش کرنے سے عاجز ہو تو کیا یہ لعنت تم پر ہے یا کسی اور پر..... اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔ پھر میں پوچھتا ہوں کہ وہ خدا کا الہام کونسا ہے کہ میں نے ظاہر کیا تھا کہ پہلے حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا۔ یا جو دوسرے میں پیدا ہوگا وہ درحقیقت وہی موعود لڑکا ہوگا اور وہ الہام پورا نہ ہؤا۔ اگر ایسا الہام میرا تمہارے پاس موجود ہے تو تم پر لعنت ہے۔ اگر وہ الہام شائع نہ کرو"۔
>
> (حجۃ اللہ صفحہ ۱)

یہاں جس بات پر بڑا زور دیا ہے وہ یہ ہے کہ میرا الہام پیش کرو میرا اجتہاد پیش نہ کرو۔ ممکن ہے میں اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔ میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہو سکتا۔ میرے اجتہاد پر زور دینے والوں اور اس پر ہر بات کا انحصار رکھنے والوں پر جو زجر کیا ہے وہ قابل غور ہے فرماتے ہیں:۔

> "ہاں ہم نے اپنے اجتہاد سے ظنی طور پر یہ خیال ضرور کیا تھا کہ شاید یہی لڑکا مبارک موعود ہوگا۔ لیکن اگر اس نادان معترض کے اعتراض کی بنیاد صرف ہمارا یہی خیال ہے جو الہام کے سرچشمہ سے نہیں بلکہ صرف ہمارے ہی غور و فکر کا نتیجہ ہے تو سخت جائے افسوس ہے۔ کیونکہ وہ اس خیال کی شامت سے اسلام کی اونچی چوٹی سے ایسا نیچے کو گریگا کہ صرف کفر اور ارتداد تک ہی نہیں پہنچیگا بلکہ نیچے کو ڈھلکتا ڈھلکتا دہریت کے نہایت عمیق گڑھے میں اپنے بدبخت وجود کو ڈال دیگا۔ وجہ یہ کہ اجتہادی غلطیاں کیا پیشگوئی کے سمجھنے اور ان کا مصداق ٹھہرانے میں اور کیا دوسری تدبیروں اور کاموں میں ہر ایک نبی اور رسول سے ہوئی تھیں"۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷)

واقعات اجتہاد کی صحت اور غلطی کو بتلایا کرتے ہیں

پس جب اجتہادات پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھنے والا حضرت مسیح موعود کے ارشاد کے بموجب صرف کفر اور ارتداد تک ہی نہیں پہنچیگا بلکہ نیچے کو ڈھلکتا ڈھلکتا دہریت کے نہایت عمیق گڑھے میں اپنے بدبخت وجود کو ڈال دیگا" تو کوئی عقلمند ایسی خطرناک غلطی کا مرتکب نہیں ہو سکتا جیسے واقعات سامنے آویں گے۔ اسی کے مطابق کام کرنا پڑیگا۔ اگر واقعات اجتہاد کے خلاف ہمیں نظر آویں گے تو ہم واقعات کو تو چھوڑ نہیں سکتے البتہ اجتہاد کو ترک کر دیں گے کیونکہ اجتہاد میں غلطی ہو سکتی ہے اور واقعات سے بڑھکر اجتہاد کی غلطی اور صحت کو کوئی چیز بتلانے والی نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب میاں محمود احمد صاحب پر زنا کا الزام لگا تو حضرت اقدس نے واقعات کو مقدم کیا اور اجتہاد کو اگر کوئی تھا بھی تو فوراً ترک کر دیا اور ایک تحقیقاتی کمیشن بٹھا کر صاف فرمایا کہ اگر محمود پر الزام ثابت ہو گیا تو میں اسے عاق کر دونگا۔ وہاں ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ فلاں اجتہاد کے ماتحت یہ شخص بد نہیں ہو سکتا اور کس طرح فرماتے کیونکہ واقعات کے سامنے اجتہاد کو چھوڑنے کے لئے انسان مجبور ہو جاتا ہے اور اجتہاد میں غلطیاں بڑے بڑے نبیوں ولیوں اور اماموں سے ہوتی رہی ہیں۔

الغرض جب حضرت مسیح موعود نے خود میاں محمود احمد صاحب پر زنا کا الزام لگنے پر تحقیقاتی کمیشن بٹھائی تو آج دوبارہ کسی الزام کے لگنے پر اس کا عدم جواز کس طرح پیش کیا جا سکتا ہے۔ ویسے اگر تحقیقاتی کمیشن میاں صاحب نہ بٹھائیں تو ان کی مرضی ہے۔ لیکن پھر اس کے بعد حضرت یوسف کی مماثلت کا دعویٰ چھوڑ دیں۔

مباہلہ سے فیصلہ ضروری تھا

رہ گئی یہ بات کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دفعہ خدا نے ان کی بریت کے لئے گواہی دی تھی۔ سو آج اس کی صورت کیا ہو سکتی ہے یعنی خدا کی گواہی حاصل کرنے کی کیا صورت اختیار کی جائے۔ سو اس کے لئے ایک ہی صورت ہے اور وہ ہے مباہلہ

یعنی بالمقابل خدا کی قسم کھا کر جھوٹے پر لعنت کی جائے۔ چنانچہ سورۃ النور میں پہلے ہی رکوع میں اسی قسم کی ایک صورت کا ذکر فرمایا ہے کہ اگر شوہر بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور کوئی گواہ نہ ہو تو شوہر چار دفعہ خدا کی قسم کھا کر کہے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا کی اس پر لعنت ہو۔ اس کے بعد وہ عورت مجرم ہے اسے عدالت زنا کی سزا دے گی۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ بھی بالمقابل چار دفعہ خدا کی قسم کھا کر کہے کہ یہ شخص الزام لگانے والا جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ کہے اگر یہ الزام لگانے والا سچا ہے تو اس پر (یعنی عورت پر) خدا کا غضب نازل ہو۔ اب عدالت عورت کو سزا نہیں دے گی۔ کیونکہ ان دونوں میاں بی بی کا مقدمہ انسان کی عدالت سے نکل کر خدا کی عدالت میں چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ایک مثال دیکر سمجھایا ہے کہ جب ایک شخص دوسرے کو زانی پاتا ہے اور گواہ کوئی نہیں رکھتا۔ تو خدا کی موکد بعذاب قسم چار دفعہ کھائے اور جھوٹے پر لعنت کرے اور اگر بالمقابل فریق ثانی بھی اسی قسم کی قسم کھائے گا تو پھر مقدمہ خدا کی عدالت میں چلا گیا اسی کا نام مباہلہ ہوا کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کا فتوےٰ

قرآن کریم کے علاوہ خود حضرت مسیح موعود نے بھی زنا کے الزام پر مباہلہ کرنے کا فتویٰ دیا ہے اور یہ فتویٰ الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء میں چھپا ہوا موجود ہے فرماتے ہیں۔

"واضح ہو کہ مباہلہ صرف دو صورتوں میں جائز ہے (۱) اول تو اس کافر کے ساتھ جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اسلام حق پر نہیں اور جو کچھ غیر اللہ کی نسبت خدائی صفتیں میں مانتا ہوں وہ یقینی امر ہے۔۔۔ (۲) دوسرے اس ظالم کے ساتھ جو ایک بیجا تہمت کسی پر لگا کر اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے مثلاً ایک مستورہ عورت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خور ہے کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو شراب پیتے دیکھا ہے اس حالت میں مباہلہ جائز ہے کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں بلکہ ایک شخص اپنے یقین اور رویت پر بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے جیسے مولوی محمد اسماعیل صاحب نے کیا تھا اور کہا تھا کہ میرے ایک دوست کی چشمدید بات ہے کہ مرزا غلام احمد یعنی یہ عاجز پوشیدہ طور پر آلات نجوم اپنے پاس رکھتا ہے اور انہی کے ذریعہ سے کچھ کچھ آئندہ کی خبریں معلوم کر کے لوگوں کو دھوکا دیتا ہے کہ الہام ہوا ہے سو مولوی صاحب نے کسی اجتہادی مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا تھا بلکہ اس عاجز کی دیانت اور صدق پر ایک تہمت لگائی جس کی اپنے ایک دوست کی رویت پر بنا رکھی تھی لیکن اگر بنا صرف اجتہاد پر ہو اور اجتہادی طور پر کوئی شخص کسی مومن کو کافر کہے یا ملحد نام رکھے تو یہ کوئی تہمت نہیں ہے بلکہ جہاں تک اس کی سمجھ اور علم تھا اس کے موافق اس نے فتویٰ دیا ہے۔ غرض مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں" (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

پس مستری عبدالکریم، محمد زاہد و فضل کریم صاحبان نے اگر میاں محمود احمد صاحب پر زنا کا الزام لگا کر انہیں مباہلہ کے لئے بلایا تھا تو عین مطابق قرآن کریم اور فتوائے حضرت مسیح موعود کے مطابق بلایا تھا مگر میاں صاحب نے افسوس ہے مباہلہ نہ کیا

مباہلہ سے گریز کا پہلا عذر

ایک تو یہ عذر پیش کر دیا کہ زنا کے الزام میں مباہلہ جائز ہی نہیں اور جو زنا پر مباہلہ کو جائز سمجھتا ہے میں اس سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں جس سے لوگوں میں بہت ہنسی ہوئی کہ یہ خوب ہے کہ زنا کے الزام پر مباہلہ جائز نہیں مگر اسی قسم کے مباہلہ کے جواز اور عدم جواز پر میاں صاحب مباہلہ کرنے کو تیار ہیں گویا اب تک تو اختلافی مسائل میں فقط مباحثے اور مناظرے ہوا کرتے تھے اب آئندہ میاں صاحب کے مرید مباہلے کیا کریں گے۔ آمین بالجہر اور رفع یدین پر مقلد اور غیر مقلد ناحق بحثیں کرتے رہتے ہیں۔ میاں صاحب کے ارشاد کے ماتحت ان کو مباہلہ کرنا چاہئے۔ لیکن میاں صاحب کی پوزیشن اس وقت کس قدر مضحکہ خیز ہو گئی۔ جب ان مستریوں نے حضرت مسیح موعود کا مذکورہ بالا فتویٰ زنا پر مباہلہ کرنے کا پیش کر دیا اس کے دوسرے لفظوں میں معنی یہ ہو گئے کہ اپنے قول کے مطابق میاں صاحب کو حضرت مسیح موعود سے مباہلہ کرنا پڑ گیا اور لطیفہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا فتویٰ میں حضرت مسیح موعود اختلافی مسائل میں مباہلہ جائز نہیں سمجھتے اور زنا کے الزام میں مباہلہ کا فتویٰ دیتے ہیں اور میاں محمود احمد صاحب زنا پر مباہلہ جائز نہیں سمجھتے مگر اختلافی مسائل پر مباہلہ کرنے کو تیار ہیں۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ کیا اب بھی شبہ باقی رہ جائے گا۔ اس امر میں کہ حضرت مسیح موعودؑ اور میاں محمود احمد صاحب دونوں ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئے ہیں۔

مباہلہ سے گریز کا دوسرا عذر

اس کے بعد دوسرا عذر میاں صاحب یا ان کے مریدوں کی طرف سے یہ پیش ہوا۔ کہ اگر ایک چوہڑا یا کنجری اٹھ کر میاں صاحب پر ایسے الزام لگا دیگی۔ تو کیا میاں صاحب اس سے مباہلہ کرتے پھریں گے۔ میں کہتا ہوں بڑا افسوس ہے۔ کہ اس دعوت مباہلہ سے قبل مستریوں کا خاندان قادیان میں ایک شریف خاندان کی حیثیت سے رہتا تھا۔ ان کی اپنے بھائیوں میں عزت تھی۔ ان کی خدمات دینیہ قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ غریبی یا امیری حسابات ہے۔ کوئی سید ہو یا شیخ۔ مغل ہو یا پٹھان۔ مستری ہو یا لوہار جلاہا ہو یا چوہڑا۔ سب اپنی اپنی جگہ جب تک ان میں نیکی ہے۔ معزز اور شریف ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ کہ تم میں سب سے زیادہ معزز اور شریف وہ ہے۔ جو سب سے زیادہ متقی ہے ایک مستری متقی اور نیک اس سید یا شیخ سے بدرجہا زیادہ شریف ہے جو متقی نہیں پس اسلام کے دائرہ کے اندر ایک سید یا مغل کا کوئی حق نہیں۔ کہ وہ کسی غریب کو اس کی مفلسی کی وجہ سے یا اس کے پیشے کی وجہ سے ذلیل سمجھے لہٰذا ان مستریوں کو چوہڑے یا کنجری سے تشبیہ دینا کس قدر ظلم اور خلاف اصول اسلام ہے۔ پھر ایک چوہڑا بھی اپنے اندر عزت رکھتا ہے۔ اگر ایک راجپوت اس کی عورت پر دست درازی کرے گا۔ تو وہ حق رکھتا ہے کہ عدالت میں چارہ جوئی کرے اسے کوئی اس لئے عدالت سے نہیں دھتکار سکتا۔ کہ تو چوہڑا ہے۔ اور راجپوت کے خلاف زنا کا الزام لگانے کی تیری کوئی حیثیت نہیں۔ تو پھر مستریوں کو چوہڑے کی حیثیت بھی دے کر میاں صاحب ان کی دعوت مباہلہ کو رد نہیں کر سکتے تھے۔ مستری کا بیٹا اور میاں صاحب کا مقدمہ خدا کی عدالت میں پیش کرنا چاہتے تھے۔ خدا کی عدالت میں ایک مغل اور مستری میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں حق رکھتے ہیں۔ کہ ایک دوسرے کے خلاف خدا کی عدالت میں اپنی اپنی فریاد کریں۔ وہاں بڑائی چھٹائی فقط تقویٰ پر منحصر ہے ذات پات پیشہ امیری۔ غریبی کی وہاں کوئی پوچھ کچھ نہیں وہاں عدل ہی عدل ہے۔ علاوہ ازیں مستری تو پھر بھی عزتدار تھے۔ ایک چوہڑا بھی عزت میں اس قدر بے عزت نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ بلاوجہ اعلان کرتا پھرے کہ میری ہمشیرہ یا میری لڑکی سے فلاں شخص نے زنا کیا ہے۔ پس مستریوں کا ایسا اعلان کرنا پبلک کی نگاہ میں کوئی معمولی بات نہ تھی۔ میاں صاحب کا فرض تھا کہ بریت کے لئے جو بھی معیار مطابق شریعت اسلام اور فتوائے حضرت مسیح موعودؑ صاحب وہ لوگ پیش کر رہے تھے۔ اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے۔ اس طرح میاں صاحب کی پوزیشن پبلک میں صاف ہو جاتی۔ مگر افسوس ہے میاں صاحب ادھر نہ آئے پر نہ آئے میں تو کہتا ہوں۔ کہ مستری تو پھر ایک شریف اور عزت دار آدمی تھے۔ مگر ایک بازاری عورت بھی خدانخواستہ میاں صاحب پر الزام لگائے کہ میرے ساتھ انہوں نے ایسا فعل کیا ہے۔ اور مباہلہ کے لئے بلائے۔ تو میاں صاحب کا فرض ہے کہ کبھی پیچھے نہ ہٹیں۔ اور اس کے ساتھ ضرور مباہلہ کریں۔ تا خدا اسے ایسی سزا دے کہ دوسروں کے لئے عبرت ہو۔ اور میاں صاحب کی پوزیشن پبلک میں صاف ہو کیونکہ میاں صاحب ایک مذہبی پیشوا ہیں۔ اور ان کے کیریکٹر پر پبلک کی نگاہ ہے۔ ان کے کیریکٹر پر کسی قسم کا داغ نہ رہنا چاہئیے۔ آگے میاں صاحب کو اختیار ہے۔ وہ جس طرح مرضی چاہے کریں۔ لیکن اس دعوت مباہلہ کو رد کر کے جس میں اگر وہ پاک دامن تھے۔ تو اللہ تعالےٰ ان کی پاک دامنی پر ایسی شہادت پیش کرتا۔ کہ دنیا کے لئے ایک نشان ہوتا۔ میاں صاحب کا کوئی حق باقی نہیں رہتا۔ کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے اپنے واقعہ کو تشبیہ دیں۔

شاہراہوں پر ابتدائی طبی امداد کی بہم رسانی

ریڈکراس سوسائٹی کا مفید اقدام

شاہراہوں پر موٹر کاروں کی کثرت اور حادثوں کی کثیر تعداد سے جو صورت حالات رونما ہے۔ اس کے انسداد کے لئے انڈین ریڈکراس سوسائٹی نے ایک سکیم مرتب کی ہے جس سے یہ مقصود ہے۔ کہ شاہراہوں پر طبی امداد کی چوکیاں مقرر کی جائیں جہاں ان لوگوں کو فوری امداد بہم پہنچائی جا سکے جو حادثوں میں زخمی ہو گئے ہوں۔ تاکہ اس انتظام سے اموات کی ہولناک تعداد کم ہو جائے۔ اور ان لوگوں کا بروقت علاج ہو سکے جو فوری طبی امداد نہ ملنے کے باعث شدید زخموں کی وجہ سے جسمانی طور پر معذور ہو جاتے ہیں۔ پنجاب پراونشل برانچ نے اس سکیم کے جزئیات کو مکمل قرار دیا ہے۔ اور وہ مستقبل قریب میں دہلی سے لے کر اٹک کے پل تک ابتدائی امداد کی چوکیاں بنا دے گی صاحب آنریری سکرٹری پنجاب ریڈکراس اس سڑک کا معائنہ کر رہے ہیں۔ تاکہ ان چوکیوں کے لئے موزوں ترین مقامات معلوم کئے جائیں۔ ایسی چوکیاں اضلاع گجرات اور راولپنڈی میں بن چکی ہیں۔ اور بہت کارآمد ثابت ہو رہی ہیں یہ چوکیاں ایسے اشخاص کے زیر انتظام ہونگی جو ابتدائی امداد کے طریقوں میں ماہرین کی حیثیت رکھتے ہوں نیز یہاں ہر قسم کا ساز و سامان فوری امداد کے واسطے موجود رہیگا یہ سڑک پر نمایاں سائن بورڈوں کے ذریعہ ظاہر کیا جائے گا۔ کہ یہ چوکیاں کہاں واقع ہیں طبی امداد بہم پہنچانے سے قطع نظر ان چوکیوں کا ایک اثر یہ ہوگا کہ آمد و رفت کے قواعد کی اہمیت عام پر ظاہر ہو جائیگی جس کی خلاف ورزی سے ہولناک حادثے معرض ظہور میں آتے ہیں۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

احکامِ زکوٰۃ

فرضیت واہمیت زکوٰۃ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بار ہا فرماتا ہے۔ اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ۔ نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور سچے مومنوں کے علامات میں فرماتا ہے یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ۔ وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نماز کے سوائے کوئی ایسا عمل نہیں جس پر قرآن شریف میں اس قدر زور دیا گیا ہو جس قدر زکوٰۃ پر دیا گیا ہے۔

زکوٰۃ کے نہ دینے والوں کو عذاب الیم کی خبر سنائی گئی ہے۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں۔ اور اس سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انھیں دردناک عذاب کی خبر دیدو۔ کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ دیدی جائے خواہ وہ کتنا مال ہو۔ وہ اس آیت کی تحت میں نہیں آتا۔

زکوٰۃ کا نہ دینا مشرکوں اور منکرین قیامت کا شیوہ قرار دیا گیا ہے وویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ وھم بالاٰخرۃ ھم کافرون اور مشرکوں پر افسوس ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔ اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔

کوئی شخص اخوت اسلامی میں داخل ہونے کا اہل نہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتا۔ فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین۔ سو اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں۔ اور زکوٰۃ دیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

آنحضرت صلعم سے صحیح حدیث مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج۔ پس جو شخص ان پانچ باتوں میں سے ایک کو چھوڑتا ہے۔ وہ اسلام کی بنیاد پر قائم نہیں رہتا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی بذریعہ بیت المال ہی ہو سکتی ہے۔

قرآن کریم میں اگر ایک طرف مسلمانوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہے تو دوسری طرف رسول اللہ صلعم کو حکم ہے۔ کہ وہ زکوٰۃ وصول کریں اور خذ من اموالھم صدقۃ اور آپ کے بعد آئمۃ المسلمین کو یہی حکم ہے۔ اور جو خیرات کی جائے۔ اس کے متعلق یہ حکم نہیں۔ زکوٰۃ فرض ہے۔ اور دوسرے صدقات بطور نفل ہیں۔ جہاں زکوٰۃ کے خرچ کرنے کی مختلف مدات کا ذکر ہے۔ وہاں یہ بھی ہے والعاملین علیھا یعنی زکوٰۃ میں سے ان لوگوں کو بھی تنخواہیں دی جائیں گی جو اس کے وصول کرنے کے لئے مقرر ہوں جس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا باقاعدہ وصول ہو کر قومی بیت المال میں جمع ہونا ضروری ہے احادیث میں آنحضرت صلعم کے عاملین زکوٰۃ مقرر کرنے کا ذکر ہے اور وہ سب زکوٰۃ جمع کرکے بیت المال میں داخل کرتے تھے۔ اور آپ نے ہی وہ حساب بھی بتایا جس حساب سے زکوٰۃ مال میں سے لینی چاہیئے اور کسی شخص کے اختیار پر اس بات کو نہیں چھوڑا کہ کس قدر زکوٰۃ دے۔ اور یہ بھی حکم تھا۔ کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے کی رائے کے آگے سر جھکایا جائے۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ بیت المال میں داخل کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اور صحابہؓ نے اسکی صحت کو تسلیم کیا۔ ان سب باتوں سے ظاہر ہے۔ کہ زکوٰۃ ہر شخص اپنی جگہ پر فقرا و مساکین کو دیکر ادائیگی زکوٰۃ کے حکم سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کا ایک بیت المال میں جمع ہو کر وہاں سے مناسب مدات پر خرچ ہونا ضروری ہے چندے جو ہمارے احباب ادا کرتے ہیں۔ وہ بھی انھیں دیگر صدقات میں آتے ہیں جو بطور نفل ہیں اصل فرض زکوٰۃ ہے۔ اور اس کا حساب کر کے بیت المال میں داخل کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد چندہ جسقدر کوئی شخص چاہے ادا کرے۔ زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے صدقات میں ہر انسان مجاز ہے۔ جس طرح چاہے انھیں خرچ کرے۔ مگر زکوٰۃ کو اپنی مرضی سے خرچ نہیں کر سکتا۔ ہاں ایک حدیث میں رسول اللہ صلعم کا یہ حکم پایا جاتا ہے۔ واذا خرصتم فخذوا ودعوا الثلث فان لم تدعوا الثلث فالربع۔ یعنی جب تم غلہ وغیرہ کا اندازہ زکوٰۃ کے لئے کرو۔ تو اسے لے لو۔ اور ایک چوتھائی چھوڑ دو۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں۔ تہائی یا چوتھائی زکوٰۃ کے چھوڑ دینے کا حکم اس لئے ہے۔ تاکہ وہ شخص خود اسے اپنے ہمسایوں اور قریبیوں پر خرچ کرے۔ یعنی ایسے قریبیوں پر جو مستحق زکوٰۃ ہیں۔

نوٹ:- قرآن کریم اور ان احادیث کے احکام کے مطابق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے بیت المال قائم کیا ہے جس میں سب ممبران کی زکوٰۃ کا داخل ہونا ضروری ہے۔ اور آخری حدیث کی منشا کے مطابق ہر زکوٰۃ دہندہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو ایک تہائی زکوٰۃ کی اپنے طور پر خرچ کرنے کے لئے رکھ لے۔

زکوٰۃ کن کن چیزوں پر ہے اور کس حساب سے

(۱) نقدی اور زیورات۔ نقدی خواہ سونا ہو یا چاندی یا نوٹوں کی صورت میں اپنے پاس جمع ہو یا کسی جگہ امانت کے طور پر جمع ہو۔ زیورات خواہ روپے کو جمع رکھنے کی غرض سے بنوالئے گئے ہوں خواہ استعمال کیلئے خواہ شب و روز پہنے جاتے ہوں خواہ رکھے رہتے ہوں۔ ان پر بھی نقدی کی طرح زکوٰۃ ہے۔ مگر ان میں جس قدر چاندی یا سونا لگا ہے۔ اسی پر زکوٰۃ ہے۔ اگر وہ جڑاؤ ہیں۔ تو جڑاؤ پر زکوٰۃ نہیں نہ ہی جواہرات پر زکوٰۃ ہے صرف سونے یا چاندی کی قیمت پر زکوٰۃ ہے جو اس پر لگا ہے۔ زیور کی زکوٰۃ پر احادیث موجود ہیں۔ ایک حدیث میں ہے۔ کہ ایک عورت آنحضرت صلعم کی خدمت میں آئی۔ اور اس کی لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے کڑے تھے۔ آپ نے فرمایا ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے کہا۔ نہیں۔ تو فرمایا کیا چاہتی ہو۔ کہ قیامت کے دن یہ آگ کے کڑے ہوں!

حضرت ام سلمہؓ نے کچھ سونے کا زیور پہنا ہوا تھا۔ اور آپ نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا۔ کہ ایسا مال تو نہیں جس پر عذاب کی خبر قرآن شریف میں ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ جو چیز زکوٰۃ کو پہنچ جائے اور اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ اور ایسی ہی ایک حدیث حضرت عائشہ رضؓ کے متعلق ہے۔ یہ تینوں حدیثیں ابوداؤد میں ہیں۔

جس نقدی یا زیور پر پورا سال گزر گیا ہو۔ اگر وہ چاندی یا نوٹوں کی صورت میں ہے۔ تو باون روپے سے زیادہ مالیت ہونے کی صورت میں اگر وہ سونا ہے۔ تو ساڑھے سات تولے سے زیادہ ہونے کی صورت میں اڑھائی روپیہ فی سینکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ ہے۔

(۲) مال تجارت پر زکوٰۃ۔ مال تجارت پر زکوٰۃ حدیث نبویؐ سے اور امت کے تعامل سے ثابت ہے۔ اور مجاہد کے نزدیک وانفقوا من طیبات ما کسبتم تجارت کی زکوٰۃ کے بارہ میں ہے۔ لیکن چونکہ تجارت کا مال بعض وقت ایک مدت تک بغیر نفع دینے کے بھی پڑا رہ سکتا ہے اس لئے ایسے مال تجارت پر جو سال کے اندر فروخت نہیں ہوا۔ کوئی زکوٰۃ نہیں جب وہ فروخت ہوگا۔ اسی وقت اس پر زکوٰۃ بھی واجب الادا ہوگی۔ اور اس وقت صرف ایک سال کی زکوٰۃ واجب الادا ہوگی حضرت امام مالک کا یہی مذہب ہے۔ وانہ لیس علی مالک العرض سنین لم یجب علیہ فی شیئ من ذالک العرض زکوٰۃ وطال زمانہ فاذا باعہ فلیس علیہ الا زکوٰۃ احدۃ۔ اور اصول جو شارع علیہ السلام نے مقرر کیا ہے اس کی رو سے بھی یہی بات حق معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے زکوٰۃ کا اصول مویشی میں سے مویشی اور غلہ میں سے غلہ اور نقدی میں سے نقدی ہے۔ لیکن چونکہ مال تجارت ان چیزوں کے علاوہ ہے۔ اس میں سے ہر چیز کا چالیسواں حصہ لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک دوکاندار کے پاس سینکڑوں قسم کی اشیا ہوتی ہیں پس مال تجارت پر سے زکوٰۃ صرف بصورت نقدی لیجا سکتی ہے۔ اور یہی عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کا معلوم ہوتا ہے لیکن نقدی کی صورت میں اس حصہ مال پر زکوٰۃ وصول ہو سکتی ہے۔ جو نقدی کی صورت میں تبدیل ہو چکا ہو مثلاً ایک شخص کی دکان میں پچاس ہزار روپے کا مال ہے۔ اس میں سے سال میں پندرہ ہزار روپے کا مال فروخت ہوا۔ تو گویا پندرہ ہزار کا مال بصورت نقدی تبدیل ہو گیا۔ اور اس پر زکوٰۃ واجب الادا ہوگی لیکن باقی پر نہیں۔ اور یوں بھی جو مال بند پڑا رہا۔ اور فروخت نہیں ہوا نامی نہیں کہلا سکتا۔ پس تجارت کے مال کی تین صورتیں ہیں:

اوّل یہ کہ سارا سرمایہ جو تجارت پر لگایا گیا ہے وہ سال بھر میں واپس نہیں ہوا یعنی کل مال فروخت نہیں ہوا۔ تو زکوٰۃ صرف اس حصہ پر ہے جو فروخت ہوا یعنی سال بھر میں جس قدر مال فروخت ہوا۔ اس پر ۲½ فیصدی کے حساب سے زکوٰۃ ہے۔

دوم یہ کہ سارا سرمایہ بار بار وصول ہوتا اور تجارت پر لگتا رہا مثلاً ایک شخص کے پاس دس ہزار سرمایہ ہے۔ اور اس نے اس کا کچھ سامان خریدا۔ وہ ایک دو ماہ میں فروخت ہوا۔ پھر اس سے اور سامان خریدا اور وہ بھی فروخت ہو گیا۔ اور یوں سال میں کئی دفعہ ہوا۔ تو صرف اصل سرمایہ پر سال میں ایکدفعہ زکوٰۃ ۲½ فیصدی واجب الوصول ہوگی۔

سوم۔ یہ کہ سرمایہ بصورت کسی انڈسٹری کے ہے۔ جیسے مشین وغیرہ لگا کر کام کا چلانا۔ تو اس صورت میں بھی سرمایہ پر زکوٰۃ ہوگی

ان تینوں صورتوں میں حساب سالانہ ہوگا۔ اور ہر سال کی اصلی فروخت یا اصل سرمایہ پر زکوٰۃ ہوگی لیکن اگر سرمایہ میں کچھ حصہ قرضہ کا بھی ہے تو قرضہ والا حصہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوگا۔ جس قدر فروخت یا سرمایہ بڑھیں یا گھٹیں گے۔ اسی قدر زکوٰۃ بھی کم یا زیادہ ہوگی۔ اور تینوں صورتوں میں یہ جائز ہوگا۔ کہ کل فروخت یا سرمایہ میں سے ان اخراجات کو منہا کیا جائے۔ جو اس تجارت یا انڈسٹری سے خاص ہیں مثلاً بصورت تجارت کرایہ دوکان یا تنخواہ ملازمین دوکان اور بصورت انڈسٹری اس کے علاوہ خرچ مرمت مشین وغیرہ۔

(۳) غلہ وغیرہ۔ پیداوار زمین پر زکوٰۃ۔ زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ ہے۔ اور اس کا ذکر قرآن کریم میں خصوصیت سے کیا گیا ہے چنانچہ انگور۔ کھجور۔ زیتون۔ انار اور مختلف قسم کے کھیتوں کا ذکر کر کے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کلوا من ثمرہ اذا اثمر واٰتوا حقہ یوم

پنڈت جواہر لال نہرو اور اسلامی تمدن!

سورج سے زیادہ روشن حقیقت کا افسوسناک انکار

(از جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر)

اخبار تہذیب نسواں لاہور کی ۱۲ اگست کی اشاعت میں "اسلامی تمدن" کے زیرعنوان ایک مضمون سید ابن حسن شارق صاحب کا سیاستیات نعلی صاحب ایڈیٹر اخبار ہذا نے شائع کیا ہے مضمون نگار بھی بفضلہ سید اور شائع کنندہ بھی سید۔ اور شائع کیا جاتا ہے اس اخبار میں جو مسلمان خواتین اور معصوم بچیوں کے ہاتھ میں جاتا ہے!

اس مضمون میں سید ابن حسن شارق صاحب نے پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگریس کی ایک تحریر نقل کی ہے۔ پنڈت صاحب موصوف نے مسلمانان ہند کی اس تحریک پر کہ اس انقلاب کے زمانہ میں اپنی تہذیب و تمدن کے بقا کی کوشش کرنی چاہیئے نہایت ہی حقارت آمیز لہجے میں سوال کیا ہے کہ :-

"یہ مسلم تمدن ہے کیا چیز؟ کیا یہ عربوں، ایرانیوں اور ترکوں وغیرہ کے بڑے بڑے کارناموں کی ایک یاد ہے؟ جو نسلی تعلق کی وجہ سے اب تک باقی ہے اس کا مطلب زبان آرٹ۔ موسیقی اور رسم و رواجات ہیں؟"

پنڈت جواہر لال نہرو مغربی یونیورسٹیوں کے تعلیمیافتہ ہیں ان کو ایک طویل عرصہ تک ہندوستان کی مختلف قوموں کے رسم و رواج اور طرز زندگی کے مطالعہ کا موقعہ بھی ملتا رہا ہے۔ آج کل وہ ایک بڑے بھاری لیڈر اور بین الاقوامی شہرت کے مالک سمجھے جاتے ہیں۔ پنڈت جی کو مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر انصاری مرحوم جیسے نامور لیڈروں سے ملنے جلنے اور ان کے ساتھ سیاسی کام کرنے کے بہت سے مواقع مل چکے ہیں۔ مولانا موصوف تو آجکل بھی ان کے رفیق کار ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود پنڈت جی کا یہ سوال کہ اسلامی تمدن ہے کیا چیز؟ انتہائی افسوس اور تعجب کا مقام ہے۔

اسلام کے پیرو اس وقت ساٹھ کروڑ کی تعداد میں دنیا کے تمام حصوں، ایشیا، یورپ، افریقہ، امریکہ، آسٹریلیا میں ہر جگہ موجود ہیں۔ ان سب کا تمدن اور تہذیب بنیادی طور پر ایک ہے۔ پھر پنڈت جی جیسے روشن خیال کو اس واضح حقیقت کا علم نہ ہونا انتہائی حیرت کا مقام ہے اس سوال سے کہ یہ مسلم تمدن ہے کیا چیز؟ یا تو پنڈت جی تجاہل عارفانہ فرما رہے ہیں یا ان کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح وہ مذہب اور اسلامی تاریخ سے ناواقف تعلیمیافتہ مسلمان نوجوانوں کو اپنے دام میں پھنسا کر اسلام سے بیزار کریں یا پھر وہ حقیقتاً لامذہبیت کی رو میں اس قدر بہ گئے ہیں کہ ان پر کل دنیا کے مذاہب سے نفرت کی وجہ سے بے خبری کا عالم طاری ہو گیا ہے۔ کاش وہ اپنی اس لاعلمی کے اظہار سے پہلے اپنے دوست مولانا ابوالکلام آزاد سے علیحدگی میں یہ سوال پوچھ لیتے۔

ہمارے تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک آل رسول اور کلمہ گو کانگریس کے عشق میں اس قدر مستغرق ہے کہ وہ پنڈت صاحب کے اس سوال کی تائید ہی نہیں کرتا۔ بلکہ اسلامی تمدن کی ہنسی اور مذاق اڑاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پرورش کسی ہندوانہ فضا میں ہوئی ہے کہ اسے اسلامی تمدن کا احساس ہی نہیں۔ اس تمہید کے بعد ہم ذیل میں پنڈت جی کے اس سوال کا جواب عرض کرتے ہیں کہ :-

مسلم تمدن کیا چیز ہے؟

پنڈت جی کو واضح رہے کہ اسلامی تمدن کسی عربی، ترکی یا ایرانی تہذیب یا تمدن کا مرہون منت نہیں ہے اس تہذیب و تمدن کا سرچشمہ اور مرکز ہمارے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں خالق دو جہان نے اس کی تعلیم دی اور اسلامی تمدن ان رسوم و روایات اور اعمال کے مجموعہ کا نام ہے۔ جو کہ قرآن۔ سنت نبوی اور احادیث صحیحہ نے مسلمانوں کو تعلیم فرمائے ہیں۔ جن کا افضل ترین عملی نمونہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ چنانچہ قرآن شریف مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے :- وکذالک جعلنٰکم امۃ وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا (اور ایک اعلیٰ درجہ کا گروہ بنایا ہے تاکہ تم لوگوں کے پیشرو بنو اور رسول تمہارا پیشرو ہو یعنی اس قرآن میں جن اعمال و فرائض اور رسومات کی تعلیم تفصیل سے نہیں دی گئی۔ اس کیلئے تمہارا رسول تمہارے لئے عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔ پس تم اس کے نمونہ پر چلو اور لوگوں کو اپنے نمونہ پر چلانے کی کوشش کرو۔ تا تم اعلیٰ ترین قوم دنیا میں بن جاؤ) پس اسلامی تمدن انسان کامل صلعم کی پاک ترین زندگی کے نمونہ کی پیروی کا نتیجہ ہے پھر دوسری جگہ قرآن کریم مسلمانوں کو حکم دیتا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللّٰہ والیوم الاخر وذکر اللّٰہ کثیرا (یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے۔ اس کیلئے جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے) یعنی مسلمانوں کو بتایا ہے کہ تمہاری ہر حرکت، ہر عمل اور ہر مرحلہ زندگی کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نیک نمونہ قابل اتباع ہے۔ اگر پنڈت جواہر لال صاحب کبھی حضرت نبی کریم صلعم کی پاک سوانح حیات کو پڑھنے کی سعادت حاصل کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یتیمی کی حالت سے نکل کر ملازمت۔ غربت بے بسی۔ پھر سپاہیانہ زندگی، پھر فوج کی جرنیلی، پھر بادشاہت، اور دوسری طرف بیویوں سے سلوک، امور خانہ داری، قریبیوں سے برتاؤ۔ دوستوں اور دشمنوں سے محبت۔ بچوں اور لڑکیوں سے مشفقانہ برتاؤ۔ غرضیکہ انسانی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس کے لئے حضور کا اسوہ حسنہ اولاد آدم کیلئے مشعل راہ نہ ہو۔ ہر زمانہ، ہر ملک اور ہر ایک رنگ و نسل کا انسان آپ کی پاک زندگی سے ہدایت حاصل کر سکتا ہے۔

آپ نے اپنے عملی نمونہ سے جو طرز زندگی اور رسومات و اعمال روزانہ زندگی اور شادی مرگ اور کل دیگر مراحل حیات کیلئے مسلمانوں کیلئے قائم کئے۔ اسی سے وہ تمدن پیدا ہوا جسے اسلامی تمدن کہتے ہیں اسی اسلامی تہذیب و تمدن نے صحرانشین خانہ بدوش عربوں کو قعر ضلالت سے نکال کر کل دنیا کے روحانی اور جسمانی معلم بنا دیا۔ وہ یکایک جہالت و تاریکی میں سے نکل کر علوم و فنون کے اس اعلیٰ مرتبہ پر جا پہنچے کہ ان کے آگے زانوئے ادب تہ کر کے یورپ نے وہ اعلیٰ ترقیاں حاصل کیں جن کی وجہ سے پنڈت نہرو اور دیگر یورپ زدہ لوگ مرعوب ہو جاتے ہیں۔

اس تہذیب و تمدن کی روشنی اور چمک نے قیصر و کسریٰ کی تہذیب کو ماند کر دیا۔ اس کے مقابلہ میں نہ رومن تہذیب باقی رہی نہ ایرانی تہذیب اس کا مقابلہ کر سکی۔ یہی وہ اسلامی تمدن ہے۔ جو اس ملک میں خواہ عربوں کے ذریعہ آیا۔ یا ایرانیوں کے ذریعہ۔ اسی تہذیب و تمدن نے ہندوستانیوں کو حیوانیت اور بت پرستی سے نکال کر انسان بنانے کی کامیاب کوشش کی اور ان کو کپڑا پہننا سکھایا۔ ان کو اخلاق و پاکبازی کی تعلیم دی۔ وغیرہ وغیرہ یہ موضوع ایک علیحدہ مضمون کا طالب ہے

پنڈت نہرو جی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلامی تمدن مسلمانوں کے مذہب کا ایک بھاری جزو ہے اس کے لئے آپ جیسے ذمہ دار اور سید اور معزز انسان کا ایسے حقارت آمیز الفاظ استعمال کرنا اعلےٰ اخلاق کے منافی ہے۔

خوب یاد رکھیں کہ مسلمان ساری دنیا کو چھوڑ سکتا ہے لیکن وہ اپنے مقدس مذہب کو نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ اس کی تعلیمات کا ایک شوشہ یا نقطہ کم نہیں کر سکتا۔ پنڈت جی اور ان کے ہم خیال اگر اپنے ملک سے کوئی بھلائی کرنا چاہتے ہیں تو مسلمانوں کے احساسات کی عزت کرتے ہوئے انہیں اپنی طرف مائل کریں۔ ورنہ خوب یاد رکھیں۔ یہ قوم موجودہ گئی گذری حالت میں بھی اس قدر کمزور نہیں کہ اس کے بغیر آپ سوراج حاصل کر کے کامیابی سے سلطنت چلا سکیں گے مسلمان غلامی کیلئے پیدا نہیں ہوا۔ آزادی اس کا پیدائشی حق ہے جو کہ وہ عارضی طور پر اپنی غفلت سے کھو بیٹھا اب جیسا کہ زمانہ بتا رہا ہے۔ یہ سویا ہوا شیر جاگ رہا ہے اور انشاء اللہ دنیا کو دکھا دیگا کہ مسلمان مٹنے والی قوم نہیں جہاں تک سید ابن حسن شارق کے اعتراضات کا تعلق ہے ان کا جواب انشاء اللہ دوسری صحبت میں دیا جاوے گا۔

موجودہ ترکی کے دلچسپ حالات

ایک مسلمان ہندوستانی خاتون کے مشاہدات

ترکی کے کھانے

انگورہ دیکھنے کو بالکل یورپین شہر ہے۔ اور ایک لحاظ سے یورپ سے بھی بہتر ہے۔ کیونکہ جدید اور روشن ہے۔ مگر یہاں کے کھانے بالکل مشرقی اور ممالک اسلام کے سے ہیں۔ البتہ تکلفات بہت زیادہ ہو گئے ہیں مثلاً مٹھائی کی بڑی بڑی بلوری دکانیں جن میں مشرقی اور مغربی مٹھائیوں کا اتحاد خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ ایک دو مٹھائیاں بالکل ہندوستانی اور بہت لذیذ ہیں تازہ پھل کم ہے۔ مگر خشک پھل کی دوکانیں بکثرت ہیں۔ اعلےٰ درجہ کا خشک پھل بلوری مرتبانوں میں اور کیسوں میں دکھایا گیا ہے۔ یہاں ہمارے بھنے ہوئے چنے کی قسمت بھی جاگتی نظر آتی ہے۔ جو ہوٹلوں میں جگہ پائے ہوئے اور تولوں کے حساب سے بکتا ہے۔ کھیرا بھی تمام یورپ اور اسلامی ممالک کی غذا ہے ایک آنے میں ایک چھوٹا سا کھیرا یہاں ملتا ہے۔ اور لوگ شوق سے خریدتے ہیں چنے کے دام دریافت کئے تو بارہ آنے سیر معلوم ہوئے

دمشق اور شام کے ہوٹلوں میں پندرہ بیس قسم کے کھانوں کی فہرست سامنے آتی تھی۔ مگر انگورہ کے ہوٹلوں میں پچاس ساٹھ قسم کے کھانے کی فہرست سامنے آتی رہی ہے۔ میں نے ایک فہرست کے سامنے کھانوں کے نام دریافت کر کے اپنی زبان میں لکھ لئے۔ دہی پیالوں میں جمایا جاتا ہے۔ تیز مٹی کی ڈبیوں میں جمایا جاتا ہے۔ لوگ ڈبیا قیمت ایک آنہ یا دو آنے کو خرید کرتے جاتے ہیں یہ نہایت لذیذ اور میٹھا ہوتا ہے۔ عوام پنیر اور زیتون کے اچار گڑ کے حلوے اور دہی کے ساتھ روٹی کھا لیتے ہیں۔ سلاد اور کھیرے کو رغبت سے کھاتے ہیں۔ گڑ میں اخروٹ اور بادام ملا کر خوب فروخت ہوتا ہے۔ تل کا بنا ہوا حلوا انگلستان سے لے کر تمام اسلامی ممالک میں دیکھا اپنے ہاں کی گزک کی مانند سمجھنا چاہیئے۔ ترشی اور چٹنی یعنی سرکہ کا اچار جس میں تمام ترکاریاں اور پھل ڈال کر فروخت کیا جاتا ہے۔ تمام عرب مصر اور شام میں مرغوب ہے۔ بہرحال اہل مصر کی نسبت ترکی میں کھانے کی شان بہت اچھی ہے روٹی جس قدر ملک دیکھے اب تک ترکی کی سب سے اچھی ہے۔ دہی اور چھاچھ پینے کا بہت رواج ہے۔ بالٹی برابر دہی رکھ کر چھاچھ فروخت کی جاتی ہے اور بازار میں جابجا وہ لوگ پیتے ہیں حلوے۔ مٹھائیوں۔ کبابوں اور پلاؤ کی کثرت ہے۔ اور ایک کھانا یہاں کا میں نے عجیب و غریب دیکھا۔ روٹی کے ٹکڑے دہی میں بھگو کر ان کے اوپر سیخ کباب جما دیتے ہیں۔ اور یہ پلیٹ نہایت رغبت سے کھائی جاتی ہے۔ پہلے تو مجھے اچھی نہ معلوم ہوئی مگر جب خشک نمک مرچ ملا کر کھائی تو بری نہ تھی۔ بس ایک ہی پلیٹ میں سالن روٹی کباب سب کچھ سمایا ہوا ہوتا تھا۔ پھر کسی دوسری شے کی حاجت نہ رہی۔

مصری کونسل خانے میں دعوت چائے

مصری کونسل خانے نے کہ جس کے اسٹاف اکثر انگریزی بولتے تھے ہمارے ساتھ حد درجہ کی مروت اور اخوت کا برتاؤ کیا مسز صفوت بے اور انکی بیوی سے جو انگورہ کے واحد روزانہ اخبار ناشنل (قومی) کے ایڈیٹوریل سٹاف کے قابل ممبر ہیں ملاقات ہوئی سلطنت کے رکن بھی ہیں اور ایک کالج میں دو گھنٹہ لیکچر بھی دیتے ہیں معلوم ہوا کہ جدید ترکی میں ایک شخص کئی کئی کام حسب لیاقت انجام دیتا ہے۔ یہ نہیں کہ تنخواہ لیں اور گھنٹہ دو گھنٹہ کی ڈیوٹی بجا لا کر باقی وقت عیش میں بسر کریں۔ یہ لوگ ملک کی خدمت تن من دھن سے کر رہے ہیں فنانی الوطن ہیں صبح شام فرائض کی بجا آوری میں منہمک۔ مصری کونسل نے چائے کا نہایت شاندار انتظام کیا ہوا تھا۔ ہز ایکسیلینسی صاحب وزیر مصر اور ان کے دونوں سکرٹریوں نے جو نہایت شستہ اور با اخلاق نوجوان تھے۔ اپنے اس مصری اخلاق کا بین ثبوت دیا جس کے دوران قیام مصر میں کافی معترف ہو چکے تھے۔

وزیر مطابع سے ملاقات

یہاں سے ہمیں صفوت بے اور مسز صفوت بے اپنے ہمراہ لے کر وزیر مطابع یعنی پریس بیورو ترکی کے دفتر میں لے گئے وزیر مطابع نے نہایت اخلاق کا ثبوت دیا۔ اپنے سکرٹری کو جو ایک نہایت لائق جوان تھا۔ اور انگریزی جانتا تھا۔ بلایا۔ اس کی معرفت قریب گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ برادرم عبدالمجید نے اور میں نے بہت سے سوالات پوچھے۔ اور ہمیں ہر سوال کا جواب خاطر خواہ اور تسلی بخش دیا گیا۔ ایسی معلومات کسی جگہ سے ہونی مشکل تھیں جو وزیر مطابع کے دفتر سے اور خود وزیر صاحب کی موجودگی میں دستیاب ہوئی۔

چالیس فیصدی آبادی تعلیم یافتہ

ہم نے دریافت کیا کہ اس وقت ترکی میں تعلیم کی اوسط کیا ہے جواب ملا کہ چالیس فیصدی آبادی تعلیم یافتہ ہو گئی ہے۔ اور آئندہ پانچ سال میں ہم بہت آگے بڑھنے کی توقع رکھتے ہیں اب ہم کوشش کر رہے ہیں کہ دیہاتی آبادی کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوں۔ کیونکہ یہ فی الحال بڑے شہروں کی تعلیم کی اوسط ہے۔ اب تک مدرسے سب جگہ پر قائم نہیں ہو سکے۔

معلوم ہوا کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم پرائمری مدارس میں مخلوط ہے۔ مگر ہائی سکولوں میں علیحدہ علیحدہ ہے۔ اور کالجوں میں پھر مخلوط ہو گئی ہے۔ کیونکہ ڈبل کالج بنانے کی ابھی طاقت نہیں اور عورتوں کو تعلیم سے محروم رکھنا بھی نہیں چاہتے۔

تعلیم بالکل مفت

ایک تعجب خیز اور حیرت انگیز امر جو ہمیں معلوم ہوا وہ یہ تھا کہ ان تمام سکولوں اور کالجوں میں تعلیم بالکل مفت ہے۔ بلکہ بورڈنگ اور لاجنگ بھی سب مفت ہیں۔ کسی بچے سے ایک بورڈنگ اور تعلیم کی فیس کا حبہ نہیں لیا جاتا بلکہ جو بچے نادار ہیں۔ انکو گورنمنٹ علاوہ کتب کے جیب خرچ بھی ماہوار دیتی ہے۔

رومن حروف

ہم نے دریافت کیا۔ کہ آپ نے ترکی رسم الخط بدل کر تمام عالم اسلام میں ایک شکایت پیدا کر دی ہے۔ جواب ملا۔ کہ رومن کیریکٹر کو آسانی کے خیال سے اختیار کر لیا گیا ہے بچے بہت جلدی اور بوڑھے تھوڑے عرصہ میں اس کو پڑھ سکیں بناتے ہیں۔ کل جدید کتب اسی خط میں چھپ رہی ہیں ہم یورپ میں کسی بات میں پیچھے رہنا نہیں چاہتے۔ البتہ زبان وہی ہے۔ اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کیگئی۔ اب ہمیں ٹائپ کی بھی بہت سہولت ہو گئی ہے۔ اور سب کام دفتروں میں ستھرا اور جلدی ہونے لگا ہے

مساجد کا تحفظ

مساجد کی نسبت کہا۔ کہ محض غلط پروپیگنڈا ہے۔ کہ مساجد مسمار کیگئی ہیں۔ یا مکتب بنائے گئے ہیں۔ یوں تو مسجد کے ساتھ مکتب کا ہونا لازمی ہے مگر آپ لوگ بچشم خود دیکھیں گے۔ تو اس کو سو فیصدی غلط اور افترا پائیں گے مساجد کی مرمت اور دیکھ بھال کے لئے ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ بنا دیا گیا ہے جہاں سے علماء اور اماموں کو تنخواہیں ملتی ہیں۔ اور مسجدوں کے موذن مقرر کئے جاتے ہیں۔ فراش۔ جاروب کش اور نواب مقرر کئے جاتے ہیں چونکہ پچھلے سالوں میں بہت سے اہم کام حکومت کو درپیش تھے مسجدوں کی مرمت کی طرف توجہ نہ کیگئی تھی۔ مگر اب ایک بڑی رقم مساجد کی مرمت کے لئے علیحدہ کیگئی ہے اور ملک کی تمام مساجد کو جو ہمارے لئے سرمایہ ناز ہیں۔ نہایت اچھی حالت میں رکھا جائے گا۔ البتہ اسلامبول کی ایک عظیم مسجد یا صوفیہ جو پہلے ایک گرجا تھی اور اس کے نقش و نگار اور تصویروں کو توڑ کر اوپر سفیدی پھیر کر اسے مسجد میں تبدیل کیا گیا تھا۔ ہم لوگوں نے اسے آثار قدیمہ میں شامل کر دیا ہے۔ اور اس کی سفیدی کو دھو ڈالا ہے۔ اور اصلی نقش قائم کر دئے ہیں۔ اب چونکہ وہاں بت نکل آئے ہیں۔ اسلئے وہ نماز کے لائق نہیں رہی اسے میوزیم بنا دیا گیا ہے قسطنطنیہ کی گلی گلی میں عالیشان مسجدیں ہیں۔ اگر ایک مسجد کم ہو گئی تو کیا ہوا ہمیں نے اور آدمیوں سے جب کے متعلق بات چیت ہوئی تو معلوم ہوا کہ غازی پاشا نے حکمت عملی سے اپنی عیسائی رعایا کی تالیف قلوب کے لئے اسے میوزیم بنا دیا ہے ممکن ہے کہ ان کا مطالبہ یہ ہو کہ اسے دوبارہ گرجا میں منتقل کر دیا جائے۔ اور غازی پاشا نے یہ درمیانی رستہ نکالا ہو۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قسطنطنیہ ایک بین الاقوامی شہر ہے اور ترکیوں نے اس سے دلچسپی بہت کم کر دی ہے۔ نئے دارالخلافہ انگورہ میں اپنی تمامتر دلچسپیاں اور طاقتیں لگ رہی ہیں۔

جمہوریہ ترکیہ کے چھ اصول

معلوم ہوا کہ حکومت جمہوریہ ترکیہ کے چھ اصول ہیں جنکا ہر ایک ترک پابند ہے۔ اور وہ یہ ہیں

۱۔ جمہوریت
۲۔ وطنیت۔ حب الوطنی
۳۔ وطن کی ساختہ اشیا استعمال کرنا
۴۔ حکومت اور دولت کے ساتھ وفاداری۔
۵۔ مذہب کا حکومت سے کوئی تعلق نہ ہونا
۶۔ انقلاب

ترکی عورتیں

میں نے دریافت کیا کہ سنا گیا تھا۔ کہ ترکی کی عورتوں کو فوجوں میں بھرتی ہونے کا حکومت نے حکم دیدیا ہے۔ نوجوان سیکرٹری نے جواب دیا۔ کہ یہ خبر بھی ایک حد تک غلط ہے عورتوں نے ہم سے دریافت کیا تھا کہ ہم ملک اور قوم کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتی ہیں مگر ہم عورتوں کو مردوں سے زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں کیونکہ وہ قوم کو پیدا کرنیوالیاں ہیں بے شک بوقت ضرورت اپنی قوم اور اپنے وطن کی خدمت کے لئے انہیں تیار رہنا چاہیئے۔ مگر یاد رہے کہ جب تک ایک بھی ترک کی رگوں میں خون ہوگا۔ عورتوں کو محاذ پر نہیں آنے دے گا۔ البتہ عورتیں باورچی خانوں میں کام کریں گی نرسنگ کی خدمت بجا لائیں گی۔ اور جنگ کے دوران میں خود بخود ہزاروں کام انکے لئے پیدا ہو جائیں گے بجائے جنگ میں بھیجنے کے ہم کوشش کر رہے ہیں۔ کہ بے خوف۔ نڈر چست چالاک ترک عورت پیدا ہو جائے شعبہ حربیہ کے متعلق بھی سوالات پوچھے اور جوابات معلوم ہوئے۔

دنیائے اسلام میں خبر رسانی

آخر وزیر صاحب مطابع نے ہم سے وعدہ کیا۔ کہ آئندہ وہ حالات حاضرہ سے اہل ہند کو باخبر رکھیں گے۔ اور اعتراف کیا کہ کوئی ذریعہ براہ راست خبر بھیجنے کا نہیں ہے ترکی خبریں یورپ اور مصر وغیرہ کے راستے دنیا میں پھیلتی ہیں ہم نے مشورہ دیا۔ کہ ایک ایسوسی ایشن ایسا ہو جو ہفتے چند ضروری اور چیدہ خبریں تمام دنیا کو پہنچا دیا کرے اس مشورہ سے اتفاق کیا اور وعدہ کیا کہ عنقریب ہوائی خبر رسانی کا خاص ہندوستان بندوبست کیا جائیگا۔ وزیر حکومت نے وعدہ کیا کہ اپنا ترجمان اور موٹر کار دے کر ہمیں بہت سے ضروری مقامات تعلیم گاہیں۔ دفاتر سرکار صاحب لہ اد

جو کچھ ہم دیکھنا چاہیں وہ ہمیں دکھلایا جائے۔ چنانچہ کچھ مقامات صفوت بے صاحب نے اپنے ذمے لیے اور کچھ منتخب سیکرٹری وزیر مطابع کرنے کے لئے گئے دوسرے دن ساڑھے نو بجے قرار پایا۔ کہ اسی دفتر میں ہم پہنچ جائیں جہاں سکرٹری صاحب ہمارا انتظار کریں گے صفوت بے نے ہمیں

(ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی آراسے متفق ہونا ضروری نہیں)

مکتوب مفتوح

بنام مولٰسنا ابوالکلام آزاد صاحب

سید فضل شاہ صاحب جنہوں نے گزشتہ سال اپنے صاحبزادہ کو احمدیت سے متنفر کرنے کے لئے مولٰسنا ابوالکلام آزاد صاحب سے . . . . خط کے ذریعہ چند سوالات کے جوابات حاصل کرنے کی درخواست کی تھی جیسا کہ مولٰنا کے بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان سے پوچھا گیا تھا۔ کہ احمدیہ جماعت کے مبلغ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ دین کی تکمیل کے لئے آئے ہیں۔ اور ان پر ایمان لانا جزو ایمان ہے (جو صریح جھوٹ ہے) مولٰنا نے بارہا مطالبہ کیا ہے۔ میرے بیان کے ساتھ ساتھ سائل اپنے سوال بھی شائع کرے لیکن شاہ صاحب خاموش رہے۔ اور کوئی جواب نہ دیا جس سے محض غرض پبلک کو مغالطہ دینا تھا اور اپنے صاحبزادہ کو احمدیہ جماعت سے نفرت دلانا۔ لیکن اس کا اثر الٹا پڑا مولٰنا کی گزشتہ تحریرات اور موجودہ بیان اور اپنے والد صاحب کا طرز عمل دیکھ کر احمدیت اور اس کے کام سے زیادہ ہمدردی اور محبت پیدا ہو گئی ہیں نے اسی زمانہ میں

مفصل جواب اور چند سوالات کے جواب کیلئے مولٰسنا موصوف کو تین خط بھیجے جنمیں ایک رجسٹری تھا لیکن افسوس کہ مولٰنا خاموش رہے۔ اس سال مولٰنا کے بمبئی آنے پر مندرجہ ذیل خط فضل شاہ صاحب کے ذریعہ مولٰنا کو بھیجنے کا بندوبست کیا اور توقع کی کہ اسلام اور مسلم قوم کی بھلائی کیخاطر مولٰنا جواب سے سرفراز فرمادیں لیکن افسوس کہ مولٰنا موصوف اور فضل شاہ صاحب نے خاموشی ہی بہتر سمجھی مولٰنا سے عقیدت رکھنے والوں سے امید ہے کہ وہ مولٰنا کو ان سوالات کا جواب دینے کے لئے تیار کریں گے

(حبیب الرحمٰن صادق از بمبئی)

نقل خط

جناب سید فضل شاہ صاحب۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے خاکسار یکم جولائی سے بیمار ہے۔ ڈاکٹر گورصاحب کے زیر علاج ہوں فی الحال کسی قدر پہلے سے افاقہ ہے دعا فرمادیں۔

آج کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مولٰسنا ابوالکلام آزاد صاحب بمبئی تشریف لائے ہوئے ہیں اور وارڈن روڈ پر ملٹ 67-C ڈاکٹر رجب علی صاحب کے ہاں مقیم ہیں۔ ٹیلیفون ۱۵۳۹ء ہے۔

کیا میں امید کر سکتا ہوں۔ کہ آپ مولٰینا سے مندرجہ ذیل سوالات کا جواب حاصل کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔

(۱) کیا آپ نے اور مولٰینا شبلی مرحوم نے ۱۹۱۱ء میں احمدیہ انجمن کو بمبئی اپنے دستخطوں سے لکھ کر دیا تھا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام ابن مریم فوت ہو گئے ہیں اور ہمارا یہ عقیدہ ہے۔

(۲) کیا حدیث مجدد جس کا سینکڑوں بار آپ نے اپنی کتاب تذکرہ میں ذکر کیا ہے مجددین کے اقوال اور حالات کے ساتھ ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ مجدد کا ماننا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ اپنے زمانہ کا سورج ہوتا ہے اس کے بغیر روشنی نہیں مل سکتی وغیرہ وغیرہ (مرسلہ اشتہار میں تذکرہ کے حوالہ ملاحظہ فرمادیں)

(۳) کیا یہ صحیح ہے کہ دین کی خدمت اور اشاعت اسلام کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا ضروری ہے جو خداوند کریم کی طرف سے وحی کے ذریعہ مامور کیا جاتا ہے جیسا آپ نے اپنے تذکرہ میں تحریر فرمایا ہے

(۴) کیا آپ نے ۱۹۰۸ء میں اخبار وکیل امرتسر میں حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ و مہدی علیہ السلام کے وفات پر انکی تعریف و توصیف کی تھی۔ اور اور ان کو خادم اسلام عالم دین متقی اور پرہیزگار اسلام کا جرنیل وغیرہ وغیرہ لکھا تھا

(۵) اگر حضرت مسیح علیہ السلام وفات پاچکے ہیں۔ جیسا کہ آپ کا عقیدہ ہے۔ تو پھر آپ کس مسیح موعودؑ کی آمد ثانی کے قائل ہیں جس کا ذکر آپ نے اپنے خط دسمبر ۳۵ء میں کیا ہے۔ کہ میں مسیح موعود کی آمد ثانی کا منکر نہیں وہ آثار قیامت سے تعلق رکھتا ہے۔

(۶) اگر احمدیہ جماعت حق و صواب پر نہیں تھی۔ تو آپ نے اور علامہ شبلی مرحوم نے ۱۹۱۳ء میں مبلغ -/۲۰۰ روپیہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کو لنڈن میں بھیجنے کے لئے احمدیہ انجمن کو کیوں دئے تھے اور اسی دن آپ نے اور علامہ شبلی مرحوم نے احمدیہ جماعت کی خدمات اسلامی کا کیوں اعتراف کیا تھا۔

آپ نے اگر اس عریضہ کا جواب نہ دیا۔ تو مجھے مجبوراً اخبارات میں شائع کرنا پڑے گا۔

(نوٹ) مرسلہ ٹریکٹ حضرت مولٰینا محمد علی "امیر جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" (مولٰنا ابوالکلام آزاد اور احمدیت) اور "زمانہ کے امام کو پہچانو" مولٰینا کو آج ہی براہ راست اور شہر کے دیگر مسلم احباب کو جو مولٰنا کے معترف ہیں بذریعہ ڈاک ارسال کر دئے گئے ہیں۔

خاکسار حبیب الرحمٰن صادق احمدی بمبئی ۱۹ رجولائی ۱۹۳۷ء)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ غلام نابالغ ولد ممند ذات کوہن سکنہ صادق ... تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ... مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرض خواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۸ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ مراد ولد محمد یار ذات سیال سکنہ بیلی احمد خان تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰ ۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۴ ۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ تاراچند ولد ہاڑی رام ذات سلوجہ سکنہ منصور سیال تحصیل ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ... مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرض خواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۵ ۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ راجا ولد اروڑہ ذات کھوکھر سکنہ بھیرہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۰ ۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ تاپ رام ولد لگھا رام ذات بجاج سکنہ بھوآنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹ ۷/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۰ ۶/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

رفتار عالم

ہندوستان

——— شملہ ۱۴ ستمبر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت پنجاب نے حکومت ہند کے پاس پُرزور سفارش کی ہے کہ لاہور چھاؤنی میں مذبح کے قیام کی سکیم کو ترک کر دیا جائے۔

——— ۲ ستمبر کو ہندوستان کے اکثر شہروں میں کامیابی سے یوم فلسطین منایا گیا۔

——— ۳ ستمبر کو پنجاب کے متعدد مقامات کے ہندوؤں نے لاہور چھاؤنی کے مجوزہ مذبح کے خلاف احتجاج کے طور پر ہڑتال کی اور جلسے منعقد کئے۔ بعض جگہ جلوس بھی نکالے گئے۔ ہندو اخبارات کے یہ بیانات صحیح نہیں کہ ان مظاہروں میں مسلمانوں نے بھی نمایاں حصہ لیا۔

——— شملہ ۴ ستمبر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ لاہور چھاؤنی کے زیر تعمیر مذبح کے سلسلہ میں ہندوؤں کا ایک وفد وائسرائے کا شرف باریابی حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن وائسرائے نے ان کی یہ درخواست منظور نہ کی۔

——— ایبٹ آباد ۳ ستمبر۔ سرحدی اسمبلی کے اجلاس میں آج مجلس وزرا کے خلاف ڈاکٹر خان صاحب کی قرارداد پر بحث ہو کر رائے شماری پر ۲۷ حضرات نے قرارداد کے حق میں ووٹ دیئے اور ۲۲ نے وزرا کا ساتھ دیا۔ آج تمام ارکان حاضر تھے۔ اس کے بعد سر عبدالقیوم کی وزارت مستعفی ہو گئی۔

——— گورنر نے کانگرس پارٹی کے لیڈر ڈاکٹر خان کو دعوت دی ہے کہ وہ کل دس بجے سرکٹ ہاؤس میں ان سے ملاقات کریں۔ نئی وزارت اب وہ قائم کریں گے (ملاقات ہو چکی ہے)

——— شملہ ۳ ستمبر۔ حکومت پنجاب نے تمام ڈسٹرکٹ آفیسروں کے نام اس مفہوم کے احکام صادر کئے ہیں کہ ایسے شرارت پسندوں کے ساتھ جو فرقہ وارانہ کشیدگی کی تحریک کرنے میں سختی کا برتاؤ کیا جائے اور ڈسٹرکٹ آفیسروں کو حکم دیا گیا ہے کہ فتنہ کو اس کے آغاز میں ہی دبا دیا جائے۔ اور اس امر کی کوئی پرواہ نہ کی جائے کہ شرارت پسند کس رتبہ یا اہمیت کا شخص ہے۔

——— باخبر حلقوں میں محسوس کیا جاتا ہے کہ ان معاملات میں نرمی کے برتاؤ نے فرقہ وارانہ فسادات کو بڑھا دیا ہے۔ ممکن ہے کہ اب ڈسٹرکٹ آفیسر فائر کرنے سے بھی دریغ نہ کریں بشرطیکہ فساد برپا ہوتے وقت ان کی رائے یہ ہو کہ فائرنگ کی وجہ سے ان جانوں کے تلف ہونے کا انسداد ہو جائے گا جو فساد جاری رہنے کی صورت میں ضائع ہو سکتی ہیں۔

——— کوئٹہ ۳ ستمبر۔ فورٹ سنڈیمن میں بارود کے پھٹنے اور جلنے کی وجہ سے ۷ آدمی ہلاک اور ۹ مجروح ہوئے۔ اس بارود کی مقدار آدھ من کے قریب تھی اور اسے پتھریلی چٹانوں کی اڑانے کی غرض سے منگایا گیا تھا بارود لاری کے ذریعہ سے لایا جا رہا تھا کہ وہ خوفناک دھماکے سے پھٹا۔

——— حکومت ہند نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں لاہور چھاؤنی کے مجوزہ مذبح کے قیام کے حق میں دلائل دی گئی ہیں۔

——— کلکتہ ۴ ستمبر۔ آج بنگال اسمبلی میں مسٹر اے کے فضل حق وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ موجودہ وزارت اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے کہ وہ اپنے عہد میں صوبہ کے اندر شراب کی قطعی ممانعت کر دے۔

——— اخبار مارننگ پوسٹ کو معلوم ہوا ہے کہ ملک معظم اور ملکہ معظمہ [illegible]ء کی سردیوں میں ہندوستان تشریف لائیں گے۔

——— کلکتہ ۵ ستمبر۔ محکمہ ڈاک تار نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ اطلاع تک ہندوستان اور چین کے درمیان تمام برقی مواصلات بند رہیں گے۔

——— شملہ ۵ ستمبر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بھیٹہ ریلوے حادثہ (ایسٹ انڈین ریلوے) کے حادثہ کے متعلق سینئر انسپکٹر ریلوے نے جو رپورٹ مرتب کی ہے وہ حکومت کو موصول ہو گئی ہے۔ اہم امور کے پیش نظر حکام نے فیصلہ کیا ہے کہ ہائیکورٹ کے جج کے ذریعہ جوڈیشل تحقیقات کرائی جائے۔

ممالک خارجہ

——— برلن ۵ ستمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ مسولینی ۲۶ ستمبر کو برلن میں ہٹلر سے ملاقات کریگا۔ روم کی اطلاعات مظہر ہیں کہ یہ ملاقات کوئی سیاسی اہمیت رکھتی ہے نہ کوئی نیا معاہدہ عمل میں آئے گا۔

——— حیفہ ۴ ستمبر۔ فلسطین میں پھر فسادات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آج صبح ایک متمول عرب لیڈر ابراہیم بے خلیل پر جو قومی مدافعتی پارٹی کے رکن ہیں قاتلانہ حملہ کیا گیا آپ شدید زخمی ہوئے۔

——— بیت المقدس۔ آج صبح عربوں کے ایک بس گاڑیوں کے مرکز پر ایک یہودی نوجوان نے بم پھینکا جس سے ایک عرب عورت ہلاک اور ایک زخمی ہوئی ایک برطانوی محافظ سپاہی بھی زخمی ہوا۔ سپاہی نے حملہ آور پر فائر کیا لیکن وہ بچ کر فرار ہو گیا۔

——— حکام اس قسم کے مزید حادثات کی روک تھام کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کر رہے ہیں۔ کئی عربوں اور یہودیوں کو تحقیقات کے لئے زیر حراست کر لیا گیا ہے حال کی کشیدگی میں ہلاک شدگان کی تعداد نو عربوں اور تین یہودیوں تک پہنچ گئی ہے۔ ۲۸ یہودیوں کو قانون انسداد جرائم کے ماتحت ایک سال سے چھ ماہ تک کی سزائیں دی گئی ہیں۔

——— چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے ۴ ستمبر کی اطلاع ہے کہ پوٹنگ کے مقام پر شام کے سات بجے تک لڑائی ہوتی رہی۔ شہر کی تمام عمارات جل کر اینٹوں کے ڈھانچے رہ گئیں۔

——— شنگھائی ۴ ستمبر۔ جاپانی حکام نے چینیوں کو دو دھمکیاں دیں پہلی یہ کہ اگر چینیوں نے پوٹنگ سے جاپانی جنگی جہازوں اور سواحل پر متعین افواج پر گولہ باری کو جاری رکھا تو جاپانی بحری فوج مجبور ہو گی وہ اپنا رویہ تبدیل کر کے غیر ملکی جنگی جہازوں کے قریب سے گولہ باری کرے۔

——— دوسری دھمکی یہ کہ چینیوں کی اس بم باری کے خلاف جو وہ بین الاقوامی علاقہ پر کر رہے ہیں عبرتناک انتقامی کارروائی کی جائے گی۔

——— چینیوں کا بیان ہے کہ پیپنگ کے باہر سنگھوا یونیورسٹی کے دو صد چینی طلبہ کو جب وہ جان بچانے کے لئے بھاگ رہے تھے جاپانی افواج نے قتل کر دیا۔

——— ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ روس نے چین کو سامان حرب بھیجنا شروع کر دیا ۲۹ روسی طیارے جس پر روسی ماہرین مامور ہیں شنگھائی کے حملے میں کام کر رہے ہیں۔ مزید برآں ۲۵۰ طیارے ... اینٹی ایئرکرافٹ اور ۱۵ طیارہ شکن توپیں بھی روس سے چین کو بھیجی جا رہی ہیں۔

——— گزشتہ ہفتہ بحیرہ روم میں دو اور برطانوی جہازوں کو غرق کرنے کی کوشش کی گئی۔ برطانیہ اور فرانس کو اٹلی پر شبہ ہے۔ اس قسم کے حادثات اور خطرات کے پیش نظر بحیرہ روم میں برطانوی جہازوں کی تعداد زیادہ کر دی گئی ہے۔

——— لندن ۳ ستمبر۔ کل صبح دفتر خارجہ میں وزراء کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں بحیرہ روم کی تازہ ترین صورت حالات پر غور کیا گیا۔ برطانوی اخبارات کا بیان ہے کہ اگست کے آغاز سے لے کر اس وقت تک بحیرہ روم میں برطانوی جہازوں پر اس قسم کے ۸ حملے ہو چکے ہیں جن کی وجہ سے پبلک شدید غیظ و غضب کا اظہار کر رہی ہے۔

——— تازہ مصری ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ اٹلی کی طرف سے حکومت مصر سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ حبشہ میں اطالیہ کی سیادت کو تسلیم کیا جائے لیکن حکومت مصر نے اس مطالبہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ حبشہ پر اطالوی اقتدار کو تسلیم کرنا مجلس اقوام کا کام ہے۔

——— ہانگ کانگ [illegible] ستمبر۔ پرسوں رات کے دو بجے یہاں شدید طوفان آیا جس سے عمارتوں اور جہازوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ چونکہ جاپانیوں کی طرف سے رکاوٹ کی وجہ سے تمام جہاز ہانگ کانگ کی بندرگاہ میں مقیم تھے اس لئے نقصان غیر معمولی ہوا۔

اخبار قادیان

——— قادیان کے حالات بدستور ہیں۔ یہ خیال رفتہ رفتہ ترقی کر رہا ہے کہ جناب خلیفہ قادیان کے متعلق ایک آزاد تحقیقاتی کمیشن کا تقرر ضروری ہے۔

——— اس کے مقابل جناب خلیفہ صاحب کے مصاحبین اور اخبار "الفضل" اس امر کا پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ خلیفہ کی ذات شکوک و شبہات سے بالاتر ہے اس لئے آزاد تحقیقاتی کمیشن کا نام لینا بھی شرارت ہے۔

——— جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری اور ان کے رفقا کا بائیکاٹ بدستور جاری ہے۔

——— جناب مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کی والدہ محترمہ [illegible] ستمبر کو انتقال فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے مولوی صاحب اور ان کے دیگر افراد خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے ہمیں اس صدمہ میں مولوی صاحب موصوف سے دلی ہمدردی ہے

——— الفضل مورخہ ۴ ستمبر میں ناظر امور عامہ کی طرف سے اعلان شائع ہوا ہے کہ اس امر کی جماعت میں پورے طور پر اشاعت کی جائے کہ دوست بلا اجازت مرکز ہجرت کر کے دارالامان میں نہ آئیں ..... آئندہ سختی سے نگرانی کی جائے۔ اگر بلا اجازت ہجرت کر کے آنیوالے کسی دوست کو اسے واپس چلے جانے کی ہدایت کرنے کی وجہ سے ابتلا آیا تو اس کی ذمہ داری احکام ہجرت کی اشاعت میں غفلت سے کام لینے کی وجہ سے عہدیداران جماعت متعلقہ پر ہوگی"

——— اس اعلان پر لوگوں میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں لوگ عام طور پر یہ کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ اس اعلان کا مقصد یہ ہے کہ صرف اپنے ہی ڈھب کے آدمی قادیان میں ہجرت کر کے آئیں۔

——— جناب خلیفہ قادیان چند روز کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے تھے۔ ۳ ستمبر کو واپس قادیان پہنچے۔ افواہ ہے کہ ڈلہوزی جانے کا مقصد غالباً ڈپٹی کمشنر ضلع سے ملاقات تھی۔

——— پولیس کی طرف سے چار قادیانی حضرات سید زین العابدین ولی اللہ شاہ۔ مولوی فرزند علی میر محمد اسحاق اور مولوی اللہ دتا صاحبان اور مصری صاحب ان کے اور ان کے رفقا پر زیر دفعہ ۱۰۷ استغاثہ دائر ہے۔ ۲ ستمبر کو بٹالہ میں قادیانیوں کی پیشی تھی۔ انہوں نے انتقال مقدمہ کی درخواست دیدی اس لئے مقدمہ بغیر کارروائی کے ۲ اکتوبر پر ملتوی ہو گیا مصری صاحب اور ان کے رفقا کے لئے اسی عدالت میں ۳ ستمبر کی تاریخ مقرر تھی۔ مگر مذکورہ بالا التوا کی وجہ سے یہ مقدمہ بھی ملتوی ہو گیا۔

نرسے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۷۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)
عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۶ رجب المرجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۵۷

مسلم ہوسٹل کی نئی وسیع کوٹھی

اور اس کے متعلق احباب جماعت کا فرض

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالٰے)

تین سال ہوئے کانفرنس انجمہائے احمدیہ میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تمام جماعت کی اتفاق رائے سے یہ امر طے ہوا تھا کہ اپنی جماعت کے اور دوسرے مسلمان طلبار کیلئے جو کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں کی خاطر ایک ہوسٹل قائم کیا جائے چنانچہ دو سال سے یہ ہوسٹل کھلا ہوا ہے۔ اور اب تیسرے سال میں ایک نہایت وسیع کوٹھی امپیرس روڈ پر ایک سو اسی روپے ماہوار کرایہ پر لیگئی ہے اور عملہ وغیرہ کا خرچ شامل کرکے اڑھائی سو روپے ماہوار یا تین ہزار روپے سالانہ خرچ ہوگا جن مشکلات میں سے جماعت گزر رہی ہے انکو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اسکی بساط سے بہت زیادہ خرچ ہے مگر اسکو نہایت درجہ کی اہمیت اسلئے دی گئی ہے کہ اسوقت ایک طرف مادی تعلیم اور دوسری طرف علم میلان نوجوانوں کو اسلام کے پرامن رستے سے دور لیجا رہا ہے۔ اور اپنے کالج قائم کرنے کی نسبت بھی ہوسٹل کا قائم کرنا زیادہ ضروری ہے تاکہ نوجوانوں کی تعلیم کیساتھ انکی صحیح تربیت کا انتظام رہے جس سے انکی آیندہ زندگی قوم وطن اور سب سے بڑھکر مسلمان قوم کی سب سے بڑی دولت اسلام کیلئے مفید ہو۔ اور ذاتی رنگ میں بھی انکی بہتری کا موجب ہو یہ غرض سوائے ہوسٹل کے قیام کے حاصل نہیں ہو سکتی اب جبکہ انجمن جماعت کے فیصلے پر اس کام کو ہاتھ ڈال چکی ہے اور تین ہزار روپے سالانہ کا مزید بار موجودہ مشکلات کے اندر اٹھا چکی ہے تو یہ نہایت ضروری ہے کہ احباب جماعت بھی اسکے متعلق اپنے فرائض کو سمجھیں۔

(۱) اپنی جماعت کے جسقدر نوجوان حصول تعلیم کیلئے لاہور میں آئیں وہ سب کے سب بلا استثنار مسلم ہوسٹل میں ٹھہریں اور جن احباب کو مجبوراً باہر ٹھہرنا پڑے وہ ان حالات سے مجھے یا انجمن کو اطلاع دیں تاکہ اسطرح ہم انکو بھی وقتاً فوقتاً ہی ہوسٹل میں بلا سکیں جو احباب اس کی پابندی نہ کریں گے وہ نظام جماعت کو نقصان پہنچانے کا موجب ہونگے۔

(۲) احباب جماعت اپنی اپنی جگہ پر اور نوجوان جو خود ہوسٹل میں آرہے ہیں یہ کوشش کریں کہ وہ دوسرے مسلمان طلبار کو بھی اس ہوسٹل کے قواعد سے آگاہ کرکے انھیں یہاں رہنے کی ترغیب دیں۔

(محمد علی)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالٰی ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب مولٰنا عبدالحق صاحب ودیارتھی ہر روز بعد نماز عصر مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں درس قرآن دیتے ہیں مولٰنا موصوف کی دینی و علمی معلومات، وسعت مطالعہ، اور موثر و دلچسپ انداز کلام سے وہ لوگ ضرور واقف ہونگے جنہوں نے کبھی انکی کوئی تقریر یا مناظرہ سنا ہے یہ سلسلہ درس احباب لاہور کیلئے ایک بھاری نعمت ہے۔ انھیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ نماز عصر پانچ بجے ہوتی ہے۔ اس کے معاًبعد آدھ گھنٹے کے لئے درس۔ جمعہ اور اتوار کو تعطیل ہوتی ہے۔

—— جناب نظام الدین صاحب انچارج ٹیلیگراف ڈوڈہ (جموں) بعض مشکلات میں مبتلا ہیں۔ انکے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

—— مولوی احمدیار صاحب ایم۔ اے مبلغ انجمن ۱۱ ستمبر کو یکایک علیل ہو گئے۔ اور میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

—— مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کے برادر عزیز مرزا احمد غیاث بیگ صاحب بدستور بیمار ہیں۔

—— ایک غیر از جماعت دوست جو سلسلہ عالیہ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں عرصہ سے علیل ہیں۔

ان سب بیماروں کے لئے دردِ دل سے دعا کی جائے

تلاش گمشدہ

چوہدری اللہ دتا صاحب بدوملی ایک مخلص احمدی ہیں وہ اپنے چھوٹے بھائی صاحب کے لاپتہ ہوجانے کی وجہ سے سخت پریشان ہیں۔ چوہدری اللہ رکھا صاحب جہاں کہیں بھی ہوں وہ اپنے بھائی صاحب کو معرفت ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول بدوملی ضلع سیالکوٹ اطلاع دیں۔ اور اگر کسی دوست کو اللہ رکھا صاحب کی نسبت کچھ معلوم ہو۔ تو وہ ان کے بھائی کو اطلاع کر سکیں

میاں محمود احمد صاحب کو قتل کی دھمکی دینے والی عورت

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

۱۲ ستمبر کے الفضل میں تو اس محمد علی صاحب کی ایک مریدنی کی طرف سے قتل کی دھمکی کے عنوان سے ایک مضمون نکلا ہے جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ امرتسر سے کسی عورت نے ایک چٹھی لکھی ہے جس میں میاں محمود احمد صاحب کو ایک نقاب پوش عورت کے ہاتھ سے قتل کی دھمکی دی گئی ہے۔

سب سے پہلے میں اس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں پیر نہیں اور نہ میں کسی کو مرید بنانا چاہتا ہوں۔ جو لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ حضرت مسیح موعود کی بیعت کرتے یا آپ کی قائم کردہ جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ مرید اور مریدنیاں جو ہوں میاں صاحب اپنی عقل اور اپنا ایمان پیر کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں وہ موجودہ قادیان کی پیداوار ہے۔ میں نے آج تک کسی کے عقل اور ایمان کو خریدنے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ آج تک جماعت لاہور میں کوئی شخص ایسا داخل ہوا جس نے یہ خیال کیا ہو کہ بیعت کرنے کے ساتھ ہی اس نے اپنی عقل اور اپنا ایمان بیچ دیئے ہیں۔ ہاں جو شخص آتا ہے وہ اس لئے آتا ہے کہ جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر اپنی عقل سے پہلے سے بھی زیادہ کام لے اور اس کا ایمان خدا اور اس کے رسول پر اور زیادہ ہو اور خدا اور رسول کی اطاعت کو وہ سب اطاعتوں پر مقدم کرے۔

دوسری بات جو اس بارہ میں میں لکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے یا میری جماعت نے آج تک کسی مخالف یا کسی معترض کے قتل کا فتویٰ نہیں دیا جس سے بیعت کرنیوالوں کے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہو سکے کہ کسی کو قتل کرنا یا قتل کی دھمکی دینا ثواب کا کام ہے۔ قتل کے فتوے تو قادیان سے ہی نکلتے ہیں۔ پہلے ۱۹۱۹ء میں جولائی کے تشحیذ الاذہان میں فتویٰ نکلا تھا کہ جب ایک خلیفہ کے بعد دوسرے کی بیعت کی جائے جیسا کہ لاہور میں ہے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ یہ پہلے سے قتل کے جواز کا فتویٰ تھا جس پر حکومت کی طرف سے ۱۳ جولائی ۱۹۱۹ء کو قتل کے متعلقین کو تنبیہ بھی ہوئی تھی۔ مگر قادیان میں تو حکومت اپنی ہے اس لئے انگریزی حکومت کی تنبیہ کی کون پرواہ کرتا ہے۔ اب ۲۳ جولائی کے الفضل میں فتویٰ نکلا ہے کہ اگر خلیفہ کی جماعت میں کوئی شخص تفرقہ پیدا کرنا چاہے یا خلیفہ سے مقابلہ پر آوے تو اسے قتل کر دو مگر حکومت کے خوف سے دونوں جملوں پر بڑھا دیا گیا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب حکومت اپنی ہو۔ مگر اس میں بھی کیا مشکل ہے۔ اکثر لوگوں کا یہی خیال نہیں بلکہ ایک جج نے بھی رائے ظاہر کی کہ قادیان میں حکومت انگریزی معطل ہے اور حکومت ان کی اپنی ہے۔ غیر معترضین کو قتل کرنے کی سنت سے بھی قادیان میں "خلیفہ ثانی" کی تربیت کے نتیجہ میں جاری ہو گئی ہے یعنی اس قسم کے قتل ہو چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود تو اس لئے آئے تھے کہ جو مسلمان کسی کافر کو قتل کرتا ہے وہ بھی اسلام کی تعلیم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ مگر آپ کی خلافت کی دعویدار جماعت کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ وہ مسلمانوں اور احمدیوں کے قتل پر آمادہ رہتی ہے۔ اور حیرانی یہ ہے کہ اقتدار بھی قائم کرنے کی فکر ہے۔ ہم نے آج تک کسی کے قتل کرنے کا فتویٰ نہیں دیا نہ خدا کے فضل سے ہماری جماعت کا دامن آج تک کبھی ایسی ناپاک حرکت سے آلودہ ہوا۔ لہٰذا یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ "الفضل" میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ہماری جماعت کے کسی فرد نے قتل کرنے کی دھمکی دی ہے۔

تو وہ ہماری تعلیم اور ہمارے طریق کے خلاف چلتا ہے اور جماعت کو علیحدگی اختیار کرتا ہے۔ جماعت پر اس کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کیونکہ جماعت کی کل تعلیم اور طریق اس کے خلاف جا رہا۔

مگر قرین قیاس یہ ہے کہ جماعت قادیان نے یہ در حقیقت اس دھمکی کا جواب بنایا ہے جو مجھے جماعت قادیان کے بعض ممبروں کی طرف سے دی گئی ہے ورنہ ایک پردہ نشین خاتون کے دل میں یہ وہم بھی نہیں آ سکتا کہ اس خلیفہ کو جا کر قتل کرے جو دن رات پہروں کے اندر رہتا ہے جو سڑک پر چلتا ہے تو اس کے آگے پیچھے مسلح آدمی ہوتے ہیں۔ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کی حفاظت کے لئے پہریدار صفوں کے اندر کھڑے ہوتے ہیں۔ سوتا ہے تو پہرے میں۔ جاگتا ہے تو پہرے میں بات کرتا ہے تو پہرے میں۔ نماز پڑھتا ہے تو پہرے میں۔ ہنستا ہے تو پہرے میں۔ روتا ہے تو پہرے میں۔ شاید یہ اس قسم کا واقعہ نہ ہو جیسا سال گذشتہ خلیفہ صاحب کی کار پر حملہ ہو گیا تھا اور بم کے مشابہ کوئی چیز گری تھی جس کا چرچا سارے ہندوستان کے اخباروں میں کرایا گیا۔ مگر دن کی روشنی میں جب یہ حملہ ہوا ایک ٹوٹا ہوا جوتا یا ایک سنگترے کا چھلکا بھی اس بازار میں اس کار کے آگے یا پیچھے نہ ملا۔ نہ کار پر اس کا کوئی خفیف سے خفیف نشان ہوا۔ ساری جماعت تلاش کر کے تھک گئی۔ آخر پولیس بھی مدد کو آئی مگر حملہ آور کی صفائی دیکھئے کہ ایسی چیز پھینکی کہ اس کا دھماکا تو بم کی طرح ہوا۔ مگر اس کا نشان کوئی نہ ملا۔ تو جہاں اس قسم کے حملے ہو جاتے ہیں ممکن ہے اسی قسم کی یہ قتل کی دھمکی ہو۔ میاں صاحب کے مرید مطمئن رہیں کہ اول تو یہ فرضی دھمکی وقوع میں آ سکتی ہی نہیں کیونکہ یہ کسی ذہین مرید نے اچھا جواب سوچا ہے۔ اس کی غرض پوری ہو گئی اور پولیس تحقیقات میں لگ گئی ہو گی۔ اگر آ بھی گئی تو نہ کوئی قاتل ہو گا نہ مقتول۔ نہ آلہ قتل ہو گا۔ صرف اخباروں میں پروپیگنڈا ہو گا۔

الفضل میں صرف یہی ظاہر نہیں کیا گیا کہ وہ قتل کی دھمکی جماعت لاہور کی کسی عورت کی طرف سے ہے بلکہ اس میں یہ بھی بڑھا دیا گیا ہے کہ شاید وہ میری کسی رشتہ دار عورت کی طرف سے ہے ایسے خیالات کا اظہار رہتا ہے کہ اس جماعت کے دلوں کی کیا حالت ہے امکان تو جو چاہو بنا لو۔ مگر جہاں یہ امکان ہے کہ وہ میری کوئی رشتہ دار عورت ہے کیا یہ امکان بہت زیادہ قرین قیاس نہیں کہ یہ کوئی ایسی عورت ہے جو قادیان سے تکلیف اٹھا کر نکلی ہے اور اب اس تکلیف کا بدلہ یوں لینا چاہتی ہے باقی رہا اس کا اپنے آپ کو جماعت لاہور میں ظاہر کرنا سو یہ ہتھیار تو پہلے سے ہی ساری قادیانی جماعت کے ہاتھ میں دیا گیا ہے کہ جو برا کام ہو اسے پیغامیوں کی طرف منسوب کر دیا کرو۔ نقاب پوش عورت کے دل میں اتنا بڑا خیال اسی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے کہ اسے کوئی سخت تکلیف پہنچی ہو۔ جس کا وہ انتقام لینا چاہتی ہو۔ ورنہ کہاں نقاب پوش عورت اور کہاں دس دس پہروں کے اندر رہنے والے "خلیفہ" کے قتل کا خیال۔

خاکسار

محمد علی

تفاوت راہ

خلیفہ قادیان کا ایک مسلمان کے قاتل کے جنازہ کو کاندھا دینا، نماز جنازہ کی امامت کرانا اور پھر اسے بہشتی مقبرہ میں دفن کرنا، گویا دوسرے مریدوں کے لئے جنت کے اس طریق حصول پر عملاً تحریص دلانا تھا۔ نتیجہ جو نکلنا تھا وہ ظاہر ہے اور آخر دنیا نے دیکھا کہ اسی خلاف اسلام و ناپاک جذبہ کے ماتحت ایک اور مسلمان (فخر الدین مرحوم) کو قتل کر دیا گیا۔ مگر اب خلیفہ صاحب ہیں کہ ایک لمبا چوڑا بیان شائع کر کے پبلک کو اپنی معصومیت کا یقین دلا رہے ہیں۔ تعجب ہے۔

ہاتھ میں جام لیا منہ سے کہا بسم اللہ
یہ نہ سمجھے کوئی رندوں کو خدا یاد نہیں

خلیفہ صاحب کے اس طویل بیان کے لئے الفضل ۲۸ اگست ۱۹۳۷ء کی اشاعت سب کی سب وقف کی گئی اور اب یہ بیان ۳۲ صفحات کے ایک ٹریکٹ کی صورت میں چاروں طرف تقسیم بھی ہو رہا ہے۔ اس بیان کو اول سے لیکر آخر تک پڑھ جاؤ۔ حرام ہے کہ اتنے لمبے چوڑے بیان میں مرحوم فخر الدین کے سات یتیم بچوں اور بیمار بیوہ کی ہمدردی میں ایک لفظ تک بھی موجود ہو۔ مرحوم کی بیوہ اور یتیم بچوں سے یہ انتہائی بے اعتنائی خلیفہ صاحب کی سنگدلی کا پورا پورا ثبوت ہے۔ پبلک اتنی بیوقوف نہیں کہ وہ خلیفہ صاحب کے چند الٹے سیدھے فقرات سے متاثر ہو کر ان کو بری الذمہ قرار دے۔ اس نے تو دیکھنا یہ ہے کہ اگر فی الواقعہ خلیفہ صاحب ایسے ناپاک اور خلاف شریعت فعل سے بیزار ہیں تو ان کا دل درد کی ایک ہلکی سی ٹیس اور رحم کا ایک ادھورا سا جذبہ بھی اپنے اندر رکھتا ہے کہ نہیں۔ ورنہ کون ہے جو خلیفہ صاحب کو ایسے شنیع افعال پر ناخوش اور بیزار تسلیم کرے۔

اللہ اللہ کیا شان ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خود اپنی پیشگوئی کے مطابق ایک غیر مسلم دشمن پنڈت لیکھرام کے قتل پر بھی تڑپ اٹھتے ہیں اور اپنے جذبات کو انتہائی دردناک الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ مگر آج خلیفہ قادیان ہیں کہ ایک پرانے احمدی اور مسلمان کے خون ناحق پر اپنے پاس ایک آہ نا تمام بھی نہیں رکھتے اور اس پر دعویٰ یہ ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین ہیں۔ ع

چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا (مرزا سالک)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن ہست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یقیں وردی ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ | یوم دوشنبہ ۶ر رجب ۱۳۵۶ سنہ ہجری | نمبر ۵۷

میرے اور میرے رفقاء کے قتل کی دھمکی

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

میں نے اس قتل کی دھمکی کا جو حال ہی میں کسی قادیانی جماعت کے ممبر کی طرف سے دی گئی ہے۔ ایک مضمون میں ضمناً ذکر کیا تھا میں نے اس کو کوئی خاص وقعت نہیں دی۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی کئی اس قسم قسم کے خطوط بالخصوص ہندو مسلم فسادات کے سلسلے میں آتے رہے ہیں جن کا علم صرف خاص خاص احباب کو ہے۔ مجھے افسوس اس بات کا تھا کہ وہ جماعت جس کے نام میں بھی یہ اشارہ تھا۔ کہ وہ دوسروں کے ظلم برداشت کرکے اپنے کام میں لگی رہے۔ اب اس نے ظالمانہ حیثیت اختیار کرلی چھوٹے چھوٹے مذہبی اختلافات پر قتل ہونے لگے۔ آخر یہ اس خاص تربیت کا نتیجہ ہے جو ۱۹۱۴ء سے یعنی اختلاف کے بعد جماعت کو مل رہی ہے یہ مسلک نہ حضرت مسیح موعودؑ کا تھا۔ نہ آپ کے بعد حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کے زمانے میں کوئی اس قسم کا واقعہ ہوا مگر اب پے درپے تین ایسے خون ناحق ہونا جماعت کے کام پر ایک ایسا سیاہ داغ ہے۔ جو اس کی تمام خوبیوں کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔ اسی طرح یہ وہ وحشت انگیزی جس کا مظاہرہ قادیان میں ہوتا ہے۔ وہ جماعت کے نام پر ایک خطرناک دھبہ ہے۔ کہ کس طرح جب کسی شخص نے میاں صاحب پر کوئی اعتراض کیا۔ تو اسے خطرناک مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ اسی ضمن میں میں نے اس قتل کی دھمکی کا ذکر بھی کر دیا تھا جو مجھے انہی ایام میں پہنچی تھی۔ ورنہ میرے قتل کا فتویٰ تو صاف الفاظ میں ۱۹۱۹ء میں جناب میاں صاحب مشروط طور پر دے چکے تھے۔ میں نے اس وقت بھی اسکی کوئی پرواہ نہیں کی۔

۵ر ستمبر کے اخبار "الفضل" میں مرزا بشیر احمد صاحب نے اس کے متعلق ایک مقالہ لکھا ہے جس میں انھوں نے نہایت صفائی سے اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ ایسے "افعال شریعت کے منشاء کے صریح خلاف اور اسلام اور احمدیت کی تعلیم کے سخت مخالف ہیں" اور ان "کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جماعت بدنام ہو"۔ کاش ایسے الفاظ خود میاں محمود احمد صاحب کے قلم سے نکلتے۔ اور اس وقت نکلتے جب پہلا ایسا قتل ہوا تھا تو اس کے بعد جماعت قادیان کو آج یہ ذلت کا دن نہ دیکھنا پڑتا۔ کہ ایک احمدی مبین قادیان کے اندر صرف اس لئے قتل کر دیا جاتا ہے کہ اس نے "خلیفہ" پر کچھ اعتراضات کئے تھے مگر اس وقت ایسے افعال کے لئے ایک طرح جماعت کو ابھارا گیا۔ اور ان کو موجب ثواب قرار دیا گیا جب قاتل کو بہشتی مقبرہ میں دفن کرکے اس مقبرہ کی اس حیثیت کو بھی برباد کر دیا گیا جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے اسے قائم کیا تھا یعنی آپ نے تو یہی شرط یہ رکھی تھی کہ وہاں دفن ہونے والا متقی ہوگا مگر ایک مسلمان کے قتل عمد کے مرتکب کو جس کے لئے قرآن شریف میں صریح الفاظ میں ابدی جہنم سزا لکھی ہے وہاں دفن کیا جاتا ہے۔ اب یہ مقام غور ہے۔ کہ یہ شخصیت پرستی کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ ساری جماعت میں سے کوئی عالم دین نہیں کہتا کہ حکم قرآن کے مطابق جو جہنم کے لائق ہے۔ اسے مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کے کیا معنے۔ اور اب وہ بہشتی مقبرہ کہاں باقی رہا۔ اور اگر یہ کہا جائے۔ کہ وہ شخص غیر احمدی ہونے کی وجہ سے کافر تھا اس لئے اس کا قاتل جہنمی نہیں تو اول تو کیا کسی انسان کا خون ناحق کرنے والا خواہ مقتول کافر بھی ہو متقی کہلا سکتا ہے؟ کیا وہ حدود شریعت کا پابند ہے؟ کیا قرآن کا یہی حکم ہے کہ کافر کو ناحق قتل کر دیا جائے۔ تو یہ ثواب ہے۔ اور کیا شریعت کے نزدیک کافر کو ناحق قتل کرنے والا اسی طرح میں نہیں مارا جاتا جس طرح مسلمان کا قاتل۔ اور دوسرے اس قاتل نے تلوار تو ایک احمدی پر ہی اٹھائی تھی جو اس وقت تک اپنے آپ کو احمدی کہتا تھا۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ مارا دوسرا گیا۔ تو ایسے ظالمانہ فعل کی یہ قدردانی کہ قاتل کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جاتا ہے۔ جماعت کو کس طرف لے جائے گی؟

پھر اب موجودہ قتل میں کیا ہوا ہے؟ جناب میاں صاحب نے خود اس کے متعلق لکھا ہے کہ ایسے قتل کی صورت میں جو ایک مومن کرتا ہے یہ بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ اس مومن کی جان لینے میں خود خدا تعالےٰ کو مضائقہ ہوتا ہے۔ اور اس پر یہ بھاری ہوتا ہے۔ کہ وہ کس طرح اس کی جان لے سبحان اللہ ایک شخص اپنے مسلمان اور میاں صاحب کے اپنے اعتراف کے بموجب احمدی بھائی کو ناحق قتل کرتا ہے۔ اور اس وقت اللہ تعالیٰ کو اس مظلوم مقتول کی تو کچھ فکر نہیں ہوتی۔ ظالم قاتل کی فکر ہوتی ہے۔ کہ چونکہ یہ خلیفہ کا مومن تھا۔ اسلئے اب میں اس کی جان کس طرح نکالوں یہی وہ باتیں ہیں جو قابل اصلاح ہیں۔ اور جن کی طرف میاں صاحب اور ان کے رفقائے کار کی توجہ کی ضرورت ہے۔ جماعت کا قدم غلط رستے پر پڑ چکا ہے اور اس قسم کی باتوں سے ان کی پیٹھ ٹھونکی جاتی ہے۔ کہ شاباش یہ کام بڑے اچھے ہیں۔ پھر اس کہنے سے کیا حاصل۔ کہ ہم ایسے آدمی کو جماعت سے خارج کردیں گے۔ جب کر دینگے دیکھا جائے گا اب تک تو عزت افزائی ہوتی ہے۔ آخر میں ایک بات لکھنا چاہتا ہوں۔ کہ میاں بشیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ میں اس دھمکی کو دیکھ کر گھبرا گیا ہوں۔ کیونکہ یہی دھمکی میرے سامنے پہلی دفعہ آئی ہے۔ اور وہ اور ان کے خلیفہ صاحب تو دن رات ایسی باتوں کو سنتے ہیں اور پرواہ تک نہیں کرتے یہ بات ان کے منہ میں زیب نہیں دیتی جن کا "خلیفہ" نماز با جماعت کے وقت چند مسلمانوں کو جماعت سے اسلئے محروم رکھتا ہے کہ مبین نماز میں کوئی اسے قتل نہ کردے نماز میں سب اپنے آدمی ہوتے ہیں۔ یہ خطرہ اپنی جماعت کی طرف سے ہے غیروں کی طرف سے نہیں پھر چلتے پھرتے سوتے جاگتے مسلح آدمی آگے پیچھے چلتے ہیں۔ اور گھبرایا ہوا میں ہوں جو قتل کی دھمکی کے باوجود بھی اسی طرح اکیلا چلتا پھرتا ہوں۔ اور ایک آدمی کو بھی اپنے ساتھ ضرورت نہیں سمجھتا غنیمت ہے کہ جناب میاں صاحب ابھی گھبرائے نہیں جس دن وہ گھبرائیں گے معلوم نہیں اس دن ان کی حفاظت کا کیا انتظام ہوگا!

آخر میں اپنے دوستوں سے بھی میری یہی درخواست ہے۔ کہ وہ اس قتل کی دھمکی کی کچھ پرواہ نہ کریں ہاں قادیان کی جماعت کے لئے جس کی حالت زبون اس حد تک پہنچ چکی ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انکو انسان پرستی سے نکال کر خدا پرستی کے مقام پر کھڑا کرے

(محمد علی)

معاملات فلسطین اور حکومت برطانیہ

تقسیم فلسطین کی غیر منصفانہ تجویز آج کل ساری اسلامی دنیا کیلئے وجہ اضطراب و اشتعال بنی ہوئی ہے۔ اخبار بین حضرات واقف ہوں گے کہ فلسطین کے فرقہ وارانہ فسادات کی وجوہات اور طریق انسداد معلوم کرنے کے لئے حکومت برطانیہ نے ایک شاہی کمیشن مقرر کیا تھا جس نے یہ نامبارک تجویز پیش کرکے سارے عالم اسلامی کو حکومت برطانیہ سے بدظن کر دیا۔ اور یہودی کی حرص بھی اس سے مطمئن نہ ہوسکی۔ عرب ممالک نے اعلان کر دیا ہے کہ اس تجویز کو کسی حالت کسی صورت اور کسی قیمت عمل میں نہیں آنے دیا جائے گا۔ ٹرکی عراق حجاز اور ایران وغیرہ حکومتوں نے سرکاری طور پر اس کے خلاف اظہار ناراضگی کیا ہے فلسطین میں اسی وجہ سے از سر نو خونین ہنگامے شروع ہوگئے ہیں۔ دنیا کے ہر ایک انصاف پسند کے نزدیک تقسیم فلسطین کی تجویز سراسر غیر منصفانہ اور ان وعدوں کے قطعی خلاف ہے جو ایام جنگ میں حکومت برطانیہ نے عربوں کے ساتھ کئے تھے اور عربوں نے محض برطانوی شرافت پر اعتماد کرتے ہوئے انھیں صحیح باور کر لیا تھا۔ اگر انگریز قوم یہودی سرمایہ کے زیر اثر ان وعدوں کو یکسر فراموش کر دے۔ تو اس طرح وہ اپنی تاریخ میں بہت سے تاریک اوراق کا اضافہ کرلے گی۔ اور اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ آئندہ کسی قوم اور کسی ملک کو برطانیہ کے وعدوں پر اعتماد کی غلطی کا مرتکب نہ ہونا چاہیئے فلسطین کے ذرائع معاش پہلے ہی محدود ہیں لیکن مجوزہ تقسیم کی رو سے ملک کے زرخیز و آباد قطعات یہودیوں کے حوالے کر دئے گئے ہیں۔ اسی علاقے میں سنگتروں کے باغات اور اسلامی اوقاف کا سب سے

بڑا حصہ ہے۔ حکومت برطانیہ کو انصاف و تدبر سے کام لینا چاہیئے اگر اس نے اس تجویز پر اصرار کیا۔ تو وہ ہمیشہ کے لئے اسلامی دنیا کی دوستی و امداد سے محروم ہو جائے گا۔ اس کے بعد اس کی حیثیت کم از کم مشرق میں یوسف بے کاروان رہ جائیگی اور یورپ میں تو پہلے ہی برطانی تدبر اپنے مسلمہ و تاریخی وقار کو برقرار رکھنے میں کچھ زیادہ کامیاب ثابت نہیں ہو رہا ہے۔

سکھوں کی اتحاد سوزیاں

چند سال سے سکھوں کا طرز عمل خاص طور پر مسلمانوں کے مفاد اور صوبہ کے امن کیلئے خطرہ عظیم ثابت ہو رہا ہے۔ روز بروز ان کی اتحاد سوزیاں اور مسلم آزاریاں ترقی پر ہیں وہ فساد و کشیدگی کے نئے نئے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ سکھ ہندوؤں کے زیر اثر آئین جدید اور پنجاب کی برائے نام اصلاحی اکثریت کے خلاف ہیں اور عرصہ تک کرپانوں پر ہاتھ رکھ رکھ کر خون کی ندیاں بہانے کی دھمکیاں دیتے رہتے ہیں اور جس روز سے آئین جدید نافذ ہوا ہے انہوں نے اس خونیں دھمکی کو عمل میں لانے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ وہ جہاں موقع ملتا ہے ... کی طرح فساد برپا کرنے اور خون بہانے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ آلہ، کوٹ فتح خان، امرتسر اور جنڈیالہ شیخاں کے فسادات کے متعلق جو مستند سرکاری رپورٹیں شائع ہوئی ہیں وہ منظم طور پر سکھوں کی پہل، زیادتی اور فساد پسندی کی مظہر ہیں۔ سکھ عقیدہ کے لحاظ سے بے شک مسلمانوں سے قریب ہیں لیکن وہ تمدنی اور معاشرتی طور پر ہندوؤں کے ایک حصہ اور سیاسی لحاظ سے ان کا آلہ کار ہیں۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ انہوں نے صاحب اقتدار ہو کر کبھی مسلمانوں کے ساتھ شریفانہ برتاؤ نہیں کیا۔ دوسری طرف موجودہ حکومت اقلیتوں کے ساتھ رواداری کے جوش میں ہر موقع پر چشم پوشی کا سلوک کر رہی ہے اس کی یہ غیر معتدل اور غیر منصفانہ رواداری اکثریت کے لئے عذاب جان بن گئی ہے۔ ایسے حالات میں جن پر تمام اسلامی حلقوں کو ذرا گہری نظر اور ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ پنجابی مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس خاموشی اور چشم پوشی کی صورت میں سکھ خطرہ ترقی ہی کرتا جائے گا اور بہت جلد ان کے شرف و وقار اور سیاسی حقوق کو تباہ کر ڈالیگا۔ موجودہ دور میں مسلمانوں سے نہ صرف وہ دینی کی صفت مفقود ہو گئی ہے بلکہ ماضی کے واقعات کے متعلق بھی ان کا حافظہ بے حد کمزور ہو گیا ہے۔ ورنہ وہ سکھ شاہی کے مظالم کو اس قدر جلد فراموش نہ کر گئے ہوتے اور نہ سکھ خطرہ کے مقابلہ پر اس طرح خاموش دبے ہوئے نظر آتے۔ بلکہ منظم و متحد ہو کر اپنے بچاؤ کی کوششوں میں مصروف ہوتے۔

اخبارات میں شرمناک اشتہارات

شرمناک اشتہارات کی اشاعت ہندوستانی بالخصوص اردو اخبارات کے دامن اخلاق پر ایک ایسا سیاہ داغ ہے جس کی وجہ سے وہ مہذب دنیا کی نظروں میں ذلیل ہو رہے ہیں۔ جہاں تک اردو اخبارات کا تعلق ہے سارے ہندوستان میں صرف چند ایسے پرچے ہونگے جو اس گناہ کے مرتکب نہ ہوتے ہوں۔ اس بارہ میں سب سے زیادہ قابل افسوس اور لیت طرز عمل بعض ان اخبارات کا ہے جو مذہبی کہلاتے ہیں اور اخلاق و تقویٰ کے اجارہ دار بنے بیٹھے ہیں۔ لیکن ان کے کالموں میں اشتہارات ایسے شائع ہوتے ہیں جو پڑھنے والوں کو شیطانی افعال کی تحریک کرتے ہیں۔ کانگرسی جمعیۃ العلماء کے آرگن "الجمعیۃ" کو لے لیجئے۔ اس کے ایک کالم میں "مفتی اعظم" کے مقدس فتوے درج ہوتے ہیں اور دوسرے میں خفیہ کوک شاستر اور واحد علی شاہی مقویات کا اعلان۔ ہمارے قادیانی معاصر کی کیفیت بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ چند سال سے اس میں بھی شرمناک امراض اور مقویات کے بازاری طرز کے اشتہارات کی بھرمار ہو رہی ہے۔ اگر اخبارات اور ان کے مندرجات کو قوموں اور جماعتوں کی ذہنیت اور روحانی و اخلاقی حالت کا آئینہ سمجھ لیا جائے تو یقیناً دنیا اس جماعت کے متعلق کوئی اچھا خیال قائم نہیں کر سکتی جس کا کہ "الفضل" آرگن ہے۔ مثلاً اس اخبار کی ۸ ستمبر کی اشاعت میں جنرل منیجر زنانہ دواخانہ دہلی کی طرف سے ایک اشتہار "شوہر اک کی دوا چھ سال کے بعد بچہ" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ یہ دواخانہ غالباً کسی قادیانی کا ہی ہوگا ایک زنانہ دواخانہ کی طرف سے ایک مذہبی اخبار کے صفحات میں اس عنوان کے اشتہار کی اشاعت جس قدر معیوب ہے اس کا اندازہ ہر ایک شریف و عقلمند انسان کر سکتا ہے۔ آجکل معاصر "الفضل" کا مزاج تو اس قدر برہم اور بے قابو ہو رہا ہے کہ اسے کچھ کہنے کی تو ہمیں جرأت نہیں ہوتی۔ بعین ممکن ہے کہ ہمارے توجہ دلانے پر وہ ضد اور اپنی افتاد طبع کی وجہ سے اس سے بھی زیادہ قابل اعتراض اشتہارات چن چن کر درج کرنا شروع کر دے۔ البتہ قادیانی جماعت میں اگر کوئی صاحب احساس و غیرتمند شخص موجود ہے تو ہم اس کو ضرور اصلاح کے لئے کہیں گے۔ قادیانی جماعت نے عقائد اور دیگر معاملات میں اپنے طرز عمل سے احمدیت اور قادیان کو خوب جی بھر کے بدنام کر لیا ہے۔ کاش اس بارہ ہی میں وہ احتیاط کریں اور اپنے قومی آرگن کو شریف و با اخلاق اخبارات کا شیوہ اختیار کرنے پر مجبور کریں۔

اخبار "فاروق" کی مشکلات

کئی ہفتہ سے قادیانی اخبار "فاروق" کا کوئی پرچہ دیکھنے میں نہیں آیا تھا ہم منتظر ہی تھے۔ کہ چند روز ہوئے اس کی ۷ ستمبر کی اشاعت موصول ہوئی جس میں مندرجہ ذیل سطور پڑھ کر ہمیں افسوس ہوا۔

"یہ پرچہ ۷ راگست کے بعد ۷ ستمبر کا شائع کیا جاتا ہے اس التوا کا باعث "فاروق" کی مالی حالت ہے اور موجودہ اشاعت "فاروق" کی صرف ۱۵۰ ہے جس میں تبادلہ کے پرچے بھی شامل ہیں۔ اس اشاعت پر اخبار کا ہفتہ وار نکلنا تو درکنار ماہوار نکلنا بھی ناممکن ہے امید نہیں کہ "فاروق" چل سکے۔ خدا رحم کرے آمین"

"الحکم" کو بھی یہی شکایت ہے۔ "الفضل" کے متعلق جناب خلیفہ صاحب کچھ عرصہ ہوا خود فرما چکے ہیں۔ کہ اس کی اشاعت آج بھی قریب قریب اتنی ہی ہے جتنی کہ ۱۵-۱۹۱۴ء میں تھی کوئی نمایاں فرق نہیں ہوا۔ حالانکہ قادیانی جماعت کے ممبروں کی تعداد میں بقول ان کے کئی سو فیصدی اضافہ ہو چکا ہے۔ "الفضل" تو خیر خلیفہ صاحب کا اپنا ہی اخبار ہے۔ "الحکم" اور "فاروق" کے متعلق بھی وہ کئی مرتبہ اپنے مریدوں کو توجہ دلا چکے ہیں۔ "الحکم" تو سال بھر تک انکی سفارش کو صفحہ اول پر جلی حروف میں شائع کرتا رہا۔ لیکن نتیجہ ظاہر ہے اس ناقدر دانی کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ قادیانی جماعت میں تعلیم یافتہ اور علمی مذاق رکھنے والوں کی تعداد بہت ہی کم ہے دوسرے پیروں کی طرح جناب خلیفہ قادیان کے مرید بھی زیادہ تر اَن پڑھ اور علمی ذوق سے محروم ہیں وہ اندھی عقیدت تو ضرور رکھتے ہیں لیکن اخبار بینی کا شوق ان میں نہیں ہے ـــــ بہرحال ہمیں معاصر "فاروق" کی موجودہ مشکلات میں دلی ہمدردی ہے اگر وہ بند ہو گیا تو قادیانی محفل کی رونق میں ضرور کمی آجائے گی لیکن مندرجہ بالا حقائق سے باخبر ہونے کے باوجود "فاروق" کی اس قدر کم اشاعت اور اس کی جان کا خطرہ ہمارے لئے ایک حد تک تعجب خیز ہے۔ اس کی اخلاقی پابندیوں سے آزاد تحریریں تو قادیانی مذاق کے عین مطابق ہوتی ہیں ـــــ جناب میر قاسم علی صاحب مدیر "فاروق" میاں فخر الدین صاحب مرحوم کے گہرے دوستوں میں سے تھے۔ کہیں یہ ناقدر دانی اس جرم کی سزا تو نہیں؟ قادیانی جناب فخر الدین صاحب مرحوم کی جان لینے کے بعد اخبار "فاروق" کے خاتمہ کے درپے نہ ہو۔ "فاروق" کا اخلاص مسلم ہی سہی لیکن بدگمانی اور پھر ضمیر مجرم کی بدگمانی بری بلا ہے۔ خدا رحم کرے آمین۔

دو قابل غور خبریں

خلیفہ قادیان کا جو بیان ۲۰ راگست ۱۹۳۷ء کے الفضل میں شائع ہوا اور اب ٹریکٹ کی صورت میں تقسیم ہو رہا ہے۔ اپنے اندر دو نہایت اہم خبریں رکھتا ہے جن کی طرف ہم قارئین کرام کی توجہ مبذول کرتے ہیں۔ اول فرماتے ہیں:-

"ہماری جماعت کے وہ دوست جو فکر کرنے کے عادی ہیں۔ وہ دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارا گذشتہ تجربہ ان آیات کے مضمون کی صداقت کا کیا شاہد ہے جب بھی ہماری جماعت نے کامل اطاعت کا نمونہ دکھایا ہے۔ تھوڑے سے سامان سے عظیم الشان نتائج پیدا ہوئے ہیں اور جب بھی ہم میں کسی سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ ساری جماعت کی بدنامی ہوئی ہے" (دیکھو ٹریکٹ صفحہ ۲۲ و ۲۳)

دوئم فرماتے ہیں:-

"اگر تم دعاؤں اور توبہ سے میری مدد کرو۔ تو شاید خدا تعالیٰ کی رحمت جلد ہی ہم کو ڈھانپ لے" (دیکھو ٹریکٹ صفحہ ۳۰)

پہلی بات سے پتہ چلتا ہے کہ کسی سے کوئی غلطی سرزد ہوئی دوسری بات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی گناہ سرزد ہوا جس کیلئے خلیفہ صاحب کی امداد دعاؤں اور توبہ سے کی جائے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اس غلطی اور گناہ سے مراد فخر الدین صاحب مرحوم کا قتل ہے تو اس کا یہ خیال صحیح نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مرحوم فخر الدین کا قتل تو بعد کی چیز ہے اس سے پہلے کسی سے کوئی غلطی اور گناہ سرزد ہوا جس نے ساری جماعت بدنام ہوئی اور جب اس بدنامی کو جماعت برداشت نہ کر سکی تو فخر الدین مرحوم کا قتل عمل میں آیا۔ پس اے فکر کرنے کے عادی قادیانی دوستو فکر و غور سے کام لو۔ یہ غلطی اور گناہ کہیں خود خلیفہ صاحب سے سرزد نہ ہوا ہو۔ اب تم ہمت کرو۔ آنکھوں کے پانی سے گناہ کی اس آگ کو بجھاؤ اور توبہ و استغفار سے خلیفہ صاحب کی مدد کرو۔ گناہ کرے خلیفہ توبہ کریں مرید اس کو ہرگز

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر اکابر جماعت کو جناب خلیفہ قادیان کے فدائی کی قاتلانہ دھمکی

کے خلاف مختلف جماعتوں کی قراردادیں

جماعت وزیر آباد کی قرارداد

۴ ستمبر بوقت ۴ بجے شام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام وزیر آباد اور ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن وزیر آباد کا ایک مشترکہ اجلاس زیر صدارت جناب شیخ نیاز احمد صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی

(۱) انجمن احمدیہ اشاعت اسلام و ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا یہ اجتماع جناب خلیفہ قادیان کے ایک ایبٹ آبادی مرید کے اس فعل کو نہایت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ جو اس نے ایک سرخ چٹھی کے ذریعے کیا ہے جس میں اس نے جماعت احمدیہ لاہور کے اکابر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ مولانا محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے یہ اجتماع اس بات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اس جذبہ کا محرک جناب خلیفہ قادیان کا ۱۰ اگست ۱۹۳۷ء کا اشتعال انگیز اور نفرت زا خطبہ اور "الفضل" کی فتنہ پرداز تحریرات ہیں جن میں تشدد کا راستہ اختیار کرنے کی دھمکیاں دی گئی ہیں۔ جیسا کہ کعب بن اشرف کے واقعہ کی طرف اشارہ سے واضح ہے۔ اور یہی بات اس خط میں بھی درج ہے۔ یہ اجتماع حکومت کو توجہ دلاتا ہے۔ کہ اس قسم کے افعال کی، ذمہ داری کسی فرد پر نہیں۔ بلکہ جناب خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت پر ہوگی جو اس قسم کی اشتعال انگیزی کر رہے ہیں اس لئے حکومت کا فرض ہے۔ کہ وہ قادیانی جماعت کے اس قانون شکن اور امن سوز رویہ کے خلاف فوری کارروائی کرے

(۲) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اس ریزولیوشن کی نقول حکومت اور اخبارات کے نام بھیجی جاویں۔

ایس عبید اللہ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام وزیر آباد (پنجاب)

جماعت گوجرانوالہ کی قرارداد

۴ ستمبر ۱۹۳۷ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گوجرانوالہ کا ایک اجلاس اخبار پیغام صلح مجریہ ۲۶ و ۳۰ اگست ۱۹۳۷ء کے مضامین پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا۔ اور اتفاق رائے سے پاس ہوا کہ جناب خلیفہ صاحب قادیان کے ایک مرید نے ایبٹ آباد سے جو سرخ خط حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے نام ارسال کیا ہے۔ جس میں ان کو اور خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے۔ اس پر یہ اجلاس بڑے افسوس اور دلی رنج کا اظہار کرتا ہے۔ اور خلیفہ صاحب کے مریدوں کی اس امن سوز ذہنیت کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہے کہ ایسے مذہبی دیوانوں کی شر انگیزی اور خون آشام ارادوں کا فوراً سدباب کیا جاوے۔ تاکہ امن پسند رعایا آرام اور بے فکری سے اپنا وقت گزار سکے۔

(۲) قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقل ہز ایکسیلینسی گورنر صاحب بہادر پنجاب و صوبہ سرحد۔ وزیر اعظم پنجاب۔ اور حاکم ضلع کی خدمت میں ارسال کی جائے اور ایک نقل مرکز میں بھیجی جائے۔

(خاکسار محبوب عالم پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام گوجرانوالہ)

جماعت بدوملہی کی قرارداد

آج مورخہ ۳ ستمبر بعد از نماز جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بدوملہی کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا جس میں مسٹر منصور احمد ایم و دیگر اصحاب نے تقاریر کیں اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن بالاتفاق پاس کیا گیا۔

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بدوملہی کا یہ اجلاس متفقہ طور پر جناب خلیفہ صاحب قادیان کے ایبٹ آبادی "فدائی" کی اس کمینہ اور بزدلانہ قاتلانہ دھمکی کو جو اس نے بذریعہ سرخ چٹھی حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اور دیگر اکابر کو دی ہے نہایت نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور اس فتنہ پردازی کا تمامتر ذمہ دار جناب خلیفہ قادیان کو ٹھہراتا ہے۔ جن کی اور جن کے رفقاء کی اشتعال انگیز تحریروں اور تقریروں سے متاثر ہو کر ان کے فدائیوں کے دل و دماغ میں ایسے ناپاک ارادے پیدا ہو رہے ہیں۔

یہ اجلاس جناب خلیفہ قادیان اور ان کے "فدائیوں" کو یقین دلاتا ہے کہ احمدیوں کا بچہ بچہ اپنی جان سے زیادہ ضروری اپنے امیر اور ان بزرگوں کی حفاظت سمجھتا ہے کیونکہ قوم کو ان کی سخت ضرورت ہے۔

یہ اجلاس حکومت کو پر زور الفاظ میں توجہ دلاتا ہے کہ خلیفہ قادیان کو ایسی امن شکن حرکات سے باز رکھے۔

(۲) اس قرارداد کی نقول اخبارات اور سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو مناسب کارروائی کے لئے بھیجی جائیں۔

خاکسار شیخ اللہ بخش ناجر چرم سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بدوملہی

جماعت سیالکوٹ کی قرارداد

آج مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۷ء بروز جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سیالکوٹ کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں باتفاق رائے یہ تجویز پیش ہو کر پاس ہوئی۔ کہ اس خط کے مضمون سے جس کا ذکر حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مندرجہ پیغام صلح مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۳۷ء میں فرمایا ہے جس میں کسی قادیانی نے حضرت ممدوح اور حضور کے معزز رفقاء یعنی جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور حضرت قبلہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سلمہ ربہ کو قتل کی دھمکی دی ہے۔ اس سے ہماری تمام جماعت کے احساسات کو سخت صدمہ پہنچا ہے اور فی الواقع جیسا کہ اخبار "پیغام صلح" کے مقالہ افتتاحیہ ۳۰ اگست ۱۹۳۷ء سے ظاہر ہے۔ اس منصوبہ کی تمام ذمہ داری جناب خلیفہ قادیان اور ان کے لیکچراروں مبلغوں کی تحریروں اور تقریروں پر عائد ہوتی ہے جو شبانہ روز اپنے واعظوں اور خطبوں کے ذریعہ اس قسم کی تعلیم و تربیت اپنی جماعت کی کرتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ دہشت انگیزی اور بربریت کی صورت میں رونما ہو رہا ہے۔ کیسا حیرت انگیز منظر ہے کہ قادیانی جماعت سے دو اشخاص کی علیٰحدگی پر چھوٹا اور بڑا قادیانی آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور "الفضل" میں خلیفہ صاحب کے بیس بیس اور تیس تیس صفحوں پر مشتمل خطبات شائع ہوتے ہیں۔ اور علمائے قادیان اپنے مضامین میں "مرتدین" کی تذلیل و تحقیر میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے۔ باہر کی جماعتیں مرکز کے اشارے پر ریزولیوشنوں کی بھرمار شروع کر دیتی ہیں۔ ایک طبقہ اپنے خوابہائے پریشاں سے اخبار کے کالم سیاہ کرتا ہے۔ اس تمام شور و شغب کا نتیجہ ایک قتل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

اے بندگان خدا! ذرا غور کرو۔ کہ یہ سب کچھ مذہب کے نام پر کیا جا رہا ہے۔ کیا اس سے مذہب کا وقار باقی رہ جاتا ہے؟ ہر ایک فرقے کے اندر لوگ شامل بھی ہوتے ہیں اور علیٰحدہ بھی ہوتے ہیں مگر ان کی علیٰحدگی پر نہ بائیکاٹ ہوتے نہ ان کی کڑی نگرانیاں عمل میں آتی ہیں مگر قادیانی گروہ دنیا و جہان سے نرالا ہے جن کے اس قسم کے امن سوز اور خلاف انسانیت اقوال و افعال سے ہر امن پسند شہری کو حذر اور اجتناب کرنا لازم ہے۔ ہم ان الفاظ کے ساتھ اس قرارداد کی تائید کرتے ہیں کہ جو ہماری لاہور کی مرکزی جماعت نے گورنمنٹ اور اخبارات کے نام بھیجی ہے۔ اور اس مضمون کی قرارداد کی نقول جملہ افسران متعلقہ کی خدمت میں بغرض توجہ و انسداد ارسال ہوئیں۔

شیخ غلام حسین سکرٹری احمدیہ انجمن
اشاعت اسلام سیالکوٹ

جماعت لائل پور کی قرارداد

آج مورخہ ۳ ستمبر کو بعد از نماز جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائلپور کا ایک غیر معمولی جلسہ زیر صدارت جناب حاجی میاں محمد صاحب مالک کارخانجات منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں باتفاق رائے منظور ہوئیں۔

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائل پور کا یہ جلسہ قادیانی خلیفہ کے ایک ایبٹ آبادی فدائی کے اس فعل کو کہ اس نے ایک سرخ چٹھی کے ذریعہ ہماری انجمن کے اکابر حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب و خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب و ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو قتل کی دھمکی دی ہے سخت نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

(۲) یہ جلسہ باتفاق رائے قرار دیتا ہے۔ کہ خلیفہ صاحب کا ایبٹ آبادی فدائی قادیانی جماعت کے سرکردہ ممبران کی تقاریر تحریرات و خلیفہ صاحب کے خطبات مندرجہ اخبار "الفضل" سے متاثر ہو کر یہ فعل شنیعہ پر آمادہ ہوا ہے۔

(۳) یہ جلسہ حکومت سے استدعا کرتا ہے۔ کہ وہ امن عامہ کی خاطر فوری کارروائی عمل میں لا دے۔

(۴) مندرجہ بالا قراردادوں کی نقول ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب بہادر پنجاب ہز ایکسیلنسی گورنر صوبہ سرحد و وزیر اعظم پنجاب و ڈپٹی کمشنر لائلپور کی خدمت میں مرسل کی جائیں۔ اور بغرض اشاعت اخبارات کو بھیجی جائیں۔

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائل پور)

مصری صاحب کے متعلق قادیانی جماعت کا افسوسناک طرز عمل!

لا ترکنوا الی الذین ظلموا

ظالموں کی طرف مت مائل ہو۔

(از مولوی احمد یار صاحب ایم۔ اے)

جو نزاع آجکل جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اور ان کے مریدوں کے مابین چل رہا ہے اس کے اسباب و علل سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ جناب میانصاحب کے مرید جانیں اور وہ۔ کسی تیسری جماعت کو یہ کریدنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ کیوں جناب میاں صاحب کے پیرو کار وقتاً فوقتاً ان کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے رہتے ہیں۔ ہاں اس امر سے تعجب ضرور ہوتا ہے کہ جب کبھی مریدوں کا جناب میانصاحب کے ساتھ نزاع ہوتا ہے تو اس کی وجوہات کوئی معمولی الزامات نہیں ہوتے بلکہ اس کی بنا ایسی ناگفتہ بہ باتوں پر ہوتی ہے جن کا ذکر ہی زبان پر لانا باعث عار ہے۔

گذشتہ چند سال میں اپنی نوعیت کا میرے خیال میں یہ دوسرا واقعہ ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس معاملہ میں آیا جناب خلیفہ قادیان حق پر ہیں یا ان کے سابق مرید جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں حکم ہے کہ لا تقف ما لیس لک بہ علم یعنی جس شخص کو واقعات کا صحیح علم نہیں ہے اگر وہ زبان طعن دراز کرتا ہے تو وہ جادۂ حق اور قرآن کریم کے مقرر کردہ صراط مستقیم سے منحرف ہوتا ہے۔ اس لئے کسی تیسرے شخص کا جس کو ان واقعات کا کوئی علم نہیں ہے کوئی حق نہیں کہ وہ عائد کردہ الزامات کی بابت جناب شیخصاحب کی تائید و حمایت کرے لیکن جہاں تک میرا علم ہے وہ یہ ہے کہ شیخصاحب اوسان کی پارٹی جناب میانصاحب کو بعض بڑی اخلاقی غلطیوں کی بنا پر خلافت کے اہل نہیں سمجھتی اور ان سے مطالبہ کرتی ہے کہ ان عائد کردہ الزامات کی تحقیقات کے لئے ایک آزاد کمیشن مقرر کیا جائے۔ اگر وہ جھوٹے ثابت ہوں تو جو سزا خلیفہ صاحب مقرر کریں وہ جھیلنے کے لئے تیار ہیں اور اگر خلیفہ صاحب پر سب الزامات ثابت ہو جاویں تو انہیں خلافت سے معزول کیا جاوے۔ میرے خیال میں شیخصاحب کا یہ مطالبہ نہایت صاف اور بہت معقول ہے۔ ہر صحیح الدماغ آدمی اس معاملہ میں شیخصاحب کے ساتھ اتفاق رائے کرے گا۔ کیونکہ یہ مطالبہ اسوۂ سلف کے عین مطابق ہے اور جو لوگ اندھا دھند شیخصاحب کی مخالفت کر رہے ہیں۔ وہ آیہ مذکورۃ الصدر کے مصداق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ لا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی یعنی کسی قوم کی عداوت تمہیں اس امر پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان پر ظلم اور تعدی کرو بلکہ ہر حالت میں عدل و انصاف کرو۔ کیونکہ یہ تقوے وطہارت کے زیادہ قریب ہے جو لوگ اب شیخصاحب کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور سب و شتم و زبان طعن درازی کرتے ہیں۔ اس خداوندی ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کا فرض ہے کہ وہ شیخصاحب کی باتوں پر نہایت سکون قلب کے ساتھ غور کریں اور بجائے اس کے کہ انہیں منافق و مفتری کا اندھادھند خطاب دیں۔ ان سے ان عائد کردہ الزامات کا ثبوت مانگیں۔ اگر وہ اپنے دعاوی میں جھوٹے ثابت ہوں تو انہیں سخت سے سخت سزا دی جاوے۔ تاکہ آئندہ کوئی دوسرا آدمی اس قسم کی حرکت کرنے کی جرأت ہی نہ کرنے پائے۔ اور اگر وہ صادق نکلیں تو جناب خلیفہ صاحب کو خلافت سے معزول کر دیا جائے۔ کیونکہ خلافت کوئی جدی جائداد نہیں ہے۔ اس طرح نہ جھگڑے ہوں گے اور نہ مقدمہ بازیاں نہ جماعت میں اس قدر بے چینی اور افتراق پیدا ہوگا۔ دیگر لوگوں میں بھی واہ واہ کا غلغلہ مچ جائے گا کہ نئی نبوت کے ماننے والوں اور خدا کی سب سے افضل جماعت نے آخر وہ کام کر دکھایا ہے جو دیگر پیر پرست لوگ نہیں کر سکے۔ لیکن موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے پتا نہیں اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی والا حساب ہے۔ جماعت کے بعض لوگ اپنی بنیادی اغراض و مطالب کو مدنظر رکھتے ہوئے نہ خداوند تعالیٰ کے غضب سے ڈرتے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے پاک مسیح موعود سے شرماتے ہیں۔ ثبوت مانگنے کے بغیر ہی شیخصاحب پر منافق و مفتری و کذاب ہونے کا فتویٰ لگا دیا۔ کیا خدا کی افضل جماعت کے یہی افعال ہوا کرتے ہیں اور کیا تازہ ایمان رکھنے والی امتیں اس طرح کرتی ہیں؟ برعکس اس کے خلافت مآب کی تعریف میں قصائد مدحیہ کے پل باندھ دیتے ہیں۔ لائل پور کا ایک مرید عقیدت کیش تو یہاں تک حد سے گزر جاتا ہے کہ مولانا جامی مرحوم نور اللہ مرقدہ کا یہ مشہور شعر

> لا یمکن الثناء کما کان حقہ
>
> بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

میانصاحب پر چسپاں کر دیتا ہے۔ وہ کام جو نہ یہودیوں سے ہو سکا نہ عیسائیوں اور نہ آریوں سے وہ ایک قادیانی نے کر دیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ہے ان کے حب رسولؐ کے دعاوی کی حقیقت اور یہ ہیں ان کے اسلام دوستی کے کرشمے۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور آپؐ کے لائے ہوئے دین حق کو ایسے محبوں اور دوستوں سے جلد از جلد نجات عطا فرمائے آمین ثم آمین

پھر تعجب یہ ہے کہ جب یہ شعر اخبار میں نکلتا ہے تو کوئی قادیانی اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں کرتا۔ حالانکہ دوسروں کا تنکا انہیں نظر آجاتا ہے اور اپنا شہتیر بھی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے میاں صاحب اٹھتے ہیں تو وہ بھی منطق چھانٹ کر اپنے ایسے مرید کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ بھلا اس پر بھی جو لوگ ٹس سے مس نہیں ہوتے ان سے اور کس بات کی توقع ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کی امداد فرما دے انہیں ایک بڑی پیر پرست، قوم کے ساتھ واسطہ پڑا ہے۔ جو لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے سے باز نہیں آتے۔ اور ایک ادنے شخص کو ان کے مقابلہ میں لاکر کھڑا کرتے ہیں تو ان سے اور کس راست گوئی اور حق پرستی کی امید کی جا سکتی ہے؟ ایسے لوگ تو صم بکم عمی فھم لا یرجعون کا مصداق ہیں۔

شیخ صاحب کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ آپ عربی زبان کے بڑے عالم اور انگریزی زبان کے گریجویٹ ہیں نومسلم ہیں۔ آپ ہندو کر مسلمان ہوئے تھے۔ آپ نے جس بے نفسی کے ساتھ جماعت قادیان کی خدمات انجام دی ہیں ان کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ شیخصاحب چند پرانے مبلغوں کو چھوڑ کر باقی تمام قادیانی مبلغوں کے استاد ہیں۔ خاکسار نے بھی کچھ عرصہ آپ سے استفادہ کیا ہے۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے نہایت سختی سے پابند ہیں۔ اس وقت جبکہ خاکسار ان سے پڑھتا تھا اگرچہ قادیانی جماعت کے بعض اکابر پر اخلاقی کمزوریوں کے الزام لگائے جاتے تھے۔ لیکن ان پر کسی قسم کا الزام رہا ایک طرف شبہ تک نہیں کیا جاتا تھا۔ میانصاحب کے مشیروں اور سچے خیر خواہوں میں سے گنے جاتے تھے۔ کبھی وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ شیخصاحب جماعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیں گے۔ اگر شیخصاحب کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی جماعت سے علیحدگی کا اعلان کرتا تو ممکن تھا کہ اس کے دعاوی کو نظر انداز کر دیا جاتا۔ لیکن شیخصاحب جیسی ذمہ دار شخصیت کا خلافت سے قطع تعلق کا اعلان کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے کیا یہ بات باور کرنے کے لائق ہو سکتی ہے کہ جس شخص نے ستائیس سال جان توڑ کر قادیانی جماعت کی خدمت کی ہو۔ اب پچھلی عمر میں خود ہی اپنے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دے۔ بلکہ جن حالات اور جس عزت و وقار کو شیخصاحب نے لات مار کر خلافت سے قطع تعلق کیا ہے وہ اس امر پر ایک زبردست شہادت ہے کہ شیخصاحب کے پاس . . . . . بڑے زبردست وجوہات ہیں جن کی تحقیقات کے لئے کمیشن کا تقرر از حد ضروری ہے۔ میری رائے میں جناب شیخصاحب اپنے اس مطالبہ میں بالکل حق بجانب ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ ایک خلیفہ پر عائد کردہ الزامات کی بابت بھی تحقیقات ہو سکتی ہے یا اس کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ کسی دوسری فرصت میں عرض کرونگا۔

قلمی معاونین و نامہ نگار حضرات

کی خدمت میں ضروری درخواست

اخبار پیغام صلح کے صفحات محدود اور فرائض زیادہ ہیں مضامین و تحریکات کا ہمیشہ ہجوم رہتا ہے اسلئے قلمی معاونین اور نامہ نگار حضرات کی خدمت میں باادب درخواست ہے کہ وہ طویل مضامین اور مراسلات سے اجتناب کریں اور حتی الامکان اختصار سے کام لیں مراسلات میں جو خواہ مخواہ مضمون آرائی کی جاتی ہے اسکی بھی چنداں ضرورت نہیں سیدھی سادھی زبان میں واقعات قلمبند کر دینے چاہئیں طویل مضامین کیوجہ سے بہت سی ضروری چیزیں شائع ہونے سے رہ جاتی ہیں۔ اسطرح دوستوں کو شکایت کا موقع ملتا ہے امید ہے آئندہ ان معروضات کا خیال رکھا جائے گا (مدیر)

اخبار عالم

ہندوستان

—— پانی پت، ۷ ستمبر یہاں سے چھ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں میں شدید ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ دو مسلمان جن کے خلاف ایک مندر کی بے حرمتی کرنے کے الزام میں مقدمہ زیر سماعت تھا بری کر دئیے گئے۔ اس سے ہندوؤں کی آتش انتقام بھڑک اٹھی۔ کل جب تقریباً بیس مسلمان عشاء کی نماز ادا کر رہے تھے تو ہندوؤں نے ان پر حملہ کر دیا۔

—— بعد کی اطلاعات مظہر ہیں کہ ۱۰ مسلمانوں کو شدید ضربات آئیں جنہیں سے چار کی حالت خطرناک ہے۔ ۲۰ ہندوؤں اور ۱۶ مسلمانوں کو گرفتار کر کے ان کی ضمانتیں لے لی گئی ہیں۔

—— لکھنؤ، ۷ ستمبر۔ الیکشن ٹریبونل نے مسٹر اختر خان (مراد آباد) کے انتخاب کو ناجائز قرار دے دیا ہے۔ اس حلقہ کا دوبارہ انتخاب ہوگا معلوم ہوا ہے کہ کانگریس بھی اپنا امیدوار کھڑا کرے گی۔

—— صوبہ سرحد میں کانگریسی وزارت قائم ہو گئی ہے۔ شعبوں کی تقسیم اس طرح عمل میں آئی۔

(۱) ڈاکٹر خان صاحب وزیر اعظم (شعبہ سیاسی۔ امور داخلہ اور بلدیات) (۲) مسٹر بھنجو رام گاندھی وزیر مالیات (۳) قاضی عطاء اللہ وزیر تعلیم (تعلیم ریونیو اور زراعت) (۴) خان محمد عباس خان وزیر صنائع

—— میرٹھ، ۷ ستمبر۔ کل ٹاؤن ہال میں احراریوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جو عوام کی شدید مخالفت کی وجہ سے برخاست کرنا پڑا۔ لاؤڈ سپیکر اکھاڑ دیا گیا۔ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری وغیرہ سے ناشائستہ سلوک کیا گیا۔

—— کلکتہ، ۷ ستمبر۔ آج بنگال اسمبلی میں مسٹر مترا نے راجشاہی کالج بند کر دینے کے خلاف تحریک التوا پیش کی جو دو گھنٹے کی بحث کے بعد تقسیم آرا کے بعد ہی مسترد ہو گئی۔

—— آگرہ، ۷ ستمبر۔ نواب فیاض احمد خان ممبر یوپی اسمبلی نے ایک قرار داد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ کانگریسی جھنڈا کو مسلمان بحیثیت مجموعی ہندوستان کا قومی جھنڈا تسلیم نہیں کرتے اس لئے اسے سرکاری عمارتوں پر نہ لہرایا جائے۔

—— علاوہ ازیں بندے ماترم کا گیت بھی مسلمانوں کے نزدیک قابل اعتراض ہے۔ وہ بھی سرکاری تقاریب کے وقت نہ گایا جائے۔

—— شملہ، ۷ ستمبر۔ آج مرکزی اسمبلی میں سر محمد یعقوب کی قرار داد پر بحث ہوئی جس کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ ان کے بل کو ایک سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس بل کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان لاوارث یا وصیت کئے بغیر مر جائے۔ تو اس کی جائیداد مسلم قوم کے حوالے کر دی جائے۔

—— قرار داد بھاری اکثریت سے منظور ہو گئی۔ کانگریسی، سرکاری اور یورپین ارکان غیر جانبدار رہے۔

—— امرتسر، ۷ ستمبر۔ اتحاد کانفرنس کا اجلاس کل شملہ میں منعقد ہونیوالا ہے۔ آج شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے ماسٹر تارا سنگھ کے زیر صدارت فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ مساجد کے سامنے نماز کے وقت باجہ بند کر دیا جائے سکھوں کے نزدیک ناقابل قبول ہے۔

—— حیدر آباد دکن، ۸ ستمبر۔ آج اعلیٰ حضرت حضور نظام کی ۵۱ ویں سالگرہ نہایت تزک و احتشام سے منائی گئی۔

—— بمبئی، ۷ ستمبر۔ اطلاع ملی ہے کہ دریائے تاپتی میں زبردست سیلاب آ گیا ہے۔ پانی ۹۰ درجے تک چڑھ گیا ہے۔

—— لاہور، ۷ ستمبر۔ طویل انتظار کے بعد آج لاہور میں معمولی بارش ہوئی جس سے موسم خوشگوار ہو گیا ہے۔

ممالک خارجہ

—— قاہرہ، ۷ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ شاہ فاروق والئے مصر کی شادی ۲۰ اکتوبر کو ہوگی۔

—— تقسیم فلسطین کے معاملہ میں ترکی اخبارات برطانیہ کی شدید مخالفت کر رہے ہیں۔ آج کل یہ معاملہ مجلس اقوام کے سامنے پیش ہے

—— گزشتہ دنوں بکر صدقی پاشا کمانڈنگ افسر افواج عراق کو ترکی روانہ ہوتے وقت کسی نے قتل کر دیا تھا عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ یہ قتل کسی غیر ملکی حکومت کی سازش کا نتیجہ ہے۔

—— بیت المقدس، ۷ ستمبر۔ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ہنگامے بدستور شروع ہیں۔ کل عربوں کے ایک گروہ نے حیفہ میں آٹھ کاریں ٹھہرا کر ان کی سواریوں کو لوٹا۔ ایک آدمی ہلاک اور دوسرا مجروح ہوا۔

—— شاہ فاروق تاجدار مصر اپنی رعایا میں بہت ہر دل عزیز ہیں۔ وفد پارٹی ان کی اس ہر دل عزیزی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتی اس لئے شاہ پسندوں اور وفد پارٹی میں کشمکش کا اندیشہ رہتا ہے علاوہ ازیں خود وفد پارٹی میں بھی افتراق کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ وفد پارٹی کے سابق سکرٹری جنرل نقراشی پاشا سے نحاس پاشا کی وزارت خطرہ محسوس کر رہی ہے۔

—— لندن، ۷ ستمبر۔ لندن میں اس اطلاع کو بڑے تاسف کے ساتھ سنا گیا ہے کہ بحیرہ روم میں جہازوں پر حملوں کے انسداد کے متعلق غور کرنے کے لئے جو کانفرنس منعقد کی جا رہی ہے۔ اس میں جرمنی اور اطالیہ شمولیت نہیں کریں گے۔ نو حکومتوں نے شرکت پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ کانفرنس جنیوا میں ہوگی۔

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ عنقریب جامع ازہر (مصر) کی ہزار ویں سالگرہ منائی جائے گی۔ یہ اپنی قسم کی پہلی سالگرہ ہوگی اور اس میں تمام مشرقی دنیا کے بڑے بڑے علماء و فضلاء مدعو کئے جاویں گے۔ ہندوستانی ماہرین تعلیم کو بھی دعوت دی جائے گی۔ تمام مہمان حکومت کے مہمان ہوں گے۔

—— روم ۷ ستمبر۔ مسولینی کی طرف سے جرمنی کے مطالبہ نو آبادیات کی حمایت کی گئی ہے۔ اس مطالبہ کو تقاضائے انصاف اور یورپ کے امن کے توازن کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔

—— چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے۔ چین جاپانی حملوں کا نہایت پامردی سے مقابلہ کر رہا ہے۔ یہ جنگ روز بروز کامل اور باقاعدہ جنگ کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔

—— چینی جہاز رانی کو مسدود کرنے کے بعد اب جاپانی اپنی توجہ کینٹن ہینکو ریلوے کی طرف مبذول کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ شمالی اور جنوبی چین کے درمیان واحد ذریعہ رسل و رسائل ہے

—— حکومت جاپان نے اخراجات جنگ کے لئے ایک بہت بڑی رقم منظور کی ہے۔ اس غرض کے لئے پارلیمنٹ کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا تھا۔ اجلاس میں ایک سرکاری نمایندے نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ حکومت جاپان کو امید کامل ہے کہ ان کی افواج دو ماہ کے اندر چینی افواج کو اس بری طرح شکست دیں گی کہ چینیوں کے دانت کھٹے ہو جائیں گے

—— ایک چینی افسر کا بیان ہے کہ جاپان اقتصادی اور مالی طور پر بالکل تباہ ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ زیادہ دیر تک جنگ جاری نہیں رکھ سکتا۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ غلام نابالغ ولد مسندذات کودھن سکنہ صادق ہینگ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۸ ۱۰/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۸ ۵/۳۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ امیر ولد محمد یار ذات سیال سکنہ بیلی احمد خاں تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹ ۱۰/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۴ ۶/۳۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ لیوی دیال ولد منگا رام ذات برہمن سکنہ جھنگ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹ ۱۰/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۱ ۶/۳۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ تارا چند ولد ہاڑی رام ذات ستی ساجی سکنہ منصور سیال تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۸ ۱۰/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۵ ۶/۳۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ راجا ولد اروڑہ ذات کھوکھر سکنہ بھیرو تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹ ۱۰/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۶/۳۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ متاب رام ولد جگھا رام ذات بجاج سکنہ بدھوانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹ ۱۰/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۰ ۶/۳۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

نوائے ما بہ ہر سعید خواہد بود
نزلِ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۴۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور — یوم جمعہ مطبوعہ ۱۰ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۷ ستمبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۵۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام!

اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت

پھر اللہ تعالیٰ کی صفت رحیم بیان کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انسان کی محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ ان پر ثمرات اور نتائج مترتب کرتا ہے۔ اگر ایک انسان کو یہ یقین ہی نہ ہو کہ اس کی کوشش اور محنت کوئی پھل لائیگی تو پھر وہ سست اور نکما ہو جائیگا۔ خدا تعالیٰ کی یہ صفت انسان کی امیدوں کو وسیع کرتی اور نیکیوں کے کرنے کی طرف جوش سے لیجاتی ہے اور یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف کی اصطلاح میں خدا تعالیٰ اس وقت رحیم کہلاتا ہے جبکہ لوگوں کی دعا، تضرع اور اعمال صالحہ کو قبول فرما کر آفات اور بلاؤں اور تضیع اعمال سے ان کو محفوظ رکھتا ہے۔ رحمانیت تو عام تھی لیکن رحیمیت خاص انسانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ کیونکہ انسان کے سوا دیگر مخلوق میں دعا، تضرع اور اعمال صالحہ کا ملکہ اور قوت نہیں۔ رحمانیت اور رحیمیت میں یہی فرق ہے کہ رحمانیت دعا کو نہیں چاہتی لیکن رحیمیت دعا کو چاہتی ہے اور یہ انسان کیلئے خلعت خاصہ ہے اور اگر انسان، انسان ہو کر اس صفت سے فائدہ نہ اٹھائے تو ایسا انسان حیوانات بلکہ جمادات کے برابر ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہ صفت بھی تمام مذاہب باطلہ کے رد کے لئے کافی ہے کیونکہ بعض مذاہب اباحت کی طرف مائل ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں ترقیات نہیں ہوتی ہیں۔ آریہ مذہب جبکہ اس صفت خداوندی کے فیضان سے منکر ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا کب قائل کہا جا سکتا ہے؟

(۲۷ نومبر ۱۹۰۱ء)

جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب

امام مسجد برلن

کی اپنے وطن کو مراجعت

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا تازہ والا نامہ برلن سے یہ خوشخبری اپنے ساتھ لایا ہے کہ ہمارے قابل عزت و صاحب عزم مجاہد جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن وہاں سے ۹ ستمبر کو بعزم ہندوستان روانہ ہو چکے ہیں آپ کی بیگم صاحبہ اور خوردسال بچی بھی ساتھ ہیں۔ آپ کا جہاز انشاء اللہ

۲۶ ستمبر کو بمبئی پہنچے گا

اغلباً ۳۰ ستمبر کو آپ لاہور تشریف لے آئیں گے لاہور پہنچنے کی صحیح تاریخ اور وقت کا اعلان بعد میں کر دیا جائیگا۔

ڈاکٹر صاحب موصوف قریباً چار سال کے بعد ہندوستان تشریف لا رہے ہیں۔ آپ نے جرمنی میں جس اخلاص، استقلال اور محنت سے تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کیا اور برلن مسجد کو آباد و بارونق رکھنے کے لئے جو سعی کی۔ اس کی کیفیت ایک حد تک حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے اس مکتوب سے معلوم ہو سکتی ہے۔ جو پیش نظر اشاعت کے صفحہ ۲ پر درج کیا جا رہا ہے ان کی بیگم صاحبہ نے بھی اخلاص و دینداری کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ ہم اپنے اس قابل عزت مجاہد اور لائق احترام بہن کے استقبال کے لئے چشم براہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں خیریت سے منزل مقصود پر پہنچائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۵ | یوم جمعہ ۱۰ رجب ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۵۸

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ و ائمہ بزرگ اور سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کو (نعوذ باللہ) منافق ثابت کرنیکی شرمناک کوشش

مجدد زمان کی ذاتِ اقدس پر قادیانیوں کا ایک اور بہتانِ عظیم

حال میں قادیانیوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی ذات اقدس پر ایک اور بہتان عظیم تراشا ہے۔ "الفضل" ۹ ستمبر میں ایک قادیانی ..... صابر والی لدرون کشمیر کا "حلفی" بیان ایک دوسرے قادیانی ..... محمد صادق شاہ لدرون کی تصدیق کیساتھ جلی حروف میں شائع ہوا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"ابتداء ۱۹۰۶ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اپنے اصحاب کے جن میں مجھے حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہٗ، حضرت مولوی شیر علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ، حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہٗ کے نام یاد ہیں۔ سید صادق شاہ صاحب اور خاکسار بھی ہمراہ تھے۔ اس طرف سیر کو روانہ ہوئے جہاں اب بورڈنگ ہائی اسکول ہے۔ جب قصبہ سے دس بارہ جریب دور پہنچے۔ تو پیچھے مولوی محمد علی صاحب حال امیر غیر مبائعین معہ ایک اور دوست تشریف لا رہے تھے۔ اصحاب میں سے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں ایک نے عرض کیا حضور! مولوی محمد علی صاحب آ رہے ہیں۔ اس پر حضرت صاحب ٹھہر گئے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کی طرف متوجہ ہو کر مولوی محمد علی صاحب کی نسبت فرمایا۔ کہ مجھے ان کے دہان سے یزیدی بُو آتی ہے۔ اگر تم میں سے کوئی رہا تو دیکھ لے گا کہ ایک وقت یہ ہماری اولاد کیساتھ وہی سلوک کرے گا جو اماموں کے ساتھ یزید نے کیا۔"

جو صداقت پسند اور ایماندار افراد حضرت مسیح موعودؑ کے اعلیٰ اخلاق، حق گوئی۔ اور حضور کی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ شفقت اور محبت کی کیفیت سے واقف ہیں۔ وہ بلا تامل کہہ دیں گے کہ یہ بیان سراسر کذب اور حضرت مسیح موعودؑ کی ذات اقدس پر ایک بہتان عظیم ہے۔ اور در اصل اس طرح حضرت صاحب کو نعوذ باللہ منافق ثابت کرنے کی ایک احمقانہ کوشش کی گئی ہے کیا یہ کبھی تصور میں بھی آسکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک نوجوان کو صالح و ایثار پیشہ سمجھ کر خود خدمت اسلام کے لئے قادیان رہنے کی دعوت دیتے ہیں۔ خدمت دین کے اہم کام اس کے سپرد کرتے ہیں۔ بظاہر اس کے کام اخلاص اور سعادت مندی سے خوش ہوتے ہیں۔ اس پر آخر زندگی تک محبت و شفقت دائماً فرماتے ہیں۔ اس سے خدمت دین کے بارہ میں بڑی بڑی توقعات وابستہ کرتے ہیں۔ جو بعد میں شاندار طریق پر پوری ہوتی ہیں۔ اپنا قلم اسے عنایت فرماتے ہیں۔ وہ نوجوان بھی اپنی بھری جوانی دین کے عشق میں بسر کر دیتا ہے۔ واقعات اس شخص کو حضرت مسیح موعودؑ کی شاخ ثابت کرتے ہیں لیکن در پردہ حضرت مسیح موعودؑ اسے اپنا دشمن جانتے ہیں۔ اور انہیں اس کے دہن سے یزیدی بو آتی ہے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کو اس قدر بھی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ اس شخص کو نکال باہر کریں۔ یا کم از کم اپنے اس خیال کا اظہار اس کے منہ پر برملا کر دیں۔ ـــــ آہ ان لوگوں نے خدا کے مجددوں کو بھی موجودہ زمانہ کے خود ساختہ "خلیفوں" پر قیاس کر لیا ہے ـــ جن کے ظاہر و باطن میں کوئی مطابقت نہیں ہوتی وہ کسی کے منہ پر کچھ کہتے ہیں اور پیچھے اور کچھ۔

اس حلفی "بیان" کے ذریعہ اس "عقیدت مند" مرید نے موجودہ ناگفتہ بہ حالات میں "خلیفہ" کے لئے ایک سپر مہیا کرنے کی نامراد کوشش کی ہے ـــــ لیکن وہ پیر پرستی کے جوش میں بھول گیا۔ اس طرح وہ حضرت مولٰینا محمد علی صاحب پر حملہ نہیں کر رہا۔ بلکہ حضرت مجدد زمان کو نعوذ باللہ منافق ثابت کرنے کی ناپاک کوشش میں مصروف ہے۔ وہ خدا کے مامور پر ایک بہتان عظیم تراشنے کے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہے قبل ازیں جناب خلیفہ صاحب کا ایک مرید حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مغفور کے خلاف بھی اس قسم کی غلط بیانی کر چکا ہے جس کا پردہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور مکرم چوہدری اسماعیل خان صاحب بخوبی چاک کر چکے ہیں۔ اس کے بعد اس قادیانی نے "حلفی بیان" کے ذریعہ یہ بہتان عظیم تراشا ہے۔ شاید لوگ اس پر حیران ہوں گے لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ قادیانی پیر پرستوں کے نزدیک یہ معمولی بات ہے جن کا خلیفہ عدالت میں متضاد حلفی بیان دے سکتا ہے۔ اس کے مرید اس قسم کے کارناموں کے مرتکب ہو جائیں تو کوئی بڑی بات نہیں دوسرے یا در ہے۔ کہ جناب خلیفہ صاحب کے مرید عقل و خرد اور عزت و آبرو کے ساتھ اپنا ایمان بھی ان پر فدا کر چکے ہیں۔ ـــــ غرضیکہ یہ بہتان عظیم نہ صرف حضرت مسیح موعودؑ کی فراست مومنانہ بلکہ ان کے اخلاق دیانت اور حق گوئی پر ایک ذلیل حملہ ہے جسے کوئی سچا احمدی برداشت نہیں کر سکتا ہے اس بہتان میں حضرت صاحب کی طرف یہ الفاظ بھی منسوب کئے گئے ہیں۔

"اگر تم میں سے کوئی رہا تو دیکھ لے گا۔ کہ ایک وقت یہ (یعنی حضرت امیر ایدہ اللہ) ہماری اولاد کیساتھ وہی سلوک کرے گا۔ جو اماموں کے ساتھ یزید نے کیا تھا!"

آج کل واقعات اور پے در پے انکشافات سے قادیانیوں کی بہت سی رگیں دکھ رہی ہیں۔ ہم ان کو مزید دکھانا نہیں چاہتے۔ صرف اس قدر سوال کی اجازت چاہتے ہیں۔ کہ واقعات کس قدر کو یزید اور یزیدی صفت ثابت کر رہے ہیں؟ یزید کی طرح اندھی اور بے بصیرت اطاعت کا طالب کون ہے؟ یزید کی طرح اپنے سب سے دعوے کون کر رہا ہے قتل کہاں ہو رہے ہیں۔ ظلم کا بازار کس نے گرم کر رکھا ہے ـــ خدارا واقعات پر غور کرو۔ اور اس قسم کی ناپاک افسوسناک حرکتوں سے باز آجاؤ۔

پبلسٹی کمیٹی

غالباً احباب جماعت اس امر سے پورے طور پر واقف نہیں ہیں کہ قریباً چار ماہ سے مرکز میں ایک ادارہ "پبلسٹی کمیٹی" کے نام سے قائم ہے اس کا مقصد اسلام اور احمدیت کے متعلق لٹریچر کی اشاعت ہے بالخصوص ٹریکٹوں، ہینڈبلوں اور پوسٹروں کی شکل میں۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اس کمیٹی کے صدر اور جناب مولوی مرتضیٰ خان صاحب سکرٹری ہیں۔ اس کے اراکین میں بہت جماعت کے باہمت اور پرجوش نوجوانوں کے نام بھی نظر آتے ہیں۔

چار ماہ کی قلیل مدت میں اس کمیٹی نے قابل قدر کام کیا ہے۔ گذشتہ عید میلاد کی تقریب پر اس نے کثیر تعداد میں ایک دو ورقہ شائع و تقسیم کیا۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کا نعتیہ کلام اور آپ کی کتابوں میں سے وہ اقتباسات درج تھے جن میں حضرت نبی کریم صلعم سے اظہار عشق اور محبت کرتے ہوئے حضور کی مدلل طریق پر فضیلت ثابت کی گئی ہے علاوہ ازیں جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد اور اس کی دینی و تبلیغی سرگرمیاں کا خلاصہ بھی اس میں موجود تھا۔ اس کے بعد قادیانی غلط کے ازالہ کے لئے "خاتم النبیین کی حقیقت" کے نام سے ۳۲ صفحہ کا ایک مفید ٹریکٹ شائع کیا گیا جو اکثر احباب کی نظر سے گزرا ہوگا۔ اب مسئلہ "وفات مسیح" اور جناب خلیفہ قادیان کے جلالی خطبات کے متعلق ٹریکٹ زیر طباعت ہیں جو انشاء اللہ ایک ہفتہ تک تیار ہو جائیں گے اس کارگزاری کی موجودگی میں اس ادارہ کے ساتھ اچھی توقعات وابستہ کی جا سکتی ہیں۔

جس طرح پبلسٹی کمیٹی کی قسمت پر اس لحاظ سے بھی رشک آتا ہے کہ اس کو نہایت لائق، موزوں اور مخلص عہدہ دار ملے ہیں اس کے صدر جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پیغام صلح کے خاص سرپرستوں میں سے ہیں۔ آپ کے بلند پایہ مضامین کی خوبیوں، پاکیزگی ذوق اور وسعت معلومات سے ہمارے قارئین بخوبی واقف ہیں۔ مولوی مرتضےٰ خانصاحب کو بھی جماعت کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ یہ ایک بلند پایہ شاعر اور بہترین علمی مذاق کے مالک ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک اعلیٰ درجے کے منتظم اور کارکن بھی ہیں۔ ان کی انتظامی قابلیتیں انشاء اللہ اس کمیٹی کے لئے بہت مفید اور قیمتی ثابت ہوں گی۔ پبلسٹی کمیٹی کا شائع کردہ لٹریچر احباب مفت طلب کر سکتے ہیں۔ تمام احباب اور جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ کمیٹی سے کم از کم اس رنگ میں ضرور تعاون کریں کہ اس کے لٹریچر کو پوری احتیاط اور کوشش کے ساتھ لوگوں تک پہنچا دیں۔ گو کمیٹی اپنا لٹریچر مفت دیتی ہے اور سر دست کوئی قیمت طلب نہیں کرتی لیکن عطیات کو شکریہ کے ساتھ قبول کرے گی۔ ہمارے خیال میں احباب کو عطیات کی صورت میں ضرور اس کی امداد و حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ خط و کتابت ذیل کے مندرجہ ذیل پتہ پر کی جائے:-

مولوی مرتضےٰ خان صاحب سکرٹری پبلسٹی کمیٹی
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

دو کشتیوں کے سوار — کانگریسی مولوی

آج کل کانگریسی مولویوں کی پوزیشن عجیب مضحکہ خیز ہو رہی ہے ان کے دعاوی کی بلندی اور اعمال کی پستی نے ان کی راہ میں ایسے نشیب و فراز پیدا کر دیئے ہیں کہ اب وہ انشاء اللہ اپنے وقار و اعتماد کو قائم رکھنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ ایک طرف وہ مذہب کے علمبردار بنے ہوئے ہیں اور ہندوستان میں نظام شرعی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ دوسری طرف وہ کانگریس کے حامی نظر آتے ہیں جو نظام شرعی تو رہا ایک طرف۔ اسلام کے نام ہی سے بیزار نظر آتی ہے اور اس کا کثیر حصہ سرے سے ہی مذہب کا منکر اور دشمن ہے — خود کانگریس کے اجتماعوں میں ان علماء کرام کے عماموں اور عباؤں پر آوازے کسے جا چکے ہیں غرضیکہ انکی حیثیت دو کشتیوں کے سوار کی ہے۔ کوئی چند ہی ماہ ہوں گے کہ دہلی کی کانگریسی جمعیتہ العلماء کے ناظم صاحب نے حال ہی میں اعلان کیا ہے کہ:-

"جمعیتہ علماء ہند کے سامنے اس کے یوم تاسیس سے لیکر آج تک ایک ہی مسئلہ اہم رہا ہے اور وہ صرف ہندوستان میں نظام شرعی کا قیام ہے۔ چونکہ نظام شرعی کا قیام بغیر انقلاب ناممکن العمل تھا۔ اس لئے ہم نے اس ملک کی اکثریت کے ساتھ اشتراک عمل کیا تاکہ ہونے والا انقلاب قریب تر ہو جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ہم ہر جنگ کرنے والی پارٹی کے ساتھ اشتراک عمل کریں گے خواہ وہ کانگریس ہو یا سوشلسٹ پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی فرض کیجئے اگر کانگریس اپنے ہتھیار کھول دے اور حکومت برطانیہ سے تعاون کرے تو کیا ہم کانگریس کے ساتھ الجھے رہیں گے؟ نہیں ہم کسی ایسی پارٹی کو تلاش کریں گے جو ہمارے مقصد حقیقی یعنی مکمل انقلاب کو ہم سے قریب کرنے والی ہو۔"

دانشمندان عالم کو اس بیان کی صحت میں ایک مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ تامل ہوگا۔ اگر کانگریسی جمعیتہ العلماء ہر انقلابی پارٹی سے اشتراک کی مشتاق ہے تو کیا وہ کمیونسٹ پارٹی سے بھی اشتراک کرلیگی۔ جن کی شرط اول ہی مذہب سے بیزاری ہے۔ کیا وہ انقلاب کی خاطر وقتی طور پر مذہب کو بھی خیرباد کہہ سکے گی؟ — جہاں تک واقعات کا تعلق ہے جمعیتہ العلماء نے صرف کانگریس سے ہی اشتراک کیا ہے — اشتراک نہیں بلکہ اس کی غلامی اختیار کی ہے۔ یہ غلامی کیوں اختیار کی اس کی وجہ بالکل عیاں اور سب کو معلوم ہے۔ ناظم صاحب کا یہ ارشاد بھی صداقت سے محروم معلوم ہوتا ہے:-

"اگر کانگریس اپنے ہتھیار کھول دے اور حکومت برطانیہ سے تعاون کرے تو کیا ہم کانگریس کے ساتھ الجھے رہیں گے؟ نہیں ہم کسی ایسی پارٹی کو تلاش کریں گے جو ہمارے حقیقی مقصد یعنی مکمل انقلاب کو ہم سے قریب کرنیوالی ہو۔"

دنیا دیکھ رہی ہے کہ کانگریس نے کھلے بندوں حکومت برطانیہ سے تعاون کر لیا ہے اور اس کے باوجود۔۔ جمعیتہ العلماء اس سے الجھی ہوئی ہے — اصل میں ناظم صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ صرف کہنے کی باتیں ہیں۔ کانگریسی مولوی ہرگز انقلاب یا مکمل انقلاب کے متمنی نہیں ہیں۔ کیونکہ انقلاب کے بعد ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے جن میں لوگ ان مولویوں کے وجود کو بھی برداشت نہیں کر سکیں گے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ کانگریسی مولویوں کا وجود مسلمانوں کیلئے بہت بڑی مصیبت اور بدنامی کا باعث ہے — ضرورت ہے کہ تقدس نظام شرعی کے ان سوداگروں کو پبلک زندگی سے کنارہ کش ہونے پر مجبور کیا جائے۔

قومی دار الاقامہ
مسلم ہوسٹل
کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

۱۔ اپنی جماعت کے جسقدر نوجوان حصول تعلیم کیلئے لاہور آئیں وہ سب کے سب بلا استثنا مسلم ہوسٹل میں ٹھہریں اور جن اصحاب کو مجبوراً باہر ٹھہرنا پڑے وہ ان حالات سے مجھے یا انجمن کو اطلاع دیں تاکہ اس طرح ہم ان کو بھی وقتاً فوقتاً وہاں بلا سکیں۔ جو احباب اس کی پابندی نہ کریں گے وہ نظام جماعت کو نقصان پہنچانے کا موجب ہوں گے

۲۔ احباب جماعت اپنی اپنی جگہ اور نوجوان جو خود ہوسٹل میں آ رہے ہیں کوشش کریں کہ وہ دوسرے مسلمان طلبہ کو بھی اس ہوسٹل کے قواعد سے آگاہ کر کے انہیں یہاں رہنے کی ترغیب دیں۔

تحریک احمدیت کی ایک اور کامیابی

گذشتہ دنوں پنجاب یونٹی کانفرنس کی سب کمیٹیوں میں جو قرار دادیں منظور کی گئیں ان میں سے ایک اہم قرارداد یہ ہے کہ:-

"یہودیت، عیسائیت، ہندومت، بدھ مت مذاہب زرتشتی، اسلام اور سکھ مت اور دوسرے مذاہب کے پیغمبروں، بانیان مذاہب اولیاء و مقدسین مذاہب پر اخبارات یا تقریروں وغیرہ کے ذریعے حملے ممنوع قرار دیئے جائیں۔"

علاوہ ازیں تبلیغ مذاہب کے متعلق طے پایا کہ:-

"مذہب کی تبلیغ اس حد تک محدود ہونی چاہئے کہ متعلقہ مذاہب کی خوبیاں بیان کی جائیں جہاں دوسرے مذاہب سے مقابلہ کرنا پڑے وہاں ایسی صورت میں مقابلہ کیا جائے کہ کسی قسم کے اشتعال انگیز الفاظ استعمال نہ ہوں۔ اور نہ ہی بانیان مذاہب اور مذاہب پر صریح حملہ ہو۔"

اگر سیاسی اور اخباری حلقوں میں کام کرنیوالے بزرگ اپنے حافظوں پر زور دیں تو انہیں یاد آجائیگا کہ دور حاضر میں یہ مفید تجویز (اسلامی تعلیمات کی پیروی میں) سب سے پہلے حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی تحریک احمدیت نے ملک کے سامنے پیش کی تھی۔ اس وقت اس پر کماحقہ توجہ نہ دی گئی۔ ہم خوش ہیں کہ صوبہ کے ذمہ دار اصحاب نے بالآخر اس کی اہمیت کو تسلیم کر کے دوسرے صوبوں کے سامنے اتحاد کی ایک مفید اور عملی تدبیر پیش کی ہے اس کو ہم احمدیت کی ایک زبردست کامیابی سمجھتے ہیں۔ اگر اس تجویز پر صحیح طریق اور خلوص دل سے عمل کیا گیا تو ہندو مسلمانوں کے دیگر منافشات بھی انشاء اللہ بہت جلد مٹ جائیں گے۔

فریضہ زکوٰۃ اور ماہ رجب

فریضہ زکوٰۃ کے متعلق گذشتہ اشاعتوں میں احباب کو توجہ دلائی تھی اور بتایا تھا کہ از روئے شریعت کم از کم دو تہائی زکوٰۃ کا بیت المال میں جمع ہو کر وہاں سے دینی و قومی ضروریات پر خرچ ہونا ضروری ہے۔ انفرادی طور پر زکوٰۃ کی تقسیم اس کے مقصد کو پورا نہیں کرتی۔ امید ہے یہ بات احباب کے اچھی طرح ذہن نشین ہو گئی ہوگی۔ ہندوستان میں چونکہ رجب کا مہینہ ادائیگی زکوٰۃ کے لئے مخصوص ہے کوئی حرج کی بات نہیں کہ ایک خاص مہینہ ادائیگی زکوٰۃ کیلئے مقرر کر لیا جائے۔ احباب بالخصوص جماعتوں کے عہدیداروں کا فرض ہے کہ وہ اس سال فراہمی زکوٰۃ کی منظم جدوجہد کریں اور اسے جمع کر کے قومی بیت المال میں بھیجیں۔ یہ انتظام تو ہر جگہ لازمی طور پر ہونا چاہئے کہ تمام صاحب نصاب وابستگان سلسلہ سے باقاعدہ زکوٰۃ وصول ہو سکے۔ علاوہ ازیں جہاں تک مقامی حالات اجازت دیں۔ روشن خیال غیر از جماعت حضرات کے پاس بھی وفود کی صورت میں بھیجکر انہیں انجمن کے کام اور زکوٰۃ کے صحیح مصرف سے

ایک بزرگ خاتون کا انتقال

انتہائی افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہماری جماعت کے معزز و مخلص رکن جناب شیخ فضل الرحمان صاحب رشید بٹالہ ضلع گورداسپور کی والدہ ماجدہ کا ۸ ستمبر کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت بزرگ و نیک خاتون تھیں۔ اس صدمہ میں ہم شیخصاحب موصوف اور ان کے خاندان کے دیگر افراد سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ملت محمودیہ کے پیش کردہ نظائر غلط ہیں[۵]

کیا نعوذ باللہ جبریل کی نسبت شیطان زیادہ زیرک ہے؟

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۳)

سوال

الفضل ۲۱ جون ۱۹۳۷ء میں میاں محمود احمد صاحب فرماتے ہیں:۔
"روحانی لڑائی انسانوں کے درمیان نہیں ہوتی۔ بلکہ فرشتوں اور شیطان کے درمیان ہوتی ہے آگے یہ دونوں اپنے اظلال اور نمائندے منتخب کر لیتے ہیں۔۔۔۔۔ اور گو بظاہر جنگ ان نمائندوں کے درمیان ہوتی ہے لیکن اصل لڑائی کرنیوالے فرشتے اور شیطان ہی ہوتے ہیں۔ انسان صرف ہتھیار کا کام دیتے ہیں ۔۔۔۔۔ پس اصل جنگ شیطان اور فرشتوں کے درمیان ہوتی ہے یا ابلیس اور جبریل کے درمیان۔ اور قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں نہایت ہی زیرک ہستیاں ہیں۔ گو شیطان تمام بدیوں کا مجسمہ ہے اور اس پر ہزاروں لعنتیں ڈالی گئی ہیں لیکن اس کے اپنے جنگ کے معاملہ میں جہاں قرآن کریم میں اس کی زیرکی کا ذکر آیا ہے اس کی تعریف کی گئی ہے۔" قرآن کریم میں شیطان کی زیرکی کی کہاں تعریف آئی ہے۔ اس کی مثال میاں صاحب موصوف یہ دیتے ہیں:۔
"چلے جاؤ ان مسلمان کہلانے والوں میں یا ان لوگوں میں جو قرآن کریم کو آخری شریعت یقین کرتے ہیں تم انہیں یہ کہتے سنو گے کہ دیکھا ابلیس کی بات صحیح نکلی اور حضرت آدم کی پیدائش کے وقت اس نے جو یہ کہا تھا کہ انسان دنیا میں برائیوں کا شکار ہو جائے گا اور شرک وغیرہ میں مبتلا ہوگا۔ وہ درست ثابت ہوا ۔۔۔۔۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ فرمان ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون نعوذ باللہ غلط نکلا۔"

جناب میاں صاحب کی گھبراہٹ

لیکن میاں صاحب موصوف پھر ذرا گھبراتے ہیں کہ اس طرح تو شیطان کی زیرکی انسان اور فرشتوں سے بڑھتے بڑھتے خدا سے بھی بڑھ گئی۔ اس لئے پھر ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں "لیکن حقیقت میں خدا تعالیٰ نے جو کچھ کہا تھا سچ تھا اور شیطان نے جو کچھ کہا تھا جھوٹ تھا۔ شیطان کا جھوٹ عام نگاہ نہیں دیکھ سکتی ۔۔۔۔۔ غرض یہ تو قرآن کریم ۔۔ بھی فرماتا ہے کہ مومن کم ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ خدا نعوذ باللہ ہار گیا۔ بلکہ جیتا اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر یہ نکتہ صرف باریک نظر والوں کو نظر آتا ہے۔"

شیطان کی زیرکی پر اصرار

اس کے بعد میرا خیال تھا کہ شیطان کو جھوٹا کہکر میاں صاحب شیطان کی زیرکی سے انکار کر دیں گے مگر نہیں وہ اس کی زیرکی کے اس قدر قائل ہیں کہ فرماتے ہیں کہ "یہ زیرکی جو حضرت آدم کے وقت شیطان کو حاصل تھی کیا حضرت نوح کے وقت اس میں کوئی کمی آ گئی؟" یعنی کوئی کمی نہیں آئی بلکہ برابر قائم رہی۔ اس کے بعد حضرت نوح، حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے زمانہ میں شیطان کی زیرکی کے کارنامے سنائے ہیں جن کی وجہ سے کفر برابر ان بزرگوں کا مقابلہ کرتا رہا اور آخر کار کہتے ہیں کہ "ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی مبعوث ہوئے ہیں لیکن ان ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں ایک نبی بھی ایسا نہیں گزرا کہ اس نے آسمانی آواز اٹھائی ہو اور کفر دھوکا کھا کر اس کے ساتھ ہو لیا ہو کہ میری غلطی تھی۔ بلکہ کفر کی نگاہ تو اتنی تیز ہوتی ہے کہ وہ انبیاء کے دعویٔ نبوت سے پہلے ہی خدا کی آواز کو پہچان لیتا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین احمدیہ لکھی تو اس وقت آپ کو خود بھی معلوم نہ تھا کہ خدا تعالیٰ آپ کو نبی بنانے والا ہے اور آپ نہیں سمجھتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے الہامات سے کیا مراد ہے لیکن لدھیانہ کا ایک مولوی اٹھا اور اس نے اس کتاب کو پڑھ کر کہدیا کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کرنا ہے ۔۔۔۔۔ جب مولوی محمد حسین آپ کے خلاف لدھیانہ میں فتویٰ لینے گئے تو اس مولوی نے کہا اب تم میرے پاس فتویٰ لینے آئے ہو۔ کیا میں نے اسی وقت نہ کہدیا تھا کہ مرزا صاحب کی مخالفت کرو لیکن اس وقت تم نے ان کی تائید کی۔ یہ وہ وقت تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے الہام کی حقیقت کو خود نہیں سمجھتے تھے۔"

اس کے بعد احراریوں کے ساتھ "پیغامیوں" کو بھی شامل کیا ہے اور ان سب کو بدی کی طاقتیں "شیطانی قوتیں" اور "شکاری کتوں" سے بھی بڑھ کر قرار دیا ہے۔ کیا آپ ان باتوں پر کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں؟

جواب

آپ کے ان حوالجات میں جو باتیں جواب طلب ہیں۔ انہیں میں دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہوں:۔

پہلا حصہ:۔ کیا واقعی قرآن کریم نے شیطان کی زیرکی کی تعریف کی ہے۔

دوسرا حصہ:۔ کیا شیطان واقعی بڑا زیرک ہے اور کیا کفر زیرکی کا نتیجہ ہوا کرتا ہے اور براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ میں لدھیانہ کے ایک مولوی کا حضرت صاحب کو نبی کہنا کیا الہام شیطانی تھا؟

جواب نمبر ۱

قرآن کریم نے تو شیطان کی زیرکی کی کہیں تعریف نہیں کی۔ البتہ لیکھرام نے کلیات آریہ مسافر میں شیطان کی زیرکی کی بڑی تعریف کی ہے اور اسے بڑا موحد اور زیرک قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ آدم کو سجدہ نہ کرنا اس کی توحید کامل پر دلیل ہے۔ اور زیرک تو وہ تھا ہی جو (نعوذ باللہ) خدا سے دو بدو سوال و جواب کرتا رہا۔ اور آخر وہی ہوا جو اس نے کہا تھا کہ ایک عالم شرک اور بدی میں گرفتار ہو گیا۔ چنانچہ میاں صاحب نے بھی اسے دبی زبان میں مانا ہے۔ گو اسے منسوب کیا ہے مسلمان کہلانے والوں اور قرآن کریم کو آخری شریعت یقین کرنے والوں کی طرف۔ مگر میں پوچھتا ہوں۔ کیا میاں صاحب خود نہیں مسلمان کہلاتے اور قرآن شریف کو آخری شریعت یقین نہیں کرتے؟ یا اب ان دونوں باتوں سے انکار ہے۔

قرآن کریم میں کیا لکھا ہے؟

مسلمان کہلانے والے اور قرآن شریف کو آخری شریعت یقین کرنے والے تو جس قرآن پر یقین رکھتے ہیں اس میں تو یہ لکھا ہے کہ آدم کی پیدائش پر جس طبقہ کو یہ فکر پڑی تھی کہ آدم فتنہ و فساد برپا کرنے کا موجب ہوگا۔ وہ شیطان نہیں تھا بلکہ ملائکہ کا طبقہ تھا جنہوں نے کہا تھا۔ اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفك الدماء کہ کیا تو زمین میں اسے پیدا کرنے لگا ہے جو اس میں فساد پھیلائیگا اور خونریزی کریگا۔ پھر ساتھ ہی عرض کیا کہ نحن نسبح بحمدك ونقدس لك۔ کہ ہم تو تیری تسبیح اور تحمید اور تقدیس کرتے ہیں۔ یعنی تیری صفات کو ہر ایک نقص اور عیب سے پاک اور ہر ایک خوبی سے موصوف اور تیرے افعال کو ہر ایک نقص سے پاک سمجھتے ہیں یعنی ہمارا مطلب اعتراض کرنا نہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تیرا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں اور وہ ہر ایک نقص سے پاک ہے بلکہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں یہ محض اپنے قیاس اور اپنے علم کی بناء پر کہہ رہے ہیں۔ اس پر جناب الٰہی سے جواب ملا کہ انی اعلم ما لا تعلمون یقیناً میں وہ کچھ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے اس کے بعد قرآن کریم نے علم میں کمال پیدا کر لینے کی وجہ سے آدم کا ملائکہ پر بھی فوقیت اور فضیلت حاصل کر لینے کا ذکر فرمایا ہے جس کے آگے ملائکہ تک کی گردنیں جھک گئیں۔ اور خدا کے علم کی وسعت اور عظمت کا اعتراف کرنا پڑا۔

کلام الٰہی میں افسوسناک تحریف و افترا

ابلیس کا قصہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ میں یہاں شیطان اور نیکی اور بدی کے فلسفہ پر بحث نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ وہ بہت باریک اور بہت تفصیل کو چاہتا ہے۔ میں صرف انہی ظاہری الفاظ پر ہی اپنی تحریر کو محدود رکھتا ہوں جن سے آگے میاں صاحب دانستہ یا نادانستہ نہیں گئے یا جا نہیں سکے۔

میں میاں صاحب سے بڑے زور سے یہ مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ وہ قرآن کریم سے دکھائیں کہ خدا اور ابلیس دونوں کے بالمقابل یہ کہاں پیشگوئی کی تھی۔ جس میں شیطان نے کہا تھا کہ انسان شرک اور بدی میں مبتلا ہوگا اور خدا نے کہا تھا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ اور شیطان کی بات سچی نکلی اور خدا کی جھوٹی۔ جس کا ذکر کر کے میاں صاحب کو زبردستی خدا کی وکالت کرنی پڑی۔ یعنی خود ہی تو ایک فرضی بات خدا کی طرف منسوب کر دی اور پھر خود ہی وکالت نے بیٹھ گئے۔ کوئی خدا کا خوف بھی ہے یا خلیفوں کے لئے یہ جائز ہے کہ اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے وہ خدا کے کلام پر جو چاہیں افترا کرتے جائیں۔ مانا کہ ان کے مرید بقول ان کے ایسے ہیں کہ ان میں سے اکثر سمجھتے سمجھاتے خاک نہیں صرف فلسفہ کی باتوں پر سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا جانتے ہیں (دیکھو الفضل ۷ جولائی ۱۹۳۷ء) لیکن سارا جہاں تو ایسی نہیں۔ پھر آخر خدا کو جان دینی ہے۔ اس کے کلام میں یہ تحریف بلکہ افترا کتنی بڑی جسارت ہے۔

شیطان کا عزم اور اللہ تعالیٰ کا جواب

شیطان نے جو کچھ کہا اس کا خلاصہ قرآن کریم میں یہ ہے لاغوینهم اجمعین۔ الا عبادك منهم المخلصین کہ میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا سوائے ان کے جو تیرے مخلص بندے ہیں اس میں کوئی پیشگوئی نہیں بلکہ اپنے عزم کا ذکر کرتا ہے کہ میں ایڑی چوٹی کا زور لگاؤں گا کہ تیرے بندوں کو گمراہ کروں سوائے ان کے جو تیرے مخلص بندے ہیں۔ یعنی جو کسی طرح بھی میرے کہنے میں نہیں آتے اللہ تعالیٰ کا جواب جو قرآن کریم میں ہے۔ اس کا خلاصہ ان دو آیات

---

۵ سلسلہ کیلئے ۸ ستمبر ۳۷ء کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

میں مذکور ہے ایک تو یہ کہ انّ عبادی لیس لک علیھم سلطٰن کہ بیشک میرے بندے تیرا ان پر کوئی غلبہ نہیں یعنی میرے بندوں کو تو بدی پر مجبور نہیں کر سکتا۔ ان کی فطرت میں عقل اور ضمیر رکھی گئی۔ کتاب اور نبوت کے ذریعہ انہیں علم اور ہدایت سب کچھ دیا گیا اب ان کا اختیار ہے چاہے خدا کی فرمانبرداری کریں یا تیری اتباع کریں۔ پس چونکہ وہ کسی سے مجبور اور مغلوب نہیں ہیں اور ان کو پہلے سے خبردار بھی کر دیا گیا ہے کہ شیطان کی پیروی نہ کرنا۔ اس پر بھی اگر وہ تیری اتباع کریں گے تو لمن تبعک منھم لاملئن جھنم منکم اجمعین۔ بے شک جو ان میں سے تیری اتباع کریں گے تو تم سب سے میں جہنم کو بھر دونگا۔ باقی رہا۔ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کا ارشاد اس میں تو فقط اس بلند مقصد کا ذکر ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ وہ خدا کی عبادت اور فرمانبرداری کرکے عبودیت تامہ کاملہ کے اس انتہائی نقطہ پر جا پہنچے جہاں قلب انسانی مہبط انوار الٰہیہ بن جاتا ہے۔

میاں صاحب کی قرآن دانی کی حقیقت

افسوس ہے کہ نہایت غلط طور پر میاں محمود احمد صاحب نے مقصد پیدائش انسانی کو پیشگوئی بنا کر پیش کر دیا اور اس طرح نعوذ باللہ خدا کے مقابلہ میں شیطان کو سچا اور زیرک ثابت کر دکھا دیا۔ انسان کو حیرت ہو جاتی ہے کہ خدا یا الٰہی یہ میاں صاحب کا علم قرآن ہے جس کے بل بوتے پر تمام دنیا کے علماء کو تفسیر نویسی کے لئے اتنے عرصہ سے چیلنج دیا جا رہا تھا!!!

جواب نمبر ۳

میاں محمود احمد صاحب شیطان کی زیرکی کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ پرانے ملانوں سے تو البتہ سنا تھا کہ کسی زمانہ میں شیطان معلم الملکوت رہا ہے یا اب جناب میاں صاحب اس کی زیرکی کی تعریف میں حد درجہ رطب اللسان ہیں۔ قرآن کریم تو اس کے خلاف کہتا ہے۔ وہاں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے جو انسان کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا تھا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تمام کائنات پر حکومت کرنے کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ اسی لئے ملائکہ کو جو تمام عالم کی قوتوں اور عناصر کے لئے بمنزلہ ارواح کے ہیں۔ انسان کی فرمانبرداری کا حکم دیا گیا اور یہی وہ ملائکہ کا سجدہ تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔

ابلیس کی پیدائش کا مقصد

ابلیس بھی اسی کائنات میں سے تھا اور اسے انسان کے جذبات کو تحریک دینے کیلئے پیدا کیا گیا تھا۔ انسان کے اندر جو اللہ تعالیٰ نے جذبات حرص و محبت اور غضب و حسد وغیرہ کے پیدا کئے ہیں انہی کے ماتحت انسان کے تمام اعمال ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ حرص کے ماتحت انسان روزی کماتا، محنتیں کرتا اور تمام ترقیات دنیوی کرتا۔ محبت کے ماتحت انسان شادی کرتا اور بیوی بچوں کی خاطر ہر ایک قسم کی تکلیف سر پر جھیل جاتا۔ غضب کے جذبہ کی وجہ سے انسان سے شجاعت کی بہادری وغیرہ کا اظہار ہوتا اور حسد کے جذبہ سے انسان میں بالمقابل ترقی کرنے کی تحریک ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان جذبات کو تحریک دینے کیلئے جو ہستی پیدا کی گئی ہے اس کا نام قرآن کریم میں ابلیس ہے۔ قرآن کریم نے انسان کی خلافت کے تذکرہ میں ابلیس کی بعثت کا ذکر اس لئے کیا کہ تا انسان سمجھ جائے کہ جو ہستی انسانی جذبات کو تحریک دیتی ہے وہ اگر انسان کی عقل اور علم اور ضمیر اور ارادہ کے قابو میں نہ رہے اور ان سب پر غالب آجائے تو پھر یہی محرک انسان کو جذبات کا غلام بنا کر ہلاکت اور ضلالت کی راہ پر لیجاتا ہے جس کو بدی کہتے ہیں اور یہی محرک جذبات جیسے ابلیس کا نام دیا گیا ہے جب انسان کو غلط راہ پر ڈالدیتے ہیں تو قرآن کریم کی زبان میں شیطان کہلاتا ہے۔

ایک مثال

میں یہاں ایک مثال سے بات کو زیادہ صاف کر دینا چاہتا ہوں یوں سمجھو کہ موٹر کو چلانے کے لئے انجن کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن انجن کو اگر قابو میں نہ رکھا جاوے اور اس کو اپنے ارادہ کے ماتحت نہ چلایا اور ٹھہرایا جاوے تو نتیجہ ہلاکت ہوگا۔ اسی طرح انسان کے جذبات کی موٹر ہے جس کے محرک اور تیز عمل میں لانیوالے کو اگر انسان قابو میں نہیں رکھیگا تو وہ اسے ہلاک کر دے گا۔ جذبات کی موٹر چلانے کے لئے انجن کی طرح محرک جذبات ابلیس کی ضرورت تو لقینی ہے۔ لیکن اس محرک کو انجن کی طرح اگر قابو میں نہ رکھا جائیگا تو وہ یقیناً ہلاک کر دے گا۔ غضب کا جذبہ قابو میں نہ رہا تو اس سے گالی گلوچ کشت و خون، قتل و غارت سبھی کچھ وجود میں آجائے گا۔ اور محبت و حرص کا جذبہ قابو میں نہ رہا۔ تو اس سے چوری ٹھگی، خیانت، بددیانتی زناکاری سبھی کچھ تو پیدا ہو جائیگی۔ پس جذبات کے انجن کو قابو میں رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے موٹر کے پہیہ اور بریک کے قائم مقام جو چیزیں انسان کو عطا کی ہیں وہ ہیں اس کا ضمیر اور عقل جن کے محرک کو ملک یا فرشتہ کہتے ہیں عقل کے معنی لغت میں روکنے یا باندھنے کے ہیں۔ گویا جذبات کی حد سے گزر جانے والی تیز رفتاری کو روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل کی بریک عطا فرمائی۔ اور ضمیر وہ پہیہ ہے جس سے انسان اپنے جذبات کی موٹر کو صراط مستقیم پر رکھ سکے۔

عقل کی نعمت انسان کو شیطان سے بچنے کیلئے عطا ہوئی ہے

قصہ کوتاہ یہ کہ عقل وہ نعمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے عطا فرمایا ہے کہ وہ شیطان کی تحریکوں کو قابو میں رکھ سکے چنانچہ قرآن کریم میں شیطان کی پیروی کرنے والوں کو اسی لئے تنبیہ کی ہے کہ لقد اضل منکم جبلاً کثیراً افلم تکونوا تعقلون (یٰس) اور بیشک تم میں سے اس نے لوگوں کو گمراہ کر دیا تو تم نے عقل سے کیوں نہ کام لیا یا کیا تم عقل نہیں رکھتے تھے۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں دوزخیوں کا یہ قول منقول ہے کہ لوکنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر (الملک) کہ کاش اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو دوزخی نہ بنتے اور صدہا آیات ہیں جن میں شیطان سے بچنے کے لئے انسان کو عقل سے کام لینے کا ارشاد ہے۔ چنانچہ افلا تعقلون کو اسی لئے قرآن کریم میں بار بار دہرایا گیا ہے۔ پس عقل تو شیطان سے بچنے کے لئے انسان کو عطا ہوئی ہے۔ گویا عقل اور شیطان یہ ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئے ہیں۔ جہاں انسان شیطان کی پیروی کرتا ہے۔ وہاں وہ ضمیر اور عقل کی آواز کو نہیں سنتا اور جذبات کی پیروی میں لگ جاتا ہے اور جب انسان کے جذبات پر سے ضمیر کا پہیہ اور عقل کی بریک اٹھ جاوے گی تو ظاہر ہے کہ جذبات اپنے حدود سے تجاوز کر جاویں گے اور انسانی جذبات بجائے مفید ہونے کے مضر ہو جاویں گے۔ حرص کے جذبہ سے چوری، خیانت، رشوت وغیرہ وغیرہ اور محبت کے جذبہ سے زنا، غضب اور حسد کے جذبہ سے لڑائی فساد قتل و غارت نبیوں اور رسولوں اور ماموروں کی مخالفت پیدا ہوگی۔ ان حالات میں اگرچہ انسان کی ضمیر اور عقل اسے دم بدم تنبیہ کرتے رہتے ہیں کہ تو غلطی کر رہا ہے لیکن وہ اپنے جذبات سے مغلوب ہوتا ہوا اور اپنے ضمیر کی طرف سے دل کے کان بند کر لیتا ہے اور عقل کو جذبات کا غلام بنا کر اپنی بدلوں میں اس سے الٹا کام لیتا ہے اور اس کی حقیقی روشنی سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اور کبھی غور نہیں کرتا کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔

کافروں کی دو قسمیں

اسی کو قرآن کریم نے فرمایا ہے ان الذین کفروا سواءٌ علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم (البقرہ) کہ بے شک جو لوگ کافر ہیں جن کی حالت یہ ہے کہ انہیں تیرا ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر ہے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہریں لگا دی ہیں اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ گویا کافروں کی دو قسمیں کر دیں (۱) ایک وہ جو بوجہ غلط فہمی یا لاعلمی یا قلت تدبر وغیرہ کے ایمان نہیں لاتے مگر جیسے جیسے ان کی غلط فہمیاں دور ہوتی چلی جاتی ہیں یا صحیح علم ملتا جاتا ہے یا معاملہ پر غور کرتے ہیں تو حق ان پر کھلتا جاتا ہے اور وہ ایمان لاتے جاتے ہیں (۲) دوسرے وہ کافر ہوتے ہیں۔ جن کو نبی کا ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر ہوتا ہے کیونکہ وہ نہ کانوں سے کام لیتے ہیں کہ حق کی بات سنیں اور نہ آنکھوں سے کام لیتے ہیں کہ امر حق کی تحقیق کر سکیں اور نہ دل سے کام لیتے ہیں یعنی اپنی عقل سے کام نہیں لیتے۔ ایسے لوگ کبھی ایمان نہیں لاتے بلکہ کفر پر قائم رہتے ہیں۔

کفر شیطان کی پیروی کا دوسرا نام ہے

پس قرآن کریم کے رو سے کفر زیرکی اور عقل سے کام لینے کا نتیجہ نہیں۔ جیسا کہ میاں صاحب نے بتلایا ہے۔ بلکہ عقل اور ذرائع علم سے کام نہ لینے کا نتیجہ ہے۔ یہ غلط ہے کہ شیطان زیرک ہے اسے زیرکی اور عقل سے کیا کام۔ بلکہ وہ تو عقل کا دشمن ہے وہ فقط جذبات کا محرک ہے اور لوگوں کی عقلوں کو جذبات کے نیچے مغلوب کرکے عقل کو اس کے اصل مقصد سے بیکار کر دیتا ہے جس کے لئے وہ انسان کو عطا ہوئی تھی اور شیطان نے لوگوں میں سے کیا منتخب کرنا ہے وہ تو ہر ایک انسان کے ساتھ ہے جو مومن کامل ہوتا ہے اس کا شیطان مسلمان ہو جاتا ہے یعنی وہ اس کے ضمیر اور عقل سے ہمیشہ کے لئے مغلوب ہو جاتا ہے۔ البتہ جو شخص اس کی تحریک سے متاثر ہو کر جذبات کا غلام بن جاتا ہے اور عقل و خرد کو کھو کر کفر و ضلالت میں جا پڑتا ہے وہ عذاب کا مستوجب بن جاتا ہے۔ پس کفر جو شیطان کی پیروی کا ہی دوسرا نام ہے۔ عقلمندی اور زیرکی کا نتیجہ نہیں بلکہ حماقت اور جہالت پر اس کی بنا ہے۔

پارسی عقیدہ کی تقلید

میاں محمود احمد صاحب نے اپنی اس تقریر میں جو نقشہ فرشتہ اور شیطان کی جنگ کا کھینچا ہے اسے پڑھ کر پارسیوں کے دو خدا یزدان اور اہرمن کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ یزدان نیکی کا خدا ہے اور اہرمن بدی کا خدا ہے اور دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ یہی نقشہ میاں صاحب کے بیان میں نظر آتا ہے انسانوں کی نسبت تو میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ "وہ صرف ہتھیار کا کام دیتے ہیں" دراصل ایک طرف جبریل ہوتے ہیں اور دوسری طرف شیطان۔ اور دونوں صاحب جو حد درجہ کے زیرک ہیں۔ اپنی اپنی جگہ انسانوں میں سے آدمی منتخب کر لیتے ہیں اور پھر اس انسانی شطرنج کی بساط پر مختلف چالیں چلتے اور مہرے لڑاتے رہتے ہیں فرق اتنا ہے کہ بجائے کاٹھ کے مہروں کے انسان بالکل بیجان مہروں کی طرح لڑتے ہیں۔ بظاہر نام ہوتا ہے کہ نیک اور بد انسانوں کی جنگ ہو رہی ہے اور حقیقت میں لڑ رہے ہوتے ہیں جبریل اور شیطان۔ انسان تو ان دونوں زیرک صاحبوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح حرکت کر رہا ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح آسیب زدہ انسان کی نسبت جہلا کا خیال ہے کہ جن یا بھوت اسے جس طرح چاہتا ہے نچاتا ہے۔ پس انسان تو محض بے جان آلہ کی طرح ان دونوں صاحبوں یعنی جبریل اور شیطان کے ہاتھوں میں حرکت کر رہا ہوتا ہے خوش قسمت وہ جو جبریل کے ہاتھوں میں پڑ گیا کہ مفت میں جنتی بن گیا اور بدقسمت وہ جو شیطان کے ہاتھ چڑھ گیا کہ ناری

جاری ہے۔

شیطان ہمیشہ کامیاب رہا۔ میاں صاحب کا فیصلہ

اب اس شطرنج کی بازی کا ماجرا سنیئے کہ ان شاطروں میں سے جیتا کون ہے اور ہارتا کون ہے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ شیطان چونکہ جبریل کی نسبت زیادہ زیرک ہے اس لئے ہمیشہ بازی وہی لے جاتا ہے اس کے لئے جناب میاں صاحب نے مثالوں کی ایک تار باندھ دی ہے بتلاتے ہیں کہ آدم کے معاملہ میں وہ کامیاب ہوا نوح کے معاملہ میں وہ کامیاب ہوا۔ نوح کے متعلق تو میاں صاحب کیا مزیدار فقرہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"نوح نے ہزار ہا واقعہ میں ترلے لئے کہ کسی طرح لوگوں پر
حق ظاہر ہو جائے لیکن شیطان نے ان لوگوں کو ہدایت
کے پاس تک نہ پھٹکنے دیا۔"

یعنی حضرت جبریل کی کچھ نہ چلی اور شیطان ہی غالب رہا۔ پھر میاں صاحب فرماتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا گزرے ہیں۔ سب کے زمانہ میں یہی نقشہ جمتا چلا آیا کہ جبریل ہمیشہ مات کھاتے رہے اور شیطان صاحب ہمیشہ بازی لیجاتے رہے۔

کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جبریل صاحب شیطان کی زیرکی کے مقابل میں نعوذ باللہ ہمیشہ لاشئے ثابت ہوئے۔ شیطان کی زیرکی کے مقابلہ میں ان کی زیرکی اگر کسی کام کی ہوتی تو کہیں تو کامیاب ہوئے ہوتے۔ کہیں بھی کامیاب نہ ہونا بتاتا ہے کہ اس جوڑ میں حضرت جبریل شیطان کے مقابل کے نہیں بلکہ اس سے بہت کمزور ہیں اور اللہ میاں بھی ان کی کچھ مدد نہیں کرتے۔ بلکہ چپ چاپ ان دونوں کی اس لڑائی کا محض تماشہ دیکھتے رہتے ہیں۔ جیسے نواب یار میں لوگ نکمے بیٹھے دو ہاتھی یا دو مینڈھوں یا دو مرغوں کے لڑنے کا تماشہ دیکھا کرتے اور لطف اٹھاتے رہتے ہیں۔

شیطان کی زبردست شاطرانہ چال

سب سے آخر میں حضرت مسیح موعود کا زمانہ آیا۔ سنا تھا کہ اس جنگ میں شیطان ضرور ہار کھا جائے گا۔ مگر یہاں اس ظالم نے وہ چال چلی کہ جبریل صاحب کی اب کی دفعہ بالکل عقل چکرا گئی۔ وہ اس طرح کہ اللہ میاں نے جب الہامات نازل فرمائے جن میں حضرت مسیح موعود کے دعویٰ نبوت کا ذکر تھا تو نہ جبریل صاحب کو پتہ لگا اور نہ جبریل کے مظہر حضرت مسیح موعود کو پتہ لگا۔ کہ آپ نبی ہیں مگر پتہ کس کو لگا شیطان کو!!! کہ آپ نبی ہیں۔ اور اس نے لدھیانوی مولوی کو بتادیا . . . . جبریل کے مظہر حضرت مسیح موعود قسمیں کھا کھا کر نبوت کا انکار کرتے رہے اور نبوت کے مدعی پر لعنتیں بھیجتے رہے اور شیطان کھڑا ہنستا رہا کہ قربان جائیے یہ آپ لعنت کس پر کر رہے ہیں۔ کیا اپنے آپ پر؟ (نعوذ باللہ)۔ قاعدہ ہے کہ نبی اپنی نبوت پر سب سے پہلے ایمان لاتا ہے یعنی وہ اول المومنین ہوتا ہے۔ مگر یہاں وہ چال چلی گئی کہ نبی اپنی نبوت کا سب سے پہلا کافر یعنی اول الکافرین ہو گیا اور ذرا حضرت جبریل کو دیکھئے کہ ٹک ٹک دیدم دم نکشیدم سب کچھ دیکھا اور سن کر دم نہ مارا۔ کیا ایک غیر جانبدار شخص اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالیگا؟ کہ جبریل صاحب سے تو اچھا شیطان ہی نکلا جس نے اپنے مظہر کو صحیح بات تو بتادی حالانکہ جبریل صاحب نے یہاں ایسی فاش غلطی کھائی ہے کہ اپنے مظہر کو اول الکافرین بنوا دیا اور لعنتیں مدعی نبوت پر جو پڑوائیں سو الگ۔

پس اندریں حالات کیوں نہ انسان شیطان کو اپنا معلم بنا دے جو علم صحیح بخشتا ہے (نعوذ باللہ من ہذہ الہفوات) یہ ہے وہ علم قرآن جو جناب میاں محمود احمد صاحب دنیا کو یا اپنے مریدوں کو سکھا رہے ہیں!!! اللہ اس سے ہر ایک مومن مسلمان کو محفوظ رکھے۔

شیطان کی پیروی کرنے والے کون ہیں؟

میاں محمود احمد صاحب نے اسی تقریر میں یہ بھی اعلان فرمایا ہے کہ اب یہ آخری جنگ خاص ان کے زمانہ میں جبریل کی شیطان سے ہو رہی ہے اور بقول ان کے مصری اور احراریوں کے ساتھ لاہوری "پیغامی" بھی شیطان کے اس لشکر میں شامل ہیں۔ احراریوں کا تو ہمیں پتہ نہیں اور نہ مصری صاحب کا ہمیں کچھ علم ہے کیونکہ ہم ان لوگوں کے ساتھ قطعاً شامل نہیں ہیں۔ البتہ اپنے متعلق یہ جانتے ہیں کہ سب سے پہلے نبوت کا دعویٰ حضرت مسیح موعود کی طرف جس نے منسوب کیا وہ لدھیانہ کا مولوی تھا اور یہ شیطان نے اسے بتایا تھا یعنی القائے شیطانی کے ماتحت اس مولوی نے ایسا کیا تھا ہم بھی جناب میاں صاحب سے اس بات میں کلی متفق ہیں کہ وہ القائے شیطانی تھا یعنی وہ یقیناً شیطان کی آواز تھی جس نے کہا تھا کہ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں۔ اب معاملہ صاف ہے فریقین کے مسلمات کے رو سے ہی اس بات کا فیصلہ ہو سکتا ہے کہ شیطان کا لشکر کونسا ہے ظاہر ہے کہ جو لوگ حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کر رہے ہیں۔ وہ یقیناً شیطان کی بتائی ہوئی بات کی پیروی کر رہے ہیں خواہ وہ احراری ہوں یا محمودی اور جو لوگ حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب نہیں کرتے بلکہ ان کے ہم آواز ہو کر انہیں فقط مجدد مانتے ہیں وہ حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے مظہر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بتائی ہوئی بات کی پیروی کر رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا یہ امر ہمیں خود جناب میاں صاحب نے نہیں بتایا ہے کہ وہ شیطان صاحب نے سب سے پہلے حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کیا تھا تو پھر آج آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنیوالے کو شیطان کی پیروی کرنے والا نہ کہا جائیگا تو اور کیا کہا جائے گا؟ اور ہر ایک اہل علم جانتا ہے کہ شیطان گمراہی اور ضلالت اور باطل کی راہ کی طرف بلاتا ہے نہ کہ حق و صراط مستقیم کی طرف۔ اور وہ جو کچھ بتاتا ہے وہ جھوٹ ہوتا ہے جس میں انسان کی ہلاکت اور ضلالت مضمر ہوتی ہے نہ کہ ہدایت اور سچائی۔ پس چاہو تو شیطان کی پیروی کرو اور چاہو حضرت جبریل کی۔

اگر در خانہ کس است ہمیں قدر بس است

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر اکابر جماعت کو

جناب خلیفہ قادیان کے فدائی کی قاتلانہ دھمکی

کے خلاف مختلف جماعتوں کی قراردادیں

جماعت دہلی کی قرارداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی کا ایک غیر معمولی اجلاس ۲۹ اگست کو منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی:۔

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی کا یہ غیر معمولی جلسہ جناب خلیفہ قادیان کے اس سرحدی مرید کی سرخ چٹھی کو نہایت ہی نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے جس میں اس ظالم انسان نے دور حاضر کے بطل جلیل خادم اسلام علامہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ و دیگر بزرگان سلسلہ احمدیہ لاہور کو قتل کر دینے کی دھمکی دی ہے۔

چونکہ ایسی دہشت انگیز حرکات کا نتیجہ امن عامہ کی بربادی ہوتا ہے اس لئے اس کے سدباب اور تدارک کے لئے گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں پرزور استدعا ہے کہ مذکورہ سرخ خط کی تفتیش فرما کر مجرم کو قرار واقعی سزا دی جائے تا آئندہ پبلک میں ایسی امن سوز اور فتنہ انگیز حرکت کی کسی کو جرأت نہ ہو سکے۔

(۲) نیز یہ بھی قرار پایا کہ اس قرارداد کی نقل گورنمنٹ، وزیر اعظم پنجاب اور اخبارات کو ارسال کی جائے۔

شیخ عبدالحق مناظر اسلام
سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام دہلی

جماعت راولپنڈی کی قرارداد

آج مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۷ء کو بعد نماز جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب منعقد ہوا جس میں حسب ذیل قراردادیں متفقہ طور پر پاس کی گئیں۔

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا یہ غیر معمولی اجلاس جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے ایبٹ آبادی فدائی کی اس مذبوحی حرکت کو نہایت نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ اس نے ایک ناپاک مکتوب کے ذریعہ حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ و دیگر بزرگان ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب و ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو قتل کی دھمکی دی ہے۔ یہ اجلاس حکومت کو متنبہ کر دینا چاہتا ہے کہ اس قسم کے کسی فعل کی ذمہ داری کسی فرد پر نہیں بلکہ جناب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت پر ہوگی۔ جو گذشتہ دنوں اپنی اشتعال انگیز تقاریر اور تحریرات کے ذریعہ بدامنی پیدا کر رہے ہیں۔ دریں حالات حکومت کا فرض ہے کہ وہ خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت کے اس قانون شکن اور امن سوز رویہ کے خلاف فوری کارروائی کرے۔

(۲) قرار پایا کہ قرارداد کی نقل پیغام صلح کو برائے اشاعت ارسال کی جائے۔

جنرل سکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن (راولپنڈی) کی قرارداد

آج مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۷ء بعد نماز جمعہ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن راولپنڈی کا ایک غیر معمولی جلسہ زیر صدارت مرزا گل عباس خاں صاحب بی۔ اے منعقد ہوا اور حسب ذیل قراردادیں اتفاق رائے سے پاس ہوئیں۔

(۱) ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن راولپنڈی کا یہ اجلاس خصوصی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے ایبٹ آبادی فدائی کے اس فعل کو نہایت حقارت اور نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے جس کا اس نے ایک ناپاک سرخ چٹھی کے ذریعے اظہار کیا ہے جس میں سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور جناب قبلہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سلمہ ربہ کو قتل کی دھمکی دی ہے۔

(۲) یہ جلسہ حکومت کو توجہ دلانا چاہتا ہے کہ اس فعل کی ذمہ داری تمام تر جماعت قادیان اور میاں محمود احمد صاحب پر عائد ہوتی ہے

(۳) اس کی نقول اخبارات میں بھیجی جائیں۔

بشارت احمد بقا
سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن راولپنڈی

جماعت مرار ریاست کپورتھلہ کی قرارداد

مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۷ء کو بعد از نماز جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مرار ریاست کپورتھلہ کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا جس میں حسب ذیل قراردادیں اتفاق رائے سے پاس ہوئیں۔

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مرار کا یہ اجلاس متفقہ طور پر جناب خلیفہ قادیان کے ایبٹ آبادی مرید کے اس ناپاک مکتوب پر اظہار ناراضگی اور ملامت کرتا ہے جس میں دور حاضر کے سب سے بڑے محافظ و خدمتگار اسلام حضرت امیر جماعت احمدیہ جناب مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے اور حضرت مسیح موعود کے پرانے خدام اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے دین کی خاطر ہزاروں روپیہ اٹھا دینے والی ہستیوں حضرت خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے اور قرار دیتا ہے کہ قادیانیوں کی اس خطرناک ذہنیت کی تمام تر ذمہ داری جناب خلیفہ قادیان پر ہے جن کے اشتعال انگیز خطبات کی وجہ سے قادیانیوں کے دل و دماغ میں ایسے گندے اور ناپاک ارادے پیدا ہوتے ہیں جن کی ایک ادنیٰ مثال مولوی فخر الدین صاحب ملتانی کے قتل کا واقعہ ہے

(۲) یہ اجلاس حکومت کو پرزور الفاظ میں توجہ دلاتا ہے کہ وہ جناب خلیفہ قادیان کی دفتت پر خبر رہے اور انہیں حد امن میں رہنے پر مجبور رکھے جس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ قادیانیوں کی تمام فتنہ پردازی اور امن سوزی کا ذمہ دار خلیفہ قادیان کو قرار دے کر قانونی طور پر ان سے حفظ امن کی ضمانت لے۔

(۳) نیز یہ بھی قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقول جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب، حکومت پنجاب، حکومت سرحد اور اخبارات کو ارسال کی جاویں

خاکسار احمد علی از مرار
سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مرار ڈاکخانہ کرتار پور ضلع جالندھر

جماعت پٹیالہ کی قرارداد

۲۹ اگست کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پٹیالہ کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پٹیالہ کا یہ اجلاس جناب خلیفہ قادیان کے ایبٹ آبادی مرید کے سرخ خط کو خطرے کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو اس شخص نے ہمارے واجب الاحترام امیر حضرت مولانا محمد علی صاحب کو لکھا ہے جس میں اس نے حضرت ممدوح اور جماعت کے دو دیگر سرکردہ محترم بزرگوں کو قتل کی دھمکی دی ہے اس جلسہ کی رائے میں یہ سرخ خط ان اشتعال انگیز تقاریر کا نتیجہ ہے جو جناب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت کے سرکردہ اشخاص نے کیں۔ یہ اجلاس حکومت سے درخواست کرتا ہے کہ وہ جناب خلیفہ قادیان پر واضح کر دے کہ ان کے مریدوں کی ایسی مفسدانہ حرکتوں کی ذمہ داری خود ان کے کندھوں پر ہوگی۔ علاوہ ازیں یہ جلسہ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ قادیان کے اس قانون شکن اور امن سوز جذبہ کی نشو و نما کو سختی سے روکے۔

(۲) اس قرارداد کی نقل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو ضروری کارروائی کیلئے ارسال کیجائے۔

صادق علی
سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پٹیالہ

جماعت علی پور ضلع مظفرگڈھ کی قرارداد

۱۰ ستمبر کو بعد نماز جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام علی پور ضلع مظفرگڈھ کا ایک خاص جلسہ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے منظور ہوا

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام علی پور کا یہ اجلاس جناب خلیفہ قادیان کے مرید کی اس سرخ چٹھی کے متعلق اظہار افسوس و نفرت کرتے ہوئے جس میں حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو قتل کی ناپاک دھمکی دی گئی ہے حکومت سے درخواست کرتا ہے کہ اس قسم کی پرفتن تحریکات کا سدباب کرے جو اہل قادیان کی طرف سے ہماری جماعت کے قابل احترام بزرگوں کے خلاف جاری ہیں

(۲) قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقل قومی اخبار پیغام صلح کو برائے اشاعت بھیجی جائے۔

خاکسار گل محمد
سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام علی پور ضلع مظفرگڈھ

قادیانی عجائبات

(از جناب ابوالفضل صاحب)

جب سے خلیفہ قادیان پران کے معزز مریدوں نے کچھ اعتراضات کئے اور ان کی تحقیق کے لئے کمیشن کا مطالبہ کیا تب سے قادیانی پیر پرستوں نے عجیب وغریب قسم کی تحریریں شائع کرنی شروع کر دی ہیں۔ کہیں رہتا سہی اپنی بڑیں ہانک رہا ہے تو کہیں ذوقی اپنی بدذوقی کا ثبوت بہم پہنچا رہا ہے۔ خادم عجلان سے کیوں پیچھے رہے وہ بھی برابر اپنے دل کی خفش کی بھڑاس نکال رہا ہے۔ قطع نظر اس کے اب ذرا دوسرے پیر پرستوں کی تحریروں پر نظر انصاف ڈالیئے۔

میاں سعید احمد صاحب اپنی "سعادت" کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود کے کلام مبارک کو ایک نہایت عجیب طریق پر توڑ موڑ کرتے ہوئے اپنی جہالت کے چار قطعی ثبوت اس طرح پیش فرماتے ہیں۔ اس ناسعید کی عبارت کی ابتدا ملاحظ فرمائیے۔ لکھتا ہے کہ خلیفہ جی کی "خلافت حقہ کے اشد ترین منکرین اور ان پر ناپاک الزام لگانیوالے مصری اور پیغامی"۔ سبحان اللہ کیا منہ سے پھول جھڑتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ خلیفہ جی کی پاکبازی یہاں تک مشہور ہو چکی ہے کہ پہلے ان کے مریدوں نے اس دعویٰ پاکبازی پر انہیں حسب فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ مباہلہ کا چیلنج دیا۔ لیکن قادیانی بارگاہ سے ان کا منہ بذریعہ تلوار بند کرنے کی کوشش کی گئی اور اب چند مریدوں نے اس "پاکبازی" کی پڑتال کے لئے کمیشن کا مطالبہ کیا تو اس کا جواب بھی تلوار سے دیا گیا نہ معلوم مریدوں کو کیوں اس قدر مصیبت پڑ گئی ہے۔ خود خلیفہ جی کیوں میدان میں نہیں نکلتے۔ اور اپنی برئیت کے لئے اپنے سابقہ مریدوں کو چیلنج مباہلہ نہیں دیتے۔ مولانا مصری صاحب کے پہلے خط میں الزامات کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ کم از کم اس خط کو معہ جواب ہی شائع کرنے کی جرأت کریں۔ تاکہ مریدین کو دونوں طرف کے حالات کا بخوبی علم ہو جائے۔

یہ ناسعید اصل الزامات کا جواب دینے سے گریز کر کے مبشر اولاد کے دھندے میں پڑ گیا ہے حضرت مسیح موعود کی عبارت کا اصل مطلب تو تب ہی معلوم ہو سکتا ہے جبکہ خلیفہ جی مباہلہ یا کمیشن کے تقرر کا مطالبہ منظور کر لیں گے۔ یہ کوئی دلیل صالحیت کی نہیں کہ چونکہ ایک ناسعید فلاں شخص کو فلاں عبارت کا مصداق سمجھتا ہے اس لئے اس پر جو الزام لگے وہ بھی غلط ہے۔ دیکھنے والی بات تو یہ ہے کہ الزام لگانے والے کے پاس ثبوت کیا ہے؟ اور اس کی تردید میں کونسے ثبوت ہیں۔

دوسرا قطعی ثبوت کہ ناسعید کے پیر کے منہ سے معارف کے پھول جھڑتے رہتے ہیں اور کوئی مخالف ان کے تفسیر نویسی چیلنج کو قبول نہیں کرتا۔ غالباً یہ سارے معارف مخفی تفسیر کے اندر ہی موجود ہوں گے۔ یہ ناسعید اپنے پیر کا ایک بھی معرفت کا نکتہ بیان کرے جو کسی نے اس سے پہلے بیان نہ کیا ہو تو اس کی بات قابل قبول ہو سکتی ہے ورنہ یہ بڑا دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے خلیفہ جی کا چیلنج تفسیر نویسی منظور کیا اس پر خلیفہ جی پر خاموشی طاری ہو گئی۔ بہرحال ہمارا دعویٰ ہے کہ قادیانی خلیفہ کی طرف سے قرآن دانی اور اس کی معرفت کے دعوے کے ثبوت میں ایک بھی ثبوت موجود نہیں۔ اور نہ ان الزامات کی موجودگی میں جو ان پر ان کے اپنے مرید لگا رہے ہیں ان پر کسی معرفت دانی کا گمان ہو سکتا ہے۔

ناسعید کو ہمارا کھلا چیلنج ہے کہ وہ کوئی معرفت کی بات اپنے پیر کی کسی تحریر یا تقریر سے پیش کرے۔ جس کا وجود پہلے موجود نہ ہو انشاء اللہ وہ اس میں خائب وخاسر رہے گا۔

تیسرا قطعی ثبوت اس ناسعید کے نزدیک یہ ہے کہ خدا کی یقینی اور قطعی وحی خلیفہ جی کو تمام الزامات سے بکلی بری ٹھہراتی ہے ہم خدا کی اس یقینی اور قطعی وحی کو دیکھنے کے بیحد مشتاق ہیں مہربانی فرما کر اپنے نئے نبی وحضرت مسیح موعودؑ کی کوئی ایسی یقینی اور قطعی وحی پیش کریں جس میں درج ہو کہ فلاں شخص بالکل بیگناہ ہو گا اور اس سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہ ہو گا یا فلاں شخص تمام الزامات سے بری ہے قیامت تک یہ ناسعید کوئی ایسی یقینی اور قطعی وحی الٰہی پیش نہیں کر سکتا۔

چوتھا قطعی ثبوت تو ظاہر کرتا ہے کہ یہ ناسعید عقل وسمجھ سے بالکل کورا ہے۔ لکھتا ہے کہ ثبوت پیش کرو۔ کہ پیدائش دنیا سے لیکر اس وقت تک ایک ہی کوئی ایک بھی ایسی نظیر پیش کریں کہ کسی نبی اور مامور من اللہ کی جماعت کا کثیر حصہ جو نبی اور مامور کی زندگی میں اس کی صحبت سے فیضیاب ہو چکا ہے اس نبی اور مامور کی وفات کے کچھ ہی عرصہ بعد گمراہ اور بے دین ہو گیا ہو۔ مرنے کے بعد گمراہ ہونا تو الگ رہا خود حضرت موسیٰ کی زندگی میں ان کی صحبت سے فیضیاب قوم کا کثیر حصہ گمراہ موجود تھا۔ جس کی موجودگی کے باعث ارض مقدس میں داخلہ نصیب نہ ہو سکا پھر حضرت موسیٰ کی ذرا سی غیر حاضری میں قوم گوسالہ پرست بن گئی۔ تو یہاں اگر ایک مجدد کی وفات کے کچھ عرصہ بعد اس کی قوم کا کثیر حصہ پیر پرست بن کر گمراہ ہو جائے تو کونسی آفت آگئی۔ (باقی ۔۔۔۔ باقی)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— مسلم ہائی اسکول لاہور ۱۶ ستمبر کو موسم گرما کی تعطیلات کے بعد کھل رہا ہے۔ بورڈنگ ہاؤس میں قیام کرنے والے طلباء اپنے گھروں سے آ رہے ہیں۔ دسویں جماعت کے طلب کی تعلیم کا سلسلہ تو دوران تعطیلات ہی میں کئی ہفتے ہوئے شروع ہو چکا ہے۔

—— مسلم ہوسٹل کے انتظامات بھی مکمل ہو چکے ہیں انشاء اللہ بہت جلد اس میں بھی طلبا کی آمد شروع ہو جائے گی۔

—— سید اختر حسین شاہ صاحب مولوی فاضل مبلغ انجمن دس یوم کی رخصت پر اپنے وطن گئے ہیں۔

—— مولوی احمد یار صاحب مبلغ انجمن تا حال بیمار ہیں ان کیلئے شفائے کامل وعاجل کی دعا کی جائے۔

—— جناب سید اللہ صاحب ساکنہ سنگلور (ضلع ہزارہ) عرصہ سے بیمار ہیں ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔

جناب خلیفہ قادیان کا ناز

قادیانی دوست اکثر شکایت کیا کرتے ہیں کہ دیکھو غیر احمدی لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کس قدر دشمن ہیں مگر لاہوری جماعت والوں کو غیرت نہیں کہ اپنے تبلیغی کاموں کیلئے ان سے بھی چندے قبول کر لیتے ہیں۔

قادیانیوں کے اس طعنہ کو ذہن میں رکھکر آگے چلئے اور دیکھئے خلیفہ قادیان کا جو خطبہ "الفضل" کی ۴ ستمبر کی اشاعت میں شائع ہوا ہے اس میں خلیفہ صاحب کیا فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"میں نے کئی دفعہ ابراہیمؑ کی طرح جوش محبت میں خدا تعالیٰ سے اس کی قدرت کے دیکھنے کی خواہش کی ہے اور اس نے میری خواہش کو پورا کیا ہے ایکدفعہ میں ایک سفر پر تھا اور ایسے علاقہ سے گذر رہا تھا کہ جہاں کوئی احمدی نہ تھا۔ غالباً نشانات کا ذکر تھا میں نے اسوقت اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اپنے نشان کے طور پر ایک روپیہ دلوا دیں۔ اب یہ بات تو بالکل عقل کے خلاف تھی کہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی مجھے ایک روپیہ دیدیتا۔ اور اس وقت یہ ذکر ہو رہا تھا کہ اس علاقہ میں کوئی احمدی نہیں اور لوگ شدید مخالف ہیں۔ مگر ادھر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ادھر سامنے ایک گاؤں کے لوگ کھڑے نظر آئے اور ہمارے کسی ساتھی نے کہا کہ اس گاؤں میں سے نہیں گزرنا چاہئے۔ یہ لوگ سخت مخالف ہیں اور نمبردار کئی دفعہ کہہ چکا ہے کہ یہاں اگر کوئی احمدی آیا تو جوتے مرواؤں گا۔ اس لئے اس گاؤں سے ہٹ کر چلنا چاہئے مگر ہم اس قدر قریب پہنچ چکے تھے کہ اور کوئی رستہ ہی نہ تھا۔ اس لئے چلتے گئے ہمیں دیکھکر وہ نمبردار آگے بڑھا میرے ساتھی میرے ارد گرد ہو گئے کہ ایسا نہ ہو حملہ کر دے۔ مگر اس نے بڑھ کر سلام کیا اور ایک روپیہ اپنی ہتھیلی پر رکھ کر بطور نذرانہ پیش کیا میں مسکرا پڑا اور دوست گاؤں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید کرنے لگے۔ ایک نے کہا اس کا روپیہ لینا نہیں چاہئے تھا۔ میں نے کہا کہ اسی کا تو لینا چاہئے تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ وہ روپیہ خدا تعالیٰ کا اپنے بندہ کے ناز کو پورا کرنے کی علامت تھا۔" (دیکھو الفضل ۴ ستمبر ص۵ کالم ۳)

قادیانی دوستو! غور کرو کہ اپنے دشمن سے تمہارے خلیفہ کو اگر ایک روپیہ مل جائے تو وہ ایک بڑا بھاری نشان بن جائے کہ خدا نے اپنے لاڈلے خلیفہ کے ناز کو پورا کیا اور خلیفہ صاحب کے ساتھی بادلوں کی طرح گرج گرج کر تسبیح وتحمید کرنے لگ جائیں لیکن اگر ہم کو خدا غیر احمدیوں سے ہزاروں روپیہ ہر سال دلا دے تو تمہارے نزدیک نہ اس میں کوئی نشان ہے اور نہ خدا کا اتنا بڑا افضل قابل تسبیح وتحمید ہے۔ سچ ہے۔

ہم اگر چپ ہوں تو سڑی کہلائیں
شیخ چپ ہوں تو توکل ٹھہرے

قارئین کرام کو یہ دھیان رہے کہ خلیفہ صاحب نے "ایک روپیہ دلوا دیں" کا ناز دل ہی دل میں کیا تھا اور اپنے ساتھیوں کو اس کی اطلاع نہیں دی تھی۔ ساتھیوں کو تو اس وقت بتلایا گیا۔ جبکہ روپیہ لیکر گاؤں سے باہر نکل گئے اور پھر ساتھیوں نے تسبیح وتحمید کی۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ ساتھیوں کو اس فرضی ناز پر تو کیا یقین آیا ہوگا۔ ہاں انہوں نے اس خطرناک گاؤں سے بچ نکلنے پر ضرور تسبیح وتحمید کی ہوگی اور اس ایک روپیہ کو ایک نہیں بلکہ لاکھوں روپیہ سمجھا ہوگا۔ کیونکہ مشہور ہے

جان بچی سو لاکھوں پائے

(مرزا ساطع)

ہندو دنیا پر ایک نظر

سکھوں نے صوبے کے امن کو تباہ، اور مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے از راہِ شرارت جھٹکہ کا سوال پیدا کیا ہے۔ ہندو اور آریہ عجیب وغریب طریقہ سے اس کی تائید کر رہے ہیں۔ آریہ سماج کی ماس پارٹی کے اخبار "آریہ گزٹ" نے بھی اسطرف توجہ فرمائی ہے وہ اپنی ۱۲ ستمبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ:

"ہم ہر دو (ذبیحہ وجھٹکہ) کو برا سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر قلم اٹھانا ضروری خیال کرتے ہیں۔ اس لئے بھی کہ اس کا سوال صوبہ کے باشندوں سے وابستہ ہے۔ اور فرقہ وارانہ اتحاد کے راستہ میں بھی یہ سوال ایک رخنہ بن رہا ہے مسلمان کسی جانور کو اپنے طریقہ سے ذبح کرتے ہیں۔ اور سکھ اپنے طریقہ سے . . . . ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ کہ یہ سوال اتنا پیچیدہ کیوں بنایا جا رہا ہے . . . . عام مسلمان اب بھی جھٹکہ کو برداشت نہیں کرتے۔"

ہم پہلے بھی اس بات کا اعلان کر چکے ہیں۔ کہ ہر ایک قوم کو حق ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی پسند کی غذا جائز طریق پر دوسروں کے حقوق کو نقصان پہنچائے بغیر حاصل کر سکے۔ اگر سکھ جانوروں کو ایک مخصوص طریق پہ ہلاک کر کے اس کا گوشت کھانا چاہتے ہیں۔ تو اس پر مسلمانوں کو معترض نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن ہم ہندوؤں اور سکھوں کی طرح اس اصول کو صرف جھٹکے تک محدود نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہمارا مطالبہ ہے دیگر تمام اقوام کو اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہونی چاہیئے اس طرح ذبح بقر کا سوال بھی لازماً سامنے آئے گا ہندوؤں اور سکھوں کو . . . اس معاملہ میں بھی اسی قسم کی آزادی مسلمانوں کے لئے بخوشی برداشت کرنی پڑے گی جیسی کہ وہ جھٹکے کے متعلق اپنے لئے چاہتے ہیں۔

"آریہ گزٹ" اس بات پر متعجب نظر آتا ہے۔ کہ مسلمان اپنے طریق پہ جانور کو ذبح کرتے ہیں۔ اور سکھ اپنے طریق پہ جھٹکہ کرنا چاہتے ہیں نتیجہ دونوں کا ایک ہی ہے۔ بظاہر ذبح اور جھٹکے میں کوئی فرق نہیں پھر اس سوال کو اتنا پیچیدہ کیوں بنایا جا رہا ہے۔ ہم اس سے اس بارہ میں بہت بڑی حد تک متفق ہیں۔ مگر خود ہمیں "آریہ گزٹ" اور اس کے ہم مذہبوں کی ایک بات پر حیرت ہوتی ہے۔ جس طرح ذبح اور جھٹکہ میں (مذہبی عقائد کے قطع نظر) کوئی فرق نہیں ہے سور بکری بھیڑ اور گائے بھینس وغیرہ کے ذبح ہونے پر خاموش رہتے ہیں لیکن گائے کے بارہ میں مارنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ صدہا مرتبہ مسلمانوں کا خون گائے کی وجہ سے بے دریغ بہایا جا چکا ہے۔ بیسیوں وطنی مسائل اس گائے کی وجہ سے الجھے ہوئے ہیں۔ کیا "آریہ گزٹ" نے اپنی اور اپنی قوم کی اس بے عقلی پر بھی غور کیا ہے؟

آج کل ہندوؤں کے گئو رکھشا کے جذبہ میں خاص طور پر ابال آیا ہوا ہے۔ اوّل انھوں نے ریاست جموں میں کئی ماہ تک شور مچا رکھا کہ گئو ہتیا کرنے والے "ملیچھوں" کو ایک سال نہیں بلکہ پورے دس سال کی سزا دو۔ ہائیکورٹ کے فیصلہ کو بدل دو پھر اب اس جوش میں تو سکون پیدا ہو چکا ہے۔ سول نافرمانی کرنے والے اور والیاں معافی مانگ کر رہا ہو رہے ہیں اور ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد لاہور چھاؤنی کے مجوزہ مذبح کے معاملہ پر ہنگامہ شروع ہے۔ دیکھئے اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔ حکومت کی طرف سے واضح طور پر اعلان ہوا ہے۔ کہ اس مذبح کی وجہ سے بہت سے بوچڑ خانے بند ہو جائینگے۔ ذبح ہونے والوں جانوروں کی تعداد اور اخراجات میں نمایاں کمی ہو جائے گی۔ لیکن ہندو ایک نہیں مانتے ..... طوفان بے تمیزی بدستور برپا ہے۔ علاوہ ازیں بعض کانگریسی صوبوں میں قانوناً ذبح بقر کو بند کرانے کے خواب بھی دیکھے جا رہے ہیں۔

گئو رکھشا کے ان ہنگاموں میں برادران وطن مسلمانوں کو بھی شرکت کی دعوت دے رہے ہیں۔ چند نام نہاد کرایہ دار کانگریسی مسلمان ان کی نمائش کی غرض سے میسر بھی آ گئے ہیں کہا جاتا ہے کہ گئو رکھشا کی تحریک مذہبی نہیں، بلکہ اقتصادی ہے۔ یہ اس لئے جاری کی گئی ہے۔ کہ تمام ہندوستانیوں کو عمدہ خالص دودھ۔ مکھن اور گھی میسر آ سکے حالانکہ ہندوؤں کا ایک ایک فعل پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ اس تحریک کو اقتصادیات یا وطن پرستی سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ بلکہ اس کی بنیاد .... ان کا جذبہ گاؤ پرستی ہے۔ اگر ہندو اقتصادی اصول پر تحفظ گاؤ کی کوشش کرتے تو وہ ان لاکھوں بیکار اور اپاہج گائے بیلوں کے وجود کے ہرگز روادار نہ ہوتے۔ جو کروڑوں روپیہ محض ہندوؤں کی توہم پرستی کے صدقے کھا جاتے ہیں۔ اور ایک پیسہ کا فائدہ بھی ملک کو نہیں پہنچاتے اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو اقتصادی لحاظ سے تحفظ گاؤ سے کہیں زیادہ ضروری ہیں۔ لیکن ہندوؤں نے ان کے لئے کبھی اس تعصب اور بیقراری کا اظہار نہیں کیا ——— سو گئو رکھشا کی تحریک کو ملک کی اقتصادی فلاح کے نقاب میں چھپانے کی کوشش ایک نہایت ہی پست قسم کا فریب ہے۔ جو مسلمان ہندوؤں کے اس فریب کا شکار ہو سکتا ہے اس کی حماقت میں کوئی شبہ نہیں کرنا چاہتے۔

اب یہ حقیقت شک وشبہ سے بالا تر ہو چکی ہے کہ تمام کانگریسی ہندو ہندوستان کی متحدہ زبان اردو کے جانی دشمن ہیں۔ وہ ہندی کو ہندوستان کی متحدہ سرکاری زبان دیکھنے کے متمنی ہیں۔ اور اس کے لئے زبردست کوششیں عمل میں لا رہے ہیں۔ اب تک لاکھوں کروڑوں روپیہ اس مقصد کے لئے صرف ہو چکا ہے۔ گاندھی جی پنڈت مالویہ۔ پنڈت جواہرلال نہرو وغیرہ تمام لیڈر اس بارہ میں عملاً متفق ہیں لیکن کبھی کبھی وہ بعض مصلحتوں کی بنا پر اردو کو زندہ رہنے کی اجازت کا اعلان بھی فرما دیتے ہیں۔ آریہ اور مہاسبھائی ہندو اس کو بھی برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اردو کا بالکل خاتمہ کر دیا جائے۔ اور اس کا وجود کسی حالت اور کسی صورت میں گوارا نہ کیا جائے۔ چنانچہ "آریہ گزٹ" کانگریسی ہندوؤں کا گلہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"آج ایک بھی مسلمان ہندی کی حمایت نہیں کر رہا لیکن اس کے برعکس ہمارے یہ بھائی (کانگریسی ہندو) ہندی کے ساتھ اردو کو ضروری گھسیڑنا چاہتے ہیں۔ تاکہ یہاں کے لوگ عرب کے خواب دیکھیں۔"

"آریہ گزٹ" کی زبان قلم پر یہ الفاظ کچھ بہت ہی عجیب وغریب معلوم ہوتے ہیں۔ وہ خود اردو میں شائع ہوتا ہے لیکن کانگریسی ہندوؤں کو اس لئے مطعون کر رہا ہے۔ کہ وہ از راہِ مصلحت وقتی طور پر اردو کے وجود کو گوارا کر رہے ہیں۔ اگر اردو کی وجہ سے عرب کے خواب ہی آتے ہیں۔ تو یقین ہے کہ آریہ گزٹ اور اس کے ناظرین کو بھی دن رات عربی فاتحین کا تصور بے چین رکھتا ہوگا ——— غیرت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ "آریہ گزٹ" فی الفور اپنا رسم الخط بدل دے اردو حروف ترک کر کے ہندی زبان میں شائع ہوا کرے لیکن اس طرح اس کے خریداروں کی تعداد چوتھائی بھی نہیں رہے گی۔ کیونکہ اردو زبان (جس کی وجہ سے بقول آریہ گزٹ عرب کے خواب آتے ہیں) کے اثرات اس قدر وسیع اور دور رس ہیں کہ وہ آریہ سماج کی بنیادوں پر بھی قبضہ کئے ہوئے ہیں بکم از شمالی ہند کے کروڑوں ہندو اس زبان کو اپنے مذہبی مقاصد کے لئے بھی استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔

ہندو ہزاروں سال سے اچھوتوں کے ساتھ جو ظالمانہ اور غیر منصفانہ سلوک کر رہے ہیں۔ اسکی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی اچھوت ہندوستان کے اصل باشندے اور مالک تھے۔ آریوں حملہ آوروں نے ان سے دولت اور ملک چھین لیا۔ انکی آزادی سلب کر لی۔ انہیں غلامانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا۔ یا جنگلوں اور پہاڑوں میں مار مار کر بھگا دیا۔ انکے سایہ تک سے پرہیز کرتے رہے ـــــ اس دور جمہوریت میں ضرورت محسوس ہوئی کہ انکے ووٹوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ تو ہندوؤں کے ظلم کی جگہ فریب نے لے لی انھیں ہاتھی کا انگ اور اپنا بھائی کہنا شروع کر دیا۔ گاندھی جی اور دوسرے سرکردہ ہندو لیڈروں نے اچھوت ادھار کا شور بلند کیا۔ ہری جنوں کو گلے لگانے کے لئے بیقراری کا اظہار شروع کر دیا۔ ان تمام حرکتوں کا اصل مدعا اچھوتوں کو احمق بنا کر انکے حقوق غصب کرنا تھا۔ ڈاکٹر امبیڈکر کی کوشش اور مستقل مزاجی سے اچھوتوں کو قریباً تمام صوبوں میں علیحدہ نشستیں تو مل گئی ہیں لیکن کانگریسی ہندو وزیر اپنے صوبوں میں انسے نہایت غیر منصفانہ سلوک کر رہے ہیں۔ انکے حقوق برابر غصب ہو رہے ہیں "معاصر انقلاب" اپنی ایک تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے کہ:۔

"سی پی اسمبلی میں اچھوت ممبروں کی تعداد بیس ہے۔ ۱۷ ستمبر کو جب بجٹ پیش ہونے کا وقت آیا۔ تو مسٹر جی ایس باگے (اچھوت ممبر) نے ایک تحریک التوا پیش کی جس سے اس امر کیطرف توجہ دلانا مقصود تھا۔ کہ کابینۂ وزارت میں کوئی اچھوت نہیں لیا گیا۔ حالانکہ اچھوت صوبے میں بھی۔ اور اسمبلی میں بھی ایک بارسوخ اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اسمبلی کے کانگریسی صدر نے یہ کہہ کر اس تحریک التوا کو رد کر دیا کہ یہ کوئی اہم معاملہ نہیں ہے۔"

یہ ہے ہندوؤں کی ذہنیت اچھوتوں کی تعداد سے فائدہ اٹھانے کیلئے وہ ہر موقع پر پیش پیش ہوتے ہیں لیکن جب انکے حقوق کا سوال سامنے آتا ہے تو طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے انھیں ٹال دیا جاتا ہے۔ سی پی اسمبلی کے کانگریسی صدر کے اس جواب میں بے انصافی کے ساتھ ساتھ حقارت اور ستم ظریفی بھی شامل ہے۔ اس کے نزدیک صوبہ کی ایک پوری قوم ایک اہم اقلیت کے حقوق کا معاملہ کوئی ایسا اہم معاملہ نہیں جس پر اسمبلی میں بحث ہو سکے۔

ہندوؤں کی یہی وہ ذہنیت اور افسوسناک طرز عمل ہے جس کیوجہ اقلیتیں انسے بدظن اور متنفر ہو رہی ہیں ـــــ اور اس نفرت وبدظنی کے سیاہ بادلوں کی وجہ سے ہندوستان کا مستقبل تاریک ہو رہا ہے۔

قادیانی بہادری

(از مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام)

۳ ستمبر کے "الفضل" میں ایک قادیانی مبلغ شیخ عبدالقادر صاحب کا ایک مضمون زیر عنوان "الٰہی سلسلوں میں منافقین پیدا ہونے کے وجوہ" شائع ہوا ہے جس میں ایک بات بہت مزیدار ہے۔ ہم نہیں چاہتے۔ کہ اس کے لطف سے قارئین کرام کو محروم رکھیں۔ شیخ صاحب موصوف ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"بعض اسلامی تاریخ سے ناواقف دوست حیران ہو کر سوال کرتے ہیں۔ کہ جماعت کو ان چند "قابل الذکر" اور ادنےٰ درجہ کے لوگوں کا اس قدر شدید مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

اس سوال کا جواب شیخ صاحب نے جو دیا۔ اس کا آخری حصہ بہت دلچسپ ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"کیا آپ نہیں دیکھتے۔ آگ کی ایک چنگاری کا بجھانا کس قدر آسان ہے لیکن اگر ابتدا میں اس کی طرف سے غفلت برتی جائے۔ تو وہ ایک عظیم الشان مکان کو جلا کر راکھ کا ایک ڈھیر کر سکتی ہے۔ پھر بارش کے وقت مکان کی چھت کا ایک سوراخ ابتدا میں کس طرح معمولی دکھائی دیتا ہے لیکن اگر ابتدا میں اسے ناقابل التفات سمجھ کر اس کی پروا نہ کی جائے تو بعد میں کس قدر صعوبت اور تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے"

سچ ہے ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

خلیفہ کی مصیبت میں مریدوں کے ہوش و حواس بھی ایسے گم ہیں کہ بیچارے جو کچھ وہ حمایت میں مضامین تو لکھ رہے ہیں مگر استدلال اتنا کمزور اور ردی کر کیا کہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ چند ادنےٰ درجہ کے آدمیوں کا مقابلہ جماعت اس قدر شدت سے کیوں کر رہی ہے۔ جواب میں آگ کی ایک چنگاری اور چھت کا ایک سوراخ پیش کیا جاتا ہے۔ مگر کیا کوئی آدمی اپنے گھر میں آگ کی ایک چنگاری دیکھ کر فائر بریگیڈ والوں کو ٹیلیفون کرنے لگ جائے کہ دوڑیے۔ بچیے غضب ہو گیا۔ ہمارے گھر میں آگ کی ایک چنگاری ہے اس کا ابھی سے فکر نہ کیا گیا۔ تو غضب ہو جائے گا۔ تو پھر کیا ایسے بولا الحواس انسان کی اطلاع پر فائر بریگیڈ والے بھی پاگلوں کی طرح اپنے تمام سامان لے کر دوڑ پڑیں گے؟ پھر اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنے چھت میں ایک سوراخ دیکھ کر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی والوں کو ٹیلیفون کرنے لگے کہ حضرات ستم ہو گیا ہم کہیں کے نہیں رہے۔ ہماری چھت میں ایک سوراخ ہے۔ اپنے انجینئروں۔ اوورسیروں اور سب اوورسیروں۔ ٹھیکیداروں۔ مستریوں۔ بیلداروں۔ اور قلیوں سمیت پہنچ کر ہماری مدد کریں۔ ابھی سے اس سوراخ کا مقابلہ شدت سے کرنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ قہر خدا نازل ہونے والا ہے۔ اور ہم برباد ہو جائیں گے تو کیا پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ والے اس سب کو ایک پاگل کی بکواس سے زیادہ کوئی اہمیت دے سکتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر کسی گاؤں میں (خواہ قادیان ہی کیوں نہ ہو) دو چار چور آ جائیں) تو اس پر ہندوستان بھر کی تمام پولیس اور فوجیں اپنے اپنے ہتھیار سنبھال کر باہر نکل آئیں۔ بندوقیں چل رہی ہوں مشین گنوں سے گولیاں برس رہی ہوں۔ توپیں داغی جا رہی ہوں حکومت کی سب ہوائی جہاز آسمان پر مکڑیوں کی طرح چھا گئے ہوں۔ اور بم برس رہے ہوں۔ زہریلی گیس چھوڑی جا رہی ہو بحر ہند میں جنگی جہاز حرکت کر رہے ہوں ساور منٹ منٹ پر آگ برسا رہے ہوں۔ اور جب حکومت سے اس شدید مقابلہ کی وجہ پوچھی جائے۔ تو جواب ملے۔ کہ صاحب گاؤں میں چور گھس گئے ہیں۔ اگر ہم ابتدا میں ہی ان کا شدت سے مقابلہ نہ کریں گے تو آگے چل کر یہ فتنہ بہت بڑھ جائے گا۔

بعینہٖ یہی حالت ان دنوں قادیانی جماعت کی ہو رہی ہے شیخ مصری اور اس کے چند ساتھیوں کو کچلنے کے لئے "سرکار خلافت" کی طرف سے جنگی بگل بجایا جا رہا ہے

چنانچہ خلافت کی تمام جنگی قوتیں زمین و آسمان میں ایک طوفان بپا کر رہی ہیں۔ تمام خلافتی فوجیں اپنے ہتھیار سنبھال کر چند آدمیوں کے مقابلہ میں شاندار طریق پر داد شجاعت دے رہی ہیں۔ "دوڑیو۔ پکڑیو۔ جانے نہ پائے۔" کی صداؤں سے ایک محشر برپا ہے

ہمیں اس موقع پر ایک لطیفہ یاد آ گیا ہے کہتے ہیں۔ کہ پٹھانوں کی طرح چوڑے چکلے سینوں والے دراز قد کشمیری لوگوں کو دیکھ کر انگریزوں نے ان کی بھی ایک فوج بھرتی کی۔ فوج جب ضروری قواعد پریڈ اور نشانہ بازی کا کام کو سیکھ چکی۔ تو اسے حکم ملا کہ آج تم اس مقام سے کوچ کر کے فلاں مقام

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ اللہ دتہ ولد شاہ مال ذات کمہار سکنہ ۱۶۴ تحصیل و ضلع جھنگ بذریعہ رانی زوجہ خود نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹ ۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۱۷ ۶/۳۷

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد خاں ولد لعل خاں ذات بلوچ سکنہ فتح پور سرخی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹ ۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۱۷ ۶/۳۷

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] ولد [illegible] ذات سیال سکنہ کوٹ نگر تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱ ۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۱۵ ۷/۳۷

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ علاول ولد اعظم ذات سیال سکنہ ۴۹۷ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹ ۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۱۷ ۶/۳۷

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ حسن بخش ولد پیر بخش ذات ملاح سکنہ ۲۴۳ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے ۹ ۱۰/۳۷ بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹ ۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۱۵ ۷/۳۷

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] ولد سید علی ذات قریشی سکنہ ۴۹۸ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰ ۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۱۵ ۷/۳۷

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ایمان کی کمزوری

قرآن مجید میں آپ نے کبھی خیال کیا ہے۔ کہ آخرت کا لفظ کتنی بار آیا ہے؟ کس کثرت سے بار بار صراحت کے ساتھ عذاب آخرت سے ڈرایا گیا ہے؟ کتنی جزئی تفصیلات کے ساتھ۔ اور کس کثرت عدد کے ساتھ دوزخ کے عذاب کا نقشہ کھینچا گیا ہے؟ جنت کی ایک ایک نعمت کس کس طرح و تنوع ترغیب پر پیش کی گئی ہے؟ اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے نام و تذکرہ [illegible] ذات و صفات سے تو کہنا چاہئے کہ قرآن مجید میں کہیں چند سطریں بھی خالی نہ ملیں —— یہ سب واقعہ ہے یا نہیں؟ اگر کسی کے خیال میں یہ واقعہ ہی نہیں، تو اس سے یہاں خطاب ہی نہیں۔ لیکن اگر آپ کو کلام مجید کے مطبوعہ و قلمی، چھپے ہوئے سب نسخوں میں یہی چیزیں اول سے آخر تک نظر آ رہی ہیں، تو اس کے بعد ارشاد ہو کہ آپ کی ذہنی و عملی زندگی کا کوئی جزو کوئی شعبہ اس معیار سے کوئی دور کی بھی مناسبت رکھتا ہے؟

ڈرائنگ روم کے قہقہوں کے درمیان ایک دفعہ بھی کہیں تذکرہ آخرت آ سکتا ہے؟ کچہریوں میں، اسکولوں میں، دفتروں میں، کالجوں میں، کہیں بھی آپ ان تذکروں کے آنے کے روادار ہیں؟ کونسلوں میں [illegible] روح و ملائکہ کا نام آنے پاتا ہے؟ آپ کی لیگ، کانگرس، کانفرنس، کسی پبلک جلسہ میں حور و قصور کی تلمیح بغیر [illegible] تمسخر کے مقصود ہو کر کسی حیثیت سے بار پا سکتی ہے؟ آپ کا ہر اخبار، ہر رسالہ، قومی ترقی کے تذکروں سے لبریز ہوگا۔ وطنیت کی تبلیغ کو عین روشن خیالی کی دلیل سمجھے گا لیکن نہیں کسی موقع پر موت کا، موت کے فرشتہ کا، جنت کی حیات سرمدی کا، دوزخ کے عذاب کا [illegible] کا نام لانے کی جسارت کرسکے گا۔ ان کی [illegible] آزادی کامل کی پوری [illegible] انگریزوں کے ساتھ [illegible] لیکن جنت کی نہروں کا، میووں کا نام لیتے آپ خود شرمائیں گے، جھجک محسوس کریں گے —— یہی معنی ایمان کی پختگی کے ہیں؟ اسی کا نام قرآن پر ایمان ہے؟ جہاں کو [illegible] مال لٹا دینے کا سوال نہیں محض زبان پر بیان ہو کر [illegible] قرآنی تذکروں کو لاتے آپ شرماتے ہیں، اور پھر نام اس کا ہے کہ قرآن پر ایمان ہے۔ آج وہ نتائج نہیں نکل رہے ہیں جو کبھی نکلے تھے! اللہ والے یہ بتائیں کہ وہ ایمان بالقرآن ہے کہاں؟ اس کا بیسواں تو کیا، پچاسواں حصہ بھی کہیں ہے؟

اب [illegible] ہو گیا ہے۔ اسمبلی کی ممبری پر، کونسل کی نشستوں پر، وزارتوں پر، جواہر لال نہرو کی تقریروں پر، کارل مارکس کی تحریروں پر، اسٹالن اور [illegible] کی تحریروں پر، روٹی کے مسئلہ پر، لا پیٹ کے سوال پر۔ یا اگر کسی نے ایسا ہی [illegible] کیا، تو مسلمانوں کے کلچر (تہذیب و تمدن) اور پرسنل لا کے تحفظ پر! قرآن سے اب اس کا واسطہ ہی کیا رہ گیا ہے؟ —— اسلام کو [illegible] مذاہب مشرکہ پر قیاس کرکے محض چند عقائد کا مجموعہ سمجھ کر اعلان [illegible] ہو رہے ہیں یہ تو محض ایک پرائیویٹ (ذاتی) چیز ہے اسے پبلک لائف میں کیوں لایا جائے، اور مسلمان جو پہلے ہی جنت و دوزخ، حور و ملائکہ و عذاب آخرت، نعیم بہشت کے تذکروں سے [illegible] کے سامنے شرمندہ سا ہو رہا تھا، اب آئندہ [illegible] کھل کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرسکے [illegible] اپنے "بدیسی" کتاب پر، اپنے "بدیسی" زبان کے قرآن پر اور "بدیسی" قوم کے نبی پیغمبر [illegible] اسلام کے [illegible] دور [illegible] سال ہونے پایا تھا کہ اس پر ایک اور [illegible] کی مسند [illegible] ہو گئی!

(صدق)

رفتار عالم

ہندوستان

—— شملہ ۱۴ ستمبر۔ یونٹی کانفرنس کی دو سب کمیٹیوں نے سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب کی صدارت میں اس وقت جو ریزولیوشن منظور کئے ہیں انہیں رائے عامہ کے معلوم کرنے کے لئے شائع کر دیا گیا ہے۔ ابھی یونٹی کانفرنس کے عام اجلاس میں ان کی منظوری حاصل کرنی باقی ہے

—— ان سب کمیٹیوں میں اذان، باجہ، جھٹکا، حلال، مذہبی جلوس اور ملازمتوں کے تناسب وغیرہ امور کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ نیز نوبہار کے نعم سے یکم مارچ کو ایک مشترکہ قومی دن منانے کی تجویز کی گئی ہے۔

—— منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات ۱۳ ستمبر۔ گذشتہ جمعہ کے روز دن کے چار بجے کے قریب منڈی بہاؤالدین کے سکھوں نے ایک بیگناہ مسلمان مسافر کو شہید کر دیا اس کا ایک سکھ دوکاندار سے سودا خریدنے پر معمولی جھگڑا ہوا تھا کہ ہندو اور سکھ کثیر تعداد میں اس پر پل پڑے۔

—— ہندو اور سکھوں نے یہ افواہ مشہور کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس جگہ مسلمانوں نے چار سکھوں کو قتل کر دیا۔ یہ بالکل غلط ہے اس کی باقاعدہ تردید ہو چکی ہے۔

—— شملہ ۱۴ ستمبر۔ نیشنلسٹ پارٹی کے لیڈر مسٹر انے نے اسمبلی میں یہ تجویز پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے کہ کمیونل ایوارڈ کو منسوخ کر دیا جائے۔

—— حکومت جموں و کشمیر نے ان تمام ہندو عورتوں کے نام اور معافی نامے شائع کر دیئے ہیں جنہوں نے گذشتہ ایجی ٹیشن میں حصہ لیا اور بعد میں معافی مانگ کر رہا ہو گئیں۔ معلوم ہوا ہے کہ شر پسند ہندو دوبارہ فساد برپا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

—— مشہور بنگالی شاعر ڈاکٹر ٹیگور گذشتہ ہفتہ شدید بیمار رہے اب ان کی حالت تسلی بخش بیان کی جاتی ہے

—— الہ آباد ۱۴ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت یو۔پی نے خفیہ احکام جاری کئے ہیں کہ پلیس رپورٹر جلسوں میں شریک نہ ہوں اور جلسوں کی کارروائیوں کے متعلق رپورٹیں مت بھیجیں

—— لاہور ۱۴ ستمبر۔ ہز ہائینس نواب صاحب بہاولپور نے ریاست میں چیف کورٹ کی بجائے ہائیکورٹ قائم کر دیا ہے۔ ایم فضل حسین چیف جج مقرر ہوئے ہیں۔

—— لاہور ۱۴ ستمبر۔ گذشتہ ہفتہ کے آخری ایام میں پنجاب کے متعدد مقامات پر شدید بارش ہوئی جو فصلوں کیلئے بے حد مفید ثابت ہوگی انشاءاللہ

—— لاہور ۱۴ ستمبر۔ ہز ایکسیلینسی وائسرائے نے لاہور میں سر فضل حسین لائبریری کا سنگ بنیاد رکھنا منظور کر لیا ہے جب آپ آئندہ اکتوبر میں لاہور تشریف لائیں گے۔ لائبریری کی عمارت قریباً مکمل ہو چکی ہے اخراجات کیلئے ابھی مزید پچیس ہزار روپے کی رقم درکار ہے۔

—— صوبہ بہار کے کانگریسی مسلمان وزیر ڈاکٹر محمود کے خلاف مسلمانان بہار نے اظہار عدم اعتماد کیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ آنریبل وزیر موصوف مسلمانوں کے نمائندہ نہیں ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مسلم مطالبات و حقوق کے ساتھ انتہائی بے اعتنائی کا ثبوت دیا ہے۔

—— ناگپور ۱۳ ستمبر۔ حکومت سی۔پی نے ناگپور کے ۲۷ء کے فرقہ وارانہ فساد کے قیدیوں کی باقی سزا معاف کرکے ان کی رہائی کے احکام صادر کر دیئے ہیں۔

—— لاہور ۱۳ ستمبر۔ امریکہ کے مشہور عالم پہلوان لوئیس نے دعوی کیا ہے کہ میں دنیا کا بہترین پہلوان ہوں چنانچہ اس نے رستم زماں گاماں کو کشتی کا چیلنج دیا ہے۔ مسٹر لوئیس ۲۶ ستمبر کو بمبئی پہنچ رہے ہیں اور وہ ہندوستان کے ہر ایک پہلوان کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہے

ممالک خارجہ

—— تازہ عربی اخبارات سے یہ خبر معلوم ہوئی ہے کہ آئندہ موسم گرما میں شاہ فاروق والئے مصر غازی کمال پاشا کی ملاقات کے لئے ٹرکی تشریف لیجائیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ شاہ موصوف سیاحت ٹرکیہ کے بعد عراق جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

—— تقسیم فلسطین کے متعلق صیہونی کانگرس کے صدر ڈاکٹر وائزمین نے حال ہی میں یہ انکشاف کیا ہے کہ شاہی کمیشن کے ارکان نے تقسیم فلسطین کی تجویز پر ان کے ساتھ یروشلم میں گفت و شنید کی تھی اور کمیشن کے سامنے یہ سکیم پہلے پہل اسی گفتگو میں آئی تھی تقسیم کی سکیم پر یہ گفتگو اس وقت ہوئی تھی جب عرب شاہی کمیشن کے سامنے شہادتیں پیش کر رہے تھے

—— ڈاکٹر مذکور کے اس بیان پر عربی حلقوں میں سخت حیرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

—— حال ہی میں حکومت ٹرکی نے استانبول سے دو امریکن پادریوں کو ۲۴ گھنٹے کے اندر نکل جانے کا حکم دیا ہے۔ پادریوں پر الزام یہ ہے کہ انہوں نے چند ترک نوجوانوں کو ورغلا کر اپنے ساتھ امریکہ لیجانے کی ترغیب دی تھی۔

—— لندن ۱۴ ستمبر۔ آج بعد دوپہر جب مجلس اقوام کی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا تو سر آغا خاں کثرت رائے سے لیگ کے صدر منتخب ہوئے

—— لندن ۱۴ ستمبر۔ بحیرہ روم کانفرنس میں شرکت کرنے والی طاقتوں کے درمیان ذیل کی تجاویز پر اتفاق رائے ہو گیا ہے (۱) ہر ایک ملک اپنے سمندروں میں نگرانی کا ذمہ دار ہوگا (۲) بحیرہ روم کے تمام سمندروں پر فرانس اور برطانیہ کا کنٹرول ہوگا (۳) جو آبدوز کشتیاں برطانی بحری احکام کی تعمیل نہیں کریں گی، ان کے خلاف سخت متحدہ کارروائی کی جائے گی۔ اور انہیں قزاق سمجھا جائے گا۔

—— کانفرنس کی منظور شدہ تجاویز پر ۱۴ ستمبر سے عملدرآمد شروع ہو جائے گا اور برطانیہ اور فرانس کی ساٹھ آبدوز کشتیاں ان احکام کی تعمیل کے لئے درکار ہوں گی۔

—— چین و جاپان کے درمیان بدستور جنگ شروع ہے۔ نانکن کے فوجی حکام نے اعلان کیا ہے کہ شنگھائی کے تصادم کے اوائل سے لیکر آج تک جاپان کی تین ہزار بحری اور دس ہزار بری فوج تباہ ہو چکی ہے۔ جاپانیوں نے اعلان کیا ہے کہ اس دوران میں پچیس ہزار چینی فوج ہلاک اور قریباً ۱۰ ہزار مجروح ہو چکی ہے۔

—— ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ جاپانیوں کی پیشقدمی جاری ہے اور انہوں نے چین کے متعدد مقامات پر قبضہ کر لیا ہے اور چینیوں کے دو صد طیارے گرا لئے ہیں۔ چینیوں نے اس نقصان کو تسلیم کر لیا ہے اور وہ جوابی حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

—— جرمنی کے ڈکٹیٹر ہٹلر نے اپنی ایک تقریر میں اعلان کیا ہے کہ یورپ جب تک نوآبادیات کے مسئلہ کو حل نہیں کر لیتا آرام سے نہیں بیٹھ سکتا۔

—— ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ شنگھائی میں ہیضہ کا بہت زور ہے کثیر تعداد میں آدمی اس وبا سے مر رہے ہیں۔

—— جنیوا ۱۳ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت چین نے بین الاقوامی قانون کے ماتحت اتوار کی شام کو مجلس اقوام کو اپنی اپیل دیدی ہے اس کے ساتھ چینی وفد نے اپنا ایک بیان بھی شامل کیا ہے۔

—— اس بیان میں لکھا ہے کہ چین پر جاپان کے مسلسل حملوں کی وجہ یہ ہے کہ وہ چین پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اور ایشیا میں اقتدار حاصل کرنا اور بحرالکاہل میں تسلط کامل اس کے

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نزلے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۳۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ ــ چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۵ — لاہور ـ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۵۹

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآن کریم کی بے نظیر فصاحت و بلاغت

پھر قرآن شریف کی بے نظیری کا دوسرا پہلو فصاحت و بلاغت کا ہے اور فصاحت و بلاغت ایسے اعلیٰ درجہ پر اور ایک مسلم امر ہے۔ کہ انصاف پسند دشمن بھی اسکے قائل ہیں تیرہ سو سال گزرے قرآن شریف نے فاتوا بسورۃ من مثلہٖ کا دعویٰ کیا لیکن آج تک کسی مخالف سے ممکن نہیں ہوا کہ اس کی مثل لا سکے عرب میں جو بڑے بڑے فصحا اور بلغا تھے اور خاص خاص مواقع پر بڑے بڑے مجمع کرتے اور ان میں اپنے قصائد سنایا کرتے تھے۔ وہ بھی اس کا مقابل لانے سے عاجز رہ گئے قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت ایسی نہیں ہے۔ کہ اس میں صرف الفاظ کا ہی تتبع کیا ہے اور معانی اور مطالب کی پروا نہیں کی نہیں بلکہ جیسا اعلیٰ درجہ کے حقائق و معارف کو بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بات انسان کے اختیار سے باہر ہے کہ وہ حقائق و معارف بھی بیان کرے اور پھر فصاحت و بلاغت الفاظ کے مراتب کو بھی ملحوظ رکھے۔ . . . . . انشا پرداز جانتے ہیں کہ انشا پردازی میں پاکیزہ تعلیم اور اخلاق فاضلہ کو ملحوظ رکھنا بہت ہی مشکل ہے۔ اور پھر ایسی موثر اور جاذب تعلیم دینا جو صفات رذیلہ کو دور کر کے دکھا بھی دے۔ اور ان کی جگہ اعلیٰ درجہ کی خوبیاں پیدا کر دے۔ نزول قرآن کے وقت عربوں کی جو حالت تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ وہ لوگ سارے عیوب اور برائیوں کا مجموعہ بنے ہوئے تھے۔ اور صدہا سال سے ان کی حالت بگڑی ہوئی تھی لیکن آنحضرت کے فیوض و برکات میں کتنی قوت تھی تئیس سال کی قلیل مدت میں ملک کی کایا پلٹ دی یہ تعلیم قرآن کا ہی اثر تھا۔

(۲۷ نومبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

ــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور مشاغل دینیہ میں مصروف ہیں۔

ــــ گذشتہ اشاعت میں تبلیغی کمیٹی کے متعلق جو نوٹ لکھا گیا تھا اس کے متعلق اس قدر صراحت اور ضروری ہے کہ اس بارہ میں جملہ خط و کتابت بنام مولوی مرتضیٰ خان صاحب سکرٹری تبلیغی کمیٹی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور . . . . . کی جائے۔ مگر ترسیل زر بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہو۔

ــــ مرزا غلام ربانی صاحب کے ہمشیرزاد غلام سرور صاحب علیل ہیں

ــــ مولوی احمد یار صاحب کی صحت پہلے کی نسبت اچھی ہے مگر کمزوری باقی ہے۔ ان دونوں نوجوانوں کی صحت کامل و عاجل کے لئے دعا کی جائے۔

ــــ انتہائی رنج و افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے محترم دوست مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کے چھوٹے بھائی مرزا احمد غیاث بیگ صاحب جو بعارضہ دق بیمار تھے، ۱۸ ستمبر کو وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس صدمہ میں ہمیں ساطع صاحب ان کے والد بزرگوار اور خاندان کے دیگر افراد سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

ــــ بعض احباب چندہ اخبار وغیرہ۔ توم خاکسار ایڈیٹر کے نام ارسال فرما دیتے ہیں ان کی عنایت اور اعتماد کا شکریہ لیکن یہ بات انجمن کے مقررکردہ انتظام اور قاعدہ کے خلاف اور ایک حد تک تکلیف دہ ہے آئندہ اس بارے میں احتیاط کی جائے اور کسی قسم کی کوئی رقم خاکسار ایڈیٹر کو نہ بھیجی جائے ترسیل زر ہمیشہ محاسب صاحب انجمن کے نام ہونی چاہئے۔

مذہب سے بیزاری کی ایک بڑی وجہ

اہل مذاہب کیلئے ایک لمحہ فکریہ

مذہب سے بیزاری روز بروز بڑھ رہی ہے۔ یہ وبا عالمگیر ہے دنیا کی ہر ایک قوم اور ملک کم وبیش اس وبا سے متاثر ہو رہا ہے۔ یورپ و امریکہ کی کیفیت تو آپ کو معلوم ہے۔ وہاں کافی عرصہ سے مذہب کے خلاف علم بغاوت بلند ہے جنگ یورپ کے بعد روس میں جو انقلاب عظیم برپا ہوا اس نے اس بغاوت کی رفتار کو تیز تر کر دیا۔ روس کے ملحدین نے اس عزم باطل کا اعلان کیا ہے۔ کہ وہ دنیا بھر میں الحاد کی لعنت پھیلا کے رہیں گے۔ مختلف اسلامی و ایشیائی ممالک بھی مذہب دشمنی کی اس وبا کے جراثیم سے پاک نہیں ہیں۔ انکی نئی نسلیں اور مغرب زدہ افراد رفتہ رفتہ مذہب کی ضرورت سے منکر بلکہ مذہب کے دشمن ہو رہے ہیں۔

ہندوستان ایک قدامت پسند مذہبی ملک شمار کیا جاتا ہے لیکن یہاں بھی یہی کیفیت ہے۔ کالجوں اور اسکولوں میں ہندوستان کی جو نئی نسلیں تعلیم وتربیت پا رہی ہیں۔ ان کا کثیر حصہ مذہب سے دور ہو رہا ہے۔ سیاسی میدان کی طرف دیکھئے۔ تو ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت کانگریس کے، بہت سے اکابر مذہب سے بیزار ہیں۔ صدر کانگریس پنڈت جواہر لال نہرو کی مذہب دشمنی اب کوئی راز نہیں رہا۔ وہ کئی مرتبہ مذہب کو ایک لعنت کہہ چکے ہیں۔ سیاسیات میں حصہ لینے والے ہندو نوجوانوں پر صدر کانگریس کے خیالات کا جو اثر ہو سکتا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ اشتراکی خیالات کے نوجوان تو اپنے اصولوں کی بنا پر ہی مذہب کے خلاف اور اس کے دشمن ہیں۔ مغرب زدہ علمی حلقوں کی کیفیت بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں گزشتہ ماہ پنجاب لٹریری لیگ لاہور کے اجلاس میں دو ذمہ دار ہندو حضرات نے جو تقریریں کیں۔ ان کے اقتباسات ہمارے سامنے ہیں جن پر ہر ایک مذہب دوست انسان کو ٹھنڈے دل اور گہری نظر سے غور کرنا چاہیئے

ڈاکٹر سندلال بیرسٹرایٹ لا نے کہا۔

یہ خیال قطعاً غلط ثابت ہو چکا ہے۔ کہ مذہب کے بغیر انسان ترقی نہیں کر سکتا مختلف مذاہب کے بانیوں کی نیت بے شک نیک تھی لیکن ان کی تعلیمات کے گزشتہ اور موجودہ نتائج کے پیش نظر بلا خوف تردید یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ مذہب نے انسانیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے تباہ وبرباد کر دیا ہے اور بنی نوع انسان کو اتنا شدید نقصان پہنچایا ہے جس کی تلافی ابدا ممکن نہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ انسانیت کی محفل سے مذہب کو کان پکڑ کر باہر کیا جائے۔ اور اس کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔"

ایک اور صاحب مسٹر او۔ پی کھوسلہ نے اس سے بھی زیادہ تیز وتند خیالات کا اظہار کیا۔

"مذہب دماغ انسانی کا محض ایک فریب ہے خدا کا کہیں کوئی وجود نہیں۔ انسان کے وہم نے ان خیالی اسرار کا کھوج لگانے کی دھن میں جہاں تک اس کی عقل اور اس کے حواس خمسہ کی رسائی نہیں خدا کی ذات کو خود تصنیف کر رکھا ہے۔ مذہب بدلتے زمانہ کے ساتھ نہیں بدلتا اس لئے سراپا جمود ہے۔ مسیح اگر آج جرمنی میں جہاں ہٹلر کا دور دورہ ہے از سر نو جنم لے تو یقیناً دوبارہ سولی پر لٹکا دیا جائے اور اب کی مرتبہ خود مسیحیت کے نام پر مصلوب ہو ہندوستان کی موجودہ مشکلات ومصائب کی ساری ذمہ داری مذہب پر عائد ہوتی ہے۔ جو سائنس اور عقل کی ایک غضب آلود نگاہ کی تاب بھی نہیں لا سکتا۔ قصہ مختصر یہ کہ مذہب کی قوت ختم ہو چکی ہے۔ اس کی جان اس کے جسم سے نکل چکی ہے۔ اس کی لاش میں سے سڑاند اٹھنے لگی ہے۔ آؤ سب مل کر اسے مٹی میں گاڑ دیں۔"

مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہندوستان کا تعلیم یافتہ اور مغرب زدہ طبقہ کس طرف جا رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے خیالات رکھنے والے لوگ ایک خطرناک غلطی کا شکار ہیں۔ مذہب کی حقیقی تعلیمات اور اس کی روح سے ناواقفیت کی وجہ سے وہ اس گمراہی میں مبتلا ہو گئے ہیں اسلام کے متعلق ہم قطعی اور یقینی طور پر یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کی تعلیمات ہر زمانہ اور ہر قسم کے حالات میں انسان کی کامل رہنمائی کر سکتی ہیں۔ اور کرتی رہی ہیں۔ اور ہمیشہ کرتی رہیں گی نسل انسانی کو اس آسمانی ضابطہ کی اشد ضرورت ہے اولاد آدم کی فلاح اس کے بغیر ناممکن ہے۔ اسلام کو سائنس کا ڈر ہے نہ فلسفہ کا۔ ہم کسی آئندہ صحبت میں ثابت کریں گے۔ کہ مذہب کے متعلق اس قسم کے خیالات کا جو اظہار مغرب زدہ اصحاب کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ کم از کم اسلام کے متعلق ایسے خیالات رکھنا قطعاً جہالت پر مبنی ہے۔

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ مذہب سے بیزاری کی جو یہ رو ساری دنیا میں چل پڑی ہے۔ اس کا انسداد کس طرح کیا جائے۔ اس کیلئے ہمیں سب سے پہلے اس جذبۂ بیزاری کی وجوہات کا سراغ لگانا چاہیئے۔ اس کی بہت سی وجوہات ہمیں معلوم ہیں۔ اور ممکن ہے چند ایسی ... بھی ہوں جو ہماری نظر سے پوشیدہ ہوں لیکن کہ مذہب سے بیزاری کے سب سے زیادہ ذمہ دار موجودہ زمانہ کے بے عمل مذہبی پیشوا ہیں ـــــ کیونکہ انھوں نے مذہب کو ایک جنس تجارت بنا لیا ہے۔ مذہب انکے لئے حصول زر واقتدار کا ایک آسان ذریعہ ہے۔ ـــــ وہ مذہب سے ایسے نقاب کا کام لیتے ہیں جو انکی سیاہ کاریوں ہوس رانیوں۔ زر پرستیوں اور فریب کاریوں کو چھپالے۔ ان لوگوں نے عوام کو مذہب کی اصلی روح اور صحیح تعلیمات سے بے خبر رکھا ہوا ہے ـــــ وہ ان کو مذہب کے نام پر احمق بنا کر انکی جیبوں اور عزتوں پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں ـــــ دوسروں کا جائزہ لینے سے پہلے ہمیں اپنے گھر کی طرف دیکھنا چاہیئے۔ یہ مسلمانوں کے پیر اور مولوی زیادہ تر اسی زمرہ میں شامل ہیں۔ خدا جانے انکی طویل جبوں بعض عباؤں کے ذریعہ گمراہی کے کتنے طوفان پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے عماموں کی ہر تہ کے اندر کتنے فریب پوشیدہ ہوتے ہیں۔ انکے قول وفعل میں کوئی مطابقت نہیں ہوتی ـــــ وہ جو کچھ کہتے ہیں۔ اس کے بالکل برعکس کرتے ہیں۔ انکی زبان پر تقویٰ کی تلقین ہوتی ہے لیکن انکی پرائیوٹ محفلوں میں ہر ایک شیطانی فعل کامل آزادی اور بے خوفی سے کیا جاتا ہے ـــــ یہیں سے مغرب زدہ نوجوانوں کو ٹھوکر لگتی ہے۔ وہ مذہب کی اصل تعلیمات سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اور اہل مذاہب کی عملی حالت کو ناگفتہ بہ دیکھتے ہیں۔ اسلئے مذہب سے بیزار ہو جاتے ہیں۔

ہم کم از کم اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں نہایت دلسوزی سے عرض کرتے ہیں۔ کہ اگر انہیں اسلام سے محبت ہے۔ اگر وہ اپنی آیندہ نسلوں کو لامذہبی والحاد کی وبا سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اسلام کی صحیح تعلیمات کی اشاعت کے ساتھ ساتھ پیشہ ور مذہبی رہنماؤں اور پیروں کے اقتدار کا خاتمہ کریں۔ ـــــ اسلام کی ترقی اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ روحانیت و مذہب کے ان سوداگروں کی دکانیں اجڑ جائیں اور یہ پبلک زندگی سے کنارہ کش ہو جائیں ـــــ خوب یاد رکھیں جب تک اہل مذاہب بالخصوص مسلمان مذہب کے منکروں اور مخالفوں کے سامنے کوئی اچھا عملی نمونہ پیش نہیں کرتے۔ اس وقت تک لامذہبی والحاد کی وبا کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ہے

ٹیکنیکل تعلیم کیلئے مالی امداد

یہ امر واقفیت عامہ کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ حکومت پنجاب نے انگلستان یا کسی دیگر یوروپین ملک میں ٹیکنیکل تعلیم حصول کے لئے کسی ایسے ملازم یا طالب علم کے واسطے مالی امداد دینا تجویز کیا ہے جس کی سفارش پنجاب کے کسی صنعت کار نے کی ہو۔ یہ مالی عطیہ ان شرائط وقیود کے مطابق دیا جائے گا جو ان قواعد میں درج ہیں۔ جو غیر ملکوں میں ٹیکنیکل تعلیم کے لئے حکومت کی مالی امداد کے متعلق وضع کئے گئے ہیں۔ ان قواعد کی نقول صاحب ڈائرکٹر صنعت وحرفت پنجاب لاہور سے بذریعہ درخواست دستیاب ہو سکتی ہیں۔ سب سے موزوں امیدوار کو مندرجہ ذیل صنعتوں میں سے کسی ایک صنعت کے لئے امداد دیجائیگی۔

(۱) سیلولائڈ کی صنعت۔

(۲) اشیائے خوردنی کی صنعت بسکٹ۔ گندم کی بنی ہوئی اشیائے خوردنی اور مٹھائی وغیرہ تیار کرنا۔

(۳) انیمل کا کام چادروں پر اور کھلے سامان پر انیمل چڑھانا۔

(۴) شیشہ کا سامان تیار کرنا

(۵) کوئلہ کی ضمنی پیداوار تیار کرنا۔

(۶) برقی بھٹیوں میں فولاد اور دیگر دھاتوں کو پگھلانا۔ اور خرادنا

(۷) تمباکو کو پینے اور سگریٹ سازی وغیرہ کے لئے صاف اور تیار کرنا۔

درخواستیں صاحب ڈائرکٹر محکمہ صنعت وحرفت پنجاب کی خدمت میں ۱۵ اکتوبر سے پیشتر پہنچ جانی چاہئیں۔ اور ان میں وہ جملہ امور درج ہونے چاہئیں۔ جن سے معلوم ہو کہ جس صنعت کو برائے تربیت منتخب کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق طالب علم یا ملازم کے تعلیمی اوصاف قابلیت فہم وادراک سابقہ تربیت اور علمی دلچسپی کس حد تک ہے نیز یہ بھی درج ہونا چاہیئے۔ کہ تکمیل تربیت پر حصول ملازمت کے معاملہ میں اسکے حالات کس حد تک سازگار ہیں۔ (محکمہ اطلاعات)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہو گی
(۴) سب انبیاء اور ائمہ اہل بیت ... سب مجدد ... ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

پیغام صلح

عقیدہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کا یہ ہے
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۵ | یوم سہ شنبہ ۱۴ رجب ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۵۹

تنظیم و توسیع جماعت

کے متعلق نوجوانان سلسلہ کے فرائض!

آج ہم چاہتے ہیں کہ تنظیم و توسیع جماعت کے متعلق نوجوانان سلسلہ سے کچھ گفتگو کریں اور اس بارہ میں ان کے ذمہ جو فرائض ہیں وہ انہیں یاد دلائیں۔ تنظیم و توسیع جماعت کی ضرورت و اہمیت کے متعلق ان صفحات میں بار بار نہایت وضاحت سے لکھا جا چکا ہے۔ ان تحریروں کے مطالب ہمارے نوجوان دوستوں کے حافظہ میں محفوظ ہوں گے اس لئے ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ویسے بھی یہ ایک عام بات ہے جسے ہر ایک نوجوان جانتا ہے کہ دنیا میں جو کوئی قوم بھی زندگی و ترقی کی خواہاں ہے وہ اپنی تنظیم و توسیع کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کر سکتی۔

ہمارے سامنے دنیا کا بلند ترین مقصد ہے۔ ہم اللہ کے نام اور اس کی کتاب کو پھیلانا چاہتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ کرۂ ارض کے ہر ایک گوشہ میں اسلام کا نور پہنچ جائے۔ ہم لامذہبی اور دہریت کی عالمگیر رَو کے مقابلہ کیلئے کھڑے ہوئے ہیں۔ ہماری جماعت کے ذریعہ اس مقصد بلند کی تکمیل اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم منظم و متحد ہو کر اپنی طاقتوں اور ذرائع کو پوری باقاعدگی اور یکجہتی سے صرف کریں۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنی جماعت کی توسیع کے لئے بھی کوشاں ہوں۔ تاکہ دین کے خادموں کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے اصل مقصد کو تقویت پہنچے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تجربہ کار دماغ تنظیم و توسیع جماعت کے متعلق زیادہ بہتر تجاویز سوچ سکتے ہیں۔ لیکن ان تجاویز کو عمل میں لانا نوجوانوں کا کام ہے اس قسم کے کام ہمیشہ سے ہی ان کے پرقوت بازوؤں کے محتاج رہے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہمارا یہ خیال ہے کہ آج کل جبکہ ہمیں نوجوانان سلسلہ اسی صورت میں کوئی موثر حصہ لے سکتے ہیں جبکہ وہ خود بھی منظم ہو جائیں اور ان کے دل میں بھی اپنے دائرۂ عمل کو وسیع کرنے کی خواہش پیدا ہو جائے ——— اس بات کو ہم زیادہ صاف اور واضح الفاظ میں اس طرح بیان کر سکتے ہیں۔ نوجوانوں کی اپنی انجمن یعنی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن صحیح معنوں میں فعال اور مضبوط ہو جائے ہر ایک احمدی نوجوان اس کا ممبر بنے اور اس کی سرگرمیوں میں حصہ لے تمام ایسے مقامات پر جہاں احمدی نوجوان موجود ہیں اس کی باقاعدہ شاخیں ہوں ——— صرف نام کی شاخیں نہیں بلکہ کام کرنے والی شاخیں۔ اس بارہ میں جو مخلص و باہمت نوجوان سرگرم سعی ہیں ہم ان کی کوششوں کی پوری قدر کرتے ہوئے کہنا چاہتے ہیں کہ موجودہ سست رفتاری کے ساتھ یہ وقت کی دوڑ کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ ہم ایسے زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں جس میں کامیابی کیلئے صرف دوڑنا ہی کافی نہیں بلکہ دوڑ کر سب سے آگے نکل جانے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ موسم سرما کی آمد ہے۔ گرمی کی شدتیں ختم ہو چکی ہیں۔ سردی کے دن میدانی علاقوں میں کئی لحاظ سے کام کے لئے موزوں ہوتے ہیں ——— پھر رمضان کا مقدس و مبارک مہینہ بھی کچھ زیادہ دور نہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ نوجوان سب سے پہلے مرکز میں ینگ مین ایسوسی ایشن کو حقیقی معنوں میں مضبوط بنائیں۔ لاہور کے تمام نوجوان اس میں شامل کئے جائیں۔ اس کے باقاعدہ جلسے منعقد ہوں۔ ایک مفید اور عملی پروگرام سامنے ہو جس کام کو ہاتھ ڈالا جائے اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے جو قدم اٹھایا جائے کامل غور و فکر کے بعد اٹھایا جائے تاکہ وہ پیچھے ہٹنے کی بجائے آگے ہی بڑھتا چلے۔

مسلم ہوسٹل کی تحریک سے نوجوانوں کی تنظیم کے لئے نہایت مفید کام لیا جا سکتا ہے اگر لاہور کے کالجوں میں تعلیم پانے والے تمام طلبہ اس ہوسٹل میں رہائش رکھیں تو دیگر بے شمار فوائد کے علاوہ یہ ہوسٹل حقیقی طور پر ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہیڈ کوارٹر بن سکتا ہے۔ مرکزی ایسوسی ایشن کو مضبوط کرنے کے ساتھ اس کی شاخوں پر بھی توجہ دی جائے نئی شاخیں قائم کی جائیں۔ مرکز اور شاخوں کا آپس میں الحاق و اتحاد ہو۔ ان کے طریق کار میں ہم آہنگی اور یکجہتی ہو۔ اس طرح نوجوانان سلسلہ منظم ہو سکتے ہیں ان کی صحیح تنظیم قوم کے لئے بمنزلہ حیات تازہ ہو گی جس کے ذریعہ دیگر فوائد کے علاوہ ہمارے بزرگوں کی بہت سی دینی و قومی آرزوئیں تھوڑے سے ہی عرصہ میں پوری ہو جائیں گی۔ اگر نوجوان صحیح معنوں میں منظم ہو جائیں تو توسیع جماعت کا بھی ایک کامیاب دروازہ کھل سکتا ہے۔ بے شک اس وقت بھی ایسے نوجوان موجود ہیں جو احمدیت کی اشاعت سے اور کام سے لوگوں کو باخبر کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر جماعت کے تمام تعلیم یافتہ نوجوان بیک وقت مختلف کالجوں، دفتروں اور اداروں میں احمدیت کا پیغام پہنچائیں تو اس کے اثرات نہایت مفید اور دور رس ہوں گے اور یہ احمدیت کی مخالفت کا ایک زبردست رد عمل ہوگا۔

۵۰ ہزار روپے کا معاملہ اور ”الفضل“

گذشتہ ماہ لاہور کے انگریزی اخبار ”ٹریبیون“ نے یہ معنی خیز انکشاف کیا تھا کہ قادیانی جماعت کی طرف سے لاہور کے مختلف ہندو مسلمان اخباروں میں ۵۰ ہزار روپے کی رقم بطور تقسیم کی گئی ہے تاکہ وہ قادیان کے موجودہ خون آشام واقعات کے متعلق خاموش رہیں۔ ”ٹریبیون“ نے یہ نہایت وثوق سے لکھا تھا اور اس کو اب تک اپنی معلومات کی صحت پر اصرار ہے۔ ہم نے اس بارہ میں جناب خلیفہ قادیان اور اخبار ”الفضل“ سے درخواست کی تھی کہ وہ اصل واقعات اور صحیح اعداد و شمار سے پبلک کو آگاہ کریں۔ جناب خلیفہ صاحب تو خاموش رہے۔ ”الفضل“ نے البتہ ایک پرغضب مقالہ افتتاحیہ رقم فرمایا جو زیادہ تر بے معنی باتوں اور گالیوں سے لبریز تھا۔ اصل معاملہ کے متعلق اس میں صرف اس قدر لکھا کہ:-

”باقی رہا ۵۰ ہزار روپے کا معاملہ اس کے متعلق مختصر گذارش ہے کہ ۵۰ ہزار روپے چھوڑ ایک کوڑی بھی کسی اخبار کو اس لئے نہیں دی گئی کہ وہ ہمارے معاملہ میں خاموشی اختیار کرے“۔

یہ جواب نہایت مبہم اور تشنہ ہے اس پر ہم نے عرض کیا تھا کہ اگر کسی اخبار کو خاموش رہنے کیلئے کچھ نہیں دیا گیا تو کیا بولنے کے لئے کچھ دیا گیا ہے؟ ایسے سودوں میں اصل مقصد جو ہوتا ہے وہ ظاہر ہے کبھی وہ خاموش رہنے سے پورا ہو جاتا ہے اور کبھی بولنے سے۔ خاموشی اور گویائی حصول مقصد کے دو ذریعے ہوتے ہیں۔ ہم ”الفضل“ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بتائے کہ کیا قادیانی جماعت کی طرف سے لاہور کے اخبارات کو ”امداد“ دی گئی ہے یا نہیں جس طرح ہمارا سوال سیدھا ہے اسی طرح جواب سیدھا اور واضح ہونا چاہئے۔ اگر اخبار ”ٹریبیون“ کا الزام صحیح نہیں تو پھر قادیانی حضرات اس کے اس دعویٰ کو برطانوی قانون کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ عدالت میں اصل معاملہ سب کے سامنے آ جائے گا۔ اس موقع پر ”الفضل“ اور قادیانی جماعت کی خاموشی کا ایک مطلب ہی ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ”ٹریبیون“ کا بیان صحیح ہے۔

غازی کمال اتاترک اور پابندی نماز

ترکوں کی لامذہبی اور اسلام دشمنی کے جھوٹے فسانے اب کوئی نئی چیز نہیں رہے۔ مختلف عیسائی حکومتیں اپنے مخصوص اغراض و مقاصد کی بنا پر ایسی باتیں اسلامی دنیا میں مشہور کرتی رہتی ہیں کہ ترک اسلام سے منحرف ہو گئے ہیں انہوں نے قرآن اور نماز کو چھوڑ دیا ہے۔ ترک اسلام سے متنفر ہیں اور نعوذ باللہ اس کی تعلیمات کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ترکوں نے ملاؤں کے خود ساختہ اور نمائشی ... کو چھوڑ دیا ہے ہمیں اس امر کا بھی اعتراف ہے کہ معاشرتی امور میں یورپ کے قرب اور اس کے اثرات کی وجہ سے ترکوں

چند معمولی غلطیاں سرزد ہوگئی ہیں۔ لیکن یہ ایک بہتان ہے کہ ترک قوم اسلام سے متنفر یا بدظن ہوگئی ہے۔ بلکہ ترک اپنی مغرب زدگیوں کے باوجود پہلے سے زیادہ پکے اور سچے مسلمان بن گئے ہیں۔ متعدد واقعات سے اس حقیقت کی تائید ہوتی ہے۔ لندن کے مشہور اخبار "ٹائمز" کے نامہ نگار مقیم انقرہ کی مندرجہ ذیل تازہ اطلاع اکثر روزناموں میں شائع ہوچکی ہے:۔

"انگورہ ۱۲ر ستمبر۔ جب نماز مغرب کیلئے بگل بجا اور فوج نماز کے لئے صف آرا ہوئی تو بعض سپاہی ادھر ادھر رضو کے بہانہ سے ہٹ گئے۔ اتاترک نے نماز کے بعد جرنیل عصمت پاشا سے اس کے متعلق گفتگو کی اور اسی وقت آلہ جہیر الصوت کے ذریعہ اتاترک نے اعلان کیا کہ نماز فوجی ضابطہ میں داخل ہے اور جو شخص اس سے غیر حاضر ہوگا اسکو ڈبل ڈرل کی سزا دی جائے گی"۔

اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کمال اتاترک اور دیگر ترکی اکابر کو پابندی نماز اور دیگر اسلامی ارکان کے احترام کا کس قدر خیال ہے اور ان پر اسلام سے بیزاری کا الزام سراسر بہتان ہے۔

شاہ ایران کی قرآن دوستی

ٹرکی کے بعد اب ایران پر بھی عیسائی سلطنتوں کی طرف سے اسلام دشمنی اور لامذہبی کے الزامات عائد ہونے شروع ہوگئے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یورپ کے مرد بیمار کی حیات تازہ کے بعد ایران بھی شاہراہ ترقی پر گامزن ہوگیا ہے۔ اس ملک کے روشن خیال تاجدار نے ایسی بہت سی بدعتوں کا خاتمہ کردیا جو کہ اسلام کے نام پر جاری تھیں لیکن ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ وہ اس دین فطرت کے بالکل خلاف تھیں اس اولوالعزم بادشاہ نے ملاازم کے خلاف کامیاب جہاد کیا۔ شیعہ فرقہ کے بہت سے مفاسد سے ملک و قوم کو نجات دلائی۔ شیعہ سنی منازعات کا خاتمہ کردیا۔ ان حالات میں یورپ کی طرف سے اس پر اسلام دشمنی اور لامذہبی کے الزامات عجیب عائد نہ کئے جانے چاہئیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ رضا شاہ کی "اسلام دشمنی" کا ایک تازہ ثبوت پیش کیا جائے۔ جریدہ "ایران جدید" میں شاہ موصوف کا ایک فرمان چھپا ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ:۔

"وزارت معارف کی ایک کمیٹی قرآن کا ترجمہ فارسی زبان میں کرے اور دینی وشیعہ علماء سے یہ کمیٹی مرکب ہو یہ ترجمہ تمام مدارس سرکاری وغیر سرکاری کی زبر پڑھایا جائے اور جو شخص قرآن نہ پڑھا ہو اور احکام قرآنی سے ناواقف ہو وہ کسی سرکاری ملازمت میں نہ رکھا جائے۔ نیز فوج کے مجتہدین کو حکم ہوا ہے کہ ہر روز شام کو اس ترجمہ قرآن کا درس سپاہیوں کو دیں۔ پہلے یہ حکم ہوا تھا کہ مذہبی مدارس میں قرآن بلا ترجمہ پڑھایا جائے۔ مگر اس کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ لہذا اب یہ حکم دیا گیا ہے"۔

ہندوستان میں مسلمانوں کا ایک طبقہ ایسا موجود ہے جو اور آریہ سماجی پروپیگنڈا سے متاثر ہوکر ترکوں اور ایرانیوں کو بے دین سمجھ بیٹھا ہے اور ان کی "مفروضہ گمراہی" پر ہمیشہ سرد آہیں بھرتا ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ بحیثیت مجموعی ترک اور ایرانی ہندوستانی مسلمانوں سے زیادہ اسلامی تعلیمات کے پابند ہیں۔

ایک ضروری استفتاء

قادیانی علما توجہ فرمائیں

شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی قادیانی جماعت سے علیحدگی کے معاً بعد جناب خلیفہ صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارا سہارا قرآن ہے اب بھی مشکل کے وقت قرآن ہی ہماری امداد کرے گا۔ بات تو یہ سچ ہے کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے اس میں ہر زمانہ اور ہر قسم کے حالات کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی سچ ہے کہ جو لوگ اپنی اخلاقی کمزوریوں اور عیبوں کے لئے قرآن کریم کو ڈھال بنا کر اپنے معترضین کو خاموش کرانے کی کوشش کرتے ہیں ان کے لئے اسی کتاب اللہ میں سخت وعید موجود ہے۔

قومی دارالاقامہ

مسلم ہوسٹل

کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

(۱) اپنی جماعت کے جسقدر نوجوان حصول تعلیم کیلئے لاہور آئیں وہ سب کے سب بلا استثنا مسلم ہوسٹل میں ٹھہریں اور جن احباب کو مجبوراً باہر ٹھہرنا پڑے وہ ان حالات سے مجھے یا انجمن کو اطلاع دیں تاکہ اسطرح ہم ان کو بھی وقتاً فوقتاً وہاں بلا سکیں جو احباب اسکی پابندی نہ کریں گے وہ نظام جماعت کو نقصان پہنچانے کا موجب ہوں گے۔

(۲) احباب جماعت اپنی اپنی جگہ اور نوجوان جو خود ہوسٹل میں آرہے ہیں کوشش کریں کہ وہ دوسرے مسلمان طلبہ کو بھی اس ہوسٹل کے فوائد سے آگاہ کرکے انہیں یہاں رہنے کی ترغیب دیں۔

جب اخبار "الفضل" میں یہ خطبہ شائع ہوا اسی وقت ہمارے ایک صاحب نظر دوست نے کہہ دیا تھا کہ جناب خلیفہ صاحب نے ابھی سے چار گواہوں کی بنیاد رکھ دی ہے۔ چنانچہ ان کا یہ خیال صحیح نکلا۔ چھوٹے میاں یعنی مرزا بشیر احمد صاحب نے اس سے اگلا قدم اٹھایا۔ وہ چار گواہوں والا مطالبہ پیش کردیا ہے۔ ان کا ایک طویل مضمون "الفضل" ۵ر اگست میں شائع ہوا ہے جس میں وہ جناب خلیفہ صاحب پر عائد شدہ الزامات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"انہوں نے (فخر الدین صاحب مرحوم) نے خلیفہ وقت پر وہ گندے الزامات لگائے جن کے متعلق قرآن شریف کا یہ صریح حکم ہے کہ اگر ایسے الزامات لگانے والا ایک ہی واقعہ کے متعلق چار چشم دید گواہ نہیں لاتا تو وہ خدا کے نزدیک جھوٹا اور کذاب ہے"۔

جہاں تک ہم نے قرآن کریم پر غور کیا ہے اس میں ہمیں اس قسم کے ہر ایک واقعہ کے متعلق چار گواہوں والا اصول کہیں نظر نہیں آیا۔ قرآن کریم نے صرف محصنات کے متعلق اس قسم کا مطالبہ کیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا۔ والذین یرمون المحصنٰت ثم لم یاتوا باربعۃ شھداء فاجلدوھم ثمنین جلدۃ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا ۔۔۔ (النور ۲۴ : ۴) اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔

اگر چار گواہوں والے اصول کو قادیانی دوست اس قدر وسعت دینا چاہتے ہیں تو پھر نہ دنیا میں کوئی قانون نافذ ہوسکتا ہے نہ کسی واقعہ کے متعلق شہادت بہم پہنچ سکتی ہے اور نہ دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔ کوئی بدمعاش بدمعاشی کرتے وقت۔ کوئی چور۔ چوری کرتے وقت چار گواہ ساتھ لے کر نہیں جاتا۔ قرآن کریم کی پرحکمت تعلیم نے جہاں ایک طرف زنا کو سخت جرم قرار دیا ہے وہاں مندرجہ بالا آیت میں عورتوں کو خواہ مخواہ بدنام کرکے ان کی زندگیاں خراب کرنیوالوں کی شرارتوں کے لئے بھی احتیاطی پہلو مہیا فرمادیا ہے لیکن اگر اس کے وہ معنی کئے جائیں جو قادیانی کرتے ہیں تو براہ مہربانی قادیانی علما ہمارے مندرجہ ذیل استفتاء کا جواب عنایت فرمائیں تاکہ دنیا میں امن اور نظام قائم رکھنے والوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہو۔ واضح رہے کہ ان سطور سے ہمارا مقصد کسی کی شخصیت کی طرف اشارہ کرنا ہرگز نہیں بلکہ اصولی رنگ میں ایک مسئلہ پیش کرنا ہے۔

استفتاء

ایک دیہاتی عورت دوپہر کے وقت اپنے گاؤں سے دو میل کے فاصلے پر اپنے شوہر کو کھانا کھلا کر گاؤں کو واپس آرہی ہے۔ نصف راستہ میں ایک جوان زمیندار اس عورت کو تنہا پاکر بدنیتی سے اس پر حملہ کرتا ہے۔ شور سن کر ایک راہرو جو اتفاق سے اس طرف گزر رہا تھا اس واقعہ کو دیکھتا ہے اور عورت کی مدد کو دوڑتا ہے اس پر حملہ آور بھاگ جاتا ہے لیکن راہرو اس کو اچھی طرح شناخت کرلیتا ہے اور اس کا تعاقب کرتا ہے مگر وہ اسے پکڑ نہیں سکتا۔ عورت کے جسم پر تشدد کے نشانات بھی ہیں۔ حملہ آور کے گرفتار ہونے پر عورت کے بیان کے مطابق حفاظتی کشمکش کی وجہ سے حملہ آور کے گلے پر ناخنوں کے خراش بھی پائے جاتے ہیں اب سوال یہ ہے:۔

۱) کیا ان بیانات پر حملہ آور سے کوئی باز پرس ہوسکتی ہے یا نہیں اگر ہوسکتی ہے تو کس بنا پر کیونکہ چار گواہ موجود نہیں ہیں۔

۲) بصورت باز پرس اگر حملہ آور اس الزام کے غلط ہونے کی کوئی وجہ بیان نہ کرسکے تو اس کو سزا مل سکتی ہے یا نہیں؟

۳) اگر باز پرس نہیں ہوسکتی تو شرعی قانون کے مطابق اس عورت اور راہرو کو اسّی دروں کی سزا دی جائے گی یا نہیں؟ کیونکہ وہ الزام لگا کر چار گواہ نہیں پیش کرسکے۔

جمعرات کا دن

ہر احمدی مرد اور عورت کے لئے جہاد کا دن ہے ا
اپنے کھانے میں کمی کرکے رقم بچت فنڈ کی صندوقچی میں ڈالدیں
بچت فنڈ کی آمد سے یورپ میں اس یورپ میں جہاں خدا کا کلام جو تمام ملکوں کے لئے نازل ہوا تھا اب تک نہیں پہنچا، ایک اسلامی مشن جاری ہے

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

(آٹھواں خط)

برادران مکرم! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

کسی کا دل دکھانا گناہ ہے لیکن سکوت عن الحق اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور اگر ایک سچائی کسی کو بری معلوم ہو۔ اور اس سے کا دل دکھے تو اس سچائی کے بیان کرنے والا معذور ہے۔

تکفیر المسلمین اور اجرائے نبوت کے قادیانی فتنے

کلمہ گوؤں کی تکفیر پہلی باطل کی آواز تھی۔ جو میاں محمود احمد صاحب نے قادیان میں اٹھائی۔ اور یک جنبش قلم چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر بنا دیا اور جب ہمیں قادیان کے اندر رہ کر اس باطل کی تردید کا رستہ نظر نہ آیا۔ تو ہم نے قادیان سے باہر نکل کر اس کے خلاف اپنی آواز بلند کی اس کے بعد ایک نئے غلو یعنی ختم نبوت کے بعد نئی نبوت کی بنیاد رکھی گئی اور ہم نے اس کا بھی مقابلہ کیا۔ اور حضرت مسیح موعود کے دامن کو دعویٰ نبوت سے پاک کرنے کے لئے اپنی قوت خرچ کی ہمارے بعد میاں صاحب کے مریدوں نے وقتاً فوقتاً میاں صاحب کے کیریکٹر پر حملہ کیا۔ اور ایسے آدمی ایک دو نہیں بلکہ ان کی تعداد بہت سی ہے۔ اور یہ سلسلہ کئی سالوں سے برابر چل رہا ہے۔ مگر ہم نے ان امور میں پڑنا نہ پہلے پسند کیا۔ نہ اب کرتے ہیں۔ ہاں جب وہ تعلیم اسلام کے خلاف بعض باتیں کہتے ہیں۔ تو ان کی تردید کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

تیسرا قادیانی فتنہ ——— "خلافت"

مذکورہ بالا دو فتنوں کے ساتھ ایک تیسرا فتنہ بر رنگ "خلافت" نمودار ہوا ہے جس میں غلو اب یہاں تک پہنچا ہے۔ کہ تیرہ سو سال کی تعلیم اسلام کی عمارت گرا کر ایک نئی عمارت بنائی جا رہی ہے۔ اور "خلیفہ" ترقی کرتے کرتے خدا بن رہا ہے۔ جو ڈنکے کی چوٹ کے عالم مرید "خلیفہ" کو لایسئل عما یفعل کا مصداق قرار دے کر خدا کے برابر ٹھہرا رہے ہیں۔ یہ "خلیفہ" کی اپنی تعلیم کا نتیجہ ہے اس لئے کہ وہ خود اپنے آپ کو رسول کی طرح یا رسول سے بھی بڑھ کر منصب دیتا ہے۔

مسئلہ خلافت میں قادیانی غلو کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟

اس کی ابتداء یہاں سے ہوتی ہے کہ خلیفہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اس پر میاں صاحب پورے زور سے مصر ہیں پھر انہیں مرید لایسئل عما یفعل کا مصداق کیوں قرار نہ دیں پس اگر خلیفہ خلاف تعلیم قرآن کچھ کہے یا کرے تو دوسرا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ تم نے یہ امر خلاف شریعت کیوں کیا؟ گویا اس کی گردن شریعت کے جوئے سے آزاد ہے اس کا اختیار ہے کہ کسی حکم پر عمل کرے کسی پر نہ کرے کسی دوسرے کو اس سے پوچھنے کا حق نہیں۔ ایک مسلمان دوسرے کسی مسلمان کو کہہ سکتا ہے کہ تمہارا فعل یا قول خلاف شریعت ہے۔ اور مسلمانوں میں وہ لوگ بڑے بلند مرتبہ سمجھے گئے ہیں جنہوں نے بادشاہوں اور خلیفوں کے منہ پر ان کے اقوال یا افعال پر اعتراض کیا۔ مگر میاں صاحب اسلام کی اس خوبی کو باطل کر رہے ہیں۔ اور یہ نیا مذہب قائم کر رہے ہیں۔ کہ خلیفہ کو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ تم یہ بات خلاف شریعت کہہ رہے ہو۔ یا کر رہے ہو۔ خواہ اس کے افعال و اقوال میں شریعت کی صریح ہتک پائی جائے۔ ایسے خطرناک عقیدہ کے ماتحت خلیفہ کے لئے ہر ایک جرم جائز ہو سکتا ہے۔

اس غلو کی انتہا

مگر یہ تو ابتداء تھی۔ اس کی انتہا یہاں ہوتی ہے۔ کہ خلیفہ کا ہر فعل و قول شریعت کی طرح قابل اتباع بنتا چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ ۴ ستمبر کے الفضل میں مطبوعہ خطبہ میں ہے۔ **اور کوئی بات ایسی نہ کریں جو خلاف شریعت اور خلاف آداب ہو۔** شریعت وہ ہے جو قرآن کریم میں بیان ہے اور آداب وہ ہیں جو خلفاء کی زبان سے نکلیں پس ضروری ہے کہ آپ لوگ ایک طرف تو شریعت کا احترام قائم کریں اور دوسری طرف خلفاء کا ادب احترام قائم کریں اور یہی چیز ہے جو مومنوں کو کامیاب کرتی ہے۔ . . . .

. . . .

یہاں خلیفہ کے قول کو شریعت کی طرح واجب الاحترام قرار دیا گیا ہے تو جس طرح شریعت کا اتباع بغیر چون و چرا ضروری ہے اور قرآن و حدیث کے سامنے کوئی انکار کی گنجائش نہیں اسی طرح خلیفہ کے قول کا اتباع بھی بغیر چون و چرا ضروری ہوا کیونکہ میاں صاحب کی اس تشریح کی رو سے جس طرح خلاف شریعت کرنا جائز نہیں اسی طرح خلاف آداب کرنا بھی جائز نہیں اور آداب خلیفہ کے اقوال ہیں تو خلیفہ کے اقوال اور شریعت کا نعوذ باللہ ایک مقام ہو۔ نہ شریعت پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے نہ خلیفہ کے اقوال پر۔ یہی مطلب تھا جب میاں صاحب نے یہ اصول قائم کیا کہ اگر خلیفہ خلاف شریعت بھی کرے تو تم کچھ مت کہو خدا قیامت کے دن اس سے سمجھ لیگا۔ مگر انسانوں پر یہی واجب ہے کہ جس طرح شریعت کا اتباع کرتے ہیں اسی طرح خلیفہ کے اقوال کا بھی اتباع کریں۔ تو گویا قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ یہ ایک اور مجموعہ قابل اتباع ہو گیا اور اس کا احترام قرآن و حدیث کی طرح ہی ضروری ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کیونکہ جب خلیفہ کہیگا کہ قرآن کی اس آیت کے یہ معنی ہیں تو وہ معنی غلط ہوں مگر خلیفہ کی تفسیر پر ایمان لانا ضروری ہوگا خواہ اس سے قرآن کریم کا ابطال لازم آئے مثلاً خلیفہ کہتا ہے کہ فردوہ الی اللہ والرسول کے یہ معنی نہیں کہ جھگڑے کے وقت قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرو بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ دنیا میں تم خلیفہ کی بات مان لو آخرت میں خدا خلیفہ سے پوچھ لیگا یا مثلاً ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم کے یہ معنی نہیں کہ خدا دین کی تمکین کرے گا بلکہ یہ معنی ہیں کہ وہ خلیفہ کی پالیسی کو کامیاب کرے گا تو دونوں صورتوں میں خلیفہ کی بات ماننی ضروری ہوگی۔ گو وہ قرآن شریف کی صریح منطوق کے خلاف ہو تو عملاً خلیفہ کا قول شریعت سے بالاتر رہا۔

ایک ضروری سوال

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شریعت تو وہ چیز ہے جو بذریعہ وحی حضرت محمد مصطفیٰ صلعم پر نازل ہوئی۔ مگر اس کا ہم پلہ آداب جو خلفاء کی زبان سے نکلتے ہیں وہ وحی تو ہے نہیں خود میاں صاحب کو اس کا دعویٰ نہیں تو گویا یوں سمجھنا چاہئے کہ خلیفہ جو کچھ بولتا ہے وہ گویا خود خدا ہی بول رہا ہے۔ یہاں وحی کی بھی ضرورت نہیں بلکہ خلیفہ خود مجسم خدا ہے جو کچھ اس کی زبان سے نکلتا جائے وہ شریعت کی طرح بلکہ مثلاً شریعت سے بھی بڑھ کر واجب الاحترام بنتا چلا جاتا ہے اور شریعت کی طرح اس کی پیروی کے بغیر کامیابی بھی نہیں ملتی اور عجیب بات یہ ہے کہ رسول کو تو وحی کبھی کبھی ہوتی ہے مگر خلیفہ کے منہ سے جو کچھ بھی نکلتا چلا جائے وہ سب کچھ ایک شریعت بنتا چلا جاتا ہے جس کی پیروی خلیفہ کے مومنوں پر فرض ہے

یہ منصب میاں صاحب نے اپنے لئے ہی مخصوص کیا ہے

مگر یہ منصب صرف اپنے لئے ہے۔ یہی میاں صاحب تھے جنہوں نے حضرت مولوی صاحب کی خلافت میں جب مولوی صاحب نے میاں صاحب کے مسئلہ تکفیر مسلمین کو غلط ٹھہرایا تو ۲۵ / ۲۲ فروری سنہ ۱۹۱۴ء کے الفضل میں یہ لکھا تھا کہ خلیفہ کا فیصلہ کچھ چیز نہیں جو شخص سچائی کو معلوم کرنا چاہتا ہے وہ ہم سے ایک ہیرہ کا کارڈ لکھ کر پوچھ سکتا ہے۔ اس وقت خلیفہ کے مقابل خود بدولت سب کچھ تھے خلیفہ کچھ نہ تھا اور جب خود خلیفہ بن بیٹھے تو خلیفہ سب کچھ ہے اور اس کا قول و فعل شریعت کا ہم پلہ ہے بلکہ اس کے پیرووں کے لئے اس کی پیروی شریعت پر مقدم ہے

میاں صاحب پوپ کی حیثیت میں

اسلام کو مسلمانوں نے عیسائیوں تک نے جمہوریت اور مساوات کا مذہب تسلیم کیا ہے یہاں تک کہ جب لوتھر نے پوپ کے خلاف آواز اٹھائی تو اسے محمدی کہنے کا خطاب ملا۔ گویا جو پوپ کا انکار کرے وہ مسلمان ہے۔ مگر میاں صاحب اب خود پوپ بنتے اور اسی کو اسلام کی تعلیم کا اصل قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے خطبہ کا حوالہ کسی پچھلے اخبار میں دیا جا چکا ہے۔ کہ بغیر خلیفہ کے جس کے معنی ان کے نزدیک مسلمانوں کا پوپ ہیں اسلام ہی کچھ چیز نہیں۔ مگر یہ دعویٰ پوپ نے بھی نہیں کیا کہ جو کچھ اس کی زبان سے نکلے وہ بائبل کی طرح واجب الاحترام ہے تو اگر کسی زمانہ میں پوپ کا انکار کرنے والا عیسائی مسلمان کہلاتا تھا تو جو شخص مسلمان ہو کر پوپ بنتا ہے اس کو کیا کہا جاسکتا ہے!

دین کے ساتھ میاں صاحب کا ایک اور افسوسناک کھیل

میاں صاحب کی ان تعلیموں میں خلیفہ اور خدا کچھ اس طرح نظر آتے ہیں کہ ان میں فرق کرنا مشکل ہے۔ ۴ ستمبر کے الفضل میں خطبہ میں آیت کریمہ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم (اللہ تعالیٰ ان کے لئے ان کے دین کو جو خدا نے ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوط کریگا) فرماتے ہیں:

> "یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ نہیں فرمایا
> کہ جو مسلمانوں کا دین ہوگا اسے مضبوط کریں گے بلکہ
> یہ فرمایا کہ جو خلفاء کا دین ہوگا اسے مضبوط کرینگے
> جس پالیسی کو خلفاء پیش کرتے ہم اسے ہی کامیاب
> بنائیں گے اور جو پالیسی ان کے خلاف ہوگی۔ اسے
> ناکام کریں گے"

یعنی مسلمانوں کا دین تو اسلام ہے اور خلفاء کا دین ان کی پالیسی ہے اور اللہ تعالیٰ کو جو تمکین دین کی فکر ہے اور جس کا وہ وعدہ فرماتا ہے وہ اسلام کی تمکین نہیں جو مسلمانوں کا دین ہے بلکہ خلفاء کی پالیسی ہے جسے میاں صاحب خلفاء کا دین قرار دیتے ہیں حضرت صاحب نے تو بطور پیشگوئی فرمایا تھا کہ یہ چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کترتے ہیں مگر میاں صاحب نے ایک قدم اس سے بھی آگے بڑھا کر خود قرآن کو کترنا شروع کر دیا۔ دین کے ساتھ اس سے بڑھ کر کیا کھیل ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تو اسلام کی تمکین کی بشارت دیتا ہے اور میاں صاحب اسلام کی تمکین کے خیال کو تو باطل ٹھہراتے ہیں اور اپنی پالیسی کی کامیابی کی بشارت کو قرآن کریم کا اصل مقصد ٹھہراتے ہیں۔

سیاسیات میں غرق ہونے کے افسوسناک نتائج!

سیاسی فتنے یہاں تک سیاست میں غرق ہونے کہ اسلام کی تمکین کی بجائے خلیفہ کی پالیسی کی تمکین پر سامانہ صرف ہونے لگا

تو قوم کی طاقت بھی اسی پر خرچ ہوگی اور فی الحقیقت ہو رہی ہے جب میاں صاحب کی پالیسی یہ ہوتی ہے کہ گورنمنٹ کی تائید کرکے کانگریس کو تباہ کیا جائے تو لاکھوں روپیہ اس پر خرچ ہو جاتے ہیں اور سالہا سال تک یہ سلسلہ چلا جاتا ہے پھر خلیفہ کی پالیسی بدل جاتی ہے اور گورنمنٹ کو نیچا دکھانے کیلئے کانگریس کی حمایت ضروری ہو جاتی ہے تو قوم کی طاقت بھی اسی کام پر خرچ ہوتی ہے اور ہزاروں روپے کانگریس کی تائید میں گورنمنٹ کے خلاف خرچ ہوتے ہیں۔ جو خلیفہ کی پالیسی ہوگی اسی پر قوم کی طاقت خرچ ہوتی چلی جائے گی۔ اشاعت اسلام جیسا کیا ہے جب خود خدا کو خلیفہ کی پالیسی کی تکمیل کی فکر ہے تو قرآن کے بندے اشاعت اسلام کی طرف کیوں توجہ کریں؟ قرآن کو دنیا تک پہنچانا صرف برائے نام ہے روپیہ اس کے لئے وصول ہوتا ہے اور خرچ ہوتا ہے خلیفہ کی پالیسی کے استحکام پر جب کر قرار ہی کوئی نہیں آج کچھ ہے تو کل کچھ۔

یزید اور قاتلان عثمانؓ سے بھی زیادہ جرأت

یوں تو یزید بھی جو اپنے آپ کو خلیفہ کہتا تھا اپنی پالیسی کی کامیابی پر فخر کرتا ہوگا۔ جب امام حسینؓ اور ان کے ساتھی کربلا میں پیاسے شہید کئے گئے۔ مگر اس نے بھی اس قدر جرأت نہیں کی جبکہ اپنی اسی کامیابی کو اس آیت قرآنی کا مصداق بناتے جس میں اسلام کے استحکام کی پیشگوئی ہے اور حضرت عثمانؓ کے قاتل کہتے ہوں گے کہ حضرت عثمانؓ آنحضرت صلعم کے خلیفہ نہیں کیونکہ ان کی پالیسی کامیاب نہیں ہوئی۔ اور قاتلوں کی پالیسی کامیاب ہوگئی۔ العجب ان لوگوں پر ہے جو ان ساری تعلیوں اور دین کے ساتھ استہزا کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور کانوں سے سنتے ہیں اور آمنا و صدقنا کہتے چلے جاتے ہیں۔

پالیسی کی کامیابی کا فخر کس بنا پر ہے؟

اور معلوم ہے کہ اس پالیسی کی کامیابی کا فخر کس بنا پر ہے۔ کہ خلیفہ کے خلاف جو پالیسی اختیار کریگا وہ کامیاب نہیں ہوگا۔ اسی بات پر کہ ایک مخلص قتل ہو چکا ہے اور دوسرے کے ساتھ پانچ سات آدمی ہیں۔ اور میاں صاحب نے ان پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے یہ ہے وہ دین کی تمکین جس کا ذکر لیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم میں ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خلیفہ کی پالیسی کامیاب ہوگئی مگر مسیح و مہدی ناکام رہے۔

میاں صاحب براہ راست خدا کے نمائندہ بنتے ہیں

جن کے مرید آنکھیں بند کرکے ان کی باتوں کو ماننے چلے جائیں وہ خدا نہ بنے تو کیا کرے۔ نام کو تو میاں صاحب حضرت مسیح موعود کے خلیفہ ہیں مگر ہیں براہ راست

خدا کے نمائندہ

بنتے ہیں۔ انہیں کسی ... کی کیا پرواہ ہے کوئی سمجھے نہ سمجھے۔ انہوں نے تو جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت کا موٹا عنوان قائم کرکے صاف لکھدیا ہے۔

”وہ دنیا میں خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمائندہ ہے“ (الفضل ۱۷؍اگست ۱۹۳۷ء)

مگر میاں صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ ہر ایک شخص جس کے مرید آنکھیں بند کرکے ہیں وہ خدا کا نمائندہ بن جاتا ہے یہاں خدا کے ساتھ رسول کریم صلعم کا لفظ بھی بڑھا دیا ہے تاکہ کسی کے دل میں کوئی وسوسہ نہ اٹھے ورنہ خدا کے نمائندہ کو رسول کریم صلعم کے واسطہ کی بھی ضرورت نہیں مسیح موعود کا تو ذکر ہی کیا ہے اور جب میاں صاحب کا قول شریعت کی طرح قابل احترام ہے اور اس کا اتباع بھی بغیر چون و چرا شریعت کے اتباع کی طرح ضروری ہے تو رسول اللہ صلعم کے واسطہ کی ضرورت کیا ہے۔ پھر اس وحی کی تحریک سے اب کوئی کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ میاں صاحب کے اقوال کی بھی پیروی نہ کرے۔ تو اصل نشان یہی ہے کہ وہ خدا کے نمائندہ ہیں اور نمائندہ بھی ایسے کہ شریعت کی پیروی نہ کریں تو بھی وہ خلیفہ ہی ہیں اور ان کا قول خلاف شریعت ہو تو بھی واجب الاحترام و قابل اتباع ہے۔ مگر یہ مرتبہ صرف اسی خلیفہ کو حاصل ہوا ہے جو تیرہ سو سال میں خلفاء ہوئے ان کے اقوال و افعال کو یہ مرتبہ نہیں ملا اور نہ پہلے کسی خلیفہ نے ایسا دعویٰ کیا۔

میاں صاحب کا ساری دنیا سے افضل ہونے کا دعویٰ

جب یہ مرتبہ میاں صاحب کے لئے ہے تو پھر وہ جتنی تعلّی چاہیں کریں اس لئے اس کے بعد ساری دنیا سے افضلیت کا دعویٰ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

”ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جماعت کا جو خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ میں جماعت کے تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے اور چونکہ ہماری جماعت ہمارے عقیدہ کی رو سے باقی تمام جماعتوں سے افضل ہے اس لئے ساری دنیا میں سے افضل جماعت میں سے ایک شخص جب سب سے افضل ہوگا تو موجودہ لوگوں کے لحاظ سے یقیناً اسے بعد از خدا بزرگ توئی ہے کہہ سکتے ہیں“

(الفضل ۱۷؍اگست ۱۹۳۷ء)

اس تعلّی کی بنیاد

اس تعلّی کی بنیاد بھی دیکھئے:۔

”جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں۔ میں نے کئی بار بتایا ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت تمام دنیا کے بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے“

کیوں زیادہ ہے؟ اس لئے کہ اگر کوئی بادشاہ قادیانی ہو گیا۔ یا شہنشاہ قادیانی ہو گیا تو وہ میاں صاحب کے ماتحت ہوگا۔ ابھی کوئی بادشاہ قادیانی نہ سہی جب ہوگا۔ تب تو وہ میاں صاحب کا مرید ہی ہوگا اور آپ کے اشاروں پر ہی اسے چلنا ہوگا۔ جس طرح آج بعض بڑے بڑے مرید چل رہے ہیں اور جب ایک بھی بادشاہ مرید ہو گیا خواہ وہ حکومت انگریزی کے ماتحت کوئی نواب ہی ہو تو دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے خلیفہ کی حیثیت خود زیادہ ہو گئی۔ یہ منطق اگر سمجھ میں نہ آئے تو دل کو یہ تسلی دے لینی چاہئے کہ یہ خلیفہ کا قول ہے اور اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔

فضیلت کا نیا قادیانی معیار — دنیوی طاقت

پس جب تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے اس کی حیثیت زیادہ ہوئی تو وہ خود افضل ترین انسان ہوا۔ یعنی بادشاہ اور شہنشاہ چاہے ظالم ہوں فاسق ہوں۔ زانی ہوں عیش پرست ہوں باقی لوگوں سے افضل ہوتے ہیں اور خلیفہ جب ان سے بھی بڑا ہوا تو وہ خود ساری دنیا سے افضل ہو گیا اور بعد از خدا بزرگ توئی کا مصداق ہوا۔ اب یہ فضیلت کا نیا معیار ایسا نہیں کہ اس پر کوئی اعتراض کر سکے۔ کیونکہ یہ خلیفہ کا قول ہے اور اس پر اعتراض ہو نہیں سکتا۔ آئندہ کیلئے ماننا پڑیگا کہ ہر ایک بادشاہ کو خدا کے ساتھ ایسی نسبت ہوتی ہے کہ اس کی رعایا میں سے اور کسی کو نہیں ہوتی اور افضل ہونا محض دنیوی طاقت کے لحاظ سے ہوتا ہے جس کی لاٹھی اس کی بھینس تو پرانا مقولہ تھا اب آئندہ کیلئے جس کی لاٹھی اسی کی فضیلت وہی تمام خوبیوں کا مجموعہ ہوا کریگا۔ شاید اسی راستہ سے حصول فضیلت کیلئے قادیان میں کوریں بن رہی ہیں اور شاہانہ ٹھاٹھ تیار کئے گئے ہیں اور ایک ریاست کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ فضیلت تو بہر حال مل گئی۔ خدا کے ساتھ تعلق سے نہ ملی تو نہ سہی۔ انسانوں پر حکومت کے ذریعہ سے مل گئی۔ نبوت کی طرح طریق حصول میں اختلاف ہوا تو کیا انبیاء کی تعلیم سود مند ہو کر فضیلت خدا کے ساتھ تعلق میں ہے۔ قرآن کریم میں لکھا ہوا ہو۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کہ انسان کو فضیلت تقویٰ سے ملتی ہے۔ تو لکھے رہنے دو۔ مگر خلیفہ کا قول اب انہیں کہاں سے کوئی رد کر سکے خواہ وہ قرآن کے خلاف ہی ہو۔ اب فضیلت یہی ہے کہ انسانوں پر حکومت ہو۔ پس تقویٰ کی مشکل راہ کو چھوڑ دو اور سیاست کی طرف دوڑو تاکہ تمہیں فضیلت مل جائے۔ والسلام

خاکسار

محمد علی

فہرست کا ذمہ وار کون ہے؟

(از مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام)

مصری پارٹی نے لکھا تھا۔ کہ قادیان میں سینکڑوں آدمی ہیں۔ جو خلیفہ صاحب کے طرز عمل کی وجہ سے دہریت کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس پر خلیفہ قادیان نے ان سے مطالبہ کیا۔ کہ کم از کم ایک سو آدمیوں کی فہرست پیش کرو۔ قادیانی بغلیں بجا رہے ہیں۔ کہ مصری پارٹی اس مطالبہ کو پورا نہ کر سکی۔ اس لئے وہ جھوٹے ہیں۔ یہ تو ہے تصویر کا ایک رُخ۔ لیجئے تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو خلیفہ قادیان نے فرمایا۔ کہ قادیان میں پانچ سو منافقین ہیں۔ اور خدا نے ان پانچ سو منافقین کی شکلیں بھی خلیفہ صاحب کو خواب میں دکھلا دیں۔ مصری پارٹی نے مطالبہ کیا۔ کہ ان پانچ سو منافقین میں سے کم از کم ایک سو منافقین کی فہرست پیش کی جائے۔ خلیفہ صاحب اس کو خاموشی سے پی گئے۔ اور آج تک ایک سو منافقین کی فہرست پیش کرنے کی انہیں ہمت نہ ہو سکی عام لوگ تو یہی سمجھے بیٹھے ہوں گے کہ دونوں کی چوٹیں برابر کی رہیں نہ مصری پارٹی خلیفہ صاحب کا مطالبہ پورا کر سکی اور نہ خلیفہ صاحب مصری پارٹی کا مطالبہ پورا کر سکے مگر حقیقت اس کے خلاف ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ اس جنگ میں خلیفہ صاحب (بے ادبی معاف) چاروں شانے چت گرے ہیں۔ اور فتح مصری پارٹی کی ہوئی تفصیل اس کی یہ ہے

خلیفہ صاحب اکثر فرمایا کرتے ہیں۔ کہ جو میرا انکار کرے گا۔ اس کا ٹھکانا دہریت کے سوا اور کہیں نہیں۔ ۴؍ستمبر کے الفضل میں خلیفہ صاحب کا جو خطبہ شائع ہوا ہے۔ اس میں بھی فرماتے ہیں۔

”جو میرا جوا اپنی گردن سے اتارتا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جوا اتارتا ہے۔ اور جو ان کا جوا اتارتا ہے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوا اتارتا ہے۔ اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جوا اتارتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا جوا اتارتا ہے۔ میں بے شک انسان ہوں خدا نہیں ہوں مگر میں یہ کہنے سے نہیں رہ سکتا۔ کہ میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے“ (دیکھو الفضل ۴؍ستمبر ۳۷ء)

خلیفہ صاحب کے اس بیان سے بھی یہی ثابت ہوا۔ کہ خلیفہ قادیان کا انکار کرنے والا خود خدا کا انکار کرنے والا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ جو خدا کا منکر ہو۔ اس کو دوسرے الفاظ میں دہریہ کہتے ہیں۔

قادیان میں پانچ سو منافقین کا اقرار خود خلیفہ صاحب کو ہے۔ منافقین کے حق میں قرآن کریم کا فیصلہ ہے۔ **وما هم بمؤمنين** کہ وہ ایمان نہیں لائے ہوئے۔ پس یہ پانچ سو منافقین خلیفہ صاحب کے نہیں بلکہ خود خدا کے منکر ہیں۔ اور دہریہ ہیں۔ اب ان پانچ سو منافقین میں سے ایک سو منافقین کی جو فہرست خلیفہ صاحب پیش کریں گے۔ وہی فہرست مصری پارٹی کی طرف سے بھی سمجھنی چاہیئے۔ اس کو کہتے ہیں شکست جو کہ خلیفہ صاحب نے مصری پارٹی کے دعویٰ کی تصدیق خود اپنی زبان سے کرکے اپنے اوپر وارد کر لی۔ اب ایک سو آدمیوں کی فہرست

فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ (البقرۃ-۲۲)

ترجمہ: پھر جو کوئی اس کے بعد اس نے سن لیا ہے۔ اسے وصیت کو بدل دے تو اس کا گناہ انہی پر ہے جو اسے بدلتے ہیں۔

مسئلہ خلافت اور حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت

"انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"

(الوصیۃ صفحہ ۳۳)

"میری رائے تو یہی ہے۔ کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے۔ اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں۔ کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ یہ انجمن خلاف منشا میری ہرگز نہیں کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے۔ کہ شائد وہ ایسا امر ہو۔ کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو۔ اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے۔ اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف انجمن کا اجتہاد کافی ہو گا۔" والسلام

(دستخط) مرزا غلام احمد عفی عنہ، ۲۷ راکتوبر ۱۹۰۷ء

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے اس دستخطی تحریر کا عکس شائع کیا جا چکا ہے۔ مگر میاں محمود احمد صاحب اسکے متعلق فرماتے ہیں:-

"پھر ایک تحریر لئے پھرتے ہیں۔ اور اس کے فوٹو چھپوا کر شائع کئے جاتے ہیں یہ بھی وہی شیعہ والے قرطاس کے اعتراض کا نمونہ ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ نے قرطاس نہ لانے دیا۔ اگر قرطاس آجاتا تو ضرور حضرت علیؓ کی خلافت کا فیصلہ کر جاتے۔ یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ افسوس قرطاس لکھ کر بھی دئیے گئے۔ پھر بھی کوئی نہیں مانتا بتاؤ شیعہ کون ہوا؟ میں کہتا ہوں کہ اگر وہ قرطاس ہوتا تو کیا بنتا وہی کچھ ہونا تھا جو ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لکھوایا اور شیعہ کو خلیفہ ثانی پر اعتراض کا موقع ملا۔ یہاں مسیح موعودؑ نے لکھ کر دیا اور اب اس کے ذریعہ اس کے خلیفہ ثانی پر اعتراض کیا جاتا ہے"۔

(منصب خلافت صفحہ ۳۹)

اس پر ذیل کے اعتراض پڑتے ہیں:-

(ا) شیعوں کے پاس تو قرطاس ہے ہی نہیں مگر ہمارے پاس حضرت مسیح موعودؑ کی واضح تحریر ہے۔ اس لئے ہمیں کس طرح . . . . ان کے مشابہ قرار دیا جا سکتا ہے؟

(ب) اگر شیعوں کے پاس قرطاس ہوتا جس میں حضرت علیؓ کی خلافت کا فیصلہ ہوتا۔ تو یقیناً وہ سنیوں کے مقابل حق پر ہوتے۔

(ج) میاں صاحب کہتے ہیں "اگر قرطاس ہوتا تو کیا بنتا"

کیا اس سے یہ مفہوم نہیں نکلتا۔ کہ اگر آنحضرت صلعم حضرت علیؓ کی خلافت کا فیصلہ کر بھی جاتے۔ تو وہ ناقابل قبول تھا؟ اب سوال یہ ہے کہ:-

کیا یہ مسیح موعودؑ کی وصیت کی کھلی توہین نہیں؟

میاں صاحب کو اعتراف ہے کہ شخصی خلافت انجمن کے بنیادی اصول میں سے نہیں۔ لکھتے ہیں:-

مجلس معتمدین کے بنیادی اصول میں جو در اصل ہے ہی سلسلہ کا مبلغ وہی خلیفہ وقت کا وجود شامل نہ تھا۔ ایک ریزولیوشن خلافت ثانیہ میں پیش کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو خلیفہ کہیگا مجلس مانے گی مگر یہ اصولی بات نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ ممبروں کی جماعت کہتی ہے۔ کہ ہم ایسا کرینگی لیکن جو جماعت یہ کہہ سکتی ہے۔ وہ یہ بھی تو کہہ سکتی ہے۔ کہ ہم ایسا نہ کریں گی کیونکہ جو انجمن یہ بات پاس کر سکتی ہے۔ کہ ہم خلیفہ کی بات مانیں گے وہی اگر آج سے دس سال بعد کہے کہ نہیں مانیں گے۔ تو انجمن کے قانون کے لحاظ سے ایسا کہہ سکتی ہے۔ . . . اگر اتنی قربانی کے بعد بھی سلسلہ کی۔ حالت غیر محفوظ ہو۔ یعنی چند لوگوں کے رحم پر ہو جو اگر چاہیں کہ خلافت کا نظام قائم رہے۔ تو قائم رہے۔ اور اگر نہ چاہیں تو نہ رہے۔ تو یہ کبھی۔ گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ اور چونکہ مسئلہ خلافت کے جماعت کے بنیادی اصولوں میں شامل نہ ہونے سے جماعت ایسے خطرات میں رہ سکتی ہے۔ جو مبائعین کو غیر مبائعین میں بدل دے اور دس بارہ آدمیوں کی جنبش قلم سے قادیان معاً لاہور بنجائے۔ اسلئے جماعت کے وہ کام جو تبلیغ اور تربیت سے تعلق رکھتے تھے وہ ایک ایسی انجمن کے حوالے نہیں کئے جا سکتے۔ جو خواہ مبائعین کی انجمن ہی ہو۔ اور خواہ بہترین مخلص ہی اس کے ممبر کیوں نہ ہوں۔ اسکے لئے ضرورت تھی۔ کہ ایک ایسا نقطہ قرار دیا جائے گا جس پر جماعت قائم کر دی جائے تا اسے اس بارے میں ٹھوکر نہ لگ سکے۔ (الفضل ۲ر نومبر ۱۹۲۵ء)

مسئلہ نبوت

لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ (النساء ع۲۳) ترجمہ: اپنے دین میں غلو مت کرو

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان	حضرت مسیح موعود علیہ السلام
باب نبوت مسدود نہیں۔ اور نہ جب کہ باب نبوت کھلا ہے۔ تو مسیح موعود بھی ضرور نبی ہے۔" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۳۲)	نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو چکی ہمارے رسول صلعم خاتم النبیین ہیں اور کہ رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اور میرا نام خدا کی طرف سے مجاز کے طور پر نبی رکھا گیا ہے اور نہ حقیقت کے طور پر (حقیقۃ الوحی ضمیمہ صفحہ ۶۴ ۱۹۰۷ء)

اور پھر فیصلہ فرما دیا کہ:-

"ہمیں تشریعی نبوت کا دعویٰ نہیں ہمارا ایمان ہے کہ تشریعی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اب آپ کی غلامی میں بذریعہ الہامات مکالمات مخاطبات اور پیشگوئیوں کے کام کرنے کا ہمارا دعویٰ ہے مجدد صاحب

لکھتے ہیں: یہی خوابیں اور الہامات جو گاہ بگاہ انسان کو ہوتے ہیں۔ اگر کثرت سے کسی کو ہوں تو وہ محدث کہلاتا ہے۔ غرض یہ سب کچھ ہم نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں مفصل لکھ دیا ہے۔ اس کا مطالعہ کر کے تسلی کر لیں۔"

(کلمات طیبات امام الزمان فرمودہ ۶ر مارچ ۱۹۰۸ء مندرجہ الحکم ۱۰ر مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۵ کالم ۲)

مسئلہ کفر و اسلام

اتخرجون اہل قبلتکم عن دینکم لا تفعلون (تحریر مسیح موعودؑ، تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰)

ترجمہ: کیا تم اپنے اہل قبلہ کو اپنے دین سے خارج کرتے ہو۔ اور خوف نہیں کھاتے

میاں محمود احمد صاحب	حضرت مسیح موعودؑ
کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہ سنا ہو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)	پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمانوں اور کلمہ گوؤں کو کافر ٹھہرایا ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰، ۱۹۰۷ء)

اس کا عملی ثبوت

۱۹۰۸ء میں موضع بعڈیار ضلع امرتسر کے احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس میں احمدیوں کی طرف سے ایک یہ شرط تھی۔ کہ

"معمولی رنگ میں رہنے والے بے شر غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لیں گے۔"

حضرت مسیح موعودؑ نے اس پر ذیل کے الفاظ لکھے:-

"السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جو کچھ لکھا بہت خوب اور مبارک ہے۔"

(دستخط مرزا غلام احمد (اخبار بدر مورخہ ۱۳ر مئی ۱۹۰۸ء)

(سید اختر حسین گیلانی)

(احمدیہ بلڈنگس لاہور ۵ر ستمبر ۱۹۳۷ء)

رفتارِ زمانہ

ہندوستان

—— کلکتہ ۱۱ ستمبر۔ مسلمانان کلکتہ نے ایک عظیم الشان جلسہ میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ بنکم چندر چیٹرجی کی کتاب جس میں "بندے ماترم" کا گیت شامل ہے ضبط کر لی جائے۔ کیونکہ اسی کتاب کی وجہ سے بنگال میں فرقہ وارانہ کشیدگی اور دہشت انگیزی کا زہر پھیلا ہوا ہے۔

—— یوپی اسمبلی میں ایک ہندو ممبر قرارداد پیش کرنے والا ہے کہ پولیس کی پگڑیوں کی جگہ گاندھی ٹوپیاں دی جائیں۔

—— گزشتہ ہفتہ ریاست رامپور میں جو بے چینی اور شورش پیدا ہوئی تھی اس کا خاتمہ ہو گیا ہے ہز ہائی نس نواب رامپور نے رعایا کے اکثر مطالبات منظور کر لئے ہیں۔

—— نئی دہلی ۹ ستمبر ایک اطلاع مظہر ہے کہ گزشتہ تین دن سے شدید بارش کی وجہ سے دریائے جمنا میں طغیانی کا خطرہ ہے۔

—— لاہور میں بعض مسلمان نوجوان تحریک شہید گنج کو از سر نو جاری کرنا چاہتے ہیں

—— شملہ ۹ ستمبر ارکان اسمبلی کو لندن سے جو پرائیویٹ خطوط موصول ہوئے ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں ترمیم کرنے کے لئے عنقریب کوئی اقدام کئے جانے کی توقع ہے۔ غالباً اس کا تعلق ان مسائل سے ہے جو والیان ریاست کی آئینی کمیٹی نے گزشتہ ماہ مارچ میں کھڑے کئے تھے۔

—— شملہ ۱۲ ستمبر گورنمنٹ آف انڈیا نے اعلان کیا ہے کہ لاہور چھاؤنی میں مذبح کی تعمیر کو جاری رکھنے میں مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ ان وجوہات گورنمنٹ اس سکیم کو جاری نہیں رکھنا چاہتی اس فیصلے سے ٹھیکہ دار کو تقریباً ۵۰ لاکھ روپے کا نقصان ہوگا۔

—— ڈاکٹر ٹیگور اب صحت یاب ہو گئے ہیں۔

—— صوبہ سرحد کی کانگریسی وزارت نے اپنا بجٹ پیش کر دیا ہے۔ اس میں ۴ لاکھ ۸۲ ہزار کا خسارہ ہے۔

—— انبالہ ۱۰ ستمبر ایک اطلاع مظہر ہے کہ انبالہ میں مسلسل ۱۸ گھنٹے کی بارش کی وجہ سے ایک قریبی ندی میں ۱۲ فٹ پانی چڑھ گیا

ممالک خارجہ

—— لندن ۱۰ ستمبر سلطان ابن سعود کی طرف سے حکومت برطانیہ کو عقبہ کے متعلق ایک یادداشت روانہ کی گئی ہے جس میں عقبہ کی فوری واپسی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

—— جدّہ ۸ ستمبر تقسیم فلسطین کے خلاف سعودی عرب میں رضا کار بھرتی کئے جا رہے ہیں۔

—— انگورہ ۱۰ ستمبر ترکی کے مشہور شہر ازمیر میں ۹ مشتبہ اطالوی گرفتار کئے گئے ہیں جن کے متعلق جاسوس ہونے کا شبہ کیا جاتا ہے۔

—— وزیر خارجہ ترکیہ نے اطالوی سفیر مقیم انگورہ کو ایک یادداشت سپرد کی ہے۔ جس میں ہسپانوی جہاز "اموردیہ" پر آبنائے باسفورس میں اطالوی حملہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیگئی ہے۔ اور بحیرہ مارمورہ کے قریب آبدوز کشتیوں کی نقل و حرکت کے خلاف سخت تدابیر اختیار کرنے کی دھمکی دی گئی ہے۔

—— اس یادداشت میں حکومت ترکی نے یہ بھی واضح کر دیا ہے۔ کہ اگر اب کوئی اطالوی کشتی یا جہاز بحیرہ مارمورہ کے قریب غیر ملکی جہاز پر حملہ کرتا پایا جائے گا تو حکومت اس کو اطالوی جہاز سمجھ کر غرق کر دے گی۔

—— شنگھائی کے قریب چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے مسلسل بارش کی وجہ سے حملہ آوروں کی سرگرمیاں محض گولہ باریوں تک محدود رہ گئی ہیں۔

—— سفارت خانہ چین متعینہ لندن کا ایک پیغام مظہر ہے۔ چینیوں نے لوٹین لیو ہنگ کے قریبی محاذوں پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔ جہاں ایک ہزار جاپانی ہلاک ہو گئے ہیں۔

—— لندن ۱۰ ستمبر۔ شمالی شام میں بغاوت رونما ہو گئی ہے باغی طبقہ میں۔ عرب۔ ترک۔ روسی۔ کلدانی اور منظوری شامل ہیں حکومت شام بغاوت کو دبانے کے لئے فوجیں بھیج رہی ہے۔ اس وقت تک ایک سو باغی ہلاک اور تین سو مجروح ہو چکے ہیں۔

—— پوپ نے برطانوی سفیر کے توسط سے حکومت برطانیہ کے نام ایک یادداشت بھیجی ہے جس میں تقسیم فلسطین کی تجویز پر زبردست احتجاج کیا ہے۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسماۃ اللہ دتا ولد شاماں ذات کوچار سکنہ ۱۲/۱۹ تحصیل و ضلع جھنگ بذریعہ رانی زوجہ خود نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹-۷-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۷-۶-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمٰی محمد خان ولد لعل خاں ذات بلوچ سکنہ فتح پور سرخی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰-۷-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۷-۶-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمٰی شیخ محمد ولد دتہ ذات سیال سکنہ کوٹ نگر تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱-۷-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۵-۶-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمٰی علاول ولد معظم ذات سیال سکنہ ۹۱/۳ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹-۷-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۷-۶-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمٰی حسن بخش ولد پیر بخش ذات ملاح سکنہ ۲۶۳ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹-۷-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۵-۶-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمٰی جنڈو ولد سید علی ذات قریشی سکنہ ۹۱/۵ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۰-۷-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۵-۵-۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا روزانہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۴۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ | لاہور - یوم یک شنبہ مطبوعہ ۱۹ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۳۷ء | نمبر ۶۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا پر پختہ یقین انسان کو گناہوں سے بچاتا ہے

پس جب تک انسان میں خدا کی معرفت اور گناہوں کے زہر کا یقین پیدا نہ ہو کوئی اور طریق خواہ وہ کسی کی خودکشی ہو یا قربانی کا خون نجات نہیں دے سکتا۔ اور گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں کر سکتا۔ یقیناً یاد رکھو کہ گناہوں کا سیلاب اور نفسانی جذبات کا دریا بجز اس کے رک نہیں سکتا کہ ایک چمکتا ہوا یقین اس کو حاصل ہو کہ خدا ہے اور اس کی تلوار ہر ایک نافرمان پر بجلی کی طرح گرتی ہے اور جب تک یہ پیدا نہ ہو انسان گناہ سے بچ نہیں سکتا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ وہ خدا پر ایمان رکھتا ہے اور اس بات پر بھی کہ خدا تعالیٰ نافرمانوں کو سزا دیتا ہے تاہم گناہ اس سے دور نہیں ہوتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ بات جھوٹ ہے اور محض نفس کا مغالطہ ہے۔ سچے ایمان اور سچے یقین اور گناہ میں باہم عداوت ہے۔ جہاں سچی معرفت اور چمکتا ہوا یقین خدا پر ہو وہاں ممکن نہیں کہ گناہ رہے جبکہ انسانی فطرت میں یہ خاصہ موجود ہے کہ سچی معرفت انسان کو نقصان سے بچا لیتی ہے۔ . . . . . پھر یہ بات کیونکر درست ہو سکتی ہے کہ ایمان بھی ہو اور گناہ دور نہ ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ فریمیسنوں میں محض رعب داب کے سلسلہ کا سبب ان کے اسرار کے اظہار سے ان کے ممبروں کو روکتا ہے اور کچھ نہیں پھر کیوں خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت پر ایمان گناہ سے نہیں بچا سکتا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو تو وہ ضرور بچا سکتا ہے اور بالضرور بچا سکتا ہے۔ پس گناہ سے بچنے کے لئے حقیقی راہ خدا تعالیٰ کی تجلیات ہیں۔

(۲۱ نومبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— انشاء اللہ تعالیٰ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ستائیس ستمبر (جمعرات) کی شام کو ڈلہوزی سے لاہور تشریف لے آئیں گے۔

— توقع ہے کہ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن بھی اسی تاریخ کو لاہور تشریف لے آئیں گے۔ لیکن ابھی تک کوئی قطعی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ ۲۶ ستمبر کو ڈاکٹر صاحب موصوف کا جہاز بمبئی پہنچیگا۔ اس کے بعد یقینی طور پر کچھ کہا جا سکتا ہے۔

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ۲۲ ستمبر کو کوہ مری سے تشریف لے آئے ہیں۔

— مسلم ہوسٹل میں طلباء کی آمد شروع ہو گئی ہے۔ ہوسٹل کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔

— انتہائی رنج و افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے۔ جناب خان عبدالقیوم خانصاحب کے بھائی خان عبدالغفار خان سابق مختار وزیر ریاست ... گذشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کے نہایت قدیم و مخلص خدام میں سے تھے۔ مرحوم نے تین لڑکے اور تین لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ اس صدمہ میں خان عبدالقیوم خانصاحب و دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ یتیم بچوں کا حامی و ناصر ہو۔ اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

کلمہ، نماز ــــــ روزہ، حج اور زکوٰۃ

اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔ اس بات کو ہر ایک مسلمان جانتا ہے کہ احکام قرآنی کے مطابق ان سب کا ماننا اور ان پر عمل کرنا ہر ایک مسلمان مرد و عورت کیلئے ضروری ہے۔ ان پانچوں میں سے ایک کا بھی کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا۔

قرآن کے احکام کے مطابق زکوٰۃ کا قومی بیت المال

میں جمع ہوکر ایک نظام کے ماتحت خرچ ہونا نہایت ضروری ہے۔ صاحب نصاب زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ کا تیسرا حصہ اپنی مرضی سے خرچ کرسکتا ہے۔ باقی رقم کو لازمی طور پر قومی بیت المال میں جمع کرانا چاہئے تاکہ وہیں سے قومی ضرورتوں پر خرچ کیجائے۔ یاد رکھئے قرآن کے نزدیک کوئی زکوٰۃ زکوٰۃ نہیں جو باقاعدہ بیت المال میں جمع ہوکر خرچ نہ ہو

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ لاہور

کا قومی بیت المال موجود ہے اگر دوسرے مسلمان مذکورہ بالا طریق پر عمل نہیں کرتے تو اُن کو ایک حد تک معذور سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ ان کا کوئی بیت المال نہیں لیکن احمدیوں کیلئے یہ کوئی مجبوری نہیں اس لئے ہر ایک صاحب نصاب احمدی مرد و عورت کیلئے لازم ہے کہ اپنی زکوٰۃ مرکز میں ارسال کردے انفرادی طریق پر خرچ نہ کرے ورنہ اس کی ادائیگی زکوٰۃ احکام قرآنی اور قومی مفاد کے مطابق نہ ہوگی۔

قرآن کریم میں! نماز ــــ اور ــــ زکوٰۃ

کی خصوصیت سے تاکید آئی ہے لیکن افسوس مسلمانوں کی کثیر تعداد زکوٰۃ کے احکام کو فراموش کئے بیٹھے ہے۔ بلکہ بہت سے مسلمان جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں وہ بھی بالعموم احکام قرآنی کی پوری پابندی نہیں کرتے۔ یہ بہت بڑی غلطی اور کمزوری ہے جسے جلد دور کرنا چاہئے

اسلامی تاریخ پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

کے زمانہ میں منکرین زکوٰۃ کے ساتھ صرف اس وجہ سے جنگ ہوئی تھی کہ وہ زکوٰۃ کو قومی بیت المال میں بھیجنے کی بجائے اپنی مرضی سے خرچ کرنا چاہتے تھے۔ بعض صحابہؓ کی رائے اس مطالبہ کو منظور کرلینے کے حق میں تھی لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کو ماننے سے صاف انکار کردیا اور جنگ کرکے اسلامی حکم کی تعمیل کرائی۔

ہمارے ملک ہندوستان میں ماہ رجب ادائیگی زکوٰۃ کیلئے مخصوص ہے

زکوٰۃ دینے والے بالعموم اسی مہینے میں زکوٰۃ تقسیم کرتے ہیں جیسا کہ بیان ہوچکا ہے کہ اس روپیہ کا بہت بڑا حصہ برباد جاتا ہے لہذا احباب سلسلہ کا فرض ہے کہ وہ دیندار اور روشن خیال مسلمانوں کے پاس اسی ماہ جب میں پہنچیں اور تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کا جو کام ہماری طرف سے ہو رہا ہے اسکی ضرورت اور اہمیت بتلا کر ان سے زکوٰۃ لیں اسطرح انکی زکوٰۃ اچھی جگہ صرف ہوگی اور انجمن کو کسیقدر مالی امداد بھی مل جائیگی

زکوٰۃ پبلک چیریٹی یعنی قومی ــــــ خیرات

ہے اس کو قوم کی بہتری کے لئے قومی نظام کے ماتحت خرچ ہونا چاہئے۔ لیکن آج کل زیادہ تر ہٹے کٹے فقیر اور بھیک منگے ہتھا لیتے ہیں۔ اور قوم کے غریب یتیم محتاج بیوائیں اور قومی ادارے محروم رہتے ہیں۔ اس طرح قوم کو زکوٰۃ سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ بعض صورتوں میں نقصان ہوتا ہے یہ طریق اصلاح طلب ہے!

قومی بیت المال حیات قومی کیلئے دِل

کا حکم رکھتا ہے جس طرح دِل اپنے مسلسل عمل کے ذریعے تمام جسم کا خون اکٹھا کرکے صاف کرنیکے بعد ایک مقررہ قاعدے کے ذریعہ جسم میں دوبارہ تقسیم کردیتا ہے جس سے زندگی اور تندرستی قائم رہتی ہے اسی طرح قومی بیت المال کا کام ہے کہ صاحب نصاب اور متمول مسلمانوں سے زکوٰۃ کا روپیہ اکٹھا کرکے قوم کی ضرورتوں پر صرف کرے تاکہ حیات قومی قائم رہ سکے لیکن مسلمان اس حکیمانہ طریق پر عمل نہیں کرتے جو بھاری غلطی ہے۔

عورتوں کے پاس زیور ہوتا ہے احمدی خواتین

کو ادائیگی زکوٰۃ کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے خطبات میں خواتین کو زکوٰۃ کے بارہ میں خصوصیت سے مخاطب کیا ہے زکوٰۃ کے متعلق حضرت ممدوح کا ٹریکٹ تو امید ہے ہر احمدی گھر میں موجود ہوگا اس سے مسائل معلوم ہوسکتے ہیں جب مال اور زیور میں سے احکام قرآنی کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے اس میں اللہ تعالیٰ برکت دیتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عقیدہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کا
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور ائمہ اہلبیت عظام اور سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام ادیان پر غالب ہوگا

جلد ۲۵ | یوم یکشنبہ ۱۹ رجب ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۶۰

ہندوستان کے موجودہ انقلاب میں مسلمان اپنے آپ کو کس طرح محفوظ رکھ سکتے ہیں؟

ساری دنیا کی طرح ہندوستان بھی ایک عظیم الشان انقلاب سے دوچار ہے اب تو اس انقلاب کی رفتار اس قدر تیز اور اسکے اثرات اتنے نمایاں ہو چکے ہیں۔ کہ جنہیں دوربین حضرات کے علاوہ عام آدمی بھی دیکھ سکتے ہیں۔ آئین جدید کے نفاذ کے بعد ملک کے سیاسی حالات اور ہماری حکمران اور ہمسایہ اقوام کے طرز عمل میں جو اہم تغیرات ہوئے ہیں وہ سب کے سامنے ہیں سات صوبوں میں کانگریسی وزارتیں قائم ہو چکی ہیں سرحد کے علاوہ باقی تمام کانگریسی صوبوں میں ہندوؤں کی بے پناہ اکثریتیں موجود ہیں۔ وہاں مسلمان نہ صرف اقلیت میں ہیں۔ بلکہ انکی اقتصادی اور تعلیمی حالت بھی غیر تسلی بخش ہے انگریز نے کانگریس کے اقتدار کو عملاً تسلیم کر لیا ہے۔ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا فریب بھی اس حقیقت کی پردہ پوشی نہیں کرسکتا۔ کہ کانگریس ایک ہندو جماعت ہے۔ اس میں آریہ سماجی اور مہاسبھائی ذہنیت کے ہندو بکثرت شریک ہیں اور غیر معمولی اثر و اقتدار رکھتے ہیں ــــــ باقی کانگریسی ہندو جو نسبتاً کم غیر متعصب ہیں۔ وہ مذہب کے دشمن ہیں مسلمان کی مذہب سے محبت اور عصبیت انھیں ایک آنکھ نہیں بھاتی وہ مسلمان سے وطنیت کے بت کی پوجا کے متمنی ہیں۔ یہ لوگ ہندو تمدن اور ہندی زبان کو سارے ملک میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔ اور مسلمان قوم سے اس بات کے طالب ہیں۔ کہ اپنے تمدن اور زبان کو ترک کر کے اپنی ہستی کو ہندو اکثریت میں فنا کر دے سب ہندوستانی کہلائیں۔

ہندو قوم اور کانگریس اپنی ان خواہشات کو مسلمانوں سے بزور پورا کرانے پر آمادہ نظر آ رہی ہے۔ کانگریسی وزارتوں کا رخ اور ذمہ دار کانگریسی لیڈروں کے رجحانات اس پر شاہد ہیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو کا لہجہ روز بروز تشدد آمیز ہوتا جا رہا ہے ــــــ چند روز ہوئے انھوں نے صاف الفاظ میں کہدیا ہے کہ جو لوگ آج کانگریس کا ساتھ نہیں دے رہے انہیں بہت جلد اپنی غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ ہمارا ایمانداری کا خیال ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو کے یہ الفاظ حقیقت سے خالی نہیں بلکہ ان کے پیچھے ایک عزم اور طاقت ہے۔ صدر کانگریس نے آج جو کچھ کہا ہے کانگریس موقع ملنے پر اس کو ضرور عملی شکل دے گی ــــــ کانگریس کے علاوہ ہندو قوم میں ایسے عناصر بھی بکثرت موجود ہیں جو مسلمانوں کی ہستی کے کسی صورت میں بھی روادار نہیں ہیں جن کا تعصب مسلمانوں کے وجود کو کسی حالت میں بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ اگر خدانخواستہ حالات و واقعات کی رفتار مہاسبھائیوں اور آریہ سماجیوں کی دلی خواہشات کا تھوڑی دیر کے لئے بھی ساتھ دے تو وہ ہندوستان سے مسلمانوں کو مٹانے کے لئے یقیناً کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔

ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو موجودہ حالات کیوجہ سے مایوس ہو گئے ہیں۔ اور انھیں بحیثیت قوم مسلمانوں کی زندگی ہندوستان میں ناممکن نظر آنے لگی ہے۔ اور ایک شکست خوردہ سپاہی کی طرح انھوں نے اپنے آپ کو کانگریس اور ہندو اکثریت کے رحم پر چھوڑ دینا ہی مناسب سمجھا ہے ــــــ کانگریس میں جو تھوڑے بہت مسلمان شریک ہیں۔ ان میں سے بیشک بہت سے خریدے ہوئے ہیں لیکن ایسے بھی ہیں جو اپنی شکست خوردہ ذہنیت کی وجہ سے کانگریس میں جا شریک ہوئے ہیں۔ ہمارے نزدیک وہ ایسا کرنے میں شدید غلطی پر ہیں ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمان اگر چاہیں۔ تو اپنے مذہب حقوق اور تمدن و معاشرت کی کامیابی سے حفاظت کرسکتے ہیں۔ ہندو اکثریت اپنے تعصب اور تنگدلی کے باوجود ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔

لیکن ہم مسلمانوں کے موجودہ جمود و انتشار سے ضرور خائف ہیں۔ ایک زبردست خطرہ سامنے ہے۔ انقلاب کا طوفان اپنی پوری رفتار سے جا رہا ہے۔ لیکن مسلمان غافل ہیں ــــــ نہ صرف غافل بلکہ آپس میں دست و گریباں۔ زمانہ کی روش اور ہمسایہ اقوام کے طرز عمل اور ارادوں کی طرف سے انکی آنکھیں بالکل بند ہیں خطرات ان کا چاروں طرف سے محاصرہ کئے ہوئے انکی ہستی کو فنا کرنے پر آمادہ ہیں۔ لیکن انہیں کوئی احساس نہیں۔ زمانہ نے ایک نئی روحی زندگی کا مطالبہ کر رہا ہے لیکن وہ دنیا کو اپنے انتشار اور رفاہ جنگی کا شرمناک تماشہ دکھلا رہے ہیں۔

اس وقت مسلمانوں کو سب سے زیادہ ضرورت اتحاد کی ہے اگر وہ اپنا ایک متحدہ محاذ قائم کرلیں تو ان کو کوئی بھی ٹیڑھی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ اور اکثریت انکو مطمئن و خوش رکھے بغیر ایک دن کے لئے بھی کاروبار سلطنت نہیں چلا سکتی۔ تمام اسلامی فرقوں کے بنیادی اصول ایک ہیں اور صرف فروعی معاملات میں اختلافات ہیں۔ جو دور نہیں کئے جا سکتے ہیں بالکل ترکہ ... ان کا دور کرنا بہت زیادہ وقت چاہتا ہے۔ اگر کوئی شخص خواہش کرتا ہے کہ اعتقادات کے اختلافات کو دور کر کے مسلمانوں میں اتحاد قائم کیا جائے۔ تو وہ غلطی پر ہے۔ اتحاد کی واحد صورت یہی ہے کہ مسلمان آپس میں رواداری کا جذبہ اور اختلافات کی برداشت پیدا کریں۔ اختلافات کو انکی اصل حدود اور حیثیت سے نہ بڑھائیں اور معمولی معمولی تنازعات کے لئے اپنے عظیم الشان دینی و قومی مفاد کو تباہ نہ کریں ــــــ رواداری کا جذبہ اور اختلافات کی برداشت اس وقت تک پیدا نہیں ہوگی جب تک تمام اسلامی فرقے تکفیر المسلمین سے توبہ کر کے ...... ہر کلمہ گو کو مسلمان تسلیم کرنے کا اعلان نہیں کر دیتے۔ ــــــ قادیانیوں کی طرح سیاسی مسلمان نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں مسلمان، اس کے ساتھ مسلمانوں میں جو پیشہ ور تکفیر باز اشخاص اور گروہ ہیں۔ انکی پبلک حیثیت اور اثر کا قلع قمع کرنا بھی ضروری ہے

خلاصہ کلام یہ کہ موجودہ انقلاب میں مسلمانوں کی ہستی کے تحفظ کی صورت صرف اتحاد اور ایک زبردست متحدہ محاذ ہے۔ جو اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ مسلمان تکفیر کے اتحاد سوز مرض سے نجات پائیں اور ہر ایک کلمہ گو کو اپنا بھائی سمجھیں ــــــ ورنہ انہیں تباہ ہونے اور اچھوتوں کی طرح زندگی بسر کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

مولوی اللہ دتا جالندھری کا تازہ کلام

آج کل اخبار زمیندار اور قادیانی حضرات میں غیر معمولی ہم آہنگی اور یکجہتی نظر آ رہی ہے۔ زمیندار نہ صرف قادیان کے موجودہ حالات و واقعات کے متعلق خاموش ہے بلکہ متعدد امور میں قادیانیوں کی تائید کر رہا ہے۔ گذشتہ دنوں اس نے لاہور قادیان کے نمبر قادیانیوں کی تائید کرتے ہوئے لکھا تھا کہ امیر جماعت احمدیہ لاہور پہلے حضرت مسیح موعود کو نبی مانتے تھے لیکن بعد میں اپنی مصلحتوں کی وجہ سے انکار کر دیا

جناب خلیفہ قادیان کے ہمسادیاں مولوی اللہ دتا صاحب عرف ابو العطا جالندھری زمیندار کی اس تحریر کو خدا جانے کیا سمجھ کر بڑے اہتمام کے ساتھ حضرت امیر ایدہ اللہ کے ۱۹۰۱ء کے ایک عدالتی بیان کا نامکمل اقتباس پیش کر کے ثابت کرنا چاہا ہے کہ اس زمانہ میں حضرت ممدوح سیدنا حضرت مسیح موعود کو مدعی نبوت سمجھتے تھے۔ مولوی اللہ دتا صاحب اور زمیندار کو معلوم ہونا چاہئے۔ ہماری طرف سے ایک مرتبہ نہیں بار ہا جناب خلیفہ قادیان کو دعوت دی جا چکی ہے کہ وہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے تکفیر و نبوت کے مسائل پر فیصلہ کن مناظرہ کرلیں لیکن خلیفہ صاحب کو آج تک اس دعوت کو قبول کرنے کی جرات نہیں ہوئی۔ فیصلہ کن مناظرہ میں خلیفہ صاحب یہ تمام چیزیں پیش کر سکتے ہیں۔

باقی رہیں مصلحتیں تو مصلحتوں کے زیادہ تر جناب خلیفہ صاحب اور انکے مریدین کے عقائد و اصول بدلا کرتے ہیں۔ غالباً مولوی اللہ دتا صاحب کے حافظہ سے خلیفہ صاحب کا وہ خط اتر گیا جو انہوں نے شروع شروع میں لکھنے کے موقعہ پر عثمان صاحب کو لکھا جس میں صاف تحریر ہے "چونکہ حضرت صاحب کے درجے کو اس وقت بہت گھٹا کر رکھا جاتا ہے۔ اس لئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپ کے اصل درجے کو واضح کر دیا جائے ورنہ اس طرح لفظ نبی کے استعمال کو میں خود بھی پسند نہیں کرتا ..... یہ صرف چند روزہ بات ہے اور بطور علاج ہے"

اب یہ چند روزہ بات ایک مستقل عقیدہ بن چکی ہے۔ کیا زمیندار اور مولوی اللہ دتا صاحب نے اس پر غور کیا ہے؟

"محبانِ محمود"

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کے غلط اعتراض کا جواب

(از جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ سول سرجن)

محبان علی اور محبان اہلبیت تو سنا کرتے تھے لیکن جب سے محمودیوں نے احمدیت کی پاکیزہ تعلیم کو ترک کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مجدد سے نبی بنایا ہے۔ خادم کو مخدوم کے مقام پر کھڑا کر دیا ہے۔ انہیں بھی اہل بیت کا ایک گروہ پیدا ہو گیا۔ قرآن کریم کے کسی ارشاد اور حضرت مرزا صاحب کی کسی سند کے بغیر خلیفہ قادیان کے خاندان کو خاندان نبوت لکھا جانے لگا۔ اس گناہ اور غلو کے بانی یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم ہیں۔ جو لوگ محمودیوں کے باطل عقائد سے بیزار ہیں انہیں دشمنان اہلبیت کا خطاب دیدیا گیا ہے

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری جو میاں صاحب کے ایک مشہور مرید ہیں اور ان نئے شیعوں (محمودیوں) کی غالی قوم میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم یہ جو کچھ میاں محمود احمد صاحب کے خود ساختہ اور باطل عقائد اور غلط طرز عمل مثلاً حضرت خاتم النبیین صلعم کے بعد اجرائے نبوت اور تکفیر اہل قبلہ اور مسلمانوں سے قادیانیوں کی نفرت کی تردید کرتے ہیں اس کی وجہ محض میاں محمود احمد صاحب سے ذاتی عناد ہے۔ قاضی صاحب کا ایسا کہنا بالکل غلط اور ایک بے بنیاد الزام بلکہ بہتان عظیم ہے۔ ہم قاضی صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خدا تعالیٰ اور اس کے رسول برحق حضرت نبی کریم صلعم کا عیسائیوں سے کوئی ذاتی عناد تھا کہ قرآن و حدیث میں حضرت مسیح کے ابن اللہ ہونے کے عقیدہ کی بسط سے تردید کی گئی ہے۔ پھر کیا حضرت مجدد زمان کا آریوں اور عیسائیوں سے کوئی ذاتی عناد تھا، اور لیکھرام سے کوئی دشمنی تھی کہ آپ نے آریوں کے خلاف اس قدر مضامین اور کتابیں لکھیں اور لیکھرام کے قتل کی پیشگوئی کی۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی یہ مخالفت بعض مسئلہ اور مخالفین کے غلط عقائد کی وجہ سے تھی تو پھر اگر ہم قادیانیوں کے سراسر غلط اور خلاف اسلام و احمدیت عقائد کی تردید کریں تو اس کو ذاتی عناد پر کیوں محمول کیا جاتا ہے؟ آپ خود ہی بتائیں کہ جب قادیانی حضرات قرآن و حدیث اور حضرت مجدد زمان کی تعلیمات کے صریح خلاف خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مرزا صاحب کو نبی بنائیں اور باوجود حضرت مرزا صاحب کے بار بار انکار کے کہ آپ نبی نہیں ہیں آپ کو نبی کہا جائے اور آپ کے قریباً ہر ایک کتاب میں یہ لکھنے کے باوجود کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آسکتا اور اب ختم نبوت کے بعد جو کوئی شخص دعوئے نبوت کرے وہ کافر دجال اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ قادیانی خواہ مخواہ آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرتے ہیں اور اس طرح گویا محبت اور غلو کے رنگ میں آپ کو گالیاں دیتے ہیں اور مخالفین سے دلواتے ہیں پھر حضرت مرزا صاحب نے صاف صاف لکھوایا کہ میرے انکار سے کوئی شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ اس صاف اور صریح ارشاد کے باوجود جماعت قادیان اپنے خلیفہ کی تعلیمات کی وجہ سے اپنے سوا دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہے۔ پس قادیانیوں کے ان غلط اور خطرناک عقائد کی موجودگی میں جن سے ہمارے نبی کریم صلعم کی ہتک ہوتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب پر افترا ہوتا ہے۔ اور وحدت اسلامی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی پورے زور اور قوت سے تردید کریں۔

باقی۔ محبت کا سوال تو ہم نے بارہا قرآن کریم کو پڑھا اور اس کے مطالب پر غور کیا۔ ہمیں کہیں نظر نہیں آیا کہ کسی نبی یا مامور من اللہ کی اولاد سے محبت کرنا بھی مسلمانوں کا فرض ہے۔ برخلاف اس کے قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ (اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ کے سوا اس کے ہمسر بنا لیتے ہیں اور ان سے اللہ کی طرح محبت کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لائے وہ اللہ کی محبت بہت بڑھکر رکھتے ہیں) پس غیر اللہ سے ایسی محبت اور ان کے فتووں کو اللہ کے احکام کے برابر ماننا، جیسا کہ آجکل محمودی قوم کا شیوہ اور جناب میاں صاحب کا حکم ہے۔ یہ تو مشرکوں کی علامت ہے ایک موحد قوم ایسا نہیں کر سکتی۔ ان کی حالت تو قرآن کریم یوں ارشاد فرماتا ہے والذین اٰمنوا اشد حبا للہ کہ مومن کی محبت سب سے زیادہ اللہ کے لئے ہے۔ پھر محبت الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے رسول خدا کو یوں ارشاد ہوتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (کہو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کریگا) پس اس ارشاد الٰہی سے ثابت ہوا کہ خدا کے رسولوں سے محبت کے معنی ان کی تعلیم کی پیروی ہے۔ حضرت رسول خدا صلعم نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے ساتھ محبت کرو بلکہ یہ کہا کہ میری پیروی کرو۔ جہاں اولاد کے ساتھ محبت کا ذکر کرنا چاہیئے تھا وہاں فرما دیا۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے) یعنی جسمانی اولاد مردوں میں سے کوئی نہیں کیونکہ آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے اور آپ خاتم النبیین ہیں۔ یہاں جسمانی اولاد کی محبت کا کوئی ذکر نہیں بلکہ ایک گونہ نفی ہے۔ ہاں اس مسئلہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہ السلام کے ذکر میں صاف طور پر بتا دیا۔ کہ جسمانی تعلقات کی وجہ سے کسی مامور کے متعلقین سے کوئی محبت نہ ہونی چاہیئے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ لیس من اھلک کہ وہ تمہارے اہل میں سے نہیں پس قاضی صاحب بتلائیں کہ ان کی جماعت کے مذکورہ بالا اعتقادات کے ہوتے ہوئے اور پھر ان سنگین الزامات کی موجودگی میں جو خود میاں صاحب کے مریدین مستری صاحبان و مصری صاحب اور دیگر "مخرجین" و "منافقین" ان پر لگا رہے ہیں جن کو ایک شریف آدمی بخوشی سننا بھی گوارا نہیں کر سکتا اور جن کی وجہ سے قتل و مقاتلہ تک نوبت پہنچ چکی ہے اور جنکی وجہ سے احمدیت اور بانی احمدیت کی سخت بدنامی ہو رہی ہے۔ کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم محمودیوں کی اصلاح کے لئے ان کے غلط عقائد کی تردید کریں اور ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کریں۔ کیا محمودیوں کی خیرخواہی اس میں ہے کہ ان کی حالت روز بروز زیادہ خراب ہوتی جائے اور ہم خاموش بیٹھے رہیں یا اس میں ہے کہ ان کو ان کی غلطیوں سے آگاہ کیا جائے اور وہ اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کر لیں۔

اصل میں میاں صاحب کے دشمن ان کے وہ مرید ہیں جو ہر موقع پر ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ جیسے خود قاضی صاحب کرتے ہیں۔ یہ دراصل دوست، نادشمن یا نادان دوست ہیں۔ ہم ان کے دشمن نہیں جو میاں صاحب کی بہتری کی خاطر ان کو ان کی غلطیوں سے آگاہ کرتے ہیں۔

بالآخر قاضی صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر آپ کا اس پر ایمان ہے کہ خدا کے مرسلوں کے رشتہ داروں سے محبت کرنا خواہ ان کے اعمال کیسے ہی ہوں ہر مسلمان پر فرض ہے تو پھر آپ سب سے پہلے مجھ سے بیعت محبت کریں کیونکہ میں آل رسول ہوں اور حضرت مجدد زمان کی جانشین انجمن کا لائف ممبر اور حضور کا صحابی اور دعوے کر سکتا ہوں کہ لاہور کا ہوں شاید خدا تعالیٰ نے مجھے پاک ممبروں میں سے کر دے اگرچہ عاجز ہوں ۔

خلیفہ صاحب قادیان کا مثیل پوپ ہونیکا اعتراف

جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

حضرت مولانا نور الدین صاحب علیہ الرحمۃ کی وفات پر جب جماعت میں تفرقہ ہوا اور میاں محمود احمد صاحب نے تخت خلافت پر قدم رکھا تو سب سے پہلا کارنامہ جو میاں صاحب نے کیا وہ یہ تھا کہ قوم سے ایک ریزولیوشن پاس کرا کے صدر انجمن قادیان کو خلیفہ کے ماتحت۔ خلیفہ کے غلاموں کی ایک ٹولی کی حیثیت دیدی۔ اس وقت میں نے اخبار میں ایک مضمون لکھا تھا کہ میاں محمود احمد صاحب نے خلیفہ کی جس قسم کی حیثیت پیدا کر دی ہے وہ وہی ہے جو رومن کیتھولک عیسائیوں میں پوپ کی ہے۔ جس طرح عیسائیوں نے غلو کر کے مسیح کو نبی سے خدا بنایا اور اس کے بعد خلیفوں کا ایک سلسلہ پوپ کے نام سے چلایا اور اسے کلی اختیارات خدا اور رسول دونوں کے سونپ دیئے۔ اسی طرح آج بھی مسیح موسوی سے مسیح محمدی کی مماثلت عجیب طریق سے پوری ہو رہی ہے کہ جماعت کے ایک بڑے حصہ نے غلو کر کے آپ کو مجدد سے نبی بنایا اور آپکے بعد مطلق الکل خلافت کا سلسلہ جو چلانے لگے ہیں وہ ٹھیک پوپوں کے نقش قدم پر ہے۔ میرے اس مضمون سے میاں صاحب کے مریدوں میں بڑی زبردست نہر غصہ اور نفرت کی پیدا ہوئی اور اپنے اخباروں میں مجھے بہت گالیاں دی گئیں۔ میرا بڑا لڑکا ممتاز احمد فاروقی ان دنوں میں مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں پڑھتا تھا اسے وہاں ٹھہرنا مشکل کر دیا۔ استاد سے لیکر سکول کے لڑکوں تک نے اسے تنگ بنا لیا کہ دیکھو اس کے باپ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو مثیل پوپ کہدیا۔ آخر ممتاز احمد اسکول چھوڑ کر میرے پاس راولپنڈی چلا آیا اور وہاں اسلامیہ ہائی سکول میں داخل ہو گیا۔

حافظ روشن علی صاحب کا خلیفہ قادیان کو پوپ کہنا

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس کے کچھ دنوں بعد حافظ روشن علی صاحب مرحوم جو میاں محمود احمد صاحب کا دست راست تھے اور میاں صاحب کی خلافت بنانے میں انہوں نے اتنا بڑا حصہ لیا تھا کہ ان کو اور شیخ یعقوب علی تراب صاحب کو اگر خلیفہ گر کہدیا جائے تو بھی بجا ہے۔ وہ لیشاور گئے۔ پشاور میں ہمارے لاہوری جماعت کے احباب سے مباحثہ کے دوران میں جب ان سے سوال کیا گیا کہ مسیح اسرائیلی کے بعد کوئی خلافت کا سلسلہ نہ چلا تو مسیح محمدی کے بعد خلافت کا سلسلہ چلانا کیا معنی؟ تو انہوں نے بڑے فخر سے کہا کہ مسیح اسرائیلی کے بعد برابر خلیفوں کا سلسلہ چل رہا ہے اور وہ ہیں روما کے پوپ۔ میں نے اسی وقت مضمون لکھا کہ مجھ غریب پر تو قادیانی برس پڑے تھے اب حافظ روشن علی صاحب خود خلیفہ قادیان کو مثیل پوپ کہہ رہے ہیں ان کو کیا کہو گے؟ لیکن مشکل ہے کہ نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ ساری محمودی قوم چپ کر کے اس تلخ گھونٹ کو پی گئی اور صدائے برنخاست۔

سچے اعتراضات کرنیوالے کا بھی مستوجب سزا ہونا پوپ کا اصول ہے

کئی سال کے بعد جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ اعلان کیا کہ خلیفہ پر سچے اعتراضات کرنیوالا بھی مستوجب سزا ہے تو پھر میں نے آواز اٹھائی کہ دیکھو اب یہ وہی اصول ہے جو پوپ کا ہے۔ خلیفہ قادیان کا قدم ٹھیک پوپ کے نقش قدم پر پڑ رہا ہے۔ یہ اسلامی خلافت نہیں اسلامی خلافت میں تو ایک ایک بڑھیا خلیفہ پر اعتراض کرتی تھی اور خلیفہ کو بھری محفل میں اپنے الفاظ واپس لینے پڑتے تھے۔ لیکن میری آواز بھی صدا بصحرا ثابت ہوئی۔

کنفش کا اصول

اب ایسا ہوا کہ جناب میاں محمود احمد صاحب سے بعض امور ایسے سرزد ہوئے جن سے صاف پتہ لگ گیا کہ پوپ سے مماثلت مکمل ہو گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ میاں صاحب کے مریدوں میں سے بعض سربرآوردہ لوگوں نے اپنی لڑکیوں کا نکاح غیر احمدیوں سے کر دیا۔ حالانکہ میاں محمود احمد صاحب اور آپ کی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر ایک غیر احمدی خواہ وہ حضرت مسیح موعود کو راستباز بھی مانتا ہو لیکن ابھی اس نے بیعت نہ کی ہو تو بھی وہ کافر خارج از اسلام ہے۔ جس کے یہ صاف معنی ہیں کہ اس کے ساتھ لڑکی کا رشتہ کرنا حرام ہے۔ کیونکہ ایک مومنہ عورت کا کافر مرد کے ساتھ نکاح قرآن کریم کے رو سے حرام ہے اور اگر کوئی ایسا نکاح ہو جائے تو وہ قرآن کریم کی نص صریح کے ماتحت کالعدم ہے۔ گویا وہ ایک فعل حرام ہے

سیالکوٹ میں، لاہور میں، اوکاڑہ وغیرہ میں ایسے نکاحوں کی مثالیں موجود ہیں جن میں محمودی قوم کے سربرآوردہ لوگوں نے اپنی بیٹی غیر احمدی کے ساتھ بیاہ دی۔ اس پر خلیفہ صاحب قادیان کے دربار سے بازپرس ہوئی اور بہت ٹھیک بازپرس ہوئی۔ کیونکہ ایک فعل حرام کے ارتکاب پر خلیفہ کا بازپرس کرنا ضروری تھا اور ایسے لوگوں کو جماعت سے خارج کرنے کی دھمکی دی گئی۔ اس پر ان مریدوں نے رونا دھونا شروع کر دیا اور بہت آہ و بکا اور نالہ و شیون کا ہنگامہ بپا ہوا مگر رفتہ رفتہ یوں ہوا کہ دربار خلافت میں حاضر ہو کر ان مریدوں نے نہ معلوم وہاں کیا کیا گڑ گڑاہٹ کی اور کیا کیا اور کیا نہ کیا۔ بہ ظاہر یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے معافی مانگ لی اور خلیفہ صاحب نے معافی دیدی۔ بیوی احمدی بلکہ محمودی۔ شوہر غیر احمدی بلکہ احراری۔ اب سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک فعل جو شریعت کے رو سے حرام ہے وہ خلیفہ کے معافی دیدینے سے حلال کس طرح بن گیا کیا خلیفہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ شریعت کے حلال کو حرام کر دے اور حرام کو حلال کر دے؟ یہ تو صریح قرآن و حدیث کے مخالف ہے قرآن کریم میں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کہ یہود اور عیسائی اپنے علماء و مشائخ کو اللہ کے سوا اپنا رب بناتے ہیں تو ایک اہل کتاب نو مسلم صحابی عدی بن حاتم نے عرض کیا کہ حضور ہم نے تو اپنے علماء اور مشائخ کو کبھی اللہ کے سوا رب نہیں بنایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا یہ سچ نہیں کہ تمہارے علماء اور مشائخ شریعت کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا کرتے تھے اور تم ان کی اندھی تقلید کیا کرتے تھے۔ اس صحابی نے کہا ہاں یا رسول اللہ یہ سچ ہے تو آپ نے فرمایا یہی اللہ کے سوا علماء اور مشائخ کو رب بنانا ہے تو اسلام کے رو سے تو یہ صاف انسان پرستی اور شرک ہے۔ اس میں تو کوئی کلام ہی نہیں۔ البتہ اس کی مثال اگر کوئی ملتی ہے تو عیسائیوں میں پوپ کے ہاں۔ یہ پوپ کا مسلک ہے کہ انسان کسی گناہ کا بھی ارتکاب کر لے پوپ سے معافی مانگ لے تو وہ معاف کر دیا کرتا ہے چنانچہ اس اصول کا نام عیسائیوں میں کنفش (Confession) ہے۔ چونکہ اکیلا پوپ تمام دنیا کے عیسائیوں کو بھگتا نہیں سکتا تھا۔ اس لئے پوپ نے اپنے مستند پادریوں کو بھی یہ اختیارات دیئے تھے کہ جب ایک عیسائی کسی گناہ کا مرتکب ہو تو وہ پادری کے سامنے اعتراف گناہ کرے تو پادری کو اختیار ہے کہ وہ معاف کر دے۔ اگرچہ اس مسلک نے پادریوں میں ایسے لوگ کثرت سے پیدا کر دیئے جنہوں نے اس اصول سے بہت سے ناجائز فائدے اٹھائے۔ مگر یہ اصول آج بھی قائم ہے۔ اور اسی اصول کو آج ہم میاں محمود احمد کے ذریعہ محمودیوں میں بھی جنم لیتے دیکھتے ہیں کہ ایک فعل جو ان کے عقیدہ کے مطابق شرعاً حرام ہے خلیفہ کے معاف کر دینے یا اجازت دیدینے پر وہ حلال ہو جاتا ہے۔

خلیفہ کی استبدادیت کی انتہا

اس کے بعد ابھی حال میں جناب میاں صاحب نے دو تفسیریں ایسی کیں جن سے پوپ کی استبدادیت سے بھی آپ کی استبدادیت سبقت لے گئی۔ ایک تو آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول کی تفسیر ہے اس کے اصل معنی تو یہ ہیں کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ پھر اگر اولی الامر سے کچھ تنازعہ ہو جائے تو اللہ اور رسول کی طرف معاملہ کو پھیر دو یعنی معاملہ کو خدا اور رسول کے حکم یعنی قانون شریعت کی طرف پھیر اجائے اور جو قانون فیصلہ دے اس کے مطابق عمل کیا جائے یعنی اگر قانون خلیفہ کے خلاف فیصلہ دیگا تو اس پر برابر عمل کیا جائے گا اور خلیفہ کو قانون کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ لیکن میاں صاحب نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ اگر خلیفہ میں اور تم میں تنازعہ ہو جائے تو چپ کر رہو خلیفہ کو اپنا کام کرنے دو۔ قیامت میں جب اللہ اور رسول دونوں مل کر تخت پر بیٹھے ہوئے ہوں گے یعنی رسول بھی جب خدا کی طرح مالک یوم الدین بنے ہوئے بیٹھے ہوں گے اور خدا اور رسول دونوں مل کر مظلوموں کی فریادیں سن رہے اور فیصلے کر رہے ہوں گے تو اس وقت وہاں ان سے خلیفہ کے ظلم کی فریاد کر لینا۔ مگر دنیا میں خلیفہ کا ہی حکم چلیگا۔ لیکن یہ سمجھ نہیں آتا کہ خدا و رسول نے جب خود خلیفہ کو یہ تمام اختیارات دیئے ہوئے ہیں کہ وہ جو چاہے کرے کوئی اس پر اعتراض نہیں کر سکتا تو اس داد خواہ کی کس نے سننی ہے نہایت بے عزتی کے ساتھ کان سے پکڑ کر نکال دیا جائے گا۔ ناحق کی رسوائی! جس ہستی کو خدا کامل اختیارات بخش دے اس پر اعتراض ہی بے معنی ہے۔ چنانچہ میاں صاحب نے دوسری آیت کی تفسیر میں معاملہ کو بالکل صاف کر دیا ہے آیت استخلاف کی تفسیر کرتے ہوئے ”یمکنن لہم دینہم الذی ارتضٰی لہم“ (کہ خدا ان کے دین کو جو انہیں پسند ہے مضبوط کر کے رہے گا) کی تفسیر میاں صاحب نے یہ کی ہے کہ یہاں ان کے دین سے مراد خلیفہ وقت کی پالیسی ہے یعنی خدا اسی پالیسی کو مضبوط کریگا جو خلیفہ کو پسند ہو گی گویا دنیا میں پالیسی خلیفہ کی چلیگی اور جو پالیسی بھی خلیفہ پسند کریگا اور چلائیگا خدا نے اپنے لئے لازم پکڑ لیا ہے کہ وہ اسی کو دنیا میں مضبوط کرے گا دوسرے لفظوں میں یہ کہ آگے آگے خلیفہ صاحب ہوں گے وہ رستہ بناتے جائیں گے اور پیچھے پیچھے خدا صاحب ہوں گے وہ اس رستہ کو پختہ کرتے چلے آئیں گے۔ ان دریں حالات صاف ظاہر ہے کہ اپنی پالیسی کی وجہ سے خلیفہ کے ہاتھوں کسی غریب پر اگر ظلم ہو جائے گا تو خدا اس ظلم کو اپنے ہاتھوں سے مضبوط کریگا۔ تو قیامت میں اس مظلوم کی اپیل کس کے سامنے ہو گی اور کس کے خلاف ہو گی۔ کیا خود خدا کے خلاف!!!

خدا کا نمائندہ

پس قیامت کی فریاد رسی محض ایک امید موہوم ہے۔ جب خلیفہ کی پالیسی خود خدا کی پالیسی ہے اور خلیفہ خود خدا کا نمائندہ ہے تو ظالم کون اور ظلم کیسا۔ خلیفہ کچھ نہیں کر رہا خود خدا کر رہا ہے۔ یہ میں نہیں کہتا۔ میاں محمود احمد صاحب کہتے ہیں۔ سُن لو۔ فرماتے ہیں :-

"جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے۔ وہ دنیا میں خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ ہے"

(خطبہ جمعہ الفضل ۲۷ اگست ۱۹۳۷ء)

دیکھو لوہاں نیچے آپ کو میاں محمود احمد صاحب نے نہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ قرار دیا ہے بلکہ خدا کا بھی نمائندہ قرار دیا ہے۔ فرمائیے یہ رسالت کا دعویٰ چھوڑ کر کیا خدائی کا دعوےٰ نہیں ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ جس قدر شرک مبت پرست دنیا میں آباد ہیں۔ یہ اپنے پیروں اور پاکباز لوگوں کے نمائندے تک کچھ کر دیتے ہیں اب جب خلیفہ خدا کا نمائندہ ہے تو جو کچھ وہ کر رہا ہے وہ خدا کر رہا ہے پھر کسی کا خدا سے تنازعہ کرنا کیا معنی اور اس کی داد خواہی کیلئے عدالت میں اپیل ہی کونسی ہو سکتی ہے؟

مثیل پوپ ہونے کا اعتراف

یہ صاحب وہی پوزیشن ہے جو پوپ کی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہے جا کر یورپ کے حالات اور اس کے مسلک کو پڑھیں۔ قریباً ان میں مشابہت پائیں گے نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اگر جی کہتا ہوں تو رکیوں دیا "الفضل" ۲۷ اگست ۱۹۳۷ء کو پڑھ لو جب میاں محمود احمد صاحب خطبہ جمعہ میں اپنی شان اور اقتدار کو بیان کرتے ہوئے خود اپنی مماثلت پوپ سے قائم کرتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے :-

"جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے۔ وہ دنیا میں خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ ہے اور چونکہ دین دنیا پر مقدم ہے اس لئے گو تم دنیوی معاملات میں حکام کی اطاعت کرو گے لیکن اگر دین کا معاملہ آ جائیگا تو پھر ان بادشاہوں کو ہماری اطاعت اور فرمانبرداری کرنی پڑے گی۔ . . . . کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بادشاہ احمدی ہو اور وہ میرے ہاتھ پر بیعت کرے اور پھر وہ یہ کہے کہ میں تمہارا حاکم اور میں تمہارا بادشاہ ہوں۔ لازماً یہی کہیگا کہ دینی میدان میں میں تو غلام ہوں۔ میں ہی شاگرد اور میں ہی ماتحت ہوں۔ عیسائیوں میں اس کی مثال موجود ہے اور وہ یہ کہ جو بادشاہ پوپ کو مانتے ہیں وہ پوپ کو اپنا سردار اور حاکم سمجھتے ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہماری بادشاہتیں ہمیں پوپ سے ملی ہیں زمانہ وسطیٰ میں تو یہ قاعدہ تھا کہ جب بادشاہ تخت پر بیٹھتا تو وہ پوپ کے پاس اپنی بادشاہت کی منظوری کے لئے چٹھی بھیجتا۔ اور جب وہ اسے بادشاہ تسلیم کر لیتا تب وہ اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتا۔ عیسائی اپنا مذہبی پیشوا پوپ کو سمجھتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ کے نزدیک خلیفہ وقت اس کا مذہبی پیشوا ہے۔ پس جو بادشاہ بھی احمدی ہوگا وہ اپنے آپ کو خلیفہ وقت کا ماتحت اور نائب سمجھیگا اور گو دنیوی معاملات میں اس کے احکام نافذ ہوں گے مگر دینی معاملات میں حکومت احمدی خلیفہ کی ہی ہوگی اس لحاظ سے اگر اپنے موجودہ زمانہ کے لوگوں سے مقابلہ کرتے ہوئے کوئی شخص خلیفہ وقت کو بعد از خدا بزرگ توئی کہدے تو کہہ سکتا ہے اور اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا"

ملاحظہ فرمایا استبدادیت اور ذہنی غلامی کی وہ زنجیریں جو از منہ وسطیٰ میں پوپ نے یورپ کی تمام مادی، اخلاقی، ذہنی اور روحانی ترقیات کے پیروں میں ڈال رکھی تھیں وہ میاں صاحب اب دوبارہ مسلمانوں کی ترقیات کے پیروں میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں تمام محمودی صاحبان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ گو مجھے اس انتہائی غلو اور خدا کی نمائندگی کے دعوے پر سخت افسوس ہے کیونکہ اس طرح بجائے توحید کے ثنا ہونے دوئی قسم کے شرک کا دروازہ کھولدیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی اس بات سے خوشی ہے کہ آج سے ۲۲ سال قبل جو بات ہم نے کہی تھی کہ یہ خلافت پوپ کی خلافت سے مماثلت رکھتی ہے۔ آخر وہ میرا قیاس صحیح نکلا۔ اب میں دیکھونگا کہ جنہوں نے اس وقت میری اس بات پر بہت بُرا منایا تھا۔ آج خود میاں محمود احمد صاحب کی زبان سے اس اعتراف کو سن کر کیا کہیں گے۔ غالباً "حسبنا" و "صل علیٰ" کا نعرہ بلند کریں گے۔ کیونکہ یہ میرا تجربہ ہے کہ اگر ہم کوئی ایسی بات میاں محمود احمد صاحب کی طرف منسوب کریں جس سے ان کی سخت بیزاری اور نفرت کرتی ہے۔ تو فوراً میرے بعض محمودی کا مرتکب قرار دے کر اس کی صداقت سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ لیکن وہی بات جب میاں صاحب موصوف خود فرما دیں تو ساری قوم اسے شربت کے گھونٹ کی طرح پی جاتی ہے

ایک مثال

گجرات میں ایک دفعہ ایک محمودی ڈاکٹر صاحب میرے ہاں مہمان ہوئے۔ انہوں نے خود اختلافی مسائل کا ذکر چھیڑ دیا۔ دوران گفتگو میں میں نے ذکر کیا کہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے شملہ میں خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے کہ جو میرا منکر ہے وہ حضرت مسیح موعود کا منکر ہے اور جو حضرت مسیح موعود کا منکر ہے وہ محمد رسول اللہ صلعم کا منکر ہے اور جو محمد رسول اللہ صلعم کا منکر ہے وہ تمام انبیاء کا منکر ہے اور جو تمام انبیاء کا منکر ہے وہ خدا کا منکر ہے۔ گویا اس طرح میاں محمود احمد صاحب کا منکر حضرت مسیح موعود۔ محمد رسول اللہ صلعم۔ تمام انبیاء اور خود خدا کا منکر ٹھہر گیا اور کافر کیا بلکہ اکفر بن گیا۔ ایک شخص جو نہ رسول ہے نہ مجدد و مامور اس کا ایسی باتیں کرنا کیا ظاہر کرتا ہے۔ یہی کہ اس شخص کو علم صحیح اور معرفت الٰہی سے کوئی حصہ نہیں ملا۔ اس لئے وہ سمجھتا ہے کہ یہ سب نبی اور رسول اور مجدد و مامور زبان کی ڈینگوں سے ہی دنیا میں بڑے آدمی بن گئے۔ میری یہ باتیں سنکر وہ محمودی ڈاکٹر صاحب بہت بگڑے۔ فرمانے لگے کہ کوئی صاحب عقل و ہوش آدمی ایسی باتیں نہیں کر سکتا کہ میرا انکار حضرت مسیح موعود کا انکار اور محمد رسول اللہ صلعم کا انکار اور تمام انبیاء کا انکار اور خود خدا کا انکار ہے۔ تم پیغامیوں کی یہ عادت ہے کہ بغض محمود کی وجہ سے حضرت خلیفہ صاحب کی طرف ایسی لغو باتیں منسوب کرتے رہتے ہو۔ میں نے کہا سرکار! الفضل میں یہ چھپا تھا۔ تعجب ہے۔ آپ نے نہیں پڑھا۔ فرمانے لگے۔ سب جھوٹ۔ سب افتراء۔ خدا کا شکر کہ میرے ڈاکٹر شاہ صاحب وہیں بیٹھے ہوئے تھے وہ چپکے سے اٹھے اور اندر چلے گئے۔ اپنا بستہ کھولا اور وہ اخبار "الفضل" جس میں میاں صاحب کا یہ خطبہ چھپا ہوا تھا لے آئے۔ انہیں پڑھنے کو دیا۔ انہوں نے جب وہ سب باتیں پڑھیں تو پہلے تو کچھ عرصہ کے لئے غوطے میں گئے۔ پھر سر اٹھایا اور فرمایا کہ جو کچھ حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں بالکل صحیح ہے۔ واقعی ان کا منکر ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے" میں نے سنکر کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون یعنی یہ انا للہ ان کی عقل اور ضمیر کی موت پر پڑھی۔ . . . . . .

. . . .

ہز ہولی نس کا احیاء

مجھے امید ہے کہ مثیل پوپ ہونے کے اس اعلان پر میاں صاحب کے مریدوں میں خوشی کا نعرہ بلند ہوگا اور اسے ایک پیشگوئی سمجھا جائے گا کہ وہ دن نزدیک ہے جب میاں محمود احمد صاحب کے ماتحت دنیا کے تمام بادشاہ ہوں گے اور میاں صاحب کی منظوری سے بادشاہ بنا کریں گے۔ پوپ کی طرح بہشت کی کنجی پہلے ہی میاں صاحب کے ہاتھ میں تھی کہ بہشتی مقبرہ ان کے قبضہ میں تھا۔ اب دنیا کی بادشاہتوں کی کنجی بھی ملنے کا وقت قریب ہے۔ اب چاہیئے کہ ہز ہولی نس کا لقب جو پوپ کا ہے اور جو پہلے میاں صاحب کیلئے استعمال ہوا کرتا تھا اسے زندہ کیا جائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ نے اس پر اعتراض کیا تھا تو یہ لقب استعمال کرنا موقوف کر دیا گیا۔ اب میرے خیال میں دوبارہ گورنمنٹ میں تحریک کر کے اس لقب کو بطور خطاب کے حاصل کرایا جائے اور صاف کہدیا جائے کہ احمدیوں کے خلیفہ کو احمدیوں میں وہی حیثیت حاصل ہے جو عیسائیوں میں پوپ کو۔ تو ہز ہولی نس کا خطاب کیوں احمدیوں کے خلیفہ کو نہ دیا جائے؟ امید ہے پوپ سے مماثلت پر اگر دلائل کافی وشافی دیئے جائینگے تو کوئی وجہ نہیں کہ گورنمنٹ نہ مان جائے؟ دلائل جمع کرنے کے معاملہ میں ہم بھی ہر طرح کی مدد دینے کو تیار رہیں۔

قرآنی قانون کی اشاعت

دگر بہ رزم عرب خیمہ زن کہ بزم عجم
مئے شکستہ و جام شکستنی دارد

(از مسلم بی-اے)

"Many a battle have been won by a bad general, but, none have been won so far, by a good debating society" (Macaulay).

"ناتجربہ کار جرنیلوں نے تاریخ عالم میں بہت سی جنگیں فتح کی ہیں مگر ایک بلند پایہ بحث و تمحیص میں معروف رہنے والے اشخاص کی سوسائٹی نے آج تک کوئی بھی لڑائی نہیں جیتی۔" (میکالے)

واقعات بسرعت انقلاب پذیر ہو رہے ہیں۔ ہر فرد اور قوم زندگی کی تگ و دو میں تیز گام ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ ہر آن ایک نئی شان سے ہمارے سامنے رونما ہوتا ہے۔ وہ قومیں جو کل تک خواب غفلت کا شکار تھیں۔ آج پر پرزے نکال کر منزل مقصود کی طرف روانہ ہو چکی ہیں۔ وہ لوگ کل تک جن پر ہم تمسخر آمیز ہنسی ہنسا کرتے تھے آج ہمیں آنکھیں دکھا رہے ہیں۔ ہم ان کے پیچھے بیٹھ رہے ہیں۔

اور ہم جو پیدا ہی غلبہ و ترقی کے لئے ہوئے جن کے نزدیک زندگی نام ہے حرکت کا جسمانی اور روحانی حرکت کا۔ مسلسل جد و جہد کا۔ حوادث عالم کا اولوالعزمی سے مقابلہ کرنے کا اور دنیا کی رہنمائی کرنے کا جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ تمہیں دشمنوں پر تا ابد غالب رکھوں گا۔ جو بجز اس کے وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد کے مصداق ہیں۔ جنہوں نے کائنات میں توحید کا علم بلند کرنا ہے۔ اور جنہیں "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" کے الہام الٰہی کے مطابق دنیا کی حکومت سپرد ہونے والی ہے آج بے حس و حرکت ہیں۔ ارد گرد کے حالات سے بے نیاز ہو کر کشمکش موت و زیست میں گرفتار ہیں۔

ایک سمجھدار اور دور اندیش قوم کا اولین فرض ہے کہ ارد گرد کے پیش آمدہ حالات سے باخبر ہو۔ اور ان کے مطابق ہر وقت چوکنا رہ کر اپنے آپ کو بدلتی رہے۔ کسی قوم کی تباہی اور جمود کی یہی دلیل کافی ہے کہ وہ دنیا بھر میں انقلابات آنے کے باوجود ٹس سے مس نہ ہو۔ اور پرانی لکیر کی فقیر ہو کر وقت گزارنے پر قناعت کر لے۔ حالانکہ نہ بدلنے والی ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے قومی اصول اور نصب العین۔ لیکن اس کے حصول کے ذرائع میں ہر لحظہ تبدیلی کی اشد ضرورت ہے۔ ایک تو اس لحاظ سے کہ بیرونی حالات میں تغیر ہوتا رہتا ہے اور دشمن مختلف طرفوں اور طریقوں سے حملہ آور ہوتا ہے دوسرے اس لئے کہ قوم کی اندرونی حالت میں بھی نمایاں تبدیلی ہوتی ہے کیا بلحاظ تعداد اور کیا بلحاظ وسعت قدرت کے۔

یہ امر بار بار قوم کے سامنے آ چکا ہے اور آج پھر لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارا نصب العین دنیا میں قرآنی حکومت کا قائم کرنا ہے۔ مشرق و مغرب کو اس پائندہ قانون کے تدوین میں لانا ہے۔ اور یکون الدین کلہ للّٰہ کہ محض الٰہی قانون ہی ہر جگہ رائج ہو جائے کو پیش نظر رکھتا ہے۔

افسوس کی بات تو یہ ہے کہ قرآن و اسلام کے مقصد کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی جاتی ہے۔ آج قرآن کا مقصد صرف اس قدر سمجھا جاتا ہے کہ اس کو تبرک چھوڑا جائے حالانکہ اسی حد تک رہ جانا اسلام سے وفاداری نہیں کہلا سکتا۔

قرآن کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ دیگر انسانی دماغ کے پیدا کردہ قوانین کو قدموں تلے روند کر محض الٰہی قانون کو قبول کر لیا جائے اور اسی کے مطابق زندگی گزاری جائے۔ وہ قوم جو ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الخ کا مفہوم محض اصداق کی شکل میں اشاعت دین سمجھی ہے وہ خطرناک غلطی پر ہے۔

ہمارے سامنے اشاعت قرآن سے مراد محض یہ ہونی چاہیئے کہ دنیا بھر کے قوانین کو باطل قرار دے کر اس کی جگہ قرآن کے قانون کو نافذ کرنے کی سعی کی جائے۔ اور اس امر کو الفاظ کے ہیر پھیر میں دنیا کے سامنے پیش کرنا معیوب اور نقصان رساں ہے۔ موجودہ طریق اشاعت قرآن سے ہم زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے ہیں کہ ایک خاص طبقہ کے افراد کے خیالات میں تبدیلی کر دیں۔ یہ بھی کوئی معمولی اور حقیر امر نہیں۔ **مگر ان میں قوت عمل ہرگز پیدا نہیں کر سکتے**۔ حقیقی ذریعہ یہی ہے کہ ہم خود اس کے احکام کو اختیار کر لیں۔ اور دنیا کی طعن و تشنیع کے علے الرغم اس سے سر مو انحراف نہ کریں۔ اور اس طرح ایک مسلم قوم بن جائیں۔ یہ طریق تبلیغ ہزارہا انسانوں کو اپنی طرف کھینچنے اور ان میں قوت عمل پیدا کرنے کا واحد ذریعہ ہے یاد رکھئے کہ دنیا باتوں کو نہیں جانتی وہ ہرگز کسی جماعت میں اس لئے شامل نہیں ہوتی اور نہ ہی ہو گی کہ اس کے عقائد کتنے اچھے ہیں۔ وہ تو صرف ایک بات کو دیکھتی ہے کہ جو لوگ ہمیں اس امر کی دعوت دے رہے ہیں۔ وہ آپ کس پائے ہیں۔ ان کی حالت کس قدر بلند ہے۔ اور اس تعلیم نے ان کے اندر کونسا فوق العادت انقلاب پیدا کر دیا ہے۔

قرآن ایک نور ہے جو کہ اقوام کو پستی و جہالت کی تاریکی سے نکال کر عروج و حکمت کی روشنی میں لا کر ترقی کے راستے پر ڈالتا ہے ایک ضیاء ربانی ہے جو کہ دنیا کی پژمردہ اقوام کو یاس و قنوط کی حالت سے نجات دلا کر امید و کامرانی کی شاہراہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یہ ایک آب ہے جو کہ کسل و جبن کے گرد و غبار کو سینہ اقوام سے دھو کر ان کو مصفا اور اجلا کرتا رہتا ہے۔ یہ ہادی ہے راہ راست کا۔ زندہ رہنے کے خواہشمندوں کے لئے نصیحت ہے۔ سراپا حکمت ہے۔ اور اپنے متبعین کو استحکام کا درس دیتا ہے۔ اور ابدی ذاتی غلبہ کا وعدہ دیتا ہے۔ مگر اس کے لئے شرط ہے خذوا ما اتینکم بقوۃ۔

واذکروا ما فیہ لعلکم تتقون (اعراف) جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور جو کچھ اس میں ہے اس کا ذکر کرو۔ تاکہ تم تمام انفرادی اور جماعتی کمزوریوں سے بچ جاؤ یہاں پہلا حکم یہ ہے کہ قرآن کے احکام پر سختی سے عمل کرو۔

اور جب اس پر عمل کر لو تو پھر بیشک لوگوں کو بھی اس قانون کی پیروی کی دعوت دو۔ کامیابی یقینی ہے۔ یہاں اور متعدد دیگر مقامات پر قرآن کو مضبوطی سے تھام لینے کا حکم دیا ہے۔ ما اتکم الرسول فخذوا جو باتیں رسول کریم صلعم نے آپ کو بتائی ہیں ان کو تھام لو۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا قرآن کریم پر سب یک جان ہو کر عمل کرو۔

قرآن کریم کے ماننے کا یہی منشا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ آج کا وہ مسلمان جو قرآن پر عمل نہیں کرتا اسلام کا بدترین دشمن ہے۔ یہ کہہ دینا کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں عمل نہیں کرتے اسلام سے غداری کے مترادف ہے۔ فریب نفس ہے کسی حکم کے ماننے کا مقصد اس سے زیادہ نہیں کہ اس پر عمل کیا جائے۔ اگر ان کے نزدیک ماننے کا مفہوم صرف اسی قدر ہے کہ سمعنا و عصینا۔ تو پھر دنیاوی حکام کے احکام کو کیوں اسی طرح نہیں مانتے۔ پولیس کا پیادہ آ کر جائے کہ فلاں وقت حد کی میں حاضر ہونا ہے تو آدھا گھنٹہ پہلے پہنچ جائے گا۔ ڈپٹی کمشنر سرکاری چندوں کی فہرست کھولے گا تو نہ صرف خود ہی بڑھ چڑھ کر حصہ لے گا۔ بلکہ تمام لوگوں کے دروازوں کی خاک چھانے گا کہ کسی نہ کسی طرح حاکم کی خوشنودی کا پروانہ مل جائے۔ ماننا اس کو کہتے ہیں۔ نہ کہ اپنی سرکشیوں کو مذہب کی آڑ میں چھپانے کو۔ مذہب پر عمل کرنے کا ایک اور غلط مفہوم ذہن نشین ہے کہ نماز وغیرہ ظاہری مراسم ادا کرنے اور باقی تمام امور سے آنکھیں بند۔ رضائے الٰہی کے حصول کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ ایسے لوگ نمازوں کے ساتھ ساتھ تمام قسم کی خلاف دیانت و لغو حرکات کو مباح سمجھتے ہیں اور یہ بھی مذہب سے ناواقفیت ہے۔ درحقیقت یہ ظاہری مراسم نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکات وغیرہ مقصود بالذات نہیں۔ بلکہ کسی اور ہی بلند ترین حقیقت کے حصول کا ذریعہ ہیں اور وہ ہے تقوٰی۔ اور مکارم اخلاق کا حصول۔ جن کی مدد سے انسانی سوسائٹی ایک پُرامن زندگی بسر کرے۔

قرآن کا منشا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ایک بہترین قانون پر عمل پیرا ہو کر لوگ دنیا میں نہایت سکون و اطمینان سے زندگی بسر کریں۔ معرفت الٰہی اور انفرادی اصلاح قومی اصلاح اور انسانی بہبود کا پیش خیمہ ہے۔ ورنہ خدا ہماری نمازوں سے بے نیاز ہے۔ نہ ہماری کامل اطاعت سے اس کی خدائی میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ سرکشی سے کسی قسم کی کمی۔ تو اس صورت میں ہمارے پیش نظر غفلت کا ہونا میں بیٹھنے اور تسبیح کے دانے شمار کرنے کی نسبت رزمگاہ ہستی میں کودنا ہی ضروری ہے۔ اس لئے میں تمام برادران سلسلہ سے التجا کروں گا۔ کہ وہ بے شک اپنی موجودہ روش پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اگر اس نتیجہ پر پہنچیں کہ ہمارا مقصد قرآن پر عمل کرنے سے ہی ہو گا اور قرآن کی حقیقی اشاعت اسی طرح ممکن ہے کہ ایک جماعت ہر طرح اس کے تابع ہو۔ تاکہ لوگ قرآنی تعلیم کی برکات سے باخبر ہو کر اس کی طرف دوڑیں تو اس کے بعد تمام باتوں کو چھوڑ کر اس بات کو کریں جس کا قرآن نے حکم دیا اور اس سے باز رہیں جس سے منع کیا۔ آج عمل ہی کی ضرورت ہے۔ اور کچھ کرنے ہی سے بنا کرتا ہے۔ دریا میں کود نے کے بعد دوسرے کنارے پہنچ جانے کی توقع ہو سکتی ہے اور لوگ پہنچ جاتے ہیں۔ مگر کنارے پر امید و بیم کی حالت میں بیٹھ رہنے سے آج تک کسی کو عبور کرتے نہیں دیکھا ہو گا۔

محمد سعید صاحب سعدی قادیانی کی

جدید منطق

(سید محمد امین شاہ صاحب گیلانی)

۔۔ اگست ۱۹۳۷ء کے الفضل میں ایک مضمون محمد سعید صاحب سعدی کا شائع ہوا ہے۔ جس کا موضوع ہے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے غیر مبائعین کے جھوٹے اور ناحق پر ہونے کا قطعی ثبوت"۔ سعدی صاحب ہمیشہ "انوکھے" اور "اچھوتے" دلائل پیش کیا کرتے ہیں۔ پچھلے سال انہوں نے ایک رسالے میں یہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی کہ تمام انبیاء آنحضرت صلعم کے امتی تھے۔ یہ بھی ایک عجوبہ اور دنیا سے نرالا خیال تھا۔ لیکن افسوس کہ سعدی صاحب کے اس خیال کو اُن کے ہم عقیدہ حضرات نے ہی دبا دیا۔ اور اُن کی یہ تصنیف اب نفریباً ضبط ہو چکی ہے۔

اس دفعہ جو سوجھی تو غیر مبائعین پر برس پڑے۔ لیکن اس میں یہ نہیں سوچا کہ کہیں میاں نیاز خود ہی تو نہیں پھسلے جا رہے۔ حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹ سے نقل فرماتے ہیں:۔

سچ کی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے
اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ہوتی

اس سے تو جو نتیجہ بر آمد ہوا کہ سعدی صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا جو دعویٰ اور رسول کے الفاظ سے پکارے جانے کا ہے وہ فی الحقیقت نبی نہیں تو ایسی کوئی نظیر پیش کرو۔ ورنہ نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ افسوس سعدی صاحب نے حضرت مسیح موعود کے ارشاد پر اچھی طرح غور نہیں فرمایا۔ ورنہ وہ ایسی ٹھوکر نہ کھاتے جس کا نتیجہ حضرت مسیح موعود کے انکار تک پہنچتا ہے۔

کسی مامور کے مامور من اللہ ہونے کے دلائل خواہ وہ نبی ہو یا محدث اپنے اندر فرق نہیں رکھتے۔ مثلاً ہر وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے۔ خواہ وہ نبی ہو مجدد ہو یا محدث وہ اپنے مخالفوں پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ضرور غالب آکر رہتا ہے۔

تو اس سے مامور من اللہ کی نبوت ہرگز ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس کے مبعوث من اللہ ہونے کا ایک بین ثبوت ٹھہرے گا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کا یہ کلیہ بھی ٹھیک ہے۔ ورنہ اگر سعدی کا یہ قول درست تسلیم کیا جاوے کہ مسیح موعود سے پہلے پہلی امتوں میں اس قسم کے ۔۔۔ نبی گذرے ہیں۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعود تھے۔ یعنی جس طرح خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود سے کلام کرتا تھا۔ اسی طرح اُن سے بھی کلام ہوا۔ اور باوجود اتباع نبی سابق کے وہ نبی تھے۔ اور ان میں اور متبوع نبی میں بحیثیت نبوت کوئی فرق نہ تھا۔ تو اس صورت میں حضرت مسیح موعود کا یہ ارشاد کہ "ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ" باطل ٹھہرتا ہے۔ اور وہ کلیہ جو سعدی صاحب نے عزیب غیر مبائعین" کے لئے ایجاد فرمایا ہے۔ اسی کی زد میں سیدنا مسیح موعود بھی آجاتے ہیں۔

سعدی صاحب "امتی نبی" کی بحث میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ جس کا ذکر میں پہلے بھی کر آیا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اس مضمون میں بھی اپنے اس ہتھیار کو بے دریغ استعمال کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

> لیکن غیر مبائعین کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا چونکہ امتی ہونا بے نظیر ہے۔ یعنی کوئی نبی امتی نہیں ہوا۔ اس لئے آپ کا نبی ہونا باطل ہے۔ مگر اس بے نظیری کی بھی کئی نظریں موجود ہیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی اور خاتم النبیین ہونے میں انبیاء علیہم السلام میں بے نظیر نہیں۔ کیا حضرت آدم بغیر ماں اور باپ پیدا ہونے میں انبیاء علیہم السلام میں بے نظیر نہیں۔ مگر باوجود امی ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور باوجود بے مادر و پدر ہونے کے حضرت آدم علیہ السلام کلام الٰہی کی بنا پر نبی قرار دئے گئے ہیں۔

ایک طرف سعدی صاحب کی تحریر کو پڑھ جائیے۔ اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود کا مذکورہ بالا ارشاد پڑھئے کہ "سچ کی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے۔ اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی نظیر نہیں ہوتی"۔

سعدی صاحب کے اخذ کردہ نتیجہ کو اگر تسلیم کر لیا جاوے تو اس کا مطلب اُن کی اپنی عبارت سے یہ نکلا کہ حضرت رسول کریم صلعم کا امی ہونا بے نظیر اور آدم کا بے مادر و پدر ہونا بے نظیر لہٰذا جن کی نظیر نہ ہو وہ اُن کی سمجھ کے مطابق جھوٹ ہے۔ سو نتیجہ صاف ہے۔ لیکن اصل بات یوں نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود کے مندرجہ بالا ارشاد کا مطلب یہی ہے جو اوپر عرض کر آیا ہوں۔ دنیا میں تعبیں بھی کوئی چیز ہے۔

قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کے ارشادات سے یہ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی امتی نبی نہیں بن سکتا۔ لیکن یہ نہیں بیان فرمایا کہ جو امی یا بے مادر و پدر پیدا ہو وہ نبی نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے "ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ" جس کے معنی حضرت مسیح موعود یہ فرماتے ہیں:۔

> یعنی ہر ایک رسول امام اور مطاع بننے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے۔ امتی بھی ہوتا ہے۔ اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں جیسا معاملہ اس سے کرتا ہے۔ اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۵۶۹)۔

پھر آگے چل کر صفحہ ۵۷۶ پر فرماتے ہیں:۔

> خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا۔ بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا مطیع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے۔ اب یہ سیدھی سادی بات ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم نازل ہوئے اور جبرائیل لگاتار آسمان سے وحی لانے لگے . . . .
> . . . . . اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی (وحی نبوت مراد ہے ناقل) کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں۔ یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے۔ کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی۔ اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی۔ تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔

ان عبارات سے یہ بات صاف واضح ہے کہ امتی ہونا منافی نبوت ہے۔ اور نبوت کی تعریف میں یہ ایک قوی شرط ۔۔۔ ٹھہری کہ وہ ۔۔ سابق نبی کا امتی نہ کہلاوے۔ لیکن حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو مرتے دم تک آنحضرت کا امتی قرار دیتے رہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک طرف نبی ہیں تو دوسری طرف امتی اور پھر امتی بھی کامل طور پر"۔

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ محدث ہیں۔ پس سعدی صاحب کا امتی اور امی کا ایک کرنا کم فہمی اور ملکہ نبوت اور پیغامیوں کی دشمنی میں حد سے بڑھ جانے کا نتیجہ ہے۔ یہ اصول تو کہیں بھی نہیں ملتا کہ امی ہونا منافی نبوت ہے۔ لیکن یہ کہ امتی ہونا منافی نبوت ہے۔ شریعت اسلامیہ کا مسلمہ اور مبینہ اصول ہے جس کا کسی طرح بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ اور "شفا دیانی ما دیل" کی کوئی گنجائش نظر آتی ہے۔

اقتباسات

وطن پرستی کی مشرکانہ دعوت

"یونیورسل ہسٹری آف دی ورلڈ" کے نام سے انگریزی میں تاریخ عالم پر ایک مستند و ضخیم کتاب آٹھ جلدوں میں حال میں شائع ہوئی ہے اس میں یونان کے قدیم کے مذہب کے ضمن میں ایک جگہ درج ہے:۔

"سب کہیں، اور ہمارے حد علم میں، قبل مسیحیت کے سارے زمانہ میں۔ سورج اور چاند اور بعض ہواؤں کیلئے بے جذبہ تقدس کا وجود ملتا ہے۔ کوئی کوئی طبقہ کسی کسی ستارہ کی بھی پرستش کرتا تھا۔ اور سب کے سب دریاؤں کی پرستش کے بہت زیادہ قائل تھے اور اسی کے ساتھ وطن پرستی کا بھی بہت گہرا تعلق تھا۔"　(جلد ۲ — صفحہ ۱۲۶۷)

یونانیوں کی قوم آپ کے دنیوی معیار سے وحشیوں اور غیر مہذبوں کی نہیں، مہذبوں۔ عالموں۔ فاضلوں کی قوم تھی ریاضی۔ ہندسہ، منطق، فلسفہ، ادب، آرٹ سب کے ماہر محقق اس میں موجود تھے۔ اس پر بھی شرک کی بلا در نہ ہو سکی آفتاب پرستی، ماہتاب پرستی، کواکب پرستی، عناصر پرستی، مناظر پرستی اور انھیں کے ساتھ ملی جلی وطن پرستی! وطن کے ساتھ پرستش کا لفظ اگر مبالغہ آمیز معلوم ہوتا ہے تو جانے دیجئے۔ وطن کا ایسا تقدس سہی۔ ایسا احترام سہی جس کے ڈانڈے پرستش سے مل جائیں! شرک نہ سہی، شبہ شرک میں تو شک نہیں!

آج ہندوستان کی حالت کچھ اس سے مختلف ہے؟ بڑے بڑے عالم و فاضل۔ ادیب و شاعر، بیرسٹر اور انجینئر اور ڈاکٹر اور مقنن۔ سورج دیوتا کے آگے ڈنڈوت کرتے ہیں یا نہیں؟ اپنے چندر بنسی اور سورج بنسی ہونے پر فخر کرتے ہیں یا نہیں؟ چاند اور ستاروں کو دیوی دیوتا مان رہے ہیں۔ یا نہیں؟ اندر دیوتا کے وجود کے قائل ہیں یا نہیں؟ گنگا مائی کی جے پکارتے ہیں یا نہیں؟ با ایں علم و دانش، با ایں تہذیب و تمدن اسی قبیل کے بہت سے مشرکوں کے ساتھ ساتھ "بھارت ماتا" کی بھی جے پکارتے ہیں یا نہیں؟ بندے ماترم کا بھجن اسی دیوی کے حضور میں مناجات نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی مادر وطن کے جھنڈے کے آگے ڈنڈوت کرائی جاتی ہے یا نہیں؟ — دنیا میں تو ایسی قوموں کا وجود رہ چکا ہے جنھوں نے گھر تو گھر، اپنی چار دیواری کے اندر کھانا کھانے اور کھانا پکانے کے چوکے، زمین لیپ لیپ کر بنائے تھے۔ انھیں بھی پرستش سے نہ چھوڑا۔ تو وطن تو بہر حال وسعت کی عظمت تو رکھتا ہی ہے!

جن کی ذہنیت ہی مشرکانہ ہے حیرت ان پر نہ کیجئے حیرت اس پر کیجئے کہ اس مذہب شرک کی دعوت فرزندان توحید کو ہانکے پکارے دی جا رہی ہے۔ اور کہا ان سے جا رہا ہے کہ اقتدار اعلیٰ اسی وطنیت کا تسلیم کرو۔ اور اپنی ساری مذہبیت کو اسی کے ماتحت لا کر رکھو! ورنہ مستحق اسی برتاؤ کے ہو جاؤ گے، جو باغیوں اور غداروں کے ساتھ کیا جاتا ہے!

دولت توحید

دعا، دنیا کا ایک عالمگیر دستور ہے اور قدیم تاریخ سے ہی زیادہ۔ ارواح پرست وحشی اور مشرک اور مسیحی سب ہی اس کے قائل ہیں۔ یہاں تک کہ بودھ مت والے بھی۔ حالانکہ ان کی مت کو اصلاً اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے۔ دعا ہی سے تسکین حاصل کرتے ہیں۔ . . . . لیکن مذہب توحید کا دور شروع ہوتے ہی دعا کی عظمت و تاثیر ہی کچھ اور ہو جاتی ہے۔ مالک الملک خدائے واحد پر ایمان ہے وہ امن و سکون پیدا کر دیتا ہے جس سے زندگی اور خیال ایک تازہ عظمت حاصل کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ (توحید) انسان کے دل کو قوی اور اسے دنیا میں آزاد بنا کر رہتا ہے۔ یہ راز ہے اس قلب ماہیت کا، جو اسلام افریقہ کے وحشی ارواح پرستوں کی کر دیتا ہے۔ موحد جسے ارواح و ارواح خبیثہ کے ڈر سے چھٹکارا مل چکتا ہے، اور جس کے دل سے مذہب شرک کے کئی کئی دیوتاؤں کا پیدا کیا ہوا خوف و انتشار نکل چکا ہوتا ہے، اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور عبادت اسی وحدہٗ لاشریک لہٗ کی کرتا ہے اور طلب اعانت اسی قوت سے کرتا ہے جس کی نسبت اس کا ایمان ہے کہ اس کا کوئی سہیم و شریک نہیں۔

(انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس جلد ۱۰ صفحہ ۱)

اقتباس ختم ہوا یورپ کی مرتب کی ہوئی دائرۃ المعارف دین و اخلاق کے اوراق سے ہے۔ جو ان لوگوں کے قلم کی رہین منت ہے جن کا تعصب اور جن کی بیگانگی اسلام سے مسلم ہے اس پر بھی دن کی روشنی کو رات کی تاریکی کہہ دینے کی اور دو اور دو کے مجموعہ کو چار پانچ قرار دینے کی جرأت کوئی کہاں تک کر سکتا ہے؟ اسلام کی قدر آپ کو کیا ہو سکتی ہے۔ آنکھ کھولی ہی اسلام کی فضا میں بچپن سے مانتے اور جانتے ہی یہ چلے آئے کہ توحید مذہب حق ہے۔ آپ کو دنیا کی اس سے بڑی نعمت کی جو بغیر کسی جد و جہد کے از خود حاصل ہو گئی قدر ہی کب۔ پانی کی قدر کسی پیاسے کے دل سے پوچھئے۔ کھانے کا ذائقہ اس سے پوچھئے جسے نوبت فاقہ کشی کی آ چکی ہو — اسلام کی ان نعمتوں کو توحید کی ان محسوس و نمایاں برکتوں کو کوئی لاکھوں کروڑوں بھائیوں تک کیونکر پہنچا دے کیسے ان کے دلوں میں اتار دے۔ کیسے انہیں سمجھا دے کہ تم بڑے بد قسمت ہو، اپنے بڑے سے بڑے علمی و عملی، سیاسی و وطنی مشغلہ میں پڑے ہوئے دنیا کی سب سے بڑی نعمت سے کیسے محروم ہو۔
(صدق)

نمائش دستکاری

(ایک احمدی خاتون کے قلم سے)

بہت دنوں میں دستکاری کے متعلق اپنی بہنوں کی خدمت میں کچھ عرض کرنے کا سوچ رہی تھی۔ اب ان چند سطور کے ذریعہ میں اپنے اس ارادہ کو پورا کر رہی ہوں کیونکہ آج کل مجھے کچھ فرصت کا وقت مل جاتا ہے۔ جس میں نمائش دستکاری کے لئے کوئی نہ کوئی چیز بھی تیار کر لیتی ہوں۔ اس سے مجھے سالانہ جلسے کا نزدیک آنا یاد رہتا ہے۔ شاید بہنوں کو یاد ہو کہ پیغام صلح میں ایک نوٹ اس کے متعلق شائع ہوا تھا۔ جو بادہ دہلی کے طور پر تھا۔ معلوم نہیں عام طور پر اس کا اثر کیا ہوا۔ مگر مجھے تو یقیناً ان چند سطور کو پڑھ کر اپنے اس فرض کا زیادہ شدت سے احساس ہوا جو دنیا کی مصروفیتوں اور خود غرضانہ انہماک میں دھندلا سا ہو گیا تھا۔ اگرچہ گوناگوں مصروفیات میں ایسا ہو جانا بعید نہیں ممکن ہے۔ مگر یاددہانی کے باوجود پھر اسی طرح لاپروائی کا اظہار ضرور قابل افسوس ہوتا ہے۔ مجھے توی امید ہے کہ میری عزیز و محترم بہنیں ضرور اپنے فرض کا احساس رکھتے ہوئے دستکاری تیار کرنے میں سرگرمی سے مصروف نظر آ رہی ہوں گی۔

میرے اس خیال سے اگر سب نہیں تو اکثر بہنوں کو اتفاق ہوگا کہ دستکاری کی فروخت سے ہماری کمزور اور ناچیز کوششوں کے ذریعہ ایک معقول رقم ہر سال جمع ہو جاتی ہے۔ اور "قطرہ قطرہ مل کر دریا ہو جاتا ہے" والا معاملہ ہوتا ہے۔ دستکاری پر ایسی کوئی خاص رقم نہیں صرف کرنا پڑتی۔ ہفتے یا مہینے لگا کر کام نہیں کرنا پڑتا۔ یونہی اکھٹے بیٹھے باتیں کرتے کوئی چیز تیار کر لی جاتی ہے۔ ہاں اسی سے ہمارے اخلاص جوش دین اور محبت اسلام آشکارا ہو جاتی ہے۔ نیز جب یہ سب چیزیں یکجا ہو جاتی ہیں۔ تو ایک معقول رقم جسے انجمن کی آمد میں کسی حد تک یقینی مد خیال کیا جاتا ہے۔ مہیا ہو جاتی ہے۔ اکثر گھروں میں بچے کھچے کپڑوں کے ٹکڑے موجود ہوتے ہیں۔ ریشم یا اون کاڑھنے کے دھاگے بھی ہوتے ہیں جن کا کوئی خاص استعمال خیال میں نہیں ہوتا اگر ہم صرف توجہ صرف کرکے قومی کام میں دلچسپی کا اظہار کریں اور صرف انہی اشیاء سے مختلف چیزیں مثلاً دستی رومال۔ ٹی کوزیاں۔ چھوٹے چھوٹے تکیے اور ان کے غلاف جالی کے گلاس پوش۔ باریک لیس وغیرہ تیار کریں تو یقیناً ہمیں بہت ہی معمولی رقم صرف کرنا پڑے گی۔ بہت ممکن ہے کہ بہنیں ان بچے کھچے کپڑوں وغیرہ کو استعمال نہ کریں۔ تو وہ سالوں تک صندوقوں میں بند پڑے رہیں لیکن اگر خدمت اسلام کے پاک جذبہ کے ماتحت تھوڑا وقت خوشی سے اس کام میں صرف کریں تو خدا کی طرف سے جزائے خیر کی مستحق بن جائیں۔

یہ ضرور خیال رکھنا چاہئے کہ خواہ تھوڑا کام بنایا جائے مگر جو چیز تیار کی جائے۔ خوشنما دیدہ زیب اور بہت بھدی نہ ہو کئی مرتبہ دیکھا ہے کہ نہایت محنت سے چیز بنائی ہوتی ہے مگر تھوڑی لاپروائی سے یا رنگ درست نہ ملانے سے وہ کچھ بھدی ہو جاتی ہے اور اس کی فروخت میں بھی دقت پیش آتی ہے۔ اون کا جو بھی کام بنایا جائے خصوصاً بچوں کی چیزیں۔ ان میں اس بات کو ضرور مد نظر رکھنا چاہیئے کہ موزے جرسی... جو چیز بھی ہو بہت ڈھیلی یا... بہت زیادہ کس کر نہ بنائی جائے بلکہ ... درست ہو اگر ڈھیلی بنی ہوئی ہو تو بہت بدنما معلوم ہوگی اور اگر بہت تنگ ہوئی ہوگی تو پہنانے اور اتارنے میں بہت دقت ہوگی۔ ایک مرتبہ نمائش میں اون کے موزے بچے کے ناپ کے آئے لیکن اس قدر تنگ ہو گئے کہ بچے کو پہنانا ناممکن تھا۔ چنانچہ انہیں ادھیڑ کر اون فروخت کی گئی۔ اسی طرح جو چیز بھدی یا غیر متناسب ناپ کی ہو... اس کی فروخت میں بھی دقت ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ بکری ان چیزوں کی ہوتی ہے جو کم قیمت اور خوشنما ہوں سردی کا موسم ہوتا ہے اس لئے اونی چیزیں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوتی ہیں۔ عمدہ ٹی کوزیاں۔ کشن۔ دستی رومال۔ آزار بند۔ بچوں کے فراک۔ میز پوش۔ تکیوں کے غلاف قمیضیں۔ تھیلے۔ اون کے موزے۔ جرسیاں۔ سوٹ (بچوں کے) کپڑے کے خوبصورت کھلونے۔ اور دوسری کئی طرح کی چیزیں۔ اگر ذرا تکلیف اٹھا کر خوبصورت بنائی جائیں تو یقیناً سب کی سب چیزیں نمائش ہی فروخت ہو جائیں۔

ایک بات قابل ذکر ہے جس کا اثر یقیناً ہماری نمائش پر پڑا ہوگا عورت کی گھر کے اندر بے حد اور مختلف قسم کی ذمہ داریاں اور مصروفیات ہوتی ہیں۔ ہر کام بجائے خود ساری توجہ کا محتاج ہوتا ہے۔ ایک بچہ ہی بیمار پڑ جائے تو دستکاری تو درکنار۔ کھانا پینا بھول جاتا ہے۔ گھر الٹ پلٹ ہو جاتا ہے۔ چند مہمان آ جائیں تو دن بھر گرد بڑی اور تواضع وغیرہ میں گزر جاتا ہے۔ پھر ہزارہا کاموں میں سے مشکل سے وقت چھین کر کچھ نفیس دستکاری تیار کی جائے تو ضرور ہے کہ پہلی خواہش یہ پیدا ہو کہ یہ محنت سے بنائی ہوئی چیزیں اپنے گھر کی زینت بنیں۔ اپنے لئے اور دیکھنے والوں کے لئے خوشی کا موجب ہوں۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر ہم زیادہ تر اسی جذبے کا شکار نہیں تو ہماری نمائش زیادہ بارونق ہو۔ اس میں ایک روح نظر آئے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ان فانی گھروں کی آراستگی میں مصروف رہنے کی نسبت۔ خدا کی رضا جوئی زیادہ اہم ہے۔ اگر ہمارا یقین ہے کہ دستکاری کی نمائش سے مہیا شدہ روپیہ راہ خدا میں ہی صرف ہوتا ہے تو لازم ہے کہ ہم اس ذریعہ خدمت کو زیادہ محبت عقیدت اور تڑپ کے ساتھ انجام دیں۔ ہم اپنی خوشی کو تمام تر قربان کر دیں یا نصف کر لیں تو بھی ہم اسلام کے مفاد میں دستکاری کے ذریعے نمایاں حصہ لے سکتی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اس مادیت پرستی کے زمانے میں ہمیں یہ ایثار قدرے گراں معلوم ہوگا۔ روپیہ پیسہ دینا اس کی نسبت زیادہ آسان ہے۔ اپنے ہاتھ سے محنت کرکے پھر اس کے آرام یا اس کی آرائش سے محروم رہ جانا خوشگوار معلوم نہیں ہوتا۔ مجھے خود اسی کش مکش سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ سال بھر میں جو بھی کام بنا سکتی ہوں۔ اس میں سے اندازاً نصف نمائش کے لئے علیحدہ کر لیتی ہوں۔ دیکھنے والے... طرح طرح کی باتیں بھی کہتے ہیں۔ بدشوق سست اور بدمذاق بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ مگر میں نے جو ایک مرتبہ اندازہ سوچ کر مقرر کر لیا ہے اسے قائم رکھنا ضروری سمجھتی ہوں۔ مجھے اپنی بہنوں سے قوی امید ہے کہ وہ دستکاری نہایت انہماک سے تیار کرکے نمائش کو سب گزشتہ سالوں سے زیادہ کامیاب بنائیں گی یقیناً یہ کچھ مشکل نہیں۔

ایک مختصر عرض اپنے بھائیوں سے بھی ہے کہ وہ بھی اس بارے میں ہمارے معاون بنیں۔ اپنی مستورات کو دستکاری تیار کرنے کی تاکید رکھیں۔ اور انہیں بتائیں کہ اگر وہ اپنی محنت کو راہ خدا میں قربان کر دیں گی تو ان کے مرد انہیں زیادہ قدر اور احترام کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ والسلام

"گمنام"

خلیفہ قادیان ہمت کریں

(از مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع)

حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی محبت میں جب علم الدین نے راجپال کو قتل کر دیا۔ تو خلیفہ قادیان کا وعظ یہی تھا۔ کہ علم الدین جہنم میں جانے سے پہلے توبہ کرے۔ مگر جب قاضی محمد علی قادیانی نے خلیفہ قادیان کی محبت میں ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ تو خلیفہ قادیان کو اپنا یہ وعظ بھول گیا۔ قاضی محمد علی کو پھانسی کی سزا ملی نعش قادیان لائی گئی۔ خلیفہ نے جنازے کو اپنا وہ مقدس کندھا دیا جس پر بوجھ خلافت بھی لدا تھا۔ پھر نماز جنازے کی خود امامت کی۔ اور قاضی صاحب کو بہشتی مقبرہ میں دفن کرکے گویا سیدھا جنت میں بھیج دیا۔ علم الدین اور قاضی محمد علی سے یہ دو الگ الگ سلوک دیکھ کر دنیا نے قادیان نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی ناموس پر کٹ مرنے والا جہنمی ہے۔ اور حضرت خلیفہ قادیان کی ناموس پر کٹ مرنے والا جنتی ہے۔

کچھ عرصہ گزرا ہمارے دوست سید اختر حسین شاہ صاحب گیلانی مولوی فاضل نے اسی "آفادت راہ" کی طرف خلیفہ قادیان کو توجہ دلائی۔ تو خلیفہ صاحب سنبھلے اور جو بھول ان سے قاضی محمد علی کے وقت ہوئی۔ اسکی تلافی... فخر الدین صاحب کے قتل کے وقت کرنے کی کوشش کی۔ فرماتے ہیں۔

"عزیز احمد کے دوستوں کی سچی خیر خواہی اور دوستی یہی ہوگی۔ کہ وہ ان کو بتائیں۔ کہ انہوں نے غلطی کی ہے اور اسلام کی تعلیم کے خلاف کیا ہے۔ اور خواہ کس قدر اشتعال کے ماتحت ہی ان کا فعل کیوں نہ ہو وہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے"۔

جن سخت الفاظ میں علم الدین کے فعل کی مذمت کی گئی تھی۔ وہ سختی عزیز احمد کے لئے روا نہیں رکھی گئی۔ شاید اس لئے کہ نعوذ باللہ وہ غیر حضرت نبی کریم کا معاملہ تھا۔ اور یہ اپنا معاملہ ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:۔

"یہ ایک ناجائز... اور خلاف شریعت فعل ہوا جس کی مذمت ہمارا فرض ہے"۔

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ مذمت صرف زبانی ہوگی یا شرمندہ عمل بھی ہوگی؟

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

"آئندہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہونا چاہیئے اور اگر کسی سے ایسی حرکت سرزد ہوئی۔ تو میں اسے فوراً جماعت سے خارج کر دوں گا"۔

اے کاش اس "فوراً" پر ابھی سے عمل کرتے اور اسے

مراسلات

تکفیر کی لعنت کے نتائج بد!

مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۷ء کو خاکسار کے مکان "دار الاحسان" مغلپورہ پر چند ایک محلہ داروں نے جمع ہو کر یہ تجویز کی۔ کہ محلہ داروں کی جو اکثر مختلف دفاتر میں کلرک یا دیگر عہدوں پر ممتاز ہیں ایک انجمن یا کلب ہونی چاہیئے جس میں شام کے وقت بیٹھ کر تبادلہ خیالات ہوا کرے تاکہ آپس میں میل جول بڑھانے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے اور ایک دوسرے کے حالات سے آگاہی پیدا کرنے کے مواقع میسر آیا کریں اور چونکہ یہ ایک نئی آبادی ہے ایسی کلب کی ضرورت شدید طور پر محسوس کی جا رہی ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل اصحاب نے جن میں اسلام کے مختلف فرقوں کے قائم مقام جمع تھے یہ قرارداد منظور کر کے ایک کلب کا افتتاح کیا اور قرار پایا کہ یہاں ایک ریڈنگ روم ہو جس میں ہر قسم کے اخبارات پبلک کے لئے جمع کئے جائیں اور اس کلب کا نصب العین یہ ہو کہ اسلام کے مختلف فرقوں میں اتحاد و محبت اور یگانگت کی روح پھونکی جائے اس قرارداد کی نقول روزنامہ "احسان"، "زمیندار" اور "انقلاب" "سٹیزن ٹائمز" کو بھی برائے اشاعت بھیجی گئیں اور یہ خبر شائع بھی ہو گئی۔

(۱) ڈاکٹر شمس الحق صاحب	پریذیڈنٹ
(۲) حکیم محمد نعمان	وائس پریذیڈنٹ
(۳) مسٹر محمد شفیع صاحب	سکرٹری
(۴) چوہدری عبد الرحمن صاحب	فنانشل سکرٹری
(۵) قاضی خورشید عالم صاحب	لائبریرین
(۶) عبد اللطیف صاحب	ممبر انگز کٹو

جونہی یہ خبر مغلپورہ کے چند ایک شوریدہ سروں اور نام نہاد مسلمانوں کے مطالعہ میں آئی انہوں نے فوراً اس کلب کے برخلاف ایک زہریلا پراپیگنڈا شروع کر دیا کہ چونکہ اس میں احمدی عنصر بھی شامل ہے جو اسلام سے دور کا تعلق بھی نہیں رکھتا اس لئے اس کلب میں حنفیوں اور اہل سنت والجماعت کو حصہ لینا کفر ہے۔ یہاں تک کہ جن اصحاب نے اخبارات دینے کے وعدے کئے ہوئے تھے ان کے گھروں پر دھرنے کی صورت میں جا کر ان کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے اخبارات وہاں نہ بھیجیں اور نہ چندہ دیں۔ شرم کی بات ہے کہ ہندو قوم ایک گائے کی پرستش کی خاطر ہم آہنگ اور یکجان ہو کر حکومت ہند کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے اور لاہور چھاونی کے سرکاری مذبح کی تعمیر بند کرا دے۔ کانگرس ہند کے سیاسی دستور پر قابض ہو جائے اور مسلمان آپس کی خانہ جنگی سے تباہ و برباد ہو رہے ہوں۔ کاش کہ اس پبلک بہبودی اور رفاہ عام کے کام کی مخالفت کرنے کی بجائے وہ کوئی ایسا تعمیری کام کر کے دکھاتے جو ان کے لئے عروج اور رفعت اور عزت کا باعث ہوتا۔ زکوٰۃ کا مہینہ سامنے ہے مغلپورہ کے مسلمان کیوں ایک انجمن نہیں بناتے جو ہر اہل نصاب سے زکوٰۃ جمع کرے اور اس روپیہ سے ایک یتیم خانہ کھول کر دکھلائے۔ مغلپورہ میں تعلیم اطفال کا سوال نہایت غور طلب ہے قریباً تین چار ہزار مسلمان اس میں آباد ہیں اور یہ حسن اتفاق سے خالص اسلامی آبادی ہے۔ مگر کیا کسی نے اس امر کی طرف توجہ دی ہے کہ یہاں مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کی عمریں تعلیمگاہ نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہو رہی ہیں۔ ہائی سکول اور مڈل سکول تو ابھی ایک خواب معلوم ہوتے ہیں، یہاں پرائمری سکول بھی کوئی اس قابل نہیں کہ کوئی شریف انسان وہاں اپنے بچوں کو بھیج سکے۔ پھر پاس ہی ایک فرلانگ کے فاصلے پر رام گڑھ ہے جو مغلپورہ کے سامنے آبادی کے لحاظ سے طفل مکتب ہے۔ لیکن وہاں سکھوں نے ایک دو سال کے اندر اندر اپنی تعلیمگاہیں ہی نہیں۔ بلکہ پختہ گلیاں، سڑکیں، بازار اور منڈیاں بنوا لی ہیں۔ ادھر مسلمان ہیں کہ نہ کوئی گلی پختہ ہے نہ سڑک ہے نہ بازار۔ ہاں فتنہ و فساد کا بازار ہر وقت گرم رہتا ہے۔ کاش کہ یہ سرگرمی کسی آریہ کے خلاف ظاہر ہوتی کسی عیسائی کی مخالفت پر صرف کی جاتی۔ کسی ہندو کو بت پرستی سے منحرف کر کے اسلام کی توحید سے منور کرنے میں کامیاب ہوتی۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان جب زور و شور دکھاتا ہے اپنے ہی بھائیوں کو تباہ کرنے کے لئے۔ اپنے ہی دین کو کمزور کرنے کے لئے۔ اپنے ہی گھر کو برباد کرنے کے لئے۔ اسلام ایک شجر طیب ہے جس کی شاخیں جتنی دور اور جتنی زیادہ پھیلیں گی اتنا ہی یہ درخت زیادہ مضبوط اور تروتازہ ہو گا۔

کیا کوئی اہل بصیرت اس سے فائدہ اٹھا کر اسلام اور اسلام کے بانی کی . . . . خوشنودی حاصل کرے گا؟

خاکسار

۱۷ ستمبر ۱۹۳۷ء　　حکیم محمد نعمان ساقبؔ دار الاحسان مغلپورہ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد ولد غلام محمد ذات بھوئی سکنہ بھوئی تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۷/۶/۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ دتہ ولد جلال ذات بھنگو سکنہ بھنگو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۵/۶/۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ولی داد ولد کمدا ذات جوتہ سکنہ چک ۵۰۳ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۵/۶/۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی وریام ولد احمد ذات بھنگو سکنہ بھنگو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۱/۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷/۶/۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ یار ولد جلا ذات جوتہ سکنہ چک ۵۰۳ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱/۶/۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کرم حسین شاہ ولد حسن شاہ ذات سید سکنہ درگاہی شاہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۷/۶/۳۷

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

عالم اسلامی

—— تازہ مصری اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ قاہرہ کے متعدد علما نے ایک نئی جماعت قائم کی ہے جو منصب خلافت کا احیاء کرنا چاہتی ہے۔ یہ پارٹی دنیائے اسلام میں پروپیگنڈا کرے گی کہ شاہ فاروق والئے مصر کو خلیفہ منتخب کیا جائے۔ ابھی تک سرکاری طور پر اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی۔

—— فلسطین کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ مفتی اعظم کو دنیا کے ہر ایک حصہ سے آزادئ فلسطین کی جدوجہد سے اظہار ہمدردی کے پیغامات موصول ہو رہے ہیں۔ جاوا، اخبار۔ سنگاپور اور ہندوستان سے بے شمار پیغامات

. . . .

—— ... موصول ہوئے ہیں جن میں عربوں کو اپنی امداد و تعاون کا یقین دلایا ہے۔

—— تازہ مصری اخبارات میں یہ افواہ شائع ہوئی تھی کہ سلطنت سعودیہ کے ... سال پرانی سے آدھے سامان حرب اتارا گیا ہے۔ حکومت حجاز نے اس افواہ کی باقاعدہ تردید کر دی ہے۔

—— مصری ذرائع سے خبر موصول ہوئی ہے کہ حکومت حجاز کا سفیر متعینہ انگلستان سلطان ابن سعود کی ہدایت کے مطابق لندن سے واپس حجاز پہنچ گیا ہے۔

—— سفیر موصوف کی واپسی پر سلطان ابن سعود کی صدارت میں حجاز کے مرکز ... کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا جس میں مسئلہ فلسطین اور برطانوی شاہی کمیشن کی رپورٹ کے اثرات پر غور کیا گیا اجلاس کے بعد ایک یادداشت مرتب کرکے حکومت برطانیہ کو بھیجی جس میں فلسطین کے متعلق حکومت حجاز کے طرز عمل کی وضاحت کی گئی تھی۔

—— دوسرا اہم مسئلہ جس پر اس اجلاس میں غور کیا گیا بندرگاہ عقبہ کے متعلق تھا۔ حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ بندرگاہ عقبہ کو جلد از جلد حکومت حجاز کے سپرد کر دے۔

—— جنیوا ۲۲ ستمبر۔ کل لیگ اسمبلی کے اجلاس میں عراقی نمائندہ توفیق السویدی نے اس امر کی شکایت کی کہ اعراب فلسطین سے جو سلوک کیا جا رہا ہے وہ درست نہیں۔ آپ نے نہایت پُرجوش الفاظ میں کہا کہ تقسیم فلسطین کی کوئی بھی تجویز جو عربوں کی مرضی کے بغیر ان پر مسلط کر دی گئی اس کو ناکام کر دیا جائے گا۔

—— آپ نے سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ عراق کبھی بھی یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ فلسطین کو اس طرح قربان کر دیا جائے یا اسے ایک بین الاقوامی مسئلہ بنا دیا جائے۔

—— جنیوا ۲۱ ستمبر۔ اس مرتبہ ترکی لیگ کونسل کا ممبر منتخب نہیں ہو سکا۔ ترکی کے اس مطالبہ پر ووٹ لئے گئے تو ۲۵ حمائت میں اور اسی قدر مخالفت میں تھے لیکن کامیابی کے لئے ⅔ اکثریت کی ضرورت تھی اس لئے ترکی کو ناکامی ہوئی۔

—— جنیوا کی ایک خبر ہے کہ ایران لیگ کونسل کا ممبر منتخب ہو گیا اسے ۵۲ میں سے ۴۴ ووٹ حاصل ہوئے۔

—— اس سے قبل مصر کی وفد پارٹی کے دو مقتدر ممبروں نحاس پاشا اور نقراشی پاشا کے اختلافات کی خبر ان کالموں میں درج ہو چکی ہے اس سلسلہ میں تازہ خبر یہ ہے کہ شاہ فاروق نے مہر پاشا سابق وزیر اعظم مصر سے خواہش کی ہے کہ وہ اپنے اثر و رسوخ کو کام میں لاکر ان دونوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ان کے اختلاف سے مصر میں بہت بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔

—— انگورہ ۲۱ ستمبر۔ بحیرہ مارمورا اور دردانیال کی ساحلی اور محافظ فوج کے نام ترکی وزیر جنگ نے ایک حکم جاری کیا ہے جس میں ... افواج کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ساحلی علاقہ کی حفاظت نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے کریں۔

ہندوستان

—— پانی پت ۲۱ ستمبر۔ مقامی آریہ سماجی اس تجویز پر غور کر رہے ہیں کہ اگر حکام نے ہندوؤں کے جلوسوں کے متعلق اپنے قواعد میں ترمیم نہ کی۔ نیز مساجد کے سامنے باجہ بجانے کے متعلق جو قیود عائد کی گئی ہیں اگر انہیں منسوخ نہ کیا تو وہ سول نافرمانی کریں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس مقصد کے لئے والنٹیر بھرتی کئے جا رہے ہیں۔

—— راولپنڈی ۲۰ ستمبر۔ شبقدر (صوبہ سرحد) کے قریب دو قبیلوں کے سرداروں ... خان اور ... خان تاوا کے درمیان زبردست جنگ جاری ہے۔ دونوں طرف کے ... آدمی ہلاک ... جروح ہو چکے ہیں۔ بندوقوں کے علاوہ توپوں سے بھی اس جنگ میں کام لیا جا رہا ہے۔ مہمند بھی اس جنگ میں شریک ہونے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔

—— مدراس ... ستمبر۔ آج مدراس ہائیکورٹ نے ایک مقدمہ کے فیصلہ میں قرار دیا ہے کہ نماز کے وقت مساجد کے سامنے ہندوؤں کو باجہ بجانے کا کوئی حق نہیں۔

—— لاہور ۲۱ ستمبر۔ آج تین بجے بعد دوپہر پولیس نے بریڈلا ہال ڈی ایم گوردا سپور کی عدالت سے جاری کردہ وارنٹوں کی بنا پر ایک کانگرسی عورت مسماۃ غلام زاہدہ اہلیہ سید حسین علی کو گرفتار کیا۔ اس عورت کے خلاف بٹالہ میں خلاف قانون تقریر کرنے کا الزام ہے۔

—— افواہ ہے کہ سندھ اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے پر ۱۰۰۰ دو ہزار بیکار مختلف مقامات سے پیدل چل کر کراچی آئیں گے اور اسمبلی ہال پر دھاوا بول دیں گے اور حکومت سے کام یا مالی امداد کا مطالبہ کریں گے۔

—— الہ آباد ۲۳ ستمبر۔ کانگرس کے آئندہ اجلاس کے صدر مولانا ابوالکلام آزاد ہوں گے۔ کیونکہ سبھاس چندر بوس نے صدر بننے سے انکار کر دیا ہے۔ مولانا کو صدر منتخب کرنے کی وجہ کانگرس کی مسلم عوام سے رابطہ پیدا کرنے کی تحریک بھی ہے۔ کانگرسی حلقوں میں توقع کی جاتی ہے کہ مولانا آزاد کے انتخاب سے اس تحریک کو تقویت پہنچے گی۔

—— صوبہ سرحد کی کانگرسی وزارت نے علاقہ ... کی جو گرانٹ بند کی تھی وہ اب بحال کر دی گئی ہے کیونکہ کانگرسی وزارت کی اس حرکت کی وجہ سے عوام میں شدید غم و غصہ کے جذبات پیدا ہو گئے تھے۔

—— کٹک ۲۲ ستمبر۔ اڑیسہ اسمبلی نے نمائندہ اسمبلی کے متعلق قرارداد منظور کر لی۔ وزیر اعظم نے مسٹر لطیف الرحمن کی جداگانہ نیابت کی ترمیم کو قبول کر لیا تھا۔

—— ناگپور ۲۳ ستمبر۔ آج سی پی اسمبلی میں ڈاکٹر کھارے وزیر اعظم نے نمائندہ اسمبلی کے متعلق قرارداد دو حصوں میں پیش کی جو کثرت آرا سے منظور ہو گئی۔

—— وزیرستان میں فوجی اقدامات کا بہت ٹری تک خاتمہ ہو چکا ہے۔

—— نئی دہلی ۲۲ ستمبر۔ سر شاہ محمد سلیمان (فیڈرل کورٹ کے آئندہ جج) آج صبح الہ آباد سے اس جگہ وارد ہوئے۔ دہلی کے پانچ ہزار باشندوں نے آپ کا پُرجوش خیر مقدم کیا۔ آپ کو سرکاری طور پر تین توپوں کی سلامی دی گئی۔

—— سر سلیمان دہلی میں چند روز قیام فرمائیں گے۔ اور ۲۹ ستمبر کو شملہ تشریف لے جائیں گے جہاں یکم اکتوبر کو وائسرائے ہند فیڈرل کورٹ کے تمام ججوں سے حلف وفاداری لیں گے۔ اس کے بعد تمام جج فوراً دہلی آکر فیڈرل کورٹ کا کام شروع کر دیں گے۔

—— دہلی ۲۲ ستمبر۔ آنریبل حافظ محمد ابراہیم وزیر یو۔ پی۔ گورنمنٹ اسمبلی سے مستعفی ہو کر دوبارہ انتخاب لڑیں گے۔ آئندہ ماہ یو۔ پی۔ کے مشرقی حصہ ... یعنی سہارنپور۔ بجنور اور مراد آباد کے اضلاع میں تین مسلم حلقوں کے انتخاب ہوں گے۔ کانگرس ان تینوں حلقوں میں اپنے امیدوار کھڑے کرے گی مسلم لیگ بھی اپنے امیدوار کھڑے کرنے کا اعلان کر چکی ہے۔

ممالک خارجہ

—— ٹوکیو ۲۲ ستمبر۔ حکومت جاپان نے برطانی سفیر متعین چین کے زخمی ہونے کے سلسلہ میں حکومت برطانیہ کو سرکاری طور پر جواب دے دیا ہے جس میں سفیر موصوف کے حادثہ پر انتہائی افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔

—— لندن ۲۲ ستمبر۔ سفیر برطانیہ متعینہ چین پر جاپانی طیاروں کی بمباری کے متعلق حکومت جاپان نے جو معذرت نامہ بھیجا تھا اس کا جواب حکومت جاپان کو برطانیہ کی طرف سے دے دیا گیا ہے کہ حکومت جاپان کی معذرت تسلی بخش ہے۔ اور اس واقعہ پر مزید بحث ختم کر دی گئی ہے۔

—— چین و جاپان کی جنگ زور شور سے جاری ہے۔ جاپانیوں کی کامیابی کی پے در پے خبریں آ رہی ہیں۔

—— ٹوکیو ۲۲ ستمبر۔ وزیر اعظم جاپان کے اس اعلان کے بعد کہ چین اور جاپان کی جنگ میں کسی تیسری حکومت کی مداخلت برداشت نہیں کی جائے گی۔ برطانیہ اور امریکہ میں سخت جوش پھیل گیا ہے۔

—— امریکن اور برطانوی اخبارات نے اعلان کیا ہے کہ حبشہ میں اٹلی کے قبضہ کی طرح چین پر جاپان کے قبضہ کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ برطانیہ اور امریکہ اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے کہ جاپان چین پر قابض ہو جائے جاپانی اقتدار کو کم کرنے کے لئے امریکہ اور برطانیہ ہر ممکن اقدام کریں گے۔

—— شنگھائی ۲۲ ستمبر۔ جاپانیوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے زبردست پیش قدمی کرکے محاذ شنگھائی پر حملہ بول دیا ہے چینی اب یہ محاذ چھوڑ کر اپنے تیسرے محاذ کی طرف ہٹ رہے ہیں۔

—— پیرس ۲۳ ستمبر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فرانس کے ۱۹۳۸ء کے بجٹ میں جو اس ہفتہ پارلیمنٹ میں پیش کیا جا رہا ہے ۱۶۰۰ ملین فرانک کی بچت ہے۔

—— نانکن ۲۲ ستمبر۔ کل جاپانیوں نے نانکن پر چار ہوائی حملے کئے آخری حملہ میں تیس طیاروں نے حصہ لیا۔ جاپانیوں نے سوچاؤ پر بھی بمباری کی ریلوے سٹیشن کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ بہت سے غیر ملکی ہلاک ہوئے۔

—— شنگھائی ۲۲ ستمبر۔ نانکن کے برطانوی اور فرانسیسی بحری بیڑوں کے کمانڈروں نے جاپانی افواج کے کمانڈر کی اس درخواست کو نامنظور کر دیا ہے کہ نانکن پر جو بمباری ہونے والی ہے وہ اس کے پیش نظر اپنے جنگی جہازوں کو نانکن سے لے جائیں ان دونوں کمانڈروں نے جاپانی کمانڈر کو یہ تنبیہ کر دی ہے کہ بمباری کے دوران میں برطانیوں اور فرانسیسیوں کو ہلاک کرنے کی ذمہ داری اس پر عائد ہوگی۔

—— وائنا ۲۱ ستمبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ڈیوک آف ونڈسر (سابق شاہ ایڈورڈ ہشتم) ڈچز آف ونڈسر کی معیت میں نومبر کے اواخر میں لندن تشریف لے جائیں گے۔

—— برلن ۲۲ ستمبر۔ اٹلی کا ڈکٹیٹر مسولینی آئندہ ہفتے ہٹلر کی ملاقات کے لئے جرمنی جا رہا ہے۔ مسولینی کی حفاظت کے لئے خاص انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ مسولینی کی حفاظت کے لئے جو جرمن خفیہ پولیس مقرر کی گئی ہے اس کی امداد کے لئے ۵ ہزار اطالوی جاسوس ہٹلر بلیک گارڈ کی وردیاں پہنے موجود ہوں گے۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ اطالوی سیاحوں کی نگرانی کے لئے خفیہ کارندے شہر میں موجود ہیں۔ متعدد مشتبہ اطالویوں کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔

—— ایک اور بحری تار مظہر ہے کہ آسٹریا سے گزرتے وقت مسولینی کی حفاظت کے لئے شدید انتظامات عمل میں لائے جائیں گے۔ آسٹریا کی اطالوی سرحد سے جرمن سرحد تک ایک سو میل کا فاصلہ ہے جس کی حفاظت کے لئے ۵۰۰ فوجی ۳۰۰ پولیس مین اور ۲۰۰ اطالوی جاسوس مامور کئے گئے ہیں۔

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

کوئے ما پئے ہر سعید خواہد بود — رُخِ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلحُ خَیرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیار پوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۲ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۶۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت نبی کریم صلعم کا ایک زبردست معجزہ

اسلام ایک ایسا دین ہے جو کیا باعتبار توحید اور اعمال حسنہ کے اور کیا بہ حیثیت تکمیل مسائل کے سب ادیان سے اعلیٰ و برتر ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے ہمراہی یہودیوں میں ہزار ہا قسم کی بدکاریاں پائی جاتی تھیں اور مسیح کے حواریوں کا تو ذکر بھی نہ کرنا چاہئے کہ جن میں سے ایک نے چند کھوٹے درہم لیکر اپنے آقا کو پکڑوا دیا اور دوسرے نے لعنت بھیجی اور کسی نے بھی وفاداری کا نمونہ نہ دکھایا ان کے مقابلہ میں جب ہم صحابہؓ کے حالات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ان میں سے کوئی بھی جھوٹ بولنے والا نظر نہیں آتا اور ان کے تصور میں بھی بجز روشنی اور نور کے کچھ نظر نہیں آتا حالانکہ اہل عرب کی ابتدائی حالت ایسی تاریک نظر آتی ہے کہ گویا وہ تحت الثریٰ میں پڑے ہوئے تھے۔ بت پرستی میں منہمک یتامیٰ کا مال کھانیوالے اور ہر قسم کی بدکاریوں اور بداعمالیوں میں دلیر اور بیباک تھے ڈاکہ زنی اور لوٹ مار پر گذارہ کرتے تھے یعنی سر سے لیکر پاؤں تک نجاست میں غرق تھے اس لئے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کونسا اسم اعظم تھا جس سے آناً فاناً اُن کی کایا پلٹ گئی زندگی کا وہ ایسا اعلیٰ نمونہ بن گئے جنکی نظیر دنیا کی دوسری قوموں میں ڈھونڈے سے نہیں ملتی اور ہرگز نہیں مل سکتی حضرت نبی کریمؐ کا اگر دوسرا کوئی بھی معجزہ پیش نہ کیا جائے تو اس حیرت انگیز پاک تبدیلی کے مقابلہ میں کسی خود ساختہ خدا کا ہی ہمیں کوئی معجزہ دکھایا جائے۔ ایک انسان کی اصلاح کرنا بہت مشکل کام ہے لیکن حضرت نبی کریمؐ نے تو ایک قوم کی قوم ایسی تیار کر دی کہ جس نے اپنے ایمان اور اخلاص کا وہ نمونہ دکھایا کہ سچائی کی خاطر بھیڑ بکری کی طرح ذبح ہو گئے۔ حقیقت یہی ہے کہ وہ لوگ زمینی نہ رہے تھے بلکہ حضرت نبی کریمؐ کی پاک تعلیم اور ہدایت اور صحبت نے اُن کو آسمانی بنا دیا تھا اور ان میں قدسی صفات پیدا کر دی تھیں۔

(۴ - دسمبر ۱۹۰۱ء)

جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب

امام مسجد برلن کی مراجعت ہند

الحمد للہ ہمارے محترم بھائی جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن انکی بیگم صاحبہ محترمہ اور صاحبزادی بخیریت بمبئی پہنچ گئے ہیں۔ وہاں سے بذریعہ تار اطلاع ملی ہے کہ وہ

یکم اکتوبر ۱۹۳۷ء (بروز جمعہ)

۸ بجے صبح بذریعہ فرنٹیئر میل لاہور تشریف لائیں گے

تمام احباب مقررہ وقت پر ریلوے اسٹیشن پہنچ جائیں

جناب ڈاکٹر صاحب ممدوح نے گوناگوں مشکلات و موانعات کے باوجود جس اخلاص استقلال، قابلیت اور محنت سے جرمنی میں تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ ادا کیا اسکی کیفیت وقتاً فوقتاً احباب کو پیغام صلح کے ذریعہ معلوم ہوتی رہی ہے۔ جب یورپ میں اسلام کی اشاعت کی تاریخ لکھی جائے گی۔ تو مورخ ڈاکٹر صاحب ممدوح کی تبلیغی سرگرمیوں کو نہایت نمایاں جگہ دے گا محترمہ بیگم عبداللہ نے بھی قابل قدر خدمات انجام دیں اور اپنے لائق شوہر کی صحیح معنوں میں معاون ثابت ہوئیں۔

پیغام صلح ہماری قوم کی طرف سے

ڈاکٹر صاحب ممدوح کی شاندار تبلیغی مساعی کا اور محترمہ بیگم عبداللہ کی خدمات دینی کا اعتراف کرتے ہوئے

خلوص دل سے

ان کا خیر مقدم کرتا ہے

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری قادیانی کے ساتھ انعامی مباحثہ کی شرائط

(از جناب مولوی عمرالدین صاحب شملوی)

معذرت:- مولوی فخرالدین صاحب احمدی کی شہادت کے بعد ایسی وجوہات پیش آئیں جن کی بنا پر یہ مضمون میں اس سے پہلے نہ لکھ سکا۔ اس تاخیر کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ (عمرالدین احمدی)

مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب (جالندھری) قادیانی سے میں نے راولپنڈی کے مناظرہ میں اصولاً یہ بحث کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو واقعی نبی ثابت کرنے کے لئے قادیانی جماعت کا فرض ہے کہ وہ ثابت کرے کہ "وحی نبوۃ" منقطع نہیں ہوئی بلکہ وہ اب بھی جاری ہے۔ اور یہ بھی ثابت کریں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں ہیں۔ یعنی آپ کی ذات کامل کے ساتھ سلسلہ انبیاء ختم نہیں ہوا۔

وحی نبوت

وحی نبوت کے متعلق تو مولوی صاحب اپنے تین پرچوں میں بالکل خاموش رہے لیکن خلاف اصول اپنے آخری پرچہ میں "وحی نبوت" کا اجرا ثابت کرنا شروع کر دیا۔ اور اس پر سب سے "زبردست" دلیل آپ نے یہ دی کہ اربعین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت لو تقول علینا کو معیار صداقت صرف اس صورت میں مانا ہے جبکہ کوئی مامور من اللہ "وحی نبوت" کے پانے کا مدعی ہو اور اس وحی نبوت کو برابر پیش کرتا رہا ہو۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی صداقت کو آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل کے معیار پر تمام دنیا کے مقابل پیش کیا ہے اور فرمایا ہے کہ:-

"ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے"

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳-۴ ص۱۱)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ مدعی وحی نبوت تھے۔

چونکہ یہ ایک کھلا دھوکہ تھا اور مولوی صاحب کو حق نہ تھا کہ آخری پرچہ میں اس دلیل کو لاتے کیونکہ اس کے بعد جواب دینے کا مجھے کوئی موقعہ نہ تھا۔ اس لئے میں نے وہیں یہ چیلنج دے دیا کہ

"اگر مولوی صاحب اپنے پیش کردہ الفاظ "ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے" حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں دکھا دیں تو میں ان کو ایک سو روپیہ انعام دوں گا"

چونکہ میرے اس چیلنج سے مولوی اللہ دتا صاحب کی بحث کا تمام تانا بانا ٹوٹ جاتا ہے اس لئے مولوی صاحب نے رفع الوقتی کے طور پر کہا کہ آپ چیلنج لکھ کر دیں۔ میں نے لکھ دیا کہ

"اگر یہ الفاظ کہ "ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے" مولوی اللہ دتا صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں اربعین سے دکھا دیں تو انہیں یکصد روپیہ دوں گا"

اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ "اربعین سے دکھا دیں" کی بجائے "ثابت کر دیں" کے الفاظ لکھ کر دیں تو میں آپ کے مطالبہ کو پورا کر دوں گا۔ اس لئے میں نے دوبارہ چیلنج لکھ کر دے دیا کہ اگر وہ ایسا حوالہ دکھانے کی بجائے استدلال کر کے حضرت مسیح موعودؑ کو مدعی وحی نبوت ثابت کر دیں تو انہیں سو روپے کی بجائے دو سو روپے انعام دوں گا۔ اور یہ میں نے اس لئے کیا کہ میرے خیال میں ایک حوالہ دکھا دینے کی نسبت بحث کر کے فریق مقابل کے دلائل کو باطل کرتے ہوئے ایک دعوے کو ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔

دوسرا چیلنج

نبوت مسیح موعودؑ کی بحث کے ضمن میں ہماری طرف سے یہ بھی چیلنج کیا گیا تھا کہ اگر مولوی اللہ دتا صاحب یہ ثابت کر دیں کہ "خاتم النبیین" کے معنے نبیوں کو ختم کرنے والے یا سلسلہ انبیاء کو منقطع کرنے والے یا انبیاء میں سے آخری نبی کے ہیں تو انہیں مبلغ یکصد روپیہ مزید انعام دیا جائے گا۔ یہ اس لئے کہ قادیانی فضلاء (باستثناء ان فضلاء کے استاد شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور چند دیگر علماء کے) سب کے سب یہ دعوے کرتے ہیں کہ خاتم کا لفظ جب کسی جمع کے صیغہ کی طرف مضاف ہو اور مقام مدح میں ہو تو اس وقت خاتم کے معنی صرف افضل کے ہوتے ہیں نہ کہ آخری کے۔ اور مولوی اللہ دتہ صاحب کو اس دعوٰی پر بہت ناز ہے۔ اس لئے ان کو خاص طور پر مخاطب کر کے میں نے تحریری چیلنج دیا اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ کے عربی کلام میں سے حضرت عیسٰیؑ کے حق میں خاتم کا لفظ بدیں معنی دکھایا کہ وہ سلسلہ اسرائیلی کے انبیاء میں سے آخری نبی ہیں۔

ہمارے دونوں چیلنج بالکل واضح ہیں۔ اور میں ان کو بار بار قادیانی علماء کے سامنے پیش کر چکا ہوں۔ آج تک ان میں سے کوئی اس مقابلہ میں عہدہ برآ نہیں ہو سکا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ میری بار بار کی یاد دہانی سے مولوی اللہ دتہ صاحب کو غیرت آ گئی۔ اور انہوں نے میرے ان دونوں انعامی چیلنجوں کو منظور فرما لیا ہے۔ اور انعامی رقم مبلغ دو صد روپیہ کے متعلق اطمینان کرانے کے لئے بذریعہ "الفضل" مطالبہ کیا ہے۔

انعامی رقم جمع کر دی جائیگی

میں مولانا کے اطمینان کے لئے انعامی رقم مباحثہ سے قبل ایک غیر جانبدار متفقہ منصف کے سپرد کر دوں گا۔ جس کا فرض ہو گا کہ اتفاق رائے یا کثرت رائے سے منصف صاحبان جو فیصلہ کر دیں اس کے مطابق انعامی رقم کو دے دیوے۔

شرائط مباحثہ

شرائط مباحثہ حسب ذیل ہیں جن میں حسب ضرورت ترمیم و تنسیخ قبل از مباحثہ کی جا سکتی ہے لہذا مولوی اللہ دتا صاحب اگر کوئی تبدیلی چاہتے ہوں تو وہ مجھے اطلاع دیں:-

(۱) یہ مباحثہ تحریری ہو گا۔ مناظر پرچہ خود لکھے یا لکھوائے اسے اختیار ہو گا۔

(۲) فریقین کے پرچے مساوی ہوں گے۔

(۳) ہر پرچہ کی تحریر یا تقریر کے لئے کم از کم تین گھنٹے وقت ہو گا

(۴) وحی نبوت کی بحث میں قادیانی فریق مدعی ہو گا۔ اور خاتم النبیین کی بحث میں احمدی جماعت مدعی ہو گی۔

(۵) یہ مباحثہ دہلی میں ہو گا۔ اور کسی محفوظ مقام میں ہو گا۔

(۶) انتظام مناظرہ بذمہ فریقین۔ اور ہر فریق اپنی طرف کے لوگوں کی طرف سے حفظ امن کا ذمہ دار ہو گا۔

(۷) فیصلہ انعام کی خاطر تین منصف ہوں گے۔ ان میں سے ایک مسلمہ فریقین اور ہر فریق ایک منصف اپنی طرف سے منتخب کرے گا۔

(۸) یہ مناظرہ فریقین کے خرچ سے جو ساوی ساوی ہو گا سالانہ جلسہ ۱۹۳۷ء سے قبل ... شائع کر دیا جائیگا۔

(۹) طباعت کے اخراجات کے لئے مباحثہ سے پہلے ثالثوں کے پاس یا کسی متفقہ امین کے پاس ہر فریق مبلغ پچیس روپے جمع کرا دے گا۔ اور مباحثہ چھپ جانے پر کاپیاں نصف نصف بانٹ لی جائیں گی۔

(۱۰) ہر روز فریقین کا ایک ایک پرچہ ہوا کرے گا۔ اور اسی روز جلسہ میں دونوں پرچے پڑھ کر سنا دئے جایا کریں گے۔ اور مصدقہ نقول ثالثوں کے دستخطوں کے ساتھ فریقین کے حوالہ کر دی جایا کریں گی۔

(۱۱) جواب لکھنے کے لئے مدعی کے پرچہ کو پڑھنے کے لئے آدھ گھنٹہ تحریر یا تقریر پرچہ سے الگ دیا جائے گا۔

(۱۲) ہر مبحث پر کم از کم تین تین پرچے فریقین کے ہوں گے اور ہر پرچہ اتنا ہونا چاہئے کہ آدھ گھنٹے کے اندر اندر سنایا جا سکے۔

(۱۳) مباحثہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی جو عبارت بطور حوالہ پیش کی جائے اس کو کتاب یا اخبار میں سے کاٹ کر مضمون میں شامل کر دینا جائز ہو گا۔

(۱۴) مباحثہ میں قرآن حدیث اور کتب مسیح موعودؑ کے سوا اور کسی کا قول حجت نہ ہو گا۔ قرآن و حدیث کی اس تفسیر کے مقابل جو مسیح موعودؑ نے کی ہو دوسری تفسیر قابل حجت نہ ہو گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت ہے
جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب ہوگا

جلد ۲۵ | یوم پنجشنبہ ۲۳ رجب المرجب ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۶۱

مولوی اللہ دتا جالندھری کی اشتعال انگیزیاں

اور کیا یہ کسی خون آشام واقعہ کی تمہید ہے؟

یہ حقیقت اب ہر پہلو سے واضح ہو چکی ہے کہ جناب خلیفہ قادیان کے ایبٹ آبادی فدائی نے جو سرخ چٹھی لکھی تھی وہ خلیفہ صاحب اور ان کے مخصوص مصاحبین کے خطبات اور تقریروں کا نتیجہ تھی جو وہ اکثر جماعت لاہور کے واجب الاحترام اکابر کے خلاف کرتے رہتے ہیں۔ ۶ راگست ۱۹۳۷ء کو خلیفہ صاحب ایک نہایت اشتعال انگیز خطبہ دیتے ہیں۔ جسے قانونی گرفت کے خیال سے "الفضل" میں شایع کرنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی۔ اسی روز شام کو قادیان میں ایک جلسہ ہوتا ہے۔ جس میں مولوی اللہ دتا عرف ابوالعطا صاحب جالندھری اور خلیفہ قادیان کے دیگر مصاحبین قادیانی پیر پرستوں کو بُری طرح بھڑکاتے ہیں۔ اسی جلسہ میں کعب بن اشرف کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس جلسہ کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دوسرے روز مولوی فخر الدین صاحب مرحوم پر قاتلانہ حملہ ہو جاتا ہے۔ ۸ راگست کے "الفضل" میں تقریریں شایع ہوتی ہیں۔ اور ۱۰ راگست کو خلیفہ صاحب کا یہ فدائی ایبٹ آباد سے سرخ چٹھی سپرد ڈاک کرتا ہے۔ اس میں بھی کعب بن اشرف کا ذکر موجود ہے۔

ہماری مختلف جماعتوں نے قرار دادوں کی صورت میں اس ناپاک چٹھی کے خلاف اظہار نفرت و بیزاری کیا۔ اور قادیانیوں کے اس جذبۂ خون آشامی کے متعلق گورنمنٹ کو توجہ دلائی۔ اس پر قادیانی عجیب و غریب چالیں چل کر گورنمنٹ اور پبلک کو دھوکہ دینے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ سرخ چٹھی جعلی ہے اور "پیغامیوں" نے خود لکھوائی اور وضع کی ہے۔ قادیانی جماعت کا جو ماحول اور اس کے اکابر کے جو مشاغل ہیں انہوں نے اس پر قیاس کر کے یہ بات کہی ہے۔ کیونکہ مقدسین قادیان کے نزدیک جعلی دستاویزیں بنانا، خفیہ سرکلر جاری کرنا، جاسوسیاں کرنا، اور فرضی کارروائیاں انجام دینا معمولی بات اور دن رات کا مشغلہ ہے۔ لیکن کوئی شریف انسان ان حرکات کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ ہمارے تو وہم و گمان میں بھی ایسی باتیں نہیں آسکتیں۔ چٹھی فی الحقیقت موصول ہوئی ہے۔ قادیانی جماعت کی خون آشامی بھی اظہر من الشمس ہے۔ قادیان اور اس کے قرب و جوار میں قتل کے پے در پے واقعات ہو رہے ہیں۔ جناب خلیفہ قادیان کی طرف سے قاتلوں کی عزت افزائی بھی ہوتی رہتی ہے۔ ان تمام حقائق کی موجودگی میں خدا جانے یہ لوگ معصوم بننے کی قابو چانہ کوشش کیوں کرتے ہیں؟

جناب خلیفہ قادیان کے نقیب اور مصاحب خاص مولوی اللہ دتا عرف ابوالعطا صاحب جالندھری نے بھی اس موضوع پر ماشاء اللہ قلم اٹھایا ہے۔ لیکن ان کا سارا زور اشتعال انگیزیوں اور دروغ بافیوں پر معلوم ہوتا ہے۔ خلیفہ صاحب اور دیگر مقدسین قادیان نے ان کو خاص طور پر اس کام کے لئے مامور کیا ہے۔ مولوی صاحب مذکور نے بالکل جولاہوں کے انداز میں اپنے ہم عقیدہ لوگوں کو یہ یقین دلایا ہے کہ "پیغام صلح" خلیفہ قادیاں کو گالیاں دیتا ہے۔ اور ان کی توہین کرتا ہے ––– چنانچہ انہوں نے ثبوت میں ۲۷ جولائی کے مقالہ افتتاحیہ "آئمۃ تلبیس" کے چند نامکمل اقتباسات درج کر کے ان الفاظ میں ٹسوے بہائے ہیں:۔

> اُف! لاکھوں انسانوں کے مقدس پیشوا پر ایسے ناپاک اور جھوٹے اتہامات لگائے جاتے ہیں۔ لاکھوں انسانوں کے جذبات کو مجروح کیا جاتا ہے۔ مگر حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ ان گندے اور ناقابل برداشت الفاظ نے جماعت احمدیہ کے دلوں کو چھلنی کر دیا۔ (الفضل ۲۷ ستمبر ۱۹۳۷ء)

محولہ بالا مضمون یعنی "ائمۃ تلبیس" اب بھی چھپا ہوا موجود ہے۔ اس میں جناب خلیفہ قادیان کی ذات کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں۔ بلکہ محض ایک اصولی بحث ہے۔ خدا جانے قادیانی حضرات اسے خواہ مخواہ اپنے خلیفہ کی ذات پر چسپاں کر کے ... اپنے دلوں کو کیوں چھلنی کر رہے ہیں۔ اصل میں یہ سب کچھ محض اشتعال انگیزی کی غرض سے کیا جا رہا ہے۔ فخر الدین مرحوم کے قتل سے پہلے بھی اس قسم کی حرکتیں کی گئی تھیں جن میں یہی مولوی اللہ دتا عرف ابوالعطا صاحب پیش پیش تھے۔ اب پھر ایسا ہو رہا ہے۔ کیا یہ کسی اور خون آشام واقعہ کی تمہید ہے؟

ہم حکومت کو جناب خلیفہ قادیان کے مصاحبین کی اُن اشتعال انگیزیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ ان حرکتوں کو قادیان کے گذشتہ خون آشام واقعات کی روشنی میں دیکھے۔ اور بروقت کوئی انسداد کرے۔ قادیانی اپنے خلیفہ کی تعلیوں کی وجہ سے مروجہ قانون اور حکومت وقت کے نظام کو خاطر ہی میں نہیں لاتے۔ قادیان کے اندر تو وہ اپنی ہی حکومت سمجھتے ہیں۔ ان کی اس غلط فہمی کو بھی دور کرنے کی ضرورت ہے۔

مولوی اللہ دتا عرف ابوالعطا صاحب جالندھری نے اپنے طویل مضامین میں ان اشتعال انگیزیوں کے علاوہ اور بہت سی دروغبافیاں خالص جولاہوں کے انداز میں کی ہیں۔ اگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ان دروغبافیوں کا تانا بانا بھی بکھیرا جائے گا۔

لاہور میں ایک قادیانی اجتماع

اخبار الفضل مورخہ ۲۸ ستمبر میں اعلان ہوا ہے کہ آل انڈیا نیشنل لیگ کا ایک اہم نمایندہ اجلاس" ۳۔ اکتوبر کو لاہور میں منعقد ہوگا جس میں جناب خلیفہ قادیان بھی شرکت کریں گے۔ صدر نیشنل لیگ کی طرف سے تمام اراکین و عہدیداران کو دعوت دی گئی ہے۔ اس لیگ کے نام سے کسی کو مغالطہ نہ ہونا چاہیئے یہ کوئی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے نہ ہندوؤں کی بلکہ خالص قادیانی انجمن ہے جو خلیفہ صاحب نے اپنے مخصوص سیاسی اغراض کی خاطر قائم کی ہے جس کا ہندوستان کی دیگر کسی مذہبی یا سیاسی جماعت سے کوئی واسطہ نہیں اس "اہم نمائندہ اجلاس" میں کیا ہوگا؟ اس کی "الفضل" نے تو کوئی وضاحت نہیں کی۔ البتہ روزنامہ "پاسبان" مورخہ ۲۳ ستمبر میں لکھا ہے کہ اس کانفرنس میں قادیانیوں نے بیس سال تک جو کچھ خلاف قانون جماعتوں کے خلاف کیا ہے اس کی تفصیلات خلیفہ صاحب پیش کریں گے اور آیندہ کے لئے احرار کی سرگرمیوں کے مقابلہ کے لئے پروگرام پیش کیا جائے گا۔ یہ الفاظ بھی تشنہ تشریح ہیں اور ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس "اہم نمایندہ اجلاس" میں وہ کارہائے نمایاں بیان کئے جائیں گے جو گزشتہ سالوں میں قادیانیوں نے کانگرس اور بعض دوسری جماعتوں کی خلاف قانون تحریکات کو دبانے کے لئے انجام دیئے یا اپنی ان خدمات کے مقابلہ میں گورنمنٹ کی برائیوں ناقدردانیوں اور احسان فراموشیوں کا ذکر ہوگا ––– خیر اب چند روز میں اس کا پتہ چل جائے گا۔

جناب خلیفہ قادیان سے ایک ضروری سوال؟

اس موقع پر ہم جناب خلیفہ قادیاں سے ایک ضروری سوال کی اجازت چاہتے ہیں ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مولوی محمد صادق صاحب شبنم سابق محتسب قادیان و سکرٹری آل انڈیا نیشنل لیگ نے خلیفہ صاحب کی بیعت فسخ کرتے وقت جو وجوہات ان کی خدمت میں لکھ کر بھیجیں ان میں سے ایک اہم وجہ یہ بھی تھی خلیفہ صاحب نے شبنم صاحب کو لیگ کے سکرٹری کی حیثیت سے صوبہ سرحد میں بھیجا کہ وہ افغان جرگہ اور سرخ پوشوں کا نیشنل لیگ کے

ساتھ الحاق کریں۔ جناب خلیفہ صاحب بظاہر ہمیشہ گورنمنٹ کی وفاداری کا دم بھرتے ہیں اس لئے شبنم صاحب کو ان کا یہ فعل خلاف تقویٰ نظر آیا کیونکہ افغان جرگہ اور سرخ پوش دونوں گورنمنٹ کے خلاف ہیں۔ افغان جرگہ کی مخالفت خفیہ ہے لیکن سرخ پوش تو علانیہ مخالف ہیں۔ بظاہر گورنمنٹ سے اظہار وفاداری اور اندرونی طور پر اس کے مخالفین سے اتحاد و الحاق یہ بات دیگر وجوہ کے ساتھ شبنم صاحب کی فسخ بیعت کی وجہ بنی۔ جناب خلیفہ صاحب بتائیں گے کہ کیا یہ بات بھی شبنم صاحب نے ان کی خدمت میں فسخ بیعت کے وقت لکھی تھی؟ اور اگر لکھی تھی تو اصل واقعات کیا ہیں؟

زندہ قوموں کے کارنامے

اس مہینہ کی ایک قابل ذکر خبر جو کہ کثیر روزناموں میں شائع ہو چکی ہے ملاحظہ فرمائیں:-

"انگورہ ۔ ۴ ستمبر۔ استنبول سے مراجعت کے بعد انگورہ میں غازی مصطفیٰ کمال اتاترک نے ایک تقریر نشر کی جس میں آپ نے فرمایا کہ "جنگ کی گھنگھور گھٹائیں افق مغرب پر چھا رہی ہیں۔ اور ہمیں اپنی قومی ہستی کے تحفظ کے لئے چار بڑے جنگی جہازوں کی ضرورت ہے۔ میری قوم نے جو قربانیاں کی ہیں ان کو دیکھتے ہوئے مجھے مزید ٹیکس لگانے کی جرأت نہیں پڑتی۔ مگر میں قوم سے خیرات مانگتا ہوں۔ قومی مدافعت کے لئے مزید اپیل کرتا ہوں جس کے بعد کل وزارت حربیہ میں چندہ کی فہرست کھولی جائیگی دوسرے روز جب دفتر کھلا تو دو گھنٹہ کے اندر تین لاکھ پونڈ جمع ہو گئے۔ جب اس کی اطلاع غازی ممدوح کو دی گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ میری قوم زندہ ہے۔ ان جنگی جہازوں کی تعمیر کا آرڈر جرمنی کو دیدیا گیا ہے"

یہ ترک قوم کی زندگی اور اپنے مقاصد کے لئے قربانی کا ایک قابل تعریف اور قابل تقلید مظاہرہ ہے۔ ہم اس پر اسلئے بھی مسرور ہیں کہ ترک ہمارے اسلامی بھائی ہیں۔ آج جمہوریہ ترکیہ کی ترقی پر ساری دنیا عش عش کر رہی ہے۔ بڑے بڑے مدبر اور سیاستدان حیران ہیں کہ ایک ایسی قوم جو تباہی و غلامی کے قریب پہنچ چکی تھی۔ جس کے متعلق اس کے مخالفین موت کا فتویٰ دے چکے تھے وہ کس طرح چند سالوں میں بام ترقی پر پہنچ گئی۔

اس سوال کا جواب ترکوں کی عدیم النظیر قربانیوں میں مل سکتا ہے۔ جو لوگ ترکوں کی جد و جہد آزادی سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں ترک نوجوانوں، ترک خواتین حتیٰ کہ ترک بچوں نے قومی مقاصد کے لئے کیا کیا قربانیاں کیں۔ جس قوم کے افراد قربانی کرنا اور اپنے مقاصد کے لئے مرنا جانتے ہیں۔ وہ کبھی بھی ناکام و غلام نہیں رہ سکتی۔

وابستگان سلسلۂ احمدیہ سے خطاب!

ترک قوم کے مقاصد جن کے لئے وہ اس قدر عظیم الشان قربانیاں کر رہی ہے بے شک اعلیٰ ہیں۔ اپنی آزادی کی حفاظت کرنا اور اپنے ملک کو ترقی دینا یقیناً ایک بلند و شریفانہ مقصد ہے --- لیکن ہم وابستگان سلسلہ احمدیہ جس مقصد کے لئے کھڑے ہوئے ہیں وہ اس سے بھی بلند ہے --- ہم اسے دنیا کا سب سے اعلیٰ مقصد کہہ سکتے ہیں۔ اللہ کے نام اور اس کے کلام کو دنیا میں پھیلانا۔ دین حق کی .... اشاعت کرنا۔ اس سے بلند دنیا کا اور کون مقصد ہو سکتا ہے؟ لیکن ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے مقصد کی پاکیزگی و بلندی پر خوش ہونے سے پہلے اپنی قربانیوں کا بھی جائزہ لیں۔ ہماری قربانیاں بھی ہمارے مقصد کی طرح ہی بلند اور اعلیٰ ہونی چاہیئیں۔ اسکے بغیر کامیابی مشکل ہے --- ترکوں نے اپنی قوم و ملک کی آزادی کی خاطر میدان کارزار میں جانیں بھی دیں۔ تلواریں بھی اٹھائیں اور مرنے مارنے کا بہادرانہ کھیل بھی کھیلا۔ ہم سے تو زمانہ صرف مال و وقت کی قربانی کا طالب ہے --- اگر ہم اس مطالبہ کو بھی انجمن کی ضروریات کے مطابق پورا نہ کر سکیں۔ تو کس قدر افسوس کی بات ہے۔ حکومت ترکیہ نے ٹیکس نہیں لگایا تھا۔ صرف اس کے صدر نے معمولی الفاظ میں اپیل کی تھی۔ اس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے --- ہم اس وقت ایک خدائی ٹیکس یعنی زکوٰۃ کی یاد دہانی کراتے ہوئے درخواست کرتے ہیں کہ تمام احباب قرآنی حکم کے مطابق اپنی زکوٰۃ نکالیں اور اسے قومی بیت المال میں بھیجیں --- ماہ رجب ختم ہونے سے پہلے یہ کام تکمیل پذیر ہو جانا چاہیئے۔

قومی دار الاقامۃ
مسلم ہوسٹل
کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

(۱) اپنی جماعت کے جس قدر نوجوان حصول تعلیم کے لئے لاہور آئیں وہ سب کے سب بلا استثنا مسلم ہوسٹل میں ٹھہریں۔ اور جن اصحاب کو مجبوراً باہر ٹھہرنا پڑے۔ وہ ان حالات سے مجھے یا انجمن کو اطلاع دیں۔ تاکہ اسطرح ہم ان کو بھی وقتاً فوقتاً وہاں بلا سکیں۔ جو احباب اسکی پابندی نہ کرینگے وہ نظام جماعت کو نقصان پہنچانے کا موجب ہونگے۔

(۲) احباب جماعت اپنی اپنی جگہ اور نوجوان جو خود ہوسٹل میں آ رہے ہیں۔ کوشش کریں کہ وہ دوسرے مسلمان طلبہ کو بھی اس ہوسٹل کے قواعد سے آگاہ کر کے انہیں یہاں رہنے کی ترغیب دیں۔

یہ ذہنیت کیا ہے؟

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اپنے طویل مضمون بعنوان "میاں فخر الدین صاحب ملتانی کی موت پر میرے قلبی تاثرات" مندرجہ اخبار "الفضل" مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۹۳۷ء میں تحریر فرماتے ہیں:-

"فخر الدین صاحب کو یہ دیکھنا چاہیئے تھا اور اب ان کے بعد ان کے رفقا کو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ اگر ایک شخص کی خلافت کو خدا نے نوازا ہے ...... تو اول تو ہمارا یہ کام نہیں کہ اس کے نقصوں کے متعلق جستجو کریں اور اگر بالفرض ہمیں کوئی نقص نظر آتا بھی ہے تو پھر بھی ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ...... ہم کون ہیں کہ اس پر حرف گیری کریں اور اسے قابل رد قرار دیں۔ ان حالات میں اگر ہمیں کوئی نقص نظر آتا ہے تو اول تو ہمارا فرض ہے کہ استغفار کر کے اس شیطانی خیال کو دل سے نکال دیں اور اگر ہم دل سے نہ نکال سکیں تو ہمیں چاہیئے کہ کم از کم اسے ظاہر کر کے فتنہ پیدا نہ کریں"

خلیفہ صاحب کے جن غلط یا صحیح نقائص کے تذکرے نے چھوٹے میاں صاحب کو یہ الفاظ لکھنے پر مجبور کیا ہے وہ کس قسم کے ہیں؟ یہ ہم ان کے ماموں میر محمد اسماعیل صاحب کی زبانی عرض کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ

"بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ عیاش ہے اس کے متعلق میں کہتا ہوں میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں پڑ جائیں وہ وہ ہو جاتے ہیں جنہیں انگریزی میں Wreck کہتے ہیں۔ ایسے انسان کا نہ دماغ کام کا رہتا ہے نہ عقل ..... اس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عیاشی میں پڑ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے"

(الفضل ۱۰۔ جولائی ۱۹۳۷ء)

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب پر سب سے بڑا الزام عیاشی کا ہے پس اس میں شبہ کی گنجائش نہیں کہ چھوٹے میاں بشیر احمد صاحب نے جناب خلیفہ صاحب کے جن غلط یا صحیح نقائص کو نظر انداز کرنے کی قوم کو ہدایت کی ہے وہ اسی الزام کے تعلق رکھتے ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ نقص ایسا نقص ہے جو کسی انسان کے تقدس میں خلل انداز نہ ہو اور اس کے باوجود انسان مقدس کا مقدس ہی رہے اور قوم اسے واجب الاطاعت تسلیم کرتی رہے۔ اور تحقیقات کی ضرورت نہ سمجھے آخر قادیانی دوست بتائیں کہ یہ کیا ذہنیت ہے؟

ایک احمدی نوجوان کی قابل تقلید تبلیغی مساعی

مرزا ابا دل خان صاحب بی ایس سی پسر اور زادہ مرزا غلام ربانی صاحب سیکرٹری جماعت راولپنڈی۔ ہماری جماعت کے ایک نہایت صالح نوجوان ہیں۔ تبلیغ اسلام و توسیع جماعت کا غیر معمولی جوش رکھتے ہیں۔ آپ نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حال ہی میں ایک خط لکھا جس میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"میں نے پانچ سال کالج میں گزارے ہیں۔ احمدیہ جماعت کا لٹریچر میں نے کالج میں کافی تقسیم کیا۔ کوئی ٹریکٹ اور کوئی اشتہار ایسا نہ تھا۔ جو میں نے کالج میں نہ پہنچایا ہو۔ عیسائی پروفیسروں کو میں نے اسلامک لٹریچر دیا۔ جماعت میں ایک لڑکا تھا۔ جو پادری سے مذہبی معاملات میں سوال و جواب کرتا۔ اگر اسلام پر کوئی اعتراض ہوتا۔ تو میں اس کا جواب دیتا۔ اور اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے دل میں وہی جوش ہے۔ گاؤں میں خاص کر اپنے رشتہ داروں میں جو غیر احمدی ہیں اُن میں احمدیت کی

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری قادیانی

کے بزرگان سلسلہ احمدیہ پر شرمناک حملے

(از بشارت احمد صاحب بقا راولپنڈی)

مصری صاحب کے اعتراضات پر قادیانیوں کی پریشانی

جب سے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے خلیفہ قادیان کے مخصوص نقائص کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ ساری قادیانی جماعت میں ہنگامہ رستخیز بپا ہوگیا ہے۔ اور ہر چھوٹا بڑا عقل کا اندھا گانٹھ کا پورا ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ لیکن حق تو یہ ہے۔ کہ باطل کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی۔ وہ ایک ریت کے ٹیلے کی مانند ہوتا ہے۔ جو تند ہوا یا سیلاب کی لپیٹ میں آکر نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ قادیانی جتنا دل چاہے زور لگائیں۔ اور اپنی گرگٹ نما چالوں سے جتنی حق پوشی چاہیں کریں۔ آخرکار اُن کا انجام نہایت دردناک ہے۔ وہ خدا کے قہر و غضب سے کبھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔

قادیانیوں کی دروغ بافی اور بدکلامی

ہمیں اس وقت اس امر سے بحث نہیں کہ شیخ صاحب مصری کون ہیں۔ کیونکہ تمام قادیانی اُن کو بخوبی جانتے ہیں۔ اور اُن کو یہ بھی معلوم ہے۔ کہ چند ماہ قبل مصری صاحب خلیفہ صاحب قادیان کے مدبرینِ خصوصی اور مشیروں میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے اور بعض اوقات اُن کو خلیفہ صاحب کے قائم مقام ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا تھا۔ اس وقت جس بات نے ہمیں مجبور کیا ہے۔ کہ ان کے متعلق کچھ لکھیں وہ ہے ان قادیانیوں کی دروغ بافی۔ کذب بیانی۔ بدکلامی۔ جب بھی ان کو موقع ملا ہے۔ ہمیں خوب بدنام کیا ہے۔ اور آئے دن ہمارے خلاف زبان درازی کرتے ہیں۔ شاید وہ ان قابلِ نفرین حرکات کو اپنی نجات اور فلاح اخروی کا ذریعہ خیال کرتے ہوں۔ خدا کی شان یہ عادت اب اُن کی فطرت ثانی بن چکی ہے۔ اور وہ نیک و بد خطا و صواب میں تمیز کرنے سے معذور ہو گئے ہیں۔

"قصرِ خلافت" میں زلزلہ

فخرالدین صاحب مرحوم اور مصری صاحب نے جب خلیفہ صاحب کو بعض اخلاقی نقائص کی وجہ سے معزول کرنے کے لئے قادیانیوں کو کہا۔ تو فوراً "قصرِ خلافت" میں زلزلہ آگیا۔ اور قادیان میں ایسی کھلبلی مچی۔ کہ الاماں! خلیفہ اور اُن کے نمک حلال حواریوں کے چہروں پر خوف و ہراس کی گھٹائیں چھا گئیں۔ لیکن فریب کاری کی خیر! فوراً کبر و نخوت کے مظاہرے شروع کر دیئے۔ اور خلیفہ سے لے کر معمولی مریدوں تک نے تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ سے مشتہر کر دیا۔ کہ یہ سب فتنہ اور ہنگامہ خیز شورش "پیغامیوں" کی طرف سے بپا کی گئی ہے۔ اور ہماری تباہی و بربادی کا موجب لاہوری ہو رہے ہیں۔

جماعت لاہور کے خلاف قادیانیوں کا بغض و عناد

قادیانیوں کی اس فریب کاری کو دیکھ کر ہمیں عیسائیوں کا مانا ہوا مسئلہ کفارہ یاد آجاتا ہے۔ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر مار کر سمجھتے ہیں۔ کہ اب اُن کے گناہ معاف۔ قادیانی سمجھتے ہیں۔ کہ وہ "پیغامیوں" کو بُرا بھلا کہنے سے خلیفہ صاحب کی نظر میں مقبول۔ اور جس پر خلیفہ صاحب خوش ہوں۔ وہ گویا سیدھا جنت میں چلا جاتا ہے۔ کیونکہ بہشتی مقبرہ اُن کے ہاتھ میں ہے۔ پھر ایک اور بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ "شورش" تو مصری صاحب نے بپا کی لیکن قادیانیوں نے اُس کو فرو کرنے کے لئے "پیغامیوں" کو کوسنا شروع کر دیا۔ اور اخلاق اور شرافت کو سرے سے ہی جواب دیدیا۔

یہ عجیب انصاف ہے۔ کہ کرے زید اور بھرے بکر

ہماری طرف سے ان لوگوں کے عائد کردہ الزامات کا بجا طور پر جواب دیدیا گیا تھا۔ کہ اکابرِ قادیان اپنی جماعت پر ازخود نقائص جانتے کے لئے ہمیں غم و غصہ کی آماجگاہ نہ بنائیں۔ بلکہ اُن سے نپٹیں جنہوں نے اُن کے خلیفہ کو علی الاعلان اخلاق باختہ کہا۔ اور آزاد کمیشن مقرر کرنے کا پُرزور مطالبہ کیا۔ ہمیں ایسی سازشوں سے کچھ سروکار نہیں۔ لیکن بھلا یہ کہاں سمجھنے والے تھے۔ جو خلیفہ نے کہا۔ ہر ایک کے منہ چڑھ گیا۔ حزب جانتے تھے۔ کہ اگر جماعت احمدیہ پر الزام نہ تراشے اور مصری پارٹی کو اُن کا شاخسانہ نہ کہا۔ تو جماعت درہم برہم ہو جائے گی۔ اور بنا بنایا کھیل بگڑ جائیگا۔ اس پروگرام کی تکمیل کے لئے بعض نا معقول اور نام نہاد مضمون نگاروں کو کرایہ پر لے کر ہمارے خلاف قلم کا زنگ اُتارنا شروع کر دیا۔ اور چالاکی یہ کی کہ ہم پر برسے اور مصری صاحب کے مطالبوں کو سرے سے ہی نظر انداز کر دیا۔

کسی نے ہمیں "یہودی صفت" کہا۔ کسی نے "یزیدی" اور "ذہنی" کہا۔ اور خود جناب خلیفہ صاحب نے ہمیں "شکاری کتے" تک کہا۔ گویا ہمیں بُرا بھلا کہنا۔ ہمارے خلاف گندا چھالنا۔ اور بیہودہ الزام تراشنا اُن کی زندگی کا نصب العین ہے۔

مولوی اللہ دتہ اور دیگر مریدوں کی باطل پرستیاں

ابوالعطاء فاضل جالندھری "انبیات" جس نے اپنے خلیفہ کی خاطر ایمان کو خیرباد کہہ ڈالا ہے۔ ———— غالباً بہشتی مقبرہ پر نظر جمی ہوگی ——— باطل کو خوب ہوا دی۔ اور خلیفہ کے فدائیوں کو ہمارے خلاف سخت بھڑکایا۔ ایسے ہی کسی اجمیری لاہور کے سعدی اور قادیان کے کئی میر صاحبان نے طرح طرح کی غلط بیانیاں کیں۔ اور یہ نہ سوچا۔ کہ وہ اپنے وقار کو ٹھیس لگا رہے ہیں۔ کیونکہ خدا کے عطا کردہ "پانچ ہزار سپاہیوں" کا اُن کی ..... ہرزہ سرائی سے آج تک کچھ نہیں بگڑا۔ وہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہمہ تن مشغول ہیں اور سات سمندر پار تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ آج اُن پر خدا تعالیٰ کا اتنا فضل ہوا ہے۔ کہ مشرق سے مغرب تک تمام سعید روحیں اُن سے تراجم لے رہی ہیں۔ اور دشمنانِ اسلام بھی اُن کی قابلِ ستائش خدمات کا اعتراف کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر بشارت احمد اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحبان کے بیانات

خلیفہ صاحب نے اختلاف سلسلہ کے اصل حالات کو موثر توڑ کر اپنے خطبوں میں بیان کیا۔ تو حضرت قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سلمہ ربہ نے اُن ملمّع خطبوں پر سیر کن بحث کی اور اصل حقیقت کو ظاہر من الشمس کیا۔ پھر جب یہ آواز بلند کی گئی کہ "پیغامی" یزیدی صفت ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کے مطابق وہ قادیان سے نکالے گئے ہیں۔ تو ضروری تھا کہ ہم اپنی پوزیشن صاف کرتے۔ چنانچہ قبلہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے دلائل اور براہین قاطعہ سے ثابت کیا۔ کہ ہم کو یزیدی صفت کہنے والے خود یزیدی صفت ہیں۔ اور قادیانیوں نے قادیان کی سرزمین کو اپنی نفسانی خواہشات کا مرکز بنا ڈالا ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے مکتوبات گرامی

حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے مکتوبات گرامی میں موجودہ خلافت محمودیہ پر سیر کن بحث کی ہے۔ لیکن غالیوں نے اپنے ناخداؤں کے کہنے پر یقین کر لیا۔ کہ وہ مکتوبات گرامی نہایت دل آزار ہیں۔ کیونکہ اُن میں خلیفہ صاحب کی تضحیک کی گئی ہے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

قاضی محمد یوسف کے خلاق سوز اور غلط بیانیوں سے پُر مضامین

تھوڑے دن ہوئے پشاور کے قاضی محمد یوسف صاحب نے جو وہاں قادیانیوں کے امیر کہلاتے ہیں۔ ایک دو مضمون الفضل میں شائع کرائے ہیں۔ اور خلیفہ صاحب کو اپنی کامل تابعداری اور وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ وہ شاید اس لئے کہ ایک نہ ایک دن خلیفہ صاحب کی محبت میں شاید کہ مسیح خلیفہ ہی بن جائیں۔ ایک مضمون کا تو ہمارے محترم اخوی سید اختر حسین صاحب نے دندان شکن جواب دیدیا ہے اور ایک مضمون آج ہمارے پیش نظر ہے۔ جس کا عنوان "مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین سے خطاب" ہے۔ اس کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ قاضی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت سے جو کچھ حاصل کیا تھا۔ وہ خلافت محمودیہ پر قربان کر دیا ہے۔ کیونکہ محمود ایک وہ ہستی ہے جس کے لئے قادیانی اپنی جانیں اور ایمان تک قربان کر دیتے ہیں۔ لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کیلئے انہیں کبھی درد محسوس نہیں ہوا۔ اور نہ ہی انکی محبت میں کبھی ان کی اسلی بھڑکی ہے۔

قاضی صاحب کی بدزبانیاں

قاضی صاحب نے شرافت اور اخلاق کو جواب دیتے ہوئے سید محمد حسین شاہ صاحب کو "فخر خاندان رافضیہ" لکھا ہے۔ اور حضرت امیر ایدہ اللہ کیلئے "جعلی مفسر غاصب" اندھوں میں کانا راجہ" "گھر کا نہ گھاٹ" کا کے الفاظ لکھے ہیں۔ ان کو پڑھ کر جس قدر ہمارے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ ان کا اندازہ تو قادیانیوں کو اُسوقت ہو سکتا ہے جب ہم بھی ذرا اُن کے خلیفہ پر برسیں۔ اور آسمان کے تارے دکھائیں۔

قاضی صاحب کی قرآن دانی اور دینی معلومات کی حقیقت

قاضی صاحب اپنی قرآن دانی اور فاضل اجل ہونے کا یوں ثبوت دیتے ہیں:-

> "کیا کتب یہود میں حضرت نوح علیہ السلام پر شراب خوری اور ننگا ہونے کا الزام موجود نہیں کیا حضرت لوط علیہ السلام پر شراب، خوری اور اپنی لڑکیوں سے زناکاری کا الزام موجود نہیں ..... حضرت داؤد علیہ السلام پر اوریا کے قتل اور اس کے ساتھ زنا کا الزام موجود نہیں .... پھر کیا حضرت عائشہ صدیقہ پر الزام لگانے والے صحابی ہونے کے مدعی نہ تھے وغیرہ وغیرہ"

قاضی صاحب نے حضرت امیر کو جعلی مفسر قرآن لکھا۔ اور اپنی یہ قابلیت ہے۔ کہ غلط بات پیش کرکے استنباط کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارا موجودہ اناجیل اور کتب یہود پر کوئی ایمان نہیں۔ اور نہ ہی کسی مسلمان کا ہے۔ وہ سب کی سب محرف

مخدوش ہیں۔ قرآن مجید نے سب انبیاء علیہم السلام کی عصمت ثابت کی ہے اور سب کی تمام الزامات سے بریت کی ہے اس لئے ہمیں اناجیل اور کتب یہود کی طرف رجوع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ قرآن کی گواہی کے سامنے سب کچھ ہیچ ہے۔ ایسے ہی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بریت بھی قرآن مجید نے کر دی تھی۔ اصحاب ثلاثہ پر اگر کوئی الزام لگے تو وہ سب اُن کی زندگی کے بعد کیونکہ شیعہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ اور اگر اُن کی زندگی میں کسی نے کوئی الزام لگایا تو انہوں نے اپنی پوزیشن صاف کر دی۔ حضرت عمر فاروقؓ پر خیانت کا الزام لگا۔ اور عین بھری مجلس میں۔ لیکن فوراً اُس کا ازالہ کر دیا گیا۔ معترض کو کسی نے قتل نہ کیا۔ بُرا بھلا نہ کہا۔ بلکہ خاموشی اختیار کی۔ اور اُس کا مطالبہ جائز سمجھا

خلیفہ قادیان کا طرز عمل صحابہ کرام کے برعکس ہے

اس کے علاوہ سوال یہ ہے کہ ان بزرگوں پر الزامات لگنا اس امر کی دلیل ہے کہ جس پر الزام لگ جائے وہ سچا ہے۔ اب میں قاضی صاحب سے بصد ادب پوچھتا ہوں۔ کہ جب اُن کے "سیدنا محمودؓ" پر اُن کے ہی چند سرکردہ مخیر اللہ کر اخلاق باختہ ہونے اور قوم کا روپیہ غصب کر جانے کے الزام تراشتے ہیں۔ تو اُن کو کیا جواب دیا گیا۔ کیا خلیفہ صاحب نے صحابہ کرام کی طرح اپنی پوزیشن صاف کی؟ کیا اُن کے مطالبوں کا جواب تسلی بخش دیا ہے — اُن کا اخراج اُن کے صحیح اور واجب مطالبہ کا جواب تھا؟

خلیفہ قادیان معصوم نہیں ہیں

خدا تعالیٰ نے انبیاءؑ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اصحابؓ اربعہ کو برگزیدہ اور پاک ہستیاں کہا۔ اور قرآن مجید نے صاف گواہی دی۔ کہ وہ سب کے سب معصوم تھے۔ میں پوچھتا ہوں کیا قاضی صاحب کے خلیفہ کی خدا نے بریت کی؟ کیا خدا نے کہہ دیا۔ کہ وہ معصوم ہے؟ اگر اس کا جواب یہ ہو۔ کہ خدا تعالیٰ نے واقعی اس کا پاک صاف ہونا بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ بشارت الٰہی کے مطابق پیدا ہوا ہے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ صحیح تھا۔ کہ جو بشارت الٰہی کے ماتحت پیدا ہو۔ وہ نیک اور مومن ہوتا ہے۔ تو پھر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے کیوں قاضی صاحب کے اُنہی خلیفہ صاحب پر زنا کے عائد کردہ الزام کی تحقیقات کے لئے ایک کمشن مقرر فرمایا تھا۔ اور یہ بھی کہا تھا۔ کہ اگر محمود پر الزام ثابت ہو گیا۔ تو عاق کر دیا جائے گا؟ فرمایئے اب بھی کوئی عذر باقی رہ جاتا ہے؟ حضرت صاحب کا کمشن مقرر کرنا صاف واضح کرتا ہے۔ کہ وہ اولاد جو بشارات الٰہی کے ماتحت پیدا ہو اُس کے گنہگار ہونے کا امکان ہو سکتا ہے۔ ورنہ آپ صاف فرماتے۔ کہ جانتے نہیں میری اولاد بشارات الٰہی کے ماتحت پیدا ہوئی ہے اس لئے وہ کبھی گنہگار نہیں ہو سکتی۔ لیکن حضور نے ایسا نہیں فرمایا۔ بلکہ اس کے برعکس کیا۔

آزاد کمیشن کا تقرر ضروری ہے

پس اسے قاضی صاحب ضروری ٹھیرتا ہے۔ کہ آپ کے خلیفہ صاحب اپنی پوزیشن صاف کریں۔ اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ آزاد کمشن مقرر کیا جائے۔ جو بلا تخویف و خطر تحقیقات کرے۔ اس میں آخر ہرج کیا ہے۔ جب کہ خلیفہ صاحب نیک اور صالح ہیں۔ لیکن خلیفہ صاحب کا اجتناب اور فرار ثابت کرتا ہے۔ کہ دال میں کالا ہے۔ اس کی اصل وجہ قاضی صاحب مجھ سے سنیں وہ یا در کھیں کہ گناہ اپنے آپ کو عوام کی نظروں سے پوشیدہ رکھنے کے لئے بڑا چارہ کرتا ہے۔ لیکن

کم بخت وہ اس فن میں ایسا ناقابل ثابت ہوا ہے۔ کہ وہ آخر باوجود احتیاط کے فاش ہو جاتا ہے۔ ہاں مگر جن پر اس کا فسوں پھونکا جا چکا ہو۔ وہ دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے۔ ورنہ یہ کوئی بات تھی کہ مصری صاحب اور فخر الدین صاحب مرحوم جیسے جیالوں اور قادیانیوں کو ہوش نہ آئے۔ اور وہ اُن کے مطالبات پر غور نہ کریں۔ بلکہ بغیر سوچے سمجھے لندن سے لے کر قادیان تک کے مولوی خلیفہ صاحب سے اظہار عقیدت کریں۔ اور خوش گپیوں میں زندگی تلاش کریں

قادیانی جماعت کا اندوختہ عمل

قاضی صاحب ذرا ہماری ناکامیاں تو بیان کریں۔ کہ ہم بھی دیکھیں۔ ورنہ ہم سے سنیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم روز بروز سیدنا حضرت امام الوقتؑ کے پاک مشن کو سر انجام دے رہے ہیں۔ پانچ ہزار سپاہیوں نے تو دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی آواز کو پہنچا دیا۔ لیکن کثرت پہ ناز کرنے والوں سے ابھی ایک کتاب بھی نہ نکل سکی۔ جو اسلام کا شاہکار کہلاتی۔ آپ کو کثرت پر ناز ہے۔ کہ ہم نے لاکھوں جاہل لوگوں کو اپنے نرغے میں پھانس لیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ کی کثرت ہی تو آپ کو "الضالین" میں شمار کر رہی ہے۔ کوئی ٹھوس کام دکھاؤ۔ آج تک کیا کیا ہے۔ قادیان آپ کے پاس، انجمن کا سارا سرمایہ آپ کے پاس، کتب، مکانات غرضیکہ ہر چیز آپ کے قبضے میں تھی۔ آپ نے لوگ بھی کافی پھانس لئے۔ لیکن آخر بنایا کیا۔ یہی ناکہ خلیفہ مطلق العنان ہوتا ہے۔ وہ حدود اللہ اور حدود رسول سے باہر ہوتا ہے۔ اُس پر قرآن و حدیث کا فتوےٰ نہیں لگتا۔ واہ سبحان اللہ اگر یہی خدمت اسلام ہے۔ تو پھر مسولینی اور ہٹلر آپ ہی کے شاگرد ہوں گے۔

قاضی صاحب کی افسوسناک دروغ بافی

قاضی صاحب فرماتے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ مولوی عمر الدین صاحب نے مدت تک حضرت صاحب کو نبی مان کر پھر انکار کر دیا۔ اور کبھی سنزیوں کے ہمراز بنتے ہیں۔ تو کبھی مصری پارٹی کے ہمنوا۔ نبوت مسیح موعود پر اکثر بحث ہوتی ہے۔ اور حال ہی میں قصور کے مقام پر قادیان کے سرکردہ مولویوں نے جوزک اٹھائی ہے۔ وہ تا قیامت نہ بھولیں گے۔ اور راولپنڈی کا تحریری مناظرہ جب کبھی یاد آئے گا تو سوئے ہوئے بھی تڑپ اٹھیں گے۔ ان دروغ بافیوں سے تو کچھ نہیں بنتا۔

خلیفہ قادیان کی قلا بازیاں

ہاں خلیفہ صاحب کسی ایک بات پر آج تک ٹھیرتے نظر نہیں آئے۔ کبھی لکھا کہ نبوت کا دعوےٰ حضرت مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں کیا اور کبھی ۱۹۰۲ء میں۔ اور اب مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں حلفی شہادت دیتے ہوئے کہا۔

"حضرت مرزا صاحب نے دعوےٰ نبوت ۱۸۹۰ء کے اخیر یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں کیا"

قاضی صاحب ذرا خلیفہ صاحب کو ایک بات پر ٹھیرائیں اور پھر ہمارے حضرت امیر ایدہ اللہ پر اعتراض کریں۔ شیشے کے گھر میں بیٹھ کر دوسروں کو کنکر مارنا بھلا کہاں کی دانائی ہے۔

مولوی عمر الدین صاحب پر بے معنی اعتراض کا جواب

رہا مولوی عمر الدین صاحب شملوی کا قصہ سو وہ تو صاف فرماتے ہیں کہ ہم نے محمود کی اندھا دھند فرمانبرداری کی اور سوچا ہی نہیں تھا۔ اور اُس زمانہ کو اپنے لئے زمانہ جاہلیت قرار دیتے ہیں۔ کیوں یاد نہیں آپ کو کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کہا

(باقی پوسٹ میں)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں اعلان ہو چکا ہے۔ حضرت ممدوح ۳۰ ستمبر (جمعرات) کی شام کو ڈلہوزی سے لاہور تشریف لے آئیں گے۔

— چند روز ہوئے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب یکایک لوڑی میں علیل ہو گئے۔ خون کے دباؤ کی شکایت ہے۔ اس لئے وہ ۲۷ ستمبر کو ہی لاہور تشریف لے آئے۔ مسلم ٹاؤن میں مقیم ہیں۔ تمام احباب اس بزرگ و فیض ہستی کی صحت کامل و درازی عمر کی دعا کریں۔

— جناب سید تصدق حسین شاہ صاحب کے برادر خورد سید مظفر علی شاہ صاحب بھاؤنگر کے ہاں اللہ تعالیٰ نے صاحبزادی عطا فرمائی ہے۔ جس کا نام سعیدہ بانو تجویز کیا گیا ہے۔ اس مسرت میں محترمہ بیگم صاحبہ سید تصدق حسین شاہ نے احمدیہ دار الیتامیٰ کے لئے پانچ روپے عطا فرمائے۔

پیغام صلح:۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ دعا ہے کہ مالک حقیقی اس بچی کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اور خادمہ دین بنائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

— ہمارے عزیز دوست مسٹر سزلیف پنزا (البانوی) دینی تعلیم کی تکمیل کر کے اپنے وطن البانیہ میں تشریف لے گئے۔ اور ۲۲ جولائی کو وہاں پہنچ گئے ہیں۔ ہمیں ان کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں کے حالات ہر لحاظ سے امید افزا ہیں۔ مسلمانوں کا روشن خیال طبقہ ان سے دلی ہمدردی کا اظہار کر رہا ہے۔ انشاء اللہ وہ عنقریب وہاں سے ایک مذہبی اخبار جاری کرنے والے ہیں۔

— جناب ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب ہری پور ہزارہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عالیجناب بادشاہ صاحب کی بیگم صاحبہ بعارضہ مونیہ شدید علیل ہیں۔

— بصرہ کے ایک تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ جناب ابراہیم آدم صاحب کچھ عرصہ سے علیل چلے آ رہے ہیں۔ ایک دفعہ بصرہ میں ان کے گلے کا اپریشن ہوا۔ پھر دوسری دفعہ بغداد میں۔ اب خدا کے فضل سے انہیں بہت کچھ افاقہ ہے۔ لیکن کمزوری بہت ہے۔

ان تمام بیماروں کیلئے دردِ دل سے دعائے صحت کی جائے

مکرمی ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب نے اپنے تازہ خط میں یہ افسوسناک اطلاع دی ہے کہ جناب ملک غلام حیدر خاں صاحب پنشنر تحصیلدار جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت قدیم و مخلص خدام میں سے تھے انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں آپ کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ تمام احباب اور جماعتیں جنازہ غائب ادا کریں۔

اظہار تشکر

عزیزہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک الٰہی بخش صاحب نے پندرہ ۱۵ روپے عطیہ برائے ینگ اسلام عطا فرمائے ہیں۔

ان کی اس عنایت اور امداد کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور دوسری بہنوں اور دوستوں کو ان کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق دے۔ "ینگ اسلام" صرف جماعت کے سہارے چل رہا ہے۔ اور انہیں کو اس کی امداد کرنی چاہیئے۔

خاکسار۔ مینیجر ینگ اسلام لاہور

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر اکابر جماعت

کو جناب خلیفہ قادیان کے فدائی کی قاتلانہ دھمکی کیخلاف مختلف جماعتوں کی قراردادیں

جماعت شملہ کی قراردادیں

۳۔ستمبر کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ کا ایک جلسہ کاٹ روڈ پر بعد نماز جمعہ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن اتفاق رائے سے منظور کیا گیا:۔

(۱) یہ جلسہ خلیفہ قادیان کے ایبٹ آبادی مرید کے اس طرز عمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو اس نے حضرت مولینا محمد علی صاحب کو سرخ چٹھی لکھ کر ظاہر کیا ہے۔ اس چٹھی میں حضرت ممدوح ۔جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے اس اجتماع کے پاس اس امر کو باور کرنے کے لئے کافی وجوہ ہیں کہ یہ سرخ چٹھی خلیفہ قادیان اور ان کے سرکردہ مریدوں کی ان اشتعال انگیز تقریروں اور تحریروں کا نتیجہ ہے جو قادیانی خلافت کے سرکاری اخبار "الفضل" میں شائع ہو رہی ہیں۔ یہ خط ۱۰ اگست ۱۹۳۷ء کو ایبٹ آباد سے سپرد ڈاک ہوا ہے۔ اس میں کعب بن اشرف کے واقعہ کا حوالہ ہے جو کہ قادیانی اکابر کی ان تقریروں میں بھی موجود ہے جو کہ ۸۔ اگست ۱۹۳۷ء کے "الفضل" میں شائع ہوئی ہیں۔ لہذا یہ دھمکی انہی اشتعال انگیز تقریروں سے متاثر ہو کر دی گئی ہے۔ یہ جلسہ حکومت کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کراتا ہے کہ اس قسم کی دھمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں کی تمام تر ذمہ داری خلیفہ قادیان اور ان کے رفقاء پر ہے جو اپنی جماعت کے افراد کو ایسی قبیح اور بزدلانہ حرکات پر اکساتے ہیں علاوہ ازیں یہ اجتماع حکومت سے استدعا کرتا ہے کہ اس ذہنیت کے ازالہ کے لئے فوری کارروائی کی جائے تاکہ قانون کے احترام اور امن عامہ میں خلل پیدا نہ ہو۔

(۲) اس ریزولیوشن کی نقول حکومت اور اخبارات کو بھیجی جائیں

محمد لطیف سکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

جماعت جالندھر شہر کی قرارداد

مورخہ ۱۰ ستمبر کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر کا یہ اجتماع قادیانی خلیفہ کے ایبٹ آبادی مرید کے فعل کو انتہائی نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے جو اس نے ایک "سرخ چٹھی" کے ذریعہ کیا ہے جس میں جماعت احمدیہ کے اکابر حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے۔ ۸ اگست کے "الفضل" میں خلیفہ قادیان اور ان کے حواریوں کی اشتعال انگیز تقریروں کا ذکر ہے جن میں جماعت احمدیہ لاہور کے بزرگوں کے لئے کعب بن اشرف کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ۱۰ اگست کو خلیفہ صاحب کے ایبٹ آبادی مرید کا دھمکی آمیز خط لکھنا اور اس میں اس جماعت احمدیہ کے بزرگوں کو کعب بن اشرف قرار دینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اس خط کی محرک وہی تقاریر ہیں جو "الفضل" ۸۔ اگست میں درج ہوئی ہیں یہ اجتماع حکومت کو توجہ دلاتا ہے کہ اس قسم کے کسی فعل کی ذمہ داری کسی فرد واحد پر نہیں بلکہ خلیفہ صاحب اور اُن کی جماعت پر ہو گی۔ جو اس قسم کی اشتعال انگیزی کر رہے ہیں اس لئے حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانی جماعت کے اس قانون شکن اور امن سوز رویہ کے خلاف فوری کارروائی کرے۔

(۲) اس ریزولیوشن کی نقول حکومت اور اخبارات کے نام بھیجی جائیں۔

عبدالرحمٰن

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر

جماعت گجرات (پنجاب) کی قرارداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گجرات کا ایک غیر معمولی جلسہ مورخہ ۱۰ ستمبر کو بعد نماز جمعہ منعقد کیا گیا۔ جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں متفقہ طور پر منظور ہوئیں:۔

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گجرات کا یہ جلسہ اس سرخ چٹھی کے مضمون کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے جو کسی قادیانی نے ایبٹ آباد سے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب۔ امیر جماعت لاہور کے نام بھیجی ہے جس میں حضرت ممدوح۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے اس اجتماع کی رائے میں خلیفہ قادیان کے مریدوں کی یہ قاتلانہ ذہنیت ان کے اشتعال انگیز خطبات اور تحریروں کا نتیجہ ہے جو "الفضل" میں شائع ہو رہے ہیں اور اگر کوئی ناخوشگوار واقعہ وقوع پذیر ہو گیا جس کی کہ اس سرخ چٹھی میں دھمکی دی گئی ہے تو اس کی ساری ذمہ داری خلیفہ قادیان پر ہو گی۔

(۲) قرار پایا کہ مندرجہ بالا قرارداد کی نقول ہز ایکسیلینسی گورنر پنجاب وزیر اعظم پنجاب۔ وزیر اعظم صوبہ سرحد اور اخبارات کو بھیجی جائیں۔

(حافظ) محمد حسن پلیڈر

صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گجرات

جماعت بھدرواہ ریاست جموں کی قرارداد

آج مورخہ ۱۲۔ستمبر ۱۹۳۷ء بروز اتوار احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ کا ایک غیر معمولی اجلاس بصدارت جواجہ ... بھدرواہ صاحب منعقد ہوا اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق پاس ہوا۔

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ کا یہ اجلاس متفقہ طور پر خلیفہ قادیان کے ایبٹ آبادی مرید کی اس کمینہ اور بزدلانہ قاتلانہ دھمکی کے خلاف جو اس نے حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور دیگر اکابر جماعت احمدیہ لاہور کو بذریعہ سُرخ چٹھی دی ہے اظہار ملامت کرتا ہے اور اس کے اس فعل قبیح کا خلیفہ قادیان کو ذمہ دار قرار دیتا ہے کہ جنہوں نے عرصہ سے اکابر جماعت احمدیہ لاہور کے خلاف انگیز تقریروں کا سلسلہ جاری کر کے جاہل مریدوں کو اکسایا ہے۔ انہی اشتعال انگیزیوں کی وجہ سے ان کے دلوں میں ایسے ناپاک ارادے پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ اجلاس حکومت ہند و حکومت پنجاب کو پُرزور الفاظ میں توجہ دلاتا ہے کہ خلیفہ قادیان اور ان کے مریدوں کو امن شکن حرکات سے باز رکھے۔

(۲) اس قرارداد کی نقل اخبارات اور سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بغرض مناسب کارروائی بھیج دی جائے۔

خاکسار عبدالخالق

سکرٹری جماعت احمدیہ بھدرواہ ضلع ...

جماعت اسلام آباد ضلع راولپنڈی کی قرارداد

آج مورخہ ۱۴۔ ستمبر ۱۹۳۷ء کو جماعت احمدیہ چک ۱۴/۷ اسلام آباد کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق پاس کیا گیا:۔

جماعت احمدیہ چک ۱۴/۷ کا یہ اجلاس متفقہ طور پر قادیانی خلیفہ کے ایبٹ آبادی مرید کے اس ناپاک خط پر اظہار نفرت و ملامت کرتا ہے جس کے ذریعہ حضرت امیر ایدہ اللہ اور احمدیہ جماعت لاہور کے دیگر اکابر کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے۔ اور قرار دیتا ہے کہ یہ خطرناک ذہنیت خلیفہ صاحب کی پیدا کردہ ہے کیونکہ وہ خطبات کے ذریعہ آگ بھڑکا رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور کے اکابر کو خدانخواستہ اگر کسی قسم کا گزند پہنچا تو اس کی ذمہ داری خلیفہ صاحب پر ہو گی۔ نیز یہ اجلاس گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہے کہ اس قانون شکن اور امن سوز رویہ کے خلاف فوراً کارروائی کی جائے۔ (باقی دیکھو ...)

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ اگست ۱۹۳۷ء

نام صیغہ	آمد: پائی	آمد: آنہ	آمد: روپیہ	خرچ: پائی	خرچ: آنہ	خرچ: روپیہ
اغراض علم و تبلیغ	۹	۱۲	۲۸۰۰	..	۲	۲۹۵۸
سپین مسلم مشن	..	۷	۴	..	..	..
تصنیف و تالیف	۱	۱۲	۷۱۸	۹	۲	۸۲۷
اراضی و کارہ (اسلام آباد)	..	۲	۵۲۲۷	..	۵	۵۷۴۰
مسلم ہائی سکول لاہور	..	..	۴۶۱	—	۴	۱۴۴۳
مسلم ہائی سکول پودھلی	۳	۱۲	۷۳	..	..	..
پراویڈنٹ فنڈ دفاتر	۱۱	..	۴۲	..	..	..
پراویڈنٹ فنڈ سکول	..	۱۰	۱۴۰	..	..	۹۴
ریزرو فنڈ	..	۲	۲۹۲	..	..	..
مستقل فنڈ (وصایا)	..	۸	۳۱	..	..	..
کل میزان	..	۹	۱۲۷۳۹	..	۱	۱۱۹۶۸

نوٹ:۔ خرچ اراضی [illegible] کا اصل خرچ نہیں ہے۔ بلکہ جو ادائیگی ہوئی ہے۔ وہی درج ہے۔ (دستخط) عبدالحق برائے محاسب

رفتار عالم

ہندوستان

—— لاہور۔ گرمیوں کی تعطیلات کے بعد آج ہائی کورٹ کھل گیا۔

—— ایبٹ آباد ۸ ر ستمبر کل سرحدی اسمبلی نے کانگرسی وزارت کے بجٹ کو آخری طور پر بغیر کسی ترمیم و تنسیخ کے منظور کر لیا ہے۔

—— ہز ایکسیلینسی وائسرائے ۲ اکتوبر کو لاہور آئینگے۔ ۲۳ اکتوبر کو دربار منعقد ہوگا۔ مختلف سرکاری محکمے وسیع پیمانہ پر استقبال اور دربار کی تیاریاں کر رہے ہیں :۔

—— کوئٹہ ۱۲ ستمبر گذشتہ دو دنوں میں یہاں زلزلے کے پے در پے شدید جھٹکے محسوس ہوئے جنکی وجہ سے لوگوں میں زبردست خوف و ہیجان پیدا ہو گیا۔

—— معلوم ہوا ہے کہ مشن ہائی سکول جھنگ کے ہیڈ ماسٹر نے سبق پڑھانے ہوئے حضرت نبی کریمؐ اور قرآن کریم کے متعلق نامناسب الفاظ استعمال کئے تھے۔ اب انہوں نے غیر مشروط معافی مانگ لی ہے۔

—— نئی دہلی ۲۰ ستمبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا پچیسواں سالانہ اجلاس ۱۵ تا ۱۷ اکتوبر لکھنؤ میں بصدارت مسٹر محمد علی جناح منعقد ہوگا۔

—— سرینگر ۲۰ ستمبر کل ریاست کشمیر کی اسمبلی میں ہز ہائینس مہاراجہ کا ایک پیغام سنا گیا ہے کہ انکی عدم موجودگی میں جموں کے ہندوؤں اور کشمیر کے مسلمانوں نے جو تحریکات چلائی تھیں۔ ان کے تمام سیاسی قیدیوں کو معافی دی جاتی ہے۔ اسمبلی نے ایک قرارداد کے ذریعہ مہاراجہ کا شکریہ ادا کیا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ لاہور میونسپلٹی بہت جلد ہاؤس ٹیکس نافذ کرنے والی ہے۔

—— مجلس احرار نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہر ایک احراری کارکن کانگرس کا ممبر بن سکتا ہے اور عہدہ قبول کر سکتا ہے۔

—— ہوشیارپور ۲۸ ر ستمبر۔ بابا کھڑک سنگھ مشہور سکھ لیڈر کو باغیانہ تقریر کرنے کے جرم میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہوشیارپور نے ایک سال قید بامشقت کی سزا دی ہے :۔

—— شملہ ۲۰ ستمبر۔ سر محمد یعقوب کی طرف سے مرکزی اسمبلی میں اس امر پر تحریک التوا پیش کرنے کا نوٹس دیا گیا تھا۔ کہ کانگرسی وزارتیں مسلمانوں کو "بندے ماترم" کا گیت گانے پر مجبور کرتی ہیں۔ صدر نے اس تحریک کے پیش ہونے کی اجازت نہ دی :۔

ممالک خارجہ

—— تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ سلطان ابن سعود نے نجدی قبائل کو جدید جنگی ہتھیار تقسیم کر دیے ہیں۔ اور انکو حکم دیا ہے کہ وہ مزید احکام کا انتظار کریں۔ معلوم ہوا ہے کہ بندرگاہ عقبہ کی واپسی کے لئے یہ جنگی تیاریاں جاری ہیں کیونکہ سلطان موصوف کو یقین ہو گیا ہے کہ عقبہ پر انگریزوں کے تسلط سے مقامات مقدسہ کو خطرہ ہے :۔

—— معلوم ہوا ہے کہ کمال اتاترک کے ایما پر ترکی مجلس ملی نے حرمین شریفین کی حفاظت کیلئے ۲۰ توپیں بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ دس توپیں مدینہ منورہ اور دس مکہ معظمہ کے اطراف میں نصب کی جائیں گی۔ تاکہ جنگ کی صورت میں دشمن کے طیارے حرمین شریفین پر حملہ کرنے کی کوشش کریں تو ان کا مقابلہ کیا جاسکے۔

—— ترکی وزیر خارجہ نے اس سلسلہ میں کہا ہے اگر ترکی حکومت کے بجٹ میں گنجائش ہوتی تو توپوں کے علاوہ آٹھ ضد طیارے بھی حرمین شریفین کی حفاظت کے لئے مکہ اور مدینہ میں متعین کر دیے جاتے۔ دیگر ممالک کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس ضرورت کو پورا کریں۔

—— چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے۔ چینی نہایت استقلال سے جاپانی حملوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ ٹین سین پیکنگ ریلوے پر جاپانیوں نے ایک شدید معرکہ کے بعد نگ چاؤ پر قبضہ کیا ہے۔ جس میں قریباً دو ہزار چینی کام آئے۔ لیکن انہوں نے اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔ جاپانی جگہ جگہ انتہائی وحشت و بربریت کا ثبوت دے رہے ہیں۔

—— جاپان نے روس سے نانکن پر بمباری اور وہاں سے روسی سفیر کے نکل جانے کی درخواست کی تھی جسے روس نے منظور نہیں کیا۔ اور جاپان پر واضح کر دیا ہے کہ روسی سفیر نانکن ہی میں رہے گا۔ جاپان کے غیر آئینی اقدامات سے اگر روس کو کوئی نقصان پہنچا تو اسکی ذمہ داری جاپان پر ہوگی۔

—— فلسطین کے حالات بدستور ہیں۔ فتنہ و فساد کی آگ گرم ہے۔ ناصرہ میں دو انگریزوں کا قتل ہوا تھا۔ اس کی عرب ہائی کمیٹی نے شدید مذمت کی ہے۔ اس سلسلہ میں ۱۰۰ عرب گرفتار کئے جا چکے ہیں۔

—— شنگھائی ۲۸ ستمبر۔ ایک جاپانی افسر نے اعلان کیا ہے کہ ہم تمام محاذوں پر زبردست حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ تمام سامان جمع کر دیا گیا ہے۔ ہمارا حملہ اس سیلاب کی مانند ہوگا۔ جو ہر چیز کو جو اس کے سامنے آتی ہے۔ بہائے جاتا ہے۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ احمد ولد غلام محمد ذات بھونی سکنہ بھونی تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۷/۶/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ اللہ دتہ ولد علا دل ذات بھنگو سکنہ بھنگو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۵/۶/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ولی داد ولد کندا ذات جوتہ سکنہ ۵۰۳ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۵/۶/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دریام ولد احمد ذات بھنگو سکنہ بھنگو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۷/۶/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ اللہ یار ولد جلا ذات جوتہ سکنہ چک ۵۰۳ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱/۶/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ کرم حسین ولد حسن شاہ ذات سید سکنہ درگاہی شاہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰/۱۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۷/۶/۳۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

لوائے ما پناہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ۔ چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور ۔ یوم جمعہ مطبوعہ یکم شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۶۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسلامی شریعت مستقل اور مکمل ہے

اللہ تعالیٰ کی حکمتیں اور احکام دو اقسام کے ہوتے ہیں بعض مستقل اور دائمی ہوتے ہیں اور بعض آنی اور وقتی ضرورتوں کے لحاظ سے صادر ہوتے ہیں اگرچہ ان میں بھی ایک استقلال ہوتا ہے تاہم وہ آنی ہوتے ہیں مثلاً سفر میں روزہ اور نماز کے متعلق دیگر احکام ہیں اور قیام کی حالت میں اور عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو برقعہ اوڑھ کر نکلتی ہے لیکن گھر کے اندر ایسی ضرورت نہیں پڑتی کہ برقعہ اوڑھے رہے اسی طرح پر توریت اور انجیل کے احکام آنی اور وقتی ضروریات کے مطابق تھے لیکن آنحضرت جو شریعت اور کتاب لیکر آئے وہ مستقل اور ابدی شریعت ہے اسلئے اسکے احکام بالکل کامل اور مکمل ہیں اور وہ قانون مستقل کا حکم رکھتی ہے اگر قرآن شریف نہ بھی آیا ہوتا تب بھی توریت و انجیل منسوخ ہو جاتیں کیونکہ وہ مستقل اور ابدی قوانین نہ تھے بعض نادان یہ اعتراض کر دیتے ہیں کہ ایسا کیوں کیا گیا؟ اور خدا تعالیٰ نے پہلی کتب کو کیوں منسوخ کیا۔ کیا اسے پورا پورا علم نہ تھا۔ پہلے ہی کیوں نہ مکمل مستقل اور ابدی شریعت بھیجی؟ یہ اعتراض بالکل نادانی پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ کلیہ قاعدہ نہیں ہے کہ ہر نسخ کے لئے علم کا نہ ہونا ضروری ہو اور اگر یہ بات صحیح ہے کہ ہر نسخ میں عدم علم ثابت ہوتا ہے۔ تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے کہ جو پارچات ایک چھوٹی عمر کے بچے مثلاً سال سال دو سال کی عمر والے کو پہنائے جاتے ہیں کیوں وہی پارچات دس پندرہ سال یا بیس پچیس سال کے نوجوان کو نہیں پہنائے جا سکتے کیا یہ ممکن ہے کہ ایک نوجوان آدمی ایک بچہ کا گز نصف گز کا کرتہ پہن سکے۔ یقیناً کوئی سلیم الطبع انسان اس بات سے اتفاق نہیں کریگا بلکہ ایسی حرکت پر ہنسی اڑائیگا اس مثال سے نہایت صفائی سے معلوم ہو گیا کہ ہر نسخ کیلئے عدم علم کا ثابت ہونا ضروری نہیں۔

(۲۷ نومبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۳۰ ستمبر کی شام کو ڈلہوزی سے لاہور تشریف لے آئے۔ ریلوے سٹیشن پر بزرگان و احباب جماعت کے کثیر مجمع نے استقبال کیا۔ ڈلہوزی سے تشریف لانے کے دو تین روز بعد حضرت ممدوح کی طبیعت کچھ علیل ہو گئی اب قدرے افاقہ ہے۔ احباب خاص طور پر دعا کریں۔

— الحمد للہ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن ۲ اکتوبر کی صبح کو بخیریت تمام لاہور پہنچ گئے ہیں۔ ریلوے اسٹیشن پر احباب نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ مفصل صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بدستور بیمار ہیں۔ پہلے سے معمولی افاقہ ہے۔ اطباء کی رائے ہے کہ مکمل آرام سے بہت جلد شفا ہو جائے گی تمام احباب درد دل سے اس مبارک ہستی کی صحت کاملہ عاجل اور درازی عمر کے لئے دعا کریں۔

— ہمارے انگریزی اخبار لائٹ کے منیجر صاحب نے آجکل نہایت زور و شور سے توسیع اشاعت کی مہم شروع کر رکھی ہے۔ انگریزی دان احباب ضرور اس کی خریداری قبول کریں اور دوسروں کو خریدار بننے کی ترغیب دیں۔ صاحب استطاعت اپنی گرہ سے چندہ ادا کر کے طلبہ اور لائبریریوں کے نام جاری کرا دیں۔ چندہ سالانہ ۔ ہے۔

— چودھری فضل حق صاحب منیجر دار الکتب اسلامیہ لاہور کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

— مسلم ہوسٹل میں طلباء کی آمد کا سلسلہ شروع ہے۔ انتظامات ہر لحاظ سے تسلی بخش ہیں۔

— مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع ۳۰ ستمبر کو لاہور تشریف لائے ہیں۔

جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن کی آمد

ریلوے اسٹیشن پر شاندار استقبال

ڈاکٹر صاحب ممدوح کی تقریر

حسب اعلان جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن یکم اکتوبر کی صبح کو بذریعہ فرنٹیئر میل لاہور تشریف لائے۔ آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ اور خوردسال صاحبزادی ہمراہ تھیں۔ ریلوے اسٹیشن پر بزرگان و احباب جماعت نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔ حسن اتفاق سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بھی ۳۰ ستمبر کی شام کو ڈلہوزی سے تشریف لے آئے تھے ریلوے اسٹیشن پر حضرت ممدوح کی موجودگی باعث صد برکت و رونق تھی۔ پروفیسر صاحب کے غیر از جماعت دوست بھی معقول تعداد میں موجود تھے چند خواتین بھی تشریف لائی تھیں۔ ٹرین قریباً بیس پچیس منٹ لیٹ تھی ساڑھے آٹھ بجے کے قریب پلیٹ فارم پر پہنچی اور ڈاکٹر صاحب موصوف سادہ لباس میں سادگی سے مسکراتے نظر آئے۔ فوراً گلپوشی اور پرجوش مصافحوں اور معانقوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جو دیر تک جاری رہا۔ آپ کو کثرت سے ہار پہنائے گئے۔ پلیٹ فارم پر یہ سلسلہ جاری تھا اور ٹرین کے ڈبے میں خواتین نے آپ کی بیگم صاحبہ کا استقبال کیا اور ہار پہنائے۔ یہ نظارہ نہایت مسرت انگیز اور پرکیف تھا۔ اپنے ایک سرگرم و باہمت مجاہد کو دیکھکر ہر ایک فرد جماعت کا دل خوشی اور محبت اسلام سے لبریز تھا۔

قیام گاہ

جناب ڈاکٹر صاحب ممدوح کے قیام کا انتظام ایمپریس روڈ پر مسلم ہوسٹل میں کیا گیا تھا لیکن ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کے جذبہ مہمان نوازی نے مسلم ہوسٹل کو اس مجاہد کے شرف میزبانی سے محروم رکھا اور ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کے مکان پر ہی قیام کی رائے قرار پائی۔ چنانچہ یہ قافلہ ریلوے اسٹیشن سے سیدھا ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کے مکان پر پہنچا جہاں انہوں نے اپنے معزز مہمانوں کے آرام و آسائش کا نہایت پیش بینی سے معقول بندوبست کر رکھا تھا۔ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب تھوڑی دیر مکان پر ٹھہرے۔ اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیگر بزرگوں اور دوستوں سے ملاقات کی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے کافی عرصہ یورپ میں قیام کیا اور آئندہ کے لئے وہ یورپ میں ہی کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہیں ہر وقت یورپین سوسائٹی سے واسطہ رہتا ہے لیکن جیسا کہ [illegible] اور دیگر بہت سے دوستوں نے محسوس کیا کہ ان کی اسلامی سادگی اور اخلاق میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کے مقابلہ میں یورپین سوسائٹی کے طور طریقوں سے متاثر نہیں ہوئے۔ ایک مسلمان مبلغ کے لئے یہ بات بہت ضروری اور قیمتی ہے بلکہ اس کی کامیابی کیلئے ایک بیش قیمت ضمانت ہے۔ نماز جمعہ کے وقت تک دوست احباب ڈاکٹر صاحب موصوف کی ملاقات کیلئے جوق در جوق آتے رہے۔ اس کے بعد آپ نماز کے لئے مسجد تشریف لے گئے۔ یہاں بھی بہت سے دوستوں سے ملاقات ہوئی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات

خطبہ جمعہ کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کی مراجعت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری چھوٹی سی جماعت پر جو افضال فرمائے ہیں ان میں سے ایک خاص فضل یہ ہے کہ اس نے ہمکو ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن جیسے مخلص، لائق اور باہمت کارکن عطا فرمائے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے وسط یورپ میں تبلیغ اسلام کا جو قیمتی کام کیا ہے اس کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ شاید آپ لوگ ہمعصری کی وجہ سے نہ کر سکیں۔ لیکن آئندہ نسلیں ان کی صحیح قدر و قیمت سے ضرور واقف ہوں گی۔ بلکہ غیر لوگ جن کی نظریں دوربین ہیں اب بھی اس کام کی اہمیت کو جانتے ہیں اور اپنی کتابوں اور تحریروں میں اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے حضرت ممدوح نے فرمایا کہ برلن میں دراصل ڈاکٹر صاحب آپ لوگوں ہی کی نمائندگی کر رہے ہیں اور آپ ہی کی ہمت اور قربانیوں سے برلن میں مسجد تعمیر ہوئی۔ جہاں کہ اس سے پہلے کوئی مسجد نہ تھی۔ اس مسجد سے نہ صرف جرمنی میں بلکہ سارے وسط یورپ میں اسلام کا نور پھیل رہا ہے۔ آپ ہی کی کوششوں سے برلن مشن کا کام جاری ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی کوششوں کو اور زیادہ کریں۔ آخر پر حضرت ممدوح نے فرمایا کہ آج بہت سے احباب نے ریلوے اسٹیشن پر ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کی۔ اس کے بعد یہاں احمدیہ بلڈنگس میں بھی بہت سے دوست ان سے ملے۔ باقی ان سے ان کی قیام گاہ یعنی ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کے مکان پر مل سکتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر صاحب کی تقریر

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے بعد حاضرین نے خواہش کی کہ جناب ڈاکٹر صاحب بھی اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ چنانچہ ان کے اصرار پر ڈاکٹر صاحب نے ایک مختصر تقریر فرمائی۔ حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں آپ کے دو نمائندوں کا جو اس وقت برلن میں مقیم ہیں سلام پہنچانا چاہتا ہوں۔ یعنی جناب مولانا صدرالدین صاحب اور مولوی نذیر الاسلام صاحب کیونکہ ان دونوں نے مجھے اس کی تاکید کی تھی کہ میں ان کا سلام آپ تک پہنچاؤں اور دعا کی درخواست کروں۔ مولانا آجکل جرمن ترجمۃ القرآن کی طباعت کے سلسلہ میں برلن میں مقیم ہیں۔ مولوی نذیر الاسلام صاحب میری عدم موجودگی میں مشن کا کام کریں گے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں ان بزرگوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھ ناچیز کی خاطر آج اسٹیشن پر تشریف لانیکی تکلیف گوارا کی اور اس طرح میری عزت افزائی فرمائی۔ اس وقت جبکہ میں قریباً چار سال کے بعد آپ دوستوں سے ملاقات کی مسرت حاصل کر رہا ہوں۔ ایک بات میرے دل میں رنج و غم کے جذبات بھی پیدا کر رہی ہے وہ بات یہ ہے کہ ہم میں سے گذشتہ چار، ساڑھے چار سال کے عرصہ میں بہت سی قابل قدر و بزرگ ہستیاں اپنے مولا کے پاس چلی گئی ہیں اور اس وقت نظر نہیں آ رہی ہیں۔ ان میں سے سب سے قیمتی ہستی ہمارے مکرم بزرگ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کی تھی جن کی عدم موجودگی نے میرے دل کو غم سے بھر دیا ہے جب وقت میں برلن روانہ ہوا تھا۔ مجھے پتہ نہ تھا کہ جب میں دوبارہ لاہور آؤنگا تو یہ قابل قدر ہستی ہم میں موجود نہ ہوگی۔ آپ سب ہی میری طرح ڈاکٹر مرزا صاحب مرحوم کی دل سے عزت و قدر کرتے تھے۔ ان کی عزت و قدر میرے دل میں اس لئے نہ تھی کہ وہ ایک اعلیٰ درجہ کے طبیب یا ایک متمول اور ذی اثر انسان تھے۔ بلکہ اس لئے تھی کہ وہ نہایت نیک اور متقی بزرگ تھے اور نیکی کا ایسا اعلیٰ نمونہ تھے جو اس زمانہ میں بہت کم نظر آتا ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آپ سب کے دلوں میں بھی مرحوم کی عزت، ان کی نیکی۔ تقویٰ اور بلند اخلاق کی وجہ سے ہے۔ دراصل دولت، عزت، وجاہت اور علم وہ چیزیں نہیں جو کسی انسان کے لئے دلوں میں اصلی اور حقیقی عزت پیدا کر سکیں۔ یہ اصول صرف ہندوستان یا ایشیا تک محدود نہیں۔ بلکہ یورپ میں بھی یہی اصول جاری ہے۔ وہاں میں نے ہزارہا دولت مند کروڑپتی دیکھے ہزارہا عالم دیکھے۔ لیکن اصلی عزت انہی لوگوں کی ہے جو نیک ہیں اور کسی نہ کسی رنگ میں ان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ابھی اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے (یہ خطبہ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگا) کہ ہماری جماعت کا مقصد قرآن کریم کی اشاعت اور اس کو ہر چیز پر مقدم کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں میں آپ کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ جرمن ترجمۃ القرآن عنقریب طبع ہو جائے گا جس طرح آپ کی تعمیر کردہ برلن مسجد وسط یورپ میں پہلی مسجد ہے اسی طرح یہ ترجمہ قرآن کریم کا جرمن زبان میں پہلا ترجمہ ہوگا۔ جو کسی مسلمان یا اسلامی جماعت کی طرف سے شائع ہوا اس سے قبل عیسائیوں اور دوسرے غیر مسلموں نے جرمن زبان میں قرآن کریم کے ترجمے کئے جو قابل اعتماد نہیں بلکہ ان میں سے اکثر مخالفانہ اغراض کے ماتحت شائع ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا کہ میں اس وقت کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں کرنی چاہتا ہوں لیکن تحدیث نعمت کے طور پر اس حقیقت کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری چھوٹی سی غریب جماعت خدمت و اشاعت اسلام کا جو عظیم الشان کام کر رہی ہے۔ سارا عالم اسلامی اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ میں قریباً آٹھ سال سے یورپ میں مقیم ہوں۔ جرمنی کے علاوہ میں بعض دیگر یورپین ممالک میں بھی گیا۔ برلن میں بھی مختلف مشرقی و مغربی ممالک کے باشندوں سے ملاقات کا اتفاق اکثر ہوتا رہتا ہے۔ سب لوگ اس چھوٹی سی جماعت کے عقائد و عمل کی تعریف کرتے ہیں اور سب کی زبانوں پر یہ اعتراف ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور خدمت و اشاعت اسلام کا حقیقی اور ٹھوس کام کر رہی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا مجھے یوگوسلاویہ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں قریباً دس بارہ لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ اس ملک کے بہت سے مسلمان ہمارے کام اور ہماری انجمن کے ان تھک کارکن جناب بابو منظور الٰہی صاحب کے نام سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے دیگر ممالک کے آدمی بھی مجھے ایسے ملے جو خط و کتابت کے ذریعہ بابو صاحب موصوف سے واقف تھے اور فی الحقیقت انہوں نے خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کا بہت بڑا کام کیا ہے۔ یوگوسلاویہ کے شیخ الاسلام سے بھی ملاقات کا موقع ملا۔ یہ ایک نہایت ذی علم اور روشن خیال مسلمان ہیں۔ انہوں نے اپنے ملک کی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے جسے میں نے دیکھا۔ میں اس زبان سے واقف نہیں ہوں لیکن جو کچھ ان سے سنا۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام موصوف کا یہ ترجمہ دراصل ہمارے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے انگریزی ترجمۃ القرآن کا ترجمہ ہے اور زیادہ تر اسی کے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ آپ کی جماعت کا کام کس قدر مقبول ہو رہا ہے؟ اور یہ چھوٹی سی جماعت کتنی

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و مقتدا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ — یوم جمعہ یکم شعبان ۱۳۵۶ ہجری — نمبر ۶۲

خلیفہ قادیان کی تعلیاں اور ان سے اُبھے مریدوں کی اشتعال انگیزیاں!

پنجاب کے امن کیلئے ایک خطرۂ عظیم

قادیانیوں کی پیرپرستی سے نئے نئے مفاسد پیدا ہو رہے ہیں اور ان کے بداثرات اب نمایاں طور پر امن عامہ کو تباہ کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ اگر حکومت اور پبلک نے ان مفاسد کے انسداد کی کوئی موثر کوشش نہ کی تو اس کے نتائج یقیناً نہایت افسوسناک ہونگے

قادیانی اپنے خلیفہ سے اندھی عقیدت رکھتے ہیں اور ان کی اندھی پیروی کرتے ہیں وہ اپنے پیر کی ہر بات اور ہر ایک دعویٰ کو بلا سوچے سمجھے ماننے کے عادی ہو چکے ہیں۔ انھوں نے اپنے ایمان اور عقلیں اور غیرتیں خلیفہ کے حوالے کر رکھی ہیں۔ اب تو قادیانی حلقوں میں خلیفہ کو عملاً مجدد اور رسول سے بھی بلند درجہ دیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف جناب خلیفہ صاحب کی تعلیاں اور دعاوی روز بروز زیادہ "بلندی" پر جا رہے ہیں ان کے ارشادات مریدوں کو گمراہی کے ساتھ بعض ایسی غلط فہمیوں اور خود فریبیوں میں بھی مبتلا کر رہے ہیں جو امن عامہ کو تباہ کر کے رکھ دیں گی۔

دنیا میں طرح طرح کی تعلیاں کرنے والے پیروں اور ان کی ہر ایک لغویات پر ایمان لانے والے جاہل مریدوں کی کمی نہیں۔ پیر جو کچھ دعوے کرتا ہے۔ مرید اس پر آمنا و صدقنا کہہ دیتے ہیں —— اگر قادیان میں صرف یہی بات ہوتی تو شاید اس پر ایک حد تک صبر کیا جا سکتا لیکن مصیبت یہ ہے جناب خلیفہ قادیان ساری دنیا کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں۔ انھوں نے چالیس کروڑ کلمہ گوؤں کو محض اس لئے کافر قرار دے رکھا ہے کہ وہ ان کے عقائد سے متفق اور ان کی خود ساختہ خلافت کے حلقہ بگوش نہیں ہیں۔ وہ اپنے آپ کو دنیا کا افضل ترین انسان اور مثیل پوپ قرار دے رہے ہیں۔ خدا کا مقرر کردہ لاڈلا خلیفہ کہتے ہیں انہیں وہ دن بہت قریب نظر آ رہا ہے جبکہ ساری دنیا کی بادشاہتیں قادیانی خلافت کا طوق غلامی اپنے گلے میں ڈالے ہوئے ہوں گی اور ساری دنیا کے بادشاہ قادیانی خلیفہ کی اسی طرح اطاعت کریں گے جس طرح قرون وسطیٰ میں عیسائی بادشاہ پوپ کی اطاعت کیا کرتے تھے۔ ان خوش فہمیوں اور خود فریبیوں کے ساتھ ساتھ جناب خلیفہ صاحب ہر ایک شریف شخص اور جماعت پر دل آزار تنقید کرنے میں لیکن چونکہ ترکی بہ ترکی جواب ملنے کا اندیشہ نہ تو جس کو جی چاہتا ہے گالیاں دیتے ہیں اور اس کے خلاف اشتعال انگیزیاں کرتے ہیں۔ جب ان کے دعاوی اور تعلیوں پر کچھ لکھا جاتا ہے تو مریدوں کو اشارہ کر کے بھڑکا دیتے ہیں۔

غرضیکہ موجودہ صورت یہ ہے جناب خلیفہ قادیان اپنے آپ کو دنیا کا افضل ترین اور مقدس ترین انسان قرار دے کر نت نئے دعاوی کرتے چلے جاتے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ ہر ایک شریف شخص اور جماعت کے متعلق جو جی میں آتا ہے بلا سوچے سمجھے ارشاد فرما دیتے ہیں۔ جماعت لاہور پر ان کی کرم فرمائیاں غیر معمولی ہیں۔ تنکاری کتے سد نیا کی بدترین قوم جہنم کی چلتی پھرتی آگ اور اسی قسم کی بہت سی باتیں وہ ہمارے متعلق کہہ چکے ہیں۔ مرید اپنے پیر کے ان ارشادات عالیہ کی حاشیے چڑھا چڑھا کر اشاعت کرتے ہیں۔ ایک طرف یہ مصیبت ہے کہ خلیفہ صاحب اور ان کے مریدوں کی زبان و قلم تمام قانونی و اخلاقی پابندیوں سے آزاد ہے۔ دوسری طرف صاحب اصولی طور پر بھی ان کے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے تو ایک شور محشر برپا ہو جاتا ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مرید اپنا یہ حق سمجھتے ہیں کہ جس شریف آدمی اور جماعت کے خلاف جو جی میں آئے وہ کہیں اور خود ان کے متعلق کوئی کچھ نہ بولے۔ ان کے کسی دعوے پر اصولی بحث بھی نہ کی جائے۔ ان کی کسی غلط روی، کسی تعلی کی مضحکہ خیزی کو بھی دنیا پر ظاہر نہ کیا جائے۔ اگر کوئی ذرا۔۔ زبان ہلائے تو اشتعال انگیزیوں اور جھوٹے پروپیگنڈے اور احتجاج کا ایک طوفان برپا کر دیا جائے۔ ان اشتعال انگیزیوں کے جو خونیں نتائج قادیان اور اس کے نواح میں ظاہر ہوئے ہیں اس سے پبلک اور حکومت بخوبی واقف ہے۔

قادیانیوں کی یہ ذہنیت اور طرز عمل نہ صرف اول درجے کی [illegible] ہے بلکہ قانون اور پبلک حقوق میں ایک ناقابل برداشت مداخلت ہے۔ بے شک وہ ایک شخص کو اپنا پیر اور پیشوا سمجھتے ہیں اس کی ہر ایک بات کو خاموشی سے سنتے [illegible] پر بلا چون و چرا عمل کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس شخص پر سچے [illegible] کوئی اعتراض ہرگز نہیں ہے وہ بڑے شوق سے ایسا کرتے چلے جائیں —— اگر کوئی جان بوجھ کر اندھے کنوئیں میں گرنے پر اصرار کرے تو اس کی عقل پر ماتم اور بدنصیبی پر افسوس کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے —— لیکن [illegible] کے ساتھ ہی چاہتے ہیں۔ باقی ساری دنیا بالخصوص جماعت [illegible] پیر کے ہر ایک دعویٰ اور ان کی ہر ایک بدزبانی کو خاموشی سے سنے اور ان پر جائز سے جائز تنقید بھی نہ کرے —— اگر کوئی ایسا کرے تو قادیانیوں کا طوفانی پروپیگنڈا اور قادیانی فدائیوں کے خون آشام خنجر اس کے لئے موجود ہیں۔

یہ بات ایسی نہیں جسے ایک پیرپرست قوم کی جہالت و حماقت سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے —— بلکہ اس طرح قادیانی جماعت کے اندر تشدد کی ایک ایسی ذہنیت پیدا ہو رہی یا پیدا کی جا رہی ہے جس کی بروقت روک تھام نہ کی گئی تو یہ کم از کم پنجاب کے امن کو ضرور تباہ کر کے رکھ دے گی —— اگر یہی لیل و نہار رہیں تو پھر وہ وقت دور نہیں جب کہ ہر اس شخص کی جان قطعی طور پر غیر محفوظ ہو جائیگی جو کہ جناب خلیفہ قادیان سے ذرہ بھر بھی اختلاف کا اظہار کرے۔ قادیان کی حدود میں تو آج بھی یہی نظر آ رہا ہے تشدد پسند تحریکات اسی طرح بڑھتی جاتی ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس بارہ میں جلد از جلد کوئی موثر کارروائی کرے جس کی بہترین صورت یہ ہے کہ جناب خلیفہ قادیان اور ان کے تمام سرکردہ مصاحبین اور مریدوں کو عملاً یہ سمجھا دیا جائے کہ وہ بھی برطانوی رعایا ہیں ان پر بھی ملکی قانون کی پابندی اسی طرح ضروری ہے جس طرح دوسرے لوگوں پر۔ اگر یہ بات ان حضرات کی سمجھ میں کسی طرح آ جائے تو ان تمام مفاسد کا انسداد ہو سکتا ہے —— حکومت کے پاس ایسے ذرائع کثرت سے موجود ہیں جن کے ذریعہ یہ بات ان حضرات کی سمجھ میں بآسانی آ سکتی ہے

فلسطین پر تشدد کی گھٹائیں

اس ہفتہ فلسطین کے متعلق جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں وہ صد درجہ افسوسناک اور سخت اضطراب افزا ہیں۔ حکومت برطانیہ کی طرف سے عربوں پر انتہائی تشدد کا آغاز ہو گیا ہے۔ برطانوی حکام [illegible] کر لیا ہے مفتی اعظم کو [illegible] کونسل [illegible] گیا ہے۔ آپ نے [illegible] گیا ہے۔ ٹیلیفون کا [illegible] کر دیا [illegible] اسلامیہ کے قوانین [illegible] کی نگرانی کی [illegible] خلاف قانون قرار دے [illegible] مقرر کر دیے گئے ہیں [illegible] وں کے گھروں کی تلاشیاں لی جا رہی ہیں [illegible] کے علاوہ [illegible] یعقوب آفندی الحسینی [illegible] کو گرفتار کر لیا گیا ہے [illegible] حیفہ وغیرہ [illegible] کر رکھی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فلسطین میں موجود [illegible] کے فیصلہ کے مطابق [illegible] ہے۔

تقسیم فلسطین کی [illegible] تجویز سے تمام [illegible] ہو گئی ہے۔ اعراب فلسطین [illegible] طور پر [illegible] ان کے بعض نوجوان [illegible] اضطراب اور [illegible] پر اتر آئے لیکن [illegible]

ناصرہ میں ایک گرجا کے دروازہ پر فلسطین کے انگریز ڈسٹرکٹ کمشنر اور برطانی پولیٹیکل ایجنٹ کو قتل کر دیا گیا۔ حکومت کے خیال میں ان وارداتوں کی ذمہ داری عرب وہشت پسندوں پر ہے۔ دہشت پسندی کی کوئی معقول آدمی حمایت نہیں کر سکتا۔ خود ذمہ دار عرب رہنما اور [illegible] اس کی مذمت کر رہے ہیں اور ان کی تمام سرگرمیاں آئینی حدود کے اندر ہیں جو ناسمجھ نوجوان ان وارداتوں کے ذمہ دار ہیں بے شک ان کے خلاف انتہائی سخت کارروائی کی جانی چاہیئے لیکن تمام اعراب فلسطین پر اس قسم کا تشدد کسی طرح بھی درست نہیں۔ اس موقع پر برطانوی تدبر نے ایک نہایت ہی غلط اور افسوسناک راستہ اختیار کیا ہے جس کے نتائج یقیناً ناخوشگوار ہوں گے

قیام امن کا صحیح طریق کیا ہے؟

مدبرین برطانیہ شاید جھوٹے اقتدار کے خیال کی وجہ سے اسے نہ سمجھ سکیں ورنہ آپ یہ واضح حقیقت ہے کہ یہ تشدد قیام امن کا ذریعہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہی دہشت پسندی کا بھی اس سے خاتمہ نہیں ہو سکتے گا۔ تشدد کے اس بے پناہ طوفان کے مقابلہ میں اعراب فلسطین کچھ عرصہ کے لئے ضرور سہم جائیں اور غار وحشی ہو جائیں گے۔ لیکن ان کے دلوں میں غم و غصہ کی آگ بدستور بھڑکتی رہے گی ۔۔۔ موجودہ صورت حالات کی ذمہ داری حکومت برطانیہ پر ہے۔ اس نے یہودیوں کے لئے ایک "وطن" مہیا کرنے کی خاطر عربوں کے حقوق و ضروریات کو یکسر نظر انداز کر کے اس آوارہ قوم کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دیدی۔ اور ان کے جائز و ناجائز مقاصد کی حمایت شروع کر دی ۔۔۔ عرب اپنے وطن پر یہودیوں کے تسلط کو قدرتی طور پر برداشت نہیں کر سکتے انہوں نے بار بار احتجاج کیا۔ لندن اور جنیوا وفود بھیجے۔ یورپین اقوام سے اپیل کی۔ ان میں سے کوئی بات بھی خلاف آئین نہیں ہے۔ لیکن افسوس حکومت برطانیہ نے ان کی التجاؤں پر کوئی توجہ نہ کی۔ یہودیوں کا سیلاب بدستور فلسطین میں داخل ہو رہا ہے۔ اس بے اعتنائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض گرم مزاج اور جلد باز نوجوانوں نے دوسرے جائز ذرائع کو ناکام پا کر دہشت پسندی کو ذریعہ نجات بنا لیا جو ان کی ناسمجھی ہے۔ لیکن اس ناسمجھی کا علاج ساری قوم پر تشدد نہیں۔ بلکہ انصاف و تالیف قلوب ہے۔ حکومت برطانیہ کا فرض ہے کہ وہ فوراً تشدد سے دستبردار ہو جائے۔ دہشت پسندوں کے خلاف بے شک مناسب کارروائی کی جائے لیکن باقی اعراب کو بلا عذر تعزیر پر رہا کر دیا جائے۔ یہودیوں کی آمد کو بند کر کے عربوں کے تمام معقول مطالبات بلا تاخیر تسلیم کئے جائیں۔ تقسیم فلسطین کا خیال ترک کر دیا جائے اس کے بغیر فلسطین میں مستقل امن ناممکن ہے۔

فلسطین کا معاملہ بین الاقوامی اہمیت حاصل کر چکا ہے نہ صرف تمام عالم اسلامی بلکہ اکثر مشرقی ممالک برطانیہ کی حکمت عملی کے شاکی ہیں یہودیوں کے لئے ایک نوآبادی مہیا کرنے کے لئے تقاضائے انصاف و رحم کو بالائے طاق رکھ دینا دانشمندی کا نہیں بلکہ انتہائی ناعاقبت اندیشی کا فعل ہے۔

تحریک تبلیغ

۹ر اکتوبر [illegible] میں زیر عنوان سے ایک مضمون [illegible] شائع ہوا تھا جس میں اصولی بحث ہے کسی کی ذات کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا۔ جناب خلیفہ قادیان نے ایک آیت

کے صریح غلط معنی اور تفسیر کی۔ اس کی تردید میں یہ مضمون لکھا گیا تھا۔ اس کے وزنی دلائل کے جواب کی توفیق آج تک قادیانی علماء کو نہیں ہوئی۔

۔۔۔ لیکن خدا جانے یہ اصولی بحث ہمارے قادیانی دوستوں کیلئے اس قدر تکلیف دہ کیوں ثابت ہو رہی ہے کہ اس وقت سے اب تک برابر چیخ رہے ہیں۔ حکام کے پاس بھی جا کر ٹسوے بہائے۔ بار بار اس کے اقتباسات پیش کر کے دہائی مچائی جا رہی ہے کہ دیکھو "پیغامیوں" نے ہمارے خلیفہ کے متعلق یہ لکھ دیا۔ اس سے ہمارے دل اور کلیجے چھلنی ہو گئے ۔۔۔ ایک اصولی بحث کو خواہ مخواہ اپنے خلیفہ کی ذات پر چسپاں کر کے شور مچانا ایمانداری و غیرت مندی نہیں سمجھ میں نہیں آتا "پیغامیوں" سے بغض اور جھوٹ سے محبت کی وجہ سے قادیانی حضرات ایسا کر رہے ہیں۔ یا ان کا ضمیر مجرم اس اصولی بحث کو اپنے اوپر چسپاں کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

ہم پھر ایک مرتبہ کہیں گے کہ اصولی بحث کے جواب سے عاجز آ کر اس طرح ٹسوے بہانا مردوں کا کام نہیں۔ اگر اپنی غلطی کے اعتراف کی توفیق میسر نہ ہو تو ایسی صورت میں کم از کم خاموش ہی رہنا چاہیئے۔

قومی دارالاقامۃ
مسلم ہوسٹل
کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

(۱) اپنی جماعت کے جسقدر نوجوان حصول تعلیم کیلئے آئیں۔ وہ سب کے سب بلا استثنا مسلم ہوسٹل میں ٹھہریں اور جن اصحاب کو مجبوراً باہر ٹھہرنا پڑے وہ ان حالات سے مجھے یا انجمن کو اطلاع دیں۔ تاکہ اس طرح ہم ان کو بھی وقتاً فوقتاً وہاں بلا سکیں۔ جو احباب اس کی پابندی نہ کریں گے وہ نظام جماعت کو نقصان پہنچانے کا موجب ہوں گے۔

(۲) احباب جماعت اپنی اپنی جگہ اور نوجوان جو خود ہوسٹل میں آ رہے ہیں کوشش کریں کہ وہ دوسرے مسلمان طلبہ کو بھی اس ہوسٹل کے قواعد سے آگاہ کر کے انہیں یہاں رہنے کی ترغیب دیں۔

جناب خلیفہ قادیان کی خوش فہمی

جناب خلیفہ قادیان اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۶ر ستمبر میں فرماتے ہیں:۔

"میں نے بتایا تھا کہ جیسے عقائد کے میدان میں ہمیں جس طرح فتح حاصل ہو چکی ہے اسی طرح اعمال کے میدان میں نہیں ہوئی۔ ہمارے اعمال کو دیکھ کر لوگ اتنے متاثر نہیں ہوتے جتنا کہ عقائد سے متاثر ہوتے ہیں"

(الفضل یکم اکتوبر ۳۷ء)

خدا جانے عقائد کا وہ کونسا میدان ہے جس میں جناب خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت نے فتح حاصل کر لی ہے۔ اگر ان عقائد سے مراد احمدیت اور حضرت مرزا صاحب کے عقائد ہیں تو ان میں سے اکثر کو خود خلیفہ صاحب نے مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ اگر ان کا مطلب ان سے مخصوص قادیانی عقائد مثلاً اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین ہے تو ہم بھی خلیفہ صاحب کی اس خوش فہمی کی داد دیں گے۔ اس میدان میں انہوں نے جو فتح حاصل کی وہ اظہر من الشمس ہے۔ نبوت کا دروازہ چوپٹ کھول دیا۔ دنیا کے ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو ایک جنبش قلم کافر بنا دیا۔ اس سے بڑی فتح عبداللہ آتھم تک کسی کے تصور میں بھی آئی ہوگی؟ باقی [illegible] تو ہم خلیفہ صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ دنیا قادیانیوں کے اعمال سے بھی کافی حد تک متاثر ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے۔ قادیان کے موجودہ حالات نے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں پر ایک نہ مٹنے والا اثر چھوڑا ہے ۔۔۔ ہمارے خیال میں یہ بات اتنی واضح ہے کہ مزید تشریح کی ضرورت نہیں اور تو اور ہمارا قادیانی معاصر "الفضل" بھی اسے سمجھ لیگا۔

قادیانی "منافقین"

آجکل قادیان میں "منافقین" بکثرت پیدا ہو رہے ہیں اور ان کی کثرت نے جناب خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت کو کافی حد تک پریشان کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مریدان عقیدت کیش چند منافقین کے اخراج پر اظہار مسرت کر رہے ہیں۔ امریکہ کے قادیانی مبلغ صوفی مطیع الرحمان صاحب بنگالی نے خلیفہ صاحب کی خدمت میں ایک خط لکھا ہے جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اخبار "الفضل" کے مطالعہ سے شیخ عبدالرحمن صاحب مصری اور فخر الدین ملتانی کے اخراج از جماعت کے متعلق معلوم کر کے رنج اور خوشی کے جذبات پیدا ہوئے۔ رنج تو اس لئے کہ انہوں نے حضور (یعنی خلیفہ قادیان) کو بہت تکلیف پہنچائی۔ اور خوشی اس لئے ہوئی کہ منافقین جتنی جلدی جماعت سے نکل جائیں اتنا ہی بہتر ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ جسم کے کسی حصہ کو اگر سانپ ڈس لے تو بسا اوقات اس کو کاٹ دینا ضروری ہوتا ہے۔ تا [illegible] جسم میں سرایت نہ کر جائے۔ اس طرح جسم کا ایک عضو [illegible] جسم کو محفوظ کر لینا لازمی ہوتا ہے"۔ (الفضل ۲ر اکتوبر)

لیکن جناب خلیفہ قادیان کے ارشاد کے مطابق تو قادیان [illegible] کی تعداد سینکڑوں ہزاروں تک پہنچی ہوئی ہے۔ پانچ سو منافقین تو ان کو خواب میں بھی نظر آ چکے ہیں ۔۔۔ پھر خدا جانے ان کو [illegible] کیا جاتا اور اس زہر کو قادیانی جماعت کے سارے جسم میں سرایت کرنے کا موقع کیوں دیا جا رہا ہے؟ کیا اس خاموشی اور تاخیر کی وجہ سے جناب خلیفہ قادیان ایک زبردست قومی غلطی کے مرتکب نہیں ہو رہے ہیں؟ ۔۔۔ معاصر "الفضل" اس موضوع پر کوئی روشنی ڈال سکتا ہے؟

ریویو
خالص شہد

ادویات اور مریضوں کیلئے بعض لوگوں [illegible] میدانی علاقوں میں بہت مشکل سے دستیاب [illegible] نوجوان دوست شیخ غلام نبی صاحب [illegible] جن کے خالص ہونے کا وہ ذمہ لیتے ہیں ضرورتمند اصحاب [illegible] فرما سکتے ہیں۔ قسم اول [illegible] پتہ:۔ شیخ غلام نبی صاحب [illegible]

معذرت

۲۲ر [illegible] اکتوبر کو [illegible] کی وجہ سے پیغام صلح [illegible] سے ۳ر اکتوبر کی اشاعت نا [illegible] قارئین کرام سے معذرت خواہ [illegible]

لاہور میں قادیانی نیشنل لیگ کا اجلاس!

پولیس کی زیر حفاظت لٹھ بند قادیانی رضاکاروں کی نمائش

جناب خلیفہ صاحب کی عجیب و غریب سیاسی تقریر

آخر ۲ راکتوبر کو قادیانیوں نے لاہور میں اپنی نیشنل لیگ کے "نمائندہ اجلاس" کے بہانے وہ سیاسی تماشا دکھا ہی دیا۔ جس کا پروپیگنڈا کافی دنوں سے "الفضل" میں جاری تھا۔ اس پر تبصرہ تو کسی آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیے گا۔ فی الحال اس کھیل کے مختصر حالات سن لیجئے قادیانیوں کا یہ اجتماع کئی لحاظ سے اس کانفرنس سے ملتا جلتا تھا جو کہ تین سال ہوئے احراریوں نے قادیان جا کر کی تھی۔ کیونکہ احراری کانفرنس کے مقرر اور سامعین بھی باہر سے آئے تھے اور اس قادیانی اجتماع کا مقرر یعنی جناب خلیفہ قادیان۔ سامعین اور والنٹیرز وغیرہ کی کثیر تعداد بھی قادیان اور اس کے نواح سے منگائی گئی تھی ——— خیر اس قصہ کو چھوڑیئے۔ اس تماشہ کے بازیگر اپنے حالات اور مصلحتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔

جلسہ گاہ

اجتماع کا انتظام ایمپرس روڈ پر احمدیہ ہوسٹل میں کیا گیا تھا۔ ۲ راکتوبر کی شب کو نمائندہ "پیغام صلح" نے وہاں کا چکر لگایا تو دیکھا کہ لٹھ بند قادیانیوں کی معقول تعداد وہاں موجود ہے۔ کوٹھی کے صحن میں ایک شامیانہ نصب ہے ایک طرف ایک اسٹیج بنایا گیا ہے۔ مہمانوں کی شب باشی کا انتظام بھی اسی شامیانہ کے نیچے تھا۔ دوسری طرف دیگیں پک رہی تھیں۔ قادیانی نوجوان خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ رتجگے کی سی کیفیت طاری تھی۔ جناب خلیفہ قادیان غالباً ۲ راکتوبر ہی کو تشریف لے آئے تھے اور ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب وکیل کے مکان پر فروکش تھے۔

ٹکٹ حاصل کرنے میں دقت

خدا جانے کیوں قادیانیوں کے ہر ایک کام میں ضرورت ہو یا نہ ہو اخفا اور بے معنی رازداری اور تجسس کا پہلو نمایاں رہتا ہے۔ ہر بات کو چھپانے کی کوشش کرینگے خواہ وہ چھپانے اور چھپ سکنے والی ہو یا نہ ہو۔ بلا وجہ ہر بات کی ٹوہ لگائینگے، ہر موقع پر تنگ دلی کا مظاہرہ کریں گے ——— اصل میں ان کی ذہنیت ہی کچھ ایسی ہو گئی ہے۔ ۲ راکتوبر کی شام کو معلوم ہوا کہ قادیانیوں نے اپنے اس سیاسی کھیل کا داخلہ بذریعہ ٹکٹ رکھا ہے پاس کے بغیر کسی کو داخل نہیں ہونے دینگے۔ اس پر خاکسار راقم الحروف کو پاس حاصل کرنے کی فکر ہوئی۔ بعد مغرب جناب شیخ بشیر احمد صاحب صدر قادیانی نیشنل لیگ کے مکان پر پہنچا۔ چونکہ جناب خلیفہ قادیان یہاں فروکش تھے اس لئے حفاظت کا غیر معمولی انتظام تھا۔ پھاٹک پر چار پانچ لٹھ بند باوردی قادیانی نوجوان پہرہ دے رہے تھے۔ شیخ صاحب کی نسبت پوچھا تو پہرے داروں نے جواب دینے کی بجائے الٹی مجھ پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی ——— جب انہیں معلوم ہوا کہ "پیغام صلح" کا کارکن ہوں تو ان کا ذوق تجسس اور ترقی کر گیا۔ آخر درخواست کی گئی کہ شیخ صاحب سے پاس کے متعلق ملاقات کرنی ہے آپ انہیں اطلاع دیں تو ان میں سے ایک نوجوان اندر گیا۔ شیخ صاحب کے والد محترم تشریف لائے۔ فرمایا کہ شیخ صاحب تو جلسہ گاہ گئے ہوئے ہیں پاس کے متعلق وہی کچھ بتلا سکتے ہیں۔

آپ کچھ دیر ان کا انتظار کریں یا جلسہ گاہ چلے جائیں۔ میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا شیخ صاحب نہ آئے پھر جلسہ گاہ پہنچا وہاں بھی نہ ملے۔

افسوسناک غلط بیانی

جلسہ گاہ پہنچا تو سٹیج پر چند قادیانی بزرگ دھیمی سی روشنی میں بیٹھے تھے۔ ایک صاحب جنکا نام غالباً ملک خدا بخش صاحب ہے ٹکٹوں پر نام لکھ رہے تھے۔ ان سے ایک پریس ٹکٹ کی درخواست کی انہوں نے صاف انکار کر دیا ——— پوچھا کہ کوئی صورت ہو سکتی ہے جس کے ذریعہ پاس مل جائے کہا ہرگز نہیں ——— اس پر میں نے دریافت کیا کہ آپ نے دیگر اخبارات کے نمائندوں کو پاس دیئے ہیں یا نہیں۔ کہنے لگے کہ کسی کو نہیں دیئے نہ دیئے جائیں گے۔ حالانکہ سنا ہے کہ بہت سے نمائندگان اخبار کو پاس دیئے گئے اور دعوتیں دے دے کر بلوایا گیا صبح پھر شیخ صاحب موصوف کے مکان پر گیا لیکن ملاقات نہ ہو سکی۔ آخر میں نے ۹ بجے کے قریب انہیں ٹیلیفون پر کہا کہ میں بحیثیت نمائندہ "پیغام صلح" آپ کے جلسے میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔ اگر وہاں کوئی خفیہ کارروائی اور رازداری کا معاملہ ہے تو خیر ورنہ مجھے پاس دیدیں۔ اس تنگدلی کے کیا معنی ہیں۔ پہلے تو شیخ صاحب نے ملک صاحب کا حوالہ دیا۔ جب میں نے ان کی کیفیت عرض کی تو فرمایا کہ آپ مجھے ساڑھے گیارہ بجے کے قریب ہماری مسجد میں ملیں۔

مسجد میں قادیانیوں کا اجتماع

میں وقت مقررہ پر دہلی دروازے کے قریب قادیانیوں کی مسجد میں پہنچ گیا۔ یہاں لٹھ بند رضاکاروں اور عام قادیانیوں کا خاصا اجتماع تھا پونے بارہ بجے کے قریب شیخ بشیر احمد صاحب تشریف لائے اور انہوں نے بحیثیت صدر قادیانی نیشنل لیگ ایک مختصر تقریر کی جس میں اول مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور پھر لیگ کے مبہم اور بے جوڑ سیاسی مقاصد کو بیان کرتے ہوئے خالص قادیانی انداز میں خدمت دین و ملک کیلئے قربانیاں کرنے کی تلقین کی۔ اور فرمایا کہ آجکل ساری دنیا میں بے چینی و بدامنی پھیلی ہوئی ہے ہر جگہ زبردست کمزوروں پر ظلم کر رہے ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم دنیا میں امن و انصاف قائم کریں اور ہمارے سوا یہ کام اور کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ جناب شیخ صاحب جس وقت یہ الفاظ ارشاد فرما رہے تھے۔ قادیان کے موجودہ حالات اور خونیں حادثات بے اختیار میری چشم تصور کے سامنے آگئے۔ تقریر کے بعد میں نے شیخ صاحب کی خدمت میں پاس کے متعلق عرض کیا انہوں نے از راہ کمال مہربانی چودھری اسد اللہ خاں (برادر چودھری سر ظفر اللہ خانصاحب) قائد اعظم قادیانی نیشنل لیگ کور کو ہدایت فرما دی کہ نمائندہ "پیغام صلح" کو پاس دلا دیا جائے۔ میں انکا بیحد ممنون ہوں۔ چنانچہ ایک گھنٹہ بعد پاس مل گیا۔

جلوس

قادیانی رضاکاروں نے ایک جلوس بھی نکالا تھا جو احمدیہ ہوسٹل سے گیارہ بجے کے قریب مرتب ہوا اور مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا قادیانی مسجد میں پہنچا اور شیخ بشیر احمد صاحب کی تقریر کے بعد پھر دوبارہ سرکلر روڈ، فلیمنگ روڈ، میکلوڈ روڈ اور ایمپرس روڈ سے ہو کر احمدیہ ہوسٹل پہنچ گیا

شہر کے اندر داخل ہونے کی نوبت نہیں آئی میں [illegible] جلوس کو دیکھا پولیس کی کافی جمعیت ہمراہ تھی۔ سب سے آگے [illegible] پر "شریعت اور قانون کی حفاظت [illegible] رضاکار جن کی تعداد سات آٹھ سو ہو گی [illegible] اور سوٹیوں سے مسلح تھے رہے۔ آگے پولیس لفٹ رائٹ کرتی ہوئی جا رہی تھی اس کے پیچھے یہ قادیانی سورما دفتاً فوقتاً اللہ اکبر، اسلام، احمدیت زندہ باد اور مرزا غلام احمد کی جے، کے نعرے لگاتے جاتے تھے۔ مگر زیادہ زور محمود زندہ باد حضرت امیر المومنین زندہ باد کے نعروں پر تھا۔ چودھری اسد اللہ خاں صاحب کے بیان کے مطابق رضاکاروں کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی جو محض قادیان اور ضلع سیالکوٹ کے بعض علاقوں سے بلوا لئے گئے تھے۔ مہمانوں کی تعداد انہوں نے غالباً دو ہزار کے قریب بیان کی۔

جلسہ

چار بجے کے قریب ہم جلسہ گاہ میں پہنچے۔ پنڈال کے دروازے پر ٹکٹوں کی تنقیح کا بہت کڑا اور غیر مہذبانہ انتظام تھا۔ تین ساڑھے تین ہزار کا مجمع تھا۔ جناب خلیفہ قادیان تشریف لا چکے تھے اور سٹیج پر شیخ بشیر احمد کے قریب کرسی پر تشریف فرما تھے۔ ذرا تاخیر سے پہنچنے کی وجہ سے ہم ان کی آمد کے نظارہ سے محروم رہے۔ جلسہ گاہ میں کرسیوں اور فرش کا معقول انتظام تھا۔ جگہ جگہ لٹھ بند قادیانی رضاکار کھڑے تھے۔ سٹیج پر خلیفہ صاحب کی حفاظت کا بہت سخت انتظام تھا۔ خدا جانے کوئی خطرہ لاحق تھا یا اظہار شان مقصود تھی۔

ایڈریس

سوا چار بجے کے قریب کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کے بعد خلیفہ صاحب کی شان میں ایک نظم پڑھی گئی اس کے بعد شیخ بشیر احمد صاحب نے قادیانی نیشنل لیگ کے اراکین اور عہدیداران کی طرف سے [illegible] سپاسنامہ پڑھا۔ رسمی شکریہ کے بعد سپاسنامہ میں [illegible] خلیفہ صاحب کا شکریہ ادا کیا گیا کہ انہوں نے قادیانی جماعت کو [illegible] شرائط کے ساتھ سیاسیات میں حصہ لینے کی اجازت عطا [illegible] اس جماعت نے اس بات [illegible] محسوس کیا [illegible] کا تقاضا یہ ہے کہ قادیانی جماعت کے افراد بھی ملکی سیاسیات [illegible] اس احساس کو حکومت کے بعض اراکین کی غیر ذمہ دارانہ حرکات سے [illegible] پہنچی۔ اس کے بعد اس امر کا اظہار کیا گیا تھا کہ ہم قانون اور شریعت کا ہر حالت میں پاس کرنے میں [illegible] شکنی کے قریب تک نہیں جاتے۔ لیگ کے سیاسی مقاصد بھی بیان [illegible] بعد ازاں مذہبی [illegible] ان کے افسوسناک نتائج کا ذکر کرتے ہوئے [illegible] کے بدلنے کا عزم ظاہر کیا گیا [illegible]۔ آگے چل کر [illegible] نیشنل لیگ نے ایک دار الشیوخ قائم کی ہے [illegible] لوگوں کے جلسوں کے انتظام اور انصرام میں بھی جا کر [illegible] موجودہ اضطراب افزا حالات و واقعات [illegible] سیاسی، اقتصادی پیچیدگیوں کو بیان [illegible] رہنمائی کی درخواست کی۔ تاکہ قادیانی لیگ ان مصیبتوں سے دنیا بھر کو نجات دلا سکے۔ ایڈریس میں کانگرس نے جو وزارتیں قبول کی ہیں ان پر اشارتاً اظہار مسرت بھی کیا گیا تھا۔

جناب خلیفہ صاحب کا جواب

اس کے بعد جناب خلیفہ صاحب اٹھے اور جواب میں حسب عادت نہایت لمبی تقریر کی۔ اکثر حاضرین انکی طول کلامی سے [illegible] گئے۔ انکی تقریر کا سلسلہ مغرب کے بعد تک جاری رہا۔ دوران تقریر [illegible] تھوڑی تھوڑی دیر بعد جناب خلیفہ صاحب [illegible] کچھ پیتے [illegible] جاتے تھے۔ یا کوئی مقوی چیز ——— ایک مرتبہ [illegible] بھی پیش کیا گیا۔ خدا جانے [illegible]

تولید الصالحین کا صحیح مطلب

(از جناب مولوی عمرالدین صاحب)

قادیانی حضرات جب مباحثات میں تنگ آجاتے ہیں خصوصاً جب کوئی ان کے اپنے قول کے بموجب مثیل یوسف خلیفہ صاحب کی چالچلن کے متعلق گفتگو کرنا چاہے تو وہ بجائے معقول جواب دینے کے یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی تمام اولاد چونکہ بشارات خداوندی کے بعد پیدا ہوئی ہے اس لئے وہ سب کی سب لبنیًا پاک اور طیب اولاد ہے۔ کیونکہ مسیح موعود نے فرمایا ہے:۔

"ان اللّٰہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصالحین (آئینہ کمالات اسلام)"

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کو اولاد کی بشارت نہیں دیتا مگر تب جبکہ صالحین کی پیدائش مقدر ہو۔

پس بشارات خداوندی کے ماتحت پیدا ہونے والی مرزا صاحب کی اولاد کبھی غیر صالح ہو ہی نہیں سکتی۔

یہ مغالطہ ہے

بظاہر یہ قادیانی عذر معقول معلوم ہوتا ہے لیکن در اصل یہ ایک مغالطہ ہے جو خود تمام قادیانیوں کو لگا ہوا ہے۔ اور اسی مغالطہ کی وجہ سے پیر پرست قادیانی باوجود ان کی اپنی جماعت کے ... گروہ اور گندے الزامات کے بھی میاں محمود احمد صاحب کو خلیفہ اسیح مانتے چلے جاتے ہیں

مغالطہ کیا ہے؟

مغالطہ در اصل یہ ہے کہ ایک خاص بات کو عام بات قرار دیا گیا ہے۔ الفاظ جو بطور دلیل پیش کئے جاتے ہیں وہ واقعی بظاہر عام معلوم ہوتے ہیں۔ مگر در اصل وہ ایک خاص قانون کو بیان کرنے والے ہیں حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ:۔

ان اللّٰہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصالحین

کوئی عام قاعدہ نہیں ہے نہ قرآن مجید سے اور نہ احادیث نبویہ سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ نہ اسلام میں یہ کوئی اصول ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کے ستاروں اور ریت کے ذروں کی طرح بہت بڑی اور لاتعداد اور ہر طرف پھیل جانے والی نسل کی بشارت دی۔ تورات اس پر گواہ ہے۔ لیکن کیا ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام ذریت کیا بنی اسرائیل اور کیا بنی اسمٰعیل سب کے سب صالح ہیں ظاہر ہے کہ اولاد ابراہیم کی اسحٰق کے بیٹے پے در پے انبیاء آئے۔ بالآخر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ اور خدا تعالیٰ قرآن مجید میں ان لوگوں کی بدچلنیوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے سا کثر انبیاء کے درپے قتل ہی لوگ رہے۔ یہاں تک کہ حضرت خاتم الانبیاء صلعم کو سب سے زیادہ تنگ کیا اور ان کو قتل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا آنحضرت صلعم کو اپنے پیارے وطن کو حکم الٰہی کے ماتحت چھوڑنا پڑا۔

ان واقعات صحیحہ کو مدنظر رکھ کر یہ ماننا پڑے گا کہ کسی نبی یا ولی مجرد اولاد پیدا ہونے کی خوشخبری کا ملنا اس اولاد کے صالح ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

اب سوال ہوتا ہے کہ پھر حضرت مرزا صاحب کے الفاظ مندرجہ بالا کا کیا مطلب ہے؟

سو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ اگرچہ بظاہر عام ہے لیکن در اصل یہ الفاظ مصلح الموعود کے متعلق ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ الفاظ زیر بحث کا سیاق و سباق تمام کا تمام صرف ایک خاص بیٹے کے متعلق ہے جو لصفات خاصہ اپنے وقت پر دنیا میں اصلاح عالم کے لئے ایک مسیح ہوگا۔ چنانچہ آئینہ کمالات اسلام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام متن میں تو مصلح الموعود والی پیشگوئی عربی زبان میں اس طرح لکھتے ہیں:۔

"انا نبشرک بغلام اسمہ عنموایل و بشیر انیق الشکل دقیق العقل ومن المقربین یاتی من السماء والفضل ینزل بنزولہ وھو نور و مبارک و طیب ومن المطھرین ...... وکان امرًا مقضیا فقدرہ قادر علام فتبارک اللّٰہ خیر المقدرین"

اسی لیپر موعود کے متعلق وہاں حاشیہ میں لکھتے ہیں:۔

"وقد اخبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان المسیح الموعود یتزوج و یولد لہ ففی ھذا اشارۃ الی ان اللّٰہ یعطیہ ولدا صالحا یشابہ اباہ ولا یاباہ ویکون من عباد اللّٰہ المکرمین والسر فی ذالک ان اللّٰہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصالحین وھذہ البشارۃ التی قد بشرت بھا من سنین ومن قبل ھذہ الدعوٰی"

اب دیکھو اس جگہ آنحضرت صلعم کی حدیث کے الفاظ "یتزوج و یولد لہ" (یعنی مسیح موعود شادی کریگا اور اس کے لئے اولاد ہوگی) کے عام الفاظ کو حضرت اقدس ایک خاص فرزند موعود کے لئے مخصوص قرار دیتے ہیں۔ تمام اولاد کے لئے اس سے کوئی استدلال نہیں کرتے اسی طرح اس حدیث کی رو سے جو راز بیان کیا گیا ہے وہ بھی باوجود الفاظ میں عمومیت رکھنے کے معنًا مخصوص ہے یعنی عبارت ان اللّٰہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء کا مطلب یہ ہے کہ

خدا تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کو جب خاص طور پر کسی اولاد کی بشارت دیتا ہے تو وہ اولاد ضرور صالح ہی ہوتی ہے۔

پس اس عبارت کی رو سے حضرت مرزا صاحب کا صرف وہ فرزند جو مصلح موعود ہوگا۔ ضرور بالضرور صالح ہی ہوگا۔

اس جگہ حضرت مرزا صاحب کی عام اولاد خواہ وہ الہام الٰہی کے مطابق موعود ہی ہے مراد نہیں ہے۔ بلکہ اس جگہ وہ پسر موعود مراد ہے جو حسب وعدہ الٰہی

"ینزل منزل المبارک"

کا مصداق ہوگا اور مصلح الموعود ہوگا۔ اگر میاں محمود احمد صاحب مصلح الموعود ہوتے تو یقینًا وہ "قدر تولید الصالحین" کے بھی مصداق ہوتے۔ مگر واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ جناب میاں صاحب ان خطرناک اور گندے الزاموں سے جو ان کے مریدین آج تک ان پر لگاتے چلے آئے ہیں اپنے دامن کو پاک ثابت نہیں کر سکے اور ان کے عقائد بھی باطل ہیں اور ان کے معارف قرآنی وہ ہیں کہ نعوذ باللّٰہ من ذالک پس وہ نہ ... اخلاق کے اعتبار سے اور نہ اپنی ذاتی قابلیت کے اعتبار سے اور نہ اپنے چال چلن کے اعتبار سے مصلح موعود ہونے کے مستحق ہیں اس لئے قادیانی عذر کہ مسیح موعود کی مبشر اولاد ہونے کی وجہ سے میاں صاحب صالح ہیں بالکل باطل ہے۔

ہمارے اس مضمون کو جو صاحب غلط ثابت کرنا چاہیں۔ وہ ذرا اشتہار اور تریاق القلوب میں مسیح موعود کے اس اصول کو خود پڑھ کر دیکھ لیں کہ مصلح موعود کی پیشگوئی پر بحث میں معمولی موعود کو اولاد میں پیش کرنا جہالت ہے۔ اب بھی اگر ہمارے قادیانی دوست اپنی جماعت کو مغالطہ میں رکھنے کے لئے کبھی "بیعین" کہکر اور کبھی مبشر اولاد ضرور صالح ہی ہوتی ہے کہکر جذبات کو ابھار کر اصل الزامات کا جواب دینے سے پہلوتہی کرنا چاہتے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ وہ بتائیں کہ حضرت اقدس کے وہ بچے جو موعود بھی تھے مگر وہ صغر سنی میں ہی فوت ہو گئے۔ کیا ان بچوں نے صالحیت کا مقام حاصل کر لیا تھا۔ یوں تو سب بچے معصوم ہی ہیں۔ مگر "صالحین" کے درجہ کو پانا ہر ایک امر ہے ان کی فطرتی استعداد یں بھی کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہوں لیکن یہ سچ ہے کہ ان کو صالحیت کا مقام حاصل کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ اس لئے وہ سب کے سب الا اذا قدر تولید الصالحین سے مستثنیٰ ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس آپ کے زندہ رہنے والے بچے بھی اگر "صالحین" کے مقام کو نہیں پاتے تو وہ بھی الا اذا قدر تولید الصالحین کی ذیل میں نہیں آسکتے۔ پس اگر قادیانی حضرات حضرت اقدس کی اولاد کو محض بشارت کی اولاد ہونے کی وجہ سے صالحین کی جماعت میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو وہ ذرا صفات صالحین کو ان میں دکھاویں ورنہ محض

پدرم سلطان بود

کہنے سے کچھ نہیں بنتا۔ ہاں

میراث پدر خواہی علم پدر بیاموز

مگر میاں تو باپ کے علم کو بھی برباد کر دیا گیا ہے جس کا ہمیں افسوس ہے ہم تو بجائے جذبات کے واقعات کو دیکھتے ہیں۔

عیاں را چہ بیاں

(بقیہ صفحہ ۵)

سب سے پہلے جناب خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ میں اس خیال سے متفق نہیں کہ ہم چند سال سے ہی سیاسیات میں حصہ لینے لگے ہیں بلکہ ہم شروع ہی سے سیاسیات میں حصہ لیتے رہے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے بحیثیت جماعت سیاسیات میں دخل دیتے تھے۔ اب افراد کو بھی ایک حد تک اس کی اجازت دیدی ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ یہ ہے کہ پہلے نظام حکومت غیر بدل تھا۔ اب نیا آئین نافذ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے حکومت کے نظام اور پالیسی کو رائے عامہ کے ذریعہ آسانی سے بدلوایا جا سکتا ہے۔

اس دعوے کے ثبوت میں کہ قادیانی جماعت پہلے بھی سیاسیات میں حصہ لیتی رہی ہے۔ جناب خلیفہ صاحب نے ان ایڈریسوں کا ذکر کیا جو قادیانی جماعت وقتاً فوقتاً حکام اعلیٰ کے حضور اظہار وفاداری و عقیدت کے طور پر پیش کرتی رہی ہے۔ مسٹر مانٹیگو آنجہانی سے شرف ملاقات کی کیفیت بھی بیان کی گئی۔ ان تبصروں کا ذکر بھی کیا گیا جو خلیفہ صاحب نے سائمن رپورٹ اور نہرو رپورٹ پر لکھے تھے۔

اس کے بعد کانگریسی وزارتوں کے قیام اور کانگریس کے تعاون پر آمادہ ہونے پر اظہار مسرت فرمایا اس کو ملک کیلئے نیک فال بتایا۔ خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ میں شروع ہی سے چاہتا تھا کہ کانگریسی عہدے اور ملازمتیں قبول کریں اور امید ظاہر کی کہ کانگریس اقلیتوں کے ساتھ اچھا اور منصفانہ سلوک کرے گی۔ مذہبی پیشواؤں پر حملوں اور دین کی تعلقات پر ... جناب خلیفہ صاحب نے بہت کچھ کہا جس میں سے

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری قادیانی

کے بزرگان سلسلہ احمدیہ پر شرمناک حملے

(از بشارت احمد صاحب بقا راولپنڈی)

(۲)

یزیدی صفت کون ہے؟

قاضی صاحب فرماتے ہیں "آپ لوگ آل یزید ہو کر اور یزیدی طبع ہو کر قادیان سے اخرج منہ الیزیدیون کے مصداق بھی بنے" یہ ہے شرمناک دھوکا۔ آج جعلی امیر صاحب کیوں عاقبت برباد کر رہے ہو کبھی حضرت صاحب کی اس کتاب کو بھی پڑھا ہے جس میں اس الہام کا ذکر ہے۔ قادیان سے یزیدی صفت خارج کئے گئے نہیں لکھا بلکہ پیدا کئے گئے لکھا ہے۔ اور ان لوگوں کا جو نقشہ آگے بیان فرمایا وہ آپ پر صادق آتا ہے۔ آپ لوگوں نے حضرت صاحب کے گھر کو دنیاوی سامان سے بھر دیا اور حضرت صاحب کی درویشی اور غربت کے سامانوں کو مٹا ڈالا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو وہی پسند ہے کیونکہ اس کا اپنا بندہ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا تھا۔ پھر آپ لوگوں نے عبادت خانوں کو مرکز سیاسیات بنایا۔ اور وہاں ان منصوبوں کو پروان چڑھایا جن کی احمدیت کو ضرورت نہ تھی۔ اگر چشم بصیرت ہے تو دیکھو اور خوب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھو کہ ہم آج تک اپنے مرشد کے مسلک پر قائم ہیں اور ہمارا امیر سادہ زندگی بسر کرتا ہے۔ نہ شاندار کوٹھیاں، پہرے دار اور باڈی گارڈ کی اسے قطعاً ضرورت نہیں۔ نہ اسے مربعہ جات خریدنے کی ہوس ہے۔ نہ قوم کے روپیہ پر قبضہ جمانے کی خواہش۔ لیکن آپ کا خلیفہ و نیا سے خوب واقف ہے۔ اس کے نوابی ٹھاٹھ اور کر و فر سے سب واقف ہیں۔ بتائیے اس نے ایسا کیوں کیا؟

قاضی صاحب کا شرمناک بغض و عناد

قاضی صاحب کو حضرت امیر ایدہ اللہ سے اس قدر عناد اور عداوت ہے کہ جس کی حد نہیں فرماتے ہیں۔

"مولوی صاحب آپ تو جعلی مفسر قرآن بھی ہیں"

اس کا ثبوت کیا دیتے ہیں۔ وہ بھی ملاحظہ ہو۔

"مولوی صاحب آپ کو بڑا ناز ہے اس ترجمۃ القرآن پر جو حضرت نورالدین اعظم نے آپ کو لکھوایا۔ آپ کی حیثیت تو ایک تنخواہ دار نوکر، مرتب، مترجم کی تھی یا پھر غاصب کی۔ انجمن کی ملکیت ترجمۃ القرآن کو دھوکا سے اپنے ساتھ لے گئے اور حضرت نورالدین اعظمؓ کے لکھوائے ہوئے نوٹس میں سے احمدیت کی تعلیم نکال کر اور ترجمہ کو مسخ کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ مگر آپ نے یہ جرم کیوں کیا صرف اس لئے کہ ترجمۃ القرآن احمدی تو خریدیں گے نہیں آؤ غیر احمدیوں سے روپے بٹوریں۔ . . . . آپ کے ترجمہ میں اب کیا ہے۔ سرسید احمد خان کے خیالات کا آئینہ اور احمدیت کی مخالفت اور مفردات راغب کے الفاظ کا ترجمہ اور عام مضامین میں قادیان کی کارلیس۔ آپ کا اپنا بیان کردہ کونسا حصہ ہے اور کون سے معارف ہیں جو آپ نے بیان کئے؟ ہاں اندھوں میں کانا راجہ بنے ہیں"

قاضی صاحب کی بیہودگی کا اخلاق سوز مظاہرہ

یہ ہے جعلی مفسر ہونے کا "ثبوت" اور اپنی بیہودگی کا اخلاق سوز مظاہرہ میرا خیال ہے اب مناسب ہو گا کہ ہم آپ کے ایمان کا جنازہ غائب پڑھ دیں۔ اور پھر آپ کو ہمیشہ کے لئے بھول جائیں۔ قاضی صاحب آپ تو پرانے احمدی کہلاتے ہیں کیا آپ نے حضرت مسیح موعود سے یہی کچھ سیکھا تھا۔ کیا آپ کی قوت ایمانی یہی ہے جو آپ نے بیان کر دی میں کہتا ہوں ایک معمولی سا انسان بھی مذہبی معاملات میں مبالغہ آمیزی اور دروغ بافی کرنے سے ڈرتا ہے لیکن آپ اتنے نڈر اور بے باک ہو چکے ہیں کہ روز روشن میں آنکھوں میں خاک جھونکتے ہیں۔ . . . آخر آپ جیسے لوگ

ہی بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ خدا کرے یہ سچ ثابت ہو۔

اصل حقیقت

اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ حضرت امیر کے استاد تھے حضرت امیر نے ان کے پاس بیٹھ کر قرآن مجید سیکھا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت حکیم الامۃ نے آپ ہی کو قرآن مجید کی تفسیر کے لئے منتخب فرمایا اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ آپ علم و فضل کے لحاظ سے بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ ایسا بلند مرتبہ کہ جو آج تک بھی میاں صاحب کو یا ان کے کسی مرید کو نصیب نہیں ہوا انگریزی زبان پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیرت انگیز قدرت بخشی تھی۔ انگریزی دان لوگ کیا مشرقی کیا مغربی سب آپ کے مضامین کو پڑھ پڑھ کر مسرور ہوتے تھے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ سے بہتر شخص حضرت مولانا مرحوم کو بانی سلسلہ کے صحیح عقائد کا ترجمان نہ مل سکتا تھا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق امام الوقت کا کشف

تیسری وجہ جو ایک ناقابل انکار حقیقت ہے اور آج تجربے سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت مولانا مرحوم کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ رؤیا صادقہ یاد تھا جس میں حضرت نے ایک قلم حضرت امیر ایدہ اللہ کو عطا فرمایا تھا اور اس خواب کی حضور نے خود تعبیر فرمائی تھی کہ حضرت مولوی محمد علی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے خدا کے فضل سے وہ حقائق و معارف نکلیں گے جو ہمیشہ ناقابل تردید رہیں گے۔ یہ کشف حضرت اقدس نے ۱۹۰۔ میں دیکھا تھا۔ اس لئے حضرت مولانا مرحوم کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ جو حقائق و معارف حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے نکلیں گے وہ بے نظیر اور جاذب نگاہ ہوں گے۔ اور جو ان کو پڑھے گا وہ حضرت امام الوقت کیلئے رطب اللسان ہو گا۔

حضرت مولانا نورالدینؓ کا الہام اور وصیت

چنانچہ حضرت امیر نے تفسیر لکھنی شروع کی جس قدر روز لکھتے اپنے استاد مکرم کو سنا دیتے اور بعض بعض مقامات پر اُن سے اصلاح لیتے اخبار میں چھپتا کہ آج اتنی تفسیر ہوئی ہے۔ آج اتنی ابھی تفسیر مکمل نہ ہوئی تھی کہ حضرت مولانا مرحوم کو الہام ہوا کہ خدا تعالیٰ کی سلسلہ احمدیہ کے امیر پر رحمت ہو کہ قرآن مجید کا ترجمہ ہو گیا کسی کو اس کا انکار نہیں کرنا ہو گا۔ پھر اپنی آخری وصیت کے دوران میں جماعت کو کہا کہ "اس ترجمہ کا انکار نہ کرنا"

خلیفہ قادیان کے بڑے بول اور ان کا انجام

لیکن افسوس قادیانیوں نے بجست محمودیں حضرت حکیم الامۃ کے الہام کو ٹھکرا دیا اور آپ کی وصیت کو زیب طاق نسیاں کر دیا۔ اور اختلاف کے بعد فوراً خلیفہ صاحب کی مخصوص زبان سے ڈنکا بجا کہ قرآن کا وہ مسودہ تیل لگانے کے قابل ہے اور ساتھ ہی اپنی تفسیر کا اعلان کر دیا۔ کہ ہم فی پارہ قرآن مجید چھپوایا کرے گا ... اور پیر پرست ذہنیت کے لوگوں پر خوب ڈورے ڈالے لیکن لاف زنیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک پارہ قرآن مجید شائع ہوا اور بعد میں سارے حقائق و معارف کے دریا خشک ہو گئے اور آج تک ہم نے دوسرا پارہ قرآن مجید نہیں دیکھا۔

قاضی صاحب کو اتنا تو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت نورالدین اعظم کے حقائق و معارف کہیں ضائع تو نہیں ہوئے۔ وہ تو مفتی محمد صادق نے مرتب کر ہی دیئے ہوئے ہیں۔ کیوں نہ ان کے بل بوتے آپ لوگوں نے قرآن مجید کی تفسیر لکھ دی۔ حالانکہ دوسری طرف آپ کے خلیفہ کو تفسیر نویسی کا بھی دعویٰ ہے۔

دین کیلئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان قربانی

باقی رہا قاضی صاحب کا یہ فرمانا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ بحیثیت ایک تنخواہ دار نوکر، مرتب یا مترجم کے تھے۔ انہیں ایسا کہتے ہوئے شرم محسوس کرنی چاہیئے تھی۔ کیا احمدیت نے یہی سکھایا ہے؟ قاضی صاحب اپنی جماعت کو ان خلاف واقعہ باتوں سے خوش کرتے ہوں گے لیکن ضمیر تو ملامت کر رہا ہو گا۔ بھلا قاضی صاحب ہی بتائیں۔ کہ جو شخص گھر بار چھوڑ چھاڑ کر کسی شخص کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہو جائے۔ اور اسے اتنی بھی فرصت نہ ہو۔ کہ وہ اپنی روزی بھی تلاش کرے۔ تو کیا اس کے مخدوم کا فرض نہیں ہو جاتا۔ کہ اس کی ضروریات پوری کرے۔ پتہ بھی ہے کہ محمد علی کون تھے۔ اسے کاش کبھی مسیح موعود کی آنکھوں سے دیکھا ہوتا۔ تو اپنے سیدنا محمود جیسے ہزاروں محمود ان پر قربان کر دیتے۔ ای۔ اے۔ سی میں نام آیا لیکن انکار کر دیا۔ وکالت چھوڑ دی اور ایم اے ایل ایل۔ بی۔ ہو کر قادیان میں اس مرد خدا کی خدمتگذاری کو محبوب جانا۔ دین کو دنیا پر عملی رنگ میں مقدم کر دکھایا اور اپنی خواہشات کو ہمیشہ کے لئے نذر خاک سلا دیا۔ قاضی صاحب یہ معمولی قربانی نہ تھی۔ جو حضرت امیر ایدہ اللہ نے کی۔

اگر قاضی صاحب کی ضمیر بالکل مردہ نہیں ہو چکی۔ تو پھر فرمائیں کہ جب حضرت امیر ایدہ اللہ سب کچھ چھوڑ کر قادیان آ بسے اور حضرت امام الوقت کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ تو پھر آپ کہاں سے کھاتے۔ کس طرح اپنی ضروریات پوری کرتے؟ ایک اول درجہ کا ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی انسان اس زمانے میں معمولی تنخواہ پر قادیان بیٹھ گیا۔ جبکہ ایسی اعلیٰ تعلیم کے لوگوں کا ہندوستان میں سخت قحط تھا۔ اور ایسے لوگ ہزار دو ہزار ماہانہ معمولی بات سمجھتے تھے۔

قاضی صاحب معاندین سلسلہ کے نقش قدم پر

کس قدر نامعقول اور لایعنی باتیں قاضی صاحب کی زبان سے ٹپکتی ہیں۔ ان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ جس مرد نے بھی انجمن کے لئے زندگی وقف کر دی تھی اور وہ شب و روز خدمت انجمن میں مصروف تھا اُسے ماہانہ کچھ نہ کچھ ملا کرتا تھا۔ گھر سے کھا کر کوئی بھی کام نہ کر سکتا تھا۔ یہ اعتراض قاضی صاحب کا ایسا ہی اعتراض ہے جیسا غیر احمدی حضرت مسیح موعود پر کر کے کہتے ہیں کہ انبیاء تو کہتے ہیں کہ میں تم سے تبلیغ حق کی اجرت نہیں مانگتا لیکن مرزا صاحب علی الاعلان لوگوں کے آگے چندوں کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مجھے فلاں کتاب کے لئے اتنے روپیہ کی ضرورت ہے۔"

قاضی صاحب کی بہکی بہکی باتیں

پھر قاضی صاحب نے فرمایا ہے کہ ترجمۃ القرآن سر سید احمد خان کے خیالات کا آئینہ ہے لیکن اس کا ثبوت کوئی نہیں اگر ہمت ہے تو ثابت تو کریں۔ اور یاد رکھیں کہ عام لوگ بھی کہہ رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے سر سید احمد کے مسلک کو اختیار کیا اور ان کی ہی تجویز کردہ راہ کو اختیار کیا یعنی وفات مسیح کا عقیدہ۔ ان سے لیا بہکی بہکی باتیں کرنے کا کیا فائدہ اور فضول شور و غوغا سے کیا حاصل؟ مزہ جب ہے کہ ترجمۃ القرآن سے کوئی ایسی بات نکالیں جو عقائد احمدیہ کے خلاف ہو۔

خلیفہ قادیان کی مخفی تفسیر

فرض کرو اگر یہ تفسیر غلط تھی اور اس کو بگاڑ کر پیش کیا گیا تھا۔ تو پھر قادیان والوں نے ہی احسان کیا ہوتا۔ آخر دس لاکھ کی جماعت کا روپیہ کہیں ٹھکانے تو لگنا ہے۔ سنا ہے کہ خلیفہ صاحب نے ایک تفسیر لکھی ہے جسے فی الحال مخفی تفسیر کہا جاتا ہے۔ اگرچہ کچھ قرآن دانی کا ناز ہے۔ تو وہ تفسیر کیوں نہیں منصہ شہود پر لائی جاتی۔ کیوں اس کے حقائق و معارف سے دنیا کو محروم رکھا جاتا ہے؟ جلدی کیجئے۔ قاضی صاحب وہ تفسیر شائع کیجئے۔ اہل دانش ابھی بھی مدت کی لافوں کا تماشہ دیکھیں۔

کاسہ لیسی کا فضول طعنہ

بھلا قادیان کی ... کاسہ لیسی کے ...

تو شائد نہ کرتے ہونگے۔ اور خلیفہ کے کلام کو جو رطب و یابس سے معمور اور اغلاط و اختلاف کا مجموعہ ہے۔ رٹ ہر جا نہ لگاتے ہونگے۔ اور شاید دنیا کے سامنے صداقت احمدیت اور ربانی احمدیت کے لئے دلائل اور براہین خود ساختہ ہی پیش کرتے ہوں گے۔ کون قادیانی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولانا مرحوم کے مضامین کی کاسہ لیسی نہیں کرتا؟ ہمارے حضرت امیر کو تسلیم ہے کہ ان میں روح علم کسی اور شخص کی پھونکی ہوئی تھی۔ اور آپ نے ترجمۃ القرآن میں صاف لفظوں میں اقرار کیا کہ میں نے جو علم قرآن حاصل کیا ہے۔ وہ اپنے مرشد۔ حضرت مسیح موعود اور اپنے استاد مکرم حضرت حکیم الامت سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہ شعر نہیں دیکھا

جمال ہمنشیں در من اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یہ لکھ کر اعتراف کیا کہ خود تو کوئی چیز نہ تھے بلکہ امام الوقت سے وابستہ ہونے سے بن گئے۔

ہم سب امام الوقت کے کاسہ لیس ہیں

شاید میاں صاحب حضرت مسیح موعود کے خوشہ چین نہ ہونگے اور حضرت کے ملفوظات کو پیش نہ کرتے ہوں گے۔ ہاں حضرت نورالدین عظمت یکر تمام بڑے بڑے احمدی علماء حضرت مسیح موعود کے ہی علوم کی کاسہ لیسی کرنیوالے تھے کسی کے پاس کچھ ذاتی علم نہ تھا۔ اور وہ کچھ چیز ہوتے نور جو کچھ انہوں نے بیان کیا اگر وہ ان کا اپنا ہوتا۔ تو پھر میں کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ضرورت ہی نہ تھی۔ یہ تو اسی ربانی انسان کا فیض روحانی تھا کہ امت مرحومہ میں نورالدینؓ جیسے فاضل انسان پیدا ہوئے . . . .

. . . .

اندھوں میں کانا راجہ کون ہے؟

"اندھوں میں کانا راجہ" کا محاورہ بھی بے محل استعمال کر دیا۔ یہ تو صرف جناب خلافت مآب پر صادق آتا ہے۔ حضرت امیر کی خدمات کا تو دشمن بھی اعتراف کرتے ہیں [illegible] احمدی [illegible] کے علاوہ عیسائی پادریوں تک [illegible] تصنیف [illegible] تسلیم کیا ہے۔ جماعت لاہور کی خدمات کوئی معمولی خدمات نہیں قاضی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ [illegible] اور کام جو وہ جس کا دشمن کو بھی اعتراف ہو منا لیجئے کس نے آپ کی خدمات کا اعتراف کیا ہے کس نے آپ کے خلیفہ پر لیڈر پر تبصرہ کیا۔ دیکھتے نہیں کہ پچھلے سال حضرت امیر ایدہ اللہ کی تصنیف [illegible] مسلم احباب کے مرحوم معیار شیر کو [illegible] کیا ریویو [illegible] حضرت امیر کیسے اندھوں میں کانا راجہ ہے۔ مختصر تو یہ کہ [illegible] کیونکہ ان کو سوائے ان کے مریدوں کے کوئی بھی نہیں مانتا۔ کوئی بھی ان کی علمیت، لیاقت اور خدمات کا اعتراف نہیں کرتا [illegible] قادیانی ہیں جن کو کانا راجہ بڑا اچھا لگتا ہے۔ [illegible] کی کمی اور وہ بھی بڑی گہری۔ اندھوں میں کانا راجہ [illegible] جیسے میاں صاحب کو قادیانی حضرات۔ [illegible] ایک معمولی سا عام گدی نشین مانتے ہیں

قادیانی جماعت یا گھر کی ہے نہ گھاٹ کی

پھر قاضی صاحب پاس ادب اور حد شرافت سے اس قدر تجاوز کر گئے ہیں کہ سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ کے لئے "گھر کا نہ گھاٹ کا" جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ اس سے بھی عہ

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں

ثبوت تو بہت ہیں لیکن فی الحال ایک ہی ثبوت کافی ہوگا۔ تو میری بات کا ثبوت یہ ہے۔ میاں صاحب اور قادیانی لوگوں کا نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے لگاؤ ہے میاں صاحب [illegible] اور نشان و شکوہ کی تمنا ہے۔ [illegible] تقلید محبوب ہے

اگر کوئی ناپاک انسان حضرت سرور کائنات کی توہین کرتا ہے تو ان کی تسلی نہیں ہوتی۔ اگر میں مناظروں میں مخالفت حضرت مرزا صاحب پر ذلیل ترین الزام لگاتے اور سر توڑ کا زور لگا کر آپ کی تکذیب و تخریب کرے تو ان کی آنکھیں پرنم تک نہیں ہوتیں لیکن جونہی کوئی نیک مرد میاں صاحب پر ان کے نقائص دیکھ کر الزام لگاتے۔ تو پس محمودیوں کو سب کچھ بھول جاتا ہے اور اس وقت دم لیتے ہیں جب اس شخص کے خون سے ہاتھ رنگ لیں۔ آج تک یکے بعد دیگرے دو تین خون ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور جو خفیہ ہوئے ہیں وہ کوئی کیا جانے۔

دنیا میں عملی نمونہ ہی کسی کی کشش کا باعث ہوتا ہے اور اسی سے کسی کی فطرت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ چونکہ قادیانیوں کا عملی نمونہ ایسا ہے جو ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ قادیانیوں کو نہ اسلام سے تعلق نہ حضرت مرزا صاحب سے اس لئے "وہ نہ گھر کے نہ گھاٹ کے"

ایک ضروری تحریک

قومی پریس کی تجویز

احباب کی خاص توجہ کے قابل

عرصہ سے انجمن کے زیر غور یہ تجویز ہے کہ اپنی جماعت کا انگریزی پریس جاری کیا جائے کئی احباب پہلے ہی اس میں شمولیت کے لئے لکھ چکے ہیں۔ انجمن کا نیا طباعت کا کام بھی بہ نیز اور کام بھی مل سکتا ہے اور اکثر احباب کی یہی رائے ہے کہ فی زمانہ یہ کام ہمارے لئے ضروری ہے بلکہ تجارتی نقطہ نگاہ سے نفع بخش ثابت ہوگا۔ اس پر انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر اپنی جماعت کے احباب میں سے بیس ہزار روپیہ کے حصص کے خریدار پیدا ہو جائیں تو ایک لمیٹڈ کمپنی کے ماتحت انگریزی پریس کی سکیم کو عملی جامہ پہنا دیا جائے۔ قبل اس کے کہ مفصل قواعد و ضوابط شائع کئے جاویں اس امر کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ آیا اپنی جماعت میں سے یہ حصص پورے ہو جائیں گے

لہذا جو احباب اس سکیم میں بطور حصہ دار کے شرکت کرنا پسند کرتے ہوں وہ مطلع کریں کہ کس قدر حصص خرید کریں گے۔

قیمت فی حصہ دس روپے ہوگی

(اسسٹنٹ سیکرٹری)

حضرت امیر کے متعلق حضرت مولانا نورالدینؓ کی شہادت

قاضی صاحب کہتے ہیں کہ آپ (حضرت امیر ناقل) کا اپنا بیان کردہ حصہ کونسا ہے اور کون سے معارف ہیں جو آپ نے بیان کئے"۔ اس کے متعلق ایک شہادت پیش کرتا ہوں۔ مرزا ایوب بیگ مرحوم مغفور نے حضرت حکیم الامت کی زندگی کے آخری ایام کی ڈائری لکھی تھی جس میں مورخہ ۹ فروری ۱۹۱۴ء کی شب . . . کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔

مرزا صاحب مرحوم کے ساتھ اس وقت جب آپ حضرت حکیم الامت کو کھانا کھلا رہے تھے میاں صاحب خلیفہ رشید الدین صاحب، میاں عبدالحی اور حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ صاحب تھے۔ باتوں باتوں میں حضرت مولوی صاحب نے فرمایا۔

"محمد علی سے پوچھو مجھے کتنا قرآن آتا ہے۔ مولوی محمد علی بہت محنت کر کے صدہا صفحے لکھ کر لاتے ہیں میں ان کو مختصر کر دیتا ہوں۔ بعض اوقات وہ کہتے ہیں کہ آپ کی رائے تمام تحقیقات سے بالاتر ہے"

پھر فرمایا "مجھے مولوی محمد علی نے بہت خوش کیا ہے۔ میرا دل باغ باغ ہو گیا ہے۔ اس نے یاجوج ماجوج اور اصحاب کہف اور ذوالقرنین کی تحقیقات عجیب کی ہے۔ تمام انسائیکلوپیڈیا چھان مارے ہیں کیسا مسئلہ صاف کیا ہے۔ واہ۔ واہ۔ واہ"

قاضی صاحب اگر چشم بصیرت رکھتے ہیں تو پھر خوب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان حروف کو پڑھیں اور اس شہادت پر ایمان لے آئیں کیونکہ اس میں میاں صاحب اور خلیفہ رشید الدین اور حکیم محمد حسین صاحب بھی شامل ہیں میاں صاحب سے حلف مؤکد بعذاب دے کر پوچھیں کہ آیا یہ بات ایسے ہوئی تھی یا نہیں

قاضی صاحب کی عناد و تعصب کا ایک اور مظاہرہ

باقی رہا آپ کا حضرت امیر کو غاصب کہنا۔ سو یہ کوئی بڑی بات نہیں آپ نے عناد اور تعصب کی وجہ سے کیا کچھ نہیں کہا۔ ہاں لیکن وجہ تو صرف یہی بتائی ہے نا۔ کہ قرآن مجید چوری لے گئے۔ آپ کے خلیفہ صاحب نے تو اس وقت جبکہ اختلاف ہوئے تھوڑے ہی دن گذرے تھے۔ اعلان کر دیا تھا کہ قرآن مجید کا وہ مسودہ دیا سلائی دکھانے کے قابل ہے۔ پھر آپ کو کیوں اُبال آ رہا ہے؟

غاصب قادیانی ہیں

اور آپ کیوں طیش میں آتے ہیں ایسا کہتے ہوئے شرم محسوس کرنا چاہیئے کیا اتنا یاد نہیں کہ جب جماعت دو حصوں میں منقسم ہو گئی اور انجمن کے ممبر علیحدہ علیحدہ ہو گئے تو پھر مناسب تھا کہ سب کچھ نصف نصف بانٹ لیا جاتا۔ مکانات، دفاتر، روپیہ، کتب، مساجد اور اخبارات وغیرہ سب کچھ مناسب طور پر بانٹ لیتے لیکن جس شخص نے شان و شکوہ پیدا کرنی تھی بھلا وہ ایسا کر سکتا تھا۔ اپنے حواریوں کی مدد سے ہر چیز پر قبضہ جما لیا۔ او ممبران انجمن کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ سب کچھ اپنے قبضہ میں کیا۔ اور صرف رہ گیا تو وہ ترجمۃ القرآن۔ آپ لوگوں کی اس پر نگاہ بھی اور آج تک بھی رہی سو وہ غاصب غاصب کہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا جائز حق تھا۔ کہ ہر جا اور ہر وقت خلیفہ اور اس کے مریدوں کو بے ایمان اور غاصب کہتے۔ لیکن ہم نے محض خوف خدا کر کے ایسا نہ کیا تا اہل اللہ کی توہین نہ سمجھی جائے۔ پھر کیا یہ نہ کہا گیا تھا کہ آدھا خرچ دو اور بعد نصف نصف کاپیاں بانٹ لی جائیں گی۔ قاضی صاحب غاصب تو آپ ہیں جو ہمارے خون اور پسینہ کی کمائی ہڑپ کر گئے۔ ہمارے حق مار گئے اور آج ان کے سر پر مونگ دلے ہوئے ہیں۔ ترجمۃ القرآن کے لئے اگر آپ کا مطالبہ جائز تھا۔ تو کیا ہمارا مطالبہ جائز نہ تھا؟

قادیانی دوستو! کچھ خوف خدا کرو

اے قادیانیو! خوف خدا کرو۔ کیوں محبت محمود میں [illegible] ہو۔ کیا سر پر خدا یاد نہیں رہا۔ کیا تم [illegible] غفلت سے جاگو۔ ہوش کرو اور عقل کو کام میں لاؤ۔ کیوں ذلت کے گڑھے میں گر رہے ہو۔ کیوں حضرت امام الوقت کو بدنام کر رہے ہو۔ آؤ اب سچائی کی طرف بڑھو غلو کا انجام بڑا خطرناک ہے۔ جانتے ہو کہ عیسائیوں سے کیا سلوک ہوا۔ خدا تعالیٰ نے ان کو الضالین کہا۔ اور ان پر اپنی رحمت و شفقت کے دروازے بند کر دیئے۔ تم نے بھی عیسائیوں کی تقلید کی اور الضالین بن گئے۔ خدا تم کو عقل اور سمجھ دے۔ تا کہ تم اس سے کام لے کر پیر پرستی کے زہریلے طلسم کا شکار ہونے سے بچو آمین۔

حافظ قرآن کی ضرورت

رمضان شریف میں تراویح پڑھانے کیلئے ایک خوش الحان احمدی حافظ قرآن کی ضرورت ہے۔ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

شیخ عطاء اللہ صاحب مقبول غلو اینڈ آئیل ملز۔ امرتسر

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— لاہور ۳۰ ستمبر۔ سر عبدالقادر بالقابہ ممبر انڈیا کونسل ۲۶ ستمبر کو لندن سے بمبئی پہنچے۔ آپ چند روز میں لاہور تشریف لے آئیں گے۔ ذمہ دار حلقوں میں افواہ ہے کہ آپ کو پنجاب یونیورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کیا جائے گا۔

—— گجرات یکم اکتوبر۔ ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب نے آپ کے فسادات سے متاثر ہوکر پولیس ایکٹ کے ماتحت ضلع گجرات کے ۱۲ دیہات میں پولیس کی تعداد میں اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس غرض کے لئے ہم تعزیری چوکیاں قائم کی جائیں گی جن کے اخراجات کے لئے متذکرہ صدر دیہات سے ٹیکس لیا جائے گا۔

—— لاہور ۔ مشہور متعصب کانگریسی لیڈر ڈاکٹر ستیہ پال آج کل اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح پنجاب کے ہندو مسلمانوں میں اتحاد نہ ہو۔ سر سکندر حیات خاں وزیراعظم کی یونٹی کانفرنس ناکام رہے۔

—— لکھنؤ یکم اکتوبر۔ یوپی کی کانگریسی وزارت کے رکن حافظ ابراہیم اسمبلی کی ممبری سے مستعفی ہوگئے ہیں۔ موصوف گذشتہ عام انتخابات میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے تھے لیکن بعد میں کانگریس میں شامل ہوگئے۔ اب وہ دوبارہ کانگریس کے ٹکٹ پر منتخب ہونے کی کوشش کریں گے۔

—— وزیرستان میں ابھی تک مکمل امن قائم نہیں ہوسکا۔ قبائل کے ساتھ کبھی کبھی جھڑپیں ہوجاتی ہیں۔

—— کلکتہ ۳۰ ستمبر۔ پرسوں کلکتہ اور مضافات میں شدید طوفان باد و باراں آیا جس سے فصلیں تباہ ہوگئیں۔ مکانات مسمار ہوگئے۔ سامان سے لدی ہوئی کشتیاں غرق ہوگئیں۔

—— بعد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ بنگال کے دیگر اضلاع میں بھی اسی قسم کا شدید طوفان آیا۔ ہوڑہ ہگلی اور بردوان کے اضلاع میں زیادہ نقصان ہوا۔ درخت کثیر تعداد میں جڑوں سے اکھڑ گئے۔ آندھی کی انتہائی رفتار ۷۵ میل فی گھنٹہ تھی۔

—— پنڈت جواہر لال نہرو نے اپیل کی ہے کہ جاپانی مال کا بائیکاٹ کیا جائے کیونکہ جاپان چین کو غلام بنانے کے لئے اس پر حملے کر رہا ہے۔

—— لاہور ۳۰ ستمبر۔ ماسٹر تارا سنگھ صدر گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر کو زیر دفعہ ۳۲ گرفتار کر لیا گیا ہے آپ نے ضمانت پر رہا ہونے سے انکار کر دیا۔

—— مدراس ۳۰ ستمبر۔ مدراس کونسل نے کثرت رائے سے امتناع نشہ کا بل منظور کر لیا جو اس سے پیشتر اسمبلی سے منظوری حاصل کر چکا ہے۔

—— لاہور ۴ راکتوبر۔ مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس اس ماہ کے وسط میں لکھنؤ منعقد ہو رہا ہے۔ پنجاب کی طرف سے مندوبین کی کافی تعداد روانہ کی جائے گی۔ امید ہے کہ پنجاب کے مندوبین کے دستہ میں اتحاد پارٹی کے متعدد ارکان شامل ہوں گے۔ یہ امر غیر متوقع نہیں کہ وزیراعظم سر سکندر حیات خاں ان کی رہنمائی کریں۔

—— اس طرح توقع ہے کہ مزید دو صوبوں یعنی مدراس اور بنگال کے مندوبین میں بھی صوبجاتی حکومتوں کے مسلم وزراء شامل ہوں گے۔ سیاسی حلقوں میں مسلم لیگ کے اس اجلاس کو بیحد اہمیت دی جا رہی ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ رزمک کے قریب قبائل اور سرکاری فوج میں زبردست جنگ ہوئی۔

—— لاہور میں دو ہندوستانی پروفیسروں نے سائنس کی مدد سے ایک مصنوعی انسان تیار کیا ہے جو اصلی انسان کی طرح چلتا پھرتا اور خاص خاص سوالات کا جواب دیتا ہے۔ یہ مصنوعی انسان بجلی کے زور سے سب کام کرتا ہے۔ دسمبر میں جو نمائش منعقد ہونے والی ہے اس میں اس انسان کو پبلک کے سامنے پیش کیا جائیگا۔

—— مشہور کانگریسی لیڈر مسٹر ستیہ مورتی نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ "بندے ماترم" کے گیت کے پیدا کردہ مناقشات کے پیش نظر یہ گیت اسمبلیوں میں نہیں گانا چاہئے۔

—— شملہ ۴ راکتوبر۔ کونسل آف سٹیٹ کا شملہ کا سیشن ختم ہوگیا ہے آئندہ اجلاس ۵ ارنومبر کو دہلی میں منعقد ہوگا۔ جبکہ انشورنس بل پر بحث ہوگی۔

—— پشاور ۴ راکتوبر۔ مجلس وزراء کا ایک اجلاس گورنر سرحد کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ آنریری مجسٹریٹوں کا عہدہ بالکل اڑا دیا جائے۔

—— پونا ۵ راکتوبر۔ اس خبر میں کوئی صداقت نہیں کہ حکومت بمبئی نے اپنا ہیڈ کوارٹر بمبئی سے پونا منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— شملہ ۲ راکتوبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ گورنر جنرل نے فلسطین کے متعلق سر یعقوب اور مسٹر کاظمی کی تحریک التواء کو مرکزی اسمبلی میں بدیں وجہ پیش کرنے کی اجازت نہیں دی کہ تحریک کے موضوع سے گورنر جنرل کا کوئی تعلق نہیں۔

—— فلسطین میں تشدد کی خبروں سے ہندوستان کے مسلمانوں میں شدید بے چینی پھیل گئی ہے۔

—— صوبہ سرحد کی کانگرسی وزارت نے اسلامیہ کالج کی مزید گرانٹ بند کرنے کی جو تجویز کی ہے اس کے خلاف صوبہ کے مسلمانوں میں شدید ناراضگی اور ہیجان پیدا ہوگیا ہے جو روز بروز ترقی کر رہا ہے۔

—— شملہ ۵ راکتوبر۔ مرکزی اسمبلی میں مسٹر ستیہ مورتی کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر دفاع کہا جنگ وزیرستان شروع ہوئے اس ماہ ستمبر ۱۹۳۷ء تک ہم ہفتے ہوئے ہیں اور اس پر ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے خرچ آئے ہیں اور اس لڑائی میں ۱۲۱ ہلاک اور ۱۰۲ مجروح ہوئے۔

ممالک خارجہ

—— لنڈن ۲۹ ستمبر۔ لارڈ پیل وفات پا گئے۔ آپ دو دفعہ وزیر ہند کے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ برطانوی مدبرین میں آپ کافی اہم درجہ رکھتے تھے۔

—— گذشتہ سال فلسطین میں جو ہنگامے بپا ہوئے تھے ان کی تحقیقات کے لئے ایک شاہی کمیشن مقرر ہوا تھا جس کے صدر لارڈ پیل تھے۔ اسی کمیشن کی رپورٹ میں فلسطین کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کی سفارش تھی۔

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ بکر صدقی پاشا کے قاتل کو جس کا نام محمد صالح بن عبداللہ ہے مجلس عسکری نے سزائے موت کا حکم سنا دیا۔

—— آج کل مراکش میں حکومت فرانس کے خلاف زبردست مظاہرے ہو رہے ہیں۔ گذشتہ دنوں فرانسیسی ریذیڈنٹ کی آمد پر ہزاروں آدمی سڑک پر لیٹ گئے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ ترکی وزیر جنگ نے ترکی افواج کو ترکی حدود پر جمع ہونے کا حکم دیا ہے جس کی فوری تعمیل کی گئی۔ ابھی تک اس حکم کا مقصد معلوم نہیں ہوسکا۔

—— پیرس میں چند فرانسیسی اس الزام میں گرفتار کئے گئے ہیں کہ وہ مسولینی پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔

—— مسولینی جرمنی کی سیاحت کے بعد اٹلی پہنچ گیا ہے راستہ میں کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔ اٹلی میں اس کا شاندار استقبال ہوا۔ اب اس نے ہر ہٹلر کو اٹلی آنے کی دعوت دی ہے۔

—— انگریزی اخبارات بھی تقسیم فلسطین کی سخت مخالفت کر رہے ہیں انہیں یقین ہے کہ برطانیہ کی یہ تجویز کامیاب نہیں ہوگی۔

—— لنڈن ۲۹ ستمبر۔ اطلاع ملی ہے کہ موسیو بوگومولف سفیر روس مقیم چین کل صبح اچانک ہوائی جہاز کے ذریعہ ماسکو روانہ ہوگیا۔ وجہ معلوم نہیں ہوسکی۔

—— بغداد ۳۰ ستمبر۔ بعض باخبر حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ ایران آئندہ مارچ میں عراق کی سیاحت کریں گے۔

—— پیرس ۳۰ ستمبر۔ فرانسیسی مراکش میں تقسیم فلسطین کے خلاف ایک لاکھ مسلمانوں نے مظاہرہ کیا اور جلوس نکالے کئی مقامات پر یہودیوں اور مظاہرین کے درمیان شدید تصادم ہوگیا۔ پولیس کو گولی چلانی پڑی مجروحین و مقتولین کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہوسکی۔

—— بیت المقدس ۴ راکتوبر۔ حکومت برطانیہ نے فلسطین میں تشدد شروع کر دیا ہے۔ ڈسٹرکٹ کمشنر گلیلی کے قتل کے سلسلہ میں برطانوی حکام نے تمام عرب رہنماؤں کو گرفتار کر لیا ہے۔ مفتی اعظم کو مسلم سپریم کونسل اور اوقاف کمیٹی سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ آپ نے مسجد عمر میں پناہ لی۔

—— شہروں میں مکمل ہڑتال بازاروں میں سناٹا چھایا ہوا ہے۔ پولیس اور فوج گشت کر رہی ہے۔ خبروں اور اخباروں پر سنسر بٹھا دیا گیا ہے۔ ٹیلیفون کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا ہے۔ بہت سے عرب لیڈر گرفتار کر کے جلاوطن کر دیئے گئے ہیں۔

—— جنیوا اور بیت المقدس کے ممالک اسلامیہ کے قونصل خانوں کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے۔ معلوم ہوا ہے فلسطین میں تشدد کی موجودہ حکمت عملی برطانی کابینہ کے فیصلہ کے مطابق اختیار کی گئی ہے۔

—— مجلس عالیہ فلسطین اور اس سے متعلقہ تمام سیاسی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دیدیا گیا ہے۔

—— ایک سرکاری اعلان شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ حکومت فلسطین اس بارہ میں فیصلہ کر چکی ہے کہ ملک سے دہشت انگیزی اور قتل و غارت کا خاتمہ کر دیا جائے۔

—— ایک اور خبر مظہر ہے کہ عرب رہنماؤں کے گھروں اور قہوہ خانوں اور سیاسی مجالس کے دفاتر کی تلاشیاں لی جا رہی ہیں۔

—— بیت المقدس ۶ راکتوبر۔ مسجد عمر میں آج مفتی اعظم فلسطین نے ایک اخباری ملاقات میں کہا کہ عرب رہنماؤں کی گرفتاریوں، جلاوطنیوں اور تلاشیوں کے سلسلہ میں حکومت نے جس سخت گیری کا ثبوت دیا ہے وہ نہایت افسوسناک ہے۔ ہمارا جرم اس قدر ہے کہ ہم تقسیم فلسطین کو منسوخ کرانا چاہتے ہیں۔ اس مطالبہ میں ۹ لاکھ نوے ہزار عرب جن میں عیسائی اور مسلمان دونوں شامل ہیں آخر دم تک کوشش کرتے رہیں گے خواہ اس کے لئے انہیں اس سے بھی بڑھ کر سختی کا تختہ مشق کیوں نہ بنایا جائے۔

—— استنبول ۶ راکتوبر۔ ترکی پارلیمنٹ کے جدید انتخابات شروع ہوگئے ہیں۔ بعض حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ جدید وزارت میں غازی عصمت انونو اور توفیق رشدی نہیں ہوں گے۔

—— بیت المقدس ۶ راکتوبر۔ تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ بیت المقدس میں حالات سکون پذیر ہیں۔ یافہ میں بھی آہستہ آہستہ دوکانیں کھل رہی ہیں۔ فوجی مظاہرے بھی جاری ہیں۔ اخبارات سے سنسر اٹھا دیا گیا ہے حالات بہتر صورت اختیار کر رہے ہیں۔

—— پیرس ۶ راکتوبر۔ پولیس کو معلوم ہوا ہے کہ غیر ملکی سازشیوں کا جال تمام فرانس میں بچھا ہوا ہے۔ ایک دہشت انگیز سازش کا پتہ چلا ہے اور پولیس نے متعدد مقامات پر چھاپے مار کر مشین گنیں، بم، رائفلیں، پستول اور ڈائنامیٹ برآمد کر لئے۔

جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن کا بیان

برلن مشن اور سفر کے حالات

جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن کی تشریف آوری کے حالات صفحہ ۲ پر درج ہیں۔ وہاں آپ کی تقریر کا خلاصہ بھی درج کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا لاہور میں قیام بہت ہی مختصر رہا مصروفیات اور ملاقاتیوں کا ہجوم تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے نمائندہ پیغام صلح کی درخواست پر ۲ر اکتوبر کی صبح کو انٹرویو کا وقت عطا فرمایا۔ اس سوال پر کہ برلن مشن کے کام کی کیا کیفیت ہے ڈاکٹر صاحب ممدوح نے فرمایا کہ الحمدللہ مشن کا کام بخوبی چل رہا ہے۔ برلن میں ہماری تبلیغ کے بالعموم دو طریق ہیں۔ ایک ہفتہ وار تبلیغی و سوشل اجتماعات اور ملاقاتیں دوسرے تقسیم لٹریچر ہمارے کام کی تفصیل برادران سلسلہ کو مشن کی ماہوار رپورٹوں سے معلوم ہوتی رہتی ہے۔ مہینہ میں ایک اجتماع قرآن کریم کے درس کے لئے بھی مخصوص ہوتا ہے ایک اجتماع ایسا ہوتا ہے جس میں کسی اسلامی موضوع پر حاضرین آپس میں تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ ہر ہفتہ اتوار کے روز نو مسلم بچوں کے لئے دینیات کی کلاس ہوتی ہے برلن میں ترک مسلمان کافی تعداد میں موجود ہیں ان کے بچوں کے لئے ترکی زبان کی تعلیم کی ایک کلاس بھی جاری ہے جس کے لئے مشن نے اپنا مکان اور سامان دے رکھا ہے۔ علاوہ ازیں عربی زبان کی تحصیل کے لئے بھی ایک کلاس جاری ہے جس میں مسلم و غیر مسلم دونوں شریک ہیں۔

جرمنی کی موجودہ سیاسی حالات کے متعلق جب سوال کیا گیا تو ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا کہ ہمارا کام خالص تبلیغی ہے اس کام میں موجودہ گورنمنٹ کسی قسم کی مداخلت نہیں کرتی اس کا طرز عمل ہمارے متعلق اچھا ہے اور وہ مسلمانوں سے اچھے تعلقات رکھنے کی خواہشمند ہے۔

جرمن ترجمۃ القرآن

جرمن ترجمۃ القرآن کے متعلق آپ نے فرمایا کہ اس ترجمہ پر نظر ثانی ہو چکی ہے۔ طباعت کے انتظامات بھی مکمل ہو گئے ہیں۔ پریس سے معاملہ طے ہو گیا ہے۔ انجمن کی منظوری برلن پہنچ چکی ہے اس ماہ میں انشاءاللہ طباعت شروع ہو جائے گی۔ امید ہے ایک سال کے اندر اندر یہ مرحلہ طے ہو جائے گا حضرت مولانا صدر الدین صاحب اب صرف دو تین ماہ ہی برلن میں قیام فرمائیں گے۔ جرمنی کی مذہبی حالت کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ سارے یورپ میں جو الحاد و لامذہبی کی زبردست لہر چلی ہوئی ہے اس سے جرمنی بھی متاثر ہے اس کا نوجوان طبقہ بالخصوص مذہب سے بیزار و بیگانہ ہو رہا ہے کیونکہ ان کے سامنے ایک نامکمل اور غیر فطرتی مذہب یعنی عیسائیت ہے لیکن جرمن قوم کی یہ ایک خوبی ہے کہ وہ صحیح طریق پر گہرا غور و فکر کرنے کی عادی ہے اور بہت جلد کسی چیز سے متاثر نہیں ہو جاتی۔ ان کے سامنے جب اسلام کی تعلیمات پیش کی جاتی ہیں تو اس پر وہ نہایت سنجیدگی سے پوری طرح غور و فکر کرتے ہیں۔ مشن کی طرف سے ان کی اس خصوصیت کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ اسلام کو پوری طرح مطالعہ کر کے اور اس کی اچھی طرح جانچ کر کے اسے قبول کریں۔

برلن میں ایک ہندوستانی حبیب الرحمان موجود ہے۔ جو اکثر برلن مشن کے خلاف ہرزہ سرائی کرتا رہتا ہے۔ اس نے ایک فرضی انجمن جماعت اسلامیہ برلن بھی قائم کر رکھی ہے اس کے متعلق ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ شخص غالباً دہلی کا رہنے والا ہے اس کے متعلق برلن کے مختلف حلقوں میں طرح طرح کی باتیں مشہور ہیں۔ اس کے ساتھ اسی قسم کے ایک دو آدمی اور ہیں بس ان دو تین آدمیوں نے اپنا نام جماعت اسلامیہ رکھ لیا ہے۔ حبیب الرحمان ہندوستانی اخبارات میں جو خبریں اور کارنامے اپنی جماعت کے شائع کراتا ہے۔ وہ فرضی ہوتے ہیں۔

اپنے حالات سفر کے متعلق پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ ہم ۹ ستمبر کو برلن سے روانہ ہوئے۔ دوسرے روز پیرس پہنچے۔ یہاں مختصر قیام کے بعد مارسیلز سے جہاز پر سوار ہوئے جس نے ہمیں ۲۶ ر کو بمبئی پہنچا دیا۔ پیرس میں وہاں کی مشہور عالم نمائش بھی دیکھی تخت جہاز پر سر عبدالقادر راوٗر کئی اور سر کردہ ہندوستانی اور یورپین اصحاب سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ تمام واقفکار اصحاب کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے کام کا معترف پایا۔ بمبئی میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے صاحبزادے مسٹر نصیر احمد فاروقی صاحب کے دولتکدے پر قیام رہا۔ قیام بمبئی کا ایک قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ مقامی جرمن قونصل اور ان کی اہلیہ محترمہ کاونٹ اور کاونٹس ڈین ہوف نے ہمیں ۲۸ ستمبر کو لنچ پر مدعو کیا۔ کاونٹس موصوفہ بھی ایک عالی اور قدیم خاندان کی فرد ہیں۔ جرمنی میں ہم سے ملاقات کر چکی ہیں اور برلن مشن کے کام سے واقف ہیں۔ مسٹر نصیر احمد فاروقی صاحب نے ہماری مدارات میں کوئی کسر اٹھا رکھی۔ ہم ان کی عنایات اور مہمان نوازیوں کے ممنون ہیں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ گیلا رام۔ رام لال ولد ٹکھو رام ذات جاپہ سکنہ مرکھانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲ ۱/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۵ ۶/۳۴

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ رمضان سلطان ولد اللہ دتہ ذات جبہ سکنہ شورکوٹ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲ ۱/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۷ ۶/۳۴

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ عنایت ولد احمد ذات محمرا سکنہ ٹنکو کارہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۳ ۱/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲ ۶/۳۴

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ راجہ ولد محبتہ ذات خانوآنہ سکنہ کھیوہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۳ ۱/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱ ۶/۳۴

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ چراغ شاہ ولد مبارک شاہ ذات سید سکنہ شیخن تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۸ ۱/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۷ ۶/۳۴

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ فدوم ولد وسایا خاں ذات بلوچ سکنہ جانیویں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۸ ۱/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲۸ ۵/۳۴

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(بقیہ صفحہ ۱۰)

عظیم الشان قربانیاں دین کے لئے کر رہی ہے اور اس سے کس قدر اہم نتائج مرتب ہو رہے ہیں۔ اس کا اندازہ آپ یہاں بیٹھے نہیں کر سکتے یہ بات ہندوستان سے باہر نکلنے پر ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ ایک برلن مشن ہی کو لے لیجئے۔ ہر شخص آپ کی کمشنر ہے آپ وہاں بیٹھے ہیں ایسی ہی قربانیاں فی زمانہ بڑی مشکل سے نظر آتی ہیں۔ میں جب جہاز پر آیا ہوں اسی جہاز پر سر عبد القادر بھی ہندوستان تشریف لائے ہیں۔ ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ لندن کی نظامیہ مسجد کا ذکر بھی آیا۔ اس مسجد کے لئے حضور نظام دکن ۶ ہزار پونڈ کی رقم عطا فرما چکے ہیں۔ گویا ایک بڑی سلطنت اس کام کی پشت پر ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ مسجد بہت جلد تکمیل پذیر ہو جائے گی۔ مگر ان کی باتوں میں اس کے جلد مکمل ہونے کی کوئی امید نظر نہ آئی۔ میں زیادہ تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا لیکن انہوں نے فرمایا کہ ہمارا کام سنگ بنیاد رکھ دینا تھا۔ اب خدا ہی جانتا ہے کہ تکمیل کب ہوگی۔ انہوں نے فرمایا کہ مسلمانوں کا اعلیٰ طبقہ ان کاموں کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ میرا اپنا تجربہ بھی یہی ہے۔ برلن مسجد کے سلسلہ میں جب کبھی میں نے مسلمان امراء سے کوئی اپیل کی کہ فلاں کار خیر کے لئے امداد کی ضرورت ہے تو بالعموم جواب خاموشی ہی ملا۔ متوسط طبقہ کو البتہ کسی قدر دلچسپی ہے لیکن ان میں زیادہ طاقت نہیں اور غریب طبقہ تو آپ جانتے ہیں اپنی غربت کی وجہ سے کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ نظامیہ مسجد لندن جلد مکمل ہو جائے اور یہ ایک ایسے مرکز کا کام دے جہاں سے اسلام کا نور پھیلے۔ اس واقعہ کو بیان کرنے سے میرا مقصد صرف اس قدر ہے کہ آپ کو اس کام کی اہمیت اور قدر و قیمت معلوم ہو جائے جو یہ چھوٹی سی جماعت کر رہی ہے۔ آخر پر ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا کہ میرے والد صاحب بیمار ہیں انہیں آنکھوں کی تکلیف ہے۔ میں بہت جلد ان کی خدمت میں پہنچنا چاہتا ہوں۔ اس لئے لاہور میں میرا قیام خلاف ارادہ بہت مختصر ہوگا۔ میں اپنے والد صاحب کے لئے اور اپنے لئے آپ سب سے دعا کا خواستگار ہوں۔

فوری توجہ کے قابل

۱۔ جن احباب کی خدمت میں اخبار کے چندہ اور بقایا کے متعلق یاددہانیاں جا چکی ہیں ان سے استدعا ہے کہ اپنا چندہ جلد از جلد ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ احباب باوجود یاددہانیوں اور وی پی کی اطلاع کے نہ تو چندہ بھیجتے ہیں اور نہ ہی کوئی اطلاع دیتے ہیں مگر جب وی پی جاتا ہے تو واپس کر دیتے ہیں جس سے اخبار کو خواہ مخواہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ احباب کو چاہئے کہ یاددہانی جانے پر اپنی پہلی فرصت میں چندہ بھیج دیا کریں اور اگر کسی وجہ سے اس میں دیر ہو جائے تو اطلاعی کارڈ بھیج دیا کریں۔ آپ کے تین پیسے کے خرچ سے قوم کے ہزار کا فائدہ ہوتا ہے۔

۲۔ انجمن کا مالی سال ۳۱ر اکتوبر ۳۷ء کو ختم ہو رہا ہے تمام احباب سے جن کے چندہ واجب ہیں درخواست ہے کہ آخیر اکتوبر ۳۷ء سے قبل اپنے بقائے صاف فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

خاکسار

مینیجر پیغام صلح

اشتہار حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت شیخ عبد الرحمن صاحب بی اے۔ پی سی ایس

فرسٹ ایڈیشنل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کوئٹہ

نمبر مقدمہ ۔۔۔ عذرداری بابت ۱۹۳۷ء

مسماۃ امام بی بی بیوہ محمد رمضان سکنہ اسلام آباد کوئٹہ عذرداری مدعی

بنام میسرز فارس کمبل اینڈ کمپنی بذریعہ ناظر عبد الغفور دمشتی فضل کریم ولد شاہ عالم پراچہ سکنہ کوئٹہ سکنہ کوئٹہ

درخواست عذرداری نسبت واگذاری رہائی سفر جنس بنام منشی فضل کریم لوشان عالم ذات پراچہ مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسئول علیہ منشی فضل کریم مذکور بیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام منشی فضل کریم مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۵ ماہ نومبر ۱۹۳۷ء کو بمقام کوئٹہ حاضر عدالت نہ ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۸ ماہ ستمبر ۱۹۳۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(مہر عدالت) دستخط حاکم

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رام رنگ ولد لالہ ۔۔۔ ذات ۔۔۔ سکنہ ۔۔۔ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۹ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکورہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر یوم مورخہ ۲۳

دستخط ۔۔۔ غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

کیا یہ کسی چوتھے قتل کی طیاری ہے؟

قابل توجہ مسلمانان وحکومت پنجاب

(از جناب شیخ [illegible] صاحب مناظر اسلام سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی)

[illegible] ہے دل بیتاب کی [illegible]
[illegible] ہوں [illegible] دیکھا [illegible]

آج [illegible] اکتوبر ۱۹۳۷ء کو روزنامہ "الفضل" مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۳۷ء دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس پرچہ میں جناب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ چھپا ہے جو انہوں نے مورخہ [illegible] ستمبر کو دیا تھا [illegible] ہے۔ چنانچہ اس خطبہ کی سرخیوں کو ہی [illegible] کر مضمون نہایت آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"دین کیلئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے لئے مومنوں کی ضرورت"

"جو مرنے کیلئے تیار ہوجائے۔ اسے کوئی نہیں مار سکتا"

اسی خطبہ میں جناب خلیفہ صاحب جان قربانیوں کی ضرورت پر اپنے مخصوص انداز اور الفاظ کی کاریگری کے ذریعہ اشاروں اشاروں میں اپنے فدائیوں کو جو سبق دے رہے ہیں۔ وہاں ساتھ ہی انبیائے سابق اور بزرگان دین کی قربانیوں کی کثرت کو مندرجہ ذیل دو باتوں پر محصور فرماتے ہیں:

(۱) ان لوگوں کو خدا کی راہ میں جان دینا اس لئے مشکل نہیں معلوم ہوتا تھا کہ پہلے زمانہ میں یہ خیال نہیں ہو سکتا تھا کہ ہماری جانیں ہماری اپنی ہیں۔

(۲) مال کی قربانی اس لئے دلیری سے کی جاتی تھی کہ لوگ پہلے زمانہ میں مال کے غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے اپنے مال کو خدا کا مال سمجھتے تھے۔

نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ انبیائے سابقین اور بزرگان دین اسلام کی جانی اور مالی قربانیاں اس زمانہ میں مال وجان کے غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے تھیں نہ کہ ان بزرگوں کے ایمانی جذبہ اور عرفانی کیفیت کے باعث۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میرے خیال ناقص میں کسی خدا رسیدہ دین انسان نے بھی اس قسم کے ہتک آمیز الفاظ ان بزرگوں کی شان میں استعمال نہ کئے ہونگے جو آج خدا کا لاڈلا خلیفہ مسلمانوں کی امامت کا دعویدار یہ عقیدہ اپنے مریدوں کے لئے پیش کر رہا ہے کہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ بزرگان دین کی قربانیاں حقیقی ایمان کی وجہ سے نہ تھیں بلکہ ان کے جان ومال کے غیر محفوظ ہونے کے باعث۔ اگر اسی کا نام فہم قرآن ہے۔ تو پھر کفر، الحاد اور بے دینی کسے کہتے ہیں؟ اے اللہ قادیانیوں کو معہ ان کے خلیفہ کے ہدایت نصیب کر۔ آمین ثم آمین۔

اسی خطبہ جمعہ میں جناب خلیفہ صاحب ان حالات کے اب موجود نہ ہونے کو قربانیوں کی سپرٹ میں تنزل کا سبب قرار دیتے ہیں۔ گویا بالفاظ خلیفہ قادیان جب تک قتل وغارت کا زمانہ نہ ہو ان کے معیار پر کوئی جانی ومالی قربانی کی روح پیدا نہیں ہو سکتی۔ کہنے کو تو جناب خلیفہ صاحب اس بات کو کہہ گئے مگر جناب نے یہ نہ سوچا کہ جن لوگوں نے اب تک ان کے لئے جائز یا ناجائز جانی ومالی قربانیاں کی ہیں۔ ان کا شمار کس ذیل میں ہوگا۔ مثلاً قاضی محمد علی کے ہاتھوں حاجی محمد حسین بٹاری کا خون ناحق (۲) چوہدری فتح محمد سیال کے ذریعہ مولوی محمد امین [illegible] کی شہادت اور سب سے آخر قربانی کے کھیسے یعنی مولانا فخرالدین کے قاتل وغیرہ وغیرہ اشخاص کے متعلق الفاظ خطبہ کی روشنی میں خود جناب خلیفہ قادیان کیا رائے رکھتے ہیں۔

جناب خلیفہ قادیان اپنی طول کلامی کے باعث علمی ذوق رکھنے والے طبقہ میں بے حد بدنام ہیں اور [illegible] پیرایہ میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا کرتے ہیں۔ جو سامعین کیلئے سمع خراشی کا موجب بن جاتا ہے۔ نام جناب نے اپنے فدائیوں کو خونریزی کی تعلیم اشاروں اشاروں میں اس طرح پر دی ہے کہ قانون کی رو سے باہر رہ کر آگ لگا جاؤ اور [illegible] کی مثال [illegible] کر دیا ہے اگر کسی کو یقین نہ ہو تو وہ جناب خلیفہ صاحب کے ذیل کے الفاظ [illegible] غور کرے۔

"تحریک جدید کی سکیم کو بیان کرتے ہوئے میں نے ... [illegible] کہ [illegible] پر [illegible] دل میں ان کے لئے [illegible] دیکھو اس وقت کسی کو اس تحریک پیغامی اور [illegible] کی تحریک کی طرح [illegible] طرح میں [illegible] پھر یہی کہتا ہوں کہ [illegible] سے ابھی آنے والے [illegible] توم بن ہی نہیں سکتی۔"

(صت کالم اول)

اس [illegible] کے بعض کی ترکیب مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی ہے:۔

"جب تک ایسی دلیری ہمارے اندر پیدا نہ ہو جائے کہ اپنی جان دینا اور اپنے مال اور وطن کو قربان کر دینا ہمارے لئے آسان ہو جائے اس وقت تک ہم دور یا برآمد نہیں ہو سکتے ...... یاد رکھو کہ جب تک زندگی اور موت ..... یکساں نہ ہوں جب تک ہمارے دن بھی راتیں اور راتیں بھی دن نہ ہو جائیں اس وقت تک ہم آخری [illegible] کے لئے تیار نہیں ہو سکتے جو اسلام اور احمدیت [illegible] سامنے رہے۔" (صت کالم اول)

ان الفاظ کو دیگر اقتباسات مندرجہ خطبہ کی سرخیوں مثلاً

"تجاؤ دنیا میں تہلکہ مچا دو"

وغیرہ وغیرہ کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو اشارہ صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ بھی اسی قسم کا خطبہ ہے جو جناب مولوی فخرالدین صاحب مرحوم کے خون ناحق سے پہلے ارشاد کیا گیا تھا۔ لیکن بعد میں بعض حفاظتی مصالح کے باعث اس کے شائع کرنے کی اولوالعزم خلیفہ کو جرأت نہ ہوئی۔

کون نہیں جانتا کہ مولانا مولوی فخرالدین صاحب مرحوم ومغفور کی شہادت بھی اس جنگی خطبہ کے بعد وقوع میں آئی۔ اور موجودہ خطبہ بھی جان کی قربانی مانگ رہا ہے۔ زندگی اور موت کو برابر ثابت کرنے کی اس میں جو کوشش کی گئی ہے اس لئے یہاں قربانی سے مراد سوائے اس قسم کی قربانی کے جس کا نمونہ فخرالدین مرحوم کے قاتل نے پیش کیا ہے اور دوسرا مفہوم ہو ہی نہیں سکتا۔

گذشتہ واقعات اور تجربوں کو دیکھتے ہوئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا گورنمنٹ عالیہ کے پاس ایسی اشتعال انگیز تحریروں اور خطبوں کے سدباب کیلئے کوئی علاج موجود نہیں اور کیا تعزیرات ہند میں دفعہ ۱۵۳ الف ایسے ہی جرائم کے انسداد کے لئے وضع نہیں کی گئی۔

بالآخر اس دعا کیساتھ کہ الٰہ العالمین حضرت مسیح موعود کے بیٹے کو [illegible]

اشاعت فحش کا دجالی طوفان

عرب جاہلیت ایک ایسا پستی کا دور، اور رافت ایک اخلاقی کا زمانہ تھا۔ میلے ٹھیلوں میں فحش وعریاں اشعار علانیہ پڑھے جاتے تھے مرد، عورت آزادی اور بیباکی کے ساتھ ملتے جلتے رہتے تھے۔ حد یہ ہے کہ عبادت وطواف کے وقت برہنہ ہو جاتے تھے!

عرب جاہلیت کی یہی پست اور گندی تصویر آپ کے ذہن میں رہتی ہے نہ؟ یا کچھ اور؟ بڑی سے بڑی ہجو اس کی جب آپ کرنے پر آتے ہیں تو بس یہی کہہ کے رہ جاتے ہیں؟ ــــ مگر یہ تو سب روایت ہوئی۔ رویت کیلئے اس شنید کے مقابلہ میں دید کیا ہے؟

ان کی فحاشی کی حد بس یہی ہوئی نہ۔ کہ غزل وتشبیب میں انہوں نے لفظوں میں فحاشی کر ڈالی کہ انہوں نے بھی گلی کوچہ میں مرد وعورت کے بے حجابانہ اختلاط کی تصویریں لگا دی تھیں؟ اپنے ہر ہر اشتہار میں فحش کی آمیزش ضروری قرار دے لی تھی؟ اپنی نقاشی اپنی مصوری، اپنے تھیٹر اپنے سینما کے فنون لطیفہ کو اشاعت فحش کے لئے وقف کر دیا تھا؟

ان کے ہاں بھی تحریک عریانی اسی زور سے اپنی [illegible] رہی تھی؟ ان کے ہاں بھی ننگوں کے باقاعدہ کلب قائم ہوتے تھے؟ ننگوں کے اخبارات نکلتے تھے؟ پوسٹر چھپتے [illegible] کو برہنگی کی تلقین کی جاتی تھی؟ پکچر پوسٹ کارڈ مرد وزن کے [illegible] بیباکانہ اختلاط کے [illegible] ان کے وقت میں بھی گھر گھر پہنچ گئے تھے؟ [illegible] برس کی لڑکیوں اور [illegible] برس کے لڑکوں تک پہنچ گئے تھے؟ بڑے بڑے شہروں کے ایک ایک چوراہے پر انہوں نے بھی حسین عورتوں کے مجسمے اور مجسمے سرتا پیر [illegible] عریاں نصب کر دیئے تھے؟ گراموفون اور ریڈیو نے ان کے زمانہ میں بھی فحش کو شہروں اور دیہات میں، آبادی میں اور جنگل میں، خشکی میں اور تری میں، زمین پر اور ہوا میں یکساں پھیلا رکھا تھا؟ بوڑھوں اور بچے معصوموں سب کو یکساں ہی [illegible] عورتوں کے جسموں پر لباس اس وقت بھی [illegible] دفتروں میں بھی مشغول تھیں، ہر شعبہ میں عورت اور [illegible] مسلط ہو گئی تھی؟

آج کوئی صورت آپ کے بچوں اور بچیوں کے محفوظ رہنے کی ہے کوئی گوشہ ہے جہاں آپ پناہ لے سکیں۔ کوئی اسکول، کوئی کالج، کوئی

"ہیں" کی بجائے "نہیں"

ختم نبوت اور وحی نبوت کے متعلق انعامی مباحثہ کے شرائط میری طرف سے پیغام صلح مجریہ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء کے صفحہ ۱۲ پر شائع ہوئے تھے۔ اس مضمون میں (کالم ۲ سطر ۹) میں "نہیں" کی بجائے "ہیں" چھپ گیا ہے جس سے تمام فقرہ الٹے معنوں میں بن گیا ہے اس لئے اس فقرہ کو ناظرین اخبار درست کر لیں۔ وہ فقرہ درج ذیل ہے:۔

دوسرا چیلنج

حضور مسیح موعود کی کتب کے متعلق میں ہماری طرف سے یہ بھی چیلنج کیا گیا تھا کہ اگر مولوی اللہ دتہ صاحب یہ ثابت کر دیں کہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کو ختم کرنے والے [illegible] یا [illegible] آخری نبی کے "نہیں" تو انہیں [illegible] انعام دیا جائے گا۔

(قمرالدین احمدی)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قُلْ یٰۤاَہْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْہَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نوائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۴۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ۔ چھ روپے
ششماہی۔ تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۵ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۶۳

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام!

ایک خطرناک مخفی شرک

آج کل ایک قسم کا مخفی شرک ترقی کر رہا ہے جو اندر ہی اندر لوگوں میں زہر کی طرح اثر کر رہا ہے اور روز افزوں ترقی پر ہے اور وہ یہ ہے کہ بجائے اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد اور بھروسہ کرنیکے دنیاوی اسباب پر اعتماد اور بھروسہ رکھا جاتا ہے ہم یہ ہرگز نہیں کہتے اور نہ یہ ہمارا مذہب ہے کہ اسباب کی رعایت بالکل نہ کی جائے نہیں بلکہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے رعایت اسباب کی انسان کو ترغیب دی ہے اور اس حد تک جہانتک کہ یہ رعایت ضروری ہے اگر رعایت اسباب نہ کی جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم الشان فعل کی توہین اور قوائے انسانی کی بےحرمتی کرنا ہے کیونکہ اگر ان قوائے جسمانی و ذہنی سے بالکل کام نہ لیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کئے ہیں اور ان کو بالکل ردی اور بیکار چھوڑ دیا جائے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ ہم نے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے فعل کو لغو اور عبث قرار دیا ہے۔ ۔ ۔ پس ایک جائز حد تک اسباب سے کام لینا درست ہے اور اس سے ممانعت نہیں لیکن حد سے تجاوز کرکے صرف اسباب پر ہی بھروسہ کرلینا اور سارے امور کا دارومدار اسباب پر ہی رکھ لینا شرک ہے جو انسان کو اس کے اصل مقصد سے دور پھینک دیتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر فلاں سبب نہ ہوتا تو وہ بھوکا مر جاتا۔ یا اگر فلاں جائداد یا فلاں کام نہ ہوتا تو اس کا برا حال ہو جاتا اور فلاں دوست نہ ہوتا اسے بہت تکلیف ہوتی۔ یہ باتیں اس قسم کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز پسند نہیں کرتا اور یہ نہیں چاہتا کہ انسان جائداد و دیگر اسباب و احباب پر اس قدر بھروسہ کرے کہ خدا تعالیٰ سے بکلی دور جا پڑے۔ یہ خطرناک قسم کا شرک ہے

(۴ دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت تاحال کمزور ہے اس کے متعلق ان کی ایک تحریر اسی اشاعت کے صفحہ ۲ پر درج ہے۔ تمام وابستگان سلسلہ حضرت ممدوح کیلئے خصوصیت سے مسلسل دعائیں کریں

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی صحت کی حالت بدستور ہے ابھی تک مکمل آرام نہیں ہوا۔ طبیعت کمزور ہے۔ علاج جاری ہے تمام احباب ڈاکٹر صاحب موصوف کیلئے بھی دردِ دل سے دعائے صحت کریں۔

—— جناب چودھری خیر الدین صاحب ریٹائرڈ ریلوے گارڈ شدید علیل ہیں۔ آپ حضرت مسیح موعود کے قدیم خدام میں سے ہیں اور ہماری جماعت کے نہایت مخلص رکن۔

—— جناب شیخ عبد الغنی صاحب پسر شیخ مولا بخش صاحب مرحوم ملتان سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ عرصہ سے علیل ہیں۔

—— ایک غیر از جماعت دوست جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بہت حسن ظن رکھتے ہیں قریباً ایک سال سے مختلف عوارض میں مبتلا ہیں اور دعا کے خواستگار ہیں

احباب ان سب کیلئے خاص طور پر دعائے صحت کریں

—— جناب حکیم محمد حسین صاحب گجرات اللہ تعالیٰ کے فضل سے "زبدۃ الحکماء" کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس خوشی میں انہوں نے مبلغ پانچ روپیہ عطیہ انجمن کو دیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اس کامیابی پر ہم حکیم صاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دست شفا عطا فرمائے اور خدمت دین و خلق کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے

—— خاکسار مدیر چند روز کے لئے لاہور سے باہر جا رہا ہے آئندہ ایک دو پرچے میری عدم موجودگی میں مرتب و شائع ہونگے۔

مامورین الٰہی
یا
منہاج نبوت

(از مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

قادیانی حضرات جب تنگ آجاتے ہیں تو عموماً کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی مسیح موعودؑ کو ظلی بروزی اور مجازی نبی ہی مانتے ہیں۔ مگر یہ بالکل سچ ہے کہ یہ لوگ لفظوں کے پردے میں آہستہ آہستہ ایک الگ مذہب ہی بناتے ہوئے نظر آتے ہیں جس کا سخت افسوس ہے۔

اصل بات تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے صاف فرما دیا کہ:-

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

"شد ختم ہر پیغمبرے" کے الفاظ لکھے ہوتے ہوئے کسی قسم کی نبوت کو باقی سمجھنا صریح غلطی ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ نبوت محمدیہ کا فیضان جاری ہے اور اس کے فیض سے اگر کوئی شخص کمالات نبوت ظلی طور پر پائے اور اسے مجازاً نبی کا خطاب دیدیا جائے تو یہ کوئی نئی نبوت نہیں ہے بلکہ عکسی رنگ میں نبوت محمدیہ کا اسی طرح ظہور ہے جس طرح چاند کے ذریعہ سورج کی روشنی کا ظہور ہوتا ہے اس قسم کی نبوت کو ظلی بروزی مجازی نبوت بھی کہتے ہیں اور صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ایسی نبوت پانیوالے اولیاء اللہ کو

انبیاء الاولیاء

ولیوں کے نبی کہتے ہیں۔

اس قسم کے اولیاء اللہ جب مامور ہوکر آتے ہیں تو ان کا دعویٰ بھی سنت انبیاء یا منہاج نبوت پر ہی پرکھا جاتا ہے چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی پہلی کتاب "فتح اسلام" سے لیکر اپنی آخری کتاب "چشمہ معرفت" تک ہمیشہ اپنے دعویٰ کو منہاج النبوت پر دنیا کے سامنے پیش کیا۔

قادیانی علماء مثل مولوی اللہ دتا عرف ابو العطاء صاحب اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت خاتم الاولیاء مرزا غلام احمد علیہ السلام دراصل نبی تھے۔ کیونکہ وہ اپنے دعوے کو منہاج نبوت پر پیش کرتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ ان کی غلطی اور نا سمجھی ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب تو اس وقت بھی جبکہ ان کے خیال کے مطابق بھی اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے۔ اپنے آپ کو منہاج نبوت پر ہی پیش کرتے تھے جس کا صریح نتیجہ یہ ہے کہ منہاج نبوت پر کسی مدعی کا پیش کیا جانا اس کے نبی ہونے کی قطعی دلیل نہیں ہے۔

مثلاً تریاق القلوب میں ہی حضرت اقدس لکھتے ہیں:-

"اجتہادی غلطیاں کیا پیشگوئیوں کے سمجھنے اور ان کا مصداق ٹھہرانے میں اور کیا دوسری تدبیروں اور کاموں میں ہر ایک نبی اور رسول سے ہوتی تھیں اور ایک بھی نبی ان سے باہر نہیں۔ مگر ان پر قائم نہیں رکھا گیا۔ اب جبکہ اجتہادی غلطی ہر ایک نبی اور رسول سے بھی ہوئی ہے تو ہم بطریق تنزل کہتے ہیں کہ اگر ہم سے کوئی اجتہادی غلطی ہوئی بھی تو وہ سنت انبیاء ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۱)

اب کیا سنت انبیاءؑ لیکر اپنی اجتہادی غلطی پر گرفت کرنیوالوں کو دندان شکن جواب دینے کے یہ معنی ہیں کہ آپ انبیاءؑ میں سے تھے نہیں اور ہرگز نہیں۔

پھر اسی "تریاق القلوب" میں بطور اصول لکھ دیا ہے کہ:-

اولیاء اللہ اور رسول اور نبی جن پر خدا کا رحم اور فضل ہوتا ہے اور خدا ان کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ وہ دو قسم کے ہوتے ہیں:-

(۱) ایک وہ جو دوسروں کی اصلاح کیلئے مامور نہیں ہوتے غرض شریعت اسلامی کا تو یہ عام قانون ہے کہ تمام مدار تقویٰ پر رکھا گیا ہے لیکن نبیوں اور رسولوں اور محدثوں کے بارے میں جو خداتعالیٰ کی طرف سے مامور ہوکر آتے ہیں اور تمام قوموں کیلئے واجب الاطاعت ٹھہرتے ہیں قدیم سے خداتعالیٰ کا ایک خاص قانون ہے۔

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ایسے اولیاء اللہ جو مامور نہیں ہوتے یعنی نبی یا رسول یا محدث نہیں ہوتے..... ایسے ولیوں کو کسی اعلیٰ خاندان یا اعلیٰ قوم کی ضرورت نہیں

(۲) لیکن اس کے مقابل پر ایک دوسری قسم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں اور وہ خداتعالیٰ کی طرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لیکر آتے ہیں اور لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام یا پیشوا سمجھ لیں..... اس منصب کے بزرگوں کے متعلق قدیم سے خداتعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ ان کو اعلیٰ درجہ کی قوم اور خاندان سے پیدا کرتا ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۵-۶۷)

"ہر ایک رسول یا نبی یا محدث مامور من اللہ جو دنیا میں آتا ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۴۲)

ان حوالوں سے دو باتوں کا فیصلہ ہو گیا:-

اوّل - یہ کہ مامور من اللہ کا لفظ عام ہے جو غیر انبیاء اللہ پر بھی بولا جاتا ہے اور مولوی اللہ دتا صاحب وغیرہ کا یہ خیال کہ مامور من اللہ نبی ہی ہوتا ہے بالکل غلط ہے۔

دوم - یہ کہ محدث مامور من اللہ سنت انبیاء پر ہی مبعوث ہوتا ہے اور سنت انبیاء کے مطابق اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے دعوے کو بلند آواز سے دنیا کے سامنے پیش کرے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"محدث..... بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے۔" (توضیح مرام صفحہ ۹)

ظاہر ہے کہ محدث جو انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے وہ انبیاء کی طرح ہی دنیا میں اپنی آواز کو بلند کریگا اور انبیاء کے نہج پر ہی دلائل و براہین سے کام لے گا۔

الفاظ "انبیاء کی طرح مامور" بتا رہے ہیں کہ محدث خود زمرہ انبیاء سے باہر ہے گو وہ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے۔

خلافت علیٰ منہاج نبوت

پھر قادیانی استدلال کے ابطال پر حدیث نبویؐ بھی شاہد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ۔

یعنی تم میں نبوت رہیگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہیگا پھر تم میں منہاج نبوت پر خلافت ہوگی۔

اب نبوت محمدیہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ منہاج نبوت پر خلیفہ ہوئے لیکن وہ نبی نہ تھے۔ پس جبکہ یہ خلافت علیٰ منہاج نبوت صدیق اکبرؓ کو نبی نہیں بنا سکتی تو پھر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا یہ کہنا کہ میرا سلسلہ منہاج نبوت پر ہے یا میں علیٰ منہاج نبوت پر آیا ہوں یا مجھے منہاج نبوت پر پرکھ کر دیکھ لو۔ اس سے نبوت کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ ہاں ثابت کرنے والے کی بے لبسی کا ثبوت ضرور ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ انبیاء کے اظلال بھی انبیاء کے طریق پر ہی پرکھے جاتے ہیں کیونکہ ظل اپنے اصل کا ہمرنگ ہوتا ہے اس لئے اظلال انبیاء کا کام اور سلسلہ انبیاء کے طرز پر ہی ہوتا ہے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کے اظلال اسی نہج انبیاء پر ہی آتے ہیں اور پرکھے جاتے ہیں۔ سوائے ان باتوں کے جن میں انبیاء مخصوص ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

"محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خداتعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے۔" (توضیح مرام صفحہ ۹)

جیسے کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اس حوالہ میں انبیاء کی طرح مامور ہوکر آنے کے یہی معنی ہیں کہ محدث منہاج نبوت پر مامور ہوکر آتا ہے اور اس کے لئے فرض ہوتا ہے کہ اپنے دعویٰ کو بلند آواز سے پیش کرے۔ پس منہاج نبوت کے معیار کو پیش کرنے سے ایک محدث نبی نہیں بن جاتا۔ ہاں وہ بھی مامور من اللہ ہوتا ہے۔

عام بات

جب کبھی کسی شخص پر کسی ایسے امر کے متعلق اعتراض کیا جائے جو سنت انبیاء سے مسلم الثبوت ہو تو وہ شخص فوراً کہہ دیتا ہے کہ آپ کیا اعتراض کرتے ہیں۔ یہ بات تو سنت انبیاء سے ہے لیکن اس کے اس کہنے سے وہ نبی نہیں بن جاتا اور نہ ہم اسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تو کیا نبی ہے جو ایسا کہتا ہے۔ پس ایک مامور کو جو منہاج نبوت پر آیا ہو محض اس وجہ سے مدعی نبوت قرار دینا کہ وہ منہاج نبوت پر اپنے آپ کو پیش کرتا ہے خالص حماقت ہے۔

(مفصل پھر انشاءاللہ تعالیٰ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۵ | یوم سہ شنبہ ۵ شعبان ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۶۳

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں پرانا نہ نیا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ اولو العزم ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

لاہور میں قادیانی نیشنل لیگ کا اجلاس

جناب خلیفہ قادیان کی تقریر پر ایک نظر

"الفضل" میں مسلسل پروپیگنڈے اور قادیانی اکابر کی کئی ہفتوں بلکہ مہینوں کی ظاہر و پوشیدہ تیاریوں کے بعد ۳ ر اکتوبر کو لاہور میں قادیانی نیشنل لیگ کا اجلاس منعقد کیا گیا جس کی کیفیت "پیغام صلح" کی گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ اس اجتماع کے لئے قادیان اور بعض دوسرے مقامات سے رضا کار اور سامعین بلائے گئے۔ جناب خلیفہ صاحب بھی بنفس نفیس تشریف لائے۔ لٹھ بند قادیانی رضا کاروں نے بیرون شہر بعض سڑکوں پر چکر بھی لگایا۔ شام کو جلسہ میں ایک ایڈریس پڑھا گیا اور خلیفہ صاحب نے اس کے جواب میں ایک عدد طویل سیاسی تقریر فرمادی۔

ہم کافی غور کرنے کے وجود سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس "ناٹک" سے کونسا مقصد حاصل ہوا۔ قادیانی جماعت کو کیا فائدہ پہنچا۔ اس "ناٹک" کی کوئی وجہ سوائے اس کے نظر نہیں آتی کہ جناب خلیفہ صاحب لوگوں کو اپنی شان دکھانا چاہتے تھے اور یہ دکھلانے کے متمنی تھے کہ قادیان کے موجودہ نازک و ناگفتہ بہ حالات کے باوجود میں اپنے مریدوں کو جمع کر کے ان سے اندھی عقیدت کا خراج وصول کر سکتا ہوں ـــــــ جناب خلیفہ صاحب نے بیشک اپنے مریدوں کو لاہور میں جمع کر لیا۔ ان سے اپنی تعریف میں ایک سپاسنامہ بھی پڑھوا لیا۔ لیکن ان کو یقین کرنا چاہئیے کہ ایک بھی عقلمند اور سنجیدہ مزاج شخص نے ان حرکتوں سے وہ اثر قبول نہیں کیا جو کہ جناب خلیفہ صاحب پبلک میں اپنے اور اپنے مریدوں کے متعلق اس اجتماع کے ذریعہ پیدا کرنا چاہتے تھے۔

اس سے قبل بھی آپ اپنی ذات اور خلافت کے "رعب و وقار" کو لوگوں کے دلوں پر مسلط کرنے کی خاطر اس قسم کی کوششیں فرما چکے ہیں۔ اور ان کوششوں پر تبلیغ اسلام کے نام پر جمع کیا ہوا روپیہ بے دریغ ضائع کیا جا چکا ہے ـــــــ چند سال کا ذکر ہے خلیفہ صاحب سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں شہادت کیلئے قادیان سے گورداسپور تشریف لے گئے معمولی بات تھی لیکن اظہار شان و شوکت کیلئے اس معمولی موقع پر غیر معمولی اہتمام کیا گیا سپیشل ٹرینیں چلائی گئیں۔ خلیفہ صاحب کی موٹر کے ساتھ سینکڑوں سائیکل سوار اور لٹھ بند نوجوان قادیان سے گورداسپور تک لائے گئے ـــــــ لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ لوگوں نے رعب و وقار کے اعتراف کی بجائے اس تکلف کو بچھورپن سمجھا اور قادیانی جماعت کا ہزارہا روپیہ خواہ مخواہ ضائع ہو گیا۔ ایک مذہبی کہلانیوالی جماعت کے "امام" اور "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ" کے لئے اس سے زیادہ خجالت اور سبکی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کی "شان" اور "وقار" اس قسم کی حرکتوں کا محتاج ہو ـــــــ لیکن یہ بات احساس اور سمجھ سے تعلق رکھتی ہے۔ قادیانی غالباً اسے نہیں سمجھ سکیں گے۔

بعض قادیانی دوستوں کی زبانی خلیفہ صاحب کی خطیبانہ قابلیتوں کا چرچا عرصہ سے سننے میں آ رہا تھا۔ لیکن اس تقریر کی سماعت کے بعد ہمیں سخت مایوسی ہوئی۔ ممکن ہو خلیفہ صاحب اپنے خاص موضوعوں پر کسی قدر بہتر تقریر کر سکتے ہوں لیکن سیاسیات کے متعلق ان سے کسی اچھی تقریر کی توقع کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ اس بارہ میں ان کی معلومات نہایت سطحی اور محدود اور خیالات مضحکہ خیز حد تک خام ہیں ـــــــ سچی بات تو یہ ہے کہ خلیفہ صاحب کا اپنے اصل کاروبار کی حدود سے تجاوز کر کے سیاسیات میں دخل در معقولات دینا ایک بہت بھاری غلطی ہے ـــــــ

اسلام اور احمدیت کے مفاد کو تو چھوڑ دیجئے اس چیز سے قادیانی حضرات اپنے پیر کی خوشنودی کے مقابلہ میں ہرگز متاثر نہیں ہو سکتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جناب خلیفہ صاحب کے سیاسی شوق کی وجہ سے خود ان کے اور قادیانی جماعت کے مفادات خصوصی کو بھی زبردست نقصان پہنچا ہے ـــــــ سیاست قادیانی خلافت کی پھولوں بھری سیج نہیں بلکہ ایک پر خار وادی ہے سیاسی میدان کو قصر خلافت کی مجلسوں اور وفا شعار عقیدت مند مصاحبوں اور مریدوں کے اجتماعوں سے دور کی بھی نسبت نہیں۔

اس کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ جناب خلیفہ صاحب کی اس سیاسی تقریر پر جس کیلئے اس قدر اہتمام کیا گیا تھا اور "الفضل" میں جس کے کئی روز سے راگ گائے جا رہے ہیں ایک نظر ڈالیں۔ قادیانی نیشنل لیگ نے اپنے سپاسنامہ میں خلیفہ صاحب کو مخاطب کر کے کہا تھا:۔

"سیدنا! حضور کو علم ہوگا کہ آج سے چند سال قبل جماعت احمدیہ قادیانیہ کے اکثر افراد نے اس بات کو سختی سے محسوس کیا تھا کہ اب ملک کے حالات یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ہم ملکی سیاسیات میں حصہ لیں..... [illegible] دائرہ عمل کو مذہب اور تبلیغ مذہبی تک ہی محدود نہ [illegible] ..... جماعت کے اس احساس کی خاطر اور ہمارا ایمان ہے کہ کلی اور قابل قدر اغراض کی خاطر حضور نے اجازت بخشی کہ جماعت کا وہ حصہ جو ملک کے قانون کی رو سے یا اور کسی پابندی کے باعث سیاسیات سے مجتنب رہنے پر مجبور نہیں اپنے آپ کو سیاسی اغراض کیلئے منظم کرے۔"

جناب خلیفہ صاحب نے اپنی جوابی تقریر میں ایڈریس کے اس حصہ سے اختلاف کیا اور برملا کہا کہ یہ بات صحیح نہیں کہ قادیانی جماعت پہلے سیاسیات میں حصہ نہیں لیتی رہی اور اب چند سال سے اس نے ایسا کرنا شروع کر دیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہماری جماعت ابتدا سے سیاسیات میں دخل دیتی رہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے ہم بحیثیت جماعت حصہ لیتے تھے اور اب بعض شرائط اور پابندیوں کے ساتھ افراد کو بھی اس کی اجازت دیدی گئی ہے۔ اپنے اس ارشاد کے ثبوت میں جناب خلیفہ صاحب نے اپنے کئی سیاسی رسائل اور ان تبصروں کا بصد فخر ذکر فرمایا جو آپ نے سائمن رپورٹ اور نہرو رپورٹ پر لکھے تھے۔ سائمن رپورٹ پر تبصرہ کے متعلق ایک اینگلو انڈین اخبار نے جو چند سطور بطور ریویو لکھی ہیں ان کو تو خلیفہ صاحب نے اس انداز سے بیان کیا کہ گویا یہ چند سطریں ان کے سیاسی علم و فضل کی ایک بہت بڑی سند ہیں۔ افسوس ہے انہوں نے اپنے اور اپنی جماعت کے سیاسی کارناموں کو بیان کرتے ہوئے ان خفیہ سرگرمیوں کو بالکل نظر انداز کر دیا جو سول نافرمانی کے ایام میں قادیانی جماعت حکومت کی امداد میں کانگریس کے خلاف انجام دیتی رہی ہے۔

معلوم نہیں جناب خلیفہ صاحب کا اپنا حافظہ کمزور ہے یا وہ اپنے مریدوں کی طرح ساری دنیا کو نسیان و حماقت کی بیماری میں مبتلا سمجھتے ہیں ـــــــ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ اتنی دیدہ دلیری سے اپنے گزشتہ اقوال کو فراموش کر دیتے۔ ایک وقت تھا کہ وہ سیاسیات سے ہزار کوس دور بھاگتے تھے اور اس کو ایک مہلک زہر گنتے تھے۔ نہ صرف اپنی جماعت بلکہ کل مسلمانوں کے لئے خلیفہ صاحب کی تلقین یہ تھی کہ وہ اس زہر کے قریب بھی نہ جائیں کیونکہ سیاسیات میں حصہ لینا خدمت دین میں مانع ہے۔ افسوس یہ سیاسی تقریر کرتے وقت خلیفہ صاحب کو اپنی مشہور کتاب "برکات خلافت" کے مندرجہ ذیل الفاظ یاد نہ رہے یا انہوں نے انہیں عمداً نظر انداز کر دیا!

"حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ ایک حد تک سیاسی امور کی طرف توجہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس کام کا انجام خراب ہوگا۔ اسلئے میں اپنی جماعت کو اسکی اجازت نہیں دیتا۔ (برکات خلافت صفحہ ۵۶ سنہ ۱۹۱۴ء)"

"آج کل اسلام پر جو نازک وقت آیا ہوا ہے۔ اس سے پہلے اس پر کبھی نہیں آیا۔ اس لئے اس وقت اسلام کو جتنے بھی ہاتھ کام کے لئے مل جائیں۔ اتنے ہی کم ہیں۔ اسلئے آج مسلمانوں کے لئے سیاست کی طرف متوجہ ہونا ایک ایسا زہر ہے۔ جسے کھا کر ان کا بچنا محال بلکہ ناممکن ہے" (ایضاً صفحہ ۵۶)

"تم اللہ تعالےٰ کی خدمت نصیب ہوتے ہوئے اور کیا چاہتے ہو۔ اسی میں لگے رہو اور دنیا کی ایجی ٹیشن دنیا کے کیڑوں کے حوالے کر دو اور تم شیطان کے مقابلے پر ایجی ٹیشن کرو۔" (ایضاً صفحہ ۶۰)

"سیاست کا خون جس کسی کے منہ کو لگ جاتا ہے کہ پھر وہ اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ اور اس کے اندر ہی اندر گھستا چلا جاتا ہے" (ایضاً صفحہ ۵۹)

ایک وقت تھا کہ خلافت کی برکت یہ تھی کہ سیاسیات میں حصہ لینے سے لوگوں کو روکا جاتا تھا۔ آج اس برکت کا رخ بدل گیا۔ وہ کہا جا رہا ہے کہ ہم شروع ہی سے سیاسیات میں حصہ لے رہے ہیں۔ اور اس سے شغف رکھتے ہیں یعنی اول ہی سے یہ خون ہمارے منہ لگا ہوا ہے۔ اور ہم روز بروز اسی کیچڑ میں دھنستے جا رہے ہیں ——— یہ ہے خدا کے مقرر کردہ اولعزم خلیفہ کی وہ پالیسی جس کی تمکین بقول میاں صاحب خدا نے نعوذ باللہ اپنے اوپر لازم کر لی ہے ——— لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس تقریر میں اور بہت سی چیزیں بھی قابل غور ہیں تضاد کے کئی ایک شاہکار بھی موجود ہیں۔ ہم انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں بقیہ امور پر اظہار خیال کریں گے۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ جناب خلیفہ قادیان کی یہ سیاسی تقریر ہر لحاظ سے بیحد ناکام اور مایوس کن تھی جلسہ کے اختتام پر ہم نے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان کو یہ شعر بار بار پڑھتے سنا

پیر حرم کو دیکھا ہے میں نے
کردار بے سوز گفتار واہی

مسلم ہوسٹل

مسلم ہوسٹل کے متعلق ان صفحات میں متعدد مرتبہ لکھا جا چکا ہے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی بھی اس کے متعلق کئی صفحے سے متواتر نمایاں طریق پر درج اخبار ہو رہا ہے۔ ہمارے ان نوجوان طلبہ کیلئے جو لاہور کے مختلف کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں یہ ایک نہایت مفید ادارہ ہے جو کہ انجمن نے بصرف کثیر جاری کر رکھا ہے۔ اس کی اہمیت ہر ایک فرد جماعت کے نزدیک مسلّم ہے۔ آجکل اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ کالجوں کی مادی دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہمارے نوجوانوں کی دینی تعلیم و تربیت بھی ہوتی رہے تاکہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ ایک اچھے شہری بننے کے علاوہ اسلام کے سچے سپاہی اور جماعت کے مفید رکن بھی بن سکیں۔ یہ ہے وہ بنیادی مقصد اور خیال جس کے ماتحت انجمن اس ہوسٹل پر موجودہ مالی مشکلات کے باوجود ایک معقول رقم صرف کر رہی ہے۔ مذہبی ماحول اور دینی تربیت کی برکات کے علاوہ اس ہوسٹل میں رہائش و خوراک کی تمام سہولتیں نسبتاً کم خرچ پر طلبا کو میسر آ جاتی ہیں۔ امسال ہوسٹل کے لئے ایمپرس روڈ پر ایک وسیع اور صحت بخش کوٹھی لی گئی ہے جس میں عمدہ باغیچہ، نل، بجلی، صاف ستھرے غسل خانے کامن روم وغیرہ ہر ایک چیز موجود ہے۔ باورچی خانہ کا انتظام تسلی بخش ہے اخراجات معتدل جو غریب طلبہ کے لئے قابل برداشت ہیں۔ ہر ایک بات میں طلبہ کی سہولت اور کفایت کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ خاکسار راقم الحروف کو چند ہفتے اس ہوسٹل میں قیام کرنے کا اتفاق ہوا ہے یہ سطور ذاتی تجربہ کے بعد سپرد قلم کی گئی ہیں۔ مندرجہ بالا امور کو پیش کرتے ہوئے ہم اپنے نوجوان طلبہ اور ان کے والدین اور سرپرستوں سے درخواست کرینگے کہ ہر احمدی نوجوان کے لئے جو لاہور کے کسی کالج میں تعلیم پاتا ہے تمام ہوسٹلوں کے مقابلے میں یہ قومی ہوسٹل قابل ترجیح ہونا چاہیئے اور انہیں اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

تبلیغ بذریعہ خط و کتابت

موجودہ زمانہ میں خط و کتابت بھی تبلیغ کا ایک موثر ذریعہ ہے ہر جگہ مبلغین کا پہنچنا اور مشن قائم کرنا آسان نہیں۔ لیکن ہم دنیا کے قریباً ہر ایک حصہ میں ڈاک کے ذریعہ اپنے خطوط اور لٹریچر ضرور پہنچا سکتے ہیں۔ ہوائی ڈاک کے اجراء نے اس میں مزید سرعت اور آسانی پیدا کر دی ہے ——— اس لئے انجمن نے شروع ہی سے اس ذریعہ تبلیغ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ دنیا کا شاید ہی کوئی ایسا ملک ہو جہاں ہمارا لٹریچر نہ پہنچا ہو یا جہاں کسی شخص سے خط و کتابت نہ ہوئی ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کا پیغام تمام کرہ ارض پر کم و بیش پہنچ گیا اور دنیا کے دور دراز گوشوں میں بھی ہمارے ہمدردوں اور معاونوں کی معقول تعداد موجود ہے۔

بہت سے احباب کو معلوم ہوگا کہ تقسیم لٹریچر اور تبلیغی خط و کتابت کا کام عرصہ دراز سے جناب خانصاحب بابو منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بعد یہ اس جوان ہمت بزرگ کے عزم راسخ محنت شاقہ اور اخلاص کا نتیجہ ہے کہ ہم اس ذریعہ تبلیغ سے اس قدر حوصلہ افزا نتائج حاصل کر سکے ہیں۔ خانصاحب موصوف ہمیشہ متعدد ممالک سے تبلیغی خط و کتابت جاری رکھتے ہیں اور اب اوقات اس کام کو جو کہ ایک وسیع عملے کو چاہتا ہے تنہا انجام دیتے ہیں۔ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن نے اپنی تقریر اور ملاقات میں بیان کیا کہ جب انہیں یورپ جانے کا اتفاق ہوا تو بہت سے افراد وہاں خانصاحب موصوف کو جاننے والے ملے۔ علاوہ ازیں انہوں نے بتلایا کہ برلن میں بیشمار ملکوں کے ایسے آدمیوں سے ان کی ملاقات ہوئی جن سے خانصاحب موصوف کی خط و کتابت رہی ہے اور اس خط و کتابت کے ذریعہ ہی ان لوگوں کو اسلام یا سلسلہ کی تعلیمات اور لٹریچر کا علم ہوا۔ ویسے ہم بھی ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ آپ کو اس کام کی دلی لگن رہتی ہے۔ ڈائرکٹریوں اور دیگر مختلف ذرائع سے پتے حاصل کر کے خط و کتابت کرتے اور لٹریچر بھیجتے ہیں۔ اس پیر جوان ہمت نے بارہا تنہا کئی کئی جوانوں کو مات کیا ہے ——— ان سطور کا مقصد کسی کی تعریف نہیں مخلص کارکن جنہیں کام سے عشق ہو اس چیز سے ہمیشہ بے نیاز و بلند رہتے ہیں۔ غرض صرف اپنے نوجوانوں کو توجہ دلانا ہے۔ اگر ہمیں خانصاحب موصوف کی تقلید کرنیوالے چند نوجوان مل جائیں تو تبلیغی خط و کتابت کو زیادہ وسعت دی جا سکتی ہے اور اس ذریعہ تبلیغ سے بہت زیادہ بہتر نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

میری صحت کی حالت

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

میں اپنے احباب کو اس امر سے بے خبر رکھنا نہیں چاہتا کہ قریباً عرصہ دس ماہ سے مجھے ایک تکلیف ہو گئی ہے جس کا علاج نوشا مدا اور پریشن کے رنگ میں ہو۔ مگر ابھی یہ یقینی نہیں لیکن یہ بات قریباً قریباً یقینی ہے کہ یہ تکلیف ٹیوبرکل کی وجہ سے ہے اور گذشتہ چار پانچ ماہ میں میرا وزن بھی کوئی آٹھ پونڈ کم ہو گیا ہے۔ ہر انسان کے لئے اجل مقرر ہے تندرست بھی اپنی صحت پر بھروسہ نہیں کر سکتا تو ایسی بیماری کی حالت میں میں نہیں جانتا کہ کتنے دن اور زندگی کے مقدر ہیں لیکن اس حالت میں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں زیادہ کام سے بچوں اور زیادہ تر آرام کروں۔ اس لئے جملہ احباب سے یہ درخواست ہے کہ وہ میری اس معذوری کو مدنظر رکھیں اس کے ساتھ ہی ان احباب سے جن کے دلوں میں میری کمزوریوں کو جانتے ہوئے بھی درد موجود ہے یہ درخواست ہے کہ وہ میرے لئے دعا بھی کریں۔ لیکن اس شرط پر کہ پہلے وہ اسلام کی قوت اور استحکام اور اس کے غلبہ کے لئے دعا کریں اور اس جماعت کی قوت اور استحکام کیلئے دعا کریں جو تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے کام میں لگی ہوئی ہے اور جب یہ دعا ان کی دلوں کی گہرائیوں سے نکلے اور روح آستانہ الٰہی پر پوری عاجزی سے گری ہوئی ہو۔ اور اسلام اور قرآن کی بیکسی کی حالت کو دیکھ کر دل پانی کی طرح بہ رہا ہو اس وقت اگر میرے لئے بھی کوئی تڑپ دل میں پیدا ہو تو یہ چیز ہے جس کو میں چاہتا ہوں۔ میں نے اپنے احباب کے لئے جب دعا کی ہے تو عموماً ایسی حالت میں کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میرے احباب بھی اگر میرے لئے دعا کریں تو اسی طرح کریں۔ تاکہ اصل مقصد تو بہرحال حاصل ہو جائے۔

اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلعم واجعلنا منھم

خاکسار

محمد علی

۱۰ اکتوبر ۳۶ء

فسق و فجور کی اشاعت

"قدرتی طریقہ سے برتھ کنٹرول ———
ایک شہرہ آفاق سکیبو لوجسٹ کی سنسنی خیز نئی ایجاد جس کے مقابلہ میں تمام و کمال قیمتی ادویات کا استعمال اور ناخوشگوار مضرت رساں طریقے ہیچ ہو گئے ہیں۔ اور برتھ کنٹرول کے سلسلہ میں انقلاب عظیم پیدا ہو گیا ہے ...... یہ نئی ایجاد ایک ٹائپ ماسٹر سے لکھے ہوئے کورس کی صورت میں تیار کی گئی ہے۔ اس میں اکیس عدد نہایت جرأت آمیز اصلی زنانہ اور مردانہ تصاویر مختلف حالتوں اور صورتوں میں دی گئی ہیں اور تولیدی اعضاء کو شائستہ اور سائنٹیفک نقطہ نگاہ سے سمجھایا گیا ہے!"

بہت سے بزرگ اور دوست "پیغام صلح" کے صفحات کو مندرجہ بالا سطور سے آلودہ کرنے پر ناراض ہونگے۔ ان کی ناراضگی بالکل بجا ——— لیکن ناراض ہونے سے پہلے ذرا سنئے اور اپنی ٹھنڈی سانسوں کو روک کر سنئے۔ یہ سطور ایک اشتہار کا اقتباس ہیں جو بمبئی کے ایک نام نہاد اسلامی زنانہ اخبار کے دوسرے صفحہ پر نہایت نمایاں طریق سے شائع ہوا ہے ——— شاید بعض کو ذرا مشکل سے یقین آئے لیکن یہ ایک حقیقت ہے اور سنئے۔ اس اخبار کی سرپرست خاتون حال ہی میں ایک اسلامی زنانہ کالج کی پرنسپل مقرر ہوئی ہیں ———

انا للہ و انا الیہ راجعون

دجالی تہذیب کی تباہ کاریاں

ہم کسی خاص فرد یا اخبار کو قابل الزام قرار نہیں دیتے۔ مغرب کی دجالی تہذیب کی وجہ سے ملک و قوم کی ذہنیت ہی کچھ ایسی ہوتی جاتی ہے کہ ان خرافات کو نہایت خاموشی اور سکون قلب سے گوارا کیا جا رہا ہے۔ بلکہ بعض حلقوں میں اس کو لازمہ تہذیب و شائستگی قرار دے دیا گیا ہے ——— آج سے بیس پچیس سال پہلے کوئی شخص تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ ایک اسلامی زنانہ اخبار ایسے بیہودہ اور اخلاق سوز اشتہار کو شائع کرنے کی جرأت کریگا اور پڑھنے والے اس کو خاموشی سے برداشت کر لیں گے؟

کفر و اسلام غیر احمدیاں اور نبوت حضرت مسیح موعود

مسائل پر

جناب خلیفہ قادیان سے فیصلہ کن مباحثہ

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ گذشتہ سال ہماری طرف سے جناب خلیفہ قادیان کو مندرجہ بالا دو مسائل پر فیصلہ کن مباحثہ کی دعوت دی گئی تھی۔ اس کے جواب میں پہلے تو بالکل خاموشی طاری رہی جب بار بار یاد دہانی کرائی گئی تو جناب خلیفہ صاحب ایک مبہم سا اعلان کرکے خود تو چپ ہوگئے اور مولوی اللہ دتا عرف ابو العطا جالندھری صاحب کو آگے کردیا ——— خلیفہ صاحب کے اعلان میں مسئلہ تکفیر پر بحث سے صاف انکار تھا۔ مولوی اللہ دتا صاحب بھی ادھر ادھر کی غیر متعلق باتیں کرتے رہے جس سے جناب خلیفہ صاحب کا مباحثہ سے گریز زیادہ واضح ہوگیا۔ اب ۲۷ ستمبر کو مستری یعقوب علی صاحب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں سے مولوی ولی محمد صاحب مبلغ جماعت قادیان (علاقہ کشمیر) کی ملاقات ہوئی۔ مولوی ولی محمد صاحب نے جناب خلیفہ قادیان کو ان مسائل پر فیصلہ کن بحث کیلئے آمادہ کرنے کا ذمہ لیا ہے۔ ذیل میں ہم ایک خط درج کرتے ہیں جس پر ان دونوں صاحبوں کے دستخط ہیں۔ یہ خط مستری یعقوب علی صاحب نے ہمیں بھیجا ہے اس میں مولوی ولی محمد صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چیلنج کا مطالبہ کیا ہے۔ لہذا حضرت ممدوح کی طرف سے مطلوبہ چیلنج بھی اس کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔ (پیغام صلح)

نقل خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

باعث تحریر

آج مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۳۷ء بروز سوموار ۴ بجے شام کو میرا اور مستری یعقوب علی صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جموں کا خلیفہ نوردین صاحب کے مکان پر سرینگر میں آپس میں تبادلہ خیالات اختلافی مسائل پر ہوا۔ جس میں مستری یعقوب علی صاحب نے کہا کہ حضرت جناب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور ہر وقت حضرت جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی قادیان کے ساتھ اختلافی مسائل پر مناظرہ کرنے کو تیار ہیں۔ مگر حضرت میاں صاحب تیار نہیں ہوتے میں نے کہا وہ تیار ہیں آپ مولوی محمد علی صاحب کو تیار کریں۔ اس پر مستری یعقوب علی صاحب نے کہا میں جناب مولوی محمد علی صاحب کو تیار کردوں گا اور چیلنج مولوی صاحب کی طرف سے ہوگا۔ مناظرہ تحریری ہوگا اور بعد میں ہر دو محترم مناظر بنفس خود اپنے اپنے پرچے پبلک میں پڑھ کر سنادینگے۔ ازاں بعد یہ تحریرات فریقین کے خرچ پر شائع کردی جاویں گی۔ ثالث کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی اور مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے ثالث کا مطالبہ نہیں ہوگا اور نہ ہی حضرت میاں صاحب کی طرف سے ثالث کا مطالبہ ہوگا۔ مسائل مندرجہ ذیل ہوں گے:۔

(۱) نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۲) کفر و اسلام غیر احمدیاں

باقی شرائط متعلقہ مقام مناظرہ و پرچہ جات مناظرہ وغیرہ ہر دو محترم مناظران یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور حضرت جناب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ خود ہی تصفیہ فرمالیں گے۔ مگر یہ طے ہوا کہ محترم مناظران مناظرہ کی تحریرات ایک دوسرے کے بالمقابل لکھینگے۔ اگر ہر دو محترم مناظران تحریرات کسی ایک شہر میں اپنے اپنے پرائیویٹ مقامات پر لکھنا پسند کریں۔ تو فریقین کے مناظران مجاز ہوں گے۔ ہاں ہر فریق کا سپروائزر دوسرے فریق کے مناظر کی تحریر کرتے وقت نگرانی کریگا اور اس کے دستخط اس پرچہ پر ہوں گے۔ سپروائزر ہر فریق کا اپنا مقرر کردہ ہوگا جیسا کہ میں نے مستری صاحب سے وعدہ کیا ہے جلد از جلد اس مناظرہ کی منظوری حضرت اقدس سے لیکر مستری صاحب کو مطلع کردونگا انشاء اللہ۔

خاکسار:۔ احقر ولی محمد انچارج مبلغ صوبہ کشمیر سرینگر بمکان خلیفہ نوردین صاحب۔ بوقت ۴ بجے شام ۲۷/۹

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری

میں نے سال گذشتہ بھی جناب میاں محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ ذیل کے دو مسائل

(۱) کفر و اسلام غیر احمدیاں

(۲) نبوت مسیح موعود

پر میرے اور ان کے درمیان ایک فیصلہ کن بحث ہوجائے اب بار دیگر اعلان کرتا ہوں کہ وہ تحریر جس پر مستری یعقوب علی صاحب احمدی اور مولوی ولی محمد صاحب قادیانی نے دستخط کرکے مجھے بھیجی ہے اور جو آج کی اخبار میں چھپ رہی ہے مجھے منظور ہے اور اس کے مطابق میں میاں محمود احمد صاحب کے ساتھ لاہور میں مناظرہ کرنے کیلئے تیار ہوں بشرطیکہ میاں صاحب اس تحریر سے کلی اتفاق ظاہر کریں اور اگر اس کے مطابق یہ ضروری ہے کہ میں میاں صاحب کو چیلنج دوں تو اس میری تحریر کو چیلنج متصور کریں۔

البتہ اس قدر بڑھانا چاہتا ہوں کہ چونکہ میری صحت کی حالت اسوقت مخدوش ہوچکی ہے اگر ڈاکٹر مجھے اس بحث میں پڑنے کی اجازت نہ دے تو اس صورت میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جس شخص کو اس بحث کیلئے منتخب کردے وہی اس انجمن کا نمائندہ سمجھا جائیگا۔

۱۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

محمد علی

نقل اقرار نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

باعث تحریر آنکہ

میں یعقوب علی آج حضرت مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے جناب حضرت (خلیفۃ المسیح الثانی) مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بذریعہ مولوی ولی محمد صاحب مبلغ کشمیر قادیانی مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کفر و اسلام غیر احمدیاں پر مناظرہ کا چیلنج کرتا ہوں

مولوی ولی محمد صاحب نے جیسا کہ اقرار فرمایا ہے حضرت خلیفۃ المسیح سے جلد از جلد منظوری حاصل کرکے خاکسار کو مطلع فرمادیں

یعقوب علی بقلم خود مست گڑھ جموں۔ بوقت ۴ بجے شام

مورخہ ۲۷ ستمبر ۳۷ء

میں جلد از جلد حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے منظوری لے کر آپ کو مطلع کردوں گا۔ انشاء اللہ۔

خاکسار۔ ولی محمد انچارج مبلغ کشمیر از سرینگر بمکان خلیفہ نوردین صاحب سرینگر ۲۷ ستمبر ۱۹۳۷ء

ھو صم پرتھ کنٹرول کے جواز و عدم جواز کو جانے دیجئے ——— یہ سوچئے کہ ایک زنانہ پرچہ میں جو زیادہ تر نوجوان و ناکتخدا لڑکیوں کے مطالعہ میں آتا ہے اس قسم کے اشتہار کا نتیجہ سوائے اخلاق کی خرابی اور فسق و فجور کی اشاعت کے اور کیا ہوگا۔ مغربی تعلیم و تربیت نے ہمارے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں پر جو تباہ کن اثرات ڈالے ہیں۔ ان سے اس اخبار کی معزز سرپرست اور لائق مدیرہ بخوبی واقف ہیں اور بارہا اسے تسلیم کرچکی ہیں لیکن اس کے باوجود ایسے اشتہارات شائع کئے جارہے ہیں ——— آخر وہ اپنے خدا کو کیا جواب دینگی اور ان کا ضمیر اس طرز عمل پر کس طرح مطمئن ہے؟

لیکن کیا کیا جائے یہ تو ایک زنانہ اخبار کی غلطی یا فرو گذاشت ہے جسے زیادہ سے زیادہ معلم اخلاق ہونے کا دعویٰ ہوگا ——— حالت تو یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مذہب و روحانیت کے بڑے بڑے ٹھیکیدار اسی معصیت میں گرفتار ہیں ——— جمعیۃ العلماء ہند کے اخبار "الجمعیۃ" میں کوک شاستر کے اشتہار شائع ہوتے ہیں ——— قادیانی خلافت کا ترجمان "الفضل" "زنانہ دواخانوں کی طرف سے امراض مخصوصہ کی دوائیں کا اشتہار چھاپ رہا ہے سہواً نہیں عمداً اور اس غلط کاری پر اسے اصرار ہے بلکہ ناز ہے اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے۔

مسٹر شریف تیرا البانوی

چند سال سے یہاں مرکز میں البانیہ کے تین نوجوان دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں جن میں سے ایک جن کا اسم گرامی مسٹر شریف تیرا ہے چند ماہ ہوئے تکمیل تعلیم کے بعد واپس اپنے وطن تشریف لے گئے۔ ان کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بخیریت البانیہ پہنچ گئے ہیں اور وہاں آ کر عنقریب خدمات دینی کیلئے ایک مذہبی اخبار جاری کرنیوالے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ

(باقی پوشٹ پر)

العظمۃ للہ

ماہرین فن کا بیان ہے۔ کہ روشنی کی شرح رفتار ایک لاکھ ۸۶ ہزار میل ہے۔ اتنے میل فی گھنٹہ؟ جی نہیں۔ فی منٹ؟ جی نہیں۔ پھر کیا فی سکنڈ؟ جی ہاں۔ فی سکنڈ! روشنی سال کے ۳۶۵ دنوں میں جتنی مسافت طے کرتی ہے اُسے اصطلاح میں ایک سال نور سے موسوم کرتے ہیں۔ اس پیمانہ کو سامنے رکھ کر، ستاروں کے درمیانی فاصلے ایک دوسرے سے اور ہمارے کرۂ ارض سے جو ناپے گئے، تو اعداد ذیل ہاتھ آئے:۔

قریب ترین ستارے ۵۴۰۰ سال نور

بعید ترین ستارے ۲۷۰۰۰ "

میلوں میں اس فاصلہ کو سمجھنے کی اگر ہمت ہو، تو پہلے تو اپنے معمولی ۳۶۵ دن والے سال کے سکنڈ نکال لیجئے یعنی

۳۶۵ × ۲۴ × ۶۰ × ۶۰

اس حاصل ضرب کو ضرب دیجئے ایک لاکھ ۸۶ ہزار سے۔

۳۶۵ × ۲۴ × ۶۰ × ۶۰ × ۱۸۶۰۰۰

یہ شمار تو ایک سال نور کا ہوا۔ اور اب اسے ضرب دیجئے ۲۷ ہزار سے

۳۶۵ × ۲۴ × ۶۰ × ۶۰ × ۱۸۶۰۰۰ × ۲۷۰۰۰

جب کہیں جا کر، فضا کی وسعت بے اندازہ کا اندازہ، میلوں کے اعداد میں حاصل ہوگا:

دنیا میں اس وقت سب سے زیادہ پُرقوت دُوربین، کیلیفورنیا (امریکہ) کی رصدگاہ ماؤنٹ ولسن کی ہے۔ اس کی گنتی میں اس وقت تک جتنے ستارے آسکے ہیں اُن کی تعداد ۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰ ہے۔ اور جن کی روشنی اتنی پُرقوت دُوربینوں سے بھی ابھی دریافت نہیں ہوسکی، اُن کی تعداد ان معلوم ستاروں سے، ماہرین ہیئت کے اندازہ میں ۲۹ گنی ہے۔ یعنی کل تخمینی میزان ۳۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ ۳۰ ارب! یعنی یہ ۲۹ ارب ستارے ایسے ہیں، جن کی روشنی اپنی اُس ناقابل تخیل تیز رفتاری کے باوجود جب سے یہ نظام شمسی قائم ہے، اُس وقت سے چلی ہوئی اب تک اس دنیا کی سب سے زیادہ ذکی الحس مصنوعی آنکھ تک نہیں پہنچ سکی ہے! العظمۃ للہ! کوئی خالق کائنات کی بسائی ہوئی دنیا کے پھیلاؤ کا احاطہ کرسکتا ہے؟ کرنا چاہے بھی، تو کس دماغ سے کرے؟

پھر یہ کرۂ ارض تو منجملہ اُن بشمار ستاروں کے صرف ایک سیارہ ہے، جو آفتاب کے گرد گھوم رہے ہیں۔ اور خود یہ ہمارا آپ کا آفتاب منجملہ ۳۰ ارب اجرام فلکی کا ہے! اور نظام شمسی ایسے ایسے ۲ لاکھ کی تعداد میں ہیں! ۔ خالق کی عظمت و کبریائی کا، اور اپنی بے بساطی وبے حقیقتی کا کچھ اندازہ آپ کو ہوا؟ اور یہ تو وہ اعداد ہیں جہاں تک ذہن انسانی کی رسائی، تھوڑی تھوڑی کرسہی بہرحال کچھ نہ کچھ ہوگئی باقی اس کے آگے کیا ہے، وہاں تو کسی کا طائر فکر بھی نہیں پہنچا۔ خود ماہرین فن کا اقرار ہے کہ:۔

"یہ فاصلہ اور یہ پیمائش جو ہمارے حدِ تخیل سے باہر اور یہ درج ہوئیں، ممکن ہے کہ سب ہیچ ثابت ہوں۔ بمقابلہ دوسرے اصناف موجودات کے جو ہمارے دائرہ علم سے یکسر خارج ہیں"۔ (یونیورسل ہسٹری آف دی ورلڈ جلد ۱ صفحہ ۵)

جنت ودوزخ کی وسعتوں پر وہاں کے امکانات پر متفکر

بحضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(از جناب خانصاحب سید عبد المجید صاحب عاصم ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ کپورتھلہ)

گردیں دہر گہے مہر و وفا مے بینم، راست ایں است که در شہر شما مے بینم

بود آں ہستی حق قصۂ پارینہ کنوں در وجود تو بخدا ظلِ خدا[1] مے بینم

حکمت و شرع و عرفان و حدیث و قرآں عالمے ہست که در حُسنِ شما مے بینم

ایں ہمہ از اثر جذب احمد بود است بر سرت ظل حبیب دوسرا مے بینم

آیہ ینصرہ[2] جلوہ بذاتت بنمود بر سرت دستِ شما دستِ خدا[3] مے بینم

شکر کیں آیۂ "من تاب"[4] مرا راہ نمود کردہ ام توبہ از و لطف و عطا مے بینم

جرعہ از بادۂ عرفانت کشیدیم و کنوں ہستیٔ خویشتن ایمن ز بلا مے بینم

دلِ من رفت و بدریائے حقیقت گم شد بخدا ایں ہمہ از جذبِ شما مے بینم

دلِ من خاک رہت گشت و بافلاک رسید فرِّ صد قیصر و جم در تہِ پا مے بینم

چند بیہودہ؟ بہ تلقین عبادت و اعظ گفتنی نیست که در زہدِ شما مے بینم

نیست آئینِ حبیبم که بروں افتد راز ورنہ اسرارِ نہانت بخدا مے بینم

کافراں گشتہ مسلماں و مسلماں کافر، شیخ ما ایں ہمہ از فیضِ شما مے بینم

دلق و سجادہ و طاعت ہمہ خوب اند و لے چکنم در پسِ ایں پردہ ریا مے بینم

داد اے ہمنفساں! خلق بہ ہنجار نماند اینست پاداش و قائم که جفا مے بینم

فرصتے داں و زمانے بہ حبیبم بہ نشیں شیخ در بیخودیش سرِّ خدا مے بینم

مسلمِ خفتۂ ما جبلِ متیں را در گیر ورنہ در رہِ قدمت کوہِ بلا مے بینم

رفت عاصم چو ز جاں در قدمش خوش میگفت

حاصلِ عمر نثارِ کفِ پا مے بینم!

[1] کنایہ بہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ انت منی بمنزلۃ بروزی

[2] اشارہ بہ آیہ ولینصرن اللہ من ینصرہ ۲۲: ۴۰؛ [3] کنایہ بہ الہام حضرت مسیح موعود ید اللہ فوق ایدیہم (۴۸: ۱۰)

[4] آیہ الا من تاب و اٰمن و عمل عملاً صالحاً فاولٰئک یبدل اللہ سیاٰتہم حسنٰت وکان اللہ غفوراً رحیماً (۲۵: ۷۰)

مراسلات

تبلیغ اسلام کے نام پر تکفیر المسلمین

(از حکیم محمد نعمان صاحب ساجد - دار الاحسان مغلپورہ)

اسلام دنیا میں توحید باری تعالیٰ اور رواداری سکھلانے آیا ہے اسی لئے رسول اکرم صلعم نے بڑے الفاظ میں فرما دیا ہے تخلقوا باخلاق اللہ اور خود قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے وان الی ربک المنتھی۔ یعنی اے وہ لوگو جو صحیح مذہب پر گامزن ہونا چاہتے ہو۔ اپنے اندر خداوند تعالیٰ کے اخلاق پیدا کرو اور تمہارا منتہائے نظر یہ ہونا چاہئے کہ ہم نے اپنے رب سے ملنا ہے۔ حقیقت میں ان دونوں فقروں کا مفہوم ایک ہی سا ہے جس مذہب یا قوم کا منتہائے مقصد یہ ہو کہ میں نے ایک اپنے محبوب حقیقی کا وصل حاصل کرنا ہے اس کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنے محبوب کو خوش کرنے کے لئے ہر ممکن ذرائع کو کام میں لائے اور حتی الوسع کوئی ایسا دقیقہ فروگذاشت نہ کرے جس سے وہ اپنے مقصد سے دور جا پڑے۔ خدائی اوصاف کو کلیتہً انسان اپنے اندر جمع کرے۔ یہ ناممکن ہے کیونکہ انسان مجمع جمیع صفات حسنہ نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف اس خالق حقیقی اور قادر مطلق کو زیبا ہے جو زمین و آسمان کے تمام صنائع و بدائع کا مصور اصلی ہے۔ انسان تو صرف اس کا خلیفہ ہے اور خلیفہ صرف وہی کام کر سکتا ہے جس کا اس کو حکم ہو۔ اگر حکم عدولی ہوگی تو وہ مستوجب سزا ٹھہرایا جائے گا۔ پس خلیفہ کا فرض اولیں یہ ہے کہ اپنے شہنشاہ کی صفات سے رنگین ہو۔ اپنے طور طریقے اسی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرے جس میں اس کے مالک کی خوشنودی کا راز مضمر ہو۔ اپنی چال ڈھال۔ گفت و شنید نشست برخاست۔ اکل و شرب غرضیکہ ہر رنگ میں اپنے محبوب حقیقی کے منشا کو پیش نظر رکھے۔ مثلاً خدا رحیم ہے۔ انسان بھی رحیم ہونے کی کوشش کرے۔ خدا رحمان ہے انسان بھی اپنے رحم کو تمام بنی نوع انسان بلکہ کل مخلوق جہاں تک وسیع کرنے کی سعی کرے۔ یہ نہ ہو کہ اپنے گھر یا اپنے ہمسایوں تک ہی اپنے رحم کو محدود کر لے خدا رب العالمین ہے انسان کو بھی تمام کائنات عالم کی ربوبیت کا کماحقہٗ حق ادا کرنا چاہئے۔ ربوبیت کے معنی صرف غذا کا مہیا کرنا ہی نہیں۔ بلکہ اخلاقی۔ علمی۔ معاشرتی۔ اقتصادی حالت میں ہر انسان کو ترقی کی راہ میں آگے بڑھنے کا موقع دینا بھی اسی میں شامل ہے۔ مسلمان وہ نہیں جس سے کسی کو آزار پہنچے۔ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ سے کسی کو صدمہ نہ پہنچے جس کے منہ سے کسی کے لئے دل آزار کلمہ نہ نکلے جس کی آنکھ سے کسی بدنظری کا ارتکاب نہ ہو جس کے پاؤں کسی بری راہ پر گامزن نہ ہوں۔ یہ حدیث نبوی ہے اور متفق علیہ۔ شارح اسلام نے تو مندرجہ بالا اوصاف کا صحیح طریق اور خوبصورت نقشہ دنیا جہان کے سامنے عملاً پیش کر دیا ہے ہر صفت کے مظاہرے کیلئے رسول کریمؐ کی زندگی کے سینکڑوں واقعات اور بینات مہیا کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن بخوف طوالت ان کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ مسلمان خدا کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ حقیقت میں ہم دعویدار تو ہیں مسلمان ہونے کے۔ مگر اسلام سے کوسوں دور ہیں۔ اسی طرح خدا مبلغ اعلیٰ ہے جس نے اپنی کلام کی تبلیغ انبیاء علیہم السلام کے ذریعے تکمیل تک پہنچائی۔ چنانچہ حضرت محمد صلعم کو حکم ہوتا ہے کہ کہہ دے وما علینا الا البلاغ المبین۔ مگر دیکھو تو سہی کتنے مسلمان ہیں جو تبلیغ کا صحیح حق ادا کر رہے ہیں۔ تبلیغ تو ویسی ہونی چاہئے یعنی تبلیغ وہ ہے جس سے دوسرے کو بین طور پر حق و باطل کی تمیز ہو سکے۔ اور اگر تبلیغ کا نام ہم بائیکاٹ یا تکفیر یا ایذا رسانی کا رکھ لیں تو یہ تبلیغ نفرت، ضد اور تعصب پیدا کرنے کا موجب ہے۔ رسول اکرم صلعم نے بھی تبلیغ کی۔ حضرت موسیٰؑ نے بھی تبلیغ کی۔ حضرت عیسیٰؑ نے بھی تبلیغ کی۔ حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی تبلیغ کی۔ مگر کیا کوئی تاریخی یا مذہبی کتاب یہ ثابت کر سکتی ہے کہ ان کی تبلیغ بائیکاٹ یا ایذا رسانی کے رنگ میں تھی۔ بلکہ منکرین نے ان کو بائیکاٹ کیا طرح طرح کی ایذائیں پہنچائیں۔ ان کو کفر کا مستوجب بنایا کہ یہ ہمارے آباؤ اجداد کے مذہب کے منکر ہیں۔ انبیاء علیہم السلام تو ان کو ہر وقت گلے سے لگانے کو تیار رہتے رہے۔ لیکن آج اسلام اور مسلمان حقیقی تبلیغ سے بھی ناآشنا ہیں۔ سنی وہابی کو کافر کہتا ہے۔ وہابی شیعہ کو کافر۔ شیعہ قادیانی کو۔ اور قادیانی سارے جہان کو۔ آج اگر دنیا میں اسلام میں اسلام کا کوئی گروہ تکفیر بازی سے بیزار ملتا ہے تو وہ ہماری لاہوری احمدی جماعت ہے۔ لیکن ہمارے مسلمان بھائی ان کو بھی کفر کے فتوے سے باہر نہیں رکھتے اور خواہ مخواہ ان کی مخالفت پر اڑے بیٹھے ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ جو شخص خدا کو ایک مانے۔ محمد رسول اللہ صلعم کو سچا اور آخری نبی یقین کرے۔ ارکان اسلام کا پابند ہو۔ اس کو بھی کافر کہتے ان لوگوں کو خدا کا خوف نہیں آتا۔ کیا یہ روزمرہ نہیں دیکھتے کہ بعض بھنگی، چرسی اور بے نماز لوگ پیر بنے بیٹھے ہیں اور بڑے بڑے زاہد اور نیک انسان ان کی پیروی کرنا موجب افتخار سمجھتے ہیں تعلیم یافتہ اور آزاد خیال طبقوں میں کوئی مولانا ابو الکلام آزاد کے علم کا مداح ہے۔ کوئی علامہ اقبال کی فلسفیانہ شاعری کا قصیدہ خواں ہے کوئی مہاتما گاندھی کی سیاسی پالیسی کی تعریف میں رطب اللسان ہے اسی طرح اگر کوئی مرزا غلام احمد کے کسی مذہبی خیال پر متفق ہو گیا ہو تو اسلام اور اہل اسلام کا کیا بگڑ جاتا ہے۔ ؏

طبع اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

پھر وہ خیال بھی کیا ہے۔ یہی تو ہے کہ مسیح آسمان سے نہیں آئے گا۔ بلکہ اسی امت کا ایک مجدد ہوگا۔ تم بجائے اس کے کہ کسی آسمانی مسیح کے انتظار میں رہی سہی شوکت بھی کھو بیٹھو۔ کیوں نہیں اپنے ہی بوتے پر کچھ کر کے دکھاتے؟ اور مسیح کی تلاش صحیح اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے اندر ہی نہیں کرتے

اصول دین اور معیار اسلام تو خدا کی توحید اور رسالت پر مبنی ہے۔ نہ کہ فقہی مسائل یا شناخت مجددین پر۔ پھر معمولی معمولی باتوں پر کسی چنگے بھلے مسلمان کو کافروں کی صف میں کھڑا کر دینا کہاں کا اسلام ہے؟

میرے اس مضمون کی محرک انجمن تبلیغ اسلام (گنج) مغلپورہ ہے جس نے مسلم کلب کو احمدیہ عنصر کی موجودگی کے باعث کفرستان سمجھ کر اس سے بیزاری کا اعلان کر دیا ہے۔ حالانکہ ممبران انجمن مذکور کو معلوم ہونا چاہئے کہ صادقین اور صالحین کی تکفیر کرنا خود کفر کو خریدنا ہے۔ ان کے پریذیڈنٹ کا مجھ کو یہ کہنا کہ مسلم وہ ہے جو احمدی نہ ہو۔ جہالت اور نافہمی اسلام کا بین ثبوت ہے۔ کاش کہ یہ انجمن تبلیغ اسلام کا صحیح جذبہ اپنے اندر رکھ کر بیچے مذہبی فرائض سے سبکدوش ہونے کی کوشش کرتی۔ میرے عقائد کا جائزہ لیتی۔ میرے خیالات سے آگاہ ہوتی۔ میری اسلامی رواداری کا امتحان لیتی۔ پھر مجھ کو تبلیغ کرتی حق اور باطل میں فرق پیدا کرنے کی کوشش کرتی۔ نہ یہ کہ بغیر غور و پرداخت ایک مسلمان کو کافر قرار دے دیا جاتا۔ اور اس کے برخلاف گندا ناپاک اور زہریلا پروپگنڈا کر کے اپنی تنگ ظرفی اور اسلام دشمنی کا ثبوت پیش کیا جاتا۔ کیا تقویٰ شعاری اسی کا نام ہے؟ اگر انجمن تبلیغ اسلام کے پاس دلائل ہیں۔ صداقت ہے۔ دلوں میں صحیح اسلامی ہمدردی ہے تو آئیں مقابلہ کر کے دیکھ لیں کہ ان کے نزدیک جو کافر ہے اس میں اسلام کی خدمت کا جذبہ کہاں تک موجود ہے اور ان میں کہاں تک؟

؏ بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

انجمن تبلیغ اسلام کا وجود مغلپورہ میں تین سال سے زیادہ عرصہ سے قائم ہے۔ کیا انجمن بتا سکتی ہے کہ اس نے اسلام کی تبلیغ کا کیا کام کیا ہے؟ ایک احمدی کا وجود ہی ہے جس نے آتے ہی ریڈنگ روم کھول دیا ہے اور اعلان شائع کر دیا ہے کہ اس میں کوئی فرقہ بندی کا لحاظ نہیں۔ کیا انجمن تبلیغ اسلام بھی یہی سپرٹ دنیا کے سامنے پیش کرے گی۔ "زمیندار"۔ "انقلاب"۔ "احسان"۔ "شول"۔ "سٹار"۔ "ٹائمز"۔ "الفضل"۔ "پیغام صلح"۔ غرضیکہ ہر اخبار یہاں موجود ہوتی ہے لیکن انجمن تبلیغ اسلام ہے کہ سوائے سنیوں کے چند اخباروں کے کوئی اخبار دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتی۔ اگر احمدی۔ انقلاب، احسان یا زمیندار وغیرہ کا بائیکاٹ کر دیں تو ان کو کتنا نقصان پہنچنے کا احتمال ہے لیکن احمدی بڑا وسیع الخیال ہے۔ وہ کبھی کسی کو نقصان پہنچا کر خوش نہیں ہو سکتا۔ احمدی تو ہمیشہ تعاونوا علی البر والتقویٰ پر عمل کرنے کا خواہشمند ہے۔ کاش کوئی اس کو اپنا بنا سکے۔

؏ ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ زلالِ محمد است

اشتہار زیر دفعہ ۵ - رول - ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبدالعلی صاحب بہادر

افسر مال اوّل ملتان

دعویٰ ۹۷ سال ۱۹۳۷ء

مسماۃ سلطانہ بدر عالم زوجہ شیخ محمد صدیق بار ایٹ لاء ملتان سکنہ حرث مبارک تحصیل و ضلع ملتان مدعی

بنام

اللہ دتہ دو آیا - الٰہی بخش پسران ملک کریم بخش ذات جٹ کمبوہ سکنائے موضع حرث اسماعیل تحصیل و ضلع ملتان مدعا علیہم

دعویٰ دلا پانے مبلغ ۲۳۵ روپیہ بابت زرتاجری

زیر دفعہ ۷، شبتی دوم حرث (آئی) ایکٹ مزارعان نسبت ½ حصہ اراضی چاہ کریم بخش والہ و چاہ دین محمد بار والہ نہر کھیوٹ کھتونی ۳۱ تا ۴۰ - زر خراب ۱۹۳۵ء تا فصل ربیع ۱۹۳۷ء معہ نمبر کھتونی ۶ نمبر کھتونی درختان کھمبی مندرجہ نقل جمعبندی واقعہ موضع حرث اسماعیل تحصیل و ضلع ملتان

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی الٰہی بخش مدعا علیہ ۲ تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار بذا بنام الٰہی بخش مدعا علیہ ۲ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر الٰہی بخش مذکور تاریخ ۲۱ ماہ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو مقام ملتان کچہری حاضر عدالت بذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۷ ماہ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط حاکم (مہر عدالت)

رفتارِ عالم

ہندوستان

— معلوم ہوا ہے کہ کانگریس کے آئندہ اجلاس کے صدر مسٹر سبھاش چندر بوس منتخب ہو گئے ہیں۔ مولانا ابوالکلام کو اس قابل نہیں سمجھا گیا۔ مسٹر سبھاش ایک متعصب بنگالی ہندو ہیں۔

— ہنوں ۷ ر اکتوبر۔ سرحد پر سرکاری فوج اور سرحدی قبائل میں بے قاعدہ جنگ جاری ہے۔ کل سردار الگڈ کے قریب ایک زبردست جھڑپ ہوئی جس کے نتیجہ میں ایک برطانوی افسر اور چند ہندوستانی سپاہی ہلاک ہوئے۔

— لکھنؤ ۸ ر اکتوبر۔ حکومت یو۔پی نے جیلوں میں اصلاحات نافذ کرنے کیلئے قیدیوں کی تعداد میں کمی کرنے کا فیصلہ کیا ہے چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ حکومت عنقریب دس ہزار قیدیوں کو رہا کر دے گی۔

— جھریا ۱ ر اکتوبر۔ یہاں کوئلہ کی کان میں بارود سے آگ لگنے کی وجہ سے ایک آدمی ہلاک اور چودہ شدید مجروح ہوئے ہیں جن میں چار عورتیں بھی ہیں جو نازک حالت میں ہسپتال میں داخل کی گئی ہیں۔

— کلکتہ ۸ ر اکتوبر۔ بنگال اسمبلی میں وزیر اعظم مسٹر اے۔ کے فضل حق نے اعلان کیا ہے کہ منتخب علاقہ جات میں عنقریب ممانعت شراب کا قانون نافذ کیا جائے گا۔

— دیپال پور ضلع منٹگمری میں ۳۰ ستمبر اور یکم اکتوبر کی درمیانی شب کو ایک مسجد میں کسی بد طینت شخص نے قرآن کریم کے چھ سات نسخے جلا کر خاکستر کر دیئے جس کی وجہ سے علاقہ میں شدید بے چینی اور جوش پیدا ہو رہا ہے مسلمانان قصبہ نے اظہار ناراضگی کے طور پر ہڑتال بھی کی۔ پولیس مصروف تحقیقات ہے۔

— کوئٹہ ۸ ر اکتوبر۔ آج پھر ایک بجے کے قریب زلزلہ کا جھٹکا محسوس ہوا۔ ان پے در پے جھٹکوں کی وجہ سے لوگ بہت خوفزدہ ہو رہے ہیں۔

— لاہور ۸ ر اکتوبر۔ سید لال شاہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کسولی کو جدہ کے برطانوی سفارت خانہ میں ہندوستانی وائس قونصل مقرر کیا گیا ہے۔

— لاہور ۱۰ ر اکتوبر۔ کل شام مغرب کے قریب یہاں شدید ژالہ باری ہوئی۔

— بنوں ۸ ر اکتوبر۔ بعض بااثر مولویوں نے ایک جلسہ میں مطالبہ کیا ہے کہ نو مسلمہ اسلام بی بی کو اس کے خاوند امیر نور علی کے سپرد کیا جائے کیونکہ دیوانی عدالت اعلان کر چکی ہے کہ اسلام بی بی کا نکاح امیر نور علی شاہ سے جائز طریقہ پر ہوا ہے۔

— چند روز ہوئے خبر شائع ہوئی تھی کہ اڑیسہ کے گورنر اور کانگرسی وزیر اعظم میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا ہے لیکن بعد میں وزیر اعظم مذکور کی طرف سے اس کی تردید ہو گئی۔

ممالک خارجہ

— لندن ۹ ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ترکی کے جنگی بیڑے نے متواتر تین ہفتے کی تگ و دو کے بعد بحیرہ روم میں تجارتی جہازوں پر حملہ کرنے والی پراسرار آبدوز کو گرفتار کر لیا ہے۔

— اس آبدوز نے بحیرہ روم اور آبنائے باسفورس میں متعدد تجارتی جہازوں پر حملے کئے تھے اس آبدوز میں ۱۴۰ اشخاص تھے ان سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں سے زیادہ تعداد اطالوی باشندوں کی ہے۔ گرفتاری کے وقت آبدوز پر روسی جھنڈا لہرا رہا تھا۔

— انگورہ ۹ ر اکتوبر۔ کردی باغی شیخ سعید کو بغاوت کے الزام میں آج گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔

— بیت المقدس ۸ ر اکتوبر۔ فلسطین میں حالات بدستور ہیں۔ سرکاری گزٹ میں ہنگامی قوانین کے ماتحت اعلان کیا گیا ہے کہ فلسطین میں مفتی اعظم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کوئی چیز اور ان کی کوئی تصویر شائع نہیں کی جا سکتی اور نہ اس قسم کی کوئی طبع شدہ چیز باہر سے لائی جا سکتی ہے۔

— تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مشہور عرب لیڈر جمال حسینی دمشق جا رہے ہیں جہاں فلسطین کے کئی اور رہنما سکونت اختیار کر چکے ہیں۔ وہیں سے فلسطین کی تحریک آزادی وطن کو جاری رکھنے کے لئے ضروری ہدایات بھیجتے رہیں گے۔

— لندن ۸ ر اکتوبر۔ مصری نمائندہ نے جمعیت اقوام کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے تقسیم فلسطین کے خلاف زبردست احتجاج کیا۔

— جنیوا ۸ ر اکتوبر۔ توفیق رشدی آراس وزیر خارجہ ترکیہ نے ایک اخباری ملاقات میں کہا کہ حکومت ترکیہ تقسیم فلسطین کو اعراب فلسطین کیلئے سم قاتل سمجھتی ہے۔ فلسطین عربوں کا ہے اور عربوں کا رہے گا۔ برطانی حکومت کی موجودہ پالیسی خود اس کے لئے مضر رساں ثابت ہوگی۔

— مجلس امتناع مسکرات قاہرہ نے فیصلہ کیا ہے کہ عنقریب مصری پارلیمنٹ میں ایک مسودہ قانون پیش کرایا جائے جس میں ہر قسم کی دیسی و ولایتی شراب کی درآمد و برآمد ممنوع قرار دی جائے۔

— پیرس ۸ ر اکتوبر۔ پرسوں سے فرانس اور جرمنی کی سرحد کو یہودیوں کیلئے بند کر دیا گیا ہے۔ جرمنی سے جو بھی گاڑیاں آ رہی ہیں ان کا بغور معائنہ کر کے یہودیوں کو واپس جرمنی بھیج دیا جاتا ہے۔ جو یہودی اپنا سفر جاری رکھنے پر اصرار کرتے ہیں ان کے پاسپورٹ چھین لئے جاتے ہیں۔ ان نئی پابندیوں کی وجہ بیان نہیں کی گئی۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ گیلا رام۔ رام لال ولد لکھو رام ذات جاپہ سکنہ مرکھانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۲/۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۵/۶/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ رمضان سلطان ولد اللہ دتا ذات ... سکنہ شورکوٹ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲/۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۷/۶/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ عنایت ولد احمد ذات مچھرا سکنہ نیکو کارہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۳/۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲/۷/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ راجہ ولد محبتہ ذات خانوآنہ سکنہ ... تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۳/۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱/۶/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ چراغ شاہ ولد مبارک شاہ ذات سید سکنہ شیخن تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۸/۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۷/۶/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ خادم ولد دسایا خاں ذات بلوچ سکنہ جابوآنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۸/۱۰/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۸/۵/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نزائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے

طلبا سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور - یوم یکشنبہ مطبوعہ ۱۰ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۶۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حقیقی راحت سرمایہ داری سے حاصل نہیں ہوسکتی

کوئی یہ نہ کہے کہ کفار کے پاس بھی مال و دولت اور املاک ہوتے ہیں اور وہ اپنے عیش و عشرت میں منہمک و مست رہتے ہیں۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ وہ دنیا کی آنکھ میں ــــ بلکہ ذلیل دنیا داروں اور ظاہر پرستوں کی آنکھ میں خوش معلوم دیتے ہیں۔ مگر درحقیقت وہ ایک جلن اور دکھ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تم نے ان کی صورت کو دیکھا ہے مگر میں ایسے لوگوں کے قلب پر نگاہ کرتا ہوں تو ایک سعیر اور سلاسل و اغلال میں جکڑے ہوئے ہیں۔

متقی سچی خوشحالی ایک جھونپڑی میں پاسکتا ہے جو دنیادار اور حرص و آز کے پرستار کو رفیع الشان قصر میں بھی نہیں مل سکتی۔ جس قدر دنیا زیادہ ملتی ہے اسی قدر بلائیں زیادہ سامنے آجاتی ہیں۔ یاد رکھو حقیقی راحت دنیادار کے حصہ میں نہیں آئی۔ یہ مت سمجھو کہ مال کی کثرت عمدہ عمدہ لباس اور کھانے کسی خوشی کا باعث ہوسکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا مدار ہی تقویٰ پر ہے۔

اب غور کرکے دیکھ لو کہ انسان دنیا میں چاہتا کیا ہے۔ انسان کی بڑی سے بڑی خواہش دنیا میں یہی ہے کہ اسکو سکھ اور آرام ملے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ مقرر کی ہے۔ جو تقویٰ کی راہ کہلاتی ہے (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

ــــ حضرت امیر ایدہ اللہ کی صحت کی اطلاع آپ کے اپنے قلم سے گذشتہ اشاعت میں درج ہوچکی ہے۔ احباب آپ کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔

ــــ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب خون کے دباؤ کی وجہ سے احمدیہ بلڈنگس میں صاحب فراش ہیں۔ آپ کو بعض وقت زیادہ تکلیف ہوجاتی ہے۔

ــــ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب ایڈووکیٹ سرینگر بھی علیل ہیں۔

ــــ ملک خدابخش صاحب ہیڈکلارک نہر کی اہلیہ محترمہ عرصہ سے بیمار چلی آتی ہیں۔

ــــ بابو ثناء اللہ صاحب امرتسر کا چھوٹا بچہ بخار و نمونیہ کی وجہ سے تکلیف میں ہے

احباب ان سب کی صحت کے لئے دعا فرمائیں

ــــ چوہدری یوسف علی صاحب جو دسہرہ کی رخصتوں پر چند دن کے لئے لاہور آئے ہوئے تھے ۱۵ اکتوبر کی صبح کو ہریانہ روانہ ہوگئے

ــــ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع دھرمسالہ کے دورہ سے واپس مرکز میں تشریف لے آئے ہیں۔

ــــ شیخ انعام الحق صاحب مدیر پیغام صلح ایک ہفتہ کی رخصت پر لاہور سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ یہ پرچہ آپ کی غیر موجودگی میں شائع ہو رہا ہے۔

تاریخ ادیان

"خلیفۃ المسیح" راسپوٹین

روس کا ایک مکّار انسان — اس کی پُر معصیت زندگی کا ہلکا سا خاکہ

"سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ دنیا میں ایسے عقل کے اندھوں کی کمی نہیں جو کسی پیر کو محض اس بنا پر کہ وہ لمبی داڑھی رکھتا ہے اپنے چہرہ کو نورانی بنا کر مجالس میں جلوہ افروز ہوتا ہے۔ دعا کرتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور تصنع سے حلقہ مریدین پر نظر ڈالتا ہے۔ مقدس سمجھنے لگ جاتے ہیں"
(فیوڈور راجیسکی)

(سید اختر حسین گیلانی کے قلم سے)

مذاہب و ادیان کی تاریخ میں جہاں ان مقدس ہستیوں کی کثرت نظر آتی ہے جنہوں نے اپنی زندگی کو محض اعلائے کلمۃ الحق کے لئے وقف کر دیا تھا اور جن کی انتہائی کوشش یہ تھی کہ قوم کا تزکیہ نفس کر کے اسے روحانیت کے بلند ترین زینہ پر پہنچائیں۔ وہاں ان عیاروں کی بھی کمی نہیں جنہوں نے ہر وقت خدا کے نام کو زبان پر رکھ کر خلق خدا پر اپنے تقدس کا رعب جمایا اور اپنی خواہشات نفسانی کو دل کھول کر پورا کیا۔ مسلمانوں میں حسن بن صباح کا نام اس قدر مشہور ہے کہ ضرب المثل ہو چکا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ حسن بن صباح کے ذاتی چال چلن پر بہت کم لوگ نکتہ چینی کر سکے ہیں۔ اس کے متعلق ثابت ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تیس سال اپنے قلعہ کے اوپر ہی بیٹھا رہا اور بہت کم آدمیوں کو اس کے پاس آنے کی اجازت تھی۔ اس کا بہشت فدائیوں کے لئے ہی مخصوص تھا وہ خود ان عیاشیوں میں حصہ نہیں لیتا تھا اور اگر لیتا تھا تو کم از کم ان کے ذکر سے تاریخ کے صفحات خالی ہیں۔

لیکن اس سے بڑھ کر دو شخص ہیں جو اس بیسویں صدی میں ہی ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو مسیح کا نائب یا خلیفہ مشہور کیا۔ اور مذہب کے نام پر انسانیت سوز افعال کا ارتکاب کیا ان میں سے ایک ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی ہے جس کا ذکر سیدنا حضرت مسیح موعود کی کتب میں بھی آتا ہے اور جو حضرت کے ساتھ مباہلہ کر کے ہلاک ہوا۔ دوسرا گریگوری راسپوٹین ہے جس کی زندگی کا ایک دھندلا سا خاکہ اس وقت پیش کرنا مقصود ہے۔ اس کی زندگی پر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ یا تو حکومت روس کی سرکاری اطلاعات پر منحصر ہے اور یا ان لوگوں کے بیانات پر مبنی جو راسپوٹین کے ساتھ رہے اور انہوں نے "پیرِ مسیحی" ہونے کی حیثیت سے راسپوٹین کی وفات کے بعد اپنے گناہوں کا اعتراف کیا۔ ان معترفین میں سب سے زیادہ ذمہ دار فیوڈور راجیسکی ہے جو ۱۹۰۲ء سے قبل گورمیاکن وزیر حرب کے پاس سکرٹری رہا اور اس کے بعد وزیر کے حکم سے راسپوٹین کا پرائیویٹ سکرٹری بنا دیا گیا کیونکہ وزیر خود راسپوٹین کا معتقد اور مرید تھا۔ فیوڈور لکھتا ہے کہ "سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ دنیا میں ایسے عقل کے اندھوں کی کمی نہیں جو کسی شخص کو محض اس بنا پر کہ وہ لمبی داڑھی رکھتا ہے، اپنے چہرہ کو نورانی بنا کر مجالس میں جلوہ افروز ہوتا ہے، دعا کرتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھتا اور تصنع سے حلقہ مریدین پر نظر ڈالتا ہے مقدس سمجھنے لگ جاتے ہیں راسپوٹین کو بہت بڑا فائدہ اپنی ظاہری شکل و شباہت سے پہنچا تھا۔ یہ شخص حقیقت میں شیطان تھا۔ مگر ناممکن تھا کہ کوئی اس کی لمبی داڑھی بڑی بڑی آنکھوں اور چوڑی پیشانی کو دیکھے اور متاثر ہو کر اسے ولی سمجھنے لگے۔ اس کی آنکھوں میں جادو تھا ——— ایسا جادو کہ جسے ایک بار دیکھ لیتا مسحور کر لیتا"

فیوڈور کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ راسپوٹین اپنی ابتدائی عمر سے ہی ایک غیر شریفانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے ایک گھوڑا چوری کیا اور اس جرم کی پاداش میں وہ کئی سال جیل میں رہا۔ مگر اس کے بعد اس نے ہپناٹزم ——— علم تسخیر کے ذریعہ اپنی ولایت اور خلافت کا ایسا ڈھونگ رچایا کہ روس کی عظیم ترین طاقت بن گیا۔ اس کا زیادہ اثر عورتوں پر ہوتا تھا۔ اس نے ایک باطنی مذہب کی بنیاد رکھی جس کی تعلیم خفیہ طور پر دی جاتی تھی۔ اس مذہب کی ترویج کی خاطر اس نے عورتوں کی تنظیم کی ——— اور ایک "لجنہ اخوات" بنائی۔ فیوڈور کا کام اسی قدر نہ تھا کہ "خلیفۃ المسیح" راسپوٹین کی ڈاک کھولے اور اس کے حکم سے جواب لکھے بلکہ لجنہ اخوات کے ہفتہ وار جلسوں کا انتظام بھی اسی کے سپرد تھا۔ ان ہفتہ وار جلسوں کے اندر "خلیفۃ المسیح" "لجنہ اخوات" کی تمام ممبر خواتین کو اپنے جذباتی مذہب کا درس دیتے اور اس پُراسرار مذہب کے اصول و فروع پر عمل کرتے تھے۔

ہر عورت کو حق نہ تھا کہ لجنہ کی ممبر بن سکے بلکہ اس کے لئے بہت کڑی شرائط تھیں۔ مثلاً یہ کہ عورت مالدار ہو، حسین ہو، وغیرہ لیکن فیوڈور کہتا ہے کہ مالدار ہونا اولین شرط تھی۔ تاکہ وہ اس طرح "خلیفۃ اللہ" کی زیادہ سے زیادہ امداد کر سکے۔ "باطنی مذہب" کی تعلیم دینے سے پیشتر عورت کو راسپوٹین کی عظمت و کرامت کا قائل کرایا جاتا تھا پھر اس سے بیعت لی جاتی تھی۔ عورت کو اقرار کرنا پڑتا تھا کہ وہ اس باطنی اور جذباتی مذہب کی تفصیل کو اپنے والدین، بچوں اور خاوند تک سے پوشیدہ رکھے گی اس اقرار کے بعد راسپوٹین اس طرح وعظ کیا کرتا تھا۔

"مجھے خدا نے اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔ میں روس کا حقیقی محافظ ہوں۔ میں تمہیں نجات کی صحیح راہ بتانے آیا ہوں۔ خوب یاد رکھو نجات نتیجہ ہے توبہ کا۔ اور توبہ بغیر گناہ کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس نجات سے پیشتر گناہ کرنا ضروری ہے۔ آؤ ہم سب گناہ کریں تاکہ خدا کی رحمت کے وارث بنیں۔ لیکن اگر میرے ساتھ گناہ کرو تو تمہاری نجات قطعی یقینی ہے۔ کیونکہ میں روح القدس سے معمور ہوں"۔

فیوڈور حیران ہوتا تھا کہ وہ شخص جو کسی وقت چوری کے شنیع جرم میں سزا پا چکا ہے کس طرح روس کی بہترین امیر خواتین کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے جس پر وہ سب کچھ حتیٰ کہ اپنا عظیم ترین نسوانی جوہر قربان کر چکی ہیں۔

راسپوٹین بہت سے معجزات دکھاتا تھا۔ مگر ان میں سے بعض تو اس کی "توجہ" کا نتیجہ ہوتے تھے اور بعض اس کے سائنسدان دوستوں کی کوشش کا ثمر۔ عوام الناس سائنس کے کیمیاوی تجربات کو معجزہ سمجھ لیتے تھے۔

باوجودیکہ راسپوٹین تمام روس کے اعلیٰ خاندانوں پر اپنا اثر ڈال چکا تھا اور اسے ہر مقام پر عزت و وقار حاصل ہو چکا تھا۔ مگر ابھی تک اسے شاہی خاندان تک رسائی نہ ہوئی تھی۔ ایک دن وزیر حرب راسپوٹین کے پاس آیا اور دیر تک اس سے خفیہ گفتگو کرتا رہا۔ اس کے بعد باہر نکلا اور فیوڈور سے یوں مخاطب ہوا۔

"حضرت اقدس نے زارینہ سے ملاقات کرنا ہے۔ مگر حضور کا زارینہ کے پاس جانا درست نہیں۔ یہ زارینہ کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو یا حضور کو بلائے۔ اس لئے اس پر اثر ڈالنا ضروری ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ زارینہ آئندہ جمعہ کو قبر مریم کی زیارت کے لئے جا رہی ہے حضرت اقدس ایک اجنبی راہب کی حیثیت سے وہاں پہنچیں گے اور اسے ایک نگاہ سے دیکھیں گے۔ بس اسی قدر کافی ہوگا ———"

راسپوٹین کو یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ زارینہ "قبر مریم" پر اس لئے جا رہی ہے کہ اپنے لئے ایک بیٹے کی درخواست کرے۔

راسپوٹین فیوڈور کو ساتھ لے کر پہلے ہی وہاں پہنچا اور جونہی زارینہ کی گاڑی گرجے کے قریب ہوئی۔ راسپوٹین قبر مریم کے سامنے گھٹنے ٹیک کر اس طرح دعا مانگنے لگا۔

"اے خداوندا ——— زار کے گھر ایک بچہ عطا فرما جو اس کے تخت و تاج کا وارث اور روس کا محافظ ہو۔ اے خداوند یہ دعا صرف میری نہیں۔ بلکہ تمام روسیوں کی قلبی کیفیت کی ترجمانی ہے"۔

زارینہ کے ساتھ ایک اور خاتون بھی تھی۔ دونوں برقعہ پوش گرجے میں داخل ہوئیں۔ جب انہوں نے ایک راہب صورت "مقدس" انسان کو یہ دعا کرتے دیکھا تو حیرت زدہ ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں اور خود بھی اس کے پیچھے گھٹنے ٹیک کر دعا میں مصروف ہو گئیں دس منٹ تک راسپوٹین دعا کرتا رہا۔ اس کے بعد پیچھے مڑا۔ زارینہ اور اس کی رفیقہ چہرہ سے برقعہ اٹھا کر محو دعا تھیں۔ راسپوٹین نے اپنی مقناطیسی نظر زارینہ کے چہرہ پر ڈالی اور باہر چلا گیا۔ اب زارینہ دن رات اس شخص کا ذکر کرتی تھی۔ اس کے تقدس اور اس کی ولایت کی قائل ہو چکی تھی۔ اس نے ماسکو پہنچ کر ہر طرف آدمی دوڑا لئے کہ اس مقدس راہب کو تلاش کریں۔ آخرکار راسپوٹین کی شناخت کر کے اسے محل میں لایا گیا۔ زارینہ نے اس کی بیحد عزت کی۔ راسپوٹین نے اس کو بشارت دی کہ اب تمہارے گھر لڑکا پیدا ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور زار و زارینہ دونوں راسپوٹین کو دنیا کی "بزرگ ترین ہستی" تصور کرنے لگے۔ ۱۹۱۵ء میں اسے قصر زار میں ایک اعلیٰ جگہ عنایت کی گئی اور تمام روس میں اس کا اس قدر اقتدار ہو گیا کہ اس کے الفاظ قانون تھے۔ جن کو کوئی رد نہیں کر سکتا تھا۔ خود زار بھی اپنی دنیوی و اُخروی نجات راسپوٹین کی اطاعت میں ہی تصور کرتا تھا۔ زارینہ اپنی محبت و عقیدت میں انتہا تک پہنچی۔ راسپوٹین کئی مرتبہ مہینوں باہر گزار دیتا۔ اس دوران میں جو خطوط محبت زارینہ راسپوٹین کو لکھتی تھی۔ وہ اپنی اصلی صورت میں طبع شدہ موجود ہیں جنہیں دیکھ کر یہ کہنا مشکل ہے کہ آیا یہ کسی مریدنی کی طرف سے ہیں۔ یا وفا شعار بیوی کی طرف سے زارینہ اس باطنی اور جذباتی مذہب کی قائل ہی نہ تھی بلکہ اس پر عامل بھی تھی۔

زار کے خلاف ایک بڑی سازش کھڑی ہو چکی تھی۔ خود وزراء میں بھی وہ لوگ تھے جو جرمنی سے ملے ہوئے تھے۔ راسپوٹین حکومت کا تختہ الٹنا چاہتا تھا۔ ان کی خفیہ پولیس تمام حکومت کے راز معلوم کر کے انہیں بتاتی تھی۔ راسپوٹین کے تمام احباب صرف انقلابی ہی نہ تھے بلکہ اپنے مقدس پیر کے ساتھ مل کر بدترین افعال کے مرتکب بھی ہوتے تھے۔ راسپوٹین نے زار اور زارینہ کے ساتھ مل کر وہ کام کئے کہ زار کی سلطنت بالآخر چراغ سحری کی طرح ٹمٹما کر بجھ گئی۔ اس کی سیاسی زندگی کا دور چونکہ طوالت طلب ہے اس لئے ہم اس کی طرف توجہ نہ کر سکیں گے۔

"لجنہ اخوات" میں بعض غیر تمند خواتین نے کئی دفعہ راسپوٹین کو برا بھلا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود کی نظم کا شعر
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ اہل العزم ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵　　یوم یکشنبہ ۱۱ر شعبان ۱۳۵۶ ہجری　　نمبر ۶۴

"آہ سحر"!

جوانوں کو مری آہ سحر دے! 　　تو ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے!
الٰہی آرزو میری یہی ہے! 　　میرا نور بصیرت عام کر دے!

اس حقیقت سے کون ناواقف ہے کہ دنیا کے جس دور سے ہم گزر رہے ہیں۔ وہ اپنی اُن گوناگون اور بوقلموں کیفیات کے باعث جو مغربی تہذیب و ثقافت کی تقلید کا لازمہ ہیں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ دنیا ایک عظیم الشان صنم کدہ کی صورت اختیار کر چکی ہے جس میں کفر و الحاد، اور فسق و عصیان کے مظاہر مختلف صور و اشکال میں ابن آدم کی توجہ کو اپنی طرف جذب کر رہے ہیں۔ جو چیز بھی یورپ کی "نشر گاہ" سے نکل کر دنیا میں پھیلتی ہے خواہ وہ کس قدر متاع دین و دانش پر ڈاکہ ڈالنے والی ہو، ثقافت، تہذیب، فن، ادب یا جمالیات کے مسحور کن ناموں کے تحت مقدس و مطہر سمجھ کر قبول کر لی جاتی ہے لیکن اگر انہی لوگوں کے سامنے جو ہر مغربی چیز کو ملاحظہ کرتے وقت اس کی حمد و ثنا میں مصروف ہو کر اپنے مہذب، ثقیف اور وسیع النظر ہونے کا ثبوت دیتے ہیں مشرقیت کا تذکرہ شروع کیا جائے تو ناک بھوں چڑھا کر موضوع گفتگو کو بدل دینے کی فکر میں لگ جاتے ہیں۔ اس لئے ان حالات کے پیش نظر یہ کہنا بھی قریب قریب محال ہو چکا ہے کہ آج جبکہ ہر طرف "آئین"، "آئین" کی صداؤں سے ہماری سیاسی فضا گونج رہی ہے کچھ ایسے دل و دماغ بھی موجود ہیں۔ جو اپنے لمحات فرصت میں الٰہی آئین اور اس کے نفاذ کے مسئلہ پر غور کر سکیں ——— اور یہ دیکھ کر قلب کی گہرائیوں سے بے اختیار ایک "آہ" نکل جاتی ہے

ملاؤں کا خود غرض طبقہ، انبیاء و رسل کا وارث کہلا کر دین کا اجارہ دار تو بنا ہوا ہے۔ مگر اس کی تمام تر کوشش یہیں پر صرف ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید کو "علم جفر" کی ایک کتاب کی حیثیت سے پیش کرے۔ اس کے قدیم یا حادث ہونے پر مباحثات و مناظرات کا بازار گرم کرے، یا مسئلہ "ناسخ و منسوخ" کے لئے جواز نکالے۔ مگر وہ یہ غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتا کہ قرآن مجید ہماری سیاسی و معاشی مشکلات کو بھی بطریق احسن حل کر سکتا ہے۔ اس کے نزدیک اسلام نام ہے اصول و فروع کے ایک مجموعے کا۔ جس کا تعلق کلیتہً ہماری "روحانیت" سے ہے اور ہماری مادی اصلاح کیلئے اس میں کوئی باب نہیں۔

یہ بھی سچ ہے کہ ملّا اسا اوقات "اسلامی حکومت" کے قیام کی سعی بھی کرتا ہے، لیکن اس کے نزدیک "اسلامی حکومت" سے مراد اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ عنان مملکت ایک غیر مسلم کی بجائے ایک حنفی المذہب، اہلحدیث یا شیعہ سلطان کے ہاتھوں میں دیدی جائے۔ وہ ضروری نہیں سمجھتا کہ اس "اسلامی حکومت" میں "کتاب اللہ" کو بحیثیت قانون نافذ کیا جائے۔ کیونکہ اگر کوئی مسلمان بادشاہ سو سو بیویاں بھی اپنے گھر میں ڈال لے تو یہ بھی اس کے نزدیک بالکل جائز و مباح ہے ——— سلاطین مغلیہ کا نظام حکومت صحیح اسلامی نظام سے جس کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی اور جس کا کمال "عہد فاروقی" میں ہوا کس قدر مخالف و متباین تھا۔ مگر چونکہ "ملّا" کو وظیفہ ملتا تھا اس لئے وہ خطبہ جمعہ کو بھی اس وقت تک نامکمل سمجھتا رہا جب تک کہ مغل بادشاہ کی درازی عمر و دولت کے لئے دعا نہ کرلے۔ آج اس روشنی کے زمانہ میں بھی باوجودیکہ افغانستان و ایران میں صحیح اسلامی قانون رائج نہیں، "ملّا" ان حکومتوں کے نظام کو اسلامی نظام ہی قرار دیتا ہے۔ حالانکہ اسلام اپنی صحیح تر حیثیت میں ملوکیت کا بدترین دشمن ہے ——— اور ملوکیت خواہ وہ انگریزی ہو، مغل کی ہو، یا عصر حاضر کے کسی مسلم فرمانروا کی، اسلام سے دور کی بھی نسبت نہیں رکھتی۔

اسلامی نظام حکومت جمہوریت کے زریں اصول پر مبنی ہے، جس میں کسی خاص قبیلہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ملوکیت و استعمار سے کسی ملک و ملت کو نسلاً بعد نسل مطلب براری کے لئے استعمال کرتا رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک زریں حروف سے لکھا رہیگا کہ آپ نے قرآن مجید کو مقدم کرنے اور اسلام کو دنیا میں غالب کرنیکی تلقین کرتے ہوئے ہمیں اس حقیقت سے آشنا کر دیا ہے کہ ہمارا مقصد یہی ہے کہ ہم "کتاب الٰہی" پر تدبر و تفکر کریں اور اس کو اپنی جان، مال اور عزت کی قربانی سے دنیا میں ایک قانون کی حیثیت سے قائم کریں

قرآن مجید پر اس وقت انواع و اقسام کی پابندیاں عائد ہو چکی ہیں اور وقت ہے کہ احمدی نوجوانوں کا دل ان پابندیوں کو دیکھ کر تڑپ اُٹھے، اگر ایک سیاسی اخبار پر کوئی پابندی عائد ہو جائے تو ہنگامہ رستخیز برپا ہو جاتا ہے مگر یہاں "الٰہی آئین" اور "کتاب اللہ" پر پابندیاں ہیں ۔

(باقی صفحہ ۶ کالم ۳ پر)

نظرات

(از اختر گیلانی)

کانگریس اور برطانوی استعمار

جنگ انتخاب لڑنے سے پیشتر کانگریس نے اپنے انتخابی منشور میں اور زعماء کانگریس نے اپنی متعدد تحریرات و خطبات میں اس امر کو واضح کر دیا تھا کہ کانگریس کا مقصد وحید آئین جدید کو توڑنا اور مکمل آزادی کیلئے ہر ممکن جدوجہد کرنا ہے۔ انتخابات کے نتیجہ میں جب کانگریس کو ہندوستان کے گیارہ صوبوں میں سے چھ صوبوں میں اکثریت حاصل ہو گئی تو بعض کانگریسی زعماء کے ارادے بدل گئے اور انہوں نے "حزب مخالف" بن کر بیٹھنے پر وزارتیں قبول کرنے کو ترجیح دی۔ ازانبکہ پنڈت جواہر لال نہرو نے کوشش کی کہ کانگریس اپنے انتخابی منشور کی خلاف ورزی نہ کرے اور وزارتیں قبول کر کے رائے دہندگان سے غداری کے فعل شنیع کی مرتکب نہ ہو۔ مگر آخر کار کانگریس نے عہدے قبول کر ہی لئے۔ اس میں شک نہیں کہ ایک وقت تک کانگریس نے وزارتیں قبول کرنے سے انکار کر کے برطانوی حکومت کیلئے ایک خطرہ کا سامان پیدا کر دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ تمام دنیا میں یہ پروپاگنڈہ ہو رہا تھا کہ کانگریس جو ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے نئے آئین کو قبول کرنے سے انکار کر رہی ہے اور اس میں انگریز کے وقار کو بڑا صدمہ پہنچ رہا تھا۔ دوسری طرف ان چھ صوبوں میں چونکہ وزارت اقلیتوں کے سپرد کی گئی۔ اس لئے وہ ڈرتی تھیں کہ جب بھی مجلس واضع قوانین کا اجلاس ہوا اس وزارت کے خلاف کانگریس عدم اعتماد کی قرارداد پاس کر دے گی۔ لیکن کانگریس کا وہ ثروت پسند طبقہ جو صوبوں میں اقتدار دیکھنے کا خواہشمند تھا آخر کامیاب ہو گیا مسٹر راجگوپال آچاریہ اور مسٹر ستیہ مورتی تو پہلے سے ہی وزارتیں قبول کرنے کے حق میں تھے مگر لارڈ لنلتھگو کے ایک بیان سے گاندھی جی کو بھی صاف صاف اس کی تائید کرنا پڑی اور پنڈت جواہر لال نہرو کی تمام شور و پکار کے علی الرغم کانگریس کی مجلس عاملہ نے قبول وزارت کا فیصلہ کر لیا۔

اب کانگریسی اور غیر کانگریسی حلقوں میں یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ کانگریس نے وزارتیں قبول کر کے ایک خطرناک سیاسی غلطی کا ارتکاب کیا ہے جس کی تلافی دیر تک نہیں ہو سکے گی۔ کیونکہ آمدنی کے بڑے بڑے ذرائع مرکزی حکومت کے پاس ہیں جہاں نہ تو کانگریس کا زور چلتا ہے اور نہ ہی چلنے کی توقع ہے اور صوبجاتی حکومتوں کی آمدنی کے ذرائع اس قدر محدود ہیں کہ وہ ان سے ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی یہ درست ہے کہ کانگریسی صوبوں کے میزانیہ میں بہت سی تبدیلیاں نظر آتی ہیں لیکن کانگریس کو اپنے آئینی پروگرام پر عمل کرنا فی الحال محال نظر آ رہا ہے۔ برطانوی سیاستدان جو ہندوستان کے بڑے بڑے ہمدرد ابھی تک اپنے سیاسی مسائل کو تقویٰ سمجھتے ہیں۔ دل ہی دل میں مسکرا رہے ہیں کہ کانگریس کو ہم نے ایسے شکنجے میں گرفتار کر لیا ہے جس سے نکلنے کی اس میں اب طاقت نہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انہیں پروپیگنڈہ کرنے کا موقع مل گیا ہے کہ ہندوستان میں بالکل امن و امان ہے اور وہ کانگریس جو برطانوی استعمار کو مٹانا چاہتی تھی۔ اور آئین جدید کو رد کر رہی تھی۔ اب برطانوی حکومت کیساتھ تعاون اشتراک عمل کر رہی ہے۔ اس پروپیگنڈہ سے بجائے حکومت برطانیہ کے کانگریس کے وقار کو صدمہ پہنچ رہا ہے کہ اب وہ ایک انقلابی جماعت نہیں رہی۔ بلکہ وہ برطانوی استعمار کی حمایت پر کمربستہ ہے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ پنجاب کی اتحاد پارٹی اور بنگال کی پروجا پارٹی اس لئے قابل نفرین ہے کہ بقول پنڈت جواہر لال نہرو برطانوی استعمار کی حمایت کرتی ہیں تو اس وقت کانگریس بھی ان کی طرح برطانوی استعمار کی ہی نمائندگی کا فخر حاصل کر رہی ہے اس کی حیثیت محض ایک عام سیاسی جماعت کی سی ہو گئی ہے جس کا مقصد "آزادی" نہیں بلکہ آئین جدید کو چلانا اور حکومت میں اقتدار حاصل کرنا ہے۔

وہ کانگریس جو مزدوروں کی ہڑتال پر ان کی حمایت کرتے ہوئے تمام دنیا میں شور محشر برپا کر دیتی تھی۔ اب اس حالت پر پہنچ چکی ہے کہ یو۔ پی میں مزدوروں کی ہڑتال ہونے پر ان سے درخواست کرتی ہے کہ ہڑتال بند کر دیں کیونکہ اس سے کانگریسی حکومت کمزور ہو جائے گی لیکن جب کلکتہ میں مزدوروں نے ہڑتال کی تو کانگریسیوں نے دل کھول کر مطالبہ کیا کہ فضل الحق وزیر اعظم بنگال کو گالیاں دیں کہ ان کی حکومت نے مزدوروں کی مشکلات کو حل نہیں کیا۔ اس سے اگر ایک طرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کانگریس خواہ مخواہ ایک مسلمان وزیر اعظم کو شکست دینا چاہتی ہے تو دوسری طرف یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ مزدوروں کی مشکلات کو کانگریسی وزارتیں بھی حل نہیں کر سکیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر یو۔ پی میں مسٹر گوبند ولبھ پنت کی جگہ نواب چھتاری وزیر اعظم ہوتے اور مسٹر گوبند ولبھ پنت حزب مخالف کے قائد ہوتے تو یقیناً وہ ان مزدوروں کی امداد کر کے نواب چھتاری کے خلاف جوش میں آ جاتے مگر اب وہی مسٹر گوبند پنت ہیں کہ مزدوروں کو ہڑتال ترک کرنے کی تلقین کرتے ہوئے صرف یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس سے کانگریس کے وقار کو صدمہ پہنچیگا۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خواہ نواب چھتاری کی حکومت ہو یا گوبند ولبھ پنت کی۔ اگر مزدوروں کی مشکلات حل نہیں ہوتیں تو اس کا حق ہے کہ وہ شور مچائے اور کانگریس کا فرض یہ ہے کہ وہ مزدور کی حمایت کرے۔ نہ کہ ثروت استعمار کی۔ اور اگر مزدور اور کسان کی مشکلات حل نہیں ہو سکتیں تو ان کے لئے نواب چھتاری اور مسٹر پنت کی حکومت میں کوئی فرق نہیں۔ ان کے نزدیک دونوں برطانوی استعمار کے آلہ کار ہیں فرق صرف یہ ہے کہ نواب چھتاری نے قوم سے بڑے بڑے وعدے نہ کئے ہونگے مگر کانگریس اپنے انتخابی منشور کے تمام مواعید کو بھول کر ملک و ملت سے غداری کر رہی ہے

برطانوی مدبرین کو کامل اطمینان ہے کہ کانگریس ہزار کوشش کرے۔ مگر صوبوں میں چند جذباتی باتوں کے سوا کچھ نہیں کر سکتی۔ وہ یہ کر سکتی ہے کہ بعض قیدیوں کو رہا کر دے۔ یہ بھی کر سکتی ہے کہ کھادی کو رواج دیدے۔ لیکن ملک کی اقتصادی اور معاشی حالت کو بہتر نہیں بنا سکتی۔ یہاں تک قیاس آرائی کی جا رہی ہے اگر کانگریسی حکومتیں یہ بھی فیصلہ کر دیں کہ پولیس اور دیگر صوبجاتی محکموں میں گاندھی ٹوپی کو سرکاری لباس قرار دیا جائے تو بھی گورنروں کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ کیونکہ اس سے ان کا کچھ بھی نقصان نہیں۔ مگر وہ کبھی کانگریس کے پروگرام میں فل ہو کر اسے یہ موقع نہیں دیں گے کہ وہ ملک میں یہ شور مچا سکے کہ دیکھئے ہمیں اپنے پروگرام پر عمل نہیں کرنے دیا جاتا۔

اب کانگریسی مدبرین پچھتا رہے ہیں کہ اگر واقعی وہ آئین جدید میں ملک و ملت کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکتے تھے۔ مزدور اور کسان کی مشکلات کو حل نہ کر سکتے تھے تو انہوں نے وزارتیں قبول کر کے کیوں اپنی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگا لیا ہے۔

"مولویت"

۱۰ اکتوبر کو جبکہ بعض مخلصین وشیفتین نام نہاد "نیشنل لیگ" کے اجتماع میں خلیفہ قادیان کا "سیاسی خطبہ" سننے جا رہے تھے میں اپنے رفیق عزیز مولانا غلام نبی مسلم کی معیت میں شاعر مشرق علامہ اقبال کی خدمت میں نذر عقیدت لیکر حاضر ہوا۔ مختلف دینی معاشی، سیاسی اور اجتماعی موضوع زیر بحث رہے۔ دوران گفتگو میں عصر حاضر کے "علماء کرام" کا "ذکر جمیل" بھی آ گیا۔ حضرت علامہ ازانبکہ "مولویانہ ذہنیت" کے جسے وہ بالفاظ دیگر "عجمی ذہنیت" بھی قرار دیتے ہیں۔ دشمن واقع ہوئے ہیں۔ آپ نے ہمیں چند ملا مینٹر کا سا ہی ایک واقعہ سنا کر بے حد محظوظ فرمایا۔

ایک صاحب آپ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے "مجھے عرصہ سے آپ کی زیارت کا اشتیاق تھا اور اب محض اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ اپنے قلم سے کچھ لکھ دیں تاکہ میں اپنی بقیہ عمر اسے اپنے پاس بطور یادگار محفوظ رکھوں" حضرت علامہ نے کہا۔ آپ میری تحریرات کو تعویذ بنا کر اپنے پاس نہ رکھیں بلکہ ان سے کچھ اخذ کر کے ملت کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کریں۔ مگر وہ بزرگ کچھ ایسے مصر تھے کہ ماننے کا نام نہ لیتے تھے۔ آخر حضرت علامہ نے انہیں کہا ——— "آپ مجھے "مولوی" معلوم ہوتے ہیں میں آپ کو کچھ لکھ دیتا ہوں بشرطیکہ آپ ناراض نہ ہوں" ——— اس پر آپ نے قلم اٹھایا اور ذیل کا قطعہ لکھ کر دے دیا۔ حضرت علامہ کا ارشاد ہے کہ یہ قطعہ انہوں نے فی البدیہہ کہا تھا۔ جو تاحال غیر مطبوعہ ہے:۔

بگو از ما بملایان سلامے
کہ پیغام خدا گفتند ما را
مگر تاویل شان در حیرت انداخت
خدا و جبرئیل و مصطفےٰ را

درخواست دعا

(۱) جناب شیخ نظام الدین صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی ملک شیخ بیمار ہیں
(۲) خانصاحب بابو منظور الٰہی صاحب کی پوتی عزیزہ منصورہ بیگم بیمار ہے
(۳) ہمارے مخلص دوست ماسٹر محمد زمان صاحب ڈیڑھ ماہ سے صوابی (ضلع پشاور) کے ہسپتال میں بیمار چلے آ رہے ہیں۔

ان سب مریضوں کیلئے دعائے صحت کی جائے۔

قادیانیوں کی حضرت مسیح موعود پر افترا پردازی

(از جناب مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے)

قادیانی حضرات کی حالت بہت ہی قابل رحم ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خاکسار کو آج کل ان کے اخبارات و تحریرات کے مطالعہ کا اکثر موقعہ ملتا رہتا ہے جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے بہت سی تحریرات جو جماعت احمدیہ لاہور اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے خلاف نکلتی رہتی ہیں۔ سچائی سے کوسوں دور اور صداقت سے بالکل مبرا ہوتی ہیں بعض اوقات حیرت کی کوئی حد نہیں رہتی کہ وہ قوم جو اپنے آپ کو اس وقت سب اہل مذاہب سے افضل و برتر قرار دیتی ہے اس کی یہ حالت ہو کر بات بات پر جھوٹ اور ہر ایک سند کا غدا پر افترا۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ بقول جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری جماعت قادیان سے نور ایمان بالکل مفقود ہو چکا ہے۔ اور ان میں سے اکثر کو خدا کی ہستی پر یقین بھی نہیں ہے۔ اگر ان کی یہ افترا پردازی صرف سیاسی امور، مقدمہ بازی اور بیگناہوں پر الزام تراشنے تک محدود رہتی تو سکن تھا کہ ان کے معاملات سے غیر جانبداری اختیار کی جاتی۔ لیکن ان کے جھوٹ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تک جا پہنچے ہیں۔ جس طرح یہود اور نصاریٰ نے مسلمان بنکر موضوع حدیثوں کے ذریعے اسلام و بانی اسلام صلواۃ اللہ علیہ کو نعوذ باللہ بدنام کرنا چاہا اسی طرح آجکل قادیانی اصحاب حضرت اقدس کی ذات کو بدنام کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ کہیں آیات قرآنی کی بابت آپ کی صریح تفسیروں کے خلاف بیہودہ تشریحیں آپکی طرف منسوب کیجاتی ہیں، جن سے آپ سلطان القلم تو بجائے خود ایک معمولی عربی دان بھی ثابت نہیں ہوتے اور کہیں آپ کے پرانے خدام کے متعلق جنہوں نے اپنے مال و جان سے سلسلے کی خدمت کی بنادٹی پیشگوئیاں اور موضوع روایتیں آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ قرون اولیٰ میں فرقہ ہائے باطلہ اور طائفہ باطنیہ کا یہی حال تھا وہ ہمیشہ اپنے مذہب کو ایسی جھوٹی حدیثوں سے فروغ دیا کرتے تھے جو بالکل غلط اور بے بنیاد ہوتی تھیں۔

یہ قوم کی ترقی کی نشانی نہیں ہو بلکہ انحطاط کی علامت ہے کہ اس میں جھوٹی حدیثیں وضع کرنیوالے پیدا ہو جائیں اور سامعین انہیں بغیر کسی جرح و قدح کے قبول کرتے چلے جائیں۔ جب کسی قوم کی یہاں تک حالت دیکھو تو سمجھو کہ اس کا بیڑا غرق ہے۔ ایسی قوم سے تحقیق علمی چھین لی جاتی ہے۔ لکیر کے فقیر ہو جاتے ہیں اور قوت اجتہاد نام کو نہیں رہتی۔ مثال کے طور پر میں آپ کے سامنے مامون الرشید کے زمانہ کا جسے مورخین نے اسلام اور مسلمانوں کے انحطاط کا زمانہ شمار کیا ہے ایک واقعہ پیش کرتا ہوں جس سے آپ ان دونوں گروہوں کی ذہنیت کا خوب اندازہ لگا سکتے ہیں

کلثوم بن عمرو العتبی شاعر کے متعلق جس نے کہ ہارون اور مامون دونو کا زمانہ دیکھا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن اس نے بغداد جیسے پایہ تخت کی جامع مسجد میں ایک بہت بڑے مجمع کو اکٹھا کرکے یہ جھوٹی حدیث بنا کر بیان کرنا شروع کر دی کہ جو شخص اپنی زبان کی نوک کو ناک کے اوپر کے حصہ کو لگا سکتا ہے وہ کبھی دوزخ کی آگ میں نہیں پڑیگا بلکہ ہمیشہ جنت میں رہیگا۔ پس اس کا یہ کہنا تھا کہ جتنے سامعین بیٹھے تھے سب اپنی اپنی زبانیں نکال کر یہ معلوم کرنے کے لئے ناکوں کو لگانے لگے کہ آیا وہ بہشتی ہیں یا دوزخی۔

یہی حالت قادیانی اصحاب [illegible] ہے انہوں نے یہی سمجھ رکھا ہے یا انہیں یہ سکھایا گیا ہے کہ ایک قادیانی کے بہشتی ہونے کی علامت یہی ہے کہ وہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرے اور حضرت اقدس کی طرف سے ایسی جھوٹی جھوٹی روایتیں وضع کرکے لوگوں میں پھیلائے جن سے جناب مبائعہ صاحب کی توصیف اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تنقیص ظاہر ہو۔ لیکن قربان جائیے ان قادیانی اصحاب پر جو زبان لگانے والوں کی طرح کسی قسم کے تردد کے بغیر ان پر ایمان لے آتے ہیں نہ راوی کے معتبر ہونے پر غور کرتے ہیں اور نہ یہ دیکھتے ہیں کہ آیا یہ روایت حضرت اقدس کی کھلی تحریرات کے خلاف تو نہیں۔ ان کے اپنے گھر کے متعلق اگر کوئی شخص اپنی عینی شہادتیں پیش کرے۔ اپنے ذاتی تجربات کو ان کے سامنے رکھے۔ خواہ وہ آدمی کتنا ہی متقی اور ثقہ کیوں نہ ہو۔ وہ تو قابل قبول نہیں۔ لیکن حضرت مولانا محمد علی صاحب کے متعلق کتنی ہی جھوٹی روایت کیوں نہ ہو اور اس کا بیان کرنے والا کتنا ہی غیر ثقہ اور کذاب کیوں نہ ہو لیکن وہ ان کے نزدیک قابل قبول ہے۔ خواہ وہ روایت حضرت مسیح موعود کے خلاف ہی کیوں نہ ہو چونکہ اس سے حضرت مولانا موصوف کے خلاف پروپیگنڈا کرنا اور اپنے بداعمالوں پر پردہ ڈالنا مقصود ہوتا ہے اس لئے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

اس قسم کی بہت سی روایتیں ہیں جو ان دنوں میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خلاف گھڑی گئی ہیں جن کے متعلق کسی دوسری فرصت میں عرض کرونگا۔ اس وقت میں صرف ایک روایت جو حال ہی میں "الفضل" میں چھپی ہے پیش کرتا ہوں۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس قدر جھوٹ اس قوم پر مسلط ہو چکا ہے۔ اور کسقدر یہ لوگ حق و صداقت سے دور جا پڑے ہیں۔

ایک قادیانی صاحب جو مقام لدروں کشمیر کے رہنے والے ہیں۔ "الفضل" مورخہ ۹ ستمبر میں یوں ایک روایت وضع کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت اقدس مسیح موعود قصبہ سے باہر تعلیم الاسلام ہائی اسکول کی طرف سیر کے لئے تشریف لیجا رہے تھے "جب قصبہ سے دس بارہ قریب دور پہنچے تو پیچھے سے مولوی محمد علی صاحب حال امیر غیر مبائعین مع ایک اور دوست تشریف لا رہے تھے۔ اصحاب میں سے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں ایک نے عرض کیا حضور [illegible] مولوی محمد علی صاحب آ رہے ہیں اس پر حضرت صاحب ٹھہر گئے اور حضرت مولوی نور الدین کی طرف متوجہ ہو کر

نصرت الٰہی

ان تنصروا اللہ ینصرکم

(از جناب لبشارت احمد بقا)

میرے عزیز دوست بقا صاحب ان صحیح الخیال احمدی نوجوانوں میں سے ہیں۔ جو ابتدا سے ہی اپنے سامنے خدمت دین کا صحیح و صالح نصب العین رکھ لیتے ہیں۔ آپ کے مضامین قارئین پیغام صلح کی نظر سے وقتاً فوقتاً گذرتے رہتے ہیں۔ ذیل کی نظم قطع نظر اس کے کس قدر ادبی رنگینیوں کی حامل ہے۔ محض اس غرض سے شائع کی جا رہی ہے کہ اس سے ایک احمدی نوجوان کے "ایمان باللہ" کی کیفیت بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ (اختر گیلانی)

خدا کے پاک بندوں کو خدا سے نصرت آتی ہے | جب آتی ہے تو ہر مدِ مقابل کو گراتی ہے
کوئی بوجہل ہو، فرعون ہو، نمرود ہو لیکن | بگولے بنکے ہر ظالم کی خاکستر اڑاتی ہے
تکبر، کبر و نخوت، کفر و باطل کے جھمیلے میں | شرر بنکے گرتی ہے اثر اپنا دکھاتی ہے
کلیجہ ہل جائے جب مجاہد کا حوادث میں | سکینت بنکے اس کے دل کی ڈھارس بندھاتی ہے
وہ قومیں جو خدا کے دین کی توہین کرتی ہیں | شکار ان کو ہزاروں آفتوں کا وہ بناتی ہے
نشانِ حق مٹانے کو بڑھے جب ہاتھ ظالم کا | خدا کے قہر و غصہ کا نمونہ پھر دکھاتی ہے

اندھیری رات میں مومن کے گھر کی پاسباں وہ ہے
یہ ہر جا ہر مخالف کی کمندوں کو جلاتی ہے

مولوی محمد علی کی نسبت فرمایا مجھے ان کے دہان سے یزیدی بو آتی ہے۔ اگر تم میں سے کوئی رہا تو دیکھ لیگا کہ ایک وقت یہ ہماری اولاد کے ساتھ وہی کرے گا جو امام حسین کے ساتھ یزید نے کیا تھا حضرت مولوی نور الدین صاحب پر اس بات سے بہت گہرا اثر ہوا اور بہت حزین اور غمگین ہوگئے"۔

قطع نظر اس سے کہ یہ روایت کس قدر حضرت اقدس کی ان صریح تحریرات کے خلاف ہے جن میں حضرت مولانا موصوف کو حضرت صاحب نے اپنی شاخ اور اصحاب میں سے قرار دیا ہے اس کے متعلق میں بعد میں عرض کروں گا۔ فی الحال دیکھنے والی یہ بات ہے کہ کیا ایسے کلمات حضرت اقدس کے منہ مبارک سے نکل سکتے ہیں اور کیا یہ بات عقلاً بھی درست ہے یا نہیں۔ یہ تو حضرت مولانا صاحب کو یزید کے مشابہ قرار دینا نہایت ہی گندی ذہنیت والے انسان کا کام ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ایک مامور من اللہ ایسے کلمات اپنے منہ سے نکالے۔ یزید شرابی تھا۔ زنا کو مباح سمجھتا تھا ۔۔۔ غرضیکہ جامع جمیع قبائح و جرائم تھا۔ لیکن یہاں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ حضرت مولانا صاحب نے جس محنت اور عرق ریزی سے تمام عمر حضرت مسیح موعود اور سلسلہ کی خدمت کی ہے اس کی نظیر ملنا مشکل ہے آپ نے جس خلوص کے ساتھ اپنے مال اور جان اور قابلیت کو اشاعت اسلام کے کام پر صرف کیا ہے اس کی مثال صرف سلف صالحین ۔۔۔ سے مل سکتی ہے۔ آپ متقی صوم و صلوٰۃ اور ۔۔۔ کے پابند ہیں۔ کم از کم جناب میاں صاحب ۔۔۔ نہیں ہیں۔ اپنے ایک رفیق کو جس نے ایک اعلیٰ نمونہ قائم کیا ہو جس کو حضرت اقدس خود دوسروں کے لئے اسوہ قرار دیں۔ یزید کے مشابہ کہنا حضرت مسیح موعود کا کام نہیں۔ بلکہ یہ کسی مخالف ۔۔۔ قادیانی کے نفس کی اختراع ہے۔ اس کی مثال بالکل اسی طرح ہے جیسے شیعہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جھوٹی حدیثیں تراشتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ کی سب قربانی اور جہاد فی سبیل اللہ اپنے مطلب اور نعوذ باللہ من ذالک منافقت کے طور پر تھا۔

(باقی دارد)

حادثہ جانکاہ

خانصاحب محمد شریف رئیس لاچی کا انتقال

سید سکندر شاہ صاحب کے ایک تازہ مکتوب سے اطلاع ملی ہے کہ خانصاحب محمد شریف خانصاحب رئیس لاچی جو ایک پرانے احمدی بزرگ تھے ۵ر اکتوبر کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک نہایت مخلص و باہمت بزرگ تھے اور انہی کی مساعی کی بدولت اس علاقہ میں احمدیت کی تبلیغ پہنچی تھی۔

ہمیں سید سکندر شاہ صاحب اور لاچی کے دیگر احمدی احباب سے ہمدردی ہے جن سے ایسا مخلص کارکن ہمیشہ کیلئے جدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ پرسوں بروز جمعہ آپ کا جنازہ ۔۔۔ میں پڑھا گیا۔

نسائیات

خواتین احمدیت!

احمدیت کے مغز کو سمجھنے کی کوشش کریں

(از محترمہ ن - ب صاحبہ)

پیغام صلح کو بجا طور پر فخر حاصل ہے کہ محترم بہن گلافزاں صاحبہ جو علوم شرقی و مغربی کی ایک فاضلہ ہونے کے دوش بدوش عملی طور پر صحیح اسلامی سیرت کی ایک مثال ہیں۔ وقتاً فوقتاً خواتین قوم کے لئے بہرہ نسائیات کے ذریعہ اظہار خیال کرتی رہتی ہیں۔ ہمیں جہاں تک ان کے مقالات مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خواتین میں خدمت دین کی صحیح روح پیدا کرنے کے پہلو بہ پہلو ان کو معاشرتی اور مجلسی رنگ میں بھی ترقی پر دیکھنے کی شائق ہیں ـــــ اس امر سے درگذر کرتے ہوئے کہ گلافزاں صاحبہ یا دیگر نامہ نگار خواتین جو کچھ لائحہ عمل پیش کرتی ہیں۔ اس سے کس قدر اختلاف کیا جاسکتا ہے اور اس میں کس قدر اصلاح و ترمیم کی گنجائش ہے۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہمارا ستعلب ان کی مخلصانہ مساعی کے لئے جذبہ تشکر و امتنان سے مملو ہیں ـــــ مسلمانوں کی مجلسی زندگی اس امر کی اجازت نہیں دیتی۔ کہ صنف نازک کی اصلاح و بہبود کا کام قوم کے مردوں کے سپرد کیا جاسکے۔ اس لئے یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے کہ قوم کے اس طبقہ میں بیداری انہی سر فروش خواتین کی کوششوں سے پیدا ہوسکتی ہے جو حقیقی معنوں میں دین کو دنیا پر مقدم کریں۔ اور قومی مفاد کو شخصی اور انفرادی اغراض پر ترجیح دیں۔ ذیل کے مقالہ کے لئے ہم ن - ب صاحبہ کے ممنون ہیں (اختر گیلانی)

میں اپنی احمدی بہنوں کی خدمت میں یہ درخواست کرتی ہوں کہ وہ اس بات کو معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ احمدیت کیا چیز ہے اور ہمارے احمدی ہونے سے کیا مراد ہے۔ ہم کو بانی سلسلہ نے کیا کام بتایا اور کس کام کو انجام تک پہنچانا ہمارا فرض قرار دیا ہے۔ ہمارا نام احمدی بنانا کسی کام کا نہیں جب تک ہم کو وہ علم نہ ہو جو احمدیت نے ہم کو سکھایا۔ بہت سی خواتین ایسی ہیں جو احمدی کہلاتی ہیں۔ مگر پوچھا جائے کہ تم احمدی ہو تو ڈر جاتی ہیں اور جواب دیتی ہیں کہ ہم کو تو پتہ نہیں۔ وہ مرد ہی جانیں جو احمدی بنتے ہیں ہم تو ان کے پیچھے ہیں۔ انہوں نے کہا تو بیعت کرلی۔ مگر کیا فائدہ اس بیعت کرنے سے اور کیا حاصل اس احمدی ہونے سے۔ احمدی بننے سے میری بہنو! اور بزرگو! اس حقیقت کو حاصل کرو کہ جو احمدیت نے بتائی؟ احمدیت ایک روشنی ہے جو ہمیں ملی ہے۔ اسے ضائع مت کرو۔ بہت قیمتی وقت ہے اس کی قدر کرو احمدی دین اسلام کے سچے خادم ہیں۔ آپ اس نام سے ڈرتی ہیں اس نام پر دشمن اعتراض کریں تو لاکھ بار کریں۔ کیوں ڈرو۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ سچائی ہاتھ میں ہے۔ خاموش کیوں ہو۔ کوئی سوال کرے تو جواب دو۔ خدا کا دیا دماغ ہے۔ عقل سے کام لو۔ دشمن کا مقابلہ کرو۔ اپنے سلسلے کے اخبار دیکھو۔ اپنے سلسلے کی کتابیں پڑھو۔ آپ کو یہ علم ہو کہ مجدد وقت نے ہمیں کیا سکھایا ہے۔

آنکھیں بند کرکے گھر میں بیٹھنے سے کیا حاصل؟ آپ اس خاموشی سے قوم کی جڑیں کاٹتی ہیں اگر آپ یہ نہیں جانتیں کہ احمدی دنیا میں کیا کام کر رہے ہیں اور کس کام کی خاطر دنیا کی نظروں میں ذلیل ہیں۔ تو کل کو وہ بچے جو آج آپ کی گودوں میں پل رہے ہیں کیا جانیں گے۔ بچے پر ماں کا ہی اثر ہوتا ہے۔ اگر ماں نماز پڑھتی ہے تو بچے کے دل میں ضرور شوق ہوگا کہ نماز پڑھے۔ اگر ماں گالی دیتی ہے تو بچہ ضرور گالی دے گا۔ پیاری بہنو یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ کل کو خدا کے روبرو حاضر ہونا ہے۔ کیا جواب دوگی۔ جب اپنا فرض ادا نہیں کیا۔ احمدیت پر عمل کرو۔ ایسا عمل جو کرنے کا حق ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا احمدیت ایک سونے کا زیور ہے جو قیامت کے دن آپ کے گلے میں ہوگا۔ آپ کو اپنے سلسلے کی باتوں سے آگاہ ہونا چاہئے تاکہ اگر آپ پر کوئی سوال کرے تو آپ فوراً جواب دے سکیں۔ اگر زیادہ کچھ محنت نہیں کرسکتیں تو کم از کم اتنا ضرور کریں کہ جو ہمارا اخبار "پیغام صلح" نکلتا ہے اسے ضرور پڑھا کریں۔ ایک کتاب جو ہمارے حضرت امیر کی لکھی ہوئی ہے جس کا نام ہے "تحریک احمدیت" شروع سے لیکر آخر تک پڑھیں۔ آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی کہ دشمن ناحق اعتراض کرتے ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے آپ کو بہت سی باتیں معلوم ہوں گی اور آپ اچھی طرح جان جائینگی کہ احمدی کون ہوتے ہیں۔ اپنے دل میں روح اور طاقت پیدا کرو۔ قربانی کا شوق ہر حال میں ہو۔ کوئی چیز خدا کے راستہ سے آپ کو نہ روکے۔ اگر ضرورت پڑے تو جان تک قربان کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ جب احمدیوں میں یہ روح پیدا ہوگی۔ تب ہی اسلام دنیا میں غالب ہوگا۔ خدا وہ وقت جلد دکھائے جب تمام دنیا پر اسلام کا غلبہ ہو۔ اپنے بچوں کو اس طرح خدمت دین میں پختہ کرو کہ وہ دنیا کی نظروں میں ایک نمونہ بن جائیں۔ دعا ہے خدا میری سب بہنوں کے دل میں جوش پیدا کرے تاکہ وہ پہلے سے اپنے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرسکیں۔

ایک ضروری التماس

انجمن کا مالی سال ۳۱ اکتوبر ۳۷ء کو ختم ہو رہا ہے۔ اس کے تمام بل اسی صورت میں ادا ہو سکتے ہیں کہ احباب اس سال کے موعودہ چندے اسی سال کے اندر اندر ادا فرمادیں جیسا کہ ۔۔۔ اور ارشاد الہٰی کی بہت سی رقوم احباب کے ذمہ ہیں دفتر انہیں کئی مرتبہ یاد دہانی کرا چکا ہے

اس لئے اپیل

تمام دوستوں کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنے بقایا کو جلد از جلد صاف فرما کر ممنون فرمائیں۔

خاکسار

آنریری اسسٹنٹ سکرٹری

تکمیل و تبلیغ

شیخ یعقوب علی صاحب کے جواب پر ایک سرسری نظر

(جناب منصور احمد صاحب دائمؔ کے قلم سے)

شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر "الحکم" اپنے مضمون ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے ایک مضمون کا جواب؛ شائع شدہ اخبار "الفضل" ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۷ء میں حضرت ڈاکٹر صاحب کے چند "الزامات" کا جواب خاص قادیانی طرز نگارش میں دیتے ہوئے پیغامیوں کی سخت کلامی کا شکوہ کرتے ہیں اور شروع میں اپنی نرم کلامی کا ثبوت حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نام کے ساتھ "امیر المنکرین" کے قادیانی خطاب سے دیتے ہیں۔

مضمون کیا ہے؟ اپنے مخصوص علم الکلام کا نمونہ جو سرزمین قادیان اور عہد محمودیہ کا خاصہ ہے۔ آپ تمام مضمون میں اس صفائی سے گالیاں بھی دیتے جاتے ہیں اور ساتھ بار بار ارشاد ہوتا ہے دیکھو میں نے کسی کو کبھی گالی دی ہے؟ احراری بیچارے تو یونہی بدنام ہیں۔ عرفانی صاحب تو ان کے بھی کان کترتے ہیں۔

مضمون کا جواب تو شاید صحت ہونے پر ڈاکٹر صاحب ہی دے سکیں۔ کیونکہ بعض ایسے واقعات کا ذکر ہے جو عہد مسیح موعود سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن مجھے حیرت تو اس بات پر ہے کہ عرفانی صاحب نفس مضمون کو چھوڑ کر رونا لے بیٹھے الحکم کی خریداری کا۔ کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے انہیں چندہ نہ دیا۔ اور وہ مفت اخبار بھیجتے رہے بات دراصل یہ ہے کہ کسی نے بھوکے سے پوچھا تھا۔ دو اور دو۔ تو دنا جھٹ بول اٹھا تھا۔ "چار روٹیاں"! عرفانی صاحب آجکل مالی مشکلات میں ہیں اس لئے انہیں رہ رہ کر اپنے اخبار کا چندہ اور کتابوں کی قیمت یاد آتی ہے (کیا اچھا ہو کہ وہ اپنا بل بھیج کر یہاں سے رقم وصول کرنے کی کوشش کریں)

خلیفہ قادیان ایک سال سے بڑے بڑے جلالی "خطبات میں" مریدوں کو گورنمنٹ، غیر مبائعین، احراریوں وغیرہ کو ڈانٹنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ ان پر اب کوئی اعتراض کرے تو وہ جھٹ ایک ڈانٹ کے ذریعہ معترض کو خاموش کر دیتے ہیں کہ خدا کے لاڈلے خلیفہ کا ہر فعل خدا کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے اور خلیفہ کی پالیسی کا مؤید خدا ہے مریدوں میں بھی اب یہ رنگ نمایاں ہوتا جا رہا ہے۔ پھر عرفانی صاحب جو ماشاء اللہ خلافت محمودیہ کے قائم کرنے والوں میں سے ہیں۔ ان میں تو خلافت کا رنگ سب سے زیادہ نظر آتا ہے چنانچہ وہ بھی تعلّی میں فرماتے ہیں۔

> "ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ اپنے ایسے ساتھیوں کی
> زبان اور قلم کو روکو۔ جو اس وجود پر حملہ کرتے ہیں۔
> جس کے لئے خدا تعالیٰ غیرت رکھتا ہے۔ تقویٰ کا
> طریق یہ ہے کہ مفتریوں کے اتہامات پر تمہاری
> زبانیں نہ کھلیں۔ بار بار ناپاک الزام کو دہرانا
> خدا کے غضب کو بھڑکائے گا"

کیا تقویٰ کا قادیانی معیار یہ ہے کہ جب احمدیت کی بنیادیں ایک شخص کے کیرکٹر کی وجہ سے کھوکھلی ہو رہی ہوں۔ اس شخص پر کئی بار ایک جیسے الزام لگ چکے ہوں اور الزام لگانے والے وہ لوگ ہوں جو محمودیہ گورنمنٹ میں خلیفہ کے مصاحب رہ چکے ہوں اور یہ مطالبہ قرآن اور حدیث کے مطابق ہو۔ تو کیا اس وقت احمدیت کو بچایا نہ جائے۔

دھمکی یہ دی جاتی ہے کہ ان اعتراضات سے خدا کا غضب بھڑکے گا۔ شاید ان کا خدا (العیاذ باللہ) محمودیوں کا خدا ہوگا۔ جو حق اعتراض پر بھی ناراض ہو جائے ورنہ ہمارا خدا تو ایسا نہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ پر تو بھرے مجمع میں معمولی سی بات پر اعتراض ہو جائے اور وہ جواب دیں۔ لیکن خلیفہ صاحب پر ایک اتنا بڑا الزام لگے۔ تو اس کا جواب ندارد۔ الٹا عذاب کی دھمکی دی جائے۔

عرفانی صاحب نے ایک پتے کی بات بھی کہہ دی۔ فرماتے ہیں

> "خوب سمجھ لو۔ ہم خدا کے فضل سے حواس باختہ نہیں۔ ہم نے سوچ سمجھ کر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے"

حضرت! اگر آپ حواس باختہ نہ ہوتے۔ تو یہ نئی نبوت کا ڈھونگ کیوں رچاتے کہ حضرت اقدس جن باتوں سے انکار کریں اور ان کی طرف ان باتوں کو منسوب کرنا بھی برداشت نہ کریں۔ وہ سب باتیں آج آپ ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

اگر آپ حواس باختہ نہ ہوتے تو حضرت اقدس کے الوصیۃ کے صریح حکم کے خلاف ایک نرالی خلافت کی گدی قائم کیوں کرتے یہ حواس باختگی نہیں تو اور کیا ہے؟

پھر ارشاد ہوتا ہے:۔

> "اس کا ثبوت ذرا ان تین خطوط میں دیکھئے جو مصری صاحب نے میاں صاحب کو لکھے۔ اگر جرأت ہے تو ان خطوط کو شائع کرا دیجئے۔ تب خلافت مآب کی معصومیت ظاہر ہو جائے گی"

آخر میں مضمون کی تان وہیں آ کر ٹوٹی جماعت احمدیہ (امت محمودیہ) کو خوش سب کیا جاتا ہے۔ کہ اسے علیحدہ عہد ہے جان نثار مرید وا دکھیں عقل سے کام نہ لینا۔ اور خلافت کے جال میں پھنسے رہنا۔ کیونکہ لاڈلے خلیفہ کے خلاف جو آواز اٹھائی گا وہ شیطان کہلانے سے بچ نہ سکے گا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

> "یہ جنگ شیطان کی آخری جنگ ہے"

اور لگے ہاتھوں مصری صاحب کو معافی مانگنے کی تلقین کر گئے ہیں۔ کیونکہ "وہ نہ ہو۔ آخر کو ..." اگرچہ ان میں اب کس بل نہیں۔ لیکن بڑے بڑے داؤ دیا ہے۔ چنانچہ نہایت صفائی سے ایک داؤ چلا گئے۔ فرماتے ہیں:۔

> "وقت آتا ہے کہ تمہاری زبان سے حضور معذرت خواہ ہوں گے اور وہ اپنے فطرتی رحم اور احسان سے انہیں لا تثریب علیکم الیوم کہیگا
> اسیر رہائی پائیں گے"

"ظفر علی خاں"

پنجاب کے ہر سیاسی حلقہ میں یہ خبر حیرت و استعجاب سے سنی گئی ہے کہ "مولانا" ظفر علی خاں جن کی "اکڑی ہوئی گردن" "خدائے قدوس کے آستانہ" کے سوا کسی فرعونی طاقت کے سامنے خم ہونے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی تھی ——— جن کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ "ملت بیضا" کو "مغربی استعمار" کے "آہنی چنگل" سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ جو چالیس چالیس ہزار کے مجمعوں میں زمین، آسمان، اور "رب علی" کے "مظلوموں" کو گواہ ٹھہرا کر یہ اعلان کرتے تھے کہ وہ ملوکیت کے ساتھ تعاون نہیں کر سکتے۔ آج مرکزی مجلس واضع قوانین کے عضو بن کر اپنے "مغربی آقایان سفید فام" کے در دولت پر ناصیہ فرسائی کرنے لگ گئے ہیں۔

یہ تو ہمیں عرصہ سے معلوم تھا کہ برطانوی استعمار کی بکڑی ہوئے دستور جدید کا دودھ دیتے وقت اس امر سے اقرار نہیں کیا کہ اس میں گورنروں کے اختیارات خصوصی کی بینگنیاں نکاری ہیں جنکے لئے وزراء ہند کو اپنے آقایان فرنگ کے آستانہ عبودیت پر جبین نیاز خم کرنے پر مجبور کرے ——— لیکن تعجب تو اس امر پر ہے کہ باوجودیکہ "مولانا" ظفر علی خاں کا مینہ پنجاب کے کوئی خزینہ نہیں۔ آپ "سکندر و خضر" کی معیت میں اعلیٰ حضرت معلی القاب لارڈ لنلتھگو کی آمد لاہور پر اہل پنجاب کی طرف سے بالعموم اور "زمیندار" اور "اتحاد پارٹی" کی طرف سے بالخصوص آپ کی خدمت بابرکت میں ایک سپاسنامہ پیش کرنے والے ہیں۔

ناز یبا ہوگا۔ اگر ہم اس بحث میں پڑیں کہ اس وقت جبکہ پنجاب کی کانگرس کمیٹی نے گوجرانوالہ کی "کانفرس" میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ وائسرائے کی آمد پر اس کے دربار کا مقاطعہ کیا جائے۔ اسلامیان پنجاب کو کیا مسلک اختیار کرنا چاہئے۔ لیکن ہم ازبس ضروری سمجھتے ہیں کہ "مولانا" ظفر علی خاں کے اس مبارک ارادہ پر اظہار خیالات کریں۔

حق یہ ہے کہ مولانا موصوف ابتدا سے ہی "شاہان نصاریٰ" کے "ریزہ چینوں" میں سے ہیں اور پنجاب کے "سرداران ..." میں آپ کو ہی یہ فخر حاصل ہوا تھا کہ "..." فرمائیں۔

> ہے شیر نر یا ناصر السیار بادشاہ جارج نامی کا
> ممتاز ہے زمانوں میں سلاطین ہر یا ان میں
> نظر آتی ہے ظل الٰہی ستان دونوں کو
> برہمن کو صنم خانے میں مسلم کو اذانوں میں

اس لئے اگر وہ اب بھی وائسرائے ہند کی شان میں کوئی "مدحیہ" لکھیں تو ناممکنات میں سے نہیں سمجھنا چاہئے۔

بعض طبائع کا یہ بھی خیال ہے کہ "مولانا" حکومت برطانیہ اور جمہور المسلمین کے درمیان "حرف مشدد" کی طرح واقع ہوئے اور دونوں طرف مساوی تعلق رکھتے ہیں۔ مگر مجلس اتحاد ملت ہند کے ارکان کو ان کی یہ دو رنگی ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ یہی وجہ ہے کہ "سید مصطفےٰ شاہ صاحب گیلانی سالار اعظم حزب ملت پنجاب" نے ابھی سے "مولانا" کو متنبہ کرنا چاہا ہے۔ کہ اگر وہ اس ارادہ سے باز نہ آئیں گے تو ماننا پڑے گا کہ ان کے قلب میں مسجد شہید گنج کا حقیقی درد نہیں۔

لیکن "مولانا" کے بعض بہی خواہوں کا یہ بھی خیال ہے کہ عین ممکن ہے "مولانا" سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے حملہ معترضہ کے طور پر "مسجد شہید گنج" کی واگذاری کا مطالبہ بھی کر دیں۔ اب ہم سراپا شوق بن کر منتظر ہیں کہ مولانا کونسا طریق ...

... اختیار کرتے ہیں۔ تاکہ "دربار" بھی کامیاب ہو جائے اور "تحریک مسجد شہید گنج" بھی زندہ رہے۔

(اختر گیلانی)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

رفتارِ زمانہ

—— آل انڈیا کانگرس [illegible] اقتصادیات نے بندے ماترم اور کانگریس کے عنوان سے ایک بیان [illegible] کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ بندے ماترم کا گیت اپنی [illegible] ہندوستانی زبان کی وجہ سے ہم پسند نہیں کرتے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ جس کتاب سے یہ گیت لیا گیا ہے اس میں انگریز [illegible] کی بھی حمایت ہے۔

—— گڑھدیوال ۱۴ اکتوبر۔ پولیٹیکل کانفرنس میں بیرا کالیوں اور دوسرے سیاسی قیدیوں کی غیرمشروط اور فوری رہائی کا مطالبہ کیا۔

—— ناگپور ۱۲ اکتوبر۔ حکومت سی۔ پی کا ارادہ ہے۔ کہ صوبے کے چھوٹے چھوٹے زمینداروں کے مالیے میں دو آنہ فی روپیہ تک تخفیف کی جائے۔

—— لاہور ۱۳ اکتوبر۔ آج ساڑھے چھ بجے شام بیرون دہلی دروازہ میں پنڈت جواہر لال نہرو۔ صدر آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی تقریر ہوئی جس میں حاضرین کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ پنڈت جی سیاسیات ہند پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ آیندہ چار پانچ سال میں ایک زبردست انقلاب ہونے والا ہے۔ اور دس پندرہ سال کے بعد شاہنشاہیت اور ملوکیت کا نام ونشان نہ رہے۔

—— لکھنؤ۔ آل انڈیا شیعہ پولیٹیکل کانفرنس نے دوسرے دن کی گرماگرم بحث کے بعد فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ شیعہ قوم کو غیرمشروط طور پر کانگریس میں شامل ہو جانا چاہیے۔

—— پٹنہ ۱۴ اکتوبر۔ صوبہ بہار میں کانگریس کے ۴ لاکھ ممبر بھرتی ہو چکے ہیں۔

—— نوز پور ۱۳ اکتوبر۔ آسام پراونشل کانگریس کمیٹی کے آرگنائزنگ سکرٹری نے پریس کو بیان دیتے ہوئے کہ پنڈت جواہر لال نہرو آیندہ نومبر میں آسام کا دورہ کریں گے اور کانگریسی اضلاع کا معائنہ کریں گے۔

—— کلکتہ ۱۳ اکتوبر "اسٹیٹس مین" رقمطراز ہے کہ بھاگل پور سب ڈویژن بہار کے دریائے سوپال میں طغیانی سے ایک لاکھ دیہاتی بے خانماں ہو گئے۔

—— گڑھدیوالہ۔ ۱۳ اکتوبر۔ پولیٹیکل کانفرنس میں اعراب فلسطین سے اظہار ہمدردی اور وائسرائے کے دربار لاہور کے بائیکاٹ کی قرارداد منظور کی گئی۔

—— ہری پور ہزارہ ۱۱ اکتوبر۔ ڈاکٹر خانصاحب وزیر اعظم سرحد سرائے صالح میں پہلی دفعہ تشریف لائے۔ انکی معیت میں مسٹر بھنجورام گاندھی وزیر مالیات تھے۔ آپ نے ایک تقریر کے دوران میں کہا حکومت سرحد سرائے صالح کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار دیکھنا چاہتی ہے۔

—— شملہ ۱۲ اکتوبر۔ مرکزی اسمبلی کے مسلم ارکان نے حالات فلسطین کے سلسلہ میں ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں اعراب فلسطین سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ اور حکومت برطانیہ کو توجہ دلائی ہے کہ عربوں کو جمہوریت کے قیام کا موقع دیا جائے

—— برلن ۱۳۔ اکتوبر۔ جرمنی کی طرف سے ایک بیان شائع ہوا ہے۔ جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ جب تک بلجیم کی طرف سے جرمنی کے خلاف جنگی اقدامات میں حصہ نہیں لیا جائے۔ جرمنی بلجیم کی آزادی کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی ملکی سیادت کا احترام کرے گا۔

—— قسطنطنیہ (بذریعہ ڈاک) ۲۶ ستمبر کو غازی عصمت انونو وزیر اعظم ترکی نے کمال اتاترک کی خدمت میں اپنی وزارت کا استعفےٰ دیدیا ہے۔ جو منظور کر لیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ استعفےٰ بعض اختلافات کی بناپر ظہور میں آیا۔ جو ترکی کی سیاست خارجہ بالخصوص روس کے ساتھ تعاون کے سلسلہ میں تعلق رکھتے تھے۔ اور کمال اتاترک اور عصمت انونو کے درمیان چار سال سے چلے آ رہے ہیں۔ ترکی کی نئی وزارت جلال بایار وزیر اعظم نے مرتب کی ہے۔

—— اسکندریہ ۱۲ اکتوبر آج وزیر اعظم مصر نحاس پاشا نے برطانوی فوجی ہیڈکوارٹر پر جہاں نصف صدی سے برطانوی جھنڈا لہرا رہا تھا پہلی مرتبہ مصری جھنڈا لہرایا۔ اس کے ساتھ ہی یہ عمارت مصری حکومت کے سپرد کر دی گئی۔ اسی طرح معاہدہ مصر وانگلستان کی ایک اور شرط کی تکمیل ہو گئی۔

—— نئی دہلی ۱۴ اکتوبر۔ دہلی کانگریس کمیٹی نے دہلی میں ایک کانگریس ہاؤس تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ایک لاکھ روپیہ کی اپیل کی ہے

—— بیروت ۱۳ اکتوبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ کل کسی نامعلوم قاتل نے امریکی قونصل جنرل مسٹر ٹامس ماریز کو گولی سے ہلاک کر دیا

—— لاہور ۱۱ اکتوبر۔ سر عبد القادر فرنٹیئر میل کے ذریعہ یکشنبہ کو یہاں وارد ہوئے۔ انھوں نے ایک اخباری نمایندہ سے ملاقات کے دوران میں کہا میں ہندوستان کی تاریخ کے اس اہم وقت میں ہندوستان آکر بے حد مسرور ہوا ہوں جبکہ تمام صوبوں میں صوبجاتی آزادی کا تجربہ ہو رہا ہے۔

—— شملہ ۱۱ اکتوبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ سر ہربرٹ ایمرسن گورنر پنجاب کو جنکے عہدہ کی میعاد ۱۲ اپریل ۱۹۳۸ء کو ختم ہونا تھی۔ ملک معظم نے مزید دو برس کی توسیع دے دی ہے۔ وہ ۱۲ اپریل کے بعد چھ ماہ کی رخصت لیں گے۔ ان ایام رخصت کے دوران میں مسٹر ہنری کریک پنجاب کے گورنر ہوں گے۔

—— برلن ۱۱ اکتوبر آج ڈیوک اور ڈچز آف ونڈسر برلن پہنچے ہر ہٹلر کی طرف سے افسروں کی ایک جماعت نے ان کا خیر مقدم کیا۔ ڈیوک اور ڈچز ہٹلر کے محل کے بالمقابل ایک ہوٹل میں قیام کریں گے

—— لنڈن ۱۲ اکتوبر عدم مداخلت کو زیادہ موثر بنانے کیلئے انگلستان اور فرانس نے اٹلی کو نوٹ بھیجا تھا۔ اس کا جواب اٹلی کی طرف سے شائع ہو گیا ہے جس میں لکھا گیا ہے۔ کہ فسطائی حکومت کسی ایسے اجلاس کانفرنس یا گفت وشنید میں شامل نہیں ہو گی جس میں جرمنی کو باقاعدہ مدعو نہ کیا جائے۔ برطانیہ کے سرکاری حلقوں میں اس کے متعلق سخت مایوسی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور اسے بالکل تخریبی تصور کیا جا رہا ہے۔

—— میڈرڈ ۱۳ اکتوبر۔ ایک ہفتہ کے سکون کے بعد کل میڈرڈ پر شدید گولہ باری کی گئی جس کے نتیجہ میں بہت سے لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ پندرہ سے زائد گولے ایک گھنٹہ سے کچھ زائد عرصہ میں برسائے گئے۔

—— شنگھائی ۱۳ اکتوبر۔ برطانوی سفارت خانوں کی تین کاریں ہانگ کانگ سے شنگھائی جا رہی تھیں۔ چھ طیاروں نے جو جاپانی بیان کئے جاتے ہیں۔ ننگ ہانگ کے مقام پر گولے برسائے گئے۔ لیکن کوئی شخص ہلاک یا مجروح نہیں ہوا۔ کاروں پر یونین جیک لہرا رہا تھا۔ برطانوی حکام نے جاپانیوں کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی ہے۔ جاپان نے ایک سرکاری اعلان شائع کیا ہے جس میں یہ لکھا ہے۔ کہ سفارتخانہ نے شنگھائی کیطرف کاروں کی روانگی کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔

—— دمشق ۱۴ اکتوبر۔ ہائی کمشنر شام نے ایک اعلان کے ذریعہ شام کے اخبارات کو متنبہ کر دیا ہے۔ کہ وہ فلسطین کے متعلق کوئی تبصرہ شائع نہ کریں۔ اور نہ مفتی اعظم امین الحسینی کے اعلانات وبیانات شائع کریں۔ اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والے اخبارات کے پریس ضبط کر لئے جائیں گے

—— لکھنؤ۔ ۱۳ اکتوبر۔ آج شام کو جب مسٹر محمد علی جناح لکھنؤ پہنچے۔ تو مجلس استقبالیہ کے صدر راجہ محمود آباد نے آپ کا استقبال کیا۔ ازاں بعد جلوس نکالا گیا۔ اسٹیشن سے تھوڑے ہی فاصلہ پر آزاد مسلم لیگ کے چند غوغائیوں نے جلوس میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی دونوں طرف سے لاٹھیاں استعمال کی گئیں دو افراد زخمی ہوئے۔

—— لاہور ۱۳ اکتوبر۔ سید غلام مصطفےٰ شاہ خالد گیلانی سالار اعظم مجلس اتحاد ملت نے ایک بیان میں مولوی ظفر علی خاں پر زور ڈالا ہے کہ وہ وائسرائے کے دربار لاہور کا مقاطعہ کریں۔

—— لاہور ۱۴ اکتوبر۔ سر فضل حسین میموریل لائبریری کے لئے اس وقت تک پبلک کی طرف سے ۱۰۳۲۴ روپے کی رقم جمع ہوئی ہے۔ وائسرائے ہند ۲۹ اکتوبر کو میموریل لائبریری کا سنگ بنیاد رکھیں گے

—— جالندھر ۱۴ اکتوبر۔ گڑھدیوال کی موتمر سیاسی کی ایکزیکٹو کمیٹی کے ایک سرکردہ ممبر نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمایندہ کو دوران ملاقات میں کہا۔ کہ پنجاب کے کانگرسیوں میں ابھی تک شدید اختلافات موجود ہیں۔ اس اختلاف کا ثبوت ڈاکٹر ستیہ پال کی پارٹی اور ڈاکٹر گوپی چند کی پارٹی کے درمیان وہ شدید لفظی بحث ہے جو یونٹی کانفرنس و موتمر اتحاد سے علیحدگی کے ریزولیوشن سے ان میں ہوا ہے

—— ڈاکٹر گوپی چند کی پارٹی نے اس قرار داد کی شدید مخالفت کی اور کہا کہ وہ مولانا ابوالکلام آزاد کی ہدایات کے ماتحت اس میں شامل ہے

—— سلیمنکا ۱۴ اکتوبر۔ ہسپانوی باغیوں کا دعویٰ ہے۔ کہ انھوں نے ۲۴ سرکاری جہازوں کو جو سالامانکا پر بمباری کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ نیچے گرا لیا۔ اسی طرح ۹ اور طیاروں کو دوسرے علاقوں میں گرا لیا گیا۔

—— لکھنؤ ۱۵ اکتوبر۔ سر سکندر حیات خان وزیر اعظم پنجاب اور مسٹر فضل الحق وزیر اعظم بنگال آج طویل گفت وشنید کے بعد مسلم لیگ میں شامل ہو گئے مگر جہاں تک صوبجاتی مفاد کا سوال ہے وہ علے الترتیب اتحاد پارٹی اور پروجا پارٹی کے ہی پروگرام کو چلائیں گے۔

—— لکھنؤ ۱۵۔ اکتوبر مسٹر محمد علی جناح نے آل انڈیا مسلم لیگ کے خطبہ صدارت میں فرمایا کہ کانگریسی ہندوؤں سے مسلمانوں کو انصاف کی امید نہیں۔ انہوں نے ہندوستان کو صرف ہندوؤں کے لئے بنا لیا ہے۔

—— کراچی ۱۵ اکتوبر آج عصر کے وقت حکومت ہند کے چیف سکرٹری نے اعلان کیا ہے کہ مکھی گوبند رام نے سندھ کی وزارت سے استعفےٰ دیدیا ہے۔ اور گورنر سندھ نے ان کا استعفےٰ ۱۴۔ اکتوبر سے منظور کر لیا ہے۔ خیال کیا جا رہا ہے کہ ان کی جگہ دیوان بہادر ہیرانند کھیم سنگھ کو وزیر مقرر کیا جائے گا۔

—— لائل پور ۱۵۔ اکتوبر ایک اطلاع مظہر ہے کہ پولیس نے دو ہندو نوجوانوں کو گرفتار کیا ہے ان کے مکان پر چھاپہ مار کر پولیس نے متعدد جعلی سکے سازی کا سامان برآمد کیا ہے۔

بچوں کے لئے ایک دلچسپ افسانہ

سلیمہ کی بانو سے لڑائی

(از شیخ محمد طفیل صاحب مدیر "نسیم ادب" امرتسر)

طفیل صاحب ایک بہت کم عمر احمدی نوجوان ہیں اور ایم۔ اے۔ او کالج امرتسر میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن اپنی مصروفیات کے باوصف "ادبی ذوق" سے مجبور ہو کر کچھ نہ کچھ لکھتے ہی رہتے ہیں۔ آپ کے افسانے ملک کے متعدد ادبی رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ اب آپ نے "نسیم ادب" کے نام سے ایک ماہنامے کے اجرا کا فیصلہ کیا ہے جس کے قلمی معاونین میں احسان بن دانش جیسے بلند پایہ شعراء کے اسمائے گرامی نظر آتے ہیں ——— ذیل کا افسانہ ان کی جدت نگاری کی ایک ادنیٰ سی مثال ہے ——— (اختر گیلانی)

سلیمہ روتی ہوئی گھر آئی۔ "اماں جان مجھے بانو نے مارا ہے"

ماں نے کہا "بیٹی! ایسے کیوں رو رہی ہے۔ ٹھہر ابھی بانو کی ماں کے پاس چلتی ہوں۔ بات کیا ہوئی؟"

"بات کیا ہونا تھی۔ رائے صاحب کا موٹر آیا تو میں اس کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ جمیلہ اور سعیدہ بھی وہاں کھڑی تھیں۔ میں نے موٹر کو ہاتھ لگایا تو بانو کہنے لگی۔ "ہٹ ری ہٹ تیرے باوا کا موٹر ہے" میں نے اسے کہا۔ "اور تیرے باوا کا ہے"۔ (ہچکیاں لیتے ہوئے) بس بانو نے مجھے ایک تھپڑ دے مارا۔ میں مارنے لگی تو سعیدہ نے مجھے پکڑ لیا۔ پھر مجھے تین چار تھپڑ مارے" (اوں اوں اوں سلیمہ اور زور سے رونے لگی) کل جب میں اسکول جا رہی تھی تو بانو نے مجھے کہا تھا۔ احمدیوں کو مارنے سے تو ثواب ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر میرا دوپٹہ کھینچ لیا اور میں گرتے گرتے بچی"۔

بیچاری حمیدہ ایک دن میرے ساتھ آ رہی تھی بانو کہنے لگی۔ اری تو بھی کافر ہو جائے گی۔ یہ احمدی کافر بنا لیتے ہیں۔ . . . . پھر وہ کافر کافر کہہ کر میرا منہ چڑانے لگی۔"

سلیمہ کی ماں اسے پیار کرتی ہوئی اندر لے گئی۔ "اچھا اسے میں پوچھوں گی۔ کون ہے بانو؟ چپ کر سلیمہ اب مت رو۔ اسے میں ایسی سزا دوں گی کہ یاد کرے گی"۔ سلیمہ کو آنسو پونچھتے ہوئے نیند آ گئی اور وہ اپنی ماں کے گھٹنے پر سر رکھ کر سو گئی۔

〰〰〰

رات کا وقت تھا۔ انگیٹھی پاس ہی دہک رہی تھی۔ سلیمہ ابھی ابھی کھانا کھا کر چارپائی پر بیٹھی تھی اور اپنی گڑیا کے کپڑے درست کر رہی تھی تھوڑی دیر بعد اس کی ماں بھی آ گئی۔ سلیمہ نے پاؤں پھیلا کر۔

"اماں جان کافر کون ہوتے ہیں؟"

ماں "بیٹی جو خدا کو اور خدا کے پیارے نبی حضرت محمد صلعم کو نہیں مانتا۔ وہ کافر ہوتا ہے۔ کافر کے معنی ہیں نہ ماننے والا۔ انکار کرنے والا۔ جو دین اسلام سے منکر ہوں [illegible] کافر ہوتے ہیں"۔

سلیمہ "ماں! ہم کافر ہوتے ہیں؟"

ماں "بیٹی تمہیں کس نے کہا؟"

سلیمہ "بانو کہہ رہی تھی"۔

ماں "یہ جھوٹ کہہ رہی تھی۔ جو سچے دل سے اقرار کرے کہ خدا ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور آنحضرت صلعم سچے نبی ہیں وہ مسلمان ہے"

سلیمہ "پھر ہم انہیں نہیں مانتے؟"

ماں "کیوں نہیں مانتے۔ تمہیں کلمہ شریف یاد ہے؟"

سلیمہ "جی ہاں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

ماں "بس اس کے معنی ہیں۔ خدا ایک ہے اور محمد اس کے رسول ہیں۔ ہم اس کا دل سے اقرار کرتے ہیں اس لئے ہم مسلمان ہیں"

سلیمہ "بانو کہتی تھی ہم مسلمان نہیں"۔

ماں۔ "لوگوں کا یہ قاعدہ ہے کہ ہر نیک بزرگ کو تنگ کرتے ہیں اس کے اور اس کی جماعت کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ خدا کے ولیوں کی باتیں جب انہیں سمجھ نہیں آتیں تو جھٹ کافر کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی نے ایک دوسرے کو کافر کہنے سے روکا ہے آپ نے فرمایا۔ میری امت . . . .‘‘

"امت کیا ہے ماں؟"

جو لوگ آنحضرت صلعم کو مانتے ہیں۔ وہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ اب ہم مسلمان آپ کی امت ہیں یعنی آپ کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ . . . . میں کہہ رہی تھی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری امت کو اندرونی جھگڑے ہی تباہ کر دیں گے۔ بس اسی طرح کہ وہ ایک دوسرے کو کافر کہنا شروع کر دیں گے"۔

سلیمہ۔ "بانو تو مجھے ہی کافر کہتی ہے۔ نہ رشیدہ کو نہ جمیلہ کو"

ماں "تمہیں معلوم نہیں۔ آج دنیا میں شاید ہی کوئی مسلمان ہو جو کافر نہ بن چکا ہو"۔

سلیمہ۔ ابا جان ہی تو ایک دن کہتے تھے کہ جو تمہیں السلام علیکم کہے اسے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے [1]۔

ماں۔ "اچھا۔ کیا تم جانتی ہو۔ بانو کا باپ کون ہے؟"

سلیمہ "ہاں۔ سب کو گالیاں دیا کرتا ہے۔ ہم نے کئی دفعہ اس کا تماشا دیکھا۔ جمیلہ کہتی ہے وہ شراب پیتا ہے"۔

ماں "یہی باتیں کافروں والی ہیں اور مسلمان کرتے ہیں۔ کیا تم نے اپنے ابا جان کو ایسی حرکتیں کرتے دیکھا ہے؟ شکر کرو کہ لوگ تمہیں کافر کہتے ہیں لیکن تمہارے کام کافروں سے نہیں اور جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ ان کے اعمال کافروں سے بھی بُرے ہیں۔

سلیمہ۔ "پھر تو ہم کافر نہیں ہوتے"

ماں۔ "بیٹی کافر بنانا آدمیوں کا کام نہیں۔ کوئی لاکھ کافر کہے کسی کے کہنے سے کوئی کافر تھوڑی ہو جاتا ہے۔ تم اپنے دل سے مسلمان ہو تو مسلمان۔ بانو کو بکنے دو۔ تمہارا کیا گھس جائے گا"

سلیمہ۔ "ماں جب وہ کافر ہوتے ہیں تو میں بانو کو کہوں گی۔ اری کافر تو تو ہے"

ماں۔ "نہ بیٹی۔ جب تک کوئی اپنے آپ کو مسلمان کہے کسی کا حق نہیں کہ اسے کافر کہے۔ احمدی کسی کو کافر نہیں کہتے [2]۔ تم کئی دفعہ احمدیہ بلڈنگس میں گئی ہو ——— وہاں تم نے جمعہ کے خطبہ میں کئی بار سنا ہو گا کہ احمدی جماعت ہر کلمہ پڑھنے والے کو مسلمان کہتی ہے۔ بانو اور اس کے گھر کے لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اس لئے ہم انہیں کیوں کافر کہیں"۔ سلیمہ کی ماں نے جھک کر دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ سلیمہ کی آنکھ لگ چکی ہے اور وہ آرام سے سو رہی ہے۔

---

[1] وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء)

[2] عقائد جماعت احمدیہ لاہور

دھرمسالہ میں تبلیغی سرگرمیاں

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام)

۹ - ۱۰ - ۱۱ اکتوبر کو آریہ سماج دھرمسالہ علاقہ کانگڑہ کا سالانہ جلسہ تھا۔ میں بھی وہاں پہنچا۔ بہت سے آریہ پنڈت صاحبان کے علاوہ پنڈت ستیہ دیو آریہ مناظر بھی لاہور سے پہنچے ہوئے تھے۔ منشی محمد بشیر خان صاحب والٹر پریذیڈنٹ انجمن اسلامیہ دھرمسالہ نے لالہ تیغ چند صاحب منتری آریہ سماج سے اس کو مناظرے کیلئے کوشش کی۔ منتری صاحب نے ۱۱ اکتوبر رات ۹ بجے کا وقت دیا۔ مگر آٹھ بجے ان کا چٹھا آیا کہ وقت دینے میں غلطی ہوگئی ہے۔ پبلک کی روادائی منسوخ سمجھئے۔ اگر آپ کچھ چاہتے ہیں تو لکھ کر دیں۔ اس پر میں نے مناظرہ کا چیلنج لکھ کر دیا۔ کہ اسلام وید و قرآن پر دو گھنٹے مناظرہ کر لو۔ اگر یہ مناظرہ منظور نہیں تو مجھے اپنے پنڈال میں تصداقت اسلام یا بہتر نہ ہو تو ادھ گھنٹہ لیکچر کا موقعہ دو۔ میرا یہ چیلنج پبلک میں پڑھ کر سنایا گیا اور جواب یہ دیا گیا کہ مرزا مظفر بیگ ایک بدزبان اور فسادی آدمی ہے اس لئے ہم اس سے مناظرہ منظور نہیں کرتے۔ یہ ساری کمزوری آریوں کی مناظر پنڈت ستیہ دیو کی تھی۔ وہ ابھی ابھی راولپنڈی میں مجھ سے مار کھا چکا تھا اس لئے اسے مناظرہ کی جرأت نہ ہو سکتی تھی اور اسٹیج پر میرے متعلق یہ اعلان کر دیا۔ مگر خدا کی شان ہے پبلک سے ایک غیر مسلم نوجوان مسٹر گوبند سنگھ اٹھا اور نہایت زور دار الفاظ میں کہا کہ میں مرزا مظفر بیگ سے مل چکا ہوں۔ وہ ایک شریف اور با اخلاق انسان ہے۔ تمہارا پنڈت مقابلہ سے جی چرا رہا ہے۔ تم تو پراپیگنڈہ کر رہے تھے کہ ہمارا مولانا ستیہ دیو آ رہا ہے۔ اب تمہارا مولانا ستیہ دیو کیوں دبکا بیٹھا ہے۔ . . . . اور میدان میں کیوں نہیں نکلتا۔ بہت سے اور انصاف پسند حضرات نے بھی مسٹر گوبند سنگھ کی تائید کی۔ مگر آریہ سماج نے مناظرے سے صاف انکار کر دیا۔ اور یوں ہمارے پرانے دوست مسٹر ستیہ دیو راولپنڈی سے بھاگنے کے بعد دھرمسالہ کے میدان سے بھی بھاگ نکلے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دھرمسالہ اور انجمن اسلامیہ پالم پور کی آپس میں مناظرہ کے متعلق خط و کتابت ہو رہی تھی بشرائط مضامین و تاریخہائے مناظرہ طے کرنے کیلئے میں اخویم مکرم منشی فتح دین صاحب کی معیت میں پالم پور پہنچا۔ سکرٹری صاحب انجمن اسلامیہ پالم پور سے ملاقات ہوئی۔ مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ انہوں نے کہا کہ مضامین اور تاریخ مناظرہ ہم مولوی لال حسین صاحب کے آنے پر ان کے مشورہ سے بتلا سکیں گے۔ ۱۱ اکتوبر دھرمسالہ کے جلسے کا آخری دن تھا۔ اور مجھے آریوں سے مناظرہ کے لئے وہاں پہنچنا تھا۔ اس لئے میں ۱۱ اکتوبر کو دھرمسالہ چلا آیا۔ مولوی لال حسین کے نام ایک چٹھی لکھ کر سکرٹری صاحب انجمن اسلامیہ پالم پور کے حوالے کر آیا۔ اس چٹھی میں لکھا گیا کہ اگر انجمن اسلامیہ پالم پور کو مناظرے کا شوق ہے تو ۲۵، ۲۶، ۲۷ اکتوبر تین دن مقرر کیجئے (۱) احمدیوں کے کفر و اسلام (۲) تجدید مجدد (۳) حیات و وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تین مناظرے ہو جائیں۔ علاقہ بھر میں کافی وقت پہلے اس مقابلہ کا اعلان کیا جائے۔ تاکہ شائقین وقت مقررہ پر پہنچ سکیں۔ اگر آپ کو یہ مناظرے منظور ہوں تو ہمیں اطلاع کر دیں۔

آخر پر اخویم مکرم منشی فتح دین صاحب کی کرمفرمائیوں اور راجہ فقیر محمد صاحب کی معیت کا شکریہ ادا کرتا ضروری سمجھتا ہوں۔ اللہ کریم ان ہر دو بزرگوں پر اپنے افضال و اکرام کی بارش کرے آمین

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد جیوا ذات [illegible] سکنہ [illegible] تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ [illegible] مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ [illegible]

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی راجہ ولد غلام ذات جپہ سکنہ چک نمبر ۱۲۵ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲/۹ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۶ [illegible]

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نورا منتقلی ولد [illegible] ذات راجبو سکنہ کوٹ عمر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲/۹ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳ [illegible]

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ دتہ ولد گامن ذات حجب [illegible] سکنہ [illegible] تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲/۱۰ مقرر ہوا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۹ [illegible]

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شامت ولد دریام ذات ترگ سکنہ [illegible] تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲/۱۰ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲ [illegible]

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان ولد جیونہ ذات ارائیں سکنہ شورکوٹ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲/۱۰ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲ [illegible]

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا الله ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۴۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۶ شعبان سنہ ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۳۷ء — نمبر ۶۵

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روح ایثار

دنیا میں دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک جسمانی تعلقات جیسے ماں باپ بہن وغیرہ کے تعلقات دوسرے روحانی اور دینی تعلقات یہ دوسری قسم کے تعلقات اگر کامل ہو جائیں تو سب قسم کے تعلقات سے بڑھکر ہو جائے۔ اور یہ اپنے کمال کو تب پہنچتے ہیں جب ایک عرصہ تک محبت ہی رہے دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا جو جماعت صحابہ کی تھی اسکے یہ تعلقات ہی کمال کو پہنچے ہوئے تھے جو انہوں نے نہ وطن کی پرواہ کی اور نہ اپنے مال و ملک کی اور نہ عزیز و اقارب کی یہاں تک اگر ضرورت پڑی تو انہوں نے بھیڑ بکری کی طرح اپنے سر خدا کی راہ میں رکھ دیئے وہ شدائد و مصائب جو اُن کو پہنچ رہے تھے اُن کے برداشت کرنے کی قوت اور طاقت اُن کو کیونکر ملی اس میں ہی سر تھا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقات بہت گہرے ہو گئے تھے۔ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تھا جو آپ لے کر آئے تھے اور دنیا اور اس کی ہر ایک چیز ان کی نگاہ میں خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں کچھ ہستی رکھتی ہی نہیں تھی۔

(الحکم جلد ۹ ۱۶)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ خون کے دباؤ کی وجہ سے بدستور صاحب فراش ہیں۔ احباب ان کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

— قاضی شیر محمد صاحب علی پوری اطلاع دیتے ہیں کہ:-

(۱) قاضی عبدالرحمان صاحب عرصہ دراز سے بعارضہ فالج بیمار ہیں۔

(۲) مولانا امام الدین صاحب سکنہ جھنڈے والی کی اہلیہ سخت بیمار ہیں۔

(۳) قاضی محمد منیر صاحب علی پوری اور میاں گل محمد صاحب سکرٹری جماعت علی پور کئی ایک خانگی مشکلات میں مبتلا ہیں۔

ان سب دوستوں کے لئے دعا کی جائے۔

— شیخ انعام الحق صاحب مدیر پیغام صلح نے ۲۰ اکتوبر کی صبح کو دفتر میں آنا تھا۔ مگر آپ کی طبیعت اچانک علیل ہو گئی۔ اس لئے پیش نظر اشاعت میں نہ شرکت التوائی ہوئی۔ بلکہ جلدی میں کئی ایک امور کی کمی بھی رہ گئی۔

شیخ صاحب موصوف کیلئے بھی دعائے صحت کی جائے

جرمنی کی ڈاک

مولانا صدرالدین صاحب کے دو خطوط

مولانا صدرالدین صاحب نے برلن (جرمنی) سے ذیل کے دو خطوط احباب جماعت کے نام ارسال فرمائے ہیں ــــــ مدیر

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایہا الاحباب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے ایک مفصل مراسلہ لکھا ہے جو علیحدہ شائع ہو رہا ہے اس میں صرف میں اپنے سفر کا پروگرام درج کرتا ہوں اور یہ خوشخبری بھی سناتا ہوں کہ دو بڑے پایہ کے انسان محض قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کی برکت سے اور طفیل سے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین

میں انشاء اللہ تعالیٰ ۳۰ اکتوبر اٹلی کے مقام وینس سے جہاز پر سوار ہو کر ۱۰ نومبر کی صبح کو بمبئی پہنچونگا بفضلہ تعالیٰ۔ وہاں کے قنصل جنرل کی اہلیہ صاحبہ نواب زادی وزین ہرٹ کا تقاضا ہے کہ میں ان سے ملنے کے بعد لاہور کی طرف بڑھوں۔ اس لئے ایک دن وہاں قیام رہے گا۔ ۱۱ نومبر کی شام کو انشاء اللہ تعالیٰ جی۔ آئی۔ پی ریلوے پر سوار ہو کر ۱۲ نومبر کی شام دہلی کے احباب کی زیارت سے مسرور ہونگا اور ۱۳ نومبر کی صبح لدھیانہ، جالندھر، امرتسر کے راستہ سے لاہور پہنچونگا اور احباب لاہور کی زیارت کروں گا۔ ۱۴ نومبر کی دوپہر کو وزیرآباد اور اسی شام سیالکوٹ پہنچوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۵ نومبر کی صبح سحری کے بعد سیالکوٹ میں درس قرآن کریم شروع ہوگا۔ بتوفیقہ تعالیٰ۔

یہ دو بزرگ جن کو قبول اسلام کا شرف حاصل ہوا ہے بڑے قابل قدر ہیں۔ ان میں سے ایک تو وہ فاضل مرد ہیں جنہوں نے روزانہ لگاتار بغیر ایک دن کی تعطیل کے برابر چھ ماہ تک میرے کمرہ میں میرے ساتھ بیٹھ کر کام کیا ہے۔ البتہ ان کو روزانہ ایک بجے چھٹی مل جاتی تھی اور میں روزانہ رات کے دس گیارہ بجے تک کام میں مصروف رہتا تھا۔ قرآن کریم کے علوم کی برکت سے اس فاضل ہستی نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ یہ صاحب جرمن زبان کے علاوہ انگریزی، فرانسیسی، ہسپانوی، اطالوی، یونانی زبانوں کے بڑے ماہر فاضل ہیں۔ اگر انجمن اس قسم کے بزرگ انسان سے اپنے نوجوانوں کو مستفیض کرنے کا ارادہ کرے تو میں ان کو لاہور آنے پر مجبور کر سکتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ بڑے اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں

جب یہ بزرگ مسلمان ہوئے تو مجھے ڈاکٹر کرائی فلپ یاد آگئے وہ بھی اسی طرح ۱۹۲۳ء میں جب میں پہلی بار جرمنی میں تبلیغ کیلئے آیا تو مسلمان ہوئے تھے۔ وہ میرے مضامین کا ترجمہ کیا کرتے تھے۔ ترجمہ کرتے کرتے مسلمان ہو گئے۔ آج وہ جرمنی کے ایک بہت بڑے ہسپتال میں افسر اعلیٰ ہیں ان کے ماتحت اور بہت سے ڈاکٹر کام کرتے ہیں۔ وہ ایک بے نظیر شرافت بھری اور انکسار بھری ہستی ہیں۔ وہ میرے ملنے کے لئے کبھی آجاتے ہیں اور اس دفعہ یہ فاضل ہستی بھی ترجمہ کا کام کرتے کرتے عاشق اسلام ہو گئی۔ دوسری ہستی ایک بیماں کے ماہر ڈاکٹر ہیں۔ جن کی پریکٹس بہت بڑی ہے [illegible] دہریہ رہ چکے ہیں۔ ان کو جب میری تفسیر کا نمونہ ملا تو موصوف [illegible] اس میں خدا اور انسان دونوں پر بحث تھی۔ انہوں نے مجھے خریدا۔ مجھے گھر پر بلایا۔ ایک بڑی لمبی چوڑی گفتگو کی اور قبول اسلام کا اظہار کیا۔ خود میرے ساتھ بڑے اخلاص اور احترام کا اظہار کیا۔ اور نماز پڑھنے کا طریق سیکھا۔ کچھ کھایا پیا۔ صحبت ختم ہوئی۔

فالحمد للہ رب العالمین

۲ اکتوبر ۱۹۳۶ء صدرالدین از برلن

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ جرمن ترجمۃ القرآن معہ تفسیر پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ترجمہ اور تفسیر معہ عربی متن کے شائع ہوں گے۔ میں نے بطور نمونہ اس کے دس بارہ صفحات شائع کئے ہیں۔ عام لوگوں نے اس نمونہ کو پسند کیا ہے اور بعض فضلا نے بھی اس کو بنظر استحسان دیکھا ہے اور لکھا ہے کہ یورپ کی کسی زبان میں موجودہ تراجم میں کوئی ایسا ترجمہ نہیں ہے جس میں اس قدر سلاست اور وضاحت پائی جاتی ہو جس قدر اس ترجمہ میں۔ پڑھنے والے کے لئے بڑی سہولت بہم پہنچائی گئی ہے۔ تفسیر کے متعلق ڈاکٹر بارقوس کی اور ایک اور فاضل کی جنہوں نے میرے ساتھ چھ ماہ لگاتار کام کیا ہے یہ رائے ہے کہ یورپ کے مذاق اور یورپ کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔ اس لئے یورپین لوگوں کے لئے اور بالخصوص جرمنوں کے لئے بڑی مفید ثابت ہوگی۔ بفضلہ تعالیٰ۔ پچھلے جمعہ کے دن سولہ اکتوبر کو برلن کے ایک بڑے مجمع میں اس تفسیر کے چند حصص ایک گھنٹہ بھر سنائے گئے سننے والوں میں بعض بہت بڑے پایہ کے لوگ تھے۔ ان لوگوں نے اس تفسیر کی بڑی تعریف کی اور خواہش ظاہر کی کہ جلد شائع ہو تاکہ ہم مستفیض ہو سکیں۔ کیونکہ اس میں مذہبی خیالات کی وہ بلندی پائی جاتی ہے جو مغرب میں قطعاً موجود نہیں ہے۔

میں نے اس تفسیر میں سب سے زیادہ اس بات پر زور دیا ہے کہ خدا ہے اور وہ ہم کو ہر وقت دیکھتا ہے اور اس کے حسن وجمال اور اس کے احسانات کی کچھ انتہا نہیں۔ اس پر بڑا کچھ لکھا ہے اور بیشمار ایسے دلائل دیئے ہیں جن کے پڑھنے سے ایمان اور ایقان بڑھتا اور ایک دہریہ بھی مسلمان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دو بڑے بڑے انسان اس کے طفیل سے مسلمان ہوئے ہیں۔

دوسرا امر جس پر میں نے اپنے عشق ومحبت واخلاص وگرویدگی بھرے الفاظ میں زور دیا ہے۔ وہ ہے ذات ستودہ صفات حضرت سرور کائنات وفخر موجودات کی۔ میں نے اس کے لئے علاوہ قرآن کریم کے مطالعہ کے صحاح ستہ کو متعدد بار پڑھا ہے اور زرقانی شریف کی آٹھ ضخیم جلدوں کو دو تین دفعہ پڑھا ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرفان پر حضور کی روحانیات پر حضور کے اخلاق کی دلربائی اور حضور کے ان احسانات پر جن کے نیچے تمام بنی نوع انسان دبے ہوئے ہیں بمفصل بحث کی ہے تاکہ یورپ کے سامنے حضور کی یہ شان دلبری جلوہ گر ہو کر ان کے کور باطنی کی ظلمات کو دور کر دے۔ اور وہ تمام جھوٹے الزامات جو یورپ کے خود غرض مصنفین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اپنے تعصب اور بعض دفعہ اپنی جہالت کی وجہ سے منسوب کرتے ہیں دور ہو جائیں۔

تیسری بحث میں نے قرآن کریم کے کمالات پر کی ہے اور دکھایا ہے کہ یہ ایک لاجواب اور حکمت بھری کتاب ہے جو انسان کو اس دنیا میں رہنے اور اپنے خالق سے لو لگانے کا طریقہ بتاتی ہے

چوتھی چیز اسلام کے کمالات عامہ ہیں جن کی طرف اہل یورپ کو توجہ دلائی ہے اور اس میں یورپ کے پیش آمدہ مسائل مہمہ پر بھی بحث کی ہے اور دکھایا ہے کہ قرآن کریم نے پہلے ہی سے ان کا حل پیش کر رکھا ہے۔

میں نے اس ترجمہ اور تفسیر کے لکھنے میں جن کتابوں سے زیادہ تر اور خصوصیت سے فائدہ اٹھایا ہے ان کا تھوڑا سا ذکر کرتا ہوں تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں قرآن کریم کے سیکھنے کی تڑپ ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ سب سے پہلی کتاب جس نے میرے عشق قرآن کو بڑھایا۔ امام فخرالدین رازی کی تفسیر کبیر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر بڑی بڑی رحمتیں نازل فرمائے۔ جب میں بی۔ اے کلاس میں داخل ہوا۔ تو مجھے اتنی عربی آتی تھی کہ تفسیر کبیر کو سمجھ سکتا تھا۔ میں نے بی۔ اے کا امتحان دینے تک تفسیر کبیر کو ختم ہی نہ کر لیا بلکہ اس کا خلاصہ بھی لکھ لیا۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم ومغفور نے جب یہ سنا تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ ہم نے تفسیر کبیر کو اتنی دفعہ پڑھا ہے کہ تعداد یاد نہیں رہی اور ہماری خواہش تھی کہ اس کا خلاصہ تیار کیا جائے۔ آپ نے بڑا کام کیا ہے اور ہم کو اس خبر نے بڑی راحت پہنچائی ہے۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے امام فخرالدین کے مقابل پر تفسیر لکھی ہے جس کا نام روح المعانی ہے مگر تفسیر کبیر کی آٹھ مجلد ہیں تو روح المعانی کی نو مجلد ہیں۔ میں نے ان کو بھی پڑھا۔ اس تفسیر کے مصنف بڑے فاضل انسان ہیں اور ہر آیت سے کچھ نہ کچھ تصوف کے باریک خیالات کا استنباط کرتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن میں ان کا رتبہ تفسیر کبیر کے برابر نہیں سمجھتا۔ اس کے بعد میں نے ایک تفسیر پڑھی ہے جو دنیا بھر کی تمام تفسیروں سے بڑھ چڑھ کر ہے اور اکثر مفسرین انہی کے خیالات سے مستفیض ہیں کیونکہ وہ اپنے فن کی سب سے پہلی تفسیر ہے اگرچہ بلحاظ زمانہ تقدم امام طبری کی تفسیر ابن جریر کو حاصل ہے۔ لیکن علامہ زمخشری نے جو قرآن کریم کے فہم کی باریکی اپنی تفسیر کشاف میں ظاہر کی ہے وہ علامہ طبری کو میسر نہیں اور نہ کسی اور کو حاصل ہے۔ علامہ طبری کی تفسیر کی تیس جلدیں حرف بحرف میں نے دو تین دفعہ پڑھی ہیں۔ انہوں نے ہم پر ایک اور رنگ میں بڑا احسان کیا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ دکھایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فلاں فلاں آیت کی کیا تفسیر کی ہے اور ایک ایک آیت کے متعلق آئمہ دین وآئمہ تفسیر کی رائے بیان کی ہے۔ یہ قابل فخر ذخیرہ ہم دنیا کے سامنے پیش کر کے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے سلف صالحین نے اسی طرح قرآن کریم کو سمجھا جس طرح آج ہم سمجھتے ہیں اور اس دین قیم میں قطعاً کوئی تبدیلی واقعہ نہیں ہوئی ہم موجودہ زمانہ کی روشنی کے مطابق قرآن کریم کو پیش کرنے کی حاجت نہیں رکھتے۔ بلکہ قرآن کریم موجودہ زمانہ کی تاریکیوں کو بھی دور کرنے کے لئے اپنے اندر نور اور ہدایت رکھتا ہے۔ اس رنگ کی تفسیر ایک اور بھی ہے جس کا نام ابن کثیر ہے۔

ایک حصہ قرآن کریم کی صرف نحو کا ہے۔ اس مضمون پر بہترین تفسیر علامہ زمخشری کی تفسیر کشاف ہے باقی سب لوگ ان کی نقل لگاتے ہیں۔ قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر کا اکثر اس

(باقی صفحہ ۶ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۵ | یوم پنجشنبہ ۲ شعبان ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۶۵

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا عقیدہ
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہ اور ائمہ اہل عظام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

رابطہ اسلامیہ

نیست از روم و عرب پیوند ما　　نیست پابند نسب پیوند ما
دل بمحبوب حجازی بستہ ایم　　زین جہت با یکدگر پیوستہ ایم

ملل و ادیان کی تاریخ ناقابل انکار ثبوت پیش کرتی ہے کہ جب کبھی کسی مصلح نے کسی قوم کو قعر مذلت سے نکال کر اوج کمال پر پہنچانا چاہا۔ اس نے اس قوم کے ان افراد کو جو ریت کے ذرات کی طرح متفرق تھے جمع کیا۔ ان میں ایمان و ایقان کی روح پھونکی اور انہیں عمل کیلئے تیار کیا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کے متعلق مغربی مستشرقین نے بھی یہ رائے قائم کی ہے کہ آپ مصلحین عالم میں سب سے زیادہ کامیاب و کامران ثابت ہوئے ایک ایسی امتیازی حیثیت رکھتے ہیں جو اور کہیں نظر نہیں آتی۔ گو آپ نے بھی ایک قوم کو منظم کیا۔ مگر آپ یہ بلند نصب العین لیکر کھڑے ہوئے تھے کہ تمام اقوام میں ایک وحدت پیدا کریں۔ آپ نے ملکی، نسلی اور قبائلی اختلافات کی بنا پر قومیت نہیں بنائی بلکہ اس کو ایک بین الملی حیثیت دی۔ قرآن مجید آپ کو رحمۃ للعالمین کا نام دیتا ہے اس لئے آپ کی رحمت کا دائرہ تمام ملکوں اور قوموں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ آپ کے الفاظ بُعثت الی الاسود والاحمر بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کہ آپ کے لئے مشرق و مغرب سب کیلئے یکساں ہیں۔ ان الفاظ میں ایک پیشگوئی بھی ہے اور وہ یہ کہ ایک وقت آنے والا ہے جب "کالے" اور "گورے" کا اختلاف قوموں میں جنگ و جدال پیدا کر دیگا۔ مشرقیت اور مغربیت میں ایک کشمکش پیدا ہو جائے گی مگر اس کا انجام یہی ہوگا کہ دونو ایسے ہی جھنڈے کے نیچے آکر پناہ لیں گے۔

یہ بین الملی حیثیت اشتراکیت کو بھی دیدی گئی ہے اور ہر چند کہ آج دنیا میں اشتراکیت نے ہر جگہ اپنے قدر دان پیدا کر لئے ہیں۔ مگر باین ہمہ اشتراکیین غور کر رہے ہیں کہ اشتراکیت اور اسلام دونو میں کونسا نظام بہتر ہے ——— مقابلہ ہندو دھرم اور اشتراکیت میں نہیں، عیسویت اور اشتراکیت میں نہیں اور نہ ہی بدھ مذہب اور اشتراکیت میں ہے۔ بلکہ اشتراکیت اور اسلام میں ہی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اگر اشتراکی حکومتوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تو انہیں سوائے اس کے کوئی چارہ نظر نہ آئیگا کہ اسلامی نظام کو رائج کریں۔ اسلام کی جن خصوصیات نے اشتراکیین کو اپنی طرف مائل کیا ہے ان میں سے ایک چیز اس کی "بین الملی" حیثیت ہے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ اور کوئی ایسا مذہب یا دین نہیں جس نے بین الملی دستور العمل پیش کیا ہو۔ انگلستان کے مشہور اشتراکی تمثیل نگار برنرڈ شا نے جو اپنی کتاب "مناکحت" میں یہ لکھا تھا کہ ایک صدی کے اندر اندر یورپ بالعموم اور انگلستان بالخصوص اسلامی تہذیب و ثقافت کی صحت کا اقرار کریگا۔ تو یہ یونہی نہیں لکھ دیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اول تو اسلام سرمایہ و محنت کے مسائل کا بہترین طور پر حل کرتا ہے اور دوسری طرف اسکی بین الملی حیثیت ایسی ہے جسکی نظیر کہیں نہیں ملتی۔

اسلام نے ایسی زبردست قومیت کی بنیاد رکھی کہ آج بھی جبکہ مسلمانوں پر انحطاط و زوال کا دور ہے۔ اگر فلسطین میں کہیں مسلمان موحدین پر ظلم ہو تو تمام دنیائے اسلام میں رنج و الم کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اسی قومی رابطہ کو مضبوط کرنے کی سعی سید جمال الدین افغانی مرحوم نے کی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ مغرب کے سامنے مسلمان ایک متحدہ محاذ کی صورت میں کھڑے ہو کر مقابلہ کریں ——— گو انہوں نے اپنی زندگی میں محسوس کیا کہ انہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ مگر حق یہ ہے کہ ان کی مساعی کے باعث اسلامی تاریخ میں ان کا نام ہمیشہ قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا جائیگا۔

"رابطہ اسلامیہ" تو در حقیقت ایسی چیز ہے کہ ایک مسلمان تاوقتیکہ وہ مسلمان ہے اس کی اہمیت سے انکار کر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو اسے یہی سکھایا گیا ہے کہ تم اس عالمگیر برادری کے ایک فرد ہو جو تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے لیکن اس ربط کو مضبوط کرنے کے رستے میں بہت سی مشکلات ہیں جو سید جمال الدین افغانی ایسے مصلحین کو مایوس کر دیتی ہیں۔ تمام دنیائے اسلام کا رابطہ تو بہت بڑی چیز ہے صرف ہندوستان ہی دیکھ لیجئے مسلمان کو وحدت اور مرکزیت حاصل نہیں، ہر صوبے اور ہر شہر کے مسلمانوں میں افتراق ہے۔ یہ بھی غنیمت سمجھنا چاہئے کہ "میثاق لکھنؤ" کے ذریعہ سر سکندر اور مسٹر فضل الحق نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر کے بہت سے اختلافات کا فیصلہ کر دیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ "ہندو کانگریس" کی چیرہ دستیوں کا بہترین علاج ایسی ہی تنظیم ہے بشرطیکہ وہ کامیاب ہو سکے اور فائدین ملت اپنی خودغرضیوں سے اس کے شیرازہ کو نہ بکھیر دیں۔ لیکن بعض اوقات تعجب ہوتا ہے کہ یہ مسلم لیگی حضرات بھی اگر ایک طرف زبان سے "اتحاد، اتحاد" کے نعرے لگاتے ہیں تو دوسری طرف اپنے عمل سے وہ آہنی دیواریں تعمیر کر لیتے ہیں جن سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کو آپس میں مل کر بیٹھنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ یہ مسلم لیگ وہی ہے جس نے "پنجاب پارلیمنٹری بورڈ" میں یہ قرارداد منظور کرائی تھی کہ مسلمین

کے نمائندے اگر اسمبلی میں کامیاب ہوں گے تو ان کا ایک مقصد "تہیر زائیت" کا استیصال بھی ہو گا۔ اب یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ پنجاب کی نوزائیدہ مسلم طلبہ کی دفاعیہ (فیڈریشن) نے بھی یہی اصول قائم کیا ہے کہ کوئی "تہیر زائی" اس کا رکن نہیں ہو سکتا۔ تو اس قسم کے نیک ارادے لیکر اٹھنے والی قومیں جسقدر کامیابی حاصل کرینگی اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ جہاں اگر اس وقت کسی چیز کی ضرورت تھی تو وہ اتحاد کی تھی۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ہمارے "علماء ملت" کا وہ طبقہ جسے محراب و منبر "زیبلوہ" دکھانیکا حق حاصل ہے سیاسی دنیا میں آکر بھی "کافرسازی" سے باز نہیں آتا اور اس طرح ملت کے شیرازہ کو بکھیر رہا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اصول پیش کر کے کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہ کہو۔ درحقیقت ہماری موجودہ مشکلات کا ایک حل بتا دیا تھا صرف ایک ملک میں ہی نہیں بلکہ تمام دنیا میں "رابطہ اسلامیہ" کی تحریک کے رستہ میں یہ چیز ایک خطرناک رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ تنظیم اور تکفیر دو چیزیں کبھی بیک وقت کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ یا تو ہمیں یہ کرنا پڑیگا کہ علماء کو اجازت دیدیں کہ وہ جس شخص کو چاہیں کافر کہکر اسلام سے خارج کر دیں اور یا ہمیں ان سب کی زبان پر مہر لگا کر "رابطہ اسلامیہ" کی تحریک کو کامیاب کرنا ہو گا ۔۔۔ تعمیر کی تاریخ شاہد ہے کہ وہاں صرف موخرالذکر نسخہ کو استعمال کیا گیا اور ہم بھی اگر اس عالمگیر وحدت و اخوت کو منظم کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں تو اس گندے عنصر کو علیحدہ کر کے ہی ہو سکتے ہیں۔

(اختر حسین گیلانی)

قادیانیوں کی حضرت مسیح موعود پر افتراء پردازیاں

(از قلم جناب مولانا احمد یار صاحب ایم-اے۔ ایم-او-ایل)

(گذشتہ سے پیوستہ)

حضرت مولٰنا صاحب کے خلاف جھوٹی روایتیں گھڑنے سے نہ تو قادیانی حضرات کوئی اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اور نہ حضرت اقدس کے مشن کو کوئی تقویت پہنچا رہے ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلے کو بدنام کر رہے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ جب حضرت اقدس جانتے تھے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات منافق ہیں اور آئندہ انہوں نے ان کی اولاد کی مخالفت کرنا ہے سلسلہ اور نظام سلسلہ کو درہم برہم کرنا ہے تو آپ نے جناب امیر کو کیوں نہ نکال کر باہر کیا۔ اور ان باتوں کو جو آپ آئندہ کرنیوالے تھے اخباروں میں کیوں نہ مشتہر کیا۔ اگر بتلایا بھی تو ایک لدردن صاحب کو جس نے آج تک اس عظیم الشان جھوٹ کو چھپائے رکھا۔ جب اختلاف ہؤا تو اس وقت بھی زبان نہ کھولی۔ اصحاب قادیان کے زعم میں جب مباہلے والوں کا فتنہ اٹھا تو اس وقت بھی ان کی زبان گنگ رہی۔ (یہ وہ لوگ جب میاں صاحب کے خاص مریدوں نے ان پر الزام لگائے (جنہیں لکھوائے ایت شریف لاتقف مالیس لک بہ علم ان سے کوئی سروکار نہیں۔ میاں صاحب جانیں اور ان کے مرید) تو اس وقت لدردن صاحب کو یہ روایت یاد آئی اور اپنے جھوٹوں کی پٹاری سے نکال کر الفضل کی پٹاری میں ڈال دیا۔ جو رطب یابس چھاپنے میں (میرے خیال میں مبالغہ نہ ہو گا اگر یہ کہا جائے کہ) تمام دنیا کے اخباروں سے اس وقت گوئے سبقت لے گیا ہؤا ہے۔ پہلے تو میرا خیال یہ تھا کہ جس طرح بغداد میں ایک جھوٹی حدیث کے سننے سے لوگوں نے اپنی زبانیں ناکوں کو لگانا شروع کر دیں۔ اسی طرح قادیانی حضرات بھی جوق در جوق احمدیہ بلڈنگس میں اٹڈ تے چلے آئیں گے تاکہ یہ بھی عینی شہادت دینے والوں میں سے ہو جائیں۔ لیکن میرا خیال پورا تو نہیں کسی حد تک صحیح ضرور نکلا ہے۔ ایک صاحب نے "الفضل" مجریہ ۱۰ ر ماہ حال میں اس صریح جھوٹ کی تائید میں ایک لمبا چوڑا مضمون لکھا ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ صاحب ایسی روایت کو جو حضرت اقدس کی کھلی ہوئی تحریرات کے خلاف ہے رد کرتے اور اسے راوی کے منہ پر مارتے آپ نے اسے صحیح ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے۔ اتنا نہیں سوچا کہ اگر یہ بات جو لدردن صاحب نے بیان کی ہے سچ ہوتی تو حضرت اقدس جناب امیر کو کیوں ریویو آف ریلیجنز جیسے بلند پایہ رسالہ کی ایڈیٹری کے فرائض سرانجام دینے کے لئے متعین فرماتے۔ صرف یہ نہیں بلکہ بقول قادیانی حضرات آپ اس وقت انجمن کے سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ قادیانیوں کا ایسی روایتیں وضع کرنا محض زرطلبی اور خلافت مآب کی بارگاہ سے خوشنودی کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لئے ہے۔ جیسا کہ بنی عباس کی حکومت کے زمانہ میں لوگ خلفاء کو خوش کرنے کیلئے ایسی جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتے تھے جن سے ان کی حکومت کی تائید ہوتی اور بنی امیہ کی حکومت کی تنقیص۔ یہ واضعین حدیث صرف خلفاء کو ہی خوش کرنے کے لئے ایسی حدیثیں نہیں گھڑا کرتے تھے۔ بلکہ لوگوں سے پیسے بٹورنے اور ان کی نگاہوں میں معتبر بننے کے لئے بھی ایسا کرتے تھے۔ چنانچہ کتاب الاغانی میں لکھا ہے:۔

"بعض واضعین حدیث اس طرح کرتے کہ دو آدمی مل کر ایک شہر میں چلے جاتے۔ ان میں ایک بازار کے ایک سرے پر کھڑا ہو جاتا اور دوسرا دوسرے پر۔ لوگوں کو جمع کر کے ایک تو حضرت علیؓ کے مناقب بیان کرتا اور دوسرا حضرت ابوبکرؓ کے فضائل لوگوں کو سناتا اس طرح وہ شیعہ اور سنی دونوں گروہوں سے پیسے بٹور لیتے۔"

قادیانی حضرات جو آجکل موجودہ خلافت کے حق میں روایتیں وضع کر رہے ہیں وہ بالکل انہیں لوگوں کی طرح ہیں جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے محض قادیانی جہلا کو خوش کرنے اور اپنا تقدس جمانے کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ جھوٹ بولنا ویسے بُرا ہے لیکن انبیاء اور ماموروں پر افترا کرنا گناہ عظیم ہے۔ کیونکہ ویسے جھوٹ سے ایک یا چند آدمیوں کو دھوکا لگتا ہے۔ لیکن خدا کے بھیجے ہوؤں پر افترا کرنے سے مخلوقات کا ایک بڑا گروہ گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلعم کو فرمانا پڑا من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ فی النار قادیانی دوستوں سے التجا ہے کہ وہ کچھ خوف خدا کریں اور اس وعید کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی جھوٹی روایتوں کے گھڑنے سے باز آجائیں۔

اب میں آپ کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس ایسے معاملات میں کس قدر محتاط تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بتلایا جاتا وہ آپ بغیر کمی بیشی لوگوں تک پہنچا دیا کرتے تھے۔ نہ آپ کو کسی طاقت کا خوف اس سے باز رکھ سکتا اور نہ آپ اس معاملہ میں کسی کی ناراضگی کی پرواہ کرتے۔ اس زمانہ میں جو لوگ آپ کے ملفوظات لکھتے اور بطور ڈائری کے اخباروں میں چھاپتے۔ ان کی اس معاملہ میں بعض کوتاہیوں کو دیکھ کر آپ کو فرمانا پڑا۔

"کہ یا ہم کو خاموش ہونا پڑے گا یا لکھنے والوں کو بند کرنا پڑے گا" (الحکم ۱۳ جلد ۷ مورخہ ۱۰ر اپریل ۱۹۰۳ء)

جب ڈائری لکھنے والوں سے جو بہ نسبت سامعین کے زیادہ باخبر اور زیادہ محتاط ہوں گے غلطیاں سرزد ہو سکتی تھیں جن کی وجہ سے حضرت اقدس کو اس قدر تنبیہ فرمانا پڑی تو اوروں کی روایتوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے اور ان میں سے پھر وہ جو اس قدر عرصہ گزرنے اور اختلافات کے رونما ہو جانے کے بعد معرض تحریر میں لائی گئی ہوں۔ وہ تو بالکل ساقط الاعتبار ہو جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں کسی روایت کے پرکھنے کا سب سے بڑا معیار وہی ہے جو احادیث نبویہ کے پرکھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا وہ روایات جو جماعت احمدیہ لاہور کے پاک ممبروں خصوصاً حضرت امیر قوم کے خلاف بیان کی جاتی ہیں حضرت اقدس کی کھلی تحریرات کے خلاف تو نہیں۔ اگر وہ خلاف ثابت ہو جائیں تو انہیں ردی کی ٹوکری میں پھینکا جائے اور موافق نکلیں تو پھر اس شخص پر جو حضرت اقدس کی محبت کا دعویدار ہے ان کا ماننا ضروری ہے۔ آؤ اب ہم دیکھیں کہ کیا یہ روایت جو لدردن صاحب نے بیان کی ہے حضرت اقدس کی تحریرات کے تو خلاف نہیں آپ نے ازالہ اوہام صفحہ ۷۷ پر فرمایا ہے:۔

میاں سلطان محمود صاحب کی وفات پر تعزیتی جلسہ

جناب خلیل الرحمان صاحب سیکرٹری اشاف ایسوسی ایشن مسلم ہائی سکول لکھتے ہیں:۔

طلباء و اساتذہ مسلم ہائی سکول کا ایک غیر معمولی اجلاس ۱۹ر اکتوبر کو منعقد ہوا۔ جناب سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ ذیل کی قرار دادیں باتفاق رائے منظور ہوئیں۔

(۱) اساتذہ اور طلباء مسلم ہائی سکول لاہور کا یہ جلسہ میاں سلطان محمود صاحب مرحوم و مغفور کی بیوقت اور ناگہانی وفات حسرت آیات پر اظہار غم و اندوہ کرتا ہوا جناب باری کی درگاہ عالی سے دست بدعا ہے کہ وہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ (آمین) اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمادے (آمین) نیز یہ جلسہ مرحوم کے صاحبزادہ میاں سرفراز محمود صاحب اور مولوی عزیز الدین صاحب کو یقین دلاتا ہے کہ اس دلخراش اور اندوہناک مصیبت میں وہ ان کے ساتھ برابر شریک ہے۔

(۲) اس قرار داد کی ایک نقل مسلم اخبارات کو دی جائے۔ اور سکول کو یومی وقت کے لئے بند کیا جاوے۔

"سو میری صداقت یہ ہے کہ عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں (یعنی یورپ) میں بھیجی جائیں۔ اگر قوم دل وجان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کرکے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے، دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے"

اب قادیانی حضرات خدارا حضرت اقدس کے اس ارشاد پر غور فرمائیں اور بتلائیں کہ اس شاخ کا مصداق جماعت میں کون ہے کس نے انگریزی میں تفسیر قرآن لکھ کر یورپ میں شائع کی ہے اور کس نے عمدہ عمدہ تالیفوں کے ذریعہ ان ملکوں میں اشاعت اسلام کی ہے آیا یزید نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کی تھی۔ یا اس نے بھی قرآن اور احادیث رسول صلعم کی خدمت میں عمر صرف کی تھی یا اس کے برعکس ساری عمر شراب خوری اور زناکاری میں گنوا دی تھی۔ ان کھلے کھلے نشانات کے ہونے پر بھی یہ لوگ اس خادم اسلام کے مقدس وجود پر غلاظت اچھالنے سے باز نہیں آتے۔ ایک طرف تو حضرت اقدس کی محبت کے لمبے چوڑے دعاوی ہیں اور دوسری طرف اس ہستی پر جس کو حضرت اقدس نے اپنی شاخ قرار دیا ہے جھوٹی روایات کے ذریعہ افترا پردازی کرنے کے درپے ہیں۔

حضرت اقدس نے جناب امیر کو حقیقۃ الوحی میں جو آپ کی آخری کتاب ہے اصحاب صفہ میں سے قرار دیا ہے۔ کیا اصحاب صفہ کا بھی حشر یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے یزید کی بو آتی ہے۔ خدارا حضرت امیر کے بغض و حسد میں حضرت اقدس کو تو نہ چھوڑو چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"براہین احمدیہ میں اصحاب الصفہ کی نسبت پیشگوئی ہے چنانچہ کئی مخلص لوگ اپنے وطنوں سے ہجرت کرکے میرے مکان کے بعض حصوں میں معہ عیال مقیم ہیں جن میں سے سب سے اول اخویم حکیم مولوی نور الدین صاحب ہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۴)

یہاں آپ نے اصحاب الصفہ میں سے ان بزرگوں کو قرار دیا ہے جو وطنوں کو چھوڑ کر آپ کے مکان کے بعض حصوں میں سکونت پذیر ہیں۔ ساتھ اس کے آپ نے انہیں مخلص ہونے کا بھی سرٹیفکیٹ عنایت فرمایا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا حضرت امیر بھی حضرت اقدس کے مکان میں رہتے تھے یا نہ۔ چنانچہ آپ اس کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"اور وہ (حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ) میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے جس گھر کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے۔ انی احافظ کل من فی الدار"

اب ذرا اہل بصیرت غور کریں۔ ان کھلی تحریرات کے ہوتے ہوئے کیا حضرت اقدس وہ کچھ فرما سکتے ہیں جو کچھ آجکل قادیانی حضرات آپ کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ جب یہ ناممکن ہے تو لدرون صاحب کی روایت اور اس قسم کی دوسری خرافات بھی حضرت اقدس کی ذات پر بہتان وافترا ہیں +

(باقی دارد)

کمال اتاترک کا ملک شاہراہ ترقی پر

(از جناب فرید انصاری بھوپالی)

ترکی نے اپنے موجودہ جمہوری دور میں ہر شعبہ کے اندر حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ اور اپنی تدریجی زندگی میں زندہ دلی کا ثبوت دیا ہے جنگ عظیم سے قبل یہ لوگ یورپ کے "مرد بیمار" کہلاتے تھے۔ یورپ اور ایشیا میں اپنے مقبوضات برابر کھوتے چلے جا رہے تھے حکومت کمزور ہو رہی تھی۔ اور رشوت کا بازار گرم تھا۔ عیسائی رعایا اور ہمسایہ حکومتیں حکومت کو ہمیشہ کمزور کرنے کی سازش کیا کرتے تھے۔

"جمعیتہ اتحاد ترقی" کے ذریعہ جنگ سے پہلے ترک اپنی اصلاح برابر کر رہے تھے خلیفہ کے زیر اثر وہ ترکی کو جدید تہذیب تمدن پر لانا چاہتے تھے لیکن ایک دم جنگ عظیم شروع ہو جانے کی وجہ سے وہ ترکی کو اپنے معیار پر نہیں لا سکے۔

جنگ عظیم میں ترکی نے دول متحدہ کے خلاف حصہ لیا تھا۔ جب ۱۹۲۰ء میں صلح نامہ ہوا۔ تو معاہدہ کی رو سے ترکی کے پاس صرف اناطولیا رہ گیا۔ اور ایشیا کوچک میں یونان کو تھریس اور سمرنا مل گیا نیز قسطنطنیہ پر اغیار کا قبضہ ہو گیا سلطان نے جو دول متحدہ کے زیر اثر تھا۔ صلحنامہ پر دستخط ثبت کر دیئے لیکن ترکی کی قومی جماعت نے صلحنامہ کو نامنظور کیا۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ انگورہ میں ایک نئی حکومت کی بنیاد قائم کی۔

یونان نے جس کو ۱۹۲۰ء کے صلحنامہ کی بدولت ملک ترکی کا بہت کافی حصہ مل گیا تھا ۱۹۲۱ء میں انگورہ (انقرہ) گورنمنٹ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اور وہ ایشیا کوچک پر حملہ آور ہو گیا لیکن ۱۹۲۱ء میں ترکوں نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا (کمال اتاترک) کے زیر کمان یونانیوں کو شکست فاش دے کر ایشیا کوچک سے نکال دیا پھر ایک نیا صلحنامہ . . . . . . مرتب ہوا جس کی رو سے ترکی کو یورپ کی تمام حکومتوں کے برابر تسلیم کر لیا گیا۔

لاسینی کی کامیابی و تیز ترکوں کے قومی حقوق اور آزادی کے تسلیم کرلئے جانے کی وجہ سے انگورہ میں ایک قومی گورنمنٹ قائم کی گئی جس کا صدر کمال پاشا ہوا اس حکومت نے غیر ممالک کا قبضہ واثر جو ترکیہ پر تھا۔ بالکل ہٹا دیا۔ اور سلطان کو بھی جلاوطن کر دیا۔ تمام ملکی غداروں کا خاتمہ کر دیا گیا۔ یا جلاوطن کر دیا گیا۔

اب ترکی مستحکم حکومت ہو گئی ہے جس نے اپنی اندرونی و بیرونی سیاست کو بہت طاقتور بنا لیا ہے۔

ترک بیداری اور جدید ترقی کے اصولوں پر چل رہے ہیں انہوں نے جمہوری اصول پر دوبارہ اصلاحات کی ہیں۔ قومی واقتصادی اصولوں کو مد نظر رکھ کر نیز موجودہ زمانے کی ضرورتوں کے مطابق قانون۔ زبان اور تمدن میں نمایاں تبدیلیاں کر دی ہیں۔

ایک سیاسی جماعت جو جمہوری جماعت حکومت میں مدد دیتی ہے۔ (اتاترک) صدر جمہوریہ کہلاتی ہے۔ کمال پاشا اس کے مقاصد قومی۔ مذہبی اور صنعتی ترقی ہیں اس کا نظریہ آزادی ہے سیاسی اور اقتصادی ومعاشی آزادی یہ جماعت انھیں اصولوں پہ اصلاحات کو مانتی ہے۔

ترکوں نے مذہب کو سیاست سے علیحدہ کر دیا ہے۔ عورتوں کو مساوی حقوق دے دیئے ہیں شہریوں کے حقوق بھی مساوی ہیں خواہ وہ کسی فرقہ یا مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔

ترکی میں جمہوری۔ اتحاد اور پارلیمنٹری اصولوں پر حکومت ہوتی ہے لیجسلیٹو اور اگزیکٹو کے حملہ گرانڈ نیشنل اسمبلی کے ہاتھ میں ہیں جس کے ممبر رعایا منتخب کرتی ہے۔ صدر کثرت آرا سے منتخب ہوتا ہے انہی منتخب اشخاص میں سے وزرا مقرر کئے جاتے ہیں۔ صلح وجنگ اور امن انہی کے اختیار میں ہوتا ہے۔ صدر کو حق حاصل ہے۔ کہ وہ کسی قانون کو جسے گرانڈ نیشنل اسمبلی نے منظور کیا ہو۔ نامنظور کر دے لیکن اگر اسمبلی دوبارہ پھر اسی قانون کو منظور کر دے (جس کو صدر نے نامنظور کیا ہو) تو صدر کو باطل کرنے کا کوئی حق نہیں رہتا۔

کمال پاشا صدر جمہوری ترکیہ تمام کام انجام دیتے ہیں۔ چونکہ تمام نمائندے گرانڈ نیشنل اسمبلی سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے غازی پاشا کو اسمبلی اور اس کے کام کی رہنمائی کا کلی اختیار حاصل ہے جمہوری جماعت اشخاص کو اسمبلی کی ممبری کے لئے نامزد کرتی ہے اور اس کا فیصلہ قطعی ہوتا ہے۔ اور جمہوری جماعت کے نامزد شدہ اشخاص کو عوام منتخب کرکے اسمبلی میں بھیجتے ہیں۔ یہی جماعت انجمن "اتحاد وترقی" کے نام سے موسوم ہے۔

تعلیمی اصلاحات میں عربی وفارسی کی جگہ یورپ کی موجودہ زبانوں نے لے لی ہے۔ ترکی زبان سے تمام غیر ملکی الفاظ خارج کئے جا چکے ابتدائی تعلیم پر زیادہ زور دیا جا رہا ہے دستکاری، صنعت اور زراعت کا کام سکھانے کی ہر جگہ درسگاہیں موجود ہیں۔ جاہلوں کو نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس لئے تعلیم بہت جلد پھیلتی جا رہی ہے۔ زنانہ مدارس بھی موجود ہیں اکثر وبیشتر جگہوں پر عورتیں کام کرتی نظر آتی ہیں وہ اسمبلی کی رکن بھی ہو سکتی ہیں۔

ترکی نے اپنے قرب وجوار کے ممالک روس، ایران۔ عراق، افغانستان اور ریاست ہائے بلقان سے دوستانہ تعلقات اور معاہدات کر لئے ہیں غرضیکہ ترکوں نے اصلاحات وترقی کرکے ترکی کو موجودہ زمانے کی متمدن ترین اور طاقتور ترین حکومتوں کے دوش بدوش لا کھڑا کر دیا ہے۔ اور مشرقی حکومتوں اور ممالک کے مسلمان نوجوانوں کے لئے خاص طور پر ایک مثال قائم کر دی ہے۔

اور یقیناً ان تمام چیزوں کے لئے ترک قوم بطل جلیل اتاترک کی رہین منت ہے۔ (ہمدم)

فوری توجہ کے قابل

اس سے قبل ۸ راکتوبر ۱۹۳۷ء کے پرچہ میں عرض کیا گیا تھا کہ انجمن کا مالی سال ۳۱ راکتوبر ۱۹۳۷ء کو ختم ہو رہا ہے۔ تمام احباب سے جن کے چندے واجب ہیں درخواست ہے۔ کہ اخیر اکتوبر ۳۷ء سے قبل اپنے بقائے صاف فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ مگر تاحال دوستوں نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی از راہ کرم بہت جلد توجہ دے کر ممنون فرماویں۔ اس کے علاوہ باوجود یاد دہانی کے وی پی کا بعض دوست انتظار ارسال کرتے ہیں۔ اور نہ ہی کوئی اطلاع دیتے ہیں اور جب وی۔ پی۔ پی جاتے ہیں تو واپس کر دیتے ہیں جس سے خواہ مخواہ انجمن کو نقصان ہوتا ہے احباب کو چاہیئے کہ یاددہانی جانے پر اپنی پہلی فرصت میں چندہ ارسال فرما دیا کریں۔ یا کم از کم اطلاع دے دیا کریں کہ فلاں تاریخ کو چندہ ادا کرینگے

مشتری پیشگوئی بھی۔

(بقیہ صفحہ [illegible])

[illegible] وضروع کے لئے وقت کی [illegible]
پڑھتا ہوں اس کو نظر آتا ہے کہ [illegible]
علاوہ ازیں فہرست نحو پر مفصل [illegible]
[illegible] اس شخص کو پڑھنی [illegible]
[illegible] کی آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہو [illegible]
میں ہونے کی ضرورت پڑتی ہے حضرت [illegible]
پر خدا تعالیٰ کی ہزار ہزار برکات نازل ہوں [illegible]
قرآن کریم کے مطالعہ میں دو لغت کی [illegible]
امام راغب کے مفردات اور دوسری [illegible] کی لغت [illegible]
لیکن قرآن کریم کے سمجھنے میں بڑی مدد دیتی ہے۔ وہ [illegible]
میں نے ان دونوں سے بڑا فائدہ اٹھایا ہے اور اس کے علاوہ
لسان العرب سے زیادہ تر اور تاج العروس سے بھی کسی قدر فائدہ
اٹھایا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بڑی مفید لغات اقرب الموارد ہے
اس سے میں نے بہت بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ کوئی صاحب [illegible]
تو ان کتابوں سے مستفیض ہوں۔ خدا کرے میرے تجربہ سے کسی
صاحب کو فائدہ پہنچ جائے۔

تین انسانوں کی صحبت اور درس تدریس سے بھی مجھے بہت
بڑا فائدہ حاصل ہوا۔ خدا تعالیٰ ان پر اپنے افضال و برکات کی بارش
نازل فرمائے۔ وہ ہیں حضرت مولانا میر [illegible] صاحب سیالکوٹی جو میرے
استاد تھے اور جن کے درس میں بہت سال بیٹھا اور حضرت مولانا نورالدین
صاحب جن کی صحبت میں اور جن کے درس میں باقاعدہ پانچ سال بیٹھنے کا
موقعہ ملا۔ اور تیسری ذات گرامی امام ہمام حضرت مجدد الزماں کی ہے
جن کی صحبت سے میں نے بہت بڑا فائدہ اٹھایا۔ واٰخر دعوانا
ان الحمد للہ رب العالمین۔

(صدرالدین از برلن - ۱۲ر اکتوبر ۱۹۳۷ء)

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبدالعلی صاحب بہادر افسر مال اول ملتان

دعویٰ نمبر ۶۱ سال ۱۹۳۷ء

(۱) حاجی محمد اکرام خان ولد حاجی دستوار خان خاکی پٹھان پیشہ زمینداری
سکنہ ملتان شہر (۲) نبی بخش ولد الٰہی بخش قوم [illegible] سکنہ موضع [illegible] دائرہ
تحصیل ملتان حال ملازم ریلوے شیڈ لوکوشاپ بذریعہ حاجی محمد اکرام خان
مختار خاص

بنام حسن بخش[1] - امیر بخش[2] پسران سلطان - اللہ وسایا[3] ولد [illegible] قوم [illegible]
سکنائے [illegible] چاہ [illegible] والہ [illegible] چاہ [illegible] موضع [illegible] تحصیل ملتان مدعا علیہم

دعویٰ بید خلی مدعا علیہم از نمبرات خسرہ ۷۳ تا ۷۹ - ۸۷ - ۸۸
۹۰ تا ۱۰۱ - ۱۰۳ - ۱۰۵ تا ۱۰۷ واقعہ کھاتہ [illegible] کھتونی [illegible] رقبہ [illegible] سے
خسرہ جات نمبر ۸۰ تا ۸۶ - ۸۹ واقعہ کھاتہ [illegible] کھتونی [illegible] رقبہ [illegible]
خسرہ جات نمبری ۱۰۲ - ۱۰۴ واقعہ کھاتہ [illegible] کھتونی [illegible] برقبہ [illegible] کنال
کل رقبہ [illegible] کنال متعلق چاہ نواں محمد حیات والہ بندوبست جمعبندی سال
۱۹۳۵-۳۶ء موضع جنگل [illegible] تحصیل ملتان

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی حسن بخش[1] امیر بخش[2] مدعا علیہم تعمیل سمن سے
دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام حسن بخش[1]
امیر بخش[2] مدعا علیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر ہر دو مذکوران تاریخ ۱۲ر نومبر ۱۹۳۷ء
کو مقام ملتان کچہری میں حضور عدالت ہذا میں پیش نہ ہونگے تو ان کی نسبت کاروائی یکطرفہ عمل میں آویگی
آج بتاریخ ۱۲ ماہ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط حاکم

(مہر عدالت)

قادیانی خلافت

از جناب حبیب الرحمن صاحب صادق مبلغ

[illegible] ڈاکٹر [illegible] ایک [illegible] قرونہ
مضمون [illegible] اشاعتوں میں ایک مسلسل مضمون بعنوان کفر
بشارت احمد صاحب کی [illegible] اور عداوت کی پٹاری کی سرخیوں
کے ماتحت چند قسطوں میں شائع ہوتا رہا ہے۔
اس مضمون میں حضرت [illegible] اور بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کو جن عنوانات
قادیانی [illegible] بد زبانی سے یاد کیا گیا ہے۔ وہ ایک شریف انسان
کے خیال میں بھی نہیں آ سکتے۔ نمونہ کے لئے ایک ہی حوالہ کافی ہے۔ ہر ایک
انسان پڑھنے کے بعد قادیانی تہذیب پر ماتم کرے گا۔

"معلوم ہوتا ہے چونکہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے داماد اور
اہل پیغام کے 'حضرت امیر' مولوی محمد علی صاحب 'امام' ہیں اور یہ ثابت
شدہ بات ہے کہ یزید بھی 'امام' تھا۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے یزید
کو کامیاب قرار دیا ہے۔ اور اس بات کی کچھ پروا نہ کی۔ کہ میں داماد کو خوش
کر کے تمام بزرگان اسلام اور خدا کو بھی اپنے اوپر ناراض کر رہا ہوں۔

الفضل ۱۵ر ستمبر ۱۹۳۷ء

یہ ہے مشتے از خروارے قادیانی تہذیب کا نمونہ

اصل بحث کیا ہے

قادیانی خلیفہ کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ وہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہے
جو اسے نہیں مانتا وہ خدا کو نہیں مانتا میاں صاحب فرماتے ہیں:-

"ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے۔ وہ یقیناً نبی کی اطاعت
سے باہر ہوتا ہے۔ جو میرا جوا اپنی گردن سے اتارتا ہے۔ وہ حضرت مسیح
موعود علیہ الصلوٰۃ کا جوا اتارتا ہے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوا
اتارتا ہے۔ اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جوا اتارتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ
کا جوا اتارتا ہے۔ میں بے شک انسان ہوں خدا نہیں ہوں۔ مگر یہ کہنے
سے نہیں رہ سکتا۔ کہ میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی
اطاعت اور فرمانبرداری ہے"۔ الفضل ۴ر ستمبر ۱۹۳۷ء

یہ ہے قادیانی خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کا اعلان۔ جو میاں محمود احمد
صاحب کی خلافت کا منکر وہ خدا کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے
خارج تو کیا دہریہ اور پکا کافر۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب کا سوال

"ان سے (یعنی میاں صاحب) کہ وہ الہام بتاؤ جس میں خدا نے
آپ کو اپنا خلیفہ قرار دیا ہے"۔ اس پر الفضل کی پانچ چھ اشاعتوں میں جس
قدر گالیاں دی گئیں۔ ذاتی حملے کئے گئے۔ وہ تو خدا کی پناہ۔ آخری قسط
میں ڈاکٹر صاحب قبلہ کو مندرجہ ذیل چیلنج دیا گیا ہے:- کہ

"گویا ڈاکٹر صاحب کے نزدیک خلفاء کی پہچان کا معیار صرف وہ الہام
ہوتا ہے جس میں ان کو خدا کہے۔ کہ تم میرے قائم کردہ خلیفہ ہو لیکن
جس مدعی خلافت میں یہ معیار نہ پایا جائے وہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک خلیفہ
برحق اور واجب الاطاعت نہیں مانا جا سکتا۔ ہم ڈاکٹر بشارت احمد
صاحب کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ بتائیں کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت
عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو خلیفہ برحق تسلیم کرتے ہیں یا
نہیں۔ اگر خلیفہ مانتے ہیں تو اپنے قائم کردہ معیار کے مطابق ان کا ایمان بھی
قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ جب وہ ان کے ایسے الہام پیش کریں جن
میں خدا نے ان کو خلیفہ قرار دیا ہو۔ اگر وہ ایسے الہام ان چاروں خلفاء
کے پیش نہ کر سکیں اور ہرگز پیش نہ کر سکیں گے۔ تو ثابت ہو جائے گا۔ کہ دراصل
ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے نزدیک خلفاء اربعہ بھی خدا تعالیٰ کے قائم
کردہ سچے خلیفہ نہیں تھے"۔ (الفضل ۱۵ر ستمبر)

قادیانیوں سے خطاب

۱۔ ہاں خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کو الہام ہوتا ہے اور بار بار ہوتا ہے
جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک سب
کو ایک بار نہیں ہزار بار الہام ہوا۔ کہ آپ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں حضور
کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز سے لیکر حضرت مسیح موعود تک سب کو بار
بار الہام ہوا کہ تم لوگ حضرت محمد مصطفیٰ کے خلیفہ اور جانشین ہو حضور کی غلامی
میں جو خلافت حضرت مسیح موعود تک اور آیندہ مجددین کو ملتی رہی اور ملتی رہے
گی۔ اس کے لئے الہام کا ہونا ضروری امر ہے۔ رہا میاں محمود۔ پیر مہر علی شاہ
اور پیر جماعت علی شاہ کی خلافت تو اس خلافت کے مدعی اس کوچہ میں قدم
رکھنے کے اہل نہیں۔

۲۔ خلفائے راشدین اور ان کی خلافت ہرگز ہرگز نعوذ باللہ ایسی
نہیں . . . . جس کے منکر کافر اور دائرہ اسلام سے
خارج ہوں۔ حضرت ابوبکر حضرت عثمان اور حضرت علی کی خلافت کے منکر
ایک نہیں بلکہ ہزاروں ان کی عین حیات اور عہد خلافت میں موجود تھے۔
کیا کبھی اور کسی موقعہ پر حضرت ابوبکر حضرت عثمان اور حضرت علی نے اپنے منکروں
کو کافر کہا۔ اگر کہا تو ایک ہی حوالہ بتلا دیا جائے جس طرح قادیان کے خدا کا
مقرر کردہ خلیفہ تمام کلمہ گوؤں اور حضرت میرزا صاحب کے پیارے خادموں
کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے رہا ہے۔

۳۔ وہ ایسے خلیفہ بھی نہیں تھے جن پر سچے اعتراض بھی (نعوذ باللہ) نہ
کئے جائیں۔ ان پر تو کھلی مجلسوں میں اعتراض کئے جاتے تھے۔ اور وہ اپنی
ریتیوں میں گواہ پیش کرتے تھے۔ چہ جائیکہ یہاں سچے اعتراض بھی کرنے پر
بھی جہنمی ہے۔

۴۔ کیا لاکھوں شیعہ حضرات جو حضرت ابوبکر حضرت عثمان اور حضرت عمر
کی خلافت کے منکر نہیں۔ وہ مسلمان ہیں یا کافر۔ حالانکہ حضرت میرزا صاحب
اُن کو مسلمان قرار دے چکے ہیں۔ اور قادیانی خلافت کے نزدیک سب کے
سب شیعہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

۵۔ یہ مسلم امر ہے کہ خلفائے راشدین کے منکر کو کافر نہیں کہہ سکتے حالانکہ
وہ ایک نبی اعظم الشان نبی محمد مصطفیٰ کے خلیفہ تھے۔ تو ایک مجدد یا محدث
ظلی اور بروزی یا امتی نبی یا بقول قادیانی یوں سہی کہ بغیر شریعت کے نبی کے
خلیفہ کہلانیوالے کے انکار سے کوئی کیسے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج
ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ ظلی اور بروزی نبی یعنی حضرت مسیح موعود خود فرما گئے ہیں
کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ تو قادیانی
خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کو یہ حق کہاں سے مل گیا۔ کہ مسلمانوں اور مسیح موعود کے
خادموں کو کافر کہتا ہے۔

میاں صاحب کی دورنگی

کبھی یہ کہا جا رہا ہے۔ کہ دنیا جہان کے مسلمان کافر اور دائرہ اسلام سے خارج
کبھی سیاسی مسلمان کبھی اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا مسلمان کبھی برادران اسلام
السلام علیکم۔ کبھی غیر احمدیوں کو دوزخ کی چلتی پھرتی تصویریں گوبھی کے سڑے
ہوئے چھلکے کبھی فاسق اور منافق اور کبھی یہ اعلان کہ ہم ان کو احمدی سمجھتے ہیں
غیر احمدی نہیں کہہ سکتے۔ ہم نے حضرت مولانا محمد احسن صاحب امروہی کا جنازہ پڑھا۔ ہم نے
شیخ رحمت اللہ مرحوم کا جنازہ پڑھا اور پڑھایا۔ پھر جھٹ یہ کہہ دیا کہ جو مجھے خدا کا مقرر
کردہ خلیفہ نہیں مانتا وہ مسلمان تو کیا خدا و ملائکہ کا بھی منکر ہے۔ سمجھ نہیں آتی۔
یہ کیا گورکھ دھندا ہے خدا انہیں ہدایت دے۔

کثرت کی راگنی!

(مولانا اسرائیل ہمدانی کے قلم سے)

عقل حیران ہے کہ یہ کثرت وقلت کا کیا قضیہ ہے۔ کبھی بفضل خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ڈینگ مارتا ہے کہ جماعت کا حصہ کثیر خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرکے منبع اور دینوی و اخروی کا واحد اجارہ دار بن گیا ہے۔ کبھی جناب مطلع الکل خطبہ نکاح کے موقعہ پر کثرت کا راگ گا کر دولہا دلہن کے کان بھرتے ہیں۔ ہم حیران و ششدر ہیں کہ وہ کونسا جذبہ اور کونسا خیال ہے جو میاں صاحب کو بے موقع و بے محل ایسے لایعنی اور مجہول بیانات پر مجبور کرتا ہے کیا ان کو خدشہ ہے کیا ان کے بیقرار دل میں خلجان ہے کہ منافقین کی جماعت دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اور اگر ان کو ڈرا دھمکا کر رام نہ کر لیا گیا۔ تو کبھی وہ ناک چنے چبوائیں گے۔ قصر خلافت جس میں وہ "امیر المومنین" بنے بیٹھے ہیں۔ دھڑام سے زمین پر آ رہے گا۔ کیا یہ بیچارے "پیغامیوں" کو مرعوب و ہراساں کرنے کی ناکام سعی ہے کہ وہ سن کر خوف سے بدحواس ہو جائیں گے اور اپنی جان بچانے کی خاطر حضور کے قدم چومنے لگیں گے۔

جناب اللہ والوں کی وہ جماعت جو بے سروسامانی کے باوجود آج چوبیس سال سے آپ کے خیالات و عقائد فاسدہ کی جڑوں پر کلہاڑے پر کلہاڑا چلا رہی ہے اور جس نے آپ کے قصر خلافت کو دھول کی طرح کھوکھلا کر دیا ہے ان دھمکیوں سے مرعوب ہونے سے رہی۔ آپ ہزار کثرتوں کو بھی جمع کر لیں۔ لیکن آپ کو خائب و خاسر ہی ہونا پڑے گا کیونکہ یہ معرکہ حق و باطل ہے۔ یہاں سچ اور جھوٹ صف آرا ہیں۔ آپ کا اور مسیح موعود کا مقابلہ ہے۔ قادیانیت اور احمدیت میں جنگ ہے اور یہ مسلمہ امر ہے کہ حق کی یلغار کے آگے باطل کی کوئی پیش نہیں جا سکتی

حضرت! ہم تو آپ کی کثرت کو تسلیم کرتے ہیں۔ آپ کے حلقہ مخلصین میں شک کرنے والے ہوں تو ہوں۔ ہم تو اس میں کسی شک شبہ کی گنجائش ہی نہیں دیکھتے اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ جب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قطعی الہام اس کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کے لئے موجود ہوں حضور نے فرمایا ہے۔ اخرج منہ الیزیدیون۔ یعنی قادیان میں یزیدی طبع لوگ پیدا کئے جائیں گے۔ ہر وہ شخص جسے تاریخ اسلام سے ذرہ بھی واقفیت ہو۔ خوب جانتا ہے کہ یزیدیوں کی کثرت کا کیا عالم تھا اور ان سے کیسے کیسے افعال شنیعہ کا ارتکاب عمل میں آیا۔ ایک طرف تو انہوں نے مومنوں کے خون سے اپنے اعمالنامہ کو قیامت تک کیلئے داغدار کر لیا اور دوسری طرف اسلام کے اصول جمہوریت کا خاتمہ کرنے کے موجب ہوئے۔

ہم آپ کی کثرت پر ایمان لاتے ہیں۔ آپ کی تعداد بھی زیادہ اور اس تعداد پر غرور و تعلیات بھی لا انتہا۔ پھر اس کثرت کے بل بوتے پر آپ کی گالیاں دینے کی عادت بھی پختہ اور ترقی پذیر۔ جناب ہی کثرت تو ہے جس کے گھمنڈ پر مسلمانان عالم کو خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی سنا ہو یا نہ سنا ہو۔ دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ نبوت جدیدہ کا عقیدہ تراشا گیا حضرت مسیح موعود کی کتابوں کو منسوخ قرار دیا گیا۔ مسیح موعود کے عقائد کو نادان کے عقائد کہا گیا جناب یہ کثرت کی کرشمہ سازی تو تھی کہ آپ نے مرکز اسلام کے متعلق فرمایا کہ مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے اب دودھ خشک ہو چکا ہے ظلی حج کا ڈھکوسلہ گھڑا اور یوں آپ نے وہ کام سرانجام دیا کہ دشمنان اسلام کی دلی خواہش پوری ہو گئی اور اسلام میں سب سے بڑا فتنہ برپا کرنے کی مراد بر آئی۔ ابھی دیکھئے آپ کی کثرت کیا کیا گل کھلاتی ہے۔

ایک اہم سوال؟

دنیا میں امن قائم کرنے کیلئے کئی جتن کئے جا چکے ہیں۔ سوشلزم نازی ازم۔ بالشوزم اور ایسی تمام "ازمیں" امن قائم کرنے سے عاجز آ گئی ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ دنیا میں اگر امن قائم ہو سکتا ہے۔ تو صرف اسلام کی بدولت۔ اس لئے اسے دنیا پر واضح کرنے کی اشد ضرورت ہے

اگر دنیا پر یہ ثابت ہو گیا تو دنیا کو اسلام پر ایمان لانے میں کوئی دریغ نہ ہو گا۔ یہی ثابت کرنے کے لئے اخبار "ینگ اسلام" انگریزی زبان میں جاری کیا گیا ہے۔ اس کی اشاعت جتنی زیادہ ہو گی۔ اتنا ہی مفید ہو گا۔

کیا ایسے نیک اور اہم کام میں ہمارا ہاتھ بٹانا آپ کا فرض نہیں؟

خاکسار

ملک عبد الغنی۔ منیجر "ینگ اسلام" لاہور

بعدالت جناب شیخ عبد الحمید صاحب بی۔ اے

ایل۔ ایل۔ بی سب جج درجہ چہارم بھکر

مقدمہ نمبر ۱۳۷۸ سال ۱۹۳۷ء

محمد نواز خاں ولد شیر محمد خاں ذات سہیان سکنہ جنڈانوالہ تحصیل بھکر

بنام حاجی امیر محمد خاں ولد مہر خاں۔ محمد نواز خاں ولد شاہنواز خاں شیر محمد خاں ولد دوست محمد خاں اقوام سہیان سکنائے مدعا علیہ نمبر ۱ چاہ حسن والہ موضع علاقہ مدعا علیہ نمبر ۳۰۲ چاہ روڑی موضع علاقہ شیرا ولد دولت قوم سوہا ساکن چاہ سوہے والہ موضع علاقہ۔ چراغ ولد محمد قوم اعوان سکنہ علاقہ تحصیل بھکر مدعا علیہم بذاتہ و نیز نمائندگان دیگر مالکان موضع علاقہ تحصیل بھکر مدعا علیہم

دعویٰ استقرار یہ بدیں مضمون کہ مدعی اراضی نمبری کھاتہ ۳۱۱ کھتونی نمبر ۱۰۰۵ خسرہ نمبرات ۸۶ ہم ۵ — ۸۰ ہم ۵۔ اراضی اہمالی [illegible] واقع موضع علاقہ تحصیل بھکر کا مالک اور نیز معہ حصہ شاملات بموجب پیمانہ ملکیت متعلقہ اراضی مابہ ہے۔

اندریں مقدمہ مدعی نے دعویٰ استقراریہ برخلاف مدعا علیہم مندرجہ فہرست دائر کیا ہے اور درخواست زیر آرڈر ۱ رول ۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدیں مضمون دی ہے کہ مدعا علیہم مذکورہ بالا کو بذاتہ و نیز بطور نمائندگان منجانب تمام دیگر مدعا علیہ مندرجہ فہرست پیروی مقدمہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ لہذا بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۱ رول ۸ ضابطہ دیوانی مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر کسی مالک مندرجہ فہرست منسلکہ عرضی دعویٰ کو مدعا علیہم کے نمائندہ بنائے جانے میں اعتراض ہو تو ۱۱ نومبر ۳۷ء کو عدالت ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر پیش کرے

آج بتاریخ ۹ ماہ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو بدستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط حاکم

(مہر عدالت)

کتاب "میثاق النبیین" کے مدیر "ریمان" پٹی کی تقریظ

"میثاق النبیین" مصنفہ مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی

حجم ۲۷۲ صفحے کاغذ، لکھائی چھپائی بہت عمدہ،

قیمت معہ محصول ڈاک دو روپیہ (عہ) ملنے کا پتہ

دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

کتابیں ہر روز لکھی جاتی ہیں اور ہزار ہا کی تعداد میں لکھی جاتی ہیں۔ مگر ان کتابوں میں بہت کم کتابیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو قوم کی کسی حقیقی ضرورت کو صحیح معنوں میں پورا کر دیں۔ ہم مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی کے تہ دل سے مشکور ہیں کہ آپ نے ایک ایسی کتاب پر قلم اٹھایا جس کی مسلم و غیر مسلم اقوام کو صدیوں سے ضرورت تھی اور پھر نہایت ہی کامیابی کے ساتھ نوع انسان کی اس بڑی ضرورت کو پورا بھی کر دکھایا جزاہ اللہ احسن الجزاء

قرآن کا ایک اصولی دعویٰ یہ ہے کہ جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیائے عالم کی تصدیق کی ہے اسی طرح ہر قوم اور ہر زمانہ کے نبیوں نے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی ہے اور اپنی کتابوں میں آپ کی تشریف آوری کی خبریں دے کر اپنی امتوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ آپ پر ایمان لائیں

اصولی طور پر یہ دعویٰ کر دینا بڑا آسان ہے لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ژند، اوستا، وید، زبور، توریت اور انجیل وغیرہ کتابوں کی اصل عبارتیں پیش کرو۔ اور خود اہل مذاہب کی تفسیر اور لغت کے صحیح حوالے سے اپنے معنی بتاؤ کہ کہاں ان میں رسول اللہ کی پیشگوئی موجود ہے؟ تو پھر اس دعویٰ کا ثابت کرنا بڑا ہی مشکل ہو جاتا ہے

اللہ تعالےٰ مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ نے تمام مسلمانوں کی طرف سے قرآن کے اس دعویٰ کو تمام اقوام عالم کے سامنے مبرہن کرکے پیش کر دیا ہے۔ آپ نے ہندوؤں، بدھوں، زرتشتوں، یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کو ایک ایک کرکے لیا ہے اور ان میں سے رسول اللہؐ کی پیشگوئیاں نکالی ہیں۔ پھر اصل عبارتوں کے فوٹو لے کر مکمل حوالوں کے ساتھ شامل کتاب کئے ہیں۔ پھر اہل مذاہب کی اپنی کتابوں سے صحیح حوالوں کے ساتھ ان عبارتوں کے ایک ایک لفظ کے معنے لکھے ہیں اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہر قوم اور ہر زمانہ کے نبیوں کی کتابوں میں رسول اللہ کی تصدیق موجود ہے۔ ہم تمام دنیائے اسلام کی طرف سے مولینا کی اس محنت اور کوشش کا اعتراف کرتے ہیں کہ آپ نے ایک واقعی تاریخی کارنامہ انجام دیا جزاہ اللہ احسن الجزاء

ہر اسلامی مدرسہ اور ہر اسلامی لائبریری اور رسول اللہ کی صداقت پر بحث کرنے والے علماء کا فرض ہے کہ وہ اس ضروری کتاب کو ضرور خریدیں اور اس کے مندرجات سے فائدہ اٹھائیں اگرچہ مولوی عبد الحق صاحب قادیانی جماعت کے لاہوری گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر جہاں تک ہم نے دیکھا ہے یہ کتاب صرف سیرت رسول اللہ ہی کے ایک خاص پہلو کو پیش کرتی ہے۔ اس میں احمدیہ عقائد کا دخل نہیں ہے۔ (ریمان ۲۴ ۲۳ جولائی ۳۷ء)

"نسیم ادب"

ہمارے عزیز بھائی شیخ محمد طفیل صاحب کی ساعی بار آور ثابت ہوئیں اور انہوں نے "نسیم ادب" کے نام سے ایک ماہنامہ کا اجرا کر دیا ہے۔ پہلی اشاعت ماہ اکتوبر کی ہے جو اس وقت ہمارے سامنے ہے اس میں حضرت احسن دانش، شاعر حریت جوش ملیح آبادی اور جناب روش صدیقی وغیرہ شعراء کی نظمیں ہیں بعض علمی و ادبی مضامین بھی ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک مقالہ بھی ہے جس کا عنوان ہے اسلام نے کونسا نیا خیال پیش کیا۔ ہمیں یہ کہنے میں تامل نہیں کہ طفیل صاحب اپنی حیثیت سے بہت بڑھ کر اسے کامیاب بنانے کی کوشش کی ہے اور ہمیں توقع ہے کہ وہ آہستہ آہستہ اس کا معیار بلند کرنے کی کوشش کریں گے سالانہ چندہ [illegible] پتہ دفتر نسیم ادب کوچہ [illegible]

رفتار عالم

—— لکھنؤ ۱۸ اکتوبر۔ مسٹر محمد علی جناح نے لیگ کے اجلاس میں کہا۔ کہ بجنور کے علاقہ میں ہم چاہتے ہیں۔ کہ کانگریس کو ضمنی انتخاب میں پہلے سے زیادہ کامیاب شکست دیں۔

—— روہتک ۱۸ اکتوبر۔ اطلاع مظہر ہے۔ کہ ۱۰ اکتوبر کی شب کو بھارت ملاپ کا جلوس جا رہا تھا۔ کہ اس پر ایک مکان سے اینٹیں برسیں جس سے ہندوؤں میں جوش و خروش پھیل گیا۔ پولیس کو بہت زبردست کرنے گئے بعض مکانات کی چھتوں پر پولیس کو بٹھا دیا گیا۔ اور خصوصیت سے مسلمان محلوں کی زیادہ نگرانی شروع ہوگئی۔ بعض اشخاص نے ہندوؤں کے محلہ سے گزرتے ہوئے ہندوؤں کو زدوکوب کیا۔

—— اس کے بعد انجمن اسلامیہ روہتک نے ذیل کا برقیہ ارسال کیا ہے پولیس کی دست درازی اور صرف مسلمانوں کو ہی گرفتار کرنے کے خلاف احتجاج کے طور پر آج مسلمانوں نے مکمل ہڑتال کی۔ پولیس مسلمانوں پر حملہ کرنے والے ہندوؤں کے خلاف نہیں تحقیقات کر رہی۔ اس سے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔

—— لکھنؤ ۱۸ اکتوبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس کا نصب العین ہندوستان میں آزاد جمہوری ریاستوں کی فیڈریشن کا قیام اور کامل آزادی حاصل کرنا ہے۔

—— لکھنؤ ۱۸ اکتوبر۔ مسٹر فضل الحق وزیر اعظم بنگال نے آج مسلم لیگ کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جب تک بنگال میں مسلمانوں کی موجودہ انفرادیت موجود ہے۔ وہاں نہ تو کانگریس کی وزارت قائم ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی اسمبلی میں بندے ماترم کا گیت گایا جا سکتا ہے آپ نے کہا۔ کہ اردو ہندوستان کی متفقہ زبان ہے آپ نے لیگ سے وابستگی کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ میں کے بانیوں میں سے ہوں۔

آپ نے کہا۔ کہ بنگال اسمبلی میں ۱۲۳ مسلمانوں میں سے آپ کی پارٹی کے ساتھ ۱۱۰ ہیں۔ اور اس کے مقابل کانگریس ممبروں کی مجموعی تعداد ۶۰ ہے

—— لاہور ۱۸ اکتوبر۔ سکرٹری مجلس اتحاد ملت ضلع لاہور اور تین درجن اصحاب کے دستخطوں سے ایک پوسٹر شائع کیا گیا ہے جس میں مسلمانان ہند سے گزارش کی گئی ہے۔ کہ لارڈ لنلتھگو وائسرائے ہند ۲۲-۲۳ اکتوبر کو بمقام لاہور دربار منعقد کرنے والے ہیں۔ اس لئے ہر شہر کی اسلامی مجالس ان ایام میں وائسرائے کے نام بمقام لاہور تار بھیجیں جس میں مسجد شہید گنج کی واپسی کا مطالبہ کیا جائے۔

—— لاہور ۱۸ اکتوبر۔ شفاء الملک حکیم فقیر محمد صاحب چشتی ۱۶ اکتوبر کو اس دار فانی سے انتقال کر گئے۔ آپ کا جنازہ ۱۷ اکتوبر کو صبح دس بجے اٹھایا گیا۔

—— ترچناپلی ۱۹ اکتوبر۔ اطلاع مظہر ہے۔ کہ آج علی الصباح بم اپٹنے کے زبردست دھماکے میں دو اشخاص ہلاک اور دس شدید مجروح ہوئے معلوم ہوا ہے۔ کہ دھماکہ سے آگ لگ گئی جس سے تیس دکانیں خاکستر ہو گئیں۔ اور دوسری طرف تین دکانوں کو نقصان پہنچا۔ مجروحین میں سے چار گورنمنٹ ہسپتال میں مخدوش حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ایک لاکھ روپے کے نقصان کا اندازہ کیا گیا ہے۔

—— لکھنؤ ۱۸ اکتوبر۔ آج مسز وجیا لکشمی پنڈت وزیر بلدیات و صحت عامہ۔ یوپی ہردوار گئیں۔ انھیں ہردوار یونین کی طرف سے خطاب پیش کیا گیا۔

—— پشاور ۱۹ اکتوبر۔ کل ڈسٹرکٹ بورڈ کا اجلاس ڈپٹی کمشنر کی صدارت میں ہوا۔ اور تیرہ کانگریسی ارکان صدر کے اس رولنگ کے خلاف کہ ترمیم شدہ بائی لاز پر بحث ملتوی کی جائے۔ احتجاج کر کے واک آؤٹ کر گئے۔

—— لکھنؤ ۱۹ اکتوبر۔ مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس مسٹر جناح کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں فیصلہ ہوا۔ کہ مسلم لیگ کے مرکزی دفتر دہلی کو بمبئی تبدیل کیا جائے۔

—— لندن ۱۹ اکتوبر۔ مسٹر لائڈ جارج نے ایک تقریر میں حکومت برطانیہ کی خارجی حکمت عملی پر شدید نکتہ چینی کی۔ اور کہا۔ کہ اس وقت جبکہ اقوام عالم بڑی سرعت سے جنگ عالمگیر کی طرف گامزن ہیں برطانیہ کی حکمت عملی نہایت بزدلانہ ہے۔ آپ نے کہا۔ کہ مسٹر ایڈن وزیر خارجہ کو نہایت دلیری اور بہادری سے اس خدمت کو سرانجام دینا چاہیئے۔ جو قوم نے ان کے ذمہ لگائی ہے۔ آپ نے مجلس عدم مداخلت کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ ایک ڈھونگ ہے ہفتہ بہ ہفتہ اطالیہ ہزاروں سپاہی لیبیا روانہ کر رہا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان سپاہیوں کو لیبیا نہیں بھیجا جاتا برطانیہ کو اپنی حکمت عملی پر غور کرنا چاہیئے۔

—— پشاور ۱۸ اکتوبر۔ "اسٹیٹسمین" راوی ہے کہ حاجی ترنگ زئی کی علالت تشویشناک ہے۔

—— لاہور ۱۹ اکتوبر۔ آج صبح ۸ بجے یہاں زلزلے کا جھٹکا محسوس ہوا۔

—— کراچی ۱۸ اکتوبر۔ سندھ کے وزیر اعظم سر غلام حسین ہدایت اللہ نے محمد علی جناح کو حسب ذیل برقیہ ارسال کیا ہے "سندھ کے مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں"

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ محمد ولد مراد ذات ہرل سکنہ لوبر انوالہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۵ ۹/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ راجہ ولد غلام ذات جبہ سکنہ چک ۱۲۵ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۶ ۹/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نبی ولد عیسیٰ ذات راعبر سکنہ کوٹ امیر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۳ ۹/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ اللہ دتہ ولد گاموں ذات حیٹ جھلو سکنہ کھر دڑہ ۱ دسے تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۹ ۹/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ شہامت ولد دریام ذات ڈگ سکنہ لونتر تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲ ۹/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ سلطان ولد جیونہ ذات ارائیں سکنہ شورکوٹ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۰ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲ ۹/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمۂ اہل حق اور سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ — یوم سہ شنبہ ۱۹ر شعبان ۱۳۵۶ھ ہجری — نمبر ۶۶

جرمن ترجمۃ القرآن

وسط یورپ میں تبلیغ اسلام کے ایک نئے دور کا آغاز

یہ خوشخبری احباب تک پہنچ چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمن ترجمۃ القرآن معہ تفسیر پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ نظر ثانی وغیرہ کے تمام مراحل طے ہو چکے ہیں۔ مسودہ پریس کے حوالے کیا جا چکا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ترجمہ اور تفسیر معہ عربی متن کے شائع ہونگے۔ اس امر کی بھی پوری کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ ترجمہ باطنی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن و نفاست کے لحاظ سے بھی اعلیٰ درجہ کا ہو۔

اس ترجمہ کی بعض اہم خصوصیات کا اندازہ قارئین کرام کو حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے ان مکتوبات گرامی سے ہو گیا ہوگا جو گذشتہ اشاعت کے دوسرے صفحہ پر درج ہو چکے ہیں۔ اس تفسیر میں فاضل مفسر نے سب سے زیادہ ایک زندہ خدا کے وجود پر زور دیا ہے اور اس کو ثابت کیا ہے کہ خدا ہے۔ وہ ہمکو اور ہمارے ہر ایک ظاہر و پوشیدہ قول و فعل کو دیکھنے والا ہے اس کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں۔ اس کے بعد حضرت نبی کریم صلعم کی ذات ستودہ صفات، حضور کے بے مثال اخلاق، بلند پایہ تعلیمات اور بنی نوع انسان پر اس انسان کامل کے بیشمار احسانات کو بیان کیا ہے اور ان تمام غلط اور بے بنیاد الزامات کی شافی تردید کی ہے جو حضور کی ذات اقدس پر یورپ کے خود غرض مصنفین اپنی جہالت و تعصب کی وجہ سے لگاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اسلام اور قرآن کے کمالات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

مولانا موصوف کے مذکورہ بالا خطوط سے یہ بھی معلوم ہو چکا ہوگا وہ جرمنی فاضل جس نے ان کے ساتھ مل کر اس ترجمہ و تفسیر کی نظر ثانی کا کام کیا تھا قرآن کی پاک کرشمہ ساز تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمان ہو چکا ہے والحمد للہ علاوہ ازیں مولانا نے بطور نمونہ ترجمہ و تفسیر کے دس بارہ صفحات طبع کرالئے تھے جو متعدد فضلاء کے مطالعہ سے گذرے سب نے ان کو بنظر استحسان دیکھا ہر اکتوبر کو برلن کے ایک بڑے اجتماع میں تفسیر کے مختلف حصص سنائے گئے سامعین میں بہت سے بلند پایہ لوگ موجود تھے سب نے اس تفسیر کی تعریف اور اس کے جلد شائع ہونے کی خواہش کا اظہار کی۔

ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن ترجمۃ القرآن انشاء اللہ ہر لحاظ سے کامیاب رہیگا۔ برلن مسجد اور برلن مشن کے ذریعہ وسط یورپ میں اشاعت اسلام کے مقدس کام کی جو داغ بیل ڈالی گئی ہے اور اس مشن نے گوناگون مشکلات کے باوجود اب تک جو قابل قدر کام کیا ہے اس کی اہمیت سے کم از کم زمانہ مستقبل کا مؤرخ کبھی بھی انکار نہیں کر سکیگا لیکن ہم شروع ہی سے جرمن زبان میں ترجمۃ القرآن کی ضرورت محسوس کر رہے تھے کیونکہ موجودہ زمانہ میں ضروری و مناسب لٹریچر کے بغیر کوئی مشن بالخصوص مغربی ممالک میں خاطر خواہ تبلیغی کام نہیں کر سکتا۔ اسلامی لٹریچر میں اولین درجہ قرآن کریم کا ہے۔ اس کتاب اللہ میں ایسی بے پناہ کشش اور حسن موجود ہے کہ اگر اسے لوگوں تک ان کی زبان میں پہنچا دیا تو بے شمار سعید روحیں خود بخود آغوش اسلام میں کھچی چلی آئیں ہم اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے یقین رکھتے ہیں کہ جرمن ترجمۃ القرآن کی اشاعت سے برلن مشن کے تبلیغی کام میں زیادہ طاقت و تیزی آجائے گی۔ اس کو بیش از بیش ترقیاں حاصل ہوں گی۔ اس طرح وسط یورپ میں اشاعت اسلام کے ..... ایک شاندار دور کا آغاز ہو جائے گا۔ انشاء اللہ

حضرت مولانا صدر الدین صاحب اور ان کے رفقاء کار نے اس ترجمہ و تفسیر کی تیاری میں جو محنت و کوشش کی ہے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم ساری قوم کی طرف سے اس کا اعتراف کرتے ہوئے دلی شکریہ ادا کریں۔ مولانا موصوف نے لاریب اس بارہ میں انتہائی محنت و کاوش سے کام لیا ہے۔ ان کے راستے میں طرح طرح کی حوصلہ فرسا مشکلات موجود تھیں لیکن ان کے عزم راسخ اور خدمت دین کے شوق نے ان مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کر کے انہیں مغلوب کر لیا اور ہم اس قابل ہو سکے کہ چند ماہ تک جرمن ترجمۃ القرآن کو زیور طبع سے آراستہ دیکھکر روحانی مسرت حاصل کر سکیں۔ اس موقع پر ان ایثار پیشہ بزرگوں کو بھی ہرگز فراموش نہیں کیا جا سکتا جنکی مالی قربانیاں اس عظیم الشان دینی خدمت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ممد و معاون ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کو قربانیوں کو قبول فرمائے۔

اس پر مسرت موقع پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جرمن ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے بعد اس بارہ میں ہمارے فرائض ختم ہو جائیں گے اور اس کے بعد ہمیں خاموش بیٹھ جانا چاہئے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ہم دین کے سپاہی ہیں سپاہیوں اور مجاہدوں کی لغت سے آرام و سکون کا لفظ یکسر خارج ہوتا ہے دنیا کے بیشمار ملک ہیں جہاں قرآن کریم کی تعلیمات نہیں پہنچیں۔ بے شمار زبانیں اور بولیاں ہیں جن میں قرآن کریم کا ترجمہ تا حال نہیں ہوا ہمیں اس وقت تک آرام سے بیٹھنا زیب نہیں دیتا جب تک ہم قرآنی تعلیمات کو کرۂ ارض کے چپے چپے پر نہیں پہنچا دیتے۔ دنیا کی ہر ایک زبان اور بولی میں اس کا ترجمہ شائع نہیں کر لیتے۔ کام بے شک بہت مشکل اور بلند ہے لیکن ہماری ہمت اس سے بھی بلند ہونی چاہئے —— یہ بھی سوچنے والی بات ہے کہ اگر ہم نے اس کام کو نہ کیا تو اور کون کرے گا حضرت مسیح موعود کی اس تڑپ کو جو وہ اشاعت قرآن کے متعلق اپنے پاک دل میں رکھتے تھے اور کون پوری کرے گا؟ یہ کام ہمیں ہی کرنا ہے۔ ہر قیمت اور ہر حالت پر کرنا ہے۔ ہمارے خیال میں جرمن زبان کے بعد فرانسیسی زبان میں جلد ترجمۃ القرآن کی ضرورت ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو یہ کام اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگر چند اعلیٰ تعلیمیافتہ نوجوان عربی زبان اور قرآنی علوم کے ساتھ ساتھ فرانسیسی زبان میں بھی خاطر خواہ مہارت پیدا کر لیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کچھ دور نہیں کہ مستقبل قریب میں ہی فرانسیسی ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے سامان پیدا ہو جائیں۔

فلسطین میں تشدد کا طوفان

فلسطین کے حالات روز بروز نازک تر ہو رہے ہیں۔ تشدد کی گرم بازاری ہے عربوں کے جلد باز اور پُر جوش طبقات کو بار بار کی مایوسیوں اور انگریزی حکام کی بے اعتنائیوں اور وعدہ خلافیوں کی وجہ سے آئینی جد و جہد پر کوئی اعتقاد نہیں رہا اور وہ دہشت انگیزی میں مصروف ہیں۔ حکومت تمام علتوں اور موجودہ صورت حالات کی اصل وجوہ و اسباب کو بالکل نظر انداز کر کے تشدد پر کمر بستہ ہے۔ گرفتاریوں جلا وطنیوں تلاشیوں اور تعزیری کارروائیوں کی گرم بازاری ہے۔ مفتی اعظم آج کل بیروت میں مقیم ہیں۔ ایک خبر مظہر ہے کہ فرانسیسی حکومت نے فلسطین کے انگریزی حکام کے ایما پر انہیں نظر بند کر دیا ہے۔ وہ مصر یا عراق جانا چاہتے ہیں جس کی اجازت نہیں دی جا رہی —— ایک اور خبر ہے کہ وہ اٹلی کا قصد کر رہے ہیں۔ ان کا عزم اٹلی بھی انگریز حکام کے لئے باعث اضطراب ہے۔ ان حالات نے عالم اسلامی کو جس طرح متاثر کیا ہے وہ اخبار بین حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ عرب اور مسلمان ممالک میں غم و غصہ کی شدید لہر دوڑ گئی ہے ویسے کرۂ ارض کے تمام مسلمان بے چین و مضطرب ہو رہے ہیں۔

برطانی تدبر نے شروع ہی سے فلسطین کے بارہ میں افسوسناک ٹھوکریں کھائیں۔ پہلے ان تمام وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر جو ایام جنگ عظیم میں عربوں سے کئے گئے تھے یہودیوں کو فلسطین میں لا بسایا۔ عربوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ اپنی مصائب و مشکلات کو بار بار پیش کیا ان پر ایک مرتبہ بھی کماحقہٗ توجہ نہ دی گئی۔ اب جبکہ حالات زیادہ نازک ہو گئے تو تقسیم کی تجویز کر کے ان کو نازک تر بنایا جا رہا ہے۔ اگر برطانی مدبرین اب بھی نہ سنبھلے تو اس کا ایک لازمی نتیجہ یہ ضرور ہوگا کہ برطانیہ اور عالم اسلامی کے درمیان عدم اعتماد کی ایسی وسیع خلیج حائل ہو جائے گی جس کا پاٹنا بہت مشکل بلکہ غیر ممکن ہو جائیگا ابھی وقت ہے کہ برطانی حکومت اصلاح حالات کی سعی کرے۔

اعراب فلسطین کے موجودہ مصائب میں ساری اسلامی دنیا کو ان سے ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

کانگرس کے مقابلے پر مسلم لیگ کا محاذ

دوربین نگاہوں کو عرصہ سے یہ حقیقت بے نقاب نظر آ رہی تھی کہ کانگرس ایک خالص ہندو جماعت ہے جس نے اپنے تعصب و خود غرضی سے مسخ چہرے پر قوم پرستی کا پُر فریب نقاب پہن رکھا ہے۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے یہ نقاب بھی تار تار ہو چکا ہے۔ چھ سات صوبوں میں اپنی وزارتیں قائم کر لینے کے بعد کانگرس طاقت و غرور کے نشے میں کچھ اس بُری طرح بدمست ہو گئی کہ چند ماہ میں ہی غریب اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کی جان عذاب میں آ گئی۔ اس خطرناک صورت حالات کو الحمدللہ مسلم لیگ نے بروقت محسوس کیا اور لکھنؤ میں ایک نمائندہ اور کامیاب اجلاس منعقد کر کے کانگرس کی مسلم کش روش کے مقابلہ کے لئے ایک مضبوط محاذ قائم کر دیا۔ جو چند مسلمان اپنی سادہ لوحی یا زر پرستی کی وجہ سے لیگ کا ممبر ہونے کے باوجود کانگرس کے حامی اور غلام بنے ہوئے تھے ان کو قوم فروشی اور غداری کے جرم میں خارج کر دیا گیا۔ ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ آسام کے وزیر اعظم سر سعداللہ خاں بنگال کے شیر دل وزیر اعظم مولوی فضل حق صاحب۔ پنجاب کے وزیر اعظم سر سکندر حیات خاں اور سندھ کے وزیر اعظم سر غلام حسین ہدایت اللہ نے مسٹر جناح کی قیادت منظور کر لی ہے اور مسلم لیگ کے نصب العین پر دستخط کر دئے ہیں۔ یہ اتحاد نہایت مبارک اور امید افزا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مسلمانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بنائے۔ اگر مسلم اکابر نے کامل اتحاد، یکجہتی اور خلوص سے اس تحریک کو چلایا تو وہ انشاءاللہ کانگرس کی ریشہ دوانیوں اور قوم فروش مولویوں کی غداریوں کے باوجود مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے تحفظ میں کامیاب ہو جائیں گے۔

ایورسٹ کو عبور کرنے کی ایک اور کوشش

یورپ کی مختلف جیوگرافیکل سوسائٹیوں کی طرف سے ماؤنٹ ایورسٹ کو عبور کرنے کی بارہا کوششیں ہو چکی ہیں۔ اس مقصد کے لئے لاکھوں پونڈ اور بیسیوں بلکہ سینکڑوں قیمتی جانیں قربان کی جا چکی ہیں ـــــ اس کے باوجود انسان کا قدم ہمالیہ کی اس برف پوش چوٹی تک پہنچنے میں تاحال کامیاب نہیں ہو سکا۔ لیکن یورپ کے اولوالعزم کوہ پیماؤں نے قریباً پون صدی کے پے درپے مہلک حادثات اور ناکامیوں کے باوجود ہمت نہیں ہاری بلکہ ہر ناکامی اور ہر حادثہ کے بعد ان کی ہمت زیادہ بلند ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک تازہ اطلاع ملاحظہ فرمائیں:۔

"لندن ۲۱۔ اکتوبر۔ رائل جیوگرافیکل سوسائٹی کے سالانہ ڈنر پر صدارت کے فرائض انجام دیتے ہوئے لارڈ زٹلینڈ نے بیان کیا کہ حکومت تبت نے برطانوی مہم کو ۱۹۳۸ء میں کوہ ایورسٹ پر چڑھنے کی اجازت دے دی ہے۔ عنقریب اس مہم کے ممبروں کا انتخاب ہو جائے گا۔"

کون شخص ہے جو ان اولوالعزمیوں کی داد نہ دے گا؟ مغربی کوہ پیماؤں کی ان کوششوں اور اولوالعزمیوں کے بعض پہلو ہمارے احمدی نوجوانوں کے لئے خاص طور پر قابل غور ہیں۔ یورپ کی مختلف قوموں کے افراد کی طرف سے ایورسٹ پر چڑھنے کی کوشش محض اس لئے ہو رہی ہے کہ وہ اپنے ملک کا جھنڈا دنیا کی اس بلند ترین چوٹی پر نصب کر دیں اور ان کی قوم و ملک کے حصے میں یہ فخر آئے کہ ان کے فرزندوں نے یہ مہم سر کی تھی ـــــ لیکن ہمارے عزیز نوجوانو! آپ کے ہاتھ میں بھی ایک مقدس جھنڈا دیا گیا ہے ـــــ دین اسلام کا جھنڈا۔ دنیا کے کتنے ملک اور قطعات ہیں جو اس خدائی جھنڈے کے بابرکت سائے سے محروم ہیں۔ ویران چوٹیاں، لق و دق صحرا اور برفانی قطعات ہی نہیں بلکہ انسانوں سے آباد ملک۔ تم نے ان تمام ملکوں میں اس مقدس جھنڈے کو نصب کرنا ہے اور نصب کرنے کے بعد اسے وہاں بلند رکھنا ہے۔ خیال کرو اس کے لئے کتنی بڑی ہمت اور کتنی قربانیوں کی ضرورت ہو گی۔ کیا تمہیں اس کا احساس ہے؟

مسٹر جناح کی حق گوئی

مسٹر جناح نے اپنے لکھنؤ کے خطبہ صدارت میں کانگرسی وزارتوں کے اقتدار اور روش کا ذکر کرتے ہوئے بالکل بجا فرمایا کہ

"اب صورت یہ ہے کہ ہندی تمام ہندوستان کی قومی زبان ہو گی بندے ماترم کا گیت قومی ترانہ ہو گا ہر شخص مجبور کیا جائیگا کہ کانگرسی جھنڈے کے آگے سر کو خم کرے اور اس کی اطاعت کرے۔ ذرا سا اقتدار حاصل ہو جانے پر اکثریت نے بتا دیا اور جتا دیا کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے"۔

کون وہ ہوشمند و صداقت پسند انسان ہے جو مسٹر جناح کے مندرجہ بالا الفاظ سے اختلاف کی جرأت کر سکتا ہے؟ کانگرس یقیناً چاہتی ہے کہ اردو کو ملیامیٹ کر دے اور ہندی سارے ملک کی جبراً قومی زبان بنا دی جائے۔ بندے ماترم کے مشرکانہ گیت اور جھنڈے کے متعلق بھی اس کی روش واضح ہے کانگرسی ہندو اور لیڈروں کا رجحان یہی ہے کہ مسلمانوں کو ان کے تسلیم کر لینے پر بزور مجبور کیا جائے ـ مسٹر جناح نے بالکل صحیح فرمایا کہ برادران وطن کی اکثریت نے ذرا سا اقتدار حاصل ہونے پر قولاً اور عملاً جتا دیا کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ اگر مسلمان زندہ رہنے کا عزم کر لیں تو براعظم ہند کی سرسبز و شاداب وسعتیں ان کے لئے بھی اسی طرح موجود ہیں جس طرح ہندوؤں کے لئے۔ وہ زندہ رہنے کے عزم کی بدولت بڑی آسانی کے ساتھ برادران وطن کے اس خیال کو عملاً باطل ثابت کر سکتے ہیں کہ "ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے" بلکہ نہیں یہاں تک کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ مستقبل میں ہندوستان ہندوؤں کے لئے نہ ہو لیکن مسلمانوں کے لئے اب بھی ہے اور انشاءاللہ ہمیشہ رہے گا۔ اسلام نے عرب سے آ کر ہندوستان کے آٹھ نو کروڑ نفوس کو فتح کر لئے ہیں یہ غیر ممکن نہیں بلکہ اغلب ہے کہ وہ آئندہ ایک دو صدیوں میں بقیہ ۲۳ کروڑ ہندوؤں یا ان کے کثیر حصے کو بھی فتح کر لے۔

تہذیب کی جھڑپ

شنگھائی کے قریب چین و جاپان کے درمیان جو جنگ ہو رہی ہے اس کی ایک دردناک خبر ملاحظہ فرمائیں:۔

"لندن ۸ اراکتوبر۔ شنگھائی سے آمدہ تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ شنگھائی میں چینی پناہ گزین عورتوں کے روزانہ سینکڑوں بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اکثر بچوں کو اخبار کے کاغذ میں لپیٹ کر ادھر ادھر رکھ دیا جاتا ہے اکثر مائیں اپنے نوزائیدہ بچوں کو زندگی کی تلخیوں سے بچانے کے لئے انہیں دریاؤں میں بہا دیتی ہیں۔ یا انہیں سڑکوں میں کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر پھینک دیتی ہیں"

چند روز ہوئے مندرجہ ذیل خبر اخبارات میں شائع ہوئی تھی:۔

"چین و جاپان کے درمیان بین الاقوامی علاقہ میں جو لڑائی ہوئی۔ اس میں ۲۵۰۷ فوجی ہلاک اور ۲۹۵۲ مجروح ہوئے۔ ان لوگوں پر جاپانی طیاروں نے اندھا دھند بمباری کی تھی"۔

یہ ایک روز کے اس معمولی سے تصادم کا نقصان ہے جو کہ ایک محدود علاقے میں ہوا۔ ویسے اس قسم کی ہولناک خبریں ہر روز اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ جاپان اور چین دونوں مغرب کے شاگرد ہیں۔ جاپان کو تو ہر ایک معاملہ میں شاگرد رشید ہونے کا فخر حاصل ہے۔ ویسے چین بھی طور طریقے مغربیوں سے ہی سیکھ رہا ہے گو اس میں وہ پوری طرح کامیاب نہیں ہوا یہ ان دونوں شاگردوں کی معمولی جھڑپ کے نتائج ہیں ـــــ اور یہ سب کچھ تہذیب، وطن اور قوم کے نام پر ہو رہا ہے۔

مذہب اور مذہبی آدمی "روشن خیالوں" کے نزدیک اس لئے بھی قابل اعتراض ہیں کہ ان کی وجہ سے لڑائیاں اور مناقشات پیدا ہوتے ہیں کہا جاتا ہے کہ مذاہب کی تاریخ خون سے لکھی ہوئی ہے یہ لوگ اسلامی غزوات اور صلیبی جنگوں کو بار بار پیش کرتے ہیں مقصد، نیت اور حالات کی بحث سے قطع نظر ذرا بتایا جائے کہ کیا ان غزوات اور جنگوں کو انسانی و جانی اور اخلاقی نقصانات، شہروں اور ملکوں کی بربادیوں اور انسانیت سوز مظالم کے لحاظ سے تہذیب کی موجودہ جھڑپوں سے کوئی دور کی بھی نسبت ہے؟

صدر کانگرس کا تازہ ارشاد

پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگرس نے چند روز ہوئے لاہور میں تقریر کرتے ہوئے انتہائی غرور و جوش سے کہا۔

"جو شخص گاندھی اور کانگرس کے خلاف کچھ کہنے کی جرأت کرے اسے جھاڑو مار کر ہندوستان سے باہر نکال دو۔" (انقلاب، ار ستمبر ۳۷ء)

کانگرس آج تک بظاہر آزادی تحریر و تقریر کی حامی و طالب رہی ہے نہ صرف قانونی پابندیوں کے ساتھ بلکہ بعض اوقات خلاف قانون تحریروں اور تقریروں کی آزادی کا مطالبہ بھی اس کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ لیکن آج معمولی اقتدار حاصل ہونے پر اس کا صدر طاقت کے نشہ میں بیخود ہو کر کہتا ہے کہ گاندھی اور کانگرس خواہ کچھ کریں اور کچھ کہیں۔ کوئی شخص ان کے خلاف زبان نہ ہلائے۔ اگر کسی نے اس کی جرأت کی تو اسے جھاڑو مار مار کر ہندوستان سے باہر نکال دیا جائے گا۔ پنڈت جی نے مصلحتاً زیادہ وضاحت سے کام نہیں لیا۔ دراصل روئے سخن مسلمانوں کی طرف ہی ہے۔ کیونکہ ہندوستان کی زبردست اسلامی اکثریت گاندھی اور کانگرس سے بیزار ہے اور مسلمان لیڈر اور اخبارات اکثر ان کے خلاف اپنی آواز بلند کرتے رہتے ہیں۔ پنڈت جی کے یہ الفاظ ان کے اور دیگر کانگرسی ہندوؤں کے دلی جذبات اور مسلم کش منصوبوں کی پوری طرح پردہ دری کر رہے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندو کانگرس کا اقتدار قائم ہوتے ہی کم از کم مسلمانوں کے لئے آزادی تحریر و تقریر کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور تشدد و ظلم کے لحاظ سے کانگرس کی حکومت تمام حکومتوں سے بدتر ہو گی ـــــ وہ کون آزادی پسند اور خوددار مسلمان ہو گا جو اس تاریک و ذلیل دور کو ہندوستان میں دیکھنا گوارا کر سکیگا؟

لاہور میں قادیانی نیشنل لیگ کا ناکام جلسہ

"پیغام صلح" کے تبصرے سے قادیانی حضرات پر اضطراب و جنون کا دورہ

۲۳ر اکتوبر کو لاہور میں قادیانی حضرات نے اپنی نیشنل لیگ کا اہم نمائندہ اجلاس کے نام سے لوگوں کو ایک مضحکہ خیز تماشہ دکھلایا تھا جس کی کیفیت "پیغام صلح" میں درج ہو چکی ہے۔ یہ سارا تکلف محض اس لئے کیا گیا تھا کہ جناب خلیفہ قادیان پبلک کو اپنی شان دکھلا کر یہ بتلا سکیں کہ میں قادیان کے موجودہ ناگفتہ بہ حالات کے باوجود اپنے مریدوں کو ہزاروں کی تعداد میں اکٹھا کر کے انسے اپنی عقیدت کا خراج وصول کر سکتا ہوں ــــ ہم پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ لاہور کے ایک بھی عقلمند اور سنجیدہ مزاج شخص نے اس اجتماع اور قادیانی رضا کاروں کے "جلوس" سے وہ اثر نہیں لیا جو کہ جناب خلیفہ صاحب نے ہزاروں روپے برباد کر کے حاصل کرنا چاہا تھا۔ قادیانی حضرات اس اجتماع کے متعلق زمین و آسمان کے قلابے تو بہت ملا رہے ہیں لیکن یہ نہیں بتاتے کہ اگر اس اجتماع سے فی الحقیقت کوئی شریفانہ اور سنجیدہ مقصد حاصل کرنا تھا اور محض دکھلاوے کیلئے یہ تکلف نہیں کیا گیا تھا تو پھر لاہور آنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ ایک حقیقت ہے جسے قادیانیوں کا کوئی بڑے سے بڑا جھوٹ بھی نہیں چھپا سکتا کہ ضیا کاروں اور سامعین کی اکثریت قادیان اور اس کے نواح سے بلائی گئی تھی۔ جناب خلیفہ صاحب بھی قادیان سے تشریف لائے، البتہ ایک شیخ بشیر احمد صاحب لاہور کے تھے۔ لیکن وہ بھی بالعموم اتوار کا دن قادیان میں ہی بسر کرتے ہیں۔ یہ ہنگامہ قادیان میں بآسانی بپا کیا جا سکتا تھا۔ ۱۹۳۴ء میں احراریوں نے بھی اسی قسم کی حرکت کی تھی کہ باہر سے مقررین و سامعین لا کر قادیان میں کانفرنس منعقد کر ڈالی اس وقت قادیانی حضرات طرح طرح کی باتیں بناتے تھے۔ لیکن اب خود انہی کی پیروی کی ــــ خیر ہم ان باتوں کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے۔ قادیانیوں نے جو غلط مسلک اختیار کر رکھا ہے۔ اس کے نتائج اس قسم کی مضحکہ خیز حرکات کے سوا اور کیا ہو سکتے ہیں؟

۲۸ر اکتوبر کی اشاعت میں ہم نے جناب خلیفہ صاحب کی اس تقریر کے جو انہوں نے اس اجتماع میں ایڈریس کے جواب میں ارشاد فرمائی تھی صرف ایک حصہ پر سرسری تنقید کی تھی۔ خلیفہ صاحب کی یہ تقریر ہر لحاظ سے بیحد ناکام تھی۔ ہم جناب خلیفہ قادیان کے علم و فضل سے حسن ظن رکھنے کی غلطی کے کبھی مرتکب نہیں ہوئے۔ لیکن ہمیں اس بات کا وہم تک بھی نہ تھا کہ وہ اتنی سطحی معلومات کے مالک ہیں اور ان کے خیالات اس حد تک خام ہیں۔ قادیانی حضرات ہمارے بے لاگ تبصرہ سے خواہ مخواہ تکلیف محسوس کر رہے اور جان بوجھ کر مشتعل ہو رہے ہیں ہم نے تو جناب خلیفہ صاحب کو کوئی گالی نہیں دی ان کا کوئی راز افشا نہیں کیا جس کی وجہ سے وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل و رسوا ہو گئے ہوں اصولی طور پر چند باتیں عرض کی ہیں۔ اس کا اسی رنگ میں جواب دینا چاہیئے۔ بشرطیکہ کوئی جواب ممکن ہو سکتا ہو۔ لیکن شریفانہ گفتگو سے ہمارے قادیانی دوست یکسر عاری ہو چکے ہیں۔ انہوں نے ہمارے معقول تبصرہ کے جواب میں چار صفحہ کا ایک "گالی نامہ" "لاہور میں نیشنل لیگ کا جلسہ اور پیغام صلح کی بیہودہ سرائی" کے عنوان سے شائع کیا ہے جس میں جماعت لاہور اور اس کے واجب الاحترام اکابر اور "پیغام صلح" کو اس قدر بازاری گالیاں دی ہیں کہ قادیانیوں کی "شرافت" اور خلافت محمود کے "اخلاقی فیوض" میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ معلوم نہیں کہ یہ گالی نامہ جناب خلیفہ قادیان کے ایما سے شائع کیا گیا ہے یا مریدوں کا اپنا کارنامہ ہے۔ بہرحال گالیوں کا جواب ہم سے ممکن نہیں۔ یہ شغل وابستگان خلافت محمودیہ کو مبارک رہے۔ اس لئے ہم اس گالی نامہ کی تمام گالیاں شکریہ کے ساتھ دربار خلافت میں واپس نذر کرتے ہیں البتہ ایک دو باتوں کے متعلق مختصراً چند الفاظ عرض کئے جاتے ہیں۔ جناب خلیفہ صاحب کی تقریر کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ:-

"حضرت امیر المومنین نے سیاست عالم کے متعلق ایک نہایت عالمانہ خطبہ ارشاد فرمایا جس سے سامعین بیحد محظوظ ہوئے اس کے متعلق "پیغام صلح" میں ایسے بھونڈے اور سوفیانہ انداز میں رائے زنی کی گئی ہے کہ حیرانی ہوتی ہے"

ہمارا تبصرہ اب بھی چھپا ہوا موجود ہے جناب خلیفہ صاحب کی تقریر بھی امید ہے جلد چھپ جائیگی۔ ان دونوں کو سامنے رکھکر ہر ایک صاحب فہم صحیح نتیجہ پر بآسانی پہنچ سکیگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب کے "عالمانہ خطبوں" کی طرح قادیانیوں کا "سوفیانہ پن" بھی دنیا بھر سے مختلف ہے ہر ایک معقول و سنجیدہ تحریر جس سے ان کے خلیفہ صاحب کی علمیت کی پردہ دری ہوتی ہو۔ ان کے نزدیک سوفیانہ پن ہے ــــ ورنہ ہمارے تبصرہ میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس پر سوفیانہ پن کا اطلاق ہو سکے۔

اس کے بعد خاکسار راقم الحروف کو مخاطب کر کے لکھا ہے:-

"بے شک، آپ جیسی الٹی کھوپڑی والے جو سیاسیات کی ابجد سے بھی نابلد ہیں۔ ان کو یہ باتیں مبہم اور بے جوڑ ہی معلوم دیتی ہوں گی۔ تبھی تو بیچارے مولوی محمد علی صاحب گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے رہتے ہیں کہ اسے پیغام مائڈ تک کے مکینو دیکھو سیاسیات کے قریب بھی نہ جانا"

انداز کلام کی خوبی و شستگی سے قطع نظر ہم اس کے جواب میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ خاکسار راقم الحروف کو قطعاً سیاسی علوم میں ماہر ہونے کا دعویٰ نہیں بیشک وہ جناب خلیفہ قادیان کی طرح ہی سیاسی علوم اور قابلیت سے محروم ہے۔ ہمیں اس حقیقت کے اعتراف سے بھی کوئی انکار نہیں کہ حضرت مسیح موعود کے مسلک کے مطابق ہمارا کام خدمت دین و اشاعت قرآن ہے۔ ہم سیاسیات میں دخل نہیں دیتے۔ اگر قادیانی حضرات اس کی وجہ ہماری ناقابلیت سمجھتے ہیں تو بڑے شوق سے ایسا سمجھتے رہیں۔ ہم تو مجدد زمان کے مسلک پر قائم ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ قادیانی حضرات کے خیال میں حضرت صاحب کے سیاسیات سے مجتنب رہنے کی وجہ بھی یہی ہوگی۔

یہ باتیں تو خیر ہوئیں لیکن ذرا اتنا تو ارشاد فرمایا جائے کہ جناب خلیفہ صاحب اپنے دور خلافت کے ابتدائی سالوں میں جو سیاست کو ایسا مہلک زہر کہتے تھے جسے کھا کر مسلمانوں کا بچنا محال بلکہ ناممکن ہے۔ اس کے کیا معنی تھے؟ نیز جو یہ تلقین کی جاتی تھی کہ:-

"دنیا کی ایجیٹیشن دنیا کے کیڑوں کے حوالے کر دو۔ اور تم

مکتوب برلن

ماہ ستمبر میں برلن مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

مورخہ ۱۳ر ستمبر کو جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر نگرانی جناب پروفیسر نظیر الاسلام صاحب نے ایک دلچسپ اور عالمانہ لیکچر "خلفائے اسلام" کے موضوع پر دیا۔ حاضرین کافی تعداد میں موجود تھے۔ آپ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے حالات اور ان کے بلند اخلاق کی بے نظیر اور متعدد مثالیں پیش کیں جن سے حاضرین بہت متاثر و محظوظ ہوئے۔ لیکچر کے بعد مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔

مورخہ ۱۰ و ۲۴ر ستمبر کو ایک مختصر سا اجتماع منعقد ہوا اور قرآن کریم کے بعض مسائل پر حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے روشنی ڈالی یہ چھوٹا سا اجتماع چیدہ چیدہ اصحاب پر مشتمل ہوتا ہے جن کو اسلام سے خاص طور پر انس ہوتا ہے اور جو اسلام کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مورخہ ۱۷ر ستمبر کو ایک سوشل جلسہ کیا گیا جس میں لوگ کثرت سے شامل ہوئے۔ مہمانوں کو چائے پلانے کے بعد اس مسئلہ پر بحث کی گئی کہ آیا حیات بعد الموت ہے اور مختلف مذاہب کا اس کے متعلق کیا خیال ہے اور اسلام کیا کہتا ہے۔ مسئلہ چونکہ زیادہ پیچیدہ تھا۔ اس لئے بحث بہت طویل ہو گئی۔ حتیٰ کہ رات کے گیارہ بج گئے اس بحث میں بعض جرمن علماء نے بھی حصہ لیا۔ مگر وقت تنگ ہونے کی وجہ سے بحث کو آئندہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

چار جرمنوں کا قبول اسلام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے چار افراد نے اسلام قبول کیا ہے ان اصحاب کے نام حسب ذیل ہیں:-

(۱) Barthelmes - اسلامی نام۔ محمد عبد الرحمٰن
(۲) Richard Naaoh ، احمد سعید
(۳) Peter Schültze ، محمد
(۴) Brunken ، خالد

ان اصحاب میں سے دو تو برلن کے رہنے والے ہیں اور ایک Bremen اور ایک Leipzig کے ہیں

یہ تمام کامیابی جناب پروفیسر ڈاکٹر عبد اللہ صاحب کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب پروفیسر صاحب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

(نامہ نگار)

(برلن - ۱۲ر اکتوبر ۳۷ء)

"شیطان کے مقابلہ پر ایجیٹیشن کرو.... سیاست کا طوق جس کسی کے منہ کو لگ جاتا ہے پھر وہ اسے نہیں چھوڑ سکتا"

(برکات خلافت ۱۹۱۴ء)

اس کا مطلب کیا تھا؟ ان ارشادات کی موجودگی میں جناب خلیفہ صاحب اور انکی جماعت کیوں سیاست میں حصہ لے رہے ہیں؟ کیا انہوں نے دنیا کی ایجیٹیشن میں شرکت کر کے اپنے آپ کو اپنے قول کے مطابق دنیا کے کیڑوں کا درجہ نہیں دے لیا؟ شیطان کے مقابلہ پر ایجیٹیشن کی ضرورت ختم تو نہیں ہوئی وہ تو بدستور موجود ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ قادیانیوں کا شیطان سے کوئی دوستانہ معاہدہ ہو گیا ہو جسکی وجہ سے وہ اس ایجیٹیشن سے فارغ ہو کر سیاسیات میں حصہ لینے کے قابل ہو سکے ہوں ــــ

عازمان حج کیلئے ہدایات

ان عازمان حج کے لئے جو براہ راست سمندری راستہ سے ہندوستان سے حجاز تک کا سفر کرنا چاہیں حسب ذیل سرکاری اطلاع شائع کی جاتی ہے۔

جہازوں کی روانگی کا پروگرام

ٹرنرماریسن کمپنی لمیٹیڈ بمبئی نے حسب ذیل پروگرام مشتہر کیا ہے:۔

جہاز "جہانگیر" بمبئی سے ۱۱ر اکتوبر اور کراچی سے ۱۴ر اکتوبر کو روانہ ہوگا۔ (یہ جہاز روانہ ہو چکا ہے)

جہازوں کی روانگی کے عارضی انتظامات

جہاز "عباسی" بمبئی سے ۲ر نومبر اور کراچی سے ۵ر نومبر ۳۷ء کو روانہ ہوگا۔

جہاز "خسرو" بمبئی سے ۱۶ر نومبر کو اور کراچی سے ۲۰ر نومبر کو روانہ ہوگا۔

جہاز "اکبر" بمبئی سے ۳۰ر نومبر کو اور کراچی سے ۴ر دسمبر کو روانہ ہوگا۔

جہازوں کی براہ راست روانگی بعد ماہ رمضان

جہاز "اسلامی" ۲۳ر دسمبر ۳۷ء کو براہ راست بمبئی سے جدہ روانہ ہوگا۔

جہاز "خسرو" ۲۳ر دسمبر ۳۷ء کو براہ راست کراچی سے جدہ روانہ ہوگا۔

جہاز "جہانگیر" ۶ر جنوری ۳۸ء کو براہ راست کلکتہ سے جدہ روانہ ہوگا۔

مندرجہ بالا عارضی انتظامات کی تاریخوں اور جہازوں میں ممکن ہے کوئی تبدیلی ہو۔ مگر کمپنی حتی الامکان مرتب شدہ پروگرام پر عمل کرے گی بمبئی اور کراچی سے جہازوں کی براہ راست روانگی کے بعد بھی تھوڑے تھوڑے وقفہ سے عازمان حج کو لے جانے کے لئے جہاز روانہ ہوتے رہیں گے۔

امسال عازمان حج کو لے جانے کیلئے سندھیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی لمٹیڈ بمبئی نے بھی انتظام کیا ہے۔ کمپنی کی اطلاع کے مطابق جہاز "المدینہ" بمبئی سے وسط دسمبر میں کسی تاریخ اور پھر کراچی سے ختم دسمبر ۳۷ء یا شروع جنوری ۳۸ء کی کسی تاریخ کو روانہ ہوگا کمپنی کو امید ہے کہ وسط دسمبر کی کسی تاریخ میں کلکتہ سے بھی ایک جہاز کی روانگی کا انتظام ہو سکے گا۔

جہازوں کیلئے خوراک کا انتظام

تمام عازمان حج کو پکا ہوا کھانا کمپنی مہیا کرے گی۔ اور لوگوں کو اپنے سٹوو یا انگیٹھیوں پر کھانا پکانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

اول اور دوئم درجہ کے مسافروں کے لئے سارے سفر میں روزانہ صبح کی چائے ناشتہ۔ دوپہر کا کھانا سہ پہر کی چائے۔ اور رات کے کھانے کا انتظام ہوگا اور کھانا کھلانے کیلئے ملازم موجود رہیں گے۔

عرشہ کے مسافروں کو روزانہ حسب ذیل کھانا ملے گا:۔

صبح

الف:۔ ۱۔ ایک پیالی چائے۔

۲۔ دو بسکٹ یا ایک چپاتی مسافروں کی خواہش کے مطابق۔

دن کا کھانا

ب:۔ ۱۔ چاول یا چپاتیاں مسافر کی اشتہا اور خواہش کے مطابق

۲۔ ترکاری دار گوشت کی ایک پلیٹ ہر تیسرے دن

۳۔ ترکاری کی ایک پلیٹ معہ یا بغیر خشک مچھلی کے جیسا مسافر پسند کرے۔ ان دنوں میں جبکہ خوراک مندرجہ ۲ نہ ملے

۴۔ دال جتنی مقدار میں ضرورت ہو۔

۵۔ کچومر یا چٹنی۔

سہ پہر

ج۔ ایک پیالی چائے۔

شام یا رات کا کھانا

۱۔ چاول یا چپاتیوں میں سے کوئی ایک چیز جس قدر ضرورت ہو

۲۔ ترکاری کی ایک پلیٹ۔

۳۔ دال جتنی مقدار میں ضرورت ہو۔

۴۔ کچومر یا چٹنی۔

عرشہ کے مسافروں کیلئے ضروری ہے کہ جس شخص سے ٹکٹ خریدیں اسے مطلع کر دیں کہ:۔

۱۔ دن اور رات میں چاول کھائیں گے یا چپاتیاں۔

۲۔ ہر تیسرے دن ترکاری کی پلیٹ ملیگی اس پر خشک مچھلی چاہئے یا نہیں۔

جہازوں پر بعض اشیاء خوردنی مقررہ نرخوں پر دستیاب ہونگی دوائیں یا بیمار اور کمزور لوگوں کو پرہیزی کھانے کی چیزیں اگر ضرورت ہوئی تو جہاز کے ڈاکٹر یا بورچی خانوں میں مفت تیار کرا دی جائینگی یا پکوا دی جائینگی جہاز پر تمام باورچی اور کھانا کھلانے والے مسلمان ہوں گے

مسافروں کو ٹینکی یا نلوں سے حسب ذیل اوقات پر پانی لینے کی اجازت ہوگی۔

(۱) ۵ بجے صبح سے ۷ بجے صبح تک

(۲) ۱۲ بجے دن سے ۲ بجے سہ پہر تک

(۳) ۴ بجے شام سے ۶ بجے شام تک

(۴) ۸ بجے شب سے ۱۰ بجے شب تک

جہاز کے ماسٹر کو اختیار ہوگا کہ بشرط ضرورت تازہ پانی کی مقدار مسافروں کے لئے مقرر کرے

جہاز کے کرائے

ٹرنرماریسن کمپنی لمیٹیڈ اور سندھیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی نے جدہ تک کرایہ کے حسب ذیل نرخ مقرر کئے ہیں۔

		ایکطرف کا کرایہ معہ خوراک	واپسی کرایہ معہ خوراک
بمبئی سے	درجہ اول	۴۱۲ روپیہ	۶۲۶ روپیہ
	درجہ دوئم	۲۸۷ "	۴۵۱ "
	" عرشہ	۱۱۸ "	۱۷۸ "
کراچی سے	درجہ اول	۴۰۰ "	۶۰۲ "
	" دوم	۲۷۵ "	۴۲۷ "
	" عرشہ	۱۱۵ "	۱۷۲ "
کلکتہ سے	" اول	۴۴۹ "	۷۰۰ "
	درجہ دوئم	۳۲۴ روپیہ	۵۲۵ روپیہ
	" عرشہ	۱۴۷ "	۲۳۱ "

دس سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے مندرجہ بالا نرخ میں کھانے کی قیمت کے مد میں حسب ذیل رقوم کی کمی ہو جائے گی۔

		ایک طرف کے کرایہ میں کمی روپیہ	آنہ	پائی	واپسی کرایہ میں کمی روپیہ	آنہ	پائی
بمبئی سے	درجہ اول	۱۹	۸	۰	۳۹	۰	۰
	" دوم	۱۹	۸	۰	۳۹	۰	۰
	" عرشہ	۵	۰	۰	۱۰	۰	۰
کراچی سے	" اول	۱۳	۸	۰	۲۷	۰	۰
	" دوم	۱۳	۸	۰	۲۷	۰	۰
	" عرشہ	۳	۸	۰	۷	۰	۰
کلکتہ سے	" اول	۲۵	۸	۰	۵۱	۰	۰
	" دوم	۲۵	۸	۰	۵۱	۰	۰
	" عرشہ	۷	۰	۰	۱۴	۰	۰

جدہ میں مسافروں کے لئے انتظام

کمپنی نے اس کا کوئی انتظام نہیں کیا ہے۔ مسافروں کو اس کے لئے اپنا انتظام کرنا ہوگا۔

جدہ سے واپسی سفر کے خرچ کے لئے زر ضمانت

اگر کسی عرشہ کے مسافر کے پاس واپسی ٹکٹ نہ ہو تو اسے جدہ سے واپسی سفر کے لئے اس بندرگاہ کی حج کمیٹی کے ایگزیکٹو افسر کے پاس جہاں سے اسے سوار ہونا ہے حسب ذیل رقم جمع کرنا ہوگی۔

بندرگاہ جہاں سے جہاز پر سوار ہونا ہے	دس یا اس سے زیادہ سال کی عمر کے مسافر کیلئے روپیہ	آنہ	پائی	دس سال سے کم عمر مسافروں کے لئے روپیہ	آنہ	پائی
بمبئی	۶۰	۰	۰	۵۵	۰	۰
کراچی	۵۷	۰	۰	۵۳	۰	۰
کلکتہ	۸۴	۰	۰	۷۷	۰	۰

۱۹۳۸ء کے حج کے اخراجات کا تخمینہ

یہ تخمینہ کیا گیا ہے۔ کہ حج کا خرچ بحساب شرح مبادلہ مروجہ (یعنی ایک پونڈ طلائی = ۱۱ پیاسترامیری = ۲۲ روپیہ ۶/۱۳) کم از کم بشمول زیارت مدینہ منورہ ایسے عازم حج کے لئے جو عرشہ کا مسافر بن کے جدہ جائے۔ اور اونٹ پر حجاز میں سفر کرے تخمیناً ۵۰۵ روپیہ بمبئی سے اور ۵۴۵ روپیہ کراچی اور ۶۰۵ روپیہ کلکتہ سے۔ اگر عازم حج زیادہ آرام دہ سواری چاہے گا یا معیار زندگی زیادہ بلند رکھے گا۔ تو ان اخراجات میں مزید اضافہ کی ضرورت ہوگی۔ اگر طلائی سکہ کی قیمت بڑھ جائے گی تو تخمینی کم از کم خرچ کی رقم ناکافی ثابت ہوگی اس لئے یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ کوئی عازم حج چاہیں وہ کتنا ہی غریب اور تنگدست کیوں نہ ہو۔ کم از کم ۵۶۰ روپیہ کا انتظام کئے بغیر سفر حج کا ارادہ نہ کرے۔ جو عازم حج جہاز پر سکنڈ کلاس میں سفر کرے گا۔ اور حجاز میں موٹر بس استعمال کرے تو اسے خرچ کا تخمینہ بمبئی سے ۱۰۷۰ روپیہ کراچی سے ۱۱۶۵ روپیہ اور کلکتہ سے ۱۲۴۵ روپیہ ہوگا۔ جو عازم حج جہاز پر درجہ اول میں سفر کرے گا اور حجاز میں موٹر کا استعمال کرے گا۔ اس کے خرچ کا تخمینہ بمبئی، کراچی۔ کلکتہ سے علی الترتیب ۱۷۲۵، ۱۷۰۰، یا ۱۸۰۰ روپیہ ہوگا۔

اسلامی تمدن اور پنڈت جواہر لال نہرو

سورج سے زیادہ روشن حقیقت کا افسوسناک انکار

(از جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ سول سرجن)

اس مضمون کی ایک قسط ۸ ستمبر ۳۷ء کی اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ چونکہ دوسری قسط تاخیر سے موصول ہوئی ہے اس لئے فاضل مضمون نگار کے ارشاد کے مطابق مکمل مضمون ہی درج کیا جا رہا ہے تاکہ قارئین کو مطالعہ میں آسانی رہے (پیغام صلح)

پنڈت نہرو کی افسوسناک لاعلمی یا تجاہل عارفانہ

رسالہ "تہذیب نسواں" کی ۱۴ اگست کی اشاعت میں زیر عنوان "اسلامی تمدن" ایک مضمون سید ابن حسن شارق صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے اس مضمون میں سید صاحب نے پنڈت جواہر لال نہرو کی ایک تحریر نقل کی ہے جس میں آپ نے مسلمانان ہند کی اس تحریک پر کہ اس انقلاب کے زمانہ میں انہیں اپنی تہذیب اور تمدن کے بقا کی کوشش کرنی چاہئے نہایت ہی حقارت آمیز لہجہ میں سوال کیا ہے۔ "یہ مسلم تمدن ہے کیا چیز؟ کیا یہ عربوں، ترکوں، ایرانیوں کے بڑے بڑے کارناموں کی ایک یاد ہے یا اس کا مطلب، زبان، آرٹ، موسیقی اور رسم و روایات ہیں"؟

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

پنڈت نہرو جیسا انگلش یونیورسٹیوں کا تعلیم یافتہ جس کو مدت دراز تک ہندوستان کی قوموں کے رسم و رواج اور طرز زندگی کے مطالعہ کا موقع ملتا رہا ہے اور آج کل ایک بڑا لیڈر سمجھا جاتا ہے اور جس کے ہمخیال مولانا ابوالکلام آزاد جیسے فاضل مسلمان اور ڈاکٹر انصاری مرحوم جیسے ہی خواہان قوم رہے ہوں۔ اسے آج تک یہ بھی معلوم نہیں کہ مسلم تمدن ہے کیا چیز؟ افسوس کا مقام ہے۔

اسلام کے پیرو اس وقت ساٹھ کروڑ ہیں اور ایشیا، افریقہ، امریکہ، یورپ ہر جگہ موجود ہیں۔ ان سب کا تمدن اور تہذیب ایک ہے پھر پنڈت صاحب جیسے روشن دماغ کو اس کا علم نہ ہو حیرانی کا مقام ہے ہم تو سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ اس سوال سے یا تو پنڈت صاحب تجاہل عارفانہ فرما رہے ہیں تاکہ مذہب سے ناواقف تعلیم یافتہ نوجوان مسلمانوں کو اپنے دام میں پھنسا کر اسلام سے بیزار کریں اور یا حقیقتاً وہ لامذہبیت کی رو میں اس قدر بہہ گئے ہیں کہ ان پر کل مذاہب عالم سے نفرت کی وجہ سے بےخبری کا عالم طاری ہو گیا ہے کاش وہ اس طرح اپنی لاعلمی کے اظہار کے بجائے پہلے مولانا ابوالکلام آزاد سے علیحدگی میں یہ سوال پوچھ لیتے۔

ہمارے تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک آل رسول کا نگر کو کانگرس کے عشق میں اس قدر مستغرق ہے کہ وہ پنڈت صاحب کے اس سوال کی تائید ہی نہیں کرتا۔ بلکہ اسلامی تمدن کی ہنسی اڑاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پرورش کسی ہندوانہ فضا میں ہوئی ہے کہ اسے اسلامی تہذیب کا احساس ہی نہیں۔

اسلامی تہذیب و تمدن کا سرچشمہ

اس تمہید کے بعد ہم ذیل میں پنڈت صاحب کے اس سوال کا جواب عرض کرتے ہیں کہ مسلم تمدن ہے کیا چیز؟

پنڈت صاحب پر واضح رہے کہ اسلامی تمدن کسی عربی، ترکی یا ایرانی تہذیب کا مرہون منت نہیں۔ اس تہذیب و تمدن کا سرچشمہ اور منبع ہمارے رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جن کو خالق دو جہان نے اس کی تعلیم فرمائی اور اسلامی تمدن ان رسوم و روایات اور اعمال کے مجموعہ کا نام ہے جو کہ قرآن پاک، سنت نبوی اور احادیث نے مسلمانوں کو تعلیم فرمائے اور جن کا مجسم عملی نمونہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا اس قرآن میں جن رسوم و روایات کی تعلیم تمہیں دی گئی ہے اس کے لئے تمہارا رسول تمہارے لئے عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔ پس تم اس کے نمونہ پر چلو۔ اور لوگوں کو اپنے نمونہ پر چلانے کی کوشش کرو۔ تاتم اعلیٰ ترین قوم بن جاؤ۔ پس اسلامی تمدن کامل انسان صلعم کی پاک زندگی کے نمونے کی پیروی کا نتیجہ ہے۔

پھر دوسری جگہ فرمایا۔ وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ اے مسلمانو! تمہاری ہر حرکت، ہر عمل، ہر مرحلہ زندگی کے لئے نبی کریم صلعم کا نیک نمونہ قابل اتباع ہے۔ اگر پنڈت جواہر لال نہرو کبھی نبی کریم صلعم کی سوانح حیات کو پڑھیں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ یتیمی کی حالت سے نکل کر ملازمت، غربت، بیکسی، پھر سپاہیانہ زندگی، پھر فوج کی جرنیلی اور پھر بادشاہت اور دوسری طرف بیویوں پر سلوک معاملات خانہ داری عزیز و اقارب سے برتاؤ دوستوں، دشمنوں سے محبت، بچوں سے پیار، غرضیکہ کوئی شعبہ زندگی نہیں جس کے لئے آپ کا اسوۂ حسنہ ہمارے لئے مشعل راہ نہ ہو۔

آپ نے اپنے عملی نمونہ سے جو طرز زندگی اور رسومات و روایات عام روزانہ زندگی میں، شادی و مرگ میں اور کل دیگر مراحل زندگی میں ہم مسلمانوں کے لئے پیش کیا اس سے وہ تہذیب و تمدن پیدا ہوا جس کو اسلامی تمدن کہتے ہیں

اسلامی تہذیب و تمدن کی فتح یابیاں

اس اسلامی تہذیب سے صحرانشین خانہ بدوش عرب قعر جہالت سے نکل کر کل دنیا کے روحانی اور جسمانی معلم بن گئے اور اس زمانہ ظلمت میں علوم و فنون کی اس اعلیٰ معراج پر جا پہنچے جس کے آگے زانوئے شاگردی خم کر کے یورپ آج ان ترقیات کو حاصل کر رہا ہے

اس تہذیب کی روشنی اور جھلک نے قیصر و کسریٰ کی تہذیب کو مات کر دیا۔ جہاں مسلمان گیا۔ نہ رومن تہذیب باقی رہی نہ ایرانی تہذیب اس کا مقابلہ کر سکی۔ یہی وہ اسلامی تمدن ہے خواہ وہ عربوں کے ذریعہ سے آیا یا ایرانیوں کے ذریعہ سے۔ جس نے ہندوستانیوں کو حیوانیت اور بت پرستی کی زندگی سے نکال کر انسان بنانے کی کوشش کی اور ان کو کپڑا پہننا سکھایا۔ ورنہ وہ تو جنگلوں میں نیم برہنہ پھرا کرتے تھے۔

اسلامی تمدن مسلمانوں کے مذہب کا جزو ہے

غرض پنڈت صاحب! اسلامی تمدن مسلمانوں کے مذہب کا ایک بڑا جزو ہے اس کے لئے آپ جیسے بیدار مغز انسانوں کا ایسے حقارت آمیز الفاظ استعمال کرنا اعلیٰ اخلاق کے منافی ہے۔

خوب یاد رکھئے مسلمان ساری دنیا کو چھوڑ سکتا ہے لیکن ایک شوشہ یا لفظ اپنے مذہب کا کم نہیں کر سکتا۔ پس اگر آپ اپنے ملک کو کی بھلائی کرنا چاہتے ہیں تو مسلمانوں کے احساسات کی عزت کرتے ہوئے ان کو اپنی طرف مائل کریں۔ ورنہ خوب یاد رکھیں یہ قوم ایسی کمزور نہیں کہ اس کے بغیر آپ سوراج حاصل کر کے آرام سے سلطنت چلا سکیں گے۔ مسلمان غلامی کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ آزادی اس کا پیدائشی حق ہے جو وہ عارضی طور پر محض اپنی غفلت سے کھو بیٹھا ہے اور جیسا کہ زمانہ بتا رہا ہے کہ اب وہ جاگ رہا ہے اور انشاء اللہ دنیا کو دکھا دیگا کہ وہ مٹنے والی قوم نہیں۔

"مسلم" کے معنی

اب ہم ذرا زیادہ تفصیل کے ساتھ اس امر کو واضح کرنا چاہتے ہیں تاکہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو معلوم ہو سکے کہ مسلم تمدن ہے کیا چیز؟

سب سے پہلے ہم یہ بتائیں گے کہ مسلم کے کیا معنی ہیں۔

اول۔ مسلم وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو ظاہری اور باطنی آفات سے بچاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ یعنی مسلم وہ ہے جس کی زبان سے اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

دوئم۔ مسلم وہ ہے جو اللہ کی فرمانبرداری اور اس کی رضاجوئی کے لئے اپنی کل خواہشات اور ارادوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہے یعنی کامل فرمانبردار الٰہی ہے۔ جیسے قرآن کریم میں آیا ہے لَهٗ اَسْلَمَ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ کا فرمانبردار ہے۔

سوئم۔ مسلم "سُلَّم" سے نکلا ہے جس کے معنی سیڑھی کے ہیں۔ ان معنوں میں مسلم وہ شخص ہے جو جسمانی اور روحانی ترقیات کے اعلیٰ مقام پر قدم مارتا ہے۔ الغرض مسلم اس شخص کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے۔ دنیا میں اللہ کی مخلوق کے ساتھ صلح اور امن قائم کرتا ہے اور اعلیٰ جسمانی مقامات و روحانی ترقیات کا وارث ٹھہرتا ہے اس لئے ہر ایسے شخص کا نام جو ہدایت الٰہی یعنی قرآن کریم کو اپنا رہنما بناتا ہے اللہ تعالیٰ نے مسلم رکھا ہے۔ فرمایا۔ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ پس امت محمدیہ کے ہر فرد کو خواہ وہ کسی خیالات کا ہو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلم کہے۔ حنفی، قادری، حنبلی، شافعی، احمدی، شیعہ، سنی، وہابی یہ سب انسانی نام ہیں۔ قرآن میں ان ناموں کا کوئی ذکر نہیں۔ پس ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ وہ اس حقیقت کو سمجھتا ہوا اپنے آپ کو مسلم کہے۔

"محمڈن" غلط نام ہے

یہاں اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ عیسائیوں نے جو مسیح کی پرستش کرتے ہیں اپنا نام مسیحی رکھا ہے اسی طرح یہ خیال کرتے ہوئے کہ مسلمان بھی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی پرستش کرتے ہیں، مسلمانوں کو "محمڈن" یا محمدی کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کے پرستار ہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم کو اس کا پیغمبر اور رسول یقین کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً و فعلاً احکام الٰہی کو ہم تک پہنچایا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ کہہ دو ان کو اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ الخ۔ میں تمہاری طرح کا ہی انسان ہوں سوائے اس کے کہ میری طرف وحی کیا گیا ہے کہ تمہارا معبود اللہ ہے۔ پس اب ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے۔ ......

Mahamadan (محمڈن) نہ کہے

لفظ "تمدن" کی تشریح

دوسرا لفظ جو قابل تشریح ہے۔ وہ تمدن ہے۔ تمدن عربی لفظ "مدن" سے نکلا ہے۔ مَدَنَ فِي الْمَكَانِ کے معنے مکان میں ٹھہرا۔ اسی سے مدینہ انسانوں کے ٹھہرنے کی جگہ یعنی شہر کو کہتے ہیں اور قلعہ کو بھی۔ شہر یثرب جہاں کہ حضور نبی کریم صلعم نے مع اپنے صحابہ کرام کے ہجرت کی

"مدینۃ النبی" مشہور ہؤا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کا قلعہ بھی ثابت ہؤا۔ "مدینۃ النبی" عام زبانوں پر محض مدینہ رہ گیا۔ کسی قوم کا تمدن وہ طرز زندگی ہے جو وہ قوم اس دنیا میں اختیار کرتی ہے۔ اسی کو آج کل کی اصلاح میں تہذیب یا (Civilization [illegible]) کہتے ہیں۔

اسلامی تمدن کا پیدا کردہ عظیم الشان انقلاب

پس مسلم تمدن وہ ([illegible] Civilization) یا طرز زندگی ہے جس کا نمونہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی سنت سے دنیا میں قائم کیا اور جس کی پیروی کل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کی اور جس کو لیکر وہ تمام دنیا میں پھیل گئے اور جو آج کل مختلف بلاد اسلامی میں رائج ہے۔ یہی وہ تہذیب کی ہوا تھی جس کے سامنے قیصر و کسریٰ کی تہذیبیں خس و خاشاک کی طرح اڑ گئیں۔ یہی وہ تہذیب تھی جس نے عرب جیسی جاہل اور اجڈ قوم میں صلح اور امن قائم کر دیا اور جدی دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا (اور یاد کرو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر انعام کیا جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پس تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے الفت ڈال دی اور تم کو بھائی بھائی بنا دیا) یہی وہ تمدن اور تہذیب تھی جس نے عرب کے بادیہ نشینوں کو پچاس سال کے قلیل عرصہ میں مشرق سے مغرب تک کا بادشاہ بنا دیا۔ اس کی تاریخ شاہد ہے۔ یہی وہ تمدن تھا جس کے ذریعہ سے اُمّی کل علوم و فنون کے استاد بن گئے۔ یہی وہ تہذیب تھی جس نے کل دنیا کو شراب، زنا اور فسق و فجور کے معائب سے پاک کر دیا۔

مغربی تہذیب کی تباہ کاریاں

اور یہی وہ تمدن ہے جس کے بغیر باوجود ظاہری علوم میں انتہائی ترقیات کے، زنا، فسق و فجور، بدعہدی، شراب نوشی، حق تلفی اور خود کشی وغیرہ بداخلاقیوں میں مغربی دنیا انتہائی ذلت کو پہنچ چکی ہے اور جس کا شکار آج کل ہندوستان بھی ہو رہا ہے اسی کا نتیجہ وہ خوفناک اور عالمگیر جنگ تھی جس نے کروڑوں انسانوں کو ہلاک کر دیا۔ لاکھوں عورتوں کو بیوہ بنا دیا اور شہروں اور گھروں کو یتیموں سے بھر دیا۔ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں پہلے کبھی نظر نہیں آئی۔ اس کا مرکز آپ کا پیارا روس بن رہا ہے۔ جہاں کہ خدا اور بیوی کی کوئی تمیز باقی نہیں رہی۔

اسلامی تمدن اختیار کرنا مسلمانوں پر فرض ہے

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسلامی تمدن کسی ترکی ایرانی وغیرہ قوموں کا پس خوردہ نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے مطاع محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا پاک نمونہ ہے جس کو اختیار کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے کیونکہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔ اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ پس مسلم تمدن ایسی چیز نہیں ہے جس کا نام آپ ایسے تحقیرانہ رنگ میں لیں، اور مسلمان نوجوانوں کو دھوکہ دیں۔ یہ مسلمانوں کے مذہب کا ایک بڑا بھاری جزو ہے اور تب ہی مٹ سکتا ہے کہ اب اسلام خدانخواستہ صفحہ دنیا سے مٹ جائے جو ایک ناممکن امر ہے۔

ہندوستان میں اسلامی تمدن

معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت جواہرلال نہرو مذہب اسلام سے بالکل ناواقف ہیں۔ یا آپ کی طبیعت سے ابھی تک جوانی کی شوخیاں دُور نہیں ہوئیں ورنہ ایک تھوڑی سی عقل رکھنے والا انسان بھی یہ مشاہدہ کر سکتا ہے کہ خود ہندوستان میں مسلمانوں کا طرز زندگی، کھانے پینے کا طریق۔ ان کی عبادت، ان کا طرز سلام و کلام ہندوؤں، عیسائیوں اور سکھوں سے بالکل علیحدہ ہے۔ ایک مسلمان کے گھر کے نزدیک جاؤ۔ وہاں آپ کو ہر چیز ہندوؤں سے الگ ملیگی۔ بجز نقش گلہ دار ایس بمبر قی ہند نظر نہ آئیں گی۔ اندر جانے کیلئے پردے کا خاص اہتمام کرانا ہوگا۔ اندر جا کر مصفا قلعی شدہ برتن، نماز کے لئے جانماز، گڑوی کی جگہ لوٹا جو اصول حفظان صحت کے مطابق بنا ہوا برتن ہے نظر آئے گا۔ اگر مسلمان محلہ ہوگا تو اس میں ایک مسجد ہوگی جس میں پانچ وقت اللہ اکبر کی آواز گونجتی ہوئی غافل انسانوں کو بتاتی ہوگی کہ اے خاکی انسان تیری دنیا میں کیا حیثیت ہے۔

اس کے برعکس ایک ہندو گھر کے پاس سے گزرو۔ اس کی ہر چیز مسلم گھر سے علیحدہ دکھائی دیگی۔ اگر محلہ ہندوؤں کا ہوگا تو وہاں صبح شام گھنٹے بجتے ہوں گے تاکہ دیوتاؤں کی پوجا کے لئے لوگوں کو بلایا جائے شوجی، مہاراج، ہنومان وغیرہ کی مورتیاں مندروں میں موجود ہوں گی۔ غرضیکہ کیا بتاؤں کہ ایک معمولی دیکھنے والے کو ان ہر دو تہذیبوں میں فرق مبین نظر آتا ہے۔

پنڈت نہرو کی اسلام دشمنی

کیا یہ دیکھتے ہوئے پنڈت نہرو کا یہ کہنا کہ مسلم تمدن ہے کیا چیز؟ یہ ظاہر نہیں کرتا کہ وہ اسلام کے کس قدر دشمن ہیں۔ اور مسلمانوں کو ان سے بچکر رہنا چاہئے۔ کیا مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے بچنے کا حکم نہیں دیا۔ پس ان سے تو یورپ کے لوگ ہی اچھے ہوئے جن میں سے بعض حق گو آدمی نکل آتے ہیں۔ مثلاً مسٹر برٹرم ٹامس جو اپنی کتاب ([illegible]) کے آٹھویں باب میں لکھتے ہیں۔

> "بہت کم قوموں نے دنیا کے صفحہ پر ایسا گہرا نقش چھوڑا ہے جیسا کہ عربوں نے اپنا نقش چھوڑا۔ آج بھی کرۂ ارض کے اس حصے میں جو سارے شمالی افریقہ سے ہوتا ہؤا مشرق کی جانب ایشیا کے عین قلب تک چلا جاتا ہے مذہب، لباس، عادات اقوام کا نقطۂ نگاہ عربی ہے جہاں کی زبان عربی نہیں ہے وہاں کا رسم الخط قرون وسطیٰ کی عربی سلطنت کی زندہ یادگاریں ہیں۔"

کاش ہمارے نوجوان مسلمان اور پنڈت جواہرلال نہرو مذکورہ بالا الفاظ سے سبق حاصل کریں اور سمجھیں کہ مسلم تمدن ہے کیا چیز؟ اس کے بعد ہم ذرا تفصیل سے اس طریق زندگی کو بیان کریں گے جو مسلمانوں میں اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے سے پیدا ہوتی ہے اور جو کہ مسلم تمدن کے نام سے موسوم ہونا چاہئے۔ بالآخر سید ابن حسن صاحب شارق کی خدمت میں عرض ہے کہ جو تمسخر آپ نے لوٹے اور ٹخنوں سے اوپر پائجاموں کا اڑایا ہے اس کا جواب ہمارے ذمہ ہے۔ فی الحال اتنا ہی عرض کر دینا کافی ہے کہ کیا آپ گاندھی جی کی لنگوٹی اور گاندھی جی کی ٹوپی کو تمدن کا اوج قرار دیتے ہیں؟

ایک ضروری التماس!

انجمن کا مالی سال ۳۱ اکتوبر ۳۷ء کو ختم ہو رہا ہے۔ اس کے تمام بل اسی صورت میں ادا ہو سکتے ہیں کہ احباب اس سال کے موعودہ چندے اسی سال کے اندر اندر ادا فرما دیں۔ چندہ ماہوار اور ارشاد الٰہی کی بہت سی رقوم احباب کے ذمہ ہیں۔ دفتر انہیں کئی مرتبہ یاددہانی کرا چکا ہے۔

اس لئے ایسے

تمام دوستوں کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنے بقایا کو جلد از جلد صاف فرما کر ممنون فرمائیں۔

خاکسار

آنریری اسسٹنٹ سکرٹری

تحصیل و تبلیغ

احرار اور کانگرس

ملت اسلامی کی طرف سے اہم سوالات

مجلس خلافت سے علیحدہ ہونے والی وہ مشہور پنجابی ٹولی جس نے احرار اسلام کے نام سے اسلئے ایک نئے نظام کی بنیاد رکھی تھی۔ کہ اسکی رائے میں کانگرس کا طرز عمل مسلمانوں کے جداگانہ اجتماعی وجود کو بے نشان کر کے ملک کی ہندو جمعیت میں فنا کر دینا چاہتا تھا چند سال کے بعد از سر نو کانگریس کے ساتھ اس نوع کے اتحاد کا عہد کر چکی ہے جو مجلس خلافت اور کانگریس کے مابین مختصر عرصہ کیلئے قائم ہؤا اور اس کے ٹوٹ کر قصۂ ماضی بن گیا۔ خلافت اور کانگریس کا اتحاد کیوں ٹوٹا؟ اسکی ذمہ داری ہندو کانگریس پر عائد ہوتی ہے یا اس جماعت پر جو آج مجلس احرار ہے اور اگلے وقتوں میں مجلس خلافت تھی؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب مجلس احرار کے ذمہ ہے۔ کہ اگر کانگرس کا کوئی قصور نہ تھا۔ تو احرار کی اس سے علیحدگی ایک جرم اور جنگ آزادی وطن پر ایک ظلم عظیم تھا۔ اور اگر کانگریس کا مسلک فی الحقیقت مسلمانوں سے معاندانہ تھا تو احرار مسلمانوں کے سامنے اس سوال کا جواب دینے پر مکلف ہیں کہ کانگریس نے اپنے مسلک میں وہ کونسی تبدیلی کی ہے۔ جس کی بناء پر احرار کے لئے جنہوں نے پہلے اس سے رشتہ توڑا تھا۔ اب اس سے رشتہ جوڑنا جائز ہو گیا؟

ہندوستان کی رائے عامہ علی العموم اور مسلمانان ہند علی الخصوص اس امر کے مستحق ہیں۔ کہ احرار اور کانگریس کے مابین عہد و پیمان کے جو شرائط طے ہوئے ہیں۔ وہ روشنی میں لائے جائیں۔ کیا احرار نے کانگریس کے سامنے اپنی گزشتہ اسلامی سیاسیات کے باطل ہونے کا اعتراف کر لیا ہے؟ کیا رنگیلا رسول ایجی ٹیشن اور کشمیر ایجی ٹیشن بیجا مشاغل تھے؟ اور کیا احرار نے عہد کر لیا ہے۔ کہ اس نوع کے اسلامی مسائل اگر مستقبل میں پیش آئیں۔ تو وہ ان سے اسی طرح پہلو تہی کریں گے جس طرح انہوں نے شہید گنج کی تحریک سے کی ہے۔

اگر ان سوالات کا جواب اثبات میں ہے۔ تو انصاف اور دیانت کا تقاضا ہے کہ مجلس احرار مسلمانوں سے صاف کہدے۔ کہ ان کا تمام گزشتہ سیاسی دور سراسر گمراہی پر مبنی تھا۔ آیندہ کیلئے وہ کانگریس کے ساتھ غیر مشروط اتحاد کرنے میں مسلمانان ہند کی فلاح مضمر سمجھتے ہیں۔ اور اگر مجلس احرار نے اپنے دفاتر پر خط تنسیخ نہیں کھینچا اور اگر ان کی جداگانہ تنظیم اور ان کا امتیازی آئین قائم ہے تو ہم کانگرس سے پوچھتے ہیں۔ کہ اس کے وہ قطعی و حتمی اصول کہاں گئے جنکی رو سے کسی قوم کی جداگانہ تنظیم قابل تسلیم نہیں تھی۔ اور جن کی رو سے مسلم لیگ اپنے ترقی پسندانہ عزائم و مقاصد کے باوجود محض اس وجہ سے اچھوت قرار دی گئی تھی۔ کہ کانگریس ہندوستان کی تمام اقوام کے حقوق کی حفاظت کا حق اپنے لئے محفوظ رکھنے پر اڑی ہوئی ہے۔ کیا مسلم لیگ سے بیزاری اور احرار سے پیار اس وجہ سے نہیں کہ ہندو کانگرس کے دکھانے کے اصول خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں اس کا حقیقی مسلک یہ ہے کہ مسلمانوں کی صرف اس جماعت سے اتحاد کیا جائے جو اسلام کے نام پر مسلمانوں کو بلا کر جمع کرے۔ اور اس انبوہ کو سستے داموں کانگرس پر بیچ ڈالے۔

(احسان)

تار کا پتہ سلمان لاہور — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نزئے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر محمد انعام الحق (ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ: سالانہ — چھ روپے، ششماہی — تین روپے
طلبا سے: سالانہ چار روپے، ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے چندہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور یوم شنبہ مطبوعہ ۲۳ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۶۷

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ابتلاؤں کے فوائد

فطرت انسانی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ تکلیف کو بھی چاہتی ہے تاکہ اس کے جملہ قواء کی تکمیل ہو جائے اسی وجہ سے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہوتا ہے جبکہ وہ انسان کو بعض وقت ابتلا میں ڈال دیتا ہے جس کے ذریعہ سے انسان کی رضا بالقضا اور صبر کی قوتیں بڑھتی ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر یقین نہیں ہوتا۔ ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ذرا سی تکلیف پہنچنے پر وہ گھبرا جاتے ہیں اور خودکشی کرنے میں ہی آرام دیکھتے ہیں لیکن انسانی روح کی تکمیل اور تربیت چاہتی ہے کہ اس پر مختلف قسم کے ابتلا آئیں تاکہ اس کا اللہ تعالیٰ پر یقین بڑھے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ تاہم جن لوگوں کو اپنی عمر میں کسی قسم کی تکلیف اور ابتلا کا سامنا نہیں پڑتا۔ ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ بالکل دنیا اور اس کی خواہشات میں منہمک ہو جاتے ہیں اور ان کا سر کبھی اوپر کی طرف نہیں اٹھتا اور خدا تعالیٰ کا کبھی بھول کر بھی انہیں خیال نہیں آتا یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو انسانیت کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کو ضائع کر دیتے ہیں اور اس کی بجائے ادنیٰ اسی باتیں حاصل کر لیتے ہیں کیونکہ مصیبتیں ایمان اور ایقان کی ترقی ان کیلئے وہ راحت اور اطمینان کے سامان پیدا کرتی ہے جو دنیا کے اموال اور لذات میں کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتے لیکن دنیا دار لوگ جس طرح آگ کے انگارے پر خوش ہو جاتے ہیں لیکن اس کی سوزش اور نقصان سا ہی ہوا آ گاہ نہیں ہوتے لیکن جو لوگ ابتلا کی حالت میں ... کا کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ان کو ایمان اور یقین کی وہ دولت عطا کرتا ہے۔ (الحکم ... جنوری ۱۹۰۲ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

— انتہائی رنج و افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم جھنگ کی بیگم صاحبہ کا ۲۶ کی شب کو دہلی میں انتقال ہو گیا انا للہ۔ میت جھنگ لیجائی گئی حضرت امیر ایدہ اللہ اور جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نماز جنازہ میں شرکت کے لیے جھنگ تشریف لے گئے مفصل اندر ملاحظہ فرمائیں۔

— جناب میاں شیخ مولا بخش صاحب ملزاونر مال پور سے یہ افسوسناک خبر دیتے ہیں کہ ان کے تایازاد بھائی میاں شیخ محمد حسین صاحب ۲۶ و ۲۷ اکتوبر کی درمیانی شب کو بعمر ستر سال وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت مخلص اور متقی بزرگ اور حضرت مسیح موعود کے پرانے خدام میں سے تھے۔ اس صدمہ پر ہمیں مرحوم کے فرزند میاں شیخ فضل الرحمان صاحب اور دیگر تمام خاندان سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

— جناب خواجہ صاحب بابو منظور الٰہی صاحب آنریری اسسٹنٹ سکرٹری چند روز سے علیل ہیں۔

— جناب مولوی مرتضیٰ خاں صاحب اسسٹنٹ سکرٹری کی اہلیہ محترمہ علیل ہیں۔

— مولوی نیاز احمد صاحب عرفانی منشی فاضل راجن پور ضلع ڈیرہ غازیخاں کا صاحبزادہ عزیز منظور الٰہی شدید علیل ہے۔

ان سب کی صحت کیلئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

نورِ ایشیا (مہاتما بدھ) کی نورِ مبین (آنحضرت صلعم) کے متعلق بشارت

میثاق النبیین جلد دوم کا ایک غیر مطبوعہ ورق

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

کتاب میثاق النبیین بفضلہ بہت مقبول ہوئی ہے۔ اخبار کے گذشتہ نمبر میں جو ریویو اس پر اخبار ایمان سے نقل کیا گیا ہے وہ اس کی شہادت کے لئے کافی ہے۔ بغیر کسی اشتہار کے اس کے لئے کافی درخواستیں ہر روز آجاتی ہیں۔ بلکہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں اپنی جماعت کے دوست اس سے محروم نہ رہ جائیں اور کتاب ختم ہو جائے۔ اس ضخیم کتاب کی دوسری جلد بھی لکھ رہا ہوں جس میں انبیاء بنی اسرائیل کے علاوہ مہاتما بدھ کی بیسیوں بشارات درج کی گئی ہیں۔ اسی سلسلہ کا ایک پارہ درج ذیل ہے (عبدالحق)

ڈاکٹر پال کارس (Paul Carus) نے دھم پد نامی کتاب میں لکھا ہے:

"الحق بدھ مذہب کو نور اور روشنی کا مذہب کہا گیا ہے کیونکہ اس مذہب کا اصل اصول حکمت اور دانائی کی بنا پر لوگوں کی رہنمائی ہے اور اس کو اس نور سے تشبیہ دی گئی ہے جو ہمارے راستہ کو روشن کر دیتا ہے۔ تا ہمارا اطمینان کامل ہو اور ہمارے قدم مضبوط ہوں۔ کلام کے سننے والے یا دعوت کو قبول کرنے والے جو نئی بدھ مذہب اختیار کرتے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ ان کو ان الفاظ میں اقرار کرنا پڑتا ہے:

ابھی کنتم بھنتے ابھی کنتم بھنتے سیتھا پی بھنتے نکجتم و
آلچھا ییجھم وا توو ریپا سول حسہ د اکھم۔ الخ

ترجمہ: خوب اور بہت خوب ہے اے خداوند جیسے کوئی گرے ہوئے کو اٹھاتا ہے یا راز نہاں کو ظاہر کرتا ہے یا جو گمراہ کو سیدھا رستہ بتاتا ہے یا تاریکی کے اندر شمع کو ہاتھ سے اٹھاتا ہے تا وہ جو آنکھیں رکھتے ہیں اشیاء کو دیکھ سکیں۔ اسی طرح اور ٹھیک اسی طرح خدا نے اعتقاد کو کئی طرح سے ہمارے روبرو واضح کیا ہے اور میں ہاں میں۔ خداوند میں پناہ لیتا ہوں۔ شریعت اور منہاج سب اسی کا ہے۔ خدا مجھ ایک نااہل کو قبول کرے۔ مجھے اس دن سے لیکر تا بہ اختتام زندگی جس نے اس میں پناہ لی ہے۔"

اس بنا پر کہ بدھ کے معنی نور ہیں اور اس بنا پر کہ اس کے مذہب کا ابتدائی نشان لیمپ یا شمع ہدایت ہے۔ بدھوں کے پرانے کتبوں اور تصویروں میں بطور نشان اور اشارہ ایک روشن لیمپ پتھروں میں کندہ نظر آتا ہے چنانچہ تبت بدھ کے تحریرات میں ایک تمثال موجود ہے جس میں ایک معلم لیمپ لئے کھڑا ہے اور ایک شاگرد دست بستہ اس کی طرف نہایت ادب اور احترام کے ساتھ نگاہ اٹھا کر دیکھ رہا ہے۔ جو اس امر کو ظاہر کر رہا ہے کہ بدھ مذہب کے لوگوں نے آئندہ کے موعود کا نشان سنگی الواح میں کندہ کر دیا تھا تا آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے وہ مشعل راہ کا کام دے

(۱) یہ امر تو ظاہر ہے کہ وہ روشنی جو مہاتما بدھ نے دنیا کو دی وہ اب اس مذہب کے اندر موجود نہیں رہی اس کو ہم بدھ مذہب کی کتب کے زیر عنوان ثابت کر چکے ہیں۔

(۲) بدھوں کے لئے جو نور کے پرستار ہیں قابل غور یہ امر ہے کہ کیا وہ شمع ہدایت جو بدھ کی شکل میں دنیا کے اندر ظاہر ہوئی اس کے گل ہو جانے پر دنیا کو کسی اور روشنی کی ضرورت ہے یا نہیں اگر نہیں تو بدھ سے پہلے لوگوں کو اس کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ جس طرح بدھ سے پہلے دنیا روشنی کی محتاج تھی اسی طرح بعد میں بھی محتاج ہے۔

(۳) اس تمثال میں جس کے ہاتھ میں روشنی ہے وہ معلم خود بدھ نہیں بلکہ کسی اور کی خیالی تصویر ہے

(۴) شاگرد اس کو بنگاہ احترام دیکھ رہا ہے اور دست بستہ کھڑا ہے اور یہ شاگرد درحقیقت بدھ مذہب کا نمائندہ ہے۔

کیا وہ جذبات جو روشن لیمپ کو پتھروں میں کندہ کرتے وقت پرستاران بدھ کے دلوں میں جوش زن تھے ان کا تقاضا یہ نہیں کہ بدھ دھرم کے نام لیوا اس روشنی اور لیمپ کو تلاش کریں جو اسی نور سے مقتبس ہے جس سے بدھ نے اقتباس نور کیا تھا۔ ان کی کتابوں کے اندر اور ان کے حجری نقوش کے اندر ایک روشنی موجود ہے جس سے وہ آنے والے نور یا نورانی مصباح کو شناخت کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید نے اسی پیشگوئی کو سامنے رکھ کر فرمایا

قد جاءکم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا۔ ۴: ۱۷۵

اے لوگو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان (روشن بشارت) آچکی ہوئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف نور مبین نازل کر دیا ہے۔

پھر اسی شمع ہدایت کی زیادہ وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیء ولو لم تمسسہ نار نور علیٰ نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیء علیم۔

"اللہ آسمان اور زمین کو روشن کرنیوالا ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں ایک چراغ ہے۔ چراغ ایک شیشہ میں ہے شیشہ گویا چمکتا ہوا ایک ستارہ ہے۔ وہ چراغ ایک بابرکت زیتون کے درخت (کے تیل) سے روشن ہے جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی ہے قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے گو اسے آگ بھی نہ چھوئے۔ روشنی پر روشنی ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے اور اللہ ہر بات کا جاننے والا ہے۔"

(۲۴ : ۳۶)

اس آیت میں اس نور اور روشنی اور شمع ہدایت کی طرف اشارہ ہے جس نے اگر کسی وقت ہندوستان کی تاریکیوں کو روشنی بخشی اور نور ایشیا کہلایا تو دوسرے وقت مشرق اور مغرب کی حدبندیوں سے بالا ہو کر ساری دنیا کو منور کر دیا۔ وہ وحی الٰہی کے مصفا روغن سے روشن کیا گیا گو دنیا کی آگ نے اسے چھوا تک نہیں۔ تاہم وہ اس نور (بدھ) سے بڑھ کر ایک نور (نور علیٰ نور) ہے

کس قدر بدھوں کو اس نور کی طرف ہدایت کی گئی وہ سیلون، برما، سیام اور چین کی اسلامی آبادی سے ظاہر ہے۔ انہوں نے اس نور سے جو بدھ نے انہیں دیا اس نور کو پہچان لیا۔

مہاتما بدھ کی اس شمع ہدایت والی تمثیل کو جناب مسیح نے اپنی تمثیل سے خوب واضح کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ بشارت ان کے بعد پورا ہونے والی ہے۔ جناب مسیح کی تمثیل (متی باب ۲۵: ۱ — ۱۳)

اس وقت آسمان کی بادشاہت دس کنواریوں کی مانند ہوگی جو اپنی مشعلیں لیکر دولہا کے استقبال کے لئے نکلیں۔ ان میں پانچ ہوشیار اور پانچ بیوقوف تھیں۔ بیوقوفوں نے اپنی مشعلیں لیں مگر تیل ساتھ نہ لیا۔ مگر ہوشیاروں نے اپنی مشعلوں کے ساتھ برتنوں میں تیل بھی لیا۔ جب دولہا نے دیر کی سب اونگھنے لگیں اور سو گئیں۔ آدھی رات کو دھوم مچی کہ دیکھو دولہا آتا ہے اس کے استقبال کے واسطے نکلو۔ تب ان سب کنواریوں نے اٹھکر اپنی مشعلیں درست کیں اور بیوقوفوں نے ہوشیاروں سے کہا اپنے تیل میں سے ہمیں بھی کچھ دو کہ ہماری مشعلیں بجھی جاتی ہیں پر ہوشیاروں نے جواب میں کہا کہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے اور تمہارے واسطے کفایت نہ کرے بہتر ہے کہ بیچنے والوں کے پاس جاؤ اور اپنے واسطے مول لو۔ جب وے خریدنے گئیں دولہا آپہنچا اور وے جو تیار تھیں اس کے ساتھ شادی کے گھر میں گئیں اور دروازہ بند ہوا۔ پیچھے وے دوسری کنواریاں بھی آئیں اور کہنے لگیں اے خداوند اے خداوند ہمارے لئے دروازہ کھول۔ تب اس نے جواب میں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمہیں نہیں پہچانتا۔ اس لئے جاگتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کون سے دن اور کونسی گھڑی ابن آدم آوے گا۔

وہ دولہا جس کا نکاح دنیا کی ساری قوموں کے ساتھ پڑھ دیا گیا۔ مگر ان میں سے پانچ نے اسے اپنے نور معرفت سے پہچان لیا اور اس کے ساتھ امن والے گھر میں داخل ہو گئیں۔ مگر وہ قومیں جو بیوقوف تھیں۔ دولہا کی آمد کے وقت ان کا نور معرفت بجھ گیا وہ لیمپ تو اب بھی ان کے پاس موجود ہیں۔ پر وہ بجھے ہوئے اور بے نور ہیں جس سے وہ دولہا کے ساتھ شامل نہ ہو سکیں۔ حالانکہ ان کو دولہا کی پہچان کے لئے شمع ہدایت اور مشعلیں دی گئی تھیں جو اب بھی ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ پر ان کا اپنا نور معرفت بجھ چکا ہے۔ آنکھوں میں بینائی نہیں رہی اس لئے وہ اس نور مبین کو نہیں دیکھ سکتیں

دنیا کی مذہبی کتابوں میں چراغ اور مشعل بطور استعارہ روحانی روشنی (وحی الٰہی) اور منبع کی بصیرت دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ بنی اسرائیل کے ہاں ہمیشہ بیت المقدس میں بتی یا چراغ روشن کرنے کا رواج ہے اور خود بائیبل میں یہ حکم موجود ہے۔

"اور تو بنی اسرائیل کو حکم کر کہ تیرے پاس کوٹے ہوئے زیتون کا خالص تیل چراغ کے لئے لائیں، تاکہ وہ ہمیشہ روشن رہے اور باہر اس پردے کے جو صندوق شہادت پر ہے جماعت کے مسکن میں ہارون اور اس کے بیٹے شام سے صبح تک رو برو خداوند اسے آراستہ کریں۔ یہ دستور العمل بنی اسرائیل میں ان کی پشت در پشت ہمیشہ جاری رہے۔"

(خروج ۲۷: ۲۰ تا ۲۱ - نیز احبار ۲۴: ۲)

بائیبل کے ان الفاظ کو پڑھ کے کہ کوٹے ہوئے زیتون کا خالص تیل چراغ کے لئے لائیں اور قرآن مجید کے یہ الفاظ کہ یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ۔ یہ وہی چراغ ہے جو زیتون کے شجرہ مبارکہ (قانون ابدی) کے تیل سے روشن ہو رہا ہے جس کی خبر بدھ کے لیمپ اور بنی اسرائیل کے چراغ زیتونی میں رکھدی گئی ہے۔

ایک غور و فکر کرنے والے انسان کے لئے یہ امر سوچنے کے قابل ہے کہ معبدوں کے اندر اس لیمپ کو ہمیشہ جلانے کی تاکید خدا کی طرف سے کیوں کی گئی۔ یہاں تک کہ رومن کیتھولک عیسائی گرجوں میں چراغ

(باقی ص ۶ کالم ۳ پر)

جاہل پیروں کی مریدی

مسلمانوں کی تباہی کا ایک بہت بڑا سبب

بعض جہلا کا قول ہے کہ آنحضرت صلعم کی خفیہ تعلیم سینہ بسینہ پیروں تک چلی آرہی ہے اور پیروں سے ان لوگوں کو ملتی ہے۔ جو ان کے مرید ہوتے ہیں۔ دیکھو، یہ کس قدر افسوسناک گمراہی ہے؟ دیکھو، خدا کے امین نبی پر یہ کتنا بڑا الزام ہے کہ حضور نے دو قسم کی تعلیم دی تھی۔ ایک خفیہ اور ایک اعلانیہ، اعلانیہ تعلیم سے تو دنیا خوب واقف ہو گئی مگر خفیہ تعلیم سے محروم ہے۔ حالانکہ آنحضرت نبی آخر الزماں تھے اور آپ کو جو کچھ وحی سے معلوم ہوا اس کا ایک ایک حرف پہنچا دیا گیا۔ اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے کر لیا ہے۔ حیرت ہے کہ کس طرح اس موہوم خفیہ تعلیم کی جستجو میں بہت سے لوگ پیروں کے غلام بن جاتے ہیں اور مریدی اختیار کرتے ہیں۔ حالانکہ کوئی ایک شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسے آج تک اس خفیہ تعلیم کا کچھ سراغ ملا ہے۔

موجودہ زمانہ میں پیروں کا غلط سلسلہ بہت ترقی پر ہے۔ ہر قریہ اور قصبہ میں ان کا ششماہی یا سالانہ دورہ ہوتا ہے۔ ہر جگہ ان کے عقیدتمند لوگ رہتے ہیں۔ جو ان کی موجودگی اور عدم موجودگی میں پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔ اور جاہل مسلمانوں کو یہ کہہ کر یقین دلاتے ہیں کہ جس شخص کا پیر نہیں اس شخص کا شیطان پیر ہوتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جو شخص بے پیر مر جائے۔ اس کو کبھی جنت نصیب نہیں ہوتی۔ ایسا قوال سن کر بھولے بھالے جاہل مسلمان ان کے دام میں آپھنستے ہیں۔ جب پیر صاحب تشریف لاتے ہیں تو ان کے قیام تک سب لوگ اپنا کاروبار چھوڑ کر پیر صاحب کی خدمت میں رہتے ہیں۔ روزانہ دو طرح کی محفل بھرتی ہے ایک مردوں کی اور دوسری عورتوں کی۔ ہر ایک محفل میں شریعت کی ممنوع چیزیں جائز قرار دی جاتی ہیں ناچ، گانا، لہو و لعب۔ گانجہ اور شراب سب ہی کچھ روا ہو جاتا ہے عورتوں کی محفل میں اس سے بھی زیادہ فعل قبیح کا جواز کیا جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا کرے۔ حیرت ہے کہ اب ان کی حالت کہاں تک پہنچ رہی ہے۔

خدا کا "جلوہ"

اس جگہ چند واقعات کا بیان کرنا بے جا نہ ہوگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جو شخص مرید ہو جاتا ہے اس کو طرح طرح کے "معجزات" دکھلائے جاتے ہیں یا جنت کی سیر کرائی جاتی ہے۔ خداوند تعالیٰ کا "جلوہ" دکھایا جاتا ہے لیکن یہ سب کچھ کس طرح ہوتا ہے؟ سن لیجئے۔ مرید کو بھنگ کا پیالہ پلانے کے بعد گانجہ کی چلم دی جاتی ہے، پہلے تو وہ انکار کرتا ہے۔ مگر مرشد کے آنکھیں دکھانے اور دیگر عقیدتمندوں کے ڈرانے اور خوف دلانے سے گانجہ کا کش لگاتا ہے۔ کش لگاتے ہی اس کو خداوند تعالیٰ کا "جلوہ" اور "جنت کی سیر" ہو جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ اسی جلوہ اور سیر کی تمنا میں وہ پوری طرح گنجیڑی بن جاتا ہے۔ جو شخص اپنے پیروں کا مرید ہوتا ہے۔ اس کے لئے شریعت کی پابندی اور صوم و صلوٰۃ کی ضرورت باقی نہیں رہتی صرف "اللہ ہو" کہنا کافی ہوگا۔

عورتوں کی محفل

عورتوں کی محفل کا ذکر بھی عبرت سے خالی نہیں۔ مردوں کی محفل ختم ہونے کے بعد پیر صاحب عورتوں کی محفل خاص میں تشریف لے جاتے ہیں۔ اس محفل میں مردوں کو داخلہ کی اجازت نہیں ہوتی۔ عورتیں پیر صاحب کو اپنے حجرے میں لے کر گانا بجانا شروع کرتی ہیں۔ پیر صاحب بھی کسی کے زانو کو تکیہ لگا کر لیٹ جاتے ہیں۔ چند نوجوان عورتیں پیر صاحب کے ہاتھ پیر دبانے میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ ایک دو خوش گلو عورتیں ڈھول کے ساتھ گاتی ہیں اور بقیہ عورتیں ان کے ساتھ سُر ملاتی ہیں۔ پیر صاحب کو جذبہ پر جذبہ آتا ہے اور اسی حال میں جو کچھ نہیں کرنا، آپ وہ بھی کر گزرتے ہیں جب جذبہ حد سے تجاوز کر جاتا ہے تو یکے بعد دیگرے سب عورتیں رخصت ہو جاتی ہیں۔ صرف وہی عورت جس پر خاص توجہ ہوتی ہے پاس رہ جاتی ہے۔ اس کو جنت کی سیر کرائی جاتی ہے۔ اس جنت کی سیر کا حال وہ کسی سے نہیں کہہ سکتی۔ اس کی زبان بند کرا دی جاتی ہے اس کو سمجھایا جاتا ہے کہ تجھ پر مرشد کی خاص عنایت ہے۔ تیرے لئے مرنے کے بعد جنت ہی جنت ہے اس محفل میں جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ مردوں سے مت کہنا ورنہ عذاب عظیم میں مبتلا ہو جاؤ گی۔ غرضیکہ طرح طرح کے وسوسوں اور خدشات سے اسے پوری طرح خائف کر دیا جاتا ہے لیکن اتنی پابندی پر بھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی عورت پیر صاحب کے راز کو فشت از بام کر دیتی ہے پھر پیر صاحب کی بری طرح گت بنتی ہے اور آپ اس گاؤں سے چند سال کیلئے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں لوگوں میں چہ میگوئیاں ہوتی ہیں۔ کوئی انہیں پارسا اور نیک ثابت کرتا ہے اور کوئی بدکار بتاتا ہے چند سال کے بعد نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ ان کا فعل قبیح بھول جاتے ہیں اور پھر پیر صاحب تشریف لاتے ہیں تو ان کا پھر وہی رنگ جم جاتا ہے اس اثنا میں دوسری عورتیں راز فاش کرنے والی عورت کو سمجھا بجھا کر راضی کر لیتی ہیں۔ آخر وہ اپنے قرابتداروں سے کہہ دیتی ہے کہ میں نے پیر صاحب پر غلط الزام لگایا تھا۔ یہ سنتے ہی لوگوں کی عقیدت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ پھر وہی ناچ، گانا، گانجہ شراب اور فعل قبیح کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے اور مردوں اور عورتوں کو اپنی اپنی محفل میں خوب مزہ آتا ہے۔

اصلاح کی ضرورت

یہ ہے مختصر خاکہ دیہات کی جاہلانہ پیری اور مریدی کا لیکن اکثر جگہ شہروں میں بھی یہ طریقہ رائج ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مسلمان اپنے دل میں سوچیں، کیا یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں ہے؟ کیا ایسی قوم اپنی زندگی اور حقوق کی حفاظت کر سکتی ہے؟ زیادہ افسوس یہ ہے کہ ایسے حالات پر نہ علما خیال کرتے ہیں اور نہ پڑھے لکھے مسلمان۔ نتیجہ یہ ہے کہ جاہل مسلمان جاہل پیروں کے شکار ہو کر اپنا دین، دنیا، عزت اور کاروبار سب کچھ برباد کر رہے ہیں۔ پیروں کا حال یہ ہے کہ وہ نذرانے بھی اڑاتے ہیں۔ اور عیش بھی کرتے ہیں۔

اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں صحیح صحیح واقعات کی صرف خفیف سی جھلک دکھائی گئی ہے۔ کیا اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ برادران اسلام اپنی قومی عزت اور دینی شرافت کا احساس کر کے ان برائیوں کی روک تھام کی طرف توجہ کریں

(ماخوذ)

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

جبریل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

نوائے پیغم ہر سعید خواہد بود — نزلے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلْحُ خَيْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیار پوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیار پوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے

طلبا سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور ۔ یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۲۸ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۶۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ترقی کے بلند مقام کو حاصل کرنے کیلئے مجاہدہ ضروری ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ایک عجیب نمونہ ہے اور ایک پہلو سے ساری زندگی ہی تکلیفات میں گذری جنگ بدر میں آپ اکیلے ہی تھے۔ لڑائی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی نسبت رسول اللہ ظاہر کرنا آپ کی کس درجہ کی شوکت، جرأت اور استقامت کو بتاتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ انسان جب تک اس کوچہ میں داخل نہ ہو اسے لذت ہی نہیں آتی۔ یہ ایک ایسی لذت ہے جس کی طرف خدا تعالیٰ ہر مومن کو بلاتا ہے جس طرح اور لذتوں کا مزا چکھتے ہو اس کا بھی مزہ چکھو اور تلاش کرنیوالے پالیتے ہیں۔ اس طرف سے اگر تکاہل اور تساہل ہوگا۔ تو ادھر سے بھی حرکت نہ ہوگی۔ ادھر سے مجاہدہ ہوگا تو ادھر سے بھی حرکت ہوگی۔ مجاہدہ ایک ایسی شے ہے کہ اس کے بدوں انسان کسی ترقی کے بلند مقام کو پا نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔

غرض مجاہدہ کرو اور خدا میں ہو کر کرو تاکہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں اور ان راہوں پر چل کر تم اس لذت کو حاصل کر سکو جو خدا میں ملتی ہے اس مقام پر مصائب اور مشکلات کی کچھ حقیقت نہیں رہتی۔ یہ وہ مقام ہے جس کو قرآن شریف کی اصطلاح میں شہید کہتے ہیں لوگوں نے شہید کے معنی صرف یہی سمجھ رکھے ہیں کہ کسی کافر یا غیر مسلم کیساتھ جنگ کی اور اس میں مارے گئے تو بس شہید ہو گئے۔ اگر اتنے ہی معنی شہید کے لئے جاویں تو پھر مخالفوں کو بہت بڑی گنجائش اعتراض کی رہتی ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے پھیلنے والا مذہب قرار دیا ہے۔ ان لوگوں کی سخت نادانی ہے کہ وہ بدوں دریافت کئے اصل منشا کے اعتراض کر دیتے ہیں مگر ہمکو ان مولویوں پر بھی افسوس ہے جنہوں نے قرآن شریف کے حقائق کو ظاہر نہیں کیا اور خیالی اور فرضی اور وضعی قصے بیان کرکے اسلام کے پاک رخ پر ایک بدنما داغ لگایا۔ (الحکم ۱۹۰۱ء)

تحریک دستکاری

جلسہ سالانہ کے متعلق خواتین سلسلہ کا ایک ضروری فرض

جماعت کے تمام بزرگوں اور بھائیوں اور بہنوں کو بخوبی علم ہے کہ احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور نے اشاعت اسلام میں مدد دینے کیلئے ایک دستکاری فنڈ جاری کیا ہوا ہے جس سے ہر سال انجمن کو گرانقدر اخلاقی اور معقول مالی امداد ملتی ہے۔ جماعت کی دردمند خواتین اور بچیاں کچھ دستکاری بنا کر ارسال کرتی ہیں جو جلسہ کے موقع پر بذریعہ نمائش فروخت کر دی جاتی ہے۔ اس سے سینکڑوں روپے چند گھنٹوں میں جمع ہو جاتے ہیں۔ احمدی اور غیر احمدی خواتین اور بچوں میں اس دینی کام کا چرچا ہوتا ہے جس میں کہ ہماری جماعت مصروف ہے بہت سی غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں کئی ایک نیک بیبیاں اس کار خیر میں مستقل امداد دینے کیلئے تیار ہو جاتی ہیں ——— ضرورت ہے کہ تمام خواتین سلسلہ عزم کر لیں کہ وہ اس سال نمائش دستکاری کو گذشتہ تمام سالوں سے زیادہ کامیاب بارونق بنائیں گی جس کی

واحد صورت یہ ہے کہ امسال

ہر ایک احمدی خاتون اور بچی کوئی نہ کوئی چیز اپنے ہاتھ سے تیار کر کے نمائش دستکاری کے لئے بھیجے اور ابھی سے اس کی تیاری میں مصروف ہو جائے ◆

رفتارِ زمانہ

ہندوستان

—— قادیان یکم نومبر۔ مرزا منیر احمد نصیر نے ایک پوسٹر بعنوان "مرزا ہامان لاہور کے نام خطوط میں قادیان کی اپیل" اور ایک ٹریکٹ "مقام عبرت" شائع کیا تھا۔ جس کی وجہ سے حکام ضلع گورداسپور نے مرزا صاحب پر زیر دفعہ ۱۸ پریس ایکٹ مقدمہ چلایا جو ۲۹ اکتوبر کو مجسٹریٹ علاقہ بٹالہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ اس دن مرزا صاحب کی ضمانت لیکر کارروائی ختم ہوئی اور آئندہ تاریخ ۳۔ نومبر مقرر ہوئی۔

—— راولپنڈی ۳۱ اکتوبر۔ گزشتہ شب سکھ مجالس کا ایک اجلاس گورو نانک جنم دن کے سلسلہ میں جلوس نکالنے کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا۔ جس میں مختلف سکھ مجالس کے پچاس نمایندے شریک ہوئے۔ فیصلہ کیا گیا کہ پولیس سے لائسنس حاصل کرکے یا اس کے بغیر ہی جامع مسجد کے سامنے جلوس لے جایا جائے۔

—— سکھوں کا یہ فیصلہ سکھ مسلم معاہدہ کے بالکل خلاف ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ مورچہ کے لئے دو سو سے زائد سکھ رضاکاروں نے اپنے نام پیش کئے ہیں۔ حکام صورت حالات کا بغور مطالعہ کر رہے ہیں۔ مسلمانوں میں سکھوں کے اس فیصلہ سے بہت ناراضگی اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ بدمزگی کا اندیشہ ہے۔

—— ہندوا خبارات کی اس خبر کی ذمہ دار اصحاب کی طرف سے تردید ہو گئی ہے کہ ڈاکٹر خانصاحب وزیر اعظم صوبہ سرحد نے تمام ماتحت کانگرس کمیٹیوں کو اللہ اکبر کی بجائے بندے ماترم کا نعرہ لگانے کی ہدایت کی ہے۔

—— کلکتہ میں چند روز ہوئے آل انڈیا کسان کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں کانگرس پر بدعہدی کا الزام لگایا گیا اور کہا گیا کہ کانگرس نے کسانوں سے ووٹ لیتے وقت جو وعدے کئے تھے وہ آج تک پورے نہیں کئے۔

—— گزشتہ مارچ میں پانی پت کے مسلمانوں پر پولیس نے گولی چلائی تھی جس سے کئی مسلمان شہید و مجروح ہوئے تھے اس کے متعلق حکومت پنجاب کا بیان شائع ہو گیا ہے جس میں پولیس کے فائرنگ کو جائز و درست قرار دیا گیا ہے۔

—— بجنور کے ضمنی انتخاب میں کانگرسی امیدوار حافظ محمد ابراہیم کامیاب ہو گئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی کامیابی میں یو۔ پی۔ کی کانگرسی حکومت کا زبردست ہاتھ ہے۔

—— شملہ اور کشمیر سے برفباری کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کشمیر میں برفباری کی وجہ سے جہلم روڈ۔ ڈومیل۔ ایبٹ آباد روڈ اور درہ بانہال بند ہو گئے ہیں۔

—— تریونڈرم ۳۱ اکتوبر۔ مہاراجہ ٹراونکور اپنی ۲۶ ویں سالگرہ کی خوشی میں جو ۳ نومبر کو ہوگی ٹراونکور میں ایک یونیورسٹی قائم کریں گے۔

ممالک خارجہ

—— دمشق ۳۱۔ اکتوبر۔ دمشق کے شمال مشرقی علاقے میں سیلابوں کی شدت کی وجہ سے ایک ہزار کے قریب اشخاص ہلاک اور دس ہزار کے قریب بے خانماں ہو گئے سیلابوں نے بہت سے دیہاتوں کو برباد کر دیا ہے۔

—— ایک اور خبر ہے کہ گزشتہ جمعرات کو سلطان ابن سعود کے ایک مصاحب شیخ یوسف دمشق سے عازم بغداد ہوئے تھے چونکہ وہ لاپتہ ہیں اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ وہ بھی سیلاب کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہیں۔

—— ٹوکیو ۳۱۔ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ جاپانی پارلیمنٹ کے لوئر ہاؤس کے متعدد ارکان اور سرکردہ جاپانی کارخانہ داروں نے فیصلہ کیا ہے کہ برطانیہ سے سفارتی تعلقات فوراً منقطع کرنے کیلئے قومی تحریک شروع کی جائے۔

—— ویانا ۳۱۔ اکتوبر۔ چند روز ہوئے ایک سازش کا سراغ لگایا گیا ہے جو غیر ملکی نہشت انگیزوں کی طرف سے آسٹریا کے چانسلر کو قتل کرنے کے لئے کی گئی تھی۔ ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

—— قاہرہ ۳۱۔ اکتوبر۔ شاہ فاروق والئے مصر کی شادی ۶ جنوری ۱۹۳۸ء کو ہونیوالی ہے۔ حکومت مصر کی طرف سے متعدد حکومتوں کے نمایندوں کو دعوت شرکت دی گئی ہے۔ چنانچہ حکومت ترکیہ نے اپنا نمایندہ بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ کمال اتاترک اس نمایندہ کے ہاتھ اپنے خاص تحائف بھی بھیجیں گے۔

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت فرانس نے مراکش کے بعد الجزائر کے مسلمانوں پر بھی انتہائی جبر و تشدد شروع کر دیا۔ ان کے مذہبی معاملات میں نہایت افسوسناک مداخلت کی جارہی ہے۔ اس سخت گیر پالیسی کی وجہ سے عوام میں شدید بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔

—— جنگ کے خطرہ کے پیش نظر برطانی حکومت اپنی فوجوں کو کثیر تعداد میں مصر اور سوڈان روانہ کر رہی ہے۔

—— فلسطین کے حالات بدستور ہیں۔ عربوں پر تشدد کا سلسلہ جاری ہے۔ سر آرتھر واکہوپ ہائی کمشنر فلسطین نے جو دو ماہ کی رخصت پر اپنے وطن سکاٹ لینڈ گئے تھے واپس فلسطین پہنچ کر اپنے عہدہ کا چارج لے لیا ہے۔

—— تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ مسولینی کی خواہش کے مطابق اٹلی کا امام یمن سے کوئی معاہدہ نہیں ہو سکا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امام موصوف نے اطالوی نمایندوں کو باتوں ہی باتوں میں ٹال دیا اور انہیں شاہ اطالیہ اور مسولینی کے لئے تحفے دے کر عزت و تکریم کے ساتھ واپس بھیج دیا۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ زیادہ دار اعتبار ذات عاقی عظمت ولد ماجد ذات عاقی ساکن ماصیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۲/۲۷ ۸ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸/۳۷ ۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ قانون ولد راجہ بیلو ذات مصلی ساکن سانہیل تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۲/۳۷ ۸ مقرر کیا ہے لہذا جانئے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸/۳۷ ۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ احمد نادر اسیران راجہ ذات عاصی ساکن عاصیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۲/۳۷ ۸ مقرر کیا ہے لہذا جانئے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸/۳۷ ۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ راجہ ولد دتہ ذات موچی ساکن سدرہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جانئے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ [illegible]

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول [illegible] ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سوہنی ولد الہٰی ذات موچی ساکن سدرہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲/۳۷ ۸ مقرر کیا ہے لہذا جانئے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸/۳۷ ۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ حاجی ولد محمد ذات مصلی ساکن سدرہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۲/۳۷ ۸ مقرر کیا ہے لہذا جانئے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۸/۳۷ ۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر محمد انعام الحق (ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
چندہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ | لاہور - یوم دوشنبہ مطابق ۲ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق ۸ نومبر ۱۹۳۷ء | نمبر ۶۹

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اہل تقویٰ پر خدا کی تجلّی

فرمایا تقویٰ والے پر خدا کی ایک تجلّی ہوتی ہے۔ وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے مگر چاہیئے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ ہو۔ ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں اور اگر کچھ حصہ شیطان کا ہو تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے۔ خدا کے پیاروں کو جو دکھ آتا ہے وہ مصلحت الہٰی سے آتا ہے۔ ورنہ ساری دنیا اکٹھی ہو جائے۔ تو ان کو ایک ذرّہ بھر بھی تکلیف نہیں دے سکتی۔ چونکہ وہ دنیا میں نمونہ قائم کرنے کیواسطے ہیں۔ اس واسطے ضروری ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں تکالیف اٹھانے کا نمونہ بھی وہ لوگوں کو دکھائیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مجھے کسی بات میں اس سے بڑھ کر تردد نہیں ہوتا کہ اپنے ولی کی قبض روح کروں۔ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کے ولی کو کوئی تکلیف آوے۔ مگر ضرورت اور مصالح کے واسطے وہ دکھ دیئے جاتے ہیں اور اس میں خود ان کے لئے نیکی ہے۔ کیونکہ ان کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء اللہ کیلئے تکلیف اس قسم کی نہیں ہوتی جیسی کہ یہود کو لعنت اور ذلّت ہو رہی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اسکی ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے۔ بلکہ انبیاء ایک شجاعت کا نمونہ قائم کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو اسلام کے ساتھ کوئی دشمنی نہ تھی۔ مگر دیکھو جنگ احد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے اس میں یہی بھید تھا کہ آنحضرت کی شجاعت ظاہر ہو جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہو گئے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں ایسا نمونہ دکھلانے کا کسی نبی کو موقع نہیں ملا ہم اپنی جماعت کو کہتے ہیں کہ صرف اتنے پر وہ مغرور نہ ہو جائے کہ ہم نماز، روزہ کرتے ہیں۔ یا موٹے موٹے جرائم مثلاً زنا، چوری وغیرہ نہیں کرتے۔ ان خوبیوں میں تو اکثر غیر فرقہ کے لوگ منکر وغیرہ تمہارے ساتھ شامل ہیں۔ تقویٰ کا مضمون باریک ہے۔ اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو۔ خدا اس کے عمل کو واپس الٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔

(تقریر ۱۷ جون ۱۹۰۱ء)

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی مراجعت ہند

جیسا کہ قارئین پیغام صلح کو قبل ازیں معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب جرمن ترجمۃ القرآن وغیرہ کے انتظام کے سلسلہ میں جرمنی تشریف لے گئے تھے۔ اب قریباً چھ ماہ کے قیام کے بعد مراجعت فرمائے ہند ہوئے ہیں۔ مقررہ پروگرام کے مطابق امید ہے۔ ۳۰ اکتوبر کو اٹلی کی مشہور بندرگاہ وینس سے جہاز پر سوار ہو چکے ہونگے۔ ان کا جہاز انشاء اللہ ۱۰ نومبر کی صبح کو بمبئی پہنچے گا۔ مولانا ممدوح ایک روز بمبئی قیام فرمائیں گے۔ ۱۱ نومبر کی شام کو وہاں سے جی۔ آئی۔ پی ریلوے پر سوار ہو کر ۱۲ نومبر کی شام کو دہلی پہنچیں گے۔ اور پھر لدھیانہ۔ جالندھر۔ امرتسر وغیرہ کے راستہ

۱۳ نومبر کی صبح کو لاہور تشریف لائینگے

مولانا ممدوح نے برلن مشن۔ برلن مسجد۔ جرمن ترجمۃ القرآن اور دیگر اہم امور کے متعلق جو عظیم الشان دینی و قومی خدمات انجام دی ہیں۔ وہ احمدیت کی تاریخ میں نمایاں درجہ رکھتی ہیں۔ اور ہماری آئندہ نسلیں ان پر بجا طور پر فخر کریں گی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا کو تادیر سلامت رکھے۔

پیغام صلح

ساری قوم کی طرف سے مولانا ممدوح کا دلی خیر مقدم کرتا ہے۔

رسالہ "مسیح موعود"

مصنفہ علی حائری صاحب پر ایک نظر

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام)

سامانہ کے ایک شیعہ صاحب نے ایک رسالہ دکھایا۔ رسالہ کا نام مسیح موعود ہے اور علامہ حائری صاحب کی تصنیف ہے۔ رسالہ ہذا میں جس مضمون کو پیش کیا گیا ہے وہ مصنف صاحب کے اپنے الفاظ میں حسب ذیل ہے:۔

"اہل اسلام کو عموماً و اہل ایمان (یعنی شیعہ۔ ناقل) کو خصوصاً معلوم ہونا چاہئیے کہ مرزا صاحب قادیانی اور اس کی جماعت کے پاس مایہ ناز صرف ایک مسئلہ وفات مسیح علیہ السلام ہے جس پر محمودی اور پیغامی دونوں پارٹیاں نازاں ہیں کہ مسلمانوں کے جملہ فرقے نہ مسئلہ وفات مسیح پر ہمارے دلائل کی تردید کر سکتے ہیں اور نہ حیات مسیح کو ثابت کر سکتے ہیں۔ عام طور پر اس کے متعلق اطراف و جوانب سے میرے پاس بکثرت خطوط موصول ہو رہے ہیں کہ مسئلہ حیات و ممات مسیح پر بدلائل و براہین میں اپنے خیالات کا اظہار کروں اور اس کے متعلق قرآنی فیصلہ جو کچھ بھی ہو۔ لکھ دوں الخ (صلہ)

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ رسالہ ہذا کی تصنیف کی غرض وفات مسیح کی تردید و حیات مسیح کا اثبات ہے۔ باقی رہا احمدیوں کے دلائل کا ذہنی ہونا تو وہ خود علامہ صاحب کی تحریر سے ثابت ہے۔ اگر دلائل ذہنی اور ناقابل تردید نہ ہوتے تو بکثرت خطوط چاروں طرف سے علامہ موصوف جیسے مجتہد العصر کو ان کے جواب کے لئے مجبور نہ کرتے۔ کہ جملہ فرقہائے اسلامیہ تو عاجز آ ہی چکے ہیں۔ اب آپ کی دلائل کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:۔

"تواریخ معتبرہ میں اسانید معتمدہ سے مرقوم ہے کہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں ایک ظالم بادشاہ تھا جس کا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس ظالم بادشاہ کے حکم سے جناب مسیح کو صلیب پر چڑھانے کیلئے ایک مکان کے اندر نظر بند کیا گیا اور یہودیوں کا انبوہ کثیر وہاں جمع ہو گیا اس وقت جبرئیل بحکم رب جلیل نازل ہوئے اور اس قید خانہ کی چھت کی طرف سے جناب مسیح علیہ السلام کو آسمان پر لے گئے۔ صبح جب آفتاب طلوع ہوا تو یہودیوں نے ایک شخص کو اس قیدخانہ میں اس غرض سے بھیجا کہ وہ مسیح کو صلیب پر چڑھانے کے لئے پکڑ لائے۔ وہ شخص جب داخل ہوا تو مکان کو اس نے بالکل خالی پایا خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اسی وقت اس متجسس اور منافق شخص کو جناب مسیح کا ہم شکل و صورت بنا دیا۔ یہ ہمشکل مسیح بے نیل و مرام باہر آ کر جماعت سے کہنے لگا کہ مکان اور قید خانہ کے اندر تو مسیح کا پتہ بھی نہیں ہے۔ جماعت نے اس شخص کو مسیح کی شباہت کے سبب شبہ پر پکڑ لیا اور کہا کہ تو ہی تو مسیح ہے ہم مامور ہیں کہ تجھے صلیب پر چڑھائیں۔ غرض اسی شبہ پر وہ شخص صلیب پر چڑھا دیا گیا اور مسیح آسمان پر پہنچ گئے" (صلہ و صلہ)

اس معتبر تاریخی سند کی نامعقولیت تو اس سے ثابت ہے کہ اس میں بیشمار لایعنی باتیں درج ہیں۔ یہودیوں کا انبوہ کثیر تھا اور کسی نے مسیح کو آسمان پر جاتے نہ دیکھا۔ جو آدمی مسیح کو قید خانہ کے اندر سے لینے گیا تھا وہ یقیناً کوئی ذمہ دار افسر ہوگا۔ مکان کے دروازہ پر سخت پہرہ بھی ضرور ہوگا۔ پہرہ داروں یا جیل کے وارڈن نے اس ذمہ دار افسر کی تلاش کیوں نہ کی؟ مکان کے اندر مسیح تھے یا باہر سے یہ ذمہ دار افسر گرفتاری کے لئے گیا۔ اب مکان سے دو نکلنے چاہئیں مگر نکلا ایک، دوسرے کی تلاش کیوں نہ کی گئی۔ پھر چھت بھی پھٹی ہوئی دیکھی ہوگی۔ علاوہ ازیں اس کے گھر والوں نے کبھی تو مطالبہ کیا ہوگا کہ ہمارا آدمی کہاں ہے۔ پھر کیا خدا یہودیوں سے اتنا خائف تھا کہ زمین پر کوئی سامان اس کے بچانے کا نہ کر سکا اور پھر اٹھایا بھی چپکے سے۔ سب کے سامنے اٹھاتا تو یقیناً اکثر لوگ اس پر ایمان لاتے۔

علاوہ ان سب باتوں کے خود علامہ صاحب کی اپنی تحریر بھی ان تمام باتوں کی تردید کر رہی ہے۔ کیونکہ اس عبارت میں تو شخص مشتبہ کو یہودیوں کا ساتھی، کوئی معتبر افسر اور مسیح کا دشمن بتایا گیا ہے مگر آگے چل کر صلہ پر علامہ موصوف خود اس کی تردید کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"اور بعض کہتے ہیں کہ وہ شخص جناب مسیح کے حواریوں میں سے تھا لیکن بعد میں وہ بھی منافقوں سے مل گیا تھا"

اس تحریر میں شخص مذکور کو مسیح کا حواری مگر منافقوں میں مل گیا ثابت کیا گیا ہے۔ مگر آگے چل کر صلہ پر ان معتبر تواریخی حوالجات کے خلاف حضرت امام محمد باقر کا ایک قول پیش کر کے شخص مذکور کو مسیح کا سچا ساتھی، حواری بلکہ مسیح کے درجہ کا جنتی قرار دیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"تفسیر قمی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شب کو خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا ہے اس شب کے متعلق آپ نے اپنے اصحاب سے وعدہ لیا تھا۔ چنانچہ وہ شام کو حضرت کے پاس جمع ہو گئے۔ ان سب کو حضرت نے ایک مکان میں پہنچایا اور خود ایک چشمہ میں سے جو اس مکان کے کونے میں تھا سر سے پانی جھاڑتے ہوئے نکلے اور فرمایا کہ مجھے وحی خدا پہنچی ہے کہ وہ ابھی تھوڑی دیر میں مجھے اٹھانے والا ہے اور یہود کے شر سے مجھے بچانیوالا ہے۔ تم سے کون شخص اس کو گوارا کرے گا کہ وہ میرا ہم صورت بنا دیا جائے۔ پھر وہ قتل کیا جائے۔ صلیب پر کھینچا جائے۔ مگر آخرت میں میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو۔ ان میں سے ایک نوجوان نے عرض کیا کہ یا روح اللہ وہ میں ہوں۔ فرمایا تو ہی وہ ہوگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر یہودیوں نے اس نوجوان کو پکڑا۔ جو حضرت عیسیٰ کا ہم صورت ہو گیا تھا۔ وہ قتل بھی کیا گیا اور سولی بھی دیا گیا" (صلا و صلا)

کیوں حضرت انہیں "معتبر" تواریخ کی بنا پر وفات مسیح ثابت کرنے بیٹھے ہیں جن کی خود تردید کر رہے ہیں؟ اس سے بہتر تھا کہ آپ اس مسئلہ پر قلم اٹھانے کی زحمت ہی گوارا نہ کرتے۔ تاکہ لوگوں کو آپ کے تبحر علمی کے متعلق حسن ظن تو بنا رہتا۔ حضرت مرزا صاحب کے متعلق تو جناب نے مخالفین کی لکھی ہوئی کتابوں کی بنا پر لکھ مارا کہ:۔

"خدا نے اس کا کذب افترا اور بہتان اس کی اپنی زبان سے طشت از بام کر دیا"

مگر انصاف کیجئے لوگ جب آپ کے اس رسالہ میں اختلافات کا مجموعہ دیکھیں گے۔ تو آپ کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے؟

قارئین کرام! یہ تو ہوا تواریخ معتبرہ اور اسانید معتمدہ کی بنا پر وفات مسیح کا ثبوت، اب ذرا قرآنی ثبوت بھی ملاحظہ فرمائیے گا جو صلہ سے بالفاظ ذیل شروع ہوتا ہے:۔

"حیات اور صعود مسیح الی السماء کا قرآنی ثبوت۔ قولہ تعالیٰ يٰعيسىٰ انی متوفيك و رافعك الي۔ اس آیت میں مسیح علیہ السلام کی حیات اور صعود الی السماء دونوں کا ثبوت موجود ہے۔ کیونکہ لفظ توفّی۔ عرب اہل لسان کی محاورات میں قبض کے معنی میں مستعمل ہے اور عرف میں کہا جاتا ہے وفانی فلان دراھمی۔ یعنی فلاں شخص نے دراہم میرے قبضہ میں دیدیئے۔ لہذا توفّی کے معنی قبضہ کے بھی ہوسکتے ہیں۔ نوم کے معنے میں بھی لفظ توفّی استعمال ہوتا ہے اور متوفيك مميتك کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے"

(صلہ و صلہ)

> کیا خوب جو غیر پردہ کھولے
> جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے

اس کو کہتے ہیں حق بر زبان جاری اور اس کو کہتے ہیں احمدیت کی کھلی فتح، نیند اور موت کے معنی تو جناب کو خود تسلیم ہیں۔ اب رہے قبض کے معنی سو اس کے متعلق عرض ہے کہ جناب نے حضرت مرزا صاحب کی تحریر ملاحظہ نہیں فرمائی۔ حضرت اقدس کا مطالبہ ہے کہ توفّی باب تفعل سے ہو اور اللہ تعالیٰ فاعل اور ذی روح مفعول ہو۔ تو سوا موت کے اور معنی ہو ہی نہیں سکتے اور نیند کے معنی کے لئے قرینہ کا ہونا ضروری ہے۔ اب اگر حوصلہ ہے تو اپنے جملہ القاب اسمٰ مندرجہ سرورق رسالہ ہذا کا زور لگا کر اس مطالبہ کو پورا کیجئے۔ تاہم ہم بھی دیکھیں کہ احمدیوں کے دلائل سے آپ کس طرح عہدہ برا ہوتے ہیں۔

میری غرض اس وقت وفات مسیح کے دلائل پیش کرنا نہیں ورنہ صرف لفظ توفّی کے متعلق ہی میں دکھاتا کہ لسان العرب، قاموس وغیرہ جملہ کتب لغت میں توفی اللّٰہ فلاں کے معنی قبض روحہ لکھے ہیں پھر قرآن پاک سے وہ تمام مقامات پیش کرتا جہاں لفظ توفی استعمال ہوا ہے اور پھر دکھاتا کہ ان جملہ مقامات میں سوا موت کے یا قرینہ کے ساتھ نیند کے کوئی دوسرے معنی ہوسکتے ہی نہیں۔ آپ قرآن کریم سے ایک مقام بھی ایسا پیش نہیں کر سکتے۔ جہاں توفی باب تفعل سے ہو۔ اور سوا موت یا با قرینہ نیند کے اور معنی ہوسکتے ہوں۔ اگر حوصلہ ہے تو کوئی ایک مقام پیش کریں۔ علاوہ ازیں احادیث میں جہاں کہیں توفی باب تفعل سے آیا ہے۔ جہاں اللہ یا فرشتے فاعل اور ذی روح مفعول ہو۔ وہاں سوا موت یا با قرینہ نوم کے اور معنی میں نہیں استعمال ہوا۔ پس آپ کے پیش کردہ معنی جسم معہ روح کو قبضہ میں لے لینے کے کسی آیت، حدیث یا لغت سے ثابت نہیں۔ باقی دو معنے آپ کو بھی مسلم ہیں۔ یعنی نیند اور موت۔ نیند کے لئے قرینہ چاہئے وہ یہاں موجود نہیں۔ لہذا سوا موت کے یہاں اور معنی ہوسکتے ہی نہیں۔ فھو المراد (باقی)

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

ایک آنہ فنڈ کا نیا انتظام!

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ فنڈ کوئی چھ سات سال کا عرصہ ہوا جاری کیا گیا تھا اور خدا کے فضل سے اس فنڈ میں کوئی دس ہزار روپیہ جمع ہو گیا جو گذشتہ سال میں انجمن کی جنرل کونسل نے مسلم ٹاؤن کے قریب کچھ اراضی کی خرید پر لگا دیا۔ یہ زمین انجمن کے لئے توسیع اور نئے اداروں کے اجرا کا کام بھی دے سکتی ہے اور اگر یہ کام اس سے نہ بھی لیا جائے تو خدا چاہے تو دو چار سال میں تگنے چوگنے دام پر بک بھی سکتی ہے اور اس طرح یا انجمن کے استحکام یا کسی نئے کام کے اجراء کے لئے ایک بیش بہا امداد کا کام دے سکتی ہے۔

ایک آنہ فنڈ کی تحریک پر صرف قوم کا ایک حصہ ہی عامل ہوا اور بہت سی جماعتوں نے اس کو مروج کرنے کی ذمہ داری سے گریز کیا جو قابل افسوس امر ہے۔ مگر بایں ہمہ یہ جماعت کے لئے ایک عظیم الشان سبق ہے کہ کس طرح اگر جماعت ایک ادنیٰ حرکت بھی کرے تو خدا کے افضال اس پر نازل ہوتے ہیں۔ چند آدمیوں کے ایک ایک آنے سے دس ہزار ہی نہیں بلکہ اگر خدا نے چاہا تو دس سال کے اندر اندر چالیس پچاس ہزار کی رقم بن جائے گی۔ اس لئے یہ تحریک نہ صرف زندہ رکھنے کے قابل ہے۔ بلکہ جماعت کا فرض ہے کہ اس میں چھوٹے بڑے سب شامل ہو کر اسے اور زیادہ مفید بنانے کی کوشش کریں۔

وصولی کی مشکلات کی وجہ سے میں اب اسے ایک دوسرا رنگ دینا چاہتا ہوں جو شاید زیادہ سہل ہو اور وہ یہ ہے کہ جہاں جماعتیں موجود ہیں اور جمعہ کے لئے ان کا اجتماع ہوتا ہے۔ وہاں ہر مقام پر ہر ایک دوست جو نماز جمعہ کے لئے آتا ہے **ایک آنہ** یا اس سے زیادہ جو خدا اسے توفیق دے اپنے ہمراہ لائے اور وہ اسے ایک صندوقچی میں ڈال دے جو اس غرض کے لئے مسجد یا جائے اجتماع میں رکھی جائے گی۔ ہاں جو اصحاب اس قدر کو بھی بوجھ سمجھتے ہوں وہ ایک آنہ کی جگہ ایک پیسہ یا دو پیسے ہی ڈال دیں۔ مگر چھوٹا بڑا، غریب، امیر ہر شخص اپنا یہ فرض سمجھے کہ اس نے ضرور اس میں کچھ ڈالنا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کچھ نہ ہو سکے تو ایک دھیلا یا ایک پائی ہی سہی۔ مگر ہر دوست اسے ایک فرض لازم کی طرح سمجھے۔ یہاں تک کہ نوجوان اور مستورات بھی اس میں حصہ لیں۔

اس صندوقچی کی رقم نماز جمعہ کے بعد جماعت کے پریذیڈنٹ یا سکرٹری کی موجودگی میں کھول کر نکال لی جائے اور ایک آنہ فنڈ کے نام سے رجسٹر میں درج کر لی جائے اور اسی فنڈ کے نام سے ہر ماہ کے اختتام پر مرکز میں بھیج دی جائے۔ جہاں یہ سب رقوم ایک ریزرو فنڈ میں جمع ہوتی چلی جائیں گی۔ یعنی انجمن کے معمولی خرچ میں نہ آئیں گی۔ اور ان کا آخری مصرف جلسہ سالانہ کے موقع پر جنرل کونسل میں یا کانفرنس میں پیش کر کے طے کرایا جائے گا۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ یہ روپیہ خالصاً جماعت سازی پر صرف کیا جائے اور اس کے ذریعہ سے جماعت کے بیکار لوگوں کو کام پر لگانے کی کوئی تجویز کی جائے تو چونکہ یہ روپیہ خالصاً جماعت کے غرباء کے کام آئیگا اس لئے ان کو اس تحریک کے عام کرنے کی طرف زیادہ توجہ بھی کرنی چاہیئے۔ اگر غرباء کا حصہ اس جوش کے ساتھ یہ کام کرے کہ گویا وہ اپنی ذاتی ضرورت کے لئے یہ کام کر رہا ہے تو مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں یہ ایک آنہ فنڈ کی تحریک اس نئے رنگ میں پہلے سے زیادہ قبولیت حاصل نہ کرے۔ امراء اگر چاہیں تو ایک آنہ کی بجائے ایک روپیہ نہ سہی چار آنے ہی ہر جمعہ ڈال دیں جو ان کے لئے قطعاً کوئی بوجھ نہیں تو یہ فنڈ بہت جلد جماعت کے لئے ایک نہایت مفید کام دے سکتا ہے۔ ہر جماعت میں اگر ایک آدمی بھی ایسا کھڑا ہو جائے جو اس تحریک کی کامیابی کو اپنی خاص ذمہ داری سمجھ کر اس کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لائے تو انشاء اللہ آئندہ پانچ سال میں ہم پہلے سے بہت بہتر نتائج اس ذریعے سے حاصل کر سکتے ہیں۔

میں نے ۳۰ شعبان کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا آغاز کیا ہے تاکہ رمضان کے مہینے میں اس کی بنیاد رکھ کر ہم خدا کے فضلوں کو اور زیادہ جذب کر سکیں۔ مجھے امید ہے کہ رمضان کے اندر اندر اس کو اس قدر حرکت دیدی جائے گی۔ کہ یہ تحریک خود بخود کام کرتی چلی جائے۔

محمد علی

یکم رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمت دینیہ میں مصروف ہیں۔

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی محترمہ اختر جبین صاحبہ بی اے کے ہاں اللہ تعالیٰ نے لڑکی عطا فرمائی ہے ہم حضرت ممدوح، جناب بیگم صاحبہ محترمہ اور بچی کے والد پروفیسر نذیر احمد صاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو صحت و مسرت کیساتھ عمر دراز دے اور خادم دین بنائے۔ آمین ثم آمین

— جناب مولوی مرتضیٰ خان صاحب کی جگہ جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے انجمن کے اسسٹنٹ سکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔

— انجمن کے مندرجہ ذیل کارکن اپنے اپنے حلقوں میں دورہ پر جا رہے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ انکی ممکن امداد فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) مولوی مرتضیٰ خان صاحب۔ مرکز لاہور
حلقہ۔ ضلع گوجرانوالہ۔ ضلع گجرات۔ ضلع سیالکوٹ۔ جموں و کشمیر

(۲) مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع۔ مرکز لاہور
حلقہ۔ لاہور۔ منٹگمری۔ ملتان۔ بہاولپور۔

(۳) منصور احمد صاحب وائیں۔ مرکز لاہور
حلقہ۔ لاہور۔ امرتسر۔ گورداسپور۔ فیروزپور۔ جالندھر کپورتھلہ۔ کانگڑہ۔

(۴) ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب۔ مرکز راولپنڈی
حلقہ۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ پشاور۔ ہزارہ۔ بنوں۔ کوہاٹ کیمبل پور

(۵) شیخ محمد یوسف صاحب۔ مرکز سامانہ ریاست پٹیالہ
حلقہ۔ سامانہ۔ پٹیالہ۔ انبالہ۔ لدھیانہ۔ شملہ۔ کرنال۔

(۶) چودھری فضل داد صاحب مرکز چک نمبر ۱۶ جنوبی
حلقہ۔ ضلع شیخوپورہ۔ ضلع لائلپور۔ ضلع جھنگ۔ ضلع سرگودھا

— لاہور میں رمضان کا چاند جمعہ کے روز دیکھا گیا۔ پہلا روزہ ہفتہ کے دن ہوا۔ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں تراویح کا بھی انتظام ہے۔ کافی رونق ہو جاتی ہے۔

— جناب حافظ محمد باقر صاحب خلف الرشید سید حیدر علی شاہ صاحب) انگلش ٹیچر اسلامیہ بلائنڈ انسٹی ٹیوٹ لاہور تراویح پڑھاتے ہیں۔ قریباً ایک گھنٹہ میں سوا پارہ روز سناتے ہیں۔

— نماز فجر میں شہر کے بہت سے احباب اسی مسجد میں آکر پڑھتے ہیں۔ نماز کے بعد جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا پر معارف درس قرآن ہوتا ہے۔

— نہایت ہی افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ مولوی نیاز احمد صاحب عرفانی ساکن ڈیرہ غازی خاں کا فرزند ایک مختصر سی علالت کے بعد وفات پا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

پیغام صلح اس صدمہ میں مولوی صاحب موصوف سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

— محمد ابراہیم صاحب موضع اخلاص پور ضلع گورداسپور کی اہلیہ محترمہ ایک دن کا بچہ چھوڑ کر انتقال کر گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ اور اس معصوم بچہ کا حامی و ناصر ہو۔ احباب بھی اس بچہ کے لئے دعا کریں۔

— مولوی غلام محمد صاحب اخلاص پور چند مشکلات میں مبتلا ہیں اور احباب سے دعا کے طالب ہیں۔

ضرورت نکاح

ایک احمدی دوست جن کی پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا ہوا ہے۔ کو نکاح کے لئے ایک شریف زادی کی تلاش ہے کمیشن ایجنٹ ہے ۵۰/- ۶۰ روپے ماہوار آمد ہے

ایم معرفت اخبار پیغام صلح

مناظرہ راولپنڈی

"مناظرہ راولپنڈی" کی طباعت کے لئے مرکزی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے حسب معاہدہ نصف خرچ کی ذمہ داری لے لی ہے قادیان میں اس کی اطلاع دیدی گئی ہے۔ کوشش ہوگی کہ جلسہ سالانہ سے پیشتر ہی مناظرہ کو کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے۔

راختر حسین گیلانی

مجاہدہ رمضان میں تہجد کی دعائیں

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

سورۂ فاتحہ

بہترین دعا سورہ فاتحہ ہے۔ تنہائی کی نمازوں میں اس کے بعض حصص کو بار بار دوہرایا جاسکتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان کے دل پر اس کا پورا اثر ہو اور رقت و تضرع کی حالت پیدا ہو جائے۔

۱۔ الحمد للہ رب العالمین کو پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان احسانات اور انعامات پر نظر ہو۔ بعض وقت انسان مصیبت میں ہوتا ہے تو اسے جاننا چاہئے کہ کئی قسم کی ربوبیت مصائب کے ذریعے سے بھی ہوتی ہے۔ پھر ایک انسان کی تکلیف کے ذریعے بعض وقت دوسروں کی ربوبیت ہوتی ہے۔ پھر اس کی وسعت ربوبیت پر بھی نظر ہو کہ وہ ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ تک کی ربوبیت فرماتا ہے اور باوجود اس کے کہ اس کی وسیع مخلوق میں انسان ایک ذرہ ناچیز ہے پھر بھی وہ اس کی طرف توجہ فرماتا ہے۔ اصل غرض حمد کی یہ ہے کہ انسان کے دل میں راحت اور سکون پیدا ہو۔ یہاں تک حمد الٰہی کی ایک کیفیت اس کے قلب میں پیدا ہو جائے۔

۲۔ الرحمن الرحیم کا ذکر ہو تو اس کی بے پایاں رحمتوں پر نظر ہو۔ کہ وہ ایسا رحمن ہے کہ مانگے بغیر بھی وہ رحم کرتا ہے۔ مانگنے پر کیا کچھ نہ دیتا ہوگا۔ پھر انسان سے قصور ہو جائے تو مالک کا معاملہ [illegible] ہے۔ اور دل میں یہ تڑپ ہو کہ ہمارے ساتھ بھی [illegible] اپنے رحم اور عفو کا معاملہ کرے۔ اس کی ایک نظر رحمت سے ہماری ہر قسم کی مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔

۳۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ سورہ فاتحہ کا گویا [illegible] نقطہ ہے۔ اس میں اور اس سے اگلی دعا میں اپنے ساتھ اپنے دوستوں کو بھی شامل کرے۔ خدا کی عبادت بھی خدا کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ وہی توفیق دے تو انسان غیر اللہ سے امید و بیم سے آزاد ہو کر اس کے آگے گر سکتا ہے۔ اس [illegible] عظیم الشان مقصد کو بھی اپنے سامنے لائے جس کیلئے [illegible] جماعت کھڑی ہوئی ہے۔ اے خدا ہم تیرے نام کو دنیا میں بلند کرنے کی، تیرے کلام کو دنیا میں پھیلانے کی، تیرے دین کو دنیا میں پھیلانے کی آرزو رکھتے ہیں اور اس کے لئے اپنے مال اور جان سے تیرے حضور حاضر ہوتے ہیں مگر تیری نصرت کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا، پس اس کے لئے بھی ہم تیری مدد مانگتے ہیں تو ہمیں وہ توفیق دے جس سے ہم یہ کام کر سکیں اور وہ سامان عطا فرما جن کی اس کام کے لئے ضرورت ہے۔

۴۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ یہ بہت وسیع دعا ہے ہر کام میں صراط مستقیم کی ضرورت ہے۔ خدا کو پانے کے لئے بھی اس کی [illegible] سے انسان کا قدم ادھر ادھر ہو تو ساری [illegible] ضائع ہو جاتی ہے۔ اے خدا تیرے وہ بندے بھی [illegible] پر تیری نظر رحمت اور توجہ ہوئی جنہیں تو نے خود [illegible] بلند کرنے کے لئے چن لیا۔ جن کے دلوں کو تو نے اپنے فضل سے پاک اور صاف کر دیا جو تیرے ہی ہو گئے۔ ہم اس لائق نہیں مگر تیرے پاک اور بزرگ لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی تڑپ ہمارے دلوں میں ہے۔ ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہیں۔ تیرے نام کو دنیا میں بلند کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہماری اس راہ پر رہنمائی فرما۔ اے خدا تیرے نام کو دنیا میں پھیلانے والے کبھی ۔۔۔۔۔ ناکام نہیں ہوئے۔ بلکہ تیری نصرتوں اور تیرے انعامات کے مورد ہوتے رہے۔ تو ہمارے اندر وہی سچی تڑپ پیدا کر اور انہی کی طرح ہماری نصرت فرما اور ہمیں کامیابی کے بلند مینار پر پہنچا دے۔

جن لوگوں کے دلوں میں کبھی یہ وسواس پیدا ہوتے ہیں کہ خدا جانے ہم سے کچھ ہو بھی سکیگا یا نہ۔ ان کے لئے صراط الذین انعمت علیھم کا فقرہ ایک تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ جو کوئی بھی خدا کا نام دنیا میں پھیلانے کے لئے اٹھتا ہے۔ وہ کبھی ناکام نہیں ہوا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے خاص انعامات کا مورد ہوا ہے۔

فاتحہ کے علاوہ دوسری دعائیں

سورہ بقرہ کی آخری دو آیات کو بھی سورہ فاتحہ کی طرح عظمت دی گئی ہے۔ ان کو نماز تہجد میں قرأت کے طور پر یا قنوت کے طور پر پڑھیں۔ ان کا خلاصہ میں کسی خطبہ میں بیان کر چکا ہوں۔ آخری آیت دعا ہی دعا ہے

لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا۔ نسیان اور خطا انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ ان کے بد نتائج سے حفاظت چاہے۔ اپنے لئے بھی اور اپنے بھائیوں کے لئے بھی۔

لا تحمل علینا اصرا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عہد شکنی کے ارتکاب سے بچائے۔ عہد شکن انسان اور قومیں رد کر دی جاتی ہیں۔ ہم نے بھی ایک کام کو اپنے ذمہ لیا۔ خدا کے ایک مامور کے ہاتھ پر اقرار کیا کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ دینی ضرورتوں کو دنیوی ضرورتوں پر ترجیح دیں گے۔ اے خدا تو ہی ہمیں توفیق دے کہ اس عہد پر قائم رہیں۔ اپنے لئے، اپنے بیوی بچوں کے لئے، اپنے سارے بھائیوں کے لئے دلی درد سے دعا کریں کہ عہد شکنی کے ارتکاب سے بچے رہیں۔

لا تحملنا ما لا طاقة لنا به۔ اے خدا تو ہمارے ساتھ آسانی کا معاملہ فرما۔ ایسی کوئی تکلیف اور بوجھ ہم پر نہ ڈال جس کی برداشت کی طاقت ہم میں نہ ہو۔

واعف عنا واغفر لنا وارحمنا۔ ہمیں معاف فرما اور جو خطائیں ہم سے ہوئیں ان کی سزا سے ہمیں بچا اور آئندہ کے لئے خطاؤں سے ہماری حفاظت فرما اور اپنے رحم اور کرم کی نظر ہم پر فرما کر ہماری مشکلات کو آسان کر دے۔

فانصرنا علی القوم الکافرین۔ یہ ساری سورت کا خلاصہ ہے یہ وہ صحیح جذبہ ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں پیدا ہو۔ اسلام اور کفر کا مقابلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے مگر اس زمانے میں اسلام انتہا درجہ کی بیکسی کی حالت کو پہنچ گیا ہے اور کفر کی موجیں ہر چیز کو اپنے سامنے بہائے لئے جا رہی ہیں۔ دنیا کی زینت اور آرائش کے سب سامان کفر کے ہاتھ میں ہیں۔ ہر قسم کا غلبہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ آنحضرت صلعم کے بعد یہ کفر اور اسلام کی جنگ کا تاریک ترین زمانہ نظر آتا ہے۔ خود مسلمان بجائے دین کی نصرت کرنے کے کفر کی رو میں بہے جا رہے ہیں۔ اے خدا تو اپنے دین کے ناصروں کی جماعت کی نصرت فرما۔ تیرا وعدہ ہے ولینصرن اللہ من ینصرہ۔ یہ دعا کرتے وقت ہمارا نظر اس دجال کی طرف بالخصوص ہو جس کے لئے مسیح موعود کا نزول ہوا اور دل میں یہ تڑپ ہو کہ یورپ اور امریکہ کے کفرستانوں میں اللہ اکبر کی آوازیں بلند ہوں۔

اسی قسم کی دوسری قرآنی دعائیں جن میں اپنی اور اپنے بھائیوں کی ثابت قدمی کی دعا ہے مغفرت کی دعا ہے۔ سکینت کے نزول کی دعا ہے قرأت کے اندر پڑھی جائیں۔ یا قنوت کی حالت میں۔ یہ دعائیں "پیغام صلح" ۲۳ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۶ء میں ایک جگہ مل سکتی ہیں۔ سجدہ وہ عاجزی کی انتہائی حالت جب انسان اپنا سر اپنے مالک کی چوکھٹ پر رکھ دیتا ہے دعاؤں میں سوز و گداز پیدا ہونے کے لئے بہترین حالت ہے اس وقت اپنی زبان میں یا عربی زبان میں جس طرح چاہے دعائیں کرے احادیث کی بعض دعائیں پیغام صلح کے اسی مذکورہ بالا نمبر میں درج ہیں۔

دعاؤں میں جہاں اسلام کے غلبہ کی دعائیں ہوں مسلمانوں سے ذلت و ادبار دور ہونے کی دعائیں ہوں یہ بھی دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں سے اس تعصب کو دور کر دے جس کی وجہ سے وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے کہ ایک شخص نے کس طرح اعلائے کلمۃ اللہ کی بنیاد رکھی خدا کے پیغام کو دنیا میں پہنچایا۔ یورپ کے ٹکڑوں میں مسجدیں بنوا دیں۔ اللہ اکبر کی آوازیں بلند کرا دیں۔ بڑے بڑے مادہ پرستوں کو خدا کی ہستی کا قائل کر دیا۔ کاش وہ یہ دیکھتے اور آگے قدم اٹھا کر اس کا ساتھ دیتے تو آج یورپ کا ایک ایک گاؤں اللہ اکبر کی آوازوں سے گونج رہا ہوتا۔ قادیان کی جماعت کے لئے بھی دعا کی جائے کہ وہ کس طرح ایک طرف پیر پرستی کے گڑھے میں گر گئی۔ دوسری طرف دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی بجائے سیاست کو اپنا نصب العین بنا کر دنیا کو دین پر مقدم کر لیا۔ قرآن کا دنیا میں پہنچانا موخر کر دیا اور دینی رعب پیدا کرنے کی بجائے دنیوی رعب پیدا کرنے کی فکر میں لگ گئے۔ پھر اس کے ساتھ ہی غلو کی بنیاد رکھ کر اس شخص کو جو مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتا تھا۔ مدعی نبوت قرار دیا اور ساٹھ کروڑ کلمہ گوؤں کو کافر بنا دیا۔ یہ کہکر کہ اب کلمہ پڑھنے سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہوتا۔ کلمہ کو ہی منسوخ کر دیا۔ اپنی جماعت کی مضبوطی اور استحکام اور اس کی توسیع کے لئے بھی دعائیں کی جائیں اس لئے کہ اس وقت ساری دنیا میں یہی ایک جماعت ہے جو خالصاً اعلائے کلمۃ اللہ میں اور اشاعت اسلام اور تبلیغ قرآن کے کام میں مصروف ہے اللہ تعالیٰ اس جماعت کے دلوں میں اپنے دین کی محبت کی آگ کو اس قدر تیز کرے کہ دنیوی محبتیں اس کے سامنے جل جائیں اور یہ سب ایک ہو کر خدا اور اس کے رسول کے نام کو دنیا میں پھیلاتے چلے جائیں اور خدا کے لئے اس سے بڑھکر قربانیاں کرنے کی انہیں توفیق ملے جو ایک پیر پرست اپنے پیر کو خوش کرنے کے لئے کر سکتا ہے۔ والذین امنوا اشد حبا للہ کے یہ مصداق ہوں۔

خاکسار
محمد علی

شہر رمضان

(از جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم - اے اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن)

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ..... شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینٰت من الھدی والفرقان۔ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ۔

رمضان کے مبارک مہینہ کی ابتدا ہو چکی ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں انوار و برکات کے دروازے اور قرب الٰہی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ مسلمان محض حصول رضائے الٰہی کے لئے اپنے نفس پر تنگی اور مشقت وارد کرتے ہیں اور عبادات اور دعا پر بہت زور دیتے ہیں۔ تاکہ انہیں خدا تعالیٰ کا قرب اور گناہوں سے دوری حاصل ہو۔ اور اس مجاہدے سے اُن کے اندر بدی سے مقابلہ کی ایک قوت پیدا ہو جائے۔

آیت مندرجہ بالا میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے روزہ پہلی قوموں پر بھی فرض کیا تھا۔ اور اسلام سے پیشتر جو مذاہب دنیا میں موجود تھے۔ ان میں کسی نہ کسی رنگ میں روزہ تو تھا۔ جو مقصد اور علت غائی اسلام نے بیان کی ہے۔ وہ پہلے مذاہب میں موجود نہ تھی اور دوسری عبادات کی طرح جو غرض اسلام نے روزہ کی قرار دی ہے وہ ہمیں کسی اور شریعت میں نظر نہیں آتی۔ پہلی قوموں میں روزہ رکھنے کا جو رواج تھا وہ بطور یادگاری کورڈن غم اور رنج و مصیبت کے وقت تھا۔ گویا غم اور تکلیف کے وقت ظاہر صورت میں بھی غم اور مصیبت اختیار کی جاتی تھی۔ لیکن اسلام نے ایک مبارک غرض مسلمانوں کے سامنے رکھی۔ اور وہ یہ کہ تم متقی بن جاؤ۔ یعنی تمہارے اندر بدی کی طاقتیں کمزور اور نابود ہوں۔ اور نیکی کی قوتیں نشوونما پائیں۔ ہر چیز اپنے کمال تک پہنچنے کے لئے اس بات کی محتاج ہے کہ اسے صحیح طور پر نشوونما دی جائے۔ اور روزہ میں حکم خداوندی کی فرمانبرداری کے لئے رزق حلال کو ترک کرنے سے خواہشات کو ترک کرنے کی قوت انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی قوت انسان کو اپنے نفس پر حاکم بنا کر پاکیزگی اور نیکی کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر پہنچاتی ہے۔ بسا اوقات انسان خواہشات حیوانی کا محکوم بن جاتا ہے لیکن روزہ میں خواہشات پر غلبہ پانے کی عملی راہ بتائی گئی ہے۔ اور اسے متقی بننے اور زندگی کے اعلیٰ ترین مقاصد کے حصول کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حلال چیز کو ترک کر سکتا ہے۔ اس کے لئے حرام کو ترک کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اور وہ تقویٰ کی کوشش سے نیکی کی بلند سے بلند منازل طے کر لیتا ہے۔

پھر فرمایا کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں ہم نے قرآن اتارا۔ ایسا قرآن جو لوگوں کے لئے ہدایت اور ہدایت کے لئے کھلے کھلے دلائل رکھتا ہے۔ اور حق و باطل کو الگ الگ کر دینے والا ہے۔ "رمضان" رمض سے مشتق ہے۔ جس کے معنی دھوپ کی گرمی کی شدت ہیں۔ اسلام میں پہلے پہل جب مہینوں کے نام رکھے گئے تو اس مہینہ میں گرمی نہایت سخت تھی۔ اس لئے اس مہینہ کا نام "رمضان" یعنی "گرمی کی شدت والا مہینہ" رکھا گیا۔ لیکن اگر اس سوال کو چھوڑ بھی دیا جائے۔ کہ قرآن مجید کے نزول کے وقت بڑی گرمی سخت تھی یا نہیں تو بھی اس امر میں تو کوئی شبہ ہی نہیں کہ اس وقت لوگوں کے دل آپس کی دشمنی اور حسد کی آگ سے بھڑک رہے تھے۔ بدیوں اور گناہوں کی آتش سے روحیں جل رہی تھیں۔ اور جس طرح ظاہری گرمی کی شدت سے چرند پرند اور انسان بے تاب ہو جاتے ہیں اور ان کی روح پانی کے لئے تڑپتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بدلیاں آسمان پر چھا جاتی ہیں۔ اسی طرح روحانی قحط، اور نیکی کے دنیا سے گم ہو جانے اور بدی کی آگ بھڑک اٹھنے کے بعد قرآن مجید کی رحمت کی بدلی آسمان سے زمین پر اتاری گئی۔ اگر رمضان کے معنی گرمی کی شدت والا ہیں تو عربی میں قرآن کے معنی ایک بہت بڑے چشمہ کے ہیں۔ جس میں سب دریاؤں کا پانی آ کر جمع ہو جاتا ہے۔ پس یہ قرآن وہ مبارک چشمہ ہے جس نے سب سے اول ملک عرب میں لوگوں کے دلوں سے گناہوں اور معاصی کی بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ اور آج بھی اگر کوئی قوم اپنے دل کی گرمی اور روح کو جلا دینے والی آگ کو ٹھنڈا کرنا چاہتی ہے تو وہ ہدایت کا چشمہ اس رمضان میں بھی موجود ہے۔

روزہ کو عربی میں صوم کہتے ہیں۔ جو کسی فعل سے رک جانے کا نام ہے۔ جیسے کھانے، پینے، بات کرنے اور چلنے سے رک جانا لیکن اصطلاح شریعت میں اس کے معنی کھانے پینے وغیرہ سے رکنے اور جھوٹ بولنے اور گالی گلوچ بکنے اور کسی کی برائی سے بچ جانے کے ہیں۔ یعنی اسلام میں روزہ کا حقیقی مقصد صرف کھانے پینے سے اپنے آپ کو روکنا نہیں بلکہ زبان کو جھوٹ اور دوسروں کو دکھ دینے والی باتوں، آنکھ کو بدنظری سے، کان کو گندی اور بیہودہ بات سننے سے اور ہاتھ کو ظلم کرنے اور ناجائز مال کھانے اور کسی کو ایذا دینے سے روک رکھنے کا نام ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد احادیث مروی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ روزہ صرف کھانے پینے سے رک جانے کا نام نہیں۔ بلکہ بیہودہ باتوں اور جہالت کے کاموں سے رک جانے کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کو قرآن مجید کی سالگرہ کا مہینہ قرار دیا ہے۔ یعنی یہ مہینہ اس پاک کلام کے نزول کی یادگار ہے۔ کسی بڑے آدمی یا کسی مشہور واقعہ کی یادگار کے دن ہم اُس انسان یا اس واقعہ کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں۔ اور اس کے محاسن کو بار بار دہراتے ہیں اسی طرح ہمیں رمضان میں جو قرآن کے نزول کی یادگار ہے اس پاک کتاب کو کثرت سے پڑھنے اور سننے اور اس پر عمل کرنے کا حکم ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں اور منجملہ ان کے یہ فضیلت بھی بیان کی ہے کہ رمضان میں شیطانی طاقتیں مقید کر دی جاتی ہیں اور آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یعنی انسان کو سماوی نعمتوں اور برکات سے وافر حصہ مل سکتا ہے۔ اور وہ اپنی زندگی کے بلند سے بلند مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔

خدا کے لئے کوئی دکھ یا تکلیف برداشت کرنے میں ایک خاص لذت ہے۔ لیکن اگر وہ تکلیف درحقیقت تکلیف نہ ہو۔ بلکہ ہماری بھلائی کا ذریعہ ہو تو اس میں اور بھی لذت اور مزا ہے۔ آج سائنس بھی اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ کبھی کبھی اپنے معدہ کو آرام دینا صحت اور زندگی کے لئے بے حد مفید ہے۔ اور فاقہ کرنا مضر نہیں بلکہ مفید عمل ہے۔ پس اگر مسلمان گیارہ ماہ کے بعد ایک ماہ اپنے قویٰ کو آرام دینے کی غرض سے خورد و نوش کو ترک کریں۔ تو نہ صرف اس سے روحانی طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے سرور حاصل ہوتا ہے بلکہ جسمانی طور پر بھی اس سے ہماری صحت و عافیت میں ترقی ہوتی ہے۔ روزہ ہمیں ایک باقاعدگی سکھاتا ہے اور اس میں جذبات پر قابو پانے کی مشق ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس چشمہ ہدایت سے اپنی روحوں کو سیراب کرتے ہیں اور اپنی خواہشات کی آگ کو ٹھنڈا کر کے دنیوی و اخروی نعماء و افضال کے وارث قرار پاتے ہیں۔

ہماری جماعت کے احباب خدا کے فضل سے جہاں رمضان میں تمام ضروری فرائض کو حسب معمول سرانجام دیں گے اس بات کو بالخصوص یاد رکھیں کہ یہ رمضان ہمارے لئے پہلے سے زیادہ جد و جہد اور بڑے مجاہدے کا مہینہ ہے۔ اور یہ تیس دن اور تیس راتیں ہم بالخصوص اس بلند مقصد کے حصول کے لئے صرف کرنی ہیں۔ جو امام وقت نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ آج بھی دنیا میں بدی کی آگ بھڑک رہی ہے۔ اور لوگوں کی ارواح شدت گرمی سے تڑپ رہی ہیں۔ اور بنی نوع انسان گناہوں کی تپش سے بے چین ہو رہے ہیں اور یہ فرض ہمارے ہی سپرد کیا گیا ہے۔ کہ ہم قرآن کے چشمہ سے دنیا کی آگ کو ٹھنڈا کریں اور تشنہ دلوں کی پیاس بجھائیں اور بندگان خدا کو تسکین بخشیں۔

اقتباسات

عبرت

مولوی عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی اپنے اخبار "ہند" میں اپنی آپ بیتی لکھ رہے ہیں۔ قیام مصر کے حالات کے دوران میں لکھتے ہیں:۔

...... یہ لکھتے ہوئے ایک ہندوستانی نوجوان دفعتاً یاد آ گیا۔ اس کا نام غالباً نورالحق تھا۔ مدرسہ سے سامنے والی سڑک پر اس سے بالکل اتفاقیہ ملاقات ہوئی۔ دراصل اس کی صورت سے میں نے پہچان لیا کہ ہندوستانی ہے اس نے بتایا کہ صوبہ بہار کا رہنے والا ہے اور مرحوم مسٹر مظہر الحق بیرسٹر کا بہت ہی قریبی رشتہ دار ہے۔ میں نے اس کی قیام گاہ کا پتہ لے لیا اور جمعہ کے دن وہاں پہنچ گیا۔ تفصیلی گفتگو سے معلوم ہوا کہ انگلستان سے واپس آ رہا ہے۔ جہاں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ پھر اس نے عجیب اداسی مگر پوری مضبوطی سے کہا۔ تم ابھی نوجوان ہو۔ میری حالت سے عبرت حاصل کرو۔ اگر ایک مسلمان بھی مجھے دیکھ کر ٹھیک رہے تو سمجھوں گا کہ میری موت مفید ہوئی۔

یہ سن کر مجھے شبہ ہوا کہ اس کے دماغ میں خلل ہے۔ بڑا ہی ذہین آدمی تھا۔ فوراً میرا خیال جان گیا اور کہنے لگا میں مجنوں نہیں ہوں بلکہ جو کچھ کہہ رہا ہوں سراسر حق ہے۔ پھر اس نے اپنی رام کہانی اس طرح سنائی میں بہت تیز اور ہوشیار طالب علم تھا۔ ہمیشہ اپنے ساتھیوں میں اول رہتا تھا۔ پھر مجھے لندن بھیجا گیا۔ وہاں میں اور زیادہ چمک گیا لیکن بدنصیبی سے ایک دن شیطان سے مغلوب ہو گیا۔ ایک لڑکی سے تعارف ہوا اور میری زندگی ختم ہو گئی۔ اس لڑکی کو آتشک کی بیماری لاحق تھی۔ مجھے بھی لگ گئی۔ مگر میں حفظان صحت کے اصول سے بالکل ناواقف تھا اس لئے بروقت کوئی تدارک نہ کر سکا۔ بیماری نے بہت ہی تیزی سے مجھ پر قبضہ کر لیا اور اب میں صرف آتشکی نہیں ہوں۔ بلکہ جسم کے بہت سے حصوں میں جذام بھی پیدا ہو گیا ہے۔ چند ہی روز کا مہمان ہوں۔ موت ہی مجھے موجودہ بدبختی اور مصیبت سے نجات دلا سکتی ہے۔ تم میری حالت سے عبرت حاصل کرو میں جلد ہی یہاں سے کسی طرف چلا جانے والا ہوں۔ دیکھو ایک ذرا سی غلطی، ایک لمحہ کا گناہ بھی کس طرح آدمی کی زندگی برباد کر ڈالتا ہے۔ میری حالت سے سبق لو۔ اور شیطان کے وسوسوں سے ہمیشہ دور رہو۔

اس نوجوان کی گفتگو کا میرے دل پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ آج تک محو نہ ہو سکا۔ پھر میں جب قسطنطنیہ گیا تو نہیں معلوم اسے کیونکر خبر ہو گئی۔ یہ وہاں کے شفاخانہ میں تھا۔ اس نے مجھے بلا بھیجا۔ میں گیا تو اسے دیکھ کر قریب تھا کہ بیہوش ہو جاؤں۔ میں نے اتنا بھیانک نظارہ آج تک نہیں دیکھا۔ سر سے پاؤں تک کہیں کھال باقی نہیں رہی تھی۔ بس پورا جسم کچے لال گوشت کا لوتھڑا بن گیا تھا اور بدن سے خون رس رہا تھا۔ صرف آنکھیں اپنی اصلی حالت پر تھیں اور نہایت ڈراؤنی معلوم ہوتی تھیں۔

مجھے دیکھ کر رونے لگا۔ پھر مضبوط آواز سے چلایا میں موت کے ڈر سے نہیں رو رہا ہوں بلکہ اس خوشی سے رو رہا ہوں کہ تم مجھے دیکھنے آ گئے لیکن میں نے تمہیں اسی لئے بلایا ہے کہ مجھے اس خوفناک اور گھناؤنی حالت میں دیکھو اور عبرت حاصل کرو۔

میں نے اس کا ہاتھ چھونا چاہا مگر اس نے بڑی سختی سے منع کیا اور بڑی لجاجت سے درخواست کی کہ فوراً اس کے پاس سے چلا جاؤں تاکہ مجھے بھی اس کی بیماری نہ لگ جائے۔

اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد بیچارے کا انتقال ہو گیا۔ اس کی مغفرت کے لئے میرا دل بار بار دعا کر رہا ہے اور اسی بھی اور یہ دوست محبت کا میرا دل پورا پورا [illegible]

اس [illegible] میں نوجوانوں کے لئے عبرت کے بہت سے سبق پنہاں ہیں۔

قوم عاد نئی روشنی میں

یورپ اور امریکہ میں قدیم مشرقی ممالک مصر، فلسطین، عراق وغیرہ کی اثری و تاریخی تحقیق کے لئے متعدد با اثر انجمنیں قائم ہیں اور انہیں زیر تحقیق ملکوں میں ایک علاقہ جنوبی عرب کا بھی ہے۔ سالہا سال سے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ دو صدی قبل سے عرب میں بھی جا بجا کھدائی کا کام گو سست رفتاری کے ساتھ ہو رہا ہے۔ حال میں بعض تازہ تحقیقات کے نتائج انگریزی سے ترجمہ ہو کر اردو اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ ذیل میں بصرت درج کئے جاتے ہیں:۔

"کاؤنٹ برن برگ کی سرکردگی میں امریکن آرکیالوجیکل سوسائٹی کا جو وفد صحرائے عرب کے آثار قدیمہ کی تحقیقات کیلئے آیا تھا اس نے جبل عمان کی وادی میں اس قدیم شہر کو دریافت کر لیا ہے جس کا ذکر آسمانی صحیفوں میں درج ہے اور جو قوم عاد کا دارالسلطنت سمجھا جاتا ہے یہ وفد جب جبال عمان کی کافر قوم کے عادات و خصائل کی جانچ کیلئے آیا تو اس کو اس طلسمی کنوئیں کا حال بتایا گیا جس کے اندر ایک دریچہ ہے۔ اس کنوئیں کا حال یہ ہے کہ اس کی گہرائی دو سو فٹ ہے اور پانی کے نیچے ایک خوبصورت سنگی دریچہ بنا ہوا ہے۔ کاؤنٹ کے حسب الحکم دو غوطہ خور آکسیجن اپریٹس کے ہمراہ اس کنوئیں میں اترے اور اس دریچہ کے اندر گئے تو ان کو معلوم ہوا کہ یہ ایک عالیشان سنگ بستہ محل کی بالائی کھڑکی ہے چنانچہ اندر پہنچ کر شاہی محل کے وسیع کمرے اور دالان ملے۔ جن میں خوبصورت سنگی و برنجی برتن، کرسیاں، مسہریاں اور دیگر اسباب خانہ داری جو پانی کی دست برد سے بچ گئے تھے نہایت بوسیدہ حالت میں نظر آئے۔ اس کے بعد دو مقام پر کھدائی کی گئی تو ڈھائی تین سو فٹ سطح زمین کے نیچے کئی اور عمارتیں اور ایک سڑک نکلی جس پر سڑی گلی انسانی ہڈیاں بکھری ہوئی تھیں اور مکانات کے اندر بھی انسانی ڈھانچے دریافت ہوئے۔

ایک عجیب بات یہ ہے کہ اگرچہ یہ وادی پہاڑی علاقہ میں واقع ہے لیکن کھدائی کے وقت سنگریزوں یا ریگ کے سوا کوئی پتھر حائل نہ ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زبردست آندھی نے دفعتاً اس شہر کو پاٹ دیا اور جو سڑکوں پر چل رہے تھے یا جو گھروں میں بیٹھے تھے وہ دفعتاً اس ریگ میں دب گئے۔ عربوں کا خیال ہے کہ یہ قوم عاد تھی جس کا ذکر قرآن شریف میں اس طرح ہے کہ وہ طوفان میں مر گئے۔ اس خیال کو اس وجہ سے اور بھی تقویت ہوتی ہے کہ بعض عمارتوں کی بالائی منزل میں جو ڈھانچے ملے ہیں وہ کھڑے اور بیٹھے ہیں اور اندرونی یا زیریں حصوں میں جو ڈھانچے ملے ہیں وہ سب زمین پر دراز ہیں جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بالائی منزل کے لوگ اچانک ریگ کے طوفان میں دب گئے اور نچلی منزلوں کے لوگ دم گھٹ کر بالعموم مر گئے۔ ان لوگوں کا لباس بڑا دلچسپ ہے۔ ٹانگوں پر بالعموم تہبند ہے اور اوپر ایک لمبا جبہ جو پیروں تک ہے۔ سر پر دستار۔ اگرچہ کپڑے کی ساخت نہ معلوم ہو سکی کیونکہ مرور زمانہ کی وجہ سے وہ بوسیدہ ہو گیا ہے لیکن مٹی میں اس کی جھلک سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کوئی چمکدار کپڑا ہوگا۔"

قرآن مجید میں قوم عاد کے تمدن کی بلندی اور پھر اس سرکش قوم کی تباہی کا بیان متعدد مقامات پر اور بہ تفصیل ہے اور ہماری نئی روشنی خیال والوں کا اب تک تقاضا یہ رہا ہے کہ اس قسم کے واقعات کی حقیقت سے زائد سے زائد تاویل ہی بن پڑے کسی نہ کسی طرح کھینچ تان کر توڑ مروڑ کر کر ہی لی جائے لیکن خدا کی شان کہ جن حقائق سے اپنوں کو شرم آ رہی ہے ان کی تصدیق و توثیق زور شور سے غیروں کی زبان سے ہو رہی ہے۔ ویحق اللہ الحق بکلمتہ ولو کرہ المجرمون۔ جہل بہرحال جہل ہی ہے خواہ اس پر روشن خیالی کا رنگ کتنا ہی پھیرا جائے (صدق)

کوائف قادیان

—— روزنامہ "احسان" مورخہ ۵ نومبر ۱۹۳۷ء میں "افغان نیوز سروس" کی طرف سے "منشی فخرالدین ملتانی کے بعد آپ کے رفقاء کی جانیں خطرہ میں" کے عنوان سے یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "قادیان میں مجلس احمدیہ (یعنی شیخ عبدالرحمن صاحب مصری اور ان کے رفقاء) کے ارکان کو جان کا سخت خطرہ ہے چنانچہ مقامی پولیس کی چوکی پر اس بات کی اطلاع دیدی گئی ہے۔ ذمہ دار حکام کا فرض ہے کہ وہ اس طرف خاص طور پر توجہ دیں اس سے پہلے ایک مرتبہ حکومت کے افسروں کو ایک اطلاع ۲ اگست ۳۷ء کو دی گئی تھی اور بعد میں ٹھیک اس اطلاع کے مطابق منشی فخرالدین صاحب ملتانی پر قاتلانہ حملہ ہوا۔"

—— روزنامہ احسان مورخہ ۶ نومبر اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ قادیان میں چودھری فتح محمد صاحب سیال ناظر اعلیٰ قادیانی انجمن کے کھیتوں میں اور شیخ عبدالرحمان صاحب مصری کے مکان کے قریب پولیس نے رات کو ایک شخص کو گرفتار کر کے اس کا زیر دفعہ ۱۰۹ چالان کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شخص موضع ننگل والا کا ایک قادیانی ہے اس شخص کے پاس ایک تیز درانتی بھی موجود تھی۔ پولیس تفتیش میں مصروف ہے اہم انکشافات کی توقع ہے۔

—— چودھری فتح محمد صاحب سیال ناظر اعلیٰ قادیانی انجمن نے چودھری افضل حق احراری لیڈر کے خلاف اخبار "مجاہد" کے ایک مضمون کی بنا پر ازالہ حیثیت عرفی کا جو مقدمہ دائر کیا ہوا تھا اس کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے چودھری افضل حق کو بری کر دیا گیا ہے۔ (احسان ۶ نومبر)

—— الفضل ۳ نومبر میں مسٹر محمد آصف صاحب بی۔ اے خلف الرشید جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار "نور" کے مقاطعہ کا اعلان ہوا ہے کہ کوئی قادیانی کبھی بھی ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے۔

—— قادیان ۵ نومبر۔ صوفی عبدالقدیر صاحب جو جناب خلیفہ قادیانی کی خواہش کے مطابق جاپان میں تجارتی معلومات حاصل کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے ان کو جاپانی حکام نے گرفتار کر لیا ہے۔ خلیفہ صاحب کی طرف سے انہیں واپس آنے کا حکم دیا جا چکا تھا۔ اہم انکشافات کی توقع رکھنی چاہئے۔

—— جناب خلیفہ قادیان گذشتہ ماہ قادیان سے باہر رہے۔ ان کی نقل و حرکت کی اطلاعات زیادہ تر صیغہ راز میں رکھی جاتی رہیں ۳ اکتوبر کو انہوں نے لاہور میں قادیانی نیشنل لیگ کے جلسے میں سیاسی تقریر فرمائی اس کے بعد سندھ تشریف لے گئے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ بمبئی کا رخ کیا۔ سیاسی اور اخباری حلقوں میں ان کے اس پر اسرار سفر کے متعلق طرح طرح کی پیشگوئیاں ہو رہی ہیں۔

—— قادیان ۳ نومبر۔ آج رات کے سوا بارہ بجے بذریعہ موٹر جناب خلیفہ صاحب اپنے طویل اور پر اسرار سفر سے بخیریت یہاں پہنچ گئے ہیں۔

—— اخبار "الفضل" مورخہ ۵ نومبر میں اطلاع شائع ہوئی ہے کہ چودھری فتح محمد سیال ناظر اعلیٰ قادیانی انجمن نے احرار کے آرگن اخبار "مجاہد" کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا جو مقدمہ گورداسپور میں دائر کیا تھا اس کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ مشتاق احمد صاحب ایڈیٹر "مجاہد" کے خلاف اڑھائی ہزار روپیہ کی ڈگری معہ خرچہ دیدی گئی۔

—— قادیان ۳ نومبر۔ آج آٹھ بجے شام قادیان کی علمی مجلس "ارشاد" کا جلسہ میر محمد اسحاق صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں قادیانی پارٹیوں کا اس مسئلہ پر مناظرہ ہوا کہ مسلمانوں کو کانگرس میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں۔ شرکت کی حامی پارٹی کی فتح ہوئی۔

پنجاب میں مجرموں کی اصلاح

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

محکمہ اصلاح محبوسین پنجاب کے نظم و نسق کی سالانہ رپورٹ بابت سال مختتمہ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء میں نیک چلن قیدیوں کی مشروط رہائی کے قانون مجریہ ۱۹۲۶ء کے عملدر آمد کے متعلق ایک دلچسپ روئداد درج ہے۔

محکمہ مذکور کا بیشتر کام اس قانون کے عملدر آمد پر مشتمل ہے۔ مشروط رہائی کا طریق اپنی نوعیت میں حقیقی طور پر نیک اثرات کا حامل ہے۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہے کہ حکومت کو قیدیوں کے طعام و قیام پر کم خرچ کرنا پڑتا ہے اور جیلخانہ میں نیک چلنی کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے قیدیوں کے لئے سود مند اور نفع خیز کاموں میں تربیت کا انتظام ہو جاتا ہے جس سے وہ اپنی آخری رہائی کے بعد سوسائٹی میں ایسے مفید شہریوں کی زندگی بسر کرنے کے قابل بن جاتے ہیں جو دیانتداری کے ساتھ اپنی روزی کما سکتے ہیں۔

قیدیوں کے لئے کام

گورنمنٹ کے منظور شدہ قیدیوں میں سے بعض کو غیر سرکاری مالکوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ جہاں ان کے چال چلن کی نگہداشت محکمہ مذکور کا ایک پروبیشن افسر کرتا ہے۔ دوسروں کو محکمہ زراعت کے اپنے فارموں پر اور دیگر سرکاری اداروں میں کام پر لگایا جاتا ہے۔ بعض قیدیوں کے لئے بوڑے والا کے دو اصلاحی فارموں پر جن میں ایک بالغوں کے لئے ہے اور دوسرا نوعمر قیدیوں کیلئے کام مہیا کیا جاتا ہے دونوں محکمہ اصلاح محبوسین کی براہ راست نگرانی میں ہیں۔ بوڑے والا میں مشروط طور پر رہا شدہ قیدیوں کو اپنی بیوی بچوں کے ساتھ رہنے کا انتظام ہے۔ اور ان میں سے جو کفایت شعار اور محنتی ہوں وہ نہ صرف آرام کی زندگی بسر کر سکتے ہیں بلکہ وہ کسی غیر ممنوع تکلیف سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کچھ نہ کچھ رقم پس انداز بھی کر لیتے ہیں۔ محکمہ زراعت کے فارموں پر قیدیوں کے لئے جو انتظامات کئے گئے ہیں رپورٹ زیر تبصرہ میں "افسر اصلاح" انہیں اس قدر تسلی بخش نہیں سمجھا جتنے وہ ہونے چاہئیں۔ اسلئے افسر مذکور نے اس دستور کو موقوف کر دینے کی سفارش کی ہے گورنمنٹ کی یہ رائے ہے کہ اگر قیدیوں کو ایسے حالات میں ملازم رکھا جائے جو معمولی زندگی کے مشابہ ہوں تو اس سے خاص فوائد حاصل ہونگے اور گورنمنٹ امید کرتی ہے کہ محکمہ زراعت کے ساتھ پیدا شدہ مشکلات کو جن کا ذکر کیا گیا ہے

بوڑے والا کے اصلاحی فارم

بوڑے والا کے اصلاحی فارموں کی کارگذاری سال زیر تبصرہ میں بحیثیت مجموعی تسلی بخش رہی۔ گو سرمایہ اور نقصان کے کوائف سال ماسبق کی طرح اطمینان بخش نہیں۔ افسر اصلاح کی رائے میں آمدنی میں تخفیف کا باعث فصل گندم کا نقصان تھا۔ ایکطرف یہ کوائف قدرے مایوس کن ہیں۔ اور دوسری طرف قیدیوں نے جو روپیہ بچایا اور جتنے مویشی خرید کئے ان سے ظاہر ہے کہ اس طریق کے ماتحت قیدیوں کو مفید شہری بننے اور از سر نو زندگی شروع کرنیکے کس قدر عظیم مواقع حاصل ہیں۔ ان فارموں کے انتظام کا ایک نہایت اہم پہلو امداد باہمی کے اداروں کی کارگذاری ہے۔ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ادارے مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں۔ قیدیوں کی صحت کے متعلق ہسپتال کے کوائف نیز ان کے لئے تعلیمی سہولتوں کا انتظام اطمینان بخش ہیں۔

رہائی کے بعد قیدیوں کیلئے ذریعہ معاش کا انتظام

قیدیوں کو مشروط طور پر رہا کرانیکے طریق کے نتائج کا جائزہ لینے سے پیشتر یہ واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے کہ رہائی کے بعد قیدیوں کو کن حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ رہائی کے بعد ان کی نقل و حرکت کا پتہ رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن افسر اصلاح نے ذیلداروں کی وساطت سے جو واقفیت بہم کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رہا شدہ قیدیوں میں ۸۰ فیصدی کی حالت اچھی ہے۔ واضح رہے کہ مشروط رہائی کے لئے سب سے پہلے جن قیدیوں کو منتخب کیا جاتا ہے۔ ان میں کافی تعداد تشدد آمیز جرائم کے قیدیوں کی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ عادی مجرم ہوں۔ اس کے باوجود افسر اصلاح کے کوائف کی بنا پر یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ مشروط رہائی کا طریقہ اصلاحی نقطہ نظر سے حقیقی طور پر گرانقدر ہے۔

ریفارمیٹری سکول دہلی

یہ ادارہ محکمہ اصلاح محبوسین پنجاب کا جزو ہے۔ یہاں داخل ہونے والوں کی تعداد چند سال سے روبہ تخفیف تھی۔ سال زیر تبصرہ میں بہت کافی حد تک بڑھ گئی ہے۔ اور تادیب و ضبط کے اعتبار سے اس ادارہ کا معیار بدستور بلند رہا۔ یہاں پیشہ وارانہ نوعیت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور رپورٹ میں ان مختلف صنعتوں اور حرفتوں کا ایک دلچسپ بیان درج ہے۔ جن کے متعلق یہاں تربیت کا انتظام ہے۔

امید ہے کہ یہاں محبوسین کو جس قسم کی تربیت ملتی ہے۔ وہ رہائی کے بعد ان کے لئے سودمند ثابت ہوتی ہے گذشتہ چند سال سے اس سکول میں سکاؤٹنگ ٹروپ کی سرگرمیاں قابل ذکر رہی ہیں۔ دہلی کے دوسرے معمولی سکولوں کے ساتھ جو مقابلے ہوتے ہیں۔ ان میں اس ریفارمیٹری سکول کے لڑکے اعلیٰ درجہ حاصل کرتے ہیں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب سنہ ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی زیادہ ولد اعتبارہ ذات عانی غلمت ولد راجہ ذات عانی سکنہ عاصیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۸ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا اعلانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۶ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب سنہ ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نیلو خاتون ولد راجہ سیندر ذات مصلی سکنہ سانبل تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۷ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا اعلانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۷ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ (ضلع جھنگ)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب سنہ ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد نادر پسران راجہ ذات ماچھی سکنہ عاصیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۸ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا اعلانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب سنہ ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احیہ ولد دونہ ذات موچی سکنہ سدرہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے مورخہ ۸ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا اعلانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب سنہ ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سوہنی ولد اکرم ذات چچی سکنہ سدرہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۷ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا اعلانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۶ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب سنہ ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حاجی ولد محمد ذات مصلی سکنہ سدرہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور کی ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۸ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا اعلانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۶ ۵/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

رفتار عالم

اسلامی دنیا

— بیت المقدس ۳ نومبر۔ شنبہ کو ڈسٹرکٹ کمشنر کے دفتر کے قریب جو بیت المقدس کے گنجان ترین علاقہ میں واقع ہے کسی نامعلوم شخص نے گولیاں چلا کر ایک عرب اور ایک یہودی کو شدید طور پر مجروح کر دیا۔ اس حادثہ کے بعد فساد ہو چلا تھا لیکن پولیس نے فوراً امن قائم کر دیا۔

— دمشق ۳ نومبر۔ سرکاری حلقوں نے اس خبر کی تردید کر دی ہے کہ مفتی اعظم فلسطین کو شام سے نکل جانے کا حکم دیدیا گیا ہے اور اس امر کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ مفتی اعظم آج کل شام میں نہیں بلکہ لبنان میں ہیں۔

— حکومت فلسطین نے عرب ممالک کے بہت سے عربی اخبارات کا داخلہ عدد فلسطین میں بند کر دیا ہے۔

— تازہ مصری اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ مصری فوج کے واسطے نیا بجٹ تیار کیا گیا ہے جو ۲ ملین کرور پونڈ ہے۔ اس میں ہوائی جہازوں، جدید ترین اسلحہ اور فوج کی تربیت کے لئے کافی رقوم رکھی گئی ہیں۔

— بعض عربی اخبارات رقمطراز ہیں کہ نحاس پاشا وزیر اعظم مصر یورپ کے دورہ میں روم اور برلن کی ڈکٹیٹر شپ سے بہت متاثر ہوئے ہیں اور انہی کی مانند وہ مصر میں بھی ڈکٹیٹر شپ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن موجودہ بادشاہ فاروق اوّل ملک میں بہت ہر دلعزیز ہیں اس لئے نحاس پاشا کا یہ ارادہ کامیاب ہوتا نظر نہیں آتا۔

— معلوم ہوا ہے کہ لیبیا (طرابلس) کے عربوں نے مفتی فلسطین کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی ہے۔

— مراکش کے عربوں نے حکومت فرانس کے خلاف اعلان جہاد کر دیا ہے۔ فرانسیسی حکام تشدد آمیز اقدامات اختیار کر رہے ہیں۔ ۶۰۰ مجاہدین گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ شہر فیض فوجی قبضہ میں لیلیا گیا ہے

— روما ۳ نومبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ مراکش کے ریذیڈنٹ جنرل نے فیض میں تیسرے فسادات کا معائنہ کرنے کے بعد اخبارات میں ایک بیان شائع کرایا ہے کہ اب یہ حقیقت روز بروز زیادہ واضح ہو رہی ہے کہ اس جگہ بغاوت کی ایک سازش کی گئی تھی جس کا مقصد ایک ماہ بعد ملک بھر میں شورش برپا کرنا تھا۔ ہمارا فرض ہے کہ جہاں کہیں مناسب ہو اپنی مسلح طاقت استعمال کریں۔ ہم نے جو تشدد آمیز اقدام اختیار کئے ہیں انہیں جاری رکھیں گے۔

— فلسطین میں برطانوی تشدد کے خلاف اطالوی اخبارات پرزور مضامین شائع کر رہے ہیں۔ مسولینی کا ایک بیان بھی شائع ہوا ہے جس میں فلسطین کے اندر برطانوی حکمت عملی کو وحشیانہ اور غیر منصف کہا گیا ہے ایک اطلاع مظہر ہے کہ اگر مفتی فلسطین اٹلی گئے تو مسولینی خود ان کا خیر مقدم کرے گا۔

— بیت المقدس ۴ نومبر۔ گذشتہ دنوں افواہ مشہور ہوئی تھی۔ کہ امیر عبداللہ والئے شرق یردن کے خلاف بغاوت برپا ہو گئی ہے۔ لیکن یہاں کے سرکاری حلقوں میں اس کی پرزور تردید کی جا رہی ہے۔

— بعض عربی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ فلسطین کے مفتی اعظم نے شام میں پھر خلافت کا مسئلہ چھیڑ دیا ہے اور گمان غالب ہے کہ شاہ فاروق والئے مصر سے استدعا کی جائیگی کہ وہ بار خلافت کو قبول کریں۔ اگر انہوں نے انکار کر دیا تو پھر سلطان ابن سعود سے درخواست کی جائے گی۔

— حکومت عراق موصل میں مٹی کا تیل صاف کرنیکا ایک کارخانہ قائم کریگی

— ایک خبر مظہر ہے کہ مراکش، ٹیونس اور الجزائر میں بے چینی کی وجہ سے حکومت فرانس سخت پریشان ہو رہی ہے۔

ہندوستان

— امرتسر ۴ نومبر۔ آج کسی مسلمان نے مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر "اہلحدیث" پر حملہ کر کے آپ کو زخمی کر دیا۔ زخم شدید نہیں ہیں۔

— بیان کیا جاتا ہے کہ گذشتہ تین دنوں سے اہلسنت، اہلحدیثوں کی مخالفت میں جلسے کر کے انہیں چیلنج دے رہے تھے اس کے جواب میں اہلحدیث حضرات نے ایک پوسٹر کے ذریعہ مولوی صاحب موصوف کی جوابی تقریر کا اعلان کیا۔ چنانچہ جب مولوی صاحب تقریر کیلئے مسجد مبارک (امرتسر) تشریف لے جا رہے تھے تو آپ پر حملہ کر دیا گیا۔ پولیس فوراً موقع پر پہنچ گئی اور اس علاقہ میں پہرہ مقرر کر دیا گیا۔

— علیگڑھ میں دیوالی کے موقع پر ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ ہندو مسجد کے سامنے باجا بجانے پر اصرار کر رہے تھے مسلمانوں کو اس پر اعتراض تھا مسلمانوں نے زمین پر لیٹ کر راستہ روکنے کی کوشش کی۔ متعدد مقامات پر تصادم ہوا جس سے ایک شخص ہلاک اور ۱۵ زخمی ہوئے۔ گیارہ آدمیوں کو گرفتار کیا گیا۔ ایک موقع پر پولیس کو بھی گولی چلانی پڑی جس سے دو آدمی شدید مجروح ہوئے (۵ نومبر کو دوبارہ فساد ہو گیا)

— مسلمانانِ ہند مسلم لیگ سے گہری دلچسپی لینے لگے ہیں۔ جگہ جگہ اس کی شاخیں قائم ہو رہی ہیں اور کثیر تعداد میں ممبر بھرتی ہو رہے ہیں۔

— نئی دہلی ۵ نومبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ وائسرائے ہند فروری ۱۹۳۸ء کے اوائل میں مدراس جانے کا ارادہ رکھتے ہیں نیز ہز ایکسیلنسی کا ارادہ ہے کہ واپسی پر اعلیٰ حضرت حضور نظام دکن کی ملاقات کے لئے حیدر آباد بھی تشریف لے جائیں۔

— لاہور ۵ نومبر۔ ۳ دسمبر کو ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب چانسلر کے زیر صدارت پنجاب یونیورسٹی کا کانووکیشن یونیورسٹی ہال میں منعقد ہوگی۔ سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم کانووکیشن اڈریس پڑھیں گے۔

— کراچی ۴ نومبر۔ مکھی گوبندرام کے استعفے سے وزارت سندھ میں جو نشست خالی ہو گئی اسے پُر کرنے کے لئے گورنر سندھ نے ڈاکٹر ہیمن داس ودھوانی کو وزیر مقرر کیا ہے۔

— لاہور میں پہلا روزہ ہفتہ کے دن ہوا۔ ۴ نومبر (بروز جمعرات) کو مطلع بالکل صاف تھا لیکن کوشش کے باوجود چاند نظر نہ آیا۔

— نئی دہلی ۴ نومبر۔ آج سر سلطان احمد کا مرس ممبر عازم پٹنہ ہو گئے ریلوے اسٹیشن پر انہیں شاندار الوداع کہی گئی۔ سر محمد ظفر اللہ ۶ نومبر کو وارد دہلی ہوں گے اس وقت سر سلطان احمد انہیں بذریعہ تار چارج دینگے

— نئی دہلی ۴ نومبر۔ سلطان مسقط ۱۲ جنوری ۱۹۳۸ء کو دہلی تشریف لائیں گے۔ ان کا سرکاری طور پر شاندار خیر مقدم کیا جائے گا اور انہیں جلوس سے گورنمنٹ ہاؤس لیجایا جائے گا۔ سلطان موصوف ایک دوستانہ سرکاری حیثیت سے تشریف لا رہے ہیں اور دس روز تک حکومت ہند کے مہمان رہینگے

— مدراس ۴ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مدراس اسمبلی کے ۲۵۔ اور کونسل کے ۱۴ ارکان اپنی تنخواہوں سے دستبردار ہو گئے ہیں۔

— دہلی ۵ نومبر۔ آج سر نوزیجن دہلی پراونشل سٹوڈنٹس کانفرنس میں شرکت کی غرض سے دہلی پہنچے تو ان کے خلاف سینکڑوں مسلمانوں نے سیاہ جھنڈیوں سے شدید مظاہرہ کیا۔ "نوزیجن گو بیک" کے مسلسل نعرے لگائے گئے۔ سر موصوف اس ہنگامہ سے گھبرا گئے اور انہیں ساپلے گودام کے دروازے سے باہر جانا پڑا۔

— اس موقعہ پر طلبہ اور مسلم لیگ کے رضا کاروں میں تصادم ہو گیا جس میں چھ طلبہ مجروح ہو گئے

— جالندھر ۵ نومبر۔ آج جب سر چھوٹو رام نکودر پہنچے تو کانگرسیوں نے فساد برپا کرنے کی کوشش کی۔ انکی موٹر پر پتھر برسا دیا گیا اور لاٹھیاں برسائیں اور سیاہ جھنڈیوں سے مظاہرہ کیا گیا۔ پولیس نے آٹھ کانگرسیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

ممالک خارجہ

— برلن ۳ نومبر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اطالوی، جرمنی اور جاپانی میثاق ضد اشتراکیت پر ۶ نومبر کو روم میں دستخط ہوں گے۔

— ٹوکیو ۳ نومبر۔ حکومت جاپان نے اعلان کیا ہے کہ چینی جنگ کے لئے بیس کروڑ ین کے قرضہ کے تمسکات ۱۶ نومبر کو فروخت ہوں گے ان کی قیمت ۹۸ ین ہوگی ۳½ فیصدی سود ہوگا اور یہ ۱۷ سال کے بعد واجب الادا ہوں گے۔ نیز پچاس کروڑ ین کا قرضہ دسمبر میں لیا جائیگا۔

— پیرس ۴ نومبر۔ بعض فرانسیسی اخبارات کے بیان کے مطابق ہر ہٹلر عنقریب اعلان کرنے والا ہے کہ جرمنی معاہدہ وارسائی کی ان دفعات کے جواز کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے جن کی رو سے نوآبادیات فاتح ممالک کے سپرد کی گئی ہیں۔

— قاہرہ ۴ نومبر۔ چند روز ہوئے حبشہ سے ایک اطالوی یہاں پہنچا ہے اس کا بیان ہے کہ عدیس ابابا میں حکومت اٹلی کے خلاف حبشیوں نے جو بغاوت کی تھی۔ اس میں اطالویوں کا نقصان اس سے بہت زیادہ ہوا ہے جو ظاہر کیا گیا ہے۔ حبشیوں نے عدیس ابابا کے تمام فوجی افسر قتل کر دیئے ہیں۔ فی الحال بغاوت کو فرو کر دیا ہے لیکن حالات تشویشناک ہیں

— لندن ۳ نومبر۔ سفارت خانہ جاپان کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ جاپانی فوجیں سوچو کو عبور کر آئی ہیں اور شنگھائی کے اردگرد گھیرا ڈال لیا ہے۔ چینی شدید مزاحمت کر رہے ہیں۔

— ایک خبر مظہر ہے کہ جاپانیوں نے سوچو پر پل بنانے کی کوشش کی مگر چینی مشین گنوں نے ان کی کوشش کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔ کئی جاپانی انجنیر اس معرکہ میں ہلاک ہوئے۔

— وینشیا ۳ نومبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ وزیر اعظم ہسپانیہ ہوائی جہاز کے ذریعہ بارسلونا روانہ ہو گئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت نے اپنا صدر مقام تبدیل کر لیا ہے۔

— لنڈن ۲ نومبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ پرنس وکٹر زائن آف کوچ بہار ایک موٹر کے حادثہ میں ہلاک ہو گئے ہیں۔

— لندن ۳ نومبر۔ گذشتہ ایام میں شنگھائی کے برطانوی حلقوں میں جاپانی آتشباری سے جو نقصان پہنچا اس کے لئے یہاں بڑا اضطراب پایا جاتا ہے۔

— لندن ۳ نومبر۔ شنگھائی میں تین برطانوی سپاہیوں کی موت جاپانی گولوں سے واقع ہوئی ہے اس کو حکومت جاپان نے تسلیم کر لیا ہے اور جاپانی سفارتخانہ نے اس حادثہ سے متعلقہ افراد کو سزا دینے اور تلافی مافات کا وعدہ کیا ہے۔ نیز یہ وعدہ کیا ہے کہ آئندہ زیادہ احتیاط کی جائے گی۔

ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ خلیج سوچو میں مزید جاپانی افواج کا اجتماع ہو رہا ہے

— چند روز سے حبشہ کے متعلق عجیب و غریب خبریں آ رہی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے حبشہ کے صوبہ تیجری میں اٹلی کے خلاف شدید بغاوت برپا ہو گئی ہے بعض اطالوی بھی مسولینی کے مظالم کے باعث حبشیوں سے مل گئے ہیں۔ اطالوی سپاہی فرار ہو رہے ہیں۔ حبشی ان کا تعاقب کر کے انکو قتل کر رہے ہیں

— ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ حبشی سپاہ میں ۸۰ مشہور شاہ پسند لیڈر بھی شامل ہیں۔ جو جدید ترین اسلحہ سے مسلح ہو کر اطالوی لشکر کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ حبشہ میں اطالوی افسر شدید مالی مشکلات میں گرفتار ہیں۔

— لندن ۵ نومبر۔ آج ہسپانیہ، اراگون کے علاقہ پر جنرل فرانکو کے طیارہ نے بمباری کی ساٹھ افراد قتل یا زخمی ہوئے میڈرڈ کے مغرب میں جنگ جاری ہے

— لندن ۵ نومبر۔ شنگھائی کی خبر مظہر ہے کہ جاپانی فوجیں شانسی کے دار الحکومت تائی یوان فو تک جا پہنچیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ چینیوں کی کمک پہنچنے تک شہر فتح ہو جائیگا

تار کا پتہ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ھوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ | لاہور- یوم جمعہ مطبوعہ ۷ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۳۷ء | نمبر ۷۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسلامی جنگیں سراسر دفاعی تھیں

اسلامی جنگیں شروع سے لیکر اخیر تک محض دفاعی تھیں جن میں ہر ایک قسم کی رعایت ملحوظ تھی جن کا حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع کی لڑائیوں میں نام تک نہیں ایک غیر مذہب کے آدمی آریہ کی ایک کتاب میری نظر سے گزری ہے جس نے موسوی جنگوں پر بڑے بڑے اعتراضات کئے ہیں لیکن اسلامی جنگوں پر اُسے اعتراض کا کوئی موقع نہیں مل سکا۔ مجھ سے جب کبھی کوئی آریہ یا ہندو اسلامی جنگوں کے جواز کے بارہ میں دریافت کرتا ہے تو میں اسے ہمیشہ نرمی اور ملاطفت سے یہی سمجھاتا ہوں کہ جو لوگ ان جنگوں کے ذریعہ مارے گئے وہ اپنی ہی تلوار سے مارے گئے کیونکہ جب ان کے مظالم کی انتہا ہو گئی تو آخر ان کو سزا دی گئی اور ان کے حملوں کو روکا گیا۔ مجھے پادریوں کی غلط بیانیوں اور ایسے غلط بیانی کرنیوالوں کی سمجھنے والوں پر سخت افسوس آتا ہے کہ وہ اپنے گھر کی موسوی جنگوں پر تو غور نہیں کرتے لیکن اسلامی جنگوں پر اعتراض شروع کر دیتے ہیں اور ان کی سمجھنے والے بھی سادہ لوحی سے ان کی باتوں کو مان لیتے ہیں۔ اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو موسوی جنگوں کی سختی کا اعتراض حضرت مسیح پر بھی عائد ہوتا ہے کیونکہ وہ توریت کو مانتے اور حضرت موسیٰ کو خدا کا سچا نبی تسلیم کرتے تھے سو اگر وہ ان جنگوں اور ان میں بچوں اور عورتوں تک کے قتل کو اچھا نہ سمجھتے تھے تو انہوں نے کیوں ایسا نبی کیوں مان لیا۔ گویا ان جنگوں کے واقعات کو صحیح مان کر حضرت مسیح نے بھی ان پر اپنی رضامندی کی مہر کر دی۔۔۔۔۔۔ اس بات میں ذرا بھی شک نہیں کہ اگر قرآن شریف تمہاری ہمائی نہ کرتا تو ان نبیوں کی سچائی پر سے بالکل امان اٹھ جاتا اور یہ قرآن شریف اور حضرت محمدؐ کا خاص احسان تمام انبیاء پر ہے جنہوں نے دنیا میں آکر تمام انبیاء کو اس قسم کے ناپاک الزامات سے بری کر دکھایا (۲۲ دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

——— حضرت ممدوح کی خواہش ہے کہ ہر ایک جماعت جلد از جلد درس قرآن کریم کا انتظام کرے۔ نیز ایامِ امانۃ فنڈ کی وصولی کا جو نیا انتظام کیا گیا ہے اس پر فوری عمل کرے۔ ان دونوں امور کا تفصیلی تذکرہ حضرت ممدوح کے خطبہ جمعہ اور مکتوب گرامی میں آچکا ہے جو گذشتہ اشاعت ۷ نومبر ۱۹۳۷ء میں درج ہیں۔ احباب ضرور بغور مطالعہ فرمالیں۔

——— جناب نظام الدین صاحب چک شیخاں سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا کی سے ان کی عزیزہ محترمہ سکندر صاحبہ کے ہاں فرزند نرینہ عطا فرمایا اس مسرت پر آپ نے مبلغ دس روپیہ انجمن کو عنایت فرمائے ہیں نیز بچہ اور زچہ کی صحت کیلئے درخواست دعا کی ہے۔

پیغام صلح:- اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ ہم اس مسرت پر دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت لیے ہوئے عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے نیز زچہ کو صحت کامل و عاجل دے آمین

——— منیجر صاحب ٹریکٹ احباب جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کے اخبار کی توسیع اشاعت فرمائیں۔

——— کارکنان انجمن کے دورے شروع ہو گئے ہیں۔ ۱۰ نومبر کو جناب مولوی مرتضیٰ خانصاحب بدوملہی اور منصور احمد صاحب واہیں اور قصور روانہ ہوئے ہیں۔

مسلم لیگ اور کانگرس

وقت کا ایک اہم قابل غور سوال

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اس وقت جب مسلمانوں کو یہ دونوں سیاسی جماعتیں اپنے اندر ملانے اور اپنے لئے موجب قوت بنانے کے کام میں مصروف ہیں ہم میں سے ہر مسلمان کے سامنے یہ سوال آتا ہے کہ ان دونوں میں سے کس جماعت میں شامل ہونا چاہیئے۔ ہماری جماعت کا اصل نصب العین گو اشاعت اسلام ہے اور سیاسی معاملات میں ہم زیادہ حصہ نہیں لے سکتے۔ تاہم اگر جماعتی حیثیت سے نہیں تو افراد کی حیثیت سے یہ سوال ہمارے سامنے بھی ضرور آئے گا۔

مسلمانوں کو مسلم لیگ کی کیوں ضرورت ہے؟

سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ملکی آزادی ہی دونوں جماعتوں کا نصب العین ہے اور جہاں تک نصب العین کا سوال ہے دونوں جماعتوں میں کچھ فرق نظر نہیں آتا تو کانگرس کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ کی ضرورت کیا ہے۔ اس سوال کا جواب نہایت صاف ہے مسلم رہنماؤں کی بڑی بھاری اکثریت مدت سے یہ محسوس کر رہی ہے کہ کانگرس اقلیتوں کے حقوق کی طرف سے لاپروائی برت رہی ہے۔

مسلمانوں کیساتھ کانگرس کا افسوسناک طرز عمل

جب مسلمان اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کے حقوق آئینی طور پر محفوظ ہوں تو کانگرس اس سوال کو ٹال دیتی ہے اور کہتی ہے پہلے حکومت مل جائے تو پھر باہمی حقوق کا بھی فیصلہ ہو جائے گا۔ یہ ٹالنے کا طریق صرف وہی لوگ اختیار کرتے ہیں جن کے دل میں ان بنیں ہوتے۔ وہ جب پہلے طاقت حاصل کر لیں گے تو پھر اکثریت کی طاقت کے مقابلے میں اقلیت بالکل بے دست و پا ہو گی۔ اور اب جبکہ سات صوبوں میں کانگرس حکومت ہو چکی ہے۔ وہاں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا کونسا اعلان ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ جواب محض دفع الوقتی کے طور پر ہے۔

مسلمانوں کے ساتھ کانگرس کی سیاسی چال

ایک اور طریق سے بھی اس سوال کو نہایت ہوشیاری سے ٹالا جاتا ہے اور وہ یوں کہ پہلے سب کے سب مسلمان ایک بات پر اتفاق کریں کہ ہم یہ حقوق اپنے لئے چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ اسی قسم کا دھوکہ دینے والا جواب ہے۔ جیسا حکومت یہ کہہ دے کہ پہلے تمام ہندوستانی متفق ہو کر ایک امر کا مطالبہ کریں۔ نہ یہ سب کبھی متفق ہوں گے۔ نہ وہ۔ تمام معاملات آج جمہوری حکومتوں میں اکثریت سے طے ہوتے ہیں۔ خود کانگرس اپنے سارے معاملات اکثریت سے طے کرتی ہے نہ اتفاق رائے سے، مگر تمام قوانین کو بالائے طاق رکھکر مسلمانوں کی اکثریت کی کوئی پرواہ نہیں کرتی۔ اور یہ نہیں کہتی ہے کہ تم متفقہ فیصلہ ہمارے سامنے لاؤ پھر تمہیں کچھ بتائیں گے۔ اس لئے اگر مسلمان اس سے غیر مطمئن ہیں اور یہ محسوس کر رہے ہیں کہ کانگرس اپنے آہنی شکنجے میں اسی طرح ان کو لانا چاہتی ہے جس طرح اس وقت ہندوستانی انگریزی حکومت کے جوئے کے ماتحت ہیں تو وہ حق بجانب ہیں۔

کانگرس اسلامی تہذیب کو مٹانا چاہتی ہے

بلکہ اس سے بڑھکر یہ کہ جس طرح انگریزی حکومت اپنی تہذیب کا غلبہ چاہتی ہے اسی طرح ہندو اکثریت یعنی کانگرس ہندو تہذیب کو غالب کرنے کی فکر میں ہے اور کئی معاملات میں مثلاً اردو ہندی کا معاملہ ہے، وندے ماترم کو قومی گیت بنانے کا معاملہ ہے اس بات کا ثبوت دے چکی ہے کہ وہ ایک ہی تہذیب یعنی ہندو تہذیب کو ہندوستان میں دیکھنا چاہتی ہے اور اسلامی تہذیب کو مٹانے کی فکر میں ہے تو اس کے بعد مسلمانوں کے لئے کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا سوائے اس کے کہ وہ اپنے آپ کو منظم کریں اور سب ایک ہو کر اسلام اور اسلامی تہذیب کے باقی رکھنے اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنے کیلئے پوری جدوجہد کریں۔ کانگرس اگر چاہتی ہو تو وہ فوراً مسلمانوں کی اکثریت کے مطالبہ کے سامنے سر جھکا دے مگر وہ ایسا نہیں کرتی اس لئے کہ اس کا ارادہ کچھ اور ہے۔

مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہیئے

ان حالات کو بیان کرنے کے بعد یہ سوال نہایت آسان ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کو کانگرس میں ملنا چاہیئے یا مسلم لیگ میں۔ اگر مسلمانوں کو یہ ضرورت ہے کہ اسلامی تہذیب ہندوستان میں باقی رہے۔ اگر ان کو یہ ضرورت ہے کہ ان کے حقوق محفوظ رہیں۔ تو سوائے اپنے آپ کو منظم کرنے کے وہ یہ کام نہیں کر سکتے۔ اگر آج وہ اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کانگرس کے ساتھ ملتے گئے تو اس کا نتیجہ ظاہر ہے ان کے ساتھ ہندوستان میں وہی سلوک ہوگا۔ جو اس سے پیشتر سپین سے عیسائی ممالک میں ہو چکا ہے جہاں ان کی اقلیت کی وجہ سے ان کی تہذیب ہی نہیں مٹ چکی بلکہ اسلام کا نام بھی مٹ چکا ہے تو آج ہر مسلمان کے سامنے سب سے پہلا سوال اسلام کے بقا کا اور اسلام کی تہذیب کے بقا کا ہے اور کوئی مسلمان بھی جو ٹھنڈے دل سے ان حالات پر غور کریگا۔ اسے کوئی چارہ کار نظر نہ آئیگا سوائے اس کے کہ وہ مسلم لیگ کے ساتھ ملے۔

کانگرس نوازوں کے چند بے معنی عذرات

ہاں جو لوگ عاقبت اندیشی سے کام نہ لیں اور آئندہ پر نظر رکھنے کی بجائے یہ سوچنے لگ جائیں کہ ہمیں آج کس طرح کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے خواہ کل کو ہمارا نام و نشان بھی باقی نہ رہے ان کا اختیار ہے کہ وہ اس شاخ کو کاٹنے میں مصروف رہیں جس پر بیٹھے ہیں۔ بعض لوگ یہی ایک وجہ کانگرس کے ساتھ ملنے کی بنا لیتے ہیں کہ کانگرس میں قوت عمل ہے۔ کانگرس کی پشت پر بڑی بھاری مالی طاقت ہے وہ ایک منظم جماعت ہے اور مسلم لیگ میں اکثر حصہ ایسے لوگوں کا ہے جن کے دلوں میں کوئی جوش نہیں۔ اس سے بڑھکر ذلیل ذہنیت اور کیا ہوگی اگر ہماری قوم کمزور ہے اور اس میں قوت عمل کم ہے تو ہم دوسروں کے ساتھ جا ملیں جن میں قوت عمل زیادہ ہے۔ ہندوستانیوں سے زیادہ انگریزوں میں قوت عمل ہے تو کیوں پنڈت نہرو انگریزوں کے ساتھ نہیں جا ملتے۔ اگر ہماری قوم کمزور ہے تو ہمیں چاہیئے کہ اور زیادہ سرعت کے ساتھ اور زیادہ زور ...

... کے ساتھ اس کو قوت دینے اور اس کے استحکام میں لگ جائیں نہ کہ اس کے مقابلہ کے لئے دوسروں کے ساتھ مل جائیں۔

ہندو مسلم اتحاد کی صحیح بنیاد

ہندو مسلم اتحاد صحیح بنیاد پر تب قائم ہوگا جب مسلمان سب یکزبان ہو کر اور متحد ہو کر ہندوؤں کے ساتھ ملیں اور ہندوؤں کے دلوں میں بھی یہ احساس ہو کہ یہ ایک قوم ہے جس سے دوستی پیدا کرنے میں کوئی فائدہ ہے۔

جماعت قادیان اور کانگرس

اس کے ساتھ ہی میں چند لفظ جماعت قادیان سے بھی کہنا چاہتا ہوں جس کا قدم اس وقت سیاسیات کے بارے میں ڈگمگا رہا ہے اور وہ آج تک باوجود ڈھونگ سیاست دانی کے صحیح راہ پر گامزن نہیں ہو سکی۔ بیس سال تک جماعت قادیان نے کانگرس کی اس قدر مخالفت کی کہ اسکو گرانے اور مٹانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور خود اپنے اعتراف کے مطابق لاکھوں روپیہ اس پر صرف کئے۔ لیکن اب جب احرار سے مقابلہ ہوا۔ اور حکومت سے جو توقعات تھیں وہ پوری نہ ہوئیں تو کانگرس کی طرف جھکنا شروع کر دیا ہے۔ قادیانی پبلسٹی افسر کا موجودہ اعلان جو شائع ہوا ہے جناب میاں صاحب کے نئے سفر یا دورے کے تجربات کا نچوڑ ہے کہ مسلم لیگ اور کانگرس دونوں کے ساتھ خط و کتابت کی جائے کہ دونوں میں سے ہمارے لئے کونسی جماعت بہتر شرائط پیش کرتی ہے۔

افسوسناک ذہنیت اور عاقبت نا اندیشانہ طرز عمل

یہ نہیں کہ سودوں میں سے بھی گیا گزرا سودا ہے۔ سوال قومی ملکی مفاد کا ہے اور قادیان میں غور یہ ہو رہا ہے کہ قادیانی جماعت کو چودھر کہاں ملتی ہے وہیں یہ جماعت مل جائے گی۔ یہ سخت قابل افسوس ذہنیت کا اظہار ہی نہیں۔ جماعت قادیان کا کانگرس کی طرف رجحان اسی وقت سے چل رہا ہے۔ جب سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ حکومت احرار کے مقابلہ میں قادیانی جماعت کی مدد نہیں کرتی۔ ایک سال پیشتر کانگرس کے صدر (پنڈت جواہر لال نہرو) کے لاہور اسٹیشن پر استقبال کے لئے اور سلامی اتارنے کیلئے قادیانی والنٹیر چار پانچ سو کی تعداد میں مختلف مقامات سے جمع کرکے اپنی سیاسی قوت کی نمائش کی گئی۔ اب بھی ایک جلسہ کا انتظام لاہور میں کرکے قادیانی والنٹیروں کا ایک جلوس نکالا گیا۔ لیکچر الیسا دیا گیا کہ ہندو اخبارات نے یہ نتیجہ نکالا کہ قادیانی جماعت کانگرس کیساتھ مل گئی ہے۔ قادیان میں مناظرہ ہوا کہ کانگرس یا لیگ میں سے کس کے ساتھ ملنا چاہیئے تو فیصلہ کانگرس کے ساتھ ملنے کے حق میں ہوا۔ اور اب حضور میں کانگرس کی "شاندار کامیابی" کے شادیانے بجائے جا رہے ہیں۔ اور یہ لکھا جا رہا ہے کہ مسلم لیگ تو ایک مردہ چیز ہے جس کا مطلب یہ ہو کہ اس کے ساتھ ملنے سے کیا حاصل ہے

ذاتی فائدہ کیلئے اسلامی مفاد کیساتھ دشمنی

یہ تمام آثار بتاتے ہیں کہ قادیانی جماعت کا قدم شیعہ جماعت کے ناعاقبت اندیش گروہ کے پیچھے اٹھ رہا ہے۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ اسلام سے یہ غداری ہے کہ صرف اپنے فائدے کو مدنظر رکھکر اسلامی حقوق کو پامال کر دیا جائے اور اس ملک میں اسلام کا مستقبل تاریک بنانے میں ان لوگوں کا ساتھ دیا جائے جو اسلامی تہذیب کے مٹانے کے درپے ہیں اور جو اسلامی اکثریت کے مطالبات کو یوں ٹھکرا رہے ہیں کہ گویا آٹھ کروڑ مسلمان اس ملک میں محض ان کے رحم پر ہیں۔ جماعت قادیان کا یہ رویہ فی الحقیقت یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس بارے میں اپنے حریف یعنی احرار سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کانگرس کے سات صوبوں میں حکومت کے منظر نے انکی آنکھوں کو چندھیا دیا ہے اور وہ اب یہی سمجھتے ہیں کہ جتنی جلدی ہم کانگرس کیساتھ مل جائینگے مستفید و فائدہ میں رہینگے گویا انہیں اسلام کے نفع نقصان سے کچھ کام نہیں

میدان سیاست میں قادیانی جماعت کی کھلی شکست

افسوس تو یہ ہے کہ احرار تو صرف کانگرس کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے —

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عقائد جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) اہل قبلہ کلمہ گو کو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سچے ہیں اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۵ | یوم جمعہ، رمضان المبارک ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۷۰

خدمت اشاعت قرآن کی افسوسناک تحقیر

محمودیوں کے غلو اور غلط روی کا ایک بہت ہی تاریک پہلو

قادیانی جماعت اپنی پیر پرستی اور غلو کی وجہ سے احمدیت کے اصل مقصد سے بہت دور چلی گئی ہے۔ اس لئے وہ خدمت و اشاعت قرآن کی سعادت سے محروم ہے یہی محرومی قادیانیوں کو جماعت لاہور کے خلاف طرح طرح کی بے معنی باتیں کہنے اور اس سے حسد و بغض رکھنے پر مجبور کرتی ہے۔ ہمارے ہاں سے قرآن کریم کے جو تراجم شائع ہوئے۔ بالخصوص انگریزی ترجمۃ القرآن؛ ان سے مذہبی دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو گیا بہت سے مخالفین اسلام کے خیالات تبدیل ہو گئے —— انہوں نے اسلام قبول کر لیا یا وہ اسلام کے قریب آگئے۔ یہ کھلے ہوئے واقعات حقائق ہیں جن سے کوئی آنکھیں رکھنے والا حق گو شخص انکار نہیں کرسکتا —— لیکن قادیانی ہمیشہ ان پر زبان طعن دراز کرتے رہتے ہیں۔

"الفضل" مورخہ ۷ر نومبر میں قادیان کے ڈاکٹر فیض علی صاحب کا ایک مضمون "مولوی محمد علی صاحب کو ترجمہ قرآن کا بے جا فخر" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر شائع کرنے کے حق میں نہ تھے اور حضرت مولاناؓ کے خیال میں قرآن پاک کے تراجم و تفاسیر کے فوائد کے مقابلے میں ان کے نقصانات زیادہ تھے۔ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ:-

"دیکھو یہ مرزا بھی جو قرآن مجید کی خدمت کیلئے مامور ہے اس کا ترجمہ یا تفسیر شائع نہیں کرتا اور یہ کام امت مسلمہ کے کسی خاص بزرگ یا مجدد نے بھی نہیں کیا۔ قرآن مجید کے جتنے تراجم اور تفسیریں لکھی گئی ہیں۔ اگرچہ ان سے فائدہ بھی ہوا۔ لیکن عام طور پر عوام الناس نے ان کی بنا پر خود تدبر اور تفکر کرنے کی عادت چھوڑ دی اور ان پر ہی اکتفا کرنے کا عقیدہ اختیار کر لیا۔ اس لئے دین اسلام کو سخت نقصان بھی پہنچا"

معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مضمون نگار نے اپنی خواہشات و جذبات کے ماتحت یہ الفاظ خواہ مخواہ حضرت مولاناؓ سے منسوب کر دیئے ہیں یا ان کا حافظہ انہیں مغالطہ دے رہا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ اور مولاناؓ کا اپنا طرز عمل و واقعات ان الفاظ کے بالکل برعکس ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے مختلف اوقات میں قرآن کریم کی بعض سورتوں کی تفاسیر کیں جو مطبوعہ صورت میں موجود ہیں۔ اگر قرآن کے بعض حصوں کی تفسیر جائز اور فائدہ رساں ہے اور ایک مجدد اسے شائع کرسکتا ہے تو سارے قرآن کا ترجمہ اور تفسیر کیوں ضرر رساں اور غیر ضروری ہے؟ پھر حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ دہلوی مجدد تھے ان کا ترجمہ قرآن مشہور عالم ہے اس خدمت قرآن کی وجہ سے ان کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مولویوں نے کفر تک کے فتوے دیئے حضرت مسیح موعود کی خواہش ہمیشہ یہی رہی کہ قرآن کریم اور سیرت نبوی کو یورپین اقوام تک ان کی زبان میں پہنچایا جائے۔ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے خود حضرت امیر ایدہ اللہ کو انگریزی ترجمۃ القرآن اور اردو تفسیر کے کام پر مامور کیا۔ مرض الموت کے ایام میں اس کے مسودات سنتے اور اصلاح فرماتے رہے۔ پھر درس قرآن بھی قرآن پاک کے ترجمہ و تفسیر کی ایک شکل ہے صرف تحریر و تقریر کا ہی فرق ہے۔ حضرت مولاناؓ کو ساری عمر درس قرآن کے پاک مشغلہ سے عشق رہا۔ یہ تمام حقائق و واقعات قادیانی مضمون نگار کے خیال و بیان کی پرزور تردید کر رہے ہیں —— اس کے علاوہ گذارش ہے کہ قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر سے اگر اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے تو مضمون نگار اور "الفضل" کا اس انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق کیا خیال ہے جس کی اشاعت کے ۱۹۱۴ء سے اعلانات ہو رہے ہیں اور ایک قادیانی بزرگ دو سال سے اس کی طباعت کے انتظام کیلئے ولایت میں تشریف فرما ہیں۔ پھر جناب خلیفہ قادیان کی مخفی تفسیر کے متعلق کیا ارشاد ہے کیا اس کی عام اشاعت اسی خیال سے روک لی گئی ہے کہ کہیں اسلام کو نقصان نہ پہنچ جائے —— نیز جناب خلیفہ صاحب جو لوگوں کو تفسیر نویسی میں مقابلہ کے چیلنج دیتے پھرتے ہیں ان کی کیا حیثیت رہ جائیگی! گو وہ ...... ہر مرتبہ چیلنج دینے کے باوجود میدان مقابلہ میں آنے سے گریز فرماتے رہے ہیں۔ اس گریز کی وجہ بھی اسلام کو نقصان پہنچ جانے کا خیال ہی ہوگا! —— عقل و معقولیت سے محرومی بھی انسان کے لئے کس قدر ندامت و ذلت کا باعث ہوتی ہے۔

اس کے بعد مضمون نگار صاحب ارشاد فرماتے ہیں:-

"مجھے مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے امیر غیر مبائعین کے اس دعویٰ پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ بزعم خود خیال فرماتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر کرکے اور اس کو چند زبانوں میں شائع کرا کر دنیائے اسلام پر انہوں نے اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ باید و شاید۔...... یہ کوئی ایسا عظیم الشان کارنامہ نہیں جس پر اسلام کا دار و مدار ہو"

ان سطور میں مضمون نگار نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعت لاہور کی طرف غلط باتیں منسوب کرکے پھر اپنی محمودی ذہنیت کا ثبوت دیا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے تبلیغ اسلام و اشاعت قرآن کیلئے جماعت قائم کی تھی۔ قادیانی دوسرے مشاغل کی وجہ سے اس مقصد کو بھول گئے لیکن ہم نے اس کو فراموش نہیں کیا اور اپنی طاقت کے مطابق اس کیلئے کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح ہم اپنا ایک فرض ادا کر رہے ہیں۔ اور ہم نے اب تک جو کچھ کیا ہے محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے کیا ہے۔ احسان اور بیجا فخر کا تو سوال ہی فضول ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو صحیح مسلک پر قائم رکھا۔ اور اپنے کلام کی خدمت کی توفیق دی اور قادیانی جماعت اس صراط مستقیم اور سعادت سے محروم ہے۔ ہمیں قادیانی دوستوں کی اس محرومی پر دلی افسوس ہے ہم چاہتے ہیں وہ محروم نہ رہیں لیکن وہ محروم رہنے پر عملاً اصرار کر رہے ہیں —— قسمت کی تحریر اور غلط روی کے نتائج کو کون بدل سکتا ہے؟

ہمارے خیال میں قرآن پاک کے صحیح تراجم و تفاسیر کی اشاعت ایک قابل قدر اور ضروری دینی خدمت یقیناً ہے جس کی موجودہ زمانہ میں بالخصوص ضرورت ہے لیکن یہ بات کہ ہم کسی ترجمہ یا تفسیر پر اسلام کا دار و مدار سمجھتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ شاید قادیانیوں کا اپنے خلیفہ کی مخفی تفسیر کے متعلق ایسا خیال ہو۔

ایک آنہ فنڈ کا جدید انتظام

ماہ رمضان کے پہلے جمعہ سے "ایک آنہ فنڈ" کی وصولی کا جدید انتظام کیا گیا ہے جس کی کیفیت گذشتہ اشاعت سے احباب کرام کو معلوم ہو چکی ہوگی۔ پہلے یہ صورت تھی کہ انجمن کا محصل یا مقامی جماعتوں کا کوئی کارکن گیا تو دے دیا ورنہ بہت کم احباب خود بخود ادا کرتے تھے بعض جماعتوں نے تو اس تحریک کی طرف برائے نام یا بالکل ہی توجہ نہ دی —— اس کے وصول کرنے میں جو دقت پیش آتی تھی اس کو دور کرنے کے لئے یہ تجویز کی گئی کہ ہر ایک جگہ جہاں ہماری جماعتیں موجود ہیں جمعہ کے روز مسجد یا جائے اجتماع میں ایک مقفل صندوقچی موجود رہے۔ احباب نماز جمعہ کیلئے آئیں تو اس میں حسب حیثیت کچھ نہ کچھ ضرور ڈالیں۔ مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے، نوجوان اور مستورات بھی اس کار خیر میں باقاعدگی سے مستقل طور پر حصہ لیں۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد گرامی کے مطابق ہر ایک جماعت میں اس تجویز پر فوراً عمل شروع کر دیا جائے گا اور ماہ رمضان کے اندر یہ تحریک پوری قوت حاصل کریگی —— یہ تحریک نہایت ضروری اور مفید ہے۔ جماعت کے صرف ایک حصہ نے اس پر عمل کیا اور وہ بھی پوری باقاعدگی سے نہیں تو قریباً سات سال کے عرصہ میں بغیر کوئی بار محسوس ہوئے دس ہزار کی رقم جمع ہو گئی۔ اگر تمام افراد قوم اس پر پوری باقاعدگی سے عمل کریں تو چار پانچ سال کے عرصہ میں بہت بڑی رقم جمع ہو سکتی ہے جو انشاء اللہ قوم کے استحکام پر صرف ہوگی

رسالہ "مسیح موعود" مصنفہ علی حائری صاحب پر ایک نظر

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی)

(۲)

حیات اور صعود مسیح علیہ السلام الی السماء کا قرآنی ثبوت پیش کرتے ہوئے علامہ حائری صاحب نے آیت انی متوفیک کی ذیل میں دس وجوہ پیش کی ہیں ان کو میں تفصیل وار لیتا ہوں۔

وجہ اول۔ "مذکورہ آیت میں لفظ رافعک قرینہ صحیحہ ہے کہ متوفیک اس آیت میں انی عاصمک من تعدلک الکفار و مؤخرک الی اجل اکتبہ لک کے معنی رکھتا ہے کیونکہ اگر متوفیک ممیتک کے معنی میں ہو تو فقرہ رافعک بے معنی اور لغو قرار پاتا ہے اور دوسرا قرینہ وما قتلوہ وما صلبوہ یقیناً بھی موجود ہے جس میں اعلانیہ صلیب کا سلب اور قتل کی نفی بلفظ یقیناً کی گئی ہے اس لئے ممیتک کے معنی میں لفظ متوفیک لیا جا سکتا ہی نہیں اور جنہوں نے اس کو ممیتک کے معنی میں لیا ہے انہوں نے منشا قرآن کے خلاف راہ اختیار کی ہے بس تحقیق وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا" صـ۹

متوفیک کے معنی ممیتک تو جناب کو بھی تسلیم ہیں جیسا کہ رسالہ ہذا کے صـ۸ پر آپ نے صاف لکھا ہے کہ "متوفیک ممیتک کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے" مگر آیت مذکورہ میں اس کے یہ معنی آپ نہیں کرتے جس کے لئے دو قرینے آپ نے پیش کئے ہیں۔ اول یہ کہ اگر متوفیک ممیتک کے معنی میں ہو تو فقرہ رافعک بے معنی اور لغو قرار پاتا ہے۔ اور دوسرا قرینہ وما قتلوہ وما صلبوہ یقیناً بھی موجود ہے۔"

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

مجتہد العصر صاحب! آپ کا یہ اجتہاد صحیح نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا کسی بندہ کو اپنی طرف رفع کرنے کے یہ معنی ہوں کہ اس کو زندہ مع جسم آسمان پہ لے جاتا ہے تو بے شک لفظ رافعک ایک قرینہ ہو سکتا ہے۔ اور متوفیک کے معنی ممیتک کرنے میں یہ لفظ ضرور لغو ٹھہرتا۔ مگر اس صورت میں بھی ایک شرط ہوگی کہ رافعک متوفیک سے پہلے ہو اور رافعک کے معنی زندہ مع جسم آسمان پرلے جانا ہو۔ لیکن میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں کسی ایک مقام پر بھی کسی . . . انسان کے رفع الی اللہ کی معنی مع جسم آسمان پر جانا مراد نہیں بلکہ جہاں کہیں بھی رفع کا لفظ انسان کے متعلق استعمال ہوا ہے اور فاعل یا مرفوع الیہ اللہ تعالیٰ ہے۔ وہاں سوا بلندی درجات کے اور معنے نہیں ہیں۔ اسماء الٰہیہ میں ایک نام رافع بھی ہے کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ لوگوں کو زندہ مع جسم آسمان پر اٹھانے والا۔ اگر یہی معنی ہوں تو کیوں آئے دن مقربان الٰہی زندہ مع جسم آسمان کی طرف نہیں اڑتے بس جبکہ قرآن و حدیث میں کسی ایک مقام پر بھی انسان کے رفع الی اللہ کے معنے زندہ مع جسم آسمان پر جانے کے نہیں ہیں۔ تو پھر یقیناً متوفیک کے معنی بھی ممیتک ہی ہیں۔

دوم۔ قتل و صلب بھی کوئی صحیح قرینہ نہیں۔ ہاں اگر انسان کی موت کا قتل اور صلیب کے سوا کوئی ذریعہ ہی نہ ہو تو بے شک یہ ایک قرینہ کہا جا سکتا ہے لیکن جس حال کہ قتل و صلب کے ماسوا ہزار ہا اور طریقے موت واقعہ ہونے کے ہیں تو پھر یہ کہنا کہ جو قتل نہیں ہوا اور صلیب نہیں دیا گیا وہ مرا ہی نہیں کس قدر لایعنی بات ہے۔ ایک عالم اور مجتہد العصر کی قلم سے ایسے کلمات کا رقم ہونا ٹھیک نہیں۔ عبارت کے آخری حصہ میں علامہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ:-

"جنہوں نے متوفیک کو ممیتک کے معنی میں لیا ہے انہوں نے منشاء قرآن کے خلاف راہ اختیار کی ہے پس تحقیق وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا"

گستاخی معاف۔ اس جرم کا ارتکاب جناب نے بھی کیا ہے۔ اگر یاد نہیں تو اپنے اس رسالہ کی عبارات ذیل کو دوبارہ غور سے پڑھ لیں تاکہ شک دور ہو جائے۔

(۱) "متوفیک ممیتک کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے" (صـ۸ سطر۴)

(۲) "انی متوفیک یعنی انی عاصمک ہے کہ میں تیرا مارنے والا ہوں اور دشمنوں سے تجھے بچانے والا ہوں" (صـ۱۱ سطر۱)

(۳) "یہاں تو متوفیک اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی یوں کئے جائیں گے کہ اے عیسٰی میں تیرا مارنے والا ہوں" (صـ۱۲ سطر۱۸)

اب فرمائیے کہ جناب منشا قرآن کے خلاف معنی کرکے فانھم قد ضلوا واضلوا کے مصداق کیوں بنے؟ تیسری بات یہ ہے کہ مسئلہ وفات مسیح کے متعلق احمدیوں کے دلائل کا یقیناً کوئی جواب نہیں بخاری شریف میں حضرت ابن عباس نے متوفیک کے معنی ممیتک کئے ہیں۔ آپ کے مقرر کردہ معیار کے مطابق تو حضرت ابن عباس بھی نعوذ باللہ خود گمراہ اور لوگوں کو گمراہ کرنے والے ٹھہرے۔ فما لکم کیف تحکمون"

وجہ دوم۔ "وجہ دوم یہ ہے کہ قرآن میں آیا ہے وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کہ اہل کتاب میں سے کوئی شخص باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ اس کو اپنے مرنے سے پہلے یا مسیح کے مرنے سے پہلے مسیح پر ضرور ایمان لانا پڑے گا۔ اور ظاہر ہے کہ ابھی تک یہ وعدہ پورا نہیں ہوا۔ پس لامحالہ یہ ثابت ہوا کہ جناب مسیح یقیناً مرے نہیں" (صـ۹)

اول تو آیت مذکورہ میں مسیح کا نام نہیں۔ ضمائر بھی جو اور طرف بھی جا سکتی ہیں۔ مثلاً قرآن یا حضرت رسول کریم صلعم یا اللہ تعالیٰ بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ لوگوں نے یہ معنی لئے بھی ہیں۔ پھر آیت مذکورہ میں حصر موجود ہے جس سے ایک بھی اہل کتاب باہر نہیں رہتا۔ دو ہزار سال سے اب تک اور قیامت تک جو ہزارہا یہودی فوت ہوئے اور ہوں گے وہ اس حصر سے کیوں باہر رہے؟ یہ دقت آپ کو بھی محسوس ہوئی۔ چنانچہ اس کو دور کرنے کے لئے آگے چل کر (صـ۱۰) پر تفسیر قمی کے حوالہ سے حضرت امام باقرؒ کا قول پیش کیا ہے کہ:-

"عیسٰی علیہ السلام (جب) قبل قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے اس وقت کوئی یہودی یا غیر یہودی ایسا باقی نہ رہے گا جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے" (صـ۱۰ سطر۱۳)

آیت میں کوئی لفظ ایسا نہیں کہ جس سے صرف زمانہ قرب قیامت کے یہودی مراد لئے جاویں۔ پہلے ایک عقیدہ بنایا گیا پھر یہ معنی گھڑے گئے۔ مگر قرآن کریم میں اس قدر تحریف معنوی کر لینے کے باوجود بھی یہ معنی بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ قرآن پاک میں دوسری جگہ صاف لکھا ہے کہ یعیسٰی انی . . . . وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ۔ یعنی اے عیسٰی میں تیری اتباع کرنے والوں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دیئے رکھونگا جس سے صاف معلوم ہوا کہ مسیح کے منکر قیامت تک باقی رہیں گے پس یہ معنی کرنے کہ کسی وقت سب یہودی بلکہ تمام اہل ادیان مسیح پر ایمان لے آویں گے منشا قرآن کے خلاف راہ اختیار کرنا ہے۔ اس آیت کا صحیح ترجمہ اور تفسیر دیکھنا ہو تو حضرت مولانا محمد علی صاحب کی تفسیر بیان القرآن یا آپ کا رسالہ عیسویت کا آخری سہارا ملاحظہ فرماویں۔ میرا مقصد تو اس وقت صرف آپ کے پیش کردہ دلائل کا موازنہ کرنا ہے۔

وجہ سوم۔ "یعیسٰی انی متوفیک۔ اس آیت میں تو نی جناب مسیح کو خدا تعالےٰ نے لفظ انی کے ساتھ اپنی ذات مقدسہ کی طرف نسبت دی ہے . . . . . کیونکہ انی متوفیک یعنی انی عاصمک ہے کہ میں تیرا مارنے والا ہوں اور دشمنوں سے تجھے بچانے والا ہوں" (صـ۱۱)

یہ وجہ تو بالکل احمدیوں کے حق میں ہے کیونکہ احمدی بھی یہی مانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسٰیؑ کو دشمنوں سے بچایا اور طبعی موت سے مارا۔ اور متوفیک کے معنی "میں تیرا مارنے والا ہوں" تو خود آپ ہی نے کر دیئے۔ اور اگر آپ کا اس وجہ کے پیش کرنے سے یہ مقصد ہو کہ حضرت عیسٰی کو زندہ مع جسم آسمان پر اٹھا کر دشمنوں سے بچایا گیا تو یہ اجتہاد جناب ہی کو مبارک ہو۔ اس آیت بلکہ سارے قرآن میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں کہ جس کے یہ معنی ہو سکیں۔ اگر حوصلہ ہے تو سارے قرآن مجید سے صرف ایک جگہ ہی یہ لکھا دکھا دیں کہ مسیح زندہ مع جسم آسمان پر چلے گئے۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا اللہ لعلکم ترحمون۔ (باقی)

جملہ جماعتوں اور احباب کیلئے ایک ضروری اطلاع

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

جنرل کونسل کے اجلاس ۳۱ اکتوبر میں جب باہر کے بھی کئی ایک جماعتوں کے نمائندے آئے ہوئے تھے منجملہ دیگر امور کے انجمن کی مالی حالت کا سوال بھی جنرل کونسل کے سامنے آیا۔ اخراجات کی تخفیف جس حد تک ممکن تھی مجلس منتظمہ کر چکی تھی۔ لیکن با این ہمہ ہزار روپے کے قریب آمد خرچ کی نسبت کم تھی۔ اس کا علاج جو اس وقت تجویز ہوا اور جس کو عملدرآمد میں لانے کا اقرار مختلف جماعتوں کے نمائندگان نے کیا یہ تھا کہ

ہر ایک جماعت اپنے ماہوار چندے کو ڈیوڑھا کرنیکی کوشش کرے

مگر اس شرط کے ساتھ کہ کسی ممبر کو اپنی آمدنی پر ا رفی روپیہ سے زیادہ چندہ دینے کے لئے مجبور نہ کیا جائے گا اور اس فیصلہ کا اثر صرف ان افراد پر ہوگا جو پہلے ا رفی روپیہ کے حساب چندہ نہیں دیتے۔ اپنی خوشی سے کوئی دسواں حصہ دے یا اس سے بھی بڑھ کر تو وہ عند اللہ اجر کا مستحق ہے۔ لیکن کوشش یہ ہونی چاہئے کہ جماعت کے ایسے احباب کو ا رروپیہ چندہ کے حساب پر لایا جائے جو اس وقت اس شرح سے کم دے رہے ہیں اور اس کام کو بھی بتدریج تکمیل تک پہنچایا جائے۔ یعنی ماہوار چندوں کو اس وقت پچاس فیصدی کے حساب سے بڑھایا جائے جو شخص ۲ روپے دیتا ہے وہ ۳ دے جو ۶ دیتا ہے وہ ۹ دے، جو ۲۰ دیتا ہے وہ ۳۰ دے۔ علیٰ ہذا القیاس وہ بھی اس شرط پر کہ اس کی آمدنی پر ایک آنہ روپیہ سے زیادہ کا مطالبہ نہ ہو۔ سب جماعتیں ماہ رمضان المبارک کے اندر اندر ہی اس کی تکمیل کی کوشش کریں اور آئندہ ماہ یعنی یکم دسمبر میں جو چندے وصول ہوں۔ وہ نئی شرح پر ہوں۔

محمد علی

جماعت احمدیہ کا سالانہ اجتماع اور احباب سے درخواست

واصنع الفلک باعیننا ووحینا۔ ایک آسمانی ندا تھی۔ جس کے ماتحت اس زمانہ میں امام وقت نے ایک کشتی تیار کی۔ وہ کشتی جو کفر و الحاد اور زندقہ و ملحدانہ خیالات کے طوفانوں سے مصئون و مامون ہے۔ وہ کشتی جو نہ صرف خود خطرات سے محفوظ ہے بلکہ ہر اس شخص کو جو سچے دل اور نیک ارادہ سے اس میں سوار ہوتا ہے حقیقی امن اور قلبی راحت کے کناروں تک پہنچاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف حفاظت و تائید دین کے لئے ایک زبردست جماعت تیار کی۔ بلکہ اس جماعت کی تربیت اور نشو و نما کے جس قدر ذرائع تھے وہ بھی آپ نے بتلا دیئے۔ قوموں کی زندگی اور نشو و نما میں ایک بڑا ذریعہ ان کے افراد کا آپس میں اختلاط و ارتباط کا سلسلہ ہے۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے حضرت اقدس نے جلسہ سالانہ کی بنیاد ڈالی۔ قوم کے بکھرے ہوئے افراد جب اپنی مرکزی جگہ میں جمع ہو کر خالصتاً دین الٰہی کی تائید و نصرت کی تجاویز سوچتے ہیں تو وہ یگانگت و اتحاد جو قلوب کو روحانی طور پر جکڑے ہوئے ہے اس کا جسمانی مظاہرہ ہو کر بنیان مرصوص کا ایک نظارہ پیش کرتے ہیں۔ مختلف احباب ایک دوسرے کے حالات سے شناسا ہوتے اور ایک دوسرے کی مشکلات و مصائب سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ قلوب میں ملاقات سے مسرت و راحت کی حقیقی لہریں موجزن ہوتی ہیں۔ اخوت کی کڑیاں مضبوط و مربوط ہو جاتی ہیں۔ غفلت اور سستی دور ہو کر تائید دین کے لئے ہمت اور مردانگی پیدا ہوتی ہے۔ قلوب میں تازگی اور دلوں میں جوش اور ولولے موجزن ہوتے ہیں۔ دنیا پرستی اور حرص و لالچ کے بھڑکتے ہوئے جذبات ایثار و قربانی اور انفاق فی سبیل اللہ کے پانی سے سرد ہوتے اور اسی طرح قلبی تسکین و طمانیت کا ایک سامان پیدا ہوتا ہے۔ غرضیکہ ان بھائیوں کا آپس میں ایک جگہ یکجا ہو جانا جو روحانی طور پر متحد ہیں گوناگون کیفیات کا موجب ہوتا ہے جس کی لذت اور لطف کو بیان کرنا احاطہ قلم سے باہر ہے۔ اس کا پورا احساس ہر ان صاحب کو ہے جو جلسہ سالانہ میں خلوص نیت اور صدق دل سے شمولیت اختیار کرتے ہیں اس وقت آپ کی خدمت میں میری عرضداشت صرف یہ ہے کہ آپ کی توجہ کو اس اہم فریضہ یعنی سالانہ جلسہ میں شمولیت کی طرف منعطف کراؤں۔ تا یہ امر آپکے پیش نظر ابھی سے رہے۔ آپ پختہ عزم کر لیں۔ کہ آپ نے خود اس اجتماع میں شامل ہونا ہے۔ اپنے بچوں کو اس میں لانا ہے تا ان کے نازک دلوں پر بھی دینی امور کی اہمیت نقش پائے اور دینی اخوت کے سلسلہ سے انہیں بھی اُنس و ربط پیدا ہو۔ آج جو نقوش ان کے دلوں پر پڑ جائیں گے وہی ان کی آئندہ زندگی میں ان کی حرکت کا موجب بنیں گے اپنے غیر از جماعت دوستوں کو بھی ترغیب و تحریص دیں۔ کیونکہ جماعت کی ترقی اور تقویت کا اس سے بڑھ کر اور کوئی راستہ نہیں کہ بچشم خود۔ . . لوگ ملاحظہ کریں کہ یہ جماعت اپنی قوتوں اور طاقتوں کو کن راہوں میں لگا رہی ہے۔ مدت کی وعظ و تبلیغ وہ اثر پیدا نہیں کر سکتی جو سالانہ جلسہ کے چند روزہ قیام و مطالعہ سے ہونا ممکن ہے ــــ اس اجتماع پر جو غیر معمولی اخراجات جماعت کو پیش آتے ہیں ان کیلئے بھی احباب ہمیشہ خود ہی سامان مہیا کیا کرتے ہیں۔ اس لئے جسقدر رقم آپکے ذمہ لگائی گئی ہے (جس کی اطلاع علیحدہ بذریعہ ڈاک بھیجی جا رہی ہے) ازراہ کرم اسے جلد ادا فرمائیں۔

(آنریری اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ و تحصیل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

ایک ضروری تحریک

قومی پریس کی تجویز

احباب کی خاص توجہ کے قابل

عرصہ سے انجمن کے زیر غور یہ تجویز ہے کہ اپنی جماعت کا انگریزی پریس جاری کیا جائے۔ کئی احباب پہلے ہی اس میں شمولیت کیلئے لکھ چکے ہیں۔ انجمن کا اپنا طباعت کا کام بھی ہے۔ نیز اور کام بھی مل سکتا ہے اور اکثر احباب کی رائے یہی ہے کہ فی زمانہ یہ کام پہلے لئے ہی ہو بلکہ تجارتی نقطہ نگاہ سے نفع بخش ثابت ہوگا۔ اس پر انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر اپنی جماعت کے احباب میں سے بیس ہزار روپیہ کے حصص کے خریدار پیدا ہو جائیں تو ایک لمیٹڈ کمپنی کے ماتحت انگریزی پریس کی سکیم کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ قبل اس کے مفصل قواعد و ضوابط شائع کئے جائیں۔ اس امر کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ آیا اپنی جماعت میں سے یہ حصص پورے ہو جائیں گے؟

لہٰذا جو احباب اس اسکیم میں بطور حصہ دار کے شرکت کرنا پسند کرتے ہوں وہ مطلع کریں کہ کس قدر حصص خرید کریں گے۔

قیمت فی حصہ دس روپے ہوگی

تمام بیرونی جماعت کے صدر اور سکرٹری صاحبان احباب کو اس مفید تجویز کی طرف توجہ دلائیں اور حصے خریدنے کی ترغیب دیں

(اسسٹنٹ سکرٹری)

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۷ء

نام صیغہ	آمد: پائی	آمد: آنہ	آمد: روپیہ	خرچ: پائی	خرچ: آنہ	خرچ: روپیہ
اغراض عام و تبلیغ	۳	۸	۳۴۱۶	۶	۵	۸۴۷۵
برلن مسلم مشن	۰	۹	۵	۰	۰	۰
تصنیف و تالیف	۳	۳	۱۴۴۵	۹	۱	۱۷۲۵
اراضی اوکاڑہ (اسلام آباد)	۳	۶	۱۳۰۹	۹	۰	۱۹۴۲
امانت	۰	۱۵	۱۱۰	۰	۱۰	۵۰
پراویڈنٹ فنڈ دفاتر	۰	۸	۵۷	۰	۰	۰
پراویڈنٹ فنڈ سکولز	۰	۰	۱۷	۹	۵	۱۰۰۹
مستقل فنڈ (وصایا)	۰	۸	۱۶	۰	۰	۰
ریزرو فنڈ	۰	۱۰	۲۷۵	۰	۰	۰
مسلم ہائی سکول لاہور	۳	۸	۱۲۱۴	۳	۶	۳۴۷
مسلم ہائی سکول بدوملہی	۰	۰	۶۴	۰	۸	۱۴۴
میزان کل	۰	۱۲	۷۹۳۲	۰	۶	۱۴۲۷۳

نوٹ:- خرچ اس ماہ کا اصل خرچ نہیں بلکہ جو ادائیگی ہوئی ہے وہ درج ہے

اسسٹنٹ محاسب

احیائے ملت کے دو اجزا

علم (روح) اور جسم

(از مولوی غلام نبی صاحب مسلم بی۔ اے)

انسان مرکب ہے جسم اور روح سے۔ نہ تو صرف روح کو انسان کہہ سکتے ہیں اور نہ محض جسم کو۔ بلکہ ہر دو کے اتحاد کا نام انسان ہے۔ روح اور جسم کا تعلق سٹیم اور انجن کا سا ہے۔ نہ تو محض انجن کسی کام کا ہے اور نہ ہی سٹیم۔ جب سٹیم کا عمل ہوتا ہے۔ تو انجن حرکت کرتا ہے۔ پھر اسی سرعت سے حرکت ہوتی ہے جتنی کہ پیچھے سے سٹیم کی قوت ہوتی ہے۔ اسی طرح سٹیم کو عمل کرنے کے لئے بھی انجن کی ضرورت ہے۔ ورنہ اس کا وجود ہی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ کی اس تخلیق کو برقرار رکھنے اور اس سے مکمل استفادہ کرنے کے لئے ہر دو کی غور و پرداخت۔ نشو و نما اور تربیت ضروری ہے۔ اسلام کے علاوہ جس قدر مذاہب ہیں انہوں نے انسان کے کسی ایک پہلو کو مستحکم کرنے پر زور دیا ہے۔ اور دوسرے پہلو کو چھوڑ دیا ہے اس کی ایک وجہ یہ نظر آتی ہے کہ بانیان مذہب خاص حالات کے ماتحت خاص ملکوں میں آتے اور جب وہ دیکھتے تھے کہ انسان کی زندگی کا روحانی یا جسمانی پہلو کمزور ہے تو اس پر زور دیتے اور دوسرے پہلو کو قریب قریب فراموش کر دیتے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت مادیت انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اور لوگ علائق دنیوی کے کیڑے ہو کر رہ گئے تھے۔ اس لئے آپ کی تعلیم ترک دنیا اور رہبانیت کا پہلو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے بقول انجیل تمام عمر نہ تو شادی کی اور نہ ہی گھر بنایا بلکہ جنگلوں ہی میں شہد وغیرہ پر بسر اوقات کی۔ یہی حالت ہندوستان میں جناب گوتم بدھ علیہ السلام کی تھی۔ اس کے برعکس موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی مقہور قوم کو آزاد کرانے اور فرعون کی ملوکیت استبداد یہ اور غلامی سے نجات دلانے آئے۔ اس لئے آپ کے احکام میں روحانی ترقی کا پہلو نمایاں نظر نہیں آئے گا اور آپ دیکھیں گے کہ کہیں تو آپ فرعون سے استخلاص قوم کے لئے جھگڑ رہے ہیں اور کہیں قوم کو ارض مقدس پر حملہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

لیکن اسلام آیا۔ اور اپنے ساتھ فرد اور قوم کی روحانی اور جسمانی ترقی کے پورے سامان لایا۔ قرآن کی تعلیم میں جہاں ایک طرف آپ کو تکمیل روح کی مکمل تعلیم ملے گی وہاں مادی اور جسمانی نشو و نما پر بھی بدرجہ اتم احکام ملیں گے۔ اور پھر ہر ایک کے دو پہلو رکھے ہیں اندرونی اور بیرونی۔

قبل اس کے کہ قرآن کا نظریہ ترقی نسل انسانی کے متعلق آپ کے سامنے رکھا جائے یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ انسان کی تکمیل بحیثیت فرد یا قوم تبھی ہو سکتی ہے۔ جب کہ اس میں جسمانی اور روحانی ترقی موجود ہو۔ مگر یاد رہے کہ ہر دو ترقیوں کے دو پہلو ہیں اندرونی اور بیرونی جیسا قوت بازو کے ساتھ ساتھ ہاتھ میں تلوار کا ہونا۔ ایک انسان ہو سکتا ہے کہ خیالات کے لحاظ سے نہایت نیک ہو۔ اصلاح خلق کا جذبہ رکھتا ہو لیکن ضعیف و ناتوان ہونے کی حالت میں وہ بہت سے کاموں سے محروم رہ جائے گا۔ آئے دن کوئی نہ کوئی جسمانی عارضہ اسے لاحق رہے گا۔ جس کی وجہ سے وہ نمایاں اور خاطر خواہ حصہ نہیں لے سکیگا۔ جو کہ اس کی روح پر بھی اثر انداز ہوگا اور وہ روحانی پہلو کی تکمیل میں بھی اشد رکاوٹ محسوس کرے گا۔ اسی طرح اگر ایک انسان نہایت گرانڈیل ہو۔ شہ زور ہو۔ مگر اخلاق عالیہ۔ علوم اور روحانیت کے زیور سے عاری ہو تو وہ بھی دنیا میں باعزت اور شریفانہ زندگی نہیں گزار سکتا اور اسے کبھی بھی اطمینان قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔

قوموں کی حقیقی ترقی بھی اسی وقت ہوتی ہے جب کہ اس کے افراد جسم اور علم کی قوتوں سے مسلح ہوں۔ یہ ممکن ہے کہ جسم کے زور سے وحشیوں کا ایک گروہ کسی دوسرے گروہ پر غلبہ حاصل کرلے مگر اسے بربریت کے سوا کسی دوسرے لفظ سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ اجتماعی ترقی اور قومی بہبود کے متعلق ایک یہ نظریہ بھی ہے اور اس پر عمل ہے بھی کہ قوم کا ایک گروہ محض تکمیل علم میں معروف رہے جیسے مدبرین کہا جاتا ہے اور دوسرا گروہ محض جسمانی قوت کا مالک ہو جیسے فوج وغیرہ۔ تو اس صورت میں بھی ترقی ممکن ہے۔ یہ ترقی ہے مگر اغیار کے مقابلے پر لیکن اسلام جس ترقی کو سامنے رکھتا ہے وہ ہر فرد کی ذاتی ترقی ہے کہ وہ حیوانیت کے درجہ سے بلند ہو کر انسانیت کا جامہ زیب تن کرے۔ تو مذکورہ بالا صورت میں ہر دو گروہوں کو وہ راحت نصیب نہیں ہو سکتی جو کہ انفرادی اصلاح سے ممکن ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تقسیم کار نہیں ہونا چاہیئے۔ ہو اور ضرور ہو۔ مگر اس بات کا خیال رکھا جانا ضروری ہے کہ مدبر اور فوجی ہر فرد کی جسمانی اور روحانی ترقی ہو۔ کیونکہ حقیقی راحت کا مفہوم یہی ہے کہ ہر نوع بشر اپنی جگہ پر کامل راحت اور اطمینان محسوس کرے۔

میں عرض کر چکا ہوں کہ قرآن حکیم نے اس پہلو پر وضاحت سے روشنی ڈالی ہے۔ آپ ہر سورت کی ابتدا میں پڑھتے ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس اللہ کی استعانت سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

انسان اللہ تعالےٰ کی تائید کا محتاج ہے جس کا اظہار اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو روح اور جسم سے مرکب بنایا تو ضروری تھا کہ ہر دو کی ضروریات کو بھی بہم پہنچاتا۔ کیونکہ کائنات بشری کا انحصار جسم اور روح پر ہے تو ضروری تھا کہ انہی کی تکمیل پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا۔ اللہ تعالےٰ کی صفت رحمٰن ان امور کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جن کا تعلق جسمانی نشو و نما سے ہے۔ رحمان وہ ذات ہے جس کی محبت اور رحم کا اظہار عالم مادیت کی تخلیق کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ کہ اس نے صفت رحمانیت کو کام میں لا کر انسان کی پیدائش سے قبل ہی اس کی مادی ضروریات کا مکمل سامان مہیا کر رکھا۔ تاکہ اس کی جسمانی نشو و نما میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہو اور پھر اس کو اس درجہ وسعت دی کہ انسان انتہائی درجہ پر بھی پہنچ جائے تو بھی وہی کفیل ہو۔ اور صفت رحیمیت کا تعلق انسان کی جد و جہد سے وابستہ ہے۔ جو کہ روح کی قوت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اور اس صورت میں اللہ تعالےٰ کی صفت رحیمیت روحانی۔ علمی یا اخلاقی ترقی میں پوری پوری رہنمائی کے سامان اور غذا بہم پہنچاتی ہے۔ تو ایک مسلمان جس کے سامنے انسانیت کا مکمل نصب العین ہے۔ ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی ان دو صفات کو پیش نظر رکھ کر اس بات کو یاد کرتا ہے کہ اخلاق الٰہی کو اپنانے کے لئے وہ مادی اور روحانی ہر دو امور کو سامنے رکھیگا۔ اور ان میں سے کسی ایک سے آنکھیں بند نہیں کریگا۔ کیونکہ تخلقوا باخلاق اللہ میں اسی بات کا سبق دیا گیا ہے۔

قرآن حکیم کی دیگر آیات اس کی تائید میں ہیں۔ سورہ بقرہ میں اللہ تعالےٰ نے طالوت کے بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر ہونے پر اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے جیسا کہ فرمایا زادہٗ بسطۃ فی العلم والجسم (اس کو علم اور جسم سے حصہ وافر عطا فرمایا) بنی اسرائیل کے رؤسا معترض تھے کہ غریب اور عام انسان کو یہ عہدہ کیوں سپرد کیا گیا جبکہ اہل ثروت و خاندانی لوگ موجود تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسانی شرف اور ترقی کا راز دولت میں نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک انسان صاحب مال و ریاست ہو مگر فرعون۔ اس لئے حقیقی بزرگی اور کامیابی دو باتوں قوت جسمانی اور علم سے وابستہ ہے۔ کس قدر بلند حقیقت ہے۔ اقوام عالم کے عروج و زوال کی داستان اس سچائی کا عملی نقشہ ہے۔ نادر الوجود حالات کو چھوڑ کر ترقی یافتہ اقوام کی حالت کا جائزہ لو۔ تو یہ حقیقت آفتاب سے بھی زیادہ روشن نظر آئے گی۔ آج بھی اگر مغربی اقوام ربع مسکوں پر مسلط ہیں تو محض جسمانی اور علمی طاقت کے بل بوتے پر۔ اس بات کی تشریح کی ضرورت نہیں کہ علم قوت روح کا دوسرا نام اور روح کے مترادف ہے۔

نبی کریم صلعم نے اپنے مخصوص حالات کے پیش نظر ان ہر دو امور کو سامنے رکھا۔ عربوں میں قوت جسمانی کی تو کمی نہ تھی۔ تاہم تاجدار مدینہ صلعم خود ورزش جسمانی کے لئے مختلف ذرائع استعمال کرتے رہے۔ مگر اس سے بڑھ کر آپ نے علم کو ترویج دی۔ قرآن حکیم خود علم و حکمت کا مخزن تھا۔ اور حضور صلعم اس کے معلم۔ آپ اس کی تعلیم میں ہر لمحہ گزارنے کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ ہزارہا لوگوں نے قرآن کو حفظ کر لیا۔ مدینہ منورہ میں ہر جگہ درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ تو دینی علم تھا۔ اس کے علاوہ آپ نے نوشت و خواند کی طرف توجہ فرمائی۔ جنگ بدر کے قیدیوں سے مسلمانوں کی تعلیم کا کام لیا۔ نیز چند مسلمانوں کو عبرانی وغیرہ کی تحصیل کے لئے مقرر کیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ فرمایا "علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے" اور کہ "علم حاصل کرو اگرچہ چین جیسے دور دراز ملک ہی میں جانا پڑے" اور اس کے لئے عمر کا تقاضا نہیں "ماں کی گود سے لحد قبر تک اسے حاصل کرو۔"

یہ تو نبی اعظم صلعم کا عمل اور قول تھا۔ قرآن حکیم نے ایک ہی آیت میں دونوں باتوں کی تاکید کی ہے فرمایا واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ یعنی دشمن کے لئے جو قوت ممکن ہو سکے تیار کرو۔ اس قوت سے جسمانی اور علمی ہر دو قوتیں مراد ہیں۔ کیونکہ دشمن کی چالاکیوں کا مقابلہ محض جسم یا محض علم سے آج تک نہ کسی قوم نے کیا ہے اور نہ کرے گی۔ واقعات اس پر شاہد ہیں۔ اور طالوت کی استعدادوں کا ذکر کرتے ہوئے جسم اور علم دونو کا تذکرہ کر کے اللہ تعالےٰ نے واضح کر دیا ہے کہ کامیابی کے لئے دونوں قوتوں کا ہونا ضروری ہے۔ اگر محض ایک ہی درکار ہوتی تو دوسرے کے ذکر کی نوبت ہی نہ آتی۔ ہاں اس بات کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے کہ قرآن حکیم نے علم کو جسم پر مقدم رکھا ہے۔ اور یہ ہے بھی درست۔ کیونکہ علم ہی بیرونی جسمانی اور مادی قوتوں کی صحیح نشو و نما اور تحصیل کا واحد ذریعہ ہے اور اسی کی کمی بیشی پر مادی طاقت کی کمی بیشی کا انحصار ہے یہ ایک قوت ہے جو کہ جسم کو منزل مقصود کی طرف دھکیلتی ہے۔ تو قرآن حکیم نے ہمارے سامنے اس حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ اس پر غور کر کے قومی ترقی کے لئے اس کی ہدایات کے مطابق راہ عمل اختیار کریں۔

درخواست دعا چوہدری رحمت علی ہیڈ دفتر سکرٹری انجمن کا بچہ علیل ہے۔ تمام احباب اسکی صحت کیلئے دعا کریں

مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق
جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے نقطہ نظر سے

(از سید محمد امین صاحب گیلانی)

جس دن سے قادیانی خلافت کی حقیقت شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری پر آشکارا ہوئی ہے اور انہوں نے میاں صاحب سے علیحدگی کا اعلان کیا ہے۔ قادیانی علماء میاں صاحب کے لئے "مقام محمود کی رفعت" "شان محمود" اور کبھی حضرت مسیح موعود کی اولاد ہونے کی وجہ سے پاکیزگی کی سندات مرتب کر رہے ہیں۔ اپنی مضامین میں جہاں علماء سے ثبت اور دلائل کی توقع ہو سکتی تھی۔ انہوں نے جناب میاں صاحب کو مصلح موعود کی پیشگوئی کا بھی مصداق قرار دیا ہے اور اتنے بڑے دعویٰ کی تائید میں حضرت سیدنا مسیح موعودؑ کی بعض تحریرات کو پیش کیا ہے۔ مثلاً حضرت صاحب کے یہ ارشادات :-

(۱) مظھر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء

(۲) بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

ان مقامات پر جس فرزند ارجمند کی بشارت کا ذکر ہے وہ قادیانی علماء کے نزدیک جناب میاں صاحب ہی ہیں۔ لیکن اگر ایسے موقعہ پر ہم حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی تحریر پیش کریں یا واقعات حاضرہ کو سامنے رکھ کر قادیانی علماء سے تقویٰ اور دیانت کی توقع کریں تو مجھے امید کامل ہے کہ وہ پھر بھی اپنی اضطراری حالت کے ماتحت رجوع الی الحق نہیں کریں گے۔ اس واسطے میں جناب میاں صاحب کی اپنی تشریح مصلح موعود کے بارہ میں قادیانی علماء کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور امید رکھوں گا کہ مجھے اس تشریح کا جواب ملیگا جو تشریح آج سے ۴۹ سال قبل جناب میاں صاحب نے کی ہے اور اس وقت یہ تشریح تمام احمدی احباب کے نزدیک صحیح تھی تو کیا وجہ ہے کہ آج اس طرح کہنے والے کو حضرت مسیح موعود کا عدو شمار کیا جاتا ہے اور یہ کوشش کی جاتی ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے اس پیشگوئی کا مصداق حضرت مسیح موعودؑ کے صلبی بیٹوں میں سے ہی کسی ایک کو قرار دیا جائے۔ اگرچہ واقعات و قرائن اس کی اجازت نہ دیتے ہوں

جناب میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کی وفات پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے" یہ کتاب ۱۰ر جولائی ۱۹۰۸ء کو شائع ہوئی ہے۔

اس کی وجہ تصنیف سرورق پر یوں بیان کی گئی ہے :-

"حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں یہ کتاب لکھی گئی"

اس کتاب کے صفحہ ۴۸ تا ۵۱ پر مصلح موعود کی پیشگوئی پر بحث فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"تیسری بات جس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ وہ پانچویں بیٹے کی پیشگوئی ہے جس کی نسبت مخالفین سلسلہ کا خیال ہے کہ وہ اب تک پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ حضرت اقدسؑ نے مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ پر صاف طور سے لکھا تھا کہ بشرنی بخامسٍ فی حین من الاحیان یعنی مجھے ایک پانچویں لڑکے کی بشارت دی گئی ہے اور اسی طرح اور بہت سے الہامات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے ہاں ایک اور لڑکا پیدا ہونے والا ہے مثلاً یہ کہ انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک ساھب لک غلامًا زکیا۔ رب ھب لی ذریۃ طیبۃ انا نبشرک بغلام اسمہ یحیٰی۔ مظھر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ مگر ان پیشگوئیوں کے ساتھ ہی مخالفین کو یاد رکھنا چاہئیے کہ حضرت اقدس کا ایک الہام ہے جو کہ اخبار الحکم ۳۰ر جون ۱۸۹۹ء کو شائع ہو چکا ہے یعنی انی اسقط من اللہ واصیبہ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہوں اور اسی کی طرف جاتا ہوں۔ پھر اس کے بعد الہام ہوا "کفی ھذا" اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ یہ مبارک احمد کی ولادت کے وقت کے الہام ہیں۔ اب ہر ایک غور کرنے والا انسان سمجھ سکتا ہے کہ پہلے الہام سے تو ثابت ہوتا تھا کہ ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔ جو بچپن میں ہی فوت ہو جائے گا۔ اور دوسرے الہام کے یہ معنی ہیں کہ یہ نسل یا یہ اولاد کافی ہے۔ اور اب اس کے بعد کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوگی۔ چنانچہ پہلے الہام کے مطابق مبارک احمد آٹھ سال کی عمر میں ہی فوت ہو گیا اور دوسرے الہام کے مطابق آپ کے ہاں اور کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوئی۔ اور تین چار برس کا عرصہ گذرا کہ آپ کو الہام ہوا کہ انا نبشرک بغلام اور اس الہام کو آپ نے اپنے پوتے پر لگایا۔ کیونکہ جب دونوں کلام خدا کی طرف سے تھے تو ان میں تناقض نہیں ہونا چاہئیے تھا اور دونو ایک دوسرے کے مطابق ہونے چاہئے تھے۔ چنانچہ ملہم نے بھی اسی بات کے خیال سے آئندہ بیٹے کے الہام کو اپنے پوتے پر چسپاں کیا۔ کیونکہ پوتا بھی بیٹے کے قائمقام ہوتا ہے۔ پس اس کے بعد لازم ہے کہ ہر ایک الہام جو آئندہ بیٹے کی نسبت ہو۔ وہ آئندہ نسل کیلئے ہو۔ اور پھر یہ بھی غور کرنا چاہئیے کہ زبان کے لحاظ سے بھی بیٹا آئندہ نسل کے کسی فرد پر بھی بولا جاتا ہے۔ چنانچہ عربی میں اس طرح کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اکثر قبیلوں کے نام ان کے کسی بزرگ کے نام پر ہوتے ہیں اور وہ اس کی اولاد کہلاتے ہیں جیسے۔ بنو ہاشم اور بنی قریظہ کے دو قبیلے جو کہ اور مدینہ کے مسلمانوں کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایک تو وہ قبیلہ ہے جس سے نور اسلام کا درخت اگا اور ایک وہ ہے جس نے اس کے تباہ کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اور بنی امیہ کی خلافت اور بنی عباس کی سلطنت بھی فراموش نہیں کی جا سکتیں۔ اے دلوں کے اندھو! غور کرو! کیا ہارون الرشید اور مامون الرشید عباس کے بیٹے تھے یا خلیفہ مروان اور عمر بن عبدالعزیز امیہ کے لڑکے تھے؟ ہاں ذرا تدبر سے کام لو اور دیکھو کہ حضرت اقدسؑ کا ایک الہام ہے جو آج سے تیس برس پہلے شائع ہو چکا ہے کہ ینقطع من اٰبائک ویبدء منک یعنی آئندہ تیرے بزرگوں کا نام مٹا دیا جائیگا اور تیری نسل کا نام تجھ سے روشن ہوگا اور دوسرے یہ کہ اوروں کی نسل ہلاک کی جائیگی اور آپ کی رکھی جائیگی۔ مگر وہ جو تقویٰ اختیار کریں اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ مگر بہرحال آئندہ نسل آپ کے نام پر شروع ہوگی اور آپ کی اولاد کہلائیگی۔ سو اگر اس الہام کی بنا پر ایک آئندہ ہونیوالے لڑکے کی بشارت اس رنگ میں دیدی گئی کہ وہ تیری ہی اولاد سے ہوگا۔ تو کیا حرج ہوا جب دنیا اپنے طور پر ایک شخص کو صدیاں گزرنے کے بعد بھی ایک دوسرے شخص کا بیٹا قرار دیتی ہے اور عمر بن عبدالعزیز اور ہارون الرشید امیہ اور عباس کے لڑکے کہلاتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود کی نسل میں سے کسی آئندہ ہونے والے لڑکے کو ان کے لڑکے کے نام سے پکار نہ سکے۔ کیا وہ کام جس کا انسان کو اختیار ہے خدا اس کے کرنے سے معذور ہے؟ ....

.... قرآن شریف میں صاف آتا ہے وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ ھو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمّٰکم المسلمین (پارہ ۱۷ سورہ حج رکوع ۱۰) اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لئے دین میں کوئی تنگی۔ وہ دین جو تمہارے باپ ابراہیم کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اب کیا ان آیات سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کے باپ کا نام ابراہیم ہونا ہے نہیں ہرگز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو حضرت ابراہیم کی طرز پر کام کرتا ہے اور ان کے نقش قدم پر چلتا ہے اور اسلام قبول کرتا ہے۔ وہ خدا کے نزدیک ایسا ہے جیسے حضرت ابراہیم کا بیٹا۔ ورنہ یہ بات تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کی سینکڑوں قومیں ایسی ہیں جو اسلام میں داخل ہیں۔ مگر حضرت ابراہیم کی نسل سے نہیں اور نہ ان کی قوم کا حضرت ابراہیم کے خاندان سے کوئی تعلق ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ نے ہر ایک اس شخص کو جو مسلمان ہوتا ہے اور خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے حضرت ابراہیم کا بیٹا قرار دیا اور بیٹے کے لفظ کو اس قدر وسیع کر دیا کہ بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل کی بھی کوئی شرط نہ رکھی تو پھر اگر آج اس خدا نے حضرت مسیح موعود کی نسل میں سے کسی کو انہیں کا بیٹا قرار دیا تو کیا حرج ہے جبکہ آج سب کروڑ انسان جو مسلمان کہلاتے ہیں خواہ عرب کے رہنے والے ہوں یا شام کے غرضکہ ایران، افغانستان، ہندوستان، چین، جاپان کے علاوہ یورپ و امریکہ کے باشندے بھی حضرت ابراہیم کے بیٹے کہلا سکتے اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں ان کو ابراہیم کے بیٹے قرار دیتا ہے۔ تو ایک شخص کو اگر حضرت مسیح موعود کا بیٹا قرار دیا گیا تو کیا غضب ہوا .... پس صاف ظاہر ہے کہ وہ الہامات کسی آئندہ نسل کے و تے کی نسبت تھے۔ خواہ پوتا ہو یا پڑپوتا یا کچھ مدت بعد ہو"

اگر اس وقت اس قسم کی تشریح مان کر احمدیہ جماعت لاہور حضرت مسیح موعود کی دشمن کہلا سکتی ہے۔ تو کیا میاں صاحب اس تشریح کے باوجود مصلح موعود کے منصب پر زبردستی کھڑے کئے جا سکتے ہیں؟

فاعتبروا یا اولی الالباب

رفتار عالم

ہندوستان

— کلکتہ ۹ نومبر۔ آج سہ پہر گاندھی جی نے بارک پور گورنمنٹ ہاؤس میں ہز ایکسیلنسی گورنر بنگال سے ملاقات کی۔ دو گھنٹے تک بنگال کے سیاسی نظر بندوں اور قیدیوں کی رہائی کے مسئلہ پر گفتگو ہوتی رہی۔ گاندھی جی نے اخبارات کے نمائندوں کو ملاقات کی روئیداد بتانے سے انکار کر دیا۔

— یہ امر قابل ذکر ہے کہ نامور ہندی شاعر ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور گاندھی جی کے ہمراہ گورنر سے ملاقات کیلئے گئے۔ جو کلکتہ کی چند مشہور کانگریسیوں میں سے ہیں۔ گاندھی جی کی آسائش کیلئے تمام سامان مہیا کئے گئے تھے۔

— لاہور ۹ نومبر۔ بیٹھی، فرزند بانی انجمن کا ایک تار اخبارات میں چھپا ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ ۸ نومبر کو قادیان میں ایک خاص کانفرنس میں اس معاملہ پر غور کیا گیا کہ قادیانیوں کو مسلم لیگ اور کانگریس دونوں میں سے کس سیاسی جماعت کے ساتھ ملنا چاہئے۔ فیصلہ یہ ہوا کہ دونوں جماعتوں کو اپنے اپنے اصول و قواعد بھیجنے کیلئے لکھا جائے تاکہ ان پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا جا سکے۔

— اخباروں میں اس کے متعلق جو خبر شائع ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں جماعتوں یعنی مسلم لیگ اور کانگریس سے "شرائط" معلوم کرنے کا فیصلہ ہوا ہے۔

— شیخوپورہ ۹ نومبر۔ یہاں سے ۲۰ میل دور ایک قصبہ خانقاہ ڈوگراں میں ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ ۴ مسلمان شدید زخمی ہوئے۔

— نئی دہلی ۹ نومبر۔ سر ظفر اللہ خاں آج لندن سے یہاں پہنچ گئے ہیں۔ سرکاری حکام کی طرف سے ریلوے اسٹیشن پر ان کا خیر مقدم کیا گیا۔

— بندے ماترم کے متعلق سلمانوں کو جو اعتراضات ہیں۔ ان کے پیش نظر کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ اس گیت کے صرف پہلے دو بند گائے جایا کریں۔

— علیگڑھ میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات تاحال کشیدہ ہیں۔ حکام مصالحت کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

— حکومت پنجاب نے روزنامہ "خلافت" کی ایک ہزار کی ضمانت ضبط کر لی ہے۔

— بمبئی ۸ نومبر۔ مسلم لیگ کی ایک قرارداد کے مطابق یہاں کے سلمان آج پنڈت پنت وزیر اعظم صوبجات متحدہ کی آمد پر شور اور احتجاجی ہڑتال کی گئی۔ پنڈت جی کے خیر مقدم کے مظاہرے میں مسلمان بے تعلق رہے۔ البتہ احراری ان کے جلوس میں شامل ہوئے۔

ممالک خارجہ

— فلسطین کے موجودہ حالات کی وجہ سے دیگر اسلامی ممالک کی طرح ترکی میں بھی یہودیوں کے خلاف مخالفانہ جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔ ترکی کے سابق وزیر زراعت نے قومی مجلس (پارلیمنٹ) میں ایک مسودہ قانون پیش کیا ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ عالمگیر شہرت رکھنے والے یہودی ماہرین فنون کے علاوہ تمام یہودیوں کا داخلہ ترکی میں ممنوع قرار دیا جائے۔ امید ہے یہ مسودہ جلد قانونی صورت اختیار کر لیگا۔

— تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہسپانیہ کی خانہ جنگی کا نیا دور عنقریب شروع ہونے والا ہے حکومت پے در پے ... شکستوں کے باوجود باغیوں کی سرکوبی کے لئے وسیع پیمانہ پر تیاریاں کر رہی ہے

— بیت المقدس ۹ نومبر۔ فلسطین کے حالات بدستور ہیں۔ عربوں پر تشدد کا سلسلہ جاری ہے۔ آج یہاں دو فوجی سپاہیوں کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا ہے۔ ۹ نومبر کو پانچ یہودیوں کو گولی سے ہلاک کر دیا گیا۔

— چین و جاپان کے درمیان جنگ بدستور جاری ہے جاپان کئی کامیابیاں حاصل کر چکا ہے لیکن چینی بھی جاپانیوں کا جان توڑ مقابلہ کر رہے ہیں۔

— چین کے جنرل چیانگ کائی شیک نے اعلان کیا ہے کہ چینی ہرگز اس خیال کی تائید نہیں کر سکتے کہ مشرق بعید کی جنگ کے تصفیہ کے لئے چین و جاپان کے درمیان گفت و شنید ہو۔ نیز یہ بھی کہا ہے کہ ہم اس وقت تک جنگ کو جاری رکھنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں جب تک مشرق بعید میں انصاف قائم نہیں ہو جاتا۔

— نانکن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جنرل چیانگ کائی شیک نے مدافعت کے سلسلہ کو جاری رکھنے کا عزم راسخ کر رکھا ہے۔ گذشتہ ناکامیوں نے چین کے فوجی حکام کے حوصلے پست نہیں کئے۔ نہ چینی افواج کے پائے ثبات کو لغزش آئی ہے۔ وہ ہتھیار ڈالنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔

— مصری اخبار رقمطراز ہیں کہ عرب ممالک کے تاجداروں نے برطانیہ اور حکومت فلسطین سے مطالبہ کیا ہے کہ موجودہ ایجی ٹیشن کے درمیان جن عرب زعما کو جلا وطن کیا گیا ہے انہیں واپس آنے کی اجازت دی جائے۔

— لندن ۸ نومبر۔ انگلستان کے سابق وزیر اعظم اور لیبر پارٹی کے سابق لیڈر مسٹر ریمزے میکڈانلڈ جنوبی امریکہ کو جاتے ہوئے جہاز پر فوت ہو گئے۔ متوفی کو طویل عرصہ سے اختلاج قلب کا عارضہ تھا۔ طبی مشورہ کی بنا پر وہ بحالی صحت کیلئے جنوبی امریکہ جا رہے تھے۔ اس سفر میں ان کی صاحبزادی ہمراہ تھیں۔ لاش کو واپس انگلستان لانے کیلئے محفوظ کر لیا ہے۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ محمدا ولد بابا ذات کالرا سکنہ چک ... تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہٰذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۳۷ ـ ۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ نادر ولد سماں ذات جٹ دانان سکنہ کوٹ سماعیل تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۹ ۱۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۶ ـ ۱۰/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ بہادر شاہ ولد شہابل ذات سید سکنہ حویلی شیخ راجو تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۵ ۱۲/۳۸ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷ ـ ۹/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ فرید ولد محبت ذات سیال بھروانہ سکنہ موضع بیر والہ جنوبی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۷ ۳/۳۸ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۶ ـ ۹/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ مکند لال ولد ملک امیر چند ذات نگیانہ سکنہ ... تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۷ ۳/۳۸ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷ ـ ۹/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ سردارہ ولد چراغ وسیال ولد سرارہ ذات بلوچ سکنہ چک نمبر ۲۱۶ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۷ ۳/۳۸ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۶ ـ ۹/۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

قُل یٰاَہْلَ الکِتٰبِ تَعَالَوا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْہَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نزے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلحُ خَیرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۷۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے

طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور ـ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۷۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ماموروں کی تکذیب کیوجہ سے کب عذاب الٰہی آتا ہے؟

صرف تکذیب کرنے سے جو محض سادگی کی بنا پر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس دنیا میں سزا نہیں دیا کرتا لیکن جب تکذیب کرنیوالا شرافت اور انسانیت کی حدود سے نکل کر شوخی بیحیائی اور دریدہ دہنی سے اعتراض کرتا ہے اور صرف اعتراضات کی حد تک ہی نہیں رہتا بلکہ ہر قسم کی ایذا دہی اور تکلیف رسانی کے منصوبے کرتا ہے اور پھر اُن میں حد تجاوز سے گذر جاتا ہے۔ اُسوقت اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے اور وہ اپنے مامور و مرسل کی حمایت میں اسکے مخالف ظالموں کو ہلاک کر دیتا ہے جس طرح کہ نوحؑ کی قوم کو ہلاک کیا یا حضرت لوطؑ کی قوم کو اس قسم کے عذاب ہمیشہ ان شرارتوں اور مظالم کی وجہ سے نازل ہوا کرتے ہیں جو خدا کے ماموروں اور انکی جماعت پر کئے جاتے ہیں ورنہ نری تکذیب کی سزا اس دنیا میں نہیں دی جاتی بلکہ اس کا معاملہ الگ ہوتا ہے اور ایسی تکذیب کی سزا کیلئے اُسنے ایک اور عالم رکھا ہوا ہے کسی قوم پر جو عذاب آیا کرتے ہیں۔ وہ مامور کی تکذیب کو ایذا کے درجے تک پہنچانے سے آتے ہیں اور تکذیب کو استہزا اور ٹھٹھے کے رنگ میں بدل دینے سے آتے ہیں۔ اگر محض نرمی اور شرافت سے یہ کہا جائے کہ مجھے فلاں معاملہ کی سمجھ نہیں آئی اس لئے مجھے اسکے ماننے میں تامل ہے تو ایسا انکار خدا کے عذاب کو کھینچ کر لانیوالا نہیں ہے کیونکہ یہ تو صرف سادگی اور کمی علم کی وجہ سے ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر نوحؑ کی قوم کے اعتراضات شریفانہ رنگ میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ انہیں نہ پکڑتا۔ جملہ اقوام محض اپنی کرتوتوں کی پاداش میں سزا پاتی ہیں۔

(۲۷ر دسمبر ۱۹۰۱ء)

ماہ رمضان المبارک میں

نماز تہجد

ہر ایک احمدی اپنے اوپر فرض کرلے

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں ماہ رمضان المبارک کے مجاہدات کا ذکر کرتے ہوئے نماز تہجد کی خاص طور پر تاکید ان الفاظ میں فرمائی کہ "مسلمان ماہ رمضان میں سحری کے لئے اُٹھتے تو ہیں لیکن ان کے دل ذکر الٰہی سے روشن نہیں ہوتے کیونکہ وہ تہجد نہیں پڑھتے حضرت نبی کریم صلعم کی سنت یہی ہے کہ رمضان میں نماز تہجد کو لازم کر لیا جائے۔ آپ کم از کم رمضان کے مہینے میں اس کو اپنے اوپر فرض کریں نہ صرف خود تہجد کے لئے اُٹھیں بلکہ اپنے بیوی بچوں اور تمام گھر والوں کو بھی ذکر الٰہی میں شریک کریں حضرت نبی کریم صلعم بھی اپنی بیویوں کو تہجد کے لئے اُٹھا دیا کرتے تھے ...... میں چاہتا ہوں کہ .... جس طرح مسلمانوں کے گھروں میں سحری کے لئے اُٹھنا عام ہے اسی طرح احمدی گھروں میں تہجد کے لئے اُٹھنا عام ہو جائے۔

(خطبہ جمعہ ۵ر نومبر مطبوعہ پیغام صلح ۸ر نومبر ۱۹۳۷ء)

اُمید ہے احباب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے پیش نظر نماز تہجد پوری پابندی سے پڑھ رہے ہوں گے۔ اگر بعض دوست تاحال اس نعمت سے محروم ہوں تو انہیں فوراً نماز تہجد شروع کر دینی چاہئے اور ماہ رمضان کے قیمتی و بابرکت ایام غفلت و سستی میں رائیگان نہ جانے دینا چاہئے تہجد کی دعاؤں کا مفصل ذکر اخبار میں علیحدہ آ چکا ہے ۔

مکتوب برلن

حضرت مولانا صدر الدین صاحب

کی قیام برلن کے دوران میں شاندار دینی و تبلیغی خدمات

(از جناب مولوی نظیر الاسلام صاحب ایم اے)

لا یمسہ الا المطہرون

یوں تو ہزاروں لوگوں کو قرآن دانی کا دعویٰ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ فہم قرآن صرف خدا داد بات ہے اور جن لوگوں کو خدا تعالیٰ سے لگاؤ اور اس کے رسول سے سچی محبت ہوتی ہے وہی اس پیارے کلام کو صحیح طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کو قرآن کریم سے اور رسول اکرم سے اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا روحانی تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور ان میں کسی طرح کی غیریت باقی نہیں رہتی۔

عربی دانی اور قرآن دانی ایک چیز نہیں ہیں

بعض دوست اس غلط خیال پر ابھی تک مصر ہیں کہ عربی دانی اور قرآن دانی ایک چیز ہیں۔ حالانکہ یہ خیال درست نہیں۔ قرآن سمجھنے کے لئے بیشک عربی جاننے کی ضرورت ہے لیکن یہ ہرگز ضروری نہیں کہ عربی پڑھا ہوا ہو یا جس کی مادری زبان عربی ہو وہ قرآن بھی جانتا ہو۔ قرآن کے فہم کیلئے علاوہ عربی دانی کے عشق رسول اور عشق قرآن اور اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی ازحد ضرورت ہے بغیر اس کے قرآنی معارف نہیں کھلتے۔ اور اسی بات کی طرف اشارہ ہے لا یمسہ الا المطہرون۔ "تفسیریں لکھ ڈالنا اور صرف و نحو۔ معانی و بیان یا منطق اور فلسفہ کی بحث سے صفحات بھر دینا کچھ اور ہے اور قرآن کریم کے حقیقی پیغام اور مطلب کو پانا کچھ اور ہے۔

مولانا کی قرآن شریف اور نبی کریم صلعم سے محبت

حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب جو کہ جرمن ترجمہ قرآن کی خاطر برلن تشریف لائے ہوئے تھے اور جو اب اس مبارک اور اہم کام کو اپنے حسب منشا سرانجام دے کر واپس ہندوستان تشریف لے گئے ہیں کے اسم گرامی سے لوگ ناواقف نہیں۔ ہندوستان بھر میں لوگ جانتے ہیں کہ جناب مولانا موصوف کو قرآن پاک سے حضرت رسول مقبول سے خاص محبت ہے اور آپ کے لیکچر اور وعظ اکثر سیرت نبوی پر ہوتے ہیں جو اپنی مثال آپ ہی ہیں۔

مولانا ممدوح کے عشق قرآن کا کرشمہ

حضرت مولانا صاحب اپریل سے لے کر اکتوبر تک یہاں مقیم رہے ہیں۔ اس چھ ماہ کے عرصہ میں آپ نے قرآن کریم کی خاطر اس قدر محنت کی ہے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ صبح ۸ بجے سے لیکر رات کے گیارہ بجے تک آپ نے متواتر کام کیا ہے اور آپ کے کام کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ تین جرمن جو مختلف کاموں پر مقرر کئے ہوئے تھے بیچارے مشین بن کر رہ گئے تھے وہ کہتے تھے کہ ہمیں سمجھ نہیں آتی یہ شخص اس قدر بے نظیر اور ان تھک طاقت کا مالک ہے۔ کچھ عرصہ کے لئے آپ کی صحت بھی خراب ہوگئی اور ڈاکٹر نے آپ کو کام کرنے سے منع کر دیا لیکن آپ نے قرآن کی خاطر صحت کی پرواہ نہیں کی اور کام کو اسی رفتار سے جاری رکھا۔ کام کی کثرت اس قدر تھی کہ مولانا موصوف روانگی کے دن بھی اسی کام میں مصروف تھے۔ اور غالباً اسٹیشن پر بھی قرآن شریف کے متعلق ہدایات دیتے رہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام آپ کی حسب خواہش انجام پا گیا ہے اور اب پریس میں ہے۔ اور انشاء اللہ چند ماہ کے اندر طبع ہو کر آپ حضرات کے سامنے آ جائے گا۔

قرآن پاک کی معجزانہ کشش

قرآن کریم کے اندر ایک عجیب طاقت ہے جو اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ جو جرمن عالم حضرت مولانا کے ساتھ ترجمہ کا کام کرتے تھے وہ دوران ترجمہ میں بمع اپنی اہلیہ محترمہ کے مسلمان ہو گئے۔ مولانا صاحب نے اس نو مسلم عالم کا نام ناصر الدین رکھا ہے یہ صاحب جرمن زبان کے علاوہ انگریزی، فرانسیسی، ہسپانوی۔ لاطینی زبانوں کے ماہر ہیں۔ اور اب اسلام کا مطالعہ کر رہے ہیں تاکہ اپنی قوم کو تبلیغ کر سکیں۔

جرمن مسلم سوسائٹی کے اجلاس میں مولانا کی پُر اثر تقریر

۸ اکتوبر کو جرمن مسلم سوسائٹی کی درخواست پر حضرت مولانا صاحب نے برلن مسجد میں ایک عظیم الشان لیکچر "اسلام کی تعلیم" پر دیا۔ لوگ بہت زیادہ تعداد میں آئے ہوئے تھے جن کے لئے خاص انتظام کرنا پڑا۔ حضرت مولانا صاحب نے قرآن شریف کے بعض حصص کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ کر سنائی جس میں اسلام کی تعلیم پر خاص روشنی ڈالی گئی تھی لوگوں پر غیر معمولی اثر ہوا اور لیکچر کے اختتام پر ایک بہت بڑے عالم پادری آپ سے ملنے گئے اور شکریہ ادا کیا کہ اس احسن طریقہ پر ہم نے آج تک اسلام کی تعلیم پر گفتگو نہیں سنی۔

ایک قابل ڈاکٹر کا قبول اسلام

اس لیکچر کے اثر سے چند دن بعد ایک نہایت ہی قابل ڈاکٹر نے حضرت مولانا صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ ان کا نام Dr. Dowe [illegible] ہے۔ ان کو اسلام سے وہ محبت ہے کہ جس کا اندازہ لگانا کم از کم میری طاقت سے باہر ہے۔

جرمن مسلم سوسائٹی کی الوداعی پارٹی

اسی سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مورخہ ۲۴ اکتوبر کو حضرت مولانا صاحب کو جرمن مسلم سوسائٹی نے الوداعی پارٹی دی۔ حضرت مولانا صاحب نے ایک مختصر مگر موثر تقریر کی جس میں اسلام کی خوبیاں اور رسول کریم صلعم کے احسانات پر روشنی ڈالی جس سے لوگ آپ پر شیدا ہو گئے تھے اور چاہتے تھے کہ آپ ان کے پاس ہی رہیں مگر مولانا صاحب نے نہ مانا۔

ایک اعلیٰ طبقہ کی جرمن خاتون کا قبول اسلام

اس مختصر سی تقریر کے اثر سے جو جرمن ترجمۃ القرآن میں لی گئی تھی ایک نہایت اعلیٰ طبقہ کی ایک جرمن خاتون نے دوسرے دن حضرت مولانا صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ نومسلمہ خاتون کا نام اس کی حسب درخواست مولانا صاحب نے جمیلہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو استقلال عطا فرمائے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کی عمر میں برکت ڈالے اور اس سے بڑھکر اسلام کی اور مسلمانوں کی خدمت کا موقع دے آمین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(نظیر الاسلام)

قادیانی استدلال کے نمونے

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

آجکل "الفضل" کا تمام زور اس امر پہ خرچ ہو رہا ہے کہ جماعت احمدیہ کو بدنام کرے اور جو اصل الزامات ہیں جنہیں وہ خوب جانتا ہے ان کا تو وہ نام نہیں لیتا جس پر الزامات ہیں اس کا دامن پاک ثابت کرنے کے لئے جذبات کو اپیل پر اپیل کی جاتی ہے مگر اپنے مخلصین کو پبلک طور پر باقاعدہ الزامات پیش کرنے کی بھی مہلت نہیں دی جاتی بلکہ جس نے قادیانی طرز کلام پر قادیانی عذروں کو باطل ثابت کرنے کے لئے اصل حقیقت کا اظہار کرنے میں جلدی کی اسے خنجر سے قتل کر ڈالا اور باقی لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے طرح طرح کے بیجا ذرائع اختیار کر کے ان پر زندگی دوبھر کر رکھی ہے اور خیال یہ ہے کہ تنگ ہو کر آخر "خلیفۃ المسیح" کے سامنے جھکیں گے۔ تو حضور لا تثریب علیکم کہہ کر معاف فرمائیں گے اور یوسف موعود ثابت ہونگے اور اسیروں کی رستگاری ہوگی۔

ان حالات میں اگر "پیغام صلح" میں ایک روسی "خلیفۃ المسیح" کا حال چھپتا ہے تو قادیانی اُسے اپنے "خلیفۃ المسیح" کے حق میں سمجھ کر سید اختر حسین صاحب کو کوستے ہیں۔ حالانکہ راسپوٹین نے خلیفۃ المسیح ہونیکا دعویٰ کیا اور اس دعوے کے ساتھ روس میں جو اخلاقی اور سیاسی تباہی واقع ہوئی وہ ایک امر واقع ہے مگر

چور کی داڑھی میں تنکا

مشہور ہے۔ اور قادیانیوں کا شور اس کی تصدیق ہے۔

۲۰ اکتوبر کے "الفضل" میں کسی وزیر آبادی صاحب نے مجھ پر بھی نظر عنایت فرمائی ہے اور لکھا ہے کہ میں نے اُسے حرامزادہ کہا تھا۔ حالانکہ یہ ان کا مجھ پر افترا ہے۔ اگر وہ دیانتدار ہوتا تو تمام واقعہ صحیح صحیح لکھ دیتا تو پھر انہیں خود ہی اپنے آئینہ میں اپنی صحیح شکل نظر آ جاتی اور وہ ندامت سے پانی پانی ہو جاتا ہے۔ مجھ پر نظر عنایت فرماتے ہوئے وزیر آبادی صاحب نے ایک جھوٹ بولا تو "الفضل" نے اس پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے یہ لکھ دیا ہے کہ آجکل لاہوری احمدی جماعت بوجہ اپنے امیر کے اشتعال انگیز خطبوں اور خطوط کے حد سے تجاوز کر کے بہت سخت بدتمیزی پر اتر آئی ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبے اور خطوط تو واقعات پر مبنی ہیں اور تہذیب شرافت کی پوری رعایت کے ساتھ شائع کئے گئے ہیں۔ اور میں تو چاہتا ہوں کہ کم از کم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے وہ خطوط ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کر کے ہر قادیانی تک پہنچائے جائیں تاکہ انہیں اصلیت معلوم ہو ورنہ وہ غریب تو "الفضل" کی بات کو سن کر یہی سمجھتے ہیں کہ ضرور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اشتعال دلایا ہوگا۔ حالانکہ معاملہ بالکل برعکس ہے۔

شیخ مصری نے (خدا ان کا معاون و مددگار ہو اور ہم لوگوں نے جب یہ لکھا کہ مولانا فخر الدین صاحب مرحوم مغفور کا قتل جناب "خلیفۃ المسیح" کی آگ لگا دینے والی تقریروں کا نتیجہ ہے۔ اور یقیناً یہی سچ ہے۔ ہاں اس میں بھی شک نہیں اس آگ کو بڑھانے میں مولوی اللہ دتہ صاحب کا بھی ہاتھ ہے اور میر اسحٰق صاحب نے بھی بہت حصہ لیا ہے۔ مگر یہ دونوں اصحاب دراصل "خلیفہ صاحب" کے ہی منشا کو پورا کرنے والے تھے۔ اس لئے اصل ذمہ داری جناب "خلیفۃ المسیح" صاحب پر ہی پڑتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس بنا پر کہ چونکہ میاں محمود احمد صاحب نے اعلان کر دیا ہے کہ آئندہ اگر کوئی قادیانی ایسی حرکت کریگا جیسی کہ مولوی فخر الدین صاحب کیساتھ کی گئی تو اسے وہ اپنی جماعت سے نکال دیں گے۔*

*بہرحال اگر قادیانی اعتراض درست ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریروں اور تقریروں سے احمدی جماعت متاثر و مشتعل ہو کر حد اعتدال سے تجاوز کر رہی ہے تو پھر قادیانی جماعت کا موجودہ کامیاب قاتلانہ حملہ اور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور اہل بیت قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵ یوم چہارشنبہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۵۶ ہجری نمبر ۷۱

قادیانی جماعت اور کانگرس

محمودی سیاست کے مرغ بادنما کا نیا رخ

جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں بالکل سچ فرمایا تھا کہ:-

"سیاست کا خون جس کسی کے منہ کو لگ جاتا ہے تو پھر وہ اسے نہیں چھوڑ سکتا اور اسکے اندر ہی اندر گھستا چلا جاتا ہے۔"
(برکات خلافت ۱۹۱۴ء صفحہ ۵۹)

اس قول کی صداقت پر خود ان کا اور انکی جماعت کا طرز عمل اور اسکے عبرت انگیز نتائج گواہ ہیں۔ سب سے پہلے جب قادیانی جماعت نے سیاست کی دلدل میں قدم رکھا اور اس خون کا ان کو چسکا پڑا تو حکومت انگریزی کی اندھی عقیدت و وفاداری کو انہوں نے اپنا شعار بنایا حکام کی کاسہ لیسی کی جانے لگی۔ خدمت دین و اشاعت قرآن کے مقصد کو فراموش کرکے قادیانیوں نے اپنے واجب الاطاعت خلیفہ کی زیر ہدایت ہر اس تحریک کی مخالفت اپنا فرض قرار دے لیا جس کو کہ حکومت انگریزی اپنے لئے ضرر رساں سمجھتی تھی بنگال کے انارکسٹ، کانگریسی، خلافتی غرضیکہ کوئی بھی ان کی "عنایات" سے محروم نہ رہا۔ کانگرس پر ان کی خاص توجہ رہی اس کی مخالفت قادیانیوں کیلئے باعث فخر تھی ۱۹۳۰ء ہی کی بات ہے جبکہ کانگرس کی تحریک زوروں پر تھی معاصر "الفضل" نے بصد فخر لکھا تھا۔

"کانگرس کی نقصان رساں تحریک سے مسلمانوں کو علیحدہ رکھنے کے لئے سب سے پہلے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ (یعنی خلیفہ قادیان) نے کوشش کی اور اسوقت کی جبکہ کسی طرف سے بھی کوئی آواز کانگرس کی تحریک کے خلاف نہ سنی جاتی تھی" (الفضل ۱۹ جون ۳۰ء)

اس کے علاوہ جناب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت نے کانگرس کی تحریک کو ناکام کرنے اور حکومت انگریزی کو تقویت دینے کے لئے جو خدمات انجام دیں ان کا ذکر بھی جناب خلیفہ صاحب اپنے خطبات میں بار بار کر چکے ہیں۔ ایک جگہ اپنی اور اپنی جماعت کی سرکاری خدمات کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح فرماتے ہیں کہ:-

"جس نے اور جس کی جماعت نے اس وقت (کانگریسی) سول نافرمانی اور اسی قسم کی دوسری موومنٹوں (تحریکات) کا مقابلہ کیا جب یہ افسر ...... آرام سے اپنی بیوی بچوں میں بیٹھے ہوا کرتے تھے پھر یہ لوگ تنخواہ لیکر کام کرتے تھے میں نے اور میری جماعت نے لاکھوں روپیہ اپنے پاس سے خرچ کرکے بدامنی پیدا کرنے والی تحریکات کا مقابلہ کیا ...... اس (حکومت) کی مصیبت کے وقت ہمارے بیکار آدمی اپنا مخالف تحریکوں کا مقابلہ کرتے تھے جنگ میں ہم نے تین ہزار والنٹیئر دئیے روپیہ ہم خرچ کرتے تھے ...... کانگرس سے ہمیشہ ہماری جنگ رہی وہ کہتے تھے کہ ہم غلام ہیں مگر ہم کہتے کہ ہم ہرگز غلام نہیں ...... وہ (حکومت) اگر ہمیں قید کردے یا پھانسی دیدے تب بھی ہم وفادار ہی ہونگے" (خطبہ جمعہ ۲۶ اکتوبر ۳۴ء)

ایک اور خطبہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

"ہم نے گورنمنٹ کیساتھ دوستی کی ظاہراً باطناً دوستی کی ...... ہم ہمیشہ فخر کرتے رہے کہ ہم ملک معظم کی وفادار رعایا ہیں کئی ٹوکرے خطوط کے ایسے ہیں جو میرے نام یا میری جماعت کے سیکرٹریوں یا افراد جماعت کے نام ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی وفاداری کی تعریف کی اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی ٹوکرے تمغوں کے ہوں گے۔ ان لوگوں کے تمغوں کے جنہوں نے اپنی جانیں گورنمنٹ کے لئے فدا کیں یہ اتنے ٹوکرے ہیں کہ ایک افسر کے وزن سے بھی ان کا وزن زیادہ ہے ...... میں جانتا ہوں کہ میرے دل میں ملک معظم کے متعلق کیا جذبات ہیں میں جانتا ہوں کہ گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کے متعلق میرے کیا خیالات ہیں میں ہر اس قسم اور ہر اس بھیانک سے بھیانک لعنت کو اٹھانے کے لئے تیار ہوں جو سنگدل سے سنگدل انسان کو بھی ڈرا سکتی ہے ہم ہمیشہ ملک معظم کی وفادار رعایا رہے ہیں۔ سول ڈس اوبیڈینس کا کبھی واہمہ بھی ہمارے دل میں نہیں گزرا اور نہ گزر سکتا ہے ...... میں سول ڈس اوبیڈینس کے الزام کو اپنے لئے بدترین گالی تصور کرتا ہوں" (خطبہ جمعہ ۲ نومبر ۳۴ء)

جناب خلیفہ صاحب کے ان ارشادات سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ حکومت انگریزی کی اندھی اور غیر مشروط وفاداری اور کانگرس کی مخالفت میں کس حد تک آگے جا چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے بیان کے مطابق انگریزی حکومت کی حمایت اور کانگرس کی تخریب میں لاکھوں روپے خرچ کئے گرانقدر مشاہرہ پانے والے افسروں سے زیادہ تندہی کے ساتھ گورنمنٹ کی مخالف تحریکات کا مقابلہ کیا جن میں سے اول نمبر کانگرس کی تحریکات ہیں۔ قادیانی حضرات نے جاگیریں دیگر وفاداری کی سندات اور تمغے حاصل کئے۔ کانگرس کی سول نافرمانی کے ایام میں بقول "الفضل" سب سے پہلے جناب خلیفہ صاحب نے کانگریس کے خلاف آواز اٹھائی اور مسلمانوں کو اس میں شمولیت سے روکا۔

جناب میاں صاحب کے مندرجہ بالا ارشادات و خیالات کی موجودگی میں کوئی شخص تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ ایک دن کانگرس کی قصیدہ خوانی فرمائیں گے قادیانی جماعت اس میں شمولیت کے مسئلہ پر غور کرے گی اور اخبار "الفضل" کانگرس کی مسلمانوں کے مقابلہ پر حاصل کی ہوئی کامیابیوں پر جوش مسرت سے بے خود ہوکر شادیانے بجائے گا لیکن آج یہ سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ قادیانی جماعت کا کانگرس کی طرف رجحان تو اسی دن سے ظاہر تھا جب قادیانی رضاکاروں نے شیخ بشیر احمد صاحب کی زیر قیادت لاہور ریلوے اسٹیشن پر پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگرس کی سلامی اتاری تھی اور ان کے حضور اپنے جذبات عقیدت کا اظہار کیا تھا لیکن اس وقت اس رجحان پر کئی ایک نقاب پڑے ہوئے تھے جو اب ایک ایک کرکے اتر رہے ہیں۔ شروع اکتوبر ۳۷ء میں جناب خلیفہ صاحب لاہور تشریف لائے اور قادیانی نیشنل لیگ نے اپنی شان میں ایک ایڈریس پڑھوایا اور اس کے جواب میں جو سیاسی تقریر کی اس میں کانگرس کی کافی تعریف اور اس کی طرف رجحان موجود تھا حتیٰ کہ بعض ہندو اخبارات نے اس تقریر کے پیش نظر ہی قادیانیوں کی کانگرس میں شمولیت کا اعلان کردیا۔ اس کے بعد جناب خلیفہ صاحب اپنے طویل و پر اسرار بری و بحری سفر پر روانہ ہوگئے۔ اس کے متعلق ذمہ دار حلقوں میں جو خبریں گشت لگا رہی ہیں اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت کانگرس کی طرف راغب ہے اس کیساتھ ہی قادیان کے سیاسی ناظر صاحب اور قادیانی پبلسٹی آفیسر کے اعلانات قادیانی جماعت کے کانگرس کی طرف رجحانات کو زیادہ نمایاں کررہے ہیں۔ معاصر "الفضل" نے بجنور کے ضمنی انتخاب کے نتیجہ پر جو مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے اس میں تو بہت سی دل کی باتیں بے اختیار زبان قلم پر آگئی ہیں کانگرس کی فتح پر اظہار مسرت کے ساتھ مسلم لیگ کی مذمت بھی اس حقیقت کو صاف ظاہر کررہی ہے کہ جناب خلیفہ صاحب قادیان کا سیاسی عوالم سے پر دل، کانگرس کی سیاسی زلفوں کا اسیر ہو رہا ہے ــــــ جناب خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت کی روش میں یہ تبدیلی ایک ایسا دور انقلاب ہے جس کی نظیر موجودہ دور انقلابات میں بھی مشکل سے ملے گی۔ جناب خلیفہ صاحب انگریزی حکومت کی وفاداری کی اس منزل پر پہنچ کر لوٹے ہیں جہاں سے لوٹنے پر اپنے بہت سے اصولوں اور روایات کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ ــــــ لیکن محمودی سیاست کا مرغ بادنما ہمیشہ ہوا کے رخ کا پابند رہا ہے اس کے لئے اصول اور روایات کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔

بعض حلقوں میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جناب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت کا کانگرس کی طرف رجحان محض دباؤ ڈالنے اور اپنی قیمت بڑھانے کی ایک تدبیر ہے ــــــ اس خیال کی تردید اس کی تائید سے بھی زیادہ مشکل ہے ــــــ لیکن ہم گذشتہ واقعات کے پیش نظر جناب خلیفہ قادیان کی سیاسی قابلیت پر حسن ظن رکھنے سے اپنے تئیں قاصر پاتے ہیں۔ لہذا ہمیں اس تدبیر کی کامیابی کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ اب جبکہ محمودی سیاست کے مرغ بادنما کا رخ کانگرس کی طرف ایک دفعہ ہوچکا ہے تو توقع یہی ہے کہ جلد یا بدیر قادیانی جماعت اپنا رشتہ وفاداری کانگرس کے ساتھ جوڑ لے گی ــــــ سات صوبوں میں کانگرسی وزارتیں

کوئی معمولی چیز نہیں ہیں محمودی ستیہ گرہ کا ٹھوکریں کھانے لیکن وہ ان تصورات کو ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتی جو کانگرس کے لیڈر اپنے مستقبل کے متعلق رکھتے ہیں "زمانے کے ساتھ اپنے آپ کو بدل لو اور ہوا کے رخ پر چلو" کا عقیدہ اخلاقی لحاظ سے خواہ کیسا ہی پست درجہ رکھتا ہو لیکن یہ سیاسی دنیا کا ایک زریں اصول ہے۔ قادیانی جماعت نے جب خدمت قرآن و اشاعت اسلام کے مشغلہ کو ترک کر کے "ستیا گی" دلدل میں قدم رکھ دیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس سے ایک مذہبی جماعت کے معیار کے مطابق اخلاقی اصولوں کی پابندی کی توقع رکھی جائے جب ستیا کا خون منہ کو لگ چکا تو جو ہو سو کم ہے۔

قادیانی جماعت کے سیاسی شوق اور محمودی ستیا کی ٹھوکروں کی داستان بہت طویل اور بڑی ہی دلچسپ اور بہت ہی عبرت انگیز ہے اگر جناب خلیفہ صاحب اور ان کے سرکردہ مصاحبین کے سیاسی اقوال و ارشادات جمع کر لئے جائیں تو عبرت و تضاد کا ایک عجیب غریب مرقع تیار ہو سکتا ہے ہم انشاءاللہ اس داستان کے مزید حصے وقتاً فوقتاً قارئین کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

اگر قادیانی جماعت کانگرس میں شامل ہو گئی تو بہت سے دلچسپ مناظر دیکھنے میں آئیں گے۔ قصر خلافت پر سہ رنگہ کانگرسی جھنڈا لہرائے گا۔ [illegible] لازم کو گیت گایا جایا کرے گا۔ قادیانی نیشنل لیگ کی کوریں کانگرسی لیڈروں کی [illegible] اتارا کریں گی۔ چونکہ غلو قادیانی جماعت کی ایک طرح فطرت ثانیہ بن چکا ہے اس لئے امید ہے کہ وہ کانگرس کی وفاداری میں احراریوں اور [illegible] جمعیت العلماء والوں سے بھی بازی لے جانے کی کوشش کریں گے ــــــ جس طرح کہ آج مولوی احمد حسین مدنی اور مولوی کفایت اللہ مولوی [illegible] احرار وغیرہ کانگرس کے [illegible] کے پیچھے پیچھے [illegible] قادیانی اکابر مصروف گشت نظر آئیں گے ــــــ جناب خلیفہ صاحب کو [illegible] تکلیف دینے کی ضرورت بھی نازک موقع پر پیش آیا کرے گی۔ اس طرح ممکن ہے کہ زیادت خلافت سے قادیانی اخبار و [illegible] کی رضاکاری کا تماشہ بھی دنیا دیکھ لے۔

جماعت بغداد کی دینی خدمات

ہماری بیرونی ممالک کی جماعتوں میں جماعت بغداد اپنی خدمات کی وجہ سے نمایاں درجہ رکھتی ہے۔ اشاعت اسلام، تقسیم لٹریچر، تنظیم و باقاعدگی، جوش دین اور مالی قربانیوں غرضیکہ ہر لحاظ سے اس کا کام قابل تعریف اور قوم کے لئے سرمایہ فخر ہے اشاعت اسلام و تبلیغ احمدیت کے فرائض کو اس جماعت نے نہایت تندہی اور احسن طریق پر انجام دیا ہے اور دے رہی ہے اس بارہ میں اس کی خدمات بہت قابل قدر ہیں اگر تمام جماعتوں میں اس طرح کا جذبہ پیدا ہو جائے تو ہم چند سالوں میں ایک عالمگیر مذہبی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں تقسیم لٹریچر کے متعلق تو اس جماعت کا کام اتنا باقاعدہ ہے کہ شاید ہی بہت کم جماعتیں اس کا مقابلہ کر سکیں اس نے اپنے طور پر بھی بعض ٹریکٹ عربی زبان میں چھپوا کر نہایت خوبی سے تقسیم کئے ہیں جن کے مفید نتائج نمایاں طریق پر محسوس کئے گئے۔ ماشاءاللہ یہ جماعت منظم بھی ہے اور اس کی تنظیم باعث تقلید ہے اسی طرح قومی امور میں اس کی باقاعدگی لائق تحسین ہے اس کے ارکین آپس میں مستحکم برادرانہ مراسم رکھتے ہیں۔ ان میں یکجہتی اور تعاون ہے ــــــ جماعت بغداد کی مالی قربانیوں سے قارئین پیغام صلح بھی ایک حد تک واقف ہونگے کیونکہ بعض اوقات اس کے چندوں کی فہرستیں اس کی خواہش کے بغیر اخبار میں درج کر دی جاتی ہیں ابھی حال ہی میں اس جماعت نے انجمن کو مختلف مدوں میں ایک گرانقدر رقم بھیجی ہے جس کی تفصیل پیش نظر اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہے اس کے علاوہ مبلغ اسی روپے مسلم ہائی سکول لاہور کی امداد کے لئے موصول ہوئے ہیں اس جماعت کی ایک اور قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ یہ نہ صرف ہر ایک مالی تحریک میں خوشی سے گرانقدر امداد دیتی ہے بلکہ اس کو پورے استقلال سے جاری رکھتی ہے۔ اس جماعت کی یہ تمام خدمات دینی جوش و باقاعدگی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمارے محترم اور ان تھک دوست **سید تصدق حسین صاحب قادری** اور ان کے معزز رفقا کی کوششوں اور عملی نمونہ کا نتیجہ ہے۔ ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ دین کے ان خادموں کی ہمت میں برکت دے اور انہیں بیش از بیش خدمات اور قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے۔

قومی مطبع کی تجویز

ماشاءاللہ ہماری انجمن کے پاس اسلامی لٹریچر کی طباعت کا کافی کام ہے۔ اخبارات کے علاوہ تبلیغی کتابیں، ٹریکٹ، اشتہارات وغیرہ اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں ذرائع و حالات کے مطابق اس کام کو رفتہ رفتہ وسیع بھی کیا جا رہا ہے ــــــ لیکن انجمن کا اپنا کوئی مطبع نہیں اس لئے یہ سارا کام مختلف پریسوں سے چھپوانا پڑتا ہے اور اس طرح ہر سال ہزاروں روپیہ طباعت کا باہر چلا جاتا ہے اس کے علاوہ بعض اوقات کام حسب منشا اور بروقت بھی نہیں ملتا۔ ان تمام امور کے پیش نظر اپنا ایک مطبع جاری کرنے کی تجویز انجمن کے زیر غور تھی بہت سے احباب اس کام میں شرکت کے لئے آمادہ تھے آخر کافی غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایک مشترکہ سرمایہ کی کمپنی کے زیر انتظام مطبع جاری کر دیا جائے بشرطیکہ جماعت کے اندر ہی سے کمپنی کے تمام حصوں کے خریدار فراہم ہو جائیں۔ کمپنی کا سرمایہ بیس ہزار روپیہ تجویز کیا گیا ہے جو دس دس روپے کے دو ہزار حصوں پر مشتمل ہوگا اب کوئی عملی قدم اٹھانے سے قبل یہ امر معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا ان تمام حصص کے خریدار جماعت کے اندر ہی سے فراہم ہو سکتے ہیں یا کہ نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مطبع کے قیام کی تجویز کا خیال زیادہ تر قومی ضرورتوں کی وجہ سے پیدا ہوا اور اس کے قیام سے انجمن کے اخبارات اور دیگر لٹریچر کی طباعت میں آسانی اور باقاعدگی پیدا ہو جائے گی کام بروقت اور ارزاں اور حسب منشا ہوا کرے گا بہت سے نوجوانوں کے لئے روزگار بھی مہیا ہو جائے گا لیکن چونکہ یہ مطبع کاروباری اصولوں پر چلایا جائے گا اور اس کی حیثیت ایک تجارتی ادارہ کی ہوگی لہذا اس کے حصہ داروں کو انشاءاللہ معقول منافع بھی حاصل ہوگا۔ انجمن کے پاس اپنا طباعت کا کام بھی ہے اور باہر سے بھی کام مل سکتا ہے آج کل مشترکہ تجارتی کاروبار کی اہمیت کا احساس کافی حد تک ملک میں پیدا ہو گیا ہے دیگر اقوام کے افراد ان سے طرح طرح کے ذاتی اور قومی فوائد حاصل کر رہے ہیں لیکن مسلمانوں نے اس طرف زیادہ توجہ نہیں دی۔ غرضیکہ قومی مطبع کے قیام کی تجویز ہر لحاظ سے ایسی ہے جسے جلد از جلد عملی جامہ پہنانا چاہیے اس معاملہ کی بنیادی ضرورت یہ ہے کہ جماعت کے اندر ہی سے بیس ہزار روپے کے حصص کے خریدار فراہم ہو جائیں اس امر کا علم و اطمینان ہونے کے بعد فوراً مجوزہ کمپنی اور مطبع کے قواعد و ضوابط شائع کر دئے جائیں گے۔ اس لئے ہم تمام احباب کی خدمت میں درخواست کریں گے کہ وہ اس اہم قومی تجویز پر سنجیدگی سے غور کر کے حصص کی خریداری کے متعلق فیصلہ کریں اور مرکز میں اس کی اطلاع دیں تمام بیرونی جماعتوں کے صدر اور سکرٹری صاحبان سے بھی توقع ہے کہ وہ دوستوں کو اس تجویز کی طرف توجہ دلا کر حصے خریدنے کی ترغیب دیں گے۔

بنگال کی سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کا حصہ

کلکتہ کی ایک خبر مظہر ہے کہ حکومت بنگال نے جوڈیشل سروس کے متعلق فیصلہ کیا ہے کہ اس میں ۴۵ فی صدی ملازمتیں مسلمانوں کے لئے مخصوص رکھی جائیں اور دس فیصدی اچھوت اقلیتوں کے لئے یہ فیصلہ وزارت کے ہندو اور مسلمان ممبروں کی باہمی رضامندی سے عمل میں آیا ہے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آیندہ حکومت بنگال کے تمام شعبوں میں جس قدر آسامیاں خالی ہوا کریں گی ان کے لئے بھرتی میں اس قاعدے کو مدنظر رکھا جائے گا۔

وزارت بنگال کا یہ فیصلہ غنیمت اور موجودہ حالات کے لحاظ سے قابل تحسین ہے۔ گو بنگالی مسلمانوں کو ان کے حق سے بہت کم حصہ ملا ہے ملازمتوں کے سلسلہ میں مسلمانوں کی ہر جگہ شدید حق تلفی ہو رہی ہے مدت دراز تک مسلمانوں کو اپنی اس پس ماندگی کا احساس ہی نہ ہونے دیا گیا جب انکی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے اپنے حقوق کا مطالبہ شروع کیا تو اس کے جواب میں عدم قابلیت کے عذر تراشے گئے قوم پرستی کے وعظ سنائے گئے جن کی حقیقت اب خوب اچھی طرح بے نقاب ہو چکی ہے مسلمانوں کی موجودہ اقتصادی بدحالی، بے روزگاری اور حقوق تلفی کا تقاضا ہے کہ وہ تمام صوبوں کی ملازمتوں میں اپنے لئے معقول و جائز تناسب مقرر کرانے کی انتہائی کوشش کریں اور اپنے اس مطالبہ کو پورے زور سے جاری رکھیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے سیاسی سے زیادہ معاشی ہے۔ یہ صورت قطعی طور پر ناقابل برداشت اور غیر منصفانہ ہے کہ ملک کی اکثریت قوم پرستی کا پرفریب نقاب اوڑھ کر اقلیتوں کے حقوق پر ہمیشہ کے لئے ڈاکا ڈالتی جائے اور جب وہ روٹی مانگیں تو انہیں وطن خواہی کا وعظ سنا کر خاموش کرنے کی کوشش کی جائے۔

حضرات علما کی نئی معرکہ آرائی

ملا کی یہ خصوصیت قابل ذکر ہے کہ وہ ہر معاملے میں تکفیر و خانہ جنگی کا کوئی نہ کوئی پہلو نکال ہی لیتا ہے ــــــ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا اقتدار اسی وقت تک قائم رہ سکتا ہے جب تک مسلمان دین سے ناواقف اور آپس میں دست و گریباں ہیں اس لئے وہ ان کو لڑانے اور ہنگامہ بپا کرنے کی نئی نئی تدبیریں سوچتا رہتا ہے اور موقع ملنے پر کبھی بھی اس فعل شیطانی سے نہیں چوکتا۔

آجکل لاہور کے بعض "حضرات علما" کے درمیان سحری و افطار کے اوقات کے متعلق معرکہ آرائی ہو رہی ہے۔ جوتی پیزار کی نوبت تو فی الحال نہیں پہنچی لیکن خاص خاص حلقوں میں گرما گرمی بہت ہے۔ تعدیہ ہوا کہ بعض انجمنوں اور تجارتی اداروں کی طرف سے اوقات سحری و افطار کے جو نقشے شائع ہوئے ہیں۔ چونکہ ان پر ایک خاص طبقہ کے مولویوں نے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اس وجہ سے دوسری قسم کے مولویوں کو ان پر سخت اعتراض ہے۔ شور برپا ہے کہ فلاں تاریخ کے وقت افطار میں ایک منٹ اور فلاں تاریخ کے وقت افطار میں اتنے سکینڈ کا فرق ہے۔

حضرات علما تو اپنے اپنے مجمعوں میں بلکہ زیادہ سے زیادہ اپنی اپنی مساجد میں فریق مخالف کے متعلق فتاوی صادر فرما دیتے ہیں لیکن ان کے عقیدت مند جگہ جگہ لڑتے پھرتے ہیں۔ خدا جانے اس قسم کے مولوی کس مٹی سے بنے ہوئے ہیں کہ انہیں مسلمانوں پر ذرا بھی رحم نہیں آتا۔ اسلام کی موجودہ حالت پر ان کے دل میں معمولی درد بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اور وہ بدستور دین کو کھیل بنائے ہوئے ہیں۔ رمضان المبارک عبادات و مجاہدات

[illegible]

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی آمد

ریلوے اسٹیشن پر شاندار اور پرجوش خیر مقدم

الحمد للہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب جو جرمن ترجمۃ القرآن کی طباعت وغیرہ کے انتظام کے لئے برلن تشریف لے گئے تھے ۱۳ر نومبر کو کامیاب بخیریت مراجعت فرمائے لاہور ہوئے۔

مولانا ممدوح اپنے مقررہ پروگرام کے مطابق برلن سے روانہ ہو کر ۳۰ر اکتوبر کو اٹلی کی مشہور بندرگاہ وینس سے جہاز پر سوار ہوئے جس نے اُن کو ۱۰ر نومبر کو بمبئی پہنچا دیا۔

بمبئی میں

بمبئی میں مولانا موصوف کو ایک خاص دعوت کی وجہ سے قیام کرنا پڑا۔ مقامی جرمن قونصل ہز ایکسیلنسی کاونٹ ڈین ہوف کی اہلیہ محترمہ جو جرمنی کے ایک عالی خاندان کی فرد ہیں گذشتہ دنوں اپنے وطن گئیں تو انہیں ہماری برلن مسجد دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ حضرت مولانا اور ڈاکٹر عبد اللہ صاحب امام مسجد سے بھی ان کی ملاقات ہوئی۔ موصوفہ کا اصرار تھا کہ واپسی پر مولانا موصوف ایک دو روز بمبئی میں ضرور قیام فرمائیں۔ جناب ڈاکٹر عبد اللہ صاحب کو بھی انہوں نے گذشتہ دنوں بمبئی میں دعوت دی تھی چنانچہ اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے مولانا نے ۱۰ر اور ۱۱ر نومبر کا دن بمبئی میں بسر کیا۔ ہز ایکسیلنسی کاؤنٹ ڈین ہوف اور ان کی اہلیہ محترمہ مولانا کی تشریف آوری اور ملاقات سے بہت مسرور و متاثر ہوئے۔

پنجاب کو روانگی

۱۱ر نومبر کی شام کو مولانا موصوف فرنٹیئر میل میں پنجاب کے لئے سوار ہوئے ۱۲ر کی شام کو دہلی پہنچے۔ جہاں احباب جماعت سے اسٹیشن پر ملاقات کی۔ ۱۳ر نومبر کی صبح کو آپ لاہور پہنچ گئے راستے میں امرتسر کے اسٹیشن پر شیخ میاں عطا محمد صاحب آف مقبول فلور اینڈ آئل ملز اور دیگر مقامی احباب استقبال کیلئے موجود تھے۔

لاہور میں

مولانا ممدوح نے اپنے خط اور تار میں لکھا تھا کہ وہ جی۔ آئی۔ پی کی ٹرین سے تشریف لائیں گے غالباً وہ سمجھتے تھے کہ فرنٹیئر میل جی۔ آئی۔ پی کے راستے آتی ہے۔ دونوں ٹرینوں کے لاہور پہنچنے کا وقت قریباً ایک ہی ہے یعنی آٹھ بجے۔ اس لئے کچھ غلط فہمی ہو گئی۔ بہرحال وقت مقررہ سے قبل ہی جی۔ آئی۔ پی کی ٹرین والے پلیٹ فارم پر معقول اجتماع ہو گیا حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان و احباب جماعت کے علاوہ مولانا ممدوح کے غیر از جماعت دوست اور شاگرد بھی کافی تعداد میں موجود تھے لائلپور سے شیخ میاں مولا بخش صاحب اور شیخ میاں محمد صاحب وزیر آباد سے جناب شیخ نیاز احمد صاحب خاص طور پر مولانا کے استقبال کے لئے لاہور تشریف لائے۔ یہ سارا اشتیاق مجمع اس پلیٹ فارم پر منتظر تھا کہ دوسرے پلیٹ فارم پر مولانا کی ٹرین یعنی فرنٹیئر میل آ پہنچی۔ اطلاع ملنے پر تمام حضرات نے اُدھر کا رُخ کیا۔ مولانا کا متبسم چہرہ نظر آتے ہی سب کے دل مسرور ہو گئے۔ گل پوشی مصافحوں اور معانقوں کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ جو دیر تک جاری رہا۔ مولانا کو نہایت کثرت سے ہار پہنائے گئے۔ بار بار اُتارنے کی ضرورت پیش آتی رہی۔

معصوم و کمسن بچوں کی طرف سے خیر مقدم

مسلم ٹاؤن کے انگلش سکول کے کمسن طلبہ اور طالبات بھی اپنے مخصوص سبز لباس میں مولانا کے استقبال کے لئے آئے تھے۔ سب سے زیادہ موثر منظر ان کے معصوم استقبال کا تھا۔ ان میں سے بعض بہت ہی کمسن تھے جب یہ اپنی توتلی زبان میں اللہ اکبر کے نعرے لگاتے تو ایک عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔ ان بچوں نے بھی مولانا کو ہار پہنائے مولانا نے ان میں سے ہر ایک سے مصافحہ کیا اور خیریت پوچھی اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے پلیٹ فارم پر مسافروں اور عملہ اسٹیشن کا ایک کثیر اجتماع ہو گیا۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلم ٹاؤن کا انگلش سکول ترقی کر رہا ہے اور اپنے نیک مقصد میں کامیاب ہو رہا ہے۔ ان بچوں کی باقاعدگی، تہذیب اور ضبط کو دیکھ کر اس اسکول کی اعلیٰ تربیت کی خوبی کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اس پر ہم اپنے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

احمدیہ بلڈنگس اور مسلم ٹاؤن میں

ریلوے اسٹیشن سے مولانا سیدھے احمدیہ بلڈنگس میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے مکان پر تشریف لائے بہت سے احباب بھی ساتھ تھے یہاں قریباً دو گھنٹے برلن مشن، جرمن ترجمۃ القرآن اور جرمنی کے عام حالات پر گفتگو ہوتی رہی یہ باتیں بہت پُر از معلومات اور دلچسپ تھیں نمائندہ پیغام صلح نے مولانا ممدوح سے ایک مختصر سا انٹرویو بھی لیا جو انشاء اللہ آئندہ کسی اشاعت میں درج کیا جاوے گا ساڑھے دس بجے کے قریب آپ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی ملاقات کے لئے مسلم ٹاؤن چلے گئے کیونکہ وہ گذشتہ علالت کی کمزوری کی وجہ سے اسٹیشن پر تشریف نہ لا سکے تھے وہاں سے واپس آ کر تھوڑی دیر پھر احمدیہ بلڈنگس میں قیام فرمایا اس کے بعد جناب شیخ نیاز احمد صاحب کی معیت میں بذریعہ کار وزیر آباد روانہ ہو گئے۔

برلن میں مولانا کی دینی خدمات

قیام برلن کے دوران میں مولانا نے جو قابل قدر دینی خدمات انجام دیں ان کی مختصر کیفیت مولوی نظیر الاسلام صاحب نے برلن سے لکھ کر بھیجی ہے جو آج اشاعت کے صفحہ ۲ پر شائع کی جا رہی ہے۔ مولانا محض جرمن ترجمۃ القرآن پر نظر ثانی اور اس کی طباعت کے انتظام کیلئے برلن تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے انتہائی انہماک اور محنت سے اس کام کو نہایت قلیل عرصہ میں ختم کیا حتیٰ کہ شدید علالت کے دوران میں بھی ناغہ نہ ہونے دیا لیکن اس کے علاوہ برلن میں آپ کی موجودگی بہت سے نیک اثرات کا موجب بن گئی کئی ایک ذی علم حضرات اسلام کے قریب آ گئے جن میں سے بعض نے اسلام قبول بھی کر لیا۔ اس کی تفصیلات قبل ازیں درج اخبار ہو چکی ہیں ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو صحت و توانائی کے ساتھ تا دیر سلامت رکھے اور زیادہ عظیم الشان خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قادیانی مطالبۂ حلف کا جواب

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

"الفضل" ۴ر نومبر ۳۸ء صفحہ ۲ کالم ۴ میں زیر عنوان "جعلی خط شائع کرنے کے منصوبہ کا انکشاف" "مولوی عمر الدین شملوی سے حلفیہ بیان کا مطالبہ" شائع کیا گیا ہے کہ:-

"میرا مضمون جو ۱۰ر اکتوبر کے "الفضل" میں چھپا اس میں میں نے یہ لکھا تھا کہ جو جماعت جعلی خطوط حضرت امیر کو قتل کی دھمکی کے عنوان سے میری موجودگی میں مشورہ کر کے شائع کرائے اور دنیا میں اپنی مظلومیت کا ڈھول پیٹے ان سے شرکت مجھ جیسے وارفتہ کے لئے بے معنی سی چیز ہے۔ .... میں حلفیہ تحریر کرتا ہوں کہ مولوی عمر الدین شملوی اور ان کے خاندان کے دوسرے افراد نے ان گندے ارادوں کا مشورہ کیا تھا جس پر میں نے سختی سے ان کی مخالفت کی لیکن دوسرے ہی دن مولوی صاحب لاہور سے قادیان وغیرہ کو روانہ ہو گئے۔" محمود احمد خان احمدی"

افسوس ہے کہ مجھے اس وارفتہ احمدی طالب حلف صاحب کا کوئی مضمون پہلے دیکھنے کا موقع نہیں ملا مگر مذکورہ بالا اقتباس ان کی ایمانداری کا کافی ثبوت ہے میں نہیں چاہتا تھا کہ کسی طرح اس شخص کو مخاطب کروں یا اس کا نام بھی لوں کیونکہ وہ بوجہ اپنی دماغی کیفیت کے قابل خطاب نہیں ہے اور میں اسے بالکل معذور سمجھتا ہوں لیکن چونکہ میری خاموشی سے ممکن ہے کوئی شخص ٹھوکر کھا کر جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کا مرتکب ہو جائے اس لئے میں بغیر کسی بحث کے حلفاً لکھتا ہوں کہ الفضل میں اوپر کا شائع شدہ بیان کورا جھوٹ اور افترا ہے اور یقیناً یہ مجھ سے بدلہ لینے کے لئے اور جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کے لئے کسی کے مختل دماغ کی اختراع ہے وبس۔

چونکہ مفصل لکھنے کا "الفضل" میں وعدہ ہے اس لئے میں ابھی کوئی جرح نہیں کرتا مگر اتنا بتا دیتا ہوں کہ میرے پاس خود مضمون نگار طالب حلف کی قلمی شہادت موجود ہے جس سے اس کا موجودہ افترا خود بخود باطل ثابت ہو جاتا ہے۔ مگر میں اس شہادت کو محفوظ رکھوں گا جب تک کہ موعودہ تفصیل کو "الفضل" خود شائع نہ کرے۔

چاہیئے کہ الفضل اپنے گواہ سے مندرجہ ذیل امور دریافت کر کے شائع کرے تاکہ حق و باطل میں فیصلہ آسانی سے ہو جائے۔

(۱) یہ گندہ مشورہ کہاں کیا گیا۔ اور کب؟ جگہ وقت اور تاریخ کو صاف بیان کیا جائے؟

(۲) میرے خاندان کے وہ کون کون سے افراد تھے جو اس مشورے میں شامل تھے؟

(۳) طالب حلف کا بیان ہے کہ اس نے سختی سے اس مشورہ کی مخالفت کی۔ اس مخالفت میں اسے کیا جواب دیا گیا۔ اور کس کس نے جواب دیا؟

(۴) اس گندے مشورے کے بعد اور سختی سے مخالفت کرنے کے باوجود طالب حلف صاحب خاکسار سے بڑے زور سے اظہار عقیدت و محبت کرتے رہے ہیں یا نہیں اور خاکسار کو اپنا روحانی باپ سمجھ کر محبت کا ملتجی ہوا یا کہ نہیں اور بار بار ایسا ہوا یا نہیں؟

(۵) وارفتہ صاحب احمدی طالب حلف نے دہلی میں احرار کے پاس جا کر یہ کہا یا نہیں کہ میں احمدی نہیں ہوں اور اس پر جامع مسجد میں احراری مولوی نے سہرا اور احمدیت کے خلاف زہر اُگلا یا نہیں اور وارفتہ صاحب کے کہنے کے مطابق مجھ پر جھوٹی تہمتیں لگائیں یا نہیں۔

ضروری نوٹ اگر وارفتہ صاحب مجھ پر کوئی الزام شائع کرتے جو میری ذات کے متعلق ہوتا تو میں خاموش ہی رہتا اور کوئی جواب بالحلف بھی نہ دیتا مگر چونکہ معاملہ احمدی جماعت کا ہے اس لئے حلفاً یہ جواب لکھ دیا ہے۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ۱۷ نومبر کی صبح کو حضرت ممدوح تین چار روز کے لئے لاہور سے باہر تشریف لے گئے ہیں جمعہ تک واپسی کی توقع ہے۔

—— ۱۳ نومبر کی صبح کو حضرت مولانا صدر الدین صاحب بخیریت برلن سے واپس تشریف لے آئے ہیں ریلوے اسٹیشن پر مولانا ممدوح کا شاندار خیر مقدم ہوا مفصل کیفیت اس پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔

—— ۱۲ نومبر کو بعد نماز جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جرمن ترجمۃ القرآن کی مفت اشاعت میں امداد کے لئے تحریک کی کہ ایک نسخہ دس روپے میں دیا جا سکتا ہے۔ چند منٹ میں ساٹھ نسخوں . . . (چھ سو روپیہ) کے وعدہ ہو گئے۔

—— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ان کے علاوہ پچاس نسخوں (مبلغ پانچسو روپے) کا وعدہ فرما چکے ہیں مذکورہ بالا ساٹھ نسخوں میں بھی ان کے دس نسخے شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور باقی صاحب استطاعت بزرگوں کو بھی ان کی تقلید کی توفیق بخشے۔ آمین۔

—— مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بعد نماز ظہر درس قرآن کا اور بعد عشا تراویح کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ درس مولانا **عبد الحق صاحب ودیارتھی** دیتے ہیں۔ اس میں احباب کافی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ درس نہایت پر معارف مؤثر اور دلچسپ ہوتا ہے۔ نماز تراویح **حافظ محمد باقر صاحب** پڑھاتے ہیں اور قریباً سوا پارہ روزانہ قرآن کریم کا سناتے ہیں۔ بہت اچھا قرآن پڑھتے ہیں۔

—— ۱۲ نومبر کو رمضان شریف کا پہلا جمعہ تھا اس روز خطبہ جمعہ کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ایک آنہ فنڈ کے جدید انتظام کا افتتاح ہوا اقسام . . . دوستوں نے اس میں حصہ لیا بہت سے بزرگوں نے افتتاحی تقریب کی وجہ سے ایک ایک، دو دو روپے اور بعض نے اس سے بھی زیادہ رقوم صندوقچی میں ڈالیں خواتین نے بھی صندوقچی میں پیسے جمع کر کے بھیجے اس طرح ایک معقول رقم چند منٹوں میں فراہم ہو گئی۔

—— منشی فتح دین صاحب سہرم سالہ سے اطلاع دیتے ہیں ۸ نومبر کو خواجہ نقیر محمد صاحب کا نوجوان صاحبزادہ غلام محمد بعارضہ تپ محرقہ انتقال کر گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک نہایت صالح دیندار اور ہر دلعزیز نوجوان تھا۔ اس صدمہ میں ہمیں خواجہ صاحب موصوف سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جملہ جماعتوں سے جنازہ غائب کی درخواست ہے ۱۲ نومبر کو لاہور میں بعد نماز جمعہ جنازہ غائب پڑھا گیا۔

—— چوہدری احمد خان صاحب اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے انگلستان گئے ہوئے ہیں ان کی کامیابی اور بخیریت واپسی کے لئے رمضان شریف میں خاص طور پر دعاؤں کی ضرورت ہے خدا تعالیٰ ان کو فائز المرام واپس لائے۔ آمین۔

—— بابو محمد عبد اللہ صاحب انجنیئر ہائیڈرو الیکٹرک پاور سٹیشن مہورہ (کشمیر) پاور ہوس کی دوسری منزل سے گر پڑے جس کی وجہ سے ان کو بہت سی چوٹیں آئیں۔

—— نیز بابو صاحب موصوف کی اہلیہ محترمہ بعارضہ نمونیا علیل ہیں۔

—— جماعت کے اور بھی بہت سے احباب اور خواتین بیمار ہیں ان سب کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

معذرت

منشی حبیب اللہ صاحب کاتب پیغام صلح کی غیر حاضری کی وجہ سے چند نظارت مختا ایک ان کی تاخیر سے شائع ہو رہی ہے جس کے لئے ہم قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں۔

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۷ء

نام صیغہ	آمد: پائی	آمد: آنہ	آمد: روپیہ	خرچ: پائی	خرچ: آنہ	خرچ: روپیہ
اغراض عام و تبلیغ	-	۵	۸۳۰۷	۶	۱۳	۱۶۴۹۹
سپین مسلم مشن	۶	۱۱	۱۹۳	-	-	-
تصنیف و تالیف	-	۷	۱۸۰۹	-	-	۲۰۲۱
اراضی اسلام آباد	۲	۱۲	۸۰۵	۹	-	۸۸۰
امانت	۶	۹	۲۲۵۳	-	۳	۱۹۹
پراویڈنٹ فنڈ دفاتر	-	۱۰	۲۳۴	-	-	-
پراویڈنٹ فنڈ سکولز	۳	۳	۶۵۶	-	-	-
مستقل فنڈ	-	-	۳	-	-	-
ریزرو فنڈ	۹	۱۰	۵۴۳	-	-	-
قرضہ بیرونی	-	-	۱۴۵۰	-	-	-
مسلم ہائی سکول لاہور	۳	۷	۲۵۲۳	۸	۱۲	۳۲۰۵
مسلم ہائی سکول دہلی	۶	۱۳	۱۲۱۱	۶	۵	۱۲۱۱
میزان	۶	۱۵	۱۹۹۶۱	۵	۳	۲۴۰۱۷

نوٹ:۔ خرچ اس ماہ کا اصل خرچ نہیں بلکہ جو ادائیگی ہوئی ہے وہی درج ہے۔ (دستخط عبد الحق اسسٹنٹ محاسب)

جماعت بغداد کی مالی قربانیاں

برادرم مکرم جناب محاسب صاحب سلمہ الرحمٰن السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ اس خط کے ہمراہ ڈرافٹ نمبر ۹۱۹۵۴ ازاسٹرن بنک بغداد تا امپیریل بنک لاہور مبلغ پانسو چوہتر (۴/-/۵۷۴) ارسال ہے جناب مبلغ سات سو سات روپیہ چھ آنے ۷۰۷/۶/- مندرجہ ذیل ارسال ہے از راہ کرم رسید ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

تفصیلات	پائی	آنہ	روپیہ
۱۔ چندہ ماہواری از ممبران جماعت	۰	۲	۱۹۳
۲۔ بحساب دار الکتب اسلامیہ	۰	۱۳	۹۴
۳۔ سپین مشن فنڈ	۰	۲	۶۵
۴۔ ارشاد الٰہی	۰	۵	۸۳
۵۔ بچت فنڈ	۶	۱	۶۰
۶۔ مفت تقسیم ریلیجن آف اسلام	۰	۰	۴۰
۷۔ مفت تقسیم اسلامی لٹریچر	۰	۱۰	۳۶
۸۔ بحساب اخبار پیغام صلح	۰	۰	۳۲
۹۔ بحساب دار الیتامیٰ	۰	۱۱	۲۴
۱۰۔ بحساب اخبار لائٹ	۰	۱۵	۱۹
۱۱۔ بحساب اخبار ینگ اسلام	۰	۰	۱۵
۱۲۔ بحساب رسالہ نسیم ادب	۰	۱۱	۸
۱۳۔ تعلیمی وظائف از سید تصدق حسین ممبر جنرل کونسل		۰	۶
۱۴۔ امانت خزانہ قیمت آئینہ احمدیت حصہ دوم مولوی دوست محمد صاحب			۴
۱۵۔ وصیت از سید عابد علی صاحب سیونگ بنک کتاب نمبر ۱۴۷، ۵/۵ میں درج کرائی جائے	۶	۵	۳
۱۶۔ عید فنڈ از اہلیہ سید عابد علی صاحب (بقایا)	۰	۱۰	۰
	۰	۶	۷۰۷
مبلغ دس پاؤنڈ ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن صاحب مرحوم کو امام مسجد برلن مولانا محمد عبد اللہ صاحب کے حساب میں دینے	۰	۶	۱۴۳
میزان		۰	۵۷۴

محاسب۔ خاکسار سید تصدق حسین قادری از بغداد مورخہ ۱۴ اکتوبر۔

جماعت قادیان سے علیحدگی

غلام رسول صاحب خلف الرشید ماسٹر عبد القادر صاحب یاری پور کشمیر مندرجہ ذیل اعلان برائے اشاعت ارسال فرماتے ہیں۔

منکہ غلام رسول ولد میر عبد القادر صاحب ساکن یاری پور تحصیل کولگام کشمیر اپنی رضامندی سے جماعت احمدیہ شاخ لاہور میں شامل ہو کر جماعت قادیان سے علیحدہ ہونے کا اعلان کرتا ہوں جماعت قادیان کو حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ یہ لوگ پیر پرست ہو چکے ہیں ان کا تعلق مذہب سے نہیں رہا ہے بلکہ سیاست سے ہے میں حضرت مسیح موعود کو نبی نہیں مانتا بلکہ مدعی نبوت کو کافر و کاذب خیال کرتا ہوں مسلمانوں کی تکفیر کو سب سے بڑا گناہ خیال کرتا ہوں اعلان کرتا ہوں کہ میرا کوئی تعلق جماعت قادیان سے نہیں رہا ہے۔

غلام رسول طالب علم ولد میر عبد القادر صاحب ماسٹر ساکن یاری پور

فروخت مکان

احمدیہ بلڈنگس میں دو مکان قابل فروخت ہیں ایک کا کرایہ قریباً چالیس روپے ماہوار آتا ہے اور ایک تھوڑے سے تغیر و تبدل سے اس قابل ہو سکتا ہے کہ اس سے ایک سو روپے ماہوار کرایہ کی آمد ہو سکے اگر کوئی دوست ایسے ہوں جو اپنا روپیہ اس منفعت بخش کام پر لگانا چاہتے ہوں تو وہ معرفت سیکرٹری صاحب انجمن سے خط و کتابت کریں۔

از عدالت باجلاس چوہدری عبد الرشید خان صاحب

بی۔ اے سب جج بہادر کپور تھلہ

کرنیل الطاف علی خاں خلف کرنیل محمد علی ذات راجپوت سکنہ کپور تھلہ مدعی۔

بنام مسماۃ نواب النسا بیوہ کرنیل غلام جیلانی خاں راجپوت سکنہ کپور تھلہ مدعا علیہ ما و شیر شاہ ولد جانوں خاں و جمالا ولد سماں فضل الدین ولد محمدی الٰہی بخش ولد نورا خیرو ولد دولو ذات ارائیں سکنہ مرزا پور و ملاں کریم بخش ولد امام الدین ذات ارائیں سکنہ نہال گڑھ برکت علی و رحمت علی پسران فضل الدین ارائیں سکنہ مقصود پور پیر بخش ولد کماں ارائیں سکنہ چکوکی چراغ محمد ولد جیوا جھیور میراں بخش ولد غلام نبی ذات شیخ قابضان اراضی سکنہ ایہ ایم وال تحصیل پھگواڑہ مدعا علیہم۔

ترمیم دعویٰ دخلیابی بذریعہ تنسیخ ہبہ نامہ

اشتہار

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہم پیر بخش و رحمت علی لاپتہ ہیں تعمیل معمولی طریق سے ہونی مشکل ہے لہذا اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے کہ ۲۴ نومبر ۳۷ء مطابق ۱۰ ادگھر ۹۴ مقرر ہو کر اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر جوابدہی و پیروی مقدمہ کرو ورنہ کارروائی تمہارے خلاف عمل میں لائی جاوے گی اور اسی روز یعنی ۲۴ نومبر ۳۷ء کو بحث برآمدگی و بحث سقوط مقدمہ و ثبوت فریقین ثبوت سقوط بھی لیا جاوے گا۔ تحریر ۹ ۱۱/۳۷

دستخط حاکم (مہر عدالت)

لفظ خاتم النبیین اور اُس کی حقیقت

کیا قادیانی علما جواب دیں گے؟

(از جناب مولوی عمرالدین صاحب شملوی)

مولوی ابوالعطا صاحب نے بڑے زور سے لکھا تھا کہ:-

مولوی عمرالدین صاحب نے ...... سید اختر حسین شاہ صاحب کے سلسلہ مضمون "لفظ خاتم النبیین اور اس کی حقیقت" کا ذکر کر کے خاکسار (مولوی اللہ دتہ صاحب) سے مطالبہ کیا ہے کہ اس مضمون کا بھی جواب لکھا جائے۔ سوان کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ انشاء اللہ عنقریب ہی ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے اعتراضات کے جواب کی اقساط ختم کر کے اس مضمون کا بھی جواب لکھوں گا۔ ("الفضل" مورخہ ۱۳-جون ۱۹۳۷ء)

مگر آج تک یہ وعدہ ایفا نہیں ہوا۔

سید اختر حسین شاہ صاحب نے خاتم النبیین کے معنے واضح کرنے کیلئے ایک بہت اعلیٰ درجہ کا مضمون لکھا اور اس میں دلائل قاطعہ سے یہ ثابت کیا کہ خاتم النبیین کے معنے آخری نبی یا نبیوں کو ختم کرنیوالا نبی کے ہیں۔ اور ان معنوں پر قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود کے کلام سے شہادات علاوہ پیش کیں جن کو رد کرسکنا ناممکن ہے۔ مثلاً یہ دلیل کہ آنحضرت صلعم نے اپنے چچا حضرت عباس کو جو کہ ہجرت نبوی میں سب سے آخری مہاجر ہیں فرمایا:-

انت خاتم المہاجرین فی الھجرۃ کما انا خاتم النبیین فی النبوۃ

یعنی اے عباس تو آخری مہاجر ہے جیسا کہ میں آخری نبی ہوں یا یہ کہ تم ہجرت کرنیوالوں کو ختم کرنے والے ہو جیسا کہ میں نبیوں کو ختم کرنیوالا ہوں۔

خاتم المہاجرین کے متعلق کسی کا یہ کہدینا کہ کیا اب ہجرت نہیں ہوتی یا کیا اب کوئی مہاجر نہیں ہو سکتا فضول ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم ان مہاجرین کا خاتم حضرت عباس کو قرار دیا ہے جو مدینہ کے مہاجرین میں سے تھے مگر سب سے آخری تھے۔ ان کے بعد کوئی شخص ہجرت نہیں کر سکا کیونکہ فتح مکہ ظہور میں آ گئی خود آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ لا ھجرۃ بعد الفتح یعنی فتح مکہ کے بعد اب ہجرت نہیں ہے۔

یہ کہنا کہ خاتم المہاجرین سے مراد افضل المہاجرین ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس ہجرت میں افضل تو خود آنحضرت صلعم ہی پھر اُن کے یار غار حضرت ابوبکر صدیق ہیں جن کا ذکر خود قرآن مجید نے خاص طور پر کیا ہے۔

اب جبکہ یہ ماننا پڑا کہ خاتم المہاجرین کے معنے مہاجرین کو ختم کرنیوالے کے ہی ہیں تو خاتم النبیین کے معنے لازماً نبیوں کو ختم کرنے والے کے ہی ہونگے اسی غرض کے لئے دونوں جملوں کے درمیان لفظ "کما" (جیسا کہ) لایا گیا ہے۔

دوسری مثال

جو خاتم النبیین کے معنے بیان کرنے کے لئے پیش کی گئی تھی وہ حضرت مسیح موعود کے کلام میں سے حسب ذیل تھی:-

کان عیسیٰ خاتم خلفاء السلسلۃ الکلیمیۃ وکان لھا کاخر اللبنۃ وخاتم المرسلین" (خطبہ الہامیہ صفحہ)

یعنی عیسیٰ علیہ السلام سلسلہ موسوی کے خلفاء کو ختم کرنیوالے اور اس سلسلہ کے مرسلین میں سے آخری رسول تھے اور اس سلسلہ کی آخری اینٹ کی طرح تھے۔

اس مثال میں بھی تاویل کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ امر واقعہ یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ سلسلہ موسوی میں آخری نبی ہیں خود آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ

"لیس بینی وبینہ نبی"

میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ اور یہی قرآن مجید کی بھی ثابت ہے کیونکہ قرآن مجید میں آنحضرت صلعم کی آمد کو

"علیٰ فترۃ من الرسل"

قرار دیا گیا ہے جس کے صاف معنے یہی ہیں کہ عیسیٰ کے بعد آنحضرت صلعم تک جو قریباً چھ سو برس کی لمبی مدت ہے جسے زمانہ فترۃ کہتے ہیں اس میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ اس لئے مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں حضرت عیسیٰ کو خاتم انبیاء ہم بھی لکھا ہے۔

خاتم النبیین کے الہامی معنے

پھر جناب سید صاحب نے تو خاتم النبیین کے الہامی معنے بھی پیش کر دیئے تھے جو مسیح موعود نے خود اس طرح لکھے ہیں کہ:-

"الحق ان الدین ھو الاسلام وان الرسول ھو المصطفیٰ سید الانام فکما ان ربنا واحد یستحق العبادۃ وحدہ فکذالک رسولنا المطاع واحد لا نبی بعدہ ولا شریک معہ وانہ خاتم النبیین" (منن الرحمٰن صفحہ)

یعنی جس طرح ہمارا خدا واحد ہے اور اکیلا ہی مستحق عبادت ہے اسی طرح ہمارے مطاع رسول صلعم بھی واحد ہیں نہ آپ کے بعد کوئی نبی ہے اور نہ آپ کے ساتھ کوئی شریک تھا اور وہ نبیوں کو ختم کرنیوالے ہیں۔

المختصر میں نے مولوی اللہ دتہ صاحب سے سید صاحب کے اس مضمون کا جس کے بعض دلائل میں نے اوپر دہرائے ہیں جواب لکھنے کا مطالبہ کیا اور یہ مطالبہ نیا بھی نہ تھا کیونکہ میں ان کو بذریعہ تحریر پہلے بھی ان مثالوں کی طرف توجہ دلا کر جواب کا مطالبہ کر چکا تھا اور دہلی میں انہوں نے میری تحریر کو پڑھ کر اشاعت کے لئے واپس کر دیا اور چھپ جانے پر جواب لکھنے کا وعدہ فرما گئے لیکن اس کے بعد ہی سید صاحب کا مضمون جو شائع ہوا تو میں نے اسی کو پیش کر کے پھر مطالبہ کیا۔ جس کے جواب میں مولوی اللہ دتہ صاحب نے الفضل مجریہ ۱۳-جون ۱۹۳۷ء میں جواب لکھنے کا وعدہ ان صاف الفاظ میں کیا جو اس مضمون کے شروع میں درج ہیں۔ مگر افسوس کہ فراموشی یا خاموشی سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی علما کے دلوں کو بھی یہ دلائل فتح کر چکے ہیں۔ ورنہ وہ تو بات کا بتنگڑ بنا کر اخبار کے صفحوں کے صفحے سیاہ کر دیا کرتے ہیں۔

قادیانی جماعت دہلی کی طرف سے حال ہی میں ہی ایک ٹریکٹ نکلا ہے اور وہ "الفضل" میں بھی شائع ہوا ہے مگر حرام ہے جو انہوں نے ان حقائق پر ذرا بھی غور کیا ہو۔ حالانکہ جب پہلی مرتبہ آج سے قریباً دو سال قبل جماعت دہلی کی طرف سے اس قسم کا مضمون ٹریکٹ کی صورت میں چھپا تھا تو میں نے اسی وقت اسی مضمون کے اندر سے خاتم کے معنے آخری ثابت کرنے کیلئے خاتم المہاجرین کے الفاظ کو بطور دلیل پیش کر کے بتایا تھا کہ خاتم کا لفظ جمع مذکر کی طرف مضاف بھی ہے اور مقام مدح بھی ہے۔ اور معنے بجز آخری کے کچھ ہو ہی نہیں سکتے۔ جس پر قادیانی علما خاموش ہی رہے۔ مگر میں حیران ہوں کہ ان لوگوں نے جنبی کے خلاف کیسی کمر باندھی ہے کہ عیسائیوں کو بھی مات کر دیا ہے۔

بالاخر میں پھر قادیانی علما کو عموماً اور مولوی اللہ دتہ صاحب کو خصوصاً ایفائے وعدہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ سید صاحب صاف جواب تو ان کے حق کو تباہ کر دینے والا ہوگا اس لئے اس کی تو امید ہی نہیں مگر جبکہ دنیا میں انسان کو خدا بنانیوالے بھی تاویلات سے کچھ نہ کچھ کام لیتے ہی ہیں تو ایک امتی کو نبی بنانے والے اگر ادھر ادھر کی باتیں بنا کر حق کو چھپانے کی کوشش کریں تو یہ کچھ ان کے لئے نئی بات نہیں ہے۔ مگر دیکھنا ہے۔

مذہب اور گمراہ مولوی

(از جناب حاجی نبی احمد صاحب بریلوی)

اے اسیر جبہ و دستار اے فرقہ پرست
آگیا ہے وقت اب دنیا میں ہو تیری شکست
اے حریص بندۂ زر اور اے بہروپئے
منکشف ہونے کو ہیں حالات دنیا پر ترے
اے تماشا گاہ عالم کے مداری ہوشیار!
صورت ابر رواں مٹنے کو ہے تیرا وقار
یہ فقط دھوکا ہی دھوکا ہے کہ تو ہے متقی
دیکھ خود ڈسنے تجھے آتی ہے تیری گمرہی
ہے فقط رسوا تجھی سے مذہب اسلام سن
ختم ہونے کو ہے تیرا عیش اور آرام سن
تو نے اپنی گندہ تقریروں سے اے مست گناہ
سیدھے سچے دیندار دل کو کیا ہے روسیاہ
مذہب اک پاکیزہ جوہر ہے زمانے کے لئے
مذہب اک تابندہ گوہر ہے زمانے کے لئے
مذہب اک آئینۂ صافی ہے بے گرد و غبار
مذہب اک قانون ہے فطرت کا عظمت آشکار
مذہب اک گلزار ہے آتی نہیں جس میں خزاں
مذہب اک دستور ہے انسانیت کا ترجمان
آہ لیکن تو نے پیچیدہ بنایا ہے اسے
مسخ کر کے اس کو تو نے ہی بگاڑا ہے اسے
اور اب اصلاح مذہب کا ہے دعوےدار تو
واقعہ یہ ہے کہ ہے سب سے بڑا مکار تو
ہے غلط تو نیکیوں سے دین کی آگاہ ہے
تجھ سے کیا اصلاح مذہب ہو کہ خود گمراہ ہے

(ھنس)

جنوبی وسطی ہند کے بھیل اور گونڈ

ان کے دلچسپ حالات اور رسم و رواج

بھیل فطرۃً آزاد واقع ہوئے ہیں اور ایک وقت تھا کہ وہ جنگل کے بادشاہ کہلاتے تھے۔ ناسازگار حالات نے اب انہیں صدیوں سے قعر مذلت میں گرا رکھا ہے وہ اب بھی اجنبیوں کو مشتبہ نظروں سے دیکھتے ہیں لیکن جب ان سے مانوس ہو جائیں تو پھر وہ نہایت ہی عجیب اور دلکش آدمی ثابت ہوتے ہیں۔ عام طور پر بھیل بے ضرر ہوتے ہیں لیکن اگر ان سے بے رحمی یا ناانصافی کا سلوک کیا جائے تو پھر یہ بدلہ لینے کا ضرور کوئی نہ کوئی طریقہ معلوم کر لیتے ہیں۔ ان میں لطیف مذاق کی حس موجود ہے وہ مستقبل سے بالکل بے پروا ہوتے ہیں۔

ان کا لباس نہایت مختصر ہوتا ہے اور دریائے تاپتی اور دریائے نربدا کے درمیانی حصے کے پہاڑی لوگوں کا لباس تو صرف لنگوٹی پر مشتمل ہوتا ہے۔ لنگوٹی صرف مرد ہی پہنتے ہیں لیکن اس چھوٹے سے کپڑے کے بننے میں خاص صنعت سے کام لیا جاتا ہے اس میں رنگ برنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں عورتوں کے لباس پر نسبتاً زیادہ کپڑا خرچ کیا جاتا ہے وہ سر پاؤں میں ٹھوس پیتل کی بھاری بھاری چوڑیاں پہنتی ہیں جن سے چلنے میں انہیں خاصی رکاوٹ پیش آتی ہے۔ میدانی علاقوں کی عورتیں چھوٹے چھوٹے پھندنوں کو دھاگے میں پرو کر اور مالائیں بنا کر پہنتی ہیں جن کا اچھا نمایاں ... ہوتا ہے اور پہننے والی کو کافی وقت محسوس ہوتی ہے۔

میدانی علاقوں کے بھیل تو چھوٹے چھوٹے گاؤں بنا کر رہتے ہیں لیکن پہاڑی لوگ اپنے اپنے کھیتوں میں گھاس پھوس اور بانس کی جھونپڑیاں بنا کر رہنا پسند کرتے ہیں ان کا سب سے بڑا پیشہ کاشتکاری ہے بعض لوگ تو اس پیشہ میں کافی خوشحال ہیں لیکن بعض سخت ... ہیں۔

بھیل شراب نہایت کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ گرمیوں میں وہ مہوہ کے پھول چننے میں مصروف رہتے ہیں جن سے بعد میں شراب کھینچی جاتی ہے۔ شراب کی کثرت استعمال نے ان کے چال چلن پر بہت برا اثر ڈال رکھا ہے اور وہ بے ہوشی میں بہت کر آدمیوں کو قتل بھی کر دیتے ہیں۔ ان کی زندگی میں شراب اس کثرت سے اثر حاصل کر چکی ہے کہ مذہبی رسوم اور عبادت کے وقت بھی نظر انداز نہیں کی جاتی۔ بات بلا مبالغہ کہی جا سکتی ہے کہ شراب کے استعمال کی کثرت ان کی ترقی کی راہ میں سب سے زیادہ حائل ہے۔

گونڈ

گونڈوں کی ابتدائی تاریخ افسانوں کے پردے میں گم ہے یہ دراوڑی نسل سے ہیں اور صوبجات متوسط کے سب سے قدیم باشندے تصور کئے جاتے ہیں۔ منڈلہ، جبل پور، سیونی اور بالاگھاٹ اضلاع میں جابجا ایسے کھنڈرات اور عمارات کہنہ نظر آتی ہیں۔ جو یاد دلاتی ہیں کہ کبھی اس صحرا نشین اور بادیہ پیما قوم کا ستارا اوج پر تھا۔ اور اس سرزمین پر ان لوگوں نے بھی کسی وقت حکمرانی کی تھی جبل پور سے دو میل کے فاصلے پر صرف ایک پتھر پر ایک بلند عمارت تعمیر کی گئی تھی جو آج تک مدن محل کے نام سے موسوم ہے اور سیاحوں کی دلچسپی کا موجب ہے۔ گونڈ راجاؤں کے قلعے، محلات، شکار گاہیں اب تک موجود ہیں اور ارباب بصیرت کو دعوت دے رہی ہیں کہ انہیں دیکھو ہم ایک پامال قوم کے ایام عروج کی یادگار ہیں۔

آج گونڈ من حیث المجموع زراعت پیشہ ہیں لیکن انکی زرخیز اراضی دوسری قوموں نے اپنی چالبازیوں سے حاصل کر لی ہے اور حاصل کرتی چلی جا رہی ہیں۔ چنانچہ صوبہ جات متوسط کی حکومت نے اب یہ قانون منظور کیا ہے کہ گونڈی جائداد بغیر حکومت کی منظوری کے بیع و رہن نہیں ہو سکتی۔

گونڈ کی غذا بہت سادہ ہوتی ہے کودوں کا دلیہ اور چاولوں کی پیچ۔ جڑیں اور پتیاں انہیں سر بفلک عمارتیں درکار نہیں، دور جنگل میں دو دو چار چار خس پوش جھونپڑیاں ہوتی ہیں انہیں میں بال بچوں کے ساتھ یہ لوگ بے فکری اور آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ گیہوں اور دوسری پیداوار مہاجنوں کے ہاں چلی جاتی ہے ان کا لباس بہت سادہ ہوتا ہے۔ ایک نوجی ایک دھوتی اور ایک صافہ مردوں کیلئے کافی ہے اور عورتیں سفید یا رنگین موٹی ساڑی باندھتی ہیں۔ عورتوں کو کانسے اور پیتل کے زیور کا بڑا شوق ہوتا ہے اور ٹیسو کے پھول اور دوسرے صحرائی پھول اپنی چوٹی کے جوڑے میں گوندھتی ہیں۔

سردی کے دنوں میں جب کڑاکے کا جاڑا پڑتا ہے تو اپنے جھونپڑے کے سامنے خوب آگ جلاتے ہیں۔ کودوں کا پیال چاروں طرف پھیلا دیتے ہیں اور سب بال بچے آگ کے اردگرد ننگے بدن ہو جاتے ہیں۔ جب ایک کروٹ آگ میں سینک لیتے ہیں تو پھر دوسری کروٹ بدل دیتے ہیں اس طرح رات کٹ جاتی ہے۔

انہیں سول سرجن یا کسی معالج خصوصی کی ضرورت نہیں ہوتی ہر ایک گاؤں میں ایک خس پوش جھونپڑا ہوتا ہے جسے کہ ... کہتے ہیں۔ ... میں ان کے دیوی دیوتاؤں کے بت رکھے رہتے ہیں ترسول رکھے رہتے ہیں اور ایک سفید پھریرا جھونپڑی کے سامنے ہوا میں لہراتا ہے۔ اس مڑھیا کا جو مجاور ہوتا ہے اسے ان کی زبان میں پنڈا کہتے ہیں۔ جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو پنڈا اپنے دیوتاؤں سے استصواب کر کے دوا بتا دیتا ہے۔ یا دعا کر دیتا ہے۔ اگر مرض دیرینہ ہو تو مہینوں پنڈے کی خدمتمیں میں حاضری دینی پڑتی ہے اگر پنڈے کے دیوتا کا ... ہو تو مریض کو بکرا قربان کرنا پڑتا ہے۔ پنڈا مذہبی پیشوا سمجھا جاتا ہے منڈلہ سے دس میل کے فاصلے پر رام نگر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے ... ایک پنڈا رہتا ہے جسے گونڈ کھسی ماٹی کا پنڈا کہتے ہیں۔ وہ پیری مریدی کرتا ہے۔ اس کے بائیس ہزار مرید ہیں جو شخص اس کا مرید ہو جاتا ہے اسے پنڈے کے حکم سے تانبے کی زنجیر اپنے گلے میں پہننی پڑتی ہے۔ ایک مرتبہ ۱۹۱۲ء میں اس پنڈے نے ایک ہزار روپے کی لاگت سے سو فٹ کی لوہے کی سیڑھی بنوائی تھی اور اپنے گھر کے سامنے اسے نصب کیا تھا۔ جتنے معتقدین آتے اس سیڑھی پر ضرور چڑھتے اور اسے سورگ نسینی یعنی بہشت کا زینہ سمجھتے تھے۔ رام نگر کے متذکرہ پنڈے کی سو عورتیں ہیں۔ مرید از راہ ارادت اپنی کنواری خوبصورت لڑکیوں کو پنڈے کی نذر کر دیتے ہیں اور پھر وہ لڑکیاں پنڈے کی بیوی ہونے کا فخر حاصل کر لیتی ہیں۔

گونڈوں میں سب سے دلچسپ شادی کی رسم ہے۔ اگر کسی کنواری لڑکی پر کوئی شخص خواہ وہ کسی قوم سے ہو ہلدی چھڑک دے تو گویا نکاح ہو گیا اب وہ لڑکی کسی دوسرے سے شادی نہیں کر سکتی۔ بلکہ اسی شخص کے ساتھ اسے زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ البتہ لڑکی یا اس کے رشتہ دار کو اس حرکت پر اعتراض ہو تو فوراً لڑکی کی ذات خراب کرنے کے جرم میں فوجداری نالش کر دی جاتی ہے۔ عدالتوں میں اس قسم کے دلچسپ مقدمات پیش ہوتے رہتے ہیں مگر زیادہ تر یہ لوگ خود ہی انتقام لے لیتے ہیں۔ جو شادیاں فریقین کے والدین کی رضامندی سے ہوتی ہیں ان کی رسوم بہت سادہ مگر دلچسپ ہوتی ہیں۔ بیٹے والے بیٹی والوں کے ہاں چلم تمباکو پینے جاتے ہیں۔ اور باتوں باتوں میں پوچھ لیتے ہیں کہ کتنا غلہ خرچ ہوگا؟ پھر اس حساب سے کودوں گڑ اور گھی وغیرہ بیٹی والے کے ہاں پیشگی بھیجدی جاتی ہے۔ تاکہ بیٹی والا ان کی اور اپنے مہمانوں کی گڑ اور گھی کودوں سے مدارات کر سکے۔ پھر برات پہنچتی ہے پنڈا رسم عقد انجام دیتا ہے درختوں کی چھاؤں میں ساگوان کے پتوں پر تمام براتیوں اور مہمانوں کو کھانا کھلا دیا جاتا ہے اور دلہن کے ساس اور سسر اسے اپنی پیٹھ پر لاد کر پوری برات کے ساتھ اپنے گھر روانہ ہو جاتے ہیں نہ دعا نہ پان سپاری سے تواضع کی جاتی ہے نہ بہترین اہتمام اور میزبانی کے باوجود نام رکھائی ہوتی ہے۔

انکے ہاں طلاق بڑی دلچسپ ہوتی ہے عورت رات کو سناٹے میں فرار ہو جاتی ہے جب تک وہ کسی اور سے تعلق نہ رکھے۔ مرد خاموش رہتا ہے اور جونہی وہ کسی اور کے رشتہ زوجیت میں منسلک ہوئی اس کا پرانا شوہر اس کی لاگت کا دعویدار ہو گیا جسے ان زبان میں کگت کہتے ہیں۔ جدید شوہر کو قدیم شوہر کی شادی کے مصارف قانوناً اور اخلاقاً دینے پڑتے ہیں۔

چند باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ قوم بالکل یوروپین معلوم ہوتی ہے بازار میں شہر میں جنگل میں، جہاں کہیں اعزہ و اقارب ایک دوسرے سے ملے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت ایک دوسرے کے گال چومتے ہیں عورتیں برہنہ سر رہتی ہیں۔ ان کا ناچ بالکل یوروپین فیشن کا ہوتا ہے۔ ہر چھوٹے بڑے گاؤں میں بالالتزام بشرطیکہ کوئی حادثہ رونما نہ ہوا ہو عورتیں اور مرد مل کر ایک حلقہ باندھ لیتے ہیں اور ڈھولکی بجا بجا کر گاتے اور ناچتے ہیں۔ ان کے ہاں سب سے مقبول گانا ددریا ہوتا ہے ددریا تقریباً ہر بچہ، بوڑھا، جوان، مرد، عورت گاتا ہے۔ قدرتی آبشاروں پر بیٹھ کر نہاتے جاتے ہیں گاتے جاتے ہیں ہل اور بکھر چلاتے وقت گاتے ہیں فصل کاٹتے وقت گاتے ہیں۔ غرضیکہ گانا ان کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ ددریا عشقیہ گانے ہوتے ہیں گانے کے علاوہ ہر ایک نوجوان مرد اور عورت ددریا کہنا بھی جانتا ہے یہ گویا نیچرل شاعر ہوتے ہیں۔

جس وقت یہ ددریا گاتے ہیں۔ ناممکن ہے کہ ان کے قدرتی پرسوز سے ہر رستہ چلنے والے کو ٹھہر کر سننے پر مجبور نہ کر دے۔

ان کی زبان بڑی میٹھی ہوتی ہے۔ گونڈی صرف بولی جاتی ہے لکھی نہیں جاتی نہ حکومت نے اس طرف توجہ کی ہے البتہ مسیحی مشنریوں نے چند کتب گونڈی زبان میں لکھی ہیں اور وہ بھی اپنے دینی پروپگنڈا سے متعلق کیونکہ یہ سادہ لوح قوم بہت جلد اثر قبول کر لیتی ہے۔

(ماخوذ)

آنہ مستقل فنڈ کی وصولی کو
جدید انتظام پر
تمام جماعتیں بہت جلد عمل پیرا ہوں

”ینگ اسلام“

کے متعلق غیروں کی رائے

ٹی۔ وی آر۔ ناموو دیلان جنرل سیکرٹری آل انڈیا یوتھ ایسوسی ایشن مادمورہ لکھتے ہیں:۔

”نوجوان پرچہ ”ینگ اسلام“ کے متعدد پرزور اور شاندار پیغامات نے ہمارے ناظرین اور معاونین کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کر لیا ہے خدا کرے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ بڑھے اور اس کی پُراثر خبریں دنیا کے ہر گوشے میں پہنچ جائیں۔“

سیکرٹری ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن ڈربن (ساؤتھ افریقہ) سے لکھتے ہیں:۔

”گذشتہ ڈاک میں جو لٹریچر آپ نے بھیجا ہے۔ اس میں ایک اخبار ”ینگ اسلام“ بھی تھا جو بالکل ہمارے مذاق کے مطابق تھا۔ اور نہایت ہی جاذب توجہ تھا۔ اس لئے ہم خوشی سے آپ کو مندرجہ ذیل دستوں کا سالانہ چندہ بھیجتے ہیں۔“

کیا ایسے مفید اور مخصوص تبلیغی کام کرنیوالا پرچے کی امداد کرنا آپ کا فرض نہیں؟

خاکسار مینیجر ینگ اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ریلوے میں ملازموں کی ضرورت

نارتھ ویسٹرن ریلوے میں مندرجہ ذیل عارضی ملازمتوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔

ملازمت	گریڈ	کم از کم تعلیمی و فنی قابلیت	عمر ۷/۱۲/۳۷ کو
۴ کلرک	کلاس II گریڈ ۳۰—۵—۵۰—۲/۵—۶۰	میٹرکولیٹ دوئم ڈویژن	۱۸ برس سے کم نہ ہو اور پچیس برس سے زیادہ نہ ہو
۱۲ ورکس مستری	گریڈ X II ۵۱—۳—۶۰	انجنیئرنگ قابلیت ڈپلوما یا ڈگری کسی مستند انجنیئرنگ سکول کالج یا یونیورسٹی کی لیا ہو	۲۵ برس اور ۳۰ برس کے درمیان ہو۔

درخواستیں بذریعہ ڈاک ڈویژنل پرسنل آفیسر این۔ ڈبلیو۔ ریلوے ملتان کو امیدوار اپنے ہاتھ سے لکھکر بھیجیں جس میں امیدواروں کی تعلیمی اور فنی قابلیت کا ذکر ہو اور اس کے متعلق اسناد بھی درخواستوں کیساتھ منسلک ہوں۔ نیز چال چلن کھیلوں میں قابلیت گذشتہ تجربہ اور ٹریننگ کا ذکر ہو اور یہ بھی بتایا جائے کہ آیا کسی ملازم ریلوے کے ساتھ کوئی قریبی رشتہ یا تعلق داری ہے۔ درخواستیں ۳۷/۱۱/۲۷ تک پہنچ جائیں۔

اگر کسی امیدوار نے مذکورہ بالا طریقے کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کیا تو اُسے مقابلے میں آنیکی اجازت نہ ہوگی۔

جو امیدوار پرسنل انٹرویو کے لئے طلب کئے جائیں۔ انہیں اپنے خرچ پر سلیکشن بورڈ کے پیش ہونا ہوگا وہ اپنے ساتھ اپنے اصلی سرٹیفکیٹ نیز میٹرکولیشن سرٹیفکیٹ لیتے آئیں۔ خواہ وہ گریجویٹ اور انڈر گریجویٹ ہی کیوں نہ ہوں۔

آخر میں مستریوں اور کلرکوں کو سی۔ آئی کا میڈیکل کا امتحان پاس کرنا ہوگا

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے ملتان

تمام برادران سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ ماہ رمضان المبارک میں اپنے قومی اخبار ”پیغام صلح“ کی توسیع اشاعت کی کوشش فرماویں

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ محمد ولد ملا ذات کالرا سکنہ چک ۱۴ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳۷/۱۲/۸ مقرر کیا ہے لہذا جاٹے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۷/۸/۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ نادر ولد سمال ذات جٹ اناں سکنہ کوٹ سماعیل تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳۷/۱۲/۹ مقرر کیا ہے لہذا جاٹے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۷/۸/۱۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ بہادر شاہ ولد شہابل ذات سید سکنہ ٹوبلی شیخ راجو تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۳۸/۱/۵ مقرر کیا ہے لہذا جاٹے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۳۷/۹/۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ فرید ولد محبت ذات سیال بھرانہ سکنہ موضع پیرآنہ جنڈالی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳۸/۱/۷ مقرر کیا ہے لہذا جاٹے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۷/۹/۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ مسٹر مکنڈلال ولد ملک امیر چند ذات نانگپال سکنہ مگھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳۸/۱/۷ مقرر کیا ہے لہذا جاٹے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۳۷/۹/۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمیٰ سرارہ ولد چراغ دیال ٹلو سرارہ ذات بلوچ سکنہ چک ۲۱۶ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳۸/۱/۷ مقرر کیا ہے لہذا جاٹے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۷/۹/۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— فلسطین میں حالات بدستور ہیں۔ عوام کی طرف سے قتل و غارت اور حکومت کی طرف سے انتہائی تشدد کا سلسلہ جاری ہے۔

—— بیت المقدس ۱۲ نومبر۔ حکومت فلسطین کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ موجودہ حالات کے پیش نظر امن عامہ کے مفاد کی حفاظت کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ فلسطین کے دفاعی آرڈر ان کونسل کے ماتحت دفاعی ریگولیشن نافذ کیا جائے۔ جس کے منشا کے مطابق فوجی عدالتیں قائم کی جائے گی۔

—— فوجی عدالتیں مندرجہ ذیل جرائم کا تصفیہ کیا کریں گی (۱) کسی شخص پر گولی چلانا جس کی سزا پھانسی ہوگی (۲) اسلحہ جات اور بم وغیرہ اپنے قبضہ میں رکھنا اس جرم میں بھی سزائے موت دی جائے گی (۳) کسی سرکاری عمارت وغیرہ کو نقصان پہنچانا یا کسی کو دھمکی دینا۔

—— فوجی عدالتیں جو سزا دیں گی ان کی تصدیق کمانڈنگ افیسر فلسطین کرے گا اور ان عدالتوں کے فیصلہ کے خلاف اپیل نہیں ہو سکے گی۔ عرب ممالک میں اس خبر سے شدید اضطراب پیدا ہوگیا ہے۔

—— عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ سلاطین عرب نے حکومت فلسطین و برطانیہ کے نام ایک مشترکہ مکتوب بھیجا ہے جس میں ان عرب لیڈروں کی رہائی اور واپسی کا مطالبہ کیا ہے جو تحریک فلسطین کے سلسلہ میں محبوس یا جلا وطن کر دیئے گئے ہیں۔

—— مکتوب میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جدید تحقیقاتی کمیشن عنقریب فلسطین آنیوالا ہے اس لئے ان لیڈروں کی رہائی اور واپسی ازحد ضروری ہے کیونکہ ان کی عدم موجودگی میں کمیشن منصفانہ طور پر اپنا کام انجام نہیں دے سکے گا۔

—— انقرہ ۱۱ نومبر ترکی میں فسطائیت کے خلاف وسیع پیمانہ پر پروپیگنڈا شروع ہوگیا ہے۔ اخبارات میں فسطائی طاقتوں کے خلاف مضامین بکثرت شائع ہو رہے ہیں اور اس کو اتحاد امن کے لئے مستقل خطرہ قرار دیا جا رہا ہے۔ فسطائی ادارے اور مجالس خلاف قانون قرار دیدی گئی ہیں۔

—— رباط۔ ۱۱ نومبر۔ شمالی افریقہ میں فرانسیسی حکام موجودہ ایجیٹیشن کا زبردست مقابلہ کر رہے ہیں۔ اس ایجی ٹیشن کی وجہ اقتصادی و معاشی بدحالی ہے۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ بعض گرفتار شدہ ایجی ٹیٹروں کے قبضہ سے ایسی دستاویزات برآمد ہوئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیرونی ممالک کے اشاروں پر یہ شورش بپا کئے ہوئے ہیں اور ان کو وہاں سے مالی امداد مل رہی ہے۔

—— بعض معتدل مراکشی موجودہ تحریک کو ناپسند نہیں کرتے اور اس سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ اقتصادی اور معاشی حالت کو درست کرنے کے لئے حکومت فرانس نے قوانین کے نفاذ کا جو وعدہ کیا تھا اسے وہ پورا کرے۔

—— انگورہ ۱۲ نومبر۔ دردانیال میں طوفان کی وجہ سے متعدد تفریحی کشتیاں غرق ہوگئیں بیسیوں آدمی ڈوب گئے۔

—— انگورہ ۱۲ نومبر۔ استنبول اور ازمیر کے علاقے میں طوفانی بارشوں کا سلسلہ جاری ہے جسکی وجہ سے فصلوں کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

—— بیت المقدس ۱۱ نومبر۔ بیت المقدس کے [illegible] آرڈر نافذ کر دیا گیا ہے [illegible] دار دائین [illegible] گیا۔

ہندوستان

—— نئی دہلی ۱۳ نومبر۔ آج صبح ہز ہائی نس سلطان مسقط یہاں پہنچے ان کا سرکاری طور پر شاندار استقبال کیا گیا سلطان موصوف اپنے قومی لباس میں ملبوس تھے۔ جونہی آپ نے پلیٹ فارم پر قدم رکھا ۲۱ توپوں کی سلامی دی گئی۔

—— ریلوے اسٹیشن پر سرمٹکاف وزیر خارجہ نے رسم تعظیم ادا کی اور بھی بہت سے اعلیٰ سرکاری حکام ریلوے اسٹیشن پر موجود تھے سلطان موصوف شاہانہ گاڑی میں وائسرائے ہوس کی طرف جلوس کے ساتھ تشریف لے گئے جو نئی دہلی سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ سارا راستہ تماشائیوں سے بھرا پڑا تھا سلطان موصوف دس دن تک قیام فرمائیں گے

—— لکھنؤ ۱۲ نومبر۔ بیان کیا جاتا ہے یو۔ پی کے کانگریسی وزیر حافظ ابراہیم نگینہ سے لکھنؤ آ رہے تھے کہ دلال گنج ریلوے اسٹیشن کے قریب ایک مسلمان نوجوان نے ان پر حملہ کرنا چاہا جس کو گارڈ نے گرفتار کر کے پولیس کے حوالے کر دیا۔

—— کلکتہ۔ ۱۲ نومبر افواہ ہے کہ بنگال کی وزارت نے گیارہ سو نظر بندوں کو غیر مشروط طور پر پابندیوں سے آزاد کر دینے کا فیصلہ کیا ہے اس کے بعد پانچ سو دیگر نظر بند جو مختلف جیلوں میں محبوس ہیں وہ بتدریج رہا کئے جائیں گے۔ سرکاری طور پر تاحال کوئی اعلان نہیں ہوا۔ لیکن ایسے اعلان کی بہت جلد توقع ہے گاندھی جی تاحال کلکتہ میں مقیم ہیں

—— حیدر آباد دکن ۱۴ نومبر کل صبح جب اعلیٰ حضرت حضور نظام کی ٹکسال کھولی گئی تو یہ لرزہ خیز انکشاف ہوا کہ خزانہ کی تجوری سے ساٹھ ہزار روپیہ کے نوٹ غائب ہیں۔ چور چھت میں ایک شگاف کر کے رسّے کے ذریعے نیچے خزانہ میں اترے۔

—— یہ امر قابل ذکر ہے کہ ٹکسال پر رات دن فوج کا زبردست پہرہ رہتا ہے اور اس کے ارد گرد خاردار تاروں کا جنگلہ ہے۔

—— حادثہ پانی پت کے متعلق حکومت پنجاب کی رپورٹ سے مسلمانان پانی پت میں شدید اضطراب پیدا ہوگیا ہے چنانچہ ان کے ایک نمایندہ وفد نے ۱۱ نومبر کو لاہور میں وزیر اعظم پنجاب سے ملاقات کر کے اپنا نقطہ خیال پیش کیا۔

—— لارڈ ٹینیسی سن کی کرکٹ ٹیم آجکل ہندوستانی یونیورسٹیوں کی ٹیم سے لاہور میں کھیل رہی ہے۔

—— ڈاکٹر محمد عالم کے حلقہ کے ووٹران سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مسلم مفاد کی حفاظت کے وعدوں کے ساتھ ووٹ لئے اور اب کانگرس کے ساتھ مل گئے ہیں۔

—— مسلمانان ہند روز بروز لیگ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں جگہ جگہ اس کی شاخیں قائم ہو رہی ہیں۔

—— مدراس ۱۳ نومبر۔ آج مدراس کی کانگریسی حکومت کے دائر کردہ مقدمہ کی بناء پر بمبئی کے مشہور سوشلسٹ مسٹر باٹلی والا کو انقلاب برپا کرنے کے جرم میں چھ ماہ قید کی سزا دی گئی۔

—— لاہور ۱۴ نومبر کل شاہی مسجد میں احراریوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں "مسجد شہید گنج زندہ باد" کا نعرہ لگانے پر انہوں نے چند مسلمانوں کو شدید زد و کوب کیا۔

—— ۱۶ نومبر حکومت پنجاب نے سڑکوں کی تعمیر و اصلاح کے لئے ایک ہشت سالہ سکیم مرتب کی ہے جس پر سوا کروڑ روپیہ خرچ آئے گا۔

—— لاہور ۱۶ نومبر مسجد شہید گنج کے مقدمہ کی اپیل کی سماعت لاہور ہائی کورٹ میں ۹ اور ۱۰ نومبر اور یکم دسمبر کو ایک فل بنچ کے روبرو ہوگی۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۱۲ نومبر۔ کل جس وقت لندن میں جنگ کی یادگار کے طور پر دو منٹ کی خاموشی منائی جا رہی تو ایک پاگل ہجوم سے نکل کر فوجی دستوں سے گذرتا ہوا ملک معظم کی طرف "مردہ باد جنگ یہ سب ریاکاری ہے" کے نعرے لگاتا ہوا بڑھا جس سے سنسنی پھیل گئی۔

—— شنگھائی ۱۲ نومبر۔ چین کے دریا سے زرد میں زبردست طغیانی آگئی جس کی وجہ سے صوبہ شانٹنگ کا بڑا حصہ زیر آب ہوگیا۔ دس لاکھ انسان مفلس و بے خانماں ہوگئے ہیں اور مزید دس لاکھ انسانوں کی تباہی کا خطرہ ہے۔

—— شنگھائی ۱۳۔ نومبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ایک دن کی شدید گولہ باری کے بعد جاپانیوں نے ننانٹاؤ پر قبضہ کر لیا ہے۔ کئی ہزار چینیوں نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ لندن کے مشہور اخبار مارننگ پوسٹ کا نامہ نگار اس جنگ کی حالت فرانسیسی علاقہ میں کھڑا دیکھ رہا تھا کہ مشین گن کی گولیوں سے ہلاک ہوگیا۔

—— شنگھائی کے ایک پیغام سے پایا جاتا ہے کہ جاپان نے یقین دلایا ہے کہ تیسری طاقتوں کے حقوق اور مفاد کی مکمل حفاظت کیجائیگی

—— لندن۔ ۱۲ نومبر۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ نے مسٹر میکڈانلڈ کے خاندان کو مسٹر موصوف کی موت پر اظہار افسوس اور ہمدردی کا ایک پیغام ارسال فرمایا ہے۔

—— لندن ۱۲ نومبر۔ کل جس وقت دار العوام کا اجلاس شروع ہوا تو سپیکر نے مسٹر ریز سے میکڈانلڈ کی موت کی خبر سنائی اور ان کی موت کو ایک نقصان عظیم کیساتھ تعبیر کرتے ہوئے پس ماندگان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔

—— لنڈن ۱۲ نومبر لنڈن کے لارڈ میئر کا چینی امدادی فنڈ ستر ہزار پونڈ تک پہنچ گیا ہے۔

—— مسٹر ریز نے میکڈانلڈ کی نعش ان کے گاؤں لاسی موتھ میں دفن کی جائیگی برطانوی کابینہ نے ان کو ویسٹ منسٹر ایبے میں دفن کرنیکا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن آنجہانی کے پسماندگان نے اس تجویز سے اتفاق نہیں کیا

—— دار العوام پر غم اور افسردگی چھائی ہوئی تھی۔ آنجہانی کے بدترین سیاسی مخالفین اور بہترین مداح ان کو خراج تحسین ادا کرنے میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد ہاؤس آنجہانی کے احترام کے طور پر ملتوی کر دیا گیا

—— لندن ۱۲ نومبر۔ برطانوی کابینہ کے اجلاس میں آنجہانی کو خراج تحسین ادا کیا گیا۔

—— لندن ۱۳ نومبر ٹوکیو کا ایک پیغام مظہر ہے کہ جاپان کے علاقہ کوماشیان میں زمین کا بہت سا رقبہ اندر کی طرف دھنس گیا ہے جس سے چھ سو آدمی دفن ہوگئے۔

—— لندن کے بعض اخبارات میں اس قسم کی افواہیں شائع ہوئی ہیں کہ موجودہ بین الاقوامی صورت حالات کے پیش نظر شاید ملک معظم اپنی سلطنت کا دورہ نہ کر سکیں اور اپنی جگہ لارڈ بالڈون سابق وزیر اعظم کو دورہ کے لئے بھیجدیں۔

—— اگر ایسا ہوا تو پھر اس امر کا بھی امکان ہے کہ ہندستان میں لارڈ بالڈون ہی فیڈریشن کے قیام کا اعلان کریں گے یہ بھی افواہ ہے کہ فیڈریشن کے اعلان کیلئے ایک خاص دربار منعقد کیا جائیگا جس کا انتظام اعلیٰ حضرت حضور نظام کریں گے۔ لاہور میں اس سے ایک متضاد خبر بھی آئی ہے۔

—— بیت المقدس ۱۰ نومبر عربوں اور یہودیوں میں زبردست فساد ہوگئے جن میں چھ عرب شہید اور ۲ شدید مجروح ہوئے انوار کے دن شب باری تک ہی ہنگامہ [illegible]۔

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور — ٹیلیفون نمبر ۲۳۸

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۷۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے
طلبا سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے
ممالک غیر سے
چندہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۷۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دعاؤں کے نتائج میں تاخیر اور توقف کی وجہ

غرض یہ مسلمانوں کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ اُن کا خدا دُعاؤں کا سننے والا ہے کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ ایک طالب دُعا نہایت رقت اور درد کے ساتھ دعائیں کرتا ہے لیکن اس کی دعاؤں کے نتائج میں تاخیر اور توقف واقع ہوتا ہے تو اس کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ دعاؤں کی قبولیت کی تاخیر کے وقت یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اول تو دنیا کے تمام کاروبار تدریجاً ہوتے ہیں مثلاً دیکھو ایک انسان کے بچے کو پورا جوان بننے کے لئے کس قدر مراحل اور منازل طے کرنے پڑتے ہیں۔ ایک بیج سے درخت بننے کے لئے کسقدر توقف ہوتا ہے بعینہ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کے قدرتی امور کا نفاذ بھی تدریجاً ہوتا ہے پھر اس توقف میں یہ مصلحتِ الٰہی بھی ہوتی ہے کہ انسان اپنے عزم اور عقد ہمت میں پختہ ہو جائے اور اُسے معرفت الٰہی میں استحکام اور پورا پورا رسوخ حاصل ہو کیونکہ قاعدہ کی بات ہے کہ انسان جس قدر اعلیٰ مراتب اور مدارج کو حاصل کرنا چاہتا ہے اسی قدر اُسے زیادہ سخت محنت اور وقت کی ضرورت ہوتی ہے پس استقلال اور ہمت ایک ایسی عمدہ چیز ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو انسان کامیابی کی منازل کو طے نہیں کر سکتا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ پہلے مشکلات میں ڈالا جائے اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اسی لئے فرمایا ہے۔ دنیا کی کوئی کامیابی اور راحت ایسی نہیں ہے کہ جس کے شروع میں کسی قسم کا رنج اور تکلیف نہ ہو اور اس سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو باہمت اور مستقل مزاج ہوں بے ہمت اور متلون مزاج راستہ میں ہی تھک کر رہ جاتے ہیں۔ (جنوری ۱۹۰۲ء)

چندہ ماہوار کے متعلق قومی فیصلہ

ایک آنہ فی روپیہ کی شرح سے ادا کیا جائے

چندہ ماہوار ہر ایک آمدنی رکھنے والے احمدی پر فرض ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود کے تاکیدی ارشادات موجود ہیں۔ موجودہ حالات و ضروریات کے پیش نظر ہمارا قومی فیصلہ یہ ہے کہ چندہ ماہوار ایک آنہ فی روپیہ کی شرح سے ادا کیا جائے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے دوست اسکی پوری پابندی نہیں کرتے گویا اس طرح وہ اپنے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو فراموش کر رہے ہیں انکی اس غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے انجمن کو طرح طرح کی مالی دشواریاں پیش آ رہی ہیں اور دینی و قومی کاموں کو غیر معمولی نقصان پہنچ رہا ہے

اسلئے ایسے تمام دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھیں اپنے ان وعدوں کو یاد کریں جو انہوں نے جماعت احمدیہ میں شمولیت کے وقت کئے تھے اور آئندہ کے لئے۔

عہد کریں کہ ہم ار فی روپیہ

کے حساب سے باقاعدہ چندہ ماہوار ادا کریں گے۔ ورنہ جان لیں وہ عملاً مسیح موعود کی جماعت سے نہیں۔ اسلام کو نام کے نہیں بلکہ کام کرنے والے سپاہیوں کی ضرورت ہے۔

رسالہ "مسیح موعود"

مصنفہ علی حائری صاحب پر ایک نظر

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی)

(۳)

علامہ حائری صاحب اپنے رسالہ "مسیح موعود" میں وفات مسیح کا قرآنی ثبوت پیش کرتے ہوئے آیت انی متوفیک کی ذیل میں وجہ چہارم ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں :-

وجہ چہارم - آیت مذکورہ میں لفظ متوفیک صیغہ اسم فاعل ہے جو تینوں زمانوں - ماضی - حال - مستقبل پر شامل ہوتا ہے پس اس لفظ متوفیک سے یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام مار دیئے گئے - کیونکہ عربی قواعد کے لحاظ سے یہ معنے تب ہو سکتے اگر صیغہ ماضی استعمال ہوتا اور یہاں تو متوفیک اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنے یوں کئے جائیں گے کہ اے عیسیٰ میں تیرا مارنے والا ہوں - اور مفہوم یہ ہوگا کہ میرے سوا تجھے نہ تو کوئی مار سکتا ہے اور نہ سولی چڑھا سکتا ہے" (صـ۱۲)

دو چار سطروں میں اس قدر اختلافات جائے حیرت - معلوم ہوتا ہے سہو ایسا ہوا ہے - کیونکہ آپ کی علمیت پر شک کرنا تو نامناسب معلوم ہوتا ہے - سارا شیعہ طبقہ جس کے تبحر علمی کا قائل ہو - اس کی دو چار سطروں میں اس قدر تضاد درد آمیز مقام حیرت ہے - سطر اول میں فرماتے ہیں

متوفیک اسم فاعل ہے جو تینوں زمانوں ماضی حال مستقبل پر شامل ہوتا ہے :

اور دوسری سطر میں فرماتے ہیں :-

عربی قواعد کے لحاظ سے یہ معنی تب ہو سکتے اگر صیغہ ماضی کا استعمال ہوتا"

فقرہ اول میں لفظ متوفیک میں ماضی تسلیم اور فقرہ دوم میں ماضی سے انکار۔ بات اصل میں یہ ہے کہ لفظ متوفیک میں زمانہ ماضی مراد ہے نہیں۔ کیونکہ ک مخاطب کا پڑا ہوا ہے جو کلام سننے کے وقت زندہ موجود ہے - بلکہ یہاں وفات دینے کا وعدہ موجود ہے - اب دیکھنا یہ ہے کہ اس وعدہ کا ایفا بھی ہوا یا نہیں - سو اس کے متعلق گذارش ہے کہ اگر قرآن کریم میں وعدہ وفات کے ایفا کا کہیں ذکر نہ ہوتا تب بھی وَمَا جعلنا لبشر من قبلك الخلد - اور - کل نفس ذائقة الموت کے قرآنی فرمان اور عام قاعدہ عالم کے مطابق یہی ماننا پڑتا . . . کہ دو ہزار سال قبل جس کو اللہ تعالیٰ نے "میں تجھ کو مارنے والا ہوں" کہا تھا وہ یقیناً کبھی کا مر چکا جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انك میت کہا ہے رسول تو یقیناً مرنے والا ہے - تو وارد ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وفات پا چکنے کا سارے قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں تو کیا اب یہی مانا جاوے گا کہ حضور فوت نہیں ہوئے کیونکہ کلام انك میت کے وقت مخاطب موجود تھا اور صیغہ ماضی کا نہیں - غالباً کوئی عقلمند ایسے اجتہاد کو پسند نہ کرے گا - پس اگر متوفیک کے وعدہ کے متعلق کہیں ذکر نہ ہوتا کہ یہ وعدہ پورا ہو چکا تب بھی استدلال مذکورہ بالا کی رو سے یہی ماننا پڑتا کہ حضرت عیسےٰ فوت ہو چکے لیکن خدائے عالم الغیب نے آپ جیسے معترضین کا منہ بند کرنے کے لئے یہ انتظام بھی کیا ہوا ہے - یعنی دوسری جگہ فلما توفیتنی کہہ کر اس وعدہ کے پورا ہو چکنے کا بھی صاف اور واضح لفظوں میں بیان کر دیا ہے اور متوفیک کے معنے "اے عیسیٰ میں تیرا مارنے والا ہوں" آپ نے خود ہی کر دئے ہیں - باقی مفہوم آپ خواہ کچھ لیں گو آپ کا پیش کردہ مفہوم بھی ہمارے خلاف نہیں پڑتا۔

وجہ پنجم - لفظ متوفیک سے شہوات اور حظوظ بشریت کا ازالہ اور افنا بھی مراد لیا جا سکتا ہے جیسا کہ ابوبکر واسطی نے لکھا ہے یعیسیٰ انی متوفیك سے مراد یہ ہے کہ اے مسیح تجھ سے شہوات اور حظوظ بشریت کو میں سلب اور زائل کرنیوالا ہوں کیونکہ کسی بشر کا باوجود شہوات کے آسمانوں پر صعود کرنا اور باوجود حظوظ نفسانیہ کے عالم قدوسیت میں سکونت کرنا یقیناً ناممکن ہے خدا تعالیٰ نے اس لئے دنیاوی شہوات اور لذات کو جناب مسیح سے سلب کر لیا - اور اس لحاظ سے وہ عالم السموات میں فرشتوں کے ساتھ بود و باش کرنے کے قابل ہو سکا" (صـ۱۳)

انسان لاکھ کتمان حق کی کوشش کرے لیکن حق کی شناخت یہی ہے کہ مخالف کو مجبور ہو کر اس کا اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے کان تو پکڑا اگر چہ ٹیڑھے ہیں سے رسالہ لکھا احمدیوں کے خلاف اور ثابت کرنا چاہا حیات مسیح مگر دبی زبان سے مسیح کی وفات تسلیم کرنے پر ہی مجبور ہوئے - فرماتے ہیں "دو کسی بشر کا باوجود شہوات کے آسمانوں پر صعود کرنا اور باوجود حظوظ نفسانیہ کے عالم قدوسیت میں سکونت کرنا یقیناً ناممکن ہے"

یا حضرت یہی تو وہ بات ہے جو احمدی کہتے ہیں فرق صرف لفظوں کا ہے

ع پورانی ست بادنجان و بادنجان بورانی

احمدی بھی یہی کہتے ہیں جو آپ نے فرمایا - ہاں اتنا زیادہ کہتے ہیں کہ جب تک جسم عنصری ساتھ موجود ہے تب تک شہوات اور حظوظ بشریت کا ازالہ یا افنا ناممکن ہے - لہٰذا اگر شہوات بشریہ اور حظوظ نفسانیہ کا افنا ہو چکا تو یقیناً جسم عنصری بھی وہاں نہیں گیا - فهو مراد اب اس کے آگے وجہ ششم ملاحظہ فرماویں

"وجہ ششم توفی لغت عرب میں اخذ شئی بتمامہ کے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ بیضاوی میں مرقوم ہے التوفی اخذ وافی وافیا - اس لئے اس آیت میں لفظ متوفیک استعمال کیا گیا ہے تاکہ جسد مع الروح کے ساتھ ان کے صعود الی السماء پر دلیل اور حجت قرار پا سکے"

دلیل اور حجت تو ایسی لاجواب پیش کی ہے کہ کمال ہی کر دیا ہے

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اب جہاں جہاں قرآن پاک میں لفظ توفی استعمال ہوا ہے ان سب مقامات پر دلیل مذکور کو چسپاں کر کے دکھائیں تب بات ہے میں آپ کی سہولت کے لئے چند آیات قرآنی بطور نمونہ پیش کئے دیتا ہوں - مثلاً

۱ - والذین یتوفون منکم - آپ کی دلیل کے مطابق ترجمہ تم میں سے جو لوگ مع جسم آسمانی پر چڑھائے جاویں

۲ - توفنا مع الابرار - ہم کو نیکوں کے ساتھ مع جسم آسمان پر اٹھالے -

۳ - توفته رسلنا :- اس کو ہمارے فرشتے مع جسم آسمان پر اٹھا لیتے ہیں

۴ - توفنا مسلمین :- ہم کو مسلمان ہونے کی حالت میں مع جسم آسمان پر چڑھا لے چلیں

علیٰ ہذا جہاں جہاں بھی قرآن پاک میں لفظ توفی استعمال ہوا ہے بدلیل مذکورہ معنے کرتے جاویں پھر تعصب کی پٹی اتار کر تخلیہ میں بیٹھ کر اس ترجمے کو بار بار پڑھیں تو مجھے یقین ہے کہ جناب کو خود ہی اپنی علمیت کے متعلق شبہ ہونے لگے گا - کیا یہی وہ دلائل و براہین ہیں جن کے متعلق رسالہ ہذا میں جناب نے ارشاد فرمایا ہے کہ مرزائیوں سے سوائے آئیں بائیں شائیں کے ان کا کوئی جواب دیا جا وے گا ؎

گر ہمیں مکتب است و ایں ملاں کار طفلاں تمام خواہد شد

"وجہ ہفتم :- انسان موت کے بعد دنیا میں چونکہ منقطع الخبر والاثر ہوتا ہے - جناب مسیح بھی آسمانوں پر صعود کرنے کے سبب چونکہ اہل زمین کے لئے ایک حد تک بمنزلہ منقطع الاثر ہونے والے تھے - اس لئے بھی ممکن ہے کہ کلمہ متوفیک ان کے حق میں استعمال کیا گیا ہو - فلا جناح فیہ"۔

اجی صاحب اس ممکن وکن کو تو چھوڑئیے ما تقف ما لیس لك به من علم بلکہ سیدھی طرح سے کہہ دیجئے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے اور بدیں وجہ اہل دنیا سے چونکہ منقطع الاثر ہو چکے ہیں اس لئے ان کے حق میں کلمہ متوفیک استعمال کیا گیا ہے فلا جناح فیہ چکر دے ایک بات کو تسلیم کرنا عقلمندوں کے نزدیک دانشمندی نہیں۔

"وجہ ہشتم - یہ صورت بھی ممکن ہے کہ لفظ متوفیک اس آیت میں اس لئے استعمال ہوا ہو کہ اس سے خدا کا مقصود اس امر کو ظاہر کرنا ہو کہ اے عیسیٰ میں ایفا کرنیوالا ہوں اپنے اس وعدہ کا جو تیرے متعلق میرے علم میں گذر چکا ہے کہ میں تجھے آخر زمانہ تک آسمان پر تمام اہل ادیان کے ایمان لانے کے لئے زندہ رکھوں گا"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ تک آسمان پر زندہ رہیں اور پھر نبوت محمدیہ کی موجودگی میں حضرت رسول خدا کی بجائے تمام اہل ادیان ان پر ایمان لادیں یہ بات قرآن وحدیث میں تو کہیں نہیں - البتہ کسی شیعہ امام یا علامہ حائری صاحب کو اللہ تعالیٰ نے چپکے سے بتا دی ہو تو اور بات ہے ایسی امکانی یا لایعنی باتوں کو کسی دعوے ایمانی کا مدلل ثبوت نہیں کہا جاتا۔

"وجہ نہم - یہ بھی محتمل ہے کہ آیت مجیدہ میں مضاف محذوف ہوا اور مطلب یہ ہو کہ یعیسیٰ انی متوفی عمرك"

احتمالات کو دلائل قاطع اور براہین ساطع نہیں کہا جاتا آپ ایک جگہ ٹھہریں اور کوئی پتہ کی بات کہیں ایسی لڑکھڑاتی ہوئی عبارت جناب کے شان مجتہد العصری کے شایاں نہیں - ایک بے دلیل من گھڑت عقیدہ کی بنا پر قرآن مجید جیسی فصیح کتاب میں بلا ضرورت کسی لفظ کو محذوف ماننا خدا کے پاکیزہ کلام کو داغدار بنانا ہے۔

"وجہ دہم - یہ بھی محتمل ہے کہ متوفیک مؤخر ہو اور رافعک مقدم"

ان ظالمان دین کی حالت پر افسوس ہے جو خود ساختہ عقائد کی غلطی کو تسلیم کرنے کی بجائے کلام اللہ کی عبارتوں میں تحریف کر کے یحرفون الکلم عن مواضعه کے مصداق بنتے ہیں۔

یہاں حضرت عیسیٰ سے چار وعدے ہیں - متوفیك - رافعك - مطهرك و جاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیمة وفات - رفع - تطہیر اور متبعین کو منکرین پر تا قیامت تغلیب - اب لفظ متوفیک کو رافعک کے بعد رکھیں تو آپ کے عقیدہ کے مطابق یوں معنے ہوں گے - کہ حضرت عیسیٰ پہلے اٹھا لئے گئے پھر قرب قیامت ان کی وفات ہوگی پھر بعد وفات ان کی کفار کے عائد کردہ الزامات سے بریت کر کے تطہیر ہوگی - اتنے میں قیامت ہوگی اس کے بعد متبعین کو منکرین پر فوقیت کا مرتبہ آئے گا - حالانکہ حضرت رسول خدا کے ذریعہ مسیح پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیم کی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں پرانا نیا نہ نیا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب ہوگا

جلد ۲۵ — یوم دوشنبہ ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۶ ہجری — نمبر ۷۲

فلسطین میں تشدد کا لرزہ آفرین دور

برطانی تدبر کی پے در پے ٹھوکریں

فلسطین میں حالات روز بروز زیادہ نازک ہو رہے ہیں۔ عربوں کے تمام ذمہ دار لیڈر قید و جلاوطن کئے جا چکے ہیں عوام حکومت برطانیہ کے افسوسناک اور غیر منصفانہ طرز عمل کی وجہ سے اس حد تک مایوس ہو چکے ہیں کہ انہیں آئینی جد و جہد پر کوئی اعتقاد نہیں رہا۔ عربوں کے لئے زندگی و موت کا سوال درپیش ہے اس لئے وہ اپنے مطالبات سے دستبردار ہونے کے لئے کسی حالت اور کسی قیمت پر بھی تیار نہیں ———— وہ کہتے ہیں کہ ان مطالبات سے دستبرداری کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی موت کے محضر پر خود ہی دستخط کر دیں۔ دوسری طرف برطانی حکومت جھوٹے اقتدار کے خیال اور یہودی سرمایہ کے زیر اثر عربوں کے مطالبات تسلیم کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتی۔ اس کشمکش کا نتیجہ یہ ہے آج کل فلسطین میں دہشت انگیزی اور حکومت کی طرف سے خوفناک تشدد کا سلسلہ جاری ہے جس کی وجہ سے اسلامی اور مشرقی ممالک میں بے چینی اور حکومت برطانیہ کے خلاف شدید ناراضگی پیدا ہو رہی ہے ———— اس طرح برطانیہ کے مغربی حریفوں کے لئے بھی اس کی مخالفت کا ایک وسیع میدان پیدا ہو رہا ہے جس پر وہ خیالات شاہد ہیں جو چند روز ہوئے میسولینی نے فلسطین کے اندر حکومت برطانیہ کی موجودہ پالیسی کے متعلق کہے تھے ———— ان میں ایسی تلخی . . موجود ہے جسے برطانی سیاستدانوں نے نمایاں طور پر محسوس کیا ہوگا یا انہیں محسوس کرنا چاہیئے۔

۲۰ نومبر کو فلسطین سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں وہ توبیحد تشویشناک اور لرزہ آفرین ہیں اور اگر یہ حقیقت پر مبنی اور مبالغہ سے پاک ہیں تو سمجھنا چاہیئے کہ حالات بہت زیادہ پیچیدہ ہو گئے ہیں اور حکومت کے تشدد نے ایسی صورت اختیار کر لی ہے جو عربوں کی ناراضگی اور اسلامی مشرقی ممالک کی بے چینی کو اور بڑھانے والی ہوگی۔ مثلاً جافا کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ فوجی افسر بیت الحم کے قریب دو دیہات میں گئے اور وہاں کے باشندوں کی چودہ گھنٹے تک تلاشی لیتے رہے اور چودہ مکانوں کو اس الزام میں ڈائنامیٹ سے اڑا دیا گیا کہ ان دیہات کے عربوں نے ٹیلیفون کے تار کاٹے تھے ایک اور گاؤں میں ۹ مکان نذر آتش کر دئے گئے جب فوج ان علاقہ جات سے واپس ہو رہی تھی تو عربوں کے ایک مشتعل گروہ سے اس کا تصادم ہو گیا۔ برطانی طیاروں نے اس گروہ پر شدید بم باری کی جس سے چالیس عرب شہید ہو گئے زخمیوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔

مشہور عرب لیڈر یوسف الحسینی اور عبداللہ الحسینی کے مکانات گورہ فوج نے نذر آتش کر دیئے ہیں۔ کمانڈر انچیف نے ان کے متعلق احکام صادر کئے ہیں کہ ان کو جس جگہ بھی فلسطین کی حدود میں دیکھا جائے فوراً گولی کا نشانہ بنا دیا جائے۔ آجکل یہ سر دو لیڈر عراق میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں مفتی اعظم کے متعلق تازہ اطلاع یہ ہے کہ ان کو حکومت فرانس نے بیروت سے ۷۰ میل کے . . . . فاصلہ پر ایک گاؤں میں نظر بند کر دیا ہے واقف کار حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تمام کارروائی حکومت برطانیہ کے اشارہ پر عمل میں لائی گئی ہے اس مقدس سرزمین میں فرقہ وارانہ فسادات زوروں پر ہیں۔ عرب اور یہودی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں ۲۰ نومبر کو بیت المقدس کے پرانے شہر میں ساڑھے گیارہ بجے عربوں اور یہودیوں کے درمیان ایک گھنٹہ تک کھلم کھلا جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ گولیاں اور بم آزادانہ استعمال کئے گئے گورہ فوج نے موقعہ پر پہنچ کر مشین گنوں سے فائر کئے جن سے ۳ کے قریب عرب اور یہودی ہلاک مجروح ہوئے۔ علاوہ ازیں گورہ فوج کے بارہ سپاہی شدید زخمی ہو گئے۔ یہ خیال ہر جگہ راسخ ہو رہا ہے کہ برطانی فوج اور سول حکام جانبداری سے کام لے رہے ہیں مسلمانوں کے ساتھ ان کا سلوک اس سے بالکل مختلف ہے جو وہ یہودی پلوٹنوں اور دہشت انگیزوں سے کرتے ہیں

اس افسوسناک صورت حالات کی تمام تر ذمہ داری یقیناً حکومت برطانیہ پر ہے۔ جنگ عظیم کے دوران میں برطانی مدبرین نے عربوں سے طرح طرح کے وعدے کر کے اپنا کام نکالا لیکن فتح حاصل کرنے کے بعد یہ تمام وعدے گلدستہ طاق نسیاں ہو گئے ———— صرف یہی نہیں بلکہ عربوں سے جنہوں نے انگریزوں کیلئے اپنے دینی بھائی ترکوں سے عین وقت پر بے وفائی کر کے ان کے گلے کٹوائے تھے یہ سلوک کیا گیا کہ ان پر یہودیوں کی آوارہ وطن قوم کو مسلط کر دیا گیا فلسطین کی مقدس سرزمین کو یہودیوں کا قومی وطن قرار دیا گیا۔ اس ذلیل و مردم آزار قوم نے اپنی فطرت عقربی کا عربوں کے خلاف ہر رنگ میں مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے عربوں پر معاش اور عزت . . زندگی کے تمام دروازے بند ہونے لگے ———— انہوں نے حکومت برطانیہ سے عرض معروض کی۔ ان کے وفود لندن پہنچے۔ سال ہا سال تک وہ اپنی تکالیف و مطالبات کا اعادہ کرتے رہے لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی گزشتہ سال ایک شاہی کمیشن فلسطین پہنچا جس نے تقسیم فلسطین کی اضطراب افزا اور ناقابل قبول سفارش کر کے عرب ممالک بلکہ تمام عالم اسلامی میں بے چینی کی ایک لہر دوڑا دی اس کے بعد جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اخبار بین حضرات اس کی تفصیلات سے بخوبی واقف ہیں فلسطین کے بارہ میں برطانی تدبر نے پے در پے افسوسناک ٹھوکریں کھائی ہیں۔ ضرورت ہے کہ حکومت برطانیہ اپنی روش میں فوری تبدیلی کرے عربوں کے مطالبات کو تسلیم کر کے تشدد کے اس لرزہ آفرین دور کا جلد از جلد خاتمہ کر دیا جائے اس کے ساتھ ہی دہشت انگیزی ختم ہو جائے گی بے شک اب وہ وقت گزر گیا جب انگریزوں کو عربوں کی ضرورت تھی اور وہ ان سے امداد کے ملتجی ہوتے تھے اور عربوں نے حکومت انگریزی کی بروقت امداد کی تھی اور ان کے عوض اس کی طرف سے عربوں کے ساتھ کئی ایک وعدے بھی کئے گئے تھے ان وعدوں کا ایفا نہ کرنا انگریز قوم کے اخلاق پر ایسا دھبہ ہے جو تاریخ کے صفحات میں ہمیشہ موجود رہے گا یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ فلسطین کا مسئلہ ایک مذہبی معاملہ ہے مسلمانوں کی اس سے دلچسپی اور موجودہ بے چینی کی وجہ اس کی مذہبی اہمیت ہی ہے اگر حکومت برطانیہ اپنے موجودہ طرز عمل پر مصر رہی تو اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہ ہوگا کہ اسلامی دنیا اور اس کے درمیان عدم اعتماد اور ناراضگی کی ایک ناقابل عبور خلیج پیدا ہو جائے گی اس کے نتائج جو ہوں گے وہ بالکل واضح ہیں ———— اگر خدانخواستہ ایسا ہی ہوا تو زمانہ مستقبل کے مورخ کو افسوس کے ساتھ لکھنا پڑے گا کہ بیسویں صدی کے ربع دوئم میں انگریز قوم میں کوئی حقیقی مدبر موجود نہ تھا۔

خدا کے آگے جھکو

۱۲ - نومبر کو بعد نماز جمعہ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے ایک مختصر لیکن نہایت موثر اور پر درد تقریر کی۔ تقریر کرتے وقت آپ کی آنکھیں پرنم تھیں اور بہت سے سامعین کی بھی یہی کیفیت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کو تقریباً پچاس سال کا زمانہ گزر گیا ہے۔ جماعت نے عظیم الشان قربانیاں کیں اور دین کے لئے بڑی بڑی تکالیف اٹھائیں۔ اس زمانہ میں اس کا قدم نیکی کی طرف بڑھتا گیا۔ اس وقت جماعت احمدیہ کی نیکی کی اس قدر شہرت اور اثر تھا کہ کفر کے فتووں کے باوجود لوگ کہتے تھے کہ احمدی نیک متقی ایماندار اور اعلےٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ خدا جانے ہم سے کیا کمزوری سرزد ہوگئی کہ ۱۹۱۴ء میں اس نیکی و تقویٰ کی شہرت پر چوٹ لگنی شروع ہوگئی۔ قادیانی جماعت نے اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کا غلط اور خلاف اسلام عقیدہ گھڑ لیا انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نبوت جاری کرنے کی کوشش کر کے اور کلمہ گو مسلمانوں کو کافر کہہ کر احمدیت اور سلسلہ کو بدنام کر دیا۔ ہم

ان کی اس غلط روی کی وجہ سے کہیں منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔ آج کل احمدیت کی جو مخالفت ہو رہی ہے اس کی وجہ زیادہ تر ان کا یہی غلو ہے۔ اور قادیانیوں کے ساتھ ہم بھی خواہ مخواہ پیٹے جا رہے ہیں۔ قادیانی جماعت اب بھی قربانیاں کرتی ہے لاکھوں روپیہ خلیفہ کو دیتی ہے لیکن وہ سیاسی امور اور دوسرے نامناسب کاموں پر خرچ ہوتا ہے۔ اگر جماعت لاہور کوشش نہ کرتی اور قادیانی غلو کے خلاف آواز نہ اٹھاتی تو احمدیت کی صحیح تعلیمات دنیا سے محو ہو گئی ہوتیں ——— سو یہ ڈرنے کا مقام ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم انتہائی عجز اور زاری کے ساتھ خدا کے آگے جھکیں اور اس سے مدد مانگیں۔ ہمارے چاروں طرف مشکلات ہی مشکلات ہیں۔ مخالفت کا بڑا زور ہے۔ ہم خود کچھ نہیں کر سکتے صرف ایک ہی راہ ہمارے سامنے ہے کہ خدا سے مدد مانگیں۔ خدا میں بڑی طاقت ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے وہ بڑی قدرتوں والا ہے۔ سو ہمیں اس کے حضور میں دعا کرنی چاہیئے کہ وہ ہمیں نصرت دے۔ ہماری غلطیوں کو معاف کرکے ہمیں سیدھے راستے پر چلائے جس وقت ڈاکٹر صاحب نے تقریر ختم کی تو حاضرین پر رقت غالب تھی آپ نے جو کچھ فرمایا وہ اس قابل ہے کہ تمام افراد جماعت اسے گوش ہوش سے سنیں اور اس پر عمل کریں۔

مسلمانوں کیلئے ایک زبردست مذہبی خطرہ

لاہور کے مشہور آریہ سماجی روزنامہ "ملاپ" نے گزشتہ دنوں نیویارک (امریکہ) کے ایک عیسائی کا وہ بیان اپنے صفحات میں نقل کیا تھا جو اس نے ہندوستان کی سیاحت کے بعد اپنے ملک کے اخبارات میں شائع کرایا تھا۔ اس امریکن عیسائی نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ ہندوستان میں آریہ سماج کے پرچار، سیاسی تحریکات کی ترقی اور غیر ملکیوں کے خلاف جذبہ نفرت کے بڑھ جانے کی وجہ سے

"عیسائی مذہب کی اشاعت کے لئے میدان بالکل بند ہو گیا ہے اور گزشتہ چھ ماہ میں ۵۰ ہزار کے قریب عیسائی ہندو دھرم میں واپس چلے گئے ہیں"

اس پر معاصر "ایمان" تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ:-

"یہ ۵۰ ہزار عیسائی وہی ہو سکتے ہیں جن کے دل میں عیسائیت کا نقش مدھم تھا اور جو اپنی معاشرت اور تمدن کے اعتبار سے ہندوؤں کے زیادہ قریب تھے۔ اس مثال کی مدد سے ان مسلمانوں کے مستقبل پر غور کیجئے جن کے نام بھی ہندوانہ ہیں اور جنہیں کلمہ شہادت تک یاد نہیں یقین کیجئے کہ اگر ان لوگوں کی حفاظت نہ کی گئی تو آئندہ انقلاب میں وہ عیسائیوں کی طرح ہندویت کے سیلاب کا سب سے پہلا شکار ہوں گے۔ سیاسی تحریکات میں مذہبی خطرہ کی یہ ایک مثال ہے"۔ (۱۲ نومبر ۳۷ء)

معاصر موصوف نے مسلمانوں کو ایک نہایت اہم امر کی طرف توجہ دلائی ہے لیکن ہمیں ملت اسلامیہ میں وہ کان قریباً مفقود نظر آتے ہیں جو اس کی آواز کو سنیں اور اس خطرہ کا احساس کریں ——— عملی قدم کا معاملہ تو بہت دور ہے۔ ہمارے معاصر نے تو اس خطرہ کو مستقبل سے وابستہ کیا ہے لیکن ہم موجودہ واقعات کی روشنی میں اس کو عملی رنگ میں رونما ہوتا دیکھ رہے ہیں ——— بلکہ ماضی میں بھی اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ ملکانوں اور بعض دوسری نومسلم قوموں کا ارتداد سب کے سامنے ہے۔ ہم اپنے معاصر سے یہ سچی بات کہہ دینے کی معافی چاہتے ہیں کہ اس نے اور اس کے ہم خیالوں نے اس قسم کے خطرات کے انسداد کی توقع ان مولویوں سے وابستہ کر رکھی ہے جن پر بے حسی و غفلت کی موت طاری ہے یا جو ہندوؤں کے ہاتھوں بک چکے ہیں۔

اس خطرہ ارتداد کا مقابلہ کرنے میں جو جماعت کئی مرتبہ کامیابی حاصل کر چکی ہے اس کے کفر و ارتداد پر خود مسلمانوں کو اصرار ہے معاصر "ایمان" اگر ان کے اس نامعقول اصرار میں شریک نہیں تو اس پر خاموش ضرور ہے۔ تکفیر کے شوقین مولوی کبھی بھی اس خطرہ ارتداد کا انسداد نہیں کر سکتے ——— کیونکہ ان کو خود مسلمانوں کو کافر بنانے میں ایک راحت اور لذت محسوس ہوتی ہے۔ اس میدان میں وہی لوگ کام کر سکتے ہیں جو تکفیر کے دشمن اور ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہوں ——— ان کے ساتھ تعاون کرو بس یہی ایک علاج اس خطرہ کے انسداد کا ہے۔

شکریہ احباب و درخواست دعا

میں اپنے ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو عیادت کے لئے میرے غریب خانہ پر تشریف لائے یا نہایت ہمدردی اور اخلاص سے بیمار پرسی کے خطوط لکھے۔ افسوس ہے نہ مجھ میں ہمت تھی اور نہ کوئی مرد میرے پاس موجود تھا جو ان کے خطوط کا جواب لکھتا اس لئے جواب نہ دینے کی معافی چاہتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہ نسبت سابق اب بہتر ہوں لیکن مرض بکلی ابھی گیا نہیں۔ ابھی تک لکھنے پڑھنے کا کوئی کام نہیں کر سکتا اس لئے اپنے احباب کی خدمت میں یہ درخواست کرنے لگا ہوں کہ رمضان کی ان مبارک راتوں میں دعاؤں میں مجھ عاجز کو بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کلی عطا فرمائے اور میرے گناہوں کو مغفرت فرما دے اور مجھے خدمت دین کی توفیق عطا فرما دے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دیوے۔ والسلام

خاکسار بشارت احمد از مسلم ٹاؤن۔ لاہور ۹ نومبر ۳۷ء

جناب خلیفہ قادیان کی ایک سچی بات

جناب خلیفہ قادیان اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵۔ نومبر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

"عقلمند انسان کو کبھی بھی اپنے مقصود کو نہیں بھولنا چاہئے۔ جو انسان اپنے مقصد کو بھول جاتا ہے وہ کہیں کا بھی نہیں رہتا کیونکہ دوسرے مقاصد کے لئے تو وہ کوشش کر نہیں رہا ہوتا پس جو مقصد اس کا ہوتا ہے اسے بھی اگر بھول جائے تو اس کے تمام کاموں اور جدوجہد کا نتیجہ صفر رہ جاتا ہے"۔ (الفضل ۱۸۔ نومبر ۳۷ء)

جناب خلیفہ صاحب کے اس قول کی صداقت پر خود ان کا اپنا اور ان کی جماعت کا طرز عمل گواہ ہے۔ جماعت احمدیہ کا اصل مقصد تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن تھا لیکن قادیانی جماعت نے اس مقصد کو فراموش کرکے سیاست کی دلدل میں قدم رکھا اور قدم قدم پر ٹھوکریں کھائیں اور کھا رہی ہے ——— یہی وجہ ہے کہ اس کے تمام کاموں کا نتیجہ صفر نظر آ رہا ہے۔ اور وہ کہیں کی بھی نہیں رہی۔ دینی خدمات کی سعادت سے تو قادیانی حضرات اپنے سیاسی شوق کی وجہ سے محروم رہے اور میدان سیاست میں انہیں اس لئے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا کہ یہ ان کا اصل کام نہ تھا۔ ہم جناب خلیفہ صاحب کے اس ارشاد کی تائید کرتے ہوئے نہایت ادب سے ان کی خدمت میں عرض کریں گے کہ اس نصیحت کی سب سے زیادہ ضرورت خود انہیں اور ان کی غلط رو جماعت کو ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس پر عمل کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین

(بقیہ صفحہ ۵)

کہ آپ لوگ تو اہل حدیث یا وہابی ہیں اور ہم لوگ اہل سنت والجماعت ہیں آپ لوگ کچھ خشک سے ہیں اور ہم لوگ ذرا عاشقانہ رنگ میں کچھ آگے بڑھنے والے ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ واقعی صحیح سمجھے ہیں مگر میں آپ لوگوں کو غلو کرنے والے بدعتی سمجھتا ہوں۔ تب اس بزرگ نے فرمایا کہ میں تو یہی مانتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہیں اور ظلی بروزی مجازی نبی ہیں۔ اور ان کے انکار دعویٰ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا۔ اور اپنے لڑکے کو آواز دے کر کہا کہ دیکھو یہ لوگ تو حضرت مرزا صاحب کو امتی نبی مانتے ہیں ظلی نبی مانتے ہیں جس کے معنے وہ یہ کرتے ہیں کہ جس طرح چاند بذات خود منور نہیں بلکہ سورج کی روشنی سے روشن ہے اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت آئینہ احمدیہ میں منعکس ہے اور یہی درست بھی ہے اسی کو ظلی نبوت کہتے ہیں مگر ان کا صاحبزادہ خاموش رہا۔ پھر میں نے انہیں "حقیقۃ الوحی" لے کر ان کو دکھایا کہ دیکھئے یہاں مجازی نبوت کا دعویٰ ہے اور منکر کو کافر نہیں کہا۔ وہ فرمانے لگے میں تو پہلے ہی یہی مانتا ہوں اور پھر خود انہوں نے مثال دی کہ یہ بات تو ایسی ہے جیسے انبیاء تو بادشاہوں کی طرح ہیں اور حضرت مرزا صاحب نائب شہنشاہ ہیں مگر چونکہ وہ امتی ہیں اس لئے ان کا شمار امتیوں میں ہے اور درجہ میں وہ کئی بادشاہوں سے بھی بڑے ہیں جیسے ہندوستان کا وائسرائے ہے اس کی حکومت تو بڑی ہے مگر ایک راجہ یا بادشاہ جو چھوٹے سے چھوٹے ملک کا مالک ہو وہ خود مختار ہوگا اور بادشاہوں کے ساتھ بحیثیت بادشاہ شمار ہوگا لیکن وائسرائے کا شمار بادشاہوں میں نہیں گو ہم اسے ہندوستان کا بادشاہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ حضرت آپ بالکل ٹھیک فرماتے ہیں حضرت اقدس واقعی وائسرائے کی طرح کے دین کے بادشاہ ہیں اور خدا نے انہیں جو نبی کا خطاب دیا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا وائسرائے کو بادشاہ کہنا۔ اسی کو مجازی خطاب کہتے ہیں۔ یہ بزرگ نہایت خوش خلق احمدی پابند صوم و صلوٰۃ ہیں انہوں نے مجھے کہا کہ میں معذور ہوں کہ آپ کو خود دعوت دے کر پاس نہیں رکھ سکتا تھا کیونکہ خلیفہ صاحب آپ سے ناراض ہیں لیکن اب جب آپ خود آ گئے ہیں تو میرا فرض ہے کہ میں شرافت و اخلاق سے پیش آؤں سو اگر آپ پسند کریں تو میں کھانا طیار کراؤں۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ بہت سے ایسے قادیانی ہیں جو شرافت و اخلاق کی بجائے جہاں ملتے ہیں بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور سخت سست الفاظ بھی کہتے ہیں۔ اور بعض تو سنا سنا کر لاحول پڑھتے ہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی مراجعت

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۹ نومبر بروز جمعہ صبح کو وزیر آباد گجرات، جموں۔ اور سیالکوٹ کے دورے سے فارغ ہوکر مراجعت فرمائے لاہور ہوئے۔

زوالِ امّت پر تاریخ ہند گریہ

ہم مسلمان ہندوستان میں آئے تھے تو ہماری تعداد بہت ہی کم تھی لیکن ہم حق پرست تھے۔ انصاف پسند تھے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے سچے ہمدرد اور غمگسار تھے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے قدرت نے ہماری تائید کی۔ فتح و نصرت نے ہمارا استقبال کیا اور ہم اس وسیع ملک کے حاکم اور فرمانروا بن گئے۔ پشاور سے لیکر راس کماری تک ہمارا سکہ چلتا تھا اور قرآن شریف کی ہدایت اس ملک کا قانون تھا لیکن آج ہم مسلمان غلام ہیں۔ ہندو اور انگریز ہم پر حاکم ہیں بدبختی ہمارا استقبال کر رہی ہے۔ ہمارے دل غیر اللہ کے خوف کانپ رہے ہیں اسلامی شریعت کا قانون غیروں کے حملوں کی آماجگاہ ہے۔ ہندوستان اعظم کے غلاموں کو اب سر چھپانے کے لئے بھی جگہ نہیں ملتی کبھی ہم انگریز کی طرف "التجا آمیز" نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور کبھی ہندوؤں کے رحم و کرم کا انتظار کرتے ہیں سوال یہ ہے کہ آخر یہ انقلاب کیوں رونما ہوا اور یہ تبدیلی کن اسباب سے پیدا ہوئی؟

تاریخ کا جواب

مشہور مورخ پنڈت رادھا کرشن کی کتاب "گلشن ہند" پڑھیے اس میں اس سوال کا جواب یوں لکھا ہے:۔

"مسلمان جب اس ملک میں آئے تو یہاں کے حالات بہت ہی افسوسناک تھے۔ راجے مہاراجے عیش و راحت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ حکومت کا انتظام بانکی اور خود غرض لوگوں کے سپرد تھا وہ رعایا کے دکھ سکھ کا خیال بہت کم رکھتے تھے اور اپنے نفس کی پوجا کرتے تھے۔ ملک کی انتظامی حالت بہت خراب تھی۔ ڈاکوؤں، غارتگروں کا زور تھا۔ راستے غیر محفوظ تھے۔ رئیسوں امیروں اور اونچی ذات والوں کا اقتدار قائم تھا غریب اور اچھوت تکلیف اور مصیبت میں تھے ان کو جانوروں سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا ان کی زندگی کا بس ایک ہی مقصد تھا اور وہ یہ کہ اونچی ذات والوں اور امیروں کی سیوا کریں۔ ان کو مرتبہ انسانیت سے بالاتر سمجھیں اور ان کے سر اشارہ پر اپنی جان تک قربان کریں۔ باہمی خلوص، رواداری اور اتحاد کی بنیادیں کمزور ہوگئیں تھیں۔ خود غرضی اور نفس پرستی برسر اقتدار تھی۔ ذاتی فائدے کے لئے جماعتی فائدوں کو نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔

ان حالات میں مسلمان ہندوستان میں داخل ہوئے۔ اس زمانہ میں ان کے اندر وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو انسانیت کبریٰ کے لئے لازم مخصوص ہیں اور جو ایک بہادر حکمران اور فاتح قوم میں ہونی چاہئیں وہ نہایت سچے محنتی جفاکش ایثار پسند غریب نواز اور ایک دوسرے کے ہمدرد اور مخلص تھے ان کی ایک امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ وہ اجتماعی فائدوں کے لئے انفرادی فائدوں کی بالکل پرواہ نہ کرتے تھے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے انہیں حیرت انگیز ترقی حاصل ہوئی۔ چند روز میں ان کی بنیادیں مستحکم ہوگئیں اور ان کے اقتدار کو سب نے تسلیم کر لیا۔

مسلمان امراء کسی قوم کے ساتھ ناانصافی نہ کرتے تھے بلکہ ہر ایک کے ساتھ اخلاص و محبت سے پیش آتے تھے۔ انہوں نے اچھوتوں کو ترقی کے مواقع مرحمت فرمائے۔ ان کے لئے درسگاہیں قائم کیں اور ان کو ذلت سے نکال کر عزت کا تاج پہنایا ان کی بارگاہ میں امیر و غریب۔ ادنیٰ و اعلیٰ اور بلند و پست سب کے لئے عزت تھی اور وہ کسی کو بھی حقیر نہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے ہندوستان کے مختلف گوشوں میں فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ امن و سکون قائم کیا۔ قتل و خونریزی ڈاکہ زنی اور غارتگری کا خاتمہ کیا صنعت و حرفت کو ترقی دی سڑکیں بنوائیں باغات تعمیر کئے اور اس ملک کو اپنا وطن سمجھا جب تک یہ خوبیاں ان میں موجود رہیں وہ برسر اقتدار رہے لیکن جب ان کے اندر اخلاقی خرابیاں پیدا ہوئیں عیش و عشرت کے نشے نے انہیں مخمور کر دیا اور وہ اجتماعی فائدوں کے مقابلے میں ذاتی فائدے تلاش کرنے لگے تو ان کے اثر و اقتدار کا خاتمہ ہوگیا اور وہ ذلیل و رسوا ہوگئے۔" (گلشن ہند صفحہ ۱۹۶)

ایک دوسرے غیر مسلم مؤرخ کا فتویٰ

پنڈت گردھاری لال (۱۸۰۷ء کا وقائع نگار) اپنی کتاب "تاریخ ہند" میں لکھتا ہے:۔

"ہندوستان میں مسلمانوں کی حیرت انگیز ترقی کے چند اسباب ہیں سب سے پہلا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے زمانہ عروج میں نہایت محنتی، جفاکش انصاف پسند رحمدل اور ایثار پسند تھے۔ ان کے اندر باہمی ہمدردی اور باہمی محبت بدرجہ کمال موجود تھی وہ ایک دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے لئے بیقرار رہتے تھے اور اگر ان میں ایک شخص بھی تکلیف میں مبتلا ہوتا تو وہ سب اس کی تکلیف کو محسوس کرتے تھے علاوہ ازیں ان میں اونچ نیچ کا سوال نہ تھا ایک اونچے خاندان کا آدمی اپنے کسی غریب بھائی کو حقیر نہ سمجھتا تھا وہ اپنی عبادت گاہوں میں بغیر کسی امتیاز کے شانے سے شانہ ملا کر بیٹھتے تھے اور اکثر مذہبی اجتماعات میں امیر و غریب اور شاہ و گدا ایک ہی صف میں نظر آتے تھے۔ یہ ان کے اندر ایک خوبی تھی کہ اس سے دوسرے آدمی بھی متاثر ہوتے اور ان سے قریب تر ہونے کی کوشش کرتے۔

ایک اہم خصوصیت ان کے اندر یہ تھی کہ وہ اپنے نظام اور اپنی قوم کے خلاف کسی حال میں بھی اور کسی قیمت پر بھی کوئی کام نہیں کرتے تھے ان خوبیوں کی وجہ سے ان کی اقبال مندی کا آفتاب سارے ہندوستان کو اپنی شعاعوں سے منور کر رہا تھا اور پشاور سے لیکر راس کماری تک ان کی عظمت و شوکت کا ڈنکہ بج رہا تھا۔ ہندوستان کے بڑے بڑے امراء و رؤساء اور ان کے تاج و تخت اور ان کے خزانے مسلمانوں کے قدموں پر نثار ہو رہے تھے لیکن جب ان کے اندر اخلاقی کمزوریاں پیدا ہوگئیں۔ ان کے طرز عمل میں فرق نمایاں ہوا اور وہ ذاتی فائدوں پر جان چھڑکنے لگے تو ان کے اقتدار کی ہوا اکھڑ گئی اور ان کی ترقیوں کا سلسلہ ختم ہوگیا۔"

(تاریخ ہند جلد اول صفحہ ۱۲۸)

ایک مسلم مؤرخ کا بیان

ملا شبلی اپنی کتاب "خلاصۃ التواریخ" میں لکھتے ہیں:۔

"ہندوستان میں ہماری تباہی کی داستان کوئی چھپی ڈھکی داستان نہیں ہے چشم فلک نے بنظر غائر یہ نظارے دیکھے کہ جب ہمارے اندر سے ایثار و خلوص، عدل و انصاف اور وحدت اسلامی کی روح فنا ہوگئی اور ہم طمع پرست عیش پسند اور خود غرض بن گئے تو عروج و اقبال نے ہم سے آنکھیں پھیر لیں اور ذلت و مصیبت نے ہمارا استقبال کیا۔

ہم نے کیسے کیسے ہوش ربا مواقع پر خود پرستی و نفس پرستی کا مظاہرہ کیا ہے؛ یہ المناک داستان ہے جس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے دل رنج و غم کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں

تاریخ گواہی دیتی ہے کہ حضرت اورنگزیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شمع زندگی بجھنے کے بعد ہمارے کیریکٹر میں طرح طرح کی کمزوریاں پیدا ہوگئیں تھیں۔ ہم بے انتہا نفس پرست بے انتہا عیش پسند اور نہایت ہی خود غرض بن گئے تھے اگرچہ ہمارے زوال کے آثار پیدا ہوگئے تھے لیکن ہماری غفلت شعاری کا سلسلہ برابر قائم تھا ہولناک حوادث پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ اپنی عیش پسندی اور خود غرضی کو ٹھکرا دو لیکن ہم غفلت کی میٹھی نیند میں آرام سے سو رہے تھے آخر قدرت نے ہمارے حق میں وہی فیصلہ کیا جس کے ہم صحیح طور پر مستحق تھے ہمارے اثر و اقتدار کا خاتمہ ہوگیا تاج و تخت چھن گیا ہماری ہمسایہ قومیں (جو عرصہ دراز تک محکوم رہی تھیں) ہمیں حقیر نگاہوں سے دیکھنے لگیں اور وہ قومیں جو ہمارے رحم و کرم کا انتظار کیا کرتی تھیں برسر اقتدار آگئیں۔

احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں کی قوت کو ختم کرنے کے بعد شاہ اودھ اور شاہ دہلی کو ہدایت کی تھی کہ اتفاق سے رہنا مگر وہ دشمنوں کے آلہ کار بن گئے۔ سلطان ٹیپو نے آخری وقت پر مسلمان امراء کو متحد ہو کر انگریزوں کا مقابلہ کرنے کو کہا تھا مگر کسی نے اس دعوت کو قبول نہ کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کا تخت و تاج مٹ گیا۔"

اب ذرا زمانہ حال پر بھی نظر ڈالئے آج بھی کفر و اسلام کی معرکہ آرائی شروع کی ہے لیکن ہم میں بہت سے علمبرداران صداقت ایسے بھی ہیں جو آج کفر کی آغوش میں بیٹھے ہیں اور اسلام کو ذلیل کر رہے ہیں

فاعتبروا یا اولی الابصار (ماخوذ)

رفتار عالم

اسلامی دنیا

بیت المقدس ۱۷ نومبر۔ عربوں اور یہودیوں میں زبردست فسادات ہو گئے جن میں چھ عرب شہید اور ۲۵ مجروح ہوئے۔ عربوں کی ایک بس پر فائرنگ سے تین مسافر شہید اور چھ مجروح ہوئے۔

گزشتہ اتوار کے روز سارا دن خشت باری ہوتی رہی۔ دو بم پھینکے گئے ایک بم پھٹنے سے چھ اشخاص خفیف طور پر زخمی ہوئے۔ عرب نیشنل ڈیفینس پارٹی کے رہنماؤں نے قائمقام ہائی کمشنر سے ملاقات کرنے کے لئے وقت طلب کیا تھا چنانچہ انہیں کل وقت دے دیا گیا۔

حیفا فلسطین ۱۸ نومبر۔ چند روز ہوئے فلسطین میں اسلحہ سازی کا ایک خفیہ کارخانہ پکڑا گیا تھا آج حیفا میں گورہ فوج کے ایک دستہ نے ایک عرب ہوٹل کا محاصرہ کر کے تلاشی لی جس سے عجیب و غریب انکشافات ہوئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس ہوٹل کے نیچے ایک تہ خانہ پولیس نے معلوم کیا ہے جس میں بجلی کا نہایت اعلیٰ انتظام تھا اور بیس کے قریب عرب اسلحہ سازی میں مصروف تھے اس خفیہ کارخانہ سے بم ریوالور۔ ڈائنا میٹ جرمن ساخت کی رائفلیں بھاری تعداد میں پکڑی گئیں۔

پولیس افسران کا بیان ہے کہ یہ اسلحہ خانہ بیت اللحم کے اسلحہ خانہ سے بہت بڑا ہے۔

انقرہ ۱۸ نومبر۔ آج موسیو تاتارسکو وزیر اعظم رومانیہ نے غازی کمال اتاترک سے طویل ملاقات کی اس موقع پر ترکی سفیر بخارسٹ اور رومانوی سفیر انگورہ میں بھی موجود تھے بہت سے اہم معاہدات کے متعلق گفت و شنید ہوئی اس کے متعلق عنقریب ایک سرکاری بیان کی توقع کی جاتی ہے۔

لندن ۱۸ نومبر۔ فلسطین کے ہائی کمشنر کے تقرر کا تاحال کوئی فیصلہ نہیں ہوا معلوم ہوا ہے کہ سرجان اینڈرسن سابق گورنر بنگال کو یہ اسامی پیش کی گئی تھی مگر انہوں نے اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سے فوجیوں کی درخواستیں اس کے لئے موصول ہوئی ہیں مگر حکومت کسی فوجی کو یہ عہدہ نہیں دینا چاہتی۔

گزشتہ ہفتہ عظیم الشان طریقے سے ترکیہ میں یوم استقلال وطن نہایت شاندار طریق پر منایا گیا۔

بیت المقدس ۱۷ نومبر۔ بیت المقدس قدرتی طور پر دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک میں عرب رہتے ہیں دوسرے میں یہودی فسادات کی وجہ سے دونوں قوموں کے تعلقات اس قدر کشیدہ ہو گئے کہ عرب اور یہودی ایک دوسرے کے محلوں میں نہیں جاتے۔

ہر ایک حصہ پر مسلح پولیس کا پہرہ ہے مسلح کاریں جن میں مشین گنیں ہیں گلی کوچوں میں گشت کرتی ہیں تمام پبلک اور سرکاری عمارات پر پولیس کا پہرہ ہے۔ کل شب کرفیو آرڈر ساڑھے نو بجے رات سے ساڑھے سات بجے صبح تک نافذ رہا کرے گا۔

حیفا کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ صفد کے نزدیک ایک لڑائی میں ایک برطانوی سپاہی مجروح ہوگیا۔ حکام کا خیال ہے کہ عربوں کا ایک بڑا گروہ صفد کی پہاڑیوں میں چھپا ہوا ہے چنانچہ برطانوی فوج ہوائی جہازوں کی امداد سے اس گروہ کو تلاش کرنے میں مصروف ہے۔ زبردست فائرنگ کی آواز سنائی دی ہے۔ [illegible] قیاس کیا جاتا ہے کہ گروہ کے افراد مل گئے۔

مفتی فلسطین [illegible] بیروت میں مقیم ہیں ایک اخباری ملاقات میں کہا کہ فلسطین کے [illegible] دم تک اپنے حق کے لئے لڑیں گے۔

ہندوستان

کلکتہ ۱۸ نومبر۔ حکومت بنگال نے گیارہ سو نظربندوں اور سیاسی قیدیوں کو رہا کر دینے کا حکم صادر کر دیا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ یہ لوگ جہاں جائیں اپنے پتوں سے حکومت کو مطلع کرتے رہیں۔

بقیہ نظربندوں کے متعلق جن کی تعداد ۵۰۰ سے زیادہ نہیں اور جن کی اکثریت کیمپوں اور جیل خانوں میں بند ہے حکومت بنگال کا ارادہ ہے کہ مستقبل قریب میں ان کے معاملہ پر بھی غور کیا جائے گا۔

گذشتہ ہفتہ شمالی ہندوستان کے اکثر مقامات پر زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس کئے گئے۔ راولپنڈی کیمبل پور وغیرہ اضلاع کے بعض علاقوں میں مکانات بھی مسمار ہو گئے۔

نئی دہلی ۱۸ نومبر۔ گذشتہ اتوار کو ساڑھے چار بجے جو زلزلہ آیا تھا اس کی وجہ سے شمال مغربی سرحد پر چترال میں شدید تباہی نازل ہوئی۔ اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ کے دفتر اور بنگلے کے سوا تمام سول اور سرکاری عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا اور وہ تقریباً تمام رہائش کے ناقابل ہو گئی ہیں۔

ہز ہائی نس مہتر چترال کے قصر اور مسجد اور دیگر عمارتوں کے لنگر کو بھی بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ مستری بازار کا ایک چوتھائی حصہ منہدم ہو گیا ہے اور بازار اور سڑکیں ملبہ سے اٹی پڑی ہیں۔

ریاست کے مختلف حصوں سے آمدہ ٹیلیفون کی اطلاعات مظہر ہیں کہ دیہاتی عمارتیں بالکل تباہ ہو گئی ہیں ریاست بھر میں بے شمار لوگ بے گھر ہو گئے۔ اتلاف جان کی تاحال کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

امرتسر ۱۹ نومبر۔ کل رات میونسپل کمیٹی نے پولیس اور مقامی حکام کی وساطت سے ایک غیر مجاز مسجد مسمار کرادی جو رام سنگھ گیٹ کے باہر شیر شاہ بخاری کے مقبرہ پر بلا اجازت میونسپلٹی کی زمین پر تعمیر کی گئی تھی۔

واردھا ۱۹ نومبر۔ گاندھی جی بحد کمزور ہو گئے ہیں اس وجہ سے ان کی زندگی خطرے میں پڑ گئی ہے ڈاکٹروں نے انہیں چند ماہ مکمل آرام کا مشورہ دیا ہے۔

نئی دہلی ۱۹ نومبر۔ کونسل آف سٹیٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کمانڈر انچیف نے بیان کیا کہ ۲۵ نومبر ۱۹۳۶ء سے لے کر ۵ نومبر ۱۹۳۷ء کے عرصہ میں وزیرستان میں متعین سرکاری فوجوں کے ۲۳۷ آدمی ہلاک ۶۲۳ مجروح ہوئے۔ اور آخر اکتوبر تک وزیرستان کے فوجی اقدامات کا خرچ تقریباً ۱۲۱ لاکھ روپیہ ہے۔

کمانڈر انچیف نے یہ بھی بتایا کہ ابھی تک معمولی جنگ و جدل شروع ہے فقیر اپی اور بعض دوسرے شورش پسند قبائلی لیڈر ابھی تک نقصان پہنچانے کے درپے ہیں مگر اُن کے ساتھیوں کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے۔

دہلی ۱۸ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مرکزی اسمبلی کا آئندہ اجلاس ۳۱ جنوری کو شروع ہوگا اور نصف اپریل تک جاری رہے گا۔

پشاور ۱۹ نومبر۔ صوبہ سرحد کے وزیر اعظم نے تمام مشنری تعلیمی اداروں کے نام ایک گشتی مراسلہ ارسال کر کے ہدایت کی ہے کہ اگر حکومت کی گرانٹ سے ہمیشہ کے لئے استفادہ چاہتے ہو تو مذہبی تعلیم کو اختیاری قرار دے دو۔ بیان کیا جاتا ہے وزارت سرحد جبری مذہبی تعلیم کو ناپسند کرتی ہے۔

نئی دہلی ۱۹ نومبر۔ دہلی اور انبالہ کے درمیان پرواز کرنے والا رائل ایر فورس کا طیارہ شاہ آباد کے قریب گر کر پاش پاش ہو گیا طیارہ میں آگ لگ گئی تھی۔

پنجاب کے مشہور ستان دھرمی لیڈر سوامی برکات نند کا انتقال ہو گیا آپ [illegible] مشہور ادیب نویس تھے۔

ممالک خارجہ

لندن ۱۹ نومبر۔ حکومت ہند نے حکومت برطانیہ سے چھ لاکھ پونڈ فوجی تنظیم کے لئے قرضہ مانگا تھا حکومت برطانیہ نے یہ قرضہ دینا منظور کر لیا ہے اس روپیہ سے ہندوستانی اور گورہ فوجوں کے لئے جدید اسلحہ خریدا جائے گا۔ قرضہ کی پہلی قسط اپریل ۱۹۳۸ء میں ادا ہوگی۔

لندن ۱۹ نومبر۔ آج کل شاہ بلجیم لندن میں قیام فرما ہیں کل آپ نے سفارتخانہ بلجیم میں ایک دعوت دی جس میں ملک معظم شاہ جارج ششم اور ملکہ معظمہ نے بھی شرکت کی۔

حکومت برطانیہ نے ایک طرح سپین کے جنرل فرانکو کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے کیونکہ اس کے دربار میں برطانوی تجارتی ایجنٹ مقرر کر دیا گیا ہے۔ حکومت ہسپانیہ نے اس کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے۔

چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے۔ جدید آلات سے مسلح تازہ دم چینی فوجیں شنگھائی نانکن ریلوے اور شنگھائی ہانگ کانگ چوکی کی حفاظت کے لئے مشرقی جانب پیش قدمی کر رہی ہیں۔

ہانگ کانگ ۱۸ نومبر۔ شنگھائی کے علاقے میں جاپانی کمک کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چیانگ کائی شیک چینی وزیر اعظم نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا ہے کیونکہ وہ اپنا سارا وقت فوج کی تنظیم و ترتیب پر صرف کرنا چاہتے ہیں۔

ہانگ کانگ ۱۸ نومبر۔ شنگھائی پر جاپانی قبضہ ہو جانے کے بعد حکومت چین نے اپنا دارالحکومت نانکن سے چونگ کنگ میں تبدیل کر لیا ہے۔ سرکاری دفاتر اور افسر نانکن سے روانہ ہو رہے ہیں نانکن کی قلعہ بندی ہو رہی ہے کیونکہ اس مقام پر شدید جنگ کی توقع ہے۔

نیا دارالحکومت چونگ کنگ دریائے ینگ سی کیانگ پر ۵۰۰ میل کے فاصلے پر شمال میں واقع ہے۔

لندن ۱۹ نومبر۔ جاپان۔ آسٹریا اور ہنگری نے بھی سپین کے باغی جنرل فرانکو کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔

ٹوکیو ۱۸ نومبر۔ حکومت جاپان نے ایک شاہی جنگی دفتر کے قیام کا فیصلہ کیا ہے چین میں جاپان کی جو فوجیں لڑ رہی ہیں یہ دفتر ان کا نگران اعلیٰ ہوگا اس کی باگ ڈور براہ راست شہنشاہ جاپان کے ہاتھ میں ہوگی۔

تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ شنگھائی پر قبضہ کرنے کے بعد جاپانی فوجوں نے نہایت ظالمانہ طریق پر وہاں لوٹ مار کی۔ جاپانی فوجیوں نے ایسے مکانوں کو بھی لوٹ لیا جن پر امریکن اور برطانوی جھنڈے لہرا رہے تھے۔

برلن ۱۸ نومبر۔ لارڈ ہیلی فیکس کل برلن پہنچے سرکاری طور پر ان کا استقبال کیا گیا۔ آپ کل ہی ہٹلر کی ملاقات کے لئے روانہ ہو گئے جو آج کل برلن کے باہر قیام پذیر ہیں۔

لندن کے بعض اخبارات رقمطراز ہیں کہ یورپ میں فسطائیت کے بڑھتے ہوئے خطرے نے شاہان یورپ کو بہت خائف کر دیا ہے اسلئے مسٹر نیول چیمبرلین کی طرف سے متعدد شاہان یورپ کو لندن آنے کی دعوت دی گئی ہے۔ بلغاریہ۔ رومانیہ بلجیم یونان اور ناروے کے بادشاہ لندن میں پہنچ رہے ہیں شاہ احمد زوغو آف البانیہ کی آمد کی بھی توقع ہے۔

تمام شاہان یورپ سے تبادلہ خیالات کرنے کے بعد مجلس شاہان یورپ کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ جس کے صدر ملک معظم جارج ششم ہوں گے۔

حکومت یوگوسلاویہ نے حبشہ میں اطالوی حکومت کو تسلیم کر [illegible]

پیغام صلح

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

ٹیلیفون ۷۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ھوشیار پوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

جلد ۲۵ لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۳۷ء نمبر ۷۳

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دعائیں کرنیوالا آخر کامیاب ہو جاتا ہے

جب اللہ تعالیٰ پر سچا اور پکا ایمان ہو کہ وہ ہماری دعاؤں کو سننے والا ہے تو ایسا ایمان سخت سے سخت مشکلات میں بھی ایک لذت دیتا ہے اور ہموم و غموم میں ایک اعلیٰ درجہ کا سہارا ہوتا ہے کیونکہ ایسی حالت میں اگر کوئی پناہ نہ ہو تو انسان کا دل کمزور ہو جاتا ہے جس سے آخرکار وہ مایوس ہو کر ہلاکت کے قریب ہو جاتا ہے اور خودکشی کرنے تک آمادہ ہو جاتا ہے بلکہ یورپ کے ممالک میں تو خصوصاً کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو ذراسی ناکامی اور نامرادی پر بندوق مار کر اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالتے ہیں ایسے لوگوں کا خودکشی کرنا انکے ایمان کی کمزوری اور انکے مذہب کا بودا پن ہے اگر ان کے مذہب میں ... کوئی قوت اور طاقت ہوتی تو وہ اپنے پیروؤں کو ایسی ناکامی اور نامرادی سے نکالنے کیلئے کوئی تدبیر بتاتا اس لئے وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور اس قادر مطلق ہستی پر کامل یقین ہے کہ وہ انسان کی دعاؤں کو سنتا اور ان کا جواب دیتا ہے انکے مشکلات کے وقت دلوں میں ایک طاقت اور ہمت پیدا کرتا ہے ایسی دعائیں حقیقت میں بہت قابل قدر ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنیوالا آخرکار کامیاب ہو جاتا ہے ہاں نادانی اور سوء ادب ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ارادہ کیخلاف لڑنا چاہے۔ مثلاً یہ دعا کرے کہ رات کے پہلے حصہ میں سورج نکل آئے یا اور اسی قسم کی دعائیں مانگتا رہے۔ کیونکہ اس قسم کی دعائیں کرنا اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی میں داخل ہے علاوہ ازیں دعاؤں میں عجلت پسند اور گھبرا جانیوالا بھی نقصان اٹھاتا اور ناکام رہتا ہے۔

(۹ جنوری ۱۹۰۲ء)

نمائش دستکاری کی تیاری

خواتین سلسلہ کو ایک ضروری فرض کی یاد دہانی

جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خواتین سلسلہ کو نمائش دستکاری کے متعلق یاد دہانی کرائی جائے امید ہے کہ اکثر احمدی گھرانوں میں دستکاری کی تیاری کا کام شروع ہو گا جن بہنوں اور بچیوں نے ابتک ادہر توجہ نہیں کی وہ بہت جلد شروع کر دیں اور کوشش کی جائے کہ زیادہ سے زیادہ ماہ دسمبر کے دوسرے ہفتہ میں تیار شدہ اشیاء سیکرٹری صاحبہ احمدیہ انجمن خواتین اسلام کے پاس لاہور بھیج دی جائیں تاکہ انکی ترتیب اور قیمتوں کے تعین میں آسانی ہو۔

یتیم خانہ کی تجویز اور خواتین کا فرض

گزشتہ خطبہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے استحکام جماعت کا ذکر کرتے ہوئے یتیم خانہ کے قیام کی تجویز فرمائی تھی اور اس بارہ میں خواتین سلسلہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اگر خواتین ہمت کریں اور یتیم خانہ کے کام کو ہاتھ میں لیں تو نمائش دستکاری اور زنانہ جلسہ کے ذریعہ فراہم شدہ رقم اس کام پر صرف کی جا سکتی ہے۔ ہم

خواتین جماعت کی خدمت میں درخواست

کریں گے کہ وہ یتیم خانہ کے قیام و انتظام کو اپنے ذمہ لیں اور کوشش کریں امسال جلسہ سالانہ پر یہ تجویز عملی صورت اختیار کر لے۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ اس سال نمائش دستکاری اور زنانہ اجتماع کو گزشتہ تمام سالوں سے زیادہ کامیاب بنایا جائے۔

رسالہ مسیح موعود

مصنفہ علامہ حائری صاحب پر ایک نظر

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی)

(۴)

رسالہ ہذا کے آخری حصہ میں علامہ حائری صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے دلائل متعلقہ وفات مسیح کی تردید کرنے کا اعلان تو بڑے زوردار الفاظ میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں جناب مسیح علیہ السلام کی وفات کے متعلق جو کچھ شبہات لکھے ہیں۔ مع جوابات ملاحظہ فرمائیں" (صـ۱۶)

مگر افسوس کہ صدہا براہین نیرہ اور حجج قاطعہ کو نظر انداز کر کے صرف دو تین بالکل معمولی اور غیر متعلقہ باتوں کو لے دیا ہے۔ خیال گذرا ہوگا کہ شاید ان معمولی باتوں کا آسانی سے جواب دیا جا سکیگا۔ لیکن خوبی یہ ہے کہ ان کا بھی جواب نہیں بن پڑا۔ خیر پہلی بات حائری صاحب نے ان لفظوں میں پیش کی:۔

"**اوّل**۔ مجھ کو خدا نے خبر دی ہے۔ یٰعیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ حضرت عیسٰی مر چکے۔ اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔ انجام آتھم" (صـ۱۶ رسالہ ہذا)

اب اس کی تردید بھی سن لیجئے جو علامہ حائری صاحب نے کی ہے فرماتے ہیں:۔

"میرزا صاحب کا سب سے عمدہ اور مشرح و صریح الہام یہ ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آوے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جاوے گا۔ بلفظہ براہین احمدیہ (صـ۴۹۸-۴۹۹)

لیجئے اب تو سارے الہام مرزا جی کے اس الہام کے نیچے دب گئے اور ساری کارروائی مسیح موعود بننے کی مٹ گئی کیونکہ ان کے ہی الہام سے حیات مسیح علیہ السلام واضح طور پر صاف صاف ظاہر ہو گئی۔ . . . . تو اب مرزا صاحب کے کوئی بھی خدا کا دوسرا الہام اس کے خلاف نہیں ہوا ہے جو قابل پذیرائی ہے۔ اب الہاموں کے تناقض میں امید نہیں کہ کوئی تاویل چل سکے" (صـ۲۱)

میں علامہ موصوف کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے الہامات مندرجہ براہین میں سے صرف ایک ہی الہام ایسا دکھا دیں جس میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زندہ آسمان پر ہونے کا ذکر ہو۔ علامہ صاحب نے خود تو براہین کو دیکھنے کی زحمت گوارا نہ فرمائی۔ بلکہ مخالف کی لکھی کتاب کے حوالہ پر اکتفا کیا۔ اگر خود براہین کے کم از کم اس ایک مقام کو ہی دیکھ لیتے تو وہ عبارت مذکورہ کا فقرہ اوّل دیکھتے ہی اس حوالہ کو پیش نہ کرتے۔ اگر جناب نے خود براہین کے اس مقام کو دیکھا ہے تو پھر دانستہ اس کا فقرہ اوّل ترک کر دیا ہے۔ یہاں تو حضرت مرزا صاحب آخری زمانہ میں ایک مصلح کی آمد کا تذکرہ کر رہے ہیں اور اس کے متعلق قرآنی اشارہ پیش کر رہے ہیں فرماتے ہیں:۔

"اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ الخ"

یہاں آیت کے شروع میں ہی لکھ دیا کہ یہ فرقان حمید کی آیت ہے اور آیت کے خاتمہ پر جہاں پر یہ عبارت شروع کی ہے۔ وہاں بھی لکھ دیا یہ آیت ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہاں دیگر بہت سی آیات قرآنی مرزا صاحب کو الہام ہوئیں وہاں یہ آیت بھی آپ کو الہام ہوئی تھی۔ مگر اس جگہ آپ نے اس کو الہام کی حیثیت سے پیش نہیں کیا۔ بلکہ قرآنی آیت کی حیثیت سے پیش کیا ہے جیسا کہ آیت کے اول و آخری اردو فقرات سے ظاہر ہے اور آگے جو اردو عبارت ہے وہ نہ تو اس آیت کا ترجمہ ہے اور نہ مرزا صاحب کا الہام بلکہ اس آیت پر حضرت مرزا صاحب کی ایک اجتہادی تفسیر ہے مگر علامہ صاحب نے ہوشیاری سے عبارت مذکور رکھ کے اوپر لکھ دیا کہ "مرزا صاحب کا سب سے عمدہ اور مشرح اور صریح الہام یہ ہے" تا کہ پڑھنے والا سمجھے کہ حضرت مرزا صاحب نے اس عبارت میں جو حیات مسیح کا عقیدہ پیش کیا ہے وہ سب الہام الٰہی سے لکھا ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب صاف فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر گواہ ہو۔ وہ لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں" (کشتی نوح صـ۴۷)

مرزا صاحب تو فرماتے ہیں کہ وہ لکھنا الہامی نہ تھا اور جناب علامہ زبردستی اس کو مرزا صاحب کا الہام قرار دے رہے ہیں۔

ولا یجرمنکم شنان قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔

"**دوم**۔ مرہم عیسٰی یا مرہم حواریین۔ یہ مرہم حواریوں نے حضرت عیسٰی کیلئے طیار کی تھی۔ (ست بچن صـ۱۶۴)"

اس کے متعلق گذارش ہے کہ جناب کو کچھ غلط فہمی واقع ہوئی ہے اس بحث کو حضرت مرزا صاحب نے وفات مسیح کے دلائل میں پیش نہیں کیا بلکہ صلیب سے زندہ اترنے اور صحتیاب ہونے کی بحث میں لیا ہے آپ کو تو حضرت مرزا صاحب کے دلائل متعلقہ وفات مسیح کی تردید کرنا تھی اور لے بیٹھے آپ مرہم عیسٰی کو۔ کیا حضرت مرزا صاحب نے کہیں لکھا ہے کہ چونکہ طب کی کتابوں سے ثابت ہے کہ حواریوں نے مسیح کے زخموں کے لئے ایک مرہم طیار کی تھی جو کہ مرہم عیسٰی کہتے ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس غیر متعلقہ بحث میں پڑنے کی آپ کو ضرورت ہی کیا تھی۔

"**سوم**۔ غرض مرزا صاحب عجیب دماغ کے مالک تھے بقول شخصے دروغگو را حافظہ نباشد۔ کہیں کچھ اور کہیں اس کے خلاف کچھ اور لکھ دیتے تھے۔ دور نہ جائیے۔ اسی موت اور قبر مسیح کے متعلق دیکھئے اس نے کئی پہلو بدلے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ تو لکھ دیا کہ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا" (ازالہ اوہام صـ۴۷۳)

پھر ایک جگہ اس طرح لکھتے ہیں کہ حضرت عیسٰی کی قبر بلاد شام میں ہے جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں" (ست بچن صـ۱۶۴)

اب لیجئے ان سب اقوال کے خلاف یوں رقمطراز ہیں کہ یسوع کی قبر کشمیر میں ہے (ست بچن صـ۱۶۴)

ناظرین خود اندازہ لگا لیں کہ اس شخص کے ان مختلف اور متضاد اقوال میں سے کونسے قول کو سچا مانا جائے۔ درحالیکہ ہر قول اس کا بقول اس کے بذریعہ الہام ہوا کرتا ہے نہ معلوم وہ خود جاہل ہے یا اس کا ملہم اس طرح اس کے کذب کو طشت از بام کرتا ہے۔ عقلمند اور فہمیدہ شخص تو ایسی متضاد باتوں کو ہذیان اور ترہات سے زیادہ وقیع نہیں سمجھ سکتا۔ سنے جہال مرید سو وہ انہم کالانعام بل ھم اضل سبیلا کا مصداق ہیں" (صـ۲۷)

ساری بحث تو مسیح علیہ السلام کی قبر کے متعلق ہو رہی تھی۔ اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ روئے زمین پر حضرت مسیح کی قبر کا کہیں نشان نہیں تو کیا اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح مع جسم زندہ آسمان پر موجود ہیں میں کہتا ہوں کہ ایک فوت شدہ کی قبر تو درکنار، اگر ایک زندہ بھی کسی پہاڑ کی غار میں جا کر غائب ہو جاوے تو زیادہ سے زیادہ پچاس سال تک صرف تھوڑے تھوڑے بیوقوف اس کی موت کے متعلق شبہ کریں گے مگر بالعموم ہزار ہا سال تک اس غائب شدہ کو زندہ ماننے والے یقیناً عقلمندوں کی جماعت سے نہیں۔ اس لئے قبر کا ہونا تو وفات کی دلیل کہی جا سکتی ہے لیکن قبر کا نہ ہونا حیات کی دلیل نہیں۔ آپ نے بات تو بہت سستی سی لی تھی مگر پورے اس میں بھی نہ اتر سکے نقص یہ ہے کہ مرزا صاحب کی اصل کتابوں کو نہیں پڑھا۔ مرزا صاحب کے اقوال میں کوئی تضاد نہیں گلیل اور شام کا ایک ہی مطلب ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ حائری صاحب لاہور میں رہتے ہیں اور پھر کہے پنجاب میں رہتے ہیں۔ اب رہ گیا صرف سرینگر یا کشمیر کی قبر کا اختلاف سو اس کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے خود ہی اسی ست بچن میں اور اسی جگہ جہاں مسیح کی قبر کشمیر میں ہونے کا ذکر کیا ہے صاف لکھ دیا ہے کہ:۔

"ان ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلاد شام میں قبر ہے۔ مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کے لئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے اور ملک شام کی قبر زندہ درگور کا نمونہ تھا جس سے وہ نکل آئے" (ست بچن صـ۱۶۴ حاشیہ)

مگر آپ نے چونکہ خود ست بچن کو نہیں پڑھا۔ بلکہ مخالفوں کی کتابوں سے حوالہ جات نقل کئے ہیں اس لئے مکھی پر مکھی مار دی مگر یہ نہ سوچا کہ مضمون کو پڑھ کر اگر کوئی حوالجات کا حضرت صاحب کی کتب سے مقابلہ کریگا تو کیا کہے گا۔ تحقیقات کے بعد گذشتہ خیالات کو چھوڑ کر نئے خیالات تسلیم کرنا تضاد نہیں اور ایسے شخص کو دروغگو کہنا دروغ بے فروغ ہے۔

غافل مشو گر عاقلی دریاب گر صاحب دلے

شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

رمضان کا آخری عشرہ
احباب جماعت سے چند ضروری باتیں

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

رمضان کا سارا مہینہ ہی نزول برکات کا ہے۔ مگر اس میں بھی آخری عشرہ خصوصیت سے مبارک ایام ہیں۔ میری یہ خواہش ہے کہ اس آخری عشرہ سے ہم دو طرح پر فائدہ اٹھائیں۔ میرے مخاطب اس مضمون میں صرف مرد نہیں بلکہ خواتین بھی ہیں اور وہ نوجوان بھی جو سن شعور کو پہنچ چکے ہیں۔

اوّل ۔ اپنے مجاہدہ عبادت اور جہاد کو ان ایام میں رمضان کے پہلے ایام سے بھی زیادہ کریں

دوم ۔ ساری جماعت کے مجاہدہ دعا اور جہاد کا مرکز ان ایام میں ایک ہی ہو یعنی ایک ہی غرض کو سامنے رکھکر ساری کی ساری جماعت دعا اور جہاد میں لگ جائے۔

امر اوّل کے متعلق تو مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ آخری عشرہ کو سارے رمضان میں زیادہ بابرکت اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ پہلے بیس ایام کے روزوں اور دعاؤں سے ایک خاص روحانی طاقت پیدا ہو چکی ہوتی ہے اور انسان میں برداشت کی طاقت اور کام کرنے کی قوت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ پس ان ایام میں جس شخص کے حالات اجازت دیں وہ اعتکاف میں بیٹھے یعنی دس دن کے لئے دنیا سے قطع تعلق کرلے اور بالکل خدا کے لئے ہو جائے۔ اور جو یہ نہ کرسکیں اور اکثر حصہ ایسا ہی ہوتا ہے تو وہ کم سے کم ان دنوں اور راتوں کا زیادہ حصہ عبادت اور تبادلِ خیالات میں گذاریں اور دنیا کے کاموں کو کم کردیں۔ اس لئے وہ احمدی احباب جو اب تک تہجد کے لئے نہیں اٹھتے رہے وہ دس دن کے لئے اپنے معمول میں تبدیلی کریں۔ انشراح صدر نہ ہو تو تکلف سے بھی تہجد کی نماز ادا کریں۔ تہجد کی پوری نماز آٹھ رکعت نفل دو دو کرکے اور تین وتر ہیں۔ لیکن جو اس قدر پڑھنے پر تیار نہ ہوں وہ دو یا چار رکعت ہی ادا کرلیں۔ اور جو اب تک تہجد کے لئے اٹھتے رہے ہیں وہ اگر ہوسکے تو کچھ وقت بڑھا دیں۔ چار بجے اٹھنے کے عادی ہیں تو تین بجے اٹھیں تین بجے اٹھتے ہیں تو دو بجے اٹھیں۔ ایسا ہی وہ احباب جنہوں نے دن کے وقت اب تک کسی امر کو سامنے رکھکر عملاً جہاد نہیں کیا۔ وہ اس مقصد کو سامنے رکھ کر جس کا میں آگے ذکر کرتا ہوں روزانہ کچھ نہ کچھ وقت جہاد میں لگائیں۔ اور جنہوں نے اب تک تھوڑا وقت جہاد کے لئے دیا ہے وہ اس وقت کو بڑھا دیں۔ ہاں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ دعا بغیر جہاد کے اپنا پورا اثر نہیں دکھا سکتی اور جہاد بغیر دعا کے اعلیٰ درجہ کے نتائج پیدا نہیں کرسکتا۔ اس لئے ان دونوں چیزوں کو جمع کرو۔ راتوں کو دعاؤں میں صرف کرو اور دن کو جہاد میں۔

امر دوم ۔ اب میں اس غرض کو بیان کرتا ہوں جو میں چاہتا ہوں کہ اس عشرہ میں سب کے سامنے ہو۔ یعنی تمام کے تمام دوست ایک ہی غرض کو سامنے رکھکر دعا اور جہاد میں لگ جائیں۔

(۱) جماعت میں خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت ترقی کرے اور ایثار کی روح قوت پکڑے۔

(۲) جماعت کا استحکام اور جماعت کی توسیع ہو۔

. . . .

دعاؤں میں کن مقاصد کو سامنے رکھا جائے؟

میرا یہ مطلب نہیں کہ دوسری کوئی دعا کی ہی نہ جائے یا دوسرے کسی کام کے لئے کوشش ہی نہ کی جائے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ ساری جماعت کے سامنے یہ ایک مقصد ضرور رہے تاکہ ہماری اجتماعی دعاؤں اور متحدہ کوششوں سے ہماری کمزوری دور ہو۔ کیونکہ جماعتی کمزوری کی وجہ سے خدا کے دین کے لئے ہماری کوششوں میں بھی کمزوری واقع ہو رہی ہے پس ایک ایک عشرت رات کی دعاؤں میں اس مقصد کو خصوصیت سے سامنے رکھا جائے اور بارگاہ الٰہی میں رو رو کر دعائیں کی جائیں۔

اے خدا! تو جانتا ہے کہ ہمارا مقصد تیرے دین اسلام کو دنیا میں پھیلانا ہے اور تیرے کلام قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ ہم تیرے یا تیرے رسولؐ کے کسی حکم سے انحراف نہیں کرتے۔ پس تو ہی اس مخالفت اور حسد کی آگ پر پانی ڈال جو اس وقت بعض لوگوں کی ہماری جماعت کے خلاف مشتعل ہے۔ اور تو ہی لوگوں کے دلوں میں نفرت کی بجائے ہمارے لئے محبت پیدا کر۔ تاکہ تیرے دین کو قوت پہنچے۔

اے خدا! تو ہمیں توفیق دے کہ تیرے دین کی خدمت میں اور تیرے دین کی تبلیغ کے لئے قربانی میں ہمارا قدم آگے بڑھے اور پیچھے نہ ہٹے۔ تاکہ ہم نے جو کچھ تیری رضا سے حاصل کیا ہے۔ اسے کھو نہ بیٹھیں۔

اے خدا! تو ہمارے دلوں سے بخل کی بیماری کو دور کر اور اپنے رستے میں خرچ کرنے کے لئے ہمارے دلوں کو کھول دے۔ تاکہ جب تیری راہ میں مانگا جائے تو ہمارے دلوں میں قبض پیدا نہ ہو بلکہ تیری راہ میں دے کر خوش ہوں۔

اے خدا! تو ہمارے دلوں میں دنیا اور دنیا کے مال کی محبت کو ٹھنڈا کر۔ اور اپنی اور اپنے رسولؐ کی محبت کی آگ کو اس قدر تیز کر کہ اس سے سارے خس و خاشاک جل جائیں۔

اے خدا! ہم اپنی کمزوری اور نالائقی کی وجہ سے بے شک اس قابل نہیں کہ تیری نصرت کو کھینچ سکیں۔ مگر دین تیری نصرت کے بغیر ترقی نہیں کرسکتا پس باوجود ہماری نالائقی کے تو ہماری نصرت اسی طرح فرما جس طرح تونے اپنے پاک اور برگزیدہ بندوں کی نصرت فرمائی۔

اے زمین اور آسمان کے طاقتور مالک! تیرا دین اور تیرا قرآن بے کسی کی حالت میں ہیں۔ تو زمین اور آسمان سے وہ اسباب پیدا کر کہ ہم ان کی وہ خدمت کرسکیں جس کی تڑپ ہمارے دلوں میں ہے۔

اے خدا! تو ان بغضوں اور کینوں کو جو ہمارے دلوں میں ہمارے بھائیوں کے متعلق ہیں نکال دے اور ہم میں ایسی الفت اور محبت پیدا کردے کہ ہم ایک دوسرے کے حقیقی خیرخواہ اور رحماء بینہم بن جائیں۔

اے خدا! تو ہمیں توفیق دے کہ ہماری نظر ایک دوسرے کے عیبوں پر پڑنے کی بجائے ایک دوسرے کی خوبیوں پر پڑے۔

اے خدا! تو ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے سے بڑوں کی عزت کریں اور چھوٹوں پر رحم کریں۔

اے خدا! تو ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے غریب مسکین مظلوم اور بیمار بھائیوں کی خدمت کو اپنا فرض سمجھیں۔

اسی عشرہ میں دن کے وقت کام

دوسری طرف اسی مقصد کے لئے اپنا دن یا دن کا اکثر حصہ وقف کردیں۔ جماعت کے اندر جہاں بہت سی خوبیاں موجود ہیں کئی ایک کمزوریاں بھی ہیں۔ ان میں سے بعض مسلسل جدوجہد سے ہی دور ہوسکتی ہیں بعض ایسی بھی ہیں کہ اگر ساری جماعت رمضان کا آخری عشرہ اس جہاد پر لگا دے تو فوراً ہی دور ہوسکتی ہیں۔

ذاتی جھگڑے ختم کرکے دل صاف کرلو

حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلعم اس آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کا پتہ بتانے کے لئے باہر تشریف لائے تو دو آدمی جھگڑتے ہوئے پائے تو فرمایا فرفعت۔ وجہ ظاہر ہے جھگڑوں سے روحانیت کو نقصان پہنچتا ہے اور چونکہ ان کمزوریوں کے دور کرنے کے لئے سب سے بڑی ضرورت روحانی طاقت کا اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے جھگڑوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ نہ صرف یہ کہ ان ایام میں ہم کسی سے کسی قسم کا جھگڑا نہ کریں بلکہ جو پرانے بغض اور کینے دلوں میں اپنے ہی بھائیوں کے لئے ہیں انہیں بھی دور کردیں تاکہ دل صاف ہوکر روحانی اثرات کو قبول کریں اور جماعت کے تمام افراد میں وہ محبت اور یگانگت کا رنگ پھر نظر آئے جس پر جماعت کی ترقی کا انحصار ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ ہر وہ بھائی جسے دوسرے سے رنج ہو خود اس کے پاس جا پہنچے۔ مگر ضرورت ہے کہ ہر جگہ دو تین احباب اس کام کو اپنے ذمہ لیں کہ باہمی رنجشوں کو دور کرا دیں۔

دوسری بات جس کے لئے ان ایام میں خصوصیت سے جدوجہد کی ضرورت ہے وہ ایثار ہے۔ قربانیوں سے ہی قومیں بنتی ہیں اور قربانیوں سے ہی زندہ رہتی اور ترقی کرتی ہیں۔ جب کبھی قوم کے اندر قربانی کی روح کمزور ہو جائے وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ ابتداء میں مسلمان قوم نے جسمانی اور روحانی رنگ میں دنیا کو فتح کیا تو صرف اپنی قربانیوں سے۔ ہماری جماعت نے ابھی قربانیوں کا وہ نمونہ نہیں دکھایا۔ بلکہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جس قدر قربانی آج غیر لوگ اپنے پیروں کو خوش کرنے کے لئے کرسکتے ہیں ہماری جماعت کے بڑے حصہ نے ابھی خدا کی محبت میں قربانی کا وہ نمونہ بھی نہیں دکھایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین امنوا اشد حبا للہ۔ آج ایسے بھی پیر موجود ہیں جن کے مرید اپنی آمدنیوں کا دسواں حصہ پیر کو دیتے ہیں اور اس پابندی سے دیتے ہیں کہ اس دسویں حصہ کو ہاتھ لگانا گناہ سمجھتے ہیں۔

آنہ فی روپیہ چندہ کے فیصلہ پر عمل کی ضرورت

ہماری جماعت نے آمدنی سے ایک آنہ فی روپیہ کا اصول مقرر کیا تھا۔ مگر غالباً ابھی چوتھائی جماعت بھی اس پر عامل نہیں بلکہ اغلب یہ ہے کہ دسواں حصہ بھی عامل نہیں اور یہی وجہ ہماری مالی مشکلات کی ہے اس کمزوری کا علاج اگر ہم چاہیں تو دس دن میں بھی ہوسکتا ہے۔ اس عشرہ میں دو جمعے آتے ہیں۔ دونوں جمعوں میں اس قومی کمزوری کو دور کرنے کے لئے پرزور تحریک کی جائے

احباب کو توجہ دلانے کی ایک ترکیب

اس کے علاوہ ہر جماعت میں دو تین آدمیوں کا ایک وفد بنایا جائے جو خود اس اصول پر عامل ہو۔ اور وہ ایک ایک دوست کے گھر پہنچیں اور اس سے درخواست کریں کہ قومی فیصلہ کی خلاف ورزی میں نہ کسی فرد قوم کی عزت باقی رہتی ہے نہ قوم کی۔ ان کے سامنے قادیان کی جماعت ہے جو ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے ماہوار چندہ ادا کرتی ہے اور اس کے علاوہ شہر کا بجٹ بھی اور دوسری تحریکات میں بھی

(باقی صفحہ ۴ پر)

حضرت مولانا نورالدین صاحب کے ایک تاریخی خط کا عکس

جناب خلیفہ قادیان کے متعلق حضرت مولاناؒ کی رائے

ذیل میں حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے ایک طویل خط کے ضروری حصہ کا عکس پیش کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے میاں محمود احمد صاحب موجودہ خلیفہ قادیان کے متعلق اپنی وفات سے دس ماہ پیشتر اپنی رائے کا اظہار فرمایا تھا۔ گویا آپ کی آخری رائے میاں صاحب کے متعلق تھی ——— امید ہے قادیانی دوست اس قیمتی وصائب رائے پر غور فرمائیں گے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ قادیانی حضرات ۱۹۰۹ء کے بعض واقعات بالخصوص حضرت مولاناؓ کا جماعت لاہور کے بعض اکابر سے دوبارہ بیعت لینے کا ذکر غلط رنگ میں کرکے عوام کو مغالطہ دینے کی کوشش کیا کرتے ہیں لیکن اس خط سے صاف عیاں ہے کہ ان واقعات کی نوعیت حضرت مولانا پر بالآخر واضح ہو گئی تھی اور وہ جماعت لاہور کے اکابر سے بالکل مطمئن اور خوش تھے۔ برخلاف اس کے انہیں جناب میاں محمود احمد صاحب اور ان کے رفقاء سے سخت شکایات اور بیزاری تھی جس کا اندازہ ان کی اس رائے سے ہو سکتا ہے۔

رسول کریم کو صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کیسے کیسے آدمی ملے مرزا کو علیہ السلام کس قدر آدمی ملے یہ سب فضل رفضل رفضل ہے۔ مجھے ابتداءً آپ لوگوں نے دبایا۔ مدت تک اس مصیبت میں رہا۔ جب کبھی نکلنا چاہا رنگ برنگ مالی بدظنی ہوتی رہی آخر بحمداللہ نجات ملی۔ الحمد للہ رب العالمین۔ پھر باہم تنازع شروع ہوئے۔ نواب، میر ناصر، محمود نالائق بے وجہ جوشیلے ہیں۔ یہ بلا اتنک لگی ہوئی ہے۔ یا اللہ نجات دے۔ آمین۔ پھر میں خود بیمار رہوں برسوں بیمار رہا۔ ذیابیطس کا رخ ہے

والسلام

نورالدین　　۱۳ر مئی ۱۹۱۳ء

(بقیہ صفحہ ۳)

حصہ [illegible] ہے۔ ان میں ایک کثیر آدمی سات سو روپیہ ماہوار چندہ بھی دینے والا ہے اور سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو ماہوار دینے والے بہت ہیں۔ مانا کہ ہماری جماعت غریب ہے۔ مگر اس کے اندر بھی ایسے دوست ہیں جو اگر فیصلہ پر عمل کریں تو کئی کئی سو روپیہ ماہوار چندہ بھی دے سکتے ہیں۔ مگر مجھے زیادہ افسوس یہ ہے کہ جو لوگ سو سو، دو دو سو، تین سو، پانچ پانچ سو روپے ماہوار کماتے ہیں وہ بھی اس اصول پر عمل پیرا نہیں۔ حالانکہ ان کا روپیہ تبلیغ اسلام کی بجائے سیاسیات پر زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ [illegible] سوائے اشاعت و تبلیغ کے دوسرا کام نہیں۔ پس اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے ان دس دنوں کے اندر خاص طور پر جدوجہد کی جائے تاکہ سیر کا پیغام ہم یہ سنتے ہوئے کہ ہم نے اپنی قوم کی مالی کمزوری کا علاج کر لیا ہے۔ صرف یہی ایک صورت ہے یعنی ساری جماعت کے چندے کو ایک روپیہ فی صد کی شرح پر لانا جس سے انجمن جماعت کے مبلغین کی امداد کا حق ادا کر سکتی ہے نیز یہی [illegible] جماعت کے متمول احباب سے [illegible] بھی وصول کرے۔

تیسری بات جس کی طرف ان ایام میں خصوصیت سے توجہ کی ضرورت ہے یہ ہے کہ جو احباب جماعت میں شامل تھے مگر سست ہوتے ہوتے قریباً علیحدہ ہو گئے ہیں ان کو دوبارہ اٹھانے کی کوشش کی جائے جس نے مسیح موعود کی صداقت کو ایک دفعہ پا لیا ہے وہ سچائی اس کے دل سے کبھی نکل نہیں سکتی تھوڑی سی کوشش بھی کی جائے تو ایسے دوست انشاء اللہ پھر جماعت کے ساتھ ہو جاویں گے۔

محمد علی

ہندوستان میں ہوائی تاخت

کے خلاف احتیاطی تدابیر

نئی دہلی ۲۳ر نومبر معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند صوبجاتی حکومتوں کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد ہوائی حملوں کے خلاف حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کی سکیم کو عملی جامہ پہنانے والی ہے چنانچہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کراچی کی ہر ایک عمارت کے ساتھ ایک ایسا کمرہ تیار کیا جائے جس پر زہریلی گیس کا اثر نہ ہو سکے اس سلسلے میں یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ان تمام ممالک میں جن کی جغرافیائی پوزیشن ایسی ہے کہ ان پر زمانہ جنگ میں ہوائی تاخت ہو سکتی ہے۔ ہوائی حملوں کے خلاف انسدادی اور احتیاطی تدابیر کرنے کی اشد ضرورت ہے اور چونکہ حکومت ہند کے نزدیک ہندوستان بھی ایسے حملوں سے محفوظ نہیں اس لئے ابھی سے ان حفاظتی اور احتیاطی تدابیر کو عملی جامہ پہنانا مناسب خیال کیا گیا ہے۔ اس سکیم کے مطابق ایک محکمہ قائم کیا جائے گا جس کا عملہ دشمن کے طیاروں کی آمد کا خیال رکھے گا۔ تاکہ بروقت شہریوں کو متنبہ کر دیگا اور رات کے وقت بازاروں میں اور سڑکوں پر یا مکانوں میں روشنی گل کر دیگا تاکہ ہواباز تاریکی کے باعث بمباری نہ کر سکیں فائر بریگیڈ والوں کو تربیت دی جائے گی کہ ایسے ہنگامی اوقات میں شہریوں کی امداد کر سکیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت کے متعلقہ محکمے اس ضمن میں ذمہ داریوں، مرکزی حکومت صوبجاتی حکومتوں ریاستوں اور میونسپلٹیوں کے درمیان تقسیم کرنے کی سکیم پر غور کریں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ملک میں مختلف حلقوں کے حالات کے مطابق یہ تدابیر اختیار کی جائیں گی۔ یعنی ملک کے جو حصے ہوائی حملوں کا زیادہ نشانہ بن سکتے ہیں وہاں کی احتیاطی تدابیر قدرے محفوظ حلقوں میں مجوزہ تدابیر [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب مجددین و ائمہ کا احترام سب بزرگوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب ہوگا

جلد ۲۵ | یوم جمعہ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۸۳

قادیانی جماعت کی سیاسی گرمیاں

"الفضل" کا غیر معقول طرز عمل

اگر ایک شخص عقل و خرد سے بے نیاز ہو کر مجنونانہ طور پر کسی قابل اعتراض کام میں منہمک ہو اور کوئی اس کو اس کی غلطی سے آگاہ کرے تو وہ بالعموم جھنجھلا کر غیر معقولیت پر اتر آیا کرتا ہے یہی کیفیت آجکل قادیانی جماعت اور اس کے سرکاری گزٹ "الفضل" کی ہو رہی ہے۔ یہ لوگ دیگر تمام باتوں کو فراموش کر کے آنکھیں بند کئے سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ تبلیغ اسلام کے نام پر جمع کیا ہوا روپیہ بے دریغ اسی شغلہ پر صرف کیا جا رہا ہے۔ پہلے انہوں نے اپنے اعتراف کے بموجب لاکھوں روپیہ حکومت انگریزی کو خوش کرنے کے لئے کانگرس کی ظاہر و پوشیدہ مخالفت پر پھونک دیا ——— اب اسی کانگرس سے رشتہ محبت و نیاز استوار کیا جا رہا ہے۔ سلام و پیام ہو رہے ہیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو اور دوسرے کانگرسی لیڈروں کی قصیدہ خوانی کی جا رہی ہے۔

ہم نے ازراہ ہمدردی قادیانی جماعت کو اس غلط روی سے آگاہ کیا۔ ان کے خلیفہ صاحب کے گزشتہ اقوال ان کے سامنے رکھے قادیانی نیشنل لیگ کے صدر شیخ بشیر احمد صاحب کو متوجہ کیا۔ بجائے اس کے کہ ہمارے ہمدردانہ مشوروں پر یہ لوگ ٹھنڈے دل سے غور کرتے تمام قادیانی حلقوں میں ایک مجنونانہ اضطراب پیدا ہو گیا جس کا اظہار "الفضل" کے صفحات پر کیا جا رہا ہے۔ اس اضطراب میں معاصر "الفضل" کی روایتی بدزبانی سوقیانہ پن اور غلط بیانی بھی شامل ہے۔

ہم نے عرض کیا تھا کہ جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد تبلیغ دین و اشاعت قرآن ہے۔ سیاسی سرگرمیاں نہیں۔ قادیانی جماعت کا موجودہ سیاسی انہماک اور تبلیغ دین و اشاعت قرآن سے مجرمانہ غفلت قابل اصلاح ہے۔ سیاسیات میں پڑ کر قادیانی جماعت روز روز اپنا مسلک بدل رہی ہے اور اس میدان میں پے در پے ٹھوکریں کھا رہی ہے۔ اس کا جواب یہ دیا جا رہا ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں ٹھیک کر رہے ہیں۔ سیاسیات میں حصہ لینا ضروری ہے ہم نے اپنے سیاسی مسلک میں اب تک کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اس کے ساتھ ہی جماعت لاہور پر کئی ایک غیر معقول اعتراضات بھی کر دیئے ہیں۔ خلط مبحث "الفضل" کی پرانی عادت ہے وہ اسی طریق سے ہمارے مقابلے میں راہ فرار اختیار کیا کرتا ہے۔ ہم بار بار گذارش کر چکے ہیں کہ سب سے پہلے یہ بات طے ہو جانی چاہیئے کہ کیا جماعت احمدیہ کا بحیثیت جماعت سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینا صحیح ہے یا نہیں جیسا کہ آجکل قادیانی جماعت لے رہی ہے اور جس کا کہ "الفضل" اور قادیانی بزرگوں کو اعتراف ہے اس بارہ میں ہم جناب خلیفہ صاحب کے مندرجہ ذیل ارشادات متعدد مرتبہ پیش کر چکے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ ایک حد تک سیاسی امور کی طرف توجہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس کام کا انجام خراب ہوگا اس لئے میں اپنی جماعت کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔ (برکات خلافت صفحہ ۵۶ ۱۹۱۴ء)"

آجکل اسلام پر جو نازک وقت آیا ہوا ہے اس سے پہلے اس پر کبھی نہیں آیا اس لئے اس وقت اسلام کو جتنے بھی ہاتھ کام کیلئے مل جائیں اتنے ہی کم ہیں اس لئے آج مسلمانوں کے لئے سیاست کی طرف متوجہ ہونا ایک ایسا زہر ہے جسے کھا کر ان کا بچنا محال بلکہ ناممکن ہے" (الفضل صفحہ ۵۶)

"تم اللہ تعالیٰ کی خدمت نصیب ہوتے ہوئے اور کیا چاہتے ہو اسی میں لگے رہو اور دنیا کی ایجی ٹیشن دنیا کے کیڑوں کے حوالے کر دو اور تم شیطان کے مقابلے پر ایجی ٹیشن کرو" (ایضاً صفحہ ۶۸)

سیاست کا تو ان جس کسی کے منہ کو لگ جاتا ہے کہ پھر وہ اسے نہیں چھوڑ سکتا اور اندر ہی اندر گھستا چلا جاتا ہے" (ایضاً صفحہ ۵۵)

جناب خلیفہ صاحب کے مندرجہ بالا ارشادات بالکل واضح اور غیر مبہم ہیں۔ ان میں انہوں نے سیاسیات میں حصہ لینے کی غیر مشروط طور پر شدت سے مخالفت کی ہے اور اس کو ایک مہلک زہر۔ دنیا کے کیڑوں کا کام اور خدمات دینی میں حارج بتایا ہے دنیوی امور کے متعلق ایجی ٹیشن کرنے کی بجائے شیطان کے خلاف ایجی ٹیشن کی تلقین کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اب وہ کونسا انقلاب ہو گیا ہے کہ یہ مہلک زہر تریاق بن گیا ہے اور سیاسی سرگرمیاں خدمت دین کے کام میں حارج نہیں رہیں؟ ——— ہم پھر ایک مرتبہ سوال کرتے ہیں کہ کیا اب شیطان کے خلاف ایجی ٹیشن کی ضرورت نہیں رہی۔ کہ محمودی حضرات دنیوی امور کے لئے ایجی ٹیشن پر کمربستہ ہو رہے ہیں۔ ضرورت تو بدستور ہے۔ تو کیا پھر ان کا شیطان سے کوئی دوستانہ معاہدہ ہو گیا ہے؟ ہمیں بتایا جائے کہ جناب خلیفہ صاحب کے مندرجہ بالا ارشادات صحیح ہیں یا موجودہ طرز عمل؟ اس بات کے صاف ہو جانے کے بعد ہم "الفضل" کے غلط و بے حقیقت اعتراضات کا جواب عرض کریں گے اور انشاء اللہ آپ کی پوری طرح تسلی کر دیں گے۔

احراری انداز کلام

روزنامہ "احسان" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ مولوی حبیب الرحمان لدھیانوی صدر مجلس احرار نے سہارنپور کی جامع مسجد میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ

"مسٹر فضل الحق (وزیر اعظم صوبہ بنگال) جناح اور نواب چھتاری ایسے ہزاروں مسلمان پنڈت جواہر لال نہرو کے قدموں پر قربان کئے جا سکتے ہیں۔ جناح انگریزوں کا ایجنٹ ہے مسلم لیگ کو ووٹ دینا ملکی غدار کو ووٹ دینے کے مترادف ہے مسلمانو! خدا کا شکر بجا لاؤ کہ تم پر کانگرسی وزارت حکمران ہے"

سچ ہے مولوی حبیب الرحمان لدھیانوی سے اس سے بہتر انداز کلام اور شرافت کی توقع نہیں رکھی جا سکتی ہے۔ کاش اس وقت کوئی اس احراری ملا سے پوچھتا کہ پنڈت نہرو اگر احراریوں کے نزدیک ایسے ہی قابل پرستش ہیں تو ان کے چرنوں کی قربانگاہ پر کتنے حبیب الرحمان لدھیانوی کتنے عطاء اللہ شاہ بخاری کتنے مظہر علی اور کتنے افضل حق قربان ہو سکتے ہیں؟

اگر حضرت مرزا صاحب یا جماعت احمدیہ انگریزی حکومت کے امن و امان اور آئین پسندی کی ازراہ انصاف تعریف کر دیں اور سکھا شاہی مظالم کے بعد اس کے طرز حکومت کو غنیمت سمجھیں تو اس پر احراری ملا نے شور مچانے لگتے ہیں اور اس کو انگریز کی غلامی اور خوشامد کا نام دیتے ہیں۔ لیکن خود ایک دشمن مذہب کانگرسی لیڈر اور دشمن اسلام کانگرسی وزارت پر قربان ہوئے جاتے ہیں اور مسلمانوں کو اس کی غلامی کی تلقین کرتے ہیں ——— اس کے باوجود انہیں شرم نہیں آتی۔

فلسطین میں برطانوی تشدد

فلسطین کے موجودہ افسوسناک حالات کے متعلق گذشتہ اشاعتوں میں تفصیل کے ساتھ لکھا جا چکا ہے۔ وہاں عربوں کے خلاف حکومت انگریزی نے جو تشدد کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے اس کے متعلق خود انگلستان کے ذمہ دار اور دور اندیش حلقوں میں محسوس کیا جانے لگا ہے کہ وہ تدبر و انصاف پر مبنی

نہیں ہے کہ اگر اس پالیسی کو آئندہ کے لئے جاری رکھا گیا تو اس کا اثر عالم اسلامی اور برطانیہ کے تعلقات پر نہایت ناخوشگوار پڑے گا۔ چنانچہ مشہور اخبار "ڈیلی میل" نے چند روز ہوئے فلسطین کے متعلق ایک مقالہ لکھا جس میں وہ رقمطراز ہے :-

"یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ اگر فلسطین کی موجودہ صورت حالات کی اصلاح نہ کی گئی تو اس کا اثر تمام عالم اسلام پر پڑے گا اور یہ معاملہ زیادہ نازک صورت اختیار کر لیگا جیسے (یعنی انگریزی حکومت نے) اعراب سے جو وعدے کئے ہیں۔ انہیں جلد سے جلد پورا کر دینے کے لئے ہمیں ہر ممکن طاقت صرف کر دینی چاہئے اور جس قدر جلد انگلستان فلسطین کو چھوڑ دے اسی قدر بہتر ہے اس کے کندھوں پر ذریعہ کے ممالک کا اتنا بار ہے جو اس کیلئے کافی ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ فلسطین کو زبردستی سے کر ایک ابدی بدبختی میں اپنے آپ کو مبتلا کرے"۔

ضرورت ہے کہ حکومت برطانیہ کے وزراء اور دیگر مدبر "ڈیلی میل" کے اس مشورہ کو توجہ سے سنیں اور اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں فلسطین کا معاملہ روز بروز زیادہ نازک صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اسلامی دنیا اس بارہ میں بڑی بے چینی سے منتظر ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ برطانیہ کے ارباب سیاست نے اس معاملہ کی مذہبی اہمیت کو بالکل یا کافی حد تک نظر انداز کر دیا ہے۔ ورنہ وہ ایسی شدید غلطیاں نہ کرتے — کاش اب بھی وہ صحیح طرز عمل اختیار کریں۔

طلبہ کی سیاسی سرگرمیوں کے نتائج

اس ہفتہ قاہرہ کی مشہور عالم مذہبی درسگاہ جامع ازہر کے متعلق نہایت افسوسناک اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ۲۱ نومبر کو وہاں طلبہ کی دو جماعتوں میں خونریز جنگ ہو گئی۔ ایک جماعت نحاس پاشا کی وزارت کے خلاف مظاہرہ کرنا چاہتی تھی۔ دوسری پارٹی وزارت کی حامی ہونے کی وجہ سے اس مظاہرہ کے خلاف تھی — یہ اختلاف ہی طلبہ کی آپس میں جنگ کا باعث بنا۔ جنگ میں خنجر، ریوالور اور دیسی ساخت کے بم آزادانہ استعمال کئے گئے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے فوج طلب کرنی پڑی جس نے گولی چلائی۔ نقصان جان کے اندازہ کے متعلق مختلف بیانات ہیں۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ چار طلبہ ہلاک اور ستاون زخمی ہوئے۔ وفد پارٹی کے خلاف طلبہ کے مظاہرے ممنوع قرار دیئے گئے ہیں لیکن وہ اس حکم کی خلاف ورزی پہ تلے ہوئے ہیں۔ بعینکی ایک اطلاع ہے کہ جامع ازہر بند پڑی ہے اور روزانہ نئی ہڑتالیں ہو رہی ہیں مظاہرے روز بروز ترقی کرتے جا رہے ہیں۔ آج کل نحاس پاشا کی وزارت کے خلاف تشدد پسند پارٹی کے حامی سرگرم کار ہیں۔ اسی سلسلہ میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

ایک دینی درسگاہ میں اس قسم کے معاملات انتہائی افسوسناک ہیں۔ اس واقعہ سے سیاسیات میں طلبہ کے حصہ لینے کی خرابیاں بالکل عیاں ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کے مظاہروں کی وجہ سے ان کی تعلیم اور آئندہ زندگی پر بہت ہی ناگوار اور تباہ کن اثر پڑتا ہے عدم تعاون کے زمانہ میں ہندوستان کے اندر ہم بھی یہ نقشہ دیکھ چکے ہیں — کیا قادیانی جماعت کے اکابر جو آج کل سیاسی مشاغل میں انہماک کی وجہ سے اپنے طلبہ کو بھی سیاسیات کی چاٹ لگا رہے ہیں۔ ان واقعات سے کوئی عبرت حاصل کرینگے؟ — امید تو نہیں۔

سیالکوٹ میں درس قرآن

حضرت مولینا صدر الدین صاحب کی ایک دینی خدمت

جناب شیخ غلام حسین صاحب سکرٹری جماعت سیالکوٹ اپنے تازہ والا نامہ میں تحریر فرماتے ہیں :-

مکرمی ایڈیٹر صاحب سلمہ ربہ۔ السلام علیکم۔ حضرت مولینا مولوی صدر الدین صاحب مدظلہ تعالیٰ نے ماہ اکتوبر میں بذریعہ نوازش نامہ مجھے سیالکوٹ میں تشریف لانے کے متعلق جو منسی کی اطلاع دی اور فرمایا کہ وہ ۳۰ ر اکتوبر ۱۹۳۷ء کو اٹلی سے جہاز پر سوار ہوں گے۔ اور ۱۳ ر اکتوبر کی شام کو سیالکوٹ پہنچیں گے اگلے دن یعنی ۱۴ ر نومبر کو چھ بجے صبح احباب سے ملاقات فرمائیں گے اور ساتھ ہی ہدایت تھی کہ درس قرآن کریم کے لئے مکان کا انتظام کر کے اشتہار دیدیا جائے میں نے یہ خط احباب کو سنایا۔ ہر ایک دوست کا دل مسرت سے لبریز ہو گیا۔ اکثر احباب نے مشورہ دیا کہ سفر بہت دور دراز کا ہے اس لئے اشتہار کی اشاعت میں توقف سے کام لیا جائے بعد میں پھر ایک خط سابقہ مضمون کی تائید میں پہنچا اس پر احباب نے فرمایا کہ مولینا کا عزم نہایت مستحکم اور مضبوط ہوتا ہے۔ انشاء اللہ وہ تاریخ مقررہ پر ضرور تشریف لے آئینگے۔ اسلئے اشتہار دیدیا جائے چنانچہ شہر میں اشتہار مشتہر کر دیا گیا حضرت مولینا ممدوح نے بوجہ رمضان تشریف احباب کو استقبال سے منع فرمایا۔ اگلے روز علی الصبح بیشمار مرد و زن درس کے مقام پر جمع ہوئے اور اپنے مخدوم کے دیدار فرحت آثار سے لطف اندوز ہوئے اسی دن سے روزانہ سلسلہ درس قرآن کریم شروع ہے جس میں ہر فرقے اور ہر طبقے کے مسلمان مرد اور عورتیں شہر کے مختلف اور دور دراز گوشوں سے آکر شامل ہوتے اور ازدیاد علم اور تازگی ایمان حاصل کرتے ہیں تمام شہر میں اس درس کی دھوم ہے عموماً اتحاد بین المسلمین اور قرآن کریم کے حقایق اور سیرۃ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہ مضامین زیر بحث لائے جاتی ہیں حضرت مرزا صاحب کے دعوئے مجددیت کو ثابت کر کے لوگوں کے دلوں سے سلسلہ سے تنفر دور کرنیکی کوشش کیجاتی ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح کی دورہ سے واپسی کی اطلاع گزشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ آپ ۱۶ ر نومبر (منگل) کی صبح کو لاہور سے روانہ ہو کر وزیر آباد پہنچے۔ سارا دن وزیر آباد میں بسر کرنے کے بعد شام کو گجرات تشریف فرما ہوئے یہاں ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن بھی آپ کے ساتھ ہو گئے بدھ کے روز آپ جموں سیالکوٹ روانہ ہو گئے۔ اور ۱۹ ر نومبر (جمعہ) کی صبح کو مراجعت فرمائے لاہور ہو گئے۔

— اس دورہ میں آپ نے وزیر آباد، گجرات، جموں، سیالکوٹ کی جماعتوں کا معائنہ فرمایا نیز مقامی عہدہ داروں اور اراکین کو مفید نصائح فرمائیں۔

قادیانیوں سے انعامی مطالبات

مولوی ثناء اللہ صاحب جالندھری توجہ فرمائیں

(از مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

پہلا مطالبہ — دعویٰ نبوت

(۱) ہم اپنی طرف سے یہ لکھ چکے ہیں کہ اگر قادیانی علماء میں سے کوئی صاحب یہ ثابت کر دیں کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نے کبھی بھی دعویٰ نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو ہم ایسے بہادر مولوی صاحب کو مبلغ یکصد روپیہ انعام دیں گے۔

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے تمام عمر وحی ولایت کا ہی دعویٰ کیا ہے کبھی بھول کر بھی وحی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن قادیانی خلافت کے معاونین ہمارے مخالف ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے وحی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر وہ اس پہلو پر بحث کرنے سے ہمیشہ گریز ہی کرتے رہے ہیں۔

(۲) دوسرا مطالبہ — خاتم النبیین کے معنی

ہم یہ بھی بارہا لکھ چکے ہیں کہ :-

اگر کوئی قادیانی مولوی یہ ثابت کر دیں کہ خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین یا نبیوں کو ختم کرنے والے کے نہیں ہیں تو ثبوت کنندہ مولوی صاحب کو اس خدمت کے بدلے بھی یکصد روپیہ انعام دیا جائے گا۔

ہمارا دعویٰ تو یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی حقیقتاً یہی ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نبیوں کے سلسلہ کو منقطع کرنے والے ہیں یا یہ کہ آپ کی بعثت سب انبیاء کے آخر پر ہوئی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ کی ذات پر ختم ہو گئے۔ لہذا آپ سب سے افضل بھی ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والے کے نہیں بلکہ افضل الانبیاء کے ہیں صحیح نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ افضل الانبیاء ہونا بھی اس بات کو ہی چاہتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

جب ہم نے بار بار بحث و مباحثہ سے یہ بات سمجھ لی کہ قادیانی جماعت باوجودیکہ وہ نہ دعویٰ نبوت کا دعویٰ مسیح موعود کی کسی تحریر یا تقریر سے دکھا نہیں سکتے اور نہ ہی وہ خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والا کو باطل کر سکتے ہیں۔ اور بایں ہمہ بجائے اپنی شکست قبول کرنے کے اپنے ہر رسالہ اور اخبار میں یہی لکھے چلے جاتے ہیں کہ حضرت اقدس سچ مچ نبی اللہ ہیں اور ان کی وحی یقیناً وحی نبوت ہے۔ ہم نے قادیانی جماعت کو ان دونوں بحثوں پر مناظرہ کی دعوت دی اور پھر ساتھ ہی مبلغ یکصد روپیہ ہر بحث پر انعام بھی مقرر کیا۔ تب مولوی اللہ دتا صاحب نے ہمت کی اور بذریعہ "الفضل" ہم سے مبلغ دو سو روپے کے متعلق اطمینان چاہا۔ ہم نے لکھ دیا کہ ہم مباحثہ سے پہلے ثالث صاحبان کے پاس انعامی رقم جمع کرا دیں گے۔ آپ شرائط مناظرہ طے کر لیں اور ساتھ ہی اپنی طرف سے بھی کچھ لکھ دیں۔ اس کے بعد آج تک جناب مولوی اللہ دتا صاحب نے اس طرف رخ نہیں کیا۔ ایک دفعہ زبانی اتنی بات کی کہ پرچوں کے لکھنے کے لئے وقت کی پابندی کی بجائے یہ ہوگا کہ ہر پرچہ کے لئے صفحات کی تعداد مقرر کر دیجائیگی اور اس قدر مضمون کے لکھنے کے لئے کافی وقت دیا جائے گا تاکہ اچھے پرچے اطمینان سے لکھے جا سکیں مگر اس کے بعد بھی اخبار میں کوئی مضمون مولوی صاحب کی طرف سے میری نظر سے نہیں گذرا۔ اس لئے میں بغرض اتمام حجت مولوی صاحب کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ مولوی صاحب اگر آپ کو یقین ہے کہ آپ حق پر ہیں تو للہ ذرا مقابلہ پر نکلئے تاکہ دنیا کو بھی معلوم ہو جائے کہ حق کدھر ہے

آریہ اخبارات پر ایک نظر

آریہ سماجیوں کی یہ پرانی عادت ہے کہ وہ ایسی باتوں پر بڑے زور و شور سے اظہار فخر کیا کرتے ہیں جن پر فخر کرنے کا انہیں کوئی حق نہیں ہوتا بلکہ اکثر حالتوں میں وہ باتیں ویدک دہرم اور آریہ سماج کے لئے سرمایہ فخر ہونے کی بجائے باعث خجالت ہوتی ہیں۔ گذشتہ ہفتہ پنجاب کے کانگرسی اور دوسرے ہندو سیاسی حلقوں میں لالہ لاجپت رائے جی آنجہانی کی برسی منائی گئی۔ اس کے متعلق آریہ سماج کی ماس پارٹی کے اخبار آریہ گزٹ نے لکھا تھا

"سورگیہ شری لالہ لاجپت رائے جی کی برسی ۱۷ ارنومبر کو منائی جا رہی ہے۔ شری لاجپت رائے جی کے پنجاب پر اتنے احسانات ہیں کہ پنجاب اپنے اس مایہ ناز سپوت کو بھول نہیں سکتا آریہ سماج کو فخر ہے کہ اس نے دیش کو ایک ایسا سپوت دیا"

لالہ لاجپت رائے جی آنجہانی کے پنجاب پر کیا کیا احسانات ہیں؟ اور پنجاب انہیں بھول سکتا ہے یا نہیں یہ علیحدہ سوالات ہیں لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آئی آریہ سماج ایسا سپوت دیش کو دینے کا دعوے کس منہ سے کر رہا ہے!

لالہ جی آنجہانی بیشک ایک مشہور ہندو لیڈر تھے انہوں نے ہندوؤں کے لئے بہت کچھ کیا اور کئی سال تک آریہ سماج کی بھی مختلف حیثیتوں سے خدمت کی اور بالآخر وہ آریہ سماج کو مایوس و بیزار ہو کر علیحدہ ہوگئے۔ لالہ جی کی تعلیم و تربیت میں آریہ سماج کا کوئی حصہ نہیں تھا قریباً فارغ التحصیل ہونے کے بعد آریہ سماج میں شریک ہوئے۔ . . . بالخصوص اس کی ماس پارٹی کے لئے قابل قدر کام کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ آریہ سماج میں شامل ہونے کے چند سال بعد اس کے عقائد اور اصولوں سے بیزار ہوگئے تھے مجلسی تعلقات اور تعلیمی کام کی وجہ سے وہ ۱۹۰۷ء تک کسی نہ کسی طرح اس کے ساتھ لگے رہے لیکن اس کے بعد ان کا تعلق آریہ سماج سے بالکل ختم ہوگیا۔ خود ایک آریہ اخبار "پرکاش" نے اس کا مندرجہ ذیل الفاظ میں اعتراف کیا ہے کہ

"۱۹۰۷ء تک وہ کسی نہ کسی صورت میں آریہ سماج کے ساتھ لگے رہے لیکن اس برس ان کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم آیا اور اس کے ساتھ ہی ان کا تعلق آریہ سماج سے ختم ہوگیا (۲۱ ارنومبر ۱۹۳۷ء)"

لالہ جی آنجہانی کا نہ صرف آریہ سماج سے تعلق ختم ہوا بلکہ انہیں ویدوں اور ویدک دہرم پر بھی کوئی اعتقاد نہ رہا۔ اس کے لئے بھی ہم آریہ اخبار "پرکاش" کو بطور گواہ پیش کرتے ہیں وہ اپنی محولہ بالا اشاعت ہی میں رقمطراز ہے۔

"در حقیقت انہیں (لالہ جی آنجہانی) ویدوں پر وشواش نہ رہا تھا ان کے مرنے کے بعد سیٹھ گھنشام داس برلا کے نام ان کا جو خط شائع ہوا اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ایشور پر بھی وشواش نہ رہا تھا کم از کم ان کا وشواس ڈانواں ڈول ہو گیا"

اب ذرا غور فرمائیں ایک شخص قریباً فارغ التحصیل ہونے کے بعد آریہ سماج میں شامل ہوتا ہے اور بہت جلد اس کے عقائد سے مایوس و بیزار ہو جاتا ہے بعد میں اسے ویدوں تک پر بھی اعتقاد نہیں رہتا۔ لیکن آریہ سماجی ہیں کہ اس کو بدستور آریہ سماج کا درخشندہ ستارہ کہکر احسان جتائے جاتے اور اظہار فخر کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اس پر خجالت محسوس ہونی چاہئے تھی کہ وہ ایک قابل دماغ کو اپنے اندر نہ رکھ سکے اور اسے ویدک دہرم کے عقاید اور آریہ سماج کے اصولوں سے بیزار ہونا پڑا ــــــ اگر آریہ سماج کی تعلیمات میں اس کی روح کے لئے اطمینان ہوتا تو وہ ہرگز اس سے علیحدہ نہ ہوتا۔

آریہ سماج کی گھاس پارٹی کے اخبار "پرکاش" نے لالہ جی کی ویدک دہرم اور آریہ سماج سے مایوسی و علیحدگی پر ایک اہم سوال پیش کیا ہے جس پر فی الحقیقت تمام آریہ سماجیوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے وہ لکھتا ہے کہ

"آریہ پرش اس وشے پر وچار کریں کہ کیوں لالہ لاجپت رائے جی اپنے جیون کے انت سمے تک آریہ سماج کی سیوا نہ کرتے رہے؟ کیوں ان کے خیالات میں تبدیلی آئی؟ میں اس کے متعلق اس وقت خود کچھ نہیں کہنا چاہتا . . . . اگر کسی کو اس کا کوئی جواب سوجھے تو . . . . اپنے وچار پرگٹ کرے"

لالہ لاجپت رائے کی تبدیلی عقائد و خیالات اور آریہ سماج سے علیحدگی کی وجہ بالکل واضح ہے اس پر کچھ زیادہ غور و فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ آریہ سماج ویدک دہرم کی تعلیمات کو از سر نو ہندوؤں اور دیگر اقوام میں جاری کرنے کا مدعی ہے وہ اوم کا جھنڈا لئے پھرتا ہے لیکن یہ تعلیمات دیگر نقائص کے علاوہ اس قدر فرسودہ اور ناقابل عمل ہیں کہ موجودہ زمانہ ان کا ہرگز ساتھ نہیں دے سکتا ــــــ اور نہ وہ کسی کی روح اور دل کو مطمئن کر سکتی ہیں۔ آریہ سماجیوں کی الہامی کتاب وید ہے جس کی حقیقت ایک سر تخفی سے زیادہ نہیں۔ اس کا کوئی مکمل ترجمہ موجود نہیں جو آریہ سماجیوں کے نزدیک قابل قبول ہو اور خود ترجمہ کرنے کی انہیں توفیق نہیں ہوئی ــــــ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ نہیں بتائی جاتی البتہ اس قدر ضرور نظر آتا ہے کہ آریہ سماجیوں میں سے جس کسی نے ویدوں کی ریسرچ یا ترجمہ کا بیڑا اٹھایا اس کی دیا دل سے عقیدت جاتی رہی اس لئے اگر لالہ لاجپت رائے جی سماج اور ویدک دہرم سے بیزار و علیحدہ ہو گئے تو تعجب کی کونسی بات ہے آنجہانی کی تو تعلیم و تربیت آریہ سماجی ماحول میں نہیں ہوئی تھی لیکن اب تو پنڈت دتو بندھو جی جیسے آریہ سماج کی گودیوں میں پلے ہوئے لال اس کے سدھانتوں کے خلاف علم بغاوت بلند کر چکے ہیں ــــــ یاد رکھئے وہ دیوار جس کی بنیاد ریت پر ہوگی زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔

یہ تو انفرادی مثالیں ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو آریہ سماج بحیثیت مجموعی بھی اسی راستہ پر گامزن ہے۔ زبان سے وہ خواہ کچھ کہے لیکن اس کا عمل بتا رہا ہے کہ وہ ویدک دہرم کے اعتقادات اور سوامی دیانند جی کی تعلیمات سے منحرف ہو رہا ہے۔ اب آریہ سماجی حلقوں میں سے دولن آشرم اور ذات پات کے خلاف آواز بلند ہو رہی ہے سوامی جی نے نیوگ کی شدید مخالفت کرتے ہوئے نیوگ کی جابرانہ رسم کو رائج کرنا چاہا تھا آج طول و عرض ہند میں آریہ سماجیوں کے بیسیوں اصلی اور نقلی بدھوا آشرم (بیوہ خانے) موجود ہیں لیکن نیوگ کا نام لیتے ہی ان کی گردنیں شرم کے مارے جھک جاتی ہیں۔ وہ وقت بھی دور نہیں جبکہ آریہ سماجی دیویاں سر عام طلاق کے حق کا مطالبہ کریں گی اس کے لئے آریہ سماج کے روشن خیال طبقہ کے اندر ایک موکت پیدا ہو چکی ہے۔ پھر ویدک طریق تعلیم کو دیکھا جائے تو وہ قطعی طور پر ناکام ثابت ہوا ہے۔ ہندوستان کا ایک بھی آریہ سماجی گروکل اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ آریہ سماجی لاکھوں روپیہ ان پر صرف کرنے کے بعد اب مایوس ہو رہے ہیں ــــــ آریہ سماج وہ کہتا ہے وہ ناقابل قبول ہے اور وہ کرنا چاہتا جو ناقابل عمل ہے ــــــ پھر وہ کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے تو آریہ سماج ہزاروں سکول اور کالج بنائے۔ اخبار جاری کرے۔ نئی سے نئی تحریکوں اور سوسائیٹیوں کی بنیاد رکھے ــــــ لیکن وہ ویدک دہرم کے عقاید اور اپنے مخصوص اصولوں کو ہرگز رواج نہیں دے سکتا ــــــ یہ قطعی ناممکن ہے۔

آجکل اخبار "پرکاش" میں ایک مہاشہ پنڈت رچی رام جی آریہ اپدیشک کا مضمون قسط وار شائع ہو رہا ہے جو عرب میں سات سال تک ویدک دہرم کی تبلیغ کے مدعی ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے دیگر اسلامی ممالک کے علاوہ حجاز و نجد کی بھی سیر کی اور سلطان ابن سعود کا شاہی مہمان رہا ــــــ لیکن باتیں وہ ایسی کرتے ہیں کہ ان کی صداقت یکسر مشتبہ ہو جاتی ہے آپ لکھتے ہیں کہ میرے کہنے پر ہی سلطان ابن سعود نے اپنی قلمرو میں تمباکو نوشی کی مخالفت کر دی تھی اس کے بعد ریاض کے بازاروں میں تمباکو بکنا بند ہوگیا جس قدر دوکانداروں کے پاس تھا وہ ضبط کر کے جلا دیا گیا۔ تمام نجدیوں نے تمباکو نوشی سے توبہ کر لی ــــــ حالانکہ یہ سب جانتے ہیں کہ نجدی عرصہ دراز سے اپنے عقائد کے لحاظ سے تمباکو نوشی کے شدید خلاف ہیں۔ ساتھ ہی ان مہاشہ جی نے یہ لکھا کہ ویدوں میں تمباکو نوشی منع ہے۔ تب۔ تمباکو کے رواج کو پانچسو سال سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور ویدوں کی عمر بقول آریہ سماجی صاحبان لاکھوں کروڑوں سال ہے ــــــ معلوم ہوتا ہے کہ مہاشہ جی ایک اچھے فسانہ نگار ہیں اور ان کا دماغ آریہ سماجیوں کے لئے اچھی اچھی کہانیاں سوچتا رہتا ہے۔

"آریہ گزٹ" کا ارشاد ہے کہ ایران اسلام کو چھوڑ رہا ہے ثبوت یہ ہے کہ وہاں اب پردہ کی رسم ترک کر دی گئی ہے ــــــ ان مہاشہ جی کو معلوم ہونا چاہئے کہ پردہ کوئی اسلامی اصول نہیں اور نہ اس کو ترک کر دینے سے کوئی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ ایک معاشرتی رسم ہے جسے دیگر اقوام کی طرح مسلمانوں کے بعض طبقوں نے بھی خاص حالات اور خاص ضروریات کے ماتحت اختیار کر لیا تھا ــــــ ورنہ اسی ہندوستان میں کروڑوں دیہاتی اور غریب طبقہ کی مسلمان خواتین کھلے منہ گھروں سے باہر آزادی سے چلتی پھرتی اور کام کاج کرتی ہیں ــــــ صدیوں سے ایسا ہو رہا ہے۔ ان کے اسلام میں کسی کو بھی آجتک شک نہیں ہوا اور نہ ان کو کسی نے اس وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج کیا ــــــ سو اب ایران میں ترک پردہ سے یہ ثابت کرنا کہ ایرانی مسلمان اسلام کو چھوڑ رہے ہیں کہاں کی معقولیت ہے؟ آپ ان باتوں میں نہ پڑا کریں آریہ سماج کے اصولوں کی جو درگت بن رہی ہے ذرا اس پر نظر رکھیں۔

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— بغداد ۲۱ نومبر۔ حکومت عراق نے بنکوں اور تجارتی اداروں کی نگرانی کے لئے اعلیٰ عہدہ داروں کی ایک کمیٹی قائم کی ہے۔

—— لندن ۲۱ نومبر۔ حکومت ترکی نے اعلان کیا ہے کہ جاپانی سفیر مقیم انگورہ اور وزیر تجارت ترکی کے درمیان ایک جدید تجارتی معاہدہ ہوگیا ہے جس کو نافذ کر دیا گیا ہے سابق تجارتی معاہدہ ختم ہوگیا ہے۔

—— انگورہ ۲۱ نومبر۔ واقعات فلسطین کے متعلق غور کرنے کے لئے ترکی مدبرین کا کل ایک خاص اجلاس منعقد ہوا۔

—— بغداد ۲۱ نومبر۔ ولی عہد کویت شیخ عبداللہ السالم وارد بغداد ہوئے آپ کا شاہی طور پر استقبال کیا گیا آپ حکومت عراق کے مہمان ہونگے۔

—— بغداد ۲۳ نومبر۔ عراقی پارلیمنٹ کے جدید انتخابات شروع ہیں اس وقت تک مدبرین (اسمعیل) موجودہ وزیر اعظم کی پارٹی کے ارکان زیادہ تعداد میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ نوری پاشا السعید، جمیل المدفعی، حکمت سلیمان۔ نوری السعید کی کامیابی کی خبر بھی موصول ہوئی ہے۔

—— چونکہ نوری السعید اور جمیل المدفعی کی پارٹیوں کی اکثریت ہوگی اس لئے سیاسی حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ دونوں آپس میں تعاون کرنے کا بینہ مرتب کریں گے۔

—— شام کے ہولناک سیلاب کے متعلق تفصیلات تازہ عربی ڈاک سے موصول ہوئی ہیں۔ نقصان جان و مال کا صحیح اندازہ نا ممکن ہے خیال ہے کہ کم از کم ایک لاکھ اشخاص بے خانماں اور دو ہزار ہلاک ہوئے۔ دمشق اور حلب کے درمیان جتنے گاؤں تھے وہ تمام کے تمام بہ گئے۔ مالی نقصان کا اندازہ کم از کم سو ملین فرانک ہے۔

—— بیت المقدس کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ شیخ فرحان سعدی کو گرفتار کر لیا گیا ہے آپ دو سال سے فلسطین کی دہشت پسند تحریک کی قیادت کرتے تھے اور اب تک حکومت کی انتہائی کوشش کے باوجود گرفتار نہیں ہوئے تھے۔ (بعد کی خبر: سزائے موت کا حکم سنایا گیا)

—— بیروت ۲۲ نومبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ پولیس کے ساتھ تصادم میں پچاس اشخاص مجروح ہو گئے جن میں سفید پوشوں کا لیڈر بھی شامل ہے۔ دو اشخاص کو حراست میں لے لیا گیا۔ حکام نے تمام سیاسی کلب بند کر دئے ہیں اور اعلان کر دیا ہے کہ تمام مظاہروں کو روک دیا جائے۔ نگران امتناعی احکامات کے باوجود اہل شہر نے جلوس نکالا اور مظاہرہ کیا۔

—— بعد کی اطلاع ہے کہ فرانسیسی فوجوں نے صورت حالات پر قابو پا لیا ہے لیکن بہت بھاری تعداد میں سرکاری دفاتر پر پہرہ مقرر ہے۔

—— تازہ مصری اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر میں وفد پارٹی کا رسوخ رفتہ رفتہ زائل ہو رہا ہے۔ بہت سے ارکان حزب الاحرار سے ملنے والے ہیں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نحاس پاشا کی وزارت آیندہ موسم بہار کے بعد ختم ہو جائے گی۔

—— قاہرہ ۲۲ نومبر۔ گذشتہ ہفتہ علی ماہر پاشا سابق وزیر اعظم کو شاہ فاروق کا سیاسی مشیر مقرر کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وفد پارٹی اس تقرر سے مطمئن نہیں۔

—— وزیر اعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا جب وہ جواب دینے اٹھے تو بعض آدمیوں نے "اتحاد پارٹی مردہ باد" "انقلاب زندہ باد" کے نعرے لگائے جن کا جواب اچھوتوں نے "گاندھی مردہ باد" "کانگریس مردہ باد" "جواہر لال نہرو مردہ باد" کے نعروں سے دیا۔ [illegible]

ہندوستان

—— کلکتہ ۲۳ نومبر۔ آج صبح ہندوستان کے مشہور سائنس دان سر جگدیش چندر بوس حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پاگئے آپ پہلے سائنس دان ہیں جنہوں نے نباتات میں زندگی کا ثبوت بہم پہنچایا تھا۔ آنجہانی بین الاقوامی شہرت کے مالک تھے۔

—— لکھنؤ ۲۳ نومبر۔ کانگرس پارٹی نے بلند شہر کے مسلم حلقہ کے ضمنی انتخاب کے لئے مسٹر نثار احمد شروانی کو امیدوار منتخب کیا ہے جگہ یہی مسلم لیگ اور کانگرس میں شدید مقابلہ ہوگا۔

—— کراچی ۲۳ نومبر۔ آج سہ پہر تین بجے ہز ہائینس سر آغا خاں اسٹیمر سے اترے اور تھوڑی دیر کے بعد بذریعہ طیارہ عازم جودھپور ہوئے۔ وہاں سے ایک ٹرین کے ذریعہ آپ بمبئی پہنچ جائیں گے۔

—— سر موصوف کی والدہ محترمہ شدید علیل ہیں موجودہ پروگرام کے مطابق آپ تین ماہ ہندوستان میں قیام فرمائیں گے۔

—— جودھپور ۲۳ نومبر۔ گذشتہ رات جودھپور میں مسجد کے سامنے باجہ بجانے پر ہندو مسلم فساد ہوگیا جن میں بہت سے مرد اور عورتیں مجروح ہوگئیں نو گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ مہاراجہ نے اس حادثہ کی تحقیقات کا حکم دیا ہے۔

—— اخبار "احسان" ۲۳ نومبر۔ اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ احراری لیڈر مولوی حبیب الرحمان لدھیانوی نے سہارنپور میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مسٹر فضل الحق بنارس اور نواب چھتاری جیسے ہزاروں مسلمان پنڈت جواہر لال نہرو کے نام پر قربان کئے جاسکتے ہیں نیز یو پی کے مسلمانوں کو خدا کا شکر بجا لانا چاہیئے کہ ان پر کانگرسی وزارت حکمران ہے۔

—— گاندھی جی نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ بنگال کی وزارت نے نظر بندوں کی رہائی کا جو اعلان کیا ہے وہ مستحق مبارکباد ہے اور اس کے اس اقدام کی تعریف نہ کرنا غلطی اور تنگ نظری ہے۔

—— لکھنؤ ۲۳ نومبر۔ آج کل مسلم لیگ کا پروپیگنڈا تقویت پکڑ رہا ہے محلہ وار شاخیں قائم ہو رہی ہیں۔

—— دہلی ۲۲ نومبر۔ فیڈرل کورٹ کے افتتاح کی رسم ۶ دسمبر کو ادا کی جائے گی جس میں قریبی ہائی کورٹ کے ججوں اور بار ایسوسی ایشنوں کے وکیلوں کو دعوت شرکت دی گئی ہے۔

—— یو۔ پی۔ کے ایک ضلع بلیا میں ایک میانہ سے مسلم قصاب گائیں خرید کر روانہ ہو رہے تھے کہ مسلح ہندوؤں کی ایک جماعت نے ان پر اچانک حملہ کر دیا جس سے وہ کافی تعداد میں مجروح ہوئے ایک تو اسی وقت زخموں کی وجہ سے مر گیا۔ چالیس کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ اس خبر سے یو پی کے مسلمانوں میں شدید اضطراب پیدا ہوگیا ہے۔

—— پشاور ۲۲ نومبر۔ رائے بہادر مہر چند کھنہ نے جو صوبہ سرحد میں سر عبدالقیوم کی وزارت میں وزیر مالیات تھے نمائندہ "سول" سے دوران ملاقات میں کہا کہ مجھے اس امر کا یقین ہے کہ ہم آیندہ فروری تک کانگرسی وزارت کا خاتمہ کر دیں گے۔

—— اس کے جواب میں موجودہ وزیر مالیات مسٹر بھنجو رام گاندھی نے کہا کہ یہ محض بچوں کا خواب ہے پہلے ہمیں ایوان میں ۲۷ ارکان کی حمایت حاصل تھی اب ۳۴ ارکان ہمارے حامی ہیں۔

—— جالندھر ۲۲ نومبر۔ کل پنجاب ادھرمی اچھوت فیڈریشن کا اجلاس مسٹر کشن چند کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس کانفرنس میں سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب اور سر چھوٹو رام وزیر ترقیات نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس پنڈال میں "اتحاد پارٹی زندہ باد" "خدا ہمارے وزیر اعظم کو زندہ رکھے" کے موٹو جا بجا لگے ہوئے تھے۔

ممالک خارجہ

—— ٹوکیو ۲۴ نومبر۔ جاپان کے دفتر جنگ نے اعلان کیا ہے کہ نانکن کی چینی حکومت نے روس سے پچاس بمبار طیارے خریدے ہیں اور دس روسی ہوا بازوں کی خدمات بھی حاصل کر لی ہیں جو چینی فوجوں میں چینیوں کو ہوا بازی کی تربیت دے رہے ہیں۔

—— نانکن ۲۴ نومبر۔ جاپانی جنگی طیاروں نے کٹیمین اور جزیرہ ہونان کی بے خبر چینی آبادی پر خوفناک بمباری کی جس کی وجہ سے شہر بالکل تباہ ہوگیا سینکڑوں بندگان خدا لقمہ نہنگ اجل ہو گئے۔

—— لندن ۲۵ نومبر۔ لارڈ ہیلی فیکس ہر ہٹلر سے ملاقات کے بعد انگلستان واپس آگئے ہیں۔ آپ نے وزیر اعظم سے طویل ملاقات کی ملک معظم نے بھی آپ کو طلب کیا۔

—— معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم برطانیہ نے وزیر اعظم فرانس اور وزیر خارجہ فرانس کو لندن آنے کی دعوت دی ہے تاکہ ہٹلر کے جو مطالبات جنگ ہسپانیہ کے متعلق ہیں ان پر اور جنگ چین و جاپان کی موجودہ صورت پر گفتگو ہو سکے۔

—— پیرس ۲۴ نومبر۔ فرانس کی جمہوری حکومت کے خلاف ایک وسیع اور خوفناک سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ حکومت فرانس کا سرکاری بیان مظہر ہے کہ سازش کا جال تمام فرانس میں نہایت منظم اور خفیہ طریق پر بچھایا گیا تھا۔

—— انقلابی جماعت کے ساتھ ایک فوجی جماعت بھی شریک تھی جس کے قبضے سے پولیس نے سامان حرب کے بہت سے ذخائر برآمد کئے ہیں یہ سامان بیرونی حکومتوں سے حاصل کیا گیا تھا۔ حکومت فرانس نے اعلان کیا ہے کہ وہ انقلابیوں کے مقابلہ اور جمہوریت کی حفاظت کے لئے بالکل تیار ہیں۔

—— لندن ۲۳ نومبر۔ آج مسلم سوسائٹی آف برطانیہ کلاں کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں فلسطین کے سلسلہ میں برطانوی پالیسی کی مذمت اور عربوں سے اظہار ہمدردی کیا گیا۔

—— شنگھائی ۲۴ نومبر۔ شنگھائی کے پانچ چینی اخبارات بہت جلد بند کر دیئے جائیں گے اور چینی خبر رساں ایجنسی بھی جلد بند ہو جائیگی۔

—— لندن ۲۴ دسمبر۔ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کی لاش ایک جنگی جہاز پر لائی جا رہی ہے یہ جہاز کل جمعرات کے روز ساحل انگلستان پر پہنچے گا۔

—— شنگھائی ۲۳ نومبر۔ شنگھائی کے بین الاقوامی علاقہ میں جاپانی افواج کی مسلح گرفت دن بدن سخت ہو رہی ہے۔ حکومت جاپان نے انگریز۔ امریکن اور فرانسیسی حکام اور میونسپل کونسل سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس کے مطالبات جلد تسلیم کر لے ورنہ جاپانی افواج کو ہر قسم کے مناسب اقدام کرنے کا اختیار ہوگا۔

—— جاپان کے قابل ذکر مطالبات یہ ہیں جاپان کے خلاف ہر قسم جماعتوں کو توڑ دیا جائے۔ حکومت چین کی ایجنسیاں بند کر دی جائیں چینی حکام کی نگرانی کی جائے۔ نیز معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں نے کسٹم اور پوسٹل سروسوں کو اپنے قبضہ میں لینے اور حکومت چین کے بنکوں کو بند کر دینے کا بھی مطالبہ کیا ہے۔

—— لندن ۲۳ نومبر۔ یہاں جاپان کے مقابلہ میں چین کی امداد کے لئے [illegible] ہزار پونڈ جمع کئے گئے ہیں یہ رقم بہت جلد حکومت چین کے حوالے کر دی جائیں گی۔

—— برلن ۲۴ نومبر۔ حکومت جرمنی نے ہیوگو اسٹنیز کے کارخانے ضبط کر لئے ہیں چار سو بڑی دکانوں اور دوا خانوں پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔

شمالی نائیجیریا میں مسیحی تبلیغ

مشہور مسیحی رسالہ "مسلم ورلڈ" کا بیان

شمالی نائیجیریا میں زیادہ تر اسلامی ریاستیں ہیں، لیکن زیر سایۂ حکومت برطانیہ اب تک ان ریاستوں میں عیسائی مشنریوں کو تبلیغ کی اجازت نہ تھی، مگر اب کچھ دنوں سے حکومت نے اپنے امتناعی قانون کو ڈھیلا کر دیا ہے۔ اور بعض پابندیوں کے ساتھ مسیحی مبلغین کو چند تبلیغی مرکز قائم کرنیکی اجازت دیدی گئی ہے اس مسئلہ کی تاریخ سے متعلق مشنری رسالہ "مسلم ورلڈ" (اکتوبر ۳۷ء) کے ایک مضمون کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

شمالی نائیجیریا میں مسیحی تبلیغ کے مواقع پچھلے ڈیڑھ برس میں زیادہ ہو گئے ہیں کیونکہ اب وہاں کی مسلمان ریاستوں میں بھی تبلیغ کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے، حال تک حکومت نائیجریا نے ایک خاص اصول کے ماتحت سوکوتو (Sokato) کانو (Kano) کتسینا (Katsina) بوٹو اور ان کے علاوہ متعدد دوسری اسلامی ریاستوں میں عیسائی مشنوں کو ممنوع قرار دے رکھا تھا ایک مشن ریاست زاریہ (Zaria) میں اسی وقت سے قائم تھا جب نائیجریا میں برطانوی حکومت کا تسلط ہوا، ریاست نوپ میں بھی ایک یا دو مشن کام کرتے تھے لیکن ان کا کام نوپ (Nupes) قوم کے لوگوں میں ہی تھا جو مسلمان نہ تھے، شہر کانو سے باہر مشن کی طرف سے کتابوں کی ایک دوکان بیندرہ برس سے قائم ہے نیز چند سال ہوئے کانو میں ایک مشن قائم کرنے کی اجازت مل گئی تھی ان مستثنیات کے علاوہ تمام اہم اسلامی ریاستوں میں عیسائیت کی تبلیغ بالکل ممنوع تھی اور شمالی نائجیریا کی ایک کروڑ آبادی میں سے نصف سے زیادہ یورپین مشنریوں کی دسترس سے باہر تھی۔

بہرحال گزشتہ اٹھارہ مہینوں میں مشن کی عمارتیں بنانے کے لئے زمینیں دے دی گئیں ہیں البتہ تبلیغ کے طریقوں سے متعلق بعض پابندیاں بھی عائد کر دی گئی ہیں تبلیغی کام کے علاوہ یہ مشن تمام بڑی بڑی اسلامی ریاستوں میں برص و جذام کے مریضوں کے لئے قیام گاہیں قائم کرنے میں حکومت کے ساتھ تعاون قائم کر رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نائجیریا نے اپنا سابق خیال اب بدل دیا ہے، کہ عیسائی مشن سے برطانوی نظم و نسق کو لازمی طور پر نقصان پہنچے گا، آیندہ کسی اسلامی فرقہ میں تبلیغ کی اجازت کا ملنا یا نہ ملنا زیادہ تر مقامی حالات پر منحصر ہوگا۔

اسلامی علاقوں میں مسیحی مشنوں کے ممنوع قرار دینے کا اصلی سبب برطانیہ کا وہ طریق حکومت تھا، جسے عام طور پر بالواسطہ حکومت "(Indirect Rule)" کہتے ہیں نظم و نسق میں بالواسطہ حکومت کا طریقہ لارڈ لوگارڈ (Lord Lugard) نے اختیار کیا تھا، جب وہ شمالی نائجیریا کو برطانیہ کے زیر تسلط لائے تھے، اس طریق حکومت کے معنی یہ ہیں کہ نظم و نسق کے طریقے جہاں تک ممکن ہو وہی باقی رکھے جائیں، جو پہلے سے اس ملک میں رائج ہیں اور حکومت کا انتظام بھی انہی لوگوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا جائے جو قوم کی رسمیں اور ملک... کے رواج کے مطابق حکومت کے حقدار ہوں، یورپین حاکم پیچھے بیٹھا ہوا نگرانی اور ہدایت کرتا ہے اور صرف انہی رواجوں کو منسوخ کرنے میں اپنے مخصوص اختیارات استعمال کرتا ہے۔ جن کو وہ ظالمانہ یا رفاہ عام کے لئے مضر خیال کرتا ہے، لارڈ لوگارڈ کے اس طرز حکومت کی کامیابی اس امر سے ظاہر ہے کہ شمالی نائجیریا کا بہت وسیع علاقہ آسانی کے ساتھ برطانیہ کے زیر سایہ آگیا، چنانچہ شمالی نائجیریا کے ابتدائی برطانوی حکام نے بھی حکومت اور رؤسائی کے سابق انتظامات کو بدستور قائم رکھا۔ بالواسطہ حکومت کا تقاضا یہ تھا کہ سابق حکومت کے طریقوں اور ملک کے رواجوں کا تحفظ کیا جائے یورپین حکام نے اس چیز میں غلو برتا، اور وہاں کے لوگوں کو تمام بیرونی اثرات سے بچانے کی کوشش کی اس خوف سے کہ یہ اثرات کہیں ان کے رسم و رواج میں تبدیلی پیدا کردیں لیکن تجارت نہیں روکی جاسکتی تھی کیونکہ یہ ملک کی دولت کے لئے ضروری تھی ریل اور موٹر کی سڑکیں بھی ضروری تھیں اور یہ بنائی گئیں تجارتی کمپنیوں اور حکومت کے محکموں کو مجبوراً جنوبی نائجیریا اور دوسری نو آبادیوں اور محمیوں (Protectorates) سے بہتیرے واقف کار اور تعلیمیافتہ افریقیوں کی خدمات حاصل کرنی پڑیں اور وہ سب کے سب اپنی تربیت میں شمالی نائجیریا کے لوگوں سے بہت کچھ مختلف تھے لیکن ان کا معاشرتی اثر اس وجہ سے کم پڑا کہ انہیں شہروں سے باہر مخصوص حصوں میں رکھا گیا، عیسائی مشنوں کا معاملہ دوسرا تھا ان کے متعلق یہ نہیں سمجھا جاتا تھا کہ تجارت کی طرح وہ بھی ملک کی بہبودی کے لئے ایک ضروری چیز ہیں اسی بنا پر عیسائی مشن شمالی نائجیریا کے ایک وسیع علاقہ میں ممنوع قرار دے دیئے گئے تھے جب تک بالواسطہ حکومت کا یہ خیال قائم رہا مسیحی تبلیغ کو اس علاقہ میں اپنی کامیابی مشکل معلوم ہوتی تھی اور اس کی امیدوں کا دار و مدار اس امر پر تھا کہ خود حکومت کے اس خیال میں تبدیلی پیدا ہو جائے۔

مدتوں مشنری سوسائٹیاں کوشش کرتی رہیں کہ شمالی نائجیریا میں ان کے خلاف جو قانون جاری ہے وہ کچھ ڈھیلا کر دیا جائے لیکن کامیابی نہ ہوئی، بالآخر ۱۹۲۷ء میں انٹرنیشنل مشنری کونسل کے سیکرٹری نے ایک جلسہ منعقد کیا جس میں نائجیریا کے گورنر سر گریم ٹامس (Sir Graeme Thomson) شمالی نائجیریا کے لفٹنٹ گورنر مسٹر پامر (H. R. Palmer) اور نائجیریا کے مختلف مشنوں اور کلیساؤں کے نمایندوں کو مدعو کر کے یہ مسئلہ پیش کیا، بحث و مباحثہ کے بعد گورنر نے یہ خیال ظاہر کیا کہ آیندہ سے گورنمنٹ کی پالیسی یہ رہیگی کہ اگر والیان ریاست اپنے علاقوں میں تبلیغ کی اجازت دینا چاہیں تو ان کو اس سے باز رکھنے کی کوشش نہ کرے لیکن گورنمنٹ اس معاملہ میں ان پر کوئی دباؤ نہ ڈالے گی۔ گورنر نے یہ بھی کہا کہ گورنمنٹ چاہتی ہے کہ والیان ریاست میں مذہبی رواداری پیدا ہو جائے جو مغربی تہذیب کی خصوصیت ہے اور وعدہ کیا کہ جب یہ اطمینان ہو جائے گا کہ تبلیغ کا کام معقولیت اور احتیاط کیساتھ جاری ہوگا اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ملکی حکام راضی ہیں تو اس وقت مسلمانوں میں تبلیغ کرنیکا موقع مشنوں کو دے دیا جائے گا۔

سر گریم ٹامس کے بعد سر ڈونلڈ کیمرن (Sir Donald Cameron) نائجیریا کے گورنر ہو کر آئے یہ پہلے گورنر تھے جنہوں نے اس مبالغہ آمیز طریقہ کی مخالفانہ تنقید کی جو شمالی نائجیریا کے رسم و رواج کے تحفظ میں برتا جا رہا تھا ۱۹۳۳ء میں جو تقریر انہوں نے نائجیریا کی لیجسلیٹو کونسل میں کی اس میں صاف ظاہر کر دیا کہ نائجیریا میں بالواسطہ حکومت جس طریقہ پر جاری ہے، وہ خامیوں سے پاک نہیں مسیحی مشنوں کے بارے میں انہوں نے سر گریم ٹامسن کی پالیسی کو جاری رکھا اور ان کے آخر دور حکومت میں ایک دو جگہیں مشنوں کو اسلامی ریاستوں میں دی جارہی تھیں، ان کے جانشین سر برنرڈ بوردلین (Sir Bernard Bourdillon) بھی اسی پالیسی پر قائم ہیں کیونکہ متعدد جگہیں مشنریوں کو مل گئی ہیں یا ان کے متعلق بات چیت ہو رہی ہے شمالی نائجیریا کے پولیٹیکل افسروں نے بھی ہمدردی ظاہر کی ہے مبلغین نہایت مسرور ہیں کہ جس چیز کو وہ بالواسطہ حکومت کی ضروریات کی ایک غلط تشریح سمجھ رہے تھے وہ اب اٹھا دی گئی اور آیندہ پورے نائجیریا میں ان کا مقابلہ کسی اصول حکومت سے نہ رہے گا بلکہ صرف مقامی حالات کی دشواریوں سے ہوگا۔

پہلے جن علاقوں میں مسیحی تبلیغ ممنوع تھی وہاں اس وقت تک آٹھ جگہیں تبلیغی مرکز قائم کرنے کے لئے مشن کو دی جا چکی ہیں ان کے علاوہ ہر بڑی اسلامی ریاست میں برص و جذام کے مریضوں کے لئے قیام گاہیں تعمیر کرنے میں حکومت مشن کی مدد کر رہی ہے اور اس قسم کی آٹھ قیام گاہیں فی الحال زیر تعمیر ہیں اسلامی علاقوں میں تبلیغی مرکز قائم کرنے کے لئے جو اجازت نامہ حکومت کی طرف سے ملتا ہے اس میں بعض پابندیاں بھی عائد کر دی جاتی ہیں مثلاً مسجدوں کے قریب اور بازاروں میں تبلیغ نہ کی جائے گی، اور نہ مبلغین ایسے گھروں میں جائیں گے جہاں ان کی تبلیغ پسند نہ کی جاتی ہو اسی طرح برص و جذام کے مریضوں کے لئے قیام گاہیں تعمیر کرنے کی جو اجازت مشنریوں کو دی گئی ہے اس میں بھی حکومت نے چند دفعات رکھدی ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ ان قیام گاہوں کے ہر مقیم کو اپنے طریقوں پر عبادت کرنے کی آزادی حاصل رہے گی۔

(معارف)

(بقیہ صفحہ ۱۲)

دی جائے گی۔ جنہیں پوسٹ گریجویٹ تحقیقاتی کام کا تجربہ ہو۔ یہ وظائف انڈسٹریل ریسرچ لیبارٹری شاہدرہ۔ گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف ڈائنگ اینڈ کیلیکو پرنٹنگ شاہدرہ۔ یونیورسٹی کیمیکل لیبارٹری یا تحقیقاتی کام کے لئے کسی دوسری منظور شدہ لیبارٹری یا ادارہ میں ریسرچ کے کام کے لئے قابل استفادہ ہوں گے۔

اس ریسرچ کے لئے مضامین جو منتخب طلبہ کریں گے۔ اس لیبارٹری یا ادارہ کے اعلیٰ افسر کی مرضی پر چھوڑ دیئے جائیں گے جس میں کام کرنے کے لئے وظیفہ دیا جائے گا، مگر شرط یہ ہے کہ صاحب ڈائرکٹر محکمہ صنعت و حرفت پنجاب کی پیشگی منظوری حاصل کی جائیگی۔

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

محکمہ صنعت و حرفت کی طرف سے صنعتی اور ٹیکنیکل تعلیم کے لئے وظیفے

درخواستیں بھیجنے کیلئے ہدایات اور وظیفوں کی تفصیلات

شہنشاہ جارج پنجم آنجہانی کی سلور جوبلی کی یادگار میں محکمہ صنعت و حرفت پنجاب کی طرف سے صنعتی اور ٹیکنیکل تعلیم کو فروغ دینے کی غرض سے مندرجہ ذیل وظائف دیئے جائیں گے۔ یہ وظائف صرف برطانوی باشندوں کے لئے ہیں درخواستیں صاحب ڈائرکٹر محکمہ صنعت و حرفت پنجاب کی خدمت میں ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔ ان وظائف سے متعلقہ قواعد کی نقول صاحب ڈائرکٹر محکمہ صنعت و حرفت پنجاب سے بذریعہ درخواست دستیاب ہو سکتی ہے

۱۵۰ روپے کا وظیفہ

۱۔ ایک سو پچاس روپے ماہوار کا ایک وظیفہ جاپان میں ٹیکنیکل تربیت کے لئے ہے جس کی میعاد دو سال ہوگی۔

یہ وظیفہ مندرجہ ذیل صنعتوں میں سے کسی ایک صنعت کے لئے دیا جائے گا۔

(۱) کیلیکو پرنٹنگ (۲) شیشے کا سامان (۳) اینمل کا سامان (۴) شاپنچ (۵) برش (۶) سیلولوز مصالحے سے تیار کردہ سیلولائڈ کا سامان (۷) ریشم کے کیڑوں کی پرورش اور ریشم کا سامان۔

اس وظیفہ کے حصول کے لئے کم از کم تعلیمی معیار کسی منظور شدہ یونیورسٹی کی بی۔اے یا بی۔ایس سی کی ڈگری یا کوئی ایسی دوسری قابلیت ہوگی جو حکومت پنجاب کے نزدیک موزوں قرار دی جائے۔ امیدواروں کو جاپانی زبان سے واقفیت ہونی چاہیئے اور آخری انتخاب سے پیشتر انہیں اس زبان میں ایک امتحان پاس کرنا ہوگا۔ جو پنجاب میں منعقد کیا جائے گا۔

اگر ممکن ہو تو امیدواروں کو اپنی درخواستوں میں جاپان کے ان اداروں کے نام دینے چاہئیں جہاں مطلوبہ تعلیم حاصل کی جا سکتی ہے اور جہاں داخلہ آسانی سے ہو سکتا ہے

پارچہ بافی کیلئے وظیفہ

۲۔ ایک سو پچاس روپیہ ماہوار کا ایک وظیفہ غیر ممالک میں پارچہ بافی کے فنون کے متعلق تربیت حاصل کرنے کے لئے ہے جس کی میعاد ایک سال ہوگی۔

اس وظیفہ کے حصول کے لئے کم از کم حسب ذیل قابلیت ہونی چاہیئے۔

(۱) پارچہ بافی کے کسی منظور شدہ ادارہ کا ڈپلومہ۔ اس امیدوار کو ترجیح دی جائے گی جس نے پنجاب یونیورسٹی کا امتحان میٹرکولیشن یا اس سے کوئی بالاتر امتحان پاس کیا ہو۔ اور (۲) کسی بجلی سے چلنے والی کھڈی یا دستی کے کارخانہ میں فی الحقیقت کم از کم پانسال کام کیا ہو۔

پچاس پچاس روپے کے چار وظیفے

۳۔ پچاس پچاس روپیہ ماہوار کے چار وظائف ہندوستان میں صنعتی اور ٹیکنیکل تعلیم کے لئے جن میں سے دو وظائف صوبہ کے اندر اور دو وظائف صوبہ کے باہر مذکورہ بالا تعلیم حاصل کرنے کے لئے دیئے جائیں گے جن کی میعاد دو سال ہوگی۔

یہ وظائف منظور شدہ تعلیمی اداروں میں تربیت کے لئے یا منظور شدہ ورکشاپوں میں بطور شاگردوں کے داخلہ کے لئے قابل استفادہ ہیں انہیں عطا کرنے میں ان امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی جو متعلقہ تجارت یا صنعت کے متعلق علمی یا عملی تربیت حاصل کر چکے ہوں اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ صرف مندرجہ ذیل صنعتوں کے متعلق تربیت حاصل کرنے کے لئے درخواستوں پر غور کیا جائے گا۔

(۱) صوبہ کے اندر:۔ اون کاتنا اور بننا۔ بھاری کیمیائی اشیاء۔ لوہے کے کارخانوں میں اعلیٰ تربیت۔ زرعی آلات تیار کرنا۔ پینٹ اور وارنش۔

(۲) صوبہ کے باہر:۔ ریشم کا تاگا تیار کرنا اور بننا۔ چمڑہ رنگنا۔ ظروف سازی۔ خوشبویات جن میں ہاتھ منہ دھونے کے صابون شامل ہیں۔ اپلائڈ الیکٹرک ٹیکنولوجی یا الیکٹرو کیمکس۔ پیتل اور لوہے کی فلنگ مشینیں اور چھنیاں اور رنٹ تیار کرنا۔

اگر ممکن ہو تو امیدواروں کو اپنی درخواستوں میں ان اداروں ملوں یا کارخانوں کے نام دینے چاہئیں۔ جہاں وہ ایسی تعلیم کے لئے آسانی کے ساتھ انتظامات کر سکتے ہیں۔

چالیس چالیس روپے کے دو وظیفے

۴۔ چالیس چالیس روپیہ ماہوار کے دو وظائف اس خام مسالہ کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے جو پنجاب کی صنعتوں میں کام آتا ہے۔ جن کی میعاد ایک سال ہوگی۔

ان وظائف کے حصول کے لئے کسی منظور شدہ یونیورسٹی کے سائنس کے گریجویٹ حقدار ہوں گے۔ ان امیدواروں کو ترجیح

(باقی صفحہ ۱۱ کالم ۳ پر)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ رمضان ولد حاجی ذات چھان سکنہ بلی تولان تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳/۳۸ء مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور .... کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۳۷ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محبتہ ولد حشمت ذات جٹ ہرل سکنہ چک ۱۴۹ تحصیل چنیوٹ۔ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے .... بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۴/۳/۳۸ء مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۳۷ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا ہے کہ منکہ باقری ولد مریام ذات ارائیں سکنہ کمالو والی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے مقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۴/۳/۳۸ء مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۹/۳۷ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ولی ولد جہانہ ذات موچی سکنہ موضع وڑے تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے یوم مورخہ ۱۴/۳/۳۸ء مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۳۷ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ نواب ولد فضل الدین ذات ارائیں سکنہ چک ۴۷۸ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۸/۳/۳۸ء مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۹/۳۷ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ڈھلی ولد سردارا ذات درک سکنہ کوڑیاں تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم ۸/۳/۳۸ء مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۳۷ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے

طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ | لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۶ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۳۷ء | نمبر ۷۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دعاؤں کی قبولیت کیلئے صبر و استقلال لازمی ہے

یاد رکھو کوئی شخص اپنی دعا سے فیض حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ پورے صبر اور استقلال کے ساتھ دعاؤں میں نہ لگا رہے اور اللہ تعالیٰ پر کبھی اور کسی صورت سے بدظنی اور بدگمانی نہ کرے بلکہ اسے تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور کرے پھر صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے تو وہ وقت آ جائیگا کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو سُن لیگا اور اسے جواب دیگا۔ جو لوگ اس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں وہ کبھی محروم اور بے نصیب نہیں رہتے بلکہ وہ یقیناً اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اور طاقتیں بیشمار ہیں۔ اس نے انسانی تکمیل کیلئے عرصہ تک صبر سے کام لینے کا قانون رکھا ہوا ہے جسے وہ بدلا نہیں کرتا۔ اس لئے جو شخص یہ خواہش رکھتا ہے کہ اس کیلئے خدا تعالیٰ اپنے مقررہ.. قانون کو تبدیل کر دے وہ اس کی جناب میں بے ادبی اور گستاخی کرتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بعض لوگ بہت بے صبری سے کام لیتے... اور مداری کی طرح چاہتے ہیں کہ فوراً ان کے کہنے ہی کام ہو جایا کرے۔ یہ کمزوری ایمان کی علامت ہے۔ بے صبری کرنے سے خدا تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا۔ بلکہ انسان اپنا ہی نقصان کر لیتا ہے۔ بعض لوگوں نے قصے اور فسانے بنا رکھے ہیں کہ فلاں فقیر نے پھونک مار کر یہ بنا دیا اور وہ کر دیا۔ میں ایسی باتوں کو ہرگز نہیں مان سکتا۔ یہ اور محض من گھڑت بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی سنت کے خلاف اور قرآن شریف کی تعلیم کے بالکل مخالف ہیں اور ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اسلام کے ہر ایک امر کے لئے قرآن شریف کا معیار موجود ہے۔

(جنوری ۱۹۰۲ء)

انعامی مضامین کا نتیجہ

اول۔ دوم۔ سوم رہنے والوں کے اسماء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یوم وصال کے موقعہ پر ایک انعامی مضمون رکھا گیا تھا جس کا موضوع تھا "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں خدا تعالیٰ کے زبردست ہاتھ کا مشاہدہ"۔ اس موضوع پر متعدد نوجوانوں کے مضامین موصول ہوئے تھے جن کے ہم دل سے مشکور ہیں۔

ایسوسی ایشن نے ان مضامین کے متعلق اعلان کر دیا تھا کہ اول دوم اور سوم رہنے والے نوجوانوں کو پانچ۔ تین اور دو روپیہ علی الترتیب انعام دیا جائیگا۔ اس انعام کے متعلق یہ بھی فیصلہ ہوا تھا کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر تقسیم کیا جائے نتیجہ کو بعض خاص وجوہات کی بنا پر شائع نہیں کیا گیا۔ اب چونکہ جلسہ سالانہ کی تقریب سعید قریب آ رہی ہے اس واسطے ہم نے اپنا فرض سمجھا کہ مضامین دہندگان میں سے اول۔ دوم اور سوم رہنے والوں کے اسماء گرامی اخبار میں شائع کر دیئے جائیں۔ اس واسطے ذیل میں وہ اسماء درج کئے جاتے ہیں:۔

(۱) ڈاکٹر الہ بخش صاحب لاہور $\frac{۶۹}{۱۰۰}$
(۲) فخرالدین صاحب راولپنڈی $\frac{۴۸}{۱۰۰}$
(۳) بشارت احمد صاحب نقار راولپنڈی $\frac{۴۷}{۱۰۰}$

خاکسار۔ محمد امین گیلانی
اسسٹنٹ سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور

کانگرس کے پیغام رساں قادیان میں

محمودی حضرات کے اجتماع میں محترمہ لاڈورانی صاحبہ زتشی کی تقریر

کانگرس سے قادیانی حضرات کا رشتہ محبت وعقیدت روز بروز زیادہ استوار ہو رہا ہے نامہ وپیام کا سلسلہ جاری ہے گذشتہ ماہ تک جو کچھ ہوا وہ زیادہ تر پس پردہ تھا لیکن اب محمودی سیاست کے اس جدید رخ سے رفتہ رفتہ نقاب اٹھ رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی کانگرس کی طرف سے قادیانی جماعت کے رجحان اور اس کے اسباب کوچہ وبازار کی داستان بنتے جا رہے ہیں۔

اس بارہ میں تازہ خبر یہ ہے کہ ۲۴ رنومبر کو کانگرس کے دو پیغام رساں یعنی محترمہ لاڈورانی صاحبہ زتشی اور کامریڈ گیان اندرجی قادیان تشریف لیگئے شب کے آٹھ بجے شیخ بشیر احمد صاحب پریذیڈنٹ قادیانی نیشنل لیگ کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا جس میں ان دونوں کانگرسی پیغام رسانوں نے تقریریں کیں ـــــ محترمہ لاڈورانی صاحبہ زتشی اور ان کی صاحبزادیاں تو پنجاب اور یوپی کے سیاسی اور مجلسی حلقوں میں کافی مشہور ہیں۔ ان کی ایک صاحبزادی فلم ایکٹرس بھی ہیں لیکن کامریڈ گیان اندرجی سے ہم زیادہ واقف نہیں ہیں۔

معاصر "الفضل" نے اس جلسہ کی روئیداد اپنی ۲۸ رنومبر کی اشاعت میں نمایاں طریق پر درج کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ کا افتتاح صدر جلسہ نے ان الفاظ کے ساتھ کیا تھا کہ:۔

"کانگرس نے مادر وطن کے لئے جو قربانیاں کیں وہ قابل قدر ہیں یہی وجہ ہے کہ آج اس قدر اصحاب یہاں تشریف لائے ہیں کہ کانگرس کے نمائندوں کے خیالات سن سکیں اور انکا موازنہ کر سکیں کہ مادر وطن کی خدمت کا کونسا بہتر طریق ہے"۔

محترمہ لاڈورانی صاحبہ کی تقریر کے متعلق معاصر "الفضل" رقمطراز ہے:۔

کہ وہ تقریر کے لئے کھڑی ہوئیں تو پہلے انہوں نے نیشنل لیگ کے والنٹیرز کور کے ڈسپلن کے متعلق خوشی کا اظہار کیا پھر فرمایا میں کانگرس کا پیغام پہنچانے کیلئے دورے پر ہوں۔ وہی پیغام یہاں لائی ہوں کہ مسلمان کانگرس کیساتھ مل جائیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے انگریزی حکومت کے دور پر کڑی نکتہ چینی کی۔ پھر یونینسٹ پارٹی کا کانگرسی وزارتوں کے ساتھ مقابلہ کر کے کہا کہ وہ غربا اور مصیبت زدہ لوگوں کیلئے اور عام آرام کیلئے کچھ نہیں کر رہی ہے۔ پس کانگرس کے ساتھ مل جاؤ۔ اور یقین رکھو کہ کانگرس پنجاب میں بھی اعلیٰ خدمات انجام دے سکے"۔

کامریڈ گیان اندرجی تو جناب خلیفہ قادیان کے پرانے اور خاص قسم کے سیاسی عقیدتمند معلوم ہوتے ہیں۔ بقول "الفضل" انہوں نے اپنی تقریر میں کہا:۔

"لاہور میں جب کبھی میں قادیان کی تعریف سنتا اور حضرت صاحب (جناب خلیفہ قادیان) کے قائم کردہ نظام کا ذکر سنتا تو خواہش پیدا ہوتی کہ ان کا نیاز حاصل کروں چنانچہ ۱۹۳۴ء میں یہاں آیا اور جب حضرت صاحب سے ملا اس وقت میرے دل میں خوشی اور محبت کا دریا ٹھاٹھیں مارنے لگ گیا۔ پھر میں نے یہاں کے دفاتر کو دیکھا اور حضرت صاحب کے متعلق لوگوں کی محبت اور پریم کا مشاہدہ کیا تو مجھے اعتراف کرنا پڑا کہ ایسا نظام برٹش حکومت میں کسی جگہ نہیں پایا جاتا۔ پھر میں نے دھرمسالہ میں نیاز حاصل کیا۔ اب تیسری مرتبہ یہاں آیا ہوں۔۔۔۔۔۔

کانگرس ہندوستان کے مزدوروں اور کسانوں کی غربت کو دور کرنے کے لئے جدوجہد کر رہی ہے مگر اس میں کامیابی اسی صورت میں ممکن ہو سکتی ہے جبکہ ہندوستان کا حکمران انگریز نہ ہو بلکہ ہندوستانی ہو۔ کانگرس نے اس مقصد کے حصول کے لئے بڑی جانی اور مالی قربانیاں کی ہیں آپ سب کو چاہئے کہ کانگرس کے ساتھ مل کر اس کی طاقت کو مضبوط کریں"۔

العظمۃ للہ! ایک وقت تھا کہ قادیان میں اللہ اور رسول کے ذکر کے سوا اور کچھ سننے میں نہ آتا تھا۔ ہر وقت دینی امور ہی کا چرچا رہتا تھا۔ باہر سے آنے والوں کا قادیان میں خیر مقدم اسلام و قرآن کی تعلیمات پیش کر کے کیا جاتا تھا ـــــ اب رنگ ہی بدل گیا ہے۔ مذہب کی جگہ سیاست نے لے لی ہے۔ آج اسی قادیان میں ماہ رمضان کے مبارک ایام میں عین نماز عشا وتراویح کے وقت ایک خالص سیاسی جلسہ اس غرض سے منعقد ہوتا ہے کہ ایک کانگرسی خاتون کے ارشادات عالیہ گوش ہوش سے سن لیں اور اسلامی تعلیمات کی بجائے ان کانگرسی پیغام رسانوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے والنٹیرز کور کی نمائش اور وزارت کا نظم وغیرہ۔ یہ روش قادیانی جماعت کی موجودہ ذہنیت اور دین سے افسوسناک غفلت کی واضح تفسیر ہے۔

کانگرسی پیغام رسانوں کی تقریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنا فرض نہایت ہوشیاری اور خوبی سے پورا کیا۔ کیونکہ انہوں نے کانگرس میں شرکت کی دعوت کی زہریلی گولی کو قادیانی نظام اور قادیانی خلیفہ کی تعریف کی شکر چڑھا کر پیش کیا۔ اب اس گولی کا محمودی جماعت کے حلق کے نیچے اترنا کافی آسان ہو گیا ہے خاص کر اس وجہ سے کہ اس جماعت کا رجحان پہلے ہی کانگرس کی طرف ہو رہا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کے کانگرسی لیڈروں نے قادیان کیلئے ان پیغام رسانوں کے انتخاب میں انتہائی عقلمندی اور حکمت عملی سے کام لیا اور اس بارہ میں جناب خلیفہ صاحب ان کے مصاحبین بلکہ عام مریدوں تک کے مذاق کو خاص طور پر پیش نظر رکھا۔ ان کا یہ شاعرانہ تذکرہ [illegible] داد ہے اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کانگرسی لوگ پروپیگنڈا اور اثرات ڈالنے کے مغربی طور طریقوں سے ناآشنا نہیں ہیں۔ اور حسب ضرورت ان سے کام لے لینے میں مضائقہ نہیں سمجھتے۔

اس جلسہ کی روئیداد تو "الفضل" نے اپنے صفحات میں درج کر دی لیکن قصر خلافت میں کانگرسی پیغام رسانوں کی باریابی کے متعلق اس نے کوئی اطلاع شائع نہیں کی۔ حالانکہ وہ قصر خلافت کے متعلق ایسی خبروں کو نمایاں طریق پر شائع کرنے کا عادی ہے ـــــ خدا جانے اب کے وہ کیوں خاموش ہے۔ شرف باریابی کی نوبت ہی نہیں آئی یا کوئی مصلحت مانع تھی!

صفحہ ۳ پر حضرت امیر ایدہ اللہ کا مضمون ضرور ملاحظہ فرمائیں

ایک شوخ مغربی مصور کا آخری وقت

پچھلی صدی کے آخر میں برطانیہ میں ایک نامی گرامی نقاش یا قلمی مصور آبرے بروڈسلی ہوئے ہیں۔ اہل فن کے حلقہ میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ایک ایک تصویر بڑی سی قیمت ہاتھوں ہاتھ لی جاتی ہیں۔ عین جوانی میں وفات پائی مگر بھی بہت بڑا ذخیرہ اپنی یادگار چھوڑ گئے۔ نقادوں اور مبصروں نے بہترین تبصرے لکھے۔ مداحوں نے ایک چھوڑ کئی کئی سوانح عمریاں لکھ ڈالیں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے گیارھویں ایڈیشن اور چودھویں ایڈیشن دونوں میں مستقل عنوان سے ذکر جمیل آیا ہے۔ تصویروں کی خاص خصوصیت ان کی عریانی وشہوانیت تھی آرٹسٹ صاحب بڑے شوخ بڑے رنگین مزاج اور اپنی بیباکی میں گویا ضرب المثل بنے ہوئے تھے۔ رنگین حلقوں میں داد خوب ملی اور با کمال مصور کا کمال فن ترقی کرتا رہا۔ اب اسی اکتوبر کے مہینے میں ان مصور صاحب کے مکتوبات کا مجموعہ شائع ہوا ہے مکتوبات ناشر کے نام ہیں جو ان کی تصاویر شائع کرتا رہتا تھا۔ آخری خط جو موت سے کل سات دن قبل کا لکھا ہوا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے؟ کیا کچھ شوخ، کیسا رنگین کیسا پر بہار ہوگا۔ سنئے؟

"مسیح ہی ہمارا آقا اور حاکم عدالت ہے۔

عزیز دوست۔ میری التجا ہے کہ میری تصویر لائسٹریٹا کی ساری کاپیاں اور دوسری گندی تصویریں سب ضائع کر دی جائیں۔ ۔ ۔ تمام مقدس چیزوں کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کل فحش تصویریں حالت نزع میں ہوں"

آبرے ڈسلی

آپ یقین کریں گے؟ یہ خط کسی شوخ نگار عاشق تن، یورپین آرٹسٹ کا ہو سکتا ہے؟ ان صفات کو بھی حذف کیجئے محض کسی یورپین کا بھی یہ خط ہو سکتا ہے؟ بسم اللہ سے شروع کرنا ہم ٹھیٹھ مشرقی قسم کے مسلمانوں کا طریقہ ہے۔ یا کسی یورپین کو بھی آپ نے مثل اس کے حمد باری، یا نعت مسیح سے خط کی ابتدا کرتے دیکھا ہے؟ اور پھر مضمون خط! یہ نہیں کہ اپنی یادگار۔ اپنے کمال فن کی یادگار فلاں فلاں تصویریں چھوڑے جاتا ہوں، انہیں ضرور ضرور شائع کر دینا بلکہ برعکس اس کے تاکید نہ چھاپنے کی ہے اور بنا مبالغت کی یہ نہیں کہ ان میں فنی اعتبار سے کوئی کسر رہ گئی ہے بلکہ صرف یہ کہ وہ تصویریں گندی تھیں، فحش تھیں۔ اخلاقی معیار سے گری ہوئی تھیں۔ آرٹ کو اخلاق کے معیار سے جانچنا، اُف! تاریک خیالی کی حد کر دی۔ کون روشن خیال اس جرم کو معاف کر سکتا ہے؟

موت کا قرب کیا حقیقتوں کو ایسا ہی بےنقاب کر دیتا ہے؟ نزع ابھی شروع کہاں ہوئی تھی۔ ابھی تو خط لکھنے، ہدایتیں دینے کے پورے ہوش و حواس باقی تھے۔ صرف قرب نزع بھی اس قدر باخبر، اس قدر ہوشیار بنا دیتا ہے۔ اور کیا بالآخر مشرقی دنیا نویسیوں ہی کا قول سچا نکلتا معلوم ہوتا ہے کہ غفلتوں کے پردے صرف اسی وقت تک پڑے ہوئے ہیں جب تک کہ انسان موت کو بھولا ہوا ہے اور ادھر اصل حقائق کا انکشاف ہوا کہ ادھر ساری شوخ نگاری اور عریاں گفتاری رکھی کی رکھی رہ گئی۔ ان سطور کی تحریر کے وقت اپنی ہی قوم کے گزرے ہوئے شوخ نگاروں کا عبرتناک انجام چشم تصور کے سامنے ہے اور اب جو اہل قلم اسی روش و مسلک کے ہم میں باقی ہیں [illegible] کہ وہ وقت جو پیش سب کو آتا ہے۔ ۔ ۔ ہمیشہ دور ہی رہے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحیح بخاری اور قول الحق کے بعد ہر صدی کے سر پر مجدد کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی عقیدہ

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قلم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۵ — یوم شنبہ ۲۵ رمضان ۱۳۵۶ ہجری — نمبر ۷۴

عید کے مبارک اجتماع سے فائدہ اٹھایئے

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

۱۔ عید کا اجتماع

اس اجتماع میں نہ صرف مرد شامل ہوں بلکہ خواتین کو بھی شامل کیا جائے۔ یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ کس طرح رسول کریمؐ کے واضح ارشادات کی طرف سے غفلت برتی جا رہی ہے۔ حدیث میں آتا ہے امرنا ان نخرج العواتق و ذوات الخدور ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ جوان عورتیں اور پردہ والی بھی عید میں جائیں۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ حیض کی حالت میں ہوں وہ بھی جائیں۔ ہاں وہ نماز سے الگ رہیں ولیشہدن الخیر ودعوۃ المسلمین۔ یہ سب بھلائی اور مومنوں کی دعاؤں میں حاضر ہوں۔ بلکہ نبی کریم صلعم ان کو خاص طور پر وعظ بھی کیا کرتے تھے۔ اگر ضرورت سمجھی جائے تو معمولی طور پر ایک رسی باندھ کر اس پر کپڑا ڈال کر پردہ بھی ہو سکتا ہے گو شریعت کا حکم صرف اسقدر ہے کہ وہ علیحدہ پیچھے صفوں میں ہوں۔ اسی طرح بچوں کو بھی عید میں لے جانا چاہئے۔

مسلمان عورتیں علم دین سے اس لئے محروم ہو گئی ہیں کہ ان کو کوئی موقعہ علم دین کی باتیں سننے کے لئے نہیں ملتا۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ جمعہ میں بھی عورتوں کو شامل کرنے کا انتظام کریں اور عید میں تو بالتخصیص حکم ہوتی انہیں ضرور شامل کیا جائے۔ جمعۃ الوداع کے خطبہ میں خطیب اس بات کو جماعت کے سامنے کھول کر بیان کر دیں۔

۲۔ عید کا خطبہ

خطبہ عید میں ان امور کی طرف جماعت کو توجہ دلائی جائے جو ہمارے مقاصد میں شامل ہیں۔ یا ہمارے استحکام کا موجب ہیں۔

قربانیوں کی ضرورت

مثلاً یہ کہ ہمیں ہر سال اس اجتماع کے موقع پر اس بات کو از سر نو ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ ہم نے قرآن کریم کو اور صحیح تعلیم اسلام کو دنیا میں پہنچانا ہے۔ یہ کام کوئی دنیاداروں کی جماعت نہیں کر سکتی بلکہ اس کے لئے عظیم الشان قربانیوں کی ضرورت ہے۔ ابتدا اسلام میں لوگوں نے اپنی جانیں بھی اس کام کے لئے دیں۔ مال بھی دیئے۔ وطن بھی چھوڑے۔ عزت اور مرتبہ بھی چھوڑا۔ خواہشات بھی قربان کیں آج بھی ان سب باتوں کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

ایک ادنیٰ مالی قربانی — چندہ ماہوار

ان قربانیوں میں ادنیٰ ترین اور سہل ترین قربانی مال کی ہے جو دوست اس مالی قربانی میں شامل نہیں ہوتے وہ نہ صرف احمدیت کے حقیقی مفہوم سے بیگانہ ہیں۔ بلکہ جماعت کی کمزوری کا موجب ہیں اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے سختی سے فرمایا تھا کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہیں کرتا وہ جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔ یہی وجہ تھی کہ ہم سے یہ عہد لیا گیا کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہوگا۔ یعنی جس طرح انسان غریب سے غریب انسان اپنی دنیوی ضرورتوں کے لئے کچھ نہ کچھ مہیا کر لیتا ہے۔ دینی ضرورتوں کے لئے بھی اسے مہیا کرنا ہوگا اور اپنا مال خرچ کرنا ہوگا۔ خواہ اس کے لئے اسے دنیوی رنگ میں تکلیف بھی اٹھانی پڑے۔ جماعت احمدیہ کی یہ خصوصیت تھی جو اسے دوسری جماعتوں سے ممتاز کرتی تھی۔ مگر یہ خصوصیت کم ہوتی جا رہی ہے اور لوگ یہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ صرف منہ سے کسی کو مسیح موعود مان لینا کافی ہے۔

استحکام و اتحاد جماعت کیلئے چند ضروری باتیں

مالی قربانی کے علاوہ ہمیں اور سب قسم کی قربانیوں کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔ جماعت ایک فرد واحد کا حکم رکھتی ہے اس کے اندر جب تک افراد میں باہم اعلیٰ درجہ کی محبت کے تعلقات نہ ہوں جماعت بن نہیں سکتی۔ اسی محبت کو قائم کرنے کے لئے اپنی خواہشات کو قربان کرنے کی ضرورت ہے۔ جو انسان یہ چاہتا ہے کہ میری ہر خواہش پوری ہوتی جائے وہ گویا خدا بننا چاہتا ہے۔ پھر جماعت کا وجود یہ بھی چاہتا ہے کہ ایک دوسرے کی مصیبت میں ہم شریک ہوں۔ کسی پر مصیبت آ جائے حتی الوسع اسے مدد دیں۔ کوئی بیمار ہو اس کی بیمار پرسی کی جائے۔ چونکہ ہم تھوڑے ہیں اس لئے جنازہ کی صورت میں سب کو چاہئے کہ ہر قسم کے کاروبار چھوڑ کر شریک ہوں۔

یتیم خانہ کی تجویز

اسی ذیل میں جماعت کو توجہ دلائی جائے کہ جو یتیم رہ جاتے ہیں ان کی خبرگیری ہمارا سب سے پہلا فرض ہے۔ قوم کا کوئی بچہ اس لئے ضائع نہ ہو کہ اس کی خبرگیری نہیں ہوئی اس کا بہترین علاج جماعت کا اپنا دارالیتامیٰ قائم کرنا ہے۔

نمائش دستکاری کے متعلق خواتین کا فرض!

خواتین کو توجہ دلائی جائے کہ وہ اپنے خدا اور اپنے رسول کی محبت کا یہ ثبوت دیں کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز تیار کر کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر نمائش دستکاری میں پیش کریں۔ کوئی خاتون بڑی ہو یا چھوٹی اس سے باہر نہ رہے۔ جن احباب کی خواتین نہ آتی ہوں وہ یہ پیغام اپنے گھروں میں پہنچا دیں۔ دستکاری کی جملہ اشیاء ۱۵ ردسمبر سے پہلے اپنے حلقہ کے مبلغ کے ہاتھ یا بذریعہ ریل یا ڈاک جیسے صورت ہو لاہور پہنچ جانی ضروری ہیں۔ جو خواتین کچھ تیار نہ کر سکیں وہ کچھ نقدی بھیج دیں۔

جلسہ سالانہ کی اہمیت

جلسہ سالانہ ہمارے سامنے ہے اس کے لئے احباب سے عہد لیا جائے کہ وہ ضرور اس میں شامل ہوں اور جن کے لئے ممکن ہو وہ خواتین کو بھی ساتھ لائیں تاکہ وہ بھی اس علم اور ثواب کے حاصل کرنے میں شریک ہوں جو مرد حاصل کرتے ہیں۔ نوجوانوں اور اچھی عمر کے بچوں کو ضرور ساتھ لائیں۔

امسال جلسہ کی ایک خصوصیت

اس جلسہ میں ہمارے تین ایسے بھائی مبلغین اسلام شامل ہو رہے ہیں جو بڑی بڑی بھاری خدمات انجام دے کر آئے ہیں۔ مرزا مظفر بیگ صاحب جو تین سال فجی میں کام کر کے آئے ہیں۔ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب جو پانچ سال برلن میں کام کر کے آئے ہیں۔

مرزا ولی احمد بیگ صاحب کی شاندار خدمات اسلامی

اور مرزا ولی احمد بیگ صاحب جو چودہ سال کے بعد واپس آ رہے ہیں اور جن کے تبلیغی کام کی عظمت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ انہوں نے ڈچ زبان میں ترجمہ قرآن کریم بھی کیا اور پھر اس کا سارا خرچ وہیں سے پورا کیا۔ اور سوائے اس کے ہمارا اکثر وہ لٹریچر جو یہاں انگریزی میں نکلتا ہے فوراً ڈچ اور جاوی زبانوں میں ترجمہ ہو جاتا ہے۔ ان تین احباب کی زیارت کا شوق ہر فرد کے دل میں ہونا چاہئے اور ہمارے ہر نوجوان کی یہ امنگ ہونی چاہئے کہ اس سے بھی اسلام کی خدمت کے ایسے عظیم الشان کام ہوں۔

۳۔ عید کی خیرات

صدقۂ فطر

عید کی ایک خیرات تو صدقہ فطر ہے جو ہر مرد اور عورت بڑے اور چھوٹے پر واجب ہے حتیٰ کہ چھوٹے سے چھوٹے بچے بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ یہ قریباً ۲ آنے فی کس کے حساب سے ہے جو نبی کریم صلعم کا حکم ہے اور اس سے باہر کسی کو نہ رہنا چاہئے۔ نبی کریم صلعم کے زمانے میں یہی حکم تھا کہ صدقہ فطر ایک جگہ جمع ہو کر مستحقین میں تقسیم ہوتا۔ اسی کے مطابق ہماری جماعت کا صدقہ فطر مرکز میں جمع ہوتا ہے سوائے اس کے کہ کسی مقامی مسکین کو ضروری طور پر کچھ تھوڑا سا دیدیا جائے اس سے قوم کے مساکین کی پرورش ہوتی ہے۔ اگر سارے مسلمان اسی نظام پر عمل پیرا ہوں تو آج ایک صدقہ فطر سے ہی ان کی قوم دنیا کی زندہ قوموں میں شامل ہو جاتی ہے۔ سو اپنی جماعت کے اس نظام کو کمزور نہ ہونے دیا جائے۔

عید فنڈ اور مسجد فنڈ

عید کی دوسری خیرات ہمارے اپنے دو فنڈ ہیں ایک عید فنڈ اور ایک مسجد فنڈ۔ عید فنڈ ایک روپیہ فی کس کے حساب سے ہے۔ مگر متمول احباب کو چاہئے کہ وہ زیادہ دے کر غرباء کی کمی کو پورا کریں غرباء کو بھی چاہئے کہ وہ کم سے کم چار آنے کی رقم ہی اس فنڈ میں دیں۔ مگر

ہو جانی ممکن نہیں۔ اس میں حصہ لینا چاہیئے۔ یہی شرح مسجد فنڈ کے لئے ہے۔ چھوٹی چھوٹی رقوم جو عید کی خوشی میں ہر ایک شخص آسانی سے دے سکتا ہے جماعت کے کاموں کے چلانے میں بڑی معاون ہو رہی ہیں ان پر توجہ دے کر جماعت کے ہر ایک فرد کو ان میں شریک کرنا چاہیئے جمعۃ الوداع کے خطبے میں ان دونوں باتوں کی طرف بھی جماعت کو توجہ دلانی چاہیئے +

محمد علی

مرکز میں درس قرآن کریم اور نماز تراویح

امسال ماہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرکز میں درس قرآن اور نماز تراویح کا معقول انتظام رہا۔ احباب بکثرت تشریف لاتے ہیں۔ ہر روز نماز فجر کے بعد مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی درس قرآن دیتے ہیں۔ مولانا موصوف کی وسعت علمی، مذہبی تحقیقات، وید و انجیل وغیرہ پر کامل عبور، دلچسپ و موثر طرز بیان سے احباب بخوبی واقف ہیں۔ آپ کے درس میں یہ تمام خوبیاں موجود ہوتی ہیں۔ یہ درس جماعت لاہور کیلئے بہت بڑی نعمت اور روحانی غذا ہے۔ [illegible] احمدیہ بلڈنگس سے کافی فاصلے پر ہے۔ مگر وہ کمزوری طبع کے باوجود [illegible] کے موسم میں باقاعدہ تشریف لاکر درس دے رہے ہیں۔ نماز تراویح حافظ محمد باقر صاحب پڑھاتے رہتے ہیں۔ بہت اچھا اور بہت صحیح قرآن پڑھتے ہیں۔ انشاء اللہ ۲۷ رمضان کو ختم کرینگے [illegible] ختم ہونے والا آخری پرچہ ہے۔ اس لئے ہم تمام مقامی احباب کی طرف سے ان دونوں حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ مولانا کا درس انشاء اللہ رمضان کے بعد بھی حسب معمول جاری رہے گا۔ البتہ وقت تبدیل ہو جائے گا جس کی اطلاع احباب کو دی جائے گی۔

جلسہ سالانہ اور احباب کے فرائض

جلسہ سالانہ بہت قریب آ گیا ہے اس پرچہ کی اشاعت تک کل تین ہفتہ کا قلیل عرصہ رہ جائیگا۔ لیکن احباب میں ان فرائض کا احساس جو کہ اس قومی اجتماع کے سلسلہ میں ان پر عائد ہیں کما حقہ نظر نہیں آتا۔ [illegible] کی خوشی کی بات ہونی چاہیئے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ سے جو گذشتہ اشاعت میں درج ہوا ہے احباب کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ امسال جلسہ پر ہمارے بعض نہایت محترم اور بہترین کارکن جمع ہونے والے ہیں۔ ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب برلن سے آئے ہوئے ہیں حضرت مولانا صدر الدین بھی تشریف لا چکے ہیں ——— سب سے بڑی خوشخبری یہ ہے کہ ہمارے مجاہد کبیر مبلغ مرزا ولی احمد بیگ صاحب ۱۲ سال کے بعد ہندوستان آ رہے ہیں ان کی عدیم النظیر اور بیش بہا خدمات اسلامی کا تذکرہ ان صفحات میں بارہا ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں امسال جلسہ کی اور بھی چند خصوصیتیں ہوں گی جن کا تذکرہ انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں میں کیا جائے گا۔ لیکن جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محولہ بالا خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ صرف انسانوں کے جمع ہو جانے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک محبت الٰہی کا کوئی عملی ثبوت پیش نہ کیا جائے۔ [illegible] [illegible] [illegible] اور اس کے بعد [illegible] [illegible] کوشش میں [illegible] [illegible] زیادہ سے زیادہ

وقت نکالیں ——— اپنے ان کارکنوں کے سامنے جو دین کی خاطر دور دراز ممالک میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں ہمیں کوئی ایسا مظاہرہ کرنا چاہیئے کہ ان کے حوصلے بڑھیں اور قوم کے اندر ان کے نقش قدم پر چلنے والے اور لوگ بھی پیدا ہوں۔

جلسہ کے انتظامی امور میں بھی احباب کا تعاون اور امداد درکار ہے۔ جلسہ فنڈ کیلئے تحریک ہو چکی ہے۔ دفتر نے احباب کو فرداً فرداً بھی چٹھیاں بھیجی ہیں۔ اس فنڈ کے مطالبات بہت جلد وصول ہو جانے چاہئیں تاکہ جلسہ کے مصارف میں سہولت ہو اور انجمن پر غیر معمولی بار نہ پڑے۔ تمام احباب لازمی طور پر جلسہ میں ضرور شرکت کریں (سوائے ان کے جو شدید علالت

تمام احباب سلسلہ اور قارئین کرام

کی خدمت میں دلی اور مخلصانہ

عید مبارک

عرض ہے خدا یہ مبارک دن ان کی زندگی میں بار بار لائے +

(ایڈیٹر)

جلسہ سالانہ پر

احمدیہ کانفرنس

احباب بہت جلد اپنی تجاویز بھیجدیں

حسب معمول سابق امسال بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر احمدیہ کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوگا جس میں قومی نظام و بہبودی کے متعلق ضروری تجاویز پر غور و فکر کیا جائیگا اس اجتماع میں ہر ایک فرد جماعت کو تجاویز پیش کرنے کا حق ہے جو دوست اس موقع پر قومی نظام و بہبودی کے متعلق تجاویز پیش کرنا چاہتے ہوں وہ بہت جلد زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر اپنی تجاویز بھیجدیں تاخیر بالکل نہ کی جائے۔

احمدیہ کانفرنس کے وقت اور تاریخ کا اعلان بعد میں جلسہ سالانہ کے پروگرام میں کر دیا جائے گا۔ (سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ ضمیمہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رام ولد ناناں رام ذات سیہ ساکنہ بستی غازی شاہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۵/۳/۳۸ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۹/۲/۳۸

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

وغیرہ وجہ سے مجبور ہوں) اور اہل و عیال کو بھی ساتھ لائیں۔ علاوہ ازیں ہر ایک شخص اپنے غیر از جماعت عزیزوں اور دوستوں کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کرے۔ جہاں تک ممکن ہو اپنی آمد اور اپنے ساتھیوں کی تعداد سے اطلاع دیدی جائے۔ تاکہ کارکن بروقت اور تسلی بخش انتظام کر سکیں +

ضروری اطلاع متعلقہ جلسہ سالانہ

بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب جماعت کی خدمت میں عرض ہے کہ جن حضرات نے جلسہ کے موقع پر کوئی تقریر، نظم یا تلاوت قرآن فرمانی ہو وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر تقریر و نظم وغیرہ کی مع موضوع اطلاع دیں۔ تاکہ پروگرام کے مکمل ہو کر شائع ہو جانے کے بعد کسی بزرگ یا دوست کو شکایت نہ رہے۔

الداعی الی الخیر

(مہتمم جلسہ سالانہ)

جماعت کے بیروزگاروں کی فہرست

چونکہ ہمارے ملک میں بیروزگاری عام ہو گئی ہے اور اس بارہ میں گورنمنٹ بھی مختلف قسم کی تجاویز اسے دور کرنے کے لئے سوچ رہی ہے۔ چونکہ ہماری جماعت بھی ان مشکلات سے باہر نہیں رہ سکتی اس لئے ضرورت ہے کہ ہماری جماعت کے بیروزگاروں کی ایک مکمل فہرست تیار کیجائے اور موقع بموقع انہیں تلاش روزگار میں مدد دی جائے تمام درخواستیں لوکل سکرٹری صاحبان کے ذریعہ مع تصدیق آنی چاہئیں۔ کہ درخواست کنندہ جماعت کا باقاعدہ ممبر ہے۔ درخواستوں میں ذیل کی اطلاعات دینی ضروری ہیں۔

نام مع ولدیت — قومیت — تاریخ پیدائش

امتحان جو پاس کیا ہے۔ تاریخ پاس کرنے امتحان کی، ہنر جو جانتا ہے کس محکمہ کی ملازمت پسند کرتا ہے۔

خاکسار محمد منظور الٰہی

(آنریری جائنٹ سکرٹری)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ ضمیمہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ دتہ ولد محمد خان ذات بلوچ ساکنہ کوٹ بلوچ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۵/۳/۳۸ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۹/۲/۳۸

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

صدقۂ فطر کا نظام قائم کرنے کی ضرورت

آنحضرت صلعم کی سُنّت کی خلاف ورزی سے مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ کس طرح تباہ ہو رہا ہے؟

برادرانِ اسلام کی خدمت میں التماس

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

بدقسمتی سے آج مسلمانوں کا ہر وہ کام اس نظام کی حالت کو چھوڑ چکا ہے جو نبی کریم صلعم نے ضروری ٹھہرایا تھا۔ اور مسلمانوں کی تمام قوت اور طاقت اور ان کا روپیہ اور مال محض نظام کے ماتحت نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہو رہا ہے۔ یہی حال صدقہ فطر کا ہے۔

حدیث بخاری میں ہے۔ عن ابن عمر فرض النبی صلعم صدقۃ الفطر او قال رمضان علی الذکر والانثٰی والحر والمملوک صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر یعنی نبی کریم صلعم نے صدقہ فطر یا صدقہ رمضان مرد اور عورت اور آزاد و غلام سب پر فرض ٹھہرایا۔ یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو اور بعض احادیث میں ایک صاع کشمش یا ایک صاع پنیر بھی آتا ہے اور بخاری میں ہی ایک باب ہے صدقۃ الفطر علی الصغیر والکبیر صدقہ فطر چھوٹے اور بڑے سب پر ہے اور یہی عملدرآمد صحابہ کا تھا کہ چھوٹے سے چھوٹے بچوں کی طرف سے بھی دیتے۔ صاع ایک حساب کے رو سے تقریباً چار سیر اور ایک حساب کے رو سے تین سیر بنتا ہے۔ مگر مختلف اشیاء کے وزن کے لحاظ سے قیمتیں مختلف ہوں گی۔ آج کل کے نرخ کے لحاظ سے جو اور گندم کو ایک ہی حکم میں رکھکر اس کا اندازہ تقریباً چار آنے فی کس ہوگا اسی حدیث کے آخر پر ہے۔ کانوا یعطون لیجمع الا للفقراء صدقہ فطر صحابہ اکٹھا کرنے کے لئے دیتے تھے۔ اپنے اپنے طور پر فقیروں کو نہ دیتے تھے اور دوسری جگہ بخاری کی حدیث میں ہے۔ کہ ابوہریرہ کہتے ہیں۔ وکلنی رسول اللہ بحفظ زکوۃ رمضان رسول اللہ صلعم نے میرے سپرد یہ کام کیا تھا کہ میں صدقہ رمضان کی حفاظت کروں۔ جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم خود بھی اسے جمع کرنے کا حکم دیتے تھے اور سارا مال ایک جگہ جمع ہو کر پھر حسب ضرورت تقسیم کیا جاتا تھا۔

اور حدیث ابن عمر میں ہے۔ کانوا یعطون قبل الفطر بیوم او یومین یعنی یہ صدقہ عید سے ایک یا دو دن پہلے ادا کر دیتے تھے ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر کو رسول اللہ صلعم نے جمع کرنے کا حکم دیا تھا اور وہ اس طرح نہ دیا جاتا تھا جس طرح آج مسلمانوں کی بدنظمی کی وجہ سے ہر ایک شخص جہاں چاہے دے چھوڑتا ہے اس طرح الگ الگ تقسیم کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روپیہ ضائع ہو جاتا ہے کچھ بھیک مانگنے والوں کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔ اگر سنت نبوی کی پیروی کی جائے تو صدقہ فطر کو ایک جگہ جمع کر کے اس میں سے حسب ضرورت خرچ کرنا چاہئے۔

غور کیا جائے تو مسلمان صدقہ فطر کے اس نظام کو توڑ کر جو رسول اللہ صلعم نے قائم کیا تھا۔ اپنا روپیہ جو ان کی قوم کے لئے عظیم الشان قوت کا موجب ہو سکتا ہے۔ برباد کر رہے ہیں۔ مثلاً لاہور کو ہی ہم لے لیں۔ اگر ایک لاکھ آدمی بھی صدقہ فطر ادا کرتا ہو تو اس کی کل میزان پچیس ہزار روپیہ ہوتی ہے یہ پچیس ہزار روپیہ اگر ایک جگہ آئے جیسا رسول اللہ صلعم کا ارشاد تھا۔ تو کس قدر قومی کام اس سے نکل سکتے ہیں کس قدر غرباء کی تعلیم کا انتظام ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم اپنے ہاتھوں سے اس روپے کو برباد کر رہے ہیں اور اپنی قوم کو کمزور کر رہے ہیں صرف ایک پنجاب کو ہی لیو اگر اس کی نصف آبادی یعنی ایک تہائی بھی صدقہ ادا کرنیوالی ہو اور یقیناً ہے تو ہر سال پنجاب کے مسلمان کم از کم پندرہ سولہ لاکھ روپیہ برباد کر دیتے ہیں جس سے ایک یونیورسٹی بن سکتی ہے یا قوم کی عام حالت سدھر سکتی ہے۔ اس وقت مسلمانوں میں کتنی انجمنیں موجود ہیں اگر مسلمان بھائی اپنے صدقہ فطر کو بجائے اِدھر اُدھر پھینکنے کے اور رسول اللہ صلعم کے ارشاد کی خلاف ورزی کرنے کے ایسی انجمنوں کے سپرد کر دیں مثلاً انجمن حمایت اسلام ہے یا انجمن اسلامیہ ہے یا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہے یا اور کوئی انجمن ہے۔ تو وہ ان انجمنوں کی قوت کو بڑھا کر اپنی قوم کو کس قدر طاقتور بنا سکتی ہے۔ مگر موجودہ حالت میں کیا ہو رہا ہے مسلمانوں کی جیبوں سے روپیہ نکلتا بھی ہے اور اپنی طرف سے وہ ایک فریضہ ادا بھی کرتے ہیں لیکن آدھا حکم مانتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کا روپیہ بھی گیا اور حکم نبوی کی اصل غرض بھی پوری نہ ہوئی۔

میری دردِ دل سے سب مسلمان بھائیوں کی خدمت میں یہ درخواست ہے کہ وہ اپنے مال کو جسے اللہ تعالیٰ نے قوم کی زندگی کا موجب بنایا ہے، ضائع ہونے سے بچائیں اور سنت نبوی کے مطابق اپنا روپیہ قومی ضروریات کے لئے کسی انجمن کے سپرد کر دیں۔

خاکسار۔ محمد علی

(پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

عید الفطر کے مسائل!

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱) عید الفطر کے دن صبح اٹھ کر غسل کرنا صاف کپڑے پہننا خوشبو لگانا، عیدگاہ کو جانے سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے۔

(۲) عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر و تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے جانا افضل ہے۔

(۳) عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کر دینا چاہئے۔ خواہ غلہ کی شکل میں ہو خواہ نقدی کی شکل میں۔ جو صدقہ عید کی نماز کے بعد ادا کیا جائیگا۔ وہ معمولی صدقہ میں شمار ہوگا۔ اسے صدقۂ عید الفطر نہیں کہا جا سکتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ صدقۂ عید الفطر روزوں کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہونے کی تلافی کے لئے ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غرباء و مساکین کو اناج مل جاتا ہے جس سے وہ بھی اپنی عید منا سکتے ہیں۔ گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقع مل جاتا ہے مساکین محروم نہیں رہتے۔ صدقۂ عید الفطر ہر ایک فرد پر واجب ہے خواہ وہ عید کی صبح کو ہی پیدا ہوا ہے۔ عورتوں اور بچوں کا اور نوکر اور غلام کا صدقہ ان کے شوہروں والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے جو ان کے رزق کے کفیل ہیں۔ صدقہ فی کس تقریباً ۲ سیر گیہوں یا اس کے برابر قیمت نقد لاہور کی جماعت نے فی کس ۴ر مقرر کیا ہے۔

(۴) عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے اس میں اذان و تکبیر اقامت کوئی نہیں۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں یا دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں ہیں۔ تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں۔ قرأت جہری ہوتی ہے۔

(۵) نماز کے بعد خطبہ مسنون ہے۔ ہندوستان میں چونکہ یہاں کی زبان اردو ہے اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اردو میں مسائل و مہمات ضروریہ پر تقریر کرنی چاہئے۔ کاغذ کا ایک رول لیکر جو مولوی لوگ پرانا لکھا ہوا خطبہ پڑھ دیتے ہیں یہ نہایت لایعنی چیز ہے اس لئے لوگ سنتے سناتے خاک نہیں۔ آپس میں معانقہ کرنے اور سینہ سے سینہ رگڑنے اور عید مبارک کہنے میں مشغول رہتے ہیں۔ بعض خطیب کے سامنے غلہ پھینکتے رہتے ہیں بعض اس کے سر پر پگڑیاں باندھتے رہتے ہیں یہ سب بدعت اور خطبہ کے آداب کے سخت خلاف ہے خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اگر خطیب کو کچھ دینا ہے تو نماز سے قبل دے دو یا خطبہ کے بعد صدقہ عید الفطر ہمیشہ نماز سے قبل دیدینا چاہئے۔

(۶) عید کے خطبہ میں درمیان میں خطیب کو بیٹھنا نہیں چاہئے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ میں درمیان میں بیٹھا کرتے ہیں۔

(۷) خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں چلنا افضل ہے کہ اسلام کی شوکت کا اظہار اس میں ہے اس لئے جس راستہ سے آئے ہیں اس رستہ کی بجائے کسی دوسرے رستہ سے واپس ہونا مستحسن ہے

(۸) عید میں آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو ہدایا یا تحائف یا طعام میں شریک کرنا تمدن کے لئے نہایت مستحسن چیز ہے۔ عیدگاہ سے واپسی پر گھر میں گھس کر دن کاٹ دینا یہ قومی مردگی کی علامت ہوتی ہے۔

(۹) چونکہ آج کل اسلام سے بڑھ کر کوئی غریب نہیں اس لئے حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد مدۂ عید الفطر کا کل یا اکثر حصہ انجمن کے بیت المال میں بھیجتے ہیں اس لئے سب احباب کو اس پر عمل کرنا چاہئے۔ نماز عید سے قبل صاحب کو صدقہ ادا کر ۔۔۔

(۱۰) صدقہ عید الفطر کے علاوہ حضرت صاحب کے حکم سے ایک روپیہ فی کس عید فنڈ بھی مقرر ہے۔ آخر عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو عیدی اور تحائف دیتے ہیں۔ اسی طرح اس خوشی کے دن میں اسلام کا بھی کچھ حق ہے۔ لہذا احباب خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرمائیں اور عید فنڈ کے روپے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیجدیں۔ یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور ایک مالی جہاد ہے اسے استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں۔

اعلان تعطیل!

عید پر کاتب گھروں کو جائیں گے۔ پریس اور دفتر میں بھی دو روز کی تعطیل ہوگی۔ اس لئے پیغام صلح کا ایک پرچہ حسب معمول سابق ناغہ کیا جائے گا۔

لہذا اطلاع دی جاتی ہے

کہ بیش نظر اشاعت کے بعد ۸ دسمبر کو اخبار شائع ہوگا۔ ۳ دسمبر کے پرچہ کا قارئین کرام انتظار نہ فرمائیں اس ناغہ کی تلافی انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں کے صفحات میں اضافہ سے کر دی جائے گی۔

(منیجر)

رفتار عالم

ہندوستان

—— بمبئی ۲۷ نومبر۔ حکومت بمبئی نے شہر بمبئی کے سوائے تمام صوبہ میں آنریری مجسٹریٹوں کے عہدہ کو اڑا دیا ہے بکم جنوری ۳۸ء سے اس پر عملدرآمد ہو جائے گا۔

—— بنوں ۲۷ نومبر۔ کمانڈر انچیف آج صبح یہاں پہنچے۔ سڑکیں بنانے کے لئے مشینری کا بھاری سامان وزیرستان روانہ کیا گیا تاکہ خیسورہ روڈ کی تعمیر عمل میں لائی جائے۔

—— نئی دہلی ۲۷ نومبر۔ آئندہ جنوری میں تمام صوبوں کی اسمبلیوں کے صدروں کی کانفرنس دہلی میں منعقد ہوگی

—— سر سکندر حیات وزیر اعظم پنجاب گذشتہ ہفتہ بیمار ہو گئے تھے اب ان کی حالت اچھی ہے۔

—— پشاور ۲۲ نومبر۔ صوبہ سرحد کی کانگریسی وزارت نے فیصلہ کیا ہے۔ میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں مخلوط انتخاب کا طریقہ رائج کیا جائے۔ اقلیتوں کیلئے نشستیں محفوظ کر دی جائیں گی۔

—— لاہور ۲۶ نومبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے فیصلہ کیا ہے کہ جمعۃ الوداع کو تمام ہندوستان میں یوم فلسطین منایا جائے

—— لاہور ۲۶ نومبر۔ احراری لیڈر مولوی مظہر علی اظہر نے گذشتہ جمعہ اعلان کیا تھا کہ اتحاد ملت کے لیڈر میدان میں نکلیں تو میں اور میرا لڑکا مسجد شہید گنج کی بازیابی کے لئے سول نافرمانی کریں گے۔ چنانچہ اتحاد ملت نے میاں فیروز الدین سابق میونسپل کمشنر کو پیش کیا۔

—— آج بادشاہی مسجد میں یہ نظارہ دیکھنے کے لئے پچاس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ لیکن ان کو مایوس ہونا پڑا کیونکہ مولوی مظہر علی صاحب نے مختلف حیلے بہانے کر کے راہ فرار اختیار کی اور سول نافرمانی کیلئے بے معنی شرائط پیش کیں

—— انہوں نے کہا اگر مولوی ظفر علی خان آئندہ جمعہ آ کر وعدہ دیں کہ سول نافرمانی کے دوران میں گولی چلنے اور خون بہنے کا اندیشہ نہیں تو میں سول نافرمانی کروں گا۔ اس فرار سے مسلمانوں میں احراریوں کی بہت رسوائی ہوئی

—— کلکتہ ۲۵ نومبر۔ مشہور سائنس دان سر بوس نے جن کا اسی ہفتہ انتقال ہوا ہے خیراتی کاموں کیلئے چار لاکھ روپیہ چھوڑا ہے۔

—— مسٹر محمد علی جناح نے اعلان کیا ہے کہ مسلم لیگ کے دستور میں دوسری جماعتوں یا گروہوں سے تعاون کرنے پر کوئی قیود نہیں مسلم لیگ کے پاس باعزہ اقوام سے تعاون اور اتحاد پر بھی کوئی پابندی نہیں مسلم لیگ صرف مسلمانوں کی اقلیت کیلئے مصروف جدوجہد نہیں بلکہ وہ ہندوستان کی تمام اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کیلئے لڑ رہی ہے۔

ممالک خارجہ

—— پیرس ۲۷ نومبر۔ فرانس کی تازہ سازش کے متعلق عجیب غریب انکشافات ہو رہے ہیں۔ حکومت کا محکمہ جاسوسی بڑی تندہی سے انقلاب پسندوں کی تلاش میں مصروف ہے۔ بہت سی اہم دستاویزات پولیس کے قبضہ میں آئیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ انقلاب پسندوں کو اطالیہ اور پرتگال کی حکومتوں کی حمایت حاصل تھی۔

—— لندن ۲۷ نومبر۔ وزیر اعظم فرانس اور وزیر خارجہ فرانس آج لندن پہنچ گئے ہیں آپ وزیر اعظم برطانیہ سے ملاقات کریں گے اور لارڈ ہیلی فیکس اور ہٹلر کی ملاقات سے پیدا شدہ حالات پر بحث کریں گے۔

—— بیت المقدس ۲۷ نومبر۔ شیخ فرحان سعدی جنہیں خلاف قانون اسلحہ رکھنے کے الزام میں سزائے موت کا حکم سنایا گیا تھا۔ آج صبح تختہ دار پر لٹکا دیئے گئے۔

—— شیخ فرحان کے ساتھ ایک اور عرب بھی ماخوذ تھا۔ لیکن فوجی عدالت نے اسے بے قصور پایا ہے اخبار بین حضرات کو یاد ہوگا کہ شیخ مذکور فلسطین کے عرب دہشت پسندوں کے لیڈر قیاس کئے جاتے تھے اور حکومت انہیں دو سال سے گرفتار کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

—— شنگھائی ۲۷ نومبر۔ جاپانی حکام چینی پوسٹل ٹیلیگراف اور وائرلیس سروسوں کو اپنے ہاتھ میں لے رہے ہیں۔ بین الاقوامی آبادی کے چینی پوسٹ آفس اور وائرلیس براڈ کاسٹنگ سٹیشن میں جاپانی سنسر مقرر کئے جا رہے ہیں۔ جاپانی حکام نے ان پر قبضہ کر لیا ہے۔ جاپانیوں کے بیان کے مطابق چینی کسٹم کا انتظام جاپانیوں کے ہاتھ میں آ چکا ہے۔

—— ٹوکیو ۲۷ نومبر۔ وزیر اعظم جاپان نے ایک اخباری ملاقات میں اعلان کیا ہے کہ حسب ضرورت شنگھائی کے بین الاقوامی علاقہ میں جاپان طاقت استعمال کریگا اس کا انحصار متعلقہ فریق ثانی کے رویہ پر ہے

—— ہمبرگ (جرمنی) ۲۷ نومبر۔ ہر ہٹلر کے دست راست نے ایک بہت بڑے مجمع میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ہم امن چاہتے ہیں لیکن جنگ کرنا بھی جانتے ہیں دوسری اقوام کی طرح ہمارے بھی حقوق ہیں ہم نوآبادیات کیلئے اپنا مطالبہ کبھی بھی ختم نہیں کریں گے اور اپنی طاقت کے بل بوتے پر کامیاب ہوں گے۔

—— بیت المقدس ۲۶ نومبر۔ فلسطین کے شہر لُد میں گذشتہ سال عربی بنک کے زیر اہتمام جو عظیم الشان عمارتیں تعمیر ہوئی تھیں۔ انہیں ڈائنامیٹ سے اڑا کر تباہ کر دیا گیا ہے

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-الف ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سلطان ولد محمد ذات چدھڑ سکنہ چک چدھڑ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳/۳۸ ۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۳۷ ۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-الف ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ بچانہ ولد اگرا ذات کالوآنہ سکنہ سوکھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۳/۳۸ ۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۳۷ ۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-الف ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ صلح ولد مراد ذات رگھوآنہ سیال سکنہ سنکانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳/۳۸ ۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۹/۳۷ ۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-الف ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ لکھی رام ولد فتح چند ذات نبرہ سکنہ احمد پور سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳/۳۸ ۲۳ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۳۷ ۷

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-الف ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ گوروتہ رام ولد دستا رام و منگل داس ولد رام چند و ایسر داس ولد گوروتہ مل ذات کمورانہ سکنہ کوٹ بہادر جندو تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۳/۳۸ ۲۴ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۹/۳۷ ۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-الف ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ خانیداس ولد آسانند ذات دوعہ سکنہ دھولکہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۳/۳۸ ۲۵ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۳۷ ۵

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے پیغام ہر سعید خواہد بود
نزد قوم نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۴۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے
طلباء سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۵ — لاہور یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۵ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۹ دسمبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۷۵

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق و شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کیلئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر ایک کیلئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آ سکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کیلئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کیلئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آ جاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدابیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا توقف سرمایہ سفر میسر آ جاوے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔

(آسمانی فیصلہ)

مکتوب برلن

جرمن مسلم سوسائٹی کی مساعی جمیلہ

ہز ہائینس سر آغا خاں کی مسجد برلن میں تشریف آوری

۸ر اکتوبر کو رات کے آٹھ بجے برلن مسجد میں حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے "اسلام کی تعلیم" پر ایک نہایت شاندار اور پرمغز لیکچر دیا۔ لوگ اس قدر شوق سے آپ کا لیکچر سننے کے لئے آئے کہ مسجد میں بمشکل جگہ مل سکی۔ یہ مجمع نہایت ہی عظیم الشان تھا اور حاضرین میں بڑے بڑے طبقہ کے عالم بھی موجود تھے جو خاص طور پر اس موضوع سے دلچسپی رکھتے تھے۔ حضرت مولانا صاحب نے ایک گھنٹہ لیکچر دیا اور اپنے موثر اور دلربا لہجہ میں اسلام اور بانی اسلام کے درجہ کو حاضرین کے سامنے اس خوبی اور لطف سے بیان کیا کہ لیکچر کے بعد بعض عیسائی عالم آپ کی خدمت میں داد دینے کے لئے حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے ایسا لیکچر کبھی نہیں سنا۔ حضرت مولانا صاحب کی تقریر کے بعد جناب بیرن مونتانیک صاحب نے "اسلامی آثار قدیمہ" پر ایک لیکچر دیا۔ رات گیارہ بجے کے قریب جلسہ برخاست ہوا۔

مورخہ ۱۵ر اکتوبر کو ایک مختصر سا اجتماع ہوا جس میں اکثر مسلمان ہی شامل تھے قرآن کریم کے بعض مسائل پر بحث کے بعد جلسہ ۱۰ بجے ختم کر دیا گیا۔

سر آغا خاں برلن مسجد میں

مورخہ ۱۷ر اکتوبر کو ساڑھے ۳ بجے سر آغا خاں جو کہ برلن میں چند دنوں کے لئے تشریف فرما تھے حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی دعوت پر مسجد دیکھنے کے لئے تشریف لائے جرمن اخبارات میں یہ اطلاع نمایاں طریق پر شائع ہوئی کہ آغا خاں مسجد دیکھنے کے لئے جا رہے ہیں اسلئے ۱۷ر اکتوبر کو بیشمار مخلوق مسجد کے سامنے موجود تھی پریس کے نمایندے بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ بہت سے اخبارات میں سر آغا خاں کے اور حضرت مولانا صاحب کے فوٹو شائع ہوئے۔ چونکہ حضرت مولانا صاحب اور سر آغا خاں پرانے دوست ہیں اس لئے قریباً گھنٹہ بھر دونوں حضرات چائے کے بعد مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے نیز سر آغا خان نے جرمن ترجمہ کو دیکھ کر بہت ہی خوشی کا اظہار کیا اور بڑی تعریف کی

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کو الوداعی پارٹی

مورخہ ۲۲ر اکتوبر کو جرمن مسلم سوسائٹی نے حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے اعزاز میں ایک الوداعی پارٹی دی۔ اس موقعہ پر بھی ہر طبقہ کے احباب بہت محبت و اخلاص کے ساتھ تشریف لائے چائے کے بعد حضرت مولانا صاحب نے جرمن ترجمۃ القرآن شریف کے متعلق بتایا کہ اب ترجمہ مکمل ہو چکا ہے اور انشاءاللہ عنقریب شائع ہو جائے گا اور یہ کام خاص طور پر جرمنوں کے لئے کیا گیا ہے کیونکہ یہ لوگ بڑے صاف دل ہیں اور اسلام کے بہت قریب آ رہے ہیں مولانا صاحب نے تمام جرمنوں کا شکریہ ادا کیا اور ان کی مہمان نوازی اور دوستی کی تعریف کی حضرت مولانا صاحب کے بعد جناب ڈاکٹر حمید رقوس صاحب ڈاکٹر ہوبے اور ڈاکٹر ڈیورنتر نے مختصر تقاریر میں حضرت مولانا صاحب کا شکریہ ادا کیا۔

مورخہ ۲۹ر اکتوبر کو ایک اور اجتماع منعقد ہوا جس میں "اسلام اور قیامت" پر بحث ہوئی چونکہ موضوع نہایت اہم تھا اسلئے بہت سے ذی علم اصحاب حاضر تھے۔ ڈاکٹر حمید صاحب اور ڈاکٹر ملر نے اس مسئلہ کو خوب حل کیا۔ ان کے علاوہ بیرن فان ہورسٹ نے بھی چپت منٹ نہایت فاضلانہ تقریر کی اور اپنے خیالات کو لوگوں پر ظاہر کیا۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

(نامہ نگار)

مطالبہ حلف کا جواب

ایک افترا پردازی کی حقیقت کا انکشاف

جماعت احمدیہ پر جعلی چھٹی بنانے کا بے بنیاد الزام

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی[1])

"الفضل" ۲۴ر نومبر ۱۹۳۷ء میں جو خط حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب کو لکھا گیا ہے اس کے متعلق مجھ سے حلفیہ بیان کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اگر یہ مطالبہ کسی میرے ذاتی معاملہ کے متعلق ہوتا تو میں طالب حلف کی معذوری کو مدنظر رکھ کر بالکل خاموش رہتا۔ مگر چونکہ جس امر کے متعلق حلف کا مطالبہ ہے اس کا تعلق تمام احمدی جماعت کے ساتھ ہے اس لئے میں حسب ذیل حلفی بیان شائع کرتا ہوں:۔

"وہ خدا جو علیم بذات الصدور ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے میں اسی ذات واحد کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں نے یا میرے اہل کنبہ یا جماعت احمدیہ اشاعت اسلام دہلی نے وہ چٹھی جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مولانا محمد علی صاحب کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے نہیں لکھی اور نہ ہی اس قسم کا کوئی مشورہ کبھی ہوا۔ خط شائع کرنے کے فرضی منصوبے کا انکشاف جو "الفضل" میں کیا گیا ہے۔ وہ دراصل الفضل کے مضمون نگار کی اپنی ہی افترا پردازی کا انکشاف ہے۔ اگر قادیانی جماعت حق و باطل میں فیصلہ کے لئے ایک غیر جانبدار کمیشن مقرر کر کے تحقیق کرے گی تو یقیناً یقیناً ان کو ماننا پڑے گا کہ ان کے مضمون نگار نے محض مجھ سے ذاتی عناد کی وجہ سے اور قادیانی جماعت میں کچھ شہرت کی خواہش کی بنا پر اپنی عادت اور دماغی حالت سے مجبوری کے باعث یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا ہے جو اس کے ایک بڑے لمبے سلسلہ افترا پردازی کی ایک کڑی ہے۔ اور اگر اس کے خلاف میں جھوٹا ثابت ہو جاؤں تو میں ہر جائز سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں کیا قادیانی جماعت اس تحقیق کے لئے تیار ہے تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔ واللہ علی ما اقول شہید و لعنت اللہ علی الکاذبین المفترین۔"

(تفصیل اخبار پیغام صلح میں شایع ہو گی۔ انشاءاللہ تعالےٰ)

خاکسار عمر الدین احمدی

نقل خط بنام "الفضل"

بنام جناب ایڈیٹر صاحب و دیگر کارکنان اخبار "الفضل"۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اوپر کا اعلان جو آپ لوگوں کے مطالبہ پر میں نے حلفاً لکھا ہے اسے اپنے اخبار میں شایع کر دیں اور اگر آپ اس اخلاقی فرض کو اس طرح پورا کرنیکو تیار نہیں ہیں تو آپ اس اعلان کو مناسب اُجرت پر شایع کر دیں جو اُجرت ہو وہ آپ مجھ سے بذریعہ وی۔ پی وصول کر لیں یا مجھے لکھ دیں میں بذریعہ منی آرڈر بھیج دوں گا۔ ہاں چونکہ اس کی اشاعت جلد سے جلد مطلوب ہے اس لئے آپ اُجرت کے تصفیہ کے لئے مضمون کی اشاعت میں توقف نہ کریں۔

میں نے آپکے مضمون نگار کے تمام مضامین اکٹھے کر لئے ہیں اور انشاءاللہ مفصل جواب اخبار "پیغام صلح" میں شایع کرا دوں گا میں سچے دل سے آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ اپنے اس مضمون نگار صاحب پر کچھ زیادہ اعتبار نہ کریں کیونکہ وہ اپنے دماغ کی وجہ سے جھوٹ و افترا کرنے میں مجبور ہے اور اگر آج آپ اسے اہمیت دیتے ہیں تو کل یہی شخص ناوان و سیماب فطرت دوست نیکی وجہ سے بدترین دشمن بن کر آپ ہی کے مقابل کھڑا ہو گا یہ کوئی ڈاکٹر و اکٹر نہیں ہے اور نہ کوئی رئیس اور نہ کوئی ہمارا مبلغ بلکہ محض مجھ سے ذاتی عداوت کی وجہ سے جس کا سبب محض اس کی اپنی عادت اور دماغی خرابی ہے اس نے یہ سب ڈھونگ رچا رکھا ہے اور خواہ مخواہ جھوٹ لکھ کر شائع کرا رہا ہے۔ باقی اگر میری یا جماعت لاہور کی مخالفت کی وجہ سے آپ کو یہ فرضی ڈاکٹر اور بھوکا رئیس اور کورا پٹھان علم دین سے ناآشنا مبلغ اچھا پروپیگنڈسٹ معلوم ہوتا ہے تو آپ شوق سے بلا تحقیق تفتیش اس کے مضامین شایع کریں آپ کو اختیار ہے۔ مگر اس کے نیم پاگل ہونے کا یہ ثبوت کافی ہے کہ میں نے اس کے پاگل پن کا علاج دہلی میں آپ ہی کی جماعت کے ڈاکٹر سے کرایا تھا۔ اور آپ کی جماعت دہلی کے لوگ بھی اس امر سے واقف ہیں۔ آپ ڈاکٹر شمس الدین صاحب قادیانی ماسٹر غلام رسول صاحب اور مستری نور محمد صاحب قادیانی احمدیوں سے ہی ذرا دریافت کریں۔ گو علم اور دل کو بھی ہے۔ بہر حال یہ خیال رکھیں کہ سرسری موٹی بات کو آگے بلا تحقیق پیش کرنا یا بیان کرنا ایسا کرنے والے کو جھوٹا بنانے کے لئے کافی ہے۔ والسلام

عمر الدین احمدی

[1] مولوی عمر الدین صاحب شملوی کی یہ تحریر ہمیں گذشتہ اشاعت کے طبع ہونے کے بعد ملی۔ ایک پرچہ عید کی وجہ سے ناغہ ہوا اس لئے یہ غیر معمولی تاخیر سے درج اخبار ہو رہی ہے۔ ہم مولوی صاحب موصوف سے معذرت خواہ ہیں (پیغام صلح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰیؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفرست و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب ہوگا

جلد ۲۵ | یوم پنجشنبہ ۵ ر شوال المکرم ۱۳۵۶ سنہ ہجری | نمبر ۷۵

سالانہ جلسے کا اجتماع

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

برادران مکرم | السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس وقت جب یہ پرچہ آپ کے ہاتھ میں پہنچے گا جلسہ سالانہ میں بمشکل چند دن باقی ہوں گے اور آپ میں سے کئی دوست ہیں جو اس جلسہ میں شمولیت کا فیصلہ کر چکے ہوں گے اور بہت سے ایسے بھی ہونگے جو ابھی سوچ رہے ہوں گے۔

ایک طرف سفر کی مشکلات ہیں سردی کے ایام ہیں۔ کچھ خرچ بھی کرنا پڑے گا۔ یہاں آکر بھی تین دن تکلیف میں کاٹنے پڑیں گے۔ مگر دوسری طرف یہ بھی غور کر لیجئے۔ کہ کیا یہ آپ کی فرداً فرداً تکلیف دین کی عظیم الشان تکلیف . . کے سامنے کچھ وقعت رکھتی ہے۔ اگر آپ کی تھوڑی سی تکلیف اٹھانے سے اللہ خوش ہو جائے کہ میرے بندے نے میرا نام دنیا میں بلند کرنے کے لئے اور میرا دین دنیا میں پہنچانے کے لئے اپنے نفس کی تکلیف کو ہیچ سمجھا تو غور فرمائیے کہ مولیٰ کی رضامندی بڑی چیز ہے۔ یا اپنے نفس کا آرام اور چند پیسوں کی بچت بڑی چیز ہے۔ خدا پر ہمارا ایمان کیا چیز ہے۔ اگر ہم اس کی رضا کے لئے اتنی بھی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے خدا کی رضا تو بہت بلند چیز ہے۔ کبھی آپ نے یہ غور بھی کیا۔ کہ جب ہم ایک دوسرے کو ملتے ہیں۔ تو کس قدر انبساط ہمارے دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ ایک خوشی کی لہر سارے جسم میں دوڑ جاتی ہے۔ کیا وہ خوشی جو آپ کو دیکھکر سلسلہ کے بہی خواہوں کے دلوں کے اندر پیدا ہوگی وہ چھوٹی سی چیز ہے اور یقین جانئے کہ آپ تشریف لائیں گے۔ تو خود آپ کے دل کے اندر اس قدر راحت پیدا ہوگی۔ کہ آپ کو اپنی تکلیف اس کے سامنے ہیچ نظر آئے گی۔ خدا کے فضل سے جماعت کے اندر بہت سے ایسے احباب ہیں جن کے لئے یہ اجتماع ایک نشے کی طرح ہو گیا ہے۔ وہ اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کب جلسہ سالانہ آئے اور کب ہم وہ خوشی کا منظر پھر دیکھیں۔ میری یہ دعا ہے کہ اسی نشہ سے ہر اس دوست کا دل سرشار ہو جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اور جس نے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ اقرار کیا ہے کہ ہم خدا کے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اپنی ساری قوت خرچ کر دیں گے۔

آپ جانتے ہیں کہ اگر ایک طرف آپ یہاں آکر ایک نئی روحانی قوت یہاں سے حاصل کر کے پھر اپنے اپنے کام کی طرف عود کرتے [illegible]

دلوں میں کس قدر نئی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ کئی کئی ماہ کی پریشانیاں اور مشکلات ایک دو دنوں کے اندر ایسی دور ہوتی ہیں کہ گویا تھی ہی نہیں . . . . مشکلات ہر کام میں ہوتی ہیں۔ دنیا کے کاموں میں بھی دین کے کاموں میں بھی۔ مگر آپ کا یہ اجتماع جو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے یعنی کارکنوں کے سروں پر ایک نیا بوجھ ہوگا۔ فی الحقیقت ہمارے بوجھ کو آسانی کا موجب ہو جاتا ہے۔ خدا کی بڑی بڑی رحمتیں اس انسان پر ہوں جس نے اس سالانہ اجتماع کی بنیاد رکھی اور اسے اپنی جماعت کی تربیت کا ضروری حصہ قرار دیا۔ جس قدر زیادہ احباب اس اجتماع میں ہوتے ہیں اسی قدر زیادہ کارکنوں کے سامنے سے تاریکی اور پریشانی دور ہو کر ان میں کام کرنے کی نئی قوت پیدا ہوتی ہے۔

یہاں کے کام کرنے والے تو یہیں رہتے ہیں۔ مگر یہ جو چند محترم مجاہد سالوں ہم سے غائب رہ کر دور غیر ملکوں میں عظیم الشان خدمت کے کام سر انجام دے کر آرہے ہیں اور پھر اپنے اپنے کام پر چلے جائیں گے کیا وہ اس قابل نہیں کہ آپ میں سے ہر ایک آکر ان کی زیارت کرے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ پھر ان سے ملنے کا موقع ملے یا نہ ملے۔ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن پانچسال بعد تشریف لائے ہیں۔ اور مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ جاوا چودہ سال بعد اور مرزا مظفر بیگ صاحب فجی میں تین سال کام کرنے کے بعد آئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اگر یورپ کے عین مرکز میں بیٹھ کر اللہ کا نام بلند کرتے رہے ہیں اور وسط یورپ میں اسلام کے نمائندہ ہو کر آپ کی جگہ اسلامی جھنڈا لئے کھڑے رہے ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے بیسیوں کو اسلام کے اندر لائے ہیں اور سینکڑوں کو اسلام سے قریب لانے میں کامیاب ہوئے ہیں تو مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے ساڑھے پانچ کروڑ کی اسلامی آبادی میں وہ روح پیدا کر دی ہے کہ وہ عیسائیت کا شکار ہونے کی بجائے اب خود عیسائیت کے شکار کے لئے باہر نکل رہے ہیں اور جاوی اور ڈچ زبانوں میں اسلام کا وہ سارا قیمتی لٹریچر ترجمہ کر کے رکھ دیا ہے۔ جس پر آپ نے یہاں اس قدر محنت اور روپیہ خرچ کیا ہے۔ اسی طرح مرزا مظفر بیگ صاحب نے فجی میں آریہ سماج کے خلاف اسلام کا جھنڈا بلند کیا اور ایک بڑی بھاری جماعت وہاں بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ کیا یہ کوئی معمولی خدمت کے کام ہیں۔ یاد رکھئے گا کہ آپ کا اس موقعہ پر گھر بیٹھے رہنا ان مجاہدین کی خدمات کی ناقدری کے مترادف ہوگا [illegible]

کی بڑھتی ہوئی فوجوں کے عین وسط میں اسلام کا جھنڈا لگ گیا ہے۔ اور قلوب اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور دوسری طرف کس طرح ان اسلامی آبادیوں میں بیداری پیدا ہو رہی ہے جن کی غفلت کی وجہ سے عیسائیت اور دوسرے مذاہب کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا ہو گیا تھا کہ وہ اسلام کو روحانی رنگ میں مغلوب کر لیں گے۔ لیظہرہ علی الدین کلہ کا وہ نظارہ آج آپ کی اس چھوٹی سی جماعت میں موجود ہے جو دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ آئیے اور اس نظارہ کو دیکھکر اپنے قلوب کے اندر نئی طاقت پیدا کیجئے۔ یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔ کہیں اور دنیا میں یہ نظارہ دکھائی نہیں دے گا۔ کہ کس طرح ایک جماعت گالیاں کھا کر دکھ اٹھا کر تبلیغ اسلام کے جہاد میں ان تھک قوت کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور اپنے لٹریچر کے ذریعے سے کس طرح ایک طرف مسلمانوں میں بیداری اور نئی قوت پیدا کر رہی ہے اور دوسری طرف اس عظیم الشان باطل کو جو دجال کے وجود سے قائم ہے نیچا دکھا رہی ہے اور دجال کے مرکزوں میں اسلامی جھنڈا قائم کرنے میں کامیاب ہوئی ہے اور پھر اس کی قوت کو دیکھئے کہ ادھر خود ہمارے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں ہماری مخالفت کا نیا جوش پیدا ہو رہا ہے تو ادھر ہمارے دلوں میں بھی تبلیغ اسلام کا نیا جوش پیدا ہو رہا ہے۔ ہم تو اسلام کی فوج تھے۔ مگر افسوس کہ ہمارے اپنے بھائی اس وقت ہمیں پیچھے سے مارنا چاہتے ہیں۔ جب ہم دشمن کے مقابل پر کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر باایں ہمہ ہمارا قدم خدا کے فضل سے آگے ہے اور ہم نئے نئے میدانوں میں اسلام کے جھنڈے گاڑتے جا رہے ہیں چنانچہ اسی جلسہ سالانہ پر یہ نظارہ بھی آپ دیکھیں گے کہ نائجیریا (مغربی افریقہ) میں ایک نیا مشن قائم ہو رہا ہے۔ جہاں مولوی غلام نبی صاحب مسلم بی۔ اے کو بھیجا جا رہا ہے آئیے اور اپنی شمولیت اور اپنی دعاؤں سے ان کاموں کو قوت دیجئے اور دنیا کو دکھائیے کہ خدا کی نصرت کس طرح اس جماعت کے شامل حال ہو رہی ہے۔

ہاں جہاں آپ اپنی شمولیت سے اس کام کو قوت دینے کیلئے آئیں۔ اس سامان سے بھی غافل نہ ہوں جس پر اس کام کی قوت کا دارومدار ہے۔ وہ مجاہد جو اسلام کا پرچم نئے میدانوں میں لہراتے ہیں۔ وہ تو تھوڑے ہی ہیں۔ ان کے پیچھے آپ کی مالی امداد وہ سامان ہے جس کو مہیا کر کے آپ بھی اس جہاد میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جو اتنے دور دراز ملکوں میں جگہ جگہ ہو رہا ہے۔ سو جلسہ میں آئیں تو اس سامان سے غافل نہ ہوں آپ کے ایک ایک قطرہ پانی . . لانے سے ایک نہر بن سکتی ہے۔ آپ کو یہ علم ہونا چاہئے کہ انجمن کئی سال سے مالی زیر باری کے نیچے ہے اور آمد خرچ سے کم ہو رہی ہے اس کی وجہ اس کے سوائے کچھ نہیں کہ ہمارے بہت سے دوست ہاتھ ہلانا پسند نہیں کرتے اور ان کی تعداد تھوڑی ہے جن کو یہ فکر یا احساس ہے کہ انجمن کو اس کی ضروریات کے مطابق مدد پہنچانا ہی ہمارا فرض ہے اس لئے آپ سالانہ جلسہ میں آئیں تو اس بات کا فکر کر کے آئیں کہ میں کس کس رنگ میں مدد پہنچا سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فضل کے سامان کبھی ختم نہیں ہوتے یہ ہماری ہمت ہے جو ختم ہو جاتی ہے یا تھک کر رہ جاتی ہے . . . .

. . . . ولا تیئسوا من روح اللہ کی خوشخبری کو اپنے سامنے رکھئے اور خدا کی نصرت کے سامانوں کی تلاش میں نکل پڑیئے۔ اگر نکلنے کے بعد آپ ناکام بھی ہو جائیں تو بہر حال آپ ثواب کے مستحق ہو گئے۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے دین کی نصرت کیلئے جو نکلے گا جو کوشش کرے گا۔ وہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا پختہ وعدہ ہے۔ ولینصرن اللہ من ینصرہ۔ مشکل یہی ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ وہ ہاتھ پیر نہ ہلائیں اور نصرت الٰہی آ جائے اس لئے بیٹھ رہ [illegible] کوشش کر کے دیکھئے۔ اپنے

اردگرد نظر دوڑائیے۔ اپنے رشتہ داروں، دوستوں کو دیکھئے کہاں کہاں سے آپ کو دین کی نصرت کا کچھ سامان میسر آسکتا ہے آپ سوچیں گے اور پھر کوشش میں لگ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نصرت کے سامان پیدا کردے گا۔

اس کے علاوہ ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں۔ ایسے دوستوں کو ساتھ لائیں۔ جنہیں کچھ دلچسپی سلسلہ سے پیدا ہو چکی ہے۔ ہماری راہ میں مشکل ایک ہی ہے کہ لوگ ہمارے کام سے ناواقف ہیں اور ہمارے عقائد کے متعلق ان کے دلوں میں غلط فہمی ہے۔ اگر وہ سالانہ اجتماع میں شامل ہوں اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں تو اثر لئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس لئے آج سے ہی اس فکر میں لگ جائیں کہ کتنے آدمیوں کو آپ ساتھ لاسکتے ہیں۔ اگر ایسے دوست ہوں جن کے لئے خاص انتظام کی ضرورت ہو تو اس کے متعلق پہلے سے دفتر میں اطلاع دیں۔ انشاء اللہ مہمانوں کو ہر قسم کی سہولیت پہنچانے کا انتظام کردیا جائے گا۔ والسلام

خاکسار:- **محمد علی**

مسلم لیگ اور قادیانی جماعت

کانگریس سے قادیانی جماعت کا رشتہ عقیدت روز بروز زیادہ استوار ہو رہا ہے۔ مشہور کانگریسی خاتون لاڈو رانی زتشی صاحبہ قادیان جا کر ایک "موثر لیکچر بھی" دے آئی ہیں۔ ممکن ہے جناب خلیفہ صاحب کی قصر خلافت میں ان سے کوئی ملاقات بھی ہوئی ہو۔ یہی وجہ ہو کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے اس مضمون کی زرّیں دلائل جو حال ہی میں حضرت ممدوح نے "مسلم لیگ اور کانگریس" کے عنوان سے رقم فرمایا ہے۔ قادیانی حضرات کے لئے بہت تکلیف دہ ثابت ہو رہی ہیں محمودی خلافت کا سرکاری ارگن "الفضل" اپنے مخصوص عامیانہ رنگ میں طعنے دے رہا ہے کہ مسلم لیگ تو احمدیوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتی۔ لیکن "پیغامی" اس کے باوجود مسلم لیگ کو کانگرس کے مقابلہ پر ترجیح دے رہے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ:-

> ذرا ان کی (جماعت لاہور کی) ذہنیت اور ان کا طرز عمل ان کی اسلام سے وفاداری اور باغیرتی کا اندازہ اس سے لگائیے کہ مسلم لیگ تو اعلان کر چکی ہے کہ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کا مامور اور راستباز مانے۔ اسے وہ مسلمان نہیں سمجھتی . . . .
> لیکن غیر مبائعین کے جناب امیر بڑی سرگرمی کے ساتھ اپنی پارٹی کو یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ مسلم لیگ میں شامل ہو جانا چاہئے۔ یہ ہے وہ غیرت و محبت جس پر "پیغام صلح" اور اس کے امیر کو ناز ہے"! (الفضل ۲۴ر نومبر)

اس غیر معقول اعتراض کا جواب حضرت امیر ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا جو پیش نظر اشاعت کے تیسرے صفحہ پر درج ہے۔ ہمارا قادیانی معاصر اسے مطالعہ کر کے اپنی تسلی کر سکتا ہے —— لیکن گذارش یہ ہے کہ جب مسلم لیگ کے اس فیصلہ کے باوجود اس کو کانگرس پر ترجیح دینا بے غیرتی ہے تو قادیانی جماعت نے مسلم لیگ کے قواعد کیوں طلب کئے اور بقول "الفضل" مسلم لیگ میں شرکت کا معاملہ ان لوگوں کے زیر غور کیوں رہا ہے۔ مسلم لیگ کا یہ فیصلہ کوئی نیا نہیں اور اس فیصلے کے عمل کے باوجود اس سے قواعد طلب کرنا اور اس میں شرکت کے مسئلہ پر غور کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ کیا معاصر "الفضل" اس پر کوئی روشنی ڈال سکتا ہے؟ ...... سچ ہے کہ تعصب معقولیت کا دشمن ہے۔

سابق شہنشاہ حبش سے ایک سبق

آجکل سابق شہنشاہ حبش یورپ میں انتہائی عسرت و مصیبت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اخبار "ڈیلی ہیرلڈ" کا بیان ہے کہ

"وہ حبشہ سے جو اشیاء لائے تھے ایک ایک کر کے فروخت کر چکے ہیں اور اب انکے پاس نہ سرمایہ ہے اور نہ کوئی اور ذرائع ہیں جن سے بسر اوقات کرسکیں آپنے جو مکان خریدا تھا اسے بھی فروخت کروا لئے ہیں۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ تمام ملازموں کو برخاست کر دیا ہے اور بچوں کی نرس کے علاوہ اور کوئی ملازم نہیں آپکے چند ایک رشتہ دار آپکے ساتھ ہیں ان میں سے بھی اکثر جلد چلے جائیں گے معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنی موٹر بھی فروخت کر لینا چاہتے ہیں۔ گھر میں آتش دان بھی اتنے نہیں جن سے تمام کمرے گرم رہ سکیں غرضیکہ آپ کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔

ذرا اندازہ کیجئے ایک وسیع ملک کے مطلق العنان شہنشاہ کی یہ حالت اس کے لئے کس قدر رنج و تکلیف کا باعث ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی اخبار مذکور کا بیان ہے کہ

"اطالیہ کو حبشہ میں سخت مشکلات کا سامنا ہے ابھی تک وہ پورے طور پر حبشہ میں اپنا تسلط قائم نہیں کرسکا ...... اب مسولینی اس کوشش میں ہے کہ شہنشاہ کو کسی نہ کسی طرح واپس لایا جائے اور حبشیوں کو یہ بتایا جائے کہ ان کا حکمران شہنشاہ ہی ہے مگر اس کی حیثیت ایک وائسرائے سے زیادہ نہ ہو۔ اس کے متعلق مسولینی نے شہنشاہ کے پاس باقاعدہ پیغام بھیجا مگر انہوں نے موجودہ افلاس کے باوجود اس پیشکش کو ٹھکرا دیا نمایندہ اخبار سے شہنشاہ نے بیان کیا کہ میں مسولینی کے ماتحت رہ کر حبشہ میں حکومت نہیں کرنا چاہتا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ میں اپنی قوم کو شخصی دولت و حفاظت کیلئے فروخت کردوں"

شہنشاہ کا یہ غیر تمندانہ جواب یقیناً تاریخ کے صفحات میں سنہری حروف میں موجود رہیگا مسلمان قوم کی وہ شخصیتیں اور جماعتیں جو اپنی اغراض اور مخصوص فوائد کی خاطر غیروں کے ہاتھوں قومی مفاد کو فروخت کر رہی ہیں اور کانگریس کے سامنے عجز و نیاز سے جھک رہی ہیں یا جھکنے کی تیاریاں کر رہی ہیں کیا وہ شہنشاہ حبشہ سے کوئی سبق نہیں لیں گی! —— بالخصوص جماعت قادیان۔ کوچہ بلی ماران دہلی کی جمعیتہ العلماء اور دیوبندی مولوی۔

جلسہ سالانہ کی تاریخیں

۲۴ —— ۲۵ —— ۲۶

(جمعہ) —— (ہفتہ) —— (اتوار)

دسمبر ۱۹۳۷ء مقرر ہوئی ہیں

خواتین کا جلسہ ۲۳ر دسمبر (جمعرات) کو ہوگا

جن احباب کے ساتھ خواتین تشریف لانیوالی ہوں وہ ۲۲ر دسمبر کی شام یا ۲۳ر دسمبر کی صبح تک پہنچنے کی کوشش کریں تاکہ ان کی خواتین زنانہ جلسہ میں شرکت کرسکیں اگر یہ کسی خاص وجہ سے ممکن نہ ہو تو

۲۳ر دسمبر کی شام یا ۲۴ر دسمبر کو صبح دس بجے تک

تمام دوست لازمی طور پر تشریف لے آئیں تاکہ نماز جمعہ مرکز میں پڑھ سکیں۔ اس روز کا خطبہ انشاء اللہ بہت پرمعارف اور ضروری ہوگا۔ نماز جمعہ کے معاً بعد ابتدائی جلسہ شروع ہو جائیگا

پروگرام اور دیگر تفصیلات آیندہ اشاعتوں میں درج ہونگی

نمائش لاہور میں شراب کی فروخت

حکومت پنجاب کی طرف سے منٹو پارک لاہور میں جو آل انڈیا صنعتی و فنی نمائش منعقد کی گئی ہے وہ قابل تعریف ہے لیکن اس کے منتظمین نے احاطہ نمائش میں شراب کی فروخت کی اجازت دے کر ایک بہت ہی افسوسناک غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ گذشتہ ہفتہ لاہور کے قریباً اسی ہندو، مسلمان، سکھ معززین و اکابر کے دستخطوں سے ایک اپیل شائع ہوئی ہے اور جلسہ عام میں یہی مطالبہ کیا گیا کہ نمائش میں شراب کی فروخت قطعی طور پر ممنوع قرار دی جائے۔ یہ مطالبہ اتنا واضح اور ضروری ہے کہ اس کی حمایت کے لئے دلائل کی قطعاً ضرورت نہیں۔ ایک ایسے اجتماع میں جو صنعت و فنون کو ترقی دینے کے لئے منعقد کیا گیا ہے جس میں نوجوان، بچے۔ عورتیں اور لڑکیاں بھی بکثرت آئیں گی۔ وہاں شراب کی فروخت اور اسکے پینے کی اجازت دے دینا نہ صرف اخلاقی لحاظ سے قابل اعتراض ہے بلکہ انتظامی مصلحتوں کے بھی خلاف ہے ہمیں امید ہے کہ حکومت پنجاب اور منتظمین نمائش لاہور کے معززین و اکابر کے اس مشورہ کو قبول کرتے ہوئے نمائش کے اندر اور اس کے قریب شراب کی فروخت کی فی الفور ممانعت کردیں گے۔

لاہور ہائیکورٹ میں مسلمان جج کے تقرر کا مطالبہ

لاہور ہائیکورٹ میں مسلمان ججوں کی تعداد بہت ناکافی ہے اسلامی حلقے عرصہ دراز سے اس کمی کو محسوس کر رہے ہیں اور بجا طور پر اس کو ایک افسوسناک حق تلفی سمجھتے ہیں اس بارہ میں وہ اپنے مطالبات بار بار پیش کر چکے ہیں جن پر تاحال کما حقہ توجہ نہیں دی گئی۔ اب بہت جلد اس ہائیکورٹ میں ایک جج کی آسامی خالی ہونیوالی ہے۔ چنانچہ پنجاب کے بیشمار مقامات کے مختلف اسلامی اداروں نے قراردادوں کی صورت میں حکومت سے درخواست کی ہے کہ وہ جج کی اس آسامی پر کسی ایسے قابل مسلمان قانون دان کو متعین کرے جو اپنی قوم کے نزدیک بھی قابل اعتماد ہو۔ بدیں حکومت کا فرض ہے کہ وہ مسلمان قوم کے اس جائز و معقول مطالبہ کو بلا تاخیر منظور کرکے انہیں شکریہ کا موقع دیں۔

بعض ذمہ دار حلقوں میں اس اندیشہ کا اظہار بھی کیا جا رہا ہے کہ خالی ہونیوالی آسامی کو پُر کرتے وقت پھر مسلمانوں کے حقوق کو نظر انداز کردیا جائیگا۔ اگر ایسا ہوا تو یہ انصاف و مصلحت کے سراسر خلاف ہوگا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ زیادہ بلند آواز سے اپنے مطالبہ کا اعادہ کریں اور ہر مقام پر جلسے منعقد کر کے اس غرض کیلئے قراردادیں منظور کریں جنکی نقول مرکز کو ارسال کریں

صاحب وسعت احباب سے اپیل

دار الیتامیٰ کی عمارت

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

میں نے خطبہ جمعہ میں احباب سے اپیل کی تھی کہ دار الیتامیٰ کی عمارت جس پر پانچ ہزار روپے خرچ کا اندازہ ہے کوئی مخیر بزرگ بنوا دیں اور میری یہ بھی خواہش تھی۔ کہ اُسے کوئی ایک ہی مالدار دوست جنہیں خدا نے اپنے فضل سے دیا ہی پورا کر دیں۔ مجھے یہ یقین تھا اور اب بھی ہے کہ یہ کام ہو کر رہے گا۔

اس اپیل پر ایک محترم دوست کی طرف سے مجھے اس قدر اطلاع ملی ہے کہ وہ اس عمارت کی ایک چوتھائی کو اپنے ذمے لیتے ہیں اور ۱۲۵۰ روپے اس کار خیر کے لئے عنایت فرمائیں گے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء اب باقی تین بزرگوں کی ضرورت ہے جو ایک ایک حصہ کو اپنے ذمہ لیکر اس کام کی طرف سے مجھے فارغ کر دیں۔

بے شک ہمیں اپنے بال بچوں کیلئے مکانوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر مبارک وہ لوگ ہیں جو اپنے بال بچوں کے ساتھ قوم کے بے باپ بچوں کیلئے مکان کی فکر کریں کہ ان کو محمد رسول اللہ صلعم سے بڑے قرب کی نسبت پیدا ہو جائے گی۔ مگر یہ فیصلہ کرنے میں زیادہ دن نہ لگنے چاہئیں۔

محمد علی

جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے

جماعت کی خواتین سے اپیل

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

میری محترم بہنو! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

میں اس جلسہ سالانہ پر آپ کے ہاتھوں سے ایک عظیم الشان کام کی بنیاد رکھوانا چاہتا ہوں یعنی یہ کہ آپ اپنی ہمت سے ایک دار الیتامیٰ قائم کر دیں۔ جہاں قوم کے بے باپ بچوں کی تربیت ہو سکے۔ میں خود اس کی عمارت کی فکر میں ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے کچھ راہ تو کھول دی ہے اور اس کے ساتھ میرا دل اس یقین سے لبریز ہے کہ جلسہ سالانہ سے پہلے پہلے تعمیر دار الیتامیٰ کی طرف سے میں بے فکر ہو جاؤں گا۔ مگر جہاں اگلے سال کے پہلے پانچ چھ ماہ میں اس کی عمارت بن جانے کی قوی امید ہے۔ وہاں ابھی تک مجھے خواتین میں وہ حرکت نظر نہیں آئی۔ جو ایک دفعہ انسانی قلوب میں پیدا ہو جائے تو ہر ایک مشکل دور ہو جاتی ہے۔

اس لئے میں تمام قوم کی محترم خواتین سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس دفعہ سالانہ جلسہ پر بہت زیادہ تعداد میں آئیں۔ بالخصوص قریب قریب کے شہروں کی خواتین کو تو چاہیئے کہ وہ سب کی سب جلسہ میں شامل ہوں۔ دو تین دن کے لئے انہیں تکلیف تو ضرور ہوگی۔ مگر ان کی یہ تکلیف قوم کیلئے زندگی کا پیغام ثابت ہوگی۔ اور ان کا یہ اجتماع اس کام کو جو بظاہر بہت مشکل نظر آ رہا ہے آسان کر دیگا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کام کو ہاتھ میں لینے سے پہلے وہ ایک سال کا خرچ جمع کر لیں۔ کہ وقت پر کبھی تکلیف نہ ہو۔ اور یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ سب خواتین مل کر یہ عزم کر لیں کہ ہم نے اپنے اپنے شہروں میں جا کر اس کام کو کامیاب کرنا ہے اس کیساتھ ہی تمام احباب سے اپیل ہے کہ وہ میری اس آواز کو اپنی اپنی خواتین تک پہنچا دیں اور انہیں جلسہ سالانہ پر شمولیت کیلئے تیار کریں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر یہ زندگی کی رو خواتین کے اندر پیدا ہو جائے یعنی خدا اور اس کے رسول کی محبت کیلئے کام کرنا۔ تو ہماری قوم دنوں میں اوج ترقی پر پہنچ جائے گی۔

میں پھر اپنی خواہش کو دوہراتا ہوں۔ خواتین کثرت کے ساتھ جلسہ سالانہ پر آئیں اور اس کام کیلئے تیار ہو کر آئیں کہ ہم نے دار الیتامیٰ کا انتظام کر کے وہاں سے واپس آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہوگا۔ والسلام

محمد علی

صاحبزادہ سر عبد القیوم کا انتقال پر ملال

گذشتہ ہفتہ کی سب سے زیادہ رنجدہ اور افسوسناک خبر یہ ہے کہ صاحبزادہ سر عبد القیوم صاحب سابق وزیر اعظم صوبہ سرحد ۳ دسمبر کی شب کو اپنے گاؤں موضع ٹوپی ضلع مردان میں حرکت قلب بند ہو جانے سے بعمر ۷۱ سال انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وفات نہ صرف صوبہ سرحد بلکہ تمام اسلامی ہندوستان کے لئے ایک نقصان عظیم ہے جس کی تلافی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی آپ نے ہمیشہ مسلمانان ہند کی مفید تحریکات میں نمایاں حصہ لیا، سرکاری حلقوں، سرحدی کونسل، مرکزی اسمبلی اور گول میز کانفرنس میں مرحوم ہمیشہ مسلمانوں کی قوت و طاقت کا ایک مینار بنے رہے۔ صوبہ سرحد کے لئے تو آپ نے بیش قیمت خدمات انجام دیں جنہیں تاریخ کبھی بھی فراموش نہ کر سکے گی آپ کے سیاسی خیالات و مسلک سے بہت سے لوگوں کو اختلاف تھا لیکن آپ کا خلوص اصول پسندی استقلال اور عدیم المثال قوت عمل سب کے نزدیک مسلمہ تھی ـــــ یہی وجہ ہے کہ آج مرحوم کو خراج تحسین ادا کرنے میں اشد ترین مخالفین بھی ان کے مداحوں کے ہمنوا ہیں۔

صاحبزادہ سر عبد القیوم صاحب مرحوم ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے ۱۸۸۸ء میں آپ کی سرکاری ملازمت کا آغاز ہوا اور ملازمت کا بیشتر حصہ آپ نے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور پولیٹیکل ایجنٹ کی حیثیت سے بسر کیا ۱۹۰۸ء میں حکومت نے آپ کو سر اور ۱۹۱۷ء میں کے سی آئی۔ ای کے خطابات دیئے۔ ریٹائر ہونے کے بعد آپ بالکل قومی خدمات کے لئے وقف ہو گئے اسلامیہ کالج پشاور کا قیام اور اس کی ترقی زیادہ تر آپ ہی کی مساعی کا نتیجہ ہے اس لحاظ سے مرحوم کو بجا طور پر صوبہ سرحد کا سر سید کہا جاتا ہے۔ صوبہ سرحد میں اصلاحات کے نفاذ میں مرحوم کی ان تھک و مخلصانہ کوششوں اور بہترین قابلیتوں کو بہت کچھ دخل ہے نفاذ اصلاحات کے بعد آپ صوبہ کے سب سے پہلے اور واحد وزیر مقرر ہوئے آئین جدید کے ماتحت بھی آپ نے ہی سب سے پہلے وزارت قائم کی لیکن کانگرس کے عہدوں کو قبول کرنے کے بعد ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ آپ کو وزارت عظمٰے سے مستعفی ہونا پڑا۔ اگر اس موقع پر آپ اپنے بعض اصولوں سے دستبردار ہو جاتے تو آپ کی وزارت محفوظ تھی لیکن آپ نے اس عہدہ کی خاطر اصولوں کو قربان کرنا گوارہ نہ کیا۔

مرحوم کو ملکی و اسلامی تحریکات کے علاوہ اسلامی لٹریچر سے بھی خاص دلچسپی تھی۔ دینی کاموں میں بھی کئی مرتبہ آپ نے قابل قدر حصہ لیا۔ غرضیکہ مرحوم بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے آپ کی وفات ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور صوبہ سرحد میں آپ کی جگہ لینے والے کسی باہمت اصول پسند مسلمان کو میدان عمل میں لے آئے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اسلامیہ کالج پشاور آپکی سب سے بڑی یادگار ہے جسکو موجودہ کانگرسی دور کے حوادث سے محفوظ رکھنا اور ترقی دینا صحیح الخیال باشندگان سرحد کا فرض ہونا چاہیئے۔

معذرت

گذشتہ ہفتہ خاکسار مدیر کی پھوپھی صاحبہ محترمہ شدید علالت کے بعد انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجھے چند روز کے لئے وطن جانا پڑا اسلئے گذشتہ اشاعت میں ادارت حسب منشاء مرتب نہ ہو سکیں قارئین کرام سے معذرت خواہ ہوں مرحومہ نہایت بزرگ و نیک بی بی تھیں صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں دینی و خیراتی کاموں میں ہمیشہ حصہ لیتیں احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

خاکسار [illegible] مدیر پیغام صلح

انسداد بیکاری

پبلک امداد کی درخواست

بیکاری کا مسئلہ صوبہ کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے اور لازمی طور پر ہماری آئندہ ترقی کی راہ میں حائل ہے۔ حکومت پنجاب نے اس مسئلہ پر غور کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی مرتب کی تھی جس نے قریباً دو ماہ ہوئے مشرح و مبسوط سوالات کی فہرست شائع کی تھی۔ ان سوالات کو کافی اشاعت حاصل ہوئی۔ لیکن یہ امر افسوسناک ہے کہ ان کے متعلق جو جوابات موصول ہوئے ہیں وہ مایوس کرنے والے ہیں اس مسئلہ کے متعلق مکمل اور مناسب غور و فکر کا انحصار نہ صرف بیکار اشخاص بلکہ اہم صنعتی کارخانوں کے مالکوں اور عوام کے لیڈروں کے مکمل اشتراک عمل پر موقوف ہے۔ موثق امید ہے کہ صوبہ کے عام سود و بہبود کو مدنظر رکھتے ہوئے انجمن تحقیقات بیکاری کے ساتھ ہر وہ شخص جو مدد کرنے کے قابل ہے نہایت فراخدلی سے شرکت عمل سے کام لیگا۔ سوالات اپنے دائرہ تحقیقات کے اعتبار سے نہایت وسیع ہیں اور اس امر کی توقع نہیں کی جا رہی کہ ہر شخص سب سوالات کا جواب دے۔ کمیٹی کے ارکان شکر گزار ہوں گے۔ اگر کسی ایک شعبہ یا اس کے جزو کے متعلق جس میں انفرادی طور پر کسی صاحب کو خاص دلچسپی ہو تفصیلی جوابات دیئے جائیں اور ان کی تائید میں اعداد و شمار پیش کئے جائیں۔ یہ مسئلہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے اشد ضروری ہے اور امید ہے کہ جن اصحاب کو اس میں دلچسپی ہے وہ اپنے جوابات سکرٹری پنجاب ان ایمپلائمنٹ کمیٹی کو مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء تک بھیجدیں گے۔

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ - منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ اللہ دتا ولد محمد خان ذات بلوچ سکنہ کوٹ بلوچ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۵-۱۲-۳۷ مقرر کیا ہے لہٰذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳-۱۲-۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین۔ مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ منجملہ قواعد (۵) تحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ جس [illegible] ولد نادر [illegible] ذات سید ساکنہ بستی غازی شاہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۵-۱۲-۳۷ مقرر کیا ہے لہٰذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵-۱۲-۳۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

جلسہ سالانہ کے متعلق

ضروری درخواست

ہر ایک جماعت کے سکرٹری و صدر صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ

۱۔ جلسہ سالانہ پر جسقدر احباب تشریف لانے والے ہوں ان کی ایک فہرست تیار کر کے دفتر مہتمم صاحب جلسہ سالانہ میں ارسال فرماویں۔ تاکہ منتظمین کو انتظام میں سہولت ہو۔

۲۔ جو صاحب معہ اہل و عیال آنا چاہیں وہ بھی قبل از وقت اطلاع دیں۔ تاکہ ان کے لئے مکان کا انتظام کیا جائے۔ بعض احباب بلا اطلاع اہل و عیال سمیت تشریف لاتے ہیں۔ اس سے ہمیں تو خوشی ہے۔ مگر جلسہ کے ایام میں انتظام ہونا سخت مشکل ہوتا ہے جس سے ان کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور منتظمین کو بھی۔

۳۔ یہ کوشش کی جائے کہ اپنے حلقہ اثر سے احمدی غیر احمدی مرد، عورت، اور بچوں کو جلسہ پر لایا جائے تا جماعت سے ان کو گہرا تعلق پیدا ہو۔ اور وہ جماعت کے کاموں سے دلچسپی لیں۔

۴۔ دستکاری کے بھیجنے کا انتظام ضرور کیا جائے اس کے لئے مستورات میں تحریک کی جائے۔

۵۔ موسم کے مطابق گرم بستر اپنے ہمراہ ضرور لائیں۔

۶۔ جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے ہر جگہ سکرٹری صاحبان چندہ جمع کریں لیکن اگر کوئی صاحب نقد کی بجائے اجناس سے امداد کر سکتے ہوں۔ تو وہ اجناس سے امداد دیں اور جلد از جلد اجناس بھیجدیں۔ اور دفتر مہتمم صاحب جلسہ میں اس کی اطلاع کر دیں۔

۷۔ جہاں کوئی مبلغ ان کے پاس جائے۔ اس کی ہر طرح اعانت کریں۔

۸۔ جو اپیل اور تبلیغی ٹریکٹ وغیرہ بھیجے جائیں وہ اپنے شہر اور گرد و نواح کے سمجھدار اصحاب میں تقسیم کریں تاکہ اصل مطلب فوت نہ ہو جائے۔

سیکرٹری تبلیغ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

نمائش زنانہ دستکاری

خواتین جماعت سے درخواست

نمائش کے لئے اشیاء کی تیاری فوراً شروع کر دیں۔ وقت تھوڑا رہ گیا ہے ہر ایک احمدی خاتون اور لڑکی کو چاہیئے کہ وہ اپنے ہاتھ سے ضرور کوئی نہ کوئی چیز تیار کر کے بھیجے

خاکسار۔ سید غلام مصطفےٰ شاہ مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ضروری اطلاع

برائے مہمانان جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو احباب معہ اہل و عیال تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ از راہ مہربانی جلد از جلد دفتر سکرٹری تبلیغ میں اطلاع دیں تاکہ ان کے لئے مکان کا مناسب انتظام کیا جائے۔

خاکسار۔ سید غلام مصطفےٰ شاہ

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ایک غیر از جماعت مولوی سے گفتگو

(از حکیم محمد نعمان صاحب - دارالاحسان منٹگمری)

چند روز ہوئے میرا رات کا کھانا جناب ڈاکٹر عبداللطیف صاحب چھاؤنی لاہور کے ہاں تھا۔ اتفاق سے وہاں مولینا مولوی عبدالعزیز صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد چھاؤنی لاہور بھی تشریف فرما تھے۔ دوران گفتگو میں ڈاکٹر لطیف صاحب نے ایک نہایت لطیف پیرایہ میں کلام کا رخ بدلتے ہوئے یہ سوال پیش فرمایا۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب نے عیسائیوں میں تبلیغ اسلام کا کوئی نمایاں کام نہیں کیا۔ ضلع گورداسپور کی مردم شماری کے اعداد لیجئے۔ جب سے مرزا صاحب کا مشن شروع ہوا ہے عیسائیوں کی مردم شماری بڑھ رہی ہے۔ خاکسار نے جواباً عرض کیا کہ چراغ تلے اندھیرا ہوا ہی کرتا ہے اسی لئے قادیانی جماعت مرزا صاحب کو مانتے ہوئے بھی اندھیرے میں ہے۔ مرزا صاحب کے مشن کی ضیا افروزیاں دیکھنی منظور ہوں۔ تو یورپ پر نگاہ ڈالیے۔ جہاں کے گوشے اسلامی تعلیمات کا شکار ہو رہے ہیں۔ انگلینڈ میں مرزا صاحب کا مشن ہزارہا دلوں میں نور اسلام کی ضیا پاشیاں کر چکا ہے۔ برلن میں مرزا صاحب کے مشن کی ایک سعید النفس نے بھی حلقہ بگوش اسلام بنا چکا ہے۔ اسی طرح دنیا کے اطراف و اکناف ...... مرزا صاحب کے مشن سے منور ہو رہے ہیں۔ جس طرح خورشید اپنی عالمتاب چمک سے ایک جہان کو روشن کر دیتا ہے۔ مرزا صاحب پنجاب میں پیدا ہوئے اس پنجاب ہی کو لے لیجئے ہزارہا نہیں لکھوکھہا اللہ کے نیک بندے مرزا صاحب کی غلامی کا جوا اپنی گردنوں میں ڈال چکے ہیں۔ اور بالخصوص آپ کے گھرانوں میں سے نکل نکل کر لوگ مرزا صاحب کے آستانہ معرفت پر ناصیہ فرسا ہیں کیا یہ آپ لوگوں کے لئے درس عبرت نہیں؟ گو ہم تھوڑے ہیں لیکن یہ قلت کثرت پر فخر کر سکتی ہے۔ کہ باوجود قلیل ہونے کے ہم نے وہ وہ کام کر دکھلائے ہیں جو آپ کی کثرت نہیں کر سکی۔ اور قرآن پاک خود اس بات کا شاہد ہے کہ قلت ہمیشہ خاص اور قیمتی اور کمیاب اشیا کی ہوا کرتی ہے سونا اور پلاٹینم اسی لئے گراں ہیں کہ وہ قلیل مقدار میں ملتی ہیں۔ لوہا اور مٹی اسی لئے ارزاں ہیں کہ وہ ہر جگہ کثرت سے مل سکتی ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ مرزا صاحب نے آپ لوگوں میں ہی سے ایک خاص سعید گروہ کی جماعت خدا اور اس کے رسول کی خدمت کے لئے علیحدہ کر لی اب چونکہ یہ مشن خدائی مشن ہے اس لئے جس قدر افراد اس میں قضائے الہٰی سے کم ہوتے جاتے ہیں۔ اسی قدر بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی اللہ اس میں اور شامل کر دیتا ہے۔ اور یہ گروہ فی الحقیقت حزب اللہ بنا ہے۔ گویا آپ لوگ جو سلسلہ احمدیہ سے دور پڑے ہیں۔ اس قابل نہیں کہ اسلام کی کوئی خدمت کر سکیں۔ سامعین اس جواب سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور کچھ دیر تک محفل میں سکوت طاری ہو گیا

اس کے بعد حضرت مولینا مولوی عبدالعزیز صاحب یوں گویا ہوئے۔ حکیم صاحب! ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ ذرا اس پر بھی روشنی ڈالئے۔ وہ یہ کہ حضرت محمد صلعم کو حکم ہوا کہ لوگوں کو کہہ دے۔ انا ارسلنٰک الیھم رسولاً شاھداً ومبشراً و داعیاً الی اللہ وسراجاً منیراً یہ قول حضرت محمد الرسول اللہ صلعم کو نبوت کے مقام پر کھڑا کر دیتا ہے۔ مرزا صاحب کو بھی یہی الہام ہوتا ہے۔ بلکہ یوں بھی یٰسٓ انک لمن المرسلین۔ لہٰذا وہ بھی نبی اور رسول ہوئے اور چونکہ دونوں الہام یا وحی ایک ہی ڈھنگ کے الفاظ پر مشتمل ہیں۔ لہٰذا مرزا صاحب ویسے ہی نبی اور رسول ہوئے جیسے حضرت محمد الرسول صلعم"۔ اعتراض بظاہر بڑا وقیع ہے اور پھر ایک جید عالم کی زبان سے نکل کر اس کی وقعت اور بھی بڑھ جانی چاہیئے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس جواب خود قرآن شریف میں موجود ہے۔ میں نے عرض کیا جناب مولینا۔ اول تو یہ فرمایئے۔ کہ اقرا باسم ربک الذی خلق کے نزول کے وقت حضرت محمد مصطفےٰ صلعم مقام نبوت کو حاصل کر چکے تھے یا نہیں۔ مولینا کو لازماً ماننا پڑا۔ کہ ہاں مقام نبوت پر تو رسول کریم اسی وقت سرفراز ہو گئے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ پھر جو آیت آپ نے تلاوت فرمائی ہے اسکے نزول کی وجہ یہ کس طرح ہو سکتی ہے اس وقت تو رسول خدا کی رسالت کا شہرہ اتنا بلند ہو چکا تھا کہ سارے عرب کے گوش اس آواز سے آشنا ہو چکے تھے۔ لہٰذا آپ کا یہ کہنا کہ انا ارسلنٰک الیھم رسولاً ... الخ رسول کریم کو مقام نبوت پر کھڑا کرنے کے لئے تھا غلط ٹھہرا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب ویسے ہی رسول ہیں جیسے حضرت محمد صلعم تو اس قضیہ کا تصفیہ بھی قرآن شریف موجود ہے

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سلطان ولد محمد ذات چدھڑ سکنہ چک چدھڑ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۹/۳/۳۸ مقرر کیا ہے لہٰذا جملے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ پٹھانہ ولد اگرا ذات کالوآنہ سکنہ سوکھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۹/۳/۳۸ مقرر کیا ہے لہٰذا جملے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ صالح ولد مراد ذات رگھوآنہ سیال سکنہ ننکانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۹/۳/۳۸ مقرر کیا ہے لہٰذا جاسے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ لکھمی رام ولد فتح چند ذات نہرہ سکنہ احمد پور سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۳/۳/۳۸ مقرر کیا ہے لہٰذا جاسے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ گوردتہ رام ولد دیتا رام و شنداس ولد رام چند ایسرداس ولد گوردتہ رام ذات کبوراتہ سکنہ کوٹ بہادر رنگولی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۴/۳/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جاسے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ خاندداس ولد آسانند ذات ددعہ سکنہ دھوتکہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۴/۳/۳۸ مقرر کیا ہے لہٰذا جاسے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

صلعم حضرت محمد مصطفٰے کو توحکم ہوتا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً دین کمال کو پہنچ چکا۔ اور تمام الٰہی انعامات اس دین کامل پر خاتمہ ہوگیا۔ اور اسلام کے دین پر اللہ راضی ہوگیا لیکن مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ ع

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے ٭ جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

پھر فرماتے ہیں۔ ع

اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے ٭ اے سونے والو جاگو شمس الضحٰی یہی ہے

ایک اور جگہ کہتے ہیں ع

ہست اوخیر الرسل خیر الانام ٭ ہر نبوت را بر وشد اختتام

اسی طرح ایک اور مقام پر لکھتے ہیں ع

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم ٭ یک قطرۂ زبحر کمال محمد است

گویا اسلام کو اپنی تمام تر تعلیم کا سرچشمہ اور حضرت محمد الرسول صلعم کو تمام افراد عالم سے کامل۔ اکمل اور ارفع مانتے ہیں۔ یہ تو مرزا صاحب کے اتباع رسول کی دلیل ہے۔ اب اس موضوع کی دوسری شق کی طرف غور فرمائیں۔ آیت متذکرہ بالا میں بیان کیا گیا ہے کہ دین اسلام کامل کر دیا گیا۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی چیز کے کمال تک پہنچنے کے پہلے اس کی نشو و نما کے اسباب کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ درخت اپنی ابتدائی حالت میں کمزور ہوتا ہے اس لئے اس میں قوت نامیہ نسبتاً زیادہ رکھی جاتی ہے اور اس کی احتیاط بھی زیادہ کی جاتی ہے۔ بعینہٖ یہی حال روحانی دنیا کا ہے۔ چونکہ مذہب حضرت آدم کے وقت پیدا ہوا۔ اور بڑھتے بڑھتے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں کامل ہوا۔ اس لئے اس کے ابتدا سے کمال تک قدرت کو خاص اہتمام کی ضرورت پیش آئی اور اس کی ترقی کے لئے بہترین اُستاد مہیا کرنا ضروری سمجھا گیا۔ لہٰذا انبیاء کی بعثت کا سلسلہ عمل میں لایا گیا۔ اس کے برعکس کمال کے بعد ہر چیز پر زمانہ انحطاط شروع ہو جایا کرتا ہے۔ زمانہ انحطاط میں صرف بقائے قوت کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ نہ کہ نشو و نما کی۔ قوت نشو و نما تو معراج کمال کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے۔ یہی حال مذہب کا ہے۔ حضرت محمد الرسول اللہ صلعم کے بعد مذہب کا زمانہ انحطاط شروع ہو جاتا ہے۔ اب کسی نشو و نما کے اسباب کی ضرورت باقی نہیں رہی کہ انبیا کے مبعوث کرنے کی ضرورت پیدا ہو۔ بقائے قوت کی ضرورت ہے۔ سو اس کے لئے محمد الرسول اللہ کی تعلیم کافی ہے۔ ہاں اگر قوم یا زمانہ پر کوئی ایسا خطرناک اور مہلک مرض مسلط ہو جائے تو محمد الرسول اللہ کی قوت قدسی یا اُن کے خلفا جن کو علما کہہ سکتے ہیں اس حالت میں قوم یا زمانہ کے معالج بن سکتے ہیں۔ اسی لئے حضرت رسول اکرم نے فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی مجھ سے پہلے چونکہ مذہب اپنے کمال کو نہیں پہنچا تھا اس لئے اس کی نشو و نما کے لئے انبیاء کی بعثت ضروری تھی مگر میرے بعد نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ تمام ضروری معالجات امراض روحانی میرے نسخہ (قرآن) میں موجود ہیں لہٰذا میرے علماء میرے بعد وہی کام کر سکیں گے جو پہلے انبیاء کے سپرد تھا۔ اب ظاہر ہے کہ پہلے انبیاء احکام جدیدہ لایا کرتے تھے مگر اب احکام جدیدہ کی ضرورت نہیں کیونکہ محمد رسول اللہ صلعم کا حکم ناطق ہے۔ دوسرے یہ کہ پہلے انبیاء خدا سے ہمکلام ہوتے تھے۔ سو یہ نعمت اب بھی جاری ہے اور محمد رسول اللہ صلعم کی قوت قدسی سے جاری ہے۔ لہٰذا یہ تمام اُمت محمدیہ کے لئے فخر کا باعث ہے کہ باوجود اُمتی ہونے کے نبی کے لقب سے سرفراز کئے جاتے ہیں۔ اور یہی مطلب ہے مرزا صاحب مسیح کے اس الہام کا جو جناب مولینا آپنے ابھی سنایا یعنی لیس انک لمن المرسلین۔ چونکہ مرزا صاحب رسول اکرم صلعم کے خلیفہ ہیں

دنیا کے پیشواؤں سے بالاتر

(تقریر صدارت جناب محترم پنڈت رادھے بہاری صاحب معرابی بی اے ایل ایل بی وکیل پرتاپ گڈھ)

یہ وہ تقریر دلپذیر ہے، جو پنڈت صاحب موصوف نے پرتاپ گڈھ (یو۔پی) کے جلسہ یوم النبی میں فرمائی۔

حضرات! یوں تو ہر ایک ملک و قوم والے اپنے لیڈر کی تعریف و توصیف کے ساتھ ساتھ خلوص اور محبت کا جذبہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن حضرت محمد صاحب کی شخصیت دیگر پیشواؤں سے بالاتر ہے۔ آپ نے قومی اور مذہبی اصلاح و تبلیغ کے سلسلہ میں اس قدر مصائب اور تکالیف برداشت کی ہیں کہ کسی دوسرے ہادی دین نے نہیں اٹھائیں۔ آپ کی بعثت کے زمانہ میں ملک عرب کی حالت نہایت زبوں تھی، دنیا کا کوئی بدفعل ایسا نہ تھا جو وہاں نہ ہوتا ہو۔ بت پرستی کا یہ عالم تھا کہ وہ لوگ بتوں ہی کو اپنا معبود اور خدا تصور کرتے تھے۔ عرب میں عورتوں کو نہایت ذلیل و خوار اور باعث ننگ و عار خیال کیا جاتا تھا۔ ان کا آپس میں تبادلہ ہو جاتا تھا، ایک شخص اپنی بیوی دوسرے شخص کی بیوی سے بدل سکتا تھا اور میراث کی صورت میں عورت پر قبضہ حاصل کر سکتا تھا۔ حرام کاری، زنا اور قمار بازی عام تھی۔

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام افعال شنیعہ کی روک تھام شروع فرمائی۔ تو آپ کی قوم نے آپ کو مشکوک نگاہ سے دیکھا اور آپ کے درپئے آزار ہو کر سخت سے سخت تکالیف دینے پر تل گئی۔ طرح طرح کی بدسلوکیاں، اور سختیاں آپ کی ذات گرامی کے ساتھ کیں اور ہر قسم کے مظالم اور مصائب آپ کے رفقاء پر ڈھائے گئے حتٰے کہ آپ کے بہت سے پیرو ہجرت کر کے بادشاہ نجاشی کے ملک حبشہ میں چلے گئے اور اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہہ گئے۔ خود حضرت محمدؐ کو بھی مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنا پڑی، اسی واقعہ سے سنہ ہجری کا آغاز ہوتا ہے۔

کفار عرب نے آنحضرت کو مدینہ میں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا بلکہ مدینہ پر بھی برابر فوجی حملے کرتے رہے، جن کا آپ کو مجبوراً مقابلہ کرنا پڑا۔ جب آنحضرتؐ نے اپنے دشمنوں کو مغلوب کر کے ایک فاتح کی حیثیت اختیار فرمائی تو اس وقت آپ کے حلم و عفو کا یہ عالم تھا کہ جب ایک مجرم جس نے آپ کی صاحبزادی کو نیزہ مار کر زخمی کر دیا تھا اور جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا تھا اور وہ بیچاری جانبر بھی نہ ہو سکیں۔ آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے بغیر کسی پرسش کے اُسے معاف فرما دیا۔ آپ کے چچا حضرت حمزہؓ کا قاتل پیش ہوا تو آپ نے اس کو بھی معاف فرما دیا۔

آپ کے ایثار اور سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ، اپنی ذات کے واسطے خود محنت و مشقت فرماتے تھے اور قومی فنڈ سے ایک حبہ تک بھی اپنی ذات کے واسطے قبول نہ فرماتے تھے، خیرات کا روپیہ آپ ہمیشہ مسکینوں اور محتاجوں کو تقسیم فرما دیتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ سے عقد ہو جانے کے بعد آپ کافی سرمایہ کے مالک ہو گئے لیکن آپ نے اپنی زوجہ محترمہ کی دولت کو بھی اپنی ذات پر صرف نہ فرمایا۔ آپ اپنا خرچ بکریاں چرا کر اور محنت کر کے پورا فرماتے۔ آپ ہمیشہ عبادت خدا میں مشغول رہتے۔ شب و روز غار حرا میں عبادت فرمایا کرتے۔ اس وقت ستو اور پانی پر آپکا گزارہ ہوتا تھا۔

ایک شب کا ذکر ہے کہ آپ میٹھی نیند سو گئے۔ صبح اٹھنے پر دریافت فرمایا کہ آج رات کو بستر بچھونا کیا تھا کہ مجھے نیند آ گئی؟ معلوم ہوا کہ روزانہ استعمال کا ٹاٹ ہی بچھایا گیا تھا لیکن اس دن بجائے دو پرت کے چار تہ کر دیا گیا تھا۔ اس پر آپ نے حکم دیا کہ حسب معمول دو تہیں کر کے اُسے بچھایا جائے۔

آپؐ کی سادگی اور قناعت کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ نے گھر سے ایک کمبل نکال کر دکھایا، جو جابجا پھٹا اور پیوند لگا ہوا تھا۔ یہی کمبل آپؐ کی تدفین کے وقت استعمال کیا گیا۔ کیا دنیا کی کوئی صاحب حکومت اور صاحب اقتدار ہستی اس کی مثال پیش کر سکتی ہے؟

آپؐ کو اپنی عظمت و قوت کا کبھی احساس نہ پیدا ہوا۔ آپ نے اپنی ذات کو معمولی انسان سے زیادہ کبھی نہ تصور فرمایا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپؐ اصحاب کی محفل میں تشریف لائے تو وہ سب تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فوراً فرمایا تم آپس میں ایک دوسرے کی تعظیم کے واسطے نہ کھڑے ہوا کرو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک تقریب کے سلسلہ میں چند لڑکیاں مجاہدین کے کارنامے گا رہی تھیں۔ انہوں نے آپؐ کو دیکھتے ہی آپؐ کی تعریف و توصیف میں گانا شروع کر دیا۔ آپ نے فوراً روکا کہ یہ مت گاؤ تم وہی گاؤ جو پہلے گا رہی تھیں۔

آنحضرت محمدؐ صاحب نے صنف نازک کے حقوق اور عزت و ناموس کی کامل حفاظت فرمائی۔ باپ اور خاوند کی وراثت میں عورت کا حصہ مقرر کیا۔ شادی اور نکاح کے معاملہ میں بالغ عورت کو پوری آزادی عطا فرمائی نابالغ عورت کے نکاح میں اس کے وارث کی رضامندی رکھی لیکن بالغ ہونے پر عورت کو پورا اختیار دیا کہ چاہے تو نابالغی کا نکاح قائم رکھے یا مسترد کر دے۔ نئی روشنی کے حضرات فرماتے ہیں کہ یورپ میں عورت کا بہت خیال کیا جاتا ہے حتی کہ اگر میم صاحبہ سواری سے اترنے لگیں تو صاحب بہادر فوراً ان کا ہاتھ تھام لیتے ہیں۔ لیکن شاید ان حضرات کو اس کا علم نہیں کہ خود حضرت محمد صاحب نے ایک موقعہ پر جبکہ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت صفیہؓ اونٹ پر سوار ہونے لگیں تو آپ نے اپنا گھٹنا آگے بڑھا دیا کہ وہ پیر رکھ کر آسانی سے اونٹ پر چڑھ جائیں۔ غور فرمائیے اتنی زبردست ہستی اپنے گھٹنے کو ایک عورت کے قدم رکھنے کے واسطے پیش کر رہی ہے۔ اس سے زیادہ عورت کا اور کیا احترام ہوگا؟ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ عورت کا جو احترام اسلامی ممالک نیز ہندوستان میں ہے۔ وہ یورپ وغیرہ میں مفقود ہے۔

آنحضرت محمدؐ صاحب مخزن جود و کرم تھے۔ پیکر اخلاق تھے۔ تمام عالم کے واسطے نمونہ تھے۔ آپ نے کبھی کسی کے ساتھ سخت کلامی نہ فرمائی حتی کہ "تو" کا لفظ بھی زبان پر نہیں لائے۔ مشرکین اور کفار عرب جن کے ہاتھوں آپ نے سخت سے سخت تکلیف اٹھائی۔ ان کے ساتھ بھی حسن سلوک اور نیک برتاؤ رہا۔ اگر کوئی شخص آپ کا دست مبارک پکڑ لیتا تو جب تک وہ خود نہ چھوڑتا، آپ نہ چھڑاتے۔ جو کوئی کام کے واسطے آپکی امداد چاہتا آپ فوراً اس کا کام انجام دے دیتے۔ اسی وجہ سے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ آپ کا اخلاق قرآن ہے یعنی جو کچھ قرآنی تعلیم ہے۔ آپ اس پر پورے عامل ہیں۔

اور اُن کی گدی کے جانشین ہیں۔ اس لئے ان کو منصب ختم نبوت کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے خداوند تعالیٰ نے اسی لقب سے یاد فرمایا ہے جس لقب سے کبھی اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفٰے صلعم کو یاد فرمایا تھا

ابھی اس راہ سے گذرا ہے کوئی ٭ کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

ہدایات برائے مہمانان جلسہ

۱ - جلسہ میں شریک ہونیوالے احباب اپنی تشریف آوری کی اطلاع ۱۵ - دسمبر تک مہتمم جلسہ کو بھیجدیں۔ اور اس میں اپنے ہمراہیوں کی تعداد لکھدیں تاکہ حسب حال رہائش کا انتظام کیا جائے مستورات اور بچوں کی تعداد علیحدہ دیں۔

۲ - جہاں انجمن کی مقامی شاخ ہو وہاں کے سیکرٹری صاحب کا فرض ہے کہ اپنے مقام کے متعلق وہ تمام کوائف مہتمم جلسہ کو ۱۵ دسمبر تک ارسال کردیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے

۳ - جو احباب معہ عیال تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ اس امر کی اطلاع مہتمم جلسہ کو ۱۵ دسمبر تک دیدیں اور اس میں یہ تحریر فرماویں کہ ان کے ساتھ کتنے نفوس ہونگے تاکہ رہائش تجویز کرتے وقت اس کا لحاظ رکھا جائے۔

۴ - جو خواتین جلسہ میں اپنے طور پر آنیوالی ہوں وہ بھی ہدایت علا پرعمل پیرا ہوں۔

۵ - سردیوں کا موسم ہے اس لئے مہمانوں کو چاہئے کہ اپنے ہمراہ کافی گرم بستر لاویں یہاں بستروں کا انتظام ہونا مشکل ہے۔

۶ - مہمانوں کے استقبال کے لئے ریلوے اسٹیشن پر رضاکاروں کا انتظام ہوگا مہمان ان رضاکاروں کی خدمات سے فائدہ اٹھاویں تو ان کو سہولت رہے گی۔

۷ - یہاں پہنچکر مہمان براہ راست مسلم ہائی سکول میں تشریف لے آئیں جہاں سے انہیں معہ اسباب ان کی مقررہ جائے رہائش پر پہنچا دیا جائے گا۔

۸ - چونکہ لاہور میں جلسہ گاہ کے قریب رہائشی مکانات ملنے میں دقت ہوتی ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ مہمان مسلم ہائی سکول کی عمارت میں قیام پسند کریں البتہ مستورات اور ان احباب کے لئے جنہیں کوئی تکلیف ہو علیحدہ قیام گاہ تجویز کرنے کی کوشش کی جائے گی احباب سے استدعا ہے کہ حتی المقدور مسلم ہائی سکول میں رہائش قبول فرماویں۔

۹ - احباب ریلوے کے رعایتی ٹکٹوں سے فائدہ اٹھاویں ۱۰۰ میل سے زائد سفر کے لئے ½ ۱ کرایہ پر واپسی ٹکٹ مل جائیں گے جو ۷ جنوری ۱۹۳۸ء تک کارآمد ہونگے۔

۱۰ - احباب ضروریات کے لئے والنٹیروں یا انچارج جلسہ سے استمداد کریں۔

۱۱ - کھانا کھانے کے اوقات حسب ذیل ہوں گے شام ½ ۵ تا ½ ۷ - صبح ۸ تا ½ ۹ بجے مہمان پابندی وقت کا خیال رکھیں تاکہ انہیں کھانا کھانے اور نمازوں کے لئے سہولت رہے۔ اور والنٹیروں کو کھانا کھلانے میں دقت نہ ہو۔

۱۲ - مہمان اپنی نقدی اور سامان وغیرہ کی خصوصاً سوتے وقت احتیاط کر لیا کریں۔

خاکسار - سید غلام مصطفےٰ شاہ مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

سرکاری اطلاع

امیدواروں کی اس سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ اسامیوں کے متعلق اشتہارات ان کی نظر انداز نہ ہو جائیں پنجاب اور صوبہ سرحد شمال مغرب کی مشترکہ پبلک سروس کمیشن اعلان کرتی ہے کہ آئندہ وہ اپنے اشتہارات اخبارات کی صرف ایسی اشاعتوں میں شائع کرائیگی جو جمعہ کے روز شائع ہوں (از محکمہ اطلاعات پنجاب)

معاصرین کے افکار

تفاوت راہ

مناولی (مدراس) کا ۵ ارنومبر کا چلا ہوا تار ہے کہ کیتھولک پادریوں کا جلسہ ایک بڑے پادری صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا اور ایک ریزولیوشن میں

"حکومت مدراس سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ کیتھولک پادریوں کا حق تسلیم کرے کہ وہ اپنی عبادت (عشائے ربانی) کے لئے شراب استعمال کرسکتے ہیں اور پادریوں کو شراب اپنے پاس رکھنے کی اجازت دے"

اللہ اللہ! ایک مذہب آپ کا ہے کہ شراب کی ہر بوند حرام بلکہ اکثر ائمہ کے نزدیک اس کا جسم پر لگ جانا بھی ناجائز اور ایک "مذہب" دنیا کے پردہ پر یہ بھی ہے کہ بغیر شراب نوش کئے اس کی عبادتیں ہی ناتمام! اب فرمائیے کہ جنہیں نفس کی آزادیاں عزیز ہیں جنہیں اپنی حسی لذتوں پر کسی قسم کی قید و بند گوارا نہیں۔ وہ آخر کیوں نہ ایسے "لذیذ و دلچسپ" مذہب کی طرف نہ جھک پڑینگے اور کیوں آپ کی شراب طہور کے انتظار میں اپنی ساری زندگی خشک لبی میں گزار دیں گے؟ مقابلہ آپ کو ان سب دینوں اور ان ساری خوشنما باطل پرستیوں سے کرنا ہے۔

کشتوں کا شمار

رائٹر کی دی ہوئی اطلاع ہے:-

"امپیریل وار گریوز کمیشن (مجلس قبور جنگ) کے صدر میجر سر نے بن ریبے نے کمیشن کی رپورٹ ابھی شائع کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ عظیم میں جو انگریز سپاہی فرانس و بلجیم کے میدانوں میں کام آئے تھے ان کی نعشیں اب تک برآمد ہو رہی ہیں۔ ہر ہفتے میں بیس تیس تیس کی شرح سے ستمبر ۱۹۲۱ء سے اب تک کوئی باضابطہ تلاش و جستجو نعشوں کی نہیں ہوئی۔ البتہ کاشتکاروں اور دوسرے لوگوں کو بطور خود جو نعشیں ملتی گئیں ان کی تعداد ۳۸ ہزار تک پہنچ چکی ہے"

العظمۃ للہ! یہ جنگ نومبر ۱۹۱۸ء میں ختم ہوگئی تھی ۱۹ برس گزر گئے اور اب تک انسانوں کے مردہ جسم ہیں کہ مٹی سے دبے چھپے سڑے کھیتوں سے باغوں سے، غاروں اور کھنڈروں سے برابر نکلتے ہی چلے آرہے ہیں اور تعداد بھی کیسی ہر سال یا ششماہی نہیں ہر ہفتہ ۲۰-اور ۳۰ کے درمیان

لیکن ابھی ان سب مردوں کو کھود کر نکال لینے کی جلدی کیا ہے۔ ابھی تو تیاریاں اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر اور اس سے کہیں زیادہ ہولناک خونریز جنگ کی ہو رہی ہیں جس میں کوشش یہ ہوگی کہ گنہگار و بیگناہ کا کوئی امتیاز ہی باقی نہ رہنے پائے۔ بہتر یہی ہوگا کہ انتظار اس دن کا کر لیا جائے جب سارے زندے جنگ کے کشتوں میں تبدیل ہو چکیں گے اور مردوں کے شمار کرنے کیلئے کوئی بھی جیتا بچیگا ہی نہیں ———— جس تہذیب کا یہ مآل، جس تعلیم و تمدن کا یہ یقینی انجام ہے۔ اسی کی طرف ہمارے روشن خیال و تجدد نواز بزرگ ہیں کہ بے تحاشا خود دوڑے اور قوم کو اپنے ساتھ دوڑائے لئے جا رہے ہیں۔ رب اہد قومی انہم لا یعلمون۔ (صدق)

ایک پیر کے کرتوت

ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں ——— ایک پیر کے ہاتھوں چند دیہاتی مسلمانوں کے لٹ جانے کی دلچسپ اطلاع موصول ہوئی ہے بیان کیا جاتا ہے کہ موضع رحیم علاقہ سید والا میں ایک پیر صاحب تشریف لائے جنہوں نے اپنے ظاہری زہد و اتقا سے دیہاتیوں پر اپنا سکہ جما لیا۔ چند مسلمانوں نے اس پیر سے اپنی مالی مشکلات کا ذکر کیا اور کہا جاتا ہے کہ پیر نے ہر ایک کو تخلیئے میں اس کی مالی مشکلات دور کر دینے کا وعدہ کیا اور ان سے اقرار لے لیا کہ وہ یہ راز فاش نہ کریں گے اور اس کے بعد کہا کہ دیہاتی اگر اس کے پاس سونا چاندی زیورات کی صورت میں یا نقد روپیہ لائیں تو وہ اسے دگنا بنا دے گا۔

ہر ایک شخص نے اپنا مال پیر کے حوالے کر دیا۔ سارا زیور اور نقدی ۲۰۰۰ روپیہ کے قریب جمع ہو گیا۔ پیر کا دستور یہ تھا کہ جب کوئی شخص زیور یا نقدی لیکر آتا تو وہ اسے ایک صندوقچی میں ڈال کر مقفل کر دیتا اور چابی واپس اس شخص کو کر دیتا۔ ایک دن پیر نے ان لوگوں سے کہا کہ چند معتبر آدمی اس کے ساتھ چڑانوالہ چلیں۔ وہاں وہ بنک کے قریب اس پر عمل کریگا اور بنک سے اتنا ہی روپیہ نکل کر ان صندوقچیوں میں دگنا ہو جائے گا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چڑانوالہ بنک کا پیر نے طواف کیا اور کہا کہ اس بنک میں اتنا روپیہ نہیں۔ لہذا لاہور کے کسی بنک کے قریب اس پر عمل کرنا چاہئے۔ لاہور جاکر انہوں نے ایک بنک کے قریب سہارا لیا۔ ان لوگوں کو مکان میں چھوڑ کر پیر نے بنک کا طواف شروع کیا۔ اور طواف کرتے ہوئے غائب ہو گیا۔ اپنے اپنے گھر پہنچکر انہوں نے صندوقچیاں کھولیں تو ان میں زیورات اور نقدی کی بجائے پتھر تھے اور پیر کا آج تک کوئی پتہ نہیں۔

عیسائیوں کا عقیدہ کفارہ

صوبہ سرحد سے ایک فاضل مسیحی دوست کا خط موصول ہوا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں۔ کہ بعض مسیحیوں کا نقطہ نگاہ کفارہ کے عقیدے کے متعلق عجیب غریب ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں پنجاب کے ایک مسیحی سکول کا ہیڈ ماسٹر تھا۔ ایک عیسائی لڑکے سے کوئی قصور سرزد ہوا۔ میں نے سکول کے امریکن پرنسپل صاحب سے رپورٹ کی تفتیش کے بعد جرم ثابت ہو گیا۔ لڑکے نے اقبال بھی کر لیا۔ پرنسپل صاحب نے حکم دیا کہ اس لڑکے کو ایک درجن ضرب بید کی سزا دی جائے۔

لڑکا جسمانی حیثیت سے بہت کمزور تھا خیال ہوا کہ شاید اس قدر شدید سزا کو برداشت نہ کرسکے۔ اس لئے پرنسپل صاحب نے مسیحی کفارے کو عملی صورت دینے کے لئے یہ فیصلہ فرمایا کہ میں (ہیڈ ماسٹر) پرنسپل صاحب کے بارہ بید ماردوں۔ میرے اخلاق نے اجازت نہ دی کہ اپنے افسر پر ہاتھ اٹھاؤں چنانچہ میں نے انکار کر دیا۔ اس پر پرنسپل صاحب نے ایک اور امریکن مشنری سے درخواست کی کہ ازراہ کرم آپ ہی مجھے ایک درجن بید لگا دیں۔ چنانچہ اس مشنری نے بید کی چھڑی ہاتھ میں لیکر پرنسپل صاحب پر تڑا تڑ بارہ ضربیں رسید کر دیں اور مسیحی کفارے پر عمل کرکے دکھا دیا۔

اس کفارے سے مسیحی طالب علم بے حد خوش ہوا ہوگا۔ اور اس نے اپنی جسمانی کمزوری کے لئے خداوند خدا کی حضور میں بے حد شکر ادا کیا ہوگا۔ جس کی وجہ سے وہ سزا جو اسے ملنے والی تھی سزا دینے والے کو ملی۔

اگر اس لڑکے نے اس کے بعد اپنے قصور کو بار بار دہرایا ہو تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی۔ کیونکہ کفارہ کے عقیدے کا طبعی اثر یہی ہے کہ انسان گناہ پر دلیر ہو جائے۔ (انقلاب)

رفتارِ عالم

ممالک اسلامی

—— مصر میں وفد پارٹی کی مخالفت روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ نوجوان اسپارٹہ میں پیش پیش ہیں۔ مصر میں جوشیلے نوجوانوں کا ایک ایسا طبقہ ہے جن کے دل میں برطانیہ کے خلاف جذبۂ نفرت اُس وقت سے موجود ہے جبکہ مصر برطانیہ کے محکوم کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ طبقہ نحاس پاشا وزیرِ اعظم سے اس لئے ناراض ہے کہ انہوں نے دب کر برطانیہ سے دوستانہ معاہدہ کر لیا ہے۔ چنانچہ ان نوجوانوں نے سبز پوش کے نام سے ایک باقاعدہ تحریک شروع کر دی ہے۔

—— شاہ فاروق اور نحاس پاشا کے تعلقات بھی کچھ زیادہ خوشگوار نہیں ہیں۔ نوجوان اور عوام کا کثیر حصہ بادشاہ سے غیر معمولی محبت و عقیدت رکھتا ہے یہ بات بھی وفد پارٹی کی مخالفت کی ایک زبردست وجہ سمجھی جاتی ہے۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ نحاس پاشا کی وزارت کے ٹوٹ جانے کے امکانات موجود ہیں۔

—— گزشتہ ہفتہ ایک سبز پوش نوجوان نے قاہرہ میں نحاس پاشا وزیرِ اعظم پر پستول سے قاتلانہ حملہ کر دیا جس سے وہ بال بال بچے۔ اس واقعہ سے تمام ملک میں سنسنی پیدا ہو گئی ہے۔ حملہ آور کا نام عزیز الدین قادر ہے جو اعرابی پاشا مرحوم کا پوتا بیان کیا جاتا ہے اعرابی پاشا مرحوم نے ۱۸۸۲ء میں ایک زبردست انقلاب برپا کیا تھا۔

—— حجاز کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یکم رمضان المبارک تک سمندر کے راستے حجاز پہنچنے والے عازمین حج کی تعداد ۸۳۲ ہم تھی۔ مصر کے تازہ اخبارات کا بیان کہ اس سال متعدد اکابر مصر حج کی تیاریاں کر رہے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ مصری حاجیوں کی تعداد امسال غیر معمولی ہوگی۔

—— فلسطین کے مشہور دہشت پسند عرب لیڈر شیخ فرحان کو گزشتہ ہفتہ تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ انگریز حکام نے دو سال کی انتہائی کوشش کے بعد آپ کو گرفتار کیا تھا۔ پھانسی کے وقت جیل کے باہر پولیس اور فوج کا شدید پہرہ تھا۔

—— پھانسی کی خبر کو حکام نے پوشیدہ رکھنا چاہا تھا لیکن اخفا کی انتہائی کوششوں کے باوجود عوام کو اس حادثہ کا علم ہو گیا۔ انہوں نے فوراً ہڑتال کر کے مظاہرے شروع کر دیئے۔ عرب اکابر نے بصد مشکل لوگوں کو خاموش اور پُر امن رہنے پر آمادہ کیا۔

—— شیخ موصوف نے سزائے موت کے وقت حیرت انگیز عزم و استقلال کا ثبوت دیا۔ انہوں نے نماز ادا کی۔ کلمۂ شہادت پڑھا اور نہایت سکون و اطمینان سے تختہ دار کی طرف بڑھے اور سپاہیوں اور جیل وارڈ کو مخاطب کر کے کہا کہ بھائیو! میں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا تم گواہ ہو میں اپنے خدا پر قربان ہو رہا ہوں۔

—— یروشلم ۴ر دسمبر۔ فلسطین میں تشدد کا دور بدستور جاری ہے۔ فوجی عدالت نے دو اور عرب شیخوں کو سزائے قید دی ہے۔

—— کابل کے اخبارات رقمطراز ہیں کہ حکومت افغانستان کے محکمۂ ڈاک نے حکم دیا ہے کہ صوبۂ مشرقی اور ممالک خارجہ کی ڈاک روزانہ تقسیم کی جایا کرے۔ اس سے پیشتر یہ ڈاک ہفتہ میں صرف تین دن تقسیم ہوتی تھی۔

—— لندن ۲ر دسمبر۔ نحاس پاشا وزیرِ اعظم مصر قاتلانہ حملہ سے بال بال بچ گئے اس پر حکومت برطانیہ نے حکومت مصر کو تار کے ذریعہ مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے اور مسٹر نیول چیمبرلین نے نحاس پاشا کو پرائیویٹ طور پر بھی مبارکباد پیش کی ہے۔

ہندوستان

—— گزشتہ ہفتہ لاہور ہائی کورٹ کے فل بنچ پر مشتمل بر چیف جسٹس مسٹر جسٹس ینگ مسٹر جسٹس بیڈ سے و مسٹر جسٹس دین محمد کے روبرو مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ڈسٹرکٹ سیشن جج کے فیصلہ کے خلاف اپیل کی سماعت ہوئی جو ۲۹ر نومبر سے شروع ہو کر ۲ر دسمبر تک جاری رہی۔

—— مسلمانوں کی طرف سے ڈاکٹر محمد عالم اور ملک برکت علی پیش ہوئے اور سکھوں کی طرف سے رائے بہادر بدری داس بیرسٹر اور زبیدر سنگھ ایڈووکیٹ وغیرہ۔

—— ہر روز کمرۂ عدالت میں مسلمانوں اور سکھوں کا غیر معمولی ہجوم رہا۔ داخلہ پاسوں کے ذریعہ تھا۔ فریقین کے وکلاء نے پوری کوشش سے اپنے نکتہ نگاہ کو پیش کیا۔ فاضل ججوں نے فیصلہ تا حال محفوظ رکھا ہے۔

—— پشاور ۴ر دسمبر۔ کل رات خان بہادر نواب سر عبد القیوم سابق وزیرِ اعظم صوبہ سرحد حرکت قلب بند ہو جانے سے اپنے گاؤں ٹوپی ضلع مردان میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ۔ ان کی وفات کی خبر ملتے ہی آج تمام سرکاری دفاتر اور عدالتیں بند کر دی گئیں بہت سے اشخاص مرحوم کے جنازہ . . . . . کے ساتھ شامل ہونے کے لئے ٹوپی روانہ ہو گئے۔

—— ضلع مراد آباد (یو۔پی) کے ضمنی انتخاب کے لئے مسلم لیگ اور کانگرس کے آدمی زور شور سے پروپیگنڈا کر رہے ہیں کانگرسی کارکنوں کا دعویٰ ہے کہ ان کا امیدوار یقینی طور پر کامیاب ہوگا احراری سرخپوش اور جمعیۃ العلماء والے بدستور ہندوؤں کے اشاروں پر کام کر رہے ہیں۔

—— کپورتھلہ ۳ر دسمبر۔ لاہور ہائی کورٹ کے سابق جج مسٹر جے گولڈ سٹریم نے کل ریاست کپورتھلہ کی وزارت عظمیٰ کا چارج لے لیا ہے۔

—— بمبئی ۳ر دسمبر۔ لارڈ لوتھین "ملتان" جہاز کے ذریعے وارد بمبئی ہوئے آپ کا یہ سفر بالکل نجی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ ہندوستانی آزادی کی رفتار کے متعلق ہندوستانی لیڈروں سے گفت و شنید کر کے فروری میں انگلستان چلے جائیں گے۔

—— کلکتہ ۳ر دسمبر۔ کلکتہ کارپوریشن میں مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لئے بنگال اسمبلی میں حکومت کی طرف سے ایک بل پیش کیا جائے گا جو مسلم نشستوں اور رائے دہندوں کی تعداد میں اضافہ اور تمام تنخواہ دار ملازمتوں میں مسلمانوں کی نیابت کا تقرر وغیرہ امور پر مشتمل ہوگا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اسمبلی کے اجلاس میں مخالف پارٹی کی طرف سے اس بل کی سخت مخالفت کی جائے گی۔

—— صوبہ بہار میں متعدد مقامات پر ہندو زمیندار اور سرمایہ دار مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم کر رہے ہیں لیکن وہاں کی کانگرسی وزارت خاموش ہے اور مسلمانوں کی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں کرتی۔

—— لاہور ۶ر دسمبر۔ آج گورنر پنجاب نے منٹو پارک میں فنونِ لطیفہ اور صنعت کی آل انڈیا نمائش کا افتتاح کیا اور موقع کے مناسب ایک موزوں تقریر کی۔

—— لاہور ۶ر دسمبر۔ آج شام کے ساڑھے پانچ بجے آل انڈیا نمائش کے دروازے پبلک کے لئے کھول دیئے گئے تماشائیوں کا غیر معمولی ہجوم تھا چار آدمی مجروح ہو کر ہسپتال پہنچ گئے۔

—— نئی دہلی ۶ر دسمبر۔ آج سر موریس گوائر چیف جسٹس فیڈرل کورٹ نے فیڈرل کورٹ کے باقاعدہ اجلاس کا افتتاح کیا۔ اس تقریب میں ہندوستان کے مختلف حصوں کے چیف جسٹس، ایڈووکیٹ جنرل اور سرکردہ وکلاء شامل تھے۔

—— تمام شمالی ہندوستان کے شہروں میں عید بخیریت گذر گئی۔

ممالک خارجہ

—— تبت کا تاشی لامہ جیکنڈو (مغربی چین) کے قریب انتقال کر گیا ہے۔

—— ہانگ کانگ ۳ر دسمبر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ "ایگل" نامی برطانوی طیارہ پر کسی نامعلوم جہاز نے ہانگ کانگ کے قریب گولہ باری کی لیکن کسی جان کا نقصان نہیں ہوا۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ یونان آجکل بعارضہ سلطان شدید علیل ہیں۔ ممکن ہے اس علالت کی وجہ سے وہ اپنے بھائی کے حق میں تخت سے دستبردار ہو جائیں۔

—— لندن ۴ر دسمبر۔ چین کی امداد کے لئے لارڈ میئر کا فنڈ ۴۷ ہزار پونڈ تک پہنچ گیا ہے۔

—— برلن ۴ر دسمبر۔ یہاں یہ افواہ مشہور ہے کہ چین و جاپان میں صلح کرانے کے لئے جرمنی ثالث کے فرائض انجام دے گا لیکن ایک سرکردہ جرمن نے اس کی تردید کر دی ہے۔

—— چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے۔ مصالحت کی سر دست کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

—— شنگھائی پر جاپانیوں کے قبضہ کو کافی دن گذر چکے ہیں اس خوشی میں جاپانی افواج نے فاتحانہ پریڈ بھی کی۔ جاپان مختلف حیلوں بہانوں کے ذریعہ کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح شنگھائی کے بین الاقوامی علاقہ پر بھی قبضہ کر لے۔

—— سیاسی حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ جاپان اب اس پالیسی پر کاربند ہو رہا ہے کہ چین میں متعدد چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کر دے جو بظاہر خود مختار ہوں لیکن در اصل وہ جاپان کے زیر اثر ہوں گی اور جاپان ان حکومتوں میں . . . . اپنے مقاصد کے مطابق کارروائیاں کر سکے گا۔

—— اس سلسلہ میں تازہ خبر یہ ہے کہ اس نے صوبہ یونان میں ایک خود مختار حکومت قائم کر دی ہے جس کا نانکن کی حکومت سے کوئی تعلق نہیں یہ رسم پانچ ہزار نمایندوں کی موجودگی میں ادا کی گئی۔

—— حکومت جاپان نے ہسپانیہ میں جنرل فرانکو کی حکومت کو جائز تسلیم کر لیا ہے۔

—— پیرس ۲ر دسمبر۔ لندن کانفرنس ختم ہو گئی اور وزیر اعظم فرانس اور وزیر اعظم برطانیہ کے مابین ہٹلر کے مطالبات نوآبادیات کے متعلق طویل بحث ہوئی۔ کانفرنس نے اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ نوآبادیوں کے مسئلہ پر دوبارہ غور کر کے اسے سلجھانا چاہیئے۔

—— ٹوکیو ۲ر دسمبر۔ دریائے ینگ سی میں امریکہ اور اٹلی کی بہت سی کشتیاں لنگر انداز تھیں کہ جاپانی بیڑے نے ان پر قبضہ کر لیا۔ اطالوی کشتی پر اطالوی جھنڈا بھی لہرا رہا تھا جسے جاپانیوں نے اتار دیا امریکن اور اطالوی سفیروں کے احتجاج پر جاپانی امیر البحر نے معذرت کی اور گرفتار شدہ کشتیاں واپس کر دیں۔

—— چین کی اطلاع ہے کہ موجودہ نانکن گورنمنٹ نے ملک کے تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا ہے اور وہ سب کے سب قومی فوج میں جاپانیوں کے خلاف لڑ رہے ہیں ان قیدیوں کی تعداد تیس ہزار کے قریب ہے۔

—— شنگھائی ۵ر دسمبر۔ فرانسیسی حکام جاپانی افواج کو فرانسیسی علاقہ میں داخل ہونے کی اجازت دینے کے لئے آمادہ نہیں۔ . . . ہی کشمکش کا اندیشہ ہے۔

—— لندن ۶ر دسمبر۔ ملک معظم نے سر آرتھر وا کوپ کی جگہ جو خرابی صحت کی بنا پر مستعفی ہو گئے ہیں سر ہیرلڈ میک مائیکل کو فلسطین کا ہائی کمشنر مقرر کیا ہے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پناہ ہر سعید خواہد بود — نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے

طلبا سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۵ — لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۹ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۷۶

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ربانی الہامات کی شناخت

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہمارے مخالفین میں علماء بھی ہیں اور ملہم بھی ہیں تو یہ ایک خیالی بات ہے اور اس سے اس مقصد کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا جو انسانی ہستی کا ہونا چاہیئے۔ خوب یاد رکھو جبتک کسی انسان سے وہ امر سرزد نہو جس پر خدا تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ علم صحیح ہوتا ہے اور نہ الہام مفید ..... جبتک کسی انسان کو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہو کچھ نہیں ملتا اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنیوالی بات صرف تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ کی سچی آواز سننے کیلئے انسان کو متقی بننا چاہیئے میں نے بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو ہر آواز کو جو نہیں آجائے الہام ہی سمجھتے ہیں حالانکہ اضغاث احلام بھی ہوتے ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ جو آوازیں انہیں سنائی دیتی ہیں وہ بناوٹی ہیں نہیں انکو آوازیں آتی ہونگی لیکن ہم ہر ایک آواز کو خدا تعالیٰ کی آواز قرار نہیں دے سکتے جب تک اسکے ساتھ وہ انوار اور برکات نہوں جو اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کیساتھ ہوتے ہیں اسلئے ہم کہتے ہیں الہام کے دعوے کرنیوالوں کو اپنے الہامات کو اس کسوٹی پر پرکھنا چاہیئے اور نہیں اسبات کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ بعض آوازیں صرف شیطانی ہوتی ہیں اسلئے ان آوازوں پر ہی فریفتہ ہوجانا دانشمند انسان کا کام نہیں بلکہ جبتک اندرونی نجاست اور گند دور نہ ہو اور تقویٰ کی اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل نہ ہو اور انسان اس درجہ اور مقام پر نہ پہنچ جائے کہ دنیا بھی ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی حقیر اور ذلیل نظر آوے اور ہر قول اور فعل میں اللہ تعالیٰ ہی مقصود ہو۔ اس مقام پر قدم نہیں پڑ سکتا جہاں پہنچکر انسان اپنے اللہ کی آواز سنتا ہے اور وہ آواز حقیقت میں اسی کی ہوتی ہے کیونکہ اس وقت انسان تمام نجاستوں سے پاک ہوگیا ہوتا ہے۔

(۲۲ مارچ ۱۹۰۲ء)

جلسہ سالانہ پر کانفرنس مذاہب

جملہ مذہبی جماعتوں سے درخواست

موضوع

"میرا مذہب دنیا کی اقتصادی مشکلات کا کیا حل پیش کرتا ہے"

دنیا مذہب سے متنفر ہو رہی ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ دنیا فاقہ کشی کا شکار ہے۔ دنیا بھر کے ماہرین اقتصادیات "روٹی" کے مسئلہ کے سلجھانے میں ناکامیاب ثابت ہوچکے ہیں۔ ہر مذہب کا دعویٰ ہے کہ وہ نسل انسانی کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے۔ آج انسان سب سے پہلے روٹی کے مسئلہ میں رہنمائی کا طالب ہے اور کسی مذہب کو اسی وقت پکڑے رکھیگا جب تک اس طرف سے اسے تسلی ہوگی۔ تمام مذاہب کے لئے یہ مسئلہ غور طلب ہے۔ اسی کے متعلق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اپنے سالانہ جلسہ کے موقع پر جو ۲۴ تا ۲۶ دسمبر منعقد ہوگا تمام مذاہب کا جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو ۲۶ دسمبر ۱۹۳۷ء بروز اتوار بوقت ۲ بجے دن مسلم ہائی سکول احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہوگا۔ تاکہ مختلف مذاہب کے نمائندے مندرجہ بالا موضوع پر روشنی ڈالیں۔ مذہبی جماعتوں کو چاہئے توجہ فرما کر اپنے اپنے نمایندوں کے متعلق اطلاع دینا چاہیئے۔ تاکہ مکمل پروگرام شائع کیا جائے۔

سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

جلسہ سالانہ کا پروگرام بپیش نظر اشاعت کے صفحہ ۲ پر درج ہے ملاحظہ فرمائیں اور جلسہ میں شرکت کی فی الفور تیاری شروع کردیں

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جو مورخہ ۲۴-۲۵-۲۶- دسمبر ۱۹۳۶ء کو

احمدیہ بلڈنگس (برانڈرتھ روڈ) لاہور میں منعقد ہوگا

۲۴ دسمبر بروز جمعۃ المبارک

(اجلاس ۲¾ سے ۵ بجے تک)

۲¾ سے ۳ بجے تک ․․․ تلاوت قرآن مجید و نظم

۳ بجے سے ۳-۴۰ تک ․․ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام ․․․․․․ فجی میں تبلیغ اسلام

۳-۴۰ سے ۴-۲۰ تک ․․ مولینا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائیٹ" ․․․․․․ مذہب اور سیاست

۴-۲۰ سے ۵ بجے تک ․․ سید اختر حسین شاہ صاحب نو لوی فاضل ․․․․․․ اسلام میں امیر یا خلیفہ کی حیثیت

نماز مغرب و عشاء ۶ بجے ۔ اجلاس جنرل کونسل ۷ بجے

۲۵ دسمبر بروز شنبہ

(آٹھ بجے صبح سے گیارہ بجے تک اجلاس احمدیہ کانفرنس)

(اجلاس ۱½ سے ۵ بجے تک)

۱½ سے ۱¾ بجے تک ․․․ تلاوت قرآن مجید و نظم

۱¾ سے ۲¼ بجے تک ․․ سیکرٹری صاحب ․․․ سالانہ رپورٹ

۲¼ سے ۲¾ بجے تک ․․ شیخ بشیر احمد صاحب ایم۔اے مسلم مشنری ٹراونکور ․․ اچھوتوں میں تبلیغ اسلام (انگریزی)

۲¾ سے ۳¼ بجے تک ․․ مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ جاوا ․․ جاوا میں چودہ سال (انگریزی)

۳¼ سے ۳¾ ․․ ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی امام مسجد برلن ․․ جرمنی میں اسلام کا مستقبل

۳¾ سے پانچ بجے تک ․․ حضرت امیر قوم مولینا مولوی محمد علی صاحب ․․ غلبۂ اسلام اور ہمارا پروگرام

۲۶ دسمبر بروز یکشنبہ

(اجلاس ۱۰ بجے سے ایک بجے تک)

۱۰ سے ۱۰¼ بجے تک ․․․ تلاوت قرآن مجید و نظم

۱۰¼ سے ۱۰¾ بجے تک ․․ مولوی غلام نبی صاحب بی۔اے مبلغ افریقہ ․․ حضرت مسیح موعودؑ ایک احمدی کو کیا دیکھنا چاہتے ہیں

۱۰¾ سے ۱۱¼ بجے تک ․․ مولینا مولوی عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت و عبرانی ․․ ہندوؤں، بدھوں اور عیسائیوں کی کتب مقدسہ میں محمد رسول اللہ کی بشارات

۱۱¼ سے ۱ بجے تک ․․ مولینا مولوی صدر الدین صاحب ․․ کمالات تعلیم قرآن

دوسرا اجلاس

(۲½ بجے سے ۵ بجے تک)

کانفرنس مذاہب ؛ جس میں مختلف مذاہب کے نمایندے شریک ہوں گے۔

موضوع بحث : "میرا مذہب دنیا کی اقتصادی مشکلات کا کیا حل پیش کرتا ہے"

خواتین کا جلسہ

خواتین کا جلسہ ۲۳ دسمبر ۱۹۳۶ء بروز جمعرات دس بجے صبح سے ایک بجے تک ہوگا۔ اس کے بعد نمایش دستکاری ہوگی۔ جن احباب کے ساتھ خواتین ہوں وہ ۲۲ دسمبر کی شام یا ۲۳ دسمبر کی صبح تک پہنچنے کی کوشش کریں تاکہ ان کی خواتین زنانہ جلسہ میں بھی شریک ہو سکیں۔

برادران اسلام کو جلسہ سالانہ کی دعوت

برادران اسلام۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا چوبیسواں سالانہ جلسہ ۲۴، ۲۵ و ۲۶ دسمبر بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار ہو رہا ہے جس کا پروگرام اسی صفحہ پر درج ہے۔ میں اس اجتماع میں شرکت کی آپ کو دعوت دیتا ہوں اس جلسہ کی بڑی بھاری غرض یہ ہے کہ دنیا میں تبلیغ اسلام کے وسائل پر غور کیا جائے اور اس کام کو تقویت پہنچائی جائے پروگرام کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اس جلسہ میں چار پانچ ایسے اصحاب تقریریں فرمائیں گے جو کئی سال مختلف ممالک یا علاقوں میں تبلیغ اسلام کا کام کر کے آئے ہیں۔ یعنی مرزا ولی احمد بیگ صاحب، جو چودہ سال جاوا، سماٹرا میں جہاں ساڑھے پانچ کروڑ مسلمان آباد ہیں کام کرنے کے بعد واپس آئے ہیں۔ اور تبلیغ اسلام کا اس قدر زبردست کام کیا ہے۔ کہ نہ صرف تبلیغ اسلام اور رسول خدا صلعم کی سیرت کے متعلق بیش بہا لٹریچر ڈچ اور جاوی زبانوں میں پیدا کیا ہے بلکہ قرآن کریم کا بھی ڈچ زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اور اسے ملک ہالینڈ میں پہنچایا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر اب وہ یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ملک ہالینڈ میں اسلامی مشن قائم کیا جائے کہاں وہ حالت تھی۔ کہ ہالینڈ کے پادری جاوا میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے آتے تھے۔ اور کہاں یہ حالت ہے۔ کہ جاوا کے مسلمان ہالینڈ کے عیسائیوں کو مسلمان بنانے جا رہے ہیں۔ ایسا ہی ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب وسط یورپ میں جرمنی میں پانچ سال کام کرنے کے بعد آئے ہیں۔ اور وہ اس بات پر روشنی ڈالیں گے کہ یورپ میں کہاں تک اسلامی حقایق کی قبولیت کا میلان پایا جاتا ہے مرزا مظفر بیگ صاحب تین سال فجی میں کام کر کے اسی سال کے شروع میں واپس آئے ہیں۔ اور میاں بشیر احمد ایم اے اور ان کی نو مسلم بیوی مسز عارفہ بشیر ٹراونکور کے اچھوتوں میں کوئی ڈیڑھ سال سے کام کر رہے ہیں۔ وہ "اچھوتوں میں تبلیغ اسلام" کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے۔

ہر ایک مسلمان کے دل میں یہ تڑپ ہونی چاہیئے۔ کہ اسلام دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلے اور خود مسلمانوں کے اندر بیداری پیدا ہو۔ تاکہ وہ آپس کے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کو چھوڑ کر دوسری قوموں میں تبلیغ اسلام کے عظیم الشان کام پر لگ جائیں تو کیا ان تمام باتوں کو سننے کے لئے کہ "اسلام کسطرح دنیا میں پھیل رہا ہے" آپ تین دن کے لئے تھوڑا سا وقت نہیں نکال سکتے۔ کہ خود آ کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور اپنے کانوں سے سن لیں۔ کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ چالیس ہزار کی تعداد میں تین یورپین زبانوں میں قرآن شریف کے ترجمے دنیا میں پہنچائے گئے ہیں جن میں سے دس ہزار مفت پہنچائے گئے ہیں سیرت نبوی کے ترجمے متعدد زبانوں میں کر کے ہزارہا کی تعداد میں مفت پہنچائے گئے۔ تعلیم اسلام پر کتابیں اور رسالے تیس مختلف زبانوں میں ترجمے کر کے پہنچائے گئے اور ابھی آپ اس بدگمانی میں مبتلا ہیں کہ ہم دشمن اسلام ہیں۔ اور پھر اس بدگمانی سے باہر نکلنا بھی نہیں چاہتے کہ خود یہاں آ کر اپنا اطمینان کر لیں۔ ہم دشمنان اسلام کے مقابل پر اسلام کی حفاظت میں مصروف ہیں۔ اسلام کا پیغام دنیا میں پہنچاتے ہیں۔ اور آپ کا ہمارے ساتھ یہ سلوک ہے۔ کہ ہمیں گالیاں دیتے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ ؒ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۵　　یوم دوشنبہ ۹ شوال ۱۳۵۶ سنہ ہجری　　نمبر ۷۶

دارالیتامیٰ کے قیام کی تجویز

احمدیہ جماعت کے صاحب وسعت احباب اور خواتین سے حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل

اس وقت دارالیتامیٰ کے قیام کی تجویز قوم کے سامنے ہے۔ ضرورت ہے کہ احباب و خواتین جماعت دیگر دینی و قومی امور کے ساتھ اس ضروری تجویز پر بھی پوری توجہ دیں۔ کیونکہ اس کے عمل میں آجانے سے انشاء اللہ نہایت مفید نتائج مرتب ہوں گے۔

قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یتیم کی پرورش اور نگہداشت پر بہت زور دیا ہے۔ یتامےٰ کی پرورش مسلمان قوم کا ایک شرف اور اسلامی تہذیب و تمدن کی امتیازی خصوصیت رہی ہے۔ زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ ہر ایک خوشحال مسلمان گھرانے میں ایک دو یتیم ضرور پلتے تھے ــــــ یہ مسلمان قوم کی بدنصیبی ہے کہ اس نے اپنے اس شرف اور امتیازی خصوصیت کو بہت بڑی حد تک کھو دیا ــــــ آج شاید مسلمان یتیم سے زیادہ لاوارث اور بیکس دنیا میں اور کوئی نہیں۔ یہ دلخراش اور دردناک مناظر ہر روز دیکھنے میں آتے ہیں کہ مسلمانوں کے یتیم بچے در بدر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں یا عیسائیوں اور آریوں کے شکار ہو جاتے ہیں۔ دیگر اقوام نے اپنے یتامیٰ کی پرورش و حفاظت کا تسلی بخش انتظام کر رکھا ہے۔ ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور پارسیوں وغیرہ کے طول و عرض ہند میں بے شمار یتیم خانے اور پرورش گاہیں ہیں جن کے دروازے ان کے یتامےٰ کے لئے ہر وقت کھلے رہتے ہیں اور ان یتیم خانوں کا وجود ان اقوام کے یتیم بچوں کو در بدر کی ٹھوکریں کھانے سے بکلی محفوظ رکھتا ہے ــــــ لیکن مسلمان قوم اس بارہ میں دردناک غفلت و بے حسی کا ثبوت دے رہی ہے۔ تمام ہندوستان میں قابل ذکر اور لائق اعتماد اسلامی یتیم خانوں کی تعداد پانچ چھ سے زیادہ نہیں اور وہ بھی ایک محدود تعداد میں یتامیٰ کی پرورش کا بار اٹھا سکتے ہیں۔ باقی سب نمائشی یتیم خانے ہیں جن کا مقصد یتامیٰ کی پرورش و نگہداشت نہیں بلکہ اپنے کارکنوں کی روزی کا سامان بہم پہنچانا اور ان لاوارث اور معصوم بچوں کو گداگری اور آوارگی سکھلانا ــــــ یہ داستان بڑی دردناک ہے اس قسم کے نمائشی یتیم خانوں کا وجود اصلی اور حقیقی یتیم خانوں کے نہ ہونے سے بھی زیادہ قابل افسوس اور قوم کے لئے شرم و ندامت کا باعث ہے۔

ہمیں اس افسوسناک حقیقت کے اعتراف میں تامل نہیں ہونا چاہیئے کہ ہماری جماعت نے بھی اس وقت تک اپنے لاوارث، اور قابل امداد یتامےٰ کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی طرف کوئی تسلی بخش توجہ نہیں کی۔ بہت سے احمدی یتیم بچوں کی حالت بیکسی اور بے یار و مددگاری کے لحاظ سے مسلمانوں کے عام یتامیٰ سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں انجمن متعدد یتیموں کو وظائف دیتی ہے۔ بہت سی بیرونی جماعتیں اور احباب بھی اس کار خیر میں انفرادی طور پر حصہ لیتے ہیں ــــــ لیکن یہ صورت کچھ زیادہ قابل اطمینان نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قوم کا کوئی بھی یتیم بچہ پرورش اور ضروری تعلیم و تربیت سے اپنی یتیمی کی وجہ سے محروم نہ رہے۔ اگر اس کا خاندان افلاس یا کسی اور وجہ سے اس کا بار نہیں اٹھا سکتا تو پھر یہ جماعت اور قوم کا فرض ہے کہ وہ اس کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا ذمہ لے۔ اپنے کسی فرد کو ضائع جانے دینا ایک منظم اور زندہ جماعت کے شایان شان نہیں۔

یہ ایک زبردست تاریخی حقیقت ہے کہ دنیا کے اکثر بڑے آدمی بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے۔ دنیا کے سب سے بڑے انسان حضرت نبی کریم صلعم کی طرف ہی دیکھیئے والد کا انتقال پیدائش سے پہلے ہی ہو جاتا ہے۔ زمانہ طفلی میں ہی شفقت مادری سے محروم ہو جاتے ہیں۔ آج بھی دنیا کے اکثر بڑے آدمی ایسے ہیں جنہیں اپنی ابتدائی عمر میں یتیمی کا داغ اٹھانا پڑا ــــــ اور کسی کو کیا معلوم کہ ان احمدی یتامیٰ میں کتنے اعلےٰ اعلےٰ دماغ موجود ہیں جو مختلف حیثیتوں سے دنیا میں زبردست انقلاب پیدا کرنے اور دین و ملت کی عظیم الشان خدمات انجام دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ کیا ان کو ضائع جانے دینا قومی نقصان نہیں؟

مندرجہ بالا گزارشات کے مطالعہ کے بعد آپ قومی دارالیتامیٰ کی تجویز اور اس کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل کی اہمیت کا بخوبی اندازہ فرما سکتے ہیں۔ دارالیتامیٰ کے لئے اولین ضرورت عمارت کی ہے اس کے لئے حضرت ممدوح نے جماعت کے اہل ثروت حضرات کو متوجہ کیا ہے سردست ہمیں چھوٹی سی عمارت درکار ہے جس کے لئے پانچ ہزار روپے خرچ کا تخمینہ ہے۔ اس کے ایک چوتھائی خرچ کا وعدہ ایک بزرگ کی طرف سے ہو چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ تین چوتھائی باقی ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش ہے کہ اسے بھی ایک دو یا زیادہ سے زیادہ تین چار صاحب وسعت احباب پورا کر دیں۔ یہ کام جلسہ سالانہ سے قبل ہو جانا چاہیئے۔ اور انشاء اللہ ہو جائے گا۔

اس بارہ میں خواتین جماعت کو بھی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے خاص طور پر مخاطب کیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ عمارت کے سوا دارالیتامیٰ کا سارا انتظام اور بار خواتین جماعت اپنے ذمہ لیں۔ اور جلسہ سالانہ کے موقع پر یہ کم از کم ایک سال کا خرچ جمع کر دیں۔ کہ وقت پر خرچ کی مشکل پیش نہ آئے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جلسہ سالانہ پر زیادہ سے زیادہ خواتین تشریف لائیں اور یہ عزم کر کے آئیں کہ ہم نے مرکز سے دارالیتامیٰ کی بنیاد رکھ کے اور اس کا انتظام کر کے واپس آنا ہے ــــــ آخر پر ہم جماعت کے اہل ثروت حضرات اور خواتین سے صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں کہ ذرا قوم کے ان یتیم بیکس بچوں کا تصور کیجیئے کہ جن کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ چکا ہے اور ان میں بہت سے شفقت مادری سے بھی محروم ہو چکے ہیں۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ ان کے سر پر کوئی محبت سے ہاتھ پھیرنے والا نہیں۔ وہ حرماں نصیب دل اور مایوس نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتے ہیں لیکن انہیں کوئی بھی دستگیری کرنے والا دکھائی نہیں دیتا ــــــ یہ قوم کے بچے ہیں ان کے باپ بھی احمدی تھے ان کو بھی احمدی ماؤں نے جنا ہے ــــــ جب ان بچوں کا تصور آپ کے سامنے آ جائے تو اس کی روشنی میں آپ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی محولہ بالا اپیل پر غور کریں کہ آپ کا کیا فرض ہے اور آپ کو کیا کرنا چاہیئے؟

بٹالہ کے سکھ مجسٹریٹ کی گستاخی

علاقہ بٹالہ کے سکھ مجسٹریٹ سردار جسونت سنگھ کے متعلق ایک نہایت سنگین شکایت چند روز سے اخبارات میں شائع ہو رہی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس شخص نے ایک مقدمہ کی سماعت کے دوران میں حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق ایک دلآزار فقرہ استعمال کیا اور شیخ چراغدین صاحب ایڈووکیٹ کے احتجاج پر اظہار معذرت کی بجائے نہایت بیباکی سے اس ناپاک فقرہ کا اعادہ کیا۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو حکومت کا فرض ہے کہ اس سے قبل کہ مسلمانوں کا احتجاج زیادہ شدید اور نازک صورت میں رونما ہو مناسب کارروائی کرے۔

جو شخص ایسے دردناک سبق آموز واقعات اور مظاہروں کے باوجود یہ بھی نہیں جانتا کہ مسلمان اپنے آقا و مولا کی شان میں کسی کی طرف سے بھی کوئی گستاخی گوارا نہیں کر سکتے اور اس بارہ میں وہ بیحد حساس اور غیور واقع ہوئے ہیں۔ اور جس شخص کی زبان اس قدر بے قابو ہے کہ وہ مقدمات کی سماعت کے دوران میں پیشوایان مذاہب کا نام بھی ادب و تعظیم سے نہیں لے سکتا وہ ہرگز کرسی عدالت کے قابل نہیں ضرورت ہے کہ حکومت ایسے بے ادب، غیر محتاط اور گستاخ مجسٹریٹ کو سخت سے سخت سرزنش کرے اور اسے ہدایت کی جائے کہ وہ اپنے ہوش و حواس قائم رکھ کر مقدمات کی سماعت کیا کرے۔ اس سکھ مجسٹریٹ سے مسلمان قوم غیر مشروط معذرت کا مطالبہ کرتی ہے۔

مُستقل فنڈ کی وصولی کا جدید انتظام

"مُستقل فنڈ" کی وصولی کا جو جدید انتظام تجویز ہوا ہے اس سے احباب بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ پہلے یہ دیگر چندوں بالخصوص چندہ ماہوار کے ساتھ وصول کر لیا جاتا تھا لیکن اس طرح اس کی باقاعدگی بالعموم قائم نہ رہتی کارکنان وصولی میں بسا اوقات تساہل ہو جاتا اور اکثر احباب ادائیگی میں بھی غفلت کرتے۔ اب یہ صورت منظور ہوئی ہے کہ جمعہ کے روز مسجد یا جائے اجتماع میں ایک صندوقچی موجود رہے دوست نماز کے لئے آئیں تو حسب استطاعت اس صندوقچی میں کچھ نہ کچھ ڈال دیں مگر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ تاکیدی ارشاد ہے کہ ہر فرد جماعت ہر ہفتہ اس میں کچھ نہ کچھ ضرور ڈالے خواہ ایک دھیلا ہی ہو خواتین اور لڑکے لڑکیاں بھی حصہ لیں لاہور میں اس پر پہلے ہی عمل ہو رہا ہے اب اطلاع آئی ہے کہ جماعت جالندھر نے بھی اس صورت کی تقلید شروع کر دی اور وہاں جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے اس تحریک کو کامیاب بنانے کا بیڑا اٹھایا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء ہم چاہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ سے قبل یہ تجویز تمام جماعتوں کے اندر صحیح معنوں میں عملی شکل اختیار کر لے تاکہ اس قومی اجتماع میں مرکز کے کارکن بمسرت اس کا اعلان کر سکیں۔

ہندو مسلم اتحاد کی ایک قابل تقلید تجویز

گذشتہ ہفتہ کراچی سے خبر موصول ہوئی تھی کہ سندھ میں ہندو مسلم اتحاد کے امید افزا آثار پیدا ہو رہے ہیں سر غلام حسین ہدایت اللہ وزیر اعظم سندھ نے گذشتہ دیوالی کی تقریب پر اپنے ہاں مقتدر ہندو اصحاب کو مدعو کیا تھا۔ اب سندھی ہندوؤں نے وزیر اعظم کی تقلید میں فیصلہ کیا ہے کہ عید کے موقع پر مقتدر مسلم رہنماؤں کو گاندھی باغ میں مدعو کیا جائے اس تحریک میں حصہ لینے والے ہندو لیڈروں کی تعداد ساٹھ سے اوپر ہے یہ تقریب عید کے روز عمل میں آئی ہو گی سندھ کے ہندو مسلمانوں کا یہ طرز عمل دوسرے صوبوں کے باشندوں کے لئے بہت بڑی حد تک قابل تقلید ہے۔ ہندو مسلم فسادات بالعموم تہواروں کے موقع پر ہی رونما ہوتے ہیں اگر ان تہواروں کو اس طرح منایا جائے تو یہ فسادات کی بجائے اتحاد و یکجہتی کا بہت بڑا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

فلسطین میں برطانی تشدد

فلسطین کے غریب و مظلوم عربوں پر برطانی حکومت کی طرف سے بدستور تشدد ہو رہا ہے۔ گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے۔ فوجی عدالتوں کی طرف سے سرسری کارروائی کے بعد سنگین سزائیں دی جا رہی ہیں عربوں کی بستیوں اور مکانوں کو ڈائنامیٹ سے اڑایا اور نذر آتش کیا جا رہا ہے۔ کئی ایک مقامات پر فوج سے ان کا تصادم ہو گیا جس میں بہت سے عرب شہید و زخمی ہوئے فرقہ وارانہ فسادات کا سلسلہ بھی جاری ہے ان کے متعلق اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے یہودی منظم طریق پر فساد برپا کر رہے ہیں اور ذمہ دار حلقوں میں اب یہ یقین کیا جاتا ہے کہ بعض طاقتیں پس پردہ یہودیوں کو امداد دے رہی ہیں اور وہ زیادہ تر انہی کی شہ پر پہلے سے زیادہ دلیری سے عربوں پر قاتلانہ حملے کر رہے ہیں۔ اس صورت حالات سے اسلامی ممالک میں برطانیہ کے خلاف ناراضگی کے شدید جذبات پیدا ہو رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ انگریز حکام اس وہم میں مبتلا ہیں کہ وہ تشدد کے ذریعہ عربوں کو خاموش کرا دیں گے جو صحیح نہیں۔ چنانچہ چند روز ہوئے دارالعوام میں فلسطین کے متعلق بیان دیتے ہوئے وزیر مستعمرات نے واضح الفاظ میں تسلیم کیا کہ دہشت انگیزی کو دبانے کے لئے جو اقدامات کئے جا رہے ہیں ان سے اطمینان بخش نتائج حاصل نہیں ہوئے۔ اصل میں عربوں نے جان کی بازی اسی وقت لگائی ہے جب انہیں یہودی اور برطانیہ کے طرز عمل کی وجہ سے اپنے اوپر زندگی تمام دروازے بند نظر آئے اور حصول انصاف سے کامل مایوسی ہو گئی۔ ہم پھر ایک مرتبہ کہتے ہیں کہ فلسطین کے بارہ میں برطانی تدبر پے در پے ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ موجودہ پالیسی کا نتیجہ یہ ہے کہ عالم اسلامی میں برطانیہ کے دوستوں کی تعداد نہایت سرعت سے کم ہو رہی ہے۔ اور یہ خیال روز بروز مستحکم ہو رہا ہے کہ انگریز قوم ایفائے عہد کو چنداں ضروری نہیں سمجھتی۔ حالانکہ ہر ایک شریف قوم اور ذمہ دار حکومت کے لئے وعدوں کی پابندی لازمی بات ہے ——— تشدد سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ صحیح طرز عمل یہ ہے کہ طاقت کی جابرانہ نمائش کا سلسلہ فوراً ختم کر کے ایفائے عہد اور تالیف قلوب کا طریق اختیار کیا جائے۔

جلسہ سالانہ کی تاریخیں

۲۴ ——— ۲۵ ——— ۲۶
(جمعہ) (ہفتہ) (اتوار)

دسمبر ۱۹۳۷ء مقرر ہوئی ہیں

خواتین کا جلسہ ۲۳ دسمبر (جمعرات) کو ہو گا

تمام دوست ۲۳ دسمبر کی شام یا ۲۴ دسمبر کو صبح دس بجے تک لازمی طور پر تشریف لے آئیں تاکہ نماز جمعہ مرکز میں پڑھ سکیں۔ اس روز کا خطبہ انشاء اللہ بہت پر معارف اور ضروری ہو گا نماز جمعہ کے معاً بعد کارروائی جلسہ شروع ہو جائے گی۔ جن دوستوں کے ساتھ خواتین ہوں وہ ۲۲ دسمبر کی شام یا زیادہ سے زیادہ ۲۳ دسمبر کو صبح آٹھ بجے تک پہنچنے کی کوشش کریں۔

پروگرام اسی اشاعت کے صفحہ ۲ پر درج ہے ملاحظہ فرماویں

شادی خانہ آبادی
انجمن اور اخبار پیغام صلح کو عطیہ

گزشتہ دنوں جناب خان بہادر شیخ محمد اسماعیل صاحب آنریری مجسٹریٹ فسٹ کلاس و سول جج راولپنڈی کے صاحبزادہ شیخ رحمت اللہ صاحب بی اے کی شادی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و خوبی انجام پائی اس خوشی میں خان بہادر موصوف نے مبلغ پچیس روپے کی رقم انجمن کو معرفت جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس و سوداگر وزیر آباد عطا فرمائی علاوہ ازیں مبلغ پانچ روپے کسی غیر احمدی کے نام اخبار پیغام صلح جاری کرنے کے لئے عنایت فرمائے جزاہ اللہ احسن الجزاء ہم ان عطیات کا دلی شکریہ ادا کرتے ہوئے دست بدعا ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس شادی کو مبارک کرے اس سے اولاد صالح پیدا ہو۔ آمین ثم آمین

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں امسال جلسہ سالانہ پر انشاء اللہ حضرت ممدوح کی دو انگریزی کتابیں اور صحیح بخاری کی دوسری جلد شائع ہو جائے گی

——— جلسہ سالانہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ انجمن کے تمام کارکن اس سلسلہ میں اپنے اپنے فرائض میں مصروف ہیں

——— حضرت مولانا صدر الدین صاحب اپنے تازہ والا نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے تین بچے بدستور علیل ہیں۔ ایک کو بہت زیادہ تکلیف ہے اس کے متعلق ڈاکٹروں کو شبہ ہے کہ سل کا آغاز ہو گیا ہے۔ قیام برلن کے دوران میں مولانا موصوف نے جرمن ترجمۃ القرآن کی نظر ثانی وغیرہ کاموں میں محنت شاقہ کی اس لئے آج کل انکی صحت بھی تسلی بخش نہیں مولانا کا وجود نہایت قیمتی اور از بس غنیمت ہے تمام احباب و خواتین سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مولانا اور ان کے بچوں کی صحت و درازی عمر کی درد دل سے دعا کریں۔

——— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی صحت کی حالت بدستور ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہت کچھ افاقہ ہے لیکن ابھی تک صحت کامل نہیں ہوئی۔ کمزوری باقی ہے ڈاکٹروں کے مشورہ کے مطابق لکھنے پڑھنے کا کام نہیں کر سکتے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی صحت کے لئے بھی تمام دوست خاص طور پر دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں توانائی عطا فرمائے اور "پیغام صلح" کے صفحات بہت جلد انکے قیمتی مدلل اور دلچسپ مضامین سے مزین نظر آئیں۔ نہ صرف کارکنان پیغام صلح بلکہ تمام قارئین محفل پیغام صلح سے انکی اس جبری غیر حاضری کو بہت محسوس کر رہے ہیں۔

——— یہ خبر مسرت سے سنی جائیگی۔ کہ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی آئی سی۔ ایس (خلف الرشید ڈاکٹر بشارت احمد صاحب) بمبئی سے دہلی تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور انڈر سکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ حکومت ہند کے عہدہ پر متعین ہوئے ہیں۔ آپ ۱۶ دسمبر کو دہلی پہنچ جائیں گے آپ غالباً پہلے ہندوستانی ہیں جو اس عہدہ پر متعین ہوئے ہیں۔ ہم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور میاں صاحب موصوف کی خدمت میں اس تقرر پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

——— جماعت سرینگر نے مبلغ تیس روپے کی رقم خزانہ انجمن میں ارسال کی ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ صدقہ فطر و عید فنڈ ۲۵ روپے۔ ایک آنہ فنڈ تین روپے چندہ پیغام صلح دو روپے۔ اللہ تعالیٰ احباب سرینگر کو بیش از بیش خدمات دین کی توفیق دے (آمین)

——— جناب احمد حسین صاحب دہلی سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ انکے بھائی جناب علی حسین صاحب کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام محمد علی رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ پیغام صلح کی طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔

——— جناب شیخ نظام الدین صاحب پنشنر ڈی۔ ایس چک شیخاں پیشاب کی بیماری میں مبتلا اور سول ہسپتال سرگودھا میں زیر علاج ہیں تکلیف غیر معمولی ہے مثانہ کا اپریشن ہوا ہے موصوف نہایت قیمتی ہستی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت کامل و عاجل عطا فرمائے انہوں نے مبلغ دس روپے بطور صدقہ انجمن کو ارسال فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے انکے لئے دعا کی جائے۔

——— ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن آج کل مختلف جماعتوں کے دورے میں مصروف ہیں انکا پروگرام حسب ذیل ہے۔

قرآن کریم کا نظریہ مذہب کے متعلق

ایک بدھ مت کے پیپر کی شہادت

(جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب امام مسجد ووکنگ)

قرآن کریم نے مذہب کے متعلق کیا نظریہ پیش کیا ہے؟ اس کا ملخص ذیل میں دیا جاتا ہے۔

۱۔ اول یہ کہ تمام مذاہب جو متفرق ازمنہ میں الہام الٰہی کے ماتحت ظاہر ہوتے رہے وہ اصل میں ایک ہی تھے۔

۲۔ دوم یہ کہ تمام مذاہب خداوند تعالیٰ کی توحید اور اس کے احد مطلق ہونے کی تعلیم دیتے تھے۔ اور اس بات پر زور دیتے تھے کہ وہی ایک ذات پاک عبادت کے لائق ہے اور اس کی عبادت کے لئے کسی مظہر کی ضرورت نہیں

۳۔ سوم یہ کہ مختلف زمانوں میں جو الہام انبیاء و رسل پر نازل ہوتا رہا اور وہ خدا کی طرف سے جو صحف اور کتب لاتے رہے اس کی اصل وجہ یہی کہ انسانی سرشت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ امتداد زمانہ کے تقاضا سے لوگ پھر مادیت پرستی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ قلوب سے وہ پاک نقوش جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتے ہیں دھل جاتے ہیں۔ اور نازل شدہ تعلیم اور آسمانی کتابوں میں انسان اپنی ہوا و حرص کے ماتحت بہت کچھ تصرفات کر لیتا ہے اور وہ اصل تعلیم جو خدا نے کسی نبی کی معرفت بھیجی تھی مفقود ہو جاتی ہے اور اس میں لوگ من مانی تاویلات کا دروازہ کھول کر اپنی خواہشات کا تتبع شروع کر دیتے ہیں۔

اس نظریہ کے مطابق تمام مذاہب کے بانی جن میں جناب بدھ اور جناب مسیح علیہ السلام بھی شامل ہیں خدائے احد کی پرستش اور اس کی عبادت کے ایسے ہی سختی سے عامل تھے جیسے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ تمام انبیاء اور رسل جو آنحضرت صلعم سے قبل ظاہر ہوتے رہے اس بات کو سخت حقارت اور نفرت سے دیکھتے تھے اور اس کو گناہ عظیم سمجھتے تھے کہ لوگ ان کو خدائے واحد۔ اس ذات حی و قیوم کا مرتبہ دیں جو سب کا خالق اور سب کا مالک اور تمام بذاتہ ہے۔ یا اس کی عبادت میں ان کو شریک گردانیں تمام انبیاء و رسل کی آمد کی غرض یہ تھی کہ وہ دنیا پر اس کی توحید اور اس کا جلال قائم کریں اور خود اس کے آستانہ پر ادنیٰ غلاموں کی طرح سر انقیاد و اطاعت جھکائے رکھیں اور دنیا کے لئے بطور ایک فرمانبردار بندۂ خدا کے اپنا اسوۂ حسنہ پیش کریں۔ یہ امر ان پاک نفوس کے لئے کچھ کم آزار اور تکلیف کا موجب نہ تھا کہ لوگ ان کے بت بنائیں اور بجائے خدائے واحد کی پرستش کے ان بتوں اور مجسموں کی عبادت شروع کر دیں۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کی تاریخ پر اس قدر تاریکی اور لاعلمی کا گرد و غبار پڑا ہوا ہے۔ یا بالفاظ دیگر اس میں اس قدر افسانہ طرازی سے کام لیا گیا ہے کہ صحیح صحیح حالات و واقعات کا پتہ لگانا ایک عقدۂ لاینحل بن گیا ہے۔ بنا بریں تاریخ کی بنا پر مذہب کے متعلق کسی نظریہ کا قائم کرنا قریب قریب ناممکن ہے۔ بایں ہمہ موجودہ زمانہ میں جو ریسرچ ورک کیا گیا ہے اور اس سے جو انکشافات ہوئے ہیں ان سے اس مسئلہ پر کچھ دھندلی سی روشنی پڑتی ہے۔ اور انہی انکشافات کی بنا پر ہم نہایت جسارت سے کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم کا نظریہ مذہب کے متعلق اعلیٰ درجہ کی صداقت پر مبنی ہے۔ اور یہی نظریہ قبولیت عام حاصل کر سکتا ہے۔ ایسا ہی ایک انکشاف "ٹائمز آف سیلون" کے نامہ نگار نے جن کا نام پرنا دتنا ہے کیا ہے۔ یہ ایک نہایت دلچسپ انکشاف ہے۔ اور جس نے ان میں یہ شائع ہوا ہے میں اس کو ذیل میں درج کرتا ہوں (یہ مضمون

اخبار مذکور کی ۲۸ مئی کی اشاعت میں بطور ضمیمہ کے شائع ہوا ہے) اس میں لکھا ہے:۔

"سیلون میں بدھ مت کی تمام عبادت گاہوں میں (جیسا کہ دوسرے بدھ ممالک میں بھی پایا جاتا ہے) بدھ کا ایک مجسمہ رکھا ہوتا ہے جس کی پرستش کی جاتی ہے۔ یہ مجسمے بعض صورتوں میں پتھر یا کسی دھات کے ہوتے ہیں اور بعض صورتوں میں کسی اور چیز کے ہوتے ہیں۔ بعض بدھ لوگ جو زیادہ عابد اور زاہد واقع ہوتے ہیں انہوں نے پرستش کے لئے اپنے گھروں میں بھی بدھ کے مجسمے رکھے ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ زندہ بدھ کی پرستش کی توقع کی جا سکتی ہے اسی طرح اور اسی رنگ میں اور انہی مراسم کے ساتھ اس مجسمے کی پرستش کی جاتی ہے۔ بدھ کی تصاویر یا مجسموں کی پرستش کرنے کا رواج بہت قدیم ہے اور ہر ایک بدھ کا یہی اعتقاد ہے کہ طریق عبادت یا مجسمہ کی پرستش بدھ مت کے آغاز سے ہے اور اس کے جنم سے ہی چلی آتی ہے۔ گویا یہ مذہب کا اصل اصول ہے اس میں شک نہیں کہ بعد میں جو داستانیں اور کہانیاں بنائی گئیں ان میں اس امر کا ذکر بکثرت آتا ہے کہ بدھ کی زندگی میں ہی بدھ کے مجسمے اور تصاویر بنائی گئی تھیں۔ اور ان کی پرستش بھی کی جاتی تھی لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بدھ لوگوں کی ابتدائی کتابوں اور تحریرات میں کہیں اس کا ذکر نہیں پایا جاتا کہ یہ تصاویر یا مجسمے بدھ کی زندگی میں کبھی بنائے گئے تھے اور ان کی پرستش کی جاتی تھی۔ بدھ مت کے نہایت قدیمی آثار یا قدیم تاریخی نوشتوں سے جو ہندوستان میں پائے جاتے ہیں اس امر کی شہادت ملتی ہے جس سے نہایت وضاحت سے پختہ طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قدیم بدھ مت والوں میں بدھ کی تصاویر کا خیال بھی نہیں تھا بلکہ اس امر کی سخت ممانعت تھی کہ کوئی شخص بدھ کی کوئی تصویر یا بت بنا کر اس کی عبادت کرے۔

ریاست بھوپال کے بعض مقامات مثلاً بھرہٹ میں جو نوشتے کندہ کئے ہوئے ملتے ہیں ان میں ایک کتبہ مسیح علیہ السلام سے تقریباً تین سو سال قبل کا ہے اس کتبہ میں بدھ کی زندگی کے واقعات کو تصویری رنگ میں دیا گیا ہے۔ آپ یہ دیکھ کر متعجب ہوں گے کہ ان تصاویر میں واقعات کو ظاہر کرنے کے لئے محض نشانات ہی سے کام لیا گیا ہے مثلاً پاؤں کے نشان سے جناب بدھ کی موجودگی مراد لی گئی ہے کہیں پورے جسم کی تصویر نہیں دی گئی حالانکہ بدھ کی موجودگی کو پوری تصویر سے بھی ظاہر کیا جا سکتا تھا۔ ایک تصویر میں (جس کی تشریح بھی اس زمانہ کی زبان میں موجود ہے) یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ بادشاہ اجت شترا بدھ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوتا ہے۔ اس واقعہ کو جو کندہ کیا گیا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ایک بادشاہ ایک تخت کے سامنے سر اطاعت خم کئے ہوئے ہے لیکن یہ تخت خالی ہے اور اس پر دو پاؤں کے نشان کے علاوہ اور کچھ نہیں یہی حال ان دوسرے کتبوں کا ہے۔ جو سانچی میں پائے جاتے ہیں اور بھرہٹ سے زیادہ دور نہیں اب ظاہر ہے کہ ابتدائی بدھ لوگ اپنے پیر و مرشد کی تصاویر نہیں بناتے تھے اور اس قسم کا تقید محض اس زمانہ سے ہی مخصوص نہیں جو بدھ کو روشنی دیئے جانے کے بعد کا زمانہ کہلاتا ہے بلکہ یہی تقید ان واقعات اور مناظر میں بھی نظر آتا ہے جو اس زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ بدھ محض ایک معمولی انسان کی حالت میں تھا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ سانچی کے ایک کتبہ میں شہزادہ سدھارتھا (بدھ) کی گھر سے روانگی کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ جبکہ وہ درویشی زندگی اختیار کرتا ہے اور راج پاٹ کو خیرباد کہہ جاتا ہے (جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے) شہزادہ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر گھر سے نکل جاتا ہے اور علاوہ بہت سی آسمانی ہستیوں کے اس کا ملازم بھی اس کے ساتھ چلتا ہے

اب سانچی کے کتبہ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ایک گھوڑا جا رہا ہے اور اس کے پیچھے بہت سی آسمانی ہستیاں ہیں جو شہر کے دروازہ سے باہر نکل رہی ہیں لیکن امر قابل غور ہے کہ گھوڑے پر کوئی سوار نظر نہیں آتا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ گھوڑے پر خود بدھ ہوتے لیکن ایسا نہیں ہے۔

ابتدائی بدھ مت کے لوگ محض اپنے پیر و مرشد کی تصاویر بنانے سے ہی پرہیز نہیں کرتے تھے بلکہ وہ کسی بھی انسانی شکل کا مجسمہ نہیں بناتے تھے اور یہ شواہد و واقعات سے ثابت ہو چکا ہے کہ بت پرستی سے ابتداً میں بدھ مت ایسا ہی پاک صاف تھا جیسا کہ اسلام۔ اس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ کتاب ونایا جو بدھ مت کے ضوابط و قوانین کی کتاب ہے۔ اس میں درج ہے کہ ایک دفعہ جناب بدھ کی زندگی میں ہی بعض لوگوں نے بعض خانقاہوں کی دیواروں پر بعض آدمیوں کی تصاویر بنائی تھیں۔ جب جناب بدھ کو اس کے متعلق علم ہوا تو انہوں نے سخت ممانعت کی اور دیواروں کو محض بیل بوٹوں کی تصاویر سے سجانے کی اجازت دی۔

بدھ کے نہایت قدیم اور ابتدائی مجسمے شمال مغربی سرحدی صوبہ اور افغانستان میں پائے جاتے ہیں جس کو قدیم زمانہ میں گندھارا کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ یہ سن عیسوی کے شروع کے زمانہ کے بیان کئے جاتے ہیں اور شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ یونانی فن بت تراشی کے تاثرات کا نتیجہ ہے۔ ہندوستان کے شمال مغربی علاقہ جات نہایت قدیم زمانہ سے بیرونی حملہ آوروں کے آماجگاہ بنے رہے ہیں اور ہندوستانی تہذیب و تمدن پر ان بیرونی حملہ آوروں کی تہذیب و تمدن کا گہرا اثر پڑا تھا یہ علاقہ فارس کی عظیم الشان سلطنت کا ایک حصہ بن گئے تھے۔ اور جب یہ طاقت زوال پذیر ہوئی تو سکندر اعظم نے ان پر اپنی تاخت و تاراج شروع کر دی جب سکندر اعظم کی وفات پر سکندری افواج ہندوستان سے چلی گئیں تو یہ علاقے ہندوستان کے موریا خاندان کے زیر نگیں ہو گئے اور جب اس خاندان کا چراغ بھی گل ہو گیا تو پارتھینا اور یونانی نسل کے حکمران ان علاقہ جات پر قابض ہو گئے۔ باختر کی سلطنت پر جو قریب ہی میں واقع تھی یونانی بادشاہ حکمران تھے۔

سن عیسوی کے شروع کے قریب ان علاقہ جات کو ترکی نسل کی ایک قوم کشان نے مسخر کر لیا جنہوں نے بدھ مت قبول کر لیا تھا۔ اس خاندان کا ایک بادشاہ کنشکا بدھ مت کا بڑا حامی تھا۔ چنانچہ شمالی بدھ مت کے لوگوں میں اس کو اشوک ثانی کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ کشان خاندان کے بادشاہوں کے زمانہ میں بدھ مت نے خوب ترقی حاصل کی اور ان کے دوران حکومت میں بدھ مت کی بہت سی خانقاہیں اور عبادت گاہیں تیار ہوئیں۔ ان مذہبی عمارتوں کی زیب و زینت کے لئے ان یونانی مصورین اور سنگ تراشوں کی خدمات حاصل کی گئی تھیں جو ہندوستان میں ابتدائی فتوحات کے سلسلہ میں یہاں ہی متوطن ہو گئے تھے۔ ان سنگ تراشوں نے اپنی کاریگری کے بہت سے نمونے چھوڑے ہیں جن میں بعض کتبے ہیں جو یونانی فن سنگ تراشی کے کہنہ طرز کے ہیں۔ ان کی طرز اگرچہ قدیم یونانی فن کی ہے لیکن نفس مضمون کے لحاظ سے یہ بالکل ہندوستانی اور بدھ مت والوں کی طرز پر ہیں۔ اسی وجہ سے ایسے سنگسازوں کا جو طبقہ تھا اس کو [illegible] یا [illegible] کہتے ہیں۔ بدھ کے مجسمے بہ تعداد کثیر [illegible] فن کے مطابق پائے جاتے ہیں ان میں سے بعض کتبے تو صاف سیدھے ہیں اور بعض ابھرے ہوئے حروف میں ہیں۔ ان کتبوں میں بدھ کے واقعات کو تصویری رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ ابتدائی مجسمے بہ مقابلہ بعد کے مجسموں

کے زیادہ تر یونانی تاثرات کا نمونہ ہیں۔ اور بعض ماہرین فن کا خیال ہے کہ بدھ کے ابتدائی مجسمے بنانے کے لئے بعض یونانی کاریگروں نے اپالو کے مجسمے کو بطور نمونہ استعمال کیا تھا۔"

اس سے زائد مضمون نقل کرنے کی میں ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ یہ مضمون قیمتی اور دلچسپ تاریخی معلومات سے لبریز ہے۔ اس قدر مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ بُدھ نے انسانی اشکال کے مجسمے بنانے کی سخت ممانعت کی ہے۔ چہ جائیکہ یہ تعلیم دی ہو کہ خود بدھ کا مجسمہ بنا کر اس کی پرستش کی جائے۔ اور اس بات کی کون ضمانت لے سکتا ہے کہ آئندہ کسی وقت تحقیقات سے یہ ثابت ہو جائے کہ جناب بدھ توحید الٰہی کے اصول کے ایسے ہی حامی تھے جیسے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بھی کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اگر غیر متعصبانہ رنگ میں تحقیقات کی جائے تو یہ ثابت ہو جائے کہ جو کچھ بدھ کے متعلق درست ہے بعینہ وہی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق بھی صحیح ثابت ہو یعنی یہ امر ثابت ہو جائے کہ جناب مسیح علیہ السلام بھی انسانی اشکال کی تصاویر بنانے کی ممانعت کرتے تھے۔ جہاں تک خدا تعالیٰ کی توحید کا سوال ہے چاروں اناجیل سے باوجود ان کی تحریف و تبدیلی کے بدلائل ثابت ہو سکتا ہے کہ جناب مسیح اس اصول یعنی توحید باری تعالیٰ کے بہت بڑے حامی اور اس کے بہت بڑے معلم تھے۔

جس امر کے متعلق ہم سطور بالا میں بحث کر رہے ہیں اس میں ایک بات مذہب سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے بہت بڑی قابل قدر ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح بدھ مذہب میں جو خرابی اور تحریف واقع ہوئی ... وہ یونانی بت پرستی کا نتیجہ ہے یقین اسی طرح جناب مسیح علیہ السلام کے اصول تعلیم میں جو خرابی واقع ہوئی ہے وہ بھی یونانی بت پرستی کے تاثرات کی وجہ سے ہی ہے۔

اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہدینا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات اور حالات جو اب روشنی میں آ رہے ہیں ان میں ان لوگوں کے لئے جو انسان میں مذہبی خیال کے پیدا ہونے اور ترقی پانے کے بارہ میں حد سے زیادہ تاریخ پر تکیہ کرتے ہیں بہت کچھ غور کرنے کا مواد موجود ہے۔

اگر کوئی شخص توہمات کی پیروی نہیں کرنا چاہتا بلکہ واقعات کو واقعات کے رنگ میں دیکھنا چاہتا ہے تو اس کو لازمی طور پر تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ اصول حقہ جو قرآن مجید کی وحی پر مبنی ہیں اس معاملہ میں وہ ان تحریروں سے کہیں زیادہ قابل اعتبار اور لائق اعتماد ہیں جنھیں فی زمانہ تاریخ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

بائبل کی اشاعت

بائبل ہوس کوئین وکٹوریہ سٹریٹ لندن نے بائبل کی اشاعت کے علاوہ شائع کئے ہیں جنمیں انھوں نے دکھایا ہے کہ برٹش اور فارن بائبل سوسائٹی نے ایک سال کے اندر ایک کروڑ ۱۳ لاکھ ۴۰ ہزار کی تعداد میں بائبل یا بائبل سے اقتباسات مندرجہ ذیل تناسب کے ساتھ دنیا بھر میں شائع کئے ہیں چین:- ۴۵ لاکھ۔ یورپ:- ۱۸ لاکھ۔ جزائر برطانیہ ۱۵ لاکھ۔ ہندوستان ۱۰ لاکھ۔ بقیہ ایشیا ۷ لاکھ ۲۰ ہزار۔ کوریا ۶ لاکھ ۸۰ ہزار۔ جنوبی امریکہ ۴ لاکھ ۱۹ ہزار۔ افریقہ ۳ لاکھ ۷۰ ہزار۔ کینیڈا ۱ لاکھ ۴۵ ہزار۔ آسٹریلیا اینڈ نیوزی لینڈ ۲ لاکھ۔

برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی ۱۸۰۴ء میں قائم ہوئی۔ سوسائٹی مذکورہ نے ۷۵۰ زبانوں میں بائبل کے تراجم کرکے ۴۴ کروڑ ۴۰ لاکھ کی تعداد میں شائع کئے ہیں۔ بائبل کی اس وسیع اشاعت کے ان اعداد و شمار پر مسلم بھائیوں کیلئے ٹھیک سوچ کر کہاں تک انہوں نے قرآن کریم کی دنیا بھر میں اشاعت کی فکر کی ہے (ماخوذ)

تحریک دستکاری!

خواتین سلسلہ کی توجہ کے قابل

محترم بہنو! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپ کو علم ہوگا کہ احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور نے اشاعت اسلام میں مدد دینے کیلئے ایک دستکاری فنڈ جاری کیا ہوا ہے یعنی ہر ایک بی بی کوئی سا دستکاری کا کام اپنے ہاتھ سے بنا کر سال میں ایک دفعہ دیں اور یہ سب اشیاء جمع کرکے بذریعہ نمائش فروخت کی جائیں جو انشاء اللہ ۲۳ دسمبر کو منعقد ہوگی اور روپیہ اشاعت اسلام پر صرف ہو جائیگا۔ پچھلے سال سے یہ نمائش ہوتی ہے افسوس ہے کہ ابتک بہت ہی بہنوں نے اس مبارک کام میں حصہ نہیں لیا ہے اگر یہ تحریک عام ہو جاوے تو اشاعت اسلام کو گرانقدر امداد خواتین کی طرف سے مل سکتی ہے اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ آپ بھی اس نیک مفید تحریک میں شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں اور اپنی بچیوں و دیگر رشتہ داروں کو بھی شریک کریں۔ امسال تو دار الیتامیٰ کے قیام کا مرحلہ ہمارے سامنے ہے جسکے لئے ہمیں خاص سعی و کوشش سے کام لینا چاہیئے۔ آپ جانتی ہیں کہ آجکل مسلمانوں پر کسقدر مشکلات کا زمانہ گذر رہا ہے۔ انکی ہستی چاروں طرف سے معرض خطر میں ہے ناموس اسلام پر گندے حملے ہوتے ہیں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ناپاک ترین الزامات لگائے جاتے ہیں تو کیا ہمیں یونہی خاموش بیٹھے رہنا چاہیئے ہر گز نہیں مذہب اسلام نے طبقہ نسواں کو ذلیل ترین حالت سے نکال کر بام عروج پر پہنچایا اور ان کے حقوق قائم کئے تو ہر ایک دختر اسلام کا فرض ہے کہ وہ تن من دھن سے اپنے پیارے مذہب کی حفاظت کے لئے تیار ہو جائے۔ آپ چار دیواری کے اندر سے بھی بذریعہ دستکاری حفاظت اسلام جیسے زبردست جہاد میں حصہ لیکر دین و دنیا میں سرخرو ہو سکتی ہیں۔ غریب سے غریب بہنیں بھی امداد دینے سے نہ ہچکچائیں کیونکہ خلوص دل سے دیا ہوا ایک پیسہ بھی نہایت قدر و قیمت رکھتا ہے اور ہماری متمول بہنیں بھی خادمہ اسلام ہونے کا شرف حاصل کرنے میں تاخیر نہ کریں۔ جس قسم کی دستکاری آپ کو آتی ہو آپ بھیج سکتی ہیں اگر پسند نہ ہو تو اس کو دوبارہ خود ہی خرید سکتی ہیں اس قدر خیال رکھنا چاہیئے کہ کم قیمت خوبصورت پائدار چیز ہو۔ ایک قیمتی چیز سے متعدد ہلکی قیمت کی چیزیں بہتر ہیں آج کل مندرجہ ذیل اشیاء کی زیادہ کھپت ہے مثلاً گوٹے ٹوٹے دوپٹے، ازاربند، بچوں کے سویٹر، موزے، ٹوپی کا رواج بہت کم ہے) ٹیبل کلاتھ، غلاف تکیہ، کرسیوں کے کشن، بچوں کے کھلونے، پلنگ پوش، کاتا ہوا سوت، لیڈیز رومال، پوڈروں پر آویزاں کرنے کے خوبصورت قطعے وغیرہ وغیرہ (چیز خوبصورتی اور صفائی سے بنانی چاہیئے)

یہ تمام اشیاء اسی ہفتہ خاکسار کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔ والسلام

خاکسار:- **اہلیہ محمد علی** آنریری سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام حمید بلڈنگس لاہور

مدراسلا

تربیت گاہ حمیدیہ دہلی

مسلمان لڑکیوں کیلئے بہترین انگریزی تعلیم

محترمہ بیگم صاحبہ سربلند جنگ بہادر نے عرصہ دو سال سے "تربیت گاہ حمیدیہ" کے نام سے حمید منزل دہلی دروازہ دہلی میں لڑکیوں کا ایک .... مدرسہ جاری کر رکھا ہے۔ جس میں مسلمان لڑکیوں کو نہ صرف مذہبی اور اخلاقی تعلیم دی جاتی ہے بلکہ خانہ داری بھی سکھلائی جاتی ہے۔ جن حضرات و خواتین نے بیگم صاحبہ موصوفہ کے اس مدرسہ کا معائنہ کیا ہے ان کی رائے ہے کہ یہ مدرسہ لڑکیوں کے لئے اپنی نوعیت کا سب سے بہتر مدرسہ ہے جس میں لڑکیوں کو ہر وہ چیز سکھلائی جاتی ہے جو ایک اچھی ماں اور لائق بیوی بننے کے لئے ضروری ہے۔

یہ خبر اسلامی اور تعلیمی حلقوں میں نہایت مسرت سے سُنی جائے گی کہ اب محترمہ بیگم صاحبہ سربلند جنگ بہادر کی کوشش و ہمت سے اس تربیت گاہ میں ایک مفید اضافہ ہوا ہے یعنی اس میں انگریزی تعلیم کا ایک علیحدہ شعبہ قائم کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی مقصد کے لئے موصوفہ ایک انگریز نومسلمہ فاطمہ خانم صاحبہ کو اپنے ہمراہ لندن سے لیکر آئی ہیں۔ فاطمہ خانم صاحبہ ایک بہت نیک، لائق اور تعلیمی امور میں تجربہ کار خاتون ہیں۔ انہیں اسلام اور اسلامی تہذیب سے بہت محبت ہے۔ انھوں نے اسلام کا کافی مطالعہ کیا ہے اور اس کی خوبیوں سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئی ہیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ فاطمہ خانم صاحبہ محترمہ بیگم سربلند جنگ بہادر کے ہمراہ مدینہ منورہ کی حاضری و زیارت کا شرف بھی حاصل کر چکی ہیں۔ آپ کے دل میں اسلام اور مسلمان قوم کا سچا درد ہے۔ آپ بیگم صاحبہ موصوفہ کے ہمراہ اسی لئے ہندوستان آئی ہیں تاکہ مسلمان خواتین اور لڑکیوں کی تعلیمی خدمات انجام دے سکیں۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے فاطمہ خانم صاحبہ تعلیمی امور کا ... کافی تجربہ رکھتی ہیں۔ ٹائپ اور شارٹ ہینڈ میں ماہر ہیں۔ دستکاری وغیرہ سے بھی بخوبی واقف ہیں۔ مروجہ انگریزی تعلیم اور انگلش سکولوں کی خامیوں سے تمام لوگ بخوبی واقف ہو چکے ہیں اسلئے جو شرفا اپنی لڑکیوں کو صحیح انگریزی تعلیم دلانے کے خواہشمند ہوں ان کے لئے فاطمہ خانم سے بہتر معلمہ کا ملنا ناممکن ہے کیونکہ نہ صرف وہ ایک انگریز خاتون ہیں بلکہ ایک پرجوش اور صحیح العقیدہ نومسلمہ بھی ہیں۔ وہ ہر مذہب و قوم کے شرفا کی لڑکیوں کو ان کی خواہش و ضرورت کے مطابق تعلیم دینا جانتی ہیں۔ محترمہ بیگم صاحبہ سربلند جنگ بہادر کی دلی خواہش ہے کہ وہ قوم کی لڑکیوں کو ایسی مفید تعلیم دے سکیں جو نہ صرف ضروریات زمانہ کے مطابق ہو بلکہ ان کی مذہبی و قومی روایات و اخلاق کی بھی محافظ ہو۔ بیرون جات کی طالبات کیلئے تربیتگاہ میں قیام کا انتظام بھی ممکن ہے۔ مگر اس بارہ میں مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کے ذریعہ ضروری تفصیلات لی جائیں۔

خدا کے کام کو نہ بھولو

جلسہ سالانہ میں ہر ایک احمدی خاتون شریک ہو

(از جناب ن۔ ب۔ صاحبہ)

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کے فضل سے سال بھر کے بعد وہ مبارک دن آنیوالا ہے جسکا ہر ایک سچے احمدی مرد عورت کو انتظار رہتا ہے یعنی ہمارا سالانہ جلسہ۔ گذشتہ سال کے عرصہ میں ہمارے بہت سے عزیز اور بہت سے قومی بھائی بہنیں ہم سے جدا ہو کر اپنے مولا سے جا ملے انسان کی زندگی بہت ہی محدود اور بہت ہی بے بھروسہ چیز ہے لہٰذا میں اپنی ہر ایک بہن سے عاجزانہ درخواست کرتی ہوں کہ وہ دنیا کی محبت کو چھوڑ کر دین کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دیں اصل میں انسان کی حقیقی راحت دین کی محبت میں ہی ہے اسلئے ہم تمام احمدی عورتوں کو وہ کام کرنا چاہیئے جس میں اصلی اور دلی راحت پوشیدہ ہے یعنی خدمت دین اور کسی وقت بھی اپنے اس عہد کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے جو کہ ہم نے خدا کو گواہ کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے کیا تھا۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ہم خواتین کا بھی ایک اجتماع ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی زنانہ دستکاری کی ایک نمائش بھی ہوتی ہے۔ لیکن اس میں بہت سی بہنیں حصہ نہیں لیتیں جو قابل افسوس ہے۔ جن بہنوں نے اس نیک کام کو بھلا رکھا ہے انہیں بیدار ہونا چاہیئے ہم دن رات اپنے دنیا کے کاموں میں مصروف رہتی ہیں۔ یہ ایسے کام ہیں جو اسی دنیا میں رہ جائینگے یہ ہمارے ساتھ نہیں جائینگے۔ لیکن ہم دین کی خدمت کو جو بھی کام کریں گے وہ ہمارے ساتھ جائیگا بہنو! اپنے اس فرض کو نہ بھولو ورنہ خدا بھی تمہیں بھول جائے گا۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو جو خدا کی یاد کرتا ہے اس کے کاموں میں حقہ لیتا ہے خدا بھی اُسے یاد رکھتا ہے میں اپنی ہر ایک بزرگ اور ہر ایک عزیز کی خدمت میں عرض کرتی ہوں کہ اس سال گذشتہ تمام سالوں سے زیادہ زنانہ جلسہ اور نمائش دستکاری کو کامیاب بنانا چاہیئے کیونکہ اس سال ہمارے سامنے ایک زبردست مرحلہ ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بزرگان قوم نے خواہش کی ہے کہ ہم اس اجتماع کے موقع پر **دارالیتامیٰ** کی تجویز کو عملی شکل دے دیں اور اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ چند روز ہوئے اخبار "پیغام صلح" میں جو مضمون حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خواتین جماعت کو مخاطب کر کے لکھا تھا وہ امید ہے ہر ایک تعلیمیافتہ بہن کے مطالعہ میں آیا ہوگا۔ حضرت امیر چاہتے ہیں کہ ہم دارالیتامیٰ کا ایک سال کا **خرچ اس قومی اجتماع پر جمع کر دیں۔ ضرورت ہے کہ امسال جلسہ سالانہ پر تمام بہنیں آئیں۔ اور بہت جلد ہر ایک احمدی خاتون اور لڑکی اپنے ہاتھ سے تیار کی ہوئی کوئی نہ کوئی دستکاری نمائش کے لئے بھیجدیں**۔ اب وقت بہت ہی کم رہ گیا ہے اس لئے مزید دیر نہیں ہونی چاہیئے اگر کوئی بہن کسی خاص مجبوری یا دستکاری نہ جاننے کی وجہ سے کوئی چیز تیار نہ کر سکیں تو وہ نقدی کی صورت میں ہی امداد دیں۔ میں ایک مرتبہ پھر عرض کرتی ہوں کہ اس سال خاص طور پر کوشش کی جائے کیونکہ یہ روپیہ ایک بڑے اعلیٰ اور نیک کام میں صرف ہوگا۔ اس سے بے باپ کے لاوارث و یتیم بچوں کی پرورش ہوگی ہم عورتیں خوش قسمت ہیں کہ اس نیک کام میں سب سے پہلا ہمارا حصہ ہوگا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ جماعت کی ہر ایک خاتون کو اس ضروری دینی اجتماع میں شرکت اور اس کے لئے قربانی کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواتین جماعت سے اپیل

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش ہے کہ امسال خواتین جماعت زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہوں چنانچہ اس کے متعلق آپکی ایک اپیل گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے جس میں حضرت ممدوح نے خواتین کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ :-

"میں اس جلسہ سالانہ پر آپکے ہاتھوں سے ایک عظیم الشان کام کی بنیاد رکھوانا چاہتا ہوں یعنی یہ کہ آپ اپنی ہمت سے ایک دارالیتامیٰ قائم کر دیں جہاں قوم کے بے باپ بچوں کی تربیت ہو سکے۔ میں خود اسکی عمارت کے فکر میں ہوں ...... میرا دل اس یقین سے لبریز ہے کہ جلسہ سالانہ سے پہلے پہلے تعمیر دارالیتامیٰ کی طرف سے میں بے فکر ہو جاؤں گا ...... اسلئے میں تمام قوم کی محترم خواتین سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس دفعہ سالانہ جلسہ پر بہت زیادہ تعداد میں آئیں بالخصوص قریب قریب کے شہروں کی خواتین کو تو چاہیئے کہ وہ سب کی سب جلسہ میں شامل ہوں دو تین دن کیلئے انہیں تکلیف تو ضرور ہوگی مگر ان کی یہ تکلیف قوم کیلئے زندگی کا پیغام ثابت ہوگی ان کا اجتماع اس کام کو جو بظاہر بہت مشکل نظر آرہا ہے آسان کر دیگا میں چاہتا ہوں کہ اس کام کو ہاتھ میں لینے سے پہلے خواتین ایک سال کا خرچ جمع کر لیں کہ وقت پر کبھی تکلیف نہ ہو ...... میں پھر اپنی خواہش کو دہراتا ہوں خواتین کثرت کے ساتھ جلسہ سالانہ پر آئیں اور اس کام کے لئے تیار ہو کر آئیں کہ ہم نے دارالیتامیٰ کا انتظام کر کے وہاں سے واپس آنا ہے اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہوگا۔"

تمام خواتین سلسلہ کا فرض ہے کہ اس اپیل پر اپنی اولین فرصت میں توجہ فرمائیں اور ابھی سے جلسہ سالانہ میں شرکت کی تیاری شروع کر دیں۔

ہمارا سالانہ جلسہ

اور قومی دارالیتامیٰ کا قیام

(از جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

سالانہ جلسہ قریب ہے اور ان ہستیوں کے لئے جن کو خدا نے ایک سال اور زندگی کا عطا کیا پھر موقع ہے کہ وہ اس مبارک موقع سے فائدہ اٹھا دیں۔ گذشتہ سالانہ جلسے پر شریک ہونیوالوں میں سے کسی ایک کو آج ہماری آنکھیں ڈھونڈتی ہیں مگر نہیں پاتیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ کیا یہ سال زندگی کا ہمیں اسلئے ملا ہے کہ اس قیمتی وقت کو خواب غفلت میں گذار دیں یا اس لئے کہ کوئی ایسا کام کر جائیں کہ حیات جاوید مل جائے۔

میری معزز بہنو! آج ایک یتیم خانے کے قیام کا سوال ہماری جماعت کے سامنے ہے اور آپ سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ آپ اس کام کو سنبھال لیں۔ کس قدر مبارک اور مسرت خیز یہ وقت ہے کہ وہ کمزور فرقہ وہ ناتوان و ضعیف جنس جس کو اب تک زمانے کی ضروریات سے بے خبر رکھا گیا۔ اس سے یہ توقع کی جا رہی ہے کہ وہ اس قومی و تعمیری کام کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا لیں اور یقیناً وہی دن ہماری اصلی اور حقیقی ترقی کا ہوگا جب مرد و زن مل کر قدم آگے بڑھائیں گے یتیم خانے کا انتظام یا دوسرے لفظوں میں بے باپ بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام عورتوں کے سپرد ہونا ...... نہایت صحیح انتخاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عورت ہی کو عطا فرمائی ہے کہ وہ بچوں کی صحیح طریق پر پرورش و تربیت کر سکے۔ مگر جس قدر یہ مسئلہ دلخوش کن ہے اسی قدر اہمیت بھی رکھتا ہے اور ہم احمدی عورتوں کو احساس ہونا چاہیئے کہ

ہمارا فرض

کیا ہے؟ ہمارے نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یتیموں کی پرورش کرتا ہے وہ مجھ سے اس قدر قریب ہے کہ جیسے ایک ہاتھ کی دو انگلیاں۔ میری پیاری بہنو! آپ اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہیں آپ کو ان یتیم بچوں کو بھی نہ بھولنا چاہیئے کہ جن کے سر سے باپ کا شفقت بھرا سایہ اُٹھ چکا ہے۔ اور جو ماں کی آغوش محبت سے محروم ہو گئے ہیں۔ جس بہن کے دو بچے ہیں وہ سمجھے دو نہیں تین ہیں جس بہن کے چار بچے ہیں وہ یہ سمجھے کہ چار نہیں پانچ ہیں اور اسی طرح سب مل کر ایک ایک بچے کا بوجھ اُٹھا لیں تو یہ سوال حل ہو جاتا ہے۔ ہم سینکڑوں روپیہ اپنے پیارے بچوں پر سے نثار کر کے دلی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ کیا یہ خیال بھی کبھی آیا ہے کہ یتیم بچے بھی اپنے والدین کے ایسے ہی جگر گوشے تھے جو اب در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ یتیم کی پرورش وہ سودا ہے جس میں گھاٹا نہیں اور یہ وہ تجارت ہے جس کو کبھی نقصان نہیں ہمیں اپنی قسمت پر نازاں ہونا چاہیے کہ خدا نے ہمیں حصول ثواب کا یہ زرین اور سہل موقع بخشا اس لئے سلسلہ احمدیہ کی تمام خواتین سے میری استدعا ہے کہ وہ جس طرح بھی ہو دو چار دن کی فرصت نکال کر جلسہ سالانہ پر اپنے مرکز میں آئیں اور اس کار خیر میں معاون ہوں جیسا کہ بہنوں کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ زنانہ جلسہ ۲۳ دسمبر (جمعرات) کو صبح دس بجے منعقد ہوگا۔ اس لئے بیرونجات کی خواتین کو ۲۲ دسمبر کی شام یا زیادہ سے زیادہ ۲۳ دسمبر کی صبح تک لاہور تشریف لے آنا چاہیئے۔

بقیہ اخبار احمدیہ

(۱) ۱۱، ۱۲، ۱۳ دسمبر راولپنڈی
(۲) ۱۵، ۱۶ دسمبر وزیرآباد۔ سیالکوٹ
(۳) ۲۰ دسمبر کے قریب فیروزپور
(۴) ۲۳ دسمبر کے قریب لاہور میں برائے شمولیت جلسہ سالانہ

ڈاکٹر صاحب موصوف کئی سال کے بعد رخصت پر اپنے وطن تشریف لائے ہیں لیکن ایام رخصت میں بھی دینی و قومی خدمات میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ان کا یہ جوش دینی تمام نوجوانوں کے لیئے قابل تقلید ہے۔

——جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ فجی اور ان کی بیگم صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ بعارضہ بخار بیمار ہیں۔

——مرزا غلام سرور صاحب ڈسپنسر منڈولی ضلع راولپنڈی جو ہماری جماعت کے ایک مخلص و پرجوش رکن ہیں۔ بعارضہ تپدق بیمار ہیں۔

——ملک عبد الغنی صاحب محرر "پیغام صلح" کی اہلیہ صاحبہ دو ہفتے سے بخار میں مبتلا ہیں۔

——ہمارے "پیغام صلح" کے کاتب صاحب منشی حبیب اللہ صاحب بعارضہ نزلہ بیمار ہیں۔ اور خاص طور پر دعا کے ملتجی ہیں۔

ان تمام بیماروں کے لیئے دعائے صحت کی جائے

چودھری غلام حیدر صاحب رئیس بدوملہی کو صدمہ

انتہائی افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جناب چودھری غلام حیدر صاحب رئیس بدوملہی ضلع سیالکوٹ جو ہماری جماعت کے قدیم اور سرکردہ ارکان میں سے ہیں۔ کی اہلیہ محترمہ ۸ دسمبر کی شب کو بوقت ڈیڑھ بجے انتقال فرما گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت نیک اور بلند اخلاق خاتون تھیں اس صدمہ میں ہمیں چودھری صاحب موصوف سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے تمام جماعتوں اور احباب سے جنازہ غائب کی درخواست ہے

رفتار عالم

ہندوستان

——لاہور ۱۱ دسمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ضلع مراد آباد کے ضمنی انتخاب میں مسلم لیگ کے امیدوار مسٹر اختر حسین نے ایک ہزار دو ووٹوں کی اکثریت سے مسٹر بشیر احمد (کانگرس) کو زبردست شکست دیدی ہے۔ اعلان عنقریب ہوگا

——الٰہ آباد یونیورسٹی نے بہت سے سرکردہ اصحاب کو اعزازی ڈگریاں پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے چنانچہ اسی سلسلہ میں سر اکبر حیدری صدر اعظم حکومت نظام کو ایل ایل ڈی کی ڈگری۔ مسز سروجنی نیڈو۔ سر محمد اقبال اور مولوی عبد الحق سکرٹری انجمن ترقی اردو کو ڈاکٹر آف لٹریچر کی ڈگری اور سر شاہ سلیمان کو ڈاکٹر آف سائنس کی ڈگری پیش کی جائے گی۔

——ناگپور ۱۰ دسمبر۔ ناگپور یونیورسٹی نے مہاتما گاندھی کو ڈاکٹر آف لا کی ڈگری پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

——جالندھر ۱۰ دسمبر۔ آج شام یہاں سے چھ میل کے فاصلے پر قصبہ سوران نسی کے قریب ایک لاری درخت سے ٹکرا گئی جس سے پانچ مسافر ہلاک اور تیرہ شدید زخمی ہوئے۔

——کراچی ۱۰ دسمبر۔ پنجاب میل جو گزشتہ رات کراچی سے روانہ ہوئی تھی اس کا میرپور ستھیلو کے اسٹیشن پر ایک مال گاڑی سے تصادم ہوگیا جس سے ۲۰ مسافر انجن ڈرائیور اور فائرمین معمولی زخمی ہوئے۔ نقصان مال بہت زیادہ ہوا ہے۔ یہ اسٹیشن روہڑی سے ۵۰ میل کے فاصلے پر ہے۔

——لکھنؤ ۱۰ دسمبر حکومت یو۔ پی نے چھ اضلاع میں شراب پر قیود عائد کر دی ہیں

——اخبار انقلاب مورخہ ۱۰ دسمبر اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ احراری لیڈر مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے قصبہ جے پور (ضلع مراد آباد یو۔ پی) میں تقریر کرتے ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام کی سخت توہین کی جس کی وجہ سے ان پر پتھروں اور جوتوں کی بارش ہوئی۔

——حکومت سرحد نے اعلان کیا ہے کہ ایکٹ انتقال اراضی منسوخ نہیں کیا جائیگا۔

——اعلیٰ حضرت حضور نظام کی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ فیڈریشن میں شمولیت کا فیصلہ رعایائے دکن کی رائے معلوم کرنے کے بعد اس کی رضامندی سے کیا جائیگا آیندہ ماہ وائسرائے حیدرآباد جا رہے ہیں اس لئے بعض غلط افواہیں پھیل گئی تھیں جن کی وجہ سے یہ اعلان کرنا پڑا۔

——بنارس میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات کشیدہ ہو رہے ہیں فساد کا خطرہ ہے

——امرتسر ۱۰ دسمبر۔ آج مسجد خیر الدین میں مسلم لیگ کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا احراریوں نے اس میں شور مچانے اور دنگا کرنے کی کوشش کی لیکن عوام نے ان کو نہایت ذلت کے ساتھ مسجد سے نکال دیا۔

——یو۔ پی کی کانگرسی حکومت نے کانپور میں مزدوروں پر جو پابندیاں عائد کی ہیں اس سے تشویش ناک صورت حالات پیدا ہو گئی ہے عام ہڑتال اور فرقہ وارانہ فساد کا خطرہ ہے۔

——صوبہ سرحد کی کانگرسی حکومت نے سول سروس کی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے آزاد مقابلہ منظور کیا ہے جس میں فرقہ وارانہ تناسب کا کوئی لحاظ نہیں ہوگا۔ حکومت کے اس فیصلے سے مسلمانوں میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔

——حکومت بمبئی نے دو مسجدیں جن پر قریباً ایک صدی سے حکومت کا قبضہ تھا مسلمانوں کو واپس کر دی ہیں اور عنقریب تین اور مسجدیں واگزار کر دی جائیں گی۔

——زمینداروں کو بددیانت بیوپاریوں سے بچانے کے لئے حکومت پنجاب اسمبلی کے آیندہ اجلاس میں ایک مارکیٹ بل پیش کرے گی جس کی رو سے بیوپاریوں کو دلالی کے لئے لائسنس لینا پڑیگا اور ان کی دیکھ بھال کے لئے ایک عملہ مقرر کیا جائے گا۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس قانون کے ذریعہ زمینداروں کی آمدنی میں کروڑوں روپے اضافہ ہو جائے گا۔

——افواہ ہے کہ یو۔ پی کے گورنر نے چند اشخاص کے خلاف ان کی سیاسی سرگرمیوں کے باعث مقدمہ چلانے کی اجازت دیدی ہے جس سے کانگرسی وزارت اور گورنر کے درمیان شدید اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ اگر کوئی سمجھوتہ نہ ہوا تو نہ صرف یو۔ پی کی وزارت بلکہ تمام کانگرسی وزارتیں مستعفی ہو جائیں گی۔

ممالک خارجہ

——شنگھائی ۱۱ دسمبر۔ چین و جاپان کی جنگ ہولناک صورت اختیار کر چکی ہے جاپانی فوجوں نے چینی دار الحکومت نانکن پر ہر چہار طرف سے حملہ کر دیا ہے۔ چینی فوجیں نہایت جانبازی سے حملہ آوروں کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ جاپانی شہر کے بعض دروازوں کے قریب پہنچ گئے ہیں اور ان کو توڑنے میں مصروف ہیں۔

——حکومت چین نے اعلان کیا ہے کہ وہ آخری وقت تک نانکن کی مدافعت کریگی کل جاپانی طیاروں نے اشتہار پھینکے جن میں چینی افواج اور عوام کو تنبیہ کی گئی کہ وہ ہتھیار ڈال دیں ورنہ جاپانی فوجیں نانکن پر آخری حملہ کرنے پر مجبور ہوں گی۔

——چینی فوجوں کی کمانڈ حکومت چین نے مارشل چیانگ سی کو دیدی ہے جو نانکن میں جاپان سے فیصلہ کن جنگ لڑنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ حکومت جاپان نے فیصلہ کیا ہے کہ نانکن پر قبضہ کرنے کے بعد عام جنگ شروع کر دی جائے۔

——شنگھائی ۱۰ دسمبر۔ ابھی یہ خبر تصدیق طلب ہے کہ جنرل چیانگ کائی شیک مستعفی ہو گیا ہے لیکن یہ امر فیصلہ شدہ ہے کہ وہ نانکن کی تسخیر کے بعد یقیناً مستعفی ہو جائیگا اور چینی روایات کے مطابق نانکن کی تسخیر کی تمام تر ذمہ داری اس کی ذات پر ہوگی۔

——روما ۱۱ دسمبر۔ حکومت اٹلی نے مجلس اقوام سے علیحدگی کا فیصلہ کیا ہے۔ اور پرتگال۔ بلغاریہ۔ البانیہ۔ جاپان اور جرمنی کی حمایت سے اشتراکی ممالک کے مقابلہ میں فسطائی لیگ کے قیام کا اعلان کر دیا ہے جس پر تمام یورپ میں تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

——استنبول ۱۱ دسمبر معلوم ہوا ہے کہ وزرائے خارجہ ترکی۔ ایران۔ عراق اور افغانستان نے طے کیا ہے ایشائی میثاق کی دول کا آیندہ جلسہ ماہ اپریل میں بمقام کابل منعقد ہوگا۔ اس موقع پر ان دول کے وزرائے جنگ بھی شرکت کریں گے۔

——قاہرہ ۱۱ دسمبر۔ غیر ملکیوں کے لئے حکومت مصر نے ایک حکم جاری کیا ہے کہ وہ آیندہ بغیر لائسنس کے اسلحہ نہیں رکھ سکتے۔

——پیرس ۱۱ دسمبر۔ شام میں فسطائی تحریک زور پکڑتی جا رہی ہے۔ نوجوانوں میں یہ تحریک بہت موثر ہو رہی ہے۔ چند روز ہوئے دمشق میں پولیس نے فسطائی نوجوانوں کے ایک جلسہ کو روکنا چاہا تو پولیس پر پتھر برسائے گئے جس سے ۸۰ آدمی مجروح اور دو ہلاک ہوئے۔

——حکومت شام نے فسطائی جماعت کو خلاف قانون قرار دے دیا اور اس کے صدر کو گرفتار کر لیا ہے اس پر زبردست مظاہرہ ہوا جس کے دوران میں نوجوانوں کا پولیس سے زبردست تصادم ہو گیا۔ مظاہرین نے پولیس کی تین لاریوں کو جلا دیا۔ آخر فوج طلب کرنی پڑی جس نے گولی چلا دی۔ مجروحین و مقتولین کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔

——بیت المقدس ۱۱ دسمبر۔ فلسطین میں حالات روز بروز بدتر ہو رہے ہیں۔ مسلح یہودیوں نے دس عربوں اور دو خواتین کو شہید کر دیا جس کی وجہ سے یروشلم میں عربوں اور یہودیوں کے درمیان بلوہ ہو گیا۔ فوج نے گولی چلا کر عربوں اور یہودیوں کو منتشر کر دیا۔

——بیت المقدس ۱۱ دسمبر۔ برطانی فوج کے ایک دستہ نے رات کے ایک بجے ماڈرن ہوٹل کا محاصرہ کر کے چار ترکوں کو زیر حراست کر لیا۔ معلوم ہوا ہے کہ گرفتاری کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ عربوں کی تحریک دہشت انگیزی کی خفیہ طور پر قیادت کر رہے تھے۔ ان کے قبضہ سے اہم کاغذات برآمد ہوئے ہیں۔

——حیفا ۱۱ دسمبر۔ موضع قلعہ میں عربوں نے تین سرکاری افسروں پر گولیاں چلائیں جس کی وجہ سے ایک افسر ہلاک ہو گیا۔ فوج نے گاؤں کا محاصرہ کر کے متعدد مکانات کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا۔ کئی ایک کو نذر آتش کر دیا۔ اس طرح ایک مسجد کو بھی نقصان پہنچا۔ فوج نے گولی بھی چلائی جس سے دو عرب شہید اور اٹھائیس مجروح ہوئے۔

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۷۰۰۷

جلد ۲۵ — لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۱۳ شوال سنہ ۱۳۵ھ مطابق ۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۳۷ء — نمبر ۷۷

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اغراض جلسہ سالانہ

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے کہ اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔۔۔ سو بھائیو۔ یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہو رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔ اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آ ملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچری تفریط پسندوں اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے۔ اور خدا تعالیٰ اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہوگا۔ اور ضرور یہی ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ ہیں جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔ بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرما دے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دے۔ اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔ اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ کو ہی ہے۔ آمین ثم آمین۔ (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

ہمارا قومی دربار

یعنی جلسہ سالانہ اب بہت قریب آگیا ہے

(۲۴)——(۲۵)——(۲۶)

جمعہ —— ہفتہ —— اتوار

دسمبر ۱۹۳۷ء تاریخیں مقرر ہوئی ہیں

پروگرام گذشتہ اشاعت کے دوسرے صفحہ پر درج ہو چکا ہے۔ ہر ایک فرد جماعت کو جلسہ سالانہ میں شریک ہونے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ کوئی دوست کسی شدید اور انتہائی معذوری کے بغیر اس قومی دربار کی حاضری سے محروم نہ رہے۔ اب وقت بہت کم رہ گیا ہے آپ آج ہی سے سفر لاہور کی تیاریاں شروع کر دیں اس کار خیر میں تاخیر مناسب نہیں۔

ہماری جماعت کا جلسہ سالانہ

ایک دینی جہاد اور اجتماع ہے

اس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی۔ آپ کی زندگی میں یہ جلسہ باقاعدہ ہوتا رہا۔ اس اجتماع کی غرض [illegible] ہے کہ [illegible] اجتماعی دعاؤں اور دیگر ذرائع سے قوت پہنچانا اور اشاعت اسلام کے جدید وسائل سوچنا اور گذشتہ کاموں کا جائزہ لینا ہے۔ لہذا اس جلسہ کی اہمیت بالکل واضح ہے۔ جو دوست بغیر کسی معقول عذر اور انتہائی مجبوری کے اس سے غیر حاضر ہوں گے وہ اپنے ایک مقدس و اہم فرض کی ادائیگی سے قاصر رہیں گے۔

خواتین اور لڑکے لڑکیوں

کی بھی جلسہ سالانہ میں شرکت ضروری ہے

بہت سے دوست خود تو جلسہ سالانہ میں تشریف لے آتے ہیں لیکن اپنی خواتین اور بچوں کی شرکت چنداں ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ بڑی بھاری فرو گذاشت ہے۔ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور کوئی تحریک صحیح معنوں میں کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک خواتین اس میں مناسب طریق پر حصہ نہیں لیتیں۔ یہی بچے سو آج کے بچوں پر ہی کل کو دینی و قومی خدمات کا بار پڑنے گا۔ اس لئے جلسہ سالانہ میں احمدی خواتین اور لڑکے لڑکیوں کی شرکت احمدی مردوں کی طرح ہی ضروری سمجھنی چاہیئے۔

دار الیتامیٰ کے قیام کی تجویز

آجکل قوم کے سامنے ہے

اس بارہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خواتین جماعت کو خاص طور پر مخاطب کیا ہے۔ حضرت ممدوح کی خواہش ہے کہ عمارت کے سوا دار الیتامیٰ کے انتظام و اخراجات کا تمام بار خواتین اپنے ذمہ لیں۔ وہ جلسہ سالانہ پر دار الیتامیٰ کی تجویز کو عملی شکل دے دیں اور چندہ اور فروخت دستکاری کے ذریعہ ایک سال کا خرچ جمع کر لیں۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ امسال خواتین زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس قومی اجتماع میں شریک ہوں۔

زنانہ جلسہ اور نمائش دستکاری

۲۳ دسمبر ۱۹۳۷ء (جمعرات) کو منعقد ہوگی

اسلئے جن احباب کے ساتھ خواتین ہوں وہ از راہ کرم ۲۲ دسمبر کی شام یا ۲۳ دسمبر کو صبح آٹھ نو بجے تک لاہور پہنچنے کی کوشش کریں تاکہ ان کی خواتین زنانہ اجتماع میں شریک ہو کر فائدہ اٹھا سکیں۔ اس اجتماع کا پروگرام نہایت دلچسپ اور مفید ہوتا ہے۔ عام اجلاسوں میں بھی خواتین کے لئے پردہ دار نشست کا باقاعدہ انتظام ہوگا۔ اس لئے انہیں زنانہ جلسے کے علاوہ باقی تمام اجلاسوں میں شریک ہو کر بزرگان قوم کے نصائح سننے چاہئیں۔ مردوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ان تمام باتوں کی اطلاع دیدیں۔

اپنے غیر از جماعت دوستوں اور عزیزوں کو

بھی جلسہ سالانہ میں شرکت کی تحریک کیجئے

عوام ہماری جماعت سے محض غلط فہمی اور لاعلمی کی وجہ سے بدظن و متنفر ہیں اگر انہیں ہمارے عقائد اور دینی سرگرمیوں کے متعلق صحیح علم حاصل ہو جائے۔ تو وہ مخالف ہونے کی بجائے ہمارے دوست و معاون بن جائیں۔ اس لئے اپنے چند غیر از جماعت عزیزوں اور دوستوں کو جلسہ سالانہ پر لانے کی ضرور کوشش کریں کیونکہ یہ اجتماع احمدیت اور ہماری جماعت کی خدمات دینی کے متعلق صحیح علم حاصل کرنے کا ایک بہترین موقع ہے۔ اپنی پہلی فرصت میں اطلاع دیجئے کہ آپ ہمراہ کتنے غیر از جماعت حضرات آ رہے ہیں تاکہ ان کے استقبال اور رہائش وغیرہ کا حتی الامکان بہتر انتظام کیا جا سکے۔

مرکز میں ہمارے اجتماع کی غرض

محض دین کو قوت پہنچانا ہے

اسلئے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والا ہر ایک دوست اپنی استطاعت کے مطابق وہ سامان لے کر آئے جس سے انجمن کی دینی سرگرمیوں کو قوت پہنچے یعنی اپنے حلقہ اثر سے کچھ چندہ فراہم کر کے ساتھ لائے اس بارہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات جمعہ میں مفصل ہدایات ارشاد فرما چکے ہیں۔ اپنی ذات کے لئے مانگنا بری بات ہے لیکن دین کے لئے دست سوال دراز کرنا موجب عزت ہے ایسی کسی کو کوئی عار محسوس نہیں کرنی چاہئیے۔ اسطرح آپ حمایت کے پیغام کو بھی لوگوں تک پہنچا سکیں گے اگر آپ نے ابھی تک اس ضروری کام کیلئے کوئی حرکت نہیں کی تو فوراً توجہ کریں۔ چند دن کی سرگرم کوشش گذشتہ غفلت کی تلافی ہو سکتی ہے۔

کانفرنس مذاہب

بھی امسال جلسہ سالانہ کی ایک خصوصیت ہے

جس میں مختلف مذاہب کے نمائندے ایک اہم موضوع یعنی "دو میرا مذہب دنیا کی اقتصادی مشکلات کا کیا حل پیش کرتا ہے؟" پر اپنی اپنی مذہبی تعلیمات کی رو سے خیالات کا اظہار کریں گے یہ کانفرنس ۲۶ دسمبر (اتوار) کو مسلم ہائی سکول لاہور کی عمارت میں دن کے ڈیڑھ بجے منعقد ہوگی۔ اس کے لئے خاص انتظامات ہو رہے ہیں متعدد مذہبی انجمنوں کو نمائندے بھیجنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اس کانفرنس کا پروگرام بھی نہایت دلچسپ ہوگا۔ اس اجتماع میں اپنے غیر مسلم دوستوں کو اور ان لوگوں کو جو مذہب سے متنفر و مایوس ہو رہے ہیں ضرور لائیے۔

بہت سے قادیانی دوست

قادیان کے جلسہ میں شریک ہونے کیلئے

لاہور ہی کے راستے سے گزرتے ہیں۔ ان کا جلسہ بھی ہمارے جلسے سے دو روز بعد شروع ہوتا ہے۔ اگر کوشش کی جائے تو ان میں سے اکثر کو ایک دو روز کے لئے لاہور ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ کیا عجب ہے کہ ہمارے جلسہ میں شمولیت کی وجہ سے وہ حضرت مسیح موعود کی صحیح تعلیمات سے واقف ہو کر قادیانی غلو سے نجات پا جائیں جس طرح کہ متعدد سرکردہ قادیانی نجات پا چکے ہیں اس بارہ میں ضرور سعی کرنی چاہیئے۔

اشتہارات اور پوسٹر

جو جلسہ سالانہ کے متعلق

مختلف جماعتوں اور احباب کی خدمت میں ارسال کئے گئے ہیں انہیں پوری احتیاط سے موزوں مقامات پر تقسیم و چسپاں کر دیں اس کام میں تاخیر یا غفلت ہرگز نہیں ہونی چاہیئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے غیر از جماعت حضرات کو ایک مکتوب مفتوح کے ذریعہ جلسہ سالانہ پر تشریف لانے کی دعوت دی ہے۔ یہ مکتوب دو ورقے کی شکل میں طبع کرا کر جماعتوں کو ارسال کیا جا چکا ہے۔ ان کو مسلمان معززین تک [illegible] جلسہ کے پروگرام اور انجمن کی تبلیغی سرگرمیوں [illegible] درج ہے۔

نماز باجماعت کی پابندی

کا تمام احباب ایام جلسہ میں خصوصیت سے خیال رکھیں

کیونکہ ہمارے جلسہ سالانہ کی ایک بہت بڑی غرض اکٹھے ہو کر دعائیں کرنا ہے اجتماع کی دعا اپنے اندر بہت بڑی طاقت اور برکت رکھتی ہے اس برکت کے حصول میں کوئی مصروفیت حائل نہیں ہونی چاہیئے۔ علاوہ ازیں یاد رکھنا چاہیئے کہ نماز ایک بہت بڑا دینی فریضہ ہے۔ اس کی پابندی سے غفلت جماعت احمدیہ کے کسی فرد کے شایان شان نہیں۔ ایام جلسہ میں ظہر و عصر اور مغرب و عشا کی نمازیں اکٹھی کر لی جاتی ہیں۔ دیگر کاموں میں بھی پابندی اوقات کا خیال رکھنا چاہیئے اس طرح مہمانوں اور منتظمین دونوں کو سہولت ہوگی۔

خریداران "پیغام صلح"

جن کا چندہ خریداری

ماہ دسمبر ۱۹۳۷ء یا جنوری ۳۸ء میں ختم ہوتا ہے یا اس سے قبل ختم ہو چکا ہے یا جن دوستوں کے ذمہ اخبار کی بقایا رقوم ہیں وہ براہ مہربانی جلسہ سالانہ پر اپنا حساب بیباق کر دیں۔ ایام جلسہ میں حسب معمول اخبار کا دفتر کھلا رہے گا خریداران "لائٹ" سے بھی یہی درخواست ہے۔ تمام رقوم باضابطہ رسید ادا کی جائیں۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر اخبار کی توسیع اشاعت کی بھی کوشش فرماویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

عقائد جماعت احمدیہ لاہور — جماعت احمدی کی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آکر رہیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۵ | یوم جمعہ ۱۳ شوال ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۷۷

جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ جاوا کی مراجعت ہند

جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب کی بمبئی پہنچنے کی خبر قبل ازیں درج اخبار ہو چکی ہے۔ اب بذریعہ تار خوشخبری موصول ہوئی ہے کہ موصوف آج ۱۷ دسمبر کی شام کو لاہور تشریف لا رہے ہیں۔ اس وقت جبکہ یہ سطور لکھی جا رہی ہیں چار بج چکے ہیں۔ تمام کارکنان انجمن اپنے اس قابل صد فخر بھائی کے استقبال کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ ان کی آمد اور دیدار کا انتظار اسی شوق و بیقراری سے کیا جا رہا ہے جس طرح ہلال عید کا ——— کیونکہ اس جانباز مجاہد عمل و قناعت کے اس خاموش پیکر کے لئے ہم سب کے دلوں میں محبت و احترام کا ایک گہرا جذبہ موجود ہے ——— امید ہے کہ اسی اشاعت کی آخری کاپی بننے کی جگہ ہم مرزا صاحب موصوف کی آمد لاہور اور استقبال کی مختصر کیفیت بھی درج کر سکیں گے[1]

اس وقت جبکہ ہم جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب کے خیر مقدم کی مسرت حاصل کرنے والے ہیں ان کی روانگی جاوا کا نظارہ بہت سے بزرگوں اور دوستوں کی چشم تصور کے سامنے ہوگا۔ اس وقت ہماری اس "گدڑی کے لعل" سے کوئی لمبی چوڑی امیدیں البتہ نہ تھیں۔ کیونکہ ہم ان کی پوشیدہ قابلیتوں سے ناواقف تھے۔ اس وقت ان کی حیثیت "ایک نئے رنگروٹ" کی تھی۔ ایک بزرگ مبلغ کے لئے جاوا تشریف لیجا رہے تھے۔ ان کے ساتھ مرزا صاحب کو بھی کر دیا گیا۔ الوداعی اجتماع میں تقریریں ہوئیں۔ اس نئے رنگروٹ سے بھی اظہار خیالات کی خواہش کی گئی یہ مجاہد دل کی سی سادگی سے اٹھا اور منکسرانہ لہجہ میں اس قدر کہہ کر خاموش ہو گیا کہ "مجھکو کہ اب کیا عرض کروں اگر جاوا میں کوئی کام کر سکا تو واپس آکر کچھ کہوں گا" ——— اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج تو چودہ سال کے بعد وہ وقت بھی آ گیا جاوا پہنچکر مرزا صاحب کے ساتھی آب و ہوا کی ناموافقت کی وجہ سے بیمار ہو گئے اور واپس آ گئے۔ لیکن انہوں نے اپنا ڈیرہ وہاں ڈال دیا۔ اور اس سرزمین میں خدمت اسلام کے متعلق انہوں نے اپنے ذہن میں جو پروگرام تیار کیا تھا اس میں نہایت خاموشی سے انہماک سے عمل پیرا ہونے میں مصروف ہو گئے۔ آج ان کے عمل کے گہرے سنہری نقوش کو دیکھ کر ہر ایک صحیح الخیال مسلمان کی آنکھیں روشن اور دل مسرور ہو رہا ہے۔

جاوا ایک اسلامی ملک ہے اس میں مسلمانوں کی زبردست اکثریت ہے لیکن ان مسلمانوں پر پیروں، ملاؤں اور جہالت کا قبضہ ہے۔ اس ملک کے چپہ چپہ پر عیسائی مشنریوں نے ارتداد و گمراہی کے جال بچھا رکھے ہیں مسلمان کثرت سے ان کا شکار ہو رہے تھے۔ ہمارے اس خاموش مبلغ نے سمندروں کے سینے کو چیرتے ہوئے جب ساحل جاوا پر قدم رکھا تو وہ بے یار و مددگار تھا ——— لیکن اس کی ہمت بلند نے دشمنان دین سے مقابلہ کی ٹھان لی اور تن تنہا مردانہ وار پادریوں اور ملاؤں کو للکارا ——— آج چودہ سال کے بعد اس کے اندوختۂ عمل کا جائزہ لینے والوں کو نظر آتا ہے کہ وہ جاوا میں اکیلا نہیں بلکہ خادمان اسلام کی ایک معقول جماعت اس کے ساتھ ہے۔ پادری اس کے نام سے گھبراتے ہیں۔ اس نے نوجوان جاوی مسلمانوں میں زندگی و حرارت کی ایک لہر دوڑا دی ہے۔ ان کو خواب غفلت سے بیدار کر کے خدمت اسلام کے کام پر لگا دیا ہے۔ اس نے مختلف زبانوں میں متعدد تبلیغی و اصلاحی پرچے جاری کئے قرآن کریم کا ڈچ زبان میں ترجمہ کر کے مع متن شائع کیا اور بیشمار اسلامی کتب و رسائل کے ڈچ، جاوی اور دوسری زبانوں میں ترجمے کر کے ان کو جاوا اور ہالینڈ میں پھیلا دیا ——— ہالینڈ میں تبلیغی مشن قائم کرنے کی کامیاب تیاریاں جاری ہیں۔ یہ کام کوئی معمولی کام نہیں۔ یہ کام ملکوں کی ایک ایسی جماعت کے لئے بھی جس کے پاس وسیع ذرائع ہوں قابل فخر قرار دیا جا سکتا ہے۔ مرزا ولی احمد بیگ تو تنہا اور ایک غریب جماعت کا غریب فرد تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ آج اس کے اس عظیم الشان کام کی قدر و قیمت سے ہم بھی پورے طور پر واقف نہیں۔ اس کا صحیح اندازہ مستقبل کا مورخ ہی کر سکے گا۔ یا یہ کسی قدر ہالینڈ کے عیسائی پادریوں کے دلوں کو معلوم ہے جن کے بچ گئے ہوئے طوفان ارتداد کو

اس ——— احمدی مبلغ نے تن تنہا فرو کر کے ان کے ارادوں کو خاک نامرادی میں ملا دیا۔

پیغام صلح ساری جماعت کی طرف سے مرزا ولی احمد بیگ صاحب کا دلی خیر مقدم کرتے ہوئے دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں تا دیر سلامت رکھے اور مزید خدمات دینی کی توفیق دے۔ وہ دن ہمارے لئے یقیناً مبارک ہوگا جبکہ ان جیسے پیدا ہوں اور ہا ہمت مجاہد ہماری جماعت میں پیدا ہو جائیں گے۔

[1] مختصر کیفیت صفحہ ۷ پر درج ہے ملاحظہ فرمائیے۔

واعظان بے عمل

یورپ کی مادر پدر آزادی اور "نیشن ایبل فسق و فجور" کا طوفان کافی عرصہ سے ہندوستان میں اخلاقی تباہی پھیلا رہا ہے اب چند سال سے تو اس میں غیر معمولی تیزی و تندی پیدا ہو گئی ہے۔ اگر یہی حالت رہی۔ تو یہ ہماری مشرقی حیاداری اور روایات کا خاتمہ کر کے رہیگا۔ اس طوفان کو سب سے زیادہ قوت سینما اور اخبارات کے ذریعہ مل رہی ہے۔ یورپ میں حسن کی نمائشوں کی معصیت عام ہے۔ ہر مغربی ملک میں حسین عورتوں کے مقابلے ہوتے ہیں۔ اور ان کو انعامات اور خطابات دئے جاتے ہیں۔ اس مشغلہ نا پاک نے وہاں جو حیا سوز اور تباہ کن نتائج پیدا کئے ہیں ان سے اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہیں مغربی تہذیب کی بدعام خصوصیت ہے کہ وہ ہر ایک سیاہکاری اور عیب کو اچھے لفظوں اور دلفریب شکل میں پیش کرتی ہے چنانچہ حسن کی نمائشوں کی معصیت بھی وہاں "آرٹ" کے نام سے کی جاتی ہے۔

ہندوستان میں پہلے اینگلو انڈین اخبارات نے اس لعنت کو شروع کیا لیکن اب ہندوستانی اخبارات نے اس کی اشاعت میں امداد دینی شروع کر دی ہے فلمی اور دوسرے مغرب زدہ پرچوں کا ذکر نہیں بلکہ بڑے بڑے ثقہ اسلامی اور قومی کہلانے والے اخبارات کا دامن اس معصیت سے آلودہ ہو رہا ہے۔ ایک طرف انکے صفحات پر پردہ کی حمایت مغربی تہذیب کی مذمت ہوتی ہے۔ عورتوں کی بے جا آزادی کے آنسو بہاتے ہیں۔ مغرب زدہ حضرات کا شکوہ کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی حسین ایکٹرسوں کی تصویریں بلا تکلف چھاپتے ہیں اور انکے آرٹ کی تعریفیں کرتے ہیں بلکہ انہیں زیادہ تر دلدادہ اشتہارات کے ذریعہ اس کار خیر میں حصہ لیتے رہتے ہیں مگر اب انہوں نے آرٹ کی سرپرستی کے نام سے اس لعنت شروع کر دی ہے۔ لاہور کے ایک اسلامی روزنامہ نے اپنی ۲۔ دسمبر کی اشاعت کے دوسرے صفحہ پر بمبئی کے مقابلہ حسن میں حصہ لینے والی پانچ "خواتین" کی تصاویر چھاپی ہیں۔ اور یہ سارا اہتمام اسی کی تائید کر دیا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان "واعظان بے عمل" کے اس فعل پر کیا عوض کیا جائے جبکہ وہ خدا کو کیا جواب دینگے۔ اور ان کا ضمیر ان حرکتوں پر کس طرح مطمئن ہے!

تہذیب کی جھڑپ

چین میں بدستور میدان کارزار گرم ہے۔ تہذیب مغرب کے دو شاگرد جاپان اور چین آپس میں خون و آتش کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ شاگرد رشید یعنی جاپان کامیاب ہو رہا ہے۔ بین الاقوامی ریڈکراس سوسائٹی کے اندازہ کے مطابق نومبر کے تیسرے ہفتہ تک

اس جنگ میں آٹھ لاکھ کے قریب چینی و جاپانی ہلاک ہو چکے تھے اب تعداد میں ہزاروں نہیں لاکھوں کا اور اضافہ ہو گیا ہوگا اس سے آپ مجروحین کی تعداد اور مالی نقصان کا قیاس فرمالیں چینی دارالحکومت نانکن پر جاپانی افواج کے قبضہ کے وقت جو ہولناک منظر پیش آیا۔ اس کو اخبارات اس طرح بیان کرتے ہیں کہ :۔

"چین کی نیشنل صدر گورنمنٹ کے صدر دفتر پر جاپانی فوجوں نے گیارہ بجے کے قریب قبضہ کر لیا۔ . . . چین کی بقیۃ السیف فوج جس نے کوہ سرخ پر شدید مزاحمت کی جاپان کی آتشزدگی سے تہس نہس ہو گئی جو جاپانیوں نے کوہ سرخ کے دامن سے شروع کی تھی۔ اس کے شعلوں کو تند آندھی نے اور بھڑکایا۔ اور دو گھنٹے کے اندر اندر چینی فوج شعلوں کی ہلاکت آفرین لپیٹ میں آگئی جاپانیوں کا دعویٰ ہے کہ کینٹن ڈویژن کے دو دستے نانکن کے جنوبی علاقے میں تباہ و برباد ہو گئے۔ پسپا ہونے والی چینی فوج نے ینگ سی دریا کو عبور کرنے کی کوشش کی۔ مگر جاپانی طیاروں نے ان پر بم بازی کی اور ہزاروں چینی ہلاک ہو گئے۔"

یہ تہذیب کی ایک معمولی جھڑپ کا ایک معمولی نظارہ ہے جنگ عظیم کو جانے دیجئے حبش۔ اسپین اور چین میں گذشتہ دو سال کے اندر اندر چشم فلک ایسے بیشمار ہولناک نظارے دیکھ چکی ہے۔ یاد رہے یہ جنگ وطن و قوم کے نام پر لڑی جا رہی ہے۔ ہمارے روشن خیال اور مغرب زدہ حضرات مذہب سے اس لئے بیزار ہیں کہ اس نے دنیا میں جنگ و جدل کا بازار گرم کر رکھا ہے لیکن قوم و وطن کے دیوتا کی ان خون آشامیوں کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ کیا ہولناکیوں اور تباہیوں کے لحاظ سے موجودہ دور تہذیب کی جنگوں سے مذہبی جنگوں کو کوئی دور کی بھی نسبت ہے؟

مسلم لیگ کے امیدواروں کی کامیابی

اخبار بین حضرات اس خبر سے واقف ہو چکے ہونگے کہ ضلع مراد آباد کے ضمنی انتخاب میں مسلم لیگ کے امیدوار مسٹر اختر حسین خاں نے کانگریسی امیدوار مسٹر بشیر احمد صاحب کو ۸۰۳۷ آراکی اکثریت سے شکست دی ہے۔ اس حلقہ انتخاب میں مسلم لیگ اور کانگریس کا شدید مقابلہ تھا۔ کانگریسی لیڈروں نے اپنی وزارت کے حاکمانہ دباؤ کے ساتھ ساتھ پروپیگنڈا اور اثرات ڈالنے کے دیگر ممکن ذرائع سے بھی پورا کام لیا۔ اپنے مسلمان ایجیروں کو اس علاقہ میں کثیر تعداد میں بھیجا پنجاب کے احراری لیڈر جن میں مولوی حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری خاص طور پر قابل ذکر ہیں سرحد کے سرخپوش اور کچھ بلیماراں دہلی کی نام نہاد جماعت جمعیۃ العلماء کے کارکن سبھی نے کانگریس کے حکم ماتحت اس علاقہ میں پہنچکر انتہائی کوشش کی پنڈت جواہر لعل نہرو نے بھی دورہ فرمایا پس پردہ کانگریسیوں کی طرف سے جو کارروائیاں ہوئی ہوں گی وہ علیحدہ ہیں ——

لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود کانگرس اپنے امیدوار کو کامیاب نہ کرا سکی —— یہ اس صوبہ کی کیفیت ہے جہاں کانگریس کی مسند وزارت قائم ہے اور وہ مسلمانوں کو کچلنے کے لئے انتہائی بیباکی اور بیدردی سے کام لے رہی ہے اس نتیجہ انتخاب نے ایک مرتبہ پھر اس حقیقت کو نمایاں کر دیا کہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت کانگرس سے بیزار و متنفر ہے ——

ضلع بجنور میں حافظ ابراہیم کی کامیابی بہت بڑی حد تک ان کے ذاتی اثر و رسوخ اور تعلقات برادری کی وجہ سے تھی ورنہ اس حلقہ کا نتیجہ بھی مراد آباد سے مختلف نہ ہوتا۔

امید ہے خداوندان کانگرس کو معلوم ہو گیا ہوگا ——

اگر نہیں ہوا تو بہت جلد انہیں معلوم ہو جانا چاہئے کہ وہ لیڈری و قیادت کے چند خود غرض مندوں کو جھوٹی عزت دے کر اور چند قوم فروش مولویوں کی روزی کا انتظام کر کے مسلمان عوام پر کوئی نتیجہ خیز اثر نہیں ڈال سکتے —— مسلمان قوم کو دوست بنانے اور اس کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے کانگرس کو انصاف و رواداری کا طریق ہی اختیار کرنا ہوگا۔ ہمارے قادیانی معاصر "الفضل" نے بجنور کے نتیجہ انتخاب کو کانگرس کی شاندار کامیابی قرار دے کر اس کی شان میں ایک قصیدہ رقم فرمایا تھا جس میں مسلم لیگ کو طرح طرح کے طعنے دئے تھے۔ اب دیکھئے وہ کیا ارشاد فرماتا ہے —— اور محمودی سیاست کے مرغ بادنما کے رخ میں کس قدر تبدیلی ہوتی ہے

تبلیغ بذریعہ خط و کتابت

ہماری انجمن نے عرصہ سے ایک شعبہ تبلیغی خط و کتابت اور تبلیغی لٹریچر کی مفت تقسیم کے لئے قائم کر رکھا ہے جو قابل تحسین کام کر رہا ہے اس کی مساعی سے بہت سے کفرستانوں میں اسلام کے کافی حلقہ بگوش اور ہمدرد پیدا ہو گئے ہیں۔ احمدیت کا پیغام بھی اس کے ذریعہ دور دور تک پہنچ گیا ہے اور انجمن کو مختلف علاقوں میں خدمت اسلام کرنے والے مل گئے ہیں۔ دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ہو جس سے ہمارے اس تبلیغی شعبہ نے خط و کتابت نہ کی ہو۔ ایسے ایسے مقامات پر اس سے خط و کتابت کرنے والے موجود ہیں جہاں ہندوستان سے چھ چھ ماہ بعد خط پہنچتا ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳ دسمبر ۱۹۳۷ء میں (جو پیغام صلح کی ۹ دسمبر کی اشاعت میں درج ہوا ہے) فلپائن کے ایک شخص کے خط کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ صاحب پیدائشی مسلمان ہیں لیکن اسلامی تعلیمات سے بوجہ لاعلمی کی وجہ سے اسلام سے دور ہو رہے تھے اور قریب تھا کہ وہ دین فطرت کے سایہ رحمت سے نکل کر کفر کی آغوش میں چلے جائیں کہ انہیں اس شعبہ کی ارسال کردہ چند کتب مل گئیں جن کے مطالعہ سے انہیں اسلام کے متعلق صحیح معلومات حاصل ہوئیں ....

...... اور ان کے خیالات میں یکایک ایک انقلاب عظیم پیدا ہو گیا۔ اب وہ نہ صرف فلپائن میں بلکہ جاوا سماٹرا اور افریقہ کے بعض حصص میں بھی اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں ان سے آپ تبلیغی خط و کتابت کے فوائد اور اس کی اہمیت کا بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ سر دست ہمارے پاس اس قدر ذرائع موجود نہیں کہ ہم عیسائیوں کی طرح دنیا کے ہر حصہ میں اپنے مبلغ بھیج سکیں۔ اس کمی کی تلافی بہت بڑی حد تک تبلیغی خط و کتابت سے کی جا سکتی ہے۔ ضرورت ہے کہ انجمن کے اس مفید شعبہ کو زیادہ منظم و وسیع کیا جائے اور احباب اس کے کام میں ہر رنگ میں امداد فرمائیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہماری جماعت کے محترم و ان تھک رکن جناب خانصاحب بابو محمد منظور الٰہی صاحب ایم اے اس شعبہ کے نگران ہیں اور انہوں نے اس کی تنظیم و ترقی کے لئے اس قدر نمایاں کام کیا ہے جو تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ آج کل بھی موصوف ہی اس کے روح رواں ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو صحت و توانائی سے تادیر سلامت رکھے

مراسلات

علی پور میں عید الفطر کا اجتماع

مسجد جامعہ احمدیہ واقعہ

وسط بازار علی پور ضلع مظفر گڑھ میں حسب دستور سابق امسال بھی نماز عید قاضی شبیر محمد صاحب مبلغ اسلام نے پڑھائی جس میں احمدی احباب کے علاوہ بہت سے غیر از جماعت بھی شریک ہوئے تمام مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھر گئی۔ صدقہ عید الفطر اور عید فنڈ کی معقول رقم نماز عید سے قبل جمع ہو گئی قریباً ساڑھے دس بجے جماعت کھڑی ہوئی جس میں قادیانی حضرات بھی شامل تھے۔ نماز کے بعد قاضی صاحب نے خطبہ پڑھا۔ بعد ازاں مقررہ پروگرام کے مطابق میاں گل محمد صاحب اور قاضی محمد منیر صاحب نے اسلام اور قرآن کے متعلق نظمیں پڑھیں۔ پھر قاضی شبیر محمد صاحب نے "اتحاد بین المسلمین اور صداقت حضرت مسیح موعود" کے موضوع پر تقریباً ایک گھنٹہ وعظ فرمایا۔ آغاز وعظ ہی میں بہت سے غیر از جماعت حضرات عیدگاہ سے فارغ ہو کر جامع مسجد احمدیہ میں آگئے تھے۔ مسجد کے علاوہ برآمدہ بھی سامعین سے بھر گیا دوران وعظ میں جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد اور دینی تبلیغی کارنامے بیان کئے گئے۔ اس وعظ کا غیر از جماعت حضرات پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور انکی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو گئیں۔

اور اختتام وعظ مولوی غلام عیسیٰ متوطن ٹبی ارائیں اور مولوی قاری سید حبیب اللہ صاحبان نے مسئلہ وفات مسیح پر اپنے چند شبہات پیش کئے جن مسکت اور تسلی بخش جوابات قرآن و حدیث اور فقہ کی روشنی میں دے گئے غرضیکہ بہت نمایاں کامیابی کے ساتھ یہ تقریب اختتام پائی سہ پہر کے دو بجے تک تبادلہ خیالات اور متفرق اہم جماعتی امور پر تبصرہ ہوتا رہا۔ (نامہ نگار از علی پور)

پنجاب سول سروس (شعبہ جوڈیشل) کا امتحان

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

پنجاب اور صوبہ شمال مغربی سرحد کی جائنٹ پبلک سروس کمیشن نے اعلان کیا ہے کہ ایسے قانون پیشہ اصحاب جو پریکٹس کر رہے ہوں اور جن کی عمر ۲۱ فروری ۱۹۳۸ء کو ۲۸ سال سے زیادہ لیکن ۲۹ سال سے کم ہوگی وہ بھی پنجاب سول سروس (شعبہ جوڈیشنل) کے اس امتحان میں شریک ہونے کے اہل ہونگے جو ۲۱ سے ۲۴ فروری ۱۹۳۸ء تک ہور میں ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایسے قانون پیشہ اصحاب نے اپنی پریکٹس ۲۷ سال کی عمر تک پہنچنے سے پیشتر شروع کر دی ہو۔ داخلہ کے لئے درخواستیں ضلع متعلقہ کے صاحب ڈسٹرکٹ جج کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۷ء تک پہنچ جانی چاہئیں اور ایسے طریق پر تحریر شدہ ہوں جو پنجاب میں سب آرڈینیٹ ججوں کی تقرری سے متعلقہ قواعد کے باب مراسلات میں تجویز کیا گیا ہے۔ قواعد مذکور کی نقول مینجر گورنمنٹ بکڈپو لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔

جلسہ فنڈ کا چندہ جن دوستوں نے تاحال ادا نہیں کیا وہ بہت جلد توجہ فرمائیں۔

دار الیتامیٰ کی نصف عمارت

حاجی میاں محمد اسمٰعیل صاحب لائلپوری اور ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کا ایثار

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اللہ تعالیٰ اپنی بڑی بڑی برکتیں نازل فرمائے حاجی میاں محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز لائلپور پر کہ سب سے پہلے انہوں نے چوتھائی عمارت کو اپنے ذمہ لیا۔ پھر اپنی رحمت اور برکت نازل فرمائے ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پر جنہوں نے دوسری چوتھائی کا ذمہ لیکر اس عمارت کو نصف تک پہنچا دیا

دینی کاموں کے لئے ڈاکٹر صاحب کی ہمت

ڈاکٹر صاحب کی ہمت کو دیکھ کر ہر ایک دل سے بے اختیار دعا نکلنی چاہیئے۔ ان کے سینے میں ایسا دل خدا نے دیا ہے کہ جو خدا کی راہ میں دے کر تھکتا نہیں۔ بلکہ اس میں خدمت کی اور زیادہ تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ وہ امرا کے طبقہ میں سے نہیں۔ ابھی گذشتہ سال بورڈنگ ہوس کا ایک کمرہ بنوا کر دیا جس کا خرچ ایک ہزار روپیہ اپنی معمولی سی کمائی سے ایک سو روپیہ ماہوار کے حساب سے دیتے رہے۔ اب بھی اقساط سے ۰۰ ۱۲۵ روپے ادا کریں گے۔ اے خدا جس طرح تو نے ہمارے واجب الاحترام بھائی کو وسیع دل دیا ہے اپنی رحمت اور فضل کے دروازے بھی اس پر فراخ کر دے۔ یہی وہ بے نظیر قربانیوں کے نمونے ہیں جو میرے جیسے کمزور انسان کے دل کو بھی پہاڑ کی طرح مضبوط کر دیتے ہیں۔

نصف عمارت کا انتظام باقی ہے

ابھی نصف عمارت کا انتظام نہیں ہوا اور جلسہ سالانہ میں ایک ہفتہ ہی رہ گیا ہے اور میں نے جماعت کی خواتین سے یہ وعدہ کیا ہے کہ جلسہ سالانہ تک دار الیتامیٰ کی عمارت کا انتظام ہو جائے گا۔ وہ مستقل خرچ کی فکر کریں۔ باقی نصف کے لئے کوئی امداد کب آئے گی یہ اللہ ہی کو علم ہے اور دل اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ چاہے تو یہ توفیق کسی صاحب مال اور صاحب وسعت کو دیدے کہ وہ جہاں اسقدر خرچ اپنی ذات پر کرتا ہے یہ تھوڑا سا خرچ ان یتیموں کے لئے کر دے جن میں سے بسا اوقات در یتیم نکل آتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ سے محمد رسول اللہ صلعم کی معیت حاصل ہو جاتی ہے اور چاہے تو یہ توفیق کسی ڈاکٹر صاحب جیسے غریب مگر امیر دل کو دے دے۔ مجھے پورا وثوق ہے کہ یہ کام رک نہیں سکتا۔

خواتین جماعت سے اپیل ــــ دار الیتامیٰ کے اخراجات کے لئے تین ہزار جمع کر دیں

اس لئے میں پھر جماعت کی خواتین سے اپیل کرتا ہوں کہ لاہور کی خواتین تو اس میں حصہ لیں گی ہی مگر بیرونی جماعتوں کی خواتین بھی کثرت سے اس عزم کے ساتھ سالانہ جلسہ میں شامل ہوں کہ انہوں نے اگلے سال کے اندر اندر اس کام کو شروع کر دینا ہے اور ایک سال کا خرچ جو قریباً تین ہزار روپیہ ضرور ہونا چاہیئے فوراً جمع کر کے آیندہ کے لئے اسے مستقل طور پر چلانے کی تجاویز سوچیں اور کمر ہمت باندھ کر یہ ثابت کر دیں کہ مسلمان خواتین بھی جہاد قومی کی اہل ہیں۔ دو چار بھی صاحب ہمت خواتین اٹھیں تو یہ تین ہزار روپیہ کچھ چیز نہیں۔ مگر میں پھر دوہرانا چاہتا ہوں کہ یہ سب فکر خواتین کو ہی کرنا چاہیئے مردوں کیلئے اور تفکرات بہت ہیں۔

محمد علی

جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ جاوا کی آمد

ریلوے اسٹیشن پر شاندار و پر تپاک خیر مقدم

الحمد للہ جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ جاوا ۱۲ دسمبر کی شام کو ساڑھے سات بجے بمبئی ایکسپرس سے لاہور تشریف لے آئے ریلوے اسٹیشن پر بزرگان و احباب جماعت اور کارکنان انجمن کے کثیر مجمع نے آپکا پر تپاک خیر مقدم کیا شدید سردی کے باوجود بہت سے دوست کئی کئی میل کے فاصلے سے چل کر آئے تھے جناب مرزا صاحب کو اس کثرت سے ہار پہنائے گئے کہ بار بار چہرہ چھپ جاتا اور اتارنے کی ضرورت پیش آتی۔ چونکہ موصوف چودہ سال کے بعد ہندوستان تشریف لائے ہیں اسلئے بہت سے دوستوں نے آپکو قبل ازیں نہ دیکھا تھا آپ سادگی و انکسار کا مجسمہ ہیں۔ نیم عربی لباس زیب تن تھا۔ پلیٹ فارم پر مصافحوں اور معانقوں کا طویل سلسلہ جاری رہا اس کے بعد آپ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ جناب ڈاکٹر فضل حسین صاحب اور جناب مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی کی معیت میں احمدیہ بلڈنگس میں تشریف لے آئے۔

مراسلات

(ایڈیٹر کا نامہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں)

مہاراجہ صاحب کشمیر کی پنجابی رعایا

مکرم بندہ جناب مدیر صاحب اخبار پیغام صلح دام لطفہٗ

السلام علیکم۔ براہ نوازش مندرجہ ذیل واقعات جو آپ کی خدمت میں تحریر کر کے روانہ کر رہا ہوں۔ اپنی تازہ ترین اشاعت میں شائع فرما کر ممنون فرما دیں۔ لاہور سے تقریباً ۹ میل کے فاصلہ پر قصبہ علو واقع ہے۔ اس کے قریب میاں محمد سلطان صاحب مرحوم رئیس اعظم لاہور نے تقریباً سات ہزار بیگھہ اراضی جاگیر حاصل کر کے دو گاؤں سلطان پورہ، رحمان پورہ آباد کئے اور کاشتکاری کے لئے لوگوں کو بسایا۔ میاں صاحب مرحوم نے کسی وجہ سے اراضی مذکور ۱۸۷۲ء میں معہ دیگر جائداد غیر منقولہ بحق مہاراجہ صاحب جموں کشمیر رہن کر دی۔ جو لوگ میاں صاحب مرحوم نے بسائے ہوئے تھے۔ انہوں نے نسلاً بعد نسلاً اراضی مذکور کو آباد کرتے ہوئے دس گیارہ گاؤں مزید آباد کئے۔ اور اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے ہر طرح کے سامان مہیا کرتے ہیں۔ اور غیر آباد اور جنگلی اراضی کو طرح طرح کے مصائب اٹھا کر مزروعہ بنایا ہے تو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ زمانہ قدیم سے اس جگہ کو اپنی مستقل رہائش کر کے بیٹھے ہیں۔ وہ لوگ تقریباً عرصہ ایک سو سال سے نسلاً بعد نسلاً آباد چلے آ رہے ہیں۔ اور ان گاؤں میں چار یا پانچ ہزار نفوس کی آبادی ہے۔ جس میں زیادہ تر مسلمان ہیں۔ اور ہندو اور سکھوں کی آبادی بہت کم ہے وہ مسلمان زمینداران اس سات ہزار بیگھہ زمین کو کاشت کر کے اپنے پیٹ پال رہے ہیں۔ اب ان کو اخبارات اور دیگر معتبر ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ مہاراجہ صاحب بہادر جموں کشمیر وہ اراضی ۲۵ سال کے لئے کسی ٹھیکیدار کو ٹھیکے پر دینے کے لئے تیار ہیں۔ مہاراجہ صاحب کا یہ طریق نہایت نامنصفانہ ہے کہ غریب زمینداروں کی اتنی دراز مدت خدمت حاصل کرنے کے بعد ان کو کسی ٹھیکیدار کے سپرد کیا جاوے ان کے دیرینہ حقوق کو پاؤں تلے روندا جاوے۔ اور ان کو ایک ایسی مصیبت میں پھنسایا جاوے جس سے ان کے سابقہ حقوق بھی چھن جائیں۔ اور عزت و ناموس کو بھی بٹہ لگنے کا اندیشہ ہو۔ اس صورت سے جو کہ ریاست پیدا کر رہی ہے۔ وہ تمام لوگ تباہ و برباد ہو جاویں گے۔ ریاست کے لئے یہ غلط طریقہ اختیار کرنا سودمند نہ ہوگا۔ ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب بہادر اور حکام ریاست کو چاہیئے کہ اس معاملہ میں از حد غور و خوض سے کام لیں ورنہ ریاست کے لئے یہ غلط قدم اٹھانا نیک نامی و فائدے کا باعث نہ ہوگا۔ بہتر صورت یہی ہے کہ ریاست ان چار یا پانچ ہزار نفوس کو جو کہ عرصہ ایک سو سال سے اس زمین میں آباد ہیں اور کسی دوسرے مقام پر جا نہیں سکتے۔ بدستور آباد رہنے دیتے۔ امید ہے کہ ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب بہادر و حکام ریاست بہت جلد اس معاملہ پر غور کر کے ان غریب زمینداران و کاشتکاران کی بذریعہ اخبارات و سرکاری اعلانات تسلی فرما دیں گے تاکہ ان کو مزید شکایات کا موقع نہ ملے۔

وما علینا الا البلاغ

نیازمند محمد نور عالم مولوی فاضل از لاہور

۱۳ / ۱۲ / ۳۶

ہمارا قومی اجتماع
جلسہ سالانہ جہاد فی سبیل اللہ کا جزو ہے

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

جہاد فی سبیل اللہ ایک اہم اسلامی فریضہ ہے جس میں عدم شمولیت پر قرآن میں عتاب الٰہی وارد ہے۔ جہاد میں حصہ نہ لینے والوں اور گھروں میں سستی یا غفلت سے بیٹھ رہنے والے مسلمانوں کو ان کی نیتوں اور ارادوں کے مطابق طرح طرح کے خطابات سے قرآن میں یاد کیا گیا ہے کہیں انہیں مخلفون کہا گیا۔ کہیں منافق بتایا گیا اور وہ لوگ جو دل سے مخلص تھے مگر غفلت یا سستی کی وجہ سے جہاد میں شامل نہ ہو سکے تھے انہیں بھی اس قدر مورد عتاب سمجھا گیا کہ خدا کے رسول صلعم اور مسلمانوں کی جماعت نے ان کی توبہ قبول ہونے کے وقت تک ان سے بائیکاٹ کئے رکھا اور تمام تعلقات ان سے منقطع کر دیئے گئے چنانچہ سورہ توبہ میں وعلی الثلثۃ الذین خلفوا کا واقع اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ وہ تین صحابہ تھے جو مختلف جہادوں میں شامل ہو کر اپنے ایمان و اخلاص کا ثبوت کافی سے زیادہ دے چکے تھے لیکن باایں ہمہ غزوہ تبوک میں محض سستی و تساہل کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے۔ ان پر جو عتاب الٰہی نازل ہوا اور مسلمانوں نے جس طرح ان سے مقاطعہ کیا وہ قابل عبرت ہے۔ اور مقاطعہ جاری رہا یہاں تک کہ ان کی توبہ کی قبولیت نے اُن کو دوبارہ مسلمانوں کی سوسائٹی میں شامل کر دیا پس اگر یہ سچ ہے کہ آج بھی اسلام کی حفاظت و اشاعت کے لئے جماعت احمدیہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کھڑی ہے اور اگر یہ بھی سچ ہے کہ جہاد صرف تلوار سے ہی نہیں ہوا کرتا بلکہ اسلام کی حفاظت کیلئے جو بھی تقاضائے وقت ہو اسی کے مطابق جہاد بھی ہوا کرتا ہے لہذا آج جب اسلام کو مٹانے کے لئے اعدا کا حملہ تلوار سے نہیں بلکہ قلم اور زبان سے ہے تو جہاد بھی اسی شکل میں ضروری تھا۔ تو پھر اس جہاد فی سبیل اللہ میں شمولیت سے تساہل اور غفلت کرنیوالے خود سوچ لیں کہ وہ کس مقام پر کھڑے ہیں۔

خدا کے مسیح نے اس جہاد کی بنیاد ڈالی اور جماعت کو اس پہ اٹھایا۔ اس جہاد کے لئے جہاں مجاہدین جماعت لٹریچر وغیرہ سے جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہیں وہاں انصار ملت مالی امداد اور اپنے مفید مشوروں اور جماعت کی تنظیم اور اجتماع قومی سے اس جہاد میں حصہ لے رہے ہیں۔

لیکن بدقسمتی سے **جماعت کے چندوں اور اجتماع قومی** کو عام طور پر نوافل سمجھ کر اتنی اہمیت نہیں دی جاتی لیکن بات اصل یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا مقصود ہی جہاد فی سبیل اللہ ہے اور اس کے جس قدر شعبے بھی ہیں چونکہ وہ اسی مقصود کو پورا کرنیوالے ہیں اس لئے یہ سب کے سب جہاد فی سبیل اللہ کے مختلف طریقے ہیں جس طرح جہاد بالسیف میں افواج کا اجتماع۔ قواعد۔ پریڈ۔ اسلحہ۔ نقل و حرکت اور جنگ کے مختلف طریقے۔ جنگ کے لئے مالی امداد وغیرہ سب چیزیں جہاد ہی کے مختلف اجزا سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح جہاد بالقرآن کیلئے بھی جو آج جماعت احمدیہ کر رہی ہے مختلف طریقے ہیں کہیں تعلیم و تدریس کے ذریعہ کہیں کتب و تصنیف کے ذریعہ کہیں اخبارات و رسالجات کے ذریعہ کہیں تقاریر اور لیکچروں کے ذریعہ وغیرہ وغیرہ یہ جہاد کیا جا رہا ہے لیکن ظاہر ہے کہ جس طرح ایک لڑنیوالی فوج کو زندہ اور قائم رکھنے کے لئے ان کی تنظیم و اجتماع کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح اس روحانی لڑائی کے لئے جماعت کو قائم اور زندہ رکھنے کے لئے ان کی تنظیم اور اجتماع کی ضرورت ہے۔ ملک کے مختلف اطراف میں دور افتادہ جماعتوں کی تنظیم کے لئے ضروری ہے کہ سال میں کم از کم ایک مرتبہ اپنے مرکز میں جمع ہوں اور باہمی ملاقات اور ارتباط سے اپنے رشتہ اخوت کو استوار کریں اور آئندہ سال کے لئے لائحہ عمل تیار کریں اور ایک دوسرے کے اخلاقی اور روحانی تاثرات اور اچھے خیالات سے فائدہ اٹھا کر تزکیہ نفس اور ترقی ایمان سے حصہ لیں۔ اور باہم مل کر ترقی و حفاظت اسلام کے لئے دعائیں کریں۔ لہذا اس جلسہ سالانہ کو نظر استخفاف سے دیکھنا صحیح نہیں بلکہ حق تو یہ ہے کہ اس سارے جہاد فی سبیل اللہ میں جو جماعت احمدیہ کا طغرائے امتیاز ہے۔ یہ جلسہ بطور محور کے ہے جس پر یہ ساری مشینری چل رہی ہے وجہ یہ کہ کوئی جہاد تلوار کا ہو یا قلمی یا لسانی ہو نہیں سکتا جب تک ایک منظم جماعت (اور اس کے لئے فنڈز نہ ہوں اور فنڈز نہیں ہو سکتے جب تک چندہ نہ ہو۔ اور منظم جماعت نہیں ہو سکتی جب تک اس کے لئے ایک مرکز اور اس جگہ باقاعدہ اجتماع قومی نہ ہو۔ اس لئے ان دونوں امور کی خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بنیاد ڈالی۔ آپ نے اعلان کیا کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ نہ دے اُسے جماعت سے عملاً خارج سمجھا جائے۔ اور اپنی وصیت میں باہم مل کر دعا کرنے کی تاکید کی اور اپنے عمل سے اجتماع قومی کے لئے جلسہ کی بنیاد ڈالی۔ وجہ یہی کہ یہ امور جماعت اور اس کے کاموں کے لئے بطور بنیاد اور محور کے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو کوئی جماعت زندہ اور باقی رہ سکتی ہے نہ کوئی جہاد بالقرآن قلمی و لسانی ہو سکتا ہے۔ پس جہاد بالقرآن کی بنیاد منحصر ہے **چندوں اور اجتماع قومی** پر اور یہ دونوں اقتضائے وقت کے ماتحت بوجہ جہاد فی سبیل اللہ ہونے کے فرائض اسلامی ہیں جنھیں نظر انداز کرنیوالے نے درحقیقت سلسلہ احمدیہ کے مقصد کو سمجھا ہی نہیں اور اگر حضرت مسیح موعود نے ایسے شخص کو جماعت سے خارج بتایا تو اسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا کیا۔ پس میں اپنے دوستوں کی خدمت میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا کے لئے حضرت مسیح موعود کی بعثت اور سلسلہ احمدیہ کے قیام کی اصل منشا پر غور کریں اور اس جہاد فی سبیل اللہ کے فریضہ کی اہمیت تمام فرائض سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے قومی اجتماع اور چندوں کو نظر استخفاف سے نہ دیکھیں بلکہ یہ وہ فریضہ ہے جس کے ذریعہ آپ لوگوں کے ایمان و اخلاص اور ایثار و قربانی کا امتحان جناب الٰہی کو مدنظر ہے۔ اس میں کامیابی دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ خوب یاد رکھئے یہ جہاد فی سبیل اللہ ہے جس کا ترک کرنیوالا خدا کی بازپرس کے نیچے ہے۔ کیونکہ وہ فرائض کا تارک ہے۔ جہاد بدعت نہیں ہوتا بلکہ شریعت نے اسے ایک مسلمان کا فرض بتلایا ہے، ہاں اس نے اس کی کوئی خاص شکل تجویز نہیں کی کیونکہ ضرورت زمانہ کے مطابق اس کے طریق میں تبدیلی ہوتے رہنا

ایک لازمی امر ہے۔ نوافل نہیں ہوتا کہ دل چاہا تو کر لیا نہ چاہا تو نہ کیا بلکہ وہ فرض ہوتا ہے اور یہ فرض بھی سب فرضوں پر مقدم ہے جو قوم اپنے فرض کو پہچانتی ہے دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتی ہے۔
اگر در خانہ کس است ہمیں قدر بس است

دار الیتامیٰ کی تعمیر
نصف نہیں بلکہ تین چوتھائی

کا انتظام ہو گیا۔ میرے مضمون کے اخبار میں چھپنے سے پہلے خان بہادر میاں غلام رسول صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس رئیس جھنگ کی طرف سے اطلاع مل گئی ہے کہ وہ ایک چوتھائی کا ذمہ لیتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ میاں صاحب موصوف نے پچھلے سال بھی ایک کمرہ بورڈنگ ہوس کا بنوا دیا تھا اللہ تعالیٰ کے افضال ان پر اور ان کے خاندان پر ہوں۔
(محمد علی)

(بقیہ صفحہ ۹)

شائع کرنا نہیں ہے۔ برخلاف اس کے امیر جماعت احمدیہ لاہور حضرت مولینا محمد علی صاحب کے قلم نے دنیا پر سلطان القلم کی صداقت کو اور قرآن مجید کی تفسیر اور "سیرت خیر البشر" اور "مذہب اسلام" کی حقیقت پر وہ لٹریچر پیدا کیا جو مسیح موعودؑ کا منشا خاص تھا۔ اور جس پر معاندین سلسلہ بھی حیران ہیں اور آپ کے کام کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے سخت مخالفوں کے منہ سے نکل گیا کہ اگر مولینا محمد علی صاحب احمدی نہ ہوتے تو ہم ان کی بیعت کر لیتے۔

چونکہ مولینا کا مقصد کوئی ریاست پیدا کرنا نہیں اور نہ پیر بننے کا شوق ہے اس لئے وہ اس مقصد کی طرف جاتے ہی کیوں۔ ہاں میاں صاحب کو کسی کھوئی ہوئی ریاست کو حاصل کرنے کا شوق ضرور ہے اور اس کے لئے ان کو مریدوں کی ضرورت ...... تھی اس لئے انہوں نے یہ کوشش کی اور اس میں وہ کامیاب ہو چکے ہیں۔ مگر ہمارے نزدیک ان کی یہی کامیابی ان کے ناحق پر ہونے کی دلیل ہے۔

میاں صاحب ذرا میدان مقابلہ میں نکلیں!

میاں صاحب کو اگر مذہبی اعتبار سے اپنے غالب ہونے کا خیال ہے تو وہ ذرا میدان مقابلہ میں نکلیں لیکن وہ بارہا اس میدان سے پیچھے ہٹ چکے ہیں کبھی کسی بہانہ سے اور کبھی کسی بہانہ سے وہ مقابلہ سے ٹل جاتے ہیں۔ اس لئے دراصل وہ مغلوب ہیں۔ لیکن اگر وہ سچ مچ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں تو پھر جماعت لاہور کے بالمقابل تمام مختلف فیہ مسائل میں کم از کم مسئلہ کفر و اسلام اور نبوت میں تو بحث کرنے کے لئے میدان میں آ جائیں۔ آخر مسیح موعودؑ نے بھی مناظرے کئے تھے۔ میاں صاحب اس رنگ میں ہی خلیفہ بن کر دکھائیں۔ مگر ہم یہ پیشگوئی کرتے ہیں کہ جس طرح مولوی ثناء اللہ صاحب کے بالمقابل معارف قرآنی لکھنے سے خلیفہ صاحب پیٹھ دکھا چکے ہیں اسی طرح جماعت لاہور کے سامنے کفر و اسلام پر بحث کرنے سے گریز ہی کریں گے جیسا کہ پہلے بھی وہ کر چکے ہیں۔ مرید چاہتے ہیں کہ بحث ہو مگر پیر صاحب ہوشیاری سے حیلوں بہانوں سے ٹال رہے ہیں اور کوئی بہانہ ہاتھ نہیں آتا تو کہہ دیتے ہیں کہ میں صرف مسئلہ نبوت پر بحث کروں گا۔ اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ ایک مسئلہ ہمارا یعنی کفر و اسلام اور ایک مسئلہ آپ کا یعنی نبوت بحث

جناب میاں صاحب کی جماعت کے غلبہ اور کثرت کی حقیقت

(از جناب مولوی عمرالدین صاحب)

جناب میاں محمود احمد صاحب ہمیشہ احمدی جماعت لاہور کے بالمقابل اپنی جماعت کی کثرت اور غلبہ کو بطور دلیل صداقتِ خلافت خود پیش کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ آپ خدا تعالیٰ کو بھی اس امر پر گواہ ٹھیراتے ہیں اور قرآن پاک کے الفاظ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ .... کو بطور اپنے ایک الہام کے پیش کرکے دعوے کرتے ہیں کہ ان کی بیعت کرنے والے یا ان کے مرید تا قیامت ان کے نہ ماننے والوں پر غالب رہیں گے۔ پھر ذرا اور آگے قدم رکھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ ہر شخص جو سچا احمدی ہے وہ مرنے سے پہلے ضرور آپ کی بیعت میں داخل ہو جائے گا۔

کثرت جماعت کی حقیقت

ہم یہ کہتے رہے ہیں کہ ایک پیر کے مریدوں کی کثرت کوئی دلیلِ صداقت نہیں ہو سکتی۔ یہ تو ایک مامور من اللہ ہی کے لئے دلیل صداقت ہوتی ہے کیونکہ وہ دنیا کے مقابل غالب آجانے کی ایسے وقت میں خبر دیتا ہے جبکہ وہ یکہ و تنہا ہوتا ہے اور غلبہ پاسکنا بظاہر محال معلوم ہوتا ہے کیونکہ ظاہری تمام سامان اس کے مخالف ہوتے ہیں۔ ایک بڑی جماعت کا کسی چھوٹی جماعت کو دبا لینا یہ معمولی بات ہے۔ مگر قادیانی حضرات اس ہماری سیدھی سیدھی بات کو بھی رد کر دیتے رہے ہیں۔

جناب میاں صاحب کا ارشاد

لیکن ۱۸۔ نومبر ۱۹۳۷ء کے "الفضل" میں خلافت مآب جناب میاں محمود احمد صاحب نے خود ہمارے اس اصول کو تسلیم کر لیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:۔

"کہ جو شخص محنت اور سعی کرے وہ ضرور کلی یا جزوی کامیابی حاصل کر لیتا ہے اور مومن تو اگر کوشش کرے تو بہت ہی کامیابی حاصل کر سکتا ہے مکہ والوں کا مقصد غلط تھا مگر وہ اس میں لگ گئے اس لئے عارضی کامیابی کی خوشی انہیں بھی حاصل ہو گئی۔ اس کے مقابل دیکھ لو

آخری زمانہ کے مسلمانوں کا مقصد

کتنا عظیم الشان تھا یعنی یہ کہ قرآن شریف کی صداقت ظاہر ہو اور محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت ثابت ہو۔ مگر انہیں کامیابی حاصل نہیں ہوئی بلکہ ان کی بادشاہتیں مٹ گئیں جتھے ٹوٹ گئے وہ علم سے کورے ہو گئے اور انہیں ہر میدان میں شکست پر شکست ہوئی حالانکہ ان کا مقصد کیسا اعلیٰ تھا اس کے مقابلہ پر دیکھو

عیسائیوں کا مقصد

کتنا غلط تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس دعوی پر جو عیسائی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے آسمان پھٹ جائے۔ عیسائی ایسے خطرناک مقصد کے لئے کھڑے تھے اور مسلمان اس مقصد کے لئے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا پیدا ہی اس مقصد کے لئے کی گئی ہے چنانچہ حدیث قدسی ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک اگر محمد رسول اللہ صلعم کا وجود نہ ہوتا تو دنیا پیدا ہی نہ کی جاتی۔

اب دیکھو ایک طرف تو ایسا مقصد تھا کہ جس کے لئے دنیا پیدا کی گئی اور دوسری طرف ایسا جس سے دنیا تباہ ہو جائے مگر باوجود اس کے مسلمان ہارتے گئے اور عیسائی جیتتے گئے جس کی وجہ یہ ہے کہ گو مسلمانوں کا مقصد نیک تھا مگر وہ اس مقصد کے لئے جدوجہد چھوڑ بیٹھے تھے اور دوسری طرف عیسائیوں کا مقصد برا تھا مگر وہ اس کے لئے سعی اور جدوجہد کر رہے تھے۔ عیسائی شرک کی تائید میں کھڑے ہوئے اور اپنا سب کچھ اس کے لئے قربان کر دیا اور مسلمان توحید کی تائید کے لئے کھڑے ہوئے مگر اسے فراموش کرکے اور کاموں میں لگ گئے اور آخر دنیا کے ہر گوشے میں انہوں نے شکست کھائی۔ پس اپنے مقصود کو بھلا دینا بڑی نادانی ہے جس سے انسان کو ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ جو شخص اپنے مقصد کو فراموش کر دیتا ہے وہ گویا خود اپنے پاؤں کاٹتا ہے۔"

اسلام ہمیشہ عیسائیت پر غالب رہا ہے اور رہے گا

اس مقابلہ کرنے میں جناب میاں صاحب نے صریحًا غلطی کھائی ہے اور خواہ مخواہ مذہبًا عیسائیوں کو فاتح اور مسلمانوں کو شکست خوردہ قرار دیا ہے۔ مذہبی مقابلہ میں مسلمانوں نے کبھی اور کسی میدان میں عیسائیوں سے شکست نہیں کھائی۔ اور نہ اس وجہ سے مسلمانوں کی کوئی سلطنت تباہ ہوئی؟ یا ان کی کوئی جمعیت کبھی پراگندہ ہوئی۔ اسلام ہمیشہ سے عیسائیت پر غالب ہوتا آیا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔

مسلمانوں کی غفلت اور اس کے نتائج

ہاں یہ سچ ہے کہ عیسائیوں نے پولوسی مذہب کے لئے اپنی جان و مال سب کچھ قربان کیا اور کوشش کو انتہا تک پہنچا دیا اس لئے وہ عیسائی سلطنتوں کے ساتھ ساتھ پولوسیت کو بھی پھیلاتے رہے۔ اور آسمان میں وہ بلا مقابلہ کامیاب ہو گئے بالمقابل مسلمانوں نے اپنی کوشش میں سستی کی اور تبلیغ قرآن کو چھوڑ دیا۔ لہذا سیاسی طور پر کمزور ہو گئے اور بہت سی سلطنتیں کھو بیٹھے اور تبلیغ قرآن مجید چھوڑنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ خود مسلمان اسلام کی تعلیم سے دور جا پڑے اور غیر اقوام کو عیسائیوں نے جذب کر لیا۔ مسلمان مذہبی طور پر مسلمانوں کو کمزور کرگئے بعد میں بروز شمشیر مسلمانوں کو تباہ کیا گیا۔ اگر اس کا نام فتح ہے تو پھر میاں صاحب کا بیان درست ہے۔ ورنہ اس کے غلط ہونے میں تو شک ہی نہیں۔

ایک قابل غور نکتہ

قطع نظر اس صریح غلط بیانی کے میاں صاحب کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ جو قوم اپنے مقصد کو بھلا دے اور اس کے لئے جدوجہد کو چھوڑ دے وہ ناکامیاب ہو جاتی ہے اور دوسری قوم جو اپنے مقصد کے لئے انتہائی قربانی کرنیوالی ہو گی وہ ضرور کامیابی حاصل کرے گی۔ اور یہ کامیابی یا غلبہ اس قوم کے ایثار اور سچی قربانی کی تو دلیل ہے مگر یہ اس قوم کے مذہب کے سچا یا جھوٹا ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ فرض کرو ایک بت پرست سچے دل سے اپنے بت کی خاطر اپنی جان تک قربان کر دیتا ہے تو یہ اس بت پرست کی سچائی تو ضرور ہے لیکن اس سے بت پرستی کی سچائی پر استدلال کرنا غلطی ہے۔ اسی طرح بت پرست عیسائیوں کی قربانیاں ہیں اور ایسی قربانی کرنے والے جبکہ ان کے مقابل کوئی حق پرستوں کی جماعت اپنے مقصد سے غافل پڑی ہو کامیاب ہو ہی جاتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ

قادیانیوں کی کثرتِ تعداد ان کی صداقت کی دلیل نہیں

اب اس اصول کے ماتحت اگر میاں صاحب نے پولوسی عیسائیوں کی طرح احمدی جماعت لاہور پر جو مواحد عیسائیوں کے قائم مقام ہے غلبہ پا لیا ہے تو یہ قادیانی جماعت کے حق پر ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ قادیانیوں کے غلبہ کا اصل سبب کثرت جماعت اور اپنے مقصد کے لئے بہت بڑی قربانیاں ہیں۔ ان کا مقصد میاں محمود احمد صاحب کی گدی کو مضبوط کرنا اور خلیفہ صاحب کے باطل عقائد کو دنیا میں پھیلانا ہے سو بلاشبہ وہ اپنی جدوجہد اور ایثار و قربانی کے باعث غالب نظر آتے ہیں۔ اگرچہ یہ غلبہ وقتی ہے اور انشاء اللہ العزیز مٹ جانے والا ہے۔ مگر یہ غلبہ ان کے عقاید یا میاں صاحب کی خلافت کی صداقت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ یہ ان کی قوم کی باطل کے لئے سعی کا نتیجہ ہے۔

ایک فیصلہ کن تجویز

اگر جناب میاں صاحب اپنی جماعت کو حکم دیں کہ وہ احمدی جماعت لاہور .... کا لٹریچر پڑھیں اور ادھر مولینا محمد علی امیر جماعت کچھ مبلغین اس مقصد کے لئے مامور کر دیں کہ وہ قادیانی عقائد متعلق نبوت کفر و اسلام۔ اسمہ احمد۔ خلافت۔ مصلح الموعود وغیرہ پر قادیانی جماعت میں تبلیغ کریں اور میاں صاحب اس تبلیغ میں کسی طرح مانع نہ ہوں۔ ہاں ان کے مبلغ بھی بالمقابل زور لگائیں اور خوب زور لگائیں پھر دیکھیں کہ خود قادیان میں بھی میاں صاحب کا مذہب باقی رہتا ہے یا نہیں۔

جماعت لاہور کا مقصد اور اس کی کامیابیاں

لاہور کی جماعت نے اپنا مقصد اعظم اشاعت اسلام و اشاعت قرآن کو قرار دیا۔ اور اس میں اس چھوٹی سی جماعت نے باوجود ہزاروں مشکلات کے کوشش کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مقصد میں وہ قادیانی جماعت کے بالمقابل بہت بڑھ کر کامیاب ہوئے۔ قادیانی باوجود دس دس علماء اور انگریزی دانوں کی مجلس مقرر کرکے قرآن کی اشاعت کے لئے آج قریبًا ربع صدی سے زور لگا رہے ہیں مگر قرآن مجید کی تفسیر تو ایک طرف ترجمہ بھی شائع نہ کر سکے۔ میاں صاحب کو دعوے ہے کہ خدا نے انہیں مسیح موعود کا خلیفہ بنایا ہے اور قرآن کا علم خاص دیا گیا ہے۔ مگر مسیح موعود کا جو اصل مقصد ہے اشاعت اسلام اور اشاعت قرآن وہ اس کو پورا نہ کر سکے اور جب ترجمہ کی بھی توفیق نہ ملی تو "الفضل" میں لکھ دیا گیا کہ خلفاء کا کام قرآن مجید کی تفسیر یا ترجمہ

رفتار زمانہ

اسلامی دنیا

—— اسکندرونہ ۱۴۔ دسمبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ عرب لیگ آف نیشنل ایکشن کے ارکان نے مظاہرے شروع کر دئے ہیں جس میں ایک عرب مارا گیا۔ فوج طلب کرنی پڑی۔ حکام نے انطاکیہ کی عرب کلب کو بند کر دیا ہے۔

—— بیروت کی ایک اطلاع ہے۔ کہ حکومت فرانس نے مفتی اعظم فلسطین کو اس شرط پر لبنان میں اقامت کی اجازت دی ہے کہ وہ سیاسیات میں مطلق حصہ نہ لیں اگر انہوں نے سیاسیات میں حصہ لیا تو ان کی زبان بندی کر دیجائیگی۔

—— مصری اخبارات رقمطراز ہیں کہ آیندہ جنگ عظیم کے خطرہ کے پیش نظر حکومت مصر وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں کر رہی ہے۔ برطانیہ سے کثیر تعداد میں اسلحہ منگوایا گیا ہے۔ دارالحکومت قاہرہ کو فضائی حملوں سے محفوظ کرنے کے لئے خاص انتظامات ہو رہے ہیں جو آزمائش کے بعد تسلی بخش ثابت ہوئے ہیں۔

—— گیس سے بچنے کے ۱۲ لاکھ نقاب خریدنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور اس غرض کے لئے دو لاکھ پونڈ مصری منظور کئے گئے ہیں۔ فوجی بھرتی کے مسئلہ پر بھی حکومت خاص توجہ دے رہی ہے۔ دفتر جنگ نے تمام صوبوں کے گورنروں کو ہدایات بھیجی ہیں کہ نہ صرف فوجی ملازمت کے قانون پر سختی سے عمل کیا جائے بلکہ نوجوانوں کی بھرتی کی رفتار تیز کر دی جائے۔

—— اس خبر کی باقاعدہ تردید ہو گئی ہے کہ شاہ فاروق والئے مصر کے مشیر سیاسی علی ماہر پاشا اور نحاس پاشا کی وزارت میں اختلافات میں مبتلا علی ماہر پاشا نے بھی اس کی تردید کر دی ہے۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ شامی فرانسیسی معاہدہ عنقریب فرانسیسی پارلیمنٹ میں پیش ہونے والا ہے اس سلسلہ میں سید جمیل مردم بک وزیر تعلیم پیرس روانہ ہو گئے ہیں (معاہدہ کا اعلان ہو گیا ہے)

—— رباط ۱۴۔ دسمبر۔ مراکش کے بڑے بڑے شہروں میں حکومت فرانس کے خلاف شدید مظاہرے ہو رہے ہیں۔ رباط۔ فیض مراکش اور دیگر مقامات پر حکومت نے ان مظاہروں کو روکنے کی انتہائی کوشش کی لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی اور تصادم اور فسادات رونما ہو گئے جن میں مظاہرین اور پولیس دونوں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔

—— مراکش کی اس شورش اور بے چینی کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حکومت نے چائے، شکر، قہوہ، تمباکو اور اسی قسم کی دوسری اشیاء پر بہت زیادہ محصول عائد کر دئے ہیں۔ خشک سالی کی وجہ سے لوگ فاقہ کشی کر رہے ہیں ان کی امداد حکومت کی طرف سے کوئی امداد نہیں کی گئی۔

—— حکومت ایران نے ایک قانون نافذ کیا ہے کہ تمام لوگ تجارتی حساب و کتاب اور خط و کتابت صرف فارسی زبان میں کیا کریں۔ یہ قانون ۲۱۔ مارچ ۱۹۳۸ء سے نافذ ہوگا۔ ڈاکٹری نسخے۔ علمی اصطلاحات۔ ہوابازی یا جہاز رانی وغیرہ کے متعلق اعلانات کی غیر ملکی زبانوں میں اجازت ہے جس صورت میں ایک فریق ایران سے باہر ہو خط و کتابت میں بھی غیر ملکی زبان کے استعمال کی اجازت ہوگی۔

—— پیرس ۱۴ر دسمبر۔ مستقبل قریب میں ہونے والی جنگ نے عربی ممالک کو تشویش میں ڈال دیا ہے وہ اپنی اپنی بساط کے مطابق جنگی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

. . . .

—— ایک خبر مظہر ہے کہ گزشتہ ماہ یمن نے اسی لاکھ اور نجد نے ۳۰ لاکھ پونڈ کا سامان حرب اطالیہ سے خریدا ہے۔ چند روز ہوئے یمن نے چالیس مسلح موٹروں۔ بائیس ٹینکوں اور اسی قدر طیارہ شکن توپوں کا آرڈر جرمنی کو دیا ہے۔ حکومت حجاز نے ایک کروڑ کا توپیں ایک سو بیس ٹینکوں پچاس مسلح کاروں اور ایک ہزار مشین گنوں اور طیارہ شکن توپوں کا آرڈر جرمن کے مشہور کارخانہ کرپ کو دیا ہے۔

ہندوستان

—— مراد آباد ۱۴۔ دسمبر۔ مراد آباد کے حلقہ انتخاب کی طرف سے یو۔ پی۔ کے ضمنی انتخاب میں مسلم لیگ کے امیدوار مسٹر اختر حسین خان نے کانگرس کے امیدوار مسٹر بشیر احمد کو شکست دی۔ مسٹر اختر حسین نے ۱۵۹۴ ووٹ حاصل کئے اور مسٹر بشیر احمد کو ۱۲۴۳ ووٹ ملے۔ دونوں کے درمیان ۳۴۸ ووٹوں کا فرق رہا۔

—— لاہور ۱۴۔ دسمبر۔ ایک اخباری ملاقات میں مہر چھوٹو رام نے کہا کہ بقدر امکان ان غریبوں کا انسداد جو لال لوگ منڈیوں میں زمینداروں سے کرتے ہیں میری دلی تمنا ہے۔ مگر ابھی تک کسی قسم کے مارکٹنگ بل کا مسودہ تیار نہیں ہوا اور نہ ہی حکومت کسی ایسے بل پر غور کر رہی ہے۔

—— مدراس ۱۴۔ دسمبر۔ مدراس اسمبلی کے ایک ممبر نے اس مفاد کا ایک بل پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے کہ عوام الناس میں فوجی جذبہ پیدا کرنے کے لئے ان سے فوجی ڈرل اور چاند ماری کرائی جائے۔

—— ناگپور ۱۴۔ دسمبر۔ آج کسانوں نے سی پی اسمبلی کے ہال کے سامنے مظاہرہ کیا ان کا مطالبہ ہے کہ مالیہ میں ۵۰ فیصدی تخفیف کی جائے اور قرضہ کے بوجھ کو بہت ہلکا کر دیا جائے۔ وزیر اعظم نے انہیں ایک تقریر میں دم دلاسا دینے کی کوشش کی۔

—— لاہور کی نمائش میں خوب رونق ہے۔ لوگ کثرت سے دیکھنے آتے ہیں۔ ہر بدھ کو پردہ ڈے ہوتا ہے لیکن پردہ دار خواتین کو شکایت ہے کہ اس روز پردہ کا معقول انتظام نہیں ہوتا۔

—— کراچی ۱۴۔ دسمبر ڈی۔ جے۔ سندھ کالج میں ایک مسلمان لڑکے تالپور کے معاملہ کے متعلق کئی ہفتے سے ہندو مسلمان طلبہ میں کشیدگی ہے۔ آج ان میں شدید تصادم ہو گیا۔ پولیس طلب کرنی پڑی۔ ۱۲ طلبہ مجروح ہوئے۔ کالج ایک روز کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔

—— لکھنؤ ۱۴۔ دسمبر۔ حکومت یو۔ پی۔ نے فیصلہ کیا ہے کہ موجودہ تمام آنریری مجسٹریٹ ۱۰ فروری سے اپنا کام بند کر دیں اس کے بعد آنریری مجسٹریٹوں کا جدید انتخاب ہوگا۔

—— رنگون ۱۴۔ دسمبر۔ گورنمنٹ ہاؤس برما سے گورنر کی بیگم کے ۲۰ ہزار روپے کے زیورات چوری ہو گئے۔ ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔

—— دہلی ۱۴۔ دسمبر۔ ضلع بلند شہر کے ضمنی انتخاب میں بھی کانگرس اور مسلم لیگ کا سخت مقابلہ ہے۔ اس علاقہ میں پنڈت نہرو اور مسلم لیگ کے لیڈر دورہ کر رہے ہیں۔

—— بمبئی ۱۴۔ دسمبر۔ ٹرنر مارسین کا جہاز ایس ایس اسلامی ۲۴۔ دسمبر کے قریب جدہ روانہ ہوگا اس میں ۱۶۱۴ حاجیوں کی گنجائش ہے۔

—— کلکتہ ۱۴۔ دسمبر۔ وائسرائے آج لیڈی لنلتھگو کی معیت میں یہاں وارد ہوئے۔ آپ کرسمس کے دن کلکتہ میں گزاریں گے اس کے بعد ۵۔ جنوری کو عازم مدراس ہوں گے۔

—— لاہور ۱۳۔ دسمبر۔ سر فضل حسین لائبریری فنڈ میں اعلیٰ حضرت حضور نظام نے ایک ہزار روپیہ کی رقم عطا فرمائی۔ ابھی تکمیل کے لئے ۵ ہزار روپیہ کی اور ضرورت ہے۔

—— لاہور ۱۴۔ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مسجد شہید گنج کے اپیل کا فیصلہ ۱۷۔ دسمبر کو سنایا جائے گا۔ حکومت کی طرف سے ضلع کے حکام کو ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ پولیس کے وسیع انتظامات کریں۔

—— شیلانگ ۱۴۔ دسمبر۔ آج آسام اسمبلی میں قرار داد پاس ہوئی کہ آسام میں ایک ہائی کورٹ قائم کیا جائے۔

—— الہ آباد ۱۴۔ دسمبر۔ مسٹر عبد الجمیل ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس رائے بریلی نے سول میرج ایکٹ کے ماتحت پنڈت جواہر لال نہرو کے خاندان کی ایک لڑکی مس شیام کماری نہرو سے شادی کی۔ اس شادی کو روکنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکی۔

ممالک خارجہ

—— ٹوکیو ۱۳۔ دسمبر۔ اعلان کیا گیا ہے کہ سورج کے غروب ہونے کے وقت تک جاپانیوں نے نانکن پر مکمل قبضہ کر لیا ہے۔ جاپانی فوجیں چینی حکومت کے دفتروں میں گیارہ بجے صبح داخل ہو گئیں اور جنرل چیانگ کائی شیک کے دفتر اور وزیر جنگ اور بعض دیگر دفتروں پر دو گھنٹہ پہلے ہی قبضہ کر لیا گیا تھا۔

—— لندن ۱۴۔ دسمبر۔ شاہ بلجیم کی انگلستان میں آمد کے سلسلہ میں طرح طرح کی افواہیں پھیل رہی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ انگلستان کے شاہی خاندان میں شادی کے خواہشمند ہیں۔

—— شنگھائی ۱۴۔ دسمبر۔ کل اٹھارہ بمبار جاپانی طیاروں نے ایک چھوٹے سے امریکن جنگی جہاز پر شدید بمباری کی جس سے وہ غرقاب ہو گیا۔ اس جہاز میں ڈیڑھ سو امریکن باشندے تھے جن میں سے صرف ۵۴ بچ پائے۔

—— جمہوریہ امریکہ کے صدر مسٹر روزولٹ نے شہنشاہ جاپان کو ایک نوٹ ارسال کیا ہے جس میں اس واقعہ کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا ہے مقام واردات پر چھ امریکن جہاز روانہ ہو گئے ہیں۔ جاپانی جنگی کشتیاں بھی جائے وقوعہ کی طرف روانہ ہو گئی ہیں۔

—— حکومت امریکہ نے جاپان سے مطالبہ کیا ہے کہ جس قدر جانیں تلف ہوئی ہیں اس کے لئے حکومت جاپان معافی مانگے اور ہرجانہ ادا کرے نیز آیندہ کے لئے ضمانت دے کہ کسی امریکن جہاز پر حملہ نہیں کیا جائے گا۔ امریکہ کے اس الٹی میٹم نے جاپان میں تشویش پیدا کر دی ہے۔

—— پیرس میں متعینہ امریکن سفیر نے نائب وزیر خارجہ فرانس سے طویل ملاقات کی۔ مسٹر ایڈن نے دار العوام میں اعلان کیا کہ حکومت برطانیہ امریکن اور برطانوی جہازوں پر جاپانی طیاروں کے حملوں کے خلاف کوئی عملی اقدام کرنے کے متعلق حکومت امریکہ سے گفت و شنید کر رہی ہے۔

—— فرانس کے ایک سرکاری اخبار نے اعلان کیا ہے کہ حکومت امریکہ نے جاپان کے خلاف کوئی جنگی اقدام کیا تو حکومت فرانس اور برطانیہ اس کا ساتھ دے گی۔

—— لندن ۱۲۔ دسمبر۔ لندن اینڈ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سٹیشن کیسل ساری پر دو مسافر گاڑیوں کا شدید تصادم ہو گیا جس میں ۳۵ مسافر ہلاک ہوئے۔ ۳۰ لاشیں اب تک نکالی جا چکی ہیں ان میں سے اکثر کے چہرے اس قدر بگڑ چکے تھے کہ ان کی شناخت ان کے کاغذات سے کی گئی۔ انگلستان میں ۱۹۱۵ء سے اب تک ریل کا ایسا ہولناک حادثہ نہیں ہوا۔

—— اسپین میں خانہ جنگی ابھی تک جاری ہے ۱۲ر اور ۱۳ر دسمبر کی درمیانی شب کو باغی طیاروں نے میڈرڈ پر خوفناک بمباری کی جس سے متعدد اشخاص ہلاک و زخمی ہوئے۔ شہر کی فضا دھماکوں کی مہیب آوازوں سے گونج اٹھی۔ باشندے ہراساں و پریشان تھے۔

—— لندن ۱۶۔ دسمبر۔ چینی قونصل جنرل مقیم لندن نے اعلان کیا ہے کہ جنگ کی وجہ سے نوے ہزار چینی بچے بے خانماں ہو گئے اور جاپان کی بمباری کی وجہ سے گیارہ ہزار بچے ہلاک ہو گئے۔

—— ٹوکیو ۱۵۔ دسمبر۔ آج وزیر خارجہ جاپان نے امریکن اور برطانوی سفیروں کو ایک نوٹ سپرد کیا ہے جس میں برطانی اور امریکی جہازوں پر جاپانی طیاروں کی بمباری پر اظہار افسوس کیا گیا۔ امریکہ سے حکومت جاپان نے معافی مانگی ہے اور اسے یقین دلایا ہے کہ جس قدر امریکہ کا نقصان ہوا ہے جاپان وہ سب ادا کرے گا اور جن طیارہ رانوں کی غفلت کی وجہ سے امریکن جہاز غرق ہوا ہے انہیں سخت سزا دی جائے گی۔

—— لندن ۱۵۔ دسمبر۔ چین کے دریائے ینگسی میں برطانوی جہازوں کو جاپانی طیاروں کی بمباری کی وجہ سے جو نقصان ہوا ہے اس کے خلاف برطانیہ حکومت جاپان کو باقاعدہ احتجاجی نوٹ ارسال کریگا

پنجاب میں پیر پرستی

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل "مریدی" کا تو ہرتا ہے بہت جلد

یوں تو پیر پرستی کا دجل و فریب ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیلا ہوا ہے۔ مگر پنجاب میں یہ "فتنہ" ایک دائمی اور مستقل صورت اختیار کر گیا ہے۔ اور مسلمان کو قعر ذلت کی جانب لے جا رہا ہے۔ "پیری" کا یہ ڈھونگ کچھ اس طرح سے رچایا جا رہا ہے کہ آپ پنجاب کے کسی گوشے میں چلے جائیے وہاں یقیناً کسی نہ کسی پیر جی نے اڈا ضرور جمایا ہوگا۔ کیونکہ پنجاب کے عام مسلمان کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ بغیر پیر کی بیعت کئے نہ تو خدا کی عبادت ضروری اور نہ رسول کی اطاعت لازمی ہے۔ اور یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ پیروں کے اس "طلسم ہوشربا" سے آزاد ہیں۔ ان کے لئے "بے پیرا" کا لفظ طعن و تشنیع کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

اگر پنجاب کی اس "پیری" کا بہ نظر تعمق مطالعہ کیا جائے۔ تو یہ بات واضح طور پر آشکار ہو جاتی ہے۔ کہ "پیری کا یہ سلسلہ" درحقیقت ایک معزز دکانداری" ہے جو پیر جی کے لئے نہ صرف عزت کا باعث ہے۔ بلکہ یہ عزت کے ساتھ ساتھ دولت، حکومت، شہرت کے ذرائع بھی بہم پہنچاتا ہے۔ جو ہر قسم کی ذمہ داری سے بے نیاز ہے۔ دنیا کے حوادث، مصائب و آلام، تفکرات، اس کے لئے حروف مہمل کی حیثیت رکھتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس "فرعونی پیشے" نے پنجاب کے مسلمانوں کی حالت خصوصاً اس قدر دگرگوں کر دی ہے۔ کہ جس کو دیکھ کر ایک "سچا مسلمان" خون کے آنسو روتا ہے۔ پنجاب کا یہ پیر پرست مسلمان اس حالت کو پیش کر رہا ہے۔ جو رسول کریمؐ کی تشریف آوری سے پہلے عرب کی حالت تھی۔ عرب آپ کی آمد سے پہلے "بے جان" بتوں کی پوجا کرتے تھے مگر موجودہ زمانے کا مسلمان "جاندار بتوں" کی پوجا کر رہا ہے۔ وہ کافر تھے۔ اسلام کی تعلیم سے روشناس نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے ان کی اس "جاہلیت" پر ہم اتنے شاکی نہیں ہیں جتنے موجودہ زمانے کے مسلمان سے۔ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسلام کی صحیح تعلیم سے سراسر بیگانہ ہے۔ توحید کی حقیقت سے وہ بالکل بے خبر ہے اس کو یہ معلوم نہیں۔ کہ خدا کے بغیر کسی کے آگے جھکنا یا کسی کو شریک ٹھہرانا سراسر کفر ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ "پنجاب کا یہ مرید" اپنے پیر کے ہاتھوں، پاؤں اور گھٹنوں کو بیلے اختیار چومتا ہے اور وہ "پیر" جو اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار سمجھتا ہے۔ کتنا خوش ہو ہو کر اپنے ہاتھ کو بوسہ دلوانے کے لئے مرید کی جانب بڑھاتا ہے۔

پنجابی مسلمان اس پیری کے طلسم میں بری طرح سے یوں پھنسا ہوا ہے۔ کہ جس سے رہائی پانا اس کے لئے ایک امر محال کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ وہ مریدی کے نشے میں یوں کھو گیا ہے۔ کہ خدا اور رسول کا اسے دھیان ہی نہیں رہا۔ خدا کو کوئی کچھ کہتا ہے۔ لیکن اس "پیر پرست مسلمان" کو پرواہ تک نہیں ہوتی رسول اکرمؐ کی کوئی ہتک کرے تو اس کے بدن پر جوں تک نہیں رینگتی۔ لیکن اگر "پیر جی" کے خلاف چند جملے زبان سے نکل جائیں۔ تو اس شخص کو کافر، وہابی، ملحد اور نہ جانے کن کن الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں یہ حالت جاہل مسلمانوں ہی کی نہیں ہے بلکہ خود کو پڑھا لکھا کہنے والے مسلمان بھی اس دام میں گرفتار ہیں اور جو یہ جانتے ہوئے بھی کہ "پیری" اسلام کے سراسر خلاف ہے اس دام سے آزاد نہیں ہوتے ....

پنجاب کے یہ پیر مسلمانوں کو پست خیال، ذلیل اور مذہب سے دور لئے جا رہے ہیں۔ جاہل مریدوں سے روپیہ بٹور کر اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں۔ مرید بیچارے کے گھر میں کھانے تک کو بھی نہ ہو۔ لیکن اگر پیر جی اس کے گھر جائیں۔ تو ان کے لئے مرغ، حلوا، پراٹھے اور پلاؤ چاہئے۔ وہ شخص جو لوگوں کی کمائی کھانا باعث فخر سمجھتا ہو۔ اس سے نیکی، خودداری، اور عزت کی کیا امید ہو سکتی ہے؟ یہ پیر تو لوگوں کی "میل" کھانے والے ہیں جو "پرلے درجے کی بے عزتی اور بے بسی" ہے۔ پیری کا مزا تو تب ہے۔ کہ پیر جی مریدوں سے پیسہ دھیلا لینا چھوڑ دیں۔ "ماڈرن پیروں" نے جو "حزب" بنائے ہیں (جس کا مطلب محض اصلاحی طور پر روپیہ جمع کرنا ہے) ان کو توڑ دیا جائے۔ پیر جی خود کما کر کھائیں۔ بلکہ اپنے غریب مریدوں کی امداد کریں۔ لیکن یہ چیزیں کہاں۔ ان پیروں کے لئے تو عالیشان محل چاہئیں۔ دونو وقت دسترخوان پر مرغ، پلاؤ اور حلوا لگا ہوا ہونا چاہئے، موٹریں ہونی چاہئیں۔ ریشمی کپڑے اور قیمتی گھڑیاں پیر جی کے ہاتھ پر لگانے کے لئے ہونی ضروری ہیں بلکہ یہ پیر جی "اولاد" تک تو انگریزی سکولوں میں تعلیم دلوائیں اور مریدوں کو یہ تلقین کریں کہ انگریزی پڑھنا گناہ ہے خفیہ طور پر خود تو حکومت کا دم بھریں اور مریدوں کو یہ کہیں کہ وہ آزاد ہیں ـــ بالکل آزاد۔

یہ پیر نہیں بلکہ کوتاہ اندیش مسلمانوں کے پھنسانے کے لئے ایک جال ہے جال جس میں غریب اور سادہ مسلمان بری طرح سے پھنسا ہوا ہے۔ مسلمان فطرۃً سادہ واقع ہوا ہے۔ وہ پیر کی چکنی چپڑی باتوں میں فوراً پھنس جاتا ہے۔ اس کی داڑھی اور تسبیح کو دیکھ کر غلطی کھا جاتا ہے۔ اس کے فرضی مریدوں کی تعداد دیکھ کر فوراً مرید بن جاتا ہے۔ "عرس" کو "نیکی کی مجلس" جان کر اپنی گاڑھے پسینے کی کمائی مفت میں ضائع کر دیتا ہے۔ مگر اس کو معلوم نہیں کہ یہ عرس "پیر جی" کی آمدنی کا ایک ذریعہ ہوتے ہیں بلکہ میں تو کہوں گا کہ پیری کی یہ ایک کلیرنس سیل (Clearance Sale) ہوتے ہیں۔ ہر سال ہندوستان میں تو کیا پنجاب میں ہی ہزاروں عرس منائے جاتے ہیں۔ لیکن کیا کبھی کسی "گدی نشین" پیر نے مسلمانوں کو کوئی پیغام بھی دیا ہے روپے کی فراہمی کا پیغام نہیں، بیداری کا پیغام، کیا کبھی کسی پیر نے یہ بھی کہا ہے کہ سوائے اللہ کے کسی کے آگے نہ جھکو اور اس کے سوا کسی کو اپنا وسیلہ نہ بناؤ؟ کیا کبھی کسی "سجادہ نشین" نے یہ فرمانے کی بھی تکلیف گوارا کی ہے کہ وطن کی خدمت کرو۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے "حب الوطن من الایمان"۔ وطن کو آزاد کراؤ تم غلام ہو۔ اور مسلمان غلام نہیں رہ سکتا۔ کیا کسی پیر نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ قرآن حکیم کو اپنا رہبر بناؤ۔ اس کو پکڑو۔ کیا کسی پیر نے یہ بھی کہا ہے کہ فرقہ بندی چھوڑ دو۔ اور سچے مسلمان بنو۔ عمل کو اپنی حیات کا اہم پہلو سمجھو۔ کیونکہ اگر تم عمل نہ کرو گے تو تمہاری نمازیں اور عبادتیں سب فضول ہیں۔ لیکن یہ باتیں، یہ سچی باتیں بھلا یہ پیر کیوں کہیں! اگر وہ ان باتوں کا پرچار کریں تو پھر ان کا مرید کون بنے! ان کو پیسے کہاں سے آئیں! عرس منائے جاتے ہیں۔ اور پیر جی کا خزانہ "مریدوں کے ٹکوں" سے بھر جاتا ہے۔ اور ایک برس بے فکری سے گزر جاتا ہے۔ جوش ملیح آبادی کیا خوب فرماتے ہیں:-

قبروں پہ مریدوں کو جھکاتے رہئے
ڈھولک پہ سفہوں کو نچاتے رہئے
اللہ اگر روٹھ رہا ہے روٹھے
بے خوف و خطر عرس مناتے رہئے

پنجاب میں پیر پرستی کا زور کیوں ہے؟ اس کی دو بڑی وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ پنجابی مسلمانوں کی مذہب سے بیگانگی ہے۔ پنجاب میں اس وقت مسلمان دو طبقوں میں منقسم ہیں۔ ایک طبقہ وہ ہے۔ جو محض نام کے مسلمان ہیں اور جن کو مذہب سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ دوسرا وہ طبقہ ہے۔ جس کو مذہب سے "غلط مس" ہے اور جو پیروں کے دام میں پھنسا ہوا ہے اور جن کے خیال میں پیر کی بیعت کرنا اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔ اس چیز کو توہم پرستی نے اور بھی مضبوط کر دیا ہے۔ کسی کے ہاں اولاد نہ ہوئی، یا کوئی ایسی ویسی بیماری ہو گئی ہے تو "پیر جی" کی بھینٹ چڑھنا ضروری سمجھا گیا۔ اور ان کی بیعت کرنا ان مصائب سے خلاصی پانا خیال کیا گیا ہے

دوسری وجہ ایک غلط عقیدے کی نشر و اشاعت ہے یعنی بغیر وسیلے کے خدا یا رسول تک رسائی ناممکن ہے مطلب یہ ہے کہ اگر ہم خدا یا رسول سے ... لو لگانا چاہتے ہیں تو ہمیں پیر جی کی غلامی اختیار کرنی چاہئے۔ یہ غلط عقیدہ عوام میں اس قدر سرایت کر گیا ہے کہ اس عقیدے کے رد میں آپ کچھ دلائل دیتے رہیں۔ وہ ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں گے۔ لیکن ان کو معلوم نہیں کہ خدا اور رسول کو ان "وسیلوں" کی ضرورت نہیں ہے۔

باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

"توحید" اسلام کا سب سے بڑا بنیادی اصول ہے، خدا تو کہتا ہے۔ کہ اگر تم مجھ کو پانا چاہتے ہو۔ یا مجھ سے کچھ حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو براہ راست مجھ سے مانگو۔ کسی کی سفارش کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ میں تمہارے دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہوں۔ میں حاضر و ناظر ہوں۔ اور تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہوں۔ خدا تو کھلے لفظوں میں کہتا ہے کہ مجھ سے اور صرف مجھ سے براہ راست مانگو۔ لیکن "پیر پرستوں" کا یہ ایمان ہے کہ بغیر وسیلے کے ہم کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ اور "سہارا" بھی ان شخصوں کا لیا جاتا ہے جن کی کیفیت بقول حضرت عدم ؎

داڑھیوں میں معصیت کی تیرگی گوندھی ہوئی
راہبانہ شکل و صورت حرص میں ڈوبی ہوئی
پنڈلیوں تک خرقۂ زہد و ورع آیا ہوا
اور آنکھوں میں رعونت کا نشہ چھایا ہوا
معصیت کوشی کے پیکر، نفس سرکش کے مرید
خلد کے "تاجر" خدا کو بیچنے والے پلید

پنجاب کے مسلمانوں کے لئے ضرورت ہے کہ وہ جلد از جلد "پیری" کے اس دجل و فریب سے آزاد ہونے کی کوشش کریں۔ اگر ان کی حالت یہی رہی۔ تو ممکن ہے کہ مذہب حقیقی کا نام پنجاب سے ہمیشہ کے لئے مٹ جائے اور "مذہب پیری مریدی" آئندہ سے وہاں کا مذہب قرار پائے۔

(ماخوذ از اخبار ہند)

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبد العلی صاحب بہادر افسر مال اول ملتان

دعویٰ ۵۵ سال ۱۹۳۷ء

داتارام ولد کیول رام ذات اروڑہ مکڑ سکنہ موضع موکھٹر تحصیل و ضلع ملتان مدعی

بنام شہامند وغیرہ ۱ تا ۹ مدعا علیہم

لالہ ولد امیر بخش ذات گورا ہا سکنہ موضع موکھٹر تحصیل و ضلع ملتان مدعا علیہم۔

دعویٰ مبلغ ۸-۱۳-۳۲ روپیہ بابت فصل ربیع ۱۹۳۶ء بابت حصہ پیداوار حق محصول چاہ مراد والہ لواں مندرجہ خسرہ گرداوری ربیع ۱۹۳۶ء بابت نمبر خسرہ ہائے ۵۰۴ تا ۵۰۶ من و ۵۰۷ لغایت ۵۱۰، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۹، ۵۲۰ من ۵۲۳ من ۵۲۴ من ۵۲۵ من ۵۲۶ لغایت ۵۳۲، ۵۳۴ من لغایت ۵۴۵ مندرجہ جمعبندی و خسرہ گرداوری

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی لالہ ولد امیر بخش مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس واسطے اشتہار بذا بنام لالہ ولد امیر بخش مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر لالہ مذکور تاریخ ۴ ماہ جنوری ۱۹۳۸ء کو مقام ملتان کچہری حاضر عدالت بذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی

آج بتاریخ ۱۰ ماہ دسمبر ۱۹۳۷ء کو بدستخط میرے و مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر بذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ لالہ و سرداد پسران الہ دتہ ذات ہاں سکنہ لوپے تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۶ ۳/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر بذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد شاہ ولد شیخ میر ذات قریشی سکنہ چک نمبر [illegible] تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے یوم مورخہ ۲۸ ۳/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جائے مذکور شورکوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبد العلی صاحب بہادر افسر مال اول ملتان

دعویٰ ۵۷ سال ۱۹۳۷ء

داتارام ولد کیول رام ذات اروڑہ مکڑ سکنہ موضع موکھٹر تحصیل و ضلع ملتان مدعی۔

بنام

شہامند وغیرہ ۱ تا ۱۰ مدعا علیہم (۱۱) لالہ ولد امیر بخش ذات گورا ہا سکنہ موضع موکھٹر تحصیل و ضلع ملتان مدعا علیہم

دعویٰ مبلغ ۱۴-۹۲ روپیہ بابت فصل ربیع ۱۹۳۵ء چاہ مراد والہ لواں نیر کھوٹ اے ب بابت ۱/۸ حصہ پیداوار حق محصول مندرجہ خسرہ گرداوری ربیع ۱۹۳۵ء بابت نمبر خسرہ ہائے ۵۰۴ من۔ ۵۱۱ تا ۵۱۵ من ۵۲۳ من۔ ۵۲۴ من۔ ۵۲۵ من ۵۲۶ من ۵۲۷ لغایت ۵۲۹۔ ۵۳۰ من۔ تا ۵۳۲ من۔ ۵۳۶۔ ۵۳۸ تا ۵۴۲۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی لالہ مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار بذا بنام لالہ مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر لالہ مذکور تاریخ ۴ ماہ جنوری ۱۹۳۸ء کو مقام ملتان حاضر عدالت بذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۰ ماہ دسمبر ۱۹۳۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط حاکم

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر بذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ علی ولد اسماعیل ذات کلاسی سکنہ سا ہمبر کلاسی تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۶ ۳/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر بذا نوٹس دیا ہے کہ منکہ پنجورام ولد فتح چند ذات کھتری سکنہ شورکوٹ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۸ ۳/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جائے مذکور شورکوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ ضلع جھنگ۔

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبد العلی صاحب بہادر افسر مال اول ملتان

دعویٰ ۵۶ سال ۱۹۳۷ء

داتارام ولد کیول رام ذات اروڑہ مکڑ سکنہ موضع موکھٹر تحصیل و ضلع ملتان مدعی

بنام

بنام شہامند وغیرہ ۱ تا ۹ (۱۰) لالہ ولد امیر بخش ذات گورا ہا موضع موکھٹر تحصیل و ضلع ملتان مدعا علیہم

دعویٰ مبلغ ۲-۷-۱۲۶ روپیہ بابت ۱/۸ حصہ بابت پیداوار حق محصول چاہ مراد والہ لواں فصل خریف ۱۹۳۵ء ربیع ۱۹۳۶ء بابت خسرہ ہائے گرداوری ۵۰۳ لغایت ۵۰۶۔ ۵۱۱ لغایت ۵۱۴، ۵۲۰ لغایت ۵۳۴ مندرجہ جمعبندی سال ۳۲-۱۹۳۱ء و خسرہ گرداوری مشمولہ واقع موضع موکھٹر تحصیل ملتان

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی لالہ مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار بذا بنام لالہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر لالہ مذکور تاریخ ۴ ماہ جنوری ۱۹۳۸ء کو مقام ملتان حاضر عدالت بذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔

آج بتاریخ ۱۰ ماہ دسمبر ۱۹۳۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر بذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ احمد ولد حامد ذات گگرانہ سیال سکنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے یوم مورخہ ۲۸ ۳/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جائے مذکور شورکوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر بذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ میرداد ولد ارسلان ذات ارائیں سکنہ بیرک سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۵ ۳/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

[illegible]

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۷۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری
عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

جلد ۲۵ لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۸ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۳۷ء نمبر ۷۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روحانی و نفسانی لذت کے معنے

یاد رکھو انسان دو قسم کی لذتوں کا مجموعہ ہے ایک روح کی لذت ہے اور دوسری نفس کی لذت، روحانی لذت تو ایک باریک اور عمیق راز ہے جس پر اگر کسی کو اطلاع مل جائے اور ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی جسکو یہ سرور اور ذوق مل جائے وہ اس سے سرشار اور مست ہو جاتے ہیں۔ نفسانی لذتیں ایسی ہیں کہ ہمیشہ آنی اور فانی ہوتی ہیں۔ نفسانی لذت وہ لذت ہے جس کی کسبی تکلف بازاروں میں ناچ کرتی ہے وہ بھی اس لذت میں شریک ہیں جیسے مولوی واعظ کی حیثیت میں گاتا ہے اور لوگ اسکو پسند کرتے ہیں ویسی ہی بازاری عورت گاتی ہے اسے بھی پسند کرتے ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نفس ہی چیز ہے جو ایک واعظ کے وعظ سے بھی لذت اٹھاتا ہے اور دوسری طرف ایک بدکار عورت کے گانے سے بھی لذت اٹھاتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ یہ عورت بدکار ہے اسکے اخلاق اور اسکی معاشرت بہت ہی قابل نفرت ہے لیکن اسپر بھی اگر وہ اسکی باتوں اور اسکے گانے سے لذت اٹھاتا ہے اور اس کو نفرت اور بد بو نہیں آتی تو یقیناً سمجھو کہ یہ نفسانی لذت ہے ورنہ روح تو ایسی گھنونی اور متعفن شے پر راضی نہیں ہو سکتی۔ اس قابل رحم واعظ کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ مجھ میں پاک حصہ نہیں ہے ایسا ہی وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنیوالے سامعین نہیں سمجھتے کہ ہم یہاں صرف نفسانی لذت کیلئے بیٹھے ہیں اور خدا کا بھی ہم میں نہیں ہے پس میں خدا تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ ہماری تقریروں ہمارے لوگ سننے والوں اور سننے والوں میں سے اس پاک اور فضیلت روح کے حصہ کو نکال کر محض للہیت بھر دے ہم جو کچھ کہیں خدا کیلئے اسکی رضا حاصل کرنیکے واسطے اور جو کچھ سنیں خدا کی باتیں سمجھکر سنیں اور نیز عمل کرنیکے واسطے سنیں اور مجلس وعظ سے ہم صرف اتنا ہی حصہ نہ لیجائیں کہ یہ کہیں کہ آج بہت اچھا وعظ ہوا اسلام نہیں دیا اور زوال آنیکی یہ بڑی بھاری وجہ ہے ورنہ انجمنوں کانفرنسیں اور مجلسیں ہوتی ہیں اور وہاں بڑے بڑے لسان اور لیکچرار اپنے لیکچر پڑھتے اور تقریریں کرتے اور شاعر قوم کی حالت پر نوحہ خوانیاں کرتے ہیں وہ بات کیا ہے کہ اسکا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا قوم دن بدن ترقی کی بجائے تنزل ہی کی طرف جاتی ہے بات یہی ہے کہ ان مجلسوں میں آنے جانیوالے اخلاص لیکر نہیں جاتے وہاں لیکچرار کی غرض جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے خواہ مولوی ہوں یا نئے تعلیمیافتہ مشائخ ہوں یا صوفی۔ صرف واہ واہ سننا ہوتا ہے تقریر کرتے وقت انکے معبود سامعین ہوتے ہیں جنکی خوشی اور رضامندی انکو مطلوب ہوتی ہے نہ کہ خدا کی رضا (۲۸ دسمبر ۱۹۰۹ء)

میاں بشیر احمد صاحب ایم اے
مبلغ ٹراونکور کی آمد

جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ جاوا کی لاہور میں تشریف آوری کی خبر گزشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ اب نہایت مسرت سے اطلاع دی جاتی ہے کہ میاں بشیر احمد صاحب مبلغ ٹراونکور اور انکی یورپین نومسلم بیوی محترمہ مسز عارفہ بشیر پنجاب پہنچ گئے ہیں میاں صاحب موصوف جنوبی ہندوستان کی اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ محترمہ مسز عارفہ بشیر اس کار خیر میں ان کی نہایت مفید معاون ثابت ہوئی ہیں میاں صاحب موصوف ایک لائق نوجوان ہیں جن سے ہماری بہت سی تبلیغی تمنائیں وابستہ ہیں "پیغام صلح" ساری جماعت کی طرف سے ان دونوں کا دلی خیر مقدم کرتا ہے۔

میاں صاحب موصوف انشاء اللہ جلسہ سالانہ میں "اچھوتوں میں تبلیغ اسلام" کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے ان کی، مرزا ولی احمد بیگ صاحب، ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن۔ اور مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی تقریریں اہم ہونے کے علاوہ نہایت عجیب اور پر از معلومات ہوں گی۔ احباب ان تقریروں میں اپنے غیر از جماعت دوستوں اور عزیزوں کو مدعو کرنے کی کوشش کریں ۔

ہمارا سالانہ جلسہ اور اس کا نصب العین

حضرت مسیح موعود کے وقت کے جلسے

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کا ایک مضمون جو انہوں نے ۳۳ء میں ایڈیٹر "پیغام صلح" کو نوٹ کرایا تھا

جہاں تک مجھے یاد ہے ہماری جماعت کا سالانہ جلسہ دہلی مرتبہ ۱۸۹۲ء میں یعنی آج سے اکتالیس سال قبل قادیان میں منعقد ہوا تھا۔ خود حضرت مسیح موعود نے اس سالانہ اجتماع کی بنیاد ڈالی اور اس کی اہمیت کو جماعت کے ذہن میں منقش کیا۔ اور جماعت کے افراد ہمیشہ دور دراز مقامات سے اس میں شمولیت کے لئے کشاں کشاں چلے آتے تھے۔ گزشتہ سال کی تمام کارروائی کا جائزہ لیا جاتا تھا اور آیندہ سال کے لئے عملی پروگرام مرتب کیا جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود کی صحبت آپ کے نصائح، باجماعت نمازیں اور اکٹھے ہو کر تہجد ادا کرنا اور دعائیں کرنا پُر کیف نعمتیں تھیں۔

ان جلسوں میں جو احباب شامل ہوتے تھے ان کی آنکھوں کے سامنے اس وقت کے میل جول، محبت، یگانگت، اور دلسوزی کے نظارے آ جاتے ہیں اور دل اس سرور کی یاد سے اس وقت تک ایک انبساط پاتا ہے۔ کوئی گھوڑوں پر آ رہا ہے تو کوئی پیدل سب جوق در جوق اس عجیب کی بستی میں جمع ہوتے تھے۔ اس پر کھانے اور رہائش کی سادگی عدیم النظیر تھی۔ شدید سردی کے باوجود اکثر احباب پرالی کے فرش پر سوتے تھے اور اپنے عشق خدا اور رسول میں صحابہ الصفہ کا نمونہ اپنے اندر رکھتے تھے۔

موجودہ ضروریات

حضرت مسیح موعود کے وقت میں تو سالانہ جلسہ کے علاوہ بھی احباب اکثر آپ کی زیارت کے لئے آتے۔ ایسے ہی حضرت مولانا نورالدین صاحب کے وقت جلسوں میں شامل ہونے والے اصحاب کی کثرت ہوتی تھی۔ درمیان میں بھی احباب آیا کرتے تھے۔ مگر نہ اس قدر جتنے حضرت مسیح موعود کے وقت میں۔ موجودہ حالات میں جب ہم لاہور میں منتقل ہو گئے ہیں بعض احباب ملاقات کے لئے اور اکثر کام کاج کے لئے لاہور آتے ہیں مگر لاہور کی دیگر مصروفیتوں کی وجہ سے حضرت امیر قوم زادہ اللہ تعالیٰ او دیگر احباب جماعت سے ملنے کا کم اتفاق ہوتا ہے اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ کم از کم سال میں ایک دفعہ ہم سب جمع ہوں اور قومی و دینی مسائل پر غور و خوض کریں اور آیندہ کے لئے لائحہ عمل تیار کریں اور حضرت مسیح موعود کے ارشاد "تم سب میرے بعد مل کر کام کرو" پر عمل پیرا ہوں۔

حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی یاد

حضرت مولانا نورالدین صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ان کے ایک بزرگ (غالباً شاہ عبدالغنی صاحب) سے ان کو ملے ایک دفعہ کئی روز ہو گئے۔ حضرت مولانا صاحب جب ملے تو انہوں نے فرمایا کہ تم اتنے دنوں سے نہیں آئے۔ کیا قصاب کی دکان کے آگے سے تم نہیں گذرے؟ آپ نے فرمایا میں نے مطلب نہیں سمجھا۔ آپ کے ان بزرگ نے فرمایا تم نے نہیں دیکھا کہ جب قصاب کی چھریاں کند ہو جاتی ہیں تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ رگڑ کر تیز کر لیتا ہے۔ یہی حال مومن کا ہے۔ جب ایمان میں کمزوری یا اعمال میں سستی پیدا ہو جاوے تو مومنوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملنے سے تقویت پہنچتی ہے اور ایمان تازہ ہو جاتا ہے جماعت کے اجتماعوں بالخصوص سالانہ جلسوں کے قیام میں فی الحقیقت یہی امر مقصود ہے کہ باہمی میل ملاپ ایک دوسرے کے نمونے، ایثار اور روحانیت سے فائدہ حاصل کریں اور اجتماعی رنگ میں خدمت دین انجام دے سکیں۔

جماعت کا قیام

حضرت مسیح موعود کو جماعت کے قیام کے لئے سب سے پہلے یہی الہام ہوا تھا اصنع الفلك باعيننا ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله يد الله فوق ايديهم (ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے) جس طرح حضرت نوحؑ کو ایک پُر آشوب زمانہ میں الہام ہوا تھا کہ وہ ایک کشتی بنائیں جس میں مومنوں کو سوار کر کے طوفان سے بچائیں موجودہ زمانہ کے روحانی طوفان اور اسلام کے خلاف شدید لعنت کے زمانے میں حضرت مسیح موعود کو واضح کیا گیا کہ وہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے ایک جماعت تیار کریں اور جس طرح سے کشتی میں بیٹھ کر لوگ سمندر پار ہو جاتے ہیں اسی طرح سے حضرت مسیح موعود کے زیر سایہ اور ان کی ہدایت کے ماتحت اسلام کی کشتی کو اپنی متحدہ کوشش و مالی قربانیوں کے ذریعے پار کریں۔

موجودہ ضروریات

جو امور اس وقت ہمارے سامنے ہیں جن کے لئے جماعت کو متحد ہو کر عملی پروگرام مرتب کرنا چاہیئے اور ہمہ تن خدمت دین کے لئے مصروف ہو جانا چاہیئے میرے خیال میں مفصلہ ذیل ہیں۔

غلط فہمیوں کا ازالہ موجودہ زمانہ میں مولویوں کے علاوہ بعض پولیٹیکل لیڈر کوئی پولیٹیکل پروگرام سامنے نہ ہونے کی وجہ سے مشغلہ کے طور پر جماعت احمدیہ کی تخریب و تفریق بین المسلمین کے درپے ہیں۔ اور اس قسم کا طوفان بے تمیزی برپا ہے جو کہ سلسلہ کی تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اس لئے جماعت کا فرض ہے کہ ان سب غلط فہمیوں کے ازالہ کی کوشش کرے اور پہلے سے اپنی کوششوں کو دو چند بلکہ سہ چند بھی زیادہ کر دے تو تھوڑا ہے

عقائد کی اصلاح عام طور ان میں یہ غلط فہمی پھیلانے کی سب سے زیادہ ذمہ داری جناب مرزا محمود احمد صاحب اور ان کی جماعت قادیان کے ذمہ ہے انہوں نے بعینہ وہ عقائد و دعاوی حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کئے جو حضرت صاحب کے زمانہ میں سلسلہ کے اوّل درجہ کے مخالف ملا اور علما ان کی طرف منسوب کیا کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود ہمیشہ ان عقائد و دعاوی سے بیزاری و علیحدگی کا اعلان کرتے رہتے تھے۔ جبکہ ان کے لڑکے اور ان کی جماعت کی اکثریت ان ملانوں کے ہمنوا ہو تو حضرت مسیح موعود کی آواز . . . . . اور جماعت احمدیہ کی چیخ و پکار۔ نقار خانہ میں طوطی کی آواز کے مترادف ہو گی۔ اس لئے سب سے اول ہمارا فرض ہے کہ جماعت قادیان کے غلط پروپیگنڈا کی پر زور تردید کریں اور قرآن و حدیث اور تحریرات و اقوال حضرت مسیح موعود سے ان کا ابطال کریں اور یہ کام کما حقہ اس وقت تک انجام نہیں دیا جا سکتا جب تک ہماری ساری جماعت ہمہ تن اس کوشش میں مصروف نہ ہو جائے اور سب کے سب جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پہنچ کر متفق قومی شوریٰ میں تعین نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عہد پختہ نہ باندھیں کہ وہ حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کو صاف کرنے کے لئے انتھک کوشش کریں گے اور اپنے تمام دنیوی کاروبار پر اس فرض کو مقدم کریں گے اور عملی رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ثبوت دیں گے۔

وحدت قومی جس طرح کہ ہر ایک انسان کے اعضا مل کر اس کی تکمیل کرتے ہیں اور جب تک آنکھ، ناک، کان، و دیگر اعضا ایک نظام کے ماتحت کام نہ کریں اس وقت تک صحت قائم رہ سکتی ہے نہ انسان کامیاب ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جماعتوں کا حال ہے۔ جب تک ایک فرد امیر قوم کے حکم کے ماتحت قوم کی تمام قرار دادوں پر پوری کوشش اور یکجہتی سے کام نہیں کرتا تب تک جماعت کی کامیابی بحیثیت قوم ایک امر موہوم ہو گی اسلئے موجودہ پُر آشوب زمانہ میں جبکہ اپنے اور بیگانے اس سلسلہ کو مٹانے کی فکر میں ہیں یہ چھوٹی سی جماعت جو اصلیت پر قائم ہے اس کا فرض ہے کہ پورے اتحاد اور کامل کوشش کے ساتھ قومی کشتی کو پار کرنے میں مدد دے اور آنحضرت صلعم اور حضرت مسیح موعود کے دامن کو غلط الزامات و اعتراضات کے تمام داغوں سے پاک کرے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ جماعت کا ہر ایک فرد جلسہ میں شمولیت کی کوشش کرے۔

مسلماں را مسلماں باز کردند الہام حضرت مسیح موعود کو ہوا تھا جس میں ان کی آمد کی علت غائی بتلائی گئی تھی۔ درحقیقت جماعت کے قیام کی اصل غرض یہی تھی کہ مسلمانوں کو سچا مسلمان بنایا جائے۔ وہ قرآن پر عامل اور آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوں باقی بحثیں تو درحقیقت ہنگامی ہیں اور اصل غرض یہی ہے ہم خود بھی پکے مسلمان بنیں اور دوسروں کو پکے مسلمان بننے کی تبلیغ کریں۔ تب ہی حضرت مسیح موعود کے مشن کا حقیقی دور شروع ہو سکتا ہے۔

چو دور خسروی آغاز کردند ؛ مسلماں را مسلماں باز کردند

تبلیغ اسلام یوں تو ہر طرح تبلیغ اسلام کے مواقع ہیں مگر اچھوت اقوام میں اشاعت اسلام اول ضروری ہے لاکھوں اچھوت صرف صوبہ مدراس میں ایسے مذہب کی تلاش میں ہیں جس سے انکی نجات ہو سکے اسی طرح ملک سیام کی اکثر غیر مسلم آبادی بھی مذہب کی تلاش میں ہے۔ جاپان حق کا متلاشی ہے اسلئے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ ان اقوام کو اسلام کا پیغام پہنچانیکی سر توڑ کوشش کریں اور یہ کام اسوقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ہم سب کے سب سالانہ اجتماع میں شامل ہو کر کوئی عملی پروگرام طے نہیں کرتے۔ یہ موٹے موٹے امور ہیں جو کہ اس سالانہ اجتماع میں ہمارے زیر نظر ہونے چاہئیں

اگر حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب مرحوم و مغفور زندہ ہوتے تو اس موقعہ میں دارالیتامیٰ کی تجویز کی ضرور حمایت فرماتے اور خود اس میں نمایاں حصہ لیتے دوسروں کو حصہ لینے کی تحریک کرتے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۵ | یوم چہارشنبہ ۱۸ شوال ۱۳۵۶ سنہ ہجری | نمبر ۷۸

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل عزت ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلسہ سالانہ

میں تشریف لانیوالے احباب و خواتین کا خیر مقدم

پیش نظر اوراق پیغام صلح کے جلسہ سالانہ سے قبل شائع ہونے والے آخری پرچہ کے ہیں۔ یہ احباب کے ہاتھوں میں اس وقت پہنچیں گے جب وہ قومی اجتماع میں شرکت کے لئے مرکز آنے کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے بلکہ بالکل تیار بیٹھے ہوں گے۔ ہم ان تمام دوستوں کا جو اس شدید سردی کے موسم میں اپنے آرام و دنیوی ضروریات کو پس پشت ڈال کر محض دین کی خدمت اور خدا کی خوشنودی کی خاطر یہ سفر اختیار کر رہے ہیں دلی خیر مقدم کرتے ہیں —— وہ ایک دینی جہاد میں شرکت کے لئے آ رہے ہیں۔ اس لئے ان کا درجہ مجاہدوں کا ہے۔ ہم اپنی ان قابل صد احترام بہنوں اور عزیز بچیوں کو بھی خوش آمدید کہتے ہیں جو جلسہ میں شریک ہونے کے لئے لاہور تشریف لا رہی ہیں۔

اس اجتماع کے انعقاد اور احباب و خواتین کے اس میں تشریف لانے کی ایک خاص غرض ہے —— وہ ہے دین کو تقویت پہنچانے کے سامان مہیا کرنا اور وسائل سوچنا لہٰذا یہ مقصد ایام جلسہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی فراموش نہ ہونا چاہئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ اپنے خطبات میں اس بارہ میں مفصل ہدایات ارشاد فرما چکے ہیں نامناسب نہ ہوگا کہ ان کا اور چند دیگر باتوں کا نہایت اختصار سے یہاں اعادہ کر دیا جائے:

(۱) ایام جلسہ میں سب سے زیادہ ضروری نماز باجماعت کی پابندی ہے۔ نماز بہت بڑا فرض ہے۔ علاوہ ازیں اجتماع کی دعائیں بہت زیادہ برکت و رحمت کا باعث ہوتی ہیں اس لئے ایام جلسہ میں نماز باجماعت کی اہمیت ہمارے پیش نظر رہنی چاہئے تاکہ ہم سب مل کر دعائیں کر سکیں۔

(۲) دوسری ضروری بات یہ ہے کہ تمام اجلاسوں میں پابندی اوقات کے ساتھ شرکت کی جائے اور تقریروں کو پورے غور و خوض سے سنا جائے۔

(۳) احمدیہ کانفرنس میں بھی ہر ایک دوست کی شرکت ضروری ہے۔ اس کو غیر اہم نہیں سمجھنا چاہئے۔

(۴) خواتین زنانہ اجتماع کے علاوہ عام اجلاسوں میں بھی تشریف لائیں۔ ان کے لئے علیحدہ پردہ دار نشست کا انتظام ہوگا۔

(۵) نوجوان ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے اجلاس کو ضروری سمجھیں اور اس میں شامل ہو کر اسے رونق دیں اور کامیاب بنائیں۔

(۶) جلسہ میں جو غیر از جماعت حضرات شریک ہوں ان کے آرام و آسائش کا نہ صرف کارکن بلکہ دوسرے دوست بھی حتی الامکان خیال رکھیں۔

(۷) کھانے وغیرہ کے متعلق اوقات اور مقررہ انتظام کی پابندی کی جائے اس طرح نہ صرف منتظمین بلکہ مہمانوں کو بھی سہولت رہے گی۔

آخر پر ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے اس قومی اجتماع کو کامیاب کرے اور اس میں شامل ہونیوالوں پر اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

پرستاران خدا کیلئے ایک لمحہ فکریہ

چند روز ہوئے چین میں جاپانی طیاروں کی بم باری سے امریکہ کا ایک جنگی جہاز غرق ہو گیا تھا۔ اس لئے جاپان و امریکہ کے تعلقات سخت کشیدہ ہو رہے ہیں۔ امریکہ کے سرکاری حلقوں اور پبلک میں شدید غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ امریکہ نے الٹی میٹم دیا اس کے جواب میں حکومت جاپان نے تاوان کی ادائیگی کے وعدہ کے ساتھ معافی مانگی مگر امریکہ اس پر بھی مطمئن معلوم نہیں ہوتا اس کی خواہش ہے کہ شہنشاہ جاپان امریکن صدر سے بذات خود اظہار افسوس کریں۔ اس طرح نہایت پیچیدہ صورت حالات پیدا ہو گئی ہے امریکہ کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے نہ صرف شہنشاہ جاپان کے وقار کا سوال درمیان ہے بلکہ ایک اور بھی مشکل ہے:

"بیان کیا جاتا ہے کہ اگر جاپانی فوج کو یہ معلوم ہو جائے کہ شہنشاہ جاپان اس واقعہ سے ناخوش ہے تو سینکڑوں سپاہی فوج میں ایسے ہیں جو شہنشاہ سے بے حد عقیدت رکھتے ہیں وہ فوراً خودکشی کر لینگے"

یہ خبر تمام پرستاران خدا کے لئے بالخصوص ہم احمدی مسلمانوں کے لئے جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ ذرا قابل غور ہے۔ شہنشاہ بے شک ایک وسیع ملک اور ترقی یافتہ قوم کا حکمران ہے مگر آخر وہ ان جاپانی سپاہیوں کی طرح ہی کا ایک انسان ہے۔ اس میں کوئی مافوق الفطرت طاقت اور خصوصیت نہیں —— لیکن سینکڑوں ہزاروں جاپانی سپاہی اس کی معمولی سی ناراضگی کی وجہ سے اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں —— خدا جو سب سے بالاتر ہستی اور بے شمار طاقتوں اور قدرتوں کا مالک ہے جن کا ہماری عقل احاطہ نہیں کر سکتی۔ جو ہم سب کا تمام کائنات کا خالق و مالک اور رازق ہے۔ —— اس کی ناراضگی اور ناخوشی کا ہم کو کس قدر ڈر اور خیال رہتا ہے؟ اس سوال پر ہر ایک خدا پرست اور بالخصوص ہم وابستگان سلسلہ احمدیہ کو ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے۔ ہماری خدا پرستی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے اگر ہم خدا کی خوشنودی اور ناراضگی کا اتنا بھی لحاظ اور خیال نہ رکھیں جتنا کہ یہ جاپانی سپاہی اپنے شہنشاہ کی خوشنودی اور ناراضگی کا رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایک فانی انسان ہے۔

جناب میاں غلام رسول صاحب نمبر جھنگ

جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس و رئیس اعظم جھنگ ہماری جماعت کے نہایت متقی، مخلص، ایثار پیشہ، صائب الرائے اور دین و قوم کا حقیقی درد رکھنے والے بزرگوں میں سے ہیں۔ موصوف کی خدمات دینی و قومی سے جماعت کا ہر ایک فرد بخوبی واقف ہے آپ ہر ایک تحریک میں نہایت خوشی سے نمایاں حصہ لیتے ہیں۔ گزشتہ اشاعت میں قارئین نے حضرت امیر ایدہ اللہ کا اعلان مطالعہ فرمایا ہوگا کہ میاں صاحب موصوف نے دار الیتامیٰ کی عمارت کے لئے ایک چوتھائی خرچ یعنی ساڑھے بارہ سو روپیہ عطا فرمایا ہے جزاہ اللہ احسن الجزا۔ آپ گزشتہ سال مسلم ہائی سکول لاہور کے بورڈنگ ہوس میں ایک کمرہ بھی تعمیر کرا چکے ہیں۔ فی الحقیقت ایسی قسم کی ہستیوں کی وجہ سے ہی قومیں ترقی کرتی اور تحریکیں کامیاب ہوتی ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ میاں صاحب موصوف کی اس مالی قربانی کو قبول فرمائے اور انہیں تا دیر ایسی قربانیاں کرنے کے لئے زندہ سلامت رکھے اور اس کے ساتھ ہی یہ دعا ہے کہ جماعت کے دیگر دولت مند بزرگوں کو ان کی تقلید کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ دار الیتامیٰ کی عمارت کی ایک چوتھائی باقی ہے۔ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس پرچہ کے پریس میں جانے تک یہ پوری ہو جائے گی یا ہمیں دو تین دن اور انتظار کرنا پڑے گا —— دیکھئے یہ سعادت کس کے حصہ میں آتی ہے:

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا اجلاس

جیسا کہ پیش نظر اشاعت میں اعلان ہو رہا ہے جلسہ سالانہ کے موقع پر ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا اجلاس ۲۵۔ دسمبر کو بعد نماز مغرب منعقد ہوگا۔ اس میں متعدد لائق نوجوان مفید تقاریر فرمائیں گے نوجوانان جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس اجلاس میں خصوصیت سے شامل ہو کر اسے کامیاب بنائیں۔ ہماری خواہش ہے کہ اس اجلاس کے علاوہ مرکزی ایسوسی ایشن اور اس کی بیرونی شاخوں کے عہدہ دار جمع ہو کر باہم تبادلہ خیالات کریں اور ایسوسی ایشن کی مزید توسیع اور اس کو صحیح معنوں میں فعال جماعت بنانے کی عملی تجاویز سوچیں۔ دوسری جماعتوں اور قوموں کے نوجوان اپنے مقاصد کے لئے جو کام اور قربانیاں کر رہے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں ——— احمدی نوجوانوں کو بھی اپنے فرائض کو سمجھنا اور اپنی زندگی کا ثبوت دینا چاہئے۔

قدرت خداوندی کا کرشمہ

اخبارات میں ملتان کی ایک حیرت انگیز اطلاع شائع ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح ایک مگرمچھ کے پیٹ سے ایک زندہ آدمی نکالا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ :۔

"پنجاب کے پانچ دریاؤں کے سنگھم میں ایک مگرمچھ ایک آدمی کو ہڑپ کر گیا۔ ایک باہمت ماہی گیر حادثہ کی اطلاع پاتے ہی موقع پر پہنچا۔ اور اس نے کسی تدبیر سے مگرمچھ کو جال میں پھنسا کر ہلاک کر کے اس کا پیٹ چاک کیا اور آدمی کو زندہ نکال لیا۔ اگرچہ وہ اس وقت بیہوش تھا مگر بتدریج اسے ہوش آگیا اور اب وہ ہسپتال میں زیر علاج ہے"

یہ حیرت انگیز واقعہ قدرت خداوندی کا ایک کرشمہ ہے۔ اس قسم کے واقعات سے ہر ایک کو ماننا پڑتا ہے کہ زندگی و موت پر ایک پوشیدہ طاقت حکمران ہے جسے ہم اپنی مادی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ وہ انسان کو ایسے نازک مقامات اور حادثات میں سے بچا لیتی ہے جہاں عقل یقینی موت کا فتویٰ دیتی ہے اور چنگے بھلے آدمی اس کے حکم سے چلتے پھرتے ہنستے کھیلتے ہمیشہ کے لئے خاموش سے بے حس ہو جاتے ہیں ——— خدا کے منکر لاکھ اس کا انکار کریں لیکن واقعات اس کی ہستی کا پکار پکار کر اعلان کرتے رہیں گے۔

بٹالہ کا گستاخ سکھ مجسٹریٹ

ہم کسی گزشتہ اشاعت میں بٹالہ کے سکھ مجسٹریٹ سردار جسونت سنگھ کی گستاخی کا ذکر کر چکے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس شخص نے ایک مقدمہ کی سماعت کرتے ہوئے حضرت نبی کریم صلعم کی ذات اقدس کے متعلق نامناسب اور دل آزار الفاظ کہے اور ایک سرکردہ مسلمان ایڈووکیٹ کے احتجاج کے باوجود ان کا اعادہ کیا۔ اس واقعہ کی وجہ سے مسلمانان پنجاب میں روز بروز بے چینی بڑھ رہی ہے۔ بٹالہ سے دور دراز مقامات مثلاً راولپنڈی وغیرہ میں بھی احتجاجی جلسے منعقد ہو چکے ہیں جن میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس بے احتیاط سکھ مجسٹریٹ کو قرار واقعی سزا دے۔ لیکن حکومت ابھی تک خاموش ہے۔ حالانکہ اسے بہت جلد مجسٹریٹ مذکور کو سخت تنبیہ کر دینی چاہئے تھی۔ ہمارے خیال میں اس کے ساتھ ہی یہ معاملہ ختم ہو جاتا لیکن حکومت نے ایسا نہیں کیا۔ اس کی یہ تاخیر پسندی بہت نامناسب اور انصاف و تدبر کے خلاف ہے ہم ایک مرتبہ اور اس کو توجہ دلاتے ہیں۔

مسلم لیگ کی ایک اور کامیابی

تازہ اطلاع ہے کہ حسب توقع سہارنپور کے مسلم حلقہ میں بھی مسلم لیگ کے امیدوار مولوی منفعت علی صاحب کو کانگرس کے دونوں امیدواروں کے مقابلہ میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ مقابل امیدواروں میں سے ایک کی ضمانت ضبط ہو گئی ہے۔ اس حلقہ میں بھی یو۔ پی کی کانگرسی وزارت اور کانگرسی لیڈروں نے اپنے امیدوار کی کامیابی کیلئے ہر جائز و ناجائز طریق پر انتہائی کوشش کی تھی۔ پنڈت نہرو خود پروپیگنڈے کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔ دیوبندی مولوی۔ احراری سرغنے اور سرخپوش سبھی نے انتہائی زور لگایا لیکن اپنی خواہش کے مطابق نتیجہ نہ پیدا کر سکے۔ اس نتیجۂ انتخاب نے ایک مرتبہ اور دنیا کو بتا دیا کہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت کانگرس سے بیزار و متنفر ہے اور انہیں اس کے وعدوں پر قطعاً کوئی اعتماد نہیں جو شخص اس کھلی ہوئی حقیقت کے خلاف کوئی بات کہتا ہے وہ یقیناً سچ نہیں بولتا سیاسی مرغان باد نما کو اب غالباً ایک مرتبہ اور اس بات پر غور کرنا پڑیگا کہ وہ کدھر کا رخ کریں۔

ریویو

نیو انڈین ڈائری ۱۹۳۸ء

۱۹۳۸ء کے لئے ہی لاہور کے مشہور اسلامی مطبع رپن پرنٹنگ پریس نے ایک خوبصورت اور ارزاں ڈائری انگریزی زبان میں چھاپی ہے۔ جس میں تمام ضروریات موجود ہیں۔ تقطیع جیبی نہایت موزوں۔ کاغذ عمدہ۔ جلد مضبوط اور دیدہ زیب جس پر ڈائری کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ قیمت صرف ۸ر (آٹھ آنے) بیرونجات سے طلب کرنے والے اصحاب دس آنے کے ٹکٹ ارسال فرمائیں

کیلنڈر ۱۹۳۸ء - اس پریس نے بڑے سائز کے خوبصورت کیلنڈر بھی چھاپے ہیں۔ جن سے انگریزی اور قمری دونوں تاریخیں معلوم ہو سکتی ہیں۔ درمیان میں ایک نہایت خوبصورت تصویر ہے۔ دیواروں پر لٹکانے کے لئے یہ کیلنڈر اچھی چیز ہے۔ ڈھائی آنے کے ٹکٹ بھیجنے پر مل سکتا ہے۔

رپن پریس - یہ لاہور کا مشہور اسلامی مطبع ہے جس میں ٹائپ میں ہر زبان کی چھپائی عمدہ اور ارزاں ہوتی ہے۔ اخبار "لائٹ" اور انجمن کی اکثر انگریزی مطبوعات اسی پریس میں چھپتی ہیں۔

پتہ :- مینیجر رپن پرنٹنگ پریس۔ ہل روڈ - لاہور

محکمہ آثار قدیمہ کی سرگرمیاں

پنجاب اور صوبہ متحدہ میں

حال ہی میں محکمہ آثار قدیمہ کی طرف سے پنجاب میں کھوکر کوٹ جو رہتک کے قریب ہے۔ اور الہ آباد کے قریب کوسم میں جو پرانی بستی "کوسم بی" کے نام سے موسوم ہے۔ کھدائی کا کام شروع کیا گیا ہے۔ کھوکر کوٹ میں ایک بہت وسیع ٹیلا ہے۔ جو بہت قدیم ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ جنوبی مشرقی پنجاب اور مغربی یو۔ پی۔ کے جائزہ کی تکمیل کے بعد ہندوستان کی قدیم تاریخ کے اس زمانہ پر خاص طور سے مزید روشنی پڑے گی جو قبل تاریخ انڈس کلچر اور بدھ مذہب کی اشاعت کے مابین ہے۔

کوسمبی میں کھدائی سے جو معلومات حاصل ہوں گی وہ غالباً بہت دلچسپ ثابت ہوں گی۔ کیونکہ کوسمبی بہت قدیم اور تاریخی جگہ ہے۔ تانبے کے سکوں کے دو دفینے برآمد ہوئے ہیں۔ جو اوائل سن عیسوی میں رائج تھے۔ اور قوی امید ہے۔ کہ اس جگہ اور پرانی نادر چیزیں دستیاب ہوں گی۔

اس مرتبہ ایک نئی بات قابل ذکر ہے۔ کہ یہ انتظام کیا گیا ہے، کہ اس کام میں مختلف یونیورسٹیوں سے بھیجے ہوئے اسکالروں کی معاونت بھی حاصل کی جائے۔ ڈائرکٹر جنرل محکمہ آثار قدیمہ کے زیر نگرانی بنارس یونیورسٹی نے ایک اسکالر کو کوسمبی میں کام کرنے کے لئے متعلقہ افسر کے ساتھ مقرر کیا ہے۔ اور پنجاب یونیورسٹی نے بھی رہتک میں ایک اسکالر بھیجا ہے۔ کھدائی کے کام میں ایسے اشخاص کی بڑی ضرورت ہے۔ جو اعلیٰ دماغی قابلیت کے علاوہ اس مہم کے لئے کافی جفاکش بھی ہوں۔ یونیورسٹیوں کے نوجوان طلباء کے افسران متعلقہ کے ساتھ کام کرنے سے امید ہے۔ کہ یہ ضرورت پوری ہو جائے گی۔

مکتوب برلن

برلن میں ماہِ رمضان اور عید الفطر

برلن مسلم مشن کی مساعی کے امید افزا نتائج

برلن مسلم مشن کی دینی مساعی اور ان کے امید افزا نتائج کے پیش نظر یہ خیال الیقین کی حد تک پہنچ جاتا ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد اسلام لازمی طور پر یورپ کا مذہب ہو جائے گا۔ ہمیں یہ دیکھ کر مسرت آمیز حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح یورپین اقوام نے اسلامی اصول اختیار کر رکھے ہیں اور اختیار کرتی چلی جا رہی ہیں۔ یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک نہایت اچھا میدان تیار ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ان تک اسلام کا پیغام پہنچایا جائے۔ جرمن لوگ بالخصوص غیر متعصب واقع ہوئے ہیں جب تحقیق کے بعد ان پر سچائی ظاہر ہو جاتی ہے تو وہ ہرگز اس کا انکار نہیں کرتے۔

ماہ رمضان المبارک

یہاں رمضان شریف ۴ر نومبر کو شروع ہوا تھا۔ رمضان کے فضائل و مسائل مشن کی طرف سے ٹریکٹ کی شکل میں مطبوعہ تمام مسلمانان برلن کو بھیجے گئے۔ نماز تراویح باقاعدہ ہوتی رہی۔ اور کافی تعداد میں اصحاب نماز تراویح کے لئے مسجد میں تشریف لاتے رہے۔ بہت سی خواتین نے بھی باقاعدگی سے شرکت کی۔ تراویح کے اختتام پر تمام نمازیوں نے دعا کی اور خوشی منائی۔ اس سلسلہ میں ہم جناب **عثمان غنی** صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے تمام رمضان تراویح کی نماز پڑھائی۔

عید الفطر

برلن میں عید ۴ر دسمبر کو منائی گئی۔ عید سے ایک ہفتہ پیشتر تمام مسلمانان برلن اور دیگر احباب جن کو اسلام سے دلچسپی ہے دعوتی رقعے بھیجے گئے اس تقریب کے لئے برلن مسجد نہایت عمدگی اور موزونیت سے آراستہ کی گئی۔ اسلامی جھنڈے اور عید مبارک کے قطعات جگہ جگہ آویزاں کئے گئے۔ نماز عید کے لئے دس بجے صبح کا وقت مقرر ہوا لیکن لوگ صبح سویرے سے ہی مسجد میں آنے شروع ہو گئے۔ نماز کے وقت تک مسجد اچھی طرح بھر گئی تھی۔ جرمن مسلمانوں کے علاوہ ترک، تاتار، افغان، عرب، ہندوستان، مصر، یوگوسلاویہ کے لوگ شامل تھے۔ نماز عید جناب **پروفیسر نظیر الاسلام** صاحب نے پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ نے ایک نہایت ہی جامع و مانع خطبہ عید پڑھا۔ خطبہ سے فارغ ہو کر آپ نے کافی دیر تک اسلام اور مسلمانوں کے لئے دعا کی۔ اس کے بعد احباب ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے۔ اور خوشی منائی۔ اس موقعہ پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ جرمن پریس کے نمائندے بھی موجود تھے۔ جنہوں نے متعدد فوٹو لئے۔

عید کی شام کا اجتماع

۴ر دسمبر کی شام کو ۸ بجے ایک بھاری جلسہ زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن شریف سے شروع کی گئی جو کہ مسٹر حیابانی نے کی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد **مسٹر عمران حسین** صاحب نے فلسطین کے متعلق ایک ریزولیوشن پیش کیا جس کی حاضرین نے تائید کی۔ مسٹر عمران حسین کے بعد جناب **ڈاکٹر پروفیسر نولیس** صاحب نے "اسلام اور روزہ" کے موضوع پر تقریباً ایک گھنٹہ لیکچر دیا جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ آپ کے بعد جناب **ڈاکٹر ڈیویڈنٹ** صاحب نے جو کہ حال ہی میں اسلام میں داخل ہوئے ہیں "روزہ کی ضرورت طبی نقطۂ نگاہ سے" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ کے لیکچر کو بہت پسند کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کے بعد مسلمان بچیوں **نیلوفر** اور **مرضیہ** نے قرآن شریف کی تلاوت کی اس کے بعد **مسٹر اول خان** نے رمضان پر ایک جرمن نظم پڑھی اور **مسٹر علی آغا بیگ زادہ** نے ترکی زبان میں اسلام پر لیکچر دیا۔ مسٹر حیابانی نے جو کہ ملک شام کے رہنے والے ہیں عربی زبان میں ایک مختصر سی تقریر کی جس کا ترجمہ ان کے دوست مسٹر تسیم نے کیا۔ اس کے بعد جناب صدر پروفیسر نظیر الاسلام صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔ (نامہ نگار از جرمن)

جماعت بغداد کی مالی قربانیاں

فہرست چندہ دہندگان بر موقعہ عید الفطر

جماعت بغداد اپنی سرگرمیوں، مالی قربانیوں اور اپنے تمام کاموں میں باقاعدگی کے لحاظ سے ایک نمونہ کی جماعت ہے۔ ذیل میں اس کے چندہ کی تفصیل شکریہ کے ساتھ درج اخبار کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے اراکین کو بیش از بیش خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے:-

نمبر شمار	اسماء	چندہ عید	چندہ مسجد	فطرانہ
۱	جناب میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ	1-11-0	...	5-0-0
۲	جنابہ اہلیہ صاحبہ سید تصدق حسین قادری	1-0-0	1-0-0	...
۳	جناب ماسٹر فضل دین صاحب	...	...	2-0-0
۴	جنابہ بنت سید تصدق حسین قادری	0-1-6	0-1-6	...
۵	جناب عبد الحکیم صاحب الیکٹریشن	1-0-0	1-0-0	0-5-4
۶	سید تصدق حسین قادری	1-0-0	1-0-0	2-5-0
۷	جناب محمد یوسف صاحب	...	...	0-1-6
۸	برخوردار ابراہیم القادری	0-1-6	...	...
۹	جناب سید عبد الوہاب صاحب	...	...	2-15-0
۱۰	جناب محمد شیر گل صاحب	1-0-0	1-0-0	2-1-6
۱۱	جناب عبد الرحمٰن صاحب انصاری	1-0-0	1-0-0	2-0-0
۱۲	جناب ابراہیم آدم صاحب سیہانی	1-0-0	1-0-0	0-5-6
۱۳	جناب اسماعیل محمود صاحب	1-0-0	1-0-0	1-12-0
۱۴	جناب اللہ حوایا صاحب	1-0-0	1-0-0	0-1-6
۱۵	سلطان علی صاحب	1-0-0	1-0-0	0-1-6
۱۶	جناب محمد صاحب تاجر	...	...	0-1-6
۱۷	جناب ڈاکٹر احمد اللہ صاحب	1-0-0	1-0-0	...
۱۸	جناب التفاف حسین خاں صاحب	1-0-0	1-0-0	1-0-0
۱۹	جناب الہ دین شیر محمد صاحب	1-0-0	1-0-0	0-5-6
۲۰	جناب سید مجید آفندی الکبیر	0-1-6	0-1-6	...
۲۱	جنابہ اہلیہ صاحبہ سید عابد علی صاحب	1-0-0	1-0-0	...
۲۲	جنابہ اہلیہ صاحبہ عبد الرحمٰن صاحب انصاری	0-1-6	0-1-6	...
۲۳	" " اسماعیل محمود صاحب	0-1-6	0-1-6	...
۲۴	جناب بشیر احمد صاحب پراچہ	1-0-0	1-0-0	1-0-0
۲۵	" السید مجید افندی الصغیر	1-0-0	1-0-0	...
۲۶	" محمد سالار خان صاحب	1-0-0	1-0-0	...
۲۷	جنابہ اہلیہ صاحبہ سلطان علی صاحب	0-1-6	...	...
۲۸	جناب ایم آر مرزا صاحب	1-0-0	1-0-0	0-1-6
۲۹	" عبد اللہ افندی رمضان	1-0-0	...	...
۳۰	برخوردار محمد طالب انصاری	0-4-0	...	...
۳۱	" عدنان ابن اسماعیل	0-2-0	...	...
۳۲	" ریاض ابن محمد شیر گل پراچہ	0-2-0	...	...
۳۳	" زاہد علی ابن سید عابد علی	0-1-0	...	...
۳۴	" محمد علی " "	0-1-0	...	...
	میزان	25-4-0	20-1-0	27-1-0

ضروری اعلان

پیغام صلح کا آئندہ پرچہ

یہ پیغام صلح کا جلسہ سالانہ سے قبل شروع ہونیوالا آخری پرچہ ہے آئندہ پرچہ ان شاء اللہ ۱۲ر جنوری ۱۹۳۸ء کو شائع ہوگا جس میں جلسہ سالانہ کی کارروائی اور ضروری تقاریر کا خلاصہ درج کیا جائیگا قارئین کرام مطلع رہیں

بھائی شودرانندجی لاہور میں

پنجاب کے وہ اچھوت جنہوں نے ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں اپنے آپ کو غیر ہندو اچھوت لکھایا تھا۔ بھائی شودرانندجی ان کے ایک ممتاز لیڈر ہیں۔ آپ ۱۷ر دسمبر سے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مقیم ہیں آپ کو اسلامی لٹریچر سے خاص دلچسپی ہے

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— سہارن پور کے مسلم حلقہ کے ضمنی انتخاب میں مسلم لیگ کے امیدوار مولوی منفعت علی صاحب کامیاب ہو گئے۔ آپ کو ۵۱۳۰ ووٹ ملے کانگرس کے امیدوار ظفر احمد اور اختر حسین دونوں ناکام رہے اختر حسین کی ضمانت بھی ضبط ہو گئی۔

—— یو۔ پی۔ اسمبلی کے ضمنی انتخابات میں پانچ حلقوں میں سے اب تک تین میں مسلم لیگ کو کانگرس کے مقابلے میں کامیابی حاصل ہو چکی ہے۔ بلند شہر کے حلقہ کا نتیجہ ۲۲ر دسمبر کو نکلے گا اس میں بھی مسلم لیگ کے امیدوار کی کامیابی کی توقع ہے۔

—— فیروز پور ۱۹ دسمبر۔ پہلے ۱۴ برس کے بعد قتل کے ایک روپوش ملزم کو گرفتار کیا گیا۔

—— ذمہ وار سیاسی حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ سرحد کی کانگرسی وزارت سخت خطرے میں ہے اور وہ عنقریب ٹوٹ جائیگی۔

—— لکھنؤ ۱۹ دسمبر۔ آنریبل سر جسٹس۔ ایچ جی سمتھ چیف جسٹس اودھ چیف کورٹ کل حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال فرما گئے۔

—— جالندھر ۱۹ دسمبر۔ بلدیہ جالندھر نے ایک ریزولیوشن کے ذریعہ حکومت پنجاب سے درخواست کی ہے کہ بلدیہ کی حدود سے شراب کی دکانوں کی بندش کے لئے عوام سے استصواب رائے کیا جائے۔

—— لاہور ۱۷ دسمبر۔ آج ہائی کورٹ کے فل بنچ یعنی چیف جسٹس یعنی جسٹس بھڈے اور مسٹر جسٹس دین محمد نے مسجد شہید گنج کی اپیل کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل حکم سنایا کہ عدالت کا خیال ہے کہ شہید گنج کیس میں چند ایسے نکات ہیں جن پر کافی بحث نہیں کی گئی۔

(۱) کیا مسجد کے انہدام کی تاریخ سے نئی معیاد شروع ہو جاتی ہے۔

(۲) اگر ایسا ہے تو کیا مسجد یا عبادت کرنیوالے عدالت سے امداد کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ نیز کیا یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ مدعا علیہم کے خلاف حکم جاری کیا جائے کہ مسجد کو از سر نو تعمیر کرا دیں۔

(۳) اگر اس نوعیت کا حق موجود ہے تو کیا عدالت اس نوعیت کا حکم جاری کر سکتی ہے۔

(۴) کیا عدالت ایسا حکم جاری کر سکیگی اور اگر اس نوعیت کا حکم جاری کیا گیا تو کیا اس حکم پر عمل درآمد ممکن ہے؟

عدالت نے حکم دیا کہ ان امور پر طرفین کی بحث ۳ر جنوری کو سنی جائے گی۔

—— لاہور ۱۷ر دسمبر۔ آج مسجد شہید گنج کی بازیابی کے لئے مجلس احرار نے سول نافرمانی شروع کر دی ہے۔ مولوی مظہر علی اظہر اور نو احراری رضاکار گرفتار ہوئے۔ انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ۲۴ر دسمبر سے سول نافرمانی روزانہ ہوا کرے گی۔

—— لاہور ۱۷ر دسمبر۔ مشہور و معروف افغان مجاہد حاجی ترنگ زئی طویل علالت کے بعد گزشتہ سہ شنبہ کو انتقال فرما گئے۔ ان کے انتقال پر افغانستان و صوبہ سرحد تمام حلقوں میں رنج و افسوس کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

—— مدراس ۲۰ دسمبر۔ آج جب مدراس اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا اور بندے ماترم کا گیت گایا تو مسلمان ارکان اسمبلی اپنی نشستوں پر بیٹھے رہے جس پر ایک کانگرسی ممبر نے اعتراض کیا۔

—— لاہور ۲۰ر دسمبر۔ آج لارڈ لوتھیان نے ڈاکٹر سر محمد اقبال کے مکان پر ان سے ملاقات کی اور ایک گھنٹہ آئین جدید اور اس کے نتائج مسئلہ فلسطین اور ممالک اسلامیہ کی سیاسیات پر گفتگو ہوتی رہی۔

ممالک خارجہ

—— قاہرہ ۱۸ دسمبر۔ شاہ فاروق والئے مصر اور وزیر اعظم نحاس پاشا میں شدید اختلاف رونما ہو گیا ہے جس کا نتیجہ غالباً یہ ہوگا کہ وزارت مستعفی ہو جائے گی۔

—— اختلاف کی وجہ ایک بل قیاس کی جاتی ہے جو وفد پارٹی پیش کرنا چاہتی ہے جس سے دستور اساسی کی حفاظت مقصود ہے لیکن شاہ فاروق کا خیال ہے کہ اس بل سے شاہی اختیارات کم ہو جائیں گے اس لئے وہ اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ سیاسی حلقوں میں نہایت بے تابی سے کشمکش کے نتیجہ کا انتظار کیا جا رہا ہو بعض مصری اخبارات کا خیال ہے کہ شاہ فاروق مصر میں ڈکٹیٹر کی حیثیت سے حکومت کرنا چاہتے ہیں۔

—— لندن ۱۹ر دسمبر۔ جاپان کے وزیر خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ جاپانی فوجیں اس وقت تک یلغار جاری رکھیں گی جب تک چین کے آخری حصار فتح نہ ہو جائیں گے یا حکومت چین غیر مشروط طور پر اطاعت قبول نہ کرے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ اطالوی مصری سرحدوں پر مصری حکومت فوجی دستے روانہ کر رہی ہے جس کے ساتھ توپ خانہ مشین گنیں اور بمبار طیارے وغیرہ بھی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اطالوی فوج کی آمد سے جو خطرات لاحق ہو گئے ہیں یہ ان کا رد عمل ہے۔

—— ٹوکیو ۱۸ر دسمبر۔ روس کے نئے سفراء ارکانی ہانکو پہنچ گئے ہیں انہوں نے چین کی امداد اس شرط پر شروع کر دی ہے کہ اگر قومی گورنمنٹ پھر قائم ہوئی تو اس کا نصف حصہ ان چینیوں کو دیا جائے گا جو سویٹ روس کے حامی ہیں۔

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایک سو بیس روسی ہوائی جہاز اور دو سو چالیس روسی ہواباز ہانکو پہنچ گئے ہیں۔

—— ٹوکیو ۱۹ دسمبر۔ جاپانی ہیڈ کوارٹر نے اعلان شائع کیا ہو کہ نانکن میں ۹۰ ہزار چینی ہلاک ہوئے اور بہت سی توپیں جاپانیوں کے ہاتھ لگیں۔

—— بیت المقدس ۱۷ر دسمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ عکرم کے نزدیک پہاڑیوں میں برطانوی فوجوں نے عربوں کے ایک گروہ کو گھیر لیا۔ چار عرب مارے گئے اور متعدد زخمی ہوئے کوئی فوجی ہلاک نہیں ہوا۔

—— ایک ماہی گیر کو ریوالور قبضہ میں رکھنے کے الزام میں فوجی عدالت سے موت کی سزا ملی۔ اس کے رشتہ داروں کو حبس دوام اور ۱۴ سالہ لڑکے کو ایک سال قید کی سزا دی گئی۔

—— جاپان اور امریکہ کے تعلقات روز بروز کشیدہ ہو رہے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان جنگ شروع ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے۔

—— شنگھائی ۱۸ دسمبر۔ جاپانی فوجوں کے حملہ سے چین کے نئے دار السلطنت ہنگچاؤ کو بچانے کے لئے چینیوں نے دریائے ینگ سی میں بہت سے بند بنانے شروع کر دیئے ہیں تاکہ بحری جہازوں کے حملوں کو روکا جائے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ شمالی صوبہ جات میں چینی فوجوں نے جاپانیوں کو زبردست شکست دی ہے۔

—— حکومت روس پرانے عہدہ داروں کو نکال کر نوجوان عہدہ دار رکھ رہی ہے۔ نوجوان افسروں کی بھرتی زور شور سے جاری ہے۔

—— شنگھائی ۲۰ دسمبر۔ جاپانی فوجیں ہانگ کانگ سے تیس میل کے فاصلہ پر چینی علاقہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں مکمل کر چکی ہے۔ ہنکاؤ پر بھی فضائی حملہ کا خطرہ بڑھتا جا رہا ہے ہر بندرگاہ سنگچو میں چینی فوجوں نے جاپانی کارخانوں اور فیکٹریوں کو نذر آتش کر دیا۔

خریدارانِ "پیغام صلح" کی خدمت میں ایک ضروری التماس

مندرجہ ذیل نمبروں کے خریدار صاحبان کا چندہ اخبار "پیغام صلح" ماہ دسمبر ۱۹۳۷ء اور جنوری ۱۹۳۸ء میں ختم ہوتا ہے۔ از راہ کرم وہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ضرور ادا فرمادیں۔ اس طرح انہیں وی۔ پی۔ اور منی آرڈر کے اخراجات کی بھی کفایت رہے گی۔ جن احباب کے ذمہ اخبار کی بقایا رقوم ہیں وہ بھی توجہ فرمائیں۔ ایام جلسہ میں دفتر "پیغام صلح" جلسہ گاہ کے قریب کسی نمایاں مقام پر موجود ہوگا:۔

۱، ۲، ۳، ۷، ۸، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۹، ۲۴، ۲۷، ۳۰، ۳۲، ۳۷، ۳۹، ۴۰، ۴۶، ۴۷، ۵۰، ۵۲، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۶۸، ۷۱، ۷۸، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۶، ۸۸، ۸۹، ۹۲، ۹۴، ۹۵، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۱۰، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۷، ۱۳۲، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۵۳، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۵، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۷، ۱۹۶، ۲۰۷، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۳۱، ۲۳۵، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۹، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۵، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۳، ۲۸۲، ۲۸۴، ۲۸۶، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۳، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۹، ۳۲۲، ۳۲۷، ۳۲۵، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۹، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۴، ۳۶۹، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۸۲، ۳۸۵، ۳۸۷، ۳۸۹، ۳۹۱، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۶، ۳۹۸، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۱۱، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۵، ۴۲۸، ۴۳۲، ۴۳۴، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۹، ۴۴۱، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۶، ۴۶۲، ۴۸۰، ۴۸۲، ۴۸۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۵۰۲، ۵۰۵، ۵۱۰، ۵۱۳، ۵۱۵، ۵۳۲، ۵۳۹، ۵۴۵، ۵۵۲، ۵۶۹، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۷، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۹، ۵۹۲، ۵۹۸، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۱۸، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۷، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۹، ۶۴۵، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۵، ۶۶۱، ۶۶۷، ۶۶۹، ۶۷۲، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۸۰، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۶، ۶۸۹، ۶۹۱، ۶۹۳، ۶۹۶، ۶۹۷، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۳، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۱۴، ۷۱۶، ۷۱۹، ۷۲۴، ۷۲۶، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۵، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۶، ۷۷۸، ۷۸۰، ۷۸۳، ۷۸۶، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۳، ۷۹۵، ۷۹۹، ۸۰۱، ۸۰۳، ۸۰۶، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۷، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۴، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۷، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۵، ۸۶۷، ۸۶۹، ۸۷۱، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۵، ۸۸۷، ۸۹۷، ۸۹۹، ۹۰۱، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۳، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۸، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۲، ۹۳۶، ۹۳۹، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۹، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۵، ۹۵۸۔

خاکسار

منیجر اخبار "پیغام صلح" لاہور

دنیا میں کشت و خون کے ہنگامے

(جنگ یورپ کے بعد کی لڑائیاں)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ جنگ یورپ کے بعد سے اس وقت تک متعدد جنگیں دیکھ چکے ہیں۔ جن میں سے آخری جنگ اب بھی جاری ہے؟ ذیل میں حافظہ کی تازگی کے لئے ان جنگوں کی فہرست درج کی جاتی ہے۔

۱۔ **گلشیا** ۱۹۱۸-۱۹ء میں پولینڈ اور یوکرین کے درمیان مشرقی گلشیا کے متعلق جنگ ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ متنازعہ فیہ علاقہ پولینڈ کو مل گیا۔

۲۔ **آئرلینڈ** ۱۹۱۹-۲۱ء آئرلینڈ کی جمہوری پارٹی اور حکومت برطانیہ کے درمیان متفرق کشمکش جاری رہیں۔

۳۔ **روس** ۱۹۱۵ء بالشویکوں کو تین طرف سے مخالفین کے ساتھ لڑائی لڑنی پڑی سائبیریا کی طرف سے کولچک کے ساتھ۔ جنوب کی طرف سے ڈینی کن کے ساتھ اور استھونیا کی طرف سے یوڈینچ کے ساتھ تینوں کو دول متحدہ کی طرف سے امداد مل رہی تھی۔

۴۔ **مراکش** ۱۹۱۹-۲۲ء ہسپانیہ اور اہل ریف کے درمیان لڑائی ہوئی آخر کار اس میں فرانس بھی شریک ہوگیا اور امیر محمد بن عبدالکریم کی حوالگی پر یہ جنگ ختم ہوئی۔

۵۔ **عرب** ۱۹۱۹-۲۲ء شریف حسین مرحوم اور سلطان ابن سعود کے درمیان کئی مرتبہ لڑائیاں ہوئیں آخر کار سلطان نے ۱۹۲۴ء میں حجاز پر حملہ کیا اور ۱۹۲۵ء میں شریفی امارت کا خاتمہ کرکے حجاز پر قبضہ جما لیا۔

۶۔ **پولینڈ** ۱۹۲۰ء۔ روس نے پولینڈ پر حملہ کر دیا لیکن شکست کھائی۔

۷۔ **آرمینیا** ۱۹۲۰ء ترکی نے آرمینیا پر حملہ کرکے روس کے ساتھ براہ راست تعلقات پیدا کر لئے۔

۸۔ **ایشیائے کوچک** ۱۹۲۱-۲۲ء یونان نے ایشیائے کوچک پر حملہ کیا۔ سمرنا کو تباہ کیا۔ نقصان کا اندازہ قریباً پچھتر کروڑ روپے تھا۔ ہزاروں آدمی شہید ہوئے۔ آخر کار کمال اتاترک نے یونان کو شکست فاش دے کر ملک کو آزاد کرایا۔

۹۔ **شام** ۱۹۲۵ء دروزیوں کی بغاوت

۱۰۔ **جنوبی امریکہ** ۱۹۲۸-۳۵ء بولیویا اور پیراگوے کے درمیان طویل جنگ۔

۱۱۔ **چین** ۱۹۲۷-۲۸ء چین میں جنگ

۱۲۔ **منچوریا** ۱۹۳۱-۳۲ء منچوریا پر جاپان کا حملہ اور وہاں مانچوکو کی سلطنت کا قیام۔

۱۳۔ **چین** ۱۹۳۲ء شنگھائی پر جاپان کا حملہ اور سات کروڑ پونڈ کا نقصان۔

۱۴۔ **حبشہ** ۱۹۳۵-۳۶ء اٹلی کا حملہ حبشہ پر اور اس پرانی مملکت کا خاتمہ

۱۵۔ **ہسپانیہ** ۱۹۳۶ء خانہ جنگی جو اب تک جاری ہے۔

۱۶۔ **چین** ۱۹۳۷ء۔ جاپان کا چین پر حملہ۔

۱۷۔ **عرب**۔ سلطان ابن سعود اور امام یحییٰ میں جنگ سلطان کی کامرانی لیکن بمصالحت میں امام یحییٰ کے علاقوں کی واپسی۔

۱۸۔ **افغانستان** ۱۹۲۹ء بچہ سقاؤ کا ظہور۔ شاہ امان اللہ کی دستبرداری اور اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ کا جہاد و نجات اور ملک کی متفقہ خواہش امراء کے ماتحت تاج قبول فرمانا۔

۱۹۔ **ترکستان** چین کے خلاف بغاوت

ان کے علاوہ بعض جنگیں ایسی ہوئیں جن کی نسبت زیادہ تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں۔ یا انہیں عام جنگوں کی حیثیت نہیں دی جاتی مثلاً بالشویکوں کی طرف سے مختلف روسی جمہوریتوں پر حملے یا ہندوستان کی سرحد کی بعض کشمکش یا ایران و عراق اور ایرانی بلوچستان کی سرحدی کشمکشیں یا ترکوں کے خلاف کردوں کی بغاوتیں یا سلطان ابن سعود کے خلاف ابن بجاد و فیصل الدویش اور ابن رفادہ کی سرکشیاں۔ جنگ یورپ میں اسی لاکھ آدمی مرے تھے اور ایک کروڑ چالیس لاکھ زخمی ہوئے تھے لیکن اس کے بعد بھی دنیا میں کشت و خون کا ہنگامہ گرم ہا کون کہہ سکتا ہے کہ ان جنگوں اور کشمکشوں میں کتنے اور موت کے گھاٹ اترے اور کتنے آدمی زخمی ہوئے۔ جنگ یورپ کو ختم ہوئے انیس برس ہو چکے ہیں لیکن اب تک فرانس کی سرزمین میں لاشیں مل رہی ہیں۔ جو مقتولین غیر مدفون رہے اور ان کی لاشیں مختلف کسانوں اور دہقانوں کو مٹی میں دبی ہوئی ملتی رہیں۔ ان کی تعداد اڑتیس ہزار ہے۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ غلام سرور خاں ولد عبدالکریم خان ذات پٹھان سکنہ کوٹ محمد ظریف خان تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۹ ۸/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہذا جاتے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۴/۳۸

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ پہلوان ولد حیا نہ ذات ... سکنہ تریلی بہادر شاہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱ ۵/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱۲/۴/۳۸

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ عبدالرحمن عبدالغنی نابالغ ولد غلام نبی ذات بھٹی سکنہ چانویں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۶ ۵/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہذا جاتے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۶/۴/۳۸

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ الہ بخش ولد محمد ذات ... سکنہ باغ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱ ۴/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہذا جانے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲/۳/۳۸

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ احمد ولد لال ذات بلوچ سکنہ چک ۱۴۳ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱ ۴/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہذا جانے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۳/۳۸

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ولیداد معروف ولی ولد نور خان ذات بلوچ سکنہ سابقی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۵ ۴/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہذا جانے مذکور بمقام صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۹/۳/۳۸

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ریلوے میں کمرشل کلرکوں کی بھرتی

(۱) والٹن ٹریننگ کالج نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور چھاؤنی میں داخلے کے لئے درخواستیں طلب کی جاتی ہیں۔ کمرشل گروپ سٹوڈنٹس میں تعلیم دی جائے گی۔ اور نصاب ۱۷ فروری ۱۹۳۸ء سے شروع ہوگا۔ (۲) کمرشل گروپ سٹوڈنٹس میں ۵۸+۲ اسامیاں خالی ہیں جن میں سے بعض مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے لئے حسب ذیل طور پر مخصوص ہوں گی بشرطیکہ سلیکشن بورڈ کی رائے میں وہ اس کلاس میں داخلے کی کم از کم قابلیت رکھتے ہوں

کمرشل گروپ سٹوڈنٹس

مسلم — ۲-۳۵

اینگلو انڈین یورپین — ۱

دیگر اقلیتیں یعنی عیسائی، پارسی، سکھ وغیرہ — ۵

(۳) درخواست کنندوں کے لئے لازمی ہے کہ ان کے پاس کسی مستند یونیورسٹی کے کم از کم دوسرے درجے کے میٹرکولیٹ کا سرٹیفکیٹ ہو۔ یا اس کے برابر کوئی اور امتحان پاس کیا ہو۔ اور داخلے کے دن یعنی ۱۷ فروری ۳۸ء کو ان کی عمر ۱۸ برس سے کم نہ ہو اور ۲۱ برس سے زیادہ نہ ہو۔

۴۔ درخواست دہندے مقررہ فارموں کو جو ایک روپے میں بڑے بڑے اسٹیشنوں کے سٹیشن ماسٹروں یا سٹیشن سپرنٹنڈنٹوں سے مل سکتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے پُر کریں۔ جو طلبہ یہ فارم بذریعہ ڈاک معمولی طور پر یا بصیغہ رجسٹری منگوانا چاہتے ہوں وہ فارم کی ایک روپیہ قیمت کے علاوہ ڈاک کا خرچ بھی متعلقہ سٹیشن ماسٹر یا سٹیشن سپرنٹنڈنٹ کو بھیج دیں۔ ایک مطبوعہ لفافہ بھی مفت دیا جائے گا۔ جسے درخواست دہندہ اپنے ہاتھ سے پُر کر کے بذریعہ ڈاک (دستی نہ بھیجا جائے) بھیج دے۔ درخواستوں کے ساتھ چال چلن، علمی قابلیت اور کھیلوں میں قابلیت کے متعلق سرٹیفکیٹوں کی مصدقہ نقول بھیجی جائیں۔ یہ درخواستیں متعلقہ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کے دفتر میں ۱۵ جنوری ۳۸ء تک پہنچ جائیں۔

(۵) بمقام لاہور کنٹرول سلیکشن بورڈ ٹریننگ سکول میں داخلے کے لئے امیدواروں کا انتخاب کرے گا جن درخواست دہندوں کی درخواستیں منتخب کی جائیں گی انہیں ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر میں ڈویژنل سلیکشن بورڈ سے ملاقات کے لئے ۳۱ جنوری ۳۸ء کو صبح دس بجے حاضر ہونا ہوگا۔ انہیں اپنے خرچ پر آنا ہوگا باقی تمام درخواستیں فائل کر دی جائیں گی۔ جن امیدواروں کو ڈویژنل سلیکشن بورڈ منتخب کرے گا انہیں اے ۲ کا میڈیکل ٹیسٹ کرانا ہوگا جن کی تفصیلات درخواست کے فارم کی پشت پر درج ہیں اس کے بعد انہیں ۳۸ء کو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ہیڈ کوارٹرس آفس میں کنٹرول سلیکشن بورڈ سے انٹرویو کے لئے صبح ۱۰ بجے حاضر ہونا ہوگا اس مطلب کے لئے مفت پاس دیئے جائیں گے۔

نوٹ ۱۔ ڈویژنل اور ہیڈکوارٹرس سلیکشن بورڈوں میں جو امیدوار انٹرویو کے لئے طلب کئے جائیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے اصلی سرٹیفکیٹ ہمراہ لیتے آویں یا میٹرکولیشن کے اصلی یا پروویژنل سرٹیفکیٹ خواہ وہ انڈر گریجویٹ یا گریجویٹ بھی ہوں۔

ریلوے میں کلرکوں کی ضرورت

ہیڈکوارٹرز آفس لاہور میں ملازمت کیلئے عارضی کلرکوں کی ریکروٹمنٹ کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں تنخواہ کا سکیل کلاس ۲ گریڈ ۳۰ روپے ماہوار ہوگا۔ ۳۰-۵-۵۰-۵/۲-۶۰ ۔۔۔ ملازمت۔۔ مختصر سے عارضی اوقات کیلئے ہوگی۔ مگر اسامیاں خالی ہونے پر امیدواروں کو مستقل ہو جانے کا کافی موقع دیا جائیگا درخواست کنندوں کیلئے لازمی ہے کہ وہ کسی ہندوستانی یونیورسٹی کے درجہ دوم کے میٹرکولیٹ ہوں یا جونیئر کیمبرج کا ڈپلوما یا اسکے برابر کا کوئی امتحان پاس ہوں درخواستیں مقررہ فارموں پر ۳ جنوری ۳۸ء تک ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے دفتر میں پہنچ جائیں دیگر تفصیلات کیلئے ۲۴ دسمبر کا انقلاب صفحہ ۲۱ دیکھیں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ گوردتہ رام ولد چوہدری اوتم چند ذات نیر ساکنہ درگاہی شاہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے یوم مورخہ ۲۵ جنوری ۳۸ء مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سلطان ولد جمیت ذات چدھڑ سکنہ پنڈ سرانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۸ جنوری ۳۸ء مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور شورکوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سلطان ولد رنگو ذات موچی سکنہ بدھ رجبانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۸ جنوری ۳۸ء مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور شورکوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹/۱۲/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ٹوپن داس ولد جسو رام ذات بتر سکنہ درگاہی شاہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۵ جنوری ۳۸ء مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۷/۱۲/۳۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب خان عبدالرحیم خان صاحب بی۔ اے نائب تحصیلدار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تحصیل سنگھڑ

بمقدمہ کھنڈ خان ولد رحیم خان بلوچ لغاری طلانی سکنہ موضع سٹھہ لغاری تحصیل سنگھڑ مدعی۔

بنام

مسمات امینہ بیوہ گامن و لعل و غازی پسران جانہ قائمقامان جانہ متوفی و مسمات چندو ہمشیرہ جانہ متوفی و مسمات پھاپی دختر جانہ متوفی زوجہ نورا سکنہ سٹھہ و مسمات سبھائی دختر جانہ متوفی زوجہ کنبر سکنہ تونسہ شریف قائمقامان متوفی ومنظور ولد عیسیٰ لغاری طلانی سکنہ سٹھہ موضع جھوک بودو و لکھمی چند ولد روشن داس و لعل چند ولد ایسر داس و اودھو رام ولد گودھا رام و دمہرہ رام ولد تیجو رام اقوام کھتری سکنائے کوٹ قیصرانی و غلام ولد کابل و اللہ دتہ ولد حمید و گامن و حمید و احمد پسران محمود و گہنہ و درتی پسران شیرا و نورا ولد احمد و گامن و محمد و احمد پسران محمود و دریام ولد قبول اقوام لغاری سکنائے موضع سٹھہ معہ جھوک بودو و حیدر ولد یوسف و منظور و غلام و دوستن پسران مبارک و گہنہ ولد قیصر و نورا ولد بخش اقوام قیصرانی سکنائے موضع جھانگرہ و الہ بخش و حیدر و میرباز پسران حسن و بڈھا و بارو و فضل پسران حسین قیصرانی سکنائے جھوک کنڈوالی موضع جھانگرہ و محمد و غلام پسران احمد و نورا ولد مسو و علی ولد منوا اقوام قیصرانی سکنائے جھانگرہ و اللہ رکھا ولد حبیب و نورا ولد یوسف و شیرا ولد موسیٰ و کالو ولد مانک و شیرا ولد منجھ و لالہ ولد غلام و نورا پسران بخش و حیات ولد گہنہ و مسمات جوری بیوہ نورنگ و مسمات ..... بیوہ عثمان و غلام و نورا و رمضان و امامن پسران حاجی اقوام قیصرانی سکنائے جھوک بودو و موسیٰ و احمد و محمد پسران عیسیٰ و عثمان ولد حاجی و طل و جمال و حبیب پسران فتح محمد سکنائے جھوک بودو و محمد حیات ولد داد و رحیم ولد مٹھو و اللہ بخش ولد مسو و منظور و اللہ بخش و محمد و الہ بخش و رحیم بخش پسران مسو و احمد ولد یعقوب و مسو ولد عثمان و یعقوب و گامن پسران یوسف متوفی و الہ بخش بالغ و محمد بخش نابالغ پسران کالو بولایت الہ بخش برادر حقیقی قائمقامان یوسف متوفی اقوام قیصرانی سکنائے موضع جھوک بودو تحصیل سنگھڑ مدعا علیہم۔

دعوی تقسیم قطعی [illegible] حصہ اراضی کھاتہ ۳۳ برقبہ ..... کنال واقع موضع جھوک بودو تحصیل سنگھڑ جس کا مجموعی رقبہ ..... کنال ہے بر ئے خسرات مشمول زیر دفعہ ۱۱۱ ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء

چونکہ مندرجہ عنوان بالا مدعا علیہم کافی تعداد میں ہیں۔ اور مختلف مواضعات میں سکونت پذیر ہیں۔ ان تمام کے نام سمنات جاری کئے گئے۔ مگر جملہ مدعا علیہم کی اصالتاً تعمیل نہیں ہوئی ہے اور ان پر تعمیل اصالتاً ہونا مشکل ہے اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ جملہ مدعا علیہم تقرر ۱۱ جنوری ۳۸ء عدالت ہذا میں بوقت دس بجے صبح حاضر ہو کر پیروی مقدمہ کریں بصورت دیگر ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاوے گی۔

بتحریر مورخہ ۱۳ دسمبر ۳۷ء

دستخط حاکم

مہر عدالت